گلستان باختر

(جلد سوم)

ان وقائع کا سلسلہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد پنجم کے بعد سے شروع ہوتا ہے جسکا تسلسل ناظرین کو جلد اول و جلد دوم گلستان باختر سے معلوم ہوا ہوگا۔ اس جلد مین اسطرح سے آغاز کیا جاتا ہے کہ مردود بارگاہ خدا برہیا سابق بن بقاجو لقائے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہے دست صاحبقران ابن صاحبقران سلطان پژوہ کیوان شکوہ صاحبقران رابع سے عاجز و مجبور ہو کر طلسم زلزل مین جا کر پوشیدہ ہوا ہے اور نقاش صورت کش چند سرداران اہل اسلام کو قید کر کے خدمت مین خشاع ابن مکمش خداوند کے لے گیا ہے اور صاحبقران تعاقب مین اُسکے مع فوج ظفر موج کوچ در کوچ کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اور در بند طلسم زلزل پر بڑی بڑی معرکہ آرائیان پڑتی ہین اور فرزند ارجمند صاحبقران ثالث صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم صولت دارا حشمت اژدر در شہزادہ تیمور شیر پرور کے کارنامے نمایان اور جرأت بے پایان اور پھر بطلب سلیمان صاحبقران اُن کا قاف جانا اور بڑے بڑے سرکشان قاف کو حلقۂ غلامی پہنا کر زلازل قاف ثانی سلیمان خطاب پانا اور پھر زبان سے آنکھ صاحبقران رابع سے لوازمہ صاحبقرانی طلب کرنا اور بڑی بڑی لڑائیون مین سر برآوردہ رہنا اور دلسوز بن جانسوز بن عمر قرآن نظر کردہ شاہ مردان کا لشکر اسلام مین داخل ہو کر بے نظیر عیاریان کرنا اور آخر مین شہزادہ تیمور شیر پرور کا عیار بننا۔ اور گل گلزار عیاری موجد فن مکاری سر برندہ گردن کشان و قتل کنندۂ ساحران شاہ عیاران خواجہ خضران نامدار فرزند عمرو ثانی کا درویش آفتاب صورت بنکر مع حشم و خدم کے آنا اور لشکر کفار سے معرکہ آرائیان پڑنا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا چیلا بنکر ہمراہ رہنا اور صاحبقران زمان کا خواجہ خضران کے حال سے ناواقف ہونا اور دلسوز بن جانسوز کا خواجہ خضران سے بڑی بڑی عیاریان کرنا اور خواجہ سے کہنا کہ تم زنبیل وغیرہ مجکو دیکر خانۂ کعبہ چلے جاؤ عجب پرحیرت داستان ہے اور جو جو عیاریان اس مین لکھی گئی ہین وہ آجتک کسی کتاب مین نظر سے نہ گذری ہونگی پھر صاحبقران کیوان شکوہ کا طلسم زلزل کو فتح کر کے اثاثۂ صاحبقرانی تیمور شیر پرور کو بخشنا اور دونون کا خانۂ کعبہ چلے جانا غرضکہ ہر طرح سے یہ مصنف مرحوم کی آخری یادگار ہے امید ہے کہ حضرات ناظرین اس سے محظوظ ہو کر اُن مرحوم کو دعائے خیر سے یاد فرمائین گے اور بقیہ کتابین اُن کی تصنیف کردہ جو ابھی طبع نہین ہوئی ہین وہ بھی خدا نے چاہا تو عنقریب چھپ کر شائع ہون گی

جس کو

ماہر فن بلبل شاخسار سخن شیخ تصدق حسین مرحوم نے حسب الحکم مالک مطبع ہذا نہایت محنت و جانکاہی سے نہایت دلچسپ و دلکش پیرایہ مین لکھا ہے

باہتمام منوہر لال بھارگو بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ

بار اول سنہ ۱۹۱۷ء

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

فہرست مضامین گلستان باختر جلد سوم

گلستان باختر

(جلد سوم)

ان دفاتر کا سلسلہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد پنجم کے بعد سے شروع ہوتا ہی جسکا تسلسل ناظرین کو جلد اوّل و جلد دوم گلستان باختر سے معلوم ہوا ہوگا۔ اس جلد مین اسطرح سے آغاز کیا جاتا ہی کہ مردود بارگاہ خدا تدبیجا سارق بن بقا جو لقا کے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہی دست صاحبقران ابن صاحبقران سلطان پژوہ کیوان شکوہ صاحبقران رابع سے عاجز و مجبور ہو کر طلسم زلزلہ مین جا کر پوشیدہ ہوا ہی اور نقاش صورت کش چند سرداران اہل اسلام کو قید کر کے خدمت مین شعشاع ابن مشمش خداوند کے لے گیا ہی اور صاحبقران تعاقب مین اُسکے مع فوج ظفر موج کوچ در کوچ کرتے ہوے چلے جاتے ہین اور در بند طلسم زلزلہ پر بڑی بڑی معرکہ آرائیان پڑتی ہین اور فرزند ارجمند صاحبقران ثالث صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم صولت دارا حشمت اژدر در شہزادہ تیمور شیر پرور کے کارہاے نمایان اور جرأت بے پایان اور پھر بطلب سلیمان صاحبقران اُن کا قاف جانا اور بڑے بڑے سرکشان قاف کو حلقہ غلامی پہنا کر زلازل قاف ثانی سلیمان خطاب پانا اور پھر وہان سے آکر صاحبقران رابع سے بوارثہ صاحبقرانی طلب کرنا اور بڑی بڑی لڑائیون مین سر برآور رہنا اور دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان کا لشکر اسلام مین داخل ہو کر بے نظیر عیاریان کرنا اور آخر مین شہزادہ تیمور شیر پرور کا عیار رہنا۔ اور گل گلزار عیاری موجد فن مکاری سر بریدہ گردن کشان و قتل کنندہ ساحران شاہ عیاران خواجہ خضران نامدار فرزند عمرو ثانی کا درویش آفتاب صورت بنکر مع حشم و خدم کے آنا اور لشکر کفار سے معرکہ آرائیان پڑنا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا چیلا بنکر ہمراہ رہنا اور صاحبقران زمان کا خواجہ خضران کے حال سے ناواقف ہونا اور دلسوز بن جانسوز کا خواجہ خضران پر بڑی بڑی عیاریان کرنا اور خواجہ سے کہنا کہ تم زنبیل وغیرہ مجکو دیکر خانۂ کعبہ چلے جاؤ عجب پرحیرت داستان ہے اور جو جو عیاریان اس مین لکھی گئی ہین وہ آجتک کسی کتاب مین نظر سے نہ گذری ہونگی پھر صاحبقران کیوان شکوہ کا طلسم زلزلہ کو فتح کر کے اثاثۂ صاحبقرانی تیمور شیر پرور کو بخشنا اور دونون کا خانۂ کعبہ چلے جانا غرضکہ ہر طرح سے یہ مصنف مرحوم کی آخری یادگار ہی امید ہی کہ حضرات ناظرین اس سے محظوظ ہو کر اُن مرحوم کو دعاے خیر سے یاد فرمائینگے اور بقیہ کتابین اُن کی تصنیف کردہ جو ابھی طبع نہین ہوئی ہین وہ بھی خدا نے چاہا تو عنقریب چھپ کر شائع ہون گی

جس کو

ماہر فن بلبل شاخسار سخن شیخ تصدق حسین مرحوم نے حسب الحکم مالک مطبع ہذا بنہایت محنت و جانکاہی سے نہایت دلچسپ و دلکش پیرایہ مین لکھا ہے

باہتمام منوہر لال بھارگو۔ بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ

بار اوّل [illegible]

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا خالق ارض و سما و نعت محمد مصطفیٰ الشفیع روز جزا و منقبت علی مرتضیٰ زوج بتول عذرا مع الائمۃ الہدیٰ الصلوٰۃ والسلام وسلامہ علیہم اجمعین - اما بعد بخدمت ناظرین باتمکین اذل کونین شیخ تصدق حسین عرض رسا ہو کہ حسب قدردانی جناب معلی القاب ولی نعمت مخزن جود و مروت راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم تیسری جلد بھی گلستان باختر کی شروع ہوکر اتمام کو پہونچی اگرچہ امید نہ تھی چونکہ اب ہمارا آخری زمانہ ہی نہ وہ ولولۂ شباب ہی نہ جوش طبیعت اسوقت کی فسانہ گوئی مصداق اس مصرعے کے ہی ع ۔ پیری کے ولولے ہین خزان کی بہار ہی • مگر شائقینون سے امید ہی کہ وہ میرے اس آخری جام کو بھی غنیمت سمجھکر نظر عنایت سے محروم نہ رکھینگے کیونکہ ؎ نہ اب وہ دل ہی ہی باقی نہ وہ طبیعت ہی • گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا • لہذا اگر کوئی خطا ہو تو ناظرین دامن عفو سے چھپائین کہ وہ دماغ کی بیداری و ولولۂ شباب کے ساتھ رخصت ہوگئی مگر یہ بھی بغیر عرض کیے نہین رہ سکتا کہ انشاء اللہ تعالے ناظرین اولی الابصار اس میرے آخری جام سے سرشار ہوکر بیحد لطف حاصل کرینگے اور اس آئینہ مین وہ وہ جلوے نظر آئینگے جو کبھی پہلے نظر سے نہ گذرے ہونگے مین نے اپنے حد امکان تک اس مین وہ شراب بھری ہی جو رنگ ڈھنگ مین ہر طرح سے کھری ہی اگر زندگی نے کچھ دنون اور وفا کی اور آقاے نامدار دام اقبالہ نے پرورش فرمائی تو کیا عجب ہی کہ اس کے بعد کے دفاتر کے لکھنے کی بھی نوبت آے کیونکہ اب آخری وقت مین جو کچھ ہو جائے وہ تھوڑا ہی بقول حضرت تسلیم •

جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہی
بھڑکتا ہی چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہی

امید کہ ناظرین میرے اس آخری ہدیہ مختصر کو شرف قبولیت سے عزت بخشینگے ۔ والسلام ۔

آغاز داستان

رو کشان شاہد معانی و صورت نگاران محبوب خوش بیانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ سارِیق بن بقا راندہ درگاہ خدا بھاگ کر طرف طلسم زلزلے کے روانہ ہوا ہو اور نقاش صورت کش چند سرداران اسلام کو نذر کرنے کو دفتر چین شعشاع بن مشمش کے روانہ ہوا ہو اور صاحبقران عالیشان تعاقب مین سارِیق ملعون کے مع فوج ظفر موج کوچ و مقام کرتے ہوئے چلے جاتے ہین دیکھا چاہیے کہ راستے مین کیا کیا مراحل پیش آتے ہین ۔

پہلے کچھ حال ضلالت مآل راندہ خدا سارِیق بن بقا کا بیان ہوتا ہو۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا ساغر مشکفام کرون جب بیان صنعت ساحری ہو کتنے لگون قصہ اہل دل	کہ پیش نظر ہو جوانی کی شام کہین لوگ قصہ کو جادوگری تو الفاظ مین ہو اثر جانگسل	یہ ہو تازہ قصہ مین پیر کہن اگر لب پر آ جائین حالات جنگ بیا بشنو اے ہمدم داستان	دکھاؤن خزان مین بہار چمن تو پیدا ہو مردہ دلون مین امنگ کہ باز آمدم بر سر داستان

ناظرین نیرنگ عجائبات روزگار و تماشہ بینان طلسمات زمانہ بدکردار پر ظاہر و ہویدا ہو کہ گلستان باختر جلد دوم اس مقام پر تمام ہوئی ہو کہ سارِیق بن بقا جو خزانہ غلطان شاہ دردگوش کا لوٹ کر بھاگا ہو سے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا جاتا ہو اور ہژبر خون آشام خان و سارِیق کا دس ہزار سوارے خزانہ قبضہ مین کیے ہوئے آگے آگے جا رہا ہو یہان تک کہ مضافات شہر سرمستان مین پہونچا اور آیندہ و روندے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہو فرمانروا یہان کا کون ہو لوگون نے بیان کیا کہ اس کو شہر سرمستان کہتے ہین حاکم یہان کا محکم سرمست ہو نو بیٹے اُس کے نہایت جری و بہادر ہین کہ ایک ایک رستم و اسفندیار و سہراب زمانہ ہو بادشاہ بھی نہایت دلاور و بہادر و مرد میدان ہو پانچ لاکھ سوار پر حاکم ہو اور علاوہ اس کے پہلوان نامی و گرامی افسر فوج سے ہین کام ان سب کا یہی ہو کہ ادھر سے جو قافلہ وغیرہ گذرتا ہو اور یہ سُن پاتے ہین تو چڑھ جاتے ہین اور لوٹ لیتے ہین یہ جو ہژبر خون آشام نے سُنا کہا ان لوگون کو کبھی بہادرون سے سابقہ نہین پڑا ہو کیا مجال و طاقت ہو اُن کی جو یہ مال و خزانہ چھین لین یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر گویندون نے طوفان شیر سر سوار محکم سرمست سے جا کہا یہان یک ہژبر خون آشام مع ہزار سوارون کی حفاظت مین بہت بڑا خزانہ لیے آتا ہو طوفان نے جو یہ سنا طمع زر دامنگیر حال ہوئی اسیوقت بیس ہزار سوار ہمراہ لے کر شہر سے باہر نکلا صحرا مین آکر طوفان شیر سر نے یہ دیکھا کہ ایک لشکر مع ایک خزانہ گرانبار چلا آتا ہو آگے آگے سب کے ہژبر خون آشام نہایت دبدبے سے روان ہو اُدھر ہژبر خون آشام جسوقت صحرا مین پہونچا دیکھا اس نے کہ طوفان شیر سر دھاوا مارے اسکی طرف چلا آ رہا ہو آتے ہی طوفان شیر سر نے نعرہ کیا کہ باش اے خیرہ سر و خبردار آگے قدم نہ بڑھانا بس اسی مین خیر ہو کہ صاف صاف بیان کر دو کہ تم لوگ کون ہو اور یہ خزانہ کس کا ہو اور کہان جاتا ہو اور بہتری ہو کہ جان کا صدقہ مال سمجھکر اس خزانہ کو چھوڑ دو اور اپنی جانین لیکر چلے جاؤ ورنہ تم مین کا ہر ایک میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھکر سدِ راہ ہوا ہژبر خون آشام کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ او دزد دغا مجھے حال تیرا معلوم ہو گیا ہو کہ تو راہزنی کیا کرتا ہو اور تیرا بادشاہ بھی ڈاکو ہو آئین تیرے ملک کا یہی بنا ہو کہ جسکے پاس مال دیکھا اُسے لوٹ لیا مگر مجھسے تو ایک حبہ نہ لے گا مال لینے کے عوض نقد جان دے کے جائیگا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور یہ خزانہ کسکا ہو مین ہژبر خون آشام خان و خداوند سارِیق ہون اور یہ خزانہ خداوند با خبر کا ہو اگر تو اسکی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو اندھا ہو جائیگا یہ سنکے طوفان شیر سر نے کہا کہ خداوند سوا شعشاع بن مشمش کے اور کوئی نہین یہ کوئی بندہ برگشتہ خداوند کا معلوم ہوتا ہو لیکر و ریا ہژبر نے ابھی جواب دیا کہ طوفان نے

وار ہزبر کا آسیب سپر رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا ہزبر خون آشام نے بھی سپر بلند کی لیکن تیغ لنگر دار تھا
سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا اور سر میں جا بیٹھا چار انگل کا زخم سر میں آیا ہزبر خون آشام نے دانستہ نہ
مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے باہر نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہوگئی طوفان نے چاہا کہ سر
کاٹ لوں لوگ ہزبر کے درمیان میں آگئے تلوار چلنے لگی ہزبر کو تو بچا لیا لیکن فوج طوفان نے جو تلوار برسانا شروع
کی تو ہزبر کے دس ہزار سوار جو افسر کے زخمی ہونے سے بددل ہوچکے تھے خزانہ کو چھوڑ کر جابجا بھاگ کھڑے ہوئے
یہاں طوفان شیر سر نے جو خزانے کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور تمام مال و جواہر قبضہ میں کرکے چلا ہمیشہ سے دستور
یہ تھا کہ جو سردار محکم سرمست کے حضور مال لوٹ کا لاتا تھا وہ چہارم اُس کو دے کر باقی خزانہ شاہی میں داخل کر دیتا
تھا جب طوفان نے اسقدر مال و اسباب دیکھا نیت اسکی بد ہوئی اور قصد کیا کہ یہیں زیر کوہ ہوکر نکل چلوں اور رہ جو
قلعہ صحرا میں نہایت مستحکم بنا ہوا ہے وہاں قیام اختیار کروں فوج ملازم کروں چند دن میں میں خود بادشاہ بن جاؤں یہ کیا
ضرورت ہے کہ اس مال میں سے حصہ بٹاؤں محنت ہم کریں اور کھائیں غیر یہ سوچ کے طوفان جانب کوہ روانہ ہوا
قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے دو بیٹے محکم سرمست کے شکار کھیل کے پلٹے ہوئے چلے آتے
تھے اُن کو معلوم ہوا کہ طوفان نے آج بہت بڑا خزانہ لوٹا ہے اور اُسکی نیت فاسد ہوئی ہے قلعہ حدیدی کی طرف جا رہا ہے
بس یہ سنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست یہ دونوں بھائی دوسرے رستے سے ہو لیے اور طوفان شیر سر
کو ٹوکا کہ کہاں جاتا ہے دیکھا طوفان نے کہ اب یہ راز قبل از وقت فاش ہوگیا لہذا اسکا ہضم ہونا مشکل ہے کہا کہ میں نے
سنا تھا کہ حضور شکار کو آئے ہیں میں آپ ہی کی تلاش میں جاتا تھا نوفل سرمست اور نافل سرمست نے خزانہ کو
اپنے قبضہ میں کیا اور وہاں سے شہر سرمستان میں آئے اور تمام خزانہ محکم سرمست بادشاہ شہر کے سامنے
پیش کیا محکم سرمست نے حسب قاعدہ چہارم مال طوفان کو دلوا دیا باقی اپنے خزانہ میں داخل کر دیا طوفان خوش
ہوگیا اسکو یہ امید نہ تھی کہ بادشاہ اپنے عہد پر قائم رہے گا لیکن نافل و نوفل کو کمال افسوس ہوا کہ بادشاہ نے اتنا
مال اسے دیدیا جب طوفان چلا گیا تو ان دونوں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ نے اتنا مال و خزانہ اسکو دیدیا
اسکی کیا ضرورت تھی تھوڑا سا دیدیتے محکم نے کہا کہ اگر ہم ہی بدعہدی کریں تو ہم میں اور ان میں فرق کیا رہیگا علاوہ
اسکے پھر حکومت قائم نہ رہے ملازمین برگشتہ ہو جائیں خبردار تم بھی اپنے زمانہ میں خلاف عہد نکرنا ورنہ خطا پاؤ گے جو اطاعت
کرتے ہیں یہ سر اٹھائیں گے آپ حاکم بنجائینگے تمکو محکوم بنائیں گے یہ سنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست
خاموش ہو رہے لیکن ان کو کلام سنکے یہ خیال اُن کے دلوں میں باقی رہا اب حال ہزبر خون آشام کا بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ حالت زخمداری میں بھاگا ہوا ساریق بن بقا کے پاس آیا ساریق صورت ہزبر کی دیکھکر گھبرا گیا پکارا کہ
اے خالق قدرت یہ کیا حالت ہے ہزبر خون آشام نے بیان کیا کہ یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اسکا شہر
سرمستان ہے عجب طرح کے جاہل لوگ وہاں بستے ہیں فوج شاہی لوٹ مار کیا کرتی ہے چہارم حصہ حق فوج ہے اور باقی
خزانہ شاہی میں داخل ہوا کرتا ہے وہی لوگ آئے اور خزانہ لوٹ لے گئے سنگگان تو ناچا اور کہنے لگا مال حرام بود بجائے
حرام رفت ساریق نے کہا کہ تو ہنستا ہے یہاں یہ فکر پیدا ہوئی کہ فوج اس صحرا میں بھوکوں مر جائیگی کوئی کہتا تھا شک پیدا ساتھ
سے آخر کو سب چھوڑ چھوڑ کر چلے جائیں گے یہ سنکے سنگگان نے کہا کہ میں جاتا ہوں خزانہ ملنے کی تو امید نہیں لیکن اس
خزانے کی عوض اگر اُن کا ملک ہی نہ برباد کرایا تو تمام اپنا شیطان نہ پایا یہ کہکر خچر اپنا طلب کیا اور خچرے پر بیٹھ کے
جانب ملک سرمستان روانہ ہوا بادشاہ شہر بھی رفقا کو ساتھ لیے ہوئے برائے سیر نکلا تھا نظر بادشاہ کی سنگگان
پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت بڑا سا طوق پہنے ہوئے بال سر کے بندر کے ایسے لباس زریں جسم میں ایک
خچر پر سوار چلا آتا ہے سنگگان نے بادشاہ کو دیکھتے ہی کچھ ایسے انداز سے سلام کیا کہ بے اختیار بادشاہ کو ہنسی آگئی

پوچھا تم کون ہو سخنگان نے کہا کہ اگر نام میرا سکے معنی نہ پوچھے تو میں نام بیان کروں بادشاہ نے کہا اگر سمجھ میں
نہ آئے گا تو پوچھوں گا سخنگان نے نام اپنا اس طرح بیان کیا کہ سخنگان بن سخنگان بن بختیارک بن دخنک
بن الفش بن سنگ سپید بادشاہ نے کہا کہ سنگ سپید کے کیا معنی سخنگان نے کہا کہ نام کے لیے معنوں کی
کیا ضرورت ہے ماں باپ نے جو نام رکھدیا وہ رکھدیا اب اس کی باتوں پر ہنسے شکل بھی مضحک حرکات اُس سے زیادہ مضحک
پوچھا کہ تم ادھر کس غرض سے آئے سخنگان نے کہا کہ میں وزیر اور شیطان درگاہ ہوں خداوند سارق بن بقا
بادشاہ ملک باختر کا سپہ سالار خداوند کہ خزانہ و مال لیے جاتا تھا آپ کے کسی سردار نے خزانہ چھین لیا ہے اُس نے
آکر خداوند سے فریاد کی خداوند نے مجھے بھیجا ہے کہ ہماری جانب سے کہو کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا وہ کم نہیں ہے کہ
تم نے دست ہوس اور دراز کیا ایسا نہو کہ میں ناراض ہو کر تقدیر پھیر دوں امیر سے فقیر بنا دوں یہ سنکے محکم
سرمست نے کہا کہ جا کر اپنے خداوند سے کہو کہ یہ بوسہ پیغام اچھا نہیں ہم سے اور خداوند سے مواجہہ میں گفتگو ہو جائے
سخنگان کا تو مطلب یہی تھا کہ بنا دے پھر تو خدا پرست آگئے اسے بھی تباہ کر دینگے اسنے کہا کہ خداوند کے استقبال
میں کی فکر میں جاتا ہوں اور ابھی خداوند کو لاتا ہوں یہ کہکر سخنگان سارق بن بقا کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے ان
سرکشوں کو بھی ہاتھ سے خدا پرستوں کے تاخت و تاراج کرائیے پھر طلسم زلزلہ کا راستہ لیجیے گا سارق ملعون
سخنگان سمیت جانب شہر سرستان روانہ ہوا وہاں محکم سرمست کو نہایت اشتیاق تھا کہ دیکھیں وہ خداوند
کیسا ہے جس کا وزیر ایسا ہے جس وقت محکم سرمست کو یہ معلوم ہوا کہ سارق بن بقا آتا ہے مع فوج برائے استقبال
آیا اور سارق کو نہایت اعزاز و اکرام سے شہر میں لایا سامان ضیافت مہیا کیا جب دعوت و ضیافت سے فراغ
حاصل ہوا تو سارق نے کہا کہ اے بندگان من میں نے تم کو اسقدر مال دیا کہ جسکے قابل تم نہ تھے اب تم نے اور دست
ہوس کو دراز کیا اور خداوند کی بغیر اجازت مال خداوندی کو قبضہ میں لائے بہتر یہ ہے کہ مال خداوندی ملازمان
خداوند کے سپرد کرو اور عذر کرو تاکہ مورد عتاب خداوندی نہو یہ سنکے محکم سرمست نے ہنس کے جواب دیا کہ آخر
خداوند نے مال کو اپنے بندوں ہی کے واسطے تو خلق فرمایا ہے لہذا مال خداوند بندوں کا مال ہے خداوند کے گھر کا ہے کی
کمی ہے یہ بھی ایک کرم خداوندی تھا کہ گھر بیٹھے خداوند نے اتنا مال بھیجا سخنگان نے چپکے سے کہا کہ اب مال تو ملتا
نہیں ہے ان سے یہ کہو کہ اگر خداوند کی اطاعت کرو دشمنان خداوند کو سزا دو گے تو اس مال کی کیا حقیقت ہے خداوند
اور بہت کچھ عنایت فرمائیں گے سارق نے یہی کہا محکم سرمست نے کہا کہ دشمن آپ کا کون ہے یہ سنکے
سارق نے نام صاحبقران رابع کا بتایا اور کہا کہ میرے تعاقب میں وہ اژدر دہان آتا ہوگا وہی ہمارا دشمن ہے مجھے
یقین ہے کہ وہ یہاں آجائے گا محکم سرمست نے کہا کہ جب آئے گا تو دیکھا جائے گا میرے افسران فوج بہت
جلد خدا پرستوں کا استیصال کر دینگے آپ پریشان نہوں اور اطمینان سے بیٹھیں اور اگر زیادہ فوج اُنکے ساتھ
ہوئی تو یہاں سے قریب ملک حسن آگین ہے وہاں کا بادشاہ حسین سبز قبا ہے وہ بہت بڑی فوج رکھتا ہے
اور لشکر میں اُس کے ایسے ایسے پہلوانان نامی وگرامی ہیں کہ عالم میں کہیں نہوں گے مجھسے اور حسین سبز قبا
سے نہایت تپاک ہے اگر میں اُس سے کمک طلب کروں گا تو وہ دریغ نہ کرے گا شہر آگین کا نام سنکے سخنگان
نے پوچھا کیا لوگ وہاں کے بہت حسین ہیں محکم سرمست نے کہا کہ ملک جی کیا کہوں ایسا حسن خیز ملک ہے دنیا پر دوسرا
نہوگا کہیں سے خوبصورت نہ وہاں کے بد صورت سخنگان نے کہا کہ خدا پرستوں کے خوب جوڑے لگیں گے واہ
کیا تقدیر ہے ان لوگوں کی کہ جہاں جاتے ہیں عیش کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں سخنگان کی اس پیشگوئی پر کسی نے
اعتنا نہ کی بلکہ ہنسی ہیں سارق نے کہا کہ او احمق وہاں کے لوگوں کو خداوند نے خاص اپنی خدمت کے لیے پیدا
کیا ہے اس وجہ سے وہ حسین ہیں محکم سرمست نے کہا کہ آخر خداوند نے اپنی صورت سب سے بہتر کیوں نہ بنائی

سارق نے کہا کہ بندوں کی اطاعت کا امتحان مقصود تھا اگر اپنی صورت خداوند سب سے اچھی بنا لیتے تو سب خداوندی کے خواہشمند ہو جاتے مخلوق کسطرح بڑھتی علاوہ اس کے بندوں کو شکایت ہوتی اب جو بد صورت ہیں اُن کو خداوندی کی شکل دیکھکے صبر آتا ہوگا یہ سُنکے اہل دربار ہنسے اور کہنے لگے ع وزیر بے چنین شہریار بے چنان ۔ مقبل سرمست نے کہا کہ ایک دختر ملک حسین سبز قبا کی ہے کہ نام اُسکا حسینہ گلگون پوش ہے ہمیشہ لباس سرخ پہنتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند شفق میں ہے ایک تو طبقہ وہ حسن خیز ہے علاوہ اسکے ملکہ حسینہ گلگون پوش اُس شہر میں فرد ہے لوگ جمال کی تاب نہیں لا سکتے دیکھتے ہی بیہوش ہو جاتے ہیں یہ سُنکے سارق ہنسا اور اُس کو اشتیاق پیدا ہوا کہا کہ اُسکو خاص اپنے لیے خداوند نے خلق فرمایا ہے یہان سے چلکر نور قدرت اسکے پیٹ میں آتا ہے ربوبیت کا سنگان نے کہا کہ ایسا خیال بھی دل میں نہ لایے گا وہ کسی سردار اسلام کی نذر ہو جاویگی اور اگر اُسکا نام لوگے تو خدا پرستوں کے ہاتھ کے طمانچے کھاؤگے یہان تو یہ باتیں ہو رہی ہیں لوگ شہر سرمستان کے ہنستے ہیں اور سارق کو مسخرا بنا رکھا ہے اسکی باتوں سے مقبل سرمست دل بہلایا کرتا ہے ان سب کو تو یہی خرافات میں رہنے دیجیے اور دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے ۔

اب دو کلمہ داستان شوکت نشان زلزلہ گیتی و لرزہ گردون گردان سرکوب رستم دستان حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ صاحبقران رابع کے بیان کیے جاتے ہیں مخمس

کہتے تھے وہ بشر کو جو دل نے بشر غلط	دیوانہ ہو کسی کا کوئی سر بسر غلط	شامت جو آئی انکا بیان جان کر غلط
	میں نے کہا کہ دعوے الفت مگر غلط	
	کہنے لگے کہ ہاں غلط اور کسقدر غلط	
ہوتے ہیں ایک بات کی تہ میں ہزار جھوٹ	تصدیق کیجیے تو بس انجام کار جھوٹ	اور پھیر ڈرا میں ہو گئے بے اعتبار جھوٹ
	تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ	
	آوازۂ قبول دعاے سحر غلط	
بالب یہ کوئی قطرہ ڈوب کے رہ گیا	یا کچھ عیان ہوا اثر گریۂ خدا	یا جھوٹ بولنے کی خدا نے یہ دی سزا
	سوز جگر سے ہو تم پہ تف نالہ افترا	
	شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط	
ہاں سچ نہیں حکایت حال زبون دروغ	ہاں شکوہ و شکایت صبر و سکون دروغ	ہاں سر بسر دماغ میں جوش جنون دروغ
	ہاں سینے سے تابش داغ درون دروغ	
	ہاں آنکھ سے تراوش خون جگر غلط	
ہاں بے بسی میں جرم و خطا کچھ نہ کیجیے ۔	تسلیم و عاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے	ظاہر سواے مہر و وفا کچھ نہ کیجیے ۔
	آجائے کوئی دم میں تو کیا کچھ نہ کیجیے	
	عشق مجاز چشم حقیقت نگر غلط	
آگے نہ تھے زمانہ میں جواب فریب ہیں	ایمان و دین و ملت و مذہب فریب ہیں	چلتے ہوے بہانے ہیں یہ سب فریب ہیں
	بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہیں	
	اظہار یا کیا زہے ذوق نظر غلط	
یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان	کیا جھوٹ بولنے کو ملی ہے انھیں زبان	شاعر ملا ہے ہیں زمین اور آسمان
	لو صاحب کتاب کہاں اور ہم کہاں	

	احمق نہیں نہ سمجھیں ہم اسکو اگر غلط	
یہ بات کیا کہ دل تو سنو اور ہو حزین	ثابت کریں ہزار وہ ثابت نہ ہو کہیں	معدوم تو وہ شے ہے جسے لائے نکتہ چین
	سینے میں اپنے جلتے ہو گو کہ دل نہیں ہمکو سمجھتے ہو کہ ہوا ان کی کمر غلط	
ایسے مبالغے سے غرض التفات ہے	ہم جانتے ہیں ہیچ ہے سب شبہ کمات ہے	کیا ہو یقین جو کوئی کہے دن کو رات ہے
	کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے سینے کو اپنے اُس کی سمجھنا سپر غلط	
ہو دینے والے ہوتے ہیں ایسے ہی تو سخی	انکو دیا یہ دم کہ مجھے جان بندگی	اک آہ سرد بھر کے کیا طور بیخودی
	سمجھی ہیں کیا دہری تھی کیسے کیسے سوچ کے جان عزیز پیش کشیں نامہ بر غلط	

راوی بیان کرتا ہے کہ سلطان حق پرست وہ یعنی عادل کیوان شکوہ تعاقب میں سارق بن بقا کے کئی اور مقام کرتے ہوئے برابر چلے آتے ہیں ہرکارے قبل سے روانہ ہوگئے ہیں یہ بھی سراغ لگاتے پتہ لگاتے چلے آتے ہیں جسوقت ہرکارے شہر سرمستان تک پہونچے اور حال سے سارق بن بقا کے آگاہ ہوئے تو انھون نے بازگشت کی اور خدمت میں صاحبقران عالیشان کے آکر بیان کیا کہ وہ راندۂ درگاہ خدا یعنی سارق بن بقا جاکر شہر سرمستان میں پناہ گزین ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا حاکم شہر سرمستان اُس کے پرستارون میں سے ہے ہرکارون نے عرض کی کہ وہ شعشاع بن ششمش کوئی کافر ہے اُسنے اپنا خداوند جانتا ہے سارق کا تو خزانہ اُس نے چھین لیا تھا اور بہت پریشان کیا تھا لیکن سنگان کی چرب زبانی سے اُسنے پناہ دی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ پیش خیمہ چار دار اُسی جانب روانہ ہو جزیل بن عادی پیش خیمے کر جانب شہر سرمستان روانہ ہوئے عقب میں ان کے اور سرداران نامی گرامی بھی یکے بعد دیگرے جانب شہر سرمستان روانہ ہوئے لیکن جسوقت جزیل عاد قریب شہر سرمستان کے پہونچے ہیں ادہر خبر لشکر سرمست کو ہوئی کہ پیش خیمہ خداپرستون کا آگیا اُسنے سنگان سے پوچھا کہ بارگاہ خداپرستون کی کیسی ہے سنگان نے کہا کہ ایسی بارگاہ ہے کہ تعریف اُسکی بیان سے باہر ہے سنتے تو تمنے کو کبھی ایسی بارگاہ دیکھی بھی ہوگی یہ سنکے لشکر سرمست کو رشک ہوا کہ اگر اُس بارگاہ میں ہم بیٹھیں تو کیا اچھا ہو تا فل و نوفل سے کہا کہ کسی سردار کو بھیجکر بارگاہ چھینوا لو یہ دونون تو طوفان شیر سر سے کینہ رکھتے ہی تھے انھون نے طوفان سے کہا کہ جاکر بارگاہ خداپرستون کی چھین لاؤ طوفان ابھی خزانہ چھیننے سے خوش ہو چکا تھا سوچا کہ اُس بارگاہ چھین کے لاؤن گا اور مال و اسباب پاؤن گا بس اسیوقت چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا وہان جزیل عادی نے صحرا میں قیام کیا تھا صاحبقران عالیشان کے منتظر تھے ایک جائے بلند تجویز کرکے بارگاہ کے استادہ ہونے کا حکم دیا تھا ملازمین استادگی بارگاہ میں مصروف تھے کہ ایکمرتبہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور آمد لشکر کے آثار معلوم ہوئے جزیل نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور آن واحد میں آکر عرض کی کہ طوفان شیر سر ارادۂ فاسد سے آتا ہے بس جزیل عاد نے بارگاہ کو پشت پر لے لیا اور آپ سامنے بڑھ کے کھڑے ہوئے اتنے میں گرد شق ہوئی اور علمہاے سیاہ پیدا ہوئے پھر پرون پر علمون کے تعریف شعشاع بن ششمش کی تحریر تھی آگے آگے ایک گبرنا ہنجار کرگدن ابلق پر سوار شیر صورت پیدا ہوا اور پشت پر چالیس ہزار جوان خشمگین سیف بکف نمودار ہوئے جزیل عادی نے للکارا کہ باش او فرقۂ فساق تو کون ہے اور کس ارادے سے آتا ہے طوفان شیر سر نے جواب دیا کہ میں فرستادہ حاکم شہر سرمستان ہون اور اس بارگاہ کے لینے کو آیا ہون

بہتر یہی ہی کہ بارگاہ میرے سپرد کردے ورنہ بزور شمشیر مین لے لونگا یہ سنکر جنرل عادی نے کہا کہ تیرا بادشاہ اور
حاکم کیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ڈاکو ہی بادشاہ ہوتی یہ خصلت نہین ہوا کرتی ہی ہم وہ ہین کہ رستم و اسفندیار کبھی خطرے
نہ لاوین تیری کیا حقیقت ہی جو تو بارگاہ چھینے گا بس اسی مین بہتری ہی کہ جدھر سے آیا ہی اُسی طرف لوٹ جا اپنی
جان سلامت لے جا ورنہ نقد جان کھو کے جائے گا۔ بس یہ سنتے ہی طوفان شیر سر کو طیش آیا اور
اُس نے ایک وار تلوار کا جنرل عادی پر کیا جنرل عادی نے جو اُس کا وار سپر پر روک کر
ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو طوفان شیر سر کے چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر لشکر طوفان نے حملہ کیا اطرف
سے ہمراہیان جنرل عادی آپڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لگ گئے نہر خون جاری ہوئی میدان جنگ
تمام خون سے رنگین ہو گیا لاشین پر لاشین گرنے لگین دیر تک تلوار چلی آخر طوفان شیر سر کی فوج کا منہ پھر گیا سب
رو بفرار لائے اور جانب شہر سرمستان فرار ہو گئے اہل اسلام نے آدھ کوس تک اُن کا تعاقب کیا آخر واپس آئے اور
بارگاہین ایستادہ ہونے کا حکم دیا بارگاہین ایستادہ وخیمہ برپا ہوتے ہی آمد لشکر اسلام شروع ہو گئی سب قریب ہی قریب
چلے آتے تھے تھوڑے سے وقت مین آکر جمع ہو گئے تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا دوسرے روز سواری بادشاہ اسلام صاحبقران
عالیمقام کی بھی آگئی امیر داخل بارگاہ ہوئے سردار آآکے جمع ہوے اُس روز تو آرام فرمایا دوسرے روز ایک نامہ بنام حکم
سرمست بادشاہ شہر سرمستان تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حاکم شہر سرمستان یہ تو نے کونسا طریقہ اختیار کیا ہی کہ
دوسرون کے مال وخزانہ پر قبضہ ناجائز کرتا ہی ان حرکات رکیک کو ترک کر کہ یہ بادشاہون کے شایان شان نہین ہوتا ہی اور
میرا دزد تیرے شہر مین بھاگ کے آیا ہی اُسے گرفتار کرکے میرے حوالے کر یا آمادہ جنگ ہو یہ نامہ تحریر فرماکر
غلطان دردگوش بادشاہ شہر غلطانیہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ تم بھی تحریر کرو اور اپنی طرف سے یہی لکھو
غلطان دردگوش نے حسب الارشاد صاحبقران عالیشان نامہ تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ تو جو میرا
خزانہ وغیرہ لوٹ کے بھاگا اور مین نے سنا ہی کہ اب اُس خزانہ کو تو نے اپنے قبضہ مین کیا ہی تو اگر میرا خزانہ میرے سپرد
کردے تو مین تیرا ممنون ہونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو سمجھ لے کہ بوٹی کے بدلے بکرا دینا پڑے گا تیرا
خزانہ بھی میرے خزانہ کے ساتھ لٹ جائے گا یہ دونون نامے صاحبقران عالیشان نے رکھے اور حسب دستور
خلعت وسپر وشمشیر واسطے نامہ دار کے رکھکر حکم فرمایا کہ ہی کوئی ایسا جو اس نامہ کا جواب باصواب شہر سرمستان
سے لائے بس یہ سنتے ہی برہوت رعد آواز اپنے دنگل سے کود پڑا اور جام پیکر خلعت زیب جسم کیا تلوار کمر سے لگائی
نامہ سر سے باندھا اور دوسرا نامہ کمر مین رکھا اور عرض کی کہ یہ غلام جاتا ہی اور جواب باصواب لیکر ابھی آتا ہی یہ کہکر سامان
رخصت کیا اور خیمہ سے باہر نکلا اپنے لشکر مین آیا دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر سرمستان روانہ ہوا۔
اب کچھ حال حکم سرمست حاکم شہر سرمستان کا سنیئے کہ جب لاش طوفان کی ہمراہیان طوفان لیے ہوے سامنے حکم سرمست
کے پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا نافل سرمست اور نوفل سرمست تو نہایت خوش ہوے اُسی وقت جا کر مکان
طوفان کا محاصرہ کیا اور سب مال واسباب اُس کا قرق کرکے لے آئے داخل خزانہ شاہی کر دیا لیکن حکم سرمست
کو طوفان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور اس نے کہا کہ خیر دیکھا جاوے گا کمبخت لشکر ہمارا تیار ہو اسیوقت
فوج سرمستان مین کمربندی ہونے لگی دوسرے روز تمام افسران فوج حاضر ہوے اور عرض کی کہ فوج تیار ہی کیا
حکم ہوتا ہی حکم سرمست نے کہا کہ شہر سے باہر بارگاہ برپا کرو اور پہلے بارگاہ مسلمانون کی چھین لو بعد اُس کے جو آئے
آئے گھیرے مارو مسلمانون کو جمع نہونے دو ورنہ مقابلہ دشوار ہو جائے گا ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ نامہ دار آتا ہی حکان نے تھیرے حکم سرمست سے کہا کہ جلدی کسی کو واسطے استقبال کے بھیجے
ورنہ غضب ہو جائے گا صاحبقران سے ابھی آپ آگاہ نہین ہین وہ بہت بڑے شخص ہین حکم سرمست کا تو وہی کچھ

ارادہ تھا لیکن سنگان کے کہنے سے خیالات بدلے اور افسران فوج کو برائے استقبال نامہ دار صاحبقران روانہ
کیا لوگ گئے اور ہبروت رعدآواز کو نہایت اعزاز کے ساتھ لائے سنگان نے دنگل قریب تخت بادشاہ کے
پہلے سے بچھوا دیا تھا ہبروت رعدآواز آکر دنگل پر بیٹھا سب افسران لشکر اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے ہبروت
نے مثل نامہ داروں کا نعرہ کیا محکم سرمست نے کہا کہ نامہ لاؤ ہبروت رعدآواز نے جلد کرتے نکال کر نامہ غلطان
در دیگوش کا دیا محکم سرمست نے نامہ پڑھا اور ہنسا ہبروت رعدآواز سے کہا کہ میں نے یہاں خداوندے بامزہ میں
شہر غلطانیہ میں اس خرانسر کے بیٹے کو نہیں گیا تھا جو دیوں میں مشہور ہے کہ جس کی تیغ اس کی دماغ ہبروت نے
کہا کہ جو کچھ منظور ہو تحریر کردو محکم سرمست نے بھی جواب تحریر کر دیا سنگان حیران تھا کہ نامہ امیر نہیں آیا ہبروت
رعدآواز پھر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے محکم سرمست یہ تو نامہ منشا تھا اصل میں نامہ صاحبقران کا میں لایا ہوں محکم نے
کہا کہ لاؤ وہ بھی دو ہبروت نے کہا کہ وہ نامہ یوں نہیں ملتا ہے جب تک شرائط استقبال و نثار ادا کئے جاتیں محکم نے
کہا کہ یہ میں سمجھا نہیں ہبروت رعدآواز نے کہا کہ سات قدم نامہ کا استقبال کرو اور تین قدم میرا اور سات
کشتیاں زر و جواہر کی نامہ پر سے نثار کرو اور تین کشتیاں مجھ پر سے تو یہ نامہ دیا جائے گا محکم سرمست نے کہا کہ
استقبال میں تو کچھ حرج نہیں ہے لیکن زر و جواہر میرے پاس فالتو نہیں ہے ہبروت رعدآواز نے کہا کہ اگر زر و جواہر
نصیب نہیں ہے تو کشتیاں پھولوں کی نثار کرو محکم سرمست نے اسیوقت دس کشتیاں پھولوں سے بھروا کر
سامنے رکھوا دیں اور اٹھکر دس قدم آگے بڑھکر نامہ لیا ہبروت رعدآواز نے پھول لٹا دیئے اور نامہ دیدیا محکم
سرمست نے نامہ پڑھا اور سالیق کی طرف دیکھکر کہا کہ واہ آپ کیا اچھے خداوند ہیں کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگتے
پھرتے ہیں اور بندوں کا مال لوٹتے ہیں سالیق نے کہا کہ قدرت نے سر انکسار کیا ہے اور مثل مخلوق کے اوقات بسری
پر کمر باندھی ہے کہ بندگان مصیبت زدہ بدل ہوں اور ان کو صبر آئے کہ جب خداوند کی یہ حالت ہے تو ہم اپنی
کیا کہیں سے یہ حال نالہ اپنا تسکین دہ ہے یہاں ۔ جب ہم سے بھی [illegible] ۔ محکم سرمست اس کی باتوں پر ہنسا
اور پشت نامہ پر جواب تحریر کر دیا ہبروت رعدآواز نے جواب نامہ کا لیا اور وہاں سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ
ہوا یہاں ہرکاروں نے حال نامہ داری سے صاحبقران کو پہلے ہی اطلاع دیدی تھی یہ بہت خوش ہوئے اور شاہان
ہفت ملک کو ہبروت کے استقبال کے لئے روانہ کیا ہبروت نے آکر جواب نامہ پیش کیا صاحبقران نے
فرمایا خیر کچھ پروا نہیں دیکھا جائے گا ایلچی کے واپس آتے ہی فوج سرستان شہر سے باہر آئی اور بارگاہ بپا کی
پانچ لاکھ سوار و پیدل صحرا میں پھیل گئے آخر میں محکم سرمست مع تاقل سرمست اور نوفل سرمست اور طوقان
سرمست اور طوفان سرمست اور طہماسپ سرمست اور بہراسپ سرمست اور سہراب سرمست اور محراب
سرمست اور ضیغم سرمست سالیق بن شہر سے باہر آیا داخل بارگاہ ہوا تمام افسران [illegible] ذوالجلال زور
اور معاد و جبل زور اور داموس شتر لب اور کیموس شتر لب اور کاسرون کیلوس اور غضنفر گردن سوار اور
شکیل گردن [illegible] سو اسو سرداران زبردست کے جمع ہوئے اور ضیغم سرمست بڑا بیٹا محکم سرمست کا
رستم وقت اور افسر لشکر ہے باقی آٹھ فرزند محکم کے یہ بھی نہایت زبردست ہیں اور ایک ایک پچاس فوج کے مالک
ہیں کوئی چالیس ہزار کا افسر کوئی تیس ہزار کا سردار ہے اور خود محکم سرمست بھی نہایت زبردست ہے جب
سب بیٹھ گئے اور سنگان نے غور سے سب کی طرف دیکھا اور اندازہ کیا تو ضیغم سرمست کو بہت پسند کیا کہ
یہ پہلوان اگر لڑائی میں ہے تو کچھ زور یہ روک سکتا ہے باقی سردار تو لشکر اہل اسلام میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے
چپکے سے سالیق کے کان میں کہا کہ جب تک ضیغم سرمست ہے اسوقت تک یہ سلطنت باقی ہے جب دن یہ گرفتار ہوا
اسی روز لڑائی کا خاتمہ سمجھ لینا غرضکہ جام شراب ارغوانی گردش میں آیا اور آوازیں نالے و نوش کی بلند ہوئیں

جب دماغ ان سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوئے تو حکم سرمست نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ زرّین پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی جب یہ خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ فوج کفار مین کوس حربی بجائی فرمایا کچھ پروا نہین
کبھی ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی اُسیوقت یہان بھی نقارۂ ہندی نوازش مین آیا اور تیاریان
جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا
ہوئین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول صفین جاکر کھڑے ہوئے اُس طرف حکم سرمست
تخت پر سوار آگے آگے تخت کے ضیغم سرمست مرکب باد رفتار پر سوار اسلحۂ جنگ سے آراستہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دیو
بصورت انسان کھڑا ہوا ہے برابر اس کے سابق کا تخت تھا سرداران سابق تنگ خون آشام پلنگ خون
آشام سنبر بہرخون آشام ببرخون آشام وغیرہ سابق کو گھیرے ہوئے کھڑے تھے ان سب کی نظر جو لشکر اسلام
پر پڑی زہرے آب ہوگئے مستی اتر گئی کہ اتنا بڑا لشکر اور ایسے ایسے جوان ان سے کون مقابلہ کرسکتا ہے ادہر خدا پرستون
نے سرستون کو تاک لیا سرداران اسلام نے سرداران کفار کو پسند کیا کہ اگر فلان نکلے گا تو اُس کے مقابلہ کو ہم
جائینگے الحاصل دونون طرف سے تبر دار نکلے اور جھاڑیان جھنڈیان کاٹ کے میدان کو صاف کیا تبر داران
نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا میدان کو مثل آئینہ کے صاف و
شفاف کردیا اب نقیبان بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوئے ہر صف کے قریب آئے اور اشعار عبرت آمیز
پڑھ پڑھکر جوانان لشکر کو جوش دلایا جسوقت نقیب ہٹے تو لشکر کفار سے مندویل اژدر نفس میدان مین آیا اور
بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش گروہ خداپرستان و فرقۂ مسلمانان
جس کو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سنتے ہی جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر
آئے اور شاہزادہ محتشم بن ہاشم نے گھوڑا باگ کو لیا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان کی چاہی فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے شاہزادہ محتشم سلام رخصت کرکے عازم میدان کارزار ہوئے اور سامنے مندویل
اژدردم کے پہونچے مندویل قد و قامت محتشم بن ہاشم کا دیکھکر بہت ہنسا اور پکارا کہ اے شخص تو کیا سمجھکر
میرے مقابلہ کو آیا ہے تو مارے فکر سے دب کے مرجائیگا میری ضرب کی تاب نہ لائیگا شاہزادہ محتشم نے فرمایا
کہ اس ہرزہ درائی سے کیا حاصل ہے ابھی کھوٹے کھرے کا حال معلوم ہوجائیگا یہ سنکے مندویل اژدردم
نے نیزہ اُٹھایا اور سینۂ شاہزادہ محتشم پر وار کیا محتشم نے وار اُس کا خالی دیکر اپنا نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے
لگی کوئی بیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شاہزادہ محتشم نے نیزہ ہاتھ سے مندویل اژدردم کے نکالدیا مندویل
ارے کرکے رکھیا نیزہ تو نیزہ بھر بلند ہوکے زمین پر گرا اور مندویل خفیف برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا ادہر اہل
اسلام نے احسنت و مرحبا کی صدائین بلند کین کفار نے گردنین جھکالین مندویل اژدردم نے تیغ کھینچا اور
سر پر محتشم کے وار کیا محتشم نے وار اُس کا آسیب سپر روک کے اپنا وار کیا مندویل نے بھی سپر بلند کی لیکن تلوار
یا تو سر پر لگی تھی یا مانند برق جہندہ کے زمین مین ڈوب گئی کل مندویل مع مرکب چار ٹکڑے ہوا اسخنگان نے
صلواۃ بھیجی پھر عیار نامی زریش میدان مین آیا آتے ہی محتشم بن ہاشم پر برس پڑا محتشم نے کئی وار اُس کے
روکے ایک تلوار کمر پر ماری اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے شام تک ستر ہ سرداران سے مارے گئے شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے حکم سرمست نہایت تعجب مین تھا کہ یہ خداپرست بلاے بد آفت روزگار
ہین دیکھنے مین تو معمولی قد و قامت ہین لیکن رگ رگ مین زہر بھرا ہوا ہے اُسطرف بادشاہ اسلام محتشم پر سے
زر نثار کرتے ہوئے میدان سے پھرے اُس طرف حکم سرمست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ادھر بھی کوس حربی نوازش
مین آیا تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو پھر دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے

بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جب وقت نقیب نقیب وصف کر چکے تو لشکر کفار سے عاد فیل زور میدان میں
آیا اور مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نکلے بعد گفتگوئے بسیار نوبت نیزہ بازی کی
آئی شہنشاہ صف شکن نے نیزہ عاد فیل زور کے ہاتھ سے نکال دیا عاد نے تلوار ماری شہنشاہ صف شکن
نے کلائی پکڑی اور جھٹکا مارا کہ عاد فیل زور اوندھے منہ یال مرکب پر آرہا شہنشاہ صف شکن نے دوسرا
ہاتھ بڑھا کر کمربند پکڑ کے جو زور کیا قاش زین سے اٹھا لیا اور فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں
عاد فیل زور نے کہا ہزار جانیں ہوں تو تمام بہ خداوند ششش اور باپ کے فرزند ششتلع بن ششش کے نثار ہیں
یہ سنتے ہی شہنشاہ صف شکن نے اُس کو بالائے ہوا اچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ وہ
ششتلع پرست چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا یہ دیکھ کر معاد فیل زور بھائی عاد فیل زور کا دوڑ پڑا اور
آتے ہی پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ بازو میرا توڑ دیا اب چھوڑتا ہوں میں کہ تو زندہ بچ کر میرے ہاتھ سے جا سکے یہ کہکر
تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے اس کا وار بچا کر ایسا ہاتھ مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے
شام تک شہنشاہ صف شکن نے اٹھارہ سردار جان سے مارے اور چار سرداروں کو زخمی کیا شام کو پھر
طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر گئے تیسری میدان داری میں ضیغم سرمست اپنے باپ سے اجازت
لے کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے شاہزادہ تیمور شیر پرور نکلا بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی
ہوئی تیمور نے نیزہ ضیغم کے ہاتھ سے ہوائی کیا ضیغم سرمست نے تلوار ماری تیمور نے وار اُس کا رد کر کے
کلائی پکڑ لی زور ہونے لگے ضیغم سرمست بھی بڑا بہادر تھا آخر دونوں کے مرکب فکروں کی تاب نہ لا سکے نیچے بیٹھ گئے
دونوں نے زین خالی کئے اور مصروف کشتی ہوئے ہرچند کہ زبان زرہ کی پارہ پارہ ہو کر جسم سے گر گئیں شام تک
کشتی رہی مطلب نہ حاصل ہوا جب شام ہوئی تو ضیغم سرمست نے کہا کہ اے جوان رات واسطے آرام و
آسائش کے ہوا اور دن کاروبار دنیا کے لئے تو بھی جا کے آرام کر اور میں بھی آرام کروں صبح کو میرے تیرے پھر
مقابلہ ہوگا تیمور نے کہا کہ میں بغیر فیصلے کے میدان سے نہیں پھرتا ضیغم سرمست نے کہا کہ مجھ کو کیا تو نے موم کا
سمجھا ہے میں تین روز تین شب بھی مقابلہ کر سکتا ہوں اگر تیرا یہ عزم ہے تو میں نے بھی دل میں ٹھان لی ہے کہ جب تک فیصلہ نہ کر لوں گا
میدان سے نہ پھروں گا دونوں جانب سے روشنی آگئی دنگل کر بیان بچھ گئیں تمام رات کشتی رہی لیکن مطلب نہ
حاصل ہوا صبح کو پھر اسی طرح دونوں لڑنے لگے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر تیسرے روز قریب شام تیمور
نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں اپنے عیاروں کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان
سے پھر گیا محکم سرمست اپنے فرزند کے اسیر ہو جانے سے دل شکستہ ہو گیا اور اس کو یقین ہو گیا کہ اب یہ اپنے سے
کسی طرح مغلوب نہ ہوں گے ادھر سنگان نے ساریق سے کہا کہ اب بھاگنے کے واسطے تیار رہو یہاں کا تو
خاتمہ ہے محکم نے رنج پسر میں پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تمام رات
تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جب وقت
نقیب نقیب دے کر ہٹ گئے تو نوفل سرمست نے باپ سے اجازت مانگی محکم سرمست نے کہا کہ جب ضیغم اسیر
ہو گیا تو تم کیا کرو گے یہ تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب ان خدا پرستوں پر فتحیاب ہونا دشوار بلکہ ناممکن ہے لہذا مجھی کو آج فیصلہ
کر لینے دو اگر میں نے ایک مسلمان کو بھی گرفتار کر لیا تو میں ان سے صلح کروں گا ان کا قیدی ان کے حوالے کر دوں گا اور اپنا
قیدی ان سے لوں گا اور اگر خود بھی اسیر ہو گیا تو مجبوری ہے یہ کہکر اس نے خود بڑھ کر باگ کا لیا اور میدان میں آکر
پکارا کہ بااسیر میرے مقابلہ کو وہ شخص نکلے جو قائم مقام آپ کا ہو یا آپ خود نکلیں کیونکہ بعد میرے اس جنگ کا خاتمہ ہو
فرمایا جو تمہاری خوشی ہے مجھے ہر طرح منظور ہے یہ سنکے محکم سرمست نے کہا کہ جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ آپ ہی سے

مقابلہ کرون فرمایا کہ مین موجود ہون ہر چند اور سردارون نے عرض کی کہ یا امیر ہم مین واسطے مقابلہ کے جانے دیجئے
لیکن صاحبقران نے نہ مانا اور فرمایا کہ وہ مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہے مین تمہین کسطرح اجازت دون یہ فرما کر خضران
سے اشارہ کیا خضران نے کلاہ بلند اچھال کر میدان کو قرق کیا علم اژدہا پیکر جلوہ گری پر آیا صاحبقران مرکب کو
جھکا کر سامنے تخت بادشاہ کے آئے بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران سے گلے ملکر رخصت جنگ
عنایت فرمائی امیر با ترکتازہ ہو کر مرکب پر سوار ہو کر سامنے محکم سرمست کے تشریف لائے اور فرمایا اے محکم فرزند
تیرا حسرت سے ہو اطمینان رکھ بعد تیرے مقابلے کے جو فیصلہ تجھسے ہوگا وہی اس سے بھی ہو جائے گا لا حربہ اپنا اور
دیر کر محکم سرمست نے نیزہ سنبھالا اور سینہ صاحبقران با اقبال پر وار کیا امیر نے وار اس کا اپنے نیزے
پر لیا اور پھیری ایسی دی کہ اس طرح نیزہ ہاتھ سے محکم کے نکال دیا کہ تمام سرداران لشکر اسلام حیرت مین آگئے یہ کونسا
بند تھا کسی کی سمجھ مین نہ آیا سوا شاہزادہ تیمور شیر پیرو کے کہ یہ زود فہم تو سمجھ گیا اور اس نے تعریف کی ادھر محکم
سرمست حیرت مین تھا کہ یہ کسطرح نیزہ میرے ہاتھ سے نکل گیا کہ سمجھ مین بھی نہ آیا اس نے تلوار کرے سے کھینچکر سر پہ
صاحبقران کے وار کیا امیر نے دھار بچا کر کلائی پکڑلی اور جھٹکا مارا کہ محکم اوندھے منہ یال مرکب پر آ رہا مگر پھر
سنبھلا اور ہاتھ کھینچا مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی دونون طرف سے افسران لشکر قریب
آگئے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی قریب شام صاحبقران نے کمر محکم سرمست کا توڑا اور سر سے
بلند کرکے زمین پر مارا باندھ کے مشکین عیارون کے حوالے کر دیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھرے ادھر سارق
واپس ہوا لیکن محکم سرمست نے صاحبقران سے عرض کیا یہی کہ یا امیر جس طرح سارق نے شہر غلطانیہ کا
خزانہ لوٹ لیا اسی طرح میرے شہر مین بھی لوٹ نہ مچا دے لہذا میرے حق مین جو کچھ منظور ہو اسی وقت ہو جائے
تو بہتر ہے یا مین خود واپس ہو کر اپنے ملک کی حفاظت کرون یا حضور ملک کو اپنے قبضہ مین کرکے اس کی حفاظت
فرمائین اور اسے دزد کو پکڑلین صاحبقران نے یہ سنکے محکم سرمست اور ضیغم سرمست کو طلب کیا جس وقت
یہ دونون حاضر ہوئے امیر نے ان کو ایک ایک دو خلعت عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے
محکم سرمست نے عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اب امیر ضیغم سرمست کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد
فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو اس نے عرض کی کہ جب میرے باپ نے اطاعت اختیار کر لی تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے صاحبقران نے
آہنگرون کو بلا کر ہتکڑیاں بیڑیاں کٹوا دین اور دونون کو خلعت عنایت فرمائے محکم سرمست نے عرض کی کہ اگر
اجازت ہو تو مین جا کر سامان دعوت مہیا کرون اور حضور مجھے سرفراز فرمائین اور وہان مین سارق کو بھی گرفتار
کرکے حاضر حضور کرون گا فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ محکم سرمست صاحبقران سے رخصت ہو کر مع ضیغم سرمست
اپنے شہر مین آیا سارق نے پوچھا کہ کیونکر تمہاری رہائی ہوئی محکم سرمست نے کہا کہ مین نے دین اسلام اختیار
کیا سارق نے سخنگان سے اشارہ کیا کہ اب یہان ٹھہرنے مین خیر نہین سخنگان نے کہا کہ جا بھی تو نہین سکتے
خلاصہ یہ کہ محکم سرمست نے سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور صاحبقران کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اب
حضور تشریف لائین امیر با توقیر ہمراہ اپنے تمام سرداران اسلام کو لے کر تشریف لائے محکم سرمست دروازہ
شہر پناہ تک واسطے استقبال کے آیا صاحبقران داخل شہر سرمستان ہوئے سلامی ہوئی راستے مین جھنڈے
تکیہ سے لٹکے گئے امیر نے اپنے ساتھ بتخانون کو منہدم کرایا بناے مساجد کرتے ہوئے داخل ایوان شاہی
ہوئے سارق ملعون نے نہ استقبال کیا نہ تعظیم کو اٹھا امیر با توقیر نے سارق کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ
اب کیا کہتا ہے محکم سرمست کو سارق کے حال پر رحم آیا صاحبقران سے عرض کی کہ حضور اس کے حال پر
ترحم فرمائین اگر یہ دین اسلام اختیار کرے تو کچھ ملک وہان اس کے مالک مین سے حضور اس کو عنایت فرمائین

اور اس کے قتل سے باز آئیں صاحبقران نے فرمایا کہ اے محکم سرمست بہت عجب اگر یہ دین اسلام اختیار کرے
تو اس کے مالک کیسے ہیں بلکہ تمام قصبہ جات کا اسکو بادشاہ کر دوں اور خود اس کی سپہ سالاری اختیار کروں
مگر قلب اس کا سیاہ ہے یہ منظور نہ کرے گا محکم سرمست نے ساریق کی طرف دیکھ کے کہا کہ اے ساریق اب کیا
عذر ہے خوشا نصیب اس کے جس کی سلطنت شکست کے بعد اور بڑھ جائے ساریق نے کہا کہ میں کل تک اس کا
جواب معقول سمجھ کے دوں گا محکم سرمست نے امیر با توقیر کی طرف دیکھا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ کیا
مضائقہ ہے الحاصل صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا گیا امیر نے مع سرداران اسلام خاصہ تناول
فرمایا ساریق شریک دعوت نہیں ہوا بلکہ درد سر کا بہانہ کر کے چلا گیا امیر نے محکم سرمست کی طرف دیکھ کر ارشاد
فرمایا کہ اے محکم سرمست مجھے نیت اس کی بد معلوم ہوتی ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ یا امیر اس شہر کے
دو ہی راستے ہیں ایک راستے پہ آپ کا لشکر پڑا ہوا ہے اور دوسرے راستے کی طرف ایک ایسی بلا ہے کہ اُس طرف
سے گذرنا اس کا غیر ممکن ہے اگر یہ بھاگے گا تو راستہ کہاں پائے گا چار و ناچار واپس آئے گا ورنہ خود اسیر بلا
ہوگا فرمایا خیر غرضکہ یہاں تو صحبت راگ رنگ کی مہیا ہوئی طائفہ حاضر ہو کر باری باری مجرا کرنے لگے آواز ساز
گونجنے لگی تمام افسران فوج مصروف عیش و طرب ہوئے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل بیقرار اگر ہے تو اپنے جگر سے ہے
کیونکر نہ خوش ہوں سر کی خوشی سنگ در سے ہے
وہ میری آنکھ میں ہے وہ میری نظر میں ہے
وہ کونسی ادا ہے جو خالی اثر سے ہے
تم مجکو دیکھتے ہوئے دیکھے ہیں سب
آنا جو دل میں ہے تو ارادہ کدھر سے ہے
ہر وقت دیکھتا ہوں میں تصویر یار کی
کیا چھوڑ دوں گا ڈر مجھے دیوار و در سے ہے
وہ نظر پہ ہے نرگس کی نظر سے گلے
اے نازنین ڈر تری نازک کمر سے ہے

اور آنکھ منتظر ہے تو اپنی نظر سے ہے
مجھ خانمان خراب کو اب کام گھر سے ہے
ہر کام میں نظر مجھے اس کی نظر سے ہے
مرتا ہوں شوق قتل میں شمشیر کھینچ
تو تیر آنکھ کی تمہاری نظر سے ہے
ہر دم وہ میرے قصہ وحشت میں محو ہے
دلبستگی نظارہ قلب و جگر سے ہے
چھپا آنکھ کے بات کسی سے نہ عشق کی
پوشیدہ اس لئے وہ سبھوں کی نظر سے ہے
ہے جس کا اے حکیم تلاش انتظار ہے

فصل جنوں میں بیستری ایسے اثر سے ہے
جب سے وہ دل ربا آئے ہیں نفرت سفر سے ہے
انداز ناز عشوہ و کرشمہ ادا بجا
اسوقت مجکو تیغ اگر ہے ضرورت ہے
جس آنکھ کو اشارہ ہو وہ منتظر رہے
وہ بے خبر اگر ہے تو میری خبر سے ہے
جس دن کہ آہ و نالہ کروں گا فراق میں
اس درجہ بدگمان وہ میری نظر سے ہے
بہتر ہے نہ کسی وقت مجھکو کل
وہ میری آنکھ سے ہے وہ میری نظر سے ہے

یہاں تو اہل محفل محو رقص و سرود ہیں اور وہاں ساریق کا حال سنئے کہ اس نے سختگان سے کہا کہ اے شیطان
بتا اب کیا کروں سختگان نے کہا کہ آج سے بڑھکر موقع نہ ہاتھ آئے گا سب تو محو عیش و طرب ہیں شہران
مارو اور یہاں سے بھاگو ساریق نے کہا بھاگوں تو کدھر بھاگوں سختگان نے کہا وہی شہر حسن آگین جس کا
ذکر محکم سرمست نے کیا تھا ساریق خوش ہو گیا اور کہا اے بندہ واقع میں تو نے عجب راستہ بتایا جب
اسی وقت اس نے اپنے افسران لشکر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ خفیہ طور پہ لشکر کی تیاری کرو اور جب لشکر تیار
ہو جائے تو ہمیں اطلاع کرنا افسروں نے لشکر میں خبر کی سب کے سب اسیوقت مسلح ہو گئے ساریق ملعون ایک
مرکب پر سوار ہوا اور سختگان ارژنگ چترنگ ان سب کو ساتھ لے کے مع چند کس خاص ہوں گے صحرا
کی طرف متوجہ ہوا اور افسران لشکر ساریق نے لشکر صاحبقران پر سرمستان پر شبخون مارا لشکر
سرمستان بھی اہل اسلام کا نعرہ کر کے گرے اور لشکر اسلام پہ سرمستوں کا نعرہ کیا اور لڑتے بھڑتے
نکل چلے گئے وہاں ساریق منتظر تھا کے ساریق کو حلقہ میں لیا اور راہ شہر حسن آگین کی اختیار کی
یہاں دونوں لشکروں میں تلوار چلنے لگی خونا خون ہوا سرمست ہلاک ہوتے گئے مسلمان بڑے بہادری سے لڑے

ہین اور مسلمان سرستون کو برا بھلا کہہ رہے تھے اس شور و غل کی خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی فرمایا
یہ کیا آفت ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ مجھے خبر نہین مگر غنیمت یہ تھا کہ صبح قریب تھی صبح تک تو برابر تلوار چلی کی
ہزارون مارے گئے جب روشنی ہوئی تو صاحبقران نے ایسا نعرہ کیا کہ دونون لشکر دہل کے جدا ہوگئے
پوچھا صاحبقران نے کہ تم کیسے لڑ رہے تھے اہل اسلام نے کہا کہ ہم پر سرستون نے حملہ کیا اور سرستون نے
اہل اسلام پر الزام لگایا اُسوقت صاحبقران حیران تھے کہ یہ اُن کا نام لیتے ہین اور وہ ان کا نام لیتے ہین
اب دونون مین سچا کسے سمجھین خضران نے عرض کی یا صاحبقران ساریق کو دریافت فرمایئے کہ کہان ہے
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ساریق نہین ہے خضران نے عرض کی کہ یہ دونون بے خطا ہین قصور ساریق
کا ہے جو اسی ملعون نے دونون لشکرون پر شبخون مارا آپ تو نکلگیا یہان ایک دوسرے کے شبہہ مین لڑ گئے اب
لاشون کو تلاش کیا تو اکثر لاشین ساریق پرستون کی ملین ایک شخص زندہ تھا لیکن زخمی ہونے کی وجہ سے
بھاگ نہ سکا اُس کو سامنے صاحبقران کے لائے امیر نے فرمایا کہ اگر راست راست بیان کر دے گا تو تجھے
زندہ چھوڑ دینگے قتل نہ کرینگے اُس نے صاف صاف بیان کر دیا کہ یا امیر بیشک یہ فعل ساریق کا تھا اُسنے
سنگسان کی صلاح سے شبخون مارا اور جانب شہر حسن آگین بھاگ گیا مین زخمی ہوگیا اس لئے بھاگ نہ سکا
اب چاہے قتل کیجئے چاہے بخشئے صاحبقران نے فرمایا کہ مین وعدہ کر چکا ہون کہ اگر تو سچ بیان کرے گا تو تجھے چھوڑ دونگا لہذا
اب تجھے اختیار ہے جہان چاہے چلا جا اُس نے عرض کی کہ اگر جانے کے قابل ہوتا تو رہ کیون جاتا فرمایا کہ اسے شفاخانہ مین لیجاؤ
جسوقت یہ اچھا ہو اُسوقت اسے زاد سفر دے کے رخصت کر دینا اس عنایت پر صاحبقران کی وہ شخص شیدا ہوگیا
عرض کی کہ یا صاحبقران مین نے صحبت کی ساریق کی ہے اب زندگی اپنی انہین قدمون کے نیچے بسر کرونگا مجھے دین اسلام
تعلیم فرمایئے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ شخص از سر صدق مسلمان ہوا لوگ اُسے شفاخانہ مین لے گئے علاج اُس کا ہونے لگا۔

یہان صاحبقران باقبال نے محکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ مین تعاقب مین ساریق کے جاؤنگا محکم سرمست
نے عرض کی کہ حضور ایسے مقام پر فروکش ہین کہ ساریق جا نہین سکتا ایک راستے پر آپ کی فوج پڑی ہے دوسرے
راستے پر شہر حسن آگین ہے وہان کے لوگ نہ کہین جانے دین نہ کسی کو اپنے ملک مین آنے دین ساریق مجبور
ہو کر بیٹھے گا ورنہ ملنے گا تو مبتلائے بلا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہان سے کے روز کا راستہ ہے محکم سرمست نے
عرض کی کہ بہت قریب ہے دو روز مین انسان پہونچ جاتا ہے آپ چھ روز انتظار فرمایئے اگر ساریق ہاتھ کے نہ آئے تو
پھر حضور کو اختیار ہے امیر باتوقیر نے کہنے سے محکم سرمست کے ملک سرمستان مین قیام کیا مگر ہرکارے واسطے خبر کے روانہ
کر دیے تھے یہ تو انتظار کرتے ہین لیکن حال کنندہ درگاہ خدا ساریق بن لعاکہ سنیے کہ جسوقت شبخون مار کے
بھاگا تو اس نے کسی مقام پر قیام نہ کیا کہ ایسا نہو پیچھے تعاقب مین اہل اسلام آتے ہون دوسرے روز صبح کو ایک
صحرا مین پہونچا دور سے ایک تحریر طلائی معلوم ہوئی چونکہ یہ علامت اُسے دریافت ہو چکی تھی اُسی جانب روانہ ہوا
پہر دن چڑھے قریب پہونچا تو دیکھا سامنے کہ ایک دیوار طلائی کھینچی ہوئی ہے اور ایک دروازہ طلائی جس مین جواہر
بیش بہا نصب ہین مثل آغوش عشاق کے کھلا ہوا ہے اور بالائے دروازہ ایک برآمدہ ہے اُس پہ ایک شخص اسطرلاب
ہاتھ مین لئے بیٹھا ہے اور جانب فلک دیکھ رہا ہے جیسے ہی گھوڑون کی ٹاپون کی آواز اُس کے گوش زد ہوئی ہوا کیطرف
دیکھکر آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان آتے ہو پلٹ جاؤ ورنہ تمہ وہان گور ہوگے ساریق نے ڈر کے گھوڑے
کو روکا کہ یہ کیا آفت ہے اسطرلاب جادو نے آواز دی کہ تم لوگ کون ہو اور ادھر کیون آتے ہو ساریق نے
سنم خداوند کا نعرہ کیا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ تو کس کا خداوند ہے سنگسان نے کہا یہ خداوند ملک
باختر ہین اور طلسم زلزلہ کی طرف جانا چاہتے ہین اسطرلاب جادو نے کہا ان سے کہو کوئی اور راستہ تلاش کرین

اس طرف سے کسی کے آنے جانے کا حکم نہیں ہے یہ سرحد حکیم اشراق الحکمت کی ہے حکیم صاحب کا حکم نہیں ہے
کہ کوئی اس طرف سے آئے ساریق کو غصہ آیا کہا کہ اب تو خداوند جو قصد کر چکے وہ کر چکے ہم اسی طرف سے
جائیں گے یہ کہکر ایک سوار سے اشارہ کیا کہ ڈالدے گھوڑا سوار اشارہ پاتے ہی مرکب کو چمکا کر دروازے کی طرف
چلا سامنے دروازے کے ایک نشان بنا ہوا تھا جیسے ہی وہ سوار اُس حد میں پہونچا اسطرلاب جادو نے
جانب فلک دیکھا اور آواز دی کہ لینا اس کو فوراً ایک طائر فیل کے برابر پیدا ہوا اور منقار میں اپنی اُس سوار کو
دبا کر بلند ہوگیا اور کچھ دیر کے بعد طائر نگاہوں سے پوشیدہ ہوگیا لیکن چند استخوان تازہ گر پڑے جس سے یہ
معلوم ہوا کہ طائر نے اُس سوار کا گوشت کھالیا اور ہڈیاں پھینکدیں سنگان تو لرز گیا اور ساریق کے بھی اوسان
جاتے رہے ادھر اسطرلاب جادو نے کہا کہ دیکھا تم نے یہ تو ایک ہی سوار تھا اگر کروڑ ہا آدمی ایک مرتبہ آنے کا
قصد کریں تو بھی یہی انجام ہو سنگان نے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو میں کچھ بیان کروں اسطرلاب جادو نے
کہا بیان کرو سنگان نے قریب آکر نہایت لجاجت کے ساتھ کہا کہ آپ حکیم صاحب سے اجازت لیکر ہمیں اس طرف
سے نکلجانے کی اجازت دیجیے اس لئے کہ تعاقب میں ہماری دشمن آتے ہیں اگر ہم پلٹیں گے تو مارے جائیں گے
اور آگے بڑھتے ہیں تو اجل کا سامنا ہے ہم بیاد و لشکر با جان ہیں ۰ وہ ملک میں ہمارا آشیان ہے ۰ ہمیں نہ ان کے شہر
سے کام ہے نہ قیام کی ضرورت ہے ہم تو جانب طلسم زلزلہ جانا چاہتے ہیں اسطرلاب جادو نے کہا کہ اچھا اپنے خداوند
سے کہو کہ قیام کرے میں بادشاہ کو لکھتا ہوں یہ کہکر اسطرلاب جادو نے اُسی وقت ایک عرضی اسرار سبز قبا
کو تحریر کی کہ اے جہان پناہ کوئی شخص ساریق نام ملک باختر کا فرمان روا مسلمانوں کے ہاتھ سے شکست کھا کے
اس طرف آیا ہے اور نکلجانے کی اجازت چاہتا ہے اگر حکم ہو تو اُسے راستہ دیدیا جائے چونکہ وہ ایک وقت میں خداوندی
کرتا تھا اور اب اُس پر وقت سخت پڑا ہے لائق رحم ہے جس وقت یہ عرضی حسین سبز قبا جس کا دوسرا نام اسرار
سبز قبا ہے کو پہونچی تو اُس نے اس عرضی کو خدمت میں حکیم اشراق الحکمت کے روانہ کردیا حکیم جس وقت
مضمون عرضی سے مطلع ہوا اس نے اُسیوقت ایک روئی کا پہل بنا کے اُڑادیا اور خاموش ہو کے بیٹھ رہا اور
بادشاہ کو لکھا کہ میں نے ابر ائس کے لینے کے واسطے بھیجا ہے لیکن آپ ایک روز سے زیادہ اُسے اپنے ملک میں
نہ ٹھہرائیے گا یہاں اسطرلاب جادو جواب کا منتظر تھا کہ ایک مرتبہ لکۂ ابر نمودار ہوا اور قریب آکر اس میں سے
آواز پیدا ہوئی کہ ہمکو حکیم صاحب نے ساریق بن لقا کے لینے کو بھیجا ہے اسطرلاب جادو نے سنگان
سے کہا کہ لو مراد تمہاری برآئی اپنے خداوند سے کہو کہ اس ابر پر بیٹھکر نکل جائیں ابر زمین پر مثل فرش کے بچھ گیا
ساریق اپنے ہمراہیوں سمیت اُس ابر پر بیٹھا ابر گرج کر بلند ہوا اور دیوار کو پھاندکر جانب شہر حسن آگین روانہ
ہوا تھوڑے ہی عرصہ میں راہ کو طے کرکے شہر میں پہونچا ساریق مع فوج ابر سے اُترا چونکہ حسین سبز قبا کو
پہلے سے خبر ہوچکی تھی اس لئے لوگوں کو ساریق کے لینے کے واسطے بھیجا لوگ آئے اور ساریق کو استقبال
کرکے دربار میں حسین سبز قبا کے لے گئے حسین سبز قبا کو صورت ساریق و سنگان کی دیکھکر ہنسی
آگئی لیکن ساریق و ہمراہیان ساریق اہل دربار کو دیکھکر محو ہوگئے کہ دنیا میں ایسے ایسے حسین بھی ہیں حسین سبز قبا
نے حالات دریافت کئے ساریق تو اپنے غرور میں خاموش بیٹھا رہا مگر سنگان نے تمام کیفیت مفصل بیان کی
یہ خبر ملکہ حسینہ گلگون پوش دختر بادشاہ کو ہوئی کہ کچھ لوگ دوسرے ملک کے ہمارے ملک میں آئے
ہیں اس کو اشتیاق پیدا ہوا اُسیوقت پشت مرکب پر بیٹھی اور نقاب چہرہ پر ڈال کے جانب دربار شاہی روانہ
ہوئی ترک سواریاں اور حسین مہمان استقبال کرتی ہوئی ساتھ تھیں جیسے ہی داخل دربار ہوئی اور
نقاب چہرہ سے اُلٹی یہ معلوم ہوا کہ لکۂ ابر چہرۂ آفتاب سے ہٹ گیا دربار منور ہوگیا اہل دربار نے ادب سے

سلام کیا تعظیم کو آئے ساریق کی رال ٹپک پڑی سنگان سے کہا کہ میں اس کے پیٹ میں نور قدرت ضرور
اتاروں گا اور اسی کے فرزند کو اپنا قائم مقام بنا جاؤں گا بختیارک نے چپکے سے ایک چپت رسید کی اور کہا
کہ کیوں شامتیں آئی ہیں ایسی بات زبان پر بھی نہ لانا ورنہ اتنی جوتیاں کھاؤ گے کہ یاد کرو گے ابے یہ نازنین لائق
پرستش ہے نہ لائق وصل کیا کہوں موقع نہیں ہے ورنہ اسوقت اس زور سے دھول مارتا کہ آئندہ کے لئے آپ کو
تنبیہ ہو جاتی ساریق نے دیکھا کہ اگر کچھ کہتا ہوں تو راز فاش ہوتا ہے چپکا ہو رہا لیکن یہ حرکت سنگان کی ملکہ نے دیکھ
لی بے اختیار ہنس پڑی اپنے باپ سے کہا کہ ان جانوروں کو الگ الگ پنجروں میں بند کیجئے ورنہ یہ آپس میں
لڑیں گے حسین سبز قبا نے دختر کو پاس بٹھالیا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند ایسا نہ کہو اسلئے کہ یہ بھی
اپنے ملک کا بادشاہ ہے اسوقت یہ گردش زمانہ سے تباہ ہو کر اس طرف چلا آیا ہے ورنہ اس تک رسائی دشوار تھی
یہ وہ شخص ہے کہ تمام گلستان باختر اسے سجدہ کرتا تھا اور اپنا خداوند جانتا تھا ملکہ نے سنگان کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا
کہ کچھ حالات اپنے بیان کرو سنگان نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم یہ شخص خداوند باختر اور میں اس کا شیطان درگاہ ہوں
چونکہ یہ خدائے حقیقی کو بھولا اور اپنے کو خداوند کہلوانا شروع کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے اس کے ملک پر چڑھائی
کی تمام سامان خداوندی کو ایک دم میں مٹا دیا خداوند کی بیٹیوں بھانجیوں کو بے بھاگے اپنے تصرف میں لائے
خداوند کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ ممکن ہوا یہانتک کہ اس مقام پر پہنچے اب طلسم زلزلہ میں جا کر پناہ لینے
کا قصد ہے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ تم اپنے خداوند کی بڑی قدر کرتے ہو نہایت عزت سے پیش آتے ہو سنگان
سمجھ گیا کہ ملکہ نے میرا چپت لگانا دیکھ لیا ہے عرض کی اے ملکہ عالم جیسا خداوند ویسی پرستش ملکہ نے کہا کیا اس خداوند
کی یونہی پرستش ہوتی ہے سنگان نے گردن جھکالی ملکہ نے اپنی ساتھیوں سے کہا کہ تم بھی خداوند کی پرستش کرو
انہوں نے کہا کہ طریقہ پرستش تعلیم فرمایئے ملکہ نے ہاتھ پھونک کر اشارہ سے بتایا سیکڑوں چپتیں سر پر ساریق کے
پڑ گئیں ساریق رونے لگا حسین سبز قبا کو رحم آیا لطف میں ملکہ کو منع فرمایا وہ لوگ ہٹ گئے اور ساریق سے
کہا کہ یہ خطا تھی اس شیطان کی ہے ملکہ تو اسوقت ہنستی ہوئی چلی گئی لیکن ساریق اس قدر بد دل ہوا کہ اس نے
حسین سبز قبا سے کہا کہ مجھکو اب طلسم زلزلہ کی جانب پہونچا دیجئے حسین سبز قبا اپنے بزرگوں سے سن چکا تھا
کہ ایک زمانہ میں اس وضع اور اس قطع کا ایک شخص اس ملک میں آئے گا وہ نہایت سبز قدم اور منحوس ہوگا کہ اس کی
نحوست سے ملک پر تباہی آئے گی جس وقت وہ تمام باتیں حسین سبز قبا نے ساریق میں مشاہدہ کیں اُسی وقت
ساریق کو رخصت کر دیا لوگ دوسرے دروازے تک پہونچا گئے اور ساریق کو اُس کے ہمراہیوں سمیت
شہر سے باہر نکال دیا یہ تو بھاگ کر طرف طلسم زلزلہ کے جاتا ہے اس سرگذشت کو تو رہنے دو روان وہاں سے پیچھا ہے

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے سماعت فرمایئے غزل آغاز کلام

طبیعت ہی مری مجھ پر محبت کی بلا لائی
مری رونے ہوئے دل کی تمنا کو منا لائی
وہ کہتا دیکھ کر مقتل میں بکھرے قاتل کا
انھیں ابنان کی شوخی ادا پر کچھ لگا لائی
زمانے بھر میں جو چرچا ہے مری خلوت نشینی کے
انھیں شوق ستم لایا مجھے میری وفا لائی

یہ آئی بھی تو کیا لائی جو لائی بھی تو کیا لائی
ذرا سینہ تو دیکھ اپنا جوانی تیری کیا لائی
یہاں تم آپ سے آئے ہو یا تمکو قضا لائی
یہ چوری تو نہیں تیری نظر کی ہے نظر دوری
مجھے پردے سے باہر کھینچکر تیری حیا لائی
عجب انداز سے دن تیری جوبن کے اے ظالم

تو وہ جانفزا امید وصل دل ربا لائی
کہ یہ ذوق میں رنگکر سیکڑوں کے دل اڑا لائی
وہ مجھ سے گفتگو کرنے لگے اور بے حجابانہ
ذری جیب کی نظر سے بسا تھی کا دل اڑا لائی
تمنا پی اپنی لائی ہم دونوں کو مشکل میں
کسی کا دل اٹھا لائی کسی کا دل چرا لائی

تہ تیغ ستم آفت تک نہ کی پیٹ و بسمل میں
ہماری ہی جوانی ہم کو پیغام قضا لائی
بھلا کیا کام تھا جور و جفا کے مرغ نالوں کو
فلک تک جا کے آئے اور رسا تو کیا نہ لائی
وہ کافر حسن کہ لایا کون مجھ کو میری محفل میں
مرے دل میں ہوا ایسا ولولہ کیوں تنہا لائی
پھنسے ہیں جو اسیر گرفتار ہو بیٹھے ہیں اب تو جگر آتش میں
خدا جانے پہ کس سفاک کی شوخی اٹھا لائی

یہی تھی وہ ادا جو اُن کے لب تک گلا لائی
مری چشم تصور نے کیا کیا کام کیا کہنا
یہیں تو خلوت کدہ میں اور یہی حسرت لگا لائی
یہاں ہوتے تماشا گر تھی خود ہو کے رسوا
کہوں کس سے سوال اب اور کہا میری قضا لائی
تم اپنے آپ نے میرے گھر یہ غیر ممکن تھا
ہما جو ابھی صورت کا کہ مجھ پر یہ بلا لائی

شباب آتے ہی ہم تو مٹے ان مہ جبینوں پر
عدو کی گود سے اُس ماہ پیکر کو اُٹھا لائی
مزاج اب تھا کہ گھر کر لی تھی ہے ترحم نے دلیں
نظر میری تھی جو تاب جمال دلربا لائی
کسی صورت نہ قائم رہ سکا انکار بے ہوشی
مرے دل کی کشش لائی مری آہ رسا لائی
غضب کا چلبلا پن تھا ہے میری طبیعت میں

راوی بیان کرتا ہے کہ جب صاحبقران کو چھ روز شہر سرستان میں گذر گئے تو ہرکارے واپس آئے اور آکر سارا ماجرا بیان کیا کہ اس صورت سے ساریق بن لقا داخل شہر حسن آگین ہوا کہ ایک لکا ابر آیا اسی پر ساریق اپنے ہمراہیوں سمیت بیٹھ کر جانب شہر حسن آگین روانہ ہوا صاحبقران نے محکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نہ روکتے تو میں جا کر راستے ہی سے اس کو گرفتار کر لیتا خیر اب بھاگ کر کہاں جائے گا شہر حسن آگین میں کس کے ہاتھ سے گرفتار کیا تو کچھ کام نہ کیا بشرطیکہ وہ اور آگے نہ بھاگ نکلا یہ سنکر چہرہ محکم کا متغیر ہو گیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران میں نہ جانتا تھا کہ بادشاہ شہر اپنے آئین کے خلاف کرے گا اور ساریق کو اپنے ملک میں بلائے گا مجھے تو یہ یقین تھا کہ ساریق یا تو سرحد پر مار ڈالا جائے گا یا واپس آئے گا وہاں کے لوگ کسی شہر کے لوگوں سے میل کرنا پسند نہیں کرتے خدا جانے کیا افتاد ہوئی لیکن اب میری التماس کو قبول فرمائیے کہ اس غرض بادیہ ضلالت کے تعاقب سے باز آئیے شہر حسن آگین بہت بد مقام ہے وہاں کے لوگ کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے راستے مسدود کر رکھے ہیں خدا جانے کیا بات ہوئی کہ ساریق کو بلا لیا اس نے ضرور بیان کیا ہو گا کہ میں پناہ لینے آیا ہوں اور میرے عقب میں میرے دشمن آتے ہیں اب آپ کو وہ لوگ ہرگز نہ آنے دیں گے فرمایا کہ میں بزور شمشیر جاؤں گا محکم سرمست نے عرض کی کہ تلوار کا زور وہاں نہیں چلتا میں صرف سرحد کے حال سے واقف ہوں لیکن میرے شہر میں ایک مرد بزرگ رہتے ہیں کہ وہ اپنا مذہب کسی پر ظاہر نہیں کرتے وہ وہاں کے حالات سے کما حقہ آگاہ ہیں انہیں بلوا لیتا ہوں حضور ان سے حالات دریافت فرمائیے وہ مقام لائق جانے کے نہیں ہے فرمایا میں جاؤں گا تو ضرور ہی لیکن اچھا ہے کچھ حالات پیشتر سے معلوم ہو جائیں محکم سرمست نے اسیوقت ایک نامہ خضران اخترشناس کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ سے کچھ باتیں دریافت کرنا ہیں جس طرح ممکن ہو کچھ دیر کے لئے تشریف لے آئیے جب یہ نامہ خضران اخترشناس کو پہونچا اور خضران اخترشناس مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسی وقت نامہ وار کے ہمراہ حاضر ہوا محکم سرمست نے نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور حال صاحبقران کے تشریف لانے کا بیان کیا اور کہا کہ تم سے کچھ حالات شہر حسن آگین کے دریافت کرنے تھے اس غرض سے بلایا تھا خضران اخترشناس نے اپنے مقام سے اٹھ کے صاحبقران کے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ یا امیر میں مسلمان ہوں ان لوگوں کے خوف سے میں نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور اپنے مذہب کو چھپاتا تھا مجھے علم اخترشناسی کے ذریعے سے آگاہی تھی کہ حضور کسی وقت تشریف لائیں گے اور یہاں کے بعد شہر حسن آگین کو جائیں گے اور مجھ سے حالات دریافت فرمائیں گے یا صاحبقران شہر حسن آگین دنیا پر نمونہ جنت ہے وہاں کے باشندے رشک صنمان چین ہیں اور اس ملک کی آب و ہوا پسند کر کے حکیم اسرار الحکمت نے دنیا سے حسین سمیٹ کر کے ان حسینوں سے آباد کیا ہے پانسو برس سے یہ ملک آباد ہے اور اب شباب پر ہے پانسو برس پیشتر بسا تھا حکیم اسرار الحکمت نے تو انتقال کیا اب قائم مقام ان کا حکیم اشراق الحکمت ہے وہ شاگرد و جانشین اسرار الحکمت کا ہے اصل فرمانروا

وہان کا حکیم ہے اور ظاہری بادشاہ حسین پسر قباد ہے چند زمانے سے اشراق الحکمت کے خیالات مین تغیر پیدا ہوا اور اُس نے
توحید سے انکار کیا دنیا کو قدیم تصور کیا اور دہریت اختیار کی چونکہ اُس کے نزدیک کوئی مختار سزا وجزا تو ہے نہین جسکا
اُسے خوف ہوتا وہ اپنے کو پیغمبر بیان کرتا ہے اور فرضی خدا ٹھہرا لیا ہے تمام ملک اُسی کو مانتا ہے چونکہ حکیم زبردست ہے تمام
ملک کو بظاہر اپنے قبضہ مین کئے ہوئے ہے دوسرے ملک اور دوسرے مذہب کے لوگون کو وہان تک گذر ہی نہین
کہ لوگ واقفیت حاصل کرین بلکہ سب حکیم پر اعتقاد لائے ہوئے ہین فرمایا کہ آخر اُس ملک مین نہ پہونچنے کا کیا سبب
ہے عرض کی کہ گرد شہر کے اُس نے شہرپناہ قائم کی ہے دو دروازے اُس کے ہین ایک تو معدوم ہے جب اہل شہر کسیکو
شہر بدر کرنا چاہتے ہین تو اُسی دروازے سے نکال دیتے ہین اور وہ دروازہ بیرون شہر سے نہین معلوم ہوتا ہے اور
دوسرا دروازہ باہر سے نظر آتا ہے اندر سے نہین معلوم ہوتا ہے اس دروازے کا محافظ اسطرلاب جادو ہے اور
طائر جادو اُس کا محکوم ہے جب کوئی اندر جانے کا قصد کرتا ہے تو اسطرلاب جادو منع کرتا ہے اگر کہنا اُس کا کسی نے
مان لیا فہوالمراد اور اگر نہ مانا تو طائر آتا ہے اور اٹھا لیتا ہے گوشت کھا لیتا ہے ہڈیان پھینک دیتا ہے بعد اس شہرپناہ
کے ایک درخت عظیم ہے اُس کا یہ خواص ہے کہ جب کوئی اُس کے قریب پہونچتا ہے تو تمام پھل اُس درخت کے زمین پر
گرتے ہین اور پھٹک پھٹک کے اُن مین سے انسان پیدا ہوتے ہین اگر کروڑہا آدمی کا لشکر ہو تو اُتنے ہی آدمی پیدا
ہو جاتے ہین اور آمادہ نبرد ہوتے ہین تیر وشمشیر کوئی حربہ اُن پر کارگر نہین ہوتا دم بھر مین وہ تمام لشکر والون کو
تہ تیغ کرتے ہین اور بعد اُس کے خود بھی فنا ہو جاتے ہین اور درخت مین اور پھل پیدا ہو جاتے ہین بعد اس درخت
کے ایک دیوانخانہ ملتا ہے وہ حکیم اسرار الحکمت کا ساختہ ہے اُس مین ہزار تصویرین بڑی بڑی شیرون کی بنی ہوئی
ہین جو کوئی اُس دیوانخانے تک پہونچتا ہے تو وہ سب شیر شیر اصلی بن کر حملہ کرتے ہین اور فوجون کو پھاڑ کر کھا لیتے ہین
اور پھر تصویر کی تصویر بنکر اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو رہتے ہین ان مرحلون پر نہ ساحر کا سحر کام دیتا ہے نہ پہلوان کی قدرت
سے مطلب حاصل ہوتا ہے نہ حربے کام کرتے ہین میری راے مین اُس طرف کا قصد کرنا اچھا نہین ہے آئندہ
آپ کو اختیار ہے صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اے خضران اخترشناس برب کعبہ مین ضرور جاؤنگا
اگر خدا نے مجھکو صاحبقران بنایا ہے تو وہ مدد کرے گا اور اگر میری زندگانی اور حکمرانی کا خاتمہ شہر حسن آگین پہ موقوف ہے
تو جو مرضی خدا کی مجھے عذر بھی نہین ہے ع۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے ۔ یہ فرما کر حکم دیا کہ ابھی پیش خیمہ جانب
شہر حسن آگین روانہ ہو اُسی وقت جبرئیل بن عادی اہل بارگاہ سلیمانی کا بار کرکے جانب شہر حسن آگین روانہ
ہوئے بعد اس کے صاحبقران عالیشان مع جملہ سرداران نامی وگرامی جانب شہر حسن آگین تشریف لے گئے حکم سرمست
نے پہلے تو بہت منع کیا لیکن جب اُنہون نے نہ مانا تو یہ خود بھی صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا بعد طے مراحل وقطع منازل دوسرے
روز سرحد پر پہونچ گئے جبرئیل عادی نے خیمہ بپا کیا صاحبقران داخل بارگاہ ہوئے رات آرام سے بسر کی
جب صبح ہوئی تو دربار کیا سب لوگ جمع ہوئے صاحبقران تمام سردارون کو ہمراہ لے کر اُسی دروازہ طلائی کے
سامنے تشریف لائے دیکھا کہ برآمدہ پر ایک شخص ساحر وضع اسطرلاب ہاتھ مین لئے ہوئے بیٹھا ہے جیسے ہی اُس نے
صاحبقران کو آتے دیکھا آواز دی کہ یہ دروازہ گذرگاہ عام نہین ہے جس کو اپنی جان شیرین تلف وبرباد کرنی ہو وہ
اس طرف کا رخ کرے ورنہ پلٹ جائے اُس وقت سرمست دیوانہ رفیق شاہزادہ رفیع الجنت غصہ مین آیا پکارا کہ
او ملعون تو ہم لوگون کو معمولی آدمیون کی طرح سمجھا ہے جو ایسی سخت کلامی کرتا ہے نہین جانتا کہ یہ سب شاہزادے اور
شہریار زادے ہین اور سب کے سرتاج صاحبقران عالیشان بھی اس گروہ مین تشریف فرما ہین خبردار اس طرح
کی بدزبانی کرنا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ مجھے کسی شاہ وشہریار سے کیا کام میرا شاہ وہ ہے جس کا مین ملازم
اور تابع فرمان ہون باقی امیر وفقیر میرے آگے سب برابر ہین یہ سن کے دیوانے کو اور غصہ آیا اور کہا او بد تیری

اشنا ہتین آتی ہین اور تلوار کھینچ کر چلا ہر چند سرداران صاحبقران ہان ہان کیے مگر اوس نے ایک نہ مانی اُس طرف
اسطرلاب جادو نے جو دیکھا کہ یہ چلا ہی آتا ہے بس اس نے جانب فلک دیکھا تھا تو ہی وہی طائر سیاہ رنگ پیدا
ہوا اور سرمست دیوانہ کو منقار مین دبا کر بلند ہو گیا اور بعد تھوڑی دیر کے طائر تو نظرون سے غائب ہو گیا مگر چند
استخوان گر پڑے صاحبقران نے سرمست دیوانے کے واسطے بہت افسوس کیا اُس وقت خواجہ خضران بن عمرو
ثانی نے عرض کی کہ یا امیر اگر اجازت ہو تو مین اسطرلاب جادو سے کچھ کلام کرون فرمایا تمھین اختیار ہے اس وقت
خواجہ نے چند قدم آگے بڑھ کر اسطرلاب جادو سے کہا کہ مین تجھ سے کچھ باتین کرنا چاہتا ہون اسطرلاب جادو نے کہا
اس کا مضائقہ نہین آؤ چلے آؤ خواجہ نے کہا کہ اگر تم پھر طائر کو اشارہ کر دو تو مین کیا کرون گا اسطرلاب جادو
نے کہا کہ یہ سرکشون کے واسطے ہے جو خلاف حکم پیش قدمی کرتے ہین تم تو میری اجازت سے آنا چاہتے ہو خواجہ
آگے بڑھے لیکن ڈر کے مارے جانب آسمان دیکھتے جاتے تھے کہ اگر طائر آتا ہو تو کہین اوڑ رہون لیکن طائر نظر نہ آیا
اُس وقت خواجہ زینے پر ہو کے برآمدے پر پہونچے اور اسطرلاب جادو سے کہا کہ تم جس کے ملازم ہو اُس کو
کہدیو کہ صاحبقران زمان تشریف لائے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ ہمارا گنہگار ساریق بن لقا بھاگ کے تمھارے
ملک مین آیا ہے یا تو اُس کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر دو ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہے ہم واپس
چلے جائین گے یا اگر وہ تمھارے ملک سے ہو کر کسی دوسرے مقام پر چلا گیا ہو تو ہمین بھی راستہ دیدو کہ ہم بھی پیچھے جائین
اسطرلاب جادو نے کہا اس کا مضائقہ نہین ہے مگر تم بلکہ صاحبقران سے کہو کہ آپ انتظار کیجیے مین لکھتا ہون جیسا کچھ حکم
ہو گا اُن سے تمھین اطلاع دون گا اور بغیر اجازت حاکم اشراق الحکمت کیا ممکن ہے کہ کوئی اس طرف سے جا سکے تم نے
دیکھا کہ اُس دیوانے کا کیا انجام ہوا یہی نتیجہ ہر شخص کے لیے رکھا ہوا ہے اگر فوجین ایک وقت مین آنے کا قصد کرین
تو جتنے آدمی ہون گے اُتنے ہی طائر پیدا ہون گے اور سب کو اسیطرح اُٹھا کر کھا لین گے خواجہ خضران
وہان سے پلٹ کے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی بیان کر دی صاحبقران
واپس آ گئے۔ تو انتظار مین بیٹھے ہین لیکن حال اسطرلاب جادو کا سنیے کہ اس نے پھر ایک نامہ حکیم
اشراق الحکمت کو براہ راست تحریر کیا اور مضمون یہ تھا کہ تعاقب مین ساریق کے صاحبقران عالم تشریف لائے
ہین اور اپنے گنہگار کو مانگتے ہین مین نے یہ عذر کیا کہ ساریق جانب طلسم زلزلہ گیا وہ فرماتے ہین ہمین بھی راستہ دیدو
تو ہم بھی چلے جائین ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہے جس وقت یہ نامہ حکیم اشراق الحکمت کو پہونچا
اور نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ صاحبقران سے کہو کہ ساریق تو یہان موجود
نہین ہے اور اگر ہوتا بھی تو ہم نہ دیتے اس لیے کہ اس نے اگر پناہ لی تھی اور اب تو وہ یہان موجود ہی نہین ہے اور ہم
آپ کو راستہ نہین دے سکتے اس لیے کہ فوج آپ کے ساتھ بہت ہے اگر آپ چند آدمیون سے جانا چاہین تو
جس طرح ہم نے ساریق کو بھیج دیا ہے اُسی طرح آپ کو بھی بھیجدین یعنی وہی ایک لگن آئے گا اس دروازہ شہر
سے لیجائے گا دوسرے دروازے پر اُتار دے گا اور جتنے آدمی اُس پر بیٹھ سکین گے وہی جا سکتے ہین جب یہ
جواب اسطرلاب جادو کو پہونچا تو اُس نے ایک طائر سحر کے گلے مین وہ نامہ باندھ دیا اور بارگاہ امیر کی
جانب روانہ کیا یہان صاحبقران عالیشان بارگاہ سلیمانی مین فروکش تھے طائر کی کیا مجال تھی کہ اندر بارگاہ
آ سکتا جیسے ہی طائر داخل بارگاہ ہونے لگا تاثیر سحر بیطرف ہو گئی اور طائر ماش کا آٹا ہو کے گر پڑا پیر اُسکے
پاؤن بجائے ایک چوبدار وہان کھڑا ہوا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا ہوا گرا ہے اور گلے
مین اُس کے کوئی کاغذ بندھا ہوا ہے اس نے اُس آٹے کو کاغذ سمیت اُٹھا لیا اور خدمت صاحبقران عالیشان
مین حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا کہ اسطرح ایک طائر آیا جیسے ہی داخل بارگاہ ہونے لگا اس کے یہ ہیئت ہو گئی

صاحبقران عالیشان نے اُس رقعہ کو کھول کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے اُس وقت معلوم ہوا کہ
یہ طائر فرستادہ اسطرلاب جادو تھا صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ جاکے اسطرلاب جادو سے کہدو کہ مین نے
جو ارادہ کر لیا وہ کر لیا مین اسی طرف سے جاؤن گا اور مجھے اصلا بھی جانا منظور نہین ہے کہ ایسے پیچھے کے
جاؤن اگر حکیم مجھے سیدھی طرح راستہ نہ دے گا تو تلوار کے زور سے جاؤن گا تین روز مین اور منتظر ہون بعد
تین روز کے تمام لشکر میرا اسی طرف سے گذرے گا اگر ایک متنفس بھی نہ باقی رہے گا جب بھی مین اپنے ارادہ سے
باز نہ آؤن گا خضران نے جاکے یہ پیام صاحبقران کا اسطرلاب جادو سے بیان کیا اسطرلاب جادو
نے کہا کہ اب میرا کچھ کہنا سود مند نہ ہوگا حکیم صاحب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کا جواب دیتے ہین تو پھر
التفات نہین کیے مگر مین بخاطر امیر اور بخیال اس کے کہ لاکھون جانین تلف و برباد نہون پھر لکھتا ہون یہ کہکر پھر ایک نامہ
حکیم اشراق الحکمت کو لکھا کہ اگر آپ راستہ نہ دین گے تو صاحبقران اپنی دھن کے ہین وہ واپس
نہ جائین گے اور لاکھون جانین مفت برباد ہون گی اس سے کیا حاصل اگر مناسب ہو تو راستہ دیدیجیے وہ
لوگ آن بان کے ہین جتنا کہتے ہین اُس کے خلاف ہرگز نہ کرین گے یہ سنکے حکیم اشراق الحکمت نے جواب
تحریر کیا کہ اے اسطرلاب جادو ان لوگون کو اپنی فوج و سپاہ پر بڑا گھمنڈ ہے ان کو راستہ دیدیتا تو کوئی بات
نہ تھی مگر ان کو خیال ہوگا کہ حکیم دب گیا اور مجھے ان کا غرور مٹانا منظور ہے مین ہرگز راستہ نہ دونگا بلکہ اُن سے کہدو
کہ تین روز کے اندر اس صحرا کو بھی خالی کر دین ورنہ اچھا نہ ہوگا جب یہ جواب اسطرلاب جادو کے پاس پہونچا تو
اس نے خواجہ کو وہ پرچہ دیا اور کہا کہ دیکھیے یہ خیالات حکیم اشراق الحکمت کے ہین اب مین مجبور ہون
خواجہ وہ جواب لیے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوئے اور عرض کی یا صاحبقران
حکیم نہایت بدخلق معلوم ہوتا ہے اُس نے یہ جواب لکھا ہے یہ کہکر پرچہ دیا صاحبقران نے پرچہ کو پڑھکر فرمایا خیر کچھ پروا
نہین مجھے یہ دیکھنا ہے کہ تین روز بعد یہ حکیم کیا کرتا ہے جب تین روز گذرے تو حکیم اشراق نے اسطرلاب جادو
پاس پرچہ بھیجا کہ وہ لوگ گئے یا ابھی ہین اسطرلاب جادو نے کہا کہ سب آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہین اور منتظر
اس کے ہین کہ ہم صحرا نہ خالی کرین گے تو آپ کیا کیجیے گا یہ سنکے حکیم اشراق الحکمت ایک ابر پر بیٹھا اور جانب لشکر
صاحبقران عالیشان روانہ ہوا یہان صاحبقران دروازہ بارگاہ سلیمانی پر ٹہل رہے تھے منتظر تھے کہ دیکھیے آج
کیا ظہور مین آتا ہے کہ یکایک جانب شہر جسین آگین سے ایک ابر سیاہ نمودار ہوا اور آتے آتے وہ ابر زمین پر گر کے
بصورت خیمہ سیاہ قائم ہوگیا اور حکیم اشراق الحکمت چار [illegible] اس خیمہ مین داخل ہوا اُس وقت صاحبقران
نے خضران سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور حکیم اشراق الحکمت سے کہو اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہین آجاے آپکے
کچھ دیر صحبت رہے خضران نے اپنے کو طرۂ زرنگار اور بانا [illegible] عیاری قیمتی نقش سے آراستہ کیا
اور جانب خیمہ حکیم اشراق الحکمت روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق الحکمت نے خضران کو آتے دیکھا مسکرایا
خواجہ نے سلام کیا اور کہا کہ صاحبقران ارشاد فرماتے ہین کہ اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہین تشریف لایئے ہمارے
آپ کے مواجہ مین باتین ہوجائین حکیم اشراق الحکمت نے خواجہ کو بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی اور نہایت
بداخلاقی کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے کوئی ضرورت صاحبقران سے ملنے کی نہین ہے اگر ان کو غرض ہو تو وہ خود
تشریف لائین ان کو اپنے جاہ و حشم پر گھمنڈ ہے آن واحد مین معلوم بھی ہوگا کہ لشکر کہان گیا اور شان و شوکت کیا
ہوئی خضران کو یہ باتین نہایت ناگوار گذرین اور کہا کہ اے حکیم اشراق الحکمت مجھے تجھ سے بدخلق اور
ناقدرشناس مین نے نہین دیکھا یہ وہ صاحبقران ہین جن کی قدمبوسی کی حسرت ایک عالم کو ہے وہ مجھے یاد
کرتے ہین اور تو نہین جانتا انھون نے اور ان کے غلامون نے بڑے بڑے سرکشون کو نیچا دکھا دیا ہے تو ہے کیا

حقیقت ہے اور وہ تیرے پاس کیا تشریف لائیں گے حکیم کا چہرہ ان کلمات کو سنکر سرخ ہوگیا کہا او ناہنجار اگر اسوقت
تو ابلیس کی حیثیت سے ہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا جا چلا جا اور کہدے اُس عرب سے کہ طبل جنگ بجوا تو تجھے
حال معلوم ہو جائے خضران نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ صاحبقران مجھسے ناراض ہوں ورنہ ساری سرکشی تیری
ابھی مٹا دیتا اور تجھے باندھ کے خدمت صاحبقران میں لے چلتا یہ کہکر وہاں سے روانہ ہوئے اور خدمت امیر
میں آکر ساری روداد بیان کی صاحبقران نے اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی تمام لشکر
آگاہ ہوا مگر اہل لشکر حیران تھے کہ ہم کس کے مقابلے میں تیاری جنگ کریں کوئی مدمقابل نظر ہی نہیں آتا خیمہ میں
چار کس جمع ہیں اگر امیر ایک سپاہی کو حکم دیں تو وہ چاروں کے سر کاٹ لائے اتنے کے لئے طبل جنگ بجنا اور
تیاری لشکر سے کیا حاصل صاحبقران بھی حیران تھے کہ اس نے کس کے بل پر طبل جنگ بجوایا ہے الغرض تمام
رات بسر ہوئی صبح کو صاحبقران عالیشان مع لشکر فراوان میدان میں آکر صف آرا ہوئے دیکھا کہ حکیم
اشراق ایک تخت پر سوار میدان میں موجود ہے صرف چار خادم تخت کی چار جانب کھڑے ہیں اس وقت امیر
نے حکیم اشراق کو دیکھا کہ ایک مرد میانہ قد کشادہ ابرو گندہ لب بال کچھ سپید کچھ سیاہ رنگ سانولا پیشانی پر
سیاہی کفر صاحبقران نے فرمایا کہ اے حکیم اشراق الحکمت مذہب تمہارا کیا ہے حکیم نے کہا کہ میرا مذہب خود پرستی
ہے اگر میں عقل سے کام نہ لیتا تو اس مرتبہ پر فائز نہ ہوتا کہ جسے چاہوں بادشاہ بنا دوں جسے چاہوں فقیر کر دوں جسے چاہوں
مار ڈالوں جسے چاہوں زندہ کر دوں یہ سنکے صاحبقران نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ تو شیطان مجسم ہے کفر کا پتلا ہے او
نادان عقل تجھے کس نے دی جس عقل کی بدولت تو نے علوم حاصل کئے حکیم اشراق نے کہا کہ یہ ذہنی امر تھا فطرت
نے مجھ میں ایسے سامان جمع کر دئیے فرمایا پھر تو تو کس بات کا کرتا ہے یہ فعل فطرت کا ہوا نہ کہ تیرا ممکن تھا کہ فطرت تجھے
ناقص العقل اندھا لنگڑا لولا پیدا کر دیتی اور تو جسے فطرت کہتا ہے وہ تابع امر الٰہی ہے کوئی چیز بغیر خالق مخلوق نہیں ہو سکتی
جن علوم کے ذریعہ سے تو بڑے بڑے کام کرتا ہے اگر ان علوم سے کام نہ لیا جاتا بیکار رہتے اسیطرح فطرت بھی بیکار تھی اگر
فطرت سے کام لینے والا نہ ہوتا یہ علوم کیونکر پیدا ہوتے اگر حکمائے متقدمین اپنی عمر عزیز ان کے اخذ واختراع میں صرف
نہ کرتے تو وساوس شیطانی میں مبتلا ہے خلاق عالم و عالمیان کو بھولا ہوا ہے یہ تیرا غرور تجھے بہت جلد مٹا دے گا یہ سنکے
حکیم ہنسا اور کہا کہ میں تن تنہا تمہارے سامنے موجود ہوں اور تم اتنا بڑا لشکر لئے ہوئے کھڑے ہو حکم دو کسی کو
کہ آئے میرے مقابلے کو ابھی تمکو معلوم ہو جائے یہ سنکے صاحبقران نے یمین لشکر کی طرف دیکھا بس اُسی وقت
متفاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر
جانب میدان روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق نے اس کو اپنی طرف آتے دیکھا بس جانب صحرا دیکھکر دستک دی
اُسیوقت گرد اڑی اور ایک نقابدار شخص نقاب پوش پیدا ہوا آتے ہی پکارا کہ او سرکش کدھر آتا ہے نقابدار نے سامنے
آتے ہی نقاب چہرے سے الٹ دی اور پکارا کہ اسے تو اُس شخص کو قتل کیا جاتا ہے جس کے ایسی کنیزیں موجود ہیں
پہلے ہمیں قتل کر بجائے جنگ کرنا ہم کس کے ہو کے رہیں گے بس نظر جو متفاج زرہ پوش کی چہرہ پر پڑی ہے ایک برق
حسن تھی کہ خرمن دل کو جلا گئی ہوش اُڑ لے گئی تمام میدان نور حسن سے معمور ہوگیا متفاج زرہ پوش نے کہا
کہ بیشک مجھسے قصور ہوا جو حکم اس کی تلافی کے لئے ہو لائے بجا لاؤں نازنین پکاری کہ اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈال
یہ سنتے ہی متفاج زرہ پوش نے تلوار کمر سے کھینچکر گردن پر رکھکے جو کھینچی سر دھڑ سے الگ سامنے نقابدار کے
جا پڑا بس اس کا مرنا تھا کہ لشکر متفاج کے رنگ فق ہے بعد دیگرے جانے لگے اور گلا کاٹ کاٹ کے جان دینا شروع
کی اب تو صاحبقران عالیشان نہایت پریشان ہوئے کہ یہ تو سلسلہ بند ہو گیا دیکھئے کیا ہوتا ہے آج تو تمام لشکر کا خاتمہ
نہ ہو جائے گا اُدھر جو سامنے نازنین کے ہو جاتا تلوار کمر سے کھینچی اپنی گردن اپنی تیغ دس ہزار جوان متفاج کے تحت

میں تھے سب نے دم زدن میں اپنے کو آپ ہلاک کر ڈالا جب یہ سب مر گئے اسوقت پرانند ہوا اشراق نے با آواز بلند
آواز دی کہ بس آج اسی قدر ان لوگوں کے غیرت دلانے کو کافی ہے بعد اس کے اگر پھر بھی یہ انجام کو نہ سوچے تو دیکھا
جائے گا لشکر دار نے تو بند نقاب درست کئے اور جانب صحرا روانہ ہوا اور خضران نے کہا کہ رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت اور حکیم اشراق نے صاحبقران کی طرف دیکھکر آواز دی کہ یا امیر اب ان کشتوں کو دفن کرکے
رو بیٹھئے اور تین روز تک اور انجام پر غور کیجئے اگر تیسرے روز شام تک بھی لشکر آپ کا جان سے نہ گیا تو دیدیے
کہ جس طرح دم بھر میں دس ہزار آدمی کا خاتمہ ہو گیا اسی طرح ایک دن میں تمام لشکر ختم ہو جائے گا آگے اختیار ہے صاحبقران
نے بسبب صدمے کے کوئی جواب نہ دیا حکیم تو اپنا تخت اڑائے ہوئے جانب شہر حسن آگین روانہ ہو گیا اور یہاں
صاحبقران ان کشتگان حسرت کے لاشوں پر تشریف لائے گریہ فرمایا اور لاشوں کو اٹھوا کر دفن کرایا جب
تیسرا دن ہوا تو حکیم اشراق نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھ آ صاحبقران ہیں یا گئے وہ شخص آیا اور واپس جاکے
عرض کی کہ ایک شخص بھی تو لشکر صاحبقران سے کم نہیں ہے ارادہ کسی کا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے جائے گا سن
کے حکیم اشراق کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ ان کو قضا ہی ان کی گھیرے یہاں لائی ہے قریب اس کے چند
ساحر بیٹھے تھے کہ وہ رفیق خاص اور مصاحب ہیں حکیم اشراق کے بس تاریک تیرہ رو ایک ساحر کی
طرف دیکھکے کہا کہ جا اور لشکر امیر کو دھوئیں میں گھونٹ کے مار ڈال آج ہی تمام لشکر کا خاتمہ کرکے چلا آ تاریک تیرہ رو
نے کہا بہت خوب اور اسی وقت اس نے پر پرواز پیدا کئے اور جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا اور ایک
مقام پر اتر کر اس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اس پر کچھ سیندور کے لگائے اور پھر اسم جو دم کرکے ناریل
زمین پر مارا کہ تڑاخے کی صدا ہوئی تمام صحرا گونج اٹھا اکثر گھوڑے اگاڑیاں پچھاڑیاں توڑا توڑ کے بھاگے اہل لشکر
پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ یکایک ناریل میں سے دھواں پیدا ہو کے بلند ہوا اور لشکر صاحبقران پر گر کے
مثل سرپوش کے ہو گیا اور لوگوں کا دم گھٹنے لگا لوگوں نے فریاد کی کہ یا صاحبقران ہماری خبر لیجئے ہم گھٹ کے مرے
جاتے ہیں صاحبقران نے جو دیکھا کہ تمام لشکر پہ دھواں چھایا ہوا ہے نفس تنگی کر رہا ہے صاحبقران نے جلدی سے
اسم اعظم پانی پہ دم کرکے جو چھینٹا مارا تو اس دھوئیں میں در پیدا ہو گیا صاحبقران اسی در میں سے چلے
خضران بھی ان کے ساتھ ساتھ چلا اور کہا یا امیر اسم اعظم پڑھے جائیے یہ عجب معلوم ہوتا ہے صاحبقران اسم اعظم
پڑھتے چلے جاتے ہیں دھواں سامنے سے ہٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ جب لشکر کی حد کو طے کرکے صاحبقران باہر گئے تو
دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے اس ساحر نے نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار ہو ہوشیار کہ میں آ پہونچا تاریک تیرہ رو
نے جو دیکھا کہ صاحبقران میری طرف چلے آتے ہیں بس اس نے ایک ترنج سحر صاحبقران پر کھینچ مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھ کے اس ترنج پر دم کیا ترنج پلٹا اور شانے پہ تاریک تیرہ رو کے پڑا کہ حواس کا جل گیا یہی ایسا
ساحر زبردست تھا کہ اس نے اس آگ کو فرو کیا صاحبقران عالیشان تیغ کھینچ کر اس کی طرف چلے تاریک تیرہ رو
نے جھولی سحر کی اٹھا کر صاحبقران پر کھینچ ماری صاحبقران نے پھر اسم اعظم پڑھ کر وار اس کا خالی دیا تاریک کا
ایک پر تو جل چکا تھا اڑنے سے معذور ہوا پیدل سامنے سے صاحبقران کے بھاگا اور صاحبقران عالیشان بھی
تعاقب میں تاریک کے چلے تاریک بھاگتے بھاگتے قریب ایک گڑھے کے پہونچا صاحبقران نزدیک آ چکے تھے بس اس نے
گھبرا کے اپنے کو اس گڑھے میں گرا دیا ساتھ ہی صاحبقران بھی کود پڑے دیکھا کہ ایک راستہ مثل نقب کے لگا ہوا ہے
تاریک بھاگا جاتا ہے صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہاں جاتا ہے میں آ پہونچا تاریک بھاگتے بھاگتے ایک میدان
میں پہونچا صاحبقران بھی میدان میں پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک بہت بڑا مندر بنا ہوا ہے اور چند جوگی اس
بیٹھے ہوئے یا سامری یا جمشید کے نعرے کر رہے ہیں تاریک تیرہ رو بھاگ کے اس مندر میں گھسا اور

پکارا کہ دہائی ہے خداوند سامری کی تمام کی مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ یہ کہکے وہ تمام جوگی لنگر کے دوڑے
لیکن صاحبقران تعاقب تاریک تیز رو کا ترک نہیں کرتے چلے ہی جاتے تھے یہانتک کہ تاریک تصویر سامری
کے پیچھے چھپا صاحبقران نے دوڑ کے تلوار ماری کہ مع بت تاریک کے دو ٹکڑے ہوئے بس گرنا تھا تاریک تیز رو
کا کہ ایک قیامت برپا ہوئی آوازیں گیرو دار کی آنے لگیں آتش باری برف باری دیر تک رہی جب لاش
تاریک کی پھڑک کے سرد ہو گئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من تاریک جادو بود حیف مردیم و جانی دیم
و بمطلب خود نرسیدیم روشنی جو ہوئی تو جوگیوں نے صاحبقران عالیشان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور شور
کرنے لگے کہ ارے مارو اس ظالم کو غضب کیا اس نے کہ تصویر سامری کو مٹایا اندر مندر کے آکر بندہ سامری کو
مارا ہر طرف سے بیجگی تا تیغ مار رہے تھے صاحبقران رد کرتے جاتے تھے اور جوگیوں کو قتل کر رہے تھے یہقدر
یہ غوغا بلند ہوا کہ حاکم مندر سامری ہاروت جادو کو خبر ہوئی کہ اسطرح ایک شخص بھاگ کے مندر میں چھپا تھا تب
میں اس کے ایک شخص آیا اسکو مندر میں قتل کیا خداوندی تصویر کو بھی مٹا دیا وہ بڑا سرکش اور فتنہ انگیز معلوم ہوتا
ہے خدا اس پر سحر اثر کرتا ہے نہ اس کا وار کسی سے رد ہو سکتا ہے جادوگر مندر قتل ہو رہے ہیں یہ سنکے ہاروت جادو نے
ایک گیند طلائی دیا اور کہا کہ مارو اس کے سینے پر مارو یہ گیند پہنچتے ہی وہ از خود فراموش ہو جائے گا جب اپنے
سے وہ سحر کو رد کرتا ہے اسے بھول جائے گا بس گرفتار کر لانا یہ سنکے ایک ساحر اس گیند کو لیکر طرف مندر کے روانہ
ہوا جس وقت قریب پہونچا دیکھا کہ جوگی بھاگ رہے ہیں مگر جو سحر کرتا ہے سحر اس کا مٹ جاتا ہے اور ایک شخص نووارد
شمشیر بکف تلوار سے خون ٹپکتا ہوا جوگیوں کو قتل کرتا چلا آتا ہے بس یہ ساحر سامنے سے آیا جیسے ہی نظر صاحبقران
کی دوسری جانب پڑی اس نے گیند کھینچ مارا گیند جو سینے پر پڑتا ہے تو صاحبقران کی آنکھوں میں اندھیرا سا
چھا گیا اور چکر آگئے تلوار رک گئی اسم اعظم فراموش ہو گیا اتنی سکت اتنے ہی لوگ چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے
اور صاحبقران کو پکڑ لیا جلدی سے آہنگروں کو بلا کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق
ڈال کے سامنے ہاروت جادو کے لائے ہاروت جادو نے کہا کیوں اے شخص تو نے ہماری پرستشگاہ کو
خراب کیا تصویر خداوندی سے بے ادبی کی اس کی سزا تجھے کیا دیجائے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا
مجرم بھاگ کے آیا تھا وہ اس تصویر کے پیچھے چھپا ہم کو تمہاری پرستشگاہ اور اس تصویر سے بحث نہ تھی تم نے ہمارے
مجرم کو کیوں نہ نکال دیا ہاروت جادو نے کہا کہ جو دامن پناہ کا لیتا ہے اسے کون نکال دیتا ہے قتل کرو اس سرکش کو
کہ اپنی خطا پر پشیمان نہیں ہوتا ہے لوگوں نے قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ وزیر ہاروت جادو کا آگیا نام اس کا سہیل
زرین قلم ہے اس نے عرض کی کہ اے بادشاہ اس کا قتل ابھی مناسب نہیں ہے ایسا نہ ہو کوئی زبردست دعویدار
خون کا پیدا ہو لہذا اسے قید رکھئے ہاروت جادو نے کہا کہ اس کا قتل کرنا ہی مناسب ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی
فتنہ برپا ہو سہیل زرین قلم نے عرض کی کہ اب یہ مجبور ہے قیدی آہن بھی ہے اور اسیر سحر بھی یہ کہاں جا سکتا ہے
ہاروت جادو نے سہیل زرین قلم کے کہنے سے صاحبقران عالیشان کو ایک زندان کی طرف بھجوا دیا بعد تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ ایک عورت نہایت حسین سن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن
چہرہ پر اداسی چھائی ہوئی بال پریشان چہرہ گرد و غبار میں اٹا ہوا چلی آتی ہے جوگیوں نے جو اسے آتے دیکھا پکار
کے کہا کس کی تلاش ہے عورت نے کہا کہ میرا شوہر اسطرف آیا تھا میں ہر چند اسے منع کرتی رہی مگر اس نے میرا کہنا
نہ مانا اگر تمکو معلوم ہو تو مجھے پتہ اس کا بتا دو جوگیوں نے کہا کہ وہ بادشاہ کی قید میں ہے اور آج کے تیسرے روز
قتل ہو جائے گا عورت نے کہا کہ مجھے بادشاہ کے در دولت پر لے چلو میں فریاد کروں گی شاید بادشاہ کو میرے
حال پر رحم آجائے جوگیوں نے دور سے ایوان شاہی دکھا دیا عورت مکان شاہی کی طرف متوجہ ہوئی جب

در دولت پر پہونچی لوگون نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ وہ جو شخص آپ کی قید مین ہی اُس کی عورت اپنے شوہر کی
ملاقات مین آئی ہی بادشاہ نے کہا بلاؤ عورت سامنے ہاروت جادو کے پہونچی ہاروت جادو کی نظر جو صورت زیبا
پر پڑی منہ مین پانی بھر آیا سہیل زرین قلم سے کہا کہ کیا اچھا ہو اگر یہ عورت ہمین ملجائے سہیل زرین قلم نے عرض کی
کہ آپ دیکھتے ہین کہ یہ عشق مین اپنے شوہر کے دیوانی ہو رہی ہی ابھی اس کا منظور کرنا غیر ممکن ہی ہان جس وقت وہ قتل
ہو جائے گا اور یہ اُس کی جانب سے مایوس ہوگی اُس وقت شاید منظور کرے وہ بھی بہت دن بعد بالفعل مناسب
ہی کہ اس کی خاطر کیجیے کہ یہ رنجیدہ نہو بادشاہ نے کہا کہ اے نازنین شوہر تیرا قید ہی اگر تو اُسے دیکھنا چاہتی ہی تو جا کے
دیکھ آ مگر چونکہ وہ مجرم ہی اور تو بیگناہ ہی اُس کا تیرا ساتھ نہین ہو سکتا جبتک اسکی حیات کا وقت باقی ہی تو جا کے
دیکھ آیا کر تیسرے روز وہ قتل ہو جائے گا اور تو اگر رہنا چاہے تو تیرے لئے سب سامان عیش و راحت مہیا ہو سکتے
ہین یہ سنکے عورت نے کہا کہ خاک ہوا اُن سامانون پر جو عزت کھو کے حاصل ہون تیرا جی چاہے تو اسی زندان کے برابر
میرے قیام کو بھی کوئی مکان دیدے مگر مین تنہا رہون گی کوئی مرد یا عورت میرے پاس موجود نہ ہو کیونکہ دل میرا
غم سے بھرا ہوا ہی بادشاہ کو خاطر اس کی منظور تھی ایک ملازم سے حکم دیا کہ اس عورت کو لیجا کر اس کے شوہر کے قریب لیجاؤ
اور وہان کوئی مکان اس کے رہنے کے لئے خالی کر دو یہ سنکے ایک ساحر ساتھ ہوا اور اُس نازنین کو لئے ہوئے
دروازۂ زندان پر آیا دیکھا کہ صاحبقران عالیشان سر بزانو بیٹھے ہوئے ہین عورت نے پکار کے کہا کہ کیون صاحب
ہم نہ تمھین منع کرتے تھے کہ بھاگتے کا پیچھا کرنا اچھا نہین ہوتا تم نے ہمارا کہنا نہ مانا آخر کار اس عذاب مین مبتلا ہوئے
تمھاری جان جائے گی اور ہماری آبرو کا بچنا دشوار ہوگا صاحبقران بولے تو یہ سمجھے کہ یہ عورت مجھپر عاشق ہو گئی ہی
فرمایا کہ مجھے تو کسی نے بھی منع نہین کیا تھا عورت نے کہا خود انجام کو سوچے ہوتے اب یہ بتاؤ کہ تم تو قتل ہو جاؤ گے
وہ جو تین برس کا لڑکا ہی اُس کی پرورش کیونکر ہوگی اور میرا اوقات بسر کسطرح ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ کون
مجھ پر تہمت رکھتا ہی اور بیٹا مجھے جھوٹ بولتا ہی تو منہ پر جیتی ہی بھونکتی ہی سوا اسکے کہ مین تیری صورت سے
بھی آگاہ نہین اور نہ انہون نے کہا کہ کیا یہ آپ کی گھر والی نہین ہی فرمایا استغفر اللہ مین اس سے واقف بھی
نہین میری عورتون کو کون دیکھ سکتا ہی وہ یہان کہان انہون نے ہنس کے کہا کہ آپ بسبب غیرت کے انکار کرتے
ہین اور اس کا دل توڑا کرتے ہین وہ تو آپ کی محبت مین یہانتک آئی ہی اور آپ سراسر انکار کرتے ہین بھلا اس سن و
سال کی عورت کسی مرد پہ تہمت رکھے گی تہمت وہی عورت رکھتی ہی جو خود اس قابل نہو کہ اُس کی جانب کوئی رغبت کرے
اور وہ خود کسی پر راغب ہو یہ نازنین لائق پیار کرنے کے ہی اس پر ہزارون جان دینے کو موجود ہو جائین گے بھلا آپ
کیا غرض پڑی ہی جو آپ پر تہمت رکھے گی ضرور یہ آپ کی بی بی ہی صاحبقران غیرت کے مارے گڑے جاتے ہین
عورت رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ اگر تم قتل کئے گئے تو ہم بھی تم پہ ستی ہون گے صاحبقران متحیر ہین کہ یہ کون ہی
خلاصہ یہ کہ عورت نے قریب زندان کے ایک مکان پسند کیا اور اسے خالی کرا کے اندر مکان کے چلی گئی ادھر تو بادشاہ
عاشق ہو گیا ہی ادھر داروغۂ زندان کو یہ فکر ہی کہ کسی طرح صاحبقران قتل ہو جائین تو اس عورت کو مین بھی
سے راضی کرون اسپر یہ دروازہ پر آتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اے نازک اندام تجھے کسی طرح کی تکلیف تو نہین ہی نازنین
نے کہا کہ اور تو سب راحت ہی لیکن تکلیف یہی ہی کہ تو بار بار آتا ہی مجھے تنہائی پسند ہی مین کسی کی آواز سننا اور اپنی آواز
سنانا بھی نہین چاہتی لوگ کہتے ہین کہ یہ عورت بڑی پاکدامن ہی کہ اس طرح اپنے شوہر پہ دم دیتی ہی اور کس استقلال
کے ساتھ بسر کر رہی ہی وہان بادشاہ کی یہ حالت ہی کہ اُس کو چین نہین پڑتا سہیل زرین قلم سے کہا کہ اگر یہ عورت
مجھے راضی نہوئی تو زندگی میری بے لطف ہو جائے گی سہیل زرین قلم نے کہا کہ راضی ہونا اُس کا ممکن ہی لیکن
دفعتاً اس کام کا ہونا ناممکن ہی ذرا اُس کی دلجوئی کرتے رہیے تو جس وقت اُس کے شوہر کا غم اُس کے دل سے برطرف ہوگا

تو شاید آپ کی طرف متوجہ ہو بادشاہ خود اسی مکان پر آیا جہاں وہ عورت تھی عورت نے رو رو کے گوہی چڑائی اور کہا کہ میں
اپنے شوہر کے دشمن جان کی شکل نہ دیکھوں گی اسوقت سہیل زرین قلم سے بادشاہ نے کہا کہ اگر بجا طور اس کے میں اسکے
شوہر کو چھوڑے دیتا ہوں تو یہ اسی کا ساتھ دے گی میرا ساتھ نہ دے گی اور اگر قتل کرتا ہوں تو اور مجھ سے خلاف ہو گی
سہیل زرین قلم نے کہا کہ سوا قتل کے کوئی چارہ نہیں ہے لیکن قتل سے بہتر یہ ہے کہ ایک مکان ہیزم کا تیار کرائیے اور یہ
ظاہر کیجئے کہ ایک شب و روز قیدی کو مکان ہیزم میں رہنا ہوگا اور بعد اس کے رہا کر دیا جائیگا لیکن یکایک میں آگ
لگوا دیجئے کہ وہ جل کے خاک ہو جائے اسوقت آپ الزام سے بری رہیں گے عورت آپ سے راضی رہے گی کینہ
انکے دل میں نہ پیدا ہوگا یہ رائے ہاروت جادو نے پسند کی اور صحرا میں مکان ہیزم کی تیاری کا حکم دیا چونکہ
داروغہ زندان کو بادشاہ سے رقابت پیدا ہوگئی تھی اسنے آکر تمام ماجرا عورت سے بیان کر دیا کہ بادشاہ نے یہ تدبیر کی ہے
کہ اس شخص کو بہانہ قید مکان ہیزم میں رکھکر جلا دیا جائیگا اور دن کو پہر دن رہے آگ دی جاوے گی اور فلاں صحرا
میں مکان ہیزم تیار ہو رہا ہے عورت نے کہا کہ اگر ایسی حرکت بادشاہ نے کی تو میں قسم کھاتی ہوں خداوند سماوی
کی کہ میں بادشاہ کا ساتھ نہ دوں گی اور تیرا ساتھ دوں گی یہ سنکر داروغہ زندان خوش ہوا ایک ایک دم کی خبر دیتا
تھا اور عورت دونوں وقت کھانا لے کر زندان خانہ میں آتی تھی اور صاحبقران کو کھانا کھلاتی تھی امیر حیران ہو کے
پوچھتے تھے کہ تم کون ہو جو اس وقت آخر میں میرے ساتھ یہ احسان کر رہی ہو اگر مجھے خدا نے رہائی دی تو تیرا اس کا
عوض تمہارے ساتھ ایسا کروں گا کہ یاد کرو گی عورت نے کہا کہ وقت کو سب بھول جاتے ہیں فرمایا میں احسان فراموش
نہیں ہوں عورت نے کہا کہ کیا سلوک کرو گے تحریر کر دو صاحبقران نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپیہ کا زیور بنوا دوں گا عورت
نے پرچہ کاغذ کا لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا جب رات ہوئی تو دروازہ مکان کا بند کر کے اندر سے مکان کے نقب لگانا
شروع کی اور سرا نقب کا اسی مکان ہیزم میں لے جا کر تمام کیا اور وہاں سے پلٹ آئی اور یہ سرا بھی نقب کا گڑھان
رکھکر مٹی ڈال دی اور بند کر دیا صبح کو لوگ گئے اور صاحبقران کو زندان سے نکال کر اسی مکان ہیزم میں لے گئے
ادھر عورت بیتابانہ مکان سے نکلی اور جانب مکان ہیزم چلی اسوقت عالم عالم جمع تھا صاحبقران کو مکان ہیزم
میں لے جا کے دروازہ بند کر دیا تھا قریب تھا کہ آگ دیدیجائے کہ دیکھا وہی زن جمیلہ بیتحاشہ پکارتی ہوئی چلی آتی
ہے دونوں ہاتھوں میں ناریل ہیں آنکھوں میں کاجل دیا ہوا سولہ سنگار کئے ہوئے چلی آتی ہے بادشاہ اس کی اداؤں پر
پس گیا پکارا او آفت جان کہاں جاتی ہے عورت نے کہا جہاں میرا شوہر گیا زندگی بھر ساتھ دیا تو مرنے پر کب ساتھ
چھوڑوں گی یہ کہتی ہوئی چلی بادشاہ نے اشارہ دیا کہ آگ لگا دو شاید یہ شعلوں سے ڈر کے رہ جائے دروازہ تو
بند ہی ہو چکا ہے اب یہ اندر مکان کے کسطرح سے جاوے گی جو جیے گی لوگوں نے آگ لگا دی تین طرف سے آگ
دیدی گئی ایک سمت باقی تھا قریب تھا کہ اس طرف سے بھی آگ لگا دی جائے کہ یہ عورت کندا کے چڑھ گئی اور بادشاہ
کی طرف دیکھکر پکاری کہ دیکھ باعصمت اور وفادار عورتیں ایسی ہوتی ہیں اور اسطرح اپنے شوہر کے ساتھ جلجاتی ہیں بس
یہ کہتے ہی اندر مکان کے کود پڑی بادشاہ ہاتھ مل کے رہ گیا اب شعلے بلند ہونے لگے ادھر صاحبقران نے فلک کی طرف
دیکھا کلمہ شہادت زبان پر جاری کرکے عرض کرنے لگے کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے گناہوں کی سزا زندگی ہی میں دیدی اب
تو مجھے آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا اور دو ساعت اندر گھٹ رہا تھا لیکن آگ اندر تک پہونچنے نہ پائی تھی کہ ایک مرتبہ
وہی عورت کودی اور کہا کہ لو صاحب تمہارے ساتھ ہم بھی جلنے کو موجود ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ اے تو کیوں
میرے ساتھ جان دیتی ہے آخر تو کون ہے اس وقت خضران نے کہا کہ بدیع الملک تم کو میری حفاظت میں دے گئے تھے
یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم جل جاؤ اور میں زندہ رہوں تو بدیع الملک کو کیا منہ دکھاؤں گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے
خضران کا ہے کو دی مرجاؤ گے میں بخوشی کہتا ہوں کہ تو تم ادھر سے اور نکل جا خضران نے کہا کہ تم بھی اٹھو تو میں کی

ادھر یوں صاحبقران نے آمر دیب کو بلایا کہ مجھے آخری وقت جادو ستاتا ہے یہ کبھی نہ ہوگا اسوقت خضران نے کہا کہ مرحبا صد
مرحبا بیشک تم استقلال صاحبقرانی رکھتے ہو مگر تم میں قوت نہیں ہے فرمایا اے عزیز اسوقت قوت کیا کام آسکتی ہے خضران
نے کہا کہ زمین پر لات مارو اگر صاحبقران گیتی ستان ہو تو زمین راہ دے گی امیر نے یہ سنکے زمین پر ایک لات ماری
طبقہ پھٹا اور نقب نمودار ہوئی خضران نے کہا کہ بس اب موقع دیر کا نہیں ہے چل چلو امیر نقب میں کود پڑے اور خضران
بھی کود آیا تو جلتے ہوئے یہاں بادشاہ نے کہا کہ ارے جلد اس آگ کو فرو کرو ہر چند لوگوں نے کوشش کی مگر ممکن
نہوا کہ شعلے بلند ہو چکے تھے سب لکڑیاں جل کے خاک ہو گئیں ہوا اسقدر گرم ہو گئی کہ ہوا میں ٹھہرا نہ جاتا تھا بادشاہ کو
اس عورت کے جلنے کا اسقدر صدمہ ہوا کہ اس نے سیہ پوشی اختیار کی اور ایک مکان تنہا میں رہنا پسند کیا صرف چند
دربان دروازہ پر بنظر حفاظت بیٹھے تھے اور بادشاہ تن تنہا مکان میں اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اور روتا تھا اور کہتا تھا
کہ یا خداوند سامری یا تو مجھے بھی بلا لیجئے یا اس سنی کو مجھے عنایت کیجئے ادھر دار وغہ زندان کی یہ حالت تھی کہ نوبت
بجان تھا بادشاہ کو ہزاروں گالیاں دیتا تھا لیکن حال صاحبقران عالیشان اور خواجہ خضران کا سنئے کہ یہ جو نقب
کے راستے سے چلے تو پہلے اسی مکان میں پہونچے جہاں سے خضران نے نقب لگائی تھی یہاں کچھ لوگوں کے بولنے
کی آواز گوش زد ہوئی خضران نے امیر سے عرض کی کہ اب اس مقام پر نکلنا مناسب نہیں ہے ورنہ گرفتار ہو جائیں گے
اوزار تو اس کے پاس موجود ہی تھے کمر کمر مٹی کھانا شروع کی اور دوسری طرف روانہ ہوا جہاں طبقہ توڑنے کا
قصد کیا لوگوں کی آواز سنائی دی خضران نے پھر ارادہ بدل دیا یہ تو اسطرح زمین زمین صاحبقران کو لئے ہوئے چلا جاتا ہے

اب دو کلمہ داستان عقیل روشن ضمیر جوش تدبیر کے بیان کئے جاتے ہیں

چہرہ چہرہ کشان خمخانہ وحدت و سرمستان بادۂ کثرت قلم رنگین رقم کو اس طرح محفل میں گردش دیتے ہیں کہ عقیل روشن ضمیر
ایک درویش باصفت بنا ہوا ایسے مقام پر رہتے ہیں ان کا حجرہ صحرا میں بنا ہوا ہے کچھ بالکے حاضر رہتے ہیں یہ بیٹھے
ہوئے کتاب دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے بالکوں نے پوچھا کہ کیا اس کتاب میں کچھ ہنسی دل لگی کی باتیں لکھی ہوئی
ہیں جو آپ پڑھ پڑھ کے ہنس رہے ہیں عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ ابھی ظاہر ہو جائے گا کہ ایک مرتبہ سامنے سے طبقہ زمین کا
شق ہوا اور ایک نازنین گردن اٹھی ہوئی اور ایک جوان رعنا نمودار ہوا عقیل روشن ضمیر اپنے مقام سے اٹھے اور سلام علیکم
کی آواز دی صاحبقران نے علیک السلام کا جواب دیا درویش نے کہا کہ یہ آپ اپنی کمر والی کو ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہیں
یہ تو اہل اسلام میں جائز نہیں مگر نہیں میرا خیال غلط ہے معلوم ہوتا ہے اسے آپ بھگا کے لائے ہیں صورت تو اچھی ہے لیکن
اس کا کیا اعتبار جس طرح آپ کے ساتھ بھاگ آئی ہے اسیطرح ممکن ہے کہ آپ کو چھوڑ کے کسی دوسرے کی ہو رہے صاحبقران
بسبب غیرت کے کٹے جاتے ہیں اور خضران سے فرماتے ہیں کہ تم نے مجھکو ذلیل کر رکھا ہے یہاں اب تو صورت تم اپنی بدلو
خضران نے کہا کیا معلوم یہ دوست ہیں یا دشمن ابھی ظاہر کرنا اچھا نہیں اتنے میں درویش ہنستے ہوئے قریب آئے اور
فرمایا کہ خواجہ تمہارا شغل کاہے کو ہے اب ہیئت اصلی پر آؤ صورت اپنی دکھاؤ صاحبقران کو ذلیل نہ کراؤ ہم تو پہلے
سے تمہارے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے یہ کہکر صاحبقران با اقبال سے مصافحہ کیا اور امیر کو لئے ہوئے اپنے حجرے
میں آئے عزت سے بٹھایا اور کہا کہ میں مرد خدا پرست ہوں آپ ہی کے انتظار میں اس مقام پر قیام اختیار کیا تھا
اور اسوقت بھی انتظار میں بیٹھا ہوا کتاب دیکھ رہا تھا الحمد للہ کہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی جس قدر بالکے وغیرہ کے
جمع تھے انھوں نے بھی ملازمت صاحبقران عالیشان کی اختیار کی اب خضران نے آئینہ نکال کر سامنے رکھا اور اپنی
موجودہ حالت کی تصویر کھینچ لی کہ شاید پھر کبھی ایسی اختیار کرنا پڑے اور اب اپنی ہیئت اصلی پر آئے درویش نے
بہت تعریف کی صاحبقران نے قیام فرمایا لیکن خضران نے عرض کی کہ یا امیر اسم اعظم فراموش ہو گیا اور تاوقتیکہ [illegible]
جادو مارا نہ جائے گا اسوقت تک آپ کو اسم اعظم یاد نہیں آسکتا لہذا اجازت ہو تو میں جاکر اسوقت جادو کو

پکڑ لاؤں فرمایا جاؤ مگر خوب ہوشیاری کے ساتھ ایسا نہو کہ تم خود بھی گرفتار ہو جاؤ تو پھر تمارا رہا کرنیوالا بھی
کوئی نہیں ہے میں ہوں بھی تو بیکار اس لیے کہ اسم اعظم یاد نہیں سوا اس کے کہ اگر تم گرفتار رہے تو میں بھی اگر
اپنی جان دیدوں تب بھی نہیں رہا نہیں کر سکتا خضران نے کہا حضور اطمینان رکھیں عقیل روشنضمیر نے کہا خواجہ ہاروت
جادو معمولی ساحر نہیں ہے اُس کا فریب میں آنا بہت دشوار ہے خضران نے کہا کہ اگر اسی کو فریب نہ دیا تو پھر عیاری
کرنا بیکار ہے ایسے مرد عیار رسیدہ اگر میں نے ہاروت جادو کو باندھ کے حاضر نہ کیا تو آج سے نام عیاری کا نہ لوں گا
عقیل روشنضمیر نے کہا کہ خواجہ تم ایسے ہی ہو جاؤ خدا تمارا نگہبان ہے خضران تو جانب صحرا روانہ ہوا اور
بیان درویش نے صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا لیکن اول حال ہاروت جادو کا بیان کیا
جاتا ہے کہ یہ بستر پر تڑپ رہا ہے اور یہ شعر پڑھ رہا ہے دل کو ہے پاس تیرے آنے سے * ہم جاتے ہیں اب زمانے سے *
زندگی اس نے تلخ کر دی ہے * زہر بہتر ہے رنج کھانے سے * کہ ایک مرتبہ دروازے کی جانب سے ایک بلائے سیاہ
آتی ہوئی نظر آئی ہاروت جادو نے غور سے دیکھا تو ایک شخص مہیب صورت سر پر ایک سینگ مثل کرگدن کے
اور آنکھیں مانند مشعل کے روشن اور دانت بڑے بڑے پھاڑا ایسا منہ دہن سے نکلے ہوئے بارہ دری کی
طرف چلا آتا ہے اب تو ہاروت جادو ڈر کے مارے اُٹھ بیٹھا اور پکارا کہ تو کون ہے جواب دیا کہ میں فرشتہ عذاب
فرستادہ خداوند سامری ہوں یہ کہتا ہوا قریب ہاروت جادو کے آیا ہاروت جادو نے کہا کہ تم کسواسطے آئے ہو
کہا کہ مجھکو خداوند سامری نے تمہاری قبض روح کے واسطے بھیجا ہے حکم ہوا ہے کہ اس کو زندہ جہنم میں ڈالدو ہاروت جادو
نے کہا کہ میرا کیا قصور ہے اور تھر تھر کانپنے لگا فرشتہ عذاب نے کہا کہ خداوند اس بات پر تم سے ناراض ہیں کہ تم نے
پرائی عورت کو بنگاہ بد دیکھا اور اُس کو جل جانے دیا تم کیسے بادشاہ تھے کہ باوجود عاشق ہونے کے اُس کی جان
بچائی ایسی سو تیری ہے اسلئے نہیں بچائی ہیں کہ وہ ایک کے پیچھے اسطرح خاک میں ملجائیں بلکہ اس نعمت سے
ہر شخص کو لذت اُٹھانا چاہیے ہاروت جادو نے کہا کہ اے فرشتہ عذاب میری جانب سے عرض کرو کہ مجھے خود اُس کے
جلنے مرنے کا اسقدر ملال ہے کہ زندگی تلخ ہو دشوار ہے اگر مرنے کے بعد وصال اُس نازنین کا میسر ہو تو میں مرنے کو
حیات ابدی سمجھتا ہوں فرشتہ عذاب نے کہا کہ عورت جس مرد کے ساتھ مرتی ہے اُسی کی ہو رہتی ہے دوسرے کو نہیں ملسکتی
ہاں اس میں ایک صورت ہو سکتی ہے کہ جس قدر فرشتے ہیں سب کو رشوت دیجائے اور وہ خداوند سے وہ بیان کریں
کہ اس عورت نے پوری شریعت ستی کی ادا نہیں کی ہے اس کی سزا یہ ہے کہ پھر سے وہ دنیا پر واپس کی جائے اور جس
شخص سے کراہیت کرتی ہے اُس کو دیجائے یہ سنکے ہاروت جادو قدموں پر گر پڑا کہ اگر ایسا ہو تو جسقدر روپیہ
میں آپکی خدمت میں حاضر کردوں فرشتہ عذاب نے کہا کہ جسقدر رکھتا ہے امکان میں ہو منگوا ہاروت جادو نے
کہا کہ آپ یہیں ٹھہریے میں ابھی زر و جواہر لاتا ہوں یہ کہکر اپنے مکان سے نکلا اور جسقدر زر و جواہر اُس کے امکان
میں تھا لاکے سامنے فرشتہ عذاب کے رکھدیا فرشتہ عذاب نے سامنے سے ہاروت جادو کے سب مال اُٹھا لیا اکثر
یہ کہہ کے زیر بغل رکھنا شروع کیا کہ یہ تم بھی لو اور فلاں کو بھی دینا اور سب مل کے اُس ستی کے واپسی کی
کوشش کرو ہاروت جادو دیکھ رہا ہے کہ مال و اسباب زیر بغل گیا اور غائب بعد اس کے فرشتہ عذاب نے پرچہ کاغذ دیا
اور کہا کہ اس پر ایک اسم لکھا ہوا ہے اس کو سر شام ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا اور فلاں تکیہ پر جاکے پڑھنا ایک قبر
وہ ستی تمکو آواز دے گی تم قبر کھود کے اُس کو نکال لانا اور اب میں جاتا ہوں یہ کہکر وہیں سے کھڑے کھڑے فرشتہ
عذاب غائب ہوگیا ہاروت جادو نے تڑپ تڑپ کے وہ رات بسر کی اور دن بھی بمشکل گذارا کہ کسی طرح شام ہو
تو جاکے اسم پڑھوں اور اپنی معشوقہ کو لاکے اُس سے ہمکنار ہوں وہاں خواجہ نے جاکے نقب لگائی اور ایک قبر
میں پوشیدہ ہو کے بیٹھ رہے صورت اپنی پھر اُسی تصویر کے موافق بنائی جس صورت پر ستی ہونے گئے تھے بیان

ہاروت جادو تن تنہا شام کو کعبہ پر پہونچا اور اسم کو پڑھنا شروع کیا اسم یہ تھا کہ میں ہاروت شیطان کا جانی
ستی عدم سے واپس آئی وہاں خواجہ کے نام کی ہاروت جادو حیران تھا کہ یہ کس طرح کا اسم ہے کہ علوی سفلی الفاظ
ملے ہوئے ہیں مگر اس خوف سے کہ اعتقاد میں فرق ہوگا تو تاثیر میں بھی فرق ہوگا اسم خوانی میں متوجہ کامل مصروف
ہوا چلا چلا کے پڑھ رہا تھا جیسے ہی اسم تمام ہوا ایک قبر سے آواز پیدا ہوئی کہ جیسی گئی ویسی آئی بس یہ سنتے ہی ہاروت
جادو جلدی سے قریب اُس قبر کے آیا پھاوڑا لیتا گیا تھا قبر کو کھودا دیکھا کہ وہی عورت بیٹھی ہوئی ہے ہاروت جادو
نے جلدی سے ستی کو باہر نکالا اور کہا کہ تم ہم سے بھاگی تھیں ہم نے پھر تمکو بلوالیا ستی نے کہا کہ میں تمہیں ایسا عالی مرتبت
نہ جانتی تھی کہ تم ایسے ہو جسکی خاطر خداوند کو بھی اسقدر مطلوب ہے ورنہ انکار نہ کرتی مجھے خداوند کا یہ حکم ہوا کہ جا اور
ہمارے بندہ خاص کو خوش کر ہاروت جادو خوشی خوشی لئے ہوئے ایوان شاہی میں آیا سمیل زرین قلم سے بیان کیا
اور ستی کو دکھایا تمام اراکین دولت نے مبارکباد دی شہر بھر کے جوگی اور پانڈے آکے جمع ہوئے بڑی دھوم سے
بادشاہ کا عقد ستی کے ساتھ پڑھا گیا بہت کچھ خیرات ہوئی جب رات ہوئی تو بادشاہ خلوت کدے میں گیا نازنین نے
کہا کہ کچھ سامان شراب و کباب بھی مہیا ہے ہاروت جادو نے کہا کہ سب کچھ ہے ستی نے کہا کہ پہلے پیل کا واسطہ ہے مجھے تم سے
شرم آئے گی لہذا پہلے دو چار جام چلیں پھر دیکھا جائے گا ہاروت جادو نے اپنے ہاتھ سے کشتی شراب کی لاکر
سامنے ستی کے رکھدی ستی نے ایک جام بھر کے ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے جام پیا تین چار
جام نازنین نے تابڑ توڑ پلائے اُس کے بہکنا شروع کیا ہاروت جادو نشہ شراب میں آنکھ نا چنے لگا لیکن ہوا
لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا ہاروت کا سر نیچے ٹانگیں اوپر دم سے گرا خواجہ نے نعرہ کیا اور جامہ عیاری کرتے
کھول کر پشتارہ باندھ کے دوش پر لگایا اور کمند مار کے دیوار پھاندی اور راہ ہوا اختیار کی یہاں اراکین دولت
رخصت ہو چکے تھے خادم و خدمتگار بھی غافل تھے کہ آج بادشاہ تخلیہ میں حسرتیں نکال رہا ہے خواجہ پشتارہ لئے ہوئے
روانہ ہو گئے وہاں صاحبقران ذیشان مع درویش عقیل روشن ضمیر نماز صبح سے فراغت کرکے باتیں کر رہے تھے
صاحبقران فرما رہے تھے کہ خضران کل سے گیا ہوا ہے اور اسوقت تک واپس نہیں آیا مجھے تردد ہے کہ نہیں
معلوم اُس پر کیا گذری جواب تک واپس نہیں آیا عقیل روشن ضمیر کہہ رہے تھے کہ آپ تردد نہ فرمائیں خواجہ بانیل مرام
واپس آئیں گے اتنے میں خواجہ پشتارہ بدوش نمودار ہوئے اور ہاروت جادو کو سامنے صاحبقران کے ڈالدیا
امیر نے فرمایا باندھ دو ستون سے اور ہوشیار کر خضران نے ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا ہاروت
جادو نے آنکھ کھول کے دیکھا اور پھر آنکھ بند کر لی خواجہ نے کہا کہ او ملعون یہ خواب نہیں ہے بیداری ہے ہوشیار
ہو اور دیکھ قدرت معبود بے نیاز کو کہ کل صاحبقران تیری قید میں تھے اور آج تو اُن کی قید میں ہے ہاروت
جادو نے آنکھ کھول حیران تھا کہ نازنین مجھے اسطرح کی باتیں کر رہی ہے خواجہ نے قلم دوات سامنے رکھکر
ایک ہاتھ کھول دیا زبان پر نکلہ دیدیا تھا کہ جو نہ کہ سکے ہاروت جادو نے کہا کہ پہلے مجھے اس راز سے باخبر کر دو
کہ میں کیونکر گرفتار ہوا خواجہ خضران نے کہا کہ سن میں ستی نہیں ہوں بلکہ عیار ہوں صاحبقران کا عورت بنکے آیا
اور مکان میں سے نقب لگا کے نکالا پھر چلا گیا اور نقب کے راستے سے اپنے آقا کو سرکا کے لیگیا بعد اس کے
فرشتہ عذاب بن کے تجھے دھوکا دیا پھر عورت بن کے قبر سے باہر آیا اور تجھے شراب بیہوشی پلا کے پکڑ لایا اب
کہہ اطاعت اسلام کے بارے میں کیا کہتا ہے درویش نے کہا کہ خواجہ نکلہ اس کی زبان سے کھینچ لو یہ جان بچا کر نہیں
سکتا ہے جو کچھ اس کے دل میں ہو زبان سے بیان کرے خواجہ نے نکلہ زبان سے کھینچ لیا ہاروت جادو نے
کہا کہ میں نے بدل اطاعت اسلام اختیار کی خواجہ نے بشرے پر نظر کی فریب سے پاک دیکھا جلدی سے رہا کر
ہاروت جادو نے خواجہ کے ہاتھ اور صاحبقران کے قدم چومے اور کہا کہ اگر آپ مجھ پر یہ راز ظاہر نہ کرتے تو میں

آپ کے عشق میں مشری ہو جاتا آپ بلا کی چیز ہیں کیا مجال ہے کسی ساحر کی کہ آپ سے پیش پا سکے اور جو کچھ قصور مجھ سے ہوا ہے اس کو
عفو فرمایئے اور عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ یا امیر اب آپ ہاروت جادو کے ہمراہ تشریف لیجائیے انشاء اللہ میں
بھی ہر وقت حاضر ہوں گا مجھے معلوم ہے کہ آپ کو بڑا سخت مرحلہ در پیش ہے حکیم اشراق الحکمت بلائے بے درمان ہے اور
اب اس نے خود پرستی اختیار کی ہے کافر ہو گیا ہے صاحبقران عالیشان ہمراہ ہاروت جادو کے مسند سلطنت میں
آئے ہاروت جادو نے اپنا مطیع اسلام ہونا ظاہر کیا تمام ساحر مطیع اسلام ہوئے صاحبقران معہ ہاروت جادو
کوچ کرکے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے کب ان کا بیان آتا ہے اب حال لشکر اسلام سنیئے

چند کلمہ داستان نقاش صورت کش سے بیان کیے جاتے ہیں کہ یہ سرداران اسلام کو اسیر قفس کر کے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا پہونچنا نقاش صورت کش کا شہر انجم حصار میں مہمان ہونا کواکب انجم حصاری کا طعام پہونچانا قہور نقب زن کا قیدیوں کو بعد اس کے رہا کرنا بیابان پہاڑ سے سب کو اور قسیم ہونا سب کا قلعہ سنگین حصار میں

مخمس بر آغاز داستان

دکھا کے زخم رکھے ہر جگہ خدا ان کی
بلا کشوں کو نے درد دکھ بلا ان کی
نیاز مندی سے کی التجا ان کی
خموش ہوں تو خوشی بھی ہے کچھ ادا ان کی
مثال برق سحاب میں بلا ان کی
عجب ہے شرم حیا سے اور عجیب حیا
اگر ہو مہرباں تم پہ نالہ عشاق
صدائے نغمہ ہے تم کو تو نالہ عشاق
اسے بھی فکر کہیں اس کو بھی ستم جانیں
بہت اٹھاتی ہے اٹکھیلیاں صبا ان کی
ہر اک ادا میں ہے ایسا نہیں ہے جس کا جواب
بتا دو جیسیں بدل کر وہ کس کے دل میں ہے
ہمارے دل سے نکل کر وہ کسکے دل میں ہے
بہت ذلیل ہوں کیا پاس آبرو میرا
غرض ہے کیا انہیں میری سنے بلا ان کی
کبھی وہ نرگس بیمار رنگ لائے گی
ہزاروں وصل کی لذت سے ہو گئے برباد
ہزاروں حسن کی شہرت سے ہو گئے برباد
جو اتفاق ہوا اتفاق سے مارا
نہ ابتدا ہے کچھ ابھی نہ انتہا ان کی
ضرور ہو گی ہے گت میں ہو تحقیق

ولے مطلب دل ہے ہر اک ادا ان کی
سوال وصل پہ نیچی نظر تھی کیا ان کی
نرالی سامنے زلفوں سے ہے ادا ان کی
ہوا غرور زیادہ بڑھی جفا ان کی
نگاہ شرم میں ہے چنچل ادا ان کی
عمل ہے وصل کی شب کتنی بے ادب ہے حیا
ستم ہے غمزہ بلا ناز ہے غضب ہے حیا
تو پھر ضرور رہو ہم نوالہ عشاق
مجھے ہے فکر کہیں سن نہ لے خدا ان کی
اسے بھی جانیں اور اس کی ہم ستم جانیں
جو دیکھو غور سے تو ہے کس کا جواب
نہ اس کا مثل جہان میں نہیں نہ اس کا جواب
ہمارے پاس سے کس کے ... کے دل میں ہے
ہمیں تلاش ہے در پیش جا بجا ان کی
نہ اس کا خون کریں جیسے لہو میرا
خیال حسن رخ یار رنگ لائے گی
کبھی وہ شوخی رفتار رنگ لائے گی
ہزاروں صد مسرت سے ہو گئے برباد
بندگی ہوئی ہے زمانے میں کیا ہوا ان کی
اگر نفاق پہ آئے نفاق سے مارا
مزا و بہر عبادت نہ تم کرو تحقیق
دل نگار سے زخموں میں لیوں ...

وفات ہوتے سمجھے ہیں ہم جفا ان کی
ہماری آنکھ میں پھرتی ہے وہ جفا ان کی
ایاب ور ہوں کی ضد ہیں اس نے بچے کیا ان کی
نقاب بھی چھپتی نہیں ضیا ان کی
دکھا رہی ہے ہمیں شوخیاں حیا ان کی
فراق یار کا سب سے بڑا سبب ہے حیا
او ناس پہ وصال ہے آفت ہر اک ادا ان کی
سمجھتے ہو دل داغی کو نالہ عشاق
بتوں کی چال سے بھی اس کو ہم نکل جانیں
چلے یہ چال قیامت کی بھی تو ہم جانیں
مثال کس کی نہیں ہے سنیں ہے کس کا جواب
وفا و وفا ہے جاری جفا جفت ان کی
ہمارے دل کو مسل کر وہ کس کے دل میں ہے
بنا ہوں سحر ہے اب ذکر چار سو میرا
اسی کی مانیں خوشی سے جو ہو مرا میلا
ادائے زینت دلدار رنگ لائے گی
کرے گی خون مرا اک دن حیا ان کی
ہزاروں عشق و محبت سے ہو گئے برباد
گر انتظار سے کہ اشتیاق نے مارا
ادا نے لوٹ لیا دل فراق نے مارا
عزیزو ان سے کہو کچھ اور درد تکلیف
بھری ہے سینہ مجروح میں جفا ان کی

یہ طرفہ ہین دیا اور طرفہ جواب دیا
جناب ہجر نے یہ آکے جواب دیا
وہ کمسنی مین ستم ڈھلاتے ہین جوانون پر
برا کہین نہین سنتے کا بر ملا اُن کی
یہ ایک قول تھا کیسی تھی یہ قسم اے دل
جو مرہم کے بدلے ہین وہ داغ شہد دیتے ہین
دوا کے بدلے ہین مسیحا جو زہر دیتے ہین
جہان وہ پاؤن دھرین اپنا میری تربت پر
ادا ادا سے ادا ہوا وا ادا اُن کی
بگر چراغون سے کیا لطف ہے یہ باغ فراق
نہ بیقرار بہت ہو ذرا سنبھل اے دل
ہر ایک بات پہ ایسا نہ تو مچل اے دل
تجھے جنون ہے کیون بکر رہا ہے کیا قاصد
حقیقت اپنی بیان کر رہا ہے یا اُن کی
زیادہ ہوگا نہ جم بھی جناب آصف سے

عوض سکون کے مجھے اور اضطراب دیا
پیام سن کے کہا آگئی قضا اُن کی
اگرچہ کج بیان بن گئی ہے جانون پر
ابھی سے دیتے ہین یہ بات بیخود اے دل
وہ ابتدا ہی مین کرنے لگے ستم اے دل
اُنھین کے عشق مین جان اہل درد دیتے ہین
اُنھین کو لاؤ مجھے راس ہے دوا اُن کی
چلین جہان یہ عیان واں اُٹھے قیامت ہو
فراق ہائے دل ہوگیا ہے باغ فراق
کہین ہے زخم محبت کہین ہے داغ فراق
ہمیشہ سینے مین میرے نہ تو اچھل اے دل
ستم مین تیرے اٹھاؤن گا یہ جان کی
سنبھلی ہے ہوش ٹھکانے نہین ترا قاصد
سلیم حوش مین صنم بھی جناب آصف سے
ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے

پیام دے کے مری جان کو عذاب دیا
نہ رحم غیرون پر ہے اور نہ ہے بیگانون پر
خدا کے سامنے رکھین گا ہاتھ کانون پر
ابھی سے دیتے ہین شربت کے بدلے زہر اے دل
پھر آگے آگے قیامت ہے انتہا اُن کی
دکھلا کے آنکھ وہی جام قہر دیتے ہین
یہ آرزو ہے کہ کچھ اور اُن کی شہرت ہو
بنیا ہو ناز سے اک نازنین نزاکت ہو
اور اس باغ مین جلنے لگا چراغ فراق
نشانیان ہین مرے دل مین جابجا اُن کی
نکل جان مری یا کہ تو نکل اے دل
خدا کے واسطے جلدی کہین بتا قاصد
حواس تیرے کہان ہین سنبھل ذرا قاصد
ہین شاد اہل کرم بھی جناب آصف سے
عجیب رنگ مین ہین پوچھتے ہے کیا اُن کی

سے بیان سنو اے ہمدم باستان، کہ بانا مدم پرسیا ستان ۔ جلد دوم مین بیان ہو چکا ہے کہ نقاش صورت کش فرستادہ شعشاع بن مشمش شہر طغانیہ پر آیا تھا اور چند سرداران نامی و گرامی کو اسیر کرکے لے گیا تھا کہ خداوند صورتین ان بندگان سرکش کی دیکھنا چاہتے ہین چنانچہ یہ سب اسیرون کو لئے ہوئے اول شہر انجم حصار مین پہونچا کہ جس کا راستہ طلسم زلزلہ کا ہے خبر کوکب انجم حصاری کو ہوئی کہ خداوند نے اپنے دشمنون مین سے کچھ لوگون گرفتار کرا بلوایا ہے کوکب انجم حصاری کو بھی ان لوگون کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا پس اس نے اسی وقت نقاش صورت کش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم بھی اُن اسیرون کو دیکھنا چاہتے ہین جن کو آپ گرفتار کرکے لائے ہین جو شخص پیام لیکر گیا تھا اس نے پیام بیان کیا لیکن دیکھا تو ایک قفس ہے الیس طائر مختلف اللون بند ہین نقاش صورت کش سے پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین نقاش صورت کش نے بیان کیا کہ وہ قیدی یہی ہین مین ان کو جانور بنا کے لیے چلا ہون کہ مبادا کوئی ان کو دیکھے تو پہچان نہ سکے اس لئے کہ مددگار اور طرفدار ان کے بہت ہین اور بادشاہ سے کہدینا کہ کل مین آپ کو دکھاؤن گا اور ان قیدیون کو لے کر حاضر ہون گا اُس جاسوس نے آکر بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی کہ نقاش صورت کش سب کو جانور بنا کے لایا ہے اُن قیدیون کا دیکھنا ایسا ہے جیسے جنگل جانور دیکھ لئے یہ سنکے بادشاہ کو کمال رنج ہوا کیونکہ اس نے سنا تھا کہ وہ لوگ نہایت ذی عزت اور صاحب حرمت ہین اُن لوگون کو ایسی ذلت سے قید رکھنا اچھا نہین ہے مبادا کوئی وقت پڑا یا تو وہ بھی ہم سے اسی طرح پیش آئین گے اور اگر اس وقت ہم اُن کی عزت کرین گے تو کسی وقت وہ بھی ہماری عزت کرین گے پس اس نے ایک نامہ اور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے نقاش صورت کش مانا کہ یہ لوگ دشمن ہین مگر ذی عزت ہین ان کو اس ذلت و خواری سے رکھنا اچھا نہین آدمی کو آدمی سمجھنا چاہیے تم کو چاہئے کہ انھین صورت اصل پر لاکے کسی زندان مین قید کرو اس مین شان بھی وسعت اور عزت ہے کہ دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوگا کہ کن لوگون کو انھون نے اسیر کیا ہے اور چونکہ تم ہمارے مہمان ہو ہم کھانا تمہارے واسطے مع قیدیون کے بھیجتے ہین یہ نامہ لکھکر ایک شخص کو دیا اور خوان کھانے کے اُس کے ساتھ

کے نقاش صورت کش کے پاس روانہ کیا جس وقت یہ نامہ نقاش صورت کش کے پاس پہونچا اور یہ مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا تو اُس نے ایک مکان کو زندان قرار دیکر سب کو اُس مکان میں بھجوا کر اسم جو پڑھا کہ سب کے سب صورت
اصلی پر آگئے بعد اس کے دروازے پر نگہبان مقرر کئے گئے اور خوان کھانے کے زندان میں بھجوائے جو شخص نامہ لے کر آیا
تھا یہ خود خوان لے کر اندر زندان کے آیا اور کھانا قیدیوں کے سامنے پیش کیا اُس وقت بھوک کے مارے یہ سب ان
لوگوں کے متغیر ہو رہے تھے لیکن ایک کو دوسرے کا لحاظ مانع تھا سب یہ چاہتے تھے کہ سکندر رستم خو جو قائم مقام
صاحبقران کا یہاں ہیں سبقت کریں تو ہم بھی کھائیں لیکن سکندر نے کہا جاؤ لے جاؤ ہم کافر کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے
یہ سنکر ہنسا اُس وقت جو شخص کہ کھانا لایا تھا کہنے لگا کہ چہروں پر تو ہوائیاں اُڑ رہی ہیں مگر خیالات ایسے ہیں مسلمان
کے ہاتھ کا کھانا کہاں ممکن ہوگا جب کھاؤ گے یہی کھانا لے گا سکندر نے کہا کہ ہم اُس رازق مطلق کے بندے ہیں اور
وہ ہم کو ہر حال میں پاک اور حلال کھانا کھلوائے گا ؎ بے مگس ہرگز نماند عنکبوت • رزق را روزی رسان پر میدہد
اُس شخص نے ان لوگوں کے استقلال پر آفرین کی اور کہا کہ میں تمھاری آن بان اور استقلال ایمان کا قائل ہو گیا یہ کہکر
چلا گیا اور سارا ماجرا بادشاہ کے سامنے بیان کیا کہ حقیقت میں وہ لوگ بڑے مستقل مزاج ہیں اور ان کے خدا نے ان کو
صورت سیرت بھی خوب دیا ہے جس وقت حضور دیکھیں گے تو صداقت ہو جائے گی اس وقت قمور نقب زن کو کہ ملکہ ملیحہ
جمال ابر و خضر کوکب شاہ کا موجود تھا اس نے تمام کیفیت جا کے سامنے ملکہ کے بیان کی کہ اس حال چند مسلمان
قید ہو کے آئے ہیں نقاش صورت کش ان کو لایا ہے بادشاہ نے قیدیوں کے واسطے کھانا بھیجا تھا مگر انھوں نے نہیں
کھایا اس نے تذکرۃً بیان کیا کہ ایک ہی خبر تھی لیکن ملکہ تو ان لوگوں سے واقف تھی ناظرین کو یاد ہوگا کہ اپنے نقابداروں
کو لئے ہوئے ملک سارتیہ میں گئی تھی اور اُس کے نقابداروں نے سرداران سارتیہ کو بھی اسیر کیا تھا اور اہل اسلام
کو بھی گرفتار کیا تھا خواجہ نے نقابدار آتش پیش کو مثل عمرو کے ایک نقابدار کو پکڑ لیا تھا اور ایک کو مار ڈالا تھا۔
بعد اس کے صاحبقران بہر ملاقات تشریف لائے تھے صحبت رقص و سرود گرم رہی تھی اتحاد پیدا ہو گیا تھا اور
اس طرف آنے کا سبب وعدہ بھی ہوا تھا اُس وقت سے خاص صاحبقران کی محبت اور سب سے زیادہ امیر کا عشق پیدا
تھا یہ واقعات جو زبانی اس کے کوکی سنے یہ خیال پیدا ہوا کہ جس وقت ملاقات صاحبقران سے ہوگی تو امیر ضرور شکایت
کریں گے کہ تمھاری موجودگی میں ہمارے عزیزوں اور رفیقوں کو تکلیف ہوئی پس اس نے قمور نقب زن سے
کہا کہ بھائی یہ وہ لوگ ہیں جن کی عظمت و شان میں دیکھ چکی ہوں ان کو اس ذلت و خواری کے ساتھ رکھنا اچھا
نہیں ہے تم کسی طرح ان قیدیوں تک جاؤ اور میری طرف سے کھانا سب کے واسطے لے جاؤ جس وقت تم میرا پتا دو گے
تو پھر کوئی انکار نہ کرے گا قمور نے کہا کہ وہ لوگ آپ کو کیا جانیں ملکہ نے کہا مجھے سب جانتے ہیں تھوڑا عرصہ
ہوا کہ میں ملک سارتیہ میں بطور سیر کے نکل گئی تھی تو وہاں ان لوگوں سے اور میرے نقابداروں سے مقابلہ
ہوا تھا چند سردار میری قید میں تھے لیکن اُن کے عیاروں نے بھی ایک نقابدار کو میرے مار ڈالا اور ایک نقابدار
کو گرفتار کر لیا تھا آخر میں نے اُن کے سرداروں کو چھوڑ دیا اور انھوں نے میرے نقابدار کو رہا کر دیا یہ وجہ اتحاد
کی ہوئی قمور نے کہا کہ اگر آپ کا پاس ان لوگوں کا ہے تو میں پوشیدہ طور پر جاتا ہوں ظاہر نظر پر جانا بادشاہ کے خلاف
ہوگا یہ کہکر قمور نقب زن جانب زندان روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچکر اس نے نقب لگانا شروع کی وہاں قیدیوں کی
یہ حالت تھی کہ بھوک کے سبب سے چہرے متغیر ہو گئے تھے اکثر سردار شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہتے تھے
کہ حالت قید میں حرام و حلال کی پابندی کہاں ہو سکتی ہے جو آپ نے یہ سختی کی ہے مثل مشہور ہے کہ تین روز سے مردار بھی حلال
ہے یہ فرمائیے کہ زندگی کیونکر ہوگی سکندر نے کہا کہ میں نے کسے منع تو کیا نہ تھا اپنے اپنے نفس کا ہر شخص کو اختیار ہے
کھا لیا ہوتا میں تو اُس پروردگار پر بھروسہ رکھتا ہوں جو کیڑے کو اندر پتھر کے غذا پہنچاتا ہے اور شکم مادر میں بچہ کو غذا پہونچا

کیا اس وقت وہ ہمیں مسلمان کے ہاتھ سے نہیں پہونچا سکتا جو ہم کافر کے ہاتھ سے لے کر کھائیں یہی باتیں ہورہی
تھیں اور قمور نقب زن برابر نقب دیتا چلا آتا تھا کہ ایک مرتبہ برابر طلحہ بن لندھور کے طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک
شخص گرد و غبار میں اٹا ہوا نقب سے باہر آیا طلحہ نے کہا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ دوست کا فرستادہ ہوں
اور خیریت مزاج دریافت کرنے آیا ہوں سکندر نے کہا دوست کون قمور نقب زن نے کہا کہ ملکہ ناہید طلال
ابرو لمنقار بدارا اختر پوش نے تم سب کو دعا کہی ہے اور مزاج پوچھا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ تم لوگوں میں
سے کسی نے کھانا نہیں کھایا ہے اور کافروں کے ہاتھ سے کھانا کھانے میں تم کو انکار ہے لہذا میری دعوت قبول کرو اسوقت
میں بلا نہیں سکتی اگر وہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا اس وقت جو کچھ نان و نمک میں بھیجتی ہوں اسے قبول کرو سکندر
رستم خو نے کہا کہ ملکہ سے بندگی کہنا اور کہنا کہ صاحبقران بھی قریب ہے کہ تشریف لائیں اور ہمیں آپ سے کسی طرح
کا عذر و انکار نہیں ہو سکتا جیسے صاحبقران ویسے آپ قمور یہ سمجھا کہ یہ باتیں خوشامد کے پہلو لیے ہوئے ہیں پھر کر
اُسی وقت چلا گیا اور اُسی نقب کے راستے سے اُس نے پلٹنیں میوے کی اور مراحیاں پانی کی پہونچانا شروع
کیں سکندر نے طلحہ بن لندھور اور ملوک بن مالک سدو وحید الملک اور قمور بن جمہور اور ہرمز بن فرامرز
اور گردین بہرام اور مرزنگ بن مرزبان خراسانی اور دیگر سرداران نامی و گرامی سے کہا کہ دیکھا تجربہ
رنج صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد۔ اُسی وقت دو رکعت نماز شکر ادا کی اور سب سے کہا کہ اب کھانا کھاؤ سب نے
کھانا کھایا اور کہا واقع میں امتحان کے وقت ہر شخص کا حال کھلتا ہے اگر یہ اس مرتبہ کا نہ ہوتا تو صاحبقران اوسط نہ
معین ہوتا خدا جس کو جیسا دیکھتا ہے اُس کو ویسے مرتبہ پر پہونچاتا ہے غرضکہ سب نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لائے اور سب نے
ملکہ کا شکریہ ادا کیا جب تھوڑی سی رات باقی رہی تو قمور نقب زن نے عرض کی کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں ورنہ راز
افشا ہونے کا خوف ہے سب نے ملکہ کی خدمت میں تسلیم کہلا بھیجی قمور نقب زن نے اُسی جگہ منہ نقب کا بند کیا اور
نقب سے نکل کر صبح ہونے سے پہلے خدمت میں ملکہ کی پہونچا بلکہ چلتے وقت اس نے سکندر سے یہ بھی عرض کیا کہ
اگر مناسب جانیے تو چلے چلیے میں قید بھی کاٹ دوں سکندر نے ارشاد کیا کہ ابھی وقت رہائی نہیں ہے جب انشاءاللہ
رہائی کا وقت آئے گا تو ہم چلے جائیں گے اور خود قیدوں کو توڑ ڈالیں گے یہ قید کوئی چیز نہیں ہے ہم وقت کے منتظر
ہیں قمور جس وقت خدمت میں ملکہ کے پہونچا ہے تو دیکھا کہ ملکہ ٹہل رہی ہے اسے خیال تھا کہ ابھی ملکہ آرام میں ہوگی
لیکن جس وقت ملکہ کو ٹہلتے دیکھا تو سلام کیا اور کہا کہ ہیں آپ نے آرام نہیں فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ تم پہلے یہ بیان کرو
کہ اُن لوگوں نے کھانا ابھی کھایا یا نہیں قمور نے ساری روداد بیان کی کہ نہیں معلوم کیا بات تھی اسے اقبال آپ کا
کہنا چاہیے کہ ہر ایک نے بے عذر کھانا کھا لیا اور آپ کو نہایت ادب سے تسلیم کہلا بھیجی ہے ملکہ اس فکر میں تھی کہ کسی طرح
ان کی رہائی کا سامان ہو یہ راز قمور پر ظاہر کروں یا نہ کروں کہ قمور نے خود تعجب کے ساتھ بیان کیا کہ یہ لوگ بڑے
بہادر ہیں میں نے کہا تھا کہ چلیے اسی نقب کے ذریعہ سے نکل چلیے مگر ان لوگوں نے اسے ننگ و عار سمجھا اور گوارا نہیں
کیا اسوقت ملکہ مسکرا دی اور کہا کہ تونے دشمنوں کے رہا کرنے کا قصد کیا تھا قمور نے کہا کہ ہمیں دشمن دوست
سے کیا مطلب ہمیں تو آپ کی خوشی سے کام ہے ملکہ نے قمور کو گلے کا مالا اُتار کے دیدیا اور آفرین کی قمور
وہاں سے اپنے مکان پر آیا اور مالا موتیوں کا اُتار کے اپنی ماں فہیم جادو کو دیا فہیم جادو نے کہا کہ یہ مالا تو شاہزادی
ملکہ کا معلوم ہوتا ہے قمور نے کہا کہ ہاں مجھے انعام میں عطا کیا ہے فہیم جادو نے پوچھا کہ کس کام کے صلہ میں یہ مالا
ملکہ نے عنایت کیا قمور نے سارا ماجرا بیان کیا اُس وقت فہیم جادو انگشت بدندان ہوئی اور قمور سے کہا کہ
وہ تو ابھی بچہ ہے نادان نشیب و فراز دنیا کو نہیں سمجھتی تونے ایسی حرکت کیوں کی ابھی بادشاہ سن لے گا تو کیا کیگا
قمور نے کہا کہ ہمیں ملکہ کی خوشی سے کام ہے ہم جس کے ملازم و نمک خوار ہیں اس کی اطاعت کو واجب جانتے ہیں

فہیم جادو خاموش چوری اور قہور نقب زن منہ ہاتھ دھو کے پوشاک بدل کے دربار شاہی کی طرف روانہ
ہوا۔ یہاں صبح ہوتے ہی بادشاہ آکر دربار میں بیٹھا اور قیدیوں کو طلب کیا یہی قہور نقب زن حسب الحکم بادشاہ نقاش
صورت کش کے پاس گیا اور پیام بادشاہ کا بیان کیا نقاش صورت کش نے چوبی ارابے طلب کئے اور تمام قیدیوں کو
اسطرح کہ ایک ایک قیدی کو ایک ارابے پر بٹھا دیا اور سب کو لے کر جانب بارگاہ کوکب انجم حصاری روانہ ہوا
تمام خلق برائے تماشہ جمع ہوئی دو رویہ لوگ کھڑے تھے ادھر بیچ سے ارابے گذر رہے تھے کہ ایک مرتبہ طلعین لندھور
نے زانو بدلا ایک پہیہ رتھ کا زمین میں دھنس گیا ان کو دیکھ کر ملوک بن مالک نے لنگر مار دیا کہ دونوں پہیے
زمین میں دھنس گئے چار چار بیل لگے ہوئے تھے کس کس طرح زور کرتے تھے لیکن ارابے اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھتے تھے
جو ارابے پیچھے تھے ان کو آگے نکالنے کا قصد کیا یہ دیکھ کر تمام سرداروں نے لنگر مار دیے کہ کئی آرابوں کے
پہیے ٹوٹ گئے اور بیکار ہو گئے سکندر رستم خو صاحبقران اوسط کا ارابہ سب کے آگے تھا یہ دور نکل آیا تھا کہ
یکایک سکندر کو چھینک آئی ایسا جھکولا پہونچا کہ ارابہ اس کا دھنس گیا پلٹ کے دیکھا تو اور ارابے دور تھے پس
زمین تماشائی حیران تھے کہ یہ کس طرح کے لوگ ہیں دیکھنے میں تو دست و بازو انسانی قوت کی حد میں ہیں لیکن
قوت دیووں سے بڑھی ہوئی ہے حسن و جمال میں ایک ایک پرستانی ہے تماشائی وجد کر رہے تھے جب کسی طرح ارابے آگے
نہ بڑھ سکے اور لوگ ہاتھ پیر توڑ کے بیٹھ رہے تو ان لوگوں نے آرابوں پر سے اتر کے لئے اپنے ارابوں کو بیلوں
سمیت اٹھا اٹھا کے جانب جگہ رکھ دیا اور بیلوں کو ہنکایا تو چل چلے یہاں تک کہ در دولت پر پہونچے سب سردار
ارابوں سے اتر کر داخل ایوان شاہی ہوئے دیکھا کہ کوکب انجم حصاری تخت پر شاہی لباس میں اس کے
بڑے بڑے ستارے نصب ہیں اور ارکین دولت ادب کے ساتھ اپنے اپنے منصب کے موافق بیٹھے ہوئے
ہیں اسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو نے آواز دی کہ سلام میرا اس شخص پر ہو جو خدائے یگانہ کو اپنا خالق مطلق
جانتا ہو اور اس کے نبی محمد مصطفےٰ کو پہچانتا ہو کسی نے جواب نہ دیا غیب سے جواب سلام آیا بادشاہ نے سب کے
واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھے تھے یہ سب سردار آکر دنگلوں پر بیٹھے اور نقاش صورت کش قریب بادشاہ کے بیٹھا
اور سب سرداروں کا نام بیان کیا کوکب شاہ نے سکندر کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ آپ اپنی حسن و جوانی پر
رحم کیجئے دیکھیے تو آپ کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہے آپ نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اس وقت آپ اپنے
اختیار میں نہیں ہیں جو انکار کرتے ہیں سکندر نے ہنس کر جواب دیا کہ اپنے اختیار میں ہوتا تو انکار کیوں کرتا ہر نفس
کو اپنے نفس پر اختیار ہے مطلب یہ ہم میں اتنی قوت ہے کہ پہلوان بے شبہ لازم ہے کہ جہان لنگر مار دیا ارابے زمین میں
دھنس گئے جب خود ارابوں کو زمین سے نکالا تو کتنے صدمہ کی بات ہے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ سب باتیں سچ ہیں تو
اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ ایک وقت میں کروٹ بھی نہ بدل جائے گی سکندر نے کہا کہ ہم لوگوں میں زور خدا داد ہے کبھی
یہ طاقت کم نہ ہوگی علاوہ اس کے ہمارا خدا ایسا ہے کہ ہر حال میں کھانے کو دیتا ہے اور بے سلاح جنگوا سلاح دیتا ہے واللہ ہر گاہ
بھی ہم سیراب ہیں اور گرسنہ نہیں ہیں تھوڑی دیر کے بعد برخاست ہوئی اور نقاش صورت کش نے کہا کہ اب میں بھی
رخصت ہوتا ہوں خداوند کو میرا استقبال ہو نقاش کو کوکب انجم حصاری نے رخصت کیا نقاش صورت کش
تو رخصت ہو کر قیدیوں کو لئے ہوئے جانب طلسم روانہ ہوا لیکن قہور نقب زن خدمت میں ملکہ خورشید جمال پری رو
کے آیا اور ساری کیفیت بیان کی اس وقت فہیم جادو بھی موجود تھی اسکو شک ہوا دیکھا اس نے کہ چہرہ ملکہ کا
متغیر ہو گیا ہے اور اس کے قبل کے واقعات قہور کی بابت سن چکی تھی بس اس نے ملکہ کے چہرہ کی بلائیں لیں اور عرض
کی کہ واری آخر تمہارے دل کا کیا حال ہے بیان کرو میں دھنس ہوں کیونکہ تم کو نہایت عزیز ہیں ملکہ نے کہا کہ دائی جان
آپ سے پردہ کرنا بھی حماقت ہے اصل یہ ہے کہ میں جب ملک سد تیہہ میں گئی تھی تو میں نے ان لوگوں کو نہایت عظمت و

شان کے ساتھ دیکھا تھا کہ گردش زمانہ سے اس حال پُر ملال میں دیکھ رہی ہوں مجھے عبرت ہوتی ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ یہ
لوگ جس ملک پر گئے اُسے تاخت و تاراج کر دیا سیکڑوں خداوندان بگاڑ دیں ہزاروں طلسم توڑ ڈالے اب یہاں بھی
یہ آئے ابتدا ان لوگوں کی کچھ ایسی ہی ہوتی ہے لیکن انجام میں فتح کا سہرا انہیں کے سر رہتا ہے مثل مشہور ہے کہ جنگ دو سر دارد
ہیں کیا معلوم ان کی فتح ہو یا ہماری عقب میں ان کے فوج دریا موج آتی ہوگی اور سردار دلیر رواں ہیں صاحب
قران عالیشان ہیں اگرچہ سن ابھی کم ہے لیکن خدا نے وہ جاہ و جلال حشمت و اقبال دولت و جاہ فوج و سپاہ عنایت
کی ہے کہ مثل و نظیر نہیں ہے بہت قریب زمانہ ہے کہ سوائے انجم حصار میں فوجوں کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اگر وہ لوگ فتحیاب
ہوئے تو جس طرح اسوقت ہم اُن کے ساتھ پیش آئیں گے اسی طرح وہ ہمارے ساتھ بھی پیش آئیں گے فہیم جادو
ایک جہاندیدہ اور ہوشیار ہے سمجھ گئی کہ یہ کسی سے تعلق خاطر رکھتی ہے ورنہ ایسی کون سوچتا ہے اگر بادشاہوں کو یہی خیال
ہو تو کسی سے لڑیں کاہے کو پہلے ہی سے صلح قائم کر لیں جواب دیا کہ اے ملکہ ان قیدیوں کی رہائی کیونکر ہو سکتی ہے جب تک
عیاران کے آئیں آئیں یہ طلسم میں پہونچ کر پھنس جائیں گے بھلا طلسم زلزلہ ایسا مقام ہے جہاں سے کوئی قیدی رہا ہو سکے
اگر تمہاری یہ مرضی ہو کہ یہ رہا ہو جائیں تو یہ میرے امکان کی بات ہے کہ میں راستے میں جا کر نقاش صورت کش سے مقابلہ کروں
اگرچہ وہ ساحر بہت ہے اُس پر غلبہ حاصل ہونا مشکل ہے مصاحب خاص ہے خداوند طلسم زلزلہ کا مگر ہاں اگر کوئی فریب چل گیا یا
غفلت میں پھنس گیا تو مغلوب ہو سکتا ہے اگر تم کہو تو میں جاؤں اور قیدیوں کو رہا کرا لاؤں ملکہ نے کہا اُن کی رہائی تو
بیشک مجھے منظور ہے لیکن ظاہر بظاہر نہیں علاوہ اس کے جہاں اُن کی رہائی منظور ہے وہاں تمہاری سلامتی بھی چاہتی ہوں
یہ منظور نہیں کہ تم اپنی جان دو اُس وقت قمور نقب زن نے کہا کہ اے مادر مہربان آپ کیوں تکلیف فرماتی ہیں
میں جاتا ہوں اور اگر عیاری میں پیش رفت ہے تو ابھی سب کو رہا کرکے لاتا ہوں اور اگر میں بھی پھنس گیا تو اسوقت آپ کو اختیار
ہے یہ کہکر قمور نقب زن جانب صحرا روانہ ہوا اور جلدی جلدی قریب کے راستوں سے گذر کر دہنہ طلسم کے قریب
پہونچا اور صورت اپنی جوگی کی بنا کر ٹھیک کو ٹھیک کرکے روشن کیا اور آسن مار کے بیٹھ گیا نعرے یا سامری یا جمشید
کے مارنا شروع کئے تھوڑی دیر گزرنے کے بعد دیکھا کہ آگے آگے نقاش صورت کش ہے پیچھے پیچھے تمام سردار ارابوں پر
بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے نقاش صورت کش نے جو اس جوگی کو دیکھا قریب آیا جوگی برابر بڑبڑا رہا تھا اور اگیاری پر
کچھ ڈالتا جاتا تھا نقاش صورت کش غور سے جوگی کو دیکھا کیا اور ہر چند اس نے فکر کی لیکن اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ جوگی
کونسا اسم پڑھ رہا ہے آخر اس نے پوچھا کہ یہ کونسا اسم آپ پڑھ رہے ہیں جوگی نے ہنس کے کہا کہ بچہ ابھی تم دونوں علم سحر کو
سیکھو تو شاید تو سمجھ سکے نقاش صورت کش سمجھا کہ یہ کوئی بہت بڑا ساحر ہے اس کا علم مجھسے زیادہ ہے تبرکاً اس کے بخور کو
سونگھنے لگا اور اپنے جسم کو دھونی دینے لگا ادھر جوگی نے اور برائی - سرسوں کا لا دانہ وغیرہ آگ پر ڈالا اسکا جو
دھواں اُٹھتا ہے تو نقاش صورت کش لہرا کے وہیں رہ گیا بس قمور نے خنجر کھینچ کر نعرہ کیا اور چاہا کہ ذبح کر ڈالوں پھر
ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ ملازم بہت بڑے شخص کا ہے یہ راز کھل جائے گا کس نے اسے مارا ہے نقاش کا منہ کھول کر چلتی دوا
اس نے گیند عیاری کا حلق میں ٹھونسا اور بعد اس کے زبان کھینچ کر تکلہ سوزن کیا پھر ہاتھ جانب پشت باندھ دیئے اور
ایک گڑھا کھود کے اس میں نقاش کو زندہ دفن کر دیا کہ گھٹ گھٹ کے خود ہی مر جائے گا بعد اس کے ارابوں کے
قریب آیا اور سوہن گال کے سکندر کی قید کرنے کا قصد کیا سکندر رستم خو نے کہا کہ تو کون ہے قمور نقب زن نے
عرض کی کہ یہ وہی غلام ہے جس نے سرہند انگانے میں حضور کی خدمت کی تھی یا بارے ملکہ آپ کی رہائی کی فکر کی اب دیر
مناسب نہیں ہے ہونگے شاہزادہ سکندر نے کہا کہ اچھا تو ہٹ جا اور ہاتھ ہتکڑیوں کی بیڑیوں میں ڈال کر جو زور کیا
تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینک دیا پھر تو سب سرداروں نے قیدیں توڑیں قمور نقب زن نے
عرض کی کہ وہ سامنے بیابان ہمارا ہے آپ سب صاحب اسی طرف تشریف لیجائیے اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے پہونچنے

سب سردار تو جانب بیابان بہار روانہ ہوئے اور قہمور نے آگے کیفیت رہائی سرداران اسلام بیان کی ملکہ نے
بہت بھاری خلعت عنایت کیا اور مصروف بشغل سرود و ستار ہوئی لیکن حال سرداران اسلام کا سنیے کہ یہ سب
پاپیادہ چلے جاتے تھے دور سے ایک باڑی تربوزوں کی نظر آئی بس یہ سب کے سب بھوکے ہی تھے اور پیاس بھی لگ رہی
تھی توڑ توڑے اور تربوز توڑ توڑ کے کھانا شروع کیے وہ جو نگہبان بیٹھا تھا اُس نے ہر چند منع کیا مگر یہ لوگ کس کی سنتے
تھوں آخر وہ اُٹھا ہوا صحرا کی طرف چلا گیا مالک اس صحرا کا دیوانہ بلغار تھا جب اُس کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ آئے اور تمام تربوز
بہت سے بچوں کو مار ڈالا بس یہ چوبدست پکڑ کے چلا اور آتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا گونج اُٹھا اور کہا کہ
تم لوگوں نے ہمارے بچوں کو مار ڈالا ہم نے بہت دنوں میں پرورش کیا تھا اب اُن کے بدلے تمہاری جان لیں گے
یہ کہکر چوبدست کو سر پر پھرا کے سر طلحہ پر وار کیا کہ یہی آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے طلحہ کے پاس نہ سپر نہ گرز کس نہ تھے
پر وار روکتے دونوں ہاتھ بلند کر دیے لیکن چوبدست جو پڑی ہر دو نوں اُن شانے پاس سے جلتے رہے اور طلحہ بیہوش
ہو کے گرے اُس وقت ملوک بن الکندی کے دب آگے چوبدست سے لپٹ کر چاہا چھین لوں ممکن نہوا آخر کشتی ہونے لگی
ایک مقام پر پاؤں ملوک کا موشخانہ میں جا پڑا اور پرے دیوانہ ریل کر لے چلا پاؤں ملوک کا ٹوٹ گیا سکندر نے
آواز دی کہ او دیوانے بس علیحدہ ہو جا کہ زخمی سے لڑنا خلاف سپہ گری ہے دیوانے نے یہ چوبدست پکڑی اور
ملوک کو چھوڑ کر سکندر کی طرف چلا اور سرداروں نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے روکا اور خود سامنے آ گئے
دیوانے نے چوبدست ماری سکندر نے ایک قدم آگے بڑھا کر دستہ چوب پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ چوب چھین لوں
مگر دیوانہ بھی زبردست تھا اس نے چوب ہاتھ سے نہ چھوڑی اور لپٹ کر کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی جب
شام قریب ہوئی تو دیوانے نے غلبہ پانے پر سکندر کے چک لگائی سکندر نے اُسے گرا دیا اُس نے گھبرا کے دو تین
جگہ منہ مارا سکندر نے تھپڑوں پر دھر لیا آخر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے زور کیا سر سے بلند کر کے پٹکنے کا قصد کیا
اُس دیوانے نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے کہا شب گذشتہ خواب سکندر نے کہا کیسا خواب دیوانے نے کہا کہ
مجھے خوبصورت ایسی دیکھنے میں آئی تو تھا ... سکندر نے چھوڑ دیا دیوانے نے چہرہ سکندر کو غور سے دیکھا اور قدم چومے اور ہاتھ
باندھکر عرض کی کہ حضرت آپ ہی کا انتظار تھا میں انکار نہ کروں جو آپ مذہب میں آئے وہ کیا کہے فرمایا کلمہ طیبہ پڑھو ایمان کلمہ طیبہ پڑھکر
صدق دل سے مسلمان ہوا اور عرض کی کہ میں نے یہی خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ تو اہل بہشت سے ہے اور دین اسلام
اختیار کریگا میں نے پوچھا کس طرح انہوں نے کہا اس صورت کا ایک شخص جو قائم مقام صاحبقران ہے آئیگا اور تو اسکے ہاتھ سے زیر ہو کر دین اُسکا
اختیار کریگا انہوں نے جو علامتیں بتائی تھیں وہ سب آپ میں پائی جاتی ہیں یہ کہکر شاہزادہ سکندر سے عرض کی کہ ہم تو
ہمیشہ جنگل میں رہتے ہیں نہ ہم کو دھوپ کی فکر ہے نہ اوس کی آپ کے واسطے کونسی جگہ تجویز کروں کہ آپ کو راحت ملے
سکندر نے کہا کہ ہم راحت و تکلیف سب کے عادی ہیں لیکن یہ بتاؤ کہ یہاں سے قریب کوئی قلعہ کوئی ملک بھی ہے کہ اُسے
فتح کریں اور وہیں بودوباش اختیار کریں دیوانے نے عرض کی کہ ایک قلعہ تو اسی صحرا میں ہے مگر ویران رہتا ہے مجھے شوق
نہیں کہ میں اُسے آباد کرتا میرے ساتھ کے چالیس ہزار دیوانے سب آزاد وحشی ہیں کوئی مکان بنانا یا مکان میں رہنا
پسند نہیں کرتا سب کے سب صحرا صحرا پہاڑ پہاڑ مارے مارے پھرتے ہیں سکندر نے کہا کہ چلو اُس قلعہ کو ہم دیکھیں بلغار
دیوانہ سرداران اسلام کو ساتھ لئے ہوئے قلعہ سنگین حصار میں آیا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ نہایت شاندار و مستحکم
بنا ہوا ہے گو عمارت پرانی معلوم ہوتی ہے لیکن اس وقت تک کہیں سے شکست نہیں سکندر نے نہایت پسند کیا اور
اُسی وقت تمام دیوانوں کو بلا کے اُن سے کہا کہ اس قلعہ کو صاف کرو دیوانوں نے دم بھر میں سارا قلعہ جھاڑ جھٹک کے مثل
آئینہ کے کر دیا فرش زمین وغیرہ تو خراب ہو گیا تھا لیکن اور بہت سا سامان راحت مہیا تھا دیوانے نے کہا کہ میں آپ کے
واسطے گھوڑے اور رسد وغیرہ لاتا ہوں یہ کہکر اس نے دس ہزار دیوانے اپنے ساتھ لئے اور جانب بلغار روانہ ہوا

اس نے یہ فکر سوچی تھی کہ زمینداروں پر دباؤ ڈال کے اُن سے یہ سب چیزیں وصول کروں گا جب رپورٹ اسکی بادشاہ تک پہونچے گی اُسوقت بجا جائے گا اس وقت تو کام نکل جائے گا دیوانہ اس فکر میں چلا جاتا تھا اور اس طرف سے یہ لوگ خراج شہر اختر یہ لئے ہوئے شہر انجم حصار کی طرف جا رہے تھے کوئی پانچ ہزار سوار ہمراہ تھے اور افسران کا سپہ سالار اختر شاہ کہ نام اس کا گستہم گرد تھا چند مرکب بھی نہایت نفیس ہمراہ تھے جو اختر شاہ نے اپنے شہنشاہ کی نذر کو بھیجے تھے بس جیسے ہی یلغار دیوانہ کو یہ خبر ملی کہ خزانہ جا رہا ہے بس یہ دس ہزار دیوانوں سے چڑھ دوڑا اور نعرہ کر کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا گستہم گرد کی فوج بھی ڈٹی گستہم کی نظر جو دیوانہ یلغار پر پڑی پکارا او دیوانے یہ کیا حرکت تیری ارے تو تو کبھی مال و خزانہ پر نظر بھی نہ کرتا تھا تو کیا کرے گا دیوانے نے کہا کہ اُسوقت تک میں اسے کنکر پتھر جانتا تھا مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ کس مصرف کی چیزیں ہیں اور اس سے کیا کام نکلتا ہے اب تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بڑے کام کی چیز ہے گستہم گرد نے کہا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں یہ حق بادشاہ کا ہے اگر اسے لے گا تو سزا پائے گا فوج شاہی اگر تیرا کام تمام کر دے گی عاقبت تنگ ہو جائے گی تجھے اس پیشہ میں رہنا دشوار ہو جائے گا یہ سنکے دیوانہ ہنسا اور کہا کہ تجھ میں کچھ دم ہو تو سامنا کر ورنہ خزانہ رکھ دے مجھے نصیحت نہ کر جو شخص کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے وہ اس کے نیک و بد کو پیشتر سوچ لیتا ہے تجھے اگر کچھ دعوے ہو تو تلوار میان سے کھینچ گستہم گرد نے کہا کہ میں تجھے سڑی جان کر رعایت کرتا تھا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے دبا پایا لے روک تو اسے یہ کہکر تلوار ماری دیوانہ یلغار نے وار اس کا چوب پر روکا تلوار بالشت بھر چوب میں دھنس گئی دیوانے نے ہاتھ کو شکن دیا تلوار ٹوٹ گئی گستہم گرد نے قبضہ معہ ٹکڑے دیوانے کے کھینچ مارا دیوانے نے خالی دیا اور چوب دست اُٹھا کر پکارا سے توڑ لے زدی ضرب بانوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ، یہ کہکر چوب دست گران سنگ کا وار کیا گستہم گرد نے سپر بلندی کی لیکن یہ چوب دست بلا گستہم گرد سے رکنے کی چیز کب تھی رک جائے یہ چوب دست پڑتے ہی تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ہاتھ گستہم گرد کے تھرائے چوب دست مع سپر سر پر آئی کہ سر گردن میں اور گردن سینے میں سینہ شکم میں اور شکم پشت مرکب میں مرکب زمین میں الجھ کر ہو ترمنگے رہ گیا جسوقت میں گرد بلند ہوا تو سوا ایک ڈھیر کے کچھ نظر نہ آیا ہمراہیان گستہم گرد مال خزانہ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور فریاد کناں جانب شہر انجم حصار روانہ ہوئے بادشاہ قلعہ انجم حصار کی فصیل پر ٹہل رہا تھا کہ کچھ لوگ روتے پیٹتے نمودار ہوئے کوکب انجم حصاری نے کہا دریافت تو کرو کہ یہ لوگ کیوں روتے ہیں اور سبب ان کے رونے کا کیا ہے ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال عرض کی کہ اختر شاہ نے خراج بھیجا تھا سپہ سالار اس کا حسب دستور خزانہ لئے چلا آتا تھا اور چند مرکب بھی نہایت عمدہ ہمراہ تھے راستے میں دیوانہ یلغار نے آکر مقابلہ کیا گستہم گرد مارا گیا خزانہ دیوانے نے چھین لیا یہ سنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ دیوانہ تو بہت زمانے سے بیابان بہار میں رہتا ہے لیکن یہ حرکت اس نے کبھی نہ کی تھی کیا یہ اس کے ذہن میں کیا آگئی جو اس نے ایسی حرکت کی اسے ہو کوئی اسی وقت سمعان دیو ہیبت نے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ تم اپنی فوج کو لیکر جاؤ پہلے تو اس سڑی کو سمجھا اگر آسانی سے روپیہ دیدے فبہا المراد اور اگر آمادہ فساد ہو تو مار کر بیابان بہار بلکہ میری سرحد سے باہر نکال دینا اور لڑے تو سر کاٹ لانا سمعان دیو ہیبت نے عرض کی کہ بہتر اور اُسیوقت پلٹکر اپنے لشکر میں آیا اور تیاری کر کے چالیس ہزار سوار نامی سے جانب بیابان بہار روانہ ہوا لیکن اول حال دیوانہ یلغار کا سنیے کہ یہ خوشی خوشی مال و خزانہ و مرکب لئے ہوئے قلعہ سنگین حصار میں آیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اسے یہ سامان کہاں سے آیا دیوانے نے سرگذشت بیان کی سکندر نے کہا کہ یہ فعل تو برا ہے مگر مقتضائے وقت یہی ہے اس وقت میں جا رہی کیا ہے یہ فرما کر ایک مرکب مشکی اپنے لئے پسند کیا باقی مرکب بہر سرداران پر تقسیم فرمائے خزانہ کو قلعہ میں محفوظ کیا سامان قلعہ کا درست کر کے دیوانوں کو قلعہ داری و گولہ اندازی سکھانا شروع کی تیسرا روز ہوا اور صبح کے وقت شاہزادہ سکندر فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے ہوا میں معروف تھے کہ ایک مرتبہ جانب جنوب سے تنق گرد بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار نمودار ہوئے سکندر نے ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا بعد

بعد دیر کے ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ سمعان دیو ہیبت چالیس ہزار سوار سے دیوانہ کی فکر میں آیا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں
آنے دو اس وقت دیوانہ موجود نہ تھا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فصیل قلعہ سے اُتر کر قلعہ سے باہر نکلنے کا قصد کیا تمام سرداران
اسلام جلدی جلدی مسلح ہو کر ساتھ ہوئے سکندر نے بیرون قلعہ آکر انہیں بمعہ تمام سرداروں کی صف باندھی جھنڈ دیوانے
بھی قلعے سے نکل صفیں باندھ کے کھڑے ہو گئے کہ ایک مرتبہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے سمعان دیو ہیبت
چالیس ہزار سواران جرار سے نمودار ہوا اور سامنے قلعہ کے آکر اس نے صف باندھی اور پکارا کہ کہاں گیا وہ دیوانہ جو خزانہ
شاہی لوٹ کے لایا ہے اور تم کون لوگ ہو جو قلعہ پر قبضہ کر کے بیٹھے ہو ظہیر بن لندھور نے جواب دیا کہ دیوانہ تو موجود نہیں لیکن
ہم کو بھی اس وقت اسی کی جگہ سمجھو تمہیں آخر دیوانے سے کیا کام ہے سمعان نے کہا کہ وہ شاہی خزانہ لوٹ لایا ہے میں اس کی
سرکوبی کو آیا ہوں خیر اس سے تو بعد کو سمجھا جائے گا پہلے تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور اس قلعہ میں تم نے کس کے
حکم سے قیام کیا ہے ملوک بن مالک نے کہا کہ ہم خود حاکم ہیں اپنی تلوار کے حکم سے قلعہ پہ قبضہ کیا ہے یہ سنکے سمعان دیو ہیبت
ہنسا اور کہا کہ خیر دیوانے سے تو پھر سمجھا جائے گا اول تم لوگوں سے اس قلعہ کا خالی کرانا واجب ہوا یہ کہکر مرکب کو چمکا کر
میدان میں آیا اور پکارا کہ تم میں سے ایک ایک آئے یا سب مل کے آئیں میں موجود ہوں یہ سنکے ملوک نے کہا کہ ہم میں
ایک تیرے بادشاہ کی سلطنت الٹ دینے کو کافی ہے تو کیا چیز ہے جو تنہا مقابلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے جوں آنے میں پہلے
سکندر کی طرف دیکھا سکندر رستم خو نے اجازت دی ملوک بن مالک مرکب کو اُڑا کر سامنے سمعان کے آئے
سمعان نے نیزہ سنبھالا اور سینہ ملوک پر وار کیا ملوک نے وار اس کا اپنے نیزے پہ تھام کے بند باندھا
سمعان نے اس بند کو کھول کے اپنا بند باندھا دیر تک رد و بدل رہی آخر ستر سو من طعن میں ملوک نے نیزہ ہاتھ
سے سمعان کے نکال دیا تو دنیا نگاہوں میں سمعان کے تیرہ و تار ہو گئی دو ڈھکے آرا ہے پہلے اپنا ساطور لیا اور
پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر ساطور مارا ملوک نے سپر بلند کی دستہ
ساطور سپر پہ پڑا اثر آتش ہوا سکندر نے تعریف کی کہ کس خوبصورتی سے وار رد کیا ہے یہ وہ مرحبہ کہ رد ہی نہیں ہوتا ہے
ملوک نے سلام کیا اور اپنا وار کیا سمعان نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو قلم کیا خود پر آئی سمعان نے سر کھینچا تلوار سر
مرکب پر گری گردن مرکب سمعان کی قلم ہوئی مرکب نے چرخ کھایا سمعان مرکب سے کود کے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچ کے
ملوک کی طرف چلا کہ اس کے مرکب کو بھی بے گردن کرے ملوک تیز دست نے جو ارادہ سمعان کا فاسد دیکھا مرکب سے کود کر
سمعان سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شام تک کشتی رہی شام کو سمعان نے کہا کہ واقع میں تو زبردست ہے اور بہادر ہے مگر
اے جوان رات واسطے آرام کے ہوتی ہے اور دن کاروبار دنیا کے لئے اگر آرام پسند ہو تو جا کر آرام کر میں بھی آرام
لوں صبح کو میرے تیرے پھر مقابلہ ہو جائے گا یہ سنکے ملوک نے کہا کہ ہم بغیر معاملہ کئے ہوئے میدان سے نہیں
ہٹتے ہیں یہ سنکے سمعان کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا تجھے تو موم کا سمجھتا ہے لاؤ روشنی اسیوقت دونوں جانب سے روشنی آگئی
کشتی ہوا کی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علیحدہ نہ ہوئے کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ سوائے زنجیر کی آواز کان میں آئی دیکھا
کہ دیوانہ چلا آتا ہے جہاں جو دیوانے نے یہ معرکہ دیکھا پوچھا کہ کیا ہے اس کے ہمراہیوں نے بیان کیا کہ سمعان دیو ہیبت
سے مقابلہ ہو رہا ہے دیوانہ بھی پاس سے آکر دیکھنے لگا تیسرے روز ملوک بن مالک نے نعرہ کر سمعان کو اٹھا لیا اور بلند
کر کے زمین پہ مارا کود کے چھاتی پہ سوار ہوا اور مشکیں باندھ کے میدان سے چلا ہمراہیان سمعان رو نہ پہنچے خدمت میں
بادشاہ کے آئے اور کیفیت سمعان کے زیر ہونے کی بیان کی یہ سنکے کوکب ہلکم حصاری کو نہایت تعجب ہوا اب
اس نے کہا کہ چپ چاپ ان لوگوں کا مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ ایک نامہ خداوند کے نام لکھ کے روانہ کیا جائے اسیوقت
دبیر کو حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے دبیر نے نامہ لکھ کے تیار کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند آپ کا صاحب قران جو بصورت
کشش چند سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لایا تھا نہیں معلوم راستے میں کیا اتفاق پیش آیا کہ وہ لوگ چھوٹ گئے

اب انھوں نے قیامت برپا کر رکھی ہے لہذا آپ سے اطلاع کرنا ضرور ہوا کہ اپنے اسیروں کو بلوا لیجیے ورنہ یہ عیب شہرین آفت برپا کرین گے نامہ دار تو نامہ لے کر جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا اور یہاں کوکب انجم حصاری نے دس پہلوانان نامی وگرامی کو جمع کرکے دو لاکھ سوار اُن کے ہمراہ کیے اور کہا کہ جاکے قلعہ کا محاصرہ کرو اور اُن قیدیوں کو گرفتار کر لاؤ ورنہ یہ فتنہ وفساد برپا کرین گے دس سردار جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوے اُن کو تو راستے مین چھوڑ جاتا ہے لیکن یہان

چند کلمے داستان دیو چار سر کے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

پلا ساقیا جام مے تیز و تند	طبیعت ہے مدت سے کچھ اپنی گند	وہ مے دے کہ دونی ہو جس سے ترنگ
میں دکھلاؤں پھر تجھ کو دیوون کی جنگ	وہ مے دے کہ جس سے روانی بڑھے	بڑھاپے میں زور جوانی بڑھے
قوی میں نہیں گرچہ طاقت ہے اب	اگر دل کو ہے شوق بنت العنب	مری روح ہے وہ مری جان ہے
مجھے اس سے منے کا ارمان ہے	خدارا تو اب بھر کے ساغر پلا	کہ مہمان کچھ دن کا ہوں ساقیا

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک مدت سے دیو چار سر اس قلعہ مین رہتا تھا تھوڑے زمانے سے ایک پری کے عشق مین اس نے یہ قلعہ کا ترک کیا تھا اور فراق مین اختر پری کے سوا پرستان مین مارا مارا پھرا کرتا تھا اور اختر پری قبضہ مین فیروز دیو کے تھی کہ وہ دیو چار سر سے بھی زبردست تھا دیو چار سر اس پر قابو نہ پاتا تھا ایک روز دیو فیروز سوا مین سو رہا تھا کہ ادھر سے دیو چار سر آ نکلا اس نے دیکھا کہ دیو فیروز سوتا ہے بس یہ سوچا کر اس سے بہتر موقع نہ ہاتھ آئے گا دیو چار سر نے وار شمشاد سر پر دیو فیروز کے ماری چونکہ دیو چار سر اس سے خائف تھا ڈر مین ضرب دیو کی شاخ پہ پڑی شاخ ٹوٹ گئی اور دیو فیروز تڑپ کے اٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک دیو وار کرکے کھڑا ہے دیو فیروز نے دانت کٹکٹا کر ٹوکون پھر دیو چار سر بھاگا اور دیو فیروز تعاقب مین دوڑا اگرچہ شاخ سے خون بہ رہا تھا لیکن دیو فیروز تعاقب چھوڑتا تھا یہانتک کہ دیو چار سر بھاگتے بھاگتے قلعہ سنگین حصار مین آیا یہان اس وقت سکندر رستم خو فصیل قلعہ پر بیٹھے تھے اور تمام سردار گرد و پیش جمع تھے سمعان کو طلب کیا تھا سمعان بھی حاضر تھا کہ ایک مرتبہ دیو چار سر بھاگتا ہوا آکے قلعہ مین گھس آیا یہان آدم زادون کو دیکھ کر پکارا کہ اے میری جان بچاؤ ساتھ ہی دیو فیروز بھی پیدا ہوا بس سکندر نے ڈانٹا کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا کہ دیو چار سر ہمارے دامن مین چھپا ہے دیو فیروز نے کہا کہ اسے گرفتار کرکے ہمارے سپرد کرو ورنہ دیو چار سر کے ساتھ تمھاری جان بھی جائے گی تم سب کو لقمہ کر جاؤن گا سکندر نے کہا کیا بک بک مارتا ہے بس دیو فیروز نے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ سکندر کو اٹھا کے لے کر جاؤن سکندر نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا دیو نے چاہا دوسری شاخ پر اٹھا لون سکندر نے شاخ پکڑ کے لنگر مارا کہ دیو کا سر زمین سے ملگیا سکندر نے دونون پاؤن شانون مین دیو کے اڑا کے شاخ کو بل دے کے جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر الگ پھینک دیا لاش دیو فیروز کی پھڑکنے لگی یہ زور سکندر کا دیکھ کر سمعان نے تو ہاتھ چوم لیے اور عرض کی کہ تیرے غلامون کی غلامی مین بھی فخر ہو اور دیو چار سر کے ہوش اڑ گئے کہ جب ان آدم زادون نے اس دیو کو مار لیا تو میری کیا حقیقت ہے سکندر رستم خو نے دیو چار سر سے پوچھا کہ تو کون ہے دیو چار سر نے عرض کی کہ مین اس قلعہ مین رہتا تھا اختر پری کے عشق مین سکونت مین نے یہان کی ترک کرکے پرستان مین رہنا پسند کیا تھا مگر اس دیو کے باعث اس پری پر قابو نہ پاتا تھا اور میرے دل مین اس دیو کی طرف سے کینہ تھا مین نے سوتے مین اس پر حملہ کیا یہ جاگ اٹھا مین بھاگا یہان آیا یہ بھی میرے ساتھ آیا آخر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا مین آپ کا بندہ بے دام ہون کہ آپ نے جان بھی بچائی اور معشوق کے ملنے کی بھی امید ہوئی فرمایا تیرا مذہب کیا ہے دیو چار سر نے کہا کہ ابلیس پرست ہون فرمایا خداپرستی اختیار کر ابلیس پر لعنت کر دیو چار سر از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اب مین اپنی معشوقہ کو

لینے کو جاتا ہوں یہ کہکر دیو چار سر جانب پرستان روانہ ہوا وہان اختر پری ایک گنبد کنہ مین برسون سے قید تھی
دیو فیروز کے اختیار مین تھی کوئی قابو نہ پاتی تھی دیو اگرچہ قابل اس کے نہ تھا کہ کسی عورت سے دل بہلائے لیکن یونہی
مین بندکے جاتی پری سکی بہرباز رکھی تھی یہ پری خود بھی دیو چار سر پر مائل تھی کہا کہ ایک دیو چار سر ہیو تھا اور پری سے فرقت
دیو فیروز بیان کیا پری نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اول یہان آؤ مدت دون کی مشتاق ہون مجھون نے اس دیو کو مارا
دیو چار سر پری کو اپنے کاندھے پر بٹھلائے ہوے قلعہ سنگین حصار مین آیا اور صحبت مین شاہزادہ سکندر کے پری کو
بٹھا دیا سکندر رستم خو نے کہا کہ اے دیو چار سر اسے لیجا اور قلعے کے کسی مکان مین اچھی طرح رکھو لیکن ہمارے کسی معاملہ مین
دخل نہ دینا بالفعل ہم سے جنگ درپیش ہے اور جنگ مین فتح بھی ہوتی ہے شکست بھی تم ہماری اعانت کا قصد نہ کرنا دیو چار سر
نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو بغیر اجازت مین دخل دون یہ کہکر دیو اپنی پری کو لئے ہوئے ایک مکان مین آیا اور مصروف
عیش و عشرت ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو کو دعائین دیتا تھا یہان شاہزادہ سکندر رستم خو ایک جو گھبرایا دیوانہ بلغار سے فرمایا
کہ ہم شکار کھیلنے جائین گے یہان کس صحرا کی طرف شکار کثرت سے ملتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ یہان ہر طرف شکار
بکثرت ہے میری تو گذر صحرائی جانور دن پر ہی ہے شاہزادہ سکندر سے طلوع بن لند ہو نے عرض کی کہ حضور تو تشریف
لئے جاتے ہین ہم کس پر چھوڑے جاتے ہین فرمایا کہ تم ہمیشہ صاحبقران کے قائم مقام رہتے ہو یہان میرے قائم مقام
تم ہو مین بہت جلد شکار سے واپس آؤن گا یہ فرماکر جانب صحرا روانہ ہوے صرف دیوانہ بلغار کو براے راہبری ہمراہ
لے لیا تھا تمام دن شکار کیا بہت سے آہو صید کرکے سرداران اسلام کے واسطے بھیجے ایک آہو کو ذبح کرکے صحرا مین
کباب لگائے خود بھی نوش کیا دیوانے کو بھی اپنے ساتھ کھلایا قریب شام پہنچے راستہ بھول کے کدھر کے کدھر نکل گئے
ایک مقام پر پہونچ کے گانے کی آواز کان مین آئی ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کچھ معلوم نہ ہوا سکندر حیران تھے کہ
یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے دیوانہ بلغار نے عرض کی کہ اے شہریار صفت تاریک ہے صحرا مین ہاتھ کو ہاتھ سوجھتا نہین خدا جانے
کیا اسرار ہے یہ آواز کہان سے چلی آتی ہے ذرا کسی درخت کے سایہ مین توقف فرمایئے جس وقت ماہتاب بلند ہوگا تو
دیکھا جائے گا اتنے مین دیکھا کہ ایک جانب سے کچھ روشنی نظر آئی سکندر نے اس طرف دیکھنا شروع کیا تھوڑے
عرصہ مین ایک عورت لالٹین لیے ہوے دکھائی دی جب قریب آئی تو دیکھا کہ کماری وضع ہے چاہا پوچھین کہ تم کہان سے
آئی ہو کماری نے عرض کی کہ ہماری شاہزادی آپ کو بلا رہی ہین سکندر نے کہا کہان ہین کماری نے کہا کہ وہ کیا
سامنے باغ ہے انہی کے برآمدے پر صحبت رقص و سرود برپا ہے جس وقت آپ شکار مین مصروف تھے اس وقت ملکہ
نے حضور کو دیکھا تھا سکندر نے کہا چلو آگے آگے کماری لالٹین لئے ہوے چلی اور پیچھے پیچھے شاہزادہ سکندر اور ان کے
پیچھے دیوانہ جاتے تھے دور پہونچ کے دروازہ باغ کا نظر آیا دیکھا سکندر نے کہ دروازہ باغ پر اور ایک خواص
موجود ہے سکندر کو دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ خوب ملکہ کو راستہ دکھلایا پریشان کیا سو جلدی چلئے ملکہ نے خاصہ
نہین نوش فرمایا ہے سکندر رستم خو حیران کہ یہ کونسی ملکہ ہے اور عشق اس حد تک کیونکر طول کھینچ گیا خلاصہ یہ کہ وہ خواص
ساتھ ہوئی سکندر ہمراہ اس خواص کے چلے جاتے ہین ہر روش بڑی نہایت درست ہے لیکن رات کی سیاہی ہر
حسن و قبح پر پردہ ڈالے ہوے ہے یہان تک کہ شاہزادہ قصر با قوت نگار مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین آفت
ہوش مسند سے لگی ہوئی بیٹھی ہے سامنے گانے والے حاضر ہین جلسہ بے حجاب پڑھی ہے گانا ہو رہا ہے مصاحبین گرد و پیش جمع
ہین خواصین سامنے ادب سے ہاتھ باندھے ہوے کھڑی ہین جیسے ہی نظر ملکہ کی سکندر کے چہرۂ زیبا پہ پڑی اپنے
مقام سے اٹھ کر تا لب فرش براے استقبال آئی اور شاہزادہ سکندر کا ہاتھ پکڑ کے مسند تک لائی صدر مین
جگہ دی ایک خواص نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق اب خاصہ تناول فرمایئے اس کے بعد رقص و سرود ہو
تو بہتر ہے کہ حضور عادی ہین سب کا کھانے کی ہین اور آج شاہزادے کے انتظار مین اسقدر دیر ہوگئی ملکہ نے فرمایا

کیا جلد دسترخوان بچھاؤ اُسیوقت دسترخوان بچھ گیا ملکہ نے کہا آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ نان و نمک حاضر ہو اُسے قبول کیجیے سکندر حیران ہو کہ یہ ماجرا کیا ہے نہ کبھی کی جان پہچان اور یہ بے تکلفی یہ ایسے محو ہوے کہ یہ بھی نہیں پوچھتے کہ تم مسلمان ہو یا کافر سا تو ملکہ کے جیٹھ ہی تو گئے دیوانے سے ملکہ نے کہا کہ آؤ تم بھی آؤ دیوانہ بھی برابر شاہزادے کے آکے بیٹھا لیکن ادب کے سامنے پیچھے دبا ہوا ملکہ نے کہا بسم اللہ شاہزادے نے بے تکلف کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لایا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو وہیں صحبت رقص و سرود پھر آراستہ ہوئی گائنیں حاضر ہوئیں اور گانے بجانے میں مصروف ہوگئیں ایک پری جمال نے یہ غزل شروع کی

غزل

خوشی سے ہو رہا ہیں حوصلے ایسے بھی ہوتے ہیں
فلک نے زمیں کو زلزلے ایسے بھی ہوتے ہیں
شب فرقت رہ مفت بیٹھے بیٹھے جس دم
رہا قابو نہ دلبر ولولے ایسے بھی ہوتے ہیں
ستاتی تھی بہت فرقت میں ہم کو خانہ ویرانی
جہاں میں اہل دل کے حوصلے ایسے بھی ہوتے ہیں
سخن کیا جو دست نازک قاتل کو دی زحمت
ہے دونوں ہی ناخوش فیصلے ایسے بھی ہوتے ہیں

بدی ہو جائے نیکی سلسلے ایسے بھی ہوتے ہیں
نکالنے سے نہ نکلیں ولولے ایسے بھی ہوتے ہیں
کلیجے کے روتے ہیں کہ نکل آ کیوں منہ سے
کہ بیکار رہیں اکثر مشغلے ایسے بھی ہوتے ہیں
گوارا کی اسیری آپ ہیں کہ مجرم الفت
لگا دی آگ خود ہی دل جلے ایسے بھی ہوتے ہیں
ہو رہے دونوں گھر کے ہر روش گل ہیں
گلا خود کاٹ ڈالا منچلے ایسے بھی ہوتے ہیں
تلاش راہبر راہ عدم میں آمد و کیوں ہو

منادیں یا ہی رنجش گلے ایسے بھی ہوتے ہیں
تڑپنے پر مرے دل اس ستمگر کا دھڑکنا تھا
عجب انداز ناز ہر سنگ لیتے جس ہوتے ہیں
چلا ہوں بے اجازت جلوہ گاہ یار کی جانب
رسائی کے جہاں میں سلسلے ایسے بھی ہوتے ہیں
حقیقت دل کی کیا ہے ہم کو تو جان کے دینا
ہو جگر ادا میں آبلے ایسے بھی ہوتے ہیں
علاوہ مجھ کو محشر میں نہ اس نے غیر کو پایا
روانہ قافلے کے قافلے ایسے بھی ہوتے ہیں

غرضکہ تمام رات یہی صحبت رہی ادھر تو رنگ فلک بدلا اور صحبت میں ابتری پیدا ہوئی ادھر ملکہ نے شاہزادے کی طرف دیکھکر کہا خدا حافظ اور ایک دھواں ہو کر ساری محفل مع باغ نظروں سے غائب ہوگئی اب جو سکندر نے دیکھا تو ایک صحرائے لق و دق کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے سکندر حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیوانہ بلغار ایک مرتبہ رونے لگا سکندر نے کہا کہ کیوں روتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوگیا ہم ایسی بلا میں پھنس گئے کہ اب تا بہ زیست رہائی حاصل نہ ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے شمال کی جانب اٹھارہ کوس نکل آئے لوگوں سے سنا تھا کہ قلعہ سنگین حصار کے شمال حصہ میں کچھ عجائبات نظر آتے ہیں اور اگر کوئی بھولا بھٹکا آنکلتا ہے تو اسی بلا میں گرفتار ہو کے مر جاتا ہے پھر اُسے رہائی نصیب نہیں ہوتی ہے خدا جانے بیان کیا اسرار ہے بھاس کے جو اُس نے غور سے دیکھا تو قلعہ سنگین حصار کا ایک منارہ دور سے نظر آیا جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ہم قلعہ کی شمال جانب آگئے ہیں دیوانہ تو رونے پیٹنے لگا لیکن شاہزادہ سکندر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے دیوانہ بلغار اپنے کو آپ ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہے چونکہ تقدیر گردش میں ہے اُس وقت تک ہم یہاں پھنسے ہوے ہیں اور جس روز تقدیر گردش سے نکل آئی اُسی دن ہم یہاں سے نکل جائیں گے اور اگر خدا نے قسمت میں یہیں کا آب و دانہ تحریر کردیا ہے تو یہ مرضی اُس کی کیا چارہ ہے بے فائدہ جزع فزع و بیتابی سے کچھ حاصل نہیں دعا کرو کہ خدا جلد نجات دے اور اے بلغار جب قلعہ کا منارہ سامنے معلوم ہوتا ہے تو اسی طرف کیوں نہیں چلتے ہو دیوانے نے کہا کہ چلیے شاہزادہ ہمراہ دیوانہ بلغار کے قلعہ کی سیدھ باندھکے چل نکلا دن بھر کی رہروی میں بہت سے آبلے پڑ گئے لیکن شام ہوتے ہی اب جو خیال کرتے ہیں تو جس مقام سے چلے تھے وہیں موجود ہیں سکندر نے لاحول پڑھا شام ہوتے ہی تاریکی تمام عالم میں محیط ہوگئی آوازیں درندوں کی آنے لگیں وہ معلوم ہوتا تو زہرہ اُس کا آب ہو جاتا تھوڑی دیر کے بعد پھر اُسی طرح گانے کی آواز کان میں آئی شاہزادے کو خیال تھا کہ آج پھر وہی پری بلانے کو آئے گی لیکن انتظار میں بہت عرصہ گذرا اور کوئی بلانے کو نہ آیا آخر شاہزادے نے دیوانے سے کہا کہ چلو ہمیں بھی گھبراہٹ ہے بھلا خبر کچھ دل تو بہلے گا دیوانے نے کہا چلیے شاہزادہ دیوانے کو ساتھ لیکر جانب باغ روانہ ہوا جاتے جاتے دروازہ باغ پر پہنچے تو آج دروازہ بند پایا اور سامنے دروازے کے ایک دیو کو بیٹھے دیکھا جو نے جو سکندر کو آتے

دیکھا آواز دی کہ تو کون ہے جو محل شاہی کی طرف آتا ہے پلٹ جا ورنہ تیرے حق میں اچھا نہ ہوگا سکندر نے فرمایا کیا جھک مارتا
ہے محل شاہی کیسا کل ہم اس باغ میں آکر پریشان ہو گئے ہیں آج پھر جائیں گے دیو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تجھکو تیری قضا
تجھے اس طرف لائی ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ پلٹ جا ورنہ یہ سمجھے رہنا کہ آج میں بھوکا بیٹھا ہوں کہ صبح سے سوا ...
مجھے نہ کوئی بیل گائے ملا نہ کوئی شیر نظر آیا کہ شکم سیر ہوتا سکندر نے کہا ملعون دور ہو ورنہ سزا دوں گا دیو ہنسا اور منھ
اپنا کھول کے کہنے لگا کہ آ کو دیکھ کہ یوں میں نگل جاؤں اور اگر سختی کرے گا تو چبا چبا کے ہڈیاں سرمہ کر کے کھا جاؤں گا سکندر
نے ایک پتھر اٹھا کر دیو کے حلق میں ڈال دیا دیو نے غصہ سے منھ مارا تو دانت پتھر پر پڑا اور ٹوٹ گیا بس اس نے پتھر کو تو اگل دیا
لیکن غصہ میں سکندر کی طرف بڑھ کے کہا ہی لوں گا سکندر نے شاخ سر دیو کی پکڑ لی اور جھٹکا مارا دیو نے چاہا
کہ شاخ چھڑا لوں اسی کشاکش میں شاخ دیو کی ٹوٹی دیو چیخ مار کے اندر باغ کے گھس گیا سکندر بھی تعاقب میں
چلے دیو نے ایک چیخ ماری کہ ہزارہا دیو پیدا ہوئے ہر طرف سے سکندر پر حملہ کیا سکندر نے تلوار کھینچی اگرچہ شاہزادہ
تنہا ہے صرف دیوانہ بلغار ساتھ ہے تو اس کو بھی پشت پر لے لیا ہے کہ شاید یہ جنگ دیوان کی تاب نہ لا سکے اور آپ تن تنہا
دیووں کا مقابلہ کر رہے ہیں لاشیں پر لاشیں گر رہی ہیں مگر چلے ہی آتے ہیں اور شور کرتے ہیں کہ مار لو اس سرکش کو
یہ جانے نہ پائے شاہزادہ نیرنگ قاف کے مرغوں کو سر کئے ہوئے ہے کس کی مجال ہے جو تاب مقابلہ لا سکے صبح تک
ہزارہا دیووں کو قتل کیا ایک مرتبہ صبح ہوتے ہی دیو مانند پرچھائیوں کے نظر آنے لگے اور روشنی ہوتے ہی وہ
پرچھائیاں بھی غائب ہو گئیں زمین کو جو دیکھا تو کیا سبزہ لہلہا رہا ہے دیو کیا ایک مچھر کی لاش بھی نہیں ہے سکندر نے
دیوانے سے کہا کہ تم بھی شاہد ہو کہ رات تو میں نے ہزارہا دیووں کو قتل کیا تھا اس وقت کچھ بھی نہیں یہ کیا معاملہ ہے دیوانے
کے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے اس نے کہا اے شہریار خدا ہی اس صحرا سے زندہ نکالے گا تو رہائی ہوگی ورنہ پہلے تو
بہت ہی تجربے ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں اگر زندگی ہے تو ہر روز بلا کو دفع جانو اور اگر خاک میں ملنی ہے تو مجبوری ہے یہ
فرما کر اس سرزمین سے علیحدہ ہوئے جاتے جاتے ایک چشمہ آب پر پہونچے منہ ہاتھ دھویا نماز صبح قضا ہو گئی تھی ادا کی
کچھ جنگلی میوہ کھایا کہ بھوک کے مارے برا حال تھا شکر خدا بجا لائے پھر ایک درخت کے نیچے قیام کیا دیوانے نے
عرض کی کہ حضور سو رہیں تو بہتر ہے کہ دو راتیں جاگتے گذر چکی ہیں آج شب کو دیکھئے کیا معاملہ پیش آئے شاہزادہ نے
زین پوش بچھا کے آرام فرمایا گھوڑے چرنے لگے اور دیوانہ بلغار تنہ درخت پر تکیہ کر کے اس ارادہ سے بیٹھا کہ
جب تک شاہزادہ آرام کرے میں جاگتا رہوں لیکن اس کی بھی آنکھ لگ گئی اور شاہزادہ بھی سو گیا بعد کچھ دیر کے
جو آنکھ کھلی تو مرکبوں کو نہ پایا سکندر نے کہا کہ غضب ہوا مرکبوں کا گم ہونا ہمارے حق میں اور بھی برا ہوا ہے
ع۔ ہرچہ آید بر سر من بانصیب ۔ یہ فرما کر نماز ظہر کو ادا کر کے دیوانے سے کہا کہ کچھ خشک لکڑیاں جمع کرو دیوانے
نے لکڑیاں جمع کیں سکندر نے چند طائر صید کیے دیوانے نے طائروں کو ذبح کر کے کباب لگائے شاہزادہ کو
کھلائے آپ بھی کھائے چشمہ آب سے پانی پیا سکندر نے کہا کہ اے بلغار دیوانہ آج ہم ایک طرف کو چلیں تو علامت راہ
قائم کرتے چلو تا کہ معلوم ہو کہ ہم نے کتنی راہ طے کی اور ہم کہاں تک پہونچے دیوانے نے عرض کی کہ بہت خوب بس
اسی وقت دیوانہ نگ کے جنگل کی طرف گیا اور بہت سے نیزے توڑ لایا کہا قرینے سے چلئے سکندر رستم خو نے قطعہ
سنگین عصا کی سیدھ باندھ کے رستہ لیا دیوانہ جا بجا نگ کے تیرے قائم کرتا ہوا چلا کہ تو منزل مقصود تک پہونچنے
میں آسانی ہوگی دن بھر رہروی کی اور شام کو جو دیکھا تو اسی مقام پر موجود ہیں جہاں سے چلے تھے سکندر نے کہا
کہ اے بلغار اپنے قائم کئے ہوئے نشانات کو تو دیکھو دیوانہ نے ایک درخت بلند پر چڑھ کے جو خیال کیا تو جس جگہ
سے نشان شروع ہوئے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ اسی مقام پر ختم ہو گئے ہیں گویا ایک دورا کر کے بیٹھتے
ہیں سکندر حیران تھے کہ یہ کونسا راستے کا پھیر ہے تو ان نشانوں پر ہر پھر کے دائرہ ہی میں گشت ہوتا ہوں یہ تمام آتی کہاں گردش ہوگا

پاؤں میں ۔ اے بلغار آج فاقہ ہی ہوا نہ تو کوئی جانور صید کیا اور نہ پھل درختوں سے توڑے دیوانہ نے عرض کی کہ اگر مجھے حکم ہو تو میں جاؤں کچھ پھل درختوں سے توڑ کے لے آؤں سکندر رستم خو نے کہا کہ اب شام قریب ہے ایسا نہ ہو کہ تم کسی آفت میں مبتلا ہو جاؤ اس سے بہتر یہ ہے کہ یا تو ہم تم ساتھ چلیں یا کیہ خدا پر کریں وہ رازق العباد ہے روزی پہنچائے گا سے بے کس ہرگز مانند عنکبوت ۔ رزق را روزی رسان پر می دہد ۔ یہ فرما کر نیمہ سے نماز پڑھی اور ایک جگہ بیٹھ گئے اب سیاہی شب کی پھیل عالم پر دہ ظلمات نظر آنے لگا اور وہی آواز ساز و سرود پھر پیدا ہوئی سکندر رستم خو نے دیوانہ بلغار سے کہا کہ چلو پھر اسی محفل میں چلیں دیوانہ نے عرض کی کہ کل کا ساتھ کیا حضور کو فراموش ہو گیا سکندر نے کہا کہ خوب یاد ہے مگر یوں تو سو چکے تھے دیوانہ نے عرض کی کہ پر سوچ تو خود ایک عورت آ کر اپنے ساتھ لے گئی تھی کل ناخواندہ مہمان کی طرح گئے تھے اس کا انجام آپ نے دیکھا فرمایا خالی بیٹھنے سے تو بہتر ہے ایک شغل بیکاری ہی سہی دیوانہ نے عرض کی کہ میں ہمراہ رکاب ہوں سکندر اٹھ کر باغ کی طرف چلے آج ہر چند تلاش کیا باغ کا راستہ ہی نہ ملا صبح ہو گئی دیوانہ نے عرض کی کہ اے شہریار اب خدا پر تکیہ کر کے جانوروں کو صید کر کے کباب لگائیے اور کھائیے پھرنے میں سوا پریشانی کے اور کیا حاصل ہوگا جس وقت خدا کو رہائی منظور ہوگی تو خود ہی کوئی شکل نکلے گی ان کو تو اس پریشانی اور سرگردانی میں چھوڑا جاتا ہے اور

اول کچھ حال فتانہ جادو مالک بیابان سرگردان کا بیان کیا جاتا ہے

ساقیا ہے جو جستجو تیری
ہاں ذرا چھیڑ ذکر بنت عنب
غنچۂ دل کا ہے کیا کھلنا
دل میں اک میٹھا میٹھا درد اٹھا

دل میں رہتی ہے آرزو تیری
لطف دیتی ہے گفتگو تیری
رنگ میرا ہے اس میں بو تیری
یاد آئی جو گفتگو تیری

میں وہ گل ہوں ہے جس میں بو تیری
ہے تلاش اپنے دل کی اب مجھ کو
کام دیر و حرم سے کیا مجھ کو
اے شرر اس بھرے زمانے میں

ہوں وہ بلبل کہ آرزو تیری کا
اس سے پہلے تھی جستجو تیری
لئے پھرتی ہے آرزو تیری
رکھے اللہ آبرو تیری

واضح رہے ناظرین باتمکین پر کہ حاکم اس صحرا کی فتانہ جادو ہے اس نے تمام صحرا کو طلسم بند کر رکھا ہے کہ جو شخص اس طرف نکل آئے وہ واپس کے نہ جانے پائے جو آتا ہے وہ چند دنوں پریشانی اٹھاتا ہے آخر فتانہ کا مطیع ہو کر خدمت بجا لاتا ہے سیکڑوں امیر زادے اس کی غلامی کرتے ہیں جو آیا وہ یہیں کا ہو رہا سکندر رستم خو کے حسن و جمال پر شیدا ہو کے اس نے پہلے روز تو اپنی صحبت میں بلا لیا لیکن جب اس کو علم سحر سے یہ بات دریافت ہوئی کہ یہ مجھ سے رضامند نہ ہوگا تو اس نے شاہزادہ کو پھر اسی حیرانی و سرگردانی میں مبتلا کیا تین چار روز گذرنے کے بعد اس کی بھانجی ملکہ طناز جادو اپنی خالہ سے ملنے کو آئی جس وقت بلند کے جانے لگی تو اس نے سکندر کو سرگردان و پریشان پایا یہ شاہزادے کے حسن و جمال پر شیفتہ ہوئی اپنی وزیر زادی شرارہ جادو سے کہا کہ اس کو کچھ بن کے اٹھا لے چل شرارہ جادو نے کہا مجھے حکم بجا لانے میں کچھ عذر و انکار نہیں لیکن آپ نے نتیجہ بھی سوچ لیا ہے کہ کیا ہوگا جس وقت ملکہ فتانہ جادو کو معلوم ہوگا کہ ایک قیدی ہمارا گم ہوا تو سوا آپ کے کس پر خیال ہوگا طناز جادو نے کہا کہ دیکھا جائے گا شرارہ جادو بھی بن کے گری اور سکندر کو اٹھا کے لے چلی گئی دیوانہ دیکھتے رہ گیا اور شاہزادے کے فراق میں اس نے گریبان چاک کیا شرارہ جادو اور طناز جادو سکندر کو لئے ہوئے اپنے باغ میں آئیں شاہزادہ متوحش ہوا بے ہوش ہو گیا تھا ملکہ نے شاہزادے کو لخلخۂ زینت معنبر سنگھا کر ہوشیار کیا سکندر کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ فرحت افزا میں پایا اور ایک نازنین ماہ جبین کو زینت آغوش و ہمکنار گوش و سر بالین کو اتفاقات دیکھا اٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا کہ اے پری جمال تو کون ہے ملکہ طناز جادو نے کہا کہ میں نے آپ کو اسیر زندان بلا دیکھا آپ کی جوانی پر رحم کیا کہ اٹھا لائی ہوں جس صحرا میں آپ سرگردان و حیران تھے وہاں میری خالہ فتانہ جادو رہتی ہے اس نے تمام صحرا کو سحر بند کر دیا ہے کہ جو آتا ہے وہ پھر پلٹ کے نہیں جاتا ہے اگر میں آپ کو جان پر کھیل کے نہ اٹھا لاتی تو زندگی میں رہائی نہ ہوتی اور مجھے

اس حرکت پر مجھے کیا کیا مصیبت اٹھانا پڑی ۔ شاہزادہ سکندر رستم خو نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تو ایسی جوائس
مکارہ کو سزائے معقول نہ دی تم کس طرح یہاں اور فتانہ جادو کا سامنا کرا دو طناز جادو نے بلبس کے کہا کہ وہ
ساحرہ ہے آپ اس کا کیا کر لیں گے سکندر نے کہا کہ اگر خدا ہمارا مددگار ہے تو اگر اس کو مار کر میدان سرگردان کو صاف
نہ کیا تو نام اپنا سکندر رستم خو نہ پایا ملکہ نے کہا یقین ہے وہ خود آئے گی اور شاہزادے کے لئے سامان ضیافت مہیا کیا
اس وقت شاہزادے کو اپنا دیوانہ یاد آیا فرمایا اے ملکہ ایک رفیق میرا اسی صحرا میں رہ گیا ہے خدا جانے وہ کس حال میں
ہوگا ملکہ نے کہا میں اسے بھی بلواتی ہوں یہ کہکر شرارہ جادو سے کہا کہ جا کر دیوانے کو بھی لے آؤ شرارہ جادو
یہاں سے بھیس بدل کے اڑی وہاں فتانہ جادو کو خبر ہوئی کہ ایک قیدی کو آپ کے طناز جادو اٹھوا لے گئیں
فتانہ جادو بیتاب ہو کے آئی کہ دیکھوں کس قیدی کو اس نے اٹھوا لیا جب یہاں آکر سکندر کو پایا تو اسے نہایت
طیش آیا کہا لو اس چھوکری نے میرے ساتھ بھی یہ چھنال کنگھوٹے نکالے ہیں دیکھنا اسے کیسی سزا دیتی ہوں یہ اسی
طیش میں تھی کہ شرارہ جادوگری اور دیوانہ کو بھی لے کر چلی اب فتانہ جادو نے بھی پر پرواز پیدا کئے اور ساتھ
ساتھ اڑتی ہوئی چلی ادھر تو شرارہ جادو نے سامنے ملکہ اور شاہزادے کے دیوانہ کو لا کے چھوڑا ادھر فتانہ جادو
آ پہونچی اور پکاری کہ کیوں او شوخ دیدہ یہ کیا حرکت تھی تجھے بھی یہ سوتا پالیا تھا تو سمجھی جو مجھے اور اسے دونوں
کو نہ قتل کروں اسے ان خدا پرستوں سے دوستی کا لالچ ہے دشمنی ہم ہیں چاہتی تھی کہ یہ سر ٹکرا کے رہ جائے اور
راستہ نہ پائے میں نے انہیں خدا پرستوں کے لئے یہ دام تدویر بچھایا ہے بہتوں کو مار ڈالا اور بہت سے باقی
ہیں سکندر نے سمجھ لیا کہ یہ ماہ ور گنے والی نہیں ہے اور اس وقت بگاڑنے میں کام خراب ہوگا فرمایا اے ملکہ تم نے
ایک روز اپنا جمال جہان آرا دکھایا پھر اس وقت تک ترسایا لیکن ہم صحرا میں مارے مارے پھرے مگر تمہارا یہ
فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم اس قدر خدا پرستوں سے کیوں دشمنی رکھتی ہو خدا پرستوں نے تمہارے ساتھ کونسا بد سلوک کیا
فتانہ جادو نے ہنس کے کہا کہ میں قتل خدا پرستان میں مرحلہ پایان کاج وباج میں شریک تھی جن کے ساتھ میں نے
دشمنی کی وہ کب میرے دوست ہوں گے علاوہ اس کے ساحروں اور خدا پرستوں سے ہمیشہ کی عداوت چلی آتی ہے
سکندر نے جواب دیا کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے نہ سب خدا پرست بد باطن ہیں نہ سب ساحر بد نفس ہیں
دیکھو ایک یہی ہیں کہ اگر تم کو تمہاری طرف سے سارے خدا پرستوں کو قتل کریں تمہاری محبت کا دم بھریں ان باتوں
نے سکندر کی فتانہ کو بھالیا دام میں پھنسا لیا ایک تو یوں ہی عاشق ہو چکی تھی ان باتوں پر اور بھی شیفتہ ہو گئی کہنے
لگی کہ اگر تم میرے عاشق ہوتے تو اس شوخ دیدہ کے ساتھ کیوں چلے آتے سکندر نے فرمایا کہ اس سے پوچھو میں بلایا
آیا یہ اختلاقی فتانہ نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اب میں تجھے لے چلوں گی اپنی بغل میں سلاؤں گی اور
اس گیسو بریدہ کو دکھا دکھا کے جلاؤں گی سکندر نے کہا کہ یہی اسی قابل ہے فتانہ جادو نے ملکہ طناز جادو کی طرف ایک
بال اپنے سر کا توڑ کے پھینکا اور کچھ اسم جو پڑھا کہ وہ بال رسن بنکے شرارہ جادو اور طناز جادو دونوں کے بازوؤں
میں لپٹ گیا اور دونوں کو باندھ لیا ہر چند دونوں نے اُن اُن کی دعا سے منتر پڑھے مگر کچھ نہ ہوا رسن سحر نہ چلی نہ
کھلا ہوں طناز جادو پشیمان تھی کہ یہ عجب طرح کا مردوا ہے ابھی تو مجھ سے محبت جتا رہا تھا ابھی اس قتالہ کی محبت کا دم بھرنے
لگا یہ سب مطلب کے یار ہوتے ہیں خیر اب تو جو ہوا سو ہوا خود کردہ را علاجے نیست یہ تو اس افسوس میں تھی اور
دیوانہ بکار ہا سکے کہہ رہا تھا کہ اسے شہ یا یہ تو شیوہ آپ کے خاندان کا نہ تھا جو آپ نے کیا سکندر نے جواب دیا کہ اسے
رفیق من ع ۔ زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز ۔ ملکہ نے میرے ساتھ کیا برائی کی جو میں ان سے روگردانی
کروں یہ ان کی محبت تھی کہ انہوں نے بچا لو سحر بند کے ساتھ جادیا سو دکر یا تمہیں عاشقی سے کیا کام یہ عادی ہستی کی امین
کو ائی ہم سے پوچھے ۔ حضر کیا یا جنین غریب الگے زلف مسلے ۔ دیوانہ چپ ہو گیا مگر نہایت نفرت کی نظروں سے سکندر کو

دیکھنے لگا فتانہ نے سحر کیا کہ ایک لکہ ابر پیدا ہوا فتانہ نے ان سب کو اسی ابر پر بٹھایا اور لے کر جانب بیابان سرگردان روانہ ہوئی جس وقت اپنے قصر میں پہونچی تو دیوانہ کو زندان خانے میں بھجوا دیا اور شرارہ جادو و طناز جادو کو ستون قصر سے باندھ کر کشتیان شراب و کباب کی لا کے رکھدین سکندر کے واسطے اسباب آسایش مہیا کرکے گانے والیون کو گانے کا حکم دیا ایک پری تمثال نے یہ غزل شروع کی غزل

جو ہم پہ تیغ لگانے کو یار تو آئے

جو نگاہ میں وہ ترک جنگ جو آئے
یقین ہے خون تمنا کی میرے بو آئے
کلیم طور پہ جانا تمہین مبارک ہو
تو مد کون مرے داغ وفا کی بو آئے
کوئی تو آکے خبر لے بلا نصیبون کی
خدا کرے کہ کسی میں توان کی بو آئے
نہ حسن وعشق کا جھگڑے طلا تو محشر مین
پھر آج اشک ڈبونے کو آبرو آئے
کسی کی تیغ مین اتنا کہان ہے دم باقی
حریم کعبہ مین جو آئے با وضو آئے
فلک کی چوٹ پھر اس پر نگاہ یار کی چوٹ
غضب کے رنج اٹھانے تو لکھنو آئے

تڑپ کے وہ تیغ کا پانی کرے گلو آئے
کسی کے کوچہ مین پہنچے ہی ہم تو کیا پہونچے
اگر سمجھ کے ذرا ان سے گفتگو آئے
وہی ہے نامہ جو پہونچے تمہارے کوچے تک
اجل ہی پوچھنے آئے اگر نہ تو آئے
یہ شوق ہے کہ چبھے وہ تیر پہلو مین
ہو میرے ہاتھ مین دامن ترا جو تو آئے
غم فراق نے چھوڑا نہ دل مین قطرۂ خون
کہ میرے دم کی طرح کھینچ کے تا گلو آئے
شریک اشک تھا دل بھی ہون جو پہلو مین
بھر آئینہ نہیں اندھا جو روبرو آئے

دہن کی دامن زخم جگر سے بو آئے
لگا کے ہاتھون مین مہندی جو یار تو آئے
گئے تھے دل کی طرح بیچ آرزو آئے
بھرین اگر گل تصویر مین وہ رنگ مرا
وہی ہے آہ جو عرش برین کو چھو آئے
گلون کو سونگھتا پھرتا ہون ہو رہا بلبل
تمام تن کا وہین دوڑ کر لہو آئے
کسی کے ذکر کے آتے ہی ڈبڈبائی آنکھ
کمان سے تیرون کی آمد کو اب لہو آئے
یہ کہے یار ہے وہ موزنگی سے ہاتھ اپنی
زمین عطر سے خون جگر کی بو آئے
نہ کا چور کبھی ہم سے چھوٹ کے جاوے

دیر تک یہ مشغلہ رہا آخر صحبت برخاست ہوئی آمیین خلیبین مصاحبین جو اکیلے سب چلی گئین اور فتانہ جادو لپٹ گئین سکندر کے ہاتھ ڈال کر انگڑائی لی سکندر نے بھی آغوش مین لیا دیوانہ طلبگار نے غرض کی نظر سے سکندر کو دیکھا کہ ایسا جوان رعنا اور ایسے خاندان عالی سے ہو کر اس ساحرہ کریہہ منظر سے ملتفت ہے یہان شاہزادے نے فتانہ کو آغوش مین لے کر دبایا پہلے تو وہ ناز معشوقانہ کرنے لگی جب سکندر نے زور سے دبایا اور پسلیان کڑکنے لگین تو چلائی کہ اے ظالم کیا کرتا ہے سکندر نے اور زور سے دبایا تمام پسلیان ٹوٹ گئین اور دوسرے رستے سے دم نکل گیا سکندر نے لاش کو پھینک دیا مرتے ہی فتانہ جادو کے ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازین گیر و بزن کی آنے لگین آتش باری و برف باری دیر تک رہی تمام باغ و مکان نظرون سے غائب ہو گیا آخر ہیرون نے شور کیا کہ گشتی مرا نام من فتانہ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہے تو دیکھا کہ نہ باغ ہے نہ قصر جادو سر کٹے پڑے ہوئے ہین ان پر ہلا ہلا زر و نگاری سوت لپٹا ہوا ہے شرارہ جادو و طناز جادو بال کی باندی کھڑی ہین جس قدر بچے وغیرہ تھے سب غائب ہو گئے جتنے لازمین تھے سب کا نقشہ بدل کے ہوا مین ادھر ادھر اڑنے لگے تمام قیدی رہا ہو گئے لیکن تحیر ہے کہ ہم کس طرح اس ظالم کی قید سے چھوٹے ادھر طناز جادو نے قید سے چھوٹتے ہی سکندر کی تعریف کی اور اپنی خطا بخشوائی کہ مین اس جال کو پہلے نہ سمجھی تھی اسی بنا پر آپ کو برا بھلا کہتی تھی اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ عشق اس واسطے تھا مگر خدا کے لئے نہیں مجھے بھی ایسا ہی عشق تو نہیں ہے سکندر نے کہا خدا پر سنون سے دغا کرے گا اس کا یہی انجام ہو گا طناز جادو نے کہا کہ مین تو پہلے سے بندۂ بے درم ہو چکی ہون اتنے مین دیوانے نے بھی آکے سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ تو آپ نے وہ کام کیا ہے جو سوا آپ کے کسی مرد سے نہ کیا ہوگا سکندر نے کہا کہ سچا ہی کے چھپتیس لگی ہے اے دیوانہ طلبگار اگر مین ایسا نہ کرتا تو زندگی مین رہائی مشکل تھی اور ساتھ سب سے بہت سے غریب رہا ہوئے اب فتانہ کے مال و خزانے کی تلاش کی تو ایک بہت بڑا دفینہ پایا شاہزادہ سکندر نے وہ دفینہ اسی جگہ محفوظ

رکھا اور دیوانہ کا پہرہ وہاں قائم کیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے بہ لوگوں کو بھیجکر یہ خزانہ وہیں منگا لینگے اور جس قدر قیدی تھے ان کو رہا کر دیا اور طناز جادو سے ارشاد کیا کہ تم اپنے باغ کو جاؤ جب طلسم زلزلے سے فرصت ہوے گی تو ہم تم سے ملینگے بغیر اس کے ہم تم سے نہیں مل سکتے طناز جادو رنجیدہ ہو کر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی اور سکندر رستم خو نے قلعہ سنگین حصار کا راستہ لیا ابا قل

چند کلمے داستان سرداران اسلام اور فوج کفار کے بیان کئے جاتے ہیں کہ حکم سے کوکب انجم حصاری کے دو لاکھ سوار اور دس سردار واسطے تاراجی قلعہ سنگین حصار کے روانہ ہوئے تھے

ہاں مرے ساقی مینے سے دے وہ جام لالہ رنگ
پھر بڑھاپے میں نظر آئے جوانی کی امنگ
ہو کوئی دم میں جہان سے اپنا ساقی چل چلاؤ
اب کہاں وہ جوش دل اور وہ جوانی کا بناؤ
وقت آخر دیکھ لوں بنت العنب کو اک نظر
ہے اجل سر پر گھڑی دم میں عدم کا ہے سفر
پھر کہاں میں اور کہاں تو اور کہاں یہ انجمن
دو گھڑی کی کی غنیمت ہے یہ صحبت جہان میں
بھر کے ساغر مے دکھاؤں مجھکو پھر زور شباب
جنگ کے میدان میں آیا ہوں بانگ خطاب
رنگ ہو جائیں جوانان جہان بھی دیکھکر
وہ دکھاؤں معرکہ اٹھتے پھریں میدان میں سر

راوی بیان کرتا ہے کہ سرداران لشکر اسلام قلعہ میں مقیم ہے شاہزادہ سکندر رستم خو کا انتظار تھا جب دو روز گذرے اور شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف نہ لائے تو سرداران اسلام پریشان ہوے ہرکاروں کو بجاے دریافت حال روانہ کیا ہرکارے شام کو واپس آئے اور عرض کی کہ صاحبقران اوسطاش صحرا کی طرف گئے جہاں جاکے کوئی واپس نہیں آتا یہ سنکے تمام سردار پریشان ہوگئے طلحہ بن لندھور نے کہا جاکے واپس نہ آنے کا کیا سبب ہرکاروں نے عرض کی کہ ایک صحرا اس نواح میں ہے کہ اُس طرف جانے کی مخالفت ہے اور جو کوئی غلطی سے چلا جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا ہے خدا جانے کیا اسرار ہے اس خبر وحشت اثر کو سنکے طلحہ نے کہا کہ میں ضرور جاؤں گا ملوک بن ملک نے کہا کہ میں بھی ہمراہ چلونگا محتشم بن ہاشم بھی آمادہ ہوگئے مرزنگ بن مرزبان خراسانی بھی تیار ہوے خلاصہ یہ کہ تمام سرداران لشکر اسلام چلنے پر آمادہ ہوگئے لیکن ہنوز یہ لوگ دروازہ قلعہ تک پہونچے ہونگے کہ جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا اب تو سب دیکھنے لگے یہاں تک کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا پرا آہن پھریرے پر ہر علم کے نام عشاع بن مشکن کی تحریر تھی اب تو اور ملازمین نے عرض کی کہ پہلے اس بلا کو ٹالئے اس کے بعد تلاش صاحبقران اوسطاش میں جانے کا قصد کیجئے طلحہ نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا ہرکاروں کو کہ دریافت کرو یہ کس ارادے سے آئے ہیں ہرکارے گئے اور خبر لے کر پھرے عرض کی کہ یہ فوج بادشاہ کوکب انجم حصار کی ہے تاراجی قلعہ کے ارادے سے آئی ہے طلحہ نے حکم دیا کہ ہمارا خیمہ بھی باہر قلعے کے برپا ہو دیوانوں نے لاکر بارگاہ برپا کی دس ہزار دیوانہ اندر قلعہ کے رہا اور بیس ہزار دیوانوں نے آکر بیرون قلعہ قیام کیا جب لشکر کفار نے دیکھا کہ اہل قلعہ مردانگی سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہیں تو انہوں نے بھی بمقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کیا سپہ سالار شعیل روئیں تن کہ اس کو کشانہ جادو نے ایک ہیکل دی تھی تاثیر اس کی یہ تھی کہ تلوار جسم پر اثر نہ کرتی تھی اس نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ ملک گیری خبر طلحہ بن لندھور کو ہوئی انہوں نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر بمقابل یک دیگر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جب نقیب نقیب دیکر ہٹ گئے تو لشکر کفار سے سرہنگ دیو قامت میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا کہنے لگا چاہئے تماشا کرے راہی کر غنیمت جانا ہو تو جان بچا کر چلے گئے ہوتے تمہاری

شامت نے تمہین اس قلعہ مین بند کیا اب قید کرنے کے بدلے تم قتل کیے جاؤ گے غضب کیا تم نے کہ خزانہ شاہی لوٹ لیا
بادشاہی قلعہ پر قبضہ کر لیا بہتر یہ ہے کہ خزانہ میرے حوالے کر دو اور تم جہان چاہو چلے جاؤ مین متعرض نہون گا ورنہ مال
کے ساتھ جان بھی جائیگی اور کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گی یہ کلام سرہنگ دیوقامت کا طلحہ بن لندھور کو نہایت ناگوار
گذرا فیل اپنا بڑھا دیا اور آواز دی کہ کیا جھک مارتا ہے آج تو اس قلعہ پر قبضہ کیا ہے کل پایۂ تخت انجم حصار پر قبضہ ہوگا
یہ کہتے ہوئے سامنے سرہنگ کے پہونچے سرہنگ دیوقامت نے برچھا اٹھایا اور سینہ طلحہ بن لندھور پر وار کیا طلحہ
نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا طعنین چلنے لگین پچیس طعنون کے بعد طلحہ نے نیزہ ہاتھ سے سرہنگ کے ہوائی کیا سرہنگ
کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تاریک ہوگئی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی
گرز بازی حال بازی تیغ بازی راست بازی جس کو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر پر تلوار ماری طلحہ نے وار
اس کا بسبب سپر رد کرکے جو ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر محراب کج گردن نے مرکب
بڑھایا سامنے طلحہ کے آیا بعد گفتگوے بسیار نوبت شمشیر زنی کی آئی محراب بھی ہاتھ سے طلحہ کے مارا گیا دوپہر مین طلحہ
نے چھ سردارون کو مارا اور دو کو زخمی کیا بس یہ دیکھکر تہمتن فیل زور مرکب کو چمکا کر سامنے طلحہ کے آیا اور کہا کہ
تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ اپنے سردار تیرے ہاتھ سے مارے گئے اور زخمی ہوئے لا ضرب بہادری کی دیکھون تو تیری
تلوار مین کیسی کاٹ ہے طلحہ نے کہا کہ اتنی لڑائیان تیرے سامنے ہوئین تو نے نہین دیکھا کہ ہم پیشدستی نہین کرتے ہین چلے
تو اپنا وار کر جب خدا تیری ضرب سے بچالے گا اسوقت دیکھا جائے گا بس یہ سنکے تہمتن فیل زور نے کہا کہ مجھے اپنے دست
و تیغ پر بڑا گھمنڈ ہے دیکھ ابھی تیرا غرور مٹائے دیتا ہون یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے وار اس کا رد کرکے اپنا وار کیا ادھر
تہمتن فیل زور نے سپر بلند کی تلوار نے طلحہ کی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا سر پہ پہنچی طلحہ نے جھٹکا مارا تلوار سر پر چھلتی
ہوئی صاف نکل آئی خطا بھی نہ پڑا تہمتن نے دوسرا وار کیا طلحہ نے چاہا کہ کلائی پکڑ لون حربہ اس پر تاثیر نہین کرتا ہے
بغیر کشتی کے زیر نہ ہوگا لیکن قضائے کار با فون گھوڑے کا موشخانہ مین جا رہا مرکب نے سکندری کھائی تلوار طلحہ کے
سر پر آئی خود سر سے گرا طلحہ نے پہلے سے واستانہ مار دیا کہ تلوار سر پر نہ پڑی تلوار تو اچٹ گئی لیکن طلحہ جبتک گوشے
کو سنبھال کر آپ سنبھلین سنبھلین اتنے عرصہ مین تہمتن نے دوسرا وار کیا کہ سر طلحہ کا زخمی ہوگیا یہ دیکھکر ملوک بن
مالک دوڑ پڑے انھون نے تہمتن کے کئی وار رد کئے آخر یہ بھی زخمی ہوئے اب تو تانتا بندھ گیا جو سردار
آیا وہ زخمی ہوا شام تک مین تہمتن نے سب سرداران اسلام کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا
اور یہ کہتا گیا کہ اگر کل تم سب کو نہ مارا تو نام اپنا تہمتن فیل زور نہ پایا یہان تمام سرداران زخمی کو قلعہ کی طرف
روانہ کرکے لشکر اسلام کے باقی لوگ بھی پچھلی رات کو قلعہ مین چلے گئے جب صبح ہوئی اور تہمتن فیل زور کو معلوم ہوا کہ لوگ
زخمیون کو لے کر قلعہ بند ہوئے ہین اس نے کہا کچھ پروا نہین بجواؤ طبل جنگ مین قلعہ پر دھاوا کرونگا چنانچہ نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی مضطرب ہوکے کوس حربی بجوایا تہمتن
فیل زور اپنی فوج کو لے کر سامنے قلعے کے آیا زد سے ہٹ کے کھڑا ہوا پانچسو سوار منتخب کرکے اپنے ہمراہ لئے اور قلعہ
پر دھاوا کیا ادھر اہل قلعہ نے دوربینین لگا کر دیکھنا شروع کیا جب دیکھا کہ یہ نزدیک آگئے ہین توپین مارنا شروع کین
تمام میدان دھوان دھار ہوگیا جب گولہ اندازون نے اپنے نزدیک زمین کا ایک ایک ذرہ اڑا دیا تو ہاتھ روکا دھوان
ہوا سے منتشر ہوکر جب میدان صاف ہوا تو دیکھا کہ تہمتن فیل زور لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے بس اہل قلعہ نے
مضطرب ہوکے دعا کی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تیرہ گرد خیمت بلند ہوا اور
آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ پر یورش
ہو رہی ہے اور گبر نا ہنجار لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے ادھر اہل قلعہ نے جو سکندر کو آتے دیکھا نقارہ شادمانی بجایا توپ

سلامی کی داغی دروازۂ قلعہ کا کھول کر لوگ استقبال کو نکلے سکندر نے آتے ہی آواز دی کہ او ملعون تو کون ہے
تہمتن فیل زور نے کہا کہ فرستادہ بادشاہ انجم حصار ہون تیرے ساتھ والون کو مین نے زخمی کیا خداوند شعشاع
بن ششمش نے مجھے بھی بھیجا یا اب تجھکو ابھی قتل کر کے سب کا قصہ پاک کرونگا سکندر نے جواب دیا کہ او بے حیا تجھکو شرم
نہین آتی کہ زخمیون پر تو نے یورش کیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو ادھر اہل قلعہ نے آواز دی کہ اے شہریار یہ ملعون رویین تن
ہے خیال رکھیے گا ادھر تہمتن فیل زور نے لپٹ کر تلوار ماری شاہزادے نے چشمک دی کہ تلوار پٹ پڑی پس گلے مین
ہاتھ ڈال دیا تہمتن فیل زور نے ہر چند ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا یہ معلوم ہوا کہ پنجہ ملک الموت مین ہاتھ آگیا آخر اس نے
بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا کے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کئے اور
مصروف تلاش ہوے اہل قلعہ بھی باہر نکل آئے سردارون نے زخمون مین پٹیان باندھین اور مرکبون پر سوار ہو کے
آگے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دو پہر کامل کشتی رہی آخر سکندر نے لنگر تہمتن فیل زور کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور کود کے چھاتی پر سوار ہوئے اور پچھاڑ کر کہا اے ناشناخت پروردگار عالم مین تہمتن ہے کہا کہ ہزار جان سے
ہون تو نام پر خداوند شعشاع کے نثار ہین بس سکندر نے دھڑ سے سر کھینچ کر سینے پر مارا اور پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ لشکر
کفار آپڑا اس طرف سے سرداران زخمی دیوانون کے لشکر سمیت آپہنچے تلوار چلنے لگی کفار شور کرتے ہے کہ مارلو اسکو
جانے نہ پاوے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے مارا ادھر اہل اسلام جانبازیان دکھاتے تھے کوندا برق شمشیر کا ایک
رہا تھا بارش خون سے زمین گلنار ہو رہی تھی سر ماند اولون کے برس رہے تھے سبزہ جنگل کا لالہ گون ہو رہا تھا کوتل
سمند دوڑتے پھرتے تھے سوارون کے لاشون کو کچل رہے تھے کہین تلوار برستی تھی کہین سپر کہین تیر کہین تفنگ کہین کمان
کہین نیزہ کہین گرز کہین تبر عجب حالت تھی کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم لیکن ان شیر دلون نے ایسی تلوار کی کہ آخر
قدم اٹھ گئے اور کافرون نے راہ فرار پر قرار لیا سکندر نے کوس بھر زمین تک مار کے بھگا دیا اور واپس ہوے
لاشون کو شمار کیا تو دس ہزار مسلمان کام آئے تھے اور تیس ہزار کافر مارے گئے تھے مسلمانون کی لاشین دفن کرادین
اور کفار کی لاشین دریا مین ڈلوا دین بعد اس کے قلعہ مین تشریف لائے ہر ایک کی عیادت فرمائی سب نے شکریہ ادا
کیا کہ اگر اس وقت نازک مین آپ تشریف نہ لاتے تو جانبری دشوار تھی شاہزادے سے دیوانون نے پوچھا کہ اے شہریار
ہمارا افسر کہان ہے سکندر نے ارشاد کیا کہ صحرا مین ایک خزانہ دستیاب ہوا ہے اس کو خزانہ کی نگہبانی کے واسطے مین
چھوڑ آیا ہون یہ سنکے اور سردارون نے عرض کی کہ وہ تن تنہا کہان تک حفاظت کرے گا ایسا نہو کہ یہ خبر مشہور ہو جائے
اور لوگ بادشاہ کے آکر قبضہ کر لین سکندر نے فرمایا کہ مین خزانے کو یہین منگوائے لیتا ہون یہ فرما کر بیس ہزار دیوانون
سے مملوک بن مالک کو روانہ کیا کہ ان کا زخم بھی کسی قدر مندمل ہو چکا تھا مملوک بیس ہزار دیوانون سے جانب بیابان
سرگردان روانہ ہوے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان اس فوج مفرورہ کے بیان کئے جاتے ہین جسکو صاحبقران وسطی نے شکست دے کر بھگایا ہے

ارے میرے ساقی پلا جام مے کہ اک تنگ مین حیران پریشان رہون	کہ کرتا ہے جسکو رہ ننگ سے دکھا دے تو بنت العنب کی جھلک	کہ اک تنگ مین یون مارا مارا پھرون رہونگا مین تا چند بے تاب کب تک

یہ لوگ جو بھاگے ہوے چلے تو اتفاقیہ سرحد بیابان سرگردان مین جا پہنچے دو ایک سردار جو باقی رہ گئے تھے انھون
نے کہا افسوس صد افسوس ہم بیابان سرگردان مین پھنس گئے بے حواسی مین خیال نہ رہا اس طرف نکل آئے اہل لشکر نے
کہا کہ اب تو آگئے اور پھنس گئے اسی صحرا کی سیر کرنا چاہئے دیکھین بیان کیا بات ہے کہ جو آتا ہے پھنس کے رہ جاتا ہے لوگ

آگے روانہ ہوئے ایک مقام پر ایک مرد دہقانی ملا اُس سے پوچھا تو کون ہے اُس نے بیان کیا کہ میں یہیں کا باشندہ ہوں ملکہ فتانہ جادو نے جب اس بیابان کو سحر بند کیا تھا تو آمد و رفت موقوف ہو گئی تھی میں نے جا کے ملکہ سے کہا کہ میرے بال بچے تو بھوکوں مر جائیں گے میرا یہی کام تھا کہ صبح سے مزدوری کو جاتا تھا شام کو جو کچھ میسر ہوتا تھا وہ لاتا تھا اور اپنے اہل و عیال میں بسر کرتا تھا ملکہ نے مجھکو ایک شیشہ دیا تھا کہ جب میں اُسے آنکھ پر لگا کے دیکھتا تھا تو راستے کا پھیر سمجھ میں آ جاتا تھا روز چلا بھی جاتا تھا اور چلا بھی آتا تھا ایک روز شیشہ کہیں گر گیا میں بہت رویا پیٹا مگر راستہ نہ ملا آج تیسرا دن ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ صحرا میں آگ لگ گئی ہے شور و غل پیدا ہوا جب وہ حالت برطرف ہوئی تو کچھ لوگ دکھائی دیے اُن سے میں نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا تھا انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص اس بیابان میں آیا تھا پہلے وہ قید رہا آخر اُس نے ملکہ فتانہ جادو کو مارا طلسم یہاں کا ٹوٹ گیا راستہ صاف ہو گیا یہ شور و غل اسی ساحرہ کے مرنے کا تھا میں بھی اپنے گھر گیا بال بچوں سے ملا سب تین دن کے فاقے سے تھے یہ سنکے اہل لشکر نے ترس کھا کے کچھ اُس دہقانی کو دیا لیکن دل میں نہایت خوش ہوئے کہ اب راستہ تو ملجائے گا اب اور آگے چلے چند قدم بڑھے ہوں گے کہ اور ایک شخص دکھائی دیا ان لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ ہم ملازم ہیں شاہزادہ سکندر رستم خو کے یہ لوگ نام سے تو شاہزادہ سکندر رستم خو کے آگاہ ہی ہو چکے تھے پوچھا کہ تم یہاں کس غرض سے آئے ہو اُس سادہ مزاج نے کہا کہ شاہزادہ اس بیابان میں پھنس گیا تھا لیکن اُس با اقبال نے کانٹوں سے اس راستے کو بھی پاک کیا فتانہ جادو کو مارا صاحبان اقبال کے واسطے غیب سے سامان مہیا ہو جاتے ہیں فوج کے اخراجات کے واسطے کوئی انتظام نہ تھا اس سرزمین سے خزانہ ہاتھ آیا شاہزادہ تو یہاں سے قلعہ کی جانب تشریف لے گیا ہے اور یہاں سے حفاظت خزانہ دیوانہ بلغار کو چھوڑ گیا ہے میں بھی اُس ساحرہ مکارہ کی قید میں تھا میں نے غلامی شاہزادے سکندر کی اختیار کر لی کہ اس سے بہتر دولت کہاں ملے گی یہ سنکے سہراب تبرزن آگے بڑھا اور اُس مرد سادہ مزاج سے کہا کہ میں دیوانہ بلغار کا دوست ہوں مجھے اُس کے پاس لے چلو وہ سہراب تبرزن کو اپنے ساتھ لئے ہوئے دیوانہ بلغار کی طرف روانہ ہوا عقب میں فوج بھی چلی آتی تھی یہ لوگ جو شکست کھا کے بھاگے تھے سامان رسد وغیرہ بھی چھوٹ گیا تھا روپیہ وغیرہ بھی باقی نہ رہا تھا ادھر دیوانے نے جو ان لوگوں کو آتے دیکھا اپنے دل میں یہ سمجھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے فوج واسطے حفاظت خزانہ کے بھیجی ہوگی جس وقت وہ ملازم سہراب تبرزن کو ساتھ لئے ہوئے سامنے دیوانہ بلغار کے پہونچا اور دیوانے نے اس مفسدہ پرداز کو دیکھا خوب پہچانتا تھا کہ یہ کوکب انجم حصاری کا ملازم دس ہزار سواروں کا افسر ہے بس یہ اپنے مقام سے اٹھا اور پکارا کہ اے سہراب کیا ارادہ ہے وہیں سے بیان کر قریب آنے کا قصد نہ کرنا سہراب مکار نے کہا کہ اے دیوانہ بلغار تو کس خواب خرگوش میں ہے چونکہ ہم قلعہ سنگین حصار کو فتح کئے ہوئے چلے آتے ہیں جس کے واسطے تو خزانہ کی حفاظت کر رہا ہے اُس کو ہم نے گرفتار کرکے قتل کر ڈالا سر اُس کا نذر بادشاہ کے واسطے بھیجدیا تمام رفیق بھی مار ڈالے گئے اب تیری تلاش ہو رہی ہے کہ تو بھی مجرم بادشاہ ہے شاہی خزانہ تو ہی لوٹ کے لے گیا ہے میں از راہ دوستی تجھے سمجھاتا ہوں کہ تو جس خزانے کی حفاظت کر رہا ہے اب اسے لے چل کے بادشاہ انجم حصار کی نذر کر میں سفارش کرکے تیری خطا معاف کرا دوں گا بلکہ فوج میں رسالہ داری وغیرہ کا عہدہ دلا دوں گا یہ سنکے دیوانہ بلغار کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ بھلا اس کی بھی یہ حقیقت ہے کہ یہ مقابلہ کرے صاحبقران عالی وقار پر غالب آ سکے یہ جھوٹ ہے مجھے فقرہ دیتا ہے اور اگر خدانخواستہ یہ سچ بھی ہو تو خاک ہے اب زندگی پر جب ایسا آقا مارا گیا ہے بس دیوانے نے آواز دی کہ او سہراب تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ تو اُس شیر بیشہ شجاعت کے مقابلہ میں سر سیدھا اٹھا سکے بیچارے اُس کے غلاموں سے تو مقابلہ کر لے میری زندگی میں تو کیا مجال ہے کسی کی کہ اس خزانہ کی طرف رخ بھی کر سکے ہاں جس وقت میں نہ ہوں تو نہیں ہو سکتا یہ کہکر چوبدست سیدھی کی سہراب تبرزن نے دیکھا کہ فقرہ تو نہ چلا بس اب بغیر لڑائی کے اس دولت کا

مقدر ہاے صنم سیہ خانہ ہو گا مجھ سے عاشق کا وہ تنہائی کی آفت اور وہ تاریکی شب غم کی	نہ جائے گی کبھی ہرگز ترے ابروے پرخم کی لپٹ جائے گا خود آکر گلے سے وہ مہ تابان	اُچٹنا نیند کا میرا تڑپنا دل کا گھبرانا کسی دن لے ہے تیری اگر تقدیر بھی جھپکی

راوی بیان کرتا ہے کہ حسب دستور ساحران فتانہ جادو نے اپنی دختر فتنہ جادو کو بھی واسطے تحصیل علم سحر کے چاہ بابل میں بھیج دیا تھا اس نے بیس برس تک علم سحر حاصل کیا اور اب یہ چاہ بابل سے نکل کر اپنی ماں کے اشتیاق دیدار میں چلی تھی جس وقت بیابان سرگردان میں پہونچی تو یہاں سناٹا پایا لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک خدا پرست نے اس کو مارا اور اب وہ قلعہ سنگین حصار میں ہے یہ سنتے ہی آنکھوں میں اس کی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بولی اگر نہ مارا اپنی ماں کے قاتل کو تو کچھ کام نہ کیا یہ خیال کر کے یہ وہاں سے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئی جس وقت سامنے قلعہ سنگین حصار کے پہونچی تو اس نے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ تحریر کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ اے اہل قلعہ چونکہ میں رحمدل ہوں اور نہیں چاہتی کہ کشت و خون ہو اور بیگناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ بھروں لہذا تمکو لائق و لازم ہے کہ قاتل کو میری ماں کے باندھ کر میرے پاس بھیجدو ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایک دم میں قلعہ کو تاخت و تاراج کر دوں گی یہ نامہ فتنہ جادو نے ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لئے ہوئے قلعہ میں آیا دروازہ تو قلعہ کا کھلا ہی ہوا تھا ساحر اندر قلعہ کے آیا یہاں شاہزادہ سکندر رستم خو دنگل شوکت بر تمکین تھے سرداران دست راست و دست چپ ترتیب سے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ یہ ساحر پہونچا سکندر نے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے بیان کیا کہ میں ایلچی ہوں ملکہ فتنہ جادو کا نامہ لایا ہوں سکندر نے نامہ طلب کیا اس نے بسبب ناواقفیت کے نامہ سکندر کے ہاتھ میں دیدیا سکندر رستم خو نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ کو دیکھکر بہت ہنسے لوگوں نے سبب ہنسنے کا دریافت کیا سکندر نے فرمایا کہ جس مکارہ کو میں نے مارا ہے اس کی دختر قصاص خون مادر لینے کو آئی ہے اور تم لوگوں سے مجھکو طلب کرتی ہے یہ شخص آیا ہے مجھے اس کے سپرد کر دو یہ سنکے جوانان اسلام برہم ہوئے اور کہا کہ اس مکارہ کو قضا اس کو گھیر کے لائی ہے اے شہریار ہماری زندگی میں کیا مجال ہے اس کی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھ بھی سکے سکندر نے کہا کہ بہتر جو چاہو جواب تحریر کرو سرداران اسلام نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا ساحر نامہ کا جواب لے کر فتنہ جادو کے پاس آیا اور ساری روداد بیان کی بس فتنہ جادو نے برہم ہو کے اسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ چالیس ہزار ساحر اس کے ساتھ تھے جس وقت نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گوش زد اہل اسلام کو ہوئی انھوں نے بھی کوس حربی بجوایا اور قلعے کے باہر آکے خیمہ برپا کیا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب و نیب رے کر گئے تو فتنہ جادو میدان میں آئی اور اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد گلدستہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اور وہ گلدستہ لاکر فتنہ جادو کو دیا فتنہ جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر وہ گلدستہ اسی پریزاد پر کھینچ مارا کہ جسم میں پریزاد کے آگ لگ گئی اور بہ تن شعلہ ہو کے لشکر اسلام کی طرف چلی سب سے آگے برتبہ صاحبقرانی شاہزادہ سکندر رستم خو کھڑے ہوئے تھے اس شعلہ نے آکر گرد سکندر کے چرخ مارنا شروع کیا اگر سات چکر تمام ہو جاتے تو شعلہ جسم سے سکندر کے لپٹ جاتا اور جلا کے خاک کر دیتا مگر اسی وقت کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا کہ سکندر کو لے کر بلند ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کہ سنو ملکہ طناز جادو شعلہ بھی پنجے کے ساتھ بلند ہو کر چلا تھا کہ ایک مرتبہ ایک پریزاد خالی شیشہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اور منہ شیشہ کا سامنے شعلے کے کر دیا شعلہ اندر شیشے کے اتر گیا پریزاد شیشے کے روانہ ہو گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ اب اگر تجھے دعوے ہے تو باغ آتش بہار پر آکر مقابلہ کر لیکن طناز جادو جو سکندر کو لے کر چلی تو اپنے باغ میں آئی شاہزادہ متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اس نے اپنے زانو پر شاہزادہ کا سر لیا اور لخلخہ عنبر سنگھا کر ہوشیار کیا جس وقت شاہزادے کو ہوش آیا فرمایا اے ملکہ تم مجھے تو لے آئیں مگر یہاں میرے عزیزوں اور رفیقوں کی خبر نہ لی اگر ایک شخص بھی مارا گیا تو میں صاحبقران کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہوں گا طناز جادو نے کہا کہ اگر قضا ہی ان کی آگئی ہے تو اس کا علاج کسی کے پاس بھی نہیں ہے

اور اگر قضا نہیں ہے تو خدا اُن کی حفاظت کرنے والا ہے میں نے لنکے کا ئنات کا سحر تو اپنے قبضہ میں کر لیا لیکن یہ ساحرہ
نہایت سخت ہے اس کا مارا جانا ممکن نہیں ہے ورنہ میں تمکو لیکے نہ آتی اسکے سامنے خود مقابلہ کرتی وجہ یہ ہے کہ اس نے
بارہ برس کے ریاض میں ایک سحر ایسا تیار کیا ہے کہ رد اس کا کوئی نہیں جانتا ہے اور اپنے کو اس نے طلسم بند کر کے
بیضہ حیات اپنا بنایا ہے اور طاؤس جادو کو اس بیضہ کا نگہبان کیا ہے جبتک وہ بیضہ سحر ہاتھ نہ آئے مارا جانا **فتنہ جادو**
کا ممکن نہیں ہے اور **طاؤس جادو** کوہ ابیض پر رہتا ہے ہر وقت اس بیضہ کی حفاظت میں معروف رہتا ہے اگرچہ میری
بہن ہے لیکن مجھسے عداوت دلی رکھتی ہے میرے چچا کے بیٹے سے میری شادی قرار پائی تھی یہ اس پر عاشق ہوئی اور اس کو
لے گئی بعد اس کے اور ایک شخص کی محبت میں اسے بھی مار ڈالا جیسی اس کی ماں تھی ویسی ہی یہ بھی ہے لہذا میں آپکو
کوہ ابیض کی طرف لے چلتی ہوں اگر **طاؤس جادو** کو مار کر کسی تدبیر سے بیضہ ہاتھ آیا تو تو عافیت ہے ورنہ ممکن نہیں غرض
جلد جلد **طناز جادو** نے شاہزادہ کو مرکب دیا اور طاؤس سحر پر سوار ہو کے ساتھ ہوئی اور **شرارہ جادو** سے کہا کہ اگر
شاید **فتنہ جادو** یہاں آجائے تو اس پر یہ ظاہر ہونے پائے کہ میں باغ میں نہیں ہوں **شرارہ جادو** نے کہا حضور
اطمینان رکھیں میں آپ کی تصویر لا کے دون گی **طناز جادو** تو شاہزادہ **سکندر** کو لے کر جانب کوہ ابیض روانہ ہوئی
اور یہاں **شرارہ جادو** نے باغ کا انتظام کیا جو بر وقت ظاہر ہوگا لیکن حال **فتنہ جادو** کا سنیے کہ اس کو **طناز جادو** کی
اس حرکت پر نہایت غصہ آیا اور طبل جنگ بجوا کر میدان سے پھر گئی اور پکار کر کہا کہ تم سب رفیق ہو اس شخص کے جو
میری ماں کا قاتل ہے دشمن کے مددگار کو بھی دشمن سمجھنا چاہیے لیکن پہلے اس باغ کو تاراج کر آؤں جان میرا دشمن ہے
پھر آکے تم سے سمجھوں گی یہ کہکر اس نے دس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لئے اور تیس ہزار جادوگروں کو اسی مقام پر چھوڑا
کہ میں کل ہی باغ کو مٹا کے آجاؤں گی تم اطمینان رکھو لیکن اہل قلعہ میں سے خبردار کوئی بھاگ کے نہ جانے پائے اور
دوسری روایت یہ ہے کہ **فتنہ جادو** نے ایک ناریل زمین پر مارا اور وہ پھٹا اور اس میں سے دھواں پیدا ہوا
جو گرد قلعہ کے مثل حصار کے قائم ہو گیا تاکہ اہل قلعہ میں سے کوئی جانے نہ پائے یہاں کا تو اس نے یہ انتظام کیا اور
آپ دس ہزار ساحروں سے جانب باغ آتش بہار روانہ ہوگئی وہاں **شرارہ جادو** کو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا جو دروازہ
باغ پر بیٹھی ہوئی تکتی تھی جیسے ہی اس نے دیکھا کہ ابر ہفت رنگ آشکارا ہے سمجھ گئی کہ **فتنہ جادو** آتی ہے بس یہ اڑ کر
ہوا پر چلی گئی اور ایک درخت پر پتیوں کی آڑ میں بیٹھ کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا کرتی ہے **فتنہ جادو** نے آتے ہی ابر کو اشارہ کیا
کہ تمام اپنے باغ کو گھیر لیا اور ابر سے بارش شعلہ ہائے آتش اور سنگہائے سخت کی ہونے لگی تمام باغ میں آگ لگ گئی دھر
دھر جلنے لگا مرغان بستان بیتابی کی حالت میں چاہتے تھے کہ اُڑ کر باغ سے باہر نکل جائیں لیکن طائر اُڑتے کے جلا اور
اس پر شعلہ جھپک کے گرا کہ طائر طائر آتشبازی ہو گیا **فتنہ جادو** علیحدہ کھڑی ہوئی اسم سحر پڑھتی جاتی تھی اور
دانے ماش رائی سرسوں کے دانے وغیرہ کے پھینکتی جاتی تھی جس سے رعد کی گرج برق کی چمک بڑھتی جاتی تھی
اور **شرارہ جادو** سب تماشے دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں تمام باغ جل کے خاک ہو گیا جب **فتنہ
جادو** کو اطمینان ہو گیا تو اس نے وہاں ایک جھنڈا اپنے نام کا نصب کیا اور بیٹھ کر ابر سحر پر جانب قلعہ سنگین حصار
روانہ ہوئی کہ یہاں کا تو خاتمہ ہو گیا یقین ہے کہ طناز اور سکندر سب جل کے خاک ہو گئے ہوں گے اب چلکر ان سب کو قتل کروں

دوسری داستان ملکہ طناز جادو اور سکندر رستم خو کے بیان میں

مرے ساقی خدا اللہ کدھر ہو [illegible]
پلا ایسے بادہ کشش کی کچھ خبر ہو [illegible]
[illegible] کہ دور چرخ گردان سے [illegible]

پھر مرکب پر سوار چلے جاتے ہیں اور **طناز جادو** طاؤس سحر پر سوار ہے ملکہ کا طاؤس اڑتا چلا جاتا ہے اور شاہزادہ

کامرکب زمین پر یہ جاتے جاتے شام ہوگئی ایک صحرا میں تھے کہ طناز جادو نے طاؤس صحرا پیما زمین پر اُتارا اور خیمہ
سحر آراستہ کیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ اس خیمہ میں رات بسر کیجئے فرمایا اے ملکہ میں اس خیمہ میں نہ رہونگا جیسے تم صحرا
میں رہنے دو ملکہ نے ہر چند اصرار کیا مگر شاہزادہ نے نہ مانا آخر طناز جادو مجبور ہوکے خاموش ہو رہی شاہزادہ
نے زمین پر زین پوش بچھایا قریب ایک چشمۂ آب تھا اُس سے وضو کرکے نماز پڑھی پھر پھل درختوں کے نوش کرکے آرام
فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر کوہ ابیض کی راہ لی دوسرے روز قریب شام کوہ ابیض نظر آیا ملکہ نے کہا کہ کسی طرح اس کوہ
تک پہونچ کے کسی گھاٹی میں رات بسر کیجئے تو پھر صبح کو کوئی تدبیر کی جائیگی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا شام ہوتے
ہوتے قریب پہونچ گئے بیابان نہایت ہولناک تھا لیکن کوہ بہت پر فضا تھا رات اُس پہاڑ کی گھاٹی میں گذاری عاشق
و معشوق میں بہت دیر راز و نیاز رہے جب صبح ہوئی تو طناز جادو نے کہا کہ اے شہریار اب آپ کوہ پر تشریف لیجائیے
بالائے کوہ ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس گنبد پر طاؤس جادو طاؤس بنا بیٹھا ہوگا جس وقت آپ اُس گنبد
کی طرف جانے کا قصد کرینگے تو طاؤس آواز دیگا کہ ادھر نہ آنا آپ کو چاہیئے کہ جس وقت طاؤس پہلی آواز دے
تو آپ ایک قدم پیچھے ہٹ کر چلۂ کمان میں تیر پیوستہ کیجئیگا اور جب طاؤس دوسری آواز دے تو نصف قدم پیچھے
ہٹ کر چار پانچ قدم جلدی جلدی آگے بڑھ جائیے گا اور جب طاؤس تیسری بار منقار کھولے گا تو دہن سے اُس کے
ایک شعلہ نکل کر آپ کی طرف چلے گا آپکو چاہیئے کہ جس وقت دہن طاؤس سے شعلہ باہر آئے تو آپ تیر سر کیجئے اُس
جلد کہ منقار طاؤس کی بند نہ ہونے پائے اور شعلہ آپ تک نہ پہونچے کہ تیر اُس کی منقار میں در آئے تب تو مفر ہے ورنہ وہ
شعلہ آپ کو جلا دیگا اور پھر کوئی چارہ ممکن نہیں ہے اور اگر قبل اس کے کہ شعلہ دہن سے خارج ہو آپ تیر ماریں گے تو تیر جل کے
خاک ہو جائیگا اور پھر طاؤس ہاتھ نہ آئیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ انشاءاللہ اگر خدا نے چاہا تو میں نے مارا اُس طاؤس کو اور
اگر قضا ہے تو جو مرضی خدا کی طناز جادو تو پری بن کر اُڑی اور بلند ہوگئی کہ شاید کام بگڑے اور تیر خطا کرے تو جو کچھ بن
ہو سکے وہ میں کروں اور شاہزادہ پاپیادہ تیر کمان لئے ہوئے بالائے کوہ تشریف لائے دیکھا کہ وہ سنگ مرمر کا ہے اور نہایت
سڈول ہے قلۂ کوہ پر ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور بالائے گنبد طاؤس بیٹھا ہے پہلے تو شاہزادہ نے کوہ کی سیر کی جب تک
شاہزادہ مصروف سیر رہا طاؤس دیکھتا رہا جب شاہزادے نے گنبد کا رخ کیا تو طاؤس پکارا کہ بس آگے بڑھنے کا حکم نہیں
ہے اگر جان کی خیریت چاہتا ہے تو اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا مارا جائیگا شاہزادے نے ایک قدم پیچھے ہٹکر
تیر کو چلۂ کمان میں پیوستہ کیا اور پھر کے بڑھے طاؤس نے دوسری آواز دی کہ تو سنتا نہیں کیا بہرہ ہے پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا
پھر بھی شاہزادے نے ساعت بہ ساعت نصف قدم پیچھے ہٹا کر کئی قدم آگے دوڑ گئے اب طاؤس نے پھر آواز دی کہ او سرکش مرنے
پر تیار ہو جا کہ تو سرحد قضا میں آگیا یہ کہتے ہی دہن سے طاؤس کے ایک شعلہ خارج ہوا اور مانند تیر شہاب شاہزادہ کی طرف چلا
اُدھر تو شعلہ کا سنسناٹا پیدا ہوا ادھر کمان کڑکی ہنوز شعلہ شاہزادہ تک نہ پہونچا تھا اور منقار طاؤس کی کھل کے بند نہ ہونے پائی تھی
کہ پیکان تیر دہن طاؤس میں زبان بن گیا بس طاؤس نے مانند طاؤس آتشبازی کے چرخ مارا اور جل کے خاک ہوگیا مرتے ہی
اس کے قیامت برپا ہوئی تمام کوہ لرز گیا آتش باری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من طاؤس جادو بود
حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی ہے دہن سے
گدی تک ایک زخم ہے ملکہ طناز جادو زمین پر اتری اور شاہزادے کی نہایت تعریف کی کہ نہ آپ ایسا قادر انداز ہوتا
نہ یہ ساحر مارا جاتا سوا اس طریقہ کے اس کی موت ہی نہ تھی اب سینہ اس کا چاک کیجئے اُس میں سے ایک ڈبیا نکلے گی
اُس میں ایک کنجی ہوگی سوا اس کنجی کے قفل گنبد کا کھلنا ناممکن ہے شاہزادے نے سینہ طاؤس جادو کا چاک کیا اور صندوقچی
نکال کر اُس میں سے کنجی نکالی اور قریب گنبد کے تشریف لائے اور قفل کو دیکھکر فرمایا کہ اگر کنجی نہ ہوتی تو میں اس قفل کو گنبد
سمیت کھینچ لیتا اس کی کیا حقیقت ہے ملکہ طناز جادو نے کہا اے شہریار بیشک آپ آزمایش کر لیجئے یہ سکندر نے قفل بنایا

کھینچ لایا اور زور کیا قفل نہ ٹوٹا سکندر کو شرمندگی سی ہوئی دوڑ کر دروازہ پر گرز مارا کہ دروازہ توڑ دوں سکندر کی ور ضرب جس سے تمام کوہ ہل گیا مگر دروازہ نہ ٹوٹا ملکہ نے کہا حضرت آپ کا بیکار ہے کام خواجہ خضر ساحر کا مقر فرمایا یہ گنبد بھی سحر کا ہے طلسمناز جادو نے کہا کہ یہ گنبد تو سحر کا نہیں ہے مگر سحر بندی اگر یہ بھی نہ دستیاب ہوتی تو نہ یہ قفل کھل سکتا نہ دروازہ کھلتا شاہزادہ نے قفل دروازہ کا کھولا اور اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک بیضہ برابر بیضہ مرغ کے رکھا ہوا تھا شاہزادے نے اس بیضہ کو اٹھا لیا اور دروازہ کو پھر بند کر دیا اور مرکب پہ سوار ہو کے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے اور ملکہ طلسمناز جادو بھی اسی طرح طاؤس سحر پہ سوار ہو کے بالائے ہوا اڑتی ہوئی چلی اول باغ آتش سیار میں پہونچی دیکھا ملکہ نے کہ تمام باغ میرا جلا پڑا ہے اور شرارہ جادو ایک شاخ درخت پر قمری بنی بیٹھی ہے شرارہ نے جو اپنی شاہزادی کو آتے دیکھا حاضر ہوئی اور ملازمت حاصل کی اور سارا ماجرا باغ کے جلنے کا بیان کیا ملکہ نے کہا مجھے باغ کے جلنے کا غم نہیں خدا کا شکر ہے کہ تجھے زندہ پایا اب انشاء اللہ جب خدا فتحیاب کرے گا اسوقت باغ کو پھر سے آراستہ کریں گے یہ کہکر جانب قلعہ سنگین حصار چلی شرارہ جادو نے کہا کہ اب میں بھی حضور کے ساتھ چلوں گی طلسمناز جادو نے ابر طاؤسی رنگ تیار کیا اور اس ابر میں آپ مع شرارہ جادو بیٹھ کے چلی اور شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوئے وہ تو ہوا نہ قلعہ فتنہ جادو چلتے ہیں اب فتنہ جادو کا حال سنئے

دو کلمہ داستان فتنہ جادو کے بیان کئے جاتے ہیں

مجھے حال پر رحم کر ساقیا	کہ ہوں دختر رز سے میں مبتلا	پلا دے تو بھر کے دو چار جام	لگا دو رہو جانے ہوں تا دکام
ہو فتنہ سی جادو سے مشغول جنگ	وہ مے دے دکھاؤں جو جانی کا رنگ	لڑوں آ کے میدان میں جوں نہنگ	کہ عالم میں اک تہلکہ سا پڑے
جلادوں میں نیرنگ جادو کے	نہ آئے نظر کوئی پہلو نے	مری تاب طاقت سے ہو جائے دنگ	بڑھاپے میں دکھلاؤں وہ رنگ جنگ
زمانے میں ہو دھوم اس تیغ کی	یہی سر بسر آورد وہ ہر دم رہی	وہ فتنہ اگر ہو قیامت تو ہوں بپا	سراپا غضب اور آفت ہو میں

جب یہ باغ کو جلا کر لشکر میں پہونچی تو اس نے طبل جنگ بجوا دیا ہرکارے دوڑتے ہوئے خدمت میں شاہزادہ عمشر بن ہاشم اور سہراب ثانی وغیرہ کے پہونچے اور عرض کی کہ فتنہ جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں حافظ حقیقی ہمارا نگہبان ہے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں جوانان اسلام نے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھا اس لئے کہ ان کو یقین ہو چکا تھا کہ اس ملکہ کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے ساحر جو ان میں کہ اسم اعظم پڑھکر سحر کو باطل کر سکے نہ کوئی ساحر زبردست ہماری کمک پر ہے نہ وہ لشکر اسلام کے عیار موجود ہیں جنہوں نے بڑے بڑے ساحروں کی دل کی دل ہی میں رہنے دی ارمان بھی پورا نہ ہونے دیا ہر ایک نے غسل کیا نماز سیت پڑھی کفن پہنا صبح کو میدان میں پہونچ کر صف آرا ہوئے اس طرف فتنہ جادو اپنے چالیس ہزار ساحروں سے میدان میں آکر صف آرا ہوئی اور پکاری کہ کیوں اے خدا پرستو کیا ارادہ ہے یا تو اطاعت ہماری اختیار کر لو یا آمادہ مرگ ہو جاؤ کہ ایک سحر میں تم سب کا خاتمہ کر دوں گی یہ سنکے جوانان اسلام نے بخت سست کہا کہ او ملعونہ کیا مجال ہے تیری کہ بغیر حکم خدا کسی کا بال بھی بیکا کر سکے یہ سنکے فتنہ جادو ہنسی اور کہنے لگی کہ یہ جواب تم نے اچھا نکالا ہے جس دن حکم خدا کی شرط لگا دی تمہارے سردار کو تو میں نے اس کی معشوقہ سمیت پکڑ لیا اب تمہاری باری ہے یہ کہکر میدان میں آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد ہاتھ میں پنجرہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اس میں نہ کوئی طائر تھا نہ مرغ خالی پنجرہ تھا لیکن بلبلوں کی آواز چلی آتی تھی فتنہ جادو نے وہ خالی پنجرا ہاتھ سے پریزاد کے لے کر کچھ اسم سحر پڑھا اور پنجرہ کی کھڑکی ایک ہرا لال لعل کا نکلا اور غول باندھکر سر پہ فتنہ جادو کے ناچنے لگا بس فتنہ جادو نے چند دانے رائی کے کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر پھینکے وہ سب لال زمین پر آکے دانہ کھانے لگا اب فتنہ جادو نے اپنا دوپٹہ ہلانا شروع کیا تمام لال دانہ کھانے کے بعد پھر پھڑا کے اڑے اور ایک تاؤ تو سر پر فتنہ جادو کے لگا یا اور اب جو انہوں نے لشکر اسلام کا رخ کیا تو پھر بیٹھ کے نہ دیکھا اہل اسلام حیران تھے کہ یہ لال کیسے ہیں ان تمام لالوں نے

آکر قلعہ کی فصیل پر بیٹھ کر بولنا شروع کیا تمام اہل اسلام اُن کی طرف متوجہ ہو گئے بس اب جو یہ پر اڑا مار کے اُڑے تو لشکر اسلام پر
سایہ ڈالتے ہوئے سامنے **فتنہ جادو** کے آگئے جن لوگوں پر سایہ ان جانوروں کا پڑا وہ تو پتھر کے ہو گئے اور جن پر سایہ
نہ پڑا مگر آواز سنی تھی وہ بیخودی میں جھوم رہے تھے لالوں نے پیچ و تاب کھایا اور جانب لشکر اسلام آکے اسی طرح سات پھیرے
کئے تمام لشکر اسلام پتھر کا ہو کے رہ گیا اب اس نے پنجرہ کھول کر سامنے کیا سب جانور اندر پنجرے کے جاتے ہی نظروں سے
پوشیدہ ہو گئے اب یہ پلٹ کے اپنے خیمہ میں آئی اور اس نے جشن خوشی منعقد کیا ساحران اور لوازم جو اس کے پہلو نشین
تھے وہ آکے بیٹھے پنجرہ دروازہ بارگاہ میں لٹکا دیا گیا اور صحبت راگ رنگ کی قائم ہوئی میدان میں تمام لشکر شاہزادہ **سکندر**
رستم خو کا پتھر کی تصویر بنا ہوا کھڑا تھا اور یہاں بارگاہ میں جلسہ ہو رہا تھا تین دن اسی حالت میں گذرے چوتھے روز
ساحروں نے عرض کی کہ اب یہاں سے تشریف لے چلئے یہاں قیام کرنے سے کیا فائدہ پر **فتنہ جادو** نے کہا کہ سات روز تک
اگر کوئی ساحر زبردست آجائے تو ان کو بچا سکتا ہے اور بعد سات دن گذر جانے کے پھر یہ اسی طرح رہیں گے کوئی ان کی
اعانت نہ کر سکے گا اب چوتھا روز ہے اور پنجرہ اس کے ہاتھ میں ہے اپنے خیمہ کے آگے ٹہل رہی ہے کہ ایک مرتبہ جانب جنوب تیز گرد بلند
ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور شاہزادہ **سکندر رستم خو** غایت شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوئے دیکھکر
سکندر کو **فتنہ جادو** کو تعجب ہوا کہ یہ کہاں سے آگیا اسے تو میں باغ آتش بہار میں پھونک آئی تھی کیا روح اس کی مجسم
ہو کر آئی ادھر شاہزادہ **سکندر رستم خو** نے دیکھا کہ تمام لشکر میرا تو صف آرا ہے اور لشکر حریف کے لوگ اطمینان سے اپنے
قیام گاہ پر جمع ہیں حیرت میں آئے قریب لشکر آکر آواز دی کہ **کمبخت کیوں** نہیں باندھتے ہو کوئی جواب نہ پایا **سکندر** نے
پھر آواز دی پھر کوئی جواب نہ پایا اب تو **سکندر** قریب آئے دیکھا تو کسی کی آنکھ کو بھی حرکت نہیں ہے ایک آدمی کا بازو پکڑ اور ہلایا
جب بھی کسی کو نہ ہلتے ہوئے گھوڑوں پر خیال کیا تو وہ بھی ویسے سب تصویر بنے کھڑے ہیں **سکندر** نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور
کہا کہ اے یاران وطن افسوس کہ تم نے اسقدر جلدی کی اور ہمیں بھی ساتھ نہ لے گئے خیر گھبرانا نہیں راستے میں ہمارا انتظار کرنا
ہم بھی بہت جلد آتے ہیں صرف تمہارے دشمنوں سے قصاص لینا ہے اس میں جسقدر دیر ہو یہ فرما کر آنسو پونچھتے ہوئے لشکر
فتنہ جادو کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ کہاں ہے وہ کمبخت جس نے میرے لشکر کی یہ حالت کی ہے **فتنہ جادو** نے کہا
کہ او سرکش یہ تو بتا کہ باغ آتش بہار کو تو میں نے پھونک دیا تو پھر کیونکر زندہ ہو کے آگیا **سکندر** نے فرمایا کہ میں تیری جان کا ملک الموت
ہو کے آیا ہوں جس طرح تیری ماں کلاتہ کو مارا اگر اسی طرح تجھ کو بھی نہ مارا تو پھر کام ہی کیا آسماں نے یہ سنکے **فتنہ** غصہ میں **سکندر** کی طرف
بڑھی اور ترنج جو جھولی سے نکال کر شاہزادے پہ کھینچ مارا شاہزادے نے ترنج کو اپنی سپر پر روکا سپر تو ٹوٹا اور سپر سے ایک
باز سپید پیدا ہوا اور **فتنہ جادو** کی طرف چلا **فتنہ جادو** باز سپید کو دیکھکر گھبرائی جلدی سے مڑکر پنجرے کی کھولی لالوں کا غول نکلا
باز نے لالوں کا شکار کرنا شروع کیا اب اسے یقین ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے **طناز جادو** اور یہ دونوں باغ میں نہ تھے اور [illegible]
قتل میرا اس کے ہاتھ آگیا جو یہ اس باغ میں یہ چڑھ آیا ورنہ یہ تو سحر سے آگاہ نہیں ایک ترنج اس کے قتل کو کافی تھا اب اس باز
سے جان میری بچانا دشوار ہو گئی جو حملہ یہ شاہزادے پر کرتی تھی باز اسے روک دیتا تھا اس الجھاوے کو دیکھکر ملکہ **طناز جادو**
نے آواز دی کہ اے شہریار حکم دیجئے باز کو کہ کھالے اس بلا کو بغیر اس کے باز حملہ نہ کرے گا انہی کے وار روکے جائے گا
بس سنتے ہی شاہزادے نے باز کو آواز دی کہ لے باز قتل سے اس کے نہ باز آ کہ یہ دشمن جان جاری ہے بس یہ سنتے ہی
باز کندے سے جو مڑ کر چلا **فتنہ** نے **طناز** کی جو آواز سنی گھبرا گئی کہ یہ اسی کے کرشمے ہیں نہ یہ شریک ہوتی نہ یہ انجام ہوتا بس
اس نے پر پرواز کے لگے اور بھاگی باز نے پیچھا کیا ادھر **طناز جادو** نے اپنے ابر طاؤس رنگ کو اشارہ کیا کہ یہ ابر گرج کر
لشکر پر گرا اور مثل سرپوش کے ہو گیا باز نے جاتے ہی پر مارا کہ جسم میں **فتنہ جادو** کے آگ لگ گئی بس یہ تڑپ کے اپنے
لشکر پر گری جس کا جسم اس سے مس ہو گیا اس کے جسم میں بھی آگ لگ گئی اور جلنے لگا **فتنہ جادو** تڑپتی پھرتی تھی
اور باز پیچھا نہیں چھوڑتا تھا دو ایک پھیروں میں باز کا قد بڑھ گیا اب ایک مقام پر باز نے **فتنہ جادو** کو پنجہ میں دبایا اور زمین پر

یا مغز سر کھال سے کھا گیا اور بہت سن شعلہ بن کے لشکر فتنہ جادو پر گرا کر سب کو جلا کے خاک کر دیا مرتے ہی ان تمام ساحروں کے اور فتنہ جادو کے تمام اہل اسلام ہوش میں آئے شاہزادہ سکندر کو دیکھ کے دوڑے شاہزادے نے فرمایا کہ تم کس حال میں تھے انہوں نے عرض کی کہ ہمیں ایک غنودگی سی آ گئی تھی شاہزادہ سکندر نہایت خوش ہوئے کہ الحمد للہ ابھی سب زندہ ہیں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا گویا وہ روز روز عید تھا لاشیں ساحروں کی اٹھوا کے پھکوا دیں اور جلسا ہوا سر فتنہ جادو کا دروازہ قلعہ میں آویزاں کیا گیا اتنے میں گرد اڑی اور ملوک بن مالک مع دیوانہ بلغار کرکے پہونچے انہوں نے اپنی سرگذشت بیان کی شاہزادہ سکندر نے خزانہ کو قلعہ میں محفوظ کیا اور مصروف جشن ہوئے۔

دو کلمہ داستان ظفر نشان لشکر صاحبقران زمان و حکیم اشراق الحکمت روشن ضمیر کے معرض تحریر میں آتے ہیں

غزل کھینچ سنے کو تیرا فزا اے عدو آئے
جذب کھینچ لائے نہ کھنچ کے تو آئے
شروع عشق میں آئی ہر گز تو آئے گر
حلال کرنے کو بلبل کے تا گلو آئے
یہ درمیان بحث میں لب کھین جگاوے
گرہ میں باندھ کے ہم اپنی آبرو آئے
تا نگہ کے خون سے ہی بیٹھا رہیں دل میں اگر
بھریں ہم اشکوں سے خالی اگر سبو آئے
چمن میں شوق سے وہ سونگھتے ہیں لیکن
انہیں کبھی نہ دل آزاری عدو تک
ہر میہمان کی تعظیم درد کو لازم
نقاب ڈال کے منہ پر وہ ماہرو آئے
نصاحت اس کو میں بتاؤں جو نہ بچے شعر
کہ باز آدم پہ سر داستان ۔

رسن کی طرح جو شکنجو میں ٹھہر کے تو آئے
عدو کی بزم سے ہم آج سرخرو آئے
ہجوم غم نے لئے دل میں آرزو آئے
کسی کے دل میں مرے سامنے خدا کو
بل ابروؤں پہ نہ ہنگام گفتگو آئے
کمین حلال کریں جیب کے وہ مجھے لیکن
کبھی نہ تجھ میں چل اے نخل آرزو آئے
جو بحر علم میں غواص ہو تو اے جاہل
چڑھائیں تیوری جو غزلک کے منہ سے بو آئے
خوشی خوشی میں ادھر فرش و کہ ادائیں
ہمارے دل میں یہ لئے جب آرزو آئے
شتاب حضرت پیر مغان کرے جو رند
سبوؤں کی جو بغل میں عیب جو آئے

تجھے یہ چاہیئے خود ہی بہ آبرو آئے
ذلیل ہونے گئے تھے بہ آبرو آئے
خزاں میں تیغ نے گزین میں ہوگی شاخ
خیال آبرو افزائی عدو آئے
جو قول گو ہر غلطان میان بحر جہان
انہیں کے کوچہ میں پھر کر مرا لہو آئے
وہ بادہ خوار ہیں ساقی کہ انجمن میں تری
سرور ہاتھ ترے وضو آبرو آئے۔
اگر ہزار طریقوں سے میں بٹھاؤں کبھی
قدم قدم پہ مگر جس طرف سے تو آئے
جو خواستگار عیادت ہو دلفگار کوئی
شراب بیچے نہ اس کے دہن سے بو آئے
بیا بشنو اے ہمدم داستان ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر نے جس وقت تاریک تیرہ رو کو لشکر اسلام کے غارت کرنے کے لئے بھیجا تھا تو بیضہ حیات تاریک تیرہ رو اپنے سامنے رکھ لیا تھا جس وقت تاریک تیرہ رو ہاتھ سے صاحبقران رابع کے مارا گیا تو بیضہ حیات تاریک چٹکا اور اس میں سے ایک مرغ سپید پیدا ہوا اور ہیہات کی آواز دے کر جل کے خاک ہو گیا بس حکیم اشراق روشن ضمیر سمجھ گیا کہ تاریک تیرہ رو مارا گیا اس کو نہایت افسوس ہوا اور اس نے اسی غم و غصہ کی حالت میں اپنے مصاحبین سے کہا کہ بیشک تو میں نے یہ قصد کیا تھا کہ لاکھوں جانیں میرے ہاتھ سے تلف و برباد ہوں اس سبب سے میں نے تاریک تیرہ رو کو روانہ کیا تھا کہ جس وقت اسکی ہیبتوں سے اہل اسلام تنگ آئیں گے تو خود سے بھاگ جائیں گے لیکن انہوں نے تاریک کو بھی مارا اب میری نگاہ میں زمانہ تاریک ہے کہ میرا ایسا رفیق قدیم مارا گیا اب ایک مسلمان کو بھی اس بستی پر زندہ نہ چھوڑوں گا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ سواری ہماری تیار کرو آج ہم شہر کے دروازہ سے نکل کر جائیں گے اور مقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کریں گے ملازمین پیشخیمہ لے کر چلے بعد کو حکیم ایک ہوسچہ پر سوار ہو کے روانہ ہوا لیکن جہان کی

حالت مین تھے کہ صاحبقران تو غائب مین تاریک تیرہ رو کے گئے ہوئے تھے اور درمیان اہل اسلام دھوئین مین گھرے ہوئے
تھے نفس تنگی کرتا تھا دم گھٹے جاتے تھے تاب فریاد بھی نہ تھی قریب تھا کہ اسی طرح گھٹ گھٹ کے ہلاک ہو جائین دل سے دعا کرتے
تھے منہ سے دعا بھی نہ کر سکتے تھے کہ منہ کھلا اور دھواں منہ مین بھر گیا گر دعا تو وہی ہے جو دل سے ہو یکایک ایک ہولے تند چلی کہ
وہ تمام دھواں منتشر ہو گیا مطلع صاف ہو گیا جو لوگ گھٹ رہے تھے اور قریب بیجان تھے وہ اپنے ہوش مین آئے شکر خدا بجا لائے
عاقلون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ ساحر ہاتھ سے صاحبقران خطستان کے مارا گیا اب لوگ تلاش صاحبقران مین روانہ ہوئے
تمام دن تلاش کی صاحبقران کو نہ پایا جب دوسرا دن ہوا پھر ہرکارے تلاش مین چلے یکایک دروازہ حصار طلائی کا وا ہوا
اور کچھ لوگون نے آکے جلد خیمہ برپا کیا بعد اس کے اور کچھ لوگ آئے اور بطور نگہبانون کے گرد خیمے کے قائم ہوئے اتنے
مین سواری حکیم اشراق روشن ضمیر کی آئی حکیم اتر کر بوچے سے داخل خیمہ ہوا اور اس نے ایک نامہ بادشاہ لشکر اسلام کے
نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اب تک تمہین صلاح دی اور چاہا کہ آپ لشکر کو اپنے لے کے پلٹ جائیے مگر آپ نے نہ مانا یہانتک
کہ میرا رفیق قدیم بھی مارا گیا اب مین یہ کہتا ہون کہ یا تو اسی وقت کوچ کر کے میرے سامنے سے چلے جایئے اور یا طبل جنگ بجوایئے
اگر مین نے ایک ہی روز مین تیغ خود لو گردن کے سب کو نہ مارا تو نام اپنا حکیم اشراق نہ رکھا آپ نے اس قتال خونریز
نقابدار شجیع فیل جوش کو دیکھا ہی ہوگا نہین کہ اس نے دم بھر مین کیا حال کر دیا اگر مین چاہتا تو اسی روز تمام لشکر کا خاتمہ کر دیتا
مگر مین نے صلح دی کہ شاید اب بھی آپ چلے جائین مگر مجھکو معلوم ہوا کہ آپ لوگون کو آپ کی قضا گھیرے اس وادی مین لائی
لکھکر یہ نامہ ایک شخص کو دیا کہ جا کر بادشاہ اسلام سے اسی وقت اس کا جواب باصواب لے کر آ ایک شخص نامہ حکیم اشراق
روشن ضمیر کا لیکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہان ہرکارون نے قبل سے بادشاہ اسلام کو خبر دیدی تھی کہ آج حکیم
اشراق حصار طلائی کے باہر آیا ہے خیمہ اس نے برپا کیا ہے اور نامہ دار حکیم اشراق کا آتا ہے یہ سنکے بادشاہ نہایت پریشان
ہوئے کہ صاحبقران موجود نہین ہین جواب نامہ کا کیا دیا جائے اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حکیم اشراق
روشن ضمیر کا حاضر ہوا اور امیدوار باریابی ہے فرمایا بلالو نامہ دار اندر بارگاہ کے آیا شان بارگاہ دیکھکر ہوش اڑ گئے
عجب بارگاہ تھی عجب گیرودار ، تو کہوی کہ یک عرش کرسی ہزار ، دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین سرداران صف شکن
لپٹے اپنے دنگلون کرسیون بیٹھے ایک سے ایک ہیبت میا رعشت طلائی پر کھڑے ہین ایسا رعب چھایا کہ نامہ دار بدحواس ہو گیا تھا
نہین ایسا دربار کبھی کو دیکھا تھا اس کے ہوش اڑ گئے بجرائی سے نہ آکر ایا نامہ دار کو بادشاہ نے قریب بلایا نامہ دار نے نامہ
پیش کیا ظل اللہ نے دبیر کو نامہ دیا اس نے باواز بلند پڑھا تمام اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے بادشاہ اسلام نے
سر زانو تفکر پہ رکھ لیا اور فرمایا کہ عدم موجودگی صاحبقران مین مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر
سے مہلت طلب کی جائے یہ سنکے شاہزادہ تیمور شیر چہرہ نے عرض کی اگر حضور اس حکیم سے مہلت طلب کرین گے
تو مین خود کشی کرون گا اگر صاحبقران موجود نہین ہین تو جان نثاران صاحبقران تو ہین حضور جواب جنگ تحریر فرماوین
کسی سردار نے طرف سے کہا کہ طبل بجوا دینا تو آسان ہے لیکن نقابدار سے مقابلہ کرنا بہت دشوار ہے اس لئے کہ نقابدار
بلائے بد ہے اگر لڑنے والا ہو تو آدمی اس سے لڑے یہ کونسا مقابلہ ہے کہ صورت دیکھی اور اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا یہ سنکے تیمور کو
غصہ آیا بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ تیور اس کے بگڑ گئے ہین
اگر اس نے طبل جنگ بجوا دیا تو غضب ہو جائے گا اس لئے کہ اگر نقابدار کے ہاتھ سے یہ مارا جائے گا تو صاحبقران کو کمال
صدمہ ہوگا پھر الزام آئے گا کہ آپ نے تیمور کو ہاتھ سے کھو دیا بادشاہ نے تیمور سے ارشاد فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ اسوقت
صاحبقران نہین ہین تو قائم مقام صاحبقران موجود ہے اگر وہ بھی ہوتے تو جواب جنگ ہی تحریر کرتے مین تمہاری رائے کے
موافق جواب لکھے دیتا ہون لیکن یہ اجازت نہین دیتا کہ طبل تمہارے نام بجے جس وقت کوئی تمہارا ہم نبرد میدان
مین آکر ٹھہرے اسوقت مین منع نہ کرون گا اور یون ہرگز نہین جانے دونگا یہ فرما کر پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر

فرمایا اور نامہ نامہ دار کو دیدیا نامہ دار نے جاکر جواب نامہ حکیم اشراق روشن ضمیر کو دیا حکیم نامہ کو پڑھکر نہایت غیظ و غضب
مین آیا اور اُس نے حکم دیا بجے طبل جنگ وہ جو چند آدمی اس کے ساتھ حصار سے باہر آئے تھے اور سامان مختصر ہر قسم کا لائے
تھے انھون نے نقارہ نوازی بھی شروع کی یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ یہان بھی نقارے گڑگڑائے تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ نقارۂ رزم بجا ہے اہل لشکر
پریشان ہوے کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے صاحبقران بھی موجود نہین ہین کہ اسم اعظم پڑھکر بلائے سحر کو دور کرین گے اور اگر جو
ہو تو کوئی اور بلا ہوگی کیونکہ ساحر تو امیر کے ہاتھ سے مارا جاچکا ہے اب یہ حکیم کوئی اور ہی انتظام کرے گا غرضکہ عجب طرح کا
اندیشہ تمام لشکر مین تھا لوگ آپس مین بغلگیر ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے وصیت کرتا تھا لوگون نے غسل کرکے
کفن پہن لیے تھے کہ کل کشتہ تیغ ادا ہونا ہے وہ قتال ہوش ربا نقابدار سنجری فیلپوش سب کی جان لے گا خدا جانے یہ کونسی
بلا ہے اس بلا کو تو خدا ہی دفع کرے تو ہو سکتی ہے ورنہ غیر ممکن ہے یہان تو یہ حالت ہے اور شاہزادہ تیمور یہ تہیہ کیے
ہوے ہین کہ مین مقابلہ کرونگا بادشاہ اسلام نے تمام رات مناجات مین بسر کی خلاصہ یہ کہ گریبان سحر چاک ہوا عالم تیرگی
سے پاک ہوا بزم انجم برخاست ہوئی طائر آشیانون سے نکل نکل کر فکر آب و دانہ مین روانہ ہوے چرند چراگاہون کی جانب
چلے اہل اسلام نے وظیفہ سحری کو ادا کیا حکیم اشراق میدان مین آکر کھڑا ہوا اور اہل اسلام کو مصروف عبادت رب العالم دیکھکر
بہت ہنسا اور کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ آج تمھارا خدا تمھاری جان کیونکر بچاتا ہے سرداران اسلام کو نہایت غصہ آیا ایک آدمی
نے پکار کر آواز دی کہ اے مردک مردود تو تو کافر ہے نور ایمان تیرے قلب تک پہونچا ہی نہین ہے تو خدا کو کیا جانے گا اب تک
تو ہمین تیرے مقابلہ مین ہراس تھا لیکن اس وقت تو ایسا کلمہ کفر بولا ہے کہ یقین ہے خدا کے خلاف ہوا ہوگا اب تجھ پر کوئی
نہ کوئی آفت ارضی و سماوی آیا ہی چاہتی ہے اور رضا کے بندے تیرے شر سے ضرور محفوظ رہین گے غرضکہ بعد فراغ طاعت
ہوکر تمام اہل اسلام دستہ دستہ گروہ گروہ قشون قشون میدان مین آکر پرے جا بجا کے کھڑے ہوے تخت بادشاہ اسلام
کا قلب لشکر مین قائم ہوا چونکہ تیور تیمور کے بدلے تھے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے تیمور صاحبقران تمکو روح و جان
سمجھتے ہین اور اس وقت قائم مقام صاحبقران تمھین ہو خبردار جس وقت تک ہم اجازت نہ دین اُس وقت تک میدان
مین جانے کا قصد نہ کرنا ہان اگر حریف تمکو ٹوکے اُسوقت تمھین اختیار ہے تیمور مجبور ہوگیا غرضکہ تمام سردار اپنے اپنے
مرتبے کے موافق کھڑے ہوے اور تیمور کو امیر نے اپنے تخت سے علیحدگی نہ اختیار کرنے دی جس وقت نقیب نقابت
کرکے ہٹ گئے تو ساحرون نے یہ ارادہ کیا کہ حکیم اشراق پر ٹوٹ پڑین اور خاتمہ کردین مگر ادب بادشاہ سے رکے
رہے ادھر حکیم اشراق کچھ دیر تو منتظر رہا کہ لشکر اسلام سے کوئی نکلے تو مین بھی نقابدار کو طلب کرون جب ادھر سے کوئی نہ
نکلا تو حکیم اشراق نے آواز دی کہ تم لوگ صورت دیکھنے کو کھڑے ہو یا لڑنے کیون نہین میدان مین نکلتے یا اگر خوف زدہ
ہو تو اب بھی یہان سے نکل جاؤ یہ سنکے سرداران اسلام نے جواب دیا کہ او مردود ہم اہل اسلام سبقت کو برا جانتے ہین
پہلے تو کسی کو بھیج جب وہ میدان مین آکر مبارز طلب کرے گا اُس وقت یہان سے بھی کوئی غازی مقابلے کے لیے پہونچ
جاے گا یہ سنکے حکیم ہنسا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم لوگ سب ساتھ مرنا چاہتے ہو تو لو ابھی مبارز بھیجتے ہین یہ کہکر اس نے
جانب صحرا دیکھکر دستک دی بس دستک دیتے ہی بگولہ گرد کا پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ وہی نقابدار سنجری فیلپوش
گھوڑا اُڑائے چلا آتا ہے صورت اس نقابدار کی دیکھکر لوگون کے رنگ اُڑ گئے کہ یہ وہی بلا ہے خدا اس سے محفوظ رکھے
نقابدار میدان مین آکر قائم ہوا حکیم اشراق نے کہا کہ اے قتال ہوش ربا یہ لوگ نہایت سرکش ہو رہے ہین آج
ہی ان سب کو مٹا دے کہ انھون نے مجھے نہایت پریشان کر رکھا ہے اور بھائی تیرا تیرہ تاریک روان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے
قصاص خون لینا برادر کا ان لوگون سے ضرور ہے بس یہ سنتے ہی نقاب دار نے نقاب اُٹھنے کا ارادہ کیا تھا کہ جانب
صحرائے مشرق گرد بلند ہوا نقابدار اور تمام اہل لشکر صحرا کی طرف متوجہ ہوے کہ دیکھین اب کون آتا ہے پھر کار سے واسطہ دقیقہ

حالی کے روانہ ہوئے اتنے میں دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے صاحبقران عالیشان اس شان و شوکت
سے نمودار ہوئے کہ آگے آگے امیر مرکب پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحران قمار عمر روت جادو بادشاہ ساحران
تخت پر بیٹھا ہوا یہ دیکھکر تمام سرداران اسلام برائے استقبال روانہ ہوئے اور امیر با توقیر کو لے کر لشکر میں آئے نقارہ
شادمانی پر چوب پڑی سلامی ہونے لگی ہاروت نے بادشاہ اسلام سے ملازمت حاصل کی تاج اپنے سر سے اتار لیا
بادشاہ اسلام نے پھر تاج عنایت فرمایا لیکن اس نے عرض کی کہ میں حضور کے سامنے ہرگز تاج نہ پہنوں گا ان باتوں میں
بہت وقت گذرا حکیم اشراق نہایت نازک دماغ تھا اس کو انتظار گران گذرا اور یہ بھی خلاف تھا کہ لشکر صاحبقران
کی خوشی کر رہا تھا اسوقت لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر حکیم اشراق نے اتنا تو کہا کہ خیر امیر کے آنے سے تمہیں ایک روز
کی اور مہلت دی جاتی ہے کہ اپنے نیک و بد کو سمجھ لو یا مات بحر میں ہوا خالی کر دو یا آمادہ مرگ ہو یہ کہکر نقابدار سے کہا کہ میر
ایک روز کی مہلت انہیں اور دو نقابدار تو حکیم کو سلام کر کے جانب بحر روانہ ہوگیا اور حکیم اشراق رونق افزائے خیمہ میں داخل
ہوا لیکن جس وقت نقابدار جانب بحر جاتا ہے تو طیفور بادیہ گرد نے تعاقب کیا کہ اگر پاؤں تو اس نقابدار کا راستہ ہی میں
خاتمہ کر دوں لیکن کچھ دور جا کر نقابدار تو نظروں سے غائب ہوگیا طیفور بادیہ گرد اس امید میں دور تک چلا آیا کہ نشان
سم مرکب تو پائے جائیں گے جب نشان قدم بھی نہ ملے تو مجبور ہو کے پلٹا ادھر عیار تیمور مہتر شاہور شیر دل نے
خندق نقب زن کو ساتھ لیا اور چند عیاران اسلام مثل قران ثالث و برق ثالث وغیرہ کے ہمراہ لئے اور
یہ سب عیار اس فکر میں چلے کہ کسی طرح قابو پائیں تو حکیم کو مار ڈالیں یہ تو اس فکر میں جاتے ہیں اور وہاں تمام ہوتے ہی
حکیم اشراق الحکمت نے پھر طبل جنگ بجوایا اور خیمہ میں جا کر باطمینان تمام سو رہا یہاں عیاران اسلام میں سے چند عیاروں
نے تو نقب لگانا شروع کی اور چند عیار صورتیں تبدیل کر کے عیارانہ فکر میں چلے جس وقت قریب خیمہ کے پہونچے تو دیکھا کہ
جو لوگ گرد خیمہ کے ہیں وہ بھی پڑے سوتے ہیں اب یہ اور خوش ہوئے کہ کام بن جائے گا یہاں تک کہ گرد خیمہ کے عیار پہونچے
قنات کو خنجر سے چاک کرنے کا قصد کیا قنات نہ چاک ہوسکی یہ معلوم ہوا کہ لوہے کی چادر ہے کہ خنجر در نہیں آتا اب ان لوگوں
نے سوہن سے ریتنے کا قصد کیا سوہن جھک گیا آخر دروازے کی جانب آئے چاہا تھا کہ اندر قدم رکھیں دیکھا کہ ایک
اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہے شاہور نہایت منچلا ہے اس نے ایک حقہ آتشبازی اندر خیمے کے کھینچ مارا کہ حکیم کو جلا دوں
اژدہا اس حقہ کو نگل گیا صبح تک یہ عیار یہی کوشش کرتے رہے جب قابو نہ چلا تو انہوں نے یہ صلاح کی کہ اب ہمکو تو [illegible]
اگر حکیم پر قابو نہ پایا نہ سہی اس کے ملازموں کو ختم کر دیں کچھ تکلیف تو اسے بھی ہو یہ خیال کر کے جو لوگ گرد خیمہ کے
سوتے تھے ان کو ذبح کرنے کا قصد کیا مگر یہ معلوم ہوا کہ سب آہنی پتلے ہیں کسی پر خنجروں نے اثر نہ کیا اب لوگ بیدار
ہی ہونے لگے اور حکیم بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا یہ تمام عیار وہاں سے راہی ہوئے راستے میں خندق نقب زن
اور قران ثالث سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ تم نے کیا کیا قران ثالث نے بیان کیا کہ ہم جس مقام پر طبقہ نقب کا توڑنا
چاہتے تھے زمین آہنی ملی تھی تمام رات نقب کنی کی مگر مطلب نہ حاصل ہوا اب آج تو وقت باقی نہیں ہے اگر آج کا دن خیریت
سے گذر گیا تو تھیلیاں بارود کی رکھکر پورا طبقہ اڑا دیں گے شاہور شیر دل نے کہا کچھ نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حکیم نہایت
ہوشیار ہے اور یہی اس کی مدار معلوم ہوتی ہے ہم نے اس کے مار ڈالنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن قابو نہ پایا
خیر اب جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا اگر اس کی قضا ہے بھی تو ہمارے تمہارے ہاتھ سے نہیں ہے یہ کہتے ہوئے عیار تو پلٹ آئے
اور دونوں طرف کی فوجیں میدان آکر صف آرا ہو گئیں اس طرف حکیم اشراق الحکمت تخت پر سوار ہو کر اپنے خیمہ سے نکلا
پچاس آدمی اس کے ساتھ وہ بھی آلات حرب و ضرب سے آراستہ نہ تھے مثل تماشائیوں کے کھڑے تھے اس طرف سے
لشکر صاحبقران میدان میں ہو کر صف آرا ہوا بادشاہ اسلام نے منچلے سرداروں کو اپنے قریب رکھا تھا اور زبانی بھی
فرما دیا تھا کہ کوئی صاحب بغیر میری اجازت کے میدان میں جانے کا قصد نہ فرما دیں صاحبقران سے بھی فرما دیا تھا کہ آپ

بھی جلدی نہ کیجیے گا حکیم ساحر نہیں ہے کہ سحر اُس کا آپ اسم اعظم سے رد کر دیں گے غرضکہ عجب طرح کا انتشار لشکر میں تھا ہاروت
جادو نے صاحبقران سے عرض کی تھی کہ یا صاحبقران اگر کوئی ساحر ہوتا تو اُس سے ہم مقابلہ کر کے فتح کی امید بھی
کر سکتے تھے لیکن اس حکیم پہ سحر ہمارا کارگر نہ ہوگا یہ بلائے بے درمان ہے یا صاحبقران ہم صرف اس غرض سے حضور کے
ہمراہ چلے آئے ہیں کہ مرتبہ شہادت سے سرافراز ہوں اور جو کچھ گناہ واتی عمر میں کئے ہیں ان کا کفارہ ہو جائے صاحبقران
نے فرمایا اے ہاروت جادو اگر تمہارا ایسا خیال ہو تو اسی وقت تم چلے جاؤ میں مرد خدا کا محتاج ہوں اور کسی کی مدد نہیں چاہتا
ہاروت جادو نے عرض کی کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کو اس بلا میں چھوڑ کر چلے جائیں جو سب کا حال وہ اپنا حال مثل
مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اگر حکیم کسی ساحر کو بھیجے گا تو لطف آئے گا مرنا تو برحق ہے آج نہ سہی کل ہی مجھے یہ سن کے
صاحبقران عالیشان نے آفرین کی ہاروت جادو بھی ایک طرف اپنے چالیس ہزار ساحروں کو لے کے کھڑا ہو گیا
حکیم اشراق نے ہاروت جادو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ اے ہاروت یہ مسلمان وہ ہیں کہ جنھوں نے ساحروں
سے دنیا کو خالی کر دیا جو مطیع نہ ہوئے اُن کو جان سے مارا اور جو مطیع ہوئے اُن سے سحر ترک کرا دیا یہاں تک کہ سحر کے
مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تو کیا سمجھ کے ان کا ہمدرد بنا ہے ہاروت جادو نے کہا کہ میں نے اطاعت اسلام
اختیار کی جب یہ غیر ساحر ہو کر ساحروں پر حکومت کرتے ہیں تو بیشک خدا ان کا مددگار ہے اور یہ برحق ہے اور دیو ان کو
بچا نہ ہو ورنہ بچ نہیں سکتے ابھی کل کی بات ہے کہ میں نے صاحبقران کو گرفتار کر کے پھونک دیا تھا مگر عیاران کا نقب
لگا کر نکال لے گیا اور جس طرح صاحبقران میرے سامنے اسیر ہو کر آئے تھے اُسی طرح میں بھی گرفتار ہو کر سامنے صاحبقران
کے گیا اگر دوسرا شخص ہوتا تو میری جان بخشی نہ کرتا اس لئے کہ میں نے صاحبقران کے مار ڈالنے میں کوئی بات اٹھا
نہیں رکھی تھی لیکن صاحبقران وہ عالی ہمت ہیں کہ مجھکو ہدایت اسلام کی اور قتل نہ کیا میں دل سے ان کا غلام ہوں
جب تک دم میں دم باقی ہے اسیر پر آنچ نہ آنے دوں گا حکیم ہنسا اور کہا کہ تو کیا بکے ہے کیا تجھے واقف نہیں کہ میں کون
ہوں ہاروت جادو نے کہا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں کہ تو بلائے بے درمان ہے لیکن اس کے مقابلہ میں سمجھتا ہوں کہ
ع- دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ، بیشک حکم خدا ہوگا تو کسی کا ارادہ تمھارا بھی میلا نہیں کر سکتا یہ سنکے حکیم کو غصہ آیا
اور کہا کہ تماشا دیکھیے گا تیرے سامنے جو اہم ہیں سب کا خاتمہ کئے دیتا ہوں اگر یہ سب اپنے ہاتھ سے اپنے گلے نہ کاٹ
ڈالیں تو عجب کی جب یہ کہکر اس نے دستک دی اور جانب صحرا دیکھا فوراً گرد اُٹھی اور ایک نقابدار سحر فریب ہوش
پیدا ہوا حکیم اشراق نے کہا کہ کیوں اے ہاروت جادو اب تو نے اس نقابدار کو پہچانا ہاروت جادو نے کہا کہ
خوب پہچانتا ہوں تو نقابدار کو حکم دے کہ جو کچھ ہو سکے گا کریں گے بس یہ سن کے حکیم اشراق نے آواز دی کہ
اے قتال ہوش ربا اٹھا دے نقاب اپنے چہرہ سے بس نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی ہنوز کسی کی
نظر اس کے چہرہ پر نہ پڑنے پائی تھی کہ ہاروت جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ ناریل شق ہوا اور اس میں
سے دھواں پیدا ہو کر نقابدار کے چہرہ کا غازہ بن گیا وہ تاثیر باطل ہو گئی یا تو نقابدار کے جمال کا ہر شخص دیوانہ
ہو جاتا تھا سب لاحول پڑھنے لگے بس یہ دیکھ کر حکیم اشراق نے جانب فلک دیکھا ایک پری زاد دست بشتاب لئے
ہوئے پیدا ہوئی اور اس نے آکر چھینٹا پانی کا منہ پر نقابدار کے مارا وہ دھواں غائب ہو گیا اور چہرہ نقابدار
کا روشن ہو گیا ہاروت جادو تو جلدی سے ہاتھوں مار کر غرق زمین ہو گیا لیکن اہل لشکر ہاروت کی یہ حالت ہوئی کہ
جس کی نظر چہرہ پر قتال ہوش ربا کے پڑی وہ محو و بیخود ہو گیا اور جھومتا ہوا چلا کہ ملکۂ آفاق کیا حکم ہوتا ہے
قتال ہوش ربا نے کہا کہ لے کے اپنے ہاتھ سے کاٹو یا آپس میں لڑو بس یہ سننا تھا کہ ساحروں میں گولہ تیر تیغ
تاریخ چلنے لگا سحر ہونے لگے باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو مارے ڈالتا تھا ہر طرف آتش مستقل تھی ساحر آپس میں
کٹ مرے تھے اور قتال ہوش ربا پکار پکار کے کہتی تھی کہ ان جانبازوں کو مطلوب عشق یہی ہے کہ جو معشوق کے

اُس پہ عمل کرو تھوڑے ہی عرصہ میں قریب دس ہزار ساحروں کے کام آگئے یکایک ہاروت جادو ایک مقام پر زمین
سے نکلا اور اس نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ تڑاقہ ہوا ناریل پھٹا اور ایک دیوار درمیان لشکر اور
نقابدار کے حائل ہوئی سب نقابدار نے تو پلٹ کے حکیم اشراق کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ حصار حاجب ہے حکیم نے کہا کہ
کیوں نہیں اس حصار کو توڑ دیتے یہاں ہاروت جادو نے جلدی سے مہلت پاتے ہی اپنی لشکر پر ایک لکۂ ابر کو قائم
کیا اُس میں سے بارش شروع ہوئی جس پر ایک قطرہ بھی گرا وہ بیہوش ہوگیا ہاروت نے کہا یا صاحبقران حضور نے
ملاحظہ کیا بس میری حد یہیں تک تھی کہ میں نے ان لوگوں کو بیہوش کر کے جانیں ان کی بچا لیں مگر جو اثر ان کے دل و
دماغ پر ہو چکا ہے اسے میں نہیں مٹا سکتا فرمایا صد آفرین مگر اپنی جان کی حفاظت بھی مقدم ہے ہاروت جادو نے عرض کی
کہ خدا حفاظت کرے گا ہم تو کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں صاحبقران عالیشان نے دعا دی ہاروت جادو ہنوز لشکر کو بیہوش
کر کے قائم ہونے پایا تھا کہ تڑاقہ ہوا اور دیوار دھواں بنکر نظروں سے غائب ہوگئی اور نقابدار پکارا کہ برمن نگر
برمن نگر لیں ہاروت کی نظر جیسے ہی چہرہ منحوس نقابدار پر پڑی بیخودی چھا گئی اور جھومنے لگا کمال ہوش بابکارا
کہ جن کو ہم قتل کراتے تھے اُن کو تو نے بیہوش کر کے بچا لیا اسی منہ پر عشق کا دعوے ہاروت نے کہا کہ میں نے بہت برا کیا
اب جو حکم ہو اسے بجا لاؤں قتال نے کہا کہ اب ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کر پھر مجھ سے بات کرنا ہاروت جادو خنجر
پکڑ کر چلا اور اس نے اپنے لشکر کو قتل کرنا شروع کیا وہ سب بیہوش پڑے تھے ہاروت جادو نے جس پر ہاتھ مارا اسکے
دو ٹکڑے ہوگئے یہ دیکھکر صاحبقران سے ضبط نہو سکا چاہتے تھے کہ مرکب کو دوڑا دوں کہ خضران نے عرض کی کہ
ہرگز ایسا قصد نہ کیجئے گا اگر یہ نقابدار آپ کی طرف پلٹ پڑا تو جس طرح ہاروت جادو اپنے لشکر کو قتل کر رہا ہے اسی طرح
آپ بھی اپنے لشکر کو قتل کرنے لگیں گے فرمایا اے خضران یہ بھی تو نہیں دیکھا جاتا کہ بے گناہ قتل ہو رہے ہیں خضران
نے کہا کہ دیکھئے اس کا انتظام میں کرتا ہوں یہ کہکر خضران پاے شاطری مارتا ہوا چلا اور قریب ہاروت کے پہونچ کر
حباب بیہوشی سینے پر ہاروت جادو کے کھینچ مارا کہ حباب ٹوٹا اور بقیہ بیہوشی اڑا ہاروت جادو بھی چھینک مار کر اسی مقام
پر گرا لشکر قتل سے بچ گیا حکیم نے آواز دی کہ یہ جلد چلنے پائے نقابدار برمن نگر برمن نگر پکارنے لگا خواجہ وہیں سے
طلیم اوزہ کے نظروں سے غائب ہوگئے اب حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ اے قتال آج روز قتل ہے سبھی دشمن
ہیں دوست ان میں کون ہے جسے چاہے قتل کر سب تیرے شکار ہیں لشکر اسلام میں سے ایک بھی باقی نہ رہجانے یہ سنکے تیمور
نے یمین ہوکے بادشاہ کی طرف دیکھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی اپنا حوصلہ نکال لیں بادشاہ نے منع کیا اُدھر قتال آج شب پر با لشکر
اسلام کی طرف برمن نگر برمن نگر کہتی ہوئی چلی یہ رنگ دیکھکر خضران نے سپید مہرہ منہ سے لگا کر آواز دی کہ یا اہل اسلام
نامحرم کا دیکھنا شرع میں حرام ہے سب اس کی طرف سے منہ پھیرے رہو آنکھیں اپنی بند کر لو ہرگز نظر اس کے چہرہ پر نہ کرنا
یہ سنتے ہی بہتوں نے منہ پھیر لیے بہتوں نے آنکھیں بند کر لیں حکیم بہت ہنسا اور کہا کہ واقعی تو بھی بڑا ذہین ہے اے
خضران اگر ساتھ صاحبقران کا چھوڑ کر میرے پاس چلا آ تو میں تیرا بڑا مرتبہ کروں گا اور تجھے علم حکمت اچھی طرح تعلیم
کروں گا کہ پھر تیرا جواب دینے والا عالم میں نہ نکلے گا اس وقت سوا اس بات کے پیٹ کا دوسرا پہلو نہ تھا خضران
نے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے میں تجھ سے چھوکرے روز پڑھایا کرتا ہوں تو مجھے کیا سبق دے گا لیکن اب بادشاہ
اسلام اور امیر عالیمقام دست بدعا ہیں کہ اے حافظ حقیقی یہ وقت سخت ہے اب سوا تیرے کوئی سہارا نہیں ہے نقابدار
برمن نگر برمن نگر کہتا ہوا قریب چلا آتا ہے اور یہ لوگ آنکھیں ڈر کے مارے نہیں کھولتے ہیں کہ ایک مرتبہ جانب صحرا
سے ایک مرگ چھالا اڑتا ہوا نظر آیا اور کچھ باجے کی آواز کان میں آئی نقابدار ایک مقام پر ٹھہر گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا
کہ مرگ چھالے پر ایک درویش بیٹھے ہوئے ہیں داہنی اور بائیں جانب درویش کے دو شخص بیٹھے ہاتھوں میں نے
لیے ہیں اور لا الہ الا اللہ کہتے چلے آتے ہیں اور بیچ میں جو مرد حسین ہیں اُن کے چہرے سے نور پیدا ہے تسبیح ہاتھ میں ہے کچھ

پڑھتے چلے آتے ہیں انھوں نے گستہری تلبدار کو دیکھا کہ اونچا نالہ سوار ہوں میں منہ کھولے کھڑی ہے اس آواز میں خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ
قتال ہوش ربا نے جلدی سے بند نقاب درست کر لئے پس حکیم اشراق الحکمت کی نظر جو عقیل روشن ضمیر پر پڑی پکارا
کہ اوبندے تو کس ارادہ سے آیا ہے درویش نے کہا صاحبقران کی قدمبوسی کو امیر تو تمام سرداروں کو لے کر استقبال
کے واسطے بڑھے لیکن اشراق الحکمت جل گیا کہ اس کا آنا برا ہوا صاحبقران بڑی عزت کے ساتھ لائے اور بادشاہ سے
ملاقات کرا کے درویش کے زہد و اتقا کی تعریف کی وہاں اشراق الحکمت نے دستک دی کہ ایک طائر منقار میں گل سرخ
رنگ دبائے ہوئے آیا اور قتال ہوش ربا کو وہ پھول سنگھا کے اڑا ہوا چلا گیا قتال کو پھول سونگھتے ہی ایک پھریری
آئی حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیوں مزاج کیسا ہے قتال ہوش ربا نے کہا کہ ابھی ہوں کیا حکم ہے حکیم اشراق الحکمت نے
کہا کہ بس آج کے بعد تمکو زندگی بھر راحت ہے آج روز قتل خدا پرستان ہے جب تک ایک متنفس بھی باقی رہے اب میدان سے
منہ موڑنا اور سوا ہمارے کسی کے کہنے پر عمل نہ کرنا قتال نے کہا کیا مجال اور پھر یہ نقاب الٹ کے لشکر اسلام
کی طرف چلی یہاں درویش بادشاہ اسلام سے ملنے کے بعد رخصت ہوئے اور میدان کی طرف متوجہ ہوئے حکیم
اشراق الحکمت نے کہا کہ او فقیر اب تو تو تلبدار کو روک دے درویش نے کہا کہ میں نے سب نصیحت کی تھی اور اب
بھی نصیحت سے باز نہ رہوں گا ماننا نہ ماننا میرے اختیار کی بات نہیں ہے یہ کہا قتال سے کہ کہ ابھی تجھکو سمجھا دیا تھا تو
پلٹ گئی تھی اب پھر حکیم کے بہکانے پر آگئی ارے یہ شیطان ہے تجھے گمراہ کرے گا خدا کا ڈر اس درویش کے کلام نے کچھ تاثیر
نہ کی قتال بگڑ کے بولی کہ محرم کیسا اور نامحرم کیسا زندگی کے چار دن ہیں عیش سے نہ گذاریں لیکن دل کو ماریں یہ سن کے
درویش نے کہا کہ تو شوہر دار ہو کر غیر مردوں سے بیحیائی کرتی ہے میں کیا تیرا شوہر آپ تجھ سے بدلہ لیگا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا
کہ جانب صحرا سے نشان اور جلوس نمودار ہوا اب تو سب دیکھنے لگے کہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ ایک برات ہی چلی
آتی ہے ہوادار پر ایک نوشاہ سوار ہے آگے آگے باجہ بجتا ہوا حکیم اشراق الحکمت بھی حیران تھا کہ یہ برات کیسی ہے بلکہ تمام
لشکر عالم تحیر میں تھا کہ تلبدار بھی ایک مقام پر ٹھہر کر تماشہ برات کا دیکھنے لگا برات آتے آتے بیچ میدان میں پہونچی نوشاہ
ہوادار پر سوار تھا بیچ میدان میں پہونچتے ہی برات رک گئی نوشاہ نے سہرا الٹ دیا دیکھا سب نے کہ ایک جوان
حسین ہے نوشاہ حکیم اشراق کی طرف دیکھ کے پکارا کہ تجھ سا بے حیا بھی عالم میں نہ ہوگا کہ ایک دختر کو تمام عالم کے واسطے تو نے
مباح کر دیا ہے اگر تجھے یہی منظور تھا تو میرے ساتھ شادی کا وعدہ کیوں کیا تھا یہ تو برات لے کے آیا یہاں دلہن میدان میں
کھڑی آنکھیں لڑا رہی ہے یہ ایک کو لبھا رہی ہے فقط یہ میرے ساتھ منسوب ہوئی تھی اس کی غیرت تو مجھے اسقدر ہے اور تیری
بیٹی ہو کر تجھے غیرت نہیں آتی حکیم اشراق الحکمت کو ان باتوں پر نہایت غصہ آیا کہ یہ اس کو میری دختر بتاتا ہے اور آپ
داماد بنتا ہے پکارا کہ اے قتال عالم پہلے اسی اجل رسیدہ کو قتل کر ڈال یہ سنکے اس نازنین نے نوشاہ سے آنکھ ملائی اور
برہمن نگہ برہمن نے گھر کی آواز دی نوشاہ قریب آیا اور گلے میں ہاتھ ڈال دیا کہ خوب دیکھا اور ابھی ابھی دیکھینگے اب یہ تو نوشاہ کی
طرف دیکھ رہی ہے اور نوشاہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے حکیم پکار رہا ہے کہ ارے قتال اس کے قریب میں نہ آنا یہ دشمن ہے تیری
آزادی میں خلل آئے گا یا وقت عیش کاٹ پڑ جائے گا نوشاہ نے کہا یا ایہاالناس دیکھو اس حکیم کی وہی مثل ہے کہ سہ
کیوں نہ برسیں فلک سے انگارے ۔ بیٹی دے کے داماد کو مارے ✤ تمام لشکر صاحبقران حیرت میں ہے کہ
یہ تو عجب تماشہ ہے قتال کہہ رہی ہے کہ نہیں چاہتے ہو تو تلوار کے گھاٹ اترو نوشاہ کہہ رہا ہے کہ ہم بیوقوف نہیں وہ اور شہید
ہوتے ہوں گے جو گلے کاٹ کے جان دیتے ہوں گے ہم تیرے عاشق نہیں تیرے جمال کے عاشق ہیں ابھی کوئی تجھ سے اچھی
ملے اسی کے ہو رہیں گے دنیا ہے اور اپنے مطلب کی دو دن کی زندگی کے سارے لطف ہیں معشوق لطف زندگی کے لئے
ہوتا ہے جان لینے کے لئے نہیں ہوتا ہے ہم جان دیدیں تو تم کو گلے سے کون لگائے اور پیار کون کرے لطف وصل کون
اٹھائے اب یہ بیری جانے دو یہ حکیم تمہاری راحت نہیں چاہتا عاشقوں کو تمہارے قتل کروا لئے دیتا ہے پھر وہی ہوگا

سے اسی باعث سے قتل نامستان کو منع کرتے تھے | کیسے لیے ہیں ہو وقت ہے کہ بیروان ہو کر | یہ کہکر قال بیہوش بابا کو گھوڑے پر سے
اپنے بوجھ پر لے لیا اور گلے سے لگا کر بوسے دینا شروع کیے اب نوشاد جوش بابا بھی نوشاہ سے لپٹے کل میدان کو خلوت کدہ
بنا دیا نوشاہ نے آواز دی کہ سے۔ لپٹے رہیں بیخودی میں وہ ہمرے میان مرم • آنکھیں وہ بند کر لیجیے ناگوار ہو۔
اب تو درویش عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ کیوں اشراق الحکمت اگر تم دختر کو رخصت کر دیتے تو تمام عالم کے سامنے
ذلت کیوں حاصل ہوتی بازاری عورتوں کا بھی یہ انجام نہیں ہوتا آخر تو تیری بیٹی کا ہو رہا ہے یہ سنکے حکیم اشراق غرق غرق
ہو گیا اور کہا کہ یہ سب فسادات تیرے ہی برپا کیے ہوئے ہیں پس ایک شیشہ اس کے تخت پر رکھا ہوا تھا آب سرخ رنگ اس میں
مثل خون کے بھرا ہوا تھا یہ شیشہ حکیم اشراق کی کائنات تھا پس حکیم اشراق الحکمت نے وہ شیشہ اٹھا کر اس نوشاہ دلربا
پر کھینچ مارا شیشہ عروس کے سینے پر پڑتے ہی ٹوٹا اور ایک شعلہ نکل کر اگرا کہ دونوں کو جلا دیا نہ عروس رہی نہ نوشاہ بعد اس کے
وہ شعلہ براتیوں پر گرا کہ سب براتی جل کے خاک ہو گئے اب یہ شعلہ لپک کر درویش کی طرف چلا درویش نے اپنا شیشہ
اٹھا کے اس شعلہ پر کھینچ مارا کہ شعلہ افسردہ ہو کے رہ گیا یہ دیکھکر حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ خیر آج تو مجھے تیرے
آنے کی خبر نہ تھی اب کل دیکھا جائے گا یہ کہکر اپنے خیمہ میں چلا گیا یہاں خواجہ عمران نے اگر ہاروت جادو کو ہوشیار کیا
ہاروت ہوش میں آیا تو اب اس کی وہ حالت نہ تھی سب بیہوش میں تھا اس نے کچھ اسم پڑھکر اپنے لشکر کو ہوشیار کیا
چالیس ہزار ساحروں میں تیس ہزار باقی رہ گئے تھے دس ہزار آپس میں لڑے ہوئے اور قتل گئے پڑے تھے صاحبقران
نے ان لاشوں کو بھی اٹھوا کر گورستان کی جانب روانہ کیا اور پلٹ کے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے تمام سردار
جمع ہوئے بادشاہ اسلام نے درویش عقیل روشن ضمیر کی نہایت عزت کی اور فرمایا کہ آپ ہی کی وجہ سے تمام اہل اسلام
کی جان بچی ورنہ ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا درویش نے عرض کی کہ دنیا عالم اسباب ہے یہ ضرور ہوتا ہے کہ جو منظور خدا
ہے وہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے اسباب بھی جمع ہو جاتے ہیں خدا نے یہ نیکنامی میری ہی قسمت میں لکھی تھی
مگر یا صاحبقران کل کا روز نہایت سخت ہے آپ نہیں واقف ہیں مگر میں واقف ہوں کل یہ حکیم اپنے عمل کی پوری قوت
سے کام لے گا تمام عمر اس نے ستارہ زہرہ پر ریاضت کیا ہے جس وقت حکیم اشراق میدان میں آکر جانب آسمان دیکھے گا
اور ستارۂ زہرہ کو طلب کرے گا تو زہرہ میدان میں آئے گی لباس کی خوشبو سے تمام لشکر آپ کا بیہوش ہو جائے گا اور
وہ ایک ہیکل میرے گلے میں پہنا دے گی اس وقت میں بھی اپنے ہوش میں نہ ہوں گا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اس کی
طرف بڑھوں گا اس وقت میرا ہوش میں آنا غیر ممکن ہے پھر جو کچھ یہ حکیم حکم دے گا مجھے وہی کرنا پڑے گا یا صاحبقران اتنی
التماس میری قبول ہو کہ بعد میرے میری لاش کو اسی گور غریباں میں دفن کر کے کوئی علامت ایسی بنا دیجیے کہ جس سے
یہ ثابت رہے کہ یہ فلاں شخص کی قبر ہے تاکہ اگر اہل اسلام کا گذر اس طرف سے ہو تو وہ مجکو بھی فدیہ راہ خدا سمجھکر قبر کو میری
فاتحہ خیر سے فراموش نہ کریں یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ میری صاحبقرانی میں کوئی بزرگ خدا رسیدہ
مثل آپ کے نہیں ملے ہیں لہذا میں ہرگز آپ کو ہلاکت میں نہ پڑنے دوں گا اگر خدا کو ہمارا بچانا منظور ہے تو بچائے گا کوئی اور
صورت پیدا کرے گا وہ قادر مطلق ہے حضور اسی وقت اپنی عبادت گاہ کی جانب روانہ ہو جائیں درویش نے کہا کہ یا امیر
ایک دن مرنا ضرور ہے جتنی حیات جس شخص کی ہے وہ اس سے زائد نہیں جی سکتا اگر میں اس معرکہ میں نہ مروں گا تو فرش
خواب پر مروں گا اس مرنے میں سعادت ابدی ہے کہ فدیہ راہ خدا ہوں گا مرتبہ شہادت آئے گا بستر پر مرنے سے کیا حاصل
کہ نہ تو ثواب شہادت حاصل ہو گا اور نہ اہل اسلام کو کوئی فائدہ پہونچے گا یا صاحبقران اگر کل میدان میں آپ نہ
تشریف لے جائیں اور کسی گوشہ میں چھپکر تماشہ دیکھتے رہیں اور جس وقت مجھے عالم بیخودی میں دیکھیں اور یہ شیشہ جو آپ کے
میرے پاس باقی ہے اسے آپ مجھ پر چھڑک دیں تو میں ہوش میں آجاؤں گا اس وقت شاید میں بھی کچھ کر سکوں صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ میں ضرور آپ کے واسطے یہ انتظام کروں گا وہاں حکیم نے بجز نقارہ بجوا دیا تھا اور یہاں لشکر اسلام

تک بھی کوس بھر بھی نہ رہا تھا لشکر میں عجب طرح کا انتشار اور ہلچل مچی ہوئی تھی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے آج حکیم اشراق
کو بہت بڑی رنج ہوئی ہے دیکھیں خدا ہی انجام بخیر کرے اور درویش نے حسرت آمیز کلام کہے ہیں بعض بزدلے نکل گئے
کہ جان ہے تو جہان ہے اگر مر گئے تو کچھ بھی نہیں زندگی عجب شے ہے ادھر مرد درویش نے رات بھر عبادت خدا میں گذاری
صبح کو نیا رنگ جما لااکڑاتے ہوئے میدان میں پہونچے اس طرف سے حکیم اشراق الحکمت میدان میں آیا صاحبقران
نے خضران سے ارشاد کیا کہ کسیکو ہماری صورت بنا کے قائم مقام ہمارا کرو خضران نے ایک شخص عینی کو جو کہ
گونگا تھا زنبیل سے نکال کر صاحبقران بنایا اور اُسے سمجھا دیا تھا کہ تم چپکے گھوڑے پر سوار ہو کے رہنا آج تمہیں ہم ایسا
تماشہ دکھائیں گے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا اور اگر منہ سے بول اٹھوگے تو طلسم ٹوٹ جائے گا جو کچھ پیش نظر ہوگا وہ غائب
ہوجائے گا یہ سنکے وہ خوش ہوا خضران نے صاحبقران کو ہوائی ایک جھاڑی میں چھپاکے بٹھا دیا تھا اور صاحبقران
نقلی کو ساتھ لئے ہوئے میدان میں آئے زیر علم اتر دا پہ کھڑا کر دیا اور کہا کہ یہاں سے قدم آگے نہ بڑھانا اور وہاں سے
چلکے لشکر میں آئے لشکر سے غائب ہوگئے اور جس مقام پر صاحبقران اصل چھپے بیٹھے تھے خضران بھی وہیں
ہو بیٹھے تھے اور میدان کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیے کیا ظہور میں آتا ہے کہ ایک حکیم اشراق نے عقیل روشن ضمیر کی طرف دیکھ کے
آواز دی کہ او پیر کہن سال کہ آج کہاں جائے گا میں تجھے ایسا نہ جانتا تھا کہ تو میرے مقابلہ میں آئے گا ورنہ پہلے
ہی تیرا تدارک کر لیا جاتا خیر اب سہی عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ میں ہمیشہ سے جانتا تھا کہ ایک وقت میں تیری سرکوبی
کرنا پڑے گی اسی وجہ سے میں نے اس مقام پر مدت سے قیام اختیار کیا تھا جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنکے
حکیم اشراق الحکمت نے جانب آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے رقاصہ فلک اپنی شان دلربائی دکھا کہ اس وقت
اہل زمین تیرے مشتاق ہیں بس یہ کہنا تھا کہ ایک کڑاکا ہوا کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور ایک برق سی چمک کے فلک
سے زمین پر آئی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک نازنین روشن جبین سپید جوڑا پہنے
ہوئے عطر میں ڈوبی ہوئی پھولوں سے سجے ہوئے ایک ہاتھ میں چنگ پاؤں میں گھنگرو باندھے ہوئے چنگ سے آواز
نغمہ مستانہ پیدا گھونگرو کی صدا نہایت دلچسپ لگے میں جھنک جھنک ہوئی حکیم اشراق الحکمت سے بولی کہ زیادہ مشتاق
میرا کون ہے حکیم نے کہا کہ یہ مرد درویش جو سامنے کھڑے ہیں نازنین نے کہا کہ اچھا ہے الا کس کو ملنا ہو اگر یہ میرے
مشتاق ہیں تو میں بھی ان کی مشتاق ہوں یہ کہتی ہوئی اور چنگ نوازی کرتی ہوئی درویش کی طرف چلی بس
جلوۂ جمال نازنین دیکھتے ہی ہر شخص کی یہ حالت ہوئی کہ مست و بیخود ہوگیا تمام لشکر اسلام لشکر تصویر بنا ہوا کھڑا
تھا اور درویش بھی ایک نگاہ کرتے ہی از خود رفتہ ہوگئے نازنین قریب آئی اور اپنے گلے کی ہیکل اتار کے درویش
کو پہنا دی اور کہا کہ یہ نشانی ہماری رہے ہم تو جاتے ہیں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں اب تمکو جو کچھ کہنا ہو
حکیم صاحب سے کہنا اور جو یہ کہیں آپ سے ہمارا منظور سمجھنا یہ کہا ایک برق سی چمکی اور نظروں سے پوشیدہ ہوگئی
اور درویش حق حق کے نعرے کرتے ہوئے حکیم اشراق کی طرف بڑھے حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیوں حضرت
مزاج کیسا ہے درویش نے کہا کہ برائے خدا مجھ پر احسان کر ایک مرتبہ اس آفت ہوش سے پھر ملاقات کرا دے وہ
میرا ہی حوالہ دے گئی ہے اور تیرے اختیار میں ہے حکیم اشراق الحکمت نے ہنس کے کہا کہ آؤ میں تمہیں ابھی ملائے دیتا ہوں
اور تمام لشکر اسلام بھی جانب آسمان دیکھ رہا ہے ہر ایک مست و مدہوش ہے حکیم اشراق نے ایک چھری نکال اور [illegible]
مصاحبوں سے کہا کہ مجھے ڈر تھا تو اسی بڈھے کا تھا اب اس کا خاتمہ کئے لیتا ہوں پھر ایک آواز میں تمام لشکر اسلام اپنے
گلے آپ کاٹ ڈالے گا درویش جھومتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور حکیم اشراق ہنس رہا ہے کہ ایک مرتبہ
بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور صاحبقران مع خضران دوڑے ہوئے قریب درویش کے آگئے اور وہ شیشہ بید مشک
اس کی کھولی اور چھینٹا پانی کا منہ پر درویش کے مارا کہ ان کو پھریری سی آئی اور صاحبقران نے کچھ پانی دوا [illegible]

خلق میں بھی ٹپکا دیا اب درویش کو ہوش آیا الحمدللہ کا کلمہ زبان پر جاری کیا درویش کے ہوش میں آتے ہی حکیم کا
رنگ زرد ہو گیا کہ یہ کیا ہوا یعنی صاحبقران اور خضران کہاں سے آگئے پس درویش نے کہا یا صاحبقران آپ بر
اپنے لشکر میں تشریف لے جائیں اور تماشہ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے لیکن وصیتیں میری یاد رہیں فراموش نہ کر جائیے گا
لیکن درویش نے ایک شیشی اور جیب سے نکالا اور صاحبقران کو دی کہ اس کا پانی مٹ تے پانی میں ملا کر تمام اہل
لشکر پر چھڑکیا وے بچے گا اسوقت لشکر ہوش میں آئے گا یہ کہکر درویش نے زمین کی طرف دیکھکر آواز دی
کہ اے ملحد تیری پشت پر کھڑے ہوکر بندگان خدا کو اذیت دیں اور تو دیکھا کرے بس یہ کہنا تھا کہ زلزلہ سا پیدا
ہوا اور طبقہ زمین کا شق ہوکر جس قدر ملازمین حکیم اشراق تھے سب زمین میں سما گئے اور کمر تک حکیم اشراق
بھی زمین میں دھنس گیا پس حکیم نے دو تھپڑ مارا اور پکارا کہ لاؤ اس بچہ کو جسے میں نے تین برس سے پرورش میں
پرورش کیا ہے بس یہ کہنا تھا کہ ایک پریزاد پیدا ہوئی اور ایک تین برس کا بچہ گود میں حکیم اشراق الحکمت کے
لاکے ڈالدیا پس حکیم نے بوٹی اس بچہ کی کاٹ کے پھینکدی یہ دیکھتے ہی درویش نے بھی اپنے جسم سے بوٹی کاٹ کے
پھینکدی ساتھ ہی لاحول پڑھا کہ یہ میں نے کیا کیا ادھر حکیم اشراق نے پھر دوسری بوٹی اس بچہ کے جسم سے
کاٹ ڈالی جبتک حکیم بوٹی کاٹتا تھا اسوقت تک تو درویش ملکم منع کرتے تھے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے معصوم
بے گناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے لیکن جب حکیم بوٹی کاٹ کے سامنے پھینک دیتا تھا اسوقت یہ بھی اپنی بوٹی کاٹکر
پھینک دیتے تھے اور بالکل بدحواس ہوتے جاتے تھے یہ حالت درویش کی دیکھکر صاحبقران عالیشان نہایت
پریشان ہوئے کہ یہ تو بن کے بگڑ گئی اب درویش کی جان بچتی نظر نہیں آتی حکیم نے تمام جسم کی بوٹیاں اس بچہ
کی کاٹ کے پھینک دیں ادھر درویش نے اپنے جسم کی بوٹیاں کاٹ کے پھینک دیں آخر میں حکیم نے زبان اس
بچہ کی منہ سے باہر کھینچ لی اور جلدی سے کاٹ کے سامنے درویش کے پھینک دی پس درویش نے بھی جلدی سے
زبان اپنی دہن سے باہر نکالی اور کچھ اسم پڑھکر اپنی زبان سامنے حکیم اشراق کے کاٹ کے پھینک دی اور
اُف کی صدا بلند کی بس فوراً زبان حکیم اشراق کی بھی مانند شمع کے جلنے لگی ہرچند حکیم نے اُف اُف کی مگر کچھ نہوا وہ
شعلہ فروزاں زبان جلتے جلتے تمام جسم میں حکیم اشراق کے آگ لگ گئی ادھر تو درویش بیہوش ہوکر جان بحق تسلیم
ہوگئے ادھر حکیم اشراق ہمہ تن جل کے خاک ہو گیا صاحبقران عالیشان عقیل روشنضمیر کیلئے بہت روئے کہ
یہ ایک ہی درویش با کمال ان کو ملے تھے ادھر تو اسطرلاب جادو روتا پیٹتا ہوا آیا اور لاش سوختہ حکیم اشراق الحکمت
کی اٹھا لے گیا ادھر صاحبقران عالیشان نے درویش کا دیا ہوا پانی ایک حوض کے پانی میں ملوا دیا اور وہ پانی لشکر پر چھڑکنا
شروع کیا پہلے سرداروں پر چھڑکا کہ وہ سب ہوش میں آگئے بعد اس کے تمام لشکریوں پر چھڑکا سب ہوش میں آگئے
اب امیر با توقیر قریب لاش درویش کے آئے اور میت درویش کی اٹھا کر گورستان میں لے گئے تمام سرداران اسلام
کاندھا دیتے ہوئے درویش کو لائے اور ایک جائے بلند پر قبر کھودکر درویش کو دفن کیا اور مقبرہ تعمیر ہونے کا حکم دیکر
لشکر میں تشریف لائے اور سیہ پوشی اختیار کی جس وقت تک مقبرہ درویش کا تیار نہولیا اس وقت تک لباس سیاہ امیر
نے جسم سے نہ اتارا جب مقبرہ تعمیر ہوگیا تو صاحبقران نے ایک پتھر بہت بڑا کندہ کرایا عبارت یہ تھی کہ یہ مقبرہ قربہ
راہ خدا درویش عقیل روشنضمیر کا ہے اس مرد باخدا نے اسی کروڑ مسلمانان عالم کی جان بچائی اور اپنی جان کو فدا کیا
لہذا جو مرد مسلم اس طرف سے گذرے اس مقدس کی روح پاک پر فاتحہ ضرور پڑھ دے کہ اس نے وہ کام کیا ہے جو
اس کے زمانے میں سوا اس کے دوسرے سے نہوتا اور یہ محسن ہے تمام مسلمانوں کا بعد اس کے وہ پتھر نصب کرا کے
مجلس فاتحہ خوانی مقرر کی تمام سرداران اسلام اور کل اہل لشکر نے درویش کی قبر پر فاتحہ پڑھا اور سوگ اتارا اور بعد اس
سے فارغ ہونے کے سب نے نہا دھو کر لباس تبدیل کئے اور صاحبقران آکر بارگاہ میں جلوہ افروز ہوئے

طیمور شیر پرور سے نہایت خوش تھے کہ اس نے میری عدم موجودگی میں پوری قائم مقامی کی بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ یا امیر اب تو یقین ہے کہ راستہ کھل گیا ہوگا اور حصار ٹوٹ گیا ہوگا ہرگز روں نے عرض کی کہ حضور سرحد اسطرلاب
قائم ہے اس لئے کہ ابھی مالک سرحد زندہ ہے صاحبقران نے خضران سے ارشاد کیا کہ جا کر اسطرلاب جادو سے کہدو کہ
جس کا تجھے بھروسہ تھا وہ تو جہنم واصل ہوا اب بہتر یہ ہے کہ ہمیں راستہ جانے کا دیدے ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے اس سے
بدتر تیری حالت ہوگی خضران اسی وقت جانب حصار طلائی روانہ ہوئے اسطرلاب جادو نے جو خضران کو آتے
دیکھا کہا کہ خواجہ تم دو مرتبہ آچکے ہو اس کا لحاظ ہے کہ میں تمہارے ساتھ رعایت کرتا ہوں اور کہے دیتا ہوں کہ اب
قصد مجھ تک آنے کا نہ کرنا جو کچھ تمہارے دل میں ہو وہیں سے بیان کرو میں ابھی جواب دیدوں گا اس لئے کہ اب مجھے کسی سے
پوچھنا اور دریافت کرنا نہیں ہے جو حاکم ہمارا تھا وہ اٹھ گیا اس کے مرنے سے ہماری آنکھوں میں دنیا اندھیر ہے خضران نے کہا
کہ اے اسطرلاب جادو واقع میں ملاقات ایسی چیز ہے جس سے ایک کو دوسرے کا خیال پیدا ہوجاتا ہے آج میں بھی تیرے ساتھ
حق دوستی ادا کرنے اور تجھ کو سمجھانے آیا ہوں کہ تو حکیم اشراق سے زیادہ نہیں ہے دیکھا تو نے کہ اس کا کیا انجام ہوا حق عجب چیز ہے
خدا ہمیشہ حق کا شریک ہوتا ہے اور ناحق پرستوں پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے اب تجھ کو چاہیے کہ صاحبقران کو راستہ دیدے تیرا
کیا نقصان ہے اب تو تجھے حکیم اشراق الحکمت کا بھی خوف نہیں ہے اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو بہت پچھتائے گا اور
مثل حکیم اشراق الحکمت کے مارا جائے گا یہ سنکے اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ خواجہ حکیم نے عمر بھر میں ایک ہی تو
نادانی کی جس کا یہ خمیازہ دیکھا کہ جان سے مارا گیا اگر حکیم اپنے مقام پر ہشیار رہتا تو تمام اہل اسلام اسی مقام پر شکار اجل
ہو جاتے حکیم اشراق کی صورت دیکھنے کی حسرت باقی رہ جاتی اور کوئی شکل بھی حکیم اشراق کی نہ دیکھ سکتا جاکر
صاحبقران سے کہدو کہ بس بہتر آپ کے حق میں یہی ہے کہ آپ واپس جائیے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا اس لئے کہ حکیم
اشراق کے مرنے سے سرحد کو کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ ہمارے حکیم کی تو شامت تھی کہ اس نے خود آکر اپنی جان دی ہم حکیم
کے محتاج مدد نہیں ہیں یہ سنکے خضران کو نہایت غصہ آیا اور کہا اے اسطرلاب جادو واقع میں تیری پیشانی پر وہ
سیاہی کفر ہے کہ کبھی دفع نہیں ہوسکتی میں نے جو تجھ کو سمجھایا اپنا منہ تھکایا بہتر ہے کیا خیر تنگ کئے جاتا ہوں کہ بہت ہشیار رہنا اگر ہم نے
اس سرحد کو نہ مٹایا تو نام اپنا خضران نہ پایا یہ فرما کر خواجہ خضران پلٹے خدمت میں صاحبقران عالیشان کے
حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ یا امیر اسطرلاب جادو کسی طرح نہیں مانتا مثل حکیم اشراق کے وہ بھی اپنے کو خدا جانے
کیا سمجھتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہم کوس رحلت بجاؤ صبح کو ہم کوچ کرکے شہر کی طرف چلیں گے یا تو اس مرحلہ کو پامال
کرکے چلیں گے یا سب اسی مقام پر ختم ہو گئے یہ فرما کر دربار برخاست کیا داخل خوابگاہ ہوئے ادھر اسطرلاب جادو کو خبر
ہوئی کہ امیر نے کوس رحلت بجوا دیا ہے صبح کو کل لشکر اسلام اس طرف آئے گا اسطرلاب جادو نے کہا کچھ پروا نہیں خیر
شب کو اسطرلاب جادو نے حسب معمول اسی بالاخانہ پر صحبت عیش و طرب برپا کی اور عقاب جادو وہاں اسطرلاب جادو کا بھی
شریک صحبت ہوا ابھی عقاب ہمراہ رکھے ہوئے مدیرے اٹھائے جاتا ہے اور گوشت کھا کے ہڈیاں پھینک دیتا ہے آج اسطرلاب جادو
نے تمام کیفیت عقاب جادو سے بیان کی کہ خضران سے اس طرح کی گفتگو ہوئی ہے عقاب جادو نے کہا کہ کل اگر تمام
لشکر صاحبقران کا آئے گا تو مارا جائے گا دو گھنٹے صحبت رہی جام شراب گردش میں رہا تا چاہو کیا قریب صبح صحبت برخاست
ہوئی عقاب مردارخوار پرواز کرکے بلند ہوگیا اور جو آشیانہ اس نے بالائے ہوا بنایا ہے اس پر بیٹھ رہا جب صبح ہوئی
تو صاحبقران عالیشان سوار ہوئے تمام عزیز و اقارب ہمراہ رکاب ہوئے اور صاحبقران سامنے حصار طلائی
کے تشریف لائے اور اسطرلاب جادو کی طرف دیکھ آواز دی کہ اے شخص تو بالکل عقل سے خارج معلوم ہوتا ہے
اب تجھے کس کا دباؤ جس کے خوف سے تو سرحد کی محافظت کر رہا ہے اگر تو راستہ دیدے گا تو امن میں رہے گا ورنہ میں
اس میدان کو صاف کرکے تیری سرحد کو مٹا کے نکل جاؤں گا اس وقت سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا یہ سنکے

استرلاب جادو نے کہا کہ ایسے بہت سے آئے اور کچھ پلٹ گئے کچھ صید اجل ہوئے مجھے زیادہ باتوں کا دماغ نہیں ہے
یہ سنتے ہی عظیم دراز قامت رفیق قدیم صاحبقران غصے سے سرخ ہو گیا اور پکارا کہ او دریدہ دہن تو بھی اس
قابل ہے کہ تجھ سے کوئی بات کرے یا فرمان روا بات کرے دیکھ تجھے کیسی سزائے معقول دیتا ہوں یہ کہکر اس نے گھوڑا دوڑا دیا
کہ میں جلدی سے پہونچکے اس کو تو مار ڈالوں پھر چاہے میرا کچھ ہی حال کیوں نہ ہو جائے ہر چند صاحبقران ہان ہان
کرتے رہے لیکن اس نے ایک نہ سنی اور گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے چلا کہ کسی طرح برآمدے تک پہونچ جاؤں جیسے ہی
نصف راہ طے کی طائر مثل بلائے آسمانی کے گرا اور اس عظیم بیت کو اٹھا کر بلند ہو گیا اور دم بھر بعد ہڈیاں گر پڑیں
صاحبقران نے اپنے رفیق کے لئے افسوس کیا خضران نے کہا کہ یا امیر اب مجھے اجازت ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ خواجہ میں آپ جاؤں گا تمہیں نہ جانے دوں گا خضران نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا دیر تک یہی بحث رہی آخر صاحبقران
نے فرمایا کہ اچھا دیکھو میں ایک ترکیب کرتا ہوں اگر خدا کو منظور ہے تو ابھی اس طائر کو مارے لیتا ہوں بلاؤ قبیل بن مقبول بن
مقبل کو اور گرشاسپ تیرانداز کو اسیوقت یہ دونوں قدر انداز حاضر ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ میں ایک قیدی
کو جانب حصار بھیجتا ہوں جسوقت یہ طائر اس کے اٹھانے کو نیچا ہو تم تیروں پر رکھ لینا خضران نے کہا کہ سوچی تو خوب
مگر اس سے کوئی نتیجہ نکلتے نہیں معلوم ہوتا خیر حوصلہ پورا کر لیجئے یہ دونوں صاحب قدر انداز تیر ناوک کمان میں پیوستہ کر کے
کھڑے ہوئے اور صاحبقران نے ایک واجب القتل قیدی کو حکم دیا کہ اگر تو اس حصار کو چھو آئے گا تو ہم تجھے چھوڑ دینگے
یہ سنتے وہ قیدی نہایت خوشی خوشی جانب حصار طلائی روانہ ہوا جیسے ہی اس حد میں پہونچا طائر مثل بلائے سیاہ کے گرا اور اٹھا کر
قیدی کو لے چلا بس قبیل بن مقبول نے تیر مارا ساتھ ہی گرشاسپ تیرانداز نے تیر مارا ایک تیر دم میں عقاب کے پڑا
اور دوسرا سینے پر لیکن دونوں تیر ترشاب ہو گئے عقاب صحیح وسالم نکل گیا خضران نے کہا یا امیر یہ عقاب نہ مارا
جائیگا اب کل تماشہ دیکھئے گا ہم اس مرحلہ کو فتح کر لیں گے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران تم کس طرح فتح کرو گے
خضران نے کہا دیکھئے گا آج سفر ملتوی رکھئے اور کل توقف نہ فرمائیے گا صاحبقران پلٹ آئے خواجہ نے اپنے نام کا
طبل بجوا دیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ ہم جاتے ہیں اپنے انتظام میں مصروف ہوتے ہیں صبح کو آپ میدان میں آ کر
تماشہ دیکھئے گا کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران خاموش ہو رہے وہاں استرلاب جادو حیران تھا کہ یہ عیار کیا کرے گا یہاں عیاری
کا کونسا موقع ہے جب صبح ہوئی تو خواجہ نے ایک گنہگار کو جو معرکا بنے والا تھا زنبیل سے نکالا اور کہا کہ ہم کو اپنی صورت
پر بنانے میں جہاں ہم کہیں وہاں تم جانا اور جس کو بتائیں سلام کرنا اور منہ سے نہ بولنا وہ خوب خوش ہوا خواجہ نے رنگ و
روغن عیاری لگا کر اس کی صورت اپنی سی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی اس کے دماغ پر چلا کے تمام لباس کو اس کے
عطر بیہوشی سے آلودہ کیا اور آپ ایک خادم کی صورت بن کے اس کے ساتھ ہوئے اور اس کو لے کر سرحد کی جانب
روانہ ہوئے یہاں صاحبقران عالیشان تمام فوج کو لے کر میدان میں آ چکے تھے صف آراستہ کئے کر سے خضران
کا انتظار تھا استرلاب جادو اپنے برآمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا کہ ایک مرتبہ جانب بحر اسے خواجہ خضران نمودار ہوئے
سب کو سلام کرتے ہوئے طرف سرحد کے چلے خادم ایک مقام پر ٹھہر گیا لیکن بالکل قریب سرحد کے صاحبقران حیران تھے
کہ یہ بےوزن چلا جاتا ہے وہاں جا کے کیا کرے گا کہ ایک مرتبہ اس حد میں قدم رکھتے ہی وہی عقاب پیدا ہوا اور اسی خوب
یعنی خضران نقل کو اٹھا کر لے چلا بس یہ دیکھتے ہی مرزبان خضران نے گریبان پھاڑ ڈالے اور صاحبقران رونے لگے
کہ یہ کیا حالت خضران نے کی کہ مجھ صاحبقران کو سخت شرمندہ کیا تمام لشکر اسلام میں ایک عجیب حال کا شکر بپا ہوا تھا
ہر طرف سے ہائے خضران کی صدا تھی چلی آتی تھی استرلاب جادو برآمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ حکیم
اشراق کا مارا ڈالا سنو یہ مقام طلسم چند ہی بیان ہوتے گا اس کا یہی انجام ہوگا خضران اصلی خادم بنے ہوئے کھڑے
تھے اور اہل اسلام کے رونے پر ہنس رہے تھے اور اس بات کا اندازہ کر رہے تھے کہ میرا صدمہ کس کس کے دل پر کس قدر ہوا

وہان عقاب نے دو ایک بوشیان ائس عزیب کی نوچ کے کھالین بس بیہوشی نے اپنا کام کیا اور عقاب بیہوش ہوکر چکر کھاتا ہوا زمین کی طرف چلا آن واحد مین دھم سے گرا بس خضران اصلی نے دوڑکر جال الیاسی مارا اور عقاب کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ ہم خواجہ خضران ہین لو اوستطرلاب جادو یون پکڑ لیتے ہین صاحبقران یا تو رو رہے تھے یا ہنس پڑے اور فرمایا کہ خواجہ جلد اسے مار ڈالو خواجہ نے ہتھوڑا حضرت داؤد کا زنبیل سے نکالا یہ سامان دیکھکر اسطرلاب جادو نے پر پرواز بید الگئے اور چلاکہ خواجہ سے چھین لون امیر نے اس کو آتے دیکھکر تیر کو چلۂ کمان مین پیوستہ کیا مہتر گرد باد بافیہ گرد قریب تھا ائس نے عرض کی کہ اسم اعظم پڑھیے صاحبقران نے جلدی سے اسم اعظم پڑھ کر پیکان تیر پر دم کیا ادھر سے تو اسطرلاب جادو مانند تیر کے چلا ادھر صاحبقران نے تیر کو چلۂ کمان سے رہا کیا کہ سینے پر اسطرلاب جادو کے بیٹھا توڑکر پار گذر گیا اسطرلاب جادو تڑپکے زمین پہ گرا ادھر خواجہ نے ہتھوڑے سے عقاب کا کام تمام کیا ان دونون کے مرتے ہی قیامت کبرے برپا ہوئی صدائین گیرو دار کی آنے لگین آتش باری و برف باری دیتک ہوئی وہ حصار طلائی مانند برق کے چمک کر نظرون سے پنہان ہوگیا بعد کچھ دیر کے وہ شور و غوغا موقوف ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی ہر دانام من عقاب مرد اخواجہ جادو بود و اسطرلاب جادو بودیعت مردیم وجان دادیم و بطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق ہے نہ وہ حصار ہے نہ دروازہ لاشین دو ساحرون کی پڑی ہوئی ہین امیر نے ان دونون کی لاشون کو پاے فیل مین بندھوا کر کیمپ لاکر دیکھنے والے عبرت کرین اور اس مرحلے کے ٹوٹنے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ بہت جشن منعقد فرمائی او سلاطین ان دونون کی مرغی پر پھنکوا دین کہ جیسے جاسوس نے بندگان خدا کا گوشت کھایا ہے اسی طرح ان کا بھی گوشت عقاب و زاغ و زغن کھائین ایک ہی روز مین گدون اور چیلون نے گوشت کھا کر ہڈیان صاف کر دین امیر با توقیر نے تمام سرداران اسلام سے خواجہ کو انعام دلوایا اور آپ بہت بھاری خلعت عنایت کیا بادشاہ کی جانب سے ایک لاکھ روپیہ انعام عنایت ہوا بعد اس کے بہت جشن آراستہ ہوئی خواجہ ارباب نشاط کے داروغہ ہوے اس رقم سے بھی چارم کا نفع حاصل ہوا آخری صحبت مین خود بھی خواجہ عمرو جادودی نے غزل گائی

غزل

نیاز مند ہون پھر کیا حضور مین نے کیا
زبان سے یہ نہ کہون کا قصور مین نے کیا
جنون شوق کو بس تھا نہ اتنصور بھی
مگر خیال دل ناصبور مین نے کیا
جلا تھا قلب مین یون داغ بدگمانی غیر
کہ ائس کا پاس نزاکت ضرور ہی نے کیا
جلا کے دل سے نہ انداز دلبری سمجھو
مین جانتا ہون کہ دریا صبور مین نے کیا
رہا نہ بزم مین بھی با غرض حال سے مین
ذرا سی بات پر کیسہ و قصور مین نے کیا

پکاری رحمت حق اس کو وہ وہین نے کیا
جو بے نیاز پہ اپنے غرور مین نے کیا
تھا ان بھی جلوہ فروز جمال دوست ابھی
کیا جو سجدے کا ارادہ ضرور مین نے کیا
دہن سے چھپ کے بھی نہ اٹھین حجاب دیکھ سکا
بھرا بھرا کے مضمون مین دور مین نے کیا
کسی کے وعدۂ فردا کا انتظار کا حشر
نہ اعتبار دل ناصبور مین نے کیا
چلے وہین رنجش باہم کے مٹیسے اگر
ملی جب آنکھ اشارہ ضرور مین نے کیا

گناہ کرنے مین کچھ کا قصور مین نے کیا
اگرچہ جان محبت مین جاے بات رہے
فلک کو رشک ہو وہ کوہ طور مین نے کیا
تجھے بھی اپنے تحمل پہ ناز عشق مین تھا
تماشا عجیب کئی وہ قصور مین نے کیا
فغان سے اثر ابھی پکارتی ہے یہی
بلند شام سے شور نشور مین نے کیا
ہجر و کا انضباط سے کچھ دیا کہ قطرۂ اشک
یہ ایک بھی نہین کہتا قصور مین نے کیا
مٹے نہ رنجش باہم ۲ آرزو جھگڑا

جب وقت جشن سے فراغت پائی تو صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اب بیشتر جارآگے روانہ ہو حکم سرمست نے عرض کی کہ یا صاحبقران خضران اخترشناس کو ساتھ لیجیے جو شخص ہر اول لشکر بن کر جائے گا خضران کے خلاف راے نہ کرے کہ یہ مرحلہ اول سے زیادہ خطرہ صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہوا جبرئیل جادو پرکو بلا کے ارشاد کیا کہ یہ مقام نازک ہے تم مرد سپاہی ہو جہالت سے کام نہ لینا بلکہ خضران اخترشناس ہدایت کرے اسی پہ عمل کرنا جبرئیل جادو نے عرض کی کہ مین تابع فرمان ہون جب مقام پہ

یہ کہین گے مین اُسی جگہ بارگاہ برپا کرون گا یہ عرض کرکے اُنھون نے بارگاہ بارکرائی اور اپنے چالیس ہزار عادیون سے
مع خضران اختر شناس آگے روانہ ہوے بعد اس کے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے لیکن ہاروت
جادو نے کہا کہ یا امیر باتوقیر جس مرحلے پر آپ چلے ہین یہ نہایت سخت ہے یہان اسم اعظم آپ کا کام نہ دے گا اسلیے
کہ یہ مقام سحر بند اور طلسم بند ہے کچھ یہان کے راز میرا ماموں جانتا ہے لیکن مین مطیع اسلام ہوگیا ہون اور وہ کافر ہے مجھے
امید نہین کہ وہ راز سے حضور کو آگاہ کرے گا فرمایا کہ مین بھی سوا خدا کے کسی کی مدد کا خواہان اور محتاج نہین ہون یہ
فرماکر سوار ہوے اور جانب مرحلہ روانہ ہوے ہاروت جادو ہمراہ تھا ایک منزل طے کی ہوگی کہ سامنے سے سانڈنی
سوار نمودار ہوا جس وقت قریب پہونچا تو نامہ ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے نامہ کو پڑھا مگر چہرہ سے اس کے
آثار پریشانی کے پیدا ہوے صاحبقران نے پوچھا کہ کیون اے ہاروت جادو خیریت تو ہے ہاروت جادو نے عرض
کی کہ یہ نامہ میرے ماموں ابریق جادو کا ہے عجب طرح کی پریشانی اس نامہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ لکھتا ہے کہ اے فرزند اس وقت
ہم پر وقت سخت ہے اور زمانہ پُر آشوب ہو رہا ہے ایک بلا ہمارے ملک مین نازل ہوئی ہے کہ وہ دس پندرہ ساحرون کو روز
نگل جاتی ہے نہ سحر کام دیتا ہے نہ زور چلتا ہے اگر تم سے ہوسکے تو کسی طرح اپنی امانت مجھ سے لے جاؤ میری زندگی کا تو خاتمہ معلوم
ہوتا ہے صاحبقران نے فرمایا امانت کیسی ہاروت جادو نے عرض کی کہ میری شادی میرے ماموں کی دختر سے قرار پا چکی ہے
اشارہ اسی طرف ہے کہ اپنی عروس کو لے جاؤ کہ یہان رنگ اور ہے ایسا نہو کہ میرے ساتھ اُس پر بھی کوئی آفت آ جائے جو
ہو گیا وہی سہی یا صاحبقران ماموں میرا اگلے ساحرون مین سے ہے ہر ایک ساحر کی مجال نہین ہے کہ اُس سے مقابلہ
کرسکے مگر نہین معلوم یہ کونسی بلا آئی ہے جس نے اتنے بڑے ساحر کو پریشان کر دیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہاروت
جادو مین چلون گا اور اُس بلا کو دفع کرون گا ہاروت جادو نے عرض کی کہ یا امیر ہمراہی بہادران ایمانی کی جماعت
ہے کافی آپ کو کیا ضرورت ہے کہ وہان جایئے یہان آپ کو خود ہی ایک مہم درپیش ہے امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ہاروت
جادو ہمین خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ دنیا سے ظالمون کو دفع کرین اور امن قائم کرکے راہ حق کی ہدایت
کرین ہاروت جادو وجد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ واقعی مین آپ خاص بندے خدا کے ہین لیکن پہلے چل کر اپنے لشکر کو
قائم کیجیے اور سب کو منع کر دیجیے کہ جب تک ہم واپس نہ آئین اُسوقت تک کوئی آگے بڑھنے کا قصد نہ کرے صاحبقران
نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام انتظام کے واسطے موجود ہین لیکن طیموس شیر پرور نے عرض کی کہ یا امیر مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم میرے قائم مقام ہو بہتر یہ ہے کہ تم لشکر مین رہو اور مجھ کو جانے دو طیموس نے کہا کہ مین اگر لشکر مین
رہون گا تو مرحلہ پر جاؤن گا صاحبقران نے دیکھا کہ یہ سمجھانے سے بالحقیقت اگر اس کو مین ساتھ نہ لے جاؤن گا تو یہ مرحلہ پر
جا کر مبتلاے بلا ہو جائے گا خلاصہ یہ کہ صاحبقران اور خواجہ خضران اور طیموس اور شاہپور اور ہاروت جادو ہمراہ
اُسی نامہ بر کے جانب شہر ابریقیہ روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر ابریق جادو کو ہوئی کہ بھانجا آپ کا
آتا ہے لیکن دو شہریار اور بھی اُس کے ساتھ ہین یہ سنتے ہی ابریق جادو مع چمن ستارہ پیشانی واسطے استقبال کے
روانہ ہوا راستے مین ملاقات ہوئی صاحبقران سے جو آنکھ چار ہوئی رعب امیر سے ابریق جادو بے اختیار تسلیم کو جھکا امیر
نے مرکب سے اُترنے کا قصد کیا تھا کہ ہاروت جادو نے رکاب پکڑلی اور عرض کی کہ آپ کا مرتبہ یہ نہین ہے کہ آپ ہر کس و ناکس
کی تعظیم کیجیے امیر نے فرمایا کہ اے برادر مین ایک مرد فقیر ہون اپنے سے ہر شخص کو بہتر جانتا ہون ابریق جادو نے بھانجے
سے کہا کہ ان دونون شہریارون سے مجھے آگاہ کرو ہاروت جادو نے کہا کہ ان مین ایک تو صاحبقران با اقبال ہین اور
دوسرے شاہزادہ طیموس شیر پرور عزیز جانشین صاحبقران ہین جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ہے اور یہ دونون شہریار
مضمون نامہ سے آگاہ ہوے تو فرمایا کہ ہم چل کر اُس بلا کو دفع کرین گے مین نے ہرچند عرض کی کہ آپ کو کیا ضرورت ہے فرمایا ہم
ہر دردمند کے ہمدرد ہین ابریق جادو نے کہا کہ نام صاحبقران کا ایسا ہے کہ ہر گوش ہوش تک پہونچا ہوا ہے لیکن یہ تو بتاؤ

کہ تم ساحر سامری پرست ہو مسلمان بلکہ رہبر راہ اسلام تمہارے ان کے ارتباط کیونکر ہے تب اسوقت ہاروت جادو نے کہا کہ
میں مطیع اسلام ہوگیا ہوں میں نے سامری پرستی کو دل سے ترک کر دیا اور سبب اس کا یہ ہوا کہ تاریک تیرہ رو ایک
ساحر تھا کہ اس نے لشکر صاحبقران کو پریشان کیا امیر با توقیر اس کے تعاقب میں تشریف لائے تاریک بھاگ کر مندر
سامری میں چھپا امیر نے اس کو مندر میں گھس کے مارا میں نے صاحبقران کو اسیر کر کے جلوا دیا مگر ان کے خدا نے ان کو محفوظ رکھا
اور نتیجہ یہ ہوا کہ عیار نامبردار کا مجھکو گرفتار کر کے سامنے صاحبقران کے لے گیا قصور تو میں نے ایسا کیا تھا کہ عوض میں اس کے
صاحبقران جو کچھ میری حالت کرتے وہ بجا تھی مگر صاحبقران نے لطف خسروانہ سے کام لیا مجھے چھوڑ دیا میں نے ان کی
اطاعت اختیار کر لی اسوقت ابریق جادو نے کہا کہ خیر تو نے جو کچھ کیا اچھا کیا لیکن میں یہ کہے دیتا ہوں کہ اگر صاحبقران
اسواسطے تشریف لائے ہوں کہ میں اس کے شہر سے بلا کو دفع کر کے اسے بھی مسلمان کروں تو یہ میں پہلے سے کہے دیتا ہوں کہ
میں ہرگز اطاعت اسلام اختیار نہ کروں گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہدایت کرنا ہمارا کام ہے ماننا نہ ماننا تمہارے اختیار میں ہے ہم
کسی پہ جبر نہیں کرتے ہیں سوا اس کے جو دشمن جان ہوتا ہے اور ہمارے قتل کا ارادہ رکھتا ہے اسے ہم بھی یا مطیع کرتے ہیں یا
قتل کر ڈالتے ہیں جب وقت تک تو ہمارا دشمن نہیں ہے اسوقت تک ہم تیرے دوست ہیں بلکہ حالت دشمنی میں بھی اپنے آئین
کے موافق دوستی ہی کریں گے کہ پہلے تجھے سمجھائیں گے جب نہ مانے گا تو قتل پر ہاتھ اٹھائیں گے یہ سنکے ابریق جادو سب کو
ساتھ لئے ہوئے ایوان شاہی میں آیا اتنے میں خبر پہونچی کہ دیو قصر فیل سر جادو آج بھی پندرہ ساحروں کو پکڑ لے گیا
امیر نے ابریق جادو سے ارشاد فرمایا کہ تم کیسے ساحر ہو کہ ایک دیو پر تمہارا سحر کارگر نہیں ہوتا اس نے عرض کی کہ یا
صاحبقران وہ دیو بھی ہے اور ساحر بھی ہے اس کے علاوہ روئین تن ہے کوئی حربہ اس پر کارگر نہیں ہوتا ہے جس وقت وہ آتا ہے
اور چیخ مارتا ہے تو جتنے آدمی اس کے سامنے ہوتے ہیں سب بیہوش ہو جاتے ہیں دس پندرہ کو وہ پکڑ لیجاتا ہے اور بھون کے
کھا جاتا ہے میرے شہر سے قریب ایک پہاڑ ہے کہ اس کو کوہ غارہا کہتے ہیں اسی کوہ کو اس نے اپنا مسکن قرار دیا ہے اگر چند روز
یہ دیو رہ گیا تو اس ملک پر کیا موقوف ہے اور شہر بھی جس قدر یہاں سے قریب ہیں یقین ہے کہ سب جنگل ہو جائیں گے اور
باشندگان شہر یا تو نکل جائیں گے یا لقمہ دہان دیو ہونگے وہ دیو زبردست اسقدر ہے کہ اس نے گرز اپنا شہر کے ناکے پر ڈال دیا
ہے اور قول اس کا یہ ہے کہ جو اس گرز کو اٹھالے وہ مجھ سے مقابلہ کرے فرمایا کہ مجھے وہاں لے چلو ابریق جادو نے نجمین
ستارہ پیشانی اپنے فرزند سے کہا کہ تم ملک و مال سے خبردار رہنا میں امیر کے ساتھ جاتا ہوں جب صاحبقران بلا وجہ
میرے ہمدرد بنے ہیں تو مجھپر ان کی رفاقت واجب ہے اگر ان پر آنچ آئی تو میں بھی دیو سے لڑکر اپنی جان دونگا اور اگر خدا
نے فتحیاب کیا تو پھر تجھے آکے ملوں گا یہ کہکر فرزند کو گلے سے لگایا تاج اس کے سر پہ پہنایا سامنے اپنے اراکین دولت سے
نذریں دلوا کر آپ امیر کے ساتھ ہوا اور کچھ فوج بھی ہمراہ لینے کا قصد کیا امیر نے کہا کہ اگر تم فوج لے کے چلو تو مجھے نہ لے جاؤ
میں تنہا جاؤں گا صرف ایک شخص کو بطور راہبری میرے ہمراہ کر دو ابریق جادو نے عرض کی کہ میں ضرور ساتھ چلوں گا
اگر آپ کی خوشی نہیں ہے تو فوج کو اپنے ہمراہ نہ لوں گا یہ کہکر ابریق جادو ساتھ ہوا اور ہاروت جادو بھی ہمراہ رکاب ہوا
صاحبقران اور طیور شہپر ور تو آگے آگے دونوں عیار گوشہ زین تھامے ہوئے اور پشت پر ہاروت جادو
اور ابریق جادو شہر کے ناکے پر پہونچے تو دیکھا امیر نے کہ ایک بہت بڑا گرز رکھا ہوا ہے امیر قریب گرز کے آئے تو
گرز پر کچھ تحریر دیکھا غور کر کے جو پڑھا سام کا نام تحریر تھا اب تو صاحبقران متحیر ہوئے کہ یہ گرز سام بن نریمان تو
صاحبقران کے قبضہ میں تھا اس دیو کے قبضہ میں کیونکر آگیا اسوقت خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران اسوقت
مجھے واقعہ بیابان کچ وبلچ کا یاد آگیا ہے اس کو سماعت فرمائیے جب حمزۂ ثانی بدیع الملک کو صاحبقران کر کے جانب
خانہ کعبہ روانہ ہوئے تو ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے چند اور تبرکات بھی اپنے ہمراہ لیتے گئے تھے انہیں میں سے یہ گرز سام
بن نریمان بھی ہے جب امیر نے بیابان کچ وبلچ میں قیام فرمایا اور ساحران بیابان کچ وبلچ نے صحرا میں آگ لگا دی

تو صاحبقران بزور اسم اعظم کے اُس آتش مشتعلہ سے نکلے باقی بہتر اور سردار بھی نکل گئے ایرج اور نورالدہر کو تو پیچھے
لے گئے تھے اور کرب دلاور بارگاہ کو لے کر نکلے تھے اُس حالت اضطراب میں بارگاہ کو لے کر نکلنا یہ کرب ہی کا
کام تھا کہ ہر شخص کو اپنی اپنی جان کی پڑی تھی اُس انتشار کی حالت میں کرب بارگاہ کو توڑ کے نکل گئے مگر گرز
چھوٹ گیا تھا اسے یہ دیو اٹھا لایا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو یہ معاملہ قرین قیاس ہے اُسوقت ابرق جادو
نے بھی تصدیق کی اور صاحبقران سے عرض کی کہ یا امیر ساحران بیابان کج و باج وہ بلا کے ساحر تھے کہ عالم کے ساحر انکے
نام سے کانپتے تھے انہیں میں سے یہ دیو مقتعہ فیل سر جادو بھی ہے ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارا جادو اس پر کارگر نہیں ہوتا باوجودیکہ
میں بھی ایسا ویسا ساحر نہیں ہوں ایک عالم مجھے بھی جانتا ہے اور تین لاکھ ساحروں پر میں حکومت کرتا ہوں اور بڑے بڑے
ساحر میرے نام سے تھراتے ہیں مگر اس ساحر کا میں کچھ نہیں کر سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ قتل اس ملعون کا جلد واجب
ہے ہر کہ یہ شریک خون خدا پرستان رہ چکا ہے یہ فرما کر گرز پر زور کیا باسانی اٹھالیا اور فرمایا کہ بزرگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ یہ
گرز اُسی سے اٹھے گا جو صاحبقران ہوگا دوسرا اس گرز کو نہیں اٹھا سکتا یہ سنکے طیمور نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں
بھی اس گرز پر زور کروں صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور اسوقت تک تم سب کی نگاہوں پر چڑھے ہوئے ہو اور یہ معاملہ
تقدیر کا ہے اس میں کد وکد نہ کرو ورنہ خفت حاصل ہوگی یہ گرز غیر صاحبقران سے ہرگز نہ اٹھے گا طیمور نے کہا یا امیر یہ تو ظاہر ہے کہ
میں صاحبقران نہیں ہوں پھر اگر یہ گرز مجھ سے نہ اٹھا تو میری کیا توہین ہے امیر نے گرز ہاتھ سے رکھ دیا اور فرمایا کہ تم جانو
اُسوقت طیمور نے موٹھ گرز کی پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جو زور کیا گرز کو اٹھالیا ابرق جادو نے اور ہاروت
جادو نے تو تعریف کی لیکن صاحبقران کسی قدر ملول ہوئے یہ دیکھ کر طیمور نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت میں
چہرہ پر آپ کے کبیدگی کے آثار پاتا ہوں اس کا کیا سبب امیر نے فرمایا کہ اے طیمور مجھے اس کا ملال نہیں ہے کہ تم نے گرز
اٹھالیا اور تم میرے ہمسر ہوگئے بلکہ یہ رنج ہے کہ زمانہ میری صاحبقرانی کا بہت کم رہ گیا ہے ورنہ یہ گرز تم سے نہ اٹھ سکتا
اور یہ میں کہے دیتا ہوں کہ بعد میرے تمہیں صاحبقران ہوگے دوسرا انہوں کا اسوقت یاد نہیں مجھے سکندر و رستم خو
یاد آگئے کہ انہوں نے جو بیس من کا گرز تک اٹھایا ہے اور یہ اٹھارہ سو من کی ضرب ہے لیکن ان سے بھی یہ گرز اس صفائی
سے نہ اٹھے گا جس طرح تم نے اٹھالیا ہے اگر خدا بخیر و خوبی سکندر سے ملائے گا تو ہم تجربہ کرا کے دکھا دیں گے طیمور نے
عرض کی کہ مجھے ہوس صاحبقرانی نہیں ہے میں آپ کی اطاعت کو صاحبقرانی سے بہتر جانتا ہوں فرمایا کہ یہ تمہاری سعادتمندی
ہے مگر جو فعل تقدیری ہے وہ ہونا ضروری ہے علاوہ اس کے میں خوش ہوں اس بات پر کہ بعد میرے تم صاحبقران ہو دوسرا
تو طیمور نے عرض کی کہ اگر آپ ایسا ارشاد کرتے ہیں تو دیو مقتعہ سے مقابلہ بھی میں کروں گا فرمایا اے طیمور اب اس ارادہ
سے باز رہو اس لئے کہ دیو کی حالت تم سن چکے ہو کہ وہ ساحر بھی ہے اور تم صاحب اسم اعظم نہیں ہو تمہارا دیو سے مقابلہ کرنا بے
کون سے وہاں کو میں جانا ہے طیمور نے کہا کہ اگر خدا کو آپ کے بعد مجھے صاحبقران بنانا ہے تو وہ میری حفاظت کرے گا اور
مجھے دیو کے ہاتھ سے بچائے گا امیر اس جواب پر خاموش ہو رہے طیمور نے بائیں ہاتھ میں گرز سنبھالا اور دہنے ہاتھ
میں نیزہ لیا اور جانب کوہ چلا صاحبقران بھی ساتھ چلے مگر کسی قدر فاصلے سے جس وقت طیمور قریب درہ کوہ کے پہونچا
تو دیکھا کہ دیو سو رہا ہے بس طیمور نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ ہوشیار ہو کہ اجل تیرے سر پر آگئی دیو اٹھا دیکھا کہ
ایک نوجوان وہی گرز جو میں نے شہرہ کے ٹیکرے پر رکھا تھا لئے ہوئے کھڑا ہے چونکہ دیو کو یہ بات بذریعہ علم سحر کے ذریعے سے
معلوم تھی کہ جو اس گرز کو اٹھائے گا وہی میرا قاتل ہوگا اور اسی غرض سے اس نے گرز کو شہرہ کے ٹیکرے پر رکھ دیا تھا کہ جو گرز کو لینے
ہونے آئے گا مجھے معلوم ہو جائے گا اُس سے میں مقابلہ نہ کروں گا اور جان بچا کے نکل جاؤں گا پس اس نے اٹھ کے درہ
سے نکلنا چاہا طیمور نے کہا کہ بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا دیو مقتعہ نے موٹا سا ایک جھنگل اور دو منکول کھینچ مارنے کا
قصد کیا اس غرض سے کہ یہ آواز میری سنکے بیہوش ہوگا تو میں کھا جاؤں گا ہنوز آواز اس کے دہن سے باہر نہ آئی تھی کہ

خدا کرے یہ خنجر مرا گلو آئے
بنا تھا برق سر طور اُمبر کے تار نگاہ
ذرا یہ سر جو ہلا دے اگر سبو آئے
شہ ہو یہ کہنے کو ہم بے کہے گئے واعظ
کہاں یہ آج بزرگ فرشتہ خو آئے

ذرا دکھائیں ہیں بھی تو کھینچ کر تصویر
کلیم خوش ہیں کہ وہ میرے روبرو آئے
لگا دی ہم نے لب جو قطار مینا کی
حرم کو جاتے ہوئے منہ بتوں کا چھو آئے

کلیم کہتے ہیں وہ میرے روبرو آئے
ادب سے بول نہیں سکتا ہوں بیچ اجازت
لگانے سرو نے ہم کنار جو آئے
ریاض آئے تو لوگوں نے سیکڑوں کہا

جب راگ رنگ موقوف ہوا تو صاحبقران اور طیمور شیر پرور نے عقد پر پیما ہاروت جادو وصل عروس سے کامیاب ہوا صبح کو صاحبقران نے سامان کوچ کیا ابریق جادو نے ہاروت جادو اور بہمن ستارہ پیشانی کو اپنا قائم مقام کیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحبقران ہو کر جانب مرحلہ ساجیہ روانہ ہوا وہاں لشکر صاحبقران باوقار کا اترا ہوا تھا اور سامنے وہ درخت تھا جس کے پھلوں سے مرکب پیدا ہوتے ہیں اور لوگوں کو لے جاتے ہیں درخت نہایت بزرگ تھا کئی کوس تک شاخیں اس کی پھیلی ہوئی تھیں سرداران اسلام بادشاہ سے عرض کرتے تھے کہ اگر حضور اجازت عطا فرمائیں تو ہم جائیں اس درخت کے عجائبات دیکھ آئیں بادشاہ کا حکم تھا کہ خبردار جب تک صاحبقران تشریف نہ لے آئیں اس وقت تک کوئی جانے کا قصد نہ کرے جو صاحب فہم تھے وہ تو سمجھ گئے کہ حکمت ہے لیکن سرہنگ دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو اس حکم کے معنی یہ سمجھا کہ جس وقت صاحبقران تشریف لے آئیں اس وقت ضرورت دریافت کرنے کی نہیں ہے جیسے ہی گرد اڑی اور ہرکاروں نے خبر آمد صاحبقران بیان کی لوگ پیشوائی کو روانہ ہوئے ادھر صاحبقران کے گرد میدان سے بچھڑے اور سرہنگ دیوانہ نے امیر کو آتے دیکھا بس یہ مع لشکر اس درخت کی طرف چلا لوگوں نے منع کیا کہ کہاں جاتے ہو یہ کس کی سنتا تھا جیسے ہی زیر سایہ درخت پہونچا درخت کو حرکت ہوئی اور پھل زمین پر گر کے چٹخے ہر پھل سے ایک مرکب پیدا ہوا اور ہنہنا کر کے ایک ایک مرکب ہر سوار کی طرف چلا دیکھا سواروں نے کہ مرکب ساز و یراق سے آراستہ نہایت عمدہ ہیں ہر سوار نے اپنے اپنے گھوڑے کو چھوڑا اور ان مرکبوں پر سوار ہوئے بس پشت پر جاتے ہی مرکبوں نے صحرا کا رخ کیا ہر چند سوار ان کو پھیرتے ہیں لیکن یہ جو صحرا کی طرف چلے تو جاتے جاتے نگاہوں سے غائب ہو گئے اور درخت میں پھر ایسے ہی پھل پیدا ہو کر لٹکنے لگے صاحبقران اور دیگر سرداران اسلام اس واقعہ کو دیکھ کر نہایت حیرت میں آئے امیر نے ابریق جادو سے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کو سرہنگ دیوانہ کی تلاش میں روانہ کرتا ہوں ابریق جادو نے عرض کی کہ اب سرہنگ سے تو ہاتھ اٹھائیے وہ سب غول ساجیہ میں پہونچ گئے ہوں گے جو باقی ہیں ان کو چاہئے کہ یہ بھی جا کر مبتلائے بلا ہو جائیں صاحبقران نے بادشاہ اسلام کو ابریق جادو سے آگاہ کیا ابریق جادو نے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی سب آکر بارگاہ میں بیٹھے امیر نے سرہنگ دیوانہ کے لئے افسوس کیا بعد اس کے ابریق جادو نے صاحبقران والاشان سے عرض کی کہ جس قدر حالات مجھے یہاں کے معلوم ہیں انہیں میں حضور کے سامنے بیان کرتا ہوں آپ سماعت فرمائیں یا امیر بظاہر یہ ایک مرحلہ ہے اور بہ باطن دو ہیں جس طرح ایک درخت آپ کے پیش نظر ہے اس طرح ایک درخت اور اس کے بعد بھی ہے یہاں حاکم صاحب جادو ہے اور وہاں کا فرمان روا مصاحب جادو ہے اور یہ ایک ایک درخت ہے اور زیر درخت مسکن صاحب جادو اور مصاحب جادو ہے اسی وجہ سے اس مرحلہ کو ساجیہ اور اس کو مصاحبیہ کہتے ہیں یہ دونوں ساحر بلا کے ہیں اگر حکیم اشراق خود ہی آکر مقابلہ نہ کرتا تو آپ کا حکیم اشراق تک پہونچنا آسان نہ تھا اس کی تعریف جو کچھ سے آئی اب میں اتنا کر سکتا ہوں کہ سحر کے پتلے تیار کرکے بھیجوں فوراً درخت کے پھلوں سے مرکب پیدا ہوں گے اور پتلوں کو لے کر جانب صحرا روانہ ہوں گے جس وقت گھوڑے نظروں سے غائب ہو لیں گے تو وہ پھل درخت میں پیدا ہوں گے جتنے وہ سب میں اور پھل پیدا ہوں اگر کوئی شخص جائے اور اس درخت کو اکھاڑ کر پھینک دے اور فوراً اس کی تیسیب میں کود پڑے جہاں سے درخت اکھڑے گا تو ہو سکتا ہے کہ منزل مقصود تک پہونچے اور بغیر اس کے ناممکن ہے اور یہ کام سوا صاحبقران کے دوسرے کا نہیں ہے اسلئے

کی نہ دوسرے ست یہ درخت اکھڑ سکے گا نہ مرحلہ پر پہونچ کر کچھ کر سکے گا اور اگر درخت اکھیڑنے کے بعد تو دیکھنے میں دیر کی
تو ایسا شعلہ پیدا ہوگا کہ جلا کر خاک سیاہ کر دے گا آپ کا اسم اعظم کچھ کام نہ دے گا صاحبقران نے فرمایا کہ …
ابریق جادو نے یہ بھی عرض کی کہ دوسرا راستہ طلسم زلزلہ کا اور بھی ہے اگر مناسب جانئے تو اس … چلئے …
اس راستے سے سوا میرے اور کوئی آگاہ نہیں اور میں برائے رہبری موجود ہوں لیکن صاحبقران عالیشان نے گوارا
نہ فرمایا اور ارشاد کی کہ اے ابریق جادو خدا نے مجھکو دنیا پر بلاؤں کے دفع کرنے اور راستوں کو کانٹوں سے صاف
کرنے کے واسطے بھیجا ہے فرمایا جب اس صحرا کو ان کانٹوں سے صاف کروں گا تو آگے بڑھوں گا ابریق جادو نے کہا کہ یہ
آپ کو اختیار ہے جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے اس میں مجھے عذر نہیں میں بسر و چشم موجود ہوں جب دوسرا دن ہوا تو صاحبقران
نے رخ میدان کا کیا تمام سرداران لشکر ساتھ ہوئے بادشاہ اسلام بھی دور تک ہمراہ آئے آخرش … صاحبقران
نے سب کو رخصت کیا مگر خضران نے گلیم اوڑھ لی اور ابریق جادو نے اپنے کو مکے نیچے زمین پر … اور …
والے پنجہ کران تیلوں پر … کے پرا باندھ کر درخت کی طرف چلے صاحبقران کو بڑے دیکھ رہے ہیں کہ ایک مرتبہ درخت
کو حرکت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ہوا سے تند چل درخت سے چل گرے اور ان سے مرکب پیدا ہوئے تیلوں نے مرکبوں پر
سواری لی مرکب تیلوں کو لے کر صحرا کی طرف بھاگے صاحبقران دوڑ کر زیر درخت آئے اور درخت کو کوسے میں لے کر
یا حیدر کرار کہکے جو زور کیا اتنے بڑے درخت کو آسانی اکھاڑ کے پھینک دیا جہاں سے درخت اکھڑا تھا وہاں خندق سی ہو گئی
امیر یا تو قہار اس جوگے کو دیکھے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اسم اعظم پڑھتے جاؤ امیر اسم اعظم پڑھنے لگے مگر حیران تھے کہ یہ آواز
کس نے دی جس وقت پاؤں امیر کے زمین سے آشنا ہوئے اور آنکھ کھلی تو دیکھا صاحبقران نے کہ ایک میدان وسیع ہے کہ
نہ درخت ہے نہ گیاہ نہ بشر انسان آتی ہے نہ حیوان ہوا کے سننے سے ہول پیدا ہوتا ہے عجب مقام وحشت انگیز ہے چند قدم
امیر چلے ہوں گے کہ ایک نالی سی معلوم ہوئی دیکھا امیر نے کہ نالے کے اس پار ایک مرکب ساز و یراق مرصع کا سے
آراستہ کھڑا ہے امیر نے جانب گردون الحمد اللہ شکر پروردگار بجا لائے کہ میں پیادہ پا تھا اور اس ہوائے
لق و دق کاٹنے کا [illegible] تھا کس طرح یہ بیابان طے ہو سکتا اب اسی مرکب پر سوار ہو کر آسانی کے ساتھ اس وادی کو طے کروں گا
جس وقت امیر یا تو قہار اس نالی کو پھاند کر قریب اس مرکب کے پہونچے تو دیکھا کہ مرکب اسی طرح خاموش کھڑا ہے صاحبقران
نے خیال کیا کہ نہایت شائستہ ہے کہ سوار کے قریب آنے سے اسی طرح خاموش کھڑا ہے بس یہ ہی امیر نے چاہے پر ہاتھ پھیرا
مرکب گھل کے رہ گیا ہاتھ میں سپیدی بھر گئی جس قدر جواہر ساز میں نصب تھا وہ چٹکا اور اس میں سے دھواں سا پیدا
ہوا اور مرکب مثل کافور ہوا میں اڑ گیا صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے کہا
کہ اندھی تا قیامت اندھی اگر نالی نہ پھاندتا تو ممکن تھا کہ جہاں سے آیا تھا پھر پلٹ کے جا سکتا تھا مگر اب کیا جا سکتا ہے
امیر پریشان ہوئے اور چاہا کہ نالی پھاند کے پھر اسی طرف چلا جاؤں اب جو قریب آکر خیال کرتے ہیں تو ایک دریائے زخار ہے
کہ بہا ہے … عجب … موجیں ایک ایک بلبل ایک ایک جانے کے برابر معلوم ہوتی ہے جس وقت ماہی ابھرتی ہے اور اچھلتی ہے تو
دریا میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہے صاحبقران ناچار ہو کر پلٹے اور دوسری راہ اختیار کی تمام دن چلے مگر منزل تک نہ پہونچے
وہی صحرا تھا وہی دریا تھا شام کو ایک مقام پر تھک کے بیٹھ گئے تیمم سے نماز ادا کی کہ اب اتنی قوت باقی نہ تھی کہ دریا تک
جا سکتے علاوہ اس کے یہ بھی خیال تھا کہ نہیں معلوم یہ پانی کیسا ہے اور وضو کر سکوں یا نہ سکوں الحاصل بعد نماز سے فراغ
حاصل ہونے کے اسی خاک کو فرش بنا کر امیر سو رہے آج فاقہ بھی ہوا جب صبح ہوئی تو دیکھا صاحبقران نے کہ وہ دریا
بھی نہیں ہے اب امیر اور حیران ہوئے یکایک ایک جانب ایک درخت خشک نہایت بلند نظر آیا امیر نے اس درخت کو نشان
قرار دے کر کوچ اختیار کیا اور چلے دن بھر کی راہ ہوئی ہے اس درخت کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہاں چند استخوان
بوسیدہ پڑے ہیں اور ان استخوانوں سے یہ آواز حسرت طراز پیہم آ رہی ہے ریاضی؟ … دیکھا تھا

جو کچھ کہ نہیں ہو روبرو دیکھا تھا۔ اس حال کو کیا بیان کروں میں آہ درد۔ اک خواب سا ہے وہ جو کچھ دیکھا تھا۔ امیر نے انجام سوچ کر بہت
گریہ فرمایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر ارشاد کیا کہ اے مسافران راہ عدم ہم کو بھی اب اپنے سے قریب سمجھو تم تو مرنے کے بعد
سامان دنیا ترک ہونے کی شکایت کرتے ہو ہم سے تو زندگی ہی میں دوست احباب سب چھوٹ گئے افسوس اب آشنا ہیں کہ نہ [illegible]
کر سکتے ہیں نہ کسی کو اتنا دیکھتے ہیں جو مرنے کے بعد تجہیز و تکفین کرے گا ہنسے سے دنیا کا یہی رنگ ہے اسکے ظلم سے کسی نے نجات نہیں
پائی یہ باتیں کرتے تھے چلے سامنے جاتے ہوئے صاحبقران اُن کے دیکھ کر رنج کرتے ہوئے۔ اسی حالت میں دیکھا کہ وقت نماز کا تنگ
رہ گیا۔ صاحبقران نے پھر تیمم سے نماز ادا کی اور انھیں مردوں سے پھر باتیں کرنے لگے تمام رات اسی مشغلہ میں گذری جب
امیر کو تیسرا دن اور پانچواں فاقہ ہوا قوت جسمانی زائل ہوگئی یہ سمجھا کہ بیٹھنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہے اب آگے بڑھکے خدا
جانے کس منزل پر شام ہو کیسی جگہ مقام ہو یہاں ان ساکنان ملک عدم سے کچھ باتیں تو ہو جاتی ہیں یہ خیال فرماکر ادھر ادھر دیکھنے لگے
یکایک ایک درخت خرد پر کہ صاحبقران کی نگاہ پہونچی دیکھا امیر نے کہ ایک مرغ لاکھی رنگ کا درخت پر بیٹھا ہے دونوں پاؤں میں
اُس کے زنجیر بندھی ہوئی ہے اور سرا زنجیر کا زمین تک لٹک رہا ہے صاحبقران نے خیال کیا کہ اس مرغ کو پکڑکے ذبح کرنا چاہیے گو
کباب لگانے کا سامان نہیں ہے مگر اُسی کا گوشت کھائیں گے سہارا تو ہو جائے گا یہ خیال فرماکر امیر آہستہ آہستہ قریب اُس زنجیر کے
آئے اور زنجیر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑکے جو زور کیا مرغ اڑا صاحبقران لٹک گئے قصد کیا کہ زنجیر چھوڑ دوں اب جو زمین کی طرف
خیال کرتے ہیں تو بہت دور ہے سوچا کہ بلندی سے گرنے میں ہاتھ پاؤں تک پارہ پارہ ہو جائیں گے بس صاحبقران نے خدا پر توکل
کیا کہ اب یہ مرغ جہاں لے جائے وہیں اُتریں گے اور زیادہ یہ حیرت تھی کہ میں صاحبقران ہوں دیووں کو میں نے پست کیا ہے
یہ ایک مرغ ایسا ہے جس سے میرا کوئی قابو نہیں چلتا لیکن مرغ پہلے تو بلند ہوگیا بعد اُس کے زمین کی طرف متوجہ ہوا بعد میں گھنٹے کے
زمین پر اُترا تو دیکھا صاحبقران نے کہ زمین سنگ مرمر کی ایک چٹان ہے اور یہ صحرا کس قدر سبزہ خرم ہے امیر نے فرمایا اے مرغ
مجھے تجھ پر شک ہوتا ہے کہ تو مرغ نہیں ہے اگر کہ سکتا ہو تو اپنا حال زار بیان کر شاید مجھ سے تیری داد رسی ہو سکے کہ میں صاحبقران ہوں
اور زبان پرندوں کی بھی سمجھتا ہوں یہ سنکے اُس مرغ نے منقار سے زمین پر یہ تحریر کیا کہ میں بول نہیں سکتا منقار پر میری [illegible]
لگی ہوئی ہے اگر آپ اسم اعظم پڑھکر سوزن کو میری منقار سے کھینچیں تو میں گویا بھی ہوں اور حالت اصلی پر بھی آسکتا ہوں اس وقت
آپ سے اپنی سرگذشت بیان کروں گا یہ عبارت لکھکر مرغ ہٹ گیا صاحبقران نے غور کرکے اُس کو پڑھا اسم اعظم ورد زبان
فرمایا اور مرغ پر دم کرکے منقار پر ہاتھ پھیرا تو سوئی ہاتھ میں چبھی امیر نے سوئی کھینچ لی دیکھا کہ مرغ زمین پر تڑپا اور صورت انسانی
پیدا کیا صاحبقران کے ہاتھ چومے سلام کیا اور عرض کی کہ میرا نام سکال اختر شناس ہے میں منجم ہوں مجھے اپنے علم کے ذریعہ
سے معلوم تھا کہ ایک وقت شب و روز میں ایسا آتا ہے کہ اگر انسان احاطہ سحر سے نکلنا چاہے تو نکل سکتا ہے یہی سبب تھا کہ میں اس جا
میں پہونچا جہاں آپ حیران و سرگردان تھے اور میں آپ کو وہاں سے نکال لایا جو لوگ ناواقف تھے وہ نکل نہ سکے مجھے یہی یقین
تھا کہ میں قید خانہ طلسم سے نکل جاؤں مگر اُس سے مطلب حاصل نہ ہوتا اس لئے کہ میرا آدمی بنانے والا کوئی اور سوا آپ کے نہ تھا
اور آپ سے شرف قدمبوسی حاصل ہونے کی یہی جگہ تھی اور کہیں جاتا تو اُسی حال مرغ بنا ہوا پھرا کرتا اب حالت اس مقام کی سنیے
کہ حاکم یہاں کا صاحب جادو ہے نہایت ساحر زبردست ہے اس نے اس مقام کو سحر بند کیا ہے ایک روز گذر صاحب جادو
کا شہر اجلالیہ کی طرف ہوا اجلال روشن طالع وہاں کا بادشاہ تھا اور میں اُس کا وزیر تھا اور ایک دختر اجلال روشن طالع
کی ہے کہ نام اُس کا ملکہ محبوب سیمتن ہے نہایت حسین ہے صاحب جادو کی نظر اُس شہزادی پر پڑی عاشق ہو گیا جب
اپنے محل میں آیا تو ایک نامہ اجلال کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اجلال روشن طالع نصیب تیرے جاگے مقدر
تیرا یاور ہوا کہ تیری دختر بلند اختر با دولت و اقبال کی منظور نظر ہوئی بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو سوار کرکے ہمارے پاس بھیجدو جس وقت
نامہ اس مضمون کا میرے بادشاہ کو پہونچا تو اُسے نہایت غصہ آیا چونکہ مرد بہادر و صف شکن تھا اُس نے جواب سخت لکھنے کا قصد
کیا میں نے منع کیا اور کہا کہ وہ ساحر ہیں آپ اُن کا کچھ کر نہیں سکتے جہانتک ہو سکے بلطائف ٹالنا مناسب ہے بادشاہ نے کراہت

اس بات کو منظور کیا اور میری صلاح سے یہ جواب نامہ کا تحریر کیا گیا کہ ہمیں اور تو کوئی عذر نہ تھا مگر اتنا عذر ضرور ہے کہ ہمارا مذہب اور ہے تمہارا مذہب اور ہے جس طرح حسین سبز قبا کے خاندان میں شادی کا دستور ہے اسی طرح ہمارے یہاں بھی دوسرے گھر بیٹی کو نہیں بیاہتے ہیں ہمیں معاف کیجئے یہ جواب جو صاحب جادو کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور غصہ میں آیا دو ساحر اُس کے مصاحب ہیں کہ نام ایک کا نظام جادو اور دوسرے کا انتظام جادو ہے اور ایک عیار ہے کہ اُس کو چنچل کہتے ہیں صاحب جادو نے انتظام جادو کے ساتھ چنچل عیار کو کیا اور حکم دیا کہ جا کر پیام دو اگر مانے تو الزام دو اور نہ مانے تو سزاے معقول دینا انتظام جادو مجھ سے واقف تھا کہ جب تک یہ گرفتار نہ ہوگا کوئی زور نہ چل سکے گا اُس نے چنچل عیار کو بھیجکر مجھے گرفتار کروایا اور گرفتار کرکے اُس نے مجھے تو مرغ بنا کے چھوڑ دیا بعد اُس کے بادشاہ کو مع فوج ایک باغ میں بلا کر پتھر کا بنا دیا ایک شخص معین ہے کہ وہ تیسرے دن جا کر سب کو ہیئت اصل پر لاتا ہے اور پھر کھلا پلا کے چلا آتا ہے اگر حضور وہاں تشریف لے چلیں اور اسم اعظم پڑھکر دم کریں تو یقین ہے کہ وہ سب ہیئت اصل پر آجائیں صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے لے چلو اُسی وقت امیر باتوقیر ریحان اختر شناس کے ساتھ اُس باغ میں تشریف لے گئے جہاں اجلال روشن طالع اپنی فوج سمیت پتھر کا بنا ہوا تھا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اُن سب پر دم کیا ہر ایک میں حس و حرکت پیدا ہوئی ریحان اختر شناس نے بادشاہ کو صاحبقران سے آگاہ کیا بادشاہ نے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ مجھکو ایک بزرگ نے خواب میں آگاہ کیا تھا کہ تجھکو صاحبقران وقت مصیبت سے رہائی دینگے اور انھیں بزرگ کی ہدایت سے میں نے دین اسلام قبول کیا تھا مگر یا امیر نہیں معلوم کہ میری دختر کی عزت ان ساحروں کے ہاتھ سے بچی یا نہیں فرمایا کہ اگر نیت تمہاری وہ دختر کی پاک ہے تو حفاظت کرنے والا اُس کی ضرور حفاظت کرے گا اجلال روشن طالع نے عرض کی کہ اب یہاں سے پہلے ملک میں تشریف لے چلئے اُس کے بعد اختیار ہے جہاں چاہے تشریف لے جائیے صاحبقران نے فرمایا کہ اے اجلال روشن طالع میں ان بدعملوں کو شکست کرنے کو آیا ہوں کہ ساحروں کے ہاتھ سے اہل دنیا کو سخت تکلیفیں پہونچی ہیں ہنوز یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہ شخص جس کی نگہبانی میں یہ لوگ تھے آگیا ان سب کو حالت اصلی پر دیکھکر پکارا کہ تم کیونکر ہوشیار ہوے صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چلا آتا ہے فرمایا او مردود آگاہ ہو کہ میں نے ان کو ہوشیار کیا اُس نے کہا کس کے حکم سے فرمایا حکم خدا سے ساحر کو غصہ آیا پکارا کہ تیرا قتل بحد واجبات سے ہے کہ دشمن خداوندان معلوم ہوتا ہے یہ کہتے کہتے ناریل سحر کا کھینچ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے شعلہ نکل کر امیر کی طرف چلا تھا مگر قریب پہونچتے ہی بہ برکت اسم اعظم گل ہوگیا اُسوقت ساحر نے زمین پر فلک ماری اور صورت شیر درندہ بنکر امیر پر حملہ کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور آواز دی کہ دیکھ اپنی طرف کہ کس حال میں ہے ساحر نے دیکھا کہیں شعلوں جل رہا ہوں مجبور ہوکر کے بھاگنے کا قصد کیا چاہتا تھا کہ صاحبقران نے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہوے پھر ہی ساحر کے شور و غوغا ہوا قضاے کار اُسوقت بالا روی کرتا ہوا ستو چنچل عیار بھی اس طرف آنکلا تھا اس نے جو یہ معرکہ دیکھا اُلٹے پاؤں جانب ایوان صاحب جادو روانہ ہوا کہ حاکم ملک کو مرنے سے نگہبان کے اور چھوٹنے سے قیدیوں کے آگاہ کروں پس اُس طرف بھاگ کے جاتا ہے اور صاحبقران مع لشکر ہمراہ اجلال شاہ کے طرف شہر اجلالیہ کے چلتے ہیں لیکن اب

دو کلمہ داستان مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران خواجہ عمران سے بیان ہوتے ہیں۔

غزل. گلگوں خلعت جلال بھی کیوں نہ بر آئے
اگر وہ بیٹھے دوانے کا ہو آئے

لہو پئے وہ کیونکر پیمانہ مدد آئے
وہ خون ٹپکنے کی دیکھینگے سیر ذبح کے وقت

کیوں نہ رنگ کی غیروں میں گلگوں آئے
تمام جسم کا شہرگ ہی میں لہو آئے

امید ہے کہ وہ اقرار وصل آج کرین
جب اُن کے پاس ہم آئے تو باوضو آئے

نہ جانے دھیان تھے کیا کیا کبھی ہم آن
کبھی رگون سے نہ اک بوند بھی لہو آئے

مثال غیر نہین مین جو تکرار کرون ..
محال ہے کہ گرے پھر آبرو آئے .

وہ میری حسرت دل کے لیے یکتے ہین
جہاز ڈوب گئے جو کنارے ہو آئے

جاری آنکھون مین آنسو بھی ڈبڈبانے لگے
غم و ملال مجھے دین تو آرزو آئے .

تماشہ روان عشق کو ہر شوق بڑا .
جدھر کو دیکھون نظر مجھ کو تو ہی تو آئے

خیال غیر نہ ہنگام گفتگو آئے
امید وصل مین دقت کے بھی ملال سون

خموش رہ گئے جب اُن کے روبرو آئے
مرا یہ زخم جگر وہ نہین جو سی جائے

بس اب زبان پہ کبھی دل کی نہ تو آئے
حضور دیکھیے زخم دل و جگر کو مرے

محال ہے کہ جلے قلب اور نہ بو آئے
کشش دکھائین اگر بادہ خوار لے ساقی

حباب بیٹھے رہے جب کنار جو آئے
کوئی غزال ختن اس طرف بھی آ نکلے

کہ آب خنجر انداز تا گلو آئے .
یہ حکم عام دیا اس نے نغمہ سے فاخر کی

پڑے نہ راہ کہین خامشی رخ پر
ہنون کے ساتھ سے ملون آرزو آئے

وہ زار ہون کہ جو فصاد فصد بھی کھولے
بجائے خون رگ و ریشے سے رفو آئے .

مثال صحبت اغیار مین ہے عزت کو
یہ پھول وہ ہین محبت کی جن سے بو آئے

ہے ان آنکھون مین تیری بہت قلب و جگر
تو ان کی بزم مین بے دست و پا سبو آئے

انہین ہے خانہ دل مین نہین رہا باقی
ادھر بھی نکہت گیسوے مشکبو آئے

مثال آئینہ صاف نہ تمام عالم ہو
کوئی نہ پاس مرے لے کے آرزو آئے

ے بیرم حسن طوطی خوشنوا ۔ بدین زمزمہ شد ترنم سرا ۔ جس وقت کھلا خضران عالیشان درخت کو اکسیر کر تعجب مین کو رہے تھے اسی وقت خواجہ خضران بھی گھیم اوڑھ کے کوڑھ سے تھے لیکن خواجہ کی جو آنکھ کھل اور پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو اپنے کو ایک صحرائے لق و دق مین پایا یہ شگون کے منتظر ہوئے ایک جانب سے آواز زاغ سنائی دی خواجہ اسی طرف چل نکلے جاتے جاتے سواد شہر معلوم ہوا خواجہ اور چلے یہان تک کہ داخل شہر ہوئے دیکھا کہ عمارتین شہر کی معمولی ہین لیکن ایک بہت بڑا گنبد ہے خواجہ نے لوگون سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہے اور بادشاہ یہان کا کون ہے لوگون نے کہا کہ اس کو جھول شہر کہتے ہین ایک فقیر نے اسے آباد کیا ہے نام اُن درویش کا **امیر شالی** ہے اب انھون نے غیبت اختیار کی ہے یہ تمام شہر انھین کا مرید ہے ہر دسوین دن میلا ہوتا ہے تمام شہر جمع ہوتا ہے لوگ دعائین کرتے ہین مرادین مانگتے ہین ایک تنور آہنی دیو کی مانند اسکے سرہانے نصب ہے لوگ روپیا اشرفی جواہر جو چڑھانا منظور ہوتا ہے اُس دیو کے دہن مین ڈال دیتے ہین یہ بھی ایک کرامت درویش کی ہے کہ جو کچھ ڈالا جاتا ہے سب غائب ہو جاتا ہے ورنہ اب تک منھ تک آ جاتا خواجہ نے کہا کہ اس شہر کو جھول شہر کیون کہتے ہین کچھ اس کا بھی سبب معلوم ہے خواجہ کو ایک نیا آدمی دیکھکر اور راہگیر بھی جمع ہو گئے تھے جس شخص سے خواجہ باتین کر رہے تھے وہ تو اس سے زیادہ نہ جانتا تھا لیکن ایک پیر مرد نے کہا کہ بابا کیا تو نیا آیا ہے خواجہ نے کہا مین بھی ایسا ہون جس ملک کی سیر کو جی چاہتا ہے چلا جاتا ہون مجھے اسی طرف کی پھیری ہو گئی مرد پیر نے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ ایسے نہ ہوتے تو یہان نہ پہونچ سکتے ہمارے میان درویش **امیر شالی** کہہ گئے تھے کہ اب اس شہر مین دوسرے ملک کا آدمی نہ آ سکے گا سوا ایک درویش باکمال کے تو معلوم ہوتا ہے وہ درویش باکمال آپ ہی ہین آپ مجھسے حقیقت کیا دریافت کرتے ہین آپ خود جانتے ہون گے خواجہ نے ہنس کے فرمایا کہ جانتے ہم سب کچھ ہین لیکن تم لوگون کا اندازہ کرنا مقصود تھا کہ تم مسافر نوازی کرتے ہو یا پوچھنے والے کو سچ سچ بتلاتے ہو یا بہکا دیتے ہو مرد پیر نے کہا کہ **امیر شالی** ہمیشہ سے اسی مقام پر رہتے تھے اور عبادت خدا کیا کرتے تھے جب سن اُن کا زیادہ ہوا تو انھون نے خیال کیا کہ مجھے شہر مین جانے سے تکلیف ہوتی ہے لہذا شہر کو یہین بسالون یہ تصور کرکے وہ اپنے مقام سے اٹھے اور شہر مین جا کر جتنے مکان اور مکین تھے سب کو اٹھا کر جھولی مین بند کر لیا اور وہان سے آ کر اس جنگل مین اپنی جھونپڑی کے گرد شہر کو آباد کیا نہ یہان کے لوگ کہین جا سکتے ہین نہ کہین کے لوگ یہان آ سکتے ہین بعد چند روز کے درویش نے اعلان کیا کہ ہم جانے والے ہین تمام شہر جمع ہوا کہ آپ کیون جاتے ہین اور کہان جاتے ہین درویش نے کہا کہ اب یہی مناسب ہے کہ ہم غائب رہین تا کہ تم لوگون کے دلون مین

اشتیاق پیدا ہوا اور یہیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ تم اطاعت ہماری ہمارے بعد بھی کرتے ہو یا نہیں چنانچہ درویش انتقال کر گئے
جس جگہ درویش کی سمو بڑی تھی اسی جگہ اُن کے ایک نائب نے بہت بڑا مقبرہ بنوا کر درویش کو وہاں دفن کیا اور ایک
تصویر آہنی دیو کے قد برابر اور دیو کی صورت کی سرہانے قبر کے نصب کرا دی کہ جس کو جو ہدیہ درویش کی نذر کرنا ہو
وہ دہن دیو میں ڈال دے لے درویش باکمال آپ چل کر معافی میری قبول فرمایئے خواجہ ہمراہ اُس شخص کے اس کے
مکان پر گئے اُس مرد پیر نے خواجہ کی بہت آؤ بھگت کی خواجہ نے وہاں قیام کیا روز شہر کی سیر کو جایا کرتے تھے لوگوں سے
یہ بھی دریافت ہوا کہ درویش امیر شاہی کا نائب عرس میں آیا کرتا ہے اور غیر ظہور درویش سنا کرتا ہے کہ اب اتنا زمانہ باقی
ہے اور اب اتنا زمانہ باقی ہے اب خواجہ کو یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے اس مکار کو تلاش کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں ہے لوگوں
سے پوچھا انھوں نے بیان کیا کہ وہ برسویں روز اسی دیو کے دہن سے باہر آتا ہے اور پھر صحرا کو چلا جاتا ہے خواجہ نے پوچھا
کہ کس طرف جاتا ہے لوگوں نے رخ بتا دیا پس خواجہ نے اپنے میزبان سے رخصت مانگی میزبان نے عرض کی کہ درویش کی
جانب سے حکم ہے کہ اگر کوئی درویش باکمال ہمارے مزار پر آ نکلے تو بیار کرو اور تمام درویشوں کو جمع کر کے دعوت دو آپ کی
تشریف آوری کی خبر نائب درویش **امیر شاہی** کو دی گئی ہے اور وہاں سے حکم ابھی نہیں آیا ہے دو ایک روز اور
قیام کیجئے اُس کے بعد آپ کو اختیار ہے خواجہ خاموش ہو رہے دوسرے روز اُس مرد پیر نے عرض کی کہ اب حکم آ گیا ہے کل آپ کی
دعوت مزار درویش پر ہے جب دوسرا دن ہوا تو تمام شہر کے فقیر اگر درویش **امیر شاہی** کے مزار پر جمع ہوئے خواجہ بھی گئے
لوگوں نے مصافحہ کیا نام پوچھا فرمایا مجھے **گلاب شاہ** کہتے ہیں پہلے تمام فقیروں نے درویش کے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اس کے
سامان دعوت مہیا ہوا خواجہ **گلاب شاہ** نے پوچھا کہ نائب درویش کہاں ہے تصویر دیو میں سے آواز پیدا ہوئی کہ میں موجود
ہوں خواجہ نے کہا کہ چھپا کیا بیٹھا ہے سامنے آ یا طاقت میہمان نداشت خانہ بمیہمان گذاشت ۰ آواز آئی ہم ہر فقیر سے اسطرح
ملتے ہیں پس خواجہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ تو سمجھ گئے اس کی سزا یہ معقول نہ ملے تھے جاری بجا غیرت نہ کی ہے ہم تو
جلتے ہیں مگر دیکھو تو کیا ہوتا ہے مگر آپ تو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے چنانچہ دیو کے جس پر کلمہ جڑے ہیں وہاں نہیں وہ سب
غائب ہو گئیں یہاں تک کہ فقیروں کی ہنڈی کلا ہیں بھی کسی نے سر سے اُتار لیں اب تو درویش بھاگے اور پکار پکار کے کہنے لگے کہ
بھاگو اس نائب درویش اسرار کا کہ اس نے ہمارے مرشد کو بگاڑ دیا اب دیکھئے کیا ہوتا ہے غرضکہ وہ صحبت درہم برہم ہو گئی
خواجہ جو ہوش مار کے چلے تو جس رخ کا پتہ سنا تھا کہ نائب درویش فلاں مقام کی طرف جاتا ہے اسی طرف کی راہ لی کہ چل کر مجھ
تک جانا چاہیئے امیں لوگوں کو **صاحب جادو** سے لڑوانا چاہیئے یہ تو اس تلاش میں جاتے ہیں لیکن حال **اسرار شاہی**
کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شخص نہایت مکار تھا اس نے ایک باغ تیار کیا ہے شہر سے کئی کوس کے فاصلہ پر اور گرد اُس باغ کے بہت
بڑی بڑی جھاڑیاں جھنڈیاں لگی ہیں کہ صحرا معلوم ہوتا ہے کوئی شخص اُدھر آنے کا قصد نہیں کرتا ہے اس نے چند مصاحب اپنے
رکھے ہیں انہیں سے صحبت رہتی ہے اور ایک سرنگ باغ سے لے کر مزار درویش تک اس ترکیب کی لگائی ہے کہ جو کچھ دہن دیو میں
ڈالا جاتا ہے وہ لڑھک کے باغ تک چلا آتا ہے اور جو آدمی کہ رہ جاتا ہے وہ کوئی جا کے نکال لاتا ہے اور جب کوئی عرضی آتی ہے تو
جب اس کے جی میں آتی ہے جا کر جواب دے آتا ہے اور برسویں روز جب عرس ہوتا ہے تو آپ جاکر سیڑھی لگا کر دہن دیو سے نکلتا
ہے اور عرس کر کے صحرا کی طرف چلا جاتا ہے وہاں سے اپنے باغ میں چلا آتا ہے خواجہ جو تلاش میں اس کی چلے تو بیابان بہت صاف
وشفاف دیکھا صرف ایک ہی مقام پر کچھ جھاڑیاں جھنڈیاں نظر آئیں خواجہ قریب اُن جھاڑیوں کے گئے دیکھا کہ سلسلہ جھاڑیوں
کا بہت دور تک چلا گیا ہے ایک جوڑا طاؤس کا جو **اسرار شاہی** کا پالا تھا آج دیوار پھاند کر ان جھاڑیوں میں آ گیا خواجہ
نے جو طاؤس دیکھے اور طاؤسوں کی نظر خواجہ پر پڑی طاؤس اُڑے تو اُڑ نہ سکے دیکھا خواجہ نے کہ پر طاؤسوں کے
کٹے ہوئے ہیں اب خواجہ کو شبہ ہوا کہ یہ تو پالو معلوم ہوتے ہیں اور پالو ہیں تو کسی کے ہیں یہاں سے قریب کوئی قریہ قصبہ
تو معلوم نہیں ہوتا ہو نہو پالنے والا بھی ان کا انہیں جھاڑیوں میں ہوگا بس یہ تصور کر کے خواجہ پیچھے ان طاؤسوں کے

چلے یا تنگ کر جھاڑیون کونٹے کر کے جو نکلے تو دیکھا کہ ایک دیوار پر طاؤس تو دیوار پھاند کر اندر باغ کے چلے گئے اور خواجہ
دروازہ تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھے قضائے کار اسرار شاہی اپنے طاؤسون کی تلاش مین آیا تھا اور دروازہ پر کھڑا اِدھر
اُدھر دیکھ رہا تھا یہ تو اتفاق اطمینان تھا کہ یہان آنے جانے والا کون ہے یکایک دیکھا کہ ایک درویش چلا آتا ہے آنکھ چار ہونے سے
مجبور ہو کر صاحب سلامت کرنا پڑی پکار کر کہا بابا اللہ دوسرے درویش نے جواب دیا کہ مدد اللہ درویش اسرار شاہی نے کہا
بابا یہان کیونکر آنکلے خضر زمان نے کہا ہم تیری طرح گوشہ نشین تو ہین نہین اُس کی قدرت کے تماشے دیکھتے پھرتے ہین آج یہان تو
کل وہان ادھر کی بھی سیری ہو گئی اب کل خدا جانے کہان ہون گے درویش کو مجبوراً کہنا پڑا کہ اب آگئے ہو تو فقیر کی دعوت
قبول کرو انھون نے کہا کہ مین تیری دعوت کیا قبول کرون تو دنیا دار ہے فقیر نے کہا کہ تم نے مجھ مین کونسی دنیا داری دیکھی
خواجہ نے کہا باغون مین رہنا عیش و عشرت کرنا یہ بادشاہون اور دنیا دارون کے شیوے ہین با فقیرون کے خلاف فقیر کے
ٹکڑون مین بھی بڑے مزے دیتے ہین اگر یقین نہ ہو تو کھا کے دیکھو نعمتون کو بھول جاؤ گے یہ کہکر چند ٹکڑے جھولی سے نکال کر
پیش کئے اسرار شاہی نے ایک ٹکڑا کھایا ایسا مزا پایا کہ کسی نعمت مین یہ مزا نہ پایا تھا نہایت تعریف کی اور درویش کے ہاتھ
چومے قدمون پر گرا کہ ایک روز کی میری حالی قبول کیجئے خواجہ نے بدقت اُس کی التماس منظور کی اور اندر باغ کے تشریف
لے گئے تمام باغ کی سیر کی ایک گوشہ کو دیکھا نقب کی جگہ پھر مین نہ آئی ایک مقام پہ حوض نظر آیا خواجہ نے نہانے کی خواہش ظاہر
کی اسرار شاہی نے کہا اس حوض مین نہ نہائیے اس لئے کہ پانی اس کا نہایت خراب ہے خواجہ سمجھ گئے کہ کچھ اسرار اس مین ضرور
ہے خاموش ہو رہے اسرار شاہی نے دعوت مین بہت عمدہ عمدہ نعمتین پیش کین خواجہ نے صبر چیز کو کھایا اُس مین کچھ نہ کچھ عیب
بتایا جب رات ہوئی اور سب سو رہے تو خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے اسرار شاہی سو رہا تھا کچھ عیاری ہاتھ پیر چھپایا اور سانے
تین مثقال بیہوشی دماغ مین پھونک دی جب اسرار شاہی بالکل بیہوش ہو گیا تو خواجہ نے اسے اُٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا
اور آپ اُس کی صورت بن کر زش خواب پہ لیٹ رہے ایک دو چیزین بھی غائب کر دین جب صبح ہوئی تو ملازمون سے کہا کہ وہ
جو شخص تو آیا تھا اُسے تلاش کرو معلوم ہوتا ہے وہ کوئی چور تھا لوگ تمام مین ڈھونڈھنے لگے کہین پتہ نہ پایا فرمایا کہ دیکھو جو کچھ
زر و جواہر ہمارا تھا وہ تو ہمرا نہین ہے ان لوگون نے آکر صندوق کھول کھول کے دکھائے خواجہ نے تمام مال کا جائزہ لے کر
سب مین قفل چڑھا کے کنجیان اپنے پاس رکھین اُس کے بعد حوض مین اُترے اور نقب کے راستے اسی دیو کی تصویر مین جاکر
آواز دی کہ آج کے تیسرے روز امیر شاہی درویش بن بدل کے خروج کرین گے جو جو مشتاق زیارت ہو وہ آئے یہ
آواز جو مقبرے مین گونجی اور ہجاور قبر آگاہ ہوئے تمام شہر مین غوغا ہو گیا کہ درویش ظہور کیا چاہتے ہین اور آج کے تیسرے
دن خروج کرین گے لوگ آ آکے مقبرے کے گرد جمع ہونے لگے جو عمائد شہر تھے اُنھون نے آکر دہن دیو مین عرضیان لکھ لکھ کے
ڈالین کہ جو خدمت ہم سے متعلق کی جائے اُسے ہم بسر و چشم بجا لائین آپ نے جواب تحریر کیا کہ اب جو ہم خروج کرین گے
تو دین اپنا پھیلائین گے کافرون کو سزا دین گے فوج بھی تیار ہو اور ہمارے واسطے ایک تخت نہایت عمدہ بنایا جائے اُس مین
زر و جواہر لگایا جائے ہم جو نکلین گے تو اُسی تخت پر جلوہ افروز ہو کر خروج کرین گے یہ جواب عرضیون کے جو رؤسا شہر کو پہونچے
اُسیوقت نجار بلوائے گئے اور جیسا نقشہ عرضی کے ساتھ لکھا ہوا آیا تھا اُسی طرح کا تخت بنوایا زر و جواہر اُس مین نصب کر دیا گرد مقبرہ
کے خیمہ ڈیرے راوٹیان قلندریان خوب آراستہ ہو گئے ایک رات پیشتر سے لوگون نے آکے قیام کیا کوئی خیمہ مین مقیم ہوا
کوئی سڑک ہی پہ پڑ رہا جو جس حیثیت کا آدمی تھا اور جس کو جہان جگہ مل گئی وہ وہین پڑ رہا جو مقرب زیادہ تھے وہ اندر مقبرہ
کے عبادت کیلئے گئے اور تمام رات جاگے دیکھ چلے جلوہ دیکھین تمام رات عجب گہما گہمی رہی سارا شہر امنڈا پڑا ہوا تھا
میلا لگا ہوا تھا جا بجا ناچ ہو رہے تھے قہوے لئے تخت لگے ہوئے پان بیچ رہی تھین کسی جگہ بھنگ پینے والے جمع تھے نشہ
مین گانے کی چھین رہی تھی کہین تیتیان بج رہی تھین لوگ ہر قسم کے مشغلے مین اپنے دل کو بہلاتے تھے وہ اسی رات اشتیاق
درویش مین جاگ رہو گئی تھی خدا خدا کر کے رات بسر ہوئی صبح ہوتے ہی تمام مخلوق کی نگاہین مقبرے سے لگی ہوئی تھین کہ اب

درویش امیر شاہی نمود فرماتے ہیں لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جو اندر مقبرے کے تھے وہ باہر نکلتے تھے اور جو باہر تھے
وہ اندر جانے کی کوشش میں مصروف تھے قیامت کی کشمکش تھی کہ سب سے کہا چل رہا تھا مشتاق دیدار شور مچا رہے تھے
کہ جلد تشریف لائیے اب نہ ترسائیے لوگ دور ہی سے پھول نچھاور کر رہے تھے کچھ لوگ طبق ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے
کہ میاں صاحب برآمد ہوں تو پھول لٹائیں وہ جو تخت تیار کیا گیا تھا اندر مقبرہ کے رکھا ہوا ہے یہاں تو یہ حالت ہے اور
وہاں خواجہ اسرار شاہی بیٹھے ہوئے باغ کی سیر میں مصروف ہیں ایک مرتبہ گلگشت کرتے کرتے ملازمین سے فرمایا کہ جو
ہماری طلب ہوئی ہم تو اب جاتے ہیں اور بڑے درویش یہاں آتے ہیں یہ سنکے وہ لوگ بدحواس ہوگئے کہنے لگے کہ آپ
عرف سے علیحدہ کہتے تھے نہیں معلوم ان درویش کا ہمارے ساتھ کیا برتاؤ ہو جواب دیا کہ وہ نہایت ترش مزاج اور
تند طبیعت کے ہیں خبردار ان کے خلاف ورزی کوئی بات نہ کرنا ورنہ سزا پاؤ گے نکالدیئے جاؤگے سب ڈر گئے اور آپ بھی
[illegible] اور نظروں سے غائب ہوگئے اب تو ان لوگوں کے اعتقاد قوی ہوگئے کہ بیشک یہ صاحب کشف و کرامات ہیں آپ نے گوشہ باغ
میں جاکر لوگوں کی نگاہ بچاکے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور صورت اپنی تبدیل کرکے آواز سلام علیکم کی بلند کی
اب جو ان لوگوں نے دیکھا تو ایک پیر مرد چلے آتے ہیں کہ ریش ان کی ناف سے نیچی ہے اور بڑا سا جبہ پہنے ہوئے ہیں ہاتھ
میں ہزارا ہے دوسرے ہاتھ میں سونٹا آواز دی کہ تم لوگوں نے بڑے مال جمع کئے اور خوب مزے کئے لاؤ صندوق کہاں
ہیں یہ لوگ ڈر گئے کہ ان کو تو سب معلوم ہے جس قدر صندوق مال و اسباب کے تھے سب پیش کئے آپ نے جس صندوق
میں ہاتھ لگایا وہ خالی ہوگیا یہاں تک کہ سب صندوق خالی کر دیئے اب سونٹا سیدھا کیا اور ان لوگوں سے کہا کہ یہ تو سب
وہ مال تھا جو ہمارا جانشین اسرار شاہی ہمارے واسطے جمع کر گیا تھا تم لوگوں نے کیا جمع کیا وہ دکھاؤ جو چھپے ہو لاؤ جو
اس کو آئندہ اس سے دونا ملے گا اور جو چوری کرے گا اس کے پاس سے موجودہ مال بھی ضائع ہو جائے گا فقیر پر سب
روشن ہے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے اب تو ہر ایک کے جس کے پاس جو کچھ تھا اس نے لاکے رکھ دیا آپ نے سب
اٹھاکے اندر زنبیل کر لیا اور ان لوگوں سے کہا کہ تم اسی مقام پر قیام کرو ہم جاتے ہیں اور اپنے مریدوں کو راہ نیک بتلاتے
ہیں سب کے سب برگشتہ ہوگئے ہیں یاد خدا کو بھولے ہوئے ہیں یہ کہکر اسی حوض کے راستے سے روانہ ہوئے آج اسقدر
اشرفی و جواہر لوگوں نے دہن دیو میں ڈالا ہے کہ راستہ مسدود ہوگیا ہے نقب گویا کہ بند ہے آپ روپیہ اشرفی جواہر سب
اٹھاتے ہوئے زنبیل کرتے چلے جاتے ہیں بیچ میں وہ راستہ صاف ہوا اور خواجہ اس دیو کے جسم خالی میں پہونچے
ایک بانس کی سیڑھی لگی ہوئی وہاں موجود تھی آپ نے اس سیڑھی کو لگایا اور اوپر چڑھ گئے اور سپید مہرہ زنبیل سے
نکال کر دہن سے لگایا اور اس زور سے بجایا کہ لوگ دہل گئے بہت سے بیہوش ہوکر گر پڑے لیکن کاہنوں نے کہا مودب
مودب ہوجاؤ میاں تشریف لاتے ہیں لوگ مودب کیا ہوتے بدحواس ہوگئے تھے ایک مرتبہ آپ نے سر اپنا دہن دیو
سے باہر نکالا لوگ دوڑے اور زر و جواہر نثار کرنے لگے دیکھا آپ نے کہ یہ تو نقصان ہوا جاتا ہے جو کچھ لٹایا جاتا ہے وہ
لوگ تبرک کرکے تبرک کیے ڈالتے ہیں بس جلدی سے آپ باہر نکل آئے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا جو لوگ کہ پرانے
تھے اور امیر شاہی کو دیکھے ہوئے تھے انہوں نے تو یہ کہا کہ میاں نے بدن بدلا ہے پہلے اور صورت تھی اب اور شکل ہے
اور جن لوگوں نے دیکھا نہ تھا وہ سمجھے کہ ایسی ہی صورت ہوگی جس وقت آپ مقبرے سے باہر آئے اور لوگوں کی نگاہ
پڑی جو جہاں تھا اس نے اپنی حسب حیثیت لٹانا شروع کیا کسی نے اشرفی کسی نے جواہر کسی نے روپیہ کسی نے پیسہ کسی نے
کوڑیاں کسی نے پھول کسی نے بتاشے اور تھال کھانے آپ نے پھر سپید مہرہ منہ سے لگایا اور اسے بجاکر آواز دی کہ اسے
جو جس کی توفیق ہو وہ نذر دے میں تنہا نہیں ہوں میرے ساتھ بہت سے موکل ہیں ان سے ابھی بڑے بڑے کام لینا
ہیں روپیہ کی بہت ضرورت پڑے گی اس وقت سب نے اپنی اپنی حسب حیثیت پیش کرنا شروع کیا جس نے جو پیش کیا آپ نے
اٹھاکر جیب میں رکھ لیا اور منہ سے ہر ہر شے کا نام لیکے کہتے تھے یہ فلاں کا حق ہے یہ فلاں کا حق ہے اگر کل جمع کیا جاتا تو ایک

انبار ہو جاتا لیکن سب جیب میں پہونچ کے غائب ہو گیا لوگ اس بات پر بڑے متعجب تھے کہ اتنی بڑی جیب کی کیا سمائی ہو کر جو کچھ گیا وہ سب غائب ہو گیا جو لوگ پرانے تھے انھوں نے کہا یہ وہی بزرگ تو ہیں جنھوں نے جھولی میں شہر کو اٹھا کے رکھ لیا تھا اور اس جنگل میں پورے شہر کو جھولی سے نکال کے آباد کر دیا یہ کرامت تو ان کی قدیمی ہے کوئی نئی بات نہیں اگر یہ چاہیں تو تمام عالم کو جھولی میں بند کر لیں اب آپ نے حکم دیا کہ دیکھو عالم میں کفر بہت پھیلا ہوا ہے اور ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں جس کو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ مال و خزانہ ہمراہ لے جو جس کے پاس ہو اور اہل و عیال کو دوسرے کے سپرد کرے اور آج سے تیسرے روز ہم اول جانب در بند صاحبیہ پر چلیں گے سب سے پہلے صاحب جادو کو راہ نیک بتائیں گے اگر اس نے مانا فہو المراد ورنہ اسی سمت سے اس کا غرور مٹائیں گے سونے کو دیکھ کر لوگ لٹ گئے غرضکہ ہر شخص نے اپنی سعادت جان کر درویش کے ساتھ چلنے پر کمر باندھی اور جو کچھ مال و اسباب جس کے پاس تھا جنس کو بیچ کر نقد کر کے کمر مضبوط کی تیسرے روز سب آ کے جمع ہو گئے گرد مقبرہ کے دور تک ہجوم تھا یہاں آپ نے بیٹھے بیٹھے سوچا کہ شاید وقت تباہی کا آ گیا تو جان کا بچانے والا اللہ ہے لیکن مال کی حفاظت اپنے ذمہ ہے بس آپ نے تخت میں سے جو اہرات و لعل اکھیڑ کر جیب میں بھر لئے جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے پھر سپید مہرہ بجا کر آواز دی کہ ہمارا تخت اٹھاؤ اور جانب در بند صاحبیہ چلو لوگوں نے تخت کو اپنا فخر سمجھ کر اٹھایا اور حسب ہدایت درویش جانب در بند صاحبیہ روانہ ہوئے لیکن خواجہ متردد تھے کہ ابھی تک کوئی سردار ایسا نہ ملا جس کو میں سالار لشکر بناتا ان کو یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا کہ ایک منزل پر پہونچ کے جو قیام کیا تو دیکھا کہ ایک جوان زبردست ہمیں چلا آتا ہے جب وہ قریب ہو پہونچا اس نے تخت کو بوسہ دیا اور درویش سے عرض کی کہ وہ شخص اولاد رستم ہے میرا باپ نے میرے صغر سنی میں انتقال کیا اب میں جوان ہوا تو کس کام کا بے دست و پا ہوں اگر کوئی استاد مجھے فن سپہ گری تعلیم کرتا تو میں آپ کے ہمراہ کچھ کام بھی کر سکتا خواجہ نے اس جوان کو نہایت پسند کیا پشت پر ہاتھ رکھا اور ارشاد فرمایا کہ اب جس وقت تک تیری تعلیم اچھی طرح نہ ہوے گی اس وقت تک کے لئے ہم نے اپنا خروج ملتوی کیا ہے اس کو ہم تو روز صبح کو اس طرف جانا وہاں ایک نقابدار الغ پوش آئے گا وہ تجھے فن سپہ گری بتلائے گا یہ سنکے وہ جوان بہت خوش ہوا خواجہ نے نام پوچھا اس نے فرامرز ثانی اپنا نام بیان کیا خواجہ امیر ثانی نے حکم عام دیا کہ ہم دس روز اسی جگہ رہیں گے تمام لشکر نے ڈیرے ڈالدئے خیمے خرگاہیں طنابیں راوٹیاں استادہ ہو گئیں بازار کھل گئے جنگل میں منگل نظر آنے لگا جب رات گذر کے صبح ہوئی تو فرامرز ثانی جانب صحرا روانہ ہوا جب دامن کوہ میں پہونچا تو دیکھا کہ ایک جانب سے نقابدار الغ پوش نمودار ہوا اور آواز دی کہ اے فرامرز ثانی مجھے درویش نے تیری تعلیم کا حکم دیا ہے تو کچھ جانتا بھی ہے یا بالکل ناواقف ہے فرامرز نے کہا کہ جتنا کچھ میرے شہر کے لوگ جانتے تھے اتنا تو میں نے حاصل کر لیا ہے لیکن اس درجہ تک نہیں جانتا ہوں جیسا میرے آباؤ اجداد جانتے تھے نقابدار الغ پوش نے ایک روز میں پیترے صاف کرائے دوسرے روز نیزہ بازی کے رموز سے آگاہ کیا تیسرے روز علم تیر میں جتنی خامی تھی اس سے آگاہ کیا چوتھے روز گرز بازی بتائی پانچویں اور چھٹے دن شمشیر زنی ساتویں اور آٹھویں روز کشتی کے پیچ صاف کرائے اور دو تین روز اور اچھی طرح مشق کرا کے طاق کر دیا اور کہا کہ اب تم خود چند شاگرد کر کے مشق بڑھاؤ چونکہ فرامرز خاندانی پہلوان اور کچھ واقف بھی تھا بہت جلد واقف ہو گیا آخر روز نقابدار نے کہہ دیا تھا کہ اب ہم نہ آئیں گے اس لئے کہ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے خواجہ امیر ثانی نے جس روز سے قیام کیا تھا لوگوں سے کہہ دیا تھا اگر ہم کسی وقت تمہیں نہ دکھائی دیں تو پریشان نہ ہونا اور تلاش نہ کرنا یہ آپ ہی نقابدار الغ پوش بنکے جاتے تھے اور فن سپہ گری فرامرز کو سکھاتے تھے جب طاق کر دیا تو پھر اپنے مقام پر آ کر حکم کوچ دیا جھولی شہر سے کئی کوس کے فاصلہ پر ایک قلعہ تھا کہ ویران پڑا ہوا تھا اس سے قبل اس میں ساحروں کی عملداری تھی جب صاحب جادو نے قلعہ جو تیار کر لیا تو اس قلعہ کو چھوڑ دیا خواجہ نے اول اس قلعہ پر قبضہ کیا اور وہاں سے ہرکاروں کو روانہ کیا اس لئے کہ ان کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ صاحبقران جو آنے ہوتے ہیں یا نہوں نے کیا کیا ہر کارے برائے دریافت حال آگے آگے روانہ ہوئے لیکن

دو کلمہ داستان اسپان جادو کے سنیے

مے ساقی مجھے اک جام مے دے
کرون گا مین طلسمات جہان طے
یہی میدان ہے ساقی اور یہی گو
مین سچ کہتا ہون قرآن درمیان ہے

مین صدقے ساغر جمشید و کے کے
بہت منہ زور بان اپنی نہ دکھلا
پلا دے جام مے جو کچھ بھی ہو ہو
ہون اک مدت سے دختر رز کا شیدا

الٰہی کلک اپنا زور پر ہے
کہان کا جام ساقی ختم کے خم لا
خیال انجام کا اب کس کو یان ہے
کہان مجھ ایسا بادہ کش ہے پیدا

راوی بیان کرتا ہے کہ جب تک صاحبقران نے درخت کی ڈالی نہیں کی تھی اس وقت تک یہ حالت تھی کہ گھوڑے جو درختون سے پیدا ہوتے تھے اور لوگون کو سوار کر کے لیجاتے تھے تو سامنے اسپان جادو کے پہونچتے تھے اسپان جادو کو صاحب جادو نے صرف ایک اسم سحر کا عامل بنا دیا ہے اس کے سوا وہ اور کچھ نہین جانتا ہے جس وقت گھوڑے لوگون کو لاتے تھے تو یہ اسم سحر پڑھکر انسانون کو زندان مین بھجوا دیتا تھا اور گھوڑون پر یہ اسم سحر دم کرتا تھا کہ وہ دھوان ہو کر اسی درخت مین شکل پہلوان کی پیدا کر کے آویزان ہو جاتے تھے لیکن آج یہ واقعہ گذرا کہ ابرق جادو نے مرکبون پر سحر کے پتلے سوار کر دیے تھے جس وقت وہ دربار اسپان جادو مین پہونچے تو حالت اصلی پر آ گئے دیکھا اسپان جادو نے کہ کچھ چیتھڑے ہر مرکب کی پشت پر رکھے ہوئے ہین اسپان جادو حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا سوار بھاگ گئے اور دامن ان کے الجھ کے رہ گئے ہین اس نے ان چیتھڑون کو اتار اتار کے جمع کیا اور خدمت مین صاحب جادو کے روانہ کیا اور گھوڑون پر اسم سحر دم کیا کہ وہ دھوان بن کر اڑے اور درخت کی طرف چلے یہان صاحبقران عالیشان درخت کو اکھیڑ کر خندق مین پھینک چکے تھے جس وقت یہ دھوان اس مقام پر پہنچا جہان درخت تھا اور وہین نقب کی ہوا لگی دھوان بہت شعلہ بنکر وہان سے پلٹا اسپان جادو کو دربار یاد نہ تھا دھوان شعلہ جوالا بنا ہوا آکر اسپان جادو اور اس کے لشکر پر گرا کر اسی کو جلا کر خاک کر دیا جو دو ایک ملازم اسپان جادو کے اس جگہ موجود نہ تھے وہ تو بچ گئے باقی سب مارے گئے یہ لوگ خبر مرگ اسپان جادو لے کر خدمت صاحب جادو کے روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان چنچل عیار کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی وہ جام مے کہ نہ آؤن خودی مین
جو منہ مین آئے کہدون تجھے دل لگی مین
اب تو مدام جنگل و صحرا مین ہے پا
عیار مجھسا پاؤ گے کب زندگی مین مین

سرشار ہو دل رہون بیخودی مین مین
مارک ہو میرا شیشۂ دل پھیرتا نہ تو
وہ دن گئے کہ رہتا تھا تیری گلی مین مین
جلوہ فگن تو آئینۂ دل مین ہے مرے

لکھون وہ داستان کہ طبیعت پھڑک اٹھے
رونے لگون گا ورنہ ابھی تو ہنسی مین مین
طرار و شوخ و چنچل و بیباک ساقیا
نظارہ تیرا کرتا ہون اس آرسی مین مین

راوی کہتا ہے کہ جس وقت نگہبان زندان مارا گیا اور صاحبقران نے اجلال روشن طالع کو آدمی بنایا اجلال روشن طالع صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے شہر مین آیا بعد ازان نہایت شاد ہوا اجلال نے صاحبقران کی دعوت کی وہان چنچل عیار نے تمام کیفیت انتقام جادو سے بیان کی کہ اس باغ مین ایک شخص آیا تھا پہلے اُسے مرغ آشنا کے لایا پھر اس نے مرغ کو انسان بنایا بعد اس کے اجلال کو قید سے رہا کیا نگہبان کو مارا یہ سنکے انتقام جادو غصہ کھا کر ریحان روشن ضمیر کا قید سے چھوٹنا بہت برا ہوا اب مشکل پڑے گی مگر فوج ساحران کو اپنے ساتھ لے کر بارہ ہزار ساحرون سے شہر اجلال کی جانب روانہ ہوا لہرکارون نے اجلال روشن طالع کو خبر دی کہ انتقام جادو بارہ ہزار ساحرون سے آتا ہے اجلال روشن طالع پریشان ہوا کہ یہ وہی ملعون ہے جس نے ایک بار سب کو پتھر کا بنا دیا تھا لیکن ریحان روشن ضمیر نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائین اس وقت مین اسیر ہو چکا تھا ورنہ اس کی نوبت نہ آتی اب تماشہ دیکھ لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے اجلال روشن طالع اب نحوسی طالع گئی ہے تمہارے سامنے سر میدان اس ساحر کو مارون گا انشاء اللہ

اجلال نے بھی اپنی فوج کو قلعے سے باہر نکالا خیمہ برپا کیا صاحبقران اور اجلال روشن طالع اور ریحان اختر شناس
وغیرہ سب آکر بیٹھے سر لے پچھم کی طرف سے اٹھا دیے گئے یکایک جانب صحرا سے فوج ساحران پیدا ہوئی آگے آگے
استظام جادو گرگدن سحر پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار جلے بد آفت کے پرکالے جو بان بھبو بان کاندھ پر
ڈالے ڈھول اور ڈیرو بجاتے ہوئے نمودار ہوئے اور آکر سامنے لشکر اجلال روشن طالع کے خیمہ برپا کیا اور علم ڈنکہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرین پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اجلال روشن طالع کو ہوئی اس نے بھی کوس حربی
بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو ادھر سے اجلال
روشن طالع مع ریحان اختر شناس و صاحبقران نیک اساس میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا اور اس طرف
سے استظام جادو گرگدن سحر پر سوار مع بارہ ہزار ساحران غدار میدان میں آکر صفیں جما کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے
اجلال تم یہ خیال نہ لانا کہ میری ملک پر ایک شخص آگیا ہو تو میرے ہاتھ سے بچ کے جا نہیں سکتا ایک مرتبہ حالت
تیری بنا چکا ہوں وہ تجھے یاد ہوگی اب کی قتل ہی کر ڈالوں گا زندہ ہی نہ چھوڑوں گا یہ سنکے اجلال روشن طالع نے
کہا کہ او ملعون اپنی خیر منا وہ وقت گیا ادھر ریحان اختر شناس نے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور کے آگے تو اسکا
قتل کر ڈالنا اس سے بھی کم ہے جیسے ایک مچھر کو مار ڈالا لیکن یہ بھی لڑائی کا تماشہ دیکھئے کہ یہ ساحر ہے اور میں ستارہ شناس
ہوں دیکھیے تماشہ کہ ہوتا کیا ہے یہ کہکر اس نے ساعتوں کا شمار کرکے ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھائی اور جانب آسمان
دیکھتا رہا جب اس کے علم کے موافق ساعت مناسب آئی تو اس نے خاک جانب آسمان اڑا دی اور کچھ اسم موکلین ستارہ
کے پڑھتا رہا وہاں استظام جادو مرکب سحر کو بڑھا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے اجلال میں تیری فوج پر بلائے آسمانی
بھیجتا ہوں سپاہ اسے روک یہ کہکر اس نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اس میں سے ہزارہا بھنگے پیدا ہوئے ہوا لگتے
ہی ان میں بالیدگی پیدا ہوئی قریب چار سو طائروں کے پیدا ہوکر لشکر اجلال روشن طالع کی طرف چلے اجلال حیران تھا کہ یہ
طائر کس لیے آتے ہیں اور دیکھیے کیا قیامت برپا کریں گے صاحبقران نے نیزے کا قصد کیا تھا کہ ریحان اختر شناس نے عرض
کی کہ حضور تماشہ دیکھے جائیں کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران پھر تھم گئے ریحان اختر شناس نے جانب فلک دیکھا اور پکارا کہ
اے عقاب اسقدر دیر بس دیکھا کہ ایک عقاب تیز پر پیدا ہوا اور مثل باز کے ان طائروں پر گرا اور طائروں کو نگلنا
شروع کیا یہاں تک کہ تمام طائروں کو نگل گیا اور پھر اڑ کر بلند ہوگیا یہ دیکھکر صاحبقران نے تعریف کی لیکن استظام جادو
پکارا کہ میں تیرے علم و کمال سے آگاہ تھا اسی وجہ سے میں نے تجھکو اسیر کر لیا تھا اب تجھ سے وہ بدلا لونگا پھر جو کچھ ہوگا پھر دیکھا
جائیگا اسے اس سحر کو توڑ یہ کہکر اس نے ایک ترنج سحر جھولی سے نکالا اور اپنے جسم میں سات جگہ نشتر لگائے ادھر ریحان
اختر شناس نے ساعتوں کو شمار کیا تو سات نشتروں میں ایک نشتر ساعت مناسب میں لگ گیا تھا اس نے پہلے سے کہدیا کہ امید
ابھی کچھ نہ کچھ تاثیر اس کا سحر بھی دکھا جائیگا لیکن وہ اثر علم نہیں ہے ادھر استظام جادو نے کچھ اسم پڑھکر خون سے ترنج کو
آلودہ کرکے ریحان اختر شناس پر پھینک مارا ترنج ایک شعلہ جوالا بنکر ریحان کی طرف چلا پس عقاب مثل برق کے قریب اس
شعلے کے آیا اور منقار کھول دی شعلہ دہن میں عقاب کے اتر گیا عقاب مثل آتش بازی کی طرح چرخ مارنے لگا اور بہت
شعلہ پہنچے پھر استظام جادو نے ہر چند چاہا کہ بچے مگر یہ شعلہ سر پر استظام جادو کے گرا کر جلا کے خاک کر دیا بعد اس کے
لشکر پر استظام جادو کے گرا کر اس کا لشکر بھی جل کے خاک ہو گیا مرنے سے ان ساحروں کے قیامت کبریٰ برپا ہوئی اندھیرا
گیرو داری کی آنے لگیں آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری ہر یک سے آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من استظام
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب پھر روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ
لاشیں ساحروں کی جلی ہوئی پڑی ہیں صاحبقران نے ریحان اختر شناس کی نہایت تعریف کی باجے فتح و فیروزی بجتے داخل
بارگاہ ہوئے اسی وقت صاحبقران نے اجلال روشن طالع سے ارشاد فرمایا کہ میں طلسم ہزار کی پر جانے والا ہوں اور یہ مرحلہ

جادو و اُن کا شریک ہوگیا ہو اور ابھی تک بمرتبہ امیر بیابان تک پہونچے ورنہ ممکن نہ تھا غرضکہ جب وقت مقابلہ آئیگا تو دیکھا جائیگا راز ہفتہ اِن دو چند دنون پہلے سو حکیم اشراق یا ابریق جادو کے اور کوئی آگاہ نہ تھا یہ انتظار میں بیٹھے ہیں

کیفیت ب دو گلہ داستان نظام جادو اور درویش امیر شاہی کے سُنئے

ایک دن وہ تھا کہ تھے کرسی اور میخانہ تھا	ہر طریقہ سے رہا ہر فعل سے بیباکانہ تھا
شاہراہ عشق کا رہرو ہوں میں اک دہر میں	کو کہن مزدور تھا مجنون سیری دیوانہ تھا
دیر سے کچھ کام تھا مجکو نہ کعبہ سے غرض	تھا مرید پیر مغ مذہب مرا رندانہ تھا
کل ملے تھے راہ میں اس منعے سے مجکو شیخ	شیشہ تھا اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں پیمانہ تھا

پھر وہ صوفی مشان بادۂ وحدت و دلدادگان شراب معرفت یون نغمہ سرا ہوتے ہیں کہ ہنوز درویش داخل شہر صاحب نہیں ہوئے تھے راستے ہی میں تھے کہ ان کو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ نظام جادو صاحب جادو کی طرف سے برائے انتظام سرحد آتا ہے شاہ صاحب نے حکم دیا لشکر ہمارا ساتھ جائے اُسی وقت تمام فوج اتر پڑی اور خیمے ڈیرے علم درویش کے ساتھ ہی کھڑے ہوگئے اس سے پیشتر جب آپ نقاب دار ابلق پوش بن کے فرامرز ثانی کو فنون سپہ گری تعلیم کرنے آئے تھے اُسی وقت آپ نے اُس تخت کو تو اُٹھا کے زنبیل میں ڈال لیا تھا جو اپنے واسطے ساکنان جبول شہر سے بنوایا تھا اگر مرتبہ جو ظاہر ہوئے تو اُسی تخت کی حیثیت کو خیال میں رکھکر منڈی سے معجزہ طلب کیا منڈی اُسی شکل سے قائم ہوئی اب آپ نے پیدا ہو کر زنبیل سے نکال کر پشت پر اپنے قائم کیا اُن کے ہاتھون میں منصب تھے جن کا بیان اپنے وقت پر آئیگا اب خاص منڈی میں رونق افروز ہیں منڈی اپنی وسط لشکر میں قائم کرائی ہے اندر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا فوج کو اپنی اس نے وہین ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا لشکر درویش میں سے ہوتا ہوا اور پتہ خیمہ درویش کا پوچھتا ہوا سامنے تخت درویش کے پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر چھوٹا سا سائبان کھنچا ہوا ہے درویش بیٹھے ہوئے ہیں نظام جادو نے سامنے پہونچکر آواز دی کہ اے مرد فقیر تم کو یہی گوشہ نشینی بھلی تھی ملک گیری کے ارادہ سے باز رہو ورنہ انجام برا ہوگا یہ فوج جو ساتھ لئے پھرتے ہو معلوم بھی نہوگی کہ کیا ہوئی نہ تمہارا پتہ لگیگا کدھر گئے درویش نے جواب دیا کہ او بے تہذیب اپنے کو دیکھکے گفتگو کر از خیال بیہودہ بگذر ۔ آدمی ما بچشم حال نگر ۔ ہم کو دیکھ اور اپنی طرف نظر کر تو اسوقت ایک ایلچی کی حیثیت میں ہے جو کچھ تیرے مالک نے پیام بھیجا ہو وہ کہدے اور جواب لیکے چلا جا نظام جادو نے کہا کہ میرے مالک نے اس لئے بھیجا ہے کہ کسی غیر کو سرحد میں داخل ہونے دو بیرون سرحد رکو درویش نے کہا پہلے تو کہاں تھا اب تو ہم سرحد میں داخل ہوچکے نظام جادو نے کہا میں تم کو ہٹا دونگا درویش نے کہا کہ کیا مجال ہے تیری جو تو ہم کو ہٹا سکے بس بہتر اسی میں ہے کہ جا اور اپنے مالک سے کہدے کہ کفر کو ترک کر کے فقیر کا پیالہ پی اور راہ نیک حاصل کر اگر اس کے خلاف کریگا تو ایک دم میں سب کو مٹا دونگا نظام جادو ہنسا اور کہنے لگا کہ او فقیر تو کیون سٹری ہوا ہے فقیری اوڑھنے کو ساحری اور بچھونا ہے پس یہ دعویٰ سے باز آ اور پلٹ جا ورنہ مجھے حکم مل چکا ہے ابھی ساری شکل بگاڑ دونگا یہ تخت معلوم بھی نہ ہوگا کہ کہاں گیا شاہ صاحب نے کہا کہ تو نہ مانیگا تیری کیا حقیقت ہے اور تیرا صاحب جادو کیا جان رکھتا ہے کہ فقیر کو اس کی جگہ سے ہٹا دے اسے تو نے نہیں سنا ہے کہ قطب از جائی جنبد بس نظام جادو غصہ میں چلا اور اندر منڈی کے گھس کر چاہا سحر کرون آپ بھی چپکے بیٹھے رہے جب نظام جادو اندر منڈی کے آگیا تو آپ نے اُٹھکے ایک تھپڑ مارا نظام جادو کو سحر تو یاد نہ تھا درویش نے کہا دونون ہاتھ گر مشکین باندھ لیں فرمایا لیجاؤ اس شخص کو لوگون نے اس کو منڈی سے باہر نکالا اب جو اسے خیال سحر کا آتا ہے تو سحر یاد پایا اف کرتے ہی تمام بند جل گئے اس نے خیال کیا کہ جان بچی لاکھون پائے اس بڈھے سے مقابلہ اچھا نہیں جب یہ پلٹا آپ نے آواز دی کہ یہی حال سب کا کر دونگا چاہتا تو تجھے ابھی مار ڈالتا مگر اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ تو جاکر صاحب جادو سے

میرے عظمت و شوکت سے آگاہ کرے اور خود بھی پشیمان ہوکر راہ راست پر آئے نظام جادو جگ کے اپنے لشکر میں آیا
اور سر پر پاؤں رکھ کے بھاگا درویش کے مریدوں نے آکر قدم لئے نہایت خوش ہوئے کہ کیا کام کیا ہو ابھی فوج شاد اور
بھی اکمل ہوکے ظاہر ہوئے ہیں اتنے میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ کوئی شخص ہو کہ اوسے لوگ صاحبقراں کہتے ہیں شہر
اجلالیہ سے اس نے بھی خروج کیا ہے اور شہر صاحبیہ کی طرف وہ بھی چلا آتا ہے یہ سنکے خواجہ کو اطمینان ہوا کہ امیر کی خیر و عافیت
تو دریافت ہوئی پس اسی وقت امیر کے پہونچنے کے لئے ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحبقراں اس وقت
تم کو خدا نے صاحبقراں بنایا ہے اور مجھکو درویش باکمال خلق کیا ہے لہذا تمکو چاہیے کہ ہمارا جھوٹا پیالہ پیو اور آکر مرید ہو جاؤ نامہ
فرامرز ثانی کے ہاتھ میں دے کر حکم دیا کہ جاؤ اور یہ نامہ جواب صاحبقراں زمانہ سے لے کے آؤ یہ سنکے فرامرز ثانی
جانب شہر اجلالیہ روانہ ہوا پہلی منزل پر پہونچ کے فرامرز نے قیام کیا پانچہزار سوار اس کے ہمراہ تھے کہ اسنے کو خبر ملی
کہ صاحبقراں شہر اجلالیہ سے چل چکے ہیں آج قیام امیر کا ایک کوہ پر ہوا ہے اور کل صحرائے صاحبیہ میں منزل ہوگی فرامرز
ثانی نے دل سے کہا کہ اب چل کے کل ہی امیر سے مل لیں گے یہ تصور کرکے شام آسایش کی سحر کو کوچ کرکے
اس طرف سے یہ جانب صحرائے صاحبیہ روانہ ہوا اور اس طرف سے صاحبقراں با وقار تو پہلے ہی آتے تھے چھ دن سے
برابر صحرائے صاحبیہ میں پہونچے دونوں لشکر اترے امیر کے ہرکاروں نے صاحبقراں کو فرامرز کے آنے کی
خبر دی فرامرز کے ہرکاروں نے فرامرز کو امیر کی تشریف آوری سے آگاہ کیا دونوں لشکر جابجا مناسب تجویز کرکے
کسی قدر فاصلے سے اتر پڑے بازار لشکروں کے لگ گئے سپاہیوں نے کمریں کھولیں خیمے ڈیرے استادہ ہو گئے راوٹیاں
چھولداریاں ہر جا میں استادہ ہوگئیں جب شام ہوئی تو فرامرز نے آسودہ ہونے کے بعد سر درویش امیر شاہی کا لپٹ کے باندھا
اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب بارگاہ اجلال روشن طالع روانہ ہوا ہرکاروں نے اجلال شاہ کو خبر دی کہ جس
شخص کا لشکر صحرا میں اترا تھا وہ تن تنہا اس طرف آتا ہے اجلال شاہ نے صاحبقراں کی طرف دیکھا امیر نے فرمایا آنے دو
اور وہ محل کس کے واسطے بچھا دیا جس وقت فرامرز ثانی دروازہ بارگاہ پر پہونچا اور اپنی اطلاع کرانا چاہی
دربانوں نے کہا کہ آپ کے واسطے پہلے سے اجازت حاصل ہو گئی ہے تشریف لائیے فرامرز ثانی نہایت خوش ہوا کہ مجھے
دروازہ بارگاہ پر ٹھہرنا بھی نہیں پڑا جیسے ہی داخل بارگاہ ہوا نگاہ صاحبقراں پر پڑی بطریق خدا پرستان سلام کیا تمام
آداب درویش نے چلتے وقت تعلیم کر دیے تھے صاحبقراں نے جواب سلام دے کر محل کی طرف بیٹھنے کو اشارہ کیا اور
اس جوان کو نہایت پسند کیا فرامرز سلام کرکے محل پر بیٹھ گیا صاحبقراں نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام
شراب لعل لبالب پیش کیا اسوقت فرامرز نے عرض کی کہ میرے مرشد نے جب مجھے پیالہ پلایا ہے تو یہ بھی فرما دیا تھا کہ جام شراب
سے ہمیشہ اجتناب رکھنا لہذا میں معاف کیا جاؤں صاحبقراں نے مسکرا کے فرمایا کہ یہ شراب نہیں ہے شراب ہم بھی نہیں پیتے
ہیں اسوقت اس نے سلام کرکے جام پی لیا فرمایا صاحبقراں نے کہ شراب تو نہ تھی اس نے عرض کی کہ نہیں بعد اس کے
امیر نے فرمایا کہ تمہارا کس ارادہ سے اس طرف آنا ہوا اور نام کیا ہے کس ملک کے رہنے والے ہو فرامرز نے اپنا
نام بتایا اور کہا کہ میں اولاد رستم سے ہوں پہلے تو مسکن میرا شہر عنبر سواد تھا لیکن اب جھول شہر سے آیا ہوں اور
نامہ درویش امیر شاہی اپنے مرشد کا لایا ہوں فرمایا صاحبقراں نے کہ یہ جھول شہر کیا فرامرز نے مختصر حالت سامنے
صاحبقراں کے بھی بیان کی کہ ہمارے مرشد کو شہر عنبر سواد میں بھیک مانگنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی اس سبب سے
انہوں نے سارے شہر کو جھولی میں رکھ لیا اور آکر اپنی مسند کے گرد بسا دیا اسوقت سے یہ جھول شہر مشہور ہو گیا اب
دوبارہ درویش نے خروج کیا ہے اور یہ نامہ حضور کو دیا ہے لیجیے پڑھ کر جواب اس کا تحریر فرما دیجیے صاحبقراں نے نامہ کو
لے کر پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے جواب تحریر فرمایا کہ اے درویش باکمال اگر پیالہ پینے کے معنی اطاعت اختیار کرنے
کے اور پیروی کرنے کے ہیں تو میں پیرو اس رسول مقبول کا ہوں جس کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا سلسلہ رسالت ختم ہو گیا

اور وہ اشرف آدم ہے اُس کا مرید کسی کا مرید نہ ہوگا اعمال پیالہ درحقیقت شربت جو تم کو کے پلانا مقصود ہے تو یہ ایک مکروہ
فعل ہے مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں پیوں اور یوں تو مسلمانوں میں کسی کو ایک دوسرے کے جھوٹے میں تکلف نہ چاہیئے
اگر یہ جواب تمہارے خلاف ہوا ہو تو میں بندہ نہیں ہوں جس طرح تمہارا جی چاہے مجھ کو جواب تحریر کر کے صاحبقران نے
اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا اس لئے کہ صاحبقران کا جی نہ چاہتا تھا کہ فرامرز ابھی چلا جائے ایک کمان صاحبقران کو
طلسم ابلق کے ایک مرحلہ سے دستیاب ہوئی تھی اُس کے قبضہ پر نام ارجن پہلوان کا تحریر تھا اور یہ لکھا تھا کہ یہ کمان
یا اولاد صاحبقران سے کھینچیگی یا اولاد رستم سے اور کسی پہلوان سے کھنچنا اس کا محال ہے اور کمان نہایت خوبصورت
بنی ہوئی تھی دیکھنے میں نازک لیکن نہایت کس دار صاحبقران نے فرامرز سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں فنون سپہ گری
کس نے تعلیم کئے فرامرز نے عرض کی کہ ایک نقاب دار [illegible] ہوا سے آتا تھا اور فنون سپہ گری بتا جاتا تھا بس اتنا
تمہیں اپنے استاد کو جانتا ہوں اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں یہ سنکے امیر کو اور تعجب ہوا ارشاد فرمایا کہ تم نے کبھی
گرز یا کمان پر بھی زور کیا ہے اس نے عرض کی کہ اکثر کمانیں میں نے توڑ کے پھینکدی ہیں اُسوقت امیر نے وہی کمان
ارجن سامنے فرامرز کے پھینکدی اور ارشاد فرمایا کہ اس کمان پر تو زور کرو فرامرز نے جو زور کیا تو دونوں گوشے
کمان کے ملا دیے مگر چہرہ سرخ ہوگیا صاحبقران بہت خوش ہوئے اور وہ کمان فرامرز کو دیدی کہ اب تمہیں اس کمان
کو اپنے پاس رکھو فرامرز نے سلام کرکے وہ کمان لے لی اور دل میں خوش ہوا کہ اپنے مرشد کو دکھاؤنگا صاحبقران
جب اس کے زور کا بھی اندازہ فرما چکے تو جواب نامہ دے کر خلعت عنایت فرمایا فرامرز رخصت ہوکر بخدمت درویش
روانہ ہوا ہنوز درویش در بند صاحبیہ تک نہ پہونچے تھے کہ فرامرز پہونچ گیا اور جواب نامہ درویش کو دیا
درویش جواب نامہ پڑھکر کہنے لگے کہ یہ کمان تیرے پاس کیسی ہے فرامرز نے واقعہ کمان کا بیان کیا درویش نے پشت
پر ہاتھ رکھا اور شاباش دی اور کہا کہ خیر اب تم لشکر کوچ کرکے در بند صاحبیہ پر آنا اور ہم آگے چلتے ہیں دیں صاحبقران
سے بھی فیصلہ ہو جائیگا یہ کہکر اب درویش نے اپنے تخت کو اڑایا اور جانب در بند صاحبیہ روانہ ہوئے مریدوں نے
خوشی کے نعرے بلند کئے کہ درویش تو نہایت باکمال ہیں یہ کمال تو آج ہی ظاہر ہوا کہ تخت اڑا چلا جاتا ہے بعد روانہ
ہونے تخت درویش کے فرامرز ثانی نے بھی کوچ کیا اب تخت درویش کا کوس بھر کے فاصلہ سے صاحبیہ چلا آتا ہے

حال صاحب جادو اور مصاحب جادو اور پہونچنا نظام جادو کا بیان ہوتا ہے۔

دور سے کیا ہے مجھے تو دل کے لگا جانیکی بات — پاس آؤ تو کہیں ہم تم سے گھر انے کی بات
ظرف نشتر مدون کا جو تو میکدے میں پی گیا — ورنہ کی تھی تو نے واعظا ماری تھک تیکی بات
ایکدن مجھیں گے تجھ سے ہم کہی چرخ کینہ جو — زندگی باقی ہے گر تو کیا ہے گھبرانیکی بات
کس نشے سے صبح دولت ہوئے کے ہوئے متغیر — بات کی تھی تو نے غالب جان ہی جانیکی بات

راوی بیان کرتا ہے کہ صاحب جادو اور مصاحب جادو نے قلعہ سے نکل بارگاہ با بارگاہ ہوکر دلشکر کا ہجوم ہے دونوں بھائی
ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے باتیں کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نظام جادو ہیبوجا صاحب جادو نے کہا کہ تو نے کیا خبر کو شکست
دی یا مار ڈالا اور سرحد پر کس ساحر کو بیوز المظلم جادو نام تیر کا تختی شیر آگیا او عرض کی کہ فتیر جانے بدھو تجھ پر
سانحہ گذرا اور ساری روداد اپنی بیان کی صاحب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے دو چار پانچ تخت پر دین میں کار جیسے
نہ ہو سکا خیر جس وقت خیر یہاں آئے گا تو دیکھا جائے گا دوسری خبر یہ پہونچی کہ صاحبقران بھی مع لشکر گران تشریف
لاتے ہیں قریب آ چکے ہیں دوسرے روز صبح کا وقت ہے صاحب جادو اور مصاحب جادو ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ یکایک
جانب آسمان سے ایک تخت جواہر نگار بالائے زمین اترا تخت پر ایک چھوٹا سا شامیانہ کھچا ہوا تھا اور ایک مرد درویش

وضع بیٹھے ہوئے جوگر داں کر رہے تھے درویش نے کہا کہ سلام میرا اس شخص پر ہے جو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور گنوہ
دین کی حقیقت کو جانے صاحب جادو نے کہا کہ او فقیر بھیک مانگنا بھول گیا اب تجھے حکومت کی ہوس نے گھیرا ہے تو ہرگز
اپنی حد میں رہ آگے نہ چل ورنہ زک اٹھائے گا شاہ صاحب نے غصہ میں آکر ارشاد فرمایا کہ میں تجھے راہ راست دکھانے
آیا ہوں گمراہی سے بچانے آیا ہوں اپنا جھوٹا پیالہ پلاؤں گا مرید بناؤں گا صاحب جادو نے سمندون جادو کی طرف دیکھا
اور کہا کہ تو پ دے اس فقیر کو برف میں یہ سنتے سمندون جادو نے کچھ روئی کے پہل توم توم کے اڑانا شروع کیا اور
ان میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں رکھ کر کچھ اسم پڑھنا شروع کیا کہ آن واحد میں ایک ابر محیط ہو گیا اور بارے بارش برف
شروع ہوئی دم بھر میں تمام صحرا سلون سے برف کی پٹ گیا درویش کی منڈی بھی پوشیدہ ہو گئی صاحب جادو نے سمندون
جادو سے کہا کہ اب جایا سو ہنا کر دیکھو کہ فقیر کس حال کو پہونچا سمندون جادو نے دوسرا اسم کیا کہ ہوا چلی ابر منتشر ہو گیا
اور برف پانی ہو کے بہ گئی دیکھا تو فقیر اسی طرح سے تخت پر بیٹھے تسبیح پڑھ رہے ہیں تکبیر و تنگ تر شوا حتاب تو یہ ساحر گمراہ
ہوش باختہ ہوئے کہ یہ اسے کونسا اسم یاد ہے کہ کوئی سحر اس پر تاثیر نہیں کرتا بس سمندون جادو کو غصہ آیا کہ اس نے مجھکو
شرمندہ کیا زمین پر تڑپا اور کڑک کر مثل برق کے گرا کہ سمع تکبیر و اس کو پھونک دوں جیسے ہی منڈی پر گرا خواجہ نے
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ لینا اس کو سمندون جادو مجھ کے دریں طبقے لگا سر پٹخنے لگا یہ دیکھ کر سماں جادو دوڑا کہ ہمنشین کو
بے چھڑاؤں جیسے ہی اس نے ہاتھ بڑھایا اس کا ہاتھ بھی پھنس گیا اب ہر چند یہ سحر پڑھتا ہے اور ہاتھ کھینچتا ہے مگر ہاتھ نہیں
کھنچتا بلکہ آگے ہی کو کھنچا چلا جاتا ہے اب تو سماں نے فریاد کی کہ مجھے بچاؤ صاحب جادو نے کہا کہ واقع میں آپ درویش
کامل ہیں اب ان دونوں گنہگاروں کو چھوڑ دیجیے یہ اپنی گستاخی کی سزا پا گئے درویش نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کے
کہا کہ اگر تم میں کچھ دم ہو تو آکر چھڑا لو صاحب جادو ڈرا کہ ایسا نہ ہو میری بھی یہی حالت ہو درویش سے کہا کہ بہتر
جنگ دیکھا جائے گا ابھی تو جائیے طبل جنگ بجوائیے اور ہم کو اگر گنہگاری دو گے تو ان گنہگاروں کو چھوڑوں گا
ورنہ تمہارے سامنے ان کی گردنیں مروڑوں گا صاحب جادو نے دیکھا کہ فقیر لالچی ہے روپے دے کر کام نکالنا چاہیے آئی
بلا کو ٹالنا چاہیے اسی وقت دو کروڑ اشرفیاں منگا کر رکھ دیں کہ لیجیے یہ گنہگاری حاضر ہے آپ نے ان دونوں ساحروں
کو چھوڑ دیا اور جال مار کر سب توڑے اشرفیوں کے داخل زنبیل کر لیے اتنے میں صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور فرامرز
نامی کئی لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے پہونچا درویش منڈی کو اٹھا کر چلے اور جائے مناسب پر منڈی کو برپا کیا
مجمع طلب کیا کہ منڈی مثل ایک بارگاہ کے وسیع ہو گئی آپ جا کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے فرامرز کو برابر تخت
کے دنگل پر جگہ دی اتنے میں جانب صحرا سے دوسری گرد بلند ہوئی ہرکارے دونوں جانب کے برائے دریافت
حال روانہ ہوئے اتنے میں وہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے صاحبقران عالیشان شاہ جلال دشمن مال لعینہ
اسوار و پیدل کی جمعیت سے نمودار ہوئے سامنے لشکر صاحب جادو صاحب جادو کے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ بنام
صاحب جادو تحریر فرمایا ارشاد کیا کہ کون اس نامہ کو لے جائے جواب لائے گا ریحان اختر شناس نے عرض کی کہ یہ کام اس
غلام کا ہے میں نامہ لے کے جاؤں گا اور جواب باصواب لے کے آؤں گا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا اور جانب بارگاہ صاحب
جادو روانہ ہوا صاحبقران نے ہرکاروں کی ڈاک بٹھا دی کہ دمبدم کی خبر دیتے رہنا اگر ریحان اختر شناس کے ساتھ کوئی
بے عنوانی ہوئی تو وہیں جا کر صاحب جادو کو زندہ نہ لاؤں تو نام اپنا صاحبقران رابع نہ ہو ادھر ریحان اختر شناس نامہ لے کر معہ
چند سواروں کے جانب لشکر حریف روانہ ہوئے مخبر صاحب جادو کو بھی خبر کی کہ وزیر اجلال دشمن طالع آیا ہوا نامہ صاحبقران
لاتا ہے صاحب جادو نے سمندون جادو اور نظام جادو کو برائے استقبال روانہ کیا یہ دونوں آئے اور پیشوائی کر کے
ریحان اختر شناس کو لے گئے ریحان اختر شناس نے نامہ دیا جو کہ صاحبقرانوں کے آداب نامہ اور اگر انا ہر شخص کا کام نہیں ہے القاب
شاہ اجلال کی جانب سے تحریر کیا تھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحب جادو دیکھا تم نے کہ تمہارے باندھے ہوئے

طلسم صاحبقران نے کس آسانی سے توڑ دیے جو تم سب کا افسر تھا یعنی حکیم اشراق اُس کو بھی مارا اب وہ وقت
ہے کہ تم کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گئی ہر چند کہ تم نے میرے ساتھ برائی کی لیکن نیکی راہ بدی پیش راہ بجا کر میں تم کو سمجھاتا
ہوں کہ اب بھی صاحبقران سے صلح کر لو راستہ دیدہ و دانستہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے وہ وقت تمہارے واسطے بھی قریب آ گیا ہے
اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو اور سمجھ بوجھ کر جواب تحریر کرو صاحب جادو اور صاحب جادو نے باہم مشورہ کر کے یہ
جواب تحریر کیا کہ اے اجلال روشن طالع ہم تمہارا احترام نہیں رہن کو تم صاحب سمجھے لیکن ہمیں پاس نمک اُن کا لازمی ہے
جب تک ہمارے دم میں دم باقی ہے کسی کو اس راستے سے نہ جانے دیں گے گو حکیم صاحب نہیں مگر بادشاہ ہمارا حسین سبز قبا
تو موجود ہے ہمیں سرحد کی حفاظت لازم ہے تم جواب جنگ تحریر کر کے طبل جنگ بجواتے ہیں اور میدان میں آتے ہیں
صاحبقران سے جو ہو سکے اٹھا نہ رکھیں ہم صاحبقران کو نہیں مانتے ہیں اگر ڈر ہے تو اس خیرہ کا ہے جو آیا ہوا ہے کہ اس پر
سحر ہمارا اثر نہیں کرتا ہے یہ جواب تحریر کر کے ریحان اختر شناس کو دیا ریحان اختر شناس نامہ لے کر جانب صاحبقران روانہ
ہوا اور جواب لا کر بہ تقدیر صاحبقران کے دیا امیر بہت خوش ہوئے ادھر صاحب جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر لشکر اجلال روشن طالع میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا پھر لشکر درویش
امیر شانی میں ہوئی انہوں نے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی ساحروں نے جا بجا آگ
کے تمام صحرا میں بخور کا دھواں پھیلا ہوا تھا آگیا رہان روشن تھیں نعرے یا سامری و یا جمشید کے بلند تھے ادھر جوانان عالم
کر بندیاں کر رہے تھے ادھر درویش کے لشکر میں یا حق کی پکار تھی جب رات گذر کر صبح ہوئی تو تینوں لشکروں کے لوگ اپنے
اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک ذات میں معروف ہوئے بعد ادائے رسم عبادت اس طرف لشکر اجلال روشن
طالع کا میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا اُس طرف سے فوج صاحب جادو اور صاحب جادو کی میدان میں آئی ایک جانب
سے لشکر درویش بھی میدان میں آکر صف آرا ہوا صاحب جادو نے درویش کی صورت جو دیکھی دل میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو یہ
بھی حریف کا شریک ہو جائے تو پھر کچھ نہ بن پڑے گی پکار کر آواز دی کہ آپ نے کس کے مقابلہ کا عزم کیا ہے درویش نے جواب دیا
کہ جو ہم سے لڑے گا اُس سے ہم لڑیں گے ورنہ ہمیں کوئی دخل نہیں ہے صاحب جادو نے کہا کہ ہمیں صاحبقران سے مقابلہ
منظور ہے آپ تماشہ دیکھئے فرمایا کہ بہتر اگر تم ہم سے نہ لڑو گے تو ہم ہرگز دخل نہ دیں گے جب یہ معاہدہ ہو چکا تو سمندون جادو
نے صاحب جادو سے اجازت لی اور میدان میں آکر پکارا کہ کون خدا پرست ایسا ہے کہ اس بندہ سامری کے مقابلے میں آ کے
ہنر جنگ دکھائے یہ سنتے ہی صاحبقران عالی وقار نے مرکب کی باگ لی اور سامنے سمندون جادو کے پہونچکر آواز دی کہ
کیا کہتا ہے لا جو ہے اپنا سمندون جادو نے ایک نارنج جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر اُس پر دم کر کے امیر با توقیر پر کھینچ مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھنا شروع کیا نارنج سے جو شعلے نکل کر صاحبقران کی طرف چلے تھے قریب آتے ہی فرو ہو گئے اُس وقت سمندون
جادو نے صورت اپنی اژدر کی بنالی اور صاحبقران کی طرف چلا کہ نگل جاؤں امیر نے اسم اعظم پڑھ کر اژدر کی طرف دم
کیا سمندون جادو ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا کہ گھٹنوں کے بل چلا آتا ہے فرمایا خبردار اپنی کس چال میں ہے سمندون جادو نے بھاگنا
چاہا امیر نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی سمندون جادو کے قیامت کبریٰ برپا ہوئی صاحب جادو نے آواز
دی کہ مار لو اس کو جانے نہ پائے ارے یہ تو بلائے بد معلوم ہوتا ہے بس یہ سنتے ہی سب ساحر گھیرے تیغ نارنج پکڑ پکڑ کے
صاحبقران کی طرف چلے ادھر سے اجلال روشن طالع نے اپنی فوج کو اشارہ کیا یہ لوگ بھی تلواریں کھینچ کھینچ کے جا پہنچے جنگ
ہونے لگی ساحروں کے گولے تیغ تیغ چل رہے تھے اور جوانان اسلام تلواریں برسا رہے تھے ہر طرف صدائے بگیر و بزن
بلند تھی ساحروں کے مرنے سے قیامت برپا تھی اسی گرمی جنگ میں صاحب جادو نے گرز صاحبقران پر گرا کہ جلا کر خاک
کر دوں امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے برکت اسم اعظم سے اسم سحر باطل ہوا صاحب جادو سامنے امیر کے زمین پر گرا
صاحبقران نے دوڑ کر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی صاحب جادو کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلنے لگی

آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مرصاحب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صاحب جادو کے راستہ کا طلسم ٹوٹا سامنے لشکر صاحبقران عالی وقار نظر آنے لگا
ادھر ابرق جادو نے جوانان اسلام کو مژدہ دیا کہ معلوم ہوتا ہے امیر باتوقیر نے مالک مرحلہ کو مارا اور راستہ کھل گیا لوگ
بیابان سے دوڑے آگے دیکھا تو جنگ ہو رہی ہے بس سرداران اسلام نعرے کر کے گرے ساحروں کو چاروں طرف
سے گھیر لیا صاحب جادو نے جھلا کر ایک گولہ فولادی درویش کی منڈی پر کھینچ مارا کہ اسی کی وجہ سے شکست کھائی
معلوم ہوتا ہے کہ یہی چپکے چپکے کوئی افسون پڑھ رہا ہے کہ سحر چارا آتا نہیں کہ کارگر اسی سے سمجھ لینا چاہیے گولہ جو آکر منڈی پر گرا
درویش نے آواز دی کہ کیوں تو نے بدعہدی کی اب ہم بھی تیرے ساتھ رعایت نہ کریں گے مار لو اس کو بس یہ کہنا تھا
کہ تمام فوج درویش کی بھی آپڑی ساحروں کو گھیر لیا صاحب جادو منڈی میں گھس پڑا کہ فقیر کو مار ڈالوں منڈی
میں جاتے ہی راستہ بھولا سحر یاد نہ رہا بس درویش نے اپنے ملازموں سے اشارہ کیا کہ باندھ لو اس کو سب لپٹ گئے
اور صاحب جادو کو پکڑ کے باندھ لیا زبان پر پھلکہ چبھا دیا درویش نے فرامرز ثانی کو آواز دی کہ صاحبقران نے
صاحب جادو کو مارا تم اسے قتل کرو دیکھوں تو کیسے جوہر نکالتے ہو یہ کہکر صاحب جادو کو پھینکا فرامرز نے
زمین پر گرنے سے پہلے تلوار ماری کہ صاحب جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اس کے مرنے سے اور آفت برپا ہوئی ساحروں
کے جی چھوٹ گئے آواز امان بلند ہوئی فوج اسلام نے چاروں جانب سے گھیر لیا تھا بھاگنے کی راہ بھی نہ ملتی تھی جب ساحروں
نے دیکھا کہ کسی طرح جان نہیں بچتی ہے تو ناچار فریاد بلند کرنے لگے یا صاحبقران کی دہائی پہنچی اسوقت اہل اسلام نے
جواب دیا کہ امان بشرط ایمان سب نے کہا ہمیں بدل منظور ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکا لیکن خیال ہوا تو درویش نہیں ہیں
وہاں خواجہ منڈی اڑا کے پہلے ہی قلعہ میں داخل ہو گئے اور جس قدر مال صاحب جادو کا تھا سب لوٹ کے داخل قلعہ
کر لیا اور پھر منڈی اڑا کر لشکر میں چلے گئے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب چاہیے آپ کے کسی اور مقام پر جانا
بالفعل یہیں فرصت ٹھہرنے کی نہیں ہے یہ کہکر اپنی فوج کو لے کر جانب قلعہ سماجیہ روانہ ہوئے یہاں فوج اسلام
جو داخل قلعہ ہوئی اور جا بجا الحق ایمانیں قلعہ میں جگہ نہ پایا رہے پہنچے خدمت امیر باتوقیر میں آئے اور بیان کیا کہ یہ
ساحر نہایت مفلوک تھا ایک پیسہ قلعہ سے نہیں ملتا یا امیر کو تعجب ہوا ساحروں کو بلا کر ان سے دریافت کیا سب نے
عرض کی کہ ہمارے مالک کے یہاں بہت بڑی دولت تھی نہیں معلوم کیا ہو گئی امیر نے سب ساحروں کو ابرق جادو کی
ماتحتی میں دیا اور آپ کوچ کر کے جانب دربند سماجیہ روانہ ہوئے وہاں خواجہ پہلے ہی پہنچ گئے اور اس کا مال بھی
مل چکا کر ڈالا اور ایک واسطہ کو معین جا کر اپنا لشکر اتارا جب صاحبقران عالیشان پہنچے تو معلوم ہوا کہ درویش جان
لے گئے تھے اپنی جانب سے قلعہ کا حاکم معین کر گئے ہیں لوگوں نے اس شخص کو ہٹا دیا صاحبقران نے منع کیا اور فرمایا کہ
درویش بڑا حق پرست ہے اور یہ قلعہ اسی کا حق ہے اس لئے کہ اس نے صاحب جادو کو مارا ہے الغرض خاموش ہو رہے پھر
امیر نے اس مقام سے ہٹ کر قیام فرمایا بارگاہ برپا کرائی تمام سردار اکٹھے ہوئے طیمور شیر پنجہ اپنے دخل پر جلوہ افروز
تھے سب سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے تھے کہ یک مرتبہ امیر کو اپنے ان ملازموں کا خیال آیا جو اس
دربند میں جا کے پھنسے تھے پوچھا صاحبقران کہاں ہیں لوگوں نے عرض کی کہ ان کا تو کئی روز سے پتہ نہیں کہ کہاں گئے
فرمایا کہ عیاروں کو بلاؤ کہ جا سے سرداروں کو تلاش کریں جو اس دربند میں اگر اسیر ہوئے تھے اب وہ کہاں
غائب ہو گئے ارشاد صاحبقران کے موافق لوگ چار جانب روانہ ہوئے لیکن بیان کا حال سنئے کہ جس روز سے
طیمور شیر پنجہ والے نے دیو فقیر فیل پیکر کو مارا اور گرز سام بن نریمان کو اٹھایا صاحبقران طیمور سے کشیدہ خاطر ہیں
کہ اب ہم کو اٹھا سکنے میں صدق کیا رہ گیا جو ہم نے کیا وہ اس نے کیا طیمور نے بھی خیال کیا کہ اب وہ توجہ صاحبقران
عالیشان کی میری جانب باقی نہیں ہے اس نے گرز سام بن نریمان صاحبقران عالیشان کے پیش کیا اور

عرض کی کہ یہ امانت حاضر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ لے طیمور اب یہ گرز تمہین باندھا کرو اور ہم آج سے پندرہ دھڑی
کی ضرب باندھین گے جو تمہاری ضرب تھی یہ طعن آمیز معنی خیز کلمہ طیمور کو نہایت ناگوار ہوا ایک تو یہ بے التفاتی صاحبقران
سے یون ہی بددل ہو رہا تھا اب یہ کلمہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ اپنے سامنے کسی کا فروغ
نہین چاہتے یہ آپ کے خوش ہونے کی بات تھی یا رنج کرنے کی کہ ہم سینہ سپر ہوئے آپ کو تکلیف مقابلہ نہ اٹھانے دی
یا گرز پر زور کیے جو اٹھا لیا اس کی شکایت خدا سے کیجیے کہ اس نے مجھے اتنی قوت کیون دی آجتک بسبب بزرگی
کے مین آپ کا لحاظ کرتا تھا مگر اب مجھے منظور ہوگا اس لیے کہ اگر آپ سن مین بڑے ہین تو مین رشتہ مین بڑا ہون آپ ایرج نوجوان
کے پوتے ہین اور مین بیٹا ہون اگرچہ چھوٹا ہون اگر آپ مین دست راستیون کا لگاؤ نہ ہوتا تو یہ مادہ رشک کا نہ پیدا ہوتا
مین اپنے نا قدرون کے ساتھ رہنا پسند نہین کرتا نہ مجھے ہوس صاحبقرانی ہے نہ مجھکو ضرورت جانفشانی ہے صاحبقران
کا چہرہ ان باتون پر غصہ سے سرخ ہو گیا کہ اس نے مجھکو ننھال کا طعنہ دیا فرمایا اے طیمور بس اپنی طرف دیکھو کہ تم کب
بیابان کے جرات پالے جاتے ہین اگر ہم نے انسان کا دودھ پیا ہوتا تو اسقدر مغضوب الغیظ ہوتے طیمور نے کہا کہ مین نے
اس کا دودھ پیا ہے جس کے نام کو دنیا مین جرأت پیدا ہوتی ہے کون آپ کی بارگاہ مین ہے کہ مجھسے آنکھ ملائے یہ کہکر تمام سردارون پر
آنکھ ڈالتا ہوا نکلا چلا گیا ۔ سرداران دست راست نہایت برہم ہوئے تھے کہ یہ منہ در منہ ہمکو برا کہ گیا لیکن جب طیمور
نے آنکھ ڈالی تو ایک کی بھی جرأت نہ ہوئی کہ طیمور کو ٹوک دے یا آنکھ پر آنکھ ڈالے طیمور نے باہر آکے بہرہوت رعد آواز
سے کہا کہ ہم صحرائے مشرق کی طرف چلتے ہین تم لشکر کوچ کر کے آؤ یہ کہکر اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھ کے نکلا ہوا چلا گیا شاہ
شیر پرور کو بعد مین معلوم ہوا کہ بیٹے آنکے اور صاحبقران سے بگڑ گئی ہے اور تا قاصرا صحرائے مشرق کی طرف گیا ہے
بس یہ بھی نشان سم مرکب دیکھتا ہوا جانب صحرا روانہ ہو گیا بعد اس کے بہرہوت رعد آواز بھی کل لشکر کو لے کے جانب مشرق
روانہ ہوا ایمانی سرداران دست چپ کو طیمور کے جانے کا نہایت ملال ہوا مگر بخوف صاحبقران سے کچھ نہ کہ سکے

اب دو کلمہ داستان سیلان جادو خواہر مصاحب جادو کے بیان کیے جاتے ہین

ڈور ہوا پیا چراغ اوردون کا اب گل ہو چکا
جبکہ میخانہ مین دور ساغر مل ہو چکا
اٹھ مینہ یا وہ کشی غلل ہو اب ساقی کی بزم

نغمہ ہی مثا دل خندہ گل ہو چکا
دل لگانا وقت رزمے کھیل ہو کیا امتحان
رند بیکار اٹھ گئے وہ غور و غلغل ہو چکا

واہ ری تقدیر ہوگئین جو ایسا دہ کب
اب عبادت ہو چکی حضرت توکل ہو چکا
یہ باتک زندان ہو اور سکن اس کا

بہت ہی جو لوگ ان مرحلون پر اسیر ہوئے تھے وہ صحرائے مشرق کی طرف روانہ کر دیے جاتے تھے یہ سردار جن کو پسند
کرتی تھی انہین قید رکھتی تھی اور کبھی کبھی اپنا مطلب دل اُن سے بر لاتی تھی اور جن کو پسند نہ کرتی تھی انہین بہوت
ہجون کے کھلا دیتی تھی دیون معلوم ہوئی تھی ابھی تک اس کو خبر نہ تھی کہ دونون بھائی میرے مارے گئے اور طلسم شکست
ہونے کو ہے دن رات مصروف عیش و نشاط تھی قضائے کار طیمور شیر پرور کو راستے مین ایک آہو دکھائی دیا طیمور نے
اسکے آہو کے تعاقب مین گھوڑا ڈالا آہو بھاگا جاتا بھاگتے بھاگتے دیوار باغ پھاند کر اندر باغ کے داخل ہوا یہان سیلان
جادو کا ایوان تھا دو مرتبہ آہو نے جست کی اور طیمور نے اپنے گھوڑے کو ماؤن مین فاصلہ مرکب مانند برق کے اچک کر باغ
مین پہونچ گیا طیمور نے تیر مارا کہ آہو کی دم مین پڑا اور تڑپ کے گر گیا طیمور نے مرکب سے اتر کر اُس آہو کو ذبح کر ڈالا
سیلان جادو قصر باغ سے یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ پیچھے آہو کے ایک جوان آیا اس نے آہو کو ذبح کر ڈالا اب یہ غصے مین
آئی کہ اسے مین صید کرون گی لیکن نظر جو اس کی جمال شاہزادہ طیمور پر پڑی بے خود ہو گئی پکاری کہو صاحب بادل
پہلے تو چوری کرنا دوسرے دل دکھانا تجھے سے پالا ہرن کو بھید کیا اب میں پکارون تمہکو پانے چلے طیمور نے دیکھا کہ ایک
دو بون کر رہی باتین بنا رہی ہو فرمایا جا دور ہو میرے سامنے سے تیری صورت مجھے بری معلوم ہوتی ہے ہم نے خوب کیا جو کھیت

گیا جہان تک جاری تلوار کی چمک پہونچ گئی ہے وہان تک ہمارا قبضہ ہے یہ تقریر رودل طیمور کی دیکھا سیلان جادو ہنسی اور کہا کہ شاید ابھی تو نے مجھے آگاہ نہین ہے جب آگاہ ہو جائے گا تو مجھے بہتر کوئی حسین تجھے نہ معلوم ہوگا فرمایا تو کون ہے جان کر اس نے کہا کہ مین مالک زندان ہون اور اب تو میرے باغ مین آگیا تو بھی میرا قیدی ہے یہان سے نکل کے نہ جا سکے گا طیمور نے کہا کہ جب چاہون گا چلا جاؤن گا تو کتنی کہاں ہے سیلان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چند دانے اشک کے مارے اور کہا کر دیکھ تو اپنی حالت کو اب تو اپنے اختیار مین ہے یا سے طیمور نے دیکھا کہ دست و پا بے قابو ہوئے ہو بیٹھ گئے کہ یہ ساحرہ معلوم ہوتی ہے زمین سے بچنے کی غرض سے صاحبقران کے احسان سے بچانے کوئی اُن کا خیر خواہ مجھے آکے نہ چھڑا سکے سیلان جادو قریب آئی اور کہنے لگی کہ تو نے جوان ہے اگر تو کام دل میرا بر لائے گا تو مرتبہ عالی پائے گا ورنہ مر کر اگر یہ کہ مر جائے گا اور اگر جانے کا راستہ نہ پائے گا طیمور نے یہ سنکے منہ پر سیلان جادو کے تھوک دیا اور فرمایا کہ او ناکتخدا اس سے تو مجھے مرنا قبول ہے ایسی بےحیتی سے خدا بچائے سیلان جادو کو نہایت ناگوار ہوا مگر مجبور ہو کر پلٹ آئی کہ طیمور یہ جبل مائل ہو گئی تھی راستہ باغ کا نظر بند کر دیا اور طیمور سے سحر اپنا اتار لیا طیمور ہر چند باغ مین پھرتا ہے مگر راستہ نہین پاتا ان کو تو اس سرگردانی مین رہنے دیجئے لیکن حال طیمور کے عیار جہتر شاہور شیر دل کا سنیئے کہ یہ اپنے آقا کی تلاش مین نشان سم مرکب دیکھتا ہوا چلا آتا ہے آتے آتے زیر دیوار باغ پہونچکر نشان قدم معدوم ہوگئے شاہور نے سمجھ لیا کہ آقا میرا اس باغ مین ہے اس نے جا بجا طرف پھرنا شروع کیا کہ دروازہ پاؤن تو اندر جاؤن یا کسی نگہبان سے دریافت کرون وہان سیلان جادو دیوار کو سحر سے بلند کر چکی تھی اب اتنی دیوارین نہ تھین جنھین شاہور جاند سکتا اسی گشت مین رات ہو گئی بس شاہور نے صورت اپنی ایک گویّے کی بنائی اور زیر دیوار باغ بیٹھ کر گانا شروع کیا وہان سیلان جادو نے حسب معمول بالاخانہ پر آکے قیام کیا گائنین حاضر ہوئین شغل سرود و ستار ہونے لگا یکایک شاہور کے گانے کی آواز سیلان جادو کے گوش زد ہوئی اس نے کہا کہ اے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے سوسن اس کی کنیز تھی اُس نے آکر دیوار پر سے جھانکا دیکھا کہ ایک خوبصورت سا لڑکا بیٹھا ہوا گا رہا ہے پلٹ آئی اور سیلان جادو سے بیان کیا سیلان جادو نے کہا جا کے اُسے لے آ کنیز باہر باغ کے آئی اور سامنے شاہور کے پہونچی کہا تم کو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہین شاہور نے کہا کہ مین تو خود ملکہ کا نام سنکے آیا تھا لیکن رسائی کا کوئی ذریعہ نہ پایا اب سے یہین بیٹھکر شور مچانے لگا کہ شاید آواز میری ملکہ کے کان تک پہونچ جائے اور اسی ذریعہ سے رسائی ہو جائے سوسن نے کہا کہ تمھارے گانے نے یہین کر دیا چلو جلدی چلو شاہور اُس کنیز کے ساتھ اندر باغ کے آیا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے بالائے قصر روشنی ہو رہی ہے کنیز شاہور کو لئے ہوئے بالائے قصر پہونچی اور سیلان جادو کے سامنے شاہور کو پیش کیا سیلان جادو نے کہا کہ تیرا نام کیا ہے اور رہنے والا کس ملک کا ہے شاہور نے کہا مجھکو سرمست خان کہتے ہین وطن توران ہے باپ کا نام ہے ملک باختر کا رہنے والا ہون جب سے خداوند سامری کی بربادی ہوئی اور مسلمانون کا عمل ہوا ہم لوگون کی قدر جاتی رہی آخر وطن کو چھوڑا کہ کوئی ہم سے قدردان مل جائے تو اسی کے ہو رہینگے سیلان جادو نے کہا کہ تو تو خوب گاتا ہے مین زندگی بھر اپنے پاس سے تجکو جدا نکرون گی سرمست خان نے کہا کہ اے ملکہ ابھی آپ نے گانا میرا کہان سنا ہے یہ تو رونا تھا اپنے حال پر کہ جنگل مین بیٹھا تھا نہ کوئی سننے والا تھا نہ پرکھنے والا تھا اب سنیئے گا ملکہ نے کہا کہ اچھا گا و ہم تمکو خوش کرینگے شاہور نے گانا شروع کیا جو گائنین یہان گا رہی تھین وہ منہ تکتا سے منہ دیکھنے لگین شاہور ایسا ایسا گایا کہ سیلان جادو کو محو و بے خود کر دیا آخر مین یہ غزل شروع کی غزل

ہر دم حسنت تری یارب کہتا کچھ اور کہتی ہے	خوشا قدرت تری ٹھنڈی ہوا کچھ اور کہتی ہے	دکھائی ہے نئے انداز کا جوبن جھڑی مینہ کی
چمک بجلی کی بادل کی صدا کچھ اور کہتی ہے	زہے اللہ جنگل برسات کا موسم ہے دنیا مین	ہر اک کوہ و بیابان کی فضا کچھ اور کہتی ہے
قیامت زہ پپیہون کا تڑپ کر پی کہان کہنا	یہ شور شرابات دن کی بلا کچھ اور کہتی ہے	بیابان اس کی صنعت کیا عجب گرہا ہو شیدا کی
عجب یہ فصل برسات کی ادا کچھ اور کہتی ہے	تقاضا اور ہی کچھ اندنون ہے طبیعت کا	گرہ پا بندی رسم حیا کچھ اور کہتی ہے

مضامین ہو چکے بارش کے بہتوں خوب باتوں کی | رہو خاموش گو فکر رسا کچھ اور کہتی ہے | خواجہ امیر نے یہ غزل گائے کہ

سیلان جادو کو وہ بے خود کر دیا تازہ معشوق کا خیال آیا یا تو شگفتہ طبیعت تھی یا پژمردہ سی ہو گئی یہ بھی تو معیار جواہر شناسی
مین کامل دستگاہ رکھتا ہے سیلان جادو کی چشم و ابرو دیکھکر کہنے لگا کہ اے ملکۂ آفاق اسوقت کیا خیال آیا کہ دفعتاً خوشی
دشمنون کی غم سے مبدل ہو گئی سیلان جادو نے کہا کہ تو بڑا جوہر شناس معلوم ہوتا ہے کہ میرے دل کی بات پہچان لی گذری
ہوئی سب جان لی بیان کرنے سے کیا فائدہ شاہور نے کہا کہ ہم بھی رئیسون کے کھلونے ہین ہمیشہ قدر دانون مین گذری
ہے کچھ تو ارشاد فرمائیے دل کی بات زبان پر لائیے اب مین بھی شکر گزارون مین داخل ہون مجھ سے پردہ کرنا بے جا ہے چھپانا
کس بات کا ہے جس کو کسی کی محبت نہین وہ آدمی کیا ہے بہتر ہے سیلان جادو سے ایسی باتین بنائین کہ کھل کھل کہنے لگی کہ جیسے
کسی مرد نے انکار نہین کیا لوگ میرے تعلق کو اپنا فخر جانتے ہین ہمیشہ خواہ الحمد سے لیکن ایک ظالم کل میرے باغ مین آیا میرے
آہو ہرن کو مارا مین اس کو سزا دینے اٹھی تھی کہ نظر جو اس کی صورت پر پڑی غصہ فرو ہو گیا تازیانہ ہاتھ سے چھوٹ پڑا میں نے
غصہ کرنے کے بدلے منت کی مگر اس نے ایک نہ مانی شاہور نے کہا کہ میں بھی تو اس کی صورت دیکھون کیا آپ سے وہ بھی
اچھا ہے آخر اس رکاوٹ کا سبب کیا ہے ملکہ نے کہا کہ آ مین دکھا دون مگر شرط یہ ہے کہ اس کا غصہ فرو کر دینا مجھ سے رضامند کر دینا
شاہور نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے مجھے اس کی صورت تو دکھائیے انھین کامون مین بسر ہوئی ہے ایسی باتین بناؤن کہ وہ
خود آپ کے خواہشمند ہون اور آپ اس طرح کشیدگی کرکے ان سے بدلا لیجئے اسطرح کی باتین بناتا ہوا ساتھ چلا ملکہ شاہور
کو لئے ہوئے باغ مین آئی دیکھا کہ طیمور ایک درخت کے نیچے سکوت مین بیٹھا ہے سیلان جادو نے کہا کہ دیکھو وہ جوان یہی
ہے اب شاہور نے پہچانا دل مین کہا کہ خوب پھنسے سیلان جادو سے کہا کہ اب آپ ذرا علیحدہ ہو جائیے بلکہ سامان عیش منگوائیے
خلوت خانہ آراستہ کیجئے مین ابھی دو فقرون مین راضی کرکے لاتا ہون ان کی ساری ہیکڑی بھلاتا ہون سیلان جادو خوشی
خوشی بالاخانہ پر آئی اور سامان عیش و راحت مین مصروف ہوئی یہان شاہور گرو بنا ہوا قریب طیمور کے آیا سلام
کیا طیمور نے صورت دیکھی اور کہا کہ تو کون ہے اور کس واسطے آیا ہے شاہور نے کہا کہ گویا ہون دو باتین پوچھنے آیا ہون
فرمایا تو کیا پوچھتا ہے شاہور نے کہا جو میرے جی مین ہو گی فرمایا بیان کر شاہور نے کہا کہ آپ کو ملکہ کے وصل سے کیون انکار
ہے یہ پریشانی بہتر ہے یا وصل یار جانی بہتر ہے فرمایا او زشت خو وہ قحبہ قابل وصل ہے یا لائق قتل ہے اگر مجھ سے ایسی ہی باتین کرنا
ہے تو جا دور ہو شاہور نے کہا اسقدر نہ بگڑو آخر تمھارا حرج کیا ہے اگر یہ نہ کرو گے تو زندگی بھر اسی قید مین مروگے فرمایا موت
ہزار درجے بہتر ہے ایسی مردار کے وصل سے وصال بہتر ہے تو باتین نہ بنا جا خیر خواہی نہ جتا جا مجھی کو وہ لگانہ مبارک ہو میرا
حبیب من قابو چلا دینگی ڈالون گا اس وقت شاہور نے کہا کہ ذرا آنکھ ملائیے کسی بھیس مین ہوے خادم کو خیال مین لائیے
مین ہون شاہور طیمور نے کہا کہ ارے تم کیونکر آگئے شاہور نے کہا جس طرح آ گئے اب کچھ نہ پوچھو اب موقع اسی کا ہے کہ
وصل پر رضامند ہو جاؤ نوبت وصل نہ آنے پائے گی کہ یہ لکا جہنم مین پہونچ جائے گی فرمایا کہ جھوٹ مجھ سے نہ بولا جائے گا
شاہور نے کہا کہ آپ جھوٹ نہ بولئیگا خاموش بیٹھے رہیے گا یہ سنکے طیمور اپنے مقام سے اٹھے شاہور شاہزادے کو
اپنے ہمراہ لئے ہوئے بالاخانہ پر آیا سیلان جادو نے جو دیکھا کہ شاہزادہ اس کے ساتھ ہے نہایت خوش ہوئی گلے میں موتیون کا
مالا پہنے تھی اتار کر شاہور کو بطور انعام کے دیا شاہور نے کہا کہ یہ تو حق ہمارا ہے سیلان جادو نے کہا یہ کیسا جواب دیا
کہ جب ہم آپ کے ہوے تو ہم نے آپ کی ہاری ہے اب شاہور شراب کی شیشیون کے قریب آیا اور سیلان جادو سے کہا کہ اگر
اجازت ہو تو ساقی گری میں کرون غلام کو اس کام مین بھی کمال حاصل ہے خداوند سار یہ تک بزم میں وہ وہ ساقی گری کی ہے
کہ اہل محفل کو بے خود بنا دیا ہے نشان دیا ہے سیلان نے کہا مین نے تجھکو اپنے شراب خانہ کا داروغہ کیا تو ہی ساقی گری کر شاہور
نے جام لبریز کیا اور دوسرا جام ہاتھ مین لیا مگر سیلان جادو کی نظر چوکی بھر دیا تھا پہلے طیمور کے آگے آیا خالی جام منہ سے لگا لیا
ملا دیا اور دوسرا جام سیلان جادو کو دیا سیلان جادو پی گئی شراب منہ سے لگتے ہی ہلاکے ساتھ کہا یا میرے ساقی [illegible]

ب شاہور نے گانا اور ناچنا شروع کیا سیلان جادو بھی اٹھ کر ناچنے لگی ہوا لگتے ہی بے ہوشی نے طمانچہ مارا چھینک آئی سر
نیچے اور ٹانگیں اوپر زمین پر گری شاہور نے نعرہ کیا کہ او کافرہ سنبھل شاہور شیر پیر ہوں اور خنجر مارا لیکن نہ کاٹا آہنی بدن تھی
تھی تلوار اچٹ گئی طیمور نے بھی اٹھ کے کئی ہاتھ مارے لیکن اثر نہوا بس شاہور نے جلدی سے کسوت عیاری سے
کئی تھیلیاں بارود کی نکال کر تمام جسم پر سیلان جادو کے بارود پھیلا کر حقہ آتشبازی مارا کہ سیلان جادو جلکر کوئلا ہو گئی بس
مرتے ہی اس کے ایک قیامت برپا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین کا ہل گیا تمام درخت باغ کے مثل درخت آتشبازی کے
جلنے لگے صدائیں دار و گیر کی بلند ہوئیں آتش باری و سنگ باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ گشتی مرا نام تھا
سیلان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ قصر ہے
ایک جنگل سا ہے جو لوگ اس کی قید میں تھے وہ سب رہا ہوئے انہیں قیدیوں میں رفقائے صاحبقران بھی تھے
یہ سب خدمت شاہزادہ طیمور میں حاضر ہوئے سلام کیا طیمور نے کہا اے شاہور ان کے شانوں پر مہریں
لگا دے تاکہ صاحبقران کو معلوم ہو کہ ہمارے رفیقوں کو طیمور نے آزاد کیا یہ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے
شاہور نے حسب ارشاد اسیوقت ان کے بازوؤں پر مہریں لگا دیں اور رخصت کر دیا رستے میں گرد اڑی اور
پر ہوت رعد آواز مع لشکر پہونچا طیمور نے اسی مقام پر بارگاہ برپا کرائی اور قیام کیا صبح کو کوچ کر کے آگے روانہ
ہوئے اب ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

خدا حضور پہ کس دن یہ جان نثار نہ تھا
لب آئے تم تو نہیں کب قلب داغدار نہ تھا

بروز حشر ہمارا حساب کیا ہوگا
گناہ اتنے کئے ہیں کہ کچھ شمار نہ تھا

کمان بادہ کشی مجھ پہ کل شاکیوں واعظ
خدا سے ڈر مجھے کیا خوف کردگار نہ تھا

یہ آج کیا ہے جو سینہ صاف ہے جو نہ ہو سبو
شیر کو کبھی اتنا تو بادہ خوار نہ تھا

کہ بعد روانہ ہوئے طیمور شیر پیر کے صاحبقران نے ہرکاروں سے دریافت کیا کہ اب آگے اس کے کونسا قطعہ ہے
ہرکاروں نے عرض کی کہ حکیم اسرار الحکمت کا دیوان خانہ ہے یہ مقام نہایت سخت ہے سنا ہے کہ جس قدر شیر بحری اس
عمارت میں ہیں جو اس طرف سے گذرتا ہے اسے پھاڑ کھاتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ میں کل ضرور جاؤنگا میں نے ان
شیروں کو مار کر راستہ صاف کیا با آب تھا وہان اجل ہوا جب صبح ہوئی تو ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ جو سردار مہم
پر بھیجے تھے وہ صحرائے مشرق سے آئے ہیں جس وقت وہ خدمت میں صاحبقران عالیشان کے پہونچے تو سارا
ماجرا بیان کیا اور مہر اپنے بازوؤں کی دکھائی امیر کو نہایت ناگوار گذرا اسی وقت اپنی بارگاہ سے نکال دیا کہ اب تم
طیموری کے لشکر میں جاؤ یہ لوگ نہایت پریشان جانب صحرا روانہ ہوئے اور صاحبقران کوچ کر کے دیوانخانہ
حکیم اسرار الحکمت کی طرف چلے راستے میں ابرق جادو نے عرض کی کہ یا امیر اس محل پر اسم اعظم حضور کا کام نہ دیگا
فرمایا جو کچھ ہو میں ضرور جاؤنگا مجھے اب اپنی زندگی دشوار ہے ابرق جادو نے دیکھا کہ امیر کو غصہ ہے نہ مانیں گے
خاموش ہو رہا جب صاحبقران ذیشان مع فوج و نشان سامنے دیوانخانہ کے پہونچے تو لشکر کو اترنے کا حکم دیا
خیمے ڈیرے برپا ہو گئے دوسرے روز صاحبقران ذیشان تن تنہا مرکب پر سوار ہو کر چلے اسوقت ابرق جادو
قدموں پر گر پڑا کہ حضور ابھی جانے کا قصد نہ فرمائیں پہلے اس غلام کو اجازت دیں اگر یہ کام مجھ سے نہ بنے تو پھر آپ کو
اختیار ہے صاحبقران نے خاموش ہو کر قبول فرمایا اسوقت ابرق جادو نے رخ اس عمارت کا کیا جس وقت قریب پہونچا تو تمام
شیر بحری حرکت میں آئے اور ابرق جادو کی طرف جھپٹے ابرق جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک دی کہ جانب

صحرا سے بہت سے خرس پیدا ہوے اور آکر شیروں سے کلہ بکلہ لڑنے لگے یہانتک لڑے کہ گتھ کے رہ گئے اب ابرق جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپ تماشہ ان جانوروں کی لڑائی کا دیکھئے میں جاتا ہوں اور ایک تختی لاتا ہوں جب تک وہ تختی نہ آئیگی کام نہ چلیگا یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہوگیا جس مقام پر کہ مقبرہ حکیم اسرار الحکمت کا بنا ہوا تھا وہاں پہونچا اور بیرون مقبرہ کی کھود کر وہ تختی ساختۂ حکیم اسرار الحکمت نکال کر لایا یہاں تک کہ شیر اور خرس سرگرم جنگ ہیں آخر سست ہوکے اور لپٹ کے رہ گئے تھے کچھ دیر ساکت ہوجاتے تھے اور پھر لڑنے لگتے تھے ہبرابرق جادو نے آتے ہی عکس اس تختی کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق تڑپ کر گری شیر اور خرس جلکر خاک ہوگئے صاحبقران سے عرض کی کہ اب تشریف لائیے امیر اس دیوانخانے میں آئے دیکھا کہ تمام حکما کی تصویریں اس میں نصب ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزم حکیمان آراستہ ہے اور ہر شبیہ پر نام صاحب شبیہ کا تحریر ہے امیر نے اس مقام کی سیر کی اور یہی مرکز اپنا قرار دیا جب سردار جمع ہوے تو اجلال ہمت طالع نے دست بستہ عرض کی کہ ایک التماس میری بھی قبول ہو فرمایا بیان کرو اجلال نے تصویر ملکہ کی سے آکر عرض کی کہ اس دختر کو کنیزی میں قبول فرمائیے صاحبقران نے گردن جھکائی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمہاری استدعا قبول ہے غرضکہ مختصر سامان کرکے شب کو عقد صاحبقران عالی وقار کا ملکہ محبوب سیمتن کے ساتھ کردیا گیا بعد عقد صاحبقران نے سنکر خواجہ نے صورت اپنی تبدیل کی اور لشکر میں پہونچے جس قدر زر وجواہر بچھا ہوا تھا سب لوٹ کر داخل زنبیل کیا اور اپنے لشکر کی راہ لی جس قدر خادم وخدمتگار تھے محروم رہ گئے رات کو امیر وصل سے محبوب سیمتن کے کامیاب ہوے جلد سے اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کہ نہایت جری وبہادر ہوتا ہے ذکر اس کا آئندہ دفتر میں آئیگا بسبب عقد صاحبقران عالی وقار کے کچھ دنوں رسم نامہ و پیام ملتوی کی ہیں یہاں تو امیر مصروف عیش ونشاط ہیں لیکر اب

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سبز قبا کے بیان ہوتے ہیں

غزل بر آغاز داستان

انکھاکیں مخیبان جیسے جو کی دام میں آگئے
وہ مٹے دنیا الہی جو کبھی تو کام میں آگئے
کہاں تک ساتھ دے گی یہ وہ لباس اتقا زاہد
جو بجلی کی طرح چشم خیال خام میں آگئے
دو پیماں سے رکھا ہے گر میرکفن تو کیا
سمجھنا زہر اسے بھی اگر بادام میں آگئے
ملا قبر ہر منزل میں لطف آغوش مادر کا
کہ تم سے واسطہ میں یاد رہیں جام میں آگئے
یہ داغ ایک ملے ہر اور ساتھ لے دم آخر
ابلنے دیکھنا ہے کون کون الزام میں آگئے
غروب مہر سے گھبرا ہی آکر تیرہ بختی نے
ہنر لیے جو آتے ہی تو کس کس کام میں آگئے
گواہ حال ابتر آرزو ہی کی بے ربطی

شکایت کیا ہو درد وغم دل ناکام میں آگئے
کچھ ہو جو پھر کو تو اپنے کام میں آگئے
فغاں میں درد اثر آو دل ناکام میں آگئے
جو ستقل ہے ہر سو میں ہمیں کام میں آگئے
کیا یہ جوش پیا زہر ساقی میں سے تو نے
خوشی اس وقت لازم ہے کہ اب یہ کام میں آگئے
بے دیدار خوباں ہے زیارت کعبۂ دل کی
عدم تک ملک ہستی سے بڑے آرام میں آگئے
انکھاکیں مخیباں پھر بتاں کی وہ کہ دل تو نا
کہ تم افسوس آئے بھی تو کس ہنگام میں آگئے
بجائے شکر کروں سے کیا کوئی ستغناء الہ
کہاں سے روشنی مہر سے جراغ شام میں آگئے
بری اچھی کوئی تاثیر تو پیدا کریں نہ
بجا ایسے حرف قسمت سے آرام میں آگئے

نہیں ہو جب سے حسرت نہ کیونکر کام میں آگئے
نکلے جو وہ حسرت پھول دل ناکام میں آگئے
مدد کوئی تو دے کو ہاے کام میں آگئے
نظر بھر کر بتاں کے دیکھنے کیا کروں حسرت
ہوے شیشے شکستہ دل سے وہ جام میں آگئے
حریف چشم جانبر کیا ہو جب تنہا نظر آگئے
بتوں کے سلسلے بھی ہیں ہوگی اسلام میں آگئے
لگا دے منہ سے ساقی دیر ہوگی اس کھینچ میں
نہ کیونکر چور ہو شیشہ جب اپنے کام میں آگئے
جفائیں تو ہیں نے ظلم سہ کر سکھائی ہیں
جو دل بیتاب ہو کر پیش بام میں آگئے
جفا سہکر وفا کا نام اگر روشن کیا تو کیا
کی تکلیف میں ہو باطل آرام میں آگئے
سے یا شنو اسے ہمدم داستان

کہ باز آمدم برسر داستان۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حکیم اشراق الحکمت مارا گیا ہے تو ملازمین لاش اس حکیم کی اٹھا کر لے گئے تھے یہ روتے اور پیٹتے حسین سبز قبا بادشاہ شہر حصن انگیں کی خدمت میں پہونچے اور لاش

سامنے بادشاہ کے رکھدی حسین سبز قبا لاش کو حکیم اشراق الحکمت کی دیکھکر بہت رویا تمام شہر سیاہ پوش ہوا
اور لاش حکیم کی اُٹھائی گئی تمام شہر واسطے تماشے کے آیا کوئی ایسا نہ تھا جو سیاہ پوش نہو بادشاہ خود جنازے کے ہمراہ تھا اور
خیر خواہان دولت بھی ساتھ تھے لوگ کہتے تھے کہ وہ کونسا شخص تھا جس نے ایسے شخص کو مارا جس سے ساحر ڈرتے تھے
ابھی سے رعب صاحبقران شہر حسن آگین پر چھا گیا لوگوں کے دلوں میں ہیبت پیدا ہوگئی ہے جا کے حکیم اشراق الحکمت
کو مقبرہ حکیم اسرار الحکمت میں دفن کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ عرس حکیم اسرار الحکمت کا قریب تھا جس روز حکیم اشراق
کا چہلم تھا اُسی روز حکیم اسرار الحکمت کا عرس تھا تمام شہر جمع ہوا اس عرس میں خوشی کے بدلے ہر ایک پر غم طاری تھا
جو شخص پیر کہ اس مقبرہ کا مجاور تھا ایک کتاب امانتاً اُس کے پاس رہتی تھی سال بھر بعد عرس میں وہ کتاب نکالی جاتی
تھی اور اُس میں سال بھر کا حال تحریر ہوتا تھا اُسی پر سب کار بند ہوتے تھے اور جو کچھ لکھا ہوتا تھا وہ ظہور میں آتا تھا مثلاً
جس سال کے بارے میں قحط لکھا ہوتا تھا اُس سال قحط ضرور پڑتا تھا لوگ اناج خرید خرید کے رکھ چھوڑتے تھے دوسرے
ملکوں سے منگا لیتے تھے اور اپنے ملک کا غلہ کہیں نہ جانے دیتے تھے جس سال وبا ہونے والی ہوتی تھی اُس کی خبر بھی اُس
کتاب سے ملجاتی تھی لوگ قبل سے جنگلوں میں رہنے کا بند و بست کر لیتے تھے اور جس شخص کو اپنی عمر یا کسی اور بات کی نسبت
دریافت کرنا ہوتا تھا وہ اُسی کتاب سے فال دیکھ لیتا تھا تو معلوم ہوجاتا تھا چنانچہ اس عرس میں جو وہ کتاب نکالی گئی تو یہ
تحریر تھا کہ اس سال سکہ بدل جائے گا اور مکان مثل شاہزادے کے ہو جائے گا بادشاہ نے اس عبارت کے معنی اُسی
پیرمرد سے دریافت کئے اُس نے بیان کیا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حصار ٹوٹ جائیں گے اور دوسرے ملک کے لوگ
اس شہر میں آنے جانے لگیں گے اور آپ کو کسی دشمن کے مقابلے میں شکست اُٹھانا پڑے گی جس سے بجائے آپ کے سکہ
اُس کے نام کا جاری ہوگا اس کے بعد تحریر تھا کہ دختر بادشاہ کا شوہر وہ شخص ہوگا جس کا مرکب ابلق اسلحہ الماس نگار ہوگا
حسن و جمال میں عدیم المثال ہوگا اور تلوار کے زور سے اس ملک میں داخل ہوگا یہ تمام باتیں سنکر بادشاہ کمال مسرور
ہوا مگر رنجیدہ بھی ہوا کہ ملک آئین میں فرق آجائے گا حکومت کو زوال ہوگا تخت جاتا ہے گا جب عرس برخاست ہوا
تو بادشاہ پلٹ کے اپنے ایوان میں آیا بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ مرحلے سب ٹوٹ گئے صاحب جادو اور صاحب
جادو مارے گئے اُسوقت بھی بادشاہ کو اطمینان تھا کہ ابھی وہ مرحلہ باقی ہے جس کا توڑنا عقل میں نہیں آتا یعنی دیو اکال
حکیم اسرار الحکمت کے شیر چوبی کہ نہ وہ حرکت کرنے دے میں نہ گرسنے مٹ سکتے ہیں آخر میں یہ بھی خبر پہونچی کہ وہ مرحلہ
بھی شکستہ ہوگیا اب بادشاہ پریشان ہوا اس نے ایک عیار کو روانہ کیا کہ جا کے خبر لا کہ افسران لشکر حریف میں کوئی ایسا
شخص بھی ہے جس کا مرکب ابلق اور اسلحہ الماس نگار ہو اور حسن و جمال میں سب سے بہتر ہو اگر ایسا جوان ہے تو اُس سے جنگ و
جدال بیکار ہے بلکہ جس صورت سے وہ راضی ہو صلح مناسب ہے کہ کتاب حکیم اشراق الحکمت خبر دے رہی ہے کہ ایسا
شخص ملکہ کا شوہر ہوگا عیار یہ حکم پا کر برائے دریافت حال روانہ ہوتا ہے اور بادشاہ انتظار میں اپنے عیار کے بیٹھا ہے لیکن اب

دو کلمہ داستان لشکر اسلام و ملکہ سمان رخ ابرو و خواجہ خضران کے بیان ہوتے ہیں

ستمگر جان حزیں پر عذاب آئے گا
قیامت آئے گی جسدن شباب آئے گا
کسے خبر تھی کہ ظلمت میں بھی مجھے اے شمع
ہمارے گھر میں کبھی آفتاب آئے گا

کسی پہ جب دل خانہ خراب آئے گا
زمین و آسمان آئینگے زلزلے میں تمام
سوال بوسہ لب پر عتاب آئے گا
راویانیکہ در سخن شہرہ اند

ابھی سے فتنۂ محشر ہیں سنبھلے میں وہ
جو بات پر دل پُر اضطراب آئے گا
یقین ہے کہ چمکیگی قسمت کبھی منیر اپنی
شرح این داستان چنان کردہ اند

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد فتح مرحلہ حکیم اسرار الحکمت صاحبقران نے جشن خوشی کیا ہے کہ اب اس مقام پر کوئی طلسم باقی نہیں

رہ گئی ہے سب دقتیں طے ہو گئی ہیں علاوہ اس کے نئی نئی شادی ملکہ محبوب سیمتن سی معشوقہ کے ساتھ ہوئی ہے امیر
عیش و نشاط میں مصروف ہیں دن عید رات شب برات ہو رہی ہے کہ ایک نامہ حاکم شہر بردوان کا اجلال وحشی طالع کو
پہونچا شتر سوار نے آکر نامہ دیا خیریت بیان کی اجلال نے نامہ کو کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے برادر مہربان بھابی تمہاری
اور دختر میری اپنی بہن اور بہنوئی کے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہیں سنا ہے کہ تم نے عقد اپنی دختر کا کسی نامی شخص کے ساتھ کر دیا
ہے اگر تم اس دختر کا آنا خلاف مصلحت سمجھو تو مجھے اطلاع دو کہ میں اس کو نہ آنے دوں اور اگر مناسب جانو تو لکھو کہ میں
اُسے بھیج دوں ہر چند کہ تمہارے خدا پرست ہو جانے سے میرا جی تو نہیں چاہتا تھا کہ تم سے ملوں یا اپنی دختر کو ملنے دوں
مگر مجبور ہوں کہ رشتہ میرے تمہارے اتنا نازک ہے جو کسی طرح قطع نہیں ہو سکتا اجلال وحشی طالع اس نامہ کو لئے
ہوئے اپنی دختر ملکہ محبوب سیمتن کے پاس آیا اور مضمون نامہ کا سنایا محبوب سیمتن اپنی پھوپھی زاد بہن کے آنے
کی خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اسی وقت صاحبقران کو بلا بھیجا اور وہ نامہ امیر کو دکھایا اور اجازت مانگی امیر نے فرمایا کہ
وہ بہن ہے تمہاری تو بلاؤ کیا قباحت ہے اجلال وحشی طالع نے جواب میں لکھ بھیجا کہ اے برادر یہ بات دریافت کرنے کی
کیا تھی جیسی محبوب سیمتن ویسی سمان کج ابرو مجھے دونوں برابر ہیں اور تبدیل مذہب کی شکایت جو تم نے لکھی ہے
بالکل بیجا ہے اس لئے کہ اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل ہے نہ تم میری قبر میں میرے بچانے کو آؤ گے نہ میں تمہاری قبر میں تمہاری
امداد کر سکتا ہوں اپنی عاقبت آپ ہی بھگتنا پڑے گی لہذا میں نے جس دین و مذہب کو اچھا جانا اسے اختیار کیا میرے
تبدیل مذہب سے تمہیں کسی طرح کا ضرر نہیں پہونچ سکتا ہے یہ جواب نامہ کا لے کر نامہ بر روانہ ہوا اجلال وحشی طالع نے
عرض کی کہ یا امیر میں تو اپنے کو غلام سمجھتا ہوں لیکن بردوان شاہ میرا بہنوئی ہے اور خدا پرست بھی نہیں ہے جو آپ کے
مرتبے سے آگاہ ہوتا اور میرے اس کے رشتہ نازک ہے کہ وہ اس شخص کا بہنوئی ہے اور ملکہ سمان کج ابرو میری بھانجی
ہوتی ہے لہذا اس کے ساتھ ایسا برتاؤ ہو کہ سمان کو کوئی شکایت نہ ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ میں خلاف وضع
ملکہ کو براہ استقبال بھیجوں گا اس لئے کہ میری بھی تو سالی ہوتی ہے اجلال نہایت خوش ہوا لیکن نامہ دار جو نامہ لیکر
شہر بردوان میں پہونچا بردوان شاہ کو نامہ دیا بردوان شاہ نے نامہ کو پڑھا اپنی دختر کو نہایت جاہ و احتشام سے
سوار کر کے روانہ کر دیا لیکن چلتے وقت خوب سمجھا دیا کہ ان خدا پرستوں کے بہکانے میں نہ آ جانا اور اپنا دین قدیم ترک
کر کے مذہب خدا پرستی نہ اختیار کر لینا ملکہ نے عرض کی کہ میں اپنی بہن کو دیکھنے جاتی ہوں نہ تبدیل مذہب کرنے جاتی ہوں
بلکہ سمجھا بجھا کر اپنی بہن کو بھی دین قدیم کی طرف رغبت دلاؤں گی غرض کہ ملکہ سوار ہو کر جانب لشکر صاحبقران روانہ
ہوئی قریب چالیس ہزار کے فوج بھی اس کے ساتھ ہے اور انہیں جلیسیں مصاحبین سب ملا میں سواری اس کی نہایت
تزک و احتشام کے ساتھ چلی آتی ہے ہر منزل کوس کوس بھر کے فاصلے سے آگے اور پیچھے چلتی ہے اس خیال سے کہ ملکہ پر کسی کی
نظر نہ پڑے اور ملکہ کے محافہ کے پردے اُٹھے ہوئے ہیں اور یہ سیر صحرا دیکھتی ہوئی چلی آتی ہے کہ نہایت نازک مزاج
ہے جس وقت یہ قریب لشکر صاحبقران پہونچی تو اس نے مقام کیا اور اس کے آنے کی خبر اجلال وحشی طالع اپنے ماموں
پاس کہلا بھیجی کہ کوئی واسطے استقبال کے آئے چند سوار خبر آمد ملکہ سنانے کی غرض سے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے
اور باقی کوس کوس بھر کے فاصلے سے لوگ اُترے کہ ملکہ کا خیمہ شہر پردے میں نصب ہو گیا ملکہ اپنے خیمے کے آگے ٹہل رہی
ہے لیکن حال درویش امیر شالی کا سنئے کہ لشکر ان کا بھی تین چار کوس کے فاصلے پر اترا ہوا ہے خدا جانے وہ کیا کیا
منصوبے بنا رہے ہیں کہ نہ تو یہ جبل شہر میں جاتے ہیں نہ لشکر صاحبقران میں آتے ہیں منڈھی بانی بالا کے رو برو
کئے ہوئے بیٹھے ہیں ہوش کے دم بھر اک گئے ہیں یہ دیکھ کر فرامرز شالی کا بھی جی گھبرایا اس نے گذارش کی کہ حضور تو بھی
یہاں رونق فروز رہیں گے اگر مجھے اجازت ہو تو میں شکار کو جاؤں دو چار آہو صید کر کے حضور کے واسطے بھی لاؤں
فرمایا کیا مضائقہ ہو جاؤ مگر جلد واپس آنا کہ شاید ہوا اپنی گھبرا لئے اور ہم کوچ کریں تو تمہارے سبب سے دیر ہو جائے

عرض کی کہ روز صبح کو جاؤں گا اور شام کو واپس آؤں گا یہ کہکر اُس نے کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور سامان شکار فراہم
کرکے جانب صحرا روانہ ہوا صحرا میں ایک مقام پر پہونچ کے خیمہ برپا کیا اور تن تنہا مرکب پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ
ہوا ایک مقام پر دیکھا کہ چند آہو چر رہے ہیں ایک مرتبہ آہو چاپ پاتے ہی منتشر ہوکر فرار ہوے پس فرامرز نے ایک
آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو نہایت تیز بھاگا اس کے بھاگنے پر فرامرز کو اور غصہ آیا عہد کرلیا کہ اب اسے شکار کرکے نہ مارا
تو نام اپنا فرامرز نہ پایا آہو بھاگتے بھاگتے اسی مقام پر پہونچا جہاں خیمہ ملکہ سمان کج ابرو کا برپا تھا آہو یہاں آکے
چھپا سامنے خیمہ تھا اور پشت پر آفت ناگہانی کی طرح فرامرز چلا آتا تھا آہو چوکڑی بھولا بس ساتھ ہی بگولہ گرد کا اٹھا
اور فرامرز تتاقی پیدا ہوا اس نے آتے ہی حلقہ کمند کا آہو کی گردن میں ڈال دیا اور کود کے مرکب سے آہو کو دبوچ
کے ذبح کر ڈالا نظر جو ملکہ محبوب سیمتن کی اس جوان رعنا پر پڑی دل مائل ہوگیا یہ بھی جوانی میں بھری ہوئی تنہا اپنے
خیمے کے آگے ٹہل رہی تھی آواز دی کہ او صیاد ظالم تو بڑا بیدرد معلوم ہوتا ہے اس خوش چشم سے تو نے آنکھ پھیر لی
اور ذبح کر ڈالا اس نے پلٹ کے دیکھا تو ایک آفت ہوش خیمے کے آگے کھڑی ہوئی گھور رہی ہے ملکہ بھی انتہا کی حسین
فرامرز بھی اس پر دل سے مائل ہوا کہا کہ اے ملکہ خداوند عالم نے جس چیز کو حلال کیا ہے اسے ہم حلال سمجھتے ہیں اور جسے حرام کیا
ہے اسے حرام جانتے ہیں انسان خوش چشم کو پیار محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں آہو کو ذبح کرکے کھاتے ہیں اور میں نے تو آہو
کو صید کیا تم نے مجھکو صید کیا میں اس آہو کے کباب لگاؤں گا اور تم یقین ہے کہ میرا دل جلاؤ گی ملکہ نے کہا کہ اے شخص
خدا کے غضب سے ڈر تو نے تو مجھ سے آہو کو ذبح کیا میں نے کیا کیا فرامرز نے کہا کہ تمہاری تیغ نگاہ نے مجھے ذبح کر ڈالا
ملکہ نے کہا کہ اب یہاں سے جاؤ ایسا نہ ہو کوئی دیکھے تو میں بدنام ہوں گی لوگ خدا جانے کیا خیال کریں گے فرامرز
نے کہا کہ میں کہہ دوں گا کہ ملکہ نے مجھے اشارے سے بلایا تو میں یہاں آیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ کیا اچھی آپ کی دوستی ہے
فرامرز نے کہا کہ جب تم دشمنی کروگی تو ہم کیوں دوستی کرنے لگے ملکہ بولی آخر میں نے کیا دشمنی کی فرامرز نے کہا کہ
اگر تم سے دور رہیں گے تو جلیں گے مریں گے تم کو اپنی بدنامی کا اتنا خیال ہے اور ہماری جان کا ذرا بھی پاس نہیں
ہے ملکہ نے کہا کہ اگر تمکو تن تنہا آہو کھائے جاتا ہے تو خیر آؤ میرے خیمہ میں بیٹھو کباب لگا کے کھاؤ جب آسودہ ہو تو گے چلے
جانا لینے کے واسطے کسی کو ناراض کرنے سے کیا حاصل فرامرز نے دیکھا کہ یہ بھی کچھ چاہ جیکے باتیں کرتی ہے عورت زبان
سے دفعتاً اقرار تو کرنے کی نہیں خیر دیکھا جائے گا یہ وحشی رام ہو ہی جائے گا ہرن کو کھینچکے خیمہ کی طرف لے چلا تھا کہ
ایک نکاول بھی اس کے ساتھ کا آپہونچا فرامرز نے اس نکاول سے کہا کہ کباب لگا نکاول نے بیٹھ کے ہرن کو
صاف کیا اور کباب لگانے لگا فرامرز ملکہ کے خیمہ میں چلا آیا اور بیٹھ گیا سہیلیوں نے ملکہ سے پوچھا کہ یہ کون مرد تھا
ہے ملکہ نے کہا کہ بیچارہ مسافر ہے تھوڑی دیر دم لے لیگا پھر چلا جائے گا سہیلیاں بولیں کہ اے ملکہ یہ مناسب نہیں
ہے کہ غیر مرد آپ کے خیمہ میں بیٹھے اس میں بدنامی ہوگی آپ تو بچکے چھوٹ جائیں گی آئی گئی ہمارے سر ہوگی ہماری
ناک چوٹی کی خیر نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ مردارو یہ کوئی بات ہے کہ جس سے چاہا عیب لگا دیا خیمہ تنہا بھی تو نہیں ہے لاؤ
کشتی شراب کی اسی وقت کشتی شراب کی حاضر کی گئی کباب گرم گرم بھن کے آتے جاتے تھے یہ دونوں شراب پیتے
جاتے تھے اور کباب کھاتے جاتے تھے اسی اثنا میں فرامرز نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتی ہو ملکہ نے کہا
کہ میں دختر ہوں بردوان شاہ حاکم شہر بردوان کی محبوب سیمتن دختر اجلال شاہ میری ماموں زاد بہن ہے
میں اس کے دیکھنے کو آئی ہوں تم کون ہو اور کس خاندان سے ہو فرامرز تتاقی نے کہا کہ میں اولاد رستم سے ہوں
نام میرا فرامرز تتاقی ہے اور ایک مرد درویش کا مرید ہوں اس طرف شکار کھیلنے چلا آیا تھا یہاں آکے تمکو دیکھا اے
ملکہ درویش ہمارے عجیب باکمال شخص ہیں انھوں نے ایک زمانے میں سارا شہر اپنی جھولی میں اٹھا کے رکھ لیا تھا اور
دوسرے مقام پر جھولی سے نکال کے بسا دیا تھا اب اس شہر کو جھولی شہر کہتے ہیں درویش یہاں سے تین کوس کے

فاصلے سے ایک کوشک پر رونق افروز ہیں ملکہ نے کہا کہ اب تم جاؤ لوگ میرے استقبال کو آتے ہوں گے اگر تم کو دیکھ لیں گے
تو میں بدنام ہو جاؤں گی اور تمہاری جان جائے گی فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ میں چلا تو جاؤں لیکن میرا دل تجھے دیا
ملکہ نے کہا کہ تمہارا دل تمہارے سینے میں ہے یا میرے پاس ہے فرامرز نے کہا بیشک میں نے نہیں دیکھا تھا اس وقت تو
بیشک میرا دل میرے پاس تھا لیکن اب تمہاری دزدیدہ نگاہیں چرا لے گئیں اب دل تمہارے پاس ہے ملکہ نے کہا پھر
ہمارے تمہارے کسی مقام پر ملاقات ہو جائے گی لشکر خداپرستان کچھ دور نہیں ہے مجھے بھی صحرا میں رہنے کا شوق ہے تم
پھر آنا فرامرز نے کہا کہ خداپرستوں میں جا کر کوئی ان کے دام سے نکلتا ہی نہیں ہے اگر تم کو میرا پاس ہے تو اسی وقت میرے
ساتھ چل چلو ملکہ نے کہا اس میں رسوائی ہوگی فرامرز نے کہا رسوائی بھی ہوگی کام بھی نکل آئے گا میں مشہور کر دوں گا
کہ ملکہ کی طبیعت فقیر کی طرف مائل ہوئی انہوں نے درویش کی مریدی اختیار کی ملکہ نے کہا کہ میری وجہ سے درویش پر بھی
بھی آفت آئے گی فرامرز نے کہا کہ درویش سے کیا مجال ہے کسی کی کہ بے ادبی کر سکے وہ عجب باکمال شخص ہیں تم نے ابھی ان کی
کرامتیں دیکھی نہیں ہیں ملکہ بھی سوچی کہ سچ تو کہتا ہے جب لشکر میں پہونچوں گی تو میری نگرانی کامل طور سے ہوگی پھر نکلنا میرا
دشوار ہوگا اب چلے ہی چلنا صلاح ہے بس ملکہ نے کہا کہ اگر چلنا ہے تو جلد نکل چلو ورنہ پھر محال ہوگا فرامرز اٹھ کھڑا ہوا اور ہوائی
منگا کر ملکہ کو سوار کیا چند سہیلیاں ساتھ ہو لیں اور بعض رہ گئیں کہ ہم تو نہ جائیں گے اس میں ہمارے واسطے بدنامی ہے
فرامرز ثانی ملکہ کو لے کے روانہ ہو گیا اور شام کو درویش کی خدمت میں پہونچ گیا اور عرض کی کہ شاہزادی پر دوان
آپ کی مرید ہونے کے واسطے آئی ہے درویش حیران ہوئے کہ شاہزادی پر دوان کیا اور میں کیا پوچھا کہ صاف
صاف بیان کرو مجھے کیا جانے فرامرز نے کہا کہ کون ایسا ہے جو حضور سے واقف نہیں اس کا حسن عقیدت لے آیا ہے
فرمایا تم سے کس طرح ملاقات ہوئی فرامرز نے مفصل کیفیت بیان کی کہ مجھے شکار پر اس طرح سامنا ہوا میں نے آپ کی
تعریف کی اس کو اشتیاق پیدا ہوا چلی آئی اور اب کہتی ہے کہ میں ہمیشہ درویش کی خدمتگزاری میں بسر کروں گی میں نے
سلطنت اور حکومت سے ہاتھ اٹھایا درویش نے فرمایا کہ لاؤ اسے فرامرز نے محافہ ملکہ کا سامنے طلب کیا ملکہ آئی اور
محافے سے اتری درویش کو مودب ہو کے سلام کیا درویش نے دست شفقت پشت پر رکھا اور پوچھا کہ بچہ تو کیوں
آئی ہے کسی کے جبر سے یا اپنی خوشی سے اگر تجھے کوئی جبر سے لایا ہو تو جہاں تو کہے میں حفاظت سے بھجوا دوں ملکہ نے
عرض کی کہ یہ کنیز اپنی خوشی سے آئی میں تنہا تو تھی نہیں کہ کوئی مجھ پر جبر کر سکتا فوج لشکر سب کچھ میرے ساتھ تھا میں
خود آئی ہوں درویش سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے ان دونوں میں دل تعلق پیدا ہو گیا فرمایا کہ خیر اگر آ گئی ہو تو رہو اور
فرامرز سے کہا کہ خبردار ابھی ہاتھ بھی اس کو نہ لگانا سوا دیکھ لینے کے ان کو خیال ہوا کہ شاید صاحبقران یا کسی
عزیز صاحبقران کی منظور نظر ہو تو برا ہوگا یہ لشکر سے آیا ہے جس وقت صاحبقران کو معلوم ہوگا تو قیامت برپا
ہوگی اور درویش نے پہرہ عیاروں اور سرداروں کا گرد خیمہ ملکہ سمان رخ ابرو کے معین کر دیا اب فرامرز
کسی کسی وقت جاتا ہے اور ملکہ کو دیکھ آتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھئے وہ کونسا دن ہوتا ہے کہ وصل سے اس کے کامیابی ہوگی
لیکن اب ادھر کا حال سنئے کہ صاحبقران عالیشان جو خیمہ میں ملکہ محبوب سیمتن کے تشریف لائے تو دیکھا کہ ملکہ بیٹھی
ہوئی کچھ تصویریں الٹ پلٹ کر رہی ہے صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے ملکہ کیا دیکھ رہی ہو کہا آپ بھی دیکھئے یہ تصویریں
میرے عزیزوں کی ہیں امیر تصویریں دیکھنے لگے ملکہ بتاتی جاتی ہے کہ یہ میری پھوپھی کی تصویر ہے یہ بہن کی تصویر ہے ایک
تصویر ملکہ سمان رخ ابرو کی بھی سامنے آ گئی ملکہ نے کہا کہ یہ ماسی بہن کی تصویر ہے جو میرے دیکھنے کو آنے والی ہے
صاحبقران نے جو اس تصویر کو دیکھا تو بشرے پر شوخی پائی گئی فرمایا کہ اے ملکہ اس کے تیور برے ہیں مجھے یہ
نہایت چالاک معلوم ہوتی ہے پشت پر صاحبقران کے طیفور بادہ گرد عیاران کھڑا ہوا تھا اس کی نظروں میں بڑی
اس کو نہایت پسند آئی کہا یا صاحبقران آپ کیا فرماتے ہیں یہ تو بھولی معلوم ہوتی ہے ملکہ خفا ہوئی کہ تو میری بہن کو کیا

بتاتا ہی جیسا آپ مکار ہو ویسے سب کو سمجھتا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ بانو نہ مانو یہ ہمارا بھائی ہی تم سے رشتہ جنسی
کا ہی اگر کنانو کا کسی سے لگنے سے کیا ہوتا ہی جب امیر تصویریں دیکھ چکے تو کچھ دیر بیٹھے رہے بعد اس کے باہر تشریف لائے
بس طیفور قدموں پر گر پڑا فرمایا کیوں کیا کچھ ہو بیان کرو طیفور نے عرض کی کہ آپ تو عقد کر چکے اور وصل سے
بھی ملکہ محبوب یمن کے کامیاب ہو چکے سمان بج ابرو کو مجھے دیجیے فرمایا کہ اُسے آنے تو دو اگر وہ تم سے رضامند
ہوگی تو میں ضرور تمہارا عقد اُس کے ساتھ کر دوں گا طیفور یہ اقرار لے کر روانہ ہو گیا اس کے تو دل کو لگی ہوئی تھی
ہرکاروں کو روانہ کر دیا کہ دیکھو ملکہ کہاں تک آئی ہی یہاں صاحبقران نے فرمایا کہ خضران کا بھی کہیں پتہ ہی لوگوں
نے عرض کی کہ جس وقت آپ درخت کو اکھاڑ کر خندق میں پھاندے تھے اُسی وقت سے خضران بھی غائب ہیں ہم
سمجھتے تھے کہ وہ آپ کے ساتھ ہوں گے فرمایا کہ مجھے اور خضران سے پھر ملاقات نہوئی خدا جانے وہ کہاں ہی
صاحبقران ثالث اُس کو میرے پاس چھوڑ گئے تھے مجھے یہ تشویش ہی کہ اگر خضران کا پتہ نہ ملا تو میں جس وقت خانہ
کعبہ جاؤں گا تو اُن کو کیا منہ دکھاؤں گا طیفور واپس آگیا تھا اس نے عرض کی کہ یا امیر آپ بھی کن خیالوں میں ہیں
وہ ایک چوتھا مکار تھا مال و اسباب میرا لے کے بھاگ گیا آپ کے سامنے زنبیل و گلیم و دیوجامہ تمام تبرکات مجھے دینے
کا وعدہ کیا تھا اُسے یہ خیال ہوا ہوگا کہ اگر یہاں رہوں گا امیر سے اطلاع کر کے جاؤں گا تو یہ چیزیں دینا پڑیں گی
اس سبب سے وہ چپکے سے چلا گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ایسا کیا تو بُرا کیا اتنے میں ہرکاروں نے آکر طیفور کو خبر
دی کہ ملکہ آئی ہی دو کوس پر جا اُتری ہی لوگ آپ کے واسطے اطلاع کو گئے ہیں جب یہاں سے لوگ پیشوائی کو جائیں گے
تو وہ آئیں گی یہ سنتے ہی طیفور اُسی وقت روانہ ہو گیا کہ میں دیکھوں تو صورت ملکہ کی کیسی ہی راستے میں لوگ بھی آتے
ہوئے ملے اب اسے یہ خیال ہوا کہ شاید صاحبقران مجھے بھی استقبال کو بھیجیں تو پھر دیکھنے سے ظاہر بظاہر دیکھنا بہتر ہی
یہ سوچ کے پھر پلٹا یہاں سوار آپہنچے اور اجلال وحشی کالعے کے خیمہ دریافت کر کے عرض کی کہ بھابی آپ کی تشریف
لائی ہیں اجلال نے صاحبقران سے عرض کی کہ ملکہ آگئی ہی فرمایا جس جس کو تم کہو میں واسطے استقبال کے روانہ
کروں عرض کی کہ حضور مجھے مناسب جانیں ایسی زیادہ اکرام کی ضرورت نہیں ہی اس لیے کہ وہ مسلمان بھی تو نہیں ہی فرمایا
خیر ہزبر شیر دل فرزند سلطان شاہ دورہ گوش کو واسطے استقبال بھیجو طیفور نے حکم صاحبقران کا ہزبر شیر دل کو پہنچایا
ہزبر شیر دل اسی وقت دس گیارہ سو جوان اپنے ساتھ لے کر واسطے استقبال روانہ ہوا اُس وقت پہنچا کہ آدم زاد ملکہ
کو لے کے راہی بھی ہو چکا تھا اس نے سواروں کو ادھر اُدھر دوڑایا کہیں پتہ نہ ملا آخر ان لوگوں سے پوچھا جو ملکہ کے
ساتھ آئے تھے کہ تم نے ملکہ کی حفاظت نہ کی آخر ملکہ کہاں گئی صاحبقران کو کیا جواب دو گے اُن لوگوں نے آکر خواصوں
سے پوچھا خواصوں نے سارا ماجرا بیان کیا کہ ایک شخص نے آکر آہو کو صید کیا ملکہ کے خیمہ میں آکے بیٹھا کباب لگا کے آپ
بھی کھائے ملکہ کو بھی کھلائے ملکہ اسی کے ساتھ چلی گئیں سنا ہی کہ وہ کسی فقیر کا مرید ہی اُس نے خود ہی ملکہ سے بیان کیا تھا
کہ میں درویش امیر شاہی کا مرید ہوں درویش یہاں سے تین کوس پر دامن کوہ میں اُترے ہوئے ہیں یہ سنتے ہی ہزبر
شیر دل وہاں سے پلٹا اور آکر خدمت میں صاحبقران والا شان کے سارا ماجرا عرض کیا اجلال وحشی کالعے تو سبب
شرم کے غرق عرق ہو گیا لیکن صاحبقران کو نہایت غصہ آیا کہ اب فقیر کے چیلوں کی جسارت اس قدر بڑھی کہ شاہزادیوں کو
بہکا کے لے جاتے ہیں اُسی وقت امیر نے جام رکھ دیا اور فرمایا کون ایسا ہی جو درہ کوہ میں جائے اور فقیر کو سزائے معقول دیکر
ملکہ کو فقیر سے چھین لائے بس یہ سنتے ہی ہزبر شیر دل اپنے دنگل سے کود پڑا اور عرض کی کہ غلام ہی اس خدمت
کو بجا لائے گا ورنہ لوگ کہیں گے کہ یہ خیال جلوس تھا کہ استقبال کو گیا اور جب موقع جنگ و جدال کا آیا تو بیٹھ رہا فرمایا
صاحبقران نے کہ بہتر تمہیں جاؤ تم ہزبر شیر دل نے جام پیا سر شمشیر لگا کر آداب بجا لا کے گھر سے نکل کر اپنے لشکر سے
چالیس ہزار سواران صف شکن کو ساتھ لیا اور جانب کوہ روانہ ہوا طیفور کے تو دل کو لگی ہوئی تھی جب سے اس نے

سنا تھا کہ ملکہ کو فقیر کا چیلا لے گیا دل اس کا بیتاب تھا کہ غضب ہوا ایسا نہو عقد اُس کا ملکہ کے ساتھ ہو جائے تو پھر کچھ
قابو نہ چلے گا ادھر اس نے یہ دیکھا کہ ہزبر شیر دل چلا ہی یہ مہم سخت اس سے سر ہوتی معلوم نہیں ہوتی اپنا کام اپنے
سے خوب ہوتا ہی امیر سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی جاؤں میں نے سنا ہی کہ وہ فقیر مکاری اور جعلسازی میں
یکتا ہی ایسا نہو ملکہ کو کہیں غائب کر دے اور ہزبر شیر دل سے انکار کر جائے کہ ملکہ یہاں نہیں ہی تو اس کو سوا چلے آنے
کے اور کچھ نہ بن پڑے گا فرمایا صاحبقران نے کہ جاؤ تمہیں اختیار ہی بس طیفور بھی وہاں سے روانہ ہوا ایک گھنٹہ
کے عرصہ میں ہزبر شیر دل مع طیفور بادیہ گرد کا لشکر کو اپنے زیر کوہ اتارا اور طیفور کو ساتھ لے کر جانب بارگاہ درویش
امیر شاہی روانہ ہوا وہاں ہرکاروں نے خبر امیر شاہی کو دی کہ ایک سردار اور ایک عیار لشکر اسلام سے آیا ہی فرمایا
آنے دو جس وقت طیفور اور ہزبر شیر دل دونوں پہونچے انھوں نے سلام کیا درویش نے دعا دی اور پوچھا
کہ بچہ کس سبب سے آنا ہوا ان دونوں نے کہا کہ تمہارا ایک چیلا امیر کی سالی کو بھگا لایا ہی ہم اس لئے آئے ہیں
کہ اُس کو اس حرکت کی سزا دیں اور ملکہ کو لے جائیں درویش نے کہا کیا امیر نے کسی بازاری عورت سے عقد کیا
ہی کہ بہنیں اُس کی بھاگتی پھرتی ہیں اگر ایسا ہی ہی تو مثل مشہور ہی کہ بھاگنے کا پیچھا نہ کیجے اُسے خود ہی وہاں رہنا
منظور نہو گا جبھی تو بھاگ کے چلی آئی ہزبر شیر دل نے کہا کہ اے فقیر بہتر یہ ہی کہ زبان درازی سے باز آ امیر نے
بادشاہ شہر اجلالیہ کی دختر سے عقد کیا ہی اُس کی بہن کی نادیدن اُس کے دیکھنے کو آئی تھی راستے سے فرامرز اُسے لے
آیا ہی بہتر یہ ہی ابھی سوار کر دو ورنہ ملکہ کے ساتھ تمہارا اور فرامرز کا سر بھی خدمت امیر یا تو قبر میں جائے گا درویش
نے کہا کہ بابا خفا نہ غصہ نہ کرو ملکہ کو ابھی بلا کے پوچھتا ہوں اور تم خود اُس سے پوچھو اگر فرامرز بھر لے آیا ہو گا تو ضرور
ہی معلوم ہو جائے گا تم ملکہ کو اپنے ساتھ لے جانا اور اگر ملکہ نے تمہارے ساتھ جانا قبول نہ کیا تو میں ہرگز نہ لے جانے دوں گا
ہزبر شیر دل نے کہا کہ ملکہ خوشی سے جائے گی تو اور جبر سے جائے گی تو لے ضرور جائیں گے چھوڑیں گے نہیں کہ
میرے وعدہ کر کے آئے ہیں درویش نے کہا کہ اگر جبر سے لیجانا ہی تو طبل جنگ بجاؤ جس کی تلوار میں زور ہو گا ملکہ
اُسی کی ہو کے رہے گی یہ سنکے ہزبر شیر دل پلٹ کے اپنے لشکر میں آیا اور حکم دیا اس نے کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت
نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی کر کی خبر درویش کو ہوئی درویش نے فرامرز کو بلا کے کہا کہ کل تمہارا سے
جوہر دیکھنا ہی یہ صاحبقران کا سردار ملکہ کو لینے آیا ہی جس وقت میدان میں تمہارا اور حریف کا سامنا ہو تو ایک
اقرار لے لینا وہ یہ کہ ہم اگر زیر ہوں گے تو خدا پرست ہونے کے علاوہ اطاعت صاحبقران کریں گے اور تم زیر ہو گے
تو تم کو درویش کا مرید ہونا پڑے گا فرامرز نے کہا کہ جو حکم ہو گا میں بجا لاؤں گا اور خدا نے چاہا تو اس جوان کو باندھ
لے آؤں گا فرمایا ہاں مجھے بھی یقین ہی اس نے آکر ملکہ سے کہا کہ تمہارے لیے صاحبقران کی طرف سے ایک جوان
آیا ہی کل ہمارے اُس کے مقابلہ ہو گا ملکہ نے کہا یہ کونسا ظلم ہی تم جا کے کہدو صاحبقران خود آ کے دریافت کر لیں کہ ملکہ اپنی
خوشی سے یہاں آئی ہی لڑنے بھڑنے سے کیا فائدہ اگر مجھے کوئی زبر لے جائے گا تو میں اپنی جان دیدوں گی فرامرز نے کہا اے ملکہ
اطمینان رکھو میں اولاد رستم سے ہوں سوا اولاد صاحبقران کے دوسرا شخص میری پشت زمین کو نہیں لگا سکتا ہی تم دیکھنا
کل باندھ لاؤں گا اس سردار کو یہ کہکے اپنے خیمہ میں جا کر یہ تو سو رہا لیکن ملکہ تمام رات دعائیں مانگا کی جب صبح ہوئی تو
ہزبر شیر دل اپنے لشکر کو لے کر میدان میں آیا اور صفیں باندھ کر کھڑا ہو بیابان درویش بھی اپنے تخت کو اڑا کر میدان
میں آئے پشت پر تمام فوج پرے جما کے کھڑی ہوئی اور فرامرز پا پیادہ تخت تلے ہوئے میدان میں آیا اُس طرف
ہزبر شیر دل کو غصہ تھا میدان تیار ہوتے ہی اس نے مرکب کو ہاتھ مارا گھوڑا بے چین ہو کر میدان میں آیا اور ہزبر
شیر دل نے نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کیے درنگ بیچ شوری کرتا ہوا جس وقت سرا میدان کو دکھا کے پہنچے میں
غرق ہو گیا تو ایک مقام پر ٹھہر کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ او درویش بھیج کسی کو میرے مقابلے کے لئے فرامرز

نے درویش کی صورت دیکھی درویش نے کہا بسم اللہ اس نے سلام کیا اور مرکب کی چھل بل دکھاتا ہوا میدان میں
آیا ہژبر نے نیزہ سنبھالا اور سینہ فرامرز کے وار کیا فرامرز نے نیزہ اُس کا اپنے نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں رد و
بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ ایک بالا بندھ گیا بس ایک مقام پر نیزے سے نیزے کو پیٹ کے جو جھٹکا مارا ساتھ نیزہ
کی تھو سے ہژبر شیر دل کے نکل گیا درویش نے تعریف کی اس نے پلٹ کے سلام کیا اور ہژبر عرق خجالت میں غرق
ہو گیا بس کھسیٹ کے تیغہ آبدار سر پر فرامرز کے وار کیا اس نے اُٹھ کے تلوار کو خیال میں کر کے چپکی دی کہ تلوار پیٹ
پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالا یا اسپ کے جلنے لگے مرکب بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کیے کشتی ہونے لگی لشکر دونوں
طرف کے قریب آ گئے درویش نے بھی پاس سے آ کے دیکھا تو فرامرز کو چھایا ہوا پایا یہ تو اتنا کہکے چلے گئے کہ اے فرامرز
تو آج شام تک میں اسے زیر کرے گا میں اب جاتا ہوں کہ عبادت میں حرج ہو گا یہ کہکر درویش تو چلے گئے فرامرز کا دل
اور بھی بڑھ گیا کہ اب میں ضرور فتحیاب ہوں گا لیکن ہژبر شیر دل کو غصہ آیا اور زور شور سے لڑنے لگا ہر مرتبہ
چاہتا تھا کہ فرامرز کو اٹھالوں لیکن فرامرز جہاں لنگر قائم کر دیتا تھا بلکہ چھوڑتا تھا خوب کیے چلے زور کشمکش کے ہوتے تب
یہاں تک کہ کڑیاں زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے گر گئیں دوپہر تک تو ہژبر شیر دل نے برابری فرامرز کو جواب دیے کہ
اگر وہ دس قدم دوڑا لے گیا تو یہ بھی دس قدم دوڑا لے گیا لیکن بعد دوپہر کے اب یہ نوبت آئی کہ اگر یہ دس قدم
دوڑا لے جاتا تھا تو ہژبر بمشکل آٹھ قدم تک لے جاتا تھا میں پھر گھڑی نے کے بعد اب تو سانس پھول گئی اور ہژبر
شیر دل بیچ بیچ کے لڑنے لگے قریب شام فرامرز نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے اپنے قول پر
قائم ہے یا نہیں ہژبر شیر دل نے کہا کہ اے جوان بیشک میں تجھ سے زیر ہو گیا اب مجھے تیری اطاعت میں عذر نہیں مگر
خدا پرست تو ہم تم دونوں ہیں رہی درویش کی مریدی اس میں بھی مجھے عذر نہ ہوگا فرامرز نے چھوڑ دیا اس نے اپنی
فوج سے کہا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ ادھر آ جائے اور جسے میرا ساتھ دینا نہ ہو وہ چلا جائے فوج نے کہا کہ ہم ملازم ہیں
آپ کے ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے جہاں آپ وہاں ہم یہ کہکے سب ہژبر شیر دل کے ساتھ لشکر فرامرز میں شامل
ہو گئے فرامرز ہژبر شیر دل کو اپنے ساتھ لیے ہوئے درویش کی خدمت میں آیا درویش نہایت خوش ہوئے اور ہژبر
کو بھی پیالہ پلا کے اپنا مرید کیا یہ رنگ دیکھ کے طیفور بادیگر عیار صاحبقران نہایت پریشان ہوا اور یہ سوچا کہ
اب خالی واپس جانا تو اچھا نہیں صاحبقران مجھ سے وعدہ کر چکے ہیں کہ میں عقد تیرا آسمان گنج ابرو کے ساتھ کر دوں گا ہژبر
شیر دل زیر ہو گیا اب عیاری کرنا چاہیے بغیر اس کے ملکہ کا ہاتھ آنا دشوار ہے بس یہ بھی درویش کی خدمت میں آیا
سلام کیا درویش نے کہا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں شاہ عیاران عیار صاحبقران ہوں درویش نے کہا کہ ہم نے تو
خضران کو شاہ عیاران سنا تھا یہ تم کیسے شاہ عیاران بن گئے طیفور نے کہا کہ خضران جب تک بدیع الملک کے
ساتھ تھے اُس وقت تک شاہ عیاران تھے اب صاحبقران رابع کا زمانہ ہے اب میں شاہ عیاران ہوں اس لیے کہ
صاحبقران کا عیار ہوں درویش نے کہا کہ خضران کہاں ہیں طیفور نے کہا کہ اُس نے تمام اسباب میرا چھپا لیا اور
خانہ کعبہ چلا گیا وہ جانتا تھا کہ جتنے تبرکات بزرگوں کے ہیں یہ مجھے لے لیگا اور خضران کو دینا منظور نہ تھا [illegible]
خانہ کعبہ جا کر وہیں اگر خضران سے اسباب عیاری نہ لیا تو تمام اپنا طیفور نہ پایا اگر اب ان تبرکات اور بانئے عیاری کا
مستحق میں ہوں درویش نے کہا کہ اگر نہیں یہ دعوے ہے کہ میں عیار صاحبقران زمان ہوں اس بنیاد پر پانا ہے عیاری
کا مستحق ہوں تو یہ خیال عبث ہے شاہ عیاران وہ ہو سکتا ہے جو فن عیاری میں سب عیاروں پر فوق رکھتا ہو اگر تم سے
اور خضران سے مقابلہ ہو تو تم خضران پر غالب بھی آ سکتے ہو طیفور نے کہا کہ میں جب جانوں خضران کو پکڑ لوں
درویش نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو بیشک تم شاہ عیاران ہو لیکن مشکل ہے اس لیے کہ خضران علاوہ اس کے کہ پوتا ہے
عمرو اول کا اور نیا عمرو ثانی کہو فن عیاری میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہے اور مرد جہاندیدہ ہے اُس نے تمام

صاحبقران نے اس کو دیکھا پھر صاحبقران ثالث کے ساتھ رہا اور ہنستے ہنستے ہو کے پچھلی جب صاحبقران ہلالی کے پاس
تھا اس زمانہ میں یہی مشہور ہے کہ اُس نے بڑی بڑی عیاریاں کیں طیفور نے کہا کہ میں نے ایسی ایسی عیاریاں کیں کہ صاحبقران
کے جی چھوڑوا دیے بعد اس گفتگو کے درویش نے کہا کہ جا کر صاحبقران سے کہہ دینا کہ بہتر ہے کہ اگر ہمارا پیچھا لیجئے نہیں تو
جس طرح خبر بدشیر دل زیر ہوا ہے وہی حالت سب کی ہوگی طیفور نے ہنس کے کہا کہ اے درویش ابھی تو نے دیکھا نہیں ہے
کہ لشکر صاحبقران میں کیسے کیسے سردار ہیں خبر بدشیر دل کی حقیقت کیا ہے ایک دن آپ کے قلعہ دار صاحب اسی طرح
بندھے ہوئے چلے جائیں گے جس طرح وہ آج خوشی خوشی خبر بدشیر دل کو باندھ لائے ہیں فرمایا کہ تو نے ابھی میرے کشف و
کرامات نہیں دیکھے ہیں ورنہ اس طرح کی باتیں نہ کرتا میں چاہوں تو ایک عمل سے پہلوان صاحبقران کو زیر کرا لوں غرض کہ
طیفور درویش سے رخصت ہو کر صحرا میں آیا اور اس نے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی ایک بڑھیا کی بنائی
بال مثل روئی کے منہ میں کوئی دانت نہیں کوئی نوے برس کا سن معلوم ہوتا تھا لٹھیا ٹیکتا ہوا ملکہ کا خیمہ تلاش کرتا ہوا چلا
یہاں تک کہ جاتے جاتے اس مقام پر پہنچا جہاں ملکہ کا خیمہ تھا چونکہ ملکہ کو صحرائیت زیادہ پسند ہے بنابراں کے اس نے
درویش سے اجازت لے کر خیمہ اپنا لشکر سے علیحدہ برپا کیا ہے پہرہ حبشنوں اور ترکنوں کا موجود ہے کوئی مرد اس طرف نہیں
جانے پاتا ہے ملکہ خیمہ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کا جی گھبرایا دروازہ خیمہ پر آکے ٹہلنے لگی کہ ایک مرتبہ دیکھا اس نے کہ ایک بڑھیا لٹھیا
ٹیکتی ہوئی جلدی جلدی چلی آتی ہے بال اس کے مہندی سے رنگے ہوئے سر ہلتا ہوا کمر جھکی ہوئی جیسے ہی قریب ملکہ کے
پہونچی سلام کیا پھر چٹ چٹ بلائیں لے کے کہنے لگی کہ قربان جاؤں آپ کی صورت میرے مالک سے کس قدر مشابہ ہے ملکہ نے فرمایا
کہ کون تمہاری مالک بڑھیا نے کہا یہاں سے قریب ایک قصبہ ہے وہاں کے رئیس کی بیٹی ہے اس میں کہانی کہنے میں نوکر ہوں
ان سے آپ کی صورت بہت ملتی ہے یہ سن کے ملکہ نے کہا کہ کیا تم کہانی خوب کہتی ہو بڑھیا نے کہا اسی کی روٹی کھاتی ہوں ملکہ
نے کہا آج ہمیں بھی اپنی کہانی سناؤ اسوقت اکیلے جی بہت گھبرا رہا ہے تم خوب آگئیں بڑھیا نے کہا واری آج نہیں کل
میں نے بڑی مشکل سے دو روز کی رخصت لی ہے ایک روز میں اپنی بیٹی پاس رہوں گی کہ اس کے دیکھنے کو اجازت لے کر
جاتی ہوں دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گی ملکہ نے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کل اپنی بیٹی پاس چلی
جانا ہم تمہیں خوش کریں گے انعام دیں گے لیکن آج تمہاری کہانی ضرور سنیں گے بڑھیا نے کہا خیر خوشی آپ کی ملکہ بڑھیا
کو ساتھ لیے ہوئے خوابگاہ میں آئی مسہری پر لیٹ رہی اور بڑھیا سے کہا کہ کہانی کہو شاید مجھے نیند آجائے تو چلی نہ جانا یہیں
سو رہنا بڑھیا نے عرض کی کہ اس وقت مجھے قصہ محمود شاہ عادل کا یاد آیا ہے اس کو سنئے اے ملکہ آفاق ایک تھا
بادشاہ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ نام اس کا محمود تھا نہایت رحم دل اور عدالت پناہ اور سخی تھا اسی وجہ سے لوگ اس کو
محمود شاہ عادل کہتے تھے بعد نوشیروان کے ایسا عدل آج تک کسی نے نہیں کیا شہر آباد تھا رعایا شاد ہر طرف چین کی
تھی بادشاہ زادہ سوا دختر کے نہ تھا کوئی بجز غم دل بادشاہ نہ تھا کوئی • ایک روز اس نے سنا کہ وزیر کی دختر نہایت نیک سیرت
اور خوبصورت ہے اس کو عقد کی خواہش ہوئی وزیر کو بلایا جب وزیر سامنے آیا تو اس سے ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں
تمہاری دختر سے عقد کروں تین مرتبہ یہ کہا وزیر بھی عاقل و دانا تھا سوچا کہ اگر میں اقرار کئے لیتا ہوں اور دختر کو میری
شادی کے نام سے نفرت ہے اس نے انکار کیا تو بادشاہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا یا پھر عقد کر دینا ہوگا ایسا عقد نہ تو
جائز ہوگا جو جبر کیا جائے نہ اس عقد کی خوشی ہوگی بادشاہ سے عرض کی کہ بندہ تو تیار ہے کہ اس کو حضور کی کنیزی میں
دوں آخر ایک روز عقد کا ضرور ہے بھلا آپ سے بہتر کون ملے گا لیکن اے شہریار یہ مشہور ہے کہ ہاتھیوں سے گنے
کھانا اچھا نہیں ہوتا یہ مضمون مشہور ہے کتاب میں لکھا ہے کہ جو غریب ہوتا ہے اس کو چاہئے کہ غریب ہی سے
مجھ جیسے نوکر کی بیٹی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر یہ خیالات خام ہیں اس لئے کہ سب اولاد آدم ہیں
یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی شاہ ہوا کوئی فقیر کوئی غریب ہوا کوئی امیر کوئی حاکم ہوا کوئی محکوم ہم تم سب برابر ہیں اسوقت

وزیر نے عرض کی کہ میں دختر سے بھی پوچھ لوں تو عرض کروں اس لیے کہ وہ بالغہ ہے اب بغیر اُس کی رضامندی کے
عقد صحیح نہ ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں ہے وزیر وہاں سے اپنے مکان میں آیا دختر کو اپنے سامنے بلایا
جب وہ حور خصال پری جمال سامنے آئی تو وزیر نے کہا کہ اے نورِ نظر اے پارۂ جگر اقبال تیرا یاور ہوا ستارۂ قسمت تیرا چمکا
کہ بادشاہ نے تیری خواہش ظاہر کی ہے میرا ارادہ ہے کہ عقد تیرا کر دوں یہ معاملہ نازک ہے اگرچہ عورتیں اپنی زبان سے نہیں
کہتی ہیں لیکن اس مقدمہ میں شرم نہ چاہیے اس لیے کہ جب بیٹیاں سن تمیز کو پہنچیں اور نیک و بد سمجھنے کے قابل ہو گئے
پھر بغیر اُن کی رضامندی کے شادی کر دینا جائز نہیں اس کا کچھ جواب دو کہ جواب نہ دو کہ تم کو زندگی بھر نباہنا ہے وزیر زادی
شرم کے اپنے مقام پر چلی آئی اور قلم دوات لے کر یہ تحریر کیا کہ مجھے دنیا کے تعلق پسند نہیں ہیں چاہتی ہوں کہ یہ چند روزہ
زندگی عبادتِ خدا میں بسر کروں دو روزہ کے عیش و آرام حشمت و جاہ سے کیا حاصل خوشی میری ہرگز نہیں کہ شادی
میری کسی کے ساتھ کی جائے اور میرا علاج نہیں اگر میں کسی وقت میں بھی شادی کو منظور کروں گی تو سوا بادشاہ کے
دوسرے کے ساتھ نہیں مجھے بادشاہ سے انکار نہیں ہے بلکہ شادی ہی سے انکار ہے یہ جواب لکھ کے بھیجا وزیر اس
کاغذ کو لیے ہوئے خدمت میں محمود شاہ عادل کے آیا اور یہ دختر کے ہاتھ کا لکھا ہوا بادشاہ کو دکھایا بادشاہ اس عاقلانہ
جواب کو دیکھ کے چپ ہو گیا وزیر سے کہا کہ میں اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لیے تمہاری دختر پاکدامن پر جبر کرنا پسند
نہیں کرتا اگر اسے نہیں منظور ہے نہ سہی خدا اُسے نیک توفیق عطا کرے اور وہ عصمت داری کے ساتھ عبادتِ خدا میں اپنی
زندگی بسر کرے یہ کہہ کر خاموش ہو رہا بادشاہ کی رعایا میں سے ایک سوداگر تھا کہ وہ اُس وقت میں ملک التجار تھا بہت سے
جہاز اس کے تھے ہر شہر سے بیوپار تھا [illegible] روپے کا آدمی تھا اور اس کا ایک فرزند تھا کہ نہایت حسین اور نوجوان
حافظِ قرآن وہ شام کو مسجد جامع میں جایا کرتا تھا اور وہاں سے بعد فراغ عبادت وزیر کے مکان کی طرف سے آیا کرتا
تھا وہی راستہ اس کے مکان کا تھا اور راستہ بھر تلاوتِ قرآن کی خوش الحانی کے ساتھ کرتا تھا ایک روز وزیر زادی
اپنے برآمدے پر کھڑی تھی اس کے کان میں آواز جو پہنچی بیتابی ایسی محو ہوئی کہ سامنے سے ہٹنے کا بھی اس کو خیال
نہ رہا سورۂ اخلاص کی تلاوت نے خلوص پیدا کر دیا محو ہو گئی سوداگر بچے کی نظر وزیر زادی پر پڑ گئی شب ماہ
تھی دیکھتے ہی سوداگر بچہ محو ہو گیا تلاوت موقوف کی مصحفِ رخ کی زیارت میں محو ہو گیا جب آوازِ تلاوت موقوف
ہوئی تو وزیر زادی کو خیال آیا کہ میں ایک نامحرم کے سامنے کھڑی ہوں اس نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا سوداگر بچہ
نے کہا اے صورت جلوہ دکھا کے منہ چھپا لینا کیا ستم ہے کہ تڑپا ہے ع جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت
یہ آنکھیں اب نہ رہیں انتظار کے قابل۔ وزیر زادی کو بھی یہ خیال آیا کہ جب یہ مجھے دیکھ چکا تو جیسے ایک بار دیکھا ویسے
ہزار بار اس نے سامنے آ کے کہا کہ اے جوان میں تیرے لحن داؤدی میں ایسی محو ہوئی کہ مجھے تن بدن کا ہوش
نہ رہا اگر میں پہلے سے ہٹ جاتی تو مجھے تو کیوں دیکھتا اس میں سوا میرے تیری خطا نہیں ہے مگر تو مجھے دیکھنا چاہتا ہے
تو یا کیا نری اختیار کر کہ نہ میں گنہگار رہوں نہ تو گنہگار رہو تو روز آیا کر مجھے قرآن کا سبق پڑھایا کر اور جب مجھے سبق یاد ہو جائے
تو اپنے گھر چلا جایا کر لیکن اس طرح کہ میری رسوائی نہ ہونے پائے مجھ پر بھی کوئی آفت نہ آئے اس لیے کہ وزیر کی دختر
بادشاہ کی منظورِ نظر ہوں اگر یہ حال کھل جائے گا تو مجھ پر بھی عتاب آئے گا اور تو بھی مارا جائے گا سوداگر بچے نے کہا
کہ اے وزیر زادی مجھے آپ کا ارشاد دل سے منظور ہے کیونکہ ہوں وہ آنکھیں جو آپ کو کسی اور نظر سے دیکھیں میں بھی
احکامِ الٰہی کا پابند ہوں شب و روز عبادت سے کام ہے ورنہ خدا نے دولت مجھے بھی بہت عطا کی ہے اگر اہل دنیا
کی طرح عیش پسند ہوتا تو کسی بات کی کمی نہ تھی میں قسم کھاتا ہوں اسی کلامِ الٰہی کی جس کی تلاوت کیا کرتا ہوں
کہ میں آپ کو ہاتھ بھی نہ لگاؤں گا سبق پڑھاؤں گا اور اپنے گھر چلا جاؤں گا وزیر زادی نے کمند لٹکا دی سوداگر بچہ
اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا وزیر زادی بنگلے میں آئی اور سامنے شمع کافوری کے کلام مجید لیکر

بیٹھ گئی سوداگر بچے نے سبق پڑھایا اور اپنے گھر چلا آیا اُس روز سے ورد ہو گیا کہ سوداگر بچہ جب مسجد سے پلٹ کے آتا تھا
تو کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر جاتا تھا کچھ دیر کی صحبت رہتی تھی وزیرزادی قرآن پڑھا کرتی تھی اور سوداگر بچہ صورت
دیکھا کرتا تھا جتنا وقت معین ہو گیا تھا اُتنی دیر بیٹھتا تھا اُس کے بعد اپنے گھر چلا آتا تھا دونوں کی محبت یوماً فیوماً ترقی
کرتی گئی تھی یہ تو اس رنگ میں تھے اب بادشاہ کا حال سنئے کہ اس کا یہ ورد تھا کہ روز بھیس بدل کر شہر میں نکلتا تھا
حالات شہر کے خفیہ طور پر دریافت کیا کرتا تھا اور اپنی تحقیق کے موافق مقدمات فیصل کرتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ بادشاہ
کو الہام ہوتا ہے کہ کوئی بات اس پر پوشیدہ نہیں رہتی ہے ایک روز بادشاہ پیادہ کی صورت بنا ہوا وزیر کے مکان کی
طرف سے گذر رہا تھا اور سوداگر بچہ اپنے گھر جانے کے لئے کوٹھے سے اُتر رہا تھا بادشاہ یہ دیکھ کر چپ رہا جیسے ہی سوداگر
بچہ کوٹھے سے نیچے اُترا اور اپنے مکان کی طرف چلا بادشاہ نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تو کون ہے یہیں رنگ سوداگر بچہ
کا فق ہو گیا اگر سچ سچ بیان کرتا ہے تو وزیرزادی کی رسوائی ہوتی ہے اس نے اُس اضطراب میں معشوق کی بدنامی کو بچانا
کہا کہ میں چور ہوں وزیر کے گھر چوری کرنے گیا تھا موقع نہ پایا جاگ ہو گئی پلٹ آیا بادشاہ جو پیادہ بنا ہوا تھا کہنے لگا
کہ کیا تو نہیں واقف کہ زمانہ کس بادشاہ کا ہے جس نے چوری کی سزا موت معین کی ہے اس نے کہا میں سب کچھ جانتا ہوں
لیکن اپنی خصلت سے مجبور ہوں پیادہ نے کہا کہ کوتوالی چلو صبح کو مقدمہ تمہارا عدالت میں پیش ہو گا اس نے کہا کہ
مجھے کیا عذر ہے میں تو جرم کا اقرار ہی کر رہا ہوں لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے اسی رات کے لئے چھوڑ دو صبح کو میں
خود کوتوالی میں حاضر ہو جاؤں گا پیادہ نے کہا چور کا اعتبار کیونکر ہو اس نے کہا کہ میں ضامن دیتا ہوں پیادے نے
کہا کہ چور کی کون ضمانت کرے گا سوداگر بچے نے کہا کہ باپ میرا میری ضمانت کرے گا اس لئے کہ ملک التجار ہے اور میں اُس کا
اکلوتا بیٹا ہوں پیادہ نے کہا چلو اگر وہ ضمانت تمہاری کرے گا تو میں تم کو چھوڑ بھی دوں گا سوداگر بچہ پیادے کو لئے
ہوئے اپنے مکان پر آیا پیادہ نے دربانوں سے کہا کہ سوداگر صاحب سے کہو کہ آپ کا لڑکا گرفتار ہو کے باہر آیا ہے سوداگر
سو رہا تھا محلدار نے جا کر جگایا اور پیام سنایا سوداگر گھبرایا ہوا باہر آیا کہ کس علت میں گرفتار ہوا یہ تو عبادت خدا میں مصروف
رہتا تھا آخر جوان تھا کوئی حرکت ہو گئی ہو گی جب وقت آیا اور کوتوالی کے پیادہ کو دیکھا پوچھا کہ تم نے لڑکے کو کس علت میں
گرفتار کیا ہے پیادہ نے کہا تمہیں پوچھو سوداگر نے بیٹے سے پوچھا اُس نے بیان کیا کہ میں نے چوری کی تھی سوداگر حیران ہوا
کہ یہ ایسی بات کہتا ہے جو عقل میں نہیں آتی پوچھا کہ تو نے چوری کس واسطے کی کیا تو محتاج کا بیٹا تھا سوداگر بچے نے کہا
کہ سبب نہ پوچھئے یہی جی میں آ گئی کہ جب مال سہولت سے ملے تو محنت کون کرے سوداگر نے کہا کہ اگرچہ تو میرا اکلوتا
بیٹا ہے اور سوا تیرے میرا کوئی نہیں لیکن میں چور کا شریک نہیں میں ہرگز تیری ضمانت نہ کروں گا اُس وقت یہ نہایت
مایوس ہوا اور کوتوالی کے پیادہ نے کہا کہ لے اب چلو سوداگر بچہ گردن جھکائے ہوئے اُس کے ساتھ چلا اور سوداگر
گھر میں آیا بی بی نے پوچھا خیر تو ہے اس وقت کوتوالی کا پیادہ تمہارے دروازے پر کیوں آیا تھا سوداگر نے سارا
واقعہ بیان کیا وہ رونے لگی کہ اب صبح کو میرا بیٹا مار ڈالا جائے گا اور سوداگر کو بھی اتنا رنج ایک تو گھر کا چراغ گل
ہونے کا صدمہ دوسرے یہ رنج کہ کس بدنامی کے ساتھ دنیا سے جائے گا جو ابد تک نامہ اعمال کی طرح اُس کے نام کے ہمراہ
رہے گی ان دونوں نے یہی مصمم قصد کر لیا کہ ادھر تو توپ کی آواز آئے گی اُدھر ہم خنجر مار کر جان دیدیں اور سوداگر بچہ جو
پیادے کے ساتھ مایوس چلا تو اس نے ایک گلی میں پہنچ کے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں ایک دوست کو اپنے اور
پکار لوں شاید وہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کرے پیادہ نے کہا کہ اے شخص یہ تو بتا جس کی ضمانت ماں باپ نے
نہ کی اُس کا کون ضامن ہو گا کہا یہ سچ ہے لیکن میرے دل کی ہوس تو نکل جائے گی افسوس تو نہ رہ جائے گا کہ اگر فلاں
شخص سے کہتے تو شاید وہ ضمانت کر لیتا پیادہ نے کہا خیر نہیں اختیار ہے اب پیادے کے ساتھ میں سوداگر بچے کا ہاتھ
ہے دونوں ایک دروازے کے قریب گئے اور سوداگر بچے نے آواز دی کہ مرزا صاحب ذرا ادھر سے آواز آئی کون سوداگر بچہ

نے کہا کہ بھائی میں ہوں ذرا باہر مکان کے آؤ بڑی ضرورت ہے کہا اچھا لیکن چند منٹ گذر گئے اور وہ شخص بھی گھر سے باہر نہ نکلا
اُسوقت پیادے نے کہا اے نادان بُرے وقت میں کون کس کا ساتھ دیتا ہے جب تیرا باپ تیرا شریک نہوا تو اور کون شریک
ہوگا اس نے ایک آواز پھر دی کہ اگر نہیں آتے ہو تو خدا حافظ میں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں ہے یہ کہکر پیادے کے ساتھ
آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دروازہ مکان کا کھلا اور آواز آئی کہ میں آپہونچا دیکھا پیادے نے کہ ایک شخص مسلح ایک رومال
ہاتھ میں لئے ہوئے گھر سے نکلا اور کہا کہ کیوں بھیا خیر تو ہے مجھے معاف کرنا دیر اس وجہ سے ہوئی کہ سوچا نہیں معلوم تمنے اسوقت میں مجھکو
کس ضرورت سے بلایا ہے کسی دشمن سے سامنا ہے یا روپیہ کی ضرورت ہے یا عورت کی خواہش ہے لہذا میں تمھارے سامنے ہتھیار لگائے
موجود ہوں جسے کہو مار ڈالوں اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو یہ دو سو روپیہ میرے پاس موجود ہیں اور اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو
میں زیور تمھاری بھاوج کا اُتار لاؤں واللہ اس کے سوا اور کچھ میرے پاس نہیں ہے اور اگر عورت کی خواہش ہو تو بیٹی میری
موجود ہے اُس سے نکاح کرلو یہ سنکر پیادہ تو حیرت سے منہ دیکھنے لگا اور سوداگر بچہ نے کہا کہ اے دوست صادق میری
آج کی خواہش ہے کہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کرلو میں نے چوری کا قصد کیا تھا اس پیادے نے مجھے گرفتار کیا ہے جانے نہیں دیتا
ہے اور مجھے ایک شخص سے ملنا ضرور ہے میرے باپ نے بھی میری ضمانت نہیں کی یہ سنکے مرزا صاحب نے کہا کہ اے سوداگر بچہ
چوری کیسی تم اور چوری کروگے ہرگز مجھے یقین نہیں خیر اگر تم کہیں چوری کرکے آئے ہو یا کہیں ڈاکہ مارا ہے جو کچھ تم نے کیا ہے میں
ضامن ہوں پیادے نے کہا اچھی طرح سمجھ لو اگر یہ بھاگ گیا صبح پلٹ کر نہ آیا تو اس کی عوض میں تم قتل کیے جاؤ گے جانتے ہو
کہ محمود شاہ عادل کا زمانہ ہے مرزا صاحب نے کہا کہ ہاں ہم سب کچھ جانتے ہیں پیادے نے ہاتھ چھوڑ دیا اور نام مرزا صاحب
کا پوچھا مرزا صاحب نے نام بتایا اُس نے نام اور پتہ لکھ لیا بظاہر سامنے سے چلا گیا لیکن ایک گوشہ میں چھپ رہا کیونکہ اس کو
حقیقت دریافت کرنا منظور تھی کہ اصلیت اس کی کیا ہے یہاں مرزا صاحب نے کہا کہ اب تمھارا جہاں جی چاہے چلے جاؤ اور خبردار
خبردار پلٹ کے نہ آنا کہو تو ایک گھوڑا بھی لادوں یہ ہتھیار میرے لگا لو اور دو سو روپیہ اپنے پاس رکھو راتوں رات کسی دوسرے
ملک میں جاکے روزگار کی کوئی صورت نکالو یہاں ہم سمجھ لیں گے سوداگر بچہ نے کہا کہ تم کیا سمجھ لوگے جواب دیا کہ رات
ہی کو محمود شاہ کے محل میں پھاند کے اسے مار ڈالوں گا اگر مروں گا تو اسے بھی مار کے مروں گا اور بچ گیا تو نکل آؤں گا سوداگر بچہ
نے کہا کہ اے برادر ایسا عادل بادشاہ اور رعایا پرور کا ہے کو پیدا ہوگا تم ایک میرے لئے جو اپنے کو بھی ہلاکت میں ڈالو
اور اسے بھی مارو تو کیا فائدہ ہم ایسے ہزار ہوں تو ایسے بادشاہ پہ سے نثار ہیں اگر وہ ایسا عدل نکرے تو اس کی سلطنت
میں امن کا ہیکو قائم ہے مرزا صاحب نے کہا کہ اچھا کہو تو اس پیادے ہی کو جاکے مار ڈالوں ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہوگا اس کے
مرجانے سے تمھاری جان بچ جائے گی سوداگر بچہ نے کہا کہ ہاں یہ صورت اس سے تو بہتر ہے لیکن ایک گنہگار کی جان بچانے
کو بے گناہ کی جان لینا ہے کس خدا نے کہا ہے اب مجھے اجازت دو تو میں اپنے کام کو جاؤں جس واسطے میں نے تمہیں تکلیف
دی صبح ہونے سے کچھ پیشتر ہی آجاؤں گا مرزا صاحب نے کہا کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ تم نہ آنا لیکن تم نہیں مانتے ہو تو خیر
تمہیں اختیار ہے یہ کہکر مرزا صاحب تو گھر میں چلے آئے اور سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان وزیر کی جانب روانہ ہوا محمود شاہ
پیادہ بنا ہوا چھپا کھڑا تھا جب اُس نے سوداگر بچہ کو جاتے دیکھا یہ بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا ملکہ نے کہا کہ اے بڑھیا کیا وہ
باتیں جو سوداگر بچہ سے مرزا نے کی تھیں وہ سب بادشاہ نے سنی تھیں کہا ہاں دیکھئے آگے معلوم ہی ہو جائے گا
آمدم بر سر مطلب کہ جب سوداگر بچہ وزیر کے مکان کے پیچھے پہونچا تو اس نے کمند ماری اور کوٹھے پر گیا کمند اسی طرح چھوڑ دی
کہ اسے پلٹ کر آنا ہی تھا محمود شاہ بھی اسی کمند کے ذریعے سے کوٹھے پر چڑھ گیا سوداگر بچہ نے جاکے آہستہ سے دروازہ
کمرہ کا کھولا دیکھا کہ ملکہ بیہوش سو رہی ہے نہ کوئی پاس پہرہ ہے نہ خواص سوداگر بچہ نے آہستہ آہستہ پکارا بھلا جوانی کی نیند
میں اس پکارنے کی کب خبر ہوتی ہے بس اس نے احتیاط کے ساتھ چھری سے گدگدایا کہ یہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھی سوداگر بچہ
پر نظر پڑی پوچھا کہ کون یہ خلاف وقت تم دوسری بار کیوں آئے کیا عہد بھول گئے یا نیت تمھاری بد ہوئی اے شخص جو

پاک محبت میں لطف ہی اُس سے بڑھ کے ہوگا سوداگر بچے نے کہا کہ اے گوہر برج عصمت و شرافت اسوقت میں تجھ سے ملنے
کو آیا ہوں کہ اب عمر بھر کے واسطے تجھسے جدائی ہوتی ہو خدا کا شکر ہو کہ اس وقت تک نیت میری پاک ہی میں صرف چاہتا ہوں
کہ جس طرح تم روز مجھسے قرآن پڑھا کرتی تھیں اور میں تمھیں دیکھا کرتا تھا اُسی طرح آج پھر قرآن پڑھو اور میں تمھیں دیکھوں اور
کل سے ہمارا انتظار نہ کرنا اور اے اختر آسمان حسن میں تیرے جلوۂ دیدار کو وصل سے بہتر سمجھتا تھا اگر نیت میری بد ہوتی
تو میں جگانے کے بہانے تیرے جسم نازک کو ہاتھ ہی لگا لیتا اسوقت بھی میں نے چھڑی سے گدگدا کے تمھیں جگایا اور ہاتھ نہیں
لگایا یا تو وزیر زادی اور کچھ سمجھ رہی تھی یہ کلمات حسرت آیات سنکے گھبرا گئی کہا کہ مفصل بیان کرو کہ کس سبب سے تم کل سے نہ
آؤ گے کیا کچھ ناراض ہوگئے یا تمھاری شادی ہونے والی ہو یا کہیں کا سفر درپیش ہو سوداگر بچے نے کہا کہ شادی کا ہونا نہ ہونا
میرے اختیار کی بات تھی میں منظور نہ کرتا اور اگر کر بھی لیتا تو مجھے یہاں آنے میں کون حارج ہو سکتا تھا سفر بھی اپنے اختیار کی
چیز ہو گئے یا نہ گئے مجھے محتاجی نہیں ہو مفلسی نہیں پریشان کئے ہوئے ہو کہ میں باہر جاؤں وہ بات درپیش ہو جس کا علاج ہی
ممکن نہیں آج اس وقت تجھسے باتیں کر رہے ہیں اور کل ابد ہجر سے صحبت ہوگی ملکہ نے کہا کہ لللہ صاف صاف بیان کرو
اب تو میرا دل بیٹھا جاتا ہو سوداگر کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ملکہ نے ابھی تک مفصل نہیں سنا تھا لیکن اس کی آنکھوں
سے بھی آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے اب سوداگر بچے نے بیان کرنا شروع کیا کہ آج جو میں تمکو پڑھانے کے بعد کوٹھے سے نیچے
اُترا تو بادشاہی پیادے نے مجھکو پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کیوں گیا تھا اگر میں اُس سے سچ کہتا تو تمھاری رسوائی تھی میں نے
کہدیا کہ میں چوری کرنے گیا تھا وہ مجھکو کوتوال کے پاس لے گیا بمشکل میں اپنے مکان اُس کو لے گیا اس امید پر کہ باپ میرا میری
ضمانت کرے گا تو میں ایک بار تجھ سے رخصت ہونے کو چلا آؤں گا لیکن وقت بد کا کوئی شریک نہیں ہو کہ باپ نے اور میری
ضمانت نہ کی باوجودیکہ سوا میرے اُن کے اور کوئی اولاد نہیں ہو پھر میں اپنے ایک دوست کے مکان پر گیا جب اُس نے
میری ضمانت کی تو میں تم سے ملنے کو آیا اب کل صبح کو میں توپ پر باندھ کے اڑا دیا جاؤں گا یہ سنکے وزیر زادی کی عجب حالت
ہوئی روتے روتے ہچکی بندھ گئی سوداگر بچہ بھی بیقرار رو رہا تھا آخر دیر کے بعد سوداگر بچے نے کہا کہ یہ تھوڑا سا وقت غنیمت جان کے
اسے تو ہنس بول کے قرآن پڑھ کے بسر کرلو وزیر زادی نے کہا کہ اے جوان اتنا زمانہ میرے تیرے محبت کو ہوا کہ تو نے
نعمت قرآن سے زیادہ مجھے یاد کرایا لیکن خدا کا شکر ہو کہ نہ مجھ میں لغزش پیدا ہوئی نہ تیرے استقلال میں فرق آیا آج خلاف
وقت آنے اور جگانے سے مجھے تیری جانب بدگمانی ہوئی تھی لیکن اب میں یہ کہتی ہوں کہ میری وجہ سے تو اس بلا میں مبتلا
ہوا اگرچہ میں وزیر کی دختر ہوں تو سمجھتا ہوگا کہ اس کی سعی بکار آمد ہو سکتی ہو لیکن میں قسم کھاتی ہوں کہ ہرگز بادشاہ مجرم
کو کسی کی سعی سے نہ چھوڑے گا اگرچہ تو مجرم نہیں ہو لیکن اُس کی نظروں میں تو مجرم ہو اور اگر یہ راز فاش ہو تو علاوہ رسوائی
کے بھی سزائے موت سے نجات ملنا دشوار بات تھی کہ ایک وقت میں بادشاہ میرا خواستگار تھا اور میں نے شادی سے
انکار کیا تھا اور یہ عہد کیا تھا کہ یا تو زندگی بھر شادی نہ کروں گی اور اگر کروں گی تو سوا بادشاہ کے کسی کے ساتھ نہ کروں گی
جس وقت بادشاہ میری بدعہدی سنے گا تو کیا تجھے چھوڑ دے گا یا مجھ پر عتاب نہ آئے گا غرض اب تو وہ درد پیدا ہوا ہو جس کی
دوا لقمان کے پاس بھی نہیں ہو جان کسی صورت سے بچ نہیں سکتی اب میں یہ کہتی ہوں کہ تجکو میری محبت سے یہ ملا کہ جان
بھی جاتی ہو لہذا اب میں خوشی سے کہتی ہوں کہ اس وقت میں اگر تیری جان نہیں بچا سکتی تو تیری اطاعت کرنے کو موجود
ہوں اگر تو نے میری حرمت کے واسطے اپنی جان شیریں عزیز نہ کی تو میں بھی تجکو اپنا باوفا سمجھ کے اپنی عزت و عصمت
سب نثار کرتی ہوں اسوقت تیرے لئے مثل ایک کنیز کے حاضر ہوں جو حسرت تیرے دل میں ہو پوری کر لے مجھے ہرگز
انکار نہ ہوگا سوداگر بچے نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا اے وزیر زادی جب مرنے کا گمان بھی نہ تھا اُسوقت تو میں
تیری عزت کا درپے نہ ہوا ورنہ بہت روز تک عیش کرتا اب چند ساعت کی زندگی کے واسطے عصمت میں داغ لگا کے اپنے
کو تیری نظر میں حقیر بناؤں یہ مجھے منظور نہیں ہو بس تم اتنا کرنا کہ جب قرآن پڑھنا تو ثواب اُس کا مجھے بھی بخشدینا کہ میں مستحق ہوں

اس کے بین یہ سنکے وزیر زادی نے کہا کہ اچھا تو ایک بات میری گوش ہوش سے سنو قاعدہ یہ ہی کہ جب مجرم توپ پر
باندھا جاتا ہی تو منہ اوس کا توپ کے منہ کی طرف کر دیا جاتا ہی اور تم بادشاہ سے عرض کرنا کہ میری پشت توپ کے منہ کی
طرف کردی جائے یہ بات ہرگز نہ بھولنا اور دوسری نصیحت میری یہ ہی کہ ہر طرف دیکھتے رہنا جس طرف سے بھی کوئی
غبار اڑتا دکھائی دے تم اوسی کی طرف دیکھتے رہنا ہم آئینگے اور وقت آخر تمہین صورت دکھائینگے اور تمہاری
شکل دیکھینگے وہ وقت انہین باتون مین گذر گیا قرآن پڑہنے کی نوبت بھی نہ آئی سوداگر بچے نے کہا کہ اب صبح ہوا
چاہتی ہی رہے خدا حافظ یہ کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور حسرت سے وزیر زادی کی طرف دیکھکے رخصت ہوا دونون کی یہ حالت تھی
کہ موت سے پہلے مردنی چھا گئی تھی اور قوت سلب ہو گئی تھی محمود شاہ پیادہ بنا ہوا یہ تمام کیفیتین چھپکے دیکھا کیا اور
باتین سنا کیا جس وقت سوداگر بچہ رخصت ہو کے چلا تو یہ بھی جلدی سے اوسی کمند کے ذریعے سے اوترکر ایوان شاہی کی
جانب روانہ ہوا سوداگر بچہ کوٹھے سے اوترکر اپنے دوست کے گھر کی طرف چلا وزیر زادی جا تک سامنا رہا سوداگر بچہ
کو دیکھا کی جس وقت سوداگر بچہ نظرون سے پوشیدہ ہو گیا تو یہ پلٹکے چلی آئی محمود شاہ کو مکان مین پہونچتے پہونچتے
صبح ہو گئی تھی اور دل اوس کا بیتاب تھا کہ اس مقدمہ کو جلدی مین طلب کرون پہ آتے ہی لباس بدل کے تاج پہن کے
دربار مین آیا تلوار سامنے رکھکر بیٹھا اور کوتوال شہر کو طلب کیا کوتوال تھراتا ہوا آیا کہ آج کیا بات ہی جو بادشاہ نے کیون
یاد فرمایا ہی کس واسطے بلایا ہی سامنے پہونچکے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے کوتوال فلان محلہ مین جو سوداگر رہتا ہی اوس کے
بیٹے نے وزیر کے گھر مین چوری کرنے کا قصد کیا تھا وہ گرفتار ہوا ایک دوست نے اوس کے اوس کی ضمانت کی دوست
اوس کا فلان مقام پر رہتا ہی اوس کے پاس جاؤ اور سوداگر بچہ کو لے آؤ اور اگر سوداگر بچہ بھاگ گیا ہو تو اوس کے دوست
کو گرفتار کر لاؤ کہ اوس نے ضمانت کی تھی کوتوال یہ حکم پاتے ہی روانہ ہوا یہان سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان پر اپنے
دوست کے پہونچا تھا کہ کوتوال مرزا صاحب نے آواز دی کہ کون کہا مین گنہگار ہون مرزا صاحب مکان سے باہر نکلے
سوداگر بچہ کو دیکھا کہا تم کیون آئے کہین چلے کیون نہ گئے سوداگر بچے نے کہا کہ اے بھائی مین احسان فراموش اور
محسن کش نہین ہون ہنوز یہی باتین ہو رہی تہین کہ کوتوال پہونچ گئے کہا کہ شب کو وزیر کے مکان مین کون چوری
کرنے گیا تھا مرزا صاحب نے کہا کہ ہم گئے تھے کوتوال نے کہا کہ چلئے کہا چلو سوداگر بچے نے کہا کہ چوری مین نے کی تھی
انہون نے میری ضمانت کی تھی چور مین ہون اور ضامن یہ ہین مرزا صاحب نے بگڑ کے کوتوال سے کہا کہ آپ کی عقل کہان
گئی ہی یہ کل کا تماشا ہی کیا چوری کرنے والون کے ایسے دل گردے ہوتے ہین ہم وزیر کے گھر مین گئے
تھے بہت سا مال چرایا ہی تری کیا تم مین پکڑ لیے گے کوتوال حیران ہو کہ کسے چور سمجھے کسے ضامن جانے کہا آپ دونون
صاحب چلئے بادشاہ حضور آپ ہی پہچان لے گا مرزا نے کہا بادشاہ کیا پہچانے گا اس غریب بے گناہ کو خدا نے جانچی ہی کسی کی
ہے سائل حق دوستی ادا کرنے کو زبردستی مجرم بنا جاتا ہی کوتوال نے دونون کو حراست مین لیا اور سامنے بادشاہ
کے لاکر پیش کر دیا اور عرض کی کہ حضور دونون کہتے ہین کہ ہم چور ہین اب کسے ضامن سمجھین کسے چور بادشاہ نے کہا ہمین
معلوم ہی کوتوال سے سوداگر بچہ کو بتایا کہ اسے پکڑ لو یہ چور ہی اور یہ مرزا ضامن ہین چور نہین مرزا نے کہا اے بادشاہ
عادل اگر آج تو نے اسے قتل کیا تو عادل کے بدلے ظالم مشہور ہو جائے گا اس لیے کہ یہ بے گناہ ہی بادشاہ نے کہا کہ
بس حق دوستی ادا کرنے کا وقت گذر گیا اب یہ توپ پر باندھ کے اوڑا دیا جائے گا اے کوتوال لے جاؤ اس کو اور توپ
کے منہ پر باندھ دو ہم بھی آتے ہین تماشا اس کی موت کا دیکھینگے کہ مرتے وقت بھی ایسے مجرم کو کچھ ندامت اپنے فعل
سے ہوتی ہی یا نہین کوتوال سوداگر بچہ کو گرفتار کئے ہوئے میدان مین لایا سامنے توپ کے باندھ دیا اوس وقت
مرزا صاحب نے اینٹین اور پتھر لا لا کے سامنے توپ کے جمع کرنا شروع کئے ایک چبوترہ باندھ دیا اتنے مین سواری
بادشاہ کی آئی مرزا صاحب جلدی سے ایک ے چبوترے پر کھڑے ہو گئے کہ شاید بادشاہ آتے ہی حکم دیدے توپ

میں اسی کے ساتھ اُڑ جاؤں لوگوں نے منع کیا کہ تم سامنے نہ کھڑے ہو کہا اس میں بھی کچھ کسی کا اجارہ ہے کیا ہم اپنی جان
کے مالک بھی نہیں ہیں بادشاہ تو دوسروں کی جان کا مالک ہے محمود شاہ نے یہ سب تماشہ بھی آنکھوں سے دیکھا کہ مرزا
اپنے مرنے پر آمادہ ہے پھر ضرور اپنی جان دیدے گا اب جلاد آگ ہری بتاب روشن کر کے توپ کے منہ پر مسلط ہوا
اُس وقت جلاد نے حکم طلب کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اُڑا دے مجرم کو جلاد نے عرض کی کہ یہ جوان بھی اپنی جان پر کھیلے
ہوے ہے بادشاہ نے کہا اسے بھی اُڑا دو اُسوقت جلاد نے سوداگر بچے سے کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے تو سننا ہے دشمن نے کہ
وقت آخر تیرا ہے سوداگر بچے نے کہا کہ کوئی حسرت میرے دل میں نہیں ہے لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ میں توپ پر پشت
کی طرف سے باندھ دیا جاؤں جلاد نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ اپنی حسرت بیان کرتا ہے بادشاہ نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہے اس کی پشت توپ کے منہ کی طرف کر دو جلادوں نے آکر سوداگر بچہ کو کھولا اور پشت اُس کی توپ کے منہ
کی طرف کر دی کہا اور کچھ حسرت ہے کہا ہاں تھا اور عرض کردو بادشاہ سے کہ ایک نقابدار سبز پوش میرا دوست ہے شاید وہ
کسی سے خبر پاکر میرے دیکھنے کو آئے تو کچھ دیر اُس کے انتظار کا امیدوار ہوں جس وقت وہ نقابدار آجائے اُسوقت
جو حکم موت دیں بادشاہ نے اس عرض کو بھی قبول کیا لیکن سوداگر بچے کی پہلے نظر مرزا صاحب پر پڑی دیکھا کہ
توپ کے مرزا نے بہت سے کنکر پتھر جمع کر کے چبوترہ بنایا ہے اُس چبوترے پر آپ نشانہ بنے ہوے کھڑے ہیں سوداگر بچہ
نے تڑپ کے کہا کہ عزیز یہ کیا حرکت ہے کیا تیرے مرنے سے میری جان بچ جائے گی مرزا نے کہا کہ تسکین ہو جائے گی سنا
ہے کہ فلاں شخص مرگیا وہ مرگیا تو ہم بھی مرگئے زندہ رہے کوفت کون اٹھائے سوداگر بچے نے کہا کہ بے تمہاری
جوان بن بیاہی لڑکی ہے پھر اُن کی کون خبر لے گا مرزا صاحب نے کہا کہ جو شکم مادر میں خبر لیتا ہے آغوش مادر میں خبر لیتا
ہے میں کیا اُس سے بڑھ کے خبر لینے والا ہوں اب جان تم وہاں ہم تم ابھی بچہ ہو تجربہ کار ہو راستہ عدم سے پر خطر
مقام کا در پیش ہے ہم تم کو تنہا نہ لیں گے سوداگر بچے نے دیکھا کہ یہ ٹلنے والے نہیں ہیں میرا اصرار بیکار ہے اب اس نے
صحرا کی طرف نظر کی دیکھا کہ نقابدار سبز پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار چلا آتا ہے اس نے آتے آتے قریب میدان کے
ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور ایک ٹکڑا رسی کا اُس کے ہاتھ میں تھا جلدی سے ایک سرا اُس کا درخت میں باندھا
اور دوسرے سرے میں پھندا لگا کر اپنے گلے میں پہن لیا اور وقت کا منتظر ہوا کہ ادھر توپ پر بتی دی جائے ادھر
میں جھٹکا ماروں اور کام اپنا تمام کروں یہ بھی محمود شاہ نے دیکھا اب جلاد صرف حکم سوم کا منتظر ہے لیکن بادشاہ
تیسرا حکم نافذ نہیں کرتا وزیر برابر بادشاہ کے کھڑا تھا بادشاہ نے وزیر کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اے وزیر جلد تحقیق
ہو کہ یہ نقابدار کون ہے وزیر نے عرض کی کہ میں آگاہ نہیں بادشاہ نے کہا یہ وہی دختر نیک اختر آپ کی ہے جس کو ہمارے
عقد سے انکار تھا اور آج اس سوداگر بچے کی محبت میں جان دینے کو آئی ہے اور گلے میں پھانسی لگا کے کھڑی ہوئی ہے
بس اسی منہ پر تم اسے عصمت دار اور عبادت گذار کہتے تھے وزیر تھرانے لگا اور عرض کی کہ کیونکر عرض کروں کہ یہ
میری دختر ہے اور نقابدار بنی ہوئی اس مقام پر کھڑی ہے آجتک تو وہ کسی عزیز کے یہاں بھی سوار ہو کے نہیں گئی
سو برس سے میں پلی ہے ان اپنے باغ میں بیشک گھوڑے پر بھی سوار ہو کے پھرتی ہے ہوا دار پر بھی پیدل بھی بادشاہ نے
کہا کہ جاؤ تم اور نقاب کسی حیلہ سے ہٹا کے دیکھ آؤ لیکن لے اس طرح بے پردہ نہ کرنا کہ اور کوئی دیکھے نہ اس پر کوئی
بدعت کرنا اس کا اختیار تمہیں نہیں ہے بلکہ ہمیں ہے وزیر نے عرض کی کہ جیتک غلام ابھی جاتا ہے اور ابھی آتا ہے یہ کہکر وزیر
مرکب کو اپنے بڑھا کر اُس درخت کے نیچے آیا جہاں نقابدار کھڑا تھا قریب پہونچ کے وزیر نے پوچھا کہ اے نقابدار تو کون
ہے جواب ملا کہ بندہ خدا وزیر نے کہا کہ بندہ خدا تو سبھی ہیں تیرے ماں باپ تجھے کیا کہکے پکارتے ہیں کہا نور نظر لخت جگر
کہا اور لوگ کیا کہتے ہیں کہا جیسا جو درجہ ہوتا ہے وہ اُسی کے موافق پکارتا ہے آخر وزیر نے جھلا کے نقاب منہ سے کھینچ
لی دیکھا تو وہی آفتاب حسن ہے وزیر نے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی بس تیور اُس کے بدل گئے اور کہا کہ بس بابا جاؤ اسوقت

کہانی کا اثر یہی ہے کہ نیند اُڑ جاتی ہے میں نے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے کہ جب نیند اُڑ جائے تو وہ دوا کھا لینے سے فوراً نیند آ جاتی
ہے ملکہ نے کہا کہ وہ دوا کیا ہے بڑھیا نے عرض کی کہ وہ کوہ سرستان کی خاک ہے جو شخص پی جاتا ہے خوب نیند بھر کے
سوتا ہے ملکہ نے کہا کہ کوہ سرستان کہاں ہے بڑھیا نے عرض کی کہ صبح کو میں بہت سی خاک منگا دوں گی تھوڑی سی تو اس وقت
بھی میرے پاس موجود ہے آپ اسے نوش کیجیے اگر نیند نہ آئے تو میرا ذمہ میں تو بسبب پیرانہ سالی کے اکثر اس خاک کو
کھایا کرتی ہوں خوش ذائقہ بھی ہے قوت دار بھی اور نیند لانے میں تو اکسیر کا حکم رکھتی ہے یہ کہکر ایک پڑیا نکالی اور اس میں
سے ایک چٹکی ملکہ کو چٹائی اور تھوڑی تھوڑی سب انیسوں جلیسوں کو دی جس نے چاٹی اس نے تعریف کی واقع میں
بہت شیریں اور نہایت عمدہ ہے اور دم بھر میں سب پر غنودگی چھا گئی دراصل یہ دارو بیہوشی تھی کہ سب بیہوش
ہو گئے بس طیفور نے جلدی سے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ ملکہ کا باندھ کر پشت پر لگایا اور قنات پاک کر کے
سے نکلا کہیں گتے کی چال چلا کہیں سانپ کے روش زمین پر پڑے پڑے یہاں تک کہ جب دور نکل گیا تو جانب لشکر اسلام
روانہ ہوا وہاں خواجہ خضران کو یہ خیال آیا کہ عیار صاحبقران کا آیا ہوا تھا تیور اس کے بُرے تھے ایسا نہو کہ ملکہ
کو بھگا لے جائے اور وہاں پہونچتے ہی کسی کے ساتھ عقد ہو جائے تو فرامرز اپنی جان ہی دیدے گا بس انھوں نے ایک عورت کو
سکھا کر بھیجا کہ جا کے خبر تو لا کہ ملکہ کے یہاں کیا ہو رہا ہے وہ عورت اُس وقت پہونچی کہ طیفور خاک کوہ سرستان کی تعریف کر کے
سب کو چکھا رہا تھا اس نے آکر سب کیفیت خواجہ سے بیان کی کہ ایک بڑھیا کہانی کہنے والی کہیں سے آئی ہے اس نے ایسی
کہانی کہی کہ ملکہ کی نیند اُڑ گئی اس نے کوہ سرستان کی خاک سب کو چٹائی ہے اور کہا ہے کہ اس سے خوب نیند آتی ہے یہ سنکے خواجہ
فکر میں گئے کہ یہ کوہ سرستان کی خاک کیسی ایسا نہو اس میں کچھ فریب ہو الغرض آگے دروازہ منڈی کا بند کیا اور وہاں سے
آ پہنچے میں ملکہ کے گئے یہاں عجب معرکہ دیکھا کہ کوئی ہوش میں نہیں ہے ملکہ غائب ہے مسہری خالی پڑی ہے قنات چاک
ہے انھوں نے پیٹرے کو دیکھا تو پہچانا کہ طیفور کا پیٹرا ہے بس انھوں نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا اگر یہ لشکر میں پہونچ گیا
تو پھر کچھ نہ بنے گا بس اسی وقت یہ قریب کے راستے سے پئے شاطری مارتے ہوئے چلے اور یہ کوشش کی کہ میں کسی طرح
منزل اول پر طیفور سے پہلے پہونچ جاؤں راوی بیان کرتا ہے کہ اس وقت خضران اس چال سے گئے ہیں جس رفتار
سے عمرو خانہ کعبہ سے ڈھائی دن میں آ گئے تھے راستے میں ایک چوکی پڑتی ہے مسافر اسی جگہ قیام کرتے ہیں اور دم
لیتے ہیں اس چوکی پر ایک مرد با خدا رہتا ہے کہ نام اس کا فہیم عابد ہے جو گذرتا ہے اسی طرف سے گذرتا ہے خضران اس چوکی
پر مسافر پہونچے دیکھا کہ فہیم عابد بیٹھا ہوا ہے خضران نے کہا کہ کوئی اور مسافر تو اس طرف سے نہیں گیا ہے فہیم عابد نے
کہا کہ بہت دیر سے کوئی راہگیر نہیں دکھائی دیا اور نہ بات کو اس طرف سے لوگ آتے جاتے ہیں بلکہ جب تک صاحب
جادو اور مصاحب جادو زندہ تھے اس وقت تک تو ایک بھی آتا جاتا نہ تھا ہاں اکثر لوگ آتے جاتے ہیں جب سے جو جلیس ہیں
ساحروں ہی کے ڈر سے یہاں بود و باش اپنی اختیار کی ہے خضران نے تپائی دوری رکھ کے حقہ [illegible] فہیم عابد نے حقہ
لاکے رکھا خضران نے کہا تم آگ نکالو میں چلم بھرے لیتا ہوں فہیم عابد چقماق سے آگ جھاڑنے لگا اور خواجہ خضران
نے چلم [illegible] تمباکو میں بہت سی دارو بیہوشی ملا دی کہ جیتے ہی اتنا بہت ہو جائے حقہ تیار کر کے رکھا گیا خضران نے کہا
کہ بات کا وقت ہوا اور ابھی مجھے دور جانا ہے حقہ سلگاؤ کہ دو گھونٹ میں بھی پی لوں فہیم عابد نے آگ کو دھونک کے دم
لگایا ادھر تو منہ سے دھواں نکلا ادھر فہیم عابد بیہوش ہو کے گرے خواجہ نے آئینہ دیکھ کر صورت اپنی فہیم عابد کی ایسی
بنائی اور فہیم عابد کو اٹھا کے حجرے میں ڈال دیا قضائے کار اتفاقات روزگار طیفور بادیہ گرد پشتارہ بدوش پئے شاطری
مارتا ہوا چلا آتا ہے اور دل میں خوش ہے کہ اب اسے لیکے صاحبقران پاس پہونچا اور عقد پڑھا لیا کہ امیر عہد کر چکے ہیں
نہایت خوش ہے اسی خوشی میں اس کو پاخانہ معلوم ہوا اب یہ پریشان ہوا کہ کیا کروں اور کیا نکروں ذہن میں یہ آئی
کہ چل کر فہیم عابد سے پانی لینا چاہیے یہ خیال کر کے چوکی پر آیا دیکھا تو فہیم عابد بیٹھے ہوئے ہیں حقہ پینے لگا ہوا عابد

نے کہا کہ حقہ پیتے جاؤ طیفور نے کہا کہ تھوڑا سا پانی دو میں رفع حاجت کو جاؤں گا فہیم عابد تقلی نے جلدی سے ایک چین کے لوٹے
میں پانی بھر کے دیدیا اب طیفور پشتارہ ساتھ لیے جاتا ہے تو کچھ نازیبا سا معلوم ہوتا ہے کہ معشوق کا پشتارہ اور پاخانہ میں جائے
ساتھ آداب عشق کے خلاف سمجھ کر پشتارہ زمین پر رکھ دیا اور عابد سے کہا کہ اسے دیکھتے رہنا فہیم عابد نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں
تم جاؤ طیفور تو جنگل کو چلا گیا اور یہاں خضران نے جلدی سے پشتارہ کھول کر ملکہ کو پشتارے سے نکال کر زنبیل میں ڈال لیا
اور فہیم عابد کو کوٹھری سے نکال کر پشتارے میں باندھ کے رکھ دیا اور آپ اسی طرح حقہ لگا کے بیٹھ رہے طیفور پاخانے سے فرصت
کر کے آیا جلدی سے پشتارہ دوش پر لگا لیا اور چلتا ہوا خضران نے فہیم عابد کی کل کٹھری کر لی جو کچھ اس غریب کے حجرے
میں رکھا تھا اٹھا کر زنبیل کیا جانب لشکر روانہ ہوئے ملکہ کو تو اسی طرح اٹھ کے پلنگ پر لٹا دیا اور آپ اپنے حجرے میں
چلے گئے جب صبح کو آنکھ ملکہ کی کھلی تو پوچھا تھا کہ بڑھیا کہاں ہے خواصوں نے عرض کی کہ ملکہ کیا کہیں کوہستان کی خاک کا
ایسا اثر تھا کہ ہم میں سے کسی کو بھی ہوش نہ رہا معلوم ہوتا ہے وہ اپنی بیٹی کو دیکھنے کو چلی گئی خیر شام تک آ ہی جائے گی
ملکہ نے کہا اگر نہ آئے گی تو میں بلوا بھیجوں گی وہ بیچاری تو بتا ہی گئی ہے کیا کہوں میں بھی ایسی غافل ہوئی کہ ہوش ہی نہ رہا جان
تو یہ رنگ ہیں کسی پر ثبوت بھی نہیں ہوا کہ کیا گذر گئی لیکن اب حال طیفور کا سنئے کہ جس وقت طیفور پشتارہ بدوش
خدمت میں صاحبقران عالیشان کے پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ وعدے کے موافق میرا عقد کر دیجئے فرمایا ان
اگر ملکہ رضامند ہوگی تو مجھے کچھ عذر و انکار نہ ہوگا میں تجھ سے وعدہ کر چکا ہوں ملکہ کو ہوشیار کر کے میں پوچھ لوں طیفور نے پشتارہ
کھولا اب جو نظر پڑی ہے تو ڈیڑھ بالشت کا ڈاڑھا کھچڑی بال ایک مرد بدصورت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اسے ہی ملکہ ہے
بلاؤ کسی کو اسی کے ساتھ اس کا عقد پڑھ دو طیفور حیران کہ یہ کیا معاملہ ہے میں کس محنت و مشقت کے ساتھ ملکہ کو لایا تھا یہ
کیا ملکہ کوئی بلا ہے ادھر ہوا لگتے ہی فہیم عابد کو جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک بارگاہ آسمان جاہ میں پایا کہا کیا اچھا خواب میں
دیکھ رہا ہوں واہ رے تیری قدرت کہاں میں کہاں یہ بارگاہ صاحبقران نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے بیان کر فہیم عابد
نے کہا کہ میں چوکی پر رہتا ہوں مسافروں کی خدمت کرتا ہوں فہیم عابد میرا نام ہے آپ کیوں پوچھتے ہیں فرمایا کہ تم کیونکر یہاں
آ گئے اس نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا کہ یہاں مجھے کون لے آیا طیفور نے کہا کہ تو نے مجھے لوٹا پانی کا دیا تھا فہیم عابد نے
عرض کی کہ میں نے تو لوٹا دیا تھا کچھ نہیں دیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور اسی منہ پر تو عمرو کی جانشینی کا دعویٰ
کرتا ہے کہ بوڑھوں پر بیعار کٹ گئی اور تجھے خبر نہ ہوئی بلاؤ قاضی کو کہ پڑھ دے عقد اسی کے ساتھ طیفور نے عرض کی کہ یا
صاحبقران جس وقت میں چوکی پر پہونچا ہوں تو مجھے پاخانہ ایسا معلوم ہوا کہ ضبط نہ کر سکا تو میں نے اسی فہیم عابد سے لوٹا مانگا
اور پشتارہ اسی کی نگہبانی میں دیدیا تھا جتنی دیر میں کہ میں پاخانہ ہو کے آیا اتنے عرصے میں نہیں معلوم کیا ہوا صاحبقران نے
طیفور پر بہت لعنت ملامت کی اور اس کے بعد فہیم عابد کو کچھ دے کر رخصت کر دیا یہ بھی حیران تھا کہ میں کس عالم میں
تھا یہ واقعہ کیا گذرا طیفور نے کہا یا امیر درویش کے کمال کی صفت بہت سنی ہے یہ درویش کا کمال تھا جس نے مجھے
دھوکا دیا خراب جاتا ہوں کان لیجئے کہ کہیں نہ چھوڑوں گا لیکن جس وقت میں ملکہ کو لے کے آؤں اسی وقت عقد میرا
کر دیجئے گا فرمایا کہ جب میں وعدہ کر چکا ہوں تو مجھے عذر ہی کیا ہے تم کہیں ملکہ کو تو لاؤ طیفور دوبارہ جانب لشکر درویش
روانہ ہوا ہرکارے درویش کے لگے ہوئے تھے یہ تمام خبر ہرکاروں نے جا کر درویش سے بیان کی خضران بہت ہنسے
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طیفور جھلایا ہوا پھر آتا ہے یہاں خواجہ خضران نے ایک بڑھیا حبشن کو زنبیل سے نکالا کہ ملک زنگبار
کی لوٹ میں اسے پکڑ کے زنبیل میں رکھ لیا تھا عمرو تقلی کے وقت سے یہ زنبیل میں تھی خواجہ نے اس کو زنبیل سے
نکالا اور فرمایا کہ تو نے کبھی اپنی صورت بھی دیکھی ہے اس نے عرض کی کہ عمر طبیعی میں نے اپنی شکل دیکھی تھی اس وقت
سے آئینہ ہی نصیب نہ ہوا کہ اپنی شکل دیکھ سکتی خواجہ نے اس کی حالت پر عبرت کی اور آئینہ نکال کر اس کو دکھایا تو حبشن
کو اپنی صورت سے تنفر ہوا خواجہ نے اس کے بعد تصویر ساران رخ ابرو کی اس کو دکھلائی اور فرمایا کہ اگر تمہاری صورت

ایسی ہو جائے تو تم بھی خوش ہو گی جشن اس تصویر کو دیکھ کر بیتاب ہو گئی کہنے لگی کہ تم نے تو ایسی صورت بنائی نہیں تم
کیونکر بنا دو گے فرمایا ہو تو بنا دیں گے اور اسی وقت رنگ و روغن عیاری لگا کر چوکا دانتوں کا درست کر کے جب اسے
بالکل ملکہ کی صورت بنا لیا تو پھر آئینہ دکھایا یہ جشن صورت اپنی دیکھ کے نہایت خوش ہوئی خواجہ نے کہا کہ تیری شادی
ایک جوان و حسین کے ساتھ ٹھہرا دیں گے تو زبان سے کچھ نہ کہنا قاضی پوچھے تو ہنکارا بھر دینا جشن نہایت خوش ہوئی
اب خواجہ نے ملکہ کے خیمہ میں آ کر مزاج پرسی کی خواصوں کو ہٹا دیا کہ میں کچھ راز کی باتیں کرتا ہوں جب تخلیہ ہو گیا تو خواجہ
نے عطر کی ریفا سنگھا کر ملکہ کو تو بیہوش کر کے زنبیل میں ڈال لیا اور جشن کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر لٹا دیا خواصوں
کو بلا لیا اور کہا کہ ملکہ کے سر میں درد تھا میں نے دوا سنگھا دی جس سے نیند آ گئی ہے اب ہرگز بیدار نہ کرنا تم بھی جاؤ لیٹو۔
اپنے ٹھکانے سو رہا بیداروں نے فرصت پائی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر ملکہ کے مصروف آرام ہوئے خواجہ اگر اپنی
مسند پر بیٹھ رہے یہاں طیفور جو آیا تو دیکھا اس نے کہ آج تو بالکل سناٹا ہے پس اس نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر سرنگ
لگانا شروع کر دی دم بھر میں راہ نقب کا مسہری کے نیچے لگا کے توڑا اور نکل کے جو دیکھا تو سناٹا پایا بس جلدی سے
لپٹا کر جشن کا منہ باندھ کے اسی راہ نقب کے ذریعے سے نکال لایا رات آخر لشکر میں پہنچا اپنے خیمہ میں پشتارہ رکھا
خیمہ کو بہت رات میں خوب آراستہ کیا مسہری بھی دل میں نہایت خوش ہے کہ اب وصل حاصل ہوگا جشن کو پشتارے
سے نکال کر مسہری پر لٹا دیا اور خدمت میں صاحبقران عالیشان کے حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر میں ملکہ کو لے آیا فرمایا
کہاں ہے کہا میرے خیمہ میں ہے فرمایا چلو میں چلتا ہوں ساتھ ساتھ طیفور کے خیمہ میں تشریف لائے یہاں ہوا لگنے سے آنکھ
جو اس جشن کی کھل تو اپنے کو عجب مقام جنت نشان میں پایا خوشبو پھولوں کی چلی آتی ہے مسہری پر ہار لٹکے ہوئے ہیں
پھولوں کی چھڑیوں کا بچھونا ہے خیمہ مثل خوابگاہ سلاطین کے آراستہ ہے یہ دل میں نہایت خوش ہوئی صاحبقران نے دیکھا
ارشاد فرمایا اے طیفور بلا لا قاضی کو عقد کر لے اور اس عورت سے پوچھا کہ تجھے عقد اپنا اس جوان کے ساتھ منظور ہے
اس نے کس خوشی سے ہنکارا بھر دیا طیفور خوشی خوشی گیا اور قاضی کو بلا لایا صاحبقران نے طیفور کے ساتھ عقد پڑھا دیا
قضا را اسی وقت اس جشن کو چھینک آئی تڑاق سے چوکا دانتوں کا منہ باہر آ پڑا تو طیفور پریشان ہوا کہ یہ کیا
ہوا دانت جو اٹھا کر دیکھے تو مصنوعی بنے ہوئے دانت تھے اب تو طیفور نے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری جا بجا
سے چھوٹ گیا کہیں سے تو چہرے کی سیاہی جھلکنے لگی اور کہیں روغن کی سپیدی باقی رہ گئی طیفور نے کہا کہ ارے تو
کون ہے یہ تو ابلق رنگ ہو گیا جشن اٹھ کے پیٹنے کو دوڑی طیفور ڈرتا ہے اس نے کہا یا صاحبقران آپ گواہ ہیں کہ آپ کے
سامنے عقد ہوا ہے کس چاہ سے لایا تھا اور اب یہ مجھے بھاگتا ہے ایسے کہا کہ بھلا اس کے ساتھ نباہ ہوگا ارے یہ تو کیسے
لے آیا طیفور نے کہا کہ یا امیر اس بلا کو نکلوائیے صاحبقران ہنس رہے ہیں طیفور بھاگتا پھرتا ہے اور یہ جشن پیچھے پیچھے دوڑتی
پھرتی ہے آخر طیفور نے شرمندگی کے مارے پیٹ کے ایک ہاتھ مار دیا کہ وہ بیچاری جان بحق تسلیم ہو گئی اب تو صاحبقران
کو طیش آیا فرمایا کہ بس اسی منہ پر خضران سے بانسلے عیاری کا دعوی کرتا ہے جا دور ہو میرے سامنے سے خبردار اب
میرے سامنے نہ آنا طیفور شرمندگی میں خیمہ سے نکل گیا اور کہا کہ یا امیر یہ درویش کا کوئی کرشمہ ہے کہ دو مرتبہ میں بڑی
محنت و مشقت سے ملکہ کو لایا اور دونوں دفعہ ملکہ غائب ہو گئی اب اگر اس فقیر سے بدلہ نہ لیا تو نام اپنا طیفور نہیں ہوگا
یہ کہہ کر طیفور تو اسی وقت وہاں سے نکل کر روانہ ہوا یہاں جو ہر کارے خواجہ کے لگے ہوئے تھے انہوں نے ساری
کیفیت جا کے خضران سے بیان کی خضران بہت ہنسے اور کہا کہ اگر ایسی ہی ایسی ہو کر ہے تو یہیں دھوکا دیا میں تو بڑی بات ہے

چند کلمے داستان بردوان شاہ پدر ملکہ سہمان کج ابرو کے بیان کئے جاتے ہیں

غزل برآغاز داستان — آہوں سے شب غم کی سحر کی نہیں جاتی || اشکوں نے قیامت مری اٹھائی نہیں جاتی

کس دل کا ہے کیا حال خبر لی نہیں جاتی
لے لیتے ہو جو چیز تو پھیری نہیں جاتی
ہمکو بھی ہنسا کر کبھی غیرون کو رُلاؤ
سیدھی تو کوئی بات کبھی کی نہیں جاتی
رہتا ہے تصور کبھی تصویر تمہاری
بیتابیٔ دل تم سے جو دیکھی نہیں جاتی
یہ بیخبری قہر ستم ہے یہ تغافل
جو دل میں شکایت تھی وہ اب کی نہیں جاتی
کیون ہم سے خفا ہو گئے کیون پھیر لین آنکھیں
بیشک یہ کمال اپنی تعلی نہیں جاتی

شرمائے چلے جاتے ہو شوخی نہیں جاتی
بوسہ جو نہیں دیتے تو بوسے کی طلب پر
اُن کی بھی زبان پر ہو یہ شوخی نہیں جاتی
ہر دم ہے ترا دھیان تری یاد تری دید
تنہا تو شب ہجر بسر کی نہیں جاتی
کیون چھیڑتے ہو جب یہ کہا جسکے وہ ہو
پھر چاہنے والون کی خبر لی نہیں جاتی
سمجھے ہے شرارت تری شرمائی ادا پر
آتی ہے طبیعت تو وہ پھیری نہیں جاتی

دل دے کے جو مانگا تو بگڑ کے بولے
منہ پھیر کے گالی بھی کوئی دی نہیں جاتی
آنے میں دل ابرو پہ تکلف ہوتی ہے تیر بھی
آنکھون میں چمک ہے جو تجلی نہیں جاتی
اُٹھ جاؤ کہ بیٹھے رہے ہاتھ اٹھا ہو
معشوق کی طینت میں ہے شوخی نہیں جاتی
دیکھا جو انھیں شکر خدا کرنے لگے ہم
پھر کہنے مری آنکھ سے شوخی نہیں جاتی
کرتے ہین حسینون سے بہت عشق کے دعوے

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ خبر اجلال شاہ نے بردوان شاہ کو بھیجی کہ اے برادر تم نے اپنی دختر کو ہمارے پاس بھیجا تھا لیکن اُس دختر نے یہ حرکت کی کہ قبل ہمارے پاس آنے کے وہ درویش امیر تتاری کی جا کے مرید ہوئی پیالہ پیا اور اب درویش ہی کے یہان ہے صاحبقران نے اس کے لینے کے واسطے ایک سردار کو بھیجا تھا درویش کے ایک چیلے نے اسے بھی زیر کر کے مطیع کر لیا اور ملکہ کو لا کھ بلاتے ہین وہ نہین آتی لہذا ہم تمہین اطلاع دیتے ہین کہ وہ تمہاری دختر ہے تم جو مناسب جانو وہ اس کے حق میں کرو اگر ملکہ رضامند نہ ہوتی تو صاحبقران قیامت برپا کر دیتے مگر چونکہ ملکہ خود اسی درویش کی رضامند ہے اس سے مجبوری ہے جب نامہ اس مضمون کا لیجا کے قاصد نے بردوان شاہ کو دیا پہلے تو بردوان شاہ سمجھا کہ خیریت نامہ ہو گا جب اُس نامہ کو اس شر و فساد سے مملو دیکھا اس کو نہایت غصہ آیا بیٹا اسکا پہلوان زبردست ہے کہ نام اس کا طماس تیغزن ہے اس نے طماس سے کہا کہ اگر تمکو غیرت کو حمیت ہے تو جا کر فقیر کو سزا لے معقول دے اور اپنی بہن کو اس سے چھین لا کہ اُس نے اطاعت درویش کی اختیار کر لی ہے یہ سنکے طماس طیش کھاتا ہوا اُٹھا اور ایک لاکھ جوان صف شکن اپنے ہمراہ لے کر جانب کوہ روانہ ہوا وہان درویش بالاے کوہ بیٹھے تھے کہ جانب ہوا سے تق گرد و غبار بلند ہوا درویش نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور خبر لے کر آئے عرض کی کہ اے مرد باخدا ملکہ سہان رخ ابرو کا بھائی اپنی بہن کے لینے کو آتا ہے فرمایا کچھ پروا نہین آنے دو تھوڑی ہی دیر مین دامن کوہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے طماس تیغزن پیدا ہوا اور اس نے آکر خیمہ برپا کیا اور وہان سے تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا جس وقت سامنے درویش کے پہونچا کہا کہ او فقیر تو نے کیا حرکت کی کہ شاہزادی کو اپنا مرید کیا یہ جعلسازی اپنی عوام الناس تک رہنے دے اس کی سزا لے سخت تجھکو دیجائے گی اور بہتر ہے کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کر درویش نے کہا کہ بابا فقیر پر کیون غصہ کرتے ہو فقیر کسی کو بلانے نہین جاتا ہے جو کوئی اپنی خوش اعتقادی سے آکر فقیر کا پیالہ پیتا ہے اُس کا پاس فقیر کو بھی ہو جاتا ہے اگر بہن تمہاری جانے پر رضامند ہو بخوشی اُس کو لے جاؤ مین مانع نہین اور اگر وہ بخوشی نہ جائے گی تو بجبر ہم اُسے جانے نہ دین گے طماس نے کہا کہ مین ضرور ملکہ سے پوچھون گا درویش نے فرامرز سے اشارہ کیا کہ تم ساتھ جاؤ فرامرز طماس کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ملکہ کے خیمے کے دروازے پر آیا طماس سے کہا کہ آپ پکار کے اپنی بہن کو یہین سے پوچھیے اگر وہ رضامندی ظاہر کرے آپ لیجائیے طماس نے آواز دی ملکہ اپنے بھائی کی آواز سنکے کسیقدر خائف ہوئی جواب مین دیر کی فرامرز نے آواز دی کہ اے ملکہ بھائی تمہارے لینے کو تمہارے آئے ہین درویش نے ارشاد کیا ہے کہ اگر ملکہ راضی ہو تو اُس کو لے جاؤ لہذا اگر تمہین اپنے بھائی کا ساتھ دینا ہے تو چلی جاؤ ورنہ اپنی زبان سے کہدو کہ ہمین کیا منظور ہے جس وقت یہ آواز ملکہ کے کان میں پہونچی دل اس کا مضبوط ہوا کہ فرامرز ساتھ ہے جواب یہ بجبر جبر نہ کرنے پڑے گا بس اس نے جواب دیا کہ اے برادر طلی مقدار

میری جانب سے والد ماجد کی خدمت میں تسلیم عرض کیجیے گا اور کہہ دیجیے گا کہ مجھے فقیری اچھی معلوم ہوتی ہے لہذا میں تو نہ جاؤں گی
اگر والد ماجد یا آپ یا اور کوئی عزیز مجھ سے ملنا چاہے تو یہیں آ کے مل لے اور مجھے جانا منظور نہیں ہے میں نے دنیا داری کو
ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے یہ کہکے سامنے خیمہ کے جانے کا قصد کیا فرامرز نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر ملکہ رضامند
ہوتی تو مضائقہ نہ تھا اب ہم آپ کو خیمہ میں نہ جانے دیں گے اگر آپ کو اپنے دست و بازو پر بھروسہ ہے یا فوج پر گھمنڈ ہے تو
جا کر طبل جنگ بجوا دو جس کو خدا غلبہ دے وہ ملکہ کو اپنے قبضہ میں کرے یہ کلمہ طماس کے اور بھی خلاف گذرا کہ میری
بہن اور مجھ کو اختیار حاصل نہیں ہے اسی وقت پلٹا اور آتے ہی اس نے طبل جنگ بجوا دیا یہاں فرامرز نے بھی نقارہ جنگی
بجوایا دونوں طرف تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں فوجیں وعدہ گاہ
مصاف میں پہونچ کر صف آرا ہوئیں درویش بھی تخت پر سوار ہو کر تماشہ دیکھنے کو آئے طماس تیغ زن غصہ میں بھرا ہوا
میدان میں آیا اور پکارا کہ او فقیر بھیج کسی کو میرے مقابلے کے لئے اسوقت ہزبر شیر دل نے فرامرز سے کہا کہ اگر اجازت
ہو تو میں جا کر اس سے سامنا کروں فرامرز نے کہا کہ تم مقابلہ نہ کرو یہ حق میرا ہے یہ کہکر مرکب کو بڑھایا اور سامنے تخت درویش
کے آ کر اجازت خواہ میدان مصاف ہوا درویش نے کہا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے فرامرز سلام رخصت کر کے میدان
میں آیا اور طماس تیغ زن سے سامنا کیا طماس تیغ زن نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے پر روکا تھا بند بند ملنے اور کھلنے
لگے اسی حالت میں فرامرز نے نیزہ طماس کو اپنے نیزے میں پھنسا کے جھٹکا مارا صاف نیزہ ہاتھ سے طماس کے نکل گیا
بس نیزہ نکلتے ہی دنیا آنکھوں میں طماس کے تیرہ و تار ہو گئی تلوار کمر سے کھینچ کے سر پر پڑا فرامرز نے وار رد کرنا
شروع کئے اسی حالت میں فرامرز نے بھی ایک ہاتھ تلوار کا مارا طماس نے سر نیچے کو کھینچا تلوار بر گردن مرکب پہونچی
کہ مرکب طماس کا مرکب آتشبازی ہو گیا چرخ مانے لگا طماس نے زین خالی کیا اور تلوار کھینچ کر جھپٹا کہ اس کے
مرکب کو بھی بے کر ڈالوں لیکن فرامرز ارادہ اس کا فاسد دیکھکر مرکب سے کود پڑا طماس نے پھر تلوار ماری فرامرز
نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لوں طماس نے تلوار ہاتھ سے پھینک کے گریبان میں
ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی دن بھر کی کشتی میں فرامرز نے طماس تیغ زن کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا
کیا کہتا ہے اطاعت درویش میں طماس نے درویش کو برا بھلا کہا فرامرز نے باندھ کے عیار کے حوالے کر دیا اور نقارہ فتح
بجاتا ہوا میدان سے پھرا اور طماس کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانے میں بھجوا دیا ملکہ کو خبر ہوئی کہ بھائی میرا اسیر ہوا اس نے
سجدہ شکر کیا کہ اگر طماس غالب آتا تو مجھے چھین کے لے جاتا اور بہت ظلم کرتا لیکن فوج طماس کی پلٹ کر جانب شہر بردوان
روانہ ہوئی بردوان شاہ اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ فرزند میرا جنگ سر کر کے مع ملکہ آتا ہو گا اتنے میں لشکر کے سپاہی روتے
پیٹتے پہونچے بردوان شاہ نے کہا کہ کیا ہوا کیا فرزند میرا مارا گیا انہوں نے کہا کہ فقیر کے دو چیلے ایسے زبردست ہیں کہ ان سے
عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہے فرزند آپ کا دن بھر کی کشتی میں زیر ہو گیا ابھی تک قتل تو نہیں ہوا لیکن قید ہے یہ سنکے بردوان شاہ
کو نہایت غصہ آیا بس یہ اپنے مقام سے اٹھا اور ایک مکان تھا میں آیا یہاں ایک بڑا آئینہ لگا ہوا تھا پوشش پڑی ہوئی تھی
بردوان شاہ نے پوشش آئینہ کی دور کر کے آئینہ پر نظر کی اور منتر کی بھاپ دے کر پوشش ڈال دی بعد چند ساعت کے گرد کا
ہوا اور ایک لکہ ابر آ کے شق ہوا اس میں سے ایک ساحرہ تخت پر سوار نمودار ہوئی دو مصاحبین اس کے ساتھ تھیں آتے
ہی پکاری کہ اے بردوان شاہ اسوقت مجھے تم نے کیوں یاد کیا ہے بردوان شاہ نے کہا کہ اے سماک جادو تمہاری
دوستی و محبت کس دن کے کام آئے گی ایک فقیر پیدا ہوا ہے کہ وہ ہر ایک کو مرید اپنا بناتا پھرتا ہے نوبت بہ اینجا رسید کہ پہلے
اس نے صاحبزادی کو ایسا پیالہ پلایا کہ وہ اسی کا دم بھرنے لگیں بعد اس کے فرزند میرا اپنی بہن کے لینے کو گیا وہ نہ
آئی ایسا اس کا قلب فقیر نے پلٹ دیا ہے بعد اس کے فرزند سے میرے لڑائی ہوئی وہ بھی اسیر ہو گیا میں چاہتا ہوں
کہ فقیر کے ہاتھ سے میرے دختر و فرزند دونوں کو رہا کر دو اور اس فقیر کو ایسی سزا دو کہ آئندہ وہ ایسی حرکات سے باز آئے

پہنچے سماک جادو لرزگئی اور کہا کہ اے بردوان شاہ تو اس تقریر کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو کہ یہ کون بلا ہی یہ عمرو ثالث
عیار ہو اس نے فقیر بنکر بتون کو اپنا بنایا اور مصاحب جادو کو مارا اس کا خاندان ہمارے خاندان کا قاتل ہو جتنے بڑے بڑے
ساحر تھے وہ اسی کے خاندان والون نے مارے ساحر ششم سا شخص کہ جو خدا وند ساحران تھا اُس نے دریا مین پناہ
لی عمرو اول کے ہاتھ سے وہان بھی پناہ نہ ملی عمرو نے دریا مین گھس کے اُسے گرفتار کیا اور بیرون دریا لاکے مار ڈالا
اور آج تک جو مین نے روپوشی اختیار کی تھی اور تمہارے پاس کا رہنا ترک کر دیا تھا اُس کا سبب یہی تھا کہ مجھے اپنے علم
سے معلوم ہوگیا تھا کہ قاتل میرا اس مقام پر آیا چاہتا ہی تم نے وہ فرمائش کی ہو اور ایسے کام کو کہا ہو کہ جس مین جان جوکھم ہی
بردوان شاہ نے کہا کہ اے سماک جادو جب یہ تم جانتی ہو کہ قاتل ہمارا یہی شخص ہو اور پیشانی کا دہوکا دیتا ہی پھر اس کے
اُسے پھر غلبہ حاصل نہیں ہوسکتا تو اُس سے سر میدان کیون نہ مقابلہ کر دیا ایسے وقت مین کیون نہ حملہ کرو جب وہ غافل ہو
سماک جادو نے کہا کہ تم نے وہ بات کہی جو عقل کے موافق ہو لیکن تقدیر عقل کے خلاف ہی ہوا کرتی ہو مگر اب سوا اس کے چارہ
کیا ہو مین بھی یہ سمجھتی ہون کہ جب مرنا اسی طرح ہو تو اپنا حوصلہ کیون نہ نکال لین تم اسی مقام پر ٹھہرو مین ابھی جاتی ہون
اور اُسے گرفتار کرکے لاتی ہون اور تمہارے سامنے اُس کے کباب لگاکے کھاتی ہون یہ کہکر ایک تیلی ہاتھی دانت کی جھولی
سے نکالی اور چند دانے ماش کے پڑھکر اُس پر مارے تیلی کو یا ہوئی کہ کیا حکم ہوتا ہو سماک جادو نے کہا کہ اگر اس وقت
مین جاؤن اور خضران کی گرفتاری کی فکر کرون تو کامیاب ہونگی تیلی نے کہا ہان اسوقت وہ غافل ہو ایسے مقام پر
نہین ہو کہ گرفتار نہو سکے بعد اس کے پوچھا کہ ملکہ کس مقام پر قید ہو اور کیون نہین آئی کہا کہ ملکہ فرامرز پر عاشق ہو اور
فرامرز مرید ہو درویش کا بیٹے خضران کے فریب مین پھنسا ہوا ہی پہلے اس نے عشق جادو اور عتیق جادو سے
کہا کہ تم تو ملکہ کو لینے جاؤ اور بادشاہ کے فرزند کو قید سے چھڑاؤ اور مین جاتی ہون خضران کو گرفتار کرکے لاتی ہون
پہلے عشق جادو او عتیق جادو دونون کڑک کر اڑین اور جانب لشکر درویش روانہ ہوئین اور سماک جادو نے
ادھر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی اور اڑکر جانب لشکر درویش تلاش درویش روانہ ہوئی لیکن اب

دو کلمہ داستان درویش امیر شاہی اور ملکہ سہمان کج ابرو اور طہماس تیغ زن کے بیان ہوتے ہین

ماہرو دلبر ہوا ہی آکر ہمنشانہ آج
خانقاہ و شیخ ہو ساقی ترا میخانہ آج
کس کا یہ رتبہ ہو اے ساقی زہے میرا نصیب
مین جسے پاتا ہون حسن جنس کا پیمانہ آج

غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج
وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہون دیر مین
آپ بہر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
لے لیا بوسہ پلٹ کر تیغ ابرو کا مرے

آرہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا
کیا وہ بت آیا ہی یہان اے راہب بتخانہ آج
تیغ پر مجانے کہ کٹ جائے مجھے مطلب نہین
کام آئی اپنے آخر ہمت مردانہ آج

راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ سہمان کج ابرو نے فرامرز سے کہا کہ مجھے اب اندیشہ پیدا ہو گیا ہی یا تو تم میرے بھائی کو قید سے
رہا کر دو ورنہ باپ میرا ایک ایسی بلا بھیجے گا کہ نباہنا دشوار ہو جائے گی فرامرز نے کہا کہ کیا اور کوئی پہلوان زبردست اُسکے
یہان ہو ملکہ نے کہا کہ ایک ساحرہ ہو کہ نام اُس کا سماک جادو ہو اگر وہ آئی تو قیامت برپا کرے گی فرامرز نے کہا کہ
ساحرہ ہمارے مرشد کا کیا کر سکتی ہی وہ باکمال ہین کہ مصاحب جادو سے ساحر کو پکڑ لیا اور بلندی پر سے پھینکا مین نے
اپنے ہاتھ سے اُس کو چور چور ہوا کیا اگر یہ ساحرہ بھی آئے گی تو ہاتھ سے درویش کے سزا پائے گی ہان مجھے یہ خیال
بیشک ہو کہ جبتک میرا تمہارا نکاح نہو جائے گا اُس وقت تک ایسی ہی آفتین آتی رہینگی جب یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ ملکہ
امانت دوسرے کی ہو گئی اُسوقت پرائے ناموس کو چھینے کا کوئی قصد نہ کرے گا ملکہ نے کہا کہ پیر و مرشد سے جاکر
عرض کرو اگر ایک امر ہونا ہو تو ہو جائے دیر مین قباحت ہو فرامرز نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر ملکہ کے خیمہ سے

لشکر درویش کی جانب روانہ ہوا راستے میں ہزبر شیر دل سے ملاقات ہوئی ہزبر شیر دل نے کہا کہ آپ کہاں جاتے ہیں
فرامرز نے راز اپنا ہزبر سے بیان کیا ہزبر شیر دل نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اور اگر ایسا نہ کیجیے گا تو ملکہ کے چھن جانے
کا خوف ہے خصوصاً لشکر اسلام کے ہاتھ سے کہ وہاں ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ ہے نہیں معلوم کیا بھید ہے کہ اس وقت
تک کوئی سردار نہیں آیا آپ کس کس سے مقابلہ کیجیے گا کس کس کو جواب دیجیے گا ابھی روز اولاد صاحبقران سے کوئی بہر
مقابلہ آگیا اس دن سوا زیر ہو کر مطیع ہو جانے کے چارہ نہ ہوگا اور اگر عقد ہو گیا تو اہل اسلام ملکہ کو ناموس غیر سمجھ کر دعویٰ
نہ کریں گے یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں خدمت میں درویش امیر شاہی کے آئے اور مدعائے دل اظہار کیا درویش سوچے
کہ اس پر طیفور عیار صاحبقران بھی عاشق ہے ایک مرتبہ تو وہ سنڈی گیا ہوتا اور دوسری مرتبہ حبشن کو ملکہ بھوکے لے گیا
تب پر صاحبقران نے ناراض ہو کے نکال دیا یہ سب خبریں درویش کو ہرکاروں نے پہنچا دی تھیں اس وجہ سے ان کو اور بھی
تامل تھا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ ملکہ تو فرامرز پر خود عاشق ہو چکی ہے دوسرے کو قبول نہ کرے گی اور اگر قبول نہ کرے گی تو
عقد کیونکر جائز ہوگا صاحبقران بھی اگر عقد کریں گے تو فرامرز ہی کے ساتھ کیونکہ عقد کے بارے میں جبر درست نہیں یہ سوچ کر
اٹھ کھڑے ہوئے اور فرامرز سے کہا کہ چلو میں ابھی عقد تمہارا ملکہ کے ساتھ کر دوں یہ فرما کر فرامرز کے ساتھ ہو لیے فرامرز
خواجہ کو لیے ہوئے ملکہ کے خیمہ میں آیا ملکہ سلام کو اٹھی درویش نے پشت پر ہاتھ رکھا ملکہ نیچی گردن جھکا لی درویش نے
کہا کہ عقد تمہارا فرامرز کے ساتھ پڑھ دیا جائے ملکہ نے رضامندی ظاہر کی درویش نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور دعویٰ پیدا
ہو جائے اگر تمہاری خوشی ہو تو عقد پڑھا جائے یعنی جس کے ساتھ تمہیں منظور ہو اسی کے ساتھ عقد تمہارا کر دیا جائے ملکہ نے
کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ نہ پوچھیے اگر میں دوسرے کی راضی ہوتی تو ان کے ساتھ کیوں چلی آتی اب خواجہ نے صیغہ جاری کرنے
کا قصد کیا تھا کہ بجلی چمکی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں یہاں عقد کے سامان تھے اور وہاں سماک جادو تاک میں تھی کہ خواجہ
کو منڈھی کے باہر پاؤں توڑے جاؤں جس وقت تک خواجہ منڈھی میں تھے کئی مرتبہ سماک جادو سحر غائب کیے ہوئے
نزدیک منڈھی کے آئی لیکن جب اندر جانے کا قصد کیا تو اسے موکلوں نے روکا کیونکہ خواجہ اس کے آنے سے بے خبر تھے اور
بے اجازت کیا مجال ہے کسی کی کہ اندر منڈھی کے قدم رکھ سکے لیکن جب خواجہ منڈھی سے نکلے چاہتے ہیں تو سماک جادو کئی
مرتبہ قصد کر کے رہ گئی لیکن بسبب خوف کے اس کی جرأت نہ ہوئی کہ خدا جانے کیا اتفاق پیش آئے آخر اس نے جان پر کھیل
کے پنجہ سحر پھینکا یہاں خواجہ حالت غفلت میں تھے گلیم بھی نہ اوڑھ سکے پنجہ خواجہ کو اٹھا کے بلند ہوا لوگوں نے کہا کہ لو وہ برکت
جاتی ہے فرامرز پکارا کہ کہاں آپ تشریف لیے جاتے ہیں درویش نے کہا کہ اپنے خدا سے ملنے کو آسمان پر جاتے ہیں پریشان
نہ ہو اگر حکم ہوا تو ہم پھر واپس آئیں گے یہ کہتے کہتے نظروں سے غائب ہو گئے ساتھ ہی دوسرا پنجہ جا کر زندان خانے میں گرا
اور طہماس تیغ زن کو لے کر روانہ ہو گیا اور تیسرا پنجہ فرامرز کو لے گیا اب تو درویش کے لشکر میں غوغا ہوا لوگ شور
کرنے لگے کہ پیر و مرشد ہمیں کس پر چھوڑے جاتے ہیں ہم کس کے ہو کے رہیں گے یہ تو غل مچاتے رہ گئے اور پنجے لیے ہوئے
ان کو بلند ہو گئے وہاں بردوان شاہ انتظار میں بیٹھا تھا کہ سماک جادو اور عتیق جادو اور عشق جادو پہنچیں
عتیق جادو نے تو طہماسپ تیغ زن کو سامنے بردوان شاہ کے لے جا کے ڈال دیا دیکھا بردوان شاہ نے کہ فرزند اسیر
غل و زنجیر ہے اس کو کمال رنج ہوا کہ میرا فرزند اور اس حالت سے اور عشق جادو نے فرامرز کو پیش کیا اور کہا کہ اس
شخص کا نکاح ملکہ کے ساتھ ہونے ہی کو تھا اور اسی سے آپ کا فرزند زیر بھی ہوا تھا اور سماک جادو نے خضران کو
لیجا کے سامنے بردوان شاہ کے ستون سے باندھ دیا بردوان شاہ نے کہا کہ ملک خضران کے علیحدہ صورت اس کی نہیں
ملتی ہے یہ تو ملک خضران کیوں کر ہو سکتی ہو ملکہ نے کہا کہ یہ ہیئت بدلے ہوئے ہے آپ صورت اصلی اس کی دیکھیں گے بردوان
شاہ نے کہا کہ ضرور دیکھوں گا بس سماک جادو نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا منہ پر خضران کے مارا تمام رنگ و روغن جعلی
اتر گیا صورت اصلی نکل آئی اب دیکھا تو وہی زہرہ سی آنکھیں چمک رہی ہیں گیسو گال پہ ہوئے ہیں تا گاسی گردن

نکلے ناک پوری ہیئت وہی پائی جو حلیہ عمرو کا مشہور تھا اولاد عمرو اول میں اسعد عمرو سے مشابہ اب کوئی نہیں جسقدر خضران ہے اور اسی بھتیجے کے ساتھ خواجہ کو ہوش بھی آگیا جس وقت خواجہ ہوشیار ہوئے تو ملک الموت کو سر پر پایا دل میں خیال کیا کہ بیٹے بھتیجے مگر خیراب تو جو کچھ ہو بادشاہ نے آہنگروں کو بلوا کے قید دور کرائی اور اپنے فرزند کو سینے سے لگایا طہماس تیغ زن تلوار کھینچکر فرامرز کی طرف چلا کہ قتل کر ڈالوں سماک جادو نے منع کیا اور کہا کہ جلدی نکرو اب یہ میرے قابو میں آگئے قتل کے کہاں جا سکتے ہیں چونکہ مددگاران لوگوں کے زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہیں لہذا پہلے مجھے انتظام کر لینے دو بعد اس کے قتل کرنا باغ کا بندوبست کرتی ہوں کہ یہاں کوئی آنے جانے نہ پائے بیرون باغ کا انتظام تم کرو کہ کوئی غیر ملک کا آدمی نہ آنے پائے پر وہاں شاہ مع پسر باہر آیا اور فوج کو طلب کر کے گرد باغ کے حصار کر لیا کہ کوئی آنے جانے نہ پائے وہاں سماک جادو نے یہ انتظام کیا کہ کچھ اسم پڑھ کر ایک کیل لوہے کی زمین میں گاڑ دی جس سے تمام زمین آہنی ہو گئی تاکہ نقب کے ذریعہ سے بھی کوئی عیار اندر باغ کے نہ آسکے اور بالائے باغ ابر سحر قائم کیا کہ کوئی پرند تک اڑ کے نہ آسکتا تھا اور گرد باغ کے حصار آتش قائم کر دیا تمام دیواریں باغ کی آتشی معلوم ہوتی تھیں اور عشق جادو اور عتیق جادو سے کہا کہ ان دونوں کی حفاظت کرو آج طبیعت میری سست ہے کل صبح کو ان کے کباب لگاؤں گی اور کھاؤں گی کہ انہوں نے بہت دل جلایا ہے خصوصا اس عمرو ثالث نے کہ ہزاروں ساحروں کو مارا ہے اور یہ دوسرا جو ہے چھیلا اس کا یہ فربہ بہت ہے اس کا گوشت خوش ذائقہ ہوگا بادشاہ سے کہدیا کہ کسی کبابی کو بھیجے خضران نے ہر چند واویلا کی مگر سماک جادو نے ایک سماعت نہ کی اور کہا کہ تو بڑا مکار ہے میں تیرے مکر و فریب سے خوب آگاہ ہو چکی ہوں یہ تو انتظار صبح میں بچی ہی اور فرامرز جوان ہے کہ مرشد کی تو صورت ہی اور ہے اور نام بھی نیا سنا جاتا ہے یہ ماجرا کیا ہے لیکن کچھ بھی ہو یہ عیار ہوں یا مکار ہمارے تیرہ مرشد بلکہ آئین کی بدولت ہم اس مرتبہ کو پہنچے گر اب

دو کلمہ داستان طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران کے بیان جانشین

ساقی ساقی پیارے ساقی
بات یہی ہے ملنے اگر تو
ہم کی یہی تھی اصل چہیتی
احسان تیرا احسان ہوگا

غم میں نہ رکھ تو کچھ بھی باقی
سچ تو یہی ہے جانے اگر تو
قلب کی جان اور جان کی جان
رندوں کا دل شادان ہوگا

جام پلا بھر بھر کے لا کے
مجھ کو بھی شراب ہے کے نہیں ہے
لا کے پلا دے گر تو نہ مست
اب تو مری آئی ہے باری

ہووے جس سے سبکو اپنے
لعل شراب انکے کہیں ہے
ہووے گا جو کچھ ہوگی قسمت
دیکھ کسر رہ جائے نہ باقی

راوی بیان کرتا ہے کہ جب طیفور نے خضران کے ہاتھ سے دو مرتبہ زک اٹھائی اور صاحبقران کے روبرو اس کو ذلت حاصل ہوئی تو امیر نے یہ فرما کر نکال دیا کہ اسی منہ پر تو دعویدار بانئے عیاری ہوتا ہے جب ایک فقیر نے دو مرتبہ تجھے دھوکہ دیدیا تو عیار سے تیرا کیا بس چلے گا اگر تو بانئے عیاری کا مالک بھی ہوتا تو یقین ہے کہ سب تبرکات عمرو کے چھنوا دیتا ہمارا اعتبار کھو گئے اور ایسا غافل جانتا میری بارگاہ سے اور اب منہ نہ دکھانا جب تک کوئی کارنمایاں نہ کر لینا اور فقیر سے عوض اس کا نہ لے لینا اور اب بانئے عیاری بھی تجھے یوں نہ ملیں گے کہ میں سفارش کر کے خانہ کعبہ سے منگوا دوں بدیع الملک تو میری خاطر سے منظور بھی کر دیں گے لیکن تو اس قابل نہیں کہ ان باتوں کا حامل ہو اگر تجھے جانشینی خضران کا دعویٰ ہے اور شاہ عیاران ہونے کی خواہش ہے تو جا اور خانہ کعبہ میں جا کر عیاری تبرکات اپنے بزرگوں کے خضران سے حاصل کر صاحبقران کو غصہ میں دیکھکر طیفور کو نہایت کوفت ہوئی کہ میں نے کیسی کیسی کوششیں کیں اور ہر ملک کے لانے میں کامیابی حاصل ہوئی بس یہ بارگاہ سے نکل جانب ہوا روانہ ہوا دور و نزدیک پریشان و سرگردان رہا کبھی تو خیال کیا کہ درویش کو ڈھونڈوں تو خانہ کعبہ جاؤں کبھی یہ خیال آیا کہ درویش دھوکہ کی ایک

اس لیے کہ اُسے الہام ہوتا ہے جبتک تبرکات عمرو کے ہاتھ نہ آئیں گے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ پہلے چل کر خضران پر عیاری
کروں اگر کامیابی حاصل ہو تو انہیں تبرکات کے ذریعے سے درویش کو دھوکہ دوں یہ سوچ کر ایک جانب بارادہ سبزخانۂ نعیم
چل کھڑا ہوا جاتے جاتے اس کو پیاس معلوم ہوئی اور اس نے وہاں کسی مقام پر نشان چشمہ و چاہ کا نہ پایا یہ حیران و سرگردان
پھر ہی رہا تھا کہ دیکھا اس نے کہ ایک مقام پر جھونپڑا بنی ہوئی ہے اور اس میں سے اللہ ہو کی آواز چلی آتی ہے طیفور قریب
اُس منزل کے آیا دیکھا کہ ایک مرد درویش بیٹھے ہوئے تلاوت قرآن کے سوروں کی کر رہے ہیں طیفور سامنے جا کے
کھڑا ہو رہا کہ یہ مرد با خدا ہیں کیا عجب ہے کہ ان کے باعث سے مطلب برآری ہو جب درویش تلاوت قرآن سے فارغ ہوئے
تو آنکھ اٹھا کر طیفور کی طرف دیکھا اور مسکرائے طیفور نے کہا کہ آپ کیا مسکرائے ۔ درویش نے فرمایا کہ تو جس کی فکر میں
دور جاتے کو ہے وہ دور نہیں ہے طیفور نے کہا کہ جب یہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں کس واسطے جاتا ہوں اور کہاں جاتا ہوں
تو یہ بھی بیان فرما دیجیے کہ مطلب میرا حاصل ہوگا یا ناکام ہی رہوں گا درویش نے کہا کہ کعبہ کا سفر اور دغابازی کا ارادہ
تم کو شایاں نہیں خدا پر بھروسہ رکھو اور جانب شہر بردوان جاؤ مطلب تمہارا حاصل ہوگا اور یہ شیشی لیتے جاؤ جس
اسیر سحر کو دو قطرے اس عرق کے پلا دو گے وہ قید سحر سے رہا ہو جائے گا اور تم سے ایسی عیاری بن پڑے گی کہ لوگ
تمہیں مان جائیں گے اور میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ بہت جلد تم شاہ عیاران ہونے والے ہو طیفور نے قدم
چومے اور شیشی عرق باطل السحر کی لے کر کسوت عیاری میں رکھی اور جانب شہر بردوان روانہ ہو گیا بعد طے مراحل
قطع منازل اُس روز شام کے وقت شہر بردوان میں پہونچا جس روز سماک جادو خضران کو اسیر کرکے لائی تھی
اور اس نے یہ کہا تھا کہ کل میں اس کے کباب لگا کے کھاؤں گی اور بردوان شاہ نے کہا تھا کہ کوئی کبابی بھیجو چنانچہ
طیفور حسب اتفاق بھی سینکیں ہاتھ میں لئے ہوئے اور کبابی بنے ہوئے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا انھوں نے
کہ ایک کبابی دوکان لگائے بیٹھا ہے اور کباب بھن رہے ہیں یہ جا کر دوکان پر کھڑے ہو رہے پوچھا اُس نے کہ تم کون ہو
جواب دیا کہ نام میرا روشن کبابی ہے شہر مصاحبیہ کا رہنے والا ہوں برا ہو ان خدا پرستوں کا کہ انھوں نے آ کے
مصاحب جادو کو مارا میں تباہ ہو کر یہاں آیا ہوں تب اُس کبابی نے کہا کہ اگر تم میرے شاگرد ہو تو میں اپنے بادشاہ کے یہاں
تمہارا بھی کچھ معین کرا دوں گا روشن کبابی نے کہا کہ کہو تو تمہارے شاگرد کے شاگرد بنجائیں ہمیں دو پیسے پیدا کرکے پیٹ
لنا ہے استاد بننا منظور نہیں ہے سالم کبابی نے کہا کہ آؤ تم میرے مہمان ہو جب تک تمہارا کوئی سلسلہ نکلے میری دوکان پر
کام کرو فرمایا کہ مجھے کیا عذر ہے یہ کہکر دوکان پر چڑھ گئے آگ دھونکنے لگے اب ان کو یہ فکر ہے کہ اسے بیہوش کرکے کہیں
پھینکدوں اور اس کی شکل بن کے بادشاہ تک رسائی پیدا کروں قضائے کار ہنوز یہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے
پائے تھے کہ بادشاہی پیادہ آیا اور اُس نے سالم کبابی کو فرمان سنایا کہ تمہیں بادشاہ نے یاد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ایک
کبابی اور اپنے ساتھ لیتے آنا کہ کام زیادہ ہے سالم کبابی نے کہا کہ لو میاں روشن جلدی تمہارا نصیب جاگا چلو روشن
نے جلدی سے مسالحہ اور سیخیں اور چھریاں اٹھا لیں اور سالم کبابی کے ساتھ ہوئے سالم کبابی ان کو ساتھ لیے
ہوئے ہمراہ پیادہ کے خدمت میں بردوان شاہ کے پہونچا سلام کیا بردوان شاہ نے آدمی کو اس کے ساتھ دیکھ کر
پوچھا کہ یہ کون ہے سالم کبابی نے کہا کہ یہ میرا شاگرد ہے بادشاہ نے کہا کہ نیا شاگرد ہے یا پرانا سالم کبابی نے عرض کی
کہ حضور بہت پرانا شاگرد ہے اور خوب کباب لگاتا ہے میں نے اس کو مصاحب جادو کے پاس نوکر رکھا دیا تھا چونکہ مصاحب جادو
کو خدا پرستوں نے مارا یہ تباہ ہو کر پھر یہاں آیا میں نے اس کو اپنی دوکان پر بٹھا دیا تھا کہ حضور کے یہاں سے طلب
ہوئی اور یہ حکم پہونچا کہ ایک کبابی کو اور ساتھ لیتا آ یہ میرا سمجھا ہوا تھا میں اسی کو لیتا آیا بادشاہ نے کہا کہ تم کو آدمی کے گوشت
کے کباب لگاتا ہوں گے سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ آج نئی فرمائش ہے روشن کبابی نے عرض کی کہ حضور آدمی کا گوشت تو تمام
گوشتوں سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے اس کے کباب لگانا دشوار نہیں ہیں ہم تو جنگلی کے کباب اوجھڑی کے کباب لگاتے ہیں جھٹکے

گوشت کڑوے ہوتے ہیں اور بو کڑواہٹ نہیں رہنے پاتی مصاحب جادو کو بہت شوق تھا وہ آدمی کے گوشت کے
کباب بہت کھاتے تھے سالم کبابی پہلے تو حیران ہوا تھا کہ اس نے کبھی انسان کے گوشت کے کباب لگائے نہ تھے
روشن کبابی نے جو کہا کہ انسان کے کباب لگانا آسان ہیں اس کو تسکین ہوئی کہ یہ جانتا ہوگا ادھر روشن کبابی کو
شک گذرا کہ انسان کے کباب کیسے پر دوان شاہ نے کہا کہ ہماری جان ملکہ سماک جادو نے تم کو باغ میں طلب کیا ہے
وہاں دو آدمیوں کے کباب لگانا منظور ہیں تم جاؤ اور اُن کی خوشی کرو مگر کباب نہایت لذیذ ہوں روشن کبابی نے
عرض کی کہ حضور وہ بہت خوش ہوں گی آپ بے فکر رہیں اسوقت عشق جادو موجود تھی پر دوان شاہ نے ان
دونوں کو عشق جادو کے سپرد کر دیا عشق جادو ان دونوں کو لے کر راہی حصار آتش کے قریب آئی اور کچھ اسم سحر
پڑھ کر اس نے ترنج سحر مارا کہ وہ آتش بجھ گئی اور دروازہ نمودار ہوا عشق جادو ان دونوں کو لئے اندر اس حصار
کے داخل ہوئی اور سامنے ملکہ سماک جادو کے پہونچی دیکھا طیفور نے کہ واہ واہ یہاں تو اوری سامان ہیں یہاں خضران
ایک ستون سے بندھے ہوئے ہیں اور ایک ستون سے فرامرز ثانی درویش امیر شاہی کا بالکا بندھا ہوا ہے مگر
طیفور کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ درویش امیر شاہی یہی خضران بنے ہوئے تھے ملکہ نے ان دونوں کبابیوں سے
کہا کہ ان دونوں کے کباب لگاؤ سالم کبابی نے روشن کبابی کی طرف دیکھا روشن کبابی قریب خضران کے گئے
اور گوشت ٹٹولنا شروع کیا اب خضران نے فلک کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے ربّ بے نیاز مجھے اس موت سے
نجات دے کہ میرے کباب لگائے جائیں سماک جادو نے کہا کہ او مکار تیرے ہاتھ سے بہت سے ساحر مارے گئے اور
مجھے بھی تیرا ہی اندیشہ تھا کہ میں جان اپنی چھپائے گنبد ہوا میں رہتی تھی لیکن تو نے درویش امیر شاہی بن کر سیکڑوں کو
دھوکہ دیا مصاحب جادو کو مارا پر دوان شاہ کی دختر کمان اور تیر اپنا لگا کمان اُس کے ساتھ ملکہ کا نکاح کئے دیتا تھا ساری
وحشیوں پر فتح میرے ہی نامہ اعمال میں لکھدی تھی ورنہ میں تو تجھ سے ایسی خائف تھی کہ کبھی کو اپنا قاتل جانتی تھی خضران
نے کہا کہ ملکہ مجھکو معلوم ہوا کہ آپ بڑی صاحب اقبال ہیں اگر مجھے چھوڑ دیجئے تو میں زندگی بھر سرتابی نکروں گا آپ کی
اطاعت سے کام رکھوں گا ملکہ نے کہا کہ ایسے غنیمت تو کسی اور کو دے تو اپنی بدنصیبی اور میری خوش نصیبی سے میرے
ہاتھ آگیا ورنہ تیرا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا ہاں جلد اسے ذبح کرو اور کباب اس کے لگاؤ سالم کبابی گھبرا کے آشنا
خضران کا چلوؤں خون خشک ہوگیا اور اب انہیں اپنی زندگی سے یاس ہوگئی اُدھر روشن کبابی یعنی طیفور بھی گھبرا گئے
کہ اگر یہ ذبح ہوگئے تو کچھ نہ ہوا بس انہوں نے کہا کہ اے ملکہ آفاق ایک عرض ہے اسے سن لیجئے پھر حضور کا جو حکم ہوگا اس
بجالانے میں مطلق عذر و انکار نہوگا سماک جادو نے کہا کہ بیان کر روشن کبابی نے عرض کی کہ میں سالم انسان
کے کباب لگاتا ہوں اگر فرمایئے تو ان دونوں کو اسی طرح بھوندوں یہ معلوم ہو کہ زندہ موجود ہیں اور جہاں سے چاہیے
تراش کے نوش کیجئے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ ہم کس کے کباب کھا رہے ہیں اور اگر ذبح کر کے گوشت کا قیمہ بنا ڈالا تو
صورت بگڑ جائے گی یہ سنکے سماک جادو نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اگر ایسے کباب تو لگائے گا تو میں بہت کچھ انعام
دوں گی سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ تو بڑا کامل معلوم ہوتا ہے بس روشن کبابی نے کوئلے سلگائے جب آگ روشن ہوگئی
تو انہوں نے کہا کہ پہلے کس کے کباب لگاؤں سماک جادو نے کہا اسی موٹے دبلے کے کباب پہلے لگاؤ اگر مجھے پسند
ہوں گے تو مسلم کباب دوسرے کے بھی لگا دینا نہیں تو اس کا قیمہ بنا کے ٹکیہ کے کباب ہونا یہ سنکے روشن کبابی
نے کچھ مصالحہ نکالا اور سالم کبابی کی طرف دیکھ کے کہا کہ دیکھئے اُستاد یہ میرا ایجاد کیا ہوا نسخہ ہے کہ میں کوئلوں پر مصالحہ
چھڑک دیتا ہوں اب اس کا اثر تمام جسم میں پھیل جائے گا جہاں سے کاٹئے گا گوشت میں مصالحہ کا اثر پہنچے گا یہ کہکر انہوں نے
مٹھی بھر کے داروے بیہوشی آگ پر چھڑک دی اور نیچے سے دھونکنا شروع کیا دھواں پھیلتے ہی ترّاق ترّاق چھینکیں
آنا شروع ہوگئی سماک جادو اور عشق جادو اور سالم کبابی اور خضران اور فرامرز کے سب

بیہوش ہوئے ہونگے یہ پہلے سے اپنے دماغ پر فتیلہ رفع بیہوشی چڑھائے ہوئے تھے اس پر کوئی اثر نہوا اب انھون نے
جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر خضران کو ہوشیار
کیا خضران کی آنکھ جو کھلی تو عمرو ثانی کو دیکھا جلدی سے سلام کیا اور عرض کی کہ یا واجان عجب وقت نازک میں آپ نے
خبر لی ہے ہمارا تو خاتمہ ہی ہوچکا تھا جواب دیا کہ ہان بیٹا مین نے ایک خواب پریشان دیکھا کہ تم مبتلائے بلا ہو اور کوئی بچانے
والا نہین ہے اُس وقت مین نے بدیع الملک سے اسم اعظم پڑھوا کر پانی شیشے مین رکھ لیا تھا کہ مبادا تم اسیر سحر ہو تو تمھاری
رہا کرنے مین دقت نہونے پائے لو یہ دو قطرے تم پی لو تا کہ تم پر سے اثر سحر برطرف ہوجائے خضران نے جلدی سے
منہ کھول دیا طیفور نے درویش کی دی ہوئی شیشی کے دو قطرے حلق مین خضران کے ٹپکا دیے اُسی وقت بندش
سحر رفع ہوئی خضران نے کہا کہ یا واجان جلد اس بکانہ کو مار ڈالیے ایسا نہو یہ ہوشیار ہوجائے تو آپ بھی گرفتار ہوجائینگے
عمرو ثانی نے کہا کہ ٹھہرو جلدی نکرو یہ ہوشیار قیامت تک نہوگی پہلے اپنے ولی نعمت شاہزادہ بدیع الملک کا پیام
سن لو کہا جلد بیان کیجیے آقا میرا خیریت سے ہے تب عمرو ثانی یعنی طیفور نے کہا کہ ہان خیریت سے ہین انھون نے فرمایا ہے
کہ ہمین سب خبرین پہونچین کہ عیار عادل کیوان شکوہ تمسے باشنائے عیاری طلب کر کے ٹھہروا لیا ہے باشنائے عیاری اُس کو نہ دینا بلکہ
تم اپنے پاس بھی اُن تبرکات کو نہ رکھو شاید تم سے تلف ہوجائین بلکہ ہمارے پاس بھیجدو ہم جسے مناسب جانینگے اُسی کو
دینگے لہذا باشنائے عیاری میرے سپرد کرو کہ مین لے کر جانب خانہ کعبہ روانہ ہوجاؤن اُس کے بعد تم ان جادوگرون کو
قتل کرنا کہ موت ان کی تمھارے ہی ہاتھ سے لکھی ہے اور مین نے اب قتل سے توبہ کی ہے چونکہ ایسے مقام پر رہتا ہون جہان
مچھر اور کھٹمل کا مارنا بھی جائز نہین لہذا مین اپنا ہاتھ اس خون نجس سے نہ بھرون گا یہ سنکے خضران نے جلدی سے
دیو جامہ زنبیل گلیم یادو حربے جال الیاسی کمند اسفندیاری باسعاشد کی داؤد کی بارگاہ دانیالی زنبین وغیرہ جسقدر تبرکات
ان کے پاس تھے سب دیدیے اور کہا کہ بیرے کہ آپ چلیے اور مین بھی اب صاحبقران کی الٰہی سے اجازت لے کر بہت جلد
آؤن گا کہ یہان رہ کر میرا کلیجہ پک گیا ہے عیارون نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہے یہ سنکے طیفور نے کہا خدا حافظ اور
گلیم اوڑھ کے غائب ہوگیا خضران نے جھپٹ کے پہلے تو سماک جادو کو ذبح کیا بعد اس کے عشق جادو اور عتیق
جادو کو بھی قتل کیا بس مرتے ہی ان دونون کے وہ حصار آتشین گل ہوگیا ابر کے ٹکڑے روئی ہو کر پڑے زمین
مین زلزلہ پیدا ہوا اور وہ گھنگھور گھٹا جو سماک جادو نے کاڑی تھین اُڑ گئین قیامت برپا ہوئی شور گیر و دار بلند ہوا آخر
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من سماک جادو و عتیق جادو و عشق جادو بود مین مردیم و جان دادیم بطلب
خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہے تو فرامرز کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ لاشین ملعون جادوگرون کی ذبح کی ہوئی پڑی ہین
اور خواجہ نجم خون آلودہ لیے ہوئے کھڑے ہین فرامرز سمجھا کہ یہ انھین نے کوئی کمال دکھایا خضران نے کہا کہ اے فرامرز
اب ہوشیار ہوجاؤ کہ سامنا تلوار کا ہونے والا ہے دیکھو گرد فوج معلوم ہوتی ہے ادھر بردوان شاہ مرنے سے سماک جادو
کے باخبر ہوا اس نے حکم دیا فوج کو کہ مار لو ان دونون کو خبردار یہ جانے نپائین فوج داخل باغ ہوئی خضران نے
پھر عیاری کھینچا اب نہ گلیم ہے کہ اوڑھ کر غائب ہوجائین نہ زنبیل ہے کہ فرامرز کو زنبیل مین ڈال کر جان بچائین ادھر سے وہ
ادھر فرامرز نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا بردوان شاہ فوج کو للکار رہا ہے کہ مار لو ان دونون کو غضب کیا انھون نے
سماک جادو ایسے معین و مددگار کو مار ڈالا یہان کی تو یہ حالت ہے اور طیفور نے مرتے ہی ان جادوگرون کے جو ہات
لیا یا دھرے پانون مین باندھے اور اُڑ کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور آن واحد مین پہونچ گیا جہان صاحبقران
دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے ہرکارون نے آکر خبر دی تھی کہ تمام لشکر درویش کا جانب شہر بردوان جا رہا ہے سنا ہے کہ
کوئی ساحرہ شہر بردوان سے آئی تھی اور وہ درویش کو اٹھا لے گئی تھی اُس نے درویش کو قتل کیا ہے یا قید رکھا ہے تمام
مریدان درویش کے جانون پر کھیلے ہوئے ہین اور حق حق کا شور کرتے ہوئے چلے جاتے ہین لشکر مین طیفور نے

صاحبقران کے پہونچا اور سلام کرکے عرض کی کہ حضور جلد سوار ہوکر جانب شہر بردوان روانہ ہوں ورنہ بہت سے
مسلمان قتل ہو جاوینگے اور خواجہ کو بھی زندہ نہ پایئے گا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کون طیفور نے عرض کی
کہ خضران فرمایا امیر نے خضران یہاں کہاں وہ تو جانب خانہ کعبہ چلا گیا تھا طیفور نے عرض کی اب تو شہر بردوان
میں ہیں خضران دراصل درویش امیر شاہی بنے ہوئے تھے اب حال کھلگیا تو صاحبقران نے فرمایا کہ تو میرے سامنے
کیوں آیا تو نے کونسا کارنمایاں کیا جو مجھے صورت دکھائی طیفور نے عرض کی کہ حضور کو وہاں پہونچ کر معلوم ہو جائیگا
لے اب جلد سوار ہو جیے مجھے آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہو وہیں دریافت کر لیجیے گا یہاں کچھ نہ پوچھیے کہ دیر ہوگی امیر نے
اسی وقت مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب شہر بردوان روانہ ہوئے طیفور نے گوشہ زین تھام لیا اور
یہ بھی جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا بعد جانے صاحبقران کے اجلال روشن طالع کو خبر ہوئی یہ بھی فوراً مع لشکر جانب
شہر بردوان روانہ ہوگیا اور چالیس ہزار سوار خاص امیر کی اردلی کے جو طلسم ابلق سے ساتھ آئے تھے اور ہر وقت
ساتھ رہتے تھے ان کے ابلق گھوڑے اور ابلق پوشاکیں تھیں یہ بھی جانب شہر بردوان روانہ ہوگئے دو چار کوس کا
تو فاصلہ ہی تھا گھنٹہ بھر میں صاحبقران پہونچ گئے دیکھا امیر نے کہ چاروں جانب سے ہجوم لشکر ہے بیچ میں خضران اور
فرامرز گھرے ہوئے کھڑے ہیں بس امیر نے میان سے تلوار کھینچی اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ تمام شہر ہل گیا اور کفار پر گر کے
قتل کرنا شروع کیا ساتھ ہی گرد اڑی ایک جانب سے اجلال روشن طالع اور دوسری جانب سے لشکر درویش پہونچا
یہ دونوں فوجیں بھی شریک جنگ ہوئیں اور فوج بردوان پر حملہ کیا فوج اپنی طرف معروف ہوئی خضران اور
فرامرز سے دو ہاتھ برطرف ہوا خضران حضرت آتش بازی مارتے ہوئے فرامرز کو ساتھ لیے ہوئے ایک جانب
چل کھڑے ہوئے اتنے میں پھر گرد اڑی اور چالیس ہزار ابلق سوار ابلق پوش آ پہونچے آکے گھستے ہیں تو انھوں نے
صفوں کو توڑ دیا پروں کو شکستہ کر دیا صاحبقران عالیشان مرکب کو پھیر کے بردوان شاہ کی طرف چلے بردوان شاہ
چلایا کہ بد ہوا اس ضابطہ سیت کو جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ اس مقام پر بھی آفت برپا کی ساحروں کو مار نام
سامری و جمشید کے مٹانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن فوج بردوان کے جی چھوٹے ہوئے ہیں قدم نہیں جمتے تھے نعرۂ
اسلام لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار ہر طرف صدائے تکبیر و ہزن بلند ہے کوندا برق شمشیر کا نہایت زور شور سے لپک
رہا ہے بارش سروں کی ہو رہی ہے ہر دو جانب [illegible] خون جوش مار رہا ہے آب شمشیر تا گلو پہونچا ہوا ہے کہ امیر با توقیر اسی دریائے
خون کو پھیلتے ہوئے قریب تخت بردوان شاہ پہونچے بردوان شاہ نے تلوار ماری صاحبقران نے ایک ہاتھ سے
کلائی پکڑلی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا ہاتھ زیر بغل کر لیا لوگ لپٹے بادشاہ کے بچانے کو دوڑے
جس نے مورد اعجاز صاحبقران نے بردوان شاہ کو بجائے سپر سامنے کر کے بڑھا دیا بردوان شاہ نے آواز امان بلند کی
فرمایا امیر نے کہ امان بشرط ایمان کہا قبول ہے صاحبقران نے زمین پر پھینک دیا غازیان اسلام نے قتل کفار سے ہاتھ
روکا امیر با توقیر بارگاہ میں بیٹھے بردوان شاہ حاضر ہوا اجلال روشن طالع اور خضران اور فرامرز سب
ایک جا جمع ہوئے پوچھا صاحبقران نے کہ یہ لڑائی کس سبب سے ہوئی مفصل کیفیت بردوان شاہ نے بیان کی
اسی وقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران اب ملک کو اس کے باپ کے سپرد کرو کہ وہ دین اسلام اختیار کر چکا ہے
خضران نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے اب امیر نے پوچھا کہ تم تو خوب درویش بنے تھے لیکن حال کھلگیا اب کیفیت
بیان کرو خضران نے عرض کی کہ یا امیر میں آیا تو دیکھا کہ بردوان شاہ کے یہاں ساحر بکثرت ہیں ورنہ ایک دم میں
شہر [illegible] سے باہر نکلتا میں فرامرز فقط ملک کے ساتھ رہنے کو گیا تھا کہ پنجہ گرا اور مجھکو اٹھانے کو سماک جادو نے
پھینکا اب بلانے کا حکم دیا خدا معلوم کس طرح والد ماجد کہاں سے پہنچ گئے اور سماک جادو کو مار کے مجھے رہا
کیا بدیع الملک نے آپ کا مزاج کیا ہے ہم نے خیرہ عافیت کہدی تھی امیر نے فرمایا کہ جلے تعجب ہے عمرو نے

ہمسے ملاقات نہین کی خضران نے عرض کی کہ وہ صرف دو کامون کے واسطے تشریف لائے تھے ایک تو میری رہائی
منظور تھی اور دوسرے شاہزادہ بدیع الملک کو یہان کی خبر ہو۔ آپکے عیار کے زیادہ تیان معلوم ہوئین انھون نے
باشناے عیاری منگا بھیجے کہ ہم جسے مناسب جانین گے تسے دین گے مین نے تمام باشناے عیاری بھیجدیے امیر نے
فرمایا کہ تم نے تو میرے عیار سے وعدہ کیا تھا کہ مین بروقت جانے کے باشناے عیاری تجھے دونگا اور اس نے
گلیم تو تم نے شرط مین جیت لی تھی اب امانت تمھارے پاس تھی خضران نے کہا کہ میری جان و مال کے مختار بدیع
بدیع الملک مین ان سے کس طرح عذر کرسکتا تھا اسوقت طیفور آگے بڑھا اور کہا کہ حق بحقدار رسید دیکھیے
وہ گلیم یہ ہے اور دیو جامہ یہ ہے اور کمند یہ ہے جال یہ ہے زنبیل یہ ہے بادمہرہ یہ ہے سپید مہرہ یہ ہے یہ کہکر سب چیزین
سامنے خضران کے پھیلا دین اب تو خضران کے ہوش اڑ گئے طیفور نے کہا کہ گستاخی معاف آپ نے دو دفعہ کین مجھے
ایسی دی تھین کہ کہین کا نہ رکھا تھا امیر نے مجھکو بارگاہ سے نکالدیا تھا اگر مین اتنی بڑی عیاری نکرتا اور آپکو دھوکا نہ دیتا
تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہین رہا تھا گستاخی معاف ہو آپسے باپ ہین کے باشناے عیاری لے لئے اب یہ بانے
حاضر ہین خضران نے کہا کہ اب یہ بانے تمھین کو مبارک ہون ہم نے آج سے عیاری ترک کی ہے اس بات کا رنج
نہین ہے کہ تم نے ایسی عیاری کی بلکہ شکر ہے خدا کا کہ بعد ہمارے نام اولاد عمرو مین سے روشن کرنے والے
نہین ہو صاحبقران اس عیاری کا حال سنکے نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ اے خضران اگر درست ہو تو ایک
جلسہ کیا جائے اور اس جلسے مین تم اپنے ہاتھ سے طیفور کو بانے دے کر اسے اپنا قائمقام کرو خضران نے عرض
کی کہ مجھے کیا عذر ہے بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور دعوت اس خادم کی قبول فرماوین اور اسی جشن دعوت مین
یہ دستار بندی ہو جائے امیر نے قبول فرمایا بردوان شاہ صاحبقران کو لے کر داخل شہر ہوا پہلے ہی نظر صاحبقران
کی ایک مندر پر پڑی وہین باگ مرکب کی روک لی اور بردوان شاہ کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تمھارے
شہر مین بتخانے باقی ہین جلد اسے کھدوا ڈالو اسی وقت مزدور گئے اور دم بھر مین اس مندر کو کھود کے گرا دیا اور آگے
روانہ ہوئے اتنے ہی عرصہ مین بردوان شاہ نے ایسا انتظام کیا کہ جس قدر مندر شہر مین تھے سب منہدم ہوگئے چنانچہ کوئی
مندر امیر کو راستے مین ایسا نہ ملا جو منہدم نہو صاحبقران جا کر ایوان شاہی مین متمکن ہوے بردوان شاہ نے جشن
ہفت روزہ معین کیا اس جشن کی تعریف احاطہ تحریر سے باہر ہے تمام شہر آئین بند ہوا گلی گلی چراغان تھا اور ایوان شاہی
مین تمام شب ناچ رہتا تھا لوگ رات بھر جاگتے تھے دن بھر سوتے تھے ایک رات گذرنے کے بعد صاحبقران کو خیال
آیا کہ اس جلسہ مین تمام اراکین سلطنت اور سرداران اسلام کا شریک ہونا ضروری ہے لہذا دو روز کے لئے جلسہ ملتوی کیا
جائے مین اپنے لشکر کو مع بادشاہ اسلام بلالون بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور بلا بھیجین صاحبقران نے بیان
اجلال وحش جاں تابع کو روانہ کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام سے عرض کرو اجلال حسب الحکم صاحبقران جانب لشکر روانہ
ہوا اور پیغام امیر کا بادشاہ اسلام کو سنایا بادشاہ اسلام نے نامداران دیندار کو پہلے روانہ کیا آخر مین خود بھی کوچ کرکے طرف
شہر بردوان کے چلے یہان خضران نے فرامرز سے کہا کہ اے فرامرز اب حال میرا تم پر ظاہر ہو گیا کہ مین عیار صاحبقران
ہون لہذا تم کو چاہیئے کہ بجائے میرے اب اطاعت صاحبقران کرو اور ان کی فرمانبرداری کو واجب جانو فرامرز نے
عرض کی کہ مین تو آپ ہی کو اپنا ولی نعمت جانتا ہون مجھے آپ ہی نے خاک سے پاک کیا فرمایا کہ تم میرے مطیع ہو اور مین
صاحبقران کا فرمانبردار ہون جب بھی نتیجہ ایک ہی نکلا غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحراے گرد اڑی اور آمد
سرداران لشکر اسلام کی شروع ہو گئی تمام دن لشکر صاحبقران آیا کیا بردوان شاہ پیشوائی مین دوڑتے دوڑتے
پریشان ہو گیا اور تمام صحراے بردوانہ آدمیون سے مملو ہو گیا دوسرے روز صبح کو بادشاہ اسلام کی آمد کا شور ہوا
یہان سے تمام سردار مع صاحبقران عالیشان براے استقبال روانہ ہوے اور پیشوائی کرکے لائے بردوان شاہ

ان طعنوں ... دل میں قائل ہوا کہ یہ لوگ بڑے صاحب جاہ و جلال ہیں اب جلسہ پھر سے شروع ہوا سات روز تک یہ حالت رہی کہ دن عید رات شب برات تھی ساتویں روز خواجہ **خضران** نے **طیفور** سے کہا کہ آج تم بھی کچھ گاؤ اور ہم بھی گائیں گے **طیفور** نے یہ غزل شروع کی

غزل

یاد اس کو کبھی بھولی ہوئی الفت نہیں آئی
مارا ہمیں جیتے تو محبت نہیں آئی
ہم اٹھ نہ گئے کیوں ہمیں غیرت نہیں آئی
رنج و الم درد و قلق حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہیں آئی
سب ہی نئے زہرہ ہوئی گردش گردون
پھر دل مرے قابو میں طبیعت نہیں آئی
خنجر سے اشارہ یہ اداؤں کا ہی چل بھی
یا داور شرارت دم رخصت نہیں آئی
بھولے ہی رہے ہم شب وعدہ میں دم شکر
اب کہتے ہیں کیوں تجھکو مروت نہیں آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق میں دیکھا
سب آ گئے صبح شب فرقت نہیں آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید و تمنا
میخانے میں مے پینے کی نوبت نہیں آئی
برگشتہ ہوئی عشق میں جیسی مری تقدیر
کہتی ہے قضا یہ کہ اجازت نہیں آئی
مردوں کو نہ ہو جائے کہیں حشر کا دھوکا
ان یاد کا آل ان کی شکایت نہیں آئی
ریکی بھی تو تجھکو دم رحلت نہیں آئی
کہتے ہیں کہ ہم غیر کے پہلو میں جو بیٹھے
اک پھول سے بھی بوئے محبت نہیں آئی
جب ان سے کیا وعدہ دیدار کا شکوہ
لب پر مرے جوبن کے شکایت نہیں آئی
پہلو میں وہ بیٹھے مرے قابو میں جو آئے
یوں پھیر میں ظالم کوئی قسمت نہیں آئی
وہ جلد سے ہو دے کے مرے دلکو تسلی
وہ حشر میں آئے ہیں قیامت نہیں آئی

طیفور ایسا ایسا گایا کہ محفل کو محو و بیہوش کر دیا بعد اس کے صاحبقران نے **خضران** سے فرمایا کہ تم بھی کچھ گاؤ **خضران** نے عرض کی کہ بیشک آج گاؤں گا اور یہ آخری گانا ہمارا سب کو سننا ہو جس لئے بعد اس کے ہم کہاں اور گانا بجانا کہاں یہ کہکر **خضران** برابر **طیفور** کے آ بیٹھے **طیفور** نے طنبورہ کی آس دی اور **خضران** نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل سلگتا ہے مرا ہی ان شوخیوں کی بیان
کبھی کبھی باتیں جو کرتا ہو اٹھلایا ہوا
رندوں کی کیوں فکر ہو واعظ کے فرشتوں کو خبر
آپ کے دل کا کوئی مضمون ہے پایا ہوا
گو ہیرا سفتہ ہے کس طرح دوں شیشہ دل
گیسوئے پیچاپیچ میں ہے دل پیچ کھایا ہوا
مجھ سے بڑھ کر کون ہے دلدادہ حسن و وفا
اپنی صورت کا ہوں اپنی چھب سے للچایا ہوا
اے مشوق مجھے کس طرح لے لئے راہ پہ
آج ہے تیری کمر کی طرح بل کھایا ہوا
موسم گل جوش پر ہے ان دنوں آیا ہوا
یہ جو بیٹھا ہے مرے پہلو میں شرمایا ہوا
ایک دن اس شوخ نے دیدی ہے جس کی مثال
میکدے سے ابر ہے چاروں طرف چھایا ہوا
ہو رہا ہی باعث شادابی گلزار خلد
سو جگہ تیری نظر سے جب ہی برمایا ہوا
نعمت اپنے درد الفت کی مجھے کرتے نصیب
تم سے زاہد کس کو انداز ستم بھایا ہوا
میرے استقلال دل کی درہمت ہو گئی
جب بتاتا ہی نہیں ہوں اس کا سمجھایا ہوا
پھر بھی میرا غنچہ خاطر ہے مرجھایا ہوا
میں اسی کے نشہ الفت میں ہوں مست خراب
صرف اتنی بات پر دشمن ہے اترایا ہوا
میرے دل میں آتے ہی ہو میں گیا ہی اضطراب
ایک لہرا میری چشم تر کا برسایا ہوا
آپ کے مقدوں کے سلجھنے کی تمنا ہے فضول
تم تو ہو مجھ خستہ جان کا پہلے سے کھایا ہوا
غیر ممکن ہے حسینوں پر نہ اٹھ جائے نظر
دیکھ کر گر وہ دل دشمن کو پھنسایا ہوا
وہ قد شمشاد جو تھا غیرت سرو چمن ..

خضران ایسے گائے کہ جہان بند ہو گیا در و دیوار سے سروں کی آواز چلی آتی تھی جو شعر تھا ایک مرقع خیال تھا کہ دل سے جو ہو نہ تھا جب یہ جلسہ برخاست ہوا تو صرف سرداران اور عیار باقی رہ گئے لیکن بادشاہ اسلام تشریف فرما تھے صاحبقران بھی بیٹھے تھے بادشاہ نے **خضران** کو حکم دیا کہ **طیفور** کو کرسی اعلیٰ پر بٹھاؤ۔ **صاحبقران** نے ارشاد کیا کہ میری رائے میں یہ رسم جانشینی بارگاہ سلیمانی میں مجمع کے ادا ہو تو بہتر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جو آپ کی رائے جناب تمام جلسہ وہاں سے اٹھ کے بارگاہ سلیمانی میں آیا سردار اپنے اپنے مقاموں پر بیٹھے اور عیار مختار نے بھی ... جب **صاحبقران** نے فرمایا کہ اے **خضران** جب اپنی جگہ تم **طیفور** کو بٹھا دو گے تو تم کہاں بیٹھو گے **خضران** نے عرض کی کہ اب تو مجھے آزادی عنایت فرمائیے میں خانہ کعبہ چلا جاؤں فرمایا **صاحبقران** نے کہ بعد طلسم زلزلہ کے چلے جانا ابھی نہیں اجازت نہ دوں گا اس وقت بادشاہ اسلام نے **خضران** کے لئے اپنی پشت پر جگہ دی اور مردم جنیانی کا کام خواجہ کے سپرد کیا خواجہ نے **طیفور** کے سر پر **عمر و اولی** کی کلاہ پہنائی اور اس کے بعد دیو جامہ پہنایا گلیم کی

باندھ دی زنبیل زیر بغل آویزان کر دی پاؤں میں پادھرے منہ میں سپید مہرہ دے کر ایک ہاتھ میں جال الیاسی
دوش پر کمند آصفی باندھا دوسرے ہاتھ میں ہتھوڑا حضرت داؤد کا ان تبرکات سے طیفور کو مزین کر کے کرسی پر
بٹھا دیا اور صاحبقران کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں بھی انہیں نذر دکھاؤں اس لیے کہ انہوں نے بہت بڑا کام
کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ بات اور ہے ہر فن میں بھی ترقی چاہتے ہیں لیکن اس سے کسی کی عزت کے درپے تھوڑی
ہو جاتے ہیں تم ان کے بزرگ ہوئے ہاں اور عیاروں سے نذر دلواؤ اسوقت سب سے پہلے قران ثالث نے کر کے
نذر دی بجائے برق ثالث اور سعید ثالث اور سنجر ثالث اور گلباد ثالث اور کلباد ثالث جعفر
نامی عیار تھے پہلے نذریں دے گئے آخر میں اور عیار بھی نذریں گذرانے لگے لوگوں نے مبارکباد دی اور پھر جشن
شروع ہوا یہ جشن عیاروں کی جانب سے تھا انواع و اقسام کے تماشے ہو رہے تھے اور بارگاہ شاہی میں
صحبت رقص و سرود برپا تھی جب اس جشن سے بھی فراغ حاصل ہو گیا تو صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ خواجہ
دربند صاحبیہ میں ہمارے تمہارے شرکت تھی اور دربند صاحبیہ کو تمہیں نے فتح کیا خضران نے عرض کی کہ اگر
حاکم مرحلہ کو مارنے سے یہ فتح دربند ہو گیا تو تمام ساحروں کو ہمیں لوگ قتل کرتے ہیں کم ایسے ساحر ہوں گے جو آپ کے
ہاتھ سے قتل ہوئے ہوں اور بہت ایسے ہوں گے جن کو ہم نے مارا ہے پھر وہ سب سلطنتیں عنایت کیجیے تو ہمیں عنایت
ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ میں جو کام تم نے ہو گا وہ ہمارا ہے لڑتی فوج ہے اور نام بادشاہ کا ہوتا ہے اور
جو کام ہم سے علیحدہ ہو کے کرو گے وہ تمہارا سمجھا جائے گا لہذا ان مرحلوں پر حاکم مقرر کرنے کا تم کو اختیار دیا جاتا ہے خضران
نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر یہ رائے حضور کی ہے کہ میں وہاں کا حاکم مقرر کروں تو میرے نزدیک فرامرز ثانی کو حاکم
مقرر فرمائیے کہ یہ اولاد رستم میں سے ہے اور پہلوان زبردست ہے فرمایا کہ میں ابھی سند لکھے دیتا ہوں اس لشکر کے
وقت فرامرز موجود نہ تھا صاحبقران نے لکھ کر خضران کو دے دیا اور فرمایا کہ ہم نے خراج بھی معاف کیا اس کو اپنی
سلطنت میں ہر طرح کا اختیار ہے خضران نے اس سند کو لیا اور خیمہ فرامرز میں آئے سند فرامرز کے ہاتھ میں دیا جس وقت
فرامرز مضمون سے آگاہ ہوا تو اس کا دل شگفتہ ہوا عرض کی کہ مجھے جس قدر عزت و حرمت دی ہے آپ نے دی ہے میں
کسی کو نہیں جانتا مگر ایسا ہو کہ اس عنایت صاحبقران سے بے موقع دبنا پڑے خضران نے کہا کہ اتنا دباؤ ان کا ہم
بھی ہے جتنا مالک کا ملازم پر ہوتا ہے فرامرز نے عرض کی کہ ان سے کون انکار کر سکتا ہے اور جو انکار کرے وہ نمک حرام ہے مجھے
یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تالیف قلب آخر میں زخم دل ہو جائے خضران نے کہا کھل کے بیان کرو فرامرز نے کہا کہ ایسا ہو
کہ صاحبقران ملکہ کا عقد اپنے عیار کے ساتھ کر دیں خضران نے کہا کہ وہ مالک ہیں اب میرا دخل کچھ نہیں اسوقت
تک ایک پردہ تھا اگر عقد تمہارے ساتھ ہو جاتا ہو جاتا لیکن اب میں ایسا نہیں کر سکتا فرامرز نے عرض کی کہ حضور
سمجھ سکتے ہیں کہ یہ عزت کا معاملہ ہے اور سپاہی جان کو عزت پر سے قربان کرتے ہیں خضران نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر اسے
فرامرز کیا تم صاحبقران سے لڑ کے سر بر ہو سکتے ہو فرامرز نے عرض کی کہ کیا مجال ہے میری کہ قصد مقابلہ بھی کروں
گو میں نے مقابلہ نہیں کیا لیکن ان کے افسانے سن چکا ہوں عالم میں کون ان سے مقابلہ کر سکتا ہے لیکن یہ سمجھ
لیجیے کہ غریب کا غصہ اس کی جان پر ہے سنکے خضران کو بھی ایک سکوت سا ہو گیا کہ معاملہ بہت ہی نازک ہے دیکھیے
ہوتا کیا ہے لاکھ لاکھ خضران چاہتا ہے کہ صاحبقران سے سفارش کروں لیکن یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ ان پیر و توں سے
امید رکھنا بیکار ہے ان کے ہمارے ایک عیاری بن پڑی خدا نے بنا دی ہے اس وقت جا ویا یا اس کا بجا ہوا ہے اور
یہ بھی ہو چکا ہے کہ صاحبقران اس سے عقد کر دینے کا وعدہ بھی کر چکے ہیں لیکن خضران کا دل ملکہ کی طرف سے
مضبوط ہے کہ وہ فرامرز پر مائل ہو چکی ہے یقین تو ہے کہ نہیں ہے کی جان کی تو یہ حالت ہے ابھی تک خیمہ خضران کا لشکر
صاحبقران سے علیحدہ ہے اور فوج بھی الگ ہے جو لوگ مرید ہیں وہ اسی طرح مرید ہیں گو کہ ان پر یہ حال ظاہر ہو گیا

ہو کہ دراصل یہ درویش نہین بلکہ عیار ہین لیکن اُن لوگون کو خیال ہو کہ ہم تو کامل کے مریدین درویش ہین ہو یا
غیر درویش ہین لیکن اب حال طیفور کا سُنئے کہ یہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ سب شرف
تو حضور کی بدولت حاصل ہو چکے کہ شاہ عیاران کا خطاب پایا عمرو کا قائم مقام کہلایا لیکن ابھی تک داغ فراق
ملکہ سمان پری ابرو دل سے دور نہوا تعب کو سرور نہوا فرمایا صاحبقران نے کہ مین اپنے وعدے کو بھولا نہین
ہون بس اسی وقت قران ثالث سے فرمایا کہ جا کر بردوان شاہ سے کہدو کہ عیار میرا جس کو مین اپنا بھائی سمجھتا
ہون تمھاری دختر پر عاشق ہو لہذا میری خوشی یہ ہو کہ تم عقد اُس کا اس کے ساتھ کر دو جس وقت قران ثالث یہ پیام
صاحبقران عالی مقام کا لئے ہوے بردوان شاہ کی بارگاہ مین پہونچے اور بردوان شاہ سے بیان کیا تو
اُس نے کہا کہ اب مجھے ملکہ پر کوئی اختیار نہین ہو وہ خود عاقلہ بالغہ ہو مین جبر نہین کر سکتا حضور کو اختیار ہو مجھے
یقین ہو کہ وہ انکار کرے گی اور حضور کو یقین آئے یا نہ آئے لہذا مین اس کو خضران کے لشکر مین بھیجے دیتا ہون
اگر کسی قدر ملکہ پر اختیار ہو تو انھین کو کہ وہ ادی ور پیر اُس کے ہو چکے ہین علاوہ اس کے خضران کے بیان کا
آپ کو یقین ہوگا ورنہ خود حضور ملکہ سے دریافت فرمالین یہ جواب تو بردوان شاہ نے صاحبقران کو دیا اور
اُسی وقت ملکہ کو سوار کر کے خضران کے لشکر مین بھجوا دیا کیونکہ بردوان شاہ کہہ چکا تھا کہ اب یہ مقدمہ نازک
ہو گیا ہو مین اپنی جان کیون عذاب مین ڈالون ملکہ فرامرز کی عاشق ہو فرامرز اولاد رستم سے ہو اور پہلوان
زبردست ہو یہ پھر بھی عیار کہلاے گا اور وہ سردار علاوہ اس کے ابتدا اسی سے ہوئی ہو اس نے تو اپنی جان
بچائی اور وہان ملکہ جو لشکر خضران مین پہونچی اور خضران کو معلوم ہوا انھون نے لشکر سے علیحدہ دریا
کنارے خیمہ برپا کر کے ملکہ کو اُتروایا اور فرمایا کہ اے ملکہ تمہین تمھارے باپ نے بھیجا ہو یا خود سے آئی ہو ملکہ نے
کہا کہ مین مصیبت مین مبتلا ہون کیا عرض کرون صاحبقران نے اپنے عیار کے ساتھ پیام بھیجا تھا بابا صاحبقران
کی میرے باپ کو بھی ناگوار گذری مگر بسبب امیر کا جواب صاف دینا تو خلاف ادب سمجھا گیا انھون نے یہ جواب
دیدیا ہو کہ ملکہ کا اختیار خضران کو ہو مجھے نہین ہو اور مجھکو سوار کر کے یہان بھیجدیا جواب آپ جو میرے حق مین
بہتر جانین وہ کرین یہ کہکر رونے لگی خضران نے کہا کہ اے ملکہ رونے سے کچھ فائدہ نہین اُسوقت کہا کہ
پردہ تھا صاحبقران نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہو اب بظاہر ظاہر مین سرتابی نہین کر سکتا ہون اگرچہ واللہ یہ
کہ یہ فعل صاحبقران کا میرے بھی خلاف ہو لیکن مین اُن سے بگڑ کے کیا بنا سکتا ہون وہ مرتبہ عیار اُن کا تم لو
لے گیا ہوتا اگر مین نے حفاظت نہ کی ہوتی آخر اُس نے تبرکات بھی بزرگون کے جاری کر کے جیسے لئے اب مین
بڈھا ہوا عقل باقی نہین رہی جوان ہو مین نے یہی غنیمت جان کے جان بچائی چند دن مین مین تو جانب خانہ کعبہ چلا جاؤنگا
کچھ روز یہ بھی اسباب عیاری سے کام لے لیکن ان کے بعد کوئی اور آئے گا جس طرح ہم سے انھون نے یہ اسباب
لیا اسی طرح کوئی ایسا بھی کے گا جو ان سے لے جائے گا پھر تو اب ہم بالکل بے اختیار ہو گئے اگر امیر سے بگڑے
تو مشکل پڑ جائے گی بہت ذلت اُٹھانا پڑے گی یہ لوگ ابھی تک بچے ہوئے ہین دوسرے چھین لین گے لیکن تم کیون
روتی ہو خدا نے اس مقدمہ مین سب کو آزاد کیا ہو اگر تم کو منظور نہین ہو انکار کرو ملکہ نے کہا کہ خیر پھر جو کچھ ہمارے
دل مین ہو کرین گے دیکھو ہی بیٹھے گا کہ کیا ہوتا ہو خضران وہان سے فرامرز کے خیمہ مین آئے اور فرامرز سے کہا
کہ جا کے ملکہ سے مل آؤ وہ بلا رہی ہو فرامرز وہان سے ملکہ کے خیمہ مین آیا ملکہ کو روتے ہوے پایا اس کا جی دل
بھر آیا کہا اے ملکہ رونے سے کیا حاصل ہو ملکہ نے کہا کہ اب سوا موت کے چارہ نہین ہو اسلئے کہ خفگی صاحبقران
کا انجام برا ہو اور بموافقت صاحبقران دشمن ہمارے وفا ہو نہ اب وہ موقع ہو کہ مثل سابق کے تمھارے ساتھ
نکل چلین نہ کسی بہانے سے ٹال سکتے ہین دیکھئے کیا ہوتا ہو [illegible]

سوزد۔ فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ ؎ بجلی ہی موت محبت میں شکیب اے رب | پیام اگر شغلی ہے تو ہو ہمارے بعد

لیکن وہاں کی حالت سنیے کہ صاحبقران نے جس وقت قران ثالث کو بردوان شاہ پاس بھیجا تھا تو طیفور سے کہہ دیا تھا کہ جا تو اپنے خیمہ کو آراستہ کر میں چاہتا ہوں آج ہی تیرا عقد ملکہ سے کر کے تیسرے چوتھے دن یہاں سے کوچ کر دوں کہ دیر ہوا مقدر صاحبقران کو اقتدار و بھروسہ تھا بردوان شاہ پر جس وقت مہتر قران ثالث نے جواب بردوان شاہ کا صاحبقران کیوان جاہ سے بیان کیا تو امیر نے فرمایا کہ اے قران کچھ قباحت نہیں ہے خضران کیا مجھے انکار کرے گا جاؤ ابھی خضران سے کہہ دینا کہ ہمارے عیار سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس سے شادی ملکہ کی کیجئے تم خوب جانتے ہو جو سلسلہ تمہارے خاندان اور ہمارے خاندان کا چلا آتا ہے کہ چولی دامن کا ساتھ ہے اکثر شادیاں ایسی ہوئی ہیں کہ ایک بہن کی شادی سردار اور دوسری کی عیار سے ہوئی ہے بادشاہزادیاں کیا شاہزادیاں نہیں ہیں جو عیاروں کو منسوب ہوئی ہیں ملکہ جادو فرمانروائے شہر منقلیا بادیا برق جادو بیانجی دامہ جادو کی کہ دونوں عمرو اول کو منسوب ہوئیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شادیاں ہوئی ہیں لہذا تم کو چاہیے کہ ملکہ کو رضامند کرکے بعد و قران ثالث یہ پیام امیر کا لئے ہوئے خضران کے پاس آئے جس وقت خضران کو خبر آمد مہتر قران معلوم ہوئی تو یہ پریشان ہوئے کہ خدا خیر کرے دیکھیے کیا پیام آیا ہے اتنے میں قران سامنے خواجہ کے پہونچے خضران نے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کیوں آئے ہو مطلب تمہارا کیا ہے قران ثالث نے پیام امیر کا خضران سے بیان کیا خضران یہ سنکے خاموش ہوئے سوا اس کے اور کچھ جواب نہ بن پڑا کہ میں حکم کے خلاف تو نہیں کر سکتا ہوں لیکن ملکہ بغیر آپ کے تشریف لائے نہ مانے گی کوئی عزت تو اس کی ہو قران یہ جواب لے کر خدمت صاحبقران میں آئے اور امیر کو آگاہ کیا صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے عیار کی خوشی کے لئے کوئی عذر نہیں ہے میں آپ چلوں گا یہ فرما کر صاحبقران سوار ہوئے اور صرف طیفور ساتھ ہو لیا اور جانب خیمہ ملکہ سمان کج ابرو روانہ ہوئے وہاں خواجہ نے جلدی سے جا کر ملکہ کو امیر کے ارادہ سے آگاہ کیا اور ملکہ سے فرمایا کہ جو کچھ نہیں کہتا ہو روبرو صاحبقران کہہ لینا گو میرا اختیار نہیں لیکن مجھ بھی گوارا نہیں کہ تم فرامرز سے کنارہ کرو فرامرز خواجہ کو دیکھ کر علیحدہ ہٹ گیا تھا خضران نے ملکہ کی طرف دیکھ کے کہا کہ لو وہ وقت استقلال و پامردی آپہونچا اب ملکہ صاحبقران نے میرے پاس کہلا بھیجا ہے کہ ملکہ کو بعد واپس عزت فرامرز کی نسبت سے باز رکھ ملکہ نے عرض کی کہ عزت پہ سے جان قربان ہے جس کے ہو گئے اسی کے ہو گئے نہیں بار بار زبان بدل جاتی ہے اور فرض کیجئے زبان بدل بھی دی جائے تو دل کیونکر بدل سکتا ہے آپ مطلق رہیں صرف اتنا کہلا بھیجے کہ ملکہ آپ کی فرمائش سے شاید چلی آئے میری خوشی تو اس سے گوارا نہ کی جبر کرنا اچھا نہیں خواجہ تو پہلے ہی یہ جواب مہتر قران ثالث کو دے چکے تھے بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جو بات اس کے دل میں تھی وہی میرے دل میں بھی تھی یہ فرما کر خضران تو باہر چلے آئے اور فرامرز نے کہا کہ ملکہ اور کچھ دیر ہے تم ہمیں دیکھ لو ہم تمہیں دیکھ لیں اس کے بعد خدا جانے زمانہ کیا دکھائے ادھر خضران آمد صاحبقران عالیشان کی خبر سنکر برائے استقبال روانہ ہوا اور امیر کو پیشوائی کر کے لئے ہوئے خیمہ ملکہ کے قریب آیا ملکہ اس کمرے میں تھی جدھر دریا تھا اور صدر اس نے پہلے سے صاحبقران کے واسطے خالی کر دیا تھا امیر آ کر رونق افروز ہوئے طیفور بھی ساتھ ہے اس وقت دونوں عاشق و معشوق ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے جب وقت خبر آمد صاحبقران پہونچی تو فرامرز نے ملکہ سے کہا کہ اب مجھے جانے دو میں امیر کو سلام کروں شاید صاحبقران کو میرے حال پہ کچھ رحم آئے یہ کہکر ملکہ کے پہلو سے اٹھا اور دوسرے دروازے سے آکر امیر بانو قیر کو مجرا کیا دیکھا امیر نے کہ فرامرز کا اترا ہوا چہرہ ہے ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں آنکھیں روئی ہوئی معلوم ہوتی ہیں صاحبقران سے اس کی صورت دیکھی نہ گئی گردن جھکالی لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ اے عادل اگر ملکہ اسے ملے گی تو جو حالت اس وقت اس کی ہے یہی حالت میرے عیار کی ہوگی پھر اس کا ملال بہتر یا طیفور کا رنج بہتر وہ

پچین کا ساتھی ہے کیا کیا وفاداریاں اُس نے تمھارے ساتھ کی ہیں ہمدردی اُسی کی زیبا ہے اور یہ وہ شخص ہے کہ سوا
مسلمان ہونے کے کوئی خصوصیت اس کو حاصل نہیں ہے بس آواز دی امیر نے کہ اے ملکہ ہم تمھارے لینے کو آئے ہیں
اور سواری بھی ساتھ میں ہے سوار ہو اور چلو اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو ملکہ کا رنگ اُڑ گیا جواب دیا کہ اس کنیز پر
اسقدر التفات کہ حضور نے تکلیف فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنے کے قابل کہاں سے زبان لاؤں اور عذر مجھے کیا
ہو سکتا ہے جب آپ کی کنیز ہوں تو آپ مالک ہیں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیں اگر چار بھی ہو تو سر کا تاج ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ سنگھپال لے جاؤ اور ملکہ کو سوار کرو کہاریاں لیے سنگھپال کے بڑھے ہوئے ساتھ ساتھ سوار کرنے کو
چلیں خود ملکہ محبوب ختن بہن اس کی اور معشوقہ صاحبقران کی اپنی بہن کے سوار کرنے کو اور لینے کو آئی تھی ادھر
تو سنگھپال لاکے لگایا گیا ادھر ملکہ محبوب ختن نے آواز دی کہ کیوں بہن آتی ہو یا میں ہی آؤں اور تمھیں گودیں اٹھاؤں
ملکہ نے کہا کہ بس تمھارا اتنا تکلیف اٹھانا بھی بہت ہے کہ اب تم صاحبقران کی بی بی ہوا اور میں ایک عیار کے قابل
سمجھی گئی ہوں اگر حکومت صاحبقران کی ہوگی تو جانتے ہوگی یا پاجی ہوں یہ ہوگی میں اپنے نفس کی آپ مختار ہوں
لے اب تم تماشہ دیکھو کہ ہم کہاں جاتے ہیں خیر اچھا ہوا کہ وقت آخر تم کو دیکھ تو لیا یہ کہتے ہوئے دریا کی طرف بڑھی
یہ دیکھ کر محبوب ختن نے کہا کہ یا امیر دوڑیے ورنہ پھر ملکہ کو نہ پائیے گا صاحبقران سمجھے کہ یہ بھاگی ہے تو بھاگ کے کہاں
جائے گی اسوقت جیرا نہیں جو خواہشمند ہے وہ ڈھونڈھ کے لے ہی آئے گا جواب دیا کہ جاتی ہے تو جانے دو بس
یہ سنکے ملکہ بیتاب ہو کے سنگھپال سے باہر نکل آئی اور ہائے میری بہن کہکے چلائی خضران دوڑ پڑے کہ یہ کیا معاملہ ہے
صاحبقران بھی پردہ ہٹا کر اس طرف آگے ساتھ صاحبقران کے طیفور اور فرامرز بھی چل آئے سبحان کج
ابرو نے کنارے دریا کے پہونچ کے آواز دی کہ جو ہمارا عاشق صادق ہو وہ آ جائے ہمیں اپنی عصمت و عزت جان سے
زیادہ عزیز ہے یہ کہکر دریا میں پھاند پڑی صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ ملاحوں کو جلد نکالو اس کو ڈوبنے نہ پائے طیفور تو
ملاحوں کو تلاش کرنے لگا اور فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ عاشق صادق تو امتحان کے وقت معلوم ہوتا ہے لو ہم آتے ہیں
ہمارا انتظار کرو اگر تم نے ہماری محبت میں اپنی حسن و جوانی کو خاک میں ملایا تو ہم تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہیں یہ کہتے
ہی دوڑ کے فرامرز بھی دریا میں کود پڑا ملکہ پہلا غوطہ کھا کے ابھری فرامرز نے جلدی سے بال پکڑ لیے اور چاہا کہ پیر کے
نکال لے چلوں لیکن چاروں طرف سے موجیں آ گئیں اور پانی میں ناند پڑی دونوں اس طرح پانی میں بیٹھے کہ پھر نہ ابھرے
خضران کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے امیر نے فرمایا کہ اے خضران تم کو تو اسقدر رنج ہوا جیسے ان دونوں میں تمھارا
خون شامل تھا خضران نے کہا کہ اے عادل کیوان شکوہ میں تمھارے خاندان کی پیروی سے خوب آگاہ ہوں
مجھے تمھارے بزرگوں کی پیرویاں خوب یاد ہیں اگر ہیں یہ نشانہ ملکہ کی شادی اپنے عیار کے ساتھ نکرو تو تم بھی سمجھتے
کہ یہ میرے عیار سے جلتا ہے اب آنکھوں سے دیکھ لیا جو عاشق صادق تھا اُس نے ملکہ کے ساتھ اپنی جان بھی دیدی
اگر طیفور بھی عشق صادق رکھتا تھا تو کیوں نہ ملکہ کے ساتھ ڈوب مرا خیر تمھیں ملکہ کے حال پر زندگی بھر افسوس تو رہے گا
اے عادل کیوان شکوہ اپنے دل پر ہاتھ رکھنا چاہیے اگر اپنی معشوقہ کو کوئی ظالم چھین کے دوسرے کے حوالے کرے
تو اسوقت انسان مرنا بہتر جانے گا مگر اس امر کو خوشی کبھی گوارا نکرے گا ان باتوں پر دل صاحبقران کا لرز گیا فرمایا
کہ اے خضران اگر یہ دونوں زندہ ہاتھ آ گئے تو بخدا میں اب ہرگز طیفور کی خواہش پوری نہونے دونگا بلکہ
ملکہ کا عقد فرامرز ہی کے ساتھ کر دونگا خضران جلا ہوا تو تھا ہی کہا کہ خدا سے دعا کرو اگر اس کو تمھاری خاطر
منظور ہوگی تو وہ پھر زندہ کر دے گا ورنہ اب تک تو وہ دونوں لقمہ دہان نہنگ ہو گئے ہوں گے یا مچھلیوں نے
گوشت ان کا تقسیم کر لیا ہوگا شاید ہڈیاں تہ دریا ملجائیں تو ملجائیں۔ خبر بہروان شاہ کو پہونچی کہ ملکہ ڈوب گئی
اور شادی اپنی عیار صاحبقران کے ساتھ گوارا نکی بہروان شاہ نے گریبان چاک کیا لباس سیاہ پہنا تمام شہر

سیہ پوش ہوا ادھر خضران نے سیہ پوشی اختیار کی امیر کو بھی سخت ملال ہوا فرمانے لگے کہ اگر میں ایسا جانتا تو طیغور سے ہرگز اقرار نہ کرتا بلکہ اس ارادہ سے باز رکھتا طیغور کو صدمہ بھی ہوا اور ملکہ کی جانب سے نفرت سی پیدا ہوئی کہ ہم اس پر مرتے تھے اور یہ خبر نہ تھی کہ یہ دوسرے پر شیدا ہے تین روز عجب طرح کا ماتم دریا کنارے بپا رہا اب امیر نے خضران سے فرمایا کہ جہازوں کا انتظام کرو کہ ہم شہر حسن آگین میں جانے کا قصد رکھتے ہیں خضران نے کہا کہ بہتر تو یہ ہے کہ اب مجھے خانہ کعبہ جانے کی اجازت دیجیے کہ ملال میرا برطرف ہو صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران جو میں کہہ چکا وہ کہہ چکا کہ بعد طلسم زلزلہ کے فتح ہونے کے تمکو جانے دونگا ابھی ہرگز نہیں خضران نے کہا کہ خیر آپ مالک ہیں بغیر آپ کی اجازت کے میں جا نہیں سکتا لیکن اب اس فن کے کام اپنے حوالے کیجیے جو جس کا منصب ہے وہ اس کام کو انجام دے میں تو اب کوتوال معزول کی طرح ہوں جو کچھ کرنا ہو وہ طیغور سے کہیے اسوقت بردوان شاہ نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت تک خدا نے بات رکھی اور آپ کو ہر مرحلے پر فتحیاب کیا اب شہر حسن آگین کے ارادہ سے باز رہیے وہاں جانے سے کچھ حاصل نہیں ہے اول تو اس دریا کو عبور کرنا غیر ممکن ہے دوسرے یہ کہ اگر آپ شہر حسن آگین میں پہونچ بھی گئے تو بہت پریشان ہوجیے گا یہ تمام ملک کا جادو ونیز نجات سے ملو ہے حکیم اسرار الحکمت نے ایک ایک ذرہ میں یہاں کے طلسم باندھا ہے ادنی سا امر یہ ہے کہ اگر آپ تمام مرحلوں کو طے کرکے پہونچ بھی گئے تو وہاں کے عورت مرد اسقدر حسین ہیں کہ جسقدر لوگ آپکے ہمراہ ہیں سب عالم بیخودی میں آجائینگے جو جس عورت پر عاشق ہوجائے گا وہ اسی کا ہوکے رہ جائے گا اور یہی حالت آپ کی بھی ہوگی وہ عورتیں اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو آپ کہیں لے جا سکیں فرمایا کیا سبب کہا اسے میں نہیں جانتا لیکن اتنا معلوم ہے کہ نہ وہاں کے مرد کہیں جاسکتے ہیں نہ وہاں کی عورتیں جاسکتی ہیں وہاں کی عورتیں وہیں کے مردوں کے قابل اور مرد وہاں کے وہیں کی عورتوں کے لائق ہیں اور کہیں نہ مرد جاسکتے ہیں نہ عورتیں اور جن لوگوں کو ان سے وابستگی ہوگی وہ بھی ساتھ آپ کا چھوڑ کر وہیں کے ہو رہیں گے فرمایا مجھے کچھ پروا نہیں میں تنہا جاؤنگا بردوان شاہ تو خاموش ہو رہا لیکن بادشاہ اسلام نے عرض کی کہ یا امیر اگر مناسب جانیئے تو اس بارہ میں خواجہ زادوں کی صلاح بھی لے لیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ خوشی آپ کی اسوقت بدری اشرفیوں کی اور کشتیاں خلعت کی منگوا کے رکھی گئیں اور خواجہ زادے طلب ہوئے جس وقت پیام خواجہ زادوں کو پہونچا یہ اسی وقت درباری لباس زیب جسم کرکے حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے ان کو نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ شہر حسن آگین کا سفر صاحبقران کے واسطے کیسا ہے یہ سنکر خواجہ زادوں نے اپنے قاعدے کے موافق سوا گز زمین لیپ کے کچھ اسماء متبرک زبان پر جاری کئے اور زائچہ کھینچا بارہ برج ساتوں ستارے نظر میں رکھکر احکام استخراج کئے اور عرض کی کہ لشکر پر فراق صعب معلوم ہوتا ہے مناسب تو یہ ہے کہ دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ کی طرف تشریف لے جایئے اور اگر اس کے خلاف کیجیے گا تو زحمت اٹھایئے گا ثمرہ نیک نہ پایئے گا لشکر پر ضرور تباہی آئے گی بادشاہ نے خواجہ زادوں کو تو خلعت وغیرہ دے کر رخصت کیا اور صاحبقران سے فرمایا کہ اب روز سعد تاریخ نیک دیکھکر دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ کی طرف تشریف لے چلیے فرمایا صاحبقران نے کہ آپ باتوں سے خواجہ زادوں کی ڈر گئے قسم بایمان خود کہ میں ضرور شہر حسن آگین میں جاؤنگا خواجہ زادے مجھکو ڈراتے ہیں اگر شہر حسن آگین میں اپنا عمل نہ بٹھایا تو نام اپنا حمادل کیوان شکوہ بنایا ایک سونی سی شکل ہے کہ اگر رنگریز ایسا ہی ہوتا تو اپنی داڑھی نہ رنگ لیتا غیب کا حال سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا اگر میں اس مقام سے خوف کھا کر چلا جاؤں تو اس راستے کو خس و خاشاک سے کون پاک کرے گا بادشاہ اسلام نے جو سنا ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کو یہی منظور تھا تو آپنے زائچہ کیوں دکھلایا آپ کے بزرگ خواجہ زادوں کے کہے پر چلتے تھے ان کے احکام بہت صحیح ہوتے

دین فرمایا کہ اگر صبح بھی ہو تو مین اس ارادہ سے باز نہ رہون گا مین ایسی باتون سے وسوسہ دل مین نہین لاتا جو منظور خدا ہو وہ
ہوگا صاحبقران کے یہ تیور دیکھکر سب خاموش ہوگئے اور طیفور تلاش مین جہازون اور کشتیون کے روانہ ہوا وہان
حسین سبز قبا نے پہلے ہی حکم بھیجدیا تھا کہ خبردار سنگ جریث کو جہازون پر جگہ نہ دینا جہازرانون نے جہازون کو پہلے
ہی اس ساحل سے ہٹا دیا تھا طیفور نے بعد دریافت حال عرض کی کہ یا صاحبقران دور دور مین پھرا مگر ایک بھی جہاز کا
پتہ نہ پایا اب جو حکم ہو وہ کیا جاوے فرمایا کہ جہاز تیار کئے جائین طیفور اُسی وقت روانہ ہوا نجارون کو فراہم کیا اور جنگل
سے مناسب درخت تجویز کر کے لکڑیان کٹائین اور جمع کین نجارون نے جہاز بنانا شروع کئے ڈیڑھ مہینے کے
عرصہ مین چند جہاز اور چند کشتیان بن کے تیار ہوئین اور دریا مین ڈالی گئین صاحبقران کنارے دریا کے تشریف
لائے اپنے سامنے جہاز دریا مین ڈلوائے اور فرمایا کہ کل صبح کو ہم اُس پار جائین گے بردوان شاہ نے عرض کی کہ
یا صاحبقران صرف جہازون کی مجبوری نہ تھی کہ حضور کو منع کیا تھا بلکہ یہ دریا بھی دریائے فتنہ و فساد ہے اس سے عبور
کرنا ان جہازون کا دشوار ہے آئندہ حضور کو اختیار ہے فرمایا مین ضرور جاؤنگا بردوان شاہ خاموش ہو رہا جب رات
گذر کر صبح ہوئی تو صاحبقران نے چلنے کا قصد کیا رفیقان جان نثار ہمراہی کے لئے کمربستہ ہوئے ہنوز صاحبقران
بادشاہ اسلام سے رخصت بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ صبح کو ایک جہاز کا پتہ بھی نہ ملا کہ وہ کشتیان
اور جہاز کیا ہوگئے یہ سنکے امیر پریشان ہوئے اور فرمایا کہ اگر اقبال میرا یاور ہے تو ضرور دریا کے اُس پار پہونچونگا مین
اپنے ارادہ سے باز نہ آؤنگا یہ فرماکر امیر نے مرکب طلب کیا طیفور سمجھ گیا کہ اب صاحبقران باز نہ رہین گے بس
یہ قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ غلام انتظام کرتا ہے حضور ابھی عجلت نہ فرمائین یہ تو معلوم ہوئے کہ یہ جہاز کیا ہوئے اور
کون جہازون کو لوٹ گیا بادشاہ اسلام نے بھی روکا صاحبقران بخاطر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے لیکن طیفور
سے ارشاد کیا کہ ایک مہینے کی مہلت مین تجھے دیتا ہون اگر اندر ایک ماہ کے تم نے کوئی انتظام کیا تو خیر ورنہ مین
گھوڑے کا زیر بند کاٹ کے دریا مین ڈالدونگا یا تو اُس پار پہونچ گیا یا غرق ہوکر اپنی بھی جان دی طیفور نے عرض
کی کہ ڈیڑھ مہینے کی مہلت دیجیے اور سردارون نے بھی اصرار کیا صاحبقران نے منظور فرمایا اور اپنے ارادہ کو
ڈیڑھ مہینے کے واسطے ملتوی فرمایا لیکن طیفور نے پھر جلدی جلدی کشتیان تیار کرائین اور دو کشتیان دریا مین ڈلوائین
اور ایک پہرہ داری کنارے دریا کے بٹھاکے آپ نگران ہوا جب دو پہر رات گذری تو دیکھا طیفور نے کہ دریا متلاطم
ہوا اور ایک نہنگ مہیب نظر آیا نہنگ قریب کشتیون کے آیا اور دم ماری کہ کشتی کا ایک ایک تختہ الگ ہوگیا بعد
اُس کے دوسری کشتی کو بھی دُم مار کے غرق کردیا اور تہ مین پانی کی چلا گیا یہ کرشمہ دیکھکر طیفور خاموش ہو رہا اور
صبح کو خدمت صاحبقران مین حاضر ہوکر رات کی سرگذشت بیان کی صاحبقران نے فرمایا کہ اُس نہنگ کو گرفتار
کرو طیفور نے عرض کی کہ کچھ تیرانداز مناسب ہون وہ نگرانی کرتے رہین مین ایک کشتی اور تیار کراکے دریا مین
ڈلواتا ہون جس وقت نہنگ نمودار ہو اور کشتی غرق کرنے کے ارادہ سے قریب کشتی کے آئے اُسی وقت تیرباران
کیا جائے صاحبقران نے قبیل بن مقبول کو بارہ ہزار ناوک اندازون سے ساحل پر متعین فرمایا اور طیفور نے
ایک کشتی اور بنا کے دریا مین ڈالی اور ناوک انداز کنارے پر جمع ہوئے تیرون کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے
تاک لگائی جب دو پہر رات گذری تو دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر ابھر کر کشتی کی طرف چلا ہانتے ناوک
اندازون نے تیر سینکے جتنے ناوک قریب اُس نہنگ کے گئے وہ جل کے خاک ہوگئے نہنگ نے برابر کشتی کے
آکر دم ماری کہ کشتی پاش پاش ہوگئی نہنگ کشتی کو تباہ کرکے پھر تہ مین چلا گیا جان صبح کو قبیل بن مقبول ان مشعل
وفادارون نے آکر تمام کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے وہ نہنگ ساحر ہے آج
شب کو مین آپ کشتی پر سوار ہوکے جاؤنگا یا تو مین نے نہنگ کو مارا یا نہنگ نے کشتی کے ساتھ مجھکو بھی غرق کیا

طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ عہد کے خلاف ہے آپ ڈیڑھ مہینے کی مہلت مجھے دے چکے ہیں اس عرصہ
میں اگر میں راستہ صاف نہ کر دوں تو پھر حضور کو اختیار ہے اور قبل اس کے میں آپ کو جانے نہ دوں گا صاحبقران
خاموش ہو رہے اب طیفور نے نجاروں سے کہا کہ جسطرح ہو سکے آج شام تک ایک ڈونگیا اور تیار کرو نجاروں نے
ایک ڈونگی تیار کی اور کچھ پتر لوہے کے جڑ کے اسے مضبوط کیا طیفور نے ڈونگی دریا میں ڈلوا دی اور آپ اس
ڈونگی میں بیٹھ کر وہ وہیں لنگر ڈال کے پانی کی طرف دیکھنا شروع کیا یہ خبر صاحبقران با اقبال کو پہونچی کہ آج آپکا عیار
خود ناؤ پر سوار ہو کے برائے گرفتاری ننگ گیا ہے یہ سنکے امیر با توقیر بیتاب ہوئے اور فرمایا کہ ہمارا خیمہ بھی کنارے
دریا کے برپا ہو ہم بھی رات وہیں بسر کریں گے اگر عیار میرا غرق ہوا تو قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ دریا میں کود کر
اس ننگ حرامزادے کو ماروں گا یہ فرما کر عقرب سلیمانی کو ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کنارے دریا کے تشریف
لائے فراشوں نے آکر خیمہ استادہ کیا امیر کنارے دریا کے بیٹھ کر جانب دریا دیکھنے لگے صاحبقران کے تشریف
لاتے ہی تمام سرداران لشکر اسلام دریا کنارے آ گئے کہ اگر امیر دریا میں کودے تو ہم بھی امیر کا ساتھ دیں گے
طیفور تو دریا کی طرف دیکھنے میں محو تھا اس کو دھیان کسی اور جانب نہ تھا کہ یہ صاحبقران کے آنے سے باخبر ہوا لیکن امیر نے
خود آواز دی کہ اے طیفور بادیہ گرد کیوں سنو تو کس شیر دن کا بیٹا ہے واللہ ہے کہ اگر تجھ پر کوئی آفت آئی تو میں بھی آمادہ بیٹھا
ہوں ساتھ ہی دریا میں پھاندوں گا طیفور نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال ہے تو آج ننگ کو بغیر گرفتار کئے میں کب
چھوڑتا ہوں جب وقت معینہ آیا تو دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور ننگ پانی پر ابھر کے کشتی کی طرف چلا طیفور نے آہستہ آہستہ
جال الیاسی کو کھولنا شروع کیا جیسے ہی ننگ قریب کشتی کے آیا طیفور نے جال مارا کہ گردن ننگ کی جال کے حلقہ میں پھنسی
ننگ نے اف کی کہ شعلہ دہن سے نکلا لیکن یہ جال اس آتش سحر سے کب جلنے والا تھا ننگ تڑپا کہ جال کو توڑ کے نکل جاؤں
جتنا ننگ تڑپا حلقے اور پیوست ہوتے چلے گئے طیفور نے جال سے معجزہ طلب کیا جال پڑھنا شروع ہو طیفور کشتی کو
اپنی کنارے سے پرے آیا اور سرا جال کا صاحبقران کے ہاتھ میں دے کہا کہ اب آپ جانیے میں نے گرفتار کر دیا آپ نکال لیجیے
صاحبقران نے کھینچنا شروع کیا آخر ننگ کو باہر پانی کے کھینچ لائے لشکر میں نہایت خوشی ہوئی صاحبقران ننگ
کو لئے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور پانی پر اسم اعظم دم کر کے چھینٹا پانی کا ننگ پر مارا ننگ تڑپ کے
ہیئت اصلی پر آیا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہے اس نے سجدہ کرنے کا قصد کیا بسبب برکت بارگاہ سلیمانی کے سجدہ کر نہ پایا
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ حال اپنا بیان کر اس نے عرض کی کہ نام میرا ننگ جادو ہے میں ملازم ہوں
مواج دریا بار جادو کا میرے گرفتار ہو جانے پر آپ مطمئن نہ ہوں آج میں گرفتار ہوا کل دوسرا ننگ پیدا ہو گا وہ
جہازوں اور کشتیوں کو غرق کرے گا تاوقتیکہ مواج جادو گرفتار نہ ہو گا اس سلسلہ کا قطع ہونا ناممکن ہے اس لئے
کہ وہ ایسے مقام پر رہتا ہے جہاں جانے کا راستہ ہی نہیں نہ مواج جادو کبھی پانی پر ابھرتا ہے کہ وہ گرفتار ہو صاحبقران
کو اس کی بات کا یقین نہ آیا فرمایا اسے قید رکھو اور آج پھر کشتی دریا میں ڈالو طیفور نے ننگ جادو کو اٹھا کر زنبیل
میں ڈال لیا اور جانب دریا روانہ ہوا جب شام ہوئی تو پھر طیفور کشتی پر سوار ہو کے چلا کنارے سے صاحبقران
عالیشان مع فوج دریا پر موجود تھے وہ پھر رات گئی اسی طرح دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور ایک ننگ پیدا ہوا اور
کشتی کی طرف چلا طیفور تو پہلے سے ہوشیار تھا جیسے ہی ننگ قریب کشتی کے گیا اور چاہا اس نے کہ دم مار کے کشتی
کو الٹ دوں طیفور نے حلقہ کمند آمنائے باصفا کا مارا اور کھینچ کے داخل زنبیل کر لیا اور کشتی کو کنارے لا کے کشتی
سے اترا صاحبقران نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ ان دونوں کو اپنے ہی پاس قید رکھو صبح کو دربار میں ان کا سمجھا
جائے گا یہ فرما کر خوابگاہ میں تشریف لے گئے اور آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے طیفور
سے کہا کہ دونوں کو نکالو تمام سردار جمع تھے بادشاہ اسلام تخت طاؤسی پر جلوہ افروز تھے طیفور نے دونوں کو

زنبیل سے نکالا اور پہرہ عیاروں کا معین ہوا کہ یہ بھاگ کے نہ نکل جائیں پہلا ساحر تو ہیئت اصلی پر تھا لیکن دوسرا
ابھی تک بشکل نہنگ تھا صاحبقران نے اسم اعظم اس پر بھی دم کیا رنگ و روغن سحر اُڑ گیا اور نہنگ انسان
ہو گیا اس نے سحر کرنے کا قصد کیا سحر یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ یہاں ساحری کام نہ دے گی حال اپنا بیان کر اُس وقت
نہنگ جادو اول نے کہا کہ اے برادر خوف نکرو جو سچ ہو بیان کر دو پہلے تو ہم گرفتار ہو کر آئے ہیں تم تو بیچارے
بعد گرفتار ہوئے ہو اُسوقت اُس ساحر نے کہا کہ میں ملازم مواج جادو کا ہوں فرمایا تو کس واسطے آیا تھا اُس نے
کہا کہ ہم لوگ اسی کام پر معین ہیں کہ اگر کوئی کشتی یا جہاز ادھر سے ادھر جائے تو اُسے غرق کر دیں صدہا کشتیاں ہم نے
غرق کر دیں آج نہیں معلوم کیونکر گرفتار ہو گئے ہیں خود اپنی گرفتاری پر حیرت ہے لیکن ہم دو بھائیوں کے گرفتار ہونے
سے انتظام میں خلل نہیں پڑ سکتا ہے چالیس ہزار ساحر اسی کام پر معین ہیں اگر آپ ایک روز گرفتار کریں گے تو بھی
برسوں گذر جائیں گے اُسوقت نہنگ جادو نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور کو میرے کہنے کا یقین آیا یا نہیں
اب مناسب یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک کو رہا کر دیجیے اور جو کچھ مواج جادو سے کہنا ہو کہلا بھیجیے جبتک
مواج جادو راہ راست پر نہ آئے گا اُسوقت تک آپ دریا عبور کر کے اس پار سے اُس پار نہیں جا سکتے ایک کو
اپنے اطمینان کے واسطے قید رکھیے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تم دونوں میں سے جسے کہو رہا کر دوں نہنگ
جادو نے کہا کہ اس کو رہا کر دیجیے یہ امیر ہے دیجیے صاحبقران نے خرچنگ جادو کو رہا کر دیا اور فرمایا کہ جا کر
مواج جادو سے کہدینا کہ یا تو ہمیں اس پار جانے دے تعرض نکرے یا برسر مقابلہ آئے الغرض خرچنگ جادو
سلام رخصت کر کے بجا لایا ہیں کے روانہ ہوا جاتے ہی دریا میں کود پڑا اور غائب ہو گیا یہاں صاحبقران تو انتظار میں
بیٹھے ہیں نہنگ جادو طیفور کی قید سخت میں ہے کہ بھاگ نہ جائے لیکن حال خرچنگ جادو کا سنیے کہ یہ جو چلا تو سیدھا
مواج جادو کے سامنے پہونچا اور حال اپنے گرفتار ہونے کا صاحبقران کے سامنے جانے کا بیان کیا بعد اس کے
پیام امیر کا سنایا کہ صاحبقران فرماتے ہیں یا تو ہمیں جانے دے تعرض نکر یا برسر مقابلہ آ اس کی یہ تو مواج جادو
کو شبہ ہوا کہ شاید یہ صاحبقران سے مل گیا ہو ایسا نہو کہ اگر میں امیر سے صلح کروں تو یہ کوئی فتنہ و فساد برپا کرے
بس مواج جادو نے اُسی وقت خرچنگ جادو کو قید کر لیا اور خاموشی اختیار کی کوئی جواب امیر کے پیام کا نہ بھیجا یہاں
صاحبقران نے تین روز خرچنگ جادو کا انتظار کیا جب وہ نہ آیا تو صاحبقران نے نہنگ جادو کو بلایا اور
ارشاد فرمایا کہ خرچنگ جادو تو واپس نہیں آیا نہنگ جادو نے عرض کی کہ یا تو وہ قید کر لیا گیا ہو گا یا مار ڈالا گیا
ہو گا ورنہ ضرور واپس آتا یا صاحبقران وہ مکار دھوکہ باز نہیں ہے فرمایا کہ اب کیا انتظام کیا جائے نہنگ جادو نے
عرض کی کہ یا صاحبقران مواج جادو تک رسائی کسی کی ممکن نہیں ہے اب آپ اگر مجھے جانے بھی دیں
تو میں نہ جاؤں اس لیے کہ خرچنگ جادو کے واپس نہ آنے سے مجھے شک پیدا ہو گیا ہے کہ ایسا نہو مواج جادو
مجھ سے بھی بدگمانی میں آئے ہاں اتنا میں کہ سکتا ہوں کہ اگر آپ مجھکو چھوڑ دیں تو جس شخص کو ارشاد کیجیے میں مواج جادو
تک پہونچا دوں امیر نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو سامنے بلا سکو چھوڑے اور یہ چھڑا کے بھاگ جانا چاہے تو جانے دے
اور وہاں پہونچ کے مواج جادو سے جواب پیام لائے یا مواج کو اسیر کر کے لے آئے یہ سنتے حضرات سنا ہی
کرتے تھے کہ کسی نے اُٹھنے کا قصد کیا کہ طیفور اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ کام سوا اس غلام کے اور کسی کا
نہیں ہے فرمایا امیر نے کہ جاؤ اور مواج جادو سے پیام کا جواب لے کے آؤ طیفور نے کمر میں نہنگ جادو کے سرا
کمند آشنا کے با صفا کا لپیٹ دیا اور کمند کو ہاتھ میں لئے ہوئے کنارے دریا کے آیا نہنگ جادو دریا میں کودا ساتھ
ہی طیفور بھی دریا میں پھاند پڑا نہنگ جادو نے صورت نہنگ کی پیدا کی اور تہ آب کی طرف متوجہ ہوا طیفور
بھی اس کے ساتھ کھنچتا ہوا چلا کسی مقام پہ نہنگ نے دم ماری کہ یہ کہاں کا عذاب ساتھ لگا ہوا ہے اسے لیجانا اچھا نہیں

لیکن یہ کمند کب ٹوٹنے والی تھی آخر چارو ناچار ننگ جادو کو لیجانا پڑا طیفور کے ہاتھ میں سر اکمند کا ہے اور دوسرا
ہاتھ سے دور میں لگائے ہوئے سیر پانی کی دیکھتا چلا جاتا ہے عجب عجب طرح کے جانور پانی میں نظر آئے بیابانک کہ جاتے
جاتے کچھ ابر سرخ و سبز و زرد و زنگاری معلوم ہوئے ننگ جادو طیفور کو کھینچے ہوئے انہیں بادلوں کے سایہ سے گذرتا
ہوا ایک مکان میں پہونچا دیکھا طیفور نے کہ اب نہ دریا ہے نہ پانی ہے بلکہ راہ دریا سے آئے ہیں اور لباس تک تر نہیں
ہے اندر اس مکان کے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے گرچہ جوگی وضع ہے فقیرانہ تکلفات سے لباس اس کا مزین ہے اور گرد
پیش ارا کین دولت جمع ہیں ننگ جادو نے چپکے سے کہا کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اب یہ رسی میری کمر سے
کھول لیجیے طیفور نے سر اکمند کا کھول لیا ننگ جادو نے طیفور کو سامنے موالج جادو کے پیش کیا اور کہا کہ
یہ وہ شخص ہے جس نے آپ کے دو ملازموں کو پکڑ لیا تھا اب آپ کو اختیار ہے یہاں تک پہونچا دینا میرا کام تھا ادھر تو یہ
کہکے ننگ جادو علیحدہ ہوا ادھر طیفور نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے موالج جادو نے ننگ جادو سے
کہا کہ تو نے اس کو اسیر کیوں نہ رکھا ننگ جادو نے کہا کہ میں نے تو آپ کے سامنے پیش ہی کر دیا تھا اسیر کرنا میرے
اختیار کی بات نہ تھی فقرہ سے تو میں اپنی جان بچاکے اور لے کے آیا موالج جادو نے کہا کہ تلاش کرو دیکھو تو
کہاں گیا ہے ساحروں نے ہر طرف ڈھونڈھنا شروع کیا یہ گلیم اوڑھے ہوئے وہاں کس سے گزر گیا کیونکہ پتہ نہ لگا نہ طیفور نے
زیادہ ٹھہرنے کا موقع پایا اس مکان سے نکل کر جانب صحرا روانہ ہوا طیفور کو حیرت ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہاں تو میں دریا میں
بہا جاتا تھا اور کہاں اس مکان میں آکے پہونچا اب نہ وہ عالم آب ہے نہ طوفان ہے وہی زمین و آسمان ہے وہ ہر جگہ ہے غرضکہ پھر سیر
صحرا کرتا ہوا چلا جاتا ہے جاتے جاتے دور سے دو گنبد سپید نظر آئے طیفور اس طرف روانہ ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ کونسا مقام ہے
اور یہ گنبد یہاں کیسے بنے ہوئے ہیں غرضکہ جاتے جاتے جس وقت طیفور قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک چار دیواری
ہے کہ ہر گوشہ پر اس کے ایک گنبد سپید بنا ہوا ہے اور ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہے دونوں پٹ اس کے کھلے ہوئے
ہیں نہ کوئی حاجب ہے نہ دربان طیفور بسم اللہ کہکے داخل باغ ہوا اور سیر کرتا ہوا چلا تو سیر باغ میں مصروف ہوا وہاں
صدف جادو دختر موالج جادو اپنے قصر میں بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے گانا سن رہی ہے عورتیں جمع ہیں مجلس کا
ہنگامہ برپا ہے اتنے میں ایک سانولی سی عورت پھر ہر اٹھیل رفع احتیاج کے واسطے نکلی اور ایک گوشہ باغ کی طرف چلی جیسے
ہی ان کے قریب سے نکلی طیفور نے ہاتھ بڑھایا وہ جیسے ہی طیفور نے چٹ سے طمانچہ مار دیا وہ عورت گر کے بیہوش ہوگئی
طیفور نے لباس اس کا اتار کے آپ پہنا رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی اسی عورت کی سی بنائی اور اس عیاری
کو ٹانگ پکڑ کے کھینچ کے پھینک دیا اور پرے سے پتے سمیٹ کے رکھ دیے ایک ڈھیر پتوں کا معلوم ہونے لگا اور آپ اس کی
صورت بنے ہوئے داخل قصر ہوئے صدف جادو نے کہا کہ اری کیتکی تو کہاں گئی تھی میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تو کام
کے وقت غائب ہو جایا کرتی ہے کیتکی کا نام سنکے طیفور سمجھ گئے کہ جس عورت کو میں نے بیہوش کیا ہے اس کا یہی نام
تھا طیفور نے کہا کہ اے ملکہ ع۔ غم نیست دشمن باغبان ہے ۔ دو ملکے میں ہمارا آشیان ہے ۔ کیا کہوں اگر آپ کے حکم
پہ چلتی ہوں تو خداوند سامری ناراض ہوتے ہیں اور خداوند کے کہنے پر عمل کرتی ہوں تو آپ ناراض ہوتی ہیں اب یہ
بتایئے کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں صدف جادو نے کہا کہ اللہ ری تو تو بالکل خبطی یا دیوانی ہوگئی اور استقدر
جھوٹ بولنے لگی کیا خداوند سامری نے تجھ سے یہ کہدیا ہے کہ مالک کے کہنے پر عمل نہ کیا کر کیتکی نے کہا کہ چند دن سے خداوند
کی مجھ پر مہربانی ہے جس وقت وہ یاد فرماتے ہیں تو مجھے جانا واجب ہو جاتا ہے اسوقت بیشک میں حضور کا خیال نہیں کرتی ہوں
صدف جادو نے کہا او جھوٹی تو خداوند پر تہمت لیتی ہے بھلا خداوند کو تجھ سے کیا کام درپیش رہتا ہے جو وہ تجھے بلاتے ہیں
کیتکی نے کہا کہ طبیعت ان کی اگر آپ کو یقین نہیں آتا نہ سہی صدف جادو کو غصہ آیا کوڑا پکڑ کے اٹھی آپ نے گلیم
اوڑھ لی اور غائب ہوگئے اب تو صدف جادو حیران ہوئی کہ کیتکی کہاں چلی گئی تھوڑی دیر ٹھہر کے پکارا کیتکی تم ہی یہیں

رہی ہو ہاتھ میں ایک گلاب کا پھول لئے ہوئے ہو اب تو سب کو یقین ہو گیا کہ بیشک اس میں کرامت پیدا ہو گئی یہ خدمت خداوند کا اثر ہے ملکہ نے بھی اپنی خطا کیتکی سے بخشوائی کہ تم ناراض ہو تو خداوند سے میری شکایت نکر دینا یہ کہکر ہاتھ پکڑے ہوئے لائی برابر اپنے مسند پر بٹھایا اور پوچھا کہ کیا باتیں تمکو خداوند کی صحبت میں آئیں اور خداوند تمکو کس نظر سے دیکھتے ہیں کیتکی نے کہا کہ اب زور خدا پرستوں کا بہت ہو گیا ہے تو خداوند اپنا نائب واسطے استیصال کے بھیجنے والے ہیں مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تیرے پیٹ میں نور قدرت اتاروں گا اُس سے خداوند زادہ پیدا ہوگا اور وہ اس قدیم دین کو مٹائے گا جس دن سے خداوند کی خدمت میں آئی ہوں اُس دن سے مجھ میں یہ قدرت پیدا ہو گئی ہے کہ چاہوں پری بنجاؤں چاہوں چڑیل کے لباس میں نظر آؤں چاہوں دکھائی دوں چاہوں نہ دکھائی دوں نگاہوں سے غائب ہو جاؤں مجھے اپنی صورت بدلنے کا اختیار ہے اور کہا آپ یہ سمجھتی ہیں کہ میں خداوند کے سامنے ایسی ہی صورت سے بیٹھی رہتی ہوں ایسی صورت کو کون پوچھتا ہے ملکہ نے کہا کہ پھر خداوند کے پسند کے قابل کونسی صورت ہے اُسے بھی ظاہر کرو کیتکی نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اب جو صدرت جادو نے دیکھا تو چہرہ ضو دے رہا ہے کیتکی تو اور ہی چیز ہو گئی ہے بعد اُس کے کیتکی نے کہا کہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ گلا میرا اچھا نہ تھا اور شوق مجھے گانے کا بہت تھا میں نے ایک روز خداوند سے اپنی حسرت بیان کی خداوند نے ہاتھ اپنا میرے گلے پر پھیر دیا اُسوقت سے تو نور کا گلا ہو گیا ہے کہ میں آپ اپنے گانے کی عاشق ہو گئی ہوں اب صدرت جادو نے کہا کہ ہمیں بھی گانا اپنا سناؤ کیتکی نے کہا کہ ایسا نہو خداوند کے خلاف حکم کرنے سے مورد عتاب ہوں میں ذرا پوچھ آؤں تو ابھی آتی ہوں یہ کہکر پھر گئیں اور محل اور اب جو نمودار ہوئی تو بھاری جوڑا پہنے ہوئے زیور مرصع کا رے آراستہ صورت مثل چاند کے صدرت جادو کی یہ حالت ہوئی کہ گرد پھرنے لگی اور کہا کہ اب آپ اپنا نام بھی بدل ڈالیے اُسوقت تم میری کنیز تھیں اب میں تمہاری کنیز ہوں کہ تم خداوند کی خدمت میں آ چکی ہو کیتکی نے کہا کہ مجھے خداوند نے بت صدر رنگ کا خطاب دیا ہے ملکہ ہاتھ بت صدر رنگ کا پکڑے ہوئے مسند پر آ بیٹھی تمام اہل محل محو ہیں ہر ایک کو سکتہ کوئی کہتی ہے کہ قسمت تو دیکھو کہ کیا سے کیا ہو گئی کوئی کہتی ہے کہ خدمت سے عظمت ہے نہ یہ خداوند پر شیدا ہوتی اور نہ خداوند اسے سرفراز کرتے لیکن بت صدر رنگ نے کہا کہ خیر میں تمکو گانا تو سنا دوں ورنہ تم سمجھو گی کہ یہ ناز کرتی ہے صدرت جادو نے کہا کہ جو خوشی آپ کی میں تو اب ایسی گستاخی آپ کے ساتھ نہیں کر سکتی بت صدر رنگ نے وہیں بیٹھے بیٹھے بغیر ساز کے ایک غزل گانا شروع کی جسکو سنکر تمام اہل محل دنگ ہو گئے بیہوش و حواس ہو جانا تھا غزل یہ تھی

غزل

غزل بتان شوخ جو دل کو لبھائے دیتے ہیں
ہم آج روز کا جھگڑا چکائے دیتے ہیں
یہ شوق دید سے کہتی ہیں شوخیاں انکی
کہ دیکھ دیکھ کے وہ مسکرائے دیتے ہیں
ہوا خیال تو ان کو برا ہوا کہ بھلا
اگر آج دل انھیں بے آزمائے دیتے ہیں
نگاہ ناز کا خنجر عتاب نام اب تک
کچھ ایسا ہی ہے کہ ان کو ہنسائے دیتے ہیں
اگرچہ کہنے کے قابل نہیں ہے راز دلی
کہ وہ یہ رسم ہی اب سے اٹھائے دیتے ہیں
یہی جواب مجھے دیں گے قاصد سے
ہم آج راہ میں آنکھیں بچھائے دیتے ہیں

غضب خدا کا ہے کعبہ کو ڈھائے دیتے ہیں
لہو یہ رو رو کے چہرے سکھائے دیتے ہیں
کہ درمیان سے پردہ اٹھائے دیتے ہیں
عدو میں بھی ہے گمان کیا ہے تمہیں کا
بجا وہ کہکے مرا دل بڑھائے دیتے ہیں
یہی ہے لطف ہم جب کہ عجب ہی ہو
ہم ان کی آنکھ میں سرمہ لگائے دیتے ہیں
اثر تو آنے دے اے سوز عشق او ظالم
جو پوچھتے ہو تو ہم بھی بتائے دیتے ہیں
رگ گلو کو ہمارے بتاتے ہیں زنار
وہ خط سے حرف تمنا مٹائے دیتے ہیں
ٹپکتے ہیں کہ پسینہ جبیں پہ کیسا ہے

عذاب جان ہے تو دل کو گنوائے دیتے ہیں
ہے آگ ایسی لگی کو لگائے دیتے ہیں
لگا ہوا ہے یہ کیا میری رو لی صورت میں
یہ لوگ رنگ جو پتھر دبائے دیتے ہیں
خدا پہ چھوڑا ہے انجام عشق کو ہم نے
انھیں بھی حد سے زیادہ بڑھائے دیتے ہیں
مریض عشق کو کیونکر یقین مرگ نہو
کسی دن آگ ادھر بھی لگائے دیتے ہیں
چاہے پھول اٹھانا یہ بار خاطر ہیں
ہنسی ہنسی میں وہ کافر ہنسائے دیتے ہیں
ستانا چھپ کے وہ جاتے ہیں تیغ تم
وہ ڈوب مرنے کو غیرت دلائے دیتے ہیں

مزا جدائی یہ بنا باری ربط الفت نے
کہاری منہ سے نو کر کے دکھائے دیتے ہیں
زندہ میرا دشت وفا میں تھا آرزو کی قیس

جو دل میں آپ کے ہے ہم بتائے دیتے ہیں
زبان دی انھیں کیا آج تیغ قاتل نے
بجھے چراغ کو پھر ہم جلائے دیتے ہیں

گلے کو کاٹتے ہیں ہم اب آپ دیکھیے سیر
کہ جتنے زخم ہیں سب مسکرائے دیتے ہیں
جس وقت صحبت رقص و سرود ختم ہوئی

تو ملکہ صدف جادو نے کہا کہ اب تم ہر وقت ہمارے پاس رہا کرو سوا ان اوقات کے جب کہ تم خدمت خداوند میں حاضر ہو یہ کہکر اپنے برابر مسہری پر بٹھا لیا اور سو گئی لیکن طیفور جاگتا رہا لیٹے لیٹے خیال میں آیا کہ ایسا نہو مواج جادو مجھے میرا حال دریافت کرے اور آ کر گرفتار کر لیجائے یہ خیال آتے ہی پہلے تو رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی صدف جادو کی بنائی بعد اس کے صدف جادو کو اپنی صورت بنا کے پھر لیٹ رہے تھا کہ وہاں مواج جادو کو جب کسی طرح طیفور کا پتہ نہ ملا تو یہ اپنی پرستش گاہ میں آیا اور ایک تصویر سحری پر چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے اور پکارا کہ اے خداوند درخشندہ وہ دزد مکار جو یہاں آیا تھا کہاں گیا تصویر گویا ہوئی کہ تیری دختر کے باغ میں وہ پہونچا اور اس کو فریب دے کر ایک عورت بنا ہوا اسی کے پہلو میں لیٹا ہے بس یہ سنتے ہی اس کے ہوش اڑ گئے اور اسی وقت یہ باغ ملکہ صدف جادو کی جانب روانہ ہوا کہ ایسا نہو یہ فریب دے کر ملکہ کو مار ڈالے جس وقت باغ میں پہونچا تو دیکھا واقع میں ایک مسہری پر ملکہ کے ساتھ دوسری عورت بھی لیٹی ہوئی ہے لیکن جو کچھ تصویر نے خبر دی تھی ایک بات اس کے خلاف ہے وہ یہ کہ تصویر نے کہا تھا کہ داہنی جانب ملکہ ہے اور بائیں جانب عیار ہے یہاں اس کے خلاف ہے کہ داہنی جانب عیار اور بائیں جانب ملکہ ہے مواج نے خیال کیا کہ میں بھول گیا ہوں جلدی سے ملکہ نقلی کو ہوشیار کیا اور کہا کہ تمہارے پہلو میں جو لیٹا ہے یہ عیار ہے طیفور کی جو آنکھ کھلی اور مواج کو دیکھا دل میں خدا کا شکر کیا کہ اگر میں ہیئت نہ تبدیل کر چکا ہوتا تو ابھی گرفتار ہو جاتا مواج سے کہا کہ میں تو اسے عورت سمجھے ہوئے تھی آپ کی بدولت جان بچ گئی ورنہ یہ مجھے زندہ نہ چھوڑتا مواج نے جلدی سے رسن سحر میں صدف جادو کو طیفور سمجھ کے باندھا زبان پر تکلہ سوزن کر دیا اور لئے ہوئے اپنے مقام پر آیا طیفور صدف جادو بنا ہوا ساتھ ساتھ آیا کہ اب میں آپ کے پاس سے جدا نہونگی زمانہ بہت نازک ہے یہ موئے عیار یہاں تک بھی پہونچ گئے سنا ہے کہ ان کے مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہیں اب تنہا رہنے میں جان کا خوف ہے مواج نے کہا اے نور نظر نہ گھبرا میں اسے قتل کئے ڈالتا ہوں یہ کہکر اس نے خنجر نکالا اور صدف جادو کی طرف بڑھا صدف جادو بھی ہوشیار ہو گئی ہے حسرت سے باپ کی طرف دیکھ رہی ہے کہ بابا تو یہ مجھے اسقدر چاہتا تھا اب ذبح کرنے پر آمادہ ہے مجھ سے کونسا قصور ہوا ہے مگر زبان پر تکلہ سوزن ہے کچھ بول نہیں سکتی ہے طیفور کہہ رہا ہے کہ اسے جلدی ذبح کیجیے ایسا نہو یہ چھوٹ جائے مواج نے کہا کہ میں نے اسیر سحر کر لیا ہے اب یہ بچ کے کہاں جا سکتا ہے یہ کہکر صدف جادو کو ذبح کر ڈالا بس اس کے ذبح ہوتے ہی قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی صدا اے دار و گیر آنے لگی بیرون نے شور کیا کہ کشتی ہر اکام من صدف جادو بودہست مردم و جاندادیم و بمطلب خود رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا مواج جادو نے کہ صدف جادو ذبح کی ہوئی پڑی ہے اس نے سر پیٹ لیا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا میں نے اپنی دختر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر ڈالا یہ تو سر پیٹنے لگا اور طیفور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا ہر چند ساحروں نے تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا آخر مواج جادو نے صدف جادو کی ارتھی نہایت دھوم سے اٹھائی اور سیکر مرگھٹ کی جانب روانہ ہوا آپ گلیم اوڑھے ہوئے سب سیر دیکھا کئے جب دیکھا کہ ارتھی اٹھائی گئی اور سب روتے پیٹتے جانب مرگھٹ روانہ ہوئے تو انھوں نے گلیم اتاری اور صورت اپنی ایک برہمن کی بنا کے یہ بھی جانب مرگھٹ روانہ ہو گئے اور جو بانس وہاں جلانے پھونکنے کے واسطے جمع تھے ان میں ال کے کھڑے ہو رہے ارتھی لا کے رکھی گئی اور گرد اس کے لکڑیاں لگا کر آگ دی گئی مواج جادو کو سب اس کے عزیز و رفیق گھیرے کھڑے تھے اور رو رہے تھے مواج جادو بھی حسرت سے دیکھ رہا تھا دل میں کہہ رہا تھا کہ یہ وہی واقعہ ہوا جو رستم کو پیش آیا تھا

گو اُس نے بھی اپنے فرزند **سہراب** کو ذبح کر ڈالا تھا لیکن اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے دیکھنا یہی ہے کہ دشمن سے قصاص
لینا چاہیے یہ تو ہمہ تن انتقام بنا ہوا کھڑا تھا اور اُدھر پانڈون نے رال اور مگی لکڑیون پہ چھڑک کے آگ دیدی یہ بیان
ہو چکا ہے کہ طیفور بھی انہین پانڈون مین شریک ہو کر ہمراہ رال او مگی کے کئی سیر بیہوشی چھڑک دی تھی آگ دیتے ہی
جو دھوان پھیلا اور ہوا نے چارون جانب وہین کو منتشر کیا تو جس قدر لوگ کھڑے ہوئے ارتی کا تماشہ دیکھ رہے تھے سبکے سب
بیہوش ہوئے سوا طیفور کے جس قدر ساحر مع **مواج جادو** یہان موجود تھے سب بیہوش پڑے تھے چونکہ طیفور نے
پہلے سے یہ انتظام کر لیا تھا کہ فتیلہ دفع بیہوشی دماغ پر چڑھا لیا تھا اس سبب سے یہ محفوظ رہا بس اس نے جلدی سے آگے
مواج جادو کی زبان پر نکل سوزن کیا اور رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت اپنی **مواج جادو** کی بنائی اور
رانی ہر موں پر نہ دفع بیہوشی ملا سب کو سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ کیسی ہوا چلی کہ سب کو سلا دیا جب ہر ایک ہوشیار
ہو لیا تو **مواج** نقلی نے کہا کہ اب یہ مقام پر خطر ہو گیا مین یہان رہنے سے حریف کے مقابلہ پر جانا بہتر سمجھتا ہون آن لوگون
نے کہا کہ آپ ہمارے افسر اور مالک ہین جو حکم ہو وہ بجا لائین **مواج** نقل نے کہا کہ کشتیان لاؤ اور چل کر ساحل پر
اترو مین پہلے تو **صاحبقران** سے نامہ و پیام کرون گا اگر انھون نے نصیحت میری قبول کی فہو المراد ورنہ جنگ ہوگی ملازمون
نے کشتیان حاضر کین کل فوج ساحران سوار ہوئی ایک کشتی پر **مواج جادو** اور گرداب جادو بیٹھے اور چلے اب
وہان کا حال سنیے کہ دوسرا دن ہے **صاحبقران** عالیشان انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ دریا سے
کشتیان نمودار ہوئین اور ساحل پہ پہونچے کشتیون سے فوج ساحران اتری خیمہ برپا کئے ہرکارے برائے دریافت
حال روانہ ہوئے اور آکر عرض کی **نظم** ۔ الٰہی بخت تو بیدار بادا ۔ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ۔ گل اقبال تو دائم شگفتہ ۔
بچشم دشمنانت خار بادا ۔ یہ لشکر مالک دریا **مواج دریانشین جادو** کا ہے اور بعزم مقابلہ آیا ہے فرمایا کچھ میرے عیار کی بھی خبر ہے
ہرکارون نے عرض کی کہ عیار کا تو کچھ ذکر بھی نہین سنا وہان **مواج** نقلی نے خیمہ مین جا کر ایک نامہ بنام **صاحبقران**
عالیشان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اسے سرگروہ خدا پرستان آپ نے اپنے عیار کو ہماری آزار رسانی کے واسطے
بھیجا تھا مگر خداوند سامری و جمشید نے ہمین اُس کی شر سے بچایا ہم نے اُسکو گرفتار کر کے مار ڈالا معلوم ہوتا ہے کہ آپ
انھین عیارون کے زور پر ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین سر میدان مقابلہ کیجیے تو حال معلوم ہو مین اسی واسطے دریا
سے باہر آیا ہون یا تو آپ پلٹ جائیے اور اگر یہ منظور نہو تو پہلے مجھے مل لیجیے بشرطیکہ آپ کو یہان آنے مین خوف نہو
ورنہ مین خود آؤن یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر جانب بارگاہ **صاحبقران** عالیشان روانہ کیا یہان ہرکارون نے
امیر کو خبر دی کہ نامہ دار آتا ہے فرمایا آنے دو جس وقت نامہ دار آیا نامہ ہاتھ مین **صاحبقران** کے دیا امیر نے نامہ
پڑھ کر گریبان چاک کیا اور ہائے **طیفور** کا نعرہ مارا کہ بارگاہ تھرا گئی **خضران** کو بھی **طیفور** کے شباب پر افسوس ہوا
عیارون مین غوغا ہوا مہتر **خندق نقب زن** نے عرض کی کہ یا **صاحبقران** اگر اجازت ہو تو مین اپنے اُستاد کے خون کا
بدلہ **مواج جادو** سے لون فرمایا **صاحبقران** نے کہ ابھی صبر کرو لیکن جس وقت نظر امیر کی اس مضمون پہ پڑی کہ اگر
آپ کو خوف ہو تو نہ آئیے یا مین خود آؤن اُسی وقت تلوار ٹیک کے اٹھ کھڑے ہوئے اور غصہ سے ریش کے بال کھڑے
ہو گئے فرمایا نامہ دار سے کہ جا کر کہدے کہ امیر آتے ہین سرداران حیران تھے کہ یہ عزم امیر نے کس غرض سے کیا ہے تمام سردار
تلوار ٹیک ٹیک کے اٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے امیر نے منع فرمایا اور تن تنہا جانب خیمہ **مواج دریانشین**
جادو روانہ ہوئے ادھر تو سرداران اسلام مین ہلچل تھی کہ امیر غصہ مین تنہا گئے ہین دیکھیے کیا ضرورت ہے مثل عیارون
کے ساحر بھی مکار ہوتے ہین ایسا نہو کوئی پیچ پڑے ادھر ساحرون مین غوغا ہوا کہ **صاحبقران** زمان کشندۂ ساحران
تشریف لاتے ہین **مواج دریانشین جادو** کو جو خبر ہوئی کہ **صاحبقران** آتے ہین یہ **گرداب جادو** کو اپنے ساتھ لئے
ہوئے برائے استقبال آیا اور نہایت عزت کے ساتھ امیر کو اپنے خیمہ مین لایا ڈنگل پر بٹھلایا **صاحبقران** نے فرمایا کہ تو نے

مجھے کس واسطے بلایا ہے مولاج نے کہا کہ اب ارادہ آپ کا کیا ہے فرمایا جو پہلے تھا مولاج نے کہا کہ سب کی کشتی حیات طوفانی
ہو گی ایک بھی دریا کے اُس پار نہ جا سکے گا فرمایا مرنا منظور ہے لیکن بے نیل مقصود واپس جانا منظور ہے اُسوقت مولاج
نقلی نے کہا کہ اچھا آپ اپنے عیار کی سوگواری سے فرصت کیجیے اُس کے بعد دیکھا جائے گا اور اب میں خود حاضر ہوں گا
صاحبقران وہاں سے اُٹھ کر اپنے لشکر میں تشریف لائے جو کچھ گذری تھی سب بادشاہ اسلام کے سامنے بیان کی
اور سیہ پوشی اختیار کی تمام عیار سیہ پوش ہوئے تین روز طیفور کا ماتم برپا رہا چوتھے روز بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی
میں جلوہ افروز تھے صاحبقران عالیشان دنگل نادعنبر پر متمکن تھے کہ چوبدار نے عرض کی کہ مولاج جادو چند جادوؤں
سے حاضر ہے فرمایا بلالو مولاج نقلی مع گرزداب جادو اور دیگر افسران فوج کے اندر بارگاہ سلیمانی کے آیا امیر نے ان
سب کے بیٹھنے کے لئے کرسیاں بچھوا دیں یہ سب بیٹھ گئے اُسوقت مولاج نے کہا کہ آپ کو اپنے عیار کا بہت رنج ہوا ہے تو آپ کا
خون شریک نہ تھا صرف ساتھ کا کھیلا ہوا تھا اُس پر آپ کو کس قدر رنج ہوا اور آپ کے عیار نے تو میری دختر نیک اختر
ملکہ صدرت جادو کو مار کر میرا گھر بے چراغ کیا یا امیر انصاف شرط ہے صاحبقران نے فرمایا میں تجھ سے شکایت نہیں کرتا کہ
تو نے اُسے کیوں مارا لیکن تو بھی صدمہ و غم پر بھی اعتراض نہیں کر سکتا جس کا دوست یا عزیز مارا جائے اُسے رنج ضرور
ہوتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اگر میں نے طیفور کا اتنا غم کیا تو تو نے کیا اپنی دختر کا غم نہ کیا ہو گا مولاج نے کہا کہ یا امیر
دروازوں پر پہرہ قائم کرائیے تاکہ نہ کوئی اندر آ سکے اور نہ باہر جا سکے فرمایا اس کی کیا ضرورت ہے مولاج نقلی نے عرض
کی کہ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے ابھی نہیں بعد کو عرض کروں گا صاحبقران نے مہمان نوازی کی راہ سے پہرے
قائم کرا دیئے اُسوقت طیفور نے کھڑے ہو کر منہ پر سے اپنے ہاتھ پھیرا اور آواز دی کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند
بداند کہ شناسد منم شاہ عیاران سمرا نورد بینی طیفور سایہ گرد اے ساحران دریا آگاہ ہو کہ میں نے مولاج جادو کو گرفتار
کر لیا اور میرے پاس قید ہے تم سب میری مٹھی میں تھے اگر چاہتا تو اُسی وقت قتل کر ڈالتا مگر دعائیں دو حضرت صاحبقران
عالیشان کو جن کے خوف سے میں نے تمہارے خون سے ہاتھ نہیں بھرا کہ ان کا یہ حکم نہیں ہے کہ کسی ساحر کو قتل کرو جب تک
اُسے دعوت اسلام نہ دے لو اور وہ انکار نہ کرے یہ سنتے ہی ساحروں کے ہوش اُڑ گئے اور امیر نے طیفور کو پہچانا قریب تھا
شادی مرگ ہو جائیں خندق نقب زن دوڑ کے قدموں سے لپٹا قران ثالث نے ہاتھ چومے خضران تصویر
حیرت بن گئے کہ اس نے بہت بڑا کام کیا ساحروں نے کہا کہ اے شاہ عیاران اگر آپ نے مولاج جادو کو قتل نہیں کیا
تو کیا کیا وہ کہاں ہے طیفور نے زنبیل سے نکال کر سامنے ڈال دیا اور کہا کہ یہ ہے پہچانو اپنے افسر کو سب ساحروں نے پہچانا
امیر نے حکم دیا کہ باندھ دو اس کو ستون بارگاہ سے طیفور نے اس کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا اور بیکلہ زبان
سے کھینچ لیا مولاج نے آنکھ کھول کر دیکھا حیرت میں آیا کہ یا تو میں مرگھٹ میں کھڑا ہوا اپنی دختر کی لاش جلوا رہا تھا یا اس مقام
پر ہوں یہ خواب ہے یا بیداری شاید خواب ہی ہو گا بیداری کی یہ باتیں نہیں ہیں یہ سوچ کے اس نے آنکھیں بند کر لیں تب
طیفور نے کہا کہ ہوشیار ہو یہ خواب نہیں بلکہ میں بیداری ہے اُسوقت مولاج نے آنکھیں کھول دیں صاحبقران نے فرمایا کہ
سحر کیوں نہیں کرتا مولاج نے کہا کہ سحر مجھکو یاد نہیں ورنہ ایک سحر میں سب کو خاک سیاہ کر دیتا فرمایا امیر نے کہ اے مولاج جادو
تو اتنا بڑا ساحر اور عیار میرا ایک حرف سحر سے واقف نہیں مگر دیکھ قدرت رب غفور کو کہ اس نے ایک چیونٹی کو فیل پر غالب
کر کے دکھا دیا ہے نتیجہ حق پرستی کا ہے کہاں ہیں تیرے سامری جمشید اسوقت ملک کو نہیں آتے کہ تجھے دشمنوں کے ہاتھ سے نہیں
بچاتے اور دیکھ ہمارے خدا کی قدرت کو کہ تجھ سا ایسا ساحر ہمارا کچھ نہیں کر سکتا اگر آنکھیں رکھتا ہوا اور عقل سے کام لے تو پہچان
مذہب حق کو اور دیکھ اسماء الٰہی کی برکت کو کہ اس بارگاہ میں تو سحر بھول گیا زندگی بھر کی محنت اس وقت میں کام نہیں آتی
اس کلام نصیحت نظام نے زنگ کفر دل سے مولاج جادو کے دھو ڈالا بلکہ تمام ساحر دل سے مطیع اسلام ہوئے مولاج جادو
نے امیر یا تو تجھ سے عرض کی کہ واقع میں دین آپ کا برحق ہے میں بدل مطیع اسلام ہوتا ہوں لیکن ابھی مجھ سے توبہ کروں گا

اس لیے کہ آگے بڑھکر سخت ساحرون سے مقابلہ پڑیگا صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایسا اور ساحرون نے
بھی کیا ہے اسوقت صاحبقران عالیشان طیفور کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے مردِ عزیز تو نے جو مجھے
تین روز پریشان کرکے اپنے حال سے آگاہ کیا تو اس سے کیا حاصل تھا طیفور نے ہنس کے عرض کی کہ یا امیر ایک تو مجھے یہ
دیکھنا تھا کہ آپ کو مجھسے کس قدر محبت ہے دوسرے یہ فائدہ ہوا کہ مجھ جیتے جی ہوگیا اب اگر عالمِ غربت مین بھی موت آئے گی
اور کوئی بجہ کرنے والا نہ بھی ہوگا تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہے امیر ہنسے اور فرمایا کہ تو میرا امتحان لیتا تھا طیفور نے کہا کہ امتحان
لے چکا یا امیر بغیر امتحان مانتا ٹھیک نہین اب میری وفاداری بڑھ گئی کہ آپ کی محبت کا بھی یقین پیدا ہوگیا الحاصل بعد
اس تمام گفتگو کے مواج جادو نے عرض کی کہ اب حضور کو کیا منظور ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو تمھارا بار بار پوچھنا
بیکار ہے مین شہر حسن آگین مین ضرور جاؤنگا مواج جادو نے عرض کی کہ اگر یہ قصد ہے تو کل تشریف لے چلیے گا آج مین کشتیون
اور جہازون کا بندوبست کرلون میرا اختیار ہے امیر نے فرمایا بہتر مواج جادو صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے
لشکر کی جانب روانہ ہوا جس وقت لشکر مین پہونچا تو تمام فوج کو جمع کیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین نے تو اطاعت
دین اسلام اختیار کی جس کو میرا ساتھ دینا ہو وہ اقرار کرے اور جسے منظور نہو وہ میرے لشکر سے علحدہ ہوجائے
یہ سنکے سب نے ہم آواز ہوکر کہا کہ ہم آپ سے علحدہ ہوکر کہان جائینگے جو آپ کا دین وہ ہمارا دین جو آپ کی راے وہ
ہماری راے اسوقت مواج دریانشین جادو نے حکم دیا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کرو دوسرے روز صبح کو پچاس جہاز اور
سو کشتیان جمع ہوگئین مواج دریانشین خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہاز و کشتیان
تیار ہین صاحبقران عالیشان نے پہلے تو چند سردارون کو مع پیش خیمہ کے روانہ کیا جب وہ سب اُس پار پہونچے
تو یہان سے امیر با توقیر اور بادشاہ لشکر اسلام با جاہ و حشم سوار ہوکر اس پار آئے اتنی دیر مین یہان سردارون
نے بارگاہ آراستہ کر رکھی تھی صاحبقران جاتے ہی داخل بارگاہ ہوئے اب یہان سے لشکر اترنا شروع ہوا اُنکی فوج
مین لشکر اس پار سے اُس پار پہونچا خیمے خرگاہ بن بپا ہوئے تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا بعد دو تین روز کے صاحبقران
نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ حاکم اس صحرا کا کون ہے مواج دریانشین نے عرض کی کہ یا امیر یہ مقام نہایت سخت ہے
اس کو نمونہ بیابان کج ومج کا تصور فرمایئے جو اس صحرا مین آگیا اُس کا بچکے جانا غیر ممکن ہے ساحر یہان کے بلا سے
بیدرمان آفت جان ہین حاکم صحرا شعلہ افگن جادو ہے اور ایک ساحر اُس کا ملازم ہے کہ نام اُس کا عنقاے
زمین کن ہے وہ بھی بلا کا ساحر ہے یہان تو فکر چارہ سازی ہورہی ہے مواج جادو نے عرض کی ہے کہ صحرا مین سے لشکر کو لیکے
گذرنا اچھا نہین ہے اس لیے کہ مثل بیابان کج ومج کے جس وقت لشکر اندر بیابان کے پہونچیگا تو بیابان مین آگ
لگجائے گی اور سب جل کے مرجائینگے لیکن اب حال شعلہ افگن جادو کا سنیے کہ اسوقت اُسکو خبر پہونچی کہ مواج جادو
نے اطاعت اسلام اختیار کی اور لشکر صاحبقران کا بیابان خار مین آگیا ہے یہ سنکے شعلہ افگن ہنسا اور کہا کہ اگر امیر یہان
آئے ہین تو بہت پریشان ہونگے لیکن مواج کا شریک ہوجانا اچھا نہین ہے اے عنقاے زمین کن جا اور کسیطرح
قابو پانا تو مواج کو اسیر کر لانا ورنہ صاحبقران سے دوبدو مقابلہ کرنا پڑیگا اور علاوہ مواج کے بھی جسقدر سرداران
اسلام مع صاحبقران عالیمقام ہاتھ آئین ان سب کو گرفتار کر لانا یہ سنکے عنقاے زمین کن جانب بیابان خار روانہ
ہوا جسوقت داخل لشکر ہوا صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا اس بیابان مین ایک مقبرہ بنا
ہوا ہے کہ نہایت پرانا ہے عنقاے زمین کن نے اس مقبرہ کو اپنی جاے قیام معین کیا اور مقبرہ مین جاکے بیٹھ رہا
جب رات ہوئی تو اس نے اسی مقبرے سے نقب لگائی اور سرا نقب کا بیابان خار مین چھوڑا اور وہان سے پلٹ کے
لشکر مین آیا دیکھا کہ بازار لشکر کے گلی مین لوگ سودا خرید رہے ہین یہ فقیر بنا ہوا ایک مانگتا ہوا خیمہ مظفر خان کے
کی پشت پر جاکے بیٹھا اور کراہنا شروع کیا حسب اتفاق اُس طرف سے مظفر غازی چلے آتے تھے انھون نے دیکھے

جو دیکھا کہ ایک شخص بیمار پڑا کراہ رہا ہے پوچھا تو کون ہے کہا فقیر ہون طالب خیمہ مین آ کے گر پڑا ہون غش آگئی اس سے کراہ رہا
ہون مظفر غازی وہان سے اپنے خیمہ مین آئے اور سو رہے جب دوپہر رات گئی تو عنقاے زمین کن اپنے مقام سے
اُٹھا اور قنات چاک کرکے اس نے جھانکنا شروع کیا دیکھا کہ وہ ایک بار بیدار اونگھ رہے ہین ایک شمع کافوری جلتی
روشن ہے بس اس نے پروانے بیہوشی کے اُڑائے پروانے آکر شمع پر گرے اور جلے دھوان اُن کا منتشر ہوا جو لوگ
اونگھ رہے تھے وہ بالکل بیہوش ہوگئے عنقاے زمین کن اندر بارگاہ کے آیا کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ناک
کے لے گیا جس وقت مظفر غازی نے اوپر کی سانس کھینچی عنقاے زمین کن نے تمام بیہوشی پھونک دی اور چادر بچھائی
مین پشتارہ باندھ کر چل نکلا جس وقت مقبرہ مین پہونچا جہان نقب کا وا کیا اور اتر کر دہن نقب سے بیابان جنار کی راہ لی
وہان کچھ لوگ موجود تھے پشتارہ اُن کے سپرد کیا اور آپ آکے مقبرے مین بیٹھ رہا یہان صبح جو ہوئی بیدارون کو ہوش
آیا تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے خدمت مین صاحبقران کے آئے بیان کیا کہ شاہزادہ مظفر غازی شب کو بستر پر
سے غائب ہوگئے امیر نے خضران کو بھیجا خضران نے آکر دیکھا تو پتا عیار کا لگا ہوا پایا جاکر صاحبقران سے عرض کی کہ
یہ کام کسی عیار کا ہے مواج دریانشین نے عرض کی کہ یا امیر یا صاحبقران یہ وہی عیار ہے جس کا مین نے ذکر کیا تھا
صاحبقران نے طیفور سے ارشاد کیا کہ تم کس خواب غفلت مین ہو تلاش کرو اُس شخص کو جو مظفر غازی کو لے گیا ہے طیفور
نے عیارون پر تاکید کی کہ ہوشیاری سے پہرہ دیا کرو اور دشمن کی فکر کرو کہ کس طرف سے آتا ہے اور سردارون کو چرا کر کہان
لیجاتا ہے لیکن جب شام ہوئی تو عنقاے زمین کن آیا اور آج اس نے شاہزادہ عارف بن معروف کے خیمہ کا رخ کیا
ایک درخت پشت خیمہ کی طرف واقع تھا اُس درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع کی دوپہر رات گئے سر نقب کا پلنگ
کے نیچے توڑا اور وہان سے گلہائے بیہوشی پھینکے اُن کی خوشبو سے بار بیدار بیہوش ہوگئے اس نے نکلکر پشتارہ عارف
بن معروف کا باندھا اور چل کھڑا ہوا یہان صبح کو لشکر عارف بن معروف مین غل ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج عارف
بن معروف کو بھی کوئی لے گیا تیسرے روز صبح کو داراب ثانی کے لشکر مین غل ہوا کہ اس دن شاہزادہ بلقیس بن
منصور کو بھی کوئی لیگیا اب تو امیر نے طیفور پر نہایت سختی کی اور فرمایا کہ یا تو ذلیل و خوار خضران کے حوالے کر یا اس کا پتہ
لگا کہ شب کو کون آتا ہے اور سردارون کو چرا لیجاتا ہے طیفور نے خیال کیا کہ ہو نہ ہو اس فقیر کا کچھ ساختہ ہے بس آج طیفور نے شام
سے فقیر کی تاک لگائی جب لشکر مین دورہ کرکے آیا مقبرہ مین جاکے فقیر کو بھی دیکھ لیا بعد بارہ بجے کے جو فقیر کو دیکھا تو
نہ پایا بس طیفور نے سمجھ لیا کہ یہ فعل اسی کا ہے طیفور مقبرہ مین بیٹھ رہا تین پہر رات گذری ہوگی کہ دیکھا طیفور نے کہ ایک شخص
سیہ پوش پشتارہ بدوش چلا آتا ہے بس طیفور ایک گوشہ مین چھپ رہا اور تماشہ دیکھنے لگا کہ یہ یہان آکے کیا کرتا ہے عنقاے
زمین کن آج شاہزادہ رفیع الجنت کو چرا کے لایا تھا اس نے آتے ہی دہن نقب سے تختہ ہٹایا اور جیسے ہی نقب کے
اندر طیفور نے دوڑ کر حلقہ کمند اسکے ساتون جوڑ گلے مین عنقا کے ڈالے طیفور نے عنقا کو باہر کھینچ لیا اور
مشکین باندھ لین پشتارہ کو کھولا اور شاہزادہ رفیع الجنت کو ہوشیار کیا رفیع الجنت کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو خیمہ سے دور پایا
سرہانے طیفور کو دیکھا فرمایا اے طیفور یہ کیا حرکت کی کیا تو دشمن کا شریک ہوگیا ہے طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار مین نے
دشمن سے آپ کو چھینا ہے دشمن آپ کا یہ ہے یہ کہکر عنقاے زمین کن کی طرف اشارہ کیا رفیع الجنت نہایت خوش ہوئے
اور عنقاے زمین کن کو گرفتار کئے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کے لائے امیر نے فرمایا کہ باندھ دو اسے
ستون سے اور پوچھو اس سے حالات طیفور نے عنقاے زمین کن کو باندھ دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کس کا فرستادہ ہے
عنقاے زمین کن نے کہا کہ اب تو مین گرفتار ہی ہوگیا اصل یہ ہے کہ مین گرفتاری مواج دریانشین کی فکر مین آیا تھا مگر قابو نہ پایا
مین عیار ہون شعلہ افگن جادو مالک بیابان جنار کا اُس نے مجھے گرفتاری مواج دریانشین کو بھیجا تھا اور کہدیا تھا کہ علاوہ
مواج کے بھی جو سرداران اسلام گرفتار ہون اُن کو بھی بھیجدینا مین حکم اپنے مالک کا بجالایا صاحبقران اس کی اس گفتگو

سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب کیا ارادہ ہے عنقاے زمین کن نے عرض کی کہ اب میں کیا ارادہ کروں فرمایا
صاحبقران نے کہ اگر تجھے رہا کر دیا جائے تو کیا کرے عنقاے زمین کن نے کہا کہ اگر آپ رہا کر دیں تو آپ کی اطاعت
کروں اور اگر میرا مالک مجھے رہا کرے تو پھر آپ کی گرفتاری کی کوشش کروں اس لئے کہ اسوقت میرا فرض منصبی یہی ہے اور اگر
آپ نے رہا کیا تو پھر آپ سے دغا کرنا شیوہ شرافت نہیں ہے صاحبقران نے طیفور سے فرمایا کہ کھول دو اسکو طیفور نے
عنقاے زمین کن کو رہا کر دیا اسوقت عنقاے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر شعلہ افگن جادو کو اسوقت بہت خوف ہے مگر
مواج دریا نشین کے دل میں جو راز ہے میں اس سے باخبر نہیں کہ کیا ہے اور کیوں شعلہ افگن کو مواج کی شرکت کا
خوف ہے اب اسے حضور دریافت فرمائیں صاحبقران مواج کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد کیا کہ بیان کرو مواج جادو
نے عرض کی کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ میں اسوقت تک اس فکر میں تھا کہ آپ کو مع لشکر اسی بیابان چار میں پھنسوا دونگا اور
مجبوری میں مطیع اسلام ہو گیا تھا لیکن اب میں صدق دل سے آپ کا مطیع ہوتا ہوں اس بنا پر کہ خدا آپ کا غیب سے
سامان فیروزی آپکے لئے اور سامان بربادی ساحران کفار کے واسطے پیدا کرتا ہے اور جس بات کا شعلہ افگن جادو کو
خوف ہے وہ یہ ہے کہ صحراے چار طلسم ہند ہے اور محافظ صحرا دیو شریر ہے اور مسکن دیو کا گنبد اسود ہے گنبد سے چار کی طرف واقع
ہے پاس دیو شریر کے ایک قفس ہے اس میں ایک طائر ہے جس وقت فوج دشمن اندر بیابان چار کے داخل ہوتی ہے تو دیو
آتا ہے اور طائر کو رہا کر دیتا ہے اور وہ طائر پھڑپھڑاتا ہے اور بیابان آگ لگ گئی سب جل کے خاک ہو گئے اگر وہ دیو مطیع ہو یا مارا جائے
اور وہ طائر ہاتھ آئے تو بیابان چار سے راستہ آگے بڑھنے کا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے مواج اب میں تیرے
ایمان کا کیونکر یقین کروں مواج نے عرض کی کہ اگر اب بھی میں اپنی زبان سے اقرار نہ کرتا تو آپ کو کیونکر معلوم ہوتا علاوہ
اس کے اسی عنقاے زمین کن سے پوچھ لیجئے کہ میں سچ کہتا ہوں یا جھوٹ عنقاے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر واقع میں
جو کچھ اس نے بیان کیا سچ ہے صاحبقران نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ مجھے اس بیابان کی طرف لے چل میں
اس دیو سے مقابلہ کروں گا مواج جادو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران نے اسیوقت مرکب طلب کیا اور سوار
ہوکر مواج جادو اور عنقاے زمین کن کو ساتھ لے کر گنبد اسود کی جانب روانہ ہوئے طیفور نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو
یہ دونوں ملکر کوئی فریب کریں یہ بھی گلیم اوڑھ کر ساتھ ہو لیا عجب تو جانب گنبد اسود چلتے ہیں لیکن حال شعلہ افگن
جادو کا سنیے کہ بعد روانہ کرنے عنقاے زمین کن کے ایک سردار وہ گرفتار ہوکر آیا اس نے سب کو جانب شہر
حسن آگین روانہ کر دیا جس روز اسے معلوم ہوا کہ عنقاے زمین کن گرفتار ہوکر مطیع اسلام ہو گیا اب اسے تردد
ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے بعد اس کے خبر پہنچی کہ صاحبقران کو لیکر مواج جادو اور عنقاے زمین کن جانب گنبد
اسود روانہ ہوئے ہیں بس اس مکار نے سامنے اپنے قلعہ کے ایک باغ سحر تیار کیا کہ حال اس کا بروقت پہونچنے
صاحبقران کے معلوم ہوگا اور آپ قلعہ میں نہایت اطمینان سے بیٹھکر سحر تیار کرنے میں مصروف ہوا ادھر صاحبقران
عالیشان ہمراہ مواج جادو کے راستہ طے کرکے قریب گنبد اسود کے پہونچے پنجرہ طائر کا دروازہ گنبد پر آویزان تھا
اور دیو موجود نہ تھا مواج جادو نے جلدی سے دوڑ کر پنجرہ اتار لیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ چلیے ہنوز
صاحبقران وہاں سے پھرے نہ تھے کہ صحرا کی جانب سے دیو نمودار ہوا مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ دیو آہنی بدن ہے اس پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا نہ سحر کارگر ہوتا ہے نہ حربہ صاحبقران نے فرمایا کچھ پروا نہیں آپ نے
دیو نے ہوکے دیکھا کہ پنجرا طائر کا مواج جادو کے ہاتھ میں ہے بس اس نے دہن سے زنبیل دی طائر دیو کی آواز سنکے
چہکارا دہن سے طائر کے شعلہ پیدا ہوا اور جسم میں مواج جادو کے آگ لگ گئی مواج جادو نے پنجرہ ہاتھ سے
پھینک دیا اور دور پڑھنے لگا لیکن آگ کسی طرح فرو نہ ہوئی صاحبقران نے جو یہ حالت مواج جادو کی دیکھی
اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب گئے اور دم کیا مواج بیہوش ہوکے گرا تمام بدن میں آبلے پڑ گئے مگر آتش فرو ہو گئی

ورنہ جل کے خاک ہو جاتا اُدھر دیو شریر قریب آ پہونچا اور پکارا کہ او اجل رسیدہ تو یہاں کیوں آیا صاحبقران نے بڑھکر
للکارا کہ او ملعون میں تیری سرکوبی اور بیابان خنجار کے مٹانے کو آیا ہوں منم سلیمان حق پژوہ عادل کیوان شکوہ دیو شریر
نے کہا کہ تو آ ہو بچا خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا منم دیو شریر یہ کہکر اس نے گرز مارا صاحبقران نے کلائی گرز میں
ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ زمین پر آرہا امیر نے دونوں شاخیں دیو کی پکڑ لیں زور ہونے لگے دیو چاہتا تھا
کہ صاحبقران کو شاخوں پر اُٹھالوں اور صاحبقران لنگر تارے کئے ہوئے تھے دیر تک زور ہوتے رہے آخر دیو تھکا اور
گردن ڈالدی بس امیر نے دونوں پاؤں شاخوں میں اڑا کر شاخوں کو تین بل دے کر جو جھٹکا مارا تو دم سے سر کھینچکر پھینکدیا
لاش دیو کی پھڑک کے سرد ہو گئی لیکن اب جو نظر کرتے ہیں تو پنجرا غائب عنقاے زرین کن بیچارے نے عرض کی یا صاحبقران
پنجرا طائر کا نہیں معلوم کیا ہوا صاحبقران حیران ہوگئے مواج جادو کو ہوشیار کیا مواج جادو بسبب تکلیف کے
بے حواس تھا امیر نے فرمایا کہ اے مواج دیو کو تو میں نے مارا لیکن پنجرا غائب ہوگیا مواج جادو نے عرض کی یا صاحبقران
یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی حضور لشکر میں تشریف لے چلیے میری حالت اچھی نہیں ہے اگر میں اچھا ہو گیا تو کوئی فکر کرونگا
اور دریافت کرونگا کہ پنجرا کیا ہوا صاحبقران مواج اور عنقا کو لئے ہوئے چلے جس وقت داخل بارگاہ ہوئے تو دیکھا کہ
دربار آراستہ ہے بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ کیا کیفیت گذری امیر نے سارا واقعہ بیان کیا اُسوقت خضران نے عرض کی کہ
یا صاحبقران مرہم پر اسم اعظم دم کرکے اس کے زخموں پر لگایئے تو مواج جادو اچھا ہوگا صاحبقران نے جراحوں کو
بلایا جو مرہم جراحوں نے مواج جادو کے آبلوں پر رکھنے کے لیے تجویز کیا صاحبقران نے اُس مرہم پر اسم اعظم دم کرکے
پٹیاں چڑھوا دیں اُسیوقت سے ٹھنڈک پڑگئی دو روز میں مواج دریا نشین بالکل اچھا ہو گیا اب امیر نے پوچھا کہ اے مواج جادو
پنجرے کا حال نہ معلوم ہوا کہ کون لے گیا اور اب کس طرح ہاتھ آئے گا کیونکہ مجھے جانا ضرور ہے اور راستہ بیابان خنجاری کی
طرف سے ہے مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران ہم آپ کے ساتھ جانبازی کے لئے موجود ہیں لیکن یہ عرض
کئے دیتے ہیں کہ ہمارے سحر سے کچھ نہ ہوگا آپنے دیکھ لیا کہ جسوقت طائر چہکارا اُسی وقت میرے جسم میں آگ لگ گئی
یہی حالت سب کی ہوگی آگے حضور کو اختیار ہے فرمایا کچھ ہو میں ضرور جاؤنگا اور میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے ساتھ کوئی
اور بھی اپنے کو ہلاکت میں ڈالے سرداران اسلام نے کہا کہ جبتک ہمارے دم میں دم ہے اُسوقت تک آپ کے دامن
دولت کو نہ چھوڑینگے یہ کہکر سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے اور صاحبقران کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوگئے اور جادوؤں
نے بھی عرض کی کہ یا صاحبقران پہلے ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم جانیں آپ پر نثار کریں اس کے بعد آپ کو اختیار ہے امیر نے
فرمایا کہ میں دیدہ و دانستہ کسی کو جلنے کے واسطے نہ جانے دونگا اگر تم لوگوں کو امید فتح ہوتی تو مضائقہ نہ تھا میں صاحب
اسم اعظم ہوں میرا ہی جانا مناسب ہے یہ فرما کر سب کو روک دیا اور تن تنہا چلنے کا قصد کیا اُسوقت طیغور نے عرض کی کہ
یا صاحبقران اگر وہ طائر ہاتھ آجائے تو بیابان سر ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ مواج جادو کی زبانی سنا تو
ایسا ہی ہے بس طیغور نے زنبیل سے پنجرا نکال کے سامنے رکھدیا اور مواج دریا نشیں سے کہا کہ پہچانو یہ وہی طائر ہے
اور کوئی ہے مواج جادو حیران ہوا کہ یہ اس کے پاس کہاں سے آیا کہا بیشک طائر تو وہی ہے مگر تم کو کیونکر ہاتھ لگا اُسوقت
طیغور نے کہا کہ اے مواج جس وقت تم نے پنجرا ہاتھ سے پھینکا ہے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ دیو پنجرا اُٹھا لے
میں نے اسے اُٹھا کے زنبیل میں ڈال لیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تو تو ساتھ میرے نہیں گیا تھا طیغور نے کہا
کیا امیر میں پوشیدہ طور پر آپکے ساتھ تھا اس غرض سے کہ مواج جادو اور عنقاے زریں کن دونوں تازہ
مسلم تھے ایسا نہ ہو یہ دغا کریں امیر نے طیغور کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور مواج جادو سے ارشاد کیا کہ اب جس
کا جی چاہے وہ ساتھ چلے بیابان سے عنقاے زرین کن پیارا اور مواج دریا نشین اور گرداب جادو اور ابر جق
جادو صاحبقران کے ساتھ ہوئے اور کل لشکر کو تیاری کا حکم ملا اسیوقت فوج تیار ہو کر ہمراہ ہوئی اور راستہ

بیابان خار کا لیا آگے آگے مواج جادو اور ابرق جادو تھے پیچھے کل لشکر تھا جس وقت قریب بیابان خار کے پہنچے تو مواج جادو نے انگلی میں نشتر دے کر خون نکالا اور اس طائر کو چٹایا اور کہا کہ اے طائر جلا دے اس بیابان کو بس یہ سنتے ہی طائر چہکارا مواج دریانشین نے پنجر الٹ دیا طائر اڑ کر بلند ہوا اور چہکا سے لے پر منقار سے طائر کے شرارے پیدا ہوئے اور چمک چمک کر گرنے لگے جس درخت پر شرارہ گرا اس میں آگ لگ گئی اور ہاتھ درخت آتشبازی کے جلنے لگا تمام صحرا آتش بہار ہو گیا طائران ہوا نے شور کیا اور جل جل کے گرنے لگے بڑی دیر تک تمام صحرا جلا کیا اور اسقدر دھواں پھیلا کہ روز روشن شب تاریک ہو گیا جب تمام صحرا جل چکا تو ہوا چلی اور دھواں منتشر ہوا اب جو دیکھا تو میدان صاف ہو گیا تھا جنگل نہ کولا نہ راکھ کسی چیز کا پتہ نہیں اب صاحبقران آگے روانہ ہوئے جب وہ میدان ختم ہوا تو چار دیواری باغ کی نمودار ہوئی مواج دریانشین نے کہا کہ یہ باغ تو نیا ہے اس سے پہلے تو یہ باغ نہ تھا صاحبقران اب قیام فرمایئے پہلے حال اس باغ کا دریافت ہونا چاہیے بعد کو چلنے کا قصد کیجیے گا امیر نے قیام فرمایا اور ہرکاروں کو برائے دریافت حال روانہ کیا دوسرے روز زبانی ہرکاروں کے معلوم ہوا کہ جا تنگ ہم گئے دیوار حائل ملی خدا جانے کتنے دور تک یہ دیوار ہے سوا دروازہ کے آگے بڑھنے کا راستہ نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے جانا ضرور ہے ابرق جادو نے کہا اے مواج جادو اگر شعلہ افگن جادو ساحر ہے تو ہم بھی ساحر ہیں ہم نے بھی بارہ برس تک چاہ بابل میں چلہ کھینچا ہے گھانس نہیں کھودی ہے سوا اس کے کہ اس کا امکان ہے اور ہمارا امکان نہیں ہے لیکن بروقت مقابلہ معلوم ہو گا یا امیر آپ کوس رحلت بجوائیے کل صبح کو یا تو ہم نے اس باغ کو تاراج کر کے راستہ پیدا کر لیا اور یا حق نمک سے ادا ہوئے صاحبقران نے ان دونوں ساحروں کے اصرار سے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہاں تو نقارہ رزمی بجا اور ہر فرد بشر تیار ہو کر دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے راستہ ملتا ہے یا نہیں

دو کلمہ داستان شوکت نشان حالات صاحبقران شاہزادہ طیمور شیر پرد کے بیان کیے جاتے ہیں

محمد تو وہ نبی ہے کہ ترے پاس نبی　　آئیں گے روز جزا بہ شفاعت طلبی
کام آتا ہے ترا نام دم جان بلبی　　مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شاہ خوبان بھی ہے تو خلق میں باشاہ امم　　دیکھنے یوسف الرحسن کا تیرے عالم
صورت آئینہ سکتہ انہیں ہوتا ہیہم　　میں جمیل بکمال تو کجب جسم اتم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

تیری والا نسبی کا ہے جہان میں شہرا　　افضل و اشرف آفاق ہے تو ہی محمدا
ذات اقدس تو تری فخر دو عالم شاہا　　نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

فیض اقدس سے نہیں خلق میں کوئی محروم　　رطب و یابس مدینہ میں ہر اک چیز کریم اطعام
لب سے پیشہ میں ہرا نشہ سے لطف علم　　نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زین شدہ شہرہ آفاق بشیرین رطبی

باعث عالم ایجاد ہوا تیرا نور　　گھر پہ جنت میں بھی تیرا ملائک کا ورود

حق تعالے کو ہے کیسی تری خاطر منظور — ذات پاک تو درین ملک عرب کردہ ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

ایک ہیک آئے بہشتوں کی بھی کیا سیر گشت — چرخ اخضر کے بھی طے جلد ہوئے ساتوں دشت
طرفۃ العین میں کی عرش معلی کی بھی گشت — شب معراج عروج از تو افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیرے کوچہ کو پہونچے نہیں فردوس و ارم — کہ وہ ہے کعبہ بصفت قبلۂ اہل عالم
قدسیوں سے نہیں کچھ بھی ترا رتبہ میں کم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

لطف جان بخش تو جو ہو تری آب حیات — چاہیے لطف کے پیاسوں کو بھی آب حیات
نہ ہمین ہمکو جو دین خضر بھی آب حیات — ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

مورد لطف خداوند دو عالم پرور — تجھسے بڑھکر نہیں اے شافع روز محشر
دیکھ لے اک نگہ مہر سے تو ادھر — چشم رحمت بکشا سوئے غریبان بنگر

اے قریشی لقبے ہاشمی و مطلبی

بخدا مشکل جلالا اس کا بھی ہے تو مطلوب — تو ہی درد دل بیمار کا معالج ہے خوب
چارہ جوئی کا ہے احمد ترے بہتر اسلوب — یا طبیب الغفرانت شفاء القلوب

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درمان طلبی

راویان شیرین زبان وحاکیان رنگین بیان اس داستان ظفر نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ طیمور شہر پرور مع فوج فراوان اور لشکر گران **صاحبقران** حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ سے بگڑ کر جاتا ہے تو پہلے اس نے سرداران **صاحبقران** کو قید سے رہا کیا اور سب کے شانون پر مہر آزادی ثبت کر کے بھیجا تھا جب ہر امیر نے ناراض ہوکر ان سب کو نکال لیا تھا او تلاش مین شاہزادہ طیمور کے روانہ ہوئے تھے لیکن اول حال طیمور کا سنیئے کہ یہ جب چلے تو ان کو ملک خاور کا شوق پیدا ہوا برہوت رعد آواز سے ارشاد کیا کہ پیشتر ہمارا طرف ملک خاور کے روانہ ہو کہ یہ ہمارے آبائی ملک مین پہلے ان ممالک کا انتظام کرنا چاہیے اور اس کے بعد اگر ظلمات تک قبضہ کیا تو نام اپنا طیمور شہر پرور رہا یا برہوت رعد آواز پیش خیمے کر جانب ملک خاور روانہ ہوا بعد روانہ ہونے برہوت رعد آواز کے طیمور نے خورشید زرین قبا اپنے پرورش کنندہ کو جانب شہر زرینہ روانہ کیا اور فرمایا کہ اب آپ اپنے ملک مین چل کر قیام کیجیے ہم انشاء اللہ جب ظلمات تک عمل بٹھا لین گے اسوقت آکر آپ سے ملین گے خورشید زرین کمر دعا ہوا طیمور سے رخصت ہوکر جانب شہر زرینہ روانہ ہوتا ہے اور یہان شاہزادہ طیمور صید و شکار مین دل بہلاتا ہوا چند روز کی رہروی مین داخل ملک خاور ہوا پہلے قبرستان مین تشریف لائے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اور عمرو بن رستم کی قبر پر فاتحہ پڑھکر بہت روئے بعد اس کے قبر گیتی افروز و خورشید خاوری و رابعہ اطلس پوش ان سب کی قبرون پر فاتحہ پڑھتے ہوئے دار الامارت شاہی مین تشریف لائے جس وقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ بیٹا ایرج نوجوان کا پوتا قاسم عالیشان کا نہایت جاہ و حشم سے آیا ہے تو لوگ مشتاق دیدار ہوکر حاضر ہونے نذرین گذرنے لگین طیمور نے حالات شہر دریافت کیے لوگون نے عرض کی جس وقت سے ارژنگ بن زمرد اور چترنگ بن زمرد اس مقام پر آئے اور اس ملک کو خراب کر گئے اسوقت سے یہ ملک ویران ہی ہوتا جاتا

گیا بہت لوگ بخوف جان فرار ہوگئے جو رہ گئے انہوں نے اپنا کوئی حاکم معین نہیں کیا کہ اگر یہ ملک کسی کے نامزد ہو گا تو جو کا فر خروج کرے گا وہ پھر اس ملک کی تاراجی کو ضرور آئے گا اب نہ یہاں فوج ہے نہ سپاہ نہ لشکر ہے نہ نشان نہ پھریرا ہیں ہم لوگ گروہ گروہ ہوگئے ہیں آپس میں بیٹھ کے مقدمات فیصل کر لیا کرتے ہیں طیمور نے کہا افسوس یہ اس شخص کا ملک ہے جس کے نام سے زمین کانپتی تھی آسمان تھرّاتا تھا آج وہ کس بے بسی سے زیر زمین سو رہا ہے چند اشک شوق در روح قاسم کرنے کے ان لوگوں سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو ہم تمہاری حفاظت کے واسطے دو لاکھ آدمیوں کا لشکر اور اپنا ایک رفیق خاص انتظام ملک کے واسطے چھوڑے جاتے ہیں یہ فرما کر شنگ بن طوفان دریا موج کو دو لاکھ سوار و پیدل سے یہاں کے انتظام کے لئے چھوڑا اور قبروں پر فاتحہ خوانی اور مجاور معین کیے آراستگی مقابر کا انتظام کر کے یہاں سے کوچ کیا اور جانب قلعہ آفتاب نار روانہ ہوئے اس ملک کی حالت کچھ اس سے زیادہ خراب پائی ملک ہیں ملکوت شاہ لا ولد مر چکا تھا اسپہ نار پر یہاں بھی کوئی حاکم معین نہ تھا بلکہ جمہوری انتظام تھا طیمور نے یہاں بھی ڈیڑھ لاکھ آدمی چھوڑے اور ایک شخص کو اپنی جانب سے حاکم معین کر کے آپ جانب زرین آبا د روانہ ہوا یہاں کہ جسقدر ملک طیمور کے آبائی تھے ان سب پر قبضہ حاصل کیا اور اپنی جانب سے حاکم معین کیے گو کہ لشکر طیمور کے ساتھ بہت تھا لیکن بعد تقسیم ہونے کے آخر ایک لاکھ آدمی باقی رہ گئے اور بہروت رعد آواز رفیقوں میں رہ گیا کہ یہی داروغہ بارگاہ بھی اور افسر لشکر بھی ہے چونکہ متواتر سفروں سے کسل بڑھ گیا تھا لہذا طیمور نے نواح زرنجا باد میں قیام کیا اور فرمایا کہ دو ایک روز سفر کا اب پردہ ظلمات کی راہ لوں گا اور نئے نئے ملک پیدا کروں گا اگرچہ سکندر ظلمات سے بے نیل مرام واپس آیا لیکن میں انشاء اللہ چاشنی آبحیات ضرور چکھوں گا بہروت رعد آواز نے عرض کی کہ اب صاحبقران زمانہ ہیں جو ارادہ کیجیے گا وہ خدا پورا کرے گا یہ تو سیر صحرا میں مصروف ہیں اور کسل برطرف کر رہے ہیں لیکن اول

دو کلمہ داستان خروج ضحاک خود پسند بادشاہ شہر ضحاکیہ کے بیان ہوتے ہیں غزل

اجل علاج دل بیقرار ہو جائے　　جو ایسی طرح لحد میں فشار ہو جائے
کبھی تو دیکھ لو چشم ادا سے عاشق کو　　کوئی تو تیر کلیجے کے پار ہو جائے
نشے ہوئے ہیں ازل سے تری نگاہوں پہ　　ادھر بھی اک نگہ لطف چشم یار ہو جائے
رنگین وہ دست حنائی جو میرے سینے پر　　ہرے ہوں زخم جگر اک بہار ہو جائے
بجا نہ کیوں کہ رندوں کو خانقہ میں شیخ　　کبھی جو خنجر [illegible] سے دو چار ہو جائے
گلوں کے کان پہ رینگی جوں نہ اور بلبل　　چمن میں نغمہ سرا تو ہزار ہو جائے
یقین ہے سوئے سماؤں نہ اپنے جامے میں　　وہ گل گلے کا کسی دن جو ہار ہو جائے
جو دیکھ لوں ان پری تیرے ساتھ دشمن کو　　یقین ہے سر پہ میرے جن سوار ہو جائے
لگے شعلے یوں مٹی مری پس مردن　　کہ مٹ کے تیری گلی کا غبار ہو جائے
سیر آپ سایہ بھی [illegible] کار دو دن [illegible]　　یہ [illegible] ہوں یا دہ خوار ہو جائے

واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ ضحاک شاہ ایک بادشاہ ہو کہ نہایت ظالم تھا اور تمام لقاکے سے لقا کا عاشق ہے تصویر لقا اس کے پاس رہتی ہے دیکھا کرتا تھا اور رو رو کے اپنی حسرت بیان کیا کرتا ہے کہ یا خداوند اگر جہ بندے میں آپ ہوتے تو میں عالم فانی سے طرف عالم جاودانی کے آپ کو ہرگز جانے دیتا اور جن بیدر و بندہ ہو سکے

آپ پر ظلم کیے ہیں اگر ان کو پاتا تو سزا پہونچاتا اسی ولولے میں ایک دن اس نے مہتر نسیم بادپا سے عیار طرار
سے کہا کہ اگر تو کسی خدا پرست کو لاوے تو میں تجھے بہت بڑا انعام دون گا اور اُس خدا پرست کو قتل کر کے اپنے
دل کی بھڑاس نکالوں گا مجھے یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس قسم کے بندے ہیں جنھون نے خداوند پر ظلم کیے اور خداوند نے
بھی ان پر اپنا عذاب نازل نہ کیا یہ سنکے نسیم بادپا نے عرض کی کہ اے شہریار جن لوگوں نے کہ بڑے خداوند کو
آزار پہونچائے تھے ان میں سے تو اب کوئی بھی باقی نہیں ہے سب خانہ کعبہ گئے اور زمانہ اتنا ہوا کہ نہیں معلوم اب
وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں ہاں اولاد ان کی بعض مقامات پر موجود ہیں اور نسل اپنے بزرگوں کے یہ لوگ بھی سرکش
ہو گئے ہیں بندگان خداوند کو آزار پہونچاتے پھرتے ہیں سنا ہے کہ اب زمانہ صاحبقران چہارم کا ہے اور وہ جانب
طلسم زلزلہ تشریف لے گئے ہیں مگر ہنوز راستے میں ہیں اگر حکم ہو تو انھیں میں سے جس کو پاؤں اسے لے آؤں
ہر چند کہ ان لوگوں کے ساتھ عمرو کی اولاد موجود ہے ان پر قابو پانا سخت دشوار ہے لیکن خیر دیکھا جائے گا ضحاک
شاہ خود پسند نے کہا کہ تو جا اور جس طرح ہو سکے کسی نہ کسی کو گرفتار کر لا یہ سنکے مہتر نسیم بادپا نے چلنے کی تیاری
کی لیکن دو وزیر ہیں ضحاک کے کہ نام ایک کا عقیل سرگشتہ ہے اور دوسرے کا ضمیر اختر شناس ہے ضمیر نے عرض
کی کہ اے بادشاہ اس وقت تک بزرگوں سے یہی سنتے آئے ہیں کہ جس نے ان خدا پرستوں کو چھیڑا گویا بھڑ کے چھتے کو
چھیڑا پھر جان و مال عزت و آبرو سب کا بچانا دشوار ہو جاتا ہے لہذا مناسب نہیں ہے کہ آپ بیٹھے بٹھائے ایک عذاب اپنی
جان کو لگائیے سنا گیا ہے کہ جب نوشیرواں کے بیٹے خدا پرستوں کے ہاتھ سے شکست کھا کے بھاگے ہیں اور اگر ملک
باختر میں پناہ گزین ہوئے ہیں تو صاحبقران اول نے لقا سے کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم ہرمز و فرامرز کو میرے سپرد
کرو تو میں چلا جاؤں مجھے تمھارے ملک و مال سے تعرض نہیں ہے خداوند نے نہ مانا اور آمادہ جنگ ہوئے نتیجہ یہ ہوا
کہ خداوند کو بھی مثل ہرمز و فرامرز کے بھاگنا پڑا اور خداوند نے بھی جان جا کے بچا لی وہ ملک بھی ویران ہوا آپ کو
اپنی ساٹھ لاکھ فوج پر چند سرداروں پر گھمنڈ ہے خداوند کے یہاں کیسے کیسے زبردست بندے جمع تھے مگر خدا پرستوں
کے ہاتھ سے مارے گئے یا زیر ہو کر مطیع ہوئے آپ ارادے سے باز رہیے ورنہ پچھتائیے گا یہ سنکے ضحاک شاہ
خود پسند نے کہا کہ اے ضمیر اختر شناس ایمان ہے جان قربان ہے اگر خدا پرست یہاں آئیں گے اور ہم تمام خداوند
ہے کر ان سے لڑیں گے تو کیا خداوند ہماری امداد نہ کریں گے اگر ہم نے ایک خدا پرست کو بھی مارا تو عاقبت بخیر
ہو گئی انجام درست ہو گیا اور اگر مارے گئے تو خدمت خداوند میں پہونچیں گے وزیر تو خاموش ہو رہا اور مہتر نسیم
بادپا لباس عیاری تن پر آراستہ کر کے پائے شاطری مارتا ہوا بتلاش خدا پرستان جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا
شہر ضحاکیہ سے راستہ طلسم زلزلہ کا شہر زرنگاباد سے ہو کے پڑتا تھا جس وقت مہتر نسیم بادپا صحرائے زرنگاباد میں
پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک لشکر جمع ہے خیمہ بپا ہیں بس یہ رنگ دیکھ کر اس نے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت
اپنی ایک پیر مرد کی بنائی سپید داڑھی ناف تک لٹکتی ہوئی ایک بردی کشتا گلے میں پڑا ہوا اس ہیئت سے یہ عیار
مکار لشکر کی طرف چلا یہاں شاہزادہ طیمور شیر پروا ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہوئے تھے پندرہ سولہ رفیق
ہمراہ تھے مہتر شاہور شیر دل بھی موجود تھا طیمور اس تالاب کو دیکھ دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ نہیں معلوم یہ تالاب کس کا
بنوایا ہوا ہے وہ کونسا ایسا نفیس طبع تھا جس نے اس تحفت کا تالاب بنوایا ہے کہ تمام سیڑھیاں سنگ مرمر کی ہیں اور
کنارے تالاب کے جو عمارت بنی ہوئی ہے اس پر پچہ کاری کی ہوئی ہے کسی وقت میں مالک تالاب کنارے اس کے
بیٹھتا ہوگا اور آج مالک اس کا زیر زمین سوتا ہے تالاب ہمہ تن چشم پر آب ہو اپنے مالک کو نگاہ حسرت سے دیکھتا ہے مگر
نہیں پاتا ہے افسوس دنیا بھی عجب مقام عبرت ہے چند روزہ زندگی کے واسطے انسان کیا کچھ نہیں کرتا ہے لیکن مال دنیا سے
کچھ کام نہیں آتا ہے بقول شاعر ع ۔ سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے ۔ اے شاہور اگر کوئی مرد

مسدود ہوتا تو اُس سے دریافت کرتے کہ یہ تالاب کس کا بنوایا ہوا ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے ایک مرد پیر باریش
سپید و عبا از نمودار ہوا طیمور نے کہا کہ اسے بلاؤ یہ مرد فقیر ضرور جانتا ہوگا اس لئے کہ مسن ہی شاہور قریب آیا اور کہا
کہ شاہ جی اس طرف آیئے ہمارے آقا آپ کو بلاتے ہین فقیر نے کہا کہ بابا بادشاہون کو فقیرون سے کیا کام ہی شاہور نے کہا
کہ کچھ تو کام ہی جو تمہین بلایا ہی فقیر نے کہا کہ اچھا بابا تیری خوشی یہ کہتا ہوا قریب آیا اور پکارا کہ یا واللہ شاگردان شاہور نے
ہنس کے کہا کہ مدد اللہ درویش نے ہنس کے کہا کہ تم بھی کسی مرشد کے بالکے ہو چکے ہو طیمور نے کہا کہ شاہ صاحب
آپ کا نام کیا ہی اور مسکن کہان ہی درویش نے کہا کہ بابا مجھے مردان شاہ کہتے ہین اور مسکن کو نہ پوچھو سے فقیرون کا کیا گھر
اور کیا مقام جنگل کی جس جا ہین پڑ رہے آج اس صحرا مین کل اُس دشت مین کبھی کسی پہاڑ پر رات گذار دی کبھی کسی گاؤن
مین کبھی کسی شہر مین غرض کہ تو پھری رہتی ہی طیمور نے کہا سن آپ کا کیا ہوگا درویش نے کہا بابا کوئی تین سو برس کا سن ہوگا
دو چولے بدل چکا ہون اور اب یہ چولا بدلنے والا ہون اس لئے کہ یہ چولا پرانا ہو گیا ہی طیمور نے کہا کہ اس تمام عمر مین اس
صحرا کے کتنے پھیرے ہوئے فقیر نے کہا کہ پچاس پچاس برس بعد ایک ایک پھیرا اس طرف کا ہو چکا ہی یہ چوتھا پھیرا ہی طیمور
نے کہا کہ پہلے پھیرے مین آپ نے یہان کیا دیکھا تھا درویش نے کہا کہ بابا یہ مقام صحرا نہ تھا بلکہ نہایت آباد تھا اور یہ تالاب
وسط شہر مین واقع تھا اور یہان کے فرمانروا سلیم شاہ نے بنوایا تھا اب سلیم شاہ کی قبر کا بھی پتہ نہین ہے بیک
گردش چرخ نیلوفری ۔ نہ نادر بجا ماند نے نادری ۔ دوسرے پھیرے مین یہان کسی اور فرمانروا کی عملداری تھی اُس کا نام
مجھے یاد نہین تیسرے پھیرے مین مسلمانون کا دور دورا تھا چوتھا پھیرا آپ کے سامنے ہوا چنگے طیمور نے کہا کہ آج ہمارے
ہی یہان قیام کرو درویش نے کہا کہ حضور اپنے نام نامی و اسم گرامی و خاندان سے آگاہ فرمائین تاکہ آپ کا نام بھی مین اپنے
دل پر نقش کرلون طیمور نے کہا کہ مجھے طیمور شیر پرور بن ایرج بن قاسم بن علم شاہ بن امیر حمزہ اول کہتے
ہین میرے بزرگون کی تلوار سے عالم کانپتا تھا درویش نے کہا کہ اس مین کیا شک ہی اور آپ کے تیور بھی ویسے ہی ہین
دل مین کہا کہ یہ اچھا شکار ہاتھ لگا لیکن بچا اس کا نہایت چالاک ہی دیکھیے جو اس کے ہوتے ہماری چل بھی جائے یہ سوچ کے
خاموش ہو رہا طیمور نے اس کو اپنے خیمہ مین جگہ دی اتنے مین شام ہو گئی داروغہ ارباب نشاط حاضر ہوا اور عرض کی کہ
کچھ شغل منظور ہو تو طائفے حاضر ہون فرمایا کہ نہین آج کچھ طبیعت کسل مند ہی داروغہ ارباب نشاط تو سلام کر کے چلا گیا
طیمور درویش سے ادھر اُدھر کی باتین کرتا رہا اتنے مین دسترخوان بچھایا گیا شاہور نے درویش کے ہاتھ دھلوائے انواع
و اقسام کے طعام لذیذ دسترخوان پر چنے گئے طیمور نے درویش سے کہا کہ کھانا کھاؤ درویش نے عرض کی کہ بابا مین تو ترک
لذات کر چکا ہون مجھے اس نعمت سے کیا کام ہی طیمور نے کہا کہ دعوت کے کھانے کا حساب پیش پروردگار دینا نہین ہوتا
ہی درویش نے طیمور کے اصرار سے کھانا کھایا جب ہاتھ مُنہ دھو کے فراغت ہوئی تو اور کچھ ادھر اُدھر کی باتین رہین جب
کوئی پہر رات گئی رفقا سلام کر کے رخصت ہو گئے طیمور نے درویش سے کہا کہ جائیے میرے ہی خیمہ مین سو رہیے
اور کہین درویش نے کہا کہ بابا مجھے تو یہ تالاب بہت پسند ہی مین اسی کے کنارے رات بسر کرلون گا کچھ کوڑا کرکٹ
جمع کے آگ روشن کرلون گا طیمور نے کہا کہ اے شاہور کچھ لکڑیان بھجوا دو اور جو سامان درویش قبول کرے
وہ اُس کے لئے فراہم کردو شاہور نے پوچھا کہ کوئی راوٹی استادہ کرا دی جائے یا قلندری درویش نے کہا کہ بابا قلندر
کو قلندری سے کیا کام ہی ہمارا خیمہ آسمان اور فرش زمین ہی بس تھوڑی سی لکڑیان بھیجو جو رات بھر جلنے کو کافی ہون
صبح کو یہان سے کوچ ہوگا کل شام خدا جانے کس جنگل مین ہو شاہور نے کچھ لکڑیان بھجوا دین مردان شاہ نے ہوا کا
رخ دیکھ کر کنارے تالاب کے آسن جما دیا اور لکڑیان سلگا کے تاپنے لگا گرد خیمہ شاہزادہ طیمور شیرپرور کے چوکی پہرہ
قائم ہو گئے آوازین بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہوئین تین پہر رات شاہور اسی مقام پر موجود رہا جب
پہر رات باقی رہی تو شاہور نے پہرے والون سے کہا کہ تم ہوشیار رہنا جنگل کا واسطہ ہی مین بادشاہ کی خبر لینے

جاتا ہون کہ وہان کی کیا حالت ہے پہرہ درست ہے یا نہین پہرہ بردارون نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین آپ اطمینان رکھیے
شاہور نے خیمہ سے نکلکر دیکھا تو فقیر بدستور یاد الٰہی مین حق اللہ کر رہا ہے پس شاہور مطمئن ہوکر جانب بارگاہ حسین کجکلاہ
روانہ ہوا یہان دیکھا تو شاگردان شاہور جمع ہین دور شراب کا چل رہا ہے شاگردون نے جو استاد کو دیکھا بلا کے
بٹھالیا اور جام شراب الصالحین حاضر کیا شاہور بھی بیٹھ گیا کہ خیر کچھ کسل ہی برطرف ہوگا پہر رات کی ہوشیاری
اور چاہیے یہ بیٹھکر جام پینے لگا اتنے مین وقت نماز صبح کا آگیا اس نے وضو کیا کہ نماز بھی پڑھ لون تو چلکر شاہزادہ کو
جگاؤن یہ تو یاد خدا مین معروف ہوئے لیکن مہتر نسیم بادپا جو فقیر بنا ہوا تھا شاہور کے جاتے ہی اس نے آگ پر
دارو ئے بیہوشی چھڑکنا شروع کی اور ہوا سے دھوان اس کا منتشر ہوا جس قدر پہرے والے تھے ان کے دماغ مین
ایسی خوشبو پہونچی کہ درود پڑھنے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ نہین معلوم کس پاک روح کا ادھر گذر ہوا ہے جو ایسی
خوشبو چلی آتی ہے انھون نے اور اوپہ کی سانس لے لے کے سونگھنا شروع کیا دم بھر مین سب کے سب بیہوش ہوگئے
اب یہ مکار اپنے مقام سے اٹھا اور قریب مسہری طیمور کے آیا دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہوا ہے پس اس نے جلدی سے
چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کے پشت پر لگایا ڈھاٹا گرہ عیاری کی سینے پر لگاکے خنجر برہنہ کمر مین رکھا
اور یہان تالاب کی طرف سے نکلکر سوچا کہ اگر سیدھا اپنے ملک کی راہ لیتا ہون تو شاہور پیچھا کرے گا اور مجھے پکڑ کے
مار ڈالے گا اس سے چال کرنا چاہیے پس اگرچہ اس کو مشرق کی طرف جانا تھا تو یہ مغرب کی طرف چل کھڑا ہوا اور کچھ
دور جاکے وہان سے جنوب کی طرف روانہ ہوا کوئی کوس بھر تک ادھر بھی چلا گیا بعد اس کے جانب شمال چل کھڑا
ہوا جب ادھر بھی کوس ڈیڑھ کوس نکل آیا تو ایک دریا چھوٹا سا ملا دریا کو پھاند کے اس طرف آیا اور اب یہان سے
اس نے شہر ختا کیطرف کا رخ کیا اور پائے شاطری مارتا ہوا جلدی جلدی روانہ ہوگیا یہان شاہور نے جو نماز سے فراغت
کی تو جلدی سے خیمہ شاہزادہ طیمور کے قریب آیا دیکھا کہ جس قدر پہرہ دار ہین سب بیہوش پڑے ہوئے ہین
شاہور نے آواز دی جب بھی یہ لوگ نہ چونکے اب شاہور نے تالاب کی طرف دیکھا تو فقیر کو بھی نہ پایا تو اسے وحشت
ہوئی جلدی سے خیمہ مین آیا دیکھا تو طیمور فرش خواب پر نہین ہے پس اس نے سر پیٹ لیا کہ غضب ہوا یہ فقیر فقیر نہ تھا
بلکہ عیار تھا خیال جو کیا تو پیترہ بھی لگا ہوا پایا پس اس نے جلدی جلدی جو لوگ بیہوش تھے ان کو ہوشیار کیا اور کہا کہ
مین تلاش مین اپنے آقا کی جاتا ہون تم جاکے بادشاہ سے عرض کر دینا کہ تاوقتیکہ کوئی خبر شاہزادہ کی نہ ملے آپ اسی جگہ
قیام فرمایئے گا یہان سے کہین نہ جایئے گا یہ کہکر اس نے بھی باندھے عیاری تن پر آراستہ کیے اور نشان قدم دیکھتا
ہوا روانہ ہوا جاتے جاتے ایک درخت تک تو وہ نشان محسوس ہوئے پھر دیکھا تو آگے کوئی نشان نہین اب تو
شاہور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن چارون طرف تلاش کرنا شروع کیا کہ کہین چھپ تو نہین گیا ہے اسی جا دو تین دفعہ دوڑے
پھر ایک جگہ سے نشان قدم معلوم ہوئے شاہور نے اس طرف کی راہ لی کچھ دور جاکر پھر نشان معدوم ہوگئے اب
شاہور اور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن کیا یہ پھر کے لشکر ہی مین چلا آیا ہے پھر ادھر ادھر دوڑ کے نشان قدم تلاش
کرنے لگا کچھ دور جاکے جانب شمال پھر نشان قدم محسوس ہوئے پھر شاہور چل کھڑا ہوا جاتے جاتے جس وقت کنارے
دریا کے پہونچا تو پھر نشان معدوم ہوگئے اب شاہور نے ہر چند ادھر ادھر دوڑ کے نشان تلاش کیے مگر کہین نشان نہ پایا آخر
مجبور ہوکے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ اب کیا فکر کرون بیٹھے بیٹھے خیال مین آیا کہ دریا کے اس پار چل کے بھی
دیکھنا چاہیے جب دریا کو پھاند کے اس پار گیا تو دیکھا کہ پھر نشان پا معلوم ہوتے ہین اب شاہور بھی نہایت تیزی سے مانند باد
صرصر کے تعاقب مین نسیم بادپا کے روانہ ہوا ادھر بادشاہ جو خواب سے بیدار ہوا تو لشکر مین غوغا پایا پوچھا کیا ہوا لوگون
نے عرض کی کہ شاہزادہ کو کوئی چرا لے گیا شاہور شیردل تلاش مین گئے ہوئے ہین اور کہہ گئے ہین کہ آپ یہین قیام پذیر
رہین جبتک مین واپس نہ آؤن یا کوئی خبر شاہزادہ کی نہ معلوم ہو حسین کجکلاہ نہایت پریشان ہوا لیکن بروقت

رعد آواز کی رائے کے موافق جاکر شہر زرنگار آباد مین قیام کیا اور بہوت رعد آواز نے ہرکارون کو چار جانب روانہ کیا اور آپ چند ہزار آدمی اپنے ساتھ لے کر اسی تالاب کے کنارے قیام پذیر رہا اب ان لوگون کو تو انتظار مین چھوڑا جاتا ہے یہان

چند کلمہ داستان مہتر نسیم باد پا عیار ضحاک کے بیان ہوتے ہین

غزل برآغاز داستان

کس طرح حسرتون کو نکالون مین ابتدا
حسرت بھری نگاہ کوئی دل لگی نہ ہو
پھر پھیر کے دیکھنے کی ادا لوٹ لے گئی
شوخی بھی کوٹ کوٹ کے جس مین بھری نہ ہو
ساقی نے آنکھ دل کی طرف سے جو پھیر لی
اے دل ذلیل تیری کہین خودسری نہ ہو
ہم سخت جان ہین اس کو ہین پر لگائیے
کم گشتہ دلبر آج مصیبت پڑی نہ ہو
ہونے دو پہلے جل کے دل محتسب کباب
فانوس دل مین شمع تجلی مسل نہ ہو
رہ رہ کے گدگدائی ہو دل مین کوئی خلش
میرے لباس تن مین تری بو بسی نہ ہو
شمشاد آنسوؤن سے جسے سینچتے ہو تم
اے جذب دل جو تیری طرف سے کمی نہ ہو
وہ چاہتے ہین خانۂ دل مین کوئی نہ ہو
دل کی تڑپ کے ساتھ جگر کو ہو اضطراب
شرمائی آنکھون مین نگہ دلبری نہ ہو
آہین ذلیل ہین کہ اثر کچھ نہ کر سکین
اس شیشے مین کہین مے حسرت بھری نہ ہو
عاشق حضور کا ہون پلکون چبھنے لگا
تیغ نگہ جو سان پہ اب تک چڑھی نہ ہو
ممکن نہین کہ سیر ہو مال و متاع سے
اے رند وجہ بادہ کشی کی ابھی نہ ہو
کیون تنگ کی کہ آ نہین سکتی کسی طرف
یہ دل لگی کسی نگہ شوخ کی نہ ہو
ہم پر یہ ظلم ہر قسم خون محتسب
شاخ نہال غم ہو کہین یہ ہری نہ ہو
آتے ہی بن پڑے انھین تاخیر بھی نہ ہو
ممکن نہین کہ دل نہ بھر آئے حضور کا
ان دوستون سے حق مین مرے دشمنی نہ ہو
وہ بھی بھلا کوئی دلبر و دلدار و دلفریب
اے آنسوؤ تمھاری کہین اب ہنسی نہ ہو
تاج کی ضد سے تو نے جو آفت اٹھائی ہے
سازش فلک کے ساتھ کہین آپ کی نہ ہو
رو رو کے میری آنکھون سے آنسو نکلتے ہین
جب تک کہ آدمی کی طبیعت غنی نہ ہو
سو سل خ سینے مین نہین آنے ہو دود آہ
میری نظر کسی کی نظر سے لڑی نہ ہو
کیون رمق میرے سینے مین ہمت کی ہے تقویت
جوشش بہار مین بھی اگر میکشی نہ ہو

راوی بیان کرتا ہے کہ مہتر نسیم باد پا نہایت احتیاط کے ساتھ پشتارہ شاہزادہ طیمور کا لئے ہوئے تیسرے روز اپنے شہر مین پہونچا ضحاک شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ بارگاہ سے مہتر نسیم نمودار ہوا اور پشتارہ لاکر سامنے بادشاہ کے رکھدیا اور کھڑے ہوکر بیان کیا کہ حضور کے اقبال سے اُس شخص کو لایا ہون جو نسل رستم نامدار سے ہے نام طمطراق شاہزادہ طیمور ہے لیکن پہلے اسے اسیر غل و زنجیر کرلیجیے اُس کے بعد مین ہوشیار کرون اُس سے پوچھیے ضحاک شاہ نے خوش ہوکے آہنگرون کو بلایا اور شاہزادہ کو اسیر غل و زنجیر کرکے سامنے اپنے طلب کیا نسیم باد پا نے شاہزادہ کو ہوشیار کیا طیمور کی آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دربار مین پایا اور اسیر غل و زنجیر دیکھا سمجھا کہ مین خواب عجب دیکھ رہا ہون مہتر نسیم نے کہا کہ اے جوان یہ خواب نہین ہے بلکہ عین بیداری ہے آگاہ ہو کہ یہ تو دربار مین ضحاک خودپسند کے ہے اور مین نسیم باد پا عیار ہون فقیر بنکر تجھے گرفتار کرکے لایا ہون بڑے دعوے تیرے عیار کو بھی تھے لیکن مجھے پہچان نہ سکا خیر اب وقت تیرا ظاہر آ پہونچا جو کچھ کہنا ہو بادشاہ سے کہ لے یہ سنکے طیمور کو افسوس ہوا کہ مین نے بڑا دھوکا کھایا خیر اب تو آپ نے جو کچھ قسمت دکھلائے گی وہ ہوگا ضحاک شاہ نے کہا کہ حال اپنا بیان کر کہ تو کون ہے اور تو نے بندگان خداوند لقا کے ساتھ کیا کیا طیمور نے کہا کہ مین تو لقا کے زمانے مین نہ تھا لیکن افسانے اُس مردود کے سنے ہین میرے بزرگون نے لقا کو خوب خوب ٹھیک بنایا تھا میرے جد نامدار شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے دختر لقا سے عقد کیا اور وہاں سے شبخون مارکے لقا کو بدحواس کر دیا ملک فرخ شہ ملک لقا کی جان سے چھوڑی آخر گرفتار کرکے لقا کو تیرباران کر دیا اور مین نے اپنے زمانے مین ساریق ملعون ہمادر لقا کو دیکھا دو سردار جو ساریق کے لشکر مین سر ہے اور وہ تھے دونون کو مین زیر کر لایا اور سارا نام مطیع کیا یہ سنکر ضحاک خودپسند کو غصہ آیا اور کہا کہ تو قابل اس کے ہے کہ تجھے بھی قتل کیا جائے جائے

نسیم گردپا اس کو لے جاؤ کل میں اسے قتل کروں گا یہ سنکے ضمیر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اے بادشاہ مجھے
اس شخص کے حسن و جمال پر بھی رحم نہیں آتا ارے یہ وہ لوگ ہیں جن پر خداوندی رعایت کرتے رہے اور کبھی غضب
اپنا نازل نہ کیا انتہا یہ ہے کہ خود دنیا سے چلے گئے لیکن ان لوگوں کا قتل گوارا نہ کیا تو دیکھتا ہے کہ ایسے حسین کہیں دنیا
میں پیدا ہوتے ہیں اور ساتھ حسن کے شجاعت عدالت سخاوت سبھی وصف تو ہیں یہ سنکے ضحاک کا دل بھی پسیج
گیا کہا کہ پھر اے وزیر خوش تدبیر کیا کرنا چاہیے اس کا رہا کر دینا بھی اچھا نہیں اور اگر قید رکھتا ہوں تو کوئی مددگار اس کا
پیدا ہوگا اور رہا کر لیجائے گا نسیم گردپا نے کہا کہ اگر یہ قید رہا تو واقع میں رہا ہو جائے گا اس کا عیار عمرو کا پوتا ہے جا
ہر وہ آتا ہی ہوگا اسوقت ضمیر اختر شناس نے کہا کہ اے ضحاک شاہ آپ کے ملک میں جو دریائے کابل ہے آج کل اُس کی
یہ حالت ہے کہ دن کو تو وہ بہا کرتا ہے اور رات کو بسبب سردی کے جمکے برف ہو جاتا ہے لہذا کل کچھ دن رہے اس
قیدی کو ایک ناؤ پر سوار کر کے دریا میں بہا دیجیے جس وقت یہ بہ کے بیچ دریا میں پہونچ جائے گا اتنے عرصہ میں شام
ہو جائے گی اور دریا جم جائے گا رات بھر کی سردی اس کے ہلاک کر ڈالنے کو کافی ہے یہ رائے ضحاک نے پسند
کی اور طیمور کو داروغہ زندان کے سپرد کیا جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ سوار ہو کر کنارے دریائے کابل
کے آیا اور لوگ طیمور کو بھی لائے اور کشتی پر بٹھا دیا اور بہا دیا کشتی بہتی ہوئی چلی طیمور نے کہا او ملعون نامرد معلوم
ہوا کہ تو انتہا کا بزدل ہے ارے لطف تو یہ تھا کہ دو لاکھ آدمیوں کا محاصرہ کرا دیا ہوتا اور قید میری کاٹ دی ہوتی
اسوقت اگر کوئی مجھے گرفتار کر لیتا تو میں اُس پر آفرین کرتا اگر افسوس ہے تو یہی ہے کہ جس طرح جی چاہتا تھا اُس طرح موت
نہ آئی لطف یہ تھا کہ چاروں طرف سیکڑوں لاشیں ہوتیں بیچ میں ہماری لاش بھی ہوتی اور اس مومنت سے مرتا کہ برف
میں اینٹھ کے رہ گئے قابل عبرت ہے مگر خیر جو مرضی معبود ہمارے مقدر میں یہی تھا کہ ایسی جگہ مریں کہ نہ گور و کفن نصیب
ہو نہ کوئی عزیز قریب پاس ہو یہ کہتے ہی رہ گئے کشتی بہ کے خدا جانے کہاں سے کہاں پہونچگئی دیکھنے والوں کو بھی
طیمور کی حسن و جوانی کا نہایت افسوس ہوا بادشاہ تو پلٹ کے ایوان شاہی میں آیا اور اس خوشی میں کہ بہت
بڑے شخص کو میں نے دریا برد کیا جشن خوشی منعقد کیا اور اپنے عیار کو خلعت پُر زر دے کر مرغ زرین بنا دیا کہ تو نے
بڑا کام کیا لیکن حال شاہزادہ طیمور شیر دل کا سنیے کہ یہ کبھی جانب فلک دیکھتا ہے کبھی جانب تحت سوا پانی کے
کچھ نظر نہیں آتا کشتی ہوا کے زور میں بہتی ہوئی چلی جاتی ہے اب جوں جوں آفتاب قریب غروب آتا جاتا ہے سردی بڑھتی
جاتی ہے پانی کی روانی میں فرق آتا جاتا ہے طیمور کی مایوسی بڑھتی جاتی ہے اپنے حال پر خود افسوس کرتا ہے کہ ہم ایسا بدنصیب
بشر بھی کوئی نہ ہوگا زندگی بھر باپ کا ورثہ پایا کس جاہ و تجمل سے زندگی بسر کی لیکن آخر وقت ماں کا ورثہ ملا کہ کوئی
دوست دشمن نظر نہیں آتا اُن کو اسی عالم بیکسی میں مرا کی موت آئی یعنی دریائی ان کو ورنہ ے کھا گئے ہیں نہنگ
اور سونس کھا لیں گے یہ تصور کر کے رونے لگا لیکن ہما جان اقبال کا خدا نگہبان ہوتا ہے بقول شاہ مندی ہو دو

کر لئے سامان مار نہ سکے کوئے	ہائے نہ کیا کر سکے جو دو جگ میں بیری ہو

ایکا یک جانب شمال سے ابر اٹھا اور
ہوا بدلی کشتی الٹو سامنے بہتی چلی جاتی تھی پلٹ کنارے کی طرف بہتی چلی آن واحد میں وہ ٹکڑا ابر کا ہوا کے ساتھ نکلا
چلا گیا اور کشتی آ کر کنارے لگ گئی گویا وہ کشتی کا بادبان تھا اور ہوا باد مراد تھی طیمور جلدی سے ساحل پر اتر پڑا
اور جانب صحرا روانہ ہوا شام تو ہو ہی چکی تھی بھوک کے مارے طیمور کی حالت بری تھی پاؤں میں بیڑیاں وغیرہ
تھیں کشتی پر بٹھاتے وقت دشمنوں نے زیور آہن اتار لیا تھا صرف ہتھکڑیاں چھوڑی تھیں طیمور نے ہتھکڑیاں توڑ کے
پھینک دیں اور بنا سبتی نکالکر ایک درخت کے سایہ میں قرار لیا اب وہ وقت آیا کہ دریائے آسمان پر زورق ماہتاب
نمودار ہوئی اور کہکشان نے بادبان کھولا کشتی ماہ مشرق سے نمودار ہوئی جانب مغرب چلی اتنے ہی عرصہ میں اتنی
سردی ہوئی کہ دریا میں موجیں ہونا موقوف ہو گیا اور آب روان آب سطح معلوم ہونے لگا اور طیمور سے سردی

تحمل نہو سکا بس اس دلماندۂ روزگار نے جلدی سے چند پتھر بڑے بڑے لاکر جمع کیے اور اُن پر زور کرنا شروع
کیا جب پسینہ آگیا بیٹھ رہا جب پھر سردی معلوم ہونے لگی پھر پتھروں پر زور کرنے لگا کبھی تو پتھر اٹھاکر دور پھینک دیتا
تھا اور پھر دوڑ دوڑ کر اٹھالاتا تھا اور کبھی ڈنڈ کرنے لگتا تھا کبھی کوئی پتھر اس زور سے پھینکا کہ بیچ دریا میں جاکے گرا
کبھی کسی درخت کو اکھاڑ کے پھینک دیا اسی حالت میں شب بسر کردی جب صبح ہوئی تو آفتاب عالمتاب نے افق
مشرق سے سر نکالا اور اوس دھواں بنکر اڑی پانی پگھل پگھل کے بہا وہ کہر برطرف ہوئی طیمور نے ایک سمت کی
راہ لی لیکن یہ صحرا بہت بڑا تھا کوسوں شہریار پیادہ چلا گیا مگر بوے انسان نہ پائی بلکہ اکثر مقامات پر جانور بھی نظر
نہ آتے تھے گھاس تک برف سے جل گئی تھی کسی کسی مقام پر کچھ درخت دکھائی دیجاتے تھے اسی طرح طیمور شیر پرور
تمام دن سرگردان و حیران رہا نہ کسی بستی تک پہونچا نہ کوئی گاؤں نظر آیا آخر پھر ایک درخت کے نیچے تھک کے بیٹھ گیا
راستے میں جنگلی سیب اور ناشپاتیاں کچھ توڑلی تھیں انہیں کو کھایا اور تیمم سے فریضہ ظہر و مغرب کو ادا کیا شام ہوتے
ہی پھر اسی سردی کا سامنا ہوا یہ رات بھی طیمور نے اسی طرح ڈنڈ پیل پیل کے اور پتھر اچھال اچھال کے کاٹی صبح کو پھر
ایک جانب چل کھڑا ہوا آج کا دن بھی اسی طرح سرگردانی و حیرانی میں گذرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں سے کوسوں تک
بوے انسان نہیں ہے اور انسان ایسے مقام پر کیونکر رہ سکتا ہے جہاں دن کو گرمی اور رات کو اس قیامت کی سردی ہو
طیمور وہاں پھرتا رہا شام کو پھر کسی مقام پر روزادوں کی طرح بسر کی اسی حالت میں برابر نو روز طیمور کو گذرے
آج نویں دن قریب شام طیمور پھر اسی دریا کے کنارے پہونچا اگرچہ یہ مقام وہ نہ تھا جہاں طیمور دریا سے نکلا تھا
لیکن دریا وہی تھا طیمور حسرت سے دیکھ رہا تھا کہ کدھر جاؤں پھر شام ہوا جاتی ہے اور کنارے دریا کے اور سردی
ہوگی لیکن خیال جو کیا تو پاٹ اس مقام پر دریا کا کم ہے اور اُس پار دریا کے دور پھیلا ہوا شہر سا معلوم ہوتا ہے کچھ نشانات
مکانوں کے پائے جاتے ہیں اور ایک بہت بڑی چار دیواری نہایت بلند کھنچی ہوئی ہے اور دروازہ پر جو گنبد ہے اسکا
کلس چمک رہا ہے طیمور غور سے اُس طرف دیکھنے لگا اور دل میں کہنے لگا کہ اُدھر بستی معلوم ہوتی ہے لیکن اُس پار جائیں
تو کیونکر جائیں نہ کوئی کشتی ہے نہ پل ہے نہ دریا اس قدر ہے کہ پیر کے نکل جائیں یہ اسی سوچ میں تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایک مور پنکھی نہایت تیزی کے ساتھ بہتی چلی آتی ہے طیمور اس کشتی کو دیکھکر کنارے دریا کے آگیا کہ دیکھا چاہیے
اس کشتی پر کون سوار ہے اور کدھر جاتا ہے لیکن واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ کشتی ملکہ منیر روشن تن دختر ضحاک
شاہ کی ہے ملکہ اس بیابان سے قریب ہے یہ کشتی پہ سوار ہوکر سیر دریا کو نکلی تھی اس طرف بھی آگئی دیکھا اس نے
کہ ایک مرد نوجوان نہایت حسین کنارے دریا کے مایوسی کے ساتھ کھڑا ہوا کشتی کی جانب دیکھ رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ساحل مغرب پر ماہتاب غروب ہوا جاتا ہے ملکہ کا دل بس گیا ماتحتوں سے کہا کہ کشتی ہماری کنارے پر لے چلو دیکھیں
یہ کون شخص ہے وزیرزادی نے عرض کی کہ اے ملکہ اس صحرا میں سوا مجرمان بادشاہ کے اور کوئی نہیں رہتا ہے اور
یہ وہ وادی ہے جہاں رہنا بشر کا کام نہیں جن لوگوں کو سزائے موت دینا ہوتی ہے اور قتل اُن کا منظور نہیں ہوتا ہے وہ
اس وادی میں چھوڑ دیے جاتے ہیں کوئی ہوگا آپ اُدھر نہ جائیے ملکہ نے کہا کہ میں تو ضرور جاؤں گی باپ میرا
ظالم ہے مگر میں رحمدل ہوں مجھ سے نہیں دیکھا جاتا کہ کسی غریب پر ظلم ہو اور تو دیکھتی ہے کہ ایسے حسین مرد کہیں
پیدا ہوتے ہیں یہ اس لائق تھا کہ اس صحرا میں چھوڑ دیا جاتا اس سے تو دل کی ویرانی کے بسانے کا مزا تھا جسطرح
میں نے اور اکثر مجرموں کو رہا کردیا ہے اسی طرح میں اسے بھی رہا کروں گی ماتحتوں نے عرض کی کہ اے ملکہ دن بھی کم
رہ گیا ہے ایسا نہو کہ بیچ وقت ساحل تک نہ پہونچ پائیں اور شام ہوجائے تو پانی جم جائے گا کشتی نکل نہ سکے گی اپنی جان
کے لالے پڑ جائیں گے ملکہ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہو میں اسے نکالوں گی ضرور ماتحتیں تابع فرمان تھیں اب کیا
کرسکتی تھیں جلدی جلدی کشتی کو کھیتی ہوئی کنارے پہ لائیں پاس سے جو ملکہ دیکھتی ہے تو اور بھی بیخود ہوگئی کہا

اے شخص تو کون ہے حال اپنا بیان کر طیمور نے کہا کہ انسان ہوں اور کیا بیان کروں قول مشہور ہے کہ پیری میں جوانی کا بیان مفلسی میں تونگری کا بیان بیکار ہے اتنا مرد فقیر صحرانشین ہوں ملکہ نے کہا کہ خیر یہ بات تو آپ کے چہرے سے ظاہر ہے کہ آپ کہیں کے رئیس ہیں لیکن اب زیادہ باتوں میں ہم بھی آپ کی طرح مبتلائے بلا ہوں گے شام ہوا چاہتی ہے برف گرا چاہتی ہے آپ کشتی پر بیٹھکر چلیے مکان پر پہونچے اطمینان سے آپ کا حال دریافت کریں گے طیمور نے کہا اے نازنین خدا تیرا بھلا کرے کہ تجھکو مجھپر رحم آیا تیرے شہر میں تو کوئی رحمدل مجھے نظر نہ آیا یہ فرماکر کشتی پر بیٹھ گئے ملکہ نے آنچل کی آڑ کر لی انکھیوں سے دیکھتی جاتی تھی وزیرزادی سمجھ گئی کہ یہ عاشق ہے خدا خیر کرے ملکہ نے ملاحوں سے کہا کہ تمکو انعام دوں گی جلد کشتی کو دوسرے ساحل پر لے چلو اور اگر شام سے بیشتر تم نے کشتی نہ پہونچا دی تو سزائے سخت دوں گی ملاحوں نے کشتی کو کھینا شروع کیا بازو شل ہوگئے مگر بہت جلد کشتی کنارے پر لاکے لگا دی کشتی مہر ساحل مغرب پر پہونچ کے غرق ہونے نہ پائی تھی کہ یہ کشتی ساحل مراد پر پہونچ گئی ملکہ نے ایک توڑا ملاحوں کو انعام میں دیا اور وہاں سے سواری لگی تھی ملکہ مرکب پر سوار ہوئی نقاب چہرہ پر ڈال لی ایک مرکب پر وزیرزادی سوار ہوئی ایک مرکب جو ملکہ کی سواری سے زائد ساتھ رہا کرتا تھا اُس پر شاہزادہ طیمور سوار ہوے اور اب یہ تینوں سوار مرکبوں کو اڑاتے ہوئے چلے دیکھا طیمور نے کہ ایک چاردیواری نہایت بلند ہے اور دروازہ اُس کا کھلا ہوا ہے ملکہ دروازے سے داخل باغ ہوئی یہاں خواصوں نے سب سامان درست کر رکھا تھا ملکہ جیسے ہی آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی شاہزادہ کو بٹھالا خواصوں نے سامان مے خواری مہیا کیا لیکن سب کی سب آپس میں سرگوشیاں کر رہی تھیں کہ یہ جوان کون ہے لیکن پاس ادب سے لب نہ ہلا سکتی تھیں ادھر ملکہ بار بار شاہزادے کی طرف دیکھتی تھی دل میں پسی جاتی تھی وزیرزادی نے جام بھر کر شاہزادے کے پیش کیا ملکہ نے جام طیمور کے آگے بڑھا دیا طیمور نے کہا کہ اے ملکہ شراب اچھی شے نہیں ہے اسے پیکر انسان ہوش میں نہیں رہتا بقول شاعر ع ان انکھڑیوں میں اگر نشۂ شراب آیا سلام جھک کے کروں گا جو پھر حجاب آیا ۔ اسوقت تک تو تم مجھ سے شرم کے ساتھ باتیں کر رہی ہو مجھے تمہارا لحاظ ہے کہ میں تمہارا مہمان ہوں جس وقت دونوں بیخود ہوگئے اسوقت یہ امتیاز نہ رہ جائے گا اور ہوش میں آنے کے بعد دونوں کو پشیمانی ہوگی ملکہ نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں اور سعادت اپنے کردار پر خفیف ہوئی اسیوقت کشتیاں شراب کی اٹھوا دیں اور کہا کہ چونکہ سردی زیادہ ہے چائے لاؤ اسیوقت چائے تیار ہونے لگی وزیرزادی نے کہا کہ اے شہریار یہ تو آپ کا چہرہ پکار رہا ہے کہ آپ کسی ملک کے فرمانروا ہیں لیکن صاف طور پر بغیر آپ کے بیان کئے ہوے معلوم نہیں ہوسکتا کہ آپ کون ہیں اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے طیمور نے کہا کہ اے وزیرزادی میں گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا چھوٹا فرزند ہوں نام میرا طیمور شیر پرور ہے ملکہ نے کہا کہ شیر پرور کا مطلب میں نہیں سمجھی طیمور نے اپنی پرورش پانے کی تمام کیفیت ملکہ کے روبرو بیان کی ملکہ شان خلاق عالم پر تعجب کرنے لگی وزیرزادی نے کہا کہ سنا ہے کہ ایرج نوجوان شاہزادہ تھا اور سپاہ لعل خفتان خونریز خاوری ملک قاسم کے فرزند تھے فرمایا ہاں اور پردادا میرے ملکشاہ نوجوان تھے وزیرزادی تو انگشت بدندان ہوئی کہ یہ سب دشمنان خداوند لقا ہیں لیکن ملکہ نے کہا کہ اب اپنے یہاں آنیکی کیفیت بیان کیجیے طیمور نے کہا کہ اے ملکہ میں صحرائے زرنگار دمن قیام پذیر تھا فوج سے علیحدہ میں نے خیمہ اپنا برپا کرایا تھا کہ مجھکو صحرائیت زیادہ پسند ہے ضحاک شاہ کا عیار گیا اور مجھکو گرفتار کر لایا ضحاک عجب بزدل اور نالائق ہے کہ اس نے مجھکو کشتی پر بٹھلا کے دریا میں بہا دیا مگر میرا خدا میری حمایت پر تھا کہ کشتی کنارے پر آ لگی ہوا پلٹ گئی میں کشتی سے اتر کر صحرا کی طرف روانہ ہوا نو روز سے اس صحرا میں سرگردان تھا آج قسمت کی خوبی سے تمہاری کشتی آنکلی اور تم رحم کھا کے مجھے لے آئیں وزیرزادی نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا ضحاک شاہ کو برا نہ کہیے اس لئے کہ وہ ملکہ کے والد ماجد ہیں اور آپ ملکہ کے ممنون احسان ہیں طیمور نے کہا کہ جو جیسا ہوگا ویسا کہا جائے گا اس کی نالائقی اس کے ساتھ ہے اور ملکہ کی نیکی ملکہ کے ساتھ ہے خیر اگر زندہ ہوں تو دیکھا جائے گا اتنے میں چائے آئی ملکہ نے اُسی طرح چائے پیش کی شاہزادے

نے جائے نوش فرمائی جب دور ختم ہوا تو ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ ہمارے جانے کا وقت آگیا وزیرزادی نے
کہا کہ ملکہ دیر ہو گئی جلد تشریف لے چلیے بادشاہ بغیر آپ کے خاصہ نوش نہیں فرماتے ہیں شاہزادہ نے کہا کہ ملکہ کہاں جاؤ گی
ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میں دن بھر باغ میں رہتی ہوں اور رات کو اپنے باپ کے پاس چلی جاتی ہوں کہ وہ بغیر میرے
کھانا نہیں کھاتے فرمایا کہ میں تو نہ جانے دوں گا یہاں جو میرا اکیلے جی گھبرائے گا تو کیا کروں گا ملکہ نے کہا کہ میں وزیرزادی
کو چھوڑے جاتی ہوں آپ اس سے چوسر وغیرہ میں دل بہلائیے گا شاہزادہ نے کہا کہ اسی کو نہ اپنے بدلے بھیج دو تم
میرے پاس بیٹھو ملکہ نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے بس اب دیر نہ کیجیے ایسا نہ ہو والد ماجد گھبرا کے چلے آئیں تو غضب ہو جائیگا
ان کا قاعدہ ہے کہ جب مجھکو جانے میں دیر ہوتی ہے تو اکثر چلے آتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ چلو اچھا ہے اگر وہ یہاں آگیا تو آج ہی
فیصلہ ہو جائے گا ملکہ نے کہا کیا خوب ہم تو تمہارے ساتھ یہ سلوک کریں تم ہمارے ہی باپ سے دشمنی کرو فرمایا اے ملکہ
میں دشمنی نہ کروں گا بلکہ یہ کہنا سمجھائے گا کہ بغیر وہاں جائے تم رہ نہیں سکتیں ملکہ نے کہا کہ تمہیں اپنے دین و مذہب
کا واسطہ اس بارے میں اصرار نہ کرو ورنہ تمہاری جان جائے گی میری رسوائی ہوگی فرمایا خیر تمہاری خاطر ہے صرف
تمہاری ہی رسوائی کو ڈرتا ہوں ورنہ میری جان تو سوائے خدا کے کوئی لے نہیں سکتا ہے یہ فرما کر مسہری پر لیٹ
رہے تو دن کے تھکے اور رات کے جاگے تھے سو گئے ملکہ سوار ہو کے جانب ایوان شاہی روانہ ہوئی جس وقت سامنے ضحاک
شاہ کے پہونچی سلام کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ اے نور نظر آج تم نے بہت دیر لگائی میں آدمی کو خیر و عافیت
کے لیے روانہ ہی کرنے والا تھا ملکہ نے کہا کہ کیا عرض کروں میں آج دن کو سوئی نہیں شب کو بھی اچھی طرح نیند نہ آئی
تھی جاگی ہوئی تھی شام کو طبیعت سست ہو جانے سے لیٹ رہی لیٹتے ہی سو گئی اگر وزیرزادی نہ جگاتی تو یقین ہے
کہ اب بھی میں ہوشیار نہ ہوتی بادشاہ نے دسترخوان بچھوایا ملکہ تو شاہزادے کے ساتھ کھانا کھا چکی تھی کچھ تھوڑا سا بادشاہ کا
ساتھ دینے کو اس نے ہاتھ کھینچا بادشاہ نے کہا کہ اسوقت تم نے کچھ کھایا بھی نہیں ملکہ نے کہا کہ جی ہاں اشتہا ہی نہیں ہے
بادشاہ نے کہا کہ پھر تم نے کیوں تکلیف کی کھلایا کیا ہوتا ملکہ نے کہا کہ حضور تو میرا انتظار کریں اور میں حاضر ہو کے بھی ہمراہ
نہ کروں بلکہ کھلا بیٹھوں یہ کیونکر ہو سکتا تھا القصہ ملکہ نے شب کو تو بیشک آرام کیا لیکن آرام کہاں نیند نہ آئی اور تڑپ
تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو اٹھتے ہی باغ کی جانب روانہ ہوئی ہنوز شاہزادہ بیدار نہ ہونے پایا تھا کہ یہ پہونچ گئی ادھر شاہزادہ
بیدار ہوا منہ ہاتھ دھویا حمام کیا لباس بدلا دن بھر ملکہ کے ساتھ سیر میں مصروف رہا شام کو ملکہ حسب معمول پھر چلی
طیمور کے خلاف گذرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ میں تو نہ جانے دوں گا ملکہ نے کہا کیا غضب کرتے ہو میرے باپ کو اگر معلوم
ہو گیا تمہاری جان نہ بچے گی وہ سات لاکھ کی فوج کا مالک ہے فرمایا کہ میں سات کروڑ سے بھی نہیں ڈرتا ہوں ملکہ نے
کہا کہ اچھا میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج شب کو میں کسی بہانے سے چلی آؤں گی وہاں نہ رہوں گی شاہزادے نے
ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ روانہ ہو گئی اور جاتے ہی درد سر کا بہانہ کر کے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں باغ چلی جاؤں آج
درد سر بہت ہے یہاں جی گھبراتا ہے بادشاہ نے کہا کہ جاؤ ملکہ اسیوقت سوار ہو کے باغ میں چلی آئی طیمور نہایت خوش
ہوا جب دو تین روز اسی طرح گذرے ایک روز طیمور نے کہا کہ اے ملکہ میرا عیار میری تلاش میں ضرور چلا ہو گا اگر
تم کہو تو میں جا کے اسے ڈھونڈھ لاؤں ملکہ نے کہا کہ تم کو شہر بھر جان گیا ہے اگر کسی نے بادشاہ سے اطلاع کر دی تو
غضب ہو جائے گا وہ تمہارے ساتھ میرے لہو کا پیاسا ہو جائے گا فرمایا کہ میں شہر کی طرف نہیں جاؤں گا بلکہ صحرا میں
اسے ڈھونڈھوں گا ملکہ نے بمجبوری خاموشی اختیار کی شاہزادہ اسیوقت مرکب پر سوار ہو کے جانب صحرا روانہ ہوا
دور دور نکل گیا لیکن راستے سے نابلد راستہ بھول گیا پلٹتے وقت کہیں سے کہیں نکل گیا شام ہو گئی آخر ایک درخت
کے نیچے ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھنے لگا حسب معمول اسوقت بادشاہ کی جانب سے حفاظت باغ کے لیے بیس پچیس
سواروں سے جا رہا تھا طیمور نے جو دیکھا کہ کچھ سوار جا رہے ہیں اور ملکہ کی زبانی بھی سنا تھا کہ شام کو پہرے باغ کی حفاظت

کے لئے فوج شاہی آتی ہے خیال ہوا کہ شاید یہ لوگ اُسی طرف جاتے ہوں بس طیمور بھی انھیں لوگوں کے پیچھے پیچھے چل کھڑا
ہوا یہ لوگ باغ کے قریب جاکر چاروں طرف پھیل گئے اور بیژن سو سواروں سے دروازہ باغ پر قیام پذیر ہوا راستہ
رُک گیا اب انھوں نے خیال کیا کہ رسائی باغ تک بغیر لڑے بڑے دشوار ہوا اُدھر ملکہ پریشان پھر رہی تھی کہ وہ ظالم اسوقت
تک نہ آیا خدا جانے اپنے عیار کے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا یا کسی آفت میں مبتلا ہو گیا کیا ہے بڑا کہ اسوقت تک واپس نہیں
آیا اتنے میں رات ہو گئی اور پہرہ دینے والی فوج بھی آ گئی اب تو ملکہ دیوانہ وار پھرنے لگی کہ خدا کرے وہ چلا ہی گیا ہو واسطے
کہ اب اگر آئے گا تو مارا جائے گا یہاں ملکہ تو ہولیں کھا رہی تھی اور وہاں طیمور نے گھوڑے سے نکل کر باغ کا رخ کیا بیژن تیغزن
کی نظر پڑی اس نے للکارا کہ کون باغ کی طرف جاتا ہے جواب دیا کہ باغ کا مالک اور تیرا ملک الموت بیژن نے کہا کہ کیوں
شامتیں آئی ہیں تو کون ہے نام اپنا بتا فرمایا نہیں جانتا ہے اسم طیمور شیر ہے ورس بس یہ سنتے ہی بیژن نے کہا کہ ارے مارلو اسکو
یہ تو وہی ہے جسے بادشاہ نے دریا میں بہا دیا تھا یہ یہاں کہاں سے آگیا لوگ گھوڑے کڑکا کے گرد آگئے تلواریں کھینچ لیں اُدھر
شاہزادے نے بھی تلوار کھینچی اور حملہ کیا زیر دیوار باغ غوغا ہوا صدائے گیرو بزن بلند ہوئی ملکہ بام قصر پر چڑھ گئی کہ دیکھوں
تو بیرون باغ یہ شور و غل کیسا ہے اب جو دیکھتی ہے تو طیمور اکیلا سیکڑوں سے لڑ رہا ہے جس پر تلوار ماری اُس کے دو ٹکڑے
ہوئے بس یہ بیتاب ہو گئی وزیر زادی سے کہا غضب ہو گیا اب اس کی جان مفت گئی کہاں سے تو ہم چلے کے لائے تھے
اور اس نے یہاں مفت میں اپنی جان دی ملکہ تو گھبرا رہی ہے کہ کیا کروں لیکن وزیر زادی نے کہا کہ اے ملکہ پریشان
نہ ہو جیسے اتنے سپاہی اس شیر دل کا کچھ نہیں کر سکتے ہیں دیکھے جائیے یہ دم بھر میں سب کو شکار کرے گا ملکہ نے کہا کہ ایک
سو راجا بجا ہے نہیں پہونچتا ہے مثل مشہور ہے کہ اکیلا دو دو دو یہ کس کس سے لڑے گا اور کسے کسے قتل کرے گا وہاں
بیژن نے جو دیکھا کہ اس نے تو لوگوں نے سب کو دم لیا ہے جس پر ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے بیژن تیغزن
للکارا کہ ادھر کش تو جانے بد معلوم ہوتا ہے میں نے چاہا تھا کہ میں تجھ پر ہاتھ نہ اٹھاؤں مگر معلوم ہو گیا کہ تو سوا میرے کسی کے
ہاتھ سے مارا نہ جائے گا خیر لا حرب بہادری کی اب تجھے زندہ پکڑنے کی کوشش کرتا بیکار ہے بلکہ گرفتار کرنے کا خیال بھی عبث
ہے تو زندہ نہ ہاتھ آئے گا خیر تیرا سر کاٹ کے بادشاہ کو نذر دوں گا کہ اس نے اسی واسطے مجھکو بلایا تھا یہ کہکر تلوار کھینچ کے سر
شاہزادہ طیمور کے لگائی طیمور نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا یا تو تلوار سر پر بجلی کی طرح میں
ڈوب کے نکل بیژن تیغزن مع مرکب چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا لاش اس کی پھڑکنے لگی لوگ لاش اٹھا کر بھاگے وزیر زادی
نے آواز دی کہ بس ہو چکا اب یہاں آیئے ملکہ ہولیں کھا رہی ہے شاہزادہ داخل باغ ہوا ملکہ نے اُسوقت تصدق اُتروا اور
کہا کہ تم نے بہا کیا اب راز فاش ہوا ہو گا فرمایا کہ پھر کیا ہو گا ایک دن مرنا ضرور ہے اگر قضا اسی بہانے آگئی ہے تو یہی سہی یہاں کی
تو یہ حالت ہے اور اب اُدھر کی سنیئے کہ لوگ لاش بیژن کی اٹھائے ہوئے شور و غل کرتے ہوئے دروازہ بادشاہ پر آئے
ضحاک شاہ آواز فریاد و بکا سنکے محل سے باہر نکل آیا اور کہا کہ ارے کیا ہوا تم لوگ کیوں شور کر رہے ہو ان لوگوں
نے عرض کی کہ اے شہریار جس شخص کو آپ نے دریا میں بہا دیا تھا وہ ملکہ کے باغ کی طرف جا رہا تھا نگہبانان باغ نے تو لڑائی
ہوئی سردار ہمارا بیژن تیغزن اُس کے ہاتھ سے مارا گیا ضحاک خودپسند تعجب میں آیا کہ کیا ماجرا ہے وزیر سے کہا کہ یہ
خدا پرست مر کے بھوت بھی ہو جاتے ہیں منجم اختر شناس نے کہا کہ خداوند نے بھی اکثر ان لوگوں پر اپنا غضب نازل کیا جنہ
میں پھنکوا دیا جلوا دیا مگر یہ لوگ تو مرتے ہی نہیں ہیں ہم نے آپ سے نہ کہا تھا کہ یہ بہتر کا جتا ہے ان لوگوں کو نہ چھیڑئیے آپ نے
نہ مانا تسلیم کر دیا نے کہا کہ دیکھے میں جاتا ہوں اور ابھی خبر لاتا ہوں یہ کہکر تسلیم کر دیا جانب باغ ملکہ منیر روشن
تن روانہ ہوا وہاں شاہزادہ مسند پر بیٹھا تھا پہلو میں تھی وزیر زادی سامنے دست بستہ حاضر تھی ہو رہا تھا کہ تسلیم
با دیا صورت مالن کی بنا ہوا داخل باغ ہوا ڈالی پھولوں کی ہاتھ میں یہاں دیکھتا ہے تو ملکہ کے پہلو میں طیمور
بیٹھا ہوا ہے اس نے جاکر سامنے ڈالی لگائی ملکہ نے کہا تو کون ہے عرض کی کہ وہ جو آپ کے گھر کی مالن ہے وہ بیمار ہو گئی ہے میں

اُس کی بہو ہوں میں نے سنا تھا کہ یہاں ناچ ہو رہا ہے جلسہ ہے میں حسب قاعدہ ڈالی لگانے کو حاضر ہوئی ملکہ نے اُسے انعام دلوا دیا یہ وہاں سے خدمت میں بادشاہ کے آیا اور عرض کی کہ آپ کی صاحبزادی پہلو میں آپ کے بیٹھی ہیں صحبت راگ رنگ کی ہے گستاخی معاف ہو سچ کہتا ہوں کام تمام ہے میں نے عرض کر دیا آگے حضور کو اختیار ہے یہ سنکے رنگ چہرہ ضحاک کا متغیر ہو گیا کہا کہ جاو اور دونوں کو گرفتار کر لا نسیم گردپا نے عرض کی کہ ملکہ تو جس وقت یہاں آئے اُسے آپ گرفتار کر لیجیئے گا اور تیمور کو میں گرفتار کیے لاتا ہوں منجم اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اگر تو سچا ہے تو اب ملکہ نہ آئے گی نسیم بادپا نے کہا کہ اگر نہ آئے گی تو پھر میں گرفتار کر لاؤں گا غرض کہ رات کو تا بہ نیم شب حسب قاعدہ انتظار کیا جب ملکہ نہ آئی تو ضحاک نے نسیم بادپا عیار سے کہا کہ اب تو جا اور دونوں کو گرفتار کر لا جب تک وہ دونوں اسیر ہو کے نہ آئینگے میں محل میں نہ جاؤں گا بادشاہ نے اہل دربار کو تو رخصت کر دیا آپ تنہا بیٹھا رہا اور نسیم گردپا جانب باغ ملکہ روانہ ہوا جس وقت قریب باغ پہونچا کمند مار کر دیوار باغ پر پہونچا اور باغ میں اتر کر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو رہا حسب اتفاق ایک عورت پیشاب کرنے کی غرض سے آئی نسیم دبے پاؤں اُس کے پیچھے پیچھے چلا وہ بیچاری پیشاب کرنے کو بیٹھی اُس نے پشت کی جانب سے ناک مروڑ کے بیہوش کر دیا اور کسی گوشہ میں ڈال کر اُسے خشک پتے سمیٹ کے ڈالدیے اور آپ اسی عورت کی شکل بنکر آیا خواصوں میں مل کے کھڑا ہو رہا یہاں صحبت برخاست ہوئی ملکہ اپنی خوابگاہ میں گئی اور تیمور اپنی خوابگاہ میں آیا حسب اتفاق جس خواص کی شکل بنا ہوا نسیم بادپا کھڑا تھا اُسی کی پکار ہوئی یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا اور ملکہ کو پنکھا جھلنے لگا دو عورتیں چپی کرنے لگیں بس اس نے پنکھے پر عطر بیہوشی ملے جھلنا شروع کیا دو تین جھکوں میں یہ سب بیہوش ہو گئے بس اس نے ملکہ کا پشتارہ باندھا اور وہاں سے چل کھڑا ہوا ملکہ کو تو لا کر بادشاہ کے سامنے ڈال دیا اور آپ وہاں سے پھر باغ میں آیا ملکہ کی صورت بن کر تیمور کی خوابگاہ میں آیا یہاں جو عورتیں باری پر تھیں وہ ملکہ کی صورت دیکھکر ٹل گئیں کہ معشوق کا عاشق پاس آنا دلیل اس کی ہے کہ تخلیہ ہونا چاہیے سب ہٹ گئیں بلکہ اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہیں یہاں نسیم گردپا نے اطمینان سے تیمور کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے چل نکلا صبح سے پہلے پہونچ گیا اور پشتارہ سامنے ضحاک شاہ کے ڈالدیا ضحاک شاہ نے پھر اور دونوں کو اسیر غل و زنجیر کرا کے ہوشیار کیا اور پہلے اپنی دختر سے مخاطب ہو کے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اُس نے عرض کی بابا جان اصل تو یہ ہے کہ میں مسلمان ہو چکی اب میں آپ کے کام کی نہیں ہوں یا تو مجھے اس شخص کے ساتھ کر دیجیے ورنہ یا دونوں کو قتل کر ڈالیے اور اگر اسے آپ نے قتل کیا اور مجھے رہنے دیا تو مجھ سے بڑھکر آپ کا کوئی دشمن نہو گا آگے اختیار ہے ضحاک شاہ دختر کی باتوں پر تھرا گیا کہ ہماری پارۂ جگر اور ہمارے دشمن پر دم دیتی ہے ہمارے سامنے اس طرح کی گفتگو کرتی ہے اس نے کہا کہ مجھے یہی منظور ہے کہ اسی کے ساتھ تجھے بھی قتل کروں ایسی ننگ خاندان کا زندہ رہنا اچھا نہیں ہے نسیم گردپا ان دونوں کو لے جاکے قید کر دو اور کل صبح کو میں انہیں قتل کروں گا نسیم گردپا نے ایک پھول سنگھا کر ان دونوں کو پھر بیہوش کیا اور جانب زندان روانہ ہوا لیکن اب

دو کلمہ داستان شاہور شیردل کے بیان ہوتے ہیں

اب عشق ہوا ہے مہرباں پھر
سینے میں خلش سی ہو رہی ہے
پھر ہے وہی جوشش جوانی
پھر ہوویں جگر کباب ہو گا
پھر چشم ہے خونفشان و خونخوار

بیتاب ہے جان ناتواں پھر
پھر ہو چکا ہے اب پیام الم کا
پھر جب آگئی اپنی زندگی
پھر چاہینگے ہم کسی حسین کو
پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار

پھر دل کو تپش سی ہو رہی ہے
پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر دور شراب ناب ہو گا
پھر پھاڑیں گے جیب و آستین کو
پھر ناوک درد دل فگن ہے

پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے
پھر کوچہ یار کی ہوس ہے
ہنڈیا میں اُبال پھر ہے آیا

پھر بھائی ہے دل کو سیر صحرا
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے
پھر تمکو مسخرہ پن ہے سوجھی

پھر جی میں خیال ہے کسی کا
پھر عشق کا لطف دل کو بھایا
پھر خبر ہی نہیں ہے جان و جی کی

کہ یہ تعاقب میں نسیم گردپا کے چلا تھا آتے آتے شہر شتالیہ پہونچا جہاں تک کچی زمین تھی وہاں تک تو پیتھرے کے نشان بخوبی ملے اور جہاں سے پختہ سڑکیں آگئیں وہاں سے نشان پا نہ ملے لیکن اتنا پتہ چل گیا کہ شاہزادہ اسی شہر میں ہو بسا شاہور شیر دل نے صورت اپنی ایک مرد مسافر کی بنائی اور لوگوں سے نام شہر کا اور مذہب بادشاہ کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ بادشاہ یہاں کا بقا پرست ہے اور نہایت متعصب ہے اُس نے کسی خدا پرست کو جلا کر پہلے تو دریا میں بہا دیا تھا وہاں سے اُس کی دختر نکال لے گئی اب بادشاہ نے دونوں کو گرفتار کرکے حکم قتل دیا ہے آج دستور اپنا ہے کل صبح کو وہ دونوں قتل ہوں گے اب یہ سوچا کہ دفعتاً رسائی مشکل ہے شہر سے قریب ایک کوہ واقع تھا شاہور نے کوہ پر جا کے تصویر بقا نکالی اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی بقا کی بنائی وہی داڑھی وہی چشم و ابرو لیکن قد اس کا چھوٹا تھا قد نہ بڑھا سکا اسلئے کہ بقا کا قد پچیس ارنج کا تھا اور شاہور کا قد کوئی دس بارہ ارنج کا تھا صورت بقا کی وہی شخص بن سکتا ہے جو اتنا ہی قد رکھتا ہو یا معجزہ سے قد بڑھا سکتا ہو جیسے عمرو اول نے اکثر یہ عیاری کی ہے کہ معجزہ طلب کرکے قد اپنا دراز کر لیا تھا الحاصل جب شاہور صورت بقا کی بن چکا تو پہاڑ کی گھاٹیوں میں جابجا دیو اژدر دہن شیر چہرہ فیل چہرہ کرگدن وغیرہ جابجا سے لا کر بٹھالائے کوہ آکر آپ بیٹھا اور جو آئندہ و روندہ اُس طرف سے گذرا اُس کو آواز دی کہ اے بندہ من آگاہ باش کہ منم خداوند زمرد شاہ باختری جن لوگوں نے دیکھا انھوں نے شہر میں جا کر اور لوگوں کو اطلاع کی کہ ایک شخص اس وضع اور اس قطع کا ہے اور وہ منم خداوند کے نعرے کرتا ہے لوگ مشتاق ہو کے چلے اُن میں بعض ایسے بھی تھے کہ صورت بقا کی پہلے سے تصویر دیکھی ہوئی تھی اور مقرب بادشاہ بھی تھا انھوں نے صورت پہچانی اور جا کر بادشاہ سے اطلاع کی کہ نصیب آپ کے جاگے قسمت بیدار ہوئی خداوند نے دوبارہ آپ کے ملک سے خروج کیا ہے بالائے کوہ تشریف فرما ہیں چل کر خداوند کو دیکھ آئیے بس یہ سنتے ہی ضحاک شاہ مع اراکین دولت جانب کوہ روانہ ہوا یہاں آکے جو دیکھا تو عجب تماشہ دیکھا کہ پہاڑ کی گھاٹیوں میں بت اژدر دہن پلنگ و فیل و کرگدن وغیرہ جابجا رکھے ہیں اور بالائے کوہ خداوند کھڑے ہیں بس یہ دیکھتے ہی ضحاک شاہ سجدہ کو جھکا اور گڑگڑا کے کہنے لگا کہ یا خداوند آپ تو عالم بالا کی سیر کو تشریف لے گئے تھے یہاں کب تشریف لائے بقائے نقلی نے کہا کہ تیری خوش اعتقادی مجھے لے آئی ورنہ میں تو اپنے بندوں سے ایسا تنگ آیا تھا کہ یہاں سے چلا گیا اس زمانے میں تو نے خداوند کو بہت یاد کیا خداوند کو تیرے حال پر رحم آیا میں اس غرض سے آیا ہوں کہ تیری مراد دل بر لاؤں اگر تجھے خدا پرستوں سے قصاص لینا ہے تو تو خروج کر میں تیرے ساتھ ہوں بس سنتے ہی ضحاک خوش ہو گیا اور کہنے لگا کہ یا خداوند میں نے ایرج کے فرزند کو تو اسیر کر لیا ہے لیکن ایک بڑی مصیبت ہے کہ دختر میری اُس پر عاشق ہو گئی ہے اُس کے پیچھے اپنی جان بھی دے دیتی ہے آپ کسی طرح دل اُس کا طیمور کی طرف سے پھیر دیجئے بقا نے ہنس کے کہا کہ میں نے اُس کو شیدا کیا ہے اُس کا دل پھیر نہیں اے بیوقوف ضحاک اتنا تو نہیں سمجھتا کہ ان بندوں کی خاطر سے ہم نے دنیا کو ترک کر کے ملک عدم میں رہنا اختیار کیا ان کو تو مٹانا چاہتا ہے ارے اگر ان کا مٹانا منظور ہوتا تو کیا ہم نہیں مٹا سکتے تھے ہم نے ان بندوں کو تمام عالم سے بہتر پیدا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیں بھی نہیں ملتے اور طیمور کو تو نہیں جانتا کہ اُس کے خون میں نور خداوندی شریک ہے باپ اس کا نواسہ قدرت تھا خاص ذو چشمہ قدرت ملکہ گیتی افروز کے بطن سے پیدا ہوا تھا خداوند نے اپنی بیٹیوں کو تو ان بندوں پر فریفتہ ہی کر دیا تیری دختر کی کیا حقیقت ہے بہتر یہ ہے کہ اپنی دختر کو اُسی کے سپرد کر دیکھ ایک صفت ادنی سی ہمارے خاص بندوں میں یہ ہے کہ کسی نامحرم عورت کو جھک

اُس سے نکاح نہوئے ہاتھ نہیں لگانے دیتی تیری دختر بھی ابھی تک جیسی تھی ویسی ہوگی طیمور نے اسے اختر بھی نہ دکھایا
ہوگا میں اسی نصیحت کے واسطے آیا ہوں ہاں دل طیمور کا تیری طرف پھیر دوں گا کہ وہ تیری اطاعت کرے گا اُس کے بعد
تو خروج کرنا یہ ایسا زور آور ہے کہ صاحبقران تک سے مقابلہ کرے گا اور کسی کی تو کیا حقیقت ہے کہ اس سے سامنا
کر سکے اس کے آجانے سے تیری سلطنت کو زور ہوگیا اُسوقت نسیم گرد پا نے عرض کی کہ یا خداوند یہ تو بتائیے
کہ قد آپ کا کیوں مختصر ہوگیا یہ سنکے لقا نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ او بندۂ بد اعتقاد خداوند جتنا چاہیں
قد کو بڑھا لیں اور جتنا چاہیں گھٹا لیں تجھے رموز قدرت میں کیا دخل ہے جو ہمارا جی چاہتا ہے وہ کرتے ہیں نسیم گرد پا
خاموش ہو رہا اور ضحاک نے گڑگڑا کے کہا کہ خداوند نے سرفراز کیا ہے تو شہر میں تشریف لے چلیے کہ آپ کے
قدموں کی برکت سے میرا شہر سرسبز و شاداب ہوگا لقا نے کہا کہ چل ہم تیری خوشی ضحاک شاہ نے تخت رواں
طلب کیا جسوقت تخت آیا تو لقا تخت پر سوار ہوا سب مع بادشاہ پیادہ پا تخت کے ہمراہ ہوئے شہر میں دھوم
مچ گئی کہ خداوند نے دوبارا خروج فرمایا ہے اب ملک ضحاکیہ ہم پایہ ملک باختر ہوگیا بلکہ باختر سے بہتر ہوگیا کہ وہ پہلا خروج
خداوند کا تھا جو ملک باختر سے ہوا تھا اور یہ دوسرا خروج ہے لوگ مشتاق لقا ہو ہو کے چلے جس وقت سواری
شہر میں پہونچی ہے تو دو رویہ لوگ کھڑے تھے اور سجدے کر رہے تھے دعائیں مانگ رہے تھے کوئی کہتا تھا یا خداوند میرا
باپ مرگیا ہے اُس نے اپنا مال نہیں بتایا وہ تونگر تھا اور میں محتاج ہوں مجھے اُس کے مال کا نشان بتا دیجیے کوئی کہتا
تھا کہ میرے لڑکے کو زندہ کر دیجیے میں اسے بہت دوست رکھتا تھا لقا سب کو تسلی دیتا ہوا چلا جاتا تھا اسی صورت
سے ایوان شاہی میں داخل ہوا اب لقا تو آکر تخت پر بیٹھا اور ضحاک شاہ پیچھے کھڑے ہو کر مگس جنبانی کرنے لگا
سب مودب ہوکے بیٹھے لقا نے کہا کہ اُس قیدی کو اپنی دختر سمیت منگاؤ میں اُس کا دل تمہاری طرف سے پھرا ہوا ہے
تو رجوع کر دوں گا ضحاک نے حکم دیا کہ لاؤ قیدیوں کو داروغہ زندان چلا ملکہ مہر روشن تن اور شاہزادہ طیمور
کو قید خانہ سے لایا ان دونوں حسرت زدوں نے جانا کہ ہمیں قتل کرنے کو بلایا ہے طیمور نے ملکہ سے کہا کہ تم اپنی جان کیوں
دیتی ہو میری محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میں تجھے اپنے ساتھ کشتی پر بٹھا کے لائی تھی نہ میں تجھے
لاتی نہ تو اس عذاب میں مبتلا ہوتا خدا نے تو تجھے بچا دیا تھا اب تو میرے باعث سے گرفتار بلا ہوا وائے ہو مجھ پر کہ میں
اپنی جان بچاؤں اور تم کو قتل ہو جانے دوں یہ بات مروت و محبت سے دور ہے القصہ جب دونوں عاشق و معشوق
دربار بادشاہ میں پہونچے اور نظر طیمور کی لقا پر پڑی لاحول کہہ کے منہ پھیر لیا ضحاک کو تو غصہ آیا لیکن لقا
ہنسنے لگا اور کہا اے بندۂ من تو نے خداوند کو شیطان بنا دیا کہ صورت دیکھکر تو لاحول پڑھتا ہے خبردار کہ ابھی تجھے
غارت کر دوں طیمور نے کہا کہ او ملعون کیا آپ ہی تیری تو وہی ہے کہ دادا صاحب کے خوف سے ملکوں ملکوں بھاگتا پھرا
تو بودا تیرے پرستار بودے دیکھ تیرے پرستار ضحاک نے مجھکو عیار سے منگوا کر قتل کا حکم دیا ہے یہی شان مردی و
مردانگی ہے جو سات لاکھ کی فوج کا مالک ہو کے ایک نفس سے اس کو ایسا خوف ہوا کہ عیار کے ذریعے سے اس نے اسیر کرایا
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سردار اس کے یہاں لائق مقابلہ نہ تھا یہ کلمہ سنتے سردار وہاں کے تیور بدل ہوئے کہنے لگے کہ اسے
بادشاہ اسے رہا کر دے ہم سے یہ طعنے نہیں سنے جاتے ضحاک شاہ نے کہا کہ اگر اسے رہا کر دوں گا تو پھر یہ گرفتار نہو سکے گا
طیمور نے کہا کہ اگر تجھکو ہوس مقابلہ ہے تو پہلے مجھسے آنکھ ہی لڑا کے دیکھ لو ابھی معلوم ہو جائے گا ایک پہلوان نے آنکھ سے
آنکھ ملائی نام اُس کا ہیولان فیل کش تھا نہایت زبردست سردار تھا جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی تیورا کے گرا اور بیہوش
ہو گیا یہ دیکھکر ضحاک کے اوسان جاتے رہے کہ واقع میں اگر یہ رہا ہوا تو اس سے کون مقابلہ کر سکے گا جس کی آنکھ
تلوار کا کام کرتی ہے اُس کی تلوار کون اٹھا سکتا ہے لیکن لقا نے کہا کہ اے بندۂ من میں نے تجھکو وہ زور و طاقت
عطا کی ہے کہ کیا تاب ہے کسی کی کہ تم سے مقابلہ کر سکے مگر اب تجھکو چاہیے کہ پہچان اپنے خداوند کو اور جو کچھ میں کہوں

اُسے قبول کرو یہی تیرے حق مین بہتر ہوگا طیمور نے کہا کہ ملعون کیا جھک مارتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو مرے پر بھوت
ہوگیا ہے مین بھوت سے نہین ڈرتا ہون مثل مشہور ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے اُسوقت لقا نے قلمدوات
طلب کیا فوراً قرطاس وقلم دوات حاضر ہوئی لقا نے کہا کہ اے ضحاک دیکھ مین ابھی اس کو تیرا مطیع بنائے
دیتا ہون تو تماشہ میری قدرت کا دیکھ یہ کہکر سب کی طرف سے آڑ کر کے لکھا کہ اے شہریار مین لقا نہین ہون بلکہ
آپ کا غلام شاہور ہون جو کچھ مین لکھتا ہون اُسے قبول کیجیے کہ مناسب وقت یہی ہے آپ سجدہ سے انکار کیجیے گا
اور قتل خداپرستان کا عہد ضحاک سے لے لیجیے گا اور بظاہر اس کی اطاعت کر لیجیے یہ لکھکر دیدیا اور کہا کہ اے
بندۂ من دیکھ اسے تیرا دادا اور پردادا اور سکڑدادا وہان سب میرے پاس تھے اور جو مین کہتا تھا وہ کرتے
تھے اب تو مجھ سے روگردانی نکر اور اس نوشتہ کو دیکھ کہ یہ نوشتۂ قدرت ہے اور ساتھ نوشتہ قسمت جان طیمور
نے جو دیکھا بے اختیار ہنسی آگئی کہا کہ بہتر مجھے قبول ہے اہل دربار حیران ہوگئے کہ ایسے وحشی کو خداوند نے ایک
آنکھ مین رام کر لیا یہ سوا خداوند کے دوسرے کا کام نہ تھا ضحاک نے تو قدم لئے کہ واہ خداوند اسی سے
تجھے جاگتی جوت کا خداوند کہتے ہین لقا نے کہا کہ اے طیمور ملکہ کو مین نے تجھے دیا اب تجکو چاہیے کہ ضحاک
کی اطاعت کر یہ تیرا بزرگ ہوا طیمور نے کہا مجھے کوئی عذر نہین ہے سوا اس کے کہ مین تجھے سجدہ نہ کرون گا اور کسی
خداپرست کو قتل نہونے دون گا لقا نے کہا کہ یہ تو میرے خاندان کا دستور ہے ہمنے بھی حمزہ اور اولاد حمزہ سے
سجدہ معاف کیا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید کاٹ دین بس یہ سنتے ہی طیمور نے قید کو توڑ کے پھینک دیا ملکہ کی قید بھی
دور ہوئی لقا نے کہا کہ جاؤ ملکہ کو لے کے باغ مین چلے جاؤ طیمور تو اُسیوقت ہنستا ہوا باغ کی جانب روانہ ہوگیا ملکہ
حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے طیمور سے پوچھا کہ آپ یا تو بڑا بھلا کہتے تھے یا اطاعت کرلی یہ کیا معاملہ ہے فرمایا کہ دو دن کا
جب باغ مین پہونچے تو انھین جلیسین ملکہ کی یاقوت وریحی تھین کہ اب کچھ دیر مین خبر آتی ہوگی کہ ملکہ قتل ہوگئی یا حیرت
مین آگئین اور خوش ہو کے دوڑین بلائین گردان ہوئین کہ ملکہ کیونکر رہا ہوئین شاہزادہ کو دیکھکر اور بھی تعجب ہوا کہ اگلی
جان کیونکر بچی شاہزادہ نے ملکہ سے بیان کیا کہ یہ جو لقا بنا ہوا ہے یہ میرا عیار ہے اب تم اطمینان رکھو ملکہ تعجب مین
آگئی اور دل آرا وزیرزادی کو اشتیاق پیدا ہوا کہ یہ کیسا عیار ہے کہ خداوند بن گیا اور کوئی اسے پہچان نسکا
اب یہ دونون تو یہان مصروف عیش وعشرت ہین اور وہان لوگون نے روپیہ اشرفیان جواہر حسب حیثیت نذر کرنا
شروع کیا سامنے تخت لقا کے انبار ہوگیا جب لوگ نذرین گذران چکے تو لقا نے ضحاک شاہ سے کہا کہ اب
تم خروج کی تیاری کرو اور ہم جاتے ہین جس وقت تمہارا لشکر تیار ہو جائے گا اُسوقت ہم آجائین گے ہین بہشتون کا
انتظام فرعون شاہ ور زبرجد شاہ کے سپرد کرنا ہے اور یہ جو کچھ نذرانہ ہمارے بندون نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے
اس سب کو ہمنے قبول کیا اسے فلان دامن کوہ مین امانت رکھوا دو خبردار اس مین سے ایک حبہ تلف نہونے پائے
کہ یہ حق اُن فرشتگان مقرب کا ہے جو ہماری خدمت کیا کرتے ہین ضحاک شاہ نے سب اسے دامن کوہ مین رکھوا دیا
لقا اُٹھ کر جانب صحرا روانہ ہوگیا جسوقت تنہائی مین پہونچا تو اس نے جاکر بڑا سا گڑھا ایک درخت کے نیچے کھودا اور
سب مال واسباب لاکے اسی گڑھے مین دفن کردیا اور نشان قائم کرکے آپ جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہان تو
خروج کی تیاری ہونے لگی فوجین تیار ہوئین قواعد کی جانے لگی وردیان نئی نئی بننے لگین اور وہان شاہزادہ
باغ مین ملکہ کے ساتھ عیش مین مصروف تماشا دیکھ رہا تھا عاشق ومعشوق پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عجب
شاہور صورت ایک کلاونت بچے کی بن کے پہونچا زیر دیوار باغ بیٹھکر ملعین گانا شروع کیا آواز جو شاہور کی
کان مین طیمور کے پہونچی بیچین ہو کے ایک کماری سے کہا کہ دیکھ تو دیوار باغ کے نیچے یہ کون گا رہا ہے اسے بلالا ملکہ نے
کہا کہ یہ تمہین کیا ہوا ہے یا تو پردے کی تاکید کرتے تھے یا محرم کو اندر بلائے لیتے ہو زنانہ تم نہین جانتی ہو اس سے بولا

کیسا یہ میرا بھائی ہے ملکہ نے کہا کیا تو بھی تم گویئے ہو خدا کے لئے الگ ہٹ کے بیٹھو طیمور نے کہا کہ اے ملکہ سامنا
کہاں کے ذات پوچھتی ہو ملکہ نے کہا مین کاہے کو ایسا جانتی تھی دل آرا نے کہا کہ ملکہ آپ بھی کیسی باتین کرتی ہین خاندان
عمرو مین کون ایسا ہے جو گانا نہین جانتا اور اولاد عمرو کو اولاد صاحبقران اپنا عزیز سمجھتی ہے وہ ان کا عیار ہے جیسے
بھائی لیتے رہین کہاری باہر باغ کے آئی اور کہا کہ چلو تمکو ہمارے ولی نعمت نے یاد کیا ہے جواب دیا کہ مین نہ جاؤن گا
کہاری نے آکے اسی طرح کہدیا اسوقت شاہزادے نے کہا کہ بہت بڑا کام کیا ہے اسی پہ یہ نازکرتا ہے اے دل آرا
تو جا اور بلا لا دل آرا نے کہا مین نجاؤن گی مین سن چکی ہون کہ یہ عیار نہایت شریر ہوتے ہین مجھے ستائین گے طیمور
نے کہا کہ اطمینان رکھو سوا تمہاری شرارت کے وہ تجھے ہاتھ نہ لگنے دیگا تو دل آرا گئی جب نظر جو شاہور کی دل آرا
اپر پڑی وہین ہوگیا دل آرا نے کہا کہ چلو ملکہ یاد کرتی ہین انعام دین گی شاہور نے کہا کہ اگر ملکہ تمہین انعام مین دیدین
تو کیا مضائقہ ہے دل آرا نے کہا یہ خوش درست ہے شاہور نے کہا کیا تم جیسا ہی ہو دل آرا نے کہا مین اچھی ہون یا
بری اپنے واسطے ہون شاہور نے کہا کوئی اپنے واسطے نہین ہوتا ہے دنیا کا دستور ہے کہ عورت مرد کے لئے اور مرد
عورت کے لیے دل آرا عاجز آکے کہنے لگی کہ اسی واسطے مین نہین آتی تھی تو آجا ہے نہ آ مین تو جاتی ہون یہ کہکر
بگڑکے چلی شاہور اٹھا کہ جاتی کہان ہو ٹھہرو تو سہی دل آرا بھاگی اور شاہور پیچھے دوڑا دل آرا بھاگ کے ملکہ
کے پیچھے جا چھپی شاہور نے پہونچتے ہی ملکہ کو سلام کیا اور کہا کہ دیکھیے یہ عورت میرے چٹکی لے کے بھاگی ہے مین بھی
اس کے چٹکی لون گا ملکہ نے کہا کیون دل آرا یہ کیا حرکت تھی یا تو جاتی نہ تھی گئی تو یہ شرارت کی تجھے غیر مردوے
سے شرم بھی نہ آئی دل آرا نے کھسیانی ہوکر کہا کہ ملکہ ہاتھ تو مین جب نے اس کے چٹکی لی ہو خدا بچائے ایسے مردوے
سے جو دل سے ایسی تہمتین لگاتا ہے مین ایسا بھی نہ جانتی تھی شاہور نے اپنا داہنا گال مین چٹکی لے کے
ملکہ کو دکھایا کہ دیکھیے یہ نشان ہین پیا اس زور سے اس نے چٹکی لی ملکہ نے کہا سچ تو کہتا ہے تو بڑی شوخ دیدہ ہے طیمور
نے کہا اے شاہور یہ وہی مثل ہوگئی کہ چوسے ہی گال کا نا ابس زیادہ نہ ستاؤ اب کچھ گانا سناؤ شاہور نے کہا کہ ابتک
کوئی گویا نہین ہوا آپ نے یہ نہ پوچھا کہ تجھپر کیا گذری گانے کی فرمایش کر بیٹھے طیمور نے کہا جو گذر گئی اس کا ذکر
بیکار ہے آئندہ کی فکر چاہیے شاہور نے بیٹھکر یہ غزل شروع کی غزل

آجتک ہی تو مجکو دم رحلت نہین آئی
کہتے ہین کہ ہم غیر کے پہلو میں جو بیٹھے
اک پھول سے بھی بوسے کی نوبت نہین آئی
جب اُس سے کیا وعدہ دیدار کا شکوہ
لب پر مرے جو مین کے شکایت نہین آئی
پہلو مین وہ بیٹھے مرے قابو مین جو آکے
یون پھیر مین ظالم کوئی قسمت نہین آئی
وہ چلے جو وہ سکے مجھ دل کو تسلی
وہ قہر ہوا آنے مین قیامت نہین آئی

مارا ہمین پہلے تو محبت نہین آئی
تم آئے نہ کیون تمہین غیرت نہین آئی
اندوہ والم درد و قلق حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہین آئی
سیپے ہی لئے زیر ہوئی گردش گردون
پھر دن مرے قابو مین طبیعت نہین آئی
خنجر سے اشارہ یہ اداؤن کا چلا بھی
یاد او شرارت دم رخصت نہین آئی
بھولے ہی سبب ہم شب وعدہ ہیں ہم شکل

یاد اس کو کبھی کچھ مری الفت نہین آئی
اب کہتے ہین کیون مجکو مروت نہین آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق مین دیکھا
سب آگئے صبح شب فرقت نہین آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید و تمنا
سینہ مین سے جینے کی نوبت نہین آئی
برگشتہ ہوا دل عشق مین جیسی مری تقدیر
کہتی ہے قضا یہ کہ اجازت نہین آئی۔
مردون کو تو ہو جائے کہین حشر کا دھوکا
ان یاد کمال ان کی شکایت نہین آئی

اسی طرح دو چار غزلین شاہور نے ہی مزے سے گائین۔ دل آرا بھی ایس پس کی انکھیون سے دیکھ دیکھ کے مسکرا
کی ملکہ نے نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ تجھے کیا انعام دون جو کچھ دون وہ کم ہے شاہور نے عرض کی کہ جو کچھ دیجیے
وہ بہت ہے اس شہریار کے تصدق مین سب کچھ ہے کسی چیز کی کمی نہین ہے مین نے خداوند بین کے ہاتھ کچھ پیدا
کر لیا جو ہاں اکیلے جی گھبرائے گا تنہائی کے بہلاوے کی ضرورت ہے ملکہ سمجھ گئی کہا خیر دیکھا جائے گا اطمینان رکھو

شاہور نے سلام کیا دل آرا نے کہا یہ کیا سمجھتا ملکہ نے کہا کہ وقت آئے گا تو کھل جائے گا دوسرے روز
شاہور نے کہا کہ مین ذرا شہر کی سیر کو جاتا ہون طیمور نے کہا کہ اے شاہور نسیم گردپا نہایت ہوشیار
عیار ہے ایسا نہو کہ اُس پر تمھارے آنے کا حال کھلجائے تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا شاہور نے کہا اے شہریار
اس نے بڑا دھوکہ دیا ہے جبتک مین اسے زک نہ دے لون گا مجھے قرار نہ آئے گا فرمایا تمھین اختیار ہے مگر ذرا ہوشیاری
سے کام لینا عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیے یہ کہکر شاہور نے باغ سے نکلکر صورت اپنی بدلی اور شہر کا راستہ لیا چاندنی
چوک اور چوہڑ کا بازار بہانے وغیرہ کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک کوچہ کی طرف سے گذر ہوا اس طرف سے یہ جاتا تھا
اور اُس طرف سے ہتر نسیم گردپا آتا تھا نسیم نے جو ایک نئے آدمی کو دیکھا پوچھا تو کون ہے شاہور نے کہا کہ مسافر
ہون بس نسیم سمجھ گیا کہ ہو نہو یہ شاہور ہے کہا ارے پکڑنا اسے یہ عیار ہے چند شاگرد نسیم کے ہمراہ تھے کمندے لیکے
دوڑے شاہور نے کچھ عیاری کر کے کھینچا اور لڑنا شروع کیا جس کو جست کر کے تھپڑ مارا اُسے خاک پر گرا دیا جب
زیادہ شور و غل ہوا اور لوگ بہت سے دوڑ پڑے تو شاہور جست کر کے ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچ گیا ساتھ
ہی نسیم گردپا نے بھی جست کی اور یہ بھی بالاے بام پہونچا آواز دی کہان جاتا ہے مین آ پہونچا شاہور اس کوٹھے سے
اُس کوٹھے پر اُس کوٹھے سے اس کوٹھے پر اسی طرح جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے ساتھ ساتھ نسیم گردپا بھی
چلا آتا ہے ایک مقام پر دیکھا شاہور نے کہ زیر دیوار ایک گڑھا ہے لیکن چوڑی بہت ہے اور سوا پھاندنے کے کوئی چارا
بھی نہ تھا کہ نسیم تعاقب مین چلا ہی آتا تھا بس شاہور نے آنکھین بند کر کے جو جست کی تو گڑھا سے پرے گرا نسیم گردپا
نے بھی جست کی ہنوز یہ زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ شاہور نے پیچھے سے دھکا دیا نسیم اچکا جھکنے کی وجہ سے کنارہ
نہ پہونچ سکا بیچ ہی مین گر پڑا غوطہ کھایا شاہور ایک گلی سے ہو کے روانہ ہو گیا اور جاتے جاتے ایک حمام کے دروازے
پر پہونچا حمامی سے کہا مین نہاؤن گا حمامی نے کہا کہ آئیے تشریف لائیے شاہور اندر حمام کے گیا اور وہان دیکھا کہ حمامی
ایک ہی ہے کہا کہ کوئی کھیسہ کرنے والا بھی ہے حمامی نے کہا کہ مین تو بہت سے لیکن اسوقت کوئی نہین ہے شاہور نے
کپڑے اتارے اور کہا کہ بیسن لا حمامی کھیسہ لے کے آیا شاہور نے ناک حمامی کی پکڑ کے مروڑ دی یہ غریب تو بیہوش ہو
شاہور نے اُسے کسی گوشہ مین چھپا کے کچھ کپڑے وغیرہ اس پر ڈالدئے اور آپ حمامی کی شکل بن کر دروازے پر آکے
بیٹھ رہا کہ مردا مے گا تو گورستان ہی مین آئے گا وہان نسیم گردپا غوطے کھاتے کھاتے مشکل گڑھا سے نکلا اتنے مین
دو ایک شاگرد بھی آ گئے نسیم گردپا نے کہا کہ خیر اگر آیا ہے تو بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائے گا یہ کہتا ہوا کیچڑ مین لت پت
حمام کی تلاش مین چلا یہان سے قریب ہی حمام تھا جہان پہلے ہی شاہور حمامی بنا بیٹھا تھا نسیم گردپا اسی حمام مین آیا کپڑے
اتارے حمام مین داخل ہوا اور اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ جا کے مکان سے کپڑے لے آ ادھر حمامی نے بیسن لا کے
سر مین منہ مین تمام جسم مین ملدیا اور آپ حمام سے نکلا اُسی شاگرد کے پیچھے پیچھے مکان نسیم گردپا کی جانب روانہ ہوا راستے
مین صورت اپنی بدل ڈالی پہلے شاگرد اصلی نسیم کا مکان پر پہونچا اور پکارا کہ استانی جی استاد کے کپڑے دیجیے
جو والی کی نہایت بد مزاج تھی بولی کہ آخر کپڑے کیون مانگے مین رات کو مواکہان رہا ہے اس لئے ہین کہ کپڑون کی نگہبانی
کرین اور وہ اپنا منہ کالا کرنے کو کہین اور جائے اُس نے کہا کہ استاد حمام مین ہین اور مجھے نہین معلوم وہ اندر سے
بولی کہ جا دور ہو کپڑے نہین ملین گے یہ تو دلگا رہا تھا شاہور کا موقع ملا بڑھ کے عرض کی کہ مجھے بھیجئے وہ ایک کلوار کی
بیٹی پر مرتے ہین وہین رات بھر رہتے ہون گے کہا بیٹا تو سچ کہتا ہے اور یہ موا معلوم ہوتا ہے کہ کہتا ہے وہ نہین بتاتا ہے مین
اُن کے سب کپڑے دیے دیتی ہون تو لے جا اور اُس سے کہنا کہ اب خبردار میرے گھر پر نہ آنا جہان تیرا جی چاہے
وہان رہ مین بادشاہ کو عرضی دے کر آدھی تنخواہ لے لون گی آدھی تنخواہ جانے اور تو جانے چاہے اپنی خالہ کو دے
چاہے آپ صرف کر یہ کہکر پورا صندوق کپڑون کا لا کے دیدیا پہلا شاگرد تو گڑ بڑ کے پہلے ہی چلا گیا تھا کہ جا کر استاد سے

کہون گا کہ استانی کپڑے نہین دیتین شاہور کو موقع ملا یہان سے کپڑون کا صندوق لے کر باغ ملکہ کی جانب روانہ
ہوا وہان سیر اور منہ مین نسیم کے جو بیسن ملا تھا وہ نورا تھا تھوڑی دیر مین جو نسیم نے سر ملنا شروع کیا
جتنے بال تھے سب ہاتھون مین الجھ گئے پلکین بھوین سب گر گئین چار ابرو کا صفایا ہوگیا اب تو اس نے کہا کہ ہائو
حامی کو یہ اس نے کیا غضب کیا شاگرد اس کے حامی کو تلاش کرنے لگے ادھر حامی کو ہوش آیا یہ جو گوشۂ حمام سے باہر آیا
تو شاگردان نسیم گردپا نے پکڑ کے مارنا شروع کیا کہ کیون بے یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے اُستاد کے سر مین
بیسن کی جگہ نورا لگا دیا حامی فریاد کرتا تھا اور یہ ظالم سنتے نہ تھے اُسے پیٹے جاتے تھے نسیم گردپا نے کہا کہ اسے
میرے سامنے لاؤ جسوقت حامی سامنے آیا تو نسیم گردپا نے پوچھا کہ بتا یہ بیسن تو نے کیسا ملا تھا حامی نے
کانون پر ہاتھ دھرے کہ حاشا مین آگاہ نہین مین نے تو نہ ایسا ملا نہ بیسن ملا وہ کوئی اور ہوگا ایک شخص
نہلانے کو آیا تھا اُس نے میری ناک دبا دی پھر مجھے ہوش نہین اسوقت ہوشیار ہوا تو یہ لوگ مجھے مارنے لگے
نسیم گردپا نے کہا کہ ہو نہو یہ شاہور ہی ہو سوا اُس کے یہ دوسرے کا کام نہین پھر شاگردون سے کہا کہ خیر
جانے دو جو شاگرد کپڑے لینے گیا تھا اُس نے آکر کہا کہ استانی جی خفا ہوتی ہین کپڑے نہین دیتین نسیم گردپا نے
ایک شاگرد کے گھر سے کپڑے منگا کر پہنے اور وہان سے گھر مین آیا بیوی نے جو دیکھا کہ چار ابرو کا صفایا ہے
صورت نہ پہچانی لکڑی لے کے دوڑی کہ موئے نکل تو کون ہے جو میرے گھر مین گھس آیا نسیم گردپا نے کہا
کہ ارے مین ہون اس نے آتے ہی دو تین لکڑیان جمائین جب نسیم گردپا نے اپنی آواز پہچنوائی تو اس نے
کہا کہ بھڑوے یہ کیا شکل بناکے آیا ہے نکل میرے گھر سے نسیم گردپا نے کہا کہ ارے کیون شور کرتی ہے میری
مصیبت تو سن کہ شاہور عیار نے پہلے تو مجھے گڑھا مین گرایا بعد اُس کے حامی بن کے میرے سر مین نورا ملا یا
جس سے بال گر گئے تھے کپڑے نہ بھیجے مین ایک شاگرد کے کپڑے پہن کے آیا ہون بی بی نے کہا کہ مین تو سب
کپڑے بھیج چکی ہون تیرے شاگرد نے کہا کہ وہ کلوار کی بیٹی کے یہان ہے نسیم نے کہا کہ ارے معلوم ہوا
کہ وہی میرا شاگرد بن کے آیا اور اپنی استادی ختم کر گیا درزی کو بلوا کے کپڑے اسی وقت سلوا کر پہنے اور دربار
روانہ ہوا کہ وقت دربار کا تھا لیکن کسی قدر دیر ہوگئی بادشاہ کے سامنے جو گیا اور ضحاک شاہ نے یہ
صورت اُس کی دیکھی کہا کہ یہ کیا ہوا نسیم گردپا نے کہا کہ عیار طیمور نے میری شکل بنائی بادشاہ نے کہا کہ
جا نکل جا میرے گھر سے جب وقت اُس سے بدلا لے لینا تو صورت دکھانا ورنہ شکل نہ دکھانا یہ تو دربار سے
نکالا گیا اور وہان شاہور صندوق کپڑون کا لئے ہوئے باغ مین پہونچا اُسوقت شاہزادہ اور شاہزادی
دونون کھانا کھانے بیٹھے تھے شاہور نے صندوق لیجا کے سامنے رکھدیا اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے
ایسی زک دی ہے کہ وہ دونون کو تو یاد کرے گا اور سارا واقعہ بیان کیا دونون خوب ہنسے اور کہا کہ تم اپنے
وقت آگئے آؤ کھانا کھاؤ تو شاہور کھانا کھانے بیٹھ گیا جب کھانا کھا پی کے فراغت ہوئی تو خیال آیا کہ اے شاہور تو
تو اتنی بڑی زک دے کے آیا ہے نسیم گردپا ضرور تیری تلاش مین آئے گا اب اس مقام پر زیادہ قیام کرنا
اچھا نہین ہے اتنے مین کچھ ہرکارے جو ملکہ کی جانب سے متعین تھے انھون نے آکے خبر دی کہ نسیم عیار
بادشاہ سے قول کر کے چلا ہے کہ مین شاہور شیر دل کا سر لینے جاتا ہون بس یہ سنتے ہی شاہور نے طیمور
سے کہا کہ یا تو وہ ملعون میرا اپنی سر لیجائے گا اور یا مین اسی کا سر لاؤن گا یہ کہکر باغ سے نکل کر شہر کی جانب روانہ
ہوا ادھر سے نسیم عیار شاہور کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہے لیکن اول حال شاہور کا سنئیے کہ اس کے خیال
[مین] آیا کہ لطف تو جب ہے کہ یہ مجھکو سارے زمانے مین ڈھونڈھتا پھرے اور مین اسی کے گھر مین قیام کرون اسکے ذہن مین
[آیا] کہ جب مین کپڑے چرانے گیا تھا تو کلوار کی دختر کے ساتھ نسیم کا عشق بیان کر آیا تھا اب کسی کلوار کی دختر کو تلاش

کرنا چاہیے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک سانولی سی عورت ماتھے پر ٹیکا سفید ورکا دیا ہوا مانگ میں سیندور
بھرا ہوا سپوریاں ہاتھوں میں پہنے ہوئے عجب نشیلی ادا سے دیکھ رہی ہے شتاہور نے کہا اسکو لینا چاہیے یہ تصور کرکے
شام ہو چکی تھی کتے کی چال چل کے اس کی دوکان میں ہوتا ہوا کوٹھری میں گھس گیا کلوارن دوڑ دوڑ کرتی
ہوئی دوڑی چلی رہی کوٹھری میں پہونچی آپ چپٹ سے لگے کھڑے تھے کلوارن کی ناک مسل دی وہ تو بیہوش ہوئی
بس جلدی سے پشتارہ اسکا چادر عیاری میں باندھا اور رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی نسیم عیار کی بنائی اور پشتارہ
دوش پر لاکے جانب مکان نسیم گرد یار روانہ ہوئے گھر میں آتے ہی پشتارہ کونے میں رکھدیا بی بی نے کہا کہ خیر تو دشمن کو
مر لینے گئے تھے کیسا سب یہی کو ہاتھ لگا آئے اور اتنی جلدی لے آئے کہ ابھی گئے تھے اور ابھی آگئے شتاہور نے
کہا کہ بی بی اسے نہ کھولنا اس میں ایک راز ہے میں اب دشمن کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر مکان سے نکلکر چلے ادھر زوجہ کو
نسیم کی یہ شبہہ ہوا کہ کہیں یہ بھڑوا اسی کلوارن کے مکان پر جاتا ہو اس کے یہاں ایک مرد ضعیف رہتا تھا کہ نام اسکا
محمدو تھا اس سے کہا کہ اے محمدو جاکے دیکھ تو آ کہ یہ بھڑوا کہاں گیا ہے یہاں محمدو نے پیچھا پکڑ کے چلے دیکھا شتاہور
نے کہ بڈھا میرے پیچھے آتا ہے یہ بڈھے کو دیکھکر عام راستہ چھوڑ کے سناٹے کی طرف چلے اور ایک دیوار کے سایہ میں چھپ کے
کھڑے ہو لئے بڈھا دوڑتا ہوا آیا کہ دیکھوں یہ کہاں گیا ہے کہیں کسی مکان میں نہ گھس جائے تو پھر معلوم بھی نہ ہوگا بیچارہ
جلدی جلدی دوڑتا کہ اس کو بی بی کا بھی خوف لگا ہوا تھا جیسے ہی دیوار کے سایہ کے پاس پہونچا آپ نے جناب بیہوشی مارا کہ
بڈھا بیہوش ہوکے گرا آپ نے اس کے کپڑے اتار کے پہنے اور محمدو کو برہنہ کرکے ڈالدیا اور وہاں سے محمدو کی شکل
بنکر اندر مکان کے آئے بی بی نے کہا دیکھ آئے کہا ہاں دیکھ آئے ذرا اس گٹھری کو تو کھولو تمھاری تو وہی مثل ہوئی کہ ع
یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم | آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردیم | وہ کلوارن ہی جسکا تمہیں شبہہ تھا اس گٹھری میں بندھی ہوئی ہے سنا تھا
کہ اس پر شتاہور بھی عاشق ہوگیا ہے اسے خیال ہوا کہ ایسا نہو وہ اسے بھگا لیجائے تو تمھارا شوہر تمھارے خوف کے مارے اسکو
گٹھری بنا کے رکھ گیا ہے اور اب دشمن کی تلاش میں گیا ہے یہ سنتے اسکو غصہ آیا گٹھری کے پاس آئی گٹھری کو کھولڈالا اور کلوارن
کو نکالا ہوا لگتے ہی کلوارن کو ہوش آیا حیران تھی کہ یہ میں کہاں نسیم کی بی بی نے کہا کہ حرامزادی چھنال تو نے ہمارا گھر بگاڑا
ہے تو دیکھ ہم تیری کیا گت بناتے ہیں یہ کہکر جوتیاں مارنا شروع کیا خوب پیٹا اور کوٹھری میں بند کردیا میاں محمدو نے اور
کٹنے پر نمک مرچیں چھڑکیں جس سے یہ آگ بگولہ ہوگئی لیکن نسیم کا حال سنیے کہ یہ جو تلاش میں شتاہور کی روانہ ہوا تھا تو
پہلے باغ میں پہونچا شتاہور نے وہاں اپنی صورت پر ایک خواص کو ملکے بناکے چھوڑ دیا تھا وہ خواص بیچاری پیشاب
کی غرض سے جا رہی تھی نسیم راستے میں ملتے کمند کے پھانسے بیٹھ گیا جیسے ہی وہ اس طرف سے گذری اس نے ملتے
کمند کے کھینچ لئے اور پکڑ کے اس کا سر کاٹا اور سر لئے ہوئے خدمت میں بادشاہ کی خوشی خوشی روانہ ہوا راستے میں ہاتھ
خون سے آلودہ ہوگئے ایک کنوئیں پر بیٹھ کے ہاتھ دھوئے اب جو سر اٹھایا اور پانی اس سر پر ٹپکا تو رنگ و روغن
چھوٹا اسکو شبہہ ہوا تو اس نے سارا سر دھو ڈالا اب دیکھا تو ایک حبشن کا سر ہے اس نے سر تو وہیں پھینکا اور دل میں پشیمان ہوا
کہ اب نسیم بڑا دھوکا کھایا اب یہ وہاں سے اور طرف تلاش کرتا ہوا چلا یہانتک کہ تمام زمانے میں تلاش کرکے تھک گیا تو گھر کی راہ
لی کہ خیر آج نہ ملا تو نہ سہی کل دیکھا جائیگا آخر یہ بھاگ کے میرے ہاتھ سے جائیگا کہاں لیکن گھر میں جو آتا ہے تو واہ وا یہاں کے
اور ہی رنگ دیکھے کہ بی بی غصہ میں جوتی لیے بیٹھی ہے نسیم نے کہا کہ ہوئے تم غصہ میں کیوں ہو بیٹھی ہو بی بی نے کہا کہ کیسے اپنی ماں کو لاکر
اور کلوارن کو نکال کے سامنے کیا نسیم حیران ہوا کہ یہ کہاں سے آگئی یہ غصہ میں کہنے لگا کہ میں واقف نہیں کہ اسے کون
لایا بی بی نے کہا ہاں موذی کا ہے کے آپ ہی تو تھی رنڈی کے یہاں رہ گیا تھا اب کہتا ہے کہ میں واقف نہیں اے محمدو کیا
دیکھتے ہو مار و مردے کو اس نے مجھے جلا جلا کے خاک کردیا محمدو نے کھٹکا اتارا ادھر بی بی جوتی لے کے بی مار پیٹ
ہونے لگی محمدو کا جو ہاتھ پڑتا تھا نسیم کی چندیا پلی جاتی تھی دل میں کہتا تھا کہ چپت میں بڑی خوشبو ہے یہاں ابھی یہی ہے

ہو رہی تھی کہ وہاں محمد واصل کی آنکھ کھلی اپنے کو برہنہ پایا اُٹھ کے بھاگے بڑبڑاتے جاتے تھے کہ اس چھوکرے کے
ہاتھوں میں ذلیل ہوا اتنے میں نسیم کی ٹوہ میں آتا نہ میرا یہ حال ہوتا یہ اُسی طرح ننگا ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے گھر میں
چلا آیا یہاں دیکھا تو ایک شخص میری صورت کا اور کھڑا ہوا اُدھر نسیم اور اُس کی بی بی نے دیکھا کہا ارے یہ دونوں محمد و
ہیں یہ کیا ماجرا ہے جب نسیم سمجھ گیا کہ یہ جو ننگا آیا ہے یہ محمد واصل ہے اور یہ جو پہلے سے کھڑا ہوا تھا ان لگا رہا تھا یہ شاہور ہے جب
نسیم نے تلوار کھینچی اور کہا کہ او حرامزادے غضب کیا تو نے کہ میری بی بی کو بہکایا میرے گھر کے اندر چلا آیا اب
میں تجھے کب چھوڑتا ہوں شاہور نے بھی نعرہ کیا اور کچھ عیاری کرتے کھینچ کے آواز دی کہ دیکھ عیاری اس کا نام ہے
تو دھوکا دے کے طیموس کے پکڑ لانے پر اتنا فخر کرتا تھا میں نے تیری کیا کیا گت لگائی ہے اب ان دونوں میں کچھ چلنے
لگا بی بی نسیم کی بھاگ کر گوشہ مکان سے تماشہ لڑائی کا دیکھنے لگی ان دونوں میں کچھ چل رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
بجلیاں کوندرہی ہیں نگاہ نہ ٹھہرتی تھی جب اس نے ہاتھ مارا وہ بانسوں اُڑ گیا جب اُس نے ہاتھ مارا یہ اُڑ گیا اسی دوبدل
میں شاہور نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ دیر ہو جائے اور اور لوگ بھی آجائیں تو پھر نکلنا دشوار ہوگا اب کام اس مردود کا
تمام کرنا چاہیے یہ سوچ کے شاہور نے جست کے سر کی تاک کے جو کھینچ کر ہاتھ مارا نسیم کے دو ٹکڑے ہوئے لاش
پھڑکنے لگی بس شاہور نے جلدی سے سر نسیم کا کاٹا اور دیوار مکان کی پھاند کر بھاگا اُدھر کو اُس نے بھی سر پہ پاؤں
رکھ کے بھاگی کہ میں نے مفت میں جوتیاں کھائیں یہ وہی مثل ہے کہ گھوڑے لڑیں اور موچی کا زین ٹوٹے
بیچ غریب نے کیا کیا تھا یہ تو اپنی دوکان کی طرف روانہ ہو گئی اور یہاں بی بی نسیم کی لاش کے ٹکڑے جمع کر کے
رونے لگی یہاں محمد و بی کرنے بسور رہے تھے لیکن شاہور کی شیر دلی دیکھئے کہ رات کا وقت تھا مکان کے
اندر کی لڑائی تھی ابھی یہ خبر مشتہر نہ ہونے پائی تھی بس اس نے مکان سے باہر آکے صورت اپنی نسیم کی بنائی
اور سر نسیم کو اپنی صورت بنا کر ہاتھ میں لیا اور پائے شاطری اٹھاتا ہوا جانب بارگاہ ضحاک شاہ خود پسند روانہ
ہوا وہاں دربار برخاست ہونے ہی کو تھا کہ نسیم پہونچ گیا اور سر لیجا کر سامنے بادشاہ کے پھینک دیا اور کہا کہ
بہت بڑا کام کیا ہے انعام دلوائیے بادشاہ نہایت خوش ہوا بہت سا زر و جواہر منگا کر اپنے عیار کو دیا نسیم نے
کہا کہ میں رات بھر کا تھکا ہوا ہوں بڑی مشکل سے میں نے اسے مارا ہے دوپہر اس سے کچھ چلتا رہا اب مجھے
اجازت ہو تو جا کر آرام کروں ضحاک شاہ نے کہا کہ جاؤ تو سلام کر کے اور دے وسنے چلتے ہوئے یہاں تھوڑی
دیر میں بی بی نسیم عیار کی روتی پیٹتی بھرے دربار میں پہونچی اور کہنے لگی کہ دہائی ہے بادشاہ کی میں لٹ گئی
کہیں کی نہ رہی شاہور عیار نے مکان میں گھس کے میرے شوہر کو مار ڈالا آپ ہی سے داد چاہتی ہوں یہ کہہ کر
لاش بے سر سامنے بادشاہ کے ڈالدی ضحاک حیران ہوا کہا کہ تیرا شوہر تو ابھی اپنے دشمن کا سر لے کر آیا تھا
یہ سر اُس کا موجود ہے اور میں نے تیرے شوہر کو بہت کچھ انعام دیا وہ لے کر ابھی ابھی گیا ہے یہ تو سب کچھ دیکھی
چکی تھی اس نے کہا کہ آپ اسے پانی سے دھلوائیے یہی سر میرے شوہر کا ہے اور وہ جو میرے شوہر کی صورت
بنا ہوا آیا تھا وہی شاہور تھا اُس نے جرم بھی کیا اور اُلٹے آپ سے انعام بھی لے گیا ضحاک شاہ نے اُس کٹے
ہوئے سر کو جو پانی سے دھلوایا تو واقع میں وہ سر نسیم کا پایا اسے نہایت افسوس ہوا کہا اچھا خیر تو لے جا کر
لاش اس کی دفن کر دیکھا جائے گا یہ تو روتی پیٹتی لاش اپنے شوہر کی لے کے مکان میں آئی سامان کر کے جنازہ
اس کا اُٹھایا اور وہاں شاہور مال و زر لیے ہوئے خدمت میں شاہزادہ طیموس شیر ہور کے پہونچا طیموس نے
کہا شیر ہا بھئی شاہور نے کہا کہ خادم آپ کے ہمیشہ شیر ہی رہتے ہیں مارا میں نے اُس مکار کو اور اپنی صورت
بنا کر سر اس کا بادشاہ کو نذر دیا اور یہ انعام اُس سے لایا ہوں یہ کہہ کر اشرفیاں جواہر دکھایا طیموس نے
آفرین کی اور کہا بہت ہنسی ہوکن اب

دو کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان سے کیے جاتے ہیں مخمس

اُس گلی کے آگے بت خانہ برہمن چھوڑ دے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ قمری نشیمن چھوڑ دے
کوئے جاناں دیکھ پائے گل گلشن چھوڑ دے
نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

اثر میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
کس طرح سر کٹ کے بے تیغ آہن چھوڑ دے
دوستی طاعت کیوان شکل دشمن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہرائے تجھے اے بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہرائے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خود نمائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

کچھ نہیں پروائے مال و دولت عالم نہیں
کرتے ہیں جو ان نقد جاں سے بھی کب ہم نہیں
یاد کا راس کا بھی اس رشک پری سے کم نہیں
خاتم جم ہو جو اپنے پاس سے لے غم نہیں
پرستانی کا جو پیچھا ہر سو برہمن چھوڑ دے

دم میاں سہتے ہیں تجھے زلف پریشاں کے سبب
داغ تو کھاتا ہے عشق روئے جاناں کے سبب
پیش چشم اندھیر ہیں گردون گرداں کے سبب
ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجراں کے سبب
بس دل ناداں جہاں روئے روشن چھوڑ دے

مدتوں سے کشمکش میں ہوں کر اب خوف خدا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر تو کر ذرا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
دام سے تن اور تن سے دام ہو جائے رہا
کر کے بسمل مجھ کو اب اے صید افگن چھوڑ دے

وقف تا ہو جائے سب گلشن لئے بیت الحزن
ہو بلائے ہمصفیروں کی ابھی سب انجمن
خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن
ہاتھ میں اس گل کے گر دیکھے چھری مرغ چمن
ہر نشیمن اے باغباں شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اس کے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اور اترے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے
اک قیامت جان پر ہو موت بھی ہو دیکھ لے
گردن ایسی اس بت میکش کی گر دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے
کوئی شل پا تو شل سر کوئی گردش میں ہے
شبکہ کوشش میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہے
رشتہ طول امل سے ہر کوئی گردش میں ہے
پائے آسائش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

اب وہ زور آوروں سے بچا نوک جو ہو
کام تیروں سے نہ نکلا ان کمانوں سے جو ہو
تا مسور ہو جائیں اس میں بے نشانوں سے جو ہو
پہلوانوں سے نہ ہو ہم ناتوانوں سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہے جی آہن چھوڑ دے

کیونکر اُس کی نرگسی آنکھوں پہ آجائے نہ پیار
اونچی ہوتی ہی نہیں نظروں سے کوئی ہزار
صاف دکھلاتی ہے سیر نرگس کے غنچوں کی بہار
اُس پری کی شرمگین آنکھیں ہیں کیونکر ہوں دوچار

دیکھکر جھونکے یون پلکون کا چمن چھوڑ دے

رنگ دکھلائے ہیں کیا کیا گنبد دوار نے
تنگ کر رکھا ہے سب کو اس دل بیمار نے
کیا ستایا ہے کسی کے عشق کے آزار نے
ان دونوں جیو زار سے گھر کا جو آنا یار نے

تو بھی اے روح رواں اب تن کا مسکن چھوڑ دو

کب ہے پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر
راستبازی آگئی حصے میں اس کے سر بسر
قصد رکھتا ہے فلک کا یہ بھی مانند نظر
ہو گیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر

اب الف ہونا بجا ہے اس کا توسن چھوڑ دے

جو ضرر کی بات ہو کب مانتے ہیں عقلمند
گل کے یون رہنا ہے اس کا آئے تا بچگی پسند
ہے بہت نازک کہیں دل کو نہ پہنچے کچھ گزند
میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند

کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

کیوں انھیں کرتا ہے تو اے بے ہنر جراح بند
رفتہ رفتہ جائے گا یہ ہوں گے اگر جراح بند
رہ نہیں سکتے ہیں دم بھر ایسے در جراح بند
میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند

کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

دوستی کا پہلے مجھ وحشی کے دم بھرنے لگا
ہنس ہنس کر کے سراپا ناز پر دھرنے لگا
دیکھکر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
جب میں چاک اپنے گریباں کس طرح کرنے لگا

قیس چلا یا ہے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہے چرخ جفا کار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو
اک تڑپ آزار کی آئی اس بیمار زار کو
رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو

دوست مجھکو قتل کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

پاس سے موزوں کے ہے سرو قد بالا کے وصف
ہر جگہ موزوں ہیں گلزار رخ زیبا کے وصف
وصف نرگس کے ہیں چشم شوخ و بے پروا کے وصف
کیا قد لکھے ہیں تاسخ اس گل رعنا کے وصف

جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

بیا بشنو اے ہمدم داستان۔ کہ باز آمدم بر سر داستان۔ یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان متصل باغ کے اُترے ہوئے ہیں ابرق جادو اور مواج دریا نشین کی رائے سے کوس رحلت بجوایا ہے اور ان دونوں ساحروں نے مشورہ کیا ہے کہ کیا کرنا چاہیے دونوں کی یہ رائے ہوئی کہ یہ بہت جلد تیار کیا گیا ہے کیونکہ پہلے یہ باغ اس مقام پر نہ تھا اس کی شہادت غلقاے زمین کن عیار نے بھی دی کہ جس وقت تک میں طلسم سے گزرا تھا اس وقت تک بھی یہ باغ تیار نہوا تھا نہ اس کی بنا پڑی تھی ابرق جادو نے کہا کہ جو سحر اس نے رات میں تیار کیا ہے اگر ہم اُسے ایک رات کے ریاض میں نہ مٹا سکیں تو واے ہو ہم پر مواج دریا نشین نے کہا کہ اے ابرق جادو یہ ساحر نہایت زبردست ہے اس باغ کو مٹا دینا تو زیادہ مشکل نہیں ہے [illegible] پڑے گی جب شعلہ افگن جادو سے سامنا ہو گا ابرق جادو نے کہا کہ آج کی رات تم اس کے مٹانے کی فکر کرو اور ہم مقابلہ شعلہ افگن کے لیے سحر تیار کرتے ہیں مواج دریا نشین نے قبول کیا اور کہا کہ اے ابرق جادو میں باغ کو مٹا دونگا

اس سے تم اطمینان رکھو رہا شعلہ افگن جادو کا مقابلہ اُس سے بھی مجھے انکار نہیں ہے بس اتنا کہ مارا جاؤں گا جب بھی
انجام بخیر ہے کہ حق کی طرف ہوں اور فتحیاب ہونے کی تو مجھے امید نہیں ابریق جادو نے کہا کہ اگر ہم نہیں تو پھر شعلہ
افگن جادو کو بھی زندہ نہ سمجھنا اسے مواج دریا نشین ہم نے گھاس نہیں کھودی ہے دھوپ میں بال نہیں سپید کیے
ہیں ہم نے بھی علم سحر پڑھا ہے غرضکہ بعد اس صلاح و مشورہ کے دونوں ساحر اپنے اپنے حجرۂ سحر میں داخل
ہوئے اور سحر تیار کرنے میں مصروف ہوئے اُدھر کوس رحلت بجا کیا جب صبح ہوئی تو مواج دریا نشین اپنے حجرہ
سے نکلا اور ابریق جادو اپنے حجرے سے باہر آیا یہ دونوں ساحر نہنگ و اژدر سحر پر سوار ہوئے پشت پر ان کے
فوجیں جانوران سحر پر سوار جھولیاں سحر کی لگائے ہوئے سامنے دروازہ باغ کے پہونچے ادھر صاحبقران
عالیشان مع سرداران اسلام مرکب پر سوار ہو کے تماشہ دیکھنے کی غرض سے تشریف لائے اور علیحدہ کھڑے
ہوئے لیکن ابریق جادو اور مواج دریا نشین جس وقت قریب دروازہ باغ کے پہونچے تو مواج جادو نے کہا کہ
اے برادر آپ ٹھہرو اور تماشہ میرے سحر کا دیکھو یہ کہکر ایک پتلہ کاغذ کا کرکے زمین پر پھینکا اور چند دانے ماش کے
پڑھکر اُس پتلے پر مارے پتلہ ہیئت انسانی میں آیا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ کیا حکم ہوتا ہے مواج دریا نشین نے
کہا کہ جا اس باغ کی سیر کر کے آ اور مجھ سے حال بیان کر کہ مالک اس باغ کا کون ہے یہ سنکے پتلہ دروازہ باغ میں داخل
ہوا ادھر تو پتلہ داخل باغ ہوا اُدھر طائروں نے شور کیا کہ یہ اپنوں میں بیگانہ کہاں سے آگیا اسے نکالو بس اس
آواز کے اثر سے تمام درختوں کی ڈالیاں خود بخود زمین تک جھکیں اور کنکر پتھر تک لپٹ کے بیرون باغ پھینکدے
ایک ڈالی مثل مار سیاہ کے اُس پتلے سے بھی لپٹ گئی اور پتلے کو باہر باغ کے پھینکدیا پتلا مثل مردہ کے زمین پر
گر کے پڑا رہا اُسوقت مواج دریا نشین نے پھر چند دانے ماش کے مارے پھر پتلے میں حرکت پیدا ہوئی اس نے
پھر حکم دیا کہ جا باغ میں اور دو چار پھول توڑ کے لا پتلہ پھر اندر باغ کے گیا پھر طائروں نے شور کیا کہ یہ بے غیرت
دوبارہ آیا نکالے جانے پر بھی اس کو شرم نہ آئی اب اسے یہیں ختم کر دو پتلے نے جاتے ہی ایک پھول توڑ ہی
لیا پھول ٹوٹتے ہی شاخ درخت سے ایک شرارہ پیدا ہوا اور پتلے پر گر کے اُس کو جلا کے خاک کر دیا بس مواج
جادو نے سمجھ لیا کہ جو کچھ تاثیر ہے وہ ان طائروں کی آواز میں ہے بس اس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اُس پر
ٹیکے سیندور کے دئیے ہوئے تھے مواج نے خون اپنی پیشانی کا نشتر دے کے نکالا اور ناریل کو خون سے رنگین
کر کے کچھ اسم سحر دم کر کے زمین پر مارا کہ ناریل شق ہوا اور اُس میں سے دھواں اُٹھ کر تمام باغ پر چھا گیا یہ معلوم
ہوتا تھا کہ ایک ابر غلیظ ہے کہ چھایا ہوا ہے طائر اس ابر کو دیکھ گھبرائے مانند قفس کے باغ میں بند ہو گئے جدھر اُنکے
جاتے تھے ابر سے راستہ مسدود پاتے تھے ادھر مواج دریا نشین نے سحر کو زور دیا ابر گرجا اور بارش برف ہونے
لگی طائر درختوں کی آڑ پکڑنے لگے لیکن عجب الٹی تاثیر اس برف میں تھی کہ جو ٹکڑا برف کا جس درخت پر گرا اُس میں
آگ لگ گئی اور مانند درخت چنار کے جلنے لگا تمام باغ باغ آتشبازی ہو گیا درخت دھڑ دھڑ جل رہے تھے جو
طائر جس درخت کی آڑ میں چھپا ہوا تھا وہ وہیں جل کے خاک ہو گیا تھوڑے عرصہ میں تمام باغ جل گیا اور ایک
میدان نظر آنے لگا اب اس نے دوسرا سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی جس سے تمام ابر منتشر ہو گیا اور راکھ جلی ہوئی
درختوں کی اڑ گئی اب میدان بالکل صاف ہو گیا اور قلعہ شعلہ افگن جادو کا نظر آنے لگا ابریق جادو نے
مواج کی نہایت تعریف کی اور صاحبقران نے بھی خلعت عنایت فرمایا اور آگے چلنے کا حکم دیا مواج جادو نے
عرض کی کہ حضور یہ تو ایک معمولی سحر شعلہ افگن جادو کا تھا جس وقت وہ فوج لے کر مقابلہ پر آئے گا اُسوقت دقت
پڑے گی ابریق جادو نے کہا کہ میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ مقابلہ کرنا شعلہ افگن جادو سے میرا کام ہے اگر اُس نے
سحر پڑھا ہے تو ہم نے بھی برسوں جانفشانی کی ہے پھر دیکھا جائے گا اگر ہم نہیں ہیں تو وہ بھی نہیں ہے القصہ

فوج صاحبقران آگے روانہ ہوئی اور ابریق جادو ہراول لشکر بن کر آگے روانہ ہوا سب سے پہلے اس نے
سامنے قلعے کے نشان نصب کر کے فوج اپنی اتاری یہ خبر شعلہ افگن جادو کو ہوئی کہ باغ تاراج ہو گیا اور لشکر صاحبقران
زیر قلعہ آگیا ہے پس اس نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی قلعہ سے باہر نکلے اسیوقت سات ہزار ساحران غدار جلائے بد آفت
روزگار رنجہ گرگ شیر کرگدن اژدر نہنگ وغیرہ پر سوار قلعہ سے باہر آئے اور خیمے برپا کئے آخر میں شعلہ افگن جادو
قلعہ سے باہر آیا سر پر اس کے ایک لکۂ ابر سرخ رنگ سایہ فگن تھا جس وقت یہ میدان میں پہونچا ہے تو وہی ابر بصورت
خیمہ بن گیا شعلہ افگن جادو داخل خیمہ ہوا اور اس نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسیوقت نقارہ زن پر چوب لگی اور
آواز نقارہ کی گرجی خبر صاحبقران علیشان کو ہوئی امیر نے بھی فرمایا کہ وہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وبتائید
ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ساحران لشکر فریقین سحر جگانے میں
مصروف ہوئے میدان میں ہر طرف آگیاریاں روشن تھیں بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کا
ہو رہا تھا تمام صحرا دھوان دھار تھا آوازیں یاسامری یا جمشید کی بلند تھیں تمام رات عجب ہنگامہ رہا صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آکر صف باندھ کر ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال جسوقت نقیب نسب دے کر ہٹ گئے تو شعلہ افگن جادو نے ایک ساحر سے اشارہ کیا وہ اپنا گرگ سحر
پر ساکر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر لشکر ابریق جادو سے ایک ساحر نکلا اور سامنے اس ساحر کے پہونچا
دونوں میں کئی سحر کی رد و بدل رہی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا اس ابر نے آکر ابریق جادو
کے ملازم پر عکس ڈالا یہ غریب جل کے خاک ہو گیا بعد اسکے جتنے ساحر مقابلے کو گئے ان سب کا بھی یہی انجام ہوا
اسوقت صواج دریانشین نے کہا کہ اسے یار ابریق یہ سحر شعلہ افگن کا وہ ہے جس کے نام پر اس نے اپنا نام رکھا اس کا
رد ہونا بہت دشوار ہے ابریق جادو نے کہا کہ مجھے بھی اس سحر کے زور کو آزمانا تھا کہ کہاں تک اور کسقدر ہے اب دیکھو
یہ سحر نہیں یا میں نہیں یہ کہکر ابریق جادو نے کچھ پھل روئی کے نکالے اور ان کو اپنے خون سے رنگین کر کے کچھ
اسم سحر دم کر کے چند دانے اس کے پڑھ کر مارے وہ پھل روئی کے اڑ کر بلند ہوئے اور بالائے ابر سرخ رنگ
قائم ہو کر برسنے لگے لیکن جس قدر پانی برسا اس کی یہ حالت ہوئی جیسے توے پر بوند پڑی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو
نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا کہ یہ ابر بلند ہو کر اس ابر سے مل گیا فوراً دامن ابر میں آگ لگ گئی اور ابریق جادو
کا ابر سحر جل کر خاک ہو گیا اسوقت ابریق جادو نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور شعلہ افگن جادو ہنسا
پس ابریق جادو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کر عرض کی کہ غلام تو حق نمک سے ادا ہوتا ہے امیدوار ہوں کہ لاش
میری دفن کر کے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا اور آپ میرے اسلام کے شاہد رہیے گا فرمایا صاحبقران نے
کہ اے ابریق جادو اگر تجکو یقین مرگ ہے تو اس کے مقابلہ کو نہ جاؤ ابریق جادو نے عرض کی کہ یہ نہیں ہو سکتا
میں ضرور جاؤں گا اس لئے کہ شعلہ افگن جادو کا مارے جانا بغیر اس صورت کے آسان نہیں ہے یہ کہکر اس نے
خاک اٹھا کر دونوں بازوؤں پر ملی اور کچھ اسم سحر دم کیا کہ پر پرواز پیدا ہوئے پس ابریق جادو اڑ کر بلند ہوا
اور قریب اس ابر سرخ رنگ کے پہونچا اس نے کوئی اسم سحر پڑھا اور خنجر سے گلا اپنا کاٹ کر لاش اپنی اس
ابر پر گرائی پس ابر کی یہ حالت ہوئی کہ سمٹ کر ایک شعلہ جوالہ بنا اور شعلہ افگن جادو کی طرف چلا شعلہ افگن
جادو نے دستک دی کہ ایک پریزاد شیشہ لیے ہوئے پیدا ہوئی شعلہ افگن جادو نے شیشہ اس کے ہاتھ سے
لیکے آب سحر نکالا اور چھینٹا مارا وہ شعلہ اور بھڑکا اب اس نے گھبرا کر جھولی سحر کی کھینچ ماری تمام آلات سحر لپٹ کر
شعلہ افگن جادو پر گرے یہ ایسا ساحر زبردست تھا کہ اس نے سب بچے ہوئے تو بنا دیے لیکن ابر سحر دھکے نکلا
اور کڑک کے سر پر شعلہ افگن جادو کے گرا شعلہ افگن جادو جلنے لگا اسوقت اس نے اُف کی کہ شعلہ اس کے

دہن سے نکلا مانند تیر شہاب کے لشکر ابریق جادو پر گرا کہ بارہ سو ساحر جل کے خاک ہو گئے ادھر وہ شعلہ سحر
شعلہ افگن جادو کو جلا کر لشکر پر شعلہ افگن جادو کے گرا ساحر بھاگنے لگے لیکن شعلہ سحر نے ایک کو نہ چھوڑا
سب کو جلا کے خاک کر دیا صاحبقران عالیشان قریب لاش ابریق جادو کے تشریف لائے اور بہت روئے
لاش کو دفن کرایا مقبرہ بننے کا حکم دیا ایک شب و روز بسبب صدمہ کے کھانا نہیں تناول فرمایا اور تین روز
ماتم بپا رہا اور ایک تعزیت نامہ تحریر کر کے ابریق جادو کے فرزند کو روانہ فرمایا اور خلعت تعزیت بھیجا بعد اسکے
میدان صاف تھا اب کوئی روک ٹوک باقی نہ تھی صاحبقران عالیشان نے کوچ فرمایا اور طرف شہر حسن آگین کے
روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

چند کلمہ داستان ظفر نشان شاہزادہ طیمور شیر دل کے بیان ہوتے ہیں غزل برآغاز داستان

دل جو ٹوٹا تو ایک آنسو سر مژگان نکلا
کس مصیبت سے مرا دم شب ہجران نکلا
دیکھیے چھپ نہ سکا سوز محبت دل میں
جب کبھی میں طرف شہر خموشان نکلا
قتل پر اپنے ستمگر کو ابھارا میں نے
رات اس گھر سے جو نکلا وہ پریشان نکلا

صبح محشر کا ستارا شب ہجران نکلا
دور نے جب ورق الٹا کسی مجموعہ کا
شعلہ فانوس کے پردے میں بھی عریان نکلا
شیشیاں جب ترے دیوانے کی کھلوائی گئیں
بارہا کوچہ قاتل سے غزلخوان نکلا
کی جو اجزائے دل اہل جنون کی تشریح

روح رگ رگ سے کھنچی دل سے نہ ارمان نکلا
پردہ خاک سے ہر ذرہ پریشان نکلا
کوشش عبرت میں غم انگیز صدائیں آئیں
خونچکاں ہاتھ میں اک دشنہ پنہان نکلا
کل خدا جانے کہ بیمار کی حالت کیا تھی
ایک اک ذرہ سے ایک ایک بیابان نکلا

سنا یا جنبوائے قدم رواستان، کہ بازآمدم برسر داستان۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت شاہزادہ طیمور
شیر پر در باغ ملکہ منیر روشن تن میں رونق افروز ہیں اور شاہپور بھی حاضر ہے ملکہ بھی ادھر ہی تھی کہ چونکہ شاہپور نسیم
گرد باد کو مار کے آیا ہے اور بادشاہ کو دھوکے دے کر بہت کچھ انعام بھی حاصل کر لیا ہے تو طیمور نے ہرکاروں کو روانہ
کیا ہو کہ مبادا بادشاہ کچھ برہم ہو کر بے منوائی کرے اور راز کھل جائے کہ یہی عیار زمرد شاہ بن کے بھی گیا تھا
ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہو گئے ہیں اور یہاں ضحاک خود پسند کا اپنے عیار کے مرنے کا نہایت رنج
ہوا ضمیر اختر شناس سے کہا کہ ذرا تم قواعد علم نجوم سے دریافت تو کرو کہ یہ عیار مرا یا کہاں گیا ہے اور خداوند جو [illegible]
کا حکم دے گئے ہیں تو کب تک واپس آئیں گے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے پیش نظر کر کے جو غور کیا
تو کہا اے بادشاہ خداوند کیسے کوئی مر کے بھی زندہ ہوا ہے خداوند بن کے بھی یہی عیار مکرر آیا تھا وہ ہم سب کو بہکا گیا
مجھے جب ہی شبہ ہوا تھا کہ خداوند کا قد تو بجز ایک کا تھا یہ قد کیونکر کم ہو گیا اب معلوم ہو گیا کہ وہ خداوند نہ تھے
بلکہ یہ عیار تھا بس یہ سنکے ضحاک شاہ نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس نے بڑا غضب کیا کہ مجھے گھس بانی کرائی
اور دختر کو میری دشمن کے سپرد کرا دیا عمر بھر کے واسطے مجھے چھوڑا دیا خیر کہاں جائے گا بچ کر میرے ہاتھ سے گو بہادر
ہے اور زبردست ہے لیکن اکیلا ہی تو ہے کس کس سے مقابلہ کرے گا مثل مشہور ہے کہ ایک کی دو اور دو کی دو چار
اے عقاب شیر شکار تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر جا اور باغ کو گھیر لے کہ طیمور نکل کے جانے نہ پائے میں
اور کمک تیرے لئے روانہ کروں گا اسیوقت عقاب شیر شکار چالیس ہزار سواروں سے جانب باغ روانہ ہوا
بعد اس کے ضحاک خود پسند نے حکم دیا کہ ہماری کل فوج تیار ہو ہم بھی واسطے گرفتاری حریف کے جاوینگے یہاں
لشکر تیار ہونے لگا ادھر ہرکاروں نے جا کر سب کیفیت بیان کی کہ وزیر نے علم نجوم کے ذریعہ سے تمام راز بیان
کر دیے بادشاہ نے چالیس ہزار سواروں سے عقاب شیر شکار کو برائے گرفتاری شاہزادہ روانہ کیا ہے

یہ سنتے ہی ملکہ نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ خدا کے واسطے جلدی یہاں سے نکل چلو ورنہ آفت آیا چاہتی ہے تم
اکیلے کس کس سے مقابلہ کروگے مثل مشہور ہے کہ سو را چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہے اگر فوج آگئی تو پھر نہ جا سکوگے
طیمور نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ میں وہ شخص ہوں کہ تن تنہا دو کروڑ کی فوج کو تہ و بالا کر دوں آج چالیس ہزار کے
خوف سے بھاگ جاؤں یہ شیوہ مردانگی کے خلاف ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے لے کے نکل چلو ورنہ میری عزت کا بچنا
دشوار ہے تم کو نہیں معلوم کہ میرے خواہشمند اور بھی ہیں لیکن میں نے قہر سے اپنی عزت اور جان دونوں نثار
کیں اور کسی طرف رخ نہیں کیا عجب میں بے وارث ہو جاؤں گی تو عزت میری کیونکر بچے گی فرمایا اے ملکہ نیت
درست چاہیے حفاظت کرنے والا تو خدا ہے یوں اپنی کوئی حفاظت نہیں کر سکتا ہے خدا کو یاد کرو اس میں شک نہیں
کہ میں یکہ و تنہا کس کس کو قتل کروں گا مگر اے ملکہ میرے خاندان میں ایسا ہوا نہیں ہے کہ کوئی کسی عورت کو لے کے
بھاگا ہو ملکہ نے تو رونا شروع کیا سر کے بال کھول دیے اور طیمور نے مرکب طلب کیا اور اسلحہ جنگ تن پر
آراستہ کر کے زین فرس کو جلوہ دیا اور سوار ہو کر پشت مرکب پر باغ سے باہر قدم نکالا اور شاہ پور نے حقہ ہائے
آتش بازی درست کر کے دیوار باغ پر قیام کیا اور جانب شہر ضحاکیہ دیکھنے لگا وزیر زادی نے ملکہ سے عرض کی
کہ ہائے اس جاہل مزاج نے کیا غضب کیا اگر یہ چاہتا تو صاف نکلا چلا جاتا مگر اس نے جہالت کو کام میں لیا اے ملکہ
اب فوج نمودار ہوئی ہے اگر یہ شہر سے نکل گیا ہوتا تو گرد قدم بھی ہاتھ نہ آتی یہاں تو طیمور انتظار لشکر میں کھڑا ہے
اور وہاں بر بھوت رعد آواز نے خواب دیکھا کہ شاہزادہ طیمور دریائے خون میں غرق ہو رہا ہے بیتاب ہو کر بر بھوت
کی آنکھ کھل گئی گھبرایا ہوا خدمت میں بادشاہ کی آیا اور خواب اپنا بیان کیا حسین جگلاد نے کہا کہ اے پہلوان
ذرا دریافت کرو کہ شاہزادہ کہاں گیا ہے کس ملک میں ہے تو چل کر اس کی امداد کریں بر بھوت رعد آواز نے عرض
کی کہ میں نے ہرکاروں سے چاروں سمتیں اس شہر کی دریافت کرائیں معلوم ہوا کہ تین جانب ملک اہل اسلام
کے ہیں اور ایک جانب ملک ضحاکیہ ہے ضحاک خود پسند وہاں کا بادشاہ بت پرست ہے میری رائے میں دوستوں
کے ملک میں جانا فضول ہے اگر وہاں شاہزادہ ہوا بھی تو کیا اندیشہ ہے ہاں اگر حریف کے ملک میں ہوں گے تو
خوف ہر طرح کا ہے میری رائے میں شہر ضحاکیہ کی طرف تشریف لے چلیے جب وقت یہ رائے قرار پا چکی تو بر بھوت
رعد آواز مع لشکر کوچ کر کے جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا اب حال طیمور کا سنیے کہ یہ انتظار میں لشکر کے مسلح
کھڑا ہوا تھا کہ جانب شہر ضحاکیہ سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور پھریرے نشانوں کے ہوا میں لہراتے ہوئے
نظر آئے جس وقت قریب ہو چکے دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے چالیس ہزار علمائے زنگاری نشانہ
چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوئے آگے آگے عنقائے شیر شکار بدست شہر کا لباس پہنے ہوئے گرگدن مست
پر سوار نمودار ہوا ہیئت اس کی دیکھ کر گھوڑے بد مزاج ہوئے تھے اس نے آتے ہی حکم دیا کہ گھیر لو باغ کو
ایسا نہ ہو کہ دشمن فرار ہو جائے یہ سنتے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے آواز دی کہ اے پہلوان ادھر آ کہ میں
تیرے انتظار میں کھڑا ہوں اگر چاہتا تو اب تک تیری سرحد سے بھی نکل جاتا مگر سہ آن بخن باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
وین ستم کاندر میان خاک و خون بینی سرے یہ آواز سنتے عنقائے شیر شکار کے ہوش اڑ گئے کہ اللہ رے
تیری جرأت کہ باوجود آگاہ ہو جانے کے جگہ نہ چھوڑی اور قدم نہ ہٹایا بس اس نے کہا کہ اے جوان میں نے
ایسا بہادر آج تک نہیں دیکھا تیرا مثل و نظیر نہیں ہے مگر میں حکم بادشاہ سے مجبور ہوں یہ کہہ کے مرکب کو
جھکا کے سامنے آیا اور پکارا کہ اے جوان وار کر طیمور نے کہا کہ میں تجھ پہ کیا وار کروں پہلے تو اپنا حوصلہ
نکال لے اگر خدا تیری ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنتے عنقائے شیر شکار نے تلوار ماری طیمور
نے وار اس کا سپر پر لگا تھا تلوار دو انگل سپر کو کاٹ گئی طیمور نے جھٹ دی کہ تلوار عنقائے شیر شکار کی

ٹوٹ گئی اُس نے قبضہ ہاتھ سے پھینکدیا طیمور نے کہا کہ دوسری تلوار منگاؤ عنقائے شیر شکار نے دوسری
تلوار کھینچی اور طیمور سے کہا کہ مین ایک ضرب لگا چکا اب تمھاری ضرب کا مشتاق ہون طیمور نے تلوار ماری
عنقائے شیر شکار نے سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن دیا بھلا ضرب طیمور کے سامنے سپر کی کیا حقیقت رہی
مانند قرص پنیر کے ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے اور تلوار زین مین ڈوب کے نکل گئی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے
ہوئے بس مرتے ہی عنقائے شیر شکار کے ایک شور ہوا کہ مارلو اسے جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ
ہمین بے سردار کا کر دیا یہ شور کرتے ہوئے چالیس ہزار سوار دوڑے اور آکے طیمور کو چارون طرف سے گھیر لیا
طیمور بھی تلوار کھینچ کے جا پڑا اور لگا پرے ستون کو قتل کرنا شروع کیا جس طرف کا رخ کیا صفین پامال کر دین مورچے
توڑ دیے لشکر کو درہم وبرہم کر دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلۂ گوسفند مین ایک شیر گرسنہ آپڑا ہے جس مقام پر طیمور گھوم جاتا تھا
اور مجمع زیادہ ہوتا تھا تو سناٹا ہو رہتا تھا اور آتشبازی کی بوچھار کر دیتا تھا بھیڑ چھٹ جاتی تھی ادھر ملکہ سقف قصر
سے تماشا دیکھ رہی تھی مگر ہولے ہولے کانپ رہی تھی دہلی جاتی تھی لیکن طیمور شیر پیکر نے کسی کو تلوار سے مارا
کسی کو لگاوے مارا جس سے آنکھ چار ہو گئی وہ بے حس و حرکت ہو گیا اسی ہنگامہ مین گرد اڑی اور دو لاکھ سوار
کی جمعیت سے ترکیب قوی بازو اور سرخاب قوی ہیکل دونون سپہ سالار ضحاک پہونچے اور انھون نے
طیمور کو للکارا طیمور نے جواب دیا کہ اے نامردو تم کو شرم نہین آتی ہے کہ ایک یکہ و تنہا کے مقابلے مین دو لاکھ
کا لشکر لے کے آئے ہو اگر دعوائے جرأت و بہادری ہے تو خود سامنے آؤ دیکھو تو کیا ہوتا ہے یہ سن کے ترکیب
قوی بازو مانند گینڈے کو جھپٹ کے طیمور کی طرف چلا اس طرف سے طیمور صفون کو توڑتا پرون کو مسمار
کرتا ہوا سامنے ترکیب قوی بازو کے پہونچ گیا ترکیب قوی بازو نے ارہ پشت نہنگ کا وار
کیا طیمور نے اس سپر سے قلم کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اب سرخاب
قوی ہیکل نے فوج کو للکارا کہ اسے نیزون پر دھر لو یہ شیر ایک سے شکار نہ ہوگا نیزہ بازون نے نیزے
جھکائے اور طیمور کی طرف رخ کیا اس شیر بیشۂ شجاعت نے نیزون کے نیستان مین گھس کے حملے کرنا شروع کیا
جس پر ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن ملکہ نے دیکھا کہ اب طیمور کی خیر نہین معلوم ہوتی یہ اکیلا
کہان تک لڑے گا بس اس نے بال سر کے کھول دیے اور بلک بلک کے دعائین کرنے لگی کہ اے بیکسان
والے وادرس غریبان اگر تو قادر مطلق اور خالق ہے تو اسوقت طیمور کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا اگر یہ شہید
مارا گیا تو اس ہجوم مین لاش کا بھی پتہ نہ ملے گا اور مین تازہ مسلمان ہون میرے لیے بھی خرابی ہوگی ہنوز مین
دردہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے آتے
آتے دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے برہوت رعد آواز بارہ ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا رات
مین اس کو خبر لگی تھی کہ طیمور سے تلوار چل رہی ہے بس یہ بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے کر گھوڑے سرپٹ
دوڑاتا ہوا آپہونچا دیکھا اس نے کہ آقا میرا لاکھون مین گھرا ہوا تنہا جنگ کر رہا ہے وہ کھیت پڑا ہے کہ لاکھون
لاشین زمین پر پڑی ہین لیکن طیمور کو مطلق حواس نہین ہے بس برہوت رعد آواز نے نعرہ کیا کہ باش اے
کافران بے حیا خبردار وہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا سنتے ہی برہوت رعد آواز اس کے نعرے سے تمام جہان
ہل گیا اور دل سینون مین تڑپ گئے ملکہ یا تو دعا مین مصروف تھی یا اچھل پڑی دل آرا وزیر زادی نے
عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق شکر خدا ہے کہ رفیق شاہزادے کا بارہ ہزار سوار سے برائے مدد آپہونچا یقین ہے
کہ عقب مین اور لشکر بھی آتا ہوگا خیر ایک سے دو تو ہوئے ملکہ نے دیکھا کہ واقعی برہوت رعد آواز کے
حملون سے فوج ضحاک پراگندہ ہونے لگی یہ تازہ دم آیا تھا پھر سر رہا ہو ایک تو اس کے نعرے نے دل ہلا دیے

دوسرے اس کی ضرب کا لنگر کس سے سنبھل سکتا ہے ادھر بادشاہ کو خبر پہونچی کہ دو سپہ سالار جو آپ نے بھیجے
تھے ان میں سے ایک مارا گیا اور ایک باقی ہے لیکن حریف کے لئے کمک آگئی ضحاک شاہ نے کہا کہ کتنے لوگ
ہوں گے مخبروں نے عرض کی کہ کوئی بارہ ہزار جوان ہوں گے لیکن ان میں کا ایک ایک سو سو پہ بھاری ہے ضحاک
شاہ نے کہا کہ اتنا لشکر میرا کیا کر سکتا ہے میں سات لاکھ کی فوج کا افسر ہوں لاؤ تخت رواں جاتا ہوں یہ حکم پاتے ہی ملازمین
نے تخت رواں حاضر کیا ضحاک خود پسند تخت پر بیٹھ کے جانب باغ روانہ ہوا کوئی اڑھائی لاکھ فوج تو پہلے
ہی جا چکی تھی باقی ماندہ فوج ہمراہ بادشاہ کے جانب حرب گاہ روانہ ہوئی ساڑھے چار لاکھ کا لاؤ لشکر گھوڑوں
کی ٹاپوں سے زمین تھرا رہی تھی یہ بھی آکر اپنی فوج کا شریک ہوا اور اس نے شور کرنا شروع کیا کہ مار لو اس
سرکش کو جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ ایک افسر فوج کو میرے مارا اب یہ زندہ بچ کے جانے نہ پائے
طیمور او برہوت رعد آواز تو کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا رہے ہیں مگر ملکہ کی یہ حالت ہے
کہ دہلی جاتی ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے چہرہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور
آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور گرد سے حسین کجکلاہ اٹھاسی ہزار سواروں سے پیدا ہوا دیکھا
حسین کجکلاہ نے کہ برہوت رعد آواز اور طیمور شیر دلیر سات لاکھ کی فوج میں گھرے ہوئے
ہیں بارہ ہزار سوار برہوت رعد آواز کے ایک جانب لڑ رہے ہیں ہر چند کوشش کر رہے ہیں کہ
ہم کسی طرح اپنے آقا تک پہونچ جائیں مگر ممکن نہیں کہاں بارہ ہزار کہاں سات لاکھ جب ریلا ہوتا ہے تو قدم جمانا دشوار
ہو جاتا ہے حسین کجکلاہ بھی اٹھاسی ہزار سے آکر ان بارہ ہزار سواروں کا شریک ہوا اب ادھر بھی ایک لاکھ
سوار کی جمعیت ہو گئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اگرچہ یہ لوگ طیمور تک نہ پہونچ سکے لیکن اپنی فوج کو
دیکھکر دل طیمور کا بڑھ گیا پس اس نے مرکب کو رانوں میں دابا اور فوجوں کو مسمار کرتا ہوا تخت ضحاک شاہ
کی طرف چلا ضحاک کے پہلو میں دو سردار کھڑے تھے کہ نام ایک کا سعید مغربی اور دوسرے کا مسعود
مغربی تھا اس نے ان دونوں سے کہا کہ جا کر اس جوان کو روکو یہ میری طرف بڑھتا چلا آتا ہے ان دونوں
نے باہم مشورہ کر لیا کہ اس سے تنہا مقابلہ کرنا اچھا نہیں جو لاکھوں میں اس طرح باحواس لڑ رہا ہے ہم تنہا مقابلہ
کرکے اس کا کیا بنا لیں گے اسے دو طرف سے گھیر کے برابر وار کرو یہ مشورہ کرکے یہ دونوں بزدل اس
شیر بیشہ شجاعت کی طرف چلے ادھر طیمور ہاک اٹھائے چلا ہی آتا ہے جیسے ہی سامنا ہوا سعید مغربی داہنی
جانب آگیا اور مسعود مغربی بائیں جانب دونوں نے برابر سے تلوار ماری پس طیمور نے ایک وار
پشت شمشیر پر اور دوسرا سپر پر روک کے جو ہاتھ کو گردش دی تو ایک ہی وار میں دونوں کے سر اڑ گئے
گھوڑے لاشوں کو لٹکائے بھاگے ادھر طیمور نے گھوڑے کو کاوے پر ڈالا میدان ملا پس اب جو
اس نے مرکب کو رانوں میں مسلا تو سپر صفوں کو توڑتا ہوا تخت بادشاہ کے قریب پہونچ گیا ادھر برہوت
رعد آواز قریب علمدار لشکر کے پہونچا نام علمدار لشکر کا خورشید زریں علم تھا بہت بڑا پہلوان تھا
اس نے تلوار ماری برہوت نے ایسی تیغ ماری کہ تلوار پنجہ سمیت قلم ہو کے دور گری برہوت
رعد آواز نے دوسرا ہاتھ مارا کہ علم سرنگوں ہوا ادھر طیمور قریب تخت ضحاک کے پہونچ گیا ضحاک
نے تلوار ماری طیمور نے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو
سر سے بلند کر لیا طویل بالا بلند نے دوڑ کر تلوار مارنے کا قصد کیا طیمور نے ضحاک کو بجائے سپر کے
سامنے کر دیا طویل نے ہاتھ روکا ضحاک نے آواز امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط ایمان ضحاک نے
قبول کیا طیمور نے ضحاک کو چھوڑ دیا ادھر ضحاک نے اپنے لشکر کو منع کیا ادھر طیمور نے اپنی فوج کو روکا

جنگ موقوف ہوئی طیمور ضحاک کو ساتھ لئے ہوئے چلے تو باغ میں آیا ملکہ بسبب شرم کے سامنے نہ آئی ضحاک نے کہا کہ اے طیمور ملکہ تو اب تمہاری ہو چکی لیکن بہتر یہ ہے کہ عقد ہو جائے طیمور نے کہا کہ ہم لوگ جبتک عقد نہیں ہو لیتا ہے عورت کو اپنے اوپر حرام جانتے ہیں اسوقت تک آپ کی دختر جیسی تھی ویسی ہی ہے آپ کسیطرحکا شک اپنے دل میں نہ لائیں خدا نے ہمیں اتنا صبر و ضبط دیا ہے کہ اگر زندگی بھر ساتھ رہے اور عقد نہ ہو تو ہاتھ نہ لگائیں گے پہلے ضحاک کو یقین نہ تھا لیکن اب یقین آگیا کہ بیشک یہ لوگ اسی آن بان کے ہیں میں نے ایسے شخص کے قتل کا ارادہ کیا تھا جو یکتائے زمانہ ہے حسن و جمال میں عدیم المثال ہے زور و جرات میں یگانہ رستم زمانہ ہے خوشانصیب اس دختر کے کہ اس کو ایسا شوہر ملا اور خوشا نصیب میرے کہ مجھے ایسا داماد ملا پایا تو ضحاک دشمن جانی تھا یا طیمور کے نام کا شیفتہ ہوگیا کہا اے فرزند میں اب جاتا ہوں ملکہ کو بھیجتا ہے وہ آکر دختر کو سوار کرلیجائے گی میں شادی کا سامان کرتا ہوں تم اسی باغ میں قیام کرو طیمور نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے ضحاک اسیوقت سوار ہوکر مع لشکر شہر میں آیا بتخانوں کے انہدام کا حکم دیا تصویر لقا کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالا ناک کاٹ کے وہ تصویر دروازہ شہر پناہ کے برابر نصب کرادی کہ ہر آئندہ و رونده دیکھے کہ یہ کیسا خر نامشخص ہے کہ اس کی کیا گت بنائی گئی اور یہ کچھ نہ کر سکا تاکہ لوگ اس کی جانب سے بد اعتقاد ہوکر دین برحق کی جانب مائل ہوں اور بعد اس کے مسجدوں کی بنا ڈالی اور سامان شادی میں مصروف ہوا اُدھر ملکہ کی ماں سوار ہوکے باغ میں آئی اور دختر کو لیجاکے دلہن بنایا طیمور کو طلب کیا طیمور دولہا بن کے گیا ملکہ کے ساتھ عقد ہوا شاہزادہ وصل سے ملکہ منیر روشن تن کے کامیاب ہوا بطن سے اس کے لڑکا پیدا ہوا ہے کہ ذکر اس کا بعد کے دفتر میں آئے گا لیکن اب یہاں سے

دو کلمہ داستان شمعون آدمخوار کے بیان سے کئے جاتے ہیں

کھولیو ساقی منہ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش میں آ نشہ ہے مجھکو
آہ فلک انداز کسی کی
آدمخواروں سے ہے جو اڑائی
منظور ہے مجھکو جو کہ سناتی
مست شراب غم کی خبر لے
جوش خمار نشۂ دل سے
بادہ سرشک و چشم پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے

پیتے ہیں کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیچار شک پری کیوں
ایسا کہاں کا نشہ ہے مجھکو
شور عمل ہے بانگ تظلم
جان پر اپنے اب تو بن آئی
غور سے سن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہاے و بال جان ہے جینا
ہاے ہوے ستانے نالہ
سینے تری اب آن بنی ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال ہے میرے بیخبری کیوں
چپ ہوش آواز کسی کی
صور شکن ہے بانگ تظلم
شمعون کی سنائی مجھکو کہانی
جلد کہیں دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند نسل ہے
جنبش دم ہے زہرۂ مینا
نشہ غم میں حال دگر ہے
دل شکنی سے جان شکنی ہے

کہ یہ بادشاہ شہر شتاب تھا ہے شہاب شمعر و اس کا بیٹا ہے کئی سال گذرے کہ جب شہرہ حسن ملکہ منیر روشن تن کا ہوا ہے تو اس نے ضحاک شاہ سے خواہش کی تھی کہ اے برادر یکان برابر عقد اپنی دختر نیک اختر کا میرے فرزند کے سوا کسی کے ساتھ نکرنا ضحاک نے مصلحت وقت جان کر اقرار کرلیا تھا لیکن دل اسبات کا نہ چاہتا تھا کہ ایسی نازنین کو ایک زنگی آدمخوار کے حوالے کردوں قضائے کار اس زمانے میں شمعون آدمخوار کو پھر خیال آیا کہ اب وہ دختر جوان ہوگئی ہوگی اور فرزند بھی میرا ہوشیار ہے پھر آج کے کام کو کل پر انتظار رکھنا خلاف عقل ہے اور شادی میں ہوس کہنے سے دونوں کی جوانی برباد ہوگی تمناؤں کا خون ہوگا یہ سوچ کے اس نے ایک شقہ قلم

تحریر کیا اور ایک سردار کو وہ نامہ دیا کہ نام اُس کا گرگین گرانڈدندان تھا اور دس ہزار سوار ساتھ کرکے
طرف شہر شہابیہ کے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور وصل عروس سے کامیاب ہو چکا تھا
طیمون جوش پرستین دربار کے وقت تو طیمور ضحاک شاہ کے پاس آیا کرتا تھا اس کے علاوہ ایک دم ملکہ کو
اپنے پاس سے جدا نہونے دیتے تھے اور شاہ طیمور کا دل بھی دل آرا وزیرزادی سے الجھا ہوا تھا ایک روز
طیمور بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار شمعون زنگی کا آیا ہے یہ سنکے ضحاک مثل بید کے
کانپنے لگا اور پریشان ہوگیا طیمور نے کہا کہ اسوقت آپ کی کیا حالت ہے ضحاک نے ٹال دیا اور گرگین
گرانڈدندان کو بلالیا گرگین آیا سلام کیا ضحاک نے دنگل بیٹھنے کو دیا گرگین بیٹھ گیا اور نامہ
ہاتھ میں ضحاک شاہ کے دیا ضحاک شاہ نے نامہ کو دیکھکر طیمور کو دیدیا طیمور نے نامہ پڑھا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے برادر میں اس جوان کے ہاتھ کہ تاریپ فرزند کی بھیجا ہوں تم اپنی دختر کو اس پہلوان کے ہمراہ
کردو کہ اب وہ جوان ہو چکی ہوگی اور اگر عرصہ کروگے تو تمکو وہیں موجود پاؤگے اسوقت ملکہ عزت سے آئیگی
اور اُسوقت تم کو ذلت ہوگی بس یہ مضمون دیکھکر دنیا آنکھوں میں تیرہ وتار ہوگئی نامہ کو پھاڑ کے پھینک دیا
اور نامہ بر سے کہا کہ جا کر اُس بے حیا سے کہدینا کہ ملکہ کی شادی ہو گئی خبردار اب ملکہ کا نام نہ لینا ورنہ زبان
گدّی سے کھینچ لونگا نہیں جانتا کہ ملکہ جائے ناموس میں داخل ہو چکی ہے گرگین نے جو دیکھا کہ نامہ اس
جوان نے پھاڑ ڈالا اور بادشاہ کی شان میں ناشایستہ کلام کہے بس اس نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ تیری
زبان گدّی سے کھینچنے کے قابل ہے تو واقف نہیں کہ میں کون ہوں میرے بادشاہ کی شان میں میرے
سامنے اس طرح کے کلمات کہتا ہے یہ کہتا ہوا اٹھا اور طیمور پر تلوار ماری طیمور نے بیٹھے بیٹھے اسپل دی
کہ تلوار اچٹ پڑی بس کلائی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے ایسا تھپڑ مارا کہ کلہ گرگین پھٹ گیا تھپڑ پر صدمہ پہونچا
گرگین تڑپ کے مر گیا طیمور نے ٹانگ پکڑ کے لاش اسکی باہر پھینک دی اور اس کے ہمراہیوں سے کہا
کہ لیجاؤ لاش اس مردود کی اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں اگر اس طرف آئے گا تو سزا
پائے گا ملکہ اب ہمارا ناموس ہو چکی ہے خبرداران حالات کو دل میں نہ لانا وہ لوگ تو لاش گرگین کی
لے کر طرف ملک شہابیہ کے روانہ ہوئے اور یہاں طیمور جو آکے بیٹھا تو ضحاک نے کہا کہ اے فرزند
میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم اس پہلوان سے تو غضب کیا تم نے کہ اسے مار ڈالا اب ملک پر آفت آئیگی
اور سب کی جان نہ بچیگی شمعون آدمخوار بلائے بے درمان ہے میں سمجھا تھا کہ تم عاقل ہو کسی بہانہ سے
ٹالوگے تم نے مفت جان عذاب میں ڈالی اور ایک بلا اپنے پیچھے لگائی طیمور نے کہا کہ اگر شمعون
بلا ہے تو میں بلاکش ہوں آپ اطمینان رکھیے میں کس طرح ایسے سخت الفاظ برداشت کر سکتا جو اُس بیہودہ
نے تحریر کئے تھے بربہوت رعدآواز نے کہا کہ اے بادشاہ آپ ابھی تک اس شہزادے کے زور وطاقت
سے کما حقہ آگاہ نہیں ہیں یہ وہ تہمتن وصف شکن ہے جس نے بڑے بڑے پہلوان کو مانند برگ کاہ کے سات
روز کی کشتی میں باندھ لیا اور میں وہ شخص ہوں جس نے دیووں کو پست کیا ہے آپ اُسے آنے تو دیجیے
دیکھیےگا کہ ہوتا کیا ہے ضحاک خاموش ہو رہا اب ان کو تو انتظار میں شمعون آدمخوار کے چھوڑا جاتا ہے لیکن

چند کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کئے جاتے ہیں

نقاب ڈال کے سوئے چمن جو تو گئے	تے دماغ میں چمن آرزو کی بو آئے
گلہ نہیں جو کبھی وہ نہ روبرو آئے	

یہ لطف کم ہے قریب رگ گلو آئے
اثر ہے نالۂ فرقت میں اشنا کا گر
بسا ہوا ہے جو دل میں اسی کی بو آئے
پڑے ہیں اس لئے غربت میں ابرو ویرل
وہ میرے پھول جو سمجھے وفا کی بو آئے
شب فراق کچھ ایسی دعا میں ہو تاثیر
خدا کے گھر سے بھی ہم لے کے آرزو آئے
بہار میں ہے گر رنگ پی کے ہم میکش
ادھر تم آؤ ادھر سے وفا کی بو آئے

کسی کی بزم اک امید گاہ عالم ہے
یہ جانتے ہیں بیتاب ہو کے تو آئے
خدا کرے کہ ملیں بعد ذبح مثل حنا
کہ میرے لب پہ نہ مطلب کی گفتگو آئے
یہ کیا کہ جیب کے مرے دلیں چپکیان لیں
بلاؤں موت کو گھبرا کے اور تو آئے
ہمارے خون سے کر ہاتھ سرخ اے قاتل
اٹھے جو صحن چمن سے کنار جو آئے
وہ چپکے بیٹھے ہیں اک جام بھر کے دو تو نشہ

کہ جگے وہ ہنسی لے کے آرزو لے
اٹھا کے خاک ہماری اگر کوئی سونگھے
جو بسکے بالون تک ان کے مرا لہو آئے
ہمارے بعد پس مردن بھی گل الفت کا
مزا تو چھیڑ کا جب ہے کہ روبرو آئے
بتون کا وصل نہ کعبہ میں بھی نصیب ہوا
خدا وہ دل کہ محبت کی جس سے بو آئے
پھرو نہ گور غریبان میں ڈھونڈتے مری قبر
نہیں ذرا سی تو کچھ لب پہ گفتگو آئے

سے بیا بشنو اے ہمدم راستان وکہ باز آدم بر سر داستان ۔ یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان طے منازل وقطع مراحل کرتے ہوئے سرحد ملک حسین سبز قبا میں پہونچے اور یہ خبر حسین سبز قبا کو ہوئی کہ امیر القدر نے کل مراحل طے کر کے کل داخل امیر کا اس ملک میں ہے یہ سنکے حسین سبز قبا نے کہا کچھ پروا نہیں وہ مرحلے مثل اس کے تھے جیسے ٹٹی لگا دی جاتی ہے ہٹا کے چلے آنا کونسا مشکل کام تھا یہاں آکر امیر بہت پریشان ہوں گے وہ ابھی یہاں کے اسرار سے آگاہ نہیں ہیں آنے دو کل ہم بھی تماشہ آمد مسلمانان کا دیکھیں گے یہ کہکر اس نے حکم دیا کہ ایک خیمہ ہمارے واسطے جائے بلند پر نصب کیا جائے ملازمین یہ حکم پا کے بیرون شہر آئے ایک قلعہ کہنہ منہدم کر دیا گیا تھا وہ ایک ٹیکرا سا ہو گیا تھا لوگوں نے خیمہ سبز اس ٹیکرے پر نصب کیا دوسرے روز صبح کو حسین سبز قبا مع ارکین دولت آکر خیمہ میں بیٹھا طلوع آفتاب ہوتے ہی جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا کہ زمین وآسمان ایک ہو گئے سے ز سم ستوران دران پہن دشت ۔ زمین شش شد وآسمان گشت ہشت ۔ زیر آسمان ایک آسمان خاک نمودار تھا یکایک ہوائے مار اگر دکو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گردسے اسی علم نشانہ اسی ہزار سوار کا نمودار ہوئے پھر ہرون پر علموں کے تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور ایک پل گردن تک آثار بارگاہ کا ساتھ لئے ہوئے نمودار ہوا ہرکاروں نے آکر حسین سبز قبا سے عرض کی کہ یہ ہراول لشکر صاحبقران داروغہ بارگاہ جنرل عادی ہے پیشخیمے کر آیا ہے اس کی تیسری پشت رفاقت خاندان صاحبقران میں ہے اور کچھ قرابت بھی ہے ادھر جنرل عادی نے جائے مناسب تجویز کر کے خیمہ برپا کیا بعد اس کے دوسرے گرد اٹھی اور لشکر طلحہ بن لند صور پہونچا آمد اس لشکر کی دیکھکر حسین سبز قبا سمجھا کہ شاید صاحبقران تشریف لے آئے لیکن ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ لشکر بادشاہ ہندوستان طلحہ بن لند صور کا ہے مالک لشکر طرف طلسم زلزلہ کے اسیر ہو گیا ہے طلحہ کا خیمہ جانب یمین برپا ہوا اسکے بعد پھر گرد اٹھی اور لشکر ملوک بن مالک پہونچا اور جانب یمین خیمہ برپا کیا ہرکاروں نے حسین سبز قبا کو خبر دی کہ یہ لشکر سردار میسرہ فوج کا ہے بعد اس کے پھر گرد اٹھی اور لشکر صاحبقران اوسط یعنے شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا اور زلازل میں زلزلے آکر خیمہ برپا کیا اسی طرح تمام دن آمد لگی رہی شام ہو گئی حسین سبز قبا نے ہرکاروں سے پوچھا کہ لشکر آ گیا اور صاحبقران ابھی تک نہیں آئے ہرکاروں نے عرض کی کہ ابھی یہ حصہ لشکر آیا ہے اور تین حصہ لشکر باقی ہے یہ سنکے حسین سبز قبا کے ہوش اڑ گئے سوار ہو کے اپنے شہر میں آیا آرام کیا دوسرے دن صبح سے جا کے پھر اسی بارگاہ میں بیٹھا اور

جانب صحرا دیکھنا شروع کیا یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست گرگرد تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے
مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوئے رنگ
پھریروں کے سبز تھے حسین سبز قبا نے پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ رفیع البخت
صاحبقران سابق کے فرزند دلبند کا لشکر ہے جس نے طلسم نور افگین کو توڑ کر اپنے نانا کے خون کا بدلہ لیا ہے
لشکر بھی خیمہ زن ہوا متصل گرد سپہ سالار نے خیمہ جائے مناسب پر نصب کرایا شان اس بارگاہ کی دیکھ کر
حسین سبز قبا کو تعجب ہوا کہ ایسی ایسی بارگاہیں بھی ہوتی ہیں بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر سہراب
بن رستم ثانی کا پہونچا اور بارگاہ یاقوت نگار بمقابل لشکر رفیع البخت برپا ہوئی بعد اس کے پھر گرد اڑی
اور لشکر شاہزادہ محتشم بن ہاشم کا پہونچا پھر گرد اڑی اور لشکر بلقیس بن قہور دیو پہ آیا پھر گرد اڑی
اور لشکر داراب ثانی کا پہونچا ہر گھڑی ایک ایک کا نام بتایا کہ شام کو آمد لشکر موقوف ہوئی تیسری
صبح کو پھر حسین سبز قبا بارگاہ میں آکر بیٹھا اور تماشہ آمد لشکر کا دیکھنے لگا خلاصہ یہ کہ سات شبانہ روز تک
برابر لشکر آیا کیا ساتویں روز تمام سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام
کی نہایت جلوس کے ساتھ نمودار ہوئی آگے آگے تخت بادشاہ کے صاحبقران مرکب پری پیکر پر سوار
تھے اور تمام سردار پیادہ پا گھیرے ہوئے تھے شان و شوکت بادشاہ اسلام دیکھکر حسین سبز قبا کو حیرت
ہوگیا اس کو اپنی ہی حشم و خدم پر ناز تھا شوکت بادشاہ اسلام دیکھکر حسین سبز قبا کی آنکھیں کھل گئیں یہ
پلٹ کے اپنی بارگاہ میں آیا ادھر صاحبقران عالیشان داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا
تو ہوشمند دانا وزیر حسین سبز قبا نے عرض کی کہ حضور کو کچھ خیال ہے کل وہ روز ہے کہ شاہزادی کی
سالگرہ ہے اس روز شب کو تمام شہر کی عورتیں کنارے دریا کے جمع ہوتی ہیں اور ملکہ نوازہ کھیلتی ہے اور
لشکر حریف آ پہنچا تو لہذا کیا انتظام کیا جائے اور یہ رسم کیونکر ادا ہو اسوقت حسین سبز قبا نے سکوت
کیا دوسرا وزیر کہ نام اس کا دانشمند تھا اس نے عرض کی کہ حضور ایک نامہ صاحبقران کو اس مضمون
کا تحریر کریں کہ دریا کے کنارے سے آپ لشکر اپنا ایک روز کے واسطے ہٹا لیں کہ ہم رسم سالگرہ موافق
دستور ادا کر لیں بعد اس کے تو ہمارے آپ کے جنگ ہونا ضرور ہے اگر آپ کی ہماری لڑائی ہے تو بات ہی اتنی
کی ہے کوئی عداوت کسی وقت کی نہیں ہے جس وقت یہ نامہ امیر کو پہونچے گا تو وہ ایسے بامروت ہیں کہ فوراً
لشکر اپنا ہٹا لیں گے ہوشمند وزیر نے بھی اس رائے کو پسند کیا بس اسیوقت حسین سبز قبا نے نامہ
تحریر کیا اور دانشمند سے کہا کہ تو ہی جا کہ مزاج صاحبقران سے آگاہ ہے اور ان لوگوں کے آئین سے
واقف ہے دانشمند نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے غرضکہ حسین سبز قبا نے نامہ تحریر کیا اور وزیر کو نامہ
دے کر طرف صاحبقران عالیشان کے روانہ کیا یہاں امیر با توقیر بارگاہ میں رونق افروز ہیں تمام
سرداران اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیوں و دنگلوں پر جمع ہیں امیر کا ارادہ یہی ہے کہ نامہ طرف حسین
سبز قبا کے روانہ کریں کہ ایک مرتبہ ہو کا ۔ ون نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حسین سبز قبا آتا ہے یہ سن کے
صاحبقران عالیشان نے شاہان ہفت ملک کو برائے استقبال روانہ کیا اور ایک کرسی زرنگار دانشمند
وزیر کے واسطے بچھوا دی دانشمند آکر کرسی پر بیٹھا صاحبقران کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ نامہ
پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا جواب میں تحریر فرمایا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم دوسرے کی عزت کو برباد
نہ جانیں کیا مجال ہے کسی کی کہ کنارے دریا کے ٹھہر جائے اور اسیوقت طیفور کی جانب دیکھکے ارشاد فرمایا

کہ جاکر ہماری طرف سے کہدو کہ کل لشکر دریا کے کنارے سے کوس بھر کے فاصلے پر مقیم ہو کنارے دریا کے
بغیر حکم ثانی کوئی جانے کا قصد نہ کرے طیفور اسیوقت حکم لے کر روانہ ہوا اور اہل لشکر کو آگاہ کیا کہ خبردار
کوئی اس مقام پر قیام نکرے جو یہاں ٹھیرے گا وہ سزا پائے گا اسیوقت خیمے اکھڑنے لگے لوگ اپنا اپنا اسباب
اٹھا کر دوسری جانب روانہ ہوگئے امیر نے اتنی دیر وزیر کو جانے نہیں دیا جسوقت طیفور بادیہ گرد سب کو
ہٹا کے واپس آیا اسوقت امیر نے دانشمند کو خلعت دے کر رخصت فرمایا دانشمند وزیر دریا کو دیکھتا ہوا
اپنے بادشاہ کی خدمت میں پہونچا جواب نامہ کا دیا اور زبانی شہادت دی کہ میں دیکھتا چلا آتا ہوں کہ اب
کنارے دریا کے ایک متنفس بھی نہیں ہے جب صاحبقران نے سب کو ہٹوا دیا اسوقت مجھے آنے دیا
اور امیر سے بہتر خلیق شاید کہ زمانے میں کوئی سنو گا مجھ ناچیز کے استقبال کو شاہان ہفت ملک آئے اور
بیٹھنے کو کرسی زرنگار عنایت فرمائی ایسے شخص کی غلامی شاہی پر فوق رکھتی ہے حسین سبز قبا بھی نہایت
خوش ہوا اور کہا کہ اگر وہ ایسے نہوتے تو عالم عالم کو کس طرح تسخیر فرماتے اب اس نے محل میں حکم بھیجدیا کہ
شاہزادی حسب دستور شام کو دریا میں جاکر نوازے کیلیے ہم نے انتظام کر دیا ہے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے
یا تو ملکہ بھی ہوئی تھی کہ دیکھیے اس سال یہ رسم کیونکر ادا ہوتی ہے یا خوش ہوگئی اسیوقت بجروں کی تیاری
کو حکم پہونچا کنارے دریا کے دور تک چراغان کا انتظام کیا گیا شہر میں اڑ گئی کہ ملکہ حسب دستور
نوازے کھیلینگی آج کی رات تمام شہر میں سوا مردوں کے ایک عورت بھی نہیں رہجاتی ہے سب ملکہ کی سلامتی
منانے کو جاتی ہیں اور دریا پر تمام شہر کی عورتیں جمع ہوتی ہیں الحاصل جب شام ہوئی تو تمام شہر کی عورتیں
چوکیاں جلائے ہوئے تھال ہاتھوں پر لئے ہوئے جانب دریا روانہ ہوئیں جو صاحب استطاعت تھیں
ان کی ناویں اور بجرے تیار تھے بجروں پر سامان رقص وغنا تھا دریا کنارے دورویہ شمعدان روشن تھیں
پانی میں آگ لگی ہوئی تھی مچھلیاں تڑپ تڑپ کے پانی پر ابھرتی تھیں اور پھر تہ میں چلی جاتی تھیں بڑے بڑے
جانور کوسوں بھاگ کے نکل گئے تھے دریا کے کنارے پرستان معلوم ہوتا تھا شہر حسن آگین کی نازنینیں
سب ایک وقت میں ایک جگہ جمع تھیں ان میں کی بڑی بڑی ایسوں سے اچھی تھیں اور جو حسین تھیں ان کے
نظارہ جمال کی تاب لانا بھی تعجب سے خالی نہیں ہے برس دن کے بعد یہ سب ایک جگہ جمع ہوتی ہیں بہت سی
عورتیں ایسی ہیں کہ ان میں یوں تو رسم و راہ نہیں لیکن آج کے دن ایک دوسرے سے ملتی ہے تمام شہر کو
اس روز کا اشتیاق رہتا ہے ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہے جو آتی ہے پہلے ملکہ کی سلامتی کا بیڑا چھوڑتی ہے اور
دعا مانگتی ہے پھر آپس میں ملاقاتیں ہوتی ہیں چونکہ ابھی ملکہ کے آنے کا وقت نہیں ہے بجرا شام سے تیار
کھڑا ہے اور ناچ ہو رہا ہے عام اجازت ہے کہ جس کا جی چاہے وہ آکر ناچ دیکھے وہاں شہزادی کو دادی اسکی
دلہن بنا رہی ہے سہیلیاں گرد جھومکے ہوئے بلاگردان ہو رہی ہیں لیکن یہان کا حال سنیے کہ طیفور
بادیہ گرد جو بالا روی کو تلاش کرتا پھرتے پھرتے اس طرف بھی آنکلا یہ عالم کنارے دریا کے دیکھ کے سکتے کی سی
حالت ہوگئی اور وہاں سے الٹے پاؤں پھرا اب وہ وقت ہے کہ امیر نے سویرے سے دربار برخاست کردیا
ہے آرام گاہ کی طرف چلے جاتے ہیں کہ طیفور پہونچا صاحبقران نے فرمایا کہو کیا خبر لائے طیفور نے
عرض کی کہ تنہائی میں کہنے کی بات ہے امیر اس کو ساتھ لئے ہوئے اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ
بیان کر طیفور نے عرض کی کہ ایک قصور ہوگیا ہے پہلے اسے عفو فرمائیے تو پھر بیان کروں فرمایا کہ معاف
کیا بیان کرو طیفور نے عرض کی کہ یا امیر جیسی تعریف یہاں کے حسن کی سنی تھی اس سے بڑھکے پایا آج میں
بالا روی کے واسطے گیا تھا راستہ بھول کر دریا کی طرف نکل گیا آپ کو تو اطلاع ہو ہی چکی ہے کہ ملکہ کی سالگرہ

ہی تمام شہر کی عورتیں دریا کنارے جمع ہیں چراغان ہو رہا ہے بجرے مثل عروس شب اول بنے آراستہ اُن پر طائفے رقص کر رہے ہیں عورتیں بے حجابی کے ساتھ آپس میں چہلیں کر رہی ہیں یا صاحبقران جس کے باعث وہ پرلگا دہری جی بہلیں ہوگیا یہ عالم کبھی نگاہوں سے نہ گذرا تھا نہ کسی نے دیکھا ہوگا صاحبقران کو بھی یہ سنکے اشتیاق پیدا ہوا فرمایا کہ اے طیفور اسوقت تونے شوق پیدا کر دیا مگر مناسب نہیں ہے اس لئے کہ میں حسین سبز قبا سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کنارے دریا کے کوئی نہ آئے گا نہ کہ میں خود جاؤں طیفور نے عرض کی کہ آپ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ کوئی نہ آئے گا یہ وعدہ نہیں کیا ہے کہ میں بھی نہ آؤں گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور یہ اوچھی بات ہے طیفور نے کہا کہ اچھا دور سے تماشہ دیکھئے فرمایا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر کسی نے پہچان لیا تو سخت خفت ہوگی طیفور خاموش ہو رہا لیکن جیسا رہا امیر مسہری پر لیٹے ادھر ادھر دیر تک کروٹیں بدلا کئے مگر نیند نہ آئی فرمایا اے طیفور کوئی ایسی تدبیر نکال کہ مجھے کوئی پہچان نہ سکے طیفور نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے میں رنگ و روغن عیاری ملکر حسین ایسی نازنین بنادوں کہ وہ عورتیں خود دم سے لیں اور حسینیں صاحبقران یہ سنکے پسینے میں غرق ہوگئے فرمایا لاحول ولا قوۃ عورت بن کے چلوں طیفور نے کہا پھر اس میں قباحت کیا ہے عورت بن کے عورت ہی پاس تو جائیگا عورت بن کے مرد پاس جانا عیب ہے گو وہ شاید میرے ستانے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور یہ داغ ایک بزرگ کی بدولت لگا ہے جس کا طعنہ آجتک دیا جاتا ہے میں اکثر تواریخ روشن دل میں اپنے بزرگوں کے حالات دیکھا کرتا ہوں جس طرح اسوقت تو مجھے بہکا رہا ہے اسی طرح تیرے دادا عمرو اول نے شاہزادہ عمرو بن رستم کو شیشے میں اتارا تھا اور ڈومنی بنا کے اُن کی معشوقہ کی صحبت میں لے گئے تھے اُس روز سے وہ بدنامی عمرو بن رستم کی ہوئی کہ آجتک لوگ طعنہ دیتے ہیں اور عمرو بن رستم نے غیرت میں آکر اُسی روز سے سپہگری ترک کر دی طیفور نے کہا کہ اے شہریار یہ واقعہ مفصل بیان کیجئے صاحبقران نے فرمایا کہ ایک طولانی قصہ ہے رات زیادہ گذر جائے گی طیفور نے کہا کہ مثل مشہور ہے کہ رات اپنی اسوقت اور کام ہی کیا ہے آپ کو نیند بھی نہیں آتی ہے اور ایسی باتوں سے فائدہ حاصل ہوگا اکثر دادا صاحب کے ذکر سے مجھے فائدہ پہونچا ہے اکثر عیاریاں میں نے انہیں کے تذکروں سے پیدا کی ہیں اور کامیاب ہوا ہوں صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ اے طیفور جب سلطان صاحبقران گوش گردن کشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان یعنی جناب امیر حمزہ صاحبقران میرے جد اعلے نے ملک باختر پر چڑھائی کی ہے اور نصف حصہ بائل پر قبضہ کر لیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ ناموس بہت ہیں اور مقابلہ ساحروں اور پہلوانوں سے ہے فتح و شکست کی خبر نہیں ایسا نہو کہ کوئی قزاقی بڑھے اور ناموس پر تباہی آئے لہذا ایک قلعہ نہایت مستحکم تیار ہونا چاہئے کہ ناموس کو اُس قلعہ میں جگہ دی جائے اور چند سرداران زبردست برائے حفاظت ناموس مقرر کئے جائیں یہ رائے سب نے پسند کی نقشہ نویسوں نے نقشے بنا بنا کے پیش کیے صاحبقران نے ایک نقشہ بعد ترمیم کر کے پسند فرمایا پھر یہ تجویز ہوئی کہ اس قلعہ کو کون تیار کرائے چونکہ اس کام میں عمرو بن رستم کو زیادہ دخل تھا وہ عمارت بنوانے میں زیادہ مداخلت رکھتے تھے لہذا سب کی رائے سے یہ کام انہیں کے سپرد کیا گیا عمرو بن رستم بھی ہمارے رشتے کے دادا تھے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم جو ہمارے حقیقی دادا تھے یہ ان کے چچیرے بھائی تھے اور دونوں بھائیوں میں اس قدر محبت تھی کہ دنیا میں ایسی محبتیں بھی کم ہوتی ہیں الحاصل ہزارہا مزدور لگا دیے گئے کہ قلعہ جلد تیار ہو عمرو بن رستم دن بھر قلعے کے بنوانے میں مصروف رہتے تھے اور دن بھر کے تھکے

ماندے شام کو مثل مزدوروں کے خیمہ میں آکر بیہوش سو رہتے تھے یہاں لشکر بقا سے برابر جنگ
ہو رہی تھی جب بقا کے بہت سے سرداران نامی اسیر ہوئے بعض مطیع ہو گئے اور بعض مارے
گئے تو بقا نے ایک نامہ فریلیاکوک عقرب چشم کو تحریر کرکے برائے مدد بلایا فریلیاکوک بہت
زبردست پہلوان تھا جس وقت اُسے نامہ بقا کا پہونچا تو فریلیاکوک عقرب چشم نے اپنی دختر کو محافہ
میں سوار کرکے ساتھ لیا کہ عقد اس کا یاقوت شاہ بن زمرد شاہ سے کروں گا چنانچہ فریلیاکوک
عقرب چشم اُسی راستے سے آیا جس طرف عمرو بن رستم تعمیر قلعہ میں مصروف تھے غرض فریلیاکوک
کی گذری بقا کو خبر ہوئی بقا نے تمام سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ آئے اور فریلیاکوک عقرب چشم
کو استقبال کرکے لے گئے فریلیاکوک ان لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا سواری ملکہ کی پیچھے رہ گئی
محافہ کا پردہ بند سے کھلے ہوئے تھے ملکہ صحرا کی سیر کرتی ہوئی چلی آتی تھی اُسے کیا خبر کہ اس صحرا میں قلعہ تعمیر
ہو رہا ہے ناگاہ نظر عمرو بن رستم کی دختر فریلیاکوک عقرب چشم پر پڑی ایک ہی نگاہ میں دل قابو
سے جاتا رہا جب تک ملکہ کی نظر صحرا میں رستم پر نہیں پڑی تھی اطمینان کے ساتھ صحرا کی سیر کرتی چلی جاتی تھی پس
جیسے ہی ایک مقام پر ٹھہر کر کہاروں نے کاندھا بدلا اور ملکہ کی نگاہ بھی عمرو بن رستم پر پڑی اس نے جھجک کے منہ
اپنا پردے میں کر لیا اور جالی سے پردے کی دیکھا عمرو بن رستم بھی انتہا کے حسین تھے جہاں تک سامنا رہا
ملکہ پردے سے جھانکتی اس ایک نگاہ نے دونوں کو گھایل کیا ادھر تو ملکہ غمگین ہوئی ادھر عمرو بن رستم
نے بمشکل دن گذارا شام ہوتے ہی جو خیمہ میں آکے بیمار ہو کر پڑتے ہیں تو تین روز عجب حال رہا تعمیر قلعہ
وغیرہ موقوف ہو گئی اور علاج ہونے لگا مگر وہی حالت ہوئی کہ ؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
دن بدن لاغری و ناتوانی افزوں ہوتی جاتی تھی کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا ادھر ان کی یہ حالت تھی اُدھر
فریلیاکوک نے آتے ہی اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا اور مقابلہ کرنا شروع کئے اسی بیاسی سردار لشکر
صاحبقران کے زخمی کئے امیر دن بھر میدان جنگ میں رہتے تھے شام کو عمرو بن رستم کی خبر لیتے تھے لیکن
ان کی حالت یوماً فیوماً بدتر ہی ہوتی چلی جاتی تھی طبیعت حیران تھی کہ کیا کریں کیا نہ کریں وہ تو مرض عشق تھا
دوا اس کی سوا شربت دیدار کے اور تھی ہی نہیں صحت کس طرح حاصل ہوتی آخر تمہارے دادا عمرو
نے بیچارہ کہا حمزہ اگر میں تمہارے پوتے کو اچھا کر دوں تو مجھے کیا دوگے صاحبقران نے فرمایا جو طبیبوں
کا حق ہو وہ تم کو مل جائے گا عمرو نے کہا کہ میں ایک ہزار روپیہ روزانہ فیس لوں گا اگر تم کہو تو علاج شروع کروں
صاحبقران کو عمرو بن رستم کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے فرمایا مجھے قبول ہے عمرو نے کہا کہ بس اب
آج سے علاج اور عیادت دونوں باتیں موقوف کرو آج کے تیسرے دن ہماری دوا کے اثر کو آکر دیکھ لینا
لیکن مجھے پیشگی دیجئے صاحبقران نے یہ بھی منظور کیا اُسوقت تمہارے دادا عمرو بن رستم کے خیمہ میں
آئے چہرہ کو بغور دیکھا اور مسکرائے عمرو بن رستم کے منہ پر ہنسی کا نام بھی نہ تھا عمرو نے
اُسوقت ایک قصہ عشق کا شروع کیا اور جب قصہ رنگ پر آیا تو خاموش ہو رہے عمرو بن رستم نے کہا
کہ پھر آگے کیا ہوا عمرو نے کہا کچھ ہوگا پرائے ذکر سے کیا فائدہ کچھ اپنی بیتی کہو سنو عمرو بن رستم نے
کہا کہ خواجہ خدا کے واسطے بیان کیجیے اسوقت آپ کی باتوں میں میرا جی بہل گیا عمرو نے تاڑ لیا کہ یہ
کسی پر عاشق ہوئے ہیں عمرو نے پھر تھوڑا سا بیان کیا اور کہا کہ اب میں جاتا ہوں صاحبقران سے
جتنی دیر کی اجازت لے کر آیا تھا وہ وقت گذر گیا عمرو بن رستم نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں آپ کو
نہ جانے دوں گا دادا صاحب سے کہلائے بھیجتا ہوں عمرو نے کہا کہ میں تھوڑی دیر میں پھر آؤں گا اور

بیان کروں گا یہ فقرہ دے کے چلدیے اور پھر نہ گئے عمرو بن رستم کو اس قصہ کا خیال جو رہا تو یاد میں
ملکہ کے پڑھی ہوئی اتنی قدر وحشت میں کمی رہی دوسرے روز عمرو پھر گئے عمرو بن رستم نے شکایت
کی کہ آپ خوب یہ وعدہ کر گئے تھے عمرو نے بہانہ کر دیا کہ تمہارے دادا نے نہ آنے دیا خیر آج بقیہ قصہ کا
سنو یہ کہکر پھر بیان کرنا شروع کیا اسی طرح دو تین روز میں بالکل بے تکلف ہوگئے اور عمرو بن رستم
کو اپنے سے بے تکلف کر لیا اور پوچھا کہ اے عمرو بن رستم میں سمجھ تو گیا کہ تم کسی پر عاشق ہو اب مجھ سے
چھپانا بیکار ہے یہ یاد رکھو کہ بغیر ہمارے مراد پر آنا مشکل ہے صاف صاف بیان کر دو تمہارے باپ نے
شرم نہ کی جب تمہاری ماں سے عشق ہوا تھا تو ملشاہ سمی اسی طرح تڑپتے تھے پھر ہمیں نے کتنا پا گیا تو کام
چلا اور تمہارے دادا تو ہمارے ساتھ کے کھیلے ہوئے ہیں ان کی کتنا پے میں عمر گذر گئی عمرو بن رستم
پہلے تو شرمائے آخر سمجھ گئے کہ بغیر ان کی کمک کے مطلب حاصل نہ ہوگا عمرو نے ایسا شیشہ میں اتارا اور
اس طرح کے فقرے دیے کہ عمرو بن رستم نے سارا واقعہ بیان کر دیا اسوقت عمرو نے بہت تسلی و تشفی
دی اور کہا کہ گھبراتے کیوں ہو میں آج ہی جاتا ہوں اور وہاں کی خبر لاتا ہوں اگر وہ بھی تمہیں دیکھ چکی ہے
تو کچھ مشکل نہیں ہے ورنہ پہلے دقت ہوگی جب سامنا ہو جائے گا تو وہ خود بھی تم پر مائل ہو جائے گی
جو کچھ دقت ہے اسیوقت تک ہے جب تک تمہیں اس نے دیکھا نہیں ہے یہ سنکے عمرو بن رستم نے کہا کہ یقین
تو ہے کہ اس نے بھی مجھے دیکھ ہی لیا ہوگا اس لئے کہ وہ صحرا کی سیر میں محو تھی جب اس نے میری طرف
دیکھا ہے تو اسوقت پردہ کیا ہے غرضکہ عمرو خیمے سے نکلکر جانب لشکر بقا روانہ ہوئے یہ سنکر صاحبقران
خاموش ہو رہے طیفور نے کہا کہ پھر کیا ہوا آپ نے کہا کہ زیادہ بکنے کی فرصت نہیں ہے اب پھر کسی وقت
بیان کروں گا طیفور نے منتیں کیں کہ اس عشق کا پورا واقعہ بیان کر دیجیے صاحبقران پھر بیان کرنے لگے
کہ الحاصل عمرو لیے تمہارے دادا جانب لشکر بقا روانہ ہوئے تمام لشکر میں پھرے کہیں پتہ نہ لگا آخر میں
معلوم ہوا کہ ابھی ملکہ ملک سواحل میں نہیں ہے بلکہ دریا پار خیمہ ملکہ کا برپا ہے تھوڑی سی فوج حفاظت کے لئے
چھوڑی ہے جس وقت عقد ملکہ کا یاقوت شاہ کے ساتھ ہوجائے گا تو ملکہ ایک ہی مرتبہ جائے گی اور بہشت
بقا میں داخل کر دی جائے گی یہ سنکے عمرو کو وحشت ہوئی کہ اگر کہیں یہ دوسرے کے بس میں چلی گئی
تو برا ہوگا اچھا نہ ہوگا کسی صورت سے ملکہ تک پہونچنا چاہیے یہ سوچ کے خواجہ کنارے دریا کے آئے دیکھا
کہ دو ڈومنیاں کھڑی ہوئی ہیں اور ایک ناؤ ملاح لیے چلا آتا ہے بس انھوں نے جلدی سے رنگ و
روغن عیاری چہرہ پہ مل کے اپنی صورت بھی ایک ڈومنی کی ایسی بنائی اور ان ڈومنیوں میں جاکے
باتیں کرنے لگے انھوں نے کہا کہ بہن تم کون ہو کہاں رہتی ہو جواب دیا کہ میں خدمت خداوند میں گایا بجایا
کرتی ہوں اندنوں مجھے ہول دل کی بیماری ہو گئی تھی تو خداوند سے رخصت لے کے چلی آئی تھی آج دل
بہلانے اسی طرف چلی آئی تم کون ہو ان دونوں نے کہا کہ ہم دونوں آپس میں بہنیں ہیں نام ہمارے
سیارہ و بستارہ ہیں ہم ملکہ ناہید کج ابرو دختر فریطاکوک عقرب چشم کے ملازم ہیں یہ وقت
نوکری کا ہے خیمہ ملکہ کا اس پار ہے خیر اسوقت تو ہم مجبور ہیں پھر کسی وقت آنا تو ہم تمہارا گانا سنیں گے اپنا
گانا تمہیں سنائیں گے انھوں نے کہا کہ اگر تمہارا کچھ حرج نہ ہو تو ہمیں بھی لے چلو ہمیں گانے بجانے سے کچھ واسطہ
نہیں ہے سنا ہے کہ ملکہ تمہاری نہایت حسین ہے ذرا ہم بھی دیکھ لیتے انھوں نے کہا کہ بہن چلو ہمارا کیا حرج ہے
خواجہ ان دونوں ڈومنیوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر اس پار اترے محلدار نے اطلاع کی کہ ڈومنیاں
حاضر ہیں ملکہ نے بلالیا خواجہ بھی ان ڈومنیوں کے ساتھ اندر پہونچے سلام کرکے بیٹھ گئے دیکھا تو ملکہ کا

رنگ زرد چہرہ متغیر بال پریشان عجب حال سے ہے کہ تن بدن کا ہوش نہیں ہے خواجہ سمجھ گئے کہ یہ بھی دل دادہ ہے اُن ڈومنیون نے ساز ملا کے گانا شروع کیا خواجہ نے دیکھا کہ جہان کوئی جلا بھنا عاشقانہ شعر آگیا ملکہ بیچین ہو گئی سنتے حسرت انگیز اشعار پر ملکہ کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے آپ چپکے چپکے تماشہ دیکھا کئے جب یہ ڈومنیان گا چکین تو ملکہ نے پوچھا کہ یہ جو لائی اور سے تمھارے ساتھ نئی ہے یہ کون صورت ہے انھون نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ خداوند کے یہان گاتی بجاتی ہے ہماری برادری کی ہین حضور کی مشتاق جمال تھین مین اپنے ساتھ لے آئی ملکہ نے کہا تمھارا کیا نام ہے خواجہ نے کہا مجھ کو سورستی کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ ذرا ہم بھی تمھارا گانا سنین تم تو خداوند کے جلسے کی گانے والی ہو ہمین کاہے کو سناؤ گی کہا کہ مین جیسی خداوند کی لونڈی ویسی آپ کی آپ بھی تو خداوند کی ہونے والی ہین ملکہ اس سخن پر بدمزاج سی ہوئی مگر زبان سے کیا کہہ سکتی تھی خواجہ نے اندازہ کر لیا کہ یہ نام یاقوت شاہ سے نفرت بھی کرتی ہے خواجہ ڈومنی بنے ہوئے سامنے جا بیٹھے اور ایک عاشقانہ غزل شروع کی پھر خواجہ کا گانا اور کسی رندمزاج شاعر کے جلے بھنے اشعار ہر شعر پر ملکہ کی یہ حالت ہوئی کہ بیخود ہو ہو گئی وہ جو ڈومنیان خواجہ کو لانے ساتھ لے گئی تھین وہ سکتے مین تھین ایسا گانا انھون نے کبھی کاہے کو سنا تھا ملکہ بہت خوش ہوئی اور ایک مالا موتیون کا گلے سے اتار کے سورستی کو دیا اور کہا کہ کل پھر آنا سورستی نے سلام کیا اور ہمراہ انھین ڈومنیون کے سوار ہو کر گھر کی راہ لی راستے مین مالا توڑ کے موتی بانٹ دیے اُن ڈومنیون نے لینے سے انکار کیا آپ نے اصل موتی تو بغل مین رکھ لئے جھوٹے موتی بانٹ دیے اور اُن کو یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ موتی بند کر کے رکھ چھوڑنا بار بار دیکھنے سے آبداری جاتی رہتی ہے یہ شاہزادی کے گلے کے موتی ہین انھون نے خوش ہو کے کہا کہ ہمین تمھاری بدولت آج یہ انعام ملا ورنہ ہمین تو سوا اشرفی روپیے کوئی شے کبھی انعام مین نہین ملی یہ تمھارا اکمال اور تمھاری قسمت تمھاری بدولت ہمارا بھی فائدہ ہوا کل پھر آنا ملکہ تم سے بہت خوش ہوئین الحاصل خواجہ وہان سے رخصت ہو کر عمرو بن رستم کے پاس آئے اور ساری کیفیت اپنے جانے کی بیان کی عمرو بن رستم یا تو کروٹ مشکل سے بدلتے تھے یا اُٹھ بیٹھے اور خواجہ سے کہا کہ ہمین کیا اگر آپ جا کے ملکہ کو دیکھ آئے اگر ہماری آنکھون سے دیکھتے تو شاید ہمین بھی کچھ تسکین ہوتی خواجہ نے کہا کہ پھر کیا مشکل ہے کل تم بھی چلے چلو مگر یون جانا ممکن نہین ہے جب صورت بدلین لیچلون اُس صورت سے چلو عمرو بن رستم نے کہا کہ کس طرح خواجہ نے کہا کہ ڈومنی بن کے چلنا ہوگا اس وقت عمرو بن رستم کو غیرت آئی اور کہا کہ مین تو نہ جاؤن گا اگر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ عمرو بن رستم ڈومنی بن کے گئے تھے تو مین کسی کا منہ دکھانے کے قابل نہ رہون گا خواجہ نے ایسا فقرہ دیا کہ عمرو بن رستم راضی ہو گئے طیفور بیچ مین بول اُٹھا کہ اُس فقرے کو بھی تو بیان کیجیے یہ سنکے عادل کیوان شکوہ مسکرائے اور فرمایا کہ خواجہ نے کہا کہ تم کیا اپنے دادا سے بڑھ کے ہو مین اُن کو بھی صورت بدل کے لیجا چکا ہون عمرو بن رستم عشق مین مبہوت ہو رہے تھے یہ نہ پوچھا کہ دادا صاحب کیا عورت بن کے گئے تھے اگر وہ گئے بھی تھے تو مرد کے بھیس مین اپنی اصل صورت سلطنت سے بدل ڈالی ہوگی دوسرے دن عمرو نے عمرو بن رستم کو بٹھا کے بالکل راضی کر لیا اور رنگ و روغن عیاری ملکر صورت ان کی ڈومنی کی بنائی اور گت ساز پہنایا زنانہ جوڑا زیب جسم کیا خواجہ اسی صورت پر بنے جس صورت سے ایکدن پیشتر ہو آئے تھے اور عمرو بن رستم کو اپنے ساتھ لے کے جانب ملکہ روانہ ہوئے جس طرح انھون نے عمرو بن رستم کو فقرہ دیا اسی طرح تو مجھے فقرہ دیتا ہے مگر مین تیری باتون مین آکر اپنی عزت نہین ڈبوؤنگا

مرد ہو کر چوڑیاں پہنوں گا طیفور نے کہا کہ اچھا یہ آپ کو اختیار ہے جائیے جائیے نہ جائیے مگر عمرو
بن رستم کا واقعہ تو پورا بیان کر دیجئے کہ وہاں پہونچ کے کیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ گئے اور ملکہ کو
لے آئے طیفور نے کہا کہ اس طرح مشرح و بسط کے ساتھ بیان کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ میں نے
ناحق تجھ سے بیان کیا تو نے بکواتے بکواتے بھیجا خالی کر دیا غرض خواجہ عمرو بن رستم کو اسی ہیئت سے
اپنے ساتھ لیے ہوئے چلے تو انہیں سیارہ اور ستارہ دومنیوں کے گھر پہونچے وہ دونوں نہایت
اچھی طرح پیش آئیں کہ ان کی وجہ سے نفع ہوا تھا حالانکہ ظاہری نفع تھا باطنًا انکو کچھ بھی نہ ملا تھا مال تو
انہیں کے قبضہ میں رہا تھا دومنیوں نے پوچھا کہ آج یہ جوان عورت کون تمہارے ساتھ ہے عمرو نے
کہا کہ میری بیٹی ہے آج اس نے ضد کی کہ میں بھی ملکہ کی خدمت میں چلوں گی یہ سنکے وہ دونوں غمگین
کہ یہ تو رفتہ رفتہ سارے کنبہ کو ملکہ کے یہاں داخل کر دے گی اس کا نتیجہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مگر
مجبور تھیں اگر ساتھ نہ لیجاتیں تو یہ خوف تھا کہ اس نے ایک ہی دن میں ملکہ کے دل پر سکہ جما لیا ہے ایسا
نہو یہ اور کسی ذریعہ سے پہونچ کے شکایت کر دے تو پھر ملکہ کا عتاب آئے گا ہم ضرور ہی نکال دیے
جائیں گے مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست خیر ابتو جو کچھ ہوا وہ ہوا وقت تو ان کی حاضری کا
تھا ہی ادھر ملکہ نے سویرے سے ناؤ ان کے لینے کو بھیجدی تھی یہاں سے خواجہ مع عمرو بن رستم ان
دونوں دومنیوں کے ساتھ ناؤ پر سوار ہوکے اس پار اترے اور وہاں سے خدمت میں ملکہ کی
پہونچے سلام کیا ملکہ نے جو آج پھر ایک نئی عورت کو ساتھ دیکھا استفسار کیا کہ یہ کون ہے خواجہ نے ملکہ سے
بھی یہی کہا کہ یہ لونڈی کی دختر ہے اور عمرو بن رستم کی طرف دیکھ کے کہا کہ ہائیں تم نے ملکہ کو سلام نہ کیا
بھلا یہ سلام کیا کرتے یہ تو یہیں دل میں کٹے جاتے تھے کہ میں اس ہیئت سے کیوں آیا مگر اتنا تو آپ نے خاموش
بیٹھے رہے ملکہ نے کہا کہ شرم اس کے مزاج میں بہت ہے خواجہ نے کہا کہ حضور ہم لوگوں کا بے حیائی کا پیشہ
مردوں سے تو شرم کرتے نہیں نہ کہ عورتوں سے اور پھر وہ بھی آپ ایسی بن بیاہیوں سے ابھی تو کہا ہے
کہ جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم ملکہ نے کہا کہ خیر گاؤ اور یہ گانا جانتی ہو تو اسے بھی گواؤ خواجہ
نے کہا کہ مجرا یہ خوب بجاتی ہے اور طبلے کی تو اسے ایسی مشق یاد ہے کہ مجھے بھی ! دہنیں کروا مجھ سے ہاتھ بجا
ناچتی ہے مگر آپ سے تو شرم بہت پڑی ہے یہ شرم نہیں بد نصیبی ہے غرض جو کچھ جی چاہا خواجہ نے کہا ان کو چپکے
سننے کے سوا کچھ بن نہ پڑی دل میں کہتے تھے کہ میری کیا شامت تھی کہ میں اس صورت سے آیا اب اگر
بولتا ہوں تو راز فاش ہوتا ہے بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہے خیر ابتو جو ہو سو ہو مصرعہ سر کجا تکیم ز شمشیر حبیب
ہر چہ آید بر سر من بانصیب . چپکے ہی بیٹھے رہے دم نہیں مارا خواجہ نے یہ غزل شروع کی غزل

زلف شبگوں ہے کہیں مشک ختن سے بہتر　　روئے رنگیں ہے ترا یار چمن سے بہتر
اس مہ یوسف کی ہے آمیں گے سیکڑوں دل　　چاہ کنعاں بھی نہیں چاہ ذقن سے بہتر
کھلتے ہیں تن پہ دکھلاتے ہیں گل زخم بہار　　کوچۂ قاتل ہو گڑ و تر زمیں سے بہتر
یہ نزاکت ہے نہ بو ہے نہ یہ رنگت ہے　　غنچۂ گل نہیں یاں گل کے دہن سے بہتر
سحر رخ شب گیسو کی بیاض اور سواد　　طبعی آئینہ ہے مشک ختن سے بہتر
ہوں میں وحشی مجھے عریانی کی ہے فقط جاب　　دامن دشت کی جا در ہے کفن سے بہتر
دُرِ دندان کے مضامین ہیں دریا گوہر　　ہر اک بیت مری لعل عدن سے بہتر
دزد کا غم ہے نہ رہزن کا وہاں کھٹکا ہے　　منزل گور غریباں ہے وطن سے بہتر

اس کے نظارے سے کیا سیر دل بلبل ہو
بزم گل میں بھی جسے دیکھیے لب بستہ ہو
جتنے مسک ہیں وہ دنیا پہ مرے جلتے ہیں
دفن کردو تن پر داغ ہمارا اے یاران
اسے پہنے ہوئے جاتے ہیں خدا کے آگے
سر جھکائے ہوئے کس ناز سے یہ چلتی ہے
ہے وہاں مشق ترقی ہے یہاں روز بروز
جام ہاتھوں میں لیے یا شاخ گل پھولے ہیں
مجھے سنکے ہے پاس وہ گر و بولا ..

شاہد گل کی سجاوٹ ہے دلہن سے بہتر
کوئی مجمع نہیں احباب سخن سے بہتر
ان کے نزدیک کوئی شے نہیں زن سے بہتر
ہمکو یہ پھولوں کی چادر ہے کفن سے بہتر
کوئی جامہ نہیں دنیا میں کفن سے بہتر
ہے ستمگر تری تلوار دلہن سے بہتر
ماہ نو بھی تو نہیں داغ کہن سے بہتر
آج ساقی تری محفل ہے چمن سے بہتر
زمزمے ہیں ترے مرغان چمن سے بہتر

اسی طرح خواجہ الماس ایسی غزلیں گانے کہ ملکہ کو رلا رلا دیا جب ملکہ کو اپنی طرف بہت متوجہ پایا تو ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ قربان جاؤں مجھے کچھ تنہائی میں عرض کرنا ہے ملکہ نے کہا کہ بیان کرو یہ فرما کر تخلیہ کا حکم دیدیا جس قدر انیسیں جلیسیں مصاحبیں خواصیں وغیرہ تھیں سب کو حکم ہوا کہ باہر جاؤ جب ہم بلائیں تو آنا خبردار بے بلائے کوئی اندر نہ آئے سیارہ اور ستارہ بھی نکال دی گئیں دل میں کہتی تھیں کہ یہ بلا کہاں سے آئی کہ اس نے تو ملکہ کو اپنا ہی کر لیا غرض جسوقت تخلیہ ہو گیا سوائے سورستی اور ان کی بیٹی کے کوئی باقی نہ رہا تو ملکہ سے عرض کی کہ قربان جاؤں ایک زمانے میں مجھے علم نجوم و رمل وغیرہ سے اسقدر شوق ہوا تھا کہ میں نے گانا بجانا تک چھوڑ دیا تھا جب مصیبت پڑی تو گر کا کام تھا اسوجہ سے بسر کرنے لگی ورنہ اصل میں میں نے علم نجوم میں کمال حاصل کیا تھا کل جو میں حاضر حضور ہوئی تو چہرہ کو دیکھکر شک ہوا میں نے اپنے علم سے جو دریافت کیا تو کیا کہوں خلاف ادب ہے اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں ملکہ کو اشتیاق تھا کہ دیکھیے یہ کیا بیان کرتی ہے فرمایا کہ جو تمہارے علم میں ہوا ہے بیان کرو خواجہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی کسی کا شیدا ہوتا ہے اور اس کے خیال میں محو ہو کر اپنے تن بدن سے بیخبر ہو جاتا ہے وہ حالت حضور کی ہے اگر میرا بیان سچا ہو تو کہدیجیے مجھے تعویذ بھی لکھنا آتا ہے جب تعلق وتسخیر سب کچھ جانتی ہوں ملکہ خود تو تھی ہی اتنی بھی چوٹ کی تھی قبول دی فرمایا کہ میں یہ نہیں سمجھتی ہوں جوان ہوگا کسی طرف اس کا میلان خاطر ضرور ہوگا ایسے حکم میں کیا بتا سکتی ہوں کچھ تفصیل وار بیان کرو اسوقت سورستی نے عرض کی کہ اگر میں نے مفصل بیان کر دیا تو انعام ملے گا ملکہ نے فرمایا کہ جو مانگے گی وہ دوں گی اتو خواجہ نے پورے اشارے دینا شروع کیے کہ جنگل تھا ادھر سے سواری آپ کی جاتی تھی اور کسی مقام پر عمارت وغیرہ کی بنیاد پڑی تھی ہر وہاں کسی شخص کو آپ نے دیکھا ہے اسوقت سے طبیعت آپ کی بے چین رہتی ہے اتنا سنتے ہی پاؤں تو ملکہ لیٹی ہوئی تھی یا اٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ تم نے ایسا سچ بیان کیا جیسے تم دیکھ رہی تھیں سورستی نے کہا کہ ہم لوگوں کے سامنے سب نکتے ہیں جس کا حال چاہیں دریافت کر لیں اب مجھے چھپانا بیکار ہے اے ملکہ آفاق اگر ارشاد ہو تو میں تعویذ بھی دوں اور ایسا تعویذ دوں کہ بس تو خیال اس شخص کا دلسے جاتا رہے اور کہیے وہ خود یہاں آ جائے ملکہ نے کہا کہ اے سورستی کیا کہوں میں اس شخص کی دختر ہوں جس کے نام سے پہلوانان زمانہ تھراتے ہیں اور یہ کیفیت ہے کہ ایک مزدوروں کے جمعدار پر میری طبیعت آئی تم سچ کہتی ہو سواری میری چلی آتی تھی اور ایک شخص نوجوان کھڑا ہوا کچھ عمارت بنوا رہا تھا اس نے مجھے دیکھا میری نظر اس پر پڑی اسوقت سے روح بے چین ہے جی چاہتا ہے کہ اڑ کر پہنچ جاؤں اور یہاں میرے قتل کا

سامان ہو رہا ہے باپ میرا اس لیے لایا ہے کہ یاقوت شاہ کے ساتھ میری شادی ہو اور میں اُس
حرامزادے سے نفرت کرتی ہوں میری قسمت خدا اُسی بزدوروں کے جمعدار سے وابستہ کر دے تو
اچھا ہے یہ کہکر رونے لگی اور یہ شعر پڑھا کہ ؎ یہ کہکر مر گئی بلبل قفس میں ۔ بنو بندہ کسی بندہ کے بس میں
اس کی یہ حالت دیکھکر عمرو بن رستم قریب تھا کہ لپٹ جائیں لیکن ضبط کیا اُسوقت سورستی نے کہا کہ
اے ملکہ اگر بیان جھوٹ نہو تو ضرور ہے کہ شادی تمہاری اُسی خدا وند زادے کے ساتھ ہوگی جس سے
تمہیں نفرت ہے ملکہ نے فرمایا کہ پھر کہاں جاؤں میری تو وہ مثل ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن اُسوقت
سورستی نے کہا کہ اے ملکہ اگر وہ شخص جس پر تم عاشق ہو کچھ صاحب قوت ہو اور لقا سے مقابلہ کی طاقت
رکھتا ہو تو تم اُس کے پاس چلنے میں تامل تو نہ کرو گی ملکہ نے کہا کہ اے سورستی اگر وہ لقا سے مقابلہ بھی نہ کر سکتا
ہو لیکن یہ مجھے معلوم ہو جائے کہ جو حالت میری اُس کے فراق میں ہے اُسی طرح اُسے بھی میرا خیال ہے
تو مجھے اُس کا ساتھ بدل و جان منظور ہے خواہ اس میں جان جائے یا رہے جب عمرو نے ملکہ کے دل کا
حال اچھی طرح دریافت کر لیا تو کہا کہ اے ملکہ آفاق مبارک ہو کہ جس پر آپ عاشق ہوئی ہیں وہ مزدور دکان
مینہ نہیں ہے بلکہ بیٹا ہے رستم زمان علمشاہ نوجوان کا اور پوتا ہے امیر حمزہ صاحبقران کا جس کی تلوار کا
سکہ عالم میں بیٹھا ہوا ہے تم تو ایک پہلوان کی دختر ہو حمزہ کے بیٹوں پوتوں پر تو لقا کی بیٹیاں عاشق
ہوئیں اور نکل گئیں اس طرح ملکہ کو اُبھارا کہ ملکہ آمادہ ہو گئی اب خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ جو تمہاری
حالت اُس نوجوان کے فراق میں ہے اس سے بدتر اُس کی حالت ہے اور نام اس نوجوان کا عمرو بن رستم ہے
میں دراصل عمرو عیار ہوں اور اُسی کے واسطے میں نے اپنی یہ صورت بنائی اور آپ کو تم تک پہونچایا
اور یہ جس کو میں نے اپنی دختر بتایا تھا یہ وہی شاہزادہ ہے تمہارے ملنے کے اشتیاق میں اس نے یہ
لباس اختیار کیا اور میرے ساتھ یہاں تک آیا ہے اب تو ملکہ کی دھک ہو گئی عمرو نے اشارہ کر عمرو بن رستم
کے منھ پر ہاتھ پھیرا صورت اصلی ظاہر ہوئی جلدی جلدی تمام زیور اُتار کپڑے زنانے جو اوپر سے
پہنا دیے تھے اُتار ڈالے اب تو ملکہ نے پہچانا اور کہا کہ بیشک اسی جوان کو میں نے دیکھا تھا مگر اے شہریار
مجھے تو آپ کے ساتھ چلنے میں کوئی عذر و انکار نہیں ہے لیکن آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ جب سے میرا باپ
اس مقام پر آیا اور اُس نے آپ کے لشکر سے مقابلہ شروع کیا اتنی سردار زخمی کیے ہیں جس وقت
وہ میرے حال سے باخبر ہوگا تو لشکر اسلام سے ایسی تلوار چلے گی کہ زمین پر دریائے خون رواں ہوگا
جو شخص فریلاکوک عقرب جشم سے طاقت مقابلہ رکھتا ہو وہ مجھے چلنے کا قصد کرے اسوقت عمرو
بن رستم نے کہا کہ اے ملکہ دربار لقا میں قرشش سے بڑھکر زبردست سردار کوئی نہیں جب قرشش کو
صاحبقران نے زیر کر لیا تو فریلاکوک کی کیا حقیقت ہے یہ بھی ایک نہ ایک دن اسیر ہو جائے گا ابھی
تک دادا صاحب یا والد ماجد سے مقابلہ کی نوبت نہیں آئی ہے ورنہ فریلاکوک بھی لشکر اسلام میں ہوتا
تم ہمارے ساتھ چلو اطمینان رکھو کیا مجال ہے کسی کی جو تمہیں ہم سے چھین سکے اُسوقت ملکہ نے دروازہ
خیمہ پر آکے سیارہ اور ستارہ دونوں ڈومنیوں کو رخصت کر دیا اور دوسرا بجرا تیار ہونے کا حکم دیا
اور فرمایا کہ ہم سیر دریا کریں گے بعد روانہ ہونے ڈومنیوں کے ملکہ بھی مع عمرو بن رستم اور خواجہ عمرو
بجرے پر سوار ہو کے اُس پار اُترے خواجہ ملکہ کو لیے ہوئے اُسی قلعہ نیم تعمیر میں آئے اور وہاں سے ملکہ
کو عمرو بن رستم کے ساتھ خیمہ کے جانب خیمہ ملک قاسم روانہ ہوئے شاہزادہ خاور سپاہ آرام
کر رہے تھے عمرو نے سیارہ سے کہا کہ جگا دے اُس نے عرض کی کہ میری مجال نہیں ہے کہ میں جگاؤں

آپ مزاج سے شاہزادہ کے آگاہ ہیں عمرو نے آپ جاکے قاسم کو جگایا اور کہا کہ بیٹے کیا کرتے ہیں
بھائی صاحب آپ کے فریطاکوک کی دختر پر عاشق ہوئے تھے اُسے بھگا کے قلعہ میں لائے ہیں قلعہ تیار
ہے کسی سردار کو سواری ساتھ کر کے بھیجدو اور بھاوج کو بلوا لو ایسا نہ ہو یہ خبر مشہور ہو اور لشکر لقا جاکے
گھیرلے پھر ملکہ کا نکال کے لانا دشوار ہوگا قاسم نے اُسیوقت مظفر بن ضیغم خون آشام کو دس ہزار
سوار سے روانہ کیا کہ جاکر قلعہ سے بھابی صاحبہ کو لے آؤ مظفر بن ضیغم خون آشام روانہ ہوا وہاں
وہ دونوں ڈومنیاں جو ملکہ کی خدمت سے واپس ہوئیں تو آپس میں کہتی ہوئی چلیں کہ نہیں معلوم
یہ عورت کٹنی ہے یا ساحرہ ہے کہ دو دن میں ملکہ کو اپنا کر لیا ہم برسوں سے نوکر اور دودھ کی مکھی کی طرح
الگ نکال کے پھینکدیے گئے اور مزا تو یہ ہے کہ اُس نے پہلے ہمیں کو فریب دیا کہ ہم اُسے ملکہ تک لے گئے
ورنہ ملکہ تک رسائی بھی محال تھی اگر اونچ نیچ پڑی تو ناک چوٹی ہماری پہلے کاٹی جائے گی اس سے بہتر یہ
ہے کہ اپنی بریت کرنی چاہیے آج ملکہ کے والد ماجد سے اطلاع کردیں یہ سوچتی ہوئی دونوں کی دونوں
خدمت میں فریطاکوک عقرب چشم کے پہونچیں اور کہا کہ جان کی امان پائیں تو کچھ عرض کریں فریطاکوک
نے کہا بیان کرو تمہاری جان ہم کو بخشی یہ سنکے اُن دونوں نے کہا کہ چند دنوں سے صاحبزادی کی
طبیعت کا رنگ بدلا ہوا ہے اور ایک نئی عورت وہاں گئی ہے اُس سے کچھ پوشیدہ باتیں ہوا کرتی ہیں یہ
ہمیں نہیں معلوم کہ کیا باتیں ہوتی ہیں لہذا ہم نے ازراہ خیرخواہی حضور کو مطلع کردیا اب اگر کچھ اونچ نیچ
پڑے تو ہمارے سر الزام نہ آئے یہ سنکے فریطاکوک عقرب چشم نے اُسیوقت ایک عورت کو بھیجا کہ
جاکے ملکہ سے کہدو کہ تم دریا کے اس پار خیمہ اپنا برپا کرو کیونکہ اگر ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم کو دیکھیں تو وقت
ہوتی ہے تم تک پہونچنے میں عرصہ ہوتا ہے وہ عورت حسب الحکم ناؤ پر سوار ہوکے پیام فریطاکوک کا
ملکہ سے کہنے کو گئی جب ملکہ کے خیمہ میں پہونچی اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نہیں ہیں پوچھا کہاں گئیں
خواصوں نے بیان کیا کہ بجرے پر سوار ہوکے سیر دریا کو گئیں ہیں بجرہ تو پلٹ آیا لیکن ملکہ پلٹ کے نہیں
آئیں ملاحوں کا بیان ہے کہ دو اجنبی آدمی تھے ملکہ انہیں کے ساتھ بجرے سے اُتر کر صحرا کی طرف چلی گئیں
بس یہ سنکے اس نے چھاتی پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اس چھوکری نے غضب کیا جس کا ایسا باپ ہو اُس نے
خاندان کی ناک اسطرح کٹوا دی وہاں سے روتی پیٹتی آئی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ صاحبزادی کا
پتہ نہیں کہ کہاں گئیں بس یہ سنکے فریطاکوک بسبب شرم و حیا کے غرق عرق ہوگیا اپنے عیار کو بلاکے حکم
دیا کہ جاؤ اور خبر لاؤ کہ ملکہ کہاں گئی عیار روانہ ہوا اب صبح کا وقت عیار فریطاکوک عقرب چشم لشکر اسلام میں
آیا اور گشت لگاکے پلٹا تھا کہ دیکھا اس نے کہ جانب صحرا سے مظفر بن ضیغم خون آشام ایک محافہ اپنی حفاظت
وحراست میں لئے ہوئے لشکر اسلام کی طرف جا رہا ہے اس نے کسی عیار اہل اسلام کی شکل بنکر ہمراہیان مظفر
سے پوچھا کہ یہ کس ملکہ کی سواری ہے انہوں نے سادگی کے ساتھ دوست سمجھکے بیان کر دیا کہ فریطاکوک عقرب چشم
کی دختر ہے اور شاہزادہ عمرو بن رستم کی معشوقہ ہے بس یہ سنتے ہی عیار وہاں سے سر پر پاؤں رکھکے بھاگا اور
آکر فریطاکوک عقرب چشم سے بیان کیا کہ عمرو بن رستم ملکہ کو بھگا لے گیا ہے اور خالو قدرت ضیغم خون آشام
کا بیٹا محافہ ملکہ کا اپنی حفاظت میں لئے جاتا ہے ابھی ملکہ لشکر اسلام تک پہونچی نہیں ہے بس یہ سنتے ہی فریطاکوک
عقرب چشم نے اسلحہ طلب کیا اور ایک رفیق اس کا تنومند وزورآور کہ نام اُس کا ضیغم تیغ زن تھا یہ مسلح
بیٹھا ہوا تھا فریطاکوک نے اُس سے کہا کہ تو جاکر مظفر سے ملکہ کو چھین لا اور میں بھی آتا ہوں فریطاکوک
عقرب چشم تو جسم پر ہتھیار سجنے لگا اور ضیغم تیغ زن اسی وقت مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوگیا ادھر

مظفر بن ضیغم خون آشام ملکہ کا محافہ لیے چلے آتے ہیں دس ہزار سوار محافہ کو گھیرے ہوئے ہیں ملکہ بھی
دل میں خوش ہے کہ اب صاحبقران کی پوت بہو کہلاؤں گی اگر وہاں رہتی تو ایک قزاق کی جورو
کہلاتی خدا کا شکر ہے کہ اس نے عفریت خصال سے مجھے بچایا اور جیسے میں چاہتی تھی ایسے پایا یہ خوشی خوشی محافہ
سے جھانکتی تاکتی ہوئی کہ اب لشکر اسلام کتنی دور رہ گیا آتی تھی کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور ضیغم
تیغزن مانند باد صرصر کے پہونچا اور اس نے نعرہ کیا کہ اے پسر خالو قدرت بڑے شرم کی بات ہے کہ باپ تیرا
خالو قدرت کہلاتا ہے اس رشتے سے تو یاقوت شاہ کا بھتیجا ہوا اور اسی کی منگیتر کو ایک مجاور زادہ کسکے
کے لیے لیے جاتا ہے تو نے نام خاندان کا ڈبو دیا جب عزیزان خداوند لعبا کریں گے تو دوسروں کو کیا دن نیل
ہونے لگا بس خیر اسی میں ہے کہ محافہ ملکہ کا میرے سپرد کر ورنہ بزور شمشیر میں چھین لوں گا اسوقت مظفر بن ضیغم
خون آشام نے کہا کہ او خدا ناشناس یہ کس ملت و مذہب میں روا ہے کہ بجبر کسی کی شادی کر دی جائے
خدا نے ہر شخص کو آزادی دی ہے عورت ہو یا مرد جس کی راضی ہو اس کے ساتھ عقد کرے ملکہ جبکی سنا
تھی اس کے پاس چلی آئی اور اب یہ شاہزادہ خاور سیاہ لال خفتان خونریز خاوری کی بیاہی ہو چکی اب
او مردار اگر کوئی دوسری نیت سے دیکھے تو آنکھیں نکال لی جائیں اور تو قرابت لقا کا جو طعنہ دیتا ہے تو میرا اسلام
اختیار کرنا پرستاران لقا کے واسطے نصیحت ہے کہ وہ سب بھی اس مذہب برحق کی طرف راغب ہوں اور
دل میں سمجھیں کہ اگر لقا لائق پرستش ہوتا تو عزیز اس کے اسے کیوں چھوڑ دیتے بہتر یہ ہے کہ تو بھی مذہب اسلام
اختیار کر اور لقا پر لعنت کر کہ عبد ہو کر معبود ہونے کا دعوی کرتا ہے اور دیکھ لینا کہ ایک روز تیرا آقا فریطاکوک
عقرب چشم بھی زیر ہو کر مثل ملک قہرش بن سوکمانی طوفانی کے اطاعت اختیار کرے گا یہ بھروسہ نہ کیا کر
فریطاکوک کے ہاتھ سے اسی بچاسی سردار زخمی ہو چکے ہیں ابھی رستم زمان علمشاہ نوجوان بانوے صاحبقران
سے سامنا نہیں ہوا ہے ورنہ فریطاکوک کو میدان سے پلٹ کے جانا نصیب نہ ہوتا یہ سنکے ضیغم تیغزن نہایت
برہم ہوا اور اس نے تلوار کھینچ کر مظفر پہ حملہ کیا کہ تو نہ مانے گا بغیر جنگ تجھے فیصلہ نہ ہوگا مظفر بن ضیغم خون آشام
نے وار اس کا رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ ضیغم تیغزن زخمی ہو کر جھومنے لگا مظفر اگر دوسرا ہاتھ مار دیتا تو کام
ضیغم تیغزن کا تمام ہو جاتا مظفر نے اس حرکت کو شان مردی و مردانگی کے خلاف جانا ہنوز ضیغم تیغزن سنبھلنے
پایا تھا اور مظفر ملکہ کو لے کے لشکر کی طرف نہیں جانے پایا تھا کہ دوسری گرد اڑی اور خود فریطاکوک
عقرب چشم یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اپنے سردار کو غرق خون دیکھکر اس نے نعرہ کیا کہ او
مظفر کہاں جاتا ہے خبردار کہ میں آ پہونچا فریطاکوک کی آمد دیکھکر ملکہ کے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے اور اس کو
یقین ہو گیا کہ اب میرا لشکر اسلام میں پہونچنا غیر ممکن ہے اس کے ہاتھ سے مظفر بچ نہیں سکتا یہ تو سہم گئی وہاں
مظفر نے کہا کہ او فریطاکوک عقرب چشم میں مثل لقا کے نہیں ہوں میں سپہگری کو خداوندی سے بہتر جانتا
ہوں اور کوئی کام دوسروں کے گھمنڈ پر نہیں کرتا ہوں اگر تیرے بازوؤں میں طاقت ہے تو ملکہ کو مجھ سے چھین
جبتک میرے دم میں دم ہے اسوقت تک تو ملکہ کو ہرگز نہ دوں گا فریطاکوک نے کہا کہ میں بھی عاجز نہیں
ہوں اور اب مجھے تیرا وہ پاس نہیں ہے جو پہلے تھا اس لیے کہ پہلے میں عزیز خداوند سمجھکر بہت عزت کی نظر سے
تجھے دیکھتا تھا اب تو خداوندی سے منحرف ہو گیا تو پھر بھی تیری اطاعت واجب نہیں رہی یہ کہکے فریطاکوک
عقرب چشم نے تلوار کھینچ لی ادھر مظفر نے تلوار کھینچ لی مظفر نے کئی وار کیے مگر فریطاکوک نے سب وار رد
کر کے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام زخمی ہو گیا فریطاکوک نے محافہ کے قریب آ کے
دختر سے کچھ باتیں کرنا چاہا ملکہ نے بسبب شرم کے باپ کو کوئی جواب نہ دیا اور وہاں شاہزادہ خاور سیاہ کو

خبر ہو گئی کہ رفیق آپ کا فریطاکوک کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا اور وہ اپنی دختر کو لئے جاتا ہے جب یہ سنتے ہی
قاسم کو تاب نہ رہی جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہاں فریطاکوک عقرب چشم محاذ کو ہمراہ
لے کر چند ہی قدم آگے بڑھا ہوگا کہ گرد اڑی اور نعرہ ہوا کہ بیہو آفتاب مشرق دین پروری
شہسوار لال پوش خاوری۔ خبردار او فریطاکوک عقرب چشم کہاں جاتا ہے میں آ پہونچا یہ دختر
تیری اب ہماری عورت ہے فریطاکوک عقرب چشم نے پلٹ کے دیکھا اور کہا کہ اتنی میداندار یاں ہوئیں
ان میں تو نے نکل کے سامنا نہ کیا مجھے تو حسرت صاحبقران اور علمشاہ نوجوان کے مقابلہ کی ہے اور کوئی
سردار نظر میں نہیں سماتا مگر آج تک نہ تیرا باپ ہی میرے مقابلہ کو نکلا نہ دادا تجھ سے میں کیا مقابلہ کروں قاسم
نے کہا کہ تو مجھے کیا سمجھتا ہے فریطاکوک نے کہا کہ بچہ جانتا ہوں قاسم نے کہا کہ میں وہ بچہ ہوں کہ میں نے
سات برس کے سن میں ترک توسن ملیطاقی کو بارگاہ ہرمز و فرامرز میں گھس کر مارا طلسم افراسیاب
کو فتح کیا میں تیری حقیقت کب سمجھتا ہوں لا ضرب بہادری کی فریطاکوک عقرب چشم نے تلوار ماری
قاسم نے چاہا بند دست پر ہاتھ ڈال دوں لیکن قد فریطاکوک کا بہت بڑا تھا ہاتھ قاسم کا کلائی تک
نہ پہونچا تھا کہ تیغہ سر پر آگیا اور تا ابرو اتر گیا قاسم نے جلدی سے داستانہ مارا تیغہ تو جھٹک کر نکل گیا لیکن
قاسم پر غشی طاری ہو گئی کہ زخم گہرا تھا لیکن بعد قاسم کے چلنے کے اس خبر کو سنکر رستم زمان علمشاہ
نوجوان بھی چل کھڑے ہوئے تھے اسوقت پہونچے کہ قاسم زخمی ہو چکے تھے بس نعرہ کیا کہ علمشاہ رومی شہ
فیل زور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور۔ خبردار اے فریطاکوک عقرب چشم میں آ پہونچا فریطاکوک
نے کہا کہ بیٹے کی محبت سے آج نہیں مقابلہ پر آمادہ کیا اتنی میدانداریوں میں کسی دن سامنا نہ کیا علمشاہ
رومی نے کہا کہ اے فریطاکوک اگر تجھے میرے مقابلہ کی تمنا تھی مجھے پکارا ہوتا یہ خلاف ہے کہ اور لوگوں کو
مجھ سے تمنائے مقابلہ تھی میں ان کو نہ جانے دیتا اور کیا یہ میدان نہیں ہے جہاں مقابلہ ہو گیا وہی میدان
جنگ ہے آ اور حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکے فریطاکوک عقرب چشم نے تیغہ نیام میں کر کے گرز سنبھالا اور
کہا کہ میں نے تیری ضرب گرز کی بھی بہت تعریف سنی ہے لہذا میں بھی مشتاق ہوں یہ کہکر اس نے اپنے
پندرہ سو من کے گرز کو سر پر چرخ دے کر سر علمشاہ رومی پر وار کیا علمشاہ نے سپر بلند کی چونکہ علمشاہ
اسوقت جلدی میں ایکسنے مرکب پر سوار ہو کے دوڑ پڑے تھے ادھر تو گلہ گرز سے سنانے کی صدا پیدا
ہوئی ادھر مرکب چراغ پا ہوا اب علمشاہ گرز کو روکیں یا مرکب کو سنبھالیں سپر تو سپر پر تھی گرز سر مرکب پر آیا
کہ مرکب کا سر پاش پاش ہو گیا مرکب نے چرخ مارا علمشاہ نے زین خالی کیا اور دو گز لات ماری ادھر
فریطاکوک نے مرکب سے کود کر تیغہ مارا کہ سر علمشاہ کا زخمی ہوا اب علمشاہ نے بھی تلوار ماری کہ
فریطاکوک بھی زخمی ہو گیا اب یہ حالت ہے کہ جب فریطاکوک تلوار مارتا ہے علمشاہ سپر بھی نہیں بلند کرتے
ہیں اور سینہ پر وار روکتے ہیں یہ دیکھتے ہی فریطاکوک کو بھی غیرت آئی جب علمشاہ نے وار کیا تو
فریطاکوک نے بھی سپر نہ بلند کی اس نے بھی گہرا زخم کھایا دونوں اسقدر زخمی ہوئے کہ زمین پر گھٹنے ٹیک دیے
اور خنجر کھینچ لئے تلوارین پھینک دیں ادھر یہ خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ عمرو بن ستم فریطاکوک
کی دختر کو لے آئے تھے یہ ساری تیاری عشق کی تھی فریطاکوک کو خبر ہو گئی وہ آکر ستبد راہ ہوا مظفر بن ضیغم
خون آشام کو زخمی کیا قاسم گھبرائے ہوئے پہونچے وہ بھی زخمی ہوئے اب علمشاہ سے تلوار چل رہی ہے
دونوں زخمی ہیں بس یہ سنتے ہی جلدی سے صاحبقران مرکب پر سوار ہو کر دوڑتے آئے دیکھا تو واقع
میں دونوں اسقدر زخمی ہیں کہ جھوم رہے ہیں نہ علمشاہ کا وار فریطاکوک روکتا ہے نہ فریطاکوک کا

وار علمشاہ رو گئے ہیں بس یہ دیکھکر صاحبقران بیتاب ہو گئے کہ ادھر تو نہ نظر ہو ادھر بھی رستم لشکر لقا
ہر چو مار گیا داغ دست جائیگا صاحبقران نے پہونچتے ہی آواز دی کہ یہ کیا جہالت ہے اور کس بات کی
جنگ ہے بس اب لڑائی موقوف کرو جب اچھے ہو لینا تو لڑ لینا لیکن ان دونوں میں اسی طرح ہجوم ہجوم کر کہا
چلتی رہی تھی اتنے ہی ساعت میں امیر نے جاتے ہی ایک ہاتھ سے ہاتھ علمشاہ کا اور دوسرے
ہاتھ سے ہاتھ فریطاکوک عقرب چشم کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے دلاورو بس فریطاکوک عقرب چشم نے کہا
کہ بابا میرا افسوس ہے کہ آپ سے حسرت مقابلہ باقی رہ گئی اور اب اسوقت نہ مجھے روکیے نہ رستم کو جبکہ
اس کے فیصلہ ہو جانے دیجیے اب مجھے اپنی زندگی منظور نہیں ہے اس لئے کہ آپ کے فرزند کی بدولت میری
عزت پر حرف آیا یا مجھے ملکہ کو [illegible] ان کے بیچ امیر نے فرمایا کہ اے فریطاکوک عقرب چشم یہ کیا بات
ہے خدا نے مرد کو عورت کے لئے اور عورت کو مرد کے لئے خلق کیا ہے دنیا ہوتا چلا آیا ہے کہ کسی کی بیٹی کسی کا
بیٹا کیا تم نے ذلیل سمجھتے ہو جو بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو میرا فرزند تمہاری دامادی کے لائق نہیں ہے فریطاکوک
عقرب چشم نے کہا کہ اگر وہ داماد ہوتے تو میرا افتخار تھا اسوقت آپ کی وہ عزت ہے کہ صاحبقران جہان
کہلاتے ہیں اور میں ایک پہلوان زبردست کے لقب سے مشہور ہوں لیکن یہ طریقہ بہت برا ہوا کہ عمرو
بن رستم ملکہ کو پوشیدہ طور پر لے کے بھاگے اور علاوہ اس کے ملکہ خداوندزادے کے ساتھ منسوب تھی
تو صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک عمرو بن رستم نے برا کیا اور یہ عذر کہ ملکہ یاقوت شاہ کی منگیتر تھی
یہ غیر بیجا ہے اس لئے کہ جب ملکہ اس کے ساتھ رضامند نہ تھی تو ملکہ کی شادی اس سے کرنا ملکہ پر ظلم کرنا ہے
اگر تم ملکہ کے قتل پر آمادہ ہوتے تو میں اسیوقت ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دیتا مگر اب ملکہ کو میں اپنے ساتھ
لے جاؤنگا جیسی تمہاری دختر ویسی میری دختر تم ہر طرح کا اطمینان رکھو اب عمرو بن رستم صورت بھی
ملکہ کی نہ دیکھنے پائے گا جسوقت تک کہ تمہارے فیصلہ نہ ہوے گا اور میں مرہم سلیمانی تمہارے
واسطے بھیجتا ہوں تم ایک روز میں اچھے ہو جاؤگے یہ اشفاق و اخلاق صاحبقران دیکھکر فریطاکوک
نے گردن جھکالی اور کہا کہ مجھے آپ کی بات کا یقین ہے لیکن افسوس کہ لقا کی طرف سے ہماری کمک کو
ابتک کوئی نہ آیا یہ کہکر اسی حالت زخمداری میں پلٹ کے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہو گیا ادھر صاحبقران
عالیشان محافہ ملکہ کا اور فرزند زخمی کو ساتھ لئے ہوئے پہلے ملکہ کو خورشید خاوری کے حوالے کیا اور کہا
کہ یہ امانت غیر ہے خبردار کسی مرد کا اس کا سامنا ہونے نہ پائے جب تک عقد نہ ہو لے اور مرہم سلیمانی منگوا کر
علمشاہ کے زخموں میں ٹانکے دلوائے لیکن علمشاہ نے کہا کہ پہلے فریطاکوک عقرب چشم کے واسطے مرہم
بھجوا دیجیے اس کے بعد میں اپنے زخموں کا علاج کروں گا امیر نے عمرو کے ہاتھ مرہم سلیمانی روانہ کیا
یہاں علمشاہ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ فریطاکوک کے زخموں میں مرہم لگا لیا جائے اور عمرو پھر کے
آلیں تو میں بھی مرہم لگاؤں وہاں فریطاکوک عقرب چشم اپنی بارگاہ میں پہونچا اور اس امر کی خبر
مشہور ہوئی تو سرداران لشکر لقا عیادت کو آئے اور لقا خود سوار ہو کے آیا اس لئے کہ فریطاکوک
عقرب چشم کو [illegible] ہمراہ لقا بھی بہت سے سردار آئے بارگاہ فریطاکوک عقرب چشم
کی بھر گئی اسوقت لقا نے کہا کہ تم لوگ بدکار عورتوں کو ہمارے خداوندزادے کی نظر کو لاتے ہو
وہ بھاگ جاتی ہیں اور خداوند کو بدنام کرتی ہیں اگر دختر تمہاری خراب تھی تو اسے لے کے تم کیوں آئے
بس یہ سنکے فریطاکوک کو تاب ضبط نہ رہی چونکہ فریطاکوک عقرب چشم نہایت غیرت دار اور عقلمند تھا
اس نے زندگی کو رسوائی کے ساتھ ہیچ جانا اتنے میں خواجہ بو بجے اور کہا اے فریطاکوک عقرب چشم

صاحبقران نے مرہم سلیمانی تمھارے واسطے بھیجا ہے اور شاہزادہ علمشاہ نے زخموں مین پٹیان نہین
بندھوائی ہین جب تک تم یہ مرہم نہ لگاوگے اسوقت تک علمشاہ بھی مرہم نہ لگائین گے زخم اسی طرح
ہوا کھا رہے ہین یہ سنکے فریطاکوک نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ خواجہ ہمارا سلام آخر علمشاہ کو بھی کہدینا
اور صاحبقران سے بھی تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ اب ہمارے آپ کے روز قیامت ملاقات ہوگی لیکن
اتنا خیال رہے کہ یا تو ملکہ کو قتل کر ڈالیے گا اور یا اُس صورت سے عقد کر دیجئے گا جس طرح ان باپ اولاد
کا عقد کرتے ہین ہم تو اب دنیا سے جاتے ہین آپ نے اگر اپنی زبان سے اُس کو دختر کہا ہو تو اب ہمارے
مقام پر آپ ہین اور خواجہ آپ میرے کلمہ کے شاہد رہیے گا مین نے لاکھ لاکھ لعنت کی ایسے خداوند پر جس کے
یہان انصاف نہین اور بدل دین اسلام قبول کیا بیشک مذہب اسلام برحق ہے یہ کہکر اس نے خنجر اٹھا لیا
عمرو ہائین ہائین کرتے رہے لیکن فریطاکوک ایسا تو تھا نہین کہ عمرو اُس کا ہاتھ روک سکتے خنجر سینے
کے پار ہوگیا فریطاکوک ایک تو یون زخموں مین چور نوبت بجان ہو رہا تھا اسپر اپنے ہاتھ سے خودکشی کرلی
دم بھر مین پھڑک کے مرگیا لقا کو بھی صدمہ ہوا لیکن یہ ملعون پکارا کہ اے بندگان من مین اس بندے
کو اب کے اس سے زیادہ تنومند کر کے پیدا کرون گا یہ کہکر لقا نے لاش فریطاکوک عقرب چشم کی ایک
چشمہ مین ڈلوا دی اور دوسری روایت یہ ہے کہ عمرو یہ حال دیکھکے واپس ہوئے اور آکر سارا حال امیر سے
بیان کیا صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور امیر نے خود لاش فریطاکوک عقرب چشم اٹھواکے دفن
کرادی اور دو شب و روز کھانا نہین کھایا بعد اُس کے عقد ملکہ کا عمرو بن رستم کے ساتھ کر تو دیا مگر وہ خوشی
جو صاحبقران کی تھی وہ تو مرنے سے فریطاکوک عقرب چشم کے مٹ چکی تھی تاہم موافق وصیت فریطاکوک
مثل اپنی دختر کے دختر فریطاکوک عقرب چشم پر شفقت فرماتے تھے اُس دن سے یہ بدنامی کا داغ عمرو
بن رستم کے نام سے زندگی مین نہ گیا اور عمرو بن رستم نے بھی اُس روز سے سپہگری ترک کر دی کہ مین
ہاتھون مین چوڑیان پہن لین اب ان سے تلوار کیا اٹھاؤن اگر مین میدان مین کسی کے مقابلہ کو نکلا اور کسی نے
طعنہ دیا تو مرجانے کی جگہ ہوگی اے طیفور تو بھی مثل عمرو بن رستم کے نہ بن اگرچہ عمرو بن رستم بھی بے
وادا ہوتے تھے لیکن مین نسل سے شاہزادہ خاور سیاہ کی ہون ہمارا اس ننگ و عار کو کبھی گوارا نہ کرتے
بلکہ وہ بدیع الزمان کو اس بات کا طعنہ دیا کرتے تھے کہ تم وہی ہو کہ گوہر ملک کے ساتھ قفس مین بیٹھکر
چار باغ گئے تھے بیبی چپکے بھاگے تھے قاسم نے ایسا کبھی نہین کیا اسوقت طیفور نے عرض کی کہ
یا صاحبقران اگر عورت بن کے جانا آپ کی شان مردانگی و جرأت کے خلاف ہو تو مین آپ کو ایک جوگی کی
صورت بنائے دیتا ہون اور خود آپ کا بالکا بنتا ہون اس ہیئت سے چل کے تماشہ دیکھیے کچھ سوچ کے
امیر نے فرمایا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین تب طیفور نے ہاتھ دیکر اسیوقت امیر کو شنجرفی تہمد بندھوائی
منہ پر بھبوت ملا بڑی بڑی جٹین لگا کر خوب زیور پہنایا اور آپ بھی جوگی بچہ بنکر امیر کے ساتھ ہوا اور صاحبقران
کو لے کر چل کھڑا ہوا چلتے چلتے تو دو رستے تمام ساحل کی سیر دکھائی بعد اس کے امیر نے کہا کہ ان عورتون مین تو
بغیر عورت بنے ہوئے جانا ممکن نہین اب ان سے علحدہ کسی مقام پر ٹھہریے امیر نے کہا ایسے مقام پر ٹھہرو
جدھر ملکہ کے آنے کی امید ہو اس لیے کہ مین نے ملکہ کے حسن کی بہت تعریف سنی ہے جب یہان کی تمام عورتین
ایسی ہین تو جو یہان کے لوگون مین حسین سمجھے جاتے ہین وہ کیسے ہون گے طیفور نے کہا کہ یہان سے
قریب ایک مزار کسی درویش کا میلہ کی حد سے الگ بھی ہے اور یقین ہے کہ ملکہ جانے متبرک سمجھکر اُس مزار
تک ضرور آئے گی ابھی کو آپ ذکر تا چلیے ہے صاحبقران نے فرمایا کہ جو تیری راے طیفور امیر با توقیر کو ساتھ لیے

ہوئے دور سے سیر دکھاتا ہوا مزار پر درویش مہربان شاہ کے روانہ ہوا امیر میلے کی سیر دیکھتے چلے جاتے ہیں
کہ جو عورت ہے حسن و جمال میں عدیم المثال ہے اور سوا جوانوں کے کوئی سن رسیدہ نہیں معلوم ہوتی نہ کوئی
بدصورت دکھائی دیتی ہے سب کی سب آپس میں چہلیں کر رہی ہیں کوئی کسی مقام پر نہا رہی ہے کوئی شال ہاتھ
میں لئے ہوئے پھول دریا میں بہا رہی ہے غرضکہ عجب طرح کی گہما گہمی نظر آتی تھی۔ جن میں سنائی تھی
پھول کوئی بہاتے جاتی تھی | اٹھتے ایک ایسا کہ اس طرح نکلے | جیسے عرق آسمان میں ہوں تارے
نکلی دریا جوہری تمثال | راز نہان ہوا زبان حال | صاحبقران سیر کرتے ہوئے مزار
مہربان شاہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک عمارت سنگ مرمر کی کنارے دریا کے واقع ہے زیر گنبد مزار مہربان شاہ
کا ہے اور مزار کے لوح لگی ہوئی ہے لوح پر نام مہربان شاہ کا کندہ ہے صاحبقران نے مزار پر فاتحہ پڑھا طیفور نے
کہا اب آپ بیٹھے دیکھیے تو میں کیا سامان کرتا ہوں لیکن جو کچھ اس سامان میں صرف ہوگا وہ آپ کو دینا پڑیگا
امیر نے فرمایا میں دونگا بس اسوقت طیفور نے زنبیل سے شیشہ آلات نکالے اور سقف میں آویزان
کئے دیواروں میں نصب کئے فرش نہایت پر تکلف بچھایا اور اس فرش پر ایک سیتل پاٹی بچھا دی
اس پر صاحبقران کو بٹھا دیا اور فرش جا بجا زمرد لگی لگا کر قرینے سے روشن کر دیے اس کے بعد بہت سے
گجرے پھولوں کے مرکنول کی شاخ میں لپیٹ دیے اور ایک گجرا امیر کے گلے میں ڈالدیا ایک آپ
پہن لیا اور عطر کے قرابے کے قرابے لنڈھا دیے اور کئی قرابے توڑ کے دریا میں بہا دیے ادر کچھ طبق
نہایت پر تکلف بنا کے میوہ دھرے اس مقبرہ کو ایسا سجا کہ عروس شب اول کا حجلہ بھی اسقدر آراستہ نہوگا
اور ایسی خوشبو نکلی کہ جب ہوا اس طرف سے ہو کے گذری دامن میں اپنے نسیم نے کر لی تو جہانتک پہونچی
بسا دیا ہوا بھی اسی طرف کی تھی جدھر میلہ تھا اور پانی کا بہاؤ بھی اسی جانب تھا یہ وہ وقت تھا کہ ملکہ بھی
بجرے پر سوار جھمکڑا بنا ہے ملکہ کے سامنے بیٹھا ہے وزیر زادی ہمراہ بیٹھی ہوئی ہے باقی خواصین اور
کنیزیں بیٹھی ہیں ادب گانا نہیں بجرہ ملکہ کا دھارا کاٹتا ہوا چلا اس لئے کہ ملکہ ہر سال مزار
مہربان شاہ پر بھی آتی ہے اور کچھ چڑھاتی ہے کا اور اس مزار کا کوئی نہیں ہے جو کچھ ملکہ چڑھاتی ہے وہ سب کو
جو پہلے پہونچگیا اس کی قسمت کا ہو گیا اب اس طرف سے تو بجرا ملکہ کا جا رہا ہے اور اس طرف سے طیفور کے
بہائے ہوئے طبق بہتے چلے آتے ہیں ہوا جب آتی ہے مشام جان کو معطر کر دیتی ہے اور جتنا بجرا آگے بڑھتا
جاتا ہے اسی قدر خوشبو بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے ملکہ حیران ہے وزیر زادی سے کہا کہ آج یہ کیا ماجرا ہے مزار
درویش کی طرف سے تو ایسی خوشبو آرہی ہے کہ کبھی نہ آتی تھی اور یہ طبق کس نے بہائے ہیں وزیر زادی
نے ہنس کے کہا کہ کسی چاہنے والے نے بہائے ہوں گے آج تو آپ کی سلامتی منانے کا دن ہے یہانتک
کہ اب مزار مہربان شاہ کا نظر آنے لگا دیکھا ملکہ نے کہ ساری عمارت جگر جگر کر رہی ہے اور بھی تعجب ہوا
وزیر زادی سے کہا کہ اری دیکھو تو سہی اس مقبرہ کو کس نے آراستہ کیا ہے ماچیون نے بجرہ کو اور آگے
بڑھایا ادھر صاحبقران جو کہ بیٹھے ہوئے ملاپ سے تھے کہ ایک مرتبہ سامنے سے بجرا ملکہ کا نمودار ہوا
طیفور نے کہا کہ آپ کی کشش ملکہ کو یہیں کھینچ کے لائے گی اور اچھا ہے کہ یہاں تنہائی ہے ملکہ سے باتوں کا
موقع بھی ملے گا اول تو یقین ہے کہ ملکہ خود بھی اس مزار کی زیارت کو ضرور آئیگی علاوہ اس کے ہم نے
سامان ایسا کیا ہے کہ پیام ہمارا پہونچگیا ہوگا وہ عطر جو ہزاروں روپیہ کا ہم نے لنڈھا دیا ہے کیا
خوشبو ملکہ کو بے چین کرے اور ادھر بیچاری جسوقت بجرہ خوشبودار ہوا اور آراستگی بجرے کی دیکھی تو طیفور
نے اسیوقت کہدیا کہ لیجیے مبارک ہو اس بجرے پر سوا ملکہ کے اور کوئی نہیں ہے لتے میں بجرا قریب آیا

دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے اور ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش دزد گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے دلہن بنی ہوئی لباس سرخ زیب جسم مسند زرنگار پر بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے چہرہ اسقدر روشن اور صاف ہے کہ جوت پڑتی ہے نگاہ قائم نہین ہوتی ہے اُدھر ملکہ نے وزیر زادی سے کہا کہ آج تو اس مقبرے مین ایک جوگی بھی نظر آتا ہے مگر ہے تو خوبصورت اس نے اس سن مین خدا جانے کیون یہ جوگ اختیار کیا اُدھر وزیر زادی نے غور کرکے کہا کہ ایک لڑکا بھی تو ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے اس مقبرے مین جانا اور کچھ چڑھانا ضرور ہے یہ غیر مرد وا بیٹھا ہے وزیر زادی نے کہا کہ یہ جوگی ہے جوگیون سے کون پردہ کرتا ہے آپ انھون نے بجرا ساحل تک پہونچایا ملکہ بجرے سے اتر کر مقبرہ مین داخل ہوئی پہلے تو قبہ مہربان شاہ پر کچھ شیرینی کچھ نقد چڑھایا بعد اُس کے پلٹتے وقت جوگی سے کہا کہ آپ بیان کیجیے آئے ہین اور اس مقبرے کو کس نے آراستہ کیا ہے جوگی نے کہا کہ جو کچھ پوچھنا ہو اس لڑکے سے پوچھو مین اسوقت نہین معلوم کس خیال مین ہون طیفور جو لڑکا بنا ہوا تھا بولا کہ اے شاہزادی یہ فقیرون کی پھیری ادھر اُدھر بھی آنکلے لیکن ملکہ کی یہ حالت ہے کہ ٹکٹکی باندھے ہوئے صاحبقران کی طرف دیکھے جاتی ہے اور صاحبقران بھی ملکہ کو دیکھ رہے ہین اور وزیر زادی سے اور طیفور سے باتین ہو رہی ہین اُسوقت شاہزادی نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ اے دل افروزان لوگون سے زیادہ باتین کرنا فضول ہے اسلئے کہ یہ لوگ پنکھیرو ہوتے ہین کہ آج یہان کل وہان بقول جس سے مسافرت کوئی بھی کرتا ہے مثل سچ ہے جوگی ہوے کس کے میت اُسوقت صاحبقران بھی متاثر ہوے اور طیفور سمجھ گیا کہ ملکہ کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ بھلا فقیرون اور بادشاہون کے دوستی کہین نبھ سکتی ہے کہان مین کہان آپ بقول شاعر

کسی کو کرے اور کسی پری پیکر کے یارانہ
ہر ایک کسا ہے شاہانہ مری صورت فقیرانہ
سب کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی
محبت مین بھی یکسان ہین جسکی جب بن آئی

اُسوقت وزیر زادی نے یہ شعر پڑھا پہلے تو کچھ اشارون کنایون مین باتین ہوتی رہین جب ملکہ نے نام پوچھا تو طیفور نے کہا کہ اے ملکہ تم کس خیال مین ہو یہ صاحبقران عالیشان ہین جوگی نہین ہین اور مین ان کا عیار ہون طیفور بادیہ گرد میرا نام ہے ایک مدت سے تمھارے حسن کا شہرہ سنا تھا ظاہر بظاہر آنا خلاف مصلحت تھا اسواسطے یہ بھیس اختیار کیا اور تمھارے ہی شوق دیدار مین اس مقام پر آکے قیام کیا اور یہ ساری آراستگی تمھارے ہی واسطے کی گئی تھی ورنہ یہ سامان فقیرون پاس کہان یہ شاہ والے ہین کسبے جا ہین شاہ بنادین چونکہ یہ تاج بخش ہین اس بنا پر تاجداری سے کنارہ ہین یہ سنکے ملکہ کچھ شرمائی مگر دل مین خوش بھی ہوئی کہ خیر جو شخص پسند آیا وہ مجھسے بہتر ہے کمتر نہین ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے کیونکر یقین ہو کہ یہ صاحبقران ہین طیفور نے کہا کہ مین صورت اصلی امیر کی دکھلائے دیتا ہون یہ کہکر منہ صاحبقران کا دھلایا اور اپنا منہ بھی دھویا اور وہ لباس اتارکر جو لباس صاحبقران کا تھا وہ پہنایا اب جو ملکہ نے حسن و جمال امیر کو دیکھا تو اور بھی شیدا ہو گئی ایک آہ سرد بھر کے یہ شعر پڑھا

جفا شعار سمجھکر دیا ہے دل مین نے
تمہارا دوست ہون ایسا کہ اپنا دشمن ہون

افسوس کہ دشمن جان پر دل آیا آپ تو ہمارے ملک کو تباہ کرنے آئے ہین لیکن ہم آپ کی محبت کا دم بھرتے ہین ہائے یہ دل بھی کیا بُری چیز ہے اُسوقت امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ یہ نہ سمجھو کہ مین تمھارا یا تمھارے باپ کا دشمن ہون یا خواہش ملک گیری مین اس طرف آیا ہون بلکہ یہ طلسم زلزلہ پر جاتا ہے اور راستہ طلسم کا یہی ہے اگر تمھارے باپ نے مجھے راستہ دیدیا تو خیر ورنہ ضرور جنگ ہوگا یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ مجھے آپ کے حسن و شباب پر افسوس آتا ہے اگر آشتی کی […] ہوگا اور اگر لڑائی ٹھہری تو اچھا نہ ہوگا یا امیر وہ مقام

نہیں ہے جیسے کوئی رُخ کر گئے اور تین مرحلوں کو توڑ کر آپ اس مقام تک آئے ہیں وہ ایک کھیل تھا اصل میں تین
قلعہ ہیں جو اس ملک کی حفاظت کے لیے فہیم عاقل نے تیار کیے ہیں ایک قلعہ آبی ہے کہ مالک وہاں کا نوح تھاک
رعد آواز ہے اور دوسرا قلعہ یاقوت نگار ہے اس کا حاکم محیط آدم خوار ہے اور تیسرا قلعہ زمرد نگار ہے اس کا قلعہ دار
میران برق ابر دہے یہ مقام نہایت سخت ہیں یہاں ان مرحلوں کو کوئی طے کر سکتا ہے اور نہ یہ ممکن ہے کہ میں آپ کے ساتھ
چلی چلوں کیونکہ یہاں کی عورت دوسرے مقام پر نہیں جا سکتی اور اس شہر سے باہر قدم نکالا اور نظروں سے
غائب ہو گئی پھر پتہ نہیں لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان لہذا میں سمجھائے دیتی ہوں کہ جہاں تک ہو سکے بگاڑ نہ ڈالیے گا
کہ پھر کچھ نہ بن پڑے گی صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکہ خیر دیکھا جائے گا لیکن یہ فراق کا زمانہ بہت سختی سے گذرے گا
لہذا کوئی نشانی اپنی ہمیں دو ملکہ نے ایک انگوٹھی اور ایک تصویر اپنی صاحبقران کو دی امیر نے تصویر کو گلے میں
پہن لیا اور انگوٹھی ہاتھ میں پہن لی اور اپنی انگوٹھی ملکہ کو پہنائی اور اپنی تصویر ملکہ کو دی بعد اس کے ملکہ نے
کہا کہ اب رات کم رہ گئی ہے آپ بھی اپنے لشکر کی راہ لیجیے اور میں بھی جاتی ہوں ایسا نہ ہو میری تلاش میں کوئی
آ جائے اور یہ راز فاش ہو جائے صاحبقران نے ایک آہ بھر کے یہ شعر پڑھا ع حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ۔ غرضکہ اُدھر تو ملکہ حسرت سے امیر کی طرف دیکھتی ہوئی اپنے بجرے پر سوار
ہو کے روانہ ہوئی اور اِدھر طیفور نے جلدی جلدی سب اسباب اٹھا کر زنبیل کیا اور صاحبقران کو پھر
راستے لشکر میں لایا تا کہ کوئی دیکھ نہ لے صبح ہونے سے کچھ پہلے امیر اپنی بارگاہ میں پہونچ گئے یہاں صبح ہوتے ہی
ملکہ سوار ہو کے اپنے دیوان میں آئی اور میلا درہم و برہم ہو گیا جب دوسرا دن ہوا تو حسین سبز قبا نے
وزیر دانشمند سے حکم کیا کہ جاؤ صاحبقران سے شکریہ ادا کرنا اور ہماری طرف سے کہنا کہ میں نے آپ کو اس
کمسنی میں جیسا خلیق پایا ایسا کسی کو نہیں دیکھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ یا تو آپ تشریف لائیے یا مجھے اپنے یہاں
آنے کی اجازت دیجیے کہ مجھے چند باتیں آپ سے کہنا ہیں وزیر دانشمند خدمت میں صاحبقران کی روانہ ہوا
یہاں امیر کو خبر پہونچی کہ پھر وزیر حسین سبز قبا کا آتا ہے فرمایا آنے دو اور کرسی اس وزیر کے لیے بچھوائی جب
دانشمند حاضر ہوا مودب ہو کے سلام کیا امیر نے بیٹھنے کی اجازت دی یہ سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کی
کہ بادشاہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یا تو آپ تشریف لائیے اور اگر آپ کو آنے میں تامل ہو کسی
مصلحت سے تو میں خود حاضر ہوں مجھے چند باتیں آپ سے کرنا ہیں فرمایا اے دانشمند میری جانب سے کہہ دینا
کہ میں تمہارے ملک پر حریفانہ طریقہ سے آیا ہوں اور تم مجھ سے دوستانہ برتاؤ کرتے ہو یہ اچھا نہیں کہ اسوقت
تو دوستانہ برتاؤ ہوں اور دوسرے وقت ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنے لہذا میرے نزدیک یہ برتاؤ
ابھی مناسب نہیں معلوم ہوتا جبتک میرے تمہارے فیصلہ نہ ہو جائے وزیر نے عرض کی کہ یا صاحبقران
تاوقتیکہ بالمواجہہ باتیں نہ ہوں کی فیصلہ کیونکر ہو سکتا ہے بوسیلہ پیغام کب تک رہے گا اس میں طول ہو گا
صاحبقران نے فرمایا کہ اگر یہی ہے تو بہتر ملنے کی یہ صورت معلوم ہوتی ہے کہ بیچ میں ایک خیمہ نصب کیا جائے
اس طرف سے ہم جائیں اور اس طرف سے بادشاہ کو اپنے لاؤ اسی خیمہ میں ملاقات ہو اور باتیں ہوں بلکہ
خیمہ میں نصب کرائے دیتا ہوں وزیر نے عرض کی کہ یہ رائے نہایت مناسب ہے چلتے وقت صاحبقران
نے پھر اس کو خلعت سے سرفراز فرمایا وزیر دانشمند صاحبقران کی تعریفیں کرتا ہوا اُدھر روانہ ہوا اِدھر
امیر نے نصف راستے پر خیمہ نصب ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ایک تخت بچھایا جائے اور ایک دنگل
اُسیوقت جنرل عادی سامان ہمراہ لے کر روانہ ہوئے وہاں وزیر دانشمند نے بادشاہ سے تمام
واقعات گذشتہ بیان کیے اور یہ کہا کہ صاحبقران نے درمیان راہ میں خیمہ نصب کرایا ہے اور فرمایا ہے کہ

بلکہ ہم بڑھیں اور کچھ حسین سبز قبا راستے میں ملاقات ہوا اور وہین خیمہ میں بیٹھ کے باتیں ہو جائیں
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ امیر نہایت دانا معلوم ہوتے ہیں اب ان کو تو اس انتظار میں چھوڑا جائے
کہ خیمہ تیار ہو تو جائیں لیکن بیان ہے

چند کلمہ داستان تہمتن زور آور یعنی شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان کیے جاتے ہیں اور کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو اور دیگر سرداران لشکر اسلام کا گذارش ہوتا ہے غزل

بزم میں ہم جو پری اُن کی نظر دیکھیں گے
رنگ کی ہو تو ہوا کی وہ سپر دیکھیں گے
اُسکے دل میں نہ لیں گے اگر اپنی جگہ
کوئی پھولا جو وہ گلشن میں شجر دیکھینگے
آبرو خاک میں ملجائیگی اے ابر بہار
ہم کسی غنچہ کی مٹھی میں جو زر دیکھیں گے
ہم کبھی کوچۂ الفت میں نہ رکھیں گے قدم
اپنی آہوں میں اگر کچھ بھی اثر دیکھیں گے
نقص کچھ میں جو کوئی ہو تو یہ اُن دو کمان
تیری آمد جو ہم اے رشک قمر دیکھیں گے
اُنکے ملنے کا یہی رنگ حیا و ناز بشر
جب تری شکل ہم اے رشک قمر دیکھینگے
ضعف بڑھکر ہمیں ان دوے رہیگا طلب
تجھے گریان جو ہم اے شمع سحر دیکھیں گے
جو تمہارے لب رنگیں سے محبت ہے ہمکو
ہر جگہ عشق حقیقی کا اثر دیکھیں گے
شہر بلقین میں وہ مری وصل کی گستاخی ہے
ہم نہیں ملنے کے ایک نظر دیکھیں گے

اپنے نالوں کا پھر اُسوقت اثر دیکھینگے
ہون گے وہ جا کے دل تیر نظر سے زخمی
پھر شکایت نہ ہو ہم بھی کوئی گھر دیکھیں گے
قہر ڈھائیگی یہ دزدیدہ نگاہی اُن کی
جوش تجاہل سے دیدۂ تر دیکھیں گے
جو بر مو ہم وہ اوروں کو بھی محو دیا ہے
کچھ بھی اس راہ میں گر خوف و خطر دیکھینگے
چونک اُٹھتے ہیں وہ آہوں سے گران ہو جو کوئی
پھول جائیں گے اگر داغ جگر دیکھیں گے
راہ پر پھول وہ اور قبر کی ہوئی منزل
سب شاد ہونگے جسے اہل ہنر دیکھیں گے
اپنے سینے سے لگا لیں گے وہ سر کبھی
یاد میں دیکھینگے ہم یا تو گر دیکھیں گے
جا بجا ہونگے سینہ پر داغ کسی عاشق کا
وہ نہ ہوئے سے بھی ہر گل تر دیکھینگے
ہم یہ جانیں گے کہ دولت سے یہی بس
چار آنکھیں نہ کریں گے نہ ادھر دیکھینگے
قتل ہونے کا ہمیں شوق بڑھا ہے ایسا

پاؤں اپنا رہ الفت میں بھی دھر دیکھینگے
وہ جو ہر بار ادھر اور ادھر دیکھیں گے
تن پر داغ ہا نہ آتشیں یاد آئیگا
دل چرا لیں گے جو وہ ایک نظر دیکھینگے
صاف جانینگے کہ ہر بال کسی مسک کا
ہوش گم ہونگے جو اُس کی کمر دیکھینگے
اُن سے ہم وصل کے اُسوقت بچا لے جائینگے
گر سیان تیری ہم اے باد سحر دیکھینگے
سنگ داغ جنون نذر کرینگے بر علم
الحذر ہم یہ قیامت کا سفر دیکھیں گے
داغ پر داغ پڑیں گے دل غمدیدہ میں
الحذر ہم یہ محبت کا ثمر دیکھیں گے
یاد آجائے گا فرقت کی شبوں کا رونا
ہم سپید بخت جو دنیا میں سیر دیکھیں گے
نظر آئے گا بتوں میں بھی خدا کا جلوہ
جب تپتے ہوئے دل اور جگر دیکھیں گے
حشر کے دن کوئی دیکھے کہ نہ دیکھے ہم کو
پاس جب دیکھینگے ہم اُن کی کمر دیکھینگے

بے سبزہ چمن طوطی خوشنوا
بدین زمزمہ شد ترنم سرا

سابق میں بیان ہو چکا ہے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو قلعہ سنگین حصار میں رونق افروز ہیں اور ملیغار دیوانہ حاضر رہتا ہے ایک روز چند دیوانوں نے آکر خبر دی کہ بیابان سے قریب شہر کافوریہ ہے اور بعضے اس کو شہر شہابیہ بھی کہتے ہیں شمعون آدمخوار وہان کا حاکم ہے اب اُن آدمخواروں نے بہت سر اُٹھایا ہے وہ اپنے ملک سے نکلتے ہیں اور جہاں کہیں اُن کو جو شخص ملتا ہے اُسے پکڑ کے لے جاتے ہیں اور بھون کے کھا جاتے ہیں یہ سنکے ملیغار دیوانہ نے کہا کہ میں آدمخوار کو اس ناشایستہ حرکت کی سزا دونگا یا تو میں نے اسے مار کر بندگان خدا کو اس ظلم و ستم سے بچایا اور یا خود بھی لقمہ دہان آدمخواران ہوا یہ سنکے صاحبقران اوطینی

سکندر رستم خو نے ارشاد کیا کہ تم اس جگہ قیام کرو میں جاؤں گا اور اس آدمخوار کو سزا سے معقول دونگا یہ فرما کر شاہزادہ سکندر رستم خو اٹھ کھڑے ہوئے سکندر کے ساتھ تمام سرداران اسلام اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم بھی چلیں گے یہاں خالی بیٹھے ہوئے کیا کریں نہ جنگ ہے نہ کوئی اور شغل ہے سکندر نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ تمام سرداران اسلام مرکبوں پر سوار ہوئے سکندر نے دیوانہ بلغ سے فرمایا کہ زبانی ہرکاروں کی معلوم ہوا ہے کہ شہر شہابیہ یہاں سے قریب ہے اگر بادشاہ انجم حصار کی جانب سے تمہارے ملک پر چڑھائی ہو تو ہمیں اطلاع کرنا ہم فوراً اشتعار سی مدد کو آئیں گے یہ فرما کر صرف ایک دیوانے کو برائے رہبری ساتھ لیا اور شکار کھیلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے جانب شہر شہابیہ روانہ ہوئے اب حال شہر شہابیہ کا سنیے شمعون آدمخوار انتظار میں جواب نامہ کے بیٹھا تھا کہ دیکھا اس نے کہ لوگ روتے پیٹتے چلے آتے ہیں اور ایک لاش ساتھ ہے پوچھا کہ کیا ہوا انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص اولاد صاحبقران سے ملک ضحاکیہ میں آیا ہوا ہے تو ضحاک خودپسند سے لڑائیاں رہیں آخر ضحاک نے اطاعت اس کی اختیار کی اسی کے ساتھ ملکہ کی شادی کردی جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ضحاک خودپسند مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو بہت ڈرا اور نامہ طیمور کو دکھایا طیمور نے نامہ کو چاک کر ڈالا اور نامہ دار کو مار ڈالا یہ سنتے ہی شمعون آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اس نے عقاب آدمخوار کو ایک لاکھ فوج کا حاکم کرکے حکم دیا کہ جا کر اس طفل سرکش کو اسیر کر لا اور شہر ضحاکیہ کو تاراج کردے عقاب آدمخوار لاکھ جوانان آدمخوار اپنے ساتھ لے کر جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا یہاں شاہزادہ طیمور شیر پرور کا دل گھبرایا ضحاک شاہ سے کہا کہ میں واسطے شکار کے جاتا ہوں اگر کوئی آدمخوار آپ کے یہاں یورش کرے تو مجھے اطلاع دیجیے گا میں فوراً اس کے سرکوبی کے حاضر ہوں گا ضحاک نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے شاہزادہ طیمور شیر پرور سامان شکار اپنے ساتھ لے کر جانب صحرا روانہ ہوئے جس روز طیمور واسطے شکار کے صحرا کی جانب روانہ ہوئے اس کے دوسرے ہی دن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار سپہ سالار لشکر آدمخواران آج ایک لاکھ آدمخواروں کی جمعیت سے آتا ہے یہ سنتے ضحاک گھبرا گیا اور کہا کہ کسی کو واسطے اطلاع کے طیمور شیر پرور پاس روانہ کرو یہ سنکے افسران فوج نے عرض کی کہ یوں تو حضور کا اختیار ہے لیکن اگر ایسا کیجیے گا تو طیمور اپنے دل میں کہیں گے کہ شہر ضحاکیہ کے رہنے والے بڑے بزدل ہیں ہم جان نثار کس دن کے واسطے ہیں ابھی دو ایک میدان تو ہمیں لڑنے دیجیے اگر جنگ سر نہ ہوگی تو اطلاع دیجیے گا اور عجب نہیں ہے کہ دو ہی ایک دن میں وہ خود تشریف لے آئیں اس لئے کہ آدمخواروں سے بگاڑ کا باعث وہی ہوئے ہیں ان کو معلوم ہے کہ آدمخواروں سے مقابلہ کی نوبت ضرور آئے گی ضحاک خودپسند خاموش ہو رہا مندویل جوب گرداں سپہ سالار تھا اس نے فوج کو شہر کے باہر لا کے خیمہ برپا کیا تھوڑا سا دن ہوگا کہ مندویل سامنے اپنے خیمہ کے ٹہل رہا تھا سیر صحرا میں مصروف ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد سے برخاست کہ گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ ہو کر دبا آسمان رسیدہ و باسے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے بار اگرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا نمودار ہوئے پھریرے علموں کے سیاہ تھے ہر پھریرے بخط سرخ تعریف بتوں کی تحریر تھی اور آگے آگے سب کے ایک کبر سیہ فام بوم سیرت دیو صورت کریہ منظر کرگدن سا مہیب سوار پشت پر ایک لاکھ آدمخوار ناخون بڑے بہت گینڈوں پر سوار نمودار ہوئے آمد اس فوج کی دیکھ کر لشکر ضحاک خودپسند کے زہرے آب ہوگئے جی چھوٹ گئے عقاب آدمخوار نے مقابلہ میں خیمہ برپا کیا اور

مندویل چوب گردان پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو جا کر اپنے بادشاہ کو سمجھا کر اوس طفل
کو باندھ کے بھیجدے اور ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے ہمارے حوالے کر تو تیرے حق مین بہتر ہو ورنہ ایکدن
مین شہر کو تاراج کر دونگا جسوقت یہ پیام عقاب آدمخوار کا مندویل کو پہونچا اس نے جواب مین
کہلا بھیجا کہ کیون تیری شامت آئی ہے اگر جان اپنی تجھے عزیز ہے تو پلٹ جا ملکہ اب ملک غیر ہو چکی تو پرائے
ناموس کو طلب کرتا ہے یہ کس ملت و مذہب مین جائز ہے اب ایسا بیہودہ کلمہ زبان پر جاری نکرنا قسمت
تیری اچھی تھی کہ وہ شیر یہان موجود نہین ہے جس نے نامہ دار کو اسکی بدزبانی کے عوض مین سزا اسے
موت دی تھی ورنہ تیرا بھی یہی انجام ہوتا لیکن اگر تو مقابلہ کریگا تو ضرور اوس شیر بیشۂ شجاعت سے
ہاتھ سے زک اٹھائیگا اور جبتک وہ شہریار نہین ہے ہم سب تلوار اوس کے جانبازی کو موجود ہین
یہ جواب سنکر عقاب آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اسی برہمی کی حالت مین اس نے طبل جنگ بجوا دیا
یہان مندویل چوب گردان نے نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون
مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو عقاب آدمخوار ایک لاکھ
سوارون سے میدان مین آکر صف آرا ہوا اس طرف سے مندویل چوب گردان اپنی فوج کو لے کر
پہونچا اور صفین باندھ کے کھڑا ہوا دونون جانب سے تبردار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو
صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھلا میدان کو
مثل آئینہ کے صاف کر دیا جسوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب نقابت کر چکے تو عقاب آدمخوار میدان
مین آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے قہرمان تیرزن نکلا عقاب آدمخوار نے سامنا کیا عقاب
آدمخوار قہرمان کو دیکھکر ہنسا اور کہا کہ تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا جا کے جنگل کی لکڑیان کاٹ یہ تیر تیرا
مجھ پر اثر نہ کریگا یہ کہکر تلوار ماری قہرمان نے وار اوس کا سپر پر روک کے تلوار عقاب آدمخوار
نے سپر کو تلوار سے قلم کرکے دوسرا وار کیا کہ یہ بیچارہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوا بعد اس کے اقمر تیرزن نکلا
یہ بھی مارا گیا تین پہر کی میدانداری مین تیرہ سردار جان سے مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے اور جو مارے گئے
اُن کو آدمخوارون نے اُسیوقت سب کے سامنے نوچ نوچ کے کھا لیا آخر مندویل چوب گردان نے
خود عزم مقابلہ کیا اور مرکب کو چمکا کر سامنے عقاب آدمخوار کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی
مندویل نے نیزہ عقاب کے ہاتھ سے ببرکت اسلام ہوائی کیا بس نگاہون مین اوس کے دنیا
تیرہ و تار ہو گئی تلوار کھینچ لی اور مندویل چوب گردان پر وار کیا مندویل نے سپر بلند کی لیکن تیغہ
لنگردار تھا سپر قلم ہوئی تیغہ سر پر بیٹھا عقاب نے جھٹکا مارا تیغہ تا دوابرو اتر آیا مندویل نے داستانہ
مارا تیغہ کو جھٹکا سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے تا پا ہر آئی عقاب آدمخوار چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ
مارکر کام اس کا بھی تمام کرون اور بھون کے کھا جاؤن کہ تمام فوج دوڑ پڑی اوس طرف سے آدمخوار
آپڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی فوج ختائیہ نے کسی طرح مندویل کو بچا لیا اور اپنے سردار زخمی کو لیکر لڑتے
ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور آدمخواران کو پسپا کرتے ہوئے تا لب خندق آئے فوج ختائیہ بھاگ کر قلعہ
مین پناہ گزین ہوئی عقاب آدمخوار نے اپنی فوج کو منع کیا اور کہا کہ آج کے کھانے کا سامان تو ہو گیا
بہت سی لاشین ہین انہین کھاؤ صبح کو دیکھا جائیگا یہ لوگ میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہان جا سکینگے
تو سہی جو پہر بھر کے اندر مین نے قلعہ خالی نکرا لیا یہ کہکر اس نے سامنے قلعے کے خیمہ برپا کیا فوج اتری اور
آدمخوارون نے خوب لاشین بھون بھون کے کھائین جب کھانے پینے سے فراغت ہو چکی تو عقاب آدمخوار

نے جبل جنگ بجوا دیا اور خیمہ مین جا کے سو رہا لیکن ضحاک خود پسند نہایت خائف ہوا قریب تھا کہ شہر
چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرے لیکن ضمیر اختر شناس نے چند سوارون کو تلاش مین شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے روانہ کیا اور آراستگی قلعہ کا حکم دیا لوگ طیمور کی تلاش مین روانہ ہوئے یہان قلعہ دار نے قلعہ کو
خوب آراستہ کیا توپین چڑھا دی گئین انے کا ستوالا کڑک کا بولا بارود کے ہانڈے تیل کا کڑاہ سب
چیزین درست کر رکھین جب صبح ہوئی تو عقاب آدمخوار اپنے گرگدن مست پر سوار ہوا اور کوئی پانچسو آدمخوار
اپنے ہمراہ لیکر قلعہ کی راہ لی اُدھر رستہ قلعہ دار نے فیل بند دروازے پر سے دوربین لگا کے دیکھنا
شروع کیا جب اندازہ کر لیا کہ یہ لوگ زد پر آ گئے ہین توگولہ اندازون کو حکم دیا توپخانہ رعد آواز نوازش
مین آیا اور قلعہ پر سے توپین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ زمین کو زلزلہ پیدا ہو گیا تمام صحرا دھوان دھار ہو گیا
جتنے آدمخوار تھے سب مارے گئے پانچسو لاشین میدان مین ڈھیر ہو گئین ایک بھی پلٹ کے نہ جا سکا اور
نہ آگے بڑھ سکا لیکن عقاب آدمخوار کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ گولون کو رد کرتا ہوا بر لب خندق جا
پہونچا جب اہل قلعہ نے اپنے علم مین ایک ایک ذرہ بیابان کا اڑا دیا تو ہاتھ روکا اور دیکھنے لگے ہوا نے
تھوڑی دیر مین دھوان منتشر کر دیا اب جو دیکھا تو عقاب آدمخوار بر لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے
بس انہون نے انے کا ستوالا کڑک کا بولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب حربے بھی لیے لیکن عقاب
آدمخوار نے ان کو بھی رد کیا اور گزر بھکر دروازہ قلعہ کی طرف بڑھا اب تو اہل قلعہ معروف دعا ہوئے
ضحاک شاہ نے چور دروازے سے ملکہ کو لے کے نکل جانے کا قصد کیا لیکن فوج آدمخواران نے قلعے کے
چارجانب محاصرہ کر لیا ملکہ نے بیتاب ہو کے بال سر کے کھول دیے اور عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکسان و
اے دادرس غریبان اب اسوقت مشکل مین سوا تیرے جان و آبرو کا بچانے والا کوئی نظر نہین آتا ہنوز
سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا عقاب آدمخوار بھی ٹھہر گیا کہ
انتظار کر لینا چاہیے جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد صاحبقران دوران یعنی شاہزادہ طیمور
شیر پرور پیدا ہوا اسے بھی صبح کو خبر ملی کہ آدمخوارون نے یورش کیا ہر چند رفیق ساتھ تھے اور چہ
شکار آرایون پر ہمراہ تھا اہل قلعہ نے تو طیمور کو دیکھتے ہی نقارہ شادمانی بجائے اور دروازہ قلعہ کا
کھول دیا اور طیمور نے نعرہ کیا کہ او آدمخوار بدکردار کہان جاتا ہے ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آپہنچا
عقاب آدمخوار پلٹا اور کہا کہ مجھے بھی تیری ہی زیادہ تلاش تھی طیمور نے آکر عقاب کا سامنا کیا
عقاب آدمخوار نے نیزہ مارا طیمور نے چند طعنون مین نیزہ ہاتھ سے عقاب آدمخوار کے ہوائی کیا لشکر
جھلا کر تلوار ماری طیمور نے چشمک دی کہ تلوار ہٹ پڑی دوسرے ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور دہنا ہاتھ کمر زنجیر
کے بند مین ڈال کر جو زور کیا تو عقاب آدمخوار کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکین طیفور جرو
پرور کے حوالے کیا اور بیرون قلعہ خیمہ برپا کرا کے داخل خیمہ ہوئے رات آرام سے بسر کی صبح کو عقاب کو
طلب کیا داروغہ زندان نے عقاب کو حاضر کیا طیمور نے فرمایا کہ مین نے تجھے کس طرح زیر کیا عقاب نے کہا
جس طرح صیاد زاغ و زغن کے پر باندھ دیتے ہین اسی طرح آپ نے میری مشکین باندھین فرمایا کیا کہتا ہے مذہب
کے بارے مین عقاب نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جب مین زیر ہو گیا تو مجھے اطاعت مین کب انکار ہو سکتا ہے
جو آپ کا مذہب وہ میرا مذہب شاہزادہ نے قید اس کی دور کرا دی اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا عقاب
آدمخوار مثل طوطے کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور طیمور سے اجازت لے کر اپنے لشکر مین آیا اپنے عیار سے
کہا کہ مین نے خوف جان سے اطاعت اختیار کر لی ہے اگر تو کسی طرح اس نوجوان کو اسیر کر لے تو مین اسے بادشاہ

کی خدمت مین لے چلون ورنہ جس وقت اسے معلوم ہوجائے گا کہ مین مطیع نہین ہوا ہون تو یہ زندہ
نہ چھوڑے گا مہتر فریب عیار نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں مین آج ہی شب کو اُسے اسیر کر لاؤن گا یہ کہکر
اس نے صورت اپنی ایک گھسیارے کی بنائی اور گٹھا گھاس کا سر پر رکھکر جانب لشکر طیمور شیر پرور
روانہ ہوا جس سوار نے دام پوچھے اسقدر زیادہ بیان کیے کہ اُس نے دام بھی نہ لگائے مہتر فریب
گٹھا گھاس کا لیے ہوے سارے لشکر مین پھرا کیا جب بارگاہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کے قریب پہونچا تو
گٹھا سر سے اُتار کے ایک مقام پر بیٹھ گیا شام تو ہو ہی چلی تھی وہ گٹھے کو رکھتا ہوا پشت بارگاہ کی طرف آیا
اور اُسی گٹھے کی آڑ مین بیٹھ رہا لوگ اس طرف سے آتے جاتے کسی نے کچھ خیال نہ کیا جب زلف لیلائے
شب کمر تک پہونچی اور شاہزادہ نے آرام فرمایا تو یہ مکار نزدیک خیمہ کے آیا پشت خیمہ چاک کیکے پرولے
بیہوشی کے اُڑائے وہ شمع پر آکر جلے دھوان اُن کا منتشر ہوا جو بیدار باری پر تھے وہ بیہوش ہوے
سب مہتر فریب اندر بارگاہ کے آیا خنجر بیہوشی ہاتھ پر چڑھایا قریب دماغ کے لایا جب طیمور نے اوپکی سانس
کھینچی اس نے تمام بیہوشی دماغ مین پھونک دی شاہزادہ بیہوش ہوگیا اُسوقت مہتر فریب نے چادر
عیاری کمر سے کھول کر پشتارہ باندھا اور سے نکلا کہین کتے کی چال کہین سانپ کی چال چلتا ہوا پہریدارون
کی نگاہون سے بچتا ہوا صاف نکلا چلا گیا وہان عقاب آدمخوار نے کوچ کی تیاری چپکے چپکے کر رکھی تھی اور
آپ انتظار مین بیٹھا ہوا تھا پہر رات باقی ہوگی کہ مہتر فریب پشتارہ بیہوش پہونچا اور پشتارہ سامنے
عقاب آدمخوار کے ڈالدیا یہ ملعون نہایت خوش ہوا اور اُسی عالم بیہوشی مین جلدی جلدی ہتکڑیان
بیڑیان ڈالدین دوہری قید مین جکڑ کے آرابے پر ڈالا اور کوچ کر کے طرف شہر شہابیہ کے روانہ ہوا ادہان
صبح کو جو لوگ بیدار ہوئے تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے ہوئے خدمت مین ضحاک خودپسند کے
پہونچے اور بیان کیا کہ شاہزادہ شب کو بستر خواب پر سے غایب ہوگیا ضحاک خودپسند نے سر پیٹ لیا
اور کہا کہ غضب ہوا یہ فعل سوا عقاب آدمخوار کے دوسرے کا نہین ہے دریافت کرو اتنے مین ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار کچھ رات رہے سے کوچ کر کے مع لشکر فرار ہوگیا اب تو سب کو یقین ہوگیا
ضحاک نے منیر اختر شناس کو طلب کیا اور کہا کہ تم علم نجوم مین کمال رکھتے ہو بتاؤ تو کہ رہائی شاہزادہ
کی کس کے ہاتھ سے ہے منیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے نظر مین رکھکر جو غور کیا تو معلوم ہوا
کہ رہائی طیمور کی ایسے شخص کے ہاتھ سے ہے جو یہان نہین ہے بادشاہ سے بیان کیا کہ آپ پریشان نہون شاہزادہ
بہت جلد رہا ہوجائے گا اور آپ سے بہت جلد آکر خیر و عافیت کے ساتھ ملے گا ضحاک خودپسند تو
خاموش ہو رہا لیکن حال شاہور شیر دل کا سنیے کہ جب اسے طیمور کے غائب ہوجانے کی خبر معلوم
ہوئی تو اس نے خیمہ مین آکر دیکھا پتہ اعیار کا پہچانا نشان قدم دیکھتا ہوا تعاقب مین روانہ ہوا دیکھا کہ
جہان لشکر عقاب آدمخوار کا اُترا ہوا تھا اسی مقام تک پتے کے نشان ہین اُس کے بعد ایک شخص کے
نشان پا نہین بلکہ کل لشکر کے نشان قدم ہین یہ سمجھ گیا کہ یہ ملعون بدل مسلمان ہوا تھا جو اس نے دغا کی
عیار سے چروالیا اور خود بھاگ گیا خیر کہان جائے گا یہ دل سے باتین کر کے تعاقب عقاب آدمخوار
مین روانہ ہوا لیکن اول حال عقاب آدمخوار کا سنیے کہ یہ بھاگا بھاگ خدمت مین اپنے بادشاہ
شمعون زنگی کے پہونچا اور قید طیمور شیر پرور کی پیش کی شمعون آدمخوار سمجھا کہ میرا سردار اسے
زیر کر کے لایا ہے کہا ہوشیار کرو جب طیمور شیر پرور کو ہوشیار کیا طیمور نے اپنے کو ایک نئے مقام پر دیکھا
نئے لوگ جمع پائے سمجھا کہ مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون پھر آنکھ بند کر لی شمعون نے کہا کہ اے شخص یہ

یہ خواب نہیں ہین بیداری ہی ہوشیار ہو اور دیکھ کہ تو کس حال مین ہی اور آل تیرا اس سے بد تر
ہوا چاہتا ہی بس اسی منھ پر تو نے دعوائے زور و طاقت کیا تھا اور ہمارے فرزند کی شمشیر کو اپنے
قبضہ مین کیا تھا کہ میرے سردار نے تجھے کس ذلت و خواری سے اسیر کیا یہ سنکے طیمور چونکا اور دل مین
سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کہ عقاب آدمخوار نے بدل اسلام قبول نہین کیا تھا اور یہی مجھے اسیر کرکے لایا ہی
فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی تیرا سردار مجھے کیا زیر کرے گا معلوم ہوتا ہی کہ اس نے عیار کے ذریعہ
سے مجھے گرفتار کرایا ہی مین نے سر میدان اسے زیر کیا تھا اور اس نے دین اسلام قبول کرکے میرے
ہاتھ سے امان پائی تھی بعد اس کے مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا اور مین یہان کس طرح آگیا یہ سنکے شمعون
آدمخوار اپنے سردار کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ تو نے اسے کیونکر اسیر کیا عقاب آدمخوار نے
کہا کہ واقع مین یہ سچ کہتا ہی مین تو کیا ہون عالم مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کر سکتا مین وہ پہلوان
ہون کہ دو دو تین تین روز لڑا کیا ہون اور اس کو سنا ہی کہ نو نو دن تک مقابلہ کرتا ہی اور مجھے اسنے
آن واحد مین اسیر کر لیا تھا یہ سنکے شمعون آدمخوار کے ہوش اڑے اور اس نے کہا کہ چارچی سے
کہو چارج دے کہ کل ہم اسے قتل کرکے گوشت اس کا تقسیم کرینگے اسے تبرک سمجھنا چاہیے جس کو
گوشت اس خداپرست کا کھانا منظور ہو وہ آئے اور طیمور کو زندانخانے مین بھجوادیا چارچی نے چارج
دیا دوسرے روز صبح کو شمعون آدمخوار مع فوج بیشمار میدان مین آیا اپنے سامنے ایک طشت
منگوایا اور جلاد سے کہا کہ اس طشت مین خون اور گوشت اس کا جمع کر قصاب بھی آکے جمع ہوئے
اور جلاد سرخ لباس پہنکر تیغ بکف کھڑا ہوا ادھر داروغہ زندان نے قید طیمور کی یہان لا پہونچائی
مہتر شاہور شیر دل اسوقت پہونچا کہ گرد تماشائی جمع تھے اور طیمور زیر تیغ بیٹھا تھا شاہور نے
افسوس کیا کہ مین ایسے وقت پہونچا کہ اپنے آقا کو بچا بھی نہین سکتا خیر دیکھا جائیگا اس نے گوپن
ہاتھ مین لی اور تماشائیون کے غول مین صورت بدل کے کھڑا ہو رہا جسوقت شمعون آدمخوار نے
حکم قتل دیا اور جلاد تیغ کھینچکر سر پر طیمور کے آیا تو طیمور نے فلک کی طرف دیکھا اور جلاد نے تلوار اٹھائی
چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے کہ شاہور نے پتھر مارا سر پر جلاد کے پڑا مغز سر پاش پاش ہوگیا جلاد بھڑک کے
زمین پر گرا اور مر گیا ایک غل ہوا کہ یہ کون بد تماشا تھا شاہور اس غول سے نکلکر دوسرے غول مین کھڑا ہو رہا
شمعون نے دوسرے جلاد کو حکم دیا یہ خنجر کھینچکر سر پر آیا پتھر ادھر لایا چاہتا تھا کہ ہاتھ مارنے کے کام اس کا
تمام کرون کہ شاہور نے پھر پتھر مارا یہ پتھر کلائی پہ جلاد کے پڑا تلوار ہاتھ سے چھٹ پڑی لیکن ایک مہتر
مہتر فریب نے دیکھ لیا آواز دی کہ کہان جاتا ہی مین نے دیکھ لیا یہ کہکر اس نے نیمچہ عیاری کھینچا اور شاہور
پر آپڑا ادھر شاہور نے نیمچہ کھینچا دونون مین چلنے ہونے لگے لوگ ادھر متوجہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ
ہوا ادھر شمعون کو یہ انتظار ہی کہ یہ اسیر ہولے تو قتل کا حکم دون ایسا نہو کوئی اور پوشیدہ ہوا اور
پتھر مارے جلاد کا کام تمام کرے قضائے کار و اتفاقات روزگار شاہزادہ سکندر رستم خو شہر بابل
کی طرف چلے آتے تھے دیکھا کہ ہجوم ہی آئندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ یہان کیا آج کوئی میلا ہی یا عرس ہی
معلوم ہوا کہ ایک خداپرست گرفتار ہوکے آیا ہی وہ قتل کیا جائیگا اور گوشت اس کا تبرک سمجھ کر
ریشہ ریشہ تمام آدمخوار چکھینگے سنتا ہی کہ وہ نہایت زبردست ہی کوئی اس سے مقابلہ مین سر بر نہوتا
آخر عیار نے اسے بیہوش کرکے گرفتار کیا یہ سنتے ہی سکندر کو غصہ آیا کہا کہ مدد اس کی واجب ہی ایک تو
یہ کہ خداپرست ہی دوسرے بہادر بھی ہی نہین معلوم وہ کون شخص ہی سکندر نے باگ گھوڑے کی لی

ساتھ ہی سکندر کے اور سرداران اسلام بھی دوڑ پڑے اور نعرہ کر کے بتگرد شمعون آدمخوار
پر گرے آدمخوار حیران تھے کہ یہ لوگ کہاں سے آپڑے انھون نے بھی تلوارین کھینچین اور لڑنے لگے
طیمور نے جو نعرہ سکندر کی آواز سنی قید کو توڑ ڈالا ایک سوار نے دوڑ کر تلوار ماری کہ یہ تو نکلا
جاتا ہے طیمور نے وار اس کا خالی دے کر ہتکڑی کھینچ ماری کہ سر اُس کا مینہ چشت ہار گرا شاہزادہ
طیمور شیر پرور نے اُس کا مرکب اپنی زیر ران لیا اور تلوار اُس کی چھین کر لڑنے لگے شمعون آدمخوار
نے کہا کہ مار کر اس کو جانے نہ پائے تمام فوج ان سردارون پر یورش کر کے چلی دیکھا طیمور نے کہ فوج
بہت ہے اور سرداران اسلام بغیر فوج کے آگئے ہین کہا تنگ قتل کرینگے لڑائی کا سر ہونا بہت دشوار
ہے بس انھون نے جو مرکب کو رانون مین مسلا تو تخت شمعون آدمخوار کی طرف چلے ادھر عقاب
آدمخوار نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے ترکون کی طرح مجھے باندھ لیا تھا اس سے اُلجھنے مین سوا ذلت
کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا بس اس نے شاہزادہ سکندر کو تو کا سکندر ستم خو نے بڑھ کے آواز دی
عقاب آدمخوار نے تلوار ماری سکندر نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اُدھر شہاب شمعرو نے شہنشاہ صف شکن پر ارہ پشت نہنگ مارا
شہنشاہ صف شکن نے ارہ کو قلم کیا اور ہاتھ کا مارا کہ شہاب آدمخوار کے دو ٹکڑے ہوے
اسی طرح سرداران اسلام نے بڑے بڑے موذیون کو مارا ادھر طیمور شیر پرور قریب تخت شمعون
کے پہونچے شمعون نے ساطور مارا طیمور نے مرکب کو دبایا اور زیر بغل پہونچے ہاتھ پکڑ لیا دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو شمعون آدمخوار کو سر سے بلند کر کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے
شناخت پروردگار کیا مین شمعون نے کہا مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ اپنے دو سو خداوندون کو
چھوڑ کر ایک کی اطاعت و بندگی اختیار کرون بس طیمور شیر پرور نے اس کو اُچھال دیا اور گرتے وقت
چورنگ ہوائی کیا جتنے یہ بڑے بڑے آدمخوار تھے وہ سب سرداران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے
جن کو راستہ مل گیا وہ بھاگ کھڑے ہوے جو گھر گئے تھے انھون نے صوت امان بلند کی طیمور نے
فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے بدل و جان قبول کیا غازیان اسلام نے ہاتھ روکا اور ایوان شاہی
مین آکر تمام سردار طیمور سے بغلگیر ہوے اور پوچھا کہ آپ یہان کیونکر گرفتار ہو گئے تھے طیمور نے
تمام سرگذشت بیان کی جب لوگون نے صاحبقران کی خیر خیریت دریافت کی تو طیمور نے کوئی جواب
نہین دیا اور چہرہ پر کبیدگی سی پیدا ہوئی بعد اس کے رؤسا شہر و حوالی شہر آنے لگے نذرین گذرنے
لگین طیمور نے ایک ایک کا حال پوچھنا شروع کیا ایک شخص نے آکر نذر دکھائی کہ نام اس کا فوہاک
باطن تھا طیمور نے حال اس کا پوچھا اس نے نام تو بیان کیا لیکن جب سے سکونت کا پوچھا تو چپ ہو گیا اور
رونے لگا اسوقت طیمور نے کہا کہ رونے کا کیا سبب ہے فوہاک باطن نے عرض کی کہ کسی وقت
میرا باپ اس مقام کا حاکم تھا آج اسی کا بیٹا مثل رعایا کے آپ کے سامنے کھڑا ہے طیمور نے کہا کہ تیرے
باپ کا ملک کیونکر ضائع ہوا اس نے عرض کی کہ انھین آدمخوارون نے یورش کیا پہلے یہ جنگل اور پہاڑون
مین رہتے تھے اور میرے ملک سے لوگون کو پکڑ پکڑ کے لیجاتے تھے اور کھاتے تھے آخر فغفور تاجدار
میرے باپ نے فوج کشی کی لیکن شکست کھائی مین صغیر السن تھا سنا ہے کہ فغفور تاجدار کو بھی گرفتار
کیا اور ملک پر قبضہ کر لیا مجکو اور میری ماں کو چند نمک حلال لے کے نکل گئے تھے مین نے انھین لوگون
کی نگہداشت مین پرورش پائی حضور کی فتحیابی کی خبر سنکے برائے نذر حاضر ہوا کہ ہر شخص کو اپنے وطن کی

محبت ہوئی ہی تھا اتنا امید وار ہوں کہ کچھ میری کفالت کی جائے تاکہ آپ کی رعایا میں میں بھی شامل ہو کر زندگی عافیت کے ساتھ بسر کروں طیمور نے فرمایا کہ کوئی صورت تصدیق کی ہے کہ تمہارا حق دار سلطنت ہونا ثابت ہو کافور صاف باطن نے عرض کی کہ میں حق تو اپنا ظاہر بھی نہیں کرتا ہوں صرف گوشۂ عافیت چاہتا ہوں لیکن وہ بھی لوگ جو میرے مربی ہیں وہ تصدیق کر سکتے ہیں کہ میں اسی فغفور تاجدار کا بیٹا ہوں جو قبل آدمخواروں کے اس ملک کا بادشاہ اور فرمانروا تھا فرمایا ان لوگوں کو بلاؤ کافور پاک باطن ان لوگوں کو لے آیا ان میں ایک وزیر فغفور تھا کہ نہایت سن رسیدہ تھا اس نے عرض کی کہ حضور کو یہ سلطنت مبارک چونکہ میں راز دار سلطنت تھا اگر کوئی راز سلطنت آپ کے سامنے بیان کر دوں تو آپ یقین کریں گے کہ بیشک یہ وزیر تھا اور میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ یہ لڑکا ہمارے بادشاہ سابق کا فرزند ہے فرمایا کوئی راز بیان کر اسوقت اس پیر دانا نے عرض کی کہ اے شہریار متصل اس شہر کے ایک باغ ہے کہ وہاں پانچ درخت شمشاد کے برابر برابر لگے ہوئے ہیں ان پانچوں درختوں کو کٹوا کر اگر زمین کھودی جائے تو پانچ صندوق نکلیں گے ایک میں اسلحہ ہے ایک میں آلات حرب ہیں ایک میں جواہر بیش بہا ہیں دو میں اشرفیاں ہیں آپ ان درختوں کو جڑ سے کھدوا کر دیکھیں اگر یہ چیزیں برآمد ہوں تو میری بات کا یقین مانیے گا ورنہ سراسر غلط جانیے گا طیمور نے اس پیر مرد اور کافور صاف باطن کو ساتھ لیا اور چند بیلدار اور تبردار لے کر اس باغ میں تشریف لائے دیکھا کہ واقع میں پانچ درخت شمشاد کے لگے ہوئے ہیں اور انہیں کٹوا ڈالا اور کھدایا تو پیر مرد کے کہنے کے موافق پانچوں صندوق برآمد ہوئے اور کھولا تو جو چیزیں بیان کی تھیں وہ نکلیں طیمور ان صندوقوں کو بار کرا کے ساتھ اپنے لے آئے اور کافور شاہ کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا دیا اور اپنے ہاتھ سے تاج پہنا کر پیر مرد سے کہا کہ اسے سلطنت اور تجھے وزارت مبارک ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں کافور شاہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اور پیر مرد بھی حیرت میں آ گیا کہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ملک کے ملک بخشتے ہیں غرضکہ طیمور نے دونوں صندوق اسلحہ اور آلات حرب کے تو لے لیے اور کوئی شے نہیں لی چونکہ یہ سب لوگ لا مذہب تھے ان کو ہدایت کر کے دین اسلام کی طرف مائل کیا مسجدوں کی بنا ڈالی اور اپنی بارگاہ شہر سے علحدہ بپا کرائی اور ضحاک حق پسند کو نامہ لکھا کہ میں اس مقام پر ہوں الحمد للہ کہ میں نے آدمخواروں سے ملک شاہیہ کو پاک کیا اور کافور شاہ کو حاکم کیا آپ ہمارے رفیق قدیم بر ہوت رعد آواز کو مع لشکر روانہ کیجیے نامہ دار تو اس طرف روانہ ہوا اور یہاں طیمور نے سکندر رستم خو سے کہا کہ آپ صاحبقران اوسط ہیں جس مقام پر صاحبقران نہوں وہاں آپ قائم مقام صاحبقران ہیں سکندر نے کہا کہ اے طیمور جس مقام پر تم نہو وہاں میں صاحبقران اوسط ہوں ورنہ تم صاحبقران اول اور میں صاحبقران اوسط ہوں اس بارگاہ میں اسوقت قائم مقام صاحبقران سوا تمہارے دوسرا نہیں ہو سکتا نہ یہ حق کسی کو حاصل ہے کہ تمہارے سامنے نام صاحبقرانی لے اس وقت سہراب ثانی نے کہا کہ اے طیمور یہ تو بتاؤ کہ تم لشکر صاحبقران سے کس طرح علحدہ ہوئے طیمور نے کہا کہ اس کا سبب نہ پوچھو اگرچہ صاحبقران اسی نسل سے ہیں جس نسل سے میں ہوں لیکن کچھ ننھیالی اثر بھی ہوتا ضرور ہے شاہ ہی خطا ہوا یہ کلمہ دست راستیوں نے جو سنا تو کان کھڑے کیے کیونکہ نانا صاحبقران کے شاہزادہ نور الدہر ہوتے ہیں سہراب نے طیمور سے کہا کہ اس میں شک نہیں

لیکن مفصل بیان کرو طیمور نے کہا کہ بعد فتح شہر غلطانیہ جب امیر قریب شہر حسن آگین کے پہونچے تو ایک ساحر
ہبر ہوت جادو نام امیر کا شریک ہوا اُس کے ناموں کے ملک پر ایک بلا آئی ہوئی تھی صاحبقران ابریق
جادو کی مدد کو روانہ ہوئے میں بھی ہمراہ تھا وہاں پہونچکے معلوم ہوا کہ ایک دیو ہے کہ ساحر زبردست ہے
کسی کا سحر اُس پر کارگر نہیں ہوتا ہے اور ایک گرز اُس نے رکھوا دیا ہے کہ جو اس گرز کو اُٹھا لے وہ مجھسے مقابلہ
کرے جب صاحبقران اُس گرز کے پاس پہونچے تو گرز پر نام سام بن نریمان کا دیکھا امیر کو حیرت ہوئی
کہ یہ گرز تو بدیع الملک کے پاس تھا اور صاحبقران اول سے صاحبقران ثانی اور صاحبقران
ثانی سے بدیع الملک تک پہونچا تھا یہ یہاں کیونکر آگیا میں نے اُس گرز کے اُٹھانے کا قصد کیا صاحبقران
نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ گرز سوا صاحبقران وقت کے دوسرے سے نہ اُٹھے گا یہ سنکے میں خاموش
ہو رہا امیر نے گرز کو اُٹھا کر رکھدیا بعد اُس کے میں نے امیر سے اجازت لے کر زور کیا تو گرز اُٹھا لیا اور جس
دیو کا وہ گرز تھا اُسے بھی مارا معلوم ہوا کہ یہ گرز وہی ہے جس کا شبہ تھا اور دیو ساحران بیابان کاج ولج
میں سے تھا اور ہبر ہوت میں یہ گرز اس کے ہاتھ آگیا تھا اور یہ گرز کو لے آیا تھا اُسوقت سے صاحبقران نے
وہ گرز مجھسے نہیں لیا اور کشیدہ خاطر رہے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ صاحبقرانی میرا بہت کم ہے اور
بعد میرے سوا تمہارے کوئی صاحبقران نہوگا پھر میں نے صاحبقران کی وہ نگاہ اپنے سے نہ پائی جو اگلے
قبل تھی مجکو کمال رنج ہوا اور میں امیر سے علٰحدہ ہو گیا اور بہت سے ملکوں کو میں نے آباد کیا اب جو
صاحبقران کی رعایت سے میری رفاقت کرتا ہو وہ مجھسے اور جس کو خاص طور سے محبت و الفت ہو وہ
میرے ساتھ رہے یہ سنکے سرداران دست راست تو خاموش بیٹھے رہے لیکن سرداران دست چپ
نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں طلحہ بن لندھور اور وحید الملک اور گردن بن بہرام وغیرہ موقع
ڈھونڈھنے لگے کہ کسی صورت سے امیر سے علٰحدہ ہونا چاہیے اور طیمور نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ امیر فتح طلسم
زلزلہ کی غرض سے آتے ہیں اگر خدا نے مدد کی تو میں پہلے ہی اس طلسم کا خاتمہ کر دوں گا یہ لشکر طیمور تو اپنے
رفیق کے انتظار میں ٹھہرا ہے لیکن

دو کلمہ داستان زلزلۂ قاف سلیمان سلطان حق پژوہ یعنی شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں غزل آغاز کلام

ہے عجب افسانہ کہ بلبل چمن میں کیوں نہیں
ذکر میرا یار تیری انجمن میں کیوں نہیں

اسقدر قربت لبوں سے ہے عجب کی جگہ
آب حیوان یار کے چاہ ذقن میں کیوں نہیں

بارہا اُن کے لب شیریں سے کہیں ہیں ہے لیے
پھر حلاوت قند کی میرے دہن میں کیوں نہیں

عمر تو ساری ہوئی رنگین مزاجی میں بسر
پھر میری دوستو صحن چمن میں کیوں نہیں

ایک مدت سے یہ ڈوبا ہے اسی کی چاہ میں
دل ہمارا یار کے چاہ ذقن میں کیوں نہیں

ہمسری کا اس کو دعویٰ ہے اگر ہجا ہے سب
اُن کی زلفوں کی سی بو مشک ختن میں کیوں نہیں

سامنے جلتے ہیں پروانے نہیں پروا اُسے
بوے الفت دوستو شمع لگن میں کیوں نہیں

گو میں دیوانہ ہوں پر کیوں بھاگتے ہیں مجھسے لوگ
بو محبت کی مرے اہل وطن میں کیوں نہیں

جامۂ ہستی ہمارا نوبہ تو ہے آج تک
ایک دو پیوند اس رخت کفن میں کیوں نہیں

سادگی کیون ہوگئی ہی وضع قاتل مین شریک
پیستا ہی گر ہین تو میں ہی ڈالے کہین
اپنے جیتے جی تو مین پہنا کیا عمدہ لباس
یار کی آنکھون کی سی شوخی بھی ہی وحشت بھی ہی
دیکھتے ہین جسکو اچھا سب سناتے ہین اُسے
ہر جوان سے بیوفائی کرتی ہی دنیاے دون

بانکپن کی بات نکلے بانکپن مین کیون نہین
آسیا کی طرز اس چرخ کہن مین کیون نہین
بو لطافت کی رہے دو گز کفن مین کیون نہین
اسقدر شرم و حیا اہل ہرن مین کیون نہین
ہی عجب قدر کمال اہل فن مین کیون نہین
پاس پھر رسم وفا اس پیرزن مین کیون نہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ وزیر دانشمند بادشاہ شہر حسن آگین کا صاحبقران سے رخصت ہوکے گیا اور حسین سبز قبا سے بیان کیا کہ امیر با توقیر نے بیچ مین خیمہ نصب کرایا ہی اور فرمایا کہ کل ہمارے تمھارے اُسی خیمہ مین باتین ہون گی ہم تنہا آئین گے تم کو اختیار ہی چاہے تنہا آؤ یا کسی اور کو ساتھ لیتے آؤ حسین سبز قبا نے کہا کہ اگر صاحبقران تنہا آئین گے تو مین بھی تنہا جاؤن گا جب دوسرا دن ہوا تو اُس طرف سے صاحبقران روانہ چلے سرداران اسلام نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تنہا جاؤن گا کوئی میرے ساتھ نہ چلے اُسوقت اور سردار تو ٹھہر گئے لیکن قبل اس کے کہ امیر اُسے منع کرین طیفور نے عرض کی کہ خادم ضرور ساتھ چلے گا چونکہ یہ عیار ہی اور ایک خدمتی کا ساتھ ہونا ہمراہی مین داخل نہین ہی صاحبقران صرف طیفور کو ساتھ لے کر روانہ ہوے اُس طرف سے حسین سبز قبا تنہا چلا تمام ارکین دولت کو روک دیا صرف وزیر دانشمند کی ہمراہی بادشاہ نے بھی منظور کی اس طرف سے صاحبقران پہونچے اُدھر سے حسین قبا آیا ملاقات ہوئی امیر ہاتھ حسین سبز قبا کا پکڑے ہوے داخل بارگاہ ہوئے حسین سبز قبا نے چاہا کہ امیر بھی تخت پر رونق افروز ہون لیکن صاحبقران نے منظور نہ کیا فرمایا کہ مین دنگل نشین ہون تخت نشین نہین ہون یہ فرما کر صاحبقران نے حسین سبز قبا کو تخت پر جگہہ دی اور آپ دنگل پہ رونق افروز ہوے عیار پشت پر کھڑے ہو کر رومال جھلنے لگا وزیر گوشہ تخت پر مودب ہوکے بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ یا صاحبقران مجھے معلوم ہوا کہ آپ بڑے اولوالعزم ہین اور نہایت خلیق ہین بڑے بڑے ملک آپ نے فتح کئے طلسم توڑے خداوندیان شادین لیکن یہ مقام نہایت سخت ہی بیان سے گذرنا آپ کا مخالفت کے ساتھ غیر ممکن ہی جن مرحلون کو آپ نے توڑا یہ کوئی چیز نہ تھے حالانکہ آپ کو اُن کے فتح کرنے مین بھی جو دقت پڑی ہوگی اُنہین آپ ہی جانتے ہون گے دوسرا نہین سمجھ سکتا لیکن یہ یاد رہے کہ اب آپ قدم آگے نہین بڑھا سکتے چونکہ آپ نوجوان اور خلیق ہین مجھے آپکے حسن شباب پر رحم آتا ہی مین نہین چاہتا کہ مثل اور لوگون کے آپ کا مقبرہ بھی یہین بنے اور آپ نے میرے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا کہ میری خواہش کے موافق ملک کی لاگ مین خلل اندازی نہین کی اور لشکر کو اپنے دریا کے قریب سے ہٹا لیا لہذا اس کی عوض مین مین آپ کو راستہ دیے دیتا ہون آپ طلسم زلزلہ کو اسی طرف سے تشریف لے جائین اتنی خوشی آپ ہی کی سہی لیکن مجھسے مقابلہ کا قصد نہ فرمائیے ورنہ بہت پشیمان ہونا ہوگا اور آپ کچھ کر نہین سکتے اگر آپ کو دعوے زور و جرأت پر ہی تو میرے تین سردارون مین سے آپ ایک کو بھی زیر نہ کر سکین گے اور اگر اسم اعظم کا بھروسہ ہی تو یہان سحر و ساحری کا معاملہ نہین ہی جسے آپ اسم اعظم کے ذریعہ سے مٹا سکین میرے تین قلعے اور تین قلعدار ایسے ہین کہ قلعدارون کا مارنا یا گرفتار کرنا اور قلعون کو قبضہ مین لانا ممکن نہین ہی یا امیر اب آپ سے مین چند رموز اس ملک کے بیان کیے دیتا ہون اس غرض سے کہ آپ اپنے ارادے

سے باز رہیں اصل میں یہ ملک حکیم اسرار الحکمت نے آباد کیا تھا اور جسمان عالم کو تلاش کر کے
اُن سے اس سرزمین کو آباد کیا اور انتظام حفاظت ملک کا فہیم عاقل کے سپرد کیا یہ اُن کے شاگرد رشید
تھے اور سجادہ نشین اپنا حکیم اشراق الحکمت کو معین کر کے دنیا سے رحلت کر گئے فہیم عاقل نے
تین قلعے بنوائے ایک قلعہ یاقوت نگار ہے اور حاکم وہاں کا محیط آدمخوار ہے دوسرا قلعہ زمرد نگار ہے اُس کا
ناظم پیران پیچ ابرو ہے تیسرے قلعہ کو قلعہ آبی کہتے ہیں اس قلعہ کا مالک غوغائے رعد آواز ہے بوقت
مقابلہ ان لوگوں کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اگر حکم دیدوں تو ایک غوغائے رعد آواز آپ کے لشکر کے
واسطے کافی ہے یہ تو انتظام ظاہری تھا اور انتظام باطنی یہ ہے کہ اگر یہاں کی کسی عورت کو کوئی شخص بھگا لے جانا
چاہے تو شہر کے ناکے باہر نکلتے ہی وہ عورت غائب ہو جاتی ہے اگر یقین نہو تو امتحان کر لیجیے بعد ان تمام
انتظامات کے فہیم عاقل ہم سب سے ملکر جانب کوہ قاف روانہ ہو گئے اور وہاں پہونچکے انتقال کیا
چلتے وقت ایک شاخ نرگس کے درخت کی دے گئے تھے کہ وہ آجتک ہری ہے باوجودیکہ کبھی اُس پر پانی کا
چھینٹا بھی نہیں دیا گیا پھول بھی اُسی طرح کھلا ہوا ہے اور ڈالی بھی سرسبز ہے ہم سب اُسی کی پرستش کرتے ہیں
اور حکیم اشراق چونکہ جانشین حکیم اسرار الحکمت کے تھے انھوں نے گرد حصار نہ کر کے وہ حصار قائم
کیا تھا جسے توڑ کے آپ اس مقام تک پہونچے گو کہ حکیم اشراق الحکمت کا مار ڈالنا بھی امر آسان نہ تھا لیکن
انھوں نے اپنے غرور میں اپنی جان دی نہ وہ آپ تک آتے نہ مارے جاتے آپ کا مارنا حکیم اشراق الحکمت
تک ناممکن تھا خیر جو گذشت گذشت یہ تمام جھگڑے اسواسطے بیان کئے کہ آپ اپنے حسن و شباب پر رحم
کر کے اس ارادہ سے باز آئیں اور میں راستہ دیدوں آپ طلسم نرالہ کو چلے جائیں ملکہ دوستانہ طریق سے
جب تک جائیں میری دعوت قبول کریں اور اس ملک میں قیام پذیر رہیں اگر یہاں کے حسینوں کا اشتیاق
ہو تو میں چند عورتیں عائد شہر سے انتخاب کر کے آپ کی خدمت کے واسطے بھیجدوں انھیں آپ اپنی کنیز بنا
لائیں لیکن اگر کسی عورت کو ساتھ لیجانا چاہیے تو یہ امر ناممکن ہے نہ میں کسی کو بھیج سکتا ہوں نہ آپ لیجا سکتے
ہیں اور اُس گل نرگس کی سیر بھی میں آپ کو دکھا دوں جس کی ہم پرستش کرتا ہوں یہ کہکر بادشاہ خاموش
ہوا اور صاحبقران دل میں سمجھے کہ سیر لیجیے جانا بغیر اس کے کہ یہ ملک اسلام آباد ہو دب جانیکی دلیل
ہے علاوہ اس کے ملکہ کا وصل بھی میسر نہو گا فرمایا کہ آپ چونکہ مرد بزرگ ہیں اور میں آپ کے سامنے نوعمر
اور کمسن ہوں مجھے تمام باتیں آپ کی قبول ہیں بشرطیکہ دو باتیں آپ میری بھی منظور کریں کہا بیان کیجیے
فرمایا کہ میں نہ ملک گیری کی ہوس رکھتا ہوں نہ جاہ و ثروت دنیا کو کچھ خیال میں لاتا ہوں میرے نزدیک
یہ سب فانی ہیں اور ہیچ ہیں مجھے دولت عقبیٰ کی خواہش ہے اور صرف قربۃً الی اللہ مذہب برحق پھیلانے میں
سرگرم رہتا ہوں لہذا چند کلمے نصیحت کے گوش ہوش سے سنیے وہ یہ ہیں کہ پرستش اُس کی چاہیے
جس نے پیدا کیا ہے سوا اُس کے یہ حق دوسرے کا نہیں ہے اور اپنی بنائی ہوئی چیز یا کسی دوسرے کی بنائی
ہوئی شے کی پرستش کرنا صنعت پرستش میں داخل ہے اور اس سے کیا حاصل لہذا آپ کو چاہیے کہ
دین اسلام اختیار کیجیے اور وہ نرگس کی شاخ کیا چیز ہے جس کی پرستش آپ کیا کرتے ہیں ایسے ایسے عجائبات
حکما نے بہت سے بنا ڈالے ہیں یہ وہی شے ہے جسے فہیم عاقل نے بنایا ہے اور دوسری خواہش میری یہ ہے
کہ اپنی دختر کے ساتھ مجھے قبول کیجیے بلکہ پہلے اس شرط کو منظور کیجیے لیکن شرط اول کا پورا ہونا
ضروری ہے بغیر اس کے میں اپنے ارادہ سے باز نہ رہوں گا جو کچھ آپ نے بیان کیا وہ سب صحیح ہے مگر

یک ساعت یک لحظہ یک دم	دگرگون میشود احوال عالم	وہ قادر مطلق ایسا ہے کہ دن کو رات

اور رات کو دن کرتا ہے آپ سے تین قلعہ آپ کی نظر مین بہت کچھ ہین لیکن اُس کی نظر مین کچھ نہین رہ جو
آن واحد مین رات کو دن اور دن کو رات کر دیتا ہے جن مرحلون کو مین نے مدد پروردگار سے شکستہ
کیا اُن کے توڑنے کی کس کو امید تھی اور آپ کو یہ خیال کب ہوگا کہ یہ مرحلے شکستہ ہو جائینگے ورنہ جس
بات کو آپ اسوقت بخوشی منظور کر رہے ہین اگر پہلے ہی منظور کر لیتے تو اس کی نوبت بھی نہ آتی مجھے طلسم
زلزلہ پر جانا تھا چلا جاتا اب تو مین بغیر اسلام کا جھنڈا اس سرزمین پر گاڑے ہوے ہرگز قدم آگے نہ بڑھاؤنگا
یہ سُنکے حسین سبز قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فساد منظور ہے خیر مین نے ازراہ نیکی سمجھایا مگر
آپ نے نہ مانا یا امیر اب اسی سرزمین پر مزار آپ کا بنے گا ایک غوغاے رعد آواز جو پہلے قلعہ پر ہے
یہی آپ کو مار ڈالے گا یہ کہکر حسین سبز قبا اپنے مقام سے اُٹھا صاحبقران بھی یہ فرماتے ہوے
اُٹھ کھڑے ہوے کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مین نے اگر انشاء اللہ تعالیٰ اس نرگس کے پھول کو تلوون سے نہ ملا
تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا یہ فرماکر امیر با توقیر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اور حسین سبز قبا
اپنے شہر کی طرف چلا گیا راستے مین طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران واقع مین یہ مقام دشوارگذار
معلوم ہوتا ہے مین نے جہان تک دریافت کیا ہے بیان بادشاہ ملک حسن آگین کا صحیح ہے فرمایا مین بجز بھروسہ ذات
باریتعالے کا رکھتا ہون مجھے کچھ پروا نہین ہے مین اگر ملک گیری کی ہوس مین آیا ہوتا تو انجام کو سوچتا کہ
ایسے ملک پر ہاتھ نہ ڈالون جہان جان جانے کا خطر متصور ہو جبکہ مین فی سبیل اللہ آیا ہون تو مجھے کیا پروا ہے
اگر فتح پائی تو غازی ہوے مارے گئے تو شہید یہ فرماتے ہوے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے بادشاہ
اسلام نے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی بادشاہ خاموش ہو رہے
وہان حسین سبز قبا نے غوغاے رعد آواز کو حکمنامہ بھیجا کہ تم طبل جنگ بجا کر صاحبقران
سے مقابلہ کرو لیکن سردارون کو قتل نہ کرنا بلکہ اسیر کر لینا اس لیے کہ مین چاہتا ہون یہ لوگ خوف زدہ
ہو کے چلے جائین مارے نہ جائین غوغاے رعد آواز کو جسوقت یہ حکمنامہ بادشاہ کا پہونچا تو اس نے
اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی چنانچہ نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے
لشکر اسلام کے خبر وحشت اثر لیکے پھرے اور خدمت مین بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کے آکر عرض
کی کہ لشکر مخالف مین کوس حربی بجا ہے اور فوج قلعہ آبی نے بیرون قلعہ خیمہ برپا کیا ہے امیر با توقیر نے
ارشاد کیا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین بہادر اپنے اپنے
حربون کو صیقل کرنے لگے اسی حالت مین رات گذری صبح نمودار ہوئی اہل اسلام مین شور اذان
بلند ہوا اور نرگس پرستون نے اپنی رسم مذہب کے موافق عبادت سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان
کارزار کا کیا اس طرف سے بادشاہ اسلام سوار ہوکے جانب میدان کارزار روانہ ہوے صاحبقران
عالیشان ہمراہ تخت بادشاہ تھے جس وقت میدان مین پہنچے تو تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین
قائم ہوا اور امیر چالیس قدم صفوف لشکر سے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوے اور سردار
لشکر اپنے منصب کے موافق دس دس بارہ بارہ قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے پھر پھریرا علم اژدہا پیکر کا
کھولا گیا ہوا جو آکر پھریرے مین بھری تو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی دیکھا کہ اُس طرف
سے غوغاے رعد آواز ایک کرگدن مست پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اس نے بھی میدان مین آکر اپنے
لشکر کے پرے جمائے اور خود بمرتبہ سرداری کھڑا ہوا پوشاکین فوج کی اودی تھین اور ایک ایک پھول

نرگس کا ہر وردی کے سینے پر بنا ہوا تھا اور پھریرے بھی نشانوں کے اودے تھے اور علم بشکل گل نرگس
تھے جب دونوں جانب کی صفیں آراستہ ہو چکیں تو غوغاے رعد آواز میدان میں آیا اور پکارا کہ
اے گروہ خدا پرستان جو اپنی زندگی سے عاجز ہو وہ میرے مقابلے کو آئے بس یہ کلمہ سنتے ہی زلازل
بن زلزلہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور مرکب
سے اتر کر اجازت خواہ میدان مصاف ہوا بادشاہ نے جام کلہ عزیمت عنایت فرمایا اور کہا کہ جاؤ
حافظ حقیقی نگہبان ہو زلزال بن زلازل بن زلزلہ جام لیکر سلام رخصت کر کے بار دگر مرکب پر سوار
ہوا اور سامنے غوغاے رعد آواز کے آیا غوغاے رعد آواز نے کہا کہ تو کیا سمجھ کر میرے مقابلہ
کو آیا ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں زلزال نے کہا کہ اتنا سنا ہے کہ تو چیختا خوب ہے ایک ہمارا سردار
ہمنشین بھی ایسا ہی تھا کہ اس کے نعرے سے بھی جانوران صحرائی بھاگتے تھے اور لوگ بدحواس ہو جاتے
تھے میرے اس کے اکثر مقابلہ ہوا ہے میں ان چیخوں کا عادی ہوں اسوقت غوغاے رعد آواز
ہنسا اور کہنے لگا کہ خیر ابھی تجھے میرا حال معلوم نہیں ہے لے اپنا وار کر زلزال نے کہا کہ کیا تو نہیں
واقف آئین اہل اسلام سے کہ ہم لوگ حریف پر سبقت نہیں کرتے ہیں اگر خدا تیری ضرب سے بچائیگا
تو دیکھا جائے گا یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے نیزہ سنبھالا اور گردش دے کر سینہ زلزال پر وار
کیا زلزال نے ترچھے ہو کر نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا اور ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ غوغاے رعد آواز کا ٹوٹ گیا
بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہوئی غوغاے رعد آواز نے شرمندہ ہو کے ایک
چیخ ماری کہ تمام میدان کانپ گیا گھوڑے بدمزاج ہونے لگے اور زلزال بن زلازل کی یہ حالت
ہوئی کہ ایسے تیورائے اور بیہوش ہو کے مرکب سے گر پڑے غوغاے رعد آواز نے اپنے مرکب
سے کود کر اس کی مشکیں باندھیں اور ملازمین کے سپرد کیا لوگ زلزال کو مسلسل و بطوق کر کے جانب
زندان روانہ ہوے اور یہاں غوغاے رعد آواز نے پھر مبارز طلب کیا لیکے اس کے مقابلہ کو
تہمتن گرد رفیق شاہزادہ رفیع البخت نکلا بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے غوغاے رعد آواز
کے پہونچا اور کہا کہ لا حربہ اپنا غوغاے رعد آواز نے کہا کہ کیا تو میرے حربے سے آگاہ نہیں ہے میرا حربہ
میری آواز ہے جس کا اثر تو دیکھ چکا تہمتن گرد نے کہا کچھ بھی نہیں ہے یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے
چیخ ماری تہمتن گرد نے کانوں میں انگلیاں دے لیں جب یہ چیخ چکا تو دوڑ کر تلوار ماری غوغاے
رعد آواز سپر بھی بلند نہ کرنے پایا تھا کہ تلوار سر پر پہونچ گئی اور خود بیضی خود کو تو تیغ نے کاٹا لیکن
سر پر پہونچتے تلوار رک گئی تہمتن گرد نے جھٹکا مارا تلوار پہنچی ہوئی تھی ٹوٹ گئی بس تہمتن گرد نے دوسری
تلوار کھینچ لی اور وار کرنے چلا غوغاے رعد آواز نے چیخ ماری یہ تھرتھرا کر سامنے آگیا اور ہوش و حواس
جاتے رہے غوغاے رعد آواز نے اسے بھی اسیر کر کے زندانخانے میں بھیجدیا اور پھر مبارز طلب
کیا اگرچہ جوانان اسلام دیکھ رہے تھے کہ نہ حربہ اسپر تاثیر کرتا ہے نہ اس کی آواز سننے کی تاب رہتی ہے
ایک چیخ میں آدمی بیہوش ہو جاتا ہے اس کے مقابلہ کو جانا دہان گور میں جانا ہے لیکن ایک سلسلہ بندھا
ہوا تھا کہ ایک گرفتار ہوا اور دوسرا پہونچا دوسرا اسیر ہوا تیسرا جا پہونچا غوغاے رعد آواز خود
حیرت میں تھا کہ یہ کس بلا کے لوگ ہیں کہ مرنے اور قید ہونے سے ڈرتے ہی نہیں غوغاے رعد آواز
نے شام تک پینتیس سردار اسیر کیے اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا ادھر امیر با توقیر کمال
حیران نہایت پریشان میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور سکوت کے عالم میں بیٹھے

رہے جب وقت برخاست کا آگیا اٹھکر تمام سردار مع صاحبقران تاجدار اپنی اپنی خوابگاہ کی جانب
روانہ ہوئے وہان غوغاے رعدآواز نے پر طبل جنگ بجوادیا تھا اس طرف بھی نقارہ رزمی بجا کیا
تمام رات دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہوئین صبح کو دونون طرف کی فوجین وعدہ گاہ مصاف
مین پہونچکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب اتمام حجت کرکے ہٹ چکے
کہ غوغاے رعدآواز میدان مین آیا اور بعد سخت شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ
کرکے پکارا کہ اے لشکر اسلام دیکھا تم نے کہ کل تمھارے تاجی کس بے بسی سے اسیر ہوئے لہذا تمکو
چاہیے کہ ساتھ صاحبقران کا چھوڑ دو اور جہان جا ہو چلے جاؤ ورنہ یہی انجام تمھارا بھی ہوگا یہ سنکے
سرداران اسلام نے دست بقبضہ ہوکر جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے تجھ ایسے بہت سے گبر
پیدا ہوے اور ناپید ہوگئے اور لشکر اسلام پر اس سے زیادہ آفتین آچکین اور دور ہوچکین
کسی نہ کسی روز تو بھی مارا جائے گا لیکن ابھی یہ نہین معلوم ہے کہ قضا تیری کس کے ہاتھ سے آئیگی جو لوگ
آج تیری قید مین ہین کل رہا ہو جائینگے غوغاے رعدآواز نے ایک قہقہہ مارا اور پکارا کہ ع
این خیال است ومحال است وجنون مین مثل دیگران نہین ہون مین اُس خداوند بینا کو مانتا ہون تم نے
جسے دیکھا بھی نہو گا میرے خداوند نے میری موت ہی نہین کی ہے غرض ان باتون سے کچھ حاصل
نہین ہے جس کو مقابلے کے واسطے آنا ہو وہ آئے یہ سنکے برجیس بن الوان پسرخواندہ آصف ابن جم
طلامت نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر کورنش بجا لایا اور اجازت خواہ
میدان کارزار ہوا تمام اہل اسلام اس لڑکے سے محبت رکھتے ہین کہ بہت کمسن اور نہایت حسین ہے
اور بیٹا اسی بڑے شخص کا ہے جو خداوند زلاق کہلاتا تھا اور اس نے دین اسلام لڑکپنے سے اختیار کیا باپ کا
شریک نہوا جسوقت اس نے اجازت چاہی تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے برجیس تم قصد جنگ کا
نہ کرو اس لیے کہ تمھاری ماں تمھارے فراق مین روتے روتے مرجائے گی کہ اُس کا سوا تمھارے کوئی
سہارا نہین ہے اسوقت برجیس نے عرض کی کہ ظل اللہ آپ کا سایہ عاطفت ہر شخص کے واسطے کافی ہے
حضور کے عہد حکومت مین کوئی لاوارث نہین ہے اور اب تو مین دائرۂ اسلام مین آچکا ہون آئین اسلام
کا پابند ہون مجھ سے جہاد ساقط نہین ہے اور اب اُس شخص کا بیٹا کہلاتا ہون جس کی تلوار عالم مین مشہور
ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ میدان مین نکلکر بے لڑے واپس جاؤن بادشاہ اسلام نے مجبور ہوکر اجازت جنگ
مرحمت فرمائی اور جام عنایت کیا برجیس بن الوان جام پی کے جانب میدان روانہ ہوا جسوقت
سامنے غوغاے رعدآواز کے پہونچا تو غوغاے رعدآواز نے کہا کہ اے نوجوان تو تو ابھی
جنگ وجدال کے قابل نہین ہے تجھ پر ہاتھ اٹھاتے مجھے شرم آتی ہے برجیس بن الوان نے کہا کہ اے
شخص شاید تو مجھے آگاہ نہین ہے مین بیٹا خداوند زلاق کا ہون باپ میرا خداوند کہلاتا تھا اور مین نے
بندگی کو بہتر جانا ہے اور مین اپنے کو عبد خدا شمار کرتا ہون باپ میرا جس قدر قوت رکھتا تھا عالم جانتا ہے
لیکن چونکہ باطل پر تھا مارا گیا مین حق پر ہون میرے لیے ہمیشہ فتح ہے کہ مارا گیا تو شہید اور زندہ رہا تو غازی
مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو بھی اس دین مبین کو اختیار کر جس مین دنیا و آخرت دونون بنین اس
دانہ پر اپنی نازان نہو جیسے تو سردارون کو بیہوش کر دیتا ہے میرے باپ کے طلسم مین ایسے
ایسے نہین معلوم کتنے گرتے تھے لیکن مدد خدا سے وہ سب گرتے مٹ گئے اور ایک نیل الوان
تاجدار سے شخص کو سوا بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی میرے باپ نے رمع اپنی نوکرون مین تقسیم کی تھی

کہ آج بھی مار ڈالے جائیں گے تو بھی میں مر نہیں سکتا اور پیکر ہم کو لیجا کے طلسم باطن میں پوشیدہ کیا
تھا لیکن اب نہیں صاحبقران رابع نے طلسم اسرار باطنی کو توڑا اور وہان جاکے اکوان تاجدار کو
مارا اور ساحر اکوان تاجدار کے بادشاہ طلسم باطن بھی مارا گیا جس روز یہ پتہ مل گیا کہ تو طلسم بند
یا سحر بند ہے اسی روز تیری اجل کا پیام آگیا تو ان خدا پرستون پر غالب نہیں ہو سکتا کہ حق ان کا شریک
ہے یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ مین نے تو تجہر ترس کھایا تھا کہ تو بچہ ہے تجھے کیا قتل کرون
تو مجھے نصیحت کرنے لگا معلوم ہوا کہ تیری قسمت مین بھی گرفتاری ہے اے برجیس بن اکوان تو ننگ
خاندان نکلا کہ ایک خداوند کا بیٹا ہوکر تو نے مجاورزادگان مکہ کی اطاعت اختیار کی اپنی عزت کو خاک
مین ملایا مین ایسا نہیں ہون خراب آیا ہے تو حوصلہ اپنا نکال لے پھر تو تیری قسمت مین بھی گرفتاری لکھی
ہوئی ہے اور اگر بادشاہ مجھے حکم گرفتاری نہ دیتا بلکہ حکم قتل دیتا تو جتنے سردارون کو مین نے اسیر
کیا ہے یہ قتل ہو چکے ہوتے اب تو امید رہائی ہے گو موہوم ہے آیندہ کوئی امید نہوتی برجیس بن اکوان
نے کہا کہ یہی قدرت خدا کی ہے اور دلیل فتح مسلمانون کی ہے کہ تو نے ان کو قتل نہین کیا معلوم ہوتا ہے
کہ عمرین ان کی دراز ہین وہ ابھی نہیں تیرے ہاتھ سے قتل ہونگے بلکہ تو مارا جائے گا اور وہ
رہائی پائیں گے غوغاے رعد آواز نے برہم ہوکے نیزہ مارا برجیس بن اکوان کو انجم
طلعت نے مثل فرزندون کے تربیت کیا ہے اس نے جلدی سے نیزے کو نیزے پر لیا
رد و بدل ہونے لگے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ برجیس نے نیزہ ہاتھ سے غوغاے رعد آواز
کے نکال دیا غوغاے رعد آواز نے خفیف ہوکر ایک چیخ ماری کہ تمام میدان ہلگیا اور برجیس
بن اکوان پر غشی طاری ہوئی غوغاے رعد آواز نے اسیر کرکے زندانخانے کی جانب بھجوا دیا
اس کے اسیر ہوتے ہی شاہزادہ آصف انجم طلعت کو جوش آگیا آواز دی کہ او ملعون سوا
بچے کے تجھے کچھ بھی آتا ہے اس لڑکے کے ہاتھ سے نیزہ نہ نکال سکا اسی منہ پر دعواے سپہگری ہے
یہ کہتے ہوے بغیر اجازت بادشاہ سامنے غوغاے رعد آواز کے پہونچے غوغاے رعد آواز
نے کہا کہ تم تو اس طرح دوڑے گئے جیسے یہ تمہارا ہی لڑکا تھا فرمایا بیشک ہمارا ہی فرزند ہے ہم نے
اس کو تربیت کیا اور ہم نے پرورش کیا بس لاحریہ اپنا کہ زمانہ میری آنکھون مین تاریک ہو رہا ہے
یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے گرز اٹھایا اور پکارا کہ تم لوگون سے نیزہ بازی کرنا بالکل بیکار ہے
لو اسے کہ یہ طمانچہ ملک الموت ہے یہ کہکر اس نے ضرب گرز کی لگائی آصف انجم طلعت نے
مردانہ وار اپنے گرز کو اٹھاکر چہرے کی پناہ کیا گرز جو گرز پر پڑا اتراقہ ہوا آتش گرد بلند ہوا غوغاے
رعد آواز نے زدم و بست گردم کا نعرہ کیا عیار آصف انجم طلعت کا چلاتا تھا کہ خبر اپنے آقا
کی لون وہان آصف انجم طلعت اس کی ضرب کو کب ملنے والے تھے متق گردے نکلا پکارے
کہ ملعون کرا زدی و کرا بست کردی حریف تیرا [illegible] تو ضربے زدی ضرب مانوش کن
جہ شادی از دل فراموش کن [illegible] یہ کہکر [illegible] [illegible] نگہ [illegible]
من کی ضرب کو سر پر چرخ دیا اور [illegible] [illegible] تو عیار [illegible] متق گرد بلند ہوا
طبقہ زمین کا شق ہو گیا تڑاقے کی آواز فلک [illegible] فلک کو لگی [illegible] غوغاے رعد آواز
کی کمر ٹوٹ گئی ملعون نے بھی زدم و بست گردم کا نعرہ کیا تھوڑی دیر کے بعد غوغاے رعد آواز
گرد سے باہر آیا تو پیادہ وہ پاتا آصف انجم طلعت بھی اسے پیادہ دیکھکر پیادہ ہوگئے اور بڑھے

جیسے ہی قریب پہونچے اور دست و گریبان ہونے کا قصد کیا غوغاے رعد آواز نے ایسی تیغ ماری کہ یہ بھی لہرا کر گرے بس غوغاے رعد آواز نے ان کو بھی اسیر کر کے بھیجا بعد ان کے شہنشاہ گوہر کلاہ نکلے انھوں نے بھی آتے ہی اس کو گرد و برد کر دیا آخر یہ بھی گرفتار ہوئے آج بھی غوغاے رعد آواز نے تیس چالیس سرداروں کو اسیر کیا اور شام کو طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا آج اہل اسلام پہلے دن سے زیادہ مغموم ہوے کہ بہت سے عزیزان صاحبقران اسیر ہو گئے تھے اور وہاں غوغاے رعد آواز نے جا کر سب سرداروں کو زندان میں بھیجا اور آپ مصروف عیش و نشاط ہوا اور طبل جنگ اس نے بجوایا یہاں صاحبقران عالیشان نے منادی کر دی کہ خبردار اب اس سے مقابلہ کا کوئی قصد نہ کرے میں خود مقابلہ کروں گا طیفور نے دیکھا کہ اگر صاحبقران نے مقابلہ کیا تو یہ بھی ضرور اسیر ہو جائیں گے کسی طرح امیر کو ہاتھ سے اس کے بچانا چاہیے بس اس نے صورت تبدیل کی اور قطورہ زرنبق و پاتابہ سقرلاتی و کسوت عیاری سے آراستہ ہو کر جانب قلعہ آبی روانہ ہوا جب رات ختم ہو گئی اور طیفور بادیہ گرد قریب قلعہ آبی کے پہونچا دیکھا کہ لب ساحل قلعہ ہے اور زیر قلعہ فوج اتری ہوئی ہے بس طیفور نے رنگ و روغن عیاری چہرے پر مل کر صورت اپنی ایک جوگی کی بنائی اور کنارے دریا کے بیٹھ کر اکتارا بجا بجا کے گانا شروع کر دیا جو لوگ قریب تھے وہ گانے کی آواز سنکر سمٹ آئے دو چار جو یہاں سے واپس گئے انھوں نے اور لوگوں کو مطلع کیا کہ ایک جوگی آیا ہے کیا خوب گاتا ہے اور لشکر کے بہتیرے مشتاق ہو کے آئے اور گانا سننے لگے شدہ شدہ یہ خبر غوغاے رعد آواز کو پہونچی کہ آپ یہاں کیا بیٹھے گانا سن رہے ہیں ایک جوگی آیا ہے کہ اگر اس کا گانا سن لیجیے گا تو سب کو بھول جائیے گا کیا الاپ رہا ہے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ جا کر اسے ہمارے پاس لے آؤ لوگوں نے آ کر طیفور سے کہا کہ جوگی صاحب آپ کو مالک قلعہ بلاتے ہیں جوگی نے جواب دیا کہ میں کسی کا نوکر نہیں ہوں اگر اس زمین پر بیٹھنا شاق ہے تو میں کسی اور جنگل کی راہ لوں گا یہ کہکر بوریا بدھنا سنبھالا لوگ ہاتھ جوڑنے لگے کہ آپ کہیں نجائیے جو لوگ پیام غوغاے رعد آواز کا لے کر آئے تھے وہ پلٹ گئے اور جا کے غوغاے رعد آواز سے کہا کہ جوگی صاحب نہیں آتے آپ خود تشریف لے چلیے اور ان سے کہیے تو شاید آئیں چونکہ غوغاے رعد آواز کو بہت اشتیاق اور کچھ غصہ بھی تھا کہ ہمارے بلانے سے نہ آیا اگر اب آنے سے انکار کرے تو سزا دوں یہ سوچ کے یہ اپنے مقام سے اٹھا اور جوگی کے پاس آ کر کہا کہ گرو جی تمہارا کیا نام ہے کہا کہ مجھکو جوگی چونچال کہتے ہیں غوغاے رعد آواز نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک روز کے لیے میری دعوت قبول کیجیے جوگی نے کہا کہ بچہ کیوں فقیروں سے صحبت بڑھاتا ہے جا تو امیر ہے امیر غریب کی صحبت بناو نہیں ہوتی ہے غوغاے رعد آواز نے اصرار کیا بمشکل آپ نے منظور کیا اور ساتھ غوغاے رعد آواز کے جانب قلعہ روانہ ہوے ایک ایک مقام کو اجنبی بن کر پوچھتے جاتے تھے غوغاے رعد آواز بتاتا جاتا تھا کہ یہ زندان خانہ ہے وہ سلح خانہ وہ اصطبل ہے اس طرح سمجھاتا بجھاتا اپنی بارگاہ میں لایا اور قریب اپنے بٹھایا دیکھا طیفور نے بارگاہ خوب آراستہ ہے لوگ جمع ہیں ادھر ادھر بیٹھے ہیں لوگوں نے طیفور کا گانا سن لیا تھا اب کسی کا گانا بھلا نہ معلوم ہوتا تھا غوغاے رعد آواز کا دل لگتا تھا جلد ہی سے مجرائی طائفہ کو برخاست کر کے غوغاے رعد آواز نے جوگی چونچال سے کہا کہ یہ گانا تو ہو چکا تھا اب آپ کوئی بھجن یا کوئی معرفت سنائیے کہ دنیا اور عاقبت دونوں بنیں جوگی نے اکتارا چھیڑا

گانا شروع کیا پہلے دو ایک بھجن اور دوہرے بیت گایا بعد اُس کے یہ غزل شروع کی **غزل**

غرق ہو جائے ابھی کلبۂ احزان میرا
بزم شادی ہو ابھی کلبۂ احزان میرا
گر کرے فصل بہار المدد اے دست جنون
دیکھتے ہی نہین وہ حال پریشان میرا
دکھلائے گل دل پر داغ کے پھولون کی بہار
لگیا دامن محشر سے گریبان میرا
مین تڑپتا ہون شب ہجر مین اور وہ کھوئے دل
خط توام مین لکھا جائے کا دیوان میرا
خط مجبوری نظر آنے لگے سوئے کیسا
پھر لگا گھونٹنے آئی شب ہجران میرا
اف جو کرتا ہون دھوان منہ سے نکلتا ہے
سنبلستان نظر آنے لگا دیوان میرا
یاد محبوب مین فریاد کیا کرتا ہے
آج مجھ سے خفا ہو گیا مہمان میرا
جس طرح ہوگا ترے گھر مین مین آج آؤنگا
ہوش جائے گا جس روز گلستان میرا
عشق لیلی ہے یہ وحشت ہے ہرن ہو جائے
خون بہائیگی تری تیغ صفاہان میرا
کفر و اسلام سے مطلب نہین بتا مین مجھے

جوش پر آئے اگر وحشت گریبان میرا
الفت ابروئے قاتل ہے لگے کو خنجر
تنگ کرتا ہو بہت مجھکو گریبان میرا
پھول کھلجاتے ہین گلشن مین برستا ہے لہو
آجکل ایسے قابل ہو گلستان میرا
حسرتون کا ہوا خون ہاتھ سے تیرے دمین
واہ کیا خوب کیا آپ نے درمان میرا
لیا دیوانہ ہو یہان آئے تو قاتل ہو جم
تب رقم ہونے لگا حال پریشان میرا
الفت ابروئے خمدار مین ہے کہ خنجر
بھونکے دیتا ہو مرا تن وا ہو زان میرا
مین بھی اک صورت زیبا کا تماشائی ہون
چین دم بھر نہین لیتا دل نالان میرا
شرم سے باغ مین شمشاد و صنوبر آکے نہین
کیا بنا لیتا ہے دیکھون ترا دربان میرا
الفت لب تری گیسوئے کے سو دیکھین
دیکھے قیس اگر آکے بیابان میرا
ناتوانی مجھے وحشت مین جگا دیگی اگر
الفت خال رخ یار ہو ایمان میرا
آہ نکلا نہ کوئی دہر مین ارمان میرا

سیر سے گھرائے اگر وہ گل خندان میرا
آجکل دست اجل مین ہی گریبان میرا
اپنی زلفون کی بنانے مین ہین ایسے مصروف
کیون غرور سے نہ ہنسے وہ گل خندان میرا
استعد چاک ہوا دست جنون سے یہ
دیکھ سفاک ذرا گنج شہیدان میرا
حسرت وصل ہی شعرون مین ہر اک جا ہے قوم
ہوگئے سودائی اگر دیکھے زندان میرا
الفت زلف نے دم بند کیا ہے تو
ذبح کرنے لگا خود مجھکو گریبان میرا
وصف گیسوئے مسلسل کے جو لکھے ہین نے
آئنہ دیکھتا ہی کیا رخ حیران میرا
دل مین آتا نہین کیون تیغ سے دلبر کھل
سیر کو آئے جو وہ سرو خرامان میرا
کملا مین گئے سینے مین گل داغ سے
ہو ظلمت مین نشان چشمۂ حیوان میرا
مر کے آنکھون مین تری چھپ کے مرجاؤنگا
تیری بھا جائیگا پائون کی گریبان میرا
حشر تک ہین یہ سنبل ہی کی بیلین باقی

جوگی چونچال نے محفل کو جو نہال کر دیا غوغائے رعد آواز تو جھومنے لگا طیفور نے خیال کیا کہ اگر رات بھر گایا کرینگے تو موقع سیر دن کل رات کا نہ ہاتھ آئے گا کسی صورت سے اس صحبت کو ختم ہی کرنا چاہیے یہ سوچ کے اکتارا ہاتھ سے رکھدیا اور کہا کہ بس بابا فقیر کو زیادہ نہ ستاؤ یہ وقت ہماری پوجا پاٹ کا ہے رات کے بارہ بجے ہین غوغائے رعد آواز نے لا موتیون کا دیا جوگی نے لیا اور رخصت ہوا غوغائے رعد آواز نے کہا کہ بابا جی بچھے نہ جائیے گا دعوت ہماری قبول کیجیے جوگی نے کہا کہ مین دریا کنارے پوجا کے واسطے جاتا ہون اگر تجکو ایسا ہی دعوت کا خیال ہے تو وہین آکر جو چاہے کھلا دینا یہ کہکر جوگی چونچال یعنی طیفور کنارے دریا کے آیا اور بیٹھ کر جپ شروع کی تھوڑی دیر مین تھال حلوے کا لئے ہوئے غوغائے رعد آواز پہونچا اور سامنے جوگی کے تھال رکھدیا جوگی نے کہا کہ بابا تو بھی کھائیگا یا سب ہی ہے لایا ہے غوغائے رعد آواز نے کہا کہ مین تو آپ ہی کے واسطے لایا ہون جوگی نے غصے سے کہا کہ اٹھا لیجا مین بھی نہ کھاؤنگا کیا تو نے مجھے مسلی اور فقیرون کے شکم پرست سمجھا ہی اگر تو کھائے گا تو مین بھی کھاؤنگا ورنہ ہرگز نہ کھاؤنگا غوغائے رعد آواز نے دیکھا کہ تیور جوگی کے بدے ہین جلدی سے خود بھی بیٹھ گیا اور عذر کیا کہ مجھے آپ کے ساتھ کھانے مین

عذر نہین لیکن خیال یہ تھا کہ شاید آپ اپنے ساتھ کھلانے مین پرہیز کرین جوگی چنچال نے کہا کہ بابا
سب بندے خدا کے برابر ہین یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی دولتمند ہے اور کوئی گدا یہ کہکر غوغلے
رعد آواز نے ساتھ جوگی کے حلوا کھایا جوگی نے کئی لقمہ تک سرکاری حلوے کے غوغلے رعد آواز
کو دیئے لیکن اس بلانوش پر کوئی اثر بیہوشی نہوتا تھا نہوا جب کھانے سے فراغ حاصل ہوا تو
غوغلے رعد آواز رخصت ہوکے اپنی خوابگاہ کی جانب روانہ ہوگیا قاعدہ اس کا یہ تھا کہ قلعہ
مین جاکے سوتا تھا اور لشکر بیرون قلعہ اترا ہوا تھا گشت طلایہ کے سوارون کا پہرہ تھا یہان جوگی
صاحب نے کنارہ دریا کا چھوڑا زبانی غوغلے رعد آواز کے سب سن چکے تھے کہ قیدی فلان
مقام پر ہین بس انہون نے لباس خسروی تن پر آراستہ کرکے درختون کی آڑ آڑ نگاہون سے
نگہبانون کی بچتے ہوے پشت زندان کی طرف پہونچگئے اور ایک درخت کی آڑ پکڑکے نقب لگانا شروع
کردی چند قدم کا تو فاصلہ تھا ہی جلدی سے وہین نقب کا اندر زندان کے توڑا اور زمین سے نکلکر
سرداران اسلام کو سلام کیا اور کہا کہ چلیے سرداران اسلام نے جسوقت طیفور کو پہچانا جلدی
جلدی قیدین توڑین اور کہا کہ ہم تنہا بھی تو نہین ہین پھر عیب سے کیون چلین سب کے سب
نعرے کرکرکے زندان کے باہر آئے گھوڑے کھول کھول کے ان پر سواری لی اور جو سپاہی
ہتھیار سرہانے رکھے سو رہے تھے ان کے ہتھیار لے کر قتل شروع کردیا لشکر مین غوغا ہوا کہ
ارے قیدی رہا ہوگئے خبردار جانے نپائین بھلا یہ شیر کس کے روکے رکتے ہین تلوار برسانا
شروع کی قریب اسی بچاسی سردارون کے تھے جن مین ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمان
تھا ادھر تو تلوار چل رہی تھی ادھر طیفور نے خیمون پر حقہاے آتشبازی مارنا شروع کیے یہ
خیمہ جلنے لگا اس خیمہ مین آگ لگ گئی کفار ادھر تو قتل ہو رہے تھے ادھر جیتے جی دوزخ کی
آگ مین جل رہے تھے بہتسے دریا کے اندر پھاند پڑے اور ڈوب کے مرگئے جوانان
اسلام لشکر کو پامال کرتے ہوے صاف نکلے چلے گئے اور طیفور بھی صدہا خیمون خرگاہون کو
جلاکے نکلا چلا آیا صبح کو سرداران اسلام لشکر اسلام مین داخل ہوگئے جب یہ خبر امیر با توقیر کو
ہوئی کہ طیفور نے جاکر تمام سردارون کو رہا کرلیا صاحبقران نہایت خوش ہوے بارگاہ مین
تشریف لائے سردارون سے ملاقات ہوئی طیفور کو بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا طیفور
نے عرض کی کہ یا صاحبقران کیا عرض کرون غوغلے رعد آواز نہین معلوم کون بلا ہے جن
بہات مثقال بیہوشی اس کو کھلا دی مگر کمبخت پر کوئی اثر نہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہی اس کی دوا ہے
کہ موت کے پنجہ مین آکے نکل گیا زہر ہی کیا اور کوئی تاثیر نہوئی امیر نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا
جبتک قضا اس کی نہین ہے اسوقت تک تو کچھ نہین ہوسکتا اور جب وقت اجل کا آجائے گا
تو مہلت بھی نہ لینے دے گا اب وہان کا حال سنیے کہ جب غوغلے رعد آواز خواب مرگ سے
بیدار ہوا اور قلعہ سے نکلکر لشکر مین آیا تو عجب تماشا دیکھا کہ سیکڑون خیمے جلے پڑے ہین بہت سی
لاشین میدان مین پڑی ہین کوئی لاش اٹھا رہا ہے اور ہاے بھائی کے نعرے کر رہا ہے کوئی کہتا ہے
کہ میرا بیٹا مارا ڈالا گیا کوئی باپ کے لیے واویلا کر رہا ہے غوغلے رعد آواز نے کہا کہ ارے
کیا ہوا لوگون نے عرض کی کہ وہ جوگی جو رات کو آیا تھا وہ دراصل صاحبقران کا عیار تھا اس نے
قیدیون کو رہا کیا قیدی ایسے سرکش تھے کہ قیدین توڑ توڑ کے نکلے ہمارے ہی ہتھیار چھینے ہمارے ہی

گھوڑے لیے اور بہتون کو قتل کیا اسی بیاسی آدمی دو لاکھ جوانون سے نذرک سکے لاشین گراتے
ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور اُن عیار مکار نے خیمون مین آگ لگانا شروع کر دی ہم لوگ
مصروف جنگ تھے آگ کون بجھاتا اور بہت سامان بھی تلف ہو گیا کیا غضب کے لوگ تھے کہ قتل
بھی کیا مال بھی لوٹا اور نکل بھی گئے بس یہ حالت دیکھکر غوغاے رعد آواز کو نہایت غصہ آیا
اور اس نے ایک نامہ صاحبقران کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے اس وقت تک حکم بادشاہ
سے رعایت کی کہ آپ کے سردارون کو گرفتار کیا قتل نہین کیا اور آپ کے سردارون نے رہا ہوکے
میرے لشکر کے کئی ہزار آدمیون کو جان سے مارا لہذا آئندہ سے جو میرے مقابلے کو نکلے وہ آمادہ
مرگ ہوکے نکلے اب مجھسے رعایت کی امید نرکھے کہ جب یہ نامہ صاحبقران کو پہونچا اور امیر
مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے جواب مین تحریر فرمایا کہ اے غوغاے رعد آواز جب لڑائی ٹھہری
تو پھر رعایت کیسی اگر زندگی ان لوگون کی نہوتی تو تیرے ہاتھ سے مارے جاتے چونکہ حیات ان کی
بجانب خدا باقی تھی یہ تیرے ذہن ہی مین نہ آیا کہ تو انھین قتل کرتا اور اب تو قتل کا ارادہ کرکے دیکھلے
جنکی زندگی ہے وہ ہرگز قتل نہون گے اور جن کی مدت عمر پوری ہو چکی ہے وہ مارے جائین گے یہ جواب
دیکھکے غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہوا اور اس نے کہا کہ دیکھنا کل ان خدا پرستون کا کیا
حال کرتا ہون اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ وگرجی
یہ خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ کی ہونے لگی
لیکن لشکر اسلام مین ایک ہراس تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے نہ حریف پر حربہ اثر کرتا ہے نہ اس کی آواز
کسکو بھی متحمل ہوتا ہے دیکھنا چاہیے کہ کس کس کی اجل اس ظالم کے ہاتھ سے آتی ہے وہان غوغاے
رعد آواز نے دوسرا نامہ حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ
ہم نے حکم جہان پناہ سے لشکر حریف کے سردارون کو قتل نہین کیا بلکہ قید رکھا اُن لوگون نے
ہمارے ساتھ مطلق رعایت نہ کی مصروف رہا ہوئے تو مال لوٹا لوگون کو قتل کیا چھاؤنی مین آگ
لگا دی اور نکلے چلے گئے لہذا یا تو ہمین حکم جنگ نہ دیجیے یا پورا اختیار دیجیے کہ ہم چاہین دشمن کو قتل
کرین چاہین قید. رنگین جب یہ نامہ حسین سبز قبا کو پہونچا اور حسین سبز قبا مضمون نامہ سے آگاہ
ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ اے سپہ سالار تجھے اختیار ہے لیکن جسوقت یہ نامہ آیا ہے تو ملکہ
حسین گلگون پوش اپنے باپ کے پاس موجود تھی اس نے یہ بھی سنا کہ صاحبقران نے اپنے
نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اور یہ بھی سنا کہ غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہے اب اس نے قتل
پر کمر باندھی ہے بس یہ نہایت پریشان ہوئی اور اپنے مقام پر آکے وزیرزادی سے بیان کیا اس نے
عرض کی کہ ملکہ اگر آپ حکم دیجئے تو مین جاؤن اور صاحبقران کو سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھون
ملکہ نے کہا کہ تو ضرور جا میرے سر کی قسم دینا اور صاحبقران سے کہنا کہ آپ قصد مقابلہ نفرمایئے گا
وزیرزادی نے نقاب چہرے پر ڈالی اور ایک نوشتہ ملکہ کا لے کر کمر مین رکھا اور پشت مرکب پر
بیٹھکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہو گئی یہان امیر باتوقیر دربار برخاست کیے ہوئے اپنی
آرامگاہ کی طرف تشریف لیے جاتے تھے کہ دیکھا ایک نقابدار سبز پوش کھڑا ہے نقابدار نے جو
صاحبقران کو دیکھا سلام کیا امیر نے فرمایا تو کون ہے نقابدار نے عرض کی کہ مین قاصد ہون اس
شخص کا جو آپ کو ہزار جہان شاہ پر لاتا ہے سنکے صاحبقران نہایت خوش ہوئے سمجھ گئے

کہ ملکہ کا پیامی ہے اپنے ساتھ خیمہ میں لائے وزیرزادی نے نقاب چہرے سے دور کی اور نامہ ملکہ کا پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا اور دوسرے پرچہ پر جواب تحریر کیا کہ اے زینت آغوش تمنا خدا کو یاد کرو اگر حیات میری باقی ہے تو غوغائے رعد آواز کی کیا حقیقت ہے ملک الموت بھی کچھ نہیں کر سکتے اور اگر قضا آئی تو کوئی روک نہیں سکتا اور یہ کب ہوسکتا ہے کہ میں نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اور اب مقابلہ نکروں زمانہ کیا کہے گا تم خدا پر شاکر ہو وزیرزادی نے ہر چند سمجھایا مگر امیر نے نہ مانا اور خلعت دے کر وزیرزادی کو رخصت کیا طیفور نے کہا کہ میں پہونچا دوں وزیرزادی نے صاحبقران سے عرض کی کہ اسے منع کیجیے یہ وقت پریشانی کا ہے ہنسی کا نہیں ہے امیر نے طیفور کو منع کیا وزیرزادی مرکب کو اڑاتی ہوئی جانب ایوان ملکہ روانہ ہوئی اور جواب نامہ صاحبقران کا پیش کیا جب ملکہ مضمون سے آگاہ ہوئی نہایت صدمہ ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ تو اس حال پر ملال میں مبتلا ہے اور وہاں طبل جنگ بجنے لگے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں سے نکلکر شاخ درخت پر محو نغمہ سرائی ہوئے دونوں طرف کے لشکری خواب سے بیدار ہوئے اپنے اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادت کو ادا کرکے آلات حرب و ضرب سے درست ہوکر وعدہ گاہ مصاف میں آئے اور صفیں آراستہ کرکے کھڑے ہوئے آج غوغائے رعد آواز نہایت برہم میدان میں آیا ہے اور وقت کا منتظر ہے اس طرف سے سواری بادشاہ کی نہایت عظم و شان سے میدان میں پہونچی صاحبقران پایہ تخت پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ تھے اور سردار چار طرف سے گھیرے ہوئے تھے میدان میں پہونچکر تخت بادشاہ کا قلب میں قائم ہوا امیر برسم صاحبقرانی چالیس قدم صف سے آگے بڑھکے کھڑے ہوئے پھریرا علم اژدہا پیکر کا سر پر کھلا آواز یا صاحبقران علم سے پیدا ہوئی بس یہ دیکھکر غوغائے رعد آواز نے ہودا باگ کا لیا اور میدان میں آکر پکارا کہ یا امیر آئیے اور ہنر جنگ دکھائیے صاحبقران نے فرمایا کہ میں تیری قدم سنگذاری کو موجود ہوں طیفور نے جلدی سے کلاہ اچھال کر میدان کو قرق کیا کہ کوئی نہ نکلے صاحبقران مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آئے مجرا کیا علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا باجے بجنے لگے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا اور صاحبقران سے گلے ملکے امیر کو رخصت کیا امیر بار دگر مرکب پر سوار ہوکے سامنے غوغائے رعد آواز کے آئے غوغائے رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کیا سمجھکر اور کس شے کے بھروسے پر مقابلہ کو آئے ہیں فرمایا خدا کے بھروسے پر غوغائے رعد آواز نے کہا کہ دیکھوں آپ کا خدا آپکو کس طرح بچا لیتا ہے یہ کلمہ کفر امیر کو ناگوار گذرا فرمایا او ملعون تو کیا جھک مارتا ہے بیہودہ بکتا ہے دوہا
چار کو راکھے سائیاں مار نہ سکے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے۔ جو تجھ سے ہوسکے رکھی نکر غوغائے رعد آواز نے چیخ ماری امیر نے اسم اعظم کو ورد کیا لیکن کچھ نہیں ہوا اس لیے کہ یہ سحر نہیں جو رد ہو جاتا امیر آواز اس کی سنکر لہرائے اور اسی حالت میں نعرہ کیا کہ تمام صحرا ہلگیا پرند درختوں سے اڑے گھوڑے بدمزاج ہوئے اور کرگدن غوغائے رعد آواز کا ڈرکے پیچھے ہٹا لیکن اثر پورا پہنچا تھا نعرہ کرتے ہی صاحبقران بیہوش ہوگئے بس غوغائے رعد آواز تلوار کھینچکر چلا کہ سر امیر کا کاٹ لوں کہ کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا اور امیر کو لے گیا

لیکن اب

چند کلمہ داستان غریق دریاے محبت ملکہ بردوان و فرامرز ثانی کے بیان ہوتے ہین

ساقیا جلد آ بہار آگئی / ساعت جشن بادہ خوار آگئی
آج تو دن ہے بادہ خواری کا / یہی موسم ہے تیری یاری کا
ہین حسینان شہر کے بھی بناؤ / قہر کے شانہ ہین عجب بناؤ
چال مستانہ چل رہی ہے صبا / موج صہبا ہے صاف پیچ ہوا
کثرت گل سے ہین نہال شجر / شاخ اتحاق نشین ہے ہر شجر
کیا عروسان باغ کے ہین نکھار / کا مشاطہ کر رہی ہے بہار
زلف سنبل ہین روے گل ہے / شانہ کش بال و پر سے بلبل ہے
چہرہ افروز آتش گل ہے / نغمہ انگیز شور بلبل ہے
چشمک برق ہے یہی ہر بار / کر سرا لالہ گون پہنین سبزوار
ایسے موسم مین ساقی مہ رو / کس لیے دیر کر رہا ہے تو
بلبل طبع چہچہانے لگے / فکر رنگینیان دکھانے لگے
ہو تصدق حسین وارد باغ / بہت سے سوختہ ہون شگفتہ دماغ
مست کیف شراب ہے جو وہ / اک ذرا بے حجاب ہونے دو
ساقیا لا شراب دیر نہ کر / مست کر دے شراب رنگ
وہ دکھاؤن گل سخن کی بہار / شوخ و رنگین سناؤن ہی اشعار

دل کو لبھا رہی ہے صوت جمیل / آگئے ہین آب بے تاویل
دیکھ سندری سڑک پہ چوبن کر / کیا ہوا ہے دمشق مین ہی
چیدہ چیدہ ہین جو طبیعت دار / چار سو نالہ کش ہین عاشق زار
دل لبھاتا ہے سبزہ شاداب / جو سما ہے ہر نگ مست سحاب
رنگ لالی ہے زور فصل بہار / گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہین خار
لب گل پر ہے قہر کی لالی / چشم نرگس غضب ہے متوالی
لب سوسن پہ کیا گھڑی ہے دھری / گل بدن ہین ہو سی کھڑی پھری
مستقل آسا چمن دیکھتے ہین / نکہت گل سے کیا شگفتہ ہین
کرم ابر رحمت حق ہے / جلوہ شان قدرت حق ہے
دے کوئی جلد ساغر لبریز / پھر وہ ہو بادہ مضامین خیز
نغمہ سنج چلو جو بیچا ہے / سنو اب نغمون کو جو جی چاہے
ناظم داستان سرائی ہے / ابھی کچھ طبیعت آئی ہے
پھر تو جادو بیان سنتا / نشہ مین لن ترانیان سنتا
پھر ارنگ طبع موزون دیکھ / پھر تو حال ہوش مضمون دیکھ
غنچہ و گل تو وجد مین آئین / عندلیب کے ہوش اڑ جائین

ناظرین نکتہ بین پر واضح و لائح ہو کہ قبل اس سے اس مولف ہیچمدان نے اس جلد مین بیان تک تحریر کیا ہے کہ حضرات پسر عمرو ثالث نے جب فرامرز ثانی کو کہ نسل رستم سے تھا آئین دین اور فنون سپہگری بصد جد و کوشش سکھائے اور وہ زور و قوت مین مثل رستم پیلتن اور فنون سپہگری مین شہرۂ آفاق ہوا اور اکثر کارہائے نمایان اُس سے ظہور مین آئے ہمراہ اُس کو لے کر بجمعیت مردم سپاہ جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا اور فرامرز ثانی ملکہ گلگون پیرہن پر عاشق ہوا اور ملکہ بھی اُس پر بہزار دل مائل و شیفتہ ہوئی یہانتک کہ اُس کے پاس چلی آئی چونکہ طیفور گرد پا عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ملکہ مذکورہ بالا پر قبل سے فریفتہ تھا اور کئی مرتبہ ملکہ مسطورہ کو بعیاری و مکاری بیہوش کرکے پشتارہ مین باندھ کے لے آیا تھا اور اثناے راہ مین حضرات فرزند خواجہ عمرو ثالث نے بعیاری اُس سے پشتارہ چھین لیا تھا طیفور گرد پا فراق ملکہ مذکورہ مین بہت بیقرار تھا شب و روز اُسکو اسی کا تصور تھا اور نہایت اُس کے وصل کا اشتیاق تھا غرض صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار وفادار کے حال سے باخبر ہو کے صدمہ و غم اُس کا گوارا کر کے ایک روز چاہا کہ عقد طیفور گرد پا کا ساتھ ملکہ گلگون پیرہن کے کر دیا جائے تاکہ طیفور اپنی مراد کو پہنچے رنج و غم اس کے دل سے دور ہو وصل معشوق میسر ہو غنچہ دل شگفتہ ہو یہ چاہ کے اپنے افسران لشکر کو حکم دیا کہ ایک کافہ زرین مع مختصر جلوس ہمراہ لے کر جائین اور ملکہ کو کافہ مین سوار کر کے ہمارے لشکر مین لے آئین تاکہ آج ہی عقد طیفور گرد پا کا ساتھ ملکہ کے کر دیا جائے ملازمان مذکور حسب الحکم روانہ

ہوئے چونکہ قریب لشکر ایک طرف خیمہ ملکہ مذکورہ اور فرامرز ثانی کا تھا جلد تر ملازمون نے در خیمہ
ملکہ پر پہونچکر کہا اے ملکہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہے محافہ زرین
بہر سواری ہمارے ساتھ ارسال کیا ہے جلوس بھی بقدر ضرورت بھیجا ہے شکر کرو کہ قسمت نے تمہاری
یاوری کی اور بخت نے مددگاری کی کہ اب عقد تمہارا ساتھ طیفور گردیا عیار نامدار بے مثل روزگار
سے کر دیا جائے گا کیونکہ طیفور تمہاری زنجیر الفت مین اسیر ہے اور تمہارے بحر مواج محبت مین غوطہ زن
ہر شب و روز تمہارے ہی تصور مین اشکبار رہتا ہے اور تم سے ملنے کی از حد آرزو رکھتا ہے یہ روز سعید
کس کو میسر ہوتا ہے بڑی بڑی شاہزادیان نامی و نامور طیفور گردیا کے حالات سے بذریعہ اخبار واقف
ہو کر آرزوے دید اور تمناے وصل رکھتی ہین مگر ان کی تمنا بر نہین آتی ہے خوشا تقدیر تمہاری کہ اب تم
زوجہ طیفور ہوگی اور فخر کروگی فرامرز ثانی ایک پہلوان قوی ہیکل کی محبت سے دست بردار ہو
کیونکہ جو عزت و وقار زوجہ ہونے طیفور گردیا مین ہے وہ دوستی و اتحاد فرامرز مین نہین ہے لہذا
جانے سے کنارہ کشی کرو اور موافق حکم صاحبقران عالیشان کے فی الفور محافہ مین سوار ہو ملکہ مذکورہ
نے تقریر ان لوگون کی بخوبی سنکے آبدیدہ ہوگئے یہ شعر زبان پر جاری کیا ؎ وہ مجھے ہم سے جس کو پیار کرین
جبر کیونکر یہ اختیار کرین ؎ بعد اس کے خود بخود کہنے لگی کہ اے ملکہ فرامرز ایسا جوان مرد و قوی ہیکل
نامی و نامور تجھپر فریفتہ ہے اور تو بھی اس پر بدل و جان شیفتہ ہے تیرا محبت سے بعید ہے کہ اپنے محبوب کو
چھوڑ کر محافہ مین سوار ہو کر لشکر صاحبقران مین جاکر عقد طیفور گردیا مین آوے ایک پیادہ ہے گو کہ
صاحبقران کا عیار ہے پر بھی لائق میری قدر منزلت کے نہین ہے تو شاہزادی ہے وہ ادنی عیار تمہارا ہے ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎ سواے اس کے تو خلق خدا مین رسوا و بدنام ہوگی کہنے والے زن و مرد
کہینگے کہ ملکہ نے فرامرز ثانی پہلوان لاثانی سے محبت و الفت کی اور حکم صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ سے طیفور ایک عیار سے ساتھ اپنا عقد کیا فرامرز ثانی پر کچھ بھی توجہ نہ کی نہ اس کی
محبت کرنے کا خیال کیا نہ اس کے عاشق ہونے کا دل مین تصور کیا نہایت بیوقوفی اور بے عقلی کی حالانکہ
عورتین ناقص العقل ہوتی ہین لیکن ایسی بھی نادان و ناقص عقل کی دشمن ذلت پسند نہین
ہوتی ہین اپنے امور نیک و بد مین فکر و غور کرکے حتی الامکان نیک تدبیر و نیک کام کرتی ہین کہ لوگ
ان کی عقل و فہم و تدبیر پر آفرین کرتے ہین اور تعریف ان کی ہر ایک بزم و محفل مین کرتے ہین اور انکی
عصمت و پاکدامنی اور صداقت قول و فعل پر تحسین کرتے ہین پس اے ملکہ اگر تو حکم بادشاہ سے
اپنے عاشق زار فرامرز نامدار سے روگردان ہو کر محافہ مین سوار ہو کر چلی جائے گی اور عقد تیرا ساتھ
طیفور گردیا کے ہو جائے گا تو یقینی اہل دنیا تجکو بھی برا کہینگے علاوہ اس کے تیرا دل اس بات کو
قبول و منظور نہین کرتا ہے کہ فرامرز ایسے عاشق و جوان خوش رو و قوی ہیکل و پہلوان عدیم المثال
سے ترک محبت و الفت کرے اور روگردان ہو کر رسواے خلق ہو لہذا مناسب وقت یہی ہے کہ اس
دنیاے فانی مین نام کر جا ذلت و رسوائی اپنی گوارا نکر باعزت و حرمت جان شیرین اپنی دیدے
یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ؎ وہ مجھے جسکو دل سے پیار کرین ؎ جبر کیونکر یہ اختیار کرین یہ کہکے بے اختیار زار زار مثل
ابر نوبہار اشکبار ہوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگی اور آمادہ مرگ ہوئی اس اثنا مین فرامرز
ثانی کہ خیمہ اس کا بھی پاس خیمہ ملکہ کے متصل تھا اور سب کیفیت گریہ و زاری و نالہ و بیقراری دریافت کیا ملکہ
سے کہا اس وقت حکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے چند آدمی ایک محافہ زرین معہ

جلوس میرے پہلو میں آئیے اپنا در خیمہ پر موجود ہیں کہتے ہیں کہ اے ملکہ محافہ میں سوار ہوکر چلو اب عقد
تمہارا اسامہ طیفور کر دیا عیار کے ہوگا اس خبر کے سننے سے مجکو بدرجہا ملال رنج ہر میں نہیں چاہتی ہون
کہ بجز تمہارے پہلو کے اور کسی کے پہلو میں بیٹھوں سوا اس کے شرط محبت والفت بھی یہی ہو کہ
جس سے محبت کی بس اُسی سے الفت تا حیات کی تمہاری جدائی مجکو ناگوار ہو دل نہیں چاہتا کہ حکم
بادشاہ پر عمل کرون فرامرز ثانی نے جواب دیا اے ملکہ تم ہرگز نہ جاؤ مجکو بھی منظور نہیں کہ تم سے
مفارقت ہو اگر جدائی ہوگی تو تاب فرقت نہ لاکر جلد ہلاک ہو جاؤن گا یہ کہکے خاموش ہوا ملکہ نے
تقریر فرامرز ثانی کی سنکے تھوڑی دیر اسی عالم گریہ وزاری میں غور و فکر انجام کار میں کرکے آہ
دلسوز و شرربار دی۔۔۔ اور ارادہ چلنے کا کیا فرامرز ثانی نے پوچھا اے ملکہ کہان جاتی ہو
اُس نے جواب دیا بضرورت جانب لب دریا جاتی ہون مطمئن رہو کہ محافہ میں سوار ہوکے خانہ دگر
فرامرز ثانی خوش ہوا چونکہ خیمہ ملکہ کا کنارے دریا تھا پردہ خیمہ کا اٹھاکر روبرو اپنے کسی کو نہ پاکر
چند قدم سامنے کرکے لب دریا گئی دیکھا کہ وہ دریا ہے ناپیدا کنار بحر زخار آفت زا شور افزا ایسا ہو کہ
ہر موج اُس کی بلند ہوکر سوے فلک جاتی ہو اور وہ تلاطم آب ہو کہ پناہ بخدا وہ جوش و خروش اُس کا
کہ عیاذاً باللہ یہ بات اُس کا حد سے افزون تھا گویا دہان جہاز گرداب تھا مثل بخت سیاہ پانی اُس کا
تیرہ و تار تھا ایسا وہ بحر زخار تھا کہ بمصداق نظم اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان اچھل رہے تھے جنہ عیان
نظر آتا نہیں تھا کہ ہوں پاٹ | اگھاٹ گویا تھا اُس کا موت کا گھاٹ

اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز	کس قدر وہ مہیب دریا تھا	ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز
کس کے دست قلم میں یہ طاقت	لکھے اُس بحر کی جو ماہیت	سانپ بیٹھے کے دل اچھلتا تھا
		وہ محیط کنارا ناپیدا و دیکھکر

زہرہ آب ہوتا تھا | دیکھتے ہی اس بحر پر خوف و خطر کو پہلے تو خائف ہوئی پھر اپنی زندگی سے
بیزار ہوکر چادر آب کو کفن اور آب دریا آب غسل اور جس جگہ دریا میں پانی گھومتا تھا اور چکر کھاتا تھا
اُس کو بصورت قبر تصور کرکے جان دینا اپنا زندگی سے بہتر جان کر ارادہ دریا میں کودنے کا کیا اس
عرصہ میں فرامرز ثانی بھی گھبرا کر متردد ہوکر لب دریا آیا ملکہ نے فرامرز ثانی سے کہا ہم تو اب غرق
دریا ہوکے فنا ہوتے ہین جان اپنی دیتے ہین پاس الفت و محبت کے کرنے کا کرتے ہین کوچہ الفت
مین ثابت قدم ہین جگہ نہیں چھوڑتے ہین نام الفت کا نہیں ڈبوتے ہین دنیا سے پر حسرت وارمان
جاتے ہین ہم ایسا بھی ناشاد و نامراد کوئی دنیا میں کم ہوا ہوگا مجھ بھی نخل جوانی میں پھل نہ آیا لطف
جوانی و زندگی نہ پایا افسوس ہمارے پھول نہ کھلے غنچہ آرزو شگفتہ نہوا باغ زندگانی کی بہار نہ دیکھی
عین جوانی و عنفوان شباب میں موت آئی اور اس طرح سے قضا آئی کہ بصدمہ و غم و الم خود جان
دیتی ہون دنیا سے جاتی ہون اب ہم سے اور تم سے ملاقات روز حشر ہوگی دیکھو خبردار میرے بعد
میرے غم میں بہت گریہ و زاری نکرنا جان اپنی نکھونا دل اپنا احباب میں اور سیر و شکار میں بہلانا
میری وصیت پر عمل کرنا ورنہ میری روح کو صدمہ ہوگا صاف اصلا میرے جان دینے کا حتی الامکان
غم نہ کرنا ہر وقت میرا تصور نکرنا مجکو یاد کرکے نالہ و فغان نکرنا ہان کبھی کبھی اگر ہم تم کو یاد آجائین تو
ہدیہ ثواب سورہ فاتحہ سے ہم کو شاد کرنا روح ہماری خوش ہوگی خیال کرو یہ دنیا گذرگاہ ہو کسی کو
یہان قیام مدام نہین ہے جو پیدا ہوا وہ ایک روز نابود ہوا بقول شخصے جائے دنیا سرا سے فانی ہو
سور و مرگ نوجوانی ہو۔ کسکو آئی نہیں جہان میں اجل ٭ ہوا آسیب مرگ کا نہ خلل ٭ گل جو رکھتا تھا اپنے فرق پر

تان و آج یہن فاتحہ کو وہ محتاج + عظامی کا جو نہ ملتے تھے وہ نہ کبھی دھوپ مین لگتے تھے + گردش چرخ
سے ہلاک ہوگئے . استخوان تک بھی اُن کے خاک ہوئے + جان دیدین جو اپنی ہم اب دم
تم نہ رونا ہمارے سر کی قسم + دل کو ہم صحبتون مین بہلانا + لب دریا کبھی چلے آنا + فرامرز
تانی تقریر ملکہ کی سنکے بے اختیار رونے لگا کثرت غم سے حال غیر ہوا دنیا اس تقریر کے سننے سے
آنکھون مین تیرہ و تاریک ہوئی غش سا آنے لگا اور اسی عالم گریہ و زاری مین چاہا تھا کہ ملکہ کو جان
دینے سے منع ہو اور بڑھکر ہاتھ اُس کا پکڑکے کھینچکر خیمہ مین لے آئے اور غرق دریا ہونے دے لیکن
جو مقدر مین ہوتا ہے اُس کا ظہور ضرور ہوتا ہے انسان مجبور و لاچار ہو جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی دولتمند
و زور آور ہو فرامرز تانی بھی تحریر پیشانی سے ایسا لاچار ہوا کہ آگے نہ بڑھ سکا اور ہاتھ ملکہ کا
پکڑکر خیمہ مین لا نہ سکا بلکہ ملکہ کو زبان سے بھی منع جان دینے کا اُسوقت نہوا کثرت گریہ و زاری اور
فرط صدمہ و غم سے بات بھی کر نہ سکا اس اثنا مین ملکہ نے اشکبار ہوکر افسوس اپنے نوجوان
مرنے کا اور جان دینے کا کرکے دریا مین اپنے تئین ڈال دیا جسوقت ملکہ نے اپنے تئین دریا مین
گرا دیا اور اُس نے آب دریا مین غوطہ کھایا تو دیدۂ چشم حباب اُس کے جان دینے پر پھوٹ پھوٹ
کے رویا دست امواج نے بلند ہوکر اُس کا ماتم کیا اکثر موجون نے اُس کی ناشاد و نامراد جان دینے
پر نظر کرکے سر اپنا ساحل پر بار بار پٹکا دریا مین اس صدمہ سے زیادہ جوش و خروش ہوا ہنوز ملکہ
نے اپنے تئین دریا مین گرایا تھا اور غوطہ کھایا تھا کہ فرامرز تانی نے دیکھا دل مین کہا غضب ہوا جو
ملکہ نے کہا تھا وہی کیا افسوس ہزار افسوس ملکہ نے میری محبت اور خیال رسوائی مین جان اپنی
دیدی مین دیکھتا ہی رہا کچھ بھی کر نہ سکا دو قدم بڑھکر ہاتھ بھی اُس کا پکڑ نہ سکا باوجود کثرت و
قوت و طاقت و زور کے اپنی جگہ سے پانون آگے بڑھا نہ سکا گویا زنجیرین پانون مین پڑ گئین یہ باتین
اپنے دل مین کر رہا تھا کہ ملکہ پانی سے اُبھری جمال جہان آرا اُس کا نظر آیا فرامرز تانی نے آگے
بڑھکر کہا اے ملکہ اگر تمنے اپنی جان دیدی تو مین بھی اب زندہ نہ رہونگا تمہارے ساتھ ہی جان
دیدونگا شرط وفا یہ نہین ہے کہ معشوق یون جان دیدے اور عاشق زار زندہ رہے تم سے جدا
ہوکر دنیا مین بسر کرے بعد تمہارے اس دنیائے دنی پر خاک ہے مین بھی عاشق باوفا ہون بیوفا نہین
تمہاری جدائی مین زندگی تلخ گزرے گی اہل دنیا مجکو بیوفا کہینگے پس مین بھی آتا ہون تمہارے
ہمراہ ہی جانب ملک عدم جاتا ہون تنہا تم کو ہرگز نہ جانے دونگا ہمراہ تمہارے سوئے ملک بقا
چلونگا بعد تمہارے زندہ رہکر کیا حاصل ہوگا بجز رنج و غم خوشی و مسرت خواب مین بھی نظر نہ آئیگی
یہ کہکر فی الفور اپنے تئین بھی پاس ملکہ کے دریا مین گرا دیا اُسوقت جو لوگ وہان موجود تھے
اُنھون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق دونون ہم آغوش ہوکر غوطے کھا کر ایک دو بار اُبھر کر دریا
مین غائب ہوگئے وہ مردم یہ حال غم افزا دیکھکر غمگین ہوئے فی الفور دیگر آدمیون سے یہ خبر بیان
کی جو ملازمین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کافہ ہمراہ اپنے لائے تھے یہ خبر سنکے سیر چھوڑکر
اسیوقت وہان سے روانہ ہوکر روبروے بادشاہ موصوف گئے اور تمام حال غرق ہونے ملکہ اور
فرامرز تانی کا جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ نے افسوس کیا بعدہٗ حکم دیا کہ جال ڈالے جائین غریق
دریا نکالے جائین شاید زندہ نکل آئین حکم بادشاہ ممدوح سے ماہی گیرون نے تا دیر برابر جال
ڈالے لیکن وہ غریق دریا جال مین نہ آئے نشان بھی اُن کا دریا مین نہ ملا آخر کار مجبور و لاچار ہوکر

کنار دریا سے سب ماہی گیر چلے آئے اور روبرو بادشاہ عرض کی حضور ہم نے بہت کوشش و جستجو کی ان کے نکالنے مین لیکن ان کا پتہ بھی نہ لگا نہین معلوم کیا واقعہ ہوا اسقدر جلد غرق ہوگئے اور بیٹھ گئے جائے حیرت ہو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ تقریر ماہی گیرون کی سنکے فرامرز ثانی اور ملکہ کے غرق ہو جانے سے غمگین ہوئے اور فرمایا کیا عاشق صادق تھے کہ ایک نے دوسرے کی مفارقت گوارہ نہ کی دونون نے اپنی جان یکے بعد دیگرے دیدی کیا معلوم نہ تھا کہ یہ واقعہ درپیش ہوگا ورنہ محافہ پر سواری ملکہ روانہ نہ کیا جاتا اور ملکہ کو طلب نہ کیا جاتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہی یہ ارشاد کر کے خاموش ہوئے طیفور کردیا نے جو یہ سانحہ جانگزا سنا کہ ملکہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا سخت غمگین ہوا آثار ملال و حزن چہرے سے نمایان ہوئے اشک آنکھون سے ظاہر ہوئے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا اپنی معشوقہ کے غرق دریا ہو جانے سے اسقدر غمگین ہوا کہ اپنی جان بھی کثرت رنج و ملال و اشکباری سے دینے لگا اکثر سرداران لشکر و عیاران سپاہ یون سمجھانے لگے کہ اے خواجہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب صدمہ و غم نکرو ورنہ باعث ہلاکت ہوگا اسی طور سے بادشاہ ممدوح نے بھی سمجھایا سب کے سمجھانے سے فی الجملہ خواجہ کے صدمہ و بیقراری و اشکباری میں کمی ہوئی الحاصل لشکر صاحبقران ہو شون مین تو اکثر مردم کو فرامرز ثانی اور ملکہ کے دریا مین ڈوب کر ہلاک ہونے کا ملال ہی خصوصاً طیفور کردیا اور خضران فرزند عمرو ثالث کو ملکہ اور فرامرز ثانی کے دریا برد ہونے کا رنج و ملال ہی ان کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال دیگر تحریر کیا جاتا ہی خضران بن عمرو رخصت ہو کر صاحبقران سے ایک طرف چلا گیا واضح ہو کہ خداوند عالم عالمیان جس کو چاہتا ہی اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہی کوئی اس کو ضرر ہرگز پہونچا نہین سکتا نہ آگ جلا سکتی ہی نہ پانی ڈبو سکتا ہی بمصداق

این نظم

اسی کے لیے ہی ہمیشہ ثبات ✱ اسی کے ہی قبضہ مین موت اور حیات
بلاشک وہی ہی علیم و خبیر ✱ عیان اس پہ ہی حال مافی الضمیر
کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا ✱ نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بہے ✱ وہ چاہے تو قطرے مین دریا رہے
وہ چاہے تو ہو آسمان ہر حباب ✱ وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے ✱ وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے
کرے حکم تبدیل صورت اگر ✱ تو ہر جل بنے پھول قطرہ گہر
اسی کے ہی محکوم ہر ایک شے ✱ وہی سب کا معبود و خلاق ہی
وہی جان و تن کا نگہبان ہی ✱ وہی ہر بشر کا مددگار ہی

لاریب و شک وہ معبود مطلق ایسا ہی قادر ہی اور مسبب الاسباب ہی اپنے بندون کے واسطے ایک نہ ایک سبب ایسا پیدا کرتا ہی کہ جو حق مین بندون کے بہتر و مناسب ہوتا ہی چنانچہ جسوقت ملکہ اور فرامرز ثانی نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا دریائے رحمت عنایت الہی جوش مین آیا اپنے ان بندون کو غرق دریا ہونے سے یون بچایا اور یہ سبب ان کی جانبری کا پیدا کیا کہ عمان جادو جو بصورت نہنگ دریا مین چلا آتا تھا اس کے دل مین محبت ملکہ اور فرامرز کی پیدا ہوئی عمان جادو نے ان دونون زن و مرد کو دریا مین ڈوبتے ہوئے دیکھکر ہم کنار کر بعد الفت اپنے دہن مین لے لیا بعدہ دریا سے نکلکر اپنے مسکن پر آیا دونون کو بارہ دری مین لٹا کر واسطے کسی کام کے چلا گیا یہ عاشق و معشوق تھوڑی دیر تک بیہوش پڑے رہے جب ہوش آیا اپنے تئین ایک بارہ دری کہنہ و ویران مین پایا ملکہ نے آنکھین کھول کر کہا شکر ہی خداوند عالم عالمیان کا

کہ بعد مرگ مجکو موافق میرے رتبہ اور مرتبہ کے یہ قصر میرے رہنے کو عطا کیا ہرچند کہ مین خوش اعمال
نہ تھی بشغل عابدون اور زاہدون کے عبادت خدا نہ کرتی تھی شب و روز امور دنیا مین بسر
کرتی تھی مگر اُس کا فضل شامل حال ہوا اُس نے اپنی رحمت سے یہ قصر واسطے رہنے کے مرحمت
کیا سوا اس فضل و کرم کے یہ احسان کیا کہ جس شخص سے مجکو محبت قلبی تھی اُسی کی صورت ایک
شخص کو میرا مونس تنہائی کیا یہ کہکر مردون مین اپنے تئین شمار کرکے آنکھین بند کر لین اسی طرح
فرامرز ثانی نے بھی اپنے تئین مردہ جان کر اور اُس بارہ دری کو بعد مرگ اپنا مسکن تصور
کرکے آنکھین بخوبی وا کرکے چار سمت دیکھکر پہلو مین اپنے اپنی معشوقہ و محبوبہ کو پاکر خوش ہوکر
باواز نحیف کہا الحمد للہ والمنہ کہ بعد مرگ بھی خداوند عالم نے میری راحت و خوشی کا سامان
اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دیا یہ باغ و بارہ دری واسطے رہنے کے دیا اور جو یہ بصورت
معشوق مونس تنہائی کی کیا اُس کا فضل و کرم و احسان ہے نہ چاہا اُس نے کہ فرامرز میرا بندہ
اپنی معشوقہ کے فراق مین بعد مرگ ملول و غمگین ہو یہ تقریر کرکے یعنی اپنے تئین مردہ جان کر
آنکھین بند کر لین ہنوز دونون عاشق و معشوق مذکورہ نے غش سے ہوشیار ہوکر آنکھین کھول کر
جدا جدا تقریر کرکے پھر آنکھین بند کی تھین کہ ناگاہ عمان جادو بارہ دری مین قریب ترملکہ و
فرامرز ثانی کے آیا اُس کے صدائے قدم سے گھبرا کر دونون نے آنکھین کھول کر جو دیکھا تو
ایک شخص سیہ فام طویل القامت مہیب صورت کو اپنی بالین پر پایا خائف ہوکر خیال کیا کہ
شاید یہی ہمارا قابض ارواح ہے بعد قبض روح نہین معلوم اب کس واسطے ہمارے سرہانے آیا
ہے کیا دوبارہ بھی قبض روح کرے گا ہرچند کہ سوا ایک مرتبہ کے بار دیگر کسی شخص کی قبض روح
کی نہین جاتی ہے لیکن یہ ملک الموت ہم اموات کے سرہانے جو آئے ہین کوئی نہ کوئی وجہ اسکا
آنے کا سبب نہین یہ خیال کرکے بہ تصور جان کندنی و ایذائے قبض روح خوف سے کانپنے لگے
اور ارادہ کیا کہ اٹھکر بھاگین اس قابض ارواح سے اب جان اپنی بچائین ہنوز فرامرز و ملکہ نے
کثرت خوف سے ارادہ اٹھکر بھاگنے کا کیا تھا کہ عمان جادو نے بالفت و محبت کہا کیون تم مجھ سے
ڈرتے ہو مین تمہارا دشمن نہین ہون بلکہ دوست ہون ملکہ نے جواب دیا ہم تو مردہ ہین یہان
پڑے ہین تم ہمارے پاس کیون آئے ہو کیا کام ہے تمہاری تقریر سے معلوم ہوا کہ تم ہمارے دوست
ہو ہم تو قبل اس کے تم کو اپنا قابض روح جاننے لگے عمان جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ تم دونون
زندہ ہو اپنے تئین ہرگز مردہ شمار نہ کرو مین تم کو دریا سے یہان لایا ہون مین بھی انسان ہون اب
تم دونون اٹھو یہ سنکر فرامرز ثانی اور ملکہ دونون شکر خدائے دو جہان کرکے اٹھے اور عمان جادو
سے مخاطب ہوکر پوچھا تم اپنا نام بتاؤ اور ہمارے یہان آنے کا سبب ظاہر کرو اُس نے جواب دیا مین
نام کیا بتاؤن ایک آفت رسیدہ ہون تمہارے یہان سے آنے کا سبب یہ ہوا کہ مین دریا کی راہ
سے آتا تھا نہنگ کی صورت بنا ہوا کیونکہ ساحر ہون بزور سحر چرند و پرند و مرغان آبی و جانوران
دریائی کی صورت بن سکتا ہون تم دونون کو دریا مین غوطہ کھاتے دیکھکر میرے دل مین رحم آیا اور
ایسی تم دونون کی محبت دل مین پیدا ہوئی کہ فی الفور مین نے تم کو اٹھا لیا غرق دریا ہونے دیا
پھر دریا سے تم کو یہان لا کر لٹا دیا چونکہ گرسنہ تھا باغ مین واسطے اکل و شرب کے گیا تھا بعد اکل و شرب
یہان جو آیا تم کو ہوشیار پایا دل خوش ہوا تم اپنے حالات سے اطلاع دو کہ کیونکر دریا مین گرے تھے

فرامرز ثانی نے تمام حال اپنا اور ملکہ کا مع نام ابتدا سے تا انتہا بیان کرکے کہا سبب ہمارے دریا
مین گرنے کا یہ ہوا کہ پہلے انھین ملکہ ہماری معشوقہ نے اپنے تئین دریا مین گرادیا ان کو ڈوبتے دیکھکر
مجھ عاشق نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا خدا تمھارا بھلا کرے کہ تم نے ہم دونون کو ڈوبنے
نہ دیا دریا سے نکال کر یہان لے آئے بڑا احسان کیا عمان جادو نے پوچھا کہ کیا وجہ تھی کہ ملکہ نے مرنا
اپنا گوارا کیا اور تمنے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا تھا تمام حالات تو تمنے بیان کیے مگر یہی
نہین ظاہر کیا فرامرز نے کل حال اپنے عاشق ہونے کا ملکہ پر اور طیفور گردیا عیار صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا بھی عاشق ملکہ سے ہونا پھر پے در پے عیاریان کرنا آخر بادشاہ ممدوح کا
واسطے سواری ملکہ کے محافہ ہمراہ اپنے ملازمون کے روانہ کرنا ملکہ کو یہ ثابت ہونا کہ شاہ موصوف
نے مجکو اسواسطے طلب کیا ہے کہ اپنے عیار مذکور کے ساتھ میرا عقد کردے پس ان ملکہ کو حکم بادشاہ پر
عمل کرنا منظور نہوا دریا مین اپنے تئین گرا دیا مین نے بھی بعد ان کے زندہ رہنا گوارا نکرکے اپنے
تئین دریا مین ڈال دیا تھا عمان جادو نے کہا اب مجکو کیفیت بالکل معلوم ہوئی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا
اب تم دونون یہان رہو بیخوف و خطر شب و روز آرزوے دل برلایا کرو فرامرز نے جواب دیا
ہم لوگ مسلمان ہین جب تک عقد و نکاح نہین کرتے ہین وصل سے باز رہتے ہین ابھی ممکن نہین
کہ ہم اپنی حسرت دلی برلاسکین عمان جادو نے کہا کہ خیر اس کی بھی تدبیر کی جائے گی عقد تمھارا ساتھ
ملکہ کے ہوجائے گا ایک مسلمان نکاح پڑھنے والے کو مین لے آؤن گا اور چند اہل اسلام بھی محض واسطے
تمھاری راحت رسانی کے لے آؤن گا خاطر جمع رکھو سیر اس باغ خزان رسیدہ کی دل اگر گھبرایا کرے
تو کیا کرو اور اس بارہ دری مین آرام کیا کرو تاکیداً کہتا ہون کہ اس باغ خزان رسیدہ سے نکلکر
باہر نجانا حالانکہ تھوڑے میرے ملازم جانثار و خیرخواہ تک ملال در باغ پر موجود ہین مگر تم کبھی
باغ سے باہر جانے کا ارادہ نکرنا مبادا دشمنون سے ضرر پہونچے فرامرز ثانی نے جواب دیا وہ کون
دشمن ہین جو مجکو ضرر پہونچائین گے عمان جادو نے کہا کہ اب یہ حال نپوچھو مین بھی اپنے دشمنون سے
ڈرتا ہون چاہتا ہون کہ تم بھی انھین میرے دشمنون سے پوشیدہ رہو تاکہ ان سے تمکو ضرر نہ
پہونچے فرامرز ثانی نے پوچھا دشمن تمھارے کون ہین نام ان کے کیا ہین کہان رہتے ہین ظاہر کرو
اور اپنا نام بھی بتاؤ تاکہ کل حال تمھارا ابھی ہم پر منکشف ہوجائے عمان جادو نے کہا پہلے مین کہہ چکا
ہون کہ مین ایک آفت رسیدہ ہون میرے نام و نشان کے پوچھنے سے کیا فائدہ اور میرے
دشمنون کے نام دریافت کرنے سے کیا نفع اس حال کو مجھسے دریافت نکرو باعث میرے ملال تازہ
کا ہوگا اگر پوچھتے ہو تو بس اسقدر بتلائے دیتا ہون بمقتضائے این مضمون کہ غمگین ہون بے دیار ہون صدمہ کشیدہ
ہون، جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون، فرامرز نے کہا تم کو بیان کرنے مین کیا تامل ہے
کیون اپنا مفصل حال ہم سے بیان نہین کرتے کیا مجکو اپنا دشمن جانتے ہو اگر دشمن نہین جانتے
تو پھر کیون اپنے حالات سے آگاہ نہین کرتے شاید کوئی کام مفید مطلب تمھارے ہم سے ہو سکے
اور تمھارے دشمنون کو ہم قتل کرسکین تم کو قید رنج سے چھڑا سکین تم نے ہم پر احسان کیا ہے عوض
احسان ہم بھی تم سے سلوک نیک کرین تمھارے دشمنون کو تہ تیغ کرین عمان جادو نے کہا میرے
دشمنون کو تم کیا قتل کرسکوگے ان کا قتل کرنا بہت دشوار ہے بلکہ تم سے ناممکن ہے ہان تمھارے
اصرار کرنے سے اپنا حال مفصل بیان کرتا ہون ذرا بگوش دل سنو واضح ہو کہ نام میرا عمان جادو

ہر مین بادشاہ شہر عانیہ ہون پہلے ساحر نہ تھا اب مین نے سحر سیکھا ہے اپنے قلعہ مین رہتا تھا عدل اور
انصاف کرتا تھا رعایا مجھ سے خوش تھی سپاہ بھی میری مجھ سے شاد تھی سرفروشی اور جان نثاری پر
ہر وقت موجود تھی چالیس ہزار سپاہ تھی افسران سپاہ بھی چیدہ روزگار بادر و نامدار تھے میرے
عدل سے سب ادنی اعلے شہر کے خوش رہتے تھے شہر نہایت آباد تھا دربار مین میرے سیکڑون سرداران
سپاہ و رفیق مصاحب وغیرہ اہل دربار حاضر رہتے تھے اکثر سلاطین مجھ سے ڈرتے تھے کبھی مجھ سے
بغاوت نہ کرتے تھے قصد جنگ و جدال بھی نہ کرتے تھے مین اپنی جگہ پر یعنی اپنے قلعہ کا حکمران تھا
بارہا دل مین کہتا تھا کہ تو ایسا بادشاہ ہے کہ اکثر سلاطین تجھ سے خائف رہتے ہین اور کبھی تجھ سے
آمادہ شر و فساد نہین ہوتے ہین کیا تیرا اقبال ہے اور کیا رعب و داب و سطوت و صولت ہے ہر [illegible]
اپنے دل مین بیشتر ایسا ہی خیال کیا کرتا تھا اور ہزار راحت و آرام بسر کرتا تھا اور اپنے دین آبائی
یعنی خداوندون کی پرستش کرتا تھا رعایا بھی میری موافق میرے مذہب کے ملت رکھتی تھی ناگاہ
دیو اسلم کہ زبردست ساحر تھا بجمعیت سپاہ میرے قلعہ پر چڑھ آیا مین بھی اس سے حتی الامکان
میدان مین جنگ آزما ہوا تھوڑے زمانہ تک جنگ و جدال ہوا کی فوج بہت قتل ہوئی آخر کار
دیو اسلم نے سحر کیا مین دفع سحر کر نہ سکا کہ ساحر نہ تھا مسحور بہ سحر ہو کر مجبور و لاچار ہو کر لڑنے سے
عاجز ہوا ہنگام جنگ اہل لشکر میرے دست و پا ہلا نہ سکتے تھے اپنے حریفون کے ہاتھ سے قتل ہوتے
تھے اور جب اہل لشکر رزمگاہ سپاہ پہ آتے تھے اپنے دست و پا اپنے قابو مین نہ پاتے تھے
اسی طرح مین بھی وقت جنگ میدان مین مسحور بہ سحر ہو کر دست و پا نہ ہلا سکتا تھا اور جب جنگگاہ سے
پھر کر آتا تھا دست و پا اپنے قابو مین پاتا تھا جب سپاہ میری بہت قتل ہو گئی اور تھوڑی فوج باقی
رہ گئی مین تاب مقابلہ نہ لا کر مع چند سواران خیر خواہ و نمک حلال کے ہنگام شب اپنے قلعہ سے
گریزان ہوا اور ساحرون سے سحر سیکھا بعد سیکھنے سحر کے پھر فوج جمع کر کے اپنے قلعہ پر بجمعیت لشکر
آیا کہ دیو اسلم کو قلعہ سے نکالدون یا اس کو قتل کرون اور اپنے شہر پر بدستور قدیم قابض و
متصرف ہون جب خبر میرے آنے کی دیو اسلم کو معلوم ہوئی تو دلیرانہ قلعہ سے بجمعیت سپاہ
واسطے میرے مقابلے کے نکلا میدان مین صف آرا ہوا چند روز تک خوب لڑائی ہوئی آخر دیو اسلم
کو پسپا ہوا کیونکہ جب وہ سحر کرتا تھا مین رد سحر کرتا تھا آخر کار ایک روز ہنگام جنگ مین نے دیو
اسلم کو سر میدان اسیر کر کے ارادہ اس کے قتل کرنے کا کیا یکایک ایک پارہ ابر سوئے فلک
نظر آیا پھر اس سے صدائے برق و رعد ظاہر ہوئی بعدہ وہ ابر شق ہوا ایک تخت اس ابر سے ظاہر
ہوا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحرہ اس پر بیٹھی تھی سیاہ رنگ مہیب صورت ہیولی
اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھے ہوئے تھی اور بجائے زیور ہار ہائے مختلف رنگ پہنے تھی اور کمر مین
پہنے ہوئے ہے ہنوز مین اور میرے اہل لشکر اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور قتل کرنے دیو اسلم
سے ہاتھ روکا تھا کہ ناگاہ اس ساحرہ نے بہ زور سے یون نعرہ کیا کہ او غلام جادو آگاہ ہو کہ مین
پہونچی ارے غضب کیا تو نے کہ میرے آشنا کو اسیر کیا اور ارادہ اس کے قتل کا کیا خدا کے
[illegible] مین زندہ و سلامت رہی یہ نعرہ کر کے مثل برق جہندہ زمین پر آئی اور تیغ
سحر کی دیو اسلم کو اٹھا لے گئی بعد تھوڑی دیر کے تخت پر دیو اسلم کو بٹھا کر مع سپاہ بجمعیت
میدان جنگ مین آئی مین بھی روبرو اس کے صف آرائے سپاہ ہوا بعد صف آرائی ہر دو سپاہ

ساحرہ جو دیو اسلم کو بجبر بن کر اٹھا لے گئی تھی اور معشوقہ دیو اسلم تھی اور نام اُس کا ازلال
جادو تھا بصد قہر و غضب میدان جنگ میں آئی اس طرح سے کہ بالا لے تخت سحر ہوا تھی اسباب
سحر سے لیے ہوئے تھے آنکھیں زرد چہرہ سیاہ رخ سے آثار غیظ و غضب آشکار نظر قہر و غضب مجھپر
اور میری سپاہ پر ڈالتی ہوئی غرضکہ آتے ہی اُس ساحرہ نے بآواز بلند بقہر و غضب پکار کر کہا
اے عمان ناہنجار بدخواہ و بداندیش میرے آشنا دیو اسلم کا تو ہوا ہے اُس کو تو نے قتل ہی کر ڈالا
تھا اگر میں تھوڑی دیر کے بعد آتی پس اب میں تجھکو کب زندہ چھوڑتی ہوں جلد آ مجھسے مقابلہ کر میں نے
سنا ہے کہ تو نے سحر بھی سیکھا ہے ذرا میدان جنگ میں آ کر مجھپر سحر کر میں بھی تو دیکھوں کہ تو کیسا ساحر ہے
اور کیسے کیسے سحر تو نے یاد کئے ہیں اے فرامرز ثانی یہ تقریر اُس ساحرہ کی سنکے میں اپنے لشکر سے
نکلا روبرو اُس کے جا کر پکارا کہ او ساحرہ تجھکو شرم نہیں آتی ہے کہ مردوں سے سر میدان جنگ لڑنیکو
آئی ہے دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے لڑنے کے بھیج اور سچ ہے تیرے آشنا دیو اسلم کا دشمن نہیں
ہوا ہوں اُس نے میرا ملک و مال چھین لیا ہے واسطے لینے اپنے ملک و مال کے جنگ و جدال
کرتا ہوں چاہتا ہوں کہ ملک و مال میرا پھر مجھکو ملجائے لہذا تجھکو لازم ہے کہ دیو اسلم کو ہمراہ اپنے
لے کر میرے قلعہ سے چل جا بہتر یہی ہے کہ جنگ سے باز آ ہزاروں آدمیوں کا کشت و خون لڑائی
میں ہوگا طرفین کے ہزارہا مردان سپاہ کام آئینگے خونریزی بہت ہوگی جنگ سے صلح بہتر
ہوتی ہے اگر یہ تقریر میری تجھکو منظور نہو تو میدان جنگ سے چلی جا دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے
جنگ کے روانہ کر ساحرہ مذکورہ نے گفتگو میری سنکے بعد طیش اس طرح جواب دیا کہ او عمان
کیا بیہودہ بکتا ہے ہرگز میں اور کسی کو میدان جنگ میں نہ بھیجونگی نہ خود میدان جنگ سے بغیر لڑائی
کیے جاؤنگی اب مجھ سے اس بارہ میں تقریر نکر آمادہ جنگ ہو سحر مجھ پر کر اے فرامرز ثانی پہلوان
لاثانی یہ کلام اُس ساحرہ کا سنکے میں نے اُس پر سحر کیا ایک گولہ سحر اُس پر دم کرکے مارا اُس نے قریب
گولے کے آتے ہی کارد سحر سے گولے کے دو ٹکڑے کیے اس طرح رد سحر کرکے اُس نے کارد سحر مجھ پر
لگائی ہرچند سپر سحر سے میں نے اپنے تئیں بچایا مگر وہ کارد میرے شانے کو زخمی کرکے نکل گئی اس عالم
بخواری میں پھر میں نے دلیرانہ تاریخ سحر خون چشانی اپنا کارد سے اُس پر چلا کر سامری و جمشید کو
پکار کر اُس پر مارا ہرچند اُس نے رد سحر کرنا چاہا مگر وہ تاریخ اُس کے پانوں اور تخت سحر پہ پڑا تخت
ٹوٹا پانوں اُس کا جو زخمی ہوا تخت سے بالائے زمین گری میں آگے بڑھا چاہا کہ کام اس ساحرہ کا تمام
کروں دیو اسلم یہ حال دیکھتے ہی مع سپاہ حملہ آور ہوا پہلے اپنی معشوقہ ازلال جادو کو اٹھا کر
بارگاہ میں بھجوا دیا پھر مجھ سے لڑنے لگا افسران سپاہ میرے بھی مجکو نرغہ اعدا میں دیکھکر بے تحمل نہ لا کر
مع تمامی سپاہ حملہ آور ہوئے جب دونوں لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی کشتوں کے
پشتے لاشوں کے انبار ہونے لگے بہادران جانبین نعرے رعد آسا کرنے لگے برق شمشیر چمک چمک کر
بہادروں کے حریفوں پر گرنے لگی تیر انداز تیر لگانے لگے نیزہ باز نیزوں سے اپنے دشمنوں کو ہلاک
کرنے لگے پہلوانان نامی گرز ہائے گرانبار سے نعرے کرکے اپنے حریفوں پر آگرے اور ضرب ہائے
گرز سے اُن کو پیوند خاک کرنے لگے صدائے آہ و نالہ مجروحان بلند ہوئی غبار گھوڑوں کی گشت
سے بکثرت بلند ہوا غرضکہ خوب جنگ مغلوبہ ہونے لگی میں نے قریب دیو اسلم کے جا کر نعرہ کرکے
تیغ پر سحر دم کرکے اُس پر لگایا تیغ چھتا دھواں پیدا ہوا وہ اُس دود میں پنہاں ہوا بعد تھوڑی

دیکھے وہ دھوان دور ہوا اب جو سب نے دیکھا تو دیو اسلم مسحور بے خبر ہو گیا ہی مدہوش و بیہوش
ہو گیا ہی میں نے بجلدی تمام چاہا تھا کہ سر اُس کا تیغ آبدار سے کاٹ لون ناگاہ وہ خبر ازلال جادو کو
پہونچی وہ بیتابانہ تخت سحر پر سوار ہو کر آئی اور زمین سے سوئے فلک بلند ہو کے مجھ پر ایسا سحر کیا کہ
دست و پا میرے بیکار ہو گئے حس و حرکت باقی نرہی آرزوے دل بر نہ آئی دیو اسلم کو قتل کرنے سے
مجبور و لاچار ہو کر زمین گیر ہو گیا اسی حالت میں ازلال جادو نے چند ناش میرے لشکر کی طرف سحر
دم کرکے مارے یا تو سب تم کر اڑ رہے تھے یا سب کے پاؤن اکھڑ گئے بے اختیار رجنگاہ سے بھاگے جسوقت
مردان سپاہ میرے بھاگے مردان سپاہ جو دیو اسلم کے تھے اُنھون نے حکم ازلال جادو سے تعاقب
اُن کا کرکے اُن کو قتل کرنا شروع کیا ہزارون کو قتل کیا اور جو بھاگ کر دور نکل گئے وہ جانبر ہوئے
جسوقت تمام سپاہ میری میدان جنگ سے بزور سحر ساحرہ مذکورہ بھاگ گئی ازلال جادو نے
بلندی سے اُتر کر روے زمین آکر مجھکو گرفتار کیا پھر مجھکو مع دیو اسلم و تمامی سپاہ کے میدان جنگ سے
قلعہ میں لے گئی اور دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر قریب تخت کے بیٹھکر مجھکو اپنے سامنے طلب کیا
ملازم اُس کے مجھکو طوق و زنجیر میں گرفتار کیے ہوے سوزن میری زبان میں دی ہوئی کشان کشان
روبرو دیو اسلم و ازلال جادو کے لے گئے اُسوقت ازلال جادو نے مجھسے مخاطب ہو کر کہا
کیون عمان اب بھی سر فساد و کینہ ہو گا پھر میرے اس محبوب و آشنا سے عاشق سے جنگ آزما
ہوگا یہ سنکے میں نے سر جھکا لیا بے بسی سے اور اپنی حالت اسیری پر نظر کرکے آنکھون میں اشک بھر لایا
ساحرہ مذکورہ نے رحم کھا کر کہا اے عمان میں تجھکو قتل کراتی سر تیرا در قلعہ پر آویزان کراتی مگر رحم کھا کر
تجھکو چھوڑے دیتی ہون خبردار اب کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہان سے اتنی دور نکل جا کہ اب
میں تجھکو نہ دیکھون اگر اب کہین تجھکو دیکھ لون گی تو یاد رکھ کہ ضرور قتل کر دون گی یہ کہکر مجھکو رہا کر دیا ہی
سحر بھی مجھ پر سے دفع کر دیا حالانکہ میں بعد رہائی و سوزن نکالنے سے دور کرنے کے سحر دفع کر سکتا تھا
الغرض بعد رہا ہونے کے میں تن تنہا ملول و حزین وہان سے چلا بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے
جو مردان سپاہ قتل ہونے سے بچ گئے تھے وہ مجھکو ملے میں نے اُن سے بھاگنے کی شکایت کی اُنھون
نے کہا اے حاکم و آقا ہمارے نہیں معلوم کیا ہوا کہ لڑتے لڑتے پاؤن ہمارے جنگاہ سے اکھڑ گئے اب
آپ فرمایئے کہ آپ کا اس حال سے ادھر آنا کیونکر ہوا میں نے تمام حال اپنا جو گذرا تھا مفصل بیان کیا بعدہٗ
میں نے سب سے کہا اگر تمھارا دل چاہے تو میری ہمراہی اختیار کرو جہان میں جاؤن میرے ہمراہ
چلو ان سب میں سے تھوڑے سوارون خیرخواہ و نمک حلال نے مجھ سے عرض کیا ہمین آپ کی ہمراہی
بدل و جان منظور ہی کیونکہ ہم نے ایک مدت تک آپ کا نمک کھایا ہی ایسے وقت بد مین ہم ترک رفاقت
نکرینگے ہرگز آپ سے جدا نہون گے جہان آپ جایئے گا ہمراہ رکاب رہین گے یہ سنکے دل میرا انسے
خوش ہوا پھر اُن کو ہمراہ لیکر جانب ویرانہ اس طرف آیا دیکھا میں نے کہ باغ و بارہ دری ویرانے میں
ہی ہر چند کہ باغ خزان رسیدہ ہی اور بارہ دری بھی بے مرمت و مسکن بوم و شوم ہی لیکن میں نے
واسطے اپنی سکونت کے اختیار کیا اُن ملازمان چند در چند کو در باغ پر معین کیا ہی اندر باغ کے آنے
نہیں دیتا ہون دروازہ باغ کا بند رکھتا ہون ملازمون سے بتاکید اکید کہدیا ہی کہ اگر کوئی پوچھے
کہ تم کس کے ملازم ہو اور اس باغ میں کون رہتا ہی تو ہرگز نہ بتانا کہ اس باغ میں عمان جادو رہتا ہی
اور ہم اُس کے ملازم ہین اے فرامرز ثانی جب رونے میں اس باغ خزان دیدہ میں آیا ہون اسی

بارہ دری میں ہنگام شب آکر سو رہتا ہوں اور صبح کو یہاں سے بخوف ازلال جادو چلا جاتا ہوں
اُسی دریا میں چھپی جس دریا سے میں تمکو نکال کر یہاں لایا ہوں بزور سحر بصورت نہنگ رہتا ہوں
ہنگام شب خیمہ جال کر خائف و ترسان یہاں آکر کچھ اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کر سو رہتا ہوں
جان اپنی ازلال جادو سے بچاتا ہوں دن کو پوشیدہ دریا میں رہتا ہوں اس خوف سے کہ مبادا
ازلال جادو مجھے دیکھ نہ لے ورنہ وہ مجھکو قتل کرے گی کیونکہ کہہ چکی ہے کہ اب کی مرتبہ اگر تجھکو کہیں دیکھونگی
تو ضرور قتل کرونگی مفصل حال میرا یہی تھا جو کہ میں نے تمھارے اصرار کرنے سے بیان کیا ہے اب
میں تم کو یہاں لایا ہوں بخوشی و خندہ دانی یہاں قیام پذیر ہو تاوقتیکہ میں قید رنج و تشویش سے رہا
ہوں اور ازلال جادو واسطے [illegible] شر و فساد سے بخوف و خطر ہوں تم مع اپنی محبوبہ کے بآرام
و عیش و عشرت یہاں رہو شب و روز آشنائے دلی بر لاؤ وصل سے دل شاد کرو یہ کہکر آبدیدہ ہو کر
خاموش ہوا فرامرز ثانی نے تمام حال اُس کا سنکے افسوس کرکے کہا اے تم نے ہمپر احسان کیا ہے ہم
دونوں کو دریا سے نکالا ہے پھر اس کا عوض اگر ہم سے ہو سکے گا تو ہم بھی کرینگے اگر خداوند عالم
چاہے گا اور اے عمان جادو ہم مسلمان ہیں بغیر عقد کیے ہوئے کسی عورت سے ہم بستر ہو نہیں سکتے
کیونکہ خلاف شرع ہے اور باعث گناہ کبیرہ ہے عمان جادو نے کہا اب معلوم ہوا کہ تم دونوں مسلمان
ہو بغیر عقد و نکاح کئے عورت سے نزدیکی نہیں کرتے پھر اس کی بھی تدبیر ہو جائیگی دو ایک روز میں
کسی ایسے مسلمان کو جو صیغہ ایجاب پڑھ سکتا ہو کسی تدبیر سے یہاں لے آؤنگا باہم تم دونوں کا عقد
و نکاح کرا دونگا یہ کہکر کچھ میوہ تر و خشک لاکر روبرو رکھکر کہا کہ اسے نوش کرو اور باغ میں جو
چشمہ ہے اس سے پانی نکالکر پیو فرامرز نے وہ میوہ ہمراہ ملکہ کے کھایا پانی چشمہ سے پیا عمان جادو
نے بھی علیحدہ آب و طعام سے سیرابی و سیری حاصل کی جب زمانہ شب کا آیا سو رہا جب صبح ہوئی فرامرز
ثانی اور ملکہ کو آب و طعام سے سیر و سیراب کرکے دفعتاً نظر سے غائب ہو گیا فرامرز ثانی نے ملکہ سے
کہا کہ عمان جادو کہاں چلا گیا ایک نظر سے غائب ہو گیا ملکہ نے جواب دیا کہ عمان جادو نے کہا تھا کہ دن کو
بخوف ازلال جادو بصورت نہنگ دریا میں رہتا ہوں یقین ہے کہ دریا میں جاکر پوشیدہ ہوا
ہو یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ چلو باغ کی سیر کریں بعد اس بارہ دری کے تمام درجوں کی بغور سیر کریں دل اپنا
بہلائیں ملکہ نے منظور کیا دونوں عاشق و معشوق اٹھے بارہ دری سے باغ میں گئے دیکھا کہ باغ
خزان رسیدہ ہے آتش گل سرد ہو گئی ہے جو گل کہ مثل عارض محبوب سرخ و شاداب تھے وہ پژمردہ
ہو گئے ہیں غنچے سوکھے ہوئے ہیں مثل دلہائے ناامیدان کے سنبل لب جوئے آب با موئے
پریشان استادہ ہے تو کمر پژمردہ گرد و غبار سے بال اٹے ہوئے اگر قمریان آتی بھی ہیں اور سرو پر
بیٹھتی بھی ہیں تو بعوض خوشی و خوش الحانی کے آوازیں فریاد و نالہ کی بلند کرتی ہیں بعد اڑ جاتی ہیں
اسی طرح بلبلیں شاخ گل پر آکر بیٹھتی ہیں اور سرسبز و شاداب نہ پاکر عوض نغمہ سرائی نالہ و نوحہ کرتی
ہیں اپنی زبان میں فصل بہار کی تمنا کرتی ہیں اور شکایت موسم خزان کرتی ہیں اور ہر ایک گل و غنچہ
خوشیدہ و پژمردہ پر نظر کرکے بے اختیار باہم نالہ کرتی ہیں پھر فریاد کرتی ہوئی اڑ جاتی ہیں سوائے قمری
و بلبل اور جو طائران خوش الحان ہیں وہ بھی باغ پر بہار جان کر اندرون باغ آتے ہیں اشجار میوہ دار
و درختان گل مثل نرگس و شبو و گلاب و چنبیلی و بیلا و لالہ عباس و نافرمان وغیرہ پر بیٹھتے ہیں اور اشجار
و میوہ و گل کو سرسبز و شاداب نہ پاکر اپنی زبان میں فریاد و کنان اڑ جاتے ہیں باغ میں خاک اڑتی ہے

نرگس پژمردہ و خوشیدہ بنظر حیرت و حسرت جا انقلاب زمانہ ہر طرف نظر کر رہی ہے لالہ بادل داغدار
بحالت پژمردگی باغ میں ہے اُس کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بربادی و خرابی باغ سے داغ بدل
ہو کر پژمردہ و خشک ہو گیا ہے نسرین و نسترن بھی خزان دیدہ ہیں گل شبّو بھی دست خزان سے
سرسبز نہیں ہے کثرت غم سے بیزار ہے اسی طرح ہر ایک درخت گل خزان رسیدہ ہے اشجار میوہ دار مانند
انار و سیب و بہی وغیرہ بھی بے برگ و بار ہیں ثمر بھی کوئی اُن میں نہیں ہے باد خزان سے سوکھے
ہوئے کھڑے ہیں گویا فریاد ظلم خزان کر رہے ہیں اور فصل بہار کو یاد کر رہے ہیں اُن کی جنبش سے
صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محتاج آب ہیں یعنی صاحب باغ کو راست دیکھتے ہیں وہ نظر نہیں آتا ہے
کہ آبرسانی سے اُن کو سرسبز و شاداب کرے اور روشان گل کے تازہ و تر کرنے میں کوشش و
سعی کرے دیواریں باغ کی شق ہیں بعض دیواریں یوں خمیدہ ہیں کہ قریب ہے گر پڑیں اُن کی خمیدگی
و شق ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب باغ کی جدائی کے الم میں جگر اُن کا شق ہو گیا ہے اور بافرقت
سے مالک باغ کے ایسی صدمہ کش ہوئی ہیں کہ خمیدہ ہو گئی ہیں دروازہ باغ مثل دل بستہ غنچہ ہو
جا بجائے شگفتہ ہو صاحب باغ کے غم سے شکستہ دل اُس کی بھی ظاہر ہے ملکہ اور فرامرز نے باغ
میں جا کر سیر باغ کی کہنے باہم کہا افسوس یہ باغ خزان رسیدہ ہے نہیں معلوم کس اجرت سے کسنے
اس کو بنایا ہوگا درخت گل چمن در چمن لگائے ہوں گے اشجار میوہ دار بھی لگائے ہوں گے آج
گردش فلک سے مالک باغ باغ میں نہیں ہے خدا معلوم زندہ ہے یا سوئے ملک عدم گیا اُس کے
نہ ہونے سے یہ باغ کس قدر ویران و خزان رسیدہ ہو گیا ہے جائے عبرت و مقام افسوس ہے یہ کہکر
لب چشمہ شیریں دونوں عاشق و معشوق گئے دیکھا کہ پانی اُس کا اُبل رہا ہے بیقراری آب جو یا
ہے چاہتا ہے کہ اپنے مالک و بنا کردہ کو ایک نظر دیکھوں تا بیقراری زائل ہو مگر وہ اسکو دکھائی نہیں دیتا
ہے غرض فرامرز ثانی اور ملکہ دونوں باغ کو دیکھکر تا سمت گلستان بارہ دری میں آگئے یہ جانتے تھے
کہ سیر باغ سے کچھ دل شگفتہ ہوگا مگر سیر باغ خزان رسیدہ سے دل اور پژمردہ ہوا عوض شگفتگی دل رنج
بربادی باغ ہوا جب دونوں عاشق و معشوق مذکور الصدر بارہ دری میں گئے باہم یوں تقریر کی
کہ اب اس بارہ دری کے درجوں کی سیر کریں کہ اسی طور سے دن بسر کریں کیونکہ دل گھبراتا ہے
اس ویرانے میں آبادی سے آکر طبیعت بہت پریشان ہے غرض دونوں باتفاق راے بارہ دری کے
درجوں میں جانے لگے اور تعمیر و قطع پر اُس کی نظر کرنے لگے غور سے جو دیکھا تو معلوم و ظاہر ہوا کہ
صاحب باغ نے اس بارہ دری کو عنوان شائستہ سے خوش قطع زر کثیر صرف کر کے بنوایا ہوگا اور اسکی
گلکاری و نقش و نگار میں بکثرت زر سرخ و سفید سناروں اور نقاشوں کو دیا ہوگا کیونکہ نقش و نگار
باقی ہیں اور چھت پردے نفیس و رنگین موجود ہیں مگر شکستہ ہیں ظاہر اُن کی شکستگی سے ثابت ہوتا
تھا کہ صاحب بارہ دری کے غم میں جگر اُن کا چاک چاک ہو گیا ہے شیشہ آلات جو مثل جھاڑ اور کنول
وغیرہ کے اُن درجوں میں نظر آتے ہیں وہ بھی گرد و غبار آلودہ و شکستہ اکثر کنولوں میں شمعدانے
موئی و کافوری دکھئیں کچھ جلی ہوئی آنسوؤں کے بہے ہوئے اُن کے دیکھنے سے صاف روشن ہوا
کہ یہ شیشہ آلات اپنے مالک کے غم میں دل شکستہ ہیں اور یہ شمعیں اپنے صاحب بزم کی جدائی میں
ایسا روئی ہیں کہ آنسوؤں کے جاری ہوئے ہیں فرش پر جو نظر کی معلوم ہوا کہ فرش نفیس و تحفہ ہے
مگر بوسیدہ ہے بکثرت غبار روش پر پڑا ہوا ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس فرش نے مفارقت میں اپنے

مالک و مکین کے اس درجہ صدمہ کیا ہو کہ جو تن خاک ہو گیا ہو یا الم جدائی صاحب بارہ دری میں
خاک بسر ہوا ہو الحاصل ملکہ اور فرامرز ثانی دونوں تا شام سیر باغ و بارہ دری کیا کئے ہنگام شام
اپنے مقام استراحت پر آئے ملکہ نے فرامرز سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ باغ و بارہ دری کسی
شاہ و شہریار یا کسی وزیر و امیر نے بنوائی تھی جس زمانہ میں یہ باغ و بارہ دری تیار کی گئی ہوگی اور جب
باغ مع اپنے متعلقین کے یہاں مقیم و ساکن ہوا کیا زیب و زینت ہوگی افسوس ہزار افسوس
مکان تو اب تک بحالت خرابی موجود ہے لیکن مکین کا حال معلوم نہیں کہ اس پر کیا گذری آیا زندہ
ہے یا مر گیا اگر زندہ ہے تو کہاں ہے اس کا نام و نشان بھی نہیں شاید برباد و تباہ ہو گیا ہے یا کسی بلا
میں مبتلا ہو گیا ہے ورنہ اپنے اس باغ کی ضرور خبر لیتا ہم کو تقدیر یہاں لائی یہ مقام عبرت افزا دکھایا
دیکھیے آئندہ کیا پیش آنیوالا ہے بدی قسمت سے انسان مجبور و لاچار ہے جائے دم زدن نہیں
فرامرز ثانی نے کہا اے ملکہ واقع میں بقول تمہارے یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و وزیر کی
تعمیر کردہ معلوم ہوتی ہے یہ باقی رہگئی اور وہ شاہ و وزیر نہ رہے یہی کارخانہ جہان ہے مکان یونہی
چھوٹے رہ جاتے ہیں اور صاحب مکان فنا ہو جاتے ہیں دنیا ایک سرائے فانی ہے کسی کو یہاں قیام
نہیں ہر ایک آمادہ قضا و حیات سفر ہے بقول ایک شاعر کے کیا خوب اس نے اپنے مخمس میں
بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا کی غفلت کی مذمت میں قلم فرسائی کی ہے۔ مخمس

سرائے دنیا ہی جو فت کی جا ہر ایک سا کو خوف و بیم ہے — نہ اسکندر یہاں نہ دارا نہ فریدون یہاں نہ جم ہے
مسافرانہ گے ہوا اگر مقام فردوس ہی ارم ہے — سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہیں جھگڑے — غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہیں جھگڑے
جوانی و حسن جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہیں جھگڑے — ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہیں جھگڑے
اجل ہے استادہ دست بستہ پئے رخصت ہر ایک دم ہے

اسی طور سے شاعر مذکور نے بہت کچھ کہا ہے تمہارے سامنے کہاں تک اس کا کلام پڑھوں و حکی
جو کچھ اس نے اس مخمس میں نظم کیا ہے سچ ہے دنیا گذرگاہ ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں اس میں
کوئی ہو امیر ہو یا فقیر ہو یا بادشاہ ہو ایک دن سب کو مرنا ضرور ہے اور اس دنیائے فانی سے
جانب عدم جانا ضرور ہے کسی کو بقا نہیں بجز خداوند عالم و عالمیان کے جب یہ اخبار و کلام خدا سے
ثابت و یقین ہو چکا کہ مرنا ایک روز لابدی ہے تو پھر چند روزہ حیات کو امور خیر میں صرف کرنا چاہیے اور
خواب غفلت میں نہ رہنا چاہیے نہیں معلوم کس وقت اجل آجائے جہاں تک ممکن ہو عبادت و
ذکر الٰہی میں اپنی زندگی بسر کرے رہنے کے واسطے برائے بسر زمانہ حیات کوئی مختصر مکان بنالے
قصر رفیع اور باغ بہشت نظیر نہ بنائے جو زر و مال قصر و باغ میں صرف کرنا مقصود ہو وہ راہ خدا میں
دے کہ عاقبت بخیر ہو اے ملکہ یہ بارہ دری اور باغ تو کیا ہے بڑے بڑے قصر شاہان اولوالعزم اور
باغہائے عدیم النظیر بعد رحلت ان شاہوں کے منہدم و شکستہ و خراب و برباد ہو گئے جیسے اس
بارہ دری میں جانوروں نے اپنے آشیانے بنائے ہیں اسی طرح شاہی اکثر عمارتوں میں جو اب
باقی ہیں بوم شوم نے آشیانے بنائے ہیں زاغ و زغن وغیرہ بھی ان عمارتوں پر بیٹھتے ہیں اکثر طائر
سوائے بوم کے بھی ان قصروں میں آشیانے بنا کر رہتے ہیں کھڑکیوں سے جالا لگا ہے خاک اڑتی ہیں

اُڑ رہی ہی شب کو اندھیرا رہتا ہی مقامِ عبرت ہی کہ جن محلوں میں شاہ و شہریار و وزیر رہتے تھے اور
اُن کے اہل و عیال و عزیز و اقارب ساکن تھے اب وہ ویران و خراب ہیں کوئی ایسا نہیں کہ
اُن میں ایک چراغ روشن کردے یا جاروب کشی سے اُن قصوروں کی زینت فی الجملہ کرے یا
مرمت اُن کی کرے دیکھو افراسیاب کیسا بادشاہ اولوالعزم تھا بعد اُس کے مرنے کے اُس کے
مقبرہ کی یہ حالت ہو گئی جیسا کہ ایک شاعر نے نظم کیا ہی۔ شعر — پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب ؛ اسی طرح مکانات شاہی کا یہی حال ہی خلاصہ یہ کہ دنیا گذرگاہ ہی مکین
و مکان دونوں ایک دن فانی ہونے والے ہیں خزان و بہار سب کے واسطے ہی خواہ اس میں انسان
ہو یا مکان ہو یا باغ ہو یا اور کوئی شے ہو اس باغ کی بہار کا اور اس بارہ دری کی آبادی کا زمانہ
گذر گیا اب موسم خزان کا آیا ہی ہمیشہ زمانہ کسی کا یکسان نہیں رہتا ہی کبھی بہار کبھی خزان کبھی
راحت گاہ مصیبت کبھی صحت کبھی علالت گاہ خوشی گاہ ملال اہل دنیا اور موجودات دنیا کا یہی
حال ہی ذرا غور کرو تمھارے اور ہمارے واسطے اس دنیا میں کیا ہوا ایک طرح سے زندگی ابتک
بسر نہیں ہوئی اگر صدمے اٹھائے تو خوشی بھی ہوئی اب وہ زمانہ آیا ہی کہ دریا سے جانبر ہو کر اس
شکستہ و ویران بارہ دری میں ہم اور تم بیٹھے ہیں شکر ہی خدا کا جو اُس نے بہتر جانا وہ کیا اور جو
اب اُس کو مناسب ہوگا تمھارے اور ہمارے حق میں کرے گا اگر وہ دن راحت و آرام سے
سونے اور کھانے پینے کے عیش کے دن باقی نہ رہے تو یہ دن بھی باقی نہ رہیں گے خداوند عالم
مسبب الاسباب ہی جب وہ کسی پر رحم کرتا ہی اسباب راحت واسطے اُس کے فراہم ہو جاتے
ہیں دشمن اُس کے دوست ہو جاتے ہیں کنارہ نیکی پیش آتے ہیں جیسا کہ عمان جادو کافر بد مذہب
تھے اور بہت بد دوستی پیش آیا ہی دریا سے نکالکر یہان لایا ہی یہ کارسازی اور قدرت خالق
و حفاظت اپنے بندوں کی اُسی معبود حقیقی کی ہی ورنہ ایسے دریائے قہار میں خود گرنا اور پھر زندہ
رہنا مشکل بلکہ ناممکن تھا اگر وہ اس طرح سے نہ بچاتا تو ہم تم زندہ نہ بچتے خورش جانوران آبی
ہو جاتے اُس کا فضل شریک حال ہونا چاہیے سب کام بگڑے بن جاتے ہیں اور اگر اس کی سطوت
ہوتی ہی تو بنے ہوئے کام بگڑ جاتے ہیں وہ قادر ہی اُس سے امید بہبودی رکھنا چاہیے بقول شاعر شعر
اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار — نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار ؛ بلکہ ذات خدا سے امید قوی ہی کہ
وہ اپنی قدرت کاملہ سے یہان بھی ہمارے واسطے کوئی سبب راحت پیدا کرے گا ملکہ نے کہا تم سچ
کہتے ہو واقعی خدا و ند عالم مسبب الاسباب ہی ضرور کوئی سبب آرام و راحت اپنی قدرت کاملہ سے
ہویدا کرے گا اور اس ویرانہ سے آبادی میں پہونچائے گا ابھی دونوں عاشق و معشوق باہم
باتیں کر رہے تھے کہ عمان جادو آیا بزور سحر اُس نے روشنی کی میوہ تر و خشک لے دونوں کے
روبرو رکھا بعدہ پوچھا کہ تم گھبراتے تو نہیں طبیعت اس ویرانہ میں پریشان تو نہیں ہوئی فرامرز
ثانی نے جواب دیا دل کو ہم نے آج سیر باغ و بارہ دری میں بہلایا کیونکہ اس باغ ویرانہ میں
بغیر تمھارے دل گھبراتا تھا اُس نے کہا تم سچ کہتے ہو جہانتک ممکن ہو اپنے دل کو بہلایا کرو خوش و
خرم رہا کرو میں بخوف ازلال جادو تمھارے پاس نہیں رہ سکتا مجبور ہوں ورنہ تم کو اکیلا یہان
نہ چھوڑ جاتا اب میرا ارادہ ہی کہ نکاح تم دونوں کا کر دوں کل اگر ممکن ہوا تو کسی نکاح پڑھنے والے کو
یہان لے آؤں گا آج سے میں نے تم دونوں کو بجائے اپنے فرزند و دختر کے تصور کیا ہی تم بھی

مجھ سے بدی پیش نہ آتا اگر نیکی کرتا ممکن نہ تو بدی بھی میرے ساتھ نہ کرتا فرامرز ثانی نے جواب دیا اب میں بھی بجائے
پدر آپ کو سمجھوں گا بدی آپ سے کرنا تو کیا انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو قتل کر کے تخت حکومت
پر آپ کو بٹھا دوں گا عمان جادو یہ سنکے خوش ہوا بعدہٗ کہنے لگا اے فرزند اگر تیری کوشش و تدبیر سے
میں اپنے ملک پر قابض و متصرف ہوں گا تو اقرار کرتا ہوں کہ تمہارا دین بھی اختیار کروں گا دین آبائی
ترک کروں گا مگر اے فرزند میرے دشمنوں کو ہلاک کرنا بہت مشکل ہے تم بہت ساحر ہوتے تھا کیونکہ میرے
اعدا کو قتل کرتے گے میں بہت ساحر تھا اور سپاہ بھی بہت رکھتا تھا ہنگام جنگ دشمنوں کو اپنے ہلاک نہ کر سکا
خود ہی اسیر ہو گیا زمانہ حیات اپنی تمام انقلاب جادو نے رحم کھا کر یہیں شہرکا اب اس طرف بھی
آنے کا قصد نہ کرنا مجھے تم سے یہ کیا فرامرز ثانی نے جواب دیا اے پدر بزرگوار خداوند جو کہ قادر ہے
اور یہ تمام اشیاء کے ہم کو اس سے امید قوی ہے کہ وہ ہماری اعانت کرے گا ہم کو تمہارے اعدا پر
فتحیاب کرے گا اگر تمہارا ہم سے یہ کام سرانجام نہ پاسکے گا تو اور کوئی تدارک اس کام میں علم خداست میں
و یاور ہو گا بہر صورت انشاء اللہ تعالیٰ در مقصود وا ہو جائے گا آپ اس مقدمہ میں چہرہ تردد نہ کیجیے اپنے
حصول مطلب میں مایوس و ناامید ہرگز نہ ہو جیے عمان جادو یہ سنکے بہت شادمان ہوا بعد اس کے تعریف
ملکہ و فرامرز ثانی خود بھی سیر و سیراب ہوئے بعدہٗ تا دیر پاس بیٹھا باہم ذرد و نجر نظافت یہ کہکر غائب
ہو گیا کہ اب تم دونوں آرام کرو ہم بھی جاتے ہیں نیند آتی ہے بعد جانے عمان جادو کے ملکہ و فرامرز
ثانی بھی آرام پذیر ہوئے ہنگام صبح بعد طلوع آفتاب عمان جادو نے یکایک ظاہر ہو کر بدستور میوہ
تر و خشک وغیرہ سامنے رکھا اور کہا کہ تم دونوں اس میوہ ہائے لذیذ و خوش گوار کو کھاؤ اب میں
جاتا ہوں یہ کہکر سحر سے بصورت طائر بن کر اڑ گیا بعد چند ساعت کے دو اہل اسلام کو لایا بصورت
بدل خود بھی ان کے ساتھ آیا دروازہ باغ کا کھلا وہ دونوں اہل اسلام و اہل علم اندر باغ کے
آئے جب ملکہ پس پردہ بیٹھی عمان جادو دروازہ باغ کا بند کر کے ہمراہ ان دونوں اہل علم کو
لے کر بارہ دری میں گیا پھر ان سے کہا کہ اس جوان کو میں نے اپنا فرزند کیا ہے اور جس عورت سے
اس کا عقد مطلوب ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے کہ بجائے میری دختر کے ہے اس پردہ کے پیچھے ہے
لہذا آپ صاحبوں کو مناسب ہے کہ موافق اپنے مذہب کے ان کا صیغہ نکاح پڑھیے انہوں نے بعد ایجاب
و قبول وہ صیغہ نکاح ان کا پڑھ دیا عمان جادو وغیرہ نے کہا اے فرزند مبارک ہو کہ اب
عقد تمہارا اتصالی محبوبہ سے ہو گیا فرامرز ثانی نے شادمان ہو کے عمان جادو اور ان اہل علم کو
جنہوں نے صیغہ نکاح پڑھا تھا سلام کیا ان علما نے بھی کہا خدا مبارک کرے بعد ہو چکنے عقد کے
عمان جادو نے نذر و خلعت و نقل ان کو دے کر رخصت کیا بعدہٗ دروازہ باغ بند
کر کے ملاقات کہا اے ملکہ تم کو بھی مبارک ہو اب بعیش و عشرت تم دونوں زندگی اپنی بسر کرو
میں جاتا ہوں ہنگام شب آؤں گا یہ کہکے بزور سحر ایک طائر خوش رنگ بنکر اڑ گیا یہاں فرامرز
ثانی نے خلوت پا کر بصد خوشی و رغبت تمام ملکہ سے مدعائے دلی حاصل کیا بعد ایک مدت کے
در آرزو و مستفیض ہوا از حد خوشی ہوئی عمان جادو کا احسانمند ہوا بعد نزدیکی آب چشمہ سے
دونوں نے غسل کیا پھر نماز شکر پڑھی اتنی دیر میں عروس لیلائے شب نے چہرہ اپنا دکھایا اور آفتاب
عالمتاب مغرب جا کر پنہاں ہوا ہنوز زیادہ شب نہ گذری تھی کہ عمان جادو آیا دونوں زن و
شوہر نے باادب سلام کیا اس نے دعائے طول عمر و ازدیاد دولت و جاہ دے کر کہا اے فرزند

اب تو مراد دلی تمہاری بر آئی فرامرز نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا عمان جادو نے انواع و اقسام
کے میوے اور طعام ہائے لذیذ جو لایا تھا پیش کیا ہر ایک نے سیر ہو کر کھایا اور خود بھی طعام لذیذ
سے سیر ہو کر آب شیرین و سرد سے سیراب ہوئے تھوڑی دیر توقف کرکے بدستور رخصت ہو کر نظر
سے غائب ہو گیا یہ دونوں نوشاہ و نوعروس بھی باہم لپٹ کر سو رہے اسی طور سے چند روز
گذرے ایک دن فرامرز ثانی نے عمان جادو سے کہا کہ ہمارا جب دل چاہتا ہے کہ ہم سوئے
صحرا واسطے شکار آہو کے جائیں اگر آپ کی اجازت ہو تو سمت صحرا جا کر غزالان دشت کا شکار
کریں اُس نے کہا اے فرزند شکار آہو کے واسطے جاؤ لیکن میرے ملازم جو چالیس سوار بلخی
ہیں انکو اپنے ساتھ لے جاؤ مگر خبردار جانب جنوب نہ جانا کیونکہ اُسی جانب مہ اقشم اب
حاکم وہان کا وہی میرا دشمن دیدا سلیم ہے مبادا تم اُس طرف جاؤ اور وہ تمھے کچھ ایذا پہنچا
ئے فرامرز نے کہا اے پدر مین اقرار کرتا ہون کہ حتی الامکان اُس طرف نہ جاؤنگا عمان جادو
نے اجازت دی فرامرز ثانی ہمراہ عمان جادو کے دہن باغ سے باہر آیا عمان نے اپنے لشکر کے
سوارون سے کہا کہ آج تم سب اس جوان کے ہمراہ سوئے دشت جاؤ جب یہ شکار آہو کھیل چکیں
تو تمھیں انکے ہمراہ یہان چلے آنا خبردار خلاف میرے حکم کے نہ کرنا سب سوارون نے دست بستہ
عرض کیا اے بادشاہ ہمارے جو حکم ہوا ہے وہی عمل مین لائینگے یہ عرض کرکے سب مسلح داخل
ہوئے فرامرز ثانی بھی ایک مرکب پر سوار ہوا پھر جانب شمال مع اُن سوارون کے روانہ ہوا
اس طرف عمان جادو نے دروازہ باغ کا بند کر لیا فرامرز ثانی بعد قطع راہ دور و دراز شادان و
فرحان ایک ایسے سبزہ زار فرحت آثار مین پہونچا کہ اُس صحرا مین غزالان دشت بکثرت تھے اور
ہوا اُس صحرا کی دل کو فرحت دیتی تھی سبزہ شاداب کوسون تک نظر آتا تھا گویا فرش مخمل سبز
بچھا تھا دل مین بے اختیار یہی آتا تھا کہ اس فرش زمردین پر آرام کیجیے کیونکہ وہ سبزہ صحرا ایسا تھا
کہ بمقتضائے نظم + سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار + تندرستی کے ساتھ ہو بیدار + مردے اُس فرش سبزہ پر اگر لیٹے
ہو کے اکدم مین زندہ اُٹھ بیٹھے + فرامرز ثانی نے اُس صحرائے سبزہ زار و پر بہار کی سیر کرکے خوش ہو کر
کہا کیا اچھا یہ صحرائے سبزہ زار ہے ہوا یہان کی مرغوب دل ہے اُن سوارون نے عرض کیا حضرت حقیقی
یہ صحرا عجب صحرا ہے اس صحرا کی سیر بہتر از سیر باغ و گلشن ہے ہنوز سواران ہمراہی عرض کر رہے تھے
کہ ناگاہ دور سے ایک غول آہوان شوخ چشم کا نظر آیا اسطرح کہ وہ بعد شوق اس سبزہ شاداب
کو چر رہے تھے فرامرز ثانی نے اُن کو دیکھتے ہی مرکب اپنا آگے بڑھایا سب سوار بھی تیر و کمان لئے
ہوئے آہستہ آہستہ عقب فرامرز چلے جب سب قریب اُن آہوؤن کے پہونچے وہ آہوان کو
دیکھکر خوفناک ہو کر جست کنان بھاگے سوارون نے تاک تاک کر اُن پر تیر لگائے کسی کا تیر کارگر
نہوا فرامرز ثانی نے جو ایک آہو کے تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کے پٹھے پر لگا وہ زخمی ہو کر تڑپتا ہوا
جانب جنوب بھاگا فرامرز نے اُس آہو کی طرف گھوڑا ڈالا سب سوار بھی ہمراہ ہوئے وہ آہو جست و خیز
کرتا ہوا کوسون چلا گیا فرامرز ثانی نے بھی اُس کے تعاقب سے ہاتھ
نہ اُٹھایا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ آہوئے تیر خوردہ سمت ملک عمانیہ مین جو صحرا تھا اُس صحرا مین پہونچا
حسب اتفاق اس وقت دیو سلیم پسر دیو اسلم کہ جو بطن سے ازلال جادو کے تھا مع اپنے
رفقائے صحرا مین شکار کھیل رہا تھا جب وہ سامنے اُس کے بھاگتا ہوا گیا اُس نے بہت خوش ہو کر

اُس کو ایسا تیر لگا کہ وہ صدمۂ زخم کاری سے بالاے خاک گرا دیو سلیم نے دوڑ کر اُس آہو کو پکڑا
بعدہ ارادہ کیا کہ اس آہو کو بیان سے اپنے باپ کے پاس لیجاؤن اس اثنا مین فرامرز ثانی
بھی وہان پہونچا دیکھا کہ میرے آہوے تیرخوردہ کو ایک شخص دیو خصال عفریت صورت لیجانے پر
آمادہ ہے یہ دیکھکر غصہ آیا غضبناک ہوکر کہا کہ او دیو سیرت اس میرے آہوے تیرخوردہ کو کہان
لیجائیگا یہ آہو میرے حوالے کر دیکھ تیر میرا اس آہو کے پٹھے پر لگا ہے دیو سلیم نے چین بجبین ہوکے
جواب دیا او بیوقوف اس آہو کا مین نے شکار کیا ہے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ یہ تیر مین نے اس کے گلو پر
مارا ہے زخمی ہوکر جب یہ آہو گرا ہے تب مین نے اسے پایا ہے مین ہرگز اپنے شکار کئے ہوے آہو کو
تجھے نہ دونگا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ او نابکار مین مزہ تجھ سے لونگا اُس نے کہا کہ تو کیا
مجھسے میرا شکار لیگا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو بیان سے چلا جا ورنہ تیرا بھی شکار کرکے روبرو اپنے
والد کے لیے جاؤنگا وہ گوشت آدم زاد برغبت کھاتے ہین یہ سنکے فرامرز ثانی کو زیادہ تر غصہ
آیا آخر بعد گفتگوے سخت و درشت نوبت لڑائی کی پہونچی پہلے اُس پسر دیو نے نعرہ کرکے وار
شمشیر بقوت تمام لگائی فرامرز نے ضرب اُس کی خالی دے کر تلوار اُس پر بڑھکر لگائی اُس نے بھی
خالی دے کر وار کیا فرامرز ثانی نے دلیرانہ پھر اُس کے وار کو خالی دے کر نعرۂ شیرانہ کرکے گھوڑے
کو بڑھا کر عالم غصہ مین ایسی تلوار اُس نابکار کی کمر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے مانند خیار تر کے ہوکر بالاے
زمین گرا اُس پسر دیو کے زمین پر گرنے سے زمین تھرائی غبار بلند ہوا رفقاے دیو سلیم یہ حال بد
اُس کا دیکھکر ایسے خائف ہوے کہ فرامرز ثانی سے مقابلہ کر نہ سکے لاشہ فرزند دیو سلیم کا اٹھا کر
نالان و گریان باحال پریشان سمت قلعہ عانیہ روانہ ہوے ادھر فرامرز ثانی اُس آہوے
زخمی کو ذبح کرکے شکاربند مین اُسے باندھ کر تنہا وہان سے اپنے باغ مسکونہ کی طرف روانہ
ہوگئے کیونکہ سواران ہمراہی تعاقب آہو مین پیچھے رہگئے تھے ہنوز فرامرز ثانی نے تھوڑی راہ طے
کی تھی کہ سامنے سے ایک جماعت سوداگرون کی نالان و گریان باحال پریشان نظر آئی جب
وہ قریب سب آئے تو فرامرز ثانی نے مرکب کو روک کے اُن سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو
اس قدر کیون روتے ہو پریشان حال اس درجہ کس وجہ سے ہو بعض بعض تم مین سے زخمی
ہین اس کا کیا سبب ہے اور نام تمھارے کیا ہین تمام حال اپنا صاف صاف بیان کرو ان تاجرون
مین سے جو زیادہ نالہ ■ فغان کرتا تھا اُس نے بعد نالہ و آہ عرض کیا کہ مین سوداگر ہون نام میرا
خواجہ اشکبار ہے فرامرز یہ سنکے مسکرایا دل مین کہا کہ واہ کیا اچھا نام ہے بعد مسکرانے کے دریافت
کیا کہ وجہ تسمیہ کیا ہے اُس نے کہا زمانہ طفلی مین کہ شیرخوار تھا مین نے والدین سے سنا ہے کہ بہت روتا تھا
اسی وجہ سے والدین نے نام میرا خواجہ اشکبار رکھا ہے پھر فرامرز نے دوسرے تاجر کہ وہ بھی
از حد نالہ کناں تھا اسی طرح اُس سے پوچھا اُس نے ظاہر کیا کہ مین تاجر ہون ملک شام کا رہنے والا
ہون نام میرا خواجہ بہار ہے فرامرز ثانی نے وجہ تسمیہ پوچھی اُس نے بیان کیا میری ولادت
موسم بہار مین ہوئی تھی اس وجہ سے والدین نے اسم میرا خواجہ بہار رکھا ہے اور یہ سب میرے
ہمراہی تاجر ہین صرف چند غلام ہمارے ساتھ ہین وہ بھی زخمی ہین سوا ان کے جو غلام جانباز تھے
وہ سب قتل ہوے وجہ ہمارے اسقدر نالہ و فریادی یہ ہے کہ ہم سب تاجر اپنے اپنے وطن سے
مال و اسباب گران بہا و تحفہ و نایاب ہمراہ لے کر اس طرف واسطے تجارت کے آئے تھے دو کوہ

سر بلند جو ایک دامن صحرا مین ہی جب ہم سب قریب اُس کے آئے درہ کوہ سے ہزارہا قزاقون نے
مسلح نکلکر ہمین روکا اور مال ہمارا جو بہت بیش قیمت تھا لوٹنا چاہا ہمارے بھی ہمراہ قریب ہزار
غلامون کے تھے اور ہم سب ہتھیار بند تھے دلیرانہ اُن سے یون ہمسخن ہوے کہ اگر ہمارے
مال و اسباب کو ہاتھ لگاؤ گے تو اچھا نہو گا ہم بھی کچھ بزدل نہین ہین تلوار چلے گی بہت کشت و
خون ہو گا اس صحرا کی زمین کو تمہارے خون سے رنگین کر دین گے حتی الامکان یہ مال و اسباب
و جواہر بیش قیمت کہ کرورہا روپیہ کا ہی تم کو ہرگز نہ دین گے یہ سنکے اُن قزاقون کے افسر نے جملہ
قزاقون کو حکم دیا کہ تمام مال و اسباب مع اونٹ ان کے لوٹ لو اگر آمادہ جنگ ہون تو ان کو
تہ تیغ کرو حسب حکم اپنے مالک کا ہر سب قزاقون نے چار طرف سے ہمین گھیر لیا پہلے ہم نے عاجزی
و خوشامدگی کہ شاید عاجزی سے مطلب اپنا حاصل ہو مگر خوشامد و عاجزی سے کچھ فائدہ نہوا
بعد ہم بھی آمادہ جنگ ہوئے لڑائی ہونے لگی تیر و نیزہ سے قزاق لڑنے لگے قریب دوپہر تک
لڑائی ہوئی آخر دو سو غلام ہمارے قتل ہوئے اور باقی اکثر زخمی ہوئے ہم سب کو جو اسوقت موجود
ہین اسیر کیا جب ہم نے آہ و فریاد کی تو رحم کھا کر ہتھیار ہمارے لے کر قزاقون کے افسر نے ہمارے
تئین چھوڑ دیا ہی اسی وجہ سے ہم سب نالان و گریان ہین خبردار تم اُس طرف نجانا ورنہ وہ قزاق
سنگدل تم کو بھی لوٹ لین گے یہ گھوڑا تمہارا اور جو کچھ مال و اسباب تمہارے پاس پوشیدہ
ہو گا وہ بھی بزور ظلم تم سے لے لین گے اگر آمادہ جنگ ہوگے تو وہ تم کو بھی قتل کرین گے
فرامرز ثانی نے تمام تقریر تاجر مذکور سے سنکے نہایت افسوس کر کے اُس سے کہا کہ تم گھبراؤ نہین
گریہ و زاری نکرو میرے ہمراہ چلو اُن قزاقون سے سب مال و اسباب تمہارا تم کو دلوا دون گا
خواجہ بہار نے عرض کیا کہ آپ تنہا ہین وہ قزاق ہزارہا ہین اُن سے کیا مقابلہ کیجیے گا ان کے سلاح
محتاج ہوجیے گا اب مال و متاع ہمارے اُن سے نہ ملین گے چور اور قزاق مال و اسباب لے کر
کبھی نہین واپس دیتے ہین یہ خیال خام آپ کا ہی فرامرز ثانی نے کہا اے خواجہ بہار ہمارے
ہمراہ چلنے سے کیون انکار کرتے ہو خدا قادر ہی اگر وہ چاہے گا تو کل مال و اسباب تمہارا ملجائیگا
یہ سنکے خواجہ مذکور خوش ہو کر اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے یارو اس جوان بہادر
کے ساتھ چلو شاید ہمارا اور تمہارا اسباب اس جوان کی کوشش سے ملجائے سب سوداگرون نے
کہا بہتر ہم آپ کے ہمراہ چلنے کو موجود ہین یہ تقریر کرکے وہ سب مع خواجہ بہار اور فرامرز نامدار
کے ہمراہ ہوئے بعد قطع راہ دراز اسی دامن صحرا مین روبروے کوہ پہنچے دیکھا کہ ہزارہا گھوڑے
قزاقون کے صحرا مین کھڑے ہین قزاق کچھ درہ کوہ مین ہین کچھ بالاے کوہ ہین جو افسر ان قزاقون کا
ہی وہ بالاے کوہ کرسی زرین پر دلیرانہ بیٹھا ہوا ہی دلیری و شجاعت اُس کے چہرے سے آشکار
ہی جوان قوی ہیکل و قوی بازو ہی وہ بھی بالاے کوہ سے اسی طرف دیکھ رہا ہی فرامرز ثانی
نے قریب کوہ جا کر آواز بلند کہا اے افسر قزاقان غضب کیا کہ ان تاجرون کو لوٹ لیا اور
ان کے غلامون کو قتل کیا ناحق خون بے گناہون کا کیا اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ سب مال
اسباب جو ان کا لوٹ لیا واپس دو ورنہ خود آکر مجھسے مقابلہ کرو یہ سنکے وہ افسر قزاقان
سنگدل کوہ سے اُتر کر صحرا مین آیا فرامرز ثانی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے جوان کیا تو دیوانہ
ہی جو ان تاجرون کی حمایت کرنے آیا ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہ گھوڑا اور جو کچھ مال متاع تیرے

پاس ہو وہ یہان جو دہی رکھدے اور جس صحرا کی طرف سے آیا ہی اُسی طرف چلا جا زیادہ بیہودہ
باتین نکر ورنہ ابھی حکم دونگا چند قزاق آکر تجکو قتل کرینگے تیرا بھی مال و اسباب سب لے لینگے
فرامرز ثانی نے برہم ہوکر جواب دیا کیا مجال کسی قزاق نابکار کی جو میرے گھوڑے اور اسباب
موجودہ کو مجھسے لے لے اور مجھے قتل کر سکے مین دیوانہ نہین ہون مرد عاقل و فرزانہ ہون اگر
تو دعوے مردی و شجاعت رکھتا ہی تو مجھسے تنہا مقابلہ کرکے میرا گھوڑا اور لباس و سلاح جنگ لیلے
اور اگر بزدل و نامرد ہی تو میرے سامنے سے دور ہو اپنے قزاقون کو بھیج کہ وہ مجھسے چھین لین افسر
قزاقان مذکور نے تقریر فرامرز کی سنکے بقہر و غضب جواب دیا او جوان بدزبان آگاہ ہو کہ مین
وہ شجاع و بہادر ہون کہ صدہا لڑائیان لڑا ہون بڑے بڑے پہلوانون اور دلیرون کو مین نے
قتل و ذبح کیا ہی ہزارون بہادر زیر کردہ میرے اسوقت میرے ہمراہ ہین میرے حلقہ بگوش
ہین تیس ہزار جملہ قزاق میرے محکوم ہین اُن مین ایک ایک بہادر و دلیر چیدہ روزگار آزمودہ کار
ہی پس تو مجھ ایسے بہادر کو بزدل کہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جام عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی اجل تیری
کشان کشان تجکو یہان لائی ہی نام میرا قہور راہزن مشہور جہان ہی سب خرد و کلان میری
بہادری و شجاعت و راہزنی سے خوب آگاہ ہین جس کا مال و اسباب میرے حکم سے میرے
ہمراہیون نے لوٹا ہی آجتک کبھی کسی کو واپس نہین دیا ہی اور جو اس صحرا مین آیا ہی وہ بغیر لٹے
یا قتل ہوئے نہین گیا ہی آج جو تو یہان معین و مددگار ان تاجرون کا بنکر آیا ہی اور مجھسے مقابلہ
کرنے کی آرزو رکھتا ہی یقین ہی کہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا مال و اسباب اور گھوڑا تیرا مع سلاح
جنگ تیرے سب لیے جاوینگے مجھسے مقابلہ کرکے پچھتائے گا جان اپنی دیدہ و دانستہ گنوائے گا
کیونکہ مین وہ شیر بیشۂ شجاعت ہون کہ ہنگام مقابلہ دشمن کو اپنے بغیر ہلاک کیے ہرگز نہین چھوڑتا
ہر چند بسبب راہزنی کے راہزن مشہور عام ہون مگر اپنے اس کوہ و صحرا کا حاکم و بادشاہ ہون
کوئی بادشاہ بھی مجھسے بوجہ میری شجاعت و جمعیت ہم پہونچانے کے برسر مقابلہ نہین آیا ہی ایک
ڈرتا ہی بھلا تو کیا مجھسے لڑیگا اور کیا مال و اسباب ان تاجرون کا مجھسے واپس لیگا مگر
بعوض و بجائے اُس مال و اسباب اپنی جان دیگا اسوقت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اب
بھی مین تیری جوانی و خوبی دست و پا و صورت پر ترس کھاکر تجھسے کہتا ہون کہ یہان سے چلا جا
ورنہ ابھی تیرے خون سے زمین رنگین ہو جائے گی فرامرز ثانی نے مسکراکر جواب دیا کہ اے
قہور راہزن تم نے اتنی دیر تک جو حال اپنی شجاعت و بہادری کا بیان کیا اور اس قدر
کلمات کبر و فخر در زبان پر جاری کیے اُس سے کیا حاصل اگر تجکو دعوے شجاعت ہی تو مجھکو جو ہنر شمشیر دکھا
جس فن مین تجکو خوب کمال حاصل ہو اُسی فن مین مجھسے مقابلہ کر ہم بھی تو دیکھین کہ تم کیسے بہادر
ہو لاف زنی مردون کا کام نہین ہی یہ سنکے قہور راہزن نے مرکب پر درست بیٹھکر نیزہ کو
تا بازو اپنی مشت مین سنبھالا اور مرکب کو کاوے پر ڈالکر پکارا خبردار اے جوان
اپنے قالب و جگر سے کہ اجل تیری قریب ہی ادھر فرامرز ثانی نے بھی نیزے کو اپنے ہاتھ مین
لیا اور دیکھتا رہا جب سنان نیزہ اس کی نزدیک سینہ آنے لگی فرامرز ثانی نے اپنے نیزے
کی سنان پر اُس کے نیزہ کی سنان کو یون روکا کہ خود ہمراہیان قہور راہزن بے اختیار ہوکر
بہادر کی تعریف کرنے لگے شور و غل صدائے تحسین و آفرین کا زبان دشمنان سے بلند ہوا کیون

نے بھی تعریف کی اور دعائے نصرت کی پھر فرامرز تتاری نے اُس پر نیزے کا وار کیا اُس نے
بھی بجد وکدر دکا پھر قہور نے نیزہ و سینہ کو تاک کر نہایت چالاکی و قوت سے لگایا فرامرز تتاری
نے بسہولت تمام اس وار کو بھی اسی طرح رد کیا اب تو اکثر قزاق باہم آہستہ کہنے لگے
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہے حریف زبردست معلوم ہوتا ہے ہمارے مالک و آقا سے تیز دستی
کے ساتھ لڑ رہا ہے ایسے وقت میں دل چاہتا ہے کہ سب یکبارگی حملہ کرکے چار طرف سے گھیر کر اسکو
قتل کریں مبادا یہ حریف ہمارے آقا پر غالب آ جائے بعض قزاقوں نے جواب دیا کیا بیہودہ
خیال کرتے ہو ہمارا آقا و مالک کیا کم ہے جو ہم اس کو قتل کریں انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے
نزدیک تو ہماری رائے مناسب ہے لیکر قزاقان خونریز آگے بڑھے قہور نے منع کیا اور کہا کہ یہ بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ ایک جوان سے صدہا ہزارہا آدمی لڑیں تم سب ٹھہرو مجھی کو لڑنے دو جملہ قزاق
حکم سے اپنے مالک کے صف آرا ہو کر ٹھہر گئے فرامرز تتاری نے دو وار اس کے روک کر کہا کہ اے بہادر
اب اپنے نیزہ مت ہوشیار رہنا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا قہور یہ سنکے مسکرایا بعدہ جواب دیا
اے بہادر میں ہوشیار ہوں وار کر ہاتھ سے نیزے کا نکلجانا ممکن نہیں یہ سنکے فرامرز تتاری نے نیزہ
کو نکان دے کر خبردار خبردار کہکر گھوڑے کو بڑھا کر لگایا اُس نے بمشکل نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان
پر روکا پھر فرامرز تتاری نے اس طرح اپنے نیزے کو کل دیا اور زور کیا کہ سنان نیزہ اس کے ہاتھ
سے نکلکر مثل تیر شہاب یا مانند جگنو کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری قہور متحیر ہوا نیز دریائے عرق انفعال
میں غرق ہو گیا تاجروں نے شور تحسین و آفرین بلند کیا جملہ قزاق یہ رنگ جنگ دیکھکر دنگ ہو گئے
ہر ایک حیرت سے تصویر گل ہو گیا قہور نے بعد ایک لحظہ کے پکار کر کہا اے جوان سنان جو میرے
نیزے سے نکل گئی وجہ اس کی یہ تھی کہ یہ نیزہ کہنہ و بوسیدہ ایک مدت مدید کا تھا سبب زور بازو میں
کمی نہیں ہے یہ کہکر غصہ میں آکر ڈانڈ نیزہ مذکور کی بعد غضب آگے بڑھکر سر فرامرز تتاری پر بقوت
تمام تر لگائی فرامرز نے ڈانڈ کو اُس کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈ اس کے نیزے
کی درمیان سے دو قسمہ ہو گئی قہور قزاق نے مشتعل ہو کر وہ ڈانڈ شکستہ زمین پر ڈال کر بغضب
غضب شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر مرکب کو آگے بڑھا کر یوں پکارا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ یہ دو تیغ آبدار
ہے کہ ہم دونوں کا قصہ ایک دم میں فیصلہ کر دیگی خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اس شمشیر آبدار کی ضرب
سے جانبر نہ ہو گا کیونکہ یہ شمشیر حریف کو راستہ سیدھا ملک عدم کا بتاتی ہے فرامرز تتاری نے مسکرا کر جواب دیا
اے بہادر وصلہ اپنے دل کا نکال لے ضرب شمشیر کا میں ہوشیار ہوں اللہ ہمارا نگہبان ہے وہی
بچانے والا ہے قہور قزاق نے بقوت تمام سر پر فرامرز کے تلوار لگائی ادھر اس بہادر نے بائیں
ہاتھ میں بعجلت تمام شمشیر و سپر لیکے اس کی تلوار کی بازو پر نظر کی جب تلوار قریب سر آئی فرامرز
تتاری نے آگے بڑھکر بائیں جانب آکر داہنا ہاتھ اپنا کلائی پر بسرعت تمام ڈال دیا اور کلائی مروڑ کر
تلوار اس کے ہاتھ سے چھین لی تاجروں نے بہت خوش ہو کر پھر شور تحسین و آفرین بلند کیا وہ جو
بیس ہزار قزاق جو صف آرا موجود تھے اور جنگ دیکھ رہے تھے یہ حال جدال دیکھکر باہم کہنے لگے
کہ یہ جوان عجب پر قوت و پر فن ہے کہ ہمارے آقا سے بھی قوت و فن سپہگری میں زیادہ ہے انجام جنگ
برا معلوم ہوتا ہے کبھی اس طرح ہمارے آقا کسی بہادر سے ہنگام جنگ منفعل و خجل نہ ہوئے تھے ہم
مجبور ہیں ہم کو حکم نہیں دیتے ہیں ورنہ ابھی اس جوان چالاک دست کو شمشیر و خنجر سے پارہ پارہ

کر ڈالین ہنوز قزاقان مذکور یہ تقریر باہم کر رہے تھے اور قہور کے ہاتھ سے تلوار جو فرامرز نے چھین
لی تھی شرمگین تھا سر جھکائے تھا بعد ایک لمحہ کے غصہ مین آکر مرکب کو کسی قدر بڑھا کر زنجیر کمر فرامرز مین
ہاتھ ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر زمین پر اسطرح پٹکے کہ سرمہ سا ہو جائے مگر فرامرز ثانی کو
ذرا بھی جنبش نہوئی جب وہ زور کر کے تھک گیا فرامرز ثانی نے مسکرا کر بعجلت اُس کی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کر بسہولت زور کر کے اُس کو موافق قاعدہ بہادران پشت فرس سے اٹھا کر چت دیکر
آہستہ زمین پر گرا کر جلد گھوڑے سے اتر کر اُس کے سینہ پر بیٹھا اور بعض راویون نے یون کہا ہے کہ
جب فرامرز نے اُس کو پشت فرس سے اٹھا کر سر سے بلند کر کے گردش دینے کے چاہا کہ بالا سے
خاک پٹکے اُس وقت قہور نے کہا اے جوان الامان الامان فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام
و ایمان اُس نے بصدق دل کہا مجھے بدل و جان منظور و قبول ہے یہ سنکے فرامرز ثانی نے نہایت
خوش ہو کر اُس کو آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا تاجرون نے بہت تعریف کی قہور قزاق زیر ہو کر خادمانہ
قدم فرامرز پر گرا اُس بہادر نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ اُس کو تعلیم و تلقین
کیا اُس نے بصدق دل کلمہ پڑھکر مذہب اسلام اختیار کیا پھر فرامرز ثانی کو درہ کوہ مین بعزت و
حرمت لے گیا جلسے صدر پر بٹھایا بعد کو نہایت تکلف سے دعوت و ضیافت کی اور اپنے تمامی
ہمراہیان قزاق پیشہ کو کہ جملہ تیس ہزار تھے مسلمان کیا پھر بحکم فرامرز ثانی خواجہ بہادر اور خواجہ
اشکبار وغیرہ تاجرون کا جس قدر مال و اسباب لوٹا تھا وہ ان کے حوالے کیا وہ سب تاجر اپنا
مال و اسباب پاکر فرامرز ثانی کے حق مین دعائے خیر کرنے لگے اور رخصت ہو کر جہان اُن کو جانا
منظور تھا چلے گئے بعض بعض راویون نے اس مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ تاجران مذکور جملہ مال و اسباب
اپنا پاکر قیام پذیر رہے جب قہور قزاق نے چند روز تک بخوبی تمام دعوت ضیافت فرامرز کی اُس
صحرائے سبزہ زار مین کی اور دولت دین بھی برہنمائی فرامرز ثانی پائی اُسوقت بہت شادمان
ہو کر پوچھا اے بہادر تیرا نام کیا ہے اور مسکن تیرا کہان ہے فرامرز نے اپنا نام بتا کر کہا کہ بالفعل مسکن
میرا باغ عمان جادو ہے اب مین تم سے رخصت ہوتا ہون اور اپنے مسکن کی طرف جاتا ہون مجھکو
یہان زمانہ زیادہ گذرا واسطے شکار آہو کے باغ سے نکلا تھا اتفاق سے آہو کے عقب مین سرحد
شہر عاریہ مین پہونچا وہان دیو اسلم کا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس آہو کی بابت اُس سے ایسی تکرار
ہوئی کہ نوبت جنگ پہونچی آخر اُس کو تہ تیغ کر کے اپنے مسکن کی جستجو مین چلا تھا کہ یہ تاجر راہ مین گریان
و نالان ملے ان کے حال پر ہم کو رحم آیا کہ ہم ان کے اسباب و مال کے دلانے کے واسطے ادھر آگئے
یہان کئی روز گذر گئے لہذا اب ہم کو رخصت کرو تم یہین رہو لیکن خبردار اب قزاقی نکرنا دل آزاری
مردمان خوب نہین خلاف شرع ہے اور گناہ ہے اُس نے تمام تقریر سنکے دست بستہ عرض کی کہ جب
پیشہ قزاقی کو آپ نے منع کیا تو اب کس واسطے یہان سکونت اختیار کرون مین بھی آپ کے ہمراہ
چلونگا تا بعد از آپ ایسے محسن و جان بخش و بہادر کے قدم سے جدا نہونگا فرامرز ثانی نے
خوش ہو کر کہا خیر تم کو اختیار ہے قہور نے اُسی وقت حکم دیا کہ سامان سفر درست کیا جائے جملہ مال
و اسباب جو فراہم کیا ہے وہ اونٹون پر صندوقون مین رکھکر بار کیا جائے کل ہم ساتھ اپنے محسن و
آقا کے یہان سے کوچ کرینگے جملہ قزاق یہ تقریر اُس کی سنکے کاربند ہوئے دوسرے روز ہنگام صبح
جب آفتاب مشرق سے برآمد ہوا فرامرز ثانی مرکب پر سوار ہوا قہور وغیرہ بھی جملہ قزاق لیکر

سوار ہوئے قطار مال و اسباب اونٹوں کی ہمراہ لی تاجران مذکور بھی ہمراہ ہوئے فرامرز اس جمعیت سے سوے باغ عمان جادو روانہ ہوا اس کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب

دو کلمہ داستان گل گلزار موجد عیاری و مکاری سر برندہ گردن کشان و قتل کنندۂ ساحران قلعہ گیری جنگ رونق افزاے فریب اورنگ یعنی خضران فرزند ارجمند خواجہ عمرو ے ثالث کے بیان کیے جاتے ہین

ذوق صہبائے سخن طرفہ مزا دیتا ہے
ایسے لب کو لب پیمانہ بنا دیتا ہے

ہر گل رنگ سے کس طرح چھکا دیتا ہے
آج دیکھون مرا ساقی مجھے کیا دیتا ہے

شوخ و طرار ہے کس طرح کا پہلو مین یہ دل
طرفہ عیاریان دم بھر مین دکھا دیتا ہے

زلف کا جال دکھا کر سیہ شام وصلت
لوٹے ہاتھون سے وہ عیار اڑا دیتا ہے

لطف دوست بھی کچھ بڑھ کے ہے امین یہ جان
منہ بنا لینا ترا مجھکو مزا دیتا ہے

رہبری کوچۂ الفت کی بہت مشکل ہے
یہی رستہ ہے جہان خضر دغا دیتا ہے

خاک ہونے پہ بھی میکش کی زبان بند نہین
لب پیمانہ سے ساقی کو دعا دیتا ہے

کیون مین احسان لون جب ایسے کیے کا بدلا
کیا فلک مجھکو مقدر سے سوا دیتا ہے

شمع رو مین ہے یہ طرز صفت ہر کے مجھے
خندہ اکثر کرتا ہے کبھی گاہ جلا دیتا ہے

زلف جانان مین کا بنائی کیا ہو تا قسم
دل مجھے ایسے بکھیڑون مین پھنسا دیتا ہے

آتش شوق بھڑک اٹھتی ہے جو اوس نہیر
لپٹے دامن کی جو وہ مجھکو ہوا دیتا ہے

قبل اس کے لکھا گیا ہے کہ خضران بعد دریا برد ہونے اور غرق ہونے ملکہ اور فرامرز ثانی کے کثرت غم سے لشکر مین قیام پذیر نہوکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہوکر بارادہ زیارت حج کعبہ نالان گریان روانہ ہوا تھا بعد قطع منازل و طے مراحل ایک روز خضران نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اے خضران تو جو سوے کعبہ جاتا ہے وہان قبلہ و کعبہ تیرے والد بزرگوار موجود ہین جب وہ مجھسے یہ سنین گے کہ جلا بانے عیاری کے ایک عیار عیاری کرکے لیگیا تو وہ کیا فرماوینگے غالبا یہی ارشاد کرین گے کہ او ناخلف تو یہان سب بانے عیاری کے گنوا کر آیا ہے غیرت و شرمندگی سے مر نہ گیا اسوقت اے خضران تجکو نہایت خجالت و ندامت حاصل ہوگی لہذا مصلحت وقت یہی ہے کہ ابھی ارادہ بیت اللہ کے جانے کا نکرا و کسی جانب قدم فرسا ہو خداوند عالم کریم و رحیم ہے عجب نہین کہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب خوشی پیدا کر دے یہ خیال کرکے ارادہ خانۂ کعبہ جانے کا دل سے دور کرکے رنگ و روغن لگاکر ایک مرد پیر فقیر کی صورت بن کر لباس فقیرانہ زیب تن کرکے یا حق یا معبود یا ہو آواز بلند کہتا ہوا خدا کے واسطے اپنی بہبودی کے دعا کرتا ہوا دشت و کوہ کی سیر دیکھتا ہوا کوچ و مقام کرتا ہوا ایک روز قریب ایک ویرانے کے کہ قبرستان اور صحرا تھا جا پہونچا دور سے دیکھا کہ بہت سے درخت مولسری اور املی وغیرہ کے ہین اور اکثر نشان قبور پائے جاتے ہین اور کچھ آدمی بھی بیٹھے ہوے دکھائی دیے

ہین حضران نے اپنے دل مین کہا کہ اس صحرا مین قبور مردم کا ہونا ایک مقام عجب ہی ذرا آگے بڑھکر دیکھنا چاہیے اور ان لوگون سے پوچھنا چاہیے کہ تم کون ہو اور یہان کیون بیٹھے ہو یہ تجویز کے آگے بڑھا جب قریب اُس قبرستان کے پہونچا دیکھا کہ چالیس فقرا ہین ولیبار پوست آہو وحصیر پر لباس فقیرانہ پہنے ہوے بیٹھے ہین پیشانیون پر اُن کے نشان سجدہ ہین ہاتھون مین تسبیح ہین پوشاک سب کی رنگین گیروی وغیرہ ہی درمیان مین ان فقرا کے ایک مرد درویش باریش دراز و سفید پوست آہو کا جامہ پہنے دستار سبز سر پر رکھے تسبیح بدست سرنگون بیٹھا ہی رنگ اُس کا سُرخ ہی اور موے سر بھی اُس کے مائل بہ سرخی ہین لبون کو اُس کے حرکت ہی دانہاے تسبیح گردش مین ہین درختان مولسری و تر ہندی وغیرہ جو ہین گنجان ہین وہ ان پر سایہ فگن ہین قریب تر اُن فقرا کے چند درخت مولسری کے اور ہین اُن کے سایہ مین ایک کاٹھ کا کٹہرا ہی درمیان کٹہرے کے ایک قبر کلان ہی اُس پر چادر بر رنگ سبز پڑی ہی بالاے چادر پھولون کی چادر کہ تازہ و خوشبودار ہین پڑی ہی اور کشتی مین بالین قبر اگر سلگ رہا ہی دھوان بلند ہو رہا ہی قبرستان وسیع ہی ہزارہا قبور ہین پختہ و خام مگر کسی قبر پر نہ چادر ہی نہ گل ہی صرف بیکسی و یاس ہر ایک قبر سے ہویدا ہی مقام عبرت ہی ساکنان قبور قبرون مین ایسے غافل سوے ہین کہ ہوشیار نہین ہوتے ہین اجل کے مارے ہوے پڑے ہین گویا منتظر رہگذرون سے یہ ہین کہ ہمے ثواب سورۂ فاتحہ دیتے جاؤ اب ہم محتاج عمل خیر کے ہین گوشہ قبر مین بے حس و حرکت پڑے ہین انتظار مین روز حشر کے کہ دیکھیے کب روز حشر آتا ہی اور ہم قبور سے نکلکر صحراے محشر مین جاتے ہین اور بعد حساب اپنے مکانات و مساکن مین جو خدا نے ہمارے واسطے موثر و معین کیے قیام پذیر ہوتے ہین اکثر قبور پر خس و خاشاک ہی خاک اُڑ رہی ہی حضران ابن عمر دیکھنے بعد دیکھنے قبور مذکورہ اور افسوس کرنے کے پھر اُن فقرا کی طرف بڑھکر جو دیکھا تو معلوم ہوا اور سنا کہ ایک مطرب روبرو اُس فقیر صاحب ستار سبز کے بیٹھا ہوا ہی اور کچھ مثل ڈھولک کے بجا رہا ہی اور یہ اشعار گا رہا ہی + اشعار

نکال اے شاہ خوبان اب کوئی تدبیر وصلت کی ۔۔۔ اگر دل کی بیقراری ہے مثل سیماب غارت کی
نہین منکر شہادت گر نہین ہے تیری رسالت کی ۔۔۔ لگی کی پشت پر خالق نے تو مہر نبوت کی
سوے گرداب تماشا کر سر حباب جھکتے ہین ۔۔۔ روانی دیکھتے ہین ہم ترے دریاے قدرت کی

فقرا سن سنکے حالت وجد مین ہین اکثر یا حق یا ہو کہ رہے ہین بعض فقرا مطالب اشعار مندرجہ بالا سمجھکر جھوم رہے ہین وہ درویش جو درمیان مین بیٹھا ہی اور سب کا مرشد معلوم ہوتا تھا اُسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین جھوم رہا ہی حالت وجد مین ہی گاہ پکار کر یا حق کہتا ہی کبھی یا معبود یا داتا کہتا ہی کبھی کہتا ہی کہ اب تو زمانہ میری پیری کا ہی اے مالک مجھے طلب کر جس کا منتظر ہون اپنے بھیج تو جانتا ہی کہ امانت دار ہون کب تک امانت لیے بیٹھا رہون اب اپنے جوار رحمت مین بلا فقیر کو دنیاے فانی سے اُٹھا میرے مرشد کی خدمت مین بعد مرگ مجھے پہونچا اُن کے دید کا کمال شوق ہی اور تیری لقا کا بدرجہ کمال اشتیاق ہی امید میری بر لا کہ تو ہی بر آرندۂ حاجات جملہ مخلوقات ہی حضران اُن فقرا کو دیکھتا ہوا اور تقریر درویشان سنتا ہوا قریب تر اُن سب کے پہونچا پاؤن کی آہٹ سے اُس مرشد درویشان و دیگر فقرا نے سر اپنے اونچے کیے اور بہ نظر حیرت دیکھنے لگے وہ حال وقال موقوف ہوا مطرب خاموش ہوا اُس درویش سُرخ مو و سُرخ چہرہ نے کہ دعا کر رہا تھا

خضران نے دیکھا کہ ایک درویش باریش دراز و سفید جامہ پارسائی و فقیری در بر دستار فقیری بر سر
سامنے سے آتے دکھائی دیے ہیں خوش ہوا دل میں کہنے لگا الحمد للہ جس کا میں منتظر تھا وہ آ پہونچا واد دلی
بر آئی خدا نے دعا میری مستجاب کی خضران نے کہا داتا یا داتا اس فقیر نے کہا بابا عشق اللہ آؤ آؤ
پکڑ اپنی جگہ سے نیم قد برائے تعظیم اُٹھا ہر چند کہ خضران نے کہا کہ داتا کیوں اس خاکسار کی تعظیم
و تکریم کرتے ہو مگر اس نے نہ مانا اور جواب دیا بابا میں تجھے اپنے علم سے جانتا ہوں کہ تو بڑا شخص بڑے
ذی وقار کا فرزند ہو کر تو اس لباس میں پھرتا ہے پاس اپنے اسی چبوترے پر بالائے وحشی
پوست شیر بٹھا لیا پھر پوچھا کہاں سے آنا ہوا کہاں جانے کا ارادہ ہے خضران نے جواب دیا کہ داتا
جہاں سے سب آتے ہیں میں بھی آیا ہوں اور جہاں سب جانے والے ہیں ایک روز میں بھی
جاؤں گا البتہ راستہ چلنے والے کو دیکھ رہا ہوں چند روز میں ضرور جاؤں گا یہاں رہ کر کیا کروں گا
یہ مقام رہنے کا نہیں ہے یہ تو ایک سرا ہے فقیر کا مکان اصلی دوسرا ہے خدا وہاں تک بخیریت پہونچائے
درمیان راہ میں کوئی خرابی نہ ہو اُس درویش نے تقریر اس کی سمجھ کر کہا بابا تم کیسے ہو تم بھی فقرا کی
بولی ٹھولی سے رمز و کنایہ سے خوب آگاہ ہو خضران نے پوچھا شاہ صاحب آپ کا اسم شریف کیا
ہے اور یہ مزار کس کا ہے آپ کب سے یہاں فروکش ہیں اس صحرائے بے آب و گیاہ و قبرستان میں
کیونکر بسر اوقات ہوتی ہے اُس درویش سرخ موئے نے مسکرا کر جواب دیا بابا یہ کیا کہا معبود رازق العباد
ہے رزاق مطلق ہے روزی رساں ہے انسان کا مرتبہ تو بڑا ہے رزاق مطلق کیڑوں کو بھی اپنے رحم و
کرم سے روزی پہونچاتا ہے کیا سنا نہیں کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے آسیا کہتی ہے ہر صبح بآواز بلند
رزق سے بھرتا ہے رزاق میں پھیر کے اسی جگہ معبود حقیقی ہر قسم کی نعمتیں عطا فرماتا ہے ہم سب سیر و سیراب
ہوتے ہیں جو کوئی بھی اس طرف سے گذرتا ہے اُس کو بھی ہم اپنا مہمان کرتے ہیں جو کچھ ممکن ہوتا ہے اُسکے
آگے اکل و شرب سے رکھ دیتے ہیں آج تمہاری بھی فقیر مہمانی کرے گا جو ما حضر ہے کھلائے گا یا جس
شے کی تم کو خواہش ہوگی وہی طعام لذیذ و نفیس کھلائے گا پانی شیریں و سرد پلائے گا فضل خدا
سے سب کچھ اس صحرا میں فقیر کو ملتا ہے ابھی تم کو تعجب ہوگا جب دیکھو گے تو کہو گے کہ یہ فقیر سچ
کہتا ہے اب تم کو معلوم ہو کہ نام میرا مرجان سرخ مو ہے سب مجھکو مرجان شاہ کہتے ہیں اور یہ نام
میرا اس وجہ سے میرے والدین نے رکھا ہے کہ چہرہ میرا اور موئے تن سرخ ہیں اور یہ مزار جو سامنے ہے
میرے مرشد و ہادی عبد اللہ شاہ کا ہے اور یہ چالیس فقرا میرے مرید ہیں ان میں ہر ایک موحد و
خدا پرست و عبادت گذار ہے ایک مدت دراز و عرصہ مدید سے بحکم اپنے مرشد مرحوم و مذکور کے
یہاں بیٹھا ہوں اور وہ بھی برسوں اسی جگہ بیٹھے رہے تھے اور جو لباس میں پہنے ہوں یہی پوشاک
وہ بھی پہنتے تھے اور انھوں نے یہ خرقہ و جامہ اپنے مرشد سے پایا تھا آگے کا حال معلوم نہیں کہ انھوں
نے یہ جامہ کس سے حاصل کیا تھا ہمارے مرشد نے مجھکو قریب مرگ یہ جامہ و دستار دیکر سند مشیخت
کرکے تاکید کہا تھا کہ اس جامہ و دستار کو لے اور پہن اور اسی جگہ بیٹھ خبردار یہاں سے کہیں
نہ جانا میرے مرقد کے قریب تر رہنا جب کوئی اس جامہ کا لینے والا اس طرف سے گذرے اُس کو یہ
جامہ حوالے کر دینا یہ جامہ تیرے پاس امانت ہے خاص تیرا نہیں ہے میں نے پوچھا تھا کہ اس جامہ
پوستین کا لینے والا کون ہے مرشد نے جواب دیا تھا کہ یہ جامہ پوستین جس کے تن پر ٹھیک اور درست
ہو وہی اس جامہ کا لینے والا ہے بجز اس کے کسی آدمی کے تن پر یہ جامہ ہرگز نہ آئے گا اور بڑی

پہچان ایک یہ ہے کہ جس کے تن میں یہ جامہ آ جائے گا وہ بصورت درویش یہاں آئے گا اور یاد رکھ
کہ اُسی روز تو بھی اس دنیا سے رحلت کرے گا ہم سے آ ملے گا مالک اس جامہ کا تجکو اپنے ہاتھ سے
غسل و کفن دے گا اور ہماری قبر کے پاس تجکو دفن کرے گا بس یہ وصیت و نصیحت کرکے مرشد
موصوف نے رحلت کی حسب وصیت ان کی میں نے اُن کو غسل و کفن دے کر بعد گریہ و
زاری دفن کیا بعدہٗ وہ پوستین میں نے پہن لیا دستار لپیٹ سر پر رکھی فاتحہ خوانی مرشد کی اسی جگہ
سے کیا کرتا ہوں مجاور بنا ہوا یہاں بیٹھا ہوں شب کو شمع دن کو پھولوں کی چادر چڑھاتا ہوں جو کوئی
اس طرف سے گذرتا ہے اُسے مہمان کرکے جامۂ عطیہ امانت مرشد پہناتا ہوں کسی کے ٹھیک اور درست
تن پر نہیں آتا ہے آج تجکو بھی وہی جامہ پہناؤں گا پہلے تمہاری دعوت و ضیافت کروں یہ کہکے اُسی
جامہ پوستین کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کہا اے جامۂ پوستین مرشد اس وقت ایک فقیر صورت
بندہ خدا پرست ہمارا مہمان ہوا ہے طعام چاہیے رنگ رنگ و لذیذ و خوشبودار و آب صاف و سرد خوشگوار
درکار ہے اور بھی و شتاب ہو خضران بن عمرو نے دیکھا کہ قابیں اور طشتیں سفید سے اور طلا و اور سینیں
کی گرما گرم اُس جیب سے برابر نکلنے لگیں مرجان سرخ مو بار بار اشتہائے مطلوب جیب جامۂ مذکور
سے نکال نکال کے رکھنے لگا کباب بالائی شیرینی ہر قسم کی نان خستہ و مرغن و چرب لائق غذائے
شاہان تمام اشیاء و اغذیہ و صراحی آب سرد و دستر خوان نکال کر بالائے دستر خوان رکھیں پھر
آفتابہ اٹھا کر ہاتھ دھلائے بعدہٗ کہا بسم اللہ کھانا کھاؤ یہ تو طعام موجود ہوا اب جس چیز کی خواہش ہو
وہ بھی فقیر جیب سے نکال کر پیش کرے خضران نے کہا اب ضرورت کچھ نہیں ہے سب کچھ تو موجود
ہوا اور اس دستر خوان پر وہ نعمتیں ہیں کہ شاہوں کے بھی دستر خوان پر ایسی ہی نعمتیں بمعہ خوان
طعام موجود ہوتی ہوں گی ظاہر میں یہ کہا مگر دل میں کہا یہ پوستین عجب کرامت کی پوستین ہے گویا زنبیل
قبلہ و کعبہ ہمارے والد کی ہے جو اوصاف اُس میں تھے وہی اوصاف اس میں پائے جاتے ہیں
یہ دل میں باتیں کرکے اصرار کرنے سے اُس درویش سرخ مو کے خضران نے طعام کھانا شروع کیا
مرجان سرخ مو اور وہ چالیس فقرا بھی شریک طعام ہوئے جب سب سیراب و سیر بخوبی ہو چکے
تو ہر ایک نے آب گرم سے ہاتھ دھویا درویش مرجان سرخ مو نے پھر وہ دستر خوان اور قابیں
وغیرہ جو کچھ اُس جیب سے باہر نکالی تھیں پھر اسی جامۂ پوستین کی جیب میں داخل کر دیں و غائب
ہو گئیں خضران متحیر ہو کر دیکھنے لگا اُس فقیر نے کہا بابا کیا نظر حیرت سے دیکھتا ہے یہ جامۂ پوستین
ہمارے مرشد کا عجب کرامت رکھتا ہے ابھی تو نے کیا دیکھا ہے جو جو کہ اشیاء اس میں ہیں اور جو جو چیزیں
حسب المطلب نکل سکتی ہیں اور پھر غائب ہو جا سکتی ہیں یہ کہکر وہ جامہ اپنے تن سے اتار کر
پہلے اپنے چالیس مریدوں سے کہا کہ تم سب یکے بعد دیگرے اس جامے کو پہنو جس کے تن پر یہ
جامہ درست ہو وہ اس جامے کو ہم سے لے کہ فقیر اب دنیا سے جانے والا ہے اُن چالیس
مریدوں نے یکے بعد دیگرے وہ جامہ بخواہش تمام پہنا لیکن کسی کے تن پر ٹھیک اور درست نہوا
آخر کار جب سب اُس کے پہننے سے عاجز و مجبور ہوئے خضران بن عمرو سے مخاطب ہو کر کہا بابا
اب تو اس جامہ کو پہن خضران نے جو اُس کو بسم اللہ زبان پر جاری کرکے پہنا ٹھیک و درست
ہوا اُن چالیس فقرا کو رشک ہوا سب نے دل میں افسوس کیا مرجان سرخ مو نے کہا کہ اے
خضران بن عمرو مبارک ہو کہ یہ جامہ خاص تمہارے واسطے مرشد نے ہمارے ہم کو دیا تھا اور ہم کو

بطور امانت اپنے پاس رکھتے تھے آج امانت تم کو موافق حکم مرشد دیتا ہون اس جامے کو لو اس کو
ہمیشہ اپنے گلے مین رکھنا اس کی جیب سے جو کچھ طلب کروگے تم کو فی الفور ملے گا تم عیار ابن خواجہ
عمرو ہو تمہارے جامۂ پوستین بہت کام آئے گا اس جامے کی جیب مین اول تو بہت سے بانے
عیاری کے ہین از انجملہ ایک منڈھی ہے دیکھو ابھی ہم تم کو دکھاتے ہین یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈال کر
کہا اے جامۂ پوستین رشتہ منڈھی درکار ہے فی الفور ہاتھ مین آگئی وہ بصورت ایک چھتری کے
تھی مرجان سرخ مو نے ایک لوح بشکل ایک لکڑی کے نکالکر جیب سے درمیان مین اس منڈھی
کے رکھی اور پھر اسمار اس لوح سے وردزبان کیے فوراً وہ دراز ہونے لگی یہانتک کہ وہ سب فقرا
اس کے درمیان مین آگئے مرجان سرخ مو نے کہا اے خضران یہ منڈھی جس قدر چاہو دراز
ہو سکتی ہے اور جب چاہو بلند ہو کر جہان کا ارادہ کرو وہان پہونچا دے سکتی ہے اور جہان چاہو تمکو اتار دے سکتی
ہے بشرطیکہ یہ لوح جو اس کے درمیان مین ہے اس کے اسمار کو کہ صدہا ہین وردزبان کروگے جس مطلب
کے واسطے جو اسم اس مین نقش ہے جب پڑھوگے وہ مطلب حاصل ہوگا اس مین اگر بیٹھوگے تو
ہر آفت بلا سے محفوظ رہوگے کسی ساحر کا سحر تیرا اثر نہ کرے گا جو کوئی واسطے تمہاری گرفتاری کے
اس منڈھی کے اندر آجائے گا وہ فی الفور گرفتار ہو کر لٹک جاے گا سوا اس کے کوئی درندہ و گزندہ
اس کے اندر آ نہین سکتا ہے یہ بھی کرامت کی منڈھی ہے یہ کہکر اس لوح مذکور سے کچھ دیکھکر اسما پڑھے
وہ منڈھی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی شاہ صاحب موصوف نے پھر اس منڈھی کو داخل جیب جامۂ
پوستین کرکے ایک گلیم اسی جیب سے نکالی اور کہا اے خضران دیکھو یہ گلیم بھی کرامت کی ہے
جب اس کو اوڑھ لوگے کوئی تم کو دیکھ نہ سکے گا نہ دریافت کر سکے گا کہ کہان ہے یہ کہکر وہ گلیم بھی پھر
داخل جیب کرکے جامۂ پوستین مذکور خضران بن عمرو کے حوالے کرکے کہا کہ اس کو اب پہن لو
جب خضران دوبارہ اس جامۂ پوستین کو پہن چکا تو مرجان شاہ نے اپنے بازو سے ایک اکا
کہ اس پر بہت حق نقش اور طلسم کندہ تھے کھول کر کہا دیکھو اے خضران یہ اکا ضحاک
بادشاہ نے اپنے عہد حکومت مین ہزارہا عالمون اور عاملون کو جمع کرکے بے حد و انتہا زر سرخ و سفید
خرچ کرکے اور عاملون کو دے کے تیار کرایا تھا خاصیت اس کی یہ ہے کہ جس کے بازو پر بندھا ہو اس پر
جن و انس سے جنگ مین و دیگر مقامات غالب آ نہین سکتا ہے بلکہ صاحب اکا سے جو کوئی لڑے گا
وہ زیر ہوگا پس یہ اکا بھی لو اور اپنے بازو پر باندھو تمہارے بہت کام آئے گا ہرگز اس کو اپنے
بازو سے بے ضرورت جدا نہ کرنا اس کی حفاظت و نگہبانی کرتے رہنا یہ تحفہ ہے ضحاک شاہ نے اسکو
تیار کراکر اپنے خزانے مین رکھا تھا جب اس نے انتقال کیا تو فریدون وغیرہ بادشاہون کے
قبضہ مین آیا اسی طرح یکے بعد دیگرے قبضہ مین آتا رہا یہانتک کہ ہمارے مرشد کو کسی طور
سے دستیاب ہوا تھا جو اسوقت تم تک پہونچا ہے یہ عجب بیش بہا تحفہ ہے اس کی جس قدر تعریف
کی جائے کم ہے خضران نے وہ اکا بھی لے کر اپنے قبضہ مین کیا اسی وقت اپنے بازو پر باندھ لیا
مرجان شاہ نے بعد اسکے کہا کہ اے خضران بن عمرو اب مین تم کو اپنا وصی و
جانشین کرتا ہون اور ان چالیسون مریدون کو تمہارے حوالے کرتا ہون ان سے سلوک نیک
کرنا پھر ان مریدون سے کہا خبردار خضران میرے وصی و جانشین کی اطاعت کرنا جو یہ حکم
کرین اس پر عمل کرنا خلاف ان کی رائے کے کوئی کام نہ کرنا سب مریدون نے عرض کیا آپ کے حکم کی

تعمیل کرینگے جب مرجان شاہ اپنے مریدون سے اقرار لے چکا اور سب اشیاء ارامست
خضران کو دے چکا اور اپنا وصی وجانشین بھی کر چکا اٹھکر نہایا غسل کیا جامہ پاک وخوشبو پہنکر
دو رکعت نماز شکرانہ رسائی وآرزوے دلی استجابت دعا بجالا کر خضران سے مخاطب ہوکر
کہا کہ اے جانشین من آگاہ کہ اب وقت وفات ہمارا آپہونچا ہے کوئی دم کا مہمان ہون جسوقت
مرجاؤن اپنے ہاتھ سے غسل میت دینا پھر کفن دے کر نماز جنازہ ہمراہ ان سب مریدون کے
پڑھ کر برابر مرشد کے مزار کے قبر کھدوا کر مجھے اپنے ہاتھ سے دفن کر دینا اور حتی الامکان اسی جگہ
رہنا ورنہ تمکو اختیار ہے میرے مریدون مین سے کسی کو اپنا جانشین کر کے بضرورت چلے جانا دیکھو
ضرور میری وصیت پر عمل کرنا یہ کہکے زمین پر دراز ہوا یعنی لیٹ گیا پھر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا
تھوڑی دیر مین بحکم خدا مر گیا خضران نے حسب وصیت اُس کے اُس کو غسل وکفن دے کر نماز جنازہ
پڑھکر قبر مین اُس کے مرشد کے برابر اُسے دفن کیا بعد ایام تعزیت وغیرہ وفاتحہ خوانی اور کھانا
کھلانے فقیرون کے خضران نے اُن جانیہ مون مریدون سے ایک مرید کو زیادہ لائق پا کر اُس کو
اپنا جانشین کر کے کہا تو اس جگہ بیٹھ خبردار یہان سے کہین نہ جانا وقتیکہ ہم یہان نہ آئین اور
اسی جگہ مسکن گزین رہنا ان دونون مزارون کی جاروب کشی ومجاور رہنا ہمیشہ عبادت خدا
مین بسر کرنا لہو ولعب مین گرفتار نہونا یہ تاکید کر کے وہان سے سب اشیاے عطیہ مرجان مع جو
درویش لے کر ایک جانب روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے ہنگام ضرورت اس کا حال
لکھا جائیگا لیکن اب

حال ان ملازمون کا جو لاشہ دیو سلیم کا شکارگاہ سے اٹھا کر نالان وگریان سمت دیو اسلم وقلعہ عمانیہ روانہ ہوے تھے تحریر کیا جاتا ہے

چھپا بیٹھا ہے [illegible] یہ کہان اپنا — رہنے دے [illegible] پہلو ہے تو پیکان اپنا
تیرے قربان نکال آج تو ارمان اپنا — رکھدیا کھینچ کے کیون [illegible] اپنا
باغبان تو نے بہار گلستان اپنا — مجھے مجنون کو مبارک ہو بیابان اپنا
گھر لیے جاتا ہے بلبل کو قفس مین صیاد — دیکھتی جاتی ہے مڑ مڑ کے گلستان اپنا
حشر مین بھی ہون مزے دور چلے جو ساقی — میزبان ہم ہین اور کوئی ہو مہمان اپنا
پھیر دے پھیر دے تلوار لگے پر قاتل — سہل مشکل ہو تری کام ہو آسان اپنا
داغ دل کا جو جلا سیر کے لیے مزے — حشر مین جا [illegible] ہوے گلستان اپنا

جب وہ [illegible] لاشہ اُس دیو [illegible] نالان وگریان با دل دردناک در قلعہ عمانیہ
پہونچے دیو اسلم اسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار اُس کے دربار مین موجود
[illegible] حاضر تھے [illegible] شور گریہ وفغان سنکے دیو اسلم نے گھبرا کر کہا دیکھو تو یہ کیسا شور وغل
ہا [illegible] ملازمون نے باہر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ لاشہ دیو سلیم کا لوگ لے کر آئے
ہین یہ دیکھکر وہ بھی نالان دربار مین پلٹ گئے دیو اسلم نے پوچھا کہ خیر ہے انھون نے عرض کیا کہ
حضور جو کچھ حال ہے وہ ابھی ظاہر ہو جائیگا ہماری مجال نہین کہ ہم اپنی زبان سے کیا کہین کہ کیا
دیکھکر آئے ہین ہنوز وہ ملازم یہ عرض کر رہے تھے کہ وہ لوگ جو لاشہ دیو سلیم لیکر آئے تھے

سر و دار یا لاشہ دیو سلیم کا نالان و گریان لائے دیو اسلم لاشۂ خون آلود اپنے فرزند دلبند کا دیکھکر
بے اختیار نالان ہوکر تخت حکومت پر اشکبار ہوکر بہت بحال اپنا غم فرزند مین ابتر کرکے پوچھنے لگا
میرے فرزند کو کس نے قتل کیا ہی وہ کون ایسا قوی و بہادر دشمن تھا کہ جس نے میرے فرزند کو قتل
کر ڈالا کچھ بادولت سے بھی نہ ڈرا ان ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم حسب الحکم ہمراہ
شاہزادے کے صحراے سبزہ زار مین گئے تھے شاہزادہ دو بارہ بعد خوشی صحرا مین شکار آہو و نخچیر
طلب رہا تھا ناگاہ ایک آہوے تیر خوردہ افتان و خیزان دوبہے ہمارے شاہزادے کے
روبرو آیا شاہزادے نے بخوشی و بعجلت تیر لگا کر اُس کو شکار کیا جب وہ زمین پر گرا قریب اُسکے
جا کر ارادہ اُس کے کباب یا خام کھانے کا کیا تھا کہ سامنے سے ایک جوان خوش رو جنی آدمی سے
مرکب کو اپنے اڑاتا ہوا قریب آیا پھر اُس نے اُس سے للکار کر پوچھا کہ اس آہو کو کس نے شکار
کیا ہی اس کو تو مین نے تیر لگایا تھا یہ شکار ہمارا ہی خیر جس نے اس کو شکار کیا ہی مین بھی اُس کا
شکار کرونگا بتاؤ وہ کون خیرہ سر ہی ہمارے بادشاہزادے نے برہم ہوکر فرمایا کہ ہمنے اسکو
شکار کیا ہی کیون مطلب تمہارا کیا ہی اُس جوان تند خو نے کہا کہ اس آہو کو ہمارے حوالے کرو کہ یہ
آہو ہمارا شکار ہی ہمارے شاہزادے نے آہوے مذکور کے دینے سے انکار وہ جوان بدخو آمادہ
جنگ ہوا بعد حجت و تکرار بسیار کے شاہزادہ لڑائی پر مستعد ہوا ہر چند ہم سب نے عرض کیا حضور
تامل کرین اس جوان بدخو سے مقابلہ نکرین ہم جان نثار موجود ہین ابھی اس کو قتل کرین گے
لیکن شاہزادے نے ہم کو منع کیا روک کر خود اُس سے مقابلہ کیا دیر تک جنگ ہوئی آخرکار اس جوان
نے بضرب شمشیر آبدار ہمارے شاہزادے کو قتل کیا تب ہم سب نے اُس پر حملہ کیا اُس نے ہمکو بھی
کیا کسی طرح وہ قتل نہو سکا آخرکار وہ جوان اُس آہو کو لیکر ایک طرف صحرا مین چلا گیا ہم لاشہ
شاہزادے کا اُٹھا کر یہان لے آئے ہین دیو اسلم نے پوچھا اُس جوان کا نام کیا ہی کہان رہتا ہی
اُن ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم اُس کے نام و جاے سکونت سے آگاہ نہین ہین
اُس کی صورت سے ماہر ہین وہ جوان قوی ہیکل تھا نہایت قوی بازو و خوش رو مرکب پر سوار
تھا مسلح و مکمل تھا دیو اسلم یہ سنکر کہنے لگا کہ اے نامردو تم سے ایک جوان کو قتل نہ کیا گیا نہ
اُسے گھیر کر روک گیا نہ بادولت کو خبر کی سب نے عرض کیا حضور وہ جوان بلاے بے درمان تھا
ہر چند چاہا کہ اُس کو قتل کرین لیکن وہ قتل نہو سکا نہ گرفتار ہو سکا نہ ہم اُس کو گھیر سکے نہ خبر اُسکے
آنے کی حضور کو پہونچا سکے وہ بہت جلد آہو کو لیکر صحرا سے چلا گیا ہم مجبور ہوگئے دیو اسلم
بیٹے کے پیلے تو بہت رویا بعدہٗ کچھ اسماے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوا
اُس نے بزبان فصیح پکار کر کہا کہ اے دیو اس وقت تم نے مجکو کیون طلب کیا ہی مطلب تمہارا کیا
ہی بیان کرو دیو اسلم نے ایک رقعہ حسب المطلب جلد اپنے ہاتھ سے لکھکر اُس طائر سحر کو دیا اور کہا
کہ اس رقعہ کو ازلال جادو کو دے آؤ وہ طائر سحر اُس رقعہ کو اپنی منقار مین لیکر ایک جانب
پرواز کنان چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک لکۂ ابر سرخ آسمان پر نمودار ہوا تب وہ درمیان
سے شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تخت اُس ابر سے باہر آیا اُس تخت سحر پر ازلال جادو بیٹھا
ہوا تھا سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحرہ اپنے تخت سحر کو پہونچا کر کے دربار مین لائی پہلے
اُس نے تمام اہل دربار کو نالان و گریان دیکھکر سبب فریاد و فغان نہایت حیران ہوکر پوچھا

جوش گریہ میں اُس کو کچھ جواب نہ دیا آخر اُس نے دیو اسلم سے دریافت کیا کہ یہ شور و غل اور گریہ و
بکا کیسا ہے سبب رونے کا ہے ہمیں تم بھی نالاں ہو جلد بیان کرو کہ سبب اس رونے پیٹنے کا کیا ہے اور
تم نے مجھکو طائر سحر کے ذریعہ سے رقعہ لکھکر کیوں بلایا ہے دیو اسلم نے سر پیٹ کر کہا کہ ایہا حکیم
غضب ہوا تمہارا فرزند قتل ہو گیا دیکھو یہ لاشہ اُس کا پڑا ہے ازلال جادو نے جو اپنے فرزند کے
لاشہ پر نظر کی کثرت غم سے اس قدر روئی پیٹی کہ قریب ہلاکت ہو گئی غش آ گیا جب اُس کو غش
سے افاقہ ہوا پوچھا کہ میرے پارۂ جگر کو کس نے مار ڈالا وہ کون بے درد تھا جس نے اس پر ہاتھ
اٹھایا اور وہ کون ایسا شجاع و بہادر تھا کہ جس نے میرے قوی ہیکل پسر کو قتل کیا دیو اسلم نے
کہا اے صاحب میں نے اس کے ہمراہیوں سے کہ اس کے ہمراہ شکار کو گئے تھے دریافت کیا تھا
کسی نے اُس کے قاتل کا نام اور اُس کا مسکن نہیں بتایا مجبور ہو کر تم کو طلب کیا کہ تم بذریعہ
سحر اُس کے قاتل کو دریافت کر دو تاکہ اُس سے انتقام لیا جاوے گا اور نیز الحال اپنے قلب افگار
کو تسکین ہو یہ سنکے ازلال جادو نے ایک اپنی شاگرد ساحرہ کو کہ نام اُس کا شریر جادو تھا
طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی اُس سے کہا اسوقت میرے ہوش و حواس درست نہیں ہیں
تو بذریعہ سحر میرے فرزند کے قاتل کو دریافت کر اُس نے عرض کیا کہ اے استانی اس وقت
میرے بھی حواس باختہ ہیں آپ کے فرزند کا لاشہ پڑا ہوا دیکھ رہی ہوں ہوش و حواس
میرے بھی کثرت غم و الم سے بجا نہیں ہیں ازلال جادو نے اسوقت ضبط گریہ کرکے ماش کا
آٹا نکال کر اُس کو آب چاہ جمشیدی سے گوندھ کر اپنے ہاتھ سے ایک پتلہ بنایا پھر اُس پر تادیر
اسمائے سحر پڑھ پڑھکر دم کرتی رہی اور خون اپنی پیشانی کا کاڑھ کے اُس پر ڈالا اور منہ میں
اُس کے ٹپکاتی رہی بعد دیر کے وہ پتلہ بڑا ہو کر سحر کے زور سے گویا ہوا کہ اے ملکہ ازلال جادو
تمہارا کیا مطلب ہے بیان کرو ازلال جادو نے کہا کہ پتلۂ سحر ساحری میں چاہتی ہوں کہ تمام حال
از ابتدا تا انتہا میرے فرزند کے قاتل کا بیان کر کہ وہ کون ہے کیا اُس کا نام ہے کہاں رہتا ہے کون اُسکو
یہاں کیسے لایا ہے شاید یہ عمان جادو نے میری عدم موجودگی میں تجھ سے صورت اپنی بدلکر میرے
پارۂ جگر کو مارا ہے اُس کا حال بھی بیان کر اُس پتلۂ سحر نے ایک لمحہ تامل کرکے کہا کہ اے ملکہ ازلال جادو
آگاہ ہو کہ قاتل تمہارے فرزند دلبند کا راہ دور و دراز سے آیا ہے عمان جادو اُسے لایا ہے وہ نسل
رستم یلتن سے ہے جوان نہایت قوی بازو و قوی ہیکل ہے نامی و نامور ہے بیٹا وہ داخل لشکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ شاہ وبردوان کی دختر پر عاشق ہے دختر شاہ مذکور بھی اُس پر بدل و جان
مائل تھی وہ بھی داخل لشکر تھا اور گو کہ خیمہ علیحدہ لشکر سے خیمہ زن تھی اور عاشق بھی اُس کا اُسکے نزدیک
مقیم خیمہ تھا چونکہ عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا کہ نام اُس کا طیفور کردیا ہے وہ بھی دختر
شاہ وبردوان پر مائل تھا ایک روز بادشاہ لشکر سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار کے عشق سے آگاہ
ہو کر حکم دیا کہ ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کو محافہ میں سوار کر کے ہمارے لشکر میں لے آؤ ہم اپنے عیار
کا عقد آج ہی اُس سے کر دینگے یہ حکم پا کر چند ملازم محافہ لے کر اُس کے لینے کو گئے اُس عزت دار
ملکہ نے لشکر میں جانا اور طیفور عیار سے اپنا عقد ہونا گوارا نہ کر کے الغرض اپنے تئیں دریا
میں ڈال دیا تھا اسی وقت اُس کے عاشق صادق فرامرز ثانی نے بھی ملکہ مذکورہ کو غرق آب دریا
ہوتے دیکھکر اپنا زندہ رہنا گوارا نہ کرکے خود بھی دریا میں جا کودا ہنوز دونوں عاشق و معشوق

ڈوب رہے تھے کہ عمان جادو بصورت سنگ وہاں پہونچا اور ان دونوں کو لے کر اپنے باغ
میں کو نظر بند لایا وہاں ان کا عقد اُس نے کر دیا اور راحت سے رکھا ایک روز فرامرز تنہائی واسطے
شکار کے صحرا میں گیا تھا ایک آہو کے اُس نے تیر مارا تھا وہ آہوے تیر خوردہ بھاگتا ہوا اُس جگہ
آیا تھا جس جگہ تمہارا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس نے اُس آہو کو تیر مار کر شکار کیا تھا کہ اتنی دیر میں
فرامرز بھی جو تعقب آہو مرکب کو جولان کیے ہوے آ گیا تھا اُس نے اپنے آہو کو دیکھ کر اتنا بسکہ
فرزند سے اُس آہو کے لیے بر حجت و تکرار کرکے انکار کیا یہاں تک کہ لڑائی ہوئی اور ہنگام جنگ
اُسی بہادر نے تمہارے دلبر کو قتل کیا ہے اب وہ جمعیت دس ہزار مردم ایک صحرا سے جانب
باغ عمان جادو آتا ہے باغ عمان جادو کا یہاں سے جانب شمال ہے فلاں ویرانہ و صحرا میں واقع
ہے عمان جادو اپنے باغ میں موجود ہے یہ کہکر خاموش ہو کر خود بخود جلکر خاک ہوکر غائب ہوگیا
ملکہ ازلال جادو نے پتلہ سحر سے تمام حال اپنے فرزند کے قاتل کا سنکے از حد برہم ہوے
ارادہ کیا کہ خود جاکر اُسے اسیر یا قتل کرے ناگاہ شریر جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ استانی
جی صاحبہ آپ ایسیہ حالت رنج و غم میں اپنے فرزند کا لاشہ بے دفن و کفن چھوڑ کر کہاں جلیے گا میں بھی
جاتی ہوں اور آپ کے فرزند کے قاتل کو عمان جادو کے باغ سے اسیر کرکے لیے آتی ہوں ازلال
جادو نے اجازت دی جسوقت ساحرہ مذکورہ تخت سحر پر سوار ہوکے چلنے لگی صمصام تیغزن
نامی ایک سردار سپاہ نے دست بستہ دیو اسلم اور ازلال جادو سے عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو
تو میں بھی مع اپنی کل سپاہ کے ہمراہ شریر جادو جاؤں کیونکہ پتلہ سحر ساحری نے بیان کیا ہے کہ
ہمراہ قاتل دیو سلیم کے جمعیت کثیر ہے پس تنہا شریر جادو کا جانا مناسب نہیں ہے ازلال جادو
و دیو اسلم نے کچھ سمجھ کے حکم دیا کہ اچھا تو بھی ساتھ شریر جادو کے جا اور میرے فرزند کے قاتل کو
اسیر کر کے لے آ پھر شریر جادو سے کہا کہ عمان جادو کو بھی گرفتار کر لانا وہی بانی فساد ہے اگر وہ نابکار
فرامرز نامدار کو دریا سے اپنے باغ میں نہ لاتا تو میرا فرزند کیوں مارا جاتا شریر جادو یہ سنکے تخت
سحر پر سوار ہوکر اسباب سحر کی جھولی دوش پہ رکھ کے سب کو وہاں ملال چھوڑ کر روانہ ہوئی اور
صمصام تیغزن کہ افسر دس ہزار سواران زرہ پوش کا ہے وہ بھی اپنی سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر
مرکب دورکابہ پر سوار ہوکر ہوا نورد ہوا شریر جادو تخت سحر پر بروے ہوا جاتی تھی اور یہ سردار
شور شعار بالاے زمین جاتا تھا بعد قطع راہ شریر جادو و صمصام تیغزن وغیرہ در باغ عمان
جادو پر پہونچے دیکھا دروازہ بند ہے شریر جادو نے کچھ اندیشہ کرکے اندر باغ کے جانا مناسب نجان کر
صمصام تیغزن سے کہا ایک سوار کو حکم دو کہ دروازے پر جاکر عمان جادو کو پکارے صمصام
تیغزن نے سوار کو حکم دیا اُس نے جاکر عمان جادو کو آواز دی اور کہا کہ یہاں آ عمان اس وقت
باغ میں ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کے پاس بیٹھا تھا وہ غمگین و ملول تھی اور کہتی تھی کہ چند
روز سے شوہر ہمارا نہیں آیا وہ شکار کو گیا تھا نہیں معلوم کیا ہوا ہے اب تک یہاں نہیں آیا عمان
جادو سمجھا رہا تھا کہ اے دختر گریہ و زاری نکر شوہر تیرا شکار آہو کو گیا ہے اب آتا ہوگا تا وہ اسی اثنا
میں سنا کہ کوئی دروازے پر پکارتا ہے یہ سمجھا کہ فرامرز شکار سے آ گیا بے اختیار دوڑ کر دروازہ باغ
کا کھولا دیکھا کہ شریر جادو اور دس ہزار سوار باغ کو گھیرے ہوے ہیں یہ حال دیکھ کر سمجھا کہ ازلال
جادو نے ان سب کو میری گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہے شاید کسی سے حال میرا معلوم ہو گیا ہے

عمان جادو تو اپنی جان بچانے کی فکر مین تھا کہ اُس سوار نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا اور چند
سوار بھی بایماے صمصام تیغزن براے گرفتاری عمان جادو آگے بڑھے اُس نے سحر
کیا کہ وہ چند سوار بابنگل ہوئے شرپر جادو نے یہ دیکھکر للکار کر کہا کہ او عمان سیطے تو سحر تجکو یاد
نہ تھا اب تو نے سحر بھی یاد کیا ہو ہمارے روبرو سحر کرتا ہو یہ بھی دن تجکو نصیب ہوا او ظالم غضب کیا
تو نے کہ فرامرز کو یہان لاکر اُس کے ہاتھ سے شاہزادہ دیو سلیم کو قتل کرا دیا اب تو بھی قتل کیا
جائیگا چل تجکو ازلال جادو نے طلب کیا ہو اگر بخوشی چلیگا تو خیر ورنہ تجکو اسیر کرکے لیجاؤنگی
یا سر تیرا کاٹ کر براے نذر ملکہ ازلال جادو یہان سے ارسال کرونگی عمان جادو نے
ہرچند عذر کیا کہ مین ان باتون سے آگاہ نہین لیکن شرپر جادو نے نہ مانا آخرکار باہم کچھ لڑائی سحر
کی ہوئی شرپر جادو غالب آئی عمان جادو کو اسیر کرلیا پھر ارادہ کیا کہ اس کو قتل کیجیے ہنوز
اسیر کیا تھا اور قتل کرنے کا ارادہ تھا کہ از پردہ بیابان گردی برخاست گرد سیہ تیرہ و تار سر بفلک
کشیدہ و شرپر جادو وغیرہ جملہ مردوزن جانب غبار دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کہ یہ غبار کب
ہو بعضے اشخاص خیال کرنے لگے کہ آندھی آئی ہو اکثر نے عقل سے دریافت کیا کہ یہ آمد فوج کی علامت
ہو ابھی جملہ سواران سپاہ متحیر ہوکر سوے غبار دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ دست ہواے تند نے
چالاکی و تیزی سے دامن غبار کو پارہ پارہ کیا سب نے دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان خوش رو
و قوی بازو شور شعار مرد میدان کارزار مرکب دورکاب پر سوار پہلو مین اُس کے اور ایک جوان
بہادر و دلاور وہ بھی مرکب پر سوار پس پشت تیس ہزار سواران نیزہ دار کہ ہر ایک ان مین سے جوان
چیدہ روزگار ہو گھوڑے دوڑاتے ہوے سب چلے آتے ہین شرپر جادو آمد لشکر دیکھتے ہی
حیران ہوئی بعد دریافت اُس کو معلوم ہوا کہ یہی جوان خوش رو فرامرز ثانی ہو اسی نے دیو سلیم
کو شکارگاہ مین قتل کیا ہو یہ حال معلوم کرکے ہنوز شرپر جادو سوے لشکر نگران تھی کہ فرامرز
ثانی نے قریب تر آکے عمان جادو کو اسیر دست اعدا دیکھکر برہم ہوکر نعرہ کیا کہ اے گروہ اعداے
دین کیون تم نے بے خطا عمان جادو کو اسیر کیا ہو بہتر و مناسب یہی ہو کہ ابھی اس کو رہا کرکے
ہمارے حوالے کرو ورنہ مین تم سب کو تہ تیغ کرونگا صمصام تیغزن نے بایماے شرپر جادو آگے
بڑھکر جواب دیا کہ اے جوان ظلم پسند واے قاتل دیو سلیم ارجمند عمان جادو کو رہا کرنا کیسا
ہم تجکو بھی قتل و اسیر کرینگے اسوقت تیرے ہی آنے کا انتظار تھا خوب ہوا کہ تو وقت پر آگیا اجل
تیری یہان تجکو کشان کشان لے آئی فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ او نابکار کیا بکتا ہو تو مجھے کیا
اسیر و قتل کریگا اگر دعوے بہادری رکھتا ہو تو مجھ سے مقابلہ کر صمصام تیغزن نے برہم ہوکر
اپنے مرکب کو کاوے پر ڈالکر فنون جنگ و نیزہ بازی دکھاکر نیزہ سینہ بے کینہ فرامرز پر لگایا
اس بہادر نے اپنے نیزے کی سنان پر اُس کے نیزے کی سنان کو روکا دیکھنے والون نے دیکھا کہ
دو مار سیاہ زبانین نکالے ہوے باہم گتھے ہوے ہین دہن سے اونکے شرارے نکل رہے ہین
یہ دیکھکر جملہ دوست و دشمن تعریف کرنے لگے کہ عجب خوبی سے اس جوان خوش رو نے وار رد
کیا ابھی سب شور تحسین و آفرین بلند کر رہے تھے اور ملکہ یعنی دختر بردوان شاہ عمان جادو
کے گرفتار ہونے اور فوج کے آنے اور اپنے شوہر کی آواز سنتے بارہ دری سے باغ
مین آکر ایک بلندی سے لڑائی دیکھ رہی تھی اور واسطے فتح و نصرت اپنے شوہر کے خدا سے دعا

کر رہی تھی کہ ادھر فرامرز نے پکار کر کہا کہ اے بہادر ہوشیار ہو جا کہ اب کی مرتبہ مین وار کرتا ہون
اُس نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون فرامرز نے نیزہ اُس کے پہلو پر لگایا اُس نے بھی بعنوان شائستہ
روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک باہم ردوبدل ہوئی آخر کار فرامرز نے ایک بند نادر باندھ کر سنان
نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اُسوقت ایک
شور و غل ہوا کہ صمصام ایسے بہادر کے ہاتھ سے سنان نیزہ جنگ مین نکل گئی صمصام تیغزن
سنان نیزہ کے نکل جانے سے نہایت خجل و شرمندہ ہوا عرق انفعال مین ایک نیزہ غرق ہو گیا بعد
ایک لمحہ کے ڈانڈ نیزے کی غصہ مین آکر سر فرامرز پر لگائی ادھر فرامرز نے اپنے نیزے پر اس طرح سے
روکی کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی صمصام نے شرمندہ ہو کر ڈانڈ شکستہ کو
خاک پر ڈال کر تیغہ خارا شگاف نیام سے کھینچ کر حملہ کیا اور حریف کو اپنی زد پر پا کر سر پر وار کیا
ادھر فرامرز نے اُس کے تیغہ تیز کو بالائے سپر روکا پھر خود اُس پر تلوار لگائی اُس نے بھی بکوشش
تمام ضرب شمشیر کی روکی یون تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی بعد فرامرز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ سردار
بہادر ہے اس کو قتل کرنا نہ چاہیے زندہ اسیر یا زیر کر کے اپنا مطیع کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اثنائے
جنگ مین جب اُس نے تیغہ لگایا چالاکی سے بازو پر تیغ کی نظر کر کے مرکب کو اُس کے پہلو مین
لے جا کر کلائی پر اُس کی ہاتھ ڈال کر زور کر کے تیغہ زبردستی اُس کے ہاتھ سے چھین لیا صمصام
تیغزن کو غصہ آیا فی الفور زنجیر کمر فرامرز مین ہاتھ ڈال کر زور کیے چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر
زمین پر یون پٹکے کہ پیوند خاک ہو جائے لیکن فرامرز کو ذرا جنبش بھی نہوئی جب وہ زور کر کے
عرق عرق ہو گیا فرامرز نے اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈال کر ایسا جھٹکا دیا کہ تسمہ رکاب کا ٹوٹا
پھر زور کر کے پشت فرس سے اُس کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکے اُسوقت
صمصام تیغزن نے کہا امان چاہتا ہون فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام اور
ایمان اُس نے عرض کیا مجھے منظور ہے فرامرز نے خوش ہو کر اُسے آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا اُس نے زیر
ہو کر کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہو کے اپنے لشکر کے سوارون کو پکار کر
کہا کہ یارو مین تو اس بہادر سے مردانہ قوت و جرات مین ہیچ ہو کر مسلمان ہوا تم سب کو اگر میری ہمراہی
و خوشی منظور ہو تم بھی دین اسلام قبول کرو ورنہ تمکو اختیار ہے اور یہ قابل ہے کہ یہ تقریر اپنے افسر کی
سنکے جملہ سواران سپاہ نے کہا کہ اے سردار ہمارے جو دین تم نے قبول کیا وہی مذہب
ہم نے بھی اختیار کیا ہم آپ کی ہمراہی سے ہرگز جدا نہون گے یہ سنکے صمصام تیغزن نے
ارادہ کیا تھا کہ سب کو کلمۂ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے ناگاہ شہرہ جادو نے یہ رنگ عجب دیکھ کر
غضبناک ہو کر کہا کہ او صمصام تیغزن تو بھی دشمن کا شریک ہو گیا خیر دیکھ تو سہی تیرا کیا حال
کرتی ہون اور تیری سپاہ کا کیا نقشہ کرتی ہون مین شہرہ جادو ہون اور کوئی ساحر و شیطان ابھی
تم سب اہل اسلام کو سزا دیتی ہون یہ کہکے اپنی جھولی سے ایک شیشہ نکالا اور کچھ روئی
کے گالے نکال کر ان روئی کے گالون پر پانی اُس شیشہ سے لے کر چھڑکا اور کچھ الفاظ سحر پڑھ کر دم کیے
پھر وہ روئی کے گالے سوئے فلک اچھالے وہ بلند ہو کے بادل ہو گئے اور سیاہ بادل کی صورت
پکڑا اور دو رنگ محیط ہو گئے برسنے لگے جب کسی پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سے گرا وہ پتھر کا ہو گیا
تھوڑی دیر مین جملہ سواران لشکر صمصام تیغزن و تمامی سواران فہور دامن پتھر کے

ہوگئے بیانتک کہ ملکہ دختر بردوان شاہ بھی جو باغ مین کھڑی تھی وہ بھی آب ابرسحر سے تر ہوکر پتھر
کی ہوگئی شریر جادو نے صرف فرامرز ثانی اور عمان جادو اور تھور راہزن اور صمصام
تیغ زن کو پتھر کا نہین کیا بزور سحر ان کو گرفتار کرلیا بعد عمان جادو کی زبان مین سوزن دے کر
چارون اشخاص نامبردہ بالا کو اپنے تخت سحر پر ڈال کر سوے قلعہ عمانیہ روانہ ہوئی اثناے راہ
مین شکل وصورت فرامرز ثانی پر نظر کرکے اور اسکی قوت کا خیال کرکے دل مین کہنے لگی کہ یہ
جوان قابل اس کے ہے کہ اس کو اپنے پہلو مین بٹھاے اس کے وصل سے لطف زندگی اٹھاے
اس سے دل لگاے یہ باتین دل مین کرکے بدل وجان فرامرز ثانی پر شیفتہ و مائل ہوئی پھر
ارادہ کیا تھا کہ اپنے دلدادہ کو قید سحر سے رہا کردون مگر خوف ازلال جادو سے رہا نہ کیا
دل مین کہا کہ خیر اسوقت تو روبروے ازلال جادو کے چل آئندہ دیکھا جائے گا یہ خیال کرکے
شریر جادو شادان وفرحان بعد قطع راہ روبروے دیو اسلم و ازلال جادو گئی اور کہا
مین نے ان کو گرفتار کرلیا اور سب کو اپنے سحر سے پتھر کا کردیا ہے ازلال جادو نے پوچھا صمصام
تیغ زن کو کیون اسیر کیا اس نے تمام حال اس کا جو گذرا تھا بیان کیا دیو اسلم و ازلال جادو اشخاص
مرقوم الصدر کی گرفتاری سے فی الجملہ خوش ہوے بعد خوشی ازلال جادو نے حکم کیا کہ ابھی جلاد حاضر
ہو ان چارون کو تہ تیغ کرے ان کے خون سے زمین کو رنگین کرے حسب الحکم جلاد حاضر ہوا ارادہ قتل
کرنے کا کیا اُسوقت شریر جادو نے دست بستہ عرض کیا اے اُستانی جی بہتر ہے فی الحال ان کا قتل کرنا کیا
ضرور ہے کیونکہ لاش ابھی شاہزادہ دیو سلیم کا پڑا ہوا ہے اس کے اٹھانے کی فکر کی جائے بعد کو ان کو بھی
تہ تیغ کراے گا یہ تو میرے قید سحر مین ہین اب کہان جاسکتے ہین بعد فراغ ایام عزا ان دشمنون کو جملہ
اعلے وادنے شہر کو جمع کرکے ان کے روبرو ان کو جلاد کے حوالے کیجیے گا تاکہ پھر کوئی شخص
ارادہ سرکشی و دشمنی نہ کرے ازلال جادو نے کہا کہ اے لڑکی تجھے اختیار ہے ان کو زندان مین
لے جا کر قید کر حفاظت و نگہبانی ان کی خوبی کرنا داروغہ زندان کی نگہبانی ان کے واسطے کافی خیال
کرنا مبادا یہ چارون دشمن قید سے رہا ہوجاین تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہوگا سوا اس کے یہ قید
سے رہا ہوکر شور و فتنہ و فساد برپا کرین گے شریر جادو نے عرض کیا کہ یہ تابعدار و مطیع آپ کے
حکم پر عمل کرے گی یہ عرض کرکے اسیرون کو جانب زندان لے گئی ایک قید خانہ تیرہ و تاریک
مین بقید سخت ہر ایک کو اسیر کیا داروغہ زندان سے تاکید کی کہ خبرداران اسیرون کی خوب حفاظت
کرنا ان کی نگہبانی سے غافل نہونا اُس نے کہا کہ اے شریر جادو مین ہزار آدمیون کی جمعیت سے انکی
شب و روز حفاظت کرون گا گرد زندان چوکی پہرا ہے کیا مجال کسی کی جو در زندان تک آ سکے
اور ان کو زندان سے لے جائے یا یہ اسیر کسی تدبیر سے زندان سے نکل جاسکین شریر جادو
نے کہا ہان خوب حفاظت کرنا اور مین بھی وقتاً فوقتاً آیا کرون گی ان کی نگہداشت رکھون گی یہ کہکے
وہان سے دربار مین آئی بیان عجب ہنگامہ برپا تھا لاشہ دیو سلیم کا اٹھایا جاتا تھا جملہ اہل دربار
خصوصاً دیو اسلم اور ازلال جادو کا غیر حال تھا جب لاشہ اٹھ گیا اور موافق مذہب ملت خود
ازلال جادو وغیرہ نے دفن کیا بعد دفن سب نالان و گریان واپس آئے اس روز سے دیو اسلم
نہایت غمگین و ملول رہتا تھا ازلال جادو بھی اپنے پسر کے غم مین مبتلا رہتی تھی ان کو حال غم و الم
مین چھوڑا جاتا ہے اور اب

حال خواجہ خضران بن خواجہ عمرو ثالث کا رقم کیا جاتا ہے

قتل کر ڈال مجھے دیر تو جلاد نہ کر ‏ ‏ نیم جان چھوڑ کے مٹی مری برباد نہ کر
بزم عشرت میں مجھے یاد نہ کر یاد نہ کر ‏ ‏ رنج ہو جائے گا عدو اُس کو تو ناشاد نہ کر
مر مٹوں کو نہ مٹا دیکھ تو برباد نہ کر ‏ ‏ درد مندان محبت پہ یہ بیداد نہ کر
ہے وہ بیلی وفائیں وہ رفاقت میری ‏ ‏ یوں فراموش تو او بانی بیداد نہ کر
کنج تنہائی مین گذرے گی جوانی کی بہار ‏ ‏ قفس ہجر میں بند او ستم ایجاد نہ کر
درد فرقت سے ہوں بیکل تو بلا سے تیری ‏ ‏ تو بے وصل اثر اغیر کو تا شاد نہ کر

کہ جب قبرستان مذکور سے درویش مرجان سرخ مو کو دفن کر کے خضران بن عمرو ثالث پاپیادہ بصورت درویش آگے بڑھا تھوڑی راہ طے کر کے دل مین کہا کہ اے خضران عبث صورت پیادہ روی اختیار کرتا ہے خداوند عالم نے درویش مرجان سرخ مو سے عجب عجب اشیاے کرامت نشان مجھے دوالی ہیں ان مین سے ایک منڈی بھی ہے پس اسی منڈی مین آرام تمام بیٹھکر بصورت مبدل یہان چل آفتاب کی حرارت اور تکلیف پیادہ روی اور درندون اور گزندون کی ضرر رسانی سے محفوظ رہ علاوہ اس کے اگر باین صورت کہین عیاری کرنا منظور ہو تو بہتر یہ خیال کر کے ایک جگہ صحرا مین زیر درخت سایہ دار ٹھہر کر جیب مین ہاتھ ڈال کر کہا اے جیب جامۂ درویش مرجان سرخ مو اسوقت مجکو منڈی درکار ہے یہ کہنا تھا کہ فوراً وہ منڈی ہاتھ مین آگئی خضران بن عمرو نے اُس کو کھول کر موافق ضرورت حکم دیا وہ منڈی حسب الحکم دراز ہو گئی پھر درمیان مین اُس کے ایک چوکی کہ جس پر فرش نفیس تھا اسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر رکھی اور ستون اور دیبان اُس کی درست کر کے رنگ و روغن عیاری اسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر صورت اپنی اس طرح تبدیل کی کہ چہرے پر اپنے ایسا روغن لگایا کہ جو مانند آفتاب کے ضوفگن تھا اور داڑھی ایسی لانبی کہ جو تا بناف طول مین تھی اور مثل شمع مرکے تھی پھر پوشاک بھی سفید روغن دار ایسی زیب تن کی کہ جس کی چمک سے آنکھیں خیرگی قبول کرین جب اس شکل و لباس سے مزین ہو چکا درمیان منڈی مذکور کے چوکی پر بیٹھا اور کہا اے منڈی درویش مرجان سرخ مو بحکم درویش بلند ہو کر اس طرف مجھے لے چل وہ منڈی بلند ہو کر اُسی طرف مثل ستارۂ سیارہ کے روانہ ہوئی لیکن راوی معتبر نے اس جگہ یون لکھا ہے کہ خضران بن عمرو نے چوکی پر بیٹھکر وہ تختی جو درمیان مین منڈی کے لگی ہوئی تھی پڑھی ہے وہ اسم جو مخصوص منڈی کے بلند کرنے اور روان کرنے کا تھا ورد زبان کیا فی الفور منڈی بلند ہو کر جانب باغ عمان جادو کے اُسی طرف اشارہ کیا تھا مانند غبارہ یا سیارہ کے چلی خضران بن عمرو تو باین صورت مرقوم سوے باغ عمان جادو جاتا ہے اس کو تو راہ مین چھوڑیے اور اب

دو کلمہ داستان شہریر جادو شاگردہ ملکہ ازلال جادو کے سنیے

ہے عیسیٰ کوئی اعجاز دکھاتے جاؤ ‏ ‏ کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے جاؤ
اک نظر مجکو ذرا دیکھ لو مرکے بیجان ‏ ‏ چلتے چلتے تو کوئی تیر لگاتے جاؤ

اُف بھی جو منہ سے نکالوں تو گنہگار بنوں — دیکھو ہاں شوق سے تم تیر چلاتے جاؤ
شیوۂ عشق رہ و رسم محبت یہ بھی — رو مجھے سو بار اگر یار ستاتے جاؤ
بیخودی میں کچھ یہ ساقی سے کہے جاتا ہوں — جان ابھی باقی ہے مجھے اور چلاتے جاؤ
آنکھیں ساغر ہیں وہ ہونٹوں سے مجھے ملنے دو — راہ میں اسکی تم آنکھوں کو بچھاتے جاؤ

کہ یہ ساحرہ کمسن اور حسینہ ہی اکثر شب و روز زندان میں در زندان والے کے جاتی ہی قیدیان قوم اعصر کو دیکھتی ہی خصوصًا فرامرز ثانی کو دیکھ دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کرتی ہی دل میں کہتی تھی کہ افسوس یہ جوان جس پر میرا دل آیا ہی اس زندان میں اسیر ہی تاریکی زندان سے گھبرا تا ہی کیا کروں کہ اس کو اس زندان سے رہا کروں ازلال جادو اپنی استانی سے ڈرتی ہوں وہ بلائے بے درمان ہی سحر و ساحری میں کامل ہی اُس سے اپنی جان کا بچانا نہایت مشکل ہی تر بتر پیدل ہی کے فرامرز سے آہستہ کہتی ہی کہ کیوں جی اگر تم کو اس زندان سے کوئی رہا کرے تو اُسکے لیئے پر عمل کروگے اُسکے پہلو میں بیٹھوگے اپنے وصل سے اُسے شادکام کروگے فرامرز ثانی اُس کی تقریر کو سمجھکر منہ اُس کی طرف سے پھیر لیتا ہی کچھ جواب نہیں دیتا ہی یہ مایوس و مجبور ہوکر زندان سے چلی آتی ہی اپنے مکان میں آکر فرش خواب پر گر کر تصور فرامرز میں تنہا کرتی ہی بیشتر آبدیدہ ہوکر کہتی ہی کہ کیا تدبیر کروں کہ آرزوے دل بر آئے دل بیتاب کو قرار آئے زندگی بلطف و آرام بسر ہو دیکھنے والوں کو رشک ہو عدو کو ملال ہو دوستوں کو میرے خوشی ہو ایک روز وقت سحر شریر جادو اپنے مکان سے تخت سحر پر سوار ہوکر روبرو ازلال جادو کے گئی پہلے جھک کر سلام کیا پھر مودب روبرو اُسکے بیٹھی ازلال جادو نے چہرہ اُس کا متغیر پاکر پوچھا کہ اے شریر جادو مزاج تیرا کیسا ہی چہرہ تیرا اترا ہوا ہی آثار ملال تیرے رخ سے ہویدا ہیں آنکھیں سرخ ہیں اُس نے عرض کیا سبب اس کا یہ ہی کہ جب سے حضور نے اُن چاروں اسیروں کو میرے حوالے کیا ہی اور نگہبانی کے باب میں تاکید ہی میں شب و روز گرد زندان خود جاجا کر حفاظت کرتی ہوں بہت کم سوتی ہوں غذا بخوبی ہضم نہیں ہوتی ہی طبیعت اسی وجہ سے بے لطف رہتی ہی ازلال جادو نے کہا کہ اے شریر جادو گرد زندان تو صد ساحر دم نگہبانی کرتے ہیں دار وغہ زندان بھی حفاظت کرتا ہی تو اسقدر کیوں اپنے تئیں حفاظت اسیران میں ہلاک کرتی ہی شب و روز میں دو چار بار تھوڑی دیر کے واسطے جانب زندان چلے جایا کر اسیروں کو زندان میں پابزنجیر دیکھکر چلی آیا کر تھوڑے ہی دنوں ان اسیروں کی نگہبانی و حفاظت اور کرنا چاہیے پھر تو میں ان کو قتل کروں گی ذرا ایام جدائی فرزند سے دوری ہوا اور زمانہ غم و الم پسر مقتول ختم ہو تو تیرے ہاتھ سے ان کو قتل کراؤں گی شریر جادو نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا مجھے کیا عذر ہی لیکن ایک عرض میری ہی اگر حضور منظور کریں تو یہ خادمہ عرض کرے ازلال جادو نے کہا بیان کر اُس نے کہا کہ اے ملکہ آپ مثل مادر مہربان میرے حال پر مہربان ہیں ذرا توجہ سے سنیے کہ جب واسطے دیکھنے اسیروں کے سوئے زندان جاتی ہوں تو اسیروں کو زندان میں نالان و گریان پاتی ہوں خصوصًا وہ جوان جس نے صمصام تیغزن کو زیر کرکے مسلمان کیا ہی وہ از حد روتا ہی اپنی نوجوانی میں قتل ہونے سے اور کہتا ہی کہ اگر جان میری بچ جائے اور قتل نہ کیا جاؤں تو ملکہ ازلال جادو کی اطاعت کروں اُن کے دشمنوں سے دلیرانہ لڑوں جس ملک پر وہ فوج کشی کریں اور مجکو افسر کرکے روانہ کریں اُس ملک کو بزور تیغ لے لوں وہاں کے بادشاہ کو قتل کروں بس میرے نزدیک مناسب ہی کہ اُس نوجوان کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ میں

اُس کو آپ کی خدمت میں لیکر آؤن آپ اُس کی خونریزی سے درگذر کیجیے اس کی جان بخشی کا حکم دیجیے وہ حضور کے اس احسان و لطف و عنایت سے مطیع و فرمانبردار ہوکر ایسے ایسے کارہائے نمایان کرے گا کہ حضور کو حاکم و مالک کئی اقلیموں کا کردے گا ازلال جادو نے شریر جادو سے جو تقریر مذکور سنی تھوڑی دیر تک فکر کرکے کہا کہ او گیسو بریدہ و آوارہ او چھوکری تو مجکو فریب دیتی ہے میری شاگرد ہوکر مجکو سبق مکر دیتی ہے دام فریب میں مجکو لاتی ہے میں جہاندیدہ ہوں صاحب عقل و فہم ہوں سمجھتی ہوں جو تیرا ارادہ ہے اگر کہے تو بیان کردوں اُس نے ڈر کر کہا حضور بیان فرمائیں کہ میرا کیا قصد آپنے کیا خیال کیا ہے ازلال جادو نے کہا او آوارہ تو اُس جوان پر عاشق ہوئی ہے اور چاہتی ہے کہ مجھے فریب دے کر اُسے رہا کرکے اپنے پہلو میں بٹھائے اُس سے تنہائے دل بر لائے شب و روز اُس کے ساتھ عیش و عشرت کرے میرے فرزند کے قاتل سے ہمکنار ہو مجکو غم ہے تو خوشی و شادمانی حاصل کرے شریر جادو نے کانپ کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تو میرا ارادہ نہیں ہے آپ عبث مجھپر یہ بھی تہمت عشق مجھ پر لگاتی ہیں ازلال جادو نے نہایت برہم ہوکر کہا دور ہو او گیسو بریدہ میرے سامنے سے مجھے جھوٹا جانتی ہے دیکھ تو سہی اس گستاخی و فریب دہی کی کیسی سزا دیتی ہوں کہ تو بھی یاد کرے شریر جادو اُس کے قہر و غضب کی تاب نہ لاکر وہان سے بصد رنج و غم کانپتی ہوئی اٹھکر سیدھی جانب زندان روانہ ہوئی جب قریب زندان پہونچی کچھ سوچ کر پہلے جملہ نگہبانان زندان پر ایسا سحر کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے پھر اندر زندان کے گئی فرامرز ثانی اور صمصام تیغزن اور عمان جادو اور قہور راہزن کو قید سے رہا کیا عمان جادو کی زبان سے سوزن کو دور کرکے کہا کہ کل تک تو میں تمہاری دوست ایسی نہ تھی لیکن اسوقت سے دوست صادق تمہاری ہوں جان و ایمان بھی اپنا تم سے عزیز نہیں رکھتی ہوں خصوصًا اے فرامرز ثانی تمہاری محبت میں اب اپنی جان دینا عالم شباب میں دست ازلال جادو سے قتل ہونا گوارہ کرتی ہوں تم کو اس زندان سے رہا کرکے جہان سے لائی تھی وہاں پہونچائے دیتی ہوں میں نے جو تم کو اسیر کیا ہے یہ خطا میری بحل کرو فرامرز ثانی یہ تقریر اُس کی سنکے خوش ہوا دل میں کہنے لگا کیا شان و قدرت خدا ہے کہ جب وہ چاہتا ہے دشمن کو دوست کر دیتا ہے تکلیف کو مبدل براحت کر دیتا ہے قید سے رہا کرا دیتا ہے واقعی خداوند عالم قادر و توانا ہے اور قابل تعریف ہے بقول شاعر استغفار شاکے ہے قابل وہ یکتا خدا نہیں جسکا ثانی کوئی دوسرا

وہ یکتا ہے ذات خدائے غفور
خدائے ملک مالک روح ہے
سفید و سیہ روز و شب مہر و ماہ
تو فصل خزان میں ہویدا بہار

کہ سب سے ہے نزدیک سب سے ہے دور
وہی باعث رفعت آسمان
یہ مصنوع ہیں اور صانع الہ

وہ قدوس ہے اور سبوح ہے
اسی نے بنایا ہے سب کو جان
اگر رنگ قدرت کرے آشکار

یہ حمد و ثنائے خدا فرامرز ثانی نے کرکے شریر جادو سے کہا کہ ہم نے تمہاری خطا معاف کی بیشک تم ہماری دشمن نہیں اب ہم کو یقین ہوا کہ تم ہماری دوست ہو اپنی جان کے جانے کا اندیشہ نکرو خداوند عالم حافظ حقیقی ہے کیا مجال ازلال جادو کی جو وہ تمکو قتل کرسکے اگر خدا تم کو بچائے گا تو وہ ہرگز تم کو قتل و ہلاک کرسکے گی میری زندگی میں کیا تاب اُس ساحرہ کی جو تمہیں ضرر پہونچا سکے قوت میں میں دیو اسلم وغیرہ سے کم نہیں ہوں الا سحر نہیں جانتا ہوں شریر جادو نے یہ کلمات اپنے محبوب سے سنکے فی الجملہ خوش ہوکر جلد ترنج و رسحر ایک تخت سحر تیار کیا اور اُس تخت سحر پر بعجلت تمام چاروں اشخاص نامبردہ بالا کو بٹھا کر خود بھی بالائے تخت مذکور سوار ہوکر

بعد نجات جانب باغ عمان جادو روانہ ہوئی جب در باغ پر پہونچی سب کو تخت سحر سے اتار کر جھولی سے کچھ گالے روئی کے اور ایک شیشہ پر آب نکال کر اُس شیشے سے اُن روئی کے گالون پر تھوڑا پانی چھڑک کر اسماے سحر ور دزبان کرکے اُن پر پھونکا فوراً وہ روئی کے گالے بلند ہوکر بصورت ابر سیاہ باہم ملکے برسنے لگے بارش ہونے لگی جس پتھر کی تصویر پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سحر سے گرا اُس تصویر سے پہلے دھوان نکلا بعدہ وہ بحالت اصلی جاندار ہوگئے یہانتک کہ جس قدر سواران قزاق و سواران لشکر صمصام تیغزن پتھر کے ہوگئے تھے سب بحالت اصلی ہوگئے اور ملکہ یعنی دختر شاہ یردوان جو اندرون باغ پتھر کی ہوگئی تھی وہ بھی بحالت اصلی ہوگئی جب سب اپنی حالت اصلی پر آگئے شیریر جادو نے وہ ابر سحر اپنا موقوف کیا بارش موقوف ہوئی ابر نابود ہوا فرامرز ثانی ہر ایک سے ملا پھر اندر باغ کے گیا ملکہ سے بھی بعد خوشی ملا اور تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا ۔ بعد اظہار غم خوشی ہوئی عمان جادو نے بھی باغ میں جاکر ملکہ کو پیار کیا اور کہا کہ اے دختر ہم سب تو مبتلاے بلا ہوگئے تھے مگر اب نجات پائی ہے ۔ امھی تمہارا دین اچھا ہے خدا تمہارا حالت سختی میں مدد کرتا ہے یہ کہکر فرامرز سے کہا کہ اے فرزند اب تجھے اپنے دین میں لاؤ کلمہ پڑھاؤ مسلمان کرو فرامرز ثانی نے خوش ہوکر عمان جادو کو کلمہ طیبہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا شیریر جادو بھی اندر باغ کے آئی وہ بھی مطیع دین اسلام ہوئی مسلمان ہونے اور کلمہ پڑھنے سے باین سبب فی الحال اُس نے انکار کیا کہ ابھی بکوا زلال جادو سے اطمینان نہیں ہے وہ دشمن جان ہے اُس سے حتی الامکان ہر جادو ساحری کرنا ضرور ہے الحاصل باغ عمان میں گویا بہار تازہ آئی فرامرز ثانی اور عمان اور ملکہ شیریر جادو کا گذر ہوا لشکر بیرون باغ فروکش ہوا قسور رابزن و صمصام تیغزن نے خیام و بارگاہ استادہ کرائی ہر ایک سوار نامدار اپنے مرکب سے اتر کر خیمے میں آرام طلب ہوا صحرا میں آبادی ہوئی جنگل میں بہار آئی ساعت نیک آئی ویرانہ آباد ہوا چالیس ہزار سوارون کا لشکر خیمہ زن ہوا دور تک خیام و بارگاہ میں استادہ نظر آنے لگیں گھوڑے سوارون کے بمقام مناسب باندھے گئے سامان تیاری طعام لشکر میں ہونے لگا اکثر سواران لشکر بلاے سحر سے نجات وخلاصی پاکر خوش ہوکر انواع واقسام کے باجے بجاکر گانے لگے کوئی سوار دف کوئی دہل اور بانسی بجاکر گانے لگا باغ میں بھی فرش مغیش بچھا یا گیا بارگاہ برپا کی گئی مسند زرین بچھائی گئی بالاے مسند فرامرز و ملکہ بیٹھے عمان بادشاہ شہر عمانیہ نے کہا اے فرزند آج روز خوشی و انبساط کا ہے چاہتا ہون کہ مسرت ظاہر کرون بزم عیش وعشرت آراستہ کرون کیونکہ خدا نے ہمکو قید سے رہا کیا ہے اپنی قدرت کاملہ سے زندان تاریک سے خلاصی دی ہے فرامرز نے جواب دیا آپ کو اختیار ہے آج کا دن تو خوشی کا بیشک ہے عمان مذکور نے اُسی وقت ایک مطرب خوش آواز کو طلب کیا وہ حسب الطلب حاضر ہوکر روبروے عمان بادشاہ و فرامرز و ملکہ بعد چند جلسے رقص کرنے کے یہ غزل بخوش آوازی گانے لگی صدا اُسکی ہر ساز بلند ہوئی غزل

وہ شوخ جو آج روبرو ہے
بلبل کی طرح جو تا رگلشن ہو
دنیا کا نہیں ہے غم ذرا بھی
کیا شیخ تمام پی گیا ہے

سب پوری ہماری آرزو ہے
اس گل کی تباہ آرزو ہے
جب تک کہ ہمارے پاس تم ہو
خالی جو پڑا ہوا سبو ہے

دنیا سے نہیں ذرا تعلق
دنیا میں وظیفہ ہی ہو [illegible]
رہتا ہوں جو رات دن [illegible]
دشمن سے پر [illegible] ہوئی ہے

ایسے کہ تمہاری آرزو ہے
مشہور جہان میں ایک تو ہے
کسکی مرے دلکو آرزو ہے
ایسے جو خفا وہ ماہ رو ہے

کیا وصل کی تجھکو آرزو ہے	اعجاز یہ کہنا اُس پری کا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے خوش ہو کر اس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خصوصًا عمان بادشاہ کثرت خوشی سے اشعار مرقومہ سنکے باوازبلند تعریف کرنے لگا اور زر و جواہر انعام مین دینے لگا جب مطربہ نے غزل مندرجہ بالا تمام و کمال گا کر ختم کی عمان نے کہا کہ اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ وہ مطربہ بادا و ناز حسب الحکم یہ غزل گانے لگی غزل

ہم پایہ کوئے یار کے خلد بریں نہین — وہ آسمان نہین ہے وہان وہ زمین نہین
تجھسا جفا شعار تو کوئی حسین نہین — دنیا مین اور بھی ہین اکیلے تمہین نہین
ٹھوکر لگا نہ مرقد حرمان نصیب پر — یہ پتھرون کا ڈھیر ہے ظالم زمین نہین
نالے کی تاب لانے کے قابل نہین فلک — وحشت کے واسطے مرے کافی زمین نہین
مجھ سے نحیف وزار تک آنا بعید ہے — چشم اجل کچھ ایسی تو باریک بین نہین
بالائے بام جلوہ نما ہے وہ رشک بدر — کہتا ہے کون آج کی شب چودھوین نہین
تنگ آ گئے ہین جور سے گردون کی دیکھنا — اک روز آسمان ہی نہین جا کہین نہین
سمجھانا میرا حضرت دل یاد ہی رہے — بزم صنم مین جا کے مچلنا کہین نہین
چھن چھن کے نور آتا ہے باہر نقاب سے — پردہ نشین کا حسن تو پردہ نشین نہین
اجڑا ہوا ہے دل مرا مین کوچہ گرد ہون — میرا کہین مکان نہین اس کا مکین نہین
غصہ مین ان کو چھیڑ دیا کیا غضب کیا — سوجھی ہنسی سبب تجھے چین جبین نہین

یہان تک اشعار مطربہ نے گا کر غزل کو تمام کیا وامرا اور ملکہ دختر ہر دوان شاہ و عمان شاہ و شہریہ جادو اشعار غزل سنکے خوش ہوئے مطربہ کو انعام کثیر دیا گیا بعدہ مطربہ دیگر طلب کی گئی وہ بھی مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آ کے رقص و نغمہ کرنے لگی جملہ اہل بزم ناچ گانا اس کا دیکھنے اور سننے لگے باغ مین تو بزم عشرت آراستہ ہے ہر ایک عیش و عشرت مین ہے گو فلک دون چرخ نیلگون کب کسی کو راحت و عیش و آرام مین دیکھ سکتا ہے ہمیشہ درپے آزار رہتا ہے بزم عشرت کو آراستہ رہنا اسکو گوارہ نہین ہوتا ہے بربادی و خرابی کی ہمیشہ فکر کرتا ہے یہان تک یہ محفل عیش گردون کو ناگوار ہوئی چنانچہ باعث سے بزم عشرت کا تخریہ کیا جاتا ہے کہ جب شہریہ جادو سامنے سے ازلال جادو کے اٹھ کر غصہ مین بھری ہوئی سوے زندان گئی اور وہان سب اسیرون کو رہا کرکے پھر سوے مکان شاہ ولائی اور وہ پھر تک ازلال جادو کے روبرو نہ آئی ازلال جادو نے متردد ہو کر اپنی دوسری شاگرد و ساحرہ مسماۃ اشتر جادو کو طلب کرکے اس سے کہا کہ او چھوکری ذرا جاکے دیکھ تو کہ شہریہ جادو کہان ہے بڑی دیر سے میرے روبرو نہین آئی شاید اپنے گھر مین ہوگی یا سوے زندان گئی ہوگی حفاظت اسیران مین مصروف ہوگی اُسے میرے پاس بلا لا مین قبل اس کے اُس پر خفا ہوئی تھی اشتر جادو حسب الحکم اسی وقت تلاش شہریہ جادو مین گئی پہلے مکان پر جا کر دیکھا اُسے نہ پایا وہان سے پھر سوے زندان گئی دیکھا در زندان وا ہے داروغہ زندان مع صد ہا نگہبانان زندان کے بیہوش پڑا ہے یہ حال دیکھکر گھبرائی بعجلت تمام روبرو ازلال جادو کے آئی عرض کیا حضور شہریہ جادو کا کہین پتہ نہین ہے نہ تو وہ شوخ چشم اپنے مکان مین ہے نہ اہل زندان کی حفاظت مین سرگرم ہے در زندان کھلا ہوا ہے داروغہ زندان مع اپنے جملہ ماتحتون کے بیہوش پڑا ہوا ہے زندان مین کوئی اسیر

نہیں ہے یہ غادمہ خود دیکھ کر ابھی آئی ہے ازلال جادو یہ سنکے سمجھ گئی کہ وہی گیسو بریدہ مجھسے برہم ہوکر
زندان سے اسیرون کو کسی طرف لیگئی ہے غالبا سوے باغ عمان جادو گئی ہوگی یہ سمجھکر بنہایت
برہم ہوکر کلمات سخت و درشت و ناگفتہ بہ شرپر جادو کے بارے مین اپنی زبان پر جاری کرکے بعد عجلت
تخت سحر پر سوار ہوکر انتر جادو کو بھی ہمراہ لے کر سوے باغ عمان شاہ بصد غیظ و غضب روانہ
ہوئی بعد قطع راہ جب قریب باغ مذکور کے پہونچی دیکھا کہ ایک لشکر کثیر بیرون باغ پڑا ہے خیام و بارگاہ
دور تک استادہ ہین لشکر مین اکثر سوار خوش ہوکر گا رہے ہین اندر باغ کے بھی ایک بارگاہ ایستادہ
ہے پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین کچھ زن و مرد بیٹھے ہوے ہین ایک زن نازنین گا رہی ہے
اہل بزم بگوش دل گانا اُس کا سُن رہے ہین یہ حال دیکھکر سمجھ گئی کہ شرپر جادو ان اسیرون کو
رہا کرکے یہان لائی ہے ان اسیرون نے اپنی رہائی کی خوشی مین جشن کیا ہے یہ سمجھکر زیادہ تر آتش غضب
اُس کی شعلہ ور ہوئی چہرہ قہر و غضب سے سرخ ہوگیا کثرت غضب سے تاب ضبط نہ لاکر انتر جادو سے
کہنے لگی او چھوکری تو یہین ٹھہر مین جاکر ابھی سب کو جلا کر خاک مین ملائے دیتی ہون اور شرپر جادو
گیسو بریدہ کو پکڑ کر لیے آتی ہون انتر جادو نے دست بستہ عرض کیا اُستانی جی آپ کیون اتنی
زحمت و تکلیف گوارا کرین مجھی کو حکم دین کہ ابھی جاکر سب کو ایک ادنیٰ سحر مین اسیر کرلون شرپر جادو
کو گرفتار کرلون آپ دور سے تماشہ دیکھین کہ کس عنوان سے آپ کے دشمنون کو قید سحر مین مبتلا
کرتی ہون حضور نے جو مجھے سحر سکھایا ہے آخر کس روز کے واسطے سکھایا ہے میری موجودگی مین
آپ کا دشمنون سے لڑنا مجھے منظور نہین ہے آپ کا حق تعلیم و تربیت مجھپر بہت ہے آج کچھ تو حق شاگردی
ادا کرے آپ کو میرے سر کی قسم میری عرض کو قبول کیجیے ازلال جادو انتر جادو
کے اس طرح عرض کرنے سے خوش ہوکر کہنے لگی او چھوکری اگر یہی تیری خوشی ہے تو جا فقط شرپر جادو
کو اسیر کرلا اور سب کو آتش سحر سے جلا دے یا دریاے سحر مین ڈبو دے نام و نشان کسی کا باقی
نرکھ کسی کو زندہ نہ چھوڑ مین یہان سے تیری سحر و ساحری دیکھتی ہون تیری خوشامد کرنے سے مجبور ہوکر
اسی جگہ توقف کرتی ہون دیکھون تو آج کس طرح تو سحر کرتی ہے انتر جادو نے عرض کیا حضور یہین
سے ملاحظہ فرمائین میرے سحر کا تماشہ دیکھین یہ عرض کرکے تخت سحر اپنا آگے بڑھا کر آواز بلند پکاری
کہ او شرپر جادو مین نے تجھے دیکھا خوب بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہے ارے غضب کیا تو نے کہ اپنی
اُستانی سے منحرف ہوئی ان کے دشمنون کی دوست ہوئی خوب تو نے حق اُستادی ادا کیا جو کرنا
تھا وہ کیا تجکو شرم و حیا نہ آئی محبت مین اسیرون کی بیباک چلی آئی کچھ خیال رسوائی و بدنامی نکیا
اب ہوشیار ہوجا کہ اجل تیری آپہونچی مین تیرے حال پر رحم نکرون گی حکم اُستانی جی کا بجالاؤن گی
شرپر جادو نے گفتگوے انتر جادو سنکے بدحواس ہوکر عمان بادشاہ و فرامرز ثانی سے
کہا کہ لو صاحب اب مین رخصت ہوتی ہون پیام اجل میرا آپہونچا زندگی میری دشوار ہے ہمراہ
انتر جادو کے ازلال جادو بھی ضرور آئی ہوگی وہ ایک بلاے بے درمان ہے سحر مین اس سے
مین مقابلے کر نہین سکتی مین ایک ادنیٰ سی اُسکی تعلیم یافتہ ہون لہذا یقین ہے کہ اُس کے ہاتھ سے قتل ہون گی
اس نوجوانی مین دنیا سے سوے ملک عدم جاؤن گی افسوس کہ جو میری آرزو تھی بر نہ آئی پر ارمان
دنیا سے چلی مگر جاے شکر ہے کہ کوچۂ محبت مین ثابت قدم رہی الفت مین جان بحق ہوئی ذرا جو ل...
کبھی کبھی یاد ضرور کیجیے گا یہ جان نثار اب قتل ہونے جاتی ہے آپ سب صاحب بھی ہوشیار ہو جایئے

فکر اپنی جان بچانے کی کیجیے آمادہ جنگ ہو جائیے حالانکہ آپ سب صاحب اُس ساحرۂ نامی سے تو کیا
مقابلہ کیجیے گا سحر سے آپ لوگ آگاہ نہیں ہین فقط مین اس بزم مین ساحرہ ہون انتر جادو سے تو
مقابلہ کر سکتی ہون مگر استانی سے ڈرتی ہون اُس پر غالب نہ آؤن گی یہ کہکر جلد تر طاؤس سحر پر سوار ہوکر
باغ سے بلند ہوکر روبرو انتر جادو کے گئی ادھر فرامرز ثانی و عمان نے بزم عیش کو موقوف
رکھکر باغ سے باہر آکر افسران فوج کو حکم کمربندی کا دیا حسب الحکم جملہ سوار مسلح ہوکر مرکبون پر سوار
ہوے فرامرز ثانی اور عمان بادشاہ شہر عمانیہ بھی مرکبون پر بیٹھے پھر میدان مین صف آرا ہوکے
ارادہ کیا کہ جب ازلال جادو یہان آئے گی اُسے نشانہ تیر کرینگے بالاے زمین تو مردان
جنگ جو صف آرا ہیں اُدھر بالاے ہوا شریر جادو نے سامنا انتر جادو کا کر کہا کہ او بدزبان و
بیہودہ گفتار جو کچھ مین نے کیا وہ خوب کیا تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے اگر تجھکو خیر خواہی مین اپنی استانی
کے دعوے سحر و ساحری ہو تو کوتاہی نکر مین بھی تجھ سے سحر مین کچھ کم نہین ہون بلکہ زیادہ ہون
تیری بھی یہ مجال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے او مجھے اسیر کرکے لیجائے یہ تقریر شریر جادو کی سُن کے
انتر جادو کو نہایت غصہ آیا فی الفور ایک گولہ فولادی جھولے سے نکال کر اسماے سحر اُس پر دم کرکے
نام سامری لے کر سینہ شریر جادو پر مارا ادھر شریر جادو نے کارد سحر سے اُس گولے کے دو
ٹکڑے کرکے وہی کارد سحر اپنے خون پیشانی سے تر کرکے انتر جادو کی طرف پھینکی اُس نے ہرچند
سپرہاے سحر سے اُس کارد کو روکنا چاہا لیکن کارد مذکور ان سپرہاے سحر کو کاٹ کر انتر جادو کے
سینہ پر کچھ اس طرح پڑی کہ پشت سے گذر گئی وہ تڑپتی ہوئی خاک پر گری بعد ایک لمحہ کے ہلاک
ہوگئی اُس کے مرنے کو نہ تاریکی ہوئی پھر اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے افسوس
مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم کہ نام من انتر جادو بود جب وہ تاریکی دفع ہوئی تھ
پھر اُس کے سحر کے ایک جانب نالان و گریان چلے گئے ازلال جادو نے تمام حال جنگ دیکھکر
انتر جادو کے قتل ہوجانے کا از حد افسوس کرکے کہا کہ اس چھوکری کی قضا ہی آئی تھی جب ہی تو
خوشاد او حرکی تم دے کر مجھ سے اجازت لے کر لڑنے کو گئی تھی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب مین انتر جادو
او راپنے فرزند کے خون ناحق کا عوض ان باغیون سے لیتی ہون یہ کہکر بزور سحر اژدر مہیب و کلان
بنکر شعلہاے آتشین دہن سے نکالتی ہوئی ہوا کے درختون کو جلاتی ہوئی مثل بلاے بے درمان
کے منہ کھولے ہوے سب فرامرز ثانی و عمان و شریر جادو وغیرہ باین خیال چلی کہ
سب کو اپنے نفس گرم و شعلہاے آتش سوزان تحت جلا دیجیے یا کشش نفس سے جملہ دشمنون کو
نگل جائیے شریر جادو اُس کو آتے ہوے دیکھکر خوف سے بے اختیار بھاگ کر پاس فرامرز ثانی
وغیرہ کے آئی اور کہا دیکھو وہ بلاے بے درمان آتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے بظاہر تو یہ بلاے بد اب
کسی کو زندہ نچھوڑے گی فرامرز نے جواب دیا کہ اے شریر جادو جاے خوف و اندیشہ نہین کیونکہ
اگر دشمن قوی ہے تو نگہبان جان ہمارا دشمن سے قوی تر زیادہ ہے دیکھو ہم اُس سے دعا کرتے ہین اگر
اُس کو منظور ہوگا تو وہ ہمین کسی طور سے اس ساحرہ کی شر سے بچالے گا اور اگر پروردگار عالم ہی کو
منظور نہوگا تو دعا ہماری قبول نہوگی یہ ساحرہ ہمکو مبتلا بلاے تازہ کرے گی یہ کہکے فرامرز ثانی
و عمان و صمصام تیغ زن و تہور راہزن وغیرہ برجوع قلب سوے فلک ہاتھ اُٹھاکر
اس طرح بگریہ و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کرنے لگے کہ اے خالق کون و مکان واے معبود

انس وجان لے قاضی الحاجات والے مجیب الدعوات اے برآرندہ حاجات واماندگان و اے مددگار عاجزان واسطہ تجکو اپنے بندگان برگزیدہ کا ہمکو اس ساحرہ کے شر سے بچا جلد ہمکو ساحل مراد پر پہونچا غرق دریاے فنا فی الحال نکر اس آفت عظیم و بلاے جان ستان سے کشت حیات ہماری پامال نکر تو ہمیشہ پر قادر ہے ہماری حالت مجبوری تجپر ظاہر ہے اس وقت بیکسی میں کوئی ہمارا مونس ومددگار نہیں ہے تیرا ہی سہارا ہے تو ہی ہماری مددگار اگر تیری مصلحت ہو تو اس بلا کو ہم سے دفع کر دے شاہد شادمانی دکھا اے حافظ حقیقی جانین ہماری کسی صورت سے بچا ورطہ الم سے نجات دے اس بلاے بد سے امان دے ذات تیری کارساز ہے تو ہی بیشک غریب نواز ہے ہر ایک بندے کو تجہی پر ناز ہے تو ہی حاجت رواے اہل عالم ہے تو ہی ناخدا کشتی بنی آدم ہے بیکسون کا معین وناصر ہے لاریب تو ہی ایسا توانا و قادر ہے کہ بمصداق **نظم**

رہی کشتی نجات ہے طوفان سے ۔ دو نوح کو بچا سے طوفان سے ۔ کر دیا وصل آدم و حوا

حافظ نوح ہو بلا میں رہا ۔ کر دیا اس پہ آگ کو گلزار
شاخ پژمردہ سبز ہوا اسدم ۔ زندہ مچھلی میں رکھا یونس کو

خضر کا تو ہے راہ میں حافظ ۔ مصلحت میں ہو تیری دخل کسے
تیری جسدم ہو بارش افضال ۔ اے خدا ہمکو بھی بلطف بچا

رہا یوسف کا چاہ میں حافظ ۔ غرق کر دے تو دم میں جب چاہے
شجر خشک بارے ہو نہال ۔ ہمکو بھی اس بلا سے بچا

آگ میں ہو گیا نکلی بہار ۔ چلے تیری اگر ہواے کرم
غم نہیں اس کو جو کہ مونس ہو ۔ کسی اپنے بندے کو اسوقت

ہماری نصرت کے واسطے بھیج تاکہ وہ ہماری مدد کرے تیرے حکم سے ہم کو اس ساحرہ کی شر سے بچالے یا اس کو آکر قتل کرے ہنوز فرامرز وغیرہ دعا کر رہے تھے دست دعا بلند تھے جانب فلک دیکھ رہے تھے ازلال جادو بصورت اژدر شعلہ فشان چلی آتی تھی کہ ناگاہ سوے فلک ایک غبار ہویدا ہوا یا ایک ستارہ درخشان دن کو دکھائی دیا ہر ایک یہ امر عجیب وغریب مشاہدہ کرکے متحیر ہوکر بغور اسے دیکھنے لگا سب کی اس طرف نظر کرنے سے ازلال جادو بھی جو بصورت اژدر منھ کھولے شعلہاے آتشین دہن سے نکالتی ہوئی آتی تھی سوے فلک دیکھنے لگی یکایک صاحب غبارہ مذکور نے بلندی سے فرامرز وغیرہ کو دست بدعا دیکھکر اژدر مسطور کو ان کی طرف آتے دیکھکر اس غبارہ نما کو سوے پستی لاکر نعرہ کیا کہ او اژدر مہیب کہاں آتا ہے ٹھہر ہماری بے اجازت خاص بندون کو کیون ضرر پہونچایا چاہتا ہے ٹھہر ابھی آتش قہر وغضب سے تجکو جلاکر خاک کر دون کیا تو ہم کو نہیں جانتا کہ ہم کون ہیں ہمارے خوف سے بھی مطلق ہراس نکیا ازلال جادو کہ بشکل اژدر وہان آئی تھی اس نعرے کے سنتے ہی تھم گئی سب نے دیکھا کہ ایک منڈل میں کہ پر مثال تخت سوار ہے ایک مرد ضیا بار باریش دراز لباس سفید وچغہ اپنے پشان وشوکت بیٹھا ہے آنکھ اسکے چہرۂ تابان پر اچھی طرح ٹھہر نہیں سکتی ہے نظر خیرہ کئی کرتی ہے وہ بلندی سے اترتا ہوا سوے زمین چلا آتا ہے اور پکار پکار کر کہتا ہے میں درویش آفتاب صورت جب وہ بروے زمین آیا اپنے جامۂ پشمین کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک آئنۂ مسمی آئنۂ حیرت نکال کر عکس اس کا اس اژدر پر ڈالا عکس کے پڑتے ہی سحر دور ہوا ازلال جادو بصورت اصلی سب کو نظر آئی گھبرائی ہوئی مانند بید کے کانپتی ہوئی حواس باختہ سحر بھولی ہوئی خداوند آفتاب صورت نے منڈل سے نکل کر بضرب شمشیر آبدار اسے قتل کیا بعض راویون نے یون بھی کہا ہے کہ اس صاحب غبارہ پر ضو نے بالاے زمین آکر آئنۂ حیرت کا عکس اس پر ڈال کر صورت اصلی پر اس کو لاکر ناگفتنے

سحر عکس آئینہ سے کرکے **فرامرز** وغیرہ سے کہا کیا کھڑے دیکھ رہے ہو اس ساحرہ اپنی دشمن جان
کو قتل کرو کچھ خوف نکرو اب اس کو سحر یاد نہین ہے **فرامرز** نے حسب الحکم تلوار سے **ازلال جادو**
کو قتل کیا غرض بہر طور جب **ازلال جادو** قتل ہوئی اور تڑپ کر مرگئی اُس کے مرنے سے تاریکی
محیط ہوئی آندھی سیاہ آئی کچھ برف باری اور سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا
اُس کے سحر کے پیرون نے اُس کے نام سے آواز دی کہ مارا مجھکو کہ نام میرا **ازلال جادو** تھا
یہ آواز دے کر نالان ایک طرف چلے گئے اسوقت سب نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ از حد سن رسیدہ
کریہہ منظر بہت بدصورت زمین پر دو ٹکڑے پڑی ہے لباس اُس کا یہ ہے کہ لہنگا پہنے ہے کرتہ نیلگون بر مین
ہے بال سفید سر پر برائے نام ہین دو دانت مثل گراز کے دراز دہن سے نکلے ہوے آنکھین
چھوٹی چھوٹی نہایت زرد ہر ایک نے اُس کی صورت بد کو دیکھکر کہا کہ یہ ساحرہ کیا بدصورت تھی
شمشیر جادو نے کہا کہ اصلی صورت اس کی یہی تھی بزور سحر اپنے تئین جوان بنائے رکھتی تھی خوب ہوا
کہ یہ قتل ہوئی اس کے ضرر و شر سے میری اور سب صاحبون کی جانین بچگئین درویش **آفتاب
صورت** نے یہان آکر عجب کار نمایان کیا کہ دیکھنے سے حیرت ہوئی ان کی قدمبوسی سے شرف
حاصل کرنا چاہیے یہ کہکے آگے بڑھی پھر شرف قدمبوسی حاصل کیا اسی طرح **فرامرز وعمان** بادشاہ
وغیرہ نے شرف دست بوسی و قدمبوسی حاصل کرکے عرض کیا اس باغ مین تشریف لائیے قدم رنجہ
فرمائیے چندے قیام فرمائیے تاکہ ہم آپ کی خدمت سے شرفیاب ہون خداوند **آفتاب صورت**
نے عرض قبول کرکے اُس سندلی اور آئینہ کو ایک دم مین غائب کرکے باغ مین جاکر قیام کیا **عمان**
شاہ وغیرہ نے از حد تکلف سے دعوت وضیافت کی خدمت گذاری بہت کی پھر ساحرہ مذکور
کے قتل ہونے کی خوشی مین جشن کا حکم دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی سامنے درویش **آفتاب
صورت** کے ارباب نشاط مع سازندون کے حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگی اور ارباب نشاط
سے ایک مطربہ نے یہ غزل گائی

غزل

آپ کو کیا جو پھرے کوئی بیابانون مین — آپ آرام سے سویا کرین شبستانون مین
مسجد وکعبہ مین پرستش نہ صنم خانون مین — بت پرستون مین نہ ہم ہین نہ مسلمانون مین
ہم سے پوچھے کوئی انداز پریزادون کے — ہم ہوا کھاتے ہین ہر وقت پریخانون مین
جان ودل لے کے دیا بوسۂ رخسار تو کیا — یہ بھی احسان ہے کوئی ترا احسانون مین
بلبلون کو ہے تری بزم کی زینت کا خیال — پھول لالا کے لگا جاتی ہین گلدانون مین
سب سمجھتا ہون رقیبون کے کنائے دل مین — مجکو نادان نہ سمجھے کوئی انجانون مین
گھر سے پڑ جاتے ہین ناسور ہمارے دل مین — ایسا کچھ زہر بھرا ہے تری مژگانون مین
کچھ رہین ضبط نہین عشق مین مجنون کی طرح — کیون ترے کوچے سے جانے لگے ویرانون مین
سنکر عشق کو کہتے ہین برا واعظ وشیخ — آگیا ہے خلل ان دونون کے ایمانون مین
دیکھ تو مجلس رندان مین بجا تا واعظ — قدر کچھ بھی تو سنو کی تری میخانون مین
اودھر کون جو آکر مرے دل مین رہتے — اک تصور ہے فقط آپ کا مہمانون مین
وہ بلا نوش ہین ساقی کہ اگر منہ سے لگے — ایک قطرہ بھی نہ چھوڑین ترے پیمانون مین
ہم سے کیا نوک کی لین خار مغیلان احسن — ہم قدم دیکھکے رکھتے ہین بیابانون مین

اہل بزم سننے لگے خصوصاً درویش آفتاب صورت اور عمان بادشاہ و فرامرز ثانی وغیرہ
بگوش دل سامع ہوئے مطربہ مذکورہ انعام مین زر و جواہر پانے لگی دو پہر رات سے زیادہ بزم
عشرت آراستہ رہی بعد ازان بزم عشرت برخاست ہوئی ہر ایک اپنے اپنے فرش خواب پر جا کر آرام پذیر
ہوا فرامرز ثانی بھی جا کر فرش خواب پر لیٹا ہنوز خواب اُس کو آیا نہ تھا کہ درویش آفتاب
صورت نے سب کو سوتا دیکھکر فرامرز ثانی کے پاس جا کر کہا کہ تونے مجھکو پہچانا یا نہین اُس نے
کہا مین نے تو آپ کو نہین پہچانا اسوقت مسکرا کر جواب دیا کہ مین خضران بن عمرو ہون فرزند
آگاہ ہو کہ جب ملکہ نے اور تونے اپنے تئین دریا مین ڈال دیا تھا مین تیرے صدمۂ جدائی مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہو کر بارادہ حج بیت روانہ ہوا تھا اثناے
راہ مین دل مین آیا تھا کہ خانہ کعبہ مین ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو ثانی موجود ہین جب اُن کو یہ معلوم
ہوگا کہ مجھسے عیار بیعیاری جملہ اسباب عیاری لے گیا تو وہ ناراض ہو کر ایسے کلمات فرمائینگے کہ
جن سے مجکو بہت ندامت حاصل ہوگی لہذا عزم خانہ کعبہ موقوف کرکے کسی کوہ پر جا کر جان اپنی دیدون
چنانچہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوکے صحرا نورد ہوا تھا کہ ویرانہ مین ایک قبرستان مین گذر ہوا مالک
قبرستان درویش مرجان سرخ مو تھا اُس سے بہت سی اشیاے کرامت آثار مجکو دستیاب ہوئی
ہین ازانجملہ مندہی اور آئینہ حیرت ہے جسکو تونے دیکھا ہے اُس کے اثر عکس سے ساحر و سحر بول کی
اور بصورت اصلی ہوگئی پھر قتل کی گئی خداوند عالم نے میرے حال پر رحم کیا شکر ہے خدا کا کہ مین نے
یہان آکر تجکو اور ملکہ کو زندہ و سلامت پایا اب مطلقاً میرے حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا تجسے اپنا
حال کہدیا ہے فرامرز سنکے خوش ہوا خضران بن عمرو نے اُس کو گلے سے لگایا بزرگانہ پیار کیا
پھر پوچھا کہ تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ کیونکر دریا سے نکلکر یہان آئے فرامرز ثانی نے تمام حال
عمان کے لانے کا اور جو کچھ گذرا تھا بیان کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حسب الحکم درویش
آفتاب صورت و فرامرز ثانی لشکر نے مع عمان شاہ اُس جگہ سے سوے قلعہ غانیہ بارادہ
جنگ کوچ کیا جب لشکر قریب پہونچا دیو اسلم بھی مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکلا دیکھنے والون
نے دیکھا کہ وہ اپنے فرزند اور اپنی زوجہ ازلال جادو کے قتل ہونے سے بدرجہ کمال غمگین تھا
اپنی زندگی سے بیزار تھا عمان و فرامرز ثانی کو مع لشکر کثیر دیکھکر اسی حالت غم مین تاب ضبط
نہ لا کر اپنے لشکر مین طبل جنگی بجنے کا حکم دیا جب صداے طبل جنگی سپاہ دیو اسلم مین بلند ہوئی
ہر کسے جو برلے خبر مین تھے انہون نے روبروے فرامرز ثانی آکر عرض کیا کہ اے پہلوان
دوران اسوقت دیو اسلم نے اپنی سپاہ مین نقارۂ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے
کہ صبح کو مع فوج میدان مصاف مین آکر آتش فتنہ بلند کرے باقی خیریت ہے فرامرز ثانی نے
حسب راے درویش آفتاب صورت حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر ظفر اثر مین کوس جلی
البغات ایزدی بجایا جاے ہنگام سحر جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا ملازمون نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی یعنی نقارۂ جنگی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام صبح ادھر
سے فرامرز ثانی ہمراہ عمان و درویش آفتاب صورت مع تمامی سپاہ جانب جنگاہ روانہ
ہوا اُس طرف سے دیو اسلم بھی ساٹھ ہزار سپاہ کی جمعیت سے میدان رزم مین آیا بعد درستی
میدان جنگ دونون جانب سے صف آرائی سپاہ ہوئی میمنہ میسرہ قلب و کمین کا ہر ایک

سپاہ کا جوانان پرجگر سے آراستہ کیا گیا جب صف آرائی بخوبی ہو چکی دیو اسلم وار شمشاد لیکر
میدان جنگ میں آیا اور پکارا اے فرامرز ثانی اے قاتل فرزند من غمگین جلد میرے مقابلے
کو آ مجھ سے مقابلہ کر یا تو مجھے قتل کر یا میں تجکو ہلاک کروں کیا فائدہ کہ لشکر جانبین سے بہادران
سپاہ جو بہادر نامور ہیں نکلکر جنگ آزما ہوں فرامرز ثانی نے صدائے دیو اسلم سنکے جانب
درویش آفتاب صورت دیکھا اُس نے قریب اپنے بلاکر آہستہ کہا کہ اے فرزند میں نے
درویش مرجان سرخ مو سے ایک اکتا ایسا بھی پایا ہے کہ وہ جس کے بازو پر بندھا ہو کوئی اُس پر
غالب نہو لہذا میں تیرے بازو پر وہی اکتا باندھ دوں تاکہ دیو تجپر غالب نہ آئے فرامرز نے
عرض کیا کہ اس وقت آپ میرے بازو پر وہ اکتا نہ باندھیے بغیر اسکے باندھے میرے زور
بازو اور اپنی تعلیم فنون سپہ گری کا اثر دیکھیے کہ کیونکر اس دیو سے لڑتا ہوں درویش آفتاب
صورت نقلی نے بہت خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند اگر تیری یہی خوشی ہے تو خیر بسم اللہ اس کے
مقابلہ دشمن جا خداوند عالم کے حفظ و حراست میں تجکو دیا اے فرزند حتی الامکان وار ضرب
شمشاد سے اپنے تئیں بچانا مرنے کا ارادہ نکرنا فرامرز ثانی بعد حصول اجازت جنگ میدان
کارزار میں آیا سامنے دیو اسلم کے مرکب روک کر ٹھیرا پھر طالب ضرب ہوا دیو مذکور نے
فرامرز ثانی کو دیکھا رو دیا کہ یہی میرے فرزند دیو سلیم اور میری زوجہ ازلال جادو کا
قاتل ہے اسی نے میرے دل کو دردمند کیا ہے یہی باعث بیزاری زندگی ہے یہ باتیں یاد کرکے آبدیدہ
ہو کر وار شمشاد کہ از مددگران اور طویل تھی اپنے دونوں ہاتھوں میں محکم پکڑ کر بالائے سر گردش
دے کر سپر پر فرامرز ثانی کے لگائی ادھر فرامرز نے وار وار شمشاد کا خالی دے کر مرکب کو بعجلت
آگے بڑھا کر شمشیر آبدار علم کر کے اس طرح اُس خیرہ سر کی کمر پر لگائی کہ وہ اجل رسیدہ مانند خیار تر
کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر یوں گرا کہ زمین کانپی غبار بلند ہوا گویا ایک کوہ کوچک دو ٹکڑے
ہو کر بالائے زمین گرا لشکر اسلام میں شور تحسین و آفرین بلند ہوا مردمان سپاہ دیو اسلم دیکھتے
ہی دنگ ہو گئے ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ ایک بنی آدم نے ایسے دیو قوی الجثہ کو ایک ہی وار میں
کس خوبی سے دو ٹکڑے کیا بعد حیران و متعجب ہونے کے افسران فوج دیو اسلم نے مردان سپاہ
سے مخاطب ہو کر کہا یارو اس جوان نے ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہے ہم نے ایک مدت تک اپنے
بادشاہ مقتول کا نمک کھایا ہے مقتضائے بہادری و نمک خواری یہ ہے کہ اس جوان کو قتل کرو
زندہ اس کو جانے نہ دو سب نے کہا ہم تابع حکم ہیں افسران سپاہ فوج کو ہمراہ لے کر آگے بڑھے
فرامرز ثانی کو چاروں طرف گھیرنا چاہا ادھر سے بھی بحکم درویش آفتاب صورت سے تہمور
راہزن و صمصام تیغ زن جملہ سپاہ کو ساتھ لے کر بعجلت تمام گھوڑے دوڑا کر آگے وارد
ہوئے جب دونوں لشکر مانند دو دریائے مواج و قہار کے باہم مل گئے لڑائی ہونے لگی برق
شمشیر چمکنے لگی بہادران سپاہ و رعد آسا نعرے کرنے لگے بار شمشیر خون دلاوران مجروح و مقتول
زمین پر بہنے لگی عرصہ جنگ خون بہادران میدان جنگ سے رنگین ہونے لگا فرامرز ثانی
دلیرانہ ایسا لڑا کہ فوج عدو پسپا ہو کر امان طلب ہوئی فرامرز نے تلوار کو نیام میں رکھکر مردان
سپاہ دشمن کو پناہ دی اُسوقت جملہ افسران سپاہ دیو اسلم خدمت فرامرز ثانی میں آئے
اور عرض کیا کہ اب حضور کے ہم تابع فرمان ہیں چاہتے ہیں کہ آپ قلعہ میں تشریف لے چلیں فرامرز ثانی

بالیاے درویش آفتاب صورت مع اپنے افسران سپاہ و عمان بادشاہ وغیرہ کے
داخل قلعہ ہوا دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی عمارتیں عمدہ و نفیس ہیں الا مردمان شہر حق پرست
معلوم ہوتے ہیں غرضکہ فرامرز ثانی شہر کو دیکھتا ہوا دربار میں پہونچا سرداران لشکر دلیر
اسلم نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس تخت حکومت پر اب جلوس فرماوین یہان کی بادشاہت
کرین فرامرز نے تخت نشینی سے انکار کیا اسوقت درویش آفتاب صورت نے عمان کو
اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھا دیا تاج شاہی بالاے سر رکھدیا پھر حکم دیا کہ جملہ امرا وزرا و سرداران
سپاہ عمان بادشاہ سابق شہر لانیہ کو نذرین دین بدستور قدیم اس کو اپنا بادشاہ جانین اس کے
تابع حکم رہین حسب الحکم درویش موصوف جملہ اہل دربار و سرداران تہور شعار نے موافق قاعدہ نذرین
دین درویش مذکور ایک کرسی پر بیٹھے فرامرز ثانی قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھا قہور راہزن و
صمصام تیغ زن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ بعد نذرین دینے کے حسب الحکم علی قدر مراتب
کرسی و دنگل پر بیٹھے جب سب اہل دربار علی قدر مراتب دربار میں بیٹھ چکے تو عمان بادشاہ
نے پہلے ہر ایک اہل دربار کو خلعت و انعام سے سرافراز کیا پھر فرامرز ثانی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا
کہ اے فرزند تم نے مجھپر بہت احسان کیا کہ میرے شہر پر مجھکو قابض و متصرف کرا دیا میرے دشمنونکو
قتل کیا اس احسان کی عوض کیا سلوک نیک کرون کہ جس سے بار احسان عظیم سے سبکدوش
ہون فرامرز نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمکو احتیاج زر و مال و ملک کی نہین ہے اگر عوض ہماری نیکی کا منظور
ہو تو دین اسلام اختیار کر اور اپنے جملہ مردمان شہر کو مسلمان کر آئین خداپرستی اختیار کر مذہب
باطل سے کنارہ کش ہو خداوند عالم و عالمیان کو اپنا معبود حقیقی جان اُس کو سجدہ کر کہ وہی قابل
سجدہ ہے عمان بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند مین تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا اب ازسرنو روبروے
اہل دربار مسلمان ہوتا ہون یہ کہکے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہوا بعد اسکے
حکم سے جملہ اہل دربار بلکہ تمامی مردمان شہر مسلمان ہوے مساجد کی بنا ہونے لگی آواز اذان
آنے لگی لوگ پابند نماز ہوے عبادت خدا کرنے لگے دیر منہدم کردیے گئے مردمان شہر اپنے
بادشاہ سابق کے ازسرنو بادشاہ ہونے سے بہت خوش ہوے شہر مین رونق و زینت دوچند
ہوئی عمان بادشاہ نے حکم جشن فتحیابی و سامان دعوت و ضیافت دیا ملازم کاربند ہوے
بزم عشرت آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط آنے لگے دعوت و ضیافت فرامرز ثانی و درویش
آفتاب صورت و ملکہ دختر بردوان شاہ و جملہ سرداران سپاہ و مردم سپاہ کی بصد لطف
ہونے لگی بزم عشرت مین روبروے عمان و فرامرز ثانی و درویش موصوف نازنینان
خوبرو و خوش گلو رقص و نغمہ کرنے لگین زر و جواہر انعام مین پانے لگین ازانجملہ ایک مطربہ نازنین
وخوبرو نے یہ غزل حسب فرمائش عمان شاہ گانا شروع کی

غزل

اب ان کی یہ ہم سے گفتگو ہے
ہر لحظہ زبان پہ تو ہی تو ہے

کیون تم کو ہماری آرزو ہے
تصویر نظر کے روبرو ہے

اپنی یہ مرنے کی گفتگو ہے
تیری ہی شکل ہو بہو ہے

ہم بزم تو حسین جو کوئی
آجائے ابھی جو ہو بہانہ
خنجر ہو الگ نیام سے کیون

بیکار یہ جام یہ سبو ہے
ہم سنتے ہین موت حیلہ جو ہے
درکار اسے کونسا گلو ہے

اشکون سے [illegible]
ساقی جو ہو شریک محفل
ہم پیس سکو گے اسکو کیونکر

پانی نہین آنکھ مین لہو ہے
ہم بادہ سرخ بھی لہو ہے
موتی کی گرہ مین آبرو ہے

رو کے بیٹھے ہاتھ کو شب وصل | منتظر وہ بہت ہی تند خوئی

اہل بزم عشرت اشعار عاشقانہ غزل سن کے خوش ہو کر تعریف کرنے لگے مطربہ مذکورہ کو انعام ملنے لگا الحاصل ساعت شبانہ روز رنگ بزم عیش و عشرت آراستہ رہی ارباب نشاط رقص و نغمہ کیا کیے دعوت و ضیافت بصد تکلف ہوئی بعد کو اختتام جشن ہوا اور درویش آفتاب صورت کی رائے سے فرامرز ثانی نے عمان شاہ سے کہا کہ اب جشن ختم ہوا دعوت و ضیافت بھی ہماری ہو چکی ہمکو رخصت کرو کیونکہ یہاں زیادہ قیام کرنا ہمیں منظور نہیں ہے سوے لشکر صاحبقران یہاں سے جانا مطلوب ہے لشکر صاحبقران جانب طلسم نورز لے گیا ہے وہیں ہمکو بھی جانا ضرور ہے عمان شاہ نے کہا اگر خوشی تمہاری یہی ہے تو خیر ہم بھی ہمراہ چلیں گے یہ کہکے ارکان دولت و اعیان مملکت کو حکم دیا کہ سامان سفر مہیا کیا جائے اور اسباب جنگ فراہم ہو مگر بہت جلد تاخیر نہو کیونکہ ہمکو ہمراہ فرامرز ثانی کے یہاں سے جانا مطلوب ہے اعیان دولت نے حسب الحکم سامان سفر مہیا کیا درستی اسباب جنگ کی بھی کی جب سامان سفر حسب دلخواہ فراہم ہو گیا تو عمان شاہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی ریحان خوش تدبیر کو بجاے اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر جملہ اعلےٰ و ادنا کو حکم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا دے کر تاج شاہی اس کے سر پر مستعار رکھکر ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمراہ رکاب فرامرز ثانی ہوا سپاہ فرامرز کہ جملہ چالیس ہزار تھی سب فوج کی تعداد ایک لاکھ ہوئی درویش آفتاب صورت فرامرز ثانی و قہوما راہزن و صمصام تیغ زن وغیرہ سرداران سپاہ و عمان شاہ کی فوج مذکور ہمراہ لے کر ملکہ کو بھی ساتھ لے کر بعد کوچ و شہر عمانیہ سے سوے لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا حال اس کا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائے گا

یہاں سے اب وکلاے داستان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے تحریر کیے جاتے ہیں

عبث دل کو تصور ہر گھڑی رہتا ہے جاناں کا
نہ لاتے سر پہ گر آفت خیال اس آفت جاں کا

خدایا دور رکھ مجھ سے سایہ ایسے انسان کا
نہیں ہے پاس مطلق جس کو اپنے عہد و پیماں کا

وہ بہر فاتحہ آئے کیا سامان جسم انساں کا
چمک اٹھا ستارہ قسمت گور غریباں کا

شب فرقت خدا جانے قیامت ڈھائیگی کیا کیا
سحر سے دل کو دھڑکا ہی لگا ہے شام ہجراں کا

گمان اہل زمیں کو ہوگا خورشید قیامت کا
اگر سر کا کبھی پھاہا ہٹا ہے داغ ہجراں کا

نظر آئینہ دیکھو نا تو زلف پیچاں کو
نہیں کہتا تمہیں جو حال مجھ حیران پریشاں کا

مجھے رنج نہ پہنچیگی کبھی ہم دختر رز کو
بلا سے زاہدا ہمیں عذر ہو دین و ایماں کا

نگاہ ناز یہ کس کی ہوئی ہے پار سینے سے
مزا دیتا ہے رہ رہ کر کھٹکنا نوک پیکاں کا

قدر انداز تم کیسے ہو میرے سامنے آؤ
لگا دو تاک کر دل پر نشانہ تیر مژگاں کا

بلا کو جرم کہتا اپنی سنا تو یوں نہ صلواتیں
خدا کا خوف لازم ہے دکھاؤ دل نہ مہماں کا

نہیں ہے وردے خالی مری صحرا نوردی بھی
دکھا دیتا ہے دل کو تو تماشا خار بیاباں کا

کران کو جو بچہ اثنائے جنگ و مقابلہ غوغائے رعد آواز میں گرز گرا اٹھا لے گیا تھا جب وہ بچہ
زمین سے بلند ہوا اول تو صاحبقران موصوف بیہوش تھے متوجہ ہوا سے زیادہ بیہوش
■ مدہوش ہوگئے پھر بھی خبر نہیں رہی اپنے حال سے مطلق آگاہی نہ رہی غرضکہ وہ بچہ صاحبقران
کو لیے ہوئے پردۂ قاف میں درمیان قصر فیروزہ نگار مرصع کار کے کہ دیوؤں نے واسطے
جناب سلیمان کے بنایا تھا اُس کی تعریف خوبی کیا بیان ہو سکتی ہے سامنے سلیمان صاحبقران
ابن صاحبقران اعظم کے کہ اسی قصر میں تشریف رکھتے تھے جا کر ڈال دیا سلیمان صاحبقران
نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو پہچان کر متحیر ہو کر پوچھا کہ اے دیو افغان انکو
تو کہاں پا گیا کیوں ان کو اٹھا لایا اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے ایک مرتبہ اس تابعدار
و فرمانبردار سے فرمایا تھا کہ ہمارے آبا و اجداد کی نسل و ذریت اگر کسی کو کہیں پانا یا اسکو تم لے
بلا دیکھنا تو فوراً اسے ہمارے پاس لے آنا یاد فرمائیے حضور پہچان بھی اپنے آبا و اجداد کی نسل کی
بھی یہ بتائی تھی کہ گیسوان خلیلی ہوں گے خال سبز چہرے پر ہو گا اسی طرح دیگر پہچان بھی بتائی تھی
چونکہ آج حضور نے بضرورت تابعدار کو سوے پردۂ دنیا بھیجا تھا اور یہ فدوی اُدھر سے واپس
آتا تھا راہ میں دیکھا کہ دو طرف فوجیں بکثرت جمع ہیں میدان جنگ میں صف آرا ہیں عرصۂ مصاف
میں ایک جوان سے یہ مقابل ہوئے اُس نے آواز بلند کر کے ان پر گرز گرانبار لگایا یہ بیہوش
ہوئے اُس نے ارادہ قتل کرنے کا کیا میں نے فوراً پنجہ بن کر ان کو اٹھا لیا وہاں سے حضور کے
پاس لے آیا سلیمان صاحبقران پردۂ قاف نے تقریر دیو مذکور کی سنکے متبسم ہو کے اُسے
انعام دے کر فرمایا کہ اچھا کیا تو نے کہ ان کو ہمارے پاس لے آیا ہم تجھ سے خوش ہوئے دیو افغان
تو انعام لے کر وہاں سے اپنے مقام مسکن پر گیا سلیمان صاحبقران نے اعزہ و اقارب سے
جو پریاں تھیں نیز دیگر پریوں کو بلا کر اُن سے کہا کہ ان کو معرکۂ جنگ سے دیو افغان اٹھا لایا ہے
یہ بیہوش ہیں ان کو جلد تر جلد ہوشیار کرو میں یہاں سے محض اس خیال سے جاتا ہوں کہ ہم اسکے
سامنے اگر یہ غشی سے ہوشیار ہوں گے تو شاید ان کو کچھ ندامت ہو گی یہ کہکے وہاں سے ہٹ گئے
اُن پریوں نے تدبیریں دفع غشی و بیہوشی کی کرنا شروع کیں کوئی پری اپنے دست نازک سے
تلوے سہلانے لگی کوئی رومال بازو پر زور سے کس کر باندھنے لگی کوئی پنکھے سے ہوا دینے لگی
کوئی لخلخہ حسن عطر آمیز سنگھانے لگی کوئی گلہائے خوشبو پردۂ قاف کے لا کر گلدستہ بنا کر سنگھانے
لگی کوئی بازو پر ہاتھ رکھکر دعائیں پڑھنے لگی کوئی عرق گلاب و کیوڑے کے منہ پر بار بار چھینٹے دینے
لگی کوئی اپنے دستی رومال سے پسینہ جبیں کا پونچھنے لگی کوئی پری انواع و اقسام کے نسخے دافع
بیہوشی کے تیار کر کے قریب مشام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھنے لگی کسی پری
نے بند قبا کھولے کسی نے زرہ و بکتر تن سے دور کرنے کی فکر کی کسی نے کسی پری سے کہا جلد آب
سرد لاؤ ان کا منہ دھلاؤ پاؤں بھی ان کے ٹھنڈے پانی سے دھو تا کہ ہوش آئے بیہوشی دفع ہو
کوئی پری گھبرا کر دست نازک سوئے فلک اٹھا کر واسطے دفع بیہوشی کے خدا سے دعا کرنے لگی
کوئی نسخے کہیں سے لا کر انہیں جلا کر سنگھانے لگی بایں خیال کہ اگر یہ بیہوشی بوجہ آسیب کے ہو
تو آسیب دیو وغیرہ ■ دور ہو جائے آنکھیں کھولیں ہوش آجائے کوئی پری بواسطہ جناب سلیمان
خدا کی درگاہ میں واسطے دفع بیہوشی کے ملتجی ہوئی غرضکہ اُن پریوں نے صدہا تدبیریں کیں کہ

بیہوشی دفع ہو کسی طرح ہوش آئے اُسوقت بہت سی پریان نادر الحسن وجمال **صاحبقران**
موصوف کے گرد قریب تر تھین اُن کے گل عارض کی خوشبو اور اُن کے گیسوان معنبر کی مہک
اور پسینہ تن کی دل آرام بوے خوش اور اُن کے لباس معطر کی بو باس ہزارون طرح کے
لخلخون سے بہتر و افضل تھی بیہوش تو کیا ہی اگر مردہ صد سالہ کے بھی مشام مین خوشبو ہاے
مرقوم الصدر کا گذر ہو تو وہ بھی حکم خدا سے دوبارہ زندہ ہو جائے جب پریون نے تدابیر
مذکور کین اور گرد بیٹھین اور سر **صاحبقران** اپنے زانو پر رکھکر اپنے گیسو کی بو سنگھائی اور چند
قطرے عرق کے اُن کے گل عارض سے رخ **صاحبقران** پر ٹپکے غشی دور ہونے لگی ہوش
آنے لگا اُس پری نے اسی حالت مین زانو اپنا سر **صاحبقران** سے یہ خیال کرکے علیحدہ کیا
اس اثناے مین **صاحبقران** کو ہوش آیا آنکھین کھولکر قصر فیروزہ نگار اور پریون کو دیکھکر کہا
کہ الحمد للہ والمنہ کہ پروردگار عالم نے اپنی رحمت و بخشش سے بعد مرگ مجکو یہ قصر فیروزہ نگار
عطا فرمایا ہی اور اسقدر حورین مجھے دی ہین یہ اُس کی رحمت ہی اعمال تو میرے ایسے اچھے تھے
کہ جن پر مجکو بھروسا اپنی بخشش کا ہوتا لیکن اللہ نے میرے حال پر رحم کیا **غوغاے رعد**
آواز کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہی جنت مین خدا نے داخل کیا اب یہان مدام براحت و آرام
بسر ہوگی وصل حوران جنان نصیب میوہ باغ بہشت کھانے کو حلہاے جنت پہننے کو آب
چشمہ کوثر پینے کو سایہ طوبی راحت رسانی دل کو قصر ارم رہنے کو طاری یقین ہی کہ ہمسایہ مین میرے
سب اہل جنت ہون گے جناب **صاحبقران** اولی بھی ضرور یہین کسی قصر مین تشریف فرما
ہون گے آرزوے دلی بر آئے اگر اُن سے ملاقات ہو جائے اُن کی قدمبوسی ضرور ہی وہ بھی
جناب مجکو دیکھکر خوش ہون گے ہماری جناب جدہ مکرمہ ملکہ جہان پری و **قریشہ سلطان**
بھی یہین کسی قصر مین ہون گی ابھی اُن کو میرے یہان آنے کی شاید خبر نہین ہی اگر خبر ہوتی تو وہ
جناب خوش ہو کر خواہ یہان تشریف لاتین یا مجکو اپنے پاس بلاتین امید ہی کہ اُن جناب تک کوئی
ملک یا حور میری خبر ضرور کرے گا جب وہ حالات دریافت کرین گی تمام حالات جو گذرے ہین
بیان کر دون گا بعد عرض کرون گا کہ دنیاے کار و تماشا فرانہ زندگی بسر کرتا تھا ہمیشہ اسی
سراے آخرت کا خیال رہتا تھا دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ گیا جنگ و جدال پیشتر کفار سے
درپیش رہتی تھی لشکر کشی با اہل مشرکین پر کرنا پڑتی تھی شب و روز فکر و اندیشہ و تدبیر مین بسر ہوتی
تھی کوئی دم راحت سے زندگی نہ گذرتی تھی باوجود دولت و مال جاہ و حشم کے بے فکری حاصل
نہ تھی مقام شکر ہی کہ اجل آئی دنیا سے دوری ہوئی امور دنیا سے چھوٹ گیا اب کچھ فکر نہین ہی
یہان چین سے سوئین گے حورون سے ہمکنار ہون گے غلمان خادم ہین وہ حکم خدا سے ہماری
خدمت کرین گے یہان تمام اسباب راحت موجود ہین کسی بات کی تکلیف نہین ہی کیونکہ جنت
جاے راحت ہی مقام تکلیف نہین ہی اسی طرح سے بہت سی باتین کرکے اپنے تئین مردہ جان کے
آنکھین بند کر لین پریون نے جو تمام گفتگو **صاحبقران سلطان کیوان شکوہ** کی سنی بعضی
تو مسکرائین اکثر متردد ہوئین کچھ پریان گھبرا کر خدمت **سلیمان صاحبقران** مین گئین اور
عرض کیا کہ حضور یہان تشریف رکھتے ہین وہان **صاحبقران سلطان کیوان شکوہ** غشی
سے ہوشیار ہو کر شاید اپنے تئین مردہ جان کر عجب عجب باتین کر رہے ہین وہ باتین اگر آپ سنتے

تو بہت بہتر ہے اگر مناسب ہو تو اسی حال میں تشریف لے چلیے اُن سے ہم سخن ہو کر فرمایئے کہ یہ کیا
باتیں کرتے ہو تم زندہ ہو صاحبقران قاف یعنی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اچھا تم چلو
ہم بھی آتے ہیں ادھر پریون نے صاحبقران عادل کیوان شکوہ سے عرض کیا کہ حضور
آنکھیں کھولیں فرش سے اُٹھیں مسند زرین یا کرسی زرین پر بیٹھیں اچھی طرح اپنے ہوش و حواس
آئیں اپنے تئیں مردہ تصور نہ فرمائیں دشمن حضور کے مردہ نہیں ہیں فضل خدا سے ابھی حضور زندہ
ہیں یہ مقام جنت نہیں ہے یہ پردۂ قاف ہے ہمکو حوریں نہ سمجھیے ہم سب پریاں ہیں اس قصر کو قصر جنان
نہ خیال فرمایئے یہ قصر فیروزہ نگار ہے جس کو دیوون نے برائے جناب سلیمان علیہ السلام
بنایا تھا آپ کو پردۂ قاف سے دیو افغان مقابلہ غوغائے رعد آواز سے اٹھا کر لایا ہے
صاحبقران عادل کیوان شکوہ نے پریون کی گفتگو سنکے اچھی طرح آنکھیں کھول کر دیکھا تو
واقع میں اپنے تئیں پردۂ قاف میں پایا گرد پریون کو بیٹھے دیکھا متحیر ہو کر فرش سے اٹھ بیٹھے اتنی دیر
میں سلیمان صاحبقران آگئے اُن کو پہچان کر سلام کیا انھوں نے جواب سلام دے کر حال
دریافت کیا جواب دیا شکر خدا کا کہ زندہ ہوں اپنے تئیں پردۂ قاف میں پاتا ہوں قبل اس کے
اپنے لشکر میں تا غوغائے رعد آواز سے مقابلہ کر رہا تھا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ یہ
تم کو دیو افغان پیرہ بنکر اٹھا لایا ہے اب کچھ اور خیال نہ کرو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ الحمد للہ اسی حیلے سے آپ سے ملاقات ہوئی ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صاحبقران اعظم والد
سلیمان صاحبقران تشریف لائے ہمراہ ان کے سلیمان کوچک بھی تھے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اُٹھ کر با ادب سلام کیا اُن جناب نے فرمایا اے فرزند ہم نے تمہارے یہاں
آنے کی خبر سنی تمہارے دیکھنے کو آئے اسی طرح سلیمان کوچک نے کہا کہ ہم بھی اشتیاق تمہارے
آنے کی پاکر اشتیاق دید میں یہاں آئے صاحبقران اعظم نے بزرگانہ پیار سے آگے بڑھکر اپنے
سینے سے لگایا شفقت بزرگانہ بے حد کی مزاج پوچھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ فضل خدا آپ کی برکت دعا سے اچھا ہوں یہ باتیں جب ہو چکیں صاحبقران اعظم و سلیمان
کوچک و سلیمان صاحبقران نے واسطے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے میوہ تر و
تازۂ قاف و طعام لذیذ طلب کیا خدام نے حکم تعمیل کی پھر سب نے ایک جا میوہ و طعام کھایا بعد
اکل و شرب واسطے خوشی خاطر و شگفتگی مزاج صاحبقران پریوں کو حکم دیا کہ سامنے ان کے رقص و
نغمہ کریں پریوں نے حسب الحکم ناچنا گانا شروع کیا وہ اُن کی آوازیں وہ صورتیں بے بدیل و بے مثال
اُن کی لاجواب وہ اُن کا ناز و ادا و عشوہ ہنگام رقص و نغمہ پناہ بذات خدا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ پریوں کے رقص و نغمے سے از حد خوش ہوئے بعدہ سلطان صاحبقران کے
کہنے سے جابجا پردۂ قاف کی سیر کی عجائب و غرائب اشیا نظر آئیں ایک روز بہنگام سیر اُس قبرستان کی
طرف گذر ہوا جس قبرستان میں قبور ملکہ آسمان پری و ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ بزرگون
کی تھیں سلیمان صاحبقران نے ہر ایک قبر کے صاحب قبر کا نام بتا کر کہا کہ افسوس یہ بزرگ اس
دنیا سے چلے گئے گوشۂ قبر میں محو خواب ہیں کہ ہوشیار نہیں ہوتے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے آبدیدہ ہو کر ہر ایک اپنے بزرگ کی قبر پر سورہ فاتحہ پڑھا اُس کا ہدیہ ثواب اُن کی
روح کو دے کر کہا کہ ہم بھی مسافرانہ اس سرا میں ہیں بعد چندے کے آپ سے آکر ملیں گے آپ صاحبوں کی

جدائی دشوار ہی بغیر بزرگون کے زندگی خردون کی بے لطف ہی دل یہی چاہتا ہی کہ آپ صاحبون
سے جلد تر ملحق ہو جاؤن یہ کہکر اشکبار اٹھکر مزار جناب سلیمان علیہ السلام پر جاکر با دب بیٹھکر
ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ اُن جناب کو دیا پھر وہان سے ہمراہ سلیمان صاحبقران وغیرہ قصر
فیروزہ نگار مین آئے متردد و متفکر بیٹھے سلیمان صاحبقران نے سبب تردد پوچھا اظہار کیا
کہ اسوقت ہمکو اپنے لشکر کا خیال آیا ہی نہین معلوم بعد ہمارے یہان آنے کے اہل لشکر پر کیا گذری
غوغاے رعد آواز سے سخت اندیشہ ہی وہ نابکار ہمارے لشکر کے اکثر سردارون کو ہنگام
جنگ اپنے نعرے سے بیہوش کرکے گرفتار کرکے لیجاتا ہی کوئی حربہ اُس پر کارگر نہین ہوتا ہی سمجھ
مین نہین آتا ہی کہ کیا معاملہ ہی ہمنے بھی اُس سے مقابلہ کیا تھا اُسنے گرز گران مارا تھا ہر چند کہ گرز
ہمکو بھی نہین پڑا تھا فقط اُس کی جھپٹ اور ہوا لگی تھی اور اُسنے نعرہ کیا تھا گھوڑا ہمارا ہلاک ہوا تھا
ہم بیہوش ہوے تھے اس اثنا مین آپسے معلوم ہوا کہ دیو افغان ہمکو جنگ مین اُٹھا لایا دیکھیے
انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی غوغاے رعد آواز کشتہ ہوتا ہی یا نہین بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
قتل نہوسکے گا کیونکہ اُس پر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور اُس کی صداے نعرہ کو سنکے کوئی با حواس
نہین رہتا ہی خدا معلوم اس مین کیا اسرار ہی کس سے دریافت کرین سلیمان صاحبقران نے
کہا کہ ہم ابھی شمس جنی کو کہ عامل ہی طلب کرتے ہین اُس سے بابت غوغاے رعد آواز کے
پوچھتے ہین وہ بزور اپنے علم کے جو کچھ اسرار ہوگا بیان کرے گا یہ کہکے ایک دیو کو واسطے اُس کے
بلالانے کے روانہ کیا وہ دیو گیا بعد چند ساعت کے شمس جنی کو اپنے ہمراہ لایا اُسنے آکر
سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو با دب سلام کیا سلیمان
صاحبقران نے اُس کو ذی عزت جانکر بحرمت و عزت نزدیک اپنے بٹھایا اُسنے بعد تھوڑی
دیر کے عرض کیا اسوقت حضور نے مجکو کیون طلب فرمایا اس کمترین سے کیا کام لینا منظور ہی سلیمان
صاحبقران نے تمام حال غوغاے رعد آواز کے طریقۂ جنگ کا بیان کرکے پوچھا کہ غوغاے
رعد آواز پر کیا وجہ ہی کہ کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور وہ اپنے نعرے سے ہنگام جنگ حریف
کو اپنے بیہوش کر دیتا ہی اس مین کیا اسرار ہی شمس جنی نے بقاعدہ رمل زائچہ کھینچکر تا دیر تفکر
کرکے عرض کیا کہ حضور مجکو اپنے علم و قاعدہ کی رو سے ایسا کچھ ثابت ہوتا ہی کہ غوغاے رعد
آواز طلسم بند ہی زیادہ اس بابت مین کہ نہین سکتا کہ وہ کیونکر مارا جائے گا اور کس نے اس کو
طلسم بند کیا ہی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے شمس جنی ہم چاہتے ہین کہ تمام حال
مفصل طور سے غوغاے رعد آواز کا معلوم ہو اور یہ بھی دریافت ہو کہ وہ نابکار کیونکر قتل
ہوگا ایسی کوئی تدبیر بتاؤ کہ مطلب دل ہمارا حاصل ہو اُسنے عرض کیا اگر حضور کو مفصل حالات
غوغاے رعد آواز سے آگاہی منظور ہی تو حور جنی جو عامل زبردست و نامدار ہین اور
ہزار برس سے انھون نے امور دنیا کو ترک کرکے ایک حجرے مین رہنا اور [illegible] عبادت خدا
کرنا اختیار کیا ہی اُن کے پاس چلیے اور اُن سے بابت غوغاے رعد آواز کے سوال کیجیے
وہ جواب شافی و حسب دلخواہ ضرور دین گے مگر اُن جناب تک پہونچنا حضور کا دشوار ہی حالانکہ
آپ مالک و حاکم پردۂ قاف کے ہین اور قوت و شجاعت مین لاجواب ہین مگر بہت دشوار ہی کہ اُن
جناب تک آپ کی رسائی ہو سلیمان صاحبقران نے پوچھا کہ حور جنی تک کس وجہ سے ہم نہین

جا سکتے اُس نے کہا کہ ایک دیو مسمی دیو سرکش اثنائے راہ مین ہی بقوت زور بازو اُس نے ملک
اپنے قبضہ و تصرف مین کر لیا ہی کئی لاکھ دیو اُس کے تابع فرمان ہین دیو سرکش اُس ملک کی بادشاہت
کرتا ہی قید کو اپنے ملک مین بلکہ اپنے ملک کی سرحد پر بھی نہین آنے دیتا ہی اُس کے خوف سے کوئی دیو اور
جن اُس طرف سے گذر نہین کرتا ہی کیونکہ وہ از حد قوی ہی اُس سے کوئی لڑ نہین سکتا ہی اُسکی ضرب
کو روک نہین سکتا ہی نہ قوت مین اُس سے کوئی برابری کر سکتا ہی حورجنی جو عامل زبردست ہین
وہ اُسی کے ملک کی سرحد مین رہتے تھے بلکہ وہ ملک حورجنی کے بزرگون کے قبضہ مین تھا
حورجنی نے دنیا کو ترک کر کے شوق کل خوانی مین کچھ ملک و مال کے اوپر توجہ نہین کی دیو سرکش
نے وہ ملک بقوت بازو اپنے قبضہ مین ایک مدت دراز سے کر لیا ہی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے حال قوت دیو سرکش سنکے کہا کہ ہم اُس دیو نابکار سے مقابلہ کر کے اُس کو
تہ تیغ کرینگے اور راہ کو پاک و صاف کر کے حورجنی تک جائینگے سلیمان صاحبقران
نے جواب دیا آپ اسقدر کیون تکلیف گوارا کرین ہم تو موجود ہین اُس دیو سے سمجھ لینگے
جلد لشکر لے کر اُس کے ملک کی طرف روانہ ہونگے اُس سے مقابلہ و مجادلہ کر کے قتل کرینگے
آپ یہان سیر کرین بآرام و راحت رہین تھوڑی مدت مین یہ مہم سر ہو جاے گی پھر حورجنی تک
چلیے گا اُن سے ملک غوغائے رعد آواز کے قتل ہونے کا سبب دریافت کیجیے گا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ یہ کام ہمارا ہی ہمین کو بضرورت شدید پاس حورجنی کے جانا
منظور ہی لہذا ہمین کو مناسب ہی کہ ہمین دیو سرکش سے مقابلہ کر کے اُس کو پیوند خاک کرین آپ کو
لازم ہی کہ اس بارے مین اصرار نکرین ہماری قوت و شجاعت ہنگام مقابلہ دیو سرکش ملاحظہ کرین
کہ ہم کیونکر اُس سے لڑتے ہین اگر خدانخواستہ ہم اُس کے ہاتھ سے قتل یا مجروح شدید ہونگے تو
اُسوقت آپ اُس سے جنگ کیجیے گا سلیمان صاحبقران نے اس مقدمہ مین زیادہ تقریر کرنا
مناسب نہ جان کر سکوت اختیار کیا بعدہ حکم تیاری لشکر دیا سامان سفر و جنگ ہونے لگا جب
حسب دلخواہ سامان جنگ فراہم و مہیا ہو چکا سلیمان صاحبقران صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر کئی لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بکر و فر سے ملک دیو سرکش کی
روانہ ہوے اثنائے راہ مین سیر عجائب و غرائب اشیا کی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کو دکھلاتے ہوے کوچ و مقام کرتے ہوے ایک روز سرحد ملک دیو سرکش پر پہونچے صحرائے
سبزہ زار مین لشکر کے قیام کا حکم دیا خیام و بارگاہین برپا اور ایستادہ ہونے لگین دیوؤن نے جلد
جلد لشکر کے اترنے کا سامان کیا جب خیام و بارگاہین ایستادہ و برپا ہو چکین تو سلیمان صاحبقران
تخت سے اتر کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر داخل بارگاہ فلک فرسا ہوے
لشکر بھی اترا یہ خبر دیو سرکش کو پہونچی وہ نابکار اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ معلوم ہی کہ یہ کون اجل رسیدہ
لشکر لے کر ادھر آیا ہی کیا اُس کو ہماری قوت و شجاعت سے خبر نہین ہی اُن رفقا نے دست بستہ عرض کیا
کہ اے بادشاہ ہمارے ہم نے سنا ہی کہ سلیمان صاحبقران جو بادشاہ و مالک پری و قاف کے
ہین اور شجاع و بہادر ہین وہی لشکر لے کر بارادہ جنگ ادھر آئے ہین اور یہ بھی سنا ہی کہ بنی آدم سے
ایک شخص جس کو لوگ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین کسی طرح سے پری و قاف
مین آیا ہی اُس کی بھی بہادری و شجاعت کا شہرہ ہی اور یہ دونون صاحبقران مذکور عزیزان قریب

ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان ست ہین دیو سرکش نے کہا کہ کوئی آیا ہو مین کسی سے
نہین ڈرتا ہون دیکھنا ہنگام جنگ ہر ایک کو ایک ایک ضرب مین پیوند خاک کر دون گا لشکر کو تباہ و
برباد کر دون گا صحرا لاشون سے بھر دون گا کسی کو اُن کے لشکر سے زندہ نچھوڑون گا اگر تمامی ساکنان
پردہ قاف بھی مجھسے لڑین گے تو بھی مجھ پر غالب نہون گے رفقا نے عرض کیا حضور بجا فرماتے ہین یہان
تو دیو سرکش عالم غیظ و غضب مین سر دربار بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا بکب رہا ہے چہرے سے
آثار قہر و غضب آشکار ہین لیکن اب حال سلیمان صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب لشکر
نوروکش ہوا سلیمان صاحبقران نے ایک نامہ اس مضمون کا دیو سرکش کو لکھا کہ او دیو
سرکش تجکو معلوم ہو کہ ہم اس طرف محض واسطے فتح جورجنی عامل کابل کے آئے ہین لہذا ہمارا
سد راہ ہو کر ہم سے آمادہ شر و فساد نہونا اور دیکھتے ہی اس نامہ کے اطاعت ہماری اختیار کرنا ورنہ
انجام سرکشی تیرے حق مین برا ہوگا جب نامہ اس مضمون کا تیار ہو چکا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس
نامہ کو پاس دیو سرکش کے لے جاوے دیو نامہ لے کر روانہ ہوا دیو سرکش کو خبر ہوئی کہ نامہ لے کر
ایک دیو آتا ہے اس نے حکم دیا کہ اُس کو آنے دو قاصد کو نہ روکو جس وقت وہ دیو نامہ لئے ہوے
روبرو دیو سرکش کے پہونچا اُس نے نامہ طلب کیا دیو نے موافق قاعدہ نامہ اُس کو دیا اُس نے
مضمون نامہ پر نظر کر کے نہایت برہم ہو کے پشت نامہ پر یہ جواب تحریر کرا دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مین تمہاری اطاعت ہرگز نہ کرون گا جورجنی تک ہرگز تم کو جانے ندون گا اگر
میری سرحد مین قدم رکھنے کا ارادہ کروگے تو پچتاؤگے تمکو اور تمہارے تمام لشکر کو قتل کرون گا
کیا تم مجھسے آگاہ نہین ہو کہ نام میرا دیو سرکش ہے سرکشان دہر مجھسے پناہ مانگتے ہین یہ عبارت
جب لکھوا چکا دیو نامہ بر کو دے کر رخصت کیا بعدہ جواب کا منتظر ہوا دیو مذکور نے جواب نامہ کا سلیمان
صاحبقران کو دیا سلیمان صاحبقران دیکھتے ہی اُس کی تحریر کو بدرجہ کمال غصہ آیا اُسیوقت
اُس کی تحریر کا یہ جواب لکھا کہ او دیو سرکش ہوشیار ہوجا اگر روکنا اور ہم سے لڑنا منظور رہو تو
ہمارے مقابلہ پر آ ہم ضرور جورجنی تک جاوینگے تیرے ڈرانے سے ہم شیر بیشہ جرأت ہرگز نہ ڈرینگے
یہ عبارت اُس کے جواب نامہ مین لکھ کر بدست دیو دیگر نامہ روانہ کیا اُس نے نامہ کو دیکھتے ہی نہایت
غضبناک ہو کر پشت نامہ پر لکھا کہ مین مع اپنی سپاہ کے آتا ہون تم سے مقابلہ کرون گا ہنگام جنگ
تم کو قتل کرون گا یہ جواب لکھ کر دیو کو نامہ دے کر کہا کہ لیجا دیو تو نامہ لے کر خدمت سلیمان
صاحبقران مین آیا نامہ دیا سلیمان صاحبقران نے مضمون جواب سے اطلاع پائی ادھر
دیو سرکش تین لاکھ دیوون کی جمعیت سے روانہ ہو کر بمقابلہ سلیمان صاحبقران مقیم ہو کر
اپنے ملازمون سے گویا ہوا کہ ابھی ہمارے لشکر مین نقارہ جنگ پر چوب لگاؤ صبح کو ہم میدان جنگ
مین جا کر سلیمان صاحبقران وغیرہ کو قتل کرینگے دیوون نے اُس کے حکم پر عمل کیا جب
صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی اور دیوون نے خدمت سلیمان صاحبقران مین حاضر ہو کر
زمین ادب کو لب عبودیت سے چوم کر عرض کیا کہ اے سلیمان صاحبقران پردہ قاف دیو سرکش
نابکار آمادہ مصاف ہوا اس وقت اُس نے بمقابلہ حضور نقارہ جنگ اپنے لشکر ہزیمت اثر مین بجوایا ہے
ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین آ کر آتش فتنہ و فساد بلند کرے باقی خیریت
ہے سلیمان صاحبقران نے یہ خبر سنکے فرمایا کہدو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بنایت ایذ دی

کوس حربی بجایا جائے اگر وہ نابکار آمادہ کارزار ہو تو ہم بھی اُس سے مستعد جنگ ہین ان دیوؤن سے نے
نقارہ نواز دیوؤن سے حکم صاحبقران پردۂ قاف صاف صاف بیان کیا انھون نے بسم اللہ کہکر
کوس حربی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے اپنے اپنے حربے کو
بخوبی درست کیا جب صبح ہوئی اُس طرف سے دیو سرکش تین لاکھ دیوان خونخوار و بیدین کی جمعیت
سے بصد کبر و غرور میدان جنگ مین آیا اس طرف سے سلیمان صاحبقران ہمراہی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سوے نبردگاہ ہزار عز و جاہ کئی لاکھ دیوؤن کے ساتھ خرامان خرامان گئے
جب بمقابلہ دیو سرکش پہونچے اپنے تخت کو روکا دیو سرکش کو بنظر تند و تیز دیکھا اُس نے بھی سلیمان
صاحبقران کو بنظر قہر دیکھا پھر دونون جانب سے درستی میدان کارزار ہوئی بعد کو طرفین سے صفا آرائی
ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ حسب دلخواہ درست کیا گیا سلیمان صاحبقران بعد
صاحبقرانی چالیس قدم آگے لشکر کے ہمراہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے بالاے مرکب
پردۂ قاف ایستادہ ہوے اُسوقت دیو سرکش وار شمشاد ہاتھ مین لے کر بصد غرور میدان جنگ
مین آکر بصداے بلند و مہیب پکارا کہ اے سلیمان صاحبقران کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کر و یا خود آکر مجھ سے جنگ آزما ہو سلیمان صاحبقران نے ارادہ اُس سے
مقابلہ کرنے کا کیا تھا مرکب کو آگے بڑھایا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے انھین روک
کر کہا کہ آپ توقف کرین اس دیو کے مقابلے کے واسطے ہمین جانے دین ہر چند سلیمان صاحبقران
نے کہا کہ آپ نہ جائیے ہمین لڑنے کے واسطے جانے دیجیے صاحبقران نے نہ مانا آخر کار مجبور ہو کر سلیمان
صاحبقران نے کہا کہ اچھا آپ ہی اس نابکار سے جنگ آزما ہوجیے جوہر شمشیر آبدار دکھائیے ہم مشتاق
دیدہ ہین ہمین اپنی جنگ دکھلائیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار ہو کر مسلح و مکمل ہو کر
روبرو دیو سرکش کے گئے اُس نے ان کو دیکھکر قہقہہ مار کر کہا کہ اے آدم زاد ضعیف البنیاد تو مجھسے لڑنے
آیا ہو کیا تجھکو اپنی جان عزیز نہین ہو زندگی سے بیزار ہو جو مجھ ایسے دیو قوی سے لڑنے کو آیا ہو مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہو کہ تجھے کیا مارون تیرے خون سے زمین کو کیا رنگین کرون سوا اس کے کہ تجھسے (تا باعث
اپنی بدنامی کا ہو کیونکہ تو ایک ضعیف و ناتوان آدم زاد ہو جو کسی دیو قوی بازو کو میرے مقابلے کیواسطے
بھیج تو مجھسے کیا لڑے گا میری ضرب کیا سہ سکے گا ہوا سے وار شمشاد سے وقت جنگ اڑ جاے گا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او دیو مغرور متکبر کیا بیہودہ بکتا ہو
بس اب ایسی تقریر نکر تا ورنہ زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لون گا او نابکار تو مجھکو نظر حقارت سے دیکھتا
ہو میرے حال پر رحم کرتا ہو یعنی آدم کو ضعیف و ناتوان جانتا ہو اپنے قوت بازو پر ناز کرتا ہو دیکھنا وقت
حرب و ضرب کس طرح تجھ سے لڑتا ہون اور کیونکر تجھکو تہ تیغ کرتا ہون کہ تو بھی وقت احتضار پچھتائے
دیکھنے والون کو حیرت ہوجائے او نابکار پروردگار عالم نے مجھکو اپنی قدرت کاملہ سے وہ زور عطا کیا ہو کہ دیو
اور جن بھی مجھسے لڑ نہین سکتے طاقت مین ہمسری کر نہین سکتے تو مجھسے کیا لڑے گا ایک دم مین میرے
ہاتھ سے مارا جائے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو راہ راست پر آ دین اسلام قبول کرکے میری اور سلیمان
صاحبقران کی اطاعت کر جو جنی جنگ جانے دے اُس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او آدم زاد تو
ایک لقمہ نرم و لذیذ ہو اسوقت تجھکو ہلاک کرکے کھاؤن گا تیرے کہنے پر عمل نکرون گا تو اپنی قوت
دکھا دے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آخر کو تو میرے ہاتھ سے جانبر نہوگا صاحبقران موصوف نے

جواب دیا کہ او نابکار ہم اہل اسلام ہیں یہ ہمارا شعار نہیں کہ پہلے حریف پر وار کریں جب ہمارا پروردگار
تیری ضرب سے بچائے گا اسوقت ہم بھی تجھ پر ضرب لگائیں گے دیو نے جواب دیا تا ثابت ہوا کہ تیری
اجل ہی آگئی ہے میں نے تو بہت چاہا کہ تجھ ایسے ضعیف و نحیف سے نہ لڑوں تجھے ہلاک نہ کروں لیکن تو
نہیں مانتا خبردار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آتی ہے یہ کہکر دار شمشاد کو پکڑ کر دونوں ہاتھوں
سے گردش دے کر بالائے سر صاحبقران ممدوح لگائی اس طرف صاحبقران موصوف نے تلوار
علم کرکے اسقدر توقف کیا کہ دار شمشاد قریب آگئے اس کے نزدیک آتے ہی ایسی قوت سے اس پر
تلوار لگائی کہ وہ دار شمشاد مانند خیار تر دو نیم ہو کر بالائے زمین گری اس کے گرنے سے زمین میں
ایک غار ہو گیا میدان جنگ تھرایا غبار عظیم بلند ہوا دیو سرکش کو حیرت ہوئی صاحبقران پروردۂ قاف
نے بڑھ کر بہت تعریف کرکے کہا کہ آپ نے کس خوبی سے دار شمشاد کو تلوار سے دو ٹکڑے کیا ہے واقع
عجب کار نمایاں کیا ہے ایسے گرانبار و طویل دار شمشاد کو ایک ضرب شمشیر سے دو نیم کرنا آپ ہی کا کام ہے کسی
دوسرے سے ممکن نہیں ہنوز سلیمان صاحبقران تعریف کر رہے تھے کہ دیو سرکش نے اس دار شمشاد
کو جو اس کے ہاتھ میں تھا نادم و متحیر ہو کر زمین پر ڈالکر اور وہ پشت ننگ نہایت گران سنگ کو اٹھا کر
خبردار خبردار کہکر بقوت تمام کمر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پر لگایا صاحبقران موصوف
نے یہ وار خالی دے کر حریف کو اپنی زد پر پاکر ایسی تلوار اس کی کمر پر لگائی کہ وہ دیو ناپاک دو ٹکڑے
ہو کر بالائے خاک گرا وہ زمین پر کیا گرا گویا دو ٹکڑے ایک کوہ کے زمین پر گرے عرصہ نبرد اس کے گرنے
سے ہل گیا گاؤ زمین کو صدمہ پہونچا غبار بلند ہوا دیوؤں نے لشکر سلیمان صاحبقران کے شور
تحسین و آفرین بلند کیا سلیمان صاحبقران نے از حد تعریف شجاعت و بہادری و فن سپہ گری
کرکے کہا کہ آپ نے کیا وار کیا ہے کہ ایک پہاڑ کو ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا ہے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے کہا کہ یہ فقط آپ کی حسن نظر ہے ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دیو لشکر دیو سرکش
کے اپنے بادشاہ و آقا کو مقتول دیکھکر تاب تحمل نہ لا کر یکبارگی صاحبقران ممدوح پر حملہ ور ہوئے باہم
اس امر میں اتفاق کیا کہ قاتل دیو سرکش کو گھیر کر ضرور قتل کرو زندہ اس کو جانے نہ دو ادھر سے بھی
حکم سلیمان صاحبقران سے تین لاکھ دیوؤں کے روکنے کو آگے بڑھے جب دو لشکر باہم ملے طوفان
عظیم برپا ہوا ایسی لڑائی ہونے لگی جب چماق و دار شمشاد و پشت ننگ وغیرہ چلنے لگے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اس جنگ مغلوبہ میں شمشیر آبدار سے ہزارہا دیو
زخمی اور قتل کیے آخرکار دیو سپاہ دیو سرکش کے تاب ثبات قدم و تحمل جنگ نہ لا کر پسپا ہو کر طالب
امان ہوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ان کو امان دی وہ سب دیو مطیع و فرمانبردار
ہو کر مسلمان ہوئے جب لڑائی فتح ہوئی اور دیو سرکش مارا گیا کوئی سد راہ نہ رہا تو سلیمان صاحبقران
نے وہاں سے سوئے حور جنی کوچ کیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لیا بعد قطع راہ
دور و دراز در حجرہ حور جنی تک پہونچے دیکھا کہ در حجرہ بند ہے حور جنی اندر حجرے کے ذکر خدا کر رہا ہے
سلیمان صاحبقران نے چند دیوؤں سے کہا کہ حور جنی سے ہمارے یہاں آنے کی خبر کر دو اُن سے
کہو کہ دروازہ حجرے کا وا کریں ہم واسطے ملاقات اور ملنے کے لئے آئے ہیں تھوڑی دیر سے ہم کھڑے
ہوں بعدہٗ ذکر خدا میں مصروف ہوں اُن دیوؤں نے حکم کی تعمیل کی حور جنی نے دروازہ حجرہ کا
وا کیا اندر حجرے کے بلایا اور واسطے تعظیم کے اپنے فرش جگہ سے اٹھا اور سلام کیا پھر وہیں سلیمان

صاحبقران وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بٹھاکر بعد مزاج پرسی سبب تشریف آوری دریافت
کیا سلیمان صاحبقران نے قبل ظاہر کرنے اپنے آنے کے سبب کے سراپائے جورجنی عامل کامل
پر اور اُس کے حجرۂ مسکونہ پر نظر کی معلوم ہوا کہ جورجنی ایک مرد بزرگ نہایت سن رسیدہ با ریش دراز
وسفید نحیف ولاغر ہی باوجود کبیر سنی کے چہرے پر نور ہی پیشانی پر نشان سجدہ ہی علامت کثرت سجدہ
وعبادت خدا کی ہی سر پر عمامہ ہی بر میں پوشاک پاک وصاف ہی دست حق پرست میں تسبیح ہی آنکھیں
محو نظارہ قدرت پروردگار میں سینہ گنجینہ علم وکمال ہی کثرت لاغری سے رگیں شکم وپشت وغیرہ
اعضا کی ظاہر ہیں ہمہ تن پوست استخوان ہی کثرت رکوع سے پشت دوتا ہی بوجہ کبیر سنی کے کوزہ پشت
ہی حجرے میں مال دنیا سے بجز فرش حصیر کچھ نہیں ہی وسعت میں وہ حجرہ کم ہی چندان کشادہ وسیع
نہیں ہی کہنہ وبوسیدہ ہی اُس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ نہایت کہنہ ہی تعمیر اُس کی مدت دراز کی ہی
نہیں معلوم کس زمانہ کا بنا ہوا ہی اور کس نے بنایا ہی جابجا سے شکستہ وبے مرمت ہی گویا بصورت قبر ہی
مگر تنگ وتاریک نہیں ہی روشنی ہی کھانے اور پینے کی قسم سے کوئی شے وہان نہیں ہی نہ کوئی ظرف
کسی قسم کا ہی پھر سلیمان صاحبقران نے جواب دیا کہ اے جورجنی باعث ہمارے یہان آنے کا ایک
امر ضروری ہی وہ یہ ہی کہ کچھ آپ سے دریافت کرنا منظور ہی جورجنی نے کہا پوچھو جو کچھ پوچھنا ہو اگر ہم کو
معلوم ہوگا تو بتا دینگے سلیمان صاحبقران نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ یہ ہمارے عزیز قریب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہین یہ وہ دنیا پر آپ ہی
صاحبقران ہین یہ بضرورت مع اپنے لشکر کے برائے فتح طلسم زلزلہ جارہے تھے اثنائے راہ طلسم مذکور
مین ان کو چار قلعے نظر آئے اُن قلعون سے گذرنے کا ارادہ کیا قلعہ اول کا جو حاکم حسین بمبر قبا
ہی سد راہ ہوا کسی طرح راہ دینے پر راضی نہوا آخر کار نوبت بجنگ پہونچی غو غلے رعد آواز سے
مقابلہ ہوا جو بہادر و دلاور ہی اُس سے جاکر ہم نبرد ہوا اُس نے نعرہ کیا بمجرد نعرہ کرنے کے حریف اُس کا
بیہوش ہوگیا اُس نے اُسے اسیر کرلیا اسی طرح بکثرت بہادرون کو ہنگام جنگ ومقابلہ اُس نے اسیر
کیا ان کے عیار وفادار طیفور گروپلے نے بعیاری سرداران سپاہ واسیر شدہ کو رہا کیا آخر کار خود انھون
نے اُس نابکار سے مقابلہ کیا اُس نے وار گرز گرانبار کا کیا گھوڑا ان کا ہلاک ہوا یہ بھی اُس کے نعرے
سے قریب بہ غشی ہوئے تھے دیو افغان ان کو بچا کر اُٹھا لایا ہی پس کیا اسرار ہی کہ غو غلے رعد آواز
کی صدا سے حریف اُس کا بیہوش ہوجاتا ہی اور وہ نابکار کس طرح قتل ہو نہین سکتا ہی کیا تدبیر کی جائے کہ اُس پر
یہ فتحیاب ہون اور دیگر حاکمان قلعہ جات مذکور پر فتحمند ہوکر سوئے طلسم زلزلہ جائین آپ اپنے علم اور
کمال سے مفصل حالات ارشاد کرین تاکہ اُس کی کوئی تدبیر کی جائے بلکہ خود ہی آپ تدبیر فتحیابی کی
قلعجات مندرجہ بالا ارشاد کرکے ہم کو قید تفکر وتردد سے رہا کرین جورجنی عامل زبردست نے تمام حال
سنکے اپنے علم وکمال سے ذرا دیر تک فکر کرکے جواب دیا کہ اے صاحبقران بردہ قاف آپ کو معلوم
ہو زمانہ بعید ودراز گذرا ہی کہ بردہ دنیا پر ایک شخص عامل کامل مسمی فہیم عامل تھا اُس نے واسطے اظہار
علم وکمال وحکمت اپنے کے ونیز بقائے نام اپنے کے بزور اپنے علم وکمال وحکمت ودانائی کے اثنائے
راہ طلسم زلزلہ مین چار قلعے بنائے اور آباد کئے تھے اور ہر ایک قلعہ کا ایک ایک حاکم مقرر کیا تھا اور
ایک ایک شخص ہر قلعہ مین طلسم بند کیا تھا بلکہ ہر ایک قلعہ طلسم بند کیا تھا کہ کوئی شاہ وشہریار ان قلعون کو
بزور شمشیر فتح نہ کرسکے جو کوئی بادشاہ اُن قلعون کو لینا چاہے یا راہ قلعجات سے گذرنا چاہے ہرگز نہ لے سکے

نہ گذر کر سکے اور ہنگام جنگ دست اشخاص طلسم بند سے اسیر و قید ہوا اور کوئی سرکش اُن پر فتحیاب نہو
اگر لاکھوں مرد ہم حملہ در ہوں تو بھی وہ قلعہ فتح نہ کر سکیں خود قتل و قید ہو جائیں غرض بعد تیار کرنے
قلعوں مذکور کے لوح طلسمی بھی اُن قلعوں کی بنائی تھی از حد کوشش و ریاضت و حکمت اُس کے
بنانے میں کی تھی بعد تیار کرنے قلعوں اور لوح طلسمی کے اُس کو اپنے علم کے ذریعے سے یہ بھی واضح ہوا
تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک شخص اولاد و نسل صاحبقران اولی سے برائے فتح طلسم زرنل
جائے گا اثنائے راہ میں ان قلعوں کو بھی فتح کرے گا لہذا حفاظت لوح طلسمی اُس کو واجب و لازم
ہوئی بعد فکر بسیار پوشیدگی لوح طلسمی کے سوچکر اُس نے بزور عمل خوانی چند پریوں اور کچھ جنوں کو تسخیر
کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار کیا اکثر پریوں اور جنوں کے پاس پہونچتا تھا اپنی بزم میں بارہا اُن کو جگہ دیتا
تھا پریوں کی اور جنوں کی ہم نشینی سے خوش ہوتا تھا لطف زندگی اُٹھاتا تھا ان پریوں سے ایک
خضران سبز پوش پری تھی اور دیگر پریاں اور بھی تھیں چنانچہ خضران سبز پوش پری اب تک
بقید حیات ہے از حد ضعیفہ ہوگئی ہے اس پری سے فہیم عامل از حد مانوس تھا غرضکہ عامل مذکور بعد مطیع
کرنے پریوں اور جنوں کے بفکر پوشیدگی لوح طلسمی سرحد پر کوہ قاف میں آیا یہاں آکر اُس نے بعد فکر
و تردد و بزور علم و حکمت ایک قلعہ وسیع و محکم مسمی بہ طلسم شمشیر جنبان بنایا در قلعہ پر دو تلواریں قائم
کردہ اب تک شب و روز ہر لحظہ و ساعت جنبان رہتی ہیں جو کوئی دیو یا جن یا بنی آدم سایہ دیوار طلسم
شمشیر جنبان میں اگر سہواً بھی چلا جاتا ہے یا حد طلسم مذکور میں قدم رکھتا ہے تو وہ دو تلواریں جو در قلعہ پر آویزان
و جنبان ہیں فی الفور در قلعہ سے جدا ہوکر مانند دو برق کے اوپر اُس کے گرتی ہیں اور خرمن حیات
کو اُس کے جلا کر خاک کر دیتی ہیں اور پھر بدستور در قلعہ میں آویزان ہو کر جنبان ہوتی ہیں القصہ بعد تیار کرنے
طلسم مذکور کے حاکم و بادشاہ اُس طلسم کا برق جادو کو کیا اور اُسی کے نام پر طلسم مذکور کو باندھا
تھا اور مرحلات طلسم مانند دیگر طلسموں کے اس میں بھی قائم کئے اور اندر اُس طلسم کے ایک مقبرہ بھی
بنوایا جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا زندگی سے ناامید ہوا حاکم و بادشاہ طلسم مذکور کو بلا کر کہا کہ
میں اب جانبر نہوں گا دنیا سے سوئے عدم جاؤں گا اس بیماری سے نہ بچوں گا لہذا قبل از مرگ
ہم نے تجھ کو اسواسطے بلایا ہے کہ چند وصیتیں تجھ سے کر دیں اور پابندائی وصیتوں کا تجھ کو کر دیں تجھے بھی
لازم ہے کہ جاری وصیتوں پر عمل کرنا خلاف اُن کے عمل نہ کرنا ورنہ پچھتائے گا جان سے جائیگا
اس بادشاہ طلسم شمشیر جنبان نے عرض کیا کہ آپ نے مجھ پر احسان کیا ہے مجھے اس طلسم کا بادشاہ کیا ہے
جو وصیت کیجیے گا اُس پر عمل کروں گا جادۂ اطاعت و فرمانبرداری سے علیحدہ قدم نہ رکھوں گا آپ
ارشاد فرمائیں وہ نصائح اور وصیتیں کیا ہیں فہیم عامل نے کہا اول وصیت یہ ہے کہ ہمیشہ اس طلسم
سے خبردار و ہوشیار رہنا امور و قواعد طلسمی میں زیادتی و کمی نہ کرنا کبھی اس طلسم کی نگرانی سے غفلت
نہ کرنا دوم یہ وصیت ہے کہ کبھی کسی بنی آدم کو اپنے پاس نہ آنے دینا نہ اُس کو اپنی محفل میں جگہ دینا سبب
فتاح اس طلسم کا کوئی بنی آدم سے ہوگا یہاں آئے اور تجھ کو قتل کرکے اس طلسم کو توڑے اور مرحلات
طلسم درہم و برہم کرے لہذا اپنی حفاظت بنی آدم سے بہت کرنا جان اپنی طلسم کشا سے بچانا بنی آدم سے
کبھی بے خوف و خطر نہ ہونا اگر اس طرف کوئی بنی آدم جائے خبردار اُسے اسیر کرکے بیرون طلسم لیجا کر
تیغ کرنا زندہ نہ چھوڑنا سوم یہ وصیت ہے کہ جب میں مرجاؤں یہ لوح طلسمی میرے پہلو میں میری قبر میں
رکھ دینا اس حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا اور قبر میری اندر مقبرے کے جو کہ ہم نے اندر طلسم کے بنوایا ہے

اور بشرکت خضران پری و دیگر جنون کے غسل و کفن دے کر یہین دفن کرنا حال لوح طلسمی کا خضران پری اور دیگر جنون سے بھی جن کو ہم نے اپنا مطیع کیا ہے کہنا اس راز کو اپنے ہی دل میں رکھنا۔ چہارم وصیت یہ ہے کہ ہر ایک ہفتہ کو اگر خضران پری تک دیگر پریوان ہمارے میری قبر پر واسطے فاتحہ خوانی کے آئیں تو ان کو نہ روکنا بلکہ ہمراہ ان کے تا قبر خود بھی جایا کرنا جب وہ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر قبر سے میری اٹھیں انہیں کے ہمراہ بیرون طلسم جانا پھر در قلعہ بند کر دینا کہ بند کرنے در طلسم شمشیر جنبان ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اور کبھی سپرد دیگر نہ کرنا اور اس کا بھی خیال رکھنا کہ جو کوئی تیرے ہمراہ اندر طلسم مذکور کے جائے گا اس پر کوئی آفت نہ آئے گی ہلاکت سے محفوظ رہے گا کیونکہ ہم نے انتظام و قاعدہ اس طلسم کا اسی عنوان مذکور سے رکھا ہے تاکہ ثواب سورۂ فاتحہ سے محروم نہ رہیں اور خاص ہمراہ تیرے دوست ہمارے مرقد پر آیا کریں اور ہماری قبر پر سورۂ فاتحہ پڑھا کریں یہ بھی ایک راز ہے خبردار کسی سے نہ کہنا ورنہ باعث خرابی و بربادی ہوگا نہ تو زندہ رہے گا نہ طلسم رہے گا یہ کہکر شاہ طلسم مذکور کو رخصت کیا تھا پھر چند روز زندہ رہکر مرگیا تھا بادشاہ طلسم مذکور نے بشرکت خضران پری اور ان جنون اہل اسلام کے جنکو فہیم عالی نے مطیع اپنا کیا تھا غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر موافق وصیت اندر طلسم شمشیر جنبان کے جو مقبرہ تھا اسی مقبرے میں لحد کھدوا کر اُسے دفن کیا تھا اے صاحبقران پردۂ قاف ابتک وہ طلسم بدستور ہے اور بادشاہ اس کا بھی موجود ہے اگر ان قلعجات کا فتح کرنا مقصود ہے جو کہ اثنائے راہ طلسم زلزلہ میں واقع ہیں تو وہ لوح طلسمی جو فہیم عالی نے حسب وصیت اپنی قبر میں رکھوائی ہے اُس کو حاصل کرنا چاہیے بغیر اُس کے دستیاب ہونے کے وہ قلعجات کہ طلسم بند ہیں اور غوغائے رعد آواز وغیرہ بھی کہ طلسم بند ہیں ہرگز فتح اور قتل نہ ہون گے یہ تمام حال ہم نے بیان کر دیا ہے تدبیر حصول لوح طلسمی میں آپ کوشش کیجیے یہ کہکر خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے اُس کے علم و زہد و قناعت و عبادت کی ثنا کرکے کہا آپ نے احسان کیا کہ اس راز سے آگاہ کیا اگر آپ نہ بتاتے تو کبھی ان باتون سے اطلاع نہ ہوتی خداوند عالم آپ کو پردۂ قاف مین ہمیشہ زندہ رکھے کہ ذات والاصفات آپ کی باعث برکت و افادت ساکنان پردۂ قاف ہے یہ کہکر پوچھا کہ اس حجرے میں آپ کی بسر کیونکر ہوتی ہے بظاہر تو کچھ سامان و اسباب راحت دنیا یہان موجود نہیں ہے اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہے کوئی خادم و خدمتگار بھی آپ کا یہان معلوم نہیں ہوتا ذوجنی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے سلیمان صاحبقران مسافر کو اسباب و سامان دنیا کی کیا حاجت ہے سرائے دنیا جائے راحت و آرام نہیں ہے تو اہل عقل کے نزدیک ایک قیدخانہ ہے جو عاقل و دانا ہے وہ اس زندان میں مثل قیدی کے ہے بعد اختتام مدت حبس جسطرح قیدی قید سے رہا ہو جاتا ہے اُسی طرح انسان بھی بعد ختم زمانہ حیات مرجاتا ہے چند روز دار دنیا میں رہتا ہے رہنے کی یہ جگہ نہیں ہے مکان ہمیشہ رہنے کا آخرت ہے ذرا خیال کرو کیسے کیسے انبیا و اولیاے خدا و شاہان عالی ہمت صاحب ملک و دولت علما و حکما و اہل فن جو وحید عصر و یکتاے روزگار تھے دنیا میں آئے لیکن اب کہان ہیں ہان زیر زمین پنہان ہیں خواب اجل میں ایسے سو رہے ہیں کہ ہوشیار نہیں ہوتے ہم بھی ان رفتگان سے ملحق ہونے والے ہیں اس سرائے دنیا سے سوے عدم جانے والے ہیں متردد و غمگین ہیں کہ سفر دور و دراز درپیش ہے زاد راہ کچھ بھی پاس نہیں ہے محض ہم تہی دست ہیں سواے بار گناہ کے اعمال خیر ہمارے پاس نہیں ہیں دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے خدا اپنی رحمت شامل حال کرے اور اکل و شرب کے باب میں جو کہا کیا نہیں جانتے کہ خداوند عالم رازق العباد

ہو بلکہ کل مخلوق کا اپنی ضامن رزق ہو اُس نے وعدہ رزق دینے کا کیا ہو ہر طور سب کو رزق پہونچاتا
ہو ہم گنہگار سراپا خطا کار پیر زمین گیر کو بھی اپنی قدرت کاملہ سے روزی دیتا ہو صبح و شام طعام لذیذ و
خوش ذائقہ بھیجدیتا ہو پانی سے بھی محروم نہین رکھتا ہو اچھی طرح ہم سیر و سیراب ہوتے ہین یہان سے
نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو بلاتے ہین نہ کوئی یہان آتا ہو صدہا برس کے بعد آج آپ صاحبون کا ادہر
آنا ہوا ہو دروازہ حجرے کا ہم بند رکھتے ہین کبھی اگر ضرورت ہوتی ہو یا دل گھبراتا ہو تو کھولتے ہین ہمین
خادم و خدمتگاری کیا ضرورت ہو کوئی کام ہمین درپیش نہین ہوتا ہو صرف بیٹھے رہتے ہین اچھی طرح
عبادت خدا بھی نہین کر سکتے ہین پروردگار عالم کے بندۂ خاطی ہین اُس کی رحمت پر نازان ہین
یہ کہکے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ
حضرات نے ہم ایسے خاکسار کو اپنی تشریف آوری سے سرافراز کیا ہو ہم فقیر ہین مال دنیا سے کچھ پاس
نہین رکھتے ہین فقیر بندہ نادم و خجل ہین کچھ نذر زر و جواہر نہین کر سکتے ہین نہ حسب دلخواہ سامان
دعوت و ضیافت کر سکتے ہین نہ اس لائق ہین کہ خدمتگذاری سے شرفیاب ہون مگر دل چاہتا ہو کہ
یہان کچھ آپ حضرات تناول فرمائین تاکہ باعث ہمارے فخر و افتخار کا ہو کہ ایک شخص نے رعایا سے
شاہان اولوالعزم کے سامنے ایسا ماحضر رکھا کہ جو ان کے لائق کھانے کے نہ تھا لیکن شاہان ممدوح نے
ازراہ نوازش و الطاف بلحاظ اُس مرد غریب و محتاج کے اُس ماحضر کو تناول کیا اور عزیز کیا سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے حور جنی کو برگزیدہ خاطر کرنا گوارا کرکے
کہا کہ جو آپ کی خوشی ہو وہ ہمکو بدل منظور ہو حور جنی نے شادمان ہوکر آہستہ کچھ پڑھا کسی نے نہ سنا کہ
کیا پڑھا بعد ایک لمحے کے کہا لاؤ جلد لاؤ دیر نہ کرو سلیمان صاحبقران بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک مشام
مین بوے طعام خوش ایسی آئی کہ دماغ معطر ہوگیا متحیر ہوکر جانب صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ دیکھا اس اثناے مین حور جنی نے ایک گوشۂ حجرہ مین جاکر چند خوان پر از طعام رنگا رنگ و لطیف
و نادر و نایاب و خوشبو مع چند صراحیان کہ آب سرد کی تھین لاکر روبرو رکھکر دستر خوان نفیس بچھاکر موافق
قاعدہ قابین اور پیالیان اور تشتریان کہ جو پر از طعام گرما گرم و لطیف تھین اُس پر رکھین بعدہٗ ابریق
و آفتابہ نقرئی لاکر ہاتھ دھلاکر بعجز و انکسار کہا کہ اس نان خشک موجودہ کو تناول کیجیے اس فقیر و محتاج
کی دعوت قبول فرمایئے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہا
کہ آپ کے فرمانے سے ہمین اکل و شرب مین کچھ عذر نہین ہو لیکن آپ بھی ہمارے ساتھ شریک طعام ہون
حور جنی نے عذر و انکار مناسب نہ جان کر کہا خیر ہم بھی شریک طعام ہونگے ارشاد آپ کا بجا لائینگے
حالانکہ یہ غذا مین نہین کھاتا اور یہ وقت بھی میری طعام خوری کا نہین ہو بسم اللہ نوش فرمایئے سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ
کھانا شروع کیا حور جنی بھی ہمراہ باادب کھانے لگا وہ طعام رنگا رنگ و شیرین و نمکین ایسا خوش ذائقہ
و لذیذ و خوشبو و گرما گرم ظروف جواہرات مثل الماس و یاقوت و زبرجد وغیرہ مین تھا کہ سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے باوجود حکومت و ثروت و دولت
کے اپنی عمر مین کبھی نہ کھایا تھا کیونکہ وہ طعام بفرمائش حور جنی موکلون کا لایا ہوا تھا اور وہ پانی جو
صراحیون مین بھرا ہوا تھا وہ ایسا سرد و شیرین تھا کہ جان شیرین اُس پر نثار تھی اور در اصل شہد سے
بھی شیرین تر تھا گویا آب حیات تھا برف سے زیادہ سرد تھا اور ساغر آب زبرجد و یاقوت بیش بہا

سکے تھے جب تینون اشخاص اُس طعام و آب سے سیر و سیراب ہوچکے دسترخوان بڑھایا گیا ہر ایک نے
حسب قاعدہ ہاتھ دھویا رومال سے ہاتھ پاک و صاف کیا اس اثنا مین وہ خوان طعام مع ظروف
آب و طعام دفعتاً نظر سے غائب ہوگئے موکل اُن کو اُٹھا لیگئے بعد کہ جورجنی عامل زبردست نے پھر
کچھ آہستہ پڑھا اور کہا کہ اب میوہ ہاے لذیذ و مقوی خشک و تر بہتر سے بہتر جاکر جلد لاؤ حسب الحکم
موکل فرمانبردار جاکر ظروف جواہر نگار بلکہ ظروف جواہر مین نہایت حسن و خوبی سے میوہ ہاے طلب
کردہ رکھکر لے آئے اور ایک کشتی نقرئی و طلائی مین وہ ظروف پُر میوہ رکھکر کشتی پوش زرین اُس پر ڈالکر
روبروے جورجنی کے آہستہ سے رکھدیے جورجنی نے وہ کشتی پُر از میوہ سامنے سلیمان صاحبقران
وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھکر کہا کہ اب کچھ یہ میوہ تر و خشک بھی کھائیے سلیمان
صاحبقران اور صاحبقران نے جورجنی کے اصرار کرنے سے کچھ میوہ تر و خشک بھی کھایا بعد کہ آب
سرد سے ہاتھ دھوکر کہا کہ بیشک آپ عامل زبردست ہین موکل آپکے تابع فرمان ہین اس اداری
مین صاحب اختیار ہین حکومت موکلون پر رکھتے ہین آپ بظاہر نادار ہین لیکن بادشاہت کرسکتے ہین
بلکہ شاہون سے زیادہ آپ حکمران ہین ہماری خوشی اب یہ ہے کہ آپ اس ملک کی بادشاہت کرین اپنے
جد و آبا کے ملک پر قابض و متصرف ہون تخت حکمرانی پر جلوس کیجیے قدم اس حجرہ تنگ سے باہر
نکالیے کیونکہ ہم نے دیو سرکش کو جو اس ملک پر قابض و متصرف ہوگیا تھا ہنگام جنگ قتل کیا ہے
ملک کو بیدینون سے پاک و صاف کردیا اس کفرستان کو اسلام آباد کیا ہے وجہ قتل کرنے دیو سرکش
کی یہ ہوئی کہ ہم کو ان ضرورتون کی وجہ سے آپکے پاس آنا منظور ہوا دیو سرکش نے ہمین روکا آمادہ شر و فساد
ہوا آخر اس کو ہنگام جنگ قتل کیا جو دیو بیدین تھے اُن کو مسلمان کیا ہے راستہ پاک و صاف ہے
اب کوئی دیو و جن بیدین اس ملک مین نہین ہے آپ بھی خداپرست ہین اب ساکنان شہر بھی خداپرست
ہوے ہین اب کسی کی طرف سے خیال شر و فساد کا نہ کیجیے ہمارے کہنے پر عمل کیجیے جورجنی نے جواب دیا
خداوند عالم آپ کو جزاے نیک دے آپ نے اس ملک کو اسلام آباد کیا بیدین سرکشون کو علی الخصوص
دیو سرکش کو قتل کیا مجھے اُس کے قتل ہونے کی خوشی ہوئی کہ بیدین بد آئین و سرکش و مغرور تھا
اب اس ملک کو بھی میری آرزو یہ ہے کہ اپنے قبضہ مین رکھیے یہان کی بھی حکومت کیجیے مجھکو حکمرانی سے
اس ملک کی معذور رکھیے کیونکہ مین پیر ضعیف ہون حکومت مجھسے نہ ہوسکیگا سوا اس کے خداوند
عالم نے واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے عبادت سے باز ہون گا حکومت ملک کی کرنے مین عبادت اچھی
نہوسکے گی حالانکہ جو عبادت کرنا چاہے وہ ہو نہین سکتی مجکو مال و دولت و ملک سے کیا مطلب ہے یہی حجرہ
ہمکو بہتر حکومت ملک سے ہے کہ ایک گوشۂ عافیت ہے زیارت چند روزہ اسی حجرے مین بسر ہوجائیگی خداوند
عالم آپ صاحبون کا بھلا کرے کہ اس ملک کو اسلام آباد کیا دیو سرکش بیدین کو تہ تیغ کیا یہ کہکر
خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے بعد تھوڑی دیر کے رخصت چاہی جورجنی نے دعاے ترقی
عمر و دولت و حکومت و اقبال دیکر کہا خیر بسم اللہ سدھارو اللہ آپ صاحبون کو مع الخیر رکھے مدام
آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے اور جملہ مطالب دینی و دنیوی شرعیہ بر لاوے سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد رخصت ہونے کے اُٹھکر بیرون حجرہ
آکر تخت پر سوار ہوے دیوون اور پریزادون نے تخت اٹھایا ادھر حجرہ خود بخود جورجنی کا
بند ہوگیا پریزاد اور دیو تخت کو بلند کرکے سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوے لشکر پریزاد اور دیو

دیا

عقب سواری چلا بعد قطع راہ سلیمان صاحبقران و صاحبقران پردۂ دنیا در قصر فیروزہ نگار
پر پہونچے دیوؤن نے تخت اتارا سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
تخت سے اتر کر بصد خوشی داخل قصر مذکور ہوے پریان حاضر خدمت ہوئین خدمت گذاری مین
مصروف ہوئین سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے کہا مبارک ہو کہ حال
کہا حقہ جو ربجی سے معلوم ہوگیا اب کسی تدبیر سے لوح طلسمی حاصل کیجیے تاکہ غوغاے رعد آواز
وغیرہ اُس لوح کی ہدایت سے قتل ہون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ
ہم سے لوح طلسمی فہیم عامل کی قبر سے نکالی نجاے گی کیونکہ شرعًا قبر کا کھودنا ممنوع ہی سلیمان صاحبقران
نے کہا کہ اگر اس طور سے آپکو حصول کے بارے مین انکار ہی تو اپنے عیار کو لینے لشکر سیسان
طلب کیجیے وہ بعیاری و مکاری لوح طلسمی جا کر کسی عنوان سے لے آئیگا یہ راے سلطان کیوان
شکوہ نے پسند کر کے کہا کسی دیو کو بطلب خواجہ طیفور گرد یار روانہ کرنا چاہیے سلیمان صاحبقران
نے اسی وقت ایک دیو کو بلا کر شکل و صورت خواجہ کی خوب بتا کر فرمایا کہ ایسی صورت کا جو کوئی شخص
لشکر اہل اسلام مین ہو اُسے جا کر اٹھا لا اُس نے پوچھا لشکر اہل اسلام کہان ہی فرمایا اُنیلے راہ طلسم
زلزلہ مین چار قلعے واقع ہوئے ہین ۔ دو بروے قلعۂ اول لشکر اہل اسلام پڑا ہی اگر حسب اتفاق جس
صورت و شکل کا آدمی ہم نے تجھ سے پتے بتایا ہی لشکر اسلام مین نملے تو جسن جگہ اسی صورت کا انسان
دیکھنا اُسے یہان لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا ورنہ تجھکو سزاے سخت دیجاے گی دیو مذکور حسب الحکم
روانہ ہوا اس کو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب یہان سے

دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ کے بیان کیے جاتے ہین

تمھارے حسن پر برپا قیامت ہونے والی ہے
ہو دکھتے ہین کسی سے ہمکو الفت ہونیوالی ہی
ہمارا ذکر پھر آنے لگا ہی اُن کی صحبت مین
ہمین ماینگا وہ سے پر کہا شک آجکل کسکر
مری بالین سے اُٹھ بیٹھو کہ وقت نزع ہی میرا
بنا ہی جو دلہن کرہ سجا کر آج ساقی نے
پھر اُن کے ذکر سے ہونے لگی دلبستگی ہمکو
ہمارے سامنے کر لاکھ حرف جوراے واعظ
ہر جائی ہو جو تم نے رسم غیرون سے تو اچھا ہی
نسیم اب ایسے سپے کرتے ہین پھر کو جا نکلے

یہی صورت ہی جو پہلا اور صورت ہونیوالی ہی
ہماری بھی تمھاری ہی سی حالت ہونیوالی ہی
سنا ہی ہم پر اُن کی پھر عنایت ہونیوالی ہی
کہ آخر ایک دن ظالم قیامت ہونیوالی ہی
بیان تو عذر اب میری حالت ہونیوالی ہی
پہ کس میخوار کی یارب ضیافت ہونیوالی ہی
کدورت مٹ مٹا کر اب محبت ہونیوالی ہی
کہین یارون کی ڈانواڈول نیت ہونیوالی ہی
ہماری بھی کہین صاحب سلامت ہونیوالی ہی
لیے سہرے مگر حضرت کو وحشت ہونیوالی ہی

الغرض جب پتہ صاحبقران کو اٹھا لے گیا حسین سبز قبا کو بہت خوشی ہوئی اور بادشاہ و دیگر لشکر
اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نہایت صدمہ ہوا سپاہ کفار بصد خوشی حکم حسین
سبز قبا سے مع غوغاے رعد آواز میدان جنگ سے فرودگاہ پہ گئے ادھر بادشاہ و لشکر اہل اسلام

جنگاہ سے مع لشکر غمگین قیام گاہ سیاہ پر آئے تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوے جملہ سرداران
سیاہ وتمامی سواران لشکر بھی اپنے اپنے مرکبون سے اُتر کر اپنی اپنی بارگاہ وخیمہ مین جاکر ملول وحزین
بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اُسی حالت حزن وملال مین اپنے لشکر کے رمالون کو طلب کرکے
اُن سے پوچھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو میدان جنگ سے کون لے گیا اب اُن سے
کب ملاقات ہوگی انھون نے زائچہ کرکے اشکال پر نظر کرکے جواب دیا کہ اے ظل اللہ ہمکو بقاعدہ علم
رمل ایسا ثابت ہوتا ہے کہ صاحبقران کو کوئی اُن کا دوست اٹھائے گیا ہے قریب ہفتہ عشرہ کے عجب
نہین کہ وہ یہان تشریف لائین بادشاہ لشکر اسلام نے یہ مژدہ اُس سے سُنکے اُن کو خلعت دیکر
رخصت کیا فی الجملہ قلب کو اطمینان ہوا اُدھر حسین سبز قبا نے میدان جنگ سے جاکر اپنے عیار مسمی
سبک رو کو طلب کرکے اُس سے کہا کہ ہمارے محسن وملک فہیم رمال نے ایک روز ہمسے تخلیہ مین
کہا تھا کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے اس حرکت
سے ہوے طلسم زلزلہ جائے گا اُس سے خوف کرنا اور اُس کے عیارون سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہی
دونون تباہ وبرباد کنندان قلعون کے ہون گے حتی الامکان اُن کو قتل کرنا پہلوانان
لشکر سے اُن سے مقابلہ کرانا لشکر کو انکے یا تو اپنی سرزمین قلعہ سے ہٹا دینا یا سب کو قتل کرنا غرض
نامبردگان سے غافل و بیخوف نہ رہنا لہذا صاحبقران کو تو ہمجا اٹھائے گیا شاید فہیم عامل نے اُن کو
بقہر وغضب اپنے پاس کسی ذریعے طلب کرالیا ہے اُن کو وہ سزائے مناسب دین گے اُن کی تو
شر ومضر رسانی سے ہم بیخوف ہوے اب اُن کا عیار اور اُن کا لشکر یہان ہے اُس کے دفع کرنے کی تدبیر
ہونا چاہیے یہ کہکے ایک نامہ لکھکر عیار سبک رو کو دیکر کہا کہ ابھی اس نامہ کو پاس بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے لیجا اور جواب اس کا لے آ عیار سبک رو نامے کو لے کر مانند نامہ برون کے نامہ دستار
مین رکھکر پچاس ساٹھ عیارون کو ہمراہ لے کر بصورت اصل قلعہ سے جانب لشکر اہل اسلام روانہ
ہوا عیاران لشکر اہل اسلام نے یہ خبر بادشاہ لشکر سے جاکر بیان کی کہ اسوقت مہتر سبک رو عیار
بادشاہ حسین سبز قبا کا نامہ اپنے بادشاہ کا لیے ہوے اس طرف متوجہ عیارون کے ساتھ آتا ہے
بادشاہ موصوف نے یہ خبر سُنکے حکم دیا کہ خواجہ طیفور گردباد چند عیارون کے جاکر استقبال اُس کا کرکے
اُسے یہان لے آئین دشمن سے بھی بخلق ومروت پیش آنا چاہیے اسوقت وہ برائے نامہ بری آتا ہے
خواجہ طیفور گردباد حسب الحکم اسیوقت بہت سے عیارون کو ہمراہ لے کر اُس کے لینے کو روانہ ہوے
اثنائے راہ مین اُس سے ملے پوچھا اسوقت کیا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ اے خواجہ طیفور گردباد ہمارے
بادشاہ نے ہمین ایک نامہ دیا ہے فرمایا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دے آؤ مین حسب الحکم نامہ لیکر
آیا ہون خواجہ نے کہا اچھا چلو ملو اپنے بادشاہ کا بجا لاؤ ہم تمہارے لینے کے واسطے یہان آئے تھے
اُس نے کہا کہ تم نے میری عزت افزائی کی کہ تکلیف گوارا کی یہ باتین باہم کرتے ہوے دونون داخل
لشکر ہوے مہتر سبک رو اجازت حاصل کرکے دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین گیا پہلے بادب
سلام کیا پھر جملہ اہل دربار کی طرف بنظر حیرت دیکھکر دل مین کہا کہ ان اہل اسلام نے کیا عروج حاصل
کیا ہے کیا کیا سرداران سپاہ نامی ونامور یہین کیا دربار بہادرون سے بھرا ہوا ہے غرض مہتر سبک رو
جانب اہل دربار دیکھ رہا تھا کہ بادشاہ ممدوح نے موافق اُس کی لیاقت کے زمرہ عیاران مین اشارہ
بیٹھنے کا کیا وہ سلام کرکے جو کرسی برابر خواجہ طیفور گردباد کے بیٹھنے کی رکھی تھی اُس پر بیٹھ گیا پھر موافق

قاعدہ ساقی نے بحکم بادشاہ موصوف لے کے جام پر از بادۂ گلگون دیا اُس نے وہ جام دست ساقی
سے لے کر شراب پی جیب و دماغ اُس کا حرارت بادۂ ناب سے گرم ہوا یعنے نشہ ہوا پکارا سنم نامہ دار
حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ بادشاہ ممدوح نے نامہ اُس سے طلب کیا اُس نے نامہ دیا
بادشاہ لشکر اہل اسلام نے میر منشی کے حوالے کرکے ارشاد کیا کہ اِسکو بآواز بلند پڑھو تاکہ سب
اہل دربار سنیں اُس نے لفافہ کو چاک کرکے عبارت نامہ کو بآواز بلند پڑھا مضمون نامہ خلاصہ یہ تھا
کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام آگاہ ہو کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طرف آکر ہم سے
بر سر فساد و جنگ ہوے اور انھون نے ارادہ ہمین قتل کرنے کا کیا فہیم عاقل نے اُن پر عتاب
کرکے اپنی برق غضب سے اُن کو جلا دیا آپ بھی اُن کے قہر و غضب سے ڈریے بہتر یہ ہے کہ آٹھ روز
کی مدت مین ہماری سرزمین قلعہ سے مع اپنے لشکر کے چلے جائیے اگر نہ جائیے گا تو بہت پچھتایئے گا ہم
غوغاے رعد آواز کو روانہ کرکے آپ کے لشکر کو تباہ و برباد و قتل کر ڈالین گے آپ کو بھی
زندہ نرکھین گے اطلاعاً دیدی گئی ہے بادشاہ ممدوح نے اُس نامہ کی پشت پر یہ جواب تحریر کرایا کہ
اے حسین سبز قبا حاکم ہر چہار قلعہ نامہ تمہارا بدست سبک رو عیار ہمین پہونچا مضمون نامہ
سے آگاہی ہوئی موافق تمہارے کہنے کے ہم جہان تک ہو سکے گا جلد یہان سے چلے جائین گے مگر
آٹھ روز کی مدت مین ہمارا یہان سے جانا نا ممکن ہے ہمکو انتظار صاحبقران کے آنے کا ہے یہ عبارت
لکھوا کر مہتر سبک رو کو نامہ دے کر خلعت بھی دیا وہ خلعت سے سرافراز ہو کر اپنے بادشاہ کی طرف
ہمراہ اپنے شاگردون کے روانہ ہوا تھا کہ راہ مین دیکھا کہ نرگس رفیق ملکہ حسین گلگون قبا
دختر حسین سبز قبا حاکم ہر چہار قلعہ لباس رنگین پہنے ہوے خرامان خرامان چلی آتی ہے اور اپنے حسن و
جمال پر مغرور و بصد ناز و ادا سے چلتی ہے کبھی تیز جاتی ہے سبزے کی سیر کرتی ہے کبھی آہستہ آہستہ چلتی ہے مہتر
سبک رو نے اسے پہچان کر پوچھا کہ اے نرگس اسوقت کہان کا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ کیا کہون
اسوقت بارادہ گرفتاری خواجہ طیفور گرد پا نکلی ہون اُس نے بہت صدمے ہماری ملکہ کی وزیر زادی
کو دیے ہین ملکہ عالم بھی اُس سے ناخوش ہین والد ملکہ عالم کو بھی اُس عیار چالاک و پرفن سے خوف و
خطر ہے مہتر سبک رو نے پوچھا یہ تو بتاؤ کہ فی الحال تمہاری ملکہ کس طرح ہین مزاج اُن کا بحال ہے خوش
و خرم صحت سے ہین یا نہین نرگس نے مہتر سبک رو کو علحدہ لے جا کر تنہائی مین آہستہ کہا کہ اے
سبک رو آگاہ ہو کہ جس وقت سے پچہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو مقابلہ غوغاے
رعد آواز سے اُٹھا لے گیا ہے اُن کا عجب حال ہے گویا دیوانی ہو گئی ہین اکثر اشعار عاشقانہ پڑھتی
ہین کبھی اشعار اشتیاق ملاقات کے مضمون اپنی زبان پر جاری کرتی ہین کبھی خود بخود آبدیدہ ہوتی
ہین کبھی فرش خواب پر خاموش غمگین و حزین بیٹھی رہتی ہین کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتی ہین کبھی
کچھ خیال کرکے ہنستی ہین معلوم ہوتا ہے کہ عشق مین صاحبقران موصوف کے اور اُن کی جدائی مین
ملکہ کا یہ حال ہے اگر چندے یہی حال رہا تو ہلاک ہو جائین گی کیونکہ آب و طعام مین اُن کے کمی ہے اکثر اوقات
کچھ بھی غذا نہین کھاتی ہین کبھی سب کے کہنے سے بہ براے نام کھا لیتی ہین اے مہتر سبک رو عیار
مین نے یہ حال ملکہ کا تم سے کہا ہے تم خبردار کسی سے نہ کہنا مہتر سبک رو نے کہا اچھا مین کسی سے نہ کہونگا
اب تم یہان سے ملکہ کے پاس جاؤ تم بھلا کیا طیفور گرد پا کو پکڑ لاؤ گی تم عیاری کیا جانو اُس نے کہا کہ
واہ تمنے بھی عجب بات کہی طیفور کی تو کیا حقیقت ہے مین اپنے حسن دلفریب کو دکھا کر جس کو کہو لے

اپنے دام مکر میں اسیر کرلوں مہتر سبک رو نے ہنسکر کہا ہمیں یقین ہوا کہ تم بڑی عیارہ ہو تو جاؤ
اب آگے نجاؤ یہ کہکر ہمراہ اُس کے لے کر قلعہ میں گیا نرگس تو خدمت ملکہ میں گئی مہتر سبک رو نے
سامنے اپنے بادشاہ کے جاکر جواب نامہ دیا اُس نے پڑھکر کہا کہ اب بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو
صاحبقران نہ ملینگے اُن کو عبث ان کے آنے کا انتظار ہے خیر ہم آٹھ روز تک اُن سے خبر ہونگے
بعدہٗ غول غلے رعد آواز کے ہاتھ سے بادشاہ وغیرہ جملہ اہل اسلام کو قتل کرائینگے یہ کہکے
خاموش ہوا مہتر سبک رو نے خدمت بادشاہ سے اپنے خیمہ میں آکر اپنے شاگردوں سے کچھ باتیں کر کے
اُن کو کچھ سمجھا کے کہا کہ آؤ میرے ساتھ چلو تیس چالیس شاگرد اُس کے ہمراہ ہوے مہتر سبک رو
اُن کو ایک باغ کہنہ و بے مرمت میں کہ قلعہ سے نزدیک تھا لے گیا بعد رنگ و روغن عیاری لگا کر
کسی کو بصورت ملکہ یعنی بشکل دختر حسین سبز قبا بنایا پوشاک شاہزادیوں کی سی پہنائی کسی عیار کو
بصورت فتانہ بہار آرا یعنی وزیرزادی ملکہ حسین گلگون قبا کی شکل پر بنایا اکثر عیاروں کو ملکہ
کی ہجولیوں کی صورت پر بنایا بہت سے عیاروں کو بشکل و صورت کنیزوں کے بنایا خود بھی ایک
زن خوبرو کی صورت بن کر چند کنیزوں نقلی کو ہمراہ اپنے لے کر ایک لالٹین روشن کر کے انھیں
کنیزوں سے ایک کنیز کو دے کر کہا آگے چل وہ کنیز لالٹین لئے ہوے آگے آگے ہنگام شب چلی
مہتر سبک رو لالٹین کی روشنی میں چند کنیزوں نقلی کے ساتھ جانب لشکر اہل اسلام خراماں
چلا بعد قطع راہ قریب لشکر کے پہونچا مردان لشکر سے پوچھا کہ خیمہ طیفور گرد پا کہاں ہے انھوں
نے بتا دیا زن مذکور واندر خیمے کے گئی دیکھا کہ طیفور گرد پا بیٹھا ہے کوئی اُس کے پاس نہیں ہے تنہائی
میں کچھ فکر کر رہا ہے زن مذکورہ نقلی نے پہلے سلام کیا بعدہٗ کہا کہ کیا آپ ہی کا نام طیفور گرد پا ہے خواجے نے
کہا کہ ہاں سب مجھی کو طیفور گرد پا کہتے ہیں تم کون ہو کہاں سے آئی ہو مجھ سے تمہارا مطلب کیا ہے
اُس نے کہا کہ میں فرستادہ ملکہ حسین گلگون قبا ہوں مجھکو انھوں نے اس وقت بلایا ہے کچھ کہنا ضرور
ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے ہو میرا نام نرگس ہے رفقائے ملکہ ممدوحہ سے ہوں خواجہ طیفور گرد پا نے
پوچھا ملکہ کہاں ہیں اُس نے بیان کیا قلعہ سے پوشیدہ طور سے باہر آکر قریب قلعہ جو باغ ویران و کہنہ
ہے اُس میں آئی ہیں ہمراہ اپنے اپنی وزیرزادی فتانہ بہار آرا کو بھی مع چند کنیزوں کے لائی ہیں
ویسے اسی باغ میں تشریف رکھتی ہیں چونکہ طیفور گرد پا عاشق فتانہ بہار آرا ہے نام اپنی معشوقہ
کا سنتے ہی بے اختیار اٹھ کے چلنے پر آمادہ ہوا دل میں کہا کہ اے طیفور چلو ملکہ کے پاس نہیں معلوم کیوں
اُس نے بلایا ہے وہاں جاکر سبب بلانے کا ملکہ سے پوچھونگا علاوہ اس کے اپنی محبوبہ و معشوقہ دلربا
فتانہ بہار آرا کو بھی دیکھونگا اُس سے ہم سخن ہونگا اظہار اشتیاق وصل بایماے اشارہ کرونگا
یہ دل میں باتیں کر کے تنہا نرگس نقلی مذکورہ کے ہمراہ جانب باغ چلا کسی اور سردار کو اپنے جانے
سے آگاہ نہ کیا نہ کسی نے پوچھا کہ اے طیفور گرد پا کہاں جاتے ہو غرض بغیر کسی سے اپنے جانے کی
بابت میں کہنے کے طیفور گرد پا جلد جلد ہمراہ اُس زن مذکورہ کے چلا بعد قطع راہ طیفور گرد پا باغ
میں پہونچا دیکھا کہ بارہ دری باغ میں فرش نفیس مختصر بچھا ہے مسند پر ملکہ حسین گلگون قبا مع کنیزوں
بیٹھی ہے قریب اُس کے فتانہ بہار آرا بھی بیٹھی ہے چند کنیزیں مورچھل ہاتھوں میں لئے پس پشت
ملکہ ایستادہ ہیں روشنی بھی مختصر مانند کنول اور فانوس کے ہے طیفور گرد پا دیکھتے ہی اپنی معشوقہ
کو خوش نشستہ گویا بجود ہو گیا کنیزوں نے ملکہ سے عرض کیا دیکھیے حضور وہ طیفور گرد پا آئے آپ ان کا

انتظار کر رہی تھیں نرگس جاکر انھیں لے آئی یہ سنکے ملکہ نے جانب طیفور گرد یا دیکھا ادھر خواجہ
طیفور گرد یا بڑھ کر اُس کے روبرو گئے ملکہ کو ملکہ اصلی جان کر سلام کیا اُس نے اشارہ بیٹھنے کا کیا
یہ روبرو ملکہ بیٹھ گئے بعد ایک لمحہ کے پوچھا کہ اے ملکہ اسوقت اس باغ ویران مین آپ نے
مجھے کیون طلب کیا تو اور آپ ایسے باغ مین کہ جو ویران ہے ہون آکر تشریف فرما ہوئی مین ملکہ نے
تو کچھ جواب نہ دیا لیکن فتانہ بہار آرا نے بناز و ادا و بعشوہ و غمزہ جواب دیا او طیفور مین تو
تجھ سے کبھی بات نہ کرتی لیکن بمجبوری کلام کرتی ہون آگاہ ہو کہ جس وقت سے صاحبقران ان کو
غوغائے رعد آواز کے مقابلے سے بچہ اٹھا لے گیا ہے ان کو سخت صدمہ ہے خواب خور گویا ترک
ہے ہم کو تو تمام حال ہے ان کے اور صاحبقران کی الفت سے بخوبی آگاہی ہے اسوقت شب مین
اپنے والد و والدہ سے پوشیدہ ہو کر یہان آئی ہون تم کو اس واسطے بلایا ہے کہ حال صاحبقران
تم سے دریافت کرون کہ ان کو کون لے گیا کب تک یہان آئین گے طیفور گرد یا نے ہنوز کچھ جواب
نہ دیا تھا مشوقہ... وہ پری بھی بناز انداز باتین کر رہی تھی اُس کی طرف بصد شوق نگران تھا تو جمال
محبوب مین محو تھا کہ یکایک چار طرف سے تیس چالیس حلقہ ہائے کمند اس کی گردن مین پڑے ایسی حالت
مین کیا بچ سکتا تھا اسیر حلقہ ہائے کمند ہو گیا مہتر سبک رو نے نعرہ کیا کہ مین مہتر سبک رو ہون او عیار
تجکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا دیکھ اپنی عیاری کر کے تجھے گرفتار کر لیا یہ کہکے سب اپنے شاگردون کو
ہمراہ لے کر طیفور گرد یا کو اسیر کئے ہوے باغ سے نکلکر جلد جانب قلعہ بصد خوشی روانہ ہوا کسی عیار
و سردار وغیرہ کو حال گرفتاری طیفور سے آگاہی نہوئی کہ اس کی رہائی مین کوشش کرتا غرضکہ بعد
قطع راہ مہتر سبک رو سامنے حسین سبز قبا کے گیا بعد سلام عرض کیا کہ چونکہ حضور کو اس عیار
کے شر و فساد سے اندیشہ تھا مین نے عیاری کر کے ابھی اس کو اسیر کیا ہے حسین سبز قبا اس عیار
کی عیاری اور طیفور کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا اسی وقت خلعت و انعام کثیر اپنے عیار کو دیکر
کہا کہ آج کی شب تو طیفور کو اپنی حفاظت مین رکھ صبح کو اس کو قتل کر دون گا دل کو اطمینان ہو جائے گا
خوف بربادی قلعہ ہر چہار انہین دونون سے تھا صاحبقران کو تو بچہ لے گیا اس کو تو اسیر کر لایا تو نے
کارنمایان کیا مہتر سبک رو نے خلعت و انعام پاکر طیفور کو کشتان لے جاکر زندان مین قید کیا
غل و زنجیر و طوق مین خوب جکڑ دیا در زندان بند کر کے خود مع اپنے شاگردون کے گرد زندان بیٹھکر
حفاظت و نگہبانی مین مصروف ہوا جب صبح ہوئی حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ مین یہ منادی کرائی
کہ اسوقت عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جو دشمن قوی تھا قتل کیا جائے گا جس کو
دیکھنا ہو وہ آکر دیکھے تمام ساکنان قلعہ کو اطلاع ہوئی ہر طرف سے خاص و عام گروہ گروہ چلے
لشکر اہل اسلام مین بھی خبردارون نے خبر دی کہ طیفور گرد یا کسی طور سے گرفتار ہو گیا ہے اسوقت
قتل کیا جائے گا مگر اندر قلعہ کے در قلعہ بند ہے غوغائے رعد آواز مع فوج کثیر در قلعہ پر موجود ہے
بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ خبر سنکے حکم عیارون اور سردارون کو دیا کہ طیفور گرد یا کو دست
اعدا سے چھڑا لاؤ وہ قتل نہونے پائے حسب الحکم اسی طرف عیار واسطے عیاری کے اور سردار مع
لشکر مع سپاہ واسطے جنگ و جدال کے بعجلت کمال مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہو کر سوے قلعہ روانہ
ہوئے مہتر سبک رو حسب الحکم اپنے بادشاہ کے طیفور کو زندان سے لے گیا شاہ مذکور نے جلاد
کو طلب کر کے حکم قتل کرنے کا دیا اُس جلاد سنگدل نے بازو طیفور کا پکڑا اور مقام قتل مین کشتان

گلستان ہے لگیا حسب دستور چبوترہ ریگ کا بنایا اُس چبوترے پر طیفور رگر دیا کو بٹھا کر گردن پر کو تلوہ سے خط کھینچا تیغ آبدار نیام سے نکالکر پکارا اے طیفور رگر دیا اب کوئی دم میں رشتۂ حیات تمھارا منقطع ہو جاے گا جو کچھ کھانا پینا ہو کھا پی لو جو کہنا ہو کہہ لو حسرت و آرزو لیے دل کی نکال لو یہ وقت آخری ہے اسے غنیمت جانو پھر تمھارے سر و گردن میں جدائی ہو جائے گی طیفور رگر دیا نے جواب دیا کہ او جلاد مجکو آب و طعام کی خواہش نہین کثرت غم سے سیر ہون اور آب اشک سے سیراب ہون ہان اسوقت آخر مین دل چاہتا ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دیکھتا اُن سے رخصت ہوتا اُس جلاد نے جواب دیا کہ اول تو صاحبقران یہان نہین ہین بجہ اُن کو اٹھا لیگیا ہے اور اگر وہ یہان موجود بھی ہوتے تو یہ آرزو تیری بر نہ آتی یہ کہکے جلاد منتظر حکم ثانی کا ہوا طیفور رگر دیا نے اپنے تئین زیر سایہ تیغ جلاد دیکھکر سر اپنا سوے فلک کر کے برجوع قلب خداوند عالم سے اس طرح مناجات دعا کرنی شروع کی۔

مناجات

روح پاک رسول کا صدقہ
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
شرم عصیان سے آب آب ہون مین
گرد عصیان سے پاک دامن کر
تو وہ کر جو کہ تیرے شایان ہے
مین گدا ہون گدا نواز ہے تو
جب تلک قطع ہو نہ تار نفس
روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے
خلوت دل مین یاد غیر نہو
نام تیرا مری زبان ہووے

اے خطا پوش اے کریم عطا
بیکسی بتول کا صدقہ
تام آمرزگار ہے تیرا
غرق دریاے اضطراب ہون مین
مجسے تو جو ہوئی زبون کاری
کس لیے تو رحیم و رحمان ہے
گو سراپا گنہگار ہون مین
تاکہ باقی رہے شمار نفس
مے الفت تیری مست رہون
نہ رہے تجھ مراد غیر نہو
قبر کی ہے بہت کڑی منزل

اے غفور اے سحاب لطف و عطا
رو سیہ ہون گنہگار ہون مین
عفو کرنا شعار ہے تیرا
آب رحمت سے دھو دل ابتر
وہ تو لائق تھی میرے لے باری
مین ہون بے چارہ چارہ ساز ہے تو
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
تیری الفت کا دل مین داغ رہے
بلبل گلشن الست رہون
روح قالب سے جب وان ہووے
سہل کر دیجو مری مشکل

مجکو رسوا نہ حشر مین کیجو
پردہ اے پردہ پوش رکھ لیجو

اے خداے عزوجل اے خالق ارض و سما و اے حافظ و نگہبان مین اسوقت قتل ہوا جاتا ہون دس نوجوانی مین سوے عدم آباد جایا چاہتا ہون بجز تیرے یہان کوئی میرا مونس و یاور نہین ہے تو اپنی قدرت کاملہ سے مجھے دست اعدا سے بچا ابھی دنیا سے جانے کو دل میرا نہین چاہتا ہے باغ عالم مین مجھے رہنے دے سن و سال بھی ابھی میرا کچھ نہین ہے نوجوان ہون منزل ضعیفی تک نہین پہونچا ہون اپنے اہل و عیال و عزیز و اقارب و احباب سے دور ہون علے الخصوص صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور بادشاہ لشکر اسلام و جملہ لشکر اہل اسلام سے جدا ہون اُن کے دیکھنے کا از حد شوق ہے کبھی مرگ سے ڈرتا ہون موت سے بیزار ہون صورت اجل ابھی نہ دکھا ملک الموت کو ابھی واسطے میری قبض روح کے نہ حکم دے اُس کی صورت ہیبت ناک ابھی نہ دکھا اس بری موت سے مجھے بچا کیونکہ اگر اسوقت قتل ہونگا یہ کفار میرے لاشے کو صحرا مین ڈالدین گے درندے مجھ مقتول خستہ کا گوشت کھا جائین گے بعضے چرندے مُردار بھی میری چبا کر کھا جائین گے نہ غسل کوئی دے گا نہ کفن نہ گور نہ قبر سونے کو میسر ہوگا پروردگارا تو ہی منعم ہے اپنی قدرت کاملہ سے مجکو بھی پیدا کیا ہے یہ گوشت و پوست و استخوان میرے تیری حکمت و قدرت سے پیدا ہوے ہین والدین نے بری محنت

وشفقت سے پرورش کیا ہے ناز و نعم سے بالاتر اب گلشن شباب کی مین نے سیر کی ہے زمانہ طفلی گذرا
ہے مین عنفوان جوانی مین فی الحال قدم رکھا ہے چاہتا ہون کہ ابھی باغ بہار حیات کی سیر کرون اور
گلہاے مراد اس دنیا مین پاؤن نخل آرزو میرا بارور ہو درخت تمنا میرا سرسبز ہو تخم حسرت
پھولے پھلے دوست میرے شادان ہون عدو میرے درد حسد و رشک سے نالان ہون دنیا مین
کار خیر کرون تیری عبادت و بندگی مین شب و روز بسر کرون ورد زبان تیرا ہی نام رہے ہر دم تیرا ہی
خیال رہے تجھی کو یاد کرون تجھی کو سجدہ کرون بغیر تیرے کسی کو اپنا معبود حقیقی نہ جانون تیرے ہی
احکام پر عمل کرون دین اسلام کے فروغ و ترقی مین کوشش کرون کفار کو ہدایت کرون اگر وہ
دین اسلام اختیار کرین تو فہو المراد ورنہ ان کو قتل کرون دنیا مین کارہاے نمایان کرون امور خیر
کے کرنے پر کمر ہمت محکم باندھون غربا و مساکین سے سلوک نیک کرون تشنہ و گرسنہ لوگون کو سیر و
سیراب کیا کرون زنبیل سے زر کثیر نکال نکال کر تیری راہ مین صرف کرون کبھی حج بیت اللہ کرون
گاہ فقرا و غربا کی حاجت براری چاہون زاد آخرت جمع تو مہیا کر لون ابھی تو تہی دست ہون اعمال خیر
سے نامہ عمل میرا سادہ ہے کچھ بھی نیکیان میری کرام الکاتبین نے نہین لکھی ہین ایسی صورت مین
سفر ملک عدم کرنا مجھے منظور نہین ہے تو مسبب الاسباب و بے نیاز ہے مجکو تیری قدرت و خالقی پر ناز
ہے اسی وجہ سے ایسی تقریر کر رہا ہون تیرے فضل و کرم پر مجکو بھروسا ہے تیری ہی قدرت کاملہ کا
قائل ہون تو ہی نے اپنی قدرت سے یونس علیہ السلام کو شکم ماہی مین زندہ رکھا پھر ان کو بھی شکم
ماہی سے نجات دی تو ہی نے حضرت یوسف کو چاہ تاریک مین ہلاکت سے بچایا پھر ان کو ملک مصر
تک پہونچایا جب وہ جناب قید ہوے تو ہی نے اپنی قدرت سے انھین زندان سے رہا کرا کے
عزیز مصر کیا تو ہی نے آتش سوزان جناب ابراہیم خلیل اللہ پر گلزار و سرد کر دی تو ہی نے
اپنے بندون کو ہر بلا و آفت سے اکثر بچایا ہے مشکلین اپنے بندون کی آسان کر دی ہین جس نے
تجھ سے مدد چاہی ہے اس کی تو نے فی الفور اعانت کی ہے جس نے مشکل سخت و دشوار مین تجکو پکارا
ہے اس کی تو نے اپنی قدرت سے مشکلکشائی کی ہے مین بھی ایک بندۂ عاصی و خاطی نافرمان تیرا ہون
اسوقت بدین تجھ سے طالب مدد ہون رہائی اپنی چاہتا ہون اپنی قدرت سے سامان خلاصی پیدا
کر کوئی سبب اے مسبب الاسباب ایسا ہو کہ اگر جان میری بچ جائے قتل نہون خون میرا اس
ریگ کے چبوترے پر نہ گرے خنجر جلاد میرے حلق نازک سے نہ لگے یہ نابکار جلاد جفا شعار ہی ہلاک
ہو جائے تیری برق غضب سے یہ ستمگار جل کر خاک ہو جائے نام و نشان اس کا باقی نہ رہے
اس نے میرے دل کو دکھایا ہے زیر تیغ بٹھایا ہے تو دیکھتا ہے کہ تیغ بکف آمادہ قتل کھڑا ہے منتظر حکم ثانی
ہے خلقت کا ہجوم ہے ہزارون کفار میرے قتل ہونے کا تماشہ دیکھنے آئے ہین کیسے سب نابکار خوش
ہو رہے ہین کلمات دل شکن زبانون پر جاری کر رہے ہین مجکو سخت دہشت کہہ رہے ہین بہ تحقیق
اس امر کا ان کو یقین ہے کہ مین قتل ضرور ہونگا تجکو اور تیری قدرت کو یہ بیدین بھولے ہوے ہین یہی
جانتے ہین کہ اب اس کو کوئی بچا نہین سکتا پس اے قادر و توانا قدرت اپنی دکھا دے مجکو
قتل ہونے سے بچا لے کفار کو حیرت ہو جائے کشت شادمانی پر ان کے اوس پڑ جائے خوشی انکی
مبدل بغم ہو جائے نخل آرزو مین ان کے پھل نہ آئے حسین سبز قبا بادشاہ ہر حیلہ قلعہ [illegible]
حسرت و افسوس مین اسیر ہو جائے یہ سبک رو عیار نابکار رنگ تیری قدرت کا دیکھا جنگ

ہو جائے اس طرح سے میری رہائی ہو جائے ہنوز خواجہ طیفور گردیا بگریہ وزاری درگاہ جناب
باری میں بر جوع قلب دعا کر رہے تھے اور حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ وہ حکم دے چکا تھا میرا حکم
واسطے قتل کرنے کے نہیں دیا تھا جلاد منتظر حکم تا الت تھا کفار کا بے حد جاؤ تھا لشکر اہل اسلام ہمراہ
سرداران عالی مقام قریب در قلعہ آچکا تھا ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ دلیرانہ در قلعہ کو توڑ کر اندر قلعے
کے گھس جائیں گے خواجہ طیفور گردیا کو قتل ہونے سے بچائیں گے غوغائے رعد آواز نابکار
سے بھی کچھ اندیشہ نہ کریں گے کہاں تک وہ نابکار چیخے گا کس کس کو اپنے نعرے سے بیہوش کرے گا
آخر نا ہنجار چیخنے چیخنے تھک جائے گا آواز بیٹھ جائے گی ہم میں سے ہزار ہا بہادر دلیرانہ در قلعہ کو بضرب
گرزگران توڑ کر داخل قلعہ ہو کر خواجہ کو زیر تیغ سے اٹھا لیں گے جلاد کو بعوض خواجہ کے قتل
کریں گے اگر مردان سپاہ حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ ہمیں رد کیں گے تو ان سے دلیرانہ لڑ کے
سب کو تہ تیغ کر کے در آرزو قلعہ میں جا کر داخل کریں گے عیاران بھی جب قدر تھے وہ سب جان
دینے اور مرنے پر آمادہ ہو رہے تھے سب نے کھینچ لیے تھے کمندیں انتہائی تھیں ارادہ یہ تھا کہ کو دکر
دیوار قلعہ تک جا کر حلقہائے کمند دیوار قلعہ پر پھینک کر بذریعہ کمند قلعے کے اندر جس طرح ہو سکے گا
ضرور جائیں گے ہم اپنی زندگی میں خواجہ کو قتل ہونے دیں گے کہ ناگاہ سوئے فلک سے ایک
پنجہ مثل برق جہندہ اس طور سے گرا کہ جلاد کا نشان بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا اور خواجہ طیفور
گردیا کو چبوترہ ریگ سے سلاسل وغیرہ جدا کر کے اٹھا لے گیا پھر سوئے فلک جا کر سب کی نظر
سے غائب ہو گیا اس سے ایک شور عظیم اہل قلعہ سے بلند ہوا از قتل صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کے طیفور گردیا کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا جلاد نہیں معلوم کیا ہوا جب یہ شور عظیم
بلند ہوا اور پنجہ کو گرتے ہوئے دیکھا اور خواجہ کو لیجاتے بھی دیکھا تو جملہ سردار و عیار و سواران سپاہ
قریب در قلعہ سے پلٹ آئے کیونکہ ایسی حالت میں اندر قلعے کے جانا بے سود تھا جب سب
فرودگاہ سپاہ پر آئے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اکثر سرداروں اور عیاروں سے معلوم ہوا کہ خواجہ
کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا بادشاہ موصوف نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ طیفور گردیا قتل ہونے سے تو محفوظ
رہا امید واثق ہے کہ بعد چندے وہ اور صاحبقران پھر ہم سے آکر ملیں گے یہاں لشکر اسلام میں
ہر ایک خاص و عام انتظار تشریف آوری صاحبقران میں ہے اور متردد و متفکر ہے ادھر حسین سبز قبا
نامہ روانہ کر کے اطلاع دے چکا ہے کہ آٹھ روز میں تم یہاں سے سب چلے جاؤ ورنہ ہم دست
غوغائے رعد آواز سے تم سب کو قتل کرائیں گے مگر اب حال کفار قلعہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
پنجہ خواجہ کو اٹھا لے گیا جملہ کفار موجود کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اکثر کو صدمہ عظیم ہوا کہ طیفور
قتل نہ ہوا تماشہ اس کے قتل کا ہم نے نہ دیکھا غرض افسوس کناں وہ جملہ کفار جو تماشہ دیکھنے قتل
خواجہ ممدوح کا آئے تھے متحیر و ناخوش و غمگین اپنے اپنے ماکن کی طرف گئے حسین سبز قبا بادشاہ جاہ
قلعہ نے جو یہ خبر سنی پہلے تو متحیر ہوا بعد ازاں کہنے لگا کہ فہیم عاملی نے اپنی برق قہر و غضب سے
کام طیفور کا بھی تمام کیا اگر ہم نے صاحبقران و طیفور گردیا کو تہ تیغ نہ کیا تو ہمارے سرپرست
و معین و مالک فہیم عاملی نے ان کو سزائے معقول دیدی اپنی برق قہر و غضب سے جلا دیا یا
ان کو اپنے پاس بلا کے قید کیا عوض لشکر کشی و جنگ و جدال کا ان دونوں دشمنوں کو خوب
ملگیا ہمارا مطلب اس طرح بھی نکلا انہیں دونوں دشمنوں کی خبر ہے جو فہیم عاملی نے دی تھی

انھین سے خوف وخطر تھا اب کچھ کسی سے خوف و اندیشہ نہین ہو روے زمین پر اب کوئی بہادر ایسا نہین ہو کہ ان قلعون کو فتح کر سکے ہم کو اسوقت سے اطمینان کامل ہو گیا کہ دشمن ہمارے زیر ہیں روے زمین سے اٹھ گئے اس کا ہمین جشن کرنا ضرور ہے کیونکہ اب دل ہمارا شادمان ہوا ہے خوشی ظاہر کرنا مناسب وقت ہے اہل دربار نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین واقعی اب کسی سے کچھ خوف نہین ہے جو دو دشمن تھے وہ شکار پنجہ برق مثال ہو گئے اندیشہ و خوف دل سے دور ہوا خوشی اس کی ضرور کرنا چاہیے حسین سبز قبا نے اہل دربار کو بھی موافق اپنی راے کے پاکر حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جائے سامان خوشی و سرور مہیا ہو ارباب نشاط حاضر ہون حسب الحکم ملازم کاربند ہوے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی حسین سبز قبا مع اپنے جملہ اہل دربار و غوغاے رعد آواز کے بصد تکلف بزم عشرت مین آکر بیٹھا ساقیان سیمین ساق حسب الحکم بادشاہ مذکور کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر بناز و انداز لیکر حاضر بزم عشرت ہوئین پھر بادۂ ناب گلگون سے ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کر شاہ مذکور و جملہ اہل محفل کو دینے لگین ہر ایک بادہ پرست شراب پینے لگا جب سب اہل بزم بصد خوشی شراب پی چکے ساقیان گلرخ کشتیان شراب کی اٹھا کر بزم عیش سے چلی گئین بعد جانے ساقیان گل اندام کے عین حالت نشہ مین حسین سبز قبا نے حکم دیا کہ ارباب نشاط سے کوئی نازنین خوب رو خوش گلو حاضر بزم عشرت ہوکر روبرو ہمارے رقص و نغمہ کرے بموجب حکم ایک نازنین مہ جبین سراپا ناز نہایت خوش آواز بصد ناز و انداز ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین اسطرح آئی کہ اس کی رفتار سے دل دیکھنے والون کے پس گئے مانند حنا پامال مثل سبزہ پامال ہو گئے جوانان اہل جلسہ عیش نے اس کے رخ زیبا پر نظر کرکے ہزار دل و جان عاشق و فریفتہ ہوکے بے اختیار آہ کی دل سینون مین مضطر و بیقرار ہو گئے سب اس کے عاشق زار ہو گئے خواہش وصل دل مین پیدا ہوئی آنکھون کو اس کی دید مد نظر ہوئی ہر ایک اس کے برق حسن سے سکتے مین تھا خوبجمال مطربہ مذکورہ سے بادشاہ مذکور بھی اس کی شمع حسن غریب پر فریفتہ ہو گیا بے اختیار اس کو دیکھنے لگا اس نازنین نے بادشاہ مندرجہ بالا کو بہزار ناز و انداز سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے سب کو اپنی طرف متوجہ پاکر ناچنا شروع کیا اہل بزم بغور دیکھنے لگے اور بجاے خود تعریف اس کے رقص کی کرنے لگے حسین سبز قبا بھی اس کے رقص کو پسند کرکے دل مین کہنے لگا کہ یہ نازنین کیا خوب ناچتی ہے اپنے فن مین کامل ہے وہ نازنین تا دیر رقص کرکے دلون کو اہل محفل کے ہنگام رقص ہی پامال کرکے حسب فرمایش بادشاہ حسین سبز قبا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی اہل بزم اس کی طرف متوجہ ہوے

غزل

نکالی ہے نئی درد جگر نے دل لگی اچھی — کیا کرتا ہے تڑپ مین یہ تمنا گدگدی اچھی

ہوا مشہور مین سارے جہان مین ان کی الفت سے — حسینون کی بدولت میری شہرت ہو گئی اچھی

جفا و ظلم سے اب ناک مین دم آگیا تیرا — سزا عشق حسینان کی مجھے ایدل ملی اچھی

عدو کا بھول کر وہ گھر مرے گھر مین چلے آئے — شب تاریک مین تقدیر جاگی ہے مری اچھی

دل ناشاد کا میرے ہوا ملنے آنکھون مین — وہ کہتے ہین یہ ہنس ہنس کر کیا مشہدی اچھی

زمانے کے حسینون سے تمھارا حسن اچھا ہے — جہان کے دلبرون سے بھی تمھاری دلبری اچھی

یہ ہے بے مثل دنیا میں وہ یکتا ہے زمانے میں | ہمارا رنج اچھا ہے تمہاری ہے خوشی اچھی
جو بازو پر تمہارے ہے وہی ہے نورتن اچھا | گلے میں جو تمہارے ہو وہی چمپاکلی اچھی
اندھیری رات ہو برسات ہو ساون ہو دلبر ہو | گھٹا ہو باغ ہو سب کچھ ہو جب ہے میکشی اچھی
عدو کے سامنے ہم کو ون سے یوں ملتے ہو کیوں ہم سے | ہمارے دل کی تم نے قدر کی ہے واہ جی اچھی
صدا یہ مرقد مجنون سے اب دن رات آتی ہے | حسینوں کا نہ عشق اچھا نہ ان کی عاشقی اچھی
ملاتے ہی نظر لیجاتے ہو پہلو سے دل میرا | یہ تم نے سیکھی ہے ادائے جان ستان دلبری اچھی
تمہیں ہنستے ہو تم نے ہی چرایا ہے اُسے جستک | بس اب دیدو ہمارا دل نہیں یہ دل لگی اچھی
بری باتیں سکھا کر تجھکو یہ بدخو بنا میں گے | مجھے تو نہیں ہے دشمنوں کی دوستی اچھی
بہت برہم ہوے جب چھیڑ کر میں نے کہا اغلب | پری بہت حور اچھی اور تم سے ہے پری اچھی

اہل جلسہ اشعار مندرجہ غزل سن سن کے بہت خوش ہونے لگے اہل فہم دل میں تعریف کرنے لگے نازنین خوش گلو نے اس حسن سے ہر ایک شعر کو گایا کہ حسین سبز قبا بھی وجد میں آکر جھومنے لگا بے اختیار تعریف کرنے لگا جب غزل مندرجہ مطربہ مذکورہ نے تمام کی شاہ مذکور نے انعام کثیر اسے دے کر رخصت کیا پھر دوسری مطربہ کو طلب کیا وہ بھی مثل مطربہ اول کے رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم بخوشی و برغبت گانا اُس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے حسین سبز قبا تو مع اپنے ارکان دولت و اہل دربار کے بزم عشرت میں بیٹھا ہوا ہے ناچ دیکھ رہا ہے گانا نازنینوں کا سن رہا ہے سات روز کا اس نے جشن کیا ہے اس کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب

دو کلمہ داستان اُس پنجہ کے جو طیفور گردیا کو اُٹھا کر لے گیا ہے بیان کیے جاتے ہیں

شب تیرے لوٹتے اک عمر فرقت میں کٹی میری | بھلا یہ بھی کوئی ہے زندگی میں زندگی میری
کبھی تم نے نہ مانی اور نہ بولے سے سنی میری | بھلا وہ کب نکالیگا تمنائے دلی میری
پلانا جام مے دشمن کو اور بیٹھ سامنے میرے | یہ کیفیت رہی تو ہوگی اکدن آپ کی میری
لیا اک دل کا دل اور داغ حسرت دے گئی لاکھوں | غضب ہے یہ بھی جو ہوئی آپ کی ہمدمی میری
ہوا کل دوست ظالم آج دشمن ہے مرا بیٹھا | نہ دونوں کی نبھائی واہ تونے دوستی میری
بھلا دشمن بھلے تم اور بھلی اُس کی محبت ہے | بجا ہے میں برا سچ ہے بہت محبت بری میری
ہوا دل اتنو ٹھنڈا آپ کا دشمن کی بن آئی | لبوں پر ہے دم آیا ہوئی حالت بری میری
وہ بزم غیر میں بے پردہ کس کس شوخی سے بیٹھے تھے | قیامت تھے اگر بیٹھے جو صورت دیکھ لی میری
مرا لیتی کوئی ٹھکانا ہوا دیتا ہے دامن کی | فدا تسلیم ہوش اس پہ ہے یہ اچھی بیخودی میری

جب وہ پنجہ طیفور گردیا کو اٹھا کر بلند ہوا تو خواجہ طیفور گردیا سوچ بچار سے بیہوش ہو گئے پنجہ مذکور خواجہ کو لئے ہوئے بعد قطع راہ پردۂ قاف میں روبروے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پہونچا جاتے ہی خواجہ کو سامنے ڈالدیا سلیمان صاحبقران نے پوچھا

کہ خواجہ کو کہان سے لایا ہو اُس دیو نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تابعدار حسب الحکم یہان سے
سوے طلسم زلزلہ گیا تھا اُسنے راہ مین چار قلعے مجکو نظر آئے قلعہ اول کے سامنے لشکر اہل اسلام
کو فروکش دیکھا پہلے اُسی لشکر مین مین نے خواجہ کی جستجو کی جب نہ پایا تو سر در ہوا ناگاہ دیکھا مین نے
کہ اندر قلعہ کے ہزارہا آدمیون کا ایک جگہ مجمع ہے یہ خواجہ طوق و زنجیر مین گرفتار زیر تیغ جلاد بیٹھے
تھے سوے فلک ہاتھ اُٹھاکے کچھ کہہ رہے تھے چہرہ ان کا متغیر ہو اشک آنکھون مین ہین جلاد قتل
کیا ہی چاہتا ہے یہ دیکھتے ہی مین جھپٹ کر ان کو اٹھا لایا بھوک کا اُسوقت بہت تھا جلاد کو کھا گیا اُس کے
کھانے سے عجب لذت زبان پر آئی کیونکہ گوشت نمکین تھا پھر یہ فدوی خواجہ کو لئے ہوے یہان آیا
سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اُس دیو کی باتین سنکے بہت
ہنسے پھر اُس سے کہا کہ اب کبھی کسی انسان کو نہ کھانا خصوص اہل اسلام کو اُس نے عرض کیا کہ فدوی
اب حکم حضور کی تعمیل کریگا یہ کہکے چلا گیا چونکہ خواجہ بیہوش تھے سلیمان صاحبقران اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے پریون نے ایسی تدبیرین کین کہ خواجہ کو ہوش
آیا آنکھین کھولین سامنے صاحبقران اور سلیمان صاحبقران اور چند پریون کو پایا فی الفور
خوش ہو کر اُٹھ بیٹھا ادب سے سلام کیا پھر گھبرا کر پوچھا کہ اے صاحبقران ذی وقار یہان مجھے
کون لایا مین تو زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا یہ کہکے تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا اور حسین سبز قبا
کے نامہ بھیجنے کا مفصل بیان کیا صاحبقران نے کہا کہ ہمکو بھی ایک دیو یہان اٹھا لایا تھا ہم نے
بضرورت دیو کو روانہ کیے تمکو بھی وہان سے بلوا لیا الحمد للہ کہ دیو ایسے وقت پر پہونچا کہ تمکو جلاد نے
زیر تیغ ہی بٹھایا تھا قتل نہین کیا تھا کہ دیو تمہین لے آیا خواجہ نے عرض کیا کہ اس خاکسار سے کیا کام
لینا منظور خاطر عالی ہے کس واسطے آپ نے مجھے بذریعہ دیو طلب کیا ہے ارشاد ہو صاحبقران نے
تمام حال دیو سرکش سے لڑنے کا اور شمس جنی سے غوغاے رعد آواز کے قتل ہونیکا
اور حور جنی عامل کے پاس جانے کا اور جو کچھ اُس نے بیان کیا تھا وہ سب کہکے ارشاد کیا کہ اے
خواجہ تم کسی تدبیر سے اندر طلسم شمشیر جنبان کے جاکر بیلچے قبر فہیم عامل سے لوح طلسمی لے آؤ
تاکہ بہدایت لوح طلسمی سے غوغاے رعد آواز وغیرہ اشقیا [illegible] کو یہان سے جاکر
قتل کرین چارون قلعون کو فتح کرین خواجہ نے عرض کیا کہ مجکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہے مگر طلسم شمشیر
جنبان مین کیونکر جا سکتا ہون راہ سے ناواقف ہون کوئی راہبر نہین ہے اور خضران پری کے
مسکن سے بھی ناآشنا ہون سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ ہم ایسی کوئی فکر کرینگے
کہ تمکو خضران پری تک پہونچا دینگے یہ کہکے اکثر پریون کو طلب کرکے اُن سے دریافت کیا کہ
تمکو خضران پری سے آگاہی ہے کہ وہ کہان رہتی ہے پردۂ قاف مین کہان اُس کا مکان ہے اُس سے
تمکو رسم و راہ بھی ہے یا نہین اُن پریون مین سے ایک پری نے عرض کیا کہ اے صاحبقران پردۂ
قاف مین خضران پری کو جانتی ہون اُس کی جاے سکونت سے بھی آگاہ ہون مجھسے اور اُس سے
رسم و راہ بھی ہے مگر وہ بہ نسبت دور ہے جو الی پردۂ قاف مین رہتی ہے سلیمان صاحبقران نے
اُس پری سے فرمایا کہ تم خواجہ کو اپنے ہمراہ خضران پری کے پاس لیجاؤ ان کو اُس پری تک
پہونچا دو اور جو کچھ خواجہ تم سے کہین اُس پر عمل کرو اُس پری نے منظور کیا ایک روز خواجہ طیفور
گردپا نے عیاری سوچکر شکل اپنی بعینہ پری کی سی بنائی بقول بعض راویون کے رنگ و روغن سے

اور بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ بمجرد صورت اپنی پری کی بنائی پھر تو جب خواجہ موصوف بشکل پری بنے وہ پری کہ نام اُس کا **الگن پری** تھا خواجہ کو تخت پر بٹھا کر تخت کو بلند کرکے سوے **خضران پری** روانہ ہوے اثناے راہ میں خواجہ پردہ قاف کے عجائبات و غرائب اشیار دیکھتے ہوے بصورت پری بنی ہوئی جاتے تھے اور **الگن پری** سے کہتے جاتے تھے کہ تم مجکو جب **خضران پری** کے سامنے لیجانا اور وہ پوچھے تو یہ کہنا وہ کہتی جاتی تھی کہ اے جوکچھ آپنے کہا ہے ایسا ہی کرونگی غرضکہ بعد قطع راہ دور و دراز **الگن پری خضران پری** کے مکان پر پہونچی تخت اپنا اُتارا دیکھا کہ **خضران پری** اپنے مکان میں بیٹھی ہوئی ہے چند پریان بھی اُس کے قریب بیٹھی ہیں کچھ باتیں کر رہی ہیں **الگن پری** نے قریب اُس کے جاکر سلام کیا اُس نے پہچان بہت خوش ہوکے پوچھا کہ اے **الگن پری** بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے آج ادھر تمہارا آنا ہوا مزاج تمہارا کیسا ہے باعث تمہارے آنے کا کیا ہے فقط ہم سے ملنے کو آئی ہو یا کوئی کام ہم سے درپیش ہے اُس نے کہا کہ اے **خضران پری** آپ کو میں نے ایک زمانہ دراز سے نہیں دیکھا تھا اپنے ذوق آپ سے ملنے کا از حد تھا آج فقط آپ سے ملنے کو آئی ہوں کوئی کام سواے ملاقات نہیں ہے **خضران پری** نے خوش ہوکر قریب اپنے بٹھا کر پوچھا کہ یہ پری تمہارے ساتھ جو آئی ہے یہ تمہاری کوئی عزیز ہے یا غیر ہے نام اس کا کیا ہے میں نے کبھی اس پری کو نہیں دیکھا ہے اُس نے کہا کہ یہ پری میرے عزیزوں سے ہے نام اس کا **حسین خوش گلو پری** ہے واقع آپنے کبھی اس کو نہیں دیکھا ہے یہ ماشاراللہ خوب ناچتی ہے اور گاتی ہے تو ایسا ہے کہ پردہ قاف میں مثل اس کے کوئی پری نہ گاتی ہوگی آواز اس کی ایسی اچھی ہے کہ تعریف ہو نہیں سکتی **خضران پری** نے بہت مشتاق ہوکر کہا کہ اے **الگن پری** اس سے کہو کہ ہمارے سامنے بھی رقص و نغمہ کرے ہم کو شوق گانا سننے کا تم جانتی ہو ہمیشہ سے ہے کبھی ہم بھی جوان تھے عالم جوانی میں ایسا گاتے تھے کہ جن و دیو تو کیا مرغان ہوا اور ماہیان دریا بھی ہماری آواز دلکش اور ہمارے گانے کو سنکر پرواز و حرکت سے باز رہتے تھے ہم کو بھی اپنے گانے کا اور خوش آواز ہونے کا خیال تھا بلکہ غرور تھا اب ہم ضعیف ہوے وہ آواز نہیں رہی مگر کبھی کبھی اب تک بجاے خود گاتے ہیں اور گانا سنتے ہیں گو وہ زمانہ شباب نہ رہا مگر شوق گانا گانے اور گانا سننے کا اب تک ہے لہذا **حسین خوش گلو پری** کے گانے کی آرزو ہے اور گانا سننے کے مشتاق ہیں **الگن پری** نے کہا کہ اے **حسین خوش گلو پری** ہماری بہن **خضران پری** تمہارے گانا سننے کی بہت مشتاق ہیں ان کے سامنے اسوقت کچھ گاؤ اور رقص اپنا انہیں دکھاؤ ناچنے گانے میں یہاں نہ شرماؤ **حسین خوش گلو پری** نے بعد عذر خرابی آواز کے اصرار **الگن پری** سے مجبور ہوکر روبرو **خضران پری** کے ایستادہ ہوکر ایسا رقص کیا کہ دیکھنے والے حیران ہوے خصوصاً **خضران پری** دنگ ہوگئی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی **حسین خوش گلو پری** نے **خضران پری** و غیرہ کو متوجہ پاکر یہ غزل حسب فرمائش **الگن پری** شروع کی غزل

پھول کیا کھلتے ہیں کھل کھلے گلستانوں میں	تخت کھلجاتے ہیں جو پڑ جاتے ہیں ترے کانوں میں
دل سے تیار رہو جان سے تیار رہو	حکم آتا ہے یہ لکھا ہوا فرمانوں میں
تھک گئے اب تری تعریف کے لکھنے والے	رکھدیے سب نے قلم آج قلمدانوں میں
میکشی چھوڑ کے اب اس پہ قناعت کر لی	کیفیت ملتی ہے انگور کے دو دانوں میں

دل میں چبھو جائیں تو برسوں میں خلش جاتی ہے
ہائے افسوس کہ اس دل نے نہ پایا مجھکو
لے گیا لوٹ کے ایمان ہمارا ظالم
نہ وفا کا ہے سلیقہ نہ جفا کی ہے تمیز
بیٹھ رہ صبر سے تو ایک جگہ اے مجنون
اپنے مطلب کی تو مین بات سمجھ لیتا ہون
بیشک آغوش میں لینے کے خطاوار ہین ہم
تیرے بیمار کو صحت سے نہ مطلب نہ غرض
خلش نوک مژہ لذت پیکان خدنگ
بزم عشاق مین وہ شوخ نہ آئے گا دلیر

خوب ہو کین تیرے تیرون کی ہین پیکانون مین
تیرے مداحون مین دشمن کے ثنا خوانون مین
کون کہتا ہے وہ ظالم ہے مسلمانون مین
چشم بد دور ابھی آپ ہین نادانون مین
خاک اڑاتا ہے عبث نجد کے میدانون مین
وہ بھی ہین تو بھی ہین سب سمجھے دیوانون مین
تیر دو اور لگا دیجیے ان شانون مین
نہ دوا خانون مین جاتا نہ شفاخانون مین
سب بھرے ہین دل سے جاتے ارمانون مین
ہو آئینے کی کس طرح سے انسانون مین

حضران پری اور دیگر پریان اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے اور ناچنا حسین خوش آواز پری کا دیکھ کے دنگ تھین سب کی سب تصویر گل ہو گئی تھین ایسی محو و بیخود و متحیر تھین کیونکہ حسین خوش آواز پری ایسا ناچتی گاتی تھی کہ بمصداق نظم

نور کی اک ہوائی سی کہ چھٹی
آفت جان وہ تان اونچی پلٹا
دل پہ لگتا تھا آکے تیر سا
ان سرون کی نشست جوش تان
نغمہ سنجان باغ وہ سمجھے دنگ
ہوگئے [illegible] ساز گو ہر بار

لکھدی لوح دل پہ وہ تحریر
دل پہ نشتر زن ایک اک فقرا
نشست پہ تھی رنگ جو رکی تھی سحر
ولولے سے جوان کے دل تھے
پھما بند ہو گیا پر رنگ تب
بندھ گئے تار آنسوؤن کے آہ

ان کیا لی تپک کی بجلی
نقش تب سان ہوا ہر اک تسخیر
سرنگا تھی جب وہ ماہ جبین
کتنے قانون سے زیادہ نغم
سنکے اس گل کا زمزمہ آہنگ
اہل محفل کو ہو گیا سکتہ

حسین خوش گلو پری نے جب ناچ گا کر غزل مندرجہ کو بھی تمام کرکے توقف کیا تو حضران پری اور پریون کو جب سکتہ اور بیخودی سے افاقہ ہوا اور حواس درست ہوئے تو ہر ایک نے تعریف کی پر حضران پری نے حسین خوش گلو پری سے مخاطب ہو کے کہا کہ واقعی تمہارا مثل و نظیر زیر چرخ ناچنے گانے مین نہین ہے تو بتاؤ کہ تم نے کس استاد سے سیکھا ہے اس سن و سال مین یہ کمال اللہ تم کو نظر بد سے بچائے زندہ سلامت رکھے تم نے اس وقت دل میرا بہت خوش کیا ایسا گانا سنا کہ مین نے کبھی نہ سنا تھا ایسا رقص کیا کہ کبھی ایسا نہ دیکھا تھا حسین خوش گلو پری نے سر جھکا کر کہا کہ مین نے اکثر پریون سے ناچ گانا سیکھا ہے بہت سی باتین اپنی طبیعت سے ایجاد کی ہین محنت و مشقت حصول علم موسیقی مین بہت کی ہے شام و صبح بلکہ تمامی روز و شب رقص و نغمہ مین برسون مین نے بسر کئے ہین مگر اب بھی کچھ بھی نہین جانتی ہون محض مبتدی ہون آپ کا حسن سماعت ہے کہ میرے گانے کو آپ پسند کرتی ہین ازراہ قدر دانی رقص و نغمے کی تعریف کرتی ہین حضران پری نے جواب دیا کہ واقعی تحسین لائق تعریف ہو اس سن مین یہ کمال بہم پہونچا ہے سننے والون کو حیرت ہوتی ہے ناچ دیکھنے والون کو تعجب ہوتا ہے ہنگام رقص برق کی طرح کوند جاتی ہو سچ تو یہ ہے کہ ناچنے کے وقت دلہائے اہل محفل اشتد سبزہ یا مثل حنا پامال کرتی ہو ایک روز ہم تمہارا گانا پھر سنین گے آج کے تیسرے روز ہمارے مخدوم فہیم عالی کا عرس ہے ان کے مرقد پر ہم جائینگے تم کو بھی اپنے ساتھ لے جائینگے وہان تمہارا

گا سنیں گے روح ہمارے مخدوم و موصوف کی تمہارے رقص و نغمہ کرنے سے بہت خوش ہوگی
اگر ممکن ہو تو دو چار روز یہاں رہو الگن پری بھی رہیں جب خوش ہو جائے گا تو چلے جانا حسین
خوش گلو پری نے کہا کہ مجھے کچھ عذر نہیں ہے اگر الگن پری یہاں رہیں گی تو میں بھی رہوں گی
الگن پری نے جواب دیا کہ میں اپنی بہن کی خلاف مرضی یہاں سے تجاوز نہ کروں گی خضران پری
یہ سنکے خوش ہوئی الحاصل تیسرے روز خضران پری الگن پری و حسین خوش گلو پری
و دیگر پریوں کو ہمراہ لے کر تخت پر سوار ہوکر سوے قلعہ یعنی طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئی
جب نزدیک قلعہ مذکور پہونچی تخت سے اترکر ایک رقعہ لکھکر ایک دیو کو دیا کہ اس رقعہ کو وہ سنگ
جو چشمہ ہے اس میں ڈالدے دیو نے حکم کی تعمیل کی ہنوز دیر نہوئی تھی کہ سامنے سے برق جادو حاکم
و بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تخت جواہر پر سوار تاج شاہی بر سر قبلہ فرمانروائی در بر کیے تنہا نمودار ہوا
جب قریب آیا خضران پری سے کہا کہ رقعہ تمہارا مجکو پہونچا تھا معلوم ہوا تھا کہ آج روز عرس فہیم عاملی
ہے آؤ ہمارے ساتھ داخل قلعہ ہو اور بعضے راویوں نے بیان کیا ہے کہ قبل پہنچ جانے کے خضران
پری نے رقعہ لکھکر دیو کو دیا اور اس سے کہا کہ چشمہ نیلگون میں اس کو ڈال آ دیو نے حکم کی تعمیل کی
پھر خضران پری ہمراہ سب پریوں مذکورہ کے مع حسین خوش گلو پری تخت پر سوار ہوکر پہونچے
طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئیں جب قریب دروازہ طلسم شمشیر جنبان کے پہونچیں حاکم و بادشاہ طلسم
شمشیر جنبان کو خبر ہوئی وہ مانند بجلی کے تیز تر بسرعت تمام تخت جواہر پر سوار تاج شاہی بر سر پوشاک شاہانہ
در بر کیے تنہا آیا خضران پری نے پوچھا کہ اے برق جادو مزاج تمہارا کیسا ہے اس نے کہا کہ تمہاری
دعا سے اچھا ہوں رقعہ تمہارا پہونچا تھا دیر سے میں تمہارا منتظر تھا یکایک ہمراہی پریوں پر نظر کرکے کچھ
متردد ہوئے پوچھا کہ آج تمہارے ساتھ یہ کون پری ہے کبھی تم اس کو اپنے ہمراہ نہیں لائی تھیں آج اس کے
یہاں لانے کا کیا سبب ہے خضران پری نے جواب دیا کہ یہ پری ہماری الگن پری کی عزیز ہے چونکہ
آج روز عرس فہیم عاملی ہے الگن پری بھی بشرکت عرس یہاں آئی ہیں اور اس پری کو بھی اپنے ساتھ
لائی ہیں کچھ تم تردد نکرو میں یہاں کسی غیر کو کبھی نہ لاؤں گی تمہاری دوست ہوں دشمن نہیں ہوں برق
جادو یہ سنکے مطمئن ہوا تردد دل سے دور ہوا کچھ اندیشہ دل میں نہ رہا بے خوف ہوکر پشت تخت سے
اترکر جانب دروازہ طلسم شمشیر جنبان دیکھکر انگشت سے اشارہ کیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ
تلواریں جو دروازے پر تھیں کوئی جنبان تھیں دفعتاً وہ ٹھہر گئیں حرکت سے باز رہیں دروازہ کھل گیا برق
جادو خضران پری وغیرہ کو ہمراہ لے کر اندر اس قلعے کے گیا پھر سوے در قلعہ دیکھکر اشارہ کیا
وہ تلواریں پھر بدستور ہلنے لگیں اور دروازہ قلعہ بند ہوگیا حسین خوش گلو پری نے اندر اس
قلعے کے جاکے اکثر عجائب و غرائب کی سیر کی اگر ان کو بتفصیل بیان کیا جائے تو نہایت طول ہو مختصر
یہ کہ بہت ہی عجائب و غرائب اشیا کا مشاہدہ کیا ان کے دیکھنے سے نہایت حیرت ہوئی قلعہ کو دیکھا
تو نہایت وسیع پایا ایک جانب کو ایک مقبرہ نظر آیا نہایت پختہ و خوش قطع دروازہ اس کا مقفل تھا
برق جادو نے اس دروازے پر جاکے قفل کو بنظر تند دیکھا فی الفور وہ قفل وا ہوا دروازہ
مقبرے کا کھل گیا خضران پری ہمراہ الگن پری وغیرہ کے اندر اس مقبرے کے گئی قبر فہیم
عاملی کے پاس بیٹھکر بے اختیار اشکبار ہوئی و گریہ یہاں بھی آبدیدہ ہوئیں برق جادو بھی محزون ہوا
حسین خوش گلو پری نے اندر مقبرے کے جاکر چار طرف نظر کرکے معلوم کیا کہ مقبرہ وسیع ہے

عمارت پختہ او منقش شیشہ آلات جھاڑ کنول وغیرہ اسباب ضروری سے اچھی طرح آراستہ ہی جھاڑوں اور کنولوں میں شمعیں مومی وکافوری چڑھی ہوئی ہیں آئینے کلان طلائی کار چہار طرف بقاعدہ مناسب دیوار مقبرہ سے ملحق آویزان ہیں وہ آئینے ایسے صاف وشفاف ہیں کہ اگر ان کو آئینہ سکندر بھی دیکھتا تو حیران ہوتا علاوہ آئینہ ہائے مذکورہ کے چند قطعات وآیات بخط نسخ ونستعلیق خوشنویسان نامی کے ہاتھوں لکھے ہوئے انجام مرگ وبے ثباتی عالم وخالیان کے مضمون کے تختون میں زیر آئینہ نہایت خوبی کے ساتھ دیوارہائے مقبرہ مذکور میں آویزان ہیں درمیان مقبرہ قبر پختہ فہیم عالی کی اور گرد اس کے نقرئی کٹہرہ ہی قبر پر چادر کمخواب سبز کی قبر بالائے چادر مذکور چادر گل پڑی ہوئی ہیں قبر ایک کشتی نقرئی رکھی ہے اگر سوز نقرئی مع مورچل اس میں رکھا ہی اگر سوز آتش عشق فہیم عالی میں دود آہ دل سوزان ظاہر کر رہا ہے فرش مقبرہ سنگ مرمر وسنگ موسی کا ہے علاوہ فرش سنگ مرمر وسنگ موسی کے جابجا قالین اونی نہایت بیش قیمت بچھے ہیں غرضکہ مقبرہ مذکور میں جملہ اشیائے ضروری سے زیب و زینت دیکھی خضران پری نے سامان فرش کا حکم دیا پریون نے ضروری سامان مہیا کیا چادر گل تر وتازہ بالائے قبر چڑھائی گئی اگر اگرسوز میں مگر رسلگایا گیا کھانے لذیذ وخوش ذائقہ کی تیاری برائے فاتحہ خوانی صاحب قبر مذکور ہونے لگی یہ یان سنہ وقت کا ہے جبکہ خضران پری نے بعد فراغ بعض کار مرحومہ سب پریون کو یک جا بٹھایا برق جادو بھی ایک جانب بیٹھا اس وقت خضران پری نے حسین خوش آواز پری سے کہا کہ حسب وعدہ اس وقت مزار فہیم عالی کے زہد وسعرفت الہی میں گاؤ یا کوئی غزل عاشقانہ گا کر روح کو ان مرحوم کی خوش کرو آج ان کا عرس ہے اور یہ دنیا میں عامل کامل تھے افسوس کہ آج زیر خاک سو رہے ہیں ہم ان کو روتے ہیں زندگی میں یہاں پیرو مست تھے آج یہ عمل خیر کے دوسروں سے محتاج وخواہاں ہیں حسین خوش گلو پری نے حسب فرمائش خضران پری پہلے تو غزلیں وغیرہ معرفت خدا میں خوب گائیں اور خوب رقص کیا ہر ایک حالت وجد میں جھومنے لگا کہ حق بار بار زبان پر جاری کرنے لگا جو سنا خضران پری کو تو گویا حال آگیا بیخود ہو گئی برق جادو بھی علیحدہ بیٹھا ہوا تھا دیکھا کیا گانا سنا کیا بعد تھوڑی دیر کے خضران پری سے رخصت ہو کر کہنے لگا آج تو تم شام تک یہیں رہو گی ہنگام شام جاؤ گی آپ نے کہا کہ ہاں حسب دستور قدیم آج شب کو میں یہاں سے جاؤں گی یہ سنکے برق جادو چلا گیا پھر تو پری

یہ غزل خوش گلو گانے لگی۔ غزل

فصل بہار آئی ہے دیوانہ پن ہوا	گل کی طرح سے چاک مرا پیرہن ہوا
بستر پہ ہوں مگر کوئی پاتا نہیں مجھے	اس درجہ تیرے ہجر میں لاغر بدن ہوا
دل آپ کے فراق میں محزون ہے مدام	سینہ ہمارا غیرت بیت الحزن ہوا
مثل حباب آیا نظر آسمان مجھے	دریا جو میرے آنسوؤں کا موجزن ہوا
بیکس ہوگا کوئی بھی مجھ سا جہان میں	بعد فنا نصیب نہ گور وکفن ہوا
مرقد میں حشر تک مری آنکھیں کھلی رہیں	دیدار کا خیال جو زیر کفن ہوا
رویا جو ہجر میں تو ہوئے داغ دل ہرے	بارش کی فصل آئی ہر تازہ چمن ہوا
بائے تھے عزیز واقربا کے اس قدر	غربت میں بھی نہ ہم کو خیال وطن ہوا
نکلا جو دل سے آہ شرربار ہجر میں	جل کر تباہ گنبد چرخ کہن ہوا

بر مین مرے جو بیٹھ گیا کل وہ شمع رو — کیا کیا خجل رقیب سر انجمن ہوا
دیتے نہیں جواب جو میرے سوال کا — ثابت تمہارا شکل کمر کیا دہن ہوا
گیسو جو اُس نے ڈال دیے رخ پہ بزم مین — غل ہو گیا جہان مین کہ سورج گہن ہوا
لائق جو دل لیا کسی خجل نشین نے حسین — سمجھا جسے رفیق وہی راہزن ہوا

خضران پری و الگن پری و دیگر پریان جو اُس جلسے مین موجود تہین وہ اشعار غزل مندرجہ بن سکے اور رقص دیکھکر بہت خوش ہوکر بار بار بے اختیار تعریف کرنے لگین بعد تمام کرنے غزل کے حسین خوش گلو نے کہا مین آپ کا فرمانا بجا لاچکی اب چاہتی ہون کہ آپ کچھ گائین خضران پری نے پہلے تو اپنے سن رسیدہ ہونے کا عذر کیا پھر اصرار کرنے سے یہ غزل اُس نے شروع کی غزل

روح کو چین ہجوم غم دلبر مین نہین — صاحب خانہ کو آرام بھرے گھر مین نہین
مجکو امید ہے مشکل مری آسان ہوگی — جو رکاوٹ ترے دل مین ہے وہ خنجر مین نہین
اے غم عشق نہ جا تو مرے دل سے باہر — ایسی مہمان کی توقیر کسی گھر مین نہین
اُس سے وعدہ ہے جو کچھ لیے ہے سیم و زر — یہ وہ گردش ہے کہ جو میرے مقدر مین نہین
مجھے بیداد کرو تو بھی غنیمت جانون — تجھ سے امید کسی طرح کی محشر مین نہین
آپ کے لطف و عنایت کا بھروسا کیا ہے — ایک گھڑی بھر مین اگر ہے تو گھڑی بھر مین نہین
لکھ لیے جاتے ہین شیدائی گیسو سارے — کونسا نام ہے جو آپ کے دفتر مین نہین
سخت جانون سے جو منہ پھیر لیا ہے قاتل — عرق شرم تو آب دم خنجر مین نہین
مین نے کیا جانے کیون سجدہ کیا ہے اُسکو — جانتا ہون کہ خدا اور ہے پتھر مین نہین
غیر کے عیش سے جلتا ہے عبث تو اے داغ — اُس کی تقدیر مین ہے جو ترے مقدر مین نہین

اہل بزم اشعار سننے لگے اور متوجہ ہوکر جانب خضران پری دیکھنے لگے ادھر قمر حسیم عالی کی طرف دیکھ دیکھکے روتی جاتی تھی اور اشعار غزل پر ایسی تباہی تھی پریان اُس کے گانے کی تعریف کرتی تہین جب خضران پری نے غزل کو تمام کیا حسین خوش گلو پری نے بھی اُس کی ثنا کی پہر ایک پری خضران پری کے کہنے سے گانے لگی اس اثنا مین حسین خوش گلو پری اٹھی خضران پری نے پوچھا کہاں جاتی ہو اُس نے کہا بضرورت جاتی ہون ابھی آتی ہون یہ کہکے باہر مقبرے کے جاکے ایک درخت کی آڑ مین بیٹھکر بعجلت تمام نقب لگانی شروع کی تھوڑی دیر مین خواجہ طیفور گرد نقب لگاتے ہوئے پہلوے قبر حسیم عالی تک پہونچے اُس جگہ فتیلہ عیاری روشن کرکے دیکھا کہ تحت قبر حسیم عالی مین ایک چھوٹا صندوقچہ مانند قلمدان کے رکھا ہے خواجہ نے اُسے اٹھاکر نذر زنبیل کیا پھر بعجلت نقب سے باہر آکر وہین نقب کو بند کرکے دست و پاے گرد و غبار و خاک کو دور کرکے خرامان خرامان اندر مقبرے کے جاکر پاس الگن پری کے بیٹھے خضران پری نے خیال کیا کہ حسین خوش گلو واسطے دفع بول و براز کے گئی تھی یہ خیال کرکے خاموش رہی قریب شام سورۂ فاتحہ حسیم عالی کی روح کو بخشا ہر ایک نے ہاتھ قبر پر رکھکر سورۂ فاتحہ پڑھا پھر روشنی کرکے اغذیہ انواع و اقسام پکی سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھکر ہدیہ ثواب اُس کی روح کو بخشا وہ طعام مستحق لوگون کو دیا گیا اتنے مین برق جادو آیا خضران پری وغیرہ سب پریان اٹھین باہر مقبرے کے آئین برق جادو نے کچھ آہستہ پڑھا دروازہ مقبرے کا بند ہوگیا وہ قفل جو کھلا تھا پھر بدستور حلقۂ زنجیر مین جاکر آویزان ہوا برق جادو

نے ہمراہ خضران پری کے قریب در قلعہ آکر کچھ اسمائے سحر آہستہ زبان پر جاری کیے دروازہ قلعہ کا کھل گیا وہ تلوارین جنبش سے باز رہین جب خضران پری وغیرہ سب باہر قلعے کے چلے گئین اور برق جادو نے پھر سوے در قلعہ اشارہ کیا وہ خود بخود بدستور سابق بند ہوگیا وہ تلوارین بھی اسی طرح ہلنے لگین برق جادو خضران سے رخصت ہوکر نظر سے غائب ہوگیا خضران پری سے الگن پری بھی خواہان رخصت ہوئی اُس نے اجازت جانے کی وہ الگن پری تخت پر حسین خوش گلو پری کو بٹھاکر سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوئی ادھر خضران پری مع اپنی ہمراہی پریون کے لیے مکان کی طرف تخت پر بیٹھکر گئی الگن پری بعد قطع راہ در قصر فیروزہ نگار پر آکر تخت سے اتری اور حسین خوش گلو پری بھی ہمراہ اُس کے تخت سے اتری پھر دونون داخل قصر فیروزہ نگار ہوئین دیکھا کہ سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بیٹھے ہین باہم کچھ باتین کر رہے ہین یکایک الگن پری نے اور خواجہ طیفور گر دیلنے جو بصورت پری بنے ہوئے تھے باادب سلام کیا صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ لوح طلسمی لائے خواجہ نے بصورت اصلی ہوکر عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے اور امانت خدا سے لوح طلسمی لے آیا صاحبقران ممدوح نے بہت خوش ہوکر لوح کو طلب کیا خواجہ نے زنبیل سے نکال کر وہ صندوقچہ کو جلسہ پیش کیا صاحبقران نے جب اُس کو کھلوایا اندر اُس کے لوح کو پایا کہ مانند ورق کے پر منقش تھی اور جو طلسم نقوش اُس پر کندہ تھے وہ بخوبی پڑھے نہ جاتے تھے بعد غور کرنے بسیار کے گوشہ لوح مذکور پر یہ عبارت نظر آئی کہ اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو تو اُس کو چاہیے کہ چشمۂ ماہیان مین اس اسم اعظم الٰہی کو پڑھکر غوطہ دے تاکہ لوح کام دے اور جملہ طلسم و نقوش و اسمائے الٰہی اسے نظر آئین اور لوح طلسمی طلسم کشا کو بابت طلسم کشائی و فتح برج چہار قلعہ کے ہدایت کرے لیکن یہ کام خود کرے صاحبقران موصوف عبارت لوح پر نظر کرکے سلطان صاحبقران سے گویا ہوے کہ یہ لوح ہمکو ہدایت کرتی ہے کہ چشمۂ ماہیان مین لوح طلسمی کو غوطہ دو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ لیکن یہ چشمۂ ماہیان تک جانے کچھ دشوار امر نہیں ہے کہکے خواجہ طیفور گر دیا کی اُس کارنمایان کی بہت تعریف کی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی ازراہ قدردانی ستائش کی خواجہ نے کہا کہ اس تعریف و ثنا سے مجکو کیا فائدہ ہوا انگور و روغن و لباس کے مہیا کرنے مین میرا زر کثیر صرف ہوا ہے صاحبقران کے وعدہ دینے زر کثیر کا کیا سلیمان صاحبقران نے خواجہ کو زر وجواہر مرحمت کیا خواجہ نے لے کر نذر زنبیل کیا بعد صاحبقران سے پوچھا کہ چشمۂ ماہیان یہان سے کب جائیے گا جواب دیا کہ اے خواجہ کل وقت سحر جاوٗنگا مگر ضرورت راہبری کی ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا ہم حسب دلخواہ فکر کرینگے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی سلیمان صاحبقران نے ایک جن کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ ابھی ان کو چشمۂ ماہیان پر پہونچا دے اُس نے عرض کیا کہ بسر و چشم یہ التماس کرکے ایک تخت پر صاحبقران ممدوح کو بٹھاکر خود بھی پس پشت اُن کے بیٹھکر تخت کو بلند کرکے سوے چشمہ مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ کنارے چشمہ مذکور کے پہونچا تخت کنارے چشمے کے اتارا صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چشمۂ ماہیان نہایت صاف ہے پانی اُس کا آب گہر سے بہتر ہے مچھلیان صدہا رنگ کی اُس مین دکھائی دیتی ہین پانی اُس کا یون رواں ہے کہ جیسے عمر رواں اور شیرین پانی اس درجہ ہے کہ جیسے جان شیرین ہے مثل خالص اور سرد ہے مانند برف کے اور سفید ہے مثل گہر یا شیر کے طائران رنگارنگ کنارے اُس کے بیٹھے ہین مصروف خوش الحانی ہین سیر دریائے قدرت پروردگار

دیکھ رہے ہین اپنی زبان مین مدح وثناے خالق بحر وبر کر رہے ہین درختان میوہ دار اکثر کنارے اس چشمے
کے ہین مگر پھل اور پھول اُن کے عجیب وغریب نہ کبھی دیکھے نہ سنے ہنوز صاحبقران سیر چشمہ ماہیان
کر رہے تھے کہ اس جن نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہان توقف نہ فرمائین یہ جگہ ٹھہرنے کی نہین ہے
مقام پرخطر ہے اندیشہ ضرر کا ہے جلد یہان سے تشریف لے چلیے صاحبقران نے سبب خوف وخطر اس
جن سے دریافت نہ کیے لوح طلسمی مذکورہ کے گوشہ پر جو اسم اعظم الٰہی کندہ تھا اس کو موافق ہدایت
لوح زبان پر جاری کرکے لوح کو چشمہ ماہیان مین ڈال کر دھویا پھر جو اس پر نظر کی تمام اسم اعظم الٰہی اور
نقوش وطلسم نظر آنے لگے اور نظر اس پر قائم ہونے لگی اور کسی قدر تیرگی بھی اس کی دور ہوئی بعد
دھونے لوح کے صاحبقران تخت پر سوار ہوئے وہ جن بھی بجلدی تخت پر پس پشت صاحبقران
بیٹھا پھر تخت کو بلند کرکے وہان سے سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوا بعد طے ہونے راہ کے در قصر
فیروزہ نگار پر تخت کو اُتارا صاحبقران تخت سے اتر کر داخل قصر مذکور ہوئے سلیمان صاحبقران
نے پوچھا کہ لوح کو چشمۂ ماہیان مین دھویا صاحبقران نے کہا کہ ہان لوح کو چشمہ ماہیان مین غوطہ دیدیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اب لوح کو دیکھیے کہ وہ کیا حکم دیتی ہے صاحبقران موصوف نے بعد
کہنے بسم اللہ کے لوح کو اٹھا کر بہ نیت فتح طلسم دیکھا اس مین یہ عبارت نظر آئی اور لوح نے اس طرح
ہدایت کی کہ اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور لوح طلسم شمشیر جنبان دستیاب ہو تو پہلے طلسم کشا کو مناسب
ہے کہ در قلعہ پہنچے دروازہ طلسم شمشیر جنبان کے جائے دیوار قلعہ سے ہٹ کے یہ اسم الٰہی باین تعداد وترکیب باوضو پڑھے پھر
قدرت خدا کا تماشہ دیکھے اور شمشیر نیلگون سے جو ساحر سامنے آئے اُسے قتل کرے صاحبقران نے رہنمائی لوح سے
آگاہ ہو کر اطلاع دی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ ہدایت لوح پر عمل کیجیے صاحبقران اسی وقت بے پروا
ہو کے تنہا سوے طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئے عقب مین اُن کے خواجہ اور سلیمان صاحبقران بھی
بجمعیت دیو وجن گئے جب صاحبقران روبروے دروازہ طلسم شمشیر جنبان پہنچے دیکھا کہ در قلعہ پر
دو تلوارین آویزان ہین جو مثل برق چمک چمک کر جنبان ہین قلعہ مستحکم ہے در قلعہ پر کوئی ساحر وغیرہ ساحر
نہین ہوتا ہے در قلعہ بند ہے یہ دیکھ کر موافق ہدایت لوح کے وہی اسم اعظم الٰہی موافق تعداد وترکیب
باوضو پڑھا بعد پڑھنے کے دیکھا کہ در قلعہ کو حرکت ہوئی بلکہ دیوارہاے قلعہ تھرائین اتفاقاً ایسا ہوا اور
ایسی صداے مہیب آئی کہ وہ صحرا تھرا گیا زمین دشت کانپنے لگی پردہاے گوش گویا کہ پھٹ گئے تاریکی پیدا
ہوئی اس تاریکی مین شور وغل وفریاد ونالہ پیدا ہوا دھوان بھی در ودیوار سے ظاہر ہوا بعد ازان دروازہ
قلعہ کا کھل گیا وہ دونون تلوارین در قلعہ سے جدا ہو کر قبضہ مین طلسم کشاے موصوف کے آگئین
صاحبقران نے وہ تلوارین کہ خود بخود در قلعہ سے جدا ہو کر ہاتھ مین آگئی تھین اپنے قبضے مین کرکے
بکیفیت تمام پھر لوح کو دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا بہت جلد داخل قلعہ ہو دیر کرو گے تو خرابی
واقع ہوگی پھر قلعے مین جانا دشوار ہوگا طلسم کشا نے بے تکلف حسب ہدایت لوح کے فی الفور اسی شور و
تاریکی مین داخل قلعہ کیا ہنوز صاحبقران حسب ہدایت لوح داخل قلعہ ہونے نہ پائے تھے کہ دفعتاً برق جادو
کو اطلاع ہوئی وہ بصد غیظ وغضب برق آسا کڑکتا ہوا تخت سحر پر سوار ہو کے بجمعیت ساحران آیا دیکھا
اُس نے کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہے دونون تلوارین قبضہ طلسم کشا مین ہین لوح طلسمی گلے مین صاحبقران
کے پڑی ہے طلسم کشا داخل قلعہ ہو گیا ہے یہ حال دیکھ کر بصد قہر وغضب پکارا کہ او طلسم کشا او برباد کنندہ
طلسم شمشیر جنبان او قاتل ساحران او دشمن جان ما تو کس طرح لوح طلسمی پا گیا حال لوح سے تو بجز میرے

کسی کو خبر نہ تھی لوح تو فہیم عالی بانی طلسم تمشیر جنبان نے واسطے حفاظت کے اپنے مرقد میں پوشیدہ
کی تھی اور عمرو وغیرہ بخیال حفاظت لوح طلسمی اندر قلعہ طلسمی کے جنوایا تھا تاکہ کوئی اندر قلعے کے داخل
نہو سکے اور گوشۂ قبر سے لوح کو نہ لے سکے باوجود اس درجہ حفاظت لوح طلسمی کے تجکو کس طرح لوح
طلسمی حاصل ہوگئی مجھ ایسا بیدار مغز و ہوشیار مدام حفاظت لوح طلسمی میں شب و روز سرگرم رہتا تھا
بجز خضران پری وغیرہ کے اور کسی کو حسب ہدایت فہیم عالی بانی طلسم تمشیر جنبان اس قلعہ میں
نہ آنے دیتا تھا اور ان کا بھی نگران رہتا تھا ان سے بھی بالکل اطمینان نہ تھا بلکہ عجب ہوا کہ لوح
طلسمی تجسے ہاتھ آگئی یقین ہو کہ خضران پری کے ہمراہ تیرا یہان آنا ہوا یا تیرے عیار کا گذر ہوا اور
قبر فہیم عالی یہ لوح طلسمی مرقد بانی طلسم سے کوئی نکوئی لے گیا نہیں معلوم حال لوح سے کس نے
آگاہ کر دیا کون ایسا دشمن ماہر لوح طلسمی تھا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب بھی یہ وہ طلسم نہیں جو
باسانی فتح ہو جائے یاد رکھ قیامت برپا کرونگا حتی الامکان اس طلسم کو فتح نہونے دونگا مرحلات
طلسم پر سے گذر تیرا دشوار ہوگا یہ لوح طلسمی تیرے قبضے سے نکل جائیگی اسیر ہو جائیگا بعد تجکو قتل
کرونگا یہ کہکے خوف عکس لوح سے قریب نہ آیا ساحران طلسم کو ہوشیار و آگاہ کرکے [illegible]
مناسب نجانکر چلا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد جلنے برق جادو حاکم قلعہ کے
لوح کو دیکھا موافق ہدایت لوح آگے جانب مرحلہ اول روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اگر یہ
ہیچمدان مؤلف گلستان باختر جلد سوم مفصل حالات فتح مرحلات طلسم شمشیر جنبان و کیفیت جنگ و
جدال ساحران و حال اکثر مقامات سخت گذار و تدابیر برق جادو حاکم قلعہ مذکور اس جگہ تحریر کرے
تو نہایت طول ہوگا اور یہ جلد سوم گلستان باختر مانند ایک جلد طلسم ہوشربا کے ہو جائے گی اور جو
مطالب کہ لکھنا منظور ہیں وہ تحریر سے رہ جائینگے لہذا طول دینا مناسب نجان کر مفصل حالات کو
ترک کرکے یون خلاصہ لکھتا ہوں کہ طلسم کشا نے حسب ہدایت لوح طلسمی آگے مرحلۂ اول پر جاکر بعد
جنگ و جدال بسیار گلنار جادو مالک مرحلہ اول کو حسب ہدایت لوح طلسمی تہ تیغ کیا پھر حسب ہدایت
لوح جانب مرحلہ دوم روانہ ہوا راہ میں صعوبت بہت اٹھا کر مرحلہ دوم پر جاکر توقف کیا فریب جادو
مالک مرحلہ دوم بھی دام مکر و فریب میں طلسم کشا کو پھنسانا چاہا اور لوح طلسمی چھین لینا چاہا لیکن جابجا
لوح کو جو دیکھا اس نے ہدایت کی حسب ہدایت لوح گرفتار دام مکر فریب جادو نہوا آخر کار ہنگام جنگ
تدبیر موافق ہدایت لوح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اسکو بھی بمشکل قتل کیا بعد فتح کرنے
مرحلہ دوم کے قیام نہ کیا ہنوز حسب ہدایت لوح سمت مرحلہ سوم قدم بڑھایا راہ میں اکثر عجائب و
غرائب نظر آئے کہیں درخت سیب مائل ہوا کہیں سوائے پرخار کہیں باغ میں اشجار و اثمار و
گل عجیب و غریب دیکھے کہ دفعتاً پھٹتے اور پھولتے تھے اور خشک ہو جاتے تھے گاہ سبز و شاداب
ہو کر بار ور ہوتے تھے کہیں گلشن سیر کنان مہجبینان شوخ چشم و رنگین لباس کو دیکھا ان کی صحبت میں گذر
ہوا انہوں نے بناز و انداز لپٹنے اور پامال کرکے لوح کے چھین لینے کا قصد کیا لیکن بخیال اسیری لوح کو
دیکھکر دشمن جان ان کو جان کر موافق ہدایت لوح قتل کیا غرضکہ اسی طرح سے راہ طے کرکے جملہ آفات و
شر و دشمنان سے بچا مرحلہ سوم پر پہونچا حاکم مرحلہ سوم کا نہال جادو تھا اس نے بہت باغ سبز فریب
اپنے سحر کا دکھایا لیکن طلسم کشا کو خدا نے اسکے بھی شر و ضرر رسانی سے بچایا لوح طلسمی کام آئی اسنے
ہر ایک مقام سخت پر ہدایت کی اس کی ہدایت سے اور فضل خدا سے مبتلائے بلا نہوا انجام کار وہ ہر ہر

مقابلہ مع فوج ساحران آیا بعد جنگ بسیار حسب ہدایت لوح اُس نابکار ساحر کو بھی راہی دار البوار
کیا نہال جادو حاکم مرحلہ سوم جنگ مین پھولا نہ سماتا آخر اُس پر خزان آئی لوح طلسمی کے عکس سے
بے بس ہو گیا خوف سے لہو اُس کا خشک ہو گیا سحر بھول گیا بھاگ بھی نہ سکا اسی انتشار مین چل تیغ کا
کھا کر ذائقہ موت اُس نے چکھا کشت حیات اُس کی ایک دم مین پامال ہو گئی اُس کے مرنے سے بھی بہت
تاریکی ہوئی آخر کار وہ تاریکی رفع ہوئی پریان اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے کہ افسوس مین
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا نہال جادو تھا مالک مرحلہ سوم طلسم شمشیر جنبان تھا یہ آواز دے کر پریان اُس کے
سحر کے لاشے کو اٹھا کر برق جادو کے پاس نالہ کنان لے گئے شاہ طلسم اُس کے لاشے کو دیکھکر
نہایت غمگین ہوا تھا حالانکہ لاشہ گلنار جادو و فریب جادو کا بھی اسی طور سے اُس کے پاس پہونچا
تھا صدمہ ہوا تھا مگر نہال جادو کہ برادر زادہ تھا اس کے قتل ہونے کا از حد صدمہ ہوا اور اسی
صدمے مین اپنی نانی نیرنگ جادو کو بذریعہ نامہ طلب کرکے لاشہ نہال جادو کا اُسے دکھا کر تمام
حال بربادی طلسم اُس سے بیان کرکے کہا کہ اے نانی دست طلسم کشا سے پے در پے صدمات
مجھکو پہونچے ہین اب صرف مرحلہ چہارم اس طلسم کا کہ مالک مرحلہ چہارم آپ ہین باقی رہا ہے بعد آپ کے
مرحلے کے طلسم کشا میری جانب آئے گا اُس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ اُس کو ہدایت کرتی رہتی ہے مین
اُس پر غالب نہو سکونگا یقین ہے کہ طلسم کشا مجھکو بھی حسب ہدایت لوح طلسمی اُس شمشیر نیلگون سے کہ جو در قلعہ
طلسم شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھی اور اب طلسم کشا کے قبضے مین ہے قتل کرے نام و نشان
اس طلسم کا باقی نرکھے گا صرف مقبرہ فہیم عاملی کا باقی رہے گا پس جہان تک آپ سے ہو سکے ایسی تدبیر
کیجئے گا کہ طلسم کشا سے لوح کو چھین لیجیے اور اس کو اسیر کر لیجیے طلسم کشا اب آپ کے مرحلے کی طرف
آئے گا بہت اُس دشمن سے ہوشیار رہیے گا مین تو قلعہ مین پوشیدہ رہتا ہون خوف طلسم کشا سے باہر نہین
نکلتا ہون دن میرے فی زمانہ نہایت نحس ہین کتاب سامری مین دیکھ چکا ہون خلاف حکم مین کر نہین
سکتا ہون نجومی اور کاہن بھی منع کرتے ہین کہ چالیس روز تک سامنا طلسم کشا سے کرنا ورنہ تو قتل
ہو جائے گا بس اسی کہنے کے واسطے آپ کو طلب کیا تھا اُس ساحرہ ضعیفہ رشک ماہیان زمرد رنگ و
آفات جہان دست دادی اور نانی افراسیاب مالک طلسم ہوشربا نے کہا کہ او برق جادو
او چھوکرے کیون اس قدر بیتاب و بے قرار ہے اپنی زندگی سے کیون ناامید و مایوس ہوا ابھی تو مین زندہ
ہون کیا مجال و طاقت کہ میری حیات مین طلسم کشا تجھکو کچھ ضرر پہونچا سکے تو بے خوف و خطر جیسی خوشی ہے رہ
مین سمجھ لون گی ذرا طلسم کشا میرے مرحلے پر آئے تو دیکھون کیسا طلسم کشا ہے یہ تقریر غصہ مین کر کے
برق جادو کو تشفی و تسلی دے کے تخت پر سوار ہو کے چلی گئی تھی ادھر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ حسب ہدایت لوح طلسمی بعد قتل کرنے نہال جادو مرقومہ بالا کے جانب مرحلہ چہارم روانہ
ہوئے تھے بعد قطع راہ سخت و صعب اور دیکھنے اشیائے عجائب و غرائب کے ایک باغ پر بہار کے
قریب پہونچے تھے وہ باغ از حد پر بہار تھا دروازہ اُس کا کھلا دیکھکر خوشبو گلہائے رنگا رنگ کی سونگھ کر
اور اُس باغ مین ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کم سن و رنگین لباس مزین بزیور جواہر نگار کو حلقہ
نازنینان مین خرامان اور سیر کنان دیکھکر بے اختیار اُس کے حسن دلفریب پر مائل ہو کے در باغ پر پہونچے
تھے پھر حسب الطلب بعض بعض نازنینون کے اندر اُس باغ پر بہار کے گئے تھے وہ نازنین بھی
بارہ دری مین جا کر مسند پر بناز و انداز بیٹھی تھی گرد اُس کے بعض نازنینان شوخ و شنگ بھی بیٹھی تھین

صاحبقران بھی قریب مسند کے جا کر بیٹھے تھے مگر اُس کے عشق میں ہوش و حواس درست نہ تھے
عقل سالم نہ تھی کچھ بھی طلسم کشائی کا خیال نہ تھا دوست و دشمن میں تمیز نہ تھی اُس کی الفت میں
مبہوت تھے ایسے وقت میں صاحبقران نے پوچھا تھا کہ اے دلربا نام تیرا کیا ہے اُس نے تو کثرت
حسن و فرط غرور سے و نیز شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا تھا نام اپنا نہ بتایا تھا لیکن ایک اُس کی ہمجنس نے
بیان کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو کہ نام ان کا ملکہ خوشتر و جواہر پوش ہے دختر نیک اختر
ہیں سکندر شاہ والی ملک ختن کی ایک روز یہ اپنے باغ میں معروف سیر تھیں کہ ایک بگولا آیا اور
ان کو یہاں اٹھا لایا یہ بیہوش ہو گئی تھیں جب ان کو ہوش آیا انھوں نے دیکھا کہ ایک جن نوجوان
ان کے پاس بیٹھا ہے یہ اُس کو دیکھ کر ڈریں اُس نے کہا کہ مجھ سے خائف نہ ہو میں تمہارا عاشق ہوں تم کو
اٹھا لایا ہوں نام میرا مانوس پری جن ہے اُس روز سے یہ ملکہ اسی باغ میں رہتی ہیں ہم سب ان کی خادمہ
ہیں مانوس پری جن ہنگام شب آتا ہے تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا جاتا ہے آپ کا ادھر آنا ہوا ملکہ کو دیکھ کر آپ کا
عشق میں عجیب حال ہوا ہم نے آپ کو بلا لیا اب آپ آرام سے یہاں تشریف رکھیں جب وہ
جن یہاں آئے گا آپ کہیں پوشیدہ ہو جائیے گا ورنہ وہ آپ کو دیکھ کر غضبناک ہو کر برسر جنگ
ہوگا ناحق آپ کے دشمنوں کو ضرر پہونچے گا صاحبقران نے جواب دیا کہ میں تو ہرگز اُس جن
سے ڈر کر پوشیدہ نہ ہوں گا بلکہ میں ہشیار ہوں گا اگر وہ آمادہ شر ہوگا تو اسے قتل کروں گا وہ
نازنین یہ تقریر سنکے مسکرائی پھر اُس نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا کہ اسوقت کچھ رقص و نغمہ کرو
سامان میکشی بھی کرو کشتی شراب ناب کی طلب کرو حسب الحکم اُسیوقت ایک کنیز نوجوان و چالاک
کشتی شراب کی لائی مع شیشہ و ساغر بلورین کے پھر پیالے نازنین مذکورہ بالا نشین مہ جبینوں
میں سے ایک نے رقص و نغمہ کرنا آغاز کیا تھا دیر وہ نازنین اشعار غزل عاشقانہ گاتی تھی ہنگام
شام چند نازنینوں نے طلسم کشا سے بدوح سے عرض کیا تھا کہ اب ناچ گانا موقوف ہوا وقت شب
گاہ ہوتا ہے تن سے اتاریے کپڑے پوشاک شب خوابی پہنیے یہ اسلحہ بھی تن سے دور کیجیے یہ وقت
آرام گاہ چلیے مسہری لگی ہے آرام کیجیے ملکہ بھی سویرے سے آرام کرتی ہیں ہم ان کو لے کر مسہری پر
سُلانے کو لاتے ہیں بیتک خود تلوار کمر سے کھولنے لگیں کوئی زرہ اتارنے کی فکر کرنے لگی تھی ایک
چالاک نازنین نے لوح طلسمی گلے سے اتار لی تھی لوح آتا۔ لیتے ہی اُس نازنین مسند نشین نے مسکرا کر
کچھ اسما و منتر آہستہ پڑھ کر سوے صاحبقران پھونکا تھا زمین نے پکڑ لیا تھا دست و پاے طلسم کشا
بے حس و حرکت ہو گئے تھے اُس نازنین مسند نشین نے بصورت اصلی ہو کر نعرہ کیا تھا کہ منم نیرنگ
جادو دیکھا طلسم کشا یوں دام مکر میں گرفتار کر لیتے ہیں جب یہ نعرہ سنا تھا اسوقت صاحبقران کو
ہوش آیا تھا وہ بیخودی و غفلت جو اُس کے عشق میں تھی وہ دور ہوئی تھی سخت صدمہ اپنی گرفتاری
کا ہوا تھا وہ ساحرہ اور چند ساحر بہت خوش ہوئے تھے پھر صاحبقران کو طوق و زنجیر میں گرفتار
کر کے سحر اپنا دور کر کے نیرنگ جادو نے زندان میں بھیجدیا تھا وہ باغ سحر کا تھا جو بعد گرفتاری
طلسم کشا نابود ہو گیا تھا اصلی مکان رہ گیا تھا شب بھر ساحروں نے حکم نیرنگ جادو سے گرد
زندان پہرا نگہبانی کی تھی ہنگام سحر نیرنگ جادو نے طلسم کشا کو زندان سے طلب کر کے ایک
ساحر مسمی آتشبار جادو سے کہا تھا کہ طلسم کشا کو تخت سحر پر ڈال کر اپنے سحر میں طلسم کشا کو مبتلا
کر کے برق جادو کے پاس لے جاؤ یہ لوح طلسمی بھی لیتا جا برق جادو کو دیدینا اور میری

جب تب سے کہدیا کہ اوچھو کرے اسی طلسم کشا سے مجکو خوف جان تھا مین نے اس کو اسیر کرلیا لوح طلسمی
اس سے لے لی اب اس اسیر کا مجکو اختیار ہو چاہے قتل کر خواہ قید کر آتشبار جادو حسب الحکم
نیرنگ جادو لوح طلسمی کو لے کر رومال مین لپیٹ کر طلسم کشا کو اپنے سحر مین مبتلا کر کے تخت سحر
پر ڈال کے خود بھی اسی تخت پر سوار ہو کے تخت سحر کو بلند کیے بعد خوشی سوئے برق جادو
حاکم طلسم ششدر جنبان روانہ ہوا تھا قبل اس کے لکھا گیا ہے کہ عقب صاحبقران سلیمان صاحبقران
مع سپاہ اور خواجہ طیفور گرد پا چلے تھے جو مرحلہ سر ہوتا گیا تھا راستہ کھلتا گیا تھا سلیمان صاحبقران
و خواجہ بھی آگے روانہ ہوئے تھے مرحلہ سوم پر پہونچکر خواجہ نے شب بسر کی تھی صبح کو تنہا بصورت مبدل
آگے روانہ ہوئے تھے راہ مین تھے ایک درخت کے بصورت درویش بیٹھے تھے پانی اور حقہ چلم سامنے
رکھا تھا انگیٹھی مین آگ رکھی تھی لکڑی اس مین دبی تھی درویش مذکور سوئے فلک دیکھ دیکھ کر
[illegible] کبھی زمین کبھی [illegible] درویش مذکور نے دیکھا تھا کہ ایک ساحر
تخت سحر پر بیٹھا ہوا کسی کو تخت پر ڈالے ہوئے جاتا ہے درویش نے پکار کر کہا تھا کہ اے جانے والے
ٹھہر جا کہاں جاتا ہے ساعت بد ہے کام تیرا بگڑ جائے گا دشمن تیرے راہ مین تجکو مار ڈالین گے آتشبار
جادو یہ سنکر ٹھہر گیا تھا تخت روک کر درویش کو دیکھا بلندی سے اتر کر سامنے درویش کے آیا تھا اور
درویش سے پوچھا تھا کہ اے درویش نام تیرا کیا ہے تو نے ایسا مجھے ڈرایا کہ مین آگے نہ گیا تیرے
کہنے سے ٹھہر گیا مجھے راہ مین کون مار ڈالے گا درویش نے کہا میرا نام تو نہین جانتا مین ایک مدت
سے یہان بیٹھتا ہون ہزارون ساکنان طلسم اپنے امور مشکل مین مجھسے رجوع کرتے ہین یہان تک
شاہ جی کہ خود برق جادو مالک اس طلسم کا اکثر میرے پاس آتا ہے قبل تیرے آنے کے بھی آیا تھا
بابت طلسم کشا کے اس نے مجھسے سوال کیا تھا مین نے کہدیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے گا لوح
طلسمی اس سے چھین لی جائے گی ایک ساحر طلسم کشا کو اسیر کرکے تیرے پاس لائے گا بس جو مین نے
کہا تھا وہی ہوا تو اسوقت طلسم کشا کو برق جادو پاس لئے جاتا تھا مجھے دریافت ہوا کہ راہ مین
مار ڈالے گا عیار طرار طلسم کشا تجھے قتل کرے گا اسوجہ سے کلمہ خیر میری زبان سے نکلا کہ یہ ساعت
تیرے حق مین بہت بد ہے ٹھہر جا بعد ایک ساعت کے جا تا قتل سے بچ جائے گا آتشبار جادو نے کہا
کہ اے درویش تو نے بڑا احسان کیا کہ مجکو میری ساعت بد سے آگاہ کیا جان میری بچائی یہ کہتا تھا آتشبار
جادو درویش مذکور کی انگیٹھی کے پاس بیٹھا تھا انگیٹھی سے دھوان نکل رہا تھا لکڑی سلگ رہی تھی
وہ دھوان ساحر مذکور کے جو دماغ مین پہونچا تھا سر کو گردش ہوئی تھی درویش احسان شاہ
سے اس نے کہا تھا شاہ جی اسوقت نہین معلوم کیا سبب ہے کہ سر کو گردش ہے درویش نے جوابدیا تھا
کہ بابا یہ فصل گرمی کی ہے دور سے تو آتا ہے اسی وجہ سے تیرا یہ حال ہے ذرا اٹھکر یہ پانی موجود ہے ہاتھ منہ
دھو ڈال ساحر مذکور اٹھا تھا ارادہ ٹہلنے کا کیا تھا کہ بے اختیار بیہوش ہو کر گرا تھا درویش مذکور نے
نعرہ کیا تھا کہ منم خواجہ طیفور گرد پا او نابکار میرے آقا سے نامدار کو گرفتار کئے ہوئے لئے جاتا تھا
لے کجا کہ از دست من زندہ و سلامت میروی یہ کہکے فی الفور اشکر بیچہ آبدار سے قتل کرنا چاہا
پہلے آتشبار جادو کی زبان مین سوزن دے کر اس کو ہوشیار کرکے کلمات تحت اس کو کہکے ہدایت
دین اسلام کی اس نے گردن ہلائی یعنی اشارہ کیا کہ مین مسلمان نہ ہونگا خواجہ نے برہم ہو کر تیغ سے اس کے
دو ٹکڑے کر دیے تھے ساحر مذکور دو نیم ہو کر تڑپ کر مر گیا تھا اس کے مرنے سے تاریکی ہوئی تھی پیرون

نے اُس کے نام سے آواز بلند کہا تھا کہ قتل کیا مجھکو کہ نام میرا آتشبار جادو تھا پھر تاریکی دفع ہوئی
تھی سحر اُس کا صاحبقران پر سے دفع ہوا تھا ہوشیار ہو کر ایک صحرا مین اپنے تئین زنجیر وطوق مین
گرفتار خاک پر پڑا ہوا پایا تھا سامنے ایک ساحر کو دو نیم دیکھا تھا اور ایک درویش کو روبرو اپنے
پایا تھا اُس فقیر نے پہلے کچھ باتین بنا کر پھر اپنے تئین ظاہر کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو
کہ یہ فرمانبردار طیفور عیار ہو یہ ساحر مقتول تحت سحر پر ڈالے ہوئے آپ کو بروئے ہوا جاتا تھا مین نے
اس کو روک کر بعیاری قتل کیا ہو دیکھیے یہ لوح طلسمی ہو آپ اپنے گلے مین ڈال لیجے اور یہ تینون تلوارین مین
ان کو اپنے قبضہ مین سمجھیے مین سوہن لیتا ہون زنجیر وطوق کو آپ کے جسم سے دور کرتا ہون صاحبقران
نے فرمایا کہ اے خواجہ کام سے کردی از دست دشمن مارا رہا کردی اب ضرورت سوہن کی نہین جب
وقت رہائی ہوتا ہو ہمارے نزدیک طوق وسلاسل کی کچھ حقیقت نہین ہوتی ہو یہ فرماکر جوش شجاعت مین زور
کرکے طوق وسلاسل وغیرہ اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا تھا پھر لوح طلسمی کو اٹھا کر
اپنے گلے مین ڈالا تھا تینون تلوارین یعنے ایک وہ تلوار جو خاص اپنی تھی اور دو وہ تلوارین کہ جو در طلسم
شمشیر جنبان پر آویزان وجنبان تھین اور بہدایت لوح دستیاب ہوئی تھین کمر سے لگائی تھین خواجہ
نے حال گرفتاری پوچھا تھا صاحبقران نے تمام حال اپنے باغ مین جانے کا اور ایک نازنین پر مائل
ہونے کا اور اپنی گرفتاری کا بیان کیا تھا اتنی دیر مین سلیمان صاحبقران مع لشکر ایوان اُس جگہ آگئے
تھے انھون نے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے ان سے بھی تمام حال اپنی اسیری کا بیان کیا تھا
لشکر اُسی جگہ اترا تھا نیرنگ جادو ملکہ دربند چارم کو بذریعہ ساحران قتل ہونے آتشبار جادو کی خبر
ہوئی تھی اُس کو رہائی طلسم کشا کا رنج ہوا تھا برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان کو بھی یہ خبر پہونچی تھی
کہ نیرنگ جادو نے بمکر وفریب بصورت نازنین مہ جبین طلسم کشا کو اسیر کیا تھا لوح طلسمی اُس سے
چھین لی تھی وہ تلوارین جو در طلسم شمشیر جنبان پر لٹکتی تھین وہ کہ طلسم کشا سے کھول لی تھین بلکہ خاص
شمشیر طلسم کشا کی تھی وہ بھی لے لی گئی تھی اور جملہ اشیاے مذکور مع طلسم کشا ہمراہ آتشبار جادو دادا مرکو
روانہ کی تھین اثناے راہ مین عیار طلسم کشا نے بعیاری ومکاری فقیر بنکر آتشبار جادو کو قتل کرکے
طلسم کشا کو رہا کیا پھر لوح طلسمی اُس کو ملگئی ہو یہ خبر سنکے شاہ مذکور کو نہایت صدمہ ہوا تھا اپنے اہل
دربار سے کہا تھا کہ نانی صاحبہ نے تو کارنمایان کیا تھا مگر بدی قسمت سے اپنے کام بن کے بگڑگیا دیکھیے
اب کیا ہوتا ہو اہل دربار نے اُس سے عرض کیا تھا کہ بادشاہ ذیجاہ متردد نہون آپ کی نانی صاحبہ پھر
طلسم کشا کو کسی عنوان دیگر سے اسیر کرلین گی برق جادو کو اہل دربار کی اس تقریر سے گونہ اطمینان ہوا
تھا اس طرف صاحبقران نے کچھ دیر توقف کرکے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تھا لوح مذکور نے یہ ہدایت کی
تھی کہ اے طلسم کشا اگر بعد اسیری بفضل خدا رہائی ہو تو لازم ہو کہ اس جگہ سے سیدھے جنوب روانہ
ہو کہ مرحلہ چہارم اسی جانب ہو اب ہوشیار رہنا کسی ساحر وساحرہ کے دام مکر وفریب مین نہ آنا ورنہ پھر
قبضہ دست ساحران مین ہوجانے کا اندیشہ ہو صاحبقران حسب ہدایت لوح مذکور جانب جنوب
اُسی وقت سب سے رخصت ہوکر گئے وتنہا روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ مرحلہ چہارم پر پہونچے تھے
نیرنگ جادو مع جمعیت ساحران واسطے مقابلے کے آئی تھی ساحرون کو اُس نے حکم دیا تھا کہ ہر چہار
طرف سے گھیر کر طلسم کشا کو ترسول اور تبنول وغیرہ حربون سے زخمی کرکے ہلاک کرو ساحرون نے کہ
تعداد چار ہزار تھے یکبارگی حملہ کیا تھا ترسول اور تبنول سے وار کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی حالت مین

طلسم کشا نے لوح پر نظر کی تھی لوح نے یہ ہدایت کی تھی کہ اے طلسم کشا اسد قاتل ساحران ان ساحرون
کی جمعیت سے نہ گھبرا کہ وہ تلوار جس کا قبضہ سنہری ہے اور قلعہ طلسم شمشیر جنبان سے تجکو دستیاب ہوئی
ہے اُسی تلوار کو کمر سے کھینچ ان ساحرون کو و نیز نیرنگ جادو کو قتل کر اور عکس لوح بار بار ساحرون پر
ڈال تاکہ یہ جنگ فتح ہو صاحبقران ممدوح ہنوز حکم لوح سے آگاہ ہوئے تھے کہ جملہ ساحران نابکار
غل و شور کرتے ہوئے سحر کی سواریون پر سوار ترسول اور چپول وغیرہ حربے جنگ کے ہاتھون مین
لئے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھے ہوئے سامری و جمشید کے اسما زبان پر جاری کرتے ہوئے
قریب تر آگئے تھے حربے مذکور چہار سمت سے لگنے لگے تھے نیرنگ جادو تخت سحر پر سوار دور سے
پکار پکار کر ساحرون سے کہہ رہی تھی کہ ہان بہادرو حق نمک ادا کرو جانبازی و سرفروشی کرکے طلسم کشا
کو قتل کر ڈالو یا ہجوم کرکے طلسم کشا کی گردن سے لوح طلسمی اتار لے آؤ مین خلعت و انعام کثیر دون گی
شاہ طلسم بھی تم سے خوش ہوکر تم سب کو خلعت و انعام بہت دے گا تم سب چہار ہزار ہو طلسم کشا تنہا ہے
ایک شخص کا گھیر کر قتل کرنا یا اسیر کرنا کچھ مشکل نہین ہے دیکھو خلاف میرے حکم کے عمل نکرنا طلسم کشا سے
خائف و ترسان ہوکر پسپا ہونا ہمت نہ ہارنا ساحران نابکار نیرنگ جادو کے حکم سے بڑھ بڑھ کر
وار کرتے تھے صاحبقران حسب ہدایت لوح شمشیر مذکورہ بالا کو جس کا قبضہ سنہری تھا کمر سے کھینچ کر نعرہ
کوہ شگاف کرکے اُن ساحرون کو دلیرانہ قتل کرنے لگے تھے اور بار بار اُن ساحرون پر عکس لوح
طلسمی ڈالتے جاتے تھے داہنے ہاتھ مین وہی تلوار تھی بائین ہاتھ مین لوح طلسمی تھی تلوار سے قتل
کرتے تھے لوح کا عکس ساحرون پر ڈالتے تھے ساحران نابکار شمشیر آبدار سے قتل ہوتے جاتے
تھے جو ساحر خوف طلسم کشا سے ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے اسمار سحر زبان پر جاری کرنا چاہتے تھے
عکس لوح سے وہ بھی بھول جاتے تھے اجسام مین اُن کے عکس لوح سے ایک سوزش و گرمی شدید پیدا
ہوتی تھی جسکی وجہ سے معذور و مجبور ہوکر آہ و نالہ کرتے تھے صاحبقران اُن ساحرون تک پہونچکر بضرب
شمشیر آبدار انہین قتل کرتے تھے جب ہزار ڈیڑھ ہزار ساحران نابکار لڑائی مین قتل ہوئے زمین
اُن کے خون نجس سے رنگین ہوئی تاریکی اُن کے مرنے سے دور ہوئی جابجا لاشون کے انبار
کشتون کے ڈھیر میدان کارزار مین ہوئے باقی ماندہ ساحران نابکار ہمت ہار کے پسپا ہونے لگے
تھے صاحبقران دلیرانہ نعرے کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے ہرچند نیرنگ جادو پکار پکار کر
کہتی تھی کہ اے ساحرو کیا غضب کرتے ہو کیسے نامرد ہو کہ ایک شخص کے خوف سے پیچھے ہٹے آتے ہو
بڑھ کر نہین لڑتے ہو طلسم کشا کو قتل نہین کرتے ہو اگر وہ تم سے قتل نہین ہو سکتا ہے تو لوح طلسمی ہی
اُس سے چھین لو لیکن اُس جنگ مین کوئی ساحر آواز نیرنگ جادو نہ سنتا تھا نہ اُس کے کہنے پر
کوئی عمل کرتا تھا کیونکہ خوف جان سے پیچھے ہٹتے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ قریب تخت سحر نیرنگ جادو کے پہونچے تھے
وہ ساحرہ گھبرائی تھی خوف جان سے اُس نے بھی ارادہ بھاگنے کا کیا تھا اسمار سحر ورد زبان کرنیکو
تھی ارادہ تھا کہ غرق زمین ہوکر دست طلسم کشا سے جان اپنی بچائے اسی اثنا مین صاحبقران
نے لوح طلسمی پر نظر کی تھی لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا جلد تر اپنے تئین نیرنگ
جادو تک پہونچا دو یہ اسم الٰہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اسی تلوار پر دم کرکے
نیرنگ جادو پر لگا کہ اسی تلوار سے یہ ساحرہ قتل ہوگی اگر اس کے قتل کرنے مین تامل کرے گا اور

یہ ساحرہ اس میدان جنگ سے بھاگ جائیگی تو پھر اس ساحرہ دیگ تیرا بچنا مشکل ہوگا جبتک یہ
ساحرہ قتل نہوگی دربند اس کا فتح نہوگا صاحبقران نے مضمون عبارت لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر جنگ
رہتا بر گر کے جلد تر اپنے تئیں نزدیک اُس کے پہونچایا تھا ہنوز ساحرہ مذکورہ نے کچھ پڑھا تھا عرق زمین
پڑرہ بحر نہوئی تھی کہ وہی اسم اعظم الہی پڑھکر تلوار پر دم کرکے اُس خیرہ سر کے سر پر نعرہ کرکے لگائی تھی
اُس نے تلوار کے پڑتے ہی آہ کی تھی تلوار اُس کو دو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایک وجب زمین پر اتر آئی
تھی وہ ساحرہ دو نیم ہوکر خاک پر گری تھی تھوڑی دیر تڑپ کر ہلاک ہوگئی تھی اُسکے مرنے سے جملہ ساحران
نابکار جو باقی ماندہ تھے میدان جنگ سے بے اختیار بھاگ گئے تھے تاریکی عظیم محیط عالم ہوئی تھی ابر
نمودار ہوا تھا بجلی چمکی تھی صدائے رعد آئی تھی سنگ باری و برف باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے
وہ تاریکی دفع ہوئی تھی اُس کے سر کے بیرون نے اُس کے لاش سے آواز بلند یوں پکارا تھا کہ افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بیٹے مارا مجکو طلسم کشا نے کہ نام میرا نیرنگ جادو تھا
ہوس دل بر نہ آئی دست طلسم کشا سے اجل آئی یہ آواز دے کے پیرا اُس کے ہو گئے نالان و گریان ایک
ایک جانب روانہ ہوئے تھے اور ہنگام جنگ و قتل نیرنگ جادو برق جادو اُس کی مدد کو
بخوف جان نہ آیا تھا غرض کہ بعد مرنے نیرنگ جادو کے ایک بونڈلا ایسا جانب صحرا سے آیا کہ اس بونڈلے
میں لاشہ نیرنگ جادو کا لپٹ کر زمین سے بلند ہوا تھا یہ وہ بونڈلا لاشہ نیرنگ جادو کا جانب
برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان لے گیا تھا شاہ طلسم مذکور متردد و متفکر محزون و غمگین بیٹھا ہوا
تھا کہ یکایک روبرو اُس کے اُس بونڈلے نے لاشہ اُس کا وہاں سے ڈالدیا تھا برق جادو لاشہ اپنی
نانی کا دیکھکر بہت رویا تھا بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے سر دربار کہا تھا کہ اب ہمارا
مثل نانی کے کوئی معین و مددگار نہ رہا چاروں مہرے بیٹے چاروں دربند ہمارے طلسم کے فتح ہوگئے
اب طلسم کشا ہماری جانب آئے گا حسب ہدایت لوح اُسی شمشیر سے کہ جو اُس کے قبضہ میں ہے اور جسکی
ضرب سے ہماری اجل ہے وہی تلوار ہم پر لگائے گا ہمیں قتل کرے گا ہمیں یقین حاصل ہوگیا کہ اب ہم زندہ
نرہینگے ضرور قتل ہو جاینگے یہ طلسم ٹوٹ جائیگا نام و نشان اس طلسم کا باقی نرہے گا ان صرف
مقبرہ فہیم عالی کا کہ اصل عمارت ہے باقی رہے گا یہ کہکے بہت اشکبار رہوا اہل دربار بھی اُس کے رونے
سے آبدیدہ ہوئے تھے بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے اپنی نانی کا لاشہ موافق اپنے ملت
و مذہب کے شاہانہ جلوس سے اُٹھا کر آگ میں جلادیا تھا بعد اسکے اپنے دربار میں آکر ساحران
نامی و نامور اور وزرا کے جو ذی عزت ساحر تھے اُن سے مخاطب ہوکر کہا تھا کہ ہر چند کتاب سامری
سے پایا گیا اور نجومیوں اور کاہنوں نے اپنے علم کے قاعدے سے حکم لگایا ہے کہ چالیس دن نہایت
سخت ہیں سامنا طلسم کشا کا ان دنوں میں کرنا اچھا نہیں ہے لیکن میں خلاف کتاب سامری و احکام
نجومیان طلسم کشا سے حتی الامکان مقابلہ کرونگا تم سب بھی میرے معین رہنا جان نثاری سے ذرا
کہ تا حق نمک ہمارا ادا کرنا ہماری رفاقت و اعانت سے دست بردار نہونا اس وقت بدون ہمارا
ساتھ نہ چھوڑنا سب ساحران ذی عزت و نامی و نامور نے دست بستہ قسم سامری و جمشید کی کھا کر
عرض کیا تھا کہ ہم سب سر فروشی و جانبازی کو حاضر ہیں ہم نے برسوں نمک شاہ کھایا ہے اس وقت
میں حضور کی رفاقت سے دست بردار نہونگے جانیں اپنی دینگے طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ
کرینگے حتی الامکان اُس کو روکینگے جہان تک ہو سکیگا اُسے اسیر کرینگے حضور تک نہ آنے دینگے

خصوصاً آفات جادو و عیب جادو و اسرار جادو نے و اژدر جادو و عقرب جادو و
بلائے جادو وغیرہ ساحران نامی نے عرض کیا تھا اے بادشاہ ہمارے اگرچہ روز دربند طلسم کشا
نے ہدایت لوح طلسمی سے فتح کر لئے ہیں تو کیا اندیشہ ہے حضور اپنی حیات سے ناامید نہوں ابھی ہماری موجودگی میں
خود بنفس نفیس طلسم کشا سے مقابلہ نکریں ہم جانباز و سرفروش کس دن کے واسطے ہیں پہلے ہماری جانبازی و
سرفروشی حضور دیکھ لیں ہمیں واسطے روکنے اور مقابلہ و مجادلہ کرنے طلسم کشا کے یکے بعد دیگرے روانہ فرمائیں
جب ہم سب دست طلسم کشا سے کام آئیں اُسوقت میں حضور کو اختیار ہے طلسم کشا سے لڑنے کا برق جادو
نے ساحران نامی کی تقریر مذکور سنکے آفرین اُن کی خیرخواہی پر کرکے کہا تھا کہ اچھا ابھی ہم مقابلہ طلسم کشا سے
خود نکرینگے تم میں سے کسی کو اُس کے روکنے کے واسطے روانہ کرینگے جو کوئی تم میں سے طلسم کشا کو اسیر
کرے گا ہم اُسے مالا مال کر دینگے وہ خلعت و انعام دینگے کہ کسی بادشاہ نے اپنے معزز ملازم کو بھی
نہ دیا ہوگا یہ سنکے جملہ ساحران نامی بامید حصول خلعت و انعام کثیر خوش ہوئے علی الخصوص آفات جادو
نے بطمع حصول مال و دولت دست بستہ عرض کیا کہ یہ خانہ زاد قدیم امیدوار ہے کہ پہلے سب کے یہ خیرخواہ
مع جمعیت سپاہ واسطے روکنے اور اسیر کرنے طلسم کشا کے روانہ کیا جائے ابھی وہ مرحلہ چہارم پر ہوگا
اس طرف اُس نے قدم نہ بڑھایا ہوگا شاہ طلسم نے اُس کی عرض قبول کی تھی اُسی وقت اُس کو اجازت
جانے کی دی تھی آفات جادو چھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے سامان جنگ کرکے اژدر آتشیں پر سوار
ہوکے فوج مذکور کو اپنے ہمراہ لے کر جانب طلسم کشا روانہ ہوا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
بہدایت لوح طلسمی نیرنگ جادو وغیرہ ہزارہا ساحروں کو قتل کرکے باقی ماندہ ساحروں کو بھگا کرکے
مظفر و منصور ہوکے شکر خدا کرکے توقف پذیر ہوئے تھے حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ جب تک نیرنگ
جادو زندہ تھی بیان کیا عمارتیں نظر آتی تھیں اب خاک اُڑ رہی ہے کف دست میدان ہے جا بجا کچھ ٹیلے دکھائی
دیتے ہیں وہ آبادی وہ مکانات کیا ہوئے دفعتاً نام و نشان اُن کا نہ رہا کارخانہ سحر بھی عجب حیرت افزا ہے
یقیناً سب عمارتیں اور باغ پُر بہار وغیرہ سحر سے نیرنگ جادو کے ہویدا تھے اُسی ساحرہ کے سحر کے
زور سے سب کی نمود تھی اب میدان میں لاشے ساحروں کے پڑے ہوئے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے کہ
یکایک سلیمان صاحبقران مع لشکر دیوان و طیفور گردبار اڑا کر اُس جگہ آئے تھے صاحبقران
سے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے تمام حال جنگ و قتل نیرنگ جادو مفصل بیان کیا تھا
سلیمان صاحبقران طیفور گردبار مژدہ فتح سنکے خوش ہوکر اُسی جگہ مع لشکر فروکش ہوئے تھے خیمے بارگاہیں
اُسی جگہ استادہ ہو گئی تھیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ داخل بارگاہ ہوئے تھے دو آخر روز اور
شب اُسی جگہ بسر کی تھی دیوں نے وہ لاشے ساحروں کے صحرا میں پاکر سلیمان صاحبقران سے پوشیدہ
خوب مزے سے کھائے تھے نہایت خوش ہوئے تھے جب وہ شب گذر کر سحر ہوئی تھی بعد ادائے نماز سحر
صاحبقران ممدوح لوح دیکھکر حسب ہدایت لوح مرکب پر سوار ہوکر لشکر کو چھوڑ کر تنہا آگے روانہ ہوئے
تھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ سامنے سے بڑھے ہوا چند لکہ ابر سیاہ و سرخ پیدا ہوئے تھے اُن
ابر کے ٹکڑوں میں برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی یکایک وہ لکہائے ابر شق ہوئے تھے طلسم کشا سے
موصوف نے دیکھا تھا کہ ساحران نابکار سیہ رو سیہ دل تخت و طاؤس و بط و عقاب و ہنس آتشیں
وغیرہ سحر کی سواریوں پر سوار چلے آتے ہیں جھولیاں تھیلیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی اُن کے دوش پر ہیں [illegible]
کثیف باندھے ہیں مرزائیاں گائے کی پہنے ہیں ٹوپیاں مارگیں وغیرہ لباس نجس و کثیف کی بالائے سر ہیں

ہاتھوں پر اُن کے قشقہ سیندور کا ہے جو تھگے ہیں یعنے مرزائی نہیں پہنے ہیں اُن کے بازوؤں پر نشان کنوچندن
ہیں ہاتھوں میں ترسول اور ترسول وغیرہ حربے لیے ہیں سامری و جمشید کے نام اُن کی زبانوں پر جاری
ہیں جمعیت اُن کی چھ ہزار ہے اکثر تختہاے سحر پر اُن کا لہ خیام و بارگاہ ہے آگے آگے اُن ساحروں کے
ایک ساحر اژدر آتشین پر سوار ہے نہایت بدصورت و ترش رو سیہ چہرہ ہے لباس اُس کا بہ نسبت
سب ساحروں کے اچھا ہے ہنوز صاحبقران اُن ساحروں کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک وہ ساحر جو
اژدر آتشین سحر پر سوار تھا بلندی سے بالاے زمین آیا اُس کے ساتھ تمام ساحران نابکار بھی زمین پر اُترے
پھر اُس ساحر اژدر سوار کے حکم سے خیام و بارگاہیں صحرا میں استادہ ہوئیں لشکر اُس کا فروکش ہوا تھا
بعد تھوڑی دیر کے وہ ساحر اژدر آتشین پر جو سوار تھا اُس نے آگے بڑھ کر پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا
بس اب آگے قدم نہ بڑھانا میں فرستادہ بادشاہ طلسم ہوں واسطے تمہارے قتل کرنے کے آیا ہوں
تم نے طبل جنگ بجوا کر لڑوں گا اگر تم کو اپنی جان عزیز ہے تو لوح طلسمی میرے حوالے کر دو یہاں سے
زندہ و سلامت چلے جاؤ میں اقرار کرتا ہوں کہ تم کو اسیر نہ کروں گا اگر خلاف میرے کہنے کے عمل کرو گے
تو بہ بدی پیش آؤں گا میں کوئی ایسا ویسا ساحر نہیں ہوں نام میرا آفات جادو ہے ہزارہا آفتیں
برپا کروں گا حتی الامکان تم کو اسیر کروں گا شاہ طلسم کے پاس لیجاؤں گا وہ تم کو ضرور قتل کرے گا
صاحبقران موصوف نے جواب دیا تھا کہ او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہے ہم شیر بیشۂ شجاعت ہیں خوف
جان سے ہرگز لوح طلسمی نہ دیں گے اگر تجھ کو دعواے سحر و ساحری ہے تو مقابلہ کر کے مردانہ وار ہم سے
لوح طلسمی لے لے ہمیں اسیر کرلے او نابکار بد اندیش ظاہر ثابت ہوتا ہے کہ اجل تیری تجھ کو یہاں تک کشاں
کشاں لائی ہے جس طرح ہم نے گلنار جادو و شغال جادو و فریب جادو و نیرنگ جادو وغیرہ
ساحروں کو تہ تیغ کیا ہے تجھ کو بھی قتل کریں گے وہ شمشیر آبدار ہمارے قبضہ میں ہے کہ جس سے تمام ساحران
طلسم شمشیر جنبان ڈرتے ہیں سوا اُن کی اسی تیغ سے ہے دوسری تلوار وہ ہمارے قبضہ و اختیار میں
ہے کہ جس سے تیرا بادشاہ برق جادو قتل ہوگا لوح طلسمی واسطے ہدایت کے ہے تو ہمیں کیا اسیر و
قتل کرے گا خود ہی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا آفات جادو نے یہ تقریر طلسم کشا کی سنکے برہم ہوکے
تاب ضبط نہ لاکر اپنے لشکر میں اُس وقت طبل جنگ بجوایا تھا صداے نفیر سحر و طبل سحر کی بلند ہوئی تھی
چونکہ اُس جگہ سے لشکر سلیمان صاحبقران کا قریب تر بلکہ سامنے فروکش تھا ارشاد صاحبقران
موصوف سے طیفور گردپاے نے بھی سلیمان صاحبقران کے لشکر میں کوس حربی بجوایا تھا اُس روز
شب دونوں لشکروں میں تیاری لڑائی کی ہوئی تھی ساحروں نے اگیاری کی تھی گوگل اور لوبان سلگایا
تھا سحر خوانی میں مصروف ہوئے تھے بھینٹ سور وغیرہ چوپاؤں کے دیے تھے بیر سحر کے موجود ہوئے
تھے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی تھی اس طرف سے صاحبقران فتاح طلسم شمشیر جنبان
نماز صبح سے فارغ ہو کر مسلح و مکمل ہو کر مرکب پر سوار ہو کر لوح کو ملاحظہ کر کے سوے میدان جنگ ہمراہ
لشکر کے روانہ ہوئے تھے اُس طرف سے آفات جادو بکر و فر میدان جنگ میں آیا تھا اژدر آتشین
اپنا صف لشکر سے نکال کر اسم سحر اُس نے زبان پر جاری کر کے ایک ترنج پہ دم کر کے سوے ہوا
پھینکا تھا وہ دور جاکر پھٹا تھا دھواں اور شعلے اُس میں سے پیدا ہوئے تھے بعد تھوڑی دیر کے اُس
دھوئیں سے ایک سوار شمشیر بکف پیدا ہو کر روبروے آفات جادو کے آیا تھا اور گویا ہوا تھا کہ اے
آفات جادو آج تو نے مجھے بعد مدت مدید کیوں طلب کیا ہے کیا کار دشوار درپیش ہے کس دشمن قوی

اپنے سے مجھے لڑوانا منظور ہوا اُس نے جواب دیا تھا کہ اے سوار سحر سامری اسوقت مین نے تجھکو
اسواسطے طلب کیا ہی کہ وہ سوار جو گھوڑا ہوا اُس سے تجھکو لڑواؤن تیرے ہاتھ سے اُسے قتل کراؤن
اُس نے کہا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہی تو میری بجنسہ مجھے دے آفات جادو نے کارد نکال کر لہو اپنی
پیشانی کا بذریعہ زخم کارد نکال کر چلو مین لے کر کہا لے اُس نے منہ کھولا تھا آفات جادو نے وہ خون
اُس کے دہن مین ڈالدیا تھا دیکھنے والون نے دیکھا تھا کہ کیا تو وہ سوار ایک بالشت سے کچھ زیادہ
تھا یا دفعتاً بڑھکر مانند بنی آدم کے قد کے ہو گیا مرکب بھی اُس کا مانند گھوڑون کے بڑھ گیا جب درازی
اُس کو حاصل ہوئی تھی اُس نے مرکب کو جولان کر کے روبرو طلسم کشا کے آ کے مرکب کو روک کر پکارکر
کہا تھا کہ اے جوان تلوار مجھپر لگا مین بے سپر تیری تلوار اپنے سر پر روکون گا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر
ہدایت لوح طلسمی سے جواب دیا تھا کہ او سوار پہلے تو وار کر اُس نے کہا تھا کہ اگر پہلے مین وار کرون گا
تو حوصلہ جنگ تیرا تیرے دل ہی مین رہے گا ایک ضرب مین دو ٹکڑے ہو جائے گا بہتر یہ ہی کہ پہلے تو شمشیر
یا تیر یا نیزہ یا خنجر یا گرز مجھپر لگا لے وار کر لے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر تو نہ تو ہو گا نہ تیرا مرکب سالم
ہو گا طلسم کشا نے پھر جواب اُس کو یہی دیا تھا کہ پہلے تو ہی ضرب لگا جب تیری ضرب سے ہم جانبر ہو نگے
تجھپر بھی وار کرین گے اُس سوار نے آخرکار خبردار خبردار کہکر تلوار لگائی تھی ادھر صاحبقران نے
حسب ہدایت لوح لوح طلسمی پر اُس کی تلوار روکی تھی عکس لوح کا اُس پر پڑا تھا تلوار اُس کی ٹوٹی تھی
چہرہ اُس کا متغیر ہوا تھا اسی حالت مین حسب ہدایت لوح ایک اسم اعظم الہی پڑھکر تلوار اُس کے سر پر
لگائی تھی وہ سوار تلوار کھاتے ہی دھوان ہو گیا تھا نام و نشان اُس کا باقی نرہا تھا ادھر آفات جادو
کے زور سے جو سوار سحر آیا تھا وہ اسطرح نیست و نابود ہوا تھا آفات جادو نے یہ حال دیکھکر کبھی
اپنے سحر سے شیر حرگاہ اژدر سحر کبھی پتلی بلورین سحر کے پیدا کئے تھے اور واسطے مقابلہ صاحبقران
کے بھیجے تھے صاحبقران نے موافق ہدایت لوح ہر ایک سحر کو اُس کے دفع کیا تھا آفات جادو
عاجز ہو کر سمجھا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہی اسطرح اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہی بہتر یہ ہی کہ اور کوئی فکر
و تدبیر کرنا کہ مدعائے دل برآئے دُر آرزو بکو دستیاب ہو یہ سمجھکر اُس ساحر مکار نے قریب شام
کے نفیر سحر و نقارہ بازگشت لشکر بجوا کر صاحبقران ممدوح سے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا واقعی
مجھ سے لڑنا نادانی تھی مین پہلے راہ خطا پر تھا اب سمجھ گیا کہ تجھ سے کوئی ساحر سربر نہوگا لہذا مین اب نہ
مقابلہ کرون گا اپنے گھر جاؤن گا حکم بادشاہ طلسم سے لڑنے آیا تھا اب اپنی جان تجھ سے مقابلہ کرکے
نہ دون گا کیونکہ تو صاحب لوح طلسمی ہی ہر سحر کوئی کارگر نہین ہوتا ہی ہر ایک سحر میرا باطل ہو جاتا ہی مجھکو
سر میدان جنگ ندامت حاصل ہوئی ہی یہ کہکر اسی وقت اپنے تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر میدان
جنگ سے چلا گیا تھا صاحبقران شادان و فرحان قریب شام اپنے لشکر مین بیٹے سلیمان صاحبقران
کے لشکر مین میدان جنگ سے آکر بارگاہ مین آرام پذیر ہوئے تھے لشکر بھی فروکش ہوا تھا شب اُس
جگہ براحت بسر کر کے ہنگام نماز سحر پڑھکر دعائے فتح و ظفر خدا سے برجوع قلب کر کے مسلح ہو کے
اسپ پر سوار ہوئے لشکر کو اُسی جگہ چھوڑ کے ملک طیفور گر دیا کو بھی اسی جگہ چھوڑ کر لوح طلسمی کو
گلے مین ڈال کر آگے روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ دور و دراز قریب دو پہر کے قریب ایک
گلستان سبز و شاداب کے پہونچے تھے درختان سایہ دار دیکھکر وہان ٹھہرے تھے عرق اپنے چہرے
سے رومال سے پاک کیا تھا ہوائے سرد سے دل کو فرحت حاصل ہوئی تھی یکایک آواز آنے کی

ایک طرف سے آئی تھی متردد ہو کر صاحبقران نے اُس طرف نظر کی تھی دیکھا تھا کہ طیفور گردیا
نیچے ایک درخت کے پڑا ہوا تڑپ رہا ہے و دمبدم آہ و فریاد کرتا ہے کبھی کہتا ہے ہائے وہ وہ ہے کہ روح
تن سے نکلی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کس جگہ اجل آئی ہے کہ یار ہے نہ مددگار ہے تنہائی ہی تنہائی ہے کوئی
دوست و شفیق پاس نہیں ہے نہیں معلوم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہاں ہیں قبل
میرے آنے کے وہ اسی طرف کو آئے تھے میں راہ دیگر سے اُن کی محبت و خیرخواہی میں ادھر آیا تھا
زیادہ تیزرہروی سے جگر میں درد پیدا ہو گیا ہے یقین ہے کہ اس درد شدید سے جانبر ہونگا کیا اچھا ہوتا
اگر اس حالت درد جگر میں وقت آخر صاحبقران یعنی اپنے آقائے ذیشان کو دیکھ لیتا اُن سے رخصت
ہو لیتا عفو خطا و قصور اپنی کرا لیتا اور کچھ وصیتیں اُن سے کرتا گاہ تڑپ کر کہتا ہے اُف اُف روح پر درد کی شدت
سے صدمہ سخت ہے کس قیامت کا درد ہے کوئی یہاں معالج بھی نہیں ہے صاحبقران ممدوح نے طیفور گردیا کو
مانند مرغ بسمل کے زمین پر لوٹتا ہوا دیکھ کر اور اُس کی تقریر سنکے بیتاب و بیقرار ہو کے جلد تر اُس کے
سرہانے جا کے مرکب سے اُتر کر پوچھا تھا کہ اے طیفور گردیا کیا حال ہے کیسا مزاج ہے اُس نے آنکھیں
کھول کر چہرے پر نظر کر کے کہا شکر ہے امید و حسرت دل بر آئی آپ تشریف لائے اس آخری وقت میں
میں نے آپ کو دیکھ لیا یہ کہکے پھر تڑپ کر نالہ کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے صاحبقران کیا عرض کروں
درد جگر میں رہ رہ کر ایسا شدید اٹھتا ہے کہ روح کے اوپر صدمہ ہوتا ہے اگر تھوڑی دیر اور درد اسی شدت
سے رہے گا تو روح تن سے نکل جائے گی صاحبقران نے کہا تھا کہ اے طیفور گردیا یہاں تمھارے
دفع درد جگر کی کیا تدبیر کی جائے کوئی طبیب و حکیم یہاں نہیں ہے نہ کوئی دوا یہاں ممکن ہو سکتی ہے سخت
مجبوری ہے مگر گھبراؤ نہیں خداوند عالم تم کو اس درد سے شفا دے گا غالباً یہ درد ریاحی ہے طیفور گردیا
نے عرض کیا تھا اگر یہاں کوئی طبیب و دوا نہیں ہے تو جانبری مشکل ہے بیشک مر جاؤں گا میری خطائیں
معاف کر دیجیے کہ اب وقت آخر ہے صاحبقران نے اُس کی اس تقریر سے آبدیدہ ہو کر فرمایا تھا کہ
اے طیفور ایسی تقریر نہ کرو ہم کو صدمہ ہوتا ہے ہم مجبور ہیں کیا کریں کہ درد تمھارے جگر کا دفع ہو جائے
کو صحت ہو دل ہمارا خوش ہو طیفور گردیا نے عرض کیا تھا کہ میں نے سنا ہے اسمائے الٰہی اور دعاؤں
میں بڑی برکت و اثر ہے آپ کے پاس جو لوح طلسمی ہے بیشتر اُس پر نقوش اور اسمائے الٰہی اور دعائیں
کندہ ہوں گی ذرا اپنے گلے سے اتار کر مجھکو تھوڑی دیر کے واسطے دیجیے کہ اُسے میں اپنے گلے میں
ڈال لوں بلکہ لوح کو اپنے جگر پر رکھ لوں عجب نہیں ہے کہ بہ برکت اسمائے الٰہی و نقوش درد میرے جگر
کا دفع ہو جائے صاحبقران نے اُسی عالم اضطراب و بیتابی میں لوح طلسمی اپنے گلے سے اتار کر اپنے
ہاتھ میں لے کر ارادہ طیفور گردیا کے ہاتھ میں دینے کا کیا تھا کہ دفعتاً دل میں خیال کیا کہ اے
صاحبقران جب تم سلیمان شاہ صاحبقران سے رخصت ہو کر ادھر آئے تھے طیفور گردیا کو لشکر میں
چھوڑ آئے تھے قبل تمھارے یہاں آنے کے طیفور گردیا کس راہ سے یہاں آ گیا ذرا لوح کو تو دیکھو یہ
خیال کر کے ارادہ لوح کے دیکھنے کا کیا تھا طیفور گردیا نے ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور عرض کیا تھا کہ اے
صاحبقران جلد لوح کو میرے ہاتھ میں دیجیے تاکہ میں اُس کو جلد اپنے جگر پر رکھ لوں پھر درد اٹھا چاہتا
ہے کمک شروع ہو گئی ہے صاحبقران نے جواب دیا تھا کہ تامل کرو لوح طلسمی تم کو دیتا ہوں یہ فرماکر
بہ نیت دریافت حال لوح کو غور سے دیکھا تھا لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ
یہ طیفور گردیا عیار تمھارا نہیں ہے یہ آفات جادو ہے بصورت طیفور گردیا سحر کے زور سے بنکر

ہو رد جگر ظاہر کرتا ہے اور مجکو فریب دے کر لوح طلسمی تجھسے لینا چاہتا ہے ہرگز اس کو لوح نہ دے ورنہ اسیر
ہوجائیگا تیری خوش اقبالی اور عنایت الٰہی تھی کہ ایسے اپنے یار وفادار کو ایسی حالت میں دیکھکر
وقت دینے لوح کے لوح کے دیکھنے کا تونے خیال کیا خیر ہوئی اب مجکو لازم ہے کہ اس اسم کو جو گوشہ لوح پر
ہے تین مرتبہ پڑھکر شمشیر طلائی قبضہ پر دم کرکے تلوار مذکور اس پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ صاحبقران
نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے وہی اسم اعظم الٰہی تین دفعہ پڑھکر اُسی تلوار پر دم کرکے قبضہ شمشیر پر ہاتھ
بڑھایا تھا کہ طیفور گرد یا نے تڑپ کر ارادہ آشنا کر بھاگنے کا کیا تھا دم صاحبقران نے بعجلت
تلوار علم کرکے طیفور گرد نما نقل کی گردن پر لگائی تھی تلوار کے پڑتے ہی سر وتن میں اُس کے جدائی
ہو گئی تھی اور ببرکت اُس اسم اعظم الٰہی کے آگ اُس کے جسم میں لگ گئی تھی مثل شمع کافوری لاشہ
اُس کا جلتا تھا تھوڑی دیر وہ لاشہ اُس کا جل کر خاک ہوگیا تھا اُس ساحر کے اس طرح مرنے سے تاریکی
ہوئی تھی ابر آیا تھا سنگ باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا تھا پیروں نے اُس کے
سحر کے اُس کے نام سے یوں پکارا تھا افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا آفات جادو تھا
ہنوز ساحر مذکور کے پیروں نے صدا دی تھی کہ اُن اشجار سایہ دار پر جو پرندے صدہا بیٹھے ہوئے تھے
کی آ زمین بیٹھے تھے وہ دراصل پرندے نہ تھے سب ساحر تھے حکم آفات جادو سے وہ بصورت پرند
بنکر اشجار پر پوشیدہ ہوکر بیٹھے تھے یکبارگی تاب ضبط نہ لاکر اپنے سردار کی حالت مذکور دیکھکر زمین پر
گرکے بصورت اصل ہوکر ترسول اور نیسول وغیرہ حربے لیکر صاحبقران پر مارنے لگے تھے اور ہر
چہار سمت سے گھیر لیا تھا اسی حالت میں صاحبقران نے جلد تر مرکب پر سوار ہوکر اُسی تلوار سے
اُن کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب کچھ ساحر قتل ہوئے لاشے اُن کے زمین پر تڑپے ساحران صحیح وسالم
اُن ساحران مقتول کی لاشوں کو دیکھکر یہ خیال کرکے کہ ہم بھی اسی طرح قتل ہوجائیں گے بے اختیار اُس جگہ
سے بزور سحر بھاگے تھے کوئی غرق زمین ہوگیا تھا کوئی پرندہ بنکر بھاگا تھا صد ہا تخت سحر پر سوار ہوکر
زمین سے بلند ہوکر ایک طرف بھاگے تھے کوئی ساحر باقی نہ رہا تھا صاحبقران فتحیاب ہوئے تھے شکر خدا
کیا تھا اتنی دیر میں لشکر آگیا تھا سلیمان صاحبقران و طیفور کرد نے پوچھا تھا کہ یہ لاشے کیسے
پڑے ہیں صاحبقران نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فہم و دانائی
صاحبقران کی تعریف کی تھی طیفور نے بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے نہایت عقل سے کام کیا ایسے وقت
میں آپنے لوح کو دیکھا پھر طیفور نے کہا خوب ہوا کہ آفات جادو آپکے ہاتھ سے مارا گیا اُس
نابکار نے میری صورت بنکر لوح کو آپ سے لینا چاہا تھا میرا بدخواہ تھا کہ مبتلائے درد جگر میری صورت
بنکر ہوا تھا خدا کا شکر ہے کہ میرے درد جگر ہوا اُس کی اس تقریر پر سلیمان صاحبقران و صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مسکرائے تھے پھر اُسی جگہ لشکر اترا تھا بارگاہیں خام ایستادہ و برپا ہوئے تھے
صاحبقران ممدوح داخل بارگاہ فلک فرسا ہوکر راحت پذیر ہوئے تھے اور وہ ساحران نابکار جو ہنگام جنگ
بھاگ گئے تھے مضطر و پریشان نالان و گریان اُسوقت رو برو شاہ طلسم پہونچے تھے کہ وہ دربار میں
بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار ساحران نامور و نامدار حاضر دربار تھے برق جادو نے اُن کو دیکھتے ہی
اپنے دل میں کہا تھا کہ آفات جادو پر ضرور کوئی آفت آئی اس اثنا میں اُن سب نے بادب سلام
کرکے فریاد کی تھی برق جادو بادشاہ طلسم مذکور نے پوچھا تھا کیا ہوا کیوں فریاد کرتے ہو انھوں نے
تمام حال جنگ و قتل آفات جادو جو صاف صاف و صحیح تھا بیان کیا تھا شاہ مذکور کو آفات

جادو کے قتل ہونے کا گونہ رنج ہوا تھا پھر اُن ساحروں سے برہم ہو کر کہا تھا کہ اے نامردو دور ہو
میرے سامنے سے اپنے سردار کو قتل کرا کے میدان جنگ سے بھاگ کر روتے ہوئے بیان کئے ہو
وہ ساحر روبروئے شاہ مذکور سے چلے گئے تھے پھر بادشاہ طلسم نے اژدر جادو و عقرب جادو
و اسرار جادو و عقاد جادو و مہیب جادو و ہلال جادو و نیر جادو وغیرہ ساحران
نامی و نامور کو یکے بعد دیگرے بہمعیت فوج ساحران برائے قتل و اسیری طلسم کشا روانہ کیا تھا ہر ایک
ساحر مثل آفات جادو کے میدان جنگ سے دست طلسم کشائے ممدوح سے مارا گیا تھا شاہ طلسم
کو ہر ایک نامبردہ ساحر کے قتل ہونے کا صدمہ ہوا تھا آخرکار خود شاہ طلسم نے ارادہ طلسم کشا سے
مقابلہ کرنے کا کر کے فرد دلیری و شجاعت سے پوشیدہ و گریزاں ہوتا گوارا نکر کے حکم دیا تھا کہ سامان
جنگ مہیا کرو اثالہ بارگاہ کا سوے طلسم کشا قبل سے روانہ کر دو دو چار جو ساحران نامی تھے انہوں نے
حسب الحکم سامان جنگ کیا تھا برق جادو بعد درستی و مہیا ہونے سامان جنگ کے قلعہ باطن
سے نکل کر فوج کثیر ہمراہ لے کر بصد کر و فر و بجاہ و شوکت و حشم برائے گرفتاری و جنگ طلسم کشا
کے روانہ ہوا تھا بادشاہ طلسم کا ڈرنا اور اُس کی تدبیریں رہ گئے اور اسیر کرنے طلسم کشا کی ٹھہری
تھیں اور سحر اُس کے قیامت کے تھے طلسم کشا بوجہ پاس ہونے لوح کے اُس کے شر و مکر و سحر سے بچا لیا
لوح طلسمی ہدایت کرتی رہی آخر ایک روز برق جادو غضبناک ہو کر میدان جنگ میں آ کر طلسم کشا
سے مقابل ہوا تھا بعد جنگ عظیم و بسیار سے کشت و خون کے برق جادو از حد غضبناک ہو کر
برق بنکر طلسم کشا پر گرا تھا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی اُس کے گلے سے اتار کر لے جائے لیکن عکس لوح
سے گرتے ہی سحر بھول گیا تھا اور بصورت اصلی ہو کر قریب طلسم کشا گرا تھا اسی صورت میں طلسم کشا
نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا تھا لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا اگر خدا فضل و کرم اپنا
شامل حال کرے اور شاہ طلسم عاجز و غضبناک ہو کر برق بنکر تجھ پر گرے اور عکس لوح سے سحر اُس وقت
خاص میں بھول جائے تجھکو لازم ہے کہ بسرعت تمام یہ اسم اعظم الٰہی جو وسط لوح میں کندہ ہے سات مرتبہ
پڑھکر اس تیغ پر جو نیلگوں ہے اور جس کا قبضہ یاقوت سرخ و جواہر نگار رنگا رنگ کا ہے اور تونے در قلعہ
طلسم شمشیر جنبان سے پائی ہے سحر برق جادو پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ اسی شمشیر کے لئے شاہ
طلسم کی قضا ہے اور کسی تلوار و دیگر حربوں سے یہ ہرگز قتل نہوگا اور اگر یکبار سامنے سے تیرے چلا جائیگا
تو پھر مشکل سے قتل ہوگا ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا لہذا تاخیر نکر جلد وار کر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح
طلسمی وہی شمشیر نیام سے کھینچکر اسی اسم اعظم الٰہی کو سات مرتبہ پڑھکر شمشیر پر دم کر کے بعجلت تمام
مرکب کو بڑھا کر اُس کے قریب تر جا کر نعرہ کر کے تلوار اُس کے سر پر لگائی ہر چند کہ شاہ طلسم نے لیکے
ہنگام میں سحر کر کے زمین میں غرق ہو کر جان اپنی بچانا چاہا تھا اور بزور سحر پہلے چند سپریں برائے
حفاظت سر و جان بالائے فرق پیدا ہوئی تھیں لیکن طلسم کشائے موصوف نے دوبارہ عکس لوح کا
ڈال کر تلوار لگائی جونہیں تلوار سر پر پڑی شاہ طلسم نے آہ کی تھی اور کہا تھا کہ خیر مردانہ مارا گیا
حوصلہ اپنے دل کا لڑائی میں نکال چکا تھا تلوار جو سر پر پڑی تھی سر کو کاٹ کر گلے میں اور گلے سے سینے
میں اور سینے سے کمر تک کرے گذر کر زمین تک پہونچی تھی اس طرح دو ٹکڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر
لاشہ شاہ طلسم زمین پر تڑپا تھا بعدہٗ روح اُس کی سوئے دوزخ روانہ ہوئی تھی اُس کے مرتے سے
از حد تاریکی محیط عالم ہوئی تھی روے آفتاب عالمتاب نہان ہوگیا تھا آندھی شدید نہایت زور سے

سیاہ آئی تھی زمانہ تیرہ و تاریک و پرغبار ہوگیا تھا بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک
کے کوسوں اڑ گئے تھے ابر سیہ میں محیط ہوا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سنگ باری و برف باری
ہوئی تھی ساحران سپاہ و شاہ طلسم کو حیرت عظیم و صدمہ جانکاہ تھا زمین کو حرکت تھی سناٹا غضب کا
تھا دیر تک یہی حالت رہی تھی بعدہ مطلع صاف ہوا تھا چہرۂ آفتاب نظر آیا تھا شاہ طلسم کے سحر
کے بیروں نے شاہ طلسم کے نام سے یوں باواز بلند پکارا تھا کہ افسوس ہزار افسوس جو صلہ دل کا تو
جنگ میں نکلا لیکن جان نہ بچی دلیرانہ اور مردانہ قتل ہوئے ہم دنیا سے سوئے عدم گئے قتل کیا ہم کو
طلسم کشا نے کہ نام ہمارا برق جادو تھا ہم بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تھے وہی تلوار ہم پر چل گئی جو
فہیم عالی نے خاص ہمارے قتل ہونے کے لئے بنائی تھی اور در قلعہ پر لگائی تھی ہمارے قتل
ہونے سے طلسم ٹوٹ گیا تباہ و برباد ہوگیا نام و نشان بھی نہ رہا یہ آواز بیر سحر کے دے کر نالان اور
گریان ایک جانب چلے گئے تھے بیران جادو جو ساحر نامی قتل ہونے سے باقی رہا تھا اس نے
اپنے بادشاہ کو قتل ہونے دیکھکر اور تقریر سحر کے بیروں کی سنکے از حد غمگین ہوکر جملہ ساحروں سے
کہا کہ وہ چھ ہزار رہے تھے کہ لطف زندگی باقی نہ رہا بادشاہ طلسم مارا گیا طلسم ٹوٹ گیا ہماری رائے
یہ ہے کہ ہمارے ساتھ ہوکر طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر جاؤ حق نمک شاہ طلسم ادا ہو جاوے سبھوں نے
کہا تھا کہ طلسم کشا سے لڑنا بیکار ہے اس پر فتحیاب ہونا دشوار ہے ہاں لڑ بھڑ کر مر جانے کے لئے ہم موجود
ہیں یہ سنکے بیران جادو سب کو لے کر بڑھا اور یکبارگی حملہ طلسم کشا پر کیا تھا ترسول اور جسول
وغیرہ حربے لگنے شروع ہوگئے تھے ادھر بادشاہ سلیمان صاحبقران دیو بیٹھے تھے لیکن
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے منع کیا تھا کہ انسان سے دیووں کا لڑنا خلاف انصاف
ہے میں خود ان ساحروں سے بہ ہدایت لوح لڑوں گا یہ کہکر وہی تلوار علم کی تھی جس کا قبضہ سنہری
تھا اور سوائے بادشاہ طلسم کے جملہ ساحروں کے واسطے اور غوغائے رعد آواز قلعدار قلعہ
اول و بیران کج ابرو قلعدار قلعہ دوم و محیط روئیں تن قلعدار قلعہ سوم کے یہ بھی طلسم بند
تھے قتل کے واسطے فہیم عالی نے تیار رکھی تھی اور ساحروں پر عکس لوح کا ڈال ڈال کر تلوار سے
ان کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب بہت ساحر قتل ہوئے تھے پسپا ہونے تھے ارادہ بھاگنے کا کیا تھا
اسی حالت میں بیران جادو نے مجبور ہوکر امان طلب کی تھی طلسم کشا نے موصوف نے فرمایا
تھا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی اس نے قبول کیا تھا طلسم کشا نے ہاتھ جنگ سے
روکا تھا بیران جادو نے آگے بڑھکر بعد سلام سر اپنا قدم طلسم کشا پر رکھ دیا تھا اور عرض کیا تھا
کہ بعد عفو کرنے میری خطا کے کہ آپ سے لڑا تھا اپنے دین میں مجھے لائے صاحبقران نے خوش
ہوکر کلمہ طیبہ اس کو پڑھا کر مسلمان کرکے سر اس کا اپنے سینے سے لگایا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے تیری تقصیر
عفو کی وہ بہت خوش ہوا تھا پھر جملہ باقی ماندہ ساحروں کو اس نے حسب الحکم طلسم کشا کلمہ پڑھا کر
مسلمان کیا تھا پھر صاحبقران کو اس کوٹھی میں جس میں خزانہ و مال و اسباب طلسمی نایاب و
نفیس و نادر تھا لے گیا تھا وہ سب زر و جواہر مال و اسباب صاحبقران نے اپنے قبضہ میں کیا
تھا بعدہ بیران جادو کو وہاں حاکم کرکے خلعت و انعام اسے دیا تھا بالاکہ بعد قتل ہونے شاہ طلسم
کے جو عمارتیں اور اشجار سحر سے نمود تھیں وہ نابود ہوگئی تھیں مگر کچھ مکان پختہ و خام اور تعمیر
فہیم عالی باقی تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا کوسوں تک میدان تھا سلیمان صاحبقران اس

کہ دست میدان کو دیکھکر نمود بے بود سحر کو یکبارگی بے نام و نشان دیکھکر متحیر ہوکر بہ نظر حیرت
و عبرت چہار طرف دیکھ رہے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی ہمراہ سلیمان
صاحبقران اُس میدان کو دیکھکر اشعار عبرت آمیز اپنی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی کہتے تھے
فاعتبروا یا اولی الابصار قبل تھوڑی دیر کے یہاں کیا اور ہی آبادی و رونق و زیب و زینت
تھی اسوقت یہاں خاک اُڑ رہی ہے جہاں تک نظر جاتی ہے میدان ہی میدان نظر آتا ہے غرضکہ بعد بہت
افسوس کرنے اور بنظر عبرت دیکھنے کے اُسی جگہ اُس روز خیام اور بارگاہیں استادہ ہوکر بپا کرکے
صاحبقران موصوف قیام پذیر ہوئے تھے سلیمان صاحبقران و طیفور گردیا و ہزبر
جادو نے مبارکباد فتح طلسم کی دی تھی بلکہ ہزبر جادو نے نذر فتح کی بھی دی تھی اسروز
علم صاحبقران سے وہاں جشن فتح طلسم ہوا تھا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ ہمراہ سلیمان صاحبقران کے جملہ مال و اسباب لے کر ہزبر جادو سے
رخصت ہوکر خرم و خندان بالشکر دیوان و ہمراہی طیفور گردیا سوئے قصر فیروزہ نگار روانہ
ہوئے تھے اور بعد قطع راہ داخل قصر فیروزہ نگار ہوئے تھے جب صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ طلسم ششیر جنبان کو فتح کرکے قصر فیروزہ نگار میں آئے صاحبقران اعظم
و سلیمان کوچک کو خبر ہوئی یہ دونوں بھی قصر فیروزہ نگار میں آئے صاحبقران واسطے تعظیم
کے اُٹھے ادب سے سلام کیا جب سب بیٹھے صاحبقران اعظم نے تہنیت فتح طلسم ششیر جنبان
دے کر قوت و ہمت کی تعریف کی اسی طرح سلیمان کوچک نے بھی مبارکباد دی بعد تھوڑی
دیر کے دونوں صاحب موصوف بعد از رخصت ہوئے اُس کے دوسرے روز صاحبقران
اعظم نے اپنے فرزند دلبند سلیمان صاحبقران سے خلوت میں فرمایا کہ دختر سلیمان کوچک
مسماۃ گہر جواہر پری کی اب بخوبی جوان ہوئی ہے قابل عقد ہے حسن الحال اتفاق سے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا یہاں آنا ہوا ہے قوت و شجاعت و ہمت و مردانگی و لیاقت میں مثل
اپنے آبا و اجداد کے ہے لہذا ہماری رائے ہے کہ عقد سلطان کیوان شکوہ کا جواہر پری
کے ساتھ اگر ہو جائے تو اچھا ہو آپس کا معاملہ ہے سلیمان صاحبقران نے عرض کیا کہ رائے آپ کی
بہت خوب ہے میں پسند کرتا ہوں مگر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو اس امر پر راضی کرنا بھی
ضروری ہے کل شب اس بارہ میں ان سے پوچھا جائے گا چنانچہ ہنگام شب خلوت میں کہ صرف وہاں
طیفور گردیا تھا سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے بزرگانہ مسکرا کر فرمایا
کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ یہاں تمہارا آپس میں نزدیک کے عزیزوں میں ایک خوبرو پری سے عقد کردیں
تاکہ نسل سے تمہاری فرزند و دختر دنیا میں ہوں ترقی نسل ہو دل کو ہمارے خوشی ہو صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے بلحاظ شرم جواب نہ دیا شرم سے سر جھکا لیا سلیمان صاحبقران
نے سمجھ لیا کہ سکوت ان کا بہتر از اقرار ہے یہ دیکھکر خوش ہوکر کہا مبارک ہو کہ ہم تمہارا عقد دختر
سلیمان کوچک جواہر پری سے کریں گے طیفور گردیا نے ادب سے کہا کہ کیا میں عقد سے
محروم رہوں گا میرا عقد جواہر پری کی وزیرزادی سے ہوگا کیا میری نسل کی ترقی منظور نہیں ہے
خلاف قاعدہ قدیم سمجھیے گا سلیمان صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا کہ اے خواجہ مطمئن رہو تمہارا
عقد بھی وزیرزادی ملکہ جواہر پری مسماۃ اسرار پری سے کیا جائے گا اگر اس شادی میں

تم کو صرف کرنا ہوگا زنبیل سے لاکھوں روپیہ نکالتا ہوں گے شادی دھوم سے ہوگی والدین اسرار
پری کی یہی خواہش ہے کہ دھوم سے شادی ہو لاکھوں کروروں روپیہ کا جانا نہیں ہے خیر ہو خواجہ
طیفور گرد پا نے جواب دیا کہ ہماری زنبیل میں دو کوڑیاں بھی نہیں ہیں خاک اڑ رہی ہے نہیں معلوم
کس طرح ہماری بسر اوقات ہوتی ہے زنبیل کا نام ہی نام ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہے آپ ملاحظہ کر لیں
میں لاکھوں روپیہ شادی کے واسطے کہاں سے لاؤں خود قرضدار ہوں مہاجن مجھ سے اپنے روپیہ
کا تقاضا کرتے ہیں میں ان سے ہمیشہ وعدہ کرتا ہوں کبھی ان سے پوشیدہ ہوتا ہوں پس آپ ہی
اپنے پاس سے یا جس طرح مناسب ہو عقد میرا کیجیے گا میں محتاج ہوں بلکہ فاقہ کش ہوں چار روپیہ کا
پیادہ ہوں کچھ آمدنی نہیں رکھتا ہوں سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ طیفور گرد پا کی تقریر سنکے ہنسے دیر تک خواجہ کو چھیڑا کیے وہ شب اسی گفتگو میں
بخوشی و مسرت بسر ہوئی دوسرے روز سے دونوں طرف شادی کا سامان ہونے لگا قصہ مختصر
کہ نہایت تکلف اور شاہانہ طور سے عقد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ
جواہر پری دختر سلیمان کوچک سے ہوا اور مہر کروڑہا زر سرخ کا مع ملک و مال قرار پایا
اور عقد خواجہ طیفور گرد پا کا اسرار پری وزیرزادی ملکہ جواہر پری کے ساتھ ہوا اس کے
مہر میں بڑی حجت و تکرار و گفتگو ہوئی دلہن والوں کی طرف سے کہا گیا کہ سات کروڑ کا مہر مقرر کیا جائے
خواجہ نے منظور نہ کیا پھر چھ کروڑ کے مہر کو کہا خواجہ نے حسب عادت اپنی نا ہی کی پھر پانچ کروڑ کے مہر کی
خواہش کی خواجہ نے جواب دیا کہ اس قدر مہر مجھ سے نہ دیا جائے گا یہاں تک نوبت ہوئی کہ ایک لاکھ روپیہ
تک کے مہر کی نوبت پہونچی خواجہ نے کہا کہ میں نادار ہوں لاکھ روپیہ کہاں سے لاؤں ہاں لاکھ کی
اگر ضرورت ہوگی تو کسی چوڑی بنانے والے سے مانگ کر دیدوں گا اہل محفل اس تقریر پر ہنسے
آخر کار جسقدر کم مہر کو کہا گیا خواجہ انکار ہی کرتے گئے اور یہی ہر دفعہ کہا کہ میں تہی دست ہوں کبھی
دو کوڑیاں بھی میرے پاس نہیں ہیں کہ انہیں کوڑیوں کو مہر میں دوں انجام کار بعد بہت ہنسی
اور دل لگی کے صاحبقران نے زر مہر اپنی طرف سے دینا منظور کیا بلکہ دیدیا عقد خواجہ کا ہو گیا بعد
ہونے دونوں عقدوں کے صاحبقران اپنی زوجہ جواہر پری سے ہنگام شب ہم بستر ہوئے
اور خواجہ طیفور گرد پا نے اپنی زوجہ سے نزدیکی کی قدرت پروردگار سے دونوں پریاں حاملہ
ہو گئیں جواہر پری کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے جو لڑکا پیدا ہوگا نام اس کا صفدر
صف شکن پریزاد ہوگا اور جو لڑکا ہم صورت خواجہ طیفور گرد پا بطن اسرار پری سے
ہوگا نام اس کا سیفور بن طیفور سبک رو ہوگا کہ جو مثل خواجہ عمرو کے نامور ہوگا اور صفدر
صف شکن پریزاد بھی از حد شجاع و بہادر ہوگا بمقام مناسب ان دونوں کا حال لکھا جائیگا
اور ان سے کارہائے نمایاں ہوں گے الحاصل بعد گذرنے شب زفاف کے صبح کو صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے سلیمان صاحبقران و صاحبقران اعظم و
سلیمان کوچک سے باادب کہا کہ ہم کو اب رخصت کیجیے لشکر ہمارا بمقابلہ غوغا سے رعد آواز
ہے بزبانی طیفور گرد پا کے معلوم ہوا ہے کہ حسین سبز قبا بادشاہ مالک ہر چہار قلعہ نے ایک نامہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام کو بعد ہمارے یہاں آنے کے اس مضمون کا لکھا تھا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام
آپ ہماری سرزمین سے آٹھ روز کی مدت میں چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو ہم غوغا سے رعد آواز

کو روانہ کرکے تمام لشکر کو آپ کے درہم وبرہم کرا دین گے غوغاے رعد آواز آپ کے لشکر کے نامور سرداروں کو تہ تیغ کرکے لشکریون کو مار کر بھگا دے گا آپ کو بھی قتل یا اسیر کرے گا چنانچہ ہم کو یہان آئے ہوئے آج نوان روز ہی غالباً آج لشکر ہمارا مبتلاے آفت ہوگا بغیر ہمارے یہان جانے کے بہت کشت وخون ہوگا بلکہ تمام لشکر ہمارا تباہ وبرباد وقتل ہو جائے گا کیونکہ غوغاے رعد آواز طلسم بند ہی اس کے نعرے سے حریف بیہوش ہو جاتا ہی اسی حالت مین وہ اسیر یا قتل کرتا ہی سلیمان صاحبقران وصاحبقران اعظم وسلیمان کوچک نے ایسی حالت مین روکنا مناسب نجان کر بمجبوری کہا کہ اچھا جاؤ خدا حافظ ونگہبان تمھارا رہے یہ کہکے چند دیوون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اُن سے کہا کہ ایک تخت نفیس نقرئی یا طلائی مرصع کار لاؤ انھون نے حکم کی تعمیل کی ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وخواجہ طیفور گرد نے اپنی اپنی زوجہ سے جاکر رخصت ہوئے اُن سے اقرار ہم آغوشی کا کرکے اسی تخت پر سوار ہوئے خواجہ عقب پشت صاحبقران بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وخواجہ طیفور گرد نے صاحبقران اعظم وسلیمان صاحبقران وسلیمان کوچک کو باادب سلام کیا سب نے بعد دعاے درازی عمر وترقی جاہ ومراتب حشم وخدم کے سلطان کیوان شکوہ سے کہا کہ تمھارے ساتھ چلین تمکو تمھارے لشکر تک پہونچا دین صاحبقران نے جواب دیا کہ آپ حضرات کیون تکلیف گوارا کرین فقط آپ صاحبون کی دعا میرے حق مین کافی ہی خداوند عالم حافظ ونگہبان ہی اُس نے کہان کہان نہین مجکو اپنی قدرت سے شر دشمنان سے بچایا ہی اب بھی باقیماندہ دشمنون کے شر سے بچائے گا اُس سے امید قوی ہی یہ تقریر سنکے سبھون نے کہا کہ اچھا جو تمھاری خوشی یہ کہکر دیوون سے بتاکید اکید کہا کہ خبردار ان کو ان کے لشکر مین مع الخیر پہونچا کر رسیدان سے خیر وعافیت سے پہونچنے کی لے کر یہان آنا ورنہ تمکو سخت سزا دی جائے گی دیوون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم سب موافق حکم عمل کرین گے یہ عرض کرکے انھون نے تخت اپنے دوش پر اٹھا کر رکھا بعدہٗ زمین سے بلند ہوکر سوئے لشکر اہل اسلام روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین بالفعل چھوڑا جاتا ہی لیکن اب

دو کلمہ داستان حسین سبز قبا بادشاہ ومالک ہر چہار قلعہ ولشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کب تک تری جدائی کے صدمے سہا کرون — مرجاؤن زہر کھاکے نہ اے جان تو کیا کرون
تلوار مجھپہ کھینچ کے دکھلا دے بانکپن — قربان جاؤن جان کو تجھپر فدا کرون
تیور چڑھے ہین ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا — ایسے مین خاص امر کی کیا التجا کرون
کوسین وہ مجکو شوق سے اسمین بھی ہی بھلا — مین ان کی جان ومال کو ہمیشہ دعا کرون
اے دل عدو کی بزم مین ہرگز نجاؤن گا — عالم مین روز تیرا کہان تک کہا کرون
آنسو ہین منہ پھیر مین - ان کا یہ حکم ہی — منظور ہی کہ خون جگر مین پیا کرون
دامن سے پونچھتے یونہی اڑین گے جابجا — کیا فائدہ جو روز مین بیٹھا سہا کرون

متوالے ساقی ہیں تری آنکھوں پہ یوں نثار	پیمانے بھر کے دے بموجب کمک پیا کروں
وہ اور ہوں گے دوست سے جو دشمنی کریں	ہیں تو عدو کے ساتھ بھی یار وہ وفا کروں

زحسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ نے سات روز تک جشن عظیم اس خوشی کا کیا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وطیفور گردیا عیار کو یکے بعد دیگرے پہنچے انتقالے گئے جن دشمنوں سے خوف جان و ملک و مال تھا وہ بالاسے زمین نہ ہے کسی آفت میں مبتلا ہو گئے بعد ختم ہونے ایام جشن و تعداد مہلت کے جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ دی گئی تھی حسین سبز قبا نے نویں روز علی الصبح برہم ہو کر غوغاے رعد آواز کو بلا کر اُس سے کہا کہ اے غوغاے رعد آواز یہ اہل اسلام نہایت سرکش ہیں با وجود اس کے کہ ہم نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ تاکید سے کہا تھا کہ آٹھ روز کی مہلت دیجاتی ہے آپ آٹھ روز میں ہماری سرزمین قلعہ سے مع لشکر اپنے کے چلے جایئے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہو گا لیکن آج تک کہ نوان روز ہے وہ ہماری سرزمین سے نہیں گئے ہیں ہمارے کہنے پر انھوں نے عمل نہیں کیا ہے از راہ کبر و نخوت سرکشی کی ہے لہذا ہم تجکو حکم دیتے ہیں کہ ابھی تو مع اپنی فوج کے میدان جنگ میں جا کر ان اہل اسلام کا خاتمہ کر دے کسی کو زندہ نہ چھوڑ جو کوئی تیرے سامنے آئے اُسے قتل کر طبل یورش بجا کر یکبارگی حملہ کر فردا فردا اہل اسلام سے مقابلہ نکرا اُس نے عرض کیا کہ فدوی ابھی جاتا ہے حکم حضور بجا لاتا ہے یہ کہکے اُسیوقت اپنے قلعہ سُرخ میں آکر تیاری فوج کا حکم دیا حسب الحکم جلد جلد چالیس ہزار سوار مسلح ہو کر مرکبوں پر سوار ہوئے غوغاے رعد آواز بھی مسلح ہو کر اپنے گینڈے پر زنبت سوار ہو کر قلعہ سے نکلکر میدان جنگ میں آکر باآواز بلند کہنے لگا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام والے سرداران لشکر اہل اسلام آگاہ و خبردار ہو کہ تمکو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے آٹھ روز کی مہلت دے کر فرمایا تھا کہ آٹھ روز میں ہماری سرحد سے چلے جاؤ تم نے اُن کے حکم پر عمل نہ کیا آج نوان روز ہے لہذا ہم حکم بادشاہ سے طبل یورش بجوا کر برائے جنگ آئے ہیں تم کو قتل کریں گے کسی کو زندہ نچھوڑیں گے بس تم سب ہوشیار ہو جاؤ مسلح و مکمل ہو جاؤ قتل ہونے اور مرنے پر آمادہ ہو جاؤ زندگی سے اب اپنی ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ ساغر عمر تمھارا لبریز ہو گیا ہے اجل تمھاری تمھارے قریب آگئی ہے تم نے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہے اب سر تمھارے تمھارے اجسام سے جدا ہوں گے زمین عرصۂ جنگ تمھارے خون سے رنگین ہوگی میرے نعرے سے تم کو غفلت مرگ آئے گی ضرب گرز میری سرحد ملک عدم تک تم کو پہونچا دیگی نام و نشان تمھارا باقی نرہے گا مال و اسباب تمھارا لوٹ لیا جائے گا نہ علم لشکر رہے گا نہ علمدار رہے گا نہ تخت حکومت رہے گا نہ تمھارا بادشاہ زندہ رہے گا نہ کوئی سردار سپاہ اب حیات اپنی دنیا میں کر سکے گا نہ کوئی سوار و پیادہ جانبر ہو گا آج تمھارا لشکر اس سرزمین سے جانب ملک عدم کوچ کریگا اسباب سفر درست کر لو سیر و سیراب ہو کر مرکبوں پر سوار ہو لو کفن پہن لو ایک دوسرے سے رخصت ہو لو کہ وقت اجل کے آنے میں نہیں ہے آمادہ قضا ہو جاؤ جانا تم کو دور ہے ذرا ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ ہم کو آگاہ نہ کیا غفلت میں دھوکے سے ہمیں قتل کیا مردانہ وار ہم سے مقابلہ و مجادلہ غوغاے رعد آواز نے نہ کیا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل یورش بجوایا جاوے بموجب حکم اُس نابکار کے اُس کے ملازموں نے اُسیوقت طبل یورش بجایا صداے طبل یورش بلند ہوئی ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر کو ارادہ غوغاے رعد آواز سے اطلاع

ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بھی حکم کرنا بندی کا دیا چند سردار و سوار بصد عجلت مسلح ہوکر گھوڑوں پر سوار
ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی بتر دد و متفکر اپنے تخت پر سوار ہوئے جلد تر بارگاہ سے برآمد ہوئے
نقارہ پر چوب پڑی سواری بادشاہ لشکر اسلام آگے بڑھی نقیبوں نے صدا دی دور باش با ادب باش
دیا فرخ فالی تمام لشکر ظفر اثر ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف ہوا ابھی سواری بادشاہ جنگاہ تک نہ پہونچی تھی
کہ غوغاے رعدآواز بہ ہمہ سوار زنگنت اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر چالیس ہزار سواروں کو لیے
ہمراہ ب کر دلیرانہ حملہ آور ہوا لشکر اہل اسلام پر گرا اور اپنے نعرے سے اہل اسلام کو مدہوش و غافل کرکے
بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کرنے لگا سوار ان ہمراہی اس کے بہ نیزہ و شمشیر لڑنے لگے اہل اسلام پر
وار کرنے لگے اہل اسلام بھی دلیرانہ لڑنے تھے قتل ہونے لگے غوغاے رعدآواز کے ہاتھ سے
اہل اسلام زیادہ تر قتل و مجروح ہونے لگے عرصہ جنگ میں لاش پر لاش گرنے لگی جابجا لاشوں سے
ڈھیر کشتوں کے انبار ہونے لگے زمین میدان جنگ خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہونے لگی بلا ایک
جوے خون زمین پر جاری ہونے لگی سے زمین پر ڈھیر ہونے لگے مجروح زمین پر تڑپنے لگے صداے فریاد
و نالہ مجروحان ہر طرف سے بلند ہوئی گھوڑوں کی گشت سے غبار ایسا اڑا کہ روے آفتاب نظر سے
پنہاں ہونے لگا اس جنگ عظیم میں اہل اسلام دست غوغاے رعدآواز سے سپاہ قتل ہوئے
ہزاروں زخمی ہوے آخر اہل اسلام غوغاے رعدآواز سے عاجز ہوئے کیونکہ اس نابکار پر کوئی
حربہ کسی کو کارگر نہیں ہوتا تھا وہ جس کو چاہتا تھا بڑھ کر قتل کرتا تھا اسی حالت میں بادشاہ لشکر اہل اسلام
نے رنگ جنگ اچھا نہ دیکھ کر دست دعا سوے فلک بلند کرکے تاج اپنے سر کا اپنے ہاتھوں پر رکھکر
یوں دعا کی کہ ۔ نظم ۔

اے قادر ذوالجلال از بہر قبول	اے داغ جگر بلا ز اولاد رسول	از دست عدو دست خود بلند مدام
حیرانم و ناچارم و مغموم و ملول		

ابھی بادشاہ لشکر اہل اسلام بہ خضوع قلب دعا کر رہے تھے اشک
آنکھوں میں تھے اکثر سرداران سپاہ آمین مکرر کہ رہے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی غوغاے رعد
آواز نعرے کرکے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کر رہا تھا کہ یکایک تیر دعاے بادشاہ لشکر اہل اسلام
ہدف مراد تک پہونچا اور مسبب الاسباب نے سبب بہبودی اہل اسلام پیدا کیا یعنی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جو بہ دُکان سے چلے تھے دیوان کا تخت اڑتے نزدیک لشکر اہل
اسلام لائے صاحبقران موصوف نے بلندی سے غوغاے رعدآواز کو اپنے لشکر پر حملہ ور
دیکھکر اور اپنے لشکر کو اس کے ہاتھ سے عاجز پاکر بادشاہ لشکر اسلام کو بھی مصروف دعا دیکھکر برہم ہوکر
وہیں سے اس طرح نعرہ کیا کہ او غوغاے رعدآواز مغرور و سرکش و بداندیش باش باش کہ ہم
رسیدیم دست خود را انگہدار از جنگ آزاد شو یہ نعرہ صاحبقران سنکے غوغاے رعدآواز
نے لڑائی سے ہاتھ روک کر سر اپنا سوے فلک بلند کیا دیکھا کہ ایک تخت طلائی مرصع و جواہر کار پر
صاحبقران جہان فرمان بیٹھے ہیں پیچھے ان کے خواجہ طیفور کر دیا بیٹھے ہیں دو تخت اڑتے
ہیں اسی طرف لاتے ہیں یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل میں کہنے لگا کہ ان دونوں کو تو جن اٹھاے لے گئے
تھے امید ان کے آنے کی نہ تھی جانے عجب نیرنگ ہے یہ دونوں دشمن جان و ایمان زندہ سلامت
یہاں آتے ہیں یہ خیال کرکے پھر قصد اپنے کو کیا گینڈا اپنا آگے بڑھایا صاحبقران موصوف نے ہم
بلندی سے فرمایا کہ او غوغاے رعدآواز او ناسمجھ ہاتھ اپنا جنگ سے نہیں روکتا لڑائی سے

باز نہین آتا یاد کر آئندہ روز قبل اس کے ہم سے تجھ سے اسی جگہ مقابلہ ہوا تھا مین مقابلہ جنگ مین
پنجہ تجکو اٹھائے گیا تھا فضل خدا سے ہم پھر زندہ وسلامت یہانتک آئے ہین شرط انصاف یہی اور
دھرم بہادری کا بھی یہی تو کہ پھر ہم سے مقابلہ کر کیون ہمارے اہل لشکر سے ہماری موجودگی مین کرتا
ہو کیسا بہادر ہو نامردون کی سی حرکت کرتا ہو تجھے شرم بھی نہین آتی ہو کہ اپنی حرکت کو چھوڑکر دوسرون
سے جنگ آزما ہوتا ہو غوغائے رعدآواز یہ تقریر صاحبقران کی سنکے بجائے خود کہنے لگا کہ
واقعی صاحبقران سچ کہتے ہین وہ یہان آتے ہین انہین سے لڑنا مناسب ہے یہ بات دل مین کرکے اپنے گینڈے
کو روکا بلکہ جنگ سے ہاتھ روکا اہل اسلام نعرۂ امیر سنکے ازحد شادمان ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی بہت خوش ہوئے کیونکہ صاحبقران نہین آئے گویا مراد دل برآئی ابھی انتظار مین کہ اہل اسلام
خوش ہو رہے تھے غوغائے رعدآوا نے جنگ سے ہاتھ روکا تھا لشکری بھی اس کے حکم سے
ہاتھ جنگ سے روکے ہوئے تھے کہ امیر با توقیر بالائے زمین تشریف لائے دیوون نے تخت طلودی
صاحبقران زمین پر رکھا پھر انہون نے کہا ہم کو اپنے خیریت سے پہونچنے کی رسید یا رقعہ دستے تیجے
صاحبقران نے تخت سے اترکر دیوون کو اپنے مہری رسید اپنے پہونچنے کی لشکر مین لکھدی دیو
وہ رسید و تخت لے کر سوئے قاف روانہ ہوئے ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ
بعد خوشی صاحبقران سے ملے امیر نے بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام
دے کر خیریت مزاج دریافت کی طیفور کردیا سے جملہ عیاران لشکر اہل اسلام آکر ملے ہر ایک خوش
ہوا یہ تمام حال حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ پر سے دیکھا رفقا سے اپنے کہا دیکھو جو دو دشمن ہمارے
اس لشکر مین تھے جن کو ہم سمجھے گئے تھے پھر وہی دونون عدم سے جان آگئے نہین معلوم کیونکر زندہ یہانتک
آئے کہان تھے ان کو تھا کرلے گئے تھے ہم تو سمجھے تھے کہ اب یہ دونون گویا دنیا سے گئے مگر پھر داخل
لشکر ہوئے خیر اجل ان کی ان کو یہان سے آئی ہو غوغائے رعدآوا نے کہا تھے صاحبقران
کسی طرح جانبر نہون گے کاش کہ یہ جہان کہین تھے وہان سے یہان نہ آتے تو ان کی جان بچتی یہان آئے
تو اب ضرور قتل ہون گے اجل ان کی یہان لے آئی ہو رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین کہ یہ
دونون دشمن حضور خود اپنے پاؤن سے مقام مرگ پر آئے ہین یہ معاملہ قضا ہو جہان جس کی قضا
ہو وہین پہونچکر اس کی اجل آتی تھی ابھی بادشاہ قلعہ سے رفقا سے ہم سخن تھے کہ غوغائے رعدآواز
نے بڑھکر پکارکر کہا کہ اے صاحبقران جو کچھ آپ نے فرمایا اسے مین نے تسلیم کیا واقعی اثنائے
مقابلہ سے پنجہ آپ کو اٹھائے گیا تھا ہم کو امید آپ کے آنے کی نہ تھی خیر اب آپ آگئے ہین مین طبل
بازگشت بجواکر جاتا ہون شب کو طبل جنگ بجواکر صبح کو آپ سے مقابلہ کرون گا شرط انصاف یہی ہو
اسوقت آپ بھی دور سے آتے ہین اور دن بھی زیادہ آگیا ہو اس وجہ سے اسوقت لڑائی موقوف
کی گئی ورنہ اسی وقت آپ سے جنگ آزما ہوتا یہ کہکے طبل بازگشت بجواکر اپنے قلعہ مین مع اپنے
لشکر کے گیا اہل اسلام جنگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر آئے صاحبقران نے دیکھا کہ میدان جنگ مین
کئی ہزار اہل اسلام گویا درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہین اور کفار بھی ڈیڑھ دو ہزار قتل ہوئے
ہین میدان مصاف مین انبار لاشون کے ہین یہ رنگ عرصۂ جنگ دیکھکر اہل اسلام کے قتل ہوجانیکا
رنج و افسوس کرکے حکم دیا کہ لاشے میدان جنگ سے اہل اسلام کے اٹھائے جائین موافق شریعت
ابراہیمی ان کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا جائے ملازم حسب الحکم کاربند ہوئے

اسی طرح غوغاے رعدآوازنے بھی اپنے لشکر کے مقتول سوارون کو حرب گاہ سے اٹھواکر
موافق اپنی ملت کے انھین دفن کیا اُس طرف غوغاے رعدآواز اپنے قلعہ داخل ہوکر
آرام پذیر ہوے اس طرف صاحبقران موصوف اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے بادشاہ لشکر
اہل اسلام اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر مرکب سے اترکر اپنے اپنے
خیمہ مین گیا سواران سپاہ بھی مرکبون سے اترکر داخل خیام ہوے جو مجروح تھے حکم صاحبقران
سے علاج اُن کا ہونے لگا جو کہ تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خبر
مشہور ہوئی تھی ملکہ حسین گلگون قبانے بھی سنی تھی کہ آج صاحبقران داخل لشکر ہوے
ہین یہ خبر سنکے خوش ہوئی تھی کیونکہ عاشق ومائل صاحبقران کی تھی اُسی عالم خوشی مین واسطے اظہار
کرنے اپنی محبت وخوشی کے ایک محبت نامہ پوشیدہ طور سے باین عبارت طرف صاحبقران کو تحریر
کیا بعد آداب والقاب کے لکھا کہ اے صاحبقران جب سے آپ کو پنجہ اٹھالے گیا تھا ہمکو نہایت
رنج وملال تھا ہر وقت آپ کا خیال بندھا ہوا اس محبت کا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا ہے ایک قسم کی
الفت پیدا ہوئی ہے اور آپ کو ہمنے اپنے اوپر مائل پایا ہے مثل مشہور ہے کہ دونون جانب سے چاہ
ہوتی ہے اب جو آپ مع الخیر داخل لشکر ہوے ہم کو بہت خوشی حاصل ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ
پنجہ کون تھا اور کسکے پاس لے گیا تھا کہان آپ اتنے دنون تک رہے کس کے ہمنشین ہوئے
کسکے پہلو مین بیٹھے کس کی بزم مین رونق افروز رہے کس کو یہان سے جاکر سرافراز کیا کوئی نئی
محبت کسی سے کی یا نیا کوئی چاہنے والا پیدا ہوا کچھ حال [illegible]ہر نہوا ہمین تو آپنے یاد بھی نہین کیا
اب آپ آگئے ہین دیکھیے کب یہان قدم رنجہ کرتے ہین ادھر بھی توجہ اب دیکھیے کس روز ہوتی
ہے زیادہ دل کیا لکھا جائے اس مضمون کا نامہ جب لکھا گیا ایک اپنے قدیم ملازم وخیرخواہ ہمراز کو دیکر
کہا کہ اس نامے کو صاحبقران کے پاس لے جانا تنہائی مین انھین کو دینا ہماری طرف سے مبارکباد
تشریف آوری کی بھی دینا اگر وہ قبل دیکھنے اور پڑھنے اس نامے کے تجھ سے دریافت کرین کہ یہ
نامہ کس کا ہے تو کہدینا کہ یہ نامہ ملکہ حسین گلگون قبا کا ہے جو دختر ہین حسین سبز قبا بادشاہ
چار قلعہ کی وہ سمجھ جائینگے پھر جو جواب وہ نامہ کا دین اُسے لے آنا لیکن یہ راز کسی پر ظاہر ہونے
پائے اس کا بہت خیال رکھنا اس ملازم نے نامہ لے کر عرض کیا حضور نے جو کچھ فرمایا ہے یہ تابعدار
اسی طور سے حکم کی تعمیل کریگا یہ عرض کرکے وہان سے سوئے لشکر اسلام آیا کسی اہل لشکر سے
بارگاہ صاحبقران دریافت کرکے بہت ہوشیاری سے دربارگاہ تک آکے تنہا تا بارگاہ مین
پاکے اندر بارگاہ کے گیا. دیکھا کہ صاحبقران تنہا تشریف رکھتے ہین کسی فکر مین ہین ملازم مذکور نے
باادب سلام کرکے وہ نامہ دیا صاحبقران نامے کو لیکر لفافہ کو چاک کرکے مضمون نامہ سے آگاہ
ہوکر پشت نامہ پر فقط یہ عبارت جواب نامہ مین تحریر کی کہ اے ملکہ ابھی تو ہم داخل لشکر ہوئے ہین
اسوقت کچھ امور مرجوعہ مذکورہ مین فکرمند ہین جواب حرف بحرف نہین تحریر کرسکتے ہین الا جواب
تمھارے نامہ کا دینگے ہمین تمھارا خیال ہے یہ عبارت لکھکر اُس ملازم نامہ کو دیا وہ ملازم جانے لگا
صاحبقران نے بطریق انعام اُسے زروجواہر دیا وہ خوش ہوکر سلام کرکے جلد بارگاہ سے نکل کر
جانب ملکہ روانہ ہوا بعد قطع راہ خدمت ملکہ مین پہونچا نامہ دیکر تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا ملکہ
جواب نامہ پڑھکر خوش ہوئی چہرے پہ کمال نمود ہوئی آثار خوشی رخ سے ہویدا ہوئی رنج وملال دل سے

دور ہوا یہاں تو باغ میں اپنے ملکہ حسین گلگون قبا خوش و مسرور بیٹھی ہوئی تھی گرد سہیلیاں
بیٹھی تھیں چہلیں آپس میں ہو رہی تھیں وہاں قلعہ میں اسی وقت مہتر سبک رو نے حسین
سبز قبا اپنے بادشاہ کو تنہا بیٹھا ہوا دیکھکر خلیہ پاکر بعد سلام کرنے کے عرض کیا کہ فدوی اسوقت کچھ
عرض کیا چاہتا ہے شاہ مذکور نے کہا کہ اے مہتر سبک رو بیان کر وانس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ
بجاہ ایک روز فدوی نے زبانی نرگس رفیق ملکہ گلگون قبا کی سنا ہے کہ ملکہ صاحبقران
پر مائل ہیں ان کے عشق میں مبتلا ہیں جس روز سے کہ ان کو اٹھا لے گیا ہے ان کو ایسا صدمہ ہے کہ ہنسنا
بولنا چھوڑ دیا ہے بلکہ آب و غذا میں بھی بہت کمی ہے چہرہ اداس ہے اشک آنکھوں میں ہیں رنگ چہرہ
فرط الم مفارقت صاحبقران سے زرد ہو گیا ہے کیونکہ جب وہ لشکر میں تھے ان کو کسی طور سے
دیکھکر دل کو خوش رکھتی تھیں جس وقت سے وہ لشکر میں نہ رہے یعنی ان کو اٹھا لے گیا اسوقت سے ملول
و حزین ہیں اے بادشاہ عالی جاہ یہ حال حضور سے فدوی نے بیان کر دیا ہے اس بارے میں جو مناسب
ہو وہ حضور کریں یہ عرض کر کے مہتر سبک رو تو اپنے خیمے میں چلا گیا حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ
نے برہم ہو کر اسی وقت اپنی دختر کو طلب کیا ملازمان شاہی جو باغ پر آئے اور عرض کیا اے ملکہ عالم
چلیے آپ کے والد نے آپ کو یاد کیا ہے ملکہ مذکورہ بعد خوشی بیٹھی تھی اپنے باپ کے طلب کرنے سے
متردد ہو کر فی الفور محافے میں سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئی سامنے اپنے باپ کے جا کر جھک کے سلام
کیا شاہ ہمارا قلعہ یعنے حسین سبز قبا نے اپنی دختر کے چہرے پر بغور نظر کی مطلق آثار رنج و غم
چہرے پر پا کر کچھ خیال کر کے کہا اے دختر ہم نے فقط دیکھنے کو تمہیں بلایا تھا اب تم قلعہ میں رہا کرو کیونکہ
باغ میں نہ رہا کرو کیونکہ بیشتر اوقات تمہارے دیکھنے کو دل چاہتا ہے ملکہ نے کہا کہ اب میں موافق آپکے ارشاد
کے قلعہ میں رہوں گی باغ میں نہ رہوں گی ملکہ تو اب قلعہ میں ہے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا میں
ہیں لیکن اب دو کلمہ داستان غوغاے رعد آواز کے بیان کیے جاتے ہیں کہ یہ نابکار سیہ درون جو
میدان کارزار سے طبل بازگشت بجا کر اپنے قلعہ سرخ میں آیا بعد تھوڑی دیر کے اس نے حکم دیا
کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگی پر چوب لگائی جائے کل ہم سر میدان صاحبقران سے مقابلہ کرینگے
ہنگام جنگ قتل کرینگے ملازموں نے حسب الحکم طبل جنگ بجایا جب صداے طبل جنگ بلند
ہوئی جو ہرکارے لشکر اہل اسلام کے برائے خبر رسانی مقرر و معین تھے انہوں نے بخوبی خبر سے
آگاہی حاصل کر کے جلد تر جا کر خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ میں بہ یکجا حسب
قاعدہ باادب تمام یعنی اوصاف و ثنا و دعا وغیرہ کر کے خبر طبل جنگ بجوانے غوغاے رعد آواز
کی بیان کرنے لگے کہ بمصداق نظم

ان بحر مکرمت کہ زامداد فیض تو
ہموارہ گردم کو حکمت بود مدار
آنرا کہ ذر تربیت تو عزیز کرد
دوران روزگار رنیار ہنا و خار
آنکس کہ یکدم از ہی سیاست ست شم
برا لحق زمانہ بدین چلبے سوار
گیتی بہزو بود تو خاکیست بے تک
ہرگز ہمین منظر نشناخت از یسار

دائم غریق نعمت تو ہست روزگار
چون شنبہ بود جہت کعبۂ نجات
اجرام آسمان نتواند کرد خوار
اے ملکے کہ راے تو ارزد بملک دین
تا فتح صور لشکر تو زحمت نگار
بگشاے دست عزم کہ کس را دو نوفتاد
خورشید پیش راے تو نقد است کم عیار
در سلک دہر بود شبہ ہمسر گہر

وان قطب معدلت کہ سپہر ہست در مدار
جز سمت درگہش ننکند عقل اختیار
وانرا کہ از حدیقۂ لطف گل شگفت
ہر دم بآستین کرم بستر و غبار
بفشار بلے حرم کہ پیش از تو کس ندید
در مرغزار ملک بدین فربہی شکار
پیش از طلوع کوکب عدل تو آسمان

در باغ ملک بود کہ وہمسر خیز ر	زان لحظہ باز کار جہان انتظام یافت	کاندر پناہ جاہ تو آمد بہ زینہار
بار وزگار خطبۂ اقبال تو خواند	ممکن نبود عرصہ شود بدہ را قرار	از برائے نظم ممالک درین جہان
کس را درون پردۂ تقدیر نیست بار	دوران دولت تو کہ نظم جہان ازوست	باداچو نظم بن ابدالدہر پایدار
جاہ تو ہمچو دولت فردوس [illegible]	عمر تو ہمچو مدت افلاک بے شمار	

اسوقت **غوغاے رعدآواز** بانی فساد و بد اندیش نے اپنے لشکر میں طبلۂ جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکی عدوے قوی کا یہ ہے کہ صبح کو آکے میدان جنگ میں شعلۂ آتش جنگ بلند کرے باقی خیریت ہے **صاحبقران** موصوف نے خبر نوافت طبل جنگ سنکے توکل بخدا کرکے حکم دیا کہ مد و ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجایا جاے نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے ذات خداسے امید قوی ہے کہ وہ ہم کو اوپر **غوغاے رعدآواز** کے غالب کرے گا ان ہرکاروں نے نقارخانے میں جاکر حکم **صاحبقران** سے نقارچیوں کو آگاہ کیا انہوں نے حسب قاعدہ قدیم چوب اٹھاکر بسم اللہ تا آخر زبان پر جاری کرکے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوکر کوسوں تک گئی اہل لشکر بطلے وادنے صداے نقارۂ حربی سنکے آگاہ ہوگئے کہ صبح کو پھر **غوغاے رعدآواز** سے مقابلہ **صاحبقران** ہوگا یہ سمجھکر اسیوقت سے درستی آلات حرب وضرب میں مصروف ومشغول ہوئے بہادران لشکر اپنی تلواروں پر صیقل کرنے لگے تیرانداز تیروں کو حسب دلخواہ تیار و درست کرکے ترکشوں میں بھرنے لگے کانیں جو ناقص ہوگئی تھیں انکو بھی درست کرنے لگے نیزہ دار اپنے نیزوں کو دیکھنے بھالنے میں مصروف ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار وسوار و پیادہ سامان جنگ وجدال کرنے لگا جانب **غوغاے رعدآواز** بھی سامان لڑائی کا ہونے لگا بہادروں نے اگرچہ وقت شب تھا خواب وراحت وآرام سے دست بردار ہوکر درستی آلات حرب وضرب میں بیداری اختیار کی اس شب کو بھی حسب قاعدہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بارگاہ فلک فرسا سے برآمد ہوکر دربار میں تشریف لاکر بالاے تخت حکومت جلوہ فرما ہوئے جملہ سرداران دست یمین ویسار واہل دربار بعد تعظیم وتکریم بقاعدہ آداب وتسلیم بجا لاکے پھر اپنے دنگل اور کرسی وغیرہ پر علے قدر مراتب بیٹھے اس اثنا میں **صاحبقران سلطان کیوان شکوہ** بھی اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوکر دربار میں تشریف لاے **طیفور** گرد پا بھی ہمراہ رکاب تھا ہر ایک سردار واسطے تعظیم **صاحبقران** مدوح کے سروقد اپنے دنگل اور کرسی وغیرہ سے اٹھا یہانتک کہ خود بادشاہ لشکر نے بھی کسیقدر تخت سے اٹھکر تعظیم کی پھر ہر ایک سردار سپاہ دست راستی وچپ نے بادب **صاحبقران** کو سلام کیا **صاحبقران** جواب سلام دے کر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ **طیفور** گرد پا بھی اپنی جگہ پر بالاے کرسی بیٹھ گئے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے **صاحبقران** کی جانب نظر کرکے دست حنائی **صاحبقران** کے ملاحظہ کرکے متبسم ہوکے بزبان فرمایا کہ آج تو رنگ خوشی وشادی سرِ دست آپکے دست حنائی سے ہویدا ہے کیا رنگ دست حنائی ہے کہ پنجۂ مرجان بھی اس رنگ شوخ سے شرمگین ہے شوخی حناسے دست شاہد ہے کہ فی الحال کوئی خوشی ومسرت حاصل ہوئی ہے پوشیدہ طور سے کوئی شادی وعقد کیا گیا ہے مگر چھپانے سے کوئی امر چھپ نہیں سکتا ہے ظاہرا وہ دست حنائی سے لباس بھی آپ کا گواہی شادی دیتا ہے عطر عروس وسہاگ سے معطر ہے عرق تن سے بھی بھینی بھینی خوشبو عروس کو آتی ہے مسعود اور مبارک وہمایون کرے اگرچہ ہماری شرکت اس شادی میں نہوئی اور ہمیں آگاہی

ہوئی صاحبقران نے سر جھکا کر باادب عرض کیا کہ اے شاہ آپ کا بجا ہے خوشی تو ضرور ہوئی ہے اور شاہد
شادی نے رخ انور اپنا دکھایا ہے ظہور طالع خوشی ہوا ہے لیکن اسوقت بوجوہ مفصل عرض کرنا اس کا مصلحت
نہیں ہے بعد اس کے عرض کیا جائے گا پھر بادشاہ ولشکر نے پوچھا کہ اسوقت تین تلواریں آپ کی زیب کمر
ہیں ان میں سے دو تلواریں ایسی ہیں کہ ان کے قبضوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تلواریں فی الحال
دستیاب ہوئی ہیں اور ایک لوح بھی آپ کے گلے میں ہے یہ سب اشیاء کہاں سے اور کیونکر ملی ہوئیں
صاحبقران نے عرض کیا کہ حال ان تلواروں کا اور اس لوح کا بھی یک قلم آپ پر ظاہر ہو جائے گا
بالفعل عرض نہیں کر سکتا بادشاہ ولشکر یہ تقریر صاحبقران کی سنکے خاموش ہوئے پھر اہل دربار سے
جو بادشاہ اور شاہزادے معزز و مکرم و ذیجاہ تھے انھوں نے بھی بعنوان شائستہ صاحبقران
کو مبارکباد خانہ آبادی کی دی صاحبقران مسکرائے پھر رعب و آداب بادشاہ لشکر اسلام سے
کسی نے کچھ تقریر نہ کی سب لوگ باادب خاموش بیٹھے رہے اسی طرح بخشی اور برابر والے و دیگر
عیاران لشکر نے بھی خواجہ طیفور گر دبا کے دست خالی پر نظر کرکے کہا مبارک ہو سردست کوئی
شادی ظہور میں آئی خواجہ نے کہا کہ ہاں اس شادی میں محتاج ہو گیا جو کچھ زر و جواہر وغیرہ میری زنبیل
میں تھا وہ سب اسی شادی میں صرف ہو گیا بلکہ لاکھوں روپیہ کا قرضدار ہو گیا ہوں کسی قسم سے کچھ نہیں ملا
زنبیل میری خالی ہو گئی خاک اڑنے لگی ایک کوڑی بھی زنبیل میں باقی نہ رہی الغرض اس شادی میں تباہ برباد
ہو گیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شادی باعث عسرت و بربادی ہوئی مجھے اس شادی کی خوشی نہ ہوئی بلکہ رنج ہوا
اب فکر یہ ہے کہ جو روپیہ شادی میں صرف ہو گیا وہ تو ہو گیا قرضداروں کو زر قرضہ کیونکر دوں گا ہاں
اگر آپ لوگ میرے قرضہ کی ادائگی چاہتے ہیں گے اور بقدر مراتب مجھے دینگے بطریق شربت پلائی
کے تو البتہ وہ سات آٹھ لاکھ روپیہ ادا ہو جائے گا یہ تقریر خواجہ کی سنکے وہ لوگ بہت مسکرائے اکثر
ہنسے اور کہا کہ اے خواجہ آپ اپنے قرضداروں کی طرف سے تردد نہ کیجیے انشاء اللہ قرضہ ادا ہو جائے گا
ہم سب کوئی فکر کریں گے خواجہ ان کی تقریر سنکے چیں بجبیں ہو کے کہنے لگے کہ تم سب کی عجب باتیں ہیں
کہتے ہو کہ ادائے قرضہ کی فکر کی جائے گی نہیں معلوم کب کی جائے گی فی الحال تو مہاجن جتنے روپیہ
قرض لے کر شادی میں صرف کیا ہے وہ تقاضے شدید کرتے ہیں عدالت مجاز میں نالش کرکے کہتے ہیں
میرے گرفتار کرنے اور قید کرانے کی تدبیریں کر رہے ہیں جو کچھ فکر و تدبیر تمہیں کرنا ہو ابھی کرو روپیہ
ایک جگہ جمع کر دو میں وہ سب روپیہ اپنے قرض کی ادائی میں دیدوں آبرو و عزت اپنی ان مہاجنوں
سے بچاؤں شاگردوں وغیرہ نے خواجہ کی تقریر کو قبول کرکے کچھ کچھ روپیہ سب نے جمع کیا جو جمع
کیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کرکے اپنے پاس جمع کرکے کہا کہ اب کسی روز ان
مہاجنوں کو یہ روپیہ جاکر دیدوں گا وہ سب خواجہ کی باتوں پر ہنسے اور سمجھ گئے کہ ہم ہمیشہ ان کی
ایسی ہی باتیں سنا کئے ہیں الحاصل وہ شب انھیں باتوں میں اور طبل جنگ نہ بجنے میں قریب نصف
کے گزری بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار سپاہ دربار سے اٹھ کر
اپنی اپنی بارگاہ وخیمہ میں گیا صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے طیفور گر دبا اپنے خیمے میں
جاکر راحت پذیر ہوا جب وہ نصف شب بھی گزر کر سحر ہوئی سفیدہ سحری آسمان پر نمودار ہوا سیاہی
شب دور ہونے لگی موذن اذان دینے لگے ہر طرف سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی مرغان خوش الحان
بھی آثار سحر فلک پر دیکھ کے چہچہانے لگے اپنی زبان میں حمد و ثنائے خالق ارض و سما کرنے لگے سپاہ

اور ستارے پنہان ہونے لگے روشنی صبح دمبدم بڑھنے لگی ماہتاب کے چہرے پر اُداسی ظاہر ہوئی
سپیدۂ نوری رخ اُس کے چہرے سے پیدا ہوئی رنگ فلک بدلنے لگا تاریکی مبدل بروشنی ہونے لگی
عابد و زاہد و عبادت گذار با چند نماز پنجگانہ حکم خالق یگانہ سے برائے ادائے نماز سوا اپنے اپنے بستر
خواب سے جلد جلد اُٹھے طہارت وضو کر کے جانمازوں پر رو بقبلہ کھڑے ہو کر بعد اذان و اقامت
تکبیرۃ الاحرام کر کے قرأت سورۂ فاتحہ وغیرہ سوروں میں بہ رجوع قلب مصروف و مشغول ہوئے
رکوع و سجود بخشوع کر کے پھر ایستادہ ہوکے رکعت دوم بھی بطریق رکعت اول پڑھکر قنوت پڑھنے
سے فارغ ہوکے پھر رکوع و سجود بجالا کر تشہد پڑھکر سلام پر سے معینہ و مقررہ پر نماز کو ختم و تمام کرکے
اوراد و وظائف میں مصروف ہوئے اکثر تسبیحات اربعہ پڑھنے لگے لشکر اہل اسلام میں جملہ اہل عالم
بیک سیم ہنگام سحر بیدار ہوئے بعد وضو آمادہ و ادائے نماز ہوئے اس اثنا میں صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بھی بیدار ہو کر با وضو اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران
فوج اسلام نے بادب تمام سلام کیا صاحبقران ممدوح نے جواب سلام دیا پھر موذن نے
اذان بخوش الحانی دی بعدہ ایک مرد دیندار نے اقامت کہی صفیں آراستہ ہوئیں نماز بجماعت
ہوئی جملہ اہل لشکر نے نماز سحر بجا مقتدی پڑھی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی برجوع قلب فریضہ سحری
ادا کیا پھر خالق کونین سے دست بدعا ہوئے مطالب دینی و دنیوی کے واسطے دعا کی علے الخصوص
واسطے فتح و ظفر کے خداوند عالم و عالمیان سے دعا کی اسی طرح صاحبقران و جملہ اہل اسلام نے
جو اُسوقت وہاں موجود تھے اپنی اپنی اجرائے حاجات اخروی و دنیوی کے لئے خدا سے دعا کی بعد
ادائے نماز سحر صاحبقران نے حکم دیا کہ سب مسلح ہوں حسب الحکم جملہ اہل اسلام زرہ و جوشن
و چار آئینہ سے مزین ہو کر مسلح ہوئے صاحبقران موصوف بھی بعد ادائے وظیفہ مسلح ہو کر منتظر
تشریف آوری بادشاہ لشکر در دولت بہمراہی جملہ سرداران لشکر ٹھہرے یکایک پردہ بارگاہ اُٹھا
سب نے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام عالی مقام تخت شاہی پر سر قبلۂ فرمانروائی در بیت
سطوت و صولت و شان و شوکت بالائے تخت بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے کہاریان نوجوان و خوبصورت رنگین
لباس تخت اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے تا در دولت آئیں کہار جو وردیاں نفیس و نو بانات کی پہنے
ہوئے موجود تھے اُنہوں نے کہاریوں سے تخت زرین مذکور کو لے کر اپنے دوش پر رکھا نقیبوں نے
باواز بلند پکار کر کہا کہ ظل اللہ دین پناہ کی عمر و دولت و اقبال ترقی پذیر ہو دشمن مقہور ہو گئے روبرو
بادشاہ نے نظر اُٹھائی صاحبقران وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے موافق قاعدہ بادب سلام کیا شاہ
ممدوح نے بایما و اشارہ سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران ذیشان پہلے اپنے مرکب
پر سوار ہوئے پھر جملہ سرداران سپاہ اپنے اپنے مرکب پر بسم اللہ کہکر سوار ہوئے بعد ازان جملہ سواران
لشکر گھوڑوں پر سوار ہوئے نقارے پر چوب پڑی نقیبوں نے صدائے دور و باش بلند کی سواری
بادشاہ بکر و فر ہمراہی تمام لشکر جانب عرصہ کارزار خراماں خراماں روانہ ہوئی اُسوقت سواری
بادشاہ کا سوئے حربگاہ دکھا پہن کروفر جانا آفتاب عالمتاب کا جانب مشرق سے کچھ کچھ ظاہر ہونا تاروں
کا پنہان ہونا نسیم سحری کا چلنا سبزۂ نوخیز زمین سبز و شاداب کا لہلہانا طائران خوش الحان کا چہکنا بلبلوں کا
چہکنا پپیہے کا بولنا کوئل کا کوکو کرنا گل خودرو کا میدان میں شگفتہ ہونا وہ ان کی بہار وہ اوس کی تراوت
وہ سہانا وقت وہ غول غول گروہ گروہ خیل خیل فوج فوج بادب قاعدہ اہل لشکر کا جانا وہ درمیان

حلقہ بردار ان سپاہ کے تخت بادشاہ ممدوح کا ہوا قابل دید تھا جب اس طرح سواری مثل باد بہاری کے میدان جنگ مین پہونچی حکم بادشاہ سے مصری پہونچا بادشاہ دین پناہ جنگاہ مین ہو بیٹھے تھے کہ سامنے در قلعہ سرخ کھلا سب نے دیکھا کہ غوغائے رعد آواز مسلح و کمل بعید غرور و نخوت گردن پر سوار آگے آگے پس پشت اُس کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار نظاہر ہوا بعد قطع راہ میدان جنگ مین بمقابلہ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اُسوقت حکم سے غوغائے رعد آواز و صاحبقران ذیجاہ سہ اقوام کے بیلچہ بردار و تبردار دونون لشکرون سے باہر نکلے اُنھون نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا جھاڑ جھنڈی کو عرصہ کارزار سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا بعد دونون سمت سپاہ سے سقے مشکین پر آب اپنے دوش پر رکھے ہوئے میدان جنگ مین آئے اُنھون نے اسقدر آب زمین پر چھڑکا کہ زمین عرصہ مصاف سرد و تر ہوگئی گرد و غبار دور ہوا بیلچہ بردار اور سقے میدان سے چلے گئے اور دونون لشکرون مین صف آرائی ظہور مین آئی میمنہ میسرہ ساقہ کمینگاہ قلب و جناح ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا قلب لشکر مین مانند دل بادشاہ لشکر اسلام کا قیام ہوا صاحبقران بعہدہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایہ علم کہ یوسف مصری علمدار لشکر نے کھولا تھا کھڑے ہوئے علم مذکور سے کہ سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی پھر پھرے سے اُس کے بوئے عنبر و مشک کی آنے لگی تمام عرصہ نبرد خوشبو سے معطر ہوگیا میدان کارزار بوئے خوش سے بس گیا سوائے علم مذکور اور بھی علمدارون نے اپنے اپنے لشکر کے علمون کو جلوہ دیا جملہ علمہائے لشکر اہل اسلام وا ہوکر سربلند ہوئے پھر پھرے ہوا سے حرکت مین آنے لگے جنگی بجنے ہر ایک گروہ اور ہر ایک غول مین سپاہ کے بجنے لگے جب شور و غوغائے باجون کا موقوف ہوا دونون لشکرون سے نقیبان خوش آواز و کڑکیت نکل کر میدان مین آکر جوانان سپاہ کو لڑنے پر اس طرح آمادہ کرنے لگے کہ بمصداق

نظم

اے نامورو وہ نام کرنا ۔ رستم سے نہو وہ کام کرنا
تم سب ہو بہادر و دلاور ۔ دنیا مین نہین تمہارا ہمسر

دیکھو آج عرصہ کارزار مین حریفون سے سامنا ہے اپنی اور اپنے جد و آبا کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا دلیرانہ آگے ہی قدم بڑھانا پیچھے قدم نہ ہٹانا سر میدان عزت و آبرو رکھنا بہادرون مین ذلیل و رسوا نہ ہونا بہ امید حیات چند روزہ عرصہ جنگ سے بخوف قتل راہ فرار اختیار نہ کرنا دنیا بے ثبات ہے اہل دنیا یہی جا نہین اجل سے کسی کو گریز نہین ہے مرنا ایک روز ضرور ہے خواہ حضر ہو یا سفر ہو کہین ہو کوئی قضا سے بچ نہین سکتا دست قضا سے گریز ممکن نہین غور تو کرو تمہارے آبا و اجداد جو نامی و نامور شجاع و بہادر تھے وہ آج کہان ہین کچھ بھی اُن کے نام و نشان باقی ہین دنیا سے سوئے عدم چلے گئے زیر خاک پنہان ہوگئے اب تم اُن کو اپنی زندگی مین دیکھ بھی نہین سکتے وہ اب تمکو نظر آ نہین سکتے اجل کے مارے ہوئے گوشہ ہائے لحد مین پڑے سو رہے ہین ایسے غافل ہین کہ اگر اُن کو پکارین تو وہ جواب نہ دین خواب غفلت سے ہوشیار نہون مثل اُن کے تم کو بھی مرنا ہے دنیا سے سوئے عدم جانا ہے مناسب ہے کہ انسان دنیا مین ایسے ایسے کارہائے نمایان کر جائے کہ بعد مرگ اہل دنیا اُسے بہ نیکی یاد کرین پس تم سب بھی بہادر و دلاور رہو مثل اپنے جد و آبا کے شجاع و بہادر ہو آج وہ بہادری اپنی سب کو میدان کارزار مین دکھانا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوجائے اخبار مین اہل اخبار تمہاری بہادریان درج کرین شہرہ تمہاری دلاوری کا دور دور ہوجائے دنیا مین شجاع و بہادر مشہور ہو جاؤ اپنے دشمنون سے منہ نہ پھیرنا دلیرانہ شیرانہ

لڑنا دیکھو آج روز امتحان جرأت وہمت ہے یہ زمین میدان جنگ ایک کسوٹی ہے مرد و نامرد کی پہچان
کی لہذا ثابت قدمی اختیار کرنا خیال رہے کہ میدان رزم سے قدم ہٹنے نہ پائے ورنہ آبرو جاتی رہیگی
مردوں میں شمار تمہارا نہوگا بزدل و نمک حرام کہلاؤ گے اگر اپنے آقا و خداوند نعمت کی رفاقت و
نصرت سے ہاتھ اٹھاؤ گے آبرو گئے پھر آبرو نہیں ملتی ہے دست یاب نہیں ہوتی ہے لازم ہے تم کو دلیرانہ
لڑنا جرأت و شجاعت اپنی دکھانا بڑھ بڑھ کر غنیموں کو تلوار لگانا شیرانہ نعرے کرنا زخمی کرنا خود بھی زخمی
ہو کر بہادروں میں سرخ رو ہونا اگر نصیب دشمنان دست حریف سے قتل بھی ہو جاؤ گے تو شہرہ
دنیا میں بہادر کہلاؤ گے اہل دنیا ہر ایک انجمن و بزم میں تمہاری بہادری بیان کریں گے اور اگر دشمنوں پر
فتحیاب ہوئے تو علاوہ آبرو و عزت کے اپنے مالک و آقا سے خلعت و انعام کثیر پاؤ گے عہدے
تمہارے بڑھیں گے اہل دنیا تم کو بہادر کہیں گے غرضکہ ثبات قدمی جنگاہ میں ہر طرح تمہاری خوب
ہے اور جنگاہ سے بھاگنا معیوب ہے ہمارے نزدیک حیات چند روزہ کے واسطے خوف قتل سے
طریق فرار پسند نکرنا آگے تمکو اختیار ہے بر رسولان بلاغ باشد و بس جبکہ نقیب اور کمیت وسط
میدان جنگ سے علیحدہ ہوئے بلکہ میدان جنگ سے چلے گئے اُسوقت کا سننا وہ جملہ جوانوں کا
خاموش ہو کر بگوش دل تقریر نقیبان سنکے جوش شجاعت میں آنا اکثر بہادروں کا نیاموں کو توڑ کر
پھینک دینا تلواروں کو علم کرکے ارادہ کرنا کہ دلاورانہ صف لشکر عدو پر حملہ کرکے اعدا کو درہم و
برہم کردیں بلکہ سب کو تہ تیغ کریں دلیری اپنی دکھائیں بڑھ بڑھ کر تلواریں لگائیں دشمنوں کو دو نیم
کرکے مرکبوں سے گرائیں اپنی شجاعت دکھائیں جد و آبا کے نام روشن کریں معرکہ جنگ میں سرخ رو
ہوں زخمی ہو کر خون میں نہائیں معرض امتحان میں آئیں ابھی دونوں لشکروں سے کوئی بہادر
میدان جنگ میں نہ نکلا تھا ہر ایک دلاور ارادہ صف لشکر سے نکلنے اور لڑنے کا کر رہا تھا مرنے کو
جنگاہ میں زندگی پر ترجیح دے رہا تھا کہ یکایک غوغائے رعد آواز اپنے کرگدن کو پھیر کر میدان
مصاف میں آکر با آواز بلند پکارا کہ اے صاحبقران آؤ مجھ سے مقابلہ کرو اُس روز تو ہنگام جنگ تم کو
پنجہ اُٹھانے کیا تھا میرے دست سے بچ گئے قتل نہوئے آج ضرور قتل کروں گا بس تاخیر نکرو جلد آکر
مجھسے مصروف جدال ہو تم نے کل وعدہ مجھسے لڑنے کا کیا تھا آج اُس وعدے کو ایفا کرو یہ کہکے
خاموش ہوا ادہر صاحبقران نے مرکب اپنا بڑہایا روبروئے بادشاہ آکر اجازت جنگ طلب کی
بادشاہ نے فرمایا جائیے حوالہ خدا کیا امیر با توقیر نے اجازت جنگ حاصل کرکے رُخ اپنا سوئے حریف
کیا اُسوقت علموں کو خمداروں نے از سر نو جلوہ دیا لشکر اہل اسلام میں جنگی باجے بجنے بادشاہ
لشکر و جملہ سرداران نامور برائے فتح صاحبقران دل سے دست بدعا ہوئے صاحبقران نے
اثنائے راہ میں اُسی لوح طلسمی پر جو قہیم عالی سے دستیاب ہوئی تھی باین نیت نظر کی کہ غوغائے
رعد آواز سے کیونکر لڑنا چاہیے اور کیونکر اُس کو قتل کرنا چاہیے لوح نے ہدایت کی کہ اے
صاحبقران یہ اسم الٰہی جو گوشہ لوح پر ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اوپر اپنے دم کرلو برکت اس
اسم اعظم الٰہی کے غوغائے رعد آواز کے نعرہ و صدا سے تم بیہوش نہوگے اور اس اسم اعظم
باری کو تین مرتبہ اپنی شمشیر سنہری قبضہ پر پڑھکر پھونک لو ہنگام ضرب عدو دو ٹکڑے ہو جائے گا یہ علم
لوح سے پاکر تعمیل ہدایت لوح کرکے جلد مرکب کو جولان کرکے روبرو غوغائے رعد آواز کے
جاکر مرکب کو روکا طیفور کر دیا عقب صاحبقران کھڑا ہوا غوغائے رعد آواز نے صاحبقران

سے کہا کہ میرے نزدیک مناسب ہے کہ آج اپنے دل کا حوصلہ نکال لو جو ضرب لگانا منظور ہو مجھ پر لگالو
حسرت ضرب لگانے کی دنیا سے نہ لے جاؤ میرے ہاتھ سے جانبری دشوار ہے ضرب سے میری زندہ
نہ ہوگے **صاحبقران** نے جواب دیا اے **غوغاے رعد آواز** یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا نہیں ہے کہ
پہلے اپنے دشمن پر ضرب لگائیں تو کوئی ضرب لگا اگر خدا نے تیری ضرب گرز یا تلوار سے ہمیں بچایا تو ہم
بھی تجھ پر ضرب شمشیر لگائیں گے یہ سنکے اس نے موافق قاعدہ دستور اپنے کے پہلے نعرہ کیا **صاحبقران**
کو اس کے نعرہ کرنے سے بہ برکت اسم اعظم الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہ ہوا تھا بیہوشی و غفلت نہ ہوئی
بعد نعرہ کرنے کے **غوغاے رعد آواز** نے اپنے گرز کو گردش دے کر سر **صاحبقران** پر مارا
ادھر **صاحبقران** نے اس کی ضرب گرز کو اپنے گرز پر رد کیا اور گرز **غوغاے رعد آواز**
بالاے گرز **صاحبقران** جو پڑا وہ غلغلہ و ہیبت پیدا ہوئی کہ بینا و شنوا سننے والوں کے گوش
گویا کر ہوگئے پردہ گوش پھٹ گئے زمین تہ و بالا ہوئی پانوں مرکب کے گھٹنوں تک زمین میں غرق ہوگئے
غبار عظیم بلند ہوا اس غبار میں **صاحبقران** پنہان ہوگئے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران سپاہ وغیرہ
اہل اسلام کو سخت تردد ہوا ادھر **غوغاے رعد آواز** نے ضرب گرز لگا کر اپنے دل میں یقین
جان کر کہ **صاحبقران** ہلاک ہوگئے ہوں گے استخوان ان کے ریزہ ریزہ ہوگئے ہوں گے بلکہ پیوند
خاک ہوگئے ہوں گے مرکب بھی ان کا مر گیا ہوگا راکب و مرکب کا نام و نشان بھی نہ ہوگا آواز بلند
پکار کر کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام والے سرداران سپاہ اسلام واے **طیفور گردیا** اندر اس
غبار کے دیکھو تو کہ **صاحبقران** کا کیا حال ہوا ڈھونڈھو کوئی استخوان ان کا ملتا بھی ہے یا نہیں آج
میں نے وہ ضرب گرز لگائی ہے کہ قبل اس کے کبھی کسی پر اس زور سے ضرب گرز نہ لگائی تھی یقین ہے
کہ وہ مع مرکب نیست و نابود بلکہ پیوند خاک ہوگئے ہوں گے ذرا ان کی آکر خبر لو لاش ان کی تم کو
ہرگز نہ ملے گی کہ تم ان کو دفن کرو میرے گرز گران نے ان کو زمین میں ایسا دفن کیا ہے کہ سرمہ سا کرکے
ان کو خاک میں ملا دیا ہے اب تم کو ان کے دفن کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے تم کو ان کی دلاوری پر
بہت ناز تھا ان کا غرور پست ہوگیا میری ضرب گرز سے وہ خاک کے پیوند ہوگئے غربال سے چھانو گے
تو ریزہ ہاے استخوان بھی ان کے نہ پاؤ گے یہ کلمات **غوغاے رعد آواز** کے سنکے بادشاہ لشکر و جملہ
سرداران لشکر اہل اسلام از حد متردد ہوئے اکثر سواران لشکر آبدیدہ ہوئے سب نے ارادہ کیا
کہ آگے بڑھکر حال **صاحبقران** مشاہدہ کریں لیکن سب کے پہلے **طیفور گردیا** نے چابک بیدہ از آب
زنبیل سے جلد تر نکال کر پانی اس قدر چھڑکا کہ وہ گرد و غبار دفع ہوا دیکھا کہ **صاحبقران** زندہ و سلامت
ہیں گرز ہاتھ میں مانند ستون کے قائم ہیں گرد و غبار سے چہرہ و گیسو پر خاک ہے کسی قدر چہرہ متغیر ہے عرق آگیا
ہے آنکھیں بند ہیں مرکب گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا ہے دم سینے میں [illegible] قرار باقی ہے قریب ہے کہ
گر پڑے یہ حال دیکھکر خواجہ طیفور گردیا کو اس امر کی خوشی حاصل ہوئی کہ **صاحبقران** سے [illegible]
نے انوری کے چند چھینٹے جب دیے اور عرض کیا ! **صاحبقران** ہوشیار رہیے حریف آپ کو
ضرب گرز لگا کر کلمات غرور آمیز و نامناسب کہہ رہا ہے **صاحبقران** نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ جملہ
سرداران سپاہ مع بادشاہ لشکر وہاں آگئے ہیں سب نے مزاج پرسی کی امیر با توقیر نے جواب دیا کہ بفضل خدا
سے اچھا ہوں سب کو خوشی و مسرت حاصل ہوئی اطمینان ہوا پھر سب بدستور صفوں میں داخل
ہوئے بادشاہ لشکر قلب لشکر میں آئے ادھر **صاحبقران** نے اپنے مرکب کو مہمیز کرکے وہاں سے

نکلا وہ گویا ایک طبقہ خاک سے کر نکلا اسوقت غوغاے رعد آواز صاحبقران کو زندہ دیکھکر
نہایت متحیر و متفکر ہوا اور دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا ابھی غوغاے رعد آواز غرق دریاے
حیرت تھا کہ صاحبقران نے اُس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ او نابکار ضرب گرز لگاکر اپنے خیال خام مین
کیا سمجھکر لاف وگذاف کرتا تھا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کرتا تھا خوش ہوکر بالیدہ ہوا تھا اب ہوشیار
ہوجا کہ اجل تیری تیرے سر پر آتی ہے تلوار کا وار کرتا ہون وار تیرا رک کر اب تجھپر وار کرتا ہون کہ بمصداق
شعر۔ تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ اب بھی وحدانیت خدا
کا قائل ہو دین اسلام اختیار کر اپنے دین باطل کو ترک کر اُس نے جواب دیا اے صاحبقران مجکو
نہایت حیرت ہے کہ تم میرے نعرے سے بیہوش نہوئے اور میری ضرب گرز سے ہلاک نہوئے رشتہ حیات
تمہارا شاید مضبوط تھا ورنہ میرے نعرے سے ممکن نہین کہ حریف بیہوش نہوجائے اور میری ضرب
گرز سے پیوند خاک نہوجاے خیر جانے عجب ہے کہ تم جانبر ہوئے اب تم بھی جو چاہے مجھ پر حربہ لگاؤ مجکو
ہدایت مکرو مین تمہارا دین قبول نکرونگا یہ کہکے بے خوف وخطر کھڑا رہا باین خیال کہ مجھ پر تو کوئی حربہ
کارگر کبھی نہوگا نہ مجھے کسی طرح کا ضرر پہونچے گا کیونکہ طلسم بند ہون نہ حریف کو میسر ہے طلسم شمشیر جہان
اور وہ شمشیر ان جو خاص واسطے قتل ساحرون اور اشخاص طلسم بند کے نسیم عالمی نے تیار کی ہی
دستیاب ہوگی نہ مین قتل ہونگا ادہر صاحبقران نے تقریر اُسکی سنکے اُسکے دین اسلام نہ
قبول کرنے سے برہم ہوکر نعرہ کوہ شگاف کرکے وہی شمشیر جسکا قبضہ سنہری تھا صاحب ہدایت
لوح میان سے کھینچکر اور وہی اسم اعظم الٰہی جو لوح نے پڑھنے کی ہدایت کی تھی ورد زبان کرکے شمشیر
پر دم کرکے مرکب کو آگے بڑھاکر سر پر غوغاے رعد آواز کے لگائی اُس نے احتیاطاً سپر کو اٹھاکر
سر کی پناہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا سپر کو کاٹ کر اُسکے سر پر آئی سر سے گذر کر گردن سے بھی گذر کر
سینے مین ذرا دم سے کر شکم و کمر کو کاٹ کر گردن پر آئی سپر اُس کو مثل زالک کے ٹکڑے کرکے مانند
جسند وزمین پر آئی راکب ومرکب چار ٹکڑے ہوکر مانند کوہ بالا سے خاک گرے اسپر باتوقیر نے نعرہ تکبیر
بلند کیا اہل اسلام کو معلوم ہوگیا کہ صاحبقران نے غوغاے رعد آواز کو قتل کیا سب کو ازحد
خوشی حاصل ہوئی شور تحسین وآفرین بلند ہوکر چرخ فلک اول تک پہونچا سواران سپاہ غوغاے رعد
آواز جنکا پہلے تو اپنے حاکم ومالک غوغاے رعد آواز کے قتل ہونے سے متحیر ہوئے پھر برہم ہوکر سب نے
یکبارگی صاحبقران پر حملہ کا ارادہ کیا کہ صاحبقران کو قتل کیجیے اور صاحبقران بھی اُنکے اس طرف
آنے سے ہوشیار ہوئے اُن سوارون نے گھوڑے دوڑا کر چہار طرف سے صاحبقران کو گھیر لیا نیزہ و شمشیر
وتبر و تیر لگانے لگے بادشاہ و لشکر اہل اسلام نے یہ رنگ جنگ دیکھکر اشارہ کیا فوراً جملہ سرداران سپاہ اسلام
مردان لشکر کو ہمراہ لےکر گھوڑے اٹھاکر ان سوارون پر حملہ ور ہوئے جب دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے
لگی برق شمشیر میدان جنگ مین چمکنے لگی طرفین کے لشکری کام آنے لگے سر تن سے جدائی ہونے لگی کشتون
کے پشتے لاشون کے انبار جا بجا ہونے لگے زخمی سوار مرکبون سے گر کر زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپ
تڑپ کر نالہ و فریاد کرنے لگے صاحبقران موصوف بھی اُس جنگ مغلوبہ مین بضرب شمشیر آبدار ان سواران
نابکار کو قتل کرنے لگے ایسی شمشیر زنی کی کہ سواران سپاہ غوغاے رعد آواز تاب ثبات قدمی
نہ لاکر میدان جنگ سے بے اختیار طرف قلعہ دوم سبز رنگ کے کہ مالک اس قلعہ کا بیران تیغ ابرو ہے
بھاگے اہل اسلام نے کچھ اُنکا تعاقب کیا بعدہ تمام خیمہ و خرگاہ غوغاے رعد آواز لوٹ لیا یہ حال

حسین جنز قبا نے کہ بادشاہ ہر چہار قلعہ تھا اپنے قلعے پر سے دیکھکر نہایت متحیر و متعجب ہوکر بجائے خود کہا
کہ یہ کیا واقعہ درپیش آیا غوغاے رعدآواز تو طلسم بند تھا یہ کیونکر قتل ہوگیا ہائے یہ کیا غضب ہوا
کچھ سمجھ میں نہیں آتا عقل اس جگہ حیران ہے غوغاے رعدآواز کی موت تو بجز اُس شمشیر کے جو در قلعہ
شمشیر جنبان پر لٹکتی ہے اور کسی حربے سے تھی نہیں وہ طلسم کیا ٹوٹ گیا لوح طلسمی کیا صاحبقران کے
ہاتھ آگئی کیا وہ تلوار بھی صاحبقران کو دستیاب ہوگئی جو غوغاے رعدآواز آج میدان جنگ
میں قتل ہوگیا یہ باتیں شاہ مذکور بالاے قلعہ کرسی زرنگار پر بیٹھا ہوا کر رہا تھا کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بعد قتل کرنے غوغاے رعدآواز کے اور بھگانے اُن سواران نابکار کے یکبارگی
مع تمامی اپنی سپاہ کے داخل قلعہ اول سرخ ہوئے قلعہ مذکور پر اپنا قبضہ کیا تمامی سے سجدہ شکر پروردگار
عالم کیا پھر بعد مسرت و جشن قلعہ میں قیام کیا مال و زر جو قلعہ میں تھا وہ ہاتھ آیا لشکر اہل اسلام فروکش
ہوا سب کو خوشی ہوئی جملہ اہل لشکر شادمان ہوئے صاحبقران موصوف تو داخل قلعہ مذکور ہیں
مگر اب حال اُن سواران فراری کا لکھا جاتا ہے کہ جو میدان جنگ سے بھاگے تھے وہ ایسے بدحواس اور
مضطر و پریشان ہوکر بھاگے کہ اپنے قلعہ سرخ میں بھی خوف صاحبقران و اہل اسلام کے نہ گئے افتان
و خیزان باحال پریشان قلعہ دوم سبزنگار پر پہنچے قلعدار سبزنگار اپنے قلعے میں بآرام و راحت کرسی
زر و جواہر نگار پر شاہانہ بیٹھا تھا رفقا اُس کے بیٹھے ہیں و بسیار اُس کے بیٹھے ہوئے قلعدار دوم قلعہ سبزنگار
سے عرض کر رہے تھے آج صاحبقران نے بھی غوغاے رعدآواز سے مقابلہ کیا ہے یقین ہے کہ آج
غوغاے رعدآواز ان کو بضرب گرز ہلاک کرے بعد ازاں اُن کے لشکر کو پراگندہ و تباہ کرے
اُس سے صاحبقران باوجود شجاع و بہادر ہونے کے کیا ذکر فتحیاب ہوں گے حضور تھوڑی دیر میں خبر
سُن لیں گے کہ صاحبقران دست غوغاے رعدآواز سے مارے گئے بہران کج ابرو
قلعدار و پہلوان زبردست مسکراکر جواب اُن کو دے رہا تھا کہ تم سچ کہتے ہو غوغاے رعدآواز
صاحبقران سے قتل و زیر نہوگا اس میں ایک راز ہے بلکہ صاحبقران پہ کیا موقوف ہے وہ کسی سے
قتل نہوگا مثل اُس کے ہم بھی ہیں کہ ہمارے اوپر تیغ و تیر و نیزہ و شمشیر و گرز وغیرہ کوئی حربہ کسی قسم کا
کارگر ہو ہی نہیں سکتا ہے ہم وہ بہادر ہیں کہ ہم سے کوئی دنیا میں لڑ ہی نہیں سکتا ہے ہاں وہی ہم سے مقابلہ
و مجادلہ کرے گا جو اجل رسیدہ ہوگا رفقا خوشامدانہ عرض کر رہے تھے واقعی حضور ایسے ہی شجاع و بہادر
ہیں کہ روے زمین پر کوئی ہمسر حضور کا نہیں ہے دنیا میں کوئی جری و بہادر حضور سے لڑ نہیں سکتا ہے کوئی
صاحب ضرب نیزہ و گرز حضور سے بچکر زندہ رہ نہیں سکتا ہے شجاعت و بہادری میں مثل و نظیر حضور کا زیر فلک
بالاے زمین کوئی نہیں ہے بہران کج ابرو تقریر اپنے رفقا کی سنکے خوش ہو رہا تھا کہ یکایک کان میں
صداے شور نالہ و فریاد آئی گھبراکر اپنے رفقا وغیرہ ملازموں سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ شور نالہ و فریاد
کیسا ہے حسب الحکم اکثر خادم و خدمتگار گئے بعد ایک لمحے واپس آکر عرض کرنے لگے اے حضور فیض گنجور
اسوقت پچیس تیس ہزار سواران لشکر غوغاے رعدآواز نہایت مضطر و بدحواس نالان و گریان
باحال پریشان اکثر زخمدار مجروح نیزہ و تیغ آبدار در قلعہ پر کھڑے ہیں اُن سے معلوم ہوا کہ اسوقت
غوغاے رعدآواز دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہنگام مقابلہ و مجادلہ
عرصۂ جنگ میں مارا گیا لاش اُس کا جنگگاہ میں پڑا ہے قلعہ اول سرخ چھوٹ گیا ہے سب فریادی حضور کے
پاس آئے ہیں بہران کج ابرو یہ خبر سنتے ہی پہلے تو دنگ ہوگیا حیرت و غم سے چہرے کا رنگ

ہوا بحر موج حیرت و افسوس میں غوطہ زن ہوا اس خبر بجانے سے سکتہ سا ہو گیا لیکن پھر کچھ خیال
کر کے ان ملازموں پر غصہ کر کے بولا کہ اے بدخواہو نمک حراموں کیا بیہودہ بکتے ہو فال بد اپنی زبان
سے نکالتے ہو تمہارے دریافت کرنے اور سمجھنے میں فرق ہوا ہے کوئی اور واقعہ ہے غوغاے رعد
آواز ارا ہو گیا ہوگا اُسے دنیا میں کون قتل کر سکتا ہے اُس پر کسی کا حربہ کارگر ہو ہی نہیں سکتا ہے ہرگز ہرگز
وہ قتل نہ ہوا ہوگا جاؤ دور ہو میرے سامنے سے تم سب نالائق و بیہودہ گو و بدخواہ ہو وہ ملازم تو قہر و
غضب بہران کج ابرو سے تھراتے ہوئے سامنے سے ہٹ گئے لیکن بہران کج ابرو نے
واسطے دریافت کرنے خبر صحیح کے اپنے دیگر ملازموں سے کہا کہ ان سواروں کو جو در قلعہ پر آئے ہیں
ان سب کو تو یہاں نہ لاؤ ہاں ان میں سے چند سواروں کو ہمارے روبرو بلا لاؤ ملازم گئے اور ان
سواروں میں سے چند سواروں کو اپنے ہمراہ لے کر سامنے بہران کج ابرو کے لے گئے سواران
مذکور نے قلعدار دوم قلعہ سبز نگار بہران کج ابرو کو با دب تمام سلام کیا اس نے ان سے پوچھا
کہ تم سب یہاں کیوں نالہ کناں آئے ہو باعث تمہارے نالہ و فغاں کا کیا ہے انہوں نے دست بستہ
عرض کیا حضور آج ہمارے مالک و آقا غوغاے رعد آواز و صاحبقران سے مقابلہ ہوا تھا
ہنگام جنگ ہمارے آقا نے نعرہ کر کے بڑے زور سے گرز سر صاحبقران پر مارا کہ وہ گرد و غبار
میں نہاں ہو گئے ہمارے آقا کو یقین ہوا کہ صاحبقران ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہو گئے
یہ یقین کر کے وہ خوش ہو کر کلمات دل شکن اہل اسلام اپنی زبان پر لائے ہنوز تھوڑی دیر گذری
تھی کہ صاحبقران نے اس گرد و غبار سے زندہ ظاہر ہو کر بعد گفتگوے بسیار ایسی تلوار ہمارے
آقا کے سر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے گینڈا نہیں نہیں گرگدن ان کا بھی جس پر وہ
سوار تھے دو ٹکڑے ہوا راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر لوٹنے لگے ہم سب یہ واقعہ جانگزا اور
سانحہ مصیبت افزا دیکھ کر تاب ضبط نہ لا کر صاحبقران پر حملہ آور ہوئے چاہا کہ عوض خون آقاے
نامدار غوغاے رعد آواز کا ان سے لیں ان کو تہ تیغ کریں ہنوز ہم سب حملہ آور ہوئے تھے
گھوڑے اُٹھائے تھے کہ ناگاہ حکم بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ سواران لشکر اسلام بھی بڑھے جب
ہم وہ ملے تلوار چلنے لگی بڑے دلیرانہ صد ہا اہل اسلام کو قتل کیا ہم میں سے بھی ہزاروں قتل ہوئے
جنگ مغلوبہ خوب ہوئی آخر کار وہ سب لاکھوں تھے ہم تھوڑے تھے تاب جنگ و پیکار نہ لا کر میدان
جنگ سے بھاگ کر حضور کے پاس فریاد کناں آئے ہیں لاشہ ہمارے آقا کا ابھی تک میدان رزم میں
پڑا ہے ہم ان کے لاشے تک بھی نہ جا سکے لاشہ ان کا اٹھا نہ سکے بہران کج ابرو یہ خبر حیرت اثر
سن کے بہت حیران و پریشان خاطر ہو کر دنگ ہو گیا ہمہ تن تصویر حیرت و تصویر گل ہو گیا دیر تک
اُس کو سکتہ سا رہا اُس کے رفقا بھی جو اُس کے پاس بیٹھے تھے ان کے چہروں سے بھی رنگ اڑ گیا
ہر ایک کا چہرہ فق ہو گیا غم سے جسم میں خون خشک ہو گیا صورت تصویر بے حس و حرکت و خاموش
ہو گئے دریاے حسرت و الم میں غوطہ زن ہوئے بہران کج ابرو نے بعد حیرت و صدمہ بسیار
ان سواروں سے کہا کہ تم سب جا کر ہماری فرودگاہ لشکر پر مقیم ہو یہیں حال قتل غوغاے رعد
آواز معلوم ہوا خیر دیکھا جائے گا انتقام خون غوغاے رعد آواز صاحبقران سے لیا جائیگا
وہ سوار سب کے سب قلعہ سے نکل کر بیرون قلعہ آ کر فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوئے بہران کج ابرو نے
اپنے رفقا سے مخاطب ہو کر کہا کہ جاے حیرت و مقام عجب ہے کہ غوغاے رعد آواز سے صاحبقران

سے مارا گیا صاحبقران کو وہ اشیار کمان سے دستیاب ہوئین کہ جس سے غوغاے رعدآواز کی قضا تھی اُن اشیا تک تو صاحبقران کا پہونچنا اور اُن کا ہاتھ آنا کسی طرح ذہن و عقل مین نہین آتا ہے وہان تک تو کسی جن اور دیو کا بھی گذر نہین ہو سکتا ہے لیکن بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ فی زمانہ غوغاے رعدآواز خداوندگل نرگس سے بداعتقاد ہو گیا ہوگا اسی وجہ سے خداوندگل نرگس نے برہم ہو کر صاحبقران کو اُس پر مسلط کیا اُنھون نے اُس کو قتل کیا بجز اس احتمال کے اور کوئی بات ذہن مین نہین آتی ہے رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ احتمال قریب القیاس ہے ورنہ غوغاے رعدآواز قتل ہوتا بیران کج ابرو نے کہا کہ مین خداوندگل نرگس سے کبھی بداعتقاد نہین ہوا اب تک مجکو اعتقاد ہے مین اُنھین کی پرستش کرتا ہون مجھسے خداوندگل نرگس خوش ہون گے مین معتوب خداوندی نہونگا پس اس وجہ سے ہی کوئی مجکو قتل کر نہین سکتا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے وقت سحر ہم میدان کارزار مین صاحبقران سے مقابلہ و مجادلہ کرکے انتقام خون غوغاے رعدآواز ان سے لین گے سر میدان اُن کو اسطرح قتل کرین گے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُن کے حال زار پر نالان و گریان ہون گے دیکھنے والون کو بھی حیرت ہوگی ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجوایا صداے کوس حربی بلند ہوئی لشکری بیران کج ابرو کے صداے طبل جنگی سنکے آگاہ ہوئے کہ کل صبح کو لڑائی ہوگی ہمارے آقا و مالک صاحبقران سے جنگ آزما ہون گے ہم لشکریان صاحبقران سے وقت ضرورت لڑین گے لہذا سامان جنگ و جدال کرنا چاہیے یہ سمجھکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ادھر بیران کج ابرو قلعدار قلعہ دوم سبز نگار نے تو طبل جنگ بجوایا ہے صداے طبل جنگی بلند ہے لیکن اب حال سرکاران لشکر اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جو سرکارے یار جاسوس و خبررسانی بصورت مبدل در قلعہ دوم پر موجود تھے اُنھون نے تمام حال بچشم خود مشاہدہ کرکے طبل جنگ بجتے دیکھکے بعجلت اپنے لشکر کی راہ لی بعد قطع راہ خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جا کر موافق قاعدہ بصد ادب دست بستہ یون دعا دیا و اوصاف شجاعت و جو دہت صاحبقران اپنی زبان پر لا کر خبر نواخت طبل جنگ بیان کی کہ بمقتضاے این

نظم

بہ پید عالم غیب است راے انور تو
ز بزم تو چو معطر شود مشام جہان
بہر طرف کہ رود رایت مظفر تو
اگرچہ خصم تو دعواے سلطنت سازد
بود مسخر دوران چرخ و اختر تو

بسر فرازی ازان پایہ سر گذشت کہ
فلک بعرق کند از شرم بوسے گہر تو
بماند دشمن دجال صورت در گل
زمانہ فتح نماید بہ بخت و افسر تو
بعون عصمت حق دولت جہان باد

توئی کہ ملک تفاخر کند بگوہر تو
ہماے سایہ تو اند فگند بر سر تو
ہمیشہ نصرت تائید پیش رو آید
ہو خرز ساعقہ گرز گاو پیکر تو
ہمیشہ تار دل اندر جہان کون فساد
کہ چرخ از بن دندان شود مسخر تو

حضور کی عمر دراز ہو سواران لشکری غوغاے رعدآواز میدان جنگ سے چاک کردہ قلعہ دوم سبز نگار پر گئے تھے نالہ و فریاد اُن کی سنکے قلعدار قلعہ دوم سبز نگار مسمی بیران کج ابرو پہلوان قوی ہیکل نے اُن کو طلب کرکے اُن سے حال پوچھا تھا اُنھون نے تمام حال قتل غوغاے رعدآواز و جنگ مغلوبہ کا بیان کیا تھا قلعدار دوم مذکور نے بعد حیرت و افسوس بسیار آخرکار برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اس بداندیش کا یہ ہے کہ وقت سحر اپنے قلعے سے مع اپنی سپاہ کے میدان رزم مین آ کر ملازمان حضور سے ہم نبرد ہو باقی جو مرضی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی کوس جنگی بجایا جائے

ہم کو بیران کج ابروے کچھ خوف نہین ہی کیونکہ اگر وہ قوی ہی تو نگہبان ہمارا سب سے قوی تر ہی
بمصداق این مصرع ۔ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ۔ انشاء اللہ تعالیٰ مثل **غوغاے**
رعد آواز کے **بیران کج ابرو** کو بھی قتل کرینگے یہ فرماکر خاموش ہوئے ان ہرکارون نے
نقارہ نوازون سے جاکر حکم **صاحبقران** بیان کیا انھون نے موافق قاعدہ چوب اٹھاکر بسم اللہ تا آخر
زبان پر جاری کرکے نقارے پر لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی پھر تو دیگر نقارچیون نے بھی دیگر نقارے بجائے
صداے نقارہ ہاے رزمی تا گنبد فلک گئی اہل لشکر لڑنے ادنیٰ صداے نقارہ ہاے رزمی سنکے باخبر ہوئے
کہ صبح کو پھر میدان جنگ مین لڑائی ہوگی تلوار چلیگی یہ خیال کرکے سب صغار و کبار سردار و سوار تیاری جنگ
مین مصروف ہوئے جا بجا خیمون مین تو تھا ۔ دجنگی بج رہا دونون طرف تیاری جنگ خوب ہورہی ہی لیکن اب
حال **حسین سبز قبا** بادشاہ ہرہبار قلعہ کا لکھا جاتا ہی کہ جس وقت سے اس نے بالاے قلعہ سے **غوغاے**
رعد آواز کو قتل ہوتے دیکھا ہی نہایت متردد و متفکر و حیران ہی بار بار زانو پر ہاتھ مارتا ہی اور کہتا ہی کہ
ہاے یہ کیا غضب ہوا **غوغاے رعد آواز** کس طرح قتل ہوگیا یہ تو طلسم بند تھا اس پر تو کوئی حربہ
اثر ہی نکرتا تھا اس کے قتل کرنے کی تلوار فہیم عاملی نے دور جاکر ایسی جگہ رکھی تھی کہ وہان کبھی انسان
کا گذر ہی نہو اور اگر گذر بھی کسی طرح ہو تو دستیاب نہوسکے جب تک لوح طلسمی اُس کو نہ ملے اور
لوح ہدایت نکرے اور لوح طلسمی ایسی جگہ پوشیدہ کی تھی کہ وہان کسی کو گمان لوح کے ہونے کا بھی نہو
اور وہان تک کبھی کسی کا گذر نہو سواے چند زن و مردے کہ وہ دشمن نہین ہین دوست ہین کیسا
صاحبقران بمقام لوح طلسمی تک پہونچے طلسم خنشیر جنبان کو فتح کرلیا وہ دونون تلوارین ہاتھ آگئین
ہو **غوغاے رعد آواز** ضمین ایک تلوار سے دو نیم ہوگیا یا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہوئی قتل
غوغاے رعد آواز کا یہ حال کیونکر دریافت ہو کس سے پوچھون یہ باتین تنہائی مین خود ہی کرتا
تھا اور متاسف ہوتا تھا اپنی جان کے بھی جانے کا اندیشہ تھا اسی حالت مین اس کو خیال
آیا کہ لاشہ **غوغاے رعد آواز** کا میدان جنگ مین پڑا ہوا سواے اُس کے لاشے کے اور بھی لاشے
سرداران سواران مقتول کے متصل میرے پڑے ہین مین بادشاہ ہرہبار قلعہ ہون صاحب اقتدار و اختیار
ہون میری زندگی مین لاشہ ہاے مذکور کا بے قتل پڑے رہنا باعث ننگ و بدنامی ہی لہذا مناسب ہی کہ
اپنے ملازمون کو حکم لاشون کے اٹھانے کا دون ظاہر و غم و حیرت مین نہ پڑے رہون جو کچھ ہونے والا
ہوگا اس کا علم ہوگا یہ خیالات کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاش **غوغاے رعد آواز** دیگر
ہمارے مذہب و ملت والون کا جو آج قتل ہوئے ہین جاکر اٹھاؤ دیر نہ لگاؤ ملازم اسی وقت گئے
لاشے میدان جنگ سے اٹھالائے پھر موافق ملت بادشاہ ہرہبار قلعہ ان کو دفن کیا **صاحبقران**
نے بھی اپنے ملازمون کو روانہ کرکے اپنے لشکر کے جو سوار قتل ہوئے تھے ان کو موافق شریعت
ابراہیمی دفن کرایا بعد ازین حکم **صاحبقران** سے بیرون قلعہ سرخ میدان وسیع مین بارگاہین اور
خیام استادہ و برپا ہوئے لشکر فرودگاہ و سپاہ پر فروکش ہوا ہنگام شام بادشاہ لشکر اہل اسلام و
اکثر سرداران لشکر کی راے سے اس فتحیابی کا جشن ہوا بزم عشرت مین نازنینان خوبرو و خوش گلو
روبروے بادشاہ و لشکر موصوف و **صاحبقران** نامدار و جملہ سرداران سپاہ کے رقص و نغمہ
کرنے لگین ایک مطربہ خوش آواز نے یہ غزل گائی ۔ **غزل**

وہ نور حسن شمع جو پرتو فگن ہوا	پروانہ جمال دل انجمن ہوا
اب تک نہ مجکو یار کا قامت دہن ہوا	

انتجاب ہی کی فکر مین مین گم سخن ہوا
ہر دم کو تیری چشم سے ہر مین بیخودی
آنکے ہی فصل گل کے مجھے دیوانہ پن ہوا
پھولی نہین سماتی ہے بلبل چمن مین آج
جس کا پسینہ عطر گل یاسمن ہوا
قرب خدا رہے گا قیامت مین سرخرو

زلف رسا کی بو جو سنگھائی نسیم نے
آنکھین ملا کے مست غزال ختن ہوا
کیون پیچھون مین یار اُلٹنے لگا تجھے
رونق فزائے باغ جو وہ گلبدن ہوا
اس بت کی اک جھلک نظر آئی تو دیکھنا
بس دل سے جو فدائے امام زمن ہوا
مشکور خاص و عام جو اپنا سخن ہوا

وحشت بڑی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
صحرا ہی مین ہون قیس ہر وحشت کا جو تمام
کیا صحبت رقیب مین پھر جو جلیس ہوا
مین جان نثار اس بت خوش پیرہن کا ہون
واعظ کے پکارے مین بر ہمن ہوا
اے مہدوی یہ اتفاقی ہی کا فیض ہے

اہل بزم خوش ہوکر بجائے خود اُس نازنین خوش گلوکی گانے کی تعریف کرنے لگے دو پہر رات تک بزم عشرت آراستہ رہی بعدہٗ بزم مذکور سے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ تمامی سرداران سپاہ اسلام اپنی اپنی بارگاہ وخیام مین جاکر داخل ہوئے اکثر قلعے مین سے جب وہ شب بسر ہوکر سحر ہوئی تمام اہل لشکر نے بیدار ہوکر بعد وضو نماز سحر بخضوع وخشوع ادا کی اور واسطے اپنی حاجات کے خدائے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام وامیر عالی مقام نے بھی بعد ادائے فریضۂ سحری برجوع قلب واسطے فتحیابی کے پروردگار عالم سے دعا کی پھر صاحبقران نے حکم تیاری سپاہ وکمر بندی کا دیا ہر ایک سردار جو سوار مسلح ومکمل ہونے لگا صاحبقران بھی مسلح ہوئے اتنی دیر مین بادشاہ لشکر اسلام برآمد ہوئے صاحبقران وتمامی سرداران لشکر نے بادب سلام کیا بعدازین حکم شاہ موصوف سے سب اعلے ادنی مرکبون پر سوار ہوکر گروہ گروہ خیل خیل بادب ہمراہ سواری بادشاہ بجاہ چلے سواری بادشاہ لشکر اسلام اُسوقت قابل دید تھی الحاصل جب سواری بادشاہ نبردگاہ مین پہونچی سب شہر سے انتظار آنے بہران کج ابرو کا کرنے لگے یکایک سامنے سے غبار بلند ہوا جب دامن غبار دست نسیم سحر نے چاک کیا سب نے دیکھا کہ بہران کج ابرو ترش رو قوی ہیکل نہایت قوی بازو جوان زبردست ہر مسلح ومکمل گینڈے پر سوار ہر نیزہ طویل اُس کے ہاتھ مین ہر چہرے سے بانکپن اور شجاعت ظاہر ہر کمر مین تیغ خارا شگاف ہر زرہ وچار آئینہ وخود وجلم وغیرہ بآس واجبات جنگ سے آراستہ ہر ساتھ ساتھ اُس کے اوس سے پر ایک گرز گاؤسر طویل ونہایت گران ہر پس پشت اُس کے چالیس پچاس ہزار سواران آزمودہ کار ہین اس شان وشوکت وصولت سے دیرانہ شیرانہ بخندان پیشانی آتا ہر صاحبقران موصوف ودیگر سرداران لشکر اہل اسلام نے بہران کج ابرو پر نظر کرکے کہا کہ یہ جوان وپہلوان کیا اچھا ہر عجب خوشی ومسرت ہو جو یہ دلاور دین اسلام قبول کرکے داخل لشکر اہل اسلام ہو ابھی جملہ صغار وکبار آمد بہران کج ابرو دیکھ رہے تھے کہ وہ جلد راہ طے کرکے میدان جنگ مین آپہونچا گینڈے کو روک کر تھوڑا غور سے جانب لشکر اہل اسلام دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا ان اہل اسلام نے بہت اپنا عروج وفروغ کیا ہر بادشاہ لشکر اہل اسلام کا لشکر کثیر وعظیم ہر سرداران سپاہ بھی کیا چیدہ چیدہ ومنتخب ہین بظاہر دلاور وبہادر بھی معلوم ہوتے ہین لیکن یہ سب منحرف خدا وند گل نرگس ہین بعد دیکھنے لشکر اسلام کے حکم دیا کہ میدان جنگ کی درستی کیجائے پھر حکم بیلدار بجاڑوے کاندھون پر رکھے وردیان مرزائیان نگی بانات کی پہنے ہوئے دھوتیان بارکین وغیرہ پارچۂ خشن کی باندھے ہوئے پگڑیان سرون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکلے لشکر اہل اسلام سے حکم صاحبقران سے پلچہ بردار چند درچند وردیان زرق برق پہنے ہوئے

بیلچے کاندھوں پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکل کر جانب میدان رزم گئے بیلداروں اور بیلچہ
برداروں نے زمین ناہموار کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر پھاوڑوں سے کھود کر میدان
رزم سے دور کیا بلکہ خار و خس کو میدان کارزار میں رہنے نہ دیا صورت آئینہ صاف و پاک و برابر
میدان جنگ کو کر دیا نشیب و فراز مطلق نہ رہا جب اس صورت سے درستی میدان کارزار ہو چکی
بیلدار و بیلچہ بردار جنگاہ سے ہٹ گئے فوراً دونوں لشکروں سے سقے مشکیں پانی سے بھرے
ہوئے بہشت سے نکلے انہوں نے میدان جنگ میں آکر چھڑکاؤ کیا مانند ابر باران کے زمین کو
تر کیا گرد و غبار کو دور کیا ایسا سرد تر کیا کہ میدان رزم سے ہوائے سرد آنے لگی محرور مزاجوں
کو وہ ہوائے سرد و خنک اچھی معلوم ہونے لگی جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے میدان جنگ
سے سنے اپنے لشکر میں داخل ہو کر پس پشت لشکر ہوئے اسی اثنا میں حکم جبران بن حمزہ اور
وحکم صاحبقران سے دونوں سمت صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ
حسب دلخواہ ہر ایک لشکر کا درست ہوا جوانان پیلتن و صف شکن یمین و یسار لشکر مقرر کئے
گئے افسران سپاہ و سرداران ذیجاہ جو بڑے بہادر نامی و نامور تھے ۔ لشکروں کے
یمین و یسار ایستادہ کئے گئے اور قلب لشکر میں مانند دل کے بادشاہ لشکر اسلام اکثر سرداران
نامور کے حلقے میں مانند ماہ انور کے ستاروں میں جلوہ گر تھے اسی طرح ساقہ و کمین کا قلب و جناح
ہر ایک سپاہ کا جوانان آزمودہ کار و سرداران تہور شعار سے آراستہ کیا گیا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ چالیس قدم آگے اپنے لشکر کے بعدہ سپہ سالاری کرتے ہوئے
یوسف مصری نے علم کا پھریرا کھولا زیر سایہ علم صاحبقران بالائے مرکب بفر و شان ایستادہ
ہوئے علم مذکور سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران کی آنے لگی پھریرے سے ایسی خوشبو
تمام میدان رزم میں نکل کر پھیلی کہ سب میدان جنگ معطر ہو گیا وہ خوشبو جو کہ علم مندرجہ بالا
سے نکلتی ہے بہتر از بوئے مشک و عنبر تھی دماغ ہر ایک سردار و سوار کا خوشبو سے معطر و معنبر ہو گیا
ہر ایک اہل اسلام درود پڑھتا تھا اور عالم وجد میں تھا دماغ ہر ایک کا خوشبو سے بسا ہوا تھا اسی طرح
بکثرت علم لشکر سر بلند ہوئے پھریرے ان کے کھلے علمداران لشکر علموں کو جلوہ دینے لگے سرداران
سپاہ اپنی اپنی فوج و سپاہ کے متصل ایستادہ ہوئے جنگی باجے ہر غول و ہر گروہ لشکر میں بجنے لگے
لشکری ان باجوں کی صدائے دل پسند کو سنکے گویا مست ہو کر جھومنے لگے اس اثنا میں دونوں
لشکروں سے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت نکلکر وسط میدان مصاف میں آکر اپنے اپنے لشکر کے
جوانوں سے مخاطب ہو کر اس طرح باآواز بلند ان کو آمادہ جنگ و کارزار کرنے لگے بے ثباتی عالم
و عالمیان میں اشعار عبرت آمیز سنانے لگے حال گذشتگان سے ان کو موت یاد دلانے لگے کہ
اے جوانان نامدار و سرداران تہور شعار اے دلیران جنگجو اے بہادران خونخوار اے شیران
دشت وغا والے صف شکنان عرصہ ہیجا آگاہ ہو ذرا بگوش ہوش ہماری تقریر سنو کہ تمہارے
مطلب کی ہے جملہ جوانان لشکر ان کی طرف متوجہ ہوئے شور باجوں کا موقوف ہوا نقیب اور کڑکیت
پکار کر کہنے لگے سنو اے جوانو اور غور کرو کہ یہ دنیا عالم اسباب و فانی ہے اور اہل دنیا بھی فانی ہیں
ایک روز ایسا آنے والا ہے کہ ہم اور تم اس دنیا سے سوئے عدم مثل اپنے آبا و اجداد کے چلے
جائیں گے اہل دنیا کی نظر سے نہاں ہو جائیں گے زیر خاک جا کر مقیم ہوں گے کیڑے زمین کے

ہمارے اور تمہارے گوشت و پوست کو کھالینگے بلکہ ہڈیان بھی باقی نرہینگی وہ بھی خاک ہوکر خاک مین ملجائینگی نام و نشان باقی نرہیگا جس طرح ہمارے اور تمہارے آبا و اجداد دنیا مین نرہے ہم بھی ایک روز اس سراے عالم مین نرہینگے جس طرح وہ خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سواے دو گز کفن کے کچھ اپنے ساتھ نہ لے گئے مثل اُن کے ہم بھی کچھ اپنے ساتھ دنیا سے سواے اعمال نیک و بد نہ لے جائینگے دنیا مین خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ چلے جائینگے اسباب دنیا سے کچھ بھی ساتھ نہ لے جائینگے سب اسباب دنیا جس کو بڑی فکر و کوشش سے اپنے راحت و آرام کے واسطے فراہم کیا ہے یہین چھوڑ جائینگے زر و جواہر باغ مکان اثاث البیت ملک و مال سب اسی دار فانی مین چھوڑ جائینگے اغیار و دشمن و عزیز و اقارب وہ سب مال و اسباب اپنے قبضے مین کرینگے روح کو اُس مال و متاع کی جدائی اور احباب و عزیزان سے مفارقت کا سخت رنج و ملال ہوگا غرضکہ ہنگام مرگ کچھ مال و اسباب کام نہ آئیگا مرگ سے نہ بچا سکیگا اگر قلعۂ مضبوط و مستحکم مین بھی جا کر چھپینگے تو وہان بھی دست اجل پہنچیگا ملک الموت کا وہان بھی گذر ہوگا قبض روح ہوجائیگی ہم پر اور تم پر کیا موقوف ہے خیال تو کرو اگلے زمانے والے اب کہان ہین رستم پیلتن اور سہراب و بہرام و اسفندیار و فرامرز و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانان نامی و نامور اور شاہون مین سکندر و دارا و کیکاوس و ضحاک و فریدون و کیخسرو اور افراسیاب و گشتاسپ شاہ والی ایران و توران اسوقت کہان ہین وہ ملک و مال و خزانہ اُن کا کہان ہے کس کے قبضے مین ہے اُن کے ساتھ کچھ بھی بجز کفن و اعمال نیک و بد گیا ہے افسوس ہزار افسوس کشتگان مذکور اجل سے مجبور و لاچار ہوکر سوئے عدم چلے گئے کچھ بھی تو اُن کے مال و خزانہ و ملک و زور بازو کام نہ آیا کسی نے اُن کو قضا سے نہ بچایا آخر کار وہ سب نامی و نامدار مرکر زیر زمین پنہان ہوئے گوشۂ قبر مین جا کر سو رہے ابتک وہ سب خاک مین دبے ہوئے ہین ہزار من مٹی اوپر اُن کے پڑی ہے وہ اپنی زندگی مین ذرا سا بھی غبار اپنے تن پر آنا گوارا نہ کرتے تھے گرد و غبار کو اپنے اوپر پڑنے نہ دیتے تھے یا اب وہی سب ہزارون من خاک مین دبے ہین اکثر اُن مین سے ایسے ہین کہ اُن کی قبرون کا نشان بھی نہین ہے بعض بعض ایسے ہین کہ اُن کی قبرون کا نشان اب تک باقی ہے مگر وے اُن کے شکستہ و خراب و ویران ہین کوئی اُن کی قبرون پر چراغ بتی و روشنی کرنے والا فاتحہ پڑھنے والا نہین یا ذکر کے رونے والا نہین ہے کیا خوب کسی شاعر نے یہ شعر کہا ہے نہایت عبرت آمیز ہے شعر۔ پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت ٭ بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب ٭ واقعی یہی حال اُن کے مقابر و مقبرون کا ہے مقام عبرت و جاے افسوس ہے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ جب وہ نامور نرہے تو ہم بھی نرہینگے جز ذات خدا کسی کو بقا نہین ہے سب کو ایک دن فنا ہے مصداق یہ وافی ہدایہ کل من علیہا فان کے دیکھو کشتگان مذکور اب نہین ہین مگر انھون نے جو کار ہاے نمایان دنیا مین کئے ہین اسوجہ سے وہ گویا اب تک زندہ ہین ذکر اُن کا زبان زد خلائق ہے اہل دنیا اُن کی سخاوت و شجاعت و عدالت وغیرہ امور نیک کو اپنے دل سے محو نہین کرتے ہین اکثر صحبتون مین بزمون مین کشتگان کو بذکر اُن کے افعال کے یاد کیا کرتے ہین حاتم کو بوجہ سخاوت کے رستم و سہراب و اسفندیار و فرامرز وغیرہ پہلوانون کو بسبب شجاعت کے نوشیروان وغیرہ شاہون کو بوجہ اُن کی عدالت کے پس آج وہ روز ہے کہ سامنا تم سے تمہارے حریفون کا ہے روز امتحان جرأت و

شجاعت ہے یہ میدان جنگ گویا ایک معیار ہے ہر ایک سردار و سوار کی شجاعت و بزدلی اس میدان
مین ظاہر ہو جائے گی کچھ دیر اب نہین ہے وقت جنگ و جدال قریب ہے صفین ہر دو سپاہ کی آراستہ
ہین تلوار چلنے ہی کو ہے کھرے کھوٹے کا حال کھلنے پر ہے لہذا تم کو لازم و مناسب ہے کہ تم بھی مانند گذشتگان
مذکور کے آج اس جنگ مین ایسے کارہائے نمایان کرو کہ صفحۂ عالم پر باقی رہے مانند رستم و زال
و سام و سہراب پہلوانان نامی و نامور کے تمھاری بھی جنگ و جدال یادگار رہے بلکہ تمھارے
تکو بھی اہل دنیا مانند رستم پیلتن وغیرہ کے یاد کرین تمھاری بھی شجاعت کا ذکر کرین دنیا سے جاؤ
تو عمل نیک کرکے جاؤ یہ نیکی اپنے عمل مین لکھوا کر جاؤ دنیا سے خالی ہاتھ جاؤ بلکہ نیکیان ساتھ لیتے
لیتے جاؤ ان نیکیون مین سے ایک نیکی یہ بھی ہے کہ حق نمک خواری اپنے بادشاہ کا آج ادا کرو دلیرانہ
دشمنون سے لڑو برسر پرخاش ہو کر تلوار اور نیزہ و گرز و تیر اپنے حریفون کو لگاؤ نعرے شیرانہ کرو حتی الامکان
لڑائی مین قدم اپنے آگے بڑھاؤ تاک تاک کے اپنے حریفون کو قتل کرو خون اعدا سے زمین عرصۂ
جنگ کو رنگین کرو زخم سنان و تیر و شمشیر خوش ہو کر تنون پہ کھاؤ قدم ہنگام جنگ پیچھے نہ ہٹاؤ رتبہ
اپنا بہادرون مین نہ گھٹاؤ مرد میدان جنگ ہو کر نامرد و بزدل نہ کہلاؤ یہ کہکر گیت اپنی سپاہ کے جوانون
کی طرف متوجہ ہو کر یون بآواز بلند کہنے لگے کہ اے جوانان خنجر گذار و اے دلیران نامی و نامدار خبردار
ہو کہ یہ دنیا مقام گذرگاہ ہے یہان ہمیشہ کسی کو قیام نہین ہے خیال کرو کہ فہیم عاقل اسوقت کہان ہین
دنیا سے چلے گئے جہان وہ گئے تم سب کو بھی وہین جانا ہے دیکھو غوغائے رعد آواز کیسا زبردست
پہلوان تھا مثل اس کا کم کوئی روے زمین پر ہوگا وہ بھی تنہا اپنی بد اعتقادی سے قتل ہو گیا اگر خداوند
لق نرگس سے بداعتقاد نہوتا تو قتل نہوتا تم سب بھی خداوند مذکور سے منحرف نہونا باوجودیکہ غوغائے
رعد آواز قتل ہو گیا وہ نرہا لیکن شہرہ اس کی شجاعت کا دنیا مین رہ گیا اسوقت سامنا اہل اسلام کا
ہے تم کو لازم ہے کہ دلیرانہ اپنے ان دشمنان جان و ایمان سے لڑو تا لڑائی مین کوتاہی نکرنا دشمنون سے
نہ ڈرنا پیران کج ابرو ایسا بہادر تمھارا افسر و سردار تمھارے ہمراہ ہے کہ جس سے کوئی دنیا مین مقابلہ
و مجادلہ کرنے مین غالب نہین ہو سکتا ایسے بہادر و شجاع کی افسری و ہمراہی مین ثبات قدمی اختیار
کرکے ہنگام جنگ دلیرانہ لڑنا قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا مرد میدان کارزار ہو جاؤ توپون کی طرح
برق شمشیر چمکتے دیکھکر ڈر کر اور خوفناک ہو کر نہ بھاگنا نامرد و بزدل مشہور نہونا آبرو اپنی سر میدان
جنگ سامنے بہادرون کے نہ دینا ذلیل و رسوائے خلق نہونا اپنے خداوند کو ناراض نکرنا ہم نے تمکو سمجھا دیا ہے
آئندہ تم کو اختیار ہے یہ کہکر نقیب گیت میدان جنگ سے ہٹ گئے اسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ صفوف لشکر پر آگ سناٹا تھا ہر ایک بگوش دل تقریر نقیبان خوش گو کی سنکے آمادہ جنگ
تھا دنیا کو بے ثبات یقین کرکے ہر ایک نے ناموری کا ارادہ کیا چاہا تھا کہ صف لشکر سے نکلکر پہلے ہین
اپنے حریفون سے ایسا مقابلہ و مجادلہ کرین کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے بے اختیار سب تحسین
و آفرین کرین نام ہمارے دفتر شجاعان روزگار مین لکھ لین لیکن ہنوز صف لشکر سے کوئی بہادر مرکب کو
چھیڑ کر نکلا نہ تھا کہ پیران کج ابرو نے گینڈے کو اپنے بڑھا کر وسط میدان کارزار مین آکر گینڈے
کو روک سوئے لشکر اہل اسلام نظر تند و تیز سے دیکھکر بآواز بلند مانند فیل کے چنگھاڑ کر کہا کہ اے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ خاص کر تمہین میرے سامنے آؤ مجھ سے مقابلہ کرو کسی اور کو
میرے مقابلے کے واسطے نہ بھیجو مین تمہین سے مقابلہ کرون گا تمنے غوغائے رعد آواز کو نہین معلوم

کس عنوان و تدبیر سے قتل کیا ہو اُس کے خون کا عوض تجسے لونگا جبتک تم کو قتل نکرونگا مجھکو
خوشی حاصل نہوگی دل کو میرے قرار نہوگا غم غوغاے رعدآواز دل سے دور نہوگا قلب کو
سرور حاصل نہوگا آج نیزہ سرتیز تمھارے خون قلب و جگر سے رنگین کرونگا صاحبقران
موصوف حریف مذکور کے طلب کرنے سے خود ہی مرکب کو بڑھاکر روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام
جاکر طالب اذن جنگ ہوئے ہنوز بادشاہ موصوف نے اجازت جنگ ندی تھی کہ مملوک بن
مالک سہراب بن لندھور یوسف مصری وغیرہ سرداران نامی و نامور نے عرض کیا کہ
اے صاحبقران عالیجاہ آپ تامل فرمائیں ہم میں سے کسی کو واسطے مجادلہ و مقابلہ کے روانہ
فرمائیں تماشہ ہماری لڑائی کا دیکھیں کہ ہم کس طرح پیران کج ابرو سے لڑتے ہیں ہم کو آرزو یہی
کہ اس بے دین سے جنگ آزما ہوں بعد ہمارے آپ کو اختیار ہے اس ناہنجار سے واسطے مقابلے
کے جانیکا صاحبقران نے جواب دیتے سنا ہوگا کہ پیران کج ابرو نے خاص ہمیں کو واسطے
مقابلے کے طلب کیا ہے وہ اور کسی سردار لشکر سے نہ لڑے گا اور ہم سے بھی یہ نہیں ہوسکتا کہ حریف
ہم کو طلب کرے اور ہم اُس سے مقابلہ نکریں لہذا تم سب ہمیں کو جانے دو یہ سنکے سرداران مذکور
لاجواب و خاموش رہے اسی حالت میں بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کو اجازت جنگ
دے کر فرمایا جاییے آپ کو خدا و رسولؐ کے حوالے کیا انشاءاللہ مدد خداوند عالم سے دشمن پر فتحیاب
ہوجیےگا صاحبقران نے اجازت حاصل کرکے مرکب پر درست بیٹھکر لوح طلسم شمشیر جنبان کو
بایں نیت دیکھا کہ پیران کج ابرو سے کیونکر لڑوں کہ یہ نابکار طلسم بند ہے اس کے قتل کرنے کی
تدبیر کیا ہے لوح طلسمی مذکور نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کرلیا اپنے ذہن میں رکھا
بعدہ مرکب کو جولان کیا سامنے حریف مذکور کے گیا اسوقت لشکر کے علموں کو علمداروں نے جلوہ دیا جنگی
باجے ہر طرف میں بجانے گئے شور باجوں کا تا فلک پہونچا اتنی دیر میں صاحبقران روبرو
پیران کج ابرو کے جاکر مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوئے حریف مذکور بالا نے صاحبقران
کے سراپا پر نظر کرکے پوچھا کہ تمہیں صاحبقران قاتل غوغاے رعدآواز ہو تمہیں نے بیان
اگر شعلۂ نار فتنہ و فساد کو بلند کیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ ہاں میں ہی ایک بندۂ حقیر خالق
کون و مکان کا ہوں سب مجھی کو صاحبقران کہتے ہیں میں نے ہی غوغاے رعدآواز کو
قتل کیا ہے اگر خدا نے چاہا تو اسوقت تجھکو بھی قتل کرونگا لیکن تجھ ایسے جوان کو خاک و خون میں بھرنا
دل کو ناگوار ہے اگر تو دین اسلام کو قبول کرے تو پھر تجکو قتل نکروں تیرے خون سے زمین کو رنگین
نکروں اُس نے برہم ہوکر جواب دیا تجکو ہدایت دین اسلام نکرو میں ہرگز سواے خداوند گل زنگس
کے کسی کو سجدہ نکرونگا مذہب کے اب میں تقریر عبث ہے یہ جاے جنگ ہے نہ مقام ہدایت جو ہوسکے
تمھارے دل میں ہو نکالو جسطرح سے لڑنے کا قصد ہو اُس طرح سے مجھسے لڑو ضرب گرز لگاؤ یا
نیزہ لگاؤ یا تلوار لگاؤ صاحبقران نے جواب دیا ہم اہل اسلام میں ہمارا یہ قاعدہ نہیں کہ لڑنے میں
حریف پر سبقت کریں پہلے حریف کی ضرب کو روک لیتے ہیں یا خالی دیتے ہیں بعدہ ہم وار کرتے ہیں
پس پہلے تو ہی کوئی داؤ کر جب خدا ہمارا تیری ضرب سے بچالےگا اسوقت ہم بھی وار کرینگے یہ
سنکے پیران کج ابرو نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمھاری تمھارے نزدیک آگئی ہے خبردار ہوشیار و خبردار
ہوجاؤ یہ کہکر اُس نے نیزے کو سنبھال کر بقوت تمام مشت میں محکم پکڑکر گینڈے کو بطور مرکب کے

ہوئے پڑا الاادھر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح دو اسم اعظم الٰہی جو گوشۂ لوح پر دیکھا تھا
اُسے چند مرتبہ وردِ زبان کرکے اسی شمشیر سنہری قبضہ کو نیام سے کھینچا اُس پر دم کیا اتنے مین ہیران
کج ابرو نے نیزہ بازی دکھا کر نیزہ تکان اور گردش دیتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا نیزہ قلب
کو تاک کر چالاکی سے نیزہ سینے پر لگایا ادھر امیر با توقیر نے بفن سپہ گری پھرتی سے مرکب کو بڑھا کر
ایسی تلوار لگائی کہ نیزہ اُس کا درمیان سے مانند خیار تر قلم ہوا دیکھنے والون نے خصوصًا اہل اسلام
نے شور تحسین و آفرین بلند کیا کفار کو صدمہ ہوا خاص کر ہیران کج ابرو اپنے نیزے کے قلم ہونے
سے ایسا غمگین و خجل ہوا کہ سراپا عرق ندامت و خجالت مین تر ہو گیا بلکہ ایک نیزہ عرق انفعال مین
غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک غرق دریائے حیرت و ندامت رہا بعد ازان نیزۂ قلم شدہ کو خاک پر ڈال کر
برہم ہو کر اعراب سے گرز گاؤسر کو جو نہایت گرانبار تھا رستم پہلتن بھی اُس کو اگر اٹھاتا تو نہ اٹھ سکتا
بسہولت اٹھا کر بعد قہر و غضب نعرہ کیا کہ اے صاحبقران اب اس ضرب گرز گران سے جانبر نہوگے
ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ گرز مثل قضا کے تمہارے سر پر آتا ہے وہ بلائے بد ہے کہ ٹالے سے نہین ٹلتی ہے یہ
وہ گرز ہے کہ گرز سام بن نریمان سے بھی گران تر ہے اگر اس گرز کو سر کوہ پر لگاؤن تو وہ بھی ریزہ
ریزہ ہو جائے انسان کی تو کیا مجال کہ اس گرز گران کو روک لے بلا اس کی ضرب شدید سے جانبر ہو دیو
اور جن بھی ہیبت اس گرز کی ضرب سے بچ نہین سکتا ہنگام ضرب گرز قلعہ گردون ہل جاتا ہے گاو زمین
دہل جاتی ہے تا دیر تھراتی ہے بجز میرے کوئی پہلوان دنیا مین ایسا نہین کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دیسکے
بلکہ گردش دینا تو کجا اعراب سے بھی کوئی قوی بازو اٹھا نہین سکتا ہے سوا میرے کسی مین ایسی طاقت
و قوت نہین کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دے کر سر دشمن پر لگائے یہ تقریر مین نے اسواسطے کی ہے کہ
تم کو اس گرز کی گرانی سے اور میرے قوت بازو سے بخوبی آگاہی ہو جائے تاکہ ہوشیار و خبردار ہو جاؤ
یہ عذر نہو کہ ہم کو اطلاع نہ دی صاحبقران نے اُس کی تقریر غرور آمیز سنکے دل مین کہا کہ اس نابکار
نے بہت اپنے زور بازو کی ثنا کی ہے اور اپنے گرز کی گرانی ظاہر کی ہے اتنا غرور کیا ہے اس کو ایسا ذلیل
کرنا چاہیے کہ یہ نابکار خجل و نادم ہو کر سر جھکالے اور عرق ندامت سے سراپا تر ہو جائے مردان
ہر دو لشکر کی نظر سے گر جائے سر میدان ذلیل ہو جائے یہ خیال کرکے خاموش رہے اس اثنا مین
اُس نابکار نے وہی گرز گاؤسر اٹھا کر پھر کہا ہوشیار و خبردار باش صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا
ہم ہوشیار ہین ضرب گرز اچھی طرح لگانا جو کہا ہے وہی کرنا خلاف اپنے قول کے عمل نکرنا ہمارے سر کو ریزہ
ریزہ کر دینا اُس نے برہم ہو کر جواب دیا مردان عالم کبھی جھوٹ و خلاف نہین کہتے ہین جو کہتے ہین
وہی کر دکھاتے ہین یہ کہکے گرز کو گردش دے کر گینڈے کو آگے بڑھا کے بخداوند گل نرگس لنگر سہم
صاحبقران پر دو دستی ضرب گرز لگائی ادھر امیر با توقیر نے بعجلت تمام اپنے مرکب کو حریف کے
پہلوے چپ کی طرف بڑھایا وار کو خالی دیا گرز زور سے زمین پر گرا اس کے گرنے سے زمین
تھرائی گرز زمین مین در آیا ایک غار زمین مین ہو گیا گرد و غبار اٹھا ہیران کج ابرو نے خوش ہو کر
پکار کر کہا زدم و پست کردم حریف خود را اے اہل اسلام دیکھا تم نے کہ مین نے کس بہادری
و شجاعت سے سر میدان صاحبقران کو بضرب گرز گران پیوند خاک کیا ہے کہین صاحبقران کا
نام و نشان بھی نہ پایا زمین مین سمائے بہت و حسرتکے غرق زمین ہو گئے پیوند خاک ہو گئے آخر ضرب گرز
سے جانبر نہو سکے دیکھو جو مین نے کہا تھا وہی کیا صاحبقران کو ہلاک کیا غرض خوب غوغا ہے

رعد آواز نے پکارا دل کو میرے خوشی حاصل ہوئی روح کو آرام ملا ساری صاحبقران کی صاحبقرانی
خاک میں ملگئی جن کی شجاعت پر تم کو ناز تھا وہ مثل قارون زمین میں دھنس گئے اب اگر تم کو حوصلۂ
جنگ ہو تو آؤ مجھ سے مقابلہ کرو ورنہ میرے قلعے کے سامنے سے بھاگ جاؤ اب کبھی ادھر آنے کا خیال
بھی نکرنا ہنوز عمیران کج ابرو بیہودہ بک رہا تھا گرد و غبار بلند تھا کہ صاحبقران نے چالاکی سے
بڑھ کر کلائی اس کی مروڑ کر ہاتھ سے اُس کے گرز چھین لیا پھر نعرہ کیا کہ او نابکار پرغرور گرا زدی
وکرا پست کر دی ستم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھ بہادر ایسے ہوتے ہیں کہ تجھ ایسے
حریف زبردست سے گرز گران چھین لیتے ہیں او بیدین بیہودہ گو تجھکو اپنی اسی قوت و طاقت پر
ناز تھا سر میدان گرز چھنوا دیا حال تیری قوت کا سب پر ظاہر ہوگیا واقعی تجھ ایسا کوئی قوی پہلوان
دنیا میں نہوگا تو نے عجب کارنمایاں کیا جو کچھ تو نے کہا تھا وہی کیا مردان ہر دو لشکر تیرے ثنا خوان
ہیں تو سب کی نظر میں کھب گیا ہر ایک قوت و زور بازو کا قائل ہوگیا خوب تو نے عوض خون غوغلے
رعد آواز لیا واہ وا کیا کہنا کیا جوانمردی دلاوری و شجاعت تو نے دکھائی ہے یہ لڑائی تیری
اہل دنیا کو یاد رہے گی حسین سبز قبا تیرا بادشاہ اس کارنمایاں پر تیرے نظر کرکے تجھکو خلعت اور
انعام دے گا مرتبہ تیرا زیادہ کرے گا او بیدین تو نے ہنگام ضرب گرز لگانے کے اپنے خداوند گار نرگس
کو پکارا تھا اُس سے اعانت و مدد چاہی تھی اس نے بھی خوب تیری مدد و اعانت کی تیری طرف کچھ بھی
اُس نے نظر توجہ نکی بیان گل دیگر شگفت ہوا جو تو نے چاہا تھا وہ نہوا گل آرزو تیرا نہ کھلا شاخ تمنا
تیری ہری نہوئی مطلق پھلی نہ پھولی دیکھنے والوں کو حیرت ہوگئی یقین ہے تجھکو بھی حیرت ہوئی ہوگی کیا
جلد تر تیرے نخل غرور پر خزاں آئی باغ حسرت تیرا شاداب نہوا چمن امید تیرا صرف خزاں ہوا گلشن
تمنا تیرا باد سموم خزاں سے کیا جلد تر پژمردہ ہوگیا کچھ بھی بہار باقی نہ رہی او خداوند گار نرگس پرست
کیا متحیر آنکھیں ہوگئے ذرا ادھر دیکھ ہماری طرف نظر کر ذرا پہچان تو یہی گرز کا تو سر تیرا ہے جو ہمارے دست
قوی میں نظر آیا گرز اور کسی کا ہے جواب دے کیوں خاموش ہے کیوں گھور رہا ہے آنکھیں تو تیری بڑی بڑی
ہیں کیا مانند گل نرگس تیری آنکھوں میں روشنی نہیں ہے عمیران کج ابرو نے از حد منفعل و شرمندہ
ہوکر جواب دیا اے صاحبقران میں نے تو اپنی دانست میں تمہارے ہی سر پر گرز مارا تھا نہیں معلوم
تم کس طرح ضرب گرز سے محفوظ رہے اور ہنگام ضرب گرز گرد و غبار بلند ہوا تھا اُس گرد و غبار میں میں نے
تم کو نہیں دیکھا اس وجہ سے میں نے کہا کہ صاحبقران کو میں نے ہلاک کیا اور اُسی کثرت غبار میں
تم نے حالت غفلت و ناواقفی میں میرے ہاتھ سے کہ مضبوط گرز کو میں نہ پکڑے تھا تم نے میرے ہاتھ سے
لے لیا مجھے تمہارا خیال بھی نہوا میں سمجھا تھا کہ میرے لشکر کا کوئی سردار میرے ہاتھ سے گرز اس خیال سے
لیتا ہے کہ اب اس گرز کو دیتے کیوں اپنے ہاتھ میں رکھیے کہ دشمن کا کام تمام ہوچکا ہے میں نے یہی خیال
کیا کہ سردار لشکر میرا سچ کہتا ہے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ دینا چاہیے بس باین وجہ و خیال میں نے گرز اپنے
ہاتھ سے چھوڑ دیا ورنہ دیدہ و دانستہ کوئی پہلوان اپنے حریف سے گرز چھنوا دیتا ہے افسوس کرتا ہوں
میں کہ غفلت و نادانی سے یہ خفت و ندامت مجھے حاصل ہوئی ہے اگر آگاہ ہوجاتا کہ تم میرے ہاتھ سے
گرز چھینتے ہو تو کبھی نہ چھوڑتا روح میری میرے تن کو چھوڑ دیتی مگر میں اس گرز کو نہ چھوڑتا اور تم مجھکو
کاذب خیال کرتے ہو حالانکہ میں اپنے قول میں صادق ہوں واقعی مثل میرے گرز کے کسی کا گرز
ایسا بھاری نہ تھا نہ اب ہے نہ ہوگا اور جسقدر مجھ میں قوت ہے ایسی طاقت رستم پہلتن میں بھی نہوگی

اتفاقاً دعویٰ کرتے ہیں یہ واقعہ ہوا جو تم مجھکو نشانہ تیر ملامت کرو منصف ہو تو انصاف کرو کہ یون بھی کوئی پہلوان اپنے حریف کو سر میدان جنگ گرز لینے ہاتھ سے دیدیتا ہے کہ مجھ ایسا شجیع و بہادر و قوی بازو گرز کو تم اپنے حریف کو جان بوجھ کر دیدیتا صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا خیر اگر دعویٰ کرتے تو نے گرز کو اپنے ہاتھ سے نہیں دیدیا ہے تو یہ گرز پھر ہم تجکو دیتے ہیں تو پھر ہم پر ضرب گرز لگا لیکے ہم اتنا دیکھے دیتے ہیں کہ ہم تیرے ہاتھ سے گرز پھر چھین لیں گے ذرا ہوشیار و خبردار رہنا گرز کو مضبوط پکڑے رہنا لاکھ ہم چھینیں پر گرز نہ چھوڑنا اوس نے کہا ہان اب تم نے آگاہ کر دیا ہے دعویٰ کہ کہا کون کا کیا تم ایک مرتبہ کیونکر جابر ہوتے ہو اور گرز میرے ہاتھ سے چھین لیتے ہو یہ تقریر ہیران کج ابرو کی سنکے صاحبقران نے بے اختیار مسکرا کر گرز اوس کے حوالے کر دیا کہ ہان لے رستم و اسفندیار پھر اس گرز گران کا وار کر خبردار ایکی دفعہ بقوت تمام تر ضرب گرز لگانا حتی الامکان میرے مار ڈالنے مین کوتاہی نکرنا اور اگر مین گرز تیرے ہاتھ سے چھینوں تو نہ چھوڑنا اوس نے کہا کہ اب ایسا ہی کرونگا یہ کہکر گرز کو اپنے گرد و سر گردش دیکر پھر صاحبقران پر لگایا ایک مرتبہ صاحبقران نے بہ سپہ گری بچابت تمام گھوڑا اپنا حریف مذکور کے آگے کسی قدر بڑھا کے گرز کے اوپر نظر کی جب گرز قریب سر آیا جست سر پشت ہیران مذکور پر ہاتھ اپنا ڈالکر زور کرکے بکوشش و قوت بازو پھر اوس کے ہاتھ سے گرز چھین لیا اسوقت ہیران کج ابرو نے غضبناک ہو کر بیباک کر ہاتھ اپنا جانب کمر صاحبقران بڑھایا تھا اور ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران کی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈالکر پشت فرس سے اٹھا کر خاک پر پٹک کر ہلاک کیجیے کہ صاحبقران بھی اوس کے ارادے سے آگاہ ہوکر اوس کے گرز کو بالائے خاک ڈال کر تیغ الغور وہی شمشیر آبدار جس کا قبضہ سنہری تھا اور جس پر قبل اس کے حسب ہدایت لوح طلسمی اسم اعظم الٰہی پڑھ کر دم کیا تھا میان سے کھینچکر چالاکی سے اس طرح اوس کی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گھوڑے سے گرا وہ کیا گرا گویا پہاڑ زمین پر گرا گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران نے نعرہ تکبیر کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا سب اہل اسلام خوش ہوئے کفار کو نہایت صدمہ ہوا دیکھتے ہی اس حال کے سواران لشکر ہیران کج ابرو تاب ضبط نہ لاکر برہم ہو کر صاحبقران پر حملہ ور ہوئے ادہر سے بھی بحکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سپاہ اہل اسلام بڑھی جب دونون فوجین گتھ گئین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی صاحبقران بھی ان سواران بد دین کو تہ تیغ کرنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین جا بجا ہونے لگے برق شمشیر چمکنے لگی بہادران لشکر رعد آسا نعرے کرنے لگے زخمیون کے خون کی بارش زمین پر ہونے لگی زمین خون مجروحان و مقتولان سے رنگین ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے گرد و غبار پیدا ہوا حسین سنجر شا بادشاہ ہر بہار قلعے نے اپنے خاص قلعے پر سے قتل ہونا ہیران کج ابرو کا اور جنگ اس کی دیکھی یہ جنگ بھی دیکھکر متحیر ہو کر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا آج دست صاحبقران سے ہیران کج ابرو بھی مارا گیا ہنوز بادشاہ مذکور بالائے قلعہ سے لڑائی دیکھکر افسوس کرکے متحیر و متردد ہو رہا تھا اپنے وزیر دانشمند سے کہہ رہا تھا کہ کچھ یہ راز سمجھ مین نہین آتا کہ صاحبقران نے غوغائے رعد آواز و ہیران کج ابرو کو کیے بعد دیگرے کس تدبیر سے قتل کیا یہ پہلوانان نامی تو کسی کے ہاتھ سے قتل نہو سکتے تھے کہ سواران لشکر ہیران کج ابرو تاب جنگ و پیکار نہ لاکر بے اختیار خیمہ و خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر لاشہ ہیران کج ابرو کا بھی نہ اٹھا کر اسطرح مضطرب و بدحواس

ہوکر بھاگے کہ اپنے قلعہ سبز نگار پر بھی نہ گئے سیدھے افغان وخیزان در قلعہ سوم زرنگار کی طرف جس کا قلعدار مسمی نجیطار وہیں تن بتا گریزان ہوئے صاحبقران نوفتح وظفر حاصل ہوئی اہل اسلام نے تمام خیمہ وخرگاہ پیران تیج ابرو کا لوٹ لیا اور ان سواران بے دین کا کچھ دور تک تعاقب کیا پھر ہمراہ صاحبقران ذیشان شادی کنان داخل قلعہ دوم سبز نگار ہوئے یہ قلعہ بھی ہاتھ آیا مال واسباب جو کچھ قلعے میں تھا اس پر قابض ومتصرف ہوئے از حد سب کو خوشی حاصل ہوئی عنایت واعانت خدا سے فتح کفار پر حاصل ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فتحیاب ہوکر قلعہ دوم سبز نگار میں داخل ہوکر سجدہ شکر خداوند عالم کیا بعدہ حکم دیا کہ جو اہل لشکر اسلام جناب کام آئے ہیں ان کو غسل وکفن دے کر دفن کروا اور جو اہل اسلام زخمی ہوئے ہیں ان کا علاج کیا جائے ملازم حسب الحکم کاربند ہوئے لشکر فرودگاہ سپاہ پر اترا بادشاہ لشکر اہل اسلام ونیز دیگر سرداران سپاہ کی رائے سے بزم عشرت آراستہ ہوئی جشن فتحیابی قلعہ دوم کا ہونے لگا نازنینان خوش رو وخوش گو مع اپنے سازندوں کے محفل عیش وعشرت میں حاضر ہوکر اندر قلعے کے روبروئے بادشاہ لشکر اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ سرداران سپاہ نیکنام کے رقص ونغمہ کرنے لگیں اہل بزم خوش وخرم ہوکر گانا ان کا سننے لگے ازانجملہ ایک نازنین خوش رو خوش گو نے بزم عشرت میں روبروئے اہل بزم یہ غزل شروع کی با لحان خوش گانے لگی اہل جلسۂ عشرت سننے لگے. غزل

رشک اس کو اگر ملا ہوتا
میں نہ جاتا اگر تو کیا ہوتا
رنج بے حد سے نہیں جاتے
ایک دل اور بھی دیا ہوتا
رنج ہوتا اگر نہ ستم کشک
تجھ سے اتنا تو کہہ دیا ہوتا
اے ستم ظالم اگر کیا پیدا
مجھے دشمن بنا دیا ہوتا
وہ کسی سے نہ آشنا ہوگا

غیر دو دن میں مرگیا ہوتا
چلے اہل ہوئے تھے آپ کہ میں
مجھے یارب انتخاب لیا ہوتا
خلق میں کیا تری کمی ہوتی
عشق ہوتا تو بے مزا ہوتا
غم اٹھانے کو گھر بنایا تھا
تو مجھے بے وفا کیا ہوتا
تجھ سے پھر دہن تلخ ہوتا کم
مجھے ہوتا تو آشنا ہوتا
عاشق زار مرگیا ہوتا

بزم دشمن میں کیوں ذلیل ہوا
اتنا انصاف تو کیا ہوتا
ایک جاتا تو دوسرا رہتا
مجھے پیدا اگر کیا ہوتا
ان پہ مائل کیا خطا کیا ہے
تو مجھے اپنا غم دیا ہوتا
دیکھنا شوق میں یہ کہتا ہوں
کر مجھے بند آنکھ ہی لیا ہوتا
بزم دشمن میں تو نے بات نہ کی

نازنین مندرجۂ بالا نے غزل مندرجہ اس خوبی سے بہزار عشوہ وناز وادا گائی کہ اکثر اہل بزم نے بجائے خود اس کی تعریف کی نازنین کو انعام دیا گیا وہ انعام کثیر لے کر بزم عشرت سے چلی گئی پھر اور ایک مطربہ حاضر بزم جشن ہوکر رقص ونغمہ کرنے لگی اور یوں فتح کی مبارکباد دینے لگی۔ ہے

صاحبقران وشاہ زمان وبلند جاہ
روشن ہے جہان میں ترا نام حشر تک
ہر روز روز عید ہو ہر شب شب برات

خضر رہ ہدایت ودین رتبہ دین پناہ
جب تک ہوں زیب چرخ شب وروز مہر وماہ
دشمن ہوں پائمال ترے شاد خیر خواہ

قلعہ دوم میں تو جشن فتحیابی قلعہ وخوشی قتل پیران تیج ابرو ہو رہی ہے ہر شخص بادۂ عشرت سے سرشار ہے دور دل سے غم روزگار ہے جس طرف دیکھیے صدائے نوشا نوش ہے ایک نشۂ عیش سے بے خود وبیہوش ہے

لیکن اب دو کلمہ داستان ان سواران فراری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعد قتل ہونے بہران کج ابرو کے میدان جنگ مین اہل اسلام سے لڑکر سوے قلعہ سوم بھاگے
تھے وہ جملہ سواران نابکار فریاد کنان آفتان وخیزان در قلعہ سوم پر پہونچے محیط روئین تن
قلعدار قلعہ سوم زرنگار بالاے کرسی زرنگار حلقۂ رفقا مین خوش وخرم بیٹھا ہوا تھا دور ساغر
مے ناب ہو رہا تھا ساقی گلپیرہن محیط روئین تن وغیرہ کو جام بلورین مین شراب ناب بھر بھر کے
دے رہا تھا محیط روئین تن وغیرہ سب بے دین مشغول میخواری تھے بعض اس کے رفقا
مین سے اُس سے باادب عرض کر رہے تھے کہ آج بہران کج ابرو نے مقابلہ ومجادلہ صاحبقران
سے کیا ہی سنا ہی کہ بہران کج ابرو نے میدان رزم مین دلیرانہ مقابلہ کیا ہی بعد نیزہ بازی کے
دو مرتبہ ضرب گرز بقوت تمام اپنے حریف پر لگائی ذکار نمایان کیا ہی محیط روئین تن عالم میخواری
مین اس طرح جواب دے رہا تھا کہ بہران کج ابرو پہلوان زبردست ہی نہایت قوی بازو ہی بدولت
کا عزیز قریب ہی جنگ آزمودہ ہی ہر چند ہی اس پر کوئی فتحیاب ہو محال ہی وہ صاحبقران اور ان کے
تمامی لشکر کو قتل وتباہ وبرباد کرے گا کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا بدولت کے جنگ کرنے کی اب
ضرورت نہوگی کہ یکایک کان مین صداے فریاد وفغان آئی محیط روئین تن نے متردد ہو کر چند
اپنے ملازمان ادنی سے کہا جلد جاکر دریافت کرو کہ یہ شور ونالہ وفریاد ہمارے در قلعہ پر کیسا ہی ہماری
حکومت مین کس نے بے خوف وخطر ہو کر کس غریب پر ظلم کیا ہی کیا ہمارا اُس ظالم وجفاکار کو خوف
نہین ہی کیا وہ ستمگار آگاہ نہین ہی کہ مالک وقلعدار اس سرزمین واس قلعہ کا محیط روئین تن ایسا
فرمانروا عادل وشجاع وبہادر ہی کہ جو اپنا مثل ونظیر روے زمین پر نہین رکھتا ہی قسم ہی خداوند کی کہ جس
کی جس ظالم نے ان بیکسون پر ظلم وستم کیا ہی ایسی اُس کو سزاے سخت دونگا کہ وہ بھی یاد کرے گا
ملازمان مذکور حسب الحکم محیط روئین تن اُسی وقت دروازۂ قلعہ پر گئے دیکھا کہ ہزارہا سواران
لشکر بہران کج ابرو گریان ونالان ہین اکثر ان مین زخمی ہین یہ حال دیکھ کر ان سے پوچھا کہ سبب
تمھارے نالہ وفریاد وفغان کا کیا ہی بیان کرو ہمارے آقا ومالک نے ہمین روانہ کیا ہی تمھارا حال
سننے کے منتظر ہین انھون نے بعد گریہ وبکا تمام حال قتل بہران کج ابرو کا بیان کر کے کہا
ہماری جانب سے بعد ادب محیط روئین تن سے عرض کرنا کہ اب ہم کو کیا حکم ہی حاضر ہون یا کہین
چلے جائین وہ ملازم یہ حال پُر از ملال سنکے اندر قلعے کے جاکر روبرو گئے محیط روئین تن استادہ ہو کر
دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے خداوند نعمت ہم حسب الحکم حضور براے دریافت خبر گئے تھے جو کچھ
ہمنے وہان دیکھا ہی اور سنا ہی اُسے ہم فدوی کیا عرض کرین ہم فدویون سے عرض نہین کیا جاتا کہ خبر غم
الم ہی ہم گوارا نہین چاہتے کہ خبر مذکور بیان کر کے حضور کو غمگین کرین اس عالم میخواری وعیش وعشرت
مین خبر غم بیان کرین محیط روئین تن نے متردد ہو کر پوچھا کہ وہ کونسی خبر غم اثر ہی کہ جس کو تم بیان
نہین کرتے ہو اور یقین جانتے ہو کہ اس خبر کے سننے سے مجھ کو رنج ہوگا انھون نے عرض کیا کہ حضور وہ ایسی
ہی ایک خبر ہی کہ فدویون سے بیان نہین کی جاتی محیط روئین تن نے برہم ہو کے کہا کہ تم ہمارے

غمگین ہونے کا خیال نکرو جلد بیان کرو کہ تردد رفع ہو ان ملازموں نے جو کچھ اُن سواروں سے سنا
تھا حرف بحرف بیان کیا محیط روئین تن خبر قتل بیران کج ابرو سنتے ہی بے اختیار اشکبار ہوا
کثرت غم سے بیقرار ہوا وہ شراب اُس کو جام زہر سے بھی بدتر ہو گئی ساغر مے کو ہاتھ سے پھینکدیا رفقا
نے بھی اُس کے میخواری سے ہاتھ اُٹھا کر اشکباری شروع کی وہ بزم عیش بزم غم ہو گئی تھوڑی دیر تک
محیط روئین تن نے گریہ و بکا کر کے اپنے رفقا سے مخاطب ہو کے کہا کہ جائے تعجب اور مقام
حیرت ہے کہ صاحبقران نے غوغاے رعدآواز اور بیران کج ابرو کو قتل کیا نہیں معلوم
باعث قتل نامبردگان کا کیا ہے شاید خداوند گل نرگس کا عتاب ہے کہ دست اہل اسلام سے اپنے بندوں کو
قتل کروا رہے ہیں اہل اسلام سے خوش ہیں اپنی خاص پرستش کرنے والوں سے ناراض ہیں حالانکہ
اہل اسلام اُن کو برا کہتے ہیں اُن کی خداوندی کے قائل نہیں ہیں رفقا نے عرض کیا کہ حضور ہمکو ایسا
ثابت ہوتا ہے کہ اس میں کچھ اسرار ہے جو ہم پر اور آپ پر ابھی آشکار نہیں ہے بھلا کب ہو سکتا ہے کہ خداوند
اپنے بندوں کو دست اہل اسلام سے قتل کرائیں گے اپنے دشمنوں سے نیکی کریں گے دوستوں سے
دشمنی کریں گے ہاں ایک بات ذہن میں آتی ہے شاید یہی وجہ قتل غوغاے رعدآواز و بیران
کج ابرو کی ہوئی ہو کہ ان دونوں نے فی زمانہ اُن کی پرستش موقوف کر دی ہوگی یا اُن سے منحرف
ہو گئے ہوں گے یا بد اعتقاد ہو گئے ہوں گے اور کسی خداوند کی طرف متوجہ ہوئے ہوں گے یا اور
کوئی سبب ہوا ہوگا کہ جس کو ہم بیان کر نہیں سکتے جیسا کہ قبل اس کے ہم نے عرض کیا ہے کہ اس میں کوئی
راز مخفی ہے محیط روئین تن نے جواب دیا کہ غوغاے رعدآواز و بیران کج ابرو تو خداوند سے
منحرف تھے ہمکو خوب معلوم ہے ہاں ایک اندیشہ ہے اور اُس کا خیال ہے عجب نہیں کہ جو ہمکو خیال اسوقت
ہوا ہے وہی امر ہوا ہو لیکن یہ کبھی ذہن میں نہیں آتا کہ اُس کا انتقام صاحبقران نے کیونکر لیا ہوگا
وہاں تک رسائی کیونکر ہوئی ہوگی وہاں تو انسان کا گذر ممکن نہیں اور بالفرض و محال گذر بھی کسی
تدبیر سے ہوا ہو اور دروازے تک پہونچے بھی ہوں تو اندر دروازے کے کیونکر داخل ہوئے
کیونکہ غیر تو دروں دروازہ مکان معلومہ میں جا نہیں سکتا اگر جانے کا ارادہ کرے تو شمشیر سے
ایک آن میں قتل ہو جائے تاوقتیکہ ایسی کوئی شے اُس کو دستیاب نہو کہ وہ دروازہ معلومہ مکان
کے اندر جانے کی تدبیر نہ بتلائے اور وہ شے کسی کو معلوم نہیں بجز مخصوص اشخاص کے وہ اشخاص
ایسے معتبر و معتمد ہیں اور ایسے امین راز ہیں کہ انھوں نے ہرگز افشاے راز نہ کیا ہوگا پس ایسی صورت
میں تقاضائے عقل یہی ہے کہ وہ شے دستیاب نہوئی ہوگی کہ جس کے دستیاب ہونے سے ایک
ایسی ہی ہلے کہ جس کے باعث سے بربادی و قتل و تباہی قلعداران و بندگان خداوند
گل نرگس کی ظہور میں آئے رفقاے مذکور نے عرض کیا کہ حضور یہ تقریر تو ہم نہ سمجھے عجب پیچیدہ و پوشیدہ
تقریر حضور نے کی ہے امیدوار ہیں کہ اس تقریر کو مفصل طور سے ارشاد کریں تاکہ ہم بھی سمجھیں
محیط روئین تن نے جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کہا وہ ہمیں جانتے ہیں یا دو چار اشخاص اس راز
سے آگاہ تھے یہ راز کہنے کا نہیں ہے مبادا دشمنوں کو اس راز سے آگاہی ہو جائے انھوں نے
عرض کیا کہ یہاں تو کوئی اہل اسلام و بدخواہ نہیں ہے ہمیں سب غمخوار جان نثار رفقاے حضور ہیں
محیط روئین تن نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ خردمندوں نے کہا ہے کہ
دیوار و در ہم گوش دارد لہذا ہم سے دریافت نکرو ہم اس راز مخفی کو جلی نکریں گے ہرگز نہان

مذکور کرین گے اپنے ہی دل مین رکھین گے ہنوز محیطار وہین تن تو یہ کر رہا تھا کہ فرمان حسین سبز قبا بادشاہ مرجان قلعہ حسب الطلب آیا محیطار وہین تن اسی وقت بادشاہ مذکور کے پاس گیا دیکھا کہ بادشاہ کے چہرے پر آثار رنج و ملال و تردد مین تنہا بیٹھا ہوا ہے کوئی پاس نہین ہے سر جھکائے ہوئے ہے جب اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا محیطار وہین تن نے باادب سلام کیا بادشاہ مذکور نے اشارہ قریب اپنے بالائی کرسی بیٹھنے کا کیا محیطار وہین تن قریب تخت حکومت بادشاہ کرسی زرنگار پر بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ اے محیطار وہین تن سنا تم نے کہ غوغائے رعد آواز و بیران تیغ ابرو قلعداران اول و دوم قلعہ دست صاحبقران سے یکے بعد دیگرے قتل ہوئے سخت حیرت ہوئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے فقط تمھارا اور ہمارا قلعہ باقی ہے مگر ہم اور تم زندہ ہین بعد تمھارے اور ہمارے اہل اسلام ان دونون قلعون پر قابض و متصرف ہو جائین گے ہم نے اسوقت تم کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ تم سے رائے لین اس بارے مین کہ اب کیا کرنا چاہیے ان اہل اسلام سے کس طرح پیش آنا چاہیے تمھارا کیا ارادہ ہے اور واقعہ کیسا حیرت افزا ہے کہ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ جو قلعدار صاحبقران سے مقابلہ کرتا ہے وہ مارا جاتا ہے غوغائے رعد آواز و بیران تیغ ابرو کے بعد دیگرے دست صاحبقران سے قتل ہو گئے تم اس راز سے آگاہ ہو کہ یہ دونون بغیر اُس تلوار کے کہ جو فہیم عاقل نے در قلعہ شمشیر جنبان پر حاصل اُس تلوار کے کہ جو خاص واسطے قتل شاہ طلسم برق جادو کے ڈھالی گئی تھی کسی اور تلوار سے کب قتل ہو سکتے تھے کیا وہی تلوار صاحبقران کو دستیاب ہو گئی ہے اُن کے قبضے مین آگئی ہے منتقلے عقل تو یہ نہین ہے کہ ایسا ہی خیال کیا جائے کیونکہ وہان تک جانا ان کا غیر ممکن ہے پھر کیا سبب ہوا ہے کہ یہ دونون غوغائے رعد آواز و بیران تیغ ابرو قتل ہو گئے محیطار وہین تن نے باادب جواب دیا کہ اے بادشاہ عالیجاہ مین بھی اسی فکر و تردد مین ہون ہر چند اس بارے مین مین نے بہت فکر کی مگر کچھ بھی سمجھ مین نہین آیا اگر بعد فکر بسیار ذہن نشین ہوا تو یہ ہوا کہ فی الحال کسی سبب سے خداوند گل نرگس ناراض ہو گئے تھے اس وجہ سے غوغائے رعد آواز و بیران تیغ ابرو کو انھون نے دست صاحبقران سے قتل کرا ڈالا ہے میرا ارادہ ہے کہ آج کی شب خداوندی کی پرستش کرکے کہو نگا کہ اب عتاب نفرمائیے اہل اسلام پر غلبہ نا لب کیجیے یقین ہے کہ عرض میری قبول کرین پھر مین طبل جنگ بجوا کر ہنگام سحر صاحبقران سے مقابلہ کرکے ان کو قتل کرونگا انتقام خون غوغائے رعد آواز و بیران تیغ ابرو سر میدان لونگا پھر لشکر کو ان کے قتل و تباہ و برباد کرکے دونون قلعون کو از سر نو اپنے اور حضور کے قبضے مین کر دونگا حسین سبز قبا نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمھاری رائے ہم پسند کرتے ہین خیر اب جو لاشے بیران تیغ ابرو کا مع لاشے ان سواروں کے جو ہمارے لشکر کے قتل ہوئے اٹھوا لو پھر طبل جنگ اپنے نام پر بجوا کر صبح کو صاحبقران سے لڑو ان کو قتل کرو تاکہ رنج و غم ہمارے دل سے دور ہو محیطار وہین تن حسب الحکم بادشاہ مذکور اسی وقت رخصت ہو کر اپنے خیمے مین آیا ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ بیران تیغ ابرو کا میدان جنگ سے اٹھاؤ اور اپنے لشکر کے سواران مقتول کو بھی عرصہ جنگ سے اٹھاؤ ملازم فی الفور گئے محیطار وہین تن کے حکم کی تعمیل کر آئے محیطار وہین تن نے اپنے خداوند کی پرستش کرکے بہت عذر و معذرت اور اطاعت چاہ کر سر شام اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ کہدو جا کے لشکر مین کوس حربی بجایا جائے وقت سحر

ہم صاحبقران سے عرصۂ جنگ مین مقابلہ کرینگے ایک دم مین بضرب گرزگران اُنکو پیوند خاک کرینگے وہ ہم سے کیا لڑ سکتے ہین اور ہمین کیا قتل کر سکتے ہین اول تو ہم روئین تن ہین ہم پر کوئی حربہ اثر کرہی نہین سکتا ہو دوسرے ایک سبب اور بھی ہو کہ اُس سبب سے کوئی حربۂ جنگ ہم پر اثر نکریگا تم سب کو قتل کرینگے کوئی ہمین قتل نکرسکیگا ملازمون نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ عرض کرکے اُنھون نے نقارہ نوازون سے جاکر کہا حکم محیط بر روئین تن ہو کہ طبل جنگی بجایا جاے کیونکہ صبح کو ارادہ صاحبقران سے لڑنے کا ہو نقارہ نوازون نے حکم کی تعمیل کی اسی وقت نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی ہرکارے جو بار جاسوسی و خبر رسانی لشکر اسلام کے متعین مقرر تھے وہ تمام حال دریافت کرکے صداے طبل رزمی سنکے جلد تر اپنے آقا و مالک یعنی صاحبقران کی خدمت مین گئے شرائط عبودیت و قواعد فدویانہ بجالاکر اس طرح ثنا و صفت دعا اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی عرض کرنے لگے کہ بمصداق این۔

نظم

نگرد ہیچ کس از تیغ تیغ بقصد استیصال
بہ تیغ کر عن باز بان تیغ افشد
نبودہ او را خبر با کلوے خصم وصال
زمین سینۂ اعدا بہ تیغ ٹبگافی
ز انقلاب امور و تغیر احوال
بہ بردہ مرکب تو دست از صبا و ربود
مثال ساحت میدان بسطح فلک
کند زبانہ تیغت زبان گردون لال
جہان بعہد تو ہرگز خراب چون گردد
پس آنکہ کہ فشانی ور روز رزم نہال
جہان ز ذات تو خالی مباد گرچہ توئی
بہ بستہ حشمت تو راہ بر جنوب و شمال
ازبے سپاہ ترا بیشتر ز فتح و ظفر
نموده سر چوگان قست مشکل ہلال
نزاد تیغ تو چندین ہزار بچہ افسرخ
بو تو بہ رسم داقین روی بروز قتال
ہمیشہ تا زجہان نیست ہیچ مقطعے خالی
بذات خویش جہانی بگیر و با دجلال

اسوقت یہ منظوم ار سرکار عالی وقار در قلعہ سوم زرنگار ہمگی بصورت مبدل براے جاسوسی گئے تھے قلعہ دار قلعہ سوم زرنگار یعنی محیط روئین تن نے بعد غم و الم کرنے بیران کج ابرو کے اپنے نام پر طبل جنگ اپنے لشکر مین بجایا ہو ارادہ اُس بد نہاد کا یہ ہو کہ ہنگام سحر بجمعیت اپنی سپاہ کے میدان جنگ مین آکر بدخواہان حضور سے جنگ آزما ہو سوا اس کے یہ معلوم ہوا ہو کہ حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ غوغاے رعد آواز و بیران کج ابرو کے قتل ہونے سے نہایت محزون و متردد ہو باقی خیریت ہو صاحبقران ذیشان نے فرمایا کہ بحمدہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاے فتح و ظفر شکست و ہزیمت خدا کی مصلحت سے ہوگی جو کچھ اُس کو منظور ہوگا وہ ہوگا انسان کو بالکل اپنے امور کے انصرام مین اختیار نہین ہو دل مین کہا کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھکو لوح طلسمی عطا کرا دی مین نے ساحرونکو قتل کیا غوغاے رعد آواز و بیران کج ابرو وغیرہ کو تہ تیغ کیا اب انشاء اللہ محیط روئین تن کو بھی شمشیر آبدار سے قتل کرونگا ہرکارے حسب الحکم نقار خانے مین گئے نقارچیون سے حکم صاحبقران بیان کیا انھون نے اُسی وقت چوب اُٹھاکر بسم اللہ اور آیہ نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارۂ جنگی لشکر اسلام مین بھی بلند ہوئی دونون طرف تیاری جنگ و جدال خوب ہونے لگی جوانان شمشیر زن اپنی تلوارون پر صیقل کرنے لگے نیزہ باز اپنے نیزون کو دیکھ بھال کر ترکشون مین بھرنے لگے تیر انداز اپنے تیرون کو درست کرنے لگے کمانون کو حسب دلخواہ تیار کرنے لگے پہلوانان صف شکن اپنے اپنے گرز ہاے گاؤ سری طرف نظر کرکے نشۂ صہباے شجاعت مین جھوم جھوم کے باہم کہنے لگے کہ انشاء اللہ کل یہ گرزگران ہمارے ہین اور سرہاے اعدا ہین نہایت شوق جنگ ہو کہ جلد تر صبح ہو میدان جنگ مین جائین زور بازو اپنا بے دھبے ضرب گرز لگا کر بہادران لشکر کو دکھائین

لشکر محیط روئین تن مین جو سوار بزدل وناتجربہ کار جنگ سے ناآشنا تھے اُن کو سخت تردد تھا کہ
جب سے نقارۂ جنگی بجا تھا خوف جان سے دل اُن کے دھڑک رہے تھے چہرہ زرد تھا حواس باختہ تھے
جس جس جگہ چند بزدل بیٹھے ہوئے تھے باہم کہتے تھے کہ ہائے غضب ہوا آج طبل جنگی بجایا گیا سامان جنگ
ہو رہا ہے کل صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی ہم کو بھی مسلح ہوکر میدان جنگ مین جانا پڑے گا کیونکہ چہرہ
اپنا بھی سوارون مین لکھا ہے ایک مدت سے ملازم ہین برسون سے محیط روئین تن و حسین
سبز قبا کے نوکر ہین جنگاہ مین برق شمشیر چمکے گی کشت وخون بہت ہوگا ہر ایک سوار اپنے حریف کو
تہ تیغ کرے گا اگر جنگ مغلوبہ ہوئی تو اور غضب ہوا دونون لشکر باہم لجائین گے اضطراب وبدحواسی مین
اُس وقت جو کوئی کسی کے سامنے آئے گا وہ اُس کو اپنا دشمن جان کر تیغ وتبر و گرز وتیر لگاکر قتل کرے گا
خواہ وہ اُس کا دشمن ہو یا دوست ہو ہمنے آج تک کوئی لڑائی نہین دیکھی نہ شریک جنگ ہوئے نہ کسی کو
قتل کیا نہ کسی کے ہاتھ سے کوئی زخم کھایا جب سے یہان نوکری ہوئی چہرہ سوارون مین لکھا گیا راحت و
آرام سے شب وروز زندگی بسر کی کوئی لڑائی حسین سبز قبا و محیط روئین تن کسی دشمن سے
اپنے کبھی نہین لڑے آج یہ آفت تازہ اور بلاے ناگہانی درپیش ہوئی کہ طبل جنگ بجایا گیا ہے لڑائی مین
خوف جان ضرور ہے اگر ہم کسی دشمن کی ضرب سے قتل ہوئے تو آہ اپنی جان سے گئے جوانی ہماری
خاک مین ملگئی اگر میدان جنگ سے بھاگے تو سر میدان ذلت حاصل ہوگی اگر ہم نہ لڑے نہ بھاگے
فقط صف لشکر مین کھڑے ہوئے اور ہمارے سامنے کشت وخون ہوا تو بھی ہم سے خونریزی دیکھی نجائیگی
خون ہمارا اُبلتا ہے بارہا آزمایا ہے کہ جب کسی مرغ یا کبوتر کو کسی نے ہمارے سامنے ذبح کیا ہے اور اُس کے
گلے سے خون نکلا ہے اور وہ زمین پر تڑپا ہے تو دیکھتے ہی اُس مرغ بسمل کو ہمین غش ایسا آیا ہے کہ قریب مرگ
ہوگئے ہین دانت بیٹھ گئے ہین آنکھین پتھرا گئین ہین عزیز واقارب واحباب ہماری ردی حالت پر نظر
کرکے رونے پیٹنے لگے ہین نالہ وفریاد کرنے لگے ہین سامان خرید کفن وتیاری قبر کا کرنے لگے ہین جب
بڑی مشکل اور بڑی دیر مین ہمکو تدبیر کی بدولت ہوش آیا ہے تو سب عزیز واقارب واحبا کو خوشی حاصل
ہوئی ہے ہمارے والدین نے خدا اُن کو داخل جنت کرے ہمین بڑے ناز ونعم سے پالا ہے کیونکہ اول تو
الفت پدری ومادری دوسرے وہ صاحب مال ودولت سے تھے نوکر چاکر اندبار بہت سے تھے اسپ وفیل
بھی اصطبل خانہ اور فیلخانہ مین تھے مگر کبھی ہم خوف سے سوار نہوتے تھے اگر کبھی والد ہمارے یا عزیزان
دیگر ہم کو گھوڑے کی پشت پر بٹھا دیتے تھے باوجود اس کے کہ ہم نوجوان تھے لیکن خوف سے بے اختیار
رونے لگتے تھے بلکہ چیخنے لگتے تھے اس اندیشے سے کہ کہین گر نہ پڑین چوٹ نہ لگے یا گرنے مین پامال ہم آپ
نہو جائین لوگ دوڑکر ہمکو گھوڑے سے اُتار لیتے تھے آنسو ہمارے پونچھتے تھے بالفت وشفقت پیش
آتے تھے علی الخصوص والدین از حد ہمپر التفات کرتے تھے اُس روز ضرور صدقہ ہم پر سے اُتارا جاتا
تھا اور فیل کے اوپر سوار ہونا تو کجا کبھی ہاتھی کے سامنے بھی مارے ڈر کے نہ جاتے تھے ایسے
خائف اور بودے تھے کہ گھر سے باہر بھی نہ نکلتے تھے عورتون مین شب وروز رہا کرتے تھے محل تھا
اور ہم تھے اگر بروز عید فطر یا بروز عید الضحیٰ والدہ وغیرہ بزرگون کے کہنے سے عیدگاہ تک جاتے تھے
تو بڑا اہتمام کیا جاتا تھا چند ملازم چاہے راست وچپ اور پشت وروبرو ہوتے تھے درمیان مین لڑکے
ہم اپنے والد کے ساتھ ہاتھ اُن کا پکڑے ہوئے نہایت ڈرتے ہوئے جاتے تھے راہ مین اگر گھوڑا یا
ہاتھی یا اونٹ یا بگھی کہین ملجاتی تھی تو نہایت خائف وترسان ہوکر چیخ کر اپنے باپ سے لپٹ جاتے تھے

وہ اب سے دور تسلی و تشفی دیتے کر پیار کرتے تھے فی الفور ہمیں اپنی آغوش میں اٹھا لیتے تھے سینے و جگر
سے لپٹا لیتے تھے اور پھر اثنائے راہ سے ہمیں گھر میں لے آتے تھے عیدگاہ تک نہ لے جاتے تھے ہم جس
بات پر ہٹ کرتے تھے جس چیز کے لینے کی ضد کرتے تھے والدین ہمارے موافق ہماری خوشی کے عمل
کرتے تھے کبھی انھوں نے ہمارے اوپر غصہ نہیں کیا نظر تند و تیز سے بھی نہیں دیکھا پھولوں کی چھڑی بھی
کبھی ہمارے تن نازک و ناتوان پر نہیں لگائی جب انھوں نے انتقال کیا مال و دولت والدین ہم نے
اپنی نادانی سے تھوڑی مدت میں صرف کر ڈالا بلائے تنگیت نے صورت نازیبا اپنی دکھائی چونکہ زمانہ حیات
والدین میں عقد ہمارا بڑی دھوم سے ہو چکا تھا بعد رحلت والدین ہم صاحب اولاد ہوئے تھے اہل و عیال
کی فاقہ کشی دیکھی نہ گئی مجبور و لاچار ہو کر ملازمت اختیار کی محیط روئین تن و حسین سبز قبا بادشاہ
ہر چہار قلعہ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست نوکری کی دی حسن تقدیر سے چہرہ سواروں میں لکھ گیا
گھوڑا سواری کو مع آلات حرب و ضرب ملا جب سے اب تک ماہ بماہ زر تنخواہ وصول کر کے ہم مع اہل و عیال
عشرت سے بسر کرتے تھے زمانہ حیات تکلیف سے بسر ہوتا تھا اب بیان سامان بیڈھب ہے طبل جنگ
بج چکا ہے تیاری جنگ ہو رہی ہے کل صبح کو قیامت کا سامنا ہے حریفوں سے مقابلہ ہے ہمیں اب تک تلوار کا لگانا
نیزہ سے دشمن کو قتل کرنا اچھی طرح گھوڑے پر بیٹھنا کچھ بھی معلوم نہیں ہے یہ ہتھیار فقط دکھلانے کے واسطے
حکم حاکم سے ہم نے اپنے تن پر آراستہ کئے ہیں والا ہمیں مطلق فنون سپہ گری سے آگاہی نہیں ہے پس ہمارا
جنگاہ میں جانا بیکار ہے ہم سے لڑا بھڑا ہرگز نہ جاوے گا نہ ہم قتل زخمی ہونے کے ہوں گے مقام غور و انصاف
ہے کہ جب ہم نے اپنے تن نازک پر پھولوں کی چھڑی کبھی نہیں کھائی ہے تو زخم تیغ و تیر و نیزہ و گرز وغیرہ ہم اپنے
اس تن پرورده ناز و نعمت پر کیونکر کھائیں گے اور کیونکر متحمل ایذائے زخم کے ہوں گے ایک ہی ضرب دشمن
سے گھوڑے سے گر پڑیں گے مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپیں گے خاک پر ایڑیاں رگڑیں گے کوئی نابکار ایسی حالت
میں ہماری خبر نہ لے گا گھوڑوں کے سموں کے نیچے آ جائیں گے پامال ستم اسپاں ہو جائیں گے کسی نامعقول کو
ہمارا خیال بھی نہ ہوگا نہ ملال ہوگا بیوی پیاری ہماری بیوہ ہو جائے گی بچے یتیم ہو جائیں گے گور و
کفن بھی نصیب نہ ہوگا لاشہ میدان جنگ میں پڑا رہے گا شب کو درندے گرسنہ آ کر گوشت ہمارا
منہ سے برغبت کھا لیں گے بلکہ ہڈیاں بھی چبا لیں گے ہمارے لاشے کا نام و نشان بھی نہ رہے گا
اہل و عیال ہمارے غم و الم میں ہمارے روتے روتے مر جائیں گے کوئی ان کو تسلی و تشفی بھی نہ دے گا نہ کوئی
ان کی خبر لے گا ایسی نوکری سے ہم باز آئے کہ جس نوکری میں جان جائے اہل و عیال تباہ و برباد و غمگین
ہو کر مر جائیں صاف صاف تو یہ ہے کہ ہم نے نوکری واسطے جان دینے اور سر اپنا تیغ دشمن سے کٹانے کے
واسطے نہیں کی ہے فقط اپنی تن پروری و شکم پروری اور اہل و عیال کی بسر اوقات کے واسطے کی ہے جان
عزیز ایسی شے ہے ہم سے ہرگز نہ دی جاوے گی کوئی ہمیں برا کہے یا بھلا کہے اگر کوئی بزدل و نامرد کہے گا تو کہے ہم
اس کے کہنے سے نامرد نہ ہو جائیں گے ہمارے کئی لڑکے لڑکیاں موجود ہیں اور بیوی حاملہ بھی ہے ہم نامرد
کیونکر ہو سکتے ہیں اب رہا بزدل ہونا یہ اعتراض بھی کہنے والوں کا بیجا و درست نہیں یہ محض عقلمندی ہے کہ انسان
اپنی جان کی حفاظت کرے اپنے تئیں ضرر سے بچائے جہاں لڑائی ہوتی ہو وہاں سے نکل جائے جان اپنی
ایسے مقام خوفناک پر جا کر نہ دے دیدہ و دانستہ باعث اپنے مرگ کا نہ ہو اگر معترض اور بدگو اس قول کو
ہمارے کہ مدلل ہے اور صحیح ہے تسلیم نہ کرے تو نہ کرے جس قدر اس کا دل چاہے برا کہے چاہے بزدل کہے چاہے
نامرد کہے ہم تو کیا ہیں برا کہنے والے بڑے بڑوں کو برا کہتے ہیں لوگ بادشاہوں کو امیروں کو اولیائے کو

بُرا کہتے ہیں اُن کے بُرا کہنے سے وہ بُرے ہو نہیں جاتے ہیں بہت وچیے اگر آدمی نیکوں کو بُرا کہتے ہیں
ذرا تاریکی شب محیط عالم ہوجائے تو لشکر محیط رو مین تن سے نکل اپنے گھر کا راستہ لیں اپنے اہل وعیال
میں جا کر شب بسر کریں یہیں سے بے خوف وخطر سوئیں صبح کو رزق دینے والا رزاق ہو جائے گا یہاں کی
نوکری سے دست بردار ہوئے کہیں کسی کی نوکری کریں گے اگر نوکری نہ ملے گی تو بھیک مانگیں گے ہر طور
اپنی زندگی بسر کریں گے لیکن یہاں اپنی جان نہ دیں گے قربان ایسی نوکری کے کہ جس نوکری میں جان جائے
اہل وعیال تباہ وبرباد ہوکر رہ جائیں ہمارے ماں باپ نے اس روز کے واسطے ہمیں نہیں پالا تھا کہ میدان
جنگ میں دشمنوں کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے اعضا ہو کر جان جائے جان کا دینا دشمنوں
سے لڑ کر زخمی ہونا یہ عقلمندی نہیں ہے ہم نہیں جانتے ہیں ایسے ہم جاہل نہیں ہیں کہ جو اپنے نفع وضرر کو نہ سمجھیں
یہ باتیں کرکے خاموش ہوئے جب ہنگام شب آیا تاریکی محیط عالم ہوئی وہ سب نامرد وبزدل باتفاق رائے
اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے گھروں کی طرف چلے اکثر جوانان لشکر نے جو اُن سے پوچھا کہ اسوقت گھبرائے
ہوئے کہاں جاتے ہو خیر تو ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں جان کی خیر ہے بضرورت جاتے ہیں ابھی آتے
ہیں یہ کہتے ہوئے سیدھے اپنے گھروں کو چلے گئے اکثر سواران لشکر امید وبیم میں تھے اکثر کہتے تھے کہ دیکھیے
کل فتح ہوتی ہے یا شکست وہ سواران نابکار جو لشکر غوغائے رعدآواز وہیران گنج ابرو کی سپاہ
سے تھے وہ باہم یہ عہد کیے تھے کہ جب تک محیط رو مین تن قتل نہ ہوگا ہنگامہ میں رہیں گے جس وقت
محیط رو مین تن دست صاحبقران سے مانند غوغائے رعدآواز وہیران گنج ابرو کے
قتل ہوگا اسی وقت میدان جنگ سے گریزاں ہوں گے ایک دم بھی پھر وہاں قیام نہ کریں گے اور جو سوار
تہور شعار تھے وہ تیاری جنگ میں مصروف تھے ارادہ اُن کا لڑنے مرنے کا تھا غرضکہ دونوں لشکروں میں
شب بھر خوب تیاری لڑائی کی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ بمصداق

نظم

جب ہوا جلوہ گر آسمان

رہا کم سیاہی شب کا نشان • ہوئی روشنی آسمان پر عیاں
لگے ہونے آنکھوں سے آ ہنہان • موذن اذان ہو کے سب ہمزبان
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند • لگی چلنے جب دم نسیم سحر
لگے ہونے ہر طرف جا نور • مسجد یہ طاعت بے نیاز
لگے بستروں سے بہر نماز

صاحبقران وبادشاہ لشکر اہل اسلام وجملہ سرداران عالی مقام وتمام مردمان
لشکر بھی برائے طاعت داور خواب غفلت سے ہوشیار ہوکر اپنے اپنے بستر سے اٹھے بعد وضو آمادہ طاعت
باری تعالیٰ ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں بعد اذان واقامت تکبیر تحریمۃ الاحرام کہی گئی نماز بجماعت ہونے
لگی جب اتمام نماز وظیفہ ودعائے فتح وظفر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کمر بندی کا حکم
دیا جملہ اہل اسلام حسب الحکم صاحبقران نیکنام جلد جلد مسلح ومکمل ہونے لگے تھوڑی دیر میں سب مسلح
ہوئے صاحبقران نے بھی اپنے تن پر آلات حرب وضرب زرہ بکتر آراستہ کیے پھر صاحبقران
ذیجاہ اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران سپاہ نے بادب سلام کیا امیر باتوقیر نے جواب سلام
دے کر اُن سب کو ہمراہ لے کر دربارگاہ بادشاہ عالیجاہ پر جا کر توقف کیا ناگاہ پردہ بارگاہ کا اٹھا
بادشاہ موصوف بالائے تخت زرین اس طرح نظر آئے کہ تاج بر سر قبائے شاہی در بر کہاریان نوجوان
نوجوان حسین وخوش رو اپنے دوش پر تخت زرین اٹھائے ہوئے نقیبانے بآواز بلند کہا ظل اللہ برآمد ہوا
سبھوں نے سوئے دربارگاہ نظر کی پھر نقیبان نے پکار کر کہا اے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ ممدوح نے
دیکھا کہ صاحبقران وجملہ سرداران سپاہ نے حسب قاعدہ بادب تمام سلام کیا بادشاہ ممدوح نے
حسب دستور سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران وجملہ سرداران لشکر [illegible]

سوار ہوئے تمام لشکری بھی اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوٹ پڑی حسب دستور سواری بادشاہ بجاہ و حشم و بشان و شوکت و تجمل مع تمام جلوس لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم روان ہوئی اُس وقت روانی لشکر اہل اسلام کی قابل دید تھی جب سواری بادشاہ ممدوح مانند باد بہاری کے میدان جنگ مین آئی ہنوز سواری بادشاہ ممدوح جنگاہ مین پہونچی ہی تھی کہ اُس طرف سے محیط روئین تن ساٹھ ہزار سوارون کی جمعیت سے کرگدن پر سوار بعد کبر و غرور وہین بجبین میدان جنگ مین آیا بت لشکر صاحبقران پر نظر کرکے حیران ہوا تا دیر بنظر تند و تیز دیکھا کیا پھر دونون طرف سے بیلدار و بیلچہ بردار موافق قاعدہ واسطے درستی میدان جنگ کے نکلے انھون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر خس و خاشاک دور کرکے پست و بلند و ناہموار زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے آب پاشی سے میدان رزم کو سرد کیا گرد و غبار کو دفع کیا بعدہ دونون جانب حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ ہر ایک لشکر کا جوانان پر جگر سے مزین و آراستہ کیا گیا ایسے ہنگام مین لشکر اہل اسلام کی طرف سے نقیب خوش تقریر اور محیط روئین تن کی سپاہ سے کوکیت واسطے آمادہ جنگ کرنے جوانان لشکر کے نکلے وسط میدان جنگ مین ٹھہر کر اول نقیبان مذکور نے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہوکر آواز بلند کہا کہ اے بہادران بے مثال و اے دلاوران ذی کمال آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد بڑے نامی و نامور تھے اخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ سپہگری مین وہ یکتاے روزگار اور شجاعت و ہمت مین وحید دہر تھے یکہ و تنہا میدان جنگ مین ہزارون اعداے بادواس ہوکر ثبات قدمی اختیار کرکے شیرانہ لپٹے تیغ تیغ آبدار سے اپنے دشمنون کو قتل کرتے تھے اُن کی برق شمشیر خرمن جمعیت اعدا کو جلا کر خاک کر دیتی تھی میمنہ میسرہ فوج دشمن کا حملہ شیرانہ کرکے درہم و برہم کر دیتے تھے اعدا اُن کی ہمت سے بھاگتے تھے صف شکن و تیغزن مشہور تھے اکیلے ہزارون دشمنون سے لڑکر اُن کو میدان مصاف سے بھگا دیتے تھے ہجوم اعداے گھبراتے نہ تھے شیرانہ نعرے کرتے تھے بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون سے لڑتے تھے اگر دست اعدا سے زخمی ہوتے تھے تو پھر اُن کو غصہ زیادہ آتا تھا حالت زخمداری مین کچھ خیال اپنے زخمی ہونے کا نہ کرکے یون دشمنون پر حملہ ور ہوتے تھے کہ جیسے شیر گرسنہ گلہ گوسفندان پر حملہ کرے اگرچہ وہ دنیا مین نرہے لیکن شجاعت اُن کی اب تک زبان زد خلائق ہے ایسے ایسے کار ہاے نمایان لڑائیون مین وہ کر گئے ہین کہ اہل دنیا کو اب تک یاد ہین اخبارون مین حال شجاعت اُن کا درج ہے تم سب بھی انھین کے فرزند ہو انھین کے خون و جگر ہو شجاعت و بہادری مین مانند انھین کے ہو ورثہ مین شجاعت بھی آئی ہے لہذا تم کو بھی لازم ہے کہ مثل اپنے جد و آبا کے جنگاہ مین شجاعت اپنی ظاہر کرو دیکھو آج سامنا کفار سے ہے لشکر محیط روئین تن میدان مین صف آرا ہے ہر ایک سوار لشکر کفار کا تم سے آمادہ جنگ و کارزار ہے جان دینے اور مرنے پر تیار ہے ہر ایک ان مین تمھارا دشمن جان ہے تم بھی ان کو تاک رکھو ہنگام جنگ ٹوک ٹوک کر شیرانہ نعرے کرکے ان بیدینون کو تہ تیغ کرنا جمعیت کفار کو پراگندہ کر دینا ثبات قدمی اختیار کرنا بڑھ بڑھ کر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا نہ کرنا روبرو بہادرون کے ذلیل و بے عزت نہونا اپنی اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا مانند اپنے بزرگون کے مقابلہ و مجادلہ کرنا اپنے آبا و اجداد کا سر میدان نام روشن کرنا تم سب اہل اسلام ہو کافرون سے لڑائی ہے حق و باطل کا سامنا ہے ذرا حمیت دین اسلام کا خیال رکھنا عزت و آبرو کا دھیان رہے کافرون سے مغلوب نہونا فروغ دین اسلام مین نہایت کوشش کرنا لڑائی مین ہمت نہ ہارنا

دنیا اور اہل دنیا دونون بے ثبات ہین کوئی دنیا مین ہمیشہ باقی نہ رہے گا آخر ایک روز ضرور مرنا ہی دنیا سے سب سے عدم جانا ہی مناسب یہی ہی کہ بے خوف و خطر دشمنون سے لڑو اگر اعدا کو قتل کیا تو مثل آبا و اجداد اپنے کے تم بھی شجاع و بہادر مشہور عالم ہوگے نامی و نامور ہوگے خلعت و انعام پاؤگے عہدے تمھارے بڑھین گے بہادرون مین محسوب ہوگے اور اگر ہنگام جنگ و دست دشمنان سے قتل ہو جاؤگے تو بھی تمھارے حق مین بہتر ہوگا غازی و جوانمرد کہلاؤگے آخرت مین اجر ان کا فزون سے لڑنے کا پاؤگے اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر اجل تمھاری نہین آئی ہی تو کسی دشمن سے لڑائی مین قتل نہوگے قضا تمھاری ہی خود تمھاری حافظ ہے کی تیغ و تیر و نیزہ و گرز دشمنان بے دین سے ہلاک نہوگے اور اگر وقت اجل آگیا ہی تو کسی طرح جانبر نہوگے اگر بخوف جان میدان جنگ سے گریزان بھی ہوگے تو بھی اجل تمھاری سد راہ ہوگی بخوبی بھاگ نہ سکوگے کہ قضا ز نجیر پا ہو جائیگی کسی دشمن کی ضرب تیغ وغیرہ سے ضرور قتل ہو جاؤگے زندہ نہ رہوگے پس ایسی حالت مین بھاگنا اور ہنگام جنگ دشمنون سے پسپا ہونا نہایت نادانی ہی کبھی عقلمند و دلاور میدان جنگ سے نہین سرکتے سر کٹ جاتا ہی مگر پانون جنگاہ سے نہین ہٹاتے تم بھی نادان نہین ہو عاقل و دانا ہو اپنے نیک و بد امور پر نظر کرو بھاگنے پر لڑنے کو ترجیح دو ہمارے اس قول پر ضرور عمل کرو کل دشمنان بے دین سے دلیرانہ لڑو ان سب کو وقت مقابلہ قتل کر دو یون جو ہر اپنی تیغ شجاعت کے دکھا‌ؤ

کہ بمصداق **نظم مؤلف**

سپر ہاتھ مین ہو نہ وقت مصاف	علم کرکے شمشیر الماس رنگ	بیاسون کو توڑ دو بہ ہنگام جنگ
بجائے سپر روکو تیغ و وار	کہے دیتے ہین تم سے ہم صاف صاف	کرے وار جب دشمن نابکار
ہر اک ضرب شمشیر ایسی تو ہو	دلیرانہ آگے بڑھا کر قدم	علمدار لشکر سے چھینو علم
کہین سب شجیع و رجا و رجب	کرو اک وار مین دشمن جان چور	کرو اس طرح دشمنون سے وغا

لشکر کفار کے کثرت پنہ لشکر کے جوانون سے متوجہ ہوکر اس طرح آواز بلند ان سے کہنے لگا اے جوانان شمشیر زن والے لشکریان خیط روبین تن آگاہ ہو کہ آج سامنا اہل اسلام کا ہی یہ وہ لوگ ہین کہ تمھارے دشمن جان و ایمان ہین ان کو قتل کرنا لازم ہی کیونکہ نہایت سرکش ہین اپنے دین کا فروغ چاہتے ہین اور دین دنیا سے مٹانا چاہتے ہین ہمارے نزدیک ان کا قتل کرنا ضرور ہی یہ لوگ تمھارے خداوندگی پرستش نہین کرتے ان کو برا کہتے ہین سوا اس کے آمادہ شر و فساد پر ہین تم بھی ان کو ہنگام جنگ زندہ نچھوڑنا ان کی خونریزی مین کوشش کرنا حتے الامکان امین سے کسی کا نام و نشان نرکھنا اس سرزمین سے ان کو زندہ جانے ندینا انھون نے بیان آکر پے در پے صدمے پہنچائے ہین خوغا سے رعد آواز و ہیران رخ ابرو کو کہ جو پہلوانان بے مثل و نظیر تھے انھین قتل کیا ہی آج تم ان کے خون کا ان سے انتقام لینا ہنگام رزم دلیرانہ ان کو قتل کرنا خداوند تم سے خوش ہونگے خیط روبین تن اور حسین سبز قبا بادشاہ مجھے ہم اور تم کو انعام مین وہ بھی تمھے رضامند ہو کر خلعت و انعام دینگے دیکھو دنیا بے ثبات ہی اور اہل دنیا فانی ہین حیات چندروزہ کے واسطے دنیا مین پیدا ہوئے ہو ایک دن تم کو مرنا ضرور ہی جس طرح کہ آبا و اجداد تمھارے دنیا مین نہ رہے یاد رکھو کہ تم بھی نرہوگے اجل کو لینے سے دور نہ سمجھو کہ بمصداق این شعر

اجل بلانے ہوئے تاک ہر کسی پر ہی	بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہی	زمانہ ایک حال پر نہین رہتا ہی

انسان ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہی بس مناسب ہی کہ حیات چند روزہ مین وہ کام دنیا مین انسان کر جائے

کہ بعد مرنے کے اہل دنیا اُس کو یاد کرین مطلب ہمارا اس تقریر سے یہ ہی کہ آج تم بھی اس میدان جنگ مین ان مسلمانون سے ایسا لڑو کہ لڑائی تمھاری یادگار رہے یہ کہکر گرگیت اور نقیب وسط میدان جنگ سے علحدہ ہوئے اُسوقت دونون لشکرون کے جوان بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا پر نظر کرکے گرگیت اور نقبا کی تقریر سنکے ایسے آمادہ جنگ ہوئے کہ مرگ کو بہتر از حیات جاننے لگے جو ہی تمام ہوئے جوش شجاعت سے بے اختیار اپنے حریفون پر ارادہ حملہ کرنے کا کیا قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے صفون سے نکلنے کا ارادہ کیا کہ ناگاہ سب کے پہلے محیط روئین تن نے جوش شجاعت مین اپنا کرگدن بڑھاکر وسط میدان جنگ مین آکر اہل اسلام کی طرف دیکھکر باواز بلند کہا کہ اے اہل اسلام تم سب مین وہ کون ہی کہ جس کا نام صاحبقران ہی وہ غولے رعد آواز وہران عج ابرو کا قاتل ہی چاہتا ہون کہ وہی میرے مقابلے کو آئے مجھے جنگ آزما ہو یہ تقریر اُس کی سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سے اذن جنگ حاصل کرکے نوح طلسمی کو بایں نیت دیکھنے لگے کہ محیط روئین تن سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کیا جائے اور یہ نابکار کیونکر قتل ہوگا تدبیر اس کے قتل کرنے کی کیا ہی نوح طلسمی نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کرکے مرکب اپنا بڑھایا جب روبرو حریف مذکور کے پہونچے مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان جس کو تونے طلب کیا تھا وہ مین ہی ہون سب لوگ مجھی کو صاحبقران کہتے ہین مین نے ہی غولے رعد آواز وہران عج ابرو کو قتل کیا ہی اسوقت تجکو بھی مین اگر چاہا خداوند عالم نے تو قتل کرونگا میری شمشیر آبدار خونریز کفار ہی صدہا بلکہ ہزارہا کافران قوی بازو کو مین نے قتل کیا ہی شجاعت میری مشہور عالم ہی محیط روئین تن نے بعد غرور و تکبر جواب مین یہ اشعار رجز اپنی زبان پر لاکر اپنی شجاعت و بہادری ظاہر کی

نظم مولف

نہین میرا ثانی کوئی پرجب سکر
سمجھتا ہون شیر ژیان کو غزال
نہین ہو مرا قول کذب و خلاف
لگاؤن اگر ضرب گرز گران
تو ہوجون لتے پشتۂ ناتوان
ڈرے مجھسے میدان مین گر کوئی دیو
مرے تن پہ ہرگز نہ ہوگا اثر
نہین کوئی ایسا بروے زمین
سلامت کرے وہ مجھے قتل کیا

اگر نعرہ زن ہون مین وقت ستیز
بہنگام حرب و جدال و قتال
کسی سے نہین بند مین جنگ مین
عدو کا نہ باقی ہے پیر نشان
ہوئے سرکشان جہان مجھسے پست
گریزان ہوئے سنتے ہی میرا غریو
یلی نامور صفدر و صف شکن
جو مجھکو کرے قتل از زور کین

مین ہون وہ جوان این یل نامور
تو لے شیر بھی ڈر کے راہ گریز
مری تیغ بران ہی خارا شگاف
درآتا ہی نیزہ مرا سنگ مین
مقابل ہو گر مجھسے پیل دمان
کسی بار لشکر کو دی ہی شکست
لگے عدو گرچہ تیغ و تبر
محیط دلاور ہون مین روئین تن
بیان لائی ہی خود تمھاری قضا

مین وہ بہادر ہون کہ دلیران روے زمین مجھ سے زیر و پست

ہین میرے نزدیک مثل پشتون کے فیلان مست مین میری ضرب گرز گران کی پناہ نہین میری نظر مین کچھ بھی وہ تمھاری سپاہ نہین ایک حملے مین سب کو بھگا دونگا تم کو قتل کرکے جو کہتا ہون لوگون کو دکھا دونگا دنیا مین میرا مثل و نظیر نہین ہی مجھکو جنگ مین ضرورت شمشیر نہین ہی علاوہ ضرب گرز گران کے ضرب مشت میری برلے ہلاک عدو کافی ہی نعرۂ شیرانہ میرا سر میدان جنگ برائے پرواز مرغ روح عدو وافی ہی جسکو نظر تند سے دیکھون وہ کثرت خوف سے ہلاک ہوجائے نہین سکے جو مین تم پر برق شمشیر میری گرے وہ جل کر خاک ہوجائے تم ہلتی شاید مجھے خوف سے

گوشۂ قبر مین پنہان ہوا ہی قائل میرے زور و قوت بازو کا ایک جہان ہوا ہی دلیران عالم میرے
حلقہ بگوش ہین میرے مثل دلیران صاحب عقل و ہوش ہین مین بھی مانند اسفندیار کے روئین تن ہون
مشہور جہان صفدر و صف شکن ہون مین وہ بہادر ہون کہ قدم بڑھا کر کبھی پیچھے نہین ہٹاتا ہون مین وہ
کوہ گران ہون کہ کوئی حریف مجکو پشت گرگدن سے نہین اٹھاتا۔ وہ مجھ سے آمادہ جنگ ہو جو شخص
اپنی زندگی سے تنگ ہو تلوار میری حریف کو راستہ ملک عدم کا بتاتی ہی ضرب گرز گران میری دشمن کو
خاک مین ملاتی ہی خنجر میرا تشنہ خون دشمن ہی خوف ضرب سنان نیزہ میرے سے نیلگون چرخ کہن ہی
فنون سپہگری مین طاق ہون شجاعت و دلاوری مین شہرۂ آفاق ہون سواے حسین سبز قبا
بادشاہ ذیجاہ اکثر سلاطین جہان مجھسے خائف و ترسان ہین سرکشان دنیا میرے قہر و غضب سے
لرزان ہین دم جنگ جیون کو مجھ سے جان بچانا دشوار ہوا اکثر سے میدان مصاف مین مارزار
ہو مرد میدان نبرد ہون قلعہ دار قلعۂ زرد ہون شیر بیشۂ شجاعت ہون نہنگ دریاے شہامت ہون
فرمانرواے اقلیم بہادری ہون شہنشاہ کشور دلاوری ہون جرأت مین منتخب روزگار ہون مرد میدان
کارزار ہون محیط روئین تن ہون شجاع و صفدر و صف شکن ہون میری ضرب گرز سے جانبر
ہونا محال ہی قوت میری از سنگ طاقت رستم و زال ہی محیط روئین تن تا دیر تقریر کر کے
خاموش ہوا جبکہ اس نے اپنی تعریف کی صاحبقران نے پھر کی آنکھ پر دوبارہ اپنی نیت لوح کو دیکھا
کہ محیط روئین تن کو کیونکر قتل کرنا چاہیے لوح طلسمی سے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران
نے اُسے یاد رکھا جب محیط روئین تن اپنی قوت و شجاعت کی ثنا کر چکا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او مغرور متکبر بے حد تو نے اپنی شجاعت کی ثنا کی قول
تیرا غلط ہی آگاہ ہو کہ بے مثل و نظیر ذات خدا ہی عبث مجکو اپنی شجاعت پہ ناز ہوا ورنہ دعوے یکتائی
ہی تجھ ایسے بہت سے بہادر خدا نے پیدا کئے ہین مانند اسفندیار کے کہ وہ بھی روئین تن تھا
اب بھی تجھسے زیادہ قوی دنیا مین موجود ہین خداوند عالم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہی
او یا وہ گو تیرے نعرے سے شیر ژیان گیا بلکہ جائیگا تو ایسا قوی نہین ہی کہ شیر ژیان کو غزال سمجھے
اور شمشیر تیری ہنگام ضرب سنگ کو کاٹ ڈالے اور نیزہ تیرا سنگ مین گیا در آئے گا ضرب گرز
سے اژدرم کو کیا فیل مست کو ہلاک کرے گا تنہا لشکر کو شکست دینا دشوار تر ہی ہمین یقین
نہین کہ تو نے دم جنگ لشکرون کو شکست دی ہوگی یہ بھی قول تیرا صحیح نہین معلوم ہوتا کہ تیرے
نعرے سے دیو بھاگ گیا ہو یا اب تیرے نعرے سے دیو بھاگ جائے تو کیا ہوا ور تیرا نعرہ کیا ہی اور
یہ قول تیرا کہ مین روئین تن ہون مجھ پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا یہ بھی غلط ہی جس طرح اسفندیار
ہلاک کیا گیا ہی تو بھی اسی طور یا اور عنوان سے قتل ہو سکتا ہی دیکھنا کہ ہم تجکو کیونکر قتل کرتے ہین
ہم تیری تمام تقریر کا کیا جواب دین کہ تقریر کو ہماری طول ہوگا مختصر و خلاصہ جواب تیرے تمام دعوون
یہ ہی کہ تو کاذب ہی اور نالائق ہی کہ تعریف اپنی خود ہی بے انتہا کرتا ہی اپنے روئین تن ہونے پر غرور
کرتا ہی دیکھ یہ نخل غرور بارور نہوگا بلکہ باعث تیری ندامت و پستی کا ہوگا دنیا سراے فانی ہی ہمیشہ
یہان نہ کوئی رہا ہی نہ رہے گا اگرچہ تو روئین تن ہی لیکن جس وقت اجل تیری آئے گی تو بھی تو بیک
ایک دم مین قتل ہو جائے گا روئین تن ہونا تیرا تجکو قضا سے نہ بچاے گا او کاذب اگر تو نے
دعوے شجاعت کیا ہی تو دلاوری بھی ظاہر کر شجاعت و قوت اپنی دکھا کوئی وار کر تلوار یا ضرب

گرز لگایا نیزے سے جنگ آزما ہو ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت کس قدر ہے ماہر فنون جنگ ہے یا نہیں
اور دعویٰ بے دلیل اچھا نہیں ہوتا ہر ایک عاقل راست گو جانتا ہے کہ دعویٰ با دلیل خوب ہے بس جو
تو نے قبل اس کے دعوے کیے ہیں اُن کو بدلائل صحیح ثابت کرو ورنہ مردان ہر دو سپاہ تجھ کو یاوہ گو
اور کاذب تصور کریں گے محیط روئین تن نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے صحیح کہا ہے لیکن
مصلحت وقت یہ ہے کہ تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو پہلے وار کر لو شمشیر و تیر و گرز لگا لو تمنائے جنگ
نکال کر دنیا سے جاؤ دیکھو میں سپر سر پر کھینچے ہوں بقوت تمام ضرب شمشیر لگاؤ یا گرز لگاؤ یا نیزے کا
وار کرو یا تیر لگاؤ بعد تمہارے وار کرنے کے میں ایک ہی ضرب میں کام تمہارا تمام کروں گا صاحبقران
نے فرمایا ہم اہل اسلام کا یہ دستور نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی حربہ جنگ کا لگائیں لڑائی میں سبقت
کریں جب تیری ضرب گرز یا نیزے سے خدا ہمارا ہم کو بچالے گا اُسوقت ہم بھی تلوار لگائیں گے محیط
روئین تن نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمہاری آگئی ہے اگر تمہاری خواہش یہی ہے تو ہوشیار ہو جاؤ
قلب و جگر و سینے کو اپنے بچاؤ اگر ضرب نیزہ مجھ سے رک سکے تو روکو صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم
خبردار ہیں اللہ ہمارا حافظ و نگہبان ہے تو ضرب نیزہ لگانے میں کوتاہی مت کر خوب دیکھ بھال کر نیزہ لگانا اپنے
نیزے سے بھی ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ قلم ہو جائے سر دست ندامت اس مجمع کثیر میں تجھ کو حاصل ہو
محیط روئین تن یہ سنکے بولا کہ نیزہ میرا آج تک کسی نے قلم نہیں کیا تم اس نیزہ اجل کو کیا قلم کرو گے
یہ کہکر نیزے کو اٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینے پر لگایا ادھر
صاحبقران نے اپنی تلوار کو علم کر کے مرکب کو جست دلوا کر بڑھ کر ایسی چالاکی سے شمشیر لگائی
کہ نیزہ درمیان سے مانند نے کے قلم ہو گیا نصف نیزہ مع سنان کٹ کر زمین پر گرا محیط روئین تن
کو حیرت ہوئی ندامت سے ہمہ تن پسینے سے تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق ندامت میں غرق ہو گیا اہل اسلام نے
شور تحسین و آفرین بلند کیا بعد ایک دم کے محیط روئین تن نے برہم ہو کر دانہ نیزے کی کر گردن کو
بڑھا کر سر صاحبقران پر لگائی ادھر امیر با توقیر نے وار اس کا خالی دے کر مسکرا کر کہا کہ اے محیط
روئین تن خداوند عالم نے تیرے نیزے سے ہمارا قلب و جگر بچایا جو تو نے کہا تھا وہ نہ ہوا نیزہ ہی
تیرے غرور سے قلم ہو گیا اب اور کوئی وار کر بہادری و شجاعت اپنی دکھا اپنے دعووں کا خیال کر قول
کو اپنے یاد کر محیط روئین تن یہ کلمات طعن آمیز سنکے از حد غضبناک ہو کے گرز نہایت گران اٹھا کر
دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر گردش دے کر اپنے خداوند کی نرگس کو پکار کر بقوت تمام ضرب گرز
سر صاحبقران پر لگائی اس طرف امیر با توقیر نے تلوار نیام میں رکھ کر مرکب کو جست دلوا کر بڑھا کر کل
گرز پر نظر کر کے دوسرا ہاتھ اپنا برابر مشت محیط روئین تن پہ پہنچا کر نعرہ کر کے بزور قوت بازو زور
کر کے گرز اس کے ہاتھ سے چھین لیا اسوقت اہل اسلام نے فرط خوشی سے بکثرت شور تحسین و آفرین
بلند کیا مردان لشکر کفار کو حیرت ہوئی خصوصاً حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کہ اپنے قلعہ پر
سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا نیزہ قلم ہونے اور گرز چھن جانے سے نہایت متحیر و رنجیدہ ہوا ادھر محیط روئین
تن کے بھی ہوش و حواس حیرت سے بجا نہ رہے گھبرا گیا سارا نشہ بادۂ غرور اتر گیا خجالت سے سر
جھکا کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس اگر ضرب میرے اس گرز کی سر صاحبقران پر پڑ جاتی تو یہ ندامت
حاصل نہ ہوتی حوصلہ میرے دل کا نکلتا افسوس نہ کر سکا صاحبقران نے تقریر اس کی سنکے کہا کہ اے
محیط روئین تن ہر چند کہ کوئی عاقل حربہ اپنے دشمن سے چھین کر پھر اس کو نہیں دیتا ہے مگر ہم تجھ کو

دینے میں سے یہ گرز ایک مرتبہ پھر بقوت تمام ضرب لگا و صلہ اپنے دل کا نکال لے تمہیں منظور یہ ہو کہ تجکو
اس میدان جنگ میں اچھی طرح ذلیل و نادم کرکے قتل کریں یہ فرماکر اُس کو گرز دیدیا اُس نے گرز لیکر
دوبارہ گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا ایک مرتبہ امیر با توقیر نے وار اُس کا خالی دیا
محیط روئین تن گراں گرز سے جھکا اسی حالت میں بعجلت تمام صاحبقران نے پھر گرز مذکور کو
اُس کی کلائی مروڑ کر چھین لیا بعدہ خاک پر ڈال کر جلد اپنا زنجیر کر محیط روئین تن میں ڈال کر نعرہ
کرکے جھٹکا دیا کہ رکابیں اُس کے قدموں سے جدا ہوئیں پھر زور کرکے پشت فرس سے اُس کو تا سینہ اُٹھایا
زور دوم میں برابر سر کے اونچا کیا تیسرے زور میں سر سے بلند کرکے گردش دے کر خاک پر زور سے
پٹکا محیط نے ارادہ اُٹھنے کا کیا صاحبقران نے مرکب سے اُتر کر اُس کے سینۂ پرکینہ پر قدم رکھکر
پوچھا کہ حالا در شناختن پروردگار عالم و عالمیان چہ میگوئی اُس بے دین و بد انجام نے جواب دیا کہ بجز
خداوند گل نرگس کے اور کسی کو سجدہ نکروں گا یا صاحبقران تمہارے خدا کو اپنا خدا نجانوں گا ایسے
وقت میں اپنے خداوند سے منحرف نہونگا اپنے دین آبائی سے بیزار نہوں گا یہ کلام اُس بد انجام کا سنکے
امیر با توقیر کو نہایت غصہ آیا فی الفور وہی تلوار جس کا قبضہ سنہری تھا نیام سے کھینچکر وہی اسم اعظم
الٰہی جو لوح طلسمی میں دیکھکر یاد کرلیا تھا سات مرتبہ ورد زبان کرکے تلوار پر دم کرکے اس طرح اوپر
گردن کے ضرب شمشیر لگائی کہ گردن اُس کی اُس کے تن سے جدا ہوگئی ایسے وقت میں صاحبقران
نے نعرہ تکبیر کیا جملہ اہل اسلام کو معلوم ہوگیا کہ امیر کشورگیر نے محیط روئین تن کو قتل کیا یکبارگی
اہل اسلام نے شور مرحبا و جزاک اللہ و تحسین مرحبا کا کیا سب کو نہایت خوشی حاصل ہوئی گر سواران
لشکر محیط روئین تن کو رنج ہوا بالخصوص حسین سبز قبا کو قتل محیط روئین تن کا صدمہ
ہوا تا دیر سر بزانو اور دریائے حیرت میں غرق رہا بعدہ سر زانو سے اُٹھاکر اپنے وزیر دانشمند سے کہا
بلے تعجب ہے کہ شمشیر صاحبقران سے محیط روئین تن قتل ہوگیا کیسی تلوار تھی کہ روئین تن پر
بھی کارگر ہوئی وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اے بادشاہ میں بھی متحیر ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا غضب
ہوا تینوں پہلوان جو طلسم بندھے تھے وہ یوں قتل ہوئے وزیر مذکور اگرچہ سچ دانشمند تھا اسم بامسمی
تھا لیکن اس راز سے آگاہ نہ تھا کہ ببرکت اسمائے الٰہی کے جو لوح طلسمی پر نظر آئے تھے اور لوح مذکور
نے انھیں اسمائے الٰہی کے پڑھنے کی ہدایت کی تھی تلوار غوغائے رعد آواز و بران تیغ ابرو
و محیط روئین تن پر کارگر ہوئی تھی ورنہ اشخاص مذکور طلسم بندھے تھے کبھی قتل نہوتے خصوصاً محیط
روئین تن تلوار سے قتل نہوتا الحاصل شاہ و وزیر مذکور بالائے قلعہ سبزکار دریائے حیرت
میں غرق تھے ادھر لاشہ محیط روئین تن کا بعد جدا ہونے سر کے زمین پر تڑپا سواران لشکر
محیط روئین تن نے جو اپنے مالک و افسر محیط روئین تن پر نظر کی ایسا خوف و ہیبت صاحبقران
و اہل اسلام کا اُن پر غالب ہوا کہ بغیر لڑے بے اختیار جنگگاہ سے سوئے قلعہ چہارم سبزکار بھاگے سب
لشکر اہل اسلام نے خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ تمام اسباب اُن کا لوٹ لیا اور تھوڑی دور تک اُن کا
تعاقب کیا آخرکار بحکم صاحبقران سے ہمراہ رکاب امیر تعاقب سواران مذکور کا ترک کرکے داخل قلعہ
سوم ہوئے قلعہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں کیا تمام مال و اسباب قلعہ پر قبضہ کیا ہر ایک دیندار ازحد
خوش ہوا خصوصاً اس فتحیابی سے بادشاہ صاحبقران موصوف ازحد شادماں ہوئے سجدہ شکر
پروردگار کیا اہل لشکر اسلام فرودگاہ و سپاہ پر مقیم ہوئے حکم بادشاہ لشکر اسلام و رائے صاحبقران

عالی مقام سے سامان جشن فتحیابی ہونے لگا بزم عیش آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط حاضر ہوئے بادشاہ اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران نیکنام زینت افزائے بزم عشرت ہوئے نازنینان خوش گلو و خوب رو حسب الحکم بادشاہ موصوف و صاحبقران ممدوح مع اپنے سازندوں کے حاضر محفل عشرت ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگیں ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ از ثریا تا اس جشن سے خوش تھا جملہ اہل بزم بصد خوشی رقص و نغمہ نازنینان خوبرو دیکھنے سننے لگے اُن نازنینان خوب رو میں سے ایک مطربہ خوبصورت و خوش گلو نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

هر وقت عشق کی گفتگو ہے — کاشون کیچ تمہاری ہی تو ہے
وہ دل کی تلاش پر ہیں بولے — کس کھوئے ہوئے کی آرزو ہے
حیران بنا کھڑا ہے کوئی — آئینہ تمہارے روبرو ہے
یہ گنبد آسمان بھی رندو — ہم خانۂ دہر کا سبو ہے
کیونکر نہ کہے جو ہیں نشہ میں — اب تو ہمیں اپنی جستجو ہے
ہم ہونگے وہیں جہاں وہ ہوگا — ساقی سے ہماری آبرو ہے
قاتل دیکھے تو میں دکھاؤں — یہ دل ہے یہ خون آرزو ہے
مشتاق سماعین کان انسان — ہم سنتے ہیں یار خوش گلو ہے
اس بزم کا دیکھو تو تماشہ — شہر و کہ ہجوم آرزو ہے
کیوں نہ مجھے حور کی تمنا — کیا کہیے زیادہ خوبرو ہے
دل کو تو کرے پسند ناوک — مجھ کو نہ لیے مرا لگھ ہے
ملنے کی نہ دے لیے ہیں سر بزم — یہ آنکھ تری وہ جنگجو ہے
کٹتے ہیں وہ مثل دشنہ گیسو — ابھی ہوئی تیری گفتگو ہے
دل کشتۂ عشق کا تھا جو نازک — پہلو میں بھی تنگ سخن ہے
کس طرح رگ گلو کٹے گی — اے یار اسی کے پاس تو ہے

تمامی اہل بزم اشعار مندرجہ غزل بگوش سننے لگے ماہران فن شعر و سخن جو وہاں موجود تھے وہ اکثر اشعار کی بجائے خود تعریف کرنے لگے جوانان اہل بزم مطربہ مذکورہ کی خوش آوازی کے ثناخوان ہوئے جب مطربہ مذکورہ نے غزل تمام کی حکم امیر باتوقیر سے اسے انعام کثیر دیا گیا وہ انعام لئے کر بزم سے باہر گئی بعدہٗ حسب الحکم اور ایک مطربہ نہایت حسین و کم سن مطربہ خوش گلو مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوکر روبروے اہل بزم رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم عشرت بخوشی وخرمی ناچ گانا اس کا دیکھا سنا کیے جب نصف شب سے زیادہ گذری بزم عشرت برخاست و موقوف ہوئی بادشاہ و صاحبقران و جملہ شاہ و شاہزادگان و تمامی سرداران سپاہ بزم عشرت سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیمے میں جاکر راحت پذیر ہوئے جب صبح ہوئی بعد ادائے نماز صبح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ فکر و غور کرکے ایک نامہ بعد لکھوانے القاب اور آداب شاہانہ کے اس مضمون کا لکھوایا کہ اے بادشاہ ذی جاہ عالی منزلت والا ہمت عنایت و امداد خداوند عالم و عالمیان سے ہمنے تینوں قلعے فتح کئے غوغائے رعد آواز و پیران تیغ ابرو و مجیطر رو لگیں تن کو تہ تیغ کیا قلعوں پر اپنا قبضہ کیا اب آپ کو کیا منظور ہے سر میدان ہم سے مقابلہ و مجادلہ کیجیے گا یا قلعہ بند ہو رہیے گا ہم آپ کو بزرگ اپنا جان کر چاہتے ہیں کہ آپ راہ حق اختیار کریں راہ باطل کو چھوڑیں طریق ضلالت سے روگرداں ہوں اب خداوندی گل نرگس کی پرستش نکریں بلکہ بہار دین اسلام کی سیر کریں کہ دین حق یہی ہے بہتر اس دین سے کوئی دین نہیں ہے جائے تعجب ہے کہ آپ ایسا عاقل و فہیدہ ایک شاخ گل نرگس کو سرسبز و شاداب دیکھکر اس کو خداوند بصدق و یقین جان کر سجدہ کرے اور یہ خیال نکرے کہ شاخ گل نرگس لائق سجدہ نہیں ہے اور یہ ڈالی نرگس کے پھول کی خدا نہیں ہے مانند دیگر شاخہائے گل کے ہے ہاں لائق سجدہ اور خالق برحق اور معبود مطلق یقین جانیے کہ وہ باغبان عالم کون و مکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان مہر و ماہ درخشاں شجر حجر برگ و بار گل و غنچہ و شاخ چرند و پرند انسان و حیوان دیو و جن و پری و حور و غلمان و

ملائکہ وغیرہ کو پیدا کیا ہے اور قابل ثنائے لاتعد وہ رب لایزال ہے کہ جس نے اپنی حکمت بالغہ سے ہزارہا گلہائے رنگین و شجر و غنچہ ہائے رنگ برنگ کو گلستان عالم میں ہویدا کیا ہے کہ بمصداق این نظم

ثنا کے ہے قابل وہ یکتا خدا — نہیں جس کا ثانی کوئی دوسرا
وہ قدوس ہے اور سبحان ہے — خدائے ملک مالک روح ہے
سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ — یہ مصنوع ہیں اور صانع الہ
وہ رزاق ہے ذات رب قدیر — کہ قبل از ولادت کیا خلق شیر
اُسیکے لیے ہے ہمیشہ ثبات — اُسیکے ہے قبضے میں موت و حیات
کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا — نہیں ایسا قادر کوئی دوسرا
ستاروں سے کی زینت آسمان — بشر سے مزین زمین جہان
کسی شے کی اُسکو نہیں احتیاج — وہ حاکم ہے سب ہے اُسی کا محتاج
وہ جبار ہے اور قہار ہے — وہ غفار ہے اور ستار ہے
وہ ہے مرتفع اُس کا قصر جلال — کہ ہے نارسا مرغ وہم و خیال
نہیں چشم و گوش اُسکے لیکن عجب — یہ بینا ہے وہ اور سنتا ہے سب
فقط اپنی قدرت سے پیدا کیا — نشان جو کہ تھا وہ ہویدا کیا
یہ کیا تاب ہے عکس حکم الہ — کریں مہر و مہ قطع اک ذرہ راہ
اگر حکم سے اُسکے پروانہ آئے — یہ کیا تاب ہے شمع اُسکو جلائے
اگر رنگ قدرت کرے آشکار — تو فصل خزاں میں ہو پیدا بہار
سرِ خار رشک گل سبز ہے — دم آن میں جنبل کا سنبل بنے
کہیں جزو میں گر جگہ گل کو دے — تو اک غنچہ تنسی میں گلشن کھلے
وہ چاہے تو گلشن کو گلخن کرے — وہ چاہے تو گلخن کو گلشن کرے
وہ چاہے تو معمول عامل بنے — وہ ناقص کو چاہے تو کامل بنے

وہ یکتا ہے ذات خدائے غفور — کہ ہے سب سے نزدیک رب و دور
وہی باعث رفعت آسمان — اُسی نے بنایا ہے سارا جہان
بشر بنا کیا ایک قطرہ کو گر — کیا صورت پاک سے جلوہ گر
وہی باعث فضل و احسان ہے — کیا اُس نے کون و مکان کو نمود
بلاشک وہی ہے علیم و خبیر — عیاں اُس پہ ہے حال ما فی الضمیر
کیا اپنی قدرت سے بہر بشر — عیاں ظلمت شب سے نور سحر
وہی اُس کو بخشا مناسب جو — اُسیکے ہیں مملوک شاہ و گدا
وہ قادر بھی ہے اور توانا بھی ہے — وہ عالم بھی ہے اور دانا بھی ہے
حبیب وہی اور محبوب ہے — ہے طالب وہی اور مطلوب ہے
لکھے کل جہان و صحائف اگر — رہے تا ابد مبتدا بے خبر
عیاں ہے یہ صنع ذوالجلال — نمونہ تھا اس کا نہ کوئی مثال
نہ ہے حکم خلاق دشت و جبل — کہ چلتا ہے دریا بسر کے بل
کھلیں گل جو بے حکم پروردگار — تو ہوں شاخ پر بار مانند خار
وہ کھلے بہم وہ اگر لطف و قہر — تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
شگفتہ ہو اک رنگ سے بوستان — کہ ہو غیرت افزا سے باغ جنان
کرے گل کو گر جزو سے آشکار — تو اک گل سے پیدا ہوں گلشن ہزار
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بنے — وہ چاہے تو قطروں میں دریا بسے
وہ چاہے تو ذرے سے آفتاب — وہ چاہے تو ہو آسمان در حباب
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے — وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے

کیونکہ وہ قادر ہے ہر شے پر ہر رنگ گل میں قدرت اُس کی آشکار ہے اور غنچہ و گل و شاخ و ثمر سے صنعت اُس کی اظہار ہے شاخ گل نرگس بھی اُسی کی مخلوق ہے پس معبود کو چھوڑ ایک مخلوق کی پرستش کرنا اُس کو سجدہ کرنا کفر و بے دینی ہے مناسب و لازم ہے کہ ترک پرستش شاخ گل نرگس کیجیے گل نرگس کی طرف بہ نظر خداوندی نہ دیکھیے اس شاخ میں شان خداوندی نہ پیدا کیجیے گمراہ نہ ہوجیے راہ راست پر آئیے اعتقاد اپنا درست کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے اُسی کو سجدہ کیجیے رستگار ہوجیے بندگان نیک خداوند عالم میں داخل ہوجیے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہے نہیں معلوم کس وقت اجل آجائے تو دنیا سے با اسلام و ایمان جائیے سلاطین زمانہ سابق ملک و خزانہ و مال و اسباب سب دنیا میں چھوڑ گئے بجز اعمال و کفن کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لے گئے سکندر را ایسا بادشاہ ذی جاہ دنیا سے خالی ہاتھ گیا بمصداق این شعر ؎ فنا کے بعد کچھ سامان نہ ملکی اور مالی تھے سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے ایمان و اعتقاد و اعمال نیک و بد ہر بشر کے ساتھ جاتے ہیں ملک و مال وغیرہ کچھ ساتھ نہیں جاتا ہے عاقل کو لازم ہے کہ تدل جو کہ ساتھ چھوڑنے والا ہے اُس کی طرف توجہ نہ کرے اپنے عقائد دینیہ کی طرف نظر کرے اُن کی درستی میں شب و روز سعی کرے تا کہ انجام بخیر ہو روز حشر داخل جنت ہو

آپ بھی اپنے عقائد مذکور درست کیجیے مذہب باطل کو ترک کیجیے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوجیے خداوند
گل نرگس کی پرستش سے انحراف اختیار کیجیے جنگ سے صلح بہتر ہوتی ہے آئندہ آپ کو اختیار ہے جواب اس
نامے کا جلد ارسال کیجیے تاکہ موافق جواب نامہ عمل کیا جاے یعنی اگر آپ دین اسلام اختیار کریں تو فہو المراد
ورنہ سامان جنگ کیا جاے جب نامہ باین مضمون میر منشی لکھ چکا سر نامے مین نامہ رکھکر زرین مہر صاحبقران
کیا گیا حسب قاعدہ سرنامہ بھی درست کیا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے سر دربار حسب
قاعدہ قدیم ایک چوکی نقرئی مرصع کار پر نامہ اور جام شربت اپنے ملازمون سے رکھوا کر باواز بلند فرمایا کہ
اے سرداران لشکر اسلام واے دلیران سپاہ واہل اسلام خیر انجام تم سب مین کون ایسا بہادر ہے کہ یہ جام
شربت پیے اور اس نامے کو حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار تک پہونچکر جواب اس نامے کا لاوے
ہنوز صاحبقران نے بابت نامہ بری ارشاد کیا تھا کہ یکایک اپنے دل سے ملوک بن مالک
نے اٹھکر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین نامے جاؤن صاحبقران نے فرمایا تم کو اختیار ہے ملوک بن
مالک نے وہ جام شربت نوش کرکے بیڑہ پان کا کھایا اور اس نامے کو باحترام اپنی کلاہ زرین مین رکھکر
بالاے سر رکھا بعد مین دربار سے باہر جاکر اپنے لشکر سے ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار منتخب کرکے مرکب
پر سوار ہوگئے ان کو اپنے ساتھ لے کر سوے قلعہ سبز نگار مرکب کو جولان کیا ہنوز دلاور مذکور قلعہ
مذکور تک نہ پہونچا تھا کہ مترسک پانے اپنے بادشاہ حسین سبز قبا سے جاکر ملوک بن مالک
کے نامے کر آنے کی خبر بیان کی شاہ مذکور نے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو انواع واقسام کی زینتون
سے مزین کیا جائے اور نامہ دار کو نہ روکا جائے بلکہ اس کے استقبال کے واسطے اپنے وزیر دانشمند
واکثر امراے نامی کو بجمعیت سپاہ کثیر روانہ کیا وزیر وامراے مذکور نے ہمراہی سپاہ کثیر قلعے سے باہر جاکر
ملوک بن مالک کا استقبال کیا بعدہ اسکو بصد عزت وحرمت داخل قلعہ کیا جب ملوک
بن مالک داخل قلعہ ہوا ہر طرف برسے سیر نگران ہوا شہر کو پاکیزہ وآباد دیکھا مرد وزن کو نہایت
حسین وخوب رو پایا شہر مین عمارات پختہ ونفیس بکثرت نظر آئین سوا اس کے شہر کو انواع واقسام کی
زینت وآرایش سے آراستہ دیکھا مگر جملہ ساکنان قلعہ مذکور کو بے دین وبداعتقاد پایا کہین مسلمان و
خدا پرست نہ دیکھا غرضکہ دلاور موصوف شہر کی سیر کرتا ہوا دربار حسین سبز قبا مین پہونچا دربار کو نہایت
آراستہ پایا انواع واقسام کی زینتون سے مزین دیکھا سرداران سپاہ وامرا ورفقا کا مجمع دربار مین دیکھا
ہر ایک کو حسب قدر مراتب ونگی کرسی سیز وغیرہ پر باادب بیٹھے دیکھا اور صدر دربار مین بالاے تخت زرین
حسین سبز قبا کو تاج جواہر نگار بر سر قبلے شاہی در بر کیے ہوئے بیٹھا ہوا پایا جب ملوک
بن مالک قریب شاہ مذکور پہونچا بادشاہ نے بھی نامہ دار کو شہزادہ وذی عزت جان کرکے تخت
سے اٹھکر استقبال کیا یا کرنا چاہا اور تعظیم اٹھا کر دیکھا نامہ دار ممدوح نے موافق دستور سلام بطرز اہل اسلام
کیا شاہ مذکور نے قریب اپنے بالاے ونگی زرین وجواہر نگار ارشاد بیٹھنے کا کیا نامہ دار اسی ونگی پر
بیٹھا اسی وقت شاہ مذکور نے ایک ساقی کو کہ وہ خدا پرست تھا طلب کیا کشتی شراب کی مع شیشہ و
ساغر لے کر حاضر دربار ہوا پھر بایمائے بادشاہ ساقی نے جام بلورین شراب ناب سے بھر کر ملوک
بن مالک کو دیا اس نے اس کو مسلمان پاکر جام اس کے ہاتھ سے لے کر شراب پی لی جب نشہ شراب
ہوا اور دماغ بادہ تند وتیز سے گرم ہوا پکارا کہ من نامہ دار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
شاہ مذکور نے نامہ طلب کیا ملوک بن مالک نے شاہ مذکور سے احترام نامہ مذکور کا اگرچہ ناک

قاعدہ و دستور ہی انھین شرائط پر شاہ مذکور نے عمل کرا کر کلاہ زرین سے نامہ نکال کر حسین سبز قبا
کو دیا اُس نے نامے کو باحترام لے کر بہ منشی کے حوالے کیا اُس نے سرنامے کو چاک کر کے نامہ نکال بہ
حکم بادشاہ سے باواز بلند پڑھا حسین سبز قبا نے تمام و کمال عبارت نامہ حرف بحرف سنکے اپنے
وزیر دانشمند سے بمقدمہ جواب نامہ مشورہ کر کے میر منشی کو حکم دیا کہ بعد القاب و آداب مناسب
کے یہ عبارت جواب مین اس نامے کے بالاے پشت نامہ مذکور تحریر کرو کہ یا صاحبقران عالی مقام
نامہ آپ کا ہمین پہونچا مضمون نامہ سے کما حقہ ہم کو آگاہی ہوئی جو آپ نے ہم کو ہدایت دین اسلام
کی کی ہی ہمین مسلمان ہونے مین سوا اس کے اور کوئی عذر نہین ہی کہ حکیم عالی جو عامل زبردست
تھے جنھون نے اپنے علم و حکمت و زور عمل خوانی سے یہ چارون قلعے مع تین قلعدار کہ جن کو آپ نے
کسی تدبیر سے قتل کیا ہی اور ہم کو اب تک ان کے قتل ہونے کی حیرت ہی بنا کیے تھے اور ایک شاخ
گل نرگس اسی قلعے مین بالاے طاق رکھ گئے تھے اور یہ کہہ گئے تھے کہ یہی تمھارے خداوند ہین
انھین خداوند گل نرگس کی پرستش کیا کرنا اُس وقت سے ہم خداوند گل نرگس کو سجدہ کرتے ہین باین دلیل
قوی اُن کو خداوند اپنا جانتے ہین کہ حکیم عالی کو یہان سے جانب قاف گئے ہوئے ایک زمانہ بعید
گذرا ہی اور وہ شاخ گل نرگس اب تک اُسی طرح سے سرسبز ہی ذرا بھی خشک و پژمردہ نہین ہوئی ہی
نہ وہ گل نرگس سوکھا ہی اُسی طرح سے اب تک تر و تازہ ہی اور شاخ بھی ہری ہی اگر ہمکو اسرار گل و
شاخ مذکور کے سرسبز و تازہ رہنے کا معلوم ہو جاے یا شاخ مذکور مع گل خشک ہو جائے تو بیشک
ہم خداوند گل نرگس کو اپنا خداوند جانین اور آپ کی ہدایت پر عمل کرین اگر آپ اس باب مذکورۂ
بالا مین کوشش کر کے اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس سے آگاہ کر دین تو پھر ہم بے عذر و انکار
لیے تمامی ساکنان شہر کے مسلمان ہو جائین ہم کو آپ سے لڑنا اور قلعہ بند ہونا منظور نہین ہی فقط
مسلمان ہونے مین یہی عذر ہی کہ کیا وجہ ہی چار برسون سے شاخ مذکور اُسی طور سے سبز و شاداب ہی
اس مین کیا بھید ہی جب جواب نامہ بعبارت مندرجہ میر منشی لکھ چکا لفافے مین وہی نامہ مع جواب
رکھکر سربمہر کر کے سرنامہ حسب قاعدہ درست کر کے شاہ کو دیا بادشاہ مذکور نے وہ نامہ ملوک
بن مالک کو دیا پھر کشتی خلعت فاخرہ کی کہ لائق بادشاہون کے وہ خلعت تھا طلب کر کے
ملوک بن مالک کو دیا نامہ بر خلعت سے مخلع ہو کر رخصت ہو کر ہمراہ اپنی سپاہ کے خدمت
صاحبقران مین آیا نامہ مذکور دے کر تمام حال جو دیکھا سنا تھا بیان کیا بعدہ اپنے دنگل پر بیٹھا
صاحبقران نے جواب نامہ کی عبارت پر نظر کر کے کچھ نہ فرمایا جب دربار برخاست ہوا امیر باتوقیر
اپنی بارگاہ مین گئے طیفور گرد پا بھی ہمراہ تھا صاحبقران نے اپنے عیار طرار طیفور گرد پا
سے تخلیے مین فرمایا کہ اے یار وفادار کوئی ایسی تدبیر کر کہ اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا ظاہر ہو
تاکہ حسین سبز قبا مسلمان ہو اور تمامی اہل قلعہ بھی اُس کے دین اسلام اختیار کرین ترقی
دین اسلام ہو خواجہ طیفور گرد پا نے عرض کیا آپ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائین شاید اس سے کچھ
حال سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو امیر باتوقیر نے لوح طلسمی مذکور پر نظر کی اُس کو بشکل
سابق روشن پایا طیفور نے عرض کیا کہ مین اس بارے مین کوشش کرونگا چنانچہ اُسی روز
سے طیفور گرد پا نے نہایت ضعیف لوگون سے جا کر یہ دریافت کیا کہ کچھ تم کو سبب ہرا رہنے
شاخ گل نرگس کا معلوم ہی سب نے تو بیان کیا کہ ہمکو آگاہی نہین ہی لیکن ایک مرد پیر زمین گیر از حد ضعیف

ہمہ تن پوست واستخوان مسمی حجاج شامی نے کہا کہ مین رہنے والا شام کا ہون عنوان شباب مین
اپنے وطن سے یہان آیا تھا اُسی زمانے مین مجھسے اور فہیم عالی سے رسم و راہ ہوگئی تھی کہ اکثر مین
اُس کے پاس جاتا تھا اور وہ مجھسے بلطف پیش آتا تھا عالی کمال علم و حکمت و عمل خوانی مین وحید روزگار
تھا پہلے اُسی نے واسطے اپنے علم و حکمت ظاہر کرنے کے اور نام اپنا باقی رکھنے کے یہ چارون قلعے
زر لاتعد صرف کرکے بعد فکر و کوشش بنوائے تھے تین قلعدار اور ایک بادشاہ چوتھے قلعے کا مقرر
کیا تھا اور قلعون کو آباد کیا تھا پھر وہ یہان سے آٹھ سات کوس کے فاصلے پر ایک صحرا ہی وہان گیا تھا
اور ایک باغ مسمی باغ طائران وہان اُس نے بنایا تھا جب وہ باغ تیار ہوا تھا اس طرف سے جو کوئی
گذرتا تھا کوئی ایسا سبب ہوتا تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتا تھا مجکو اس حال کے دریافت کرنے کا اشتیاق ہوا
ایک روز مین دور تر اُس باغ سے ایک بلندی پر جاکر ٹھہرا تھوڑی دیر مین ایک مسافر اُس طرف سے
گذرا جب وہ حد باغ طائران مین آیا دیکھا مین نے کہ فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر
بیٹھے ان مین سے جو طائر سبز تھا اور سب طائرون سے بڑا تھا اُسی طائر نے اُس مسافر اجل رسیدہ
سے آنکھ ملائی آواز دردناک افسوس کیا اُس طائر کے یہ صدا دیتے ہی وہ مسافر بیچارہ غریب الوطن
آواز وفی الفور گُھل کر پانی ہوگیا وہ طائر سبز رنگ باغ مین چلے گئے مین یہ حال عجیب و غریب بچشم خود
دیکھکر حیران و پریشان خاطر افتان و خیزان اپنے مکان مین آیا پھر سُنا گیا کہ فہیم عالی جانب پردۂ
قاف گیا ہی اُس زمانے سے اب تک وہ یہان نہین آیا نہین معلوم وہ زندہ ہی یا مرگیا اس قدر حال بیک
معلوم ہی سوا میرے اُس زمانے کا اور کوئی نہین ہی کہ جس کو اس قدیمی حال معلوم ہو خواجہ طیفور
کردیا نے اُس مرد شامی سے تمام حال جو سنا تھا وہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر بیان کیا
امیر باتوقیر نے اُس کو اپنے پاس طلب کرکے پوچھا کہ اے حجاج شامی تمھارا کیا مذہب ہی اور تمنے
کیا بیان آگے دیکھا تھا ہم سے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر یہ فدوی اہل اسلام سے
ہی بعد اس کے جو کچھ حال طیفور کردیا سے بیان کیا تھا وہی حال صاحبقران سے بھی بیان
کرکے کہا کہ افسوس فہیم عالی نہین معلوم ہمسے جدا ہو کر کہان گیا اب زندہ ہی یا مرگیا یہ کہکر پوچھا کہ
آپ نے مجکو کیون طلب فرمایا تھا اور حال فہیم عالی کا کیون مجھسے پوچھا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ
فہیم عالی تو پردہ قاف مین جاکر مرگیا پردۂ قاف مین اُس کا بنایا ہوا طلسم ہی ہمنے بعنایت الٰہی و بہدایت
لوح طلسمی فتح کیا یہان آکر تین قلعدار ان کو بھی بہدایت لوح طلسمی قتل کیا قلعون کو اپنے قبضے مین
مین کیا ہی حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو ہمنے ہدایت دین اسلام کی تھی اُس نے اس شرط پر
دین اسلام اختیار کرنے کا اقرار کیا ہی کہ فہیم عالی جو ایک شاخ گل نرگس طاق پر رکھ گیا ہی وہ سرسبز
اب تک کیون ہی اسی وجہ سے خداوند گل نرگس کی ہم پرستش کرتے ہین اگر شاخ مذکور کے سرسبز رہنے
اسرار ہم پر آشکار ہو جائے یا وہ شاخ سوکھ جائے تو ہم بے عذر دین اسلام اختیار کرلین پس اگر تم کو کچھ
حال سرسبز ہونے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو تو بیان کرو اور جو کچھ تمنے کہا وہ تو ہمنے سنا مرد شامی
نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر یقیناً تو مین عرض کر نہین سکتا لیکن احتمالاً کہتا ہون کہ عجب نہین کہ بلطف
باغ طائران باعث سرسبزی شاخ گل نرگس ہو لیکن وہان تک جانا ممکن ہی کوئی سرحد باغ مین قدم
رکھکر زندہ رہ نہین سکتا ہی جیسا کہ قبل اس کے مین نے بیان کیا ہی کہ ایک طائر سبز افسوس ایسا کہتا ہی کہ
سنتے ہی وہ شخص [illegible]

یہاں تک نہیں آیا ہے اب راستہ بند ہے کوئی اُدھر نہیں جاتا ہے ایک صحرائے مہیب اُس باغ کے پاس
ہو گیا ہے وہ راہ نہایت پرخوف و خطر ہے ضروری اُس راہ میں جان کے جانے کا خوف ہے یہ حال
بیان کر کے خاموش ہوا صاحبقران نے اُس کو زر و جواہر بعوض اظہار کرنے پتا باغ طائران سبز
فہیم عالم کے دے کر رخصت کیا وہ مرد پیر شاکی دعائے خیر دے کر چلا گیا بعد جانے اُس مرد شاکی
کے ہنگام شب صاحبقران نے لوح طلسم شمشیر جنبان کو کہ اُس پر سیاہی ہو گئی تھی آب طاہر سے
دھو کر صحرا میں ایک خیمہ استادہ کرا کر برجوع قلب خداوند عالم سے اس امر میں دعا کی کہ یہ لوح طلسمی
روشن ہو جائے اور حال سے سرسبز و شاداب رہنے شاخ گل نرگس کی خبر دے چونکہ ذات خدا ارحم الراحمین
ہے دعائے صاحبقران مقبول ہوئی لوح طلسمی روشن ہوئی صبح کو صاحبقران نے جو لوح کو دیکھا تو
روشن پایا سجدہ شکر خدا کیا بعدہ بہ نیت تدبیر خشک ہو جانے اُس شاخ گل نرگس کے جو فہیم عالم نے
قلعہ سبز نگار میں بالائے طاق رکھی تھی لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے فاتح طلسم شمشیر
جنبان آگاہ ہو کہ باعث ہمیشہ سرسبز رہنے اُس شاخ گل نرگس کا یہ ہے کہ فہیم عالم نے بزور اپنے عمل کے
چند جنوں کو باغ مع طائران سبز بنا کر چھوڑ دیا ہے اور اُسی باغ میں ان کو مقرر کیا ہے اُن میں سے ایک
طائر سبز کلان ہے جب کوئی شخص حد میں باغ مذکور میں قدم رکھتا ہے وہ طائر مع دیگر طائروں کے بالائے
دیوار باغ آتا ہے اور اُس شخص کو دیکھ کر آواز بلند کہتا ہے افسوس افسوس افسوس جب وہ یہ کہہ کر خاموش
ہوتا ہے وہ شخص پانی ہو کر بہ جاتا ہے نام اُس طائر سبز کلان کا غراب جنی ہے وہ اسی کام پر مقرر ہے تاوقتیکہ
وہ طائر کلان ہلاک نہ ہو وہ شاخ گل نرگس خشک نہ ہوگی اور تدبیر اُس کے ہلاک کرنے کی یہ ہے کہ یہاں سے
سوئے باغ مذکور تنہا جاؤ اور حد باغ مندرجہ بالا میں قدم رکھو وہ جملہ طائران سبز فی الفور دیوار باغ پر
آ بیٹھیں گے اُسوقت کہو کہ اے غراب جنی آگاہ ہو کہ فہیم عالم مر گیا اُس کا بنایا ہوا طلسم شمشیر جنبان
بہدایت لوح طلسمی ٹوٹ گیا برق جادو حاکم طلسم شمشیر جنبان قتل ہوا تینوں قلعے یعنی قلعہ سرخ
نگار اور قلعہ زر نگار اور قلعہ یاقوت نگار بھی فتح ہو گئے قلعہ داران یعنی غوغائے رعد آواز و
ہژبران تیغ ابرو و محیط روبہن تن جو طلسم بند تھے وہ بھی بہدایت لوح طلسمی قتل ہو گئے اب
صرف قلعہ سبز نگار باقی ہے وہ فتح نہیں ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ قریب وہ بھی فتح ہو جائے گا وہ شاخ گل
نرگس جو فہیم عالم نے بالائے طاق قلعہ سبز نگار میں رکھی ہے وہ بھی خشک ہو جائے گی تیری اجل آ گئی
دیکھ یہ لوح طلسم شمشیر جنبان ہمارے گلے میں ہے یہ کہہ کر لوح کو دکھانا وہ طائر سبز کلان نہایت غمگین ہو کر
با آواز بلند و درد ناک افسوس کہے گا اُسوقت تجکو لازم ہے کہ یہ اسم اعظم الٰہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہے تین مرتبہ
پڑھ کر تیر پر دم کر کے اُس کے حلق کے اندر لگانا اگر اُس کی منقار کھولنے اور افسوس کہنے کی مدت میں
تیر تمہارا اُس کے حلق میں پہونچکر پشت سر سے اُس کے نکل گیا تو مراد دلی تمہاری حاصل ہوگی اور اگر کچھ
دیر تیر لگنے میں کی تو تم بھی مانند دیگر اشخاص کے پانی ہو کر بہ جاؤ گے کچھ بھی لوح طلسمی تمہاری حفاظت
نہ کرے گی مدعا لازم ہے کہ جلدی تیر کے لگانے میں کرنا اور حتی الامکان اس طرح تاک کر لگانا کہ تیر خطا
نہ کرے ورنہ باعث تمہاری ہلاکت کا ہوگا اور سب مجھ سے امید ہدایت نہ رکھنا صاحبقران موصوف
ہدایت لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر اُس اسم اعظم الٰہی کو یاد کر کے روبروئے بادشاہ لشکر اسلام کے گئے اور
تمام حال اپنا بچنے کے اُٹھائے جانے کا پردۂ قاف میں پہونچنے کا وہاں حور جنی سے ملنے کا اور لوح کے
حاصل کرنے کا بعد طلسم شمشیر جنبان کے فتح کرنے کا بعدہٗ اپنے عقد کا حال تمام و کمال بیان کر کے عرض

کیا اب ہمکو لوح طلسمی نے یہ ہدایت کی اُس پر عمل کرنا ضرور ہے تاکہ وہ شاخ گل نرگس خشک ہو جائے
عزاب جنی مارا جائے یہ مرحلہ بھی سر ہو جائے حسین سبز قبا موافق اپنے اقرار کے مسلمان ہو جائے
لہذا ہم آپ سے اسوقت رخصت ہوتے ہیں جانب باغ طائران سبز جاتے ہیں اگر دو تین روز کی مدت میں
ہم وہاں سے یہاں آجائیں تو فہوالمراد ورنہ سمجھ جائیے گا کہ صاحبقران نے براہ عدم اختیار کی دنیا فانی
سے جانب عالم جاودانی کوچ کیا ہمارے غم والم میں حال اپنا ابتر نہ فرمائیے گا صبر کیجیے گا یہاں سے مع لشکر
کسی جانب تشریف لے جائیے گا یہاں قیام نہ کیجیے گا گاہ گاہ ثواب سورۂ فاتحہ بخش کر ہماری روح کو شاد کیجیے گا
ہمکو اپنے دل سے نہ بھلائیے گا اگر کوئی دیو یا جن پردۂ قاف سے یہاں آجائے تو اُس سے حال ہمارے
انتقال کا کہہ دیجیے گا تاکہ وہ خبر ہماری رحلت کی پردۂ قاف میں جاکر صاحبقران اعظم وسلیمان
صاحبقران وسلیمان کو چہل وجواہر پری ہماری زوجہ منکوحہ سے کہدے وہاں بھی سب کو حال
انتقال ہمارا معلوم ہو جائے اور بعد ہمارے انتقال کے ہمارے دفن وکفن کی فکر نہ فرمائیے گا حد باغ طائران
سبز میں نہ جائیے گا ورنہ خدا نخواستہ آپ بھی مثل ہمارے ہلاک ہو جائیے گا لاشہ ہمارا زیر دیوار باغ طائران
سبز سے دستیاب نہوگا ہم پانی ہوکر بہ جائیں گے استخوان بھی باقی نہ رہیں گے ایسی صورت میں صبر کیجیے گا
ارادہ تنہا یا مع لشکر جانب باغ طائران سبز جانے کا نہ کیجیے گا یہ مرحلہ نہایت سخت ہے خداوند عالم فتحیاب
کرے بادشاہ موصوف نے تقریر صاحبقران سنکے متردد ومحزون ہوکے فرمایا کہ اگر یہ ایسا مرحلہ سخت و
صعب ہے کہ جان کے جانے کا خوف ہے تو نہ جائیے حفاظت جان ضرور ہے آپ کی ذات سے جملہ امور کا انصرام
وانتظام ہے اور بہت مردان لشکر اعلےٰ ادنیٰ آپ ہی کے دم سے وابستہ ہیں بغیر آپ کے یہ جمعیت
درہم وبرہم ہو جائے گی صاحبقران نے عرض کیا کہ حافظ جان بشر خداوند عالم ہے سفر میں ہو یا حضر میں
بلکہ ہر ایک مخلوق کا اپنی نگہبان ہے جب تک اجل نہیں آتی ہے کوئی کسی کو ہلاک کر نہیں سکتا ہے جس وقت
قضا آجاتی ہے اگرچہ قلعہ مستحکم میں بھی کوئی ہو زندہ رہ نہیں سکتا ہے پس اگر ہماری اجل آئی ہے تو یہاں بھی
رہنے سے اور وہاں بھی جانے سے کسی طرح جانبر نہوں گے اور اگر حیات ہماری باقی ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ
یہاں سے حد باغ طائران سبز میں جاکر حسب ہدایت لوح طلسمی عزاب جنی کو ہلاک کر کے مع الخیر یہاں
پھر چلے آئیں گے آپ کچھ تردد نہ فرمائیں ہمارے جانے سے متردد ومحزون نہوں دعا فرمائیں بادشاہ موصوف
نے فرمایا کہ اگر ارادہ آپ کا مصمم جانے کا ہے تو ہم بھی مع لشکر ساتھ چلیں گے تنہا آپ کا جانا اچھا نہیں ہمیں
ایسے حال میں تنہا آپ کو جانا گوارا نہیں ہے امیر بانوقیر نے عرض کیا کہ ہمکو لوح طلسمی نے یہی ہدایت کی ہے کہ
یہاں سے جانب باغ طائران سبز تنہا جاؤ لشکر کو اپنے ہمراہ نہ لو پس خلاف حکم لوح طلسمی ہم کیونکر عمل
کر سکتے ہیں بادشاہ لشکر اہل اسلام وجملہ سرداران نیک انجام گفتگو سے صاحبقران عالی مقام سنکے
مجبوری خاموش رہے صاحبقران موصوف سب سرداران سے بھی رخصت ہوکر مرکب پر سوار
ہوکر لوح طلسمی کو اپنے گلے میں ڈال کر بسم اللہ اور آیہ نصر من اللہ زبان پر جاری کر کے سوئے باغ طائران
سبز چلے خواجہ طیفور گرد بھی ہمراہ ورکاب ہو گئے ہر چند صاحبقران نے منع کیا کہ ہمارے ساتھ نہ چلو یہ
مقدمہ طلسمی ثابت ہوتا ہے لوح نے تنہا جانے کا حکم دیا ہے لیکن خواجہ نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ یہ فدوی
وجان نثار وخیرخواہ اکیلا ہرگز آپ کو جانے نہ دے گا خود بھی ہمراہ رکاب چلے گا صاحبقران نے
لاچار ومجبور ہوکر فرمایا اچھا ہمارے ساتھ نہ چلو پیچھے پیچھے ہمارے آنا اور جو کچھ ہم پر گزرے یہاں آکر
بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سے کہدینا یہ فرما کر صاحبقران روانہ ہوئے خواجہ طیفور گرد بھی پیچھے

پیچھے پیچھے اپنے آقا کے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دراز صاحبقران نزدیک اُس باغ کے پہونچے
دیکھا کہ صحرائے مہیب ہے اُس کی جانب دیکھنے سے ایک طرح کا خوف پیدا ہوتا ہے سناٹا ایسا ہے کہ دل کو
وحشت ہوتی ہے بلکہ زہرہ آب ہوتا ہے ہر خار دشت ہر قدم پر مانند نشتر کے نظر آتا ہے اول تو میدان ہے
اگر کچھ درخت کلان بھی ہیں تو وہ آپس میں گنجان ہیں جسوقت وہ ہوائے تند سے حرکت میں آتے
ہیں اور اُن کے پتے جنبان ہوتے ہیں اور صدا اُن سے پیدا ہوتی ہے وہ ایسی آواز مہیب ہوتی ہے
کہ پناہ بذات خدا اگر رستم پیلتن بھی سنے تو خوف سے ہلاک ہو جائے سوا اس کے صاحبقران
نے دیکھا کہ صحرا میں ہوائے تند سے جابجا گرد وغبار بلند ہو رہا ہے غبار اُٹھ اُٹھ کر سوئے فلک جاتا ہے
گویا وہ صحرا ایسا مہیب و وحشت ناک ہے کہ غبار بھی اُس سرزمین وحشت سے سوئے فلک گریزان ہے
کوسوں تک نہ چاہ ہے نہ چشمہ ہے نہ کوئی پرندہ ہے الا اکثر چارپائے مانند شیر وغیرہ درندوں کے نظر آتے ہیں
صاحبقران موصوف دشت مذکور کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ خواجہ طیفور کر[illegible]نے قریب
آکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار اگر مناسب ہو تو آپ آگے نہ جائیے یہ صحرا نہایت پرخوف وخطر ہے [illegible]
اس کے کہ میں نے اکثر صحرا دیکھے ہیں مگر ایسا مہیب و پرخطر صحرا کوئی نہیں دیکھا صاحبقران نے
جواب دیا کہ اے خواجہ اگرچہ یہ صحرا بقول تمہارے پرخوف وخطر ہے لیکن ہمیں جانا ضرور ہے اول تو
ہمکو ترقی دین اسلام کی منظور ہے اسوجہ سے اس صحرائے جانستان میں قدم رکھا ہے تاکہ باغ کی
سرحد تک میں جاکر موافق ہدایت لوح کاربند ہوں یہ مرحلہ سر کریں سنگ کی نرگس خشک ہو جائے
حسین سبز قبا مع اپنے ساکنان شہر کے کلمہ پڑھکر داخل دین اسلام ہیں آگے دوسرے
ہم کو اہل جہان بہادر و شجاع جانتے ہیں اگر خوف جان سے اس جگہ سے آگے نہ جائیں تو اہل دنیا
ہمیں کیا کہینگے ہم خود بھی یہان سے بے نیل و مرام سوئے لشکر جانا خلاف ہمت جانتے ہیں پس
اب تم اسی جگہ قیام پذیر ہو ہم یہان سے آگے جاتے ہیں وہ سامنے دیوار باغ نظر آتی ہے تم ہمکو دیکھتے
رہنا اگر خدانخواستہ ہم سرحد باغ میں پہونچکر ہلاک ہو جائیں تو ہمارے پاس نہ آنا اس جگہ سے
سوئے لشکر اسلام چلے جانا اور تمام حال جو دیکھنا وہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ سے
کہدینا ہم نے تم کو مکرر تاکید فہمائش کی ہے یہ فرما کر مرکب اپنا آگے بڑھایا پس کمان کیانی دوش سے
لے کر ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی جس کو کہ لوح پر دیکھکر یاد کر لیا تھا تین مرتبہ زبان پر
بجائے قلب جاری کرکے تیر کو چلہ کمان میں رکھکر تھوڑی راہ طے کرکے سرحد زمین باغ طائران سبز
میں قدم رکھا فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر بیٹھے صاحبقران نے طائروں کو
دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ اے خواب حبشی آگاہ ہو کہ ہم طلسم کشائے طلسم شمشیر جنبان دیکھے لو طلسمی
[illegible] لاکہ فہیم عاملی نے پردہ قاف میں جاکر اندرون طلسم شمشیر جنبان قبر میں اپنی لوح
طلسمی کو پوشیدہ کیا تھا لیکن عنایت خدا سے ہمارے ہاتھ آگئی ہم نے طلسم شمشیر جنبان فتح کیا
برق جلذو بادشاہ طلسم مذکور کو قتل کیا پھر پردۂ قاف سے یہان آکر عوغمائے رعد آواز
و مہران باج ابر و محیط رو و کین تن کو حسب ہدایت اسی لوح کے قتل کیا ہر چند کہ وہ طلسم بند
تھے مگر اسی لوح کی ہدایت سے برکت اسمائے الٰہی اُن کو بھی قتل کیا اب یہان ہم آئے ہیں تجکو
بھی معدوم کرینگے فہیم عاملی دنیا سے جا چکا ہے تجکو بھی اسی کے پاس روانہ کرینگے بہت دنون
تونے زندگی کی اب اجل تیری آگئی ہے ہوشیار ہو جا ہم تجکو قید زندگی سے آزاد کرنے کو یہان آئے

آئے ہیں یہ سنکے اُن میں سے جو طائر سبز رنگ سب طائروں سے بڑا تھا اُس نے جانب امیر با توقیر
پہ نظر تند و تیز ڈالکر منقار اپنی وا کرکے کہا افسوس افسوس افسوس ابھی وہ طائر منقار کھولے صدائے
افسوس دے رہا تھا کہ صاحبقران نے بسم اللہ کہکر کمان کو کھینچکر حلق اُس کا تاک کر تیر مارا قدرت
پروردگار عالم سے وہ تیر میں اُسکے حلق میں لگا اور اُس کی پشت سر سے نکل گیا طائر مذکور نشانہ
تیر مذکور ہو کر دیوار باغ سے بالائے زمین گر کر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر مر گیا وہ طائران
سبز جو دیوار باغ پر بیٹھے تھے وہ زمین پر لوٹ کر بصورت جن ہو کر روبروئے صاحبقران آکر بادب
سلام کرکے یوں ملتمس ہوئے کہ اے امیر عالی مقام آپ نے ہم پر از حد احسان کیا کہ قید سے رہا
کیا ایک زمانہ بعید گذرا کہ فہیم عامل نے اپنے عمل کے زور سے ہم کو اور اس غراب جنی جس کو آپنے
تیر مار کر ابھی ہلاک کیا ہے اور لاشہ اس کا یہ پڑا ہے اس باغ میں قید و معین کیا تھا ہم سب بصورت
طائران سبز رہتے تھے تاکہ شاخ گل نرگس جو فہیم عامل نے بزور عمل تیار کی تھی سرسبز رہے اب
غراب جنی آپ کے ہاتھ سے مارا گیا ہم سب اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ شاخ گل نرگس بھی اب
تر و تازہ نرہی ہو گی خشک ہو گئی ہو گی خداوند عالم ہماری رہائی کی جزا آپ کو دے دنیا میں
تا زندہ ایم بندہ ایم یہ کہکر پاے صاحبقران پر گرے امیر با توقیر نے ان کے سر اٹھا کر اپنے سینے سے
لگائے اتنی دیر میں طیفور گردپا جو دور سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا قریب آیا اپنے آقا کی ثنا کہنے لگا
بعدہ غور کرکے جو اُس نے دیکھا تو اُس صحرا کی صورت ہی اور ہو گئی وہ وحشت اُس کی باقی نرہی
صاحبقران نے ان جنوں سے فرمایا کہ تم قبل ہمارے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے
پاس جاؤ ہم بھی وہاں آتے ہیں اور تمام حال فہیم عامل کے قید کرنے کا اُس شاہ سے بیان کرکے
کہنا کہ عامل مذکور نے ہمکو عمل کے زور سے باغ طائران میں اسواسطے اسیر کیا تھا کہ شاخ گل نرگس
سرسبز رہے کیونکہ وہ عمل جو فہیم عامل نے پڑھکر ہمکو بصورت طائران سبز بنایا تھا وہ خاص ایسا ہی
عمل تھا کہ جب سے شاخ گل نرگس ہری رہے اب غراب جنی تیر صاحبقران سے ہلاک ہو گیا
اور ہم اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ شاخ گل نرگس جو بالائے طاق اس قلعے میں عامل مذکور نے
رکھی تھی ہری نرہی ہو گی ان جنوں نے عرض کیا کہ حسب الحکم حضور ہم ابھی جاتے ہیں اور جو کچھ
آپ نے ارشاد فرمایا ہے اُسے بجا لاتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے محسن ہیں آپنے ہمیں قید سے رہا
کیا ہے یہ کہکر وہ چند جن نظر سے غائب ہو کر سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے بعد ان کے جانے کے
امیر با توقیر نے اُس باغ طائران میں جا کر سیر کی دیکھا کہ تمام باغ خشک ہو گیا ہے گل و غنچہ و ثمر و نہال
و نخل سب سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہیں پہلے سرسبز و شاداب تھے غراب جنی کے قتل ہوتے ہی
باغ پر خزان آگئی پہلے دروازہ بند تھا غراب جنی کے مارے جانے سے باغ کا دروازہ بھی
کھل گیا صورت صحرا بھی بدل گئی ہے صاحبقران نے اس باغ طائران کو چار جانب سے دیکھکر
تھوڑی دیر وہاں ٹھہر کر طیفور گردپا سے فرمایا کہ مقدمہ عمل بھی عجیب و غریب ہے تم نے دور سے
دیکھا ہوگا کہ قبل قتل ہونے غراب جنی یہ باغ کیسا ہرا بھرا تھا دیوار باغ سے جو درخت بلند تھے
وہ کیسے ہرے سبز و شاداب دکھائی دیتے تھے بوے گلہاے رنگا رنگ کیسی اس باغ سے آتی تھی
جس سے دماغ معطر ہوتا تھا اب یہ باغ وہی ہے کہ خاک اڑ رہی ہے کوئی درخت چھوٹا بڑا ہرا نہیں ہے
سب خشک ہو گئے ہیں طیفور نے عرض کیا کہ واقعی پہلے یہ باغ شاداب تھا اب خشک ہو گیا ہے

بہار کا زمانہ گیا اب دور خزان کا وقت آگیا ہی آپ نے یہ عجیب کارنمایان کیا ہی اپنی جان شیرین کا کچھ خیال نکرکے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تھا خداوند عالم نے آپ کی مدد کی جان آپ کی بچالی تیر جو آپنے طائر سبز کی منقار کے اندر حلق مین لگایا تھا اُس نے خطا نکی صد شکر خداوند عالم کہ یہ مرحلہ بھی سر ہوگیا یہ ہمت و حوصلہ و جرأت آپ ہی کی تھی ورنہ کوئی شخص ایسے مقام خوف و خطر مین قدم نہ رکھتا کہ یہان جان کے جانے کا یقینی خیال تھا بلکہ آپ کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ لوح طلسمی نے بھی ہدایت کی تھی کہ طائر سبز کلان کو اسم اعظم الٰہی تیر پر دم کرکے لگانا اگر تیر طائر کے لگا تو خیر ورنہ پانی ہوکر بہ جاؤ گے الحمد للہ کہ تیر کارگر ہوا یہ مرحلہ سر ہوا جان آپ کی بچی وہ شاخ گل نرگس خشک ہوگئی ہوئی کیونکہ حیات غراب جنبی تک اُس کی تازگی موقوف تھی عمل فہیم عالی یہی تھا محض اسی واسطے کیا تھا کہ جبتک غراب جنبی زندہ ہے اور بصورت طائر سبز رنگ ہے شاخ گل نرگس بھی سرسبز و ہری رہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور کردیا جو کچھ تم نے بابت اس باغ و طائر کے کہا سچ کہا فہیم عالی نے اپنے عمل کے زور سے شاخ گل نرگس اتنی مدت ہرا رکھ کر ہزار ہا بندگان خدا کو گمراہ کیا باوجود اس کے کہ وہ خود مسلمان تھا نہیں معلوم اُس نے پھر کیون یہ امور خلاف کیے شاید شیطان نے اُس کو اغوا کرکے گمراہ کیا تھا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہو کہ ہم اس سے آگاہ نہیں ہیں یہ فرما کر اس باغ خزان رسیدہ سے باہر تشریف لاکر مرکب پر سوار ہو کر طیفور کو ہمراہ لے کر جانب قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے اثنا راہ مین جو لوح کو دیکھا سراسر اُس کو تاریک و سیاہ پایا سمجھے کہ اب لوح بیکار ہوگئی ہی جن امور کی ہدایت کے واسطے تیار کی گئی ہی وہ سب امور ہو چکے اسوجہ سے لوح بھی تاریک ہوگئی اب یہ ہدایت کسی امر مین نہ کرے گی یہ سمجھ کر بعد خوشی و مسرت مرکب کو جولان کرکے سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے صاحبقران تو مع اپنے عیار کے سوئے قلعہ سبز نگار جاتے ہیں مگر اب

دو کلمہ داستان اُن جنون سے کیے مع دیگر حالات بیان کیے جاتے ہیں

محفل میں دیکھ بھال کے پہچانتے نہیں　　نا آشنا بنے ہیں مجھے جانتے نہیں
ہم بھی کبھی تھے آپ کے منظور جناب　　اب آپ ہم کو جان کے پہچانتے نہیں
حاضر ہیں وار سینے کو میرے دل و جگر　　کیون تیغ ناز شوق سے تم تانتے نہیں
بدلا نہیں شباب ہوئے دوسرے حضور　　پھر کیا غضب کہ بات مری مانتے نہیں
سب عہد بھولے دوستی دو دن نہ رہ سکی　　اپنے پرانے قول وہ گردانتے نہیں
دل دے کے میں نے آپ کو دشمن بنا لیا　　ہان ہان بجا ہی آپ مجھے جانتے نہیں

جب وہ جن حسب الحکم امیر باتوقیر دربار مین حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے پہونچے دیکھا کہ وہ بادشاہ بالائے تخت حکومت بیٹھا ہی جملہ اہل دربار یمین و یسار حسب قدر و مراتب دنگل کرسی وغیرہ پر باادب بیٹھے ہیں دربار نہایت آراستہ ہی ہنوز وہ جن بصورت انسان خوش رو و بالباس نفیس و پاکیزہ دربار مین داخل ہوئے تھے ابھی بادشاہ مذکور کو سلام بھی نہ کیا تھا کہ شاہ قلعہ سبز نگار نے ان کو دیکھکر برہم ہوکر [illegible]

ہمارے کیون آئے ہو کیا مطلب ہی کسی کے فرستادہ ہو یا خود اپنی کوئی حاجت لیے کریہان آئے ہو صاف صاف بیان کرو ورنہ تم کو سزاے سخت دیجائے گی کہ دربار مین ہم ایسے بادشاہ کے بے طلب و بے اجازت چلے آئے ہو کچھ ہمارا تم نے خوف بھی نہ کیا نہایت دلیری کی انھون نے بعد سلام کرنے کے عرض کیا اے بادشاہ آگاہ ہو کہ ہم در اصل جن ہین فہیم عاملی نے ایک عمل اس طرح کا پڑھا تھا کہ ہم سب کو بصورت طائران سبز بغرض سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کے بناکر باغ طائران مین چھوڑ دیا تھا گویا قید کیا تھا اور وہ شاخ گل نرگس آپ کے قلعے مین بالاے طاق رکھدی تھی جس کو آپ اپنا خداوند شاخ گل نرگس جان کر سجدہ کرتے تھے اور اب بھی آپ اُسی شاخ کو اپنا خداوند جانتے ہین فہیم عاملی نے اس عمل کے کرنے سے آپ کو اور ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ کیا تھا نہین معلوم اس باب مین اس کی کیا مصلحت تھی کہ ایک دین باطل بیہودہ جاری کرکے بندگان خدا کو گمراہ کرکے مرگیا اب مقام شکر کا ہے پہلے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پردہ قاف مین جاکر لوح طلسمی قبر سے فہیم عاملی کے کسی تدبیر سے حاصل کرکے طلسم شمشیر جہان کو فتح کیا بادشاہ طلسم مذکور کو کہ نام اس کا برق جادو تھا قتل کیا پھر پردہ قاف سے یہان آکر بہدایت لوح طلسمی عوغاے رعد آواز و بہران کج ابرو و محیط رو مین تن کو قتل و ہلاک کیا کہ یہ سب پہلوانان نامی طلسم بند تھے بغیر ہدایت لوح طلسمی قتل نہ ہوسکتے تھے اب صاحبقران ممدوح نے وہ باغ جس کو فہیم عاملی نے بزور عمل سرسبز و شاداب ہمیشہ کردیا تھا اور ہم سب جنون کو بصورت طائران سبز بناکر باغ مذکور مین قید کیا تھا اُسے لوح طلسمی کی ہدایت سے خشک کردیا عوغاے جنی کو جس کو کہ ہمپر افسر کیا تھا اُسے قتل کیا ہی لاشہ اُس کا ابھی تک در باغ مذکور پڑا ہی باغ خشک ہوگیا ہی رنگ دگرگون ہوگیا ہی ملاحظہ فرمائیے وہ شاخ گل نرگس بھی خشک ہوگئی ہوگی ہم حسب الحکم صاحبقران واسطے اطلاع حال مذکور کے آپ کے پاس آئے ہین وہ جناب بھی تشریف لاتے ہینگے غالبا تھوڑی دیر مین اب دربار مین داخل ہونگے حسین سبز قبا نے تمام حال اُن جنون سے سنکے متحیر و خوش ہوگئے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ حسب الحکم کرسیون پر بیٹھے شاہ مذکور نے اُسی وقت اُس شاخ گل نرگس کو جو دیکھا تو اُسے خشک پایا از حد خوش ہوکر صاحبقران کے کارہاے نمایان پر بجاے خود تحسین و آفرین کہکے حکم دیا کہ دربار ہمارا مع تمامی شہر انواع و اقسام کی زینتون سے ایک دو ساعت مین آراستہ ہو تاخیر نہو حسب الحکم بادشاہ دربار اور شہر بہت جلد جلد ہر قسم کی زینتون سے ایسا مردم نے آراستہ کیا کہ شاید کسی بادشاہ سابق نے اپنے عہد حکومت مین اپنے دربار کو اس طرح آراستہ کیا ہوگا اور اس طرح اپنے شہر کو بھی زینتون سے رونق نہ دی ہوگی جب دربار و شہر بخوبی تمام آراستہ ہوچکا شاہ مذکور منتظر تشریف لانے صاحبقران موصوف کا ہوا بلکہ جلد اپنے اراکین دولت و اعیان مملکت کو حکم دیا کہ جلد جمعیت تمامی ہمارے لشکر کے سوے باغ طائران سبز جاؤ غالبا وہ اشنار راہ مین تم کو ملینگے اُن کا استقبال باحترام و تعظیم و تکریم کرکے یہان اُن کو لاؤ اُنھون نے عجب کار نمایان کیا ہی ہم سب کو فہیم عاملی نے شاخ گل نرگس طاق پر رکھکر گمراہ کیا تھا صاحبقران نے اپنی تدبیر و شجاعت سے اُس شاخ کو خشک کردیا ہی جو اسیر اِدھر اُدھر اپنے شاخ مذکور رکھا تھا وہ ہم پر ظاہر کردیا ہی نہایت ہم پر احسان کیا ہی گمراہی سے بچایا ہی راہ راست کی ہدایت کی ہی ایک مدت دراز سے ہم غرق بحر ضلالت تھے آج اُن کی بدولت اپنی

گمراہی سے آگاہی ہوئی ہے فہیم عالمی نے ہم سے عجب بدسلوکی کی تھی ایک شاخ گل نرگس کی پرستش کرائی تھی آج روز نہایت خوشی کا ہے ظاہر ہوجانے اسرار شادابی گل نرگس کا جشن کرین کے سامان جشن کے مہیا کیے جائین گے ارباب نشاط طلب کیے جائین گے ارکان دولت و اعیان مملکت وغیرہ تقریر بادشاہ سنکے اُسیوقت مع جملہ مردان سپاہ کے کہ تخمیناً اسی ہزار کے تھے جانب باغ طائران سبز روانہ ہوئے اثنائے راہ مین دیکھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار فرحان وشادان تشریف لاتے ہین ہمراہ رکاب خواجہ طیفور گردیار ہین ارکان دولت وغیرہ نے اُن جناب کو دیکھتے ہی باادب سلام کرکے عرض کیا کہ ہم سب کو ہمارے بادشاہ نے واسطے استقبال حضور کے روانہ کیا ہے ہم سب محض برائے استقبال جناب آئے ہین بادشاہ ہمارا منتظر تشریف آوری جناب ہے صاحبقران یہ کلمات اُن سے سنکے خوش ہوئے پھر اُن سب کے ہمراہ جانب قلعہ سبز نگار چلے چونکہ اسوقت چند ہرکارے لشکر اہل اسلام اُس جگہ واسطے بالادوی کے وغیر خبر کے آئے تھے انھون نے تمام حال دیکھے اور باتین سنکے شکر خدا کیا بعدہٗ صاحبقران موصوف کو باادب تمام سلام کرکے اپنے لشکر کی طرف بصد خوشی وخرمی روانہ ہوئے لشکر مین پہونچتے ہی خدمت بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جاکر سر زبار اس طرح اوصاف حمیدہ و ثنا و دعاے شاہ موصوف حسب دستور قدیم بجا لاکر خبر فرحت اثر تشریف آوری صاحبقران موصوف عرض کی کہ بمصداق این نظم

گوگرد را ز صولت آتش امان دهد
هر ست چرخ و اختر بخت تو نوجوان
گستر حکم تو بسایهٔ چتر آشیان دهد
اعجاز موسوی نمود هر کجا کسے
اقبال در کفت چو تو صاحب جهان دهد
هر کو چو تیغ با تو زبان آوری کند
تا روز بوسه بر قدم پاسبان دهد
در عهد چون تو شاهی کز فضل سحاب
گاه از شتاب سوزن و گه ریسمان دهد

هر جا که رایت از در تدبیر واشود
آن به که پیر نوبت خود با جوان دهد
هر آتشے که بر سر چوبے کشند راست
چوبے بخصیب ور بدست سنان دهد
در رزم رستمی تو در بزم حاتمے
قدرت چو آب او به زبان سنان دهد
پوشیده زهره جامهٔ زربفت مشتری
دستور چرخ رایت دریا و کان دهد
یا دا خدا که کسوت عمر تر اقتضا

اے خسروی کہ حفظ تو ہنگام اہتمام
تقدیر بر وساده حکمش مکان دهد
فرمانے سلطنت آنرا بود بحق
چون مع تو چگونه قرار جهان دهد
صد شر از ین جهان گذرد تا زمام ملک
گردون ترا عنان قدح بهر آن دهد
در گر دبارگاه تو کیوان شب اطباق
شتج خرقه ایست که طیلسان دهد
تا آسمان چو کسوت شب را رفو کند
یکسر طراز مملکت جاودان دهد

اسوقت عنایت خدا و کرم کبریاے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب باغ طائران سبز سے فرحان وشادان مع خواجہ طیفور گردیار عنہ باغ طائران سبز کو فتح کرکے اس سمت تشریف لاتے تھے کا اخبار سے حسب الحکم حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار اعیان مملکت اُس کے استقبال اُن کا کرکے بعزت و حرمت واحترام قلعہ سبز نگار کو لے گئے ہین لہذا مبارک ہو کہ صاحبقران ذیشان بخیر و عافیت تشریف لائے ہین اور حسین سبز قبا نے اپنے دربار و شہر کو انواع واقسام کی زینتون سے آراستہ کیا ہے سنا ہے کہ وہ شاخ گل نرگس جو کہ فہیم عالمی نے بالاے طاق قلعہ سبز نگار مین رکھی تھی خشک ہوگئی ہے غالباً اب شاہ قلعہ سبز نگار موافق اقرار مطیع و فرمانبردار ہوکر دین اسلام اختیار کرے گا بادشاہ لشکر اہل اسلام خبر مندرجہ بالا ہرکارون سے سنکے ازحد شادمان ہوئے تمامی سرداران لشکر بھی بہت خوش ہوئے اُن ہرکارون کو انعام کثیر دیا گیا اس خبر فرحت اثر سے جملہ اہل لشکر بھی شادمان ہوئے سپاہ اہل اسلام مین تو صاحبقران کے مع الخیر آنے کی سب کو نہایت خوشی ہے ہر ایک شادان ہے نذر و نیاز ہو رہی ہے لیکن

اب حال صاحبقران و دربار حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبزنگار کا لکھا جاتا ہے

جھکائے سر کھڑا ہوں وار تیرا کیوں نہیں ہوتا
اگر ہونا نہیں ہے وصل اس گل کا تو موت آئے
غضب ہے بوسے لب سے نقش پر میری وہ کہتے ہیں
کوئی جا کر بت پردہ نشین سے پوچھے اتنا
نہیں ہے مبتلا تیرا تو پھر بتلائیے مجھکو
یہ باعث ہے کہ وہ وعدہ شکن ہرگز نہ آئے گا
ادھر لے ہمنفس مانع ہے اس قاتل کا مقتل میں
شنا ور بحر الفت کے لب گور آکے نکلے ہیں۔

ترے قربان قاتل سے یہ قصا کیوں نہیں ہوتا
جو کچھ تقدیر کا لکھا ہے پورا کیوں نہیں ہوتا
کہو اب وصل کا ہے تقاضا کیوں نہیں ہوتا
جو پردہ ہے تو پھر غیروں سے پردا کیوں نہیں ہوتا
مرا دل پھر کسی صورت پہ شیدا کیوں نہیں ہوتا
مجھے یاروں کے کہنے کا بھروسا کیوں نہیں ہوتا
وگرنہ رقص بسمل کا تماشا کیوں نہیں ہوتا
یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں کنارا کیوں نہیں ہوتا

ہمارے ان کے یہ اک راز ہے تم پوچھو ذرا یارو۔
وہ اچھا کیوں نہیں کرتے ہیں اچھا کیوں نہیں ہوتا

کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہمراہ وزیر دانشمند و امرائے نامدار و جملہ اہل دربار کے داخل قلعہ سبزنگار ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہے جا بجا سامان خوشی و سرور ہے ہر ایک دوکان و مکان وغیرہ شہر کا طرح طرح کی زینتوں سے مزین کیا گیا ہے صاحبقران شہر کی سیر کرتے ہوئے دربار حسین سبز قبا میں پہونچے دربار کو بھی از حد آراستہ پایا حسین سبز قبا صاحبقران کو دیکھتے ہی کسی قدر اپنے تخت حکومت سے اٹھا پھر اپنے تخت کے برابر جو دنگل پر زر نہایت نادر و نفیس بچھوایا تھا اُسی دنگل پر بٹھایا خواجہ طیفور گرد یا بھی موافق اپنے عہدے کے دربار میں جاگزین ہوئے جملہ اہل دربار بھی علے قدر مراتب دنگل کرسی میز وغیرہ پر بیٹھے حسین سبز قبا نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر بعد مزاج پرسی کہا کہ آپ نے کارہائے نمایاں کیے ہمیں آگاہی ہوئی ان جنوں سے جو ہمارے دربار میں بیٹھے ہیں اور آپ نے ان کو قید سے گویا رہا کیا ہے تمام حال ہم نے سنا ہے آپ کی ہمت و دلاوری و شجاعت کی تعریف ہو نہیں سکتی زبان آپ کی ثنا میں قاصر ہے نہایت سلوک نیک آپ نے کیا کہ ہم کو ہدایت دین اسلام کی کرکے دین باطل سے منحرف کیا ہم کو ثابت ہو گیا کہ جو دین و آئین ہمارا ہے وہ باطل ہے آپ کا دین حق ہے شاخ گل نرگس خشک ہو گئی اسرار سرسبزی شاخ گل نرگس بھی ظاہر ہو گیا اب ہم کو دولت دین اسلام سے مالا مال کیجیے کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے واقع میں دین اسلام دین حق ہے آج تک ہم سب گمراہ تھے فہیم عاملی کے کہنے سے اور گمراہ کرنے سے شاخ گل نرگس کی پرستش کرتے تھے اسی کو اپنا خدا جانتے تھے اُسی کو سجدہ کرتے تھے اب اس کے خشک ہو جانے سے یقین کامل ہوا کہ شاخ گل نرگس ایک شاخ ہے لائق خداوندی نہیں ہے صاحبقران موصوف نے تقریر حسین سبز قبا سُنکے نہایت خوش ہوکے کلمہ طیبہ تعلیم و تلقین کیا شاہ مذکور کلمہ طیبہ بصدق دل زبان پر جاری کرکے مسلمان ہوا پھر جملہ اپنے دربار اور اہل شہر و اہل و عیال کو مسلمان کیا بعدہ حکم صاحبقران سے مساجد کی بنا جا بجا ہونے لگی دین اسلام کے آئین پر اعلی ادنی عمل کرنے لگے حسین سبز قبا نے اپنے راہ راست پر آنے کا جشن کیا بزم عشرت بعنوان احسن از حد تکلفات سے اور انواع و اقسام کی آرائشوں سے آراستہ کی گئی اس بزم جشن میں حسین سبز قبا

نے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر اسلام کو بھی شریک کیا مطیع بادشاہ لشکر اہل اسلام ہوا سامان دعوت و ضیافت **صاحبقران** و بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران لشکر اسلام وغیرہ اہل لشکر کا نہایت عنوان شائستہ سے کیا گیا بزم عیش و عشرت و جشن میں ساقیان گلپیرہن و گلبدن حسب الحکم **حسین سبز قبا** کشتیاں شراب ناب کی مع شیشہ ہائے بلوریں لیکر حاضر ہوئے جملہ اہل بزم عشرت کو جام پر از مئے صہبائے گلگون دینے لگے ہر ایک مے ناب خوش ہو کر پینے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ یہاں مراد شراب سے عرق مفرح قلب ہے کہ خوش رنگ و خوشبودار مقوی قلب و دماغ و جگر ہے اور یہی جملہ اہل اسلام ہر ایک بزم عیش و عشرت میں نوش کرتے ہیں نہ یہ شراب مشہور کہ جس کا پینا شرعاً ناجائز ہے پس اگر کہیں اس جلد میں اہل اسلام کی بادہ خواری کا ذکر آ جائے تو خاص بادہ خواری کا خیال نہ کیا جانے بلکہ اسی عرق مقوی قلب و دماغ کا ذہن ناظرین کے نکتہ رس میں خیال ہے الحاصل جب سب اہل بزم [illegible] شراب مذکورہ بالا کے دو دو چار چار جام پی چکے اور دماغ بادہ ناب مذکور سے گرم ہوا ساقیان سیمین ساق کشتیاں شراب ناب کی اٹھا کر بزم عیش سے لے گئے بعدہٗ نازنینان ماہرو و نہایت خوش گلو یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندوں کے حاضر بزم عشرت ہو کر ناچنے گانے لگیں اہل بزم بصد خوشی ناچ اور گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے محلسرا میں جب سے دختر **حسین سبز قبا** نے خبر تشریف آوری **صاحبقران** سنی ہے اور حال حقیقی مرحلہ باغ طائران سبز منارہ نہایت شاد ماں ہے کلمہ طیبہ بھی اپنے باپ کے حکم سے اپنی زبان پر جاری کر چکی ہے اسی طرح وزیرزادی اس کی دختر وزیر **دانشمند** مسماۃ فتانہ بہار آرا و جملہ لونڈیاں اور عورتیں بھی مسلمان ہو چکی ہیں سب کو از حد خوشی ہے خصوصاً ملکہ حسین **گلگون قبا** دختر **حسین سبز قبا** بادشاہ قلعہ سبز نگار کو بدرجہ کمال مسرت ہے اپنی وزیرزادی سے خلوت میں اکثر کہتی ہے کہ ہماری مراد دلی بر آئی اس قلعے میں **صاحبقران** تشریف لائے [illegible] ہوئی ہمارے والد نے مع ہم سب کے دین اسلام اختیار کر لیا جشن اسی خوشی کا ہو رہا ہے سامان دعوت و ضیافت کیا جاتا ہے شکر ہے خدا کا ہم سب بدولت **صاحبقران** مسلمان ہوئے مذہب باطل کو ترک کیا اور مذہب اسلام کہ دین حق ہے اسے اختیار کیا ہے ہم کو بھی محلسرا میں ظہور خوشی کرنا ضرور ہے تو سامان آراستگی بزم عشرت کر نازنینان خوبرو کو طلب کر تاکہ ہم بھی زینت آرائے بزم عشرت ہو کر ناچ اور گانا نازنینوں کا دیکھیں اور سنیں وہ عرض کرتی ہے اے ملکہ مبارک ہو کہ اب شادی آپ کی **صاحبقران** سے ہوگی والد آپ کے یقین ہے کہ **صاحبقران** ہی سے آپ کو منسوب کریں گے جو شعلہ اشتیاق وصل نکلے گا تمنائے دل بر آئے گی ایام فراق گئے زمانہ وصل قریب آیا میں حسب الحکم حضور سامان بزم عیش و عشرت کرتی ہوں آپ بھی محلسرا میں خوشی اسی عنوان سے ظاہر کیجئے مگر اے ملکہ عالم بعد ہونے عقد کے مجھکو نہ بھول جائیگا گاہے گاہ تو یاد فرمایئے گا ملکہ نے کچھ شرمگیں اور کچھ خوش ہو کر جواب دیا او بیوقوف یہ کیا کہتی ہے ہم تجھکو نہ بھولیں گے بلکہ اپنے ہی پاس رکھیں گے تو گھبرا نہیں خدا وہ دن تو دکھائے ہم نے سنا ہے کہ جس شاہزادی کے ساتھ **صاحبقران** کا عقد ہوا ہے اُس شاہزادی کی وزیرزادی کا نکاح ان کے یار وفادار نامی و نامدار خواجہ **طیفور کردیا** عیار سے کیا جاتا ہے شاہزادی اور وزیرزادی دونوں ایک ہی جگہ رہتی ہیں فتانہ بہار آرا نے تیوری چڑھا کر سر جھکا کر کچھ شرما کر عرض کیا کہ اے ملکہ اس طرح سے مجھکو حضور کا ساتھ منظور نہیں ہے خدا نکرے کہ ساتھ میرا اس طرح سے ہو چار روپیہ کے پیادے نگوڑے عیار مکار سے میرا عقد ہو حالانکہ وہ عیار جلائے روزگار مجھ پر بدل نثار ہے میرا عاشق ہے مگر اے ملکہ مجھکو عیار کا ساتھ منظور نہ ہوگا

یہ ذلت گوارا نہوگی آپ کی وزیر زادی ہوکر ایک عیار سے منسوب ہوں باعث میری ذلت و رسوائی کا ہے ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ مجکو اپنے عقد کے بارے میں کیا اختیار ہے جو ہم نے قبل اس کے کہا ہے دیکھ ہی لینا اس کا ظہور ہوگا اگر خدا نے چاہا ورنہ بغیر اللہ کے چاہے کوئی کار نیک نہیں ہوتا ہے یہ کہکر ملکہ موصوفہ خوش ہوکر خاموش ہوئی وزیر زادی مذکورہ نے سامان جشن کیا بزم عشرت مجلسرائی آراستہ کرائی نازنینان خوبرو کو طلب کیا ملکہ مذکورہ وغیرہ انکی ہمراز و ہم جلیس عورتیں بزم عشرت میں بیٹھیں نازنین رقص کرکے گانے لگیں ان میں سے ایک نازنین خوش آواز نے یہ غزل شروع کی

غزل

اے دل مجھے اس کی آرزو ہے
ان سے مرے آج دو بدو ہے
خلوت میں ذرا تو چلکے سن لے
ہاں حور بھی یوں تو خوب رو ہے
اظہار وفا یہ سچ کیسا
اب ان کو وفا کی جستجو ہے
انصاف ترے ستم کا کاوش
اس عشق میں خاک آبرو ہے

وہ لاکھ میں ایک تندخو ہے
اس بت کو تکلف ہے جو حال گریہ
مطلب ہی کی تیرے گفتگو ہے
جب کام کا یہ نہیں تمھارے
کیا یہ بھی شکایت عدو ہے
کیا جلوہ کو مہر و ماہ دیکھوں
محشر میں خدا کے روبرو ہے
کیا سجدہ کریں بتوں کی صورت

ہنگامۂ حشر روبرو ہے
یارب ترے ہاتھ آبرو ہے
تیرا سا کسان جہاں تو یہ
پھر کس لیے دل کی آرزو ہے
دل کو مرے خاک میں ملا کر
آنکھوں میں مری پسند تو ہے
شامت ہے مری جو دل لگاؤں
ہر وقت ہمارے روبرو ہے

اے رشک عدو سے جا کر
ملنے کی جو اس کے آرزو ہے

ملکہ حسین گلگوں قبا اور فتانہ بہار آرا وغیرہ جسقدر عورتیں اس بزم میں بیٹھی تھیں سب اشعار غزل سننے لگیں بجائے خود مضمون اشعار سمجھکر تعریف کرنے لگیں خصوصا ملکہ اور وزیر زادی مذکورہ چند شعر اس غزل کے اپنے حسب حال و دل پسند سنکے بہت خوش ہوکر مطربہ کو انعام دینے لگیں وہ مطربہ بھی انعام کثیر پاکر بناز و ادا نہایت خوبی سے قاعدہ و اصول سے رقص کرنے لگی ایک ایک شعر غزل کو کئی کئی مرتبہ بتا بتا کے روبرو ملکہ کے گانے لگی یہانتک کہ اشعار تمام غزل کے گاکر غزل اس نے تمام کی بعدہٗ اس نے ملکہ کو عاشق طبیعت پاکر غزلیں عاشقانہ گانی شروع کیں ملکہ وغیرہ سب اشعار غزل عاشقانہ سننے لگے مجلسرا میں تو بزم عشرت آراستہ ہے جیساکہ حال بزم عشرت تحریر کیا گیا ہے مگر اب کیفیت بزم جشن جو حسین سبز قبا نے آراستہ کرائی ہے تحریر کی جاتی ہے کہ درمیان بزم عشرت کے اکثر نازنینان خوش رو نے رقص و نغمہ کیا انعام کثیر پایا اہل محفل کو خوش کیا از انجملہ ایک مطربہ خوبرو و از حد خوش گلو نہایت حسین مہ جبین کم سن نوجوانی کے دن کہ جب کا حسن و جمال مشہور دور دور تھا ہزاروں خاص و عام اس کے اوپر عاشق تھے وہ جفا جو مغرور حسن عشاق کش کسی اپنے عاشق پر توجہ نکرتی تھی کسی طالب وصل کی آرزو بر نہ لاتی تھی سب کو اپنے فراق میں مبتلائے درد و بیقراری رکھتی تھی بلکہ اپنا جمال جہان آرا بھی اپنے عشاق کو نہ دکھاتی تھی حسب الحکم حسین سبز قبا مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں حاضر ہوکر بعد درست ہونے سازوں کے واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی جوانان اہل بزم کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی اکثر جوانان بزم عیش بھی اس پری چہرہ کو بغور دیکھکر دل دینے پر آمادہ ہوگے بعضے جوانان عاشق جو اس کی صورت زیبا دیکھکر گویا از خود رفتہ ہوئے محو جمال ہوکر سکتہ سا ان کو ہوگیا کچھ اہل بزم چہرہ روشن اس کا دیکھکر باہم آہستہ سے کہنے لگے کہ یہ مطربہ کس قدر حسین ہے کیا خوب اس کا جمال ہے آنکھیں مانند چشم غزال کے ہیں پیشانی مانند ماہ تابندہ کے ہے عارض مثل گل تر

سے ہیں مژگان عجب برچھیان ہیں یا تیر دلدوز ہیں ابروئے خمدار خنجر بران براے قتل عاشقان بکھنچے ہوئے ہیں دہن مانند غنچہ تنگ کے ہے بلکہ غنچے سے بھی تنگ تر ہے گویا نظر سے معقود ہے گردن بصورت صراحی بلورین ہے شانے بازو بھرے بھرے ہیں کلائی عجب کلائی ہے کہ بغیران کے دستیاب ہونے کے عشاق کو نہ کل آئی پنجۂ مرجان سے بہتر اس گل کے دست حنائی ہیں عشاق کے خون سے شاید اس قاتل نے اپنے ہاتھ رنگین کیے ہیں اگر سر دست یہ دست حنائی کسی دلدادہ کے ہاتھ آئیں تو عشاق سرفراز ہو جائیں روح کو ان کی راحت ہو دل آرام بلے سینہ وہ گنجینۂ حسن ہے کہ جس کو دیکھکر عابد بھی دست ہوس بڑھائے تاب نہ آئے جوش شباب سینے سے نمود ہے یہ دو قمقمہ بلورین ہیں یا دو ڈبیان معجون بسی کی ہیں یا یہ دو سرکش ہیں کمر اس نازنین کی ایسی باریک ہے کہ بغور دیکھنے سے کچھ ثابت ہوتی ہے پاؤن وہ پاؤن ہیں کہ دل عشاق کے پامال کرنے میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں مانند سبزے کے پامال کیا کرتے ہیں چال اس کی قیامت ہے کبک دری اس کی رفتار سے مجوب ہے خوشا مقدر اس کا جس سے یہ نازنین ہم آغوش ہو اہل بزم تو اس مہ جبین کو دیکھ سب سے تھے اور باہم آہستہ اس کے حسن و جمال کی تعریف کر رہے تھے اور وہ بھی اہل بزم کو دزدیدہ نظرون سے بناز و ادا دیکھ رہی تھی کہ سازندون نے اس کے جلد جلد ساز موافق اپنی طبع کے اور خواہش دل کے درست کیے وہ نازنین واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ پری رو ناچنے لگی اہل بزم تھی اور گانا اس کا بغور دیکھنے لگے تا دیر وہ مطربہ ایسی ناچی کہ جوانان اہل بزم کے دلون کو اس نے مانند حنا یا مثل سبزے کے پامال کر دیا ہر ایک خوش ہوا سب نے تعریف اس کے ناچنے کی بجائے خود کی بعد رقص کرنے کے اس نازنین نے روبرو بادشاہ و لشکر اہل اسلام عالی مقام و صاحبقران عالی مقام وغیرہ یہ غزل بخوش الحانی شروع کی غزل

دو دن کی بہار ہے نمود ہے	بلبل کی صدا یہ جا بجا سو ہی	دل میں ہے بسی ہوئی محبت	اب ورد زبان تری ہی تو ہے
سرخی نہیں نشہ کی یہ نا ہے	آنکھوں میں چھلک رہا لہو ہے	کرتے ہیں نگاہ ہوں میں جاتی	کیا طرز ہے کیا ہی گفتگو ہے
میں کون ہون کیا ہے مری ...	اغیار کی اب تو آبرو ہے	دل میں مرے ادب پر ہوش	گم تیرا تو میری آرزو ہے
امید و فالی یہ وفا سے	کیونکر ہو وہ شوق تندخو ہے	آنسو کی طرح گرا نظر سے	کیا ابر کی خاک آبرو ہے

اہل بزم اشعار غزل مذکور چہ سننے کے تعریف اشعار مذکور تا اس مطربہ کی اس حسن و خوبی سے گانے کی بجا خود کرنے لگے جب اس مطربہ نے غزل تمام کی حسین سبز قبا نے اس کو انعام گنجہ دیا وہ انعام لے کر رخصت یا ہر گئی پھر اور ایک نازنین خوب رو مطربہ خوش گلو بزم عیش میں حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم تماشا اس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے اسی طرح چار روز و شب نازنینان خوب رو رقص و نغمہ کیا کیں پانچویں روز بھی بدستور بزم آراستہ تھی نازنینان مہ جبین رقص و نغمہ کر رہی تھین کہ حسین سبز قبا نے صاحبقران سے کہا کہ آپ نے ہم کو دولت دین اسلام عطا کی ہے ہم آپ کے سلوک نیک کا کیا عوض کرین زر و مال کی آپ کو احتیاج نہیں کچھ آپ ملک و مال دوسرون کو دیتے ہیں الا ایک نور نظر پارۂ جگر کہ جسکو ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہیں نذر کرتے ہیں امید کہ قبول کیجیے یہ کہکر جانب وزیر دانشمند اشارہ کیا چونکہ حسین سبز قبا نے قبل اس کے اپنے مشیر سے روے حال عشق صاحبقران اور اپنی دختر کا سنا تھا وزیر مذکور سے تنہائی میں کہہ رکھا تھا کہ جس وقت ہم اشارہ کرین فی الفور ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر مارنا وزیر دانشمند نے حسب الحکم و تاکید اپنے بادشاہ کے بمجرد اشارہ کرنے کے ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر لگایا جملہ اہل دربار سمجھ گئے کہ ترنج خوشبو سینے پر مارنا ایک رسم و قاعدہ

بادشاہان ہی کہ جس شخص کو اپنی دامادی میں قبول کرتے ہیں سر بزم اُس کے سینے پر ترنج خوشبو لگانے کا
حکم دیتے ہیں پس جب حسین سبز قبانے بھی شاید صاحبقران کو اپنی دامادی میں قبول کیا ہی اسی وجہ سے
دانشمند وزیر نے سینہ صاحبقران پر ترنج خوشبو اسوقت لگایا ہی یہ سمجھ کے سب شادمان ہوئے امیر
باتوقیر نے بھی خوش ہو کر سر اپنا جھکا لیا دانشمند وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران عالیشان
مبارک ہو کہ ہمارے بادشاہ نے آپ کو اپنی دامادی میں قبول کیا ہی صاحبقران نے مسکرا کر خاموشی اختیار
کی کچھ جواب نہ دیا خاموشی سے صاف ظاہر ہو گیا کہ منظور ہی خواجہ طیفور گردیا یہ رنگ خوشی و شادی دیکھکر
پہلے تو خوش ہوئے بعدہ جانب وزیر دانشمند دیکھنے لگے چونکہ وزیر مذکور کو یہ قاعدہ معلوم ہو چکا تھا کہ
جس شاہزادی سے صاحبقران اپنا عقد کرتے ہیں اُس شاہزادی کی وزیرزادی صاحبقران کے عیار
سے منسوب ہوتی ہی پس بنابرین قاعدہ مقرر دانشمند نے دوسرا ترنج خوشبو سینہ طیفور گردیا پر لگایا
خواجہ بھی بہت خوش ہوئے دل میں خیال کیا کہ عنایت خداوند عالم سے امید دلی میری بھی بر آئی اب
قتانہ بہار آرا دختر وزیر دانشمند سے ہمارا عقد ہوگا وصل محبوبہ مذکورہ حاصل ہوگا خواجہ یہ خیال
کر کے ازحد خوش ہوئے اُس وقت جو نازنین خوبرو رقص و نغمہ کر رہی تھی اُس نے مبارکبادی کا نا شروع
کی تمام اہل بزم بصد خوشی سننے لگے نازنین کو بار بار انعام کثیر ملنے لگا حسین سبز قبانے زمانہ جشن مذکور
میں نجومیوں اور رمالوں کو طلب کر کے اُن سے پوچھا کہ اس ماہ میں کونسی تاریخ اور دن اور وقت واسطے
عقد و نکاح کے سعد و مبارک ہی انہوں نے عرض کیا کہ ہم اپنے قاعدے کے موافق عرض کرینگے بیشک
نجومیوں نے ستاروں کی نحوست اور سعادت پر نظر کر کے اور رمالوں نے زائچہ کھینچکر اشکال پر نظر ڈالکر
فکر و غور کر کے متفق الرائے ہو کر عرض کیا کہ اے بادشاہ جمجاہ سکندر حشم جمشید قدم ہمکو ہمارے علم اور
قاعدے سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ پرسوں کی تاریخ سعد ہی کیونکہ ماہ و مہر ایک برج میں یکجا ہوں گے
قران السعدین ہی اور روز جمعہ ہی دن بھی مبارک و نیک ہی لہذا وقت شب بساعت ۸ اگر عقد و نکاح
ہو تو خوب ہی مدام زن و شوہر میں دوستی و الفت و انس و محبت ازحد رہے گی اور کبھی نااتفاقی و رنجش
باہم نہو گی حسین سبز قبانے اُن کی تقریر سنکے بہت خوش ہو کے اُنکو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا
جب روز جمعہ آیا موافق کہنے نجومیوں اور رمالوں کے سر بزم علما کو طلب کیا گیا عقد و نکاح صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا کے پاس کرور زرسرخ
وغیرہ مہر بعد ایجاب و قبول کے ہوا اور عقد خواجہ طیفور گردیا کا ساتھ قتانہ بہار آرا کے ہوا مگر درباب دینے حق
مہر کے خواجہ طیفور گردیا نے انکار کیا تا دیر مقدمہ مہر میں گفتگو ہوئی خواجہ نے اپنی ناداری ظاہر کی آخر
صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ زر نقد ادا مہر ہم تم کو دینگے تم اپنی زر کثیر کو ادائے مہر میں دینا
خواجہ نے عرض کیا کہ اگر آپ دینے میں سہو فرمائیں تو میں غریب و محتاج کیا کروں گا ادائے مہر کیونکر کروں گا
لہذا اسیوقت زر مرحمت ہو تا کہ دل کو میرے اطمینان ہو جائے امیر باتوقیر نے ہنسکر زر کثیر مہر معین
خواجہ کو دلوا دیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر لے کر اپنی زنبیل میں رکھکر کہا کہ دادا جان اس روپے کو
بہت حفاظت سے رکھیے گا کوئی روپیہ اس میں سے کم نہونے پائے بلکہ کوئی روپیہ گھٹنے بھی نہ پائے ورنہ
میرا نقصان ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ جو زر کثیر تمنے ہمکو دیا تھا وہ کیا کیا خواجہ نے عرض کیا
کہ وہ روپیہ موجود ہی دیدیا جائے گا ابھی جلدی کیا ہی اہل بزم گفتگوئے خواجہ پر ہنسنے صاحبقران
بھی مسکرائے حسین سبز قبا بھی بے اختیار متبسم ہوا دانشمند وزیر بھی خواجہ کی تقریر سے محظوظ ہوا

مشکرایا ناظرین پر واضح ہو کہ مولف و مصنف گلستان باختر نے بخیال طول تحریر دیگر رسومات شادی
کے سامان کو مثل باجا و ساچق و حنابندی وغیرہ کے ترک کیا ہے فقط حال عقد صاحبقران و خواجہ
طیفور گرد پا خلاصہ طور سے تحریر کیا ہے الحاصل جب عقد و نکاح شاہانہ طور سے صاحبقران کا ہو چکا اور
نازنینان خوبرو نے سر بزم مبارکباد گا کے زر کثیر انعام میں پایا جب شب عقد نصف سے کچھ گذری تو امیر
باتوقیر و خواجہ طیفور گرد پا بزم شادی سے حسب الطلب محلسرا میں گئے امیر باتوقیر بعد رسوم نسوان
اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا کے پاس گئے اور خواجہ اپنی زوجہ فتانہ بہار آرا کے نزدیک گئے
جب دونوں عاشق و معشوق یکجا ہوئے وصل سے شادکام ہوئے مراد دلی بر آئی صبح کو صاحبقران و
خواجہ داخل حمام ہوئے غسل کیا لباس پاکیزہ زیب تن کیا اس روز رسم چوتھی کی بھی شاہانہ طور سے
ہوئی فقرا و غربا کو اس شادی میں دونوں طرف سے زر کثیر دیا گیا ملازموں کو فی قدر مراتب انعام اور
جوڑے دیے گئے خلاصہ یہ کہ دونوں جانب اس شادی میں لاتعد و بے انتہا روپیہ صرف ہوا اور
نہایت حسن و تکلف اور دھوم سے بطور شاہانہ ہر ایک رسم شادی کی گئی چوتھے روز حسین سبز قبا
نے صاحبقران سے کہا کہ اب یہ شہر و تخت و تاج آپ کا ہے یہ بھی ہم نے اسوقت دیدیا صاحبقران
نے کہا کہ اس ملک و تاج و تخت کی ہمیں احتیاج نہیں ہے یہ تاج و تخت شاہی آپ کا آپ کو مبارک ہو حسین
سبز قبا نے صاحبقران کی اس سیر چشمی پر بجائے خود ثنا کی اور بزم عشرت و عیش موقوف کی بدستور
اسی طرح بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کیں بعد چند روز کے صاحبقران
نے حسین سبز قبا سے کہا کہ اب آپ ہم کو رخصت فرمائیں ہمیں یہاں سے جانب طلسم زلزلہ جانا ہے اس طلسم
کو بھی اگر خدا نے چاہا تو فتح کریں گے اب تک تو طلسم مذکور تک پہنچ گئے ہوتے اگر ان قلعہ سرخ و زرد و اور
یاقوت رنگ پر جنگ و جدال واقع نہ ہوتی حسین سبز قبا نے کہا معلوم ہو کہ نام اس شہر کا شہر حسن آگین
ہے یہاں کے زن و مرد نہایت خوبصورت شرمگین و باحیا ہوتے ہیں خصوصاً عورتیں یہاں کی بہت
صاحب عصمت و عفت و باحیا ہوتی ہیں اپنے شہر سے کہیں دور جانا گوارہ نہیں کرتی ہیں میری دختر
نیک اختر بھی یہاں سے سوے طلسم زلزلہ جانا قبول نہ کرے گی لہذا اپنے عزم کو موقوف سمجھیے سوا اس کے
دل کو گوارہ نہیں کہ آپ سے جدائی ہو ہیہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو اجازت جانے کی دیں دیدہ و
دانستہ جانب طلسم زلزلہ رخصت جانے کی دیں چندے یہاں قیام پذیر ہوجیے ہم بھی یہاں سے سامان
سفر کر کے آپ کے ساتھ سوئے طلسم زلزلہ مع اپنی سپاہ کے چلیں گے صاحبقران نے بادشاہ مذکور
کے کہنے سے مجبور ہو کر براے چندے قلعہ سبز نگار میں قیام کیا ہے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا

اب دو کلمہ داستان دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان و درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و عراق آگین کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے بیان کیے جاتے ہیں

ہوا نہ تو جو کبھی وصل گل میں زندانی | وہ خاک جلنے مرا حال درد پنہانی
ملے نصیب ہو قسمت سے زمزمہ خوانی | مگر قفس میں ملے حسرت و پریشانی

تو اسے کبوتر بام حرم چہ میدانی

تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

خوشی عروج پہ کرتا ہو سخت بد والی — ہوا ہین پھر کے سنو گو زمزمہ خوانی
نہ دیکھ چشم حقارت سے مرغ بستانی — کہ جانتا نہین آزاد حال زندانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

نہ پوچھ حال دل زار مرغ بستانی — نہین ہو قابل اظہار درد پنہانی
رہون قفس مین نہ کیون صرف مرثیہ خوانی — نہ دید گل ہو نہ آب وہواے بستانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

مین اس چمن مین ہون وہ نامراد زندانی — کہ بال بال ہو وابستۂ پریشانی
فضاے باغ کہان اور کہان خوش الحانی — شرار بار ہو مجھے سوز آہ پنہانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

جب جانسوز بن مہترقران نظرکردہ شاہ مردان دنیاسے جانب ملک عدم جانے لگا تب تو
اُس کی زوجہ منکوحہ حاملہ تھی زمانہ وضع حمل مین تھوڑی مدت باقی تھی جانسوز عیار نامدار نے اپنی زندگی
سے مایوس ہوکر ایک پرچہ پر کچھ اپنے ہاتھ سے لکھکر اپنی زوجہ مذکورہ کو دے کر کہا تھا کہ اس پرچہ قرطاس
کو مانند تعویذ کے اپنے بازو پر باندھ لو اگر تمھارے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور وہ جب سمجھدار وہوشیار ہو
تو اُس کو یہ پرچہ قرطاس دیدینا اور اگر دختر پیدا ہو تو اُسے یہ کاغذ نہ دینا میرے اس کہنے کا خیال رکھنا
اب مجکو امید حیات نہین ہی عجب نہین کہ دوچار روز مین دنیاسے جانب ملک بقا روانہ ہون بعد میرے تم
زیادہ تر میرے غم والم مین نالہ وفغان نکرنا گذشتگان کو یاد کرکے صبر اختیار کرنا خواہ لشکر صاحبقران
مین داخل ہوکر زندگی اپنی بسر کرنا یا جہان تمھارا دل چاہے وہان سکونت اختیار کرنا اگر فضل وعنایت
خداسے تمھارے بطن سے فرزند پیدا ہو تو اُس کی پرورش اور تعلیم علم مین حتی الامکان کوشش کرنا جاہل
اُسے نہ رہنے دینا معلم کے حوالے کردینا تاکہ وہ پڑھ لکھکر لیاقت حاصل کرے اور اپنے عقائد مذہبی سے
آگاہ وماہر ہو خبردار اس وصیت پر میری ضرور عمل کرنا زوجہ جانسوز نے باشکباری وفغان جواب دیا
تھا کہ خدا وہ دن نہ دکھلائے کہ تم دنیا مین نہ ہو اور مین تمھاری وصیت پر عمل کرون تم سے پہلے اگر مین دنیا
سے سوے ملک عدم چلی جاؤن تو میرے حق مین اچھا ہی پروردگار عالم تم کو زندہ وسلامت رکھے جانسوز
نے کہا تھا کہ بظاہر میرا جانبر ہونا دشوار ہی اجل میری قریب آئی ہی آثار رفتن ہویدا ہین ہمیشہ دنیا مین کون
رہا ہی ایک روز سب کو مرنا ضرور ہی جب خاصان خدا دنیا مین نہ رہے تو پھر کون رہ سکتا ہی بہت ایسا
ہوا ہی کہ شوہرون نے انتقال کیا ہی اور ازواج اُن کی زندہ رہی ہین جو حکم خدا ہوتا ہی وہ ہوتا ہی تم بھی
ہمارے غم مین صبر اختیار کرنا پہلے ہم تھے دنیا سے جاتے ہین یہ دنیا ایک سرا ہی اس سرا مین اتنی ہی
مدت ہمارا قیام منظور خالق خاص وعام تھا اب بظاہر یہان حکم رہنے کا نہین ہی جو اُس کی خوشی بشر کو
لازم ہی کہ رضاے خدا پر راضی رہے تم بھی رضاے الٰہی پر راضی رہو اشکبار وبیقرار میرے غم مین ابھی سے
نہو کہ زندہ ہون بعد مرگ رو لینا مگر نہ اسقدر کہ باعث تمھاری ہلاکت کا ہو یہ وصیتین کرکے دوچار دن

کے بعد جانسوز بن مہتر قران مرگیا تھا زوجہ نے اُس کی بعد اُس کی تجہیز و تکفین کے کثرت غم
سے لشکر اہل اسلام میں رہنا قبول کرکے دوسری لشکر اسلام اختیار کی تھی بعد دو چار ماہ کے اُس کے بطن
سے لڑکا پیدا ہوا تھا صورت و شکل میں بعینہ اپنے باپ کے تھا زوجہ جانسوز عیار نے نام اُس طفل کا
دلسوز رکھا تھا جب وہ فرزند پرورش مادر سے پانچ چھ سال کا ہوا اُس کی مادر نے موافق وصیت
اپنے شوہر مرحوم کے اُس کو معلم کے سپرد کر دیا تھا معلم نے دلسوز کو بدلسوزی چار پانچ برس کی
مدت میں پڑھا اور لکھوا کر اس قابل کر دیا تھا کہ لکھنے اور خط پڑھنے کی لیاقت اُسے حاصل ہو گئی تھی
ایک روز مادر دلسوز کو وصیت اپنے شوہر جانسوز بن قران کی یاد آئی کہ قبل مرگ اُس نے
ایک رقعہ لکھ دیا تھا اور کہا تھا کہ اس قرطاس کو اپنے بازو پر بطور تعویذ کے باندھو جب لڑکا تمہارے
شکم سے پیدا ہو کر دس گیارہ برس کا ہو اور کچھ پڑھنے اور لکھنے میں لئے لیاقت حاصل ہو تو یہ رقعہ ہمارا
لکھا ہوا اُسے دکھا دینا اور کہہ دینا کہ اے فرزند جو کچھ تمہارے باپ نے اس پرچہ قرطاس پر تمہیں لکھا ہے
لازم ہے کہ اُس پر عمل کرو پس بموجب یاد آنے وصیت مذکور کے زوجہ جانسوز بن مہتر قران نے وہ
تعویذ اپنے بازو سے کھول کر اپنے فرزند کو دے کر کہا اے نور نظر پارۂ جگر دیکھو اس پرچہ کاغذ کو ہنگام
قرب رحلت تمہارے باپ مرحوم و مغفور نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہمیں دے کر کہا تھا کہ جب ہمارا
فرزند ہوشیار ہو اور سن اُس کا دس گیارہ برس کا ہو تو یہ پرچہ کاغذ اُسے دے کر کہہ دینا کہ جو کچھ اس
کاغذ پر لکھا ہے اُس پر عمل کرو اب چونکہ بفضل خدا سے تمہارا سن گیارہ سال کا ہوا ہے اور مجھکو بھی اب
تمہارے باپ کی وصیت یاد آئی ہے اس پرچے کو دیکھو اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرو دلسوز
نے وہ کاغذ اپنی والدہ سے لے کر اُسے جو پڑھا تو اُس میں بعد دعاے درازی حیات کے لکھا تھا کہ اے
فرزند دلبند آگاہ ہو کہ ہم بھی عیار تھے اور ہمارے والد بھی نامی و نامور عیار تھے نام اُن کا مشہور
جہان ہے خاص و عام اُن کو مہتر قران کہتے تھے وہ نظر کردۂ شاہ مردان تھے بعد نظر کردہ ہونے کے
وہ کبھی گرفتار نہیں ہوئے ہاں جب اجل اُن کی آئی اُسوقت اسیر پنجۂ قضا ہوئے تھے کبھی انھوں نے
صورت بنکر عیاری نہیں کی تھی ہمیشہ بصورت مرد عیاری کرتے تھے اور دلیرانہ سامنے دشمن
کے جاتے تھے اور بضرب بغدہ گران کام دشمن کا تمام کرتے تھے ذیجاہ و ذی وقار تھے شہر حبش کے
فرمانروا کے دلبند تھے تمکو بھی لازم ہے کہ پیشہ عیاری اختیار کرنا کسی سے مکر و فریب یاد کرنا تم پوتے
ہو مہتر قران نظر کردۂ شاہ مردان کے اپنے باپ دادا کی طرح فن عیاری میں نام بر آوردہ ہونا
ہمارا اور اپنے دادا کا نام دنیا میں روشن کرنا جیسے بہ سون لشکر صاحبقران میں رہکر ہزارہا عیاریاں
کی تھیں خلعت و انعام پایا تھا نامور ہوئے تھے تم بھی مانند ہمارے اور اپنے دادا کے نامور ہونا
عیاری و مکاری میں بے مثل و نظیر ہونا خبردار اے فرزند خلاف اس تحریر کے عمل نہ کرنا فرزند وہی
فرزند ہے جو اپنے باپ دادا کے خصائل و عادات و حرکات اختیار کرے وہ پسر لائق نہیں ہے جو خلاف
اپنے آبا و اجداد کے افعال کرے اگر تم ہمارے خلف الصدق ہو تو ہماری تحریر پر عمل کروگے زیادہ
والدعا دلسوز نے جو یہ عبارت مرقومہ اُس پرچہ قرطاس میں لکھی ہوئی دیکھی اور اُسی عبارت
کو حرف بحرف پڑھا اپنی مادر سے جو کچھ اُس کاغذ پر لکھا ہوا تھا بیان کیا اُس نے آبدیدہ ہوکے اپنے شوہر
کو یاد کرکے کہا کہ اے فرزند باپ تمہارا قبل تمہاری ولادت کے کچھ زر و جواہر مجھکو دے کر مرگیا تھا سو
آجتک اُسی روپیہ سے میں نے اپنی زندگی بسر کی اور تمہیں بھی پالا پڑھایا لکھوایا اب ماشاءاللہ تم

قریب حد جوانی پہونچے ہو حصول زر کی فکر کرو وہ روپیہ ہو چکا ہے جو تمہارے باپ نے مجھے دیا تھا اب تم
اپنے پدر مرحوم کی تحریر پر عمل کرکے زر و مال بقوت بازوے خود پیدا کرو تاکہ تمہاری اور میری زندگی
بآرام بسر ہو میں نے تم کو نہایت محنت و مشقت سے پالا ہے کفار سے اپنے تئیں اور تمہیں بچایا ہے آبادی
شہر کو چھوڑ کر ویرانے میں جاے امن پاکر سکونت اختیار کی ہے دلسوز نے کہا کہ اے مادر گرامی آپ نے
اب یہ رقعہ مجھے دیا اگر قبل اس کے آپ مجھکو یہ تحریر دکھا دیتیں تو اب تک میں نے بہت کچھ زر و مال پیدا
کیا ہوتا خیر اب بھی حصول مال و زر کی فکر کی جاے گی اور اس تحریر پر اپنے والد مرحوم کے عمل کیا جائیگا
مگر بالفعل کچھ روپے کی ضرورت ہے سفر میں روپیہ تھوڑا ہو یا بہت ہو ضرور ہونا چاہیے ارادہ میرا یہاں سے
دور تک جانے کا ہے کچھ مال دنیا سے پاس اپنے ضرور ہونا چاہیے کہ وقت ضرورت کام آوے مادر
دلسوز نے پانچ روپے اُسے دے کر کہا کہ اے فرزند بس مال دنیا سے یہی روپیہ میرے پاس ہیں
ان کو تم لے لو اپنے پاس رکھو حق تعالے رازق العباد ہے کسی نہ کسی طور سے مجھے بھی رزق دے گا محنت
مزدوری سے میری بسر ہو جاے گی دلسوز نے وہ پانچ روپے اپنی مادر سے لے کر کہا کہ آپ کا مجھے
خیال رہے گا انشاء اللہ کہیں نہ کہیں سے مال و دولت حاصل کر کے یہاں آکر وہ دولت و مال آپکو
دے جاؤں گا بآرام آپ اپنی زندگی بسر کیجیے گا اطمینان رکھیے خدا مسبب الاسباب ہے چندے زمانہ
تکلیف ہے پھر انشاء اللہ زمانہ راحت و آرام آئے گا یہ تکلیف و عسرت دور ہو جاے گی یہ کہکر لباس
اپنے تن پر آراستہ کرکے والدہ سے رخصت ہو کر اُس کو اپنی جدائی میں گریاں چھوڑ کر دلیرانہ ایک جانب
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا میں پہونچا دیکھا کہ ایک بھیڑیا چلا آتا ہے اور بھیڑیے نے بھی
دلسوز کو دیکھکر نرم و فربہ غذا اپنی جان کر جانب دلسوز رخ کیا اس طرف دلسوز نے دل میں اپنے
خیال کیا کہ اس بھیڑیے سے اپنی جان بچانا چاہیے کوئی فکر و تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے جانبر ہوں شکار
پنجۂ گرگ نہوں ہر چند کہ اس وقت ہاتھ میں کوئی حربہ کسی قسم کا نہیں ہے مگر خدا نے عقل تو دی ہے عقل
سے کوئی فکر ایسی کرنا چاہیے کہ جس سے جان بچے یہ خیال کرکے دیکھا کہ قریب ایک درخت صحرائی نہایت
کلان ہے تنہ اُس درخت کا ایسا ہے کہ اگر دو تین آدمی دست بدست ہو کر اُس درخت کی جڑ کو آغوش
میں لینا چاہیں تو اُس درخت کی جڑ آغوش میں نہ آسکے بس اُس درخت کو دیکھتے ہی جلد قدم بڑھا کر پیچھے
اُس پیڑ کے پہونچا اتنی دیر میں وہ گرگ بھی اپنے چنگل سے بار بار زمین پر خط دیتا ہوا قریب آگیا دلسوز
اُس درخت کی جڑ میں چھپا جب وہ گرگ اُس کی طرف آیا یہ گھوم کر دوسری طرف گیا اسی طرح تا دیر اُس
گرگ سے اپنی جان بچاتا رہا اور بہ رجوع قلب خدا سے واسطے اپنی جانبری کے دعا کرتا رہا مشہور ہے کہ
جب کوئی بدل رجوع جانب خدا ہو کر دعا کرتا ہے تو دعا اُس کی مستجاب ہوتی ہے دلسوز کی بھی اسی حالت
میں دعا مستجاب ہوئی زندگی باقی تھی سبب جانبری پیدا ہوا یعنی حسب اتفاق ایک سوار سامنے سے
ظاہر ہوا اُس سوار نے جو دور سے دیکھا کہ ایک لڑکے کو ایک گرگ نے گھیر رکھا ہے دل میں اُس کے رحم
فی الفور آیا جو مرکب کو گھوڑا مارا وہ مرکب تازیانہ سے تیز رو ہوا سوار نے جلد قریب اُس درخت کے
آکر نعرہ کیا کہ او گرگ دور ہو کیا غضب کرتا ہے ایک طفل کو شکار کیا چاہتا ہے خبردار اس طفل کو ہلاک کرتا
میں آپہونچا میرے ہاتھ سے بچکر نہ بچے گا اور دلسوز سے پکار کر کہا کہ اے طفل نہ گھبرانا میں آپہونچا
اس گرگ سے تجھے بچاتا ہوں دلسوز نے شکر خدا سے سوار کے کچھ سوچ کر جانب سوار نگاہ کر
کے کہ تیر نہ چلاو رہیے لگ درخت کی جڑ کے قلاش ہے اس اثنا میں وہ سوار نیزہ بدست عقرب

گیا اُس بلند نعرے سے گرگ مذکور خائف ہوکر جانب صحرا بھاگا اور دلسوز نے اُس سوار سے مخاطب
ہوکر چیں بجبیں ہوکر کہا کہ اے سوار بیہودہ کردار اے خفت کیا تونے کہ گرگ زردار کو نعرہ کرکے
بھگا دیا میرا نقصان کیا سوار مذکور نے متحیر و متعجب ہوکر جواب دیا کہ اے طفل کیا عوض احسان دنیا میں
بدی و شکایت ہے میں نے تو رحم کھاکر گرگ سے تیری جان بچائی عوض احسانمند ہونے کے تو مجھسے
شاکی ہے یہ تو بتا کہ تیرا کیا نقصان ہوا ہمارے نزدیک تیرا فائدہ ہوا کہ جان تیری پنجۂ گرگ خونخوار
سے بچ گئی از سر نو گویا تیری زندگی ہوئی دلسوز نے کہا کہ نقصان جو میرا ہوا وہ ظاہر ہے اگر تو بینا ہے تو
دیکھ لے یہ چار روپے پڑے ہیں ہر گردش میں ایک روپیہ مجکو یہ گرگ زردار اپنے دہن سے نکال کر
دیتا تھا ابھی چار ہی روپے چار گردشوں میں گرگ نے مجھے دیے تھے کہ تونے آکر اُسے بھگا دیا
افسوس ہزار افسوس کہ سو دو سو روپیہ بھی تو نے مجھے اس گرگ زردار سے لینے نہ دیے آج وہ
تمام روپیہ اپنے شکم میں بھرے ہوئے چلا گیا سوار نے کہا اے لڑکے اسقدر جھوٹ بولتا ہے ایسی بات
کہتا ہے کہ جس کو عقل قبول نہیں کرتی اسے کہیں گرگ بھی روپیہ اگلتا ہے کیا اُسکے پیٹ میں روپے
بھرے ہوئے ہوتے ہیں دلسوز نے برہم ہوکر جواب دیا کہ او جوان نادان یہ گرگ ابھی ظاہر کا ہے
دلیل صداقت میرے قول کی ظاہری دیکھ یہ چاروں روپے پڑے ہیں کیا ممکن نہیں ہے کہ خداوند
عالم اپنی قدرت سے گرگ ایسا پیدا کرے کہ جو دہن سے زر اگلے اور اُس کے پیٹ میں روپے بھرے
ہوں ہر روز وہ زر اگلتا ہو ہر روز روپے شکم میں پیدا ہوتے ہوں سوار مذکور نے تقریر طفل مذکور
کی سنکے روپے زمین پر پڑے ہوئے دیکھکر دل میں کہا کہ یہ لڑکا تقریر تو ایسی کرتا ہے کہ جس کو عقل
قبول کرتی ہے بیشک خدا میں ایسی ہی قدرت ہے بلکہ اس سے زیادہ تر قدرت رکھتا ہے وہ جو چاہے کرے
یہ باتیں دل میں کرکے اُس لڑکے سے کہا کہ ہم اے طفل جو کچھ ہوا وہ ہوا میں اس حال سے آگاہ نہ تھا اب تو
گرگ کو میں نے بھگا دیا دلسوز نے کہا کہ اے سوار اب بھی اگر تو چاہے تو یہ گرگ پلٹ آئے ہر گردش میں
تیرے سامنے ایک روپیہ منہ سے نکال کر مجھے دے سوار نے پوچھا کہ گرگ کے پلٹ آنیکی کیا تدبیر ہے تو
بیان کر دلسوز نے کہا کہ اپنے مرکب سے اُترکر پیادہ جاکر دیکھو ابھی وہ گرگ سامنے بھاگا ہوا جاتا ہے
آواز بلند اُس سے کہو کہ اے گرگ زردار ادھر آ وہ لڑکا تجھے بلاتا ہے جب چند مرتبہ اس طرح سے تم
کہوگے اور اپنی ناواقفی ظاہر کروگے اور اُس سے عذر بہت کروگے یقین ہے وہ گرگ پلٹ آئےگا
گرگ اس قسم کا ہے کہ آدم خوار مثل اور گرگ کے نہیں ہے اگرچہ بظاہر درندہ ہے لیکن کسی بشر کا گوشت نہیں کھاتا
ہے لڑکوں سے کھیلتا ہے روپے دیتا ہے سوار مذکور گفتگوے دلسوز سنکے فی الفور اپنے مرکب سے اُترکر گھوڑے کو
وہیں چھوڑکر صرف تازیانہ بدست جانب گرگ بآواز بلند یہ کہتا ہوا چلا کہ اے گرگ زردار میں تیرے
حال سے آگاہ نہ تھا اب پلٹ آ خطا میری معاف کر میں نے تجکو بھگا دیا واقعی بُرا کیا مگر وہ گرگ صحرائی
عذر سوار مذکور کب سنتا تھا اُس کے بلانے سے کب آسکتا تھا بلکہ سوار مذکور کو اپنی سمت آتے دیکھکر متوجہ
ایک جھاڑی کی طرف ہوا اُسوقت سوار مذکور کو حرص حصول زر دامنگیر ہوئی دل میں کہنے لگا کہ اب یہ
گرگ زردار جھاڑی میں جاتا ہے ہم بھی مانند اُس لڑکے کے گرد جھاڑی کے ساتھ اس گرگ کے پھرو
پھیرے اور ہر گردش میں اس جھاڑی کے یہ گرگ ہم کو ایک روپیہ اپنے دہن سے اگل کر دے گا اُسوقت
سے شام تک سیکڑوں گردشوں میں زر کثیر ہاتھ آجائے گا پھر خیال کرنے لگا کہ یہ زحمت کیوں گوارا کرو اس
گرگ کو کسی تدبیر سے اسیر کرکے اپنے گھر لے چلو ہمارے گھر میں درخت کلاں نیب کا ہے اُس درخت سے

گرد ساتھ اس گرگ کے اگر روز گردش کیا کروگے تو ہر روز زر کثیر اس گرگ زردار سے ملا کرے گا
اب نوکری رسالے کی چھوڑ کر خانہ نشینی اختیار کر لینا اور اگر یہ گرگ اسیر نہو سکے تو اس کو تلوار وغیرہ
سے مار ڈالو پیٹ مین اس کے جس قدر روپیہ ہو وے لو اور چھٹی لیکر گھر اپنے چلے چلو زر کثیر اس تدبیر
سے ہاتھ آئیگا اپنے اہل و عیال کے حوائج مین صرف کرنا یہ خیال محال کر کے جانب گرگ مذکور چلا
گرگ جھاڑی مین چلا گیا سوار مذکور گرد جھاڑی کے پھرنے لگا اور گرگ کی اپنے ساتھ پھرنے کی آرزو
کرنے لگا تا کہ مثل اس مثل کے مجکو بھی یہ گرگ زردار ایک روپیہ ہر گردش مین دے جب چند مرتبہ گرد
اس جھاڑی کے پھرا گویا اس جھاڑی اور گرگ کے صدقے و قربان ہوا اور وہ گرگ جھاڑی سے نکلکر
ساتھ اس کے گردش کنان نہوا تو سوار مذکور کو غصہ آیا پکار کر کہا کہ او گرگ نابکار زردار میرے ساتھ
کیون اس جھاڑی کے گرد نہین پھرتا مجکو کیون نہین مثل اس لڑکے کے زر دیتا مین تو جوان ہون خوب
گردش کرتا ہون چند گردشین کر بھی چکا ہون تو دیکھ بھی چکا ہے کیا وجہ ہے کہ مجکو ہر گردش مین زر نہین
دیتا ہے کیا تو مجھے بوجہ والد سے بھگا دینے کے ناراض و ناخوش ہے اگر رنجیدہ ہے تو مین تجھسے طالب عفو
تقصیر ہون خطا میری معاف کر اب جھاڑی سے نکل ساتھ میرے اس جھاڑی کے گرد گردش کر ورنہ
مجکو مار ڈالون گا خنجر سے شکم تیرا چاک کر کے تمام روپیہ جو تیرے پیٹ مین بھرا ہوا ہے نکال لونگا جان
تیری مفت جائیگی بہتر یہی ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر جھاڑی سے نکلکر ساتھ میرے گردش کر ہر گردش
مین ایک روپیہ مجکو بھی دے گرگ مذکور کب اس سوار کی تقریر سنتا تھا اندر جھاڑی کے چھپا رہا اور
مانند کتے کے غصہ مین بھونکا کیا سوار تو حرص حصول زر مین پاس جھاڑی کے کھڑا ہوا تھا گرگ جھاڑی
مین پوشیدہ تھا ادھر دلسوز نے موقع سوار کے گھوڑا نے جانے کا پاکر جلد اس عربی تیز رو کی پشت پر
سوار ہو کر ایک گھونسا مارا اور دو چار مرتبہ پاؤن سے ٹھکرایا وہ گھوڑا اپنے سوار پشت کی موافق رائے
ایک طرف بسرعت و شتابی چلا چونکہ میدان وسیع تھا دور سے سوار مذکور نے دیکھا کہ وہی لڑکا میرے
عربی گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑے کو دوڑائے ہوئے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی غضبناک ہو کر چلایا
کہ او لڑکے کیا غضب کرتا ہے گھوڑا میرا کیون لیے جاتا ہے ٹھہر جا کہ مین آتا ہون دلسوز نے جواب دیا کہ او
سوار نادان و بیوقوف آگاہ ہو کہ منم دلسوز جن جانسوز جن صاحبقران نظر کردہ شاہ مردان
یہ پہلی عیاری تھی جو مین نے کی ہے کیا فریب مجکو دیا ہے اور گھوڑا تیرا لیا ہے اب اس گھوڑے سے صبر کر مجکو اب
کبھی ندون گا تو مجھے اب پا نہین سکتا اگر آئیگا تو کیا پائیگا گرد سمند بھی تو تجھے نملے گی گھوڑا ملنا کجا مین
جانسوز ایسے عیار طرار خنجر گذار کا فرزند ہون جو لیتا ہون پھر نہین دیتا ہون اور یہ پہلے بھی تجھسے
کہا گیا ہے کہ یہ پہلی عیاری مین نے کی ہے بھلا پہلی عیاری مین جو مال و دولت وغیرہ ہاتھ آئے اسے دیدینا
ایسا ہی کہ جیسے مشہور ہے عوام مین کہ بہنی کے وقت نیت کا ہونا ہے یا وہ بلند لیکر گھوڑے کو جولان کرتا ہوا
ایک سمت روانہ ہوا سوار کلیجہ اپنا اپنے ہاتھون سے پکڑے ہوئے نالان و گریان پیچھے پیچھے بہت دوڑا
آخرکار تھک گیا طاقت دوڑنے کی نرہی عرق مین سراپا تر ہو گیا مجبور و لاچار ہو کر آہستہ آہستہ نشان سم
مرکب دیکھتا ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او لڑکے اس سن مین تو تیری یہ چالاکی و ہوشیاری و مکر و فریب ہے آگے
جوان ہو کر تو نہین معلوم تو کیا قیامت برپا کرے گا جب ایسے زیرک کو تونے فریب دیا اور مین بھی تیرے
فریب مین آگیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر مین بھی رسالے کا سوار ہون جہان تو جائیگا مین بھی پیچھے لیکن
وہان پہونچا دون گا گھوڑا ایسے مزورے کہ تجھے قتل کرون گا کہ تونے مجکو اپنے دام فریب مین پھنسایا ہے

قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ بغیر گھوڑا لیے نجاؤنگا رسالے مین جاکر رسالہ دار و دیگر جوانان
رسالہ کو کیا منہ دکھاؤنگا بڑی ذلت و رسوائی ہوگی سب رسالے کے سوار مجھے ہنسینگے رسالہ دار صاحب
بہادر مجکو بیوقوف و نالائق جان کر چہرہ میرا فرد سواران رسالہ سے کاٹ دین گے نوکری سے برطرف
ہوجاؤنگا روزگار جاتا رہے گا پھر ایسی نوکری نملے گی اہل و عیال میرے میری نوکری کی برطرفی سے
مبتلاے عسرت ہوکر ہلاک ہوجائینگے مین بھی کثرت فاقہ کشی سے مرجاؤنگا یہ تقریر کرتا ہوا سوار تو پیچھے چلا
آتا ہے حال اس کا آئندہ لکھا جائے گا اگر اب حال دلسوز بن جانسوز کا لکھا جاتا ہے کہ یہ طفل بلاے
روزگار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا صحرا کو طے کرتا ہوا قریب شام ایک آبادی مین پہونچا دیکھا کہ چند مسافر
اسباب مسافرت سر و پشت پر اپنے رکھے ہوئے بکتے ہوئے باہم چلے آتے ہین کہ شکر کا مقام ہے منزل
تمام ہوئی وہ سرا سامنے ہے آج اس سرا مین قیام کرین گے صبح کو پھر یہان سے روانہ ہونگے دلسوز
نے ان کی تقریر سنکے کہا کہ اے مسافرو ہم بھی مسافر ہین دور سے آتے ہین چلو تمھارے ساتھ ہم بھی
سرا مین مقیم ہونگے انھون نے جواب دیا کہ اے طفل خوش خو تو نے اس سن و سال مین سفر اختیار
کیا اور سفر بھی تنہا کیا ایسی مصیبت تجھ پر پڑی کہ اس ایام طفلی مین صعوبت سفر اختیار کی ہے دلسوز
نے جواب دیا کہ میرا قصہ طول و طویل ہے سرا مین چلو اگر مزاج میرا درست ہوگا تو بتفصیل بیان کرونگا
اسوقت تو صعوبت راہ و دوری راہ سے حواس خمسہ میرے درست نہین ہین وہ مسافر طفل مذکور کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل سرا ہوے بھٹیاریان اور بھٹیارے دوڑے ہر ایک کہنے لگا کہ اے
مسافرو آؤ ہمارے یہان قیام پذیر ہو ہر طرح کی تم کو راحت ملے گی دلسوز نے ان بھٹیاریون کیطرف
نظر کی دیکھا کہ ایک بھٹیاری خوبصورت نوجوان کنگھی کیے ہوئے پٹیان بنائے ہوئے تیل سر مین
ڈالے ہوئے رنگین دوپٹہ اوڑھے ہوئے لہنگا کرتی بھی نفیس و رنگین پہنے ہوئے لہنگا گوٹا اب سون کا
پہنے ہوئے سر سے پاؤن تک طلائی و نقرئی اسباب و زیور مین لدی ہوئی ہے جملہ زیور تخمینا دو تین ہزار
روپیہ کا ہے زیور مذکور پر نظر کرتے ہی دلسوز نے اپنے دل مین کہا کہ اس بھٹیاری نے مسافرون کی
آمدنی سے اسقدر پیدا کیا ہے کہ یہ زیور بنا کر پہنا ہے بس اب لازم ہے اسی بھٹیاری کے یہان اترو اور
شب بھر یہان قیام پذیر ہوکر صبح کو یہان سے کسی طرف روانہ ہونا یہ تجویز کرکے اس بھٹیاری کے ساتھ
ہو لیا اور اس کے مکان مین مرکب سے اتر کر قیام پذیر ہوا بھٹیاری نے جلد چارپائی بچھا کر فرش مثل غالیچہ
پلنگ پر بچھا کر کہا کہ اے صاحبزادے اس پلنگ پر راحت پذیر ہو دلسوز بیٹھا بعدہ بھٹیاری مذکور
سے کہا کہ نو روپیہ اصطبل دانہ واسطے چارے گھوڑے کے لے آؤ اور جو مناسب ہو وہ پکاؤ مگر یہ
خیال رہے کہ گھوڑا ہمارا بھوکا نہ رہنے پائے ورنہ ہمارا نقصان ہوگا بھٹیاری نے ایک روپیہ جھٹ
لے لیا اور یہ وہ نہ سمجھی کہ گھوڑے کے بھوکا رہنے سے کیا نقصان ہوگا بعد ایک روپیہ دینے کے
دلسوز نے پوچھا بی بھٹیاری تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا کہ نام میرا پیاری ہے یہ سنکے دلسوز نے کہا
کہ ہمارا گھوڑا بمقام مناسب باندھ دو اور جلد گھوڑے کا دانہ منگواؤ اور اس کو دیدو مگر مکرر کہتا ہون
کہ گھوڑے کو بھوکا نرکھنا ہم بھی گرسنہ ہین ہمارے کھانے کا جلد سامان کرو منزل کے تھکے ہوئے
تمھاری سرا مین آئے ہین اس نے کہا کہ میان صاحبزادے جو تم نے کہا ہے مین وہی کرونگی ابھی
پیاری بھٹیاری یہ کہہ رہی تھی کہ وہ مسافر بھی جو ہمراہ دلسوز کے سرا مین آئے تھے پیاری بھٹیاری کے
یہان آئے اسباب اپنا اتار کے بیٹھے اتنے مین [illegible] پیاری کا شوہر آیا اس کو پیاری نے وہ ایک روپیہ

اور جو کچھ مسافروں سے ملا تھا تمام وکمال روپیہ پیسے دے کر کہا کہ آرد وغیرہ اشیاء خرید لاؤ اور واسطے گھوڑے کے دانہ بھی لانا وہ گیا بعد تھوڑی دیر کے دانہ وغیرہ جملہ اشیاء مطلوب وآرد وگوشت بازار سے خرید کر لایا لیکن دانہ کم لایا گھوڑے کی خوراک سے دانہ بہت کم تھا پھر اُس نے جملہ اشیاء اپنی زوجہ کو دے کر چنے بھگو کر توبڑے میں رکھکر وہ دانہ گھوڑے کو دیدیا جب گھوڑا دانہ کھا چکا پانی بھی اُسے پلا دیا دلسوز بیٹھا ہوا دیکھا کیا ادھر بھٹیاری مذکورہ نے جلد جلد واسطے سب مسافروں کے طعام تیار کیا پھر ہر ایک کو دیا دلسوز نے کھانا کھایا بعد وہ سیر وسیراب ہو کر پانی سے ہاتھ دھو کر اُن مسافروں سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو کہاں جاؤ گے کس غرض سے تم نے سفر کیا ہے انہوں نے تباہی وپریشان حالی ظاہر کر کے کہا کہ ہم واسطے نوکری کرنے کے اپنے شہر سے بہزار دشواری محنت و خرد و دی کرتے ہوئے راہ میں تھکتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں ارادہ ہے کہ راجہ اقبال بہادر کی خدمت میں جا کر درخواست ملازمت گذرانیں یہ سنکے دلسوز نے خیال کیا کہ یہ سب مسافر غریب ومحتاج ہیں ان کے پاس مال دنیا سے روپیہ اشرفی نہ ہوگا یہ خیال کر کے چارپائی پر راحت پذیر ہوا اور قبل صبح کے بیدار ہو کر سب کو خواب غفلت میں پا کر وہ چار روپے جو اُس کے پاس تھے اُسے گھوڑے کی لید میں اٹکا کر رکھدیے پھر اپنے بستر پر آکر لیٹ رہا جب صبح ہوئی سب مسافر بیدار ہوئے یہ بھی اپنے بستر سے اٹھا وضو کر کے دو رکعت نماز کو بجا لایا اتنی دیر میں پیاری بھٹیاری بھی جاگی دلسوز نے اُس سے کہا کہ اے پیاری بھٹیاری ذرا گھوڑے کی لید کو دیکھو جو کچھ اُس لید میں ہو وہ لے آؤ بھٹیاری نے جواب دیا کہ میاں مسافر گھوڑے کی لید میں کیا ہوگا سوا لید کے کچھ بھی نہ ہوگا صبح کے وقت عبث میرے ہاتھ لید میں آلودہ کراتے ہو مجھکو اس سے کیا فائدہ ہے دلسوز نے جواب دیا اُٹھکر دیکھو تو ممکن نہیں کہ لید میں ہمارے مرکب بے مثل ونظیر کے کچھ نہ ہو یہ وہ گھوڑا نہیں ہے کہ جو دانہ کھائے اور لید میں اُس کی مال دنیا سے نہ ہو بھٹیاری یہ سنکے اُس گھوڑے کی لید کو جو دیکھا تو اُس میں سے چار روپے پائے متحیر ہو کر وہ روپے لیے ہوئے دلسوز کے پاس آئی اور کہا کہ صاحبزادے تمہارے گھوڑے کی لید میں یہ چار روپے میں نے پائے ہیں انہیں لے لو دلسوز نے وہ روپے لے کر برہم ہو کر کہا کہ کیوں بی بھٹیاری میں نے تجھے تاکید کیا تھا کہ ہمارے گھوڑے کو دانہ کم نہ دینا مگر تو نے دانہ کم دیا ہمارا نقصان کیا یہ گھوڑا نایاب زمانہ ہے جسقدر اس کو دانہ زیادہ دیا جاتا ہے اُسی قدر اس کی لید میں زیادہ روپے صبح کو نکلتے ہیں افسوس ہزار افسوس تو نے غضب کیا ہمارے گھوڑے کو بھوکا رکھا اُس نے بھی چار ہی روپے دیے یہ سنکر مخزون ہو کر سر بزانو ہو کر بیٹھا بھٹیاری مذکورہ دل اپنے میں خود خیال کیا کہ ایسا گھوڑا کبھی نہ دیکھا نہ سنا تھا آج دیکھنے میں آیا ہے یہ تو عجب نایاب گھوڑا ہے اکسیر اس کے قدم کی خاک ہے اگر یہ گھوڑا اس لڑکے سے بمکر وفریب والتجا ہاتھ آ جائے تو کیا اچھا ہو دنیا میں مثل میرے کوئی نہ بے محنت ومشقت روپیہ حاصل نہ کر سکے کیمیاگری میرے آگے کچھ بھی حقیقت نہ رہے دو چار مہینے کی مدت میں مالا مال ہو جاؤں سوداگروں اور صاحبوں کی دولت سے بھی سوا مالدار ہو جاؤں یہ خیال کر کے اٹھی اور دلسوز کے پاس آکر دست بستہ کہنے لگی کہ اے صاحبزادے ذرا تنہائی میں چلو مجھے تم سے کچھ کہنا ہے دلسوز اپنے بستر سے اٹھکر بمقام خلوت گیا اُس بھٹیاری نے ہاتھ جوڑ کر سر اپنا پاے دلسوز پر رکھکر بعاجزی بسیار کہا کہ اے صاحبزادے اگر یہ گھوڑا فروخت کرو تو مجھکو دیدو میں اس کو اپنے پاس رکھوں گی دلسوز نے جواب دیا کہ اول تو یہ گھوڑا بے مثل ونایاب ہے میں اس کو نہ بیچوں گا پھر ایسا

گھوڑا لے مجھے دینے لگا میرے دادا کا یہ گھوڑا ہے انہوں نے سفر کیا تھا گذر اُن کا ایک جزیرے میں ہوا تھا
وہاں یہ گھوڑا اُن کو خوبی مقدر سے ملا تھا زر کثیر انہوں نے قیمت دے کر اس کو خرید کیا تھا بعد
مرنے دادا کے یہ گھوڑا ہمارے والد کے پاس رہا بعد اُن کی رحلت کے یہ گھوڑا ہمارے قبضے میں
آیا کہ ہم اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں کبھی اس کو بھوکا نہیں رکھتے ہیں جب سے یہ
گھوڑا ہاتھ آیا ہے سنتا ہوں کہ ہمارے دادا اور باپ نے کسی کی نوکری نہیں کی نہ کوئی پیشہ اختیار کیا اسی
گھوڑے کو دانہ زیادہ دیتے یہ گھوڑا ہر صبح چالیس پچاس اشرفیاں لید میں اپنے شکم سے نکال کر دیتا رہا
بعد اُن کے ہم کو بھی اسی طرح اس گھوڑے نے ہر روز چالیس پچاس روپے دیے ہیں آج تمہارے دانہ
کم دینے کے سبب سے چالیس پچاس روپے کا نقصان ہوا اور اگر ہم اس گھوڑے کو بعوض بیچنا بھی
چاہیں تو دنیا میں کون اس کو خرید سکتا ہے قیمت کثیر اس کی کوئی دے نہیں سکتا ہے تم بیچاری یا اسکو
کیا مول لے سکو گی اُس نے کہا میاں صاحبزادے میں تو ایک غریب بھٹیاری ہوں مسافروں کی
خدمتگذار ہوں زیادہ مال و دولت نہیں رکھتی ہوں لیکن زیور جو سونے چاندی کا پہنے ہوں تخمیناً
ڈھائی تین ہزار روپے کا ہے اگر بعوض اس گھوڑے کے اس زیور کو قبول کرو تو حاضر ہے زیادہ میری
اوقات نہیں ہے دلسوز نے جواب دیا کہ تمہاری عاجزی کرنے سے اس زیور کو اس اقرار پر خیر ہم قبول
کر لیں گے کہ ایک سال تک یہ گھوڑا تمہارے پاس رہے گا بعد گذرنے ایک برس کے پھر ہم آکر اپنے
اس گھوڑے کو تم سے لیویں گے پیاری بھٹیاری نے اپنے دل میں کہا کہ زیور اپنا دے کر واسطے
ایک ہی سال کے اس گھوڑے کو لے لو بعد ایک سال کے جب یہ آئے گا تو ہم سے یہ گھوڑا کیا
لے جائے گا اسوقت مصلحت یہی ہے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے اسی کو قبول کرو یہ باتیں اپنے دل میں کہہ کے کہا کہ
میں اقرار کرتی ہوں کہ بعد ایک سال کے یہ سمند تمکو دیدوں گی دلسوز نے کہا کہ دیکھو اس اقرار کے
خلاف عمل نہ کرنا اُس نے کہا کبھی خلاف اقرار نکروں گی یہ کہکے کڑے اور کنگن بالیاں بجلیاں ہیکل
طوق ہار سب جھمکے دھکیاں زنجیر پیچ چھاگل انگوٹھیاں چھلے پہونچیاں لچھے ستھے پاکوں کے گہنے
وغیرہ تمام زیور اپنا اتار کر دلسوز کے حوالے کیا طفل مذکور نے وہ جملہ زیور نقرہ طلا اُس سے لیکر اپنے
قبضے میں کیا پھر کچھ طعام لذیذ اس بھٹیاری نے پیش کش کرکے کہا کہ اس طعام لذیذ و خوشگوار کو کھا کر
اگر ارادہ جانے کا ہو تو جانا ورنہ سرا میں مقیم رہنا ہنوز دلسوز وہ طعام لذیذ کھا رہا تھا کہ شوہر اُس
بھٹیاری کا بیرون سرا سے آیا اُس نے اپنی زوجہ کو بے زیور دیکھ کر گھبرا کر پوچھا کہ کیوں ری تو نے زیور
اپنا کیا کیا اُس نے چین بجبیں ہو کر جواب دیا کہ تجکو دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہمارا زیور تھا ہمنے جو چاہا
وہ کیا ہمیں نے اپنی کمائی سے بنوایا تھا کچھ تو نے ہمیں نہیں بنوا دیا تھا جو زیور کو پوچھتا ہے کیا کیا تو تو ہم
ہمارا برائے نام ہی ہے ہزاروں مسافروں کی خدمت کرکے شب کو اُن کے پہلو میں سو کے تکلیف
اٹھا کے زیور بنایا تھا تو ہی کہہ اس زیور میں کوئی انگوٹھی چھلا تیری کمائی کا بھی بنوایا ہوا تھا جو اسوقت
مجھے اس زیور کو اس طرح پوچھتا ہے شوہر اُس کا جواب معقول پا کر خاموش ہو رہا دلسوز نے جلد وہ طعام
خوش ذائقہ کھا کر دل میں کہا کہ اب اس سرا میں ٹھہرنا اچھا نہیں یہاں سے جلد روانہ ہونا چاہیے
مبادا وہ سوداگر جس کا یہ گھوڑا ہے ہمکو تلاش کرتا ہوا یہاں آجاوے یا یہ بھٹیاری اپنا زیور کسی کی
راہ سے پھیر لیوے تو اچھا نہ ہوگا یہ خیال کرکے بعد کھانا کھانے کے سرا سے نکل کر پیادہ ایک سمت
روانہ ہوا ادھر بھٹیاری نے بطمع زر کثیر دس سیر چنے لا کر اس گھوڑے کو کھلائے اور پانی بھی

کئی مرتبہ اُس کے سامنے سے گئی گھوڑا زیادہ دانہ کھانے سے بیمار ہوگیا دست اُس کو آنے لگے بیچاری
بیشاری متردد ہوئی لید مین گھوڑے کی کوڑی بھی نہ دیکھکر بلکہ اُس کو قریب ہلاکت پاکر نہایت غمگین
اور افسوس کنان ہوئی اپنے زیور طلا و نقرہ کے اس طرح برباد و تلف ہونے کا صدمہ کرنے لگی مراد یہ
تو بیشاری مذکورہ مبتلائے صدمہ و غم ہو گھوڑا بیمار ہو قریب ہلاکت ہو زمین پر پڑا ہوا ہو برابر دست
اُس کو آرہے ہین کوئی علاج کرنے والا اُس کا نہین ہو بیچاری بیشاری اپنے زیور کے جانے کے غم مین
مبتلا ہو مگر اب حال جانسوز عیار کے فرزند کے لکھا جاتا ہو کہ دلسوز سرا سے نکل جو ایک طرف روانہ ہوا تھا
بعد قطع راہ دور و دراز قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار اور میدان فرحت افزا مین پہونچا وہان دیکھا
ایک لشکر کثیر کے اُترنے کا سامان ہو رہا ہو بارگاہین اور خیام برپا اور ایستادہ ہو رہے ہین سرداران
لشکر اور سواران سپاہ کچھ مرکبون پر بیٹھے ہین کچھ گھوڑون سے اُتر کر شغل رہے ہین اُن مین ایک جوان
نہایت خوش رو قوی بازو ہو اُس کے چہرے سے آثار شجاعت ■ بہادری ظاہر ہین اور ایک گنبد
جواہر کار طلائی مانند سکھپال یا مثل منڈی کے ہو اُس گنبد طلائی جواہر کار مین شیشہ آلات نہایت گران
قیمت بطرز احسن و بعنوان خوب موقع و محل پر آویزان ہو شعاع آفتاب جو اُس پر پڑتی ہو تو وہ گنبد
طلائی جواہر کار مانند آفتاب کے منور رہتا ہو نظر اُس گنبد پر اُسی طرح نہین ٹھہرتی ہو جس طرح کوئی
آفتاب کو بخوبی دیکھ نہین سکتا ہو اُسی طرح کوئی اُس گنبد طلائی جواہر کار کو بھی دیکھ نہین سکتا ہو نظر
خیرگی کرتی ہو کیونکہ اول تو وہ گنبد طلائی ہو اُس پر ایسے جواہرات بیش قیمت مانند لعل و یاقوت و عقیق و
زبرجد و پکھراج وغیرہ کے نصب ہین کہ ان کی چمک سے اُس گنبد طلائی کو بخوبی دیکھنا ممکن نہین ہو سوا
اس کے کہ جو اُس گنبد کے اندر شیشہ آلات لگا ہو اُن کی بھی ضیا اور چمک از حد ہو درمیان مین اُس
گنبد کے ایک درویش لباس نادر و نفیس و پر ضیا شاہانہ پہنے ہوئے موتیون کے مالے گلے مین ڈالے
ہوئے بالائے سر کلاہ درویشی بصورت تاج جواہر نگار رکھے ہوئے بیٹھا ہو اُس گنبد کو چند کہار دوش پر
اپنے اٹھائے ہوئے ایستادہ ہین درویش موصوف ریش سفید و دراز رکھتا ہو چہرہ اُس کا مانند آفتاب
کے تابان ہو ہاتھ کی انگلیون مین اس کے انگوٹھیان جواہرات بیش بہا کی ہین وہ درویش بھی جانب
سبزہ شاداب دیکھ رہا ہو دلسوز بن جانسوز نے اُس لشکر اور اس جوان رشک رستم بیلتن اور اُس
درویش کو دیکھکر ایک سوار لشکر سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہو اور یہ جوان خوش رو قوی بازو کون ہو اس
نام کیا ہو اور نام اس درویش کا کہ جو اُس گنبد طلائی مین بیٹھا ہوا ہو کیا ہو اور یہ لشکر کہان سے یہان آیا
ہو اور کہان جائے گا اُس سوار نے کہا کہ یہ لشکر در اصل فرامرز ثانی کا ہو اور بادشاہ اس لشکر کا عمان
شاہ ہو دیکھ وہ عمان شاہ بالائے تخت زرین تاج بر سر رکھے فرمانروائی در بر کئے بشوکت شان
بیٹھا ہوا ہو جس کے تخت کو چند کہار عمدہ و نفیس وردیان پہنے ہوئے اٹھائے ہین اور وہ جوان
خوش رو قوی بازو فرامرز ثانی ہو شجاع و بہادر ایسا ہو کہ جیدہ روزگار ہو در اصل سپہ سالار اور
بادشاہ و لشکر یہی جوان ہو اور نام اس درویش گنبد نشین کا درویش آفتاب صورت ہو وجہ تسمیہ
یہ ہو کہ ان کا چہرہ پر ضیا ایسا ہو کہ کوئی اچھی طرح ان کی صورت پر نظر کر نہین سکتا ہو اور لشکر شہر ثانیہ
سے یہان تک آیا ہو اب فروکش ہوگا کل یہان سے جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ روانہ ہوگا سنا ہو کہ لشکر صاحبقران موصوف کا جانب طلسم زلزلہ جاتا ہو ہنوز اثنائے راہ مین ہو
یہ کہکر اُس سوار نے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہو کہان سے یہان آیا ہو اب کہان جانے کا ارادہ ہو

دلسوز نے جواب دیا کہ نام میرا طرار ہی دور و دراز سے یہان آیا ہون غریب و مسکین و یتیم اور
فاقہ کش ہون کہین جانے کا ارادہ نہین ہی بلاے عسرت مین مبتلا ہون دام مصیبت مین پھنسا ہون
چاہتا ہون کہ ان درویش گنبد نشین تک جاؤن کچھ اپنا حال تباہ و خراب سے اطلاع دے کر خواہان
اعانت ہون شاید یہ درویش باکمال میرے حال پر مہربان ہو کر اس عسرت مین میرے دستگیر ہون
ابھی فرزند جانسوز اُس سوار سے ہم سخن تھا کہ بحکم درویش گنبد نشین کہارون نے وہ گنبد طلائی
جواہر کار اپنے کاندھون سے اتار کر بالاے زمین رکھا سوار مذکور نے دلسوز پر رحم کھا کر کہا کہ اے
لڑکے اگر تجکو عرض حال کرنا منظور ہی تو جا یہ وقت خوب ہی کہارون نے گنبد طلائی دوش سے اتار کر
بالاے زمین رکھدیا ہی درویش آفتاب صورت گنبد مین ابھی بیٹھے ہوئے ہین مہر سبزہ زار کے بیچ
مین تھوڑی دیر مین داخل بارگاہ ہون گے بارگاہ اُن کی استادہ ہو چکی ہی دلسوز اُنکے سامنے
درویش موصوف کے گیا باادب جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے سراپاے طفل مذکور پر نظر
کرکے پوچھا کہ او لڑکے کیا چاہتا ہی مضطر و بدحواس و پریشان کیون ہی نام تیرا کیا ہی دلسوز نے
سر جھکا کر کہا کہ نام میرا طرار ہی مبتلاے دام عسرت ہون غریب و یتیم ہون تنہا ہون چاہتا ہون کہ
آپکے مریدون مین داخل ہو کر آپ کے ہمراہ رہون شرف قدمبوسی حاصل کیا کرون اور فیض
کرامات جناب سے مین بھی کامیاب ہون اسیوقت آپ سے بیعت کرون دلسوز نے بولی آواز
سے پر دردناک تقریر کی درویش موصوف کو اُس کے حال پر رحم آگیا اُس کی عرض کو قبول کرکے کہا
کہ تو ہمارے لشکر مین ہمارے ساتھ رہا کر دلسوز نے ہاتھ اپنا واسطے بیعت کے بڑھایا اور درویش
نے ہاتھ اپنا دست دلسوز پر مارا دلسوز نے وہ انگوٹھی جواہر کی جو سب انگوٹھیون سے بہتر اور
قیمت مین برتر تھی اس طور سے انگشت درویش آفتاب صورت سے اتار لی کہ درویش موصوف
کو مطلق خبر نہوئی جب دلسوز بیعت کر چکا شاہ صاحب نے خوش ہو کر کہا کہ اے مرید مین اب
عسرت تیری دور ہو جائے گی ہم تجکو تربیت و تعلیم دقائق و غوامض علوم فقیری کرین گے ہمارے
برکات فیوض سے محروم نرہے گا جا اُس خیمے مین جو ہماری بارگاہ کے قریب ایستادہ ہی یہ کہکر اشارہ
اُس خیمے کی طرف کیا دلسوز سلام کرکے اس خیمے کی طرف چند قدم جاکر درویش ممدوح کی نظر بچا کر
لشکر سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوا درویش موصوف بعد برپا ہونے بارگاہ و خیام کے اُس گنبد طلائی
جواہر کار سے نکلکر ہمراہ فرامرز ثانی کے داخل بارگاہ ہوا عمان شاہ بھی اپنے تخت زرین سے
اتر کر اپنی بارگاہ مین ہمراہ سرداران سپاہ کے گیا پھر سرداران لشکر اپنے اپنے بارگاہ و خیمے مین داخل
ہوئے جملہ سوار بھی مرکبون سے اتر کر مرکبون کو سائیسون کے حوالے کرکے خیام مین گئے سلاح جنگ
تن سے دور کرکے اپنے اپنے بستر آرام پر بیٹھے درویش آفتاب صورت نے داخل بارگاہ ہو کر
ہنگام شام برائے نماز مغرب وضو کرنا چاہا وقت وضو کرنے کے ایک انگشت اپنی انگشتری الماس
سے خالی دیکھکر متحیر ہو کر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوئے بعد دیر کے خیال کیا کہ وہی لڑکا جو کہ میرا
مرید ہوا ہی وہی وقت بیعت کرنے کے میری انگلی سے انگوٹھی اوتار لے گیا ہی غضب کا چالاک و ہوشیار
و عیار لڑکا ہی کہ مجھ ایسے ہوشیار نامدار کے ہاتھ سے انگوٹھی اس طرح اتار کر لے گیا کہ مجکو خبر بھی نہوئی یہ
خیال کرکے حکم دیا کہ اُس لڑکے کو ہمارے روبرو لاؤ جس نے ہم سے بیعت کی تھی ملازمون نے
ہر چند تلاش اُس کی کی لیکن کہین لشکر مین اُس کو نپایا آخرکار درویش ممدوح سے مجبور ہو کر ان ملازمون

عرض کیا کہ ہمنے ہر چند حسب الحکم تمام لشکر میں اُس طفل کی تلاش کی مگر وہ لڑکا نہ ملا کہین لشکر سے چلا گیا
درویش موصوف نے یہ سنکے اپنے دل میں کہا کہ اس سن و سال میں تو یہ لڑکا ایسا چالاک و دزد کامل ہے
جوان ہوگا تو قیامت برپا کریگا عیارون مکارون کے کان کاٹیگا نہیں معلوم یہ لڑکا کس کا تھا
کہان سے آیا تھا اور اب کہان گیا یہ باتیں دل میں کرکے درویش موصوف نے بعد وضو نماز مغرب
پڑھی شب کو لشکر اُسی جگہ فروکش رہا صبح کو حکم عمان شاہ سے صمصام تیغزن دس ہزار سوارون کی
جمعیت سے اثاله بارگاہ و خیام کا لیکر آگے روانہ ہوا بعد جانے صمصام تیغزن کے درویش آفتاب
صورت و فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ مع جملہ مردان سپاہ کے روانہ ہوے دلسوز جو لشکر
عمان شاہ سے لشکر کے آگے روانہ ہوا تھا اثناے راہ میں زمانہ شب کا آگیا تاریکی شب سے اور خستگی مسافت
راہ سے آگے جانا مناسب نجان کر نیچے ایک درخت کے وہ تمام زیور طلا و نقرہ و جواہر اسے لایا تھا دفن
کرکے اُسی درخت پر جاکر بیٹھا کیونکہ سوا اسکے خوف درندون اور گزندون سے بہت تھا جب صبح کاذب
نمایان ہوئی جلد درخت سے اترکر قریب چشمہ جاکر وضو کرکے نماز صبح پڑھکر جو کچھ اُس کے پاس طعام تھا
اُسے تناول کرکے اُسی چشمہ سے سیراب ہوکے زیر درخت آکے وہ زیور زمین سے نکال کر ارادہ
آگے جانے کا کیا تھا کہ دور سے آثار آمد لشکر ظاہر ہوئے گرد و غبار بلند دیکھا جب اُس غبار کو دست
باد تند نے پارہ پارہ کیا دیکھا کہ ایک سردار دس ہزار سوارون کی جمعیت سے اثاله بارگاہ و خیام کا
لیے آتا ہے دیکھتے ہی اُس لشکر کے دلسوز اُس جگہ سے بعد شتاب آگے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک
شہر میں داخل ہوا مردان شہر سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہے بادشاہ یہان کا کون ہے کیا مذہب رکھتا ہے
اُنھون نے کہا کہ اے لڑکے کیا تو تازہ وارد ہے اُس نے جواب دیا کہ ہان اسیوقت اس شہر میں داخل
ہوا ہون اسی وجہ سے ناواقف ہون اُنھون نے کہا آگاہ ہو کہ نام اس شہر کا خواقیہ ہے حاکم یہان کا
غراق آہن کلاہ ہے نہایت شجاع و جبار ہے فنون سپہ گری پہلوانی سے خوب ماہر ہے مذہب اُس کا
بلکہ تمامی اہل شہر کا لات پرست ہے تین لاکھ سپاہ ہمارے بادشاہ کی آزمودہ کار ہے حالانکہ اکثر سرداران
سپاہ ہیں لیکن دو سردار سمسمان پیران پر سوار و اسفندیار رویین تن ایسے نامی و نامور و
جبار و شجاع ہیں کہ اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہیں دلسوز نے پوچھا کہ لشکر کہاں ہے شاہ کا
کہان ہے یہان سے کتنی دور ہے اُنھون نے کہا کہ یہان سے نزدیک ہے وہ سامنے قلعہ سربفلک کشیدہ ہے
اس قلعے میں کچھ لشکر ہے کچھ بیرون قلعہ خیام و بارگاہ میں فروکش ہے ایک سردار سپاہ مع سپاہ قلعے میں
رہتا ہے اور ایک سردار بیرون قلعہ کے لشکر قیام پذیر رہتا ہے بادشاہ ہمارا مکانات شاہی سے ایک
مکان میں رونق افزا ہے دلسوز تمام حال دریافت کرکے طرف اُسی قلعے کے روانہ ہوا بعد قطع راہ
در قلعہ مذکور تک پہونچا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم ہے بیرون قلعہ دور تک خیام استادہ ہیں درمیان
خیام ایک بارگاہ ہے دربارگاہ پر ایک سردار شور رفتار بالاے کرسی زرنگار بیٹھا ہے یمین و یسار اسکے
بہت سرداران لشکر ماتحت اُس افسر کے چوبی کرسیون پر بیٹھے ہیں سواران سپاہ بھی اکثر اُس کے گرد
ایستادہ ہیں دلسوز نے آگے بڑھ کر قریب اُس سردار کرسی زرین نشین کے جاکر با ادب سلام کیا اُس نے
پوچھا کہ او لڑکے کہان سے آیا ہے کیا تیرا مطلب ہے دلسوز نے جواب دیا کہ میں ایک یتیم و مبتلاے دام غربت
ہون تازہ وارد ہون اپنے شہر سے خوبی اس شہر کی اور یہان کے بادشاہ کی سنکے آیا ہون آپ کا بھی
خیرخواہ ہون چاہتا ہون کہ آپ قتل سنون یہ قلعہ قبضہ دیگران میں نجاے اسفندیار جبکلاہ نے پوچھا کہ

سے لڑکے کیا تو دیوانہ ہی جو ایسی باتین کرتا ہی بھلا مجھے کون قتل کرسکتا ہی اور یہ قلعہ کون لے سکتا ہی
اگر تو ہمارا خیرخواہ ہی تو کوئی خیرخواہی کر دعوی با دلیل اچھا ہوتا ہی دلسوز نے کہا کہ جو مین نے دعوی
خیرخواہی کیا ہی خلاف نہین کیا ہی دلیل دعوے یہ ہی کہ مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ ایک بادشاہ تین لاکھ
سوارون کی جمعیت سے ادھر آتا ہی اوس کے لشکر کا ایک سردار آتا ہی اوس کی بارگاہ وخیام کا بیکدس ہزار
سوارون کی جمعیت سے آگے آگے اپنے بادشاہ کے ادھر آتا ہی عجب نہین کہ دو تین ساعت مین
وہ سردار لشکر داخل شہر ہو کر اس قلعے پر قبضہ کرے اور آپ کو ہنگام جنگ قتل کرے یا دشاہ کو بھی
تمھارے قتل یا اسیر کرے کیونکہ وہ سردار شجیع و آزمودہ کار ہی اسفندیار بجکلاہ نے یہ خبر سنکے
کہا کہ اے پسر اگر یہ خبر صحیح نہوئی جو تو نے دی ہی تو کیا سزا اوس کی دلسوز نے عرض کیا کہ آپ کو سزا
دینے کا اختیار ہی جو چاہیے گا سزا سخت دیجیے گا اسفندیار بجکلاہ طفل مذکور کو صادق القول
جان کر اسیوقت اپنے لشکر سے چیدہ و منتخب دس ہزار سواران جنگی و آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیکر
مرکب دونکا پر مسلح ہو کر سوار ہوا اور دلسوز ساتھ لے کر جانب لشکر عمان شاہ بعجلت روانہ ہوا بعد
قطع راہ دراز کے صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ واقعی ایک سردار شور شعار پیش خیمہ عمان شاہ کا اٹالیہ پر
دس ہزار سوارون کی جمعیت سے لیے ہوئے آتا ہی یہ دیکھتے ہی دلسوز سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے
لڑکے واقعی تو نے جو خبر دی تھی وہ صحیح ری تھی مین تجھکو انعام کثیر دونگا کیونکہ اگر تو خبر نہ دیتا تو واقعی
غفلت مین یہ لشکر مع لشکر عمان شاہ قلعے مین داخل ہو جاتا اور باعث خرابی شہر کا ہوتا بیشک تو ہمارا
اور ہمارے بادشاہ کا خیرخواہ ہی یہ کہکر آگے بڑھکر نعرہ شیرانہ کرکے پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہی
تیرا کیا نام ہی اور ادھر آنے کا کیا ارادہ کیا ہی مطلب کیا ہی یا واسطے ملک گیری کے تیرا بادشاہ آتا ہی یا اور
کسی وجہ سے صمصام تیغزن نے جواب دیا کہ اے مغرور نام میرا صمصام تیغزن ہی ایک سردار
ہون سرداران سپاہ شاہ عمان ذیوقار سے پیش خیمہ بادشاہ موصوف میرے ہمراہ ہی بادشاہ ہمارا
عقب مین ہمارے مع فوج کثیر و سرداران بے نظیر آتا ہی ارادہ ہی کہ اس طرف سے جانب لشکر
صاحبقران ابن سلطان کیوان شکوہ کے جائے سنا ہی کہ لشکر صاحبقران موصوف اثناء راہ
طلسم نزدلہ مین فروکش ہی اسفندیار بجکلاہ نے جواب دیا کہ خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا ادھر سے
تجھکو اور تیرے بادشاہ کو یہ ارادہ جانے کی نسبت بہتر یہی ہی کہ اس طرف سے ارادہ جانے کا نکرو ورنہ
بچکے گا میرے ہاتھ سے زندہ جانے کا صمصام تیغزن نے برہم ہو کر نعرہ شیر آسا کرکے جواب دیا کہ
او نابکار تو مجھے کیا روکے گا اور کیا قتل کرے گا تیری حقیقت کیا ہی مین اپنے بادشاہ کے حکم سے
اسی طرف سے جاؤنگا اگر تو سد راہ ہوگا تو بچ جائے گا مین بھی کچھ تجھ سے پایہ کم نہین رکھتا ہون
ہرگز تیرے کہنے پر عمل نکرونگا اگر ارادہ جنگ ہوگا تو تجھسے مقابلہ و مجادلہ کرونگا اپنی تیغ آبدار سے
تجھکو قتل کرونگا اسفندیار بجکلاہ نے تقریر صمصام تیغزن کی سنکے از حد غضبناک ہوکے مرکب
اپنا آگے بڑھا کر کہا کہ او سرکش اگر دعوی بہادری ہی تو مجھسے مقابلہ کر دیکھون تو مجھے قتل کرتا ہی یا
مین تجھکو قتل کرتا ہون صمصام تیغزن دلیرانہ اوس کے سامنے آیا اسفندیار بجکلاہ نے فن نیزہ بازی
دکھا کر گھوڑے کو اپنے کاوے پر ڈال کر حریف کو اپنے منتظر قہر دیکھ سینہ تاک کر نیزہ سرتیز بقوت تمام
بالائے سینہ صمصام تیغزن لگایا ادھر اس بہادر نے بفن نیزہ بازی نہایت چالاکی و خوبی سے نشان
نیزہ اوس کی بلائی سنان تا بمیدہ روکی دو سنانون کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین تو سا

دیکھنے والون کو گویا یہ ثابت ہوا کہ دو مار سیاہ یا دو اژدر زبانین اپنی نکالے ہوئے باہم منھ سے منھ
ملائے ہوئے شعلہ فشان ہین اسفندیار کجکلاہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ حریف میرا فن نیزہ بازی
سے خوب ماہر ہو وار میرے نیزے کا نہایت خوبی سے اُس نے روکا ہو اگر فن نیزہ بازی سے ماہر بخوبی
ہوتا تو میری ضرب نیزہ روک نہ سکتا ابھی سردار سپاہ مذکور اپنے دل مین تعریف نیزہ بازی حریف
انعام کر رہا تھا اہل لشکر ہر دو جانب بھی تعریف صمصام تیغزن کی کر رہے تھے کہ صمصام تیغزن
نے بھی نیزے کا وار کیا اُس نے بھی اُسی طرح ضرب نیزہ بالائے سنان نیزہ روکی جوانان منصف مزاج
نے اُس کی بھی بجائے خود ستائی اسی طرح بعد چند طعن ہائے نیزہ کے صمصام تیغزن نے ایک جند
تا در باندھ کر سنان نیزہ نیزۂ اسفندیار کجکلاہ سے لگا دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور
جا کر گری اُسوقت سواران لشکر صمصام تیغزن نے شور تحسین و آفرین کیا لشکریان اسفندیار
کجکلاہ کو حیرت ہوئی بلکہ خود اسفندیار کجکلاہ دریائے حیرت مین غوطہ زن ہوا تا دیر خجالت اور
ندامت سے سر جھکائے رہا گویا ایک نیزہ دریائے خجالت مین غرق ہو گیا سر میدان جنگ ذلیل ہوا
بعد دیر کے سر اُٹھا کر پکارا کہ او صمصام تیغزن آگاہ ہو کہ سنان نیزہ میرے نیزے سے بوجہ قوت
کے نہین نکل گئی ہو اہل دنیا جانتے ہین کہ مین نہایت قوی بازو ہون قوت و توانائی مین میرے
کسی طرح کی نہین ہو ہان خطا چوب نیزہ کی ہو کہ کہنہ و بوسیدہ ہو گئی تھی اس سبب سے سنان نیزہ
نکل گئی ہو جو ہونا تھا وہ ہوا یہ کہکر بقہر و غضب ڈانڈ نیزے کی مرکب کو بڑھا کر سر صمصام تیغزن
پر لگائی ادھر اس بہادر نے اُس کے نیزے کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس عنوان سے روکی
کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی دو ٹکڑے ہو گئی گویا شکست حاصل ہوئی اسفندیار نے منفعل ہو کر چوب
شکستہ مذکور زمین پر ڈال کر قبضہ شمشیر آبدار پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
حال بازی تیغ بازی راست بازی تیغ آبدار کی لڑائی خوب ہو ہیون کا جھگڑا یہ ایک دم مین بیچ مین دو حریفون
کے پرکلے کر دیتی ہو ہان خبردار ہو ہوشیار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آ گئی ہو یہ تیغ میری گویا
تیغ اجل ہو اسی تیغ تیز سے صدہا پہلوانون اور دلاورون کو مین نے قتل کیا ہو بہتسے بہادرون کا
اس نے خون بہایا ہو زبان کو اس کی مدت سے خون دلاوران کے چاٹنے سے لذت حاصل ہوئی ہو
اسوقت یہ تیغ خونریز تیرا بھی خون بہائے گی راستہ ملک عدم کا رہنما ہو کر تجھے بتلائے گی یہ کہکر تیغ بران
نیام سے نکال کر علم کی صمصام تیغزن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او مغرور و خود پسند کیون اسقدر
زور کرتا ہو اپنے منھ سے اپنی تعریف کرتا ہو حال تیری قوت و سپہگری کا کھل گیا ہو کیا خوب تو نے
نیزہ بازی مین کمال حاصل کیا ہو اسی طرح تیغزنی مین بھی تو ماہر ہوگا اگر تلوار علم کی ہو تو جوہر تیغ
بھی دکھا دیر کیون کرتا ہو ضرب شمشیر لگا خداوند عالم حافظ و نگہبان ہو اگر اُس کی مصلحت ہوگی تو وہ
ہم کو تیرے شر سے بچائے گا تو ہمکو ہرگز قتل نہ کر سکے گا جو اُس کو منظور ہوگا اُس کا ظہور ہوگا اسفندیار کجکلاہ
کہ لات پرست ہو نام خدا سنتے ہی غضبناک ہو کر مرکب کو بڑھا کر حملہ آور ہوا جب اُسکو تلوار کی زور دیکھکر
تیغ بالائے سر لگائی ادھر صمصام تیغزن نے سپر اٹھائی چاہا کہ سپر سے حفاظت اپنے سر کی کرے
اتفاقاً مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ اُس کا کج ہوا تیغ آبدار کا اُبھار سر پر ایسی پڑی کہ خلہ جبین تک آئی
صمصام نے اُسی حالت مین مرکب کو سنبھال کر دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گئی لیکن چادر خون
کی سر سے جو نکلی ہے تو خون مین نہا گیا صمصام کو زخمی ہو کر از حد غصہ آیا مشہور ہو کہ جب شیر زخمی

ہوتا ہے تو اُسے بھی غضب کا غیظ آتا ہے چونکہ صمصام بھی شیر بیشۂ جنگ تھا حالت غلطہ وزخمداری میں رواں سے
زخم سر کو باندھ کر شمشیر آبدار کھینچا اُس کے بھی سر پر یہ کہکر لگائی کہ شعر ؏ ضرب بے زوری ضرب میں بوش کن
ہمہ شادی اور دل فراموش کن۔ اسفندیار کجکلاہ نے لوک کر سپر اپنے چہرہ و سر کی پناہ دکیا لیکن شمشیر آبدار
صمصام تیغزن اُس کی سپر کو کاٹ کر دو انگل اُس کے سر میں در آئی ابھی آگے نہ بڑھی تھی کہ اُستے
بھی وا ستادہ مدا تلوار سے نکل گئی زخم اوچھا سا آیا خون تھوڑا سا سر کے زخم سے بہا صمصام تیغزن
ضرب شمشیر لگا کر بوجہ زیادہ خون نکلنے کے کثرت ضعف سے آنکھیں بند کرنے لگا اُس کو غش سا آنے لگا
لجام فرس ہاتھ سے چھٹنے لگی رکابوں سے قدم جدا ہونے لگے گھوڑے سے بالائے زمین گرنے لگا
اسی حالت میں سواران لشکر صمصام تیغزن تاب ضبط نہ لاسکے ارادہ کیا کہ آگے بڑھ کر اپنے سردار کو
لشکر میں لے آئیں چار و ناچار زخم سر کریں اُدھر اسفندیار کجکلاہ نے مرکب کو اپنے بڑھا کر چاہا کہ شمشیر آبدار
سے سر صمصام تیغزن کا جدا کیجیے سواران سپاہ صمصام تیغزن نے ارادہ اسفندیار کجکلاہ سے آگاہ ہو کر
اثالہ بارگاہ و خیام کا چھوڑ کر اُس کی حفاظت کا ایسے وقت میں چندان خیال نہ کرکے یکبارگی حملہ کیا اور اسفندیار
کے شر ستہ بعد جنگ اپنے سردار کو بچایا اور جسے بھی اس صورت میں جملہ سواران لشکر اسفندیار کجکلاہ
بڑھے جب دونوں لشکر باہم مل گئے تو اسلحے چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی کشتوں کے پشتے لاشوں کے
انبار جا بجا زمین میں ہونے لگے بہادران ہر دو لشکر نعرے کر کے دلیرانہ لڑنے لگے اسفندیار کجکلاہ نے
میں جنگ مغلوبہ میں فکر و غور کر کے دیکھا کہ اثالہ بارگاہ و خیام کا جس جگہ ہے وہاں کوئی اُس کا محافظ نہیں
دل میں کہا کہ سواران سپاہ صمصام تیغزن تو زیر کر اپنے سردار کو بچا لے گئے ہیں اور اسوقت
جنگ میں مصروف ہیں تو اثالہ بارگاہ کا لے ابتدا اپنا قبضہ کرے بعد تو نام پیدا کر بیان سے اثالہ
بارگاہ کا لے کر اپنے بادشاہ کی خدمت میں جا بادشاہ تجھے خلعت و انعام دے گا تجھ سے بہت خوش
ہو گا شہرہ تیری شجاعت کا دور دور ہو گا یہ دل میں خیال کر کے تین چار ہزار سواروں کو اپنے ہمراہ لیکر
جانب پیش خیمہ عمان شاہ جا کر اثالہ بارگاہ کا اپنے قبضے میں کر کے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام نے
فرانی سے ایسے رو کالات پرست بھی جنگ سے دست بردار ہوئے کافروں سے اہل اسلام علیحدہ
ہوئے اثالہ بارگاہ و خیام کا نہ پاکر ملول ہوئے پیر اُسوقت باہم مشورہ کیا کہ اسفندیار سے اثالہ بارگاہ
کا چھین لینا چاہیے اس کو یہاں سے نہ لے جانے دیجیے اسفندیار کجکلاہ نے سواران سپاہ صمصام
تیغزن کو آمادہ جنگ پاکر اُسیوقت وہاں سے اثالے کر کوچ کیا اکثر سواران سپاہ صمصام تیغزن
نے چاہا کہ تعاقب کر کے وہ زبر کر اثالہ چھین لیں لیکن بعض بعض سواروں نے کہا کہ اثالہ بارگاہ و خیام کا ہاتھ آنا
دشوار ہے حالت سردار صمصام تیغزن کی بہی زخم کاری سے ابھی نہیں ہے مصلحت وقت ہمارے
نزدیک یہ ہے کہ اس واقعہ کی خبر اپنے بادشاہ عمان شاہ کو کریں اثالہ بارگاہ کا کہاں جائے گا فرامرز
ثانی سپہ سالار دو بہادر ہے کہ اس قبیلے بھی شہر خواقیہ کو تباہ و برباد کر دے گا ملک مال عراقی
آہن کلاہ کا مع اپنے اثالہ بارگاہ کے اپنے قبضے میں کرے گا بس ہمارے نزدیک بہتر راہ ہونا اور لڑنا
اسفندیار کجکلاہ سے اسوقت خوب نہیں ہے چونکہ صمصام تیغزن زخمی ہو چکا تھا جوانان لشکر اُسکے
زخمی ہونے کو نیز بے دل ہو چکے اسوجہ سے سب نے اُن کی رائے پسند کی پھر بذریعہ چند
سواروں کے اس واقعہ کی خبر فرامرز ثانی و عمان شاہ و دوربین آفتاب صورت کو دی اور
صمصام تیغزن کے علاج میں کوشش کی اسی جگہ قیام بھی کیا اپنے لشکر کے جوانان مقتول کو دفن

حوالے کیا اُس نے سرنامہ چاک کرکے نامہ نکال کر باواز عبارت نامہ پڑھی جب غراق آہن کلاہ
تمام و کمال عبارت نامہ سن چکا برہم ہوکر میر منشی سے مخاطب ہوکر کہا پشت نامہ پر لکھدے کہ ہمکو
دین اسلام قبول کرنا اور اپنا لہ تمہاری بارگاہ کا دینا منظور نہیں ہے ہان ہمکو تم سے جنگ منظور ہے اگر
ہمارے سردار سپاہ نے تمہارا اپنا بارگاہ کا چھین لیا تو خوب کیا کیونکہ مسلمان ہو اہل اسلام سے ہمکو
عداوت قدیمی ہے میر منشی نے جو کچھ بادشاہ نے کہا وہ پشت نامہ پر لکھدیا پھر نامہ مذکور کو لفافے
مین رکھکر سرنامہ درست کرکے ایلچی بادشاہ خود قمبور کے حوالے کیا یہ سردار نامدار جواب نامہ
لیکر بادشاہ سے رخصت ہوکر دربار سے اٹھکر اپنے لشکر مین جاکر بلا توقف مرکب پر سوار ہوکر اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
طبل جنگ بجایا جاے ہم ان اہل اسلام سے مقابلہ و مجادلہ کرین گے یہ لوگ خدا پرست ہین ان کی
خونریزی ہمین منظور ہے ملازمون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے طبل جنگی بجوایا صداے طبل جنگی بلند
ہوئی اور اکثر راویون نے یون بھی بیان کیا ہے کہ جب قمبور دربار سے جواب نامہ لیکر چلا گیا شاہ
غراقیہ نے اپنے سرداران سپاہ مانند اسفندیار کجکلاہ و پیران پیر سوار وغیرہ کو بجمعیت تین لاکھ
سواران آزمودہ کار کے مع سامان جنگ سوے لشکرگاہ عمان شاہ روانہ کیا قمبور صف شکن
جواب نامہ لیکر اپنے لشکر مین داخل ہوا جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کرکے وہ نامہ دیا عمان شاہ
و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت نے نامہ مذکور کا جواب میر منشی سے پڑھواکر سنا معلوم ہوا کہ
شاہ غراقیہ کو جنگ منظور ہے ہنوز قمبور صف شکن اپنے لشکر مین داخل ہوا تھا کہ سرداران مذکور
تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے آکر بارگاہ و خیام صحرا سبزہ زار مین ایستادہ کراکر فروکش ہوے
اور مقابل لشکر عمان شاہ قیام پذیر ہوے دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران بھی ہمراہ اسفندیار
کجکلاہ تھا شب کو اس نے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین اے دلسوز تو اہل اسلام
سے ہے تجھے عجب ہے کہ ہمراہ کافرون کے ہے ان کی خیرخواہی مین سرگرم ہے تجھکو لازم ہے کہ اس لشکر کفار
سے نکلکر کچھ تحفے ہمراہ لیکے درویش آفتاب صورت کے پاس جا اور عذرخواہ ہوکر اپنا نام اصلی اور اپنے باپ
کا نام اُن سے بیان کر کیونکہ دراصل وہ خضران فرزند خواجہ عمرو کے ہین عیار نامدار ہین
وہ تجھکو پیشہ عیاری خوب تعلیم کرین گے یہ فرماکر وہ بزرگ تو نظر سے غائب ہوے دلسوز یہ خواب
دیکھکر بیدار ہوا جو مردان سپاہ اسوقت بیدار تھے اُن سے پوچھا رات کسقدر گذری ہوگی انھون نے
کہا ابھی نصف شب بھی نہین گذری ہے دلسوز یہ سنکے لب خیمہ سے نکلا دل مین یہ خیال کرنے لگا
کہ کیا تحفہ واسطے درویش آفتاب صورت کے لے جاؤن کہ جس سے وہ خوش ہون بعد فکر
بسیار ذہن مین آیا کہ یہان سے پہلے شاطری مارتا ہوا محلسرا ے غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ
تک اپنے تئین پہونچا وہان پہونچکر تحائف کے باب مین فکر کرنا یہ خیال کرکے اسیوقت تاریکی شب مین
بسرعت تمام سوے محلسرا غراق آہن کلاہ روانہ ہوا جب متصل محلسرا مذکور کے پہونچا نگہبانون کو
غافل دیکھکر کمند جو اس نے ہمراہ لی تھی اسفندیار کجکلاہ کی چرائی تھی دیوار محلسرا پر مارا پھر بذریعہ
حلقہ کمند دیوار محلسرا پر جاکر اندر محلسرا کے کیا دیکھا کہ غراق شاہ اپنے فرش خواب پر غافل پڑا ہے
بیہوش ہے تلوار اُس کی اور تاج اُس کا علحدہ قریب اُس کے رکھا ہوا ہے محلسرا مین سب عورتین سوتی ہین
دلسوز نے سب کو غافل خواب مین دیکھکر شمشیر و تاج شاہی جواہر دوختہ کو پھر بذریعہ کمند دیوار

محلسرا سے اتر کر سوئے لشکر عمان شاہ روانہ ہوا حال اس کے پہونچنے کا آئندہ لکھا جائے گا مگر اب
حال اُس سوار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جس کا مرکب دلسوز نے فریب دے کے لے لیا تھا اور سرا میں بھیاری
بھٹیاری کے ہاتھ ایک سال کی مدت پر فروخت کیا تھا جب دلسوز اس کے مرکب پر سوار ہو کر مرکب
کو جولان کر کے اُس کی نظر سے غائب و نہان ہوا سوار مذکور تلاش میں دوڑ دوڑ گیا چند روز تک
سرگردان رہا آخر کار تلاش کنان اُسی سرا میں آیا جس سرا میں بھیاری بھٹیاری تھی دیکھا کہ گھوڑا
سرا میں موجود تو ہے مگر بیمار ہے سوار نے اُس بھٹیاری سے کہا کہ یہ تو گھوڑا میرا ہے تو نے کیونکر پایا تیرے
ہاتھ کس طرح آیا اُس نے اشکبار ہو کر کہا میاں کیا کہوں میں لٹ گئی تباہ ہو گئی کبھی ایسے دام فریب میں
نہ پھنسی تھی جیسا کہ اب پھنسی ہوں سوار مذکور نے پوچھا کہ کچھ بیان تو کرو کیونکر لٹ گئیں تباہ ہو گئیں
اُس نے کہا کہ میاں ایک روز سر شام چند مسافر اس سرا میں آئے اُن میں ایک لڑکا بھی تھا وہ لڑکا دس
گیارہ برس کا ہوگا اسی گھوڑے پر سوار تھا میرے یہاں آکر ٹھہرا مجھکو ایک روپیہ دے کر کہا کہ اِس
روپیے میں ہمارے واسطے کھانا بھی پکاؤ اور گھوڑے کا دانہ بھی لاؤ مگر اسقدر گھوڑے کو دانہ دینا کہ گھوڑا
بھوکا نہ رہے میں نے اپنے شوہر سے دانہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا منگوایا گھوڑے کو ہنگام شام دانہ دیا اور اُس
لڑکے کو کھانا پکا کر کھلایا صبح کو اُس لڑکے نے مجھسے کہا کہ جاؤ اس گھوڑے کی لید میں دیکھو جو کچھ ہووے لے آؤ
میں گئی گھوڑے کی لید میں جو دیکھا تو چار روپے پائے دو روپے میں اُس لڑکے نے لیے وہ لے کے اپنے
کاروبار میں مصروف ہوئی اُس نے افسوس کر کے کہا کہ بی بھٹیاری تم نے ہمارا نقصان کیا ضرور دانہ اس
گھوڑے کو کم دیا اگر پیٹ بھر کے اس کو دانہ دیتیں تو چالیس پچاس روپے اس کی لید میں نکلتے میں نے
پوچھا کہ یہ گھوڑا کہاں سے تمہیں ملا اُس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے بزرگوں کے ورثہ میں پایا ہے گھوڑا
نایاب ہے مجھے طمع زر ہوئی میں نے کہا کہ یہ گھوڑا ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو اُس نے بعد تقریر بسیار کے کہا کہ خیر
تمہارے ہاتھ واسطے ایک سال کے فروخت کروں گا قیمت میں اس گھوڑے کی میں نے اپنا تمام اسباب
زیور طلائی و نقرئی جو ڈھائی تین ہزار روپے کا تھا اُسے دیا وہ گھوڑا یہاں چھوڑ کر زیور مذکور لے کر چلا گیا
میں نے اس گھوڑے کو دانہ بہت کھلایا یہ بیمار ہو گیا دیکھو اب اس کو دست آتے ہیں ابھی سے کم نہیں
ہوا جاتا ہر وقت بیزار رہتا ہے حالت اس کی خراب ہے دیکھوں زندہ رہتا ہے یا نہیں میں نے تو اُس لڑکے
کے کہنے کے موافق اس کو زیادہ دانہ اس وجہ سے دیا تھا کہ پچاس چالیس روپے مجکو اس کی لید سے
نکلیں گے لیکن آج تک اس کی لید میں سے ایک کوڑی بھی نہیں نکلی ہے کیا لڑکے نے مجھے فریب دیا ہے
مجھے لوٹ کر گیا ہے تمام زیور میرا لے گیا ہے اب تم اپنا حال کہو سوار نے تمام حال اپنا ابتدا سے تا انتہا بیان
کر کے کہا کہ مجھے بھی اُسی طفل نے فریب دیا ہے سوار مذکور ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ گھوڑا خاک پر تڑپنے لگا
تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا سوار اور بھٹیاری کو صدمہ و رنج ہوا گھوڑے کو تو چماروں کے حوالے
کیا لیکن بیچاری بھٹیاری خود بھی کثرت غم زیور سے رونے پیٹنے لگی سوار نے کہا کہ اس رونے سے
کیا فائدہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ اُس لڑکے کی جستجو میں کوشش کرو جہاں وہ ملجائے اُس سے
روپیہ یا زیور اپنا طلب کرو اور میں تو اُس کو تلوار سے قتل کروں گا زندہ نہ چھوڑوں گا بیچاری
بھٹیاری کو سوار کی رائے پسند آئی اُسی وقت اُس سوار کے ساتھ دلسوز کی تلاش میں چلی کوچہ کوچہ
محلہ محلہ تلاش کرتی ہوئی کوچ و مقام کرتی ہوئی لشکر عمان میں آئی سواران لشکر سے پوچھنے لگی
کہ اس لشکر میں کوئی لڑکا اس سن و قد و قامت و اس صورت کا تو نہیں آیا ہے سواروں نے جواب دیا

کہ وہان ایک لڑکا آیا تو شاہچہ نے اُس کو درویش آفتاب صورت کی خدمت مین جانے کو کہا تھا وہ
وہ لڑکا اُن کی خدمت مین حاضر ہوا تھا پھر لشکر سے چلا گیا تم درویش موصوف کے روبرو جاکر
اُن سے دریافت کرو شاید اُن کو کچھ حال اُس طفل شوخ و شریر کا معلوم ہو سوار اور بھٹیاری دونون
درویش آفتاب صورت کے سامنے گئے اور جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے پوچھا کہ تم
کہان سے آئے ہو تمہارا کیا مطلب ہی سوار اور بھٹیاری نے رو رو کر جو کچھ اُس لڑکے نے اُن کے ساتھ
فریب کیا تھا سب مفصل بیان کیا پھر پوچھا کہ فرمایئے وہ لڑکا آفت روزگار کہان ہی درویش نے
مسکراکر جواب دیا کہ اُس لڑکے نے مجھ پیر جہاندیدہ کو بھی فریب دیا ہی میرے ہاتھ سے ایک انگشتری
الماس کی نہایت بیش قیمت اتار لے گیا ہی اب نہین معلوم وہ کہان ہی مجکو بھی اُس کی تلاش ہی تم
دونون کیون روتے ہو اور اُس کی تلاش مین کو بکو پھرتے ہو اُس کا ہاتھ آنا دشوار ہی وہ لڑکا بلاے
روزگار ہی اپنے گھر جاؤ اپنے کاروبار مین مصروف ہو دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے درویش
ذی کمال ہمکو تو اُس لڑکے نے تباہ و برباد کر دیا ہی اب ہم کہان جائین جبتک زندہ ہین اُس کی تلاش
کرین گے جہان وہ ہمین ملجائے گا ضرور اُس کو مار ڈالین گے درویش موصوف نے اُن دونون
کے حال زار پر رحم کرکے سوار کو تو ایک گھوڑا اپنے لشکر سے دلوا دیا اور بھٹیاری کو کچھ
زر سرخ و سفید دلوا دیے دونون درویش موصوف کو دعاے خیر دے کر اپنے اپنے مکان کی طرف
روانہ ہوئے جس روز سوار اور بھٹیاری کو درویش آفتاب صورت نے اسپ و زر دے کر
رخصت کیا تھا اُسی روز وقت شام دلسوز نے داخل لشکر عثمان شاہ ہوکر روبروے درویش
موصوف جاکر باادب سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ مین نے جو تقصیر و خطا کی ہی اُسے بحل فرمایئے
یہ انگوٹھی آپ کی موجود ہی مجکو آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہی ہوئی ہی عالم خواب مین مجھے
ایک مرد بزرگ نے آپ کی تمام کیفیت بیان فرماکر ہدایت بھی کی ہی اور مین واسطے آپ کے دیکھنے
بھی لایا ہون یہ کہکے وہ شمشیر و تاج جواہر دوز بطور نذر دیا درویش ممدوح نے نذر مذکور قبول کرکے
پوچھا کہ تو نے خواب مین کیا دیکھا تھا اور تجھے مرد بزرگ نے کیا بیان کیا تھا صاف صاف بیان کر
اور اپنے حال سے آگاہ کر دلسوز نے جو کچھ خواب مین دیکھا تھا اور مرد بزرگ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ
تمام و کمال بیان کرکے عرض کیا کہ دراصل نام میرا دلسوز ہی مین فرزند ہون جانسوز بن مہتر قران کا
آپ تو ان سے آگاہ ہون گے درویش موصوف نے تمام حال اُس کا سنکے بہت خوش ہوکے اُسکو
اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ اے دلسوز جو انگوٹھی تو نے ہمارے ہاتھ سے اتار لی تھی وہ ہمنے بخوشی تجھکو
دیدی مجکو لازم ہی کہ جو کچھ اسباب و مال و زر تیرے پاس ہی وہ سب جاکر اپنی مادر کو دے آ پھر ہمارے پاس
آ ہم تجکو موافق فرمانے اُس بزرگ کے تعلیم و تربیت کرین گے عیاریان تجھے بتائین گے اگر خدا چاہے گا
تو مانند مہتر قران کے تو بھی دنیا مین نامی و نامور عیار ہو جائے گا دلسوز تقریر درویش موصوف
سنکے خوش ہوا بعدہ موافق اُن کے ارشاد کے اپنی والدہ کی خدمت مین جاکر جو کچھ اُس کے پاس
مال دنیا سے زر و جواہر تھا اپنی والدہ کو دے کر تمام حال جو کچھ گذرا تھا اُن سے بیان کرکے شب کو
قیام کیا صبح کو اپنی ماں سے رخصت ہوکر بعد قطع راہ پھر خدمت درویش آفتاب صورت مین آکر
باادب سلام کیا درویش نے خوش ہوکر فرمایا کہ اے دلسوز تو ہماری بارگاہ کے برابر خیمہ مین رہا کر
اکثر اوقات ہمارے پاس آیا کر ہم تجکو طریق عیاری و مکاری سے آگاہ کیا کرین گے تربیت و تعلیم مین

تیری کوشش کرین گے مگر یہ کسی سے نہ بیان کرنا کہ یہ خضران بن خواجہ عمرو ہین اسمین ایک مصلحت ہے
اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے مین بسر وچشم بجالاؤن گا خلاف حکم نکرونگا درویش موصوف
اُسی روز سے اُس کو طریقے عیاری ومکاری کے بتلانے لگے لیکن خلوت مین تاکہ راز افشا نہو دلسوز
بھی ذہین وعاقل تھا بتوجہ تمام طریقے عیاریون کے حاصل کرنے لگا ہنوز چند روز دلسوز کو شاگردی
خواجہ خضران مین گذرے تھے کہ درویش آفتاب صورت نقل نے ایک روز ہنگام صبح عمان
شاہ وفرامرز ثانی سے کہا کہ عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ نے بعد جوابنامہ اپنے سرداران
سپاہ کو بجمعیت تین لاکھ سواران جرار سے برائے جنگ وجدال تو روانہ کیا ہے اور وہ آکر ہمارے
مقابلے مین فروکش ہوئے ہین مگر ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہے نہین معلوم کیا سبب ہے ہم چند
روز سے بیکار اس جگہ مقیم ہین نہ یہ لات ومنات پرست طبل جنگ بجواکے ہم سے مجادلہ ومقابلہ کرتے ہین
نہ ہم اُن کے روبرو سے بغیر مقابلہ ومجادلہ یا صلح وآشتی جا سکتے ہین جانا ہمکو جانب طلسم زلزلہ ضروری ہے
اسی ارادے سے یہانتک آئے ہین عمان شاہ وفرامرز ثانی نے باادب جواب دیا کہ باعث طبل جنگ
نہ بجوانے کا کوئی ہوگا ابھی تک جو طبل رزمی نہین بجوایا ہے کوئی اسمین مصلحت ہوگی ابھی فرامرز ثانی
عمان شاہ و درویش موصوف سے ہم سخن تھے کہ یکایک عزاق آہن کلاہ بہمراہی ارکان دولت
وجمعیت سپاہ قریب اپنی سپاہ کے آیا اسفندیار کجکلاہ وبہران بر سوار وغیرہ سرداران سپاہ
نے جاکر اُس کا استقبال کیا جب شاہ مذکور لشکر مین داخل ہوا بارگاہ فلک فرسا مین جاکر بالائے
تخت زرین بیٹھکر بہران بر سوار واسفندیار کجکلاہ سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ تمنے طبل جنگ بجوایا ہے
یا نہین انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم نمکخوارون کو حضور کی تشریف آوری کا انتظار تھا ونیز ہمکو
حکم بھی طبل جنگ بجوانے کا نہین دیا گیا تھا اس سبب سے ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہے شاہ
مذکور نے کہا کہ خیر اگر طبل جنگ تمنے نہین بجوایا ہے تو اب ملازمان ابد دولت کو کہ جو نقارہ نواز ہین حکم
دیا جاوے کہ وہ نقارہ جنگی پر چوب لگائین سرداران مذکور نے بذریعہ ملازمان نقارہ نوازون کو حکم
بادشاہ سے آگاہی دی انھون نے حسب الحکم اپنے بادشاہ کے کوس رزمی پر چوب لگائی صدائے
نقارۂ جنگی بلند ہوئی لشکریان عزاق آہن کلاہ آواز نقارۂ رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ ہمارے لشکر
مین طبل جنگی بجایا گیا ہے کل ہنگام سحر ان اہل اسلام سے لڑائی ہوگی میدان جنگ مین تلوار چلے گی کشت
وخون ہوگا بس ہمین آلات حرب وضرب کی درستی کرنا چاہیے ادھر تو لشکریان عزاق آہن کلاہ درستی
آلات حرب وضرب مین مشغول ہوئے اُدھر دلسوز کہ واسطے بالا دوی کے آیا تھا صدائے نقارۂ
جنگی سنکے بسرعت تمام سر دربار روبروئے جاندار وفرمانروائے لشکر اہل اسلام یعنی عمان شاہ
ذیجاہ کے جاکر حسب دستور پایہ تخت کو بوسہ دیکر مراسم عبودیت شاہی بجالاکر بعد ادب شاہ
وجاہ بادشاہ موصوف اس طرح زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی بیان کرنے لگا کہ نظم

اے خسروی کہ در صف ہیجا تو حیدری
در چشم بانشہ ودل باز آشیان نہاد
دست سر مخالف دین را سپار داد
خود تو داغ بر دل دریا وکان نہاد
جز سرمۂ اجل نبرد خسرگی دہر

ہیہات ہے بلبل جنگی وشیر زیان نہاد
چشم بنفشہ صورت تہمت بخواب دید
زان باد کہ در سر گرز گران نہاد
طبع جہان اگرچہ پر از شور فتنہ بود
در چشم دشمن تو نوک سنان نہاد

از انتقام عدل تو با صنعت خویش یک
سر چون عداوت بر سر زانو از ان نہاد
جاہ تو اسپ بر سر مہر وسپہر تاخت
عدل تو باز عادت امن وامان نہاد
تیر تو مصحف است کہ بیش از زرہ کمان

نقد پیر مژدۂ ظفرش در دہان نہاد	تا در قبول عقل نیامد کہ آدمی	دل بر بقاے مملکت جاودان نہاد
جاوید زی کہ نوبت ملک تو از قضا	در وجہ دفع فتنۂ آخر زمان نہاد	

اسوقت غزاق آہن کلاہ نے بہمراہی ارکان دولت و اعیان مملکت و جمعیت سپاہ کے آکر داخل لشکر ہو کر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہے کہ کل ہنگام میدان جنگ مین مع تمامی سپاہ آکر نائرۂ آتش فتنہ و جنگ بلند کرے باقی خیریت ہے عثمان شاہ نے جانب دلسوز دیکھکر اور تقریر اُس کی بگوش دل سنکے پہلے تو دل مین یہ کہا کہ یہ لڑکا چند روز سے آکر ہمارے لشکر مین داخل ہوا ہے ہنوز زمانہ زیادہ نہین ہوا ہے مگر کس قدر ہمارا خیر خواہ ہوا اور کس درجہ چالاک و ہوشیار خرد سنی ہی ابھی سے تو یہ طفل ایسا طرار ہے جوان ہوکر رشک عیاران ہوگا بعدہٗ دلسوز سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہدو نقارہ نوازون سے کہ بعنایت ایزدی اور بامید مدد الٰہی چوب نقارہ رزمی پر لگائین دلسوز نے فوراً دربار سے جاکر حکم عثمان شاہ کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے بعد زبان پر جاری کرنے بسم اللہ الیٰ آخرہ کے چوب نقارہ رزمی پر لگانے کو کہا صداے کوس جنگی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سنکے سمجھ گئے کہ کل وقت سحر غزاق آہن کلاہ مع سپاہ میدان جنگ مین آئے گا ہم سے اور اُس کے لشکریون سے مقابلہ و مجادلہ ہوگا یہ سمجھکر درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے دونون طرف گبر و مسلمان تیاری جنگ و درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول ہوئے جب وہ دن گذر کر شب بھی بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ شاہ انجم خوف مقابلہ شاہ خاور سے مع سپاہ کواکب کے پنہان ہوا اور سفیدۂ سحر صادق فلک پر عیان ہوا طیور اپنے آشیانون سے نکل کر اپنی زبان مین حمد خدا و ذکر الٰہی کرنے لگے اور موذن مسجدون مین اذان دینے لگے لشکریان غزاق آہن کلاہ گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے نسیم سحری چلنے لگی شگفتہ گلشن مین ہر ایک کلی ہونے لگی بلبلین چہچہے کرنے لگین شاخ گل پر نغمہ سرا ہونے لگین بادشاہ ذیشان و عالیجاہ عثمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت و تمامی اہل لشکر عثمان شاہ بیدار ہوکر وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کرکے آمادہ تیاری جنگ ہوے جملہ اہل لشکر مسلح ہوکر آمادۂ جنگ و جدال ہوئے یک بیک عثمان شاہ اپنی بارگاہ سے مثل مہر برآمد ہوا اہل لشکر نے بادب سلام کیا شاہ مذکور نے حسب قاعدہ شاہان سلام لے کر اشارہ کیا سوے میدان رزم چلنے کا کیا جملہ سواران سپاہ مرکبون پر سوار ہوئے فرامرز ثانی پہلوان لاثانی و قہور صف شکن قزاق بھی مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے اس اثنا مین درویش آفتاب صورت بھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے اپنی گنبد طلائی و نقرئی مین جس مین جواہرات و شیشہ آلات اور آئینے حلبی کی آرایش سے ضیا و روشنی عکس آفتاب عالمتاب سے فزون تر تھی داخل ہوکر بیٹھے فرامرز ثانی و قہور وغیرہ نے بادب سلام کیا کہارون نے وہ گنبد طلائی جواہر کار اپنے دوش پر اُٹھایا سواری عثمان شاہ سوے جانب جنگاہ مثل باد بہاری بڑھی جملہ اعلیٰ ادنیٰ ہمراہ سواری حسب قاعدہ بعد ادب چلے درویش آفتاب صورت بھی براے دید جنگ و جدال سوے میدان رزم و قتال چلے ہنوز عثمان شاہ عالیجاہ عرصۂ جنگ مین پہونچا ہی تھا کہ اُس جانب سے غزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر غزاقیہ بھی تین لاکھ پچاس ہزار سوارون کی جمعیت سے بصد کر و فر میدان مصاف مین آیا بنظر تند و تیز جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر دل مین کہنے لگا کہ ان اہل اسلام نے بہت جمعیت بہم پہونچائی ہے مگر تو سبھی جوان سب کو قتل نہ کرون

اس طرف بھی عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے عراق آہن کلاہ
اور اُس کے اہل لشکر پر نظر کی خصوصاً فرامرز ثانی نے عراق آہن کلاہ اور اُس کے سرداران
سپاہ کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ یہ بادشاہ بھی جری و بہادر معلوم ہوتا ہے اور سرداران لشکر بھی اسکے
شجاع و بہادر و دلاور ثابت ہوتے ہین کیا خوشی و شادمانی حاصل ہو جو یہ بادشاہ مع اپنی تمامی فوج
و اہل شہر کے مسلمان ہو جاوین فرامرز ثانی اپنے حریفون کو دیکھکر تمنائے اُن کے مسلمان ہونے کی کر رہا
تھا کہ یکایک دونون بادشاہون کے حکم سے جانبین کے لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے
اور بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے نکلے وسط میدان جنگ مین آکر انھون نے جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک
سنگ و کلوخ دور کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا عرصۂ جنگ کو صورت آئینہ صاف کیا جب اس طرح
میدان رزم صاف اور درست ہوچکا بیلدار و بیلچہ بردار میدان کارزار سے ہٹ گئے سقے مشکین پر آب
دوش پر رکھے ہوئے دونون طرف سے نکلے انھون نے پانی چھڑک کر عرصۂ کارزار کو سرد کر دیا غبار
دور ہوا گرد برطرف ہوئی بعد آب پاشی کے سقے بھی عرصۂ مصاف سے علٰحدہ ہوئے دونون طرف
صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ
ہوا قلب ہر لشکر مین بادشاہان لشکر قرار گزین ہوئے گرد اُن کے امرا و وزرا پہلوانان قوی بازو و
جوانان جنگجو مقرر معین کیے گئے بعد ازین دونون لشکرون سے نقیبان خوش آواز اور کرکیت لشکر
وسط میدان کارزار مین آئے انھون نے جوانان لشکر کو اس طرح آمادہ جنگ کیا کہ اُن سے مخاطب
ہو کر آواز بلند کہا کہ اے جوانان رشک رستم پیلتن والے دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ فی الحال رستم
و اسفندیار روئین تن و گیو و بیژن و سام و زال و سہراب و [illegible] و گستہم و برزو و قوی بازو
خودشاد و افراسیاب [illegible] و سکندر رو و دارا و کیقباد و کیکاؤس و سکندر و فریدون و نوشیروان
عادل ملک کسریٰ و جمشید و ضحاک ماران شاہان جہان و پہلوانان دوران کہان ہین ان مین سے
کسی کا بھی کچھ نشان ہے قبرین تک اُن سب کی ظاہر نہین ہین اس دنیائے فانی سے ناموران نامبردگان
چلے گئے خاک مین مل گئے ہزارون من مٹی مین دب گئے زمین کے کیڑون نے اُن کا گوشت پوست
کھالیا ہڈیان بھی اُن کی باقی نہین مگر دنیا مین انھون نے جو کارہائے نمایان کیے اور جو نیکیان کی ہین
اُن کے افعال نیک و بد کے سبب سے ابتک اہل دنیا اُن کو یاد کرتے ہین ذکر اُن کا زبان پر لاتے ہین
ہرچند اُن کو دنیا سے گئے ہوئے صدہا برس ہوگئے ہین لیکن افعال نیک کرنے سے گویا وہ ابتک
زندہ ہین اہل جہان ذکر اُن کی شجاعت و بہادری و دلاوری و دلیری و جرأت کا اکثر باہم بیٹھکر
کرتے ہین تعریف و ثنا و صفت اُن کی زبان پر لاتے ہین وہ تو دنیا مین نہ رہے لیکن نام اُن کا رہ گیا
بقول شخصے کہ شعر ۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ۔ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ۔ اسی طرح
شاہان مندرجہ بالا دنیا مین نہ رہے لیکن اُن کا عدل و انصاف ایسا تھا کہ ابتک مردمان دہر اُن کی
تعریف کرتے ہین اور جو گذشتگان سے بد افعال ہین اُن کے بھی بدی افعال کو لوگ یاد کرکے تواریخ
و اخبار مین اُن کی برائیان لکھی ہوئی دیکھکر انھین برا کہتے ہین بہ بدی اُن کو یاد کرتے ہین پس لازم
ہے کہ حیات چند روزہ مین انسان دنیا مین ایسے افعال نیک کرے کہ بعد اُس کے اہل دنیا اُس کو
بہ نیکنامی یاد کرین اور ایسے امور بد اس سرائے فانی مین نہ کرے کہ بعد اُس کے مرنے کے لوگ اُس کو
بہ بدی یاد کرین یہ تقریر ہم تمھارے سامنے اسی واسطے کی ہے کہ آج سامنا اور [illegible] حریفون سے ہے

دیکھو دلیرانہ اپنے دشمنون سے بڑھ بڑھکر لڑنا شجاعت وبہادری اپنی دکھانا اپنے آبا واجداد کا نام
سر میدان روشن کرنا تیغ وخنجر وشمشیر وتیر وگرز بڑھ بڑھکر اپنے اعدا پر لگانا ثبات قدمی اس میدان
رزم مین اختیار کرنا یہ خیال رہے کہ اگر سر بھی کٹ جاے مگر قدم عرصۂ جنگ سے نہ ہٹے اگر ایسی بہادری
کروگے تو مانند پہلوانان گذشتگان کے تم بھی دنیا مین مشہور ہوگے اہل دنیا تمکو بہ نیکنامی یاد کرینگے
تواریخ واخبار مین تمہاری شجاعت مورخ واخبار نویس تحریر کرینگے شہرہ شجاعت تمہارا دور دور
ہوگا حاکم وآقا وبادشاہ بھی تمہارا تم سے خوش ہوگا نمک حلال وخیرخواہ وجان نثار کہلاؤگے اور
اگر میدان جنگ سے ہنگام رزم قدم ہٹاؤگے خوف جان سے بھاگوگے تو اہل جہان تمکو نامرد وبزدل
کہینگے نمک حرام مشہور ہوگے اپنے بادشاہ کو ایسے وقت مین رنجیدہ کروگے اسکی حمایت ومدد
رفاقت سے ہاتھ اٹھاؤگے تو اس نخل بدی کا پھل شیرین نہوگا تمکو بھی اہل دنیا اچھا نہ کہینگے
خواہ زندہ رہوگے یا مرجاؤگے تیر نشانہ ملامت ایسی صورت مین ضرور ہوگے دیکھو اسوقت مقابلہ
اہل اسلام ولات پرستون کا ہے عداوت مذہبی بھی ہے ابھی سے اپنے اپنے حریف کو تاک لو آمادہ مارنے
اور خود قتل ہوجانے پر ہوجاؤ خبردار اے بہادرو جنگ سے منہ نہ پھیرنا دشمنون سے پسپا نہونا مرد
میدان نبرد ہوکے نامرد وبزدل مشہور دنیا نہونا آبرو بھاگنے مین گھٹ جاےگی پھر عزت ہاتھ نہ آئیگی
اگر ثبات قدمی اختیار کروگے دلیرانہ لڑوگے اور قضا تمہاری نہین ہے تو یاد رکھو کہ ہرگز کسی حریف کے
ہاتھ سے قتل نہوگے اور اگر اجل تمہاری آئی ہے تو بھاگنے سے ہرگز ہرگز جانبر نہوگے ضرور کسی حریف
کے ہاتھ سے قتل ہوجاؤگے یہ تمکو بطور نصیحت تاکید کی ہے ماننے نہ ماننے کا تمھین اختیار ہے ہمارا
کام یہی تھا کہ تمکو نیک وبد امور سے آگاہ کردین بقول کسے ع بر رسولان بلاغ باشد وبس
نقیبا اور کڑکیت لے جو بہادران میدان جنگ کے روبرو اس طرح تقریر کی ہر ایک نے بگوش ہوش
سنی اگرچہ لاکھون جوانون کا مجمع تھا مگر سب خاموش تھے جب نقیبا اور کڑکیت چپ ہوئے دیکھنے والون
نے دیکھا کہ ہر ایک نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوکر جھومنے لگا قبضۂ شمشیر کو چومنے لگا ارادہ کرنے لگا
کہ سب سے پہلے ہمین صف لشکر سے نکلکر لشکر دشمن پر حملہ آور ہون اس طرح دلیرانہ لڑین کہ سب کو
حیرت ہوجاے اور وہ کارہاے نمایان کرین کہ اہل دنیا کارزار رستم وسہراب واسفندیار وغیرہ
پہلوانون کا بھول جائین باوجود عزم مصمم مذکورہ کے ہنوز کوئی جوان صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ
اسفندیار رجکلاہ نے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے مرکب دوڑا کر اپنا صف لشکر
سے نکالا اسوقت لشکر غزاق آہن کلاہ مین جنگی باجے بجنے لگے علمدارون نے علمون کو جنبش دیا
غزاق آہن کلاہ کے نزدیک جو ارکان دولت کھڑے تھے ان سے شاہ مذکور نے کہا کہ دیکھو
سردار نامور ہمارے لشکر کا صف لشکر سے نکل کر براے مقابلہ مسلمانان کے گیا ہے گویا ملک الموت
واسطے قبض روح اہل اسلام کے گیا ہے جو کوئی اس کے سامنے آئیگا یہ اسکو ایک ہی ضرب مین
دو کردیگا یہی ایک سردار ہمارا تنہا سرکشان اہل اسلام کو کافی ہے چن چن کر دلیران اہل اسلام
کو تہ تیغ کرےگا اعیان دولت نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین واقعی اسفندیار رجکلاہ اپنے
وقت کا اسفندیار رویین تن ہے صرف فرق یہ ہے کہ یہ رویین تن نہین ہے بادشاہ مذکور بھی اہل دربار
کی گفتگو سے خوش ہوا سردار مذکور نے وسط میدان جنگ مین جاکر مرکب کو روک کر جانب لشکر
اہل اسلام بنظر قہر وغضب دیکھکر دل مین خیال کیا کہ پہلے ان اہل اسلام پر فنون سپہگری ظاہر کرنا

چاہیے اپنی قوت و کمال سے ماہر کرنا چاہیے بعدہٗ اپنا نام اور اپنی شجاعت زبان سے ظاہر کرکے مبارز طلب کرنا چاہیے تاکہ اہل اسلام پر میرا رعب غالب ہو یہ خیال کرکے نیزہ اٹھاکر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ ہلانے لگا کمالات نیزہ بازی دکھانے لگا اہل اسلام بنظر غور اُس کی طرف دیکھنے لگے خصوصاً فرامرز ثانی اُس کی جانب متوجہ ہوا بجاے خود اُس کی صورت و قوت و نیزہ بازی کی ثنا کرنے لگا جب اسفندیار جگلاہ ہنر نیزہ بازی دکھا چکا سراپا عرق میں تر ہو چکا نیزہ زمین پر گاڑ کر مرکب کو روک کر اس طرح اپنی مدح و ثنا کرنے لگا

نظم مولف

میں ہوں وہ بہادر میان جہان
کہ کرتا ہوں شیر ژیان کا شکار
اگر مجھسے لشکر ہو گرم ستیز
کروں اُس کو چورنگ اک آن میں
دکھانا جو قوت کا منظور ہو
شکستہ کروں اُس کا ہر استخوان
دلیرانہ روشن کیا نام کو
جسے زندگی اپنی دشوار ہو

نہیں میرے مانند کوئی جوان
لرز جاے میدان جو ہوں نعرہ زن
کروں اُس کو دم میں تہ تیغ تیز
اٹھاؤں جو میدان میں گرز گران
اٹھاؤں میں اک ہاتھ سے فیل کو
وہی ہوں میں سردار جنگی سپاہ
کیا میں نے مجروح صمصام کو

شجاعت ہے سب پر مری آشکار
میں ہوں غیرت رستم پیلتن
مقابل ہو گر دیو میدان میں
کہے وہ بھی الامان الامان
لڑے مجھسے کشتی جو کوئی جوان
کرے جو نے کا جبین کر بارگاہ
وہی مجھسے سرگرم پیکار ہو

اے اہل اسلام آگاہ ہو کہ میرا ہی نام اسفندیار جگلاہ ہے [illegible] میرے جنگی سپاہ ہو تم سب میں جس کو سوئے عدم جانا منظور ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ و مجادلہ کرے یا مثل صمصام تیغ زن میری شمشیر آبدار سے مجروح ہو اور اگر تم میں سے کوئی جوان بوجہ خوف جان کے روبرو میرے آکر مقابلہ و مجادلہ نکرے تو میں ہی یکہ و تنہا تمھارے لشکر پر حملہ آور ہوں تم سب کو تہ تیغ کروں یہ کہکر خاموش ہو کر انتظار اپنے حریف کے آنے کا کرنے لگا لشکر اہل اسلام سے اول قہور صف شکن قزاق نے اپنا مرکب نکال کے فرامرز ثانی سے اجازت جنگ چاہی فرامرز ثانی نے اُس کو اذن جنگ نہ دے کر کہا کہ اے بہادر یہ سردار لشکر نہایت زبردست ہے اس نے صمصام تیغ زن کو زخمی کیا ہے تم اس بے دین سے لڑنے نجاؤ ہم اس سے جنگ آزما ہوں گے سنئے کہ اس کے اشعار جو کس درجہ مبالغہ آمیز ہیں قہور صف شکن فرامرز ثانی کے روکنے سے مجبور ہو کر داخل صف لشکر ہوا فرامرز ثانی دلیرانہ صف لشکر سے نکلکر عمان شاہ سے کہ اس کو بضرورت بادشاہ اپنے لشکر کا کیا ہے اجازت رزم لے کر پاس درویش آفتاب صورت کے جاکر طالب اذن سعادت ہوا درویش موصوف نے بسرگوشی کہا کہ اے فرامرز ثانی یہ سردار یعنی اسفندیار جگلاہ نہایت زبردست و بہادر و شجاع ہے مبادا تم کو کچھ اس بے دین سے ضرر پہونچے لہذا وہ اک جو درویشی مرجان سرخ موسے ہمیں دستیاب ہوا ہے اور اُس کی خاصیت یہ ہے کہ جس کے بازو پر باندھ دیا جاے وہ کسی سے زیر و مغلوب نہیں ہوتا ہے اور ببرکت اسماے الٰہی و نقوش اک مذکور غالباً غالب ہی ہوتا ہے اسوقت وہی اک جیب جامہ درویش مرجان سرخ موسے نکال کر تمھارے بازو پر باندھے دیتا ہوں یہ کہکر جیب جامہ مذکور میں ہاتھ ڈالا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ نے مجکو فنون سپہ گری سکھلائے ہیں تربیت و تعلیم کی ہے خدا اسوقت میرے قوت بازو اور جنگ میری ملاحظہ فرمائیے اک مذکور میرے بازو پر نہ باندھیے انشاء اللہ تعالےٰ بغیر اُس اک کے میں اس سردار سپاہ سے مقابلہ کروں گا اور بعد ذات الٰہی و نیز برکت دعاے جناب کے اس بے دین سے مغلوب نہوں گا بلکہ اُس پر غالب ہونگا

ارادہ ہو کہ ہنگام جنگ اس سردار تہور شعار کو بشرط قبول دین اسلام قتل نہ کرونگا درویش
آفتاب صورت نے تقریر فرامرز ثانی سے مجبور ہوکر بغیر اکراہ باندھنے کے اجازت جنگ دی جب
فرامرز ثانی نے سرگوشی مین سب باتین کرکے کسی کو اپنی تقریر نہ سُنائے اجازت جنگ لے کر مرکب کو
سوئے حریف جولان کیا اور بہ انداز دلیرانہ روبرو اُس کے جاکر مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان مغرور
و متکبر اب کیا انتظار ہے کوئی حربہ جنگ اٹھا اور اگر ہمت تو نے اپنی شجاعت اپنی ہی زبان سے ظاہر کی ہے
ہم بھی تو دیکھین کہ تجھ مین قوت و شجاعت کس قدر ہے اسفندیار نے سراپائے فرامرز ثانی پر نظر
کرکے جوان قوی بازو و خوش رو دیکھکر پوچھا کہ اے جوان کیستی و چہ نام داری تیری جوانی پر مجھے
رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان قوی بے دریافت نام و نشان میرے ہاتھ سے قتل ہوجائے اس بہادر
نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ نام میرا فرامرز ثانی ہے نسل رستم پیلتن سے ہون اور سپہ سالار لشکر عمان
شاہ کا ہون اکثر شجاعان جہان و پہلوانان دوران کو مین نے بزور بازو کے تحت زیر کیا ہے اور بہت سے
سرکشون کو تہ تیغ کیا ہے تو تیرے حال پر عبث رحم کھاتا ہے وار کر حوصلہ اپنے دل کا نکال اُس نے جواب دیا
کہ میری ضرب سے کوئی حریف میرا سالم نہین رہتا اور جانبر نہین ہوتا ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ تو ہی پہلے تکبیر
وار کر فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب نہین لگاتے ہین
پہلے وار اُس کا روک لیتے ہین بعدہٗ اُس پر ضرب نیزہ یا ضرب شمشیر لگاتے ہین اسفندیار کجکلاہ نے کہا
خیر اگر تیرا یہی دستور ہے تو ثابت ہوا کہ اجل تیری آگئی ہے ہوشیار و خبردار ہوجا یہ کہکر نیزہ زمین سے
اُکھاڑ کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ گردش دے کر سینہ بے کینہ فرامرز ثانی کو تاک کر حریف کو نیزے
کی زد پر پاکر وار کیا ادھر فرامرز ثانی نے اُس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر اس حسن و خوبی سے
روکا کہ جملہ اہل اسلام خوش ہوگئے بلکہ جملہ اہل لشکر عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ بھی بجائے خود
ستائش کرنے لگے عراق شاہ بھی اپنے دل مین تعریف کرنے لگا درویش آفتاب صورت چونکہ بغور
دیکھ رہے تھے ضرب نیزہ روکنے سے اپنے گنبد طلائی مذکور مین بے اختیار خوش ہوکر اچھل پڑے اور
بے اختیار پکار اُٹھے کہ اے فرامرز ثانی کیا عنوان شایستہ سے تونے ضرب نیزہ حریف روکی ہے
ماشاء اللہ خدا تمکو نظر بد سے بچائے اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ بوقت روکنے ضرب نیزہ مذکور کے
دو سنانون کے باہم ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدرون کے دہن سے شعلہائے
خفیف ظاہر ہوئے اسفندیار کجکلاہ بھی فرامرز کے وار روکنے سے حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ
جوان فن نیزہ بازی مین شاید کامل ہے ورنہ میری ضرب نیزہ اس عنوان سے نہ روکتا ابھی حریف
بیدین مذکور الصدر اپنے دل مین اشکال کمال اپنے حریف کا خیال کر رہا تھا کہ فرامرز ثانی نے بھی اپنے
نیزے کو گردش دے کر اُس کے پہلو پر نیزہ لگایا اُس نے بھی دلیرانہ نیزے پر نیزہ روکا اسی طرح چند طعنہائے
نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار ایک بند نادر باندھ کر فرامرز ثانی نے سنان نیزہ اُس کے ہاتھ سے
نکال دیا لشکر اہل اسلام مین شور تحسین و آفرین ہوا درویش آفتاب صورت کو بدرجہ کمال خوشی
ہوئی نہایت تعریف فرامرز ثانی کی کی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کو از حد حیرت ہوکر صدمہ
بے انتہا ہوا اور اُس کے تمامی مردان سپاہ کو ایسا تعجب ہوا کہ سب کو حیرت سے سکتہ سا ہوگیا اسفندیار
کجکلاہ سنان نیزے کی نکلجانے سے سخت نادم و خجل ہوکر تھوڑی دیر سر جھکائے رہا بعدہٗ از حد برہم ہوکر
مرکب کو آگے بڑھا کر نہایت سرعت و چالاکی سے گھوڑے کو اپنے مرکب حریف سے ملاکر زنجیر کمر

فرامرز ثانی نے ہاتھ ڈال کر زور کیے یہ چاہنے لگا کہ حریف کو پشت فرس سے اٹھا کر سر سے بلند کرکے
اس طرح بالائے خاک پٹکے کہ پیوند خاک ہوجائے استخوان تک ریزہ ریزہ ہوجائیں فرامرز ثانی نے
ایسی حالت میں مسکرا کر اُس سے کہا کہ اے اسفندیار کجکلاہ اسوقت میرے ہاتھ میں نیزہ سرتیز ہے اگر
چاہوں تو بضرب نیزہ تجھے ہلاک کرسکتا ہوں اسوقت تیرا مارڈالنا بہت ہی سہل ہے مگر مار ڈالنا تیرا اس طرح
منظور نہیں ہے اگر تو آمادہ زور آوری و کشتی ہے تو خیر ہم اسمیں بھی تجھسے بند نہیں ہیں دیکھو نیزے کو اپنے ہاتھ
سے رکھے دیتے ہیں تجھے ہلاک نہیں کرتے ہیں تیرے بازو میں جس قدر قوت و زور ہو اُس قدر زور کر اپنی
دانست میں کمی نکر مجکو پشت فرس سے اٹھالے یہ کہکر نیزہ زمین پر گاڑ کر اپنا ہاتھ بھی اُس کی زنجیر کمر میں ڈال دیا
دونوں بہادر جانبین سے خوب زور کرنے لگے یہانتک کہ گھوڑے اُن کے زور آوری کے متحمل نہوکر زبانیں
دہن سے نکال کر زمین پر بیٹھنے لگے ایسی حالت میں دلسوز و دیگر لات پرستوں نے قریب اُن کے جاکر کہا
کہ اے جوانان بے نظیر واے پہلوانان کشتی گیر اگر ارادہ تمھارا کشتی لڑنے کا ہے تو فرس سے اترکر بالائے زمین
کشتی لڑو باہم زور آزما ہو دیکھو یہ گھوڑے بیچارے بے زبان تمھاری زور آوری سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں
کیوں ان کے خون ناحق میں مبتلا ہوتے ہو یہ سنکے دونوں بہادر فرسوں سے اترکر دامن جامہ و قبا کو گردان کر
تھامے بدل کر کشتی بہ تیز دستی لڑنے لگے اُسوقت عمان شاہ و درویش آفتاب صورت و عراق
آہن کلاہ بادشاہ شہر عراق نے خیال کیا کہ یہ کشتی پہر دو پہر میں نہوگی غالبًا دو تین روز میں ان دونوں
میں سے کوئی مغلوب ہوگا لہذا اسی طرح سمت آزار رہنا خوب نہیں ہے یہ خیال کرکے دونوں بادشاہوں نے
حکم دیا کہ اس میدان رزم میں فرش و دنگل و کرسیاں وغیرہ جلدتر بچھائی جائیں اور خیام و بارگاہیں بھی
ایستادہ کی جائیں حسب الحکم دونوں بادشاہوں کے ملازموں نے جلدتر اپنے اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل
کی اُسوقت دونوں بادشاہ اور درویش آفتاب صورت و تمامی اہل اسلام و کفار جملہ سوار اپنے اپنے
مرکب سے اتر اتر کر گھوڑوں کو سائیسوں کے حوالے کرکے مسلح ملے قدر مراتب بیٹھے بادشاہان مذکور بارگاہوں
میں بالائے تخت زرین بیٹھے پردے بارگاہوں کے اٹھوا دیے درویش آفتاب صورت بھی ایک
کرسی زرین پر قریب تخت عمان شاہ بیٹھے دلسوز بر پشت تخت ٹھہرا تہمور صف شکن بھی بموافق
اپنے مرتبہ کے ایک کرسی پر اپنے خیمے میں بیٹھا صمصام تیغ زن اگرچہ زخمی تھا مگر وہ بھی باشتیاق دید کشتی
ایک کرسی پر اپنے خیمے میں بیٹھا پردے خیمے کے اٹھوا دیے سواران ہر دو لشکر بھی اکثر بالائے فرش اکثر
زمین پر شوق سے بیٹھے غرضکہ جملہ اہل اسلام و کفار بطریق مذکور بیٹھکر بغور کشتی دیکھنے لگے اسفندیار کجکلاہ
زبردستی کرنا چاہتا تھا فرامرز ثانی بقوت بازو اُس کو دستی کرنے سے باز رکھتا تھا اور جب کوئی داؤن فرامرز
ثانی کرتا تھا تو اسفندیار کجکلاہ اُس کا توڑ کرتا تھا غرضکہ دونوں پہلوان قوی و توانا تھے اور نہایت
ہوشیار و دانا تھے کوئی کسی کے داؤن پر نہ چڑھتا تھا ہر ایک داؤن سے بچا جاتا تھا منصف مزاج ناظرین کشتی
میں دونوں بہادروں کی ہر طرح پر تعریف و ثنا کرنے لگے جب وہ روز گذر کر زمانہ غروب آفتاب کا آیا تاریکی
آنًا فانًا زیادہ ہونے لگی اسفندیار کجکلاہ نے شانہ فرامرز ثانی پر ہاتھ رکھکر کشتی لڑنے سے اُسے روک کر
کہا کہ اے بہادر روز واسطے محنت و مشقت کے ہے اور شب واسطے راحت و آرام کے ہے لہذا ہم تم کل صبح
پھر زور آزما ہوں گے فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے دلاور حالانکہ اب آفتاب نہاں ہوگیا ہے
زمانہ شب آگیا ہے مگر بادشاہوں کے نزدیک کثرت روشنی سے شب کو دن کی مثل کردینا کچھ دشوار نہیں
ہے یہ تاریکی دفع ہوجائے گی اور جو بہادر ہوتے ہیں وہ بغیر حریف کو زیر کیے نہیں ہٹتے ہیں یا خود زیر ہوجاتے

ہین بغیر معاملہ یکسو ہوئے جنگاہ سے قدم نہین ہٹاتے ہین ہان اگر تمھارے اعضا مین درد پیدا ہوگیا ہو
اور کُشتی سے باز رہنے کو دل چاہتا ہو تو وہ بات دوسری ہے اسفندیار کجکلاہ نے جواب دیا کہ میری
قوت مین ابھی مطلق فرق نہین آیا ہے نہ اعضا میرے دردمند ہین اگر تم بغیر معاملہ یکسو کیے یہان سے نہ
جاؤگے تو مین بھی اب نجاؤن گا ورنہ نزدیک تمھارے اور بقول تمھارے زمرۂ بہادران سے شمار
نہ کیا جاؤن گا یہ کہکر اپنے بادشاہ کی جانب دیکھا وہ سمجھ گیا فوراً اُس نے حکم دیا کہ جہاڑ بیٹھک کے اور
کنول اور فانوس اور بخشتانے اسقدر روشن کیے جائین کہ یہ شب گویا روز روشن ہو جائے حسب الحکم
ملازمون نے جلد حکم شاہ کی تعمیل کی اس طرف عمان شاہ نے بھی اپنے ملازمون کو حکم روشنی کرنے کا
دیا انھون نے بھی سامان روشنی کرنے کا فی الفور کیا غرضکہ دونون شاہون کے حکم سے دونون جانب
اسقدر روشنی کی گئی کہ وہ شب تاریک گویا مبدل بہ روز روشن ہوگئی پھر کٹورے شیر خالص کے
اور کاسے دونون طرف سے آگئے دونون بہادرون نے بعوض غذا نان وگوشت وبرنج وغیرہ
وہ شیر گاؤ کاسے مین بھر بھر کر نوش کیا جب دونون دلاور شیر وسیراب خوب ہو چکے کٹورے اور کاسے
دور کرکے پھر بدستور روز گذشتہ باہم لپٹ کر کُشتی لڑنے لگے اُس روشنی مین جملہ ناظرین اہل اسلام اور
کفار کُشتی دیکھنے لگے جب وہ شب بھی بسر ہوئی صبح کو بعد ادائے نماز اور بدستور مرقوم سیر وسیراب
ہونے کے پھر کُشتی ہونے لگی داؤن پیچ دونون طرف سے دسپے ہونے لگے ماہران فن کُشتی نے
غور سے جو دیکھا تو دونون بہادرون مین سے کسی مین کچھ قوت مین نہ کمی کہان تک مفصل حال اس
کُشتی کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ برابر تین روز اور تین شب کُشتی ہوئی دونون مین کوئی غالب مغلوب
نہوا بعدہٗ اسفندیار کجکلاہ نے فرامرز ثانی سے کہا کہ اے بہادر تین روز اور تین شبین مین نے کُشتی
لڑا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا اب مین زور آخری کرتا ہون ہوشیار رہو جاؤ فرامرز ثانی نے بشیرین زبانی
کہا کہ اے دلاور ہم خبردار ہین تم زور کرو اُس نے دونون ہاتھ اپنے دونون شانون پر فرامرز ثانی
کے رکھکر سر اپنا سینہ فرامرز سے ملاکر بقوت تمام زور کرکے ریلنا شروع کیا فرامرز ثانی تیس قدم تک
پسپا ہوا پھر اسفندیار کجکلاہ نے جھٹکا اس طور سے دیکر ایک گھٹنا فرامرز ثانی کا زمین سے آشنا ہوا
جب زور آخری سے بھی اسفندیار غالب نہوا تنگ ہوکے کہنے لگا کہ اے بہادر مین تمام قوت اپنی صرف
کرچکا دم میرا آگیا اب تمکو اختیار ہے فرامرز ثانی نے کہا کہ اب ہم بھی زور کرتے ہین تم بھی خبردار ہوجاؤ
اُس نے کہا کہ مین ہوشیار ہون فرامرز ثانی نے مانند اسفندیار کجکلاہ کے جو زور کیا تو ساٹھ قدم
تک حریف کو پسپا کرکے زور سے جو جھٹکا دیا تو دونون پاؤن اُس کے زمین سے آشنا ہوئے اسی
حالت مین اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کرکے زمین سے گھٹنون تک اُسے اُٹھایا بعدہٗ زور دوم
مین سینے تک زور سوم مین سر سے بلند کرکے چرخ دے کر پوچھا کہ حالا در شناختن خالق کون ومکان چیگوئی
اُس نے طالب امان ہوکر کہا مجکو یقین کامل ہوگیا کہ دین اسلام دین حق ہے مجھے مسلمان کرو مین نے اس
تین روز وشب مین لات ومنات سے بدل اعانت چاہی مگر کسی نے میری مدد کی یہان تک کہ تمنے
مجھے اس طور سے زیر کیا معلوم ہوگیا کہ تمھارا دین برحق ہے اور تمھارا خدا حق ہے کہ اُس نے تمکو مجھ ایسے
پہلوان زبردست پر غالب کیا لات ومنات کچھ بھی نہین فقط پتھر کی مورتین ہین فرامرز ثانی نے
ازحد خوش ہوکر اُس کو کلمہ تعلیم کیا وہ صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا فرامرز ثانی نے اُسے
آہستہ زمین پر رکھدیا وہ اس طور سے زیر ہوکر قدم فرامرز کی طرف بڑھا فرامرز نے سر اُس کا اپنے سینے سے

لگایا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا درویش آفتاب صورت نے کثرت خوشی سے اٹھکر
فرامرز ثانی کو مانند فرزند اپنے کے پیار کیا زر و جواہر اُس کے سر پر سے نثار کیا اور بہت تعریف اُس کی
قوت و شجاعت کی کی عمان شاہ و جمہور صف شکن و صمصام تیغ زن و جملہ اہل اسلام از حد شادمان
ہوئے بار بار شور تحسین و آفرین کا بلند کیا غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ اپنے سردار سپاہ کے زیر
ہونے سے اور مسلمان ہو جانے سے بہت محزون و رنجیدہ ہوا اور تمامی اُس کے ملازم اعلیٰ ادنیٰ بھی غمگین
ہوئے ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ کو یہ حیرت ہوئی کہ اسفندیار کج کلاہ ایسے پہلوان زبردست کو فرامرز ثانی نے
زیر کر کے مسلمان کر لیا ہے دیکھیے آئندہ کیا ہوتا ہے فرامرز ثانی نہایت قوی بازو ہے کفار کو تو صدمہ بیحد ہوا
لیکن اسفندیار کج کلاہ نے زیر ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کر کے اپنے ماتحت سواران سپاہ
سے مخاطب ہو کر و نیز شاہ غراقیہ سے بھی متوجہ ہو کر کہا کہ اے بادشاہ ذیجاہ شہر غراقیہ میں نے تو فرامرز
ثانی سے زیر ہو کر دین اسلام اختیار کیا ہے آپ کو بھی لازم ہے کہ اس بہادر سے ارادہ جنگ نہ کیجیے دین
اسلام کہ دین حق ہے اختیار کیجیے آپ کے حق میں بہتر ہوگا پھر اپنے سواران سپاہ سے مخاطب ہو کر اسی طور
سے کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا عمان شاہ بفتح و فیروزی جنگاہ سے سر فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا
بصد خوشی و خرمی جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچکر ہر ایک مرکب سواری
سے اُتر کر سلاح جنگ تن سے دور کر کے داخل بارگاہ و خیمہ و خرگاہ ہوا اس طرف غراق آہن کلاہ
بھی نہایت حزین و غمگین مع تمامی اپنی سپاہ کے جنگاہ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوا جب فرودگاہ سپاہ میں
پہونچا تخت سے اُتر کر بارگاہ میں داخل ہو کر جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ کو طلب کیا جب سب حاضر ہو کر
حسب قدر مراتب بیٹھے بادشاہ مذکور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ آج بادولت کو اسفندیار کے زیر ہو کر مسلمان ہو جانے کا
نہایت سخت صدمہ ہوا ہے ہنوز ارکان دولت سے کوئی کچھ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ بہران ببر سوار نے
اپنے ونگل سے اٹھکر باادب تمام عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اگر اسفندیار کج کلاہ فرامرز ثانی سے
کشتی میں زیر ہو گیا تو حضور کچھ رنج نہ کریں بنام اس خونخوار کے طبل جنگ بجوائیں میں ہنگام مقابلہ فرامرز ثانی
کو بضرب شمشیر آبدار دو نیم کروں گا حضور کے اس رنج کو مبدل بہ سرور و خوشی کروں گا اسفندیار کج کلاہ
تین روز و شب کشتی لڑکر زور آوری کر کے ایسا ہمت ہار گیا تھا کہ اُس نے فرامرز کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر
زور کر کے انگ بھی اُس کا نہ اٹھایا یہ خونخوار قدیم مانند اُس کے کم ہمت نہیں ہے حضور ملاحظہ کریں گے کہ ہنگام
مقابلہ و مجادلہ فرامرز ثانی کو کس طرح تہ تیغ یا زیر کر کے ہلاک کرتا ہوں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو اُسکے
ہلاک ہونے کا صدمہ ہوا اور مجکو افسوس ذرا بھی نہ ہوگا بلکہ خوشی بے حد ہوگی اُس کو ہلاک کر کے اُس کے
لشکر کو قتل و تباہ کر کے تمام مال و اسباب لوٹ کر حضور کو خوشنود کروں گا عوض زیر کرنے اسفندیار کج کلاہ
کا اس طور سے لوں گا کسی کو ان اہل اسلام سے زندہ نہ چھوڑوں گا مگر اسفندیار کج کلاہ کو قتل نہ کرونگا بلکہ فہمائش
دین آبائی اختیار کرنے کی کروں گا اگر اُس نے میرے کہنے پر عمل کیا تو اُس کو حضور کی خدمت میں لے آؤں گا
ورنہ اُس کو بھی تہ تیغ کروں گا حضور میری شجاعت سے خوب آگاہ ہیں کیا میں نے کارہائے نمایاں کیے
ہیں فرامرز ثانی اور مردان سپاہ عمان شاہ میرے آگے کیا چیز ہیں ان کا قتل کرنا کچھ دشوار نہیں ہے بعد
قتل کرنے فرامرز کے شمشیر خون آشام علم کر کے جب اہل اسلام پر حملہ کروں گا تو سب مانند گوسفندان
جنگاہ سے بھاگیں گے اُسوقت مثل اہل اسلام کے ان کو ذبح کروں گا زمین پر خون ان کا بہاؤں گا
غراق آہن کلاہ گفتگوئے بہران ببر سوار سردار سپاہ جرار سنکے بعین صدمہ و ملال میں خوش ہوا

آثار خوشی اُس کے چہرے سے عیان ہوئے اسی صورت سے ارکان دولت و اعیان مملکت نے بھی عرض کیا
بدلے بادشاہ ذیجاہ بیران بر سوار واقعی مرد میدان کارزار ہی غالباً جو کچھ اس نے عرض کیا ہی یہ بہادر
ایسا ہی کرے گا آج اہل اسلام کو خوشی حاصل ہوئی ہی کل حضور کو مسرت بیحد حاصل ہوگی سر فرامرز ثانی
طشت میں روبروئے حضور رکھا ہوگا بلکہ سر بلے عمان شاہ و مشہور صف شکن و درویش آفتاب
صورت وغیرہ سامنے حضور کے نیزوں پر علم ہوں گے اسفندیار رجگلاہ سردار سپاہ حضور اسوقت
اہل اسلام میں ہی کل بعد قتل فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوگا یہ
یقین ہی کہ اسفندیار رجگلاہ نے بصدق دل دین اسلام اختیار نہیں کیا ہی وہ ایک مرد جہاندیدہ کار آزمودہ ہی
بخوف جان اُس نے طوطے کی طرح واسطے اپنی جان بچانے کے زیر ہو کر کلمہ پڑھ لیا ہی دل سے وہ لات و منات
کا اعتقاد رکھتا ہوگا عجب نہیں کہ وہ قابو پا کر آج کی شب سر فرامرز ثانی شمشیر آبدار سے قلم کرکے برائے نذر
حضور لائے کیونکہ وہ ہم سردار و ہم عیار ہی بارہا ہم نگہداروں نے اُس کا امتحان کیا ہی اُس کا فعل خالی
مکاری و عیاری و کذب سے نہیں پایا ہی پس حضور فیض گنجور مطلق صدمہ و ملال نکریں اگر وہ زیر ہو گیا تو
ہو گیا یوں ہوتا ہی کہ دو شخص لڑتے ہیں ایک غالب ہوتا ہی دوسرا مغلوب ہوتا ہی ایک اُس کے مغلوب
ہونے سے حضور کے لشکر میں کیا کمی ہوگئی اول تو بیران بر سوار دوسرے اکثر سردار لشکر حضور میں موجود
ہیں ہر ایک جان نثار شور شعار شمشیر زن شیر افگن ہی خصوصاً بیران بر سوار سب سرداروں میں بے مثل و
لاجواب ہی اسوقت ہم کہتے ہیں کہ اسفندیار رجگلاہ سے بیران بر سوار بدرجہا شجاع و بہادر و قوی
ہی ہماری یہی رائے ہی کہ حضور بنام بیران بر سوار طبل جنگ بیدرنگ بجوائیں کل اس کی لڑائی کا تماشہ
دیکھیں جسقدر آج حضور کو صدمہ ہوا ہی اُس سے ہزار حصہ زیادہ خوش ہوں گے کیونکہ بیران بر سوار صادق القول
ہی جو اس نے ابھی عرض کیا ہی ضرور ہی کہ وہی کرے گا اسمیں فرق نہو گا ہان آفت ارضی و سماوی سے ہمیں
آگاہی نہیں ہی کیونکہ ہم نے بیشتر سنا اور دیکھا کہ بعض امور ایسے بھی ہوتے ہیں جو حیرت انگیز ہوتے ہیں جیسا کہ بعض
عقرب زہردار ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے ڈنک مارنے سے مار سیاہ کچھ دار جو نہایت زہردار ہوتے ہیں مانند
آب کے ہو کر بہ جاتے ہیں چھوٹے جانور بڑے جانوروں پر غالب آجاتے ہیں فتح و شکست کی خبر نہیں
جب تک جو مقدر میں ہوتا ہی اُس کا ظہور ہوتا ہی ظاہر دیکھکر انسان نیک و بد جان سکتا ہی حال باطنی سے
خبر نہیں رکھتا ہی اگر پشہ یا چیونٹی فیل مست کو مار ڈالے تو یہ تقدیری بات ہی بظاہر ہاتھی باقی ہی اور وہ
سو رہی ہی اُس کو اس سے کیا مناسبت ہی اسی طرح لحاظ کرنا چاہیے کہ اسفندیار کچھ فرامرز ثانی سے
تن و توش وغیرہ میں کم نہ تھا بلکہ کچھ فرامرز ثانی سے قوی الجثہ تھا یہی مقدر سے آج اپنے جثے سے زیر
ہو گیا ہی غرضکہ اقبال و بد اقبالی سے کسی کی کوئی واقف و آگاہ نہیں ہی یہ موقوف بخوبی و بدی مقدر ہی
غزاق شاہ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمہارے کہنے کو ہم بدولت پسند کرتے ہیں اور بیران بر سوار کی شجاعت
و بہادری پر نظر کرکے اُس کی التماس کو بھی منظور کرتے ہیں یہ کہکر اسیوقت اپنے ملازموں سے کہا کہ
کہدو نقارچیوں سے کہ ہمارے لشکر میں بنام بیران بر سوار طبل جنگ و نقارہ رزمی پر چوب
لگائیں ملازموں نے اپنے بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازوں نے حسب الحکم بادشاہ
چوب نقارہ رزمی پر لگائی صدائے نقارہ رزمی بلند ہوئی جملہ اہل لشکر کا صدائے نقارہ جنگی سنکے
آگاہ ہوئے کہ کل پھر میدان رزم میں لڑائی ہوگی ابھی مرتبہ نقارہ جنگی بنام بیران بر سوار بجایا گیا ہی
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی بظاہر کوکب اقبال اہل اسلام کا اوج پر ہی اور ہم لوگوں کا ستارہ اقبال

پستی اختیار کیے ہوئے ہے دلیل ہماری اس فہم و فراست کی یہ ہے کہ اسفندیار کجکلاہ بظاہر فرامرز تعلق سے فربہی میں زیادہ تھا یقین تھا کہ سردار سپاہ ہمارا سپہ سالار اہل اسلام پر فتحیاب ہوگا لیکن بوجہ بد اقبالی بادشاہ کے خلاف و برعکس سمجھنے ہمارے کے ہوا خیر جو ہوا وہ ہوا ہم سب فرمانبردار ہیں جو کیا اختیار ہے جو حکم بادشاہ ہے ہیں اُس پر عمل کرنا منظور ہے اب جو کچھ ہوگا اُسے دیکھیں گے بالفعل تو حکم شاہ سے تیاری جنگ میں مصروف ہوتے ہیں یہ دل میں خیالات کرکے تیاری جنگ میں مصروف ہوئے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے تھا۔ تو نقارہ جنگی بجنے سے تیاری جنگ میں مصروف ہوئے ہیں لیکن دلسوز بن جانسوز عیار طرار کہ پاس پردۂ بارگاہ غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ کے بصورت خدمتگار رکھا اتھا واسطے دریافت کرنے خبر کے آیا تھا تمام تقریر بادشاہ مذکور و ہیران ہیر سوار وارکان دولت و صدا سے نقارہ جنگی بگوش خود سنکے جلد تر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اُسوقت بارگاہ عمان شاہ میں پہونچا کہ دربار آراستہ تھا فرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ و جمہور صف شکن و صمصام تیغزن وغیرہ سلطے قدر مراتب دنگون بیٹھے ہوئے تھے شاہ موصوف بالاے تخت زرین بعد خوشی بیٹھا تھا تعریف شجاعت و دلاوری فرامرز ثانی کی کر رہا تھا کہ دلسوز بن جانسوز نے حسب دستور مراسم عبودیت و فدویت بجالا کر پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیکر ثنا و دعا بادشاہ موصوف اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی بیان کی کہ۔ نظم

شاہا اساس ملک بتو استوار باد
ایمون عروس ملک ترا در کنار باد
گر در ممالک تو پریشانی اوود
در و فیض اگر زجود تو باشد جیار باد
صیت تو تا بسیط زمین زیب سے کند
جانش ہمیشہ خستۂ تیر خمار باد
بازیکہ بر سر غلمت دارد آشیان
تا محشر دائرات فلک را مدار باد
گردون تیز حملہ کہ تندی از و برند
از خوبی ہمیشہ چو دار القرار باد
وقتے کہ جنبش سپہ فتنہ بود
بر فرق خصم گوہر تیغت نثار باد
از دفتر اسامی و القاب بندگانت
حفظت ہمیشہ بر سر این ہفت و چار باد

عمر تو ایکہ دور فلک با مدار باد
ہرگل کہ راحتے بدل آرد نسیم او
در زلف لعبتان خطا و تتار باد
نازل ترین منازل قدر تو چرخ شد
با ابلق زمانہ بسرعت سوار باد
وان اژدہا کہ ہر دم او کم بود جحیم
ہموارہ رگ سان سپہر شکار باد
و زنعل مرکب تو کہ خاقان نصرت ست
در پیش قہر تو چو زمین بردبار باد
تا زہرۂ عدو چو زمرد بردن جہد
حفظ تو پیش دولت و ملت حصار باد
در مغز فتنہ خنجر چون گندنات را
اول ورق سپہر دو م روزگار باد

ہر آرزو کہ در دل اندیشہ بلند بود
در چشم دشمن تو نکہت چو خار باد
در عہد تو بخشے حزین ستونش سے
عالی ترین مراتب خصم تو دار باد
آنکس کہ جز بیاد تو نوشدے نشاط
پیش زبان تیغ تو در زینہار باد
بر مرکز مراد تو کان قطب دولت ست
در گوش آسمان زشرت گوشوار باد
دار الملک کہ مقر سعادت ست
در دست تو بہر کہ ہی چو مار باد
جائیکہ جلوہ گاہ عروس ظفر بود
تا تیغ صور خاصیت تو کشتہ باد
تا ہفت چرخ بر سر این چار عنصر ست

بعض اہل دربار نے کہا کہ بیشں باد دلسوز بن جانسوز نے بعد ثنا و دعا کے تمام تقریر غراق آہن کلاہ آبدیدہ ہوکر اور اظہار صدمہ اُس کا اور گفتگوے ہیران ہیر سوار و تقریر ارکان دولت حرف بحرف بیان کرکے عرض کیا کہ غراق آہن کلاہ نے ہیران ہیر سوار کے کہنے سے اور ارکان دولت کی رائے سے بنام ہیران ہیر سوار طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس کا یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان جنگ میں مع اپنی تمامی سپاہ کے آکر معرکہ آراے نبرد ہو بالفعل خبر مشتہر شاہ موصوف نے تقریر اُس کی بگوش مفصل سماعت کرکے فرمایا کہ تدوکہ ہمارے لشکر ظفر اثر میں بھی طبل جنگی دمکادہ نزدیک

پر چوب لگائی جلئے ہمکو ذات خداے امید قوی ہی کہ جس طرح آج اُس نے ہمکو فتحیاب و خندان کیا ہی
اسی طرح کل بھی اپنے لطف و کرم سے شادان و فرحان کرے گا اور امید دلی ہماری بر لاے گا کہ ہم اہل اسلام
ہین اور کفار کو صدمہ ہوگا جیسا کہ ہوا ہی اور تو نے ظاہر کیا ہی دلسوزین جانسوز نے حسب الحکم بادشاہ
موصوف نقارخانے میں بکر انارہ نوازون سے حکم بادشاہ بیان کیا اُنھون نے بعد بسم اللہ و آیہ
نصر من اللہ و فتح قریب اپنی زبان پر جاری کرکے چوب اٹھا کر نقارہ پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی
اہل لشکر آگاہ ہو کر تیاری جنگ میں معروف ہوے اُس طرف بھی لات پرست درستی آلات حرب و
ضرب میں مصروف تھے یعنی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر خواقیہ بعد نقارہ جنگی بجوانے کے اور دربار
برخاست کرنے کے روبرو لے لقا و پیر لات و منات گیا اُن کی پرستش کرکے یون ملتجی ہوا کہ اے
لات و منات کل صبح کو اہل اسلام سے پھر مقابلہ و مجادلہ ہی سردار سپاہ میرا سمی پیران ہیر سوار
فرامرز ثانی سے مقابلہ کرے گا چاہتا ہون کہ سردار سپاہ مذکور فرامرز ثانی پر غالب ہوا اُس کو قتل
کیے اور اُس کے لشکر کو تباہ و برباد کر دے مجکو فتحیابی اور اہل اسلام کو شکست فاش حاصل ہو بلکہ جملہ
لشکریان عمان شاہ نیست و نابود و ہلاک ہو جائین تاکہ میرے دل کی خوشی حاصل ہو اور اگر یہ مراد میری
حاصل ہوئی اور مسلمان پھر فتحیاب ہوئے یعنے پیران ہیر سوار بھی مثل اسفندیار کجکلاہ کے
فرامرز ثانی سے زیر ہو گیا یا دست نامبردہ سے قتل ہو گیا تو مین تمھاری پرستش سے دست بردار ہو کر
خدا کے نادیدہ کی پرستش اختیار کرون گا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤن گا تمسے بد اعتقاد ہو جاؤن گا بس
امیدوار ہون کہ میرے حال پر رحم کرکے میری مدد کیجیے گا تمنائے دلی میری بر لائیے گا اسی طور سے تمام
شب پیش لات و منات بعجز و انکسار واسطے طلب حاجت اپنی کے دست بستہ التجا کیا کیا جب صبح ہوئی تو
لباس شاہی پہنکر تاج سر پر رکھکر بارگاہ سے برآمد ہوا ارکین دولت نے جو دربار گاہ پر حاضر تھے بادب
سلام کیا شاہ مذکور نے تخت زرین پر سوار ہو کر سب کو حکم سوار ہو کر سوے میدان جنگ چلنے کا دیا
حسب الحکم جملہ اعلیٰ ادنیٰ مرکبون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری تخت بادشاہ مذکور کو کہارون
نے اٹھایا عراق آہن کلاہ ساتھ تین لاکھ سوارون وغیرہ کی جمعیت سے مع پیران ہیر سوار
جانب جنگاہ چلا بعد قطع راہ میدان مصاف مین پہونچا انتظار آنے عمان شاہ کی سپاہ کا کرنے لگا ابھی
تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا تھا کہ عمان شاہ مع فرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ و ضمضام تیغ زن
بجروح و جمہور صف شکن و درویش آفتاب صورت بجمعیت تین لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار
وارد میدان کارزار ہوا اُسوقت حسب دستور قدیم درستی میدان جنگ کی ہوئی سقے پانی چھڑک کر
میدان جنگ کے گرد و غبار کو دور کرکے میدان سے علحدہ ہوئے بعد صف آرائی موافق قاعدہ
نقیب اور کرکیت دونون لشکرون سے نکلے اُنھون نے ہر دو جوانان سپاہ کو بے شناختی دنیا و اہل دنیا
سے آگاہ کرکے تعریف اُن کے آبا و اجداد کی شجاعت کی کرکے اُن کو آمادہ جنگ کیا اول پیران ہیر سوار
صف لشکر سے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے بعد نخوت و غرور نکلا وسط میدان جنگ مین
آکر ٹھہر کر جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر چین بجبین ہو کر نیزہ اٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر پکارا کہ اے اہل اسلام
آگاہ ہو کہ نام میرا پیران ہیر سوار ہی شجاعان جہان سے بہتر و افضل ہون جملہ سرکشان جہان مجھے
دیتے ہین ہزارہا پہلوانون کو مین نے زیر کیا ہی صدہا بہادرون کو ہنگام جنگ قتل کیا ہی بیشتر تنہا لشکرون
کو شکست دی ہی شیران صحرا کو مانند سگ بازاری کے ٹکر اکر مار ڈالا ہی اکثر فیلان مست کو ضرب مشت سے

مین نے ہلاک کیا ہی بارہا مین نے اپنے گرز گران سر سے دو قلعہ کو توڑ کر قلعون مین داخل ہو کر اہل قلعہ کو
قتل کیا ہی سلاطین جہان مانند رستم پیلتن مجھسے کچھ رہتے ہین ضرب گرز میری سر کوہ کو ریزہ ریزہ کرتی ہی
نیزہ میرا سینہ کوہ مین در آتا ہی تیغ میرا خارا شگاف ہی ہزارون بہادرون کو مین نے ایک ضرب تیغ سے
دو کیا ہی دیو و جن کی ہنگام جنگ مجھے اصل وحقیقت نہین جانتا ہون پیل مست کو برابر پشہ کے شمار کرتا ہون
مجکو مثل اسفندیار رحجکلاہ خیال کرنا مین وہ ہون کہ فنون سپہ گری و شجاعت وہمت مین وحید عصر ہون
قوت وطاقت وجوانمردی مین یگانۂ روزگار ہون میرے نعرہ کو وہ شگاف سے کوہ و دشت وصحرا تھراتے
ہین درندے اور دیو و جن خائف و ترسان ہو کر بھاگ جاتے ہین زیر فلک و بالاے زمین کوئی شجاع و
بہادر ایسا نہین ہی کہ جس سے ڈرتا ہون مجھی سے سب خائف ہین کوئی مجھسے لڑ نہین سکتا اور کوئی مجھپر
غالب ہو نہین سکتا افسوس کرتا ہون کہ اس زمانے مین رستم پیلتن و اسفندیار روئین تن نہین ہین
ورنہ ان سے مقابلہ کر کے ان کو زیر کر کے اپنا مطیع و فرمانبردار و حلقہ بگوش کرتا تم لوگ بھلا مجھسے کیا لڑو گے
میرے ایک حملے کے متحمل نہو گے اس طرف تم سب کو تمہاری اجل لے کر آئی ہی یہان سے زندہ تم سب کا
جانا دشوار و ناممکن ہی مین تم سب کو تہ تیغ کرون گا آج ہی تمہارا خاتمہ کرون گا پہلے فرامرز ثانی کو تہ تیغ کرون
پیچھے سمجھون گا اسوقت فرامرز ثانی کہان ہی لشکر مین ہی یا میرے خوف سے کہین چلا گیا ہی اگر لشکر مین ہو تو
لڑنے واسطے میرے مقابلے کے بھیجو اگر وہ خائف ہو کر سامنے میرے نہ آئے تو مین خود آؤن یہ کہکر خاموش ہو کر
انتظار کرنے لگا تقریر پیران پیر سوار کی جب ختم ہوئی اسفندیار رحجکلاہ نے برہم ہو کر صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا
کیا بلکہ مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اسوقت فرامرز ثانی نے اسے روک کر کہا کہ اے بہادر کیا تمنے نہین سنا
کہ پیران پیر سوار واسطے مقابلہ و مجادلہ کے مجھے طلب کرتا ہی اور یہ قاعدہ و رسم اہل اسلام کا ہی کہ حریف
میدان جنگ مین جس کو واسطے مقابلے کے طلب کرتا ہی وہی اس سے جا کر مقابلہ کرتا ہی بس تم توقف کرو ہم
جا کر پیران پیر سوار سے مقابلہ کرتے ہین یہ کہکے عمان شاہ سے اجازت جنگ حاصل کرکے درویش
آفتاب صورت کی خدمت مین گیا ان سے بھی طالب اذن جنگ ہوا درویش موصوف نے سرگوشی مین
کہا کہ اے فرامرز ثانی حالانکہ شجاعت وہمت و قوت مین تیرے کمی و شک نہین ہی مگر ابھی تین روز اور
تین شب برابر تو کشتی لڑا ہی اعضا تیرے خستہ و دردمند ہون گے ایسی حالت مین پیران پیر سوار
سے کہ یہ سردار اسفندیار رحجکلاہ سے بھی زیادہ قوی معلوم ہوتا ہی لڑنے کو جاتا ہی میری راے یہ ہی کہ ایسے
وقت مین وہ اکہ کہ جس کا ذکر مین نے کیا تھا اپنے بازو پر باندھ کر جنگاہ کی طرف جا تاکہ حریف تیرا تجھے زیر
نکر سکے اس نے جواب دیا آپ کچھ تردد نفرماوین اگر خدا نے چاہا تو بغیر اکہ بازو پر باندھنے کے مثل اسفندیار
رحجکلاہ کے پیران پیر سوار کو بھی زیر کرون گا اگر اکہ باندھ کر حریف سے مقابلہ کیا تو گویا میرے نزدیک خلاف
شجاعت ہی یہ اکہ تو ایسی جگہ بازو پر میرے باندھیے گا کہ جہان ضرورت شدید اکہ باندھنے کی ہوگی مثلاً جسوقت
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے لڑون گا اسوقت یہ اکہ باندھ دیجیے گا کیونکہ صاحبقران
وہ ہین کہ وہ کسی حریف سے زیر نہین ہوتے ہین بلکہ شجاعون کو قوت ذوالفقاری سے زیر کرتے ہین لہذا
یہان اکہ باندھنے کی ضرورت نہین ہی بعوض اکہ باندھنے کے میرے حق مین دعا کیجیے کہ آپ کی برکت دعا سے
خداوند عالم مجکو اس حریف پر بھی غالب کرے درویش موصوف تقریر فرامرز ثانی کی سنکے لاجواب ہو کر
خاموش رہے فرامرز ثانی مرکب کو جولان کرکے شادان و خندان سوئے حریف مذکور گیا جب اس کے
قریب پہونچا مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوا چونکہ یہ جنگ طویل ہی اگر بتفصیل لکھی جائے تو خیال ناظرین

کے ناخوش ہونے کا ہے اور ناظرین بھی وہ ناظرین دقائق جو مختصر پسند ہیں لہذا اس جنگ کو بطرز اختصار و
خلاصہ تحریر کرنا منظور ہے جب فرامرز ثانی پیران پیر سوار سے خواہان ضرب ہوا اس نے نیزہ مارا اس
بہادر نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزے کا وار کیا اس نے بھی وار نیزے کا روکا اسی طرح بعد چند
طعنہائے نیزے کی فرامرز ثانی نے سنان نیزہ ایک بندنا دربا ندھ کر اس کے ہاتھ سے نکالدی اہل اسلام
نے شور تحسین وآفرین کیا کفار کو رنج ہوا خصوصاً عزاق آہن کلاہ کو بہت صدمہ ہوا پیران پیر سوار
نے منفعل ہو کر ڈانڈ نیزے کی اٹھا کر سر فرامرز پر لگائی فرامرز نے اپنے نیزے کے اوپر اسلوب سے اسے روکا
کہ چوب نیزہ پیران پیر سوار شکستہ ہو گئی پھر شور تحسین وآفرین ہوا عزاق آہن کلاہ کو پھر صدمہ ہوا آخر
پیران پیر سوار نے بعد جنگ تیر و گرز گران کے تیغ آبدار و گرانبار نیام سے کھینچ کر از حد غضبناک ہو کر مرکب کو
بڑھا کر خبردار خبردار کہکر بتمامی قوت سر فرامرز ثانی پر لگایا ادھر اس بہادر نے شمشیر و سپر بائیں ہاتھ
میں لیکر بازو پر اس کے تیغ کے نظر کی جب تیغہ اس کا قریب سر آیا فرامرز نے چالاکی سے بسرعت تمام
اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال کر کلائی مروڑ کر تیغہ اس کے ہاتھ سے زبردستی چھین لیا اس نے جھلا کر کمر زنجیر
میں ہاتھ ڈال کر زور کر کے چاہا کہ پشت زین سے اٹھا کر زمین پر پٹک دے لیکن فرامرز ثانی پشت زین
سے جدا نہو سکا آخر کار اکثر مردم کے کہنے سے مرکبوں سے اتر کر دامن جامہ و قبا گرداں کر باہم لپٹ کر
کشتی لڑنے لگے اسوقت دونوں بادشاہوں کے حکم سے بارگاہیں اور خیمے برپا و استادہ کئے گئے فرش
بچھایا گیا تخت و کرسی و میز وغیرہ بچھائی گئی پھر جملہ اعلیٰ و ادنیٰ سواریوں سے اتر کر حسب قدر و مراتب بیٹھے
کشتی دیکھنے لگے بعد تین روز اور تین شبوں کے جس طرح فرامرز ثانی نے اسفندیار کجکلاہ کو زیر کیا تھا
اسی طرح پیران پیر سوار کو بھی زیر کیا اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اہل اسلام نے شور تحسین وآفرین کیا
عزاق آہن کلاہ کو سخت صدمہ ہوا فرامرز ثانی نے پیران پیر سوار کو زیر کر کے دائرہ دین اسلام میں
لا کر عزاق آہن کلاہ سے مخاطب ہو کر آواز بلند کہا کہ اے بادشاہ شہر عزاقیہ بعنایت الٰہی و بامداد
رب کارساز تمہارے دونوں سردار نامی و ناموروں کو سر میدان جنگ زیر کر کے مسلمان کیا اب اور
کسی سردار قوی بازو کو واسطے ہمارے مقابلے کے روانہ کرو یا خود ہے اگر مقابلہ کرو ابھی ایک پہر روز
صرف آیا ہے تین پہر دن باقی ہے یہ روز جنگ و جدال میں بسر ہونا چاہیے اور اگر جنگ منظور نہو تو صلح کیجیے
دین اسلام اختیار کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچان کر اسی کو سجدہ کیجیے لات و منات کی پرستش سے ہاتھ
اٹھائیے کہ یہ دین لاطائل و باطل ہے دین اسلام دین حق ہے خیال کرو کہ شجر و حجر گل و خس مہر و ماہ و زمین وآسمان
انسان و حیوان وغیرہ سب مخلوقات خداوند عالم سے ہیں پتھر بھی مخلوق خدا ہے سنگ تراشوں
نے پتھر کو تراش کر تصویریں بنائی ہیں وہ کچھ قدرت نہیں رکھتی ہیں چاہیے تعجب تمہاری عقل و فہم
سے کہ سنگ تراشوں کی تصویریں بنائی ہوئی کو تم اپنا خداوند جان کر ان کو سجدہ کرتے ہو واہ کیا تمہارے
خداوند ہیں کہ بنائے ہوئے سنگ تراشوں کے ہیں جن میں کچھ قدرت نہیں لائق سجدہ و پرستش وہ
خالق کون و مکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و اشیا کو پیدا کیا ہے نہ پتھر کی مورتیں
دیکھو ہم نے اپنے معبود حقیقی سے واسطے فتحیابی کے دعا کی تھی اس نے ہماری دعا قبول کی تمہارے لشکر
کے دونوں سرداروں کو بمدد خداوند عالم ہم نے زیر کیا تم نے بھی اپنے خداوند سے اعانت چاہی ہوگی
انہوں نے کچھ تمہاری مدد نکی عزاق آہن کلاہ نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی ہمکو تیرے [illegible] نامنظور
نہیں ہے حالانکہ سرداران سپاہ موجود ہیں ہم بھی شجاعان جہان سے ہیں لشکر کثیر رکھتے ہیں ہم ہم سمجھ گئے

کہ دین اسلام دین حق ہے اور تمہارا خدا برحق ہے لہذا ہمکو یقین کہ تمہارا دین کرو تسلی ہمارے سرداران
سپاہ کے ہمکو بھی مسلمان کرو فرامرز تتائی نے بدرجہ ہا شادمان ہوکر انسے کلمہ طیبہ پڑھایا وہ بصدق دل
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کیونکہ شاہ مذکور نے قبل مقابلہ کرنے بہران لشکر پیر سوار کے وقت التجا کرنے کے
روبرو تھا ویر لات ومنات کہا تھا کہ اگر تو نے خداوند میری دستگیری کی اور بہران پیر سوار زیر ہوجائیگا
تو میں مسلمان ہوجاؤنگا غرضکہ عزاق آہن کلاہ جب مسلمان ہوا عمان شاہ و درویش آفتاب
صورت وغیرہ جملہ اہل لشکر اسلام کو اسلام لانے سے شاہ مذکور کے خوشی حاصل ہوئی عمان شاہ
عزاق آہن کلاہ سے برادر دینی اپنا جان کر اور ہم رتبہ اپنا سمجھ کر گلے ملا درویش آفتاب صورت
سے عزاق آہن کلاہ فقیر کامل وخدا رسیدہ جان کر ملا پھر جملہ سواران سپاہ کو اپنے مسلمان کرکے
عمان شاہ اور فرامرز تتائی وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر بصد خوشی اپنے لشکر میں لے چلا بعد قطع راہ
داخل شہر ہوا عمان شاہ و فرامرز تتائی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے دیکھا کہ شہر عزاقیہ نہایت
وسیع ہے عمارات پختہ بہتر کیں پختہ وصاف بازارین نادر خوش قطع ونفیس ہر کوچہ شہر پاک وپاکیزہ و
آباد دیکھا سیر شہر کی کرکے دل خوش ہوا جب داخلے ہوئی عزاق شاہ اپنے دربار میں عمان شاہ و فرامرز
تتائی وغیرہ چیدہ وچیدہ اشخاص کو لے گیا اول عمان شاہ سے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ
رونق افزا ہوجیے عمان شاہ نے انکار کیا پھر فرامرز تتائی سے کہا کہ آپ اس تخت پر جلوس کریں
فرامرز تتائی نے کہا کہ ہمیں تخت وتاج کی احتیاج نہیں ہے یہ تخت وتاج تمہارا تمکو مبارک ہمیں ترقی
دین اسلام منظور ہے یہی درکار ہے کہ ترقی دین اسلام ہو مذاہب باطل سے مردمان تارک ہوں معبود
حقیقی کو پہچانیں یہ کہکر عزاق آہن کلاہ کو بالائے تخت حکومت بٹھا دیا عمان شاہ برابر اس کے
تخت زرین پر بیٹھا جملہ اہل دربار کرسی ہائے قدر بمراتب بیٹھے درویش آفتاب صورت و فرامرز تتائی
وصمصام تیغ زن وتہمور صف شکن وبہران پیر سوار واسفندیار کجکلاہ کرسیوں اور دنگوں پر
بیٹھے شاہ شہر عزاقیہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت وضیافت بنہایت خوبی وتکلف سے کیا جائے اور بزم
عشرت بھی آراستہ کی جائے کہ آج ہمنے برہنمائی فرامرز تتائی راہ راست دیکھی پہلے باطل پرست تھے
اب حق پرست ہوئے ہیں اس کی خوشی کرنا ضرور ہے ملازموں نے حکم کی تعمیل کی علاوہ سامان دعوت و
ضیافت کے بزم عشرت آراستہ ہوئی ارباب نشاط حاضر بزم ہوکر رقص ونغمہ کرنے لگیں اہل بزم بصد خوشی
دیکھنے سننے لگے عین بزم عشرت میں بحکم عزاق آہن کلاہ ساقیان گلپیرہن کشتیان شراب ناب
یعنی عرق مقوی قلب ودماغ وخوشبو بہتر از مشک واز عنبر مع ساغرہائے بلورین وشیشہ ہائے
پر از عرق مذکور لے کر حاضر ہوئے بناز وانداز ساغرہائے بلورین میں وہ شراب ہر ایک اہل بزم کو پلانے
لگے جب ہر ایک شخص دو دو جام صہبائے مذکور پی چکا ساقیان خورشید وکشتیاں مئے ناب کی اٹھا کر
بزم عشرت سے چلے گئے اہل بزم بعد مے خواری پھر نازنینان خوب رو کی طرف متوجہ ہوئے گانا ان کا
سننے لگے اسی طرح چھ روز دعوت وجشن کو گذرے تھے کہ عزاق آہن کلاہ کے حکم سے انہیں چھ روز
کے درمیان میں جملہ ساکنان شہر عزاقیہ مسلمان ہوئے تھے بتوں کو اپنے گھروں سے دور کیا تھا
بتخانے منہدم کر کے مساجد کی بنا ڈالی تھی جابجا آواز اذان آنے لگی تھی مردمان شہر پابند صوم وصلوۃ
ہوئے کہ ساتویں روز بزم جشن میں ایک مطربہ خوش گلو خوب رو یہ غزل گا رہی تھی غزل

حاضر ہے جام یہ سبو ہے | ذرا نہ پلا سکے اگر وضو ہے | اک داغ سا سینہ جگر میں | اک خون شدہ دل میں کی نمو ہے

قسمت سے یہ کون آ گیا ہی	آج اپنی یہ کس سے گفتگو ہی	بگڑی بگڑی سی ہی طبیعت	اکھڑی اکھڑی سی گفتگو ہی
جسے تو کچھ عشق میں نہ ہوگا	ایسا ہی جو پاس آبرو ہی	تصویر میں اس کی کیا دھرا ہی	جو کچھ ہی سو لے خیال تو ہی
ارماں پہ چڑھنے بھٹکتے ہیں	دم تو سلی دل میں آرزو ہی	مجھسے بھی تو مدعا ہی پوچھ	میرے بھی تو دل میں آرزو ہی
تلوار کا تیری پیٹ بھر جائے	اتنا تجھ میں کہاں لہو ہی	میں ہوں ملنے میں دوست تم	وہ ہی خلوت ہی اور عدو ہی
عالم میں پتا نہیں تمھارا	عالم کو تمھاری جستجو ہی	تجھ سا کوئی اور ہی فدائی	تجھ سا کوئی اور خوب رو ہی
	مشتاق ہی عزیز اب بھی آج ہے	جن کو کہ محبت عدو ہی	

اہل بزم بگوش ہوش سن رہے تھے بجائے خود تعریف خوش گوئی مطربہ و اشعار غزل مندرجہ کرتے تھے نازنین بھی نہایت خوبی سے رقص و نغمہ کر رہی تھی کہ ناگاہ ایک ناقہ سوار معزز لباس فاخرہ پہنے ہوئے مندیل وزارت سر پر رکھے ہوئے در دولت بادشاہ شہر غراقیہ پر آیا ناقے سے اتر کر اجازت حاصل کر کے بزم عشرت میں گیا اس کے آنے سے نازنین مذکورہ نے رقص و نغمہ موقوف کیا بزم عشرت سے انعام لے کر چلی گئی جب وہ وزیر داخل محفل عیش ہوا حسب قاعدہ بادشاہ کو سلام کر کے اشارہ پا کر موافق اپنی عزت کے بیٹھا شاہ غراقیہ نے اس سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے کہاں سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے یہاں کس غرض سے آیا ہے اس نے عرض کیا کہ یہ کمترین وزیر ہے شاہ ماہر نقش یمن کا شہر نقش یمن سے یہاں آیا ہے نام اس خاکسار کا روشن رائے ہے ایک نامہ اپنے بادشاہ کا لے کر آیا ہوں سنا ہے کہ اس دیار میں ایک درویش نیک خلیق و بے آرزو صاحب کمال عدیم المثال خدا رسیدہ عابد و پارسا متقی و پرہیزگار بندہ برگزیدہ پروردگار صاحب کرامات ہمراہ عمان شاہ والی شہر عمان و فرامرز ثانی پہلوان لاثانی شہر غراقیہ نو اسلام آباد میں تشریف لائے ہیں ان کو ایک نامہ بطور رقعہ ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے لکھکر میرے ہاتھ روانہ کیا ہے میں ایک نامہ دار ہوں چاہتا ہوں کہ درویش موصوف کی خدمت عالی میں جا کر وہ نامہ ان جناب کو دوں اور جواب حاصل کر کے اپنے بادشاہ عالی جاہ کی خدمت میں جاؤں شاہ غراقیہ نے کہا کہ اے وزیر روشن رائے تم جن صاحب کمالات کی تلاش ہو دیکھو وہ سامنے تشریف فرما ہیں واقعی بقول تمھارے یہ درویش نہایت نیک و صاحب کمال ہیں ان کی زبان میں اثر ہے وزیر نے اٹھکر باادب سلام کر کے عرض کیا کہ جائے شکر ہے بعد بہت جستجو کے یہ مدعا ہاتھ آیا میں نے آپ کو پایا اب امید ہے کہ مراد دلی بھی بر آئے گی جس واسطے میں نے اتنی مسافت بعیدہ اٹھائی ہے وہ کام سرانجام پائے گا آپ کے سبب سے مدعائے دلی بر آئے گا درویش موصوف نے اپنی ریش دراز و سفید پر ہاتھ رکھکر آواز نحیف پوچھا کہ اے وزیر خوش تدبیر قبل نامہ دینے کے یہ تو بیان کر کہ تیرا بادشاہ کس امر کی مجھسے اعانت چاہتا ہے آیا خواستگار دعا ہے یا اولاد کی حاجت رکھتا ہے حالانکہ اس فقیر کو آگاہی ہے جس واسطے تو آیا ہے مگر بیان کہ فضل خدا سے ہم لاچار نہیں ہیں اس نے عرض کیا کہ واقعی آپ درویش کامل ہیں شہرہ آپ کا دور دور ہے ہمارے بادشاہ نے بھی اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور کمالات عجیب و غریب آپ کے سنے ہیں پس آپ سے اظہار حاجت کیا ضرور ہے آپ تو خود ہی اس حاجت سے ماہر و آگاہ ہو چکے ہیں درویش موصوف نے مسکرا کر ارشاد کیا اس میں تو شک نہیں کہ مجکو سب حال سے تیرے شہنے کے آگاہی ہے مگر نامہ بادشاہ کا نہ لینا اور اسے نہ دیکھنا یہ بھی خلاف ادب ہے یہ سنکے وزیر مذکور نے نامہ دیا درویش موصوف نے نامے کو دیکھکر عبارت نامہ پڑھکر کہا کہ ہاں وہی لکھا ہے جس سے

مجھے آگاہی ہو چکی ہی عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی و صمصام تیغزن و تہور
صف شکن نے عرض کیا کہ ہم سب چاہتے ہیں کہ آپ عبارت اس نامہ کی ہمیں آگاہ فرمائیں یا
مضمون نامہ سے اطلاع دیں درویش ممدوح نے وہ نامہ عمان شاہ کو دے کر کہا کہ دیکھو جو کچھ
اس میں لکھا ہو عمان شاہ نے وہ نامہ لے کر پڑھوایا بعد القاب و آداب کے یہ عبارت اُس نامہ میں
لکھی تھی کہ اے درویش صاحب کمال والے شاہ عدیم المثال چند ماہ سے مجکو صدمہ و ملال ہو اور سبب
رنج و غم یہ ہی کہ میرے شہر کی حد میں ایک کوہ واقع ہی نام اُس کا کوہ صندلین ہو اور اُس پہ کسی زمانے کا
ایک قلعہ بنا ہوا ہی رنگ قلعہ صندلی ہو اسو جہسے اُس کوہ کو بھی خاص و عام کوہ صندلین کہتے ہیں قبل
چند ماہ میں اپنے شہر میں بآرام و راحت بخوشی و خرمی و بعدل و داد زندگی اپنی بسر کرتا تھا رعایا مجھسے
بہت خوش تھی کوئی بادشاہ بقصد ملک گیری و جنگ و جدال مجھسے آکر مقابل ہوتا تھا بلکہ میرے خوف سے
رُخ بھی کبھی میرے شہر کی طرف نکرتا تھا کیونکہ میں تین لاکھ سواران آزمودہ کار اور ایک سردار سپاہ لاجواب و
یکتائے روزگار رشک رستم بیلتن شجاع و صف شکن رکھتا تھا نام اُس سردار تہور شعار کا صارف تیغزن
تھا یکایک ایک دیو مثل بلائے ناگہانی میرے شہر میں آکر بالائے کوہ صندلین قیام پذیر ہوا وہ کہیں سے
ایک نقارہ کلان لایا تھا ایک روز اُس نے اُس نقارے پر چوب لگائی صدائے نقارہ مذکور سے جملہ
نقارے میرے لشکر کے اور تمام ڈھول اور تلنگے چاک چاک ہوگئے ہر ایک نقارہ دہل کا جگر صدائے
نقارہ مذکور سے شق ہوگیا ہر ایک پھٹ گیا اس واقعہ حیرت افزا سے جو مجکو آگاہی ہوئی کیا کہوں کیسا
غصہ مجکو آیا کہ حد اُس کے اظہار نہیں کی جاسکتی اسی عالم غصہ و غضب میں میں نے حکم کیا کہ جلد سب
فوج ہماری مسلح ہو حسب الحکم تین لاکھ سواران آزمودہ کار مسلح ہوئے میں مع سامان جنگ تمامی
لشکر اپنا اپنے ساتھ لے کر زیر کوہ صندلین پہونچا دیکھا کہ وہ دیو سیاہ بیٹھا ہی نقارہ بھی رکھا ہی یہ دیکھکے
مجکو بدرجہ کمال غصہ آیا تیراندازوں کو حکم دیا کہ زیر کوہ یا کسی بلندی پر سے اس دیو کو نشانہ تیر کرو یہ سنکر
تیراندازوں نے میرے حکم کی تعمیل کی مگر کوئی تیر اُس دیو تک نہ پہونچا آخرکار سردار سپاہ میرا مسمی
صارف تیغزن نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکال کر بآواز بلند کہا کہ او دیو نابکار و ناہنجار اگر مرد ہی تو
کوہ سے اتر کے میرے سامنے آ مردانہ وار مجھسے مقابلہ کر کیا بالائے کوہ بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا ہی دیو مذکور زیر کوہ
مجمع کثیر سپاہ دیکھکر اور مجکو بھی بالائے تخت زرین مشاہدہ کر کے دل میں اپنے یہ خیال کر کے کہ اسی
بادشاہ کو سزا دینی چاہیے جو اسقدر فوج میرے قتل کرنے کے واسطے لایا ہی اور تیراندازوں کو حکم دیا ہی کہ جبھی
تیر لگا میں اپنی جگہ سے بعد خفت اُٹھا اور مجکو بالائے تخت زرین سے لے گیا میں بیہوش ہوگیا جب مجکو
ہوش آیا اُس دیو نے مجھے کہا کہ میں نے تیری کیا خطا کی تھی کہ تو مجھپر غضبناک ہوکر یہ فوج لایا ہی شرط
کہ ابھی تجکو کھا جاؤں میں نے کہا کہ ہاں مجھسے نادانی ہوئی اب ایسی حرکت نہوگی دیو نے مجھے بالائے
کوہ سے زیر کوہ پہونچا دیا میں تو جانبر ہو کے مع تمامی فوج اپنی کے اپنے شہر میں چلا آیا اور فکر میں رہا
لیکن بعد چند روز کے ایک روز میری دختر نے کہ نام اُس کا ملکہ روشن آرائے جہان ہی حمام میں جاکر
بالائے بام جاکر ارادہ اپنے بالوں کے سکھانے کا کیا تھا اور کنیزیں وغیرہ عورتیں بہت سی حاضر خدمت تھیں
کہ ناگاہ وہی دیو سیاہ آکر میری دختر مذکورہ کو دیکھکر فریفتہ ہوکر اُٹھا لے گیا یہ خبر مجکو جو ہوئی الفت فرزندی
و نیز کثرت غیرت و حیا و شرم سے تاب تحمل نہ لاکر پھر مع اپنی تمامی فوج کے زیر کوہ مذکور پھر گیا میں ارادہ
کہ ابھی پھر مرتبہ دیو سیاہ اٹھا کر لے جائے گا اور کھانے کا صدمہ و رنج و ذلت سے مجھے نجات و فرصت ہوگی

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس دیو نے غضبناک ہو کر ایک نیزہ نکال کر بجانی میں اور سب لشکر میرا بیہوش ہو گیا
وہ دیو مجکو اٹھا لے گیا ارادہ میرے کھانے کا کیا کہ یکایک مجھے ہوش آیا دیکھا کہ دختر میری بیٹھی ہی رو رو کر
اُس دیو سے کہہ رہی ہی کہ اے دیو ولے تجھپر کہ تجھسے دعوئے الفت رکھتا ہی اور میرے سامنے میرے والد
کو کھاتا ہی دیو کہہ رہا ہی کہ ایک مرتبہ میں نے تمہارے باپ کو اس اقرار سے چھوڑ دیا تھا کہ اب کبھی ادھر کا
ارادہ آنے کا نہ کرنا اس نے خلاف اقرار کیا ہی اس وجہ سے اس کو کھاتا ہوں کیونکہ دشمن میری جان کا ہی لیکن
دختر نے جواب دیا تھا کہ اگر تم ہمکو چاہتے ہو اور ہمسے محبت رکھتے ہو تو ہمارے والد کو چھوڑ دو اور یہ کہ وہ پہونچا دو
ورنہ مجکو رنج عظیم ہوگا میں ابھی اس کوہ سے سر ٹکرا کر اپنی جان دیدونگی دیو نے یہ تقریر میری
دختر کی سنکے پھر مجکو زیر کوہ پہونچا دیا اُس روز سے اب تک میں اپنی دختر کی جدائی میں نالان و گریان
ہوں باوجودیکہ بادشاہ اپنے شہر کا ہوں جملہ سامان عیش و راحت کے موجود و مہیا ہیں مگر فراق دختر کے
غم سے زندگی تلخ ہی چاہتا ہوں کہ جلد ہلاک ہو جاؤں یا اپنی دختر مذکورہ کو پاؤں چونکہ اس زمانے میں
سنا گیا اور اخبار سے معلوم ہوا کہ آپ ایسے درویش صاحب کمال معہ ہمراہ بادشاہ شہر عمانیہ کے طرف
قدم رنجہ کیا ہی اور آپ کی برکت دعا سے فرامرز ثانی نے اسفندیار کجکلاہ و پیران پیر سوار کو
زیر کرکے مسلمان کیا ہی اور عراق آہن کلاہ نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہی اپنی تمامی رعایا کو بھی
مسلمان کیا ہی اسوجہ سے بامید حاجت روائی خود یہ نامہ آپ کی خدمت عالی میں بدست وزیر اعظم
اپنے کے روانہ کیا ہی امیدوار ہوں کہ براے لِلّٰہ اپنے معبود حقیقی کے میرے حال زار پر رحم کرکے یہاں
تشریف لاکر مجھے قید غم سے رہا کیجیے یا تعویذ کے ذریعہ سے مجھے میری دختر سے ملا دیجیے اور شر دیو سے آئندہ
بھی مطلق کر دیجیے گا تو میں بھی مثل عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے دین اسلام اختیار کرونگا
دین آبائی جو بت پرستی ہی اُس سے تارک ہونگا تازندگی آپ کا احسانمند رہونگا زیادہ کیا لکھوں جب
نامہ مذکور بایں عبارت مندرجہ بالا پڑھا گیا جملہ اہل بزم عشرت نے مانند فرامرز ثانی و عمان شاہ
وغیرہ سے پوچھا کہ اس نامے کے جواب میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں درویش آفتاب صورت نے
دست اپنا اپنی ریش دراز و سفید پر پھیر کر فرمایا کہ انشاءاللہ تعالی شاہ ماہر فرمانرواے شہر نقش بین کی
حاجت بر آئے گی چونکہ اُس نے بعد التجا نامہ لکھا ہی اور اقرار مسلمان ہونے کا کیا ہی لہذا ہم یہاں سے
اُس کے شہر میں جاکر بمدد الہی اُس کی دختر کو اُس سے ملا دینگے یہ کام کچھ ایسا دشوار نہیں ہی پیر پر تقصیر
جامع کمالات ہیں پس اے عمان شاہ اب جلد تر یہاں سے سوئے شہر نقش بین روانہ ہو کار خیر میں تعجیل
[illegible] یہ سنکے وزیر روشن راے از حد خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے عمان شاہ
نے موافق ارشاد درویش موصوف حکم سامان سفر اور کوچ کا دیا عراق آہن کلاہ نے فرامرز ثانی
و عمان شاہ سے کہا کہ میں بھی تمہارے ہمراہ چلونگا یہ کہکر حکم دیا کہ کل ہمارے شہر کے جملہ عمائد
ہمارے دربار میں آئیں و نیز جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہوں حسب الحکم سب عمائد شہر و اہل دربار دربار
میں حاضر ہو کے حسب قدر مراتب بیٹھے شاہ عراقیہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی عاقل کو سب اہل دربار کے سامنے
اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر تاج حکومت اُس کے سر پر رکھکر جملہ حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر باواز بلند کہا
کہ اے اہالیان آگاہ ہو کہ بالفعل ہمکو ہمراہ عمان شاہ جانب شہر نقش بین جانا منظور ہی لہذا ہم اپنے
جانشین اپنے وزیر اعظم و دستور معظم کو بجاے اپنے حکومت یعنی تخت حکومت پر بٹھا دیا ہی تم سب کو لازم
و مناسب ہی کہ بجاے ہمارے اسی وزیر کو جانکر اسکی فرمانبرداری و اطاعت کرنا خلاف اس کے کوئی امر

کرنا ورنہ ہم شہر نقش بین سے آکر سزاے سخت دین گے اہل دربار و جملہ عائد شہر نے عرض کیا کہ ہم حضور
کے حکم کی تعمیل کرین گے بادشاہ مذکور اپنے سامنے اہل دربار و عائد شہر سے وزیر مذکور کو نذرین
تخت نشینی کی دلواکر ہر ایک کو حسب قدر مراتب خلعت و انعام دلواکر تمام ساکنان شہر کو وزیر کا فرمانبردار
کراکر پچاس ہزار فوج واسطے انتظام شہر کے چھوڑ کر سامان سفر مہیا کرکے تین لاکھ سواران آزمودہ کار
اپنے ہمراہ لے کر ساتھ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ کے ہو کر اپنے شہر
سے سوے شہر نقش بین چلا درویش آفتاب صورت کے ہمراہ کابینۂ وزیر روشن راے و دلسوز
بن جانسوز بن مہتر قران ہوا اب چھ لاکھ سواروں کا لشکر مع سرداران سپاہ یعنی صمصام
تیغ زن و قہور صفت شکن و بیران بر سوار و اسفندیار کجکلاہ و دو بادشاہ عمان شاہ اور
غراق آہن کلاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت ہوا فرامرز ثانی بعہدہ سپہ سالاری ہمراہ لشکر
مندرجہ بالا ہوا درویش موصوف باین جمعیت سپاہ گران شادان و فرحان سوے شہر نقش بین روانہ
ہوئے اثناء راہ میں سیر کرتے ہوئے کوہ و دشت و صحرا کی بہار و کیفیت دیکھتے ہوئے جا بجا شہر و آبادی
کی سیر کرتے ہوئے کوچ و مقام کرتے ہوئے قریب شہر نقش بین کے پہونچے وزیر روشن راے نے
اپنے بادشاہ کو درویش آفتاب صورت کے آنے کی اطلاع دی وہ بعد خوشی اپنے ارکان دولت
و اعیان مملکت کے ساتھ مع تین لاکھ سواروں کے واسطے استقبال درویش موصوف کے آیا اثناء راہ
میں ملاقات شادمان ہوا عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی سے بھی ملا پھر درویش
موصوف وغیرہ کا استقبال کرکے اپنے شہر میں بعد عزت و حرمت و تعظیم و تکریم لے گیا اپنے مکانات
وسیع و آراستہ میں فروکش کیا سامان دعوت و ضیافت کا کیا دعوت و ضیافت درویش موصوف و
مصاحبان موصوف و سرداران سپاہ مذکور وغیرہ کی نہایت حسن و خوبی و تکلف سے ہونے لگی بعد چند
روز کے شاہ ماہر والی شہر نقش بین نے درویش آفتاب صورت سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو
آپ اُس کوہ کو ملاحظہ کیجے کوئی فکر ایسی کرین کہ وہ دیو ہلاک ہو دختر میری مجھے ملجاے رنج و غم دل سے
دور ہو جائے آپ کے برکت قدم سے مراد دلی میری بر آئے درویش نے ارادہ جانب کوہ جانے کا کیا
تھا سواری طلب کی تھی فکر و غور کرکے کچھ تیاری کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ دلسوز جو اس جگہ موجود تھا اُس نے
با ادب عرض کیا کہ آپ ابھی وہان نہ جائیں تکلیف نہ اٹھائیں مجکو اجازت جانے کی دیں پہلے میں وہان
جاکر دیکھ آؤں جو دیکھنا اور دریافت کرنا منظور ہو اُسے دیکھ آؤں اور دریافت کر آؤں پھر آپ وہاں
تشریف لے جائیے گا درویش موصوف نے متحیر ہوکے کہا کہ او چھوکرے تو وہان جاکر کیا کارنمایان کرے گا
مثل مشہور ہے کہ آدمی ہوکے پیر شدی چند روز سے تو ہماری خدمت میں رہتا ہے ابھی تجکو کیا ایسا فیض سے
حاصل ہوا ہے جو ایسے کارنمایان کے کرنے کا ارادہ کیا ہے ارے وہ دیو سیاہ ہے تجکو پکڑ کر کھا جائے گا مفت
جان تیری جائے گی دم جاے دلی تیرا بر نہ آئے گا تا وقتیکہ ہم وہان نہ جائینگے تو ہر مطلب ہاتھ نہ آئے گا
ہم آئین ہے تو تو ہی جو تیرا وہاں کام جانے کا نہیں ہے بعد دو چار برس کے ہماری خدمت میں رہنے سے
اور ہماری تربیت و تعلیم کی وجہ سے لائق ایسے کارہاے نمایان کے ہوگا ابھی تو اس دیو کی صورت دیکھکر
ڈر کر مر جاے گا تیری جان جاے گی یہ کوسد مرہوگا دلسوز نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت
جانے کی تو دیں دیکھیے گا کہ میں وہان جاکر کیا آفت برپا کرتا ہوں کیونکر اس نابکار کو اسیر کرتا ہوں شاہ
ماہر یہ تقریر دلسوز کی سنکے حیران ہوا دل میں اپنے کہنے لگا کہ اس درویش کے مرید اور مرید بھی کیسے کہ

طفل اُن کی یہ حالت ہو کہ دیو سیاہ کے مار ڈالنے کا ارادہ کرکے زیر کوہ جانے کی اجازت حاصل کرتے ہیں کیا یہ درویش کامل ہیں اور کیا تعلیم اس طفل کو کیا ہو ابھی شاہ ماہر اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ درویش نے دلسوز کے اصرار سے مجبوری اجازت جانے کی دی اور کہا کہ تو جا ہم بھی بعد تیرے زیر کوہ آئیں گے دلسوز یہ سُنکے وہاں سے سوئے کوہ تنہا روانہ ہوا چونکہ اب اس کے پاس کسوت عیاری اور سامان عیاری و اشیاے ضروری عیاری مہیا و موجود ہو چکے ہیں جاتے جاتے صحرا میں ایک جھاڑی میں بیٹھکر رنگ و روغن نکال کر آئینہ روبرو اپنے رکھکر صورت اپنی ایک منی کی لڑکی کی بنائی اور لہنگا گلابی اطلس کا پہنکر دوپٹہ رنگین ململ کا اوڑھ کر کنگھی چوٹی کرکے انگوٹھیاں چھلے ہاتھ کی انگلیوں میں پہنکر خوب اچھی طرح بن ٹھن کر بالکل صورت و شکل منی کی سی بناکر لباس بھی منقول پہنکر ڈھولک لیکر زیر کوہ بجاکر یہ غزل ذیل کی آواز سے گانے لگا۔

غزل

خبر نامہ بر نے آج لاکر مجھکو دی ابھی — ملے گا جلد تیرا یار قسمت ہے تری ابھی
بتوں کے ہجر میں رونا پڑا جان و دل کھونا — مقدر میں یہ میرے بات کاتب نے لکھی ابھی
دل ناشاد کا میرے لہو دل کے ہاتھوں میں — وہ کہتے ہیں یہ ہنس ہنسکر کیا مہندی لگی ابھی
جمال یار کو جب چاہتے ہیں دیکھ لیتے ہیں — ہماری آنکھ میں دی ہے خدا نے روشنی ابھی
گل خلد بریں سے خار دشت ہے لگا کے بہتر ہیں — فضا میں باغ جنت سے مدینے کی گلی ابھی
ملیں گے بیت جنت میں مجھے ہر بیت کے بدلے — لکھی ہے نعت احمد میں نے میری شاعری ابھی
ریاض ظاہری میں نور کی پالی جب تک ہے — جہاں تک ہو سکے لے برق طاعات تجھی ابھی

منی نقلی ڈھولک تال سُر سے بجاکر ناچتی جاتی تھی اور اشعار غزل مندرجہ بالا گاتی جاتی تھی چونکہ آواز دلسوز کی اس درجہ اچھی تھی کہ پرند و چرند صحرا کے مست و بیہوش ہو گئے تھے دیو سیاہ نے بالاے کوہ سے جو صداے دلسوز سنی بے اختیار ہو کر کہنے لگا کہ اے ملکہ کوئی عورت اس خوبی سے گا رہی ہے کہ دل کو میرے اُس کی آواز بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہے میں ابھی جاکر اُس کو اٹھائے لاتا ہوں اُس کو بھی تمہارے پاس رکھوں گا وہ گایا کرے گی میں بھی خوش ہونگا تمہارا بھی دل بہلے گا ملکہ نے کہا تمہیں اختیار ہے دیو اُسیوقت بالاے کوہ سے نیچے اُترکر منی مذکورہ نے اپنی اماں خالہ کو پکارنا شروع کیا دیو اُس کو کوہ پر لے گیا جب اُس کو ہوش آیا دیو کو دیکھکر وہ منی نقلی کہنے لگی کہ اے دیو یا تو مجھکو میری ماں خالہ کے پاس پہونچا دے ورنہ مجھے کھالے دیو نے کہا کہ او منی میں تجھکو ہرگز نہ کھاؤں گا اطمینان کر کہ تجھکو جب میرا دل چاہے گا زیر کوہ پہونچا دونگا اسوقت میرے اور ملکہ کے سامنے اُسی طرح سے گا جس طرح تو زیر کوہ گا رہی تھی ہم تجھکو انعام دینگے منی نے بہت سی باتیں بناکر دیو کے کہنے سے ڈھولک بجاکر یہ غزل شروع کی۔

غزل

اے شیخ بھرا ہوا سبو ہو — پڑھتے ہیں نماز اگر وضو ہو
اس موت کے ہاتھوں بچ کہاں ہیں — مرتا ہوں کہ تیری آرزو ہو
کھاتے ہیں قسم سمجھ کے مصحف — آئینہ جو اُن کے روبرو ہو
ہو وصل و وصال دو لوکی لطف — تعجب ہے ترا مرا گلو ہو
مشغل ہے ہر ایک میرے قاتل — بسمل نما مجھے سرخرو ہو
محشر ہوں گی دامن کی ڈبہ — تیرے ہی پسینے کی سی بو ہو

مانا کہ عدو کی آبرو ہو — تم تم ہو شرف عدو عدو ہو
ہر گل سے ملا کے گال دیکھو — ان دونوں میں کون خوبرو ہو
سینے کو تمہارے دیکھتا ہوں — تجھ سے بھی سوا لے سنو ہو
اپنا ہی پتہ نہیں ہے مجکو — کس پر تیرے بہ اسکی آرزو ہو
ابھرے ہوئے سینے سے وہ بادو — دل میں ہے درد آرزو ہی
دامن سے نہیں چھٹے گا قاتل — بجھ اور نہیں مرا لہو ہے

یہ آپ کی طرز گفتگو ہے	دشنام تو بات بات پر ہے	کیا اس کو بھی تیری جستجو ہے	گردش میں ہے چشم مست حیرت

دیو خوش ہوکر بے اختیار اُسکو تکنے لگا اور کہنے لگا کہ ڈومنی واہ وا کیا خوب گائی ہے ہاں ہاں یہی شعر پھر گا
کیا مضمون اس کا اچھا ہے مجھے بہت پسند ہوئی وہی شعر غزل جو وہ کہتا تھا بار بار گاتی تھی دیو سیاہ
بے تکان اُچکتا تھا واہیات طور سے ہاتھ مٹکاتا تھا ادھر سے اُدھر اُدھر سے ادھر آتا تھا کبھی اُچکتا تھا
گاہ خوش ہوکر نعرہ کرتا تھا بار بار ڈومنی کی تعریف کرتا تھا غرضکہ تا دیر ڈومنی گایا کی اور دیو ناچا کیا جب ڈومنی نے
غزل کے تمام اشعار گا کر غزل کو تمام کیا دیو نے بھی ناچنا موقوف کیا ملکہ اُس کے ناچنے اور اُچکنے سے
بہت ہنسی دیو نے ملکہ سے کہا کہ دیکھو اے ملکہ کیا اچھی گانے والی تمہارے خوش ہونے کے واسطے
میں لے آیا ہوں تمکو کس قدر چاہتا ہوں تمہاری خوشی مجکو مد نظر ہے مگر تم میرا کہنا نہیں مانتی ہو میرے وصل
سے انکار کرتی ہو جبسے تمکو یہاں لایا ہوں آجتک تمنے میری آرزو نہیں نکالی ہے ہاتھ بھی نہیں لگنے
دیا یہ تمہاری جفا اور یہ میری وفا ہے خیر تمکو چاہتا ہوں تمہاری صورت ہی دیکھکر تمہارا گانا ہی سنکر دل کو
اپنے خوش کر لیتا ہوں جبر تمپر نہیں کرتا ہوں تمکو لازم ہے کہ اپنے ایسے عاشق پر کہ جو تمہاری خوشی کا
خواہان ہے اور طرح طرح کے میوے نفیس ونایاب وشیرین تمہارے واسطے دور دور سے لاکر تمہیں کھلاتا ہے
اُس کے حال پر رحم کرو کبھی اُس کی بھی خوشی کیا کرو اپنے وصل سے شاد کام کیا کرو ملکہ نے چین بجبین
ہوکر بناز و ادا جواب دیا کہ او بد زبان دور ہو کیا بیہودہ باتیں بکتا ہے امر محال کا خواہان ہے دیو اور انسان
سے وصل ہو نہیں سکتا دیو ملکہ کی ان باتوں پر گویا مرگیا حسرت سے ملکہ کی طرف دیکھکر رہ گیا بالائے
کوہ تو ڈومنی گائی دیو ناچا خوش ہوا ملکہ ہنسی ڈومنی کو دیو نے میوہ دیا ہے وہ کھا رہی ہے باتیں بنا رہی ہے مگر اب
حال درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و شاہ ماہر بادشاہ شہر نقش میں کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جلنے
دلسوز کے جب دیر ہوئی درویش موصوف نے گھبرا کر ماہر شاہ سے کہا لشکر کو حکم دو کہ مسلح ہو ہم جانب
کوہ جائینگے تدبیر گرفتاری دیو نابکار کرینگے حسب الحکم شاہ جملہ سوار مسلح ہوکر گھوڑوں پر سوار ہوگئے
عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی مسلح ہوکر آمادہ چلنے پر ہوئے تمامی سرداران سپاہ بھی مسلح ہوئے
فرامرز ثانی بھی مسلح ہوا درویش آفتاب صورت نے اپنی جیب جامہ درویشی مرجان سرخ مو
سے منڈھی نکالی اُسے حکم دیا کہ بحکم درویش مرجان سرخ مو اے منڈھی سو گز کی طول میں ہو جا وہ منڈھی
ویسی ہی ہو گئی درویش نے اُس منڈھی میں بیٹھکر پھر یہ کہا کہ اے منڈھی مجکو سوئے کوہ منڈلین لے چل وہ
منڈھی بلند ہوئی جو لوگ ناواقف تھے وہ یہ کرامت درویش کی دیکھکر حیران ہوئے خصوصاً ماہر شاہ اور
اُس کا وزیر دونوں حیران ہوئے غرض سواری درویش آفتاب صورت بروئے ہوا چلی لاکھ سواران
آزمودہ کار مع تینوں بادشاہوں اور تمامی سرداروں کے ہمراہ ہوئے فرامرز ثانی بھی ساتھ ساتھ چلا جب
اس شان و شوکت سے درویش موصوف سامنے کوہ منڈلین کے پہونچے ٹھہر گئے اور سب کو زیر کوہ ٹھہراکر
سوئے کوہ دیکھنے لگے فرامرز ثانی بھی بالائے کوہ مذکور دیکھنے لگا یکایک وہ دیو سیاہ سامنے آیا فرامرز
ثانی نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس دیو کو للکار کر زیر کوہ بلا کر کشتی لڑ کر زیر کروں یا بضرب گرز
گران یا بضرب شمشیر آبدار قتل کروں درویش آفتاب صورت نے منع کیا لیکن فرامرز ثانی نے نمانا
آخر فرامرز ثانی نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او دیو سیاہ اگر مرد ہے تو نیچے کوہ کے آکر مجھسے مقابلہ کر اُس دیو نے نعرہ
اس بہادر کا سنکے زیر کوہ دیکھا تو لاکھ سواروں کا مجمع دیکھا اور فرامرز ثانی کو سب کے آگے گرز بدست
دیکھا از حد غضبناک ہوکے کہنے لگا کہ دیکھو اے ملکہ تمہارے واسطے پھر فوج کثیر زیر کوہ کھڑی ہے اب کی مرتبہ

مین سب کا خاتمہ کیے دیتا ہون کسی کو زندہ نہ چھوڑون گا جتنے سوار اور آدمی ہین سب کو ہلاک کرون گا
خصوصاً اس جوان قوی ہیکل موٹے تازے کو ابھی کھاؤن گا اس کا گوشت نہایت نمکین ہوگا یہ کہکر وہی
نفیر نکال کر زور سے اُس نے بجائی صدائے نفیر کی جو زیر کوہ آئی سوائے درویش آفتاب صورت
کے کہ اُس نے اپنے کانون مین روئی بکثرت رکھ لی تھی پہلے ہی انتظام نفیر کی آواز گوش مین نہ پہونچنے کا
کر لیا تھا سب کے سب مرکبون سے دم دم بیہوش ہوکر بالائے خاک گرے عمان شاہ و عزاق
آہن کلاہ و شاہ ماہر و جملہ سرداران سپاہ و فرامرز ثانی بھی تخت ہائے زرین اور مرکبون سے برسر
زمین گرے بالائے کوہ سوائے دلسوز کے کہ اُس نے بھی روئی اپنے کانون مین خوب رکھ لی تھی سب
بیہوش ہوئے یعنی ملکہ روشن آرائے جہان اور دیو بھی بیہوش ہوگیا لیکن بیہوش ہونے وقت
ایک تختی ایک ہاتھ سے جیب سے نکال کر عکس اُس کا اپنے اوپر ڈالا اُس بیہوشی مین ہوشیار ہوگیا دیکھا
تو ملکہ بیہوش پڑی ہے اور دلسوز بھی آنکھیں بند کیے ہوئے بصورت غشی پڑا ہے اور زیر کوہ سب علی ادنیٰ
خاک پر بیہوش پڑے ہوئے ہین یہ رنگ دیکھکر دیو مذکور بالائے کوہ سے زیر کوہ آیا اور فرامرز ثانی کو
بالائے کوہ لے گیا پھر اُس تختی کو نکال کر ملکہ مذکورہ اور غشی پر عکس ڈال کر دونون کو ہوشیار کیا بعدہ
ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ مین جاتا ہون تب تک اور میرے آؤن تو اس آدمزادے کے کباب کھاؤن غشی نے
کہا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی بکری لیتے آنا ہم بھی اُس کے کباب کرکے کھائین گے کیونکہ ہم کباب
آدم زادے کے نہین کھاتے ہین اور یہ ملکہ بھی نہین کھاتی ہین دیو نے کہا کہ مین تم دونون کے واسطے ایک
بکری بھی لیتا آؤن گا یہ کہکر وہ دیو سیاہ مسمی قران دیو کوہ سے ایک جانب روانہ ہوا یہان پر ملکہ
روشن آرائے جہان نے فرامرز کی جانب بنظر الفت دیکھکر آہ سرد کی غشی تعقل سمجھ گئی کہ ملکہ اس
جوان پر عاشق ہوئی غشی مذکور نے پوچھا کہ اے ملکہ سچ کہو اسوقت آپ کے آہ سرد کرنے کا کیا باعث ہوا
ملکہ نے کہا کہ اس جوان رعنا کے حال پر بہت رحم آیا کہ ابھی تو یہ بیہوش پڑا ہے تھوڑی دیر مین قران دیو
اس کے کباب کھالے گا اس بیچارے کی جان جائے گی اسی وجہ سے مینے آہ کی غشی نے عرض کیا کہ اگر یہ
جوان جانبر ہو دیو قران کے ہاتھ سے ہلاک نہو تو کیا انعام دیجیے گا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تجکو بہت
انعام دون گی مالامال کر دون گی مگر تو عورت بلکہ چھوکری ہے اس جوان کو ایسے دیو زبردست سے کیونکر
بچائے گی کیا حکمت و تدبیر کرے گی اُس نے عرض کیا کہ مین تو کوئی ایسی فکر کرون گی کہ جس سے جان اس
جوان کی بچ جائے گی صدمہ اس کے ہلاک ہونے کا آپ کو نہو گا بلکہ بہت خوشی ہوگی ملکہ نے جواب دیا کہ
مجھے تیری بات کا یقین نہین ہے بھلا تو کیونکر اس جوان کو ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچا سکتی ہے دیوانی ہے غشی
نے عرض کیا کہ مین اس جوان کو دست دیو قران سے ضرور بچا لون گی بلکہ آپ کو بھی اس دیو کے
ہاتھ سے چھوڑا دون گی آپ کو آپ کے والدین سے ملا دون گی دیو کو قتل یا اسیر کرون گی مجکو دیوانی
نہ جانیے غشی نہ خیال کیجیے مین عیار ہون نام میرا دلسوز ہے غشی کی صورت بنکر یہان تک بتدبیر آیا ہون اب
انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو دست ظلم دیو سے نجات حاصل ہوگی ذرا دیو نابکار یہان آئے تو مگر یہ راز
دیو سے نہ کہدیجیے گا ذرا خیال رکھیے گا مین اب تک اس نابکار کو مار ڈالتا فقط اسی وجہ سے نہین قتل کیا
کہ حال اس نقارہ و نفیر و تختی کا اس سے دریافت کرنا منظور تھا مجھے تو دیو قران نہ بیان کرے گا
لیکن آپ اُس سے دریافت کیجیے گا تو وہ کہدے گا ملکہ مذکور نے حال سے غشی کے آگاہ ہوکر اُس کی
تقریر سنکے بہت خوش ہوکے پوچھا کہ اے دلسوز کیونکر اس دیو سے دریافت کرون کہ وہ مجھ سے صاف صاف

کہ سے دلسوز نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دیو قران آپ سے الفت رکھتا ہے اگر آپ واسطے
تھوڑی دیر کے اُس کے پاس بیٹھکر الفت اپنی اُس پر ظاہر کرکے یہ پوچھیے گا کہ یہ نقارہ و نفیر و تختی تجکو
کہاں سے ملی ہے تیرے ہاتھ کیونکر آئی ہے اور تو ہی ان دونوں کو بجا سکتا ہے یا اور بھی کوئی ان کو بجا سکتا
ہے اور جو تاثیر و اثر تیرے بجانے سے نقارہ و نفیر کے ظاہر ہوتے ہیں اگر کوئی اور ان دونوں کو بجائے
تو بھی ایسی ہی تاثیر ظاہر ہوگی یا نہ ملکہ نے کہا کہ اچھا جس طرح تمنے بتایا ہے اسی طرح اُس سے پوچھوں گی
ابھی ملکہ دلسوز سے ہم سخن تھی کہ قران دیو نمک مرچ آتش اور ایک بکری لے کر آیا منشی نے خوش ہوکر
کہا کہ ہاں اس بکری کے کباب ملکہ اور ہم کھائیں گے تم اس جوان کے کباب کھانا مجکو ایسے مزے کے
کباب تیار کرنا آتے ہیں کہ اگر میرے ہاتھ کے تیار کیے ہوئے کباب کھاؤ گے تو بہت خوش ہوگے کبھی
اس لذت و ذائقے کے کباب نہ کھائے ہوں گے دیو نے کہا کہ اچھا تو ہی کباب تیار کر منشی نے بکری اور نمک
مرچ آتش اُس سے کر علحدہ جاکر بکری ذبح کرکے گوشت کے چار حصے کرکے ایک حصے کے کباب بغیر
بیہوشی آمیز تیار کیے اور تین حصہ گوشت کے کباب میں بکثرت بیہوشی ملا کر تیار کیے اور روبرو ملکہ مذکورہ
اور اُس دیو کے سامنے لائی جس حصہ گوشت میں بیہوشی نہیں ملائی تھی اُس گوشت کے کباب ملکہ کے
روبرو رکھے ملکہ نے اُس میں سے کچھ کباب کھائے منشی نے بھی کچھ کباب کھائے دیو نے کہا کہ او منشی
تو نے ہمارے واسطے کباب تیار نہیں کیے منشی نے عرض کیا کہ ذرا نمک مرچ پیس لوں تو ابھی تیار کرتی
ہوں دیو نے کہا کہ میں گوشت اس آدم زاد کا کاٹتا ہوں جلد نمک مرچ لا منشی نے کہا کہ ابھی گوشت اس
آدم زاد کا نہ کاٹو مجھے نمک مرچ پیس لینے دو ورنہ اتنی دیر میں سڑ جائے گا بدمزہ و خراب ہو جائے گا کیونکہ
گوشت آدم زاد کا نرم و نازک ہوتا ہے جلد سڑ جاتا ہے یہ سنکے دیو نے گوشت کے کاٹنے سے ہاتھ روکا منشی
تو نمک مرچ پیسنے گئی ادھر ملکہ نے دیو مذکور کے قریب تر جاکر ہاتھ اپنا اُس کے شاخ سر اور بازو پر رکھکر
مسکرا کر پوچھا ذرا یہ تو بتا کہ یہ نقارہ اور یہ نفیر اور یہ تختی تجکو کہاں سے دستیاب ہوئی ہے تیرے ہی بجانے
سے ان میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ نقارے سے پھٹ جاتے ہیں اور آدمی بیہوش ہو جاتے ہیں یا دوسروں
کے بجانے سے بھی یہی تاثیر پیدا ہوگی دیو مذکور کہ ملکہ کے اوپر عاشق تھا اور ملکہ اُس سے علحدہ رہتی تھی
کبھی اُس کے قریب نہ بیٹھتی تھی آج جو ملکہ اُس کے قریب تر بیٹھی اور دست نازک اپنا اُس کی شاخ
سر و بازو پر رکھا دیو بہت خوش ہوا دل میں سمجھا کہ اب ملکہ بھی مجھ سے الفت کرنے لگی ہے مدعائے دلی
بر آئے گا عجب نہیں کہ آج ہی وصل اسکا میسر ہو یہ سمجھکر دیو نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ یہ راز بتانے کا
نہیں ہے مگر تجھسے بیان کرتا ہوں کہ جب آصف بن برخیا نے بمدد حکما و اہل علم کو جمع کرکے محلات طلسم
بنائے اور لوح بھی اُن کی تیار کیں بعد ازاں اُن کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ طلسم ایک روز لٹ جائیگا
کیونکہ جب لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو جائے گی طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی میرے طلسم کو
بھی فتح کرے گا نام و نشان طلسم باقی نہ رہے گا پس کوئی ایسی فکر کرنا چاہیے کہ اگر طلسم کشا لوح طلسمی بھی
پا جائے تو بھی طلسم کو فتح نہ کر سکے اور ساکنان طلسم یا بادشاہ طلسم اُس کو ایک لمحہ میں اسیر کرکے اُسے
قتل کر ڈالے یہ خیال کرکے پھر انھوں نے حکما اور اہل علم کو جمع کرکے کہا کہ کچھ اشیا بزور حکمت و علم
ایسی تیار کرو کہ جو نایاب زمانہ ہوں کسی نے ویسی اشیا نہ بنائی ہوں بلکہ کسی حکیم نے بھی نہ تیار
کی ہوں اور وہ اشیا ایسی ہوں کہ اگر طلسم کشا کو لوح طلسمی بھی ملجائے اور اُس کے گلے میں بھی
لوح طلسمی ہو تب بھی وہ گرفتار ہو جائے اور جو نقارہ کلاں یا مجرد اُس کے لشکر کے ساتھ ہوں

وہ بھی سالم نہیں اور سب مردان لشکر ایک آن میں اسیر ہو جائیں بادشاہ طلسم یا کوئی ساکنان طلسم سے ذریعہ ان اشیاء کے
طلسم کشا و مردان لشکر طلسم کشا کو چشم زدن میں مع نوبت و نقارہ کے اسیر کرلے حکمانے متفق الرائے ہوکر نہایت محنت و
جانکاہی سے یہ نقارہ جو تمہارے سامنے رکھا ہے اور نام اس کا نقارۂ سنگین ہے تیار کیا خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو کوئی اس
نقارے کو بجائے جہانتک اسکی آواز جائے گی جسقدر نقارے اور ڈھول و تاشے وغیرہ ہونگے وہ سب دفعتہً پھٹ جائینگے
بعد اس نقارہ تیار کرنے کے حکما و علمانے از حد کوشش و محنت سے یہ نفیر تیار کی ہے تاثیر اس کی آواز
کی تم نے دیکھی کہ زیر کوہ اب تک چھ لاکھ سوار بیہوش پڑے ہیں تا وقتیکہ یہ تختی ان کے نتھنوں سے
مس نہ کی جائے یا عکس اس کا ان پر نہ ڈالا جائے گا اسوقت تک ان کو ہوش نہ آئے گا مگر اس
تیاری میں ایک نقص بھی باقی رہا وہ یہ ہے کہ جو شخص اس نفیر کو بجاتا ہے وہ بھی بیہوش ہو جاتا ہے اگرچہ
تھوڑی ہی دیر کے واسطے بیہوش ہو غرضکہ جب یہ دونوں اشیاء نادر زمانہ حکما تیار کر چکے تو آصف
بن برخیا کو دیں وہ بہت خوش ہوئے حکما کی بہت تعریف کرکے یہی دونوں اشیاء نادر روزگار ایک
دیو کے ہاتھ انھوں نے پاس اپنے بادشاہ طلسم کے یعنی جس طلسم کو آصف بن برخیا نے حکما کو
جمع کرکے زر و جواہر بے انتہا خرچ کرکے تیار کرایا تھا اس طلسم کا جس کو بادشاہ بنایا تھا اور مقرر کیا تھا
اس کے پاس یہی تین اشیاء یعنی نقارہ و نفیر و تختی بھیجی جو کہ میں خدمت آصف بن برخیا میں اکثر
جایا کرتا تھا ان اشیاء کے حال سے مجکو آگاہی تھی اتفاق سے وہی دیو مجکو راہ میں ملا تھا میں نے
اس سے پوچھا تھا کہ کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ یہ چند اشیاء لیے جاتا ہوں شاہ طلسم کو دینے جاتا ہوں
میں نے اس اشیاء کو دیکھکر پہچان کر اس دیو کو مار ڈالا اس سے یہ اشیاء لے کر پردۂ غائب سے
یہاں آکر سکونت پذیر ہوا تھا کہ تمکو دیکھا اور تمپر عاشق و شیدا ہوکر تمہیں اٹھا لایا آج تمکو اپنے
حال پر مہربان پاتا ہوں امید کرتا ہوں کہ اب تمہارے وصل سے شادکام ہونگا یہ تقریر دیو کی ملکہ اور
نقلی مشتی نے بخوبی سنی بعد گفتگو کرنے کے دیو نے کہا کہ او مشتی ارے ابھی تک تو نے کباب نہیں بھیجا
اس نے عرض کیا کہ حاضر کرتی ہوں فی الفور مشتی مذکورہ وہ کباب گوسفند از حد بیہوشی آمیز سے کر
پاس دیو مذکور کے آئی اور کہا کہ لیجئے یہ کباب گوسفند کھائیے دیکھیے کیا لذیذ و خوش ذائقہ ہیں ملکہ بھی
کھا چکی ہیں میں بھی کھا چکی ہوں بعد ان کباب کے کھانے کے اس آدم زاد کے کباب کھانا تک
ہیچ یہ موجود ہیں دیو نے وہ کباب سب یکبارگی اپنے منھ میں رکھ لیے ایسے چٹخارے کہ دیو قران
کھاتے ہی لذت سے خوش ہوکر کہنے لگا کہ اے مشتی کیا خوب تو نے کباب تیار کیے ہیں مگر کھاتے ہی
گرمی معلوم ہوئی سر گھوما جاتا ہے مشتی نے عرض کیا کہ ان کبابوں کی یہی تاثیر ہے ذرا اٹھ کر ٹہل کر دل کو
بہلائیے ہوا کھائیے دیو اٹھا وہ کیا اٹھا گویا جان سے اٹھا ایسی سر کو گردش ہوئی کہ بے اختیار مانند
کوہ کے بالائے کوہ گرا دلسوز نے نعرہ کیا کہ منم دلسوز زن جانسوز زن مہتر قران او قران دیو
نابکار یوں عیاری کرکے تجھ ایسے دیو زبردست کو میں نے بیہوش کیا ملکہ روشن آرائے جہان
دلسوز کے اس کار نمایان پر حیران ہوگئے بہت خوش ہوئی تعریف بہت کی دلسوز نے جلد وہ
نفیر و تختی لے کر اپنے قبضے میں کی اور ایک بھاہا سفوف بیہوشی کا بنا کر اس کے دماغ پر رکھدیا تاکہ
ہوش نہ آئے ابھی دلسوز نے دیو کو بیہوش کرکے ارادہ فرامرز ثانی کے ہوشیار کرنے کا کیا تھا
بلکہ عکس اس تختی کا اس پر ڈالا تھا جس کو ہوش آنے لگا تھا کہ یکایک درویش آفتاب صورت
اپنی مسند ہی میں بیٹھے ہوئے بالائے کوہ آئے دیکھا کہ فرامرز ثانی ہوشیار ہوکر اٹھا ہے دیو بیہوش

پڑا ہوا ہی ملکہ مذکورہ بیہوش ہی جب تک ملکہ مذکورہ انکھ پوشیدہ ہو فرامرز ثانی نے اُسے دیکھ لیا دیکھتے ہی
عاشق ہوا اتنی دیر مین درویش موصوف نے دیکھ بھال کر دلسوز کی طرف نظر کی دلسوز نے کہا کہ
آپ نے یہان تشریف لانے کی زحمت کیون گوارہ کی مین سب کام کر چکا نقارہ و نفیر کی کیفیت و حقیقت
معلوم کر چکا تختی کی بھی تاثیر دریافت کر چکا دیو قران کو بھی سفوف بیہوشی آمیز کباب کھلا کر بیہوش
کر چکا فرامرز ثانی کو شہر دیو سے بچا چکا لیجیے یہ نقارہ ہی نام اس کا سنگین ہی اور یہ نفیر ہی اور یہ تختی وہ ہی
کہ جس کے عکس ڈالنے اور مس کرنے سے ہر ایک بعد سننے صداے نفیر کے اور بیہوش ہونے کے ہوشیار
ہوتا ہی اس کے بعد جو کچھ ان اشیا کی بابت دیو سے سنا تھا بیان کیا درویش آفتاب صورت
نے دلسوز کے سراپا پر نظر کر کے اُس کے اس کار نمایان کے کرنے پر تحسین و آفرین کر کے نقارہ و نفیر
کو اُس سے لے کے داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کیا اور تختی کو لے کر اور دیو قران کو
کہ بیہوش تھا مندھی پر ڈال کر ملکہ روشن آراے جہان اور فرامرز ثانی و دلسوز کو مندھی
مین داخل کر کے جو کچھ مال و اسباب دیو قران کا بالاے کوہ مندلین تھا اُس کو بھی نذر جیب جامہ
درویش مرجان سرخ مو کر کے مندھی سے کہا کہ اے مندھی بحکم درویش مرجان سرخ مو ہم
سب کو یہان سے نیچے اس کوہ کے پہونچا دے مندھی وہان سے زیر کوہ سب کو لے آئی درویش
موصوف نے فرامرز ثانی اور دلسوز کو مندھی سے باہر کر کے اُس تختی کا عکس ماہر شاہ والی حاکم
شہر نقش بین پر ڈالا اُس کو ہوش آیا درویش نے کہا کہ اے شاہ شہر نقش بین دیکھو یہی تمھاری دختر
ہی اس سے ملو اور اس کو محافہ وغیرہ مین بٹھاؤ اور دیکھو یہ دیو وہی ہی کہ جس کے ہاتھ سے تم عاجز
ہوئے تھے یا نہین شاہ موصوف اپنی دختر کو دیکھتے ہی از حد شادمان ہو کر اُس سے ملا دوڑ کر اُس کو
اپنے سینے سے لگایا وہ اپنے پدر سے لپٹ کر رونے لگی بعد گریہ و زاری شاہ موصوف نے اپنی دختر
کی پردہ داری کی فکر و تدبیر کی پردے مین اُسے محافے کے بٹھایا پھر قدم درویش موصوف کو چوم کر
گویا ہوا کہ اے درویش باکمال واقعی آپ کا مثل و نظیر نہین ہی آپ نے اپنی کرامت و کمال سے
میری حاجت و آرزو کے بر لانے مین خوب سعی کی تا زندہ ایم بندہ ایم درویش موصوف نے کہا کہ
جو تم نے اقرار کیا تھا اُس کا بھی تمھین کچھ خیال ہی اُس نے کہا کہ ہان یاد ہی آپ مجھکو ہدایت و تلقین کلمہ
کیجیے درویش ممدوح نے اُس کو کلمہ طیبہ تلقین کیا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا فرامرز ثانی
اور درویش موصوف اُس کے مسلمان ہونے سے شادمان ہوئے پھر درویش موصوف نے عکس
اُسی تختی کا ہر ایک اعلی ادنی پر ڈال کر ہوشیار کیا سب کو ہوش آیا بعد دریافت حال ہر ایک نے
درویش موصوف کی بہت تعریف کی اکثر نے [illegible] ہزارون سوار قدمبوس ہوئے غزاق
آہین کلاہ بادشاہ شہر غزاقیہ و عمان شاہ نے بھی کہ ابھی تک یہ دونون بادشاہ بھی حال درویش
آفتاب صورت سے ماہر و آگاہ نہین ہین بہت کچھ ثنا و تعریف درویش کے کمال کی کی درویش
نے بعد ہوشیار کرنے جملہ بیہوشون کے دیو کے اسیر کرنے کا سامان کیا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ
آپ اس کو اسیر نہ کرین بلکہ ہوشیار کرین درویش موصوف نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی اگر یہ ہوشیار
ہوگا تو بدشمنی پیش آئے گا اور چلا جائے گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ کیا مجال اس دیو کی کہ اب
کسی کو کچھ ضرر پہونچا سکے اور میرے سامنے سے کہین جا سکے درویش ممدوح نے عکس اُس تختی کا تو
اُس دیو پر نہ ڈالا تختی مذکورہ کو داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کر کے پھاہا بیہوشی کا

اُس کے دماغ سے دور کرکے فتیلہ دفع بیہوشی اُس کو سنگھایا دیو کو ہوش آیا اپنے تئین زیر کو پایا
حیران ہوا فرامرز ثانی نے اُس سے کہا کہ او قران دیو آگاہ ہو کہ نقارہ و نفیر و نوح تجھسے لیگئی
ملکہ روشن آرائے جہان اپنے والدین سے ملی تجکو بیہوش کیا تھا اب ہوشیار کیا ہی اگر تو اطاعت
ہماری کرے گا تو زر و انعام پائے گا تجھے لازم ہی کہ ہمارے ہمراہ رہ گوشت تجکو واسطے کھانے کے
اسقدر دیا جائے گا کہ تو سیر ہو جائے گا قران دیو نے فرامرز ثانی کو کلمات درشت کہکے ارادہ
جان لینے کا کیا اسوقت فرامرز نے سب کے سامنے بعد غضب اُس کو پکڑ کر زمین پر گرا کے سر اُس کا
دھڑ سے کھینچ لیا جملہ اہل لشکر و سرداران سپاہ و بادشاہ یہ قوت و طاقت و شجاعت فرامرز ثانی
کی دیکھکر حیران و شادمان ہوئے خصوصًا درویش آفتاب صورت نے بہت خوش ہو کر اُسکے
زور بازو کی ثنا کی ماہر شاہ نے بھی تعریف کی اور اُس کو ہر طرح لیاقت و شرافت مین اچھا پایا اپنی خیال
واسطے اپنی دامادی کے پسند کیا کہ اس نے میری دختر کو بالاے کوہ جاکر دیکھا ہوگا بہتر و مناسب
یہی ہی کہ اسی جوان سے اپنی دختر کو منسوب کردون ایسا جوان پھر بہر دامادی نہ ملے گا یہ خیال کرکے
خاموش رہا پھر وہان سے بعد ہزار خوشی اپنی دختر اور درویش آفتاب صورت پر زر و جواہر نثار
کرتا ہوا مع اپنی تمامی سپاہ کے اپنے شہر مین آیا ملکہ روشن آرائے جہان محافہ زرین سے اتر کر
داخل محلسرا ہوئی جملہ عورات محلسرا اُس کے دیکھنے اور آنے سے ازحد شادمان ہوئین خصوصًا مادر ملکہ
مذکورہ اپنی دختر کو دیکھکر بہت خوش ہوئی ملکہ نے اپنی مادر کو با ادب سلام کیا اُس نے اس کو اپنے
سینہ سے لگا کر گریہ و بکا کیا دیگر عورات بھی ملکہ موصوفہ سے ملکر روئین بعد گریہ و بکا کے اور ملنے کے
سامان خوشی و جشن ہوا محلسرا مین ملکہ کے آنے سے گویا عید ہوئی ملکہ پر سے ہزارہا روپیہ اشرفیان
جواہرات تصدق کیا گیا غربا محتاجون کو دیا گیا غرض وہ تصدق پاکر امیر کبیر ہوگئے بادشاہ شہر نقشدین
نے اپنے دربار مین آکر عمان شاہ اور درویش آفتاب صورت کا شکریہ ادا کرکے کہا کہ اب اس
تخت حکومت پر آپ دونون شاہون مین سے کوئی صاحب جلوس کرین مجکو اپنا فرمانبردار جانین
عمان شاہ نے اُس کے تخت حکومت پر بیٹھنے اور حکمران ہونے سے عذر و انکار کیا درویش
آفتاب صورت نے کہا کہ مین ایک درویش ہون مجکو تخت نشینی سے کیا غرض یہ تخت و تاج تمھارا
تمکو مبارک ہو یہ کہکے ماہر شاہ کو بالاے تخت حکومت بٹھا دیا پھر خود بھی برابر تخت ماہر شاہ کے
بالاے کرسی بیٹھے عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ بھی برابر تخت ماہر شاہ کے تختہاے زرین
پر بیٹھے جملہ سرداران سپاہ بھی حسب قدر مراتب دنگلون پر رونق افزا ہوئے خصوصًا فرامرز ثانی
برابر تخت ماہر شاہ کے زرین دنگل پر بیٹھا شاہ شہر نقشدین نے پہلے اپنے اہل دربار کو پھر تمامی
ساکنان شہر کو حکم دیا کہ جملہ ادنی اعلی لات پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کرین کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہون
بحکم بادشاہ موصوف سب جملہ اعلی ادنی مسلمان ہوئے مساجد کی بنا ہونے لگی شہر نقشدین مین
آواز اذان موذن اکثر جگہ بلند ہونے لگی مردان شہر پابند نماز پنجگانہ ہوئے پھر حکم سے بادشاہ کے
اہل شہر نے خوشی ملکہ کے آنے کی کی شہر نقشدین مین اس خوشی مین ایسا آراستہ کیا گیا کہ رشک نگار
خانہ چین و ماچین ہوگیا بادشاہ شہر نے بھی سات روز برابر شب و روز جشن کیا صدہا نازنینان خوبرو
و خوش گلو نے حاضر بزم عشرت ہو کر سماں باندھا ملکہ کے آنے کی دہی غزلیں بھی عاشقانہ گائین اہل بزم
خوش ہوئے اور دعوت و ضیافت بھی درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ

و فرامرز ثانی و قہور صف شکن و صمصام تیغزن و ہیران بہر سوار و اسفندیار کجکلاہ و
صارف تیغزن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ نامی و ناموری تحسین و خوبی نہایت تکلف سے ہونے لگی
اور بزم عیش و عشرت میں اکثر اوقات ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب ناب کی یعنی عرق مقوی
اعضا و خوشبودار شیشوں میں مع ساغرہاے بلورین لاکر اہل بزم عشرت کو پلانے لگے اہل بزم بصد
خوشی و مسرت بایں طور میخواری کرنے لگے اثناء زمانہ جشن مذکور میں ماہر شاہ فرمانرواے شہر نقش بین
نے عقد اپنی دختر نیک اختر کا شاہانہ سامان و جلوس سے ساتھ فرامرز ثانی کے کردیا جہیز میں علاوہ مال و
اسباب و زر و جواہر کے شہر نقش بین بھی دیدیا بعد عقد و نکاح طالب و مطلوب یکجا ہوئے فرامرز ثانی
نے وصل ملکہ روشن آراے جہان حاصل کیا مراد دلی برآئی اسی طرح بعیش و عشرت وصل چند روز
گذرے ایک روز درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی نے ماہر شاہ والی شہر نقش بین سے
کہا کہ اب ہم کو اجازت جانے کی دیجیے یہاں ہمیں زمانہ زیادہ گذرا ہمیں جانا جانب طلسم زلزلہ ضرور ہے اخبار
سے معلوم ہوا ہے کہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اسی طرف رواں ہے شاہ موصوف نے
بمجبوری کہا چندے یہاں اور قیام کیجیے سامان سفر دور و دراز مہیا ہوجائے تو پھر یہاں سے روانہ
ہوجیے ہم بھی ہمراہ چلیں گے فرامرز ثانی و درویش موصوف نے چندے اور قیام کیا جب سامان سفر
حسب دلخواہ مہیا و فراہم ہوچکا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی کے بازو پر وہی اکہ جو
درویش مرجان سرخ موے سے پایا تھا اور جس کی تاثیر یہ تھی کہ جس کے بازو پر وہ اکہ باندھ دیا جائے
وہ بھی کسی سے زیر نہو جیب جامہ درویش مرجان سرخ موے نکال کر باندھا اور اس کے چہرے پر
نقاب سبز ڈالی بعدہ قہور صف شکن و صمصام تیغزن و اسفندیار کجکلاہ و صارف
تیغزن ان چاروں سرداران نامی و ناموروں کو بھی نقاب دار سبز بناکر رفیق فرامرز ثانی ان کو قرار دیا
اور علمدار لشکر نبلہ سپاہ گران بیران بہر سوار کو کیا علم سبز و طویل اس کو دیا سوا اس کے اور بھی چند
علمدار سپاہ مقرر کرکے ان کو بھی علم دیے علاوہ اس کے جملہ سامان جنگ و جلوس مہیا و فراہم کرکے
ماہر شاہ سے رخصت چاہی وہ بھی ہمراہ چلنے پر آمادہ ہوا درویش موصوف و فرامرز ثانی نے کہا کہ
آپ ہمراہ ہمارے نہ چلیے تکلیف سفر نہ اٹھائیے واسطے انتظام شہر کے یہیں تشریف رکھیے فرامرز کے کہنے
سے ماہر شاہ نے ہمراہ چلنا اپنا موقوف رکھا مگر تین لاکھ سوار اور ایک سردار سپاہ مسمی صارف تیغزن
کو ہمراہ کیا فرامرز ثانی ہنگام سفر داخل محلسرا ہوکر اپنی زوجہ ملکہ روشن آراے جہان سے رخصت
ہونے گیا ہرچند اس نے کہا کہ ابھی یہاں سے نجاؤ مجھے تنہا نہ چھوڑو یا اپنے ہمراہ مجکو بھی لیتے چلو مگر فرامرز
ثانی نے نمانا کہا کہ اے ملکہ ہم واسطے چند مدت کے جاتے ہیں اگر خدا نے چاہا تو جلد وہاں سے آکر تجھے لیجے
اس سفر میں تمکو ہمراہ لے جانا مصلحت نہیں ہے اس تقریر فرامرز سے ملکہ آبدیدہ ہوئی فرامرز ثانی اسکو
سمجھا کر اقرار پھر آنے کا کرکے بمشکل اجازت جانے کی لے کر محلسرا سے باہر آیا پھر اپنے خسر ماہر شاہ سے بھی
رخصت ہوا ماہر شاہ ہنگام رخصت آبدیدہ ہوا بعدہ درویش آفتاب صورت سے بھی رخصت ہوا
اس اثنا میں نقارہ کوچ پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ بلند ہوئی سب خرد و کلاں آگاہ ہوئے کہ
اب یہاں سے لشکر کا کوچ ہے فوراً اسپ سوار و سردار سپاہ مسلح ہوئے عمان شاہ دغواق آہن کلاہ
بادشاہ شہر غواقیہ بھی آمادہ سفر ہوئے پوشاک پہنکر تاج شاہی سروں پر رکھکر تختہاے زرین پر بیٹھے
کہاروں نے اپنے کاندھوں پہ تخت اٹھائے درویش آفتاب صورت بھی اپنے اسی گنبد طلائی

جواہر نگار مین کہ جو بہزار زیب وزینت آراستہ تھا وہی لباس پر مُوزیب تن کرکے بیٹھے کہارون نے
اُس گنبد طلائی کو اپنے دوش پر اٹھایا فرامرز ثانی نے نقاب سبز رخ و قہور صفت شکن وصمصام
تیغ زن و اسفندیار کج کلاہ وصارف تیغ زن بھی نقابداران سبز ور نقاب فرامرز ثانی رکیب پر
سوار ہوئے جملہ سواران سپاہ بھی کہ نولاکھ تھے بسرعت تمام مرکبون پر سوار ہوئے غرضکہ یہ لشکر کثیر
جب آمادہ سفر ہوا درویش آفتاب صورت اس شان وشوکت وجلوس و نوبت و نقارہ وطبل وعلم
سے جانب کوکب انجم حصار روانہ ہوئے کہ آگے آگے ایک فیل مست وبلند پر نشان وپیچھے اُن کے
صدہا فیلان مست کہ جن کی جھولین زرین اور ہودے نقرئی وطلائی تھے فیلبان وردیان زرق
برق پہنے ہوئے قطار در قطار عقب مین اُن کے اشتر لئی ہزار زین عماری نوبت و نقارہ ہاے کلان کی آواز
سنسنا کی صدا علمہاے رنگ برنگ علمداران لشکر لیے ہوئے پھر رہے اُن کے ہوا سے اُڑتے ہوئے
پیران پیر سوار علمدار خاص سپاہ شور شعار علم سبز کلان لیے ہوئے مرکب پر اور بقیہ شیر پر سوار
پھر رہے پر اُس کے حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی تحریر اسی طرح ہر ایک علم پر بھی حمد خدا و
نعت ابراہیم خلیل اللہ رقم کی ہوئی ہزارون جھنڈے اور پھریرے بردار یہ بھی قطار در قطار نولاکھ
سواران جنگی وآزمودہ کار مرکبون پر سوار رہروی مین برابر دو دو سوار شور شعار نیزے ہاتھون مین
لیے ہوئے سنانین نیزون کی چمکتی ہوئی ہر ایک گروہ وغول کے ساتھ ایک ایک سردار وعلمدار علم
لیے ہوئے پھریرا علم کا کھولے ہوئے پھر رہے ہوا سے اُڑتے ہوئے سقے برابر راہ مین پانی چھڑکتے
ہوئے گرد وغبار راہ دور کرتے ہوئے نقیب خوش آواز چوبدار وعصا بردار چلتے ہوئے اسطرح
آوازین لگاتے ہوئے کہ شعر | ہمیشہ ہو ترقی حشمت واقبال واملک | سواری ہے شاہ فرخ رو مہ صورت کی |
کا و صداے دور باش دیتے ہوئے درویش آفتاب صورت اپنے گنبد طلائی مین بیٹھے ہوئے
ماہی مراتب ساتھ ڈنکے پر چوب لگتی ہوئی علمدار وسرداران سپاہ باادب روان بادشاہان شہر ودیار
ہمراہ درویش موصوف اپنے جاہ وجلال وشوکت واقبال وجلوس بے حد وانتہا پر نظر کرتے ہوئے
باربار مسکراتے ہوئے ریش دراز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نیچی آنکھون سے یمین ویسار دیکھتے ہوئے
گنبد طلائی مین بیٹھے ہوئے روان اس جانب انجم حصار جاتے ہین حال اس کا بمقام مناسب تحریر
کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے اب

دو کلمہ داستان سارق بن بقا برادر لقا مثل ابلیس مردود بارگاہ خدا وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ و درویش آفتاب صورت کے بیان کیے جاتے ہین

پیا ساتھ بادہ تند وتیز
تعاقب مین دشمن کے جاؤن شتاب
کیا عزم اسی سمت سارق اب
بغیر اُس کے مارے نہ آئے گا صبر

کہ اب آگیا وقت جنگ وستیز
نہ دم بھر بھی ٹھہرون کہین زینہار
لقا کا خلف اسکو کہتے ہین سب
وہین جاؤن گا وہ جہان جائے گا

تہ ہاتھ سے کرین پاؤن خراب
روانہ ہون مین سمت انجم حصار
خدائی کا کرتا ہو دعوی وہ گبر
مرے ہاتھ سے کب امان پائے گا

پیے درج حالات کیسہ قلم
مرے ہاتھ مین ہے تیغ یہ علم

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو بتازگی الفاظ و عبارت یون بیان کرتے ہین کہ جب ساریق
بن بقا خداوند مشرکین و کفار بے حیا بعد جنگ و جدال خوف قتل سے اور صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کے ڈر سے گلستان باختر سے مضطر و حیران با خاطر پریشان مع جمعیت
فوج جانب انجم حصار گریزان ہوا متاثر راہ مین خوف صاحبقران سے آرام و راحت و پناہ کی
جگہ نپا کر کہین چند نے بھی قیام نکر کے سوئے انجم حصار بدل بیقرار بعد صعوبت راہ بسیار جا کر ایک روز
قریب شام نزدیک انجم حصار کے پہونچا خستگی و مسافت راہ سے عاجز ہو کر وہین قیام کیا یہ خبر کوکب
انجم حصاری کو پہونچی کہ خداوند ساریق بن بقا برائے طلب پناہ بھاگ کر اس طرف آئے ہین
نہایت مضطر و پریشان ہین کچھ فوج بھی اُن کے ہمراہ ہے یہ خبر سنکے کوکب انجم حصاری مع اپنے رفقا
و اُمرا وغیرہ کے واسطے استقبال کے آیا خداوند نابکار مذکور سے ملکر بعد عزت و حرمت و تکریم و تعظیم
انجم حصار مین لے گیا بعنوان شائستہ سامان دعوت و ضیافت کیا بعدہٗ سبب ادھر آنے کا دریافت
کیا ساریق بن بقا نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کے ہاتھ سے جتنے صدمے اٹھائے سخت اٹھائے ہین آخر بیان تک آئے ہین کوکب انجم حصاری نے متحیر
ہو کے تمام حالات سنکے کہا جائے عجب ہے کہ آپ نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور اسکے
مردان سپاہ کو تقدیر کرکے تباہ و برباد و ہلاک کیون نکیا وہان سے یہان تک اس حال خراب سے
کیون آئے ہنوز ساریق نے کچھ جواب ندیا تھا کہ اُس کے وزیر اور شیطان بارگاہ سختگان بن سختگان
نے جواب دیا کہ خداوند رحم دل ہین جفا و ظلم و جور صاحبقران و اہل اسلام اٹھاتے ہین بوجہ رحم دلی
کے اُن کو تباہ و غارت نہین کرتے ہین ذلت و رسوائی اپنی گوارا کرتے ہین یہی سبب ہے کہ آج تک اُن کو
نیست و نابود نہین کیا ہے کہتے ہین کہ ان لوگون کو کیا برباد و تباہ کرون یہ جاہل ہین میرے رتبہ شناس
نہین ہین جب جہالت سے باز آئین گے مجکو پہچانین گے فی الحال یہ آپکے پاس طالب پناہ ہو کر آئے
ہین آپ کو مناسب ہے کہ ان کی مدد و اعانت فرمائیے پناہ دیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کے ہاتھ سے اور دیگر اہل اسلام کے شر و فساد سے ان کو بچائیے کوکب انجم حصاری نے گفتگوئے
سختگان سنکے ساریق بن بقا کو اپنا مہمان کیا دعوت و ضیافت خداوند مردود مذکور کی ہونے لگی
چونکہ کوکب انجم حصاری کہ ایک بادشاہ ہے حوالی و قرب طلسم زلزلہ مین اور حاکم انجم حصار کا ہے ماتحت
و فرمانبردار ہود سرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کا ہے اور ہود سرمست پوتا ساحر مشمش کا ہے اسوجہ سے
کوکب انجم حصاری نے ایک نامہ بطور عرضداشت کے اس مضمون کا لکھا کہ فی الحال خداوند
ساریق بن بقا گلستان باختر سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے عاجز و شکست کھا کر
مضطر و پریشان خاطر ہو کر بھاگ کر انجم حصار مین آئے ہین مین نے اُن کو مہمان کیا ہے ساتھ اُن کے
اُن کا وزیر و شیطان بارگاہ سختگان ہے اور کچھ سپاہ ہے اگر ارشاد اور مناسب ہو تو مین اُن کو پناہ
دون اور اگر حکم پناہ دینے کا نہو تو اُن کو پناہ ندے کر انجم حصار سے باہر کر دون امیدوار جواب کا
ہون جب نامہ بعد القاب و آداب بمضمون مندرجہ بالا لکھ چکا سر نامہ درست کرکے نامے کو اندر
لفافے کے رکھکر مقیم جادو کو دیا کہ جو ہود سرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کے حکم سے انجم حصار مین
رہتا ہے اور خدمت ڈاک کی اُس کے متعلق یہ ہے کہ جب نامہ بھیجنے یا کچھ عرض و دریافت کرنے کی ضرورت
ہوتی ہے تو اسی ساحر کے ہاتھ نامہ روانہ کیا جاتا ہے وہ ساحر جا کر نامہ یا پیغام ہود سرمست کو پہونچا دیتا ہے

اور جواب بھی گاہ گاہ لا دیتا ہی فی الحال بھی بدستور مرقوم نامہ اُسی ساحر کو دیا گیا وہ نامہ لیکر گیا بعد چند ساعت کے در قلعہ طلسم زلزلہ پر پہونچا نامہ مذکور کو بذریعہ دیگر ساحران نامی کے خدمت ہو دسر مست مین پہونچایا شاہ طلسم مذکور نے نامہ مذکور پڑھکر کہا کہ کمدہ مقیم جادو سے کہدو کوکب انجم حصاری سے کہدے کہ بقدر مقدور پناہ دینے ساریق بن بقا کے ہم تیجہ کر جواب دینگے بالفعل اُن کو مہمان رکھو کیونکہ وہ خداوند ہین گلستان باختر سے یہان تک آئے ہین جو ساحر نامہ مقیم جادو سے لے گئے تھے اُنھون نے مقیم جادو سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ آکر ظاہر کیا مقیم جادو نے انجم حصار مین آکر تخلیہ مین کوکب انجم حصاری سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ بیان کیا کوکب انجم حصاری نے منتظر جواب نامہ مذکور ہوکر ساریق بن بقا کو مہمان رکھا ہی حال اس کا آئندہ بمقام مناسب لکھا جائے گا مگر

اب حال زلزلہ قاف ثانی سلیمان مردم ربا سپے درنگ شیر بیشہ جنگ شکستہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ کا بیان کیا جاتا ہی

میں گمان کیا کیا مجھے اُس شوخ پُرفن کی طرف رک رہا کیون آتے آتے میرے مدفن کی طرف
اُلٹی فصل بہاری دوڑتے ہین اے جنون پاؤن صحرا کی طرف اور ہاتھ دامن کی طرف
جب نہ پایا بعد میرے کوئی مجھسا باوفا کیسی گھبرا کے دوڑی میرے مدفن کی طرف
گلشن آفاق مین وہ سوختہ قسمت ہون میں آتے آتے رک رہی بجلی نشیمن کی طرف
بزم دنیا مین نہوگا کوئی مجھسا مسلم کل دوست کی نظرون سے دیکھا ہی دشمن کیطرف
پاس ہی دونون کا مجھ وحشی کو راہ عشق مین آنکھ رہزن ہر دو کی جانب دل ہی رہزن کی طرف
کشتہ رخسار رہتا دو گل پڑھ ملنے بعد مرگ خاک بھی لیکر نہ آئے میرے مدفن کی طرف
سینہ بھی داغ تا کا نا وک دلدوز نے راہ پائی ابھی نکلی میرے گلشن کی طرف
کوئی دیکھے مجھکو تیری آرسی کا دیکھنا ٹکٹکی سی لگ گئی ہی رخ روشن کی طرف
چودھوین شب یاں رقم سو رہے ہوئے نقاب چاند کو دیکھے کوئی یار روے روشن کی طرف
شاعری کا ہی تنزل کہدے واحسرت کہان اہل جوہر کی توجہ کیا ہوا اس فن کی طرف

کہ بعد تعقد کرنے کے قلعہ سبز نگار مین شب و روز براحت و آرام چندے بسر کیے اور وصل ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا فرمانرواے قلعہ سبز نگار موصوف شہر حسن آگین سے شادکام ہوکے ایک روز اپنے خسر حسین سبز قبا سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے اجازت بیان سے جانے کی دیجیے یہان زیادہ توقف خوب نہین ہی ہمکو تعاقب مین ساریق بن بقا خداوند مردمان گمراہ مین جانا ہی گلستان باختر سے ہم یہان تک اُس کے تعاقب مین آگئے ہین اخبار سے دریافت ہوا ہی کہ وہ نابکار گلستان باختر سے بھاگ کر جانب انجم حصار گیا ہی ہم تعاقب مین

اُس نابکار کے جانا ضرور ہے جبتک ہم اُس کو مسلمان یا قتل نہ کرلین گے اور اُس کی خدائی روئے زمین
سے نہ مٹالین گے ہرگز ہمکو راحت و آرام حاصل نہوگا بادشاہ قلعہ سبزنگار معروف شہر حسن آگین
نے بمجبوری اجازت جانے کی دی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنی زوجہ شکوہ مہ ملکہ
حسین گلگون قبا سے کہ نہایت بیکل تھی بعد گفتگوئے بسیار بمشکل رخصت ہو کر اقرار پھر آنے کا
کرکے محلسرا سے باہر تشریف لاکر حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا یہان سے سوئے انجم حصار روانہ کیا جائے
کل ہم بھی یہان سے یا آج ہی روانہ ہونگے حسب الحکم اسیوقت سہراب بن لندھور اثاثہ و
بارگاہ و خیمہ و خرگاہ کا ہمراہ لے کر چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے جانب انجم حصار روانہ ہوا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اُس کے جانے کے بعد مع اپنے تمامی سرداران سپاہ و
بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ مردان لشکر اسلام کے بصد شوکت و شان بجمعیت سپاہ گران سمت
انجم حصار روانہ ہوئے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبزنگار اور اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا
کو وہین چھوڑا اپنے ہمراہ نہ لیا اثناے راہ مین سیر شہر و کوہ و دشت و بیابان کرتے ہوئے رنگ قدرت
و شان خداوند عالم و عالمیان کا مشاہدہ کرتے ہوئے جابجا کوچ و مقام کرتے ہوئے ایک روز ایک صحراے
سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے اُس صحراے سبزہ زار کی بہار دیکھکر فرمایا کہ ایسے صحراے سبزہ زار مین
کہ انجم حصار سے قریب ہے بارگاہ و خیام برپا و استادہ کیے جائین حسب الحکم نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی
گئی صداے نقارہ سلیمانی بلند ہوئی مشہور ہے کہ آواز نقارہ سلیمانی چونسٹھ کوس تک جاتی ہے ادھر
جملہ مردان سپاہ صداے نقارہ سلیمانی سنتے سمجھ گئے کہ یہ نقارہ اسوقت بیت آگاہی قیام بجایا گیا ہے
یہ سمجھکر سب ٹھہر گئے ملازمون نے جلد جلد بارگاہین اور خیام اُسی صحراے سبزہ زار پر بہار مین دور تک
ایستادہ و برپا کیے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران نیکنام و تمامی سواران
سپاہ تخت اور مرکبون سے اُترکر داخل بارگاہ و خیام ہوئے سلاح جنگ تنون سے دور کرکے راحت و
آرام پذیر ہوئے اُدھر سنیے انجم حصار مین ساریق بن بقا بعزت پاس کوکب انجم حصاری کے
بیٹھا ہوا تھا سخنگان بھی موجود تھا ساقی خوب رو شفق شراب تاب کی لایا تھا شیشہ کے ساغر بلورین
مین مئے گلگون بھرکے جام مذکور ساریق بن بقا کو دیا تھا اُس کے ہاتھ مین ساغر مے تھا ارادہ میخواری کا
کیا تھا کہ یکایک صداے نقارہ سلیمانی آئی زمین انجم حصار تھرائی ساریق بن بقا آواز نقارہ مذکور
سنتے ایسا ڈرا اور کانپا کہ ہاتھ سے اُس کے جام مے بالاے فرش گرا رنگ چہرہ ساریق بن بقا کا خوف
سے اُڑ گیا گھبرا کر یمین و یسار دیکھنے لگا ارادہ لشکر بھاگنے کا کیا مگر دست و پاے تھرتھرانے لگے اُٹھکے
بھاگ نہ سکا کوکب انجم حصاری نے پوچھا کہ اے خداوند اسوقت مزاج کیسا ہے کیا حال ہے یہ لرزہ
تمامی تن مین کیون ہے کیا تپ لرزہ آگئی ہے اور جام شراب ہاتھ سے کیون گر گیا ہے یا خود برہم ہو کر ساغر
شراب فرش پر پھینک دیا ہے کیا شراب ناقص ہے غصہ سے آپ تھراتے ہین یا اور کوئی وجہ ہو مفصل
بیان فرمائیے ساریق بن بقا سے تو سبب خوف صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے کہ تھرا رہا
تھا متصل بید کانپ رہا تھا بولا نہ گیا جواب نہ دے سکا مگر سخنگان نے عرض کیا کہ حضور مجھے سبب اس
ناخوشی کے کرنے کا سننے مین خوب آگاہ ہو گیا ہون اسوقت مزاج خداوند درست نہیں ہے حواس
ٹھکانے نہیں ہین یہ شراب جو ساغر بلورین مین تھی یہ بدمزہ بھی تھی بری نہ تھی غصہ بھی اسوقت
خداوند کو نہیں ہوا تھا ان کا نہ غصہ سے ہے نہ تپ لرزہ آگئی ہے صاف صاف یہ ہے کہ نقارہ سلیمانی

جو لشکر صاحبقران مین ہی اُس کی آواز اُنھون نے ابھی ابھی کیا سنی ہی گویا کوس رحلت کی صدا سنی ہی
صاحبقران قریب انجم حصار کیا آگئے گویا واسطے قبض روح خداوند کے ملک الموت آگئے ہین
کوکب انجم حصاری نے کہا کہ اے خداوند کچھ تردد و خوف نکیجیے اگر صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مجھلے ہاتھ سے آپ کو صدمہ و رنج پہونچا ہی یہان آگئے ہین تو کیا اندیشہ ہی سامان جنگ
یہان موجود ہی علاوہ سپاہ کثیر کے تین نقابدار طلسمی موجود ہین مست کی جانب سے میرے اختیار مین
ہین کہ ان کا اگر اُنھون سے سوار دنیا کے مقابلہ کرین تو بھی ان کو کوئی قتل نہین کر سکتا ہی وہ سب کو اسیر
کر سکتے ہین قبل اس کے چار نقابدار تھے ایک نقابدار کا آپ کو معلوم ہی کہ کام آگیا ہی مجھے جواب کا انتظار
ہی مین نے آپ کی تشریف لانے کی خبر بادشاہ طلسم زرزند کو کی تھی نامہ روانہ کیا تھا ابھی تک جواب
نامہ نہین آیا ہی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جواب تک جواب نامہ نہین آیا اب مین پھر نامہ روانہ
کرتا ہون جو حکم ہوگا اُس پر عمل کرونگا یہ کہکر اُسی وقت ایک نامہ بعد القاب و آداب شاہی کے
اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے شہنشاہ ساحران جہان ایک نامہ بطریق عرضداشت قبل اس کے
خدمت حضور مین ارسال کر چکا ہون اب دوسرا نامہ ارسال کرتا ہون امیدوار جواب کا ہون
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جن کے خوف سے ساریق بن بقا گلستان باختر سے
بھاگ کر یہان آئے تھے وہ آج مع فوج کثیر آگئے ہین صحرائے سبزہ زار مین مقیم ہین ایسی حالت مین
مجھے کیا حکم ہوتا ہی خداوند ساریق بن بقا کو پناہ دے کر ان سے دشمن جان صاحبقران
مذکور سے ارادہ جنگ کرون یا نہین جب نامہ باین مضمون لکھ چکا لفافہ مین رکھکر سر نامہ
درست کیے پھر مقیم جادو کے ہاتھ نامہ مذکور روانہ کیا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے ایک نامہ کوکب انجم حصاری کے واسطے بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا لکھوایا
کہ اے شاہ انجم حصار خبردار ہو کہ ساریق بن بقا نابکار بدترین روزگار دعوی خدائی کرتا ہی مردم کو
گمراہ کرتا ہی فی الحال ہمارے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگتا ہوا تمھارے پاس آیا ہی طالب پناہ ہوا ہی بہتر و
مناسب یہ ہی کہ ساریق بن بقا کو ہمارے حوالے کر دو یا پناہ اُس کو نہ دو اُس کی مدد و اعانت نہ کرو
آمادہ جنگ و جدال سے ہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ طبل جنگ بجوا کر ہم سے مقابلہ کرو جب نامہ
باین مضمون لکھا گیا لفافہ مین رکھکر سر نامہ لکھکر مہر سے مزین کر کے حسب قاعدہ لشکر اہل اسلام مین
سر دربار بالائے چوکی زرین رکھا گیا اور جام شربت بھی ساتھ ہی اُسکے رکھکر امیر با توقیر نے بآواز بلند
فرمایا کہ اے بہادران نامدار و اے سرداران تہور شعار تم سب مین کون ایسا جری و دلاور ہی
کہ جو اس جام کے شربت کو پی کر یہ نامہ کوکب انجم حصاری کو پہونچا کر جواب اس کا لیکر آئے
ہنوز صاحبقران نے یہ فرمایا تھا کہ مملوک بن مالک نے اپنے دنگل سے اٹھکر عرض کیا کہ مین حکم
کی تعمیل کرونگا یہ کہکر اُس جام کو اٹھا کر شربت پی کر بیڑہ پان کا کھا کر نامہ کو اپنی کلاہ زرین مین
بالائے سر رکھکر دربار سے باہر آکر اپنی سپاہ سے بیس ہزار جوانان آزمودہ کار و سواران تہور شعار
چیدہ کر کے اُن کو اپنے ہمراہ لے کر مرکب پر سوار ہو کر باین شان و شوکت جانب انجم حصار سیر کنان
روانہ ہوا اُسی وقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے برائے دریافت خبر خواجہ
طیفور گرد پا بھی بصورت مبدل جانب انجم حصار بعجلت روانہ ہوئے قبل پہونچنے مملوک
بن مالک کے داخل دربار کوکب انجم حصاری ہوئے دیکھا کہ دربار آراستہ ہی کوکب انجم حصاری

بالائے تخت حکومت بیٹھا ہے سارق بن لقا بھی بعزت تمام بیٹھا ہوا ہے سخنگان بھی موجود ہے ارکان
دولت حاضر دربار ہیں ابھی خواجہ طیفور داخل بارگاہ و دربار کوکب انجم حصاری ہوئے تھے
بصورت خدمتگار کھڑے تھے کہ یکایک کوکب انجم حصاری کو مملوک بن مالک کے آنے کی
اور نامہ صاحبقران لانے کی خبر ہوئی فی الفور اُنے اپنے اہل دربار امرائے نامدار وارکان دولت
ذی وقار کو بجمعیت چالیس ہزار سواروں کے واسطے استقبال نامہ دار ممدوح کے روانہ کیا
اُنھوں نے جلد تر جاکر مملوک بن مالک کا استقبال کیا پھر اُس کو بعزت و حرمت دربار میں للائے
مملوک بن مالک نے دربار و اہل دربار پر نظر کرکے بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام
نہ دیا الا خواجہ طیفور نے آہستہ کہ کسی نے کفار سے نہ سنا جواب سلام دیا کوکب انجم حصاری
نے مملوک بن مالک کو ذی عزت و لیاقت جان کر قریب اپنے تخت کے کرسی زرین پر اشارہ
بیٹھنے کا کیا نامہ دار موصوف کرسی مذکور پر بیٹھا سخنگان نے کہا کہ ابھی تو آپ کے یہاں قدم مبارک
آئے ہیں نامہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ لیکر آئے ہیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس
دربار میں کون کون آتا ہے آثار اچھے پائے نہیں جاتے ہیں کوکب انجم حصاری نے بنظر تند و تیز
جانب سخنگان دیکھکر کہا کہ اے سخنگان کیا کہتے ہو اُس نے کہا کہ اے بادشاہ جو کچھ میں نے کہا
سچ کہا ہے میں جہان دیدہ و آزمودہ کار ہوں ایسے امور کا مجھے تجربہ ہو چکا ہے اسی وجہ سے میں نے
کہا ہے کہ آثار اچھے نظر نہیں آتے ہیں سارق بن لقا نے کہا کہ اس کی باتوں پر کچھ خیال نکرنا چاہیے
یہ شیطان درگاہ ما بدولت ہے بیشتر ایسی ہی باتیں کرتا ہے کوکب انجم حصاری نے کفگیر سارق
بن لقا کے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب مع شیشہ و ساغر بلورین لایا اُنے بادشاہ کے حکم سے شراب
ساغر بلورین میں روبروے نامہ دار موصوف لے گیا نامہ دار نے میخواری سے عذر کیا کوکب انجم حصاری
نے نامہ طلب کیا مملوک بن مالک نے کہا کہ نامہ حسب دستور شرائط دیا جائے گا شاہ مذکور نے شرائط
کو دریافت کیا مملوک بن مالک نے جواب دیا کہ اول تو واسطے تعظیم نامہ کے اٹھکر چند قدم بڑھکر
نامہ لیجیے بعد اس نامے پر کشتیاں زر و جواہر کی نثار کیجیے عزت اس نامے کی یہ کیجیے کہ سر پر رکھیے پھر اسکو
پڑھوا کر مضمون نامہ سے مطلع ہو جیے یہی شرائط ہیں ملک جی بیجیے ہیں ان سے دریافت کیجیے کہ یہی شرائط
اس نامے کے لینے کے ہیں یا نہیں شاہ مذکور نے رخ اپنا جانب سخنگان کیا اُس نے عرض کیا کہ بیشک و
شبہہ یہی شرائط صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے نامہ لینے کے ہیں مگر نامہ لینے والوں کو اختیار ہے
خواہ اعزاز نامہ کریں یا نکریں نامہ لیں یا نہ لیں چونکہ کوکب انجم حصاری کو نامہ لینا منظور تھا لہذا
سخنگان کی بیہودہ و شرآمیز تقریر پسند نکرکے کشتیاں زر و جواہر کی طلب کیں ملازموں نے فی الفور حاضر
کیں پھر شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ صاحبقران کی سرو قد اٹھکر دو چار قدم بڑھکر نامہ طلب کیا
نامہ دار نے حسب قاعدہ نامہ دیا پھر اُس نامے پر کشتیاں زر و جواہر کی نثار کی گئیں دربار میں زر و جواہر
جا بجا گرا خدمتگاروں نے ارادہ اُس کے اٹھانے کا کیا ہی تھا کہ خواجہ طیفور گر دیا نے فی الفور زنبیل
سے جال الیاسی نکال کر بعجلت تمام جال اُس زر و جواہر پر مارا تمام زر و جواہر جو نامے پر نثار کیا گیا تھا
اور کچھ گریبان خدمتگاروں کی جو واسطے لینے زر و جواہر کے جھکے تھے اور بہت سی مٹی بھی جہاں زر و جواہر
پڑا تھا سب جال میں آگیا خواجہ نے جلد نذر زنبیل کیا خدمتگاران مذکور ننگے ہو گئے نہایت حیران و
پریشان ہوئے ہاتھ بڑھا کر رہ گئے زر و جواہر سے کچھ بھی نپایا بلکہ گرمے اپنے اپنے سر کی پگڑیاں کھوئیں

سخت نادم و پشیمان ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا ملک جی یعنی سخنگان یہ واقعہ دیکھکر کھڑے ہوگئے خدمتگارون
سے کہا کہ اے نالائقو کیون حیران پریشان ہو دور ہو شکر کرو کہ بلا سر سے ٹل گئی پگڑیون ہی کے سر سے
جانے سے خیر گذری تمکو خبر نہین ہے کہ ہمارے جناب مستطاب معلی القاب صاحب قنطورہ درنگ قلعہ گیر
بے جنگ سر برندہ ساحران و ریش تراشندہ کافران خواجہ طیفور گردیا تشریف لائے ہین دربار مین
انہون نے قدم رنجہ کیا ہے یہ زر و جواہر جو نثار کیا گیا تھا انہین کا حق تھا تمنے بطمع حصول زر
کیون ہاتھ بڑھایا تھا تمہارے ہاتھ بڑھانے کی سزا دست تمکو ملی پگڑیان تمہارے سر سے اتر گئین
نذر زنبیل ہو گئین یہ کہکر خواجہ سے مخاطب ہوکر بعجز و انکسار کہا کہ آپنے یہان قدم رنجہ کیا ہے تو میرے
حال پر رحم فرمائے گا مجکو اپنا فرمانبردار سمجھیے گا اگر حکم ہو تو کچھ زر و جواہر مین راہ خرچ کے واسطے نذر کرون
خواجہ طیفور گردیا سخنگان کو بنظر تند و تیز دیکھکر جلد تر دربار سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے
بعد قطع راہ خدمت صاحبقران مین جاکر جو کچھ دربار کوکب انجم حصاری مین دیکھا اور سنا تھا
عرض کیا صاحبقران موصوف سنکے خاموش رہے خواجہ تو بعد بیان کرنے حالات دربار کوکب
انجم حصاری کے بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمے مین گئے اُس طرف کوکب انجم حصاری سے نے نامہ
صاحبقران مدوح میر منشی کو دیا اُس نے لفافہ چاک کرکے نامہ نکال کر آواز بلند پڑھا فقاوہ مذکور
عبارت نامہ مذکور حرف بحرف سنکے متردد ہوا کہ اس نامے کا جواب کیا دیا جاوے ہنوز اسی فکر مین تھا
کہ مقیم جادو طلسم زلزلہ سے آیا اُس نے جواب نامہ دیا کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ
پر جو نظر کی یہ لکھا ہوا پایا کہ اے کوکب انجم حصاری اگر خداوند ساریق بن لقا طالب پناہ ہوکر آئے
ہین تو اُن کو پناہ دو اور دشمنون کے شر سے اُن کو بچاؤ جو کوئی اُن کا دشمن ہو اُسے قتل کرو اگر
صاحبقران آئے ہین اور آمادہ جنگ ہین تو مقابلہ کرو نقیدارون سے اُن کو مع اُن کے مردان
سپاہ کے اسیر کراؤ کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ خود پڑھکر اُسیوقت ملوک
بن مالک کو خلعت فاخرہ دے کر میر منشی سے کہا کہ پشت نامہ پر جواب نامہ مین یہ عبارت لکھدے
کہ ہم کو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری منظور نہین ہے اور دین اسلام اختیار کرنا منظور نہین ہے خداوند
ساریق بن لقا یہان آکر طالب پناہ ہوئے ہین خلاف مروت ہے کہ ہم اُن کو پناہ نہ دین اور آپکے
حوالے اُن کو کر دین ہان مقابلہ کرنا منظور ہے میر منشی نے حسب الحکم یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کردی
پھر سرنامے کو درست کرکے نامہ سر نامے مین رکھکر بادشاہ کو دیا اُس نے ملوک بن مالک کے
حوالے کیا سردار نامدار و بہادر شعار موصوف جواب نامہ لے کر دربار سے اٹھکر بیرون دربار آیا مرکب
پر سوار ہوکے مع اپنے ہمراہی سوارون کے اپنے لشکر مین آیا مرکب سے اتر کر روبروئے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جاکر سر دربار جواب نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا امیر
کشورگیر نے وہ نامہ میر منشی کے حوالے کیا اُس نے سر دربار آواز بلند پڑھا صاحبقران موصوف نے
عبارت جواب نامہ سنکے برہم ہوکے فرمایا کہ کوکب انجم حصاری نے ہمارے حکم سے سرکشی کی خیر
دیکھا جائے گا ابھی صاحبقران یہ فرما رہے تھے کہ کوکب انجم حصاری نے سر شام حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے بمجرد حکم ملازمون نے نقارہ جنگی پر چوب لگائی صدائے نقارہ زر لی
بلند ہوئی کفار خبردار ہوئے سامان جنگ و جدال ہونے لگا ہرکارے جو لشکر اہل اسلام کے برائے
دریافت خبر وہان موجود تھے صدائے نقارہ جنگی سنکے بخوبی خبر دریافت کرکے وہان سے بعجلت

اپنے لشکر کی طرف روانہ ہو کر دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں آئے اور بعد ثنا و دعاے بادشاہ
اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگ ظاہر کرنے لگے کہ بمصداق این نظم

الٰہی شہے کہ ہیبت پگاہ بخشش وجود
زبان خنجر تو شرح کارزار دہد
بجفت تخت حسودت چنانکہ بیداری
سہیل را بستم ہیبت جوار دہد
در ان زمان کہ بیاد اتش چشم خصم ترا
ز سختی قاعدہ افلاک را حصار دہد
سپہر ملک عطا داد کردگار ترا
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار دہد
عدوت مثل تو اگر شود کہ خنجر بید
برات وارث مہلت مدار دہد

لکان وو در پیچو سرمایہ بسیار دہد
حمایت تو شب تیرہ را اگر خواہد
زمانہ روز و شبش کوکب کو کنار دہد
ترا چو دشمن ناکس فرو نیارد سر
قضا بنیل سنان سرمہ غبار دہد
سنان بچے کز جوئے تیغ آب خورد
بجائے خویش بود ہر چہ کردہ ز دہد
اگر نبات اہل مسند شود یزدان
بروز معرکہ آثار ذوالفقار دہد
تو پائدار بمان زانکہ جلئے اندازی

سپہر خرقہ در انداز و از طرب چو بضرب
ز زخم خنجر خورشید زینہار دہد
سنان زخم تو از چرخ سر کشیدہ چنانکہ
ہمین بود کہ نیابت بروزگار دہد
سیاہی عدوت ہم آن بود آن روز
بوقت حملہ سر بد سگال بار دہد
عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ
ز حفظ خویش ترا حصن استوار دہد
ہمیشہ تا کہ درین چرخ بد معاملہ را
کہ کردگار ترا عمر پائدار دہد

اسوقت کوکب انجم حصاری نے اپنے لشکر میں معین و مددگار ساریق بن بقا ہو کر طبل جنگی بجوایا اور ارادہ اس بد اندیش کا یہ تھا کہ ہنگام سحر میدان مصاف میں آکر جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے خبر نواخت طبل جنگی سپاہ روسیاہ کوکب انجم حصاری میں سنکے جناب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نظر کی صاحبقران موصوف نے بایماے بادشاہ موصوف حکم دیا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر میں بھی بعنایت ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی و نقارہ سلیمانی پر چوب لگائی جاے ان ہرکاروں نے نقارہ نوازوں کو حکم صاحبقران جاکر سنایا انھون نے موافق قاعدہ قدیم خواجہ طیفور کر دیا کو چند اشرفیان نذر دے کر چوب نقارہ جنگی پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی مردان سپاہ اسلام آگاہ ہو کر تیاری آلات جنگ میں مصروف ہوئے جب دونون طرف طبل و نقارہ جنگی بجایا گیا یہ خبر ملکہ ہلال ابرو دختر نیک اختر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تعاقب میں ساریق بن بقا کے یہان آئے ہین کوکب انجم حصاری نے ساریق بن بقا کو پناہ دے کر اس کے معین و مددگار ہو کر طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران کے بھی لشکر میں نقارہ جنگی بجایا گیا ہے دونون طرف تیاری و سامان جنگ ہو رہا ہے صبح کو میدان جنگ میں مقابلہ ہوگا کشت و خون بہت ہوگا یہ خبر سنکے ملکہ ہلال ابرو بہت گھبرائی نہایت پریشان خاطر ہوئی کیونکہ یہ صاحبقران موصوف پر مائل ہو چکی تھی اور صاحبقران بھی اس پر عاشق ہو چکے تھے حال عشق والفت ملکہ و صاحبقران قبل اس کے لکھا گیا ہے غرضکہ ہنگام شب ملکہ مذکور نے اسی حالت اضطراب میں اپنے کوکا مسمی خورشید زرین قبا سے کہ ملکہ مذکورہ کا رازدار ہے بلا کر کہا کہ اسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خدمت میں جاکر تنہائی میں ان سے اتنا کہ ملکہ ہلال ابرو نے آپ کو بلایا ہے تھوڑی دیر کے واسطے جس طرح ممکن ہو پوشیدہ طور سے تشریف لائیے خورشید زرین قبا نے کہا کہ مجھے خدمت صاحبقران میں جانا اور جو کچھ تمنے کہا ہے ان سے کہدینا اور ان کو بلا لانا تو کچھ دشوار نہین ہے مگر انجم حصار میں ان کا بلانا اچھا نہین ہے مبادا دشمنوں کو آگاہی ہو جائے تو باعث تمہاری بدنامی کا ہوگا اور صاحبقران کے حق میں بھی اچھا نہوگا میری لئے

یہ ہی کہ بیرون انجم حصار جو تمھارا باغ ہی اسوقت تم اپنے باغ مین جاؤ ہم وہین اُن کو ہمراہ لیکر
آوینگے ملکہ مذکورہ کو رائے اپنے کوکا کی پسند آئی اُسی وقت سوار ہوکر چند کنیزین وغیرہ جو ہمراز
تھین فقط انھین کو ہمراہ لے کر سمت اپنے باغ کے گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے خورشید زرین قبا
پوشیدہ طور سے انجم حصار سے نکلکر جانب لشکر اہل اسلام روانہ ہوا اس طرف لشکر اسلام مین نقارہ ختمی
پر چوب پڑتے ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار لشکر دربار سے اٹھکر
اپنے اپنے بارگاہ و خیمے مین گیا صاحبقران بھی اپنی بارگاہ فلک فرسا مین آئے خواجہ طیفور گردیا
بھی ہمراہ امیر باتوقیر آئے ہنوز امیر کشورگیر اپنی بارگاہ مین داخل ہوکر بیٹھے تھے کہ خورشید زرین قبا
نے داخل بارگاہ ہوکر باادب سلام کیا صاحبقران موصوف نے اُس کو پہچان کر اشارہ بیٹھنے کا
کیا خورشید زرین قبا سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا امیر باتوقیر نے پوچھا کہ اے خورشید
زرین قبا اسوقت تمھارے آنے سے دل خوش ہوا کہو ملکہ کا مزاج کیسا ہی زمانہ دراز ہوا کہ ہمنے
اُن کو نہین دیکھا ہی مشتاق اُن کی دید کے ہین اور یہ بتاؤ کہ اسوقت تم اس تاریکی شب مین
کیون آئے ہو اُس نے عرض کیا کہ جبسے آپ اس سرزمین مین تشریف لائے ہین اور ملکہ نے
خبر آپ کے تشریف لانے کی سنی ہین متردد بہت ہین مگر جسوقت سے کہ طبل جنگ جانبین
سے بجایا گیا ہی اسوقت سے نہایت متردد ہین مجھکو آپ کی خدمت مین بھیجا ہی کہ ساتھ اپنے صاحبقران
ذی وقار کو لے آؤ ہمین کچھ اُن سے باتین کرنا منظور ہین اور مشتاق دید بھی ہین پس اگر مناسب ہو
تو میرے ہمراہ چلیے صاحبقران گفتگوے خورشید زرین قبا سنکے بہت خوش ہوئے چونکہ محبوب
نے طلب کیا تھا اور شوق دید بھی بہت تھا فی الفور اُٹھکر خواجہ طیفور گردیا کو ہمراہ لے کر ساتھ
خورشید زرین قبا کے چلے بعد قطع راہ خورشید زرین قبا اسی باغ مین صاحبقران کو لے گیا
امیر باتوقیر نے داخل باغ ہوکر دیکھا کہ ملکہ ہلال ابرو صحن باغ مین بالاے چبوترہ سنگ مرمر مسند زرین پر
بیٹھی ہی سرور جنگ نواز اور حضور جنگ نواز دونون مصاحبین ملکہ موصوفہ کی ہین کہ ان مین ایک تو
خواجہ طیفور گردیا پر مائل ہی اور دوسری مصاحب ملکہ خواجہ خضر ابن عمرو ثالث پر عاشق ہی
اور چند کنیزین عمدہ ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑی ہین مختصر روشنی ہی کچھ کنول اور فانوسین شمعہاے
مومی و کافوری روشن ہین باغ پر بہار ہی ملکہ ہلال ابرو و دیگر نازنینان گلرو کے وہان موجود ہونے
سے زیادہ تر رونق و بہار باغ پر ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھتے ہی ملکہ موصوفہ
کو از حد خوش ہوئے سرور جنگ نواز خواجہ طیفور گردیا کو دیکھتے ہی شادمان ہوکر مسند زرین
سے اُٹھی صاحبقران اُس کے برابر بیٹھے ماہ و مہر یا گل و بلبل ایک جا ہوئے اسوقت طالب و
مطلوب کا ایک مسند پر بیٹھنا وہ ملکہ کا شکوہ و شکایت دوری کرنا کبھی اظہار شوق دید کرنا صاحبقران
کا عذر عدم فرصتی کرنا گاہ شوق دیدار کا اظہار کرنا کیا تحریر کیا جاے کہ خیال طول عبارت کا ہی خلاصہ
یہ کہ بعد شکوہ و شکایت دوری و اظہار شوق دید ملکہ نے صاحبقران سے کہا کہ جسوقت سے میرے
والد نے طبل جنگ بجوایا ہی مجھکو نہایت تردد و فکر ہی دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی غالب
نقابداران طلسمی سے مقابلہ ہوگا وہ نقابدار ایسے ہین کہ اُن کو دیکھتے ہی حریف بیخود ہو جاتا ہی
خیال جنگ نہین رہتا ہی اسی حالت مین وہ نقابدار طلسمی اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہین خدا
اُن کے شر سے آپ کو بچاے جہان تک ممکن ہو اُن نقابدارون سے مقابلہ نہ کیجیے گا اُن کے سامنے

آپ کی شجاعت کچھ بھی کام نہ آئے گی افسوس اتبک ہمارے بھائی دو دو شریک خورشید زرین قبا نے کچھ فکر ان نقابداروں کی بربادی کی نہ کی اگر یہ نقابدار ہلاک ہوگئے ہوتے تو آج مجکو کیوں تردد وانتشار ہوتا صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر وہ نقابدار طلسمی ہیں اور اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہیں مگر اُن سے ڈرنا عبث ہی خداوند عالم و عالمیان حافظ و نگہبان ہی بقول کہ . مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست - جو ہمارے مقدر میں کاتب تقدیر نے لکھا ہی اُس کا ظہور ہوگا تمنے ازراہ الفت کہا ہی لیکن بغیر مقابلہ اب کیا چارہ ہی طرفین سے طبل و نقارہ جنگی بج چکا ہی سامان جنگ دونوں لشکروں میں ہو رہا ہی ایک پہر شب آچکی ہی تین پہر شب باقی ہی صبح کو جو ہونا ہوگا اُس کا ظہور ہوگا تم کچھ تردد و فکر و پریشان خاطر نہو اللہ مسبب الاسباب ہی وہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب فتحیابی پیدا کر دیگا یہ نقابدار طلسمی کیا ہیں اگر خدا چاہے تو امر دشوار تر آسان ہو جائے غرض اسی طور سے تا دیر باتیں باہم ہوئیں گفتگوئے راز و نیاز طالب و مطلوب میں دو ساعت تک رہیں پھر صحبت میخواری ہوئی کنیزیں کشتی شراب یعنی وہی عرق مقوی قلب و دل لے آئیں صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ملکہ کو جام مے مذکور دیا ملکہ نے جام لیکر شراب مذکور پی پھر خود شراب سے ساغر لبریز کرکے صاحبقران کو جام دیا صاحبقران نے بھی ملفوظ مندرجہ بالا لیکر بصد خوشی یہ کہکر شراب پی کہ شعر

گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے	زاہد نہیں ہیں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں

ایک طرف تو امیر باتوقیر ملکہ سے ہم سخن تھے دوسری طرف اسی طور سے حضور جنگ نواز خواجہ طیفور گردیا سے شکوہ و شکایت کر رہی تھی باہم باتیں راز و نیاز کی ہو رہی تھیں جب صاحبقران میخواری سے فارغ ہوئے حضور جنگ نواز نے دست بستہ پوچھا کہ خواجہ خضران بن عمرو ثالث آپکے ساتھ نہیں آئے کیا سبب ہوا صاحبقران نے کہا کہ خضران ہم سے ناراض ہوکر جانب خانہ کعبہ چلا گیا حضور جنگ نواز کو یہ سنکے ملال و صدمہ ہوا کیونکہ وہ خضران پر مائل ہوئی تھی اپنے محبوب کو نہ دیکھکر اور خبر اُس کی سمت خانہ کعبہ جانے کی سنکے غمگین ہوئی خضران بن عمرو کا تصور کرکے آبدیدہ ہوکے خاموش بیٹھی رہی امیر باتوقیر قریب نصف شب کے ملکہ سے رخصت ہوکے اپنے لشکر کی طرف ہمراہ طیفور گردیا کے روانہ ہوئے اور ملکہ ہلال ابرو ہمراہ اپنی مصاحبوں اور کنیزوں کے سوئے انجم حصار گئی اور خورشید زرین قبا بھی سمت انجم حصار گیا وہ بہار باغ کی باقی نہ رہی صاحبقران بعد قطع راہ ہمراہ اپنے عیار و فادار کے داخل بارگاہ ہوئے بجز اشخاص مخصوص اور عورتوں مخصوص مذکورہ کے کوئی اس حال سے ماہر نہوا جب وہ نصف شب بھی بسر ہوکے وہ وقت آیا کہ آثار سحر بالائے فلک ظاہر ہوئے سفیدۂ صبح گردون پر عیان ہوا مرغان سحر اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکلکر نغمہ سرا ہونے لگے اپنی زبان میں حمد خدا کرنے لگے بلبلیں نغمہ سرا ہوئیں موذنوں نے مساجد میں بانگ اللہ اکبر بلند کی سیاہی شب کا فور ہونے لگی فلک سے دور ہونے لگی روشنی سحر دمبدم بڑھنے لگی تارے پنہان ہونے لگے ماہتاب کے منھ پر اداسی چھائی انجمن ماہ پر بلائے بربادی و بیرونق آئی عبادت گذار و طاعت گذار برائے ادائے نماز سحری اپنے اپنے بستروں سے بیدار ہوکے اُٹھے خصوصاً صاحبقران عالی مقام و بادشاہ لشکر اسلام و جملہ مردان سپاہ اسلام خواب غفلت سے ہوشیار ہوکے واسطے پڑھنے نماز سحر کے بستروں سے اُٹھے بعد وضو و طہارت نماز بجماعت پڑھی بعد اتمام نماز سحر و اوراد و وظیفہ ہر ایک دیندار نے دعائے بہبودی کونین واسطے اپنے اور

سادات و مومنین کرکے یہی درگاہ خدا مین التجا کی کہ خداوندا اگر تیری مصلحت ہو تو ہمین شتاب
ان کفار پر فتحیاب کر ورنہ جو تیری مصلحت ہم نقابداران طلسمی سے کیا لڑین گے کیونکہ وہ طلسم بند
ہین تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہمین اُن پر غالب کرے گا تو غالب ہون گے ورنہ ہم اُن نقابداروں پر
غالب نہون گے غالبا مغلوب ہون گے تھوڑی دیر مین یہان سے میدان جنگ مین جائین گے
امیدوار ہین کہ تو ہمکو عرصۂ جنگ مین ثابت قدم رکھنا دلیران جہان سے محجوب و شرمسار نہ کرنا
خوف نقابداران سے ہمکو پسپا نہونے دینا عرصۂ جنگ سے ہمین گریزان نہونے دینا وہ ہمت و
جرأت و شجاعت اپنے لطف و کرم سے ہمین عطا کرنا کہ اگر سر بھی کٹ جاے تو بھی قدم اپنا جنگاہ سے
نہ سرکے یہ دعائین جملہ اہل و دیندار کرکے سجدہ شکر کرکے مصلون سے اُٹھے صاحبقران کشورستان
نے حکم کمربندی و آراستگی سلاح جنگ دیا سب نے بعجلت تمام حکم کی تعمیل کی بادشاہ و لشکر اہل اسلام
و صاحبقران عالی مقام سوار ہوئے جملہ سرداران سپاہ و سواران لشکر بھی مرکبون پر سوار
ہوے سواری بادشاہ ذیجاہ موصوف بجزم و حشم و شان و شوکت سوئے جنگاہ روانہ ہوئی
جملہ سردار و سوار ہمراہ رکاب ہوئے جب سواری کشل بادبہاری جنگاہ مین پہونچی انتظار
کوکب انجم حصاری کے آنے کا کیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ کوکب انجم حصاری بھی مع سپاہ
کثیر اور نیز نقابداران طلسمی کے بکر و فر و سہ کارزار مین آیا پہلے حسب قاعدۂ قدیم درستی میدان
معاف ہوئی پھر دونون طرف سے صف آرائی لشکر ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان جنگی و قوی بازو سے آراستہ کیا گیا بعد ازین دونون لشکروں سے
نقباے خوش آواز اور کڑکیت نکل کر وسط میدان جنگ مین کھڑے ہوکر جوانان ہر دو سپاہ
سے مخاطب ہوکر اس طرح اُن کو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے کہ بآواز بلند گویا ہوئے اے جوانان
رشک رستم و اسفندیار و اے دلاوران بے مثل روزگار آگاہ و خبردار ہو کہ دنیا اور اہل دنیا
دونون فانی ہین ثبات کسی کو نہین ہے جو پیدا ہوا ہے اُس کو ایک روز مرنا بھی ضروری ہے خواہ کہین ہو
صحرا مین ہو دریا مین ہو یا بالاے کوہ ہو یا شہر مین ہو یا سفر مین ہو یا قلعہ مستحکم مین ہو یا جنگاہ مین ہو
طفل ہو یا جوان ہو یا ضعیف ہو پنجۂ ملک الموت سے ہنگام مرگ نہ بچے گا لاکھ تدبیرین دفع مرگ کی
کرے گا کچھ فائدہ نہوگا وقت قضا کا ہرگز نہ ٹلے گا کسی تدبیر سے موت سے جانبر نہوگا خیال کرو کہ رستم
پیلتن و صف شکن کیسے قوت و طاقت رکھتا تھا سوا اُس کے صدہا پہلوانان قوی بازو کیسے کیسے قوی
اس دنیا مین تھے جب اُن کا جام عمر بادۂ زندگی سے لبریز ہوا اس سرے خانۂ عالم سے چلے گئے ایک دم
بھی نہ ٹھہر سکے اسی طرح شاہان اولوالعزم صاحب تخت و تاج و سپاہ و خزانہ فریدون مانند سکندر و
دارا و ضحاک و جمشید و کیقباد و افراسیاب و کیخسرو وغیرہ وغیرہ وقت مقررہ اجل کا اس
دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے سب ملک و مال چھوڑ کر خالی ہاتھ چلے گئے بجز کفن یا اعمال
نیک و بد کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے ہرچند اُن کے ملازم بڑے بڑے طبیب و حکیم تھے اور خزانہ دار
اُن کے قبضے مین تھا مگر نہ علاج کام آئے وہ زندہ رہ سکے نہ زر خزانہ سے وہ جانبر ہو سکے کسی سے کچھ
تدبیر نہو سکی سب دیکھتے رہے وہ سوے عدم چلے گئے زیر خاک جا کر مقیم ہوئے جن کو ذرا سے بھی
گرد و غبار کا اپنے لباس و تن پر پڑنا ناگوار تھا وہ ہزارون من مٹی مین دب گئے زیر زمین کیڑون نے
اُن کا گوشت و پوست کھا لیا استخوان بھی باقی نہ رہے نشان اُن کی قبور کا بھی نہین ہے اگر کسی بادشاہ

گذشتہ کا کہیں مقبرہ بھی ہی تو عبرت افزا ہی شکستہ و بوسیدہ ہی درون مقبرہ و بالائے مقبرہ پرندون
نے اپنے آشیانے بنائے ہین خس و خاشاک و گرد و غبار بکثرت ہی کوئی ایسا دلسوز نہین کہ اُنکی
قبر پر شمع روشن کرے اگر سلگائے چادر گل چڑھائے جاروب کشی سے خس و خاشاک دور کرے
مقبرے کی مرمت کرے غرضکہ وہ مقبرہ شاہ بزبان حال اہل دنیا سے مخاطب ہو کر کہتا ہی کہ فاعتبروا
یا اولی الابصار دیں عاقلون کو چاہیے کہ اس دنیائے فانی مین حیات چند نفس کی کچھ فکر بقا
بذلت و رسوائی نکرین بلکہ کسی حال مین بھی تدبیر بقائے حیات نکرین راضی برضائے الٰہی رہین
حفاظت حیات ہر مخلوق خود اُس کی موت کرتی ہی جب تک اُس کی زندگی ہی خاصکر اے جوانان
تہور شعار و اے دلیران نامدار تمکو اپنی زندگی کی تدبیر بذلت و رسوائی نکرنا چاہیے کیونکہ اس
تدبیر سے کچھ نفع و فائدہ نہو گا اگر اجل تمھاری آئی ہی تو بھاگنے کی تدبیر سے بھی نہ بچوگے ضرور
قتل ہو جاؤ گے اور اگر تمھاری حیات باقی ہی تو کوئی تمکو قتل کر نہین سکتا ہی نہ انسان نہ دیو نہ جن
نہ ساحر نہ یہ نقابداران طلسمی جو اسوقت تمھارے سامنے موجود ہین کیونکہ قضا تمھاری خود ایک
تعویذ حفاظت واسطے تمھارے ہی ایسی حالت مین مقتضائے عقل و ہمت و شجاعت یہ ہی کہ دلیرانہ
کفار سے بڑھ بڑھ کر لڑو زخم سنان و تیر و شمشیر و خنجر دشمنون پر لگاؤ و پیچھے قدم نہ ہٹاؤ یہ میدان کارزار
جائے امتحان بہادران ہی یہ تو تقاضائے دیندار کی تقریر بیان کی گئی اب لشکر کفار کے کافرون کی گفتگو تحریر
کی جاتی ہی کہ وہ نابکار اپنے جوانان سپاہ سے متوجہ ہو کر آواز بلند یون کہنے لگے کہ اے دلیران
میدان وغا و اے بہادران عرصہ ہیجا دیکھو آج سامنا تمھارے اہل اسلام کا ہی یہ وہ لوگ ہین کہ تمکو اور
تمھارے خداوندون کو بُرا کہتے ہین بدزبان و سرکش انتہا کے ہین راہ دور و دراز سے یہان
لڑنے کو آئے ہین تمھاری خونریزی پر آمادہ ہین تمھارے بادشاہ کی بدخواہی چاہتے ہین کہ اس کو
قابو پا کر قتل کرین انجم حصار پر اپنا قبضہ کرین ساکنان انجم حصار کو اپنے دین مین لائین سب کو
کلمہ پڑھا کر مسلمان کرین مساجد کی بنا ڈالین اس شہر کو اسلام آباد کرین خلاصہ یہ کہ اہل اسلام
تمھارے اور تمھارے بادشاہ کے سخت دشمن جان و ایمان ہین ہنگام مقابلہ و جنگ خبردار
ان کے حال پر رحم نکرکے ان کو تہ تیغ کرنا ان کی خونریزی مین کمی نکرنا ان دشمنون کا مار ڈالنا بہت
و مناسب ہی ان سے وقت کارزار روگردانی نکرنا بڑھ بڑھ کر تلوارین لگانا نعرہ شیرانہ کرنا ان کے
خون سے زمین عرصہ جنگ رنگین کرنا زخمی کو بھی زندہ خاک پر تڑپتا نہ چھوڑنا ایک ہاتھ ایسا کس کر
لگا دینا کہ ہلاک ہو جائے دنیا سے جلد سوئے عدم جائے حتی الامکان ان سب اہل اسلام سے
ایک بھی زندہ نہ رہنے پائے وقت جنگ مغلوبہ کوئی مسلمان بھاگ کر جانے نہ پائے سب کو دلیرانہ
و شیرانہ گھیر کر قتل کرنا ان کے خوف سے قدم پیچھے نہ ہٹانا عزت و آبرو اپنی سر میدان جنگ نہ گنوانا
مطلق ان سے خوف نہ کرنا کیونکہ اول تو معین تمھارا بادشاہ تمھارا کوکب انجم حصاری ہی اور
یہ تین نقابدار طلسمی ہین کہ جو کسی کے ہاتھ سے قتل ہو نہین سکتے کوئی ان کو تلوار و نیزہ و تیر و خنجر
وغیرہ لگا نہین سکتا ہی ان کو خاک و خون مین ملا نہین سکتا ہی یہی لاکھون کو اسیر کر سکتے ہین سوا
ان کے ہو دسر مست جادو مالک و بادشاہ طلسم زلزلہ تمھاری حمایت و اعانت کو موجود ہی لہذا
قوی دل ہو کر ان مسلمانون سے لڑنا خبردار خبردار تم سب ہمارے کہنے پر ضرور عمل کرنا خلاف
ہمارے کہنے کے نکرنا ورنہ تمھارے حق مین برا ہو گا جان بھی جائے گی ایمان بھی جائے گا قصہ او

کر گیت اپنی اپنی تقریر کرکے جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کرکے میدان مصاف سے ہٹ گئے
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ صفون پر سناٹا آگیا ہر ایک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ واقع مین
نقیسرا اور کرگیت سچ کہتے ہین آج نام کرنے کا دن ہے یہ میدان جنگ جائے امتحان ہنر شجاعت و جوانمردی
اپنی دکھانا چاہیے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا چاہیے اگرچہ قتل بھی ہوجائین لیکن معرکہ جنگ
سے قدم نہ سرکائین یہ خیال کرکے ہزارون بہادرون نے تلوارین علم کرکے نیامون کو توڑ کر پھینکدیا
صدہا دلاورون نے واسطے اظہار شجاعت و ہمت و بجرئت ہونے سینے کے سپرون کو پھینک دیا
زرہین تن سے دور کین باریک لباس پہنے رہے اور گویا ہوئے کہ آج اس لباس باریک کو پہنکر
لڑین گے بڑھ کر تلوارین مارین گے سینون پر بجائے سپر تلوارین روکین گے اکثر نے ارادہ کیا کہ
پہلے ہم صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین جائین مبارز کو طلب کرین ہنر جنگ اس کو دکھاکر
قتل کرین سر میدان جنگ نام کرین دیکھنے والے تحسین و آفرین کرین ہنوز کوئی دلاوران مذکور
سے صفوف لشکر سے نہ نکلا تھا فقط ارادہ ہی کیا تھا کہ لشکر کوکب اختر حصاری سے نقابدار
جو رالفقار مرکب کو جولان کرکے وسط میدان کارزار مین آیا سب نے دیکھا کہ اُس کے پاس نہ تلوار
ہے نہ نیزہ ہے نہ تیر و کمان ہے نہ خنجر ہے کوئی حربہ آلات حرب و ضرب سے نہین ہے ابھی سب اہل اسلام
نقابدار مذکور کو دیکھ رہے تھے کہ اُس نے آواز بلند کہا اے گروہ اہل اسلام تم مین سے جس کو
حوصلہ جنگ ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا صاحبقران نے اپنے لشکر کی داہنی طرف
دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکال کر روبروے صاحبقران
ممدوح آکر طالب اذن جنگ ہوا صاحبقران نے اُس کو اجازت جنگ دی وہ دلاور مرکب
جولان کرکے سوئے نقابدار مذکور گیا جب روبرو اُس کے پہونچا مرکب کو روک کر کہا نقابدار
مذکور سے کہ اے جوان تیرا کیا نام ہے تونے مجھسے کچھ خوف نہ کیا دلیرانہ میرے روبرو آیا شاید اپنی
زندگی و راحت و آرام و آزادی سے بیزار ہے جو تونے ایسا ارادہ کیا ہے سہراب نے جوابدیا
او نقابدار آگاہ ہو کہ نام میرا سہراب ہے فرزند دلبند لندھور کا ہون تنہا جان روزگار سے
ہون تیری تو کیا حقیقت ہے کسی سے ہنگام جنگ نہین ڈرتا ہون زندگی و حیات گو سب کو عزیز ہے
مگر مجھکو دین اسلام کی ترقی چاہئے مین اور کفار کے ہاتھ سے قتل ہوکر مرتبہ شہادت پانے مین عزیز
نہین ہے اب توقف نکر کوئی وار کر اُس نے جواب دیا کہ میرے پاس تلوار و تیر و نیزہ نہین ہے کہ
جس سے تجھپر وار کرون پہلے تو تیری صورت پر نظر کر بعدہ جلا دیکھ ضرب شمشیر لگانے کا یہ کہکر
نقاب اپنے چہرے سے اٹھا کر کہنے لگا کہ مصرع اے جوان بنگر مرا تا یکدستا سی مرا۔ سہراب
بن لندھور نے جو اُس کے رخ زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی اس پر شیفتہ و فریفتہ ہوگیا اظہار عشق
کرنے لگا طالب وصل زن خوب رو مجھکر ہونے لگا بیقراری و بیتابی دل بیان کرنے لگا اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا از خود رفتہ ہوگیا کچھ خیال جنگ و جدال نرہا دوست دشمن کی تمیز نرہی
دونون ہاتھ اُس کی طرف بڑھا کر گویا ہوا کہ مجھکو شوق ہم آغوشی از حد ہے نقابدار نے جواب دیا
اے سہراب ابھی تو آمادہ جنگ تھا مجھے قتل کرنے کو آیا تھا سلاح تن پر آراستہ کرکے
بقصد جدال میرے سامنے آیا تھا ابھی تو مجھسے اظہار محبت و الفت کرتا ہے معلوم ہوا کہ تو کاذب ہے
اور سزائے کاذب مین نے یہ تجویز کی ہے کہ اُس کو اسیر کرون یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈال کر [illegible]

طلب کرکے اُس کو طوق و سلاسل میں اسیر کیا سہراب نے بخوشی و خرمی اپنے تئیں اسیر کرا دیا اور بہنگام
اسیری یہ کہا کہ خوشا مقدر میرا کہ تجھ ایسا محبوب دلجو مجھے اپنے اس دست نازک سے اسیر کیے لیتا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھکو اپنے ہاتھ سے اسیر کرتا ہے جب نقاب دار حور لقا سہراب بن لندهور کو غل و
زنجیر میں اسیر کر چکا پکارا کہ اس قیدی کو لے جا کر زندان میں اسیر کرو ملازمان کوکب انجم حصاری
فی الفور آئے اور سہراب بن لندهور کو سوئے زندان لے گئے اہل اسلام کو اسیری سہراب
بن لندهور سے نہایت صدمہ ہوا خصوصاً صاحبقران و بادشاہ اہل اسلام کو رنج و غم زیادہ ہوا
اُس طرف کفار خوش ہوئے خصوصاً کوکب انجم حصاری اور ساریق بن بقا بہت خوش
ہوئے بعد خوش ہونے کے ساریق بن بقا نے سختگان سے مسکرا کر کہا دیکھا تو نے کہ ہمنے
چپکے چپکے کیا تقدیر معقول کی کہ بغیر شمشیر و نیزہ و تیر لگائے اور بغیر لڑائی ہوئے اہل اسلام خود
اپنے تئیں بخوشی اسیر کرائے دیتے ہیں مثل سہراب کے یہ تمام اہل اسلام اسیر ہو جائینگے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی قید ہو جائینگے جب یہ کل
اہل اسلام قید ہو جائینگے اُسوقت ہم ایسی تقدیر کرینگے کہ سب قتل ہو جائینگے ملک بھی
یعنی سختگان نے عرض کیا کہ خداوند تقدیر تو آپنے خوب کی ہے مگر دیکھیے کہ بیشتر ایسا ہو چکا ہے کہ
آپ تقدیر کرکے تقدیر لیٹ بھی دیتے ہیں اور خوشی مبدل بغم ہو جاتی ہے فتح مبدل بہ شکست ہو جاتی ہے
مگر دل میں کہا کہ یہ نابکار کیا تقدیر کریگا خود اس کی تقدیر گردش میں ہے گلستان باختر سے
یہاں تک بھاگتا ہوا آیا ہے بدبختی مقدر نے در بدر کی ٹھوکریں کھلوائی ہیں کوبکو پھرایا ہے کوہ کوہ دشت
دشت صحرا صحرا قدم فرسا کیا ہے عبث اپنی خداوندی مانند دال کے بگھارتا ہے اس کی تقریر خود دال
ہے کہ یہ کاذب ہے کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا ہے ناحق اپنے تئیں خداوند کہلاتا ہے بندوں کو گمراہ کرتا ہے
ابھی کفار خوش ہو رہے تھے اور سختگان اپنے دل میں تقریر مندرجۂ بالا کر رہا تھا کہ یکایک
نقابدار حور لقا نے پھر مبارز طلب کیا امیر یاقوت نے پھر سوئے میدان دیکھا فوراً یوسف کرانی
صف لشکر سے نکلکر اذن جنگ امیر یاقوت سے حاصل کرکے جانب نقاب دار مذکور گیا بعد گفتگوے
دریافت نام و نشان و اظہار رسم و شجاعت حریف نقاب دار مذکور نقاب اپنے چہرے سے اٹھا کر
کہنے لگا کہ او یوسف کرانی دیکھو مجھکو شاید کہ پہچانو مجھکو یوسف کرانی نے جو اس کی صورت پر
نظر کی دیکھتے ہی بدل و جان خریدار اُس کا ہو گیا حواس خمسہ درست نہ رہے اُس سے اظہار عشق
کرنے لگا نقابدار نے کہا کہ اگر تم ہماری عاشقی کا دعوی کرتے ہو تو آؤ ہم تکو اسیر کریں تمہارا
امتحان کریں دیکھیں کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو یا نہیں یوسف کرانی نے جواب دیا کہ ہم
سچے عاشق ہیں واسطے امتحان دینے کے موجود ہیں نقابدار مذکور نے زنجیر و طوق بیڑیاں ہتکڑیاں
طلب کرکے اس کو اسیر کرا دیا پھر مردم کو طلب کرکے کہا کہ لے جاؤ اس کو بھی جہاں سہراب
بن لندهور کو اسیر کیا ہے اس کو بھی قید کرو وہ ملازم فی الفور لے گئے پاس سہراب بن لندهور
کے اس کو بھی قید کیا پھر نقابدار نے مبارز طلب کیا مملوک بن مالک صف لشکر سے نکل کر
اجازت رزم لیکے گھوڑے کو دوڑا کر طرف اُس نقابدار کے گیا نقاب دار نے نام دریافت
کرکے نقاب اٹھا کر کہا کہ ذرا دیکھ تو سہی تو مجھکو بھی پہچانتا ہے جو لڑنے کو مجھ سے آیا ہے مملوک
اُس کے رخ پر نظر کرتے ہی بیخود و بے حواس ہو گیا اس کی عاشقی کا دم بھرنے لگا اظہار محبت و

الفت کرنے لگا نقاب دار نے کہا کہ تمہارے قول کا ہمکو یقین کیونکر ہو مملوک نے کہا کہ میری
الفت و محبت کا امتحان کر لو اگر کہو تو آپ میں کو ڈبو دون اگر حکم کرو تو دریا میں اپنے تئین گرا دون
اگر تمہارا فرمان ہو تو اپنی تلوار سے اپنے گلے کو کاٹون غرضکہ جو کہو وہ حکم بجا لاؤن مجھے کچھ عذر
نہیں ہے نقاب دار نے کہا کہ اچھا ہم تمکو گرفتار کرتے ہیں آگے آؤ مملوک قریب آ گیا اُس نے
بدستور قوم اس بہادر کو بھی زیور آہنی سے آراستہ کر کے ملازمون کے حوالے کیا وہ اس دلاور
کو بھی لے گئے اسی زندان میں اسے بھی قید کیا کفار ہر مرتبہ اسیری سردار سپاہ لشکر اہل اسلام سے
از حد شادان ہوتے تھے باجے خوشی کے بجاتے تھے باہم کہتے تھے کہ یہی نقابدار اسی طور سے
چند مدت میں ان سب اہل اسلام کو اسیر کرے گا ساریق بن نقا بھی کہ سامنے لشکر اہل اسلام کے
بالائے تخت زرین سوار تھا اور پہلو میں اُس کے سخنگان نجومی بیٹھا ہوا تھا ہر مرتبہ کہتا تھا کہ
اے شیطان درگاہ من دیدی چہ خوش تقدیر کردہ ام سخنگان جواب دیتا تھا کہ تقدیر تو
معقول کی ہے مگر ثبات اس تقدیر کو ہونا چاہیے اور یہ ناممکن ہے کیونکہ زمانہ ایک رنگ پر نہیں رہتا ہے
دگرگون ہو جاتا ہے میں نے بارہا دیکھا ہے کہ جب اہل اسلام پر کوئی سختی ہوتی ہے اور وہ قتل ہوتے ہیں
یا اسیر ہوتے ہیں تو منجانب خدا و از طرف غیب اُن کی مدد ہوتی ہے کوئی نہ کوئی ان کا معین و مددگار
اُن کو اس بلا سے بچاتا ہے پس کیا عجب ہے کہ اب بھی صاحبقران اور اُن کے سرداران سپاہ
پر وقت تنگ ہے کوئی اُن کا مددگار بحکم خدا سے میان آئے اور اس نقاب دار کے شر سے اہل اسلام
کو بچائے ساریق بن نقا نے کہا کہ اے شیطان درگاہ من آگاہ ہو کہ ایک میں نے تقدیر
مضبوط کی ہے بودی نہیں کی ہے اس تقدیر کو ثبات حاصل ہوگا اُس نے کہا کہ مجھے یقین نہیں کیونکہ
مصرع ۔ چشم ما بسیار ازین خواب پریشان دیدہ اند ۔ ابھی سخنگان ساریق بن نقا سے ہم سخن تھا
کہ نقاب دار نے پھر اپنا حریف طلب کیا جانب پیاسے ایک سردار سہمن کوہی صف لشکر
سے نکل کر صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوا امیر کشورگیر نے اس کو اجازت جنگ دی
وہ دلاور طمورا جولان کرتا ہوا سوئے نقاب دار مذکور روانہ ہوا جسوقت روبرو نقابدار
کے حور القا گیا وہی شکل اُس کی دیکھتے ہی مثل سہراب بن لندھور و یوسف کرانی و
مملوک بن مالک کے فریفتہ نقاب دار مذکور ہو کر جنگ سے باز رہ کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا
الفت اپنی ظاہر کرنے لگا نقاب دار مذکور نے نقاب اپنے رخ پر ڈال کر دست و پا میں اُس کے
بیڑیان ہتکڑیان گلے میں طوق خاردار ڈال کر سلاسل میں گرفتار کر کے بدستور قوم ملازمون کے
حوالے کیا وہ اس دلاور کو زندان میں لے گئے اسی طرح صمصام فیل زور و ایوب سالم
مصری و ابو سہیل مصری و حمید دمشقی و معالی ہمدانی و سمسم عراقی و اعظم
عظیم الجثہ و بہمن زاد یونانی سرداران سپاہ اہل اسلام کو دو پہر دن تک اسیر کیا جب بارہ
سرداران نامی و نامور کو اسیر کر چکا بوجہ حرارت آفتاب و خستگی کے میدان جنگ سے لشکر کوکب
انجم حصاری میں چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک نقابدار سرخ پوش مسمی نقابدار گل رخسار
کہ نام صحیح اس کا یہی ہے لشکر سے نکل کر مرکب کو جولان کر کے وسط میدان معارف میں پھر کر سوئے
لشکر اہل اسلام دیکھ کر پکارا کہ اے زمرہ اہل اسلام تم سب میں جس کو دعوے شجاعت و دلاوری
ہو وہ مجھ سے آکر مقابل ہو میں اس میدان نبرد میں نہیں آیا ہون گویا موسم بہار آیا ہے اور فصل بہار

مین اکثر دوم کو وحشت و دیوانگی و ازخود رفتگی سے صحرانوردی و جامہ دری اچھی معلوم ہوتی ہے
لہذا تم سب مین جس کو میرے گلشن عارض کی بہار دیکھنی منظور ہو وہ آگے دیر نہ لگائے کہ پھر
ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا یہ کہکے خاموش ہوا اہل اسلام اس نقاب دار دوم سرخ پوش کی گفتگو
سنکے باوجود اسیر ہوجانے بارہ سردار ان لشکر کے خائف و ترسان نہوکر اسیری و قتل سے
خوفناک نہوکر جادۂ جان نثاری و شجاعت و دلاوری پر قدم رکھکر دیدہ و دانستہ اسیری
منظور و قبول کیکے آمادہ صفوف لشکر سے نکلنے اور مقابلہ کرنے پر ہوئے مگر سب سے پہلے افتخار
چینی سردار زبردست و نامور نے جانب میسرۂ لشکر سے سمند اپنا نکالا پھر صاحبقران سے
رخصت عرصہ کارزار کی بعد شوق جنگ ہوئے نقاب دار سرخ پوش روانہ ہوا بعد قطع راہ
روبرو اُس کے جاکر مرکب کو روک کر شہر انقاب دار مذکور نے پوچھا کہ اے جوان تنومند و
قوی بازو نام تیرا کیا ہے بہت تیز و تند میری طرف آیا ہے آلات حرب و ضرب بھی اپنے تن پر آراستہ
کیے ہے زرہ و بکتر و چار آئینہ سے مردانہ مزین ہے یہ سب آلات حرب و ضرب و سلاح جنگ آیا
کس واسطے تونے اپنے تن پر آراستہ کیے ہیں بہادر مذکور نے جواب دیا کہ او نقاب دار گلرخسار
سرخ پوش آگاہ ہو کہ نام میرا افتخار چینی ہے مین وہ بہادر و دلاور ہون کہ اقلیم چین مین مجھ سا
کوئی بہادر نہ تھا نہ اب ہے مین نے ہزارہا دلاورون کو سر میدان جنگ ضرب ہائے گرز و نیزہ و شمشیر سے
ہلاک کیا ہے شہرون مین شہرہ میری شجاعت کا ہے کوئی دنیا مین دلاورون سے ایسا نہین ہے کہ میری
بہادری سے آگاہ نہو اگر تو جہاندیدہ ہے تو ضرور تونے بھی میری دلاوری سنی ہوگی یا اخبار مین میری
شجاعت کے حالات دیکھے ہونگے کہ ان آلات حرب و ضرب سے تجھے قتل کرونگا ہرچند کہ تو
سرخ پوش ہے مگر تجھکو بضرب گرز گران ہمہ تن خون سے رنگین کرونگا نام و نشان تیرا دنیا مین
نہ رکھونگا تیرا نام گلرخسار ہے بہار گلشن عدم تجھے شمشیر آبدار میری دکھلائیگی رنگین چمن شباب
مین تیرے خزان آئیگی او گلرخسار تیری بہار گل رخسار اب باقی نرہیگی خلش خار قضا سے
تجکو اذیت ہوگی موسم بہار حیات تیرا آخر ہوا زمانہ خزان مرگ تیرا قریب آگیا آمادہ سفر عدم ہوجا
کہ اب گل حیات تیرا خزان دیدہ ہوا چاہتا ہے اور یہ زرہ و خود و چار آئینہ و بکتر مین اسواسطے اپنے
تن پر آراستہ کیے ہون کہ ضرب شمشیر دشمن سے اعضا میرے محفوظ رہین تلوار کارگر نہو نقاب دار
سرخ پوش نے جواب دیا کہ تونے بڑا عزم کیا ہے تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو شجاعان جہان سے
ہے میری بھی ہستی کو برباد کردینے کا ارادہ کرتا ہے خیر پھر مجکو قتل کرنا پہلے میری صورت پر نظر کرکے
مجکو پہچان لیوے یہ کہکے اُس نے اپنے رخ سے نقاب اٹھائی افتخار چینی نے اس کے رخ زیبا پر نظر
کرتے ہی عزم جنگ و جدال فسخ کیا اُسکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر نقش و نگار چینی بھول گیا ازخود رفتہ
ہوکر محو جمال رخ اس نقاب دار ایسا ہوا کہ گویا تصویر حیرت بن گیا پھر دیوانہ ہوکر جوش وحشت سے
صحرانوردی کا ارادہ کرکے آلات حرب و ضرب اپنے تن سے دور کرکے جیب و گریبان چاک
کرنے لگا لباس کے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کرکے یہ شعر اپنی زبان پر لایا کہ شعر تن کی عریانی
سے بہتر نہین دنیا مین لباس ۔ یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہین سیدھا الٹا ۔ اسی حالت دیوانگی مین
اظہار عشق کیکے روتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی مجھ جمال کیکے اپنے ہاتھون سے سر اپنا پیٹتا تھا موئے سر
نوچتا تھا آخر کار مرکب سے اتر کر لباس اپنا زیادہ تر پارہ کرکے بعد عزم صحرانوردی جوش جنون مین

احتشام غازی۔ ہلال تیغ زن۔ رافع فیل زور دکھنی۔ تہمورز فراخ پیشانی۔ فرخ خشمگین۔
کمال تیر انداز۔ حران عراقی۔ خالد زنگباری۔ مبارک خنجر گذار۔ رشید ہمدانی نعرہ زن
شہزادہ منصور رومی۔ ہنوز نقاب دار سبز پوش نے شہزادہ منصور رومی کو نقاب اپنی اٹھا کے
صورت اپنی دکھا کے دیوانہ اُس کو کر کے سلاسل میں گرفتار کر کے سوے زندان روانہ کیا تھا اور
ارادہ کیا تھا کہ پھر مبارز طلب کرے کہ یکایک ایک غبار عظیم جانب جنوب سے ایسا بلند ہوا کہ مردان
ہر دو لشکر اُس غبار عظیم کو دیکھتے ہی متردد ہوئے نقاب دار سبز پوش بھی جانب غبار دیکھنے لگا۔
دل میں کہنے لگا کہ یہ غبار عجیب غبار ہے ایسا غبار کبھی آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ
آثار آندھی آنے کے ہیں تو بھی ذہن قبول نہیں کرتا کہ ایسا غبار آندھی کا نہیں ہوتا ہے بظاہر یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آمد سپاہ کثیر ہے یہ خیال کر کے مبارز طلب کرنے سے باز رہ کر سوئے غبار دیکھنے میں مصروف ہوا
مردان ہر دو سپاہ بھی متوجہ جانب غبار مذکور ہوئے ہر ایک موافق اپنی فہم کے دوسرے سے
کہنے لگا کہ کیا آندھی زور شور سے آتی ہے اُس نے جواب دیا کہ کہیں سے کوئی شاہ و شہریار بجمعیت فوج
بسیار ادھر آتا ہے ساریق بن بقا بھی سمت غبار دیکھ کر سخنگان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے
شیطان درگاہ من حالا چہ تقدیر نو کردہ ام میدانی اُس نے جواب دیا دادا خود آپ نے تو نئی
تقدیر کی ہے اور مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا تقدیر کی ہے مجھے کیا علم لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تقدیر
بری کی ہے کہ جس سے آپ کی تقدیر کچھ رنگ خرابی دکھائے گی یا قتل کرائے گی یا بیابان سے بجا لیگی
ابھی سخنگان ساریق بن بقا سے ہم سخن تھا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ
لشکر اہل اسلام و تمامی مردان لشکر اہل اسلام جانب اسی غبار عظیم کے دیکھ رہے تھے ادھر نقاب دار
سبز پوش مسمی گلرخسار سمت غبار جنگ سے دست بردار ہو کر دیکھ رہا تھا کوکب انجم حصاری
و ساریق بن بقا و سخنگان وغیرہ بھی سب متحیر ہو کے طرف غبار عظیم مذکور جو سمت جنوب سے
اٹھا تھا نگران تھے کہ یکایک دست باد تند و تیز سے دامن غبار چاک ہوا کفار و اہل اسلام
نے دیکھا کہ آمد جلوس و لشکر گران ہے پھر ہر ایک کافر و مسلمان متفکر ہوا کہ یہ لشکر عظیم کس کا ہے جانے لشکر
کون ہے اور یہ لشکر اس طرف کیوں آتا ہے کوئی معین و مددگار کوکب انجم حصاری کا آیا ہے یا کوئی
ناصر بہر کمک صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا آیا ہے غرضکہ سب اسی فکر و تردد میں تھے کہ
سامنے سے ایک فیل کلان جس کی جھول نہایت زرین کی تھی اُس پر نشان شیر تھا بعد اس کے دو
دو ہاتھیوں کی قطار آگے پیچھے سب کی جھولیں زرین اور ہودے نقرئی و طلائی فیلبان نوجوان
پگڑیاں سروں پر رکھے ہوئے وردیاں زرق برق پہنے ہوئے کج ہنک ہاتھوں میں لیے ہوئے
آنے لگے سو ہاتھی اسی طور سے گذر گئے بعد اُن کے قطار در قطار اونٹ آنے لگے اونٹوں پر بھی
عمدہ و نفیس و پر زرگری عماریں ان کی شتربان اُن پر لباس معقول پہنے ہوئے بیٹھے تھے کئی ہزار
اونٹ بھی اسی طرح کے گذرے بعد ازاں نوبت و نقارے کی صدا آئی شہنا نواز شہنا کو دم دیتے ہوئے
نہایت خوبی سے بجاتے ہوئے نقارچی نقار خانوں میں بیٹھے ہوئے نقاروں کو بجاتے ہوئے گذرے
بعد ازاں جھنڈی بردار اور برچھے بردار بیشمار برچھیاں و جھنڈیاں رنگ برنگ و زرین ہاتھوں میں
لیے ہوئے گذرے پھر دو دو سواران جنگی مسلح و مکمل مرکبوں پر رہوار آنے لگے ہر رسالہ و گروہ کے
ساتھ سردار و علم بردار علم کو جلوہ دیتے ہوئے شان و شکوہ دکھاتے ہوئے ہمراہ گروہ و رسالہ دار نامی

کہ نہین معلوم ہمکو کس نے اسیر کیا ہم کیونکر اسیر ہوگئے یہان ہمکو کون لایا کس نے ہمکو قید کیا ہم تو اپنے لشکر سے نکل کر نقاب داران کے ملنے کو گئے تھے پھر نہین معلوم کیا ہوا اس زندان مین آکر بعد دو چار ساعت کے ہمکو ہوشیاری اور اپنے حال سے آگاہی ہوئی سرداران گرفتار شدہ تو زندان مین متحیر ہوکر باہم گفتگوئے حیرت آمیز اسیری کرتے ہین زندان مین مبتلائے طوق و سلاسل ہین مگر اب حال دربار بادشاہ لشکر اسلام بیان کیا جاتا ہے کہ جب دربار آراستہ ہوا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ نہین معلوم یہ دونون نقاب دار کیسے بلائے روزگار تھے کہ انکی صورتین دیکھتے ہی سینتالیس سرداران لشکر اسلام نے بغیر جنگ و جدال دست نقاب داران سے اپنے تئین اسیر کرا دیا اور بعد خوشی اسیر ہوکے سوئے زندان چلے گئے صاحبقران نے باادب تمام جواب دیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون نقاب دار طلسمی ہین اسی وجہ سے سرداران اسیر شدہ صورت اُنکی دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگئے ورنہ وہ سب شجاع و بہادر ایسے ہین کہ وحید عصر ہین اور فرید روزگار ہین ایک ایک اُن مین ہزارون سوارون سے میدان جنگ مین لڑسکتا ہے ہزارون کو شکست دے سکتا ہے بعد ذکر نقاب داران و سرداران مذکور کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ طیفور گرد ولایت سے فرمایا کہ اے خواجہ ذرا لشکر درویش آفتاب صورت مین جاکر دریافت تو کرو کہ یہ فقیر کون ہے کہان سے آیا ہے جو ایسے شان و شوکت و جاہ و حشمت سے اسطرف آیا ہے کیا ارادہ رکھتا ہے خواجہ طیفور اسی وقت رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر درویش مذکور روانہ ہوئے بعد قطع راہ داخل لشکر ہوکر دربار مین گئے دیکھا کہ درمیان مین بارگاہ فلک فرسا دو بادشاہ ذی وقار برابر دو تختون زرین پر بیٹھے ہین اور چار پانچ نقاب داران سبز پوش عمدہ عمدہ نفیس دنگلون پر بصد صولت و شوکت جلوہ گر ہین اور اکثر سرداران سپاہ بھی دنگلون پر بیٹھے ہین درویش مذکور اُسی لنبے گنبد طلائی مین بہ نخوت رعب و صولت بیٹھے ہین حاضرین دربار باادب تمام حاضر دربار ہین دربار شاہانہ ہے کوئی ادب و رعب سے درویش موصوف کے بات نہین کرتا ہے سب باادب خاموش بیٹھے ہین الغرض طیفور گردباد داخل دربار مذکور ہوکر بصورت مبدل دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُس درویش نے ایک نقاب دار سے متوجہ ہوکے کہا کہ آج ہم ہنگام شام یہان آئے ورنہ آج ہی ان دونون صاحبان ہر دو لشکر و سپاہ کا فیصلہ بعنوان احسن کر دیتے خیر آئندہ دیکھا جائے گا اُس نقاب دار سبز پوش نے عرض کیا کہ آپ کا فرماتے ہین جب تک آپ فیصلہ نفرمائینگے یہ دونون شاہ و شہریار باہم جنگ و جدال سے باز نہ آئینگے کشت و خون مردان سپاہ ہوا کرے گا ہزارہا بندگان خدا کی جانین تلف ہون گی یہ گفتگو نقاب دار مذکور کرکے خاموش ہوا خواجہ طیفور گرد ولایت یہ تقریر نقاب دار سنکے کچھ اپنے مطلب کی بات نہ سنکے بارگاہ درویش سے باہر نکل کر اہل لشکر سے بصورت فقیر و سائل پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے کہان سے آیا ہے صاحب لشکر کون ہے کیا اُس کا نام ہے مین ایک سائل محتاج ہون دور سے بامید حاجت روائی آیا ہون سواران لشکر نے جواب دیا کہ اے سائل آگاہ ہو کہ دراصل یہ لشکر درویش آفتاب صورت کا ہے شہر عراقیہ سے یہان آیا ہے اگر تو حاجتمند ہے تو دن کو یہان آنا تجھکو زر و جواہر موافق تیری حاجت کے ملجائے گا سائل مذکور لشکر سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین بصورت اصلی آیا صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ گئے تھے کیا دریافت کیا خواجہ نے جو کچھ دربار درویش مین دیکھا سنا تھا سب بیان کرکے عرض کیا کہ اے صاحبقران ذیشان کچھ معلوم نہوا کہ یہ درویش

در اصل کون ہے صاحبقران سنکے خاموش رہے کوکب انجم حصاری جو بعد خوشی و خرمی میدان
جنگ سے گیا تھا بعد قطع رہ اپنے دربار مین جا کر بالاے تخت زرین بیٹھا اہل دربار حاضر دربار ہوئے
بقدر مراتب کرسیون دکان پر بیٹھے ساریق بن بقا بھی مع سنگان دبار کوکب انجم
حصاری مین بعزت تمام تخت پر بیٹھا بیٹے کوکب انجم حصاری نے ساریق بن بقا سے
مخاطب ہو کر کہا کہ خداوند و بچا آپ نے نقاب دارون سے آج ہی سینتالیس سرداران سپاہ صاحبقران
کو اسیر کیا ہے چند روز مین یہی نقاب دار خاتمہ لشکر صاحبقران کا کر دینگے بلکہ صاحبقران کو بھی مع کل
سرداران اسیر شدہ کے اسیر کر دینگے بادشاہ لشکر اہل اسلام با توخوف نقاب داران طلسمی سے
شب تاریک مین پوشیدہ طور سے میدان سے بھاگ جاینگے یا وہ بھی مانند اورون کے اسیر ہونگے
ہمارا ارادہ ہے کہ پہلے جملہ سردارون اور صاحبقران اور بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اسیر کرالین اور
اہل لشکر کو اسیر و تباہ کرا دین پھر سب اسیرون کو آپ کے روبرو قتل کرائین آپ کو شادمان و فرحان کرین
ساریق بن بقا نے شکار جواب دیا کہ اس اسیری سرداران سپاہ اہل اسلام کی باعث درحقیقت
ہم اہین نہین نے یہ تقدیر کی جو نقاب داران طلسمی ان سب اہل اسلام کو اسیر کرلین کوکب انجم حصاری
نے خلاف طبع ساریق بن بقا جواب نہ پایا بعد تھوڑی دیر کے کوکب انجم حصاری نے اہل دربار
سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج ہم نے درویش باکمال نہین معلوم کہان سے یہان آیا ہے بظاہر صاحب کمال
معلوم ہوتا ہے نہایت شوکت و شان و جاہ و حشمت سے آیا ہے ہم کو فقراے ایک انس ہے خصوصاً ان
فقیرون سے جو صاحب کمال ہون جس وقت سے یہ درویش یہان آیا ہے ہمین یہی فکر ہے کہ اس کے حال
سے بخوبی آگاہی ہو جائے کسی تدبیر کی جائے کہ تمام حال اور نام و نسب اس فقیر کا معلوم ہو جائے
بعض اہل دربار نے با دب عرض کیا کہ ہم غلامون کے نزدیک مناسب وقت یہ ہے کہ کسی شخص کو
واسطے دریافت کرنے حال درویش مشارالیہ کے حضور روانہ فرمائین تاکہ تمام حال درویش سے
حضور کو آگاہی ہو جائے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ رائے تمہاری ہم پسند کرتے ہین مگر کس
شخص کو ہم یہان سے واسطے دریافت حال کے روانہ کرین کون ایسا ہے کہ یہان سے جا کر درویش
سے ہم سخن ہو کر کل حال دریافت کر کے ہمسے آکر بیان کرے اہل دربار نے عرض کیا ہماری رائے
یہ ہے کہ سنگان کو حضور روانہ فرمائین ساریق بن بقا نے کہا کہ اہل دربار کی رائے خوب ہے سنگان
جا کر درویش سے ملکر تمام حال دریافت کر آئیگا اس کام کے لائق یہی ہے کوکب انجم حصاری
نے سنگان سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیون ملک کی تم پاس درویش نو وارد کے جاؤگے حالات
اوس کے دریافت کر آؤگے اوس نے عرض کیا کہ مجھے جانے مین تو کچھ عذر نہین ہے لیکن خالی ہاتھ اوس
درویش کے پاس نہ جاؤنگا کیونکہ درویش مذکور صاحب کمال و ذی قدر و ذی اقتدار ہے حضور نے
کل جاہ و حشم اوس کا ملاحظہ کیا ہو کس شان و شوکت سے آیا ہے علاوہ جلوس سواری و دیگر سامان
شاہانہ کے ہزار سوار اہل سلاح اور دو بادشاہان ذی وقار اور پانچ چار نقاب دار پابند تابعدار
و فرمانبردار اوس کے جلو مین تھے لہذا ایسے درویش کے پاس تہیدست جانا مجھے ناپسند ہے اگر چند
کشتیان نذر و جواہر کی ایک تحفہ و ہدایا میرے ہمراہ فرمائیے تو البتہ مین اوس درویش سے جا کر ملون
اور جو بیان ہے تحفے و ہدایا بطور نذر پیش کرون تاکہ اوس کی نظر مین سماؤن اور وہ مجھسے مخاطب
ہو کے ہم سخن ہو اور مین اوس سے حالات اوس کے دریافت کرون ساریق بن بقا نے تقریر

بلکہ کرد۔ تھوڑی دیر تک اپنی حرکت بے ہودہ سے باز رہ زبان کو بدکلامی سے نگہ رکھو اسی
سخنگان اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ درویش موصوف نے اُس کے چہرے کو متغیر دیکھ کر
دست و پا میں رعشہ خوف سے پا کر کہا کہ خائف نہو حواس اپنے درست کرکے جو کچھ تجھ سے پوچھا ہے
اُس کا جواب دے سخنگان نے دست بستہ عرض کیا کہ اس کمترین کو خاص و عام ملک جی جی
کہتے ہیں نام میرا سخنگان ہے بیٹا سخنگان کا ہوں سخنگان پسر سخنک کا تھا سخنک فرزند
تختیار رکس کا تھا خداوند ساریق بن بقا کا وزیر با تدبیر عقل با شیطان بارگاہ و یا مونس و ہمدم
یار رفیق صادق جو کچھ سمجھیے وہ میں ہوں ہجر ہوں آبا و اجداد میرے اسی عہدۂ جلیل پر فائز تھے
افسوس صد افسوس اسوقت یاد آگیا خواجہ عمرو اول کا اُس جہان میں برا ہو منہ اُس کا
کالا ہو یعنی آخرت میں جہنم میں جائے آتش جہنم میں مدام جلے کبھی وہاں سے نہ نکالا جائے سخت
عذاب اُس پر کیا جائے اُس نے ہمارے ایک بزرگ کو آبا و اجداد سے حواباکر صلصال بن
دال بن دیوبن شمامہ جادو کو کھلا دیا وہ حضور صاحبقران اول کا عیار تھا اکثر عیاران
لشکر اسلام سے جھگڑا اور خداوندوں کو صدمات پہونچے ہیں عمرو نے ڈاڑھی خداوند لقا کی
تراشی تھی ہمارے آبا و اجداد سے بزرگوں کو جو تمہاں لگا تھی تھیں مال و زیور لوٹا تھا تباہ و برباد
کیا تھا بیشتر ذلتیں دی تھیں حال میں حضرات عیار نابکار پسر خواجہ عمرو تا لشکر گلستان باختر
ہمارے خداوند ساریق بن بقا سے چھوڑایا ہے وہاں سے بھاگ کر خداوند یہاں آئے ہیں میں بھی
انہیں کے ساتھ آیا ہوں حضرات نالائق میں بھی شاکی ہوں اُس نے بھی مجھکو بارہا ذلیل کیا ہے
اسوقت آپ کی خدمت عالی میں واسطے آپ کی قدمبوسی و دریافت حال حضور کے آیا ہوں
چاہتا ہوں کہ آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں اپنے حسب و نسب سے اطلاع دیں
کرامات و کمالات تو آپ کے ظاہر و آشکار ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ مرشد کا آپ کے نام کیا ہے
آپ کس خاندان فقر سے ہیں کس مرشد صاحب کمال کے آپ جانشین ہیں وطن آپ کا کہاں ہے
یہاں کس ارادے سے تشریف لائے ہیں یہ جاہ و اقتدار یہ شان و شوکت و حشم کیونکر آپ کو
حاصل ہوئی ہے فقرا کو تو دنیا سے کنارہ کش ہونا چاہیے جو آپ نے کس غرض سے اپنی اس درجہ
شان و شوکت پیدا کی ہے اس خدم و حشم و فوج کثیر کے حاصل و فراہم کرنے سے کیا مدعا ہے ارشاد
فرمائیے بہت مشتاق ہوں اپنے حالات سے آگاہ فرمائیے درویش آفتاب صورت نے تقریر
سخنگان کی سنکے از حد برہم ہوکے غصے کو ضبط کرکے پوچھا کہ ملک جی یہ تو بتاؤ کہ عیاران لشکر اسلام
کی خصوصا اولاد خواجہ عمرو کی کچھ پہچان شناخت بھی تجھکو ہے یا نہیں اُس نے عرض کیا کہ شناخت
اولاد خواجہ عمرو عیار نابکار کی یہ ہے کہ آنکھ میں تل سبز ہوتا ہے دیکھنے سے ثابت ہوجاتا ہے کہ یہ عیار
مکار ہے درویش آفتاب صورت نے سخنگان سے آنکھ ملاکر آنکھ اپنی پھیر کر چشم کو گردش
دے کر تل اپنی آنکھ کا اُسے دکھایا سخنگان سبز تل آنکھ میں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ حضرات
بن عمرو تا لشکر رہزن روزگار زادہ وہی ہے جس نے ایک نقاب دار طلسمی کو مارا ہے خداوند
ساریق بن بقا کو ایسا عاجز و پریشان کیا ہے کہ وہ بھاگ کر یہاں آگئے ہیں مجھکو اس کے ہاتھ سے
بہت سے صدمے پہونچے ہیں جو نشان انہوں نے میرے سر پر لگائی ہیں بیشتر ذلیل و رسوا کیا ہے
عیاریاں کرکے لوٹا ہے تباہ و برباد کیا ہے جب سمجھ گیا کہ یہ حضرات عیار ہے اپنے دل میں کہنے لگا کہ

اے سخنگان غضب کیا تونے کہ سرور بار خواجہ عمرو کو اور ان جناب یعنی خضران بن عمرو کو
نادانستہ تونے بُرا اور سخت و سست کہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کیونکر خضران سے جان بچتی ہے
یہاں سے دیکھیے تو زندہ روبروے خداوند سارتیق بن لقا جاتا بھی ہے یا نہیں تقریر تو بہت [illegible]
یہاں کی ہے کہ اگر خضران بن عمرو تیرا یہی حلوا گھوٹ کر خداوند سارتیق بن لقا اور کوکب حکیم حصار کی
کو بطریق تحفہ روانہ کرکے کھلا دے تو کچھ عجب نہیں ہے ہائے تونے اپنی عادت بد سے یہاں بھی
کنارہ نہ کیا باز نہ آیا بہت بُرا کیا زبان اپنی تونے نہ روکی کیا ضرور تھا کہ خواجہ عمرو اور خضران
تونے ہجو ہی یاد کیا یہ باتیں اپنے دل میں کرکے سبز تل آنکھ میں خضران بن عمرو کے دیکھ
خوف سے مرگیا دم نکل گیا منہ خشک ہوگیا رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا سناٹا سا ہوگیا بلکہ سکتہ ہوگیا
بعدہٗ دل میں خیال کرنے لگا کہ اے سخنگان جو کچھ تونے کہا وہ تو کہا اب کوئی تدبیر ایسی کر کہ جان
اپنی خضران بن عمرو سے بچ جاے تو یہاں سے زندہ و سلامت دربار میں کوکب حکیم حصار کی
کے جاے یہ خیال کرکے تدبیر سوا اس کے نہ سوجھا کہ خواجہ عمرو کی اور خضران بن عمرو کی تعریف
کرے جس قدر ان کو بُرا کہا ہے اس سے زیادہ ان کی ثنا و صفت کرے شاید اس تدبیر سے جان بچ رہے
یہ خیال کرکے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ حضور لامع النور سے یہ فدوی اب آگاہ ہوگیا خوب سمجھ
جو حضور کے رخ زیبا پر نظر کی پہچان گیا کہ آپ ذیجاہ وہ عالی مرتبہ ہیں مثل و نظیر اپنا دنیا میں نہیں
رکھتے ہیں وحید عصر ہیں چید روزگار ہیں آپ کے کمالات سب پر ظاہر و آشکار ہیں کس کو آپ کے
کمالات میں کلام ہے آپ دنیا میں وہ ہیں کہ ثانی اپنا نہیں رکھتے ہیں شہرہ آپ کی خوبی و کمالات کا
مشہور دور و نزدیک ہے آپ کے جد و آبا بھی اپنے اپنے زمانے میں یکتا و بے مثل و بے نظیر تھے سب
وحید عصر و بے عدیل زمانہ تھے خدا ان کو داخل جنان کرے اور جو زندہ ہوں خدا ان کی عمر
میں ترقی کرے میرے آبا و اجداد آپ کے بزرگوں سے فیضیاب ہوئے ہیں یہ فدوی بھی حضور
سے فیضیاب ہوا ہے بیشتر خدمتگذاری کی ہے سر اطاعت جھکایا ہے غیظ و غضب حضور بسر و چشم
قبول و منظور کیا ہے آج تک نشانات فرمانبرداری موجود ہیں یہ سر میرا شاہد ہے دماغ گواہ ہے
یہ فدوی بھی ایک خدام حضور سے ہے حضور آگاہ ہیں درویش آفتاب صورت نے سخنگان کی
گفتگو سنکے مسکرائے بعدہٗ برہم ہوکر کہا کہ اس مردود ذٹلی کا لباس اتار کر پرانی نعلینوں سے
خوب مار و سزاے معقول دو بعدہٗ ایک لنگوٹی بند سوا کر ہمارے دربار سے دور کرکے کچہری پر
سوار کرکے ہمارے لشکر سے نکال دو ملازموں نے فی الفور اس کی پگڑی اور اچکن وغیرہ تمامی
لباس اتار کر لنگوٹی بند سوا کر جوتوں سے مارنا شروع کیا سخنگان نالہ و فریاد کرنے لگا ہاتھ جوڑ کر
کہنے لگا خطا میری معاف فرمائی جاے میں اپنی سزا کو پہونچ گیا دماغ جوتیوں سے درد کرنے لگا
جا بجا سر سے خون نکلنے لگا بخوبی علاج دردسر ہوگیا سر ہلکا ہوگیا اب زیادہ علاج کی ضرورت نہیں
ہے بدستور سابق فیضیاب ہوچکا عطیہ سرکار دولتمدار سے بہرہ مند ہوچکا دیکھیے سربلندی حاصل
ہوگئی سر اونچا ہوگیا دماغ جوتیوں کی ضرب سے سن ہوگیا برداشت ضرب نعلین کی اب نہیں ہے
رحم فرمائیے للہ رحم فرمائیے اس غلام بلکہ غلام بلکہ احتلام کو آزاد کیجیے درویش آفتاب صورت
و جملہ اہل دربار ملک جی یعنی سخنگان کی گفتگو پر بے اختیار مسکرائے درویش موصوف نے اپنے
ملازموں سے ایما و اشارہ کہا کہ بس اب نہ مارو یہاں سے اس کو نکال دو انھوں نے حسب الحکم

اتنی طاقت کہ اٹھ کر دربار سے نکال کر خچر پر سوار کرکے لشکر سے نکال دیا اُس کے جانے
کے وقت درویش موصوف نے اُس سے کہا کہ خبردار ہمارے راز کو افشا نہ کرنا سواے فرامرز
کے اور کسی کو کوئی تقریر درویش موصوف و ملک جی کی بخوبی نہ سمجھا کہ درویش موصوف نے کیا کہا
اور ملک جی نے کیا تقریر کی الحاصل ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے سر کو اپنے ہاتھ سے سہلاتے
ہوئے آہ آہ کرتے ہوئے اپنے خچر کو دوڑاتے ہوئے جلدی جلدی بھاگتے
ہوئے اپنے خیال کر بیاد اگر درویش موصوف الصدر نہ گرفتار کرا کے سزاے سخت دین
بہ دربار کوکب انجم حصاری پہنچے بادشاہ انجم حصاری کو خبرداروں نے خبر دی کہ
ملک جی بذلت و خواری آتے ہین کوکب انجم حصاری اس خبر کے سننے سے متردد ہوا اور
فکر میں بیٹھا ہوا تھا اہل دربار تمام دربار مین حاضر تھے ساریق بن نقابی بھی بیٹھا ہوا تھا
کہ ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے آہ آہ کرتے ہوئے سر کو سہلاتے ہوئے اشک آنکھون مین
بھرے ہوئے دربار مین آئے اہل دربار سنگان کو اس حالت سے دیکھتے ہی بعضے ہنسنے لگے
بعضے متعجب ہوئے ساریق بن نقابی نے سر اپنا جھکا لیا حال خراب اُس کا دیکھا نہ گیا کوکب انجم
حصاری بھی ازحد متحیر ہوکے پوچھا کہ اے سنگان یہ کیا تمہارا حال ہے کس نے تمہارے کپڑے
اتار لیے کیا واقعہ تیرے اوپر گذرا کیون آہ آہ کرتے ہو کس نے تمہارا یہ حال کیا کیا خبر لائے کیا حالات
درویش دریافت کر آئے بیان کرو ملک جی یعنی سنگان نے اپنے سر کو جھکا کر کہا کہ دیکھیے یہ حال
میرے سر کا دیانت یہان درویش کے ملازمون نے حکم درویش سے میرے سر پر لگائی ہین کہ میرے
سر کی یہ صورت ہوگئی ہے خون جابجا سے جاری ہے سر بہت سوج گیا ہے درد بہت ہو رہا ہے کپڑے
تمام درویش کے حکم سے ملازمون نے اتار لیے اور ننگا لنگوٹی باندھ کر مجھے اپنے دربار سے نکلوا دیا
ناحق و بیکار مین یہان سے گیا اگر یہ جانتا کہ درویش مجھسے اس طرح بے دردی پیش آئے گا تو ہرگز
نہ جاتا افسوس ہزار افسوس میری بڑی بے عزتی ہوئی حالات درویش کیا عرض کرون کہ نہین سکتا
ہون اسقدر عرض کرتا ہون کہ یہ درویش ہمارے اور آپ کے دشمنون سے ہے اس کا یہان آنا
اچھا نہوا مجکو یقین ہے کہ اب انجم حصار تباہ و برباد ہو جائے گا عملداری اہل اسلام کی یہان بھی
ہو جائے گی کوئی بغیر دین اسلام قبول کیے یہان زندہ نہ رہے گا سب قتل ہو جائینگے آپ بھی
قتل یا اسیر ہو جائینگے یہ شہر اسلام آباد ہو جائے گا ہزار افسوس خداوندگی یہان راحت و
آرام سے نہ رہین گے نہین معلوم ان کا کیا حال ہوگا اس درویش نے یہان آکر پہلے کیسی بات صاف
کی ہے آئندہ دیکھیے کیا کرتا ہے جو یہان آتا ہے ہمارا اور خداوند ساریق بن نقابی کا دشمن ہی آتا ہے
یہ کہکے اشکبار رہا کوکب انجم حصاری نے تمام حال سنگان سے سنکے ازحد غضبناک ہوکے کہا کہ
اس درویش سرکش بدکردار کی قضا آئی ہے اجل اس کی اس کو یہان لائی اپنے جاہ و حشم و خدم و حشم
پر بہت مغرور ہو گیا ہے دولت سے ایسا انسانیت سے دور ہے کہ ظلم و جفاکاری اختیار کی ہے ناحق و
بے سبب سنگان کو زدوکوب کرا کر ذلیل و رسوا کیا ہے تو ایسی ہی اس کو بھی سزاے سخت نہ دون
اس کو بھی رسواے خلق کر کے نہ قتل کرون پہلے اسی درویش سے مقابلہ و مجادلہ کرون گا بعدہ
صاحبقران سے جنگ آزما ہونگا یہ تقریر کر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین نقارہ جنگی پر چوب
لگائی جائے صبح کو اس درویش بدکردار بدافعال سے سمجھون گا آفتاب دار سرخ پوش اس کو

اسقدر ہمارے کہنے سے سر منڈوائے گا کہ اپنا سر پیٹتے پیٹتے ہلاک ہو جائے گا یہ تقریر غصے کے عالم میں
کر کے خاموش ہوا ملازموں نے حسب الحکم چوب نقارۂ جنگی پر لگائی صدائے نقارۂ جنگی بلند
ہوئی اہل لشکر کوکب انجم حصاری صدائے طبل رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ صبح کو لڑائی ہوگی
میدان جنگ میں جانا ہوگا دشمنوں سے سامنا ہوگا تلوار چلے گی کشت و خون ہوگا زمین صحن جنگ
خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہوگی خنجر جنگ منظور ہے میں جابجا کشتوں کے ڈھیر لاشوں سے انبار
ہوں گے برق شمشیر چمکے گی گھٹا ڈھالوں کی اٹھیگی بہادر رعد آسا نعرہ زن ہوں گے زمین پر
بارش خون بہادران ہوگی میدان کارزار میں جوئے خون رواں ہوگی لہذا درستی آلات
حرب و ضرب کرنا چاہیے لشکری تو تیاری جنگ میں معروف ہوئے دلسوز کہ بصورت مبدل
بارگاہ کوکب انجم حصاری میں واسطے دریافت کرنے خبر کے گیا تھا تمام تقریر سنگگان و گفتگو
کوکب انجم حصاری کی سنکے بارگاہ کوکب انجم حصاری سے نکل کر صدائے نقارۂ جنگی سنتا ہوا اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر میں پہونچا سامنے درویش آفتاب صورت کے
جا کر با ادب تمام جو کہ سنگگان نے کوکب انجم حصاری سے کہا تھا اور جو کچھ شاہ انجم حصاری نے
عالم غصہ میں بیہودہ بکا تھا وہ سب حرف بحرف بیان کر کے عرض کیا کہ شاہ انجم حصاری نے
نہایت برہم ہو کر اپنے لشکر میں نقارۂ جنگی بجوایا ہے ارادہ اس کا یہ ہے کہ صبح کو مع سپاہ تیر و
نقاب داران طلسمی میدان جنگ میں آکے خاص آپ سے آمادۂ جنگ ہو باقی خیریت ہے درویش
آفتاب صورت نے تمام حال بزبانی دلسوز بن جانسوز بن مستر قران سنکے از حد غضبناک
ہوئے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجایا جائے یہ حکم دے کے نقارۂ سنگین کو جیب
جامۂ درویشی مرجان سرخ موے تہائی میں نکال کر نقارہ نوازوں کو دیا کہ آج اس
نقارے پر چوب لگائی جائے حسب الحکم نقارہ نوازوں نے پہلے نقارۂ سنگین پر چوب لگائی
صدائے اس نقارۂ کلان کی لشکر کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
تک گئی جسقدر کہ نقارے اور طبل وغیرہ سپاہ کوکب انجم حصاری میں تھے سب پھٹ گئے
گویا ہیبت آواز نقارۂ سنگین سے جگر نقاروں اور طبل وغیرہ کے پھٹ گئے نقارہ نواز یہ
واقعہ عجیب و غریب دیکھکر نہایت حیران ہوئے بعد حیرانی بسیار یہ خبر حیرت افزا کوکب انجم
حصاری کو کی وہ بھی اس خبر حیرت فزا سے متعجب ہوا اسی طرح لشکر صاحبقران میں بھی
صدائے نقارۂ سنگین سے سوائے نقارۂ سکندری اور نقارۂ سلیمانی کے تمام نقارے
پھٹ گئے اور نقارۂ سکندری و نقارۂ سلیمانی کی آوازیں بہت کم رہ گئیں درویش
آفتاب صورت کی سپاہ میں کل جسقدر طبل و نقارے تھے وہ بھی آواز نقارۂ سنگین
سے پھٹ گئے کیونکہ اس نقارے کی صدا کی یہی تاثیر ہے حال اس نقارے کا قبل اس کے
لکھا گیا ہے غرضکہ جب لشکر کوکب انجم حصاری و سپاہ درویش آفتاب صورت میں نقارۂ جنگی
بجائے گئے اور صدائیں ان کی بلند ہوئیں ہرکارے لشکر صاحبقران کشور گیر کے خبر نواخت
نقارۂ جنگی ہر دو سپاہ مذکورہ کی لیکر بعجلت تمام دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں جا کر
بعد ادب اس طرح دعا و ثنائے بادشاہ لشکر اہل اسلام اپنی زبان پر لا کر خبر نواخت نقارۂ
جنگی بیان کرنے لگے کہ قطعہ

خسروا گر کین تو برآسمان سازد مقام | مشتری بہرام گردد زہرہ کیوانی کند
ساکنان ربع مسکون را کہ منقاد تواند | مہر تو در ہر مکان چون روح حیوانی کند
ہر مبارز روز ہیجا تیغ مہ تو بی تو دید | پیکرش با ہر نیان خود وخفتانی کند
تیغ تو ابریست خون افشان کہ ہیچ سیل او | ہر زمان در کشور خصم تو طوفانی کند
بر درت خورشید گر جبہت سندوقت کسوف | جبہتش را خاک درگاہ تو نورانی کند
خصم شیطان سیرت تو گر کند با تو خلاف | آن خلاف الحق از وسواس شیطانی کند
تیر دولت از کمان فتح چون گردد جدا | سوئے پر اعضائے اعدائے تو پیکانی کند
تا وجود عقل کامل جہل را نقصان دہد | تا بقائے عدل شامل فتنہ را فانی کند
باش باقی در جہان بانی زعدل شاملت | تا ز فتنہ رائے تو دین را نگہبانی کند

قبل اس کے ملک تجماسی یعنی سنگان ملک کوکب انجم حصاری سے دربار درویش آفتاب صورت
میں چند کشتیان زر وجواہر کی لے کر گیا تھا وہان اس نے درویش مذکور سے کچھ ایسی گفتگو کی کہ
درویش مذکور نے کپڑے اس کے اتروا کے لنگوٹی بند کروا کر بہت پٹوا کر اپنے دربار سے
اس کو نکلوا دیا اس نے جا کر کوکب انجم حصاری سے رو رو کر شکایت کی شاہ انجم حصاری
نے غضبناک ہوکر درویش مذکور کے لڑنے کے ارادے سے نقارۂ جنگ بجوایا ہے درویش مسطور
کی سپاہ میں بھی ایک نقارہ ایسا بجایا گیا ہے کہ جس کی آواز سے جملہ نقارے اور ڈھول وغیرہ
باجے کمال سے سنتے ہوئے لشکر انجم حصاری وسپاہ درویش کے پھٹ گئے ہیں اور
سپاہ ظفر اثر حضور کے بھی نقارے اور ڈھول پھٹ گئے ہیں فقط نقارہ سکندری اور نقارۂ سلیمانی
سالم ہیں باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے تمام اخبار مذکور ہرکارون کی زبانی سنکے
سوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھا امیر کشور گیر نے نقارون کے پھٹ جانے
سے حیران ہوکے حکم دیا کہ نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جائے کل لشکر ہمارا میدان جنگ
میں صف آرا ہوگا اگر کسیے کوئی دونون لشکرون میں سے خواہان رزم وپیکار ہوگا تو اس سے
لڑین گے ورنہ میدان جنگ میں صف آرا ہوکر دیکھیں گے کہ شاہ انجم حصاری درویش
آفتاب صورت سے کیونکر مقابلہ ومجادلہ کرتا ہے اور درویش مذکور کیونکر کوکب انجم حصاری
سے لڑتا ہے یہ فرما کر خاموش ہوئے ہرکارون نے حسب الحکم نقارہ سکندری ونقارۂ سلیمانی بجایا
دونون نقارون سے صدا بعد بعد پیدا ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران حیران
ہوئے کہ یہ تو وہ نقارے تھے کہ جو بے مثل وبے نظیر تھے جنکی آواز چونسٹھ کوس تک
جاتی تھی آج ان نقارون کو کیا ہوا ہے کہ ان سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے پرانے
ٹوٹے ہوئے نقارون سے صدا اٹھا ہے سبب ان نقارون کی بدی آواز کا اسی نقارۂ
سپاہ درویش کی صدا ہے جو بجایا گیا تھا پیا کہ ہرکارون سے معلوم ہوا ہے امیر باتوقیر تو دربار
میں بیٹھے ہوئے ہیں ذکر نقارۂ سپاہ درویش کا کر رہے ہیں فرما رہے ہیں کہ غضب کا نقارہ
ہے درویش اس کو کہان سے لایا ہے کیونکر اس کے ہاتھ یہ نایاب نقارہ آیا ہے مگر اہل اسلام
نقارۂ جنگی بجنے سے خبردار ہوکر درستی آلات حرب وضرب میں مصروف ہوگئے ہیں اور

اسی طرح سے لشکر درویش وعمان شاہ وکوکب انجم حصاری مین بھی سامان جنگ
ہو رہا ہے ہر ایک لشکری ہر سہ لشکر کا اپنے آلات حرب وضرب کی درستی کر رہا ہے مگر اب حال
دلسوز بن جانسوز کا بیان کیا جاتا ہے چونکہ اس عیار نے ایک مرد درویش القاب بصورت
سے یہ سنا تھا کہ خواجہ طیفور گردپا نے بصورت خواجہ عمرو بنکر ہمسے تمام بانے عیاری سکے اور خنجر
بھی لے لی ہے عیاری کی ہے دل مین اس کے آیا کہ تو بھی عیاری کر کے عوض اپنے استاد کا
طیفور گردپا سے لے چنانچہ اسی شب کو کہ جب شب مین ملک جی یعنی منجگان کو ملازمون نے
حکم درویش موصوف سے جو تیان نکالی تھین لنگوٹی بند ہو اکر دربار سے نکال دیا تھا اور تینون
لشکرون مین طبل جنگ بجا تھا نقارے تینون لشکرون کے نقارۂ سنگین کی صدا سے بہشت گنبد تھے
رنگ وروغن عیاری لگا کر بصورت نامہ دار بن کر ایک رقعہ لے کر اپنے لشکر سے جانب
لشکر اہل اسلام چلا چونکہ خواجہ طیفور گردپا کو پہچان چکا تھا راہ مین کیا دیکھا کہ خواجہ موصوف
بصورت اصلی چلے جاتے ہین اس نے پاس جا کر با دب سلام کیا خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ
اے طفل نیک خو تیرا کیا نام کیا مطلب ہے اس نے کہا کہ نام میر اطرار ہے ایک رقعہ لے کر
آیا ہون جلد اس کا جواب ابھی دیجیے یہ کہکر رقعہ نکال کر خواجہ طیفور گردپا کو دیا خواجہ
نے پوچھا کہ یہ رقعہ کس کا ہے کہان سے لایا ہے طفل مذکور نے جواب دیا کہ آپ اس رقعہ کو
پڑھیے خود حال معلوم ہو جائیگا خواجہ نے کہا کہ اس تاریکی شب مین یہ رقعہ یہان کیونکر پڑھا جائیگا
ہمراہ میرے میرے لشکر مین چل وہان روشنی مین اس رقعہ کو پڑھ کر جواب اس رقعہ کا دونگا
طرار نے کہا کہ اپنے لشکر مین مجکو کیون لیجاتے اتنی تاخیر جواب رقعہ مین کیون کیجیے اسی جگہ
کیون نہ پڑھ لیجیے یہ کہکر ایک فتیلہ عیاری بیہوشی آمیز اپنے کسوت عیاری سے نکال کر اسکو
روشن کر کے چہرہ خواجہ طیفور گردپا کے برابر لے گیا اور کہا کہ اس فتیلے کی روشنی مین یہ رقعہ
پڑھ لیجیے صاحب فرستادہ رقعہ سے آگاہ ہو کر جو مناسب ہو جواب رقعہ دیجیے چونکہ وہ رقعہ
ترکی تھا خواجہ طیفور گردپا اس کو کھولنے لگے اتنی دیر مین دود بیہوشی جو دماغ مین پہونچا
سر کو گردش ہوئی بے اختیار تیورا کر زمین پر گر کے بیہوش ہوئے وہ رقعہ پاس خواجہ کے
پڑا رہا دلسوز نے نعرہ کر کے کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا کی اتار لی اور وہ خنجر جو خواجہ عمرو
اولی کے وقت سے ورثے مین ان کی اولاد کو ملتا رہا ہے وہ خنجر آبدار کمر سے خواجہ طیفور گردپا
کے نکال لیا بعد ازان چند گھاس واقع دشت جو سفوف بیہوشی سے ہو سوراخ سے بینی خواجہ
طیفور کے برابر اسواسطے ڈالدے تاکہ خواجہ کو ان گھاسون کی بو سے ہوش آجائے پھر اس جگہ
سے بعد شتابی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب اپنے لشکر مین پہونچا روبروئے درویش
نقل جا کر خیمے مین وہ کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا اور وہ خنجر خواجہ عمرو اولی کا پیش
کر کے عرض کیا کہ مین نے خواجہ طیفور گردپا پر عیاری کر کے یہ کلاہ اور خنجر لے لیا ہے اب ان
دونون کو آپ اپنے پاس رکھیے درویش موصوف دلسوز کی اس عیاری کرنے سے بہت
خوش ہوئے کہنے لگا بعد ازان خنجر وکلاہ کو لے کر داخل جیب جامہ درویش مرجان
سرخ ہو گیا اس طرف خواجہ طیفور گردپا کو ہوش آیا خنجر وکلاہ کو نہ پاکر بہت متردد ہو کر اس
رقعے کو لے کر لشکر مین اپنے جا کر پڑھا اس مین لکھا تھا کہ اے خواجہ طیفور گردپا آپکو معلوم

کہ نام میرا دلسوز ہے فرزند ہوں جانسوز بن مہتر قران کا ہمراہی درویش آفتاب صورت
میں نے اختیار کی ہے واسطے آگاہ کرنے کے دیگر اشیاء بزرگان کو تبرکاً اپنے پاس رکھنے کے لیے
عیاری کرکے میں نے کلاہ و خنجر آپ سے لیا ہے اطلاعاً یہ رقعہ لکھا گیا ہے آپ کچھ تردد و فکر
نہ فرمائیے گا خنجر و کلاہ مذکور کسی غیر کے پاس نہیں گیا ہے میرے پاس ہے یہ نشانیاں اور تبرکات
بزرگان اب میرے پاس رہے گا خواجہ طیفور گردیا نے رقعہ کو پڑھکر دل میں کہا کہ چھوکرا
اس سن و سال میں نہایت چالاک عیاری کرنے میں مشاق ہے تعجب ایسے عیار پر اس نے عیاری
کی مجکو دھوکا دیا میرا مال لے گیا جوان ہوکر بلاے بے درمان ہوگا عیاری کرنے میں نامی و
نامور ہوگا خیر اس طفل سے کیا بہ بدی پیش آؤں روح جانسوز کو کیا صدمہ پہونچاؤں مہتر
قران کی روح کو کیا ملول کروں ورنہ اس طفل بے ادب کو اس عیاری کرنے کی سزا سخت
دیتا یہ باتیں اپنے دل میں کرکے زنبیل سے اور ایک کلاہ نکال کر بالاے سر رکھی بعد ازان اپنے
خیمے میں داخل ہوکر راحت پذیر ہوا جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی آثار سحر فلک پر عیان ہونے لگے
طائران خوش الحان نے اپنے آشیانوں سے نکل کر چہچہے کنان ہوئے بلبلیں نغمہ سرا ہوئیں جملہ طیور
اپنی زبان میں حمد خدا و ذکر خدا کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی اہل اسلام دیندار براے طاعت خالق
لیل و نہار اپنے بستروں سے بیدار ہوکر اٹھے خصوصاً بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران
عالی مقام و جملہ سرداران و سواران لشکر اسلام و درویش آفتاب صورت و عمان شاہ
و عراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی وغیرہ تمامی اہل لشکر عمان شاہ بادشاہ شہر عمانیہ نے
بعد وضو کرنے کے نماز سحر بعد خضوع و خشوع کے ادا کی پھر اوراد و وظیفہ سے فارغ ہوکر دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے بتضرع و زاری خالق باری سے براے فتحیابی و دیگر حاجات
کی براری کے لیے دعا کی بعدہٗ ادھر حکم صاحبقران کشورستان سے جملہ اہل لشکر مسلح و مکمل
ہوئے ادھر حکم عمان شاہ و فرمان درویش آفتاب صورت سے تمام اہل سپاہ مسلح ہوئے اسکے بعد
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام مع اپنے تمامی سرداران موجودہ کے اور
تمامی سواران لشکر کے سوار ہوکر مرکبوں کو جولان کرکے سوئے میدان کارزار روانہ ہوئے
بعد قطع راہ میدان جنگ میں پہونچکر انتظار آنے کوکب انجم حصاری و عمان شاہ و درویش
آفتاب صورت کا کرنے لگے یکایک غبار بلند ہوا ایک جانب سے عمان شاہ و درویش
موصوف مع اپنی تمامی سپاہ و نقاب داروں کے بعد کروفر و ہزار شوکت و حشم و خدم پیدا
ہوکے عرصہ کارزار میں آئے ایک سمت سے کوکب انجم حصاری مع نقاب داران و علاسی
ساریق بن بقا و سرہنگان و تمامی اپنی سپاہ کے میدان مصاف میں آیا تین سمت سے لشکر
مذکور ٹھہرے پھر تینوں لشکروں سے حکم سے تینوں بادشاہان مسطور کے بیلداران و سقے بہ دار
براے درستی میدان کارزار نکل کر درمیان عرصہ جنگ کے آکر تبر زنی جھنڈی کاٹ کر خس و
خاشاک کو دور کرکے زمین ناہموار کو ہموار و ملائم کرنے لگے جب بخوبی عرصہ جنگ کی درستی
کرچکے اور میدان مصاف سے ہٹ گئے سقوں نے تینوں لشکروں سے نکل کر پانی چھڑکا
گرد و غبار کو دفع کیا بعد ان کے صف آرائی ہوئی پھر تینوں لشکروں سے حسب دستور قدیم
نقیبان و رکیب نکل کر وسط میدان جنگ میں کھڑے ہوکے اپنے اپنے لشکر کے جوانوں سے

مخاطب ہوئے پہلے نقباسے ہر دو لشکر اسلام سے نے پکار کر کہا کہ اے جوانان دیندار و اے
سپاہیان نامی و نامدار۔ آگاہ ہو کہ یہ دنیا اور اہل دنیا دونون فانی ہین مخلوقات خداوند عالم و
عالمیان سے کسی کو بقا نہین ہے سوائے ذات خدا کے کہ فقط اسی کو بقا ہے ہمیشہ سے ہے وہ اور
ہمیشہ رہے گا باقی سب کو ایک روز فنا ہے کوئی باقی نہ رہے گا ایک روز ایسا آئیگا کہ ہر کوئی دنیا سے
سوئے عدم جائے گا اس مین کوئی ہو خواہ انسان ہو یا حیوان یا شجر یا حجر یا زمین یا آسمان یا
دیو یا جن یا پری وغیرہ ہو سب کو مرنا ضرور ہے ایسی صورت یقین مین عاقل و دانا کو لازم و مناسب
ہے کہ اپنی حیات چند روزہ مین کچھ ایسے کار نمایان دنیا مین کرے کہ بعد مرنے کے اہل دنیا بہ نیکی یاد
کرین ہر ایک بزم و جلسے مین ذکر کرین ثنا و تعریف کے سوا ایک بھی برائی بیان نکرین غور کرو کہ
اسوقت پہلوانان نامی و نامور مانند رستم پیلتن و سہراب و اسفندیار روئین تن کے
کہان ہین اور شاہان زمانہ گذشتہ اسوقت کہان موجود ہین افراسیاب و سکندر و فریدون
و نوشیروان ملک عادل کسریٰ وغیرہ زیر خاک نہان ہین مگر انھون نے جو اپنی زندگی مین
عدل و انصاف کیا ہے اس وجہ سے اُن کو اب تک اہل دنیا بہ نیکی یاد کرتے ہین تعریف اُن کی
کرتے ہین گو وہ بادشاہان نامی مر گئے ہین مگر نیکیان کرنے سے اور اہل دنیا کے ثنا کرنے سے گویا
وہ اب تک زندہ ہین اسی طرح پہلوانان مذکور الصدر و دیگر پہلوانان گذشتگان نے اس دار فانی
مین ایسے ایسے کارہائے نمایان کئے اور ایسی ایسی دلاوری و بہادری سر میدان جنگ انھون نے
کی ہے کہ بعد اُن کے مرنے کے بھی ساکنان جہان اُن کو اکثر یاد کیا کرتے ہین خصوصاً جو لوگ مرد
میدان نبرد ہین وہ بیشتر اُن کو یاد کرتے ہین تم سب بھی دلاور و بہادر مرد میدان جنگ ہو
ہر شجاعت کے نہنگ ہو آبا و اجداد بھی تمھارے شجاع و دلیر تھے شہرۂ آفاق تھے چاہیے کہ آج
شجاعت و جوانمردی اپنی دکھاؤ اپنے جد و آبا کے نام سر میدان جنگ ظاہر کر کے روشن کرو بر سر معرکہ
اپنے حریفون سے لڑو نعرے شیر آسا کرو میدان جنگ مین ثبات قدمی اختیار کرو جہان تک ممکن ہو
وقت مقابلہ و جنگ قدم اپنے آگے ہی بڑھاؤ دشمنون کو شمشیر و نیزہ و خنجر و تیر و گرز گرانبار وغیرہ
آلات حرب و ضرب سے قتل کرو مانند شجاعان گذشتگان تم بھی کارہائے نمایان سر میدان کرو
تا بعد تمھارے تمکو بھی مانند رستم و اسفندیار وغیرہ کے اہل دنیا بہ نیکی یاد کرین گے زندگی مین بھی
عزت و توقیر حاصل ہوگی بہادران عالم مین محسوب ہوگے دیکھو کہ آج حسن اتفاق سے یمین لشکر
تین طرف صف آرا ہین بادشاہان پر لشکر مستعد جنگ و جدال ہین یہ صحرائے سبزہ زار تمام
فوجون کی کثرت سے مملو ہے جہان تک کہ پیک نظر جاتا ہے سیاہ ہی سیاہ نظر آتی ہے گاو زمین بار ان
لشکر ہائے کثیر کا نہین اٹھا سکتی ہے کبھی تم ایسی فوجین میدان کارزار مین جمع ہوئی ہونگی غالباً
آج لڑائی بھی ان تینون لشکرون مین ایسی ہوگی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی ہنگام جنگ
منظور ہے وہ تمکو اسطرح لڑنے کی کہ حیا ذ باللہ یادگار یہ لڑائی ہوگی اخبار نویس اپنے اخبار مین اس جنگ عظیم
کو خوب لکھین گے مورخ بھی درج کرین گے ہر ایک بادشاہ و لشکری چاہیے گا کہ ہم فتحیاب ہون
پس ایسی جنگ عظیم مین تمکو بھی لازم و مناسب ہے کہ ایسی دلیری و بہادری سے لڑو کہ تا قیامت
تمھاری ہمت و شجاعت و کارزار اہل جہان کو یاد رہے اہل دنیا تمھاری شجاعت کی تعریف کرین
اگر برعکس ہمت و شجاعت کروگے تو اپنے حق مین برا کروگے دنیا مین بدنام ہوگے نامرد و بزدل

کہلاؤگے بالقصہ دشمنون کے بھاگنے کی حالت مین مارے جاؤگے جب نقباے ہر دو لشکر
اپنے اپنے لشکر کے جوانون کو اپنی تقریر مسطور سے آمادۂ جنگ و معارک کرچکے نقیب ترکیت اسنے
جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے کہ ای جوانان رشک بیژن وگیو و اے
بہادران شکست دہندۂ جمعیت دیو تمہارے سامنے تمہارے دشمنان آدمزاد کی کیا حقیقت
ہے بہادران انجم حصاری مشہور جہان ہو شہرہ تمہاری شجاعت کا مشرق سے تا مغرب جنوب
سے تا شمال ہے تمہارے آبا و اجداد بھی بڑے بڑے بہادر تھے غیرت رستم و اسفندیار روئین تن
تھے میدان جنگ مین وہ ایسی بہادری و دلیری سے بارہا لڑے تھے کہ آج تک ان کی شجاعت
زبان زد اہل دنیا ہے کیا کیا کارہاے نمایان انہون نے کیے ہین کہ رستم پیلتن سے بھی وہ کارہاے
نمایان نہوسکتے انہین کے تم فرزند ہو مثل ان کے شجاع و صف شکن ہو تمہاری دلاوری و بہادری
مین کس کو کلام ہے فرد شجاعان جہان مین اول تمہارے ہی نام ہین تم وہ بہادر ہو کہ تمہارا مثل و
نظیر روے زمین پر نہین ہے دیکھو آج مین لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہین مردمان سپاہ
اہل اسلام آمادہ جنگ ہین لڑنے پر تیار مستعد کارزار ہین چاہتے ہین کہ دلیرانہ دھمکر انجم حصار
پر اپنا قبضہ کرین سر میدان جنگ شجاعت اپنی ظاہر کرین تمکو لازم ۔ مناسب ہے کہ اہل اسلام سے
آج اس طرح لڑو کہ شکست فاش کھاکر میدان جنگ سے گریزان ہون تمکو فتح حاصل ہو مال و
اسباب و خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ اسباب بے حد تمہارے ہاتھ آئے مال غنیمت سے غنی ہوجاؤ
حق نمک کوکب انجم حصاری اپنے بادشاہ ذیجاہ سے ادا ہوجاؤ تمنے برسون اپنے شاہ کا نمک
کھایا ہے آج روز نمک حلالی کے ادا کرنے کا ہے دیکھو میدان جنگ سے پیچھے قدم نہ ہٹنے پاے ہنگام جنگ
حرف شجاعت پر نہ آنے پاے بھاگنا تو کجا خیال بھی بھاگنے کا دل مین نہ آئے ایسی ثبات قدمی
میدان کارزار مین اختیار کرو تمکو ہنگام جنگ و مقابلہ اپنے حریفون سے منہ نہ پھیرنا ہرگز پسپا نہ ہونا
سر مرد کا سزاوار لاکھون ہوا ان جنگ جو کے روبروے آبرو و ذلیل نہونا آئندہ تمکو اختیار ہے جیسے
راہ نیک و بد سے تمکو آگاہ کردیا ہے یہ کہکے ترکیت خاموش ہوکر درمیان لشکر سے علیحدہ ہوگئے
نقباے مذکور بھی وسط میدان جنگ سے چلے گئے اسوقت تینون لشکرون کی صفون پر دیکھنے والو
نے جو نظر کی ثابت ہوا کہ ہر ایک سوار و سردار سپاہ لڑنے اور جان دینے پر آمادہ و تیار ہے کیونکہ
اکثر جوانون نے نقبا کی تقریر دل پذیر سنکے تلوارین نیامون سے نکال کر نیامون کو توڑ ڈالا بعضے
بہادران دیندار نے اس خیال سے کہ آج شجاعت اپنی دکھا کر دھمکر مر جائین کفن پہن لیے
عزیز و احباب سے رخصت ہونے لگے باہم خطا و قصور عفو کرانے لگے کفار کی سپاہ مین بھی نقیبون
کی گفتگو سے ایک جوش پیدا ہوا ہر ایک جوان نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تلوارون کے
قبضون پر ہاتھ ڈالے نیزہ دارون نے نیزون کو سنبھالا پہلوانون نے اعداؤن کی طرف نظر
کرکے گرز ہاے گران کے اٹھانے کے واسطے ہاتھ بڑھاے نقاب داران طلسمی مذکور نے بھی
اپنے مرکبون کو صف لشکر سے نکلنے کا قصد کیا ابھی ہر ایک کافر و دیندار جنگی سوار و سردار
نے صف لشکر سے بارادہ جنگ نکلنا چاہا تھا کوئی صف سے باہر نہ نکلا تھا کہ یکایک سب سے
پہلے حشام رستم انجم حصاری نے کہ پہلوان از حد زبردست و شجاع و بہادر و آزمودہ کار تھا
جوش شجاعت سے تاب و تحمل تاخیر جنگ نہ کرکے مرکب اپنا شیرانہ صف لشکر سے نکالا بعدہ ہوپرو

کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار کے جاکر اجازت جنگ۔ چاہی شاہ مذکور نے کہا کہ اے
احتشام رستم انجم حصاری سب جانتے ہیں کہ میں تجکو مانند اپنی جان کے عزیز رکھتا ہوں اور
ذات تیری زینت لشکر ہے جس سے میری سپاہ کی رونق ہے تو ہی سپہ سالار فوج ہے تو ہی فی زمانہ
شجاعت میں یکتا ہے ہمتا تیرا اس سرزمین پر بلکہ دیگر شہروں میں کوئی پہلوان نہیں ہے لقب تیرا
رستم انجم حصاری ہے تجکو اجازت جنگ نہ دونگا مبادا کسی حریف کے ہاتھ سے زخمی ہو علاوہ
اس کے تیرے میدان جنگ میں جانے کی اور حریف سے لڑنے کی فی الحال کیا ضرورت ہے ان
نقاب داران طلسمی سے ایک نقاب دار صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار میں جائے گا وہ مثل
روز گذشتہ اہل اسلام کو نقاب اٹھا کر صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و شیفتہ و فریفتہ اپنے حسن پر
کرکے اسیر کرے گا تجکو لازم ہے کہ صف لشکر میں جاکر قیام پذیر ہو کر نقاب داران طلسمی کی جنگ
وکاروبار دیکھ ہاں وقت ضرورت شدید تو بھی صف لشکر سے نکل کر حریفوں سے لڑنا اپنی
شجاعت دکھانا اہل اسلام کو تہ تیغ کرنا اسوقت تیرے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے ایک نقابدار
طلسمی ان دونوں لشکروں کے جملہ سرداروں اور سواروں کو کافی ہے سب کو اسیر کرے گا
اہل اسلام سے قید خانوں کو بھر دے گا تنزل ذاتی منع کرے گا کوئی اس پر کیتاب نہ ہوگا احتشام
رستم انجم حصاری نے باادب عرض کیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہے مگر اب تو یہ نمکخوار
قدیم صف لشکر سے نکل چکا ہے جوانان ہر دو لشکر مجکو صف لشکر سے نکلتے دیکھ چکے ہیں شجاعت
و بہادری سے میری خاص و عام واقف ہیں رستم انجم حصاری کے لقب سے مشہور جہان
ہوں اگر ایسی صورت میں بغیر حریفوں سے لڑے صف لشکر میں جاؤں گا تو باعث میری ذلت
و بدنامی کا ہوگا ہر دو اہل لشکر موجودہ بلکہ جملہ اہل جہان از اسمار شجاعان دہر سے نام میرا
نکال ڈالیں گے اور فرد اسماء بزدلان و نامردان میں اسم میرا درج کردیں گے اس اپنی عمر
میں جو نام و آبرو و عزت بوجہ ہمت و شجاعت پیدا کیا ہے وہ مٹ جائے گا جلیل ہو کر ذلیل ہو جاؤں گا
رسوائے خلق ہو کر شمشیر غم سے ہلاک ہو جاؤں گا زندہ نہ رہوں گا لہذا امیدوار ہوں کہ حضور اذن
جنگ دیں تا وسط میدان جنگ میں جاکر درویش آفتاب صورت کو یا اس کے سرداران
سپاہ کو تہ تیغ کروں میں نے نمک سرکار ایک مدت دراز سے کھایا ہے کچھ حق نمکخواری ادا کروں
دو چار سرداران سپاہ درویش مذکور کو قتل کروں بعدہ صف لشکر میں چلا جاؤں گا
بعد میرے لڑنے کے کسی نقاب دار طلسمی کو واسطے اسیری اہل اسلام کے روانہ فرمائیے گا
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار احتشام رستم انجم حصاری کی تقریر سے مجبور ہو کر
کہا کہ خیر تیری خوشی مجھے منظور ہے جا صرف ایک ہی اپنے حریف کو لشکر درویش آفتاب صورت
سے قتل کرکے چلا آ داخل صف لشکر ہو جا احتشام مذکور اذن جنگ پاکر خوش ہو کر مرکب دور کابہ
کو جولان کرکے وسط میدان مصاف میں آ گھوڑے کو روک کر سوئے لشکر درویش
آفتاب صورت رخ اپنا کرکے باواز بلند پکارا کہ اے درویش جفاکار ستم شعار بد افعال و
بدکردار مغرور و سرکش و بد اطوار کہاں ہے تو جلد لشکر سے نکل کر میرے سامنے آ اگر مرد ہے تو
جوہر شمشیر و فنون جنگ دکھا یا اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے مقابلے کے جلد بھیج آج مجھے
تیرے سرداران سپاہ سے لڑنا منظور ہے تو نے یہاں آکر بڑا ستم کیا ہے ملک بھی چھپا رہے ہیں.

ظلم کیا ہی لباس اُس بے قصور کا اُتروا کر اپنے روبرو اپنے ملازمون سے خوب زد و کوب کرایا
ہی ہمارے بادشاہ عالی جاہ و خداوند ساریق بن لقا کے قلوب کو صدمہ پہونچا ہی اے توسی
ہو عوض ستم مذکور کا مجھ سے نہ لو ن شجاع و بہادر ہون سپہ سالار کوکب انجم حصاری ہون نام
میرا احتشام ہی لقب میرا مشہور خاص و عام رستم انجم حصاری ہی زمانہ سابق مین رستم پیلتن
پہلوان صف شکن تھا اس زمانے مین رستم انجم حصاری میرا لقب بوجہ شجاعت مشہور ہوا ہی
جو میری شجاعت و جوانمردی و بہادری و ہمت سے واقف ہی وہ تو واقف ہی اور جو آگاہ
نہین ہی وہ اب ماہر و آگاہ ہو کہ مین وہ بہادر یکتائے زمانہ ہون کہ سرکشان جہان مجھسے پست
و زیر ہین وہ کون بہادر ہی جو میرے نام سے مانند صاحب عجیدار نہ نہین کانپتا ہی اور زیر فلک
وہ کون دلاور ہی جو مجھسے نہین ڈرتا ہی صدہا پہلوانان نامی و ناموران زیر کر دو میرے حلقہ بگوش
ہین بارہا عرصۂ جنگ مین ہنگام جنگ مغلوبہ تنہا مین نے لشکر حریف کے میمنہ کو میسرہ پر حملہ آور
ہو کے الٹ دیا ہی کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگا کر زمین عرصۂ جنگ کو خون جوانان سپاہ
سے گلرنگ کر دیا ہی بارہا تنہا لشکرون کو شکست دی ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بہادران نامی
سے مجھسے لڑا ہی تو ایک ہی ضرب مین مین نے کام اُس کا تمام کیا ہی کیونکہ شیر بیشۂ جنگ ہون
بحر شجاعت کا نہنگ ہون فیل مست کو پشہ جانتا ہون دیو کی کیا مجال جو مجھسے لڑسکے جن کی
کیا جان جو مجھسے مقابلہ کرے اگر نعرہ کرون تو زمین عرصۂ جنگ تھرائے بہادران نامی کو کی
خوف سے غش آجائے اگر ضرب گرز گرانبار سر کوہ پر لگاؤن تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائے نیزہ
سہ تیز میرا سینۂ کوہ مین رستا ہی تیغ آبدار میری حریف کو اگرچہ کیسا ہی زبردست ہو چورنگ
کرتی ہی مجکو اپنے قوت بازو پہ گھمنڈ ہی اگر چاہون تو فیل مست کو بائین ہاتھ سے اٹھالون اگر
للکارون تو شیر نر کو مانند بازاری کتے کے بھگا دون لشکر حریف کی صفون کو چیونٹیون کی
قطار شمار کرتا ہون وقت کارزار جوانان جنگجو کو خاک و خون مین بھرتا ہون پس جس کو
زندگی اپنی دشوار ہوا اور جان سے اپنی بیزار ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے جوہر میری شمشیر
شجاعت کے دیکھے زیادہ وہ تعریف اپنی اپنے منھ سے خوب نہین ہی اسوجہ سے مین اپنی شجاعت
و قوت کا زیادہ اظہار کرنا مناسب نہین جانتا یہ کہکے خاموش ہوا درویش آفتاب صورت
نے تقریر اس پہلوان زبردست کی سنکے برہم ہو کے واسطے مقابلہ کرنے کے ارادہ نشست سے
نکلنے کا کیا اُسوقت فرامرز ثانی نے باادب کہا کہ آپ کیون تکلیف گوارا فرماتے ہین لڑنے
اس حریف سے کیون جاتے ہین مجکو اجازت دیجیے مین جاکر اس یاوہ گو سے مقابلہ کرون
سارا غرور اس کا خاک مین ملادون گو یہ پہلوان نہایت زبردست ہی لیکن میرے قوت بازو
کے آگے پست ہی اس کی کیا حقیقت ہی اگر حکم ہو تو اس کو مع مراکب و مرکب چورنگ کرون اگر
ارشاد ہو تو زیر کرکے اسیر کرون بھلا میرے موجود ہوتے آپ اس ادنی سے کیا مقابلہ کیجیے گا
یہ آپ کے مقابلے کے لائق نہین ہی ہرچند کہ بیہودہ گو نے اون ہی کی خواہش اپنی ظاہر کی ہی
کہ آپ سے جنگ آزما ہو مگر پھر بھی اس نے کہا ہی کہ اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کرو حضرت درویش آفتاب صورت کا تغیر فرامرز ثانی سے کم ہوا کہا اچھا
تم ہی اس مغرور سے جاکر مقابلہ و مجادلہ کرو اس کی بابت تمکو اختیار ہی کہ چاہے اس کو قتل کرو

چاہیے اس کو اسیر کرو فرامرز ثانی نے اجازت جنگ درویش موصوف سے لیکر عمان شاہ نے بھی اجازت جنگ حاصل کرکے مرکب اپنا صف لشکر سے دلیرانہ نکالا پھر گھوڑے کو جولان کرکے روبرو ہوئے خشتام رستم انجم حصاری نے آکر سمند کو روک کر طالب ضرب نیزہ و شمشیر ہوا اس نے سراپائے فرامرز ثانی پر نظر کرکے پوچھا کہ اے نقاب دار چہرہ تو تیرا نقاب میں نہان ہے شناخت تیری ہو نہیں سکتی ہے اپنے نام سے آگاہ کرتا کہ بے دریافت نام تو میرے ہاتھ سے قتل ہو فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے خشتام دریافت نام سے کیا فائدہ اسقدر کافی ہے کہ تیرا حریف ہوں یہ میدان جنگ ہے تقریر کا مقام نہیں ہے یہ جائے جنگ ہے وار کر نام بہادران زبان تیغ تیز سے ظاہر ہو جائے گا خشتام نے یہ سنکے کہا کہ خیر کسی وجہ سے اگر تجکو اپنے اظہار نام میں تامل ہے تو نہ بتا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے نیزہ و شمشیر و تبر و تیر وغیرہ آلات حرب و ضرب سے وار کرلے میری ضرب سے خبردار ہو فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام میں حریف سے جنگ میں سبقت نہیں کرتے ہیں طریقہ ہمارا یہ نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر وار کریں جب خداوند کریم ہمکو تیری ضرب سے بچائے گا اسوقت ہم بھی تجپر وار کرینگے خشتام نے کہا کہ اگر تیری یہی خوشی ہے تو خبردار و ہوشیار ہو جا یہ کہکے نیزے کو دیکھ بھال کے مشت میں محکم پکڑ کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ سر تیز کو گردش دے کر حریف کو نیزے کی زد پر پاکر نیزہ سینہ فرامرز ثانی پہ لگایا اس طرف اس بہادر نے اس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پہ روکا خشتام کو تعجب ہوا دیکھنے والوں نے بے اختیار کہا کہ کیا اچھے طور سے ضرب نیزہ روکی ہے جب دو سنانیں باہم میں آن کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئیں گویا دو اژدروں نے شعلے اپنے دہنوں سے نکالے بعد ضرب مذکور رد ہونے کے فرامرز ثانی نے بھی سینہ پر کینہ اُس کا تاک کر نیزہ لگایا اُسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا اسی طرح تا دیر جنگ نیزے سے ہوئی دیکھنے والوں منصف طبع نے دونوں بہادروں کی تعریف کی خصوصاً صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے نقاب دار سبزپوش یعنی فرامرز ثانی کی بجائے خود بہت ثنا کی اور فرمایا کہ یہ نقاب دار سبزپوش نیزہ بازی میں کامل ہے آخرکار فرامرز ثانی نے ایک بند نادر نیزے کا باندھ کر خشتام سے کہا ہوشیار ہو جا کہ ابکی مرتبہ سنان تیرے نیزے سے نکل جاویگی سر میدان تیری نیزہ بازی پر حرف آجائے گا تجکو ندامت حاصل ہوگی اُس نے مسکرا کر غصے میں کہا کہ آج تک تو کسی حریف نے میری سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نہیں نکالا ہے بڑے بڑے نامی و نامور نیزہ داروں سے میں نے مقابلہ کیا ہے بھلا تو کیا میری سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نکال دے گا فرامرز ثانی نے یہ تقریر اُس کی سنکے اس طرح نیزے کو پیچ دیا کہ بے اختیار سنان نیزہ چوب نیزہ خشتام سے مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی نکل کر دور جا کر گری اسوقت منصف طبع جوانان لشکریوں نے شور تحسین و آفرین بلند کیا خصوصاً درویش آفتاب صورت و صاحبقران موصوف نے بہت خوش ہوکر تعریف کی خشتام رستم انجم حصاری سنان نیزہ کے نکل جانے سے متحیر ہوکے سرنگون ہوا تا دیر غرق دریائے ندامت و خجالت رہا ہے تن پسینے میں تر ہوگیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال میں غرق ہو گیا بعد ازاں سر اٹھا کے کہنے لگا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ میری قوت میں مطلق کمی نہیں ہے نہایت قوی بازو ہوں پھر میرا قصور نہیں ہے اور فن نیزہ بازی میں میرے نقص و خرابی

بھی نہین ہی ہان خرابی اس چوب نیزہ کی ہی کہ کند ہو گئی تھی اسی وجہ سے سنان نیزہ ہنگام جنگ
نکل گئی اسی سنان نیزہ کے نکل جانے سے اپنے دل مین زیادہ خفا دان ہونا اپنے قوت بازو
پر ناز نکرنا مجھے کمزور نہ خیال کرنا ابھی ابھی اس سنان نیزہ کے نکل لینے کا عوض تجھسے لیتا ہون
تجھے ہلاک کرتا ہون ہوشیار ہو جا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے جوان ہماری اور تیری قوت
وکمال نیزہ بازی کو جوانان ہر دو لشکر کے دیکھ لیا ہی اگر بقول تیرے تیری قوت مین کمی نہین ہی
تو اب اپنی قوت ظاہر کر کوئی وار کر ہم ہوشیار و خبردار ہین حشام نے غضبناک ہوکر وہی چوب نیزہ
دو دستی مرکب کو بڑھا کر سر پہ بقوت تمام لگائی ادھر فرامرز ثانی نے اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس کی
نیزے کی ڈانڈ کو اس عنوان سے روکا کہ ڈانڈ اس کے نیزے کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی جملہ اہل اسلام
نے خوش ہوکر شور تحسین و آفرین بلند کیا کوکب انجم حصاری کو سخت صدمہ ہوا حشام نے وہ
چوب شکستہ زمین پر ڈال کر تبر ہاتھ مین لے کر کہا کہ اے جوان خبردار و ہوشیار کہ میری ضرب تبر
سے تیرا جانبر ہونا دشوار ہے اکثر بہادرون کو مین نے بضرب تبر قتل و ہلاک کیا ہی ضرب تبر میری
بہر دشمن باعث اجل ہوئی ہی کوئی حریف میرا ضرب مذکور سے جانبر ہو نہین سکتا نقاب دار
ممدوح نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہم ہوشیار ہین اس حربے سے بھی تیرے خدا ہمین بچائے گا
حشام رستم انجم حصاری نے حسب قاعدہ بالاے کمر فرامرز ثانی پر تبر مارا ادھر اس بہادر نے
چالاکی و ہوشیاری سے ضرب تبر کو خالی دے کر مرکب کو اپنے بڑھا کر پہلوے حریف مذکور مین جا کر
بچالاکی تمام زنجیر کمر حریف مذکور مین ہاتھ اپنا ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا لیجیے ہر چند اُسنے
چاہا کہ بہ پشتہ اپنا زنجیر کمر فرامرز مین ڈال کر خود بھی زور کرکے پشت سمند سے اپنے حریف کو جدا کرکے
بالاے خاک پٹکے لیکن نقاب دار نے اتنی مہلت اُس کو نہ دی کہ وہ تمناے دل اپنی برلاے زنجیر کمر
مین ہاتھ ڈالا و بہ جلدی تمام زور کرکے ایسا جھٹکا دیا کہ قدم اُس کے رکابون سے جدا ہوگئے پھر بلند ہوئے
اسی حالت مین حشام گھبرا گیا نقاب دار نے زور کرکے اُس کو مع مرکب زمین سے اٹھا کر سر سے بلند
کرکے اس طرح سے گردش دی کہ بالکل قدم اُس کے رکابون سے جدا ہوگئے مرکب اُس کا بالاے
خاک گرا بعد ازان حشام کو بھی گردش دے کر بالاے زمین زور سے پٹکا چونکہ حشام تنومند و
قوی ہیکل جوان تھا زمین پر گرتے ہی ارادہ اُس نے اٹھنے کا کیا اسوقت دلسوز بن جانسوز
غریب نقاب دار مذکور کو اثنا فی الفور کمند مار کر حلقہ کمند مین لے کے اسیر کیا فرامرز نے بھی
وقت اسیری حشام مرکب سے اتر کر اعانت دلسوز کی حشام رستم انجم حصاری مجبور ہو کے
اسیر ہوگیا درویش آفتاب صورت و جملہ مردان لشکر خان شاہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی بچشم خود قوت و بہادری نقاب دار مذکور کی ثنا کی
بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران سپاہ اہل اسلام نے قوت و ہمت و شجاعت نقاب دار مسطور
پر نظر کرکے اپنے دل مین کہا کہ یہ نقاب دار بھی بہادران عالم سے ہی کوکب انجم حصاری کو اپنے
سپہ سالار کے اسیر ہوجانے کا ایسا صدمہ و ملال ہوا کہ آبدیدہ ہوکر از حد حیرت و تعجب کرکے دل مین
کہنے لگا کہ میرا سپہ سالار اور اس نقاب دار کے ہاتھ سے اسقدر جلد اسیر ہو جائے حیرت کی جا ہی
کوئی اس مین اسرار ہی شاید یہ درویش عامل ہی بزور عمل یا تعویذ نقاب دار سبزپوش کو حشام رستم
انجم حصاری پر غالب کیا ہی ورنہ یہ حشام کسی سے اسیر ہوتا یہ خیال سراسر خام کرکے نقاب پوش

حور القا سے مخاطب ہو کر کہا کہ جاؤ اس نقاب دار سبز پوش کو جس نے حشام کو اسیر کیا ہے
گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیج دو تاکہ ہم ابھی اس نقاب دار کو قتل کر کے اپنے دل کو خوش کریں
ہنوز کوکب انجم حصاری عالم حیرت میں اسیری حشام میں نقاب دار حور القا سے ہم سخن تھا
اور نقابدار حور القا نے بھی لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ فرامرز ثانی نے حشام کو اپنے لشکر میں
اسیر کر کے روانہ کیا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کر کے
کہا کہ اے نقاب دار شاباش ماشاء اللہ کس قوت و شجاعت سے تم نے اپنے حریف کو اسیر کیا ہے نقابدار
نے اس کو باادب سلام کیا اس اثنا میں نقاب دار حور القا صف لشکر سے نکل کر جانب وسط
میدان جنگ چلا ادھر درویش نے نقاب دار سبز پوش کو جنگاہ سے اپنے پاس بلا لیا اور کچھ
اس سے آہستہ کہا اس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ابھی
اس کا انتظام کیا جائے گا یہ کہکے نقاب دار مذکور نے موافق حکم درویش آفتاب صورت
انتظام کیا اتنی دیر میں نقابدار حور القا نے وسط میدان جنگ میں آکر مرکب کو روک کر
باآواز بلند کہا کہ اے درویش نقابدار سبز پوش کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کیا اور
کسی سردار سپاہ کو بھیج کہ وہ آکر مجھسے مقابلہ کرے یا تو خود آکر مجھسے جنگ آزما ہو درویش
آفتاب صورت نے باآواز بلند جواب دیا کہ اے نقاب دار حور القا نقابدار سبز پوش وغیرہ
کے بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے ہم آتے ہیں تجھسے مقابلہ کریں گے یا آج تو ہی نہیں یا ہم ہی کو تو
مانند دیگر سرداران سپاہ کے اسیر کرے گا اس درویش نے برسوں اپنے مرشد کی خدمت
کی ہے فیضیاب ہوا ہے آج اپنے کمال و کرامت کو دکھاوے گا اس فقیر کو تو نے طلب کیا اپنے
حق میں اچھا نہ کیا یہ کہکے جب ہاتھے میں نقاب دار سبز پوش سے کہا تھا اس کا انتظام بخوبی کر کے جلد تر
امور مطلوبہ سے فارغ ہو کے کہاروں سے کہا کہ سواری ہماری سوئے جنگاہ بڑھاؤ کہار وہ گنبد
طلائی و جواہر کار اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے سوئے نبرد گاہ چلے جملہ جوانان ہر سہ لشکر نے دیکھا
اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی ملاحظہ کیا کہ درویش موصوف اپنے لشکر سے
واسطے مقابلہ نقاب دار حور القا نکلا ہے ہر ایک کو تعجب ہوا کہ یہ فقیر بھلا کیا مقابلہ و مجادلہ کرے گا
دیدہ و دانستہ اپنے تئیں اسیر کرا دے گا صورت زیبا نقاب دار حور القا کی دیکھکر مانند دیگر سرداران
لشکر صاحبقران کے یہ خود و از خود رفتہ ہو کر عاشق فریفتہ نقاب دار حور القا پر ہو کر اسیر ہو جائیگا
اکثر جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری درویش موصوف کی سواری اور اس کو عزم جنگ و
پیکار پر آتے دیکھکر نہایت ہنستے ہوئے باہم کہنے لگے کہ درویش کیا دیوانہ ہے جو نقابدار سے برائے مقابلہ
آتا ہے اول تو اس کو فنون جنگ سے کیا آگاہی ہوگی کیونکہ فقیر ہے سوا عبادت کے اس نے اپنی
زندگی اور کسی فن کے حاصل کرنے میں بسر نہیں کی ہوگی دوسرے یہ کہ بالفرض و محال اگر اس کو
فنون جنگ میں کچھ دخل ہے تو بھی یہ جیسے نقابدار حور القا اس کی کیا حقیقت ہے صورت دیکھتے ہی
نقابدار مذکور کی از خود رفتہ ہو جائے گا دم عاشقی کا بھرنے لگے گا نقابدار حور القا مانند سرداران
سپاہ صاحبقران کے اس کو بھی اسیر کر کے قلزمون کے حوالے کر دے گا وہ زندان میں بیچارہ
بند رہیں گے ساری شیخی بھول جائے گا بعض بعض جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری
درویش آفتاب صورت کو بقصد جنگ آتے ہوئے دیکھکر دوسرے سواروں سے کہتے تھے کہ

اس فقیر کو اجل نے گھیرا ہے اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں چلا ہے بھلا اسکی کیا مجال و طاقت ہے کہ
یہ نقابدار چور القا ت سر پر ہونگے بعض بعض جو سمجھدار تھے اُن کا قول تھا کہ بھائی یہ نہ کہو ہر فرد کے
سوجھی سمجھ تو اس فقیر کو زور ہی ہو یوں ہمت کر کے اُس کے سامنے چلا ہے ورنہ دیکھو ہر سہ لشکر
میں سے کس کا اتنا دل نہیں ہے کہ اس نقابدار سے مقابلہ کر سکے یہ فقیر بہت کامل ہے اکمل ہے عجب نہیں
کہ اپنے کمال سے کوئی ایسی صورت پیدا کرے کہ نقابدار خود ہی وارفتہ ہو جاوے ادھر لشکر اسلام
میں صاحبقران ذیشان کو حیرت و تعجب نے گھیرا تھا بار بار سرداران لشکر سے فرماتے تھے کہ
خداوند کریم اس درویش کو نقابدار کے ہاتھ سے بچائے اس سے مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہے
کہ صورت دیکھتے ہی آدمی آپ سے گذر جاتا ہے اور عشق نقابدار میں خود بخود اپنے تئیں گرفتار
کروا دیتا ہے علاوہ درویش صاحب اسکے سامنے جا کر کیا کرینگے اپنا سا منہ لیکر پھر آئینگے ساری
فقیری ہیکڑی کے [illegible] بھول جائینگے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ کہنا آپ کا بجا و درست ہے
لیکن یہ شخص کچھ بہت خدا رسیدہ اور کامل معلوم ہوتا ہے دیکھا نہ آپ نے کہ اس کے نقارے
کی آواز سے سوائے نقارہ سلیمانی کے ہر دو لشکر کے نقارے پھٹ گئے پھر ایسے شخص سے
نقابدار کو گرفتار کر لینا کیا دور ہے ادھر تو یہ باتیں تھیں ادھر درویش آفتاب صورت مقابلے
میں نقابدار چور القا کے جا کے ٹھہرے نقابدار نے جو صورت درویش آفتاب صورت کی دیکھی
تو اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ اس بوڑھے کی شامت آئی ہے جو میرے مقابلے میں آیا ہے نہایت
زور سے قہقہہ لگایا اور بولا او بوڑھے درویش تجھکو تو چاہیے تھا کہ کسی کونے میں چھپا بیٹھا [illegible] کرتا
دنیا کے لوگوں سے کم ملتا جلتا یہ کیا کہ بادشاہ لشکر اور فوج لے کر شہر بہ شہر پھرتا ہے لوگوں کے
خون ناحق سے مفت ہاتھ بھرتا ہے دیکھ اسوقت تجھکو وہ سزا دکھاؤنگی کہ عمر بھر یاد رہے پھر تو کسی کے
منہ نہ چڑھے تجھے شرم نہیں آتی کہ تونے اپنے دربار میں ہمارے ملک جی کی یہ گت بنوائی اب مجھے
تجھ سے اس کا بدلا لینا ہے ہشیار ہو جا میں کوئی تلوار و تیر و گرز و خنجر نہیں رکھتا ہوں صرف تیغ ابرو
سے کام لیتا ہوں لیکن میرا مارا کبھی پانی نہیں مانگتا ہے سیدھا ملک عدم کو سدھارتا ہے درویش
آفتاب صورت نے کہا کہ وہ کوئی اور ہی ہوتے ہونگے جو تیری صورت دیکھکر ہوش و حواس
کھو دیتے ہیں آبرو ڈبو دیتے ہیں ہمنے ایسے ایسے کھیل بہت سے کھیلے ہیں برسوں یہ پاپڑ بیلے ہیں
دنیا کے حسین آنکھوں سے گذرے ہیں ہم کہیں تیرے دام میں آنے والے ہیں تجھ ایسے نہیں معلوم
کتنے ہمارے دیکھے بھالے ہیں ابھی گو یہی میدان ہے ہر دو لشکر نگران ہے آج تجھے اپنی حقیقت
معلوم ہو جائے گی ساری شیخی کرکری ہو جائے گی تو جو اپنی صورت و شکل پر بہت بھولا ہے یا لکم
میں مٹ جائے گی دم بھر کی مہلت نہ پائے گی صیاد اجل تیری گھات میں لگا ہے وقت تیرا پورا ہو
چکا اب تک جو جو کار بد تو نے کیے ہوں ان کی خدا سے معافی مانگ لے پھر مہلت نہیں ملے گی دل کی
دل ہی میں رہے گی نقابدار چور القا کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور منہ کو یک یہ کہکر بہترین نظر برین
نظر شاید کہ بشناسی مرا نقاب اٹھائی ادھر درویش آفتاب صورت نے زیر جامے سے قرآن دیو
والی نفیر نکال کر اور منہ اپنا نیچے رکھکر جو بجائی تو مع نقابداران تینوں لشکر بیہوش ہو گئے اسوقت
درویش آفتاب صورت نے بڑھکر نقابدار چور القا کی مع دو سرے کے چاروں کے گردن
کاٹ ڈالی بعدہ جو کفار بیہوش تھے اُن کی لاشیں وغیرہ سے کرکے جو مال تھا سب خزانہ سرکاری ہو

داخل کیا اور بعد اُس کے عکس تجلی کا ڈال کر ہر ایک کو ہوش میں لایا مردمان ہر سہ لشکر کو جب
ہوش آیا تو عجب سانحہ ہوش ربا یہ دیکھا یعنی آنکھون کے سامنے نقابدارون کے لاشے پڑے تھے
درویش آفتاب صورت سامنے کھڑے تھے کوکب انجم حصاری کے تو اوسان جاتے رہے
حواس باختہ ہوکے زانو پر ہاتھ مار کے بے ساختہ پکار اُٹھا کہ ہائے یہ کیا ستم ہوا کہ ان نقابدارون کو
مار ڈالا ارے یہ تو قتل ہونا جانتے ہی نہ تھے کیونکر اجل آگئی کیا قیامت برپا ہوئی ادھر دونون لشکر کے
مردمان لشکر حیران تھے کہ یہ کیا تماشہ ہوا کہ آن کی آن میں ان نقابدارون کا خاتمہ ہو گیا ہم لوگون
نے کچھ دیکھا بھی نہین خدا جانے اس درویش نے کیا جادو پھونکا کہ ہم لوگون کو مطلق ہوش نہ رہا
واقعی یہ درویش صاحب کمال ہین اس سے سر برہو کسی کی مجال ہے یہ ضرور کوکب انجم حصاری کو
شکست فاش دے گا اسکو بھاگنے راستہ نہ ملے گا جب شاہ انجم حصار کے ہوش و حواس ٹھکانے ہوئے
تو ساریق بن لقا سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ درویش کوئی بڑا جادوگر ہے جس نے میرے نقابدارون کا
جنکا دنیا مین مثل و نظیر نہ تھا اس طرح خاتمہ کر دیا کہ گویا نام و نشان ہی نہ تھا میری عقل کچھ کام نہین
کرتی کہ یہ کیا طلسمات تھا سخنگان تو پچھاڑون پر ہاتھ رکھکر تا دھنا تا دھنا ناچنے لگا اور ساریق سے بولا
صلوٰۃ بر محمد و بر آل محمد مین نہ کہتا تھا کہ یہ درویش صاحب بڑے حضرت ہین ابھی انھون نے ہزارون
ساحرون کی معرکون مین تیغ چلا دی ہے ان کے آگے بھلا نقابدارون کی کیا حقیقت تھی اور میری تو
چندیا اب تک ان کی ضرب دست مبارک کا دم بھر رہی ہے جہان ان کے قدم جاوین وہ شہر
اسلام آباد ہوگیا سمجھی بس خیریت اسی مین ہے کہ جلد یہان سے بھاگیے ورنہ کوئی دم مین یہ فوج دریا موج
ہم سب کا قیمہ بنا ڈالے گی مین تو پہلے ہی سمجھا تھا کہ آپ کی تقدیر الٹ جاوے گی آپ بھی مثل اپنے
باپ دادا کے بودی ہی تقدیر ہمیشہ کیا کرتے ہین کبھی کوئی مضبوط تقدیر نہ کی جو ایک جگہ آرام سے
بیٹھنا نصیب ہوتا در در پھرنا قسمت مین لکھا ہو وہی جب تک کہ مقدر سیدھا ہے ورنہ ایک نہ ایک روز اسی
درویش کے ہاتھون اپنی موت ہے ساریق بن لقا سخنگان سے یہ کلمات سنکے گھبرایا اور بولا حالا
چہ تقدیر کنم ملک بھی بولے کہ تقدیر یہ فرار ورنہ جان ما و شما در دست اجل است شاہ انجم حصار خریدم
است این را گذاشتہ راہ گریز اختیار کنید ساریق بولا ارے یہ تو بتا کہ یہ درویش کون ہے کہ جسکو
دیکھکر میرے تن بدن مین رعشہ پڑا جاتا ہے دل کانپ اُٹھتا ہے خدا جانے یہ کون بلا ہے سخنگان
نے کہا خدا ابھی میرے منہ سے کچھ نہ کہلوائیے خاموشی کے ساتھ تماشہ دیکھے جائیے یہ وہ شخص ہے
جسکے نام سے گور کافران تھراتی ہے اسکے سامنے سب خداوندون کو بھی موت آتی ہے دنیا مین کون ہے
جو اس سے مقابلہ کر سکے آپ نے تقدیر تو خوب کی کہ لئے نقابدارون ہی کی اجل آگئی ہم تو سمجھے
تھے کہ کچھ دنون یہان آرام کرینگے مگر قسمت ہی خراب ہے ادھر کوکب انجم حصاری نے دیکھا
کہ درویش چاہتا ہے دونون نقابدارون کو قتل کرکے صاف نکل جانا چاہتا ہے تو اُسنے اپنے ہمراہ
اپنے مردمان لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منہ تک رہے ہو بڑھکر اس درویش سگ خصلت کو گرفتار کرکے
اُڑا دو اس نے میرے دل مین ناسور کر دیے ہین خبردار یہ صحیح و سلامت لشکر تک پھر کر
نہ جانے پائے یہ سنکر اہل لشکر تلوارین میان سے کھینچکر جانب درویش آفتاب صورت بڑھے
ادھر سے جہان شاہ نے بھی اہل لشکر کو اشارہ کیا پھر کیا تھا دونون فوجین آپس مین گٹ پٹ
ہو گئین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی فرامرز نے سنکے بڑھکر وہ تلوار برسائی کہ جوانان انجم حصار

کی آنکھوں میں اندھیاری چھائی ایک برق شرربار تھی کہ ادھر آئی اُدھر نکل جاتی تھی لوگوں کو نظر آتی تھی
میدان میں کشتوں کے پشتے لاشوں کا انبار تھا کوئی دو تو کوئی چار تھا ایک پر ایک گرا تھا خون کا دریا موجزن
تھا گیر و بزن کی صدا سے گنبد گردون ہلا جاتا تھا لشکر پر لشکر چلا جاتا تھا نقاب دار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی
وہ تلوار کے جوہر دکھائے کہ صاحبقران تک عش عش کرنے لگے یہ تھا اس کا جو جوان تھا آن ہزاروں میں
یہ ایک جوان تھا جس طرف رخ کرتا تھا پرے کے پرے صاف نظر آتے تھے جو منھ پر چڑھتے تھے منھ کی کھاتے
تھے دلسوز بن جانسوز نے بھی اس جنگ میں عجب کارنمایاں کیا کہ ہزاروں کو قلابہ نفتی سے پھونک دیا
جس نے ذرا بھی سر اٹھایا اس نے وہیں اس کو نیچا دکھایا مرتے ہوئے کے ایک اور خنجر رسید کیا جب وہ
مر گیا تو اس کی کمر ٹٹولی جو کچھ نقد و جنس مال دنیا سے پایا وہ اپنی گرہ میں رکھا ہزاروں کے کپڑے اتار کے
خاک میں دبا دیا لاکھوں کو کھود کے سامنے مٹی میں ملا دیا جب کوکب انجم حصاری نے دیکھا کہ اب وقت
تنگ ہے طبل آسایش کے بجنے کا حکم دیا اہل لشکر نے تلواروں کو میان میں کیا اپنا اپنا رخ جانب خیمہ و خرگاہ
پھیرا میدان صاف نظر آیا جب درویش آفتاب صورت نے یہ رنگ دیکھا تو فرامرز ثانی کو بھی آواز
دے کر اپنے پاس بلایا اور جو زر و جواہر تھا کر اتا ہوا لشکر میں لایا ہر ایک نے دست درویش پر بوسہ دیا کہ
آپ نے کیا کارنمایاں کیا مرشد نے ایک مرتبہ ریش سفید پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اب کل صاحبقران
دیوان کے لشکر سے مقابلہ ہوگا ان میں ایک ایک چیدہ و روزگار ہے جو ہر وہ لاجواب ہے سراپا انتخاب ہے ذرا
خوب سمجھ کر ان لوگوں سے مقابلہ کرنا یہ وہ ہیں جن کا دنیا میں مثل و نظیر نہیں ہے ان کے نام سے بہادران
جہان تھراتے ہیں ان کے نعروں سے زمین و آسمان ہل جاتے ہیں فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ کی
توجہ درکار ہے کل دیکھیے گا میں کس طرح ان سے لڑتا ہوں اور کیا کرتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو ایک ایک کو
حضور کے سامنے حاضر کروں گا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دلسوز بن جانسوز نے حاضر بارگاہ ہو کر بجا لا
کے مجرا عرض کرکے خدمت میں درویش کے وہ نقد و جنس جو کفاروں کے مردوں سے دستیاب ہوا
تھا حاضر کیا درویش آفتاب صورت نے گلے لگا کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہم تجھ سے بہت خوش ہیں تو نے
خوب خوب اپنی کارگذاری دکھلائی دلسوز نے کہا یہ سب حضور کا صدقہ ہے ورنہ یہ بندہ کیا ہے اب یہاں تو
سب خورسند خوش نظر آتے ہیں شادیانے خوشی کے بج رہے ہیں عیش و عشرت کا ہنگامہ ہے اور لشکر صاحبقران
میں ہر ایک کی زبان پر یہ تذکرہ ہے کہ نہیں معلوم یہ درویش کون ہے اور دیکھیے کل ہمیں اس سے کیسی
بنتی ہے ان دونوں کو تو اسی حالت میں رکھا جاتا ہے پھر ان کی داستان اپنے موقع پر بیان ہوگی۔

اب دو کلمہ داستان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
اثر ورود شہزادہ ظہور شیر پیہ ور کے معرض بیان میں آتے
ہیں صاحبقران سلیمان کا کوہ قاف میں ان کو بلانا اور سر کشان
قاف کا ان کے ہاتھ سے زیر ہو کر حلقہ غلامی کان میں پہننا ساقی نامہ مولف

چمکا ہے آج تو ساقی کہ فصل گل پھر آئی ہے	ہوائے دختر رز پھر مرے دل میں سمائی ہے
پرستان کی پری ہے وہ نہ شیشہ میں بند اسکو	مرے دل کو ادائے جانستان کیا اسکی بھائی ہے

کروں میں سیر کوہ قاف پی کر سلاف گلگون
میں اک مدت کا بیکس ہوں ہے میری جان دختر رز
یہ وہ چسکا ہے ساقی کہ اس سودائے الفت میں
مری خاطر سے اتنا تو پی بھی دے اک جام او زاہد
بہت دن ہوگئے صحرا نوردی سے ہوں گھبرایا

نئی وحشت یہاں ہے وزوں مرے دل میں سمائی ہے
ہی باطن میں تو اس کا وصل ظاہر میں جدائی ہے
برائی میں بھلائی ہے بھلائی میں برائی ہے
اے کمبخت یہ کالی گھٹا گردوں پہ چھائی ہے
خدا نے اب کوئی صورت بھلائی کی دکھائی ہے

صحرا نوردان بادیہ حیرانی و پریشانی رہروان شاہ راہ سخندانی اس داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ شہزادہ طیمور شیر پیکر جو صاحبقران سے رنجیدہ ہوکر ایک طرف کو نکل گئے تھے بعد طے مراحل و منازل شہر منجاکیہ میں پہونچے اور ایک سبزہ زار میں ہوائے خنک و مقام راحت افزا دیکھکر قیام کیا ہے اشارہ انیس شہزادے جو مصاحبین خاص میں داخل ہیں ہمراہ ہیں ایک آہو شکار کرکے کباب بنانے لگے ہیں سب مل کر کھاتے ہیں آپس میں چلبلیں ہو رہی ہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں کہ ارادہ ان کا طرف طلسم زلزلہ جانے کا ہے ایسا سنا جاتا ہے کہ آجکل شہر انجم صفا میں کوکب انجم صفا کی بہت دھوم ہو رہی ہے ہم نے سنا ہے ان کے بہت سے سرداروں کو اسیر کر لیا ہے ایک نقابدار زمرد پوش شہزادہ اس میں خدا جانے کیا سحر ہے کہ جو کوئی اس کی صورت دیکھ لیتا ہے شیفتہ و فریفتہ ہوکر خود اپنے تئیں گرفتار کرا دیتا ہے اور سب کی بیان کرنے والے نے کہا تھا کہ کوئی درویش ہے جس کے آفتاب صورت اشکر کشی کی ہے دوبا و شاہ اور ایک پہلوان سپہ سالار لشکر رکھتا ہے بڑوں بڑوں کو اس نے نیچا دکھایا ہے قران دیو ایسے زبردست کو مار کر ماہر شاہ والی شہر نقش میں کی دختر کو اس سے ملایا ہے اور اس شہر کو اسلام آباد کیا ہے نو لاکھ کا لشکر اُس کے ہمراہ ہے اور ہر ایک اُن میں رستم وقت ہے اور عجیب لشکر وسپاہ ہے شہزادہ طیمور شیر پیکر نے یہ سنکر ایک آہ سرد بھری اور کہا افسوس ہم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ناراض ہوکر لشکر سے دور چلے آئے ورنہ ایسے وقت میں ان لوگوں کی مدد کرنا چاہیے تھی خیر دیکھا جاوے گا اب میرا ارادہ ہے کہ قبل پہونچنے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے طلسم زلزلہ کو چل کر توڑنا چاہیے تاکہ صاحبقران کو بھی معلوم ہو کہ ہاں یہ بھی کوئی شخص ہے ادھر تو یہ باتیں ہو رہی ہیں ادھر سنیئے سلیمان صاحبقران کوہ قاف ایک روز اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں امرا و روسا بارگاہ جمع ہیں کہ کچھ دیو آستان عالی پر حاضر ہوکر باریابی کے اجازت خواہ ہوئے جب سلیمان صاحبقران نے اجازت دی وہ لوگ ان کے روبرو آکر او ر مجرا گاہ سے مجرا عرض کرکے یوں دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ فی الحال باشندگان طلسم سکندری نے بہت سر اٹھایا ہے ان دشمنان دین نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اُس پر مسلط ہوکر تمام دیوان نو مسلم کو قتل و غارت کریں لہذا ہم برائے خبر حاضر خدمت ہوئے کہ حضور اس طرف کسی سردار کو اُن کی سرکوبی کو روانہ فرمائیں ورنہ آئندہ پھر بہت مشکل پڑ جائے گی سلیمان صاحبقران نے اہل بارگاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کسی سردار کو اُدھر روانہ کیا چاہیے اور اس معاملہ میں کیا کرنا چاہیے کہ یہ دیوان طاقت روز بروز بہت سر اٹھاتے جاتے ہیں اور طلسم سکندری کی فتح معلوم نہیں کس کے ہاتھ ہے ان لوگوں نے عرض کیا کہ صہور شمس جنی کو جو نجومی کامل ہے طلب فرمائیں اور اس سے استفسار فرمائیں جس کے نام پر اُس کی فتح ہو اُس کو طلب کیا جائے تاکہ یہ مشکل آسان ہو صاحبقران سلیمان نے حسب مشورہ شمس جنی کو طلب کیا اور سب حال اُس سے بیان کرکے فرمایا کہ تم اپنے قاعدہ نجوم سے ذرا یہ تو بتاؤ کہ طلسم سکندری

فاتح کون ہی اور کس کے ہاتھ سے یہ طلسم ٹوٹے گا اور کس طرح فتح ہوگا اُس نے بعد تحقیق بسیار نہایت
ادب سے عرض کیا کہ میرا نجوم تو یہ بتلاتا ہی کہ اگر شہزادہ طیمور شیر پیکر اس طرف جائے گا ضرور
فتحیاب ہوگا کفار اُس کے ہاتھ سے تہ تیغ ہونگے سوائے اس کے ایسا بھی ثابت ہوتا ہی کہ زر و جواہر
اور وہ اشیاے نادر زمانہ وہان سے اُسے دستیاب ہونگی جس پر ایک عالم کو رشک آئیگا۔
تمام دشمن دین اُس سے زیر ہوکر مطیع اسلام ہونگے اور سرکشان قاف اپنی سرکشی سے باز آئینگے
جو اطاعت اُسکی نکرے گا وہ قتل ہوگا حضور اُن کو پردۂ دنیا سے بلاکر اُس طرف روانہ فرمائیں انشاءاللہ
جو کچھ میں عرض کر رہا ہون حضور آنکھون سے ملاحظہ فرمالینگے سلیمان صاحبقران یہ مژدہ سُنکر
بہت خوش ہوے شمس جنی کو خلعت فاخرہ دیا گیا بعدہٗ انھین دیوؤن کو جو خبر لائے تھے فرمایا کہ
اب تم جاؤ وہ سلام کرکے چلے گئے سلیمان ثانی نے شمس جنی سے بعد خلعت دینے کے یہ بھی پوچھا
کہ اب تم اپنے قاعدۂ رمل سے یہ بھی بتلاؤ کہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر فی الحال کہان ہی کس سرزمین
پر ہی اور کس کار میں مشغول ہی اور ہماری طلبی پر وہ آئے گا بھی یا نہین اُس نے موافق طریقۂ رمل
زائچہ کھینچکر اشکال پر نظر کرکے خوش و مسرور ہوکر عرض کیا کہ حضور میرے قاعدۂ نجوم سے ایسا ظاہر
ہوتا ہی کہ شاہزادہ موصوف مع جمیع شاہزادگان وغیرہ جانب شمال ایک صحراے سبزہ زار میں
شکار کھیل رہا ہی قبل اس کے جو آہو کو شکار کیا تھا اُس آہو کے کچھ آدمی کباب تیار کر رہے ہین اور
صحراے مذکور سرزمین ضحاکیہ میں ہی ضحاک شاہ وہان کا حاکم ہی اور شہزادہ ذبحادہ کو اُسنے اپنے یہان
نہایت عزت و احترام سے مہمان کیا ہی اگر حضور طلب فرمائینگے تو وہ بخوشی تمام بسر و چشم حاضر خدمت
ہوکر کار مفوضہ انجام کو پہونچائے گا سلیمان صاحبقران نے یہ تقریر شمس جنی سے سُنکر شادمان ہوکر
اُسیوقت چند دیوؤن کو طلب کرکے فرمایا کہ ابھی تم مع تخت زرین جانب سرزمین ضحاکیہ روانہ ہو وہان
ایک صحراے سبزہ زار میں شاہزادہ طیمور شیر پیکر شکار کھیل رہے ہین ہماری جانب سے اُن کو
بہت بہت دعاے ترقی عمر و دولت کے بعد باادب کہنا کہ آپ کو سلیمان صاحبقران نے بضرورت
شدید بلایا ہی اگر وہ شہزادہ ذبحادہ کا وہ یہان آنے پر ہو تو بحفاظت تمام تخت پر بٹھا کر ہمارے پاس
لے آنا ورنہ جو کچھ وہ تم سے کہے آکر بیان کرنا وہ دیو حسب الحکم سلیمان صاحبقران
اُسیوقت ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر اُٹھا کر سمت شہر ضحاکیہ روانہ ہوے بعد قطع
راہ دور و دراز اُسی صحراے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر و بہزاد انوشی
و رغبت ہمراہی اکثر شاہزادگان وغیرہ شکار آہوان شوخ چشم میں مصروف ہی صحراے سبزہ زار
ایسا ہی کہ جہانتک پہلے نظر جاسکتی ہی زمین پر فرش سبزۂ شاداب کا ہی بالکل سبز کا فرش ہی اُس
سبزہ کے دیکھنے سے آنکھون میں تازگی و شگفتگی دل کو فرحت حاصل ہوتی ہی مردہ دلون کے واسطے
وہان کی ہواے سرد گویا عیسی نفس ہی کوسون تک سبزہ لہلہا رہا ہی گل خودرو جابجا شگفتہ ہیں
بہار اپنی دکھا رہے ہین انواع و اقسام کے رنگ برنگی پھول کھلے ہوے اُن رنگینی و بوے
خوش سے قدرت پروردگار عالم آشکار ہی عجب اُس صحرا کی بہار ہی دیوانگان محبت کے لیے
گویا وہ زمین رشک ارم ہی کہین گل گریبان چاک کہین نرگس چشم پر نم ہی وحشت زدگان کوے
الفت کا اگر اُس صحرا میں گذر ہوجائے تو بجاے جیب و گریبان کے دل و جگر کے ٹکڑے اڑاوین
نعرہاے عاشقانہ سے زمین سر پر اُٹھاوین شور زنجیر سے حشر برپا ہو قیامت کے سچ پوچھو تو

اُس بیچارے کی شامت آئے طائران صحرا بالحان خوش چہچہے کر رہے ہیں اپنے پیدا کرنے والے کا
دم بھر رہے ہیں زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اسے دنیا والو اُس کی قدرت کا کرشمہ
دیکھو کہ اس صحرا کو رشک صد گلزار بنایا خدا اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہے یہاں خزاں و بہار یکسان
ہے سبزہ فرش و آسمان سائبان ہے یہ وہ سرزمین ہے جس کی ہوا میں بوئے مشک چین ہے دیکھ
تازہ و انداز سے آہستہ آہستہ چل رہی ہے گویا کنار سبزہ میں ٹہل رہی ہے سبزہ شاداب لہلہا کر زبان
حال سے سناتا ہے ہر ایک کے دل کو لبھا رہا ہے کہ ذرا سنبھل کر قدم رکھنا کہیں کانٹوں میں نہ الجھنا
دامن سمیٹے رہو ورنہ دست جنون کے ہاتھوں پرزے پرزے اڑتے پھریں گے ڈھونڈھنے سے بھی جیب
دامان نہ ملیں گے ایک طرف آہوان صحرائی شوخ چشم گروہ گروہ جا بجا چکار رہے ہیں دور دور بغرض
تمام اُس سبزہ شاداب کو چر رہے ہیں دیکھنے والوں کے دل قدموں سے مل رہے ہیں اُن کی مست
آنکھیں دیکھکر چشم محبوب یاد آتی ہے ہر ادائے مستانہ دل کو بھاتی ہے وہ اُن کا کسی کو اپنی طرف آتے
ہوئے دیکھکر چوکڑیاں بھرنا وہ شوخی و طراری سے پھلانگیں مارنا وہ ذرا سی آہٹ پر چوکنا ہو کر
ادھر اُدھر نظر کرنا وہ سبزہ شاداب کو اپنے لب نازک سے مس کرنا اور وہ سبزہ بھی وہ سبزہ دکھا کر سے

سبزہ ایسا تھا قلب فرسودہ
تندرستی کے ساتھ ہویدا
سبزہ ہر سو جو لہلہاتا تب

مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ
تھی ہوا اُس کی یا دمِ عیسیٰ
شانِ اللہ کی دکھاتا تب

سوئے اُس سبزے پر اگر بیمار
روح آتی تھی جسم میں گویا

دیووں نے صحرائے مذکور میں
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو شکار آہو میں مصروف دیکھا اور بخوبی پہچان کر اور اپنا اطمینان کر کے
ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہو نہو یہی وہ شاہزادہ ہے جس کی طلبی کے لئے سلیمان صاحبقران نے
ہمکو بھیجا ہے یہ کہکر پر دیے ہوا سے نیچے اتر کر ہمراہیان شہزادہ مذکور میں سے ایک ہمراہی سے یوں
پوچھنے لگے کہ کیوں بھئی یہ کون سرزمین ہے اور یہاں کا کون بادشاہ ہے یہ شاہزادے کون کون ہیں
اور وہ جو سب میں خوبصورت اور شکل و صورت سے کوئی بڑا ذی قدر و صاحب جلال و شان
معلوم ہوتا ہے کون ہے ادھر اس صحرائے سبزہ زار میں یہ سب صرف برائے شکار ہی آگئے ہیں یا اور بھی
کوئی کام درپیش ہے اُس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی نو وارد ہو اچھا سنو یہ جو سب میں سردار
معلوم ہوتا ہے یہ صاحبقران ہیں صاحبقران بن صاحبقران رستم شکوہ وارد در شہزادہ
طیمور شیر پرور ہے جس کی تیغ شمشیر سے بڑے بڑے تمن ڈرتے ہیں انکے نام سے پہلوان جہان
چونک چونک اُٹھتے ہیں یہ وہ صاحب رتبہ و شان ہے کہ جو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کے مقابلے میں گوے سبقت لے گیا اور کل بارگاہ نشینان لشکر و صاحبقران کو کچھ کرنے نہ دیا
اور آخر میں اُن سے رنجیدہ ہو کر اس طرف چلا آیا اور یہ سب جو اس کے ساتھ ہیں یہ سب رفیق خاص
با اختصاص ہیں ایک ایک ان میں ہزاروں پر بھاری ہے رستم ان کے سامنے ایک ادنیٰ مردم بازاری
ہے یہ سرزمین شہر مینا کیسہ ہے بادشاہ یہاں کا ہمارے شہزادے کا مطیع ہے اُنہیں بڑی دھوم سے کہانی
کی ہے یہاں یہ برائے تفریح طبع شکار کو تشریف لایا ہے وہ دیو یہ سنکر بہت خوش ہوئے کہ بفضل خدا سے
منزل پر پہونچے بعدہٗ روبرو سے شہزادہ طیمور شیر پرور جاکر بصد ادب خادمانہ سلام کیا اور یوں
دعا و ثنا شاہی بجالائے۔ سہ

الٰہی در جہان باشی باقبال | جوان بخت و جوان دولت جوان سال

شہزادہ کی عمر دراز ہو اقبال روز افزوں ترقی پر رہے دوست شاد دشمن برباد ہوں شہزادہ موصوف

نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور تمھارا کیا مطلب ہی انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہزادۂ ذیجاہ ہم
پردہ قاف سے حسب الحکم سلیمان صاحبقران پردۂ قاف حاضر خدمت حضور ہوے ہین سلیمان
صاحبقران نے حضور کو یاد فرمایا ہی یہ تخت زرین وجواہر نگار برائے سواری حضور عالی الشان کیا ہی بضرورت
شدید آپ کو طلب کیا ہی اگر مناسب طبع عالی ہو تو جانب پردۂ قاف تشریف لیچلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے
سرزمین کوہ قاف کو مشرف فرمایئے ہم خادمون کی استدعا قبول کیجئے ورنہ جو حکم ہو ہم فدویان و فرمانبردار عمل
مین لائین کیونکہ سلیمان صاحبقران نے ہمکو یہی حکم دیا ہی کہ اگر شہزادہ صاحب بخوشی تشریف لائین تو لیتے
ہمراہ لانا ورنہ واپس چلے آنا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے گفتگو ان دیوون کی سنکے اور نام سلیمان
بابا کی استماع کرکے مسکرا کر فرمایا کہ سلیمان صاحبقران پردۂ قاف ہمارے بزرگ و استاد ہین اکثر فنون جنگ
انھون نے ہمکو سکھائے ہین ہمنے اُن سے بہت سے فیض پائے ہین ہمارے بزرگ ہین ہمپر بزرگانہ شفیق ہین
اور مانند اپنے فرزند کے سمجھتے ہین ہم اُن کے ارشاد کے موافق عمل کرینگے تمھارے ہمراہ ہوے پردۂ قاف
چلینگے اور جو کچھ وہ ارشاد فرماوینگے اُسکی تعمیل کو اپنا فخر جانینگے کبھی اُن کے حکم سے سرتابی نکرینگے
یہ کہکر اور شکار آہوان سبزہ زار سے دست بردار ہو کر سب مردان لشکر کو جمع کرکے اور کل حال طلبی
سلیمان صاحبقران کہکر یون ارشاد فرمایا کہ ہم بضرورت شدید تھوڑے دنون کے لیے عازم قاف ہین
ہمارے بعد برہو در عد آواز سپہ سالار لشکر کو بجاے ہمارے سمجھتے رہنا اُسکے کسی حکم کی تعمیل مین قصور
نکرنا ہم انشاء اللہ بہت جلد وہان سے لوٹ کر پھر تمسے ملینگے یہ کہکر برہو در عد آواز کو تمام لشکر کا حاکم و مختار
کیا اور بعد اُسکے ضحاک شاہ والی قلعہ ضحاکیہ سے سب حال بیان کرکے اجازت خواہ ہوے ضحاک شاہ
نہایت ادب و عاجزی سے یون عرض پیرا ہوا کہ مجھے آپ کے تشریف رکھنے سے جو خوشی حاصل تھی وہ
احاطۂ بیان سے باہر ہی مین آپ کی خدمت کو اپنا باعث فخر سمجھتا ہون اور کبھی رخصت نہ کرتا میرا تو قصد
یہ تھا کہ حضور کو تخت سلطنت پر بٹھا کر مثل غلامان خود خدمت عالی مین کمربستہ رہون کہین جانے نہ دون
نہ کہ کوہ قاف کا سفر اللہ اکبر خدا جانے کہ پھر بھی یہ قدم آنکھون سے لگانے کو ملینگے یا نہین مگر مجبوری
یہ ہی کہ آپ یہ بھی کہہ چکے ہین کہ وہ ہمارے بزرگ و استاد ہین پھر بھلا میری کیا مجال ہی کہ روک سکون
اچھا رخصت ہو جایئے خداوند کریم پھر بخیریت ہمکو یہ صورت زیبا دکھلائے اور آپ کو مدارج عالیہ پر پہونچائے
شہزادہ طیمور شیر پرور ضحاک شاہ سے رخصت ہو کر شہزادۂ سکندر رستم خو و شاہزادہ شہریار عالیوقار
و شاہزادہ رفیع المنزلت وغیرہ اٹھارہ اکیس شہزادگان اولاد اسد نظر کردۂ امیر عرب وغیرہ سے
جو اسوقت ہمراہ رکاب فیض انتساب تھے اور آہوان صحرا کا شکار کھیل رہے تھے مل کر اور مسکرا کر یون
گویا ہوے کہ تم سب سے اب ہم رخصت ہو کر سوے کوہ قاف جاتے ہین سلیمان صاحبقران کوہ قاف
نے ہمکو طلب کیا ہی دیکھیے وہان سے یہان ہمارا کب تک آنا ہو اور کیا کیا معاملات روبکار ہوتے ہین
اسلیے ہماری آپ لوگون سے یہ خواہش ہی کہ اگر آپ سب صاحب مناسب سمجھین تو یہان سے چند سے
آپ سب صاحب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین تشریف لیجائیں اُن کے ساتھ لشکر
مین رہین جب ہم یہان آوینگے پھر آپ سب صاحبون کو اپنے پاس بلا لینگے آپ سب صاحب سمجھ
چکے ہین کہ مجکو آپ حضرات کی جدائی کسقدر شاق ہی ایک منٹ کا جدا ہونا برا معلوم ہوتا ہی مگر کیا کرون مجبوری
و معذوری ہی کیونکہ وہان میرے ساتھ کوئی نہین جا سکتا ہی ورنہ اپنے ہمراہ آپ سب کو بھی کوہ قاف
لیتا چلتا اسوقت مناسب حال یہی ہی کہ چونکہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ انجم حصار مین [illegible]

اور شاہ وانجم حصاری سے معاملہ جنگ درپیش ہے علاوہ اسکے ایک اور لشکر بھی موجود ہوا ہے ہمارے خیال مین
یہ بہتر ہوگا کہ اسوقت آپ سب صاحب جاکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ہاتھ بٹایئے جنگ کے جوہر
دکھایئے تاکہ کفاران جہان کا کام تمام ہو دنیا مین آپ کا نام ہو آپ سب صاحب نسل اسد ہین جو نظر کردہ
امیر عرب تھے آپ کے بزرگون نے ہزارہا شہر اسلام آباد کیے ہین کروڑہا کفار کو تہ تیغ کیا ایسے بڑے بڑے
سربرآوردگان جہان کو مار لیا اسد جن کرب غازی دلاور کی نقل مشہور ہے کہ صغر سنی مین وہ وہ کارہائے
نمایان کیے ہین کہ بڑون بڑون کے چھکے چھڑا دیے ہین بس آپ سب کو بھی یہ چاہیے کہ اسوقت صاحبقران پر
ایسا احسان کیجیے کہ وہ بھی مان جائین ہر ایک سے آپ کی مدح و ثنا فرمائین یہی وقت ہے کہ آپ
اُن کو اپنا مشکور کر سکین اُن پر احسان دھر سکین ایسے ہی وقت کے عقلمند جویا رہتے ہین ایسے ہی موقعین
اپنے اور بیگانے پہچانے جاتے ہین اگر مجھے یہ ضرورت نہ درپیش آجاتی تو اسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی مدد کرکے عالم کو دکھا دیتا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین یون تخم الفت کو مزرع دلین
بوتے ہین مگر کیا کرون مجبور و معذور ہون سلیمان صاحبقران کا حکم بھی ٹال نہین سکتا ہون اگر زندہ رہا
تاخیر پھر کبھی سہی بعد طلسم زلزلہ مین میری آپ کی ملاقات ہوگی کیونکہ ارادہ صاحبقران کا اُس طرف
جانے کا ہے لہذا ہم بھی کوہ قاف سے وہین واپس آئینگے اور اگر وہان جانے کو دل نہ چاہتا ہو یا آپ
لوگون کی یہ رائے اور مصلحت ہو تو بعد راحت و آرام قلعہ منحاکیہ مین رہیے یہان آپ کو کسی قسم کی تکلیف
ہونے پائیگی ہر قسم کا سامان راحت ہر وقت موجود ہے سیر و شکار سے دل بہلایئے کام انشاءاللہ
یہ زمانہ فرقت اسیطرح کٹ جائیگا پھر ہم آپ ایک جا ہونگے سامان عیش مہیا ہونگے ہم جانتے ہین کہ آپ
سب کو اپنا قوت بازو جانتا ہون اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی مجھے فراموش نکرینگے لیکن التماس
ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے میرا کچھ ذکر نہ آنے پائے بلکہ اگر وہ آپ سے دریافت
بھی فرمائین تو کہہ دیجیے گا کہ ہمین کچھ حال اُس کا نہین معلوم اور دیکھیے صاحبقران کو اپنا بزرگ جان کر
کبھی ان کے کسی حکم مین سرتابی نہ کیجیے گا خدا اُن کو زندہ و سلامت رکھے وہ اسوقت ہمارے سردار
ہین ہم ہر طرح سے اُن کے خادم و تابعدار ہین شاہزادگان موصوف الصدر نے باتفاق رائے عرض کیا
کہ جب آپ یہان سے پردہ قاف تشریف لیے جاتے ہین تو یہان ہمارا رہنا اچھا نہین بغیر آپ کے
دل گھبرائیگا ایک ایک منٹ ایک ایک سال نظر آئیگا ہم سب تو آپ ہی کے دامن دولت سے
وابستہ ہین جب تک زندہ ہین بندہ ہین اس سے انسب یہی ہے کہ ہم سب سلطان کیوان شکوہ کے
لشکر مین جاکر داخل ہون چونکہ آپ کوہ قاف سے یہان تشریف لائینگے ہم سب صاحبقران ہی کے لشکر
مین رہین وہان دل بہل جائیگا زمانہ فرقت کسی نہ کسی طرح گذر جائیگا امید ہے کہ وہان قلوب ہمارے
مانند گل شگفتہ رہین گے شہزادہ طیمور رعد ہود نے ارشاد کیا اچھا جو آپ سب صاحبون کی خوشی ہو
بہر حال سب کی خوشی منظور ہے یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے شہزادہ وہ رخصت ہوکر بشرط حیات مستعار روز زندگی
تا بلند ارادہ دیدہ دہ قاف سے آنے کا کرکے اور ہر ایک سے گلے ملکے اور اپنا کہا سنا بخشوا کے اُس تخت
زرین و جواہر نگار پر بیٹھے جو تخت زرین دیو پردہ قاف سے لائے تھے اسوقت برہود رعد آواز رخصت
ہوکر جانب منحاکیہ مع مردان سپاہ روانہ ہوا پھر شاہزادگان موصوف بھی ضحاک شاہ والی شہر منحاکیہ سے رخصت
ہوکر اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوکر سامان سفر مہیا کرکے سوے ابر چادر روانہ ہوے دیکھیے کب لشکر صاحبقران
مین پہونچتے ہین حال ان شاہزادگان بلند اقبال موقع موقع پر بیان کیا جائیگا بعد جانے برہود رعد آواز سپہ لا لشکر

طیمور شیر پرور و جملہ شاہزادگان موصوف کے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے دیوون سے کہا کہ تخت اٹھا کر سوئے پردۂ قاف چلو حسب الحکم انھون نے تخت اٹھا کر اپنے کاندھون پر رکھا بحر زمین سے بلند ہو کر سوئے پردۂ قاف روانہ ہوئے دیکھیے یہ شاہزادۂ عالی جاہ کب تک پردۂ قاف مین پہونچتا ہی اور وہان جا کر کیا کیا کارہائے نمایان کرتا ہی اور کب وہان سے سوئے قلعہ سنحاکیہ آتا ہی

اب دو کلمۂ داستان درویش آفتاب صورت و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و کوکب انجم حصاری و ساریق بن بقا و حائل بن شمائل بن کامل خان پیدین و مرتد و جنگ جو سے کے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مؤلف

ساقیا مجھ دے بہار اسے عزیم	نشہ کا ہو مجکا دارا خمر	پھول پی کر شراب پاؤن مین
کل مضمون بیان ثناؤن مین	گرم بازار اب فنا کا ہو	جان کی دشمنون کا سودا ہو
مسلم اور کافرون سے لنگ ہون	سب تلے سامنے برابر ہون	راویان عدیم المثال و محرران

حالات جنگ و جدال اس داستان بے عدیل کو یون بیان کرتے ہین کہ جب درویش آفتاب صورت بعد ہلاک کرنے تینون نقاب داران طلسمی کے و اسیر ہو جانے حشام رستم انجم حصاری سپہ سالار کوکب انجم حصاری کے اپنی فرودگاہ سپاہ پر پہونچا بعد ادائے نماز مغرب کے بصد خوشی و مسرت اپنی بارگاہ مین مع شاہان ہمراہی و نقابداران سبز پوش وغیرہ مسند زرین کے بیٹھا اسوقت بادشاہ لشکر عمان شاہ نے کہا کہ آج روز خوشی و مسرت و انبساط ظاہر کرنے کا ہی جلسہ عشرت آراستہ کرنے کا ہی کیونکہ حشام رستم انجم حصاری ایسے پہلوان زبردست کو نقابدار زرد پوش بہادر نے سر میدان جنگ دلیرانہ جنگ کرکے اسیر کیا ہی اور ہر سہ نقابداران کو آپنے اپنے حسن و تدبیر و کمال سے نیست و نابود کیا ہی اُن کے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچایا ہی کمال اپنا ظاہر کیا ہی فتح عظیم حاصل ہوئی ہی نقابداران طلسمی وہ نقابدار بلاے روزگار تھے کہ ان کا قتل کرنا اور ہلاک کرنا دشوار بلکہ ناممکن تھا کوئی اُن کو قتل و ہلاک کر ہی نہین سکتا تھا ہمارے سامنے انھون نے پینتالیس سرداران نامی و نامور لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و عاشق اپنا کرکے بیخود و خود رفتہ کرکے اسیر کیا تھا آج بھی وہ ہمارے لشکر کے سردارون کو اسی طور سے اسیر کرتے مگر آپنے کیا کار نمایان کیا عجب کمال اپنا ظاہر کیا کہ اُن کو بیہوش کرکے عجب خوبی سے ہلاک کیا بلکہ ہر سہ مردان سپاہ کو بیہوش کیا آپ جس کو چاہتے قتل کرتے آج تک ایسا کمال کسی درویش خدا رسیدہ نے نہین دکھایا نہ ہمنے کبھی دیکھا آپکے اس اظہار کمال و کار نمایان کی جسقدر تعریف کی جائے وہ کم ہی درویش آفتاب صورت اپنی تعریف سنکر اپنے پیر عمان شاہ نے ایماے درویش موصوف سے حکم آراستگی بزم عشرت کا دیا نازنینان خوش گلو کے بھی بلانے کو فرمایا ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی نازنینان مہجبین خوش گلو حاضر ہوئین ان مین سے ایک نازنین خوب رو خوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہو کر روبروے عمان شاہ و عراق آہنین کلاہ بادشاہ شہر خزانیہ و درویش آفتاب صورت و نقابداران سبز پوش وغیرہ

اہل دربار کے بعد درست ہونے نازنینوں کے بناز و انداز ایستادہ ہوئیں سازندوں نے ساز بجائے وہ نازنین بعد خوبی رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھنے لگے بجائے خود ادہر سے رقص کی ثنا کرنے لگے جب وہ خوب رونق دے چکی یہ غزل گانے لگی اہل محفل کے دلکو بھانے لگی غزل

کیوں اڑی عندلیب گلشن سے
آگ جھڑتی ہے میرے دامن سے
استخوان شل شمع جلتے ہیں
پیچ کھایا ہے ہم نے ناگن سے

کیا وہ تنگ آگئی میرے شیون سے
نزد الفت جو کھیلتا ہوں میں
سودا ہر ہے سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہے

آنسو سوزش سے عشق کی ایمان
ہار جاتا ہوں یار پرفن سے
دل ہم زلف میں لٹکتا ہے
کم نہیں زخم دل کو روزن سے

چاک دل کی کمان دوا اختر
اس کا بخیہ نہوگا سوزن سے

اہل بزم عشرت بخوشی سننے لگے بجائے خود اس کی خوش گوئی و اشعار غزل کی ثنا کرنے لگے اور درویش موصوف بھی اشعار غزل سنکے خوش ہوئے نازنین غزل مندرجہ تمام و کمال گاکر انعام کثیر لے کر بزم سے چلی گئی بعد اُس کے جانے کے بعد دیگرے نازنینان خوش گلو مع اپنے سازندوں حاضر بزم عشرت ہوکر رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش کرتی رہیں تمام شب بزم عشرت آراستہ رہی صبح کو جلسۂ عشرت برخاست ہوا درویش موصوف ۔ شاہان ممدوح وغیرہ جملہ اہل لشکر نے بعد وضو نماز سحری بعد ادائے نماز درویش موصوف کے ایماسے عمان شاہ نے حسام رستم انجم حصاری کو اسیر ستارہ و بروئے سرد بار طلب کرکے ہدایت دین اسلام کی اُس نے عرض کیا کہ واقعی دین اسلام دین اچھا ہے میں کسی سے کبھی زیر نہوا تھا ہنگام مقابلہ نقابدار سبزپوش میں نے اپنے خداوند سے اعانت چاہی لیکن خداوند نے مدد نکی نقابدار سبزپوش کے خدا نے ایسی مدد نقابدار سبزپوش کی کہ اُس نے دلیرانہ مجکو مع مرکب اٹھالیا پھر کب سے جدا کرکے مجکو گردش دے کر زمین پر پٹکا آخر میں اسیر کیا گیا ثابت ہوا کہ دین اہل اسلام کا بہت اچھا ہے لہذا مجکو مسلمان کیجیے عمان شاہ نے اشارہ کیا افسر نقابداران سبزپوش یعنی فرامرز ثانی نے اُس کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل مسلمان ہوکر قدم نقابدار موصوف کی طرف جھکا نقابدار نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگاکر خلعت سرفرازی بعد رہائی اُس کو دیا پھر قریب اپنے دنگل کے اُس کو ایک دنگل پر بٹھایا اُس کے مسلمان ہونے سے عمان شاہ و درویش موصوف وجملہ نقابداران سبزپوش وغیرہ خوش ہوئے بعد مسلمان ہونے حسام مذکور کے بمشورہ عمان شاہ درویش موصوف نے ایک نامہ بایں مضمون و عبارت میر منشی سے لکھوایا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آپ نے سر میدان جنگ میرے کمالات کو ملاحظہ کیا کہ کس طرح میں نے نقابداران طلسمی وغیرہ کو بیہوش و بدہوش کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا بعدہ کمال دیگر اپنا دکھایا کہ ایک دم میں سب کو ہوشیار کر دیا اگر چاہتا میں تو حالت بیہوشی میں اور ون کو بھی قتل و ہلاک کرتا مگر میں نے بجز نقابداروں کے کسی کو قتل نہیں کیا سب کو ہوشیار کر دیا آپ کو مناسب ہو کہ مجسے آمادۂ جنگ نہو جیے جنگ سے بہتر صلح ہوتی ہے میرے پاس تشریف لایئے طالب صلح ہوجیے ارادۂ جنگ سے باز آیئے بیشتر ایسا ہوا ہے کہ شاہان جہان و سرداران سپاہ گران واسطے ملاقات فقرا کے گئے ہیں اگر آپ بھی میرے پاس بجائے اشہر باصلح چلے آیئے گا تو کچھ خلاف شان نہوگا جواب اس نامے کا روانہ فرمایئے گا جب نامہ میر منشی تحریر کر چکا لفافے میں رکھکر سرنامہ لکھکر بمہر عزین

گیا درویش موصوف نے وہ نامہ فرامرز ثانی کو دے کر کہا کہ اسے بہادر یہ نامہ لیجا کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دے کر جواب نامہ لے آؤ وہ دلاور مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہو کر نامہ بطریق نامہ بران لے کر ساٹھ ہزار سے زیادہ سواران چیدہ و آزمودہ کار کو ہمراہ اپنے لے کر بصد شان و شوکت سوے دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام روانہ ہوا ہر کارے لشکر اہل اسلام کے جو برائے خبر رسانی معین تھے وہ بعد دریافت کرنے خبر کے اور دیکھنے روانگی نامہ بر مذکور کے بصد عجلت اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع راہ اسوقت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں پہونچے کہ دربار آراستہ تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنے دنگل شوکت پر شاہانہ بیٹھے ہوئے تھے یمین و یسار دنگلوں پر صدہا سرداران نامی و نامور ومت شکن بھی بیٹھے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام بالاے تخت حکومت رونق فزا تھے پہلے ہرکاروں مذکور نے حسب قاعدہ پایہ تخت شاہی کا بوسہ باادب لیا اور پھر مراسم فرمانبرداری جنگ کے شرائط فدویت و خادمیت بجا لائے بعدہ دست بستہ اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ موصوف زبان پر لاکر خبر آمد نقابدار سبزپوش عرض کرنے لگے کہ بمصداق اس کے

تو ئی کہ گوشہ کیروین برین رواق بلند
ہنوز نازدہ نقش وجود در انیرنگ
اگر چہ آتش و آب ست معجزت بعجب
شود مخالف آمال و در شتاب درنگ
کند سنان تو بازی بجان خصم خدنگ
معیبت ست گرز تو در بلاد فرنگ
تن عدوے تو تا رنگ امارزد و باد
معاش دشمنت از نقد قابض ہر رنگ

ایلچی کہ بریزد جو باد حملہ تو | برد ز معرکہ دندان پیل و کام نہنگ
ز بہر نقل جلال تو بستہ اند ادنگ | ستال بزم تو پرداخت نقشبند ازل
چنان بدور تو کار زمانہ منظوم ست | کہ پہت از سر زین بار شد بہ پشت پلنگ
کہ آمدست پدید از میان آن ہر رنگ | دران زمان کہ اجل دشمنان جا فترا
چنان موافقت افتد سلاح را کہ کند | زہ گوزن زبان در دہان تیر خدنگ
بقتل دل شدگان مجاہدان کمر جنگ | قیامت ست تیغ تو در ممالک عدم
ہمیشہ تا بنجات نمرود و نشجان کسی | بسوے عامل و سارہ بیا ور دو نارنگ
بسوز نے کہ آتش گذر دش نے رنگ | برات بخشش تو بر وجود غنا مدد

اسوقت درویش آفتاب صورت نے نامہ بدست اس افسر نقابداران سبز کے جس نے صمصام رستم ابن حارثی کو مرکب سے اٹھا کر زمین پر پٹک کر اسیر کیا تھا روانہ کیا ہے وہی نقابدار سبزپوش ساٹھ ہزار سے زیادہ سواروں کی جمعیت سے بطور نامہ داری آتا ہے جوان نہایت زبردست و قوی بازو ہے یہ عرض کر کے ہر کارے تو بارگاہ سے باہر گئے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے جانب امیر ہاتو قیر دیکھا گویا اشارہ کیا کہ آپ آراستگی دربار کا حکم عطا کریں صاحبقران ذیشان نے حسب ایماے بادشاہ موصوف ملازموں سے فرمایا کہ بہت جلد یہ دربار نہایت حسن و خوبی سے آراستہ کرو اور ایک دنگل نفیس روبروے بادشاہ فریجاہ دربار میں بچھا دو تاکہ نامہ وار یہاں آکر اسی دنگل پر بیٹھے نقابدار سبزپوش جو نامہ لیے آتا ہے جوان زبردست اور بظاہر معقول و ذی عزت و حرمت ہے افسر نقابداران سبزپوش ہے یہ فرما کر شاہان ہفت ملک کو واسطے اس کی عزت افزائی کے برائے استقبال روانہ کیا اس طرف ملازموں نے بعجلت تمام دربار کو ایسا آراستہ کیا کہ شاہان گذشتگان سے کسی کا دربار ایسا آراستہ نہوا ہوگا ہنوز دربار آراستہ ہو چکا تھا کہ ہمراہ شاہان ہفت ملک کہ انھوں نے اثناے راہ میں استقبال اس کا کیا تھا فرامرز ثانی قریب دربار آیا پھر مرکب سے اتر کر سواران ہمراہی کو میدان وسیع میں چھوڑ کر تنہا ساتھ شاہان ہفت ملک کے داخل دربار ہوا دیکھا کہ دربار نہایت آراستہ ہے انواع و اقسام کی زینتوں سے پیراستہ ہے صدہا

سرداران سپاہ قوی بازو دنگلوں پر دلیرانہ و شیرانہ بیٹھے ہوئے ہیں گرد صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بہادران عالم کا مجمع ہے یمین و یسار تمامی سردار با ادب بیٹھے ہوئے ہیں صاحبقران
مانند ضیغم دنگل شوکت پر رونق افزا ہیں بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین مرصع جواہر نگار پر بصد
رعب و سطوت تشریف فرما ہیں ندیم و رفقا و حکما وغیرہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہیں علے قدر مراتب
بیٹھے ہوئے ہیں نقابدار موصوف دربار کی آراستگی و اہل دربار پر نظر کرکے دنگ ہو گیا بعدہٗ با تسلیم
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو سلام کیا بادشاہ موصوف نے اشارہ بیٹھنے کا
کیا نقابدار موصوف اسی دنگل پر جو خاص اُسکے واسطے بچھوایا گیا تھا بیٹھا صاحبقران کشورستان
نے باشارہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ساقیان خوب رو کو طلب کیا حسب الطلب کشتیان شراب
گلنار یعنی عرق مقوی اعضا و مفرح قلب کی مع شیشہ و ساغرہاے بلورین لے کر دربار میں حاضر
ہوئے پھر حسب قاعدہ سلام کرکے بایماے صاحبقران کشورستان عرق مقوی و خوشبوے مذکور
شیشے سے ساغر بلورین میں بھر کر ایک ایک ساقی نے نقابدار سبزپوش نامہ دار مذکور کو دیا اُس نے وہ
عرق مقوی اعضاے رئیسہ پیا پھر ساقی مذکور نے جام پُر از عرق مسطور دیا پھر نقابدار نے جام لیکر
عرق پیا اسی طور سے تین چار جام اُس عرق کے پیے پھر ساقیان گلفام نے جملہ اہل دربار کو وہی
عرق ساغر و جام میں بھر بھر کر دیا ہر ایک نے بعد خوشی و رغبت اُس عرق کو نوش کیا جب سب
اہل دربار سیر گلنار مذکور پی چکے ساقیان گلرخسار کشتیان بادہ گلنار کی مع شیشہ و ساغر دربار سے
لے گئے بعد تھوڑی دیر کے نقابدار سبزپوش کو نشہ ہوا دماغ بادہ تند سے گرم ہوا ایکبار کہ منتم
نامہ دار درویش آفتاب صورت صاحبقران عالی مقام نے بایماے بادشاہ لشکر اہل اسلام
نامہ طلب کیا اُس نے حسب دستور نامہ دیا صاحبقران نے نامہ میر منشی کے حوالے کیا اُسنے
لفافے کو چاک کرکے نامہ نکال کر آواز بلند پڑھا سب نے سنا صاحبقران نے تمام و کمال عبارت
نامہ کو سنکے بعد فکر و غور فرمایا کہ واقعی درویش آفتاب صورت نے نفیر بجا کر سب کو بیہوش
کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا کار نیک کیا اہل اسلام کو اُن کی شر سے بچایا ہم ممنون منت
ہوئے مگر نفیر و نقارہ سنگین سے ہمیں کچھ خوف نہیں ہے اور اشیاے مذکور کے پاس ہونے سے ہم
درویش مذکور کو صاحب کمال نہیں خیال کرتے ہیں اور صلح اچھی ہے مگر ہم درویش آفتاب صورت
کے پاس بغرض صلح جانا ننگ و عار جان کر طالب جنگ ہوئے اُن سے مقابلہ کرینگے درویش مذکور
کو اختیار ہے کہ نفیر مذکور دم دے کر سب کو بیہوش کرے یا نکرے مردانہ و دلیرانہ پیش آئے یہ فرما کر
میر منشی سے کہا کہ اسی نامے کی پشت پر صرف اسی قدر لکھدے کہ ہمکو مقابلہ و مجادلہ منظور ہے
تمہارے پاس براے صلح آنا گوارا نہیں ہے کہ باعث ہماری کسر شان کا ہے حسب الحکم میر منشی
نے یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کی پھر وہ نامہ لفافے میں رکھکر نقابدار موصوف کے حوالے
کیا گیا نقابدار مذکور نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر یہ عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھیے نقارہ
سنگین اور نفیر یہ دونوں بجاے نہیں جائینگے یہ عرض کر کے خاموش ہوا ادھر باتوقیر نے
ملازموں سے کشتی خلعت فاخرہ منگوائی انھوں نے جلد حاضر کی صاحبقران نے وہ خلعت فاخرہ
نقابدار کو دیا اُس نے لے کر اہل دربار سے ایک شخص کو دیدیا قبول نہ کیا پھر رخصت ہو کر دربار
سے باہر جا کر مرکب پر سوار ہو کر مع اپنے تمامی سواران جنگی کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر

قطع راہ اپنے لشکر مین داخل ہوکر روبروے درویش موصوف جاکر جواب نامہ دیا اور تمام حال دربار
و خلق صاحبقران اور تقریر صاحبقران کا اظہار کیا درویش مذکور نے جواب نامہ پڑھکر اُسے
کہا کہ صاحبقران نے ہمارے پاس آنے سے انکار کرکے ارادہ لڑنے کا کیا ہے تو یہ فقیر بھی عنایت
خدا سے عاجز نہیں ہے یہان بھی سامان جنگ بخوبی موجود ہے انجام جنگ جو ہوگا وہ سب دیکھ لینگے
یہ کہکے حکم دیا کہ نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے مگر نقارۂ سنگین نہ بجایا جائے کل صبح کو میدان جنگ
مین صاحبقران سے مجادلہ و مقاتلہ بعنایت الٰہی کیا جائے گا قوت بازوے صاحبقران بھی جانچی جائیگی
اُنکو بہت اپنے قوت بازو پہ ناز ہے دیکھیں ہنگام جنگ کشتی کیونکر لڑتے ہیں اگر عاجز ہو جائیں تو یہ فقیر
اپنا نام دفتر فقرا سے نکال ڈالے یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم اسیوقت
نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو براے خبر رسانی مقرر تھے اُنھون نے
صداے نقارۂ رزمی سنکے فی الفور روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام جاکر شرائط عبودیت و پایہ تخت
بوسی بجا لاکر ثنا و دعاے شاہی بجا لاکر دست بستہ عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ نقابدار سبز پوش
جب یہان سے جواب نامہ لیکر گیا درویش آفتاب صورت نے عبارت جواب نامہ پڑھکر
کہا کہ امیر با توقیر یہان تشریف نہ لاے جو باعث صلح ہوتے جنگ پر آمادہ ہوے فقیر بھی لڑنے
اور مقابلہ کرنے مین ماندہ و عاجز نہیں ہے وقت مقابلہ امیر کو مشکل پڑے گی یہ کہکر حکم طبل رزمی بجانیکا
دیا نقارہ نوازون نے چوب نقارۂ جنگی پر لگائی مگر نقارۂ سنگین نہین بجایا کیونکہ درویش آفتاب
صورت نے منع کردیا تھا کہ نقارۂ سنگین پر چوب نہ لگائی جائے اسوقت اُس کے لشکر مین طبل و
نقارۂ جنگی بج رہے ہیں ارادہ درویش کا یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین اگر حضور سے جنگ آزما ہو
باقی خیریت ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خبر نواخت نقارۂ جنگی ہرکارون سے سنکے
یہ ارشاد کیا کہ درویش آفتاب صورت مرد معقول ہے ہمارے مقابلے مین اُس نے نقارۂ سنگین
نہین بجوایا ہے اب ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارۂ جنگی پر چوب لگنی ہے ہرکارون نے بہمراہی
خواجہ طیفور کر دیا جاکر نقارہ نوازون سے حکم امیر با توقیر بیان کیا انھون نے حسب قاعدہ قدیم
چند اشرفیان خواجہ طیفور کے حوالہ کو نذر دے کر بسم اللہ کہکر چوب نقارے پر لگائی صداے نقارۂ جنگی
بلند ہوئی ہرکارون نے سپاہ کوکب انجم حصاری کے آواز طبل و نقارۂ جنگی دونون لشکرون مین
بلند پاکر فی الفور اپنے بادشاہ کوکب انجم حصاری کے دربار مین جاکر حسب دستور مراسم عبودیت
بجا لاکے دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ عالی جاہ پہلے درویش آفتاب صورت نے نامہ
بدست نقابدار سبز پوش پاس صاحبقران کے ارسال کیا تھا صاحبقران نے جواب نامہ منظوری
جنگ دیا تھا اب درویش نے اپنے لشکر مین نقارۂ جنگی بجوایا ہے صاحبقران نے بھی خبر نواخت
طبل جنگی سنکے اپنے بھی لشکر مین نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا ہے دونون لشکرون مین طبل و نقارۂ
رزمی بج رہے ہیں ارادہ درویش کا یہ ہے کہ ہنگام صبح پاس صاحبقران سے جنگ آزما ہو اور یہ
بھی ہمین دریافت ہوا ہے کہ حشام رستم انجم حصاری مدد درویش و عمان شاہ کی ہدایت سے مسلمان
ہوگیا ہے درویش نے اُسے خلعت دیا ہے اب وہ اُس کے دربار مین دنگل پر بیٹھا ہے باقی خیریت ہے
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار مذکور کے مسلمان ہوجانے سے افسوس کرکے ہرکارون
سے کہا کہ کدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جائے ہر چند کہ ابھی شہنشاہ ساحران حاکم طلسم ہزلہ

نے ہمارے نامہ کا جواب نہیں ارسال کیا ہی مگر ایسی حالت میں کہ دونوں اہل اسلام کے لشکروں میں
نقارۂ جنگی بجوایا گیا ہی ہمکو بھی لازم و مناسب ہی کہ نقارۂ جنگی بجوا کر صبح کو مع جمعیت سپاہ میدان
کارزار میں جائیں اگر درویش و صاحبقران بھی آمادۂ جنگ ہوں تو اُن سے مقابلہ و محاربہ
کریں ورنہ صف آرا ہوکر تماشہ لڑائی کا دیکھیں اہل اسلام باہم جنگ و جدال کرکے قتل ہوں ہم
خوش ہوں ہرکاروں نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے اُسیوقت جاکر لشکر میں طبل جنگ بجوایا صدائے
نقارہ تینوں لشکروں میں بلند ہوئی مردان ہر سہ سپاہ و جوانان ہر سہ لشکر صدائے نقارہ و دہل
جنگی سنکے درستی آلات حرب و ضرب میں مصروف ہوئے تلواروں کو صیقل کرنے لگے تیر انداز تیروں کو
حسب دلخواہ درست کرکے ترکشوں میں بھرنے لگے کمانیں جو ناقص ہوگئی تھیں اُن کو موافق طبع
درست کرنے لگے مرد میدان جو سردار و سوار تھے وہ باہم کہنے لگے دیکھیے کل کیا ہوتا ہی کس کو فتح
کس کو شکست ہوتی ہی ہمتو یہی ارادہ رکھتے ہیں کہ ہنگام جنگ مغلوبہ دلیرانہ لڑینگے حتی الامکان
بڑھ بڑھکر اپنے حریفوں کو قتل کرینگے قدم اپنا میدان جنگ سے نہ ہٹائینگے اگرچہ سر بھی تن سے
قلم ہوجاوے کیونکہ اول تو ہمکو شوق جنگ ہی دوسرے بہت مدت مدید سے اپنے بادشاہ کا نمک کھایا ہی
ادائے حق نمکخواری بھی ضرور ہی آبا و اجداد ہمارے بہادر و دلیر مشہور جہان تھے ہم بھی تو کچھ سر میدان
جنگ نام کریں ہنر جنگ دکھائیں بہادروں میں سرخرو ہوں زخم نیزہ و شمشیر کھائیں اور جو سوار بزدل
نامرد تھے حال اُنکا یہ تھا کہ جب وقت سے نقارۂ جنگی بجایا گیا تھا صدائے نقارہ رزمی بلند ہوئی تھی
دل اُن کے دہل گئے تھے خوف قتل سے مضطر و پریشان خاطر تھے چہروں پر اُداسی چھائی ہوئی تھی
حواس خمسہ باختہ گھبرائے ہوے ادھر اُدھر چلتے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے آہستہ باہم کہتے
تھے کہ لشکر سے کسی تدبیر سے نکل چلو یہاں نہ ٹھہرو نوکری ہمنے واسطے جان دینے کے نہیں کی تھی
اگر لشکر میں رہ گئے تو صبح کو مسلح ہوکر میدان جنگ میں جانا ہوگا حریفوں سے لڑنا ہوگا اگر دشمنوں کے
ہاتھوں سے زخمی یا قتل ہوے تو غضب ہو جائیگا اہل و عیال ہمارے تباہ و برباد ہو جائینگے
یہ کہتے ہوے لشکر سے تاریکی شب میں نکل گئے جو بہادر و دلیر تھے وہ رہ گئے تمام رات اُنھوں نے
تیاری آلات حرب و ضرب و شوق جنگ میں بسر کی یہانتک کہ سپیدۂ صبح فلک پر نمایان ہوا تاریکی
شب دور ہونے لگی روشنی صبح دمبدم بڑھنے لگی تارے نہان ہونے لگے رخ ماہ پر اُداسی چھائی نسیم سحر
چلنے لگی طائران خوش الحان اپنے آشیانوں سے نکل نکلنے لگے اپنی زبان میں ذکر خدا کرنے لگے
گلشنوں میں نسیم سحری سے غنچے گل ہونے لگے پھول کھلنے لگے بلبلیں چہکنے اور نغمہ سرا ہونے لگیں
موذن مسجدوں میں اذان دینے لگے ہر طرف سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی کسی سمت سے آواز
گھنٹے اور ناقوس کی بلند ہوئی دیندار نمازگذار برائے اطاعت پروردگار عالم و عالمیان بیدار ہوکر
اپنے فرش خواب سے اُٹھے بعد وضو واسطے ادائے نماز صبح کے رو بقبلہ ایستادہ ہوے بعد اذان و
اقامت نیت نماز صبح کرکے تکبیرۃ الاحرام کرکے تلاوت و قرأت سورۂ حمد و دیگر سوروں میں مصروف
بخشوع و خضوع ہوے پھر رکوع و سجود بجالاکر کھڑے ہوکر دوسری رکعت بھی مثل رکعت اول پڑھکر
قنوت بھی سوے فلک ہاتھ اُٹھا کے بحضور قلب پڑھکر رکوع میں جاکر ذکر رکوع کرکے دو سجدوں سے
فراغت حاصل کرکے باطمینان بیٹھکر تشہد پڑھکر سلام پھیر کر نماز کو تمام کیا بعد ازان اوراد و وظیفہ
[illegible] کو ختم کیا صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سردار و سواران

لشکر نے بھی بیدار ہوکے بعد وضو نماز صبح پڑھی اسی طرح عمان شاہ و دروفش آفتاب صورت
کے بھی لشکر مین ہر ایک دیندار نے فریضہ سحری کو ادا کیا پھر دونون لشکرون کے بادشاہون نے
مردان سپاہ کو حکم کمربندی و مسلح ہونے کا دیا جملہ دیندار دونون لشکرون کے جلد جلد مسلح ہوے
اس طرف سے عمان شاہ و غراق آہن کلاہ ہمراہ دروفش آفتاب صورت یمین و یسار تخت
جواہر نگار پر سوار و نقابداران سبزپوش جلو مین پس پشت نو لاکھ سواران جنگجو مرکب پر سوار آزمودہ کار
مع طبل و علم و نوبت و نقارہ و نشان شوکت و شان میدان کارزار مین آئے اس جانب سے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالیمقام
و جمعیت سپاہ کثیر بعد خدم و حشم عرصۂ جنگ مین تشریف لائے انجم حصارت کوکب انجم حصاری
بھی مع سارق بن بقا و سنجگان و تمامی فوج اپنی کے بکر و فر لشکرگاہ پر آیا جب تینون لشکرہاے
مذکور میدان مصاف مین آگئے وہ صحراے سبزہ زار کثرت سپاہ بے قیاس سے پامال و مملو ہو گیا
جہان تک بیک نظر جا سکتا تھا تینون طرف فوجین ہی فوجین دکھائی دیتی تھین بجز خیمہ و بارگاہ و سواران
جنگی و طبل و علم و نشان ہاے سپاہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا بوجہ کثرت فوجہاے بیشمار سمندان
سواران سپاہ سے بکثرت غبار بلند تھا گاو زمین بوجہ کثرت مردان ہر سہ لشکر سے دبی جاتی تھی
زیر فلک ایسے لشکر عظیم میدان مصاف مین مقابل کبھی نہوے ہون گے الحاصل جب تینون لشکر
مذکور وارد میدان نبرد ہوے حسب دستور ہر ایک لشکر سے بیلدار و بیلچہ بردار حکم سے ہر ایک
بادشاہ لشکر کے براے درستی میدان جنگ نکلے انھون نے جھاڑی جھنڈی خار و خس
میدان کارزار سے دور کرکے پست و بلند زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے ہر سہ سپاہ سے
باہر آکے میدان جنگ درست کردہ بیلچہ برداران بخوبی پانی چھڑک کر گرد و غبار کو دور کیا
جب سقے اور بیلچہ بردار و بیلدار بعد درستی میدان کارزار عقب ہر سہ لشکر چلے گئے ہر ایک لشکر
حسب دلخواہ صف آرا ہوا میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمین گاہ ہر ایک سپاہ کا جوانان
آزمودہ کار و بہادران نامدار سے آراستہ کیا گیا تب ہر سہ لشکرہاے مذکورین بادشاہ ہر سہ
لشکر مانند دل بیچ جا گزین ہوے طبلے لشکر ہر سہ سپاہ علمداران لشکر نے بلند کیے پھر ہر سہ
علمون کے تلے جنگی باجے ہر ایک لشکر مین بجے جوانان ہر سہ لشکر انکی باجون کی آواز بوقلمون
و دلپذیر سنکے عالم وجد مین جھومنے لگے شوق و اشتیاق کارزار مین جھنجھناے شمشیر چمکنے لگے
مست و مبہوت ہوکر آمادہ ستیز ہوے بعد شور باجون کا موقوف ہوا تھا اور کرکیت بھی
حسب قاعدہ قدیم تینون لشکرون سے نکل کر وسط میدان کارزار مین آکر ٹھہرے اول نقیب
خوش آواز نے اپنے لشکر جوانان سپاہ سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنا شروع کیا اور
اس طور سے ان کو آمادۂ جنگ کیا کہ اے جوانان و سرہنگان و دلاوران میدان رزم آرا
ہماری طرف متوجہ ہوکر تقریر ہماری کہ مفید تمہارے ہے بگوش دل سنو اور عمل کرو آگاہ و خبردار
ہو کہ دنیا ایک سراے فانی ہے مورد آفات ناگہانی ہے اہل دنیا بھی فانی ہین مثل زمانہ مقیم مین
سفر دور در پیش ہے قیام مدام کی امید نہین بلکہ یقین نہین حالات گذشتگان پیش نظر ہین ہر وقت
و ہر ساعت خوف سفر ملک عدم ہے تعداد زمانہ حیات سے بیخبر ہین کہ نہین معلوم کس وقت
اجل آجائے اور اس سراے سے کوچ ہو جاے خاصان خدا نے حیات مستعار کا کچھ اعتبار

کرکے اجل کو اپنے نزدیک جان کے زوال دنیا کی جانب سے منہ پھیر کے یاد الٰہی میں اپنی زندگی
چند روزہ بسر کی ہی جب وہ دنیا سے گئے ہیں تو اپنے نامۂ اعمال میں عبادت اور نیکیاں ملک
کرام الکاتبین سے لکھوا کر گئے ہیں اہل جہان آج تک اُن کے نیک اعمال کرنے کو یاد کرکے انکی
ثنا کرتے ہیں اور اہل جنان اُن کو جانتے ہیں خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ اعمال نیک واسطے اہل دنیا
کے خوب ہیں اس میں کوئی عمل نیک ہو خواہ عبادت خدا ہو یا محتاجوں اور مسکینوں اور غریبوں
کے ساتھ نیکی کرنا ہو یا پیاسوں اور بھوکوں کو سیر و سیراب کرتا ہو یا غربائے عریان تن کو لباس
دینا ہو یا اہل حاجت کی حاجت شرعیہ بر لاتا ہو یا اپنے آقا کے نمک سے سپر ہوتا ہو دشمنوں سے لڑنے
جاتا ہو ذرا غور کرو تمہارے بادشاہ نے تمسے کیسا سلوک نیک کیا ہی ایک زمانہ دراز سے
تمہاری تنخواہ معین کی ہی بیشتر خلعت و انعام تمکو دیا ہی زر خزانہ تمہارے واسطے وا کیا ہی راحت و
آرام سے تمہیں رکھا ہی خاص اسی وقت کے واسطے کہ میدان جنگ میں اپنے بادشاہ کے دشمنوں
سے دلیرانہ لڑو دشمنوں سے اپنے بادشاہ کو بچاؤ حق نمکخواری ادا کرو تم بھی نیکی اپنے مالک و آقا
سے کرو اسوقت اُس کی رفاقت سے منہ نہ موڑو جان کے خوف سے ارادہ بھاگنے کا نکرو بیوفائی
اور نمک حرامی شعار اپنا نکرو یہ عمل بد ہی اپنے فرد عمل میں کرام الکاتبین سے نہ لکھواؤ دنیا
میں ذلیل و رسوا نہو وہ کام کرو کہ رستگار رہو دنیا میں آقا و مالک و بادشاہ تمہارا تمسے شادمان
دیکھنے والے اور سننے والے بھی تمہاری ثبات قدمی و کارزار کی تعریف و ثنا کریں بہادران
عالم میں محسوب ہو مردان عالم میں شامل ہو دلاوروں میں سرخرو ہو مرد میدان نبرد ہو
شجاعت اپنی دکھاؤ دلیرانہ اپنے حریفوں اور اپنے بادشاہ کے دشمنوں سے بہ تیر و نیزہ و
شمشیر و گرز و خدنگ و خنجر آبدار پیکار کرو اپنے آبا و اجداد کے نام پر میدان جنگ میں جنگ کرو
بڑھ بڑھکر دشمنوں سے سرگرم کارزار ہو نعرے شیر کی مانند کرو برق تیغ سے خرمن حیات
حریفان کو باقی نہ رکھو ثبات قدمی اختیار کرو یہ جائے امتحان ہی مرد و نامرد کی میدان جنگ
ہی میں تمیز کی جاتی ہی اسوقت لاکھوں جوانوں کا یہاں مجمع ہی ان کے سامنے ایسے ایسے کارہائے
نمایاں کرو کہ حاسدوں کو رشک ہو مانند رستم پیلتن و گیو و بیژن و سہراب و زال و
سام و نریمان و اسفندیار روئین تن وغیرہ کے جنگ و جدال کرو مثلاً ایک روز مرنا ہی
پھر قتل ہونے کا خیال نکرو جان کے خوف سے پیٹھ کبھی مت دشمنوں کے سامنے سے بھاگنا
یا پسپا ہونا مردوں کو ننگ و عار ہی جو بہادر و شجاع ہیں وہ ادبار کرکے زخم دشمنان و انبوہ
بد اندیشاں سے خائف و ترساں نہو کر عزت و آبرو کا اپنی اور اپنے آبا و اجداد کی خیال کرکے
قتل ہو جاتے ہیں مگر پیچھے قدم نہیں ہٹاتے ہیں زندگی بذلت سے مرجانا بہ دلاوری اچھا
جانتے ہیں اگر لاکھوں نابکاروں کے سامنے سے بھاگ کر ذلیل سر میدان ہو کر زندہ رہے
بھی تو کیا ایسی زندگی پر خاک ہی جب عزت و آبرو نرہی تو لطف حیات نرہا اور اگر بھاگتے وقت
دست دشمنان سے قتل ہونگے تو جان بھی گئی اور عزت و آبرو بھی گئی پس اے بہادران
عرصۂ مصاف تم اپنی عزت و آبرو کا خیال کرنا دلیرانہ اپنے حریفوں سے لڑنا ارادہ بھاگنے کا
نکرنا یہ کہکر خاموش ہوا دو لشکر اہل اسلام خاموش ہوئے کہ کیفیت جو لشکر کوکب انجم حصاری
سنکے تھے وہ اپنے لشکر کے جوانوں سے مخاطب ہو کر پکارے کہ اے جوانان جنگجو ذرا غور کرو

آج روز نہایت خوشی کا ہی اس روز کے دلیران عالم مشتاق رہتے ہین خوبی تقدیر سے کہ جو تین لشکر
میدان جنگ مین صف آرا ہین شکر مناسب ہی کہ بعد خوشی ان اہل اسلام سے دلیرانہ لڑنا معرکہ جنگ
مین سرخرو ہونا پسپا ہو کر ارادہ بھاگنے کا نکرنا یہ کہکر کیست اور نقبا اپنے اپنے لشکر مین داخل ہوے
اسوقت جوانان ہر سہ لشکر ایسے آمادۂ جنگ ہوے کہ از فرط شجاعت و ہمت سے ہر ایک جوان لڑنے
اور قتل ہوجانے پر آمادہ ہوگیا اکثر دلیرون نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا ہنوز کوئی جوان
لشکر کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے نہ نکلا تھا کہ لشکر
ریحان شاہ سے نقابدار سبزپوش نکلا یعنی فرامرز ثانی کہ وہی اگر اس کے بازو پر بندھا ہوا ہی جو
خضر ان بن عمرو کو درویش مرجان سرخ موسے مع جامہ وغیرہ اثر آیا تھا اور خاصیت و تاثیر اس
الکہ منقش کی یہ ہی کہ جسکے بازو پر بندھا ہو وہ کبھی کسی اپنے حریف سے زیر نہو اور قوت مین بھی
اُس کی کمی نہو غرضکہ جب نقابدار کو ریحان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ سے رخصت ہوکر
صف لشکر سے نکلکر وسط میدان جنگ مین آیا مرکب کو روک کر سوے لشکر بادشاہ و لشکر اہل اسلام
رخ اپنا کرکے باواز بلند یون گویا ہوا کہ اے صاحبقران عالی مقام مین چاہتا ہون کہ آپ ہی سے
مجادلہ و مقابلہ کرون آپ کے لشکر کے سردارون سے جنگ آزما نہون جنگ کو طول ندون اگر آپ پر
فتحیاب ہوا تو گویا کل آپ کے لشکر پر ظفریاب ہوا سب کو زیر کیا لہذا آپ ہی صف شکن و تیغ زن جملہ
سرداران لشکر سے زیادہ تر ہین آپ ہی میرے روبرو ہو مقابلہ و مجادلہ تشریف لائیے کسی سردار سپاہ
کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ نفرمائیے کہ مین بجز آپ کے کسی سے جنگ آزما نہونگا کیونکہ مجھکو
آپ ہی سے اشتیاق جنگ ہی شہرہ آپ کی شجاعت و قوت و فنون سپہگری کا سنا ہی اسوقت قوت
آپکی دیکھنا منظور خاطر ہی یہ کہکے خاموش ہوا اسوقت علماے لشکر جلوہ گر ہوے صاحبقران نے
اپنے دل مین کہا کہ یہ نقابدار بہادران روزگار سے ہی سچ کہتا ہی کہ جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ
ہی مردود انا و معقول ہی یہ باتین دل مین اپنے کرکے زیر علم اثر دہا پیکر سے روبروے بادشاہ لشکر جاکر
اجازت جنگ حاصل کرکے دلیرانہ مرکب کو سوے نقابدار مذکور جولان کیا جب قریب نقابدار
سبزپوش پہونچے گھوڑے کو روک کر فرمایا کہ اے نقابدار سبزپوش حسب الطلب تمہارے ہم ہی
واسطے مقابلے کے آئے ہین مشتاق تمہاری ضرب نیزہ و شمشیر و گرز کے ہین لہذا وار کرو فنون جنگ
ہمپر آشکار کرو نقابدار مذکور گفتگو سے صاحبقران کے نیزہ اٹھاکے مرکب کو اپنے کاوے پر
ڈال کر نیزے کو گردش دیکے ہنر نیزہ بازی تادیر دکھلائے عرق مین سراپا تر ہوگئے نیزہ بازان
کامل سے تعریف و ثنا اپنی نیزہ بازی کی کرکے پکارا کہ اے صاحبقران ہوشیار ہوجائیے کہ
ابھی مین وار کرتا ہون یہ کہکر نیزے کو گردش دیکر بچالاکی تمام پہلوے صاحبقران عالی مقام پر ضرب
نیزہ لگائی ادھر صاحبقران نے اُس کی سنان نیزہ کو بعنوان شایستہ اپنی سنان نیزہ پر روکا دو
سنانون کے ملنے سے اور باہم رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوگئین گویا دو اژدرون نے لبہاے دہان
سے شعلہاے آتش نکالے دیکھنے والون نے تعریف نقابدار کے نیزہ لگانے کی اور صاحبقران کے
نیزہ روکنے کی بہت کی پھر صاحبقران نے نیزے کا وار اُسکے سینے پر کیا اُس نے بھی اس خوبی سے روکا
کہ دیکھنے والون کا تو کیا ذکر خود صاحبقران خوش ہوگئے دل مین کہنے لگے کہ یہ طرح نیزہ بازی تو
ہمارے بیان کا ہی سوا ہمارے اور کہین یہ طرح نیزہ بازی نہین کہ جانے عجب ہی کہ اس نقابدار سبزپوش کا

طریقہ نیزہ بازی مثل ہمارے اور ہمارے اہل لشکر کے ہے نہیں معلوم کہ یہ جوان کون ہے نقاب اسکے
باعث سے بہ شناخت ہو نہیں سکتی ہے ابھی صاحبقران اپنے دل میں یہ کہ رہے تھے اور منصف طبع
ثنائے نقابدار مذکور کر رہے تھے درویش آفتاب صورت بھی قریب نقابدار سبز پوش اپنے گنبد
طلائی میں بیٹھے ہوئے نقابدار ممدوح کی تعریف کر رہے تھے دل اُس کا بڑھا رہے تھے نقابدار بھی
ہر ایک کے تعریف کرنے سے خوش ہوکر نہایت حسن و خوبی سے قریب تھا چالاکی و ہوشیاری سے
وار کرتا تھا اور روکتا ہی تھا غرض نیزہ بازی جو سیکھا تھا اپنے استاد سے اُس کو ظاہر کر رہا تھا دوست
دشمن سب تعریف کر رہے تھے کہ نقابدار سبز پوش نے وار نیزہ صاحبقران کا روک کر خود بھی
وار نیزے کا کیا صاحبقران نے پھر روکا اسی طرح ڈیڑھ دو سو طعن اسے نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی
دیکھنے والوں نے متحیر ہوکر دونوں بہادروں کو فن نیزہ بازی میں کامل و اکمل پاکر بے حد تعریف
کی خصوصاً صاحبقران نے خود اپنے دل میں تعریف نیزہ بازی نقابدار مذکور کی بہت کی آخرکار
صاحبقران نے مسکرا کر نقابدار مذکور سے ارشاد کیا کہ اے نقابدار سبز پوش ایک مرتبہ اپنی سنان
نیزہ سے بہت ہوشیار رہنا سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نکلنے نہ دینا نقابدار نے جواب دیا کہ آپ وار کریں
میں ہوشیار ہوں حتی الامکان سنان نیزہ اپنی چوب نیزہ سے نکلنے نہ دوں گا صاحبقران نے یہ تقریر
اُس کی سنکے وہ بند نیزہ جو مخصوص واسطے صاحبقران کے تھا اور اُس سے کوئی سردار آگاہ نہ تھا
وار نیزے کا کرکے باندھا اور ایسا کس بقوت بازو سے قوی دیا کہ سنان نیزہ چوب نیزہ نقابدار مذکور
سے نکلکر مثل تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ جوانان ہر دو لشکر نے بجائے خود صاحبقران
کی تعریف کی نقابدار مذکور سنان نیزہ کے نکل جانے سے شرمندہ و منفعل ہوا کثرت شرمندگی سے
عرق میں تر ہوگیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال میں غرق ہوگیا سر جھکا لیا درویش آفتاب صورت کو
و نیز اُس لشکر کے مردان سپاہ کو رنج ہوا بعد ایک لمحے کے نقابدار سبز پوش نے سر اپنا اٹھا کر غضبناک
ہوکر مرکب کو بڑھا کر وہی چوب بے سنان بقوت تمام سر صاحبقران پر لگائی صاحبقران نے
ضرب چوب نیزہ حریف کو اس عنوان سے روکا کہ چوب نیزہ نقابدار درمیان سے ٹوٹ گئی نقابدار
سبز پوش نے وہ چوب شکستہ نیزہ اپنے ہاتھ سے خاک پر ڈال کر واسطے پر سے گرز گراں اتار اٹھا کر
کہا کہ اے صاحبقران عالی مقام اب ہوشیار ہوجائیے گرز گراں سر اٹھاتا ہے میری ضرب گرز کو
روکیے تو جانوں جان سے میری ضرب گرز رک نہیں سکتی ہے جس حریف پر میں نے اس گرز گراں بار
کا وار کیا ہے اُس کو تہ خاک جانا نصیب ہوا ہے پیوند خاک کر دیا ہے استخوان تک اُس کے سالم نہیں
رہے ہیں راکب و مرکب دونوں راہی ملک عدم ہوئے ہیں بہت سے پہلوانوں اور سرداران
نامی و نامور کو اسی گرز سے میں نے پیوند خاک کر دیا ہے میری ضرب گرز سے حریف میرا جانبر
ہو نہیں سکتا ہے اطلاعاً آپ سے کہا ہے صاحبقران نے مسکرا کر گرز گاؤ سر نہایت گرانبار اٹھا کر
فرمایا کہ اے بہادر تیری بہادری و قوت و ہمت میں کلام نہیں ہے اور تیری لیاقت میں بھی
شک و شبہ نہیں ہم خبردار و ہوشیار ہیں خداوند عالم تیری ضرب گرز سے بھی ہمیں بچائے گا آخر کار
ضرب گرز لگا کہ ہم مشتاق ضرب گرز ہیں دیکھیں کس قوت سے ضرب گرز تو لگاتا ہے نقابدار نے
دونوں ہاتھوں سے گرز کو مضبوط پکڑ کر مرکب کو بڑھا کر گرز کو بالائے سر گردش دے کر بقوت تمام
بالائے سر صاحبقران ضرب گرز لگائی ادھر صاحبقران نے دلیرانہ اُٹھکے گرز کو اپنے گرز پر روکا

ایک تڑاقا عظیم ہوا آواز مہیب و بلند پیدا ہوئی گویا دو فیل مست باہم جنگ آزما ہوے مگر ذرا فیل تن
بعد غضب ہوئی دیکھنے والوں کے دل سینوں میں تھرا گئے اکثر جوانان کفار تھرا کر مرکبوں سے
گر پڑے زمین بھی کانپی غبار بلند ہوا دونوں دلیران مذکور غبار میں نہان ہوے نقابدار سبز پوش
نے ضرب گرز لگا کر خوش ہو کر پکار کر کہا کہ زدم و پست کردم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
را اے خواجہ طیفور گردپا خبر لو صاحبقران کی دیکھو کیا حال ہے خواجہ مذکور نے چھاگل پانی سے
بھری ہوئی لیکر اُس غبار میں جا کر دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھیں بند ہیں گرز دونوں ہاتھوں میں مثل میل
فولادی بلند کیے ہوے ہیں پیشانی پر عرق آگیا ہے مرکب قریب سموں تک غرق زمین ہو گیا ہے زندہ
و سالم ہیں یہ دیکھکر خوش ہو کر چھاگل سے پانی لے کر چھینٹا منھ پر صاحبقران کے دیا پھر پانی سے
گرد و غبار کو دور کیا صاحبقران نے آنکھیں کھولیں خواجہ نے مزاج پوچھا امیر با توقیر نے فرمایا الحمد للہ
اچھا ہوں زندہ و سلامت ہوں کچھ تردد نہ کرو لیکن ضرب گرز گرانبار کے روکنے سے کچھ گرانی
مرفق و بازوؤں پر ہوئی ہے یہ فرما کر اپنے مرکب کو مہمیز کر کے زمین سے نکالا گھوڑا بقوت تمام گویا ایک طعمہ
لے کر زمین سے نکلا پھر گرد و غبار بلند ہوا بعد دفع ہونے اُس غبار کے اور ہٹ جانے خواجہ طیفور گردپا
کے صاحبقران نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہو کر فرمایا **شعر** تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
ہمشادی از دل فراموش کن و یہ آواز شاد کر کے اپنے گرز گرانبار کو گرد سر چرخ دے کر مرکب کو آگے
بڑھا کر خبردار و ہوشیار کہکر ضرب گرز بالائے سر نقابدار سبز پوش بقوت تمام لگائی اس طرف نقابدار
نے چالاکی و دلاوری سے اپنے گرز کو بہ ضرب گرز صاحبقران روکی ہنگام ضرب مذکور بہ نسبت
ضرب گرز نقابدار مذکور زیادہ تڑاقا ہوا اور صدائے مہیب بلند ہوئی گھوڑے بھڑکے اکثر سواران
لشکر کفار خاک پر گرے جوانان جنگی کے دل ہل گئے جگر تھرا گئے میدان جنگ ہل گیا بہت سے بزدلوں
جو سپاہ کفار میں تھے غش آگیا تھا۔ زیادہ بلند ہوا یہ حال دیکھکر درویش آفتاب صورت کو
تاب صبر باقی نہ رہی دلسوز سے کہا کہ جلد جا کر دیکھ تو سہی کہ نقابدار سبز پوش کا کیا حال ہے دلسوز بھی
چھاگل پانی سے بھر کر ہمراہ لیے ہوے گرد غبار کے اندر گیا پانی چھڑک کر غبار کو دور کر کے دیکھا کہ
نقابدار کی آنکھیں بند ہیں دل درد مند ہے گرز گران بار ہاتھوں میں بلند ہے ہاتھ سینے میں ہے گھوڑا
تا کمر زمین میں غرق ہو کر مر گیا ہے کمر اُس کی ٹوٹ گئی ہے بوجہ غرق ہو جانے زمین کے بالائے خاک گرا نہیں
ہے نقابدار باوجود اس کے کہ آنکھیں بند کیے ہے اور سراپا عرق میں تر ہے مگر زندہ ہے یہ حال دیکھکر
فی الفور پانی چلو میں لے کر منھ پر نقابدار کے پانی کا چھینٹا دیا ہوش نہ آیا پھر دوبارہ پانی کا چھینٹا دیا
نقابدار نے ہوشیار ہو کے آنکھیں کھولیں دلسوز نے پوچھا کہ کیا حال ہے مزاج کیسا ہے اس نے جواب دیا
کہ الحمد للہ اچھا ہوں مگر ضرب گرز گرانبار صاحبقران سے میری کلائیوں اور بازوؤں کو سخت صدمہ
پہونچا دلسوز نے کہا کہ درویش آفتاب صورت متردد ہیں مرکب سے اتر کر دوسرے مرکب پر
سوار ہو جئے دیکھیے مرکب آپ کا ہلاک ہو گیا ہے اعدا خوش ہو رہے ہیں احباب کو آپ کے تردد
نہایت ہے یہ سنکے نقابدار سبز پوش نے اپنے مرکب پر نظر کر کے غضبناک نہایت ہو کے مرکب مردہ سے
اتر کے ارادہ کرنے مرکب صاحبقران کا کیا ادھر صاحبقران نے اپنے گھوڑے سے جلد
اتر کر آئے روکا اس نے بہم ہو کے زنجیر کمر صاحبقران میں ہاتھ ڈالدیا صاحبقران نے بھی
دامن عبا و قبا کو گردان کر اُس کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کرنا شروع کیا دونوں جانب سے

خوب زور ہونے لگے کشتی پست کر ہونے لگی داؤں پیچ توڑ جوڑ دونوں طرف سے ہونے لگے دستی
زبردستی ہر ایک ہنگام کشتی کرنے کا قصد کرنے لگا کوئی ارادہ نکال کا کرنے لگا کوئی اکھیڑ لگانیکی
فکر میں ہوا غرض ہر ایک دونوں بہادرون مذکور سے اپنے اپنے داؤں کی فکر کرنے لگا کشتی بردستی
ہونے لگی جملہ جوانان ہر دو سپاہ بنظر و رغبت کشتی دیکھنے لگے اسوقت دونوں لشکرون کے ہرکارون
و نقبا وغیرہ نے باواز بلند کہا ایہاالناس آگاہ ہو کہ یہ کشتی ان بہادرون کی ایسی ویسی کشتی نہیں ہے
کہ دو چار گھڑی میں ہو جائیگی ان میں سے ایک غالب و مغلوب جلدی سے ہو جائے یہ کشتی خدا نہ جانے
کئی روز و شب ہوگی کہان تک تم سب مرکبون پر سوار رہوگے اور صف آرا رہوگے لہذا بہتر و
مناسب یہ ہے کہ مرکبون اور دیگر سواریون سے اتر اتر کر خیمہ و بارگاہ و ایستادہ کر کے تخت و کرسی و فرش
پر بیٹھکر باآرام و راحت سیر اس کشتی کی کرو بنظر غور کشتی دیکھو تاکہ لطف کشتی دیکھنے کا باآرام و بخوبی حاصل
ہو بادشاہان ہر دو سپاہ نے تقریر ہرکارون وغیرہ کی سنکے خیال کیا کہ یہ ہرکارے وغیرہ سچ کہتے ہیں
یہ کشتی چند روز تک ہوگی اس طرح سے کب تک بالائے تخت بیٹھے ہوے کشتی دیکھیں گے یہ خیال کر کے
ہر ایک بادشاہ نے حکم دیا کہ قریب قریب مقام کشتی کے خیام و بارگاہ ایستادہ ہو جاوے اور جملہ سردار
سردار و سوار مرکبون سے اتر کر بقدر مراتب کرسیون اور فرش پر بیٹھکر براحت و آرام یہ کشتی
دیکھیں کیونکہ یہ دونوں جوان نامی و نامور ہیں کشتی ان کی قابل دیدار ہے ایسی کشتی کبھی کسی نے
نہ دیکھی ہوگی ایسے جوان و پہلوان زبردست و قوی بازو و قوی ہیکل نامی و نامور وحید عصر و چیدہ
روزگار باہم کبھی کشتی نہ لڑے ہونگے ان کی کشتی جو دیکھے گا وہ یاد رکھے گا پھر ایسی کشتی زیر فلک شاید
ہو یا نہ ہو یہ حکم شاہان لشکر سنکے ملازمون نے جلد جلد سامان کیا بارگاہیں اور خیمے قریب جائے کشتی
کے دور تک بکثرت ایستادہ ہوے اور تخت زرین اور کرسیان زرین و چوبین اور فرش نفیس
وغیرہ نفیس بمقام و جائے مناسب بچھا دیے خیمون اور بارگاہون کے آراستہ کیے جب یہ انتظام
ملازمون مذکور نے کیا ہر ایک بادشاہ لشکر مع تمام مردان سپاہ اعلیٰ و ادنیٰ کے اپنی اپنی سواری
مرکب سے اتر کر سائیسون کو مرکب حوالے کر کے ہر ایک بقدر مراتب کرسی اور فرش پر بیٹھا
بادشاہان لشکر بالائے تخت زرین بیٹھے درویش آفتاب صورت بھی عنقریب مقام کشتی بقوت
نے اسی گنبد طلائی میں بیٹھے اور بقول راوی دیگر بالائے کرسی زرین بیٹھے اور باواز اوستاد تعریف
و ثنائے نقابدار بمقام مناسب کشتی کرنے لگے دل اس کا بڑھانے لگے وہیں تعریف و شکر نعم
جھک جھک کر تیری و چالاکی سے کشتی لڑنے لگا اب سب اعلیٰ ادنیٰ بمقامات تعریف دونوں
بہادرون کی تعریف و ثنا کرنے لگے باآرام تمام سب بیٹھے ہوے کشتی دیکھنے لگے یہان تک کہ
زمانہ شام کا آگیا آفتاب جانب مغرب جا کر نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی وقت شام
نقابدار سبزپوش نے ہاتھ اپنے شانہ و بازوے صاحبقران پر رکھکر کشتی لڑنے سے روک کر کہا
کہ اے صاحبقران عالی مقام ملاحظہ فرمایئے کہ آفتاب نہان ہو گیا تاریکی شب نمود ہوئی ہے
ظاہر ہے کہ دن واسطے محنت و مشقت و کار کرنے کے ہے اور شب واسطے راحت و آرام کے ہے
لہذا اگر مناسب ہو تو جا کر اپنی بارگاہ میں راحت پذیر ہو جیے صبح کو پھر جیسے کشتی لڑیے مجھے یہ
صرف آپ کے راحت و آرام کی غرض سے کہا ہے یہ خیال نہ فرمایئے گا کہ نقابدار سبزپوش کشتی
لڑتے لڑتے تھک گیا ہے دم اس کا اکھڑ گیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ بہادران عالم بغیر غالب و

مغلوب ہوے کشتی موقوف نہین کرتے ہین اور تاریکی شب کا دفع کرنا نزدیک شاہون کے
مشکل نہین ہی ممکن ہی کہ اسقدر روشنی کر دی جاے کہ اس میدان جنگ مین کثرت روشنی
سے تاریکی شب معدوم ہو جائے اب رہا کلام اکل و شرب کے بارے مین اس بارے مین
بھی یہ ہو سکتا ہی کہ بعوض نان خورش شیر تازہ و خالص پر اکتفا کی جاوے نقابدار سبز پوش نے
جواب دیا کہ بہتر ہی مجکو رات کو بھی لڑنے مین کچھ عذر و تامل نہین ہی یہ کہکے واسطے روشنی
کرنے کے کہا درویش آفتاب صورت کے حکم سے اسطرف اُدھر بادشاہ لشکر اہل اسلام
کے فرمان سے ملازمون نے سامان روشنی کرنے کا کیا پشتک کے جہاز چند در چند بمقام کشتی
لاکر رکھدیے کنولون مین شعلے موی و کافوری چڑھا دین پھر روشن کر دین شمعدان کے
ہزار دو ہزار کنول اور فانوسین اور لاکھون مشعلین اور پیشخانے جس جگہ جو مناسب روشنی تھا
روشن کیا کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے لشکر مین روشنی کرائی کثرت روشنی سے میدان
جنگ مین سیاہی شب کا اثر بھی نہ رہا جب اس طرح روشنی ہو چکی ظروف شیر خالص سے بھرے ہوے
چند در چند ملازم مع کاسہ مسی و جام بلورین لیے دونون جانب لشکر سے آئے بہادران کشتی گیر
مذکور نے شیر گاؤ کاسون مین بھروا کر ہر ایک کاسہ دہن سے لگا کر شیر مذکور پیا جب کاسہ
خالی ہوا پھر ملازمون نے کاسہ شیر سے بھر دیا پھر دونون بہادرون نے کاسہ دہن سے لگا کر
شیر نوش کیا اسی طرح سے کئی کاسے شیر کے پیکر ہر ایک سیر و سیراب ہو کر پھر کشتی لڑنے پر آمادہ
ہوا ملازم ظروف اور کاسے اٹھا کر لے گئے دلاوران موصوف بعد ادائے نماز مغرب بدستور
روز گذشتہ کشتی لڑنے لگے جمیع اعلی و ادنی صغار و کبار بنظر غور کشتی دیکھنے لگے ماہران فن کشتی
بمقام تعریف کشتی ثنا کرنے لگے یہان تک کہ وہ شب تمام ہوئی دونون دلاور برابر کشتی لڑا کیے
کسی کے زور مین کمی نہوئی کوئی غالب و مغلوب نہوا صبح کو بھی بعد ادائے نماز صبح اور شیر [illegible] سے
سیر و سیراب ہونے کے پھر کشتی لڑنے لگے کہان تک بتفصیل حال اس کشتی کا تحریر کیا جائے خلاصہ
یہ کہ آٹھ روز اور آٹھ راتین برابر کشتی ہوئی دونون مین سے کوئی غالب و مغلوب نہوا نہ کسی کے
زور و قوت مین کمی پائی گئی اکثر دیکھنے والے حیران ہوے کہ یہ عجب پہلوانان قوی بازو ہین کہ آٹھ
روز و شب سے کشتی لڑ رہے ہین ابھی تک ان مین سے کوئی زیر نہین ہوا نہ کسی کی قوت مین
کمی ہوئی برابر بدستور روز اول اب تک کشتی لڑ رہے ہین یہ تو دیو اور جن سے بھی کچھ قوت و
زور مین بڑھ گئے ہین خیر صاحبقران تو اپنے زمانے کے صاحبقران ہی ہین اس نقابدار سبز پوش کی
قوت پر تعجب ہی کہ اس کی اب تک قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اسی طرح صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی اپنے دل مین خیال کیا کہ جاے حیرت اور مقام تعجب ہی کہ اب تک یہ
نقابدار سبز پوش بطریق روز اول ہے کشتی لڑ رہا ہی آٹھ روز اور آٹھ شبین گذر گئین ہین نوان روز ہی
ابھی تک اس کی قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اور انداز اس کی جنگ نیزہ و گرز و کشتی کا عینہ
ہمارے ہی بیان کا ہی شاید یہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر ہو وہ بھی ہمسے آکر اسی طرح سے کشتی
لڑا تھا مگر حیرت یہ ہی کہ وہ نقابدار سرخ پوش تھا اور یہ نقابدار سبز پوش ہی اگر طیمور شیر پیکر ہوتا
تو اس کی نقاب سرخ ہوتی کبھی نقاب سبز نہوتی دیکھا چاہیے کہ آخر یہ کون ہی طیمور شیر پیکر ہی
یا کوئی اور ہی کسی طرح مغلوب ہوتا ہی نہین ہی کسی طرح اس کی قوت مین کمی ہوتی ہی نہین ہے یہ

انسان ہی یا جن ہی آخر کوئی اور ہی یہ خیال کرتے ہی ہنگام کشتی لڑنے کے صاحبقران نے دائیں کے
نقاب پر ہاتھ ڈال کر نقاب کو چہرے سے اٹھا کر پہچان کر کہا کہ اے فرامرز ثانی تم تو مجھ سے کشتی
لڑ رہے ہو تم تو دریا میں ہمراہ ملکہ گرگ غرق دریائے مواج ہو گئے تھے کیونکر دریائے بے کنار سے ساحل
پہنچے اور یہ تو بتاؤ کہ اسقدر زور و قوت تمنے کہاں سے پائی کیا بعد مرنے کے پھر زندہ ہو کر
خدا سے اسقدر قوت طلب کر کے دنیا میں ہم سے مقابلے کو آئے ہو یہ قوت و زور آخر تمکو کیونکر حاصل
ہوا ہی جائے حیرت ہی اور مقام عجب ہی ہنوز نقابدار سبزپوش یعنی فرامرز ثانی نے صاحبقران کو کچھ
جواب نہ دیا تھا فقط ارادہ جواب دینے کا کیا تھا کہ یکایک از جانب ہوا گرد سے برخاست گردی تیرہ و
سرگرد با جان رسیدہ در میان گرد و غبار تیرہ جلوہ برق عیان مردمان ہر سپاہ طرف اُس گرد و غبار
عظیم کے دیکھکر طرح طرح خیالات کرنے لگے اکثر مردمان سپاہ کہنے لگے کہ اس طرف سے بڑے زور سے
سیاہ آندھی آتی ہی برق بھی چمکتی ہوئی و سہدم نظر آتی ہی ایسی آندھی کبھی کم آئی ہوگی یہ خیام اور
بارگاہیں آندھی میں اڑ جائینگی بعض بعض سواروں نے کہا کہ خیال تمہارا غلط ہی یہ آندھی نہیں ہی
ابر سیاہ اس جانب سے آتا ہی بجلی بھی چمکتی ہی اگر یہ ابر سیاہ محیط ہو کر برسنے لگا تو خوب ہی بارش ہوگی
یہ خیام و بارگاہ اس ابر دربار کے اس صحرا میں حباب آسا نظر آئینگے ہزاروں آدمی طغیانی
آب سے بہ جائینگے ہوشیار ہو جاؤ ابھی سے فکر ایسی کرو کہ بارش باران سے ضرر نہ پہنچے اکثر
مردم سپاہ نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو یہ آثار آمد سپاہ کثیر کے ہیں غالبًا کوئی بادشاہ بجمعیت فوج کثیر ادھر
آتا ہی نہیں معلوم وہ جرار اور ہمارے بادشاہ کا دوست ہی یا دشمن ہی اگر دوست ہی تو فبہا المراد
اور اگر دشمن ہی تو یاد رکھو کہ آج اس صحرا میں ایسی لڑائی ہوگی کہ کسی نے کم دیکھی ہوگی کشت و خون
از حد ہوگا لاشوں کے انبار کشتوں کے ڈھیر اس صحرا میں جابجا ہو جائینگے بلکہ یہ صحرائے سبزہ زار
خون کشتگان و مجروحان سے لالہ زار ہو جائے گا دریائے خون اس صحرائے سبزہ زار میں رواں
ہوگا اسوقت تین لشکر ہائے عظیم یہاں موجود ہیں چوتھا لشکر عظیم یہ آتا ہی سخت تلوار چلے گی جنگ
مغلوبہ غضب کی ہوگی لاکھوں مردمان لشکر کام آجائینگے ہزارہا مجروح ہونگے زمین پر تڑپ کر
نالہ و فریاد کرینگے صدہا بلکہ ہزارہا مردمان سپاہ کشمکش میں دب کر مرکبوں سے لڑنے مانند
سبزہ صحرا پامال سم اسپان ہو جائینگے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائینگے مقتضائے عقل یہی ہی
کہ ہوشیار ہو جاؤ جلد جلد اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو تلواریں علم کرلو نیزے ہاتھوں میں سنبھال لو
گرز گران سر اٹھالو دیکھو پھر مہلت اتنی نہ ملے گی کہ مرکبوں پر سوار ہو کر آلات حرب و ضرب سے اپنے
دشمنوں کو قتل کرسکو اکثروں نے ان کو جواب دیا کہ تمکو عقل خاک بھی نہیں ہی محض بیوقوف ہو جوانان
لشکر کو ڈراتے ہو آپ بھی ڈرتے ہو دوسروں کو بھی ڈراتے ہو بزدلوں کی سی باتیں کرتے ہو
قبل از وقوع واقعہ جوانان جنگجو کو قتل و زخمی ہو جانے کی خبر دیتے ہو تم تو درویش خدا رسیدہ بھی
نہیں ہو نہ کوئی اولیائے ہو نہ منجم نہ رمال نہ کاہن ہو کہ تمہارے قول کا اعتبار کیا جاوے نہیں
ایسے لوگ مردمان جنگجو کو بھی میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے نہیں دیتے ہیں جو کوئی آتا ہی
آنے کیا اندیشہ ہی مرنا ایک روز ضرور ہی اگر آندھی آتی ہی تو آنے دو اور اگر ابر آتا ہی تو وہ بھی آنے
دو پانی برسے اگر لشکر آتا ہی تو آنے دو جو کوئی ہم سے لڑے گا ہم اُس کے دشمنوں سے آمادہ جنگ ہونگے
حتی الامکان دلیرانہ لڑینگے زندگی ہوگی تو زندہ رہینگے اگر اجل نزدیک آئی ہی تو قتل ہو جائینگے

گھبراہٹ عبث ہی یہ اضطراب و خوف بیکار ہی جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جائے گا جانب گرد و غبار نیفت
دیکھئے ہوا دھر متوجہ ہو دیکھو صاحبقران ذیشان اپنے حریف سے کچھ ہم سخن ہوے تھے پہلے کشتی
لڑ رہے تھے اب کشتی موقوف ہی نہین معلوم کیا سبب ہی ہم اور تم تو دور ہین اگر قریب ہوتے تو
مفصل حال موقوف ہونے کشتی کا معلوم ہوتا ابھی مردان ہر سپاہ منتظر یہ کر رہے تھے اکثر جانب
گرد و غبار مذکور دیکھ رہے تھے کہ صاحبقران و فرامرز ثانی بھی دونون بار در سوے غبار
دیکھنے لگے ناگاہ دامن غبار وحشت باد تند سے صد چاک ہوا دیکھا کہ دس ہزار فیلان کوہ پیکر و بلند
قامت چلے آتے ہین آگے سب ہاتھیون سے جو فیل کلان ہی اُس پر بھی نشان ہی ایک جوان زبردست
مسلح نشان لئے ہوے بالاے پشت فیل بیٹھا ہی رنگ نشان کے پھریرے کا سیاہ ہی علامت و
نشان فوج کفار کے کنے کا ہی اُس ہاتھی کے خرطوم مین دو تیغے چمکتے دو طرفہ دھار سناہت آبدار
ہی بندھے ہین پیچھے اُس ہاتھی کے پچاس ہزار فیلان بلند ہین ہر ایک ہاتھی پر ایک پہلوان زبردست
مسلح بیٹھا ہوا ہی اور مثل فیل اول کے جبیر نشان ہی ہر ایک ہاتھی کی سونڈ مین دو تیغے طویل
دو طرفہ دھار والے بہت آبدار بندھے ہوے ہین جسوقت کوئی فیل اپنی سونڈ کو حرکت دیتا ہی وہ
تیغے مانند بجلی کے چمکتے ہین پچاس ہزار ہاتھی ہین سو ہزار تیغے ہین ان سو ہزار تیغون کی چمک پناہ
بذات خدا ایک رنگی سو ہزار بجلیون کا چمکنا معاذ اللہ تمام صحراے سبزہ زار روشن ہو جاتا ہی پیچھے
اُن سب ہاتھیون کے ایک لاکھ سواران جنگی ہین حاکم سپاہ مذکور ایک فیل مست پر سوار ہی چتر زر
اُس کے سر پر ہی جوان از حد قوی ہیکل دیو پیکر ہی اُس ہاتھی کی بھی سونڈ مین دو تیغے بندھے
ہوے ہین مستک پر ہاتھی کی ایک پہلوان دیو پیکر بد صورت ترش رو مہیب صورت مسلح بیٹھا
ہی گرز گران اُس کے ہاتھ مین ہی وہ جملہ فیل اور تمام سواران لشکر گھوڑے دوڑاتے ہوے
فیلبان فیلون کو کج بانگ سے ہولتے ہوے بعجلت آتے ہین یہ حال دیکھکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ اور فرامرز ثانی متردد ہو کر زمین سے اٹھے ملازمون سے مرکبون کو
طلب کیا صاحبقران نے اپنے لشکر کے جملہ سردارون اور سوارون کو حکم دیا کہ جلد مرکبون پر
سوار ہو نہین معلوم یہ کون بداندیش ادھر آتا ہی اسی طرح عمان شاہ و درویش آفتاب صورت
و قزاق آہن کلاہ و کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے جملہ مردان سپاہ کو حکم مرکبون پر
سوار ہونے کا دیا اور خود بھی تخت پر سے اتر کر مرکب پر ہر ایک بادشاہ نے سوار ہونے کا
ارادہ کیا ہنوز صاحبقران اور فرامرز ثانی اور کچھ سرداران سپاہ اور سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام مرکبون پہ سوار ہوے تھے اور باقی جملہ سردار و سوار فکر سواری اسپ مین تھے
کہ یکایک وہ تمام فیل صحرا مین آہی گئے اُن کے آنے سے وہ صحراے سبزہ زار گویا جنگل بن ہو گیا
گویا تمام صحرا ہاتھیون سے بھر گیا بعد آنے ہاتھیون کے صاحب لشکر یعنی حمائل بن شمائل ابن
جمائل کہ بیتا بروتا لشہ صور بن سعدان کا ہی ایک لاکھ سوارون کی جمعیت سے حسب الاتفاق
اُس طرف آیا جس جانب لشکر کوکب انجم حصاری کا تھا کوکب انجم حصاری مضطر و پریشان
خاطر ہوکر ساریق بن بقا سے کہنے لگا دیکھیے کیا ہوتا ہی نہین معلوم یہ لشکر اس گروہ سے
کس کا آیا ہی ساریق بن بقا جواب مین اُس کے کہتا تھا کہ اسوقت کیسے تقدیر تازہ کی ہی کہ ان
گھبراتا ہی عجب تمام حال منکشف ہو جائے گا کہ یکایک حمائل خان نے قریب آکر ساریق بن بقا کو

پہچان کر باادب سلام کرکے کوکب انجم حصاری سے پوچھا کہ یہ دونوں لشکر اس صحرا میں کس کس کے
فروکش ہیں اور یہ لشکر کس کا ہے اس نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ یہ لشکر تو صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کا ہے اور وہ لشکر عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت
کا ہے یہ دونوں لشکر اہل اسلام کے ہیں جب سے یہ دونوں لشکر اس سرزمین پر آئے ہیں کیا کیوں
کر کہے کیسے صدمات میرے قلب کو پہنچے ہیں اور جو لشکر میرا ہے اس وقت نقابدار سبزپوش اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ باتیں ہوئیں کشتی موقوف ہوئی قبل اس کے آٹھ
روز و شب نامبردگان سے برابر کشتی ہوئی تھی تمہارے آنے سے مردان لشکر مرکبوں پر سوار
ہو چکے ہیں لاکھوں ابھی تک سوار ہونے کی فکر میں ہیں اپنے مرکبوں کو سائیسوں سے طلب کر رہے
ہیں کہ جلد لاؤ دیکھیے سائیس مرکبوں کو لیے ہوئے چلے آتے ہیں شور و ہنگامہ ہو رہا ہے یقین ہے کہ ان
اہل اسلام کا بھی یہی ارادہ ہے کہ آپ سے بھی مقابلہ و مجادلہ کریں حمائل خان نے یہ تقریر
کوکب انجم حصاری کی سنکے از حد برہم ہوکے حکم سب فیلبانوں کو دیا کہ وہ بولی بولیں کہ جس
بولی کے بولنے سے ہاتھی سمجھتے ہیں کہ ہمارے سکین خرطوم ہلانے کو کہتے ہیں اور پیٹے ہلانے کا حکم
دیتے ہیں فیلبانوں نے حسب الحکم اپنے آقا و مالک کے حکم سے وہی بولی جنگی قواعدی بولی کہ جو
ہاتھیوں کو سکھائی گئی تھی تمام ہاتھی اس بولی کے سنتے ہی سمجھ گئے کہ ہمیں اسوقت سونڈ ہلانے اور
او پیٹے ہلانے کو ہمارے فیلبان کہتے ہیں فی الفور وہ قواعددان ہاتھی سونڈیں ہلانے لگے
اسوقت حمائل خان بن شمائل بن جدائل خان نے سب فیلبانوں کو حکم دیا کہ یکبارگی
سب ہاتھی ان دونوں لشکروں اہل اسلام کی طرف کہ اس صحرا میں پھیلے ہوئے ہیں بڑھاؤ دونوں
لشکروں کے مردمان کو ان ہاتھیوں کے پیروں سے قتل و پامال کراؤ اور تم بھی بہ تیر و نیزہ و شمشیر
اہل اسلام کو قتل کرو جو اہل اسلام تمہارے قریب تمہارے تیر یا نیزہ یا شمشیر کی زد پر آجائے ایسے
دلیرانہ قتل کرو ان کے قتل کرنے سے منہ نہ موڑو کیونکہ ان اہل اسلام نے ہمارے بزرگوں کو قتل
کیا ہے اور پامال کیا ہے اور یہاں آکر خداوند ساریق کو گھیرا ہے ارادہ ان کے قتل کرنے کا کیا ہے
کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصاری کو بھی گھیرا ہے برباد و تباہ کرنے انجم حصار کا قصد کیا ہے
سخت صدمے پہنچائے ہیں یہ لوگ خداپرست ہیں ہمکو ان سے عداوت قلبی مذہبی ہے ہمکو ان سے
انتقام لینا منظور ہے ہرگز یہ لوگ قابل رحم نہیں ہیں بتپرستوں کے دشمن جان و ایمان ہیں
فی الحال خداوند ساریق بن بقا کے قتل کرنے پر موجود ہیں فیلبانوں نے حکم سے حمائل خان
بیدین و بدآئین کے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جانب و سپاہ درویش آفتاب صورت کی طرف
کہ جہاں مردمان سپاہ پھیلے ہوئے تھے ہاتھی بڑھائے ایسی بولی جنگی بولی کہ وہ سب ہاتھی
دوڑتے ہوئے سوئے مردمان ہر دو لشکر اہل اسلام متفرق طور سے بڑے بڑے خرطوم اپنی ہر ایک
ہاتھی ہلاتا ہوا اپنے یمین و یسار خرطوم کے بندھے ہوئے پیروں سے ضرب حریفانہ طور سے لگاتا ہوا
بڑھا یہ حال دیکھکر اکثر سرداران سپاہ و صدہا سواران جنگی جو اسوقت مرکبوں پر سوار ہو چکے
تھے بغرض بچانے صاحبقران کے اور قتل کرنے فیلبانان مذکورہ کے سمت صاحبقران مرکبوں کو جولان
کرکے روانہ ہوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب
صورت و عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و نقابداران سبزپوش وغیرہ صدہا مردان لشکر اہل اسلام

جلد جلد مرکبون پر اور تخت زرین و گنبد طلائی مین سوار ہوے اور لاکھون سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام فکر سواری کی بہ عجلت مصروف ہوے سواریان طلب کین شور و غل
ہوا کہ جلد سواریان لاؤ بعجلت تمام لے سائیس گھوڑے لاؤ یہ جنگی قواعد دان ہاتھی ادھر بقصد جنگ و
قتل کرنے کے چلے آتے ہین سائیسان چالاک و تیز رو مرکبون کو دوڑا کے چلے بادشاہ تخت زرین
پر سوار ہوے مردان لشکر بھی مرکبون پر سوار ہونے لگے اس اثنا مین وہ سب ہاتھی نزدیک تر
آ گئے صحرا مین جہان جہان اہل اسلام تھے پھیل گئے مردان لشکر کو ان سونڈون دو طرفہ دھاردار
سے بیچ و بیسار خرطوم مین ملا کر قتل کرنے لگے سرداران سپاہ اور سواران جنگی ان ہاتھیون کے
سونڈون سے زخمی و قتل ہونے لگے صاحبقران اور فرامرز ثانی و سرداران سپاہ لشکر اہل اسلام
بصد چالاکی و ہوشیاری و خبرداری ان ہاتھیون کے سونڈون کی ضرب سے بچ بچا کر ان کے پاؤن
بضرب شمشیر آبدار قلم کرنے لگے اکثر ہاتھی زخمی ہو کر گرنے لگے فیلبانان ان کے بھی ہاتھیون کے
پاؤن قلم ہونے سے زمین پر گر کے بہ نیزہ و تیغ مرنے لگے دست حریفان سے زخمی و قتل ہونے
لگے ادھر اہل اسلام کو ہنگام جنگ ہلاک کرنے لگے ادھر تو صاحبقران وغیرہ مشغول ہے ہین ہزارہا
مردان سپاہ قتل و زخمی ہو رہے ہین ہاتھی بچے ہلا رہے ہین اکثر ہاتھی قتل ہو چکے ہین بعض ہاتھی
تیر و نیزہ سے زخمی ہین چنگھاڑ رہے ہین غبار عظیم بلند ہے شور و غل اسقدر بلند ہے کہ پناہ بذات خدا
زخمی سواران لشکر گھوڑون سے گر رہے ہین مانند مرغ بسمل تڑپ رہے ہین صدہا سواران مقتول
زیر پاے فیلان مندرجہ بالا پڑے ہین پامال ہو رہے ہین ہاتھی سونڈین ہلا رہے ہین بیٹھے ساکت
جب حرکت مین ہین چمک ان کی ایسی ہے گویا بجلیان چمک رہی ہین تمام صحرا جہان تک اہل اسلام
ہین یہی حال ہے کہ بجلیان سونڈون کی دمبدم ہر طرف چمکتی ہین دلاوران لشکر نعرے کر رہے ہین قدم
جمائے ہین حتی الامکان ہاتھیون کی پشت کی طرف جا کے شمشیر آبدار سے ان کے پاؤن قلم کرتے
ہین ہاتھی گرتا ہے زمین پر چیان ہو کر چنگھاڑتا ہے فیلبان بہ تیغ و نیزہ حملہ آور ہوتا ہے اہل اسلام قابو
پا کر اس کو بھی قتل و زخمی کرتے ہین لیکن جس طرف صحرا مین بادشاہ لشکر اسلام ہین ادھر وہ مردان
سپاہ و سواران لشکر بھی جو مرکبون پر سوار ہوا ور ان مین صدہا سوار نہین ہوے ہین ہزارہا ون سوار
مرکبون پر سوار ہو چکے ہین بادشاہ بھی تخت پر بیٹھے ہین کہار تخت کو اٹھاے ہین بکثرت فیلان مذکور
فیلبان ادھر سے گئے ہین پیادہ و سوار ہین وہ بہت مضطر و پریشان ہین ہاتھی اس طرف
مردان سپاہ کو زیادہ تر قتل و ہلاک کر رہے ہین آگے بھی بڑھتے جاتے ہین ان مین سے کوئی قتل
زخمی نہین ہوتا ہے اہل اسلام جو اس طرف ہین بمجبوری پسپا ہو رہے ہین ہزارہا سوار سونڈون کی ضرب
سے دو نیم بلکہ چور چور ہو کر خاک پر پڑے ہین مرغ بسمل کی طرح خاک پر تڑپ رہے ہین وہ سبزہ زار
خون بہادران سے گلنار ہو رہا ہے جو سردار و سوار بچے ہین وہ دلاوری و چالاکی سے قابو پا کر ان
ہاتھیون کے پاؤن قلم کرنے کی کوشش کر رہے ہین مگر پیادہ و سوار تاب ان ہاتھیون کے سونڈون کی
ضرب کی نہ لا کر دمبدم پسپا ہوتے جاتے ہین ادھر جس سمت لشکر عیاران شاہ ہے اس جانب بھی
فیلان جنگی ہین سرگرم ہین درویش آفتاب صورت بھی اپنے گنبد طلائی سے تیر اور حقہاے
آتشبازی ان فیلون پر مار رہے ہین ادھر بھی ایک شلکہ عظیم ہے سیکڑون سواران سپاہ کام
آ چکے ہین بہت زخمی ہین فیلون کے سونڈون کی ضرب سے کوئی سوار و پیادہ دفع نہین سکتا ہے کہ بھاگ

سامنے آجاتا ہے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے دمبدم ہر جگہ لاشوں کے ڈھیر کشتوں کے انبار صحرائے
سبزہ زار میں ہوتے جاتے ہیں فیلوں نے آفت عظیم برپا کی ہے زخمی خاک پر پڑے ہیں چلا رہے ہیں
کوئی ایسے ہنگامے میں ان کی خبر نہیں لیتا ہے ایسی حالت میں حمائل خان نے بالائے ہودج
فیل کلان سے غور کرکے دیکھا کہ جس طرف بادشاہ لشکر اہل اسلام ہیں اس جانب تو کثرت فیل
ہیں اور فیلبان فیلوں کو بڑھاتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور بادشاہ موصوف پیچھے ہٹتے ہوئے
چلے جاتے ہیں اس طرف کشت و خون زیادہ ہوا ہے اور جس طرف صاحبقران اور فرامرز ثانی
ہیں اس سمت مجمع مردان سپاہ زیادہ ہے ہر چند کہ بہت سے قتل و زخمی ہوئے ہیں مگر قدم جمائے
ہوئے لڑ رہے ہیں اکثر فیل بھی زخمی شدہ و پابریدہ و خرطوم بریدہ پڑے ہیں چنگھاڑ رہے ہیں اور جس
طرف عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ ہیں اس طرف بھی فیل کم ہیں مردان سپاہ
کا بہت مجمع ہے ہر چند خونریزی زیادہ ہوئی ہے مگر مردان سپاہ بھاگے نہیں ہیں یہ رنگ جنگ
فیلان قواعد دان و مردان سپاہ دیکھکر غضبناک ہوکر ایک لاکھ اپنے ہمراہی سواروں کو ساتھ
اپنے لیکر جس جانب امیر باتوقیر لڑ رہے تھے اسی طرف حملہ آور ہوا ساتھ ساتھ اس کے
سالمرق بن بقا نبی مع سرہنگان بسواری تخت زرین و مجمع حمائل خان کے کہنے سے چلا
کوکب انجم حصاری بھی تاب تحمل نہ لاکر مع تمامی اپنی سپاہ لشکر جانب عمان شاہ و درویش
آفتاب صورت حملہ کنان ہوا جب یہ دونوں لشکر دونوں لشکر اہل اسلام سے متصل پہنچے جوانان لشکر
حمائل خان و مردان سپاہ کوکب انجم حصاری تلوارین نیاموں سے کھینچکر نیزوں کو
ہاتھوں میں لیے گرز ہائے گرانبار پہلوانان نابکار اٹھاکر اہل اسلام کو قتل کرنے لگے جنگ
مغلوبہ ہونے لگی مومن و کافر ملگئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی نیزہ دار نیزے لگانے لگے
پہلوانان ہر دو سپاہ گرز گران سے اپنے حریفوں کو پیوند خاک کرنے لگے اب بہ نسبت قتل
کشت و خون زیادہ ہونے لگا شور بزن و بگیر ہونے لگا کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار صحرائے
سبزہ زار میں جابجا زیادہ ہونے لگے جوئے خون ز روئے صحرا میں رواں ہونے لگی تلواریں چلنے لگی
جابجا تیغ و خنجر بلند ہوئے کمانیں کڑکنے لگیں تیر چلنے لگے جوانان لشکر نشانہ تیر ہونے لگے ابر سیاہ
دھانوں کا اٹھا برق تیغ ہر طرف چمکنے لگی مینہ خون بہادران کا زخموں اور تلواروں سے زمین پر
برسنے لگا سر سرداروں کے مانند اولوں کے تن سے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے جوئے خون میں
حباب آسا تیرنے لگے لاشے سواروں کے مانند ماہیان کلان کے اس جوئے خون دلاوران
میں ثابت ہونے لگے آثار بارش اور سیل خون میدان جنگ میں نظر آنے لگے کیونکہ ایسی جنگ
عظیم عہد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ میں کبھی نہوئی تھی نہ ایسا کشت و خون ہوا تھا نہ
چار لشکرہائے عظیم و کثیر میدان جنگ میں جمع ہوئے تھے نہ چار ایسے لشکروں میں جنگ مغلوبہ
ہوئی تھی نہ کوئی بادشاہ و شہریار پچاس ہزار ایسے جنگی و قواعد دان فیلوں کو ساتھ اپنے لیکر
میدان جنگ میں آیا تھا یہ جنگ زیر فلک ایسی ہوئی کہ چشم پیر فلک نے کم ایسی لڑائی دیکھی ہوگی
بلکہ شاید نہ دیکھی ہوگی کیونکہ اس صحرائے سبزہ زار میں ہر جگہ ہر گروہ ہر غول میں درمیان کفار
اور اہل اسلام سے یوں لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک سردار کا سر شانہ ایک سوار کی تلوار تھی
کسی جوان کا سینہ کسی جری کا نیزہ کسی کا جگر کسی تیر انداز کا تیر کسی کا پہلو کسی کا خنجر کسی پہلوان کا سر

کسی قوی بازو کا گرز گران تھا کوئی جوان زخمہاے کاری سے خون مین سراپا تر کسی سوار کا شمشیر
آبدار حریف سے دو پارہ سر کوئی نعرہ زن کوئی دلیر زخمون سے مبتلاے محن کوئی جوان زخمہاے
کاری سے خاک پر پریشان کوئی حریف بیدین شادان و خندان کسی کا ڈر کا کسی بہادر دیندار
کا خنجر آبدار و دنیا کسی بیدین نے کسی جوان دیندار کو للکارا کسی خدا پرست نے کسی لقا پرست
کا سر تن سے اڑا یا کوئی تیری خون مین نہاے ہوے کوئی بہادر دست حریف سے زخم کھاے
ہوے کوئی جوان کسی غول مین نعرہ زن کوئی جری کسی گروہ مین خستہ تن گھوڑے بے سوار
ہوا مین رواں دواں کہین لاشے مقتولون کے پامال سم اسپان اکثر مجروحان طالب آب
بعض بعض جوان کثرت جراحت سے دردمند غرضکہ ہر غول و ہر گروہ مین بلکہ ہر جگہ اوس صحراے
سبزہ زار مین یہی حال تھا ہر جگہ کفار و دیندار سرگرم کارزار تھے جوش شجاعت سے لڑنے پر
تیار تھے کثرت شمشیر زنی سے صدہا بہادرون کے ہاتھون مین قبضہاے شمشیر آبدار پیوست
ہو گئے تھے پنجہ دست و انگشتہاے دست پر ورم آگیا تھا مٹھی سے قبضے تلوارون کے جدا
ہوتے تھے کلائیان اور بازو تھک گئے تھے قتل کرتے کرتے حریفون کو عاجز آگئے تھے دشمن
برابر چلے آتے تھے صحرا مین بیشمار انبار کفار و دیندار کے کشتون کے نمودار تھے ہر سو ڈھیر
لاشون کے دکھائی دیتے تھے ہر چند کہ صاحبقران نے صدہا کفار کو بضرب تیغ آبدار قتل کیا تھا
مگر کفار کم ہوتے تھے فرامرز ثانی بھی دلیرانہ لڑ رہا تھا کہ رتہ تیغ تیز کر رہا تھا لاشے کفار کے خاک پر
تڑپتے تھے وہ بہادر اون کو پامال سم اسپ کرتا تھا بڑھ بڑھ کر نعرہ کرکے لڑتا تھا حریفون کے
سر و تن مین جدائی کرتا تھا نقابدار ان سبز پوش یعنی صمصام تیغزن و قہور صف شکن ہیران
بر سوار و اسفند یار کجکلاہ و صارم تیغزن بھی قریب فرامرز ثانی کے دلیرانہ لڑ رہے تھے کشتے
لگ گئے لاشون کے انبار لگا رہے تھے بڑھ بڑھ کر تلواریں مار رہے تھے ایک سمت کوکب انجم حصاری
لشکر عمان شاہ و درویش آفتاب صورت پر حملہ کنان تھا بہادران مردان کارزار و دلاوران
دیندار کوکب انجم حصاری کے جوانان نابکار سے لڑ رہے تھے بازار اجل گرم تھا سودا
جنس جان کا ہو رہا تھا ہر جگہ اوس لشکر مین بھی سر و تن کے ڈھیر تھے کفار و دیندار قتل کیے
ہوے پڑے تھے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی اسی ہنگامہ گیر و دار مین لڑ رہے تھے
درویش آفتاب صورت بھی جس حریف کو مانتے تھے اوسکو زندہ نہ چھوڑتے تھے دلسوز بھی
ہمراہ اون کے تھا وہ بھی پیچھے لڑ رہا تھا کفار کو قتل و زخمی کرتا تھا اپنے تئین بچاتا تھا چالاکی و
ہوشیاری سے لڑتا تھا فیلان جنگی کے قریب بھی نہ جاتا تھا اس طرف تو اس طور سے لڑائی ہو رہی تھی
جیسا کہ لکھا گیا ہے مگر اب حال اوس سمت کا رقم کیا جاتا ہے کہ جس سمت بادشاہ لشکر اہل اسلام جنگ آزما
ہین ادھر فیلان قواعد دان مذکور کو فیلیان نباد دے گئے سوا فیلون کے کفار ان بر دو لشکر
سے سوا ان نابکار نہین ہین بات فیلبان بتا پرست سلح ہاتھیون کی مستک پر بیٹھے ہین بہروہ
بے پیر اہل اسلام کو لگا رہے ہین ہاتھی بپھرے ہوے ہین ہزار ون اہل اسلام ہاتھیون کی ضرب سے
قتل کیے جاتے ہین بہت سے دیندار زخمی ہوے ہین اہل اسلام ہٹتے جاتے ہین فیلبان ہاتھیون کو
بڑھاتے جاتے ہین اگر جوش شجاعت سے تھوڑے بہادر آگے قدم بڑھا کے ان ہاتھیون سے
قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہین اون کی خرطوم تک بھی شمشیر و نیزہ ملے جانے نہین پاتے ہین کہ ان

ہاتھیون کی پیٹھون کی ضربت سے دو نیم ہو جاتے ہین لاچاری و مجبوری سے ٹھہر نہین سکتے ہین جوانان
لشکر اسلام پسپا ہوتے جاتے ہین اکثر سرداران سپاہ گرد تخت بادشاہ موصوف ہین وہ لڑتے بھی
جاتے ہین اور بادشاہ کو بھی تیر فیلبانان نابکار و فیلان کوہ وقار اور اُن کے پیٹھون کی ضرب سے
بچانے مین ہین ایسی حالت مین بادشاہ موصوف نے پسپا ہو کر اُن ہاتھیون سے جانبر ہونا مشکل
جان کر ہزارون جوانون کو زمین پر کشتہ دیکھکر اُن ہاتھیون کے قتل کرنے پر قادر نہو کر دست دعا
بدرگاہ کبریا اٹھاکر برجوع قلب یون دعا کرنا شروع کیا کہ اے خالق برق و سحاب والے مسبب الاسباب
اے معین واماندگان والے مددگار عاجزان اے قاضی الحاجات والے رب مخلوقات تو حاضر و
ناظر ہے اسوقت ہم سب اہل اسلام جس حال مین ہین تجھ پر ظاہر ہے واسطہ تجھکو اپنے عزت و جلال کا اور
واسطہ تجھکو اپنی ہی قدرت کاملہ کا واسطہ پروردگارا تجھکو حضرت ابراہیم ملقب بہ خلیل اللہ کا اسوقت
ہم سب اہل اسلام کو ان کافرون کے شر سے بچا کوئی سبب اپنی قدرت کاملہ سے ایسا پیدا کر کہ ہم
سب مسلمان ان کفار پر فتحیاب ہون یہ جنگی قواعددان ہاتھی قتل و دور ہو جائین ابھی بادشاہ
لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہو کر دعا کر رہے تھے اکثر اہل اسلام مکرر آمین آمین کہہ رہے تھے اور خود بھی
جانبری و فتح کے طالب تھے کہ یکایک ایک جانب صحرا سے کچھ غبار بلند ہوا اُس ہنگامہ و خوف
ہلاکت مین کچھ سواران لشکر نے سمت غبار دیکھا جب دست باد تند سے دامن غبار پارہ پارہ
ہوا دیکھا کہ انیس بیس جوانان خوب رو و قوی بازو مسلح مرکبون پر سوار گھوڑون کو دوڑاتے
ہوے بسرعت ادھر آئے ہین چہرون سے اُن کے آثار شجاعت و بہادری آشکار ہین ثابت ہوتا ہے
کہ شاہزادگان ذی وقار ہین ابھی سواران مذکور دیکھ رہے تھے کہ ان جوانان شہور شعار شاہزادگان
نامی و نامور نے بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو دیکھکر خوب پہچان کر ایسی حالت مجبوری مین مبتلا کر
بے اختیار ہو ہر ایک نے نعرہ کر کے اُن فیلان جنگی و قواعددان کے پس پشت جاکے سب نے
تلوارین نیامون سے کھینچکر فیلون کے پاؤن قلم کرنا شروع کیے جس ہاتھی کے پاؤن پر جس دلاور
نے بقوت بازو شمشیر آبدار کا وار کیا اُس کا پاؤن مثل خیار ترکٹ گیا اُن انیس بہادرون نے پہلی
ہی ضرب مین انیس ہاتھیون کے پاؤن قلم کیے وہ ہاتھی پا بریدہ خاک پر گرے فیلبانون کو بھی
اُن سب نے تیغ کیا فیلان پا بریدہ مذکور چنگھاڑتے زمین پر لوٹنے لگے یہ سب بہادر آگے بڑھے اکثر ہاتھیون
کی خرطوم کو بجلالی شمشیر آبدار سے قلم کیا اکثر کے پاؤن بطریق فیلان اول قلم کیے فیلبان اُن کے
ہاتھیون سے کود کر مقابل ہوے ہنگام جنگ اُن کو تیغ کیا یہ حال دیکھکر بادشاہ و لشکر اہل اسلام
خوش ہوے اُن سب شاہزادون کو پہچان کر کہا کہ ان مین کچھ شاہزادے فرزند اور دست ہاشی
ہین اور کچھ دستیجے ہین اور نسل اسد بن کرب نظر کردہ امیر عرب وغیرہ سے ہین یہ دیکھکر
دل مین کہا کہ ہمارا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دعا ہماری مستجاب ہوئی خداوند عالم نے ان
شاہزادون کو ہماری مدد کے واسطے ایسے وقت سخت و مشکل مین بھیجا یہ باتین دل مین کر کے
غور کیا تو معلوم ہوا کہ اتنی دیر مین اُن شاہزادون نے بہت سے ہاتھیون کے پاؤن اور سونڈین
قلم کی ہین فیلبانون کو قتل کیا ہے اب فیلبان جو زندہ ہین وہ اس طرف اپنے ہاتھی نہین بڑھاتے ہین
فیلون کو روکے ہوے ہین مگر وہ رک نہین سکتے ہین جن ہاتھیون کی سونڈین شاہزادگان موصوف
نے قلم کی تھین وہ کثرت درد و زخم کاری سے اس درد سے چنگھاڑ کر کے بے اختیار ایک سمت صحرا کے

بھاگے جاتے ہیں اور اُن کے ساتھ ساتھ اور بھی ہاتھی جو زخمی نہیں ہیں بھاگے ہوئے چلے جاتے ہیں
ہرچند فیلبان اُن ہاتھیوں کو روکتے ہیں مگر وہ نہیں رکتے ہیں یہ حالت اُن فیلوں کی دیکھکر بادشاہ
موصوف نے تیراندازوں کو حکم دیا کہ اب تو یہ فیل آگے نہیں بڑھتے ہیں ان کو تیر مارو تاکہ یہ بھی
ہاتھی زخمی ہوکر انھیں ہاتھیوں کی طرف بھاگیں تیراندازوں نے حکم کی تعمیل کی مینہ تیروں کا اُن
ہاتھیوں پر برسا دیا جس ہاتھی کے دو چار بھی تیر لگے وہ زخمی ہوکر منہ پھیر کر چنگھاڑتا ہوا جس طرف اور
ہاتھی بھاگے ہوئے تھے اُسی طرف وہ بھی بھاگا اسی طرح سے تیراندازوں نے اس جانب سے
تیر لگاکر ہاتھیوں کو زخمی کرکے منہ اُن کا سوئے لشکر اعدا جدھر لشکر اسلام نہ تھا پھیر دیا اُس طرف
شاہزادگان مذکور نے پس پشت سے ہاتھیوں کے پاؤں فیلان جنگی کے قلم کیے اور سونڈیں انکی
بجلا لاکی رو برو اُن کے آکے قلم کیں تھوڑی دیر میں صدہا ہاتھی اسی طرح سے قتل و زخمی ہوے
اور بھاگنا شروع کیا آخرکار سب ہاتھی باقی ماندہ بھی مثل باران تیر کے منہ کر بھاگے میدان ہاتھیوں
سے اس طرف خالی ہوگیا کوئی ہاتھی نرہا بادشاہ نے شکر خداوند عالم کا کیا پھر وہاں سے بادشاہ
مع سپاہ جانب صاحبقران کے جہاں جنگ عظیم ہو رہی تھی تلوار چل رہی تھی ہاتھی پانچ سونڈوں سے
مردمان لشکر کو قتل کر رہے تھے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں اُن شاہزادوں سے ملے شاہزادگان
ممدوح نے بعد ادب سلام کیا بادشاہ نے خوش ہوکے جواب سلام دیا بعدہٗ فرمایا کہ اسوقت آپ
سب صاحبوں نے یہاں آکر فیلان جنگی سے جان بچائی ہزاروں کو یہ ہاتھی قتل و ہلاک کر چکے
تھے ہم سب باقی تھے تھوڑی دیر میں ہم سب کو بھی اپنے سونڈوں کی ضرب سے قتل کرتے ہم میں سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب صاحبقران کی طرف یہاں سے چلنا ضرور ہے ہم تو بیتاب ہوکے بھاگ
آئے تھے یہ فرماکے ہمراہ اُن شاہزادگان موصوف کے چلے بعد قطع راہ اُس جگہ پہنچے جہاں تلوار
چل رہی تھی اور ہاتھی فوج اہل اسلام کو قتل و پامال کر رہے تھے شاہزادگان موصوف بھی
مع بادشاہ لشکر اہل اسلام بجمعیت سپاہ شریک جنگ ہوے اسی اثنا میں مقبول بن مقبل
دس ہزار تیراندازوں کی جمعیت سے آکر شریک جنگ ہوا اُس کے حکم سے تیراندازوں نے یکبارگی
دس ہزار تیر اُن فیلان جنگی اور کفار پر لگائے صدہا کفار تیر کھاکر ہلاک ہوے ہزاروں کافران بدکار
زخمی ہوے فیلان مذکور بھی زخمی ہوکر چنگھاڑنے شاہزادگان موصوف نے اُن ہاتھیوں کو
بھی ہنگام جنگ زخمی کیا اکثر ہاتھیوں کی پشت پر جاکر پاؤں اُن کے قلم کیے اکثر ہاتھیوں کی سونڈیں
مانند خیار ککڑی کے تلواروں سے کاٹیں فیلان کو دیکر زمین پر گرکے چنگھاڑنے خرطوم بریدہ ہاتھی
چنگھاڑتے ہوے بھاگے اب رنگ لڑائی کا بدل گیا یا تو قبل اس کے کفار نابکار بڑھتے آتے تھے
اہل اسلام قتل ہو رہے تھے یا اب اہل اسلام نے فیلان جنگی کے بھاگنے اور قتل ہونے سے
خوش ہوکر دلیرانہ حملہ کیا کفار کو تہ تیغ کرنا شروع کیا لقا پرست و سارق بن لقا پرست پسپا
ہونے لگے مقبول بن مقبل نے مع اپنے ماتحت دس ہزار تیراندازوں کے پھر بار بار دونوں لشکروں
کفار پر مینہ تیروں کا برسانا شروع کیا کافران نابکار نشانہ ہائے تیر ہوکر راہی دارالبوار ہونے
لگے سواران و سرداران سپاہ ہر دو لشکر اہل اسلام نے اُن فیلان قوی دندان کے اکثر قتل
ہونے اور بکثرت میدان جنگ سے بھاگ جانے کے سبب سے فی الجملہ مطمئن اور شادمان ہوکر
اُن کے خوف سے نڈر اُن کے شوخ بخت پاکر دلیرانہ بڑھ بڑھکر کافروں کو قتل کرنا شروع کیا

عیاران لشکر اہل اسلام نے اپنی نہان جنگی پریان اور گولے آتشبازی کے مارنا شروع کیے
شاہزادگان یعنے سکندر رستم خو وشاہزادہ شہریار عالی وقار وشاہزادہ رفیع البخت
وغیرہ تے بو کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کی ہمراہی سے ادھر گئے تھے انھون نے بھی پے درپے
حملے دلیرانہ وشیرانہ کیے جن جنگ کے سردارون اور پہلوانون کو قتل کرنا شروع کیا نعرے
کرکے کافرون کو تیغ آبدار کرنا اختیار کیا جس طرف وہ بہادر گئے کفار کو پسپا کر دیا لاشون کے
انبار لگا دیے کشتون کے پشتے کر دیے شجاعت وبہادری دکھائی بعض بعض اُن مین سے زخمی بھی
ہوے مگر حالت زخمہاے خفیف مین بھی بدستور سابق لڑتے رہے جنگ سے ہاتھ نہ روکا فرامرز تالی
ونقابداران سبزپوش وسواران سپاہ عمان شاہ وغواق آہن کلاہ بھی میدان جنگ مین
ثابت قدم ہوکر نہایت دلاوری سے لڑنے لگے کفار کو بہ تیر ونیزہ وشمشیر وگرز قتل کرنے لگے
لاش پر لاش کافران نابکار کی گرنے لگے اسی اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کفار کو شیرانہ بضرب شمشیر آبدار قتل کرتے اور نعرہاے کوہ شگاف کرتے ہوے کفار کو پسپا
کرتے ہوے قریب تخت ساریق بن لقا پہونچے وہ گمراہ کنندہ مردان صاحبقران کو اپنے قریب
دیکھکر بہت مضطر وپریشان ہوکر سختگان سے گھبرا کر کہنے لگا کہ اے شیطان درگاہ مین حالا چہ
تدبیر کنم اُس نے کہا کہ اب تدبیر گریز کیجیے صاحبقران بہت قریب آپ کے لڑتے بڑھتے آگئے
ہین تلوار ہاتھ مین علم کیے ہوے رنگین زرہ پہنے سے آثار قہر وغضب بکثرت آشکار ہین ساریق
بن لقا نے سختگان کی راے پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تھا قصد فرار میدان مصاف سے کیا تھا
کہ یکایک صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کیا ساریق بن لقا دہل گیا بلکہ کانپنے لگے بدحواس ہوگیا
گھبرا کے یمین ویسار اپنے معین ومددگارون کی طرف دیکھنے لگا رنگ چہرے کا خوف سے اُڑ گیا
کثرت مردان سپاہ سے راہ گریز نہ پاکر مجبور ہوگیا بھاگ نہ سکا صاحبقران نے عنقریب اُسکے
پہونچکر ہاتھ اپنا اُس کی زنجیر کمر مین ڈال کر نعرہ بھر کے تخت زرین سے اُسے اٹھا لیا خواجہ طیفور
گرد یا کہ ہمراہ صاحبقران تھے انھون نے بڑھکر زنجیر کمر سختگان مین ہاتھ ڈال کر پیچھے پرسے
اُس کو اٹھا لیا اور صاحبقران نے ساریق بن لقا کو اٹھا کر سر سے بلند کیا اور خواجہ طیفور
نے بھی سختگان کو اپنے سر سے بلند کیا دونون نابکارون کا گویا دم نکل گیا سمجھے کہ پنجہ ہاے
شیران مین آگئے اب زندگی دشوار ہے ضرور فنا کیے جائینگے کسی طرح جانبر ہونے کے نہیں
نابکاران مذکور زندگی سے اپنی مایوس وناامید تھے کہ صاحبقران نے ساریق بن لقا کو چرخ
دے کر زمین پر آہستہ پٹکا خواجے حباب بیہوشی مار کر اُس کو بیہوش کرکے اُس ہنگامہ گیر ودار مین
ایک ہاتھ سے بعجلت نذر زنبیل کیا ہمراہی ہوے سختگان کو بھی بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا
صاحبقران موصوف لڑتے ہوے آگے بڑھے جس طرف حمائل خان بن شمائل بن جدائل
خان اپنے فیل بلند پر بیٹھا ہوا لڑ رہا تھا تیر جگر دوز کمان مین رکھ کر لشکر اہل اسلام کو تاک تاک کر مار رہا
تھا اور اپنے سرداران سپاہ وسواران لشکر کو ترغیب جنگ اس طرح دے رہا تھا کہ اے
بہادران عرصہ کارزار ہان دلیرانہ ایسا لڑو کہ لشکر اسلام کو شکست فاش دو مسلمانون کو
میدان جنگ سے بھگا دو ان خداے ستون پر فتحیاب ہو مین تمکو انعام کثیر ایسا دونگا کہ تمھارے
حوصلے وتمناسے زیادہ ہوگا زر سفید وسرخ سے ڈھالین تمھاری بھر دونگا علاوہ اس کے

بچا

خلعت زرین دونگا اس لڑائی کو مردانہ و دلیرانہ فتح کرو جہان تک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل
کرکے میدان جنگ سے اُن کو بھگا دو خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب انکا لوٹ لو جتنے لوٹ کا
اسباب و مال تمکو دیا اے بہادرو جان اپنی لڑائی مین لڑا دو دیکھو صاحبقران وہ لڑتے ہوے
اسی طرف آتے ہین دلیرانہ ان پر حملہ کرو تم سب گھیر کر ان کو قتل کر ڈالو جب تک یہ قتل نہونگے
فوج اہل اسلام کو شکست نہوگی یہ لڑائی فتح نہوگی سرداران سپاہ اور سواران رو سیاہ
اُس کے لالچ دینے سے سوے صاحبقران موصوف سخت حملہ کرکے بڑھے اور اس ہنگامہ مین
صاحبقران نے یہ تقریر حائل خان بے دین کی سنی سخت غصہ آیا اور بڑھکر بہت سے کافرون کو
قتل کرکے قریب اُس کے فیل کے اپنے تئین پہونچا کر اپنے مرکب کو اُس کے ہودہ فیل تک اسطرح
اڑایا کہ مرکب نے دونوں پانون اپنے سر فیل پر رکھدیے فیلبان نے ارادہ تلوار لگانے کا کیا
فی الفور صاحبقران نے ایسی شمشیر آبدار ایسی لگائی کہ وہ فیلبان دو ہوکر خاک پر گرا بلکہ سر فیل
بھی زخمی ہوا لیکن مرکب کے جست کرنے سے اور فیلبان پر تلوار لگنے سے خود سر صاحبقران
سر سے ہٹ گیا تھا اسی حالت مین حائل خان نے تلوار سر صاحبقران پر لگائی تلوار
سر پر پڑی دو انگل سر مین در آئی تھی کہ صاحبقران نے دستانہ مارا تلوار اُس کی سر سے
نکل گئی صاحبقران زخمی ہوکر مع مرکب بالاے زمین گئے مگر گھوڑے سے نہین گرے
مرکب پر سوار رہے ایسی صورت مین جلد صاحبقران نے رومال سے زخم سر کو باندھا ایسی
تلوار ہاتھی فیل پر لگائی کہ پانون اُس کا مانند خیار تر کے قلم ہوا ہاتھی سنبھل نہ سکا پانون کے
کٹ جانے سے زمین پر گرا صاحبقران نے ارادہ اُس کی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھانے کا
کیا تھا کہ حائل خان نے پھر تلوار لگائی صاحبقران نے تلوار اُس کی بند دست پر ہاتھ ڈالکر
چھین لی پھر اُس کی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور وہ سے راوی نے صحیح لکھتے یون
کہا ہے کہ جب صاحبقران نے ساریق بن بقا کو اُس کے تخت پر سے اٹھاکر اپنے سر سے
ایک ہاتھ پر بلند کیا ساریق بن بقا بہت گھبرایا از حد غمگین ہوا زندگی سے اپنے ناامید ہوکر
چلایا کہ یارو مدد کرو میری دست صاحبقران سے مجھے بچاؤ اور اے حائل خان اسوقت
تم میری حمایت کرو اس بندۂ بے ادب نے مجھے اٹھالیا ہے جلد اس کے ہاتھ سے مجھے چھڑاؤ
چونکہ نزدیک حمائل کے ساریق بن بقا تھا حائل خان نے اپنے خداوند کی تقریر سنکے عرض
کرکے کہا کہ اے صاحبقران غضب کیا تمنے کہ خداوند کے ساتھ ایسی بے ادبی کی کچھ خیال انکے
قہر و غضب کا نہ کیا دیکھو تو اس بے ادبی و گستاخی کرنے کی کیسی سزا دیتا ہون یہ کہکر فیلبان سے
اُدھر ہاتھی اپنا بڑھوایا ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان مین رکھکر سینہ صاحبقران کو تاک کر ارادہ
تیر لگانے کا کیا ادھر صاحبقران نے ساریق بن بقا کو سپر قرار دے کر اُس پر تیر کا روکنا چاہا
حائل خان تیر لگانے سے باز رہا کیونکہ اپنے ہاتھ سے اپنے خداوند کے ہلاکی پر تیر کا لگانا مناسب
نہ جان کر تیر نہ لگایا صاحبقران نے چالاکی و ہوشیاری سے اُس کے فیل کے پانون کو قلم کیا
ہاتھی اُس کا منہ کے بل گرا فیلبان نے سنبھل کر قصد تلوار لگانے کا کیا صاحبقران نے جلدی
اُس کو تلوار لگانے کی نہ دے کر داہنے ہاتھ سے ایسی تلوار اُس پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوا پھر
حائل خان کی طرف گرو دوڑا وہ بھی سنبھل کر بیٹھا تھا تیغ کرکے کہا کہ اے حائل خان تم اپنے خداوند

اور خداوند کے بھائی کو بچاؤ ان کی حمایت کرو اور اپنی بھی خیر چاہو فکر اپنی جانبری کی کرو یہ سنکے
اُس نے شمشیر آبدار نکالی صاحبقران نے ساریق بن بقا کے اوپر اُس کی تلوار کو روکنا چاہا
بجائے سپر ساریق بن بقا کو اپنے سر کی پناہ کیا حامل خان نے تلوار لگانے سے ہاتھ روکا ادھر
صاحبقران نے بائیں ہاتھ میں تلوار کو بھی لے کر دہنے ہاتھ سے جھپٹ کر اُس کے بند دست پر ہاتھ
ڈال کر تلوار اُس کے ہاتھ سے کلائی مروڑ کر چھین کر بالائے زمین ڈال کر کمر کی زنجیر میں اُس کے
ہاتھ ڈال کر نعرہ کر کے اُس کو پشت فیل سے اٹھا لیا پھر ساریق بن بقا کو چرخ دے کر زمین پر پٹکا
خواجہ طیفور گرد پا نے جلد اُس کو حلقہائے کمند میں اسیر کر کے ایک عیار کے حوالے کیا اُس نے لیجا کر
قید کیا بعدہ خواجہ نے سختگان کو قتل نکر کے جھٹ سے اُس کو اٹھا کر اپنے ہاتھ پر بلند کیا
قرامرز ثانی نے سپہ سالار حامل خان کو تلوار اُس کی چھین کر پشت فرس سے زنجیر کمر میں ہاتھ
ڈال کر اٹھا لیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کوکب انجم حصاری کو بھی اسی طرح سے اٹھایا
اسی طرح جملہ شاہزادگان موصوف نے ایک ایک سردار سپاہ کفار کو اٹھا لیا اس اثنا میں
صاحبقران و سکندر رستم خو نے ساریق بن بقا و کوکب انجم حصاری کو بالائے سر چرخ
دے کر ارادہ زمین پر پٹک دینے کا کیا اُسوقت وہ دونوں امان طلب ہوئے مردان سپاہ
ہر دو لشکر کفار نے بھی اپنے بادشاہوں کو دست اعدا پر بلند دیکھ کر بیدل ہو کر امان چاہی اور
جا درین ہائیں ہزاروں کفار جنگاہ سے بھاگ گئے جب شور الامان بلند ہوا اور کوکب
انجم حصاری اور حامل خان نے بھی امان چاہی سکندر رستم خو اور صاحبقران نے فرمایا کہ
امان بشرط قبول دین اسلام دی جائے گی حامل خان نے تو کچھ جواب نہ دیا صاحبقران نے
اُس کو زمین پر پٹکا عیاروں حلقہائے کمند اُس پر مار کر اسیر کیا داخل زندان کیا لیکن کوکب
انجم حصاری نے کہا کہ اسوقت ہمکو چھوڑ دیجیے ہم کل یا آج ہی ہنگام شب دربار بادشاہ
لشکر اہل اسلام میں آکر جواب اس کا دیں گے سکندر رستم خو نے صاحبقران سے اجازت
رہائی لے کر اُس کو چھوڑ دیا بالائے زمین بٹھا دیا اُس نے مرکب پر سوار ہو کر صاحبقران سے کہا
کہ ہمارے خداوند ساریق اور سختگان کو بھی رہا کر دیجیے آج شب کو ہم مع خداوند ساریق
کے آپ کے پاس آکر جو کچھ آپ فرمائیں گے اُسے بجا لائیں گے صاحبقران نے عیاروں سے
ساریق کو طلب کر کے کہا کہ اسوقت ہم تجھکو کوکب انجم حصاری کے کہنے سے رہا کرتے ہیں
خبردار سرکشی نکرنا ضرور کوکب انجم حصاری کے ساتھ دربار بادشاہ اہل اسلام میں آنا اور اگر تو
نہ آئے گا اور جان بھاگ کر جائے گا ہم بھی مانند تیری قضا کے وہیں پہونچیں گے اُس نے
کہا کہ ہم نہ بھاگیں گے صاحبقران نے اُسے رہا کر دیا اُس نے رہا ہو کر سختگان دیکھ کر
کہا کہ اس کو بھی رہا کر دیجیے امیر با توقیر نے اُس کو بھی چھوڑ دیا خواجہ نے اُسکو امیر کشورگیر کے
ارشاد سے رہا کیا اور کہا کہ اگر تو وقت شب ہمراہ کوکب انجم حصاری و ساریق بن بقا
کے نہ آئے گا تو ضرور آج کی شب تجھکو مار ڈالوں گا اُس نے اقرار آنے کا کیا اس عرصے میں جو
کفار نے امان چاہی صاحبقران نے باواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین و ایمان دیجاتی ہے
انہوں نے کہا کہ جو ہمارے ہر دو بادشاہ منظور کریں گے اُس کو ہم بھی منظور و قبول کریں گے
یہ سنکے صاحبقران نے نقارۂ امان بجوایا ہر ایک اہل اسلام نے اپنے ہاتھ روکا کفار اہل اسلام سے

جدا ہوئے لڑائی موقوف ہوئی کوکب انجم حصاری مع ساریق بن بقا اور خنگان و سپاہ
باقی ماندہ خود و تیرہ سپاہ حمائل خان کی کہ جو قتل ہونے سے باقی رہی تھی جانب انجم حصار کے قریب شام روانہ ہو
ادھر شاہزادگان موصوف و فرامرز ثانی نے جن سردارون کو گرزون سے اٹھا کر لشکر میں اپنے پہنچا دیا تھا ان کو
ہوش دیا وہ طالب امان ہوئے ان سے بھی سب نے کہا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کروگے تو تمکو امان
دیجائے گی انھون نے دین اسلام کے اختیار کرنے اور مسلمان ہونے سے انکار کیا فرامرز ثانی اور ان
سترہ اٹھارہ شاہزادون نے ان سردارون کو خاک پر پٹک کر قتل و ہلاک کیا بعد اس کے فرامرز ثانی
نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اب میں اپنے لشکر مین جاتا ہون امیر با توقیر نے کہا اے فرامرز ثانی
آج کی شب ضرور ہمارے پاس آنا تم سے کچھ باتین کرنا اور پوچھنا منظور ہے غرض اُس نے آنے کا اقرار کیا مع
اپنی سپاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و غراق آہن کلاہ اپنے فرودگاہ لشکر
کو گیا ادھر صاحبقران مظفر و منصور ہوکر ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سمت لشکرگاہ مع تمامی
سپاہ روانہ ہوئے جب بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ ہوئے اور صاحبقران بھی داخل
بارگاہ ہوچکے تو ملازمون کو طلب فرما کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر کے آج کی جنگ عظیم مین جسقدر سوار کام
آئے ہین اُن دیندار و غازیان و مجاہد کو موافق شریعت ابراہیمی اچھے طور سے دفن کرو اور تعداد
اُن کی بیان کرو ملازم حسب الحکم گئے اور جنگاہ سے لاشون کو اٹھا کر ایک جگہ عمیق دور تک کھدوا کر غسل و
کفن سب کو دے کر نماز میت پڑھ کر اسی غار عمیق مین سب کو دفن کیا گویا گنج شہیدان بنایا اسی طرح حکم
عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی سے ملازمون نے اپنے
لشکر کے سواران مقتول کو دفن کیا یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ اہل اسلام نے اپنے
لشکر کے کشتون کو دفن کیا ہے بمجرد سننے خبر مذکور کے اُس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ طریقہ اہل اسلام
اچھا ہے میت اور کشتون کو میدان جنگ مین پڑا نہین رہنے دیتے ہین غسل و کفن دے کر دفن
کر دیتے ہین لہذا تو بھی اپنے اور حمائل خان کی فوج کے کشتون کو دفن کرا دے کیونکہ وہ بھی
بقا پرست و ساریق پرست تھے یہ خیال کر کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ موافق ہمارے مذہب کے
ہمارے لشکر کے اور حمائل خان کی سپاہ کے کشتون کو بہت جلد دفن کرو اور تعداد کشتون کی بیان
کرو ملازم کاربند ہوئے کفار کے لاشون کو موافق اپنی ملت کے دفن کیا بعدہٗ کوکب
انجم حصاری کے روبرو جا کر عرض کیا کہ حضور کے اور حمائل خان کے لشکرون کے ملازم و سوار
سب ساڑھے تین لاکھ سے کچھ کم قتل ہوئے کوکب انجم حصاری نے سنکے افسوس کیا اسی طور
سے ملازمان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد دفن کرنے کشتون مذکور کے خدمت
صاحبقران مین جا کر عرض کیا کہ حضور کے لشکر ظفر اثر کے جملہ سوار ایک لاکھ سے کچھ زیادہ قتل
ہوئے اور بہت سے زخمی ہین تعداد زخمیون کی چالیس ہزار سے زیادہ ہے امیر با توقیر نے بہت
افسوس کر کے فرمایا کہ وہ دیندار تو راہ خدا مین ذکر سوے جنان گئے خداوند عالم ہمارا بھی انجام
بخیر کرے دنیا سے ہمکو بھی با اسلام و ایمان جب اُس کی مرضی ہو اٹھا لے اور رستگار کرے پھر فرمایا کہ
جو سوار و سردار و سپاہ ہمارے لشکر کے زخمی ہوئے ہین اُن کا علاج کیا جائے پنبان مرہم کی اُن کے
زخمون پر چڑھائی جائین ملازمون نے حکم کی تعمیل کی عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و درویش
موصوف کے ملازمون نے بھی بعد دفن کرنے کشتون کے جا کر عمان شاہ سے دست بستہ عرض کیا

کے بھے حضور کے حکم پر عمل کیا جملہ لشکر حضور کے کشتون کو دفن کیا عمان شاہ نے تعداد اُن کی پوچھی
انھون نے عرض کیا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار سوار قتل ہوے ہین اور پچاس ہزار سوار و سردار
زخمی ہوے ہین ایاے درویش موصوف سے عمان شاہ نے حکم دیا کہ جو جراح حاضر ہون
زخمیون کا علاج کرین ملازم کا رسید ہوے جراح حاضر ہوے زخمیون کا علاج ہونے لگا بعد دفن
ہو جانے کشتون کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار کیا جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ حاضر
دربار ہوے صاحبقران بھی کہ ایک پاس شب گذری تھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار بادشاہ
مین گئے پہلے بادب بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی داراے بن داراب شہریار کو سلام کیا بادشاہ
نے بھی جواب سلام دے کر تعظیم قدآدم کی تعظیم بوجہ مراتب صاحبقران کے کی جملہ اہل دربار نے
سروقد اٹھکر تعظیم صاحبقران کی کی بعدہٗ صاحبقران اپنے دنگل پر شوکت پر بیٹھے پھر سب اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہوکر عرض کیا
کہ آج کی جنگ عظیم مین ہمارے لشکر کے ایک لاکھ سوارون سے زیادہ قتل ہوے اور چالیس ہزار
سوار و سردار لشکر زخمی ہوے شکر ہے خدا کا کہ فتح حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے
یہ سنکے نہایت افسوس کیا اور فتح ہونے کی خوشی ظاہر کی ابھی بادشاہ خاموش ہوے تھے کہ
شاہزادگان سکندر رستم خو و شاہزادہ رفیع البخت وغیرہ دربار بادشاہ مین آئے اور بادشاہ
لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو بادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام بطریق
اہل اسلام دیا پھر اُن کو دیکھکر بہت خوش ہوکر قریب اپنے دنگلون پر بیٹھین و بسیار بٹھایا اُن کی
شجاعت و بہادری کی تعریف کرکے فرمایا کہ آج آپ صاحبون نے یہان آکر کارہاے نمایان کیے
لڑائی کو گویا فتح کیا فیلان جنگی کے پامال کرنے سے اور قتل کرنے سے اہل اسلام کو بچایا بعدہٗ سب
کافرون کو تہ تیغ کیا بادشاہ انجم حصاری و سرداران سپاہ ہر دو لشکر کفار کو تمام جنگ کیونکر
اور تخت سے اٹھا لیا شجاعت و بہادری اپنی ظاہر کی ہمکو خوش کیا سکندر رستم خو وغیرہ نے
عرض کیا کہ آپ نے ہماری تعریف شجاعت کرکے ہماری عزت زیادہ کی ورنہ ہمنے تو کچھ ایسا کار نمایان
نہین کیا ہان شریک جنگ ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام نے پوچھا کہ
آج آپ سب صاحب کہان سے یہان آئے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مفصل حال اپنا بیان کیجیے
بکمال غور سے انھون نے عرض کیا کہ جب ہم لشکر سے جدا ہوے ایک ساحر نابکار نے بزور سحر ہم سبکو
اسیر کیا تھا پھر وہ ساحر ہمکو جانب طلسم زلزلہ لاتا تھا ارادہ اُس کا یہ تھا کہ شاہ طلسم مذکور سے
اجازت حاصل کرکے قتل کرے یا طلسم زلزلہ مین کہین قید کرے جب یہ خبر ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر
کوکب انجم حصاری کو ہوئی اُس نے ہم سب پر رحم کرکے اپنے کوکا خورشید زرین قبا کو کہ وہ
عیار بھی تھا واسطے ہماری رہائی کے روانہ کیا اُس نے اُس ساحر نابکار پر عیاری کرکے آتے بیہوش
کرکے ہمکو قید سے رہا کیا اور کہا کہ تم لوگون کے حال سے بخوبی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے آگاہ ہوکر
مجکو واسطے تمہاری رہائی کے بھیجا تھا مین نے یہان آکر عیاری کرکے اس ساحر نابکار کو بیہوش
کیا اب اُس کو مار ڈالون گا تمکو مین نے رہا کیا ہے اب جہان تمہارا دل چاہے وہان جاؤ یہ سنکے ہم
سب وہان سے چلے اثناے راہ مین سنا کہ شاہزادہ طیمور شیر پر ہوسکی قید آدم خوارون مین
آئی ہے یہ سنکے ہمنے قریب جاکے دلیرانہ ان آدمخوارون سے مقابلہ کرکے اُن کو قتل کیا پھر ان کو

بھگا دیا آخر سردار آدمخواران کہ ہمارے ہمراہ آیا ہی اُس نے ہماری اطاعت اختیار کی شاہزادہ
طیمور شیر پرور کو قید سے رہا کیا اپنے قلعہ سنگین حصار میں لے گیا اُس قلعے پر قبضہ کیا وہان کے
بادشاہ سابق کو کہ ضحاک شاہ تھا اور اسیر تھا اُس کو مسلمان کرکے پھر اُس کے تئین تخت پر بٹھایا
پھر ہم ہمراہی میں شاہزادہ طیمور شیر پرور کے رہے ایک روز صحرا سے سبزہ زار میں شکار آہو ہمراہ
طیمور شیر پرور کے ہم سب کھیل رہے تھے دو چار ہرن شکار کیے تھے کباب اُن کے تیار کرا کے
کھا رہے تھے کہ یکایک چند دیو ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر رکھے ہوے آئے اُنھون نے
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ہم پردہ قاف سے آئے ہین برسواری
حضور یہ تخت زرین و جواہر کار لائے ہین سلیمان صاحبقران نے آپ کو یاد کیا ہی ایک کار
ضروری آپ سے درپیش ہی اسی واسطے آپ کو بلایا ہی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے تقریر اُن دیوون کی
سنکے ہم سب کے باب مین کہا کہ اگر تمھارا دل چاہے تو قلعہ سنگین حصار مین رہو تاوقتیکہ ہم پردہ قاف
سے یہان آئین اور اگر دل چاہے تو لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جا کر داخل ہو
ہم نے قلعہ سنگین مین رہنا قبول نہ کرکے کہا کہ ہم خدمت صاحبقران مین جائینگے اُنھون نے
کہا کہ بہتر ہی پھر اُنھون نے اپنے ایک سردار سپاہ کو اپنے کل لشکر کا مالک و مختار کیا اور اُس سے
اور ہم سبھون سے رخصت ہوکر تخت زرین مذکور پر بیٹھے دیوون نے تخت اٹھا کر اپنے دوش پر
رکھا پھر وہ زمین سے بلند ہوکر سیدھے پردہ قاف گئے ہم سب اس طرف آئے الحمد للہ و المنہ کہ جسے
وقت یہان آکر پہونچے شریک جنگ ہوے ہمنے بطور اختصار تمام حال اپنا عرض کیا بموجب آپکی
ارشاد کے اپنی تقریر کو طول نہین دیا صاحبقران کو اُن کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ طیمور
شیر پرور جانب پردہ قاف پاس سلیمان صاحبقران کے گیا ہی بعد اس آگاہی کے صاحبقران
نے فرمایا کہ آپ صاحبون کا حال معلوم ہوا تمام کیفیت سے آگاہی ہوئی یہان آپ سب صاحبون کے
آنے سے دل کو ہمارے بہت خوشی حاصل ہوئی کیونکہ زینت لشکر اہل اسلام کی آپ ہی صاحبون
سے ہی یہان تو صاحبقران موصوف شاہزادگان نسل اولاد اسد بن کرب غازی سے ہمسخن
ہین لیکن اب حال فرامرز ثانی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب یہ بہادر میدان جنگ سے اپنے لشکر مین گیا
اور سواران مقتول دفن ہو چکے اور اکل و شرب سے بھی فراغت حاصل ہو چکی اُسوقت اُس نے
درویش آفتاب صورت سے کہا کہ صاحبقران نے مجکو آج کی شب اپنے پاس آنے کو فرمایا تھا
مین نے اُن سے آنے کا وعدہ کیا ہی اگر آپ کی اجازت ہو تو جاؤن حال تو میرا اُن پر ظاہر ہو گیا
ہی ہنگام کشتی وہ میرے رخ سے نقاب اٹھا کر مجھے پہچان چکے ہین پھر جو کچھ اُنھون نے مجھسے باتین
کہین وہ بھی آپ سن چکے ہین درویش موصوف نے گفتگو سے فرامرز ثانی سنکے کہا کہ صاحبقران
نے تمھین بلایا ہی اور تمنے اُن سے وعدہ آنے کا کیا ہی تو جاؤ کچھ اندیشہ نہین ہی یہ سنکے فرامرز ثانی
نے کچھ آہستہ سرگوشی مین پوچھا درویش موصوف نے بھی سرگوشی مین جواب اُسکا دیا عثمان شاہ
عراقی آہن کلاہ و سرداران سپاہ وغیرہ کو نہ معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی نے کیا پوچھا اور
درویش موصوف نے کیا جواب دیا غرض فرامرز ثانی درویش ممدوح سے اجازت لیکر پوشاک
نفیس پہنکر مرکب پر سوار ہوکر کچھ سوارون کو ہمراہ لیکے جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا
ہرکارون نے خبر آمد فرامرز ثانی سے صاحبقران کو آگاہ کیا صاحبقران نے اکثر سرداران لشکر

وشاہان ملک کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا انہوں نے جاکر اُس کا استقبال کیا پھر اُسکو
بعزت وحرمت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں لائے فرامرز ثانی نے دربار میں آکر بطریق
اہل اسلام بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح کو سلام کیا امیر باتوقیر نے بعزت وحرمت
اُس کو دلیل پر موافق اُس کی عزت ورتبہ کے بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران موصوف
نے فرامرز ثانی سے یہ پوچھا کہ تم تو بعد گرنے ملکہ کے دریا میں گر کے ڈوب گئے تھے ساتھ ہی ملکہ
کے تم نے بھی اپنے تئین دریا میں گرا دیا تھا ہر چند ہم نے ماہی گیروں سے جال دریا میں ڈلوائے
لیکن تمہارا اور ملکہ کا کچھ بھی پتہ نہ لگا تھا ہمکو سخت تاسف تھا اور ملکہ کا صدمہ ہوا تھا آخر مجبور ہوکر صبر اختیار
کیا تھا اور دل میں اپنے یہ کہا تھا کہ اگر ہمکو یہ معلوم ہو جاتا کہ اگر ہم عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا
کے کرین گے تو ملکہ اور تم دونوں اپنے تئین دریا میں ڈالدوگے تو ہم ہرگز محافہ واسطے سواری
ملکہ کے نہ بھیجتے اور نہ عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کے قرار دیتے خیر شکر ہے خدا کا کہ تمکو ہم نے
دیکھا دل کو خوشی حاصل ہوئی یہ تو بتلاؤ کہ دریا سے کیونکر جانبر ہوئے بعد ازان یہ لشکر کس طور
سے جمع کیا اور یہ درویش آفتاب صورت کون بزرگ ہین ان سے بھی حالات سے اطلاع دو
اور یہان تم ہمراہ درویش موصوف کے کس غرض سے آئے تھے مفصل تمام حالات بیان کرو
تاکہ جملہ حالات سے آگاہی ہو تردد رفع ہو فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ جب آپ نے عقد ملکہ کا
ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کا ارادہ کیا اپنے عیار کا رنج وملال گوارہ نکیا اور محافہ واسطے سواری
ملکہ کے مع جلوس مختصر ہمراہ اپنے ملازمون کے بھیجا اور ملکہ کو انہیں ملازمون سے یہ معلوم ہوا
کہ صاحبقران نے اسواسطے طلب کیا ہے کہ عقد ونکاح میرا ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کے کر دین یہ امر ملکہ کے
ایسا خلاف طبع ہوا کہ سخت اُس کو صدمہ ہوا بے اختیار آبدیدہ ہوئی چونکہ ملکہ مذکورہ کو مجھسے
بدرجہ کمال محبت والفت تھی اور خواجہ کے ساتھ اُس کو اپنا عقد ہونا کسی طرح منظور نہ تھا اسوجہ
سے وہ محافے میں سوار نہوئی مجھسے کہا کہ اسوقت صاحبقران کشورگیر نے واسطے میری سواری
کے محافہ بھیجا ہے اور ان ملازمون سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عقد میرا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا
جائے گا لہذا مجکو اپنا عقد ونکاح ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کا کسی طرح منظور نہیں ہے مجکو تجھسے الفت ہے
اگر اس لشکر میں رہون گی تو ضرور صاحبقران عقد میرا ساتھ خواجہ کے کر دینگے اُس کے
جواب میں مین نے کہا تھا کہ تمکو اپنے عقد کے بارے میں اختیار ہے جس کے ساتھ مناسب جانو
اُس کے ساتھ کرو تم پر جبر نہ کیا جائے گا محافہ صاحبقران ذیشان نے بھیجا ہے چلی جاؤ تعمیل حکم کرو
ان کے روبرو جاکر جو عذر بابت اپنے عقد کے منظور ہو وہ کرنا اُس نے مجھے جواب دیا تھا کہ مجھے
محافے میں سوار ہوکر لشکر صاحبقران میں جانا کسی طرح منظور نہیں ہے باعث میری بے آبروئی کا
ہوگا اور یہان بھی رہنا مجھے قبول نہیں ہے بلکہ اس حالت خوف میں عفت وعصمت میں بابنا
زندہ رہنا گوارا نہیں ہے لہذا اگر ہم اپنی جان دیدین تو ہماری مفارقت اور صدمہ مرگ مین تم
غمگین ہونا دل کو اپنے بہلا لینا مین نے اُس سے یہ کلمات سنکے آبدیدہ ہوکے کہا تھا کہ اے ملکہ
یہ کیا کہتی ہو مین بھی تمہارے بعد زندہ نہ ہونگا جان اپنی دیدونگا اُس نے جواب دیا تھا کہ
خبردار ایسا نکرنا میرے بعد اور کسی زن خوب رو سے عقد کرکے زندگی اپنی بآرام وراحت
بسر کرنا کبھی کبھی ہمکو بھی یاد کر لینا ثواب سورہ فاتحہ سے ہماری روح کو محروم نہ رکھنا یہ کہکر روتی ہوئی

اٹھی تھی مین نے پوچھا تھا کہ اے ملکہ کہان جاتی ہو اُس نے کہا تھا کہ ذرا دریا کے کنارے تک
جاتی ہون دل گھبراتا ہے وقت گرمی کا ہے کنارے دریا جاکر ہوائے سرد سے میرے دل کو فرحت
ہوگی یہ سنکے مین خاموش رہا اُسی جگہ بیٹھا رہا ملکہ مذکورہ نے کنارے دریا کے جاکر اپنے تئین دریا
مین گرا دیا ابھی ملکہ نے ایک غوطہ ہی پانی مین کھایا تھا کہ مین بھی بعد اُس کے جانے کے متردد ہوکر
کنارہ دریا گیا اور ملکہ کو آب دریا مین غوطے کھاتے دیکھکر مین نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا
اُسکے بعد زندہ رہنا گوارہ نہ کیا مردمان لشکر کنارہ دریا سے دیکھ رہے تھے مین ساتھ
ملکہ کے پانی مین غوطے کھا رہا تھا دفعتاً یہ معلوم ہوا کہ مجکو کوئی جانور آکے نگل گیا بعد دو ساعت
کے مین نے اپنے تئین ایک باغ ویران مین اندر بارہ دری کہنہ و شکستہ کے پایا تھا آنکھین
کھول کر اپنے پہلو مین ملکہ کو بھی دیکھا تھا مین نے اپنے تئین مردون مین شمار کرکے پھر آنکھین بند
کرکے کہا تھا شکر ہے خدا کا کہ بعد مرنے کے مجھ ایسے گنہگار سراپا خطاکار کو خدا نے اپنی رحمت کاملہ
سے یہ باغ و بارہ دری میرے رہنے کو عطا فرمائی اور چونکہ خداوند عالم جانتا تھا کہ مجکو ملکہ سے
الفت قلبی ہے اور اسکی مفارقت گوارہ نکرکے مین نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا اسی وجہ سے
اللہ نے میرے حال پر رحم کرکے ایک حور کسی بصورت و شکل ملکہ مجھے عنایت کی ہے وہ میرے
پہلو مین بیٹھی ہے تاکہ مین خوش رہون صدمہ ملکہ کی جدائی کا میرے دل سے دور ہو ابھی مین تقریر
مذکور کرکے خاموش ہوا تھا کہ ملکہ مذکورہ نے بھی غش سے ہوشیار ہوکر آنکھین کھول کر مثل میرے
بارہ دری اور باغ پر اور مجھپر نظر کرکے اُس نے بھی اپنے تئین مردہ شمار کرکے یہ کہا تھا کہ الحمد للہ بعد
ہمارے مرنے کے خدا نے ہمپر رحم کیا یہ بارہ دری و باغ ہمین رہنے کو دیا ہے اور جس شخص سے دنیا مین
ہمکو الفت تھی اُسی شخص کی ہمصورت ایک فرشتے کو ہمارے پاس لا دیا ہے تاکہ بعد مرگ دل
خوش رہے اسی قسم کی بہت سی باتین ملکہ اپنی زبان پر جاری کر رہی تھی کہ یکایک ایک شخص
بارہ دری مین نظر آیا اُس نے قریب آکے کہا کہ تم دونون اپنے تئین مردہ نہ خیال کرو میرے خوف سے
کیا ہو مین تمہارا دشمن نہین ہون مجھے ملک الموت کا خیال نکرو آنکھین کیون بند کرلی ہین کھولو مین
تمہارا دوست ہون تم دونون دریا مین ڈوب رہے تھے مین ادھر سے ادھر آتا تھا تمکو ڈوبتے
دیکھکر میرے دل مین رحم آیا چونکہ بصورت نہنگ تھا تمکو نگل گیا تھا اب یہان آکر تمکو ڈالکر مین
واسطے ایک ضرورت کے گیا تھا ابھی آیا ہون نام میرا عمان جادو ہے مین انسان ہون مجھسے
خائف و ترسان نہو یہ باتین ہم دونون نے اُس شخص کی سنکے آنکھین کھولین اُس کو اپنے حال پر مہربان
پاکر شکر کئے اُسنے ہمکو کچھ میوہ تر و خشک کھلایا اُس باغ کی سیر کرائی پھر ہم دونون باغ
سے بارہ دری مین گئے جاکر بیٹھے اپنے تئین زندہ سمجھکر خوش ہوے پھر عمان جادو کا شکر ادا کیا
ہنگام شب وہ نظر سے غائب ہوگیا صبح کو پھر ظاہر ہوا ہمکو میوہ تر و خشک دے کر کہا کہ اس میوے کو
کھاؤ باغ مین جاکر چشمہ سے پانی پیو باغ کی سیر کرو مین جاتا ہون شام تک آؤن گا یہ کہکر وہ نظر سے
غائب ہوگیا جب زمانہ شب کا آیا حسب وعدہ عمان جادو آگیا ہم دونون کے واسطے میوہ تر و خشک
لایا ہم دونون کو دیا اسیطرح چند روز گذرے شب کو وہ آتا تھا اور دن کو چلا جاتا تھا ایک روز
ملکہ نے اُس سے پوچھا کہ تم دن کو کہان جاتے ہو اور شب کو بھی اگر آتے ہو تو بھی تھوڑی دیر ہمارے
پاس روشنی مین بیٹھتے ہو پھر نظر سے غائب ہوجاتے ہو اس کا کیا باعث ہے مفصل بیان کر دیجئے تو

اُسنے بیان کرنے سے عذر و انکار کیا جب مین نے اصرار کیا تو اُس نے عہد و اقرار لے کر آبدیدہ ہو کر اسطرح
اپنا حال بیان کیا کہ در اصل مین بادشاہ شہر عمانہ کا تھا اپنے شہر کا بادشاہ تھا عدل و انصاف
کرتا تھا رعایا مجھسے بہت خوش تھی کوئی صدمہ و رنج نہ تھا یکایک میرے شہر مین ایک دیو مسمی دیو اعظم
کا ظہور ہوا وہ دیو سحر بھی جانتا تھا مین اُس زمانے مین سحر کرنے سے واقف نہ تھا کوئی سحر مجھکو یاد نہ تھا
مین نے شور و غوغاے رعایا سے اُس دیو کو اپنے شہر سے دفع کرنا چاہا تمام اپنی سپاہ لے کر اُس کے
دفع و قتل کرنے کے واسطے گیا وہ بھی مجھسے آمادہ جنگ ہوا ہنگام جنگ و جدال اُس نے مجھپر
اور میرے تمام لشکر پر سحر کیا پھر مجھکو گرفتار کر کے خود بالاے تخت حکومت بیٹھکر فوج کو میری اپنا
مطیع بجبر کر کے اُن پر سے سحر کو دفع کیا پھر مجھسے کہا کہ اگر تو اِس شہر سے چلا جاے اور پھر یہان نہ آ کے
مجھسے نہ لڑے تو مین تجھکو چھوڑ دون مین نے اقرار کیا کہ تجھسے کبھی نہ لڑونگا اِس شہر سے چلا جاؤنگا
اُسنے مجھے چھوڑ دیا مین نے جا کر ساحرون سے سحر سیکھا جب چند در چند سحر یاد کر چکا تو پھر فوج جمع کر کے
حکومت و سلطنت کے لالچ سے اپنے عہد پر وفا نہ کر کے اُس سے آمادہ جنگ ہوا وہ دیو بھی قلعے سے
نکل کر مع سپاہ میرے مقابلے پر آیا اُس نے مجھپر سحر کیا مین نے اُس کے سحر کو دفع کر کے اُس پر سحر کیا
تا دیر یونہین لڑائی سحر کی رہی آخر کار مین اُس پر سحر و ساحری مین غالب آیا اُس کو اسیر کیا داخل قلعہ
ہو کر تخت پر بیٹھا فوج و رعایا میری میرے دوبارہ تخت پر بیٹھنے سے خوش ہوئی مین نے اُس دیو کے
قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ معشوقہ اُس دیو کی ازلال جادو کہ جو سحر و ساحری مین یگانۂ آفاق تھی
اور دیو اسلم کو چاہتی تھی اور سحر بھی اُس نے دیو اسلم کو کچھ سکھائے تھے مانند بلاے بد آئی اور
مجھپر غضبناک ہو کر اُس دیو کو اٹھا لے گئی پھر آ کر مجھسے لڑی آخر وہ ساحرہ سحر مین مجھپر غالب آئی
مجھکو اُس نے پکڑ کر اپنے سحر مین گرفتار کیا زبان مین میری سوزن لگا دی پھر میدان جنگ سے
قلعے مین جا کر دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر مجھکو طلب کر کے کہا کہ او عمان جادو دل تو
یہی چاہتا ہے کہ تجھکو قتل کرون لیکن پھر رحم بھی تجھپر آتا ہے کہ تیرے قتل سے باز آؤن اگر تو ابکی مرتبہ
مجھسے یہ اقرار کرے کہ اب کبھی اپنی صورت نہ دکھاؤنگا اور نہ کبھی پھر اے جنگ ادھر آؤنگا تو
مین تجھکو چھوڑ دون مین نے جان سے خوف کر کے پھر اقرار کیا کہ اب تم کبھی مجھے نہ دیکھنا اُس نے کہا
کہ اگر اب کہین تجھکو دیکھ لونگی تو ضرور قتل کرونگی یہ کہکر اُس نے مجھکو چھوڑ دیا تھا اُس زمانے سے
مین آوارہ و پریشان خاطر ہو کر بھاگ کر ادھر آیا تھا اس باغ ویرانہ دری کو صحرا مین دیکھکر رہنا
یہان اختیار کیا تھا چنانچہ اب تک یہین شب کو رہتا ہون صبح کو یہان سے اسی دریا مین چلا جاتا
ہون بصورت نہنگ سحر سے بنکر دریا مین صبح سے شام تک رہتا ہون شام کو تاریکی مین یہان آ کر
کچھ اکل و شرب کر کے سو رہتا ہون جس زمانے مین مین یہان آیا تھا تھوڑے سوار میرے لشکر
کے جو نمک حلال تھے وہ بھی میرے ساتھ یہان تک آ گئے تھے آجتک وہ سب اسی باغ کے
دروازے کے سامنے میدان مین فرو کش ہین تنخواہ اُن کی ماہ بماہ دیتا ہون وہ سب سوار
اسی ویرانے مین فرو کش ہین مجھکو ازلال جادو سے اسقدر خوف ہے کہ دن کو بصورت اصلی کبھی
نہین رہتا ہون بلکہ یہان سے بھی بھاگ جاتا ہون خبردار تم اِس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا مبادا
ازلال جادو میرے حال سے آگاہ ہو جاے یہان آ کر مجھکو قتل کرے یہ کہکر وہ خاموش ہو کر
بے اختیار اشکبار ہوا تھا مین نے اُس کے حال پر بہت افسوس کر کے کہا تھا کہ اے عمان جادو

تمنے ہمپر احسان کیا ہی اگر خدانے چاہا تو ہم بھی بعوض اس تمہارے احسان کے تمکو تمہارے
تخت حکومت پر بٹھا دینگے اُس نے خوش ہوکر پوچھا تھا کہ یہ عورت تمہاری کون ہی مین نے
بیان کیا تھا کہ یہ ملکہ ہین دختر بادشاہ ہین ان سے مجھے محبت ہی لیکن ابھی کچھ واسطہ قربت و
نزدیکی نہین ہی اُس نے وجہ بھی پوچھی تھی مجھے بیان کیا تھا کہ ہم اہل اسلام ہین تاوقتیکہ عورت سے
عقد و نکاح نہین کرتے نزدیکی اُس سے نہین کرتے ہین یہ سنکے اُس نے ملکہ کو اپنی دختر ظاہر کیا اور
مجھے اپنا فرزند کہا تھا [illegible] ایک روز دو نکاح پڑھنے والون کو لے آیا عقد و نکاح ہمارا ساتھ ملکہ کے
کردیا ہم اُس روز سے بپابند عیش و عشرت اُسی باغ و بارہ دری مین رہا کرتے تھے ایک روز مین نے
عمان جادو سے کہا [illegible] بہت دل چاہتا ہی کہ واسطے شکار آہو کے صحرا مین جائین اگر تمہاری اجازت
ہو تو شکار کھیل کر جلد واپس چلے آئین اُس نے کہا تھا اچھا جاؤ مگر ایک سمت نہ جانا یعنی جانب
شہر عمانیہ نجانا ورنہ اُس دیو یا اُسکی آشنا ازلال جادو سے تمہین صدمہ پہونچیگا تم اُنسے
مقابلہ کر نہین سکتے ہو اول تو وہ مرد دیو ہی دوسرے ساحر ہی سوا اس کے اُسکی آشنا ساحرہ مذکورہ
بالا سے بے درمان ہی مین نے کہا تھا کہ مین شہر عمانیہ کی طرف نجاؤنگا اُس نے میرے ساتھ اپنے
اپنے ملازم سوارون کو کہ تعدادی تخمینا چار سو پانسو ہونگے ہمراہ کردیا تھا غرضکہ مین ہمراہ اُن سوارون کے
جانب صحرا سے سبزہ زار گیا اور صحرا مین شکار آہو کھیلا تھا بعد شکار کھیلنے کے ارادہ اپنے مسکن
کی طرف جانے کا کیا تھا بلکہ اُسی باغ کی طرف روانہ ہوا تھا مگر راہ بھول کر شہر عمانیہ کی طرف نکل گیا
تھا نہین خوب یاد آیا ایک ہرن پر شکار گاہ مین تیر مارا تھا وہ زخمی ہوکر بھاگا اُس کے تعاقب
مین جانب شہر عمانیہ روانہ ہوا تھا حوالی شہر عمانیہ مین ایک صحرا سے سبزہ زار تھا وہ آہوے
تیر خوردہ اُسی صحرا مین بھاگتا ہوا گیا وہان دیو اسلم کا فرزند دیو سلیم شکار آہو کھیل رہا تھا اُسنے
اُس آہوے تیر خوردہ کو دیکھکر تیر لگا کر زمین پر اُسے گرا کر ارادہ لیجانے کا کیا تھا کہ یکایک مین بھی
پہونچا تھا دیو سلیم سے بابت اُسی آہو کے پہلے حجت و تکرار ہوئی تھی آخرکار نوبت لڑائی کی پہونچی
تھی ہنگام جنگ مین نے اُسکو قتل کیا تھا اُس آہو کو اپنے قبضے مین کیا تھا اسی اثناے مین
میرے ہمراہی سوار بھی میری تلاش مین وہان آگئے تھے اُن سے معلوم ہوا تھا کہ یہ صحرا حوالی
شہر عمانیہ ہی مین وہان سے سوے باغ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا تھا اور دیو سلیم مقتول کو
اُسکے ہمراہی و ملازم نالان و گریان اُٹھا کر سوے قلعہ عمانیہ لے گئے تھے ہنوز تھوڑی راہ مین نے
ہمراہی سواران مذکور طے کی تھی کہ چند سوداگر سامنے سے نالان و گریان با حال پریشان آئے
مین نے اُن سے سبب نالہ و فغان دریافت کیا انھون نے کہا کہ ہم سوداگر ہین اپنے شہر سے
مال و اسباب بکثرت لاکھون روپیہ کا واسطے تجارت کے یہان لائے تھے قافلہ ہمارا صحرا مین
زیر کوہ سے گذرا بالاے کوہ پچاس چالیس ہزار قزاق مسلح رہتے ہین اُن کے حالات سے ہمکو
آگاہی نہ تھی اُن کے افسر نے حکم دیا کہ اس قافلے کو لوٹ لو جملہ قزاق ہنگام شب ہمارے قافلے
پر گرے بہت سے آدمی ہمارے قافلے کے اُن سے لڑکر قتل ہوے باقی ماندہ ہم سب کو اسیر کیا
مال و اسباب ہمارا تمام و کمال لوٹ لیا آج صبح کو افسر قزاقان نے ہمارے حال پر رحم کرکے
چھوڑ دیا ہی اسی وجہ سے ہم نالان ہین کہ تہیدست ہوگئے ہین ہمراہی سب مارے گئے ہین
مین نے اُن پر رحم کرکے کہا کہ ہمکو اُن قزاقون کے پاس لے چلو ہم تمہارا تمام مال و اسباب

اُن سے دلوا دینگے اور اگر وہ نہ دینگے تو اُن کو قتل کرینگے اُن کو پہلے تو ہمارے قول کا
یقین نہ آیا مگر بعدہٗ وہ ہمکو اسی صحرا مین روبروے کوہ لے گئے وہان جا کر ہمنے دیکھا کہ بالاے کوہ
قلعہ ہے جس مین ہزارہا قزاق رہتے ہین اہل قافلہ صحرا مین قتل کیے ہوے پڑے ہین ۔ دیکھتے ہی
ہمنے نعرہ کیا پکار کر کہا کہ اے قزاقو غضب کیا تمنے کہ ان بیچارے تاجرون کو لوٹ لیا ہمراہیون کو
ان کے قتل کیا اب بہتر و مناسب یہی ہے کہ مال و اسباب جو کچھ ان کا لوٹا ہے اُن کو واپس دو
ورنہ ہم تمکو قتل کرینگے یہ سنکے افسر قزاق لشکر کہ نام اُس کا قہور قزاق تھا تمام قزاقون کو لیے
ہمراہ کے زیر کوہ آیا لڑائی ہوئی ہمنے جنگ کو فتح کیا قہور کو زیر کیا وہ مطیع ہمارا ہوکر مع جمعیت
پچاس چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان ہوا ہمکو مع تاجرون کے بالاے کوہ لے گیا بعد دعوت
وضیافت کے تمام مال و اسباب جو لوٹا تھا تاجرون کے حوالے کیا وہ ہمکو دعائین دیتے ہوے
ایکطرف روانہ ہوے قہور قزاق نے بخیر قزاقی ہماری ہدایت سے موقوف کرکے ہمکو اپنا
مہمان کیا اے صاحبقران حال تمام یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جب ہم اور ملکہ دونون دریا مین
گرکے غائب ہوگئے تھے انھین ایام مین خواجہ خضران بن عمرو ہمارے اور ملکہ کے دریا مین غرق
ہوجانے سے نہایت مغموم و ملول ہوے تھے اور یہ نکہ آپ باعث ہمارے اور ملکہ کے دریا مین
گرنے کے ہوے تھے اسی وجہ سے خواجہ خضران بن عمرو آپ سے کشیدہ خاطر ہوکر آپ سے رخصت
ہوکر گریان و نالان جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے تھے اثناے راہ مین اُنھون نے خیال کیا تھا
کہ جب ہم خانہ کعبہ جائینگے تو خواجہ عمرو زنبیل وہانسے عیاری و اسباب عیاری نہ دیکھکر
پوچھینگے کہ زنبیل وغیرہ اسباب عیاری تونے کیا کیا اسوقت اگر یہ سچ کہا جاے گا کہ خواجہ طیفور
گرو ملکہ نے آپ کی صورت رنگ و روغن سے بنکر عیاری کرکے تمام ہلنے عیاری کے مع زنبیل ہسے
لے لیے تو وہ نالائق اور بیہودہ کہکر بہت ناخوش ہونگے لہذا خانہ کعبہ کی طرف نجا اور کسی سمت
چل یہ خیال کرکے ایک صحرا مین بعد قطع راہ بسیار پہونچے تھے بالاے کوہ جاکر ارادہ کوہ سے اپنے
گرا دینے کا کیا تھا اپنی جان کے دینے کا قصد کیا تھا کہ ناگاہ غفلت مین ایک بزرگ نے اُن کو
ہدایت کی تھی کہ اے خضران بن عمرو کیون اپنی جان دیتا ہے یہان سے فلان جانب جا وہان
تجکو ایک فقیر سے ایسی اشیاء نادر و نایاب ملیگی کہ جو بہتر زنبیل وغیرہ سے ہونگی خواجہ خضران
بن عمرو اُس غفلت سے ہوشیار ہوکے کوہ سے اُترکے موافق ارشاد اُس بزرگ کے ایک سمت
روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا مین کہ قبرستان بھی تھا پہونچے تھے وہان ایک
درویش کامل روشن ضمیر خدا پرست مع چالیس اپنے مریدون کے اپنے مرشد کی قبر پر بیٹھا تھا خواجہ
خضران موصوف نے قریب اُس کے جاکے اُسے سلام کیا تھا اُس نے جواب سلام دے کر
کہا تھا کہ بابا آؤ بیٹھو مین تو تمہارے انتظار مین تھا مرشد کی امانتین رکھتا ہون جس کو انھون نے
کہا ہے کہ اُسی کو وہ امانتین دے کر یہ درویش شکر خدا بجا لاے گا یہ کہکر خواجہ خضران ممدوح کو
اپنے پاس بٹھایا اپنا مہمان کیا بعد چند روز کے تمام اپنے مریدون کو قریب اپنے بلاکے درویش
مرجان سرخ مو نے کہا کہ دیکھو یہ جامہ ہمارے مرشد کا ہے وہ بڑے صاحب کمال تھے قریب
اپنی مرگ کے یہ جامہ ہمکو دے کر کہا تھا کہ بالفعل تو اس جامے کو تو پہن جب کوئی ایسا شخص تیرے
پاس آوے کہ جس کے تن مین یہ جامہ درست اور ٹھیک ہو اسی کو دیدینا چنانچہ بعد اُن کے جو کوئی

شخص میرے پاس اس ویرانے میں آیا میں نے حسب وصیت مرشد یہ جامہ پہنایا کسی کے تن پر درست
و ٹھیک نہوا آج یہ بندۂ خدا کہ میں اس کے حالات سے خوب آگاہ ہوں آیا ہے اس کو بھی حسب دستورِ قدیم
یہ جامہ پہناؤں گا چاہتا ہوں کہ پہلے اس شخص سے تم سب باری باری اس جامے کو پہنو شاید تمہارے
تن پر ٹھیک اور درست ہو یہ کہکے ہر ایک اپنے مرید کو وہ جامہ پہنایا کسی مرید کے تن پر ٹھیک اور درست
نہوا سب مرید اپنی بری قسمت سے افسوس کناں ہوے بعد ان مریدوں کے درویش مرجان سرخ مو
نے وہ جامہ اپنے مرشد کا خواجہ خضران بن عمرو کو پہنایا الطاف خدا سے اُن کے تن پر درست اور
ٹھیک ہوا درویش موصوف نے مسکرا کر کہا کہ بابا مبارک ہو کہ یہ جامہ تیرے تن پر درست ہوا اس
جامہ درویش کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا یہ وہ دولت ہے کہ شاہان ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہیں یہ
جامہ میرے مرشد کا ہے انھوں نے اپنے مرشد سے پایا تھا اسی طرح سے ہمتا و فرہنگ اس جامے کی
یہی صورت رہی کہ ایک نے دوسرے کو دیا ہے یہاں تک کہ مجھ سے تم تک پہونچا ہے خاص تمہارے ہی
واسطے یہ جامہ قطع ہوا تھا شکر خدا کا کہ ایسی بے مثل شے دستیاب ہوئی ہے خواجہ موصوف نے
پوچھا تھا کہ اے درویش مرجان سرخ مو تمنے اس جامے کے اوصاف تو از حد بیان کیے ہیں لیکن
میری سمجھ میں نہ آیا کہ باعث اس قدر اس کی تعریف کا کیا ہے درویش موصوف نے کہا کہ بابا اس جامے
کی جو کچھ میں نے تعریف کی ہے زیادہ نہیں کی ہے بلکہ کم کی ہے فقیر خدا پرست ہے جھوٹ نہیں بولتا ہے
دروغگوئی گناہ کبیرہ ہے ذرا یہ جامہ اتار کر مجکو دے تو ابھی اس کی خوبی تجپر ظاہر کروں خواجہ نے وہ
جامہ اتار کر اُس درویش کو دیا اُس نے پہنکر اُسی جامے کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پہلے ایک اکر
نکال کر دکھایا اور کہا کہ یہ وہ اکر ہے کہ اگر کوئی اپنے بازو پر باندھ کر اپنے حریف سے لڑے گا تو کبھی
زیر نہوگا اور اگر خدا چاہے تو اُسپر غالب ہوگا اور اگر مصلحت خدا سے غالب نہوگا تو زیر بھی نہوگا
پھر ایک منڈھی نکالی اور کہا کہ دیکھو یہ وہ منڈھی ہے کہ اگر اس کو حکم کروں تو دو چار ہزار آدمی کے
بیٹھنے کی اس میں گنجایش ہو جائے جب حکم کروں یہ بلند ہو کر جہاں چاہوں یہ منڈھی مجھے لیجائے
سوا اس کے اگر کوئی اس منڈھی میں بیٹھے اُس پر سحر کسی ساحر کا اثر نکرے ہر بلا و آفت سے محفوظ
رہے اسی طرح سے صدہا اشیاے نادر اس جامے کی جیب سے نکال کر دکھا سکتا ہوں تم بھی جس
شے کی نیت سے اس جامے کی جیب میں ہاتھ ڈالوگے وہی چیز تمہارے ہاتھ میں آجاے گی
اور جو کچھ اس جامے کی جیب میں رکھوگے غائب ہو جائیگی وقت ضرورت اگر اُسی رکھی ہوئی شے
کو نکالنا چاہوگے تو پھر ہاتھ میں آجائے گی کہانتک اس کی اشیاے نادر نکال کر دکھاؤں
اور اس کی تعریف کروں یہ کہکر وہ جامہ اتار کر پھر خواجہ خضران کو دیدیا تھا خواجہ خضران
اُس درویش کے مرنے کے بعد ان چالیسوں مریدوں میں سے ایک مرید کو ان سب مریدوں کا
افسر کر کے رنگ و روغن عیاری سے صورت اپنی تبدیل کر کے اُسی منڈھی میں بیٹھکر زمین سے
بلند ہو کر اس ویرانے سے چلے تھے میں نے جو دیو سلیم کو قتل کیا تھا اور رفقائے اس کے لاشے کو
لے کر سوے قلعہ عاشیہ روانہ ہوے تھے جب وہ قلعے میں پہونچے تو اُس کے باپ نے یعنی دیو اسلم
نے اپنے فرزند کے لاشے کو دیکھکر بہت گریہ وزاری کر کے پوچھا تھا کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے
رفقائے دیو سلیم مذکور نے کہا تھا کہ ایک جوان فرامرز ثانی آیا تھا اُس نے اس آپکے فرزند کو
قتل کیا ہے یہ سنکے دیو اسلم نالہ کناں ہوا ابھی دیو اسلم رو رہا تھا نالہ و فریاد کر رہا تھا لاشہ دیو سلیم کا

پڑا تھا کہ ازلال جادو آئی اُس نے جو اپنے فرزند کو کشتہ دیکھا بہت روئی بعدہٗ لاشہ فرزند کو
کہ ازلال جادو کے شکست کھا دفن کر کے یا جلا کے یا دریا میں بہا کے ازلال جادو نے اپنے
سحر کے زور سے دریافت کیا کہ عمان جادو فلان صحرا میں جو باغ ہے اُس میں ہے اور قاتل دیو سلیم
کو وہی دریا سے لایا ہے یہ حال دریافت کر کے اُس نے ایک سردار مسمی صمصام تیغ زن کو چند ہزار
سواروں کی جمعیت سے مع ایک شاگرد و ساحرہ اپنی کے روانہ کیا اُس نے جا کر باغ کا محاصرہ کیا
اُس ساحرہ نے عمان جادو کے باغ کو دیکھ کر عمان جادو کو کلمات درشت کہے عمان جادو نے
باغ سے نکل کر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا سحر و ساحری میں چونکہ اُس سے کمتر تھا ادھر تو عمان جادو یعنی
بادشاہ شہر بابانہ اُس ساحرہ سے لڑ رہا تھا اُدھر ملکہ یعنی میری زوجہ باغ میں پریشان ہو رہی تھی کہ
میں قمور سر ابزن کے ساتھ چالیس ہزار قزاقوں کی جمعیت سے مع مال و اسباب کثیر کوہ مذکور سے
عین وقت جنگ پر پہونچا صمصام تیغ زن نے مجھ سے مقابلہ کیا میں نے ہنگام جنگ اُسے زیر کیا بعد
اُس کو مسلمان کر کے چھوڑ دیا تمام مردان سپاہ بھی اُس کے مسلمان ہوئے اس عرصے میں اتفاقاً
وہ ساحرہ سحر میں عمان جادو پر غالب آئی اُس کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے سوزن اُس کی زبان میں
دے کے اُس نے ہمکو اور صمصام تیغ زن اور قمور تیغ زن کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے اسیر کیا مع
ملکہ اور تمامی مردان سپاہ کو اپنے سحر سے پتھر کا کر کے ہم چاروں اشخاص مذکور کو تخت سحر پر ڈال کر
سحر سے قلعہ مداینہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دیو سلیم و ازلال جادو کے پاس جا کر تمام حال جنگ
بیان کر کے ہم چاروں کو دکھا کر کہا کہ میں ان کو گرفتار کر لائی ہوں اور ساٹھ ہزار سواروں کو اپنے
سحر سے پتھر کا کر آئی ہوں ازلال جادو نے اُس سے خوش ہو کر کہا کہ تو نے کار نمایاں کیا اب میں
ان چاروں کو قتل کرتی ہوں چونکہ وہ ساحرہ اثناے راہ میں مجھ پر مایل ہو چکی تھی کہنے لگی کہ ابھی
ان کو قتل نہ کیجیے بعد ایام عزاے شاہزادہ دیو سلیمان کو قتل کیجیے گا ازلال جادو نے اس کی بات
کو پسند کر کے کہا کہ ان چاروں مجرموں کو زندان میں لے جا کر قید کر علاوہ داروغہ زندان کے
تو بھی ان قیدیوں کی نگہبانی کرتی تا وقتیکہ میں ان کو قتل کروں وہ ساحرہ حسب الحکم ازلال جادو
اپنی استانی کے زندان میں لے گئی ہم سب کو پابزنجیر کیا اکثر زندان میں آیا کرتی تھی طالب وصل
ہوتی تھی میں اُس کی خواہش سے انکار کرتا تھا جب وہ زمانہ عزاے دیو سلیم گذر گیا ازلال جادو
نے اسی ساحرہ سے کہا کہ اب ان چاروں قیدیوں کو زندان سے لے آ تا کہ ان کو قتل کروں اپنے
فرزند کے قاتلوں اور دشمنوں کو تہ تیغ کروں اُس نے بوجہ میری الفت کے اشخاص مذکور کو
زندان سے لانے میں تامل کیا ازلال جادو نے اُس کو کلمات ناز یبا و بیہودہ کہے اُس کو سخت صدمہ
ہوا اُسی عالم صدمہ میں سوے زندان جا کر داروغہ و جملہ نگہبانوں پر وہ غصہ ہو کر ایسا سحر کیا کہ
وہ سب بیہوش ہو گئے پھر وہ ساحرہ زندان میں آئی ہم سب سے کہا کہ پہلے تو میں تمہاری دشمن
تھی تمکو اسیر کر کے لائی تھی اب تمہاری دوست ہوں اور تمہاری شریک ہوں ازلال جادو
کی دشمن جان ہوں اس زندان سے نکلو چلو میں تمکو تمہارے باغ میں پہونچا دوں یہ کہکر زنجیر ہم
صمصام تیغ زن و قمور صف شکن کے توڑے دور کر کے ہم چاروں کو قید سے رہا کر کے
بہت منت و معذرت کی کہ ہنگام شب تاریک تخت سحر پر بٹھا کر اسی باغ کے پاس جا کر تخت سحر کو نیچے
اتارا ہم اور وہ ساحرہ وغیرہ تخت سحر سے اترے ساحرہ مذکورہ نے اُن ساٹھ ہزار سواروں کا دفع

ملکہ کے اوپر سے اپنا سحر دفع کیا سب بدستور صورت اصلی پر آگئے پھر ہم اور عمان جادو
اور وہ ساحرہ داخل باغ ہوئے ملکہ سے ملے یہ خبر ازلال جادو کو پہونچی کہ میری شاگردہ
نے اُن قیدیوں کو رہا کیا اور خود اُن کی شریک ہو گئی غضبناک ہوئی ہنگام سحر تخت سحر پر سوار
ہو کر ایک ساحرہ اپنی شاگردہ کو اور دیو اسلم کو بمع تمامی سپاہ کے قریب باغ آئی پہلے اُس کی شاگردہ
ساحرہ نے در باغ پر آکر پکار کر کہا کہ او عمان جادو ہوشیار ہو جا کہ میں آ پہونچی یہ تقریر اُس
ساحرہ کی سنکے ہم اور عمان جادو اور وہ ساحرہ باغ سے نکلے پہلے اُسی ساحرہ نے جو ہمراہ کل
ہوئی تھی اُس ساحرہ سے سحر و ساحری میں مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار اُس ساحرہ کو اس ساحرہ
نے ہلاک کیا عمان جادو اور ہم سب خوش ہوئے ازلال جادو جو دور سے بالائے تخت سحر
بلندی ہوا پر لڑائی دیکھ رہی تھی اپنی شاگردہ کو مقتول ہوتے دیکھکر غضبناک ہوکر بزور سحر اژدر
آتشیں بنکر ہم سب کی طرف چلی تھی اسوقت ہم سب نے دعا کی یکایک دیکھا کہ بروے ہوا
ایک درویش ایک مسندی میں بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے انھوں نے نعرہ بلندی پر سے کیا کہ او ساحرہ
کیا کرتی ہے ذرا ٹھہر میری طرف نظر کر ساحرہ کہ بصورت اژدہا تھی اُس درویش کی آواز سنکے
ٹھہری اتنے میں وہ درویش بلندی سے بروے زمین آگئے فی الفور انھوں نے اپنی جیب سے
ایک آئینہ نکال کر ازلال جادو کو دکھایا وہ ساحرہ آئینہ کے معائنہ سے بصورت اصلی ہوکر
بیہوش ہو گئی اسی حالت میں درویش ممدوح نے کہ خواجہ خضران بن عمرو تھے مسندی سے
نکل کر اُس ساحرہ کو قتل کیا پھر بعد جنگ دیو اسلم کو بھی ہمنے قتل کر کے فتحیاب ہوکے قلعہ عجائبہ
میں جاکے عمان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دیا بعد چند مدت کے قلعہ عجائبہ سے ہمراہی عمان شاہ
و تین لاکھ سواران جنگی کے جانب طلسم زلزلہ کوچ کیا خواجہ خضران اور ملکہ کو بھی ہمراہ لیا
خواجہ خضران بن عمرو نے نام اپنا درویش آفتاب صورت مشہور کیا بخوف مہرے سبب سے
اپنے تئیں پوشیدہ رکھا سوا میرے ابتک کوئی میرے لشکر میں یہ نہیں جانتا کہ درویش آفتاب
صورت دراصل خواجہ خضران بن عمرو ہیں غرضکہ جب ہم روانہ ہوئے قلعہ عجائبہ سے اثناے
راہ میں صمصام تیغزن کو زخمی کرکے اسفندیار کجکلاہ نے کہ سردار سپاہ عراق ہیں کلاہ
بادشاہ شہر عراقیہ کا جو تمامتر بارگاہ کو چھین لیا تھا جب یہ خبر ہمکو ہوئی لڑائی عظیم ہوئی آخر کار
اسفندیار کجکلاہ اور بہرام ببر سوار دونوں سرداران سپاہ کو اُس نے بقوت بازو زیر کیا وہ مذکور
مذکور اب تک ساتھ ہمراہ ہیں پھر عراق شاہ بھی مسلمان ہوکر ہمارے ہمراہ تین لاکھ سواروں کی جمعیت
سے ہوا اثناے راہ میں ایک نامہ سوار فرستادہ شاہ نقش ہیں بادشاہ شہر نقش ہیں سے ملاقات ہوئی
اسنے نامہ دیا جب وہ نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ شاہ نقش ہیں نے درویش آفتاب صورت کو نامہ
لکھا ہوا اور بھیجا ہوا اسواسطے طلب کیا ہے کہ اُس کے شہر میں جو پہاڑ ہے اُس پر ایک اژدہا کلان آکر
مسکن گزیں ہوا ہے وہ ہر روز وہاں شہر کو اذیت پہنچاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نامہ لایا ہے وزیر اعظم
بادشاہ شہر نقش ہیں کا ہے اور بادشاہ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اژدہا آتش فشاں میرے شہر سے دفع
ہو جائے گا تو میں بصدق دل بمع اپنی رعایا کے مسلمان ہو جاؤں گا جب یہ حالات تحریر نامہ و زبانی
وزیر مذکور سے معلوم ہوئے درویش نے اقرار [illegible] کیا پھر ہمراہ اس وزیر کے درویش
مع فوج سپاہ مذکورہ اور سرداران مسلمان کے اسی شہر کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہونچکر اُس

اژدہے کو مین نے ہلاک کیا بادشاہ تقش بن حسب وعدہ مع اپنی رعایا کے مسلمان ہوا چند روز
کے بعد وہان سے کوچ اس طرف کیا شاہ مذکور نے ایک سردار اپنا مسمی صارف تیغزن مع تین لاکھ
سوارون کے ہمارے ساتھ کیا وہان سے ہم سب یہان آئے آپ سے مین نے مقابلہ کیا بہنگام کشتی
آپ نے نقاب میرے چہرے سے اُٹھا کر مجھکو پہچان لیا مین نے آپ سے مقابلہ بوجہ کہنے خواجہ خضران
بن عمرو کے کیا تھا اور وہ اکجو درویش مرجان سرخ موے دستیاب ہوا تھا وہ اپنے بازو پر باندھ لیا تھا
بلکہ خود خواجہ خضران بن عمرو نے میرے بازو پر باین خیال باندھ دیا تھا کہ آپ سے کبھی زیر نہون
اور قوت مین کمی نہو چنانچہ ایسا ہی ہوا مین نے تمام حال بطور خلاصہ اور بطرز اختصار عرض کیا
صاحبقران نے تمام حالات سنکے فرمایا کہ خیر خواجہ خضران بن عمرو کو وہ جامہ درویش مرجان
سرخ موے ایسا ملگیا کہ جو مثل زنبیل خواجہ طیفور گردیلے ہے اور ہم تو خواجہ خضران بن عمرو کو اپنا
عمو اور بزرگ جانتے ہین اگر وہ ہمسے خفا و ناخوش ہین تو ہم جاکر ان کو منا لیتے ہین یہ فرماکر مرکب کو
طلب کیا ملازم مرکب دربارگاہ پر لائے صاحبقران دربار سے لشکر مع اکثر شاہان ملک وغیرہ کے جانب
لشکر عمان شاہ روانہ ہوئے دلسوز نے یہ خبر درویش آفتاب صورت کو دی کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ اسطرف واسطے آپکی دید کے ونیز آپ سے ملنے کو آتے ہین ارادہ اُن کا یہ ہو کہ آپ سے
مل کر آپکو اپنے لشکر مین بعزت و حرمت لیجائین یہ خبر سنکے خواجہ خضران بن عمرو بصورت اصلی ہوکر
مع عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غزالیہ و بہران ببر سوار و اسفندیار رجگاہ و
تہمور تیغزن و صمصام صف شکن و صارف تیغزن وغیرہ جملہ نامی و نامور و ذی عزت
سردارون اور بادشاہون کو اپنے ہمراہ لیکر برائے استقبال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
یہ کہکر روانہ ہوا کہ اگر صاحبقران موصوف پاس اس فقیر کے تشریف لاتے ہین تو ہم بھی اُن کے
استقبال کے واسطے جاتے ہین اثناے راہ درمیان دونون لشکرون کے جسوقت پہونچے
صاحبقران کا استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ اے عمو نامدار ہم آپ کے لینے کو
آئے ہین جو آپ نے چاہا تھا وہی ہوگیا آپکے پاس خود آگئے آپ ہمارے ساتھ ہمارے لشکر مین
چلیے نادانستہ بابت ملکہ اور فرامرز ثانی کے جو بے وقوعی آیا ہو اُسکے صدمہ و ملال سے درگذر کیجیے
خواجہ خضران نے بھی تقریر بانکساری کی پھر صاحبقران خواجہ خضران بن عمرو وغیرہ کو مع
اُن کے ہمراہیون کو مع خواجہ خضران کے اپنے لشکر مین لاکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ خضران
نے بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو سلام کیا بعد مین صاحبقران نے بعزت تمام قریب تر اپنے خواجہ خضران
بن عمرو کو بٹھایا اور ان کے ہمراہیون کو بقدر مراتب دربار مین بٹھایا ہر ایک اہل دربار خواجہ
خضران بن عمرو کے دربار مین آنے سے خوش ہوا خواجہ طیفور گردیلے نے بزرگ اپنا جانکر خواجہ
خضران بن عمرو کو سلام کیا بعدہٗ عذرخواہ ہوا ہنوز خواجہ خضران بن عمرو موصوف دربار
بادشاہ و لشکر اہل اسلام مین ہمراہ صاحبقران ممدوح کے آکر بیٹھے تھے کہ یکایک چند ہرکارے جو کہ
برائے خبر رسانی معین و مقرر تھے انھون نے دربار مین آکر روبروے بادشاہ و لشکر اہل اسلام و
صاحبقران عالی مقام بعد دعا کے دست بستہ بصد ادب عرض کیا کہ اسوقت کوکب لعبگر حصاری
حسب وعدہ مع ساریق بن ۵ جنگان اور ان اٹھالیس سرداران سپاہ کے جنکو نقابدار
طلسمی نے میدان جنگ مین صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و شیفتہ کرکے اسیر کرکے داخل زندان کیا تھا

اس طرف آگاہی باقی خیریت ہے یہ خبر ہرکاروں سے سنکے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران
عالی مقام نے چند بادشاہان ملک و سرداران سپاہ کو فی الفور واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا
شاہان ملک وغیرہ نے جاکر استقبال کوکب انجم حصاری کا کیا پھر اُس کو اپنے ہمراہ بعزت و حرمت
بارگاہ بادشاہ موصوف یعنی دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں لائے کوکب انجم حصاری نے بادشاہ
لشکر اہل اسلام و صاحبقران موصوف کو سلام کیا صاحبقران نے اُس کے آنے سے دل میں خیال کیا
کہ کوکب انجم حصاری نے ایفاے وعدہ کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے قریب اپنے اُسے بیٹھنے کو
اشارہ کیا وہ بعزت و حرمت بیٹھا ساریق بن بقا نے بھی سلام کیا کیونکہ سنگان نے ساریق کو
سمجھا دیا تھا کہ لشکر اہل اسلام میں جاکر دربار میں داخل ہوکر غرور نکرنا مصلحت وقت ہے کہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو سلام کرنا اور جو کچھ صاحبقران کہیں اُسے منظور کرنا کچھ عذر و انکار نکرنا آئندہ دیکھا جائیگا
پس موافق کہنے سنگان کے ساریق بن بقا نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا اور بقول
راوی دیگر سلام کسی کو نہیں کیا غرض بطور اشارہ بادشاہ موصوف سے ساریق بن بقا موافق
اپنے رتبے کے بیٹھا سنگان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ میں تو بادشاہ لشکر اہل اسلام و
صاحبقران عالی مقام کا خیرخواہ ہوں خواجہ طیفور رکر دیا خواجہ خضران بن عمرو کا فرمانبردار
ہوں بدل مسلمان ہوں خواجہ طیفور و خواجہ خضران وغیرہ اُس کی ان باتوں پر منہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
کی طرف سے پھیر کر مسکرائے بجاے خود کہا کہ یہ نابکار دروغ گو ہے صاحبقران نے بجاے بادشاہ
اُس کے بھی بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ سلام بار دگر کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا پھر وہ اڑتالیسوں
سردار لشکر صاحبقران کے باادب بادشاہ و صاحبقران سلام کرکے اشارہ بیٹھنے کا پاکے دربار
میں اپنے اپنے رتبے پر ہر ایک سردار مذکور بیٹھا صاحبقران کو اُن سرداروں کے رہا ہوکر آنے سے
خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سب خوش ہوے اُسوقت صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ حمائل خان کو زندان سے ہمارے روبرو لاؤ ملازم
فی الفور جاکر اُس کو دربار میں لائے اُس نے اہل دربار پر نظر کی صاحبقران نے اُس کی جانب نظر
کرکے حکم دیا کہ جلد حمائل خان کے تن سے سلاسل وغیرہ کو دور کرو قید سے رہا کرو حمائل خان کو
طوق و سلاسل میں گرفتار رہتے دیکھا نہیں جاتا اسوقت ہمکو لندھور بن سعدان کا خیال آیا ہے
حمائل خان کو لندھور سے قرابت قریبہ ہے ہمکو منظور نہیں کہ روح لندھور بن سعدان حمائل خان
کی اسیری سے ملول ہو ملازموں نے فوراً اُس کو قید سے رہا کیا اُس نے سلام کیا صاحبقران نے
اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بھی بعزت و حرمت دربار میں بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے کوکب انجم حصاری و حمائل خان و سنگان و ساریق بن بقا سے
مخاطب ہوکے ان کو اس طرح ہدایت کی راہ راست دکھائی اور یکتائی و قدرت و صنعت و ہمیشگی
و رزاقی و معبودی پروردگار عالم ظاہر کی کہ اے کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار و اے
حمائل خان جسور شعار و اے ساریق بن بقا و اے سنگان آگاہ ہو کہ لائق حمد و ثنا ذات
خدا ہی سزاوار حمد پروردگار ہی ہے اور قابل سجدہ بھی خالق کون و مکان ہے بجز اُس کے کوئی لائق سجدہ
نہیں ہے سجدہ کا معبودی کے قابل وہی خداے لایزال ہے کہ جسکو کبھی زوال نہیں ہے ہمیشہ سے ہے
اور ہمیشہ رہیگا اُس کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے وہ حادث نہیں ہے طفلی اور جوانی و ضعیفی جسکو کبھی

ہم ہیں بندوں میں اور وہ سبحان

خداوند عالم و عالمیان عادل ہے ظالم نہیں ہے عدل و انصاف کرتا ہے ظلم کسی پہ نہیں کرتا ہے جو خدا کو عادل جانے وہ دوزخی ہے اور گمراہ ہے الغرض وعدہ جھوٹ اور خلاف نہیں کرتا ہے کسی پر ظلم و ستم نہیں کرتا ہے کفر کافر سے کسی کی راضی نہیں ہے ذات اس کی مدام ظلم سے پاک ہے اور ظلم کرنے والوں پر لعنت اس کی ہمیشہ زور رہتی ہے ہیں سب افعال بجا لانا چاہتا ہے نہ بری باتیں جیسے کہ کرتا ہے نہ کسی اپنی مخلوق سے افعال بد کراتا ہے نہ کسی کو وہ گمراہ کرتا ہے مخلوقات خدا کو لینے افعال کے کرنے پر مجبوری نہیں ہے اسنے اپنی مخلوقات کو اسطے قدر مراتب انسان و حیوان کو عقل و فہم و شعور و سمجھ دی ہے اور واسطے ہدایت کرنے کے ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بقولے ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا ہے کہ وہ انسان و جن وغیرہ کو ہدایت کریں راہ راست دکھائیں جیسا کہ اس نظم سے ظاہر ہے۔ نظم۔

اور عادل ہے وہ کرے انصاف — کام اس کا نہیں ہے جھوٹ خلاف — نہ کسی ذات پر ستم وہ کرے

نہیں راضی وہ کفر و کافر سے — ظلم سے پاک ذات ہے وہ مدام — کرے لعنت وہ ظالموں پہ تمام

نہیں کیا ہے ہماری اس کی جاہ — نہ کسی کو کبھی کرے گمراہ — اپنے فعلوں پہ ہم نہیں مجبور

راہ دکھانے اور بتلانے کو ہے شعور — سمجھ اور عقل پہلے ہمکو دی — بھیجا پیغمبروں کو پھر بخوشی

کہ دکھلائیں دین و راہ دین سب کو — یاد ہر دم کیا کریں رب کو — اصول دین پانچ ہیں پہلے توحید

یعنی خدا کو وحدہ لاشریک جاننا۔ دوسرے خدا کو عادل جاننا تیسری اصل نبوت ہے یعنی اپنے پیغمبر کو پیغمبر برحق جاننا اور اسکی امر و نہی پر عمل کرنا اور جملہ پیغمبران سلف کو بھی پیغمبران برحق اور معصوم جاننا اور مذہب حق یہ ہے چوتھی اصل دین کی امامت ہے یعنی اپنے پیغمبر کے بعد اُن کی اولاد کو کہ بارہ امام ہیں اُن کو اپنے پیغمبر دین کا وصی برحق اور جانشین مطلق جاننا اور اُن کو مثل اپنے پیغمبر کے معصوم یقینا جاننا اور یا خدا نے نبی کے اُن کے احکام پر عمل کرنا چوتھے اصل معاد یعنی قیامت ہے اس روز پروردگار عالم جملہ اپنی مخلوق کو اپنی قدرت کاملہ سے زندہ کرے گا اور وہ روز سب کے اعمال نیک و بد کی جزا و سزا کا ہے میزان عمل میں اعمال نیک و بد اسی روز تولے جائینگے جن کے اعمال اچھے ہیں وہ حکم خدا سے داخل جنت ہوں گے اور جن کے اعمال بد ہیں وہ داخل نار دوزخ ہوں گے وہ روز پرسش اعمال کا ہوگا لہذا آپ صاحبوں کو لازم و مناسب ہے کہ اپنے معبود حقیقی اور نبی پیغمبر و آل پیغمبر کو جانیے امر و نہی خدا و رسول پر عمل کیجیے تاکہ رستگار رہیے راہ باطل سے روگردان ہوجیے راہ حق پر قدم رکھیے دین حق کہ دین اسلام ہے اختیار کیجیے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے توبہ کیجیے تاکہ انجام بخیر ہو یہ سرائے دنیا چند روز یہاں ہر ایک کا قیام ہے ہمیشہ تو وہیں رہنا ہے اس دنیا میں خاص کر انس و جن اسواسطے پیدا کیے گئے ہیں کہ وہ عبادت کریں اور خدا کو پہچانیں اور خدا وہی ہے کہ جس نے بغیر ستونوں کے اسقدر وسیع بلند آسمان پیدا کیا ہے دیکھیے کوئی چیز بغیر چوب کے ایستادہ نہیں ہوتا ہے اُسنے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر چوب چرخ فلک کو ایستادہ کیا ہے اور یہ جو دکھائی دیتا ہے سوا اس آسمان کے چھ آسمان اور خدا نے پیدا کیے ہیں ایک آسمان سے دوسرا آسمان ایسا بڑا ہے کہ جیسے دانہ خردل بحر اسے وسیع میں ہو ایک آسمان کو خدا نے کواکب سے زینت دی ہے آٹھواں عرش ہے جسکو عرش الہی اور عرش اعظم کہتے ہیں وہ ایسا عظیم ہے کہ کوئی اُس کی عظمت کا حق کیا بیان کرسکتا ہے عرش کے ساٹھ ہزار قائمے ہیں ہر قائمہ ایسی وسعت رکھتا ہے کہ یہ کون و مکان اگر ساٹھ ہزار درجہ وسیع ہوجائیں تو بھی اس میں سما جائیں چنانچہ عظمت

عرش میں لکھا ہی کہ ایک فرشتہ ہی نام اُس کا دردائیل ہی خداوند عالم نے اُس کو ساٹھ ہزار پر عطا فرمائے ہیں
ہر ایک پر اُس کا اتنا بڑا ہی کہ اگر وہ چاہے تو دنیا کو اپنے ایک پر سے ڈھانک لے ایک روز اُس نے اپنے
دل میں خیال کیا کہ مجھسے کوئی فرشتہ زیادہ پر و بال میں میرے نہ رکھتا ہوگا خدا نے مجھکو ساٹھ ہزار پر عطا
فرمائے ہیں کسی روز عظمت عرش کو دریافت کروں اُڑ کر ابتدا و انتہائے عرش معظم کو معلوم کروں چونکہ
خدا عالم و دانا و واقف و راز نہان ہی دردائیل کے ارادے سے آگاہ ہوا فی الفور اُس کو ساٹھ ہزار حصہ
زیادہ پر عطا فرما کر حکم دیا کہ تو اُڑ کر عظمت عرش کو دریافت کر فرشتہ مذکور اپنی جگہ سے اُڑا ساٹھ ہزار سال
تک بلندا ایک قائمہ عرش سے دوسرے قائمہ عرش تک نہ پہونچا آخر کار تھک کر عذر خواہ ہوا اپنی خستگی و
ماندگی سے اُڑنے سے عاجز رہا ایک قائمہ عرش کی بھی عظمت دریافت نہ کر سکا اُس پر عتاب الٰہی ہوا پر و بال
اُس کے نوچ کر زمین پر ڈال دیا گیا بعد ایک مدت دراز کے اُس کی گریہ و زاری پر خدا نے رحم کیا فرزند
رسول خدا کے تن اطہر سے تن اپنا اُسنے آکر مس کیا امام حسین علیہ السلام کے طفیل سے پھر خدا نے اُس کو
پر و بال عطا فرمائے وہ شادان و فرحان سوے فلک گیا اس تقریر سے نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ عظمت عرش خدا
ایسی ہی کہ کوئی اُس کی انتہا نہیں جان سکتا ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے عرش اطلس و کرسی و سماوات
اور اس عالم دنیا کے سیزدہ ہزار عالم پیدا کیے ہیں کہ ایک عالم کے لوگوں کو دوسرے عالم کے لوگوں اور
دوسرے عالم سے آگاہی نہیں ہی وہی خالق کون و مکان و ہیزدہ ہزار عالم لائق سجدہ ہی وہی معبود حقیقی
ہی وہی رزاق مطلق ہی انس و جن و حیوانات چرند و پرند وکل اپنی مخلوقات کو رزق عطا فرماتا ہی وہی بر آرندہ
حاجات ہی وہی مجیب الدعوات ہی وہی قاضی الحاجات ہی اُسی نے تمام اپنی مخلوقات کو بطفیل اپنے حبیب
جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا کیا ہی اگر خدا اُن کو نہ پیدا کرتا تو پھر کسی اپنی مخلوق کو
ہویدا نہ کرتا اُس کے ذرہ ذرہ سے ظاہر و آشکار ہی اگر انسان غور و فکر کرے اور ذرا بھی تامل سے دیکھے
تو اُس کی خدائی اور معبودی اور قدرت و صناعی اُس پر ظاہر و آشکار ہو جائے آفتاب و ماہتاب کو اُسی نے
واسطے انتظام عالم کے پیدا کیا ہی شب و روز کو اُن کی روشنی سے منور کیا ہی ستاروں اور سیاروں کو خلق
کر کے آسمانوں کو اُن سے زینت دی ہی ستارے اسقدر سماوات پر پیدا کیے ہیں کہ اُن کی تعداد کا علم
اُسی کو ہی یا وہ جس کو چاہے آگاہ کر دے ماہتاب کو آسمان اول پر اُس نے جگہ دی ہی آفتاب عالمتاب
کو چوتھے آسمان پر اُس نے جگہ دی ہی رخ آفتاب کا بعظمت خود نہیں ہی پشت آفتاب جانب دنیا ہی اسپر
اسقدر تمازت و حرارت اُس کی زمین تک ہی کہ اہل دنیا تاب تمازت و حرارت آفتاب لا نہیں سکتے ہیں
اگر رخ آفتاب کا جانب دنیا ہوتا تو زمین اور دنیا مانند دانے کے بریان ہو جاتی کوئی زندہ نہ رہتا
نہ زمین اس طرح رہتی نہ کوئی فرد بشر حیات رہتا آفتاب کو خدا نے زمین سے بہت بڑا پیدا کیا ہی وسعت
دنیا کی آفتاب کے آگے کچھ بھی نہیں ہی مثلاً سمجھ لینا چاہیے کہ آفتاب کو بمنزلہ ایک صحرائے
لق و دق ناپیدا کنار کے خیال کرنا چاہیے اور تمامی دنیا کو بمنزلہ دانہ خردل کے تصور کرنا چاہیے ماہتاب
آفتاب سے چھوٹا ہی خدا نے اپنی قدرت سے چاند کو اُس سے چھوٹا پیدا کیا ہی باوجود اسکے ماہتاب بھی
دنیا سے چھوٹا نہیں ہی بڑا ہی ہی ایک آسمان دوسرے آسمان سے پانچ سو برس کی راہ شہسوار کی ہی آسمان
اول بھی زمین سے پانچ سو برس کی راہ ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مابین زمین و آسمان کئی کرہ
قائم کیے ہیں اول کرہ ہوا ہی بعد کرہ آتش ہی پھر کرہ آب ہی ایک دریا مشرق سے مغرب تک رواں ہی
کوئی قطرہ اس کا زمین پر بے حکم خدا نہیں گرتا ہی زمین پر خداوند عالم و عالمیان نے اپنی قدرت کاملہ سے

انس وجن و حوش و طیور کوہ و دشت و دریا شجر و حجر گل و ثمر سبزہ شاداب ہر قسم کے پھول ہر قسم کی
جنس و غلہ ہر ایک طرح کا میوہ شیرین و ترش کھٹا میٹھا گرم و سرد و معتدل و تمامی اشیاے ضروری حوائج
اہل عالم کو درکار ہیں پیدا کیے ہیں پھولوں کو غور کرکے دیکھنا چاہیے کہ کیسے کیسے رنگ برنگ کے پھول
خدا نے گلشن دنیا میں پیدا کیے ہیں کہ اُن کی تازگی و رنگ و بو وہ ہے کہ جس سے شان قدرت و صنعت خدا
آشکار ہے کوئی دنیا میں ایسا بھی ہے کہ مانند گلہاے باغ کے کوئی پھول بنا سکے اور رنگ سکے اور بو اُس میں
پیدا کر سکے اور تر و تازہ کر سکے کسی میں اتنی قدرت نہیں بجز باغبان جہان کے کہ اُسنے عجب پھول خوشبودار
رنگ برنگ کے پیدا کیے ہیں کہ جن کے سونگھنے سے دماغ معطر ہوتا ہے دل کو فرحت ہوتی ہے طبیعت
خوش ہوتی ہے قدرت خدا اُن کی رنگ و لطافت و بو سے ظاہر ہوتی ہے غنچون کو اُسنے پہلے سربستہ
خلق کیا پھر نسیم سحر سے اُن کو شگفتہ کرایا بلبل کو گل پر شیفتہ کیا وہ حسن و خوبی گل کو دی کہ بلبل
ہزار جان سے گل پر عاشق ہوئی سرو کو وہ راست قامت خلق کیا ہے کہ اُس کی قامت دلجو اور رعنائی
پر قمری شیفتہ و فریفتہ ہے دم عاشقی کے بھرتی ہے نرگس کو اہل نظر اگر دیکھیں تو روشن ہو جاے کہ
خداوند عالم بے شک و شبہ قادر و توانا ہے نرگس کے پھول بعینہ چشم کی صورت خلق کیے ہیں گلشن میں نرگس
تماشاے قدرت الٰہی ہے ہر طرف نگران صنعت کبریائی ہے لالہ نعمان کو عجب رنگین خلق کیا ہے زیب گلشن
اسکا بھی رنگ ہے داغدار ہونا اس کا خالی از سبب نہیں شاید لالہ عشق الٰہی میں داغدار ہے نسرین و
نسترن جپا جوہی سوسن نافرمان گل اشرفی سورج مکھی داؤدی گل عباسی گل جعفری گل صدبرگ
وغیرہ ہر ایک پھول جداگانہ رنگ و بو و لطافت رکھتا ہے نظر غور کرنے سے ان گلوں پر قدرت پروردگار
آشکارا ہوتی ہے جو گل ہے وہ نادر و نایاب و بے مثل و نظیر ہے جو غنچہ ہے وہ لاجواب ہے مظہر قدرت و صنعت
صانع ازل ہے انسان اگر بچشم غور و فکر دیکھے تو اُس پر ثابت ہو کہ سراپا میں کیا کیا عضو ہیں کہ ہر ایک
عضو سے انسان بہرہ مند و فائدہ مند ہے سر کو دیکھیے کہ خداوند عالم نے محل عقل اُس کو کیا ہے حفاظت
دماغ و زینت سر کے واسطے بال پیدا کر دیے ہیں ذرا بھی دماغ میں اگر خلل کسی وجہ سے ہو جاتا ہے تو
حواس خمسہ درست نہیں رہتے ہیں بے حواس ہو کر دیوانہ ہو جاتا ہے تمیز نیک و بد امر میں نہیں کر سکتا ہے
عقل میں فتور پیدا ہو جاتا ہے خرابی دماغ سے انسان گویا حیوان بلکہ حیوان سے بدتر ہوتا ہے آنکھیں
وہ نعمت عظمیٰ ہیں کہ اگر پروردگار اپنی عنایت سے انسان کو نہ دیتا تو انسان کوئی شے دیکھ سکتا
نہ کوئی کار کر سکتا نہ اچھی شے اور بری چیز میں تمیز کر سکتا مانند دیوار بے حس و حرکت ہوتا بے آنکھ
کی روشنی کے بخوبی کہیں جا نہ سکتا آنکھوں میں خدا نے نور عطا فرمایا ہے نور کو سات پردوں میں رکھا
ہے مردمک کے درمیان میں ایک تل ہے کہ جس میں نور ہے اُس نور اور چشم کی کیا حفاظت کی ہے کہ پلکیں
پیدا کی ہیں تاکہ دفعتہً کوئی شے ہوا سے اڑ کر آنکھ میں نہ لگے آنکھ اور بصارت کو ضرر نہ پہونچاے
پلکیں روک لیں گوش اگر خدا نہ دیتا تو بھی انسان بیکار رہتا کچھ سن نہ سکتا تھا کاروبار دنیا کا اچھی طرح
انصرام نہ کر سکتا بینی اگر نہ ہوتی تو تمیز بوے خوش و بد میں بھی انسان نہ کر سکتا اگر زبان خدا نہ دیتا تو
انسان کلام نہ کر سکتا نہ تمیز نعمتوں کے ہوتا ذکر خدا بھی نہ کر سکتا انواع و اقسام کی باتیں بھی کرتا منھ
ہونٹ میں تمیز لذت ہاے طعام نمکین و شیرین و ذائقہ فواکہات کی نہوتی اگر دانت نہوتے تو لطف غذا
وغیرہ کے کھانے کا کیونکر میسر نہوتا اور کلام کرنے میں بھی کلام ہوتا اچھے طور سے الفاظ بھی نکال
نہ سکتا اسی طرح اگر عارض نہوتے تو چہرے کی رونق و زیبائی و خوبی نہوتی حسن دلفریب چہرے سے

پیدا ہوتا اگر گردن نہوتی تو بھی ایک صورت جسم انسان مین خرابی کی ظاہر ہوتی خوشنمائی نہوتی علاوہ اس کے حلق سے جو لقمہ شکم مین جاتا ہی وہ بغیر اسکے اور نرخرے کے کیونکر جاتا اور آب و طعام معدہ مین کیونکر پہونچ سکتا سینے مین خداوند عالم نے ایک پہلو مین دل کو کہ جو بادشاہ اعضا اور اشرف اعضاے ازسرتاپا ہی جگہ دی ہی اگر دل نہوتا تو کسی شے کی خواہش نہوتی انسان جو کچھ چاہتا ہی وہ خود نہین چاہتا ہی بلکہ اُس کا دل خواہش کرتا ہی تن ہر فرد بشر مین دل ایک کوٹھری یا دخانہ کا دوسرے پہلو مین جگر ہی جو بھی اعضاے رئیسہ سے ہی اگر اس کو خدا تن انسان مین خلق نکرتا تو غذا کے ہضم مین فتور ہوتا بلکہ ہضم نہو سکتی سوا اس کے اور بھی فوائد اس سے ہین کہان تک شرح اعضا اور خوبی ہاے اعضا کا بیان کیا جاے جو عضو ہی وہ خالی از فائدہ رسانی نہین ہی دست و پا عجب نعمت ہاے عمدہ ہین اگر ہاتھ نہوتے تو کاروبار دنیا انسان نکر سکتا اگر پاؤن نہوتے تو راہ روی سے باز رہتا اگر عقل نہوتی تو بھی انسان بیکار رہتا غرضکہ انسان سراپا مین جسقدر اپنے عضو رکھتا ہی سب اعضاے انسانی ظاہر کرنے والے عطا و جود و انعام خدا کے ہین اور صنعت و قدرت خداوند کون و مکان کے مظہر ہین اسی طرح ہر ایک شے سے صنعت و قدرت پروردگار ہویدا و آشکار ہی درختون کو دیکھو اُن کے پتون پر نظر کرو کیسے کیسے سرسبز و شاداب و نرم و نازک انواع و اقسام کی صورت و شکل و قطع کے ہین رنگین پتون کی کیسی باریک ہین کہ جن کے دیکھنے سے قدرت خدا ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہی۔ مطلع برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ درختون کو بھی خدا نے اپنے جود و عطا سے محروم نہین رکھا ہی ہر قسم کے گل و ثمر اشجار کو عطا فرمائے ہین اُس کے فضل و کرم و بخشش و عطا سے وہ بھی شامل ہین باغ دنیا مین پھولے پھلے ہین ہواے یا ذالی ہین عالم وجد مین جھومتے ہین چرند و پرند پر نظر کرو تو بھی قدرت معبود حقیقی ظاہر ہوتی ہی کیسے کیسے چرند و پرند انواع و اقسام رنگ برنگ مختلف آواز و صدا و شکل و صورت کے پیدا کئے ہین فتبارک اللہ احسن الخالقین سر بلندی کوہ و درازی و طوالت کوہ ہاے مختلف سنگ اگر نظر کی جاے تو بھی قدرت خالق ارض و سما ظاہر ہو جاے پہاڑون کے ہونے سے بڑے بڑے فوائد متصور ہین زمین پانی پر بچھائی گئی ہی پہاڑ ہر طرف سے دبائے ہوے ہین سوا اسکے پہاڑون سے پانی لعل بدخشانی وغیرہ اشیاے نفیس و بکار آمد پیدا ہوتی ہین دریا خدا نے بہر احتیاج بندگان ہر ایک شہر و دیار مین بلکہ صحرا و دشت مین جاری کئے ہین اُس کے فیض انعام سے اور اُسکے چشمہ لطف و کرم سے اور اُس کے بحر موج جود و انعام سے کوئی مخلوقات سے محروم نہین ہی پانی کی ہر ذی حیات بلکہ نباتات کو بھی احتیاج ہی باعث حیات انسان و حیوان و نباتات وغیرہ پانی ہی جیسا کہ مشہور ہی کل شی حی۔ غرض اس امر مین شک نہین کہ کل چیزون کی حیات پانی سے ہی اگر ابر حکم خدا سے نبرسے تو اجناس کی پیدایش نہو اہل عالم کی پرورش کیونکر ہو ابر و ہوا برق و رعد آفتاب و ماہتاب وغیرہ سب تابع حکم خدا ہین جسوقت جو اُن کا حکم ہوتا ہی اُسے بجالاتے ہین جس کام پر معین ہین اسی کام میں سرگرم رہتے ہین کیا مجال کہ خلاف حکم خدا کرین مہر و ماہ کے روز و شب طلوع و غروب پر نظر کرو ماہ کے عروج پر غور و فکر کرو کیسے تابع حکم خدا ہین روز و شب فرمانبرداری خدا مین بسر کرتے ہین یہ تقریر صاحبقران سپہر ہدایت آمیز جاہل نشان وکوکب انجم حصاری و سرہنگان وساریق بن بقا سے مخاطب ہو کر کی ہر ایک نے بگوش ہوش سنی بعد تقریر مذکور کے صاحبقران نے عمق ساریق بن بقا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ساریق بن بقا تم جو دعوی خدائی کرتے ہو اور

بندگان خدا کو گمراہ کر کے اپنے تئین سجدہ کراتے ہو تم مین کچھ قدرت ہی تم بھی پانی برسا سکتے ہو اجناس کو ماننید
پروردگار عالم کے پیدا کر سکتے ہو تمنے کوئی آسمان پیدا کیا ہی کوئی طبقہ کہین تمنے بھی ہویدا کیا ہی آفتاب و
ماہتاب و ستارے اور سیارے بتاؤ تمنے بھی پیدا کیے ہین ہی کوئی دریا کوئی پہاڑ تمنے بھی پیدا کیا ہی اگر
ان مین سے کچھ پیدا کیا ہی تو وہ کہان ہی مہر و ماہ کی مانند تمنے بھی آفتاب و ماہتاب پیدا کیے ہین کوہ و دشت
و اشجار و بحر و جود دریا و اثمار و گل و غنچہ و حیوان و انسان و چرند و پرند وغیرہ تمنے بھی پیدا کیے ہین اگر
پیدا کیے ہون تو دکھاؤ تم مین بھی کچھ قدرت ہی تمھارا بنایا ہوا آسمان کہان ہی پیدا کی ہوئی تمھاری زمین
کس جگہ ہی خداوند عالم تو ہژدہ ہزار عالم کی مخلوقات کو رزق پہونچاتا ہی اپنی مخلوقات کو روز و شب
سیر و سیراب کرتا ہی تم بھی کسی کو رزق پہونچا سکتے ہو خداوند عالم عالم ہی تم بھی راز دل سے کسی کے آگاہ ہو
دنیا کے واسطے ہمیشہ بقا ہی تمکو بھی حصول بقا ہی اگر کہو کہ ہان تو ہم ہرگز یقین نکرین گے کاذب و دروغ گو
جانینگے جیسے تمھارے آبا و اجداد مرگئے ہین اسی طرح تم بھی ایک روز مرجاؤگے بقا اسوقت کہان ہی
نمرود و شاہ باختری کا کچھ بھی نشان ہی تمیا میتا دم خیشہ سراقہ ہبل کا کچھ لات و منات و جبل وغیرہ فی الجبال
کہان ہین سب نیست و نابود ہوگئے جیسے وہ مردود خدائی کا دعوی کرتے تھے کہ باقی نرہے فنا ہوگئے
فنا ہوجانا واسطے مخلوق کے ہی شان خدا سے حدوث بعید ہی تم دعوی خدائی کرتے ہو اور ایسے عاجز ہو
گلستان باختر سے خائف و ترسان ہو کر یہان تک بھاگتے ہوے آئے ہو یہان بھی تمکو شکست حاصل ہوئی
جنے تمکو تخت سے بقوت بازو اٹھا لیا ہی تم اٹھ آئے ہو طالب امان ہوے ہو اسی اپنی عاجزی پر
دعوی خدائی کرتے ہو توبہ کرو بندۂ خدا سے دو جہان ہو کر دعوی خدائی کرتے ہو بندون کو خدا سے
گمراہ کرتے ہو بہت برا کرتے ہو خدا سے ہمسری کرتے ہو کیا کبیرہ و صغیرہ کرتے ہو کھاتے ہو اور پیتے ہو
سوتے ہو جاگتے ہو بول و براز کرتے ہو چلتے ہو پھرتے ہو تن اور اعضا رکھتے ہو جو باتین کہ ذات خدا اور صفات
خدا کے لائق نہین ہین وہ تم مین موجود ہین کیون مثل شیطان مردم کو گمراہ کرتے ہو دعوی خدائی کرتے ہو
اپنے تئین عبث سجدہ کراتے ہو قہر و غضب و عذاب آتش جہنم سے ڈرو توبہ و استغفار کرو اپنے تئین ایک
ادنی و کمتر بندگان خدا سے جانو بہتری اسی مین اور جانبری تمھاری اسی صورت مین ہی کہ کلمہ طیبہ زبان پر
جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا دنیا و دین مین
تمھارے واسطے بہت خرابی ہوگی دیکھو بہت پچتاؤگے اب بھی راہ راست پر آؤ دعوی خدائی نکرو
ہمسری خدا کی نکرو راہ مستقیم اختیار کرو یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہین جس طرح اکثر مردود نابکار
دنیا مین دعوی خدائی کرکے جہنم مین بعد مرگ گئے تم بھی مثل ان کے ایک روز اس دار فانی سے سوے
عدم جاؤگے نار دوزخ مین جلوگے عذاب شدید مین ہمیشہ رہوگے دیکھو فرعون ہامان شداد نمرود
وغیرہ کہان ہین مانند ان کے تم بھی دنیا مین نرہوگے مال و دولت دنیا کوئی چیز نہین ہی یہ بھی فانی ہی
حکومت ملک بھی مدام نہین ہی ایکدن تم بھی مانند شاہان گذشتگان خالی ہاتھ دنیا سے چلے جاؤگے سوا
اعمال کے نیک ہون یا بد ہون کچھ اپنے ساتھ نلے جاؤگے تمھارے پاس اعمال نیک کہان ہین بجز
اعمال بد کے اور ایسے بد اعمال کہ پناہ بذات خدا تم اپنے تئین بندۂ خدا ہو کر خدا کہلواتے ہو تمکو واجب و
لازم ہی کہ اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرو نہ یہ کہ خود اپنے تئین سجدہ کراتے ہو یہ فعل جو کہ باعث ناخوشی خدا
ہی خدا جانے کہ تمنے کیا سمجھکے اختیار کیا ہی کیا ہمیشہ زندہ رہوگے کیا ہمیشہ بادشاہت و حکومت کیا کروگے
ہرگز نہین کسی کے واسطے زندگی مدام نہین نہ کسی بادشاہ کی حکومت کو ثبات ہی نہ ملک و مال و دولت

ہمیشہ کسی کے قبضے مین رہی ہو نہ رہے گی اس حیات چند روزہ کے واسطے کیون فکر و تدبیر ایسی کی ہو کہ
جس سے مردود خدا ہوگئے ہو اب بھی اگر توبہ کرو تو توبہ تمھاری بیکار نہ ہو جاے گی کیونکہ ابھی تک
در توبہ کھلا ہو حق تعالی ارحم الراحمین ہو تمھاری توبہ قبول کرے گا گناہ کبیرہ و صغیرہ تمھارے اگر اسکی
مصلحت ہوگی تو عفو بھی فرمائے گا عجز و انکساری گریہ و زاری ہنگام دعا و حاجت خوب ہو حق تعالی کو
عاجزی پسند ہو کسی کا غرور رائی کو پسند نہین ہو بسزا اور غرور بجز اس کے کوئی نہین ہو عبث چند نفس
کی زندگی مین ایسے عزم پر کمر باندھی ہو کہ جس سے خداے کون و مکان خشمناک ہو بہتر و لازم ہو کہ اب
باقی حیات اپنی عبادت و اطاعت و فرمانبرداری پروردگار عالم و عالمیان مین بسر کرو جاہ و حشم و مال و
دولت دنیا پر توجہ نکرو دولت رستگاری عقبی کی جا ہو ایسے اعمال نیک کرو کہ بعد مرگ رستگار ہو
داخل جنت ہو سیر باغ بہشت کرو خدا نے بہشت و دوزخ واسطے نیک و بد اپنے بندون کے خلق
کیا ہو تمنے تو کوئی چمن بھی اپنی قدرت سے نہین بنایا ہو نہ کوئی مکان مانند مکانات دوزخ کے تمنے بنایا
ہو کچھ بھی تم مین قدرت ہو ذرا بھی تمنے اپنی قدرت کبھی ظاہر کی ہو کوئی بھی ایسا کام کیا ہو کہ جس سے
کوئی تمکو خداوند کہے محض عاجز و ماندہ ہو کر بالکل بے قدرت و قوت و طاقت ہو کر تمنے دعوی خدائی
کیا ہو ایسا ابلیس نے تمکو بہکایا ہو کہ تم ابلیس سے بھی بڑھکر بندگان خدا کو بہکاتے ہو اتنی زندگی تمنے
بندگان خدا کے گمراہ کرنے مین اور خود گمراہ ہو جانے مین بسر کی سخت نادانی و بیوقوفی کی کچھ بھی تمنے
خیال مرگ و آخرت کا نہین کیا سگ دنیا ہو کر طالب دنیا رہے دنیا مین بھی بخوبی آرام و راحت
بسر نہ کی اچھے طرح سے دنیا بھی تمھارے ہاتھ نہ آئی اطمینان تمکو حاصل ہوا راحت سے بیٹھکر تمنے
دعوی خدائی نہ کیا تمھارے ہاتھ سے دربدر بھاگے پھرے یہان تک کہ گلستان باختر سے بھاگ کر انجم حصار
مین آکر کوکب انجم حصاری سے جو اسوقت سامنے بیٹھے ہین ان سے تم طالب پناہ ہوئے انھون نے
رحم کھا کر تمکو پناہ دی کیسے تم خدا ہو بودے ہو کہ بھاگتے پھرتے ہو طالب پناہ ہوتے ہو اگر کچھ قدرت
رکھتے ہوتے تو نہ بھاگتے نہ طالب پناہ ہوتے واہ واہ کیا خداوند گمراہ کنندہ ہو ایسی بے قدرتی و
عاجزی پر دعوی خدائی کرتے ہو تمکو شرم نہین آتی ہو بڑی ذلت کی بات ہو باز آؤ افعال بد سے
خصوصا دعوی خداوندی سے اپنے معبود حقیقی کو جانو اور پہچانو اسی کو سجدہ کرو کہ وہ لائق سجدہ ہو
سوا اس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہین ہو یہ ہدایت کر کے خاموش ہوئے ساریق بن لقا
نے سر اپنا جیب کا لیا خجالت سے کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب انجم حصاری بادشاہ شہر انجم حصار نے مثل
ہدایت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا خواہش نور ایمان کا
ظہور ہوا بے تامل صاحبقران سے گویا ہوا کہ واقعی آپنے بجا درست فرمایا ایسی رہنمائی و ہدایت
کی کہ میرے دل پر موثر ہوئی بیشک وہی خدا لائق پرستش و سجدہ ہو کہ جو بقول آپ کے خالق کونین
ہو سوا اس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہین ہو افسوس اتنی زندگی مین نے اپنی ناخداشناسی اور
باطل پرستی مین بسر کی جاے شکر ہو کہ اسوقت آپ کی ہدایت سے مین راہ راست پر آیا راہ خدا مجکو
معلوم ہوئی مذہب حق بیشک دین اسلام ہو بڑا احسان کیا آپ نے کہ مجکو راہ خدا دکھائی ظلمت کفر
سے مجھے نکالا جلوۂ نور ایمان کی طرف مائل کیا چاہتا ہون کہ اب آپ مجکو مسلمان کیجیے یہ سنکے
صاحبقران نے از حد شادمان ہوکے کلمہ شہادتین اسے تعلیم کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا اس کے دین اسلام اختیار کرنے سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ اہل دربار خوش

ہوئے بعد مسلمان ہونے کوکب انجم حصاری کے حمائل خان نے بھی صاحبقران سے عرض کیا
کہ مجکو بھی دولت اسلام و ایمان عطا فرمایئے صاحبقران موصوف نے خوش ہوکر اسکو بھی کلمہ پڑھاکر
مسلمان کیا پھر ساریق بن بقا کی جانب سے سنخگان نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام جائے خوشی و شادمانی ہمکو اور مقام فخر و افتخار کا ہے کہ آپ کی ہدایت و رہنمائی
سے یہ خداوندی کہ جو خود دعوی خداوندی کرتے تھے اور اپنے تئین سجدہ کراتے تھے معبود دو جہان
کے سجدہ کرنے کی تمنا ظاہر کرتے ہین اور بندون مین خدا کے اپنے تئین بھی شامل کرنا چاہتے ہین
دعوی خداوندی سے باز رہکر توبہ و استغفار کرکے مابقی حیات اپنی خدا شناسی و عبادت الٰہی مین
بسر کرنا چاہتے ہین کبھی کوئی خداوند کسی کی رہنمائی و ہدایت سے مسلمان نہوا تھا مگر یہ خداوند اسوقت
آپ کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کرنے پر آمادہ ہین ان کو کلمہ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیجیے اور مین تو
بباطن ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے مسلمان تھا بظاہر ان خداوندگو خداوند کہدیتا تھا خلوت مین
نمازین پڑھتا تھا خالق کون و مکان معبود انس و جان کو برجوع قلب سجدہ کیا کرتا تھا ان خداوند کی
ہمراہی مین اپنا دین اسلام ظاہر نہ کرتا تھا دین و دنیا دونون کی طرف مائل و متوجہ تھا اگر آپ کو یا
اور کسی صاحب کو اس دربار دربار و فیض آثار مین میرے قول کا یقین نہو تو وہ سُن لین یہ تقریر
کرکے باواز بلند کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری کیا اہل دربار اُس کی باتون پر مسکرائے اور اس کے
مسلمان ہونے سے خوش ہوئے خصوصا صاحبقران کشورستان شادمان ہوئے خواجہ طیفور
گردیا بھی مسکرائے بعدہٗ خوش ہوئے صاحبقران نے نہایت خوش ہوکر از حد شادمان ہوکر
ساریق بن بقا کو کلمہ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیا اہل دربار اور بادشاہ عالی وقار جملہ صغار و کبار
بہت خوش و خرم ہوئے ہر ایک نے اپنے دل مین کہا کہ مقام شکر خدا ہے کہ ساریق بن بقا جو
دعوی خدائی کرتا تھا اسوقت وہ ہدایت صاحبقران سے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوگیا جملہ
اہل دربار تو اشخاص مندرجہ بالا کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے اور سب کو یہ یقین ہوگیا
کہ چارون اشخاص نامبردہ مسلمان ہوئے لیکن خضران بن عمرو تاتی نے جو چہرہ ہائے نامبردگان
پر بغور نظر کی تو معلوم ہوا کہ پیشانی کوکب انجم حصاری نور ایمان سے نورانی ہے اور حمائل خان
اور سنخگان و ساریق بن بقا کی پیشانیان روشن نہین ہین تاریکی کفر سے تیرہ ہین جب خواجہ
موصوف کو پیشانیون کے دیکھنے سے ثابت ہوگیا کہ کوکب مسلمان ہوا ہے اور تینون اشخاص
مذکور مسلمان نہین ہوئے ہین تو جھک کر گوش صاحبقران مین کہا کہ ساریق بن بقا و سنخگان
اور حمائل خان مسلمان بصدق دل نہین ہوئے ہین ان کی پیشانیان [illegible] نور ایمان سے
روشن نہین ہین ہان کوکب انجم حصاری بصدق دل مسلمان ہوا ہے اس کی پیشانی نورانی البتہ ہے
صاحبقران نے بھی سرگوشی مین جواب دیا کہ اے خواجہ نامدار آپ [illegible] مگر عمل شرع شریف
ظاہر امر سے ہے بطون سے تعلق نہین ہے اسوقت تو ان لوگون نے ہماری ہدایت سے کلمہ پڑھا ہے ہمکو لازم
ہے کہ ہم ان کو مسلمان جانین اگرچہ انھون نے بصدق دل کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری نہ کیا ہو ظاہر پر
عمل کرنا ضرور ہے اب اس مین شک و شبہ نہ کرنا چاہیے اگر یہ لوگ مسلمان نہین ہوئے ہین اور کسی وقت
کفر اپنا ظاہر کرین گے یا بدنمی پیش آئین گے تو اسوقت دیکھا جائیگا یہ بچکر ہمارے ہاتھ سے
کہان جائین گے انشاء اللہ ایسی صورت مین ہم ان کو قتل کرین گے بالفعل تو ہم ان کو اپنا دوست •

اور مسلمان جانتے ہین خواجہ خضران یہ سنکے خاموش رہے اسی اثناے مین وقت دربار کے
برخاست کا آیا بادشاہ و لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا کوکب انجم حصاری بادشاہ موصوف
و صاحبقران ممدوح سے رخصت ہو کر مع ساریق بن بقا و سخنگان کو حمائل خان اپنی
دولت سرا کی طرف بخوشی روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے در دولت پر پہونچا حمائل خان و ساریق
بن بقا و سخنگان کو ایک مکان شاہی مین کہ بہت آراستہ تھا داخل کر کے خود اپنی محلسرا مین گیا
اپنی زوجہ اور اپنی دختر سے تمام حال اپنے مسلمان ہونے کا اور تمام حال حمائل خان و ساریق بن بقا و
سخنگان کے دین اسلام اختیار کرنے کا اور صاحبقران کے ہدایت کرنے کا مفصل بیان کیا بعدہٗ اپنی دختر
مسمی ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اور اپنی زوجہ وغیرہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا جملہ عورتین محلسرا کی کلمہ پڑھ کر
مسلمان ہوئین ملکہ ناہید ہلال ابرو کہ قبل سے دین اسلام اختیار کر چکی تھی بظاہر بقا و ساریق درست
تھی اپنے پدر کے سامنے بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہو کر بعد خوشی کہنے لگی کہ جب سے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے یہان آئے اور لڑائیان ہوئین مین نے بقا اور ساریق بن بقا اور
قتیا بیتا دم حبشیہ وغیرہ سبب سے خداوندون کی طرف متوجہ ہو کر یہ نیت کی تھی کہ اگر لڑائی موقوف
ہو جائے اور جان آپ کی دشمنون سے بچ جاے تو طعام لذیذ و لطیف تیار کر کے نذر دے کر غربا و مساکین
و درسگان کو کھلاؤن گی مگر کسی خداوند نے اعانت و مدد کی تمناے دلی میری بر نہ آئی یہانتک کہ نقابدان
طلسمی بھی ہلاک ہوے جب مین نے مسلمانون کے خدا سے حاجت مذکورہ کے باب مین مدد چاہی تو حاجت
میری بر آئی جان آپ کی دست دشمنان سے بچی لڑائی موقوف ہوئی ملک و مال عزت و آبرو میری بچی
بھی لہذا آج کل ایفاے عہد کرون گی طعام ہاے خوش ذائقہ پکوا کر بطہارت تمام تیار کر کے نذر خدا اہل اسلام کو
کھلواؤن گی اہل اسلام مین سب سے بہتر و افضل لشکر بادشاہ اہل اسلام مین سوا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گردیاد و خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے نہین ہے بس کہ آپ ان کو ذریعہ
اپنے وزیر مسمی جلیسا کے یہان بلاکر نذر خداے دو جہان محلسرا مین کھلوائیے گا مین بخوبی کھانے کا اہتمام
کرون کی دعوت اہل اسلام موصوف مین تکلف کا خیال رکھون کی کوکب انجم حصاری اپنے دل مین
سمجھا کہ دختر میری صاحبقران سے الفت رکھتی ہے ان کا بلانا اس کو مقصود ہے چونکہ خود بھی اپنے
دل مین یہ ارادہ کر چکا تھا کہ عقد اپنی دختر کا ساتھ صاحبقران کے کرون گا اسوقت تقریر اپنی دختر کی سنکر
خیال کیا کہ صاحبقران کا محلسرا مین آنا کوئی قباحت نہین ہے اگر میری دختر کا سامنا بھی ہو جاے گا تو بھی
کچھ حرج نہین ہے انھین کے ساتھ تو اپنی دختر کا عقد کرون گا یہ باتین اپنے دل مین کرکے سنکر اپنی
دختر مذکورہ سے کہا کہ اچھا تمہارے کہنے کے موافق عمل کیا جاے گا تم طعام ہاے لذیذ و خوش ذائقہ سب کو
پکواؤ ہم اپنے وزیر کو روانہ کر کے صاحبقران وغیرہ کو یہان طلب کرین گے تم انھین کو کھانا کھلوانا ایسا سنکے
ملکہ مذکورہ اور حضور جناب نواز ادہ سرور جنگ نواز کہ ہر دو نون معشوقہ خواجہ طیفور گردیاد اور
خضران بن عمرو ثانی کی تھین اپنے اپنے دل مین خوش ہوئین کوکب انجم حصاری فرش خواب پر
جا کر راحت و آرام پذیر ہوا ملکہ ناہید ہلال ابرو نے بہت خوش ہو کر اپنی رفقا ناصرہ سے مخاطب ہو کر
آہستہ کہا کہ خدا نے یہ دن دکھایا عجب نہین کہ تمہاری مراد دل جلد بر آئے انھون نے سنکر عرض کیا
کہ ہماری مراد دل اسیوقت بر آئے گی جب آپ کی تمناے دلی بر آئے گی اسی قسم کی باتین کرتی رہین اور اسیوقت
سے انتظام تیاری طعام کا ہونے لگا عورات محلسرا زینت محلسرا مین اسی وقت سے مصروف ہوئین کہ اسی کی

سامان تیاری طعام نذر و آراستگی مجلسرا مین بدرجہ کمال کوشش ہو رہی ہی مگر اب حال ساریق بن لقا و حائل خان و سخنگان کا لکھا جاتا ہی کہ جب یہ ہر سہ کس بلکہ تاکس داخل مکان ہوکر ایک جا بیٹھے سخنگان نے ساریق بن لقا سے کہا کہ اے خداوند آج آپ نے میری راے پر عمل کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر جان اپنی آپ نے بچائی ورنہ صاحبقران کے ہاتھ سے آپ جانبر نہوتے نہ مین بچتا مین نے بھی ان کے خوش کرنے کو کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا اس مین کیا قباحت ہوئی بہت سی اچھی بری باتین شب و روز مین زبان پہ جاری ہوتی ہین ازانجملہ ایک کلمہ بھی زبان پر جاری کیا اس سے کچھ دین مین خلل نہین آیا ظاہر کا فعل اور ہوتا ہی اور باطنی فعل اور ہوتا ہی آج مصلحت وقت یہی تھی کہ ظاہرا کلمہ پڑھ لیا عزت و جان اپنی بچائی آئندہ دیکھا جاے گا صاحبقران سے سمجھ لیا جاے گا اہل دربار بادشاہ و لشکر اہل اسلام بھی کیا نادان ہین اور صاحبقران بھی کیا سادہ لوح ہین کہ ہمارے ان خداوند کے کلمہ پڑھنے سے خوش ہو گئے دل مین سب سمجھے کہ دراصل خداوند مسلمان ہو گئے یہ خیال کسی نے نہ کیا کہ بھلا خداوند اور مسلمان ہون گے حائل خان نے ہنس کر سخنگان سے کہا کہ ملک جی ہمنے بھی فقط اپنی جان بچانے کو کلمہ اپنی زبان پر جاری کر لیا ہی ظاہرا مسلمان ہوے ہین باطن ہم اپنے دین آبائی پر ہین بیشک بقول تمہارے آج مصلحت یہی تھی کہ کلمہ پڑھ کر جان اپنی صاحبقران وغیرہ سے بچایئے آئندہ دیکھا جاے گا جب اپنا قابو ہوگا اس کا انتقام لے لیا جاے گا ساریق بن لقا حائل خان اور سخنگان کی گفتگو سنکر ایسا پھر گویا ہوا کہ ہمنے تو سخنگان کی راے پر عمل کیا اسی کی راے کے موافق تقدیر بھی کی ہی آگے نئی تقدیر تازہ حسب دلخواہ کی جاے گی فی الحال مصلحت ایسی ہی تقدیر کی گئی ہی حائل خان نے عرض کیا کہ درست و بجا ارشاد ہوا یہ کہکے حائل خان وغیرہ کہ مہان کوکب اعظم حصاری تھے بعد اکل و شرب راحت پذیر فرش خواب ہوے جب صبح ہوئی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے حمام مین جاکر غسل کیا بعد غسل طہارت پوشاک نفیس نہایت نادر و کمیاب شاہزادی جلیل القدر کی پہنی عورات نے مانند عروس شب اول زیور جواہرات و بناو سنگھار و حنا مہندی سے آراستہ کیا اس وقت ملکہ موصوفہ کا وہ حسن و جمال دلفریب تھا کہ اگر عابد و زاہد بھی دیکھتے تو اس کے مصحف رخ کی دید مین محو ہوتے جا نماز کو سلام کرتے صورت اسی کی دیکھا کرتے ادھر تو ملکہ موصوفہ کو عورتون رازدار نے مثل عروس ہر ایک زینت و زیب سے آراستہ کیا ادھر دیگر عورتون نے فرش و آراستگی مجلسرا کا بخوبی تمام انتظام کیا حالانکہ شب ہی سے انتظام ہو رہا تھا ابھی صبح کو بھی مجلسرا کی خوب زینت انواع و اقسام کی زینتون سے کی گئی باورچیون نے حکم ملکہ موصوفہ سے ایسی ایسی غذائین نفیس و لطیف تیار کین کہ جو بادشاہون کے کھانے کے لائق تھین وہ طعامہاے لذیذ و نفیس و لطیف و خوشبو و مرغن ظروف نقرئی وغیرہ مین نکال کر ایک مقام پاکیزہ پر رکھے گئے نقرئی کشتی مین قریب طعامہاے رنگارنگ مذکور اگرسوز کہ جس مین انواع و اقسام کے خوشبو دار بخار بلند تھے رکھی گئی جب یہ سب سامان و انتظام ہو چکا کوکب اعظم حصاری نے اپنے وزیر اعظم مسمی بلیپا کو کہ زیرک و خیر خواہ تھا طلب کرکے حکم دیا کہ اسی وقت خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جاکر بادب میری جانب سے عرض کرنا کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر نیک اختر اس تازہ مسلمان نے کچھ طعام نذر خدا الطہارت اپنے ملازمون سے تیار کرایا ہی باین سبب کہ اس نے عہد و اقرار خداوند عالم سے کیا تھا کہ اگر جنگ موقوف ہو جاے گی تو مین قدر خداوندین اشخاص پابند نماز کو کھانا کھلاؤن گی پس مراد اس کی بر آئی ہی آپ سے بہتر اور خواجہ طیفور کر دیا اور

خواجہ خضران بن عمرو ثانی سے بہتر کوئی شخص نظر نہیں آتا ہے لہذا تکلیف فرماکر محلسرا میں مع ہر دو
خواجہ موصوفین تشریف لاکر تناول طعام فرمائیں منظور فرمائیے باعث میری اور میری دختر کی عزت افزائی
کا ہوگا وزیر مذکور حسب الحکم اپنے بادشاہ کے مرکب پر سوار ہوکر تھوڑے سوار و پیادے اپنے ہمراہ لیکر
جانب بارگاہ **صاحبقران** روانہ ہوا ادھر کوکب انجم حصاری نے اپنے شہر میں منادی کرائی کہ جو
کوئی ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار نکرے گا قتل کیا جاوے گا جملہ ساکنان شہر نے حکم شاہ سے
دین اسلام قبول کیا برہنا و برہمن مسلمان ہوئے بتکدے منہدم ہوگئے مساجد کی بنا ہوئی ادھر
وزیر مذکور خدمت صاحبقران میں آیا جو کچھ کوکب انجم حصاری نے کہدیا تھا باادب عرض کیا
صاحبقران سمجھ گئے کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو نے طلب فرمایا ہے خدا کھلانے کو جو بلایا ہے مطلب اس کا
محض دیکھنے اور کلام کرنے کا ہے اور خواجہ طیفور گردپا اور خواجہ خضران کو اس واسطے بلایا ہے کہ ان کی
محبوب و معشوقوں نے اُن سے کہا ہوگا کہ ان کو بھی بلائیے ہم بھی ان کو دیکھیں مشتاق دیکھنے اور ہم سخن
ہونے کی ہیں غرضکہ بعد آگاہ ہونے کے خوش ہوکر صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے ہم چلنے کو
موجود ہیں یہ فرماکر مرکب کو طلب کیا ملازم مرکب لائے صاحبقران بہ شان نفیس ہنگ گھوڑے پر
سوار ہوکر خواجہ خضران بن عمرو و خواجہ طیفور گردپا کو ہمراہ لیکے بصد شادمانی ساتھ وزیر مذکور کے
سوئے محلسرائے کوکب انجم حصاری روانہ ہوئے جب یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ
صاحبقران کشورستان تشریف لاتے ہیں فوراً مع اپنے ارکان دولت کے واسطے استقبال صاحبقران
کے آیا اثنائے راہ میں استقبال کرکے بعد تعظیم و تکریم محلسرا میں لے گیا چونکہ پردہ ہو چکا تھا صاحبقران
مع خضران و طیفور و کوکب انجم حصاری کے داخل محلسرا ہوئے دیکھا کہ محلسرا انواع و اقسام کی
زینتوں سے آراستہ ہے شاہانہ سامان ہے ایک درجے میں محلسرا کے اندرون پردہ ملکہ ناہید ہلال ابرو و
سرور جنگ نواز و حضور جنگ نواز ہم جلیسان ملکہ وغیرہ ہیں سامنے اُس درجے کے جو مقابل اس کے
دوسرا درجہ تھا اس میں طعام رنگا رنگ ظروف میں زیر چادر زرنشان رکھا ہوا ہے اگر سوز میں لوبان وغیرہ اشیاء
خوشبو کا بخار بلند ہو رہا ہے ایک مقام مسند زرین چند دنگل کرسیاں نقرئی و چوبی رکھی ہیں انمیں صاحبقران
آراستگی محلسرا بجائے خود تعریف کرنے سے تھے ملکہ موصوفہ دید کے مشتاق تھے کہ کوکب انجم حصاری
نے بالائے کرسی زرین صاحبقران کو بٹھایا اور عرض کیا کہ اگر دل چاہے تو دنگل پر کہ وہ بھی موجود ہے بیٹھئے
پھر خواجہ خضران بن عمرو ثانی و خواجہ طیفور گردپا کو بھی عقب صاحبقران بالائے کرسی جو بچی ہے
بٹھایا پھر ملازم خورد و نوش سے مخاطب ہوکے کہا کہ جناب معلی القاب صاحبقران کشورستان تشریف
لائے ہیں میں اسوقت بضرورت جاتا ہوں طعام پیش کرو از حسب قاعدہ شاہانہ دسترخوان بچھا کر طعام
نذر ملکہ صاحبقران وغیرہ کو بعنوان شائستہ کھلاؤ یہ کہکر صاحبقران سے بھی اجازت لیکر حیلہ ضرورت
کرکے اس جگہ سے چلا گیا بعد اُس کے جانے کے اکثر عورتیں بھی بہ بہانہ و حیلہ ہٹ گئیں صرف ملکہ موصوفہ
اور وہ عورتیں جو رازدار تھیں رہ گئیں اسوقت ملکہ ناہید ہلال ابرو نے صاحبقران سے کہا کہ
میں نے آپ کو یہاں تشریف لانے کی تکلیف دی ہے جب بلایا ہے تو آپ آئے ہیں ورنہ یہاں آنے کی آپ کو
کیا ضرورت ہم ہیں تو جی آپ کی تابع ہیں خیر یہ خوبی اپنے مقدر کی ہے کسی سے کیا گلہ اور شکوہ ماحضر کھانے پر
نذر رغبت کر نوش فرمائیے خواجہ طیفور گردپا و خواجہ خضران کو بھی شریک طعام نذ کیجیے میری امید
بر آئی جنگ و جدال موقوف ہوئی ہمارے والد معہ تمامی اپنی رعایا کے مسلمان ہوئے اس محلسرا میں بھی

جلد عورتین مسلمان ہوئین انکے یہان قدم آئے خدا نے یہ دن دکھایا اس روز کی ایک مدت سے آرزو تھی
الہ ریہ و مادر و پدر رکے تھی آپ کا تشریف لانا ہو یہی عہد کیا تھا کہ جب حسب دلخواہ مراد بر آئے گی اسوقت
نذر دلوا کر کھانا کھلاؤنگی بس موافق عہد و اقرار کے بجا لائے عہد برنا ہوا صاحبقران نے جواب دیا شکایت
تمھاری بجا ہی مگر مجبوری کم فرصتی و امور مرجوعہ واقعی تم تک ہمارا آنا کم ہوا ہر چند کہ بیقراری دل نے راحت
آرام سے نہین رکھا دوری مین تمھاری ہمنے راحت سے بسر نہین کی ہر وقت تمھارا ہی خیال رہا لیکن
بخیال افشاے راز روا رہ دوری صبر و تحمل کیا اب خدا نے ایام مفارقت و جدائی دور کیے ہین یہ کہکر اُس
طعام نذر دی بعد کچھ کھانا علیحدہ رکھا ہوا دیکھکر صاحبقران نے پوچھا کہ یہ طعام علیحدہ کیسا رکھا ہی کیا
اسپر بھی کسی کی نذر ہوگی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ کھانا بی ترتی بھرتی کی نذر کا ہی تاکہ جو مراد دلی ہو وہ جلد بر
برآئے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہ بی ترتی بھرتی کون ہین ان کے حال سے آگاہ کرو ملکہ نے
مسکرا کر جواب دیا کہ آپ فقط اتنا ہی سمجھ لین کہ ہم عورتین ہنگام خواہش مراد و تمناے دلی یہ نیت
کرتے ہین کہ اگر یہ کام ہمارا یا یہ مراد ہماری جلدی سے برآئے گی تو ہم بی ترتی بھرتی کی نذر دلائین گے
بیشتر سنا ہی کہ اس نسبت سے لوگون کی یعنی عورتون کی مرادین برآئی ہین حالانکہ حاجت روا خداوند عالم و عالمیان
ہی کوئی کیا کسی کی حاجت بر لائے گا مگر یہ طریقہ نسوان ہی عورتین ناقص العقل مشہور ہین جہالت ان کا
شعار معروف ہی مگر سب عورتین ایسی نہین ہین یہ طعام بی ترتی بھرتی کی نذر کا علیحدہ اپنے ہاتھ سے
نہین رکھا ہی یہ اور عورتون نے رکھا ہی اور انھون نے بی ترتی بھرتی سے اپنی مراد دلی کے برآنے کی
التجا کی ہی وہ سرور جنگ نواز و حضور جنگ نواز ہین جو میری ہم جلیس ہین یہ کام انھین کا ہی صاحبقران
ملکہ موصوفہ کی باتون پر بار بار مسکرائے خواجہ طیفور اور خواجہ خضران بن عمرو اپنی اپنی محبوبہ و معشوقہ
کا نام و ذکر سنکے خوش ہوے اس اثناے مین پھر ملکہ نے کہا کہ اب کیا تامل ہی بسم اللہ ما حضر موجود ہی
نوش کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ اکیلے تو ہم یہ کھانا ہرگز نہ کھائین گے تا وقتیکہ تم بھی ہمارے ساتھ بیٹھکر نہ کھاؤ
ملکہ نے عذر کیا صاحبقران نے عذر اس کا منظور نہ کیے کہا اے ملکہ اب شرم و حجاب و خوف و خطر عبث ہی
یہان دشمنون سے کون ہی نہ کوئی شخص یہان ایسا ہی جس کے لحاظ سے ہمارے ساتھ کھانا کھانے کا نہین عذر
ہو تمھاری والدہ وغیرہ بھی یہان سے کچھ خیال کرکے چلی گئی ہین کوئی بزرگون سے یہان موجود نہین ہی
پھر اب کس کا لحاظ مانع ہی پردے سے باہر آؤ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاؤ سرور جنگ نواز و حضور
جنگ نواز کو بھی ہمراہ لیتی آؤ ورنہ خواجہ طیفور کو روانہ و خواجہ خضران بن عمرو نامدار بھی کھانا
کھانے سے غالبًا انکار کرین گے خدا نے یہ دن دکھایا کہ اسطرح ہمارا یہان آنا ہوا پوشیدہ طور سے ملنے کا
زمانہ گیا ملکہ موصوفہ تقریر امیر کشورگیر سنکے خاموش رہی اُسوقت حضور جنگ نواز و سرور جنگ نواز
وغیرہ دیگر عورتون رازدار نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور مناسب یہی ہی کہ اسوقت صاحبقران کے ساتھ
بیٹھکر آپ بھی غذا نوش فرمائین خاطر صاحبقران ضرور ہی گو آپ شرمگین بہت ہین شرم و حیا مانع ہی مگر مصلحت
وقت یہی ہی کہ عذر و انکار نہ کیجیے شرم و حیا و غیرت کا خیال و عذر نہ کیجیے چلیے پردے سے نکلیے جمال
جہان آرا اپنا اپنے مشتاق دید کو دکھائیے آپ اُن کے چہرۂ زیبا کو دیکھیے خوش و مسرور ہوجیے خدا کا
شکر کیجیے کہ ایام مفارقت دور ہوگئے زمانہ وصل آگیا اب دن عید رات شب برات کی طرح بسر کیجیے عنقریب
عقد و نکاح آپ کا صاحبقران سے ہوجائے گا آپ کے والد ماجد کو قرینہ قیاس اور شاید کسی سے
اطلاع دینے سے حال آپکے عشق و الفت کا معلوم ہوگیا ہی اسی وجہ سے وہ یہان سے ہٹ گئے ہین یہانتک

وسیلہ ضرورت کار کے سے چلے گئے ہیں مرزبانی وفہیم ہیں کچھ نادان و نافہم نہیں ہیں وہ تو
آپ کے والد تھا آپ کو فقط ہم چند عورتوں کے یہاں چھوڑ کر چلے نہ جاتے ملکہ موصوفہ نے آہستہ جواب دیا
کہ تمہاری تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمکو اپنے چاہنے والوں کے وصل کی خوشی ہے اپنے چاہنے والونکے
پہلو میں بیٹھنا چاہتی ہو اُن کو دیکھنا دکھانا اپنے تئین نہیں منظور ہے در پردہ شوق دید نہیں انہیں کا ہے مجکو
نسبت مژدۂ وصل دیتی ہو انہوں نے عرض کیا کہ جب آپ سے صاحبقران کو وصل حصول ہوگا حضور کے
طفیل سے ہم بھی اپنی مراد کو پہونچین گے ملکہ نے حضور جنگ نواز اور سرور جنگ نواز کی تقریر مندرجۂ بالا
سے بظاہر مجبور بباطن خواستگار ہمنشینی صاحبقران کی ہوکر کہا کہ خیر تمہاری خوشی مجکو منظور ہے یہ کہکر پردہ سے
اسطرح باہر آئی کہ جیسے ابر سے ماہ درخشان اور ہم جلیسین اُس کی مانند ستارہ ہائے روشن تھے اُس
پریرو کو جو ہزار زیب وزینت آراستہ کی گئی تھی صاحبقران نے دیکھا ایسے محو جمال ہوے کہ گویا ہمہ تن
تصویر حیرت ہوگئے اسی طور سے خواجہ طیفور گردپا اور خضران بن عمرو ثانی اپنی اپنی معشوقہ کو دیکھکر
اُس کی زیب وزینت و حسن پر نظر کرکے بیخود ہوے شوق و اشتیاق وصل نے اجازت دی کہ اب
دیر کیا ہے اغیار سے مکان خالی ہے مگر بوجہ خیال فعل حرام بجبر و صبر ہر ایک نے اپنے تئین دست درازی
و ہم آغوشی سے باز رکھا خلاف شریعت آگے قدم نہ رکھا لیکن اُن کے دیکھنے سے ہر ایک نہایت خوش ہوا
پھر بعد گفتگوے شکوہ و شکایت بسیار ہر ایک عاشق نے اپنی معشوقہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھکر بصد
خوشی وہ کھانا تناول کیا بعد ازان کنیزین آفتابہ و سلفچی لائین ہر ایک نے ہاتھ دھویا بعد ازان دیر ہر ایک نے
اپنی اپنی محبوبہ سے آہستہ آہستہ باتین راز و نیاز کی کین پھر برسم متعارف بیڑہ پان کھاکر ہر ایک
اپنی اپنی محبوبہ سے رخصت ہوکر بیرون محلسرا گیا صاحبقران نے بمقام دربار کوکب انجم حصاری
پہونچکر دیکھا کہ کوکب انجم حصاری مع اپنے ارکان دولت کے دربار میں بیٹھا ہے ہنوز صاحبقران نے
دربار میں قدم رکھا ہی تھا اور سلام بطریق اہل اسلام کیا ہی تھا کہ کوکب انجم حصاری دیکھتے ہی
صاحبقران کو جواب سلام دے کر تخت سے براے تعظیم سروقد اٹھا پھر عرض کیا کہ آپ نے قدم رنجہ
کرکے مجکو سرفراز کیا دنیا میں سربلندی و عزت مجکو حاصل ہوئی یہ کہکے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ
جلوس فرمائین صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک ہو ہمین تخت نشینی کی خواہش
نہیں ہے تمنے دین اسلام اختیار کیا ہے اس کی خوشی ہمکو تخت نشینی سے بڑھکر ہوئی یہ فرماکر جو دنگل برابر
تخت زرین کے کوکب انجم حصاری نے بعد تکلف بچھوا رکھا تھا اسی دنگل پر صاحبقران کوکب
انجم حصاری کو تخت پر بٹھاکر بیٹھے پھر سب ارکان دولت و حمائل خان و شستگان وغیرہ بھی اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے تھوڑی دیر صاحبقران نے دنگل مذکور پر بیٹھکر کچھ باتین کرکے وقت رخصت سرگوشی میں
کوکب انجم حصاری سے کہا کہ تمہاری دختر نیک اختر نے تو طعام نذر ہمکو کھلایا تمنے دین اسلام لاکر ہماری
کچھ دعوت و ضیافت معقول نہیں کی کوکب انجم حصاری نے یہ تقریر صاحبقران کی سمجھکر سرگوشی میں
جواب دیا کہ یہ کمترین و ناچیز آپ کی کیا نذر کرے کوئی شے لائق نذر آپ کے نہیں رکھتا ہے الا ارشاد آپ کا
یہ خاکسار سمجھا ہے انشاء اللہ حسب تمنا آپ کے یہ خاکسار وہ شے جو اپنی جان سے زیادہ تر عزیز رکھتا ہے
اُس کو جلد تر نذر کرے گا دعوت و ضیافت بھی آپ کی ہوگی جو آپ چاہتے ہیں اگر خدا نے چاہا تو حسب دلخواہ
آپ کے اُس کا سامان کیا جائے گا تامل و تاخیر نہ کی جائے گی اطمینان رکھیے صاحبقران کشورستان
گفتگوے کوکب انجم حصاری سنکے خوش ہوے پھر رخصت ہوکر خواجہ طیفور و خواجہ خضران بن عمرو کو

اپنے ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین آئے دوسرے روز پھر کوکب انجم حصاری نے اپنے وزیر جلیل کو
خلوت مین طلب کرکے اُس سے کچھ باتین بابت عقد و شادی اپنی دختر کے کرکے بہر آگاہی و اطلاع
خاطر ہی خدمت صاحبقران مین روانہ کیا صاحبقران کو جو اُسکے آنے کی ہرکارون سے خبر معلوم ہوئی
چند سردارون کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا اُن سرداران لشکر نے جا کر اُس کا استقبال
کیا پھر اُس کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی دارا بن داراب یمین زرین مین لائے اُس نے بادشاہ
و صاحبقران کو باادب سلام کیا پھر باشارہ بادشاہ ممدوح دربار مین موافق اپنی عزت کے بیٹھ
صاحبقران نے بایمائے بادشاہ سبب آنے کا پوچھا اُسنے بخندہ پیشانی باادب عرض کیا کہ یہ کمترین
مژدہ شادی لے کر آیا ہی مبارک ہو کہ آپ کو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے بہر دامادی تجویز کیا ہی ارادہ
ہمارے بادشاہ کا یہ ہی کہ بہت جلد شادی مذکور کرے مجکو واسطے اطلاع و آگاہی کے آپکی خدمت عالی
مین بھیجا ہی لہذا آپ بھی سامان شادی سے غافل نرہین ہمارا بادشاہ بھی سامان شادی مین مصروف ہی
اپنے ملازمون کو حکم دیدیا ہی کہ جملہ اسباب و سامان شادی نہایت حسن و خوبی سے مہیا و فراہم کیا جاوے
خیر خواہ دولت انتظام شادی مین سرگرم ہین در خزانہ سلطانی وا ہی بیشمار زر سامان شادی مذکور مین
صرف ہو رہا ہی عنقریب رسم بانجام ہونے والی ہی بادشاہ و صاحبقران وغیرہ جملہ اہل دربار یہ خوشخبری
عقد و نکاح و شادی سنکے از حد شادمان ہوئے اُسی عالم خوشی مین حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے وزیر
مذکور کو خلعت فاخرہ دیا گیا وزیر مذکور مع خلعت فاخرہ ہو کر رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کی خدمت مین گیا بعدہ
جو کچھ اُس نے کہا تھا اور جو کچھ دربار بادشاہ مین دیکھا تھا تمام و کمال اپنے بادشاہ سے عرض کیا کوکب
انجم حصاری نے وزیر مذکور سے کہا کہ جلد اپنی حسن تدبیر سے اس شادی کا ایسا سامان و انتظام کر
کہ شاہان روزگار و سلاطین ذی وقار سے کسی نے دیکھا ہو اور میرا بھی یہی ارادہ ہی کہ یہ شادی ایسی کرونگا
کہ کسی بادشاہ نے اپنی دختر کی شادی ایسی دھوم سے نکی ہوگی اور نہ کوئی شاہان روزگار سے بھی
کرے گا کیونکہ مین بجز ایک دختر کے کوئی دوسری دختر و فرزند نہین رکھتا نہ اب امید ولادت اولاد کی
یہ زر چند خزانے کا اسی شادی مین صرف کرنا مقصود ہی بلکہ فکر زر دیگر ہی عمال سے بذریعہ پروانہ جات
زر کثیر طلب کیا جائے گا غالبا علاقون سے زر کثیر آجائے گا وہ بھی اسی شادی مین صرف کر دیا
جائے گا زمانہ میری جوانی کا گذر گیا وقت پیری آگیا ہی امید ترقی حیات نہین ہی نہین معلوم کہ سال آیندہ
تک یا ماہ آیندہ تک زندہ رہون یا نرہون لہذا حوصلے اپنے دل کا نکالون گا موافق اپنی لیاقت و
مرتبہ کے یہ شادی کرونگا دیکھنے اور سننے والون کو حیرت و تعجب ہوگا خصوصا سلاطین جہان کو رشک
حسد ہوگا مجکو معلوم ہی کہ چند رہ خزانے مین سب روپیہ صرف کرونگا زر خزانہ ہائے مذکور سے
ایک حبہ بھی ایک خرمہرہ بھی باقی نرکھونگا تمام و کمال زر مذکور اسی شادی مین صرف کرونگا دیکھون
کہ تو کیسا انتظام کرتا ہی وزیر مذکور نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائینگے جیسا انتظام یہ خیر خواہ
حسب دلخواہ حضور کرے گا کوکب انجم حصاری نے کہا کہ ہان اے وزیر خوش تدبیر انتظام کرنا تیرا کام ہی
جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو ہمارے خزانہ ہائے عامرہ سے لے یہ فرما کر موافق خواہش و طلب وزیر مذکور
کئی کرور روپیہ بالفعل خزانون سے دیدیے گئے وزیر مذکور وغیرہ دیگر ارکان دولت سامان و انتظام
شادی مین مصروف ہوئے بادشاہ مذکور بھی بنفس نفیس خود ظروف اسباب و سامان فراہم
کرنے مین سرگرم ہوا اُدھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی جانب حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے

سرداران سپاہ و شاہان ہفت ملک و دیگر اشخاص نے فراہمی اسباب شادی کا سامان بہت جلد کرنا شروع کیا بعد چند روز کے کوکب انجم حصاری کی جانب سے مانجھا اس تزک اور دھوم سے آیا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوئی سننے والون کو تعجب ہوا بلکہ فلک پیر سامان جلوس و صداے نوبت و نقارہ و دہل و شور جلاجل و بوق و شہنا وغیرہ و کثرت جلوس سپاہ کثیر و زیادتی فیل و شتر قطار در قطار و دیگر جلوس بیجد و نقرئی جواہر کار چوکے و ابریق نقرئی و طلائی و کثرت سواری زنان مانند ہزار در ہزار قفس و سکپال و محافہ زرین دیکھکر حیران ہوا اور چنگ کو چشم غور و تعجب نگران ہوا گاؤ زمین بھی کثرت اسپ و فیل و شتر و مردم جلوس سے بیقرار و بیچین ہوئی باجون کی آوازے گوش انسان و حیوان گویا کر ہوگئے شور مختلف و انواع و اقسام کے باجون کا گنبد فلک پہونچا کہان تک مفصل حال جلوس و نوبت و نقارہ و خوش انتظامی اس رسم مذکور کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ ایسا مانجھا ایسی دھوم اور ایسے جلوس اور ایسے انتظام اور ایسے ہزارہا باجون کے شور و غل سے کسی شاہان گذشتہ و موجودہ نے نہ بھیجا ہوگا اور ایسا زر و جواہر نثار نہوا ہوگا غربا و مساکین کو لٹوا رسم مذکور کسی نے شاہون سے کبھی ایسا زر کثیر خیرات نہ کیا ہوگا اور جس خوبی و حسن انتظام سے یہ مانجھا بھیجا گیا ایسا کبھی کسی بادشاہ نے اور نکے وزرا وغیرہ ارکان دولت و اعیان مملکت نے انتظام نہ کیا ہوگا جب ایسے تزک اور دھوم سے مانجھا لشکر اہل اسلام میں پہونچا اور ونکا ذکر خود بادشاہ لشکر اہل اسلام سامان و جلوس و کثرت سپاہ وغیرہ پر نظر کرکے حیران ہوے اور آہستہ شاہان ہفت ملک وغیرہ سے فرمایا کہ ہکو اس تزک سے مانجھا آنے کی امید نہ تھی بلکہ خیال بھی نہ تھا کوکب انجم حصاری بادشاہ عالی ہمت و حوصلہ ہے خیر ادھر سے بھی رسم ساچق وغیرہ اور برات بھی اس مانجھے کے جلوس و سامان و تزک سے بدرجہا بہتر کی جائے گی اس تزک سے برات جائے گی کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوجائے گی بلکہ خود کوکب انجم حصاری کو بجاے خود مقر ہوگا کہ جس دھوم سے اور تزک سے اس جانب سے یعنی صاحبقران کی طرف سے رسوم شادی کی ہوئی ہمسے بہ نسبت اُن کے مانجھا نہ بھیجا گیا شاہان ہفت ملک وغیرہ سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے جیسا فرمایا ہے انشاء اللہ ویسا ہی ہوگا بلکہ اُس سے بہتر اور زیادہ سامان ہوگا ابھی یہ باتین تھین کہ سواریان بعد مانجھا آنے کے بارگاہون اور خیام مین اترنے لگین بعد اترنے سواریون عورتون کے نازنینان خوبرو و مہجبینان خوش گلو و بروآن عورتون کے رقص و نغمہ کرنے لگی غزلین وغیرہ گانے لگین ازانجملہ ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل روبروے زنان مذکور شروع کی۔

غزل

میں اگر رنگ لب انگشت گزان دیکھون　　پھر نہ تجھ کو بھی اے لعل بدخشان دیکھون
گرہ آ میں رخ قاتل پہ لٹک کر گیسو　　ذبح کے وقت بھی اُس کا رخ تابان دیکھون
چشم محبوب پہ عاشق تو ہوا ہون لیکن　　کیا دکھائے مجھے یہ گنبد گردان دیکھون
حشر پر وعدۂ دیدار وہ بت رکھتا ہے　　یا خدا جلد رخ مہر درخشان دیکھون
چشم جانان کا بعد ناز اشارہ ہے یہی　　کیون میں الفت سے سوے عاشق گریان دیکھون
وہ پری غیر کو تب تم نہ مرے سامنے لے　　بزم میں تکئے نہ میں رشک سلیمان دیکھون
یاد آئے مرے رونے پہ کسی کا ہنسنا　　گل کو میں گریۂ شبنم پہ جو خندان دیکھون
دل میں مردہ نہون ارمان یہ جگ کتا ہے　　اپنے پہلو میں نہ میں گنج شہیدان دیکھون

زنان مذکور اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہونے لگین اکثر عورتین اسکو جواہرات و اشرفیان انعام میں

دینے لگین یہان تک کہ جب تک اُس مطربہ نے تمام و کمال اشعار مندرجہ غزل با لحان خوش گا لئے اسقدر
جواہر و زر اُس کو عورتون نے خوش ہو کر انعام مین دیا کہ وہ مالامال ہو گئی اُس سے اور اُس کی ہمراہی
عورتون ساز بجانے والیون سے بھی وہ زر و جواہر اٹھ نہ سکا آخرکار بہزار تدبیر وہ تمام زر و جواہر لیکر
بزم عشرت سے علٰحدہ گئی بعد اُس کے جانے کے اور ایک مطربہ خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگی اسی طرح
ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین جہان جہان وہ عورتین جو ہمراہ مانجھے کے آئی تھین روبرو اُن کے نازنینان خوبرو
رقص و نغمہ کرنے لگین وہ عورتین گانا اُس کا سنکے ناچنا اُن کا مشاہدہ کر کے شادمان ہو کے زر کثیر انعام
مین دینے لگین خصوصًا وہ زن خوبرو جو رشتہ کی بہن ملکہ ناہید ہلال ابرو کی تھی سب عورتون سے
زیادہ تر انعام دینے لگی تا دیر یہ راگ رنگ رہا صدائے سازہائے رنگارنگ بلند رہی گرخان خوش گلو
باکین آخرکار صاحبقران سلطان کشورستان کو بارگاہ مین بعد پردہ ہونے کے طلب کیا خواہر مذکور ملکہ
ناہید ہلال ابرو نے اپنے ہاتھ سے حسب دستور کلائی مین صاحبقران کی کنگنا باندھا پوشاک زرین
و جواہر کار برنگ زرد پہنائی زیور گلے کی مثل ہار بدہی وغیرہ کے پہنایا دیگر رسوم بھی ہوئی اُسوقت اُس جگہ
ایک مطربہ نے مبارکباد گانا شروع کی وہ نازنین اس حسن و خوبی سے مبارکباد گاتی کہ سب عورتین
سننے والیان خوش ہوئین بہت انعام اُس کو دیا بعد کنگنا باندھنے اور مانجھا پہنانے کے اور رسوم
ادا کرنے کے وہ سب عورتین قفسون مین اور محافون مین سوار ہونے لگین جب سب عورتین سوار ہو چکین
جس تزک اور جلوس سے مانجھا وہ لے کر آئی تھین اسی جلوس سے واپس گئین کوکب انجم حصاری کی
زوجہ نے اپنی دختر کو از حد خوشی سے مانجھے بٹھایا کنگنا اُس کی کلائی مین باندھا گیا پوشاک متعارف زرد رنگ
شاہانہ اُسے پہنائی گئی محلسرا مین بھی نازنینان خوبرو و خوش گلو در و زوجہ کوکب انجم حصاری و ملکہ
ناہید ہلال ابرو کے رقص و نغمہ کرنے لگین ناچ گانا ہونے لگا شور مبارکباد تا گنبد فلک پہونچا محلسرا
مہمان عورتون سے لوٹتی بلکہ کئی مکانات شاہی جو نہایت وسیع تھے زن و مرد سے بھر گئے تھے علاوہ
اس کے صدہا بارگاہین اور خیام ایستادہ تھے اُن مین مہمان فروکش تھے دعوت و ضیافت و مہمانداری
نہایت خوبی سے سب کی ہونے لگی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر یہ شادی و مراسم شادی بہ تفصیل و طوالت
سے تحریر کیے جائین تو بہت طول ہو گا لہذا اختصار پسند طبع ناظرین کے خیال سے خلاصہ و مختصر حال شادی
و عقد رقم کیا جاتا ہے کہ بعد رسم ملکھنے کے و دیگر رسوم طرفین دولہ دلہن والون کے برات ایسے جلوس
و سامان سے خانہ عروس کی طرف روانہ ہوئی کہ دیکھنے والون اور منصف مزاجون نے باہم کہا کہ بہ نسبت
جلوس و تزک اس برات کے جلوس و تزک مانجھے کا کچھ بھی نہ تھا جب ایسے جلوس سے صاحبقران
مع جملہ سرداران سپاہ و بادشاہ داراب سرزمین ذرہ قریب تر خانہ عروس کے پہونچے
کوکب انجم حصاری جلوس وغیرہ پر نظر کر کے خود متفکر ہوا کہ مین نے مانجھا ایسے سامان و جلوس سے
نہین بھیجا تھا جیسی سامان و جلوس و خدم و حشم و تزک و شان و شوکت سے یہ برات آئی ہے غرضکہ
جو مکانات شاہی قبل سے آراستہ فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے پیراستہ کیے گئے تھے انھین مین براتی
فروکش ہوئے بزم عشرت مین بھی اکثر سرداران سپاہ و سلاطین و شاہزادگان و شاہان ہفت ملک
علے قدر مراتب دنگلون کرسیون زرین پر قریب مسند صاحبقران بیٹھے نازنینان خوبرو سامنے صاحبقران
کے رقص و نغمہ کرنے لگین جملہ اہل بزم شادی ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے اُن مین سے ایک طرحدار
حسین و جمیل و خوش آواز نے یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

شب وصلت نہ وہ گر پردہ غل جاتا تو کیا ہوتا — مرے دل سے جو اک ارمان نکلتا تو کیا ہوتا
عبث اے دوستو ماتم میں میرے آج روتے ہو — سوے ملک عدم بالفرض کل جاتا تو کیا ہوتا
جو پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے — اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
ہوا بوسہ کیوں تجھے متاع حسن عارض کا — درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھنک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا — کہا او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

اہل بزم سننے لگے عاشق طبع اشعار عاشقانہ مسند رچ سنکے خوش ہوکر بجاے خود تعریف خوش گلوی مطربہ و ثناے اشعار کرنے لگے مطربہ مذکورہ تا دیر رقص و نغمہ کیا کی پھر کیے بعد دیگرے نازنینان مہ جبین ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکے ناچنے گانے لگین اہل محفل جلنے لگے آخر کار بعد سماعت و قبول اہل علم نے بزم عشرت میں بساعت نیک و سعید صیغہ عقد صاحبقران پڑھا بعد عقد و نکاح ہو جانے کے نازنینان مذکور مبارکباد گانے لگین ار بار انعام کثیر لینے لگین بعد اختتام جلسہ عشرت و عقد و نکاح حسب الطلب صاحبقران داخل محلسرا ہوے رسوم عورتون نے شادی کے ادا کیے پھر صاحبقران نے ملکہ مذکورہ کو اٹھاکر محافہ زرین مین سوار کیا کوکب انجم حصاری نے بطریق جہیز اسقدر زر و جواہر و اسباب مال و متاع دیا کہ تفصیل اُس کی ہو نہین سکتی گرضکہ برات رخصت ہوئی مکانات انجم حصاری سے ایک مکان نہایت آراستہ مین برات اتری یعنی صاحبقران نے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو محافہ زرین سے اُسی مکان مین اتار اجب وہ روز بسر ہوا ہنگام شب صاحبقران نے پاس ملکہ ناہید ہلال ابرو کے جاکر مدعاے دل حاصل کیا تمناے حسرت طالب و مطلوب بر آئی غنچہ ہاے قلوب شگفتہ ہوے اور راوی دیگر نے یون بیان کیا ہی کہ عقد و نکاح صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید ہلال ابرو کے برسم و قاعدہ ملک عرب ہوا نہ بقاعدہ و رسوم ہندوستان ہوا جیسا کہ لکھا گیا ہی غرض بہر طور عقد و نکاح ہوا بعد عقد ہونے صاحبقران کے سرور جنگ نوازے عقد خواجہ خضران کا ہوا اور حضور جنگ نوازے خواجہ طیفور گردیا کا عقد ہوا یہ دونون بھی اپنی اپنی محبوبہ و زوجہ سے ہم بستر ہوے صبح کو صاحبقران و خواجہ طیفور گردیا و خواجہ خضران بن عمرو ثانی داخل حمام ہوے بعد غسل کرنے کے پوشاکین نفیس وغیرہ پہنکر حمام سے باہر آئے صاحبقران وہر دو خواجہ مذکور دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین گئے صاحبقران بعد سلام کرنے کے اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور گردیا و خواجہ خضران بھی بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کرکے کرسیون پر بیٹھے اس اثناے مین کوکب انجم حصاری کو صاحبقران نے دیکھکر اب اپنا خسرا اور بزرگ تصور کرکے سلام کیا اُس نے دعاے طول عمر و ترقی اقبال دے کر کہا اب تو میری یہ خوشی ہی کہ میرے تخت حکومت پر تم بیٹھو اور حکمران ہو مین نے بخوشی تمام تمکو ملک و مال و خزانہ وغیرہ بھی دیا صاحبقران نے تخت نشینی سے انکار کیا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ایک ساحر مسمی معین جادو ساکنان طلسم زلزل سے ہی حسب اتفاق وہ کسی ضرورت سے سہے انجم حصار آیا تھا یا فرستادہ بادشاہ طلسم زلزل تب براے دریافت خبر انجم حصار مین آیا تھا اُس نے سب کی نظر سے پوشیدہ ہوکر تمام حالات اپنی آنکھ سے دیکھے خصوصا مسلمان ہوکر کوکب انجم حصاری کا صاحبقران کو بلانا امیر کشور گیر کا محلسرا مین جاکر ہمراہ ملکہ کے کھانا کھانا پھر شاہ انجم حصاری کا اپنے وزیر کو دوبارہ خدمت صاحبقران مین بھیجنا پھر اپنی دختر کا عقد کرنا صاحبقران سے اور براے تخت نشینی و فرمانبرداری صاحبقران سے کہنا

اوران کو تخت نشینی سے انکار کرنا بعدہٗ سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب تحریر
کیا جائے گا الحاصل ابھی صاحبقران کشورستان و بہروز و خواجہ مذکور دربار مین بیٹھے تھے دربار آراستہ
تھا فرامرز ثانی بھی دنگل پر بیٹھا ہوا تھا اکثر شاہ و شہریار اہل دربار سے صاحبقران سے یہ کہ رہے تھے
کہ مبارک ہو آپ کا عقد و نکاح دختر کوکب انجم حصاری سے ہوگا صاحبقران جواب مین اُن کے کچھ کہنا
چاہتے تھے کہ ناگاہ ایک جانب سے کچھ غبار بلند ہوا فی الفور واسطے دریافت حال کے ہرکارے روانہ
ہوئے بعد دو ساعت کے ہرکارون نے روبروے بادشاہ لشکر اہل سلام و صاحبقران عالیمقام
حاضر ہوکر بعد ادب یہ عرض کیا کہ اسوقت ایک سوداگر مسمی طماس رومی مال و اسباب کثیر و
بیش بہا انواع و اقسام کا لے کر براے تجارت ہمراہ قافلے کے ادھر آیا ہی یہان سے آگے قافلہ
اُس کا اترا ہی باقی خیریت ہی اور یہ بھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہی کہ تاجر مذکور اپنے ملک و شہر
سے روانہ ہوکر اکثر شہرون مین مال و اسباب اپنا فروخت کرتا ہوا اور خریدتا ہوا خانہ کعبہ گیا تھا
وہان سے اس طرف آیا ہی صاحبقران نے ایماے بادشاہ سے یہ خیال کر تاجر مذکور سے حال
صاحبقران ثانی و صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک و جملہ شاہزادون کا کہ وہ سب
خانہ کعبہ اور حوالی خانہ کعبہ مین ہین دریافت ہوگا و نیز مال و اسباب تجارتی بھی اُس کا خرید کرنا
مطلوب ہی ہرکارون سے فرمایا کہ اُس تاجر کو مع تمامی مال و اسباب اُس کے جاسے روبرو لاؤ
ابھی جاکر اُس کو بلا لاؤ ہرکارے روانہ ہوے بعد قطع راہ تاجر مذکور جس جگہ اُترا تھا پہونچے اُس
سوداگر سے کہا کہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہی تمام مال و اسباب
تم اپنا ہمراہ اپنے لے چلو غالبًا کل مال و اسباب تمہارا بشرط پسند صاحبقران لے لین گے سوداگر
مذکور ہرکارون سے تقریر اُن کی سنکے اُسیوقت وہان سے مع تمامی مال و اسباب و غلام و کنیزون
و شترون کے چند در چند کشتیون مین تحائف نفیس و نادر مانند جواہرات وغیرہ کے براے نذر
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام رکھکر کشتی پوش نفیس ہر ایک کشتی پر ڈال کر اپنے
غلامون وغیرہ کے سرون پر اُن کشتیون کو رکھکر اُس جگہ سے روانہ ہوکر قریب بارگاہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام آکر فروکش ہوا ہمرہ کشتیان اپنے ساتھ لے کر ہمراہ ہرکارون کے تنہا در بارگاہ پر پہونچا
بعد حصول اجازت اندر بارگاہ کے گیا بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو بطریق اہل اسلام
اُس دیندار نے سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر باشارہ بادشاہ اشارہ بیٹھنے کا کیا تاجر مذکور موافق
اپنی عزت کے ایک کرسی پر روبروے بادشاہ و صاحبقران و کشتیان تحائف کی نذر دے کر بیٹھا بادشاہ و
صاحبقران نے نذر اُس کی قبول کی بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہی کس
شہر سے یہان آئے ہو مال و اسباب تجارتی تمہارے پاس کس کس قسم کا ہی فہرست قیمت مال و اسباب تم
اپنے ساتھ لائے ہو یا نہین اُس نے عرض کیا کہ اسم اس خاکسار ذرہ بیمقدار کا طماس ہی چونکہ روم وطن ہی
اسوجہ سے خاص و عام اس بخت کو طماس رومی کہتے ہین اپنے وطن سے مال و اسباب تجارتی لیکر اونٹون پر
بار کرکے بہت سے ملازمون اور غلامون کو اپنے ہمراہ لے کے ساتھ قافلہ تاجرون کے بغرض تجارت سوے
شہر طوفانیہ پہلے گیا تھا وہان کے بادشاہ و حاکم کا نام طوفان ارزق چشم ہی جب اُس کی عملداری مین پہونچا
اور اُنکو قافلہ تاجرون کے آنے کی خبر معلوم ہوئی فی الفور اُس نے طلب کیا فدوی اور دیگر تاجرون نے
روبرو اُس کے جاکر بعد ادب و قاعدہ سلام کرکے نذرین دین کشتیان مال و اسباب نادر و نفیس کی

پیشکش لیکن اُس نے نذر قبول کرکے پوچھا کہ تم سب تاجر کہان سے آئے ہو مذہب تمھارا کیا ہی ہم سب نے
تمام ثنا کر عرض کیا کہ ہمارا دین اسلام ہی ہم سب تاجر مسلمان ہین یہ سنکے وہ بادشاہ نہایت برہم ہوا اور خشمگین
ہوکر کہنے لگا کہ اے تاجرو آگاہ ہو کہ بادولت دشمن جان اہل اسلام ہین دیگر خداوندون کی پرستش
کرتے ہین خونریزی اہل اسلام مباح جانتے ہین لشکر بے حد وبے شمار واسطے قتل وخونریزی اہل اسلام
کے خصوصًا بادشاہ لشکر اہل اسلام دارا بن داراب سیمین زرہ و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اور اُنکے سرداران سپاہ وجملہ سواران لشکر کے فراہم کیا ہی اور بکثرت سرداران سپاہ و رشک رستم و
سہراب و فرامرز و گیو و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانون کے جمع کیے ہین سامان جنگ سب کیا ہی
اور کرتے ہین عنقریب ہمارا ارادہ ہی کہ یہان سے ہم جمعیت سپاہ بے شمار و کثیر و تمامی سرداران سپاہ
بے نظیر براے مجادلہ و مقابلہ بادشاہ • و صاحبقران موصوفین روانہ ہون اخبار سے دریافت ہوا ہی کہ
لشکر اُن کا جانب اکثر حصار و طلسم زلزلہ فروکش ہی انھون نے ہمارے آبا و اجداد کو بے خطا و قصور قتل
کیا ہی خون ان بے گناہون کا بہایا ہی اُن کے لشکریون نے مال و اسباب لوٹا ہی ہمارے بزرگ اور عزیزدار
عورتون کو اسیر کیا ہی اُن بے گناہون کے خون ناحق کا ہمین اُن سے انتقام لینا ہی اسیوجہ سے ہمنے لشکر
بے حد و بے شمار اور سرداران سپاہ وحید عصر و یکتاے روزگار ایک مدت دراز مین جمع کیے ہین
صاحبقران کو سنا ہی کہ اپنی قوت و شجاعت پر بہت ناز و غرور ہی اور اپنے سرداران سپاہ اور کثرت
مردان لشکر پر نہایت نخوت و تکبر ہی تو سہی جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ اُن کو اور اُن کے تمامی مردان
لشکر کو تہ تیغ نکرون اور اُن سب کے خون سے زمین عرصہ جنگ کو رنگین نکرون انھون نے اپنا شعار
یہ کیا ہی کہ فوج کثیر اور بہت سردار قوی بازو فراہم کرکے دارا بن داراب سیمین زرہ کو براے نام اپنے
لشکر کا بادشاہ کرکے ہر طرف لشکرکشی کرنا اختیار کیا ہی جو سلاطین روزگار اہل اسلام نہین ہین اُن سے جاکر
وہ مقابلہ و مجادلہ کرتے ہین خونریزی بندگان خداوندان مباح جانتے ہین اگر اُن سے شکست کھاکر خائف
و ترسان ہوکر بادشاہان غیر اہل اسلام نے دین اسلام قبول و اختیار کرلیا اور کلمہ پڑھکر جادہ دین اسلام
پر قدم رکھا تو اُن کو وہ قتل نہین کرتے ہین چھوڑ دیتے ہین اور جس بادشاہ وغیر بادشاہ نے دین اسلام
کے اختیار کرنے سے انکار کیا ہی اُن کو انھون نے قتل و تباہ و برباد کردیا ہی چنانچہ بہت سے ملک و شہر
انھون نے اسلام آباد اسی طور سے کیے ہین ہمارے آبا و اجداد کو بھی انھون نے چاہا تھا کہ دین اسلام
اختیار کرین لیکن انھون نے اپنا دین آبائی ترک نہ کیا اس خطا پر اُن کو اُن کے آبا و اجداد نے قتل کیا ہی
اور یہ بھی مثل اپنے آبا و اجداد کے غیر مذہب والون کو قتل و ہلاک کیا کرتے ہین خونخوار طریقہ و شعار اپنا
خونریزی غیر مذہب اختیار کیا ہی یہ فعل اُن کا اچھا نہین ہی انجام اس کا اُن کے حق مین اچھا نہوگا تم سب
اگر زندہ رہوگے تو سن لینا کہ ہمنے اپنے آبا و اجداد کی خونریزی کا کیسا اُن سے انتقام لیا چونکہ تم سب تاجر ہو
اور ہمارے شہر مین واسطے تجارت کے آئے ہو یہ خیال ہم تم سب کو قتل نہین کرتے ہین اگرچہ تم بھی
مسلمان ہو لہذا ہم تم کو حکم دیتے ہین کہ دو تین روز کی مدت مین ہمارے شہر اور ہمارے قلمرو سے نکل جاؤ
صورت تم اپنی ہمین نہ دکھاؤ کیونکہ ہمکو اہل اسلام کی صورت دیکھنے سے نہایت غصہ آتا ہی اور بغیر قتل کیے
اطمینان نہین آتا ہی اگر تم سب خلاف ہمارے حکم کے عمل کروگے تو یہ سمجھ لو کہ یہان سے زندہ نجاؤگے تمام
مال و اسباب بھی تمھارا لوٹ لیا جائیگا تم سب کو تہ تیغ آبدار کیا جائیگا اے صاحبقران کشورگیر یہ
تقریر اُس بادشاہ بے دین و بے ایمان کی ہم سب سنکے خوف سے کانپنے لگے بخوف جان و مال کچھ جواب

اُسے کو نہ دے سکے بجز اسکے کچھ نہ کہہ سکے کہ اے بادشاہ عالی جاہ ہم ہرگز خلاف حکم حضور نکرینگے آج ہی یہان سے
کوچ کرینگے یہ کہکے اُس بیدین و بے ایمان کے دربار سے باہر آکر ایکدم بھی توقف نکر کے اسباب و مال و
متاع ہم سب نے اونٹون پر بار کرکے اُس شہر سے کوچ کیا اثنائے راہ مین شہر کی سیر کی شہر کو نہایت آباد
پایا لیکن کسی مسلمان کو وہان نہین دیکھا جملہ زن و مرد کو کافر ہی پایا اتفاقاً قافلہ ہمارا اُسی طرف سے گذرا
جس طرف اُس بادشاہ نابکار کا لشکر فروکش تھا کمترین نے بچشم خود دیکھا کہ لشکر اُس کا واقعی بہت بڑا ہے
مردمان سپاہ وہان بے حد و بے شمار نظر آئے منزلون تک خیام و بارگاہین ایستادہ دیکھین چند سرداران پہلوان
کو بھی دیکھا کہ وہ دیو صورت و عفریت پیکر تھے اُن کے دیکھنے سے دل کو ایک اضطراب ہوا وہان سے
بعجلت تمام بخوف جان و مال روانہ ہوے منزل پر بھی پہونچکر شب کو قیام نہ کیا تھوڑی دیر توقف کرکے
پھر کوچ کیا شب و روز برابر رہروی کرکے کئی روز مین اُس کی عملداری سے نکلے پھر ایک جگہ کئی روز تک
مقام کیا وہان کے بادشاہ نے کچھ مال و اسباب ہمسے خرید کیا پھر ہم وہان سے ہمراہ قافلہ کے جانب خانہ کعبہ
گئے حج سے مشرف ہوے مال و اسباب بھی بہت بدست حجاج وغیرہ فروخت کیا اور بہت مال و اسباب
تجارتی وہان سے خرید بھی کیا صاحبقران ثانی کی خدمت عالی مین بھی ہم گئے تھے فضل خدا سے وہ
مع الخیر ہین اور تمامی رفقا و سرداران سپاہ و جملہ شاہزادگان ہمراہی اُن کے وہ بھی مع الخیر ہین اُن جناب
نے بھی ہمسے اور ہمارے ساتھ والے تاجرون سے بہت مال و اسباب خرید کیا تھا اور بلطف و مدارا ہمسے
پیش آئے تھے پھر ہم سب وہان سے بارادہ تجارت اس طرف روانہ ہوے حوالی خانہ کعبہ کے قریب
شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث کی خدمت عالی مین حسب الطلب ہم سب کا جانا ہوا دیکھا کہ
صاحبقران موصوف مع اپنے جملہ سرداران سپاہ و شاہزادگان عالی مقام و خواجہ عمرو ثانی کے زندہ
و سلامت ہین لیکن وہان غلہ و اجناس کی قلت ہے گرانی غلہ زیادہ ہے ہر ایک برنا و پیر اعلیٰ و ادنیٰ مبتلائے
بلائے گرانی غلہ ہے ہر چند کہ آبادی زیادہ ہے اور غلہ بھی پیدا ہوتا ہے مگر ارزان فروخت نہین ہوتا ہے حاکم
اُس سرزمین کا اگرچہ اہل اسلام سے ہے لیکن کچھ توجہ حال رعایا پر نہین کرتا ہے بابت ارزانی غلہ و اجناس
کے کوشش بلیغ نہین کرتا ہے اسیوجہ سے ہر ایک شخص وہان پریشان حال دکھائی دیا الغرض جب ہم
صاحبقران ثالث کے روبرو گئے بادب تمام ہم سب نے سلام کیا اُن جناب نے ازراہ بندہ پروری
و ذرہ نوازی و عزت افزائی ہم سب کو قریب اپنے بٹھایا بعدہٗ سامان دعوت و ضیافت ہم سب کا اُن کے
ملازمون نے اُن کے اشارہ سے کیا کئی روز تک اُن جناب نے ہم سب کو اپنا مہمان کیا اغذیہ لطیف
و آب سرد سے ہمکو اور ہمارے ہمراہیون کو سیر و سیراب کیا باوجود گرانی غلہ کے کچھ بھی خیال صرف زر کثیر
کا نہ کیا بعد کئی روز کے ہمسے پوچھا کہ تمہارے پاس مال و اسباب تجارتی کیا کیا ہے ہمین دکھاؤ ہم سب نے
بعد چند در چند تحائف کے ہمنے کے جملہ مال و اسباب بیش بہا و بیش قیمت ہر قسم کا پیش کیا اُن جناب نے
اور اُن کے رفقا نے مال و اسباب مذکور سے جو کچھ پسند ہوا وہ ہمسے خرید کیا قیمت مال و اسباب ہم سب کو
دی بعد ازان ہمین آمادہ سفر پاکر پوچھا کہ اب تم سب کا ارادہ کس طرف جانے کا ہے اس کمترین نے
اور ہمراہیان کمترین نے دست بستہ التماس کیا کہ ہم سب کا ارادہ جانب انجم حصار جانے کا ہے سنا ہے
کہ اُسی طرف لشکر صاحبقران رابع یعنی سلطان کیوان شکوہ کا فروکش ہے اُن جناب کے لشکر مین
اثنائے راہ مین مال و اسباب بیچتے اور خریدتے ہوے ضرور جائینگے ہمکو امید قوی ہے کہ تمام مال و
اسباب ہمارا اور ہمارے ہمراہی تاجرون کا وہ جناب معلی القاب عالی ہمت والا منزلت شجاع و بہادر

ونجیب الطرفین شرافت مآب عالی جناب خرید کرلینگے نفع کثیر ہوگا یہ سنکے اُن جناب نے ارشاد کیا
کہ اگر قصد مصمم تم سب کا جانب لشکرگاہ صاحبقران رابع ہے تو ایک نامہ ہمارا لیتے جاؤ اُن کو دیدینا
اور جو کچھ تم نے یہان کا حال دیکھا ہے زبانی بھی کہدینا یہ فرماکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھکر اس حقیر کو دیا
یہ نحیف نامہ لے کر اُن جناب سے رخصت ہوکر مال واسباب اشتروں پر بار کرکے وہان سے اسطرف
روانہ ہوا اثنائے راہ مین جابجا مال واسباب فروخت کرتا ہوا اور انواع واقسام کا مال واسباب
خرید کرتا ہوا کوچ ومقام کرتا ہوا راہ دورودراز طے کرتا ہوا اس سرزمین پر آیا ہی تھا کہ حسب الطلب
حضور حاضر دربار ہوا یہ کہکے وہ نامہ اور فرد اشیائے مال واسباب مع قیمت لکھی ہوئی پیش کی
صاحبقران کشورستان نے نامہ وفرد مال مذکور کو تاجر مذکور سے لے کر نامے کو حوالے میرمنشی کے
کرکے ارشاد کیا کہ اس نامے کو وا کرکے بآواز بلند پڑھو تاکہ جملہ اہل دربار عبارت نامہ ہذا سے آگاہ
ہون میرمنشی مذکور نے نامے کو لفافے سے نکال کر بآواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد القاب وآداب کے
عبارت ومضمون جانب صاحبقران ثالث سے بعد دعا وسلام کے صاحبقران رابع سلطان
کیوان شکوہ کو لکھا تھا کہ ہم یہان بعنایت خالق کون ومکان بصحت وعافیت ہین مشتاق تمھارے
دیکھنے کے ہین اور تمام رفقا وشاہزادگان وسرداران بھی سپاہ ہمارے مع الخیر ہین سب کی جانب سے
درجہ بدرجہ بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمام شاہزادون اور سرداران سپاہ کو تسلیم وسلام دعا
پہونچے خصوصاً شاہزادہ ایرج نوجوان وشاہزادہ نورالدہر وشاہزادہ عین الزمان و
شاہزادہ نورالزمان کی طرف سے بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران رابع وجملہ شاہزادون
وسردارون کو درجہ بدرجہ تسلیم وسلام ودعا پہونچے اس نامے کے دیکھتے ہی اگر ممکن ہو تو اپنے تئین
ہم تک پہونچاؤ کہ اشتیاق دید بہت ہی ہے بعد اس عبارت کے یہ عبارت جانب خواجہ عمرو ثانی خواجہ خضران
کو تحریر تھی کہ اے فرزند دلبند ہمنے تمکو یہان سے محض اسواسطے لشکر صاحبقران رابع مین روانہ کیا تھا
کہ طیفور کرد پا کو طریقۂ فن عیاری تعلیم کردو تمنے وہان جاکر نہایت دیر لگائی لہذا بمجرد دیکھنے ہماری اس
تحریر کے وہان سے روانہ ہوکر اپنے تئین ہم تک پہونچاؤ تم کو تاکید آ تمکو لکھا گیا ہے زیادہ دعا اور ہماری طرف سے
بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران رابع وجملہ اہل دربار کو بقدر مراتب ومناسب تسلیم وسلام و
دعا پہونچے جب نامہ مذکور تمام وکمال میرمنشی پڑھ چکا خاموش ہوا پھر وہ نامہ حوالے صاحبقران کیا اُسوقت
بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران رابع وجملہ شاہزادگان وتمامی سرداران سپاہ نے آہستہ آہستہ
بر خلاف صاحبقران ثانی وشاہزادگان مرقوم کے سلام کا جواب دیا پھر ہر ایک نے ان سب کو
یاد کرکے افسوس کنان ہوکر کہا کہ خداوند عالم جلدتر وہ دن دکھلائے کہ ہم سب بھی خانہ کعبہ کی طرف
روانہ ہوکر اُن سے ملین اُن کی مفارقت مین زندگی بے لطف گذرتی ہے جب تمامی شاہزادگان وجملہ
سرداران لشکر تقریر اپنی ختم وتمام کرکے خاموش ہوئے خواجہ خضران نے صاحبقران سے عرض کیا
کہ مین کل یہان سے جانب خانہ کعبہ ضرور روانہ ہونگا کیونکہ والد ماجد نے مجکو تاکید تحریر کیا ہے کہ دیکھتے ہی
ہماری تحریر کے وہان سے روانہ ہو اگر یہان تاخیر کرونگا تو باعث اُن کی ناخوشی وناراضی کا ہوگا لہذا
مین کہدیتے رخصت ابھی سے ہوتا ہون پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمامی اہل دربار سے عزم اپنا
بیان کرکے کہا کہ ہم آپ سب صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اگر عمداً یا سہواً ہمسے کوئی خطا آپ کی ہوئی ہو
تو اُسے معاف فرمایئے گا کیونکہ گناہ وخطا سے بندگان عظیم ہے خطا وگناہ تو خدا کا ایسا ہی کہ وہ اپنی رحمت سے

بخشدے گا مگر خطاے بندگان جب تک خدا اُن کو راضی نکرے گا یا وہ خود راضی ہو کر عفو نکرینگے صورت نجات ظہور میں نہ آئے گی خواجہ کے جواب میں ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ نے کہا کہ اے خواجہ یہ آپ کیا کہتے ہیں آپ نے کوئی خطا و قصور ہمارا نہیں کیا ہے اگر شاید کوئی گناہ کیا بھی ہو تو اُسے ہمنے عفو کیا لیکن جدائی آپ کی شاق ہے دل نہیں چاہتا کہ آپ ہم سے جدا ہوں مگر مجبوری ہے روک بھی نہیں سکتے ہیں آپ عزم خانہ کعبہ کر چکے ہیں ایسے مقام متبرک کی حرمت سے آپ کو باز رکھنا بھی گناہ ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تقریر خضران بن عمرو ثانی سنکے اُسیوقت ایک نامہ میر منشی سے بعد القاب و آداب بزرگانہ کے اس مضمون کا لکھوایا کہ نامہ کرامت شمامہ ہمیں آپ کا پہونچا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی ہمارا دل بھی آپ کے پاس آنے کے واسطے بیقرار ہے انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح کرنے طلسم زلزلہ کے آپ کی خدمت میں ہم آئیں گے اور دس خزانے واسطے آپ کے اور صاحبقران ثانی کے صرف و خرچ امور ضروری کے لیے بدست خواجہ خضران روانہ کیے جاتے ہیں امید کہ خزانہاے مندرجہ کو اپنے صرف میں لائیے گا اور صاحبقران ثانی بھی کہ پانچ خزانے ان خزانوں میں سے برلے صرف و خرچ امور ضروری کے دیجیے گا اور ہماری جانب سے اُن جناب کو تسلیم کہیے گا فقط زیادہ تسلیم بعد اسکے جملہ شاہزادوں اور سرداروں کی طرف سے نام بنام تسلیم و آداب تحریر کیا اور بموجب ارشاد بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بھی سلام درج کیا پھر نامہ لفافے میں رکھکر سرنامہ درست کرکے مہر اپنی اُس پر ثبت کرکے خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے حوالے کرکے کہا کہ یہ نامہ صاحبقران ثالث کو دیجیے گا اور دس خزانے اپنے ہمراہ لیتے جایئے گا وہ بھی اُن جناب کو دیجیے گا اور بیان سے حالات زبانی بھی کہدیجیے گا ہر چند کہ آپ کا جانا ناگوارہ ہے لیکن بمجبوری ہم آپ کو رخصت کرتے ہیں خواجہ خضران نے کہا کہ میں تن تنہا دس خزانے کیونکر اپنے ساتھ لیجاؤنگا راہ میں لوٹ لیا جاؤنگا بلکہ قتل ہو جاؤنگا راہزن خزانے لیں گے بلکہ قتل کر ڈالیں گے صاحبقران نے فرمایا آپ اپنے اس جامے کی جیب میں ان خزانوں کو رکھ لیجیے یہ جیب آپ کے اس جامے کی زنبیل کی مانند ہے بھلا راہزن اس جیب جامے سے خزانے کیا لے سکیں گے اور آپ کو وہ کیا قتل کر سکیں گے آپ وہ شاہ عیاران ہیں کہ خود اُن کو لوٹ کر انہیں کو قتل کیجیے گا تنہا آپ لاکھوں دشمنوں کو بیہوش و مدہوش کر دیجیے گا خواجہ نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہیں مگر اب یہ جامہ مجھے اپنے پاس رکھنا منظور نہیں ہے یہ کہکے دلسوز کو پاس اپنے بلا کر وہ جامہ اپنے تن سے اتار کے اور نقارہ سنگین روبروے صاحبقران رکھکر کہا کہ یہ اشیاے نادرزمانہ اب آپ اپنے پاس رکھیے میں بخوشی خاطر آپ کو دیتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ نے کو توڑ ڈالیے کہ پیشے مردوں کے لائق نہیں ہے نامردوں کے واسطے خوب ہے کہ اسکو بجا کر اپنے حریفوں کو بیہوش کرکے قتل کر ڈالیں ہم مرد میدان نبرد ہیں خداوند عالم نے بہ قوت و شجاعت و دلاوری و قوت بازو عطا کی ہے ہمیں ایسی نے کی احتیاج نہیں ہے ہاں یہ نقارہ سنگین واسطے زینت لشکر و نقارخانہ لشکر کے خوب ہے یہ فرما کر وہ نے جو دیو قران سے دستیاب ہوئی تھی توڑ وا ڈالی اور نقارہ سنگین کو حکم دیا کہ اسکو نقارخانے میں جا کر رکھیں بہنگام ضرورت اس نقارہ پر چوب لگا یا جا حکم دیا جائیگا کہ حریف کے لشکر کے تمام نقارے اور دہل وغیرہ پھٹ جائیں گے ایک شوکت لشکر اہل اسلام کی اس نقارے سے بھی ظاہر ہوگی ملازم حسب الحکم اُس نقارے کو اٹھا کر نقارخانۂ لشکر میں رکھ آئے خواجہ خضران بن عمرو ثانی نے اُس جامہ درویشی مرجان سرخ مو کو لیکے اپنے ہاتھ میں لیکر دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران سے کہا کہ او چھوکرے تو نے ہماری خدمت و اطاعت بہت کی ہے اور ہمارا

شاگرد بھی ہوا ہے خیر کیا یاد کرے گا کہ ہمارے اُستاد نے کیا شے نایاب زمانہ ہمکو دی تھی بلے اس جامے کو
پہن اگر تیرے تن پر درست ہوگا تو میں تجھے دیدونگا دلسوز نے بصد خوشی وتمنا وہ جامہ درویش مرجان
سرخ مو بسم اللہ کہکر جو پہنا تو ببرکت بسم اللہ وہ جامہ اُس کے تن پر بھی درست اور ٹھیک ہوا خواجہ
خضران موصوف نے کہا کہ اے دلسوز خوشا مقدر تیرا کہ یہ جامۂ نایاب روزگار کہ جسکی جیب
رشک زنبیل ہے اور تمامی دنیا کی اشیا ہنگام حاجت وضرورت وطلب اس جامے کی جیب سے نکلتی
ہیں تیرے تن پر درست ہوا جسوقت ضرورت کسی شے کی ہو بہ نیت اُس چیز کے اس جامے کی
جیب میں ہاتھ ڈال کر یہ کہنا کہ اے جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو مجکو فلان شے کی ضرورت ہے
بحکم درویش مرجان سرخ مو سے جلد دے فوراً وہ شے جس کو طلب کیا ہے ہاتھ میں آجائےگی خبردار
اس جامے کو بحفاظت تمام رکھنا اس کو اپنے تن سے جدا نہ کرنا اس کی جیب میں مندمی بھی ہے جو کہ
تو نے دیکھی ہے اُس کے اوصاف بھی تجھے معلوم ہیں شادمان ہو کہ میں نے تجکو زنبیل خواجہ عمرو
اولیٰ کو یاد دیدی ہے دلسوز نے خوش ہو کر عرض کیا کہ بیشک آپ نے وہ نایاب شے مجکو عطا فرمائی ہے
کہ اس کا مثل ونظیر بجز زنبیل اور کوئی نہیں ہے اس عطیہ سے میری عزت افزائی فرمائی میں بھی تاحیات
اپنی آپ کے نام کو دنیا میں روشن کرونگا اور اس جامے کو کہ بہتر از خلعت فاخرہ ہے کبھی اپنے تن سے
جدا نکرونگا خواجہ خضران نے دلسوز کی تقریر سے خوش ہو کر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہو کر
عرض کیا کہ میں تو حضور کی خدمت عالی سے سوے خانہ کعبہ جاتا ہوں اس اپنے شاگرد کو کہ نہایت چالاک
وہوشیار وبلاے بے درمان عیار ہے حضور کے حوالے کیے جاتا ہوں یہ آپ کی خدمت میں رہیگا مجھے
امید ہے کہ یہ کارہاے نمایان کرے گا عیار نامی ونامور ہوگا اپنے اب وجد کے ناموں کو روشن کرے گا
ہمارا بھی اس سے نام روشن ہوگا یہ لڑکا فرزند جانسوز بن مہتر قران کا ہے آفت روزگار بلاے
بے درمان ہے اس کے آفت روزگار وعیار بلاے روزگار ہونے کی تصدیق میں یہ عیاری اس کی ہے
ملاحظہ ہو یہ کہکر خنجر خواجہ عمرو اولیٰ اور ایک کلاہ نکال کر خواجہ طیفور گردیا سے مخاطب ہو کر کہا کہ
کیوں طیفور گردیا تم اس کلاہ اور اس خنجر کو بھی پہچانتے ہو یا نہیں یہ تمہاری کلاہ ہے اور یہ وہ خنجر ہے
کہ جو خواجہ عمرو اولیٰ کا تھا اور تم تک پہونچا تھا تمہاری کمر میں ہر وقت لگا رہتا تھا اس چھوکرے
نے ایک شب تمہارے سرہانے فتیلہ بیہوشی روشن کرکے تمکو بیہوش کرکے تمہاری یہ کلاہ اس نے اتار لی
تھی اور یہ خنجر تمہاری کمر سے اس نے لیا تھا پھر تمہاری سوراخ بینی کے پاس چند پھول رفع
بیہوشی کے ڈال کر تمہارے ہوشیار ہو جانے کی تدبیر کرکے چلا گیا تھا مجکو یہ کلاہ اور یہ خنجر اسی نے دیا تھا
آج تمہارے سامنے اور بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ اہل دربار کے روبرو
میں اس کو یہ کلاہ اور یہ خنجر دیتا ہوں تمکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا اس [illegible] کے میرے شاگرد
نے تمکو چت پٹ کر دیا تھا پھر عیاری ایسی کی کہ تم اس کے دام فریب میں آگئے شب تاریک میں نامہ
پڑھنے کی تحسین فکر تھی اس نے فتیلہ آغشتہ سفوف بیہوشی مانند شمع کے روشن کیا اس کی روشنی
میں تم اس نامے کو دیکھنے لگے ہنوز تم نے اچھی طرح اُس نامے کو نہ دیکھا تھا کہ دود فتیلہ بیہوشی تمہارے
دماغ تک پہونچا تھا تم بیہوش ہوے تھے اس نے تمہاری یہ کلاہ اور یہ خنجر تمہارا لے لیا تھا یہ کہکر
وہ کلاہ اپنے ہاتھ سے سر پر دلسوز کے پہنا دی اور خنجر اُس کی کمر میں لگا دیا بعد اس کے پھر بادشاہ
لشکر اہل اسلام سے عرض کیا حضور نے دیکھا کہ اس کلاہ اور اس خنجر کو اور حال اسکی عیاری کا سنا

مجکو یقین ہی کہ یہ چھوکرا جوان ہوکر عیار بے نظیر ہوگا مین نے اس کو فن عیاری خوب تعلیم کیا ہی خود بھی یہ
عقلمند ہی اپنی طبیعت سے ایک بات ہر ایک کار مین پیدا کرتا ہی رگ رگ مین اس کی چالاکی و عیاری مانند
خون کے بھری ہوئی ہی مکر و فریب کرنے اور دھوکے دینے مین یہ مشتاق ہی رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل
کرنے مین مہارت کامل رکھتا ہی نقارہ ہیبتگین اور نیزے جو توڑ ڈالے گئی اسی نے عیاری کرکے دیو قران
سے لی تھی اس زمانے مین یہ دو روز کا میرا شاگرد تھا دیو مہیب صورت سے نہ ڈرا دیو سے
اپنے تئین گرفتار کرا دیا وہ اس کو پہاڑ پر لے گیا اس نے بالاے کوہ جاکر دیو مذکور پر عیاری کیکے اس کو
بیہوش کرکے لے اور نقارہ مذکور اس سے اس نے لیا تھا اور ملکہ روشن آرا جہان کو اس کے
قید و شر سے اس نے بچایا تھا سوا اس کے اس نے اکثر کار ہاے نمایان کیے ہین چند مرتبہ مجکو اس کی عیاری
و چالاکی پر حیرت ہوئی ہی بڑا ہوشیار و چالاک ہی خداوند عالم اس کو نظر بد سے بچائے اس سن و سال
مین آفت روزگار ہی طیفور گردپا سے عیاری مکاری مین زیادہ تر ہی ابھی تو اس کا یہ حال ہی آئندہ
یہ طفل شاہ عیاران مشہور ہوگا مانند میرے اور خواجہ عمرو ثانی کے نامی و نامور ہوگا لشکر حضور کے
تمام عیارون سے یہ بڑھکر عیار ہوگا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دلسوز پر نظر کرکے تقریر خواجہ
خضران سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ اس لڑکے کی تمنے ایسی تعریف کی ہی کہ ہمین حیرت ہوئی اگر
بقول تمھارے یہ طفل ایسا ہوشیار فن عیاری مین ہی تو ہم اس کا رتبہ روز بروز بڑھائینگے
عیارون مین اس کو ممتاز و سرفراز کرینگے اپنا عیار اس کو شمار کرینگے بیشتر اس کو خلعت و انعام
دیا کرینگے یہ فرماکے بادشاہ موصوف خاموش ہوئے خواجہ طیفور گردپا کو ملال و رنج ہوا دل مین
اپنے یہ خیال کیا کہ خواجہ خضران نے سر دربار مجکو ذلیل کیا میری ٹوپی اور میرا خنجر دلسوز کو دیدیا
اور تمام حال اس لڑکے کی عیاری کرنے کا سب کے سامنے بیان کیا جامہ درویش مرجان سرخ مو
مجھے نہ دیا اس اپنے چندروزہ شاگرد کو دیدیا اس جامہ نایاب کا مین مستحق تھا مجکو یہ جامہ پہننا زیب دیتا تھا
نہ اس طفل کو بھلا اس چھوکرے کی بھی یہ حقیقت تھی کہ جامہ درویش مذکور خواجہ خضران نے اس کو
دیدیا اور ہمسر میرا اس کو بنایا معلوم ہوا کہ ان کو مجھسے ملال ابتک ہی مین نے جو عیاری کرکے باسنے
عیاری کے مع زنبیل ان سے لے لیے تھے اس کا ان کو اب تک ملال مجھسے ہی یہ خیال کرکے سر جھکا کر
خاموشی اختیار کی خواجہ خضران کو کچھ جواب نہ دیا اسی اثناے مین فرامرز ثانی نے خواجہ خضران
سے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ خانہ کعبہ جانے کا ہی تو مجکو بھی اپنے ہمراہ لیجیے گا مین ہرگز آپ سے جدا نہونگا
خواجہ خضران نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی تم ہمارے ساتھ جاکر پریشان ہوگے بہتر و مناسب
یہ ہی کہ لشکر صاحبقران مین رہو بآرام و راحت زندگی اپنی بسر کرو سلسلہ خط و کتابت کا رہے گا بذریعہ
خطوط خیر و عافیت ہماری تمکو معلوم ہوتی رہے گی اور ہمکو بھی تمھارے حال سے آگاہی رہے گی
فرامرز ثانی نے کہا کہ مین یہان نہ رہونگا آپ کے ہمراہ ضرور چلونگا خواجہ نے مجبور ہوکر کہا کہ اچھا
سامان اپنے چلنے کا کرو زوجہ کو بھی اپنی اپنے ہمراہ لو یہان اس کو نہ چھوڑ جانا ہم بھی اسی وقت سے
سامان سفر درست کرتے ہین یہ کہکر دربار سے اٹھکر باہر گئے اور سامان سفر کے مہیا کرنے مین سرگرم
ہوئے دربار مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد بیرون بارگاہ جانے خواجہ خضران
کے وہ فرد اسباب و مال جو طہماسپ تاجر نے دی تھی اسے ملاحظہ کرکے قیمت تمامی اسباب و مال کی
فرد مذکور مین دیکھکر اپنے ملازمون سے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپیہ خواجہ طہماسپ کو ہمارے خزانے سے

لے کر دیدو اور تمام مال و اسباب موافق اس فرد کے طہماسپ رومی سے لے کر مال خانے مین داخل
کرو ملازمون نے فی الفور پانچ لاکھ روپیہ تاجر مذکور کو لاکر دیدیا پھر طہماسپ نے تمام مال و اسباب
اپنے غلامون وغیرہ سے منگوا کر اُن ملازمون کے حوالے کیا اُنھون نے مال خانے مین داخل کیا
صاحبقران نے چندروز تک تاجر مذکور کو اپنا مہمان رکھا بعدہ حسب التماس اُسکی اُسے رخصت کیا
ہنگام رخصت اُس کو خلعت اور کچھ روپیہ بطریق انعام عطا فرمایا وہ دعائین بہبودی دنیا و آخرت
کی دے کے رخصت ہوا اور فرامرز ثانی اور اُس کی زوجہ اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لے کر ارادہ چلنے کا
کیا اُسوقت صاحبقران نے دس خزانے روپیے کے چھکڑون پر بار کرا کر چالیس ہزار سوارون کو
ہمراہ اُن خزانون کے واسطے حفاظت کے کیا خواجہ مذکور نامہ مسطور اور نامبردہ گان کو ہمراہ اپنے
لے کر مع خزانہاے مندرجہ بالا بجمعیت چالیس ہزار سواران جنگی و مسلح سمت خانہ کعبہ روانہ
ہوے صاحبقران و اکثر سرداران سپاہ وغیرہ ہمراہ اُن کے تھوڑی دور تک گئے بعد ازان
اُن سے رخصت ہوکر لشکر مین آئے مگر محزون اُدھر خواجہ خضران مع فرامرز ثانی وغیرہ کے
جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اپنی ہم جلیس سرور جنگ نواز زوجہ خواجہ
خضران بن عمرو کے جانے کا رنج ہوا ابھی صاحبقران وغیرہ سرداران سپاہ خواجہ خضران
و فرامرز ثانی و زوجہ فرامرز ثانی و زوجہ خضران بن عمرو کو تھوڑی دور پہونچا کر آئے تھے اور ان سے خوب
مل کر اُن کو گریان و آبدیدہ ہنگام وداع پاکر خود بھی آبدیدہ ہو کر محزون و ملول اُن کی جدائی مین
بارگاہ فلک فرسا مین بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا بادشاہ لشکر اہل اسلام زونق افزاے تخت
حکومت تھے صاحبقران اپنے دنگل شوکت پر آ کر بیٹھے تھے سرداران دست راست جانب راست
صاحبقران بیٹھے تھے اور سرداران دست چپ طرف دست چپ بیٹھے ہوے تھے کوکب
انجم حصاری و ساریق بن بقا و ہختگان و حمائل خان یہ سب بھی بیٹھے ہوے تھے مگر سب
خاموش کیونکہ صدمہ مفارقت خواجہ خضران بن عمرو و فرامرز ثانی مین صاحبقران و اکثر سرداران
لشکر و خود بادشاہ لشکر اہل اسلام ملول و حزین تھے ہر ایک کے چہرے سے حزن و ملال آشکار تھا
دلسوزین جانسوزین صاحبقران بھی جب سے خواجہ خضران کو تھوڑی دور پہونچا کر آیا تھا
اُن کی جدائی مین بہت اشکبار تھا ہر چند دربار بادشاہ پانچ ہزار پانچ سو چالیس سردارون اور
بہادرون سے بھرا ہوا تھا لیکن سناٹا تھا اکثر سردار سر جھکائے ہوے آبدیدہ و محزون بیٹھے تھے
بعض بعض سرداران کی مفارقت مین آہ سرد دل پر درد سے کر رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
دارا بن داراب سیمین زرہ نے صاحبقران عالی مقام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج خضران
بن عمرو ثانی اور فرامرز ثانی کی جدائی کا صدمہ ایسا ہے کہ غنچہ خاطر اپنا شگفتہ نہین ہوتا ہے صاحبقران
نے عرض کیا کہ آپ نے بجا فرمایا ہمارا بھی اُن کی مفارقت مین یہی حال ہے مگر وہ سوے خانہ کعبہ
گئے ہین ارادہ اُن کا حج کا بھی ہے گام فرساے راہ خیر ہوے ہین چندان اُن کی جدائی کا ملال نہ فرمائیے
خداوند عالم اُن کو مع الخیر خانہ کعبہ تک پہونچا دے اور حج سے مشرف کرے اب دعاے خیر اُن کے
واسطے کرنا ضرور ہے کیونکہ سفر دور و دراز اُنھون نے اختیار کیا ہے راہ مین ہر طرح کا خوف و خطر ہے ہر چند
ہمراہ اُن کے اور خزانہاے فرستادہ کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار مسلح و مکمل مع ایک
سردار کے ساتھ کر دیے ہین مگر پھر بھی اندیشہ ہے اثناے راہ مین دشت و کوہ و دریا مین صعوبت سفر

مشہور ہی یہ زمانہ فصل گرما کا ہی راہ میں بعض بعض مقاموں پر پانی نایاب و کمیاب ہی دن کو لون
چلتی ہی حرارت آفتاب بڑھی ہوئی ہی راستے میں اکثر مقام و صحرا ایسے ملتے ہیں کہ کوسوں تک
سایہ کا نام بھی نہیں کوئی درخت منزلوں تک نظر نہیں آتا ہی بجز سایۂ آفتاب کے اُن منازل میں
سایہ شجر کا نظر بھی نہیں آتا ہی اسی وجہ سے بخوف ہلاکت ۔ حفظ جان اہل قافلہ شب کو راہ چلتے ہیں
اور دن کو مقام کرتے ہیں خصوصاً قبل دوپہر سے رہروی موقوف کرتے ہیں باوجود اس حفاظت
جان و آرام جان کے پھر بھی اہل قافلہ صعوبت سفر دور و دراز سے علیل و خستہ و ماندہ ہوجاتے
ہیں اکثر اہل قافلہ تاب سختی راہ و صعوبت سفر نہ لاکر مر جاتے ہیں خانہ کعبہ تک جانا اُن کو میسر
نہیں ہوتا ہی جن کی اجل آگئی ہی اُن کو خانہ کعبہ کے حج سے مشرف ہونا کبھی نہیں ہوتا ہی راہ ہی میں
ہلاک ہوجاتے ہیں اور جن لوگوں کی زندگی ہوتی ہی وہ صعوبت سفر اُٹھا کر خانہ کعبہ تک پہونچ
جاتے ہیں حج سے مشرف ہوتے ہیں خداوند عالم سے دعا کرنا چاہیے کہ خواجہ خضر ان و فرامرز
ثانی وغیرہ کو صعوبت سفر سے مضرت نہ پہونچے مع الخیر تا خانہ کعبہ پہونچیں یہ عرض کرکے خاموش
ہوے اہل دربار سے اکثر نے بجائے خود اُن کے واسطے دعا کی بادشاہ موصوف نے بھی ان کی
خیریت خدا سے چاہی اس اثنا میں ساریق بن بقا نے سحنگان کی رائے سے صاحبقران
کشورستان سے کہا کہ فی زمانہ ہمارا دل گھبراتا ہی سیر و شکار کی طرف دل مائل ہی صحرائے سبزہ زار
کی ہوا کھانے کی خواہش ہی اگر آپ اجازت جانے کی دیں تو ہم چند روز کے واسطے سوے سبزہ زار
جائیں سیر صحرائے سبزہ زار بھی کریں شکار بھی کھیلیں اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کریں قبل اسکے ارادہ
ہمنے شکار کھیلنے کا کیا تھا مگر بخیال آپ کے ناخوش ہونے اور بے اجازت جانے کے نہ گئے اب
آپ سے اجازت طلب ہی صاحبقران نے گفتگوے ساریق بن بقا سنکے کچھ فکر کرکے جواب دیا
کہ اگر تفریح طبع منظور ہی اور شکار آہو کھیلنا مطلوب ہی تو جاؤ مگر راہ گریز اختیار نکرنا اور کوئی فتنہ و
فساد برپا نکرنا ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہوگا سحنگان نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اب
آپ کو ایسے خیالات نکرنا چاہییں کیونکہ خداوند نے اب دین اسلام اختیار کیا ہی کلمہ طیبہ زبان پر
جاری کیا ہی مسلمان ہوے ہیں میں بھی کلمہ پڑھ چکا ہوں فرمانبردار آپ کا ہو چکا ہوں آپ اطمینان رکھیں
صاحبقران نے فرمایا کہ اے سحنگان ہمنے احتیاطاً کہا ہی اور اطلاعاً کہا ہی یہ فرما کر اپنے لشکر کے کچھ
سواروں کو حکم دیا کہ ہمراہ ساریق بن بقا جاؤ حسب الحکم سواران لشکر مسلح ہوکر مرکبوں پر
سوار ہوے ساریق بن بقا اور سحنگان دربار سے اُٹھکر بیرون بارگاہ آکر سامان شکار
آہو کرکے ہمراہ اُن سواروں کے خود بھی سوار ہوکر جانب صحرائے سبزہ زار دونوں نامبردہ
روانہ ہوے بعد قطع راہ دور و دراز ایک ایسے صحرائے سبزہ زار میں پہونچے کہ جس میں
کوسوں تک سبزہ و سبز و شاداب تھا فرش سبزہ شاداب زمین پر بچھا ہوا تھا ہونے سرو درخت اطراف
اُس صحرا کی غنچۂ دل کو شگفتہ کرتی تھی غزالان خوش چشم و شوخ و چالاک بکثرت تھے جا بجا غول و
گروہ اُن کے نظر آتے تھے ہرن بھی چرتی ہوئی نظر آتی تھیں ساریق بن بقا اور سحنگان اُس
صحرائے سبزہ زار کو دیکھکر ہمراہیوں سے گویا ہوے کہ یہ صحرائے سبزہ زار خوب ہی اسی صحرا میں
شکار آہو کھیلیں گے اب آگے یہاں سے نجائیں گے یہیں خیام ایستادہ کرو بارگاہیں برپا کرو
خدام نے فی الفور حکم کی تعمیل کی ساریق بن بقا اور سحنگان مع اپنے ہمراہیوں کے شکار آہو

مین معروف ہوے تھوڑی دیر مین دو آہوون کو شکار کیا ساریق بن بقانے ملازمون کو
حکم دیا کہ ایک آہو کے کباب تیار کرو انھون نے کباب آہوے مذکور کے تیار کیے اُسوقت
ساریق بن بقا اور سخنگان دونون بارگاہ مین سواریون سے اُتر کر بیٹھے پردے بارگاہ کے
اُٹھا دیے ملازمون نے کباب آہو قاب مین اور پلیٹون مین رکھکر پیش کیے بعد اُس کے حکم سے چند
ہمراہی واسطے شکار کرنے آہوان شوخ چشم کے اُس صحرا مین مستغرق ہوے جس طرف غول
آہوون کا دیکھا اُسی طرف روان ہوے دوش سے کمانین لے کر ترکش سے تیر لے کر چلہ کمانین
جوڑ کر آہوون کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے جو آہو تیر سے زخمی ہوا اُس کے تعاقب مین گھوڑے
دوڑا کر جانے لگے کچھ خدام پاس ساریق بن بقا کے رہ گئے ساریق بن بقانے کباب آہوے
شکار کردہ پر نظر کر کے کچھ خیال اپنے زمانہ گذشتہ کا کر کے آبدیدہ ہو کر آہ کی سخنگان نے پوچھا کہ
اسوقت باعث آہ و بکا کا کیا ہے یہ صحراے سبزہ زار فرحت افزا ہے سبزہ لہلہا رہا ہے ہواے سرد چل رہی ہے
ابر سیاہ آیا ہے عجب نہین کہ ترشح ہو کباب آہو آپ کے روبرو رکھے ہین کشتی شراب کی طلب کیجیے
بعد میخواری یہ کباب آہو کھایے شادمان ہوجیے یہ ہواے سبزہ زار جاے فرحت و سرور ہے نہ جاے
آہ و بکا ہے چاہتا ہون کہ سبب آہ و بکا سے آگاہ کیجیے ساریق بن بقانے زیادہ تر اشکبار ہو کے
کہا کہ اے سخنگان اسوقت ہمکو اپنا وہ زمانہ یاد آیا کہ ہزارہا مردم ہمارے تابع فرمان تھے ہمکو اپنا
خداوند جانتے تھے جو ہم حکم کرتے تھے وہ بسر و چشم بجالاتے تھے ہمکو سجدہ کرتے تھے افسوس ہزار
افسوس وہ جاہ و حشم وہ لشکر کثیر وہ رعب و داب وہ حکم و وقار تار از دست صاحبقران
سے تباہ برباد و ذلیل و رسوا ہوے گلستان باختر سے بھاگ کر یہان تک آئے تھے یہان بھی
راحت نہ پائی بلکہ وہ ذلت اُٹھائی کہ کبھی نہ اُٹھائی تھی خداوند ہوکے بظاہر مسلمان ہونا پڑا اس تیری
تدبیر و راے سے ہمنے جان اپنی دست صاحبقران سے بچائی اور فرمانبردار صاحبقران ہوگئے اسی
خیال سے ہم اشکبار ہوے اور ان کباب آہو کے کھانے سے ہاتھ روکا دل اس غم سے خود ہی کباب ہوگیا
سخنگان نے عرض کیا اے خداوند اب خیال زمانہ گذشتہ کا کرنا بیکار ہے صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے دل کو اپنے
بہلایے فکر و تدبیر سے غافل نہ رہیے اس وقت بد کو جس طرح ممکن ہو کاٹیے مین بھی فکر و تدبیر سے غافل
نہونگا اگر زیادہ رنج و صدمہ کیجیے گا تو ہلاک ہوجایے گا آپ کا رنج و غم کرنا بیجا ہے افسوس ہزار افسوس
کہ اب ایسا زمانہ آیا کہ آپ کو اجازت شکار صاحبقران سے لینے کی ضرورت ہوئی خداوند ہوکے تابع حکم
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہوگئے آزادی نرہی گویا قید ہوگئے کہین آپ بے اجازت صاحبقران
کہین جا نہین سکتے واقعی لطف زندگی باقی نرہا وہ اوج وہ وقار و جاہ و حشم آپ کا باقی نرہا لیکن غنیمت
جانیے کہ جانبری دست صاحبقران سے ہوئی اگر بظاہر میری راے سے آپ مسلمان نہوتے مثل
طوطے کے کلمہ اپنی زبان پر جاری نکرتے تو قتل ہوجاتے سر و تن مین جدائی ہوجاتی آپ کے خون سے
زمین رنگین ہوتی شمشیر آبدار صاحبقران کی ہوتی اور آپ کا گلا ہوتا اب تک نام و نشان آپ کا باقی رہتا
آپ نے میری راے پر عمل کیا بہت ہی اچھا کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ بظاہر کلمہ زبان پر جاری کرلیا
اب میری یہ راے ہے کہ صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے اظہار ملال نہ فرمایے ایسا نہو کہ افشاے راز ہوجاوے
صاحبقران کو خبر ہوجائے تو غضب ہو گھبرایے نہین صبر کیجیے مثل مشہور ہے کہ دیر آید درست آید
آئندہ دیکھا جائے گا کوئی تدبیر کی جائیگی حتی الامکان صاحبقران سے دشمنی کی بازنہ آؤن گا

کسی نہ کسی بلا مین اپنی تدبیر سے مبتلا کر دونگا آپ کو اُن کی اطاعت سے بچاؤنگا بالفعل صبر و شکیبائی
اختیار کیجیے وہ زمانہ خداوندی اپنا یاد نہ کیجیے خیال کیجیے کہ ہمیشہ کسی کی ایک طرح پر نہین گذری ہی
جس کو عروج ہوا ہی اُسے زوال بھی ہوا ہی ہمیشہ زمانہ بہار کا نہین رہتا ہی خزان کا بھی دور ہوتا ہی
بڑے بڑے سلاطین روزگار گردش فلک کجرفتار سے تباہ و برباد و قتل ہوگئے نہ تخت و تاج رہا
نہ ملک و مال رہا نہ طبل و علم رہا نہ لشکر رہا نہ وہ رہے بسا عجب ہی کہ آپ صبر و تحمل نہین کرتے ہین دیکھیے
آئندہ کیا ہوتا ہی کوئی تدبیر یہ حقیر کرے گا کوئی نہ کوئی صورت آئینہ تدبیر مین پیدا ہوگی ساریق نے
جواب دیا کہ اے شیطان درگاہ من صبر و تحمل مجھ سے نہین ہوسکتا ہی اپنی ذلت و رسوائی ایسی ہوئی
ہی کہ بیان نہین ہوسکتی افسوس ہین اور صاحبقران کی اطاعت اور مکار آ ہوگیا اُن سے اجازت
یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر باواز بلند رونے لگا سختگان بھی بارگاہ سے باہر آکر اُسے سمجھانے لگا اور خود بھی
اُس کے رونے سے رونے لگا نالہ و فغان کرنے لگا ان دونون کو تو صحرا مین مشغول نالہ و فغان
چھوڑا جاتا ہی اور اب حال معین جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ ساحر مذکور فرستادہ شہنشاہ ساحران
یعنی ہود سرمست حاکم طلسم زلزلہ جو برائے دریافت خبر کوکب انجم حصاری و حال صاحبقران
طلسم زلزلہ سے آیا تھا اور اُس نے پوشیدہ ہوکر تمام حال مسلمان ہونے کوکب انجم حصاری و تباہی
رعایا کا اور کیفیت شادی و عقد صاحبقران کی دیکھی تھی بعدہ پوشیدہ ہوکر تخت سحر پر سوار ہوکر
جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا جیسا کہ قبل اس کے لکھا گیا ہی ہنوز طلسم زلزلہ تک نہ پہونچا تھا کہ اثنائے
راہ مین وہ صحرائے سبزہ زار مین صدائے نالہ و فغان سنکے متردد ہوکے دل مین کہنے لگا کہ دریافت
کرنا چاہیے یہ کون اشخاص مصیبت زدہ ہین کہ اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہین یہ باتین اپنے دل مین
کرکے بزور سحر صورت اپنی دہقانی کی بنا کر اُن خدام و سواران جنگی کے پاس آیا جو ہمراہ ساریق
بن بقا آئے تھے پھر اُن سے پوچھا کہ یہ دونون کون مبتلائے رنج و محن ہین جو رو رہے ہین خدام و
سواران مذکور نے کہا تم نہین جانتے کہ یہ کون ہین اُس نے کہا کہ اگر مین آگاہ ہوتا تو تم سے کیون دریافت
کرتا مین تو ایک مرد دہقانی ہون ابھی اس طرف سے میرا گذر ہوا اس صحرائے سبزہ زار مین تم سب کا
مجمع دیکھا ہی ان دونون اشخاص کو نالہ کنان مشاہدہ کیا ہی خدام اور سوارون سے دو چار آدمیون
نے اُس سے کہا آگاہ ہو کہ یہ دونون شخص جو رو رہے ہین ان مین ایک تو ساریق بن بقا ہی جو خداوند
اپنے تئین جانتا ہی اور دوسرا اُس کا وزیر سختگان ہی دہقانی نقلی نے پوچھا یہ تو بیان کرو کہ یہ کیون
اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہین کیا زبردست مصیبت پڑی ہی کس درد جان ستان مین مبتلا ہین
کس بات کا ان کو غم ہی کیا سبب ان کے نالہ و بکا کا ہی اُن سوارون اور خادمون نے جواب دیا
کہ ہمین ان کے رونے کا سبب معلوم نہین ہی ہان اسقدر ہم یہ جانتے ہین کہ اس صحرائے سبزہ زار مین
یہ دونون واسطے شکار آہو کے آئے تھے ہم سب ان کے ساتھ آئے ہین تھوڑی دیر گذری ہی کہ دو
آہو شکار کیے تھے اُن مین سے ایک آہو کے کباب تیار کرکے اُن کے روبرو لے گئے تھے انھون نے
کباب تو نہ کھائے نہین معلوم کیا خیال کرکے بارگاہ سے نکل کر نالہ و فغان کرنے لگے اگر تم کو سبب
نالہ و فغان دریافت کرنا ہی تو ان کے پاس جاکر پوچھو یہ تم سے بیان کرینگے دہقان مذکور نے پاس
ساریق بن بقا کے جاکر سختگان سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہی اور یہ تمہارے پاس جو رو رہے
ہین نالہ و فغان کر رہے ہین ان کا کیا نام ہی اور سبب نالہ و فغان کیا ہی سختگان نے جواب دیا کہ

تجکو ہمارے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب و غرض ہی اور سبب نالہ و فغان پوچھنے سے کیا مدعا ہی
ہم اور یہ کوئی نام رکھتے ہیں تجھے کیوں بتائیں اور جس صدمہ و غم میں مبتلا ہیں تجھسے کیوں بیان کریں
ہمکو تجھسے یہ امید نہیں کہ ہم دونوں درد رسیدہ کا تو کوئی علاج کرے گا مرد دہقانی نے جواب دیا کہ
اظہار نام و سبب نالہ و فغان میں تمہیں عبث تامل ہی اپنے حال سے آگاہ کرو اپنے نام کو مجھسے پوشیدہ
نہ کرو شاید تمہارے دفع رنج و غم کی کوئی فکر و تدبیر مجھسے ہو سکے درد دل کے بیان کرنے میں کیا قباحت
متصور ہی آدمی آدمی ہی سے اپنا رنج و غم ظاہر کرتا ہی سخنگان نے کہا کہ ہمیں اندیشہ افشاے راز کا ہی
اسوجہ سے اظہار رنج و غم میں تامل کیا گیا خیر اگر تجکو سبب نالہ و فغان دریافت کرنا ہی تو چل بارگاہ میں
بیٹھ ہمارا اور ان کا وہ قصہ پر ملال و طولانی ہی کہ مفصل نہ ہم بیان کر سکتے ہیں نہ تو سن سکتا ہی ہاں
بطور اختصار و خلاصہ بیان کرینگے مگر یہ تو بتا دے کہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی تاکہ ہمیں بھی تو معلوم ہو
کہ تو ہمارے دوستوں سے ہی یا دشمنوں سے اُس نے کہا کہ میں بھی اپنا نام تمھیں بتا دوں گا پہلے
تم تو اپنے حالات سے آگاہ کرو سخنگان ساریق بن بقا کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا وہ مرد دہقانی
یعنی معین جادو بھی اُن کے ہمراہ آکر بارگاہ میں بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے سخنگان نے اُس سے
کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ خداوند ساریق بن بقا ہیں ان کی اکثر لوگ پرستش کرتے ہیں ان کے
بزرگ بھی خداوند تھے دعوی خداوندی کرتے تھے قبل اس کے یہ گلستان باختر میں تخت حکومت
پر رونق افزا تھے جاہ و حشم ان کا بہت تھا فوج و لشکر و طبل و علم تخت و تاج کے یہ مالک تھے
خداوند مشہور تھے اور اب بھی یہ خداوند اپنے تئیں جانتے ہیں صاحب عزت و وقار ہیں ایک
زمانہ ایسا آیا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور صاحب زور و قوت
و اقبال و لشکر کثیر ہیں اُن کے لشکر کے بادشاہ کا نام داراب تیمین زرہ ہی بوجہ عداوت
مذہب و ملت کے ان پر لشکر کشی کی تھی گلستان باختر میں جنگ عظیم ہوئی تھی ایک زمانہ تک لڑائی ہوئی
تھی کشت و خون بہت ہوا اکثر نامردان سپاہ طرفین کے بہت کام آئے تھے آخر کار بخیال خونریزی
بندگان یہ وہاں سے روانہ ہوئے جنگ و جدال صاحبقران سے کرنا مناسب نجان کر اسطرف
روانہ ہوے انھوں نے ان کا تعاقب کیا انھوں نے اُن کا برا نہ چاہا اُن کے برباد و تباہ و غارت
کرنے کی فکر کی اُن کے ظلم و جور کا تحمل کیا یہاں بھی آکر اُن کے ہاتھ سے ان کو راحت نملی کوکب
انجم حصاری کے یہاں یہ مقیم ہوئے تھوڑے روز بھی نہ گذرے تھے کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع لشکر گران ان کے تعاقب میں یہاں بھی آگئے کوکب انجم حصاری نے انکی اعانت
کی صاحبقران سے مقابلہ و مجادلہ کیا کئی لڑائیاں ہوئیں کشت و خون بہت ہوا اس اثنا میں ایک
درویش آفتاب صورت نولاکھ سوار دن کی جمعیت سے اور چند نقاب داران سبز پوش مع دو
بادشاہوں کے آیا بعد دریافت ہمکو معلوم ہوا کہ وہ خضران بن عمرو ثانی ہی اور خداپرست ہی پہلے
اُس کے سردار نے ایک سردار سپاہ مسمی حشام رستم انجم حصاری کو ہنگام جنگ کشتی لڑکر زیر کیا
پھر اُس درویش یعنی خضران بن عمرو ثانی نے ایک نفیر بجاکر مردان ہر سہ سپاہ کو بیہوش کر کے
نقابداران طلسمی یعنی نقابدار حور القا و نقابدار گلرخسار سرخ پوش وغیرہ کو گڑھاؤں میں ڈالکر جلتے
ہوئے تیل میں جلا دیا پھر اُس کا ایک سردار سپاہ بلکہ سپہ سالار مسمی قرامرز ثانی صاحبقران سے جنگ آزما
ہوا ساتویں روز کے بعد آٹھویں روز صاحبقران نے عین کشتی لڑنے میں اُس کے رخ پر سے نقاب کو

دور کیا معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی ہو پہلے کچھ باہم باتین ہوئین پھر کشتی موقوف ہوئی اسی اثناے مین
حمائل خان کہ لقاپرست تھا ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آیا اُس کے ساتھ پچاس ہزار جنگی
ہاتھی تھے وہ صاحبقران کے لشکر پر اور خضر ان کی سپاہ پر جا پڑا اور ہوے کوکب انجم حصاری بھی
اُس کا شریک ہوا جنگ مغلوبہ ایسی ہوئی کہ شاید کبھی نہوئی ہوگی صبح سے قریب شام تک لڑائی
ہوئی تینون لشکرون کے چھ ساتھ لاکھ مردان سپاہ کام آئے تمام صحراے حربگاہ کشتون سے
بھر گیا ہاتھیون نے ہزارہا مردان سپاہ کو قتل و پامال کیا انجام جنگ یہ ہوا کہ اہل اسلام کی فتح ہوئی
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان کے لشکر کو شکست حاصل ہوئی صاحبقران وغیرہ نے
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان وغیرہ کو پکڑ لیا ان کو بھی تخت زرین سے اُتار لیا انھون نے
دم نہ مارا خاموش رہے مگر اُن کے تباہ کرنے کی ٹھنی اب یہ اپنے حال پر نظر کر کے گریان ہین صاحبقران
دختر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کر کے اور خود اُس کو بھی مسلمان کر کے عیش و عشرت مین ہین
عقد اپنا دختر کوکب انجم حصاری سے کر چکے ہین تمام رعایاے انجم حصار مسلمان ہو چکی ہو اور
صاحبقران کو خوشی حاصل ہو ان کو رنج و ملال ہو مین ان کا وزیر ہون تمام میر اسخنگان ہو ان کا ہمدم و
خیر خواہ ہون صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بدخواہ ہون چاہتا ہون کہ ہم دونون کی طرح
وہ بھی کسی رنج و غم مین مبتلا ہون جس طرح ہم رو رہے ہین وہ بھی روئین خلاصہ حال تمام و کمال
بیٹے تھے کہدیا اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو حسب وعدہ اپنا نام بتاؤ ہمارے درد دل کا علاج
کرو اُس دہقانی نے سنکے سکوت اختیار کیا تھوڑی دیر تک کچھ اپنے دل مین سوچا کیا بعدہ سابق
مین بقا اور سخنگان کی نظر سے غائب ہو گیا ملکہ جی کو حیرت ہوئی سارق مین بقا بھی دریاے حیرت
مین غوطہ زن ہوا اُن خدام اور سوارون کو بھی نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا اور کیا اُس سے سخنگان نے
گفتگو کی اور وہ کس طرف چلا گیا جاتے ہوے بھی نہ معلوم ہوا سب کو حیرت ہوئی سواران مذکور و خدام
مسطور شکار کھیلنا آہو کا بھول گئے خود شکاریچہ شہباز حیرت ہوے ان سب کو تو مبتلاے فکر و حیرت
چھوڑا جاتا ہے مگر اب حال معین جادو و نابکار کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس نے تمام حال سخنگان
سے سنا دل مین اپنے خیال کیا کہ اہل اسلام نہایت سرکش ہین یہان آکر کوکب انجم حصاری وغیرہ
کو انھون نے مسلمان کیا اُس کی لڑکی سے اپنا عقد صاحبقران نے کیا بہت خوشی و شادمانی ظاہر کی
کوکب انجم حصاری ماتحت ہمارے بادشاہ کا تھا اُس کو اپنا فرمانبردار کیا ہو اپنے دین مین اُس کو لا کر
دین آبائی اُس کا اُس سے ترک کرایا اعوان سے بھی کچھ انتقام اس کا لینا چاہیے ان مسلمانون نے
ہمارے شہنشاہ کے ماتحت بادشاہ کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہو ان کے بھی بادشاہ لشکر
کے ساتھ کچھ بدی پیش آنا چاہیے یہ خیال کرتا ہوا پھر سوے لشکر اہل اسلام و جانب انجم حصار گیا
جب انجم حصار کی حد مین پہونچا وقت شب کا تھا چند سرداران لشکر اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام
و صاحبقران کے عقد کی شب جاگے تھے اس شب غافل سو رہے تھے گرد لشکر اہل اسلام و گرد
بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و گرد بارگاہ صاحبقران عالی مقام یوسف کرانی دس ہزار سوار کی
جمعیت سے طلایہ پھر رہا تھا صداے خبردار باش و ہوشیار باش سواران ہمراہی اُس کے دے رہے
تھے مشعلین اور شمعین وغیرہ بکثرت روشن تھے خواجہ طیفور گرد بارگاہ صاحبقران مین موجود تھے
حفاظت اُن کی کر رہے تھے کبھی بارگاہ سے باہر آتے تھے کبھی اندر بارگاہ کے جا کر دیکھ لیتے تھے سو اُن

طلایہ گرد لشکر پھر رہے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی بارگاہ کے گرد بھی سواران مذکور پھرتے تھے خیام
سرداران سپاہ کے بھی چارطرف گردش کر رہے تھے معین جادو نے آگے بڑھکر بارگاہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو عقل وفہم سے و نیز بزور سحر دریافت کرکے قریب بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام آکے بلندی
سے ایسا سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی وہ سواران طلایہ اُس ہوائے سرد سے آرام طلب ہوئے ہر ایک نے
آنکھیں بند کیں خواب غالب ہوا کسی کو حواس و ہوش نرہا سب غافل ہوگئے معین جادو نے ان سب کو
اپنے سحر مین مبتلا کرکے پردہ بارگاہ کا اٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سو رہے ہیں
بارگاہ مین روشنی ہو رہی ہے شمعین موی و کافوری روشن ہین شیشہ آلات وغیرہ سے بارگاہ خوب آراستہ ہے
بعد دیکھنے زینت بارگاہ کے قریب بادشاہ موصوف جا کر جو تدبیر اس نے سوچی تھی وہی تدبیر کی بعد ازان
بارگاہ سے باہر آکر سوے انجم حصار روانہ ہوا شب کو جانب طلسم زلزلہ جانا مناسب نہ جان کر انجم حصار
مین شب بسر کرکے وقت صبح صادق انجم حصار سے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اُسی صحراے
سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ ساریق بن بقا و سنگان وغیرہ صحرا مین بہنگام سحر مصروف شکار ہین یہ
رنگ دیکھتے ہی بلندی سے بالاے زمین آیا سنگان و ساریق نے دیکھا کہ ایک شخص ایک باز کو اپنے
ہاتھ پر بٹھائے آتا ہے جب وہ قریب آیا سنگان نے اُس سے پوچھا کیا تم بھی شکار پرند کھیلو گے اُس نے
جواب دیا کہ مین شکار کھیل آیا سنگان نے کہا کہ یہ باز ہمین دو توری درہم اس باز سے طایرون کو شکار کرین
اُس نے ہنسکر کہا کہ اس باز کے لینے سے باز آؤ یہ باز ایسا نہین ہے کہ ہم تمکو دیدین اور تم اس باز سے شکار
کھیلو سنگان نے وجہ پوچھی اُس نے کہا کہ سبب دریافت نکرو بس اسی قدر سمجھ لو کہ یہ باز قابل شکار
طایران نہین ہے ساریق بن بقا نے کہا کہ اے شخص کچھ حال اس باز کا بیان کر کہ یہ باز کیسا ہے اُس نے
کہا کہ تمھارے اصرار کرنے سے بیان کرتا ہون یہان سے بارگاہ مین چلو تخلیے مین بیان کرونگا ساریق
بن بقا و سنگان اسکو ہمراہ اپنے بارگاہ مین لا کر بیٹھے تنہائی مین اُس نے کہا آگاہ ہوجیے کہ یہ باز
دراصل نہین ہے یہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ہین مین ساحر ہون نام میرا معین جادو ہے حاکم طلسم زلزلہ
نے مجھکو واسطے دریافت کرنے حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران کے ادھر بھیجا تھا مین نے
یہان آکر تمام حال سے آگاہ ہوکر چاہا کہ خالی ہاتھ نہ جاؤن کوئی تحفہ اپنے بادشاہ کے واسطے یہان سے
لے جاؤن پس مجھکو لشکر اسلام مین سے یہی تحفہ پسند آیا اب اس تحفے کو روبرو اپنے بادشاہ و حاکم کے
لے جاؤنگا تمام حال جو دیکھا ہے اور سنا ہے وہ بیان کرونگا یقین ہے کہ شاہ طلسم زلزلہ اس تحفے کی
نذر کو قبول کرکے مجھے انعام دے گا مجھسے بہت خوش ہوگا پھر اس باز کے قتل کرنے سے نہ باز آئیگا
ضرور اس کو قتل کرے گا کیونکہ اُس کو اہل اسلام سے عداوت قلبی ہے علاوہ اس کے اس باز کے
ہلاک کرنے سے منظور لشکر اہل اسلام کا پراگندہ کرنا بھی ہوگا صاحبقران بھی غمگین و ملول ہوکر
یہان سے کسی طرف چلے جائینگے یا کثرت صدمہ و رنج سے ہلاک ہوجائینگے ساریق بن بقا و
سنگان نے بہت خوش ہوکے کہا کہ ہمکو بھی اپنے شہنشاہ کے پاس لے چلو ہم اُن کے دیکھنے اور
اُن سے ملنے کے بہت مشتاق ہین سوا اس کے اگر ہم دونون اُن تک پہونچ جائینگے تو دست ظلم
صاحبقران سے امان پائینگے تمھارے احسانمند ہونگے اُس نے جواب دیا کہ آپ صاحبون
وہان لیجانا اچھا نہین ہے مبادا شہنشاہ ناراض ہون سنگان نے کہا کہ اے معین جادو
کیا کہتے ہو بھلا ان کے اور ہمارے وہان سے جانے سے بادشاہ طلسم تم سے ناخوش ہونگے ہرگز نہین

بلکہ بہت تجھسے خوش ہونگے انعام کثیر دینگے ہم تمہاری تعریف اُن سے کرینگے خلعت وانعام کثیر تمکو
دلوائینگے خداوند بھی تجھسے خوش ہونگے تمہاری بہبودی چاہینگے معین جادو نے سخنگان و
ساریق بن لقا کے کہنے سے چند دانے ماش کے نکال کر اسنے سحر اُن پر دم کرکے ان دونون پر
مارے فی الفور وہ لوٹ کر بصورت زاغ سیاہ ہوگئے معین جادو نے اُن دونون زاغون کو بالائے
ہر دو دوش خود بٹھا کر سحر سے بلند ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر سوارون وغیرہ کو چھوڑکر سوے طلسم زلزلہ
روانہ ہوا سواران ہمراہی ساریق بن لقا نے ہرچند کہ شور وغل کیا اور تعاقب اُس کا کیا مگر کچھ فائدہ
نہوا وہ دفعتاً زمین سے بلند ہوکر غائب ہوگیا اسی حالت مین سواران مذکور و خدام وغیرہ مجبور ولاچار
ہوکر صحرائے سبزہ زار سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوئے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا
بالفعل حال لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ جب معین جادو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز
بناکر لے گیا اور وہ شب گذر کر سحر ہوئی تمامی اہل لشکر ہنگام سحر برائے ادائے نماز صبح بیدار ہوے
اور وہ سوار طلایہ بھی ہوشیار ہوے کیونکہ معین جادو نے ایسا سحر اُن پر کیا تھا کہ جب سحر کا اثر فقط
شب تک رہا کیونکہ مدت بقائے سحر مذکور شب ہی تک تھی صبح کے ہوتے ہی وہ بھی ہوش مین آئے
ہر ایک نے بعد طہارت وضو نماز سحر پڑھنے کا ارادہ کیا صاحبقران نے بیدار ہوکے قصد اداے
فریضۂ سحری کیا جب ہر ایک شخص اعلیٰ ادنیٰ نماز سحر پڑھ چکا اور صاحبقران بھی نماز صبح کو پڑھ چکے
حسب دستور جملہ سرداران لشکر دربارگاہ صاحبقران عالی مقام پر آئے اس اثناے مین
صاحبقران بھی بارگاہ سے برآمد ہوے ہر ایک سردار و سوار نے باادب سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دے کر سب سردارون کو ہمراہ اپنے لیکر دربارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام پر
جاکر توقف کیا دیر تک انتظار برآمد ہونے بادشاہ ممدوح کا کرکے متردد ہوکے سرداران سے
فرمایا آج کیا باعث ہے کہ اب تک بادشاہ ذیجاہ بارگاہ سے برآمد نہین ہوے وقت برآمد ہونے کا
گذر گیا اکثر سردارون نے عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین کبھی ایسا نہین ہوا کہ اتنی دیر برآمد
ہونے مین ظل اللہ کے ہوئی ہو مقام تردد ہے خدا خیر کرے اگر مناسب ہو تو بارگاہ مین جاکر دیکھا
جائے صاحبقران نے کہا کہ ہان ہماری بھی یہی راے ہے یہ کہکر خود داخل بارگاہ ہوے اکثر
سردار و عیار بھی بارگاہ مین گئے وہان عجب واقعہ غم افزا و حیرت فزا نظر آیا کہ دل ہر ایک کا کثرت
رنج و ملال سے بیتاب و بیقرار ہوا کہ مانند مرغ بسمل تڑپنے لگا بے اختیار ہر ایک متحیر ہوکر
رونے لگا شور نالہ و فغان بلند ہوا سواران لشکر اہل اسلام نے متردد ہوکر پوچھا کہ یہ شور و فغان
کیون ہے سبب نالہ کیا ہے خیریت تو ہے ہرکارون عیارون نے روکر کہا کہ غضب ہوا ہم ابھی بارگاہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام کے اندر سے باہر آئے ہین بچشم خود دیکھ آئے ہین کسی دشمن نے سر اُن کا شمشیر
آبدار سے کاٹ کر اُن کے سینے پر رکھ دیا ہے پوشاک ظل اللہ و فرش سہری تمام خون سے تر ہے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ قریب صبح بعد نصف شب کے کسی دشمن نے بارگاہ مین داخل ہوکر یہ ظلم عظیم کیا ہے حالت خواب
غفلت مین بادشاہ عالیجاہ کو قتل کیا ہے کیا ہی نامرد تھا وہ نابکار جس نے یہ ستم کیا ہے اگر مرد ہوتا
تو حالت بیداری مین مقابلہ و مجادلہ کرتا سواران لشکر یہ خبر غم اثر عیارون سے سنکے بے اختیار
رونے لگے نالہ و فغان کرنے لگے تمام لشکر مین جب یہ خبر پھیلی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کسی نے
قتل کیا تو وہ شور نالہ و فغان بلند ہوا کہ تا فلک پہونچا کسی نے اس غم مین گریبان اپنا چاک کیا کسی نے

سر پر اپنے خاک اڑائی کوئی کثرت گریہ سے زمین پر غش کھا کر گرا کسی کو اس خبر کے سننے سے سکتا سا
ہو گیا کوئی فریاد کرنے لگا کوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا کسی نے خنجر بران اپنی کمر سے کھینچکر
کہا یارو اب زندگی کا لطف باقی نہ رہا بادشاہ ہمارا قتل ہو گیا اُن کے غم مین ہم بھی اپنے تئین ہلاک
کرتے ہین بعد اُن کے زندگی خوب نہین یہ کہکر ارادہ خودکشی کا کیا جو سوار وغیرہ اُس کے قریب
کھڑے تھے اور روبرو بیٹھے اُنھون نے دوڑکر اُس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور کہا کہ اے برادر
خودکشی اچھی نہین ہے کیا غضب کرتے ہو اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرتے ہو حالانکہ صدمہ قتل
بادشاہ موصوف بہت ہے مگر ذرا دریافت اچھی طرح تو کرو کہ درحقیقت بادشاہ قتل ہوے ہین یا
نہین کوئی سردار سپاہ نالہ و آہ کرتا تھا کوئی سردار اس غم مین سر اپنا بے کلاہ کرتا تھا کوئی یہ خبر
جان گسل سنکے بے اختیار رونے لگا کوئی سوار جان اپنی اس غم جانکاہ مین کھونے لگا کوئی فریاد
کرنے لگا کوئی اس صدمے مین جان سے گذرنے لگا کوئی اشکبار ہوا کسی کا دل اس واقعہ سے بیقرار
ہوا کوئی سردار سپاہ کثرت گریہ سے زمین پر گر کے بسمل ہوا کوئی جوان خنجر غم سے گھایل ہوا کسی نے
اس ماتم مین اپنے سر پر خاک ڈالی کسی نے از راہ الم سے واسطے ہلاک کرنے اپنے کے میان سے
تلوار نکالی کوئی آہ سرد بھر کے پکارا کہ افسوس ہزار افسوس بادشاہ ہمارا گیا کوئی اشکبار ہو کر کہنے لگا
حیف شاہ ذیجاہ ہمارا مارا گیا تھا ان ہفت ملک بے اختیار رونے لگے کثرت گریہ و بکا سے جانین
کھونے لگے عیاران لشکر اہل اسلام کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے زمین پر گر کے غش کر گئے
دیکھنے والون نے خیال کیا کہ یہ تاب صدمہ و غم نہ لا کر مر گئے کسی نے کہا کہ افسوس بڑا غضب ہوا
کوئی بولا قتل ہونا بادشاہ کا اس عنوان سے عجب ہوا کوئی سردار اس غم مین محزون ہوا کسی کی آنکھون سے
اس غم مین بجائے اشک روان خون ہوا کسی نے آہ کر کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو ساریق
و چنگان نے قتل کیا ہو وہی دونون حیلہ شکار کھیلنے کا کر کے لشکر سے گئے تھے کسی نے اشکبار
ہو کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو حمائل خان نے قتل کیا ہو کیونکہ یہ نابکار لشکر مین موجود ہے
دل سے مسلمان نہوا ہوگا عداوت اس کے دل مین ہوگی صاحبقران سے تو بس نہ چلا ان کو تو
خوف سے قتل کر نہ سکا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل کر ڈالا لشکر سے اسواسطے نہین گیا کہ قتل کرنا
ثابت نہو کسی نے رو کر اُسے جواب دیا کہ یہ کام حمائل خان کا بظاہر معلوم نہین ہوتا ہے اور کوئی
بد اندیش کا یہ کام ہے بڑی دلیری اُس نے کی کہ بارگاہ مین جا کر بادشاہ کے سر کو جدا کیا ہزارون
سواران لشکر طلایہ لشکر کر رہے تھے ان سے نہ ڈرا افسوس کسی نے اُس کو بارگاہ مین جاتے ہوے
نہ دیکھا کوئی دلیر آبدیدہ ہو کہنے لگا افسوس بادشاہ ہمارا آج ایسا فرش خواب پر لیٹا کہ زندہ نہ اٹھا
کوئی چوب خیمے سے سر اپنا ٹکرا کر کہنے لگا کاش قاتل ہمارے بادشاہ کا عوض ہمارے بادشاہ کے ہمکو قتل کر
سر ہمارا ہمارے تن سے جدا کرتا کوئی جوان دانا اشکبار ہو کر دوسرے جوان سے مخاطب ہو کر یون
گویا ہوا کہ ہماری سمجھ مین یہ نہین آتا ہے کہ قاتل نے سر تن سے جدا کر کے سینے پر کیون رکھدیا ہے اس کا
کیا باعث ہے کوئی دیندار زار زار رو کر کہتا تھا کہ آج کا دن بھی کیا نامبارک ہے کہ ہم اپنے بادشاہ سے
جدا ہو گئے بیدار ہوتے ہی غم شاہ ذیجاہ مین رونے کوئی بے اختیار روتا تھا کوئی دامن آنسوؤن سے
بھگوتا تھا جملہ سرداران لشکر نے کثرت گریہ سے ایسی فریاد و فغان کی کہ حالت ہر ایک کی ابتر ہو گئی
صاحبقران نے بھی صدمہ قتل بادشاہ موصوف مین روتے روتے رومال آنسوؤن سے تر کیے اسقدر

روئے کہ حالت قریب بہ غشی پہونچی کثرت گریہ و بکا سے لشکرگاہ ماتم سرا ہوئی جملہ اعلیٰ و ادنیٰ صغیر و کبیر
برنا و پیر فریاد و فغان و نالہ و آہ کنان ہوئے ہر ایک کی نظر مین اس غم سے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آخرکار
بعد گریہ و زاری بیحد و بسیار کے حسب اتفاق رائے اکثر سرداران سپاہ و صاحبقران عالی جاہ
سامان دفن و کفن ہونے لگا اُسوقت بعض بعض عقلا نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے
عرض کی کہ ابھی لاشہ بادشاہ نامدار کیلئے سامان دفن و کفن نہ کیجیے کیونکہ ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام زندہ ہین قتل نہین ہوئے ہین ذرا خواجہ زادون کو طلب فرمائیے اُن سے پوچھیے وہ
بزرجمہر کے فرزند ہین علم رمل وغیرہ سے خوب آگاہ ہین وہ اگر موافق اپنے قاعدہ و ادراک علم کے
کہین کہ بادشاہ لشکر موصوف ضرور قتل ہوگئے تو اُسوقت میت اٹھانے کا سامان کیجیے تا وقتیکہ وہ
نہ کہین ہرگز میت بادشاہ نامدار نہ اٹھائیے ہمین کچھ اس مین اسرار پایا جاتا ہے شک و شبہہ بھی ہوتا ہے کہ یہ لاشہ
بادشاہ لشکر کا نہین ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر دراصل لاشہ بادشاہ کا ہوتا تو قاتل بادشاہ کا سر تن سے
جدا کر کے لے جاتا بالائے سینہ دھر کے جاتا یہ کارخانہ سحر ثابت ہوتا ہے صاحبقران نے اُن عقلا کی تقریر سنکے
فی الفور خواجہ بہران و خواجہ خورشید پسران حکیم بزرجمہر کو طلب کیا جب وہ تشریف لائے بعد سلام
انھون نے پوچھا کہ اسوقت ہنگام غم و الم مین آپ نے ہمین کیون طلب کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ
صاحبون کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ آپ سے بمقدمہ حیات و ممات بادشاہ لشکر اہل اسلام دریافت
کرنا منظور ہے لہذا آپ دونون صاحب موافق اپنے قاعدہ علم رمل وغیرہ کے دریافت کیجیے کہ بادشاہ
لشکر اسلام زندہ ہین یا نہین اور اگر زندہ ہین تو کہان ہین اور کب تک وہ لشکر مین تشریف لائینگے
اور یہ بھی اپنے علم کے قاعدے سے بتلائیے کہ یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا ہے یا کسی شخص کا
ہے خواجہ زادون نے بعد غسل و وضو آیۂ قرآنی و دعاے حصول حاجت برجوع قلب پڑھکر قرعہ
ڈالا اُن کی اشکال پر نظر کر کے زائچہ کیا پھر اشکال پر بخوبی تمام نظر کر کے خوش ہوکر کہا یا صاحبقران
کشورستان ہمکو ہمارے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بفضل خداے زندہ ہین
خانہ حیات اُن کا اس کا شاہد ہے کہ وہ ضرور زندہ ہین کسی دشمن کے قبضے مین ہین خدا چاہے گا تو ایک
زمانہ ایسا آئیگا کہ وہ آپ سے ملینگے آپ اُن سے ملیے گا بعد ازان پھر اس لشکر مین آئینگے
اور یہ جو آپ نے سوال کیا ہے کہ یہ لاشہ بادشاہ کا ہے یا کسی اور کا ہے اس بارہ خاص مین ہمکو ہمارے
علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ہرگز یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہین ہے الا اُن کا ہم شبیہ ہے پس
آپکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام حیات ہین اور یہ لاشہ کسی اور شخص کا ہے صاحبقران
خواجہ زادون سے یہ مژدہ جانفزا سنکے فی الجملہ شادمان ہوئے جملہ شاہ و شہریار و سرداران سپاہ
و شاہزادگان عالی جاہ و تمامی مردان لشکر اس خوشخبری سے شادمان ہوئے وہ رنج و غم و صدمہ
الم و نالہ و فغان فی الجملہ دل سے ہر ایک کے دور ہوا خواجہ زادون کے حکم مذکور لگانے سے
قلب کو حاصل سرور ہوا صاحبقران نے کشتیان خلعتہاے فاخرہ کی طلب کر کے خواجہ زادون کے
پیشکش کین پھر ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو آب گرم سے خوب مل ملکر نہلاؤ
اگر رنگ و روغن سے صورت تبدیل کی ہے تو صاف اس تدبیر سے چہرہ اصلی ظاہر ہوجائیگا ملازمون
نے حکم صاحبقران کی تعمیل کی مگر صورت لاشہ مذکور بدستور رہی کچھ بھی فرق نہوا اُس وقت
صاحبقران نے خواجہ زادون سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ آپ صاحبون نے تو یہ حکم لگایا تھا کہ یہ

لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہیں کسی اور شخص کا ہے حالانکہ جناب کے ملازمون نے آب گرم تیز سے لاشہ
مذکور کو دھو یا نہلایا مگر کچھ بھی فرق نہ ثابت ہوا خواجہ زادون نے جواب دیا ہم اب بھی کہتے ہیں کہ یہ
لاشہ بادشاہ موصوف کا نہیں ہے اگر آپ نے اس لاشے کو آب گرم سے نہلایا اور کچھ فرق ثابت نہوا
تو جائے اعتراض نہیں ہے کیونکہ یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ رنگ و روغن عیاری سے بنانے والے نے
نہیں بنایا ہے کہ جو آب گرم کے دھونے سے رنگ و روغن دور ہو جائے چہرہ اصلی ظاہر ہو جائے
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بزور سحر یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ بنایا ہے خداوند عالم نے آپ کو صاحب اسم اعظم
کیا ہے لہذا باوضو تھوڑے سے پانی پر اسم اعظم الٰہی پڑھکر دم کر کے وہی پانی چہرہ و پیکر لاشہ ہم شبیہ
بادشاہ پر چھڑکیے ببرکت اسم اعظم الٰہی سحر دفع ہو جائے گا صورت اصلی ہویدا ہوگی صاحبقران
کشورستان نے بموافق ارشاد خواجہ زادون کے عمل کیا تو صورت مدعا آئینۂ ظہور میں آئی یعنی
وہ صورت و شکل پانی کے چھڑکتے ہی بدل گئی غور کرکے جو دیکھا گیا ثابت ہوا کہ ایک مرد کوہی کا لاشہ
ہے لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام نہیں ہے صاحبقران اور جملہ اعلیٰ ادنیٰ ظاہر ہونے سے لاشہ
مرد کوہی کے بحد خوش ہوے وہ جو کسی قدر شک و شبہ در بارہ دشاہ وہ بھی دفع ہوا ہر ایک کے
چہرے پر آثار خوشی ظاہر ہوے خصوصاً صاحبقران کے چہرے پر آثار خوشی پیدا ہوے اسوقت
صاحبقران نے حکم دیا کہ اس لاشہ مرد کوہی کو دفن کردو بموجب حکم ملازمون نے لاشہ مذکور کو غسل
کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کر دیا بعد اس کے صاحبقران نے خواجہ زادون کے علم و فضل
کمال کی بہت تعریف کرکے ان سے بحد خوش ہوکے دوبارہ ان کو خلعتہائے فاخرہ دے کر رخصت
کیا بعد رخصت کرنے خواجہ زادون کے جملہ سرداران سپاہ سے فرمایا الحمد للہ والمنہ یہ تو یقین کامل
ہو گیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ کا لاشہ ایک مرد کوہی کا تھا جس کو دفن کرا دیا اور یہ بھی بارشاد
خواجہ زادگان یقین ہوا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہیں کسی دشمن کے قبضے میں ہیں پس
قبضۂ دشمن میں ہونا بادشاہ موصوف کا چندان جائے گسل نہیں ہے ایسا بارہا ہوا ہے ہمارے
بزرگون پر ایسے واقعات گذرے ہیں اگر خدا نے چاہا تو وہ زمانہ بھی آئے گا کہ ہم تم ان سے ملینگے
جو زمانہ ان کی مفارقت کا ہے وہ بیکار لازم ہے کہ زمانہ فرقت بادشاہ لشکر اہل اسلام زیادہ تر صدمہ
رنج و ملال نہ بسر کیا جائے ان کی تلاش و جستجو کی جائے اور ان کے دشمن کو دریافت کیا جائے
تاکہ اس سے انتقام لیا جائے سب نے عرض کیا کہ آپ نے بجا و درست فرمایا ہے یوہی عمل کرنا چاہیے
ہنوز سرداران سپاہ صاحبقران کشورستان سے ہم سخن ہوکر خاموش ہوئے تھے کہ وہ خدام و
سواران جنگی اور سلیلے میر شکار باز دار وغیرہ جو ہمراہ ساریق بن بقا و خنگان کے سوئے سبز لب
سبزہ زار برائے شکار گئے تھے نہایت حیران و پریشان روتے ہوئے صاحبقران آئے سب نے
باادب سلام کیا صاحبقران نے ان سے پوچھا کہ ساریق بن بقا و خنگان کہان ہیں تم ان کو کہان
چھوڑ آئے ان کے ہمراہ کیون نہ آئے انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ان کا حال عجیب و
غریب ہے جو واقعہ گذرا ہے اور دیکھا ہے وہ حیرت افزا ہے صاحبقران نے فرمایا بیان کرو انھون نے
عرض کیا کہ ہم سب حسب الحکم حضور ہمراہ ساریق بن بقا و خنگان کے سوئے صحرائے سبزہ زار
گئے تھے جب صحرائے سبزہ زار میں پہونچے نامبردگان کے ہمراہ شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر میں ہم خادمون
دو آہو تیر سے شکار کیے ساریق نے کہا کہ ایک آہو کے کباب تیار کیے جائیں ملازمون نے انکے کہنے پر

عمل کیا جب کباب مذکور ظروف مین رکھکر اُس کے روبرو بارگاہ مین لے گئے تھوڑی دیر تک وہ اُن کبابون کو دیکھا کیا پھر کچھ باتین سنگان سے کرکے بارگاہ سے نکل کر صحرائے سبزہ زار مین آ وہ بانداز بلند سنگان سے سمجھانے لگا ہم شکار شکار اہو مین مصروف تھے اُس کے نالہ و فغان کرنے سے متردد ہوکر قریب اُس کے آئے تاکہ سبب نالہ و فغان دریافت کرین ابھی ہم سواروں نے وجہ نالہ و فغان دریافت نکی تھی کہ ایک دہقانی آیا اُس نے ہم سے پوچھا کہ یہ دونون شخص کون ہین جو اس طرح سے نالہ و فغان کر رہے ہین ہمنے اُس سے کہا کہ ایک ان مین ساریق بن بقا ہی دوسرا شخص ان مین سنگان نامی ہی پھر اُس نے پوچھا یہ دونون کیون روتے ہین ہمنے جواب دیا سبب گریہ و زاری ہمین معلوم نہین تم خود اُن سے پوچھو اُس نے اُن کے پاس جاکر پوچھا کہ تم دونون کیون اسطرح بیزاری سے نالہ و فریاد کرتے ہو کیا تیر مصیبت بری ہو کس بلا مین مبتلا ہوے ہو مفصل بیان کرو اُسوقت ساریق نے تو کچھ نہ کہا مگر سنگان نے اُس سے کہا کہ اے شخص ہم دونون کسی سبب سے روتے ہین تجھے کیا تو ہمسے کیون سبب نالہ و آہ دریافت کرتا ہی جہان تجھے جانا مطلوب ہو وہان جا اُس نے دریافت کرنے مین اصرار کیا سنگان اُس دہقانی کو مع ساریق کے بارگاہ مین لے گیا وہان رو رو کر دیر اُس سے تمام حال ساریق بن بقا کا بیان کیا پھر وہ دہقانی بیٹھے بیٹھے نظر سے غائب و پنہان ہوگیا ہم سب کو تعجب ہوا دوسرے روز ہنگام صبح ایک شخص اسی صحرا مین آیا وہ اپنے ہاتھ پر ایک باز بٹھلائے ہوے تھا سنگان نے اُس شخص سے پوچھا کہ کیا تم بھی پرندون کا شکار کھیلوگے اُس نے جواب دیا مین بڑا شکار کھیل آیا اب شکار نہ کھیلونگا سنگان نے کہا کہ یہ باز اپنا ہمکو دو تاکہ ہم اس باز سے پرندون کا شکار کھیلین اُس نے کہا کہ اس باز کے لینے سے باز آؤ ساریق نے سبب دریافت کیا اُس نے کہا کہ یہ باز لائق شکار نہین ہی ساریق نے پوچھا کہ کیا وجہ ہی جو باز قابل شکار نہین ہی اُس نے جواب دیا کہ اس کا سبب دریافت نکرو جب بہت اُس سے اصرار کیا تو اُس نے کہا کہ چلو بارگاہ مین وہان تمسے بیان کرونگا اُسوقت سنگان اور ساریق بن بقا اُس نو وارد شخص کو اپنے ہمراہ لے کر بارگاہ مین گئے ہم سب تو بارگاہ کے باہر تھے نہین معلوم اُس شخص نے آہستہ آہستہ کیا کہا دیر سے ہمنے جو دیکھا تو سنگان اور ساریق کو شادان و خندان پایا پھر باہم کچھ چپکے چپکے باتین ہوئین ہمنے اُن باتون کو نہین سنا بعد ہمنے دیکھا کہ اسی شخص نے کچھ ایسی تدبیر کی کہ ساریق اور سنگان دونون زاغ سیاہ ہوگئے پھر وہ شخص دونون زاغہائے مذکور کو لیکے دونون شانون پر بٹھا کر بارگاہ سے نکلکر دفعتاً غائب ہوگیا ہرچند ہمنے اُس کی جستجو کی اور شور و غل کیا مگر وہ نہ ملا مجبور و لاچار ہوکر ہم سب وہان سے چلے بعد قطع راہ ابھی حضور کے روبرو آئے ہین سلاح جنگ بھی تن سے دور نہین کیے ہین صاحبقران نے اُن سوارون وغیرہ سے تمام حال سنکے اُن سے کہا کہ اب تم لشکر مین داخل ہو سلاح جنگ تن سے دور کرو کمربندی کی اب تکلیف نہ اٹھاؤ خیام مین راحت پذیر ہو سواران مذکور وغیرہ سلام کرکے داخل لشکر ہوکر خیام مین راحت پذیر ہوے صاحبقران نے جملہ سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان سوارون وغیرہ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ کوئی ساحر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بارگاہ سے باز بنا کر لے گیا تھا پھر اُس نے ساریق بن بقا و سنگان کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے بنا کر اپنے شانون پر بٹھا کر اپنی منزل مقصود کی راہ لی سب کی نظرون سے پنہان ہوگیا اب ہمکو ضرور ہی کہ جستجو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی کرنا ضروری ہی اور اس شخص کا بھی مقام قیام اور نام دریافت کرنا لازم ہوا ان سوارون کے آنے سے اور بیان کرنے سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ ضرور کوئی ساحر یا

کوئی دشمن بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اور ساریق بن لقا اور سخنگان کو لے گیا ہے بعضوں نے عرض کیا
کہ آپ کا فرمانا صحیح ہے یہ کام ضرور کسی ساحر نابکار کا ہے نہیں معلوم وہ نابکار کہاں رہتا ہے کس سمت گیا ہے
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خدا چاہے گا تو سب حال معلوم ہو جائے گا بالفعل یہاں کوئی ایسا
نہیں ہے کہ اس سے پوچھیں اور وہ صحیح طور سے تمام حال بیان کر دے کوکب انجم حصاری نے عرض کیا
تھوڑا زمانہ گذرا ہے بلکہ قبل آپ کے یہاں تشریف لانے کے انجم حصار میں ایک مرد دیندار و پارسا و
متقی و پرہیزگار مسلمان مسمیٰ حکیم سالوک درویش سیرت تشریف رکھتے تھے شب و روز عبادت خدا
میں مصروف رہتے تھے بیشتر ساکنان انجم حصاری اپنے امور دشوار و مشکل میں عاجز آ کر ان سے
سوال کرتے تھے وہ جواب شافی دیتے تھے اگر کوئی گم ہو جاتا تھا اور لوگ ان سے گم شدہ کو پوچھتے
تھے تو وہ بوجہ عبادت و ریاضت کرنے کے بتا دیتے تھے کہ گم شدہ فلاں جا ہے گیا ہے افسوس اب
حال ان کا معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں انجم حصار سے کہیں نکلے گئے ہیں اگر وہ جناب یہاں ہوتے
تو حال بادشاہ لشکر اہل اسلام کا ان سے دریافت کرتے صاحبقران نے تقریر کوکب انجم حصاری
کی سنکے تا دیر کچھ فکر کرکے عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و صمصام تیغزن و قسور صف شکن و
بیران ہبر سوار و اسفندیار کجکلاہ و صارف تیغزن و حسام رستم انجم حصاری سے مخاطب ہو کے
فرمایا کہ خواجہ حضرات جو بصورت درویش آفتاب صورت تھے وہ تو سب سے خانہ کعبہ گئے ساتھ لگے
فرام زنانی میں گیا یہاں بادشاہ لشکر اہل اسلام کا جو واقعہ ہوا وہ آپ صاحبوں پر ظاہر ہے اس کے
بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم بوجہ نہ ہونے لشکر میں بادشاہ موصوف کے نہایت پریشان خاطر
ہیں ارادہ ہے کہ لشکر سے اپنے علٰحدہ ہو کر لشکر کو اپنے اسی جگہ بالفعل چھوڑ کر کسی طرف بہ جستجوئے بادشاہ
موصوف جائیں سوا اس کے فی زمانہ اب کسی سے مقابلہ و مجادلہ بھی نہیں ہے لہذا آپ سب صاحبوں سے
کہا جاتا ہے کہ اگر مناسب ہو تو لے اپنے اپنے سرداروں کو مع لشکر ظفر پیکر کے اپنے اپنے شہر میں جا کر حکمران
ہو جئیے یہاں کیوں تکلیف گوارا فرمائیے ہم خوشی خاطر آپ صاحبوں کو رخصت کرنا چاہتے ہیں لہذا
آپ کو مناسب ہے کہ ہمارے کہنے پر عمل کیجیے یہ تقریر صاحبقران کی سن کے جملہ نامبردگان نے
با ادب عرض کیا کہ ہمارا تو یہی ارادہ تھا کہ آپ کے لشکر میں تا حیات داخل رہیں مگر آپ کے ارشاد سے
مجبور ہو کر آپ کی خوشی پر عمل کرنا ضرور ہوا یہ عرض کرکے عمان شاہ نے اپنے ملازموں اور لشکر کے
سواروں کو حکم دیا کہ سامان سفر درست کرکے آج ہی یہاں سے سوے شہر [illegible] روانہ ہو اسی طرح
عزاق آہن کلاہ نے اپنے ملازموں سے کہا ملازمان ہر دو بادشاہان مذکور نے سامان سفر
فی الفور درست کیا عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہو کر مع اپنے
اپنے سرداران سپاہ اور لے اپنے اپنے لشکر کے اپنے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوئے بعد جانے دونوں
بادشاہوں کے صارف تیغزن سپہ سالار لشکر بادشاہ نقش ہیں بھی مع اپنی سپاہ کے سوے
شہر نقش میں روانہ ہوا بعد جانے صارف تیغزن کے حائل خان نے صاحبقران سے عرض کیا
اگر ارشاد ہو تو میں بھی جاؤں اپنے شہر کا بندوبست کروں اہل شہر کو مسلمان کروں بتخانے منہدم
کراؤں مسجدیں بناؤں اہل شہر کو عقائد دین سے آگاہ کروں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم بھی جاؤ
حائل خان خوش ہو کر سامان سفر درست کرکے کوکب انجم حصاری و صاحبقران سے رخصت
ہو کر اپنے شہر کی طرف مع باقی ماندہ اپنی سپاہ کے روانہ ہوا حسام رستم انجم حصاری نے صاحبقران

بدست بستہ عرض کیا کہ یہ وہی سردار سپاہ کوکب انجم حصاری ہے جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ و کشتی
فرامرز ثانی سے زیر ہو کر داخل لشکر فرامرز ثانی ہوا تھا فرامرز ثانی تو سوئے خانہ کعبہ گئے بادشاہ ہمارا
بھی مانند ہمارے مسلمان ہوا ہے اب ہم بھی بدستور قدیم رفاقت اپنے بادشاہ کی اختیار کرینگے
صاحبقران نے سوئے کوکب انجم حصاری دیکھا اُس نے کہا کہ اگر حشام بدستور قدیم میرا نمکخوار
ہونا چاہتا ہے تو مجھے بھی کچھ عذر نہین ہے حشام رستم انجم حصاری اپنے دنگل سے اٹھکر سوئے قدم
کوکب انجم حصاری جھکا اُس نے خوش ہو کر سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا پھر اُس کو اپنے لشکر مین
داخل کیا اسی طرح ہر ایک سردار و بادشاہ لشکر صاحبقران سے جو تازہ مسلمان ہوکے داخل لشکر ہوا تھا
وہ بھی جلو صاحبقران سے مع اپنی سپاہ کے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا فقط خاص سپاہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی رہ گئی اور خاص خاص سرداران سپاہ صاحبقران موصوف لشکر مین
رہ گئے جنکی تعداد پانچ ہزار پانچ سو پچیس ہے جب وہ روز گذر کر زمانہ شب کا آیا اور شب بھی بسر
ہوکے صبح ہوئی بعد نماز صبح صاحبقران نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان شکار آمادہ کرین ہمارا دل
بہت پریشان ہے چندے در رنگ صحرائے سبزہ زار مین جاکر شکار کھیل کر دل اپنا بہلائین گے صدمہ
فراق بادشاہ و اہل اسلام مین سیر و شکار سے کمی ہوگی جب ملازمون نے درستی سامان شکار خوب کیا
صاحبقران مع جملہ سردارون سے رخصت ہوکر سوئے صحرائے سبزہ زار واسطے شکار آمادہ ہوئے ہمراہی
خواتین طیفور کر دیا و مختصر سوارون وغیرہ کے روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال
معین جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب ساحر مذکور صحرائے سبزہ زار سے ساریق بن بقا و سنگان کو بزور
سحر ساختے سپاہ بنکر دوش پر اپنے بٹھا کر سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم
زلزلہ پر پہونچکر اندرون حد طلسم مذکور جانے کا ارادہ کیا تھا کہ مالک اول سرحد طلسم مذکور نے
اُس کو روک کر پوچھا کہ یہ تیرے ہاتھ پر باز کیسا بیٹھا ہے اور تیرے شانے پر ایک [illegible] زاغ سیاہ
کیسے بیٹھے ہین دراصل یہ طائر نہین ہین بشر ہین اگر ساحر ہے تو ہم بھی ساحر ہین تجھ سے ہزار حصہ
زیادہ تجھ جیسا ساحری ہین ہین بلکہ ایسے ساحر زیر دست ہین کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ نے ہمکو مالک مرحلۂ
اول کیا ہے تجھسے تو ہم آگاہ ہین اور تیری آمد و رفت کی ممانعت نہین کرتے ہین اغیار کو ہم بغیر حکم
شہنشاہ ساحران کے ہرگز نجانے دینگے کیونکہ زمانۂ بقا اس طلسم کا کم ہے اور فتاح اس طلسم کا
ایک اہل اسلام ہے پس یہ باز بھی دراصل بشر ہے اور اہل اسلام ہے اگر یہی فتاح طلسم زلزلہ ہوا اور
ہم تجھکو لیجانے کی اجازت دیدین تو عتاب شہنشاہ مین مبتلا ہونگے معین جادو نے کہا کہ
مین شہنشاہ کا خیرخواہ ہون بدخواہ نہین ہون جو طلسم کشا کو داخل طلسم کرون اور یہ طلسم کشا
نہین ہے یہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ہے نام اس کا دارا بن داراب سیمین نزرہ ہے اور یہ دونون زاغ
سیاہ و بلبل اہل اسلام سے نہین ہین ان مین ایک ساریق بن بقا ہے اور دوسرا عاریق کا وزیر
سنگان ہے یہ تحفہ نادر واسطے نذر شہنشاہ کے لئے جاتا ہون مالک مرحلۂ اول نے ترش رو
ہوکر کہا سبب [illegible] بلکہ اہل طائرون مین کوئی کسی صورت کیون نہو خواہ بقا پرست ہو یا مسلمان ہو ہم کسی کو
جانے نہ دینگے تاوقتیکہ حکم شہنشاہ سے حاصل نکر لینگے تم توقف کرو ہم اپنے شہنشاہ کو تمہارے
ایسی طور آنے کی اطلاع دینگے جو کچھ حکم ہوگا اس پر عمل کرینگے معین جادو مجبور ہو کر ٹھہرا
مالک مرحلۂ اول نے ایک عریضہ بعد [illegible] معین جادو اس مضمون کا لکھا کہ [illegible] خلاف عادت [illegible]

طلسم معین جادو دشمن آدمیون کو بصورت طائران سحر سے بناکر لایا ہی سرحد طلسم مین قدم رکھنا چاہتا ہی
فدوی کو اندیشہ طلسم کشا کا ہی و نیز خوف عتاب حضور ہی اگر حکم ہو تو معین جادو کو اپنے مرحلے سے راہ
دین ورنہ اُس کو اپنے مرحلے مین قدم بھی نرکھنے دین جب عریضہ اس مضمون کا تحریر کر چکا کچھ اسطے سحر
پڑھکر دستک دی فی الفور ایک طائر خوشرنگ سامنے سے اُڑتا ہوا آیا اُس نے قریب آکر بزبان فصیح
پوچھا کہ کیون مجکو طلب کیا ہی کیا کام ہی بیان کرو مالک مرحلہ اول نے وہ عریضہ اُسے دکھا کر کہا کہ یہ
عریضہ خدمت شہنشاہ ساحران مین لے جا اور جواب اگر شہنشاہ اس عریضے کا کچھ دین تو اُسے مجھ تک
پہونچا فقط اسی کام کے واسطے تجھے طلب کیا ہی اُس نے کہا کہ یہ تو کوئی کام مشکل نہین ہی مجھے خیال تھا
کہ کوئی امر عظیم کے واسطے تُو نے مجھے بلایا ہی یہ کہکر وہ عریضہ اپنی منقار مین دبا کر مانند باز تیز پرواز کے
اُڑ کر سوے شہنشاہ طلسم زلزلہ گیا ہود سرمست پوتا ساحر سُمُش کا کہ مالک و حاکم طلسم زلزلہ ہی اور
دعوی خداوندی بھی کرتا ہی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُس طائر سحر نے جاکر وہ عریضہ آغوش
شہنشاہ طلسم مذکور مین ڈالدیا ہود سرمست نے اُس عریضے کو اٹھاکر اُس کی عبارت کو پڑھکر طائر سحر
مذکور سے کہا کہ تو جا جواب اس عریضے کا روانہ کیا جائے گا طائر مذکور مالک دربند اول کو حکم
ہود سرمست سے آگاہ کرکے ایک سمت چلا گیا یہان شہنشاہ ہود سرمست نے اپنے طلسم کے
جملہ مرحلات و مقامات پر پروانجات مالکان و حاکمان مرحلات و دربند وغیرہ کو بذریعہ ساحران
روانہ کرکے اُن کو آگاہ کیا کہ معین جادو ہمارے فرستادہ و ملازم قدیم کو نروکنا اُسے آنے دینا
جب مالک مرحلہ اول طلسم مذکور حکم شہنشاہ مسطور سے آگاہ ہوا معین جادو کو اجازت جانے کی دی
معین جادو باز و زاغ مذکور الصدر کو لیے ہوے مرحلات و مقامات صعب و سخت طلسم
زلزلہ سے گذر کر اُسوقت دربار شہنشاہ و ساحران ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ مین
پہونچا کہ دربار اُس کا آراستہ تھا جملہ ساحران نامی و نامور اُس کے دربار مین حاضر تھے علی قدر مراتب
بیٹھے ہوے تھے علاوہ رفقا و ساحران نامی و نامور کے حکیم جالوس ساکن و حاکم شہر جالوسیہ
کہ عاقل و فہیم تھا ہود سرمست جادو نے اُس کو اپنا وزیر کیا تھا وہ بھی اُسوقت بعہدہ
وزارت حاضر دربار تھا جالوس مرید باطن و دشمن مسلمانان و دین اسلام ہی اور سالوس اُس کا
بھائی یہ دین اسلام کی رغبت رکھتا ہی جالوس کی طرح بد اعتقاد و نابکار بھی نہین ہی طبیعت اس کی
مائل بہ فساد و خونریزی و دشمنی اہل اسلام نہین ہی غرضکہ معین جادو نے روبروے ہود سرمست
جادو جاکر بعد ادب سلام کیا اُس نے اُس باز و زاغ سیاہ پر نظر کرکے پوچھا کہ انہین کیون
لایا ہی اُس نے عرض کیا کہ یہ باز واسطے نذر حضور کے لایا ہون یہ کہکر اُس باز کو نذر کے طریق سے
پیش کیا ہود سرمست نے کہا کہ اس کو بحالت اصلی لا اور سبب اس کے لانے کا بیان کر اور
جس واسطے ہمنے تجکو روانہ کیا اُسے بھی بیان کر ساحر مذکور نے عرض کیا کہ حسب الحکم شہنشاہ
کے یہ نمک خوار قدیم واسطے دریافت حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و دریافت احوال جنگ و جدال کے گیا تھا جب انجم حصار مین پہونچا تو بعوض
جنگ و جدال کے سامان خوشی و شادی وہان نظر آیا ہر طرف رنگ بزم عشرت ہی باجا نوبت
و نقارہ شادی کو بجتے ہوے دیکھا نازنینان خوبرو کو بجنسہ خود رقص و نغمہ کرتے ہوے دیکھا
جملہ ساکنان انجم حصار کو مسلمان و خداپرست پایا کوکب انجم حصاری و دختر کوکب انجم حصاری

و جملہ زنان محلسرا و تمامی زن و مرد کو مسلمان و فرمانبردار بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران
دیکھا بعدہٗ عقد صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید جلال ابرو دختر کوکب انجم حصاری شاہانہ سامان و
جلوس سے ہوتے دیکھا اسے شہنشاہ ذیجاہ و یہ خیرخواہ جملہ اہل اسلام کو شادی و عقد مذکور مین
شادان و خندان دیکھا اور لشکر صاحبقران کو مانند دریاے ناپیدا کنار مشاہدہ کرکے ناخوش
ہوا و برہمی طبع اپنی سے محل عشرت و خوشی اہل اسلام کا نکرکے قدوسی نے چاہا کہ ایسی کوئی تدبیر
کرنا چاہیے کہ یہ اہل اسلام نالہ و فریاد کرین جسقدر عقد صاحبقران و ملکہ ناہید جلال ابرو مین
شادان و خندان ہوے ہین اُس سے زیادہ تر گریہ و بکا و نالہ و فغان کرین اہل لشکر پریشان
و متفرق ہو جائین جمع جمع مردمان سپاہ کا منتشر ہو جائے انجم حصار سے لشکر مع صاحبقران
کے بیدل و پریشان ہو کر کہین چلا جائے نام و نشان سپاہ مسبحر قیاس باقی نرہے غرضکہ بعد
فکر بسیار اس نابکار نے بوجہ عداوت قلبی کے کہ اہل اسلام سے رکھتا ہے تجویز کیا کہ اگر بادشاہ
لشکر اہل اسلام لشکر مین نرہے گا تو یہ لشکر تباہ و پریشان ہو جائیگا یہ خیال کرکے بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو بزور سحر باز بناکر لے آیا ہون تاکہ اہل اسلام اس کی جستجو مین صحرا صحرا کوہ کوہ دشت
دشت دریا دریا شہر شہر آوارہ و سرگردان و نالہ کنان ہون دشمنان شہنشاہ شادمان ہون
اپنے اس بادشاہ کی جدائی مین عداوت شہنشاہ سے باز رہین یہ عرض کرکے سحر اپنا دفع کرکے
باز مذکور کو بصورت اصلی بنایا بادشاہ لشکر اہل سلام نے بصورت اصلی ہو کر بہت متحیر ہو کر
اپنی بارگاہ مین اپنے تئین نپاکر از حد حیران ہو کر پہلے تو یہ خیال کیا کہ خواب پریشان دیکھ رہا
ہون پھر خواب پریشان کا خیال نکرکے یقینًا بیدار اپنے تئین جان کر بادشاہ طلسم زلزلہ اور
اُس کے اہل دربار کی طرف توجہ کی دیکھا کہ بادشاہ ایسا سیاہ رو سیاہ رنگ مہیب صورت دیو پیکر
بالائے تخت زرین بیٹھا ہے کہ بمصداق مضمون این اشعار

رکھے فرق پر اپنے زرین کلاہ
کیے لگے رخ کی طرف گرنگاہ
سیہ قلب و بدصورت و تیرہ رو

ترش رو و بدصورت و بدمزاج
تو ڈر جائے بس دن کو دیو سیاہ

نہایت ہی بدشکل اک روسیاہ
بصد کبر بیٹھے ہوئے سر پہ تاج
قوی ہیکل و ساحر تند خو

دربار مین اُس کے ہزاروں ساحران نامی و گرامی کو علی قدر مراتب
و مناصب کرسیون چوکیون وغیرہ پر بیٹھے دیکھا دربار ساحران نامدار سے بھرا ہوا پایا ہر ایک ساحر
ان مین سامری وقت بظاہر نظر آیا ابھی بادشاہ موصوف جانب شاہ طلسم مذکور و ساحران کیطرف
دیکھ رہے تھے کہ ہود سرمست نے چین بجبین ہو کر پوچھا کہ تمنے ہمکو سجدہ و سلام کیون نکیا ہمکو
لائق سجدہ و سلام تمنے نجانا یا از راہ غرور تمنے ہمین سلام نکیا شاہ موصوف نے دلیرانہ جواب دیا
کہ او نامرد بیدین و ظالم و نا انصاف تو عبث سلام و سجدہ نہ کرنے کی شکایت کرتا ہے اہل عزت و
شاہان ذی وقار تجھ ایسے بیدین و نامرد و ظلم پسند کو سلام کرنا اچھا نہین جانتے ہین اگر ہمنے سلام
نکیا تو کیا قباحت ہوئی تجھ ایسے نابکار کو سلام کرنا باعث ننگ و عار ہے خداوند عالم نے ہمکو رتبۂ شاہی
و تخت نشینی کا دیا ہے سیکڑون شاہ و شہریار و عزت دار خود ہمکو با ادب سلام کرتے ہین ہرگز تو تو بیدم
لائق سجدہ نہین ہے ان قابل پرستش و عبادت ذات خالق کونین ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے
جملہ مخلوقات کو پیدا کیا ہے کیونکر تجھکو کوئی مرد عاقل و دانا سجدہ کرے کہ تو قابل سجدہ نہین ہے اوصاف
خدا تجھ مین نہین ہین تو ایک بندۂ گنہگار خدا ہے مانند شیطان کے لوگون کو بہکاتا ہے گمراہ کرتا ہے اور

حکومت و سلطنت پر اپنے غرور کرتا ہے نامردی و ظلم پسندی تیرا شعار ہے ظلم و خود پسندی و غرور کسی کا
خدا کو پسند نہیں ہے ان باتوں سے باز آ عدل و انصاف و خدا شناسی اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو سجدہ
کر جادۂ حق پر قدم رکھ دین اسلام اختیار کر ہود سرمست گفتگوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام سنکے از حد
برہم ہوا عالم غضب میں کہنے لگا کہ تم اہل اسلام نہایت بدزبان و دلیر ہو لائق قتل ہو مجھ ایسے شہنشاہ
و خداوند سے بے ادبانہ ایسی تقریر کرتے ہو خیر دیکھو تمہیں اور تمہارے مردمان لشکر سے کس طرح
پیش آتا ہوں میں جلادوں نے اچھا کیا کہ تمکو یہاں لے آیا یہ کہکر جلاد کو طلب کیا بمجرد حکم جلاد تیغ کف
حاضر ہوا بعد سلام کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ شہنشاہ نے کیوں مجھکو طلب کیا ہے کس گنہگار کی
خونریزی منظور ہے بازو بہ قوت تیغ آبدار رکھتا ہوں دل میں تامل کبھی رحم نہیں رکھتا ہوں تابع حکم
شہنشاہ ہوں ہود سرمست نے کہا کہ تجھکو اسوقت اسواسطے طلب کیا ہے کہ مجھ سے اس مرد
مسلمان و زبان دراز و سرکش کو تہ تیغ کر ایکدم ابھی تیغ آبدار سے سر اس کا جدا کر جلاد مذکور نے
بازوئے بادشاہ موصوف کا پکڑا تیغ اٹھائی ارادہ قتل کرنے کا کیا اسوقت حکم جالوس وزیر کہ دین اسلام
کی طرف سے ایک مدت سے بدشتی مائل تھا ہود سرمست سے گویا ہوا کہ اے شہنشاہ ذیجاہ خلاف
قاعدہ طلسم عمل کرنا اچھا نہیں ہے خون اس اہل اسلام کا اگر زمین طلسم پر گرے گا تو ضرور یہ طلسم
ویران و برباد و شکست و تباہ و خراب ہو جائے گا بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ خون کسی اہل اسلام
کا سرحد میں طلسم کے گرانا باعث بربادی طلسم ہوتا ہے علاوہ اس کے یہ بھی لکھ گئے ہیں کہ اگر کسی
مجرم مسلمان کو قتل کرنا منظور ہو تو بیرون طلسم اسے قتل کریں پس میری رائے یہ ہے کہ موافق
احکام بانیان طلسم کے شہنشاہ عمل کریں ہود سرمست نے جلاد کو قتل کرنے بادشاہ سے منع کر کے
اپنے وزیر مذکور سے پوچھا کہ اگر سرزمین طلسم پر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کیا جائے تو بیرون طلسم
کس جگہ خونریزی اس بدزبان کی کی جائے اس نے بعد فکر عرض کیا میری رائے یہ ہے کہ بیرون طلسم
حضور اسرار اختر شناس رہتا ہے وہ مطیع و فرمانبردار شہنشاہ ہے اسی کے پاس بادشاہ لشکر اہل اسلام
کو اسیر کر کے روانہ فرمایئے اور حکمنامہ اس مضمون کا آپ روانہ کیجئے کہ سر اس کا تن سے جدا کر کے
لاشہ ان کا دفن کر دے چونکہ حیات و زندگی بادشاہ لشکر اہل اسلام کی باقی تھی قدرت خدا سے
ہود سرمست کو رائے اپنے وزیر جالوس کی پسند آئی فی الفور ایک حکمنامہ موافق مضمون مذکورہ
وزیر کے لکھا گیا سرنامہ مہر ہود سرمست سے درست ہوا بعد شہنشاہ طلسم مذکور نے چند ساحران
معتمد و خیر خواہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم سب بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قید سحر میں مبتلا کر کے تخت سحر پر
ڈال کر پاس اسرار اختر شناس منجم کے لیجاؤ اور یہ حکمنامہ بھی اس کو دے کر کہدینا کہ تمکو شہنشاہ
نے تاکید زبانی بھی یہ حکم دیا ہے کہ موافق مضمون اس نامے کے کاربند ہو اگر یہ کام تم سے انجام پائے گا
تو ہم تم سے بہت خوش ہوں گے ساحران مذکور حسب الحکم حکمنامہ مذکور لے کر بادشاہ موصوف کو
اپنے سحر میں مبتلا کر کے تخت سحر پہ ڈال کر خود بھی سحر کی سواریوں پر مانند عقاب و ہما ہوا میں پرواز در سحر
کے سوار ہو کر بعجلت تمام بہ سے مکان اسرار اختر شناس منجم کے روانہ ہوئے حال ان کا آئندہ
لکھا جائے گا لیکن بعد جانے ساحران مذکور کے پھر حال ہود سرمست کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب شہنشاہ
طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو ہمراہ ساحروں کے پاس منجم مذکور کے روانہ کر چکا معین جادو
سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا کہ اب یہ بتا کہ یہ دو زاغ سیاہ جن کو اپنے شانوں پر بٹھا کر لایا ہے کون ہیں

ان کے حال سے آگاہ کرا اور سبب ان کے لانے کا بھی ظاہر کر اور ان کو بھی بحالت اصلی لا معین
جادو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ یہ دونون زاغ سیاہ مردان نامی و نامور ہین ان مین ایک تو
ساریق بن بقا ہے جو اپنے تئین خداوند جان کر مردمان سے اپنے تئین سجدہ کراتا ہے اور ایک ان مین
اُس کا وزیر ہے نام اُس کا سخنگان ہے شہنشاہ کو یاد ہوگا کوکب انجم حصاری نے دو تین مہینے ہوئے
حال ان کے آنے کا اور جنگ و جدال کا تحریر کیا تھا یہ دونون ایک صحراے سبزہ زار مین شکار
کھیل رہے تھے صید آہو مین مصروف تھے ناگاہ انھون نے مجکو دیکھکر بعد عاجزی پاس اپنے بلاکر
کہا کہ ہم دونون کو اشتیاق حضوری و باریابی شہنشاہ ساحران مالک و حاکم طلسم زلزلہ کا از حد ہے
لہذا تم ہمکو اُن کی خدمت عالی مین لے چلو ہر چند مین نے اُن سے عذر کیا لیکن انھون نے عذر میرا
نہ مانا آخر اُن کے اصرار اور عاجزی سے کہنے کے بزور سحر زاغہاے سیاہ بناکر یہان لایا ہون یہ
کہکر اُن پر سے سحر اپنا دفع کیا دونون نے بصورت اصلی ہوکر شاہ طلسم و اہل دربار کو دیکھا
معین جادو نے کہا کہ اے سخنگان و اے ساریق آگاہ ہو کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ روبرو تمھارے
بالاے تخت زرین رونق افزاے دربار ہین مقام ادب ہے سلام کرو سخنگان و ساریق بن بقا
نے معین جادو کے کہنے سے ہوسرمست جادو کو سلام کیا اُس نے باشارہ سلام لیکر اشارہ
بیٹھنے کا کیا ساریق بن بقا بالاے کرسی زرین اور سخنگان ایک کرسی چوبی پر عقب ساریق بیٹھا
بعد تھوڑی دیر کے سخنگان نے مدح و ثناے شاہ طلسم زلزلہ بعنوان شائستہ کرکے دست بستہ
عرض کیا کہ ایک مدت دراز سے شہنشاہ کی خدمت مین آنے کی آرزو تھی نہایت اشتیاق تھا کہ
حضور کی خدمت مین باریاب ہون گلستان باختر سے انجم حصار تک ہمکو شوق حضوری حضور لایا تھا
اب خوبی تقدیر سے معین جادو کی اعانت سے ہمارا ورود حضور آنا ہوا مدعاے دلی برآیا
صاحبقران و مردم لشکر صاحبقران سے جان بچی ہماری اور ان خداوند کی بہ جاہ و حشم
و خدم و سطوت و صولت و خوبی دربار شہنشاہ کی سنی تھی یہان آکر بچشم خود دیکھی ہوسرمست جادو
نے کہا کہ اے ساریق بن بقا تم دعویٰ خدائی کرتے ہو اور صاحبقران اور اُس کے مردان سپاہ سے
عاجز ہوکے خداوند ہوکر گلستان باختر سے بھاگتے ہوے صاحبقران کے خوف سے مضطر و
پریشان ہوکر ہماری سرحد مین آگئے ہو طالب پناہ ہوے ہو تم تو وے خداوند بنے ہوے خداوند
ہو ہم بھی خداوندی کا دعویٰ کرتے ہین ساکنان طلسم زلزلہ ہمین اپنا خداوند جانتے ہین اگر تم بھی
اپنا ہمین خداوند جان کر ہمین سجدہ کرو تو حق مین تمہارے بہتر ہوگا تمکو پناہ دیجائیگی اور عزت و حرمت
تمہاری کی جائیگی ورنہ مثل بادشاہ و لشکر اہل اسلام کے تمکو اور تمہارے وزیر کو ہم قتل کرائینگے
دو خداوندون کا ایک جا ہونا اچھا نہین ہے ساریق بن بقا نے شاہ طلسم مذکور کو کچھ جواب نہ دیکر
نظر سے سخنگان کو دیکھا اس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ بابت سجدہ کرنے کے ہمارے
خداوند نعمت فرماتے ہین اور جو کچھ کہ دیگر امور مین اطاعت کرینگے حضور غور فرماوین یہ بھی خداوند
ہین جو خود مردم سے سجدہ کرواتے معبود ہین سے کیونکر سجدہ کرسکتا ہے خداوند خداوند کو سجدہ نہین
کرسکتا ہوسرمست نے جواب دیا کہ او سخنگان آگاہ ہو کہ ہمکو سب خبر ہے کیا یہ جانتا ہے کہ ہمکو
زمین زمن معلوم ہو چکا ہے کہ تو نے اور تیرے خداوند نے اطاعت صاحبقران اختیار کرکے کلمہ
پڑھا ہے تیرے خداوند دعویٰ خداوندی کر کے مسلمان ہو چکے ہین یہان پر دعویٰ خداوندی کرکے

ہمارے تئیں سجدہ کرنے سے انکار ہے معلوم ہوا کہ تو بھی مکار ہے اور تیرا خدا بھی مکار ہے
دروغگوئی و فریب تم دونوں کا شعار ہے سخنگان نے تہ اکر عرض کیا کہ اے شہنشاہ ارشاد حضور
نسبت ہم دونوں کے کلمہ پڑھنے کے بجا و درست ہے مگر بصدق کلمہ اپنی زبانوں پہ جاری نہیں کیا تھا
محض واسطے اپنی جانیں بچانے کے زبان پر کلمہ جاری کر لیا تھا اور خداوند نے اس جبر کو بھی جبر
کیا تھا پس ایسی اطاعت و مسلمانی باعث زوال رتبہ خداوندی ہو نہیں سکتی ہے ہود سرمست
نے برہم ہو کر جواب دیا کہ اگر ہو تم دونوں سجدہ نکروگے تو ابھی قتل کیے جاؤگے ہم دونوں کو بھی
ابھی امرار اختر شناس کے پاس نہ بھیجیں گے جس طرح کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بھیجنے برائے قتل
اس کے پاس بھیجا ہے ساریق بن بقا اور سخنگان اس گفتگو سے شاہ طلسم زلزلہ کے بخوف قتل
کانپنے لگے ساریق بن بقا نے سوے سخنگان دیکھکر بایمائے چشم و ابرو اشارے سے کہا کہ
او شیطان درگاہ من کیا مجھکو قتل ہی کرا دے گا جان میری بچانے کی فکر و تدبیر نہ کرے گا کیا خود بھی
قتل ہو جائے گا مجھکو بھی قتل کرائے گا جلد کوئی فکر و تدبیر ایسی کر کہ تو بھی اپنی جان بچا اور مجھکو بھی
قتل ہونے سے بچا سخنگان نے اس کے اشارے سے مطلب دلی اس کا سمجھ کر دست بستہ بعد
عجز و انکساری شاہ طلسم سے عرض کیا **شعر** بکے عرض حال من گوش کن ۔ اگر خوش آید فراموش کن
ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ نے غصہ کو ضبط کر کے پوچھا کہ کیا کہتا ہے سخنگان نے عرض کیا
کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرنے میں اب اگر عذر ہے تو یہ ہے کہ صاحبقران اور جملہ ان کے سرداران
سپاہ اور تمامی مردان لشکر ابھی زندہ ہیں بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی ابھی تک موجود ہیں ہر چند کہ
حضور نے ان کو واسطے قتل کرنے کے روانہ کیا ہے لیکن ابھی تک وہ بھی قتل نہیں ہوئے ہیں
نہیں معلوم قتل ہوں یا نہوں کیونکہ واسطے اہل اسلام کے غیب سے ایک نہ ایک صورت جانبری
و بہبودی کی پیدا ہوتی ہے دشمن ان کے دوست ان کے ہو جاتے ہیں جانیں ان کی بچ جاتی ہیں
قتل نہیں ہوتے ہیں بیشتر جانبر ہو جاتے ہیں پس عجب نہیں کہ بادشاہ موصوف بھی قتل ہونے سے
بچ جائیں جب سب دشمنان خداوند ساریق بن بقا نیست و نابود ہو جائیں گے اور کوئی دشمنان
مذکور سے زندہ نہ رہے گا آپ سب کو تباہ و قتل کر ڈالیں گے اسوقت ہمارے خداوند یعنی زبردست
خداوند آپ کو جان کر ضرور سجدہ آپ کو کریں گے یہی شرط بابت سجدہ کرنے کے ہے آئندہ آپ شہنشاہ
زبردست ہیں اور ہم کم قوت و مجبور و لاچار آفت رسیدہ ہیں بامید اعانت و پناہ در دولت
حضور تک آئے ہیں اختیار ہے چاہے ہم دونوں کو قتل کریں چاہیں اس التماس کو ہماری قبول فرمائیں
یہ سر ہمارے حاضر ہیں ان کو تیغ آبدار سے کاٹ لیں جو مناسب ہو عمل میں لائیں یہ کہکر سخنگان نے
سر اپنا آگے ہود سرمست کے جھکا کر دست بستہ عرض کیا کہ پہلے حضور اس فدوی کے سر کو تن سے
جدا کریں بعدہ خداوند ساریق بن بقا کے بارے میں جو مناسب ہو کریں یہ کہکے رونے لگا آنسو
اشک آنکھوں سے بہانے لگے بے اختیار سر در بار نالہ و فغاں کرنے لگا ہود سرمست جادو
بنظر غور اس کی طرف دیکھنے لگا آخر کار ایسی عجز و انکساری سے تقریر سخنگان نے کی اور اسقدر
گریہ و بکا کیا کہ ہود سرمست کو اس کے حال پر رحم آگیا غصہ فرو ہوا بلطف کہا کہ اے سخنگان
گریہ و زاری موقوف کر دے عرض تیری قبول کی ذرا ایفائے شرط کا خیال رہے تمہارے خداوند
ساریق بن بقا کو بقول تیرے ایفائے شرط مذکور کرنا ہوگا ہمارے نزدیک صاحبقران اور ان کے

تمام مردان سپاہ کو اسیر و قتل کرنا کچھ مشکل نہین ہی بلکہ ایک ادنی ہمارا ملازم اس کام کو سرانجام
کر سکتا ہی اہل اسلام ساحر نہین ہین ایک ساحر ان سب کے واسطے کافی ہی وہ سب کو اپنے سحر مین
مبتلا کرکے ہلاک کروا دے گا تمھارے اور تمھارے خداوند کے دشمنون سے کسی کو زندہ نچھوڑیگا
بلکہ کوکب انجم حصاری کو بھی سزا دینا مقصود ہی کہ وہ ہمارا مطیع و فرمانبردار ہوکے قطیع
صاحبقران ایسا ہوگیا ہی کہ مسلمان ہوکر اُس نے اپنی دختر کو ان کے ساتھ منسوب کر دیا ہی بالفعل
تم اور تمھارے خداوند ہمارے طلسم مین قیام پذیر ہون آئندہ اس مقدمہ خاص مین دیکھا جائیگا
جلدی اس کام مین کیا ضرور ہی یہ کوئی کام دشوار و مشکل نہین ہی واسطے اس کام کے فکر و تدبیر
ابھی سے کرنا کیا ضرور حسب ہمارا ارادہ کرینگے ایک ساحر کو روانہ کرینگے سب تمھارے دشمنون کو نیست و
نابود کرا دینگے سنگان یہ سنکے بہت خوش ہوکے پایہ تخت کو چوم کر دعائین دینے لگا شاہ طلسم
اُس سے خوش ہوا بعد اُن دونون کو حکم دیا کہ معین جادو کے ہمراہ جاؤ ہمارے طلسم مین بآرام و
راحت رہو آب و طعام دعوت و ضیافت سے سیر و سیراب ہو یہ کہکے معین جادو کو خلعت دیکر
کہا کہ ان دونون کو ہمارے مکانات سے ایک مکان مین مقیم کرو ساحر مذکور نے اپنی کارگذاری مملو
سے خلعت سے سرفراز ہوکر سنگان اور ساریق کو اپنے ہمراہ دربار سے لیجاکر حسب الحکم شاہ طلسم
ایک مکان مین اُن کو جگہ رہنے کی دی سامان و اسباب ضروری فراہم کر دیے گئے دونون نابکار
و مردود مذکور بآرام و راحت مکان مذکور مین رہنے لگے آب و طعام دعوت و ضیافت سے سیراب و
سیر ہونے لگے غرض معین جادو و سنگان و ساریق بن بقا کو دربار سے بحکم شاہ طلسم لیگیا ناظرین
واضح ہو کہ سنگان نے تو غضب ہی کیا تھا درباب قتل ہونے بادشاہ و لشکر اہل اسلام کے ایسی تقریر
کی تھی کہ جس سے یہ خوف پیدا ہوا تھا کہ کہین شاہ طلسم زلزلہ خود وہان جاکر اپنے سامنے اسرار
اختر شناس سے بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کرائے مگر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
بادشاہ طلسم زلزلہ نے سنگان کی اس تقریر پر کچھ توجہ نہ کی ورنہ غضب ہوتا یہان تو ہو دست
جادو و دربار مین بالائے تخت حکومت بیٹھا ہوا ہی جالوس وزیر حاضر دربار ہی سنگان و ساریق
بن بقا دونون نابکار و نابہنجار بآرام و راحت طلسم زلزلہ مین ہین مگر اب حال اُن ساحرون کا بیان
کیا جاتا ہی کہ جو بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ہمراہ لیکر سوے مکان اسرار
اختر شناس منجم کے روانہ ہوے تھے وہ ساحران نابکار بادشاہ موصوف کو اپنے سحر مین مبتلا
کیے ہوے اُن کو تخت سحر پر اڑاے ہوے خود تکلف سواریون پر سحر کی سوار سیر دشت و کوہ طلسم
دیکھتے ہوے بعد خوشی و خورمی قطع راہ کرتے ہوے بیرون طلسم مکان پر اسرار اختر شناس منجم کے
پہونچے بلندی سے بروے زمین آکے اسرار اختر شناس کو پکارا وہ اپنے مکان سے باہر آیا دیکھا کہ
چند ساحران نابکار دروازے پر کھڑے ہین ایک تخت پر ایک جوان خوش رو تاج شاہی سے سر پر رکھے ہوے
لباس شاہی پہنے ہوے محزون و غمگین بے حس و حرکت پڑا ہی چہرے سے اُس کے باوجود آثار غم و الم کے
رعب و داب شاہی آشکار ہی ہنوز اسرار اختر شناس جانب بادشاہ موصوف دیکھ رہا تھا دل مین
حیران و متردد تھا کہ یہ جوان خوش رو کون ہی اور یہ چند ساحر آج کیون آئے ہین اور یہی خیال کرتا تھا
کہ شاید یہ وہ نوجوان تو نہین ہی کہ جس سے عقد میری دختر کا ہوگا ناگاہ ایک ساحر نے خط نامہ بادشاہ
طلسم زلزلہ اُس کو دیا اور سب ساحرون نے اُسے سلام کیا ہی پھر جو زبانی شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی

اسرار اختر شناس سے کہا منجم مذکور نے تقریر اُن کی سنکے عبارت حکمنامہ مذکور کو پڑھکر کہا کہ ہمین بجا آوری
حکم شہنشاہ مین کیا عذر ہی ہم اُن کے تابع فرمان ہین تم یہان توقف کرو ہم اس مجرم شہنشاہ کو ابھی
قتل کرتے ہین مگر زیر آسمان خونریزی اہل اسلام اچھی نہین ہی باعث خرابی و تباہی و بربادی تمام
عالم جبس کے حکم سے قتل کیا جائے ہوتی ہی لہذا اس جوان کو ہمارے گھر مین لے چلو زیر سقف
اس کو قتل کرینگے تاکہ ہم بھی اور شہنشاہ بھی تباہی و بربادی سے محفوظ رہین یہ کہکر اپنے گھر مین
گیا اپنی دختر مسماۃ سفینہ سے کہا کہ اے دختر پس پردہ بیٹھ کہ چند ساحر ایک جوان مجرم کو ہمارے
پاس برائے قتل لائے ہین ہم بحکم بادشاہ ظلم زرالنسب اس جوان کو قتل کرینگے دختر اسکی
حکم پدر سے پس پردہ جا کر بیٹھی منجم مذکور نے اُن ساحرون سے کہا کہ اب اس جوان کو اٹھا کر گھر مین
لے آؤ وہ حسب الحکم منجم مذکور بادشاہ کو اُس کے گھر مین زیر سقف مکان لے گئے منجم مذکور نے
ساحرون سے کہا کہ اب تم اس جوان پر سے سحر کو دور کرو اطمینان رکھو یہ جوان مجھسے بھاگ کر
جا نسکیگا انہون نے سحر اپنا بادشاہ موصوف پر سے رفع کیا دست و پاے بادشاہ موصوف حس و
حرکت مین آئے پھر منجم مذکور نے اُن ساحرون سے کہا کہ تم سب مکان سے باہر چلے جاؤ خونریزی
اس جوان مجرم کی نہ دیکھو اگر دیکھوگے تو سحر بھول جاؤگے دیوانے ہو جاؤگے وہ ساحر جملہ
گفتگوے منجم مذکور کو سچ جان کر کہنے لگے کہ آپ نے خوب کیا کہ ہمکو اس امر سے آگاہ کر دیا ہمکو یقین
ہو گیا کہ آپ کمال سے شہنشاہ ذیجاہ کے خیرخواہ ہین اور ہمارے بھی دوست ہین خرابی و بربادی ہماری
نہین چاہتے ہین اسی وجہ سے تو شہنشاہ نے جالوس اپنے وزیر خوش تدبیر کی رائے سے اس
جوان مجرم کو آپ کے پاس واسطے قتل کرنے کے روانہ کیا ہی یہ کہکے مکان سے باہر گئے سفینہ دختر
نے اپنے پدر کو اپنے پاس بلا کر جوان موصوف کو دیکھکر پوچھا کہ اے پدر ذی وقار کیا اس جوان کو
آپ بحکم شاہ ظالم سے قتل کیجیے گا خون اس بے گناہ کا زمین پر بہایئے گا اس نوجوان کے خون مین
گرفتار رہیے گا کچھ روز بازپرس کا خیال نکیجیے گا خوف خدا سے نہ ڈریے گا خونریزی اس کی روا
رکھیے گا رحم اس نوجوان غریب پر نہ کیجیے گا اسرار اختر شناس نے تقریر اپنی دختر کی سنکے دل مین
کہا کہ یقینا دختر میری اس جوان خوش رو پر مائل ہوئی ہی جب ہی تو ایسی تقریر کرتی ہی یہ باتین اپنے
دل مین کرکے آہستہ اُس کو جواب دیا اے دختر آگاہ ہو کہ ایک روز بیٹے تیرے عقد کے متعلق مین
زائچہ کھینچا تھا بذریعہ علم رمل و نجوم ہمکو ثابت ہوا تھا کہ ایک جوان خوشرو کہ وہ بادشاہ ہوگا اُسکے
ساتھ تیرا عقد ہوگا چنانچہ بموجب اس زائچے کے علم کے اب ہوا با اطمینان تمام بیٹھی رہ ہم اس جوان کو قتل
نکرینگے کیا تجھکو روز حشر کا خیال نہین ہی دختر مذکور گفتگو اپنے والد کی سنکے مسکرا کر دل مین خوش
ہوئی ادھر اسرار اختر شناس منجم نے شمشیر آبدار نیام سے نکالی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اُسکو
تلوار برہنہ لئے ہوئے دیکھکر بیٹھے تو پروردگار عالم سے بر حضور قلب دعا کی بعدہ دل مین کہا کہ
اگر یہ شخص برائے قتل ہمارے قریب آئے گا تو دیکھا جائے گا سحر ہمارے سر سے دفع ہو گیا ہی دست
ہاتھ پانون قابو مین ہین کیا ڈر ہی ہم جوان ہین طاقت و قوت مین اس سے زیادہ تر ہین تلوار اس کی
ہاتھ سے چھین لین گے اگر یہ شخص مسلمان نہین ہی تو اس کو ہدایت کرینگے ابھی بادشاہ موصوف
یہ باتین اپنے دل مین کر رہے تھے کہ منجم مذکور قریب آیا باادب سلام کرکے کہنے لگا آپ بخوف و
خطر تشریف رکھیں یہ تلوار ہمنے واسطے آپ کے قتل کرنے کے علم نہین کی ہی کیا مجال ہماری کہ

ہم آپ کو تہ تیغ کریں آپ کے مراتب سے ہمیں آگاہی ہے یہ کہکر ایک مرد پیر کو کہ وہ کافر تھا اور
ایک مدت سے بیمار تھا صاحب فراش تھا تنہا زیر دیوار مکان ایک شکستہ و بوسیدہ چہار دیواری
میں رہتا تھا اُس مرد پیر بیدین کو منجم مذکور نے جاکر قتل کیا سر اُس کا تن سے جدا کیا پھر اُس کو کفن میں
لپیٹ کر کشاں کشاں دیوار شکستہ کی طرف اپنے مکان میں لاکر بادشاہ موصوف کو اپنے مکان کے
تہ خانے میں پوشیدہ کرکے اُن ساحروں کو پھر اپنے مکان میں بلاکر اُن سے کہا کہ دیکھو مجرم شہنشاہ
کو میں نے اس شمشیر آبدار و خون چکان سے قتل کیا ہے اب تم سب میت اس مجرم کی بیرون مکان لے چلو
ساحر مذکور وہ میت ایک تختہ پر رکھکر باہر مکان کے لے گئے چونکہ میت مذکور کفن سے لپٹی ہوئی تھی
پہچان نسکے کہ یہ میت کس کی ہے اور نہ اُس لاشے کی اُنہیں ضرورت دیکھنے کی تھی کہ جو کفن کو چہرے سے
ہٹا کر صورت دیکھتے کیونکہ منجم مذکور کو اپنا اور اپنے بادشاہ کا خیر خواہ پہلے ہی سے سمجھتے ہوئے تھے غرضکہ
لاشہ مذکور کفن سے لپٹا ہوا باہر مکان کے رکھا گیا منجم مذکور نے گورکن کو طلب کرکے قبر ایک جگہ اُس
گنبد والے کے اُس لاشہ مذکور کو روبرو اُن ساحروں کے قبر میں دفن کیا پھر بدستور قبر بنادی گئی
بعد کو منجم مذکور نے ایک عریضہ بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا
کہ اے شہنشاہ ذیجاہ حسب الحکم حضور کے میں نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو روبرو ساحران حامل
عریضہ ہذا کے قتل کرکے دفن کردیا اب جو حکم ہوا سے بجالاؤں کیونکہ تابع حکم حضور ہوں غرض عریضہ
بایں مضمون لکھ کر ملفوف کرکے سرنامہ عریضہ درست کرکے ساحران مذکور کے حوالے کرکے کہا کہ اب
تم سب جاکر یہ عریضہ ہمارا شہنشاہ کو دیدینا اور یہ کہدینا کہ ہمارے روبرو اسرار اختر شناس نے بادشاہ
لشکر اہل اسلام کو تیغ آبدار سے قتل کرکے کفن دے کر قبر میں دفن کردیا ساحران نابکار عریضہ مذکور
لیکر بمنتر سحر کی سواریوں پر سوار ہوکے زمین سے بلند ہوکے سیدھے دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ
ہوئے بعد قطع راہ خدمت شاہ طلسم میں جاکر وہ عریضہ منجم مذکور شاہ طلسم کو دے کر جو کچھ اسرار
اختر شناس منجم نے کہدیا تھا لفظ بلفظ حرف بحرف عرض کیا شاہ طلسم زلزلہ نے اُس عریضے کو پڑھکر
مضمون سے اُس کے آگاہ ہوکر خوش ہوکر کہا کہ سنگان اور ساریق بن بقا کو ہمارے روبرو جلد
حاضر کرو ساحران نابکار بعجلت تمام گئے دونوں نامبردگان سے جاکر کہا کہ چلو تم کو شہنشاہ ساحران
نے یاد کیا ہے سنگان و ساریق بن بقا ہمراہ اُن ساحروں کے دربار میں آئے دونوں نے
بادشاہ طلسم زلزلہ کو سلام کیا شاہ طلسم نے اشارہ بیٹھنے کا کیا ساریق و سنگان حسب الحکم
علی قدر مراتب بیٹھے شاہ طلسم زلزلہ نے وہ عریضہ اسرار اختر شناس منجم سنگان کو دیا اور کہا کہ
اس عریضے کو پڑھکر ساریق بن بقا کو سنا اُس نے وہ عریضہ باواز بلند پڑھکر ساریق کو سنایا
شہنشاہ طلسم زلزلہ نے کہا کہ اے سنگان و اے ساریق بن بقا دیکھتے کہ ہمارے حکم سے
بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوگئے بلکہ دفن بھی ہوگئے لشکر صاحبقران تو بغیر بادشاہ کا ہوگیا
آئندہ صاحبقران اور اُن کے تمامی مردان سپاہ کی بھی خبر کی جائیگی اُن سب کو بھی
قتل کریں گے ساریق بن بقا عبارت عریضہ و تقریر شاہ طلسم سنکے بہت خوش ہوا سنگان
بھی بظاہر شاد ہوا لیکن اُس بدذات نے اپنے دل میں کہا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا قتل
ہوجانا خلاف عقل ہے ہرگز ہرگز وہ قتل نہوے ہوں گے کسی طرح سے زندہ بچے ہوں گے لیکن
اسوقت یہ کہنا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہونگے قتل نہوے ہونگے لازم و مناسب نہیں ہے

مبادا بادشاہ طلسم زلزلہ باین خیال ناخوش و غضبناک ہو کہ ہمکو سختگان دروغگو جانتا ہی
پس مصلحت وقت یہی ہی کہ خاموش رہنا چاہیے یہ باتین دل مین کرکے خاموش بیٹھا رہا جب
شاہ طلسم زلزلہ نے دربار برخاست کیا سختگان و ساریق بھی دربار سے اپنے مکان مسکونہ
مین گئے سختگان نے داخل مکان مذکور ہوکر ساریق بن بقا سے کہا مجھے یقین نہین ہی کہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوے ہون کیونکہ اہل اسلام خصوصًا سرداران لشکر اہل اسلام تو
قتل ہوتے ہی نہین ہان زخمی و اسیر ہوجاتے ہین پھر صحت پاتے ہین اور رہا ہوجاتے ہین ایک
نیا ایک سبب ایسا پیدا ہوتا ہی کہ وہ جانبر ہی ہوتے ہین سر و تن مین جدائی نہین ہوتی ہی شاید
اگر کبھی ایسا ہوا تو وہ اپنی قضا سے مجبور ہوکے سوے عدم گئے اور بادشاہ اسلام کا اس قدر
جلد قتل ہو جانا خلاف قیاس و عقل ہی ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ او شیطان درگاہ مین
خاموش رہ یہان ایسی باتین نہ کر دیوار ہم گوش دارد مبادا پس دیوار کوئی سنتا ہو اور
یہ طلسم زلزلہ ہی ساحران نابکار کی کثرت ہی اگر کوئی ساحر بزور سحر صورت اپنی تبدیل کرکے یہان
موجود ہو اور تیری باتین سنکے شہنشاہ ساحران سے جاکر کہدے تو کیا ہو یقینا باعث غضب و قہر
شہنشاہ ساحران ہی ایسا ہو کہ تو قتل کیا جائے اور ساتھ تیرے میری بھی بربادی و خرابی ہو
تجھکو اور ہمکو بادشاہ طلسم زلزلہ ناراض ہوکر نکال دے یا حوالے صاحبقران کے کردے
تو کیسی خرابی و پریشان خاطری ہو تجھکو اس فکر و اندیشے سے اب کیا غرض ہی اگر بادشاہ لشکر
اہل اسلام قتل ہوے یا قتل نہین ہوے ہین زندہ ہین تو ہمارا اور تیرا ایمان کیا کرسکتے ہین یہ
جاے محفوظ ہی ان کا یہان گذر ہو نہین سکتا لہذا اب آرام و راحت و اطمینان سے بیٹھ اور
ہمین بھی آرام و راحت سے یہان رہنے دے بعد مدت کے اس جاے محفوظ مین اپنا آنا ہوا
ہی یہان کسی دشمن کا گذر ہو نہین سکتا ہی جبتک یہ طلسم باقی ہی کوئی ہمکو اور تجھکو ضرر پہونچا نہین سکتا
ہی ذرا خیال تو کر کہنے کیسی برجستہ تقدیر کی ہی کیا مقام محفوظ واسطے رہنے کے پایا ہی سختگان
نے جواب دیا کہ آپ کا قدم یہان آیا ہی ضرور ہی کہ بعد چندے آپکے نحوست قدم سے یہ طلسم
ٹوٹ جائیگا دیکھ ہی لیجئے گا تباہ و برباد ہو جائیگا یہان سے بھی بھاگنا ضرور پڑے گا
دشمن آپکے یہان بھی ایک روز ضرور آجائینگے اس مقام محفوظ مین بھی آپ آرام و
راحت سے نہ رہ سکین گے جو تقدیر آپنے کی ہی وہ پلٹ جائیگی اس تقدیر کو ثبات
نہوگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ صاحب اسم اعظم ہین لشکر ان کا بدستور قائم
موجود ہی سرداران سپاہ ان کے تمام و کمال ابھی لشکر مین ہین مجکو اندیشہ قوی ہی کہ یہان
بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہوگا آپکے ساتھ مجھے بھی بھاگنا ہوگا جس طرح گلستان باختر
سے بھاگتے ہوے یہان تک آگئے ہین یہان سے بھی ایک روز کسی طرف بھاگنا ہوگا بلکہ
ہاتھ سے صاحبقران و خواجہ طیفور وغیرہ کے قتل نہ ہوے اور اگر دشمنون کے ہاتھ آگئے
تو اب کی مرتبہ جانبری دشوار ہی ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ او بداندیش و بدخواہ من
بس خاموش رہ رفاقت تیری اور دوستی تیری دشمن آثار ہی جب تو تقریر کرتا ہی بری ہی باتین
اپنی زبان پر جاری کرتا ہی خیال بھی کرتا ہی بدولت کو قتل ہونے سے گوارا کرتا ہی زبان
تیری رکتی ہی نہین سختگان ساریق بن بقا کے کہنے سے خاموش ہو کر بیٹھا رہا ان دونون کا

تو طلسم زلزلہ مین چھوڑا جاتا ہی حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا جائیگا مگر اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو واسطے شکار کے اپنے لشکر سے روانہ ہوے تھے
بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار فرحت افزا ہی
الوسون یک فرش مخمل سبز کا گویا زمین پر بچھا ہوا ہی سبزہ شاداب نہایت نرم و نازک تر و تازہ
ایسا ہی کہ بے اختیار اس سبزہ شاداب پر لیٹنے کو دل چاہتا ہی مخمل سبز کے فرش سے بھی وہ سبزہ
بہتر معلوم ہوتا ہی دیکھنے سے اُس کے آنکھون کو خنکی دل کو تازگی و شگفتگی حاصل ہوتی ہی ہر چند
کہ صحراے سبزہ زار ہی لیکن کثرت گلہاے رنگارنگ سے رشک گلزار ہی ایسے انواع و اقسام
کے رنگارنگ کے پھول شگفتہ ہین کہ اُن سے قدرت پروردگار صنعت کردگار ہویدا و آشکار ہی اُس
سبزہ شاداب پر کوڑیالے کی عجب بہار اُس کی تماشا کیا رقم ہو کہ بمصداق این شعر کوڑیالے کے
وصف کیا ہون بیان • غیرت زلف یار پرافشان • بیلین گون کی اُس سبزہ شاداب و نرم و نازک
پر ایسی نظر آتی ہین کہ بمقتضاے مضمون این شعر بیل بوٹے یہ تماشا ہی جن • دامن دشت پر چڑھی تھی چکن
ہواے سرد و فرحت افزا ایسی اُس سبزہ زار کی تھی کہ اگر بیمار بھی وہان کی ہوا کھائے تو جلد شفا
پائے اُس سبزہ زار مین آہوے شوخ چشم بہت سے ہر طرف گروہ گروہ نظر آتے تھے کہ شعر
مثل اطفال ہر و دشت ہر سو مست تھے جست و خیز مین آہو • صاحبقران اُس صحراے
سبزہ زار اور آہوان شوخ چشم کو بکثرت دیکھکر خوش ہوے ملازمون سے فرمایا کہ اسی صحرا مین بمقام
مناسب خیمہ و بارگاہ ایستادہ کرو اسی صحرا مین شکار کھیلین گے اس صحراے بہتر کوئی صحرا واسطے
شکار کھیلنے کے نہوگا خدام نے حسب الحکم ایک جگہ بارگاہ برپا کی قریب بارگاہ خیام ایستادہ کیے
صاحبقران نے مع اپنے ہمراہیون کے ان آہوان چالاک و شوخ کی طرف گھوڑے دوڑائے
ہر ایک نے کمان دوش سے ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑ کر قریب آہوؤن کے پہونچکر
ان کو تاک تاک کر تیر لگائے صاحبقران نے ایک آہوے چالاک کے سینے پر تیر لگایا نشانے پر
پہونچا آہو زخمی و تیر خوردہ ہوکر ایک جانب جست کرتا ہوا بھاگا ہمراہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کردیا تعاقب مین اُس آہو کے چلے ہمراہیون نے بھی تعاقب
آہوے مذکور مین مرکبون کو جولان کیا وہ غزال جست و خیز کرتا ہوا راہ دور و دراز تک گیا سب
ہمراہی تو تھک کر پیچھے رہ گئے مگر صاحبقران موصوف نے تعاقب آہوے مذکور سے ہاتھ
نہ اٹھایا خواجہ طیفور بھی گوشۂ زین پوش پکڑے ہوے پیلے خاطری مارتے ہوے ہمراہ سواری
صاحبقران چلے جاتے تھے آخر کار وہ آہو جست و خیز کرکے تھک گیا زخم کاری تیر سے
درد مند ہوکر نیچے ایک پہاڑی کے بالاے زمین گر پڑا صاحبقران نے بمہلت پہونچکر اُس آہوے
خستہ و ماندہ کو کہ زمین پر تڑپ رہا تھا گھوڑے سے اتر کر ذبح کیا خواجہ طیفور سے کہا دل چاہتا ہی کہ
اسی جگہ اس آہوے کے کباب کھائین لطف شکار آہو اٹھائین خواجہ مصروف تیاری کباب آہو
ہوے ہنوز کباب آہوے کے تیار نہوے تھے صاحبقران سیر صحراے سبزہ کر رہے تھے ناگاہ
بالاے کوہ یعنی پہاڑی پر نظر کی دیکھا کہ پہاڑی پر ایک مرد دیندار بیٹھا ہوا عبادت پروردگار
کر رہا ہی اُدھر جانب صاحبقران نگران ہوا امیر با توقیر نے آواز بلند کہا کہ السلام علیک اے
بندہ عبادت گذار پروردگار عالم و عالمیان کیا اچھا یہ مقام واسطے عبادت و طاعت خدا کے ہی •

خوشا مقدر تمھارا کہ اہل دنیا سے کنارہ کش ہو کر ایسی اچھی جگہ پر عبادت الٰہی کر رہے ہو ہم بھی
تمھارے پاس آئے ہیں اس مرد بزرگ و دیندار نے جواب سلام دے کر پکار کر کہا کہ اے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ تشریف لائیے میں آپ کی تشریف آوری کا منتظر تھا آج صبح سے مجھ کو
آپ کا انتظار تھا الحمد للہ والمنۃ کہ آپ تشریف لائے آئیے پہاڑی پر مجھ کو سرفراز کیجیے خوشا قسمت
میری کہ آپ نے مجھے اپنی تشریف آوری سے ممتاز کیا باعث میری عزت افزائی کا ہوا صاحبقران
اس مرد پیر روشن ضمیر کے نام لے کر پکارنے سے دل میں خیال کرنے لگے کہ ضرور یہ مرد خدا رسیدہ
صاحب کشف و کرامت ہے عبادت خدا اور تارک دنیا ہے یہ شرف اس کو حاصل ہوا ہے کہ روشن ضمیر
ہو گیا ہے اول تو تم نے اس کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی تھی اب یہ مرد پیر بھی ہمیں بلاتا ہے
لازم ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس پہاڑی کی راہ کو طے کر کے اس کے پاس چلو کباب آہو ابھی تیار بھی
نہیں ہوئے ہیں جب تک کباب تیار ہوں اس عابد سے کچھ باتیں کریں یہ خیال کر کے خواجہ طیفور کو حکم دیا
سے کہا کہ اے خواجہ ہم اس پہاڑی پر جاتے ہیں تم کباب تیار کر دو یہ فرما کر پہاڑی پر قدم رکھا راہ طے
کرنا شروع کیا بعد قطع راہ اس مرد پیر کے پاس پہنچے وہ مصلے پر سے اٹھا سرو قد تعظیم کر کے عرض کیا
کہ اس درویش کو یہی حصیر ممکن ہے اور کوئی فرش نفیس موجود نہیں ہے کہ آپ کو اس فرش پاکیزہ و
نفیس پر بٹھاؤں مرتبہ آپ کا بڑا ہے لیکن مجبوری یہی بوریہ و حصیر پر بٹھانا چاہتا ہوں اگر خلاف طبع عالی
نہ ہو تو بسم اللہ ہم نشین اس فقیر و نادار کے ہو جیے صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ فرش حصیر بہتر ہے
تخت شاہی سے یہ فرما کر اس حصیر پر قدم رکھا مرد پیر نے اپنی جگہ پر صاحبقران کو بٹھایا خود روبرو
با ادب بیٹھا بعدہ مزاج پوچھا صاحبقران نے فرمایا شکر ہے پروردگار عالم کا زندہ ہوں مگر چونکہ دنیا
دار محن ہے اس سبب سے صدمات بھی گذرتے ہیں فی زمانہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کوئی بد اندیش و
بدخواہ فرش خواب پر سے اٹھا کر لے گیا ہے نہیں معلوم وہ کہاں ہیں زندہ ہیں یا نہیں ان کی مفارقت
میں دل کو پریشانی ہے شب و روز صدمے میں بسر ہوتی ہے ہم اس صحرائے سبزہ زار میں بھی برائے شکار
نہیں آئے ہیں بلکہ سیر سبزہ زار سے کچھ دفع صدمہ و رنج مطلوب خاطر ہے دیکھیے کب تک اس صدمے
میں ہم مبتلا رہتے ہیں اس مرد پیر نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ صدمہ آپ کا مبدل بخوشی
ہو جائے گا گھبرائیے نہیں خداوند کریم بندہ نواز و مسبب الاسباب ہے اگر آپ کو بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو اس کی تدبیر کی جائے گی آپ شاہ موصوف کے
حال سے آگاہ ہو جائیے گا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے خوش ہو کر پوچھا پہلے تو
یہ فرمائیے کہ اسم شریف آپ کا کیا ہے قبل اس کے آپ کہاں فروکش تھے یہاں کس زمانے سے
قیام پذیر ہیں بسر اوقات کی کیا صورت ہے بعدہ یہ ارشاد ہو کہ کس طرح ہم بادشاہ لشکر اہل اسلام کے
حال سے آگاہ ہوں گے آپ کیا تدبیر کیجیے گا کہ جس سے ہم بادشاہ موصوف کو دیکھ سکیں گے اور ان کے
حال سے آگاہ ہوں گے اس مرد پیر نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آگاہ ہو جیے کہ نام میرا سالوک
ہے خاص و عام مجھ کو سالوک درویش کہتے ہیں قبل اس کے میں انجم حصار میں رہتا تھا وہیں پر
عبادت پروردگار عالم کرتا تھا چند سال سے انجم حصار سے باین خیال کہ وہاں جنگ و جدال ہوگی آپ
سارق دین بقا کے تعاقب میں تشریف لائیں گے بعدہ اس صحرا میں قدم رنجہ فرمائیں گے اس پہاڑی
پر آ کر بیٹھا ہوں شب و روز براحت و آرام بسر کرتا ہوں رزاق مطلق بتق رسان ہر نعمتہائے گونا گون

اس صحرائے سبزہ زار میں مجھے دیتا ہی زبان اُس کی شکرگذاری میں قاصر ہی وہ ایسا رازق العباد ہی کہ
علاوہ انس وجن وحش وطیور کے دہن سنگ میں بھی رزق پہونچاتا ہی چنانچہ بقول شعر۔ آسیا کہتی ہی
ہر صبح بآواز بلند، رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کے - مجکو کچھ فکر آب وطعام کے لانے کی نہیں ہوتی
ہی اسلئے پہاڑی پر اس راحت سے زندگی خداوند عالم میری بسر کرتا ہی اور بے منت خلق نعمتیں
طرح طرح کی دیتا ہی کہ شکر کچہ بھی مجھسے اپنے رب کا ادا ہو نہیں سکتا ہی ہرچند کہ یہ پہاڑی مسکن مار و
عقرب ہی اور یہ صحرا مسکن وحوش ودرندگان کا ہی لیکن وہ حافظ حقیقی کہ ذات خدا ہی ہر ایک دشمن کے
منہ سے مجھے بچاتا ہی کوئی درندوں گزندوں سے میرے قریب بھی نہیں آتا ہی دراصل میں ایک بندہ
گنہگار اُس کا ہوں وہ ارحم الراحمین ہی میرے حال پر رحم فرماتا ہی بلکہ جملہ اپنی مخلوق پر رحم وکرم کرتا ہی کوئی
مخلوقات خدا سے ایسا نہیں ہی کہ اُس کے خوان احسان کی نعمتوں سے محروم ہو علیٰ قدر مراتب ہر ایک
کو رزق دیتا ہی ہر ایک کا حاجت روا ہی ہر ایک کا حافظ ونگہبان ہی مجھ سے اُس کی فرمانبرداری کچھ بھی
نہیں ہو سکتی عبادت و یاد خدا جیسی کرنا چاہیے لیکن نہیں ہی باوجود اس کے کہ جس طرح عبادت
کرنی چاہیے اُس کے ہزاروں حصوں میں سے ایک حصہ بھی عبادت میں نے نہیں کی ہی لیکن اس
پروردگار عالم نے میرے تحمل عبادت کا پھل مجھے عطا کیا ہی دل میرا روشن کردیا ہی آپ محزون و ملول
نہوں خدا چاہے گا تو پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے ملیے گا جو زمانہ اُن سے مفارقت کا ہی بس
وہی ہی پھر انشاء اللہ آپ اُن سے ملیے گا وہ آپ سے ملیں گے رنج دوری دور ہو جائے گا اور یہ جو
آپ نے ارشاد کیا ہی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کیونکر دکھائیے گا تدبیر اُس کی یہ ہی کہ ایک ساحر معزز
مسمی بحرین جادو ہمارا دوست قدیم ہی ہرچند کہ وہ کافر ہی اور ہم اہل اسلام ہیں مگر وہ ہمسے
بدوستی پیش آتا ہی اور ہم بھی اُس سے دوستانہ برتاؤ رکھتے ہیں گاہ گاہ ہم اُس سے ملنے کو جاتے ہیں
کبھی کبھی وہ بھی ہمارے پاس آتا ہی ہم بھی اُس سے بلطف پیش آتے ہیں اُس کے پاس ایک آئینہ ہی
نام اُس کا آئینہ حیرت ہی واقعی وہ آئینہ عجیب وغریب وحیرت افزا آئینہ ہی نہیں معلوم کس مرد کامل
نے اُسے بنایا ہی یا کسی ساحر نے بزور سحر اُس کو تیار کیا ہی یا کسی عامل زبردست نے بزور عمل
کے اُسکو بنایا ہی اُس کے حالات سے حیرت ہوتی ہی اسی وجہ سے اُس آئینہ کو آئینہ حیرت کہتے ہیں یا
وہ آئینہ آئینہ طلسمی ہی کسی حکیم نے اُسکو اپنی حکمت وعلم سے تیار کیا ہی خاصیت اُس آئینے کی ایک یہ ہی کہ
اگر کوئی شخص کسی کو دیکھنا چاہے اور اُس سے باتیں کرنا چاہے اگرچہ وہ مشرق میں ہو اور دیکھنے والا
مغرب میں ہو تو بھی اُس آئینے میں اُسکو معائنہ کر سکتا ہی اور باتیں بھی اُس سے کر سکتا ہی وہ اُس آئینہ
میں بعد نظر آنے کے ہمکلام بھی ہو سکتا ہی اور جس بات کو اُس سے پوچھو وہ جواب دے سکتا ہی سوا
اس کے یہ بھی اُس آئینے میں معلوم ہو سکتا ہی کہ جس کو دریافت کرنا ہو اُس نیت سے اُس آئینے
میں دیکھیے اور یہ کہیے کہ اے آئینہ حیرت مثلاً زید کس جگہ ہی پس اُس آئینے میں حال زید کا معلوم
ہو جائے گا اگر زید کوہ کے زیر ہی تو بالاے کوہ نظر آئے گا اور دریا میں ہی تو دریا میں دکھائی دیگا
اور اگر دشت یا مکان یا درخت پر ہی تو جہاں وہ ہی وہ جگہ آئینے میں نظر آئے گی اگر زندہ ہی تو زندہ
نظر آئے گا اگر مرگیا ہی تو مردہ دکھائی دیگا آئینہ مذکور اُس کے آبا و اجداد سے یکے بعد دیگرے
وراثت میں اُس تک پہونچا ہی وہ اپنے قلمرو کا حاکم ہی دریا دشت اور تھوڑی سی آبادی کا مالک ہی اپنے
مقبوضہ بحر و بر کا گویا بادشاہ ہی ہزار ڈیڑھ ہزار ساحر اُس کے مطیع و فرمانبردار ہیں وہ بھی ساحر زبردست ہی

اُس آئینے کے پاس ہونے سے نام اُس کا دنیا میں مشہور و روشن سب پر ہی کہ بحرین جادو صاحب
آئینہ حیرت ہی فی زمانہ اُس کی عملداری میں ایک خوشی اور ایک میلہ بھی ہونے والا ہی اُس میلہ اور
خوشی کے ہونے سے اُس نے ہمیں قبل اس کے آگاہ کر کے بلایا ہی پندرہ روز اُس خوشی و جشن کے
ہونے میں باقی ہیں یہاں سے بحرین جادو بہت دور ہی آٹھ روز کا راستہ ہی اگر بیاباں وہ یا کوئی جلے
لیکن بغیر اُس کی اجازت کے اور بے اُس کے طلب کرنے کے کوئی اُس تک جا نہیں سکتا ہی درمیان
میں دو دریا حائل ہیں وہ دونوں دریا ملے ہوئے ہیں نہایت پر خوف و خطر ہیں بہت زور شور سے
بہتے ہیں کیا مجال کسی غیر کی یا کسی دشمن کی جو اُن دریاؤں سے عبور کر سکے اور بغیر اذن اُس کی
عملداری مذکور میں قدم رکھ سکے اگر کوئی بغیر اجازت اُن دریاؤں سے عبور کرنا چاہے یا اُس کی سرحد میں
قدم رکھے تو فی الفور غرق دریا ہو جائے اور زمین پر قدم رکھے تو گرفتار ہو جائے میں تمکو اپنے ہمراہ وہاں
لے چلونگا بحرین جادو سے ظاہر کرونگا کہ یہ ہمارے دوست ہیں آپ سے ملنے کو آئے ہیں اور نیز
ایک اپنے معشوق یا اُنکا اپنے دوست صادق سے جدا ہو گئے ہیں اُس کی جدائی میں مضطر و بیقرار
و مغموم و حزین ہیں کثرت رنج مفارقت سے دیوانہ وار باتیں کرتے ہیں جس وقت کچھ حواس خمسہ درست
ہوتے ہیں اپنے معشوق دلدادہ کو دیکھنا چاہتے ہیں اُس کے دیکھنے اور حال اُس کا دریافت کرنے کے
بہت مشتاق ہیں کیونکہ ان کا معشوق خوبرو ایک مدت سے مفقود الخبر ہی نہیں معلوم کہاں ہی یہ زندہ
ہی یا مر گیا ہی جب میں اس طرح اُس سے کہونگا اور سفارش آپ کی کرونگا تو یقین ہی کہ وہ میری خاطر
سے آپ کو اجازت دے گا کہ جائیے اُس آئینے میں اپنے معشوق کو معائنہ کیجیے اگر باتیں کرنا مقصود
ہوں تو باتیں بھی کر لیجیے آپ اُس آئینے تک جا کے پردہ آئینے پر سے بہ نیت دیکھنے بادشاہ و لشکر
اہل اسلام کے اور اُن سے باتیں کرنے کے اُٹھائیے گا اُس آئینے میں وہ ظاہر ہونگے اُن کو دیکھ بھی
لیجیے گا اور اُن سے باتیں بھی کر لیجیے گا مگر یہاں سے اس طور سے چلیے گا کہ لباس کثیف پہن لیجیے گا
اُس کو بھی پارہ پارہ کر لیجیے گا موئے سر پریشان کر لیجیے گا سر پر گرد و غبار و خاک ڈال لیجیے گا
دیوانوں کی صورت و نشان بنا لیجیے گا یہ لباس جو اس وقت شاہانہ اپنے جسم میں پہنے ہیں اُسے اتار دیجیے
اگر خدا نے چاہا تو اس تدبیر و صورت سے آپ بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو دیکھ لیجیے گا اور ان سے باتیں
بھی کر لیجیے گا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تمام تقریر مرد دیندار و عابد و پرہیزگار سالوک
صحرانشین کی سنکے خوش ہو کے فرمایا کہ آپ یہاں سے بحرین جادو کی طرف کب چلیے گا اُس نے
جواب دیا کہ آج تو آپ یہیں قیام فرمائیں دن آخر ہو چکا ہی کل ہنگام سحر یہاں سے میرے ہمراہ وہاں
چلیے گا صاحبقران نے شادمان ہو کے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہمارے ہمراہ یہاں سے چلنے میں ہوگی
مگر ہم ممنون منت آپ کے ہونگے اُس نے کہا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہیں کار خیر میں تکلیف کا خیال
کرنا نہ چاہیے خوشا مقدر و زہے نصیب میرے کہ میری کوشش و تدبیر سے کار مذکور انجام پا جائے اور
مدعا حسب دلخواہ آپ کے ہاتھ آئے میری آبرو اس کارگذاری سے بڑھے کونین میں بہبودی حاصل
ہو ابھی سالوک صحرانشین درویش خو صاحبقران موصوف سے ہمکلام تھا کہ خواجہ طیفور
گردپا نے کباب آہوئے مذکور کے تیار کر کے زنبیل سے ظروف نکال کے اُن میں وہ کباب رکھکر
بیابانی پر جا کر روبروے صاحبقران رکھے امیر با توقیر نے سالوک صحرانشین سے فرمایا کہ یہ
کباب آہو موجود ہیں ہمارے ساتھ کھائیے اُس نے کہا کہ کباب آہو آپ ہی تناول فرمائیں یہ وقت

میرے کھانے کا بھی نہیں ہے جسوقت میرے کھانے کا وقت آئیگا غیب سے کھانا میرے
واسطے آجائیگا جب صاحبقران نے اصرار کیا اُس نے بخاطر صاحبقران دو چار کباب آہو ہمراہ
صاحبقران کھاکر ہاتھ کھینچا پھر ہاتھ منہ دھو کر یاد خدا و ذکر الٰہی مین مصروف ہوا ہنوز صاحبقران
کباب آہو تناول کر رہے تھے کہ سواران ہمراہی تلاش صاحبقران مین وہان آئے خواجہ طیفور گردیا
نے اُن سے بآواز بلند پہاڑی پر سے کہا کہ اے سواران لشکر ادھر آؤ صاحبقران ذیجاہ اس
پہاڑی پر تشریف فرما ہین سواران مذکور بالائے پہاڑی آکر ٹھہرے اس اثنا مین وقت غروب
آفتاب آیا سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور گردیا و جملہ سواران مذکور نے نماز مغرب مین پڑھی
بعد اکل و شرب کے سب نے اُسی جگہ شب بسر کی صبح کو سالوک و صاحبقران وغیرہ نے نماز صبح
پڑھکر ارادہ جانب بحر پنہ مسکن بحرین جادو کے کیا صاحبقران و سالوک و خواجہ طیفور گردیا
پہاڑی سے اُترے صاحبقران نے سالوک کو ایک سوار کے مرکب پر سوار کیا پھر خود اپنے گھوڑے پر
سوار ہوکر خواجہ طیفور گردیا کو ساتھ لے کر جملہ سواروں کو وہین چھوڑکر اُن سے کہا کہ دس پندرہ روز تک
تم یہان ہمارا انتظار کرنا اگر ہم یہان آئے تو خیر ورنہ تم سب لشکر اسلام مین چلے جانا سرداران لشکر سے
کہدینا کہ صاحبقران جستجوے بادشاہ و لشکر اہل اسلام و نیز براے تدبیر فتح طلسم زلزلہ گئے ہین تم سب بدستور
و باطمینان خاطر مقیم رہو یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے اثنائے راہ مین صاحبقران نے موافق کہنے
سالوک کے لباس اپنا تبدیل کیا پوشاک میلی اور جابجا سے چاک چاک زیب تن کی موے سر کو
پریشان کیا دیوانون کی سی صورت بنائی بعدہٗ سوار ہوکر مع اپنے ہمراہیون کے آگے روانہ ہوے
اثنائے راہ مین سیر دشت و کوہ و دریا کرتے ہوے جابجا مقام کرتے ہوے بعد کئی روز کے ایک روز
وقت دوپہر کنارے ایک ایسے دریاے مہیب و پرخوف و خطر کے پہونچے کہ اُس کی ہر ایک موج
طوفان خیز تھی بلکہ ہر موج اُس کی قیامت نشان تھی وہ تلاطم آب تھا کہ الحذر وہ مہیب دریا کہ الحفیظ
کوسون تک پاٹ اُس کا تھا جل اُس سے بحر عمان تھا گھاٹ اُس کا گویا قضا کا گھاٹ تھا دیکھکر اُسکو
زہرہ آب ہوتا تھا وہ زور و شور سے بہنا پانی کا وہ تلاطم آب وہ مینڈکون کا اچھلنا کہ ساتھ اُن کے دل
سینون مین خوف سے اچھلتے تھے مثل بخت سیاہ پانی اُس کا تیرہ و تار تھا مثل مگر کی طرح سے
تہ دار تھا آب تیغ اجل سے بھی زیادہ پانی اُس کا تھا لب ساحل اُس کا بشر کا تشنہ خون تھا دہن گور
گویا ہر حلقہ گرداب تھا ہر ایک چادر اُس کی ہر قطعہ کفن بشر آشکار تھی طول اُس دریاے ناپید اکنار کا
مانند طول عمل عاصی و گنہگار تھا عرض بیحد مثل دامن عدم تھا ہر ایک ادنی موج اُس کی شور انگیز تھی
ہر ایک تنویر حباب اُس کا طوفان خیز تھا مرغابی و بط کو بھی اُس دریاے پر خطر سے ایسا خوف تھا کہ
اُس دریا مین جانا اور پیرنا تو کجا خوف سے کنارے پر اُس کے نہ آتے تھے سواے بط و مرغابی کے
کوئی چرند و پرند بھی خوف شور بحر مذکور سے قریب ساحل کے نہ آتا تھا دور ہی سے دیکھکر بھاگتا تھا
دریاے کنارہ اختیار کرتا تھا بلا سار رہنا ہر جانور اور ہر حیوان قبول کرتا تھا بلکہ شدت عطش سے
مرجانا گوارا کرتا تھا اور کنارے جاکر پانی اُس دریا کا پینا پسند نہ کرتا تھا دمبدم اُس دریا مین بڑے
بڑے نہنگ گھڑیال اور ماہیان کلان اچھلتی تھین اُن کے طول و عرض کو دیکھکر حیرت ہوتی تھی
خوف سے زہرہ آب ہوتا تھا کشتی و جہاز بوجہ اُس کے زور و شور سے بہنے کے دریا مین ٹھہر نہ سکتا تھا
بلکہ آ بھی نہ سکتا تھا کوئی تاجر بھی جہاز اپنا اُس دریا کی راہ سے نہ لاتا تھا خوف غرق ہو جانے کا تھا

صاحبقران نے بغور تیں دریا کو دیکھکر پوچھا کہ یہ دریا عجب دریا ہی ایسا دریا کبھی ہمنے نہ دیکھا تھا نام اس دریا کا کیا ہی سالوک صحرانشین درویش خو نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے صاحبقران دریاے بحرین یہی ہی دو دریا مل کر بہتے ہین یہ دریا بھی عملداری مین بحرین جادو کے ہی کیا مجال کسی کی کہ بغیر اجازت بحرین جادو کے اس دریا سے عبور کر سکے اگر بے اجازت اس دریا مین قدم بھی رکھے تو فوراً غرق بحر فنا ہو جائے طعمہ نہنگ و ماہیان ہو جائے یہ جو آپ گھڑیال اور مگر اور ماہیان کلان اس دریا مین دیکھتے ہین یہ سب ساحر ہین واسطے حفاظت و نگہبانی کے دریا مین رہتے ہین بحرین جادو نے ان کو بہر حفاظت مقرر کیا ہی تاکہ کوئی بغیر جاری اجازت کے اس دریا سے عبور نکرنے پائے اور اگر کوئی دشمن دریا مین قدم رکھے تو یہی سب ساحر اُسے ہلاک کرین اور پانی اس دریا کے سحر کا اُسے ایک دم مین غرق کر دے ہر چند کہ بحرین جادو کوئی بڑا بادشاہ و حاکم نہین ہی لیکن بڑا ساحر ہی سحر و ساحری مین نامی نامور ہی عاقل و ہوشیار نظم بہت ہی تھوڑی سی حکومت پر اس نے یہ انتظام کیا ہی ہم اور آپ اسی دریا سے عبور کرین گے صاحبقران نے کہا کہ اس دریا مین تو کوئی جہاز وغیرہ نہین ہی کیا انتظار جہاز کے آنے کا کیجیے گا چندے یہان توقف ہوگا سالوک نے کہا کہ نہین ابھی ایک کشتی کلان آئے گی ہم کو اور آپ کو اس کنارے سے دوسرے کنارے تک پہونچائے گی بحرین جادو کو ہمارے آنے کی خبر ہو جائے گی وہ کشتی ہمارے واسطے روانہ کرے گا یہ کہکر کنارہ دریا بیٹھکر سالوک صحرانشین درویش خو آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا خواجہ طیفور گرد دیا بنظر غور اُس دریاے شورافزا کو دیکھکر صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ یہ عجب دریاے پُر خوف و خطر ہی ایسا دریاے مہیب مین نے کبھی نہین دیکھا ہی خواجہ مذکور کیونکہ اُس دریا کو مہیب و پُر خوف و خطر نہ کہتے کہ دریا بلا وہ دریا ہی ایسا تھا کہ بمصداق مضامین این نظم

نظر آتا نہین تھا کوسون پاٹ	گھاٹ گویا تھا اُس کا موت کا گھاٹ
اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان	تھل اُس سے تھا چشمۂ ستان
اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز	ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز

ابھی خواجہ اُس دریا کو دیکھ رہے تھے اور صاحبقران سے ہم سخن تھے صاحبقران جواب مین ارشاد کر رہے تھے کہ واقعی یہ دریا عجب و غریب و مہیب ہی کہ سالوک صحرانشین پڑھ چکا بعدہ ایک ٹھیکری پر کچھ لکھ کر دریا مین اُس ٹھیکری کو ڈالنا چاہا یکایک ایک نہنگ پیدا ہوا کنارے دریا کے آیا اور منہ کھولا اُس نے کہ لا سالوک نے وہ ٹھیکری اُس کے منہ مین ڈال کر کہا کہ جلد جا کر ہمارے آنے کی اطلاع کر دو وہ نہنگ یہ سنکے دریا مین غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ طیفور وغیرہ نے دیکھا کہ ایک کشتی کلان اس طرف چلی آتی ہی بالاے کشتی ایک شخص ساحر وضع بیٹھا ہوا ہی کشتی خود بخود چلی آتی ہی وہ شخص کھیتا بھی نہین ہی فقط بیٹھا ہوا ہی خواجہ طیفور کشتی اس طرح آتے دیکھکر حیران ہوے یکایک وہ کشتی کنارے پر آکر ٹھہر گئی اُس ساحر نے سلام کر کے کہا کہ اے سالوک صحرانشین آپ کے تشریف لانے کی خبر نہنگ جادو نے ہمارے حاکم بحرین جادو کو دی تھی اور آپ کی دستخطی ٹھیکری اُن کو دکھائی تھی انھون نے خوش ہو کر مجکو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد تر کشتی کنارہ دریا لیجا کر سالوک اور اُن کے ہمراہیون کو کشتی پر سوار کر کے کنارہ دریا تک لے آؤ چنانچہ حسب الحکم کشتی لایا ہون سوار ہو جیے بحرین جادو آپ کے منتظر ہین یہ زور و شور دریا سے آپ کے ہمراہی خائف ہون آپ کے تشریف لانے سے تلاطم آب مین کمی ہو جائے گی سالوک صحرانشین کہنے لگے ساحر مذکور سنکے خوش ہوا صاحبقران سے گویا ہوا تشریف لائیے اس کشتی پر سوار ہو جیے صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ ■ ہمراہ سالوک وخواجہ طیفور گردیا کے بالائے کشتی بیٹھے کشتی مذکور پر بیٹھتے ہی وہ زور و
شور تلاطم آب باقی نرہا کشتی مذکور خود بخود جانب بحرین جادو روانہ ہوئی اثنائے راہ مین جابجا
نہنگ و ماہیان دریائی نے سر اپنے پانی سے نکال کر سالوک کو دیکھکر بزبان فصیح سلام کرکے کہا کہ آپ کے
تشریف لانیکی خبر جب ہمارے مالک بحرین جادو کو ہوئی تو ہم سب کو اطلاع دیدی کہ سالوک ہمارے دوست
صادق واسطے ہماری ملاقات کے ہمارے پاس آتے ہین خبردار کچھ مزاحم اُن سے ہونا پس آپ
اور آپ کے ہمراہی بیخوف وخطر دریا سے عبور کرین سوا آپ کے اور کس کی مجال تھی کہ ہماری یہان
سو جو کوئی ہین دریا سے عبور کر سکتا یہ کہکر وہ نہنگ وغیرہ جانوران آبی کہ وہ سب ساحر تھے دریا
مین غائب ہوگئے خواجہ طیفور گردیا متحیر ہوکر جانب صاحبقران دیکھنے لگے اور دل مین کہنے
لگے کہ عجب انتظام بحرین جادو نے کیا ہے خواجہ مذکور بحر حیرت مین غوطہ زن ہی تھے کہ کشتی
دوسرے کنارے پر پہونچکر خود بخود ٹھہر گئی سالوک صحرا نشین و صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ وخواجہ طیفور گردیا مع اُس ساحر کے کشتی سے اُتر کر کنارے دریا کے گئے ہنوز کنارہ دریا پر قدم
رکھا تھا کہ بہت سے ساحران نامی واسطے استقبال سالوک کے آئے انھون نے بعد سلام وستایش
عرض کیا کہ ہم حسب الحکم بحرین جادو واسطے استقبال حضور کے آئے ہین تشریف لے چلیے بحرین
جادو آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہین منتظر آپ کے ہین یہ کہکر تخت سحر پر بیٹھنے کے واسطے
عرض کیا سالوک نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ مرکب ہین ہم مرکبون پر سوار ہوکر چلینگے تخت سحر
پر بیٹھکر نہ چلینگے انھون نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے سالوک وصاحبقران عالیشان گھوڑون پر
سوار ہوے خواجہ طیفور گردیا ہمراہ رکاب امیر با توقیر ہوے تمامی ساحران نامی بھی مانند خدام کے
ساتھ چلے اثنائے راہ مین غرائب وعجائب اشیا کی سیر کرتے ہوے دولتسرائے بحرین جادو تک
پہونچے اُسوقت وہ اپنے مکان سے برائے استقبال سالوک باہر آیا بعد سلام بڑی گرمجوشی سے ملا
خیر وعافیت مزاج دریافت کی سالوک نے کہا کہ مع الخیر ہون پھر سالوک نے اُس کی خیر وعافیت
استفسار کی اُس نے بھی بیان کیا کہ بہمہ وجوہ اچھا ہون کوئی فکر وتردد وغم نہین ہے نہ کسی درد و
بیماری کی شکایت ہے ہان ایک تمھارا خیال بیشتر رہا کرتا تھا اسوقت تمھارے یہان آنے سے ایسی
طبیعت خوش ہوئی ہے کہ اگر دولت وملک مال بھی ملتا تو ایسی دل کو خوشی حاصل نہوتی جیسا تمھارے
آنے سے دل خوش ہوا ہے یہ باتین کرتا ہوا ساتھ ساتھ سالوک وصاحبقران کے اپنی نشستگاہ
پر پہونچا تخت حکومت پر قدم رکھکر سالوک وصاحبقران عالی مقام کو بالائے کرسی ہاے زرین
بٹھایا خواجہ کو ایک چوبی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب سب بیٹھے اور ساحران نامی بھی اُس کے
دربار معتبر مین علی قدر مراتب بیٹھے اُسوقت بحرین جادو نے بخندان پیشانی سالوک سے پوچھا
کہ تمھارا آنا کئی زمانہ قبل زمانہ ایام خوشی اور میلہ جو ہوا ہے خیر تو ہے کبھی ان ایام مین تم یہان نہین
آتے تھے اور جب آتے تھے تنہا آتے تھے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لاتے تھے ابکی مرتبہ تم اپنے ساتھ
ان دو صاحبون کو بھی لائے ہو کچھ ان کی تعریف بیان کرو اور سبب ان کے ہمراہ لانے کا
اظہار کرو تاکہ ہمکو بھی معلوم ہو سالوک صحرا نشین نے جانب صاحبقران اشارہ کرکے کہا کہ یہ
ہمارے ایک دوست ہین نامی ونامور ہین اہل عزت سے ہین مرد معقول وشریف ولائق ہین چونکہ
جوان ہین طبیعت ان کی مائل بعیش وعشرت وعیاشی ہے قبل اس کے ان کا ایک معشوق خوبرو تھا

اور خوش رو ایسا تھا کہ مثل اُس کے کوئی محبوب ان کی نظر میں کہین نہ تھا اور وہ خوش گلو بھی بہت تھا
اُس کے وصل سے یہ شب و روز بعیش و راحت زندگی اپنی بسر کرتے تھے کوئی رنج و غم ان کو نہ تھا نہ کوئی
ان کو صدمہ تھا یہ دوست ہمارے اپنے محبوب خوبصورت ہی کو دیکھا کرتے تھے اُس کے ناز بردار
تھے کبھی اُس کو اپنے پاس سے جدا نکرتے تھے نہ خود اُس سے جدا ہوتے تھے بجز وصلت کے فراق کا
زمانہ کبھی نہ آیا تھا صدمہ جدائی معشوق سے دل ان کا آشنا نہ تھا دیو شب فراق دلربا نے کبھی ان کو
منہ اپنا نہ دکھایا تھا اپنی خوبی مقدر پر ان کو ناز تھا بیشتر یہ اپنے ہم نشینون سے کہا کرتے تھے کہ عشاق
کو اکثر شکایت محبوبان خوبرو کے فراق کی ہوتی ہے کوئی عاشق اپنی محبوب کی جدائی میں آہ سرد کرتا ہے
کوئی دلدادہ اپنے یار مہرو کے ہجر میں فریاد کرتا ہے کوئی اسیر زنجیر زلف دلربا اپنے گلرو کے فراق مین نالہ کرتا ہے
کوئی شیفتہ محبوب خوش چشم کی فرقت میں روتا ہے جوے اشک آنکھون سے بہاتا ہے کوئی فریفتہ گیسوے
عنبرین یار سرو قامت کے فراق مین سودائی ہو جاتا ہے سر و پا کا اُسے ہوش نہین رہتا ہے کوئی عاشق
اپنی شاہد لیلی وش کے ہجر مین مجنون وار مضطر و بیقرار گریبان چاک سر پر خاک ڈالتا ہوا سوے
صحرا نکلجاتا ہے جنگلون مین پھرتا ہے آہ و فغان کرتا ہے رہروی سے تلوے خار صحرا سے فگار کرتا ہے آبلہ پا
اُس کے حال زار پر پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین چرند و پرند صحرا کے اُس کی حالت پر نظر کر کے رحم و
افسوس کرتے ہین شبنم اُن کے حال زار پر روتی ہے دن کو صحرا نوردی مین جدھر وہ نالہ کنان جاتے
ہین گرد باد اٹھکر ان کو دیکھتے ہین اکثر عشاق دشت پیمائی مین ہلاک ہو جاتے ہین دامن دشت سے
کفن بھی ان کو نہین ملتا ہے ہان میت عریان پر ان کی باد تند چادر گرد ڈالدیتی ہے کانٹے دشت وحشت اثر
کے میت اُس کی اٹھاتے ہین شبنم اُن کو غسل دیتی ہے غبار اُن کے اجسام کو نہان کر دیتا ہے گویا ان کو
زیر خاک دفن کر دیتا ہے کوئی عاشق دور افتادہ کوچہ یار کشتہ آرزو مین سایہ دیوار دلربا مین تڑپ تڑپ کر
جان کھوتا ہے فلک پیر تا در دلدار اُس کے جانے کا روادار نہین ہوتا ہے کوئی عاشق زار در یار تک
اگر پہونچا بھی تو بزم دلربا سے بے اعتنائی مین جانا اُس کو نصیب نہین ہوتا ہے آستانہ دریار پر سر ٹکرا کر یا
زیر سایۂ دیوار یار تڑپ کر مرتا ہے اغیار کو خوشی حاصل ہوتی ہے ایک ہم ہین کہ خوبی مقدر سے معشوق ہمارا
ہمارے روبرو ہے ہر وقت وصل اُس سے نصیب ہے ہمنے کبھی خواب مین بھی روے ہجر و فرقت و مفارقت
و جدائی محبوب نہین دیکھا ہے نہ امید ہے کہ کبھی مبتلاے درد فراق دلربا ہونگے رفقا ان کے ان سے
عرض کرتے تھے کہ واقعی آپ بڑے خوش نصیب ہین کہ معشوق آپ کا آپ کے روبرو ہے غرور و تکبر
ان کا ان کے آگے آیا فلک نے سنگ تفرقہ درمیان عاشق و معشوق ڈالا یعنی اتفاقاً وہی معشوق
ان سے ایسا جدا ہو گیا ہے کہ مفقود الخبر ہے دیکھیے ان کی صورت کو اور سراپا پر ان کے نظر کیجیے اُنکی
جدائی مین ان کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ دیوانہ وار لباس ان کا ہے بتیلے ع گریبان پرزے پرزے
ٹکڑے ٹکڑے جیب و داماں ہے۔ شب و روز نالہ و فریاد و بکا کرتے ہین اکثر سوے ویرانہ نکلجاتے
ہین چرپاؤن سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہین کہ کہو تمنے کہین ہمارے محبوب خوش رو کو تو نہین دیکھا
ہے کبھی باد صبا سے کہتے ہین کہ اے باد صبا جان کہین میرا محبوب ہو وہان جا کر میرے حال سے
اُس کو آگاہ کر دے کبھی یہ روتے ہین کبھی یہ ہنستے ہین کبھی از خود رفتہ ہو جاتے ہین کبھی فی الجملہ
ہوش و حواس مین آجاتے ہین اسوقت جو تمہارے روبرو بیٹھے ہین فی الجملہ حواس و ہوش ان کے
بجا ہین یہ ایک روز مفارقت محبوب مین اپنی جان دینے پر آمادہ ہوے تھے مین نے تمہاری

دوستی کے بھروسے پر ان سے وعدہ کرلیا ہی کہ ہم تمکو تمھارے معشوق کو اپنے ایک دوست کے پاس لے جاکر آئینے مین دکھا دین گے تم اُس سے باتین کرلینا یہ بھی دریافت کرلینا کہ تو کس سرزمین پر ہی کس مکان مین ہی اور کس حال مین ہی اور اپنے حال ظاہر و باطن سے اُس کو آگاہ کرنا یہ میری تقریر مذکور سے خوش ہوے جان دینے سے باز رہے اب مین ان کو مع ان کے ایک خادم کے کہ جو پس پشت ان کے بیٹھا ہی تمھارے پاس لایا ہون مجکو امید تمھاری دوستی و الطاف و محبت سے یہ ہی کہ میری خاطر سے ان کے حال زار پر رحم کھاؤ مجھپر یہ احسان کرو کہ آئینہ حیرت تمکان کو جانے دو اُس آئینے مین جاکر یہ اپنے محبوب کو معائنہ کرین مجھ اُس سے باتین کرلین اپنے حال زار سے اُس کو اطلاع دین یہی دوست میرے اور ان کی حاجت باعث میرے خلاف عادت فی زمانہ یہان آنے کی ہوئی ہی لہذا تم اگر مناسب سمجھو تو ان کی حاجت بر لاؤ مجھپر احسان کرو ورنہ جو مناسب ہو وہ کہو سحر من جادو نے تمام تقریر سالوک اپنے دوست کی سنکے صاحبقران کے سراپا پر ظاہری نظر کرکے نہ بزور سحر دریافت حال کرکے مسکرا کر جواب دیا کہ جب تم ہمارے دوست صادق ہو اور یہ تمھارے دوست ہین تو پھر مین کیا عذر کر سکتا ہون ان کو اجازت آئینہ حیرت تک جانے کی دی جائے گی یہ اس آئینے مین اپنے محبوب کو معائنہ کرلین گے بالفعل تو آپ رہین اور توقف کرین ہمارے مہمان ہون طعام دعوت و ضیافت کھائین ہمارے قلمرو مین جو اشیاے عجائب و غرائب ہین ان کی سیر کرین بعد از ان گوہر مراد بھی اُن کے ہاتھ آجائے گا وہ آئینہ موجود ہی اپنے محبوب مفقود الخبر کے حال سے کما حقہ آگاہ ہو جائین گے عشق معشوقان خوبرو سے عقلا کو بچنا چاہیے کبھی اس منزل پر خوف مین قدم رکھنا چاہیے یہ وہ وادی پر خطر ہی کہ جس مین صدہا آفات ہین یہ وہ دریاے تمام موج افزا ہی کہ اس سے کنارہ کش ہی ہونا چاہیے جس نے اس دریا مین قدم رکھا اور آشناے بحر مذکور ہوا وہ غرق قلزم بلاہاے رنج و الم ہوا آخر کار قدم فرساے منزل ملک عدم ہوا یہ وہ مرض لا علاج ہی کہ جس کے علاج سے حکما و اطبا عاجز ہین اس کی کوئی دوا ہی نہین ہی بجز دواے شربت وصل محبوب کے کہان تک عشق ہوشربا مین جو رسوائیان اور ذلتین اور بدنامیان اور خرابیان ہوتی ہین بیان کی جائین یہ کوچہ بہت برا ہی جیسا کہ بمصداق این اشعار

عشق ایسی بری بلا ہی آہ ۔ کرتا ہی ذی شعورون کو وہ تباہ
ہوے دیوانے اس مین دانشمند ۔ سیکڑون اس مین ہوگئے دلبند
سیکڑون اس مین ہوے مجنون ۔ عاقل و ذی فنون ہوے مفتون
پر نہ اس نے کسی کا پاس کیا ۔ ان غمون پر بھی دل کو داغ دیا

یہ تقریر کرکے چند ساعت پھر کر اپنے ملازمون سے کہا کہ ان صاحبقران کو اپنے ہمراہ ہمارے اس مکان مین جس مین جملہ راحت و آرام کے اسباب مہیا و فراہم ہین اور طرح طرح کے آئینون سے آراستہ ہی لے جاؤ اور ان کی خاطر داری خدمت مین سرگرم رہو یہ کہکر اپنے تخت حکومت سے اٹھا سالوک سحر انشین و صاحبقران عالی مقام و خواجہ طیفور کو دیا و غیرہ بھی اپنے ملازمان مذکور حسب الحکم سحر من جادو اُس مکان کی طرف سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور کو با دب اپنے ہمراہ لے چلے سحر من جادو کچھ سوچ کر خود بھی اپنے دوست سالوک کے ہمراہ چلا یہان تک کہ اُس مکان مین پہونچا سالوک وغیرہ سے کہا کہ اس مکان مین آپ سب صاحب قیام پذیر ہون کسی طرح کی تکلیف نہوگی یہ چند میرے ملازم حاضر خدمت رہین گے یہ کہکر ہمراہ اپنے اہل دربار کے اپنے در دولت کی طرف

روانہ ہوا جب دیدۂ دولتسرا پر پہونچا اہل دربار سلام کرکے رخصت ہوئے بحرین جادو داخل
دولتسرا ہوا یہاں صاحبقران عالی جاہ نے مکان مذکور میں داخل ہو کر ملاحظہ کیا کہ مکان
عالیشان ہے شاہی مکانات سے ہے شیشہ آلات و فرش نفیس وغیرہ جملہ اسباب ضروری و واسطے
راحت و آرام کے بخوبی آراستہ ہے بادشاہوں کی بود و باش کے قابل ہے غرض مکان کو دیکھکر
ہمراہ سالوک صحرا النشین فروکش ہوئے وقت شام بحرین جادو نے چند خوان طعام لذیذ و خوش ذائقہ
وغیرہ میوۂ تر و خشک ہمراہ اپنے ملازموں کے ارسال کیا سالوک و صاحبقران و خواجہ نے صرف میوہ
کھایا اُس طعام کو ملازموں کو دیدیا وہ بہت خوش ہوئے اسی طرح سے دو چار روز گذر گئے ایک روز
حسب دستور بحرین جادو اپنے دربار میں بیٹھا تھا کہ سالوک صاحبقران و خواجہ طیفور کو ہمراہ
لیکر دربار بحرین جادو میں گیا سلام اُس کو کیا وہ دیکھتے ہی برائے تعظیم اٹھا پھر اپنے برابر بالائے
کرسی ہائے زرین سالوک و صاحبقران کو بٹھایا خواجہ بھی علحدہ ایک کرسی پر بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے سالوک نے بحرین جادو سے کہا کہ ہمیں یہاں آئے کئی روز ہوئے یہ دوست ہمارے
اپنی معشوقہ کے دیکھنے اور اُس سے ہم کلام ہونے کے بہت مشتاق ہیں اگر مناسب ہو تو آج یہ جاکر
اُس آئینے میں اپنی معشوقہ کا معائنہ کریں تاکہ ہوش و حواس ان کے بجا ہوں وحشت و دیوانگی و
غم و الم فی الجملہ دور ہو بحرین جادو نے کہا کہ اچھا آج ہی یہ اپنی معشوق کو دیکھ لیں اُس سے باتیں
کرلیں مگر تنہا جائیں کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جائیں جسوقت قریب آئینۂ حیرت کے پہونچیں پوشش
آئینۂ مذکور سے اس نیت سے اٹھائیں کہ معشوق ہمارا اے آئینۂ حیرت ہمکو نظر آئے ہمسے ہمکلام ہو
بعدہٗ آئینے میں دیکھیں مطلوب ان کا آئینے میں نظر آئے گا اور ہمکلام ہوگا جو کچھ اُس سے یہ سوال
کریں گے وہ جواب دیگا لیکن ان کو لازم ہے کہ اُس آئینے کو ہاتھ نہ لگائیں کچھ آئینے سے ہٹ کر
ہم سخن ہوں بیتابی و بیقراری میں آئینے میں معشوق کو دیکھکر کہیں آئینے سے لپٹ نہ جائیں ورنہ
باعث خرابی و ضرر ہوگا جسکے اٹھانا کمند یا ہے اور پھر وہ آئینہ بھی ناقص ہو جائیگا یعنی تو شکر یہ صفت
اُس کی نہ رہے گی کہ پھر کوئی کسی نیت سے کچھ اُس میں دیکھ سکے آپ بھی ان سے تاکید اً کہدیجئے کیونکہ
دماغ ان کا صحیح ابھی ٹھیک نہیں ہے مبادا یہ دیکھتے ہی اپنے معشوق کو آئینے سے لپٹ جائیں سالوک
نے صاحبقران سے مخاطب ہوکے کہا کہ سنلیجئے جو کچھ بحرین جادو ہمارے دوست نے کہا ہے
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے سنا جو کچھ انھوں نے کہا ہم آئینے سے دور رہیں گے بحرین جادو
نے گفتگوئے دوست سالوک موصوف سنکے چند اپنے ملازموں سے کہا کہ ہمارے دوست کے
دوست کو گنبد آئینۂ حیرت میں لے جاؤ خادمانہ ساتھ جاؤ تم اندر گنبد کے مت جانا اگر محافظان گنبد حیرت
اندر گنبد کے جانے نہ دیں تو کہدینا کہ یہ بحکم و باجازت بحرین جادو آئے ہیں ان کو نزدیک اندر گنبد
کے پاس آئینۂ حیرت کے جانے دو ملازمان مذکور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر جانب گنبد حیرت
چلے سالوک دربار میں بیٹھا رہا صاحبقران ہمراہ اُنھیں ملازموں کے ایک جانب چلے جاتے تھے
اثنائے راہ میں آبادی و مکانات و مرد و زن اور بازار کو دیکھتے ہوئے جاتے تھے جملہ مرد و زن بیدین و
بد آئین نظر آتے تھے بازار میں مردم سے بھری ہوئیں دوکان دار دو طرفہ دوکانوں پر بیٹھے ہوئے
ہر قسم کی اشیاء رکھی ہوئیں خریداروں کے ہاتھ بیچ رہے تھے خریداروں کا ہجوم تھا گذرنا بازاروں
سے مشکل تھا محلات پختہ و خام بکثرت نظر آتے تھے لیکن مردان بازاری صاحبقران کو دیکھکر

باہم کہتے تھے کہ یہ شخص تازہ وارد معلوم ہوتا ہے ساکنان بحر نشیب سے نہیں ہے نہیں معلوم کہاں سے
یہاں آیا ہے صاحبقران تقریر اُن کی سنتے ہوئے چلے جاتے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے جب راہ دور
قطع ہوئی عنقریب گنبد آئینۂ حیرت کے پہونچے اُن ملازمون نے عرض کیا کہ دیکھیے یہی گنبد آئینۂ حیرت ہے
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک چار دیواری پختہ ہے دروازہ کلان اُس احاطے کا ہے اُس دروازے پر
چند ساحر بیٹھے ہوئے ہیں یعنی دربانوں کے تپائیوں پر بیٹھے ہیں جب صاحبقران ہمراہ اُن ملازمونکے
اندر اُس احاطہ پختہ کے جانے لگے اُن دربانون نے روکا ملازمان ہمراہی مذکور نے اُن سے کہا کہ
ان کو نہ روکو ہمارے حاکم بحرین جادو نے ان کو گنبد آئینۂ حیرت کے دیکھنے کو بھیجا ہے ہم ان کے ہمراہ
کیا ہے وہ دربان یہ سنکے کہنے لگے کہ اگر ہمارے حاکم کا حکم یہی ہے تو اچھا ان کو لے جاؤ ملازمان مسطور
صاحبقران کو اندر اُس احاطۂ پختہ کے لے گئے امیر باتوقیر نے جا کر اندر اُس احاطے کے دیکھا کہ احاطہ
عرض و طول میں خوشنما و وسیع زیادہ ہے درمیان میں اُس کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے مگر مربع ہے
اُس چبوترے پر ایک گنبد کلان ہے اور بہت خوشنما و نقش و نگارین ہے کلس اُس کا طلائی ہے اُس
گنبد کے اندر جانے کا بھی ایک دروازہ ہے در گنبد مذکور سے کچھ ہٹ کر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے
دف و دائرہ بجا رہے ہیں کچھ اُن میں سے بھجن گا رہے ہیں اکثر لوگ باادب بیٹھے ہوئے سن رہے
ہیں وہ گانے والے پھول ہار بدھی وغیرہ گلے میں ڈالے ہیں کستور چندن کے نشان ان کی
پیشانی اور بازوؤں پر ہیں قشقہ سیندور کا بھی پیشانی پر ہے گرد اُس گنبد کے انواع و اقسام کے
پھولوں کے چمن ہیں ہر ایک چمن خوبصورت و خوش قطع ہے کوئی چمن گلاب کا ہے کوئی چمن نسترن کا
ہے کوئی نسرین کا چمن ہے لالے کا چمن کسی طرف بہار اپنی دکھا رہا ہے کوئی چمن داؤدی کا ہے
کوئی چمن گل صدبرگ کا ہے غرضکہ کثرت طرح طرح کے گلون کے چمن ہیں ہر ایک چمن تر و تازہ ہے مرغان
خوش الحان کا ہجوم ہے ہر ایک طائر چہچہہ کر رہا ہے احاطہ گلہائے رنگارنگ و خوشبو سے بسا ہوا ہے خوشبو
پھولوں کی اسقدر ہے کہ دماغ معطر ہوتا ہے القصہ صاحبقران موصوف سیر چمنہائے مذکور کرتے
جونہی قریب اُس گنبد کے پہونچے وہ لوگ جو وہاں بیٹھے تھے اور جو گا رہے تھے اور جو پوجاری
تھے سب کے سب صاحبقران کو دیکھکر برہم ہو کر کہنے لگے خبردار اندر گنبد آئینۂ حیرت کے نہ جانا بلکہ چبوترے
پر بھی قدم نہ رکھنا تمکو کسی نے روکا نہیں یہاں تم کیونکر چلے آئے بتاؤ تو تم کون ہو کہاں سے آئے
ہو تم تو ساکنان بحر نشیب سے نہیں ہو تمہارے پوشاک یہاں کے ساکنوں کی سی نہیں ہے ہنوز صاحبقران
نے جواب اُن کے سوالات کا نہ دیا تھا کہ اُن ملازمون نے بڑھکر اُن سب سے کہا کہ خبردار خاموش رہو
کچھ ان سے حجت و تکرار نہ کرو ان کو اندر گنبد کے جانے دو یہ ہمارے اور تمہارے حاکم بحرین جادو
کے دوست ہیں راہ دور و دراز سے واسطے دیکھنے آئینۂ حیرت کے آئے ہیں انکا معشوق
مفقود الخبر ہو گیا ہے اُس کا حال انھیں دریافت کرنا اور اُسے دیکھنا منظور ہے بحرین جادو نے انکے
ہمراہ ہمیں بھیجا ہے تم سب سے تاکیدا کہا ہے کہ خبردار ان کو نہ روکنا اندر گنبد آئینۂ حیرت کے جانے دینا اور ہم
سنو پس اگر تم ان کو روکو گے تو عتاب حاکم تمپر ہوگا یہ سنکے وہ سب بیدین مجبور ہو کر کہنے لگے کہ اگر حکم
حاکم ان کے بابت میں یہی ہے تو خیر ان کو اب ہم نہ روکیں گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اُس چبوترۂ سنگ مرمر پر گئے پھر آگے بڑھکے اکیلے دروازے کی راہ سے اندر اُس گنبد کے گئے
دیکھا کہ وہ گنبد اندر سے بہت وسیع ہے تصویریں طرح طرح کی آویزاں ہیں اندر سے بھی گنبد منقش ہے

شیشہ آلات بھی حسب ضرورت ہر ایک زینت و زیبائی سے آراستہ ہین پھول ہار اُس آئینے پر
بکثرت چڑھے ہوے ہین گرد اُس آئینۂ حیرت کے کہ طولاً بقد آدم ہی تصویرین بہت سی عکسی و خیالی
شیشون مین تختیون مین جا بجا دیوارون پر آویزان ہین تھوڑی دیر تک صاحبقران نے
چار جانب گنبد کے اندر سیر کی بعدہٗ قریب اُس آئینے کے جاکر دل مین کہا کہ اے آئینۂ حیرت
مین چاہتا ہون کہ بادشاہ اہل اسلام دارا ابن داراب سیمین زرہ کو دیکھون اُن سے ہم کلام
ہون یہ نیت مذکور کرکے پوشش آئینے پر سے دور کرکے اندر آئینے کے دیکھا بمجرد دیکھنے آئینہ مذکور
کے تصویر بادشاہ لشکر اہل اسلام آئینے مین ظاہر ہوئی صاحبقران نے اُن کو دیکھکر بہت خوش
ہوکر باادب سلام کرکے پوچھا کہ آپ کا مزاج کیسا ہی آپ کس سرزمین پر ہین کس کے مکان مین تشریف
رکھتے ہین اسیر ہین یا رہا ہین راحت سے ہین یا تکلیف مین ہین مفصل حال اپنا ارشاد فرمایئے تاکہ
ہمارے تئین معلوم ہو بادشاہ موصوف نے بعد دینے جواب سلام کے فرمایا کہ اے صاحبقران
ذیشان مفصل حال ہمارا یہ ہی کہ ہم اپنی بارگاہ مین ہنگام شب حسب دستور آرام پذیر تھے آخر شب
ایک ساحر مسمی معین جادو فرستادہ ہودمرمست بادشاہ طلسم زلزلہ برائے دریافت خبر
انجم حصار مین آیا تھا بعد دریافت خبر سوے طلسم زلزلہ جاتا تھا اثنائے راہ مین ساریق بن لقا
و سنخنگان کو ایک صحرا مین اُس نے نالہ کنان دیکھکر بلندی سے بالائے زمین آکر بصورت مبدل
پاس ساریق و سنخنگان کے جاکر سبب نالہ و فغان اُس نے دریافت کیا تھا اُس سے یعنی سنخنگان
نے بہت شکایت و ایذا رسانی ہم سبلی کی اور جفا و تعدی آپ کی اُس سے بیان کی تھی اور یہ بھی
بیان کیا تھا کہ صاحبقران نے مع اپنے لشکر کے یہان آکر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہی
اہل شہر کو بھی مسلمان کیا ہی ہمکو وہ اسیر اپنا کرکے تابع و فرمان بردار اپنا کیا ہی اسیوجہ سے ہم نالہ
و فریاد کرتے ہین کہ اب کہان جائین سوا اسکے اور بھی باتین ایسی کہین کہ اُس ساحر نے ہماری
بارگاہ مین آکر جانے ہم شبیہ ایک شخص کو سحر سے بناکر سر اُس کا تن سے جدا کرکے اُس کے سینے پر
رکھا اور ہمکو بزور سحر بصورت باز بناکر لے آیا پھر اُسی صحرا مین پاس سنخنگان و ساریق کے بصورت اصلی جاکر
اُن سے کہا کہ دیکھو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز بناکر اپنے ہاتھ پر بٹھا کر لے آیا ہون
اب تو تم خوش ہوے اگر تم سے مین سبب نالہ و فغان دریافت نہ کرتا اور تم مجھسے یہ ایسی باتین کہ
جس سے مجھے غیظ و غضب آیا تھا نہ بیان کرتے تو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور اپنے سحر کے باز
بناکر نہ لے آتا اب اس باز کو نذر بادشاہ طلسم زلزلہ کو دونگا جو کچھ مین نے دیکھا ہی اور جو کچھ تم نے
سنا ہی سب اپنے بادشاہ سے بیان کرونگا یقین ہی کہ وہ تمام مردان لشکر اہل اسلام کو بہم پہونچکے
قتل و تباہ و برباد کریگا سنخنگان اور ساریق نے اُس سے کہا کہ ہمکو بھی اپنے ساتھ طلسم زلزلہ مین
روبرو بادشاہ طلسم زلزلہ کے لے چلو پہلے تو اُس نے عذر کیا پھر اُن کے اصرار سے ساحر مذکور
اُن دونون کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے بناکر دونون شانون پر اپنے بٹھاکر سوے طلسم زلزلہ روانہ
ہوا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم زلزلہ مین پہونچا تھا حاکمان دربند نے اُسے روکا تھا آخر بعد حصول
اجازت اپنے بادشاہ مذکور کے اجازت جانے کی دی تھی معین جادو ہمکو روبروے بادشاہ طلسم
لے گیا تھا وہان ہم پر سے سحر دفع کیا تھا اور تمام حال جو دیکھا اور اُس نے سنا تھا بیان کیا تھا
بادشاہ طلسم زلزلہ نے کچھ باتین ہمسے کرکے بہت برہم ہوکے ہمارے قتل کا حکم دیا تھا جلاد بیداد

تیغہ بکف موجود ہوا تھا اس اثنا میں بادشاہ طلسم زلزلہ کے وزیر نے کہ نام اُس کا جالوس
بادشاہ زلزلہ کو چاہیے قتل کرنے سے اسوقت باز رکھکر کہا تھا کہ بیرون طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو کہ یہ مسلمان ہیں قتل کیجے بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ اسرار اختر شناس منجم کے پاس جو بیرون
طلسم زلزلہ رہتا ہے اور مطیع بادشاہ ذیجاہ ہے ان کو روانہ کر دیجیے وہ سر ان کے کاٹ کر حضور کے
پاس بھیجدیگا یا بعد قتل کرنے کے ہر دو کو ایک چادر میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیگا
بادشاہ طلسم کو رائے اپنے وزیر کی پسند آئی فوراً ہمکو ہمراہ چند ساحروں کے بیرون طلسم زلزلہ
پاس اسی منجم کے بھیجدیا تھا چونکہ وہ مرد مسلمان تھا اور دختر اُس کی ہمیں دیکھکر ہم پر مائل ہوکر
اپنے باپ سے شفاعت خواہ ہوئی تھی اسوجہ سے منجم مذکور نے ہمکو تو ایک اپنے مکان کے
تہ خانے میں چھپا دیا تھا اور اپنے ہمسایہ کے ایک مرد و زن کو قتل کر کے چادر میں لپیٹ کے
روبرو انھیں ساحروں کے قبر میں دفن کر دیا تھا وہ ساحر یہ سب حال دیکھکر چلے گئے تھے
اس روز سے براحت و آرام مکان میں اسرار اختر شناس منجم کے رہیں مکان منجم مذکور بیرون
طلسم زلزلہ ہے آپ صدمہ و غم نہ کیجیے گا ہم مع الخیر ہیں انشاء اللہ تعالی پھر آپ سے ملیں گے اور
اے صاحبقران یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ ہمنے طلسم زلزلہ میں جاکر دیکھا ہے کہ یہ طلسم بہت بڑا ہے
اور نہایت سخت ہے در بندی اس کے از حد دشوار گذار ہیں بندوبست و انتظام بھی خوب ہے لہذا اگر
مناسب ہو تو فتح طلسم مذکور سے باز آئیے ساریق یعنی لقا کے قتل سے دست بردار ہو جیے اپنی جان کا
خیال کیجے صاحبقران نے تمام تقریر بادشاہ کی سنکے عرض کیا کہ اگر خدا نے چاہا تو میں اپنے
تئیں آپ تک پہونچاؤنگا اور طلسم زلزلہ کو ضرور فتح کرونگا ساریق نابکار کو تہ تیغ کرونگا بشرطیکہ
وہ دوبارہ بھی بصدق مسلمان نہوا اور اگر مسلمان بدل ہو جائیگا تو اُسے قتل نکرونگا یہ کہکر
خاموش ہوئے پوشش آئینے پر ڈالنے کا ارادہ کیا تھا کہ تصویر بادشاہ موصوف آئینے میں سے
غائب ہوگئی اسیر یا تو قید سے یا بت لوح طلسمی بھی کچھ حال دریافت نکرکے پردہ آئینے پر ڈالدیا پھر
اس گنبد سے بصد خوشی نکل کر انہیں ملازموں کے ہمراہ راہ قطع کرکے دربار میں آئے ساتوک
و بحرین جادو نے دیکھا کہ آثار خوشی و انبساط چہرے سے ہویدا ہیں یہ رنگ دیکھکر ساتوک بحرین جادو
نے پوچھا کہ کیجے آپ نے آئینے میں اپنے معشوق کو دیکھا صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ ہاں ہمنے
اپنے محبوب کو آئینے میں دیکھا اور اس سے سخن بھی ہوئے دل خوش ہوگیا آرزوئے دلی بر آئی
بیتابی و بیقراری دور ہوئی آپ صاحبوں کی عنایت سے ہم اپنے مطلب کو پہونچے ساتوک بحر الکین
نے بحرین جادو سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے آپ کو معلوم ہے کہ مسکن ہمارا یہاں سے کسقدر
دور ہے چند روز میں رہروی میں بسر ہونگے بعد ازاں مقام قیام پر پہونچیں گے علاوہ اس کے
آپ سے ملنا مقصود تھا اور اپنے آن دوست کا مطلب تھا وہ دونوں کام ہو چکے ہیں بحرین جادو
نے کہا کہ اے مہربان من ابھی ایک ہفتہ یہاں اور تشریف رکھیے بعد ازاں یہاں سے جائیے گا
ابھی ہم آپ کو رخصت نکرینگے کیونکہ بانہ خداوند کا پلٹ کے چولا بدلنے کا عنقریب ہوا ہے بعد
ایسی خوشی کا میلہ بھی عنقریب ہے بعد میلہ ہونے کے آپ یہاں سے جائیے گا ابھی ساتوک نے
جواب ندیا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بے اختیار ہنسے بحرین جادو نے پوچھا کہ
اسوقت کیوں بے محل و موقع آپ ہنسے باعث ہنسنے کا کیا تھا صاف صاف بیان کیجیے ہیں

آپ کے ہنسنے سے تردد ہوا صاحبقران نے جواب دیا کہ سبب ہمارے اسوقت ہنسنے کا آپ کا
سخن ہوا آپ نے جو خداوند کا پاپلٹ کہا ہمکو بے اختیار ہنسی آئی کیونکہ یہ عجب خداوند ہین کہ
جنکا پاپلٹ کہتے ہین ہمنے بہت سے مکار و نابکار خداوند سنے ہین ازانجملہ زمرد شاہ باختری
لقاسے بے بقا اور مینک مینک دم جیشہ سرا کا چمڑا کا چمڑا وغیرہ لیکن خداوند کا پاپلٹ
آج ہی سنا ہی کیا خداوند ہین جن کا یہ نام ہی غرض زبین جادو یہ تقریر صاحبقران کی سنکے غصے سے تمتمانے لگے
چہرے سے آثار غیظ و غضب ظاہر ہونے لیکن بمشکل غصے کو ضبط کرکے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ
مسلمان ہین ازراہ طعن و تشنیع آپ نے یہ تقریر کی ہی اور ہمارے خداوند کے نام نامی کو سنکے آپ
ہنسے ہین کیا کہون ہمکو صرف یہ خیال مجبور کیے ہوے ہی کہ اول تو آپ ہمارے دوستکے دوست
ہین دوسرے یہ کہ آپ ہمارے مہمان ہین غریب الوطن ہین ورنہ ہم غصے کو ضبط نہ کرتے عالم غصہ مین
جو کچھ ہمسے امور ستر اور فجور سرزد ہوتے وہ کم تھے قبل اس کے کوئی ہمارے خداوند پر نہ ہنسا تھا اور نہ
ایسے کلمات طعن آمیز کسی نے ہمارے روبرو کہے تھے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہی کہ ایک
جوگی صاحب یہان آئے تھے اُن کے آنے کے بعد یہ خداوند ظاہر ہوے تھے ہمارے آبا و اجداد
یکے بعد دیگرے انھین خداوند کی پرستش کرتے گئے یہان تک کہ وہ مرگئے اب ہم ان کی پرستش
کرتے ہین اور تمامی ساکنان بحرینہ خداوند کا پاپلٹ کی پرستش کرتے ہین حکومت بحرینہ بھی بارہ
تیرہ سو برس سے ہمارے خاندان مین چلی آتی ہی آبا و اجداد ہمارے اس سرزمین بحرینہ پر قابض و
متصرف ہوتے آئے ہین یہان تک کہ بعد انکے یہان کی حکومت اب ہم کرتے ہین تمام ساکن
اس سرزمین کے ہمارے تابع حکم ہین ہمکو اپنا حاکم جانتے ہین خداوند بعد سو برس کے یا قریب سو برس
کے چولا اپنا بدلتے ہین بارہ تیرہ سو برس کی مدت مین بارہ تیرہ چولے خداوند ہمارے بدل چکے ہین
جب چولا ان کا کمزور اور پرانا ہو جاتا ہی تو قوی اور نیا چولا بدلتے ہین فی زمانہ بھی ملازم اور اکثر پوجاری
لوگ جو سے ندی جو ہمارے قلمرو مین ہی اُس کے کنارے پر مقیم ہین جو مردہ بہتا ہوا ندی مین
آتا ہی اُسے نکال کر دیکھتے ہین اگر کوئی مردہ خوبصورت و حسین کسی نوجوان مرد کا ان کو ملیگا
تو وہ بصد خوشی اُسکو لاکر خداوند کے حوالے کردینگے وہ اس نوجوان کے گھٹ مین اُتر آئینگے
اپنا چولا چھوڑ دینگے وہ پرانا چولا ہمارے ملازم اور پوجاری جسد ادنیٰ اعلیٰ یہان کے بعد
خوشی و شادمانی کنارے اُسی ندی کے لے جائینگے لکڑیان جمع کرکے اُس کو جلائینگے
جب وہ چولا خداوند کا خاک ہو جائے گا تو تمام یہان کے ساکن ذرا ذرا سی خاک اس چولے
کی بطور پرشاد جسکو تبرک کہتے ہین وہان سے لے آئینگے اُس کو بحفاظت تمام رکھینگے
کیونکہ وہ خاک بہتر اکسیر سے ہوگی جو مریض ہوگا اُس کے تن پر مل جائے گی صحت و شفا اُسے
حاصل ہو جائے گی ابھی تک یقیناً کوئی مردہ خوبصورت جوان مرد کا ہاتھ نہین آیا ہی ورنہ
پوجاری لوگ وغیرہ اُسے بہزار خوشی و شادمانی لے آتے خداوند کے حوالے کردیتے خداوند
اپنے گنبد کا پاپلٹ مین ان لوگون کے آنے کے منتظر ہون گے ہم سب خداوند کے آرام و
راحت کا خیال رکھتے ہین طعامہاے لذیذ و نفیس نمکین و شیرین انھین پہونچاتے رہتے
ہین گنبد کے روشندان کلان سے اُنکو دیتے ہین وہ ہدیہ و نذر یہان کے ساکنون کی
قبول کرتے ہین ہر روز صبح و شام مٹھائی پوری کچوری میوہ ہاے تر و خشک و طعامہاے لذیذ

ونفیس وغیرہ کا ہدیہ ہر روز خداوند کو دیا جاتا ہے وہ کسی کے ہدیے کو واپس نہیں کرتے قبول ہی
کر لیتے ہیں صاحبقران عالی مقام نے پھر ہنسکر جواب دیا کہ معلوم ہوا کہ آپ کے خداوند بڑے
مکار اور گمراہ کنندۂ مردمان ہیں یہاں کے ساکنوں کو گمراہ کر چکے ہیں خصوصاً آپ کو
اور آپ کے آبا و اجداد کو اُس نے گمراہ کیا ہے اپنے تئیں اسی جوگی نے خداوند ظاہر کر کے سب سے
سجدہ کرایا ہے جائے عجب ہے کہ آپ کے آبا و اجداد نے اُس کے دام فریب میں آکر اُس کو اپنا خداوند
مانا تھا اور اب آپ اُسکو اپنا خداوند جانتے ہیں ہر چند کہ صاحب عقل و فہم ہیں مگر اُس جوگی کے
دام فریب میں پھنسے ہوئے ہیں اگر یہ حجت و دلیل پیش کیجیے کہ اگر وہ خداوند نہیں ہیں تو جوا کیونکر
بدلتا ہے صورت اُس کی یہ ہے کہ یہ ایک طرح کا علم و قاعدہ ہے کہ اُس کے ذریعے سے روح اپنی دوسرے
کے جسم میں لے جاتے ہیں یہ روح کا دوسرے کے جسم میں لے جانا ایک شعبدہ اور ایک علم و قاعدہ
ہے جو کوئی اُس علم و قاعدے کے اوپر عمل کرے وہی اپنی روح کو جسم مردہ میں لے جا سکتا ہے آپکو
لازم ہے کہ ایسے گمراہ کنندہ کو اپنا خداوند نجانیے اُس کو سجدہ نکیجیے لائق سجدہ وہ معبود حقیقی ہے کہ
جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان انس و جن و حیوان شجر و حجر وغیرہ کل اشیا کو پیدا کیا ہے
وہ جسم نہیں رکھتا ہے نہ کسی شے میں سماتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ دیکھنے میں آتا ہے نہ کوئی اُس کو دیکھ سکتا
ہے نہ وہ رنگ ہے نہ وہ بو ہے نہ اُس کو تغیر ہے جیسا کہ ہمیشہ سے تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور ہمیشہ ایک ہی
طور سے رہے گا اسکو ہمیشہ بقا ہے فنا نہیں ہے اے بحرین جادو آگاہ ہو کہ ہم صاحبقران اپنے
زمانے کے ہیں خاص و عام ہمکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہیں ہم نے ہدایت دین اسلام
پر کمر باندھی ہے جو لوگ خداشناس نہیں ہیں ہم ان کو ہدایت کرتے ہیں راہ راست دکھاتے ہیں
آپ کو بھی ہدایت کرتے ہیں کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے خالق زمین و آسمان و ما فیہا کو یقینی اپنا
معبود جان کر سجدہ کیجیے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جیے مذہب باطل کو ترک کیجیے تاکہ رستگار ہو جیے
ظلمت کفر سے نکلیے جس کو آپ خداوند کا پیشکش کہتے ہیں اُس کی پرستش سے باز آیئے بہت
آب شراب سیاہ کفر سے پی چکے اب بادۂ عرفان خالق کون و مکان اپنے ساقی ازلی سے بصد
آرزو و تمنا طلب کیجیے کہ بتقاضائے نظم

پلا دوست تو ریحان فزا
وہ مے خضر کی جو ہوئی خضر راہ
وہ مے جس کا پینا ہے شرعاً حلال
وہ جام جسکا ہے عارف کا دل
وہ مے جس سے ہو پاک تر دامنی
وہ مے جس کے پینے سے [illegible]

[illegible]
وہ مے جس کی بو سے ہے کنعان بسا
وہ مے آب رحمت ہے جسکا زلال
وہ مے جس سے ہو رشد [illegible]
وہ مے جس سے آسان ہو جانکنی
ہے صورت با پیش نظر

مدد ہو تو اے ساقی نیکنام
دے ایسا [illegible]
وہ مے جسکی ہے [illegible] تک
وہ مے جسکو قاضی بھی کر نوش
وہ مے جسکی کشتی ہے ذریعہ نجات
وہ مے جسکا شیشہ ہے [illegible]

با عطا کیجیے جلد اک جام مے
وہ مے جسکی [illegible]
وہ مے جو کہ ہے آب گوہر سے پاک
وہ مے جسکا ہو جرعہ ہر جرم پوش
وہ مے جو کہ ہے رشک آب حیات
وہ مے جو کہ [illegible]

اس سے عرفان خدا کے پیجیے سے آپ رستگار ہو جیے

غرض آپ کو اختیار ہے بحرین جادو نے تمام تقریر صاحبقران کی سنکے کہا معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہیں اپنے
دین کی ہمکو بھی ہدایت کرتے ہیں کیونکر ہم اپنے آبائی دین کو ترک کر سکتے ہیں ہاں اگر کوئی خرابی کی صورت
ظاہر ہو تو البتہ اپنے دین کو ہم ترک کر سکتے ہیں پھر سارو کسے مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوست صادق
میں آپ سے جلنے عجب اور مقام شکایت ہے کہ آپ ایسے شخص کو کہ جو ہمارے خداوند کو ہمارے روبرو
برا کہے اپنے ساتھ لیکر آئے ہیں ہم مجبور ہیں کہ یہ ہمارے مہمان ہیں اور آپ کے دوست ہیں ورنہ

شعبدہ باز اور مکار اور گمراہ کنندہ ہمارے خداوند کو کہے کہ ان سے انتقام لیا جاتا سالوک نے ہنس
کر جواب دیا ہم نہ جانتے تھے کہ یہاں ان کو لاکر مذہبی گفتگو ایسی ہوگی کہ جس سے آپ کو ملال ہوگا
خیر جو ہونا تھا وہ ہوا آپ کی شکایت بجا ہے اب باہم زیادہ حجت و تکرار نہ کیجیے ہماری رائے تو یہ ہے کہ
دو باتوں میں اس جھگڑے کو طے کیجیے آپ کے نزدیک خداوند کا یا پلٹ لائق پرستش ہے اور
صاحبقران کہتے ہیں کہ خداوند کا یا پلٹ ایک شعبدہ باز مکار گمراہ کنندہ ہے کوئی جوگی ہے کہ وہ اپنے
علم و قاعدے سے روح اپنی جسم میت میں لے جاتا ہے جو لا بدلا کرتا ہے پس اگر کسی طور و تدبیر سے اس
جوگی کی شعبدہ بازی آپ کو دکھا دیں یا کوئی ایسی تدبیر و فکر کریں کہ جس سے آپ اس کو لائق
خداوندی نہ جانیں تو آپ دین اسلام اختیار کریں اور اگر صاحبقران خداوند کا یا پلٹ کی شعبدہ
بازی و مکاری و فریب دہی آپ پر ثابت نہ کر سکیں تو خود خداوند کا یا پلٹ کی پرستش کریں یہی شرط
درمیان ہو جائے بحرین جادو نے بے اختیار کہا کہ یہ ذوسعہ صادق ہیں تمہاری رائے پسند
کرتا ہوں اگر یہ ہمارے خداوند کی شعبدہ بازی و فریب دہی و مکاری بہ ظاہر دکھا ثابت کر دیں گے
تو ہم اقرار کرتے ہیں کہ خود بھی دین اسلام اختیار کریں گے اور تمامی اپنی رعایا کو بھی مسلمان کریں گے
اور اگر یہ خداوند مذکور کی فریب دہی و مکاری ثابت نہ کر سکیں تو ان سے بھی اقرار کرا لیجیے کہ یہ بھی
دین اسلام کو ترک کر کے ہمارے خداوند کی پرستش کریں سالوک سحر آفرین نے یہ تقریر
بحرین جادو کی سنکے جانب صاحبقران دیکھا صاحبقران نے سمت خواجہ طیفور [illegible] نظر کر کے پوچھا
کہ کیوں خواجہ اس بارے میں کچھ فکر و تدبیر بھی ہو سکتی ہے ہم واقف ہو کر ہیں خواجہ نے عرض کیا کہ آپ
بلا تامل اقرار و عہد کر لیں یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد اس کام کا سرانجام
حسب دلخواہ کروں گا خداوند کا یا پلٹ کی اصل و حقیقت سے بحرین جادو کو آگاہ کر دوں گا
صاحبقران نے گفتگوئے خواجہ مذکور سنکے روبروئے سالوک کے بحرین جادو سے اقرار کیا کہ
اگر آپ کے خداوند کی فریب دہی آپ پر ہم ثابت نہ کر سکیں گے تو دین اسلام ترک کر کے خداوند کا یا پلٹ
کی پرستش اختیار کریں گے بحرین جادو سنکے گویا ہوا کہ اس کام کا انصرام کب تک ہوگا صاحبقران
نے برائے خواجہ طیفور ارشاد کیا کہ ایک ہفتے عشرے کے درمیان میں اس راز کا ظہور ہو جائے گا یہ امر
حق آپ پر جلی ہو جائے گا ہنوز صاحبقران نے اقرار کیا تھا کہ خواجہ طیفور نے صاحبقران سے عرض
کیا کہ میں واسطے ایک کار ضروری کے جاتا ہوں اگر دیر ہو تو کچھ اندیشہ نہ کیجیے گا یہ تقریر سرگوشی
میں کر کے اور بہانہ اجازت برائے سیر جانے کی لے کے دربار سے اٹھ کر ایک جانب بصورت
مبدل روانہ ہوئے اثنائے راہ میں آئندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ وہ ندی کہاں ہے جس ندی
پر ملازمان بحرین جادو اور پوجاری وغیرہ چند روز سے واسطے ڈھونڈنے خداوند کا یا پلٹ کی
گئے ہیں انہوں نے ندی کا نشان بتایا اور کہا کہ وہ ندی چھوٹی سی ہے اگر اس طرف سیدھے
چلے جاؤ گے تو اسی ندی کے کنارے پہنچ جاؤ گے خواجہ طیفور گویا اسی سمت روانہ ہوئے
بعد قطع راہ کنارے اس چھوٹی ندی کے پہنچے دیکھا کہ بہت سے ملازمان بحرین جادو اور
پوجاری لوگ کنارے دریا کے بیٹھے ہیں بعضے تو غل مچا کر کچھ گا رہے ہیں اکثر کچھ باہم باتیں کر رہے
ہیں بعض بعض خداوند کا یا پلٹ کے ہونے کی بابت کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک کوئی پتہ لائق خداوند
کے دستیاب نہیں ہوا ہے دیکھیے کب تک آتا ہے زمانہ خداوند کے جلا دینے [illegible] کر رہا ہے ابھی وہ

وہیں یہ باتیں کر رہے تھے کہ دو مردے تکیوں پر رکھے ہوئے بہتے نظر آئے ملازمان بحرین جادو
پوجاریوں وغیرہ اُن کو دیکھکر خوش ہوئے اُن میں سے دو چار دریا میں کود پڑے اُن دونوں مردوں کو
مع تکیوں کے کنارے پر لائے پوجاریوں نے تکیوں سے مردوں کو کھول کر کپڑا اُن کے منھ سے
ہٹا کر دیکھا دیکھتے ہی کہا کہ ان میں ایک عورت بڑھیا ہے اور ایک مرد نہایت ضعیف ہے خداوند کے چولا
بدلنے کے لائق نہیں ہے ہم چاہتے ہیں کہ کسی نوجوان نہایت خوبصورت مرد کا تازہ مردہ ہاتھ آئے
تاکہ اُس مردہ تازہ کے چھولے میں خداوند کا پلٹ سائیں چولا اپنا بدلیں خوشی و شادمانی ہم سب کو
حاصل ہو بیٹا اس خوشی کا حسب دستور قدیم ہو خواجہ طیفور گردیا بصورت ملازمان بحرین جادو
رنگ و روغن سے بن کر تمام تقریر اُن پوجاریوں کی اُن کے قریب بیٹھکے بخوبی سنکے کچھ سوچ کے
وہاں سے جس طرف جانا منظور تھا اُسی سمت روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور کنارے اُسی چھوٹی ندی
کے بیٹھ کر زنبیل سے کچھ بانس اور بنا کپڑا اور پھونس وغیرہ جو چیزیں مطلوب تھیں نکال کر اُس صحرا
میں کہ گرد و پیش کوئی نہیں تھا کشتی تیار کی پھر زنبیل سے معجزہ طلب کرکے بصورت ایک نوجوان
مرد نہایت خوش رو کے بنے بعدہ مہندی اپنے ہاتھوں میں مل کر سہرا پھولوں کا اپنے سر پر باندھ کر
وہ جامہ دولھے سا پاپہنت کر کشتی پر لیٹ کر مردہ بنکر کشتی کو حسب دستور ہر طرح کی زینت مروجہ سے
مزین کرکے بہتے ندی میں ڈالدی۔ درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا، دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا، ہرچند کہ خواجہ عمرو اولی موت اور دریا اور نقاداروں سے ڈرتے تھے دریائے
علیحدہ رہتے تھے دریا سے کنارہ کیا کرتے تھے دریا میں بخوف غرق قدم نرکھتے تھے لیکن خواجہ طیفور
گردیا نے کہ اُن کی نسل سے ہیں کچھ خوف پانی سے نکیا اپنے مرجانے کا بھی اندیشہ نکیا نہایت بہادری
و دلاوری سے کشتی پر لیٹ کر کفن پوش ہو کر پانی میں بہتے ہوئے مع کشتی چلے جب وہ کشتی اُس جگہ
پہنچی ہوئی پہونچی جہاں کچھ ملازمان بحرین جادو و پوجاری وغیرہ جن کا ذکر کیا ہے بیٹھے ہوئے تھے
چنانچہ ان میں پجاریوں نے اُس کشتی کو دیکھکر خوش ہوکر کہا کہ دیکھو ایک کشتی مع مردہ بہتی ہوئی
اسی سمت آتی دیکھنے لگے بعد چند کس اُن میں سے دریا میں اُترے اور کشتی ملاحی پیر کر اُس کشتی تک
پہونچا [illegible] کنارے پر لائے خواجہ مذکور نے اُس وقت اپنی سانس کو روک لیا پس ایسا دم کیا کہ
گویا مردہ ہو گئے پجاریوں وغیرہ نے کفن کو دور کرکے میت کو جو دیکھا از حد خوش ہوئے اور باہم
کہنے لگے کہ یہ نوجوان خوبصورت لڑکا شاید بن بیاہا مرا ہے اس کے ماں باپ یا دیگر عزیزوں نے
اس کے سر پر سہرا باندھ دیا ہے مہندی لگا دی ہے ارمان اپنا دولہ بنانے کا جو تھا بعد اس کے مرنے کے
اسکے دولہ بنا کر نکال لیا ہے یہ جوان ایسا خوبصورت ہے کہ لاکھوں جوانوں میں ایک ہے نہیں معلوم
یہ پھول کس بوستان کا ہے فصل بہار میں خزان سے دوچار ہوا ہے اس نوجوانی میں افسوس
اس نے انتقال کیا ہے اس کے غم میں والدین اس کے زندہ نرہیں گے جس کا ایسا فرزند نوجوان
مرجائے بھلا وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہے غرضکہ ایسی ہی تقریر تا دیر کرکے بہت افسوس کرکے باہم خوش
ہوئے کہا کہ اب کی مرتبہ اچھا چولا خداوند کے بدلنے کے لیے ہاتھ آیا ہے کہ کبھی ایسا چولا خداوند کا پلٹ
ہو سکتا [illegible] تھا عجب یہ جوان خونریز و ہے تازہ مرا ہے چنانچہ ابھی تک اس کا گوشت نرم ہے تن اس کا بوسیدہ
متعفن نہیں ہوا ہے اس کی خوبی کا شکر ہے ایسا مردہ دستیاب ہوا ہے یہ باتیں کرکے اُن ملازموں نے
بحرین جادو کے خدمتگاروں اور ساکنان بحرین کو اطلاع دی ہے ایک جسد خوشی کنارے دریائے مذکور

آیا سامان اُٹھانے کا کیا گیا غرضکہ نہایت جلوس سے مردہ مذکور اُٹھایا گیا ساکنان بحرینہ بعد شادمانی
باجے بجاتے ہوئے گاتے ہوئے در دولت بحرین جادو پر آئے صورت مردہ مذکور کی بحرین جادو
کو دکھا کر پوجاریوں نے عرض کیا کہ دیکھیے اِبکی مرتبہ اس چولے میں خداوند سامین کے یہی شکل
خداوندی ہوگی بحرین جادو نے دیکھکر کہا کہ اِبکی مرتبہ کیا اچھا جوان مردہ خوبصورت دستیاب
ہوا ہے خیر ہے جاؤ معلوم ہوا کہ اِبکی مرتبہ خداوندی یہی صورت ہوگی پوجاری وغیرہ حکم بحرین جادو
سے فی الفور اُسی طرح گاتے بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے گھنٹے بجاتے ہوئے شور و غل کرتے
ہوئے ٹکٹی کو کاندھوں پر رکھے ہوئے برابر گنبد قیام خداوند کا پلٹ کے پہونچے اُسوقت چند
پوجاریوں نے پکار کر کہا کہ اے خداوند کا پلٹ آپکے چولا تبدیل کرنیکا زمانہ آگیا ہے لیجیے
تازہ و نوجوان و خوش رو مردہ ہے اُسدم دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اُس گنبد کے روشندان کلان
وکشادہ کے برابر دو ہاتھ بلند ہوئے پوجاریوں نے ٹکٹی پر سے میت جوان خوش رو مذکور کی
اُسی روشندان میں سے دیدی بعد ازاں سب خرد و کلاں اُسی جگہ ٹھہرے رہے خداوند نابکار
مذکور نے میت مذکور روشندان سے اندر گنبد کے لاکر بالائے زمین رکھکر سرہانے مردہ مذکور پر نظر
کرکے بہت خوش ہوکے کچھ پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے اُس کے دہن سے ایک سیاہ بھونرا
نکلا نکلتے ہی اُس بھونرے کے تن بے جان اُسکا زمین پر گرا وہ بھونرا یعنی روح اُسکی جانب
دہن میت مرقوم الصدر چلی فی الفور خواجہ طیفور گرد با اُٹھ بیٹھے اور کہا کہ او نابکار بھونرے
کدھر آتا ہے دور ہو کیا مجھے زندہ میں سمائے گا وہ بھونرا یعنی روح اُسکی پھر اُسی کے دہن کیطرف
واسطے سمانے کے چلی خواجہ طیفور گرد با نے فی الفور خداوند مذکور کے منہ کو بند کرکے ایک بندر کا
مردہ جلد زنبیل میں سے نکالا قبل اس عیاری کرنے کے خواجہ نے راہ میں بندر کا مردہ پڑا ہوا
دیکھکر جو زنبیل میں رکھ لیا تھا اسوقت اُسی مردے کو نکال کر اُس بھونرے سے کہا کہ او روح
خداوند نابکار و ناہنجار اس بندر میں سما جا ورنہ تجکو اس گنبد سے نکل کر جانے نہ دونگا بہتر یہی ہے
کہ اس بندر میں حلول کر وہ بھونرا یعنی روح جو خداوند کا پلٹ کی بصورت بھونرے کے دہن سے
نکلی تھی بمجبوری ولاچاری اُس بندر کے منہ میں جاکر تمامی اعضا میں اُسکے پھیل گئی مانند
خون کے رگ رگ میں دوڑ گئی وہ بندر زندہ ہوکے اُٹھ بیٹھا خواجہ نے ایک زنجیر آہنی محکم
زنبیل سے نکال کر بندر کو اس زنجیر سے باندھا پھر ایک میخ آہنی نکال کر درون گنبد زمین پر
گاڑ کر زنجیر کو اُس میخ میں باندھا بعد ازاں اُس تن بے جان وضعیت وہانکو روشندان
گنبد سے باہر کردیا پوجاری وغیرہ نے بہزار خوشی اُس تن بے جان کو ہاتھوں ہاتھ لے کر کفن
یعنی نئے کپڑے سے حسب قاعدہ لپیٹ کر بدستور ٹکٹی پر رکھکر اُسی جلوس و سامان و تزک
و جمعیت سے بعد خوشی گھنٹے و ناقوس بجاتے ہوئے طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئے بحرین جادو
بھی ہمراہ ہوا اُسوقت کوئی ساکنان بحرینہ سے ایسا نہ تھا کہ ہمراہ نہو لاکھوں مردم کا مجمع تھا سب
گھنٹے و سیدم بجاتے تھے بعضے ناقوس بجاتے تھے اکثر مردم بگن وغیرہ کرتے تھے ملے جلے
باجے بجاتے جاتے تھے ہر ایک خوش تھا گویا روز عید تھا ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا
مبارک ہو کہ خداوند کا پلٹ نے چولا بدلا الحاصل تمام اعلیٰ ادنیٰ بعد خوشی ہمراہ تھے جب سب
کنارے دریا کے پہونچے موافق اپنے ملت و مذہب کے لکڑیاں جمع کرکے وہ مردہ اُن لکڑیوں پر

رکھکر آگ لکڑیون مین لگا دی گئی ساتھ لکڑیون کے مردہ مذکور بھی جلنے لگا شعلہ آتش بلند ہونے لگا
اُسوقت بھی وہ لوگ گانے بجانے لگے شادمانی وخوشی ظاہر کرنے لگے جب مردہ مذکور تمام و کمال
جل کر خاک ہوگیا ہر ایک ادنی اعلی نے اُس کی خاک کو اپنی آنکھون اور پیشانی پر لگایا پھر تھوڑی
تھوڑی خاک ہر ایک نے اٹھا کر باحتیاط ظرف شیشہ یا چینی یا کاغذ مین رکھ لی بحرین جادو نے
بھی تھوڑی سی خاک واسطے دفع مرض کے اٹھالی پھر سب وہان سے بصد خوشی اپنے
گھر گئے ہنگام شب خاص اُن لوگون نے جن کا ذکر ہوا ہے اندر گنبد قیام خداوند کا پلٹ کے دربان اور پوجاری
وغیرہ کے اُس بزم عیش وعشرت مین اور کوئی نہین گیا وہی مخصوص تھوڑے آدمی محفل عشرت
مین بیٹھے رات سامنے در گنبد مذکور کے نازنینان خوبرو رقص ونغمہ کیا کین خداوند مذکور اندر گنبد
کے بیٹھے ہوے سُنا کیے اسی طرح کئی روز تک بزم عشرت روبروے گنبد خداوند کا پلٹ آراستہ
رہی بعد چند روز کے موقوف ہوئی پھر سب کو تفرقہ روز خوشی یعنی دن میلے کے مقرر کرنے کا
خیال ہوا ہنوز دن میلے کا مقرر نہوا تھا کہ ایک روز صاحبقران سے بحرین جادو نے کہا کہ
کچھ آپ کو اپنے وعدے کا بھی خیال ہے ابھی تک آپنے خداوندکی شعبدہ بازی مکاری اور
فریب دہی پھر ثابت نہین کی ہے زمانہ آپ کے وعدے کا گذر رہا ہے چونکہ خواجہ طیفور گرد پا کئی روز
سے گنبد مین بیٹھے ہوے تھے صاحبقران کی خدمت مین حاضر نہین ہوے تھے اسوجہ سے
صاحبقران سمجھ گئے کہ خواجہ نے ضرور عیاری کی ہے خداوند کا پلٹ کو الٹ پلٹ دیا ہے یا اُن کو
گرفتار کیا ہے یہ نہ کچھ خداوند سے بحرین جادو وغیرہ کے خواجہ نے یہان سے جاکر سلوک سا
کیا ہے یہ سمجھکر صاحبقران نے جواب دیا کہ حال مکاری وفریب دہی وتمام حقیقت آپ کے خداوند
کی آئینہ حیرت سے ثابت ہو جائیگی ذرا چلکر آئینے مین معائنہ کیجیے بحرین جادو ہمراہ اپنے
دوست سالوک اور صاحبقران کو لیے کر اسی روز گنبد آئینہ حیرت مین گیا حاجب جادو
دربان در گنبد مذکور نے کہ ساحر معزز تھے سلام کیا بعدہٗ جسقدر مردم ادنی اعلی اندرون احاطہ
گنبد آئینہ حیرت تھے سبنے باادب بحرین جادو کو سلام کیا بحرین جادو نے داخل گنبد مذکور کے
ہوکے صاحبقران کے کہنے سے یہ نیت کی کہ اے آئینہ حیرت فی الحال جو شکل وصورت خداوند
کا پلٹ کی ہے وہ ظاہر ہو اور جو کوئی گنبد قیام خداوند مین ہو وہ بھی ظاہر ہو بعد اس نیت
کرنے کے پوشش آئینے پر سے دور کی بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ ایک مرد نوجوان
خوبصورت بندر زنجیر مین بندھا ہوا لیے موجود ہے یعنی آئینے مین آیا صاحبقران زمان سلطان
کیوان شکوہ اُس بندر کو ایک خوبرو جوان مرد کے قبضے مین بستہ زنجیر دیکھکر بے اختیار ہنسے
سالوک کو نہایت تعجب ہوا بحرین جادو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ
بندر کیسا ہے یہ کیا واقعہ ہے مجکو آئینے مین عوض خداوند کے ایک بندر ایک مرد نوجوان کے ہاتھ
مین زنجیر مین بندھا ہوا دکھائی دیتا ہے کیا ایکی مرتبہ خداوند کا پلٹ بندر بن گئے ہین قسمت مین
اور جوے مین بندے سماگئے ہین ابھی بحرین جادو متحیر تھا سوچ رہا تھا بوزنہ مذکور بنظر حیرت
دیکھ رہا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ باربار مسکرا رہے تھے سالوک صحرانشین
درویش خو بھی بچشم حیرت آئینہ حیرت مین نگران تھا حاجب جادو بھی پاس کھڑا ہوا بندر کو
آئینے مین معائنہ کر رہا تھا کہ یکایک اُس بندر نے نہایت عاجزی سے دانت اپنے نکال کر

کتے کی طرح دُم ہلا کر بحرین جادو کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اپنی عاجزی و اسیری کو دانت
نکال کر دُم ہلا کر ظاہر کرنے لگا بحرین جادو نے بندر سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہے اور یہ شخص کون
ہے اُس بندر نے کہ دراصل روح اُس جوگی کی ہے جس نے خداوند کا پیلٹ اپنے کو بنایا اور ظاہر لیا
تمام مردہ بندر کے جسم میں سما گئی تھی بزبان فصیح کہا کہ اے بحرین جادو اے حاکم و مالک بحرینہ
آگاہ ہو کہ تمہارے آبا و اجداد کے عہد میں ہم مرد مردہ کے اجسام میں بارہ تیرہ سو برس سے
چلتے رہے چولا اپنا بدلتے رہے وہ سب ہماری پرستش باعتقاد تمام کرتے رہے تعظیم و تکریم
ہماری کیا کیے اپنا خداوند ہمیں جانا کیے زمانہ مقررہ میں مرد مردہ کو واسطے ہمارے چولا بدلنے کے
اپنے ملازموں کے ہاتھ ہمارے گنبد قیام میں بھیجا کیے ہم بآرام و راحت اپنے گنبد میں رہے
اکل و شرب سے لطف اٹھایا کیے دعوی خدائی و خداوندی کیا کیے تمہارے عہد میں ہم اس
بلا میں مبتلا ہو گئے بندر ہو گئے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو فی الحال تم نے اور سب نے اس شخص کو
جو ہمیں زنجیر میں گرفتار کیے ہوئے ہے مردہ سمجھ کر بھیجا تھا حالانکہ یہ دشمن عزت و جان ہمارا زندہ تھا
مردہ نہ تھا اس نے ہمیں ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ ہمیں بندر کے جسم میں سمانا پڑا افسوس ہے تم نے
غفلت کی اگلی رتبہ تم نے مردے کو اچھی طرح دیکھ بھال نہیں لیا کہ یہ دراصل مردہ ہے یا زندہ ہے
پس ہم سب باعث ہماری بے عزتی کے ہوئے ہم اس حال کو پہونچ گئے غضب کیا تم سب نے
کہ ایسے مرد مکار عیار کو مردہ خیال کر کے ہمارے گنبد میں بھیجا اس کے گنبد میں گھسنے سے ہماری
یہ صورت ہو گئی اب ہماری اس مرد بدخواہ سے رہائی کی فکر کرو اس بارے میں تاخیر و غفلت
نہ کرو ورنہ ہم ہلاک ہو جائیں گے اس سرزمین سے بلکہ دنیا سے چلے جائیں گے تم سب سے
ناخوش ہو کر جائیں گے یہ کہہ کر وہ بندر اور وہ مرد نوجوان دیکھنے میں نظر سے غائب ہو گئے
بحرین جادو تمام تقریر بندر کی سن کے تمام حال سے آگاہ ہوئے ملول ہوا سر جھکائے ہوئے واپس
اپنے دربار میں آیا سالوک صحرانشین درویش خود صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
بھی شادان و خندان ہمراہ بحرین جادو کے اس کے دربار میں آئے بحرین جادو نے اپنے
اہل دربار کو جمع کر کے سالوک صحرانشین و صاحبقران کو بعزت و حرمت بٹھا کے اپنے
ملازموں کو حکم دیا کہ جلد جا کر گنبد قیام خداوند کا پیلٹ میں داخل ہو کر اُس شخص کو جو اُس
گنبد میں ہے مع بندر کے ہمارے روبرو لاؤ خدام گئے بعد تھوڑی دیر کے اُس نوجوان مرد
خوش رو کو مع بوزنہ مذکور کے اسوقت روبرو بحرین جادو کے لائے کہ سالوک صحرانشین
درویش خود و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و اکثر ساحران نامی و نامور و حاجب جادو
دربار میں بیٹھے تھے جملہ اشخاص مذکور نے دیکھا کہ ایک نوجوان و شکیل مرد ایک بندر کو زنجیر میں
باندھے ہوئے ہمراہ ملازمان بحرین جادو کے آیا ہے ابھی تعجب جانب میمون مذکور دیکھ رہے تھے
اور وہ نظر یاس سے جانب بحرین جادو دیکھ رہا تھا کہ وہ عاجزی سے سر جھکا کر دانت نکال کر
دُم ہلاتا تھا کبھی دامن قبائے بحرین جادو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اشارہ کرتا تھا کہ اس ظالم کے
ہاتھ سے مجھکو چھوڑا دیجیے اور بندر کے چولے سے مجھے یعنی میری روح کو کسی آشیان سے مردے
میں جانے دیجیے جلد کسی مردے کو میرے سامنے لائیے یا کسی سے منگوائیے بحرین جادو نے
اس کے حرکات و اشارات دیکھ کر بہت برہم ہو کر پوچھا کہ سچ کہہ تو دراصل کون ہے اگر سچ کہے گا تو خیر

ورنہ ہم بہت بُرے طور سے تجھ سے پیش آئیں گے بندر نے مجبور ہو کر سر جھکا کر زبان فصیح کہا کہ اے
بحرین جادو سچ تو یہ ہے کہ میں جوگی ہوں تمہارے آبا و اجداد گذشتگان کے زمانے میں اس سرزمین
پر آیا تھا یہ سرزمین مجھکو اچھی معلوم ہوئی تھی یہاں میں نے سکونت اختیار کی تھی جب سن میرا زیادہ ہوا
بذریعہ ایک عمل کے کہ میں کسب کرتا ہوں اور جانتا ہوں ایک روز کنارے دریا کے جا کر بیٹھا تھا ناگاہ
ایک مردہ بہتا ہوا ایک جوان کا میں نے آتے دیکھا فوراً دریا میں کود پڑا اور بذریعہ عمل مذکور کے
اُس مردے کے جسم میں اپنی روح کو لے گیا تھا چولا اپنا پڑا تھا میں نے چھوڑ دیا تھا وہ میرا چولا تو
دریا میں بہہ گیا تھا میں نوجوان ہو کر دریا سے نکلا تھا دیکھنے والوں نے حیران ہو کر مجھ سے پوچھا تھا کہ
تم کون ہو میں نے اپنے تئیں خداوند کا پلٹ ظاہر کیا تھا یہ خبر آپ کے بزرگان سلف جو اُس زمانے میں
یہاں کے حاکم تھے اُن کو پہونچی تھی وہ بھی متحیر ہو کر کنارہ دریا آئے تھے اور میرے حالات سے
آگاہ ہو کر میرے معتقد ہو کر خداوند مجھکو خیال کرنے لگے تھے اور یہ گنبد جو اب تک موجود ہے اُنھوں نے
میری خواہش سے واسطے میرے رہنے کے بنوا دیا تھا آب و طعام اپنی سرکار سے واسطے میرے
روانہ کیا کرتے تھے میں بآرام تمام گنبد میں رہا کرتا تھا جس کو کچھ مجھ سے پوچھنا ہوتا تھا وہ روشندان
گنبد مذکور کے پاس آ کر آواز بلند مجھ سے پوچھتا تھا میں اُس کو جواب دیتا تھا موافق میرے حکم کے وہ
کاربند ہوتا تھا اسی طرح جملہ امور میرے حکم سے یہاں کے باشندے کرتے تھے جس بات کو میں منع
کرتا تھا اُسکو کوئی نہ کرتا تھا اُس زمانے سے اب تک میں نے اکثر چولے بدلے ہیں مجھے اس سرزمین
پر آئے ہوئے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہے اب کی مرتبہ ایسا مردہ واسطے میرے چولا بدلنے کے
یہاں کے باشندے لائے کہ وہ دراصل زندہ تھا اور اسوقت تک زندہ موجود ہے تمہارے
روبرو و کمر اور زنجیر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہے مجھے گرفتار کیے ہوئے ہے لیکن اس ظالم سے مجبور ہو گیا اسنے
میری روح کو پلٹنے دیے میں بھی جلنے نہ دیا ایک بندر مردہ اپنے پاس سے نکال کر غضب بھری نظر کر کہا
کہ اگر اپنی خیر چاہتا ہے تو اس مردہ بندر کے جسم میں سما جا اے بحرین جادو مجبوری تو بڑی بلا ہے اگر اسکے
کہنے پر عمل نہ کرتا تو کیا کرتا لاچار ہو کر مردہ بندر کے جسم میں ہو گیا ہوں جیسا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو اب
تم سے امیدوار ہوں کہ جلد کوئی مردہ انسان کا کہیں سے منگواؤ کہ میں بزور اپنے عمل قدیم کے اپنی
روح اس مردے کے تن میں لے جاؤں بندر کے چولے کو چھوڑ دوں راز میرا افشا ہو گیا بڑی ذلت
اور رسوائی میری ہوئی آئندہ خیال رکھنا خوب دیکھ بھال کر مردے کو واسطے میرے چولا بدلنے کے
اپنے ملازموں کے ہاتھ گنبد میں بھیجا کرنا اور اس مرد جفاکار و ظالم عیار و مکار کو سزا سخت دیجیے
کہ اس نے میرا راز فاش کیا ہے مجھے بندر بنا کر زنجیر میں باندھ کر گنبد سے یہاں لے آیا ہے بحرین جادو
نے ازحد برہم ہو کر کہا کہ او جوگی نابکار و مکار تو نے اپنے عمل سے شعبدہ کا یہ پلٹ کا ڈھونگ کر کے ہمارے
آبا و اجداد اور یہاں کے تمام باشندوں کو گمراہ کیا اپنے تئیں خداوند کا پلٹ ظاہر کیا اپنے تئیں
سب سے سجدہ کرایا اعلیٰ ادنیٰ کو بہکایا بیدین و بدآئین کیا بڑا غضب کیا بعد بارہ تیرہ سو برس کے
آج کیا حشر تیرے حال سے ہمیں آگاہی ہوئی اب بھی تو چاہتا ہے کہ بزور اپنے عمل کے روح اپنی
کسی تن بے جان انسان میں لے جائے اور پھر گنبد میں جا کر بیٹھے خداوندی کرے لوگوں کو
گمراہ کرے راز تیرا افشا ہو گیا اب کوئی تجھے خداوند اپنا نہ جانے گا نہ کوئی تجھے سجدہ کرے گا وہ ہوا
جو تیری بندگی ہوتی تھی وہ گئی دیدہ و دانستہ اب تیری پرستش کوئی نہ کرے گا بلکہ یہاں رکھنے کا

بھی کوئی شخص روادار نہوگا اگر تو یہان رہے گا تو لوگ تجھسے بہ بدی پیش آئین گے یقیناً تجھے
مار ڈالین گے تیرے حال پر مطلق رحم نہ کرین گے آب و طعام بھی تجھے نہ دین گے بہتر یہ ہو کہ اب تو
یہان سے کہین چلا جا بندر نے نہایت عاجزی کیسے کہا کہ حسب الحکم حضور مین یہان نہ رہونگا کہین
چلا جاؤنگا لیکن اسقدر میرے حال پر رحم کیا جائے کہ کوئی مردہ انسان کا ابھی کہین سے تلاش
کرکے منگایا جائے تاکہ بزور عمل مین اپنی روح کو اُس مردے کے تن بیجان مین لے جاکر یہان سے
چلا جاؤن اگر بصورت بندر کے یہان سے کہین جاؤنگا تو جو مجھے دیکھیگا وہ ڈھیلا پتھر لکڑی
ڈنڈا مجھے مارے گا کہین بیٹھنے نہ دے گا دھکا دے گا زندگی میری بے لطف گذرے گی بحرین جادو
نے پوچھا کہ تو اب بھی اپنی روح کو تن مُردہ مین لے جا سکتا ہو یعنی بھی اپنا کرتب عمل کا دکھا سکتا ہو
بندر نے کہا کہ ہان کوئی مردہ منگوالیجیے پھر تماشہ دیکھیے بحرین جادو نے اپنے ملازمون سے کہا کہ
اگر کوئی مردہ کہین کسی کا دستیاب ہو تو جلد لے آؤ ملازم واسطے جستجو کے گئے ہر چند مردہ انسان
کی تلاش کی لیکن نہ ملا آخر کار مجبور ہوکر پھرے اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک کبوتر مرا ہوا پڑا ہی ملازمون
نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مردہ انسان کا دستیاب نہوا تو کبوتر مردہ ہی کو لے چلنا چاہیے خالی
نہ جانا چاہیے جوگی جی کا کایہ پلٹ ہونے کا تماشہ دیکھ لینا چاہیے کہ کس طرح وہ اپنے عمل سے تن مردہ
مین بزور عمل اپنی روح کو لیجاتے ہین یہ تماشہ قابل دید ہی یہ خیال کرکے اس مردہ کبوتر کو اٹھا کر روبرو
بحرین جادو کے لا کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور ہمنے مردہ انسان کا کہین نہین پایا ہر چند تلاش کیا
مگر کہین دستیاب نہوا مجبور ہوکر یہ کبوتر کا مردہ لے آئے ہین بحرین جادو نے کہا کہ ہمکو مطلب سیر تماشہ
دیکھنے سے تو کوئی مردہ کیسا ہی ہو انسان ہو یا جانور کا مردہ ہو یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ کبوتر مردہ
کو روبرو بندر کے رکھدو انہون نے حکم کی تعمیل کی بحرین جادو نے بندر سے کہا کہ بالفعل تو
اس کبوتر کے تن بے جان مین تو اپنی روح کو لے جا عمل کایہ پلٹ کا ہمین دکھا آئندہ دیکھا جائےگا
بندر نے کچھ الفاظ واسا بہت آہستہ آہستہ کہ کسی نے نہین سنے اپنی زبان پر جاری کیے بعدہ
سب نے دیکھا کہ بصورت بھونرے کے ایک پرندہ اُس کے دہن سے نکل دہن کبوتر مردہ مین
چلا گیا بندر مردہ ہوگیا کبوتر زندہ ہوگیا اُسوقت تمام اہل دربار خصوصاً بحرین جادو وغیرہ نہایت
حیران ہوے جوگی مذکور نے روح اپنی مردہ کبوتر مین لے جاکر بحرین جادو اور اُس نوجوان خوش
خوش رو سے مخاطب ہوکر بزبان فصیح غضبناک ہوکر کہا کہ اے بحرین جادو و اے ظالم اظلم
تم دونون آگاہ ہوکہ اسوقت تو مین جاتا ہون آئندہ قابو پاکر تم دونون سے سمجھونگا حتی الامکان
تمکو زندہ نچھوڑونگا تمنے مجھکو کلمات سخت و درشت سر دربار کہے ہین ذلیل کیا ہی اور اس نوجوان
نابکار نے مجھپر بڑا ظلم کیا ہی یہ کہکر پرتول کر بحرین جادو کو کلمات نامناسب کہکر اڑگیا اُس وقت
بحرین جادو نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ جوگی نابکار ہمین
کلمات سخت کہکر اور ہمسے بہ بدی پیش آنے کی ہمین اطلاع دے کر جاتا ہی اس کو جانے نہ دیجیے اگر
ممکن ہو تو ہلاک کیجیے حالانکہ ہم ساحر نامی ہین بزور سحر ابھی اس کو ہلاک کر سکتے ہین لیکن بایں خیال
اپنے احسن سے اس کی ہلاکت نہین چاہتے ہین کہ ایک مدت تک ہمنے لاعلمی مین اس کو خداوند
جان کر سجدہ کیا ہی اور صدہا برس تک ہمارے آبا و اجداد نے اس کی پرستش کی ہی پس جس کو
خداوند جانا ہو اور سجدہ کیا ہو اُسے قتل و ہلاک کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ نے لنگوٹے بحرین جادو کے شادمان ہو کے دوش سے کمان اور ترکش سے
تیر نکال کر چلہ کمان میں رکھ کر کبوتر مذکور کو دیکھا کہ وہ زمین سے بلند ہو کر ایک جانب اڑ دہ جانے کا
کرتا تھا کہ اسی حالت میں صاحبقران نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ وہ کبوتر تیر میں چھد کر قریب
دیوار کے نیچے زمین پر گر کر تڑپنے لگا آخر بعد ایک لمحے کے تڑپ تڑپ کر مر گیا روح اُس بےدین و
گمراہ کنندہ کی سوے جہنم روانہ ہوئی اُس کے مرنے سے سب خوش ہوئے خصوصاً صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ و سالوک صحرانشین درویش خو و بحرین جادو بہت شادمان
ہوئے صاحبقران و سالوک نے خدا کا شکر کیا دل میں کہا کہ عجب نابکار گمراہ کنندہ دنیا سے
سوئے سقر گیا ابھی صاحبقران و سالوک شکر پروردگار عالم کر رہے تھے کہ بحرین جادو نے
اُسی نوجوان خوبرو مرد کی طرف نظر کر کے پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ تو کون ہے کہاں رہتا ہے
نام تیرا کیا ہے تو نے کس حکمت و تدبیر سے جوگی جی کو بندر پر دم کے تن میں اترنے اور مارنے کو کہا تھا
بیان کر جوان مذکور نے بحرین جادو سے پوچھا کہ کیا آپ مجھکو نہیں جانتے ہیں بحرین جادو نے
جواب دیا کہ بیشک میں تجھسے آگاہ نہیں ہوں جوان خوب رو مسطور نے صاحبقران کی جانب
مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ آپ مجھسے آگاہ ہیں یا نہیں صاحبقران نے بعقل و فہم سمجھ کر جواب دیا
کہ ہاں ہمتو اے ماہرو ہیں تمہیں خوب جانتے ہیں جوان مذکور نے پوچھا کہ اگر آپ مجھے جانتے ہیں تو بتائیے
میرا کیا نام ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ نام تمہارا خواجہ طیفور گرد یا ہے تم ہمارے برادر وفادار ہو
ہر چند کہ اسوقت صورت تمہاری اور ہے لیکن تمہیں ہمارے عیار وفادار ہو تب اُس جوان
خوش رو نے مسکرا کر عرض کیا کہ آپ نے مجھے خوب پہچانا میں ہی طیفور گرد یا ہوں یہ عرض
کر کے بصورت اصلی ہو کر بحرین جادو و صاحبقران کو سلام کیا ہر ایک نے تعریف و ثنا کی
خصوصاً بحرین جادو و سالوک و صاحبقران نے بہت اُس کی عیاری کی ثنا کی بعدہٗ باشارہ
بحرین جادو بالاے کرسی خواجہ طیفور گرد یا نے بیٹھکر تمام حال اپنی عیاری کا ابتدا سے تا انتہا
مفصل بیان کیا ہر ایک نے بہت ثنا کی جب خواجہ طیفور گرد یا حال اپنی عیاری کا بیان کر کے
خاموش ہوئے سالوک سحر انشین درویش خو نے اور صاحبقران نے بحرین جادو سے
کہا کہ کہیے آپ پر حال خداوند کا یہ ملت کا کماحقہ ظاہر ہو گیا یا نہیں اگر ظاہر ہو گیا ہے تو آپ اپنے
شرط میں کیا تامل ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ واقعی تمام حال خداوند کا یہ ملت کا ہمپر حالی اور
ثابت ہو گیا کہ وہ جوگی تھا اُس نے ہمیں گمراہ کیا تھا آپ صاحبوں کے یہاں آنے سے اور اے
صاحبقران آپکی ہدایت سے ہم راہ راست پر آئے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا ظلمت کفر سے نکلے اور
مسلمان ہونے میں ہمیں اب کوئی عذر نہیں ہے الا ہمکو آگاہی یہ ہے کہ آپ فتاح طلسم زلزلہ ہیں زمانہ فتح
طلسم زلزلے کا قریب آ گیا ہے ہمیں یہ منظور ہے کہ آپ کی اس بارے میں شرکت کریں لڑائیوں میں
آپکے ہمراہ رہیں آپکے دشمنوں سے مقابلہ و مجادلہ کریں دشمنوں کی شر سے آپ کو بچائیں
اگر اسوقت کلمہ پڑھ کر ہم مسلمان ہو جائینگے تو سحر بھول جائینگے پھر آپکے دشمنوں سے سحر سے
مقابلہ و مجادلہ نہ کر سکینگے آپنے ہمیں ہدایت دین اسلام کر کے احسان عظیم کیا ہے پھر ہم کچھ بھی
عوض آپکے اس احسان کا نہ کر سکینگے پس اگر مناسب ہو تو بالفعل ہمیں کلمہ پڑھا کر مسلمان
نہ کیجیے ان بعد فتح طلسم زلزلہ اگر زندہ رہے تو ہم کلمہ پڑھ کر ضرور مسلمان ہونگے بالفعل ہم مطیع دین اسلام

ہوتے ہیں از تمامی اپنی رعایا کو جو غیر ساحر ہے حکم مسلمان ہونے کا دیتے ہیں اُن کو آپ کلمہ پڑھا کر مسلمان
کیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے بحرین جادو تم بچ گئے ہو ہم تمہاری رسم
کو پسند کرتے ہیں اچھا فی الحال تم مطیع دین اسلام ہو مگر اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم دو بعدہٗ
ہم یہاں سے طرف اپنے لشکر کے جائیں گے رخصت ہوں ہمیں یہاں آئے ہوئے زمانہ زیادہ ہوا ہے
بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران مطیع دین اسلام ہوئے اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم
دیا حسب الحکم جملہ مرد و زن غیر ساحر صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھ کر صدق دل سے
مسلمان ہوئے عقائد دین و ایمان سے بہدایت صاحبقران آگاہ ہوئے مساجد کی بنانے میں
سرگرم ہوئے اپنے قدیم معبدوں کو منہدم کیا جب تمامی رعایا مسلمان ہو چکی بحرین جادو نے صاحبقران
سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو آئینۂ حیرت کو کہ تحفہ عجیب و غریب ہے قبول کیجیے آئینے میں اس کے
اس سے عجیب عجیب امور دریافت ہونگے خصوصاً حال لوح طلسم زلزلہ کا معلوم ہوگا کہ کس جگہ ہے
کس ساحر کے قبضے میں ہے حالانکہ بعد معلوم ہونے کے بھی لوح طلسم زلزلے کا حاصل کرنا نہایت دشوار
ہوگا ساحران نامی سے اکثر مقاموں پر جنگ عظیم ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا کیونکہ طلسم زلزلہ
چھوٹا سا طلسم نہیں ہے بہت بڑا طلسم ہے لاکھوں ساحران نامی وغیرہ نامی اس طلسم میں ہیں دربند
بھی از حد سخت گذار ہیں مالکان دربند بھی اجلاس سے دوران آفت روزگار اپنے وقت کے سامری و
جمشید ہیں یہ تمام حالات شنیدہ ظاہر کیے ہیں اور لوح طلسمی کے بارے میں تو مجھ کو بھی معلوم
نہیں ہے کہ وہ کہاں رکھی گئی ہے صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ اگر طلسم زلزلہ بہت بڑا طلسم ہے اور
ساحران نامی وغیرہ نامی اس طلسم میں لاکھوں ہیں تو ہوں مجھ کو اندیشہ نہیں ہے خداوند عالم حافظ
حقیقی ہے وہ ہمیں ان کی شر سے بچائے گا وہ نابکار ہمیں قتل نہ کر سکیں گے اگر دشمن ہمارے قوی
ہیں تو نگہبان ہمارا قوی تر ہے اسی مضمون کو ایک شاعر نے بھی نظم کیا ہے ع دشمن اگر قوی است
نگہبان قوی تر است ۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے واسطے ہمارے ایسے اسباب مہیا کر دیگا
کہ وہ اسباب باعث ہماری بہبودی کے ہونگے دربند سخت گذار سے گذر جائیں گے مالکان
دربند جو سامری وقت و جمشید روزگار بقول تمہارے ہیں وہ بھی ہمیں روک ٹوک نہ سکیں گے
اگر سدراہ ہونگے تو ہمارے ہاتھ سے قتل ہونگے اور بابت آئینۂ حیرت کے جو تم نے کہا ہے کہ اس
آئینے کو بہر دریافت لوح طلسمی ہمارے لیے مناسب ہے پس اسے کو بھی تمہاری ہم پسند کرتے ہیں
الا واسطے اس آئینے کا امتحان اس طور سے کیا جائے کہ گنبد آئینۂ حیرت سے آئینۂ حیرت کو
اٹھا کر دوسری جگہ رکھا جائے بعد ازاں بہ نیت دریافت کسی شخص یا کسی شے کے آئینے میں دیکھا جائے
اگر بدستور سابق آئینۂ مذکور میں وہی شخص یا وہی شے جس کے دیکھنے کی نیت کی جائے نظر آئے تو
البتہ آئینۂ حیرت عجب آئینہ ہے ضرور ہم اس کو اپنے ساتھ رکھیں گے اس تحفہ بے بہا کو قبول
کریں گے اور اگر دوسری جگہ آئینۂ مذکور کے رکھنے سے صورت مدعائے دلی ظاہر نہ ہو تو آئینۂ مذکور
قابل توڑ ڈالنے کے ہوگا اور صاف یہ روشن ہو جائے گا کہ جس نے اس آئینے کو بنا کر گنبد کے
درمیان رکھا ہے اس نے خاص گنبد مذکور ہی میں آئینۂ مذکور کے واسطے تاثیر دریافت حال
مخصوص کی ہے بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران آئینۂ حیرت کو دوسری جگہ رکھوا کر خود
صاحبقران قریب آئینہ جا کر کہا کہ اے آئینۂ حیرت ہم سالوک سحر افشین کے حال سے آگاہ ہونا

چاہتے ہیں کہ وہ اسوقت کہاں ہیں کس کار میں مصروف ہیں اِس نیت سے پردہ آئینے پر سے اٹھا کر
دیکھا آئینے میں کچھ نظر نہ آیا اُسوقت صاحبقران نے حاجب جادو دربان گنبد آئینۂ حیرت کو طلب
کرکے فرمایا کہ اے حاجب جادو اب تم آئینے کو اٹھا کر پھر اسی گنبد میں رکھو اور اس کی دربانی کرتے
رہو عرض کیا کہ اس آئینے کی قلعی آپ پر کھل گئی ہے آپ کی نظر سے یہ آئینہ گر گیا ہے میں ایک مدت تک دربانی
اس آئینے اور گنبد کی کر چکا ہوں اب یہ دل چاہتا ہے کہ آپ کے در دولت کی دربانی کروں ہمراہ
رکاب آپ کے رہوں با عبادت خدا میں زندگی اپنی بسر کروں اپنے دل کے آئینے کو نور ایمان
سے روشن کروں لہذا امیدوار ہوں کہ اس آئینے کو کسی دیگر شخص کے حوالے کیجیے یا جو مناسب
ہو وہ کیجیے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے بہت زندگی میری کفر کی حالت میں گذری ہے اب کچھ زندگی
جو باقی رہی عبادت الٰہی و خدا پرستی میں بسر کروں صاحبقران نے اُس سے خوش ہو کر کلمہ طیبہ
اُس کو پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا گناہوں سے اپنے تائب ہوا صاحبقران
نے آئینۂ حیرت کو بیکار جان کر توڑ ڈالا پھر گنبد آئینۂ حیرت اور گنبد تمام خداوند کا پیلٹ کو
منہدم کرا کر حکم کیا کہ ان دونوں مقامات پر مساجد بنائی جائیں حسب الحکم مسجدوں کی بنا ڈالی گئی
بعد اس کے صاحبقران نے بحرین جادو سے فرمایا کہ اب ہمیں رخصت کرو اس نے عرض کیا کہ آج آپ
توقف فرمائیں یہاں قیام کیجیے کل یہاں سے تشریف لے جائیے گا یہ مرہون منت بھی آپ کے ہمراہ
چلے گا صاحبقران نے اُس کے کہنے سے اُس روز بھی وہاں قیام کیا دوسرے روز ہنگام سحر
بعد پڑھنے نماز صبح کے صاحبقران نے ارادہ چلنے کا کیا بحرین جادو نے بجائے خود حاجب جادو
کو مالک و حاکم جزیرہ کا کرکے رعایا کو مطیع و فرمانبردار اُس کا کرکے سامان سفر و جنگ فراہم و مہیا کرکے
ڈیڑھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا یعنی تمام لشکر ساحروں کا بزور سحر
اس طرح چلا کہ ہر ایک ساحر طائر سحر کی سواری پر سوار ہوا کوئی عقاب سحر پر کوئی ساحر اژدر سحر پر
کوئی ساحر طاؤس سحر پر سوار ہوا اسی طرح ہر ایک ساحر مختلف سحر کے درندوں اور پرندوں پر سوار
ہوئے بحرین جادو تخت سحر پر سوار ہوا پھر سب ساحروں کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بلند ہو کر
ابر سحر میں غائب ہو کر سوئے لشکر صاحبقران چلا ادھر با توقیر سالوک صحرانشین و خواجہ طیفور کردیا
کو ہمراہ لے کر مرکب پر سوار ہو کر تخت سحر پر ساتھ بحرین جادو کے بلشکر ناپسند کے وہاں سے الگ
روانہ ہوئے اثنائے راہ میں منزل بمنزل قیام کوچ کرتے ہوئے دشت و کوہ و دریا کی سیر کرتے
ہوئے دریائے بحرین سے عبور کرکے قطع منازل کرکے ایک روز قریب فرودگاہ لشکر اہل اسلام پہنچے
ہرکاروں نے لشکر اہل اسلام کے خبر تشریف آوری صاحبقران سرداران لشکر اہل اسلام کو دی
بمجرد سننے خبر تشریف آوری صاحبقران کے شاہان ہفت ملک و صدہا سرداران سپاہ و براستہ
استقبال صاحبقران مرکبوں پر سوار ہو کر بعد خوشی روانہ ہوئے اثنائے راہ میں استقبال
صاحبقران سے سرفرازی و شادمانی حاصل کرکے صاحبقران کو بہزار خوشی و تعظیم و تکریم لشکر میں
لائے صاحبقران موصوف داخل لشکر ہو کر مرکب سے اتر کر بارگاہ فلک فرسا میں داخل ہوئے
سالوک بھی مرکب سے اترا خواجہ طیفور بھی ہمراہ صاحبقران بارگاہ میں گئے بحرین جادو بھی
مع اپنے لشکر کے بلندی سے بالائے زمین آیا کثرت مردان لشکر اہل اسلام پر نظر کرکے خوش ہوا
پھر خیام و بارگاہ ایستادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا تمام ساحر بھی سحری سواریوں سے اتر کر داخل،

خیام ہوئے جملہ مردمان اہل لشکر صاحبقران کے آنے سے خوشی ہوئی لشکر اہل اسلام میں صاحبقران
کیا داخل ہوئے گویا بہار باغ میں آئی ہر ایک لشکری و سپاہی و سردار و رئیس شاد مان ہوا صدائے
نقارہ ہائے کلان بلند ہوئی ہنگام شام بعد نماز مغرب میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنی
بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار میں جاکر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے جملہ سرداران لشکر و شاہان
ہفت ملک نے حاضر دربار ہوکر باادب سلام کیا بعد ازان ہر ایک سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا
سالوک صحرا نشین و بحرین جادو و کوکب انجم حصاری و خواجہ طیفور گردیانی دربار میں آکے
حسب قدر مراتب دربار میں بیٹھے شاہان ہفت ملک و دیگر سرداران لشکر اہل اسلام نے بعد مزاج پرسی
عرض کیا کہ جب سے آپ لشکر سے واسطے شکار کے تشریف لے گئے باوجود راحت و آرام کے ہم سب نے
پریشان خاطری سے زندگی بسر کی اندیشہ و تردد میں شب و روز گذارے چند روز کا زمانہ گذرا ہی کہ جو
سواران سپاہ و خدام آپ کے ہمراہ سمت شکارگاہ گئے تھے وہ آگئے تھے اُن سے صرف یہ معلوم
ہوا تھا کہ آپ ہمراہ سالوک صحرا نشین درویش فرخ کے سمت بحرینہ براے دریافت حال بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے گئے ہیں یہ خبر سواران مذکور سے سنکے فی الجملہ اطمینان ہوا تھا اب آپ جو تشریف
لائے تو ہمارے غمزدہ قلوب کثرت خوشی سے شگفتہ ہوگئے تردد و اندیشہ دفع ہوا صاحبقران
کشورستان نے فرمایا کہ ہاں ہم ہمراہ سالوک دیندار عابد و پرہیزگار کے کہ وہ ہمارے ہمراہ آئے
ہیں اور یہ دربار میں بیٹھے ہیں سوے بحرینہ گئے تھے شاہان ہفت ملک نے پوچھا کہ فرمائیے کچھ حال
بادشاہ لشکر اہل اسلام سے آگاہی ہوئی یا نہیں امیر باتوقیر نے تمام حال جو کچھ بحرینہ میں گذرا تھا
مفصل بیان کیا شاہان ہفت ملک اور ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام تمام حال سنکے شاد مان ہوا
ہر ایک کو معلوم ہوا کہ بادشاہ موصوف مع الخیر ہیں بادشاہ انجم حصار نے صاحبقران سے دریافت
کیا کہ کچھ حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی آپ کو کسی سے معلوم ہوا کہ وہ کہاں ہے بانیان طلسم نے اسکو
کس جگہ بحفاظت رکھا ہے امیر کشورستان نے فرمایا کہ ہمکو تو کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم
نہیں ہوا ہے اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان کیجیے تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جاے کوکب انجم حصاری
نے کہا کہ ہمکو حال لوح طلسم زلزلہ سے مطلق آگاہی و خبر نہیں ہے جب سے ہمنے ہود سرمست بادشاہ
طلسم زلزلہ کی اطاعت و ماتحتی اختیار کی تھی شاہ طلسم مذکور نے خوش ہوکر ہماری دختر نیک اختر کو
اپنی دختر تصور کر کے وہی چند نقابداران طلسمی جن کو خضران بن عمرو ثانی نے آپ کے روبرو
نیست و نابود کیا ہے حوالے کیے تھے دختر میری ان نقابداران طلسمی کی حاکمہ تھی نقابداران مذکور
میری دختر کے فرمانبردار تھے سواے اُن نقابداروں کے اور کوئی شے طلسمی ہمارے یا ہماری دختر
کے حوالے شاہ طلسم نے نہیں کی تھی صاحبقران نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ
اے بحرین جادو ہر چند کہ قبل اس کے تم ہمسے پوچھنے ہوے حالات طلسم زلزلہ کے بیان کر چکے ہو
اور بابت لوح طلسمی کے بھی کہہ چکے ہو کہ جاے لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہیں ہے لیکن کچھ بھی
بابت لوح طلسمی کبھی کسی سے کچھ سنا ہو اگر سنا ہو تو بیان کرو تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جاے
اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ سال گذشتہ اس کہترین نے ایک میلہ کیا تھا اس میلے میں میں نے
اکثر سلاطین و حکام ہی دربند و شاہان قلعہ کو طلب کیا تھا از انجملہ ہود سرمست جادو بادشاہ
طلسم زلزلہ کو بھی بذریعہ نامہ بلایا تھا وہ بادشاہ متکبر و مغرور خود تو نہیں آیا تھا مگر اُس نے بھیجی

اپنے اپنے وزیر اعظم و دستور معظم حکیم جالوس ساکن شہر جالوسیہ کو میلے مین بڑے سامان و جلوس و
شان و شوکت سے بھیجا تھا وہ بعد گرو فرسخ سپاہ کثیر ساحران بحرینہ کے میلے مین آیا تھا بہت بڑا
میلہ ہوا تھا تمام صحرا تا کنار بحرینہ مردمان تماشائی سے بھرا ہوا تھا کثرت ساحران و سوداگران سے
صحرائے مذکور مین راہ چلنے کی بھی جگہ نہ تھی اگر تمام حال میلے کا عرض کرون تو میری تقریر کو بہت
طول ہوگا خلاصہ یہ کہ ایسا بڑا میلہ ہوا تھا کہ شاید اب کہین کسی جگہ مثال اُس میلے کے ہو اُس میلے مین
بہت سے حاکمان قلعہ و دربند و شاہ کوہ و دشت و دریا بھی بڑے بڑے جلوس و سامان سے آئے تھے
اور علی قدر مراتب فوج و لشکر بھی اپنے ساتھ لائے تھے ازانجملہ حکیم جالوس مذکور بھی سب سے
زیادہ تر جلوس و سامان سے آیا تھا مین نے اُس کو بعزت و حرمت مہمان اپنا کیا تھا دعوت و ضیافت
و خاطرداری سب سے زیادہ مین نے حکیم جالوس کی کی تھی وہ بہت خوش ہوا تھا مین نے اُس سے
تخلیے مین یہ دریافت کیا تھا کہ تمھارا بادشاہ فی زمانہ کس شغل مین ہے اور طلسم زلزلہ کا کیا حال ہے بدستور
سابق ہے یا کچھ آثار شکست طلسم زلزلہ پیدا ہوے ہین کیونکہ حساب کی رو سے زمانہ بقائے طلسم زلزلہ
اب بہت کم باقی رہا ہے اور لوح طلسم مذکور ابھی تک تمھارے بادشاہ کے قبضے مین ہے یا نہین اور اگر لوح
طلسمی قبضہ شاہ موصوف مین ہے تو جائے محفوظ مین ہے یا نہین کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ پیدا ہونے والا
ہے اُس نے مسکرا کر جواب دیا تھا کہ ہر چند زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا اور فتح ہونے کا قریب آگیا ہے
مگر اے بحرین جادو طلسم زلزلہ وہ طلسم ہے کہ جس کا فتح کرنا نہایت دشوار ہے دربند ایسے ایسے سخت و
دشوار گذار ہین کہ طلسم کشا کے فرشتے بھی اُن دربندون سے اور مرحلون سے گذر نہین سکتے ہین
ایک ایک دربند ایک ایک مرحلہ ادنیٰ سا ایسا دربند اور مرحلہ ہے گویا ایک مختصر طلسم ہے بندوبست و
انتظام اسقدر ہر ایک دربند پر ہے کہ اگر مفصل بیان کرون تو تمکو حیرت ہو جائے اور ایسے ایسے
ساحران نامی و نامور وحید عصر و یکتائے روزگار جابجا ہر وقت جمشید روزگار حاکم و مالک جانب
بادشاہ طلسم زلزلہ سے مرحلون اور دربندون کے ہین و بلائے روزگار ہین سحر و ساحری مین یگانہ
آفاق ہین فریب و مکاری و عیاری مین بے عدیل و نظیر ہین اُن کے سحر سے ساحر نامی بھی جانبر
نہین ہو سکتا ہے بادشاہ طلسم زلزلہ بھی نہایت عاقل و ہوشیار ہے بھلا اُس کے اختیارات اور سحر کا
کیا حال اظہار کیا جائے اُس کی جانب سے مین نے ایسے ایسے سامان گرفتاری طلسم کشا کیے ہین کہ
اُن کو زبان پر بخیال افشائے راز لا نہین سکتا اور لوح کو ایسے مقام محفوظ مین مین نے اپنے حسن تدبیر
سے رکھا ہے کہ وہان تک کسی کا گذر ہو نہین سکتا کوئی وہان تک جا نہین سکتا کوئی مقام لوح طلسمی
تک طلسم کشا کو پہونچا نہین سکتا مجھکو اپنے ایک عزیز سے اندیشہ تھا اُس کو بھی مین نے از راہ خیرخواہی
اپنے بادشاہ کے ایسی جگہ قید کرا دیا ہے کہ وہان تک کوئی فرد بشر جا نہین سکتا و لہذا اُس کو رہا نہین
کر سکتا مین نے اُس سے پوچھا تھا کہ کس لیے عزیز کو تمنے کس وجہ سے اور کس خیال سے قید کیا ہے
اُس نے پہلے اظہار کرنے سے تامل کیا تھا آخر میرے اصرار سے مجھے دوست اپنا جان کر بدخواہ
تصور نہ کرکے اسقدر بیان کیا تھا کہ میرا برادر خرد جو حقیقی بھائی ہے اور نام اُس کا حکیم سالوس ہے
نہایت عاقل و فہیم و دانا ہے علم رمل و نجوم وغیرہ علوم مین مہارت کامل رکھتا ہے مین جب بضرورت
کار اپنے شہر جالوسیہ مین جاتا تھا اپنے اہل و عیال مین چندے بسر کرتا تھا اکثر اوقات حالات طلسم
زلزلہ اور لوح طلسم زلزلہ و نیز حال بر جلاء طلسم زلزلہ جس جس مقام اور جگہ کا انتظام کیے طلسم زلزلہ

سے اپنے گھر جاتا تھا اپنے اہل وعیال اور اپنے بھائی سالوس سے بیان کرتا تھا وہ بگوش دل
سنا کرتا تھا اور اکثر باتیں وہ بھی مجھسے پوچھا کرتا تھا میں اُس کو اپنا بھائی اور امین راز جان کر بتا دیا
کرتا تھا پھر اُس سے مجھکو خوف افشائے راز اور اندیشہ دشمنی بادشاہ طلسم زلزلہ نہ تھا ایک زمانہ ایسا
آیا کہ برادر مذکور میرا مائل بدین اسلام ہونے لگا میں نے بخیال دور اندیشی اُس کو بارہا سمجھایا کہ
اے برادر بجان برابر تمہارے اطوار وطرز تقریر سے ایسا پایا جاتا ہے کہ تمکو رغبت طرف دین اسلام
کے ہے لہذا اپنے دین آبائی کو برا نہ جانو دین اسلام کی طرف مائل نہو اُس نے یہ جواب دیا تھا کہ اے
برادر مکرم یہ فقط آپ کا خیال ہی خیال ہے میں اپنے آبائی دین پر ثابت قدم ہوں ہرگز رغبت مجکو دین اسلام
کی طرف نہیں ہے لیکن مجکو اُس کے کہنے کا یقین نہوا بجائے خود خیال کیا کہ اکثر راز طلسم زلزلہ سے
میں نے اس کے سامنے بیان کیے ہیں اور چند دیکھی بعض بعض حالات طلسم سے بذریعہ اپنے علوم
کے آگاہ ہو سکتا ہے اگر طلسم کشا تک یہ پہونچ جائے گا یا خود طلسم کشا اس کے پاس اپنے تئین
پہونچائے گا اور راز ہائے طلسم زلزلہ علی الخصوص حال لوح طلسمی اس سے دریافت کرے گا
اور یہ بوجہ راغب ہونے جانب دین اسلام کے بتا دے گا تو غضب ہو جائے گا یہ خیال کر کے میں
اپنے بھائی کو گرفتار کر کے جاکر سیدھے روبرو شہنشاہ طلسم زلزلہ کے لے گیا تھا اور تمام اپنے
بھائی کا حال ظاہر کیا تھا شہنشاہ ساحران نے مجھسے بہت خوش ہو کر بہت بڑا خیرخواہ اپنا مجکو
جان کر مجھسے پوچھا تھا کہ اے جالوس تیرے بھائی کے بارے میں کیا تدبیر کی جائے میں نے
عرض کیا تھا کہ شہنشاہ اس کو کہیں قید کریں یا کسی اپنے معتمد ومعتبر ملازم کے حوالے کریں کہ وہ
اس کو لے جا کر کہیں ایسی جگہ قید رکھے کہ کوئی اس تک جا نہ سکے نہ اس کو کوئی بہادر دلیر رہا
کر سکے شاہ طلسم نے مجکو میری سنکے تعریف میری خیرخواہی کی کر کے جانب اہل دربار دیکھا
تھا اُسوقت ابر باران جادو کہ اُس کو بھی ایک وزیر شہنشاہ کہنا چاہیے حاضر دربار تھا
اُس سے کہا کہ اے ابر باران جادو حکیم سالوس کہ بھائی حکیم جالوس ہمارے وزیر کا ہے
اور یہ راغب جانب دین اسلام بھی ہے اور کچھ راز ہائے طلسم زلزلہ سے آگاہ بھی ہے اس سے
اندیشہ دشمنی ہے لہذا اس کو لیجا کے صحرائے ہولناک میں لے جا کر اپنے سخت تر سحر میں اس طرح
اسیر کرو کہ فتاح طلسم اس کو کسی فکر وتدبیر سے رہا کر نہ سکے ابر باران جادو نے عرض کیا تھا کہ
حسب الحکم شہنشاہ اس بدخواہ حضور کو ایسی جگہ قید کروں گا کہ وہ مقام پر خوف وخطر ہو گا اور اسے
اپنے سحر میں مبتلا کروں گا کہ کوئی ساحر میرے سحر کو دفع نکر سکے علاوہ قید سحر کے حکمت عملی کی بھی
اپنے سحر میں شرکت کروں گا اور خود مع اپنے جتھے کے سحر کی نگہبانی کروں گا کیا مجال کسی کی کہ
میری زندگی میں کوئی اس کو رہا کر سکے شہنشاہ ساحران نے خوش ہو کر اسے خلعت وانعام
کثیر دیا تھا وہ میرے برادر کو واسطے قید کرنے کے لے چلا اُسوقت میں نے کچھ خیال کر کے
ابر باران جادو سے کہا کہ چند ساعت میرے بھائی کے قید کرنے میں تامل کر شہنشاہ
ساحران نے سبب پوچھا تھا میں نے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اس میرے برادر کے چار شخص
رفیق وہمدم ہمراز ہیں شاید ان سے اس نے وہ راز جو کہ یہ جانتا ہے بیان کیے ہوں اور وہ طلسم
سے وہی راز ہائے طلسم زلزلہ جو متعلق لوح طلسمی ومرحلات وغیرہ کے ہیں بیان کر دیں جو بھی
باعث وسبب خرابی وبربادی اس طلسم کا ہو گا پس میں ان کو بھی جا کر گرفتار کر لاؤں تاکہ

اسی رازدان کے ساتھ وہ بھی قید کیے جائیں شہنشاہ موصوف نے میری دوراندیشی و عقل و فہم و فراست پر غور کر کے خیرخواہ طلسم زلزلہ و نیز اپنا خیرخواہ یقینی جان کے سر دربار میری بہت تعریف کی بعدہٗ خلعت فاخرہ مجھے دیا میں نے خلعت سے سرافراز ہو کر سوے چالوس جاکر چار رفقاے برادر خود اپنے کو اپنے سحر میں اسیر کیا تھا بعجلت داخل دربار شہنشاہ ہو کر ان چاروں اشخاص رفقاے برادر کو بھی حوالے ابرباران جادو کے کر دیا تھا وہ اسی وقت پانچوں آدمیوں کو دربار سے واسطے قید کرنے کے لے گیا تھا چنانچہ جیسا اس نے کہا تھا ویسا ہی کیا تھا میرے بھائی کو مع ان چاروں رفقا اس کے بقید شدید سحر و شرکت حکمت و تدبیر حکما اسیر کیا تھا اسے بحرین جادو آگاہ ہو کہ وہ پانچوں اشخاص مذکور اب تک قید میں ابرباران جادو ان کا نگہبان ہے لوح طلسمی ایسی جگہ رکھی گئی ہے کہ دستیاب ہونا وہاں سے بسا مشکل و بسا دشوار ہے طلسم کشا اگر ظاہر ہوگا تو بھی کیا کر سکتا ہے جب اس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا کوئی اُسے مقام پوشیدگی لوح طلسم زلزلہ تک نہ پہنچا سکے گا اور وہ لوح مذکور پا نہ سکے گا تو فتح طلسم زلزلہ کیونکر ہوگی میں نے اُس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ ابرباران جادو نے تمہارے بھائی وغیرہ کو کہاں قید کیا ہے چالوس نے بتلانے میں تامل کیا تھا اور یہ پوچھا کہ تم کیوں دریافت کرتے ہو میں نے جواب دیا تھا کہ یوں ہی پوچھتا ہوں تمہارا اور تمہارے بادشاہ کا خیرخواہ ہوں بدخواہ نہیں ہوں دل چاہے بتاؤ نہ دل چاہے تو نہ بتاؤ اس راز کو مجھ سے چھپاؤ مجھ کو اپنا دشمن جان کر اخفا کرو میری اس تقریر سے حکیم موصوف نے بخیال میرے ملول ہونے کے اور بسبب مجھے اپنا دوست جاننے کے مقام قید اپنے بھائی کا بتا دیا تھا پھر وہ بعد ختم جلسے کے مجھ سے رخصت ہو کر چلا گیا تھا چونکہ ابرباران جادو میرا دوست قدیم ہے اب تک واسطے اُس سے ملنے کے جایا کرتا ہوں اے صاحبقران عالی جاہ میں حالات طلسم زلزلہ سے بس اسی قدر جانتا ہوں مقام لوح طلسمی سے مجھے آگاہی نہیں ہے اگر سالوس رہا ہو تو شاید اُس سے حال لوح طلسمی کا معلوم ہو اور اُس کے سبب شراکت سے لوح مذکور دستیاب ہو ورنہ لوح طلسم زلزلے کا دستیاب ہونا ممکن نہیں ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پوچھا کہ تم ہم کو مقام زندان حکیم سالوس وغیرہ لیجا سکتے ہو اور وہ زندان یہاں سے کتنی دور ہے بحرین جادو نے عرض کیا کہ یہ کمترین آپ کو جاے زندان حکیم سالوس تک لیجا سکتا ہے مقام زندان حکیم سالوس یہاں سے آٹھ ساتھ منزل کے فاصلے پر ہو چنداں دور تر نہیں ہے وہاں تک آپ کو لیجانا تو آسان ہے مگر رہائی حکیم سالوس کی دشوار ہے کیونکہ حکیم صاحب موصوف اسیر سحر ابرباران جادو ہیں سحر ساحر مذکور کا دفع کرنا میرے امکان سے باہر ہے کیونکہ سحر اُس کا نہایت زبردست و سخت ہے الا بمکر و فریب و حیلہ و عیاری شاید ورنہ چارہ نہیں آپ کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم ہمارا معین و مددگار اس کار خیر میں ہوگا ہمیں اُس کی ذات سے امید قوی ہے کہ وہ کوئی ایسا سبب پیدا کرے گا کہ جس سے ابرباران جادو مغلوب ہو جائے گا خداوند عالم ہم کو اُس پر غالب کرے گا ہم بفضلہ تعالیٰ حکیم سالوس کو زندان سے رہا کرائیں گے اُس کے رفقا کو بھی قید سے چھوڑائیں گے کوئی تدبیر و حکمت وہ قادر و توانا ہمیں یا ہمارے خیرخواہوں سے کسی عنوان سے ایسی کرائے گا کہ جو بکار آمد ہوگی یہ ارشاد کر کے خاموش ہوے بعدہٗ دربار برخاست کیا ہر ایک اہل دربار و سرداران شہور شعار و شاہان

ذی وقار سے اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گیا صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے سالوک
صحرا نشین و بحرین جادو بھی اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گئے اور ہر ایک اپنے کار ضروری میں مشغول ہوا

رہائی حکیم سالوس و غیرہ کی و نیز ذکر ابر باران جادو و بحرین جادو و خواجہ طیفور کردیا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا۔ مخمس

اے زن دنیا کے مفتون ہونے والے ہوشیار
دیکھ اے کشت ضلالت بونے والے ہوشیار
اے مسافر زاد عقبیٰ کھونے والے ہوشیار
بے خبر دشت فنا کے سونے والے ہوشیار
چونک اب گرگ اجل کرنے کو ہے تیرا شکار

پھینک دے دامن سے گل بس ہو چکا سیر چمن
جا چکا ہنگام عشرت آگیا وقت محن
ہوش میں آ ترک کر دے الفت اولاد و زن
کھول آنکھیں بے خبر کر فکر گور و کفن
تا کجا غفلت بس اب تجویز کر جائے مزار

کچھ بنا کو دولت دنیا پہ کیوں مغرور ہی
حشمت و اجلال نازیبا پہ کیوں مغرور ہی
چند روزہ رتبۂ اعلیٰ پہ کیوں مغرور ہی
فرش نرم و مخمل و دیبا پہ کیوں مغرور ہی
حال کھل جائے گا جب دم قبر میں ہوگا فشار

دیکھ فرش مخمل و دیبا نہیں ہے دائمی
کر تصور عشرت دنیا نہیں ہی دائمی
یاد رکھ جاہ حشم تیرا نہیں ہی دائمی
اس سرا میں بے خبر رہنا نہیں ہی دائمی
ایک ساعت میں گذر جائیگا یہ ہی رہگذار

کور باطن کی طرح کا تو بنا ہے دیدہ ور
ہے سفر تیز دیکھ کر لے جمع کچھ زاد سفر
سلطنت بیٹھا ہوا ہے دھیان ہے تیرا کدھر
وائے ہو غفلت پہ تیری کچھ نہیں تجھکو خبر
رشتۂ خام نفس کو جانتا ہے استوار

دم نکلنے کی اذیت کا تصور چاہیے
اے بے خبر وقت مصیبت کا تصور چاہیے
چاہنے والوں سے فرقت کا تصور چاہیے
گوشۂ تاریک تربت کا تصور چاہیے
مست خواب عیش دنیا ہے بہت ناپایدار

دل ترا ہو جائے گا درد و محن سے چاک چاک
وہ نہ آئیں گے نظر جن سے نہایت تھا تپاک
نقش ہے دنیا میں جس کو جانتا ہے صاف و پاک
ایکدن ان نرگسی آنکھوں میں بھر جائیگی خاک
خواب ہو جائے گا ذکر سر سبز دنبالہ دار

صحبت وعظ و نصیحت کی نہیں ہی تجھکو جو
یہ بھلا کیسی غضب کی بات ہی کچھ دیکھ تو
مان لے اس بات کو سمجھائے عاقل تجھکو جو
بے ثباتی جہان کے ذکر پہ برہم نہ ہو
یاد رکھ اک حال پر اسکو نہیں دم بھر قرار

محرران جادو رقم و کاتبان عالی ہمم اس داستان بے نظیر و دلپذیر کو اس طرح تحریر کرتے ہیں
کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد تشریف لانے بحر نیسے چند روز تک اپنے لشکر

ظفر اثر مین رہکر ایک روز سر دربار ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل ہم یہان سے جانب مقام زندان
حکیم سالوس براے رہائی حکیم صاحب موصوف روانہ ہونگے لہذا اے بحرین جادو سامان سفر
درست کرلینا اور اشیاے ضروری فراہم کرلینا ہمارے ہمراہ چلکے مقام زندان حکیم صاحب ممدوح ہمین
دکھا دینا چند سرداران لشکر اہل اسلام نے عرض کیا کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب جناب چلین گے تو رہائی
حکیم صاحب موصوف کرین گے ابرباران جادو اگر سامنے آیا تو اُس سے بہ تیغ و تیر و خدنگ
لڑین گے اُس کو مع اُس کے اہل لشکر کے قتل کرین گے بشرطیکہ وہ دلیرانہ مقابلہ کرے سحر نکرے
اور اگر سحر بھی کرے گا تو خیر ہم سب جان نثار و سرفروش ہین مرنے سے ڈرتے نہین ہین پیدا واسطے
چند روزہ حیات کے ہوے ہین ہمیشہ دنیا مین رہنا نہین ہے ایک روز مرنا ضرور ہے ابرباران جادو
پر شمشیر و تیرون کا برساکر حوصلہ جنگ نکال کر اُس کے سحر سے بے قابو ہوکر مر جائین گے دنیا مین نام کر جائین گے
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ صاحبون کے بہادر و دلاور ہونے مین کچھ شک نہین لیکن
وہان آپ صاحبون کا جانا عبث ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ ایسی جگہ قیام پذیر رہیے ہمارے ساتھ
چلنے کا ارادہ نہ کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات ہم وہان سے اس طرف جلد آئین گے وہان توقف
نہ کرین گے اور رہا کرکے حکیم سالوس کے اس طرف آئین گے اور اگر قضا نے یہان تک آنے کی
مہلت نہ دی تو مجبوری ہے پھر جو آپ صاحبون کو مناسب ہو وہ کیجیے گا الا ثواب سورۂ فاتحہ سے ہمین
محروم نہ کیجیے گا گاہ گاہ دعا کر لیجیے گا بھول نہ جایے گا بحرین جادو سے سنا ہے کہ ابرباران جادو سحر مین
کامل ہے تو اُس کا ایسا ہے کہ کوئی ساحر دفع نہین کرسکتا ہے اُس کو اپنے سحر پہ ناز و غرور ہے غالب
اُس سے بھی سامنا ہوگا اکثر سرداران نے عرض کیا کہ ایسی صورت مین تو ہم سرفروشون کا بھی
ہمراہ رکاب چلنا بہتر معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ خلاف بہادری ہے کہ ایک ساحر ملازم
شاہ طلسم زلزلہ کے خوف سے اور نیز اُس سے مقابلہ کرنے کی غرض سے ہم تمام اپنا لشکر یہان سے
لے جائین گے ہم تو تنہا مع خواجہ طیفور گردپا کے واسطے رہائی حکیم سالوس کے یہان سے جاتے
مگر مقام زندان حکیم صاحب موصوف ہم نہین جانتے ہین لہذا بحرین جادو کو بغرض اس ضرورت کے
ساتھ لیے جاتے ہین کہ وہ جاے زندان حکیم صاحب ممدوح جانتا ہے ہمین وہان تک لے جائے گا ورنہ
ہم بحرین جادو کو بھی ہمراہ نہ لے جاتے خداوند عالم کی مدد و اعانت پر بھروسہ کرکے تنہا مع خواجہ
کے جاتے پس آپ صاحبون کا وہان چلنا مناسب نہین ہے یہ فرما کر خاموش ہوے سرداران
سپاہ نے ہمراہ رکاب چلنے کے بارے مین پھر کچھ تقریر نہ کی بحرین جادو نے عرض کیا کہ یہ خاکسار
آج ہی سے سامان وہان کے چلنے کا کرے گا اور جو کچھ تدبیر سوچا ہے وہان جا کر کہے گا یہ عرض
کرکے خاموش ہوکر اُسی وقت سے درستی سامان جنگ مین مصروف ہوا اور اسباب سحر و ساحری
احتیاطاً فراہم کرنے مین مشغول ہوا جب وہ روز و شب بسر ہوکے وہ زمانہ آیا کہ شاہ انجم سپاہ خوف
آمد شاہ خاور سے جانب غرب جاکر پوشیدہ ہونے لگا اور انجمن انجم بے رونق ہونے لگی شاہ
انجم سپاہ کے چہرے پر غلبۂ نور ہاے خطوط شعاعی شاہ خاور سے آثار اداسی ظاہر ہونے لگی سپیدی
صبح افق سے عیان ہونے لگی رنگ چہرہ فق ہوگیا سپیدی سحر دمبدم زیادہ ہونے لگی سیاہی شب
دور ہونے لگی کوکب تابان نہان ہونے لگے آثار سحر فلک پر نمایان ہونے لگے نسیم سحر چلنے لگی چھکے
لیلی شب کے اٹھنے لگے طیوران خوش الحان چہچہے کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین طیور اپنی زبان مین ذکر خدا

کرنے لگے جھونکے باد سحر کے چلنے لگے ہندۂ لیلی شب کا اٹھنے لگا فرش نور سحر زمین پر بچھنے لگا آنا فانا
روشنی سحر بڑھنے لگی تاریکی شب گھٹنے لگی موذن مساجد میں بانگ اللہ اکبر بلند کرنے لگے دیندار و
نمازگذار و عباد خواب غفلت سے بیدار ہوکے فکر ادائے نماز سحر کرنے لگے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و جملہ سرداران حق پژوہ و تمامی اہل لشکر اسلام خواب سے بیدار ہوکے فکر ادائے
نماز سحری کرنے لگے بستروں سے اٹھے ہر ایک نے بعد وضو کرنے کے سجادہ بچھایا صاحبقران
موصوف اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداروں اور سواروں نے بصد ادب سلام کیا
صاحبقران عالی مقام جواب سلام دے کر اپنے سجادۂ عبادت پر تشریف لائے موذن نے آواز
بلند و خوش الحانی اذان کہی دیندار و نمازگذاروں نے عقب امیر کشورگیر صفیں آراستہ کیں
بعد اقامت صاحبقران نے ایستادہ ہوکر بعد نیت ادائے نماز سحر تکبیرۃ الاحرام کہی بعد ہر ایک نے
بہ نیت ادائے نماز صبح تکبیر باواز بلند کہی نماز بجماعت ہونے لگی ہر ایک دیندار جو قریب تر ایستادہ
صفوف میں تھا وہ قراءت سورہ ہائے قرانی بگوش حق نیوش سننے لگا بعد ختم ہر دو سورہ رکعت اول
ہمراہ پیش نماز یعنی صاحبقران موصوف کے ہر ایک نے رکوع کیا بعد ازان سب سجود بجا لائے پھر
ساتھ اپنے پیش امام کے سب اٹھے صاحبقران نے مثل رکعت اول کے رکعت ثانی میں بھی دو سورہ
فرقان کی بحسن آوازی تلاوت کی پھر قنوت پڑھ کر رکوع کیا ہر ایک دیندار نے بھی متابعت اپنے
پیش نماز ہمدوم کی بعد ذکر رکوع سب ہمراہ صاحبقران سجدے میں گئے برجوع قلب ذکر سجدہ
کرکے سجدے سے سر اٹھاکے استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہکے دوسرا سجدہ کیا پھر ذکر دوسرے سجدے کا
بھی کرکے سب نمازی درست ہوکر بیٹھے ہمراہ صاحبقران کے ہر ایک نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر کر
نماز کو ختم کیا بعدہ ہر ایک دیندار وظائف میں مصروف ہوا خصوصاً صاحبقران و اکثر سرداران
لشکر اہل اسلام وظائف میں مشغول ہوئے بعد وظائف صاحبقران عالی مقام و جملہ مردان لشکر
اہل اسلام نے دست دعا سوئے فلک بلند کیے حاجتہائے دنیا و آخرت کی برآری خالق کون و
مکان سے چاہی صاحبقران نے واسطے رہائی حکیم سالوس کے بھی برجوع قلب خداوند عالم و
عالمیان سے دعا کی بعد دعا سجدۂ شکر کیا اسی طرح ہر ایک نے بعد دعا کرنے کے سجدۂ شکر خدا کیا
پھر سب نے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا صاحبقران عالی مقام نے بعد سجدۂ شکر مصلے سے اٹھکر اپنی
بارگاہ میں جاکر مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا حسب الحکم سمند تیز قدم کو خدام نے زین و لجام سے
آراستہ کرکے در بارگاہ پر لائے اس اثنا میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مشرق بارگاہ
سے مانند آفتاب تابان نمایان ہوئے پھر بسم اللہ ورد زبان کرکے مرکب پر سوار ہوئے بعد سوار
ہونے امیر کشورگیر کے شاہان ہفت ملک و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام بھی مرکبوں اور تختوں پر
بیٹھے ہر ایک سردار و سپاہ و شاہ و بادشاہ اپنی اپنی سواری پر سوار ہوا بہت سے سواران جنگی
بھی گھوڑوں پر جلد جلد سوار ہوئے بحرین جادو بھی مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحروں کی سپاہ کے
مختلف سحری سواریوں پر سوار ہوا خواجہ طیفور گردیا نے چند عیاروں کو شیرینی مخلوط بیہوشی
کھلاکر بیہوش کرکے ان کو نذر زنبیل کیا کہ ان عیاروں سے کوئی کام نہ لیا جائے ان کو راحت
و آرام رکھا جائے اور بقول بعض بعض راویوں کے خواجہ موصوف نے چند عیاروں کو اپنے ہمراہ
لیا ان کو بیہوش کرکے نذر زنبیل نہیں کیا غرض بہر طور خواجہ نے چند عیاروں کو اپنے ساتھ لیا

سواری صاحبقران مثل باد بہاری سوے صحرا روان ہوئی جملہ ہمراہیان مذکور بہزار ادب واسطے
پہونچانے دو تین منازل تک صاحبقران کے ہمراہ ہوے بحرین جادو خادمانہ براے رہنمائی راہ
جانب زندان حکیم سالوس وغیرہ آگے آگے روانہ ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حلقہ
شاہان ہفت ملک وتمامی سرداران لشکر اہل اسلام مین سیر دشت وکوہ وآبادی کرتے ہوے
چلے جاتے تھے یہانتک کہ آخر روز ایک صحراے سبزہ زار مین کہ جس مین چرند وپرند بکثرت تھے خصوصاً
غزالان شوخ چشم بے شمار تھے ہر طرف گروہ گروہ غول غول جست وخیز کرتے ہوے اور سبزہ شاداب
چرتے ہوے نظر آتے تھے اور طیور ہزار در ہزار مختلف اقسام وانواع گونہ گون رنگ وصورت کے کہ
جو مانند عنادل خوش آواز وخوش الحان تھے دکھائی دیتے تھے گروہ گروہ چہچے کرتے ہوے ایکطرف
سے دوسری طرف جاتے تھے صحرائی اشجار میوہ دار پر شگفتہ خاطر ہوکر بیٹھتے تھے درختان میوہ دار
انواع واقسام کے بے حد تھے کئی نہرین بھی اس صحراے سبزہ زار مین فاصلے فاصلے سے رواں تھین
پانی ان کا برف سے زیادہ سرد اور مانند عسل مصفی کے شیرین تھا صفائی آب انہار سے آب گوہر بھی
محجوب وشرمندہ تھا سبزۂ شاداب وزمرد غیرت دہ مخمل سبز تھا ہواے صحراے مذکور سرد وفرحت افزا
بلکہ مسیحاے بیماران وافسردہ دلان تھی صاحبقران نے اس صحرا کو بہت پسند کرکے شاہان ہفت ملک
واکثر سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے فرمایا دل چاہتا ہے کہ آج اسی صحراے سبزہ زار مین قیام پذیر
ہوکر اسوقت سے شام تک شکار آہوان شوخ چشم وشکار طیور کرین یہان سے آگے نہ جائین ایک
منزل راہ ہی طے کی ہے اسی وادی سبزہ زار مین شب بسر کرین کوکب انجم حصاری وشاہان
ہفت ملک وسرداران نامی ونامور نے عرض کیا کہ واقعی یہ صحرا قابل سیر وشکار ہے بہتر ومناسب
یہی ہے کہ یہین قیام پذیر ہوجیے آگے یہان سے تشریف نہ لیجایئے ایسا مقام راحت وسیر وشکار ہوکر
راہ مین ہی اختیار نہ کیجیے ہم سب کو بھی یہ صحراے سبزہ زار مرغوب الطبع ہے واسطے شکار کھیلنے کے خوب ہے
کبھی ایسا وادی سرسبز وشاداب مملو آہوان وطیور سے ہمنے نہ دیکھا تھا صاحبقران نے تقریر انکی
سنکے حکم دیا کہ بحرین جادو سے کہدو کہ اب آگے نجائین یہین قیام کرین خیام وبارگاہین ایستادہ کرائین
ملازمون نے بحرین جادو وغیرہ کو حکم صاحبقران کشور ستان سے آگاہ کیا سب حسب الحکم ٹھہر گئے
بعدہٗ کنارہ نہر بارگاہین اور خیام ایستادہ کرنے لگے امیر با توقیر کثرت شوق صید افگنی سے دم بھر بھی
مرکب سے اترکر راحت پذیر نہوکر ساتھ اکثر سرداروں کے شکار آہو مین مصروف ہوے اکثر سرداران
شور شعار صید افگنی طیور پر مائل ہوے کمانین دوش سے لیکر ترکشون سے تیر نکال نکال کر چلہ کمان
مین جوڑ جوڑ کر غزالان دشت وطیور کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے چرند وپرند کا شکار کھیلنے لگے تا شام
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وصدہا سرداران لشکر اہل اسلام نے بہت سے آہوان شوخ چشم
وہزارہا طیور کو شکار کیا جب تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی سب ہمراہ صاحبقران کے مقام قیام پر
آکر داخل خیام ہوے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوے ملازم حسب الحکم
صاحبقران کباب آہوان شکار کردہ وطیور مذبوح کے کباب تیار کرنے لگے صاحبقران وتمامی
سرداران ہمراہی صاحبقران نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے خیمے مین بالاے
فرش استراحت راحت پذیر ہوا اکثر ملازمون نے سامان روشنی کا کیا وہ جنگل فیض قدم وقیام
صاحبقران سے آباد ورشک گلستان ہوگیا کیونکہ صدہا جوانان گلرخ کا وہان مجمع تھا جائے حیرت تھی

کہ دشت مین فصل بہار آئی تھی صحرا کے دن پھرے تھے کثرت روشنی سے وہ صحرا وادی ایمن نوربنیا
مین گویا ہوگیا تھا غرضکہ بعد تیاری کباب آہو وطیور صاحبقران وجملہ شاہان وسرداران ہمراہی نے
بعد خوشی بعد میخواری یعنی وہی عرق مقوی داغ وقلب دو دو ساغر پی کر بارگاہ مین بیٹھکر ہمراہ
صاحبقران کے کباب مذکور کھائے سب نہایت شادمان ہوے بعد ازان اکل وشرب آب وطعام
سے فراغت حاصل کرکے چند ساعت تک بارگاہ مین بیٹھکر حکم صاحبقران سے ہر ایک بارگاہ مذکور
سے باہر جاکر اپنے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر راحت پذیر
ہوے خواجہ طیفور گرد پادر بارگاہ پر براے حفاظت ونگہبانی بیٹھے یوسف مکرانی ہمراہ دس ہزار سوار کے
گرد بارگاہ وخیام گردش کرنے لگا نگہبانی وحفاظت مین مصروف ہوا سوار آوازین خبردار وہوشیار
باش کی دینے لگے درندون اور گزندون وغیرہ سے اہل بارگاہ وخیام کو بچانے لگے جب وہ شب بسر
ہوکے سحر ہوئی صاحبقران وجملہ شاہ وشہریار وسرداران شورشعار اپنے اپنے بستر دان سے بیدار
ہوکر براے ادائے فریضۂ سحری اُٹھے بعد وضو کرنے کے عقب صاحبقران سب نے نماز سحرادا کی
پھر سب مصروف وظیفہ خوانی ہوے بعد دعا سب نے سجدۂ شکر برجوع قلب کیے پس از نماز بجماعت
ہر ایک دیندار بارگاہ مین ہمراہ صاحبقران عالیشان جاکر مشاہیر ہمراہ امیر با توقیر جلد تا موردون ہے
طعام لذیذ تناول کیا بعد اکل وشرب اُس صحرا سے پیش خیمہ لشکر صاحبقران بحرین جادو وغیرہ
حسب الحکم امیر با توقیر لیکر آگے روانہ ہوے ادھر صاحبقران مرکب پر سوار ہوے تمامی شاہ وشہریار
وسرداران سپاہ وغیرہ بھی مرکبون پر سوار ہوے ہمراہ رکاب امیر کشورگیر اُس صحراے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوے اثناے راہ مین جو دشت وجبل ملے اُن کو دیکھتے ہوے عجائب وغرائب اشیا کا
مشاہدہ کرتے ہوے آخر روز قریب ایک پہاڑی کے پہونچے چونکہ ایک منزل سے بھی کچھ زیادہ راہ
طے کرچکے تھے حکم صاحبقران سے سب نے درمیان بیابان قیام کیا ہر ایک سردار سپاہ وشاہ
وشہریار اپنے اپنے خیمہ وبارگاہ مین فروکش ہوکر راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین آرام پذیر
ہوے جب وہ روز وشب گذر کر صبح نمایان ہوئی بعد ادائے نماز سحر واکل وشرب پھر سب ہمراہی
ہمراہ رکاب امیر با توقیر اُس بیابان سے آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ منزل نخست قریب شام کنارے
ایک دریاے شورافزا کے پہونچے دیکھا کہ آب دریا نہایت زور وشور سے روان ہی ہر ایک موج
اُس کی سوے فلک بلند ہوتی تھی تلاطم آب ہی کہ الحذر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
اُس دریا کی سیر کنارے سے کرکے بحرین جادو واکثر سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ دریا
بھی عجب دریاے مہیب وپرخوف وخطر ہی کس قدر زور وشور سے بہتا ہی بات بھی اس دریا کا ایسا
ہی کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہی بہتر ومناسب یہ ہی کہ آج اسی دریا کے کنارے بارگاہ وخیام
ایستادہ وبرپا کیے جائین بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ واقعی یہ دریاے مواج نہایت
مہیب دریا ہی یہ عرض کرکے ملازمون سے بارگاہ وخیام ایستادہ کراکے جملہ شاہ وشہریار وسرداران
نامدار مع صاحبقران ذی وقار وغیرہ گھوڑون سے اُترکر داخل خیام وبارگاہ ہوے بعد
اکل وشرب تا دیر بارگاہ صاحبقران مین جملہ شاہ وشہریار وسرداران ذی وقار علی قدر مراتب
بیٹھکر حکم صاحبقران سے بارگاہ مذکور سے اُٹھکر ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ مین اور خیمے مین جاکر خستگی
راہ سے فرش خواب پر آرام پذیر ہوا جب صبح ہوئی سب نے ہمراہ امیر کشورستان نماز سحر پڑھی

بعد ازان اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کے صاحبقران نے وہان سے بھی ارادہ آگے چلنے کا کیا جلد شاہ و شہریار و سرداران سپاہ نے بھی قصد ہمراہی کیا امیر با توقیر نے اُن سے بلطف و الطاف فرمایا کہ اب آپ سب صاحب یہان سے اپنے لشکر مین جائین ہمارے ساتھ نہ جائین تین منزلون تک ہمارے ساتھ آئے آگے ہمراہ ہمارے چلنا اچھا نہین ہی لشکر ہمارا عنقریب انجم حصار پڑا ہی مبادا کوئی دشمن فوج لے کر بارادہ جنگ آئے مردان لشکر کو قتل کرے پس آپ صاحبون کا لشکر مین ہونا ضرور ہی زیادہ تر خوف ہو درمست جادو بادشاہ و حاکم طلسم زلزلے کا ہی سب نے عرض کیا ہرچند کہ دل ہمارے یہ گوارہ نہین کرتے کہ آپ سے جدا ہو کر لشکر مین جائین مگر آپ کے حکم سے مجبور ہین صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اگر خداوند عالم نے چاہا تو ہم بعد رہا کرنے حکیم سالوس کے جلد لشکر مین آئین گے چند روز بضرورت آپ سب صاحبون سے جدا رہین گے ہماری خوشی یہی ہی کہ آپ یہان سے لشکر مین جائیے الفت و خیر خواہی و بہادری آپ صاحبون کی ہم پر ظاہر ہی یہ فرما کر جلد شاہ و شہریار و تمامی سرداران شور شعار وغیرہ کو رخصت کیا سب بمجبوری ولاچاری وہان سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوے امیر با توقیر کشتی پر سوار ہوے خواجہ طیفور کو بھی بالاے کشتی بٹھا لیا کشتیبان کشتی کو جانب کنارہ دیگر لے چلا بحرین جادو بھی مع خیمہ و خرگاہ ساتھ دو ڈیڑھ ہزار ساحرون کے تخت سحر پر سوار ہوا ساحران ہمراہی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہو کے ہمراہ بحرین جادو زمین سے بلند ہو کے عجائب و غرائب سحر کے دکھلاتے ہوے چلے بعد دو پہر کے کشتیبان نے صاحبقران کو دوسرے کنارے پر دریاے مذکور کے پہونچایا امیر با توقیر کشتی سے اُتر کر خواجہ کو ہمراہ لے کر کشتیبان کو زر کثیر دے کر آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار عنقریب شام ایک دشت پر خوف مین پہونچے بحرین جادو مع اپنے ہمراہی ساحرون کے بلندی سے بروے زمین آیا بارگاہ و خیام ایستادہ کراے پھر اسی دشت مین سب نے قیام کیا اسی طرح نو دس منزلین طے کین شاہ و شہریار و سرداران سپاہ جو صاحبقران سے رخصت ہو کر روانہ ہوے تھے ■ وہ سب مع الخیر لشکر اہل اسلام مین پہونچے مردان سپاہ اُن کے آنے سے خوش ہوے بعد نو دس منازل طے کرنے کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بحرین جادو سے پوچھا کہ اب یہان سے زندان حکیم سالوس کتنی دور ہی اُس نے عرض کیا کہ یہان سے قریب ہی کل دوپہر تک یا قبل دوپہر مقام زندان حکیم سالوس تک پہونچ جائین گے امیر با توقیر نے تقریر بحرین جادو کی سنکے خوش ہو کے فرمایا کہ الحمد للہ کہ منزل مقصد کے قریب پہونچ گئے ہین کیا خوشی حاصل ہو گی جسوقت حکیم صاحب سالوس کو قید سے رہا کرین گے یہ فرما کر اُس منزل پر قیام کیا جب وہ شب بسر ہو کے صبح ہوئی صاحبقران وہان سے مع خواجہ و بحرین جادو وغیرہ آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب وقت دوپہر ایک ایسے صحراے ہولناک و وحشت انگیز و پرہول و خوف و خطر مین پہونچے کہ اگر رستم پیلتن بھی اُس صحراے ہولناک مین قدم رکھتا تو خوف سے زہرہ آب ہو جاتا ہرچند کہ دشت اور کہسار مسکن شیر ہی لیکن وہ صحرا ایسا تھا کہ شیر نر بھی خوف و خطر سے اُس دشت مین کبھی نہ آتا تھا ہوا گرم و سم آلود چلتی تھی گرد باد آتش اُٹھکر زمین سے اُس طرف آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار اس طرف نہ آؤ اگر زندگی اپنی تمکو درکار ہی تو پلٹ جاؤ یہ صحرا صحراے جان ستان ہی اگر اس صحرا مین قدم رکھو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے یہ جانے پر خوف و خطر ہی متاع جان تلف ہو جانے کا ڈر ہی

ہوا بھی یہان سے دب کر بعد خوف گذرتی ہی دیکھو اس صحراے خوفناک ہوکر غبار سوے فلک جاتا ہی کوئی
درندہ وگزندے کا بھی یہان گذر نہین انسان کی تو کیا مجال ہی دیو اور جن بھی مقام زندان حکیم سالوس
سے گذر کر نہین سکتے ہین شیاطین بھی یہان سے بھاگتے ہین صاحبقران نے دشت مذکور مین پہونچکر
صحراے مہیب وہولناک مسطور پر نظر کرکے بحرین جادو سے پوچھا کہ یہان سے زندان حکیم سالوس
کتنی دور ہی اور باعث اس صحرا کے زیادہ تر خوف انگیز ہونے کا کیا ہی بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام وہ صحرا یہی ہی جسمین حکیم سالوس قید ہی ملاحظہ فرمایئے وہ سامنے ایک میل
کے فاصلے پر ایک تالاب ہی درمیان تالاب ایک میل فولادی نصب ہی بالاے تالاب ابر سحر محیط ہی
آثار سحر آب تالاب وابر محیط سے ظاہر ہین یہی سحر ابر باران جادو کا ہی وہ بھی کہین اس صحرا مین ضرور
بالضرور براے نگہبانی وحفاظت موجود ہوگیہ وہ سحر ابر باران جادو کا ہے کہ بجز ابر باران جادو
کے کوئی ساحر دفع کر نہین سکتا اور زیر ابر سحر کوئی انس وجن بھی جا نہین سکتا ہی اور اس تالاب
کے اندر کوئی قدم بھی نہین رکھ سکتا ہی کیونکہ یہ تالاب وسیع ومربع محض ابر باران جادو نے
اپنے ہی سحر سے نہین بنایا ہی اس مین شرکت حکما کی بھی ہی نیچے اس تالاب کے زندان ہی جسمین حکیم
سالوس اور اس کے رفقا قید ہین سبب اس صحرا کے مہیب و وحشتناک ہونے کا یہ ہی کہ مقام
زندان حکیم موصوف سحر بند ہی اب آگے یہان سے تشریف نہ لے جایئے خصوصا زیر سایہ ابر سحر نجایئے
ورنہ ابر باران جادو کو خبر ہوجائے گی وہ فی الفور سامنے آجائے گا ہم سب کو دیکھکر بہم ہوکر جنگ
پیش آئے گا عجب نہین کہ جنگ پر مائل ہو اپنے سحر سے ہم سب کو ہلاک کرے آپ صاحب اسم اعظم ہین
آپ پر تو وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے سحر اس کا اثر پذیر نہوگا الا ہم سب پر سحر اس کا کارگر ہوگا
جنگ عظیم ہوگی ہمراہی ساحر میرے سب مارے جائینگے مین بھی اس پر غالب نہونگا اگرچہ تادیر
اس سے سحر مین مقابلہ کرونگا کیونکہ اسباب سحر ہمراہ لایا ہون سامان جنگ درست کرکے یہان
آتا ہون مگر کیا ضرور ہی کہ جنگ وجدال ہو یہ صحرا ساحرون کے لاشون سے بھر جائے کشت وخون ہو
صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو کے کہنے کے موافق جو بفاصلہ قریب ایک میل اس
میدان صحرا مین دیکھا تو عجب عنوان ابر سحر دیکھا کہ تالاب بجز وسیع مین پانی بھرا ہوا ہی پانی بستہ ہی
روان نہین ہی آب تالاب بستہ دمبدم کبھی دھوان گاہ شعلہاے آتش نکل کر بلند ہوکر سوے
فلک جاتے ہین جو ابر کہ بالاے تالاب محیط ہی اس مین برق کی چمک دمبدم ہی بار بار صداے رعد
اس ابر سے ایسی آتی ہی کہ پناہ بذات خدا وہ مہیب وبلند آواز ہی کہ ساحران ہمراہی کے زہرے
آب ہوے جاتے ہین دل سینون مین دھڑک رہے ہین اعضا خوف سے کانپ رہے ہین سب کے
چہرے کا اڑے ہین ہرچند کہ زندہ ہین لیکن خوف جان سے گویا مردے ہین کبھی اس ابر سے
انگارے برستے ہین گاہ سنگ باری ہوتی ہی کبھی برف باری ہوتی ہی گاہ ابر سے برق ہویدا ہوتی
ہی کڑک ایسی ہوتی ہی کہ وہ تمام صحرا تھرا جاتا ہی شیر وپلنگ وگرگ وطیور خوف سے دور دور
بھاگ جاتے ہین شیران دشت کے زہرے آب ہوجاتے ہین اکثر ساحران لشکر بحرین جادو کثرت
خوف سے زمین پر گر پڑتے ہین بعض بیہوش ہوجاتے ہین تھوڑی دیر تک صاحبقران نے جانب
تالاب وابر سحر دیکھکر بحرین جادو سے کہا کہ اگر تمھاری راے پر عمل کرکے ہم یہان سے جانب
تالاب نجائین اور اسی جگہ ٹھہرے رہین تو کیا فائدہ ہوگا رہائی حکیم صاحب کی کیونکر ہوگی ہم تو

اعانت خدا پر بھروسہ کرکے آگے جائیں گے تالاب کے کنارے تک اپنے تئین پہونچائین گے بلکہ
تالاب مین بھی قدم رکھین گے جب ابر باران جادو کو خبر ہوجائے گی اور وہ نابکار ہمارے سامنے
آئے گا تو دیکھا جائے گا اگر اسکو اپنے اُس سحر پر ناز ہے ہم صاحب اسم اعظم الٰہی ہین ہمکو برکت وتاثیر واثر
اسم اعظم الٰہی پر تکیہ وبھروسہ ہے آگے اسم اعظم الٰہی کے سحر کی کیا حقیقت ہے سامنے حق کے باطل کی
کیا وقعت ہو اے بحرین جادو تم نہین جانتے کہ ہم شیر بیشۂ شجاعت وجرأت مین ابر باران جادو
تو کیا ہے ایک ساحر ہے ہم شجاعان نامی ست نہین ڈرتے ہین یہ فرماکر آگے قدم بڑھایا بحرین جادو کچھ خیال
کرکے فی الفور دست بستہ قدم صاحبقران پر گر کر یون ملتمس ہوا کہ اے صاحبقران کشورستان
آپکے شجاع وبہادر ہونے مین کلام نہین ہے اور یہ بھی مجھے یقین کامل ہے کہ ابر باران جادو آپ پر
ہرگز ہرگز غالب نہوگا بلکہ مغلوب ہی ہوگا کیونکہ آپ صاحب اسم اعظم الٰہی ہین مگر آپ کے آگے جانے سے
اور زیر ابر سحر تشریف لے جانے سے انجام اچھا نہوگا جنگ عظیم ہوگی ابر باران جادو غضبناک ہوکر
سامنے آجائے گا اپنے ابر سحر سے آگ برسا کر میرے تمامی لشکر کے ساحرون کو ہلاک کرے گا مجھے بھی
لڑے گا میرے ہلاک کرنے مین کوشش کرے گا ہر چند کہ مین اُس سے لڑ سکتا ہون مگر اُس پر غالب
نہوسکونگا اُس کے اس سحر کو دفع نہ کرسکونگا یہ تالاب خشک نہوگا یہ ابر سحر دفع نہوگا رسائی میل فولادی
تک نہوسکے گی گنبد زندان حکیم صاحب موصوف تک نہوگا دُر دبادِ سیماب نہوگا یہان تک آنے کا
کوئی نتیجہ اور کوئی فائدہ نہوگا بلکہ ضرر ونقصان یہ ہوگا کہ ہمارا لشکر قتل ہوجائے گا سوا اس کے
ہنگام جنگ ومقابلہ ابر باران جادو آپ کے روبرو نہ آئے گا آگاہ ہوجائے گا کہ آپ طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ونیز صاحب اسم اعظم ہین ہان دور سے مقابلہ ومجادلہ کرے گا آخر عاجز ہوکر بھاگ جائے گا
شاہ طلسم زلزلہ کو آپ کے آنے کی خبر کردے گا وہ بمدد وکمک ساحران نامی ونامور کو مع فوج کثیر
ساحران ادھر روانہ کرے گا وہ یہان آکر آفت برپا کرین گے کسی طرح آپ کو تالاب تک جانے نہ دین گے
اگر آپ دلیرانہ ببرکت اسم اعظم الٰہی تالاب تک چلے بھی جائیے گا اور کسی ساحر کے روکے نہ رکیے گا تو بھی
کچھ فائدہ نہوگا جسوقت آپ تالاب مین قدم رکھیے گا مانند اولے کے گل جائیے گا کیونکہ پانی اس تالاب کا
دراصل پانی نہین ہے ایسا تیزاب ہے کہ فولاد کو بھی ایک دم مین پانی کردیتا ہے پس ایسی حالت مین
دشمن آپ کے ہلاک ہوجائین گے اور اگر کشتی پر سوار ہوکر تالاب مین جائیے گا تو کشتی بھی اسی تیزاب
سے گل جائے گی آپ کو بھی خدانخواستہ نقصان پہونچیگا علاوہ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ اگر آپ اس جگہ
سے زیر سایہ ابر سحر تشریف لے جائیے گا تو ضرور ابر باران جادو کو آپ کے آنے کی اطلاع ہوجائیگی
فی الفور وہ نمایان ہوگا پہلے تو ابر سحر سے قیامت برپا کرے گا آخر بوجہ اسم اعظم الٰہی کے آپ پر قابو
نہ پاکر سحر سے غرق زمین ہوکر حکیم سالوس کو زندان سے کہین اور لے جائے گا یہان نہ رہنے دیگا اور مجھے
نہین معلوم کہان لے جائے اور کس جگہ قید کرے ابھی تک حکیم موصوف اسی زندان مین قید ہین
مجکو معلوم ہے لہٰذا میری التماس کو قبول کیجیے آگے یہان سے نہ جائیے جو کچھ مین عرض کرون اُس پر
عمل کیجیے یہان شجاعت وبہادری سے کام نہ نکلے گا جسقدر دلاوری وجرأت کیجیے گا کام بگڑ جائے گا
در ازروائے تو نہ کیے گا یعنی رہائی حکیم صاحب موصوف کی نہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے اُس کی عاجزی وانکساری پر نظر کرکے تمام تقریر اُس کی سنکے ارشاد کیا کہ اے بحرین جادو
سر اپنا قدم سے اٹھاؤ بیان کرو کہ تدبیر رہائی حکیم صاحب ممدوح کی کیونکر ہوگی اُس نے قدم اسیر یا توقیر

سے سر اٹھاکر عرض کیا کہ اگر حضور میری راے پر عمل کرین گے تو امید قوی ہی کہ ضرور حکیم سالوس کو
زندان سے آپ رہا کر سکین گے اور ہم سب بھی مع الخیر رہین گے لیکن کسی قدر تو دیت آپ کی ضرور
ظاہر ہو گی یعنی مین آپ کو ایک خیمے مین طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے بٹھاؤن گا بعدہ دام مکر مین ایک
صاحبقران نے مسکراکر فرمایا کہ کیا اگر تمھاری دید کے واسطے ہم پابزنجیر ہو کر بیٹھین گے تو رہائی
حکیم موصوف کی ہو جاے گی تمھارے دام مکر مین ابر باران جادو پھنس جاے گا اُس نے عرض کیا
مین امید کرتا ہون کہ اس تدبیر سے ضرور مدعاے دلی حضور بر آئے گا امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ
اچھا اس شرط سے ہمین اپنی اسیری بھی منظور ہی کہ پہلے تم آب تالاب کا تیزاب ہونا ہمپر ثابت کر دو
اُس نے عرض کیا کہ ضرور آب تالاب کا تیزاب ہونا آپ پر ظاہر کر دون گا بلکہ آپ خود اپنی آنکھ سے
دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم موافق اپنے قول کے عمل کروگے تو ہم بھی براے چندنفس
تمھاری خاطر سے اور براے رہائی حکیم صاحب موصوف اسیری اپنی گوارا کرلین گے بحرین جادو
نے یہ سنکے پہلے ایک خیمہ کلان کہ جس مین دو ہزار آدمی بیٹھ سکین استادہ کرایا اور گرد اُس کے حصار
سحر کیا اُس خیمے مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور خواجہ طیفور کو رکھا اور جملہ اپنے لشکر کے
ساحرون کو بٹھاکر کہا کہ اس خیمۂ حفاظت سے باہر نہ نکلیے گا پردے خیمے کے اٹھا دیے جاتے ہین جو کچھ
درپیش واقعہ ہوا سے دیکھیے گا پھر سب ساحرون سے کہا کہ تم مین سے بھی کوئی اس خیمۂ حفاظت
سے جب تک ہم نہ کہین باہر نہ نکلے ورنہ ہلاک ہو جاے گا بعد نصب کرنے خیمۂ حفاظت کے اور داخل سب کو
درمیان خیمہ بٹھانے کے صاحبقران کو پابزنجیر کیا پھر خواجہ طیفور گردیا سے کہا کہ ہمین چند آدمی ایسے
چاہیے ہین کہ جو واجب القتل ہون اور ایک کشتی درکار ہے خواجہ موصوف نے اپنی زنبیل سے
چند قیدی اور ایک ملاح کو کہ سب واجب القتل تھے نکالے سب نے دیکھا کہ وہ قیدیان
زنبیل خواجہ طیفور گردیا صرف پوست و استخوان ہین لباس اُن کے تن پر نہین ہے صرف لنگوٹیان
باندھے ہین ہاتھون مین اُن کے چھ چھ ماشہ کی کڑکی ڈلی ہی ناخن اُن کے مانند انگشت دست کوچک
کے بڑھے ہوے ہین اسی طرح موے سر و ریش بعد و انتہا زیادہ ہین مٹی اور گرد و غبار مین سراپا
آلودہ ہین ٹوکریان مٹی اٹھانے کی اُن کے ہاتھون مین ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین
کثرت گرسنگی و لاغری سے شکم ہر ایک کا پشت سے ملا ہوا ہی دست و پا مانند نے کے خشک و لاغر
ہین بحرین جادو نے ان سب کے سراپا پر نظر کرکے اُن کے حال پر اپنے دل مین افسوس کرکے
پوچھا کہ تم زنبیل مین کب سے قید ہو وہان کیا کام کرتے تھے انھون نے کہا کہ ہم پانچ برس سے
زنبیل مین قید تھے آج خوبی تقدیر سے زنبیل سے نکلے ہین ہولے دنیا دکھائی دی زنبیل مین سخت
مصیبت مین مبتلا تھے محنت مزدوری کرتے تھے ٹوکری مین مٹی بھر کر سر پر رکھکر اس پشتے پر جو
ایک مدت مدید سے تیار ہو رہا ہی ڈالا کرتے تھے ایک کڑکی ڈلی چھ ماشہ کی ٹوکری مین ملا کرتی
تھی دیکھیے ابھی تک ایک ایک کڑکی ڈلی ہمارے ہاتھ مین ہی دوسرے ہاتھ مین ٹوکری ہی سراپا
ہم سب کا مٹی سے آلودہ ہی کھانا زنبیل مین نہین ملتا تھا صرف مٹھی مٹھی بھر چنے ہر ایک کو ملتے
تھے پہلے ہم سب بہت فربہ تھے بھوکے رہتے رہتے اسقدر دبلے ہوگئے ہین کہ آشنا اور بیگانا
بھی دشوار ہی یہ کہکے وہ رونے لگے اُسوقت اشارۂ خواجہ طیفور گردیا سے بحرین جادو نے
ان سے کہا کہ اگر تم ہمارا ایک کام کرو تو ہم ابھی تمکو قید سے رہا کرادین جہان تمھارا دل چاہے

وہاں پہنچے وہ بیٹے اُن کے تن لاغر میں قوت آگئی جسم میں گویا ہر ایک کے جان تازہ آئی خوش ہوکر
عرض کرنے لگے کہ جو حکم ہوا ہے وہ بجا لائیں مگر آپ ایفائے وعدہ وہ بیٹے کا قید سے چھڑا دیجئے گا خواجہ
وعدہ نہ بھولئے گا خواجہ طیفور گردیا نے کہا ہم بہت ڈرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ پھر برہم ہو کر ہم سب کو زنبیل میں
ڈال دیں بحرین جادو نے کہا کہ تم سب اطمینان رکھو اب زنبیل میں نہ ڈالے جاؤ گے بشرطیکہ
جو کچھ ہم کہیں وہ کام کرو انہوں نے پوچھا کہ وہ کام کیا ہے بیان کیجئے بحرین جادو نے کہا کہ یہ کشتی
اٹھا کر تم سب یہاں سے اُس تالاب کے کنارے تک لے جاؤ پھر تالاب میں کشتی ڈال کر بالائے
کشتی بیٹھو اور جو تم سب میں ملاح ہو وہ کشتی کو کھیے کر اُس میل فولادی تک لے جائے بعد اس کے
اگر تم سب تالاب سے پھر ہم تک آؤ گے تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے قید سے آزاد کرائیں گے تم اپنے اپنے
وطن چلے جانا اپنے اہل و عیال سے ملنا انہوں نے جانب اُس تالاب مذکور دیکھ کر باہم کہا کہ بھائیو
ہر چند کہ مقام خوف و خطر ہے مگر ایسے کام کے بجا لانے پر رہائی منحصر ہے چلو کشتی اٹھاؤ تاکہ تالاب میں کشتی
کو ڈال کر اُس پر سوار ہو کر میل فولادی تک جا کر یہاں واپس آکر قید سے رہائی پائیں اگر زندہ
وہاں سے پلٹ کر نہ بھی آئیں گے تو بھی اچھا ہے قید ہستی سے چھوٹ جائیں گے یہ تقریر باہم کر کے
ہو کر ہر ایک نے خواجہ کو دی کرکی دل خالی پھر سب نے وہ کشتی بمشکل اٹھائی بعد ازاں
اُس کشتی کو وہ سب کنارے تالاب تک لے جا کر اور اُس کو آب تالاب میں ڈال کر خود بھی اُس پر سوار
ہوئے پھر ملاح اُس کشتی کو کھیتا ہوا جانب میل فولادی لے چلا صاحبقران و بحرین جادو و
خواجہ طیفور گردیا وغیرہ سب نے دیکھا کہ ہنوز ملاح مذکور بانس سے کھے کر کشتی کو دو چار قدم بھی سوئے
میل فولادی مذکور نہ لے گیا تھا کہ دفعتاً آب تالاب میں تلاطم ہوا موجیں بلند ہوئیں دھواں اور
شعلے اور شرارے بہ نسبت قبل آب تالاب سے زیادہ تر نکلنے لگے ابر سے انگارے اور سنگ
پارہ برف فزون تر برسنے لگے کڑک اور چمک برق کی زیادہ تر ہونے لگی ابر جو بالائے تالاب
محیط تھا آناً فاناً محیط صحرا ہونے لگا دمبدم پھیلنے لگا رعد کی آواز دمبدم ایسی آنے لگی کہ بجز
صاحبقران سب کے قلب و جگر تھرانے لگے ساحران لشکر بحرین جادو خوف سے کانپنے لگے
بحرین جادو بھی ایسا متردد ہوا کہ رنگ رخ اُس کا اڑ گیا چہرہ متغیر ہو گیا لیکن صحرا میں بیرون خیمہ
حفاظت کمر ارا اس اثنا میں اُس ابر سے مانند اولوں کے آگ کے انگارے اور سنگ گران
اسقدر برسنے لگے کہ تمام وہ صحرا سنگ و اخگر سے پٹ گیا روئے زمین صحرا آتش و سنگ سے گلگون
تک نہاں ہو گیا ادھر تو ابر مذکور سے آتش و سنگ برابر برس رہے تھے سوائے صاحبقران
کشورستان خیمہ حفاظت میں سب ڈر رہے تھے قضا کا سامنا تھا جان بچنے کے لالے پڑے تھے
کسی کو امید جانبری نہ تھی ہوائے تند و تیز جو چل رہی تھی بڑے بڑے اشجار صحرائی مذکور جڑ سے
اکھڑ اکھڑ کر اُس باد تند سے میں مانند خس و خاشاک اڑ اڑ کر دور دور جا کر گرتے تھے آفت برپا تھی
ایک دوسرے سے کثرت خوف سے لپٹا جاتا تھا کسی کے حواس بجا نہ رہے تھے دم نہ نکلتا تھا
نکلتا تھا آواز بھی تو شدت سے کم نکلتی تھی تاریکی دمبدم بڑھتی جاتی تھی ادھر تالاب میں اُس کشتی کو
صاحبقران وغیرہ نے دیکھا کہ جیسے ہی ملاح کشتی کو تالاب میں ڈال کر سب کو سوار کر کے سوئے
میل فولادی چلا پانی میں تالاب کے تلاطم عظیم پیدا ہوا موجیں بلند ہونے لگیں شعلے ہزار در ہزار
آب تالاب سے نکل کر سوئے فلک جانے لگے کشتی مانند رانگے کے آتش ہو و آب میں تیرا بتالا بستے

پگھلنے لگی نصف ساعت بھی نہ گذری تھی کہ وہ کشتی مع اُن سب قیدیون اور ملاحون کے پگھل کر تیزاب
مین مل گئی نیست و نابود ہوگئی استخوان تک بھی اُن قیدیون کے گھل گئے سب بحر جہان
سے پار ہوگئے حباب آسا زندگی آب تالاب مین مل گئی آب زندگانی سے ہاتھ دھوکر وہ قیدی نہنگ
بحر فنا مین مانند اولون کے گھل گھل کر غائب ہوگئے ایسے غرق دریاے فنا ہوے کہ پھر نہ اُبھرے
آشناے شاہد مرگ ہوگئے قید ہستی سے ایک دم مین چھٹ گئے زندان زندگی سے آزاد ہوگئے اس
کشتی کا ساتھ اہل کشتی تحمل پڑا نہ بانہو بے بحر، نہ کشتی رہی وہ نہ قیدی رہے ستم سحر کے سبب لے ایسے
ابھی صاحبقران جانب تالاب دیکھکر متحیر تھے دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ عجب تالاب و آب تالاب ہے
کہ کشتی کو مع چند قیدیون کے ایک دم مین گھلا دیا واقعی بحرین جادو نے جو کہا تھا وہی ہوا آب
تالاب محض پانی نہیں ہے بلکہ تیزاب ہے اور ابر باران جادو بڑا ساحر ہے سحر و ساحری مین کامل ہے
خدا اس کے شر سے سب کو بچائے بحرین جادو نے بڑی خیرخواہی کی تمکو آب تالاب مین جانے نہ دیا
اگر تم جاتے تو جو قیدیون کا حال ہوا وہی تمھارا بھی حال ہوتا یکایک برق کی کڑک اسقدر ہوئی
کہ تمام وہ صحرا تھرا گیا ابر کڑک کے ہوتے ہی شق ہوا بحرین جادو نے دیکھا کہ ابر باران جادو
بصد غیظ و غضب بالاے تخت سحر بیٹھا ہوا ہے پس پشت اُس کے پانچ سو سواران سحر کیون پر
سوار ہین آنکھین ابر باران جادو کی غصے سے سرخ ہین بلکہ روے سیاہ بھی اُس کا آتش قہر و
غضب سے سرخ ہے کف دہن مین ہے بلندی سے سوے پستی آرہا ہے ہنوز بحرین جادو وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ابر باران جادو خیمہ حفاظت کے پاس آکر آواز آدمیون کی باتون کی
سنکے متردد ہوکے دل مین کہنے لگا کہ اے ابر باران جادو جاے تعجب اور مقام حیرت ہے کہ تیرے
سحر سے اس خیمے کے آدمیون کو کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بلکہ خیمہ تک بھی آتش سحر تیری سے نہ جلا تو نے تو
اپنے سحر سے ایسے آگ کے انگارے اور بڑے بڑے پتھر مانند آسیا کے برسائے کہ صحرا تمام پتھر سے
کوہستان بن گیا ہے اور آگ کے انگارون سے ایسا کوہ آتش فشان نمایان ہے کہ جس نے تمام اشجار صحرا
جلا کر خاک کر دیے ہین اور ہواے سحر ایسی چلائی ہے کہ اگر اس صحرا مین کوئی پہاڑ بھی ہو تو وہ بھی اُڑ جاتا
مگر یہ خیمہ بدستور ایستادہ ہے اور گرا نہیں نہ ہواے سحر سے اڑا نہ اہل خیمہ سے کوئی ہلاک ہوا دیکھو تو
کیا سبب ہے یہ کس کا خیمہ ہے کون اس مین ہے یہ باتین کرتا ہوا پاس خیمے کے بروے زمین آیا سواران بھی
اُسکے بروے زمین آگرے اُس کے اشارے سے ایک جانب ٹھہرے بغور کرکے جو دیکھا تو
معلوم ہوا کہ گرد خیمہ تو سنگ و آتش سحر کا اثر پایا جاتا ہے مگر بالاے خیمہ کچھ اثر انگارہاے آتش سحر و سنگہاے
سحر کا مطلق نہیں ہے ابھی ابر باران جادو قریب خیمہ حفاظت حیران و متردد کھڑا تھا کہ یکایک نظر اسکی
بحرین جادو پر پڑی دیکھتے ہی پہچان کر کہا کہ اے بحرین جادو غضب کیا تم نے کہ اس صحرا مین بغیر ہماری
آگاہی کے قدم رکھا ہے تم سے یہ امید نہ تھی ہم تو تمکو اپنا دوست جانتے تھے مگر اب ثابت ہوگیا کہ تم ہمارے
اور ہمارے بادشاہ و شہنشاہ و خداوند کے دشمن جان ہو بربادی طلسم زلزلہ چاہتے ہو حکیم سالوس کو جو
ہماری قید مین ہے اُسے رہا کرنے آئے ہو طلسم کشا سے ملے ہو چونکہ زمانہ طلسم کشائی کا قریب ہے اسوجہ سے
براے فتح طلسم تمکو لوح طلسمی کے حاصل کرنیکی ضرورت ہے دیکھو جو اس راز سے تمنے تمکو آگاہ کر دیا ہے کہ
حکیم سالوس ہماری قید مین ہے اور وہ مقام لوح طلسمی سے آگاہ ہے ہر چند کہ اب جس جگہ لوح طلسمی ہے
وہان تازہ بند و بست ہوگیا ہے انسان کی تو کیا مجال ہے جن اور دیو کا بھی وہان گذر نہیں ہوسکتا ہے

حکیم سالوس اگر رہا بھی ہو جاتا تو لوح طلسم زلزلہ تک نہ خود جا سکتا نہ کسی کو اُس کا نشان بخوبی بتا سکتا :
طلسم کشا لوح مذکور کو پا سکتا پس ثابت ہو گیا ہمکو کہ تم محض برائے رہائی حکیم صاحب موصوف یہاں آئے تھے
تدبیر تو اچھی کی تھی کہ کشتی پر چند آدمیوں کو سوار کر کے تالاب میں سوئے کیل فولادی کے بھیجا تھا لیکن تدبیر
تمہاری کچھ بن نہ پڑی معلوم ہوا کہ تمہارا ہی بیڑا آیا اہل کشتی کی حکیم سالوس تک رسائی نہ ہو سکی وہ سب ہمارے
سحر سے ہلاک ہو گئے عبث تم نے چند آدمیوں کو ہمارے سحر و تدبیر سے ہلاک کرایا خود تالاب میں دلیرانہ قدم
رکھا ہوتا ہمارے سحر کو دفع کیا ہوتا یا ہم سے مقابلہ کیا ہوتا میل فولادی پر زور آزمائی کی ہوتی خیر سنئے برخلاف
جادہ دوستی تھا اُس جادے پر قدم رکھا ہے جب تم ہمارے عدو ہوئے تو اب ہم سے بھی امید دوستی کی نہ رکھو
خبردار ہو ہوشیار ہو جاؤ ہم سحر کرتے ہیں تم دفع کرو کیا قریب خیمہ کھڑے ہو ہمارے روبرو آؤ اسباب سحر سے
کاسہ و یا ترنج یا نارنج یا گولا فولادی وغیرہ ہاتھ میں لے اٹھاؤ اگر اسباب سحر سے کچھ پاس نہ ہو تو ہم سے لو اسلحۂ سحر
دم کر کے نارنج ترنج کوئی تو پھر لگاؤ اپنی سحر و ساحری ہمیں بھی دکھاؤ سر میدان ہم سے مقابلہ کرو دیکھیں تو
سہی کیسے کیسے سحر تمہیں یاد ہیں نام تو تمہارا بحرین جادو ہے ذرا روانی بحر سحر بھی دکھاؤ ہم سے لڑو تو سہی
دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے ہمیں بھی کوئی ایسا ویسا ساحر سمجھا ہے کہ اپنے بحر سحر میں ڈبو دو گے ہم وہ ساحر نہیں
ہیں کہ جو تمہارے ورطۂ سحر میں پھنس جائیں ساحل دریائے مرگ تک پہونچ جائیں لاکھ تم بھی ساحر زبردست
ہو مگر ہمارے سحر کو کیا دفع کر سکتے ہو تمہاری یہ مجال نہیں کہ تم ہمارے اس سحر کو دفع کر سکو اگر کچھ دعویٰ ہے
تو سامنا کرو کیا خاموش کھڑے ہو دشمنی کے ارادے سے آئے ہو تو عداوت روبرو کرو پوشیدہ جو فوج
ساحران ساتھ لے کر آئے تھے وہ فوج کہاں چھپائی ہے اس خیمے میں تھوڑی سپاہ معلوم ہوتی ہے انہیں
ساحروں کو خیمے سے نکال کر ہم سے لڑو دیکھو ہم اکیلے ہیں کوئی دوسرا ساحر ہمارا معین و مددگار نہیں ہے
یہ سوار ہمارے سحر کے پتلے ہیں در اصل یہ ساحر نہیں ہیں تم اپنے تمامی ساحروں کی جمعیت سے ہم سے لڑو
جو کوئی سحر سخت تیار کیا ہو وہ سحر پھر کرو حوصلہ اپنے دل کا نکال لو آخر تو ہمارے ہاتھ سے جانبر نہ ہو گے
اس صحرا سے زندہ نہ جاؤ گے اس دشمنی کے عوض میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہو گے دنیا سے آرزوئے
حصول لوح طلسم زلزلہ و رہائی حکیم سالوس اپنے دل میں لیکر جاؤ گے ہم تمہیں دیر سے کہہ رہے ہیں جلد
حوصلۂ دل نکالنے کی دیر ہے کیوں تامل کیا ہے آمادۂ جنگ ہو جاؤ سامنے آؤ سحر کرو اگر ہم پہلے سحر
کریں گے تو پچھتاؤ گے مبتلائے سحر سخت ہو جاؤ گے پھر دفع سحر تم نہ کر سکو گے حسرت سحر کرنے کی دل میں
رہ جائے گی جان تمہاری جائے گی ہمکو تم سے یہ امید ہرگز نہ تھی کہ تم اپنے لشکر ساحران کو لیکر پھر جنگ کرو گے
دوست قدیم ہو کر ہم سے دشمنی کرو گے سچ ہے ہم سے نادانی ہوئی کہ تمہیں ہمیشہ تمکو اپنا دوست تصور کیا
تمہاری دوستی پر اعتبار کیا کیونکہ بقول شاعر مصرع وفا کا لاکھ جہاں میں کرے قرار کوئی مگر نہ کرے کسی کی الفت
کا اعتبار کوئی ۔ تبھی سے اعتبار تمہاری دوستی کا نہ رہا دشمنی تمہاری ثابت ہو گئی اگر ہم غافل ہوتے ہوشیار
نگہبان و خبردار زنداں حکیم سالوس نہ ہوتے اور اس جگہ موجود نہ ہوتے تو غضب ہی ہو جاتا نہیں معلوم
تم کیا کیا مکر و تدبیریں کرتے کسی نہ کسی طور سے حکیم سالوس کو یہاں سے رہا کر کے لیجاتے ہو متوجہ
شہنشاہ ساحران کرتے دنیا میں ذلیل و رسوا کرتے حکیم سالوس سے دریافت کر کے لوح طلسم زلزلہ
تک طلسم کشا کو لے کر جاتے بعد حصول لوح شریک طلسم کشا ہو کر طلسم زلزلہ کی بربادی و تباہی
کرنے خیر ہوئی کہ ہم یہاں موجود تھے ہمیں تمہارے یہاں آنے کا بھی خیال نہ تھا نہ تمہاری دشمنی کا
اندیشہ تھا افسوس ہزار افسوس ہم ملت و ہم مذہب ہو کر ہم سے دعویٰ دوستی کر کے تم نے

خصومت کی نتیجہ اس عداوت کا اب یہ ہوگا کہ تمہیں قتل کر کے سر تمہارا تن سے جدا کر کے پاس شاہ
طلسم زلزلہ کے ہم بھیجدینگے تمام حال دشمنی کا اس شہنشاہ ساحران سے بیان کرینگے وہ
بھی غالبًا ایسا غضبناک ہوگا کہ بڑے نامی ساحروں سے کسی ساحر کو سوے بحرین روانہ کر کے بحرین
کو بحر سحر میں غرق کر دیگا کوئی اہل بحرین سے زندہ نہ چھوٹیگا اے بحرین جادو آگاہ ہو کہ
تمنے جو ہمسے دشمنی کی ہے فوج اپنے ساحروں کی بیکار ادہر آئے ہو سمجھ لو کہ خود اپنے پاؤں سے
اپنے جاے مرگ پر آئے ہو یا قضا تمہاری خود تمکو کشاں کشاں یہانتک لائی ہے یہ تمام تقریر
ابر باران جادو نے عالم غصہ میں کہکے کارد سحر اٹھاکے کہا کہ اے بحرین جادو اب بھی جو سحر
کرنا ہو وہ کرو مقابلہ و مجادلہ سحر و ساحری میں ہمسے کرلو ورنہ یاد رکھو اور یقین جانو کہ اس کارد سحر
سے ہم تمہیں ہلاک کرینگے بحرین جادو نے مسکرا کر جواب دیا ع - انچہ از دوست میرسد نیکوست
اچھا بہتر و مناسب یہی ہے کہ دوست کو کارد سے ذبح کیجیے کارد سحر کا وار کیجیے صاحب بڑے آپ عقلمند
ہیں خوب پہچانا کہ ہم بر سر دشمنی و عداوت ادہر آئے ہیں حکیم سالوس کی رہائی کی غرض سے
اس صحرا میں وارد ہوئے ہیں واہ واہ نیکی برباد گناہ لازم سچ کہا ہے کسی نے کہ نادان و نافہم کی
دوستی میں ضرر ہوتا ہے یہ تو نہ پوچھا کہ بعد ایک مدت کے کیوں آئے مزاج کیسا تھا نہ یہ خیال کیا کہ
بحرین جادو دوست قدیم ہمارا بے سبب و بے وجہ یہاں نہ آیا ہوگا ذرا دریافت تو کریں کہ
کیوں آیا ہے کیا کام اسکو ہمسے درپیش ہے اگر خیال کیا بھی تو بدخیال کیا دوست کو اپنا دشمن تصور کیا
بلکہ یقینًا اپنا دشمن جان کر آمادہ جنگ ہوے وہ کلمات اپنی زبان پر جاری کیے کہ جو دل شکن تھے
اور صدمہ رسان تھے ہمکو تم سے اے ابر باران جادو یہ امید نہ تھی خوب تمنے حق دوستی ادا کیے
بے سمجھے ہمکو اپنا دشمن جان سمجھکر کلمات نامناسب اپنی زبان پر جاری کرکے کارد سحر اٹھائی ارادہ
ہمارے ہلاک کرنے کا کیا ہمکو رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے کیا غرض لوح طلسم زلزلہ کے حاصل
کرنے کی فکر سے کیا مطلب شہنشاہ ساحران یعنی مالک و حاکم طلسم زلزلہ سے دشمنی کرنے کی کیا وجہ
بربادی طلسم زلزلہ سے ہمیں کیا فائدہ ہم تمہارے اور شاہ طلسم زلزلہ کے دوست و خیرخواہ ہیں
یا دوست جانی و مالی ہیں بوجہ ہم ملت و ہم مذہب ہونے کے تمنے اور تمہارے شہنشاہ سے
چپکی پیش آئینگے یا دشمنی تمسا کوئی شخص دنیا میں دشمن فہم و عقل و بدنفس نہوگا ایسی قدر اپنے
دوست کی کون کریگا جیسی عزت و توقیر تمنے ہماری کی ع - این کار از تو آید و مردان چنین کنند
ہمنے تو محض تمہاری دوستی و خیرخواہی سے کتب میں زمانہ آخر طلسم زلزلہ کا حال دیکھا طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کو اسیر کر کے ادہر راہ دور و دراز سے آنا گوارہ کیا ہنوز ہمنے طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا
تحفہ بھی پیش نہ کیا تھا کہ تمنے ہمکو اپنا دشمن جان کر ارادہ ہمارے قتل کا کیا اگر یہ کہو کہ اپنے آنے سے
ہمیں آگاہ کیوں نہ کیا جواب اسکا یہ ہے کہ ہمکو ابھی مرتبہ یہی منظور ہوا کہ چند آدمی ایک کشتی پر سوار
کرکے اس تالاب میں بھیجیں اس عنوان سے اپنے آنے کی اطلاع تمکو دیں علاوہ اسکے ہمکو امتحان
دوستی لینا منظور تھا انھیں وجوہ سے ہمنے اپنے آنے کی بذریعہ نامہ اطلاع نہیں دی کیا معلوم تھا
کہ تم ہمسے اس طرح پیش آؤگے خیر جو کچھ تمنے ہماری نسبت خیال کیا اور جو کچھ زبان سے کہا بہت
خوب کیا یہی مناسب تھا مگر ہمکو اس امتحان سے حال دوستی ظاہری تمہارا معلوم ہوگیا ہم سمجھ گئے
کہ تم ہمارے دشمن جان ہو دوست نہیں ہو تمنے بڑی نادانی کی کہ تم اپنے دشمن سے یہ دوستی کی

کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے تمھارے پاس لائے آئندہ کسی طور سے تم سے دوستی کرینگے
دشمن ہی تمکو تصور کیا جائے گا جبتک تو طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو بہزار دشواری و محنت و کوشش
باین خیال اسیر کیا تھا کہ یہ تحفہ لاجواب تمھاری نذر کرینگے تم خوش ہوکر اپنے بادشاہ کے پاس
لیجاؤگے وہ تمکو اپنا بہت خیرخواہ جان کر خلعت و انعام کثیر دیگا تمھارا احسانمند ہوگا طلسم زلزلہ
فتح ہونے سے محفوظ رہے گا طلسم کشا کو قتل کرے گا لیکن تمنے بوجہ بدنفسی و نافہمی کے ہماری
دوستی و محنت و کوشش پر نظر نہ کرکے دشمن اپنا تصور کیا خیر اب ہم جاتے ہیں طلسم کشائے طلسم زلزلہ
کو بھی لیے جاتے ہیں بحرینہ میں پہونچکر چھوڑ دینگے قید سے رہا کر دینگے تم سے ترک ملاقات و دوستی
کرینگے یہ کہکے اپنے ساحران ہمراہی سے کہا کہ اے ہیچ خواہو سامان یہاں سے چلنے کا کرو خیمہ وغیرہ
اسباب کو اٹھا کر تخت سحر پر رکھو طلسم کشا کو جس طرح یہاں لائے تھے اٹھیں سے چلو ابرباران جادو نے
یہ تقریر بحرین جادو کی سنکے بہت نادم و منفعل ہوکے بہت عذر نافہمی و غلط خیالی اپنی کا کرکے کہا کہ
اے دوست صادق ہیں ان ہماری بے اعتنائی و بدزبانی کی خطا کو عفو کرو ہمیں اس حال سے
آگاہی نہ تھی غصے میں کچھ خیال تمھاری دوستی کا نہ رہا بے اختیار کلمات خلاف شان تمھارے ہمنے
اپنی زبان پر جاری کیے سخت صدمہ تمکو پہونچایا جو خیال تمھاری نسبت نہ کرنا تھا وہ کیا سخت نادانی
و بیوقوفی کی اپنی نافہمی سے نادم و منفعل ہوتے اب رنج و ملال دل سے دور کرو آؤ ہمسے
گلے ملجاؤ ہمسے رنجیدہ ہوکر نجاؤ تم بھی ہمکو جو کچھ چاہو کہو سزا ہماری نافہمی کی اور بدنفسی کی ہمکو دو ہم
نہایت تم سے نادم ہوے افسوس ہمنے عالم غصہ میں تمکو کلمات سخت کہے تم ایسے دوست کو اپنا دشمن
خیال کیا واقعی تم ایسا دوست کون ہمارا دنیا میں ہوگا کہ جو ایسا خیرخواہ ہوکر طلسم کشائے طلسم زلزلہ
کو بعد فکر و کوشش واسطے ہمارے بہبودی و ناموری کے اسیر کرکے ہمارے پاس لے کر آئے
اے بحرین جادو تمنے ہمپر بڑا احسان کیا ہے ایسی دوستی ہمارے ساتھ کی ہے کہ کوئی دوست
اپنے دوست سے دنیا میں نکرے جو تمنے اسیری طلسم کشائے طلسم زلزلہ کی خبر خوش ایسی سنائی ہے
کہ خوشی و خرمی سے ہمارا غنچۂ دل شگفتہ و باغ باغ ہو گیا ہے اس تمھاری نیکی کرنے سے شہنشاہ
ساحران جہان یعنی بادشاہ طلسم زلزلہ ہمسے ایسا شادمان ہوگا کہ جو کچھ وہ ہمیں انعام میں نہ دے
وہ کم ہے اگر تمامی اپنے طلسم کا ہمیں مختار کار کر دے تو عجب نہیں اے دوست صادق من تمنے
عجب کار نمایان کیا ہے کہ کوئی ساحر بہ دلیری و بہادری ایسا کام نہیں کرسکتا یہ کہکر درمیان گنبد
حفاظت نظر کرکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سلاسل میں اسیر دیکھکر از حد شادمان
ہوکر نہایت گرمجوشی سے ہاتھ بحرین جادو کا پکڑ کر کہا کہ اے حبیب دلی ہمسے اب تو رنجیدہ نہیں ہو
ہمنے اسقدر تمسے عذر کیا ہے کہو تمنے ہماری تقصیر عفو کر دی یا نہیں بحرین جادو نے پہلے اپنے
دل میں کہا کہ صد شکر کہ یہ نابکار ہمارے دام فریب میں آگیا تمہیں اپنا دوست سمجھا اب یہ نابکار
کہاں بچکر جاسکتا ہے یہ میرے دام فریب میں کیا آیا ہے گویا اسکی اجل آئی ہے بعدہٗ مسکرا کر کہا کہ
اے مہربان ابرباران جادو خیر تمھارے عذر کرنے سے ہمارے دل سے رنج و ملال دور ہو گیا
یہ کہکے جلد تر ایک بارگاہ برپا کرا کر فرش و کرسی و مسہری وغیرہ اسباب ضروری راحت و آرام
سے آراستہ کرا کر ابرباران جادو کو اسی بارگاہ میں لاکر بٹھایا پھر خود بھی برابر اس کے بیٹھا
ابرباران جادو نے کہا کہ اے دوست ہم شکریہ تمھارا ادا نہیں کرسکتے نہ حسب دلخواہ تمھاری

خاطر و دعوت و ضیافت بیان کر سکتے ہیں مگر حتی الامکان دعوت تمہاری کی جائے گی چند روز تک ہمکو یہاں قیام پذیر ہونا پڑے گا بعدہٗ ہم تم ساتھ ساتھ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بحالت اسیری خدمت شاہ طلسم زلزلہ میں لے چلیں گے بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمیں تمہارے ساتھ چلنے میں تو کچھ عذر نہیں ہے الا ہم چاہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم تمہاری دعوت وضیافت کریں جس طرح تم نے ہدیہ و تحفہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا قبول کیا ہے اسی طرح دعوت و ضیافت بھی منظور و قبول کر و ہمکو خوش و مسرور کرو حالانکہ یہ امر خلاف قاعدہ ہے کہ ہم ہی تمہارے پاس آئیں ہم ہی تمہاری دعوت و ضیافت کریں مگر خوشی ہماری اسی میں ہے کہ دعوت و ضیافت بالفعل ہماری منظور و قبول کرو ابر باران جادو نے کہا کہ اے مخلص خالص تم نے ایسا ہمیں خوش کیا ہے کہ اس خوشی میں ہم تمہاری دعوت بخوشی منظور ہے بحرین جادو نے یہ سنکے خوش ہو کر اُس کے پاس سے بحیلہ فکر تہیۂ سامان علم تیاری طعام ہائے دعوت و ضیافت وغیرہ اُٹھ کر خیمۂ حفاظت میں کہ بارگاہ سے کچھ دور تھا جا کر صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ نے ملاحظہ کیا میں نے ابر باران جادو کو کیونکر دام فریب میں اپنے پھنسایا ہے یہ عرض کر کے خواجہ طیفور کر دیا ہے بہت خوشی سے کہا خواجہ نے اقرار کر کے کہا کہ ہاں ممکن ہے تم ابر باران جادو کے پاس جاؤ ہم درستی تمہارے کام کی سب خواہ کرتے ہیں بحرین جادو نے خواجہ طیفور کر دیا ہے کچھ کہہ سنکے اپنے ملازموں کو حکم تیاری طعام ہائے لذیذ دے کے خیمۂ حفاظت سے نکل کر پاس ابر باران جادو کے جا کر کہا کہ اے دوست خالص تم نے اگرچہ ہماری دعوت و ضیافت قبول کر کے ہمیں خوش کیا ہے تو ہم بھی دوسرا ہدیہ ایسا تمہیں دیکے خوش کریں گے کہ تم کثرت خوشی سے اپنے جامے میں نہ سما سکو گے وہ ہدیہ خاص ہم تمہارے واسطے لائے ہیں عجیب نایاب ہدیہ ہے کہ جس کے دیکھنے سے بہت خوش ہو گا ابر باران جادو نے پوچھا کہ وہ ہدیہ کیا ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ بعد اکل و شرب و میخواری وہ ہدیہ مرغوب دل تمہارے آگے آئے گا اس کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ خود ہی اُس ہدیے کو دیکھو گے اور معلوم ہو گا کہ ہاں یہ ہدیہ دلپسند ہے ابر باران جادو یہ سنکے خاموش ہوا بحرین جادو نے اُن نازنینوں میں سے جو کہ ہمراہ لشکر آئی تھیں ایک نازنین سیمبر مہ جبین خوش گلو کو طلب کیا وہ خوب رو حسب الطلب مع اپنے سازندوں کے بارگاہ میں آئی باران جادو و بحرین جادو کو باادب و ناز و انداز سلام کر کے کھڑی ہوئی سازندوں نے ساز بجائے وہ مطربہ ناچنے لگی ابر باران جادو و بحرین جادو رقص اُس کا دیکھنے لگے جب وہ نازنین رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی۔

غزل

ہوئی [illegible] سے	نہیں مطلب ہمیں دنیا و دیں سے	تلاش عاشق بیداد گر ہے
تو ان کو [illegible] سے	وہ بجلی کی چمک ہے کیوں نہ چمکیں	مشابہ چہرہ آہ آتشیں سے
جہاں [illegible] سے	قیامت سر اُٹھائے گی وہیں سے	عذاب گور سے ہو جان ثابت
اشتعال [illegible] سے	تری فرقت میں لے ظالم یہ ہے حال	ذکی رہتی ہیں آنکھیں آستیں سے
اگر [illegible] دلبا دے	نہ بیٹھے دین و ایمان اہل دیں سے	برا ہوا اس بجرم بے خودی کا
کہا [illegible] دل کا [illegible] سے	چمک جاتی نہیں دردسنان کی	ہوئی الفت جو اک پردہ نشیں سے

[illegible] جو دن بس اور آ جائیں ہمیں سے

باران جادو کہ عاشق مزاج تھا بعض بعض اشعار غزل مندرجہ کو پسند کر کے تعریف کرنے لگا نازنین مذکورہ اشعار غزل بعد ناز و ادا تبلے گانے لگی ہر دو ساحران بزم اُس کے رقص و نغمے سے

خوش ہونے لگے اس اثنائے میں طعام دعوت تیار ہوا ملازموں نے اجازت حاصل کر کے دسترخوان
حسب قاعدہ بچھا کر طعام لذیذ نفیس ولطیف ظروف میں لا کر بالائے دسترخوان رکھا پھر باران
جادو و بحرین جادو آفتابے میں ہاتھ دھو کر باہم طعامہائے مذکور تناول کرنے لگے خدام آب سرد
پلانے لگے جب دونوں اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو چکے پھر آفتابے میں ہاتھ دھو کر بیٹھے اسوقت
بحرین جادو نے کشتی شراب کی طلب کی ملازم فی الفور کشتی شراب ناب لے کر حاضر ہوئے ایک ساقی
گلبدن شیشہ رو سے ساغر بلورین میں شراب تند بھر بھر کر ابر باران جادو و بحرین جادو کو جام
مے ناب دینے لگا دونوں ساحران مذکور بصد خوشی شراب پینے لگے بعد میخواری باران جادو نے
بحرین جادو سے کہا کہ اے مخلص خالص من اب تو ہم تم آب و طعام سے بھی سیر و سیراب ہو چکے
میخواری سے بھی لطف اٹھا چکے آفتاب بھی غروب ہوا مگر وہ ہدیہ ابھی تک تم نے نہیں دیا ہم اس
تحفے کے بہت مشتاق ہیں جاؤ جلد اسے لاؤ ہمیں دکھاؤ بحرین جادو نے کہا کہ جاتا ہوں اس تحفہ بے مثل
و بے نظیر کو تمہارے سامنے لاتا ہوں یہ کہکے بارگاہ سے اٹھ کر اسی خیمۂ مخالفت میں گیا خواجہ
طیفور کر دیا اتنی دیر میں بصورت زن حسین و حور لقا بن چکے تھے زیور جواہر نگار طلائی وغیرہ
سے تا پا مع لباس رنگین و نفیس قیمتی پہن چکے تھے دلسوز بن جانسوز بن صاحبقران و دیگر
عیاران کو جن کو زنبیل میں ڈال کر لائے تھے نکال چکے تھے طبلے سارنگی منجیرے وغیرہ ضروری
سازان کو دے چکے تھے مستعد بیٹھے ہوئے تھے بحرین جادو دیکھتے ہی نازنین مذکورہ کو ستحیر ہو کر
صاحبقران وغیرہ سے باشارہ پوچھنے لگا کہ یہ نازنین کہاں سے آئی ہے خواجہ طیفور کر دیا کہاں ہیں
صاحبقران نے بھی باشارہ جواب دیا کہ یہی نازنین جس کو تم دیکھ رہے ہو خواجہ طیفور کر دیا ہیں
بحرین جادو نے اپنے دل میں کہا کہ خواجہ بھی عیار یکتائے روزگار ہیں ایسی زن جمیلہ و حور
صورت بنے ہیں کہ میں نے نہ جانا ہے باقی بجائے خود رکھے کہا کہ اے نازنین مہ جبین روبروئے
باران جادو چل رقص و نغمہ کر ایسا کمال اپنا دکھا کہ ذرا آرزو تیرے ہاتھ آئے نازنین نے
جواب دیا کہ دیکھنا کیسا اپنا ہنر و کمال دکھاتی ہوں کہ تمکو حیرت ہو جائے مدعائے دلی بر آئے
یہ کہکے مع اپنے سازندوں کے اسکی ہمراہ بحرین جادو کے ایسی رفتار معشوقانہ سے راہ طے کرنے لگے
کہ دیکھنے والوں کے قلوب مانند حنا پامثل سبزۂ شاداب پس گئے اکثر نا واقف حسن و جمال پر
نظر کر کے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگے بعد قطع راہ بارگاہ میں روبروئے باران جادو پہونچی
حسن و جمال اپنا بناز و ادا عشوۂ و غمزہ دکھا کر شرم و حیا سے ابر باران جادو کی طرف سے روگردان
ہوئی ابر باران جادو اس کی صورت کو دیکھتے ہی بہزار دل اسیر شیفتہ ہو گیا اشتیاق وصل
دل میں پیدا ہوا بحرین جادو نے پوچھا کہ کیوں مہربان یہ ہدیہ مرغوب طبع ہوا یا نہیں اس نے
آہستہ جواب دیا کہ اے دوست واقعی کیا تحفہ بے بدل تم ہمارے واسطے لائے ہو کہ اس کی تعریف
نہیں ہو سکتی تھا ایسی نازنین خوب رو روئے زمین پر نہ ہوگی حسن میں بے نظیر جمال میں لاثانی رفتار میں
غیرت رفتار طاؤس طناز تھی واقعی نازنین تھی مذکورہ ایسی ہی تھی کہ بمصداق مضامین اشعار ہذا۔ اشعار

مشکل کھنچی نہ تھی وہ دنیا میں
اسکے عارض سے کہا باغ
آنکھ نرگس سے سبب ترا کی تھی

سیکڑوں ہی کلی سے مثالیں
لالعون ہی رخ و شوخی پایا
پانوں اس کا سی رکھوائی تھی

تو بصورت جو تھی ہوا حسین
تیغ ابرو سے تھا جہان بسمل
باغ میں غم سے ہوئی تھی وہم

چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
ایک عالم کی وہ بنی قاتل
شرم سے ہوتا تھا عجب عالم

شجر باغ نوجوانی تھی | گل گلزار کامرانی تھی
صفت شعلہ تھی سراپا نور | شمع قامت میں تھی تجلی طور
نور عارض تھا برق خرمن ہوش | زلف دام بلا سے تھی ہمدوش
تھی نظر برق خرمن دل و ہوش | تیر مژگاں کا ابرو سے ہم آغوش
جوش پر تھی بہار حسن شباب | گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
تھی جبین آفتاب صبح بلور | موے سر رشک دود شعلۂ طور
شوخی چشم تھی عیاں تھی جو تون | سحر کرتی تھی چشم پر فن سے

جب ابر باران جادو نے نظر سحر خیز ڈال کر اور نازنین مذکورہ کو دیکھکر اُس پر عاشق و فریفتہ ہوکر تعریف اُس کے حسن و جمال و خوبی کی بحرین جادو سے کرکے اُس کی دوستی کا متعرض ہوکے اظہار اپنے مائل ہونے کا کیا تو بحرین جادو نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ یہ تحفہ بھی تمھارے دل کو مرغوب و پسند ہوا ابر باران جادو نے کہا کہ اے محب صادق یہ تحفہ تو تمنے ہمین ایسا دیا ہے کہ جو بہت خوش کیا ہم تمھارے ممنون احسان ہوے دوست ہو تو تم ایسا ہو ہدیہ ہو تو ایسا مرغوب طبع ہو اب چاہتا ہون کہ یہ دلربا میری طرف رخ کرکے رقص و نغمہ کرے جمال بھی اپنا ہمین دکھاتی جائے رقص و نغمہ بھی کرتی جائے اسوقت صورت مرغ بسمل دل اپنا بیتاب ہے اس کے ناز و انداز و ادا نے ہمین مارا ہے بحرین جادو نے نازنین نقل سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دلربا حالانکہ ناز و انداز شوخی و شرارت و شرم و حیا و ظلم و جفا و جور و بے اعتنائی طریقۂ خوبرویان ہے علی الخصوص تیرا شعار ہے لیکن انتہا ہر شے کی ہوتی ہے کب زیادہ ناز و ادا شرم و حیا شوخی و شرارت نہ کر ہمارے دوست خالص ابر باران جادو تیرے رقص و نغمے کے مشتاق ہین علاوہ اس کے طالب دیدار بھی ہین اس طرف رخ انور اپنا کر اچھی طرح حسن و جمال اپنا ہمارے محب خالص کو دکھا تا کہ اپنا تماشا رقص اپنا دکھا اس طرح رقص و نغمہ کر کہ ہمارے دوست کو پسند آئے دل ان کا خوش ہو جائے اگر یہ شادمان ہوے تو پھر باعث تیری بہبودی کا ہوگا عزت و آبرو تیری بڑھیگی دولت بے انتہا تجکو ملیگی ان کی خوشی پر تجھے عمل کرنا ضرور ہے یہ ہمارے دوست ہین ان کی خوشی گویا ہماری خوشی ہے نازنین مذکور نے بحرین جادو کے کہنے سے بصد شرم و حیا و ناز و ادا جانب ابر باران جادو رخ اپنا کیا سازندون نے ابر باران جادو سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ اے خداوند نعمت ذرا اس گل رخسار بوستان خوبی و سرو حدیقۂ محبوبی کو نظر بد سے نہ دیکھیے کہین پسند نہ کیجیے گا یہ دُر ناسفتہ ہماری تونگری کا سہارا ہے وہ گوہر ہے کہ لاجواب ہے دنیا مین یہ نازنین انتخاب ہے ہم لوگ اسی کے دعاگو اور خیر خواہ ہین اسی کے سبب سے روٹی پیٹ بھر کر کھاتے ہین خلعت و انعام و زر تونگرون سے پاتے ہین عاشقون کی خواہش سے ہمیشہ بچائے رہتے ہین اور یہ کہتے ہین مطلع

نگاہ بد سے اور مکر و دغا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

ابر باران جادو گفتگوے سازندہ نازنین مذکور سنکے مسکرایا سازندون کو کچھ جواب نہ دیا سازندون نے حسب ایما نازنین مذکورہ سازون کو حسب دلخواہ درست کیا کیونکہ ہر ایک سازندہ ایسا تھا کہ بمصداق این اشعار۔ اشعار

وہ ملک بامین کی وطلے کی رخ	نور کا تھا ہر ایک سازندہ	سحر کار ایک اک نوازندہ
	اور وہ سارنگیون کے شرکی بالا	جب سازندے سازون کو درست

کرکے سازندہ و ساز بجانے لگے نازنین مذکورہ نے ہاتھ لپیٹے برائے رقص اٹھائے سازندون نے بھی سرون مین اُس کا ساتھ دیا غرض کہ اس عنوان و حسن و خوبی سے وہ نازنین رقص کرنے لگی کہ بمصداق مضامین اشعار

ٹھوکرون سے جگر کیا پامال	تھپنے مین اگر اٹھایا ہاتھ	سازندے نے بھی دیا سرون مین ساتھ
	دم مین انگشت مین پھیلایا دامال	لیا توڑا تو کر دیا بسمل۔

پچھ گیا پاؤن کے تلے ہر دل
کیا دم رقص شانہ بالکا تھا
کچھ نہ تھی اُس کو حاجت مشعل

شانہ تھا اُس پری کا آفت ہوش
طرز تھا وُس بوستان کا تھا
راس جیب مشعلون کا یون مذانہ

سے ہے بانک تھی وہ گلابی پوش
دونون عارض تھے غیرت مشعل
جیسے کھیلے پری پہ پروانہ

ابرباران جادو بصد خوشی ور غبت رقص نازنین مذکورہ دیکھکر بار بار تعریف کرنے لگا نازنین مسطورہ نے حالت رقص مین یہ غزل شروع کی ۔ غزل

دیکھتا پھر وہ نہ بھولے سے اٹھا کر آئنہ — گر بناتا میری خاطر سے سکندر آئنہ
موت کی صورت نظر آتی ہے مجھ جانباز کو — صاف پر روشن ہو کہ ہے قاتل کا خنجر آئنہ
شاید اُس کم سن کو میرے دل کا کچھ دھوکا ہوا — سیکڑون ٹکڑے کیے اُس نے پٹک کر آئنہ
میری آنکھون مین نظر آتا تھا وہ کافر ضرور — ہاتھ سے میرے نہ چھوٹا زندگی بھر آئنہ
یہ مرا مطلب نہین ہر شب کو تم دشمن کے گھر — اپنی صورت تو ذرا دیکھو اٹھا کر آئنہ
تیری صورت کے تصدق پر جھکاوے نثار — جام کیا جام ہے دل کو سکندر آئنہ
تیرے جلوے کے مقابل کس کا جلتا ہے چراغ — ہو نہین سکتا مرے دل کے برابر آئنہ
طرفہ حیرت ہے تمھارے عکس عارض سے مجھے — تو نظر آتا ہو آئینے کے اندر آئنہ
سنگ در کو دیکھ لیتا ہون جبین جا بجا — ہو گیا رفتا سے اُس بت کے پتھر آئنہ
عشق تیرے رخ کا عالم بھر کو دکھتا ہون مین — دیکھیے اب تو نظر آتا ہے گھر گھر آئنہ
تیری زینت سے نہایت رشک ہوتا ہے مجھے — دل مین رکھ لیتا ہے عکس مے انور آئنہ
دیکھتا ہون اپنی ہی آنکھ اُس کا جلوہ دیکھ کر — رکھتا ہون سینے مین دل سینے سے باہر آئنہ
تازگی تیری عیان ہے تیرے خواب ناز سے — عکس کی ہنسی ہے تو اور تیرا بستر آئنہ
ہے یہ کیا اندھیر وہ جلوہ سے دو خور مین نہین — بگڑا ہے میری قسمت کا ہرا اختر آئنہ
طور پر دیکھا تھا جلوہ اُس کا موسیٰ نے کلیم — آنکھ رکھتا ہو تو ہو جاتا ہے پتھر آئنہ

ابرباران جادو و سحر مین جادو دونون اشعار غزل بھی سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بنک کے بلمن داد دی کرنے لگی ساحران مذکوران کے پُر تاثیر گانے سے عالم وجد مین جو بیٹھے بارگاہ سے سر ٹکرانے لگے گاہ آہ کبھی واہ لب پر لانے لگے اسوقت نازنین کے رقص و نغمے سے ایک سان بندھ گیا کیونکہ درحقیقت رقص و نغمہ اُن کا ایسا ہی تھا کہ بمصداق مضامین این اشعار ۔ اشعار

دیکھکر اُس کے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہے
حور کو ایسی وہ ٹھنک بھائے
وجد کرنے لگا مرد دا دا
سننے والون کے تھے کلیجے پہ ہاتھ
دم مارتے تھے گئے علی کی امان
جس کو تیوری بدل کے بتلایا
ہائے سبزہ دلون کو روند گئی

ساکن خلد کہتے تھے باہم
ناچ اُس گل کا لاکھ ازانے پری
دامن سیر دل مسک جائے
ناز سے منہ پہ رکھ کے الٹا ہاتھ
دم بہ دم کی تھا ہر ادا کے ساتھ
کب وہ مست ادا بتائی تھی بھاؤ
وہین تیورا کے اُس کو غش آیا
ناچنے والون کا ہوا تو ڑا

بزم انسان مین ہے جو رقصان ہے
پر وہ جیتون کہان سے لائے پری
ناچی اس طرح گت وہ ماہ وش
گائی وہ کافر ادا کے ساتھ
جب وہ لیتی تھی کوئی پوری تان
حسن کے جلسے کا بتاتی تھی بھاؤ
برق آسا نظر مین کوند گئی ۔
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا

الغرض حالت رقص و نغمہ مین نازنین نے اشعار غزل مندرجہ بالا تمام و کمال ختم کیے

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون مست و مدہوش ہو گئے بلکہ دین و دنیا کا ہوش نرہا مطربہ یہ حال اہل انجمن کا دیکھکر ٹھہر گئی بعد تھوڑی دیر کے ساحران مذکور کے ہوش و حواس درست و بجا ہوے ابر باران جادو نے از حد تعریف کر کے کہا کہ اے جان من اسوقت رقص و نغمے تیرا بازر ہنا میرے دل کو شاق ہی چاہتا ہون کہ دوسری غزل عاشقانہ گا تجکو انعام کثیر دون گا سازندون نے عرض کیا کہ اے جہاں پناہ ہم زرکثیر و جواہر بیش قیمت شاہون اور شہریارون سے جب پاتے ہین اسوقت کمال اپنا دکھاتے ہین اور دلربا ے خوش آواز بھی اسی ہنگام مین کمال علم موسیقی اپنا دکھاتی ہی جب حسب دلخواہ انعام باقی ہو وعدہ وعید سے ہم لوگ مطلق و خوش نہین ہوتے ہین اسوقت وہ کمال و ہنر ہم سب نے اس بزم مین دکھایا ہی کہ اگر کسی شاہ و شہریار یا کسی اہل فن یا قدردان کے سامنے یون رقص و نغمہ کرتے تو وہ مالا مال کر دیتا زرو جواہر سے ہمارے دہنون اور ہمارے سازون کو بھر دیتا نا قدرون کے آگے رقص و نغمہ کرنا عیث ہی ابر باران جادو نے تقریر سازندون کی سنکے فی الفور اپنے گلے سے وہ موتیون کا ہار کہ جس کی قیمت کی انتہا نہین تھی اتار کر اپنے ہاتھ سے نازنین کو دے کر کہا کہ اے مہ جبین بالفعل تو یہ انعام لے بعدہ اور انعام تجھے دون گا بلکہ دل کے صندوقچے مین یکی عذر ہا رکروں کا جو کچھ تو مانگے گی دون گا مگر ایک غزل اور سنا دو اور اسی خوش آوازی سے گا کہ مجھے سنا نازنین نے مسکرا کر وہ ہار موتیون کا اس کے ہاتھ سے لے کر اپنی کمر تک لا کر غائب کر دیا بعدہ غزل اس نے شروع کی غزل

لگا کر دل بت پردہ نشین سے
جلایا ہم نے آہ آتشین سے
موے پر بھی نہ نکلی حسرت دید
ملایا آسمان ہم نے زمین سے
نہ پہونچے ہاے جب باب اثر تک
کہین ہاتھ اٹھ گئے کفار ظالم نہین سے
بکر گرو جو لے سکتے ہین دم نزع
صدا رونے کی آئی ہی کہین سے
جب انگڑائی مین دونون ہاتھ اٹھائے
فلک جھک جھک کے تکتا ہی زمین سے
وہ دروانہ سے تک کر آپ بے تابین

ہو نظم دیدہ اہل یقین سے
کھو گیا کچھ تنہائی مین دیکھا
قیامت تک دل اندوہگین سے
اگر دیکھین تری محشر خرامی
گمند آہ بس ہوئے وہین سے
نگاہ ناز نے جس دل کو تاکا
ستاتا ہون نگاہ واپسین سے
کسی دن مہربان ہو جائے ہم پر
دو بہت کیا ہوتا کسین سے
پس مرون ہماری بات رکھ لو
کوئی دل دے کے اٹھا ہی کہین سے

شب غم مین چراغ داغ ہجران
پر پوچھین نے کسی ملوف ذکیین سے
غبار دل نہین دو دفغان مین
قدم اٹھ اٹھکے لین فتنے زمین سے
نکل آئے گا پہلو وصل کا بھی
نشان خنجر اڑ گیا اس کا وہین سے
دل غمگین خدا جانے کہان ہی
ذرا کہدو نگاہ خشمگین سے
وہ سرکش تم ہو کوچے مین تمھارے
اٹھا لو پھول دست نازنین سے
جگر تم بھول جاتے ہو خدا کو

لگے دل کریت ناز آفرین سے

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون بگوش دل سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بتا کے حالت رقص مین گانے لگی یہانتک بحرین جادو بہت خوش ہو کر مبہوت ہو گیا کا وجد مین جھومنے لگا مگر ابر باران جادو کا تو عجب حال ہو گیا بار ہا بے اختیار ہر شعر کو سنکے بعد تعریف کیے قلب و جگر پر ہاتھ رکھکر کہتا تھا کہ اے نازنین اف اف تو نے مار ڈالا دل و جگر تو نے حالت رقص و نغمہ مین اپنے تیرہاے ناز و ادا سے ایسے زخمی کر دیے کہ جن کا مندمل ہونا ممکن نہین تیرا کیا کہنا دنیا مین بے مثل و نظیر ہی نہ مانند تیرے کوئی خوب رو ہی نہ مثل تیرے کوئی مطربہ خوش گلو ہی خوش آوازی

بلبل بھی تیرے آگے ہیچ ہی کیا پاکیزہ تیرا گلا ہی کیا اچھی تان لیتی ہی کیا بانکی تیری چتون ہی تو نے
حالت رقص مین میرے دل کو مانند سبزہ روند ڈالا اس صورت وحسن زیبا پر یہ آوازہ و کمالات
علم موسیقی میرے نے تجھی مین پلے ہین تو بھی مجمع خوبی وکمال ہی دراصل تیرا ثانی کمالات علم موسیقی
وحسن وجمال مین کوئی نہو گا کبھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے ابر باران جادو تو بھی کیا خوش تقدیر
ہی کہ گھر بیٹھے ایسا معشوق خوب رو وخوش جمال عدیم المثال بذریعہ دوست بحرین جادو دستیاب
ہوا اگر اپنی خوبی مقدر پر فخر وافتخار کرون تو بجا ہی اور جسقدر بحرین جادو کی دوستی ومحبت قلبی کا
شکر کرون وہ کم ہی حیف تیری نادانی پر کہ تو نے اپنے ایسے دوست کو اپنے خیالات بد اور بدباطنی
سے کلمات نامناسب کہے تھے اگر بجائے بحرین جادو اور کوئی ہوتا تو وہ کبھی تجھسے صاف دل
نہوتا دوست ہوکر دشمن جان تیرا ہو جاتا بلکہ حتی الامکان تجکو اسیوقت مار ڈالتا نام ونشان تیرا رکھتا
پیوند خاک کر دیتا واقعی بحرین جادو دوست صادق ہی میری ایسی بدباطنی پر بھی اُس نے
چندان توجہ نکی اور صرف یہ عذر کرنے سے دل اُس کا مجھسے صاف ہوگیا گرد ملال اُس کے
آئینہ دل سے دور ہوگئی کوئی دوست دنیا مین کسی کا ایسا بھی ہوگا جو دوست مجھے ایسے اپنے دوست کو
راہ دور و دراز سے لا کر دے خیر مین بھی عوض ان ہدایا کا کرون گا بالفعل تو اس نازنین سے وصل
سے آج کی شب شاد وکامیاب ہون کل یا بعد دو تین روز کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو
اسی طور سے پابزنجیر تخت سحر پر ڈال کر روبروے اپنے بادشاہ ہود سر مست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ
کے پاس لے جاؤنگا کہونگا کہ مین نے زندان مین حکیم سالوس کے بھی حفاظت ونگہبانی کی
اور طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو بھی مین نے اسیر کیا امید قوی ہی کہ میری اس تقریر کے سننے سے
شاہ طلسم زلزلہ جو کچھ انعام کثیر مجھے دے دے وہ کم ہی عجب نہین کہ تمامی اپنے طلسم کا اختیار سپید
سیہ کا مجھی کو دیدے کبھی پھر نازنین مذکورہ پر نظر کرکے اشارے سے کہتا تھا کہ اے جان من
جلد اپنے اس عاشق زار سے آ کر لپٹ جا تاب دوری نہین ہی دل پہلو مین بیقرار ہی آرزو مند
ہم آغوشی ہی نازنین مندرجۂ بالا بھی ایما واشارہ جواب دیتی تھی کہ او دیو صورت کریہ منظر کیا محال
خیال کی آرزو کرتا ہی ایسے خیالات سے باز آ میرے آرزوے وصل کا سودا اپنے سر سے دور کر
مجھ ایسی پریرو سے تو عفریت شکل ہم بستر ہو ہرگز یہ امید نہ بر آئے گی اس آرزو مین تیری جان
جائے گی شوق وصل میرا باعث تیری ہلاکت کا ہوگا او ساحر سیہ فام وبدشکل تجھے شرم نہین آتی
ہی کہ مجھ ایسی حور شمائل کا طالب وصل ہی مجھ دیوانہ ہوا ہی اپنے ہوش وحواس مین آ اپنے
سراپا پر نظر کرکے میری آرزو کر بارہا جوانان قوی بازو میری صورت پر مائل ہوکر میرے ہاتھ سے
سوے عدم گئے ہین آج تجکو بھی اس دار فنا سے روانہ سوے ملک فنا کر دونگی تو بھی مانند
اُنھین جوانون کے میرے وصل کی حسرت مین نالان سوے عدم جائے گا او نابکار کسی کو بھی میرا
وصل میسر ہوا ہی تجھی کو ہوگا ابر باران جادو گفتگوے نازنین وجوابات باشارہ سمجھ کر بے اختیار
یون پکار اٹھتا تھا شعر

ہم تو ہین طالب شادی وصل کے ۔ خوش کرو یا قتل جو چاہو کرو

کبھی کبھی شعر غزل مندرجے مضمون کو پسند کرکے کہتا تھا کہ اس شعر کو مکرر گاؤ کیا خوب کہا ہی
میرے دل کو مرغوب ہی نازنین اسی شعر کو کئی مرتبہ بعنوان دیگر تا تا کے گاتی تھی ساحر کو ود
بہت خوش ہوتا تھا کبھی عالم وجد مین اپنے سر کو چوب بارگاہ سے ٹکراتا تھا واہ واہ کرتا تھا کبھی

بے اختیار شنا کرتا تھا غرضکہ جتبک نازنین مذکور اشعار غزل گاتی رہی اور ناچتی رہی ابر باران جادو
کی یہی حالت رہی جب نازنین مذکورہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ بالا گاکر غزل کو تمام کیا ابر باران
جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دوست مجھے اب مجکو نیند کا غلبہ ہی بہت رات
سے زیادہ گذر چکی ہی دل چاہتا ہی کہ سو رہوں مگر اکیلے نہیں اس نازنین کے ساتھ لہذا میں تو
جاکر مسہری پر لیٹتا ہوں تم اس نازنین کو میرے پاس بھیجدینا کیونکہ مجکو اسکے وصل کا ازحد
اشتیاق ہی صبر نہیں ہوسکتا ہی مجبوری سے بے حجابانہ تجھے کہا ہی میرے کہنے سے یہ نازنین میرے
ساتھ مسہری پر نہ چلے گی الا تمھارے کہنے سے یہ معشوقہ میرے نزدیک آنے کی آرزو سے دل
میری پر آنے کی بعد مجھے اس نازنین کے تم اس بارگاہ سے چلے جانا اپنے خیمے میں آرام پذیر
ہونا یہاں تخلیہ کر دینا بلکہ تاکیداً کہدینا کہ کوئی اس بارگاہ میں قدم نہ رکھے ساز ندے بھی یہاں سے
چلے جائیں ہم عاشق و معشوق میں راز و نیاز کی باتیں ہونگی چھیڑ چھاڑ ہوگی عجب لطف و مزے کی
گفتگو ہوگی اس طرف ناز اس طرف نیاز بھی ہوگا پس یہ سب باتیں کوئی نہ دیکھے نہ سنے ہرچند کہ یہ
باتیں تجھے کہنا بدتہذیبی و بے حجابی پر دال ہیں لیکن مجکو اپنا سچا دوست جانکر ان کاموں کے
کرنے کو بھی کہا ہی بحرین جادو نے مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ خیر کیا ڈر ہے ہم یہ سب کام بھی
کرینگے ہم ایسا دوست کوئی دنیا میں نپاؤگے جاؤ مسہری پر آرام پذیر ہو ہم تمھارے کہنے سے
اس نازنین کو سمجھا کر تمھارے پاس بھیجدینگے ابر باران جادو یہ سنکے بہت خوشدل ہو کر دوستی
بحرین جادو کا شکر بجا لاکے مسند زرین سے اٹھکر مسہری پر جاکر لیٹا ازسو بحرین جادو نے نازنین
مذکورہ سے مخاطب ہو کر آہستہ کہا کہ اے دلربائے خوش آواز آگاہ ہو کہ ابر باران جادو تجھپر
فریفتہ ہوا ہی تیرے وصل کا طالب ہی ساحر نامی و نامور ہی شاہ طلسم زلزلہ کا گویا ایک وزیر خوش تدبیر
یہ بچہ ہی ذی عزت و ذی لیاقت ہی کوئی ایسا ویسا ساحر نہیں ہی اگر اس کی خوشی پر تو عمل کرےگی تو
حق میں تیرے اچھا ہوگا مال دنیا سے تجکو یہ مالامال کر دیگا باعث ہماری بھی خوشی کا ہوگا لہذا
اسوقت تھوڑی دیر کے واسطے اس کے پاس چلی جانا نازنین مذکورہ نے پہلے تو بظاہر بناز و ادا
جانے سے انکار کیا بعدہٗ بحرین جادو کے کہنے سے زیادہ انکار نکر کے خاموش ہوئی لیکن
سازندوں نے اس امر سے آگاہ ہو کر شور و غل کیا اور کہا کہ اے بحرین جادو تم آگاہ ہو کہ دلربا
خوش آواز ابھی ناکتخدا ہی نزدیکی مرد سے ناآشنا ہی یہی باعث ہمارے حصول دولت و مال کی ہی ہم ہرگز
اس کو پاس ابر باران جادو کے نہ جانے دینگے بحرین جادو نے بظاہر چیں بجبیں ہو کے کہا کہ
تمکو اس بارے میں کیا دخل ہی بس زیادہ شور و غل نکرو دور ہو یہاں سے چلے جاؤ سازندے تو
خائف ہو کر بظاہر شور و غل کر کے خاموش ہوئے لیکن بائی جی ضعیفہ جو ہمراہ دلربائے خوش آواز
کے آئی تھی اور جس نے دلربا کو بظاہر اپنی نوچی قرار دیا تھا اس نے آزردہ خاطر ہو کر کہا کہ
اے بحرین جادو بابت دلربائے خوش آواز جو بات آپنے تجویز کی ہی مجھے منظور نہیں ہی بہتر و
مناسب یہ ہی کہ اپنے ارادے سے باز رہیے ہمکو مع دلربا رخصت کیجیے ظلم و جفا پر نہ کمر باندھیے ورنہ
ہم فریاد و فغان کرینگے حتی الامکان فساد عظیم بھی کرینگے ہم سب اپنی جانیں دیدینگے
مگر جو آپ چاہتے ہیں ہرگز اس بات کو گوارہ نکرینگے ہرچند کہ پیشہ ہمارا بُرا ہی مگر بے عزتی
گوارہ نہیں ہی جبر و ظلم خوب نہیں ہی ہمکو اپنی دلربا کو یہاں واسطے ناچنے گانے کے لائے تھے نہ اس

کسی بدکام کے واسطے لائے تھے یہ طریقہ ہمارا نہیں ہے بجز مجرے کے ہم دلربائے خوش آواز کو کسی
شاہ و شہریار کے پاس نہیں لے جاتے ہیں یہاں بھی اس کو خاص واسطے مجرے کے لائے تھے نہ
اور کسی کام کے واسطے اگر تمکو یہاں آنا منظور ہوتا تو آپ سے کبھی اس باب خاص میں کلام نہ کرتے
اس دلربا کے فی زمانہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں عاشق و مائل موجود ہیں ہر ایک طالب اس کے وصل کا
ہو ہزارہا روپے کا لالچ دیتا ہے شاہ و شہریار بھی خواہان وصل ہیں ملک و مال دیتے ہیں مگر ہمکو
ملک و مال و دولت اس طور سے لینا منظور نہیں ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمارے
دوست ابر باران جادو بھی دلربائے خوش آواز پہ فریفتہ ہیں زر و جواہر کثیر دینے کو کہتے ہیں
اگر تمہاری خوشی و مرضی نہیں ہے تو ہم تم پر جبر و ظلم بھی نہیں کرتے ہیں تمہیں دلربائے خوش آواز
کا اختیار ہے مگر بائی جی اس امر میں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ تھوڑی دیر کے واسطے دلربا کو پاس
ابر باران جادو کے فقط اس غرض سے کہ اس کے پاس جا کر بیٹھے اور کچھ باتیں کر کے چلی آئے
بھیجدو اور ہم سے اس کے عوض میں زر و جواہر کثیر لو اس نے کہا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں ہے لیکن
اور کوئی بات بزور اس سے نہ کی جائے بحرین جادو نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو دوست
ہمارے ابر باران جادو ہمارے کہنے سے اور منع کر دینے سے دلربا کو ہاتھ بھی نہ لگائیں گے
دور سے اس سے باتیں کریں گے صورت اس کی دیکھیں گے دل اپنا خوش کریں گے بائی جی نے
کہا کہ اگر آپ کے دوست موافق آپ کی اس تقریر کے عمل کریں تو میں دلربا کو بھیجدوں یا خود بھی
اس کے ساتھ جاؤں بحرین جادو نے جواب دیا کہ تمہارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے
فقط دلربا ہی کو بھیجدو تھوڑی دیر میں پھر وہ تمہارے پاس چلی آئے گی ہم تمسے خوش ہونگے
مال و دولت بھی تمکو کثیر دینگے بائی جی اقرار مذکور پر راضی ہوئی بحرین جادو سے سازندوں
اور بائی جی نے جو اسقدر تقریر کی سبب اس کا یہ تھا کہ ابر باران جادو ساحر زبردست تھا
اور ہوشیار و خبردار تھا بلا حسب المطلب اس کے اگر دلربائے خوش آواز کو بھیجدیا جاتا تو
اس کو اندیشہ و شک پیدا ہوتا اور بزور سحر حال دلربا کو دریافت کر لیتا چنانچہ جب تمام تقریر
سازندوں کی اور بائی جی کی ابر باران جادو نے مسہری پر جا کر سنی اس کو یقین کامل ہو گیا
کہ بحرین جادو ہمارا دوست ہے بات دلربا کے سازندوں اور بائی جی سے بطریق اجرائے
مطلب کر رہا ہے سوا اس کے اور کچھ اس کے خیال میں نہ آیا کچھ اندیشہ و تردد اس نے نہ کیا
خوف اپنی جان کے جانے کا اور اندیشہ حکیم سالوس کے رہا ہو جانے کا مطلق نہ کیا الحاصل
بحرین جادو نے دلربا کو پاس ابر باران جادو کے تنہا بھیجدیا اور خود مع بائی جی نقلی اور
سازندوں نقلی کے بارگاہ سے اٹھکر اس خیمے میں جس میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
وغیرہ سب بیٹھے ہوئے تھے گیا اور سرگوشی میں تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے کہا کہ میں نے
تو دام مکر خوب پھیلایا ہے اب خواجہ طیفور کو دیکھیے کیا کار نمایاں کرتے ہیں اس کو سفوف
بیہوشی کھلا کر بیہوش کرتے ہیں یا خنجر سے اس کا کام تمام کرتے ہیں صاحبقران نے جواب دیا
کہ غالباً خواجہ اس کو بیہوش ہی کریں گے بشرطیکہ وہ حال خواجہ سے آگاہ نہو ورنہ اندیشہ ہے
خواجہ کے اسیر ہو جانے کا خیال ہے کیونکہ ساحر زبردست ہے اگر اس نے بزور سحر دریافت حال کیا
تو برا ہو گا یہ تمام تدبیر ہماری دھری سو دھری ہو جاوے گی بحرین جادو نے عرض کیا کہ تھوڑی دیر میں

جو کچھ ہوگا وہ آپ پر ظاہر ہی ہو جائے گا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھا اُدھر نازنین نقلی یعنی خواجہ
طیفور گردیا بصد ناز و ادا اُور لی ہوئی ہر ایک قدم پر جھجکتی ہوئی جا بجا شرمی ہوئی نیچی نظروں سے
دیکھتی بھالتی ہوئی ابر باران جادو کے قریب جاکر زیر مسہری ایستادہ ہوئی ساحر مذکور نے ہرچند
بصد عاجزی و خوشامد بالائے مسہری بلایا نازنین مذکورہ نے انکار کیا آخر بعد گفتگوے عاجزی
کے ابر باران جادو عاجز ہوکر نازنین مذکورہ پر قابو نہ پاکر دل میں خیال کرنے لگا کہ اے ابر باران
جادو اس نازنین کو شراب پلا کر اپنا مدعاے دلی حاصل کر جس وقت اس کو نشۂ شراب ہوگا
اُسوقت جو تو کہے گا یہ نازنین وہی کرے گی بے محابانہ مسہری پر قدم رکھیگی عالم نشے میں خود
تجھسے لپٹ جائیگی اُس حالت میں بصد شوق و رغبت اس سے ہم بستر ہونا بغیر اس تدبیر
کے یہ نازنین تیرے کہنے پر عمل نکریگی وصل اس کا تجکو میسر نہوگا یہ خیال کرکے مسہری
سے اُتر کر ہاتھ نازنین کا گرمجوشی سے پکڑ کر عاجزی و خوشامد کیے بٹھایا خود بھی زیر مسہری بیٹھا
دست درازی کرنے لگا جانب سینہ نازنین کبھی ہاتھ بڑھانے لگا کبھی اُسکو اپنی آغوش کیطرف
بصد اُلفت کھینچنے لگا نازنین مذکورہ اپنے تئین بچانے لگی چین بجبین ہوکر کہنے لگی کہ دیکھو تھیکے بیٹھو
ذرا اپنے ہوش و حواس میں آؤ یہ اشتابائی یہ دست درازی مجھے پسند نہیں ہے میں ان باتونکی
عادی نہیں ہوں یہ کہکے پھر غمزہ و ناز کرکے یہ کہنے لگی نظم

بولی غمزہ جتا کے وہ خوش خو
لپٹے جانا مجھے نہیں بھاتا
اتنا بدذات میں نہ جانتی تھی

اپنے میں کیا خوب ہوش میں آتو
ابھی چکا پڑا ہوا تھا کون
یہ تری حرکات میں نہ جانتی تھی

گفتگو کیجیے الگ سے ذرا
کسکو سکتا تھا مر رہا تھا کون
ابر باران جادو نے یہ جواب دیا نظم

جب سے صورت کو تیری دیکھا ہے
یا مری جان مجھ پہ ہے ظلم
پاؤن پر گر پڑا وہ یہ کہکر
تھامے دل کا اور یہی عالم
اسلیے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے

کیا کہوں دل کا اور کیسا ہے
پوست اور گوشت تیری نذر کیا
ہاہر امانتا تو اے دلبر
ضبط بالکل نہ کر سکا اے ماہ
جان و دل کرچکا تھا دونوں فدا

میں ہوں بس اپنے حال سے باہر
جامۂ عشق تن پہ میں نے سیا
حرکت مجھسے جو ہوئی اسدم
بات کرنے کی باقی کوئی نہ راہ
یہ کہکے کشتی شراب سے شیشۂ

ساغر اُٹھا کر شراب گلرنگ جام بلورین میں بھر کر تحسین دے کر کہنے لگا کہ اے نازنین یہ جام محبت ہے
ہمارے ہاتھ سے لے اسقدر تو ہماری بات مان لے اُس گل رخسار نے بناز و ادا جواب دیا
کہ یہ شراب واہیات میں نہیں پیتی تم ہی ایسی شراب پیو میں وہ شراب ناب پیتی ہوں کہ جس کا
ایک قطرہ مست و مدہوش کر دیتا ہے ساحر مذکور نے پوچھا کہ وہ شراب کیسی ہوتی ہے کہاں ملتی ہے
اگر معلوم ہو جائے تو میں ابھی جاکر تیرے واسطے لاؤں یا کسی سے منگواؤں نازنین نے مسکرا کر
اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر اشارے سے کہا کہ دیکھو ہم ایسی شراب خالص پیتے ہیں ابر باران جادو
نے دیکھا کہ اُس نازنین کے بالاے سینہ درمیان دو جام ہاے بلورین یا دو معجون نور کے
یا دو معجون مہی کی ڈبیوں کے بیچ میں ایک قلم شراب آتش رنگ کی رکھی ہے رنگ یاقوت احمر
اُس کے رنگ سے شرماتا ہے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ وہاں جو اُس نازک بدن نے کھایا ہے ایک
لکیر سُرخی کی سینے پہ نمودار ہے ابر باران جادو کے اُس قلم شراب یاقوت رنگ کو سینۂ محبوب پر
دیکھکر بہزار عاجزی و خوشامد کہا کہ اے نازنین اس قلم شراب سے ذرا سی شراب مجھے بھی اپنے

دنیا مجھ سے دیکھا ہے دنیا میں بھی دیکھوں کہ یہ شراب کیسا نشہ کرتی ہے میں نے بارہا شاہ طلسم زلزلہ کے مجلس میں
کی شراب پی ہے اکثر شاہ طلسم زلزلہ کے پینے کی شراب بھی پی ہے کہ جس کا مثل و نظیر نہیں ہے نازنین نے
جواب دیا کہ اس شراب سے بہتر دنیا میں کوئی شراب نہ ہوگی مانند اس شراب کے کسی شراب میں خوشبو
اور مزہ اور نشہ نہ ہوگا یہ شراب شاہوں کو بھی میسر نہیں ہے ایک شاہان جہان سے جمشید گذرا ہے اسکو بھی
ایسی شراب ممکن نہ ہوئی ہوگی یہ قلم شراب نہایت قیمتی ہے اس شراب کے نشے میں عجب عجب سیر چمن و
گلشن میخوار کرتا ہے ابر باران جادو نے کہا کہ واقعی یہ شراب ایسی ہی ہوگی کیونکہ قلم شراب تمہارے
سینے سے مس ہے جو کچھ اس کی تعریف کرو وہ کم ہے بیشک اس شراب ناب میں نشہ زیادہ ہوگا خوش مزہ
بھی ہوگی اسوقت تمہارے ہاتھ سے یہ شراب ہمارے پینے میں بھی آئے گی کیفیت اس شراب کے
پینے سے زیادہ ثابت ہوگی آج رتبہ میرا جمشید بادشاہ سے بھی زیادہ ہو جائیگا اگر تم اپنے ہاتھ
سے یہ شراب مجھے دو گی تو وہ جام بلورین رشک جام جم ہو جائے گا میں اپنی خوبی مقدر پر جتنا فخر
کروں وہ کم ہے اب تاب ضبط نہیں ہے شوق اس میخواری کا بے حد ہے جلد یہ شراب مجھے پلاؤ خود بھی
پیو نازنین مذکورہ نے اس سے کہ گفت وہ قلم شراب اپنے سینے کے جوبن کو دکھا کر بالائے سینہ
سے نکالی پھر جام بلورین اٹھا کر تھوڑی سی شراب اس میں سے بھر کر جام دست نازک پر رکھکر
منہ پھیر کر کہا کہ لو تمہاری خاطر سے ہم اپنے ہاتھ سے تمہیں جام دیتے ہیں ساحر مذکور نے وہ
جام دست ساقی گلفام مذکورہ سے لے کر بے دغدغہ انجام دہن سے لگا کر شراب پی بعدہ کہا کہ
اے نازنین چاہتا ہوں کہ ایک جام اور اسی مے ناب کا مجھے دے نازنین مذکورہ نے اسکے
بہت سی شراب جام بلورین میں انڈیل کر اسکو جام دے دیا اس نے وہ جام بھی بعد خوشی
لے کر میخواری کا لطف بہت اٹھایا چونکہ وہ شراب سفوف بیہوشی آمیز تھی اور زیادہ تعداد سے
ابر باران جادو نے پی تھی حلق سے اترتے ہی اس کو نشہ کیا تب و حواس اسکے کانپ سے
دماغ اس کا اس بادہ ناب سے گرم ہوگیا تاثیر سفوف بیہوشی نے دکھائی آنکھیں سرخ نظر آئیں
اسی حالت نشہ میں بے اختیار ہو گیا اس نے سوئے نازنین بڑھنا چاہا کہ اپنی آغوش میں لیکر
مدعائے دل حاصل کرے نازنین نے اس کے ارادے سے آگاہ ہو کر اس جگہ سے اٹھکر بظاہر
ارادہ بیرون بارگاہ جانے کا کیا ابر باران جادو فی الفور اپنی جگہ سے اٹھ کر چاہتا تھا کہ ہاتھ
نازنین مذکورہ کا پکڑ لے کہ یکایک اس کے سر کو ایسی گردش ہوئی کہ وہ چکر کھا کر بالائے فرش
گر پڑا گرتے ہی بیہوش ہوگیا اسوقت نازنین مذکورہ نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور کردیا ادنا پکار
تو مجھکو نازنین سمجھے ہوئے تھا میرے وصل کا طالب تھا جو ویسا تیری عقل پر پتھر پڑے ہو ساحر تھا بڑا
عاقل و ہوشیار رہتا تھا مجھکو نہ پہچان سکا آخر مرے دام مکر و فریب میں گرفتار ہوا تجھ سی ہوشیاری
تیری تیرے بکار آمد نہ ہوئی اے نابکار تو نے عجب تدبیر و حکمت سے علیم سالوس وغیرہ کو قید کیا ہے
دیکھ تو سہی کہ تجھ سے کس طرح پیش آتا ہوں یہ نعرہ کر کے کلے کی مانند سوزن زبان میں اس کے
دے کر بعجلت تمام مذ زنبیل کیا بعدہ تجلا اشیائے جو وہاں تھے جو دکھیں ان سب کو بھی اٹھا اٹھا کر
داخل زنبیل کیا اور صورت اپنی حالت اصلی پر لا کر پوشاک بھی تبدیل کر کے بیرون بارگاہ سے نکلکر
شادمان و خرامان خواجہ مسکراتے ہوئے جانب خیمۂ حفاظت مذکور چلے یہاں صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع ذریہ و ہزار ساحروں کے بچنے جادو کی نیند سے بازتھے ہوئے تھے

بحرین جادو باادب روبرو بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا تھا کہ خواجہ کو گئے ہوئے دیر ہوئی نہیں معلوم ابر باران
جادو کو بیہوش کیا یا نہیں مجکو اندیشہ ہی کیونکہ وہ نابکار نہایت ہوشیار ہی اگر اُس نے خود ہی دریافت
کیا تو ہماری تدبیر میری ضائع و برباد ہو جائیگی صاحبقران موصوف فرماتے تھے کہ خواجہ
طیفور گردیانی زمانہ تھا عیاری و مکاری و فریب وہی ہین بے مثل ہین وہ کسی نہ کسی عنوان سے
اُس نابکار کو ضرور بیہوش کرینگے بحرین جادو عرض کرتا تھا کہ آپ بجا فرماتے ہین مگر ابر باران
جادو بھی بلائے بے درمان ہی عقل کا پتلہ ہی بڑا عقیل و فہیم ہی مجکو سخت اندیشہ ہی خواجہ تنہا گئے
ہین کسی عیار کو بھی اپنے ساتھ بضرورت عیاری نہین لے گئے ہین باعث تردد ہی اکیلے ایسے ساحر
زبردست پر کیا عیاری کرینگے کوئی عیار بھی ہمراہ اُن کے اُن کا سمین نہین ہی دلسوز وغیرہ
عیارون نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو کیا خیالات کرتے ہو خواجہ طیفور گردیا گویا مانند دوسرے
عیار کی ایسی جگہ درکار نہین ہی اگر ابر باران جادو بلائے بے درمان ہی تو وہ بھی آفت روزگار
ہین بڑی بڑی انہون نے عیاریان کی ہین اس ساحر نابکار کی اُنکے آگے کیا حقیقت ہی تم کچھ
اندیشہ و فکر و تردد نکرو وہ ضرور اُس کو بیہوش کرکے یہان آئینگے تم ابھی خواجہ کی عیاریون
سے چندان آگاہ نہین ہو اُن کے کمالات سے بخوبی ماہر نہین ہو اگر تھوڑی دیر گذری ہی تو کچھ جائے
فکر و اندیشہ نہین ہی کہ یکایک سامنے سے خواجہ طیفور گردیا آگئے صاحبقران نے پوچھا کہو
خواجہ شیر یا بیٹر ابر باران جادو کو بیہوش کیا یا خالی ہاتھ وہان سے چلے آئے اُسی عیاری نکی
خواجہ نے قریب آکر عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے مین نے اُس کو اپنے دام مکر مین گرفتار کرکے
بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا ہی بھلا مین شیر بیشۂ عیاری و مکاری ہو کر بزدلی کرسکتا ہون خالی ہاتھ
بے گوہر مراد آسکتا ہون یہ سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و جملہ
عیاران ہمراہی و تمامی ساحران لشکر بحرین جادو نہایت خوش ہوئے اندیشہ و تردد دل سے
دور ہوا ہر ایک بہت مسرور ہوا چہرون پر آثار خوشی ظاہر ہوئے بحرین جادو وغیرہ نے
خواجہ کی بہت تعریف کی صاحبقران نے زنجیر اپنے پانون سے حالت خوشی مین دور کرکے
خواجہ سے کہا کہ ابھی ابر باران جادو کو زنبیل سے نکالو ستون خیمے سے مضبوط کرکے باندھو
تاکہ اُس کو ہدایت کرین خواجہ نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر میری تو رائے یہ ہی کہ اس ساحر
نابکار کو ہدایت نکیجیے مجھے یہ حکم دیجیے کہ زنبیل سے نکال کر قتل کر ڈالون تاکہ سحر اُس کا باطل
ہو ابرج بالائے تالاب محیط ہی دفع ہو آب تالاب خشک ہو صورت طلسم حکیم سالوس وغیرہ جلد
ظہور مین آئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے رائے خواجہ کی پسند نکرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہدایت دین اسلام کرنا ضرور ہی شاید یہ ساحر زبردست ہماری ہدایت سے مسلمان ہو جائے
دین اسلام ہو تو اس سے بڑے بڑے کام نکلینگے خواجہ نے حسب الحکم ابر باران جادو کو
زنبیل سے نکال کر رسن سے چوب خیمہ مین مستحکم باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر اُسے ہوشیار
کیا اُسنے ہوشیار ہو کر اپنے تئین چوب خیمہ سے بندھے ہوئے دیکھا دہان مین اپنے سوزن پایا
سخت برہم و غضبناک ہو کر بہ نظر تند و تیز صاحبقران و بحرین جادو کو دیکھکر بہت دست و پا
اپنے ہلائے مگر چونکہ دست و پا اُس کے نہایت مضبوط رسن مستحکم سے چوب خیمہ مین بندھے ہوئے
تھے رہا ہو نسکا بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے آخر عاجز ہو کر سوے بحرین جادو وغیرہ دیکھنے لگا

اُسوقت صاحبقران نے ایک پرچۂ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی کہ اے ابر باران جادو
آگاہ ہو کہ زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے ہم طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں دیکھ کس طور
سے ہمارے عیار وفادار نے تجھکو بمکر و فریب بیہوش کرکے اسیر کیا ہے اگر تو مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہو تو ہم تجھکو رہا کردیں تیری خونریزی سے باز آئیں رتبہ و مرتبہ تیرا زیادہ کریں اپنے
رفقا میں تجھے داخل کریں اگر مسلمان ہونے سے اور ہماری اطاعت سے انکار و سرکشی کرے گا
تو ابھی سر تیرا تیغ براں سے کاٹا جائے گا بعد لکھنے اس عبارت کے پرچہ قرطاس مذکور خواجہ
نے اُسے دکھایا اور کہا کہ اے ابر باران جادو گو یہ قلم و دوات بھی موجود ہے مگر تو اشارے
سے اس تحریر کا جواب دے اُسنے ایما و اشارہ عبارت مذکور پڑھ کر جواب دیا کہ اے صاحبقران
میں نے تو سنا تھا کہ آپ شجاعان روزگار سے ہیں لیکن اسوقت ثابت ہو گیا کہ بڑے بزدل ہیں
باوجود بحرین جادو ایسے ساحر زبردست کے موجود ہونے کے اور ڈیڑھ ہزار جمعیت ساحران و
چند عیاروں کے آپ مجھسے اسقدر خائف و ترساں ہیں کہ میرے ہاتھ بھی پس پشت بند ہوا دیے
ہیں زبان میں سوزن کلاں دیدیا ہے نہ تو میں ہاتھ سے کچھ لکھ سکتا ہوں نہ زبان سے جواب دے سکتا ہوں
اگر آپ واقعی شجاع و بہادر ہیں تو مجھے رہا کرادیجیے بعد اُ مجھسے اس تحریر کا جواب لیجیے صاحبقران
نے اُس کی ایسی ایما و اشارے کی تقریر سے آگاہ ہو کر خواجہ سے کہا کہ اس ساحر کے دست و پا کھولدو
سوزن بھی اس کی زبان سے نکال لو ہم شیر بیشۂ شجاعت ہیں خدا ہمارا معین و مددگار ہے یہ ساحر
اگر بعد رہائی دشمنی بھی کرے گا تو ہمیں ضرر نہ پہنچا سکے گا اس کو ہماری بہادری و شجاعت
میں کلام ہے اپنی سحر و ساحری پر نازاں ہے دیکھیں رہا ہو کر کیا کرتا ہے اور کس طرح ہم سے بدشمنی
پیش آتا ہے خواجہ طیفور گر دیا اور بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اس کو اپنا
دشمن سمجھ لیجیے ہرگز یہ مسلمان نہوگا نہ مطیع دین اسلام ہوگا نہ اطاعت آپ کی اختیار کرے گا
بلکہ یقین کامل ہے کہ بدشمنی پیش آئے گا ہنوز صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابر باران
جادو نے جانب بحرین جادو دیکھکر بایما و اشارہ کہا کہ اے بحرین جادو مجھے تجکو یہ امید
نہ تھی افسوس تو نے مجھے دغا کی بہادری و دلاوری سے تو نے مجھے گرفتار نہ کیا بمکر و فریب مجھے
اسیر کیا کچھ تو حق دوستی اسوقت ادا کر دشمنی تو کر چکے ہو کچھ دوستی بھی کرو مجھے رہا کرادو پھر
جو کچھ تجھے کہنا ہو وہ صاحبقران سے کہو لیکن بحرین جادو نے تو اُسے پھر اس کی تقریر کا جواب
نہ دیا مگر صاحبقران نے پھر خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ اس کو ابھی رہا کردو کچھ اندیشہ کسی طرح کا
نہ کرو یہ سچ کہتا ہے کہ شجاعان جہان سے یہ بعید ہے کہ بمکر و فریب کسی حریف کو گرفتار کریں خواجہ
نے مجبور ہو کر ہاتھ اور پاؤں اُس کے رسن سے کھولنا شروع کیے بحرین جادو نے متردد ہو کر
اسباب سحر پر ہاتھ بڑھایا اپنے ہمراہی ساحروں سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ نارنج و ترنج گولے
فولادی وغیرہ اسباب سحر اپنے ہاتھوں میں اٹھالو اسلئے سحر جلد پڑھکر اسباب سحر پر دم کرلو
ابر باران جادو رہا ہوتے ہی غالبا آمادہ جنگ ہوگا ابھی بحرین جادو اپنے لشکر کے ساحروں سے
ہم سخن تھا اور خود بھی گولہ فولادی اٹھا کر مستعد جنگ ہوا تھا کہ ابر باران جادو قید سے
رہا ہو گیا اسوقت اُس نے اپنے ہاتھ سے اور بقول راوی دیگر صاحبقران نے اپنے ہاتھ
سے اُس کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور فرمایا کہ اے ابر باران جادو کہو اب کیا کہتا ہے

وہ زبان کو اپنے دہن میں لے جا کر اور چوس کر اسماے سحر زبان پر جاری کر کے مثل پرکالۂ
آتش سوے فلک جا کر بصد غیظ و غضب گر کر مانند برق جندہ بلندی سے بالاے سر
صاحبقران گرا بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحروں کی آنکھوں میں خیرگی ہوئی اسی حالت میں
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے مطلق خائف نہو کر بعجلت تمام اسم اعظم الہی ورد زبان
کر کے خیمۂ حفاظت سے باہر قدم نکالے کہ بتی مذکور پر پہونکا فی الفور ببرکت اسم اعظم الہی
ابر باران جادو بصورت اصلی ہو کر سحر بھول کر سامنے بالاے زمین گرا اسوقت امیر کشورگیر
نے نعرہ کوہ شگاف کر کے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اسطرح اُس ناری پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر
بالاے خاک تڑپنے لگا بحرین جادو وغیرہ نے بہت تعریف شجاعت و جرأت صاحبقران معروف
کر کے عرض کیا کہ کیا جلدی آپ نے اس دشمن پر تلوار لگائی کہ کر کے سنبھل کر بھاگ بھی نہ سکا اتنی بھی
مہلت آپ نے نہ دی کہ سنبھل کر گریزان ہوتا اسی طرح خواجہ موصوف نے ثنا کی دیگر ساحروں کو حیرت
ہوئی کہ ایسے ساحر زبردست کو کس خوبی سے صاحبقران نے تہ تیغ کیا ابھی سب تعریف امیر با توقیر
کر رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ اسیوقت ابر باران جادو تڑپ تڑپ کر مر گیا دنیا سے سوے
جہنم گیا اُس کے مرتے ہی وہ ابر جو بالاے تالاب محیط تھا دفع ہو گیا پانی بھی اُس تالاب کا اسطرح
خشک ہو گیا کہ گویا کبھی اس جگہ پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا اندرون تالاب خاک اڑنے لگی اور بھی
درمیان تالاب جو میل فولادی تھا وہ بدستور نصب رہا اسکو کچھ تغیر نہوا راوی ناقل ہے کہ بعد
مرنے ساحر زبردست مذکور کے اسقدر ہواے تند و تیز چلی و بالسیاہ آندھی سیاہ زور شور سے آئی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ کر مانند خس و خاشاک کے کوسوں اُڑ گئے سوا اسکے ابر سیاہ بالاے
فلک پیدا ہوا اُس ابر میں برق کی سی چمک رعد کی سی آواز ظاہر ہوئی پھر سنگ باری و برف
باری ہونے لگی تاریکی محیط صحرا ہوئی وہ روز کہ وقت صبح صادق کا تھا کثرت تاریکی سے مانند
شب تاریک کے ہو گیا تا دیر علامت مرگ ساحر مذکور کی اسی طرح رہی بعد ازاں وہ ابر اور سنگ باری
و برف باری و تاریکی دور ہوئی مطلع صاف ہوا اسوقت ساحر مقتول کے بیروں نے اُسی کے
نام سے یوں پکار کر بعد ازاں دردناک کہا کہ افسوس مردیم و قتل شدیم و بمطلب خود نرسیدیم
نام ما ابر باران جادو بود بعد ازاں نالہ کنان ایک سمت چلے گئے اس اثناے میں آفتاب
عالمتاب جانب مشرق سے نمایاں ہوا سب نے دیکھا کہ وہ تالاب خشک ہو گیا ہے ابر جو بالاے
تالاب محیط تھا وہ دفع ہو گیا ہے تالاب میں خاک اُڑ رہی ہے لاشہ منحوس ابر باران جادو
خاک پر پڑا ہوا ہے یہ حال دیکھکر بحرین جادو نے ازحد خوش ہو کر صاحبقران سے عرض کیا
کہ یہ وقت عجلت کرنے کا ہے اسوقت ہو گئے نہیں میری یہ رائے ہے کہ بلا تامل حکیم سالوس وغیرہ کو
زندان سے رہا کر لیجیے دیر نہ کیجیے یقین کامل ہے کہ ابر باران جادو کے مرنے کی حکیم جالوس
وزیر اعظم بادشاہ طلسم زلزلہ کو و نیز شاہ طلسم مذکور کو خبر ہوئی وہاں سے فوراً ساحران نامی
و نامور مع لشکر ساحران یہاں آ کر گھیر لینگے رہائی حکیم سالوس کے مانع ہو کر آمادہ فتنہ و فساد
ہونگے یا خود حکیم جالوس بعد خبر قتل ابر باران جادو سے آگاہ ہو کر یہاں
آئے گا ضرور آمادہ جنگ و جدال ہوگا رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے آپ کو باز رکھے گا لہذا
مصلحت وقت یہ ہے کہ بعجلت تمام تدبیر رہائی حکیم صاحب موصوف العدد کیجیے صاحبقران سلطان

کیوان منشکوہ نے پوچھا کہ فکر و تدبیر رہائی حکیم سالوس کیا ہی اُس نے عرض کیا کہ مین نے
قبل اسکے بھی چند عرض کیا تھا اب بھی جو کچھ معلوم ہی وہ عرض کرتا ہون سنتا ہی کہ زیر میل
فولادی ایک زندان تاریک ہو اسی زندان مین حکیم سالوس مع اپنے رفقا کے اسیر ہی پس
آپ کو مناسب ہی کہ جو میل فولادی درمیان اس تالاب کے نظر آتا ہی اُس کو بقوت بالو ایک
بار زمین سے کھینچیے ایک دہنہ نقب پیدا ہوگا اُس نقب مین جایئے گا اس زندان حکیم سالوس تک
پہونچ جایئے گا یہ کام آپ ہی سے متعلق ہے مین اس کام کو نہین کرسکتا نہ سوا آپ کے اور کوئی
شخص ساحر وغیرہ سا فقیر کرسکتا ہی کیونکہ آپ ہی طلسم کشا ہین الغرض بابت دریافت لوح طلسمی
رہائی حکیم صاحب ممدوح مین کوشش کررہے ہین صاحبقران نے تدبیر رہائی حکیم سالوس
سے آگاہ ہوکے تا لب آگے بڑھکر درمیان مین تالاب مذکور کے جاکر میل فولادی مذکور پر
ہاتھ رکھکر اور اُس کو محکم پکڑکر جو یکدفعہ زور کیا تو آناً فاناً مین اُس جگہ سے اکھاڑ کر دور پھینکدیا
بحرین جادو نے قوت صاحبقران پر نظر کرکے شادان و حیران ہوکے بہت تعریف کی
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ بجرد اکھڑنے اُس میل فولادی کے ایک تتق گرد و غبار زمین
سے بلند ہوا گویا تمام وہ صحرا گرد و غبار سے گوشہ تاریک ہوگیا بعد برطرف ہونے گرد و غبار کے
غور کرکے جو سب نے دیکھا تو ایک دہنہ نقب کی مانند پیدا ہوا اُس دم بحرین جادو نے عرض کیا
کہ اے امیر یا توقیر یہ دہن نقب گویا ایک دروازہ زندان ہی آپ شجاع و بہادر ہین دلیرانہ اس
دہنہ نقب مین اپنے تئین گرا دیجیے زندان مین پہونچ جایئے گا وہان حکیم سالوس وغیرہ سے
ملیے گا جلد اُن کو رہا کرکے یہان تشریف لایئے گا دیر نہ لگایئے گا ورنہ باعث تردد و انتشار
ہوگا یہ خیرخواہ اسی جگہ حاضر رہے گا اگر حکیم جالوس یا اور کوئی ساحر نامی و نامور فرستادہ حکیم
جالوس بادشاہ طلسم زلزلہ کا بھیجا ہوا یہان آئیگا تو مین اُسے حتی الامکان روکون گا تالاب
اور دہنہ نقب تک جانے نہ دونگا اگرچہ ہنگام جنگ سحر و ساحری زخمی بھی ہونگا مگر بھی کسی
دشمن کو قدم آگے بڑھانے نہ دونگا تا وقتیکہ آپ حکیم سالوس کو ہمراہ لے کر یہان تشریف نہ لایئے گا
صاحبقران نے موافق کہنے بحرین جادو کے عمل کرنا چاہا اُسوقت خواجہ طیفور گردپا عیار باوفا
نے عرض کیا کہ یہ فدوی آپ کو اس دہنہ نقب مین اکیلا جانے نہ دے گا خود بھی ساتھ چلے گا صاحبقران
نے فرمایا کہ اے خواجہ تمہارے ساتھ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی ہمکو جانے دو تم ہمارے
ساتھ نہ چلو خواجہ نے ادبا تو کچھ جواب نہ دیا مگر جسوقت امیر با توقیر بسم اللہ کہکر اُس دہنہ نقب مین
کود پڑے بعد ایک لمحہ کے خواجہ نے خود بھی اپنے تئین دہنہ نقب مذکور مین گرا دیا اُسوقت دونون
اشخاص موصوفین غلطان و پیچان چلے جاتے تھے بعد تھوڑی دیر کے دونون کے پانون زمین سے آشنا ہوئے
اول صاحبقران نے زمین پر پہونچکر جو دیکھا تو سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا کیونکہ وہ زندان ایسا
تیرہ و تاریک تھا کہ اگر اسکو مثالاً قبر سے تشبیہ دیجیے تو بجا ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ تاریک تھا یا اُس زندان کو پردہ
ظلمات سے تشبیہ دیجیے یا اُس قید خانہ تاریک کی تاریکی کو سیاہی دل کافر سے مثال دیجیے یا
ظلمت شب دیجور سے نسبت دیجیے تو درست ہی بعد تھوڑی دیر کے جب انکھین کچھ ہوا خوری کے
جو دیکھا تو صاحبقران کو معلوم ہوا کہ تہخانہ نہایت مستحکم و پختہ ہی اندر اُس کے کئی درجے ہین
ہر ایک درجہ وسیع ہی صحن خانہ بھی بہت وسیع ہی ابھی صاحبقران موصوف تہخانے کو دیکھ رہے تھے

کہ خواجہ طیفور گرد پا بھی عقب صاحبقران پہونچے جب امیر باتوقیر آگے روانہ ہوئے خواجہ بھی
پیچھے پیچھے ہو چلے بعد قطع راہ تیرہ و تاریک صاحبقران نے دیکھا کہ ایک درجے میں چار شخص نہایت
ناتوان و لاغر لباس کثیف برنگ خاک پہنے ہوئے سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں سراپا طوق و سلاسل
میں گرفتار ہیں اُن کے مقابل میں جو دوسرا درجہ تھا اُس میں ایک مرد نحیف الجثہ چادر اوڑھے
ہوئے سو رہا ہے خواب ایسا اُس پر غالب ہے کہ گویا بیہوش و مدہوش پڑا ہوا ہے وہ شخص بھی
مسلسل و مطوق ہے بمجرد دیکھنے قیدیان مذکور کے صاحبقران نے اپنے دل میں شکر خدا کیا
اور کہا کہ ظاہرا یہ چار شخص رفقائے حکیم سالوس ہیں اور وہ جو شخص سو رہا ہے غالبًا حکیم سالوس
ہے یہ باتیں دل میں کر کے آگے بڑھے جب قریب اُن قیدیوں کے پہونچے پاؤں کی آہٹ سے
اُن چاروں نے سر اپنے زانوئے غم سے اٹھا کر دیکھا اُن میں سے ایک شخص نے صاحبقران
کو دیکھکر بآواز نحیف کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون بعد کو اپنے اُن ہم نشینوں سے مخاطب ہو کر کہا
کہ بھائیو تم سب ہمارے اسلام و ایمان کے شاہد رہنا یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا
اُن تینوں قیدیوں نے پوچھا کہ آج کیا باعث ہے کہ تم ایسے کلمات حسرت آیات اپنی زبان پر جاری
کرتے ہو اُس نے بآواز ضعیف جواب دیا کہ شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج اُس نے ہمکو قید مصیبت
و تکلیف سے رہا کیا ہمارے حال پر رحم کیا تم بھی سجدۂ شکر خدا کرو کہ اس زندان ستم میں
غالبًا ملک الموت کا گذر ہوا ہے سوا اُن کے یہاں کون آسکتا ہے کس میں اتنی قوت و طاقت ہے
کہ یہاں قدم رکھ سکے کوئی دوست تو ہمارا یہاں آ نہیں سکتا ہے جو یہاں آکر رہا کرے
حکیم صاحب سے ایک روز سنا تھا کہ اس زندان میں طلسم کشائے طلسم زلزلہ آئے گا وہی ہمکو
رہا کرے گا گو ہمنے حکیم صاحب سے یہ خوشخبری سنی تھی مگر نہیں معلوم کب طلسم کشا یہاں آئے گا
ہمارے نزدیک تو گذر بھی طلسم کشا کا نہ ہوگا خیر جو کچھ ہوگا وہ کسی وقت و زمانے میں ہوگا
بالفعل تو اس زندان میں قابض ارواح کا گذر ہوا ہے عجب نہیں کہ ہماری ہی قبض روح کو آئے
ہوں یا ہم میں سے کسی ایک کی قبض روح کے واسطے یہاں ملک الموت نے قدم رنجہ کیا ہے تم سب بھی
دیکھ لو وہ ادھر آتے ہیں بس ہم بھی خوش ہیں تم سب بھی خوش ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبانوں پر جاری
کرلو اپنے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے توبہ کرلو اعتقادات پر اپنے ثابت قدم رہو شکر خدا کرو کہ
یہاں بعد چند ماہ کی قید کے ملک الموت تشریف لائے اب قید ہستی سے رہا ہو جائیں گے
اور جو مصائب اٹھاتے تھے وہ اٹھا چکے آئندہ اس زندان کے مصائب سے فرصت و فراغت
حاصل ہو جائے گی یہ کہکر وہ شخص خاموش ہوا ہمنشین تینوں قیدی اُس کے کہنے سے بغور
دیکھکر کہنے لگے کہ اے برادر تمنے سچ کہا تھا واقعی کوئی صاحب اسی طرف چلے آتے ہیں نہیں معلوم
کون ہیں یا تو بقول تمہارے ملک الموت ہیں یا کوئی جن ہیں یا کوئی فرد بشر ہیں مگر بقول تمہارے
یہ تو وہ زندان ہے کہ اس زندان میں بجز ہم اسیروں کے کوئی قدم رکھتا ہی نہیں نہ کوئی اس زندان
میں آسکتا ہے کیونکہ محافظ اس زندان کا جانب حکیم جالوس و شاہ طلسم زلزلہ سے ابرباران جادو
ہے جس نے ہمیں قید کیا ہے وہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ اُس کے سحر کو کوئی ساحر دفع نہیں کرسکتا
بھلا طلسم کشا بغیر اُس کے قتل کیے یہاں کب آسکتا ہے اور ساحر مذکور کا قتل کرنا کوئی کار سہل
نہیں ہے بہت دشوار ہے ہاں اگر ہمارے مقدر میں رہائی ہے تو بقول حکیم صاحب اس زندان سے

ایک روز رہا ہونگے ورنہ اسی قید خانے مین مرجائینگے کسی کو خبر بھی ہمارے مرنے کی
ہوگی نہ کوئی ہمارے غم مین غمگین ہوگا بلکہ جب ہمارے دشمنون کو ہمارے مرنے کی آگاہی ہوگی
تو وہ خوش ہونگے ہنوز وہ چارون قیدی باہم بآواز نحیف و ضعیف یہ باتین کر رہے تھے
اور کلمۂ شہادتین اپنی زبانون پر جاری کر رہے تھے کہ صاحبقران نے اُن کے قریب تر
جاکے اُن پر سلام کیا انھون نے خائف ہوکر جواب سلام دیا صاحبقران نے ان سے پوچھا
کہ تم کب سے یہان اسیر ہو اور تم مین حکیم سالوس کون ہے انھون نے جواب دیا کہ پہلے آپ
یہ فرمائیے کہ آپ کون صاحب ہین اور ایسے زندان تیرہ و تاریک مین کیون آئے ہین یہان آنے سے
کیا مطلب ہے یہ زندان تو محض ہم قیدیون کے رہنے کی جگہ ہے ہم سب اس محبس تیرہ و تاریک مین
پڑے ہین گویا زندہ درگور ہین خداوند عالم اب کسی کو اس قید خانے مین نہ لائے آپ کا یہان آنا تعجب ہے
آپ بھی جان سے بیزار ہین یا بنی آدم سے ہین یا فرشتون سے ہین اگر آپ ملک الموت ہین تو بسم اللہ قبض
ارواح کیجیے ہمکو قید ہستی سے رہا کرکے زندان تکلیف سے آزاد کیجیے ہر ایک فرد بشر کو اپنے مرنے کا
ملال ہوتا ہے ہم ایسے قیدی ہین کہ ہمین اپنے مرجانے کی خوشی ہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے ان کی تقریر سنکے اُن کے حال پر بہت افسوس کرکے فرمایا آگاہ ہو کہ ہم نہ تو بیجان سے ہین نہ
ملائکہ سے ہین بنی آدم ہین واسطے تم سب کی رہائی کے یہان آئے ہین خاص و عام ہمکو صاحبقران
بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین اگر خداوند عالم
نے چاہا تو ہم طلسم زلزلہ کو فتح کرینگے حکیم سالوس سے لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کرنا بھی مطلوب ہے
اُن چارون اشخاص نے خوش ہوکر کہا کہ الحمدللہ کہ جو حکیم صاحب نے ہمسے کہا تھا اُس کا ظہور ہوا
ایک روز حکیم صاحب نے اسی زندان مین ہمسے کہا تھا کہ زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا نزدیک آگیا ہے
غالبا اس زندان مین طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا گذر ہوگا یہ فرماکر بہت بہت سی گولیان ادویہ کی
ہمین دے کر خدا سے انھون نے دعا کی تھی کہ مجھپر اسوقت تک خواب کو غالب کر کہ جب تک طلسم کشا
اس زندان مین قدم رکھے جب وہ ہمین جگائے جب ہی ہم بیدار ہون پس اُن کی دعا کو حق تعالی
نے مستجاب کیا ہے اُس روز سے وہ اب تک سو رہے ہین دیکھیے اس درجے مین آرام پذیر ہین
وہی گولیان عطیہ حکیم صاحب موصوف ہم چارون شخص موافق تعداد کے روز کھا لیتے تھے
ان کی تاثیر سے نہ تو ہمکو بھوک معلوم ہوتی تھی نہ پیاس ابھی تک تھوڑی گولیان ہم سب کے پاس
موجود ہین قاعدہ ہے کہ قیدیون کو بھی آب و طعام وغیرہ دیتے ہین لیکن ہم سب ایسے قیدی ہین کہ
جب سے قید ہوئے ہین آج تک آب و طعام کی ہمنے شکل و صورت بھی نہین دیکھی ہے نہ ہوا کا بیان
گذرا ہے آج تک صرف بقدرت خداے زندہ ہین آپ نے ہم سب پر احسان کیا کہ ہماری رہائی
کے واسطے یہان آئے مگر ہمکو حیرت ہے کہ ابر باران جادو جو نگہبان ہمارا تھا اُس نے آپ کو
نہین روکا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے عنایت و مدد خدا سے ابر باران جادو کو تہ تیغ
کیا ہے سحر اُس کا دور ہوگیا ہے یہ سنکے رفقاے حکیم صاحب ممدوح خوش ہوے صاحبقران کے
حق مین دست بدعا ہوے بمشکل برائے تعظیم اٹھکر عرض کرنے لگے کہ اس فرش خاک پر
اگر مناسب ہو اور طاقت شان والا ہو تو تشریف رکھیے اور ہماری اس بے ادبی کو معاف
فرمائیے کہ بیٹھے بیٹھے آپ کی تعظیم و تکریم نہ کی کیونکہ ہم آپ سے ناواقف تھے صاحبقران نے

اُن کو نہایت نحیف و زار لائق کھڑے ہونے کے نہ دیکھکر فرمایا کہ آپ سب صاحب اب ہماری
تعظیم نکریں بیٹھ جائیں پاؤں آپ کے کانپ رہے ہیں اندیشہ قوی گر پڑنے کا ہے ہم کو اتنی فرصت
نہیں ہو کہ آپ کے پاس بیٹھیں ہمکو حکیم صاحب کو بیدار کرکے اس زندان سے مع آپ سب کے
جلد بیرون قیدخانہ جانا منظور ہے مبادا شاہ طلسم زلزلہ کو ابر باران جادو کے قتل کی خبر جلد کی
خبر ہو جائے اور وہ فوج ساحران اس طرف روانہ کرے تو آپ سب صاحبوں کی رہائی میں مشکل و
دشواری ہوگی یہ سنکے وہ چاروں شخص بحر اکرمشکل تمام بیٹھ گئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
دوسرے درجے کی طرف بڑھے جب اُس درجے میں پہنچے دیکھا کہ زیر چادر حکیم صاحب موصوف
سوتے ہیں مگر ایسے نحیف و ناتوان ہیں کہ بجز چادر کے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ نیچے چادر کے کوئی شخص
بھی ہے غرض صاحبقران نے بالین سر حکیم صاحب بیٹھکر آہستہ آہستہ دو چار مرتبہ پکارا کہ حکیم صاحب
خواب سے بیدار ہو جیے [illegible] سنگینی ہلی زبانہ زبانی آگیا جب آواز صاحبقران گوش حکیم صاحب
میں پہونچی خواب غفلت سے بیدار ہوکے بمشکل اٹھے [illegible] صاحبقران پر نظر کرکے بغور دیکھا
صاحبقران نے موافق قاعدہ اہل اسلام سلام کیا حکیم صاحب نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ
کیا آپ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہیں قاتل طلسم زلزلہ آپ ہی ہیں امیر بانوقیر نے
فرمایا کہ ہاں یہی ذلیل رب جلیل میں ہی ہوں میرا ہی نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہے
یہ سنکے حکیم سالوس نے خوش ہوکر کہا کہ مرحبا جزاک اللہ آپ نے بڑے عزم سے کمر باندھی ہے طلسم زلزلہ
کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے میں اپنے علم رمل وغیرہ علوم سے دریافت ہوا ہے کہ آپ ہی بربادکنندہ
طلسم زلزلہ اور چھیلے لوح طلسم زلزلہ ہیں ہماری رہائی کی بابت آپ نے کوشش کی خداوند کریم اسکا
اجر خیر آپ کو کونین میں جزا دے ہمکو جو کچھ بقدر لوح طلسم زلزلہ معلوم ہوا ہے آپکو آگاہ کردینگے
اور بربادی طلسم زلزلہ میں ہم آپ کی شرکت بھی کرینگے ہم پہلے بھی پوشیدہ طور سے مسلمان تھے اور
اب ظاہر الطور سے مسلمان ہیں یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا امیر صاحبقران کی جرأت
و شجاعت کی تعریف کی امیر بانوقیر نے ارشاد کیا کہ میں تو ایک ادنیٰ بندہ خدا ہوں قابل تعریف و ثنا
نہیں ہوں یہ کہکے فرمایا کہ اب یہاں سے بیرون زندان مع رفقا کے جلد تشریف لے چلیے تاخیر فرمایئے
حکیم صاحب موصوف مجبور و [illegible] اس کلام کے بمشکل تمام کثرت ضعف و نقاہت سے اٹھے اپنی
[illegible] خواجہ جلیفور کو دیا [illegible] آگے اٹھوں نے بازو حکیم صاحب موصوف کا پکڑا پھر ان سے نکلے
[illegible] کو بھی ہمراہ لیا بعد [illegible] جگہ سے بعد مشکل و تدبیر حکیم صاحب وغیرہ کو خواجہ و صاحبقران
باہر لائے مجرین جادو منتظر تھا دیر جو ہوئی تھی متردد تھا دل میں کہتا تھا کہ ابھی تک صاحبقران
مع حکیم صاحب وغیرہ کے نہیں آئے ہیں اندیشہ ہے کہ ابر باران جادو مارا گیا ہے اگر اس کے قتل
ہونے کی خبر شاہ طلسم زلزلہ یا حکیم جالوس کو ہو گئی تو غضب ہو جائے گا ساحران نامی کو مع ساحران
وغیرہ ساحران شاہ طلسم زلزلہ روانہ کرے گا وہ یہاں آکر رہائی حکیم سالوس ہرگز نہ ہونے دیں گے جنگ عظیم
ہوگی ہوتی ہیں معلوم ایسی صورت میں انجام کیا ہو ہنوز یہ خیالات کر رہا تھا کہ صاحبقران موصوف
و خواجہ جلیفور آگئے [illegible] حکیم سالوس وغیرہ کو اپنی طرف آتے دیکھکر بہت خوش ہو کر برائے استقبال
صاحبقران موصوف و حکیم سالوس وغیرہ آگے بڑھا بعد قطع راہ استقبال کرکے اپنی خیمہ
حفاظت میں لایا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و حکیم سالوس وغیرہ علیٰ قدر مراتب بیٹھے

بحرین جادو نے بھی حکم صاحبقران سے بیٹھکر بعد ایک لمحہ کے عرض کیا کہ بمقام شکر و جاے خوشی
و خرمی ہے کہ آپ نے اس کار سخت و مشکل پر جو کمر ہمت باندھی تھی انجام اسکا اچھا ہوا جو آرزوے دلی
تھی بر آئی جناب حکیم صاحب وغیرہ کی رہائی ہوئی ابر باران جادو قتل ہوا لیکن اب یہ خوف ہے کہ
اگر شاہ طلسم زلزلہ کو خبر قتل ابر باران جادو پہونچے گی تو وہ غضبناک ہو کر یہان ساحران نامی کو
مع سپاہ کثیر روانہ کرے گا حکیم صاحب موصوف نے جواب دیا کہ بے تردد و شاہ طلسم زلزلہ سے
نہ ڈرو اب وہ ہمکو کسی ساحرہ سے اسیر نہیں کرا سکتا ہمکو تو ہمارے بھائی حکیم جالوس نے حالت غفلت
مین اسیر کیا تھا اب اس کی کیا مجال کہ ہمین اسیر کرسکے کیونکہ اب ہم ہوشیار رہین گے صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر خبر قتل ابر باران جادو و حکیم جالوس بادشاہ طلسم زلزلہ کو فی الحال ہو جائے گی تو
کیا اندیشہ ہے خداوند عالم معین و مددگار ہے یہ فرما کر حسب رائے بحرین جادو وغیرہ صاحبقران
نے اس جگہ سے کوچ کرنے کا عزم کیا سب ہمراہی چلنے پر آمادہ ہوے حکیم صاحب موصوف
سے کہا گیا کہ اب آپ بھی یہان سے سوے لشکر اہل اسلام چلیے اپنے شہر نجائیے بجاے امیر آپکے
بھائی آپ سے بنا دیں پیش آئین حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان
بالفعل تو ہمین شہر جالوسیہ جانا ضرور ہے کیونکہ اپنے اہل و عیال سے ملنا ہے اور تمامی مردمان شہر
جالوسیہ کو مسلمان کرنا بھی مقصود ہے سوا اس کے اور بھی کچھ فکرین اور تدبیرین بابت حصول
لوح طلسمی کرنا منظور ہین لہذا آپ اپنے لشکر مین جائیے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات مستعار
بعد انصرام امور ضروری آپ کے لشکر مین ضرور آئین گے جہان تک ممکن ہوگا جلد آئین گے
ہمارے آنے کا انتظار کیجیے گا بغیر ہمارے آنے کوئی فکر و تدبیر حصول لوح طلسمی وغیرہ نہ کیجیے گا
ہم آکر داخل لشکر اہل اسلام ہو کر تدابیر حصول لوح طلسمی و نشان لوح طلسم زلزلہ بتائین گے
آپ نے ہمسے نیکی کی ہے ہم بھی بہ نیکی پیش آئین گے بربادی و شکستگی و تباہی طلسم زلزلہ مین
شریک آپ کے ہونگے تدابیر فتح طلسم مذکور بھی بتائین گے ہماری شرکت آپ کے بہت مفید ہوگی
یہ کہکر خاموش ہوے اسوقت صاحبقران نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آپکے ارشاد کے موافق
عمل کیا جائے گا بغیر آپ کی راے کے کوئی کام بابت فتح طلسم زلزلہ نہ کیا جائے گا مگر جہان تک
ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا تاخیر نفرمائیے گا حکیم صاحب موصوف نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی
بہت جلد ہم آئینگے صاحبقران نے تقریر حکیم صاحب موصوف سے مطمئن ہو کے بوجہ اشتہاے
طعام کے خاصہ طلب کیا ملازمون نے حسب قاعدہ دسترخوان پر انواع و اقسام کے طعام لذیذ اور
خوش ذائقہ ظروف مین لا کر رکھے پھر صاحبقران کشورستان نے حکیم صاحب و رفقاے حکیم صاحب
کو بھی شریک طعام کیا بعد اکل و شرب سامان سفر تو ہو ہی چکا تھا اس صحرا سے کوچ کیا حکیم صاحب
و رفقاے حکیم صاحب بھی بسواری اشتر و اسپ ہمراہ صاحبقران وہان سے چلے اثناے راہ
مین دوراہا ملا حکیم صاحب اپنے شہر کی جانب مع اپنے رفقا کے روانہ ہوے بعد قطع راہ اپنے
شہر مین داخل ہوے سب مردمان شہر کو ان کے آنے کی از حد خوشی ہوئی اکابر شہر نے ان کا
استقبال کیا بعدہ ان کو بعزت تمام تا در دولت لائے حکیم صاحب اپنی محلسرا پر پہونچکر سواری
سے اتر کر داخل محلسرا ہوے اپنے اہل و عیال سے ملے تمام حال اپنی رہائی کا بیان کیا
اہل و عیال وغیرہ جملہ عورتین محلسرا کی شاد و خرم ہوئین اسی طرح جملہ ساکنان شہر شاد مان ہوگئے

اُن کے آنے سے شہر مین دوبارہ رونق ہوئی تمام رعایا نے سامان عیش و عشرت کا کیا شہر مین
چراغان ہوا نوبت و نقارے اس خوشی مین جا بجا بجنے لگے کئی روز تک اہل شہر نے خوشی کی
ایک روز حکیم سالوس نے تخت حکومت پر جلوس کرکے جملہ اہل دربار کو جمع کرکے حکم دیا کہ سب
ساکنان شہر خدا پرست ہون دین اسلام اختیار کرین حسب الحکم جملہ اعلیٰ ادنیٰ نے حکم حکیم صاحب
کی تعمیل کی مساجد کی بنا ڈالی گئی معبد قدیم آبائی اپنے اہل شہر نے منہدم کرائے بعد اسلام آباد
ہونے شہر مذکور کے حکیم صاحب موصوف اُن تدابیر مین مصروف ہوے جو تدبیرین اُن کو کرنا
منظور تھین اور جو مفید مطلب صاحبقران کشورستان کے تھین حکیم صاحب تو مصروف تدبیر
حسب دلخواہ ہین ان کو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہو آیندہ حال ان کا بیان کیا جائیگا مگر اب
حال صاحبقران کشورستان کا لکھا جاتا ہو کہ جب حکیم صاحب موصوف اثناے راہ سے
رخصت ہوکر اپنے شہر کی طرف روانہ ہوے تھے صاحبقران اپنے لشکر ظفر اثر کی طرف مع
بحرین جادو و خواجہ طیفور گردباد وغیرہ روانہ ہوے بعد قطع راہ بعید اپنے لشکر کے قریب پہونچے
لشکر کے ہرکارون نے خبر تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آگاہ ہوکر
بعد عجلت اپنے لشکر مین جاکر شاہان ہفت ملک و جملہ سرداران لشکر فیروزی اثر کو خبر تشریف آوری
امیر باتوقیر دی تمامی سرداران سپاہ و جملہ شاہ و شہریار و کوکب انجم حصاری خبر مذکور سنکے شادان
ہوکے فی الفور مع سپاہ گران بہزار خوشی و خرمی براے استقبال صاحبقران ذی وقار روانہ
ہوے بعد قطع راہ استقبال کرکے لشکر فیروزی اثر مین لائے امیر باتوقیر داخل بارگاہ ہوے
دوسرے روز صاحبقران نے دربار کیا تمامی سرداران لشکر و جملہ شاہ و شہریار و کوکب
انجم حصاری حاضر دربار ہوے ہر ایک علی قدر مراتب بیٹھا امیر باتوقیر اپنے دنگل شوکت
سے پر رونق افزا ہوے کوکب انجم حصاری وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے باادب پوچھا ارشاد
ہو کہ حکیم سالوس برادر حکیم جالوس کو آپ نے رہا کیا یا نہین اور اُس نے نشان لوح طلسم
زلزلہ آپ کو بتایا یا نہین ہم سب امیدوار ہین کہ یہان سے جاکر جو امور پیش آئے ہون اُن کو بطور
اختصار بیان فرمائیے تاکہ ہم سب خیرخواہون کو خوشی حاصل ہو امیر باتوقیر نے جو جو حالات
گذرے تھے بیان کیے ابر باران جادو کا قتل کرنا حکیم سالوس وغیرہ کا رہا کرنا پھر اُن کا اپنے
شہر جانا پھر اقرار لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اور اس شہر مین جانے کا اظہار کیا ہر ایک نے سنکے خوش
ہوکر تعریف ہمت و شجاعت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بہت کی بعد اس کے امیر باتوقیر
نے دریافت کیا کہ بعد ہمارے جانے کے یہان تو کوئی واقعہ کسی طرح کا نہین ہوا خیر و عافیت
سے ہمارا لشکر یہان فروکش رہا سب نے عرض کیا کہ فضل خدا شامل حال رہا کوئی واقعہ درپیش
نہین ہوا امیر باتوقیر بھی یہ خوشخبری سنکے شکر خدا کرکے خوش ہوے بعد ازان اپنے لشکر مین شب و روز
براحت و آرام بسر کرنے لگے اور انتظار تشریف لانے حکیم سالوس کا کرنے لگے اُن کو گو انتظار
حکیم صاحب موصوف مین چھوڑا جاتا ہو اور اب حال حکیم جالوس و شاہ طلسم زلزلہ و حکیم سالوس
کا بیان کیا جاتا ہو کہ جن دنون مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ہمراہ بحرین جادو
کے جاکر صحراے ہولناک مین ابر باران جادو کو قتل کیا تھا اور حکیم سالوس کو قیدخانے سے
رہا کیا تھا حکیم جالوس دستور معظم بحکم شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ کے اپنے مکان

مسکو نہ میں کہ اندر طلسم زلزلہ کے واقع ہے داخل ہوا تھا چونکہ حکیم جالوس مرد عاقل و انجام بین
وکارگذار و خیر خواہ حاکم طلسم زلزلہ کا ہے بعد اسیر کرنے لپنے برادر حکیم سالوس کے اس نے
بجائے خود خیال کیا تھا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے ہر وقت لپنے بھائی کی اسیری اور
ابرباران جادو کی خیریت دریافت ہوتی رہے تا باعث اطمینان خاطر اندیشہ ناک ہو آکر سے یہ
خیال کرکے اس نے ایک گلدستہ لپنے سحر سے حیات ابرباران جادو و محافظ و نگہبان حکیم
سالوس کا بناکر اپنی خوابگاہ میں روبرو اپنے رکھا تھا صبح و شام اور جس وقت چاہتا تھا اسکو
دیکھ لیا کرتا تھا اُس گلدستے کی تر و تازگی و شادابی پر نظر کرکے سمجھ جاتا تھا کہ ابرباران جادو
بقید حیات ہے اور بھائی میرا اُس کی حفاظت و حراست میں اسیر زندان ہے غرضکہ یہ تر و تازگی و شگفتگی
گلدستہ مذکور باعث اطمینان خاطر و شگفتگی غنچہ دل ہوا کرتی تھی اور بجائے خود حکیم جالوس اپنی
عقل و فہم پر فخر و ناز سے یہ خیال کیا کرتا تھا کہ میں نے خیر خواہی میں لپنے بادشاہ کی اپنے بھائی کو کہ راز دار
لوح طلسمی تھا قید کر لیا ہے اور حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ابرباران جادو نے اُس کو ایک ایسے صحرائے
وحشتناک و ہولناک میں ایسی تدبیر سے قید کیا ہے کہ کوئی شخص میرے بھائی کو رہا نہیں کر سکتا ہے
بلکہ تالاب میں بھی قدم نہیں رکھ سکتا ہے طلسم کشائے طلسم زلزلہ بھی آب تالاب میں نہیں جا سکتا ہے
ابرباران جادو ایسا زبردست ساحر اُس کی حفاظت صبح و شام ہر وقت و ہر ساعت کر رہا ہے سحر
اُس کا ایسا ہے کہ کوئی ساحر زبردست بھی اُس کے سحر کو دفع نہیں کر سکتا ہے بلکہ کوئی اُس صحرا میں
بھی قدم نہیں رکھ سکتا ہے نہ کسی کو سوائے میرے اور شہنشاہ کے مقام قیدخانہ حکیم سالوس
سے آگاہی ہے پس جب تک بھائی میرا کہ رازدار لوح طلسم زلزلہ ہے رہا نہ ہوگا یہ طلسم کبھی فتح نہ ہوگا
اور لوح طلسمی بھی ایسی جگہ رکھی ہے کہ وہاں تک پہونچنا دشوار تر ہے بلکہ نا ممکن ہے اگر طلسم کشائے
طلسم زلزلہ بھی پیدا ہوگا تو کیا کرے گا جب اُس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا اور لوح طلسم زلزلہ
دستیاب نہ ہوگی تو اس طلسم زلزلہ کو کیونکر فتح کرے گا الحاصل حسب قاعدہ و دستور حکیم جالوس
نے لپنے مکان میں داخل ہوکر اپنی خوابگاہ میں جاکر گلدستۂ مذکور پر نظر کی دیکھا وہ گلدستہ پژمردہ
و خشک ہوگیا ہے بلکہ جل گیا ہے یہ رنگ گلدستہ دیکھتے ہی رنگ رخ اُڑ گیا دل کو یقین کامل ہوگیا کہ
ابرباران جادو مارا گیا ہے گلدستہ اُس کی حیات کا جل گیا ہے اسی وقت بیتاب و بیقرار ہوکے از حد
متردد ہوکے اپنے سحر سے یہ بھی دریافت کیا کہ بھائی میرا زندان میں اسیر ہے یا نہیں معلوم ہوا کہ
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس صحرا میں جاکر ابرباران جادو کو تیغ آبدار سے قتل
کرکے حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا ہے حکیم سالوس لپنے شہر میں رہا ہوگیا ہے صاحبقران
قبل طلسم کشائے زلزلہ سے نشان لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اقرار کیا ہے ابھی تک نشان لوح
مذکور نہیں بتایا ہے سب یہ حال تمام و کمال پتلہ سحر نے کاغذ پر لکھدیا اور حکیم جالوس نے اُس کاغذ کو
اُٹھا کر حرف بحرف پڑھا نہایت صدمہ و تردد ہوا اپنے برادر کی رہائی سے متحیر ہوکے صدمۂ بیجا اٹھا
کرکے اسی وقت ہوش و حواس باختہ و پریشان خاطر خدمت شاہ طلسم زلزلہ میں گیا اور تمام حال جو اپنے
پتلے سحر کی تحریر سے معلوم ہوا تھا شاہ طلسم زلزلہ سے عرض کیا ہوو مست جادو حاکم طلسم زلزلہ
نے سنتے ہی حکیم جالوس سے کہا کہ اے دستور معظم من بڑا غضب ہوا کہ سالہائے طلسم کشائی مقام زندان
حکیم سالوس تک ہوگئی نہیں معلوم کس نے اُس کو نشان زندان مذکور بتایا اور اُس نے ابرباران جادو

کو نہیں معلوم کیونکر قتل کر کے تمھارے بھائی حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا اب وہ طلسم کشا کو
نشان لوح طلسمی بتائے گا طلسم کشا بعد حصول لوح طلسمی حسب ہدایت لوح مذکور ہمارے اس طلسم کو فتح
کرنا شروع کرے گا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہوا اگر حضور اطمینان رکھیں یہ نمکخوار و خیرخواہ
کوئی ایسی معقول تدبیر کرے گا کہ جس سے تردد شہنشاہ فلک بارگاہ دفع ہو جائے گا یہ عرض کر کے
اجازت اپنے شہر کے جانے کی حاصل کر کے اُسی وقت اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں
سوچا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ اپنے بھائی حکیم سالوس پر غالب ہوں بعد فکر بسیار ایک تدبیر ایسی
ذہن میں آئی کہ خود ہی اپنی عقل و فہم و فراست پر نازاں ہو کر شاد و فرحان ہوا غرضکہ بعد قطع راہ شہر جالوسیہ
میں پہونچکر دیکھا کہ مردان شہر نے جابجا مساجد بنانا شروع کی ہیں اکثر ساکنان شہر کو نماز پڑھتے اور اذان
کہتے ہوئے دیکھا سمجھا کہ برادر سالوس نے ساکنان شہر کو مسلمان کیا ہے یہ سمجھکر زیادہ تر اپنے بھائی کا
دشمن ہوا لیکن غصے کو ضبط کر کے دار العمارت شاہی میں آیا دیکھا کہ حکیم سالوس بعد ادائے نماز مغرب
مصلے پر بیٹھا ہوا اوراد و وظائف میں مصروف ہے جب وہ اوراد و وظائف سے فارغ ہوا روبرو اُسکے
جا کر با ادب سلام کیا اور کہا کہ خوشا حال اے برادر ذی جاہ و ذی وقار کہ آپ عبادت پروردگار عالم
کرتے ہیں حکیم سالوس نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ اے برادر فی الحال یہاں آنے کا کیا سبب ہوا
کیا اب پھر ہماری گرفتاری کے واسطے آئے ہو ایک مرتبہ تو غفلت میں ہمیں اسیر کر کے داخل زندان
بلا کر چکے ہو حکیم جالوس نے بعد عجز و انکسار نادم و منفعل ہو کے کہا کہ اے برادر عالی وقار واقعی
میں خطا کار و گنہگار ہوں مجھسے حرکت نالائق و نامناسب ظہور میں آئی قابل سزا و نفرین ہوں محض
برائے خوشنودی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ کے میں نے آپ کو بے خطا
و قصور حالت غفلت میں اسیر کیا تھا سخت نادانی و بیوقوفی کی تھی واسطے حصول دنیا کے ظلم و جفا
آپ پر کی تھی اُس کی ندامت اب تک ہے چاہتا ہوں کہ حال میرا بگوش دل سنکے دروغ نہ جان کے
میری خطا کو عفو فرمائیے حکیم سالوس نے استفسار حال کیا حکیم جالوس نے اسطرح اظہار کیا کہ
پرسوں ہنگام شب میں نے بعد آنے دربار شاہ طلسم زلزلہ سے اپنے مکان مسکونہ میں طعام تناول
کیا تھا آب سرد و شیریں پیا تھا بعد اکل و شرب خواب مجھپر غالب ہوا تھا فرش خواب پر جا کر دراز
ہوا تھا عالم خواب میں میں نے دیکھا تھا کہ ایک میدان نہایت وسیع میں میرا گذر ہوا ہے بکثرت
مردم اُس میدان میں جمع ہیں کہ اُن کا شمار نہیں ہو سکتا ہے ہر ایک شخص اپنے حال میں مبتلا ہے میں بھی
انھیں لوگوں میں جا کر کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا یکایک ایک طرف جو دیکھا تو ایک باغ پر بہار
ایسا نظر آیا کہ جس کی تعریف میں میری زبان قاصر ہے اُس باغ کے گلوں کی بہار اور رنگ و بو و تازگی
و شگفتگی کی تعریف نہیں ہو سکتی ہے ایسے خوشبودار وہ پھول انواع و اقسام کے تھے کہ جنکی خوشبو سے
دماغ میرا معطر ہو رہا تھا اشجار میوہ دار بھی خوشنما اُس باغ میں قرینے سے بکثرت تھے ثمر اُن اشجار
کے ایسے لطیف و نازک و شیریں تھے کہ دیکھنے سے اُن کے ذائقہ زبان پر کا [illegible]
جاتے تھے دروازہ اُس باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا تھا لیکن اُس باغ کے قصر ہائے رفیع عمدہ و
یاقوت و زبرجد و فیروزہ و جواہرات کے نظر آتے تھے عورتیں بھی اُس باغ میں چند جلوہ میں ملبوس نفیس
و پاکیزہ ایسی حسین و جمال دکھلائی دیتی تھیں کہ جن کا حسن و جمال مہ فریب مہر پارہ و دلربا تھا
مانند اُن عورتوں کبھی میں نے دنیا میں کسی عورت کو صاحب حسن و جمال نہیں دیکھا تھا ان

عورتوں کے حسن و جمال سے غرض یہ کہ کسی عورت کو دنیا میں حسین نہیں پایا اُن کے لباس و صورت
بیاد خرام و نازکی کیا ثنا ہو سکتی ہے زبان عاجز ہے نگاہ اُن کی دید سے خیرگی کرتی تھی وہ نور و ضیا اُنکے
چہروں سے ہویدا تھا کہ آفتاب و ماہتاب میں بھی وہ نور و ضیا نہیں ہوا جو اس باغ کی جانب سے
آتی تھی وہ غنچہ دل کو شگفتہ کرتی تھی مسیحا نفس تھی تن بیجان میں جان آجاتی تھی بائیں طرف جو
میں نے دیکھا تو عجب آتش سوزاں کو شعلہ ور پایا شعلے اُس آگ کے دمبدم بلند ہوتے تھے وہ آتش
سوزاں بھی ایک احاطے میں کہ جو از حد وسیع تھا دور سے دکھائی دیتی تھی اُس احاطے میں بھی
ایک دروازہ کلاں تھا وہ کھلا ہوا تھا اندر اُس کے مکانات دکھائی دیتے تھے ہر ایک مکان آگ
کا تھا سانپ بچھو بڑے بڑے اُن مکانات میں غور کرکے دیکھنے سے نظر آتے تھے جو لوگ ان مکانات
میں دکھائی دیتے تھے اکثر اُن میں سے جن آگ سے گئے تھے بہت سے مانند کوئلے کے جلے ہوئے
دکھائی دیتے تھے باوجود ایسی حالت کے وہ لوگ باآواز بلند فریاد و نالہ کرتے تھے نہایت
دردناک آواز سے کہتے تھے کہ ہائے آگ ہمیں جلائے دیتی ہے قلب و جگر و اعضا ہمارے مانند
ہیزم خشک کے جلا کر خاک کیے دیتی ہے ہم متحمل اس عذاب نار کے نہیں ہو سکتے ہیں توبہ اپنے
گناہوں سے کرتے ہیں خداوندا ہمارے گناہوں کو عفو کر جب وہ اس طرح نالہ و فریاد و فغان
کرکے اشکبار ہوتے تھے تو کچھ لوگ کہ نہایت ہیبت ناک و مہیب صورت تھے وہ اُن کو گرز ہائے
آتش سے مارتے تھے سر اُن اہل نار کے ضرب گرز سے پارہ پارہ ہوتے تھے اور پھر بدستور
ہو جاتے تھے پھر وہ لوگ اُن آگ کے مکانوں میں نالہ و فریاد کرتے تھے موکلان عقوبت پھر انکو
گرز ہائے آتش سے صدمہ پہنچا کر طعن سے مخاطب ہو کر کہتے تھے کہ اب تمہارا نالہ و فریاد کرنا اور
گریہ کرنا عبث ہے تم نے دنیا میں خوف کن دیکھے ہیں بے توبہ کیے رہے ہو تم نے اپنی زندگی بت پرستی
میں بسر کی ہے تم نے اپنے معبود حقیقی کو نہیں جانا نہ اُس کو پہچانا نہ اس کے حکم پر عمل کیا نہ روزہ رکھا
نہ نماز پڑھی شیطان کو اپنا خالق جان کر سجدہ کیا نہ دین اسلام اختیار کیا نہ امر دینی پر عمل کیا خلاف
حکم خدا و رسول دنیا میں کام کیے یہ انہیں کا ہے بدلی اور بد عملی کی تم کو سزا دیجاتی ہے اگر
تم بسبب دنیا میں عمل نیک اور خیر کرتے دین اسلام کہ دین حق ہے اُسے اختیار کرتے غیر خدا کی پرستش
نہ کرتے تو آج اس عذاب الیم میں مبتلا نہ ہوتے ان مکانات آتش میں مسکن گزیں نہ ہوتے اُس باغ پربہار
کے مکانات میں بآرام و راحت و عیش و عشرت ہمیشہ قیام پذیر ہوئے ہیں جیسے تم نے اعمال دنیا
میں کیے ہیں ویسی ہی اب تمکو سزا دیجاتی ہے اُن اہل نار سے اکثر مردم ایسے بھی تھے کہ اُن کے
گردن سے ناگہان سیاہ بڑے بڑے لپٹے ہوئے تھے اور اُنکو کاٹ رہے تھے وہ لوگ اول تو
عذاب نار کی اذیت سے دوسرے اُن سانپوں کے کاٹنے سے سخت نالہ کناں تھے ہر چند اُن کو
دفع کرنا چاہتے تھے مگر وہ کسی طرح دفع نہ ہوتے تھے اگر بھاگتے تھے تو بھاگ بھی نہ سکتے تھے
آگ اُن کو کھینچ لیتی تھی بعض شخص اہل نار میں ایسے بھی دکھائی دیتے تھے کہ اُن کے بڑے
بڑے بچھو سیاہ لپٹے ہوئے تھے وہ بھی بصد درد و فریاد کناں تھے ہوا جو اُس طرف سے آتی تھی
دل و جگر جلاتی تھی میں نے اُن آتش سوزاں کو اور اہل نار کو مبتلائے عذاب دیکھ کر خوف سے
کانپ کر ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ سے پوچھا کہ یہ باغ جو دور سے نظر آتا ہے اس کا کیا نام ہے
اور یہ احاطہ جس میں دروازہ کلاں لگا ہے اور درمیان میں اس کے بے شمار مکانات ہیں اُن میں

مردم مبتلائے عذاب نار دکھائی دیتے ہیں اس کا نام کیا ہے اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے
حکیم جالوس آگاہ ہو کہ یہ باغ باغ بہشت ہے اس باغ میں وہی لوگ داخل ہوں گے جو خدا پرست
ہیں خصوصاً اہل اسلام اور اہل اسلام بھی وہ جو نیکوکار ہیں نہ بدکار اور اس احاطے پر آتش کو
جو تو دیکھ رہا ہے اس کا نام جہنم ہے اس میں وہی لوگ ہیں جو گنہگار ہیں اور بے دین و ایمان
ہیں فاسق و فاجر ہیں نہایت بداعمال ہیں میں نے اُن بزرگ سے کہا کہ اس عذاب نار سے میں
بہت ڈرتا ہوں خوف سے کانپ رہا ہوں حالانکہ دور ہوں عجب جہنم کی آگ ہے کہ اُس آگ کی گرمی
مجھ تک پہونچتی ہے اعضا میرے جلے جاتے ہیں اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے حکیم جالوس
تم بھی بددین و بدآئین بعد مرنے کے مثل اہل نار کے آگ میں ڈال دیے جاؤ گے مانند انہیں
لوگوں کے جلو گے نالہ و فریاد کرو گے تمہارے بھی تن پر سانپ بچھو لپٹیں گے موکلان عذاب جو
اسی طور سے تمکو بھی گرز ماریں گے آتش جہنم سے اذیت رسان ہوں گے تم بھی انہیں لوگوں کی طرح
نار جہنم میں جلو گے کیونکہ بددین و بدآئین ہو اعمال تمہارے نہایت بد ہیں اے برادر عالی قدر
میں نے بیتاب و بیزار و اشکبار ہو کے اُس مرد بزرگ سے پوچھا کہ کوئی ایسی بھی تدبیر ہے کہ مبتلائے
عذاب نار نہ ہوں باغ جنت میں جاؤں اُس مرد نیک خو نے جواب دیا کہ ہاں اگر تو دین اسلام اختیار
کرے اور اپنے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کرے اور خداوند عالم کو مانند اہل اسلام کے سجدہ
کرے حکم خدا و رسول پر عمل کرے تو عجب نہیں کہ خالق زمین و آسمان اپنے فضل و کرم سے تیرے
جملہ گناہان صغیرہ و کبیرہ کو عفو کرکے تجھے رستگار کرے اس باغ میں داخل کرے قصر جنت تجھے
رہنے کو عطا فرمائے یہ حوریں حسین و خوبرو کہ سب حوریں ہیں انہیں میں سے ایک یا کئی حوریں تجھکو
بھی ملیں آب و طعام جنت و میوہ درختان جنت تجھکو بھی میسر ہو کیونکہ خداوند عالم رحمان و رحیم ہے
اور ہر ایک شے پر قادر ہے اور توانا ہے اُس کے جود و احسان و فضل و کرم سے ناامید نہونا چاہیے
بقولے • اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار • نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار • میں نے اُس مرد
ہدایت شعار سے دریافت کیا کہ مسلمان کیونکر ہوتے ہیں کس کے پاس جاؤں کس سے کہوں
کہ مجھے بھی مسلمان کرے اور دعائے توبہ بتلائے آئین خداپرستی تعلیم و تلقین کرے عقائد دین
سے آگاہ کرے طریقہ ادائے صوم و صلوٰۃ مجھے سکھائے تاکہ خدا میرے حال پر بھی رحم کرے اپنی
رحمت سے میرے تمامی گناہوں کو بخش دے بجز اہل نار کو اہل جنت کرے اُس مرد دیندار نے
مجھ سے کہا کہ اگر رستگار ہونا چاہتا ہے تو اپنے بھائی حکیم سالوس کے پاس شہر جالوسیہ میں جا کے
اُن سے اپنی خطا عفو کرا بعد اُن کے رفقا سے عفو تقصیر چاہ پھر اپنے بھائی سے کہہ کہ وہ تجھکو بزرگان
مسلمان کرے عقائد دین اسلام تعلیم کرے طریقہ نماز و روزے کے بجالانے کا تجھے سکھائے تجھسے
ہمارت باطن ہو گئی تھی تونے اُس کی خطا کی ہے اُس سے درگذر کرے رفقا بھی اُس کے تیرے حال پر
رحم کریں جو تو نے اُن کے ساتھ دشمنی کی ہے اُس گناہ کو معاف کریں اے حکیم جالوس آگاہ ہو کہ
دنیا اور اہل دنیا دونوں فانی ہیں سب کو ایک دن فنا ہے بجز ذات خداوند عالم و عالمیان و خالق
زمین و آسمان کسی کو بقا نہیں ہے ایک روز سب کو مرنا ہے نہ کوئی دنیا میں ہمیشہ رہا ہے اور نہ رہے گا
جس طرح تیرے جد و آبا مرگئے ہیں ایک روز تو بھی مر جائے گا خالی ہاتھ دنیا سے سوئے عدم جائیگا
مال و دولت و ملک و مال کچھ بھی تیرے کام نہ آئے گا ان مال دنیا سے اگر تیرے مقدر میں ہو تو

نہیں پائے گا فقط اعمال خواہ نیک ہوں یا اعمال بد ہوں وہ تیرے ساتھ رہیں گے سوائے اعمال
کے کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دے گا زن و فرزند دوست دشمن کوئی ہنگام مرگ تیری ہمراہی نکرے گا سب
تجھ سے جدا ہو جائیں گے مال و دولت و ملک جو تیرا ہو وہ بھی وقت مرگ تیرے کام نہ آئے گا شاہ
طلسم زلزلہ جس کا تو بہت خیر خواہ ہے وہ بھی وقت اجل موت سے تجھے نہ بچا سکے گا پس لازم ہے کہ مال
دنیا پر توجہ نکر دولت عقبیٰ پر نظر کر مال دنیا فانی ہے دولت عقبیٰ کو زوال نہیں ہے ملازمت شاہ طلسم
ترک کر اُس کی وزارت سے دست بردار ہو گوشہ نشینی اختیار کر حیات باقی ماندہ کو اپنی یاد خدا اور بجا آوری
احکام احکم الحاکمین میں بسر کر مانند اپنے برادر حکیم سالوس کے زندگی اپنی عبادت خدا میں آخر کر تارک
دنیا ہو قناعت اختیار کر ہنوز وہ مرد بزرگ مجھکو ہدایت کر رہے تھے کہ ناگاہ شعلہ وری آتش جہنم سے
آنکھ میری کھل گئی دیکھا تو اپنے فرش خواب پر لیٹا ہوں نہ وہ صحرا و میدان ہے نہ وہ مجمع ہے نہ وہ باغ ہے
نہ وہ جہنم ہے پس اے برادر عالی جاہ وہ باقی ماندہ شب میں نے بیقراری میں بسر کی دل میں سوچا کیا کہ
اس خواب کو ایک خیال تصور کروں یا رویائے صادقہ جان کر اُن بزرگ کی ہدایت پر عمل کروں بعد فکر
بسیار دل نے یہی کہا کہ راحت دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے فکر راحت و آرام عقبیٰ کر جب صبح ہوئی حوائج
ضروری سے فراغت کر کے وقت دربار روبروے شاہ طلسم زلزلہ جا کر میں نے اپنی ملازمت سے استعفا
دیا ہر چند کہ شاہ مذکور نے سبب ترک ملازمت مجھسے دریافت کیا لیکن میں نے صحیح طور سے اُسکو جواب
نہ دے کر صرف یہی کہا کہ اب مجھسے ملازمت حضور کی ہو نہیں سکتی ہے یہ عرض کر کے دربار شاہ طلسم زلزلہ
سے روانہ ہو کر ابھی آپ کے پاس آیا ہوں چاہتا ہوں کہ اپنے رفقا کو طلب کیجیے خود بھی معاف
کیجیے اور اُن سے بھی خطا میری عفو کرا دیجیے بعد ازاں مجھکو مسلمان کیجیے عقائد دین اسلام سے آگاہ
فرمائیے چونکہ حکیم سالوس ایک مرد دیندار و خدا پرست و نیک خو و سادہ لوح ہے اپنے بھائی کی تقریر
سنکے اُس کے خواب کو سچا اور اُس کو کاذب تصور نکر کے فی الفور اُٹھکر اُس سے بغلگیر ہوا از فرط الفت
سے اُس کو سینے سے لگا کر پاس اپنے بٹھا کر کہا کہ اے برادر شکر ہے خدا کا کہ تمکو عالم خواب میں ایک
مرد بزرگ نے ایسی ہدایت کی اور بہشت و دوزخ کی تمنے ایسی سیر کی کہ زنگ کفر سے آئینۂ دل
تمہارا دور ہوا تمہارا باطن منور ہوا تمنے خیال آخرت کیا دنیائے دوں پر توجہ نکی راہ کفر سے روگرداں
ہوئے جادۂ دین حق کے جویاں ہوئے عذاب جہنم سے ڈرے شوق دخول جنت دل میں پیدا کیا
ہمکو نہایت خوش کیا جو کچھ تمنے ہمارے ساتھ دشمنی کی تھی اب ہمکو اُس کا خیال نہیں ہے دل اپنا تمسے مانند
آئینہ صاف ہو گیا جو خطا و قصور تمنے کیا تھا ہمنے عفو کیا پھر لیکے اپنے رفقا کو طلب کر کے اُن سے تمام حال
حکیم جالوس کے خواب دیکھنے کا اور راہ کفر سے بیزار ہونے کا دین اسلام کے طریق پر ارادہ قدم
رکھنے کا مفصل بیان کر کے کہا کہ جس قدر تم لوگوں کے ساتھ خطا و قصور انہوں نے کیا تھا بخوشی عفو کیا تم بھی اپنے
صفائے قلوب اپنے ان سے معاف کرو ان کی خطا معاف کر دو اب یہ توفیق الٰہی تمہارے برادر دینی
ہوا چاہتے ہیں مقام شکر ہے کہ ہمارے ان برادر کو خیال دولت و نعمات آخرت کا ہوا دنیا کو انہوں
نے ہیچ سمجھا سچ ہے بقول شخصے ع۔ بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے دیکھو ان کے بیدین ہو جانے
ہونے سے انجام ان کا کیسا خراب تھا جو ان کے کافر ہونے کے قلب ان کے کیسا تیرہ و سیاہ تھا
دین اسلام اور اہل اسلام سے کیسی ان کو بیزاری و نفرت تھی اب توفیق الٰہی کیسی رغبت ہوئی ہے
راہ راست اختیار کرنے کا انہوں نے ارادہ کیا ہے مسلمان ہونے پر آمادہ ہوئے ہیں دین باطل کو

چھوڑتے ہیں خداپرستی پر مائل ہوے ہیں انھوں نے عرض کیا کہ واقعی جائے حیرت ہے مقام عجب ہے
کہ دفعتاً آپ کے بھائی صاحب ایسے راہ راست پر آگئے اپنے کفر و دین باطل سے کنارہ ہوے لیکن
آپ کے نزدیک یہ صادق القول ہیں اور آپ نے خطا ان کی عفو کردی ہے تو آپ کے ارشاد و حکم سے
ہمنے بھی قصور ان کا معاف کیا ان کی طرف سے دل اپنا صاف کیا گرد ملال کو اپنے آئینۂ دل سے
دور کیا پہلے خود اُٹھ کے خادمانہ طور سے حکیم جالوس سے گلے ملے بعد ازاں عرض کیا کہ آج سے
آپ کے بھی ہم خادم و خیر خواہ ہیں حکیم جالوس تقریر اپنے بھائی کی اور اپنے برادر کے رفقا کی سنکے
بظاہر خوش و شادمان ہوکے کہنے لگے کہ واقعی مجھکو دین اسلام اور اہل اسلام سے نفرت کلی تھی لیکن
اُسی سبب سے دفعتاً دل میرا خواب مذکور دیکھکر مائل خداپرستی پر ہوگیا ہے عجب مجھکو بشارت ہوئی ہے ظلمت
کفر سے نکلنے کی میں نے آرزو کی ہے اور نور دین و ایمان حق کی طرف توجہ کی ہے چاہتا ہوں کہ اب
تامل و تاخیر نہو جلد و ملے توبہ پڑھکر تائب ہوں اور کلمہ شہادتین بصدق دل اپنی زبان پر جاری
کرکے مسلمان ہوں اتنی عمر تو میری کفر میں بسر ہوئی باقی ماندہ حیات عبادت خدا میں گذرے پس
اے برادر عالی مرتبت میں اپنے تمامی گناہان کبیرہ و صغیرہ سے آپکے اور آپکے رفقا کے سامنے
توبہ کرتا ہوں پیش خدا میرے اس توبہ کرنیکی او تائب ہونے کی شہادت دیجیے گا بعد توبہ کرنیکے
اپنے بھائی سے کہا کہ اب آپ مجھکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیجیے اور اگر آپ فرمائیں تو میں خود ہی کلمہ شہادتین
اپنی زبان پر جاری کروں کیونکہ کتب اہل اسلام میں کلمہ شہادتین لکھا ہوا دیکھ چکا ہوں مجھکو یاد ہے
حکیم سالوس نے کہا کہ اے برادر نیک شعار اگر تمکو کلمہ شہادتین سے آگاہی ہے تو بصدق دل خود
ہی اپنی زبان پر جاری کرو ہمارے کلمہ پڑھوانے کی کیا ضرورت ہے حکیم جالوس نے بے صدق دلی
زبان سے کچھ صحیح کچھ غلط آہستہ اس طرح کلمۂ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا کہ حکیم سالوس اور
اُس کے رفقانے اچھی طرح نہ سنا چونکہ حکیم سالوس مرد صاف باطن و سادہ لوح امور دین میں تھا
اسوجہ سے مکرر کلمہ پڑھوانے کی ضرورت و احتیاج نہ جانکر سمجھا کہ بیشک یہ مسلمان ہوگیا ہے کلمۂ
طیبہ اپنی زبان پر جاری کرچکا ہے ظلمت کفر سے باہر آچکا ہے اور رفقا بھی حکیم سالوس کے یہ جسارت
اور نہ کرسکے کہ دوبارہ آواز بلند صحیح طور سے اُس کو کلمہ شہادتین پڑھوائیں اور بگوش خود سنیں
غرضکہ حکیم جالوس بظاہر کلمہ غلط و بے معنی مانند طوطے کے اپنی زبان پر آہستہ جاری کرکے نزدیک
اپنے بھائی کے اور اُس کے رفقا کے مسلمان ہوا اُسوقت حکیم سالوس نے اُٹھکر نہایت الفت
سے اپنے بھائی کو گلے سے لگایا پھر بہت خوشی و مسرت ظاہر کی اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ سامان
اس خوشی کے جشن کا کریں اور دعوت و ضیافت کا بھی نہایت خوبی سے سامان کریں حسب الحکم
ملازم کاربند ہوے بزم عشرت شاہانہ آراستہ کی گئی ارباب نشاط چیدہ چیدہ طلب کیے گئے تیاری
طعام دعوت و ضیافت ہونے لگی حکم حکیم صاحب موصوف سے عمائد شہر بزم عشرت میں آئے تمامی
مردان شہر کو مسلمان ہونے حکیم جالوس سے آگاہی ہوئی ہر ایک خوش ہوا حکیم سالوس بھی
اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی خوشی میں شریک بزم عشرت ہوا درمیان بزم عشرت کے بیٹھا
وہ رفقا اُس کے جو ساتھ اُس کے زندان میں قید ہوے تھے وہ بھی جلسۂ عیش و عشرت میں
آکر بیٹھے جب بزم عیش مذکور عمائد و روساے شہر جالوسیہ سے مملو ہوگئی اُسوقت نازنینان
خوب رو و خوش گلو یکے بعد دیگرے ہمراہ اپنے اپنے سازندوں کے حاضر بزم عشرت ہوے کے

مبارکباد وہی سلطان ہونے حکیم جالوس کی نگرانی میں رقص کرنے لگیں اہل بزم عشرت بصد خوشی و مسرت ناچ گانا ارباب نشاط کا دیکھنے سننے لگے حکیم جالوس بھی بزم مذکور میں جھکر نغمۂ نازنینان خوش آواز سننے لگا حکیم سالوس مطربان خوش گلو کو درمیان بزم عشرت کے زر و جواہر انعام میں دینے لگا ارباب نشاط انعام کثیر پا کے کمال علم موسیقی دکھلانے لگے نہایت خوبی و حسن سے ناچنے گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین نہایت حسین نوجوان ماہر علم موسیقی نے کہ جو اُس زمانے میں مشہور جہان اور شہرۂ آفاق تھی اُس نے حسب الطلب بزم عشرت میں مع اپنے سازندوں کے حاضر ہو کے گت ناچ کے یہ غزل شروع کی

غزل

بے نشانی کا میں لے جو سرا کار تھا — دہن یار نہ تھا مجھ کو یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا — جب تلک دل کو سنبھالوں میں دل زار نہ تھا

جب کہا اُس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا — ور دنے اُٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی — آنکھ لگی آنکھ تو کوسوں کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگاروں میں — اس گنہ پہ مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

جوش وحشت اسے کہتے ہیں کہ آتے ہی بہار — ہاتھ ڈالا تو گریبان میں کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سر وہی کے اگر مل جاتے — پھر مجھے تھے تمہیں مجھسے سروکار نہ تھا

کیا مزہ مجکو ملا ہے کے فلک مجکو شکست — عہد ساقی میں جو تھا تو یہ میخوار نہ تھا

خون ناحق سے بچا یا تھا غضب کا لالکا — لب معشوق سے بھر کر لب سوفار نہ تھا

وقت بد میں نہ ہوا کوئی اسیر اپنا شریک — یار سمجھا تھا میں جس کو وہ مرا یار نہ تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اکثر اشعار و نیز خوبی نغمہ و خوش آوازی نازنین مذکورہ کی ثنا کرنے لگے حکیم سالوس بے پہنچ ملازموں سے حکم کر کے بار بار زر کثیر انعام میں اُس کو دلوانے لگا نازنین بھی کمال اپنا دکھلانے لگی ماہران علم موسیقی بے اختیار تعریف اُس کے گلے کی اور ناچنے کی بجائے خود کرنے لگے اکثر اہل بزم سر اپنا دیوانے سے ٹکرانے لگے بیٹھے حالت وجد میں جھومنے لگے نوجوانان ماہر و جو اُس بزم عشرت میں بیٹھے ہوئے تھے اُن کا یہ حال تھا کہ محو دید حسن و جمال نازنین مذکورہ تھے بلکہ اُن کو دنیا و دین سے آگاہی نہ تھی اکثر حاضرین جلسہ مذکور جگر کو پکڑے ہوئے آہ آہ کرتے تھے کوئی وجد میں بے اختیار واہ واہ کہتا تھا غرضکہ سمان بندھا ہوا تھا انسان کا تو کیا ذکر ہے چرند و پرند جو وہاں تھے وہ بھی آواز نغمہ نازنین چنگ سنکے مست و بیخود تھے ہنگام رقص نازنین دلربا کے اہل بزم عشرت مانند سبزہ پامال ہوئے جاتے تھے جب اُس نازنین نے تمام اشعار غزل مرقومہ گا کر غزل کو تمام کیا حکیم سالوس نے بہت انعام اُسے دیا وہ نازنین قریب نصف شب کے بزم عشرت سے باہر گئی اُسوقت جلسہ برخاست ہوا حکیم سالوس نے خاصہ طلب کیا ملازموں نے حسب قاعدہ شاہان و شہریار دسترخوان نفیس پر طعامہائے لذیذ و خوش ذائقہ ظروف نقرہ و جواہرات میں لا کر رکھا پھر حکیم سالوس و حکیم جالوس و رفقائے حکیم سالوس و روسائے شہر و عمائد شہر نے حسب دستور کھانا کھانا شروع کیا بعد اکل و شرب جملہ روسا و عمائد شہر جالوسیہ حسب الحکم حکیم سالوس طعام مذکور تناول کر کے رخصت ہو کر اپنے اماکن کی طرف گئے مگر رفقائے حکیم سالوس رہ گئے اُسوقت حکیم سالوس اور حکیم جالوس و رفقائے مذکور اندر بارگاہ کے مسہریوں وغیرہ پر

راحت پذیر ہوئے جب رفقاے مذکور الصدر اور حکیم سالوس پر خواب غالب ہوا بالکل بیخبر ہوکے سوگئے
تو حکیم جالوس نے اُٹھکے اپنے حربے سے تلہ دربانان بارگاہ وغیرہ کو جو وہان جاگ رہے تھے بیہوش کیا
بعدہ باآواز اوسط کہا کہ اے برادر حکیم سالوس واے تمہاری حکمت و دانائی پر کہ تم میرے دام
فریب مین آگئے جو کچھ مین نے اظہار کیا اُس کو سچ سمجھے مجھ ایسے دشمن جان ستان کو اپنا دوست اور
برادر خیرخواہ سمجھے یہ خیال نہ کیا کہ بھلا مین مسلمان ہونگا دین آبائی و قدیم اپنا ترک کرونگا اہل اسلام
کے خدا کی پرستش کرونگا کلمۂ طیبہ بصدق دل اپنی زبان پر جاری کرونگا شہنشاہ ساحران
یعنی خداوند مہو وسرمست جادو کا حاکم طلسم زلزلہ کی ملازمت کو ترک کرونگا حکومت و دولت دنیا
سے دست بردار ہونگا عاقل بے نظیر و عدیل مین ہون کہ تمکو ایک مرتبہ براے خیرخواہی وخوشنودی
بادشاہ طلسم زلزلہ قید کر چکا تھا خوبی تقدیر سے تم رہا ہو گئے تھے مجھے تمہاری رہائی نہایت ناگوار
تھی کیونکہ باعث اندیشۂ بربادی طلسم زلزلہ تھی اسوجہ سے یہان آیا تھا کہ تمھین کسی تدبیر سے ہلاک
کرون اس سے بہتر کوئی تدبیر نہتھی کہ تمسے بمکر وحیلہ و فریب دشمنی کرون اگر دلیرانہ تمسے مقابلہ کرتا
تو غالبا غالب نہوتا تم عامل کامل ہے علوم رمل وغیرہ سے آگاہ تھے مبادا تم ہر حالت ہوشیاری مین
کارگر نہوتا یہ کہکے خنجر بران سے پہلے اپنے بھائی کا سر کاٹا پھر اُس کے چارون رفیقون کو قتل کیا
سر اُن کے تنون سے جدا کیے بعدہٗ بجائے خود کہا کہ اے حکیم جالوس اب کوئی سراغ لوح طلسمی
لگانے والا نشان لوح طلسم زلزلہ بتلانے والا باقی نرہا اندیشۂ دشمنی برادر مقتول نرہا تردد دفع ہوگیا
اب کوئی اندیشہ نہین رہا صرف صاحبقران کی طرف سے خیال دشمنی ہی اُن کے قتل کی بھی کوئی
فکر کی جائے گی حالانکہ اب کوئی دشمنون سے لوح طلسم زلزلہ کا پتہ بتلانے والا نہین ہے جب لوح
ہی طلسم زلزلہ کی طلسم کشا کو دستیاب نہوگی تو وہ کس طرح طلسم کو فتح کرے گا مگر دشمن کو حقیر جاننا اور
اُس سے غافل ہونا خلاف عقل و نادانی ہے لازم و مناسب یہی ہے کہ خیرخواہی شاہ طلسم زلزلہ مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بھی قتل کرونگا اُن کی جانب سے بھی اندیشہ باقی نرہیگا
پھر کون طلسم زلزلہ کو فتح کرے گا ہمیشہ یہ طلسم قایم رہے گا میری اس تدبیر سے شاہ طلسم بہت
خوش ہوگا خلعت و انعام کے سوا جو کچھ وہ مجھے دے وہ کم ہے جب مین اُس کے ساتھ ایسی خیرخواہی
کرونگا تو وہ بھی ضرور مجھکو اپنا سب سے زیادہ خیرخواہ جانے گا رتبہ میرا بڑھ جائے گا یہ باتین
اپنے دل مین کہکے پانچون سرون کو لیکے لاشون کو فرش خواب پر تڑپتا چھوڑکے دربارگاہ سے
باہر آکر تخت سحر پر سرون کو رکھکر خود بھی بالاے تخت سحر بیٹھکر زمین سے سوے فلک بلند ہو کر
ارادہ ہوے فلک جانے کا کیا اسوقت اپنے شہر جالوسیہ پر نظر کرکے دل مین خیال کرنے لگا کہ اے
حکیم جالوس تیرے شہر کے باشندون نے تیرے برادر کے رہا ہوکے آنے کی بہت خوشی کی ہے
اور اُن کی حکم و فرمانبرداری ایسی کی ہے کہ اپنا دین آبائی ترک کرکے سبنے دین اسلام اختیار کیا ہے
یہ سب باشندے تیرے برادر دشمن کے دوست ہین یہ بھی تو تیرے دشمن ہین لہذا ان کو بھی اس
شب تاریک مین سزا دینی چاہیے ساکنان شہر اور مکانات شہر کو تباہ و برباد و منہدم کر دینا چاہیے
اس شہر آباد کو مثل صحرا کر دینا چاہیے یہ خیال کرکے تھوڑی سی روئی کے گالے نکال کر اُن پر
شیشے سے چاہ جمشید کا پانی چھڑک کر اسماے سحر اُن پر دم کیا وہ روئی کے گالے بصورت پارہ ہاے
ابر بلند ہوکے کچھ شہر ہونے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ روئی کے گالے ابر سیاہ ہوکے کچھ شہر

جالوسیہ ہوگئے پھر حکیم جالوس نے کچھ ایسا اشارہ جانب ابر کیا کہ اُس مین برق کی سی چمک اور
رعد کی سی آواز پیدا ہوے بارش آتش و سنگ گران ہونے لگی مکانات شہر اور مردان شہر
جلنے لگے جس پر آتش سحر کی گری وہ مانند شمع کافوری جلنے لگا جس مکان پر آتش سحر پڑی وہ
مثل خس و خاشاک جل کر خاک ہونے لگا جس انسان اور مکان پر سنگ سحر گرا وہ دب کر فنا
ہوگیا شہر مین گویا قیامت برپا ہوئی تمام شہر تباہ و برباد ہونے لگا مکانون مین دھوان بلند
ہونے لگا آتش سحر سے مکان و مکین دونون جلنے لگے شعلے ہر مکان و در و دیوار سے بلند
ہونے لگے باشندے شہر کے اس آفت آسمانی اور بلاے ناگہانی سے دوچار ہوکر اکثر بھاگنے
لگے ہزارون شور و غل فریاد و نالہ کرنے لگے جو لوگ غافل سو رہے تھے وہ بھی اس آفت
مین مبتلا ہوگئے بیدار ہوکر اپنے جان و مال بچانے کی فکر کرنے لگے اُس وقت شہر جالوسیہ اور
باشندگان جالوسیہ کا یہ حال تھا کہ تمامی شہر مین ہر طرف مکانون مین آگ لگی تھی شعلے بلند تھے
دھوان زمین سے بلند ہوکے سوے فلک بکثرت جاتا تھا مردان شہر جل رہے تھے مال و
اسباب بھی اہل شہر کا جل رہا تھا پتھر الگ برس رہے تھے بڑے بڑے مکانات مستحکم و پختہ
گر گر رہے تھے ہزارہا آدمی فریاد و نالہ و فغان کر رہے تھے گویا شور حشر تھا آتش و سنگ سحر
کے پہنچنے سے ایک قیامت بپا تھی شہر تباہ و برباد ہو رہا تھا دمبدم برق چمکتی تھی ابر سے
صداے رعد آتی تھی تھوڑی دیر تک یہی صورت رہی آخر کار حکیم جالوس نے اپنی دانست
مین تمامی شہر اور تمامی مردان شہر کو جلا کر اپنے سحر کو خود ہی دفع کرکے عالم غصہ مین پکار کر کہا کہ
کیون اے باشندگان شہر جالوسیہ کیسا مین نے تم سے انتقام لیا تم سب میرے بھائی کے رہا ہوکر
آنے سے بہت خوش ہوکر اُس کی ہدایت سے مسلمان ہوئے تھے مسجدین بنائی تھین اذان
باآواز بلند کہتے تھے نمازین پڑھتے تھے خداپرستی اختیار کی تھی اپنے دین آبائی کو ترک کیا تھا
ہمارے برادر دشمن کے دوست ہوے تھے ہمارا تمھین کچھ بھی خیال نہ رہا تھا اگر باشندگان
شہر سے کوئی زندہ ہو تو وہ سن لے اور جانے کہ منم حکیم جالوس دستور معظم حاکم طلسم زلزلہ
حکیم سالوس و رفقاے حکیم سالوس کے مہرون کو تم سے جدا کرکے خدمت شاہ طلسم زلزلہ
مین لیے جاتا ہون خبردار اب اپنے دین آبائی کو اختیار کرنا خداپرستی سے باز رہنا یہ کہکر سوے
طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد جانے حکیم جالوس کے اور دفع ہونے ابر سحر کے وہ آتش باری اور
سنگ باری موقوف ہوئی جو آگ سے مکان اور مردان شہر جل گئے تھے وہ تو خاک سیاہ ہوگئے
تھے اور جو مردم و مکان جلنے سے بچے تھے وہ بدستور رہے لاکھون آدمی جل گئے تھے ہزارہا
مکان جل کر خاک ہوگئے تھے جو لوگ زندہ رہے تھے انھون نے خدا کا شکر کیا اس حملے مین
آثار سحر فلک پر ہویدا ہوے جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ پھر آکے صحرا سے شہر مین داخل ہوے
عجب حال خراب شہر کا دیکھا باہم کہا کہ بڑا غضب ہوا شہر برباد و تباہ ہوگیا قابل بود و باش نہ رہا
نہین معلوم یہ بلاے آسمانی اور آفت سماوی اس شہر پہ کیون آئی جن لوگون نے ہنگام موقوفی
سنگ باری و آتش باری تقریر حکیم جالوس سنی تھی انھون نے تمام حال بیان کرکے کہا کہ اس
شہر کو حکیم جالوس نے تباہ و خراب کیا ہے محض اس خطا پر کہ اہل شہر نے حکیم سالوس کے آنے کی
قید سے چھوٹنے کی خوشی کی تھی بعدہ ان کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا تھا ہمنے بگوش خود

ایسی ہی تقریر حکیم جالوس کی سنی ہے یہ بھی اُس نے پکار کر کہا تھا کہ مین حکیم سالوس اور اُس کے رفقا کے سرتن سے جدا کر کے برائے نذر حاکم طلسم زلزلہ لیے جاتا ہون چلو دیکھین لاشے بھی مقتولان بے خطا کے ہین یا وہ بھی آتش سحر حکیم جالوس سے جل کر خاک ہوگئے جس طرح کہ مردان شہر اور مکانات شہر لاکھون جل گئے ہین یہ باتین کر کے تا ذ سحر پیشہ کے دار العمارت شاہی و بارگاہ حکیم سالوس کی طرف آئے دیکھا کہ لاشین اُن کی پڑی ہین قدرت اور حفاظت خدا سے نہین جلی ہین لاشے اُن کے خون آلود دیکھ کر وہ سب بہت روئے پھر اُن سب کو غسل و کفن دے کر دفن کیا حکیم جالوس کے باعث سے ہین بد دعا کی اُن لوگون مین سعید رومی بھی تھا لاکھون روپے کا مال و اسباب تجارتی برائے سوداگری لایا تھا سیکڑون خادم و غلام اُس کے ہمراہ تھے خیمہ و بارگاہ اُس تاجر ذیجاہ کے ساتھ خدام اُس کے لائے تھے ہنوز وہ رو برو ئے حکیم سالوس مال و متاع تجارتی لے کر نہ گیا تھا کہ وقت شب حکیم جالوس نے شہر کو اپنی آتش سحر سے تباہ و برباد کیا تھا مال و اسباب تاجر مذکور کا بہت سا مع اکثر خدام و غلام جل گیا تھا کچھ مال و اسباب مع چند غلامون کے باقی رہ گیا تھا وہ بھی مثل اہل شہر جالوسیہ کے نالان و گریان تھا تباہ و برباد ہوگیا تھا اپنی بدقسمتی پر زار زار روتا تھا باقی ماندہ اہل شہر اس طرح اُس کو سمجھاتے تھے کہ اے سعید شکر خدا کر کہ تو مع اپنے چند غلامون کے اور اسقدر مال و اسباب کے زندہ و باقی رہ گیا ہے برحال اُن لوگون کے کر جو مع اپنے مال و اسباب و مکان جل گئے ہین اور ایسے جلے ہین کہ خاک ہوگئے ہین دفن کرنے کے قابل بھی نہین رہے ہین دیکھو اس شہر مین لاکھون آدمیون کی آبادی تھی اب سوا ہم دو چار آدمیون کے کوئی بھی شہر مین نظر آتا ہے سب جل گئے ہین مکانات بھی جل کر خاک ہوگئے ہین شہر ویران و تباہ و خاک سیاہ ہوگیا ہے کسی کا مال و اسباب تام کو بھی باقی نہین رہا ہے ہم سب بھی محتاج و تباہ ہوگئے ہین تمام مال و اسباب و مکانات ہمارے جل کر خاک ہوگئے ہین صرف وہ مکانات نہین جلے ہین جن پر آگ کے پھول نہین گرے ہین باقی سب مکانات شہر کے اور آدمی شہر کے جل کر خاک ہوگئے ہین کسی کا بھی کچھ نشان ہے ان ہر طرف خاک کے ڈھیر ہین وہی آدمی زندہ رہ گئے ہین جن کی حیات باقی تھی اور وہی مکان و مال و اسباب جلنے سے بچا ہے جس کا جلنا منظور خدا نہ تھا غرض جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب فریاد و نالہ کرنے سے کیا فائدہ ہوگا جو اسباب و مال تمہارا لاکھون روپے کا جل گیا ہے وہ رونے پیٹنے سے مل نہ جائے گا اور جو لونڈیان اور غلام و خدام تمہارے جل کر ضائع ہوئے ہین وہ سب نالہ و فریاد کرنے سے زندہ نہو جائین گے بس صبر کرو تمہاری جان بچ گئی اس کا شکر کرو تجارت سے پھر روپیہ حاصل ہو جائے گا مال و اسباب پھر تمکو ممکن ہو جائے گا خداوند عالم فضل و کرم کرے گا پھر تمکو مثل سابق مالدار کر دے گا سعید تاجر سب کے سمجھانے سے فی الجملہ نالہ و فریاد سے باز رہا لیکن اُسیوقت اُن سب سے رخصت ہو کے مع اپنے مال و اسباب تجارت کے اور خدام و غلام باقی ماندہ کے جالوسیہ سے سوے انجم حصار روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب لکھا جائے گا اہل شہر جالوسیہ جو زندہ بچے تھے وہ بعد رنج و غم اُسی شہر مین کار و بار مین مصروف ہوئے زندگی اپنی بعد مدہ واند وہ بسر کرنے لگے حکیم جالوس جو اپنے شہر کو اپنے سحر سے تباہ و برباد کر کے مع سرہاے مقتولان مذکور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ اُسوقت سرحد طلسم زلزلہ مین پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو نے اپنی دو لشکر لیے

باہر آکر دربار مین ہنگام سحر بالاے تخت حکومت جلوس کیا تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار ہوے تھے
ہزارہا ساحران نامی و نامور اہل دربار سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے شہنشاہ مذکور نے
متردد ہوکر اپنی زندگی اور اپنی بقاے طلسم سے ناامید ہوکر نجومیون رمال کاہنون کو جو بڑے
بڑے نامی و کامل تھے اور ساکنان طلسم زلزلہ سے تھے طلب کیا تھا اُن سے پوچھا تھا کہ تم سب
اپنے علم سے بتاؤ کہ دن ہمارے اس زمانے مین کیسے ہین جان ہماری طلسم کشاے سے بچے گی یا نہین
اور یہ طلسم ہمارا دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ٹوٹنے سے بچے گا یا نہین انھون نے
زائچہ کھینچکر قرعہ ڈال کر اشکال پر نظر کرکے بہت فکر و غور کرکے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اے شہنشاہ
اگر جان بخشی ہو تو جو ہمکو ہمارے علم سے ثابت ہوا ہی اُسے ہم صاف صاف بیان کرین حاکم طلسم زلزلہ
نے کہا تھا کہ جان بخشی تمھاری ہے تم غمگین بے خوف و خطر صاف صاف جو کچھ تمھارے علم سے تمکو
ظاہر ہوا ہو بیان کرو انھون نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ ہمکو ہمارے علوم سے ایسا ثابت
ہوتا ہی کہ فی زمانہ دن آپ کے ازحد سخت ہین تین مہینے شہنشاہ پر گران ہین خوف جان و مال کے
ضائع ہونے کا ہی سوا اس کے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ بربادی و تباہی اس طلسم کی دست طلسم کشا
یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہوگی جو دوست ہین شہنشاہ فلک بارگاہ کے اُن مین
سے اکثر دشمن جان و مال و طلسم حضور ہو جائینگے شریک صاحبقران ہونگے اُن کی اعانت
کرینگے آپ سے دشمنی کرینگے بربادی و تباہی طلسم چاہینگے شب و روز فکر و کوشش
ایسی کرینگے کہ یہ طلسم ٹوٹ جائے تباہ و برباد ہو جائے تمام اُن کے ظاہر نہین ہو سکتے ہین مگر
وہ رعایا و نمکخوار حضور سے ہونگے اور بعض عزیزان حضور سے بھی ہونگے لہذا اگر شہنشاہ فلک
بارگاہ ہم خیرخواہون کی عرض کو پذیرا فرماکر موافق ہمارے علوم کے احکام پر عمل کرینگے تو عجب
نہین کہ جان و مال و طلسم شر و فساد طلسم کشاے طلسم زلزلہ سے بچ جائیگے ورنہ باعث خرابی و
ضرر ہوگا اہل درباری سے حضور کو ضرر و صدمہ پہونچیگا خیرخواہون نمکخوارون عزیزون ہی سے
خوف جان و تباہی طلسم کا قوی اندیشہ ہی شاہ طلسم زلزلہ نے پوچھا کہ تم اپنے علوم کے موافق
کیا حکم لگاتے ہو بیان کرو ہم اُن احکام پر بخیال حفظ جان و مال و ملک عمل کرینگے انھون نے
عرض کیا کہ ہماری راے یہ ہی کہ بضرورت و بحفاظت جان تین ماہ تک آپ طلسم باطن مین تشریف رکھین
طلسم ظاہر مین بھی نہ رہین کیونکہ دوستون اور نمکخوارون سے اندیشہ قوی دشمنی کا ہی حالانکہ حضور
پر چالیس روز ازحد سخت و گران ہین اور باقی ایام چندان گران نہین ہین مگر احتیاطاً مناسب یہ ہی
کہ تین ماہ تک طلسم باطن مین قیام پذیر رہین اگر تین ماہ مع الخیر گذر گئے تو پھر طلسم کشاے طلسم زلزلہ
و دیگر دشمنون سے کچھ اندیشہ نہوگا اور اشکال زائچہ پر نظر کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ قبل
ایک ساعت کے ایک امر عجیب و حیرت انگیز کہ ضرر دشمنان سے ہوگا درپیش ہونے والا ہی یہ عرض
کرکے خاموش ہو رہے تھے شاہ طلسم نے کشتیان خلعت فاخرہ کی طلب کرکے اُن نجومیون اور
رمالون کاہنون کو دی تھین علاوہ اس کے دولت و زر کثیر دیا تھا وہ انعام مذکور لیکر جانے کو
تھے کہ ملکہ چالوس محلات و دربندہاے طلسم زلزلہ کو طے کرکے دربار شاہ طلسم مین آیا تخت سحر
سے اُترکر اُن سرون کو طشت طلا مین رکھکر اور نقوے کشتی مین رکھکر سامنے اپنے بادشاہ کے آکر
باادب سلام کرکے وہ طشت طلا یا وہ کشتی نقرئی کہ جسپر زرکشی پوش پڑا ہوا تھا بطور نذر پیش کی

شاہ طلسم نے پوچھا کہ اے دستور معظم من اس مین کیا ہی بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین
یہ کہکے کشتی پوش دور کیا یا بالائے طشت سے رومال علحدہ کیا غرض بہر طور شاہ طلسم نے دیکھا کہ پانچ
کٹے ہوے سر پانچ خون مین آلودہ ہین متحیر و متردد ہوکے پوچھا کہ یہ سر کس کس کے ہین ان کو کیون
قتل کیا اگر قتل کیا تھا تو ہمارے روبرو کیون لائے ہو وزیر مذکور نے عرض کیا کہ یہ سر تو میرے بھائی کا
ہی جس کا نام حکیم سالوس حضور نے سُنا تھا اور قبل اس کے مین نے اُس کو گرفتار کرکے حسب الحکم حضور
ابر باران جادو کے حوالے کیا تھا اُس نے صحرا مین جاکر ایک تالاب کے نیچے تہ خانے مین اُس کو اسیر
کیا تھا جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کسی سے نشان زندان حکیم سالوس دریافت
کرکے ابر باران جادو کو قتل کرکے اس کو رہا کیا اور یہ اپنے شہر مین گیا مجھکو یقین کامل ہوا کہ اب
یہ بھائی میرا صاحبقران کو ضرور نشان لوح طلسم زلزلے کا بتائے گا بلکہ خود وہان سے جاکے حصول
لوح مذکور مین کوشش کرے گا پس اسی خیال سے خیر خواہی حضور مد نظر مین نے اپنے شہر مین جاکر مکر و فریب
اس سے تقریر کرکے عذر خواہ ہو کر خیال دشمنی کا اُس کے دل سے دور کرکے عالم خواب مین اس کو اور
اس کے ان چارون رفقا کو تہ تیغ کیا پھر سر کاٹ کر برائے نذر شہنشاہ لے کر آیا ہون اس نکوکار نے
حضور کی خیر خواہی کے آگے کچھ پیچ و خیال برادر حقیقی کے قتل کا نہ کیا شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو
حاکم طلسم زلزلے نے از حد متحیر و متعجب ہوکے دل مین کہا کہ حکیم چالوس سے بہتر دنیا مین میرا کوئی
خیر خواہ نہین ہی اس نے صرف میری خیر خواہی سے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا ہی یہ خیال کرکے پوچھا
کہ اس کے ان چارون رفقا کو کیون قتل کیا حکیم چالوس نے عرض کیا کہ مین نے ان کو یہ خیال
قتل کیا ہی کہ یہ چارون شخص میرے بھائی مقتول کے بڑے دوست و خیر خواہ تھے شاید اس نے حال
لوح طلسم زلزلے کا کہدیا ہو نشان اور مقام لوح طلسم زلزلے کا ان کو بتا دیا ہو اور یہ صاحبقران
سے ملجائین مقام لوح کے رکھنے کا اُن کو بتائین اور وہ کسی طور سے وہان جاکر لوح طلسم مذکور کو
حاصل کرلین تو غضب ہو جائے گا یہ طلسم حسب ہدایت لوح طلسمی فتح ہو جائے گا حالانکہ مین نے
اچھی طرح پورے طور سے مقام لوح کے رکھنے کا اپنے اس برادر مقتول سے بھی ظاہر نہین کیا تھا اور
یقیناً اُس نے اپنے ان رفقا سے بھی بیان نہ کیا ہو گا مگر مین نے احتیاطاً ان سب کو قتل کر ڈالا
تاکہ اطمینان حاصل ہو جائے نہ یہ سب زندہ رہینگے نہ مقام لوح کا صاحبقران کو معلوم ہو گا اور لوح
طلسم زلزلے کی ایسی جگہ رکھی گئی ہی ایسی حفاظت اس کی کی گئی ہی کہ وہان تک پہونچنا دشوار تر ہی سوا
میرے اور حضور کے کوئی کسی کو بخوبی تمام حال لوح طلسمی سے آگاہ نہین ہی کہ وہ کس جگہ ہی کہان
رکھی گئی ہی کس کے قبضے مین ہی کون اُس کا محافظ ہی شہنشاہ ساحران نے تمام تقریر حکیم چالوس
کی سنکے دریائے حیرت مین غرق ہوکے کہا کہ اے وزیر خوش فکر و تدبیر ہم تمکو اپنا ایسا خیر خواہ
و دور اندیش نہ جانتے تھے نہ ایسی خیر خواہی کرنے کی تجھ سے امید تھی تو نے وہ کام کیا ہی کہ کسی
سنگ دل اور کسی بیرحم قاتل سے بھی نہو گا اور تو نے وہ خیر خواہی ابد دولت کی کی ہی کہ کوئی
نمک خوار ہمارا ہم سے ایسی خیر خواہی نہ کرے گا آج سے ہم تجھکو اپنا بہت بڑا خیر خواہ جاننے لگے فقط اس
احتمال پر ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا کہ شاید یہ لوگ مقام لوح طلسمی کے رکھنے کا طلسم کشا کو بتا دین
حالانکہ تیری تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا ہی کہ اچھی طرح ان کو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہ تھی خیر
جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب ان سرون کو ہمارے سامنے سے دور کرو مناسب ہو وہان سے

حق مین کر رہے کہکے اپنے ملازمون سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد کشتی خلعت فاخرہ کی لاؤ بمجرد حکم ملازمون نے
حاضر کی شاہ طلسم نے بعوض دور اندیشی و خیرخواہی خوش ہوکر وہ خلعت فاخرہ حکیم جالوس کو دیا
اُس نے با دب سلام کرکے بعد خوشی خلعت مذکور پہنا اہل دربار حکیم جالوس کی اس دور اندیشی و
خیرخواہی سے دنگ ہوگئے گو کہ اُسوقت دربار مین ہزارہا ساحران نامی و نامور نمکخوار و خیرخواہ
شاہ طلسم بیٹھے ہوے تھے مگر اُن مین سے کوئی ایسی تدبیر و فکر کرنے پر قادر نہ تھا اسی سبب سے
ہر ایک ساحر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہمسے کبھی ایسا کام خیرخواہی مین نہو سکتا اپنے برادر حقیقی کو اپنے
ہاتھ سے نہ قتل کیا جاتا ہرگز خونریزی نہو سکتی کبھی اپنے برادر حقیقی پر تلوار نہ اٹھائی جاتی واقعی اس نے
وہ کام کیا ہی کہ ہمسے کبھی نہ ہو سکتا ابھی سب کو ایک عجب تھا ہر ایک ساحر دربار مین ہمہ تن تصویر
حیرت ہوگیا تھا کہ حکیم جالوس نے سر ہاے مذکور اٹھوا کر کہا کہ ان کو بیرون طلسم لے جاکر ڈال دو
یا زمین تھوڑی سے کھدوا کر ان سرون کو دفن کر دو ساحران دربار سے ایک ساحر مسمی مہر سنگ
جادو نے وہ سر اٹھا کر طلسم سے باہر جاکر وزیر مذکور کے حکم پر عمل کیا بعدہٗ دربار مین آکر بیٹھا اس
اثنائے مین شہنشاہ ساحران نے کچھ متردد ہوکر حکم دیا کہ کل ہمارے دربار مین جملہ ساحران نامی بعزت
مرد و زن سب آئین جو کبھی ہمارے دربار مین نہین آئے ہین وہ سب ساحر کی آئین ہمین ایک
کار ضروری کرنا منظور رہی چاہتے ہین کہ سامنے سب ساحران نامی کے خواہ درباری ہون یا غیر درباری
ہون وہ کار ضروری کیا جائے جو ساحران نامی یہان سے دور دور ہین اُن کو بھی بذریعہ پروانہ
طلب کیا جائے یہ حکم اپنے ملازمون کو دے کر دربار برخاست کیا اہلکارون نے حسب الحکم
شاہ طلسم زلزلہ بنام مالکان در بند طلسم زلزلہ و حاکمان کوہ و دشت و دریا وغیرہ اور سوا اُن کے
جسقدر ساحران نامی و اہل عزت تھے اور جتنی ساحرہ ذی مرتبہ تھین سب کو طلبی پروانے لکھ
لکھکر مہر شاہی سے مزین کرکے بدست ساحران روانہ کیے ساحرون نے جلد جا جاکے وہ حکمنامے
اور پروانے ساحرون اور ساحرہ عالی مرتبہ کو دے کر زبانی بھی عرض کیا کہ حکم شہنشاہ ہے کہ
کل سب ہمارے دربار مین آئین ہر ایک ساحرہ اور ساحر نے زبانی حکم شہنشاہ سے
اور تیز عبارت حکمنامے سے آگاہ ہوکر بجائے خود کہا کہ نہین معلوم کیا سبب ہے کہ شہنشاہ نے بذریعہ
حکمنامہ سب ساحران معزز کو اپنے دربار مین طلب کیا ہے ہر چند ہر ایک نے فکر کی مگر کچھ سبب طلب ثابت
نہوا دوسرے روز جملہ ساحران نامی و نامور و اہل عزت ساکنان طلسم زلزلہ ہر طرف سے حسب لیاقت
و مرتبہ جاہ و حشم و تزک سے بکمال کر و فر سحری سواریون پر سوار ہوکر دربار شہنشاہ مذکور مین آآکے
علی قدر مراتب بیٹھنے لگے اہلکارون نے دربار کو بھی ایسا آراستہ کیا تھا کہ کبھی ایسا آراستہ ہوا
تھا اس اثنائے مین ہزارہا ساحرون اور ساحرہ کے آنے سے دربار وسیع تمام مملو ہوگیا اسوقت
شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو اپنی محلسرائے سے برآمد ہوا جملہ ساحر و ساحرہ واسطے تعظیم
شاہ طلسم زلزلہ کے اُٹھے پھر ہر ایک نے بعد ادب سلام کیا شہنشاہ مذکور نے ہر ایک کا سلام
لے کر سب کو بنظر غور دیکھکر تخت حکومت پر بیٹھکر اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر و ساحرہ پھر سلام
کرکے اپنی جگہ مقررہ پر بیٹھا اُسدم شہنشاہ مذکور نے پھر اپنے اہل دربار و تمامی حاضرین دربار
پر نظر کرکے اپنی حکومت اور اپنے فرمانبردارون کو بکثرت و بے شمار مشاہدہ کرکے بجائے خود
ناز و فخر سلاطین طلسم دیگران پر کیا بعد ازان سب سے مخاطب ہوکے بآواز بلند کہا کہ اے طیفان

بادولت واسطے ساحران نامی و ذی عزت آگاہ ہو کہ زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی
طلسم کشا اس طلسم کا پیدا ہوا ہی فکر حصول لوح طلسمی کر رہا ہی اس یاران جادو کو قتل کر چکا ہی حکیم
ستالوس برادر حکیم جالوس ہمارے وزیر خوش تدبیر کو مار چکا ہی حالانکہ فی الحال ہمارے
دستور معظم حکیم جالوس نے بخیال دور اندیشی ہماری خیر خواہی مین اپنے برادر مذکور کو مع اوسکے
رفقا کے مابین انجمن پیشہ قتل کر ڈالا ہی کہ مبادا وہ طلسم کشا کو نشان لوح طلسم زلزلہ کا بتلائے اور طلسم کشا
لوح طلسمی کو حاصل کرکے اس ہمارے طلسم کو فتح کرے ہم اپنے وزیر کی اس خیر خواہی سے بہت خوش
ہوے اور جو کوئی تم سب مین بادولت کا خیر خواہ ہوگا اور خیر خواہی کرے گا اوس سے بھی بادولت
خوش ہو کر خلعت و انعام دین گے یا ہماری جانب سے ہمارا وزیر اوس کو انعام کثیر دے گا مرتبہ و
رتبہ اوس کا زیادہ کرے گا کل ہمنے کاہنون نجومیون رمالون کو طلب کرکے ان سے دریافت کیا تھا
کہ اپنے علوم کے قواعد سے حکم لگاؤ کہ فی زمانہ دن ہمارے کیسے ہین ان سب نے بعد فکر و غور اپنے
اپنے علم کے ذریعے سے باتفاق رائے یہی عرض کیا کہ تین ماہ سخت ہین از انجملہ چالیس روز نہایت
ہی سخت و گران ہین خوف جان و مال ملک ہی یہ عرض کرکے انھون نے اپنی رائے یہ ظاہر کی تھی
کہ شہنشاہ کو ایسے زمانہ و ایام سخت مین لازم و مناسب ہی کہ طلسم باطن مین تشریف رکھین پس
بادولت واسطے انتظام و احکام و حکومت و تدابیر کے اپنے وزیر حکیم جالوس کو کہ ہمارا نہایت
خیر خواہ و خوش تدبیر و عاقل ہی اپنا جانشین کرتے ہین تین مہینے تک یہ ہمارا جانشین رہے گا
بعد گذرنے زمانہ سخت مذکور کے پھر ہم طلسم باطن سے آکر اس تخت حکومت پر جلوس کرین گے
بالفعل بضرورت حفاظت جان طلسم باطن مین قیام پذیر ہونگے مگر تم سب کے امور اور خیر خواہی
سے ہم کو اطلاع ہوتی رہے گی ہم تمہاری کارگذاری و خیر خواہی سے خوش ہو کر حکم خلعت و انعام
دینے کا کرتے رہین گے پس تم سب کو واجب و لازم ہی کہ تین مہینے تک جس طرح تم ہم کو اپنا شہنشاہ
اور حاکم سمجھتے تھے اور سمجھتے ہو اسی طرح ہمارے اس وزیر حکیم جالوس کو بھی اپنا حاکم سمجھنا
جو کچھ یہ حکم کرے اوس کو بجا لانا خلاف اس کے حکم کے عمل نکرنا سرکشی و نافرمانی ہرگز ہرگز نکرنا ورنہ
تمہارے حق مین اچھا نہوگا باعث ہمارے قہر و غضب کا ہوگا یہ کہکر ایک تاج جواہر نگار اپنے ہاتھ سے
حکیم جالوس کے سر پر رکھکر اپنے تخت حکومت پر اوس کو بٹھا کر جملہ حاضرین دربار کو حکم دیا کہ ہمارے
روبرو اس کو اپنا حاکم جان کر نذرین علی قدر مرتبہ دو اور اقرار اپنی اپنی زبان سے اس وزیر کی
اطاعت و فرمانبرداری کا کرو غرض بمجرد اس حکم کرنے کے جملہ امرا و روسا اور تمامی حاضرین دربار
نے علی قدر مراتب حکیم جالوس کو باری باری با دب تمام نذرین دین حکیم مذکور نے خوش ہو کر ہر ایک
کی نذر قبول کرکے اوس کی نذر پر ہاتھ رکھا جب سب حاضرین دربار نذرین دے چکے ہر ایک نے
دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہمارے اور اے شہنشاہ ہمارے آپ کے حکم سے ہم حکیم
جالوس کو اپنا حاکم و مالک جان کر ان کی اطاعت و فرمانبرداری بدل کرین گے خلاف ان کے حکم
کے کوئی کام نکرین گے ہرگز ان کے فرمان سے سرکشی نکرین گے ان کو بھی لازم ہی کہ ہم کو اپنا اور
شہنشاہ کا خیر خواہ و فرمانبردار جان کر نیکی پیش آئین تعدی و ظلم خلاف عدالت نکرین شہنشاہ
سلامت سہین کہ ہم سر فروش و جان نثار جب تک زندہ ہین کیا مجال طلسم کشا و دیگر دشمنان شہنشاہ
کی کہ اس طلسم مین قدم رکھ سکین فتح کرنا دربندون کا تو امر محال ہی جو دسر مست جادو بادشاہ

طلسم زلزلہ نے ہر ایک حاضرین دربار سے حکیم جالوس کو نذرین دلوا کر تقریر حسب دلخواہ اپنے
ہر ایک کی سنکے خوش ہوکے ہر ایک کو علی قدر رتبہ و مرتبہ خلعت اور ہار دینے کے ارادے
سے کشتیان ہزار در ہزار خلعت کی طلب کین پھر علی قدر مرتبہ کسی کو خلعت فاخرہ دیا کسی ساحر کو
کشتی خلعت مع دیگر انعام کے عطا کی کسی ساحرہ کو زرین ہار دیا غرضکہ اسی طرح ہزار در ہزار خلعت
کی کشتیان علی قدر مراتب ساحران حاضرین دربار مذکور کو مع دیگر انعام و جاگیر کے دی گئین
ہر ایک ساحر و ساحرہ نے خلعت و ہار پہنکر خوش ہوکر بجائے خود اپنے شہنشاہ کی قدر شناسی کی
ثنا کی اس دربار مین سارق بن بقا اور سنگان بھی تھے انھون نے بھی تمام تقریر شہنشاہ سامری
ہود سرمست جادو کی سنی تھی اور نذرین حکیم جالوس کو برائے خوشی شاہ طلسم گذرانی تھین
ان کو بھی خلعت اور ہار ملے تھے سنگان تمام باتین سنکے اور رنگ دربار دیکھکے بار بار چاہتا تھا
کہ کچھ تقریر کرے مگر سارق بن بقا کے بار بار منع کرنے سے مجبور ہوکر کچھ نہ کہتا تھا چپکا بیٹھا
ہوا دیکھتا تھا اور جو کوئی کچھ تقریر کرتا تھا اسے سنتا تھا دل مین اپنے کہتا تھا کہ سارق بن بقا
کے اس طلسم مین قدم رکھتے ہی بھلا اب یہ طلسم آباد رہ بھی سکتا ہے یہ تو بوم کی خاصیت رکھتے
ہین جدھر ان کا گذر ہوتا ہے وہ ملک و شہر ویران و تباہ ہو جاتا ہے یہ طلسم بھی دست صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سے ان کی نحوست قدم سے تباہ و برباد ہو جائے گا لاکھ ہود سرمست
جادو شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن مین جاکر اپنی جان کی حفاظت کرے گا لیکن کچھ فائدہ ہوگا ضرور
دست طلسم کشا سے قتل ہوگا یا مسلمان ہوگا یہ طلسم ضرور فتح ہوگا دست صاحبقران سے ضرور
پیدا ہو جائین گے یہی اہل دربار جو دشمنی صاحبقران پر آمادہ ہین یہی اگر ان کے دوست
ہو جائین گے گھر ہی سے آگ لگ جائے گی اس بندوبست و انتظام و حفاظت سے کچھ بھی نفع نہ ہوگا
افسوس ہزار افسوس کہ مجھ کو اور سارق بن بقا کو بعد چندے یہان بھی امان نہ ملے گی شیر بیشۂ
شجاعت یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا یہان بھی گذر ہوگا یا تو ان کے ہاتھ سے قتل
ہونا نصیب ہوگا یا یہان سے اور کسی طرف بھاگنا ہوگا آرام و راحت سے یہان بھی بیٹھنا نہ ملے گا
دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہے سنگان تو اپنے دل مین خیالات مندرجہ کر رہا تھا مگر ساحران نامی و
نامور خلعت فاخرہ پہنے اور زرین ہار گلون مین ڈالے ہوئے بیٹھے تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران یعنی
ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ نے مکرر سب ساحرون اور ساحرہ حاضرین دربار سے بتاکید
اکید کہا کہ خبردار خلاف ہمارے حکم کے عمل نہ کرنا جو کچھ ابدولت نے تمسے نسبت اطاعت و فرمانبرداری
حکیم جالوس کے اور خیرخواہی کے کہا ہے اس کے برعکس عمل نہ کرنا سب نے عرض کیا کہ اے خداوند
ہم حکم اروح سے اطمینان رکھیے سوائے خیرخواہی و بدخواہی نہ کرین گے اور خلاف حکم حکیم جالوس کے
قدم بھی واسطے کسی کام کے نہ اٹھائین گے شہنشاہ مذکور نے دوبارہ بھی سب سے عہد و اقرار لیکر
سب کو رخصت کرکے خود بھی اسیوقت طلسم باطن مین جاکر مکین ہوا امور حکومت و سلطنت و انتظام
سب حکیم جالوس کے حوالے کیا وزیر مذکور تخت حکم مشیر شکر کاروبار ملکی و مالی کرنے لگا ماتحتان
و رشتہ وران سے خبرداری و ہوشیاری کی تاکید کرنے اور دیگر امور کے انصرام مین شب و روز بسر
کرنے لگا حکیم جالوس تو تخت نشین ہوکر انتظام طلسم زلزلہ مین حسب دلخواہ سرگرم ہے مگر اب حال
سعید سوداگر کا لکھا جاتا ہے کہ تاجر مذکور بہ شہر طلوسیت سے مع انجم حصار روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ

زندہ رہا کاش کہ میں مانند اہل قافلہ کے ہلاک ہو جاتا یہ کہکے بے اختیار رونے لگا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ حال قتل حکیم سالوس کا سنکے محزون ہوئے نہایت افسوس کیا بعدہٗ تاجر
مذکور سے فرمایا کہ اے مرد دیندار صبر کرو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب صدمہ و رنج کرنے سے کیا فائدہ
ہوگا یہ فرما کے زر کثیر اپنے خزانہ عامرہ سے اُس کو دے کر ارشاد کیا کہ اے سعید سوداگر اب اسی
زر کثیر سے تجارت کر خداوند عالم تیرے حال پر رحم فرمائے گا پھر اُسی قدر مال و متاع تیرے پاس ہو جائیگا
اُس تاجر نے زر کثیر عطیہ صاحبقران پر نظر کرکے جود و سخاوت و غربا پروری پر غور کرکے خوش ہوکے
عرض کیا کہ حضور نے تو اس فدوی کو اسقدر زر کثیر عطا فرمایا ہے کہ اگر تمامی مال و اسباب اپنا جو اپنے
وطن سے لے کر چلا تھا اگر وہ ضائع و برباد نہوتا اور اُس کو بہ نفع کثیر فروخت کرتا تو بھی اسقدر زر کثیر
مجکو دستیاب نہوتا حضور نے میرے حال پر ایسا رحم کیا کہ کوئی شاہ و شہریار بھی ایسا رحم نکرتا اسقدر
زر کثیر اپنے خزانے سے عطا فرمایا خداوند عالم آپکے مقاصد دینی و دنیوی بر لائے مجکو مالا مال
کردیا غم و رنج اسباب مال ضائع شدہ کا میرے دل سے دور کردیا یہ عرض کرکے تاجر مذکور صاحبقران
سے رخصت ہوکر وہ تمامی زر کثیر لیکر دعائیں دیتا ہوا لشکر کے باہر گیا بعد قطع راہ داخل وطن
ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے حکیم سالوس وغیرہ کے قتل ہونے کا بہت صدمہ کیا اور
حکیم جالوس کے ظلم و جور پر نظر کرکے ارشاد کیا کہ عجب ظلم حکیم جالوس نابکار و بے دین نے مرد
دیندار حکیم سالوس پر کیا افسوس ایسے مرد باخدا کو یوں قتل کیا کہ ہمیں سننے سے بے حد صدمہ ہوا
خیر انشاء اللہ تعالی حکیم جالوس سے سمجھا جائے گا انتقام خون حکیم سالوس وغیرہ اُس سے لیا
جائے گا بحرین جادو و افواج جیفور کردیا و دیگر سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے بڑی ہی
کوشش و ہمت و شجاعت سے سفر دور و دراز اختیار کرکے صعوبت راہ اٹھا کے ابرباران
جادو کو جا کر قتل کیا تھا حکیم سالوس وغیرہ کو زندان سے رہا کیا تھا اُس مرد دیندار نے لوح طلسم
زلزلہ کے مقام کے بتلانے کا اقرار کیا تھا بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا افسوس ہزار افسوس حکیم
جالوس نابکار و دغا باز نے اُس کو مع اُس کے رفقا کے قتل کروا ڈالا سر اُن دینداروں کے کاٹ لیے
کچھ رحم نہ کیا بجائی نے کیسے بیرحمی و سختی پر ظلم روا رکھا ہم سب کو امید و خوشی اس امر کی تھی کہ حکیم
سالوس حسب اقرار بیان آئیں گے جس جگہ شاہ طلسم زلزلہ نے لوح طلسمی رکھی ہے وہ ہمکو بتلا کے
صورت حصول لوح مذکور سے آگاہ کریں گے در باب فتح طلسم زلزلہ کوشش و شرکت کریں گے
وہ قتل ہوگئے اب حال لوح طلسم زلزلہ کا کس سے دریافت ہوگا کیونکر لوح مذکور دستیاب ہوگی
جب لوح طلسم ہی نہ ملے گی تو در بند طلسم و دیگر مقامات طلسم زلزلہ کیونکر فتح ہونگے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم مسبب الاسباب ہے کوئی ایسا سبب اور پیدا
کرے گا کہ جس سے نشان لوح معلوم ہو جائے گا وہ پروردگار عالم و عالمیان ایسی کوئی صورت
پیدا کرے گا کہ لوح طلسمی دستیاب ہو جائے گی بعدہٗ اُس کی مدد و اعانت فضل و کرم سے
طلسم زلزلہ کو فتح کریں گے انشاء اللہ تعالی بغیر طلسم زلزلہ فتح کیے راحت و آرام سے نہ بیٹھیں گے
نہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہونگے کیونکہ اولاً تو باد فاع لشکر اہل اسلام کی ہے جنکو مقصود
ہے دوسرے سیارق بن ہلاک بے دین و گمراہ کنندہ کو قتل کرنا یا اُس کا مسلمان کرنا منظور ہے
وہ نابکار مع ... کے طلسم زلزلہ میں ہوگا وقتیکہ ہم داخل طلسم زلزلہ ہونگے اور طلسم

ستم گر بن گئے سہا ریق نابکار ہاتھ ڈالے گا بحرین جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا درست و بجا ہے
آپ کی ہمت و شجاعت میں شک نہیں ہے اور خدا بھی ضرور مسبب الاسباب ہے مگر قضا جو اب کوئی
ایسا شخص نہیں ہے کہ جس سے نشان لوح معلوم ہو میں نے جو کچھ سنا تھا اور جو کچھ مجھے معلوم
تھا وہ میں نے عرض کیا تا فی الحال کوئی تدبیر حصول لوح طلسمی کی ذہن میں نہیں آتی کہ کس سے
پوچھیں کہ لوح طلسم زلزلہ بانیان طلسم نے کہاں رکھی ہے کس ساحر کے قبضے میں ہے وہ ساحر کہاں
دریا میں ہے یا دشت میں ہے یا زیر زمین ہے غرضکہ اب لوح طلسمی کا حال معلوم ہونا دشوار ہے بلکہ ناممکن
ہے کیونکہ میرے نزدیک کوئی اب ایسا نہیں ہے کہ حال لوح طلسمی سے آگاہ ہو اور ازراہ دوستی نشان
لوح سے آگاہ کرے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو ہم کو
ذات خدا سے امید قوی ہے کہ جاری اعانت ضرور کرے گا کیونکہ اللہ حاجت روائے بندگان ہے
ہم بھی اس کے ایک بندۂ ادنیٰ اور خواہان ترقی دین اسلام ہیں رہرو منزل کار خیر ہیں
بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہیں بیشک خالق ارض و آسمان حاجت روائے
بندگان ہے

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کا برائے فکر لوح طلسم زلزلہ مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا مخمس

دیکھو غافل تھی گلشن پر سدا جن کی نظر
دھوپ میں جن کے سے رہتا تھا جنھیں [illegible]
قصر کی زینت میں جو مصروف تھے شام و سحر
ان کو دیکھا خاک میں ملتے ہوئے او بے خبر
جو مکدر ہوگئے جب پڑ گیا ان پر غبار

مٹ گیا اک آن میں ایسا سکندر کا حشم
مل گیا مٹی میں وہ سلطان سکندر کا حشم
کچھ نہیں باقی نہیں گویا سکندر کا حشم
یاد تو ہو گئے جو شف سکندر کا حشم
گوشۂ تربت میں اب حیران ہے اسفندیار

آگئے کو وقت کوئی ساتھ دیتا ہے
اس سرا میں کب تکلف کب زرک دکھائے
ہے وہ یکساں فرش گل کا ہو کہ فرش خاک ہو
حسرت قصر وسیع و مرتفع پیار سے
کنج تربت میں بسر کرنا ہے تا روز شمار

پاس تربت کے کوئی سوئے نہ سوئے ایک ہے
جا نہ ہو سر بزم میں کھوئے نہ کھوئے ایک ہے
آنسوؤں سے منہ کوئی دھوئے نہ دھوئے ایک ہے
بعد تیرے کوئی روئے نہ روئے ایک ہے
تیغ کی مجھو زمانہ ہوگیا تیرا سوگوار

خاک کے بستر پہ سونا ہے نہیں اس کی خبر
روشنی جیسی نہیں ہوگا ہوا کا بھی گزر
وہ مکاں ہے کہ جس میں نہیں دیوار و در
راحت دنیا پہ کیوں مغرور ہے یہ دھیان کر
جھیلنا ہے ایک دن تکلیف وقت احتضار

خلق تھی جن کے نظارے کے لیے ٹوٹی ہوئی
سیکڑوں اب تک ہیں جن کی بستیاں لوٹی ہوئی
جو بنا بیٹھے تھے لاکھوں حسینوں پھوٹی ہوئی
دو ٹھوکریں ہیں جن کی [illegible] ہوئی
ہو غل عبرت کا ان کے [illegible] ہیں بار

مشتاق ور و توانا ہے حاجت ہماری بھی بر لائے گا آپ سب صاحبوں کو لازم و مناسب ہے کہ جب تک ہم
یہاں آگئے ہیں یا جب تک ہم آپ سب صاحبوں کو مع تمامی سرداران لشکر طلب کریں اسی جگہ قیام پذیر
رہیں ہمارے واسطے دست بدعا رہیں بعد ہر نماز کے یہی دعا کریں کہ خداوند عالم یہ در مراد ہمکو عطا کرے
یعنی نشان لوح طلسم نازلہ کا کسی سے معلوم ہو پھر لوح طلسمی بھی دستیاب ہو بعدہ طلسم نازلہ فتح ہو
یا بیق بن بقا یا تو مسلمان ہو یا قتل ہو یا دشاہ و لشکر اہل اسلام سے ملاقات ہو پھر وہ اس لشکر میں
ملنے سامنے آئیں اس دعا کرنے سے عجب نہیں کہ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے آرزوے دلی
ہماری بر لائے ایک سال یا چھ مہینے تک ہمارا انتظار کیجیے گا اگر ہم اس مدت میں مع الخیر آئے تو فبہا
ورنہ آپ سب صاحب سمجھ جائیے گا کہ سلطان کیوان شکوہ نے انتقال کیا اسوقت زیادہ صدمہ دل
مال نہ کر کے ہر شے ثواب سورۂ فاتحہ ہمیں پہونچائیے گا روح کو ہماری خوش کرتے رہیے گا فاتحہ خوانی سے
غافل نہ رہیے گا گاہ گاہ یاد کرتے رہیے گا بھول نہ جائیے گا ہمارے انتقال اور مر جانے کے بعد آپ لوگوں
مختار ہیں کہ جہاں دل چاہے وہاں چلے جائیے گا جس کا جس جگہ دل چاہے وہاں چلا جائے لشکر میں
چاہے سب ہے مجھکو زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے نہیں معلوم یہاں سے کہاں جانا ہو مگر
یہیں زہر وغیرہ سے مر رہیں یا بیمار ہو کر مر جائیں یا کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں کیونکہ ملکہ
طلسم نازلہ اور اس کی وزیرہ نابکار صیحہ جادو جو ہمارے دشمن جان ہیں انکو فکر حصول لوح و طلسم کشائی
اور ان کو ہمارے ہلاک کرنے کی ضرور فکر ہوگی ہزاروں تدبیریں ایسی وہ کریں گے کہ جس سے ہم
ہر صورت قتل ہو جائیں اگر خداوند عالم دشمنوں کے شر و فساد سے بچائے گا تو زندہ رہیں گے ورنہ
دست دشمنان سے جانبر ہونا بظاہر مشکل ہے شاہان ہفت ملک و کوکب انجم حصاری و دیگر سرداران
لشکر نے متفق اللفظ ہو کر عرض کیا کہ خداوند کریم وہ دن نہ دکھائے کہ آپ کا انتقال ہو اور ہم سب زندہ
رہیں آپکے دشمنوں کے انتقال کی خبر سنیں اگر آپ کا ارادہ جستجوے لوح طلسمی کے لیے جانے کا ہے
تو ہمکو بھی ہمراہ لیجیے تنہا نہ جائیے دشمنوں سے دشمنی کا اندیشہ قوی ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ وہ سب ساحر
بعداوت و عناد پیش آئیں گے صاحبقران سوم نے جواب دیا کہ آپ سب صاحبوں کے ہمراہ
چلنے کی ضرورت نہیں ہے یہ معرکہ طلسم ہے طلسم کشا کو چاہیے ہے کہ تنہا اسکو طلسم کشائی سر انجام دے
سوا اس کے نہیں معلوم جستجوے لوح طلسمی میں ہم کہاں کہاں جائیں کس کس دامن دشت و کوہ و
دریا میں اپنا گذر ہو کہاں کہاں جانا ہو آپ سب صاحبین ہمارے ساتھ کہاں کہاں جائیں گے
اگر یہ کہیے کہ ہم برائے حفاظت ہمراہ چلیں گے تو جواب اس کا یہ ہے کہ آپ صاحبوں کی حفاظت سے
بہتر حافظ و نگہبان خداوند بے ہمتا ہے وہی ہمارا حافظ و نگہبان ہے اسی کی حفاظت کافی و وافی ہے پس ایسی
صورت میں کیوں آپ سب صاحب تکلیف و زحمت گوارا کریں ہاں وقت ضرورت آپ صاحبوں کو
اپنے پاس طلب کریں گے بالفعل ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ کہکر جادو خواجہ طیفور کر دیا
نے عرض کیا کہ ہم ہمراہ آپ کو تنہا نہ جانے دیں گے خود بھی ہمراہ رکاب چلیں گے صاحبقران نے
جواب دیا کہ تمہارے بھی چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہمارا تنہا ہی جانا خوب ہے ہماری تنہائی سے
ہمکو کسی سے کچھ نہیں تکلیف صحرا نوردی اختیار کریں گے جادو خواجہ موصوف نے دست بستہ
عرض کیا کہ اگر حضور اپنے ہمراہ ہمکو نہ لیں گے تو فکر ہماری ہلاکت کا ہوگا ہم اپنے تئیں اس
بعد ہم ہیچ میں ہلاک کریں گے صاحبقران مسلمان بھی اس تقریر سے مجبور ہوئے کہا اچھا خواجہ

تم ہمارے ساتھ چلنا مگر اے بحرین جادو تم جو اپنے ساتھ ساتھ تو نہ چلنا ہے دور دور رہنا وقت
ضرورت اپنے تئیں ہم تک پہونچانا اس نے عرض کیا کہ بہتر فدوی ایسا ہی کرے گا یہ فرما کر خاموش ہوئے
بحرین جادو نے اسیوقت سے سامان ضروری کرنا شروع کیا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بعد ادائے فریضہ سحری تسبیح استخارہ بر جا استخارہ باین نیت دیکھا کہ اے مسبب الاسباب
والے بر آرندہ حاجات اگر ہم برائے جستجوے وحصول لوح طلسم زلزلہ کے یہاں سے جانب غرب روانہ
ہوں تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا استخارہ منع آیا بعد اس کے جانب شرق کی نیت سے دیکھا جب بھی
منع آیا اسی طرح جانب شمال جانے کو بھی استخارہ دیکھا اچھا نہ آیا جب بہ نیت جانب جنوب جانے پر تفاؤل
کیا تو بہتر بلکہ واجب آیا صاحبقران نے سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمنے اپنے جانے کیواسطے
استخارہ دیکھا تھا جانب جنوب جانے کو واجب آیا ہے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ موافق حکم خدا عمل
کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ ذریعہ مراد آپ کے ہاتھ آئے گا یقین کامل ہے کہ نشان لوح طلسمی ملے گا بلکہ
لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی کیونکہ استخارہ بھی ایک وحی ربانی ہے صاحبقران کشورستان یہ سنکے
خوش ہوئے پھر سب سے رخصت ہوکر مرکب کو طلب کیا خدام جلد تر اسپ صبا دم کو زین ولجام سے
آراستہ کرکے لائے صاحبقران موصوف بادپا پر سوار ہوئے صد ہا سرداران لشکر مثل خاقان
ہفت ملک وکوکب انجم حصاری ہمراہ رکاب ہوئے صاحبقران نے اسوقت بھی ہمراہ چلنے سے
سب کو منع کیا سب نے عرض کیا کہ ہم کو ایک منزل تک تو ہمراہ چلنے کی اجازت دیجیے صاحبقران
نے کہا کہ اچھا اگر تمہاری خوشی یہی ہے تو خیر چلو یہ سنکے سب سرداران لشکر خوش ہوکر مرکبوں پر سوار
ہوئے سامان ضروری مثل خیام وبارگاہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا بحرین جادو مع اپنے لشکر ساحران
کے کہ ڈیڑھ ہزار تھے تخت سحر پر سوار ہوکر قبل روانہ ہونے صاحبقران کے ایک سمت روانہ
ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے سحری سواریوں پر مانند عقاب سحر واژدر سحر وطاؤس سحر وشتر
سحر وغیرہ کے سوار ہوکر جھولیاں اپنی اسباب سحر سے بھرکے ترسول اور پھول ہاتھوں میں لیکر
عقب سواری بحرین جادو اسطرح روانہ ہوئے کہ چند پارہ ابر سیاہ وسرخ میں غائب ہوکر ساتھ
ساتھ بحرین جادو اپنے حاکم وبادشاہ کے چلے اسوقت اہل لشکر نے دیکھا کہ ان پاروہائے
ابر سیاہ وسرخ سے دمبدم برق عیان ہوتی ہے صدائے رعد آتی تھی کسی پارۂ ابر سے بارش
آب ہوتی تھی کسی پارۂ ابر سرخ سے گل سرخ وسفید برستے تھے کسی پارۂ ابر سیاہ سے بارش مروارید
ہوتی تھی غرض جب بحرین جادو ودیگر ساحران اپنے سحر کے عجائب وغرائب دکھلاتے ہوئے
ایک سمت دور تر چلے گئے اسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر
مرکب اپنا جانب جنوب بڑھایا خواجہ طیفور نے گرد ہا بنائے عیاری سے آراستہ وپیراستہ ہمراہ رکاب
صاحبقران کشورستان پیادہ شاطری مارتے ہوئے بعد دوستی چلے اسوقت جملہ عیاران لشکر
اہل اسلام وتمامی سواران سپاہ نے بعد ادب سلام کرکے آواز بلند کہا شعر بنصرت رفتی بدولت باز
سلامت روی وباز آئی ۔ اکثر مردم نے کہا آمین آمین صاحبقران ذیشان نے لشکریان کو
دیکھتے ہوئے مرکب کو بڑھاتے ہوئے چلے جاتے تھے عقب سواری اسیطرح تو خیر صد ہا سرداران
لشکر با ادب تمام خراماں خراماں آہستہ آہستہ اپنے مرکبوں کو لیے جاتے تھے اکثر سرداران نامی
نامور یمین ویسار صاحبقران بعد ادب رواں تھے غرضکہ باین جاہ وحشم وشوکت وشان عالی

صاحبقران عالی شان روانہ ہوئے بعد قطع راہ آبادی و ویرانہ و صحرا ملا صاحبقران کشورستان
سرداران لشکر سے یمین و یسار مخاطب ہو کر باتیں کرتے ہوئے سیر صحرائے سبزہ زار و گلہائے
رنگا رنگ صحرا کرتے ہوئے چلے جاتے تھے صحرا میں جا بجا آہوان شوخ چشم نظر آتے تھے انکی جست و
خیز بھی ملاحظہ کرتے ہوئے سرداروں سے یہ ارشاد کرتے ہوئے کہ یہ آہوان شوخ چشم اس صحرا میں
نظر آتے ہیں ہر چند دل چاہتا ہے کہ ان کو شکار کریں مگر سنا ہے کہ ہنگام سفر شکار آہو کرنا اچھا نہیں ہوتا ہے
اسوجہ سے ان کو شکار کرنا مناسب نہیں جانتے ہیں ورنہ ان آہوان شوخ کو صید کرکے کباب ان کے
بعد میکشی کھاتے لطف بے حد حاصل ہوتا سرداران دست راستی و چپی عرض کرتے تھے کہ آپ
بجا فرماتے ہیں ہر چند کہ شکار کرنا غزالان دشت کا مرغوب طبع ہوا اور کباب ان کے برائے گزک خوب
ہیں لیکن یہ وقت مناسب شکار نہیں ہے خداوند عالم آپ کو اس سفر جستجوئے لوح طلسم زلزلہ میں بخیر
رکھے حافظ حقیقی آپ کا نگہبان ہر حال میں ہر وقت و ہر دم رہے اور بعد حصول لوح طلسمی و فتح
طلسم زلزلہ بخیر و عافیت آپ کو لشکر ظفر اثر میں لائے غرضکہ ایسی ہی باتیں کرتے ہوئے اور حفاظت
لشکر کے باب میں سرداران لشکر سے تاکید کرتے ہوئے اور دیگر امور ضروری کے باب میں بھی
فہمائش کرتے ہوئے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار میں گذر ہوا کہ جو
نہایت پر بہار و فرحت افزا تھا اور نہریں دو تین دور دور اس صحرا میں جاری تھیں صاحبقران
نے اسی صحرا میں لب نہر پہونچکر حکم کیا کہ اسی جگہ پر قیام ہو بارگاہ و خیام ایستادہ و برپا کیے جائیں اب
آج یہاں سے آگے نہ جائیں گے کیونکہ وقت غروب آفتاب قریب ہے نماز عصر کا پڑھنا ضروری ہے بمجرد
اس حکم کے ملازم و خدام بارگاہ و خیام برپا کرنے لگے فراش درستی فرش میں مصروف ہوئے
صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے مرکبوں سے اتر کر آب نہر سے وضو کرکے بالائے فرش
اسی صحرا میں نماز عصر و ظہر پڑھی اتنی دیر میں آفتاب پوشیدہ ہوا اول وقت نماز مغرب کا آیا اسی
وضو سے صاحبقران وغیرہ نے نماز مغرب و عشا بھی پڑھی اتنی دیر میں ملازموں نے جلد جلد خیام
و بارگاہ ایستادہ و برپا کیں فراشوں نے فرش اور مسہری وغیرہ کی خیام و بارگاہ میں درستی کی
باورچیوں نے طعامہائے لذیذ و نفیس کی تیاری میں کوشش و عجلت کی جب صاحبقران کشورستان
اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر بارگاہ فلک جاہ میں تشریف لا کر دنگل پر بصد شوکت بیٹھے اور
تمامی سرداران لشکر بھی علی قدر مراتب یمین و یسار صاحبقران دنگلوں پر بیٹھے پردے بارگاہ
کے اٹھا دیے گئے ملازموں نے بخوبی سامان روشنی کا کیا سیر صحرائے سبزہ زار اسی روشنی میں
سب کرنے لگے ہوائے سرد صحرا سے قلب کو فرحت ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے سرداران دست راست و دست چپ سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ یہ شب بھی غنیمت ہے کہ
اس صحرائے سبزہ زار میں تمام سامانات عیش و راحت مہیا و موجود ہیں ہم آپ سب صاحب
اس بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں سیر صحرا کر رہے ہیں ہوائے سرد آ رہی ہے طبیعت و دل شگفتہ ہو رہا ہے
کل ہم نہیں معلوم کس سر زمین پر ہونگے صرف خواجہ ہمارے ساتھ ہونگے آج کی شب کا جلسہ
کل ہم کو یاد آئے گا دل گھبرائے گا شغل ہمارے آپ سب بھی یہی شب آئندہ یاد کریں گے
سبھوں نے عرض کیا کہ بیشک یہ شب بھی یادگار رہیگی کہ ایسے صحرائے سبزہ زار میں زیر بارگاہ براحت
و آرام آپکے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ہوائے سرد صحرا کھا رہے ہیں دل کو فرحت حاصل ہو رہی ہے

کل ہم سب اپنے لشکر میں ہونگے آپ کی تصویر پیش نظر ہوگی اس صحرا کی ہواے سرد و سیر صحرا ضرور یاد آئے گی خصوصاً آپ کا خیال ہم سب کو ہوگا اگر خلاف طبع نہو تو ہم سب آپ سے جدا ہوں ہر ایک منزل پر اسی طرح خدمت عالی میں حاضر ہیں صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا ہرچند کہ جدائی آپ سب صاحبوں کی دل کو ناگوار ہے اور سوہان روح ہے لیکن بمجبوری یہ مفارقت ہے کیونکہ جستجوے لوح طلسم زلزلہ و طلسم کشائی مدنظر ہے طلسم کشا کو لازم و مناسب ہے کہ تنہا یا مع اپنے عیاروں کے امور طلسم کشائی طے کرے اپنے ہمراہ جمعیت کثیرہ نہ لیجائے انشاء اللہ بعد چند ماہ بشرط حیات مستعار لوح طلسم زلزلہ حاصل کر کے طلسم زلزلہ کو بہدایت لوح طلسمی فتح کر کے سارنق بن لقا نابکار و گمراہ کنندہ کو قتل کر کے بادشاہ لشکر داراب بن داراے سیمین زرہ کو ڈھونڈھ کر ان کو ہمراہ لے کر مع تمامی مال و اسباب تحفہ نایاب طلسمی و زر و جواہر طلسمی ہمراہ لشکر میں اپنے آئیں گے آپ صاحبوں سے ملیں گے یہ تھوڑا زمانہ مفارقت جلد بسر ہو جائے گا آپ صاحبوں کا لشکر ہی میں رہنا مناسب ہے کیونکہ لشکر ہی بغیر آپ صاحبوں کے بے دل و پریشان خاطر ہو کر متفرق ہو جائیں گے سرداروں نے عرض کیا کہ ہم سب تابع حکم ہیں جو آپ فرمائینگے ہم بجا لائیں گے مگر آپ کی مفارقت میں پریشان خاطر رہیں گے جہاں تک ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا یا ہم سب کو اپنے پاس بلائیے گا صاحبقران نے ارشاد کیا کہ انشاء اللہ یا تو ہمیں بعد فتح طلسم زلزلہ اپنے لشکر میں جلد آئیں گے یا بضرورت آپ سب صاحبوں کو مع تمامی لشکر طلب کریں گے جو مناسب ہوگا وہ کریں گے ابھی تو لوح طلسم زلزلہ کی جستجو ہے دیکھیے اس کا نشان بھی کسی سے ملتا ہے یا نہیں کیونکہ لوح طلسم مذکور مفقود الخبر ہے اب تک کچھ بھی حال لوح سے آگاہی نہیں ہے کہ وہ کس جگہ ہے اور کس کے قبضے میں ہے اگر خدا نے اپنا فضل و کرم شامل حال کیا اور مقام لوح طلسمی سے آگاہی ہوئی تو پھر اس کا حاصل کرنا ہے یقین کامل ہے کہ بعد مشکل دستیاب ہو غور کرنا چاہیے کہ لوح طلسمی کا حاصل کرنا کچھ آسان نہیں ہے خدا ہی چاہے گا اور وہی اس کار خیر میں ہمارا معین و مددگار ہوگا تو لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی ورنہ اس کا ہاتھ آنا دشوار تر ہے بانیان طلسم نے جائے حفاظت میں لوح طلسمی کو رکھا ہوگا بڑا بندوبست کیا ہوگا اور فی الحال تو حاکم طلسم زلزلہ و حکیم جالوس نے زیادہ تر حفاظت و نگہبانی لوح کی کی ہوگی کیونکہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے طلسم کشاے طلسم زلزلہ ظاہر ہوا ہے اُسے جستجوے لوح طلسمی ہے لیکن حفاظت و نگہبانی لوح طلسمی سے کیا ہوگا جب زمانہ طلسم مذکور کے فتح ہونے کا عنقریب ہے تو کسی نہ کسی صورت سے لوح بھی ہاتھ آجائے گی کوئی نہ کوئی سبب ایسا پیدا ہوگا کہ لوح طلسم زلزلہ باوجود حفاظت و نگہبانی بہین دستیاب ہو جائیگی ہنوز صاحبقران یہ تقریر کر رہے تھے کہ طعامہاے رنگارنگ و انواع و اقسام تیار ہوگیا مقام مقررہ خورش میں کہ ایک خیمہ وسیع تھا ملازموں نے حسب قاعدہ ظروف میں طعام نکال کر اسی خیمہ کلاں میں رکھا عرض کی کہ طعام تیار ہے تناول فرمائیے صاحبقران و جملہ سرداروں نے جا کر اسی خیمے میں غذاے لذیذ تناول کی بعد اکل و شرب پانی سے ہاتھ دھو کر رومالوں سے ہاتھ پاک کر کے پھر اسی بارگاہ میں آکر اسی طور سے بیٹھے اسوقت صاحبقران کشورستان کے حکم سے چند ساقیان خوب رو کشتیان شراب کی یعنی اسی عرق مقوی اعضا و خوشبوئی مع شیشہ و ساغر لے کر آئے صاحبقران و جملہ سرداران لشکر کو جام ہاے بلورین میں بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک بعد خوشی و رغبت وہ

عرق مانند بادہ ناب کے پینے لگا جب سب اہل بارگاہ مخمور ہو چکے اور دماغ اس مے مندرجہ
سے گرم ہوا شاہان ہفت ملک نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اس شب ماہ اور ایسے صحرائے
سبزہ زار فرحت آثار میں دل چاہتا ہے کہ بحالت نشہ و سرور رقص نازنینان خوب رو دیکھیں گانا
سنیں لطف بے حد اٹھائیں آپ کی ہمراہی میں اسوقت جلسہ عشرت ہو پھر نہیں معلوم کتنی مدت
کے بعد آپ کا لشکر میں آنا ہو یہ شب بقول حضور کے غنیمت ہے جیسا کہ شاعر نے بھی کہا ہے۔ شعر
غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو ۔ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے ۔ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ
دریافت کیا جائے اگر آپ حضرات کے ساتھ ہمارے لشکر سے کچھ ارباب نشاط آئے ہوں تو انہیں
طلب کیا جائے خواجہ طیفور گردیلہ نے عرض کیا کہ اس فرمانبردار کو خوب معلوم ہے کہ چند نازنینان
خوب رو و خوش گو مع اپنے سازندوں کے محض اسی خیال سے کہ شاید حضور کو با سرداران
لشکر کو ناچ گانا دیکھنا سننا منظور ہو تو حسب جواب شعلہ کی ترکیب ہمراہ آئی ہیں امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ
ان ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش آواز کو بلاؤ حسب الحکم خواجہ نے جا کر ایک نازنین سے
کہ خوش رو و خوش گو تھی حکم امیر باتوقیر ظاہر کیا وہ اسیوقت مع اپنے سازندوں کے پشواز
زریں و نفیس و رنگین زیب تن کر کے زیور طلا و نقرہ جواہر نگار وغیرہ سے آراستہ ہو کے حسب دلخواہ
اپنی آرائش کر کے حاضر خدمت جملہ اہل بارگاہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو باادب سلام کیا سازندوں
نے اپنے اپنے ساز کو درست کیا نازنین مذکور آمادہ رقص ہوئی سازندوں نے ساز بجائے وہ
خوب رو گت ناچنے لگی شاہان ہفت ملک و تمامی اہل بارگاہ و صاحبقران عالیجاہ ناچ اس
مطربہ کا دیکھنے لگے شادمان ہونے لگے جب وہ گت ناچ چکی یہ غزل گانے لگی۔ غزل

نہ پوچھو تم دل اندوگیں سے
لہو رستا ہے قاتل آستیں سے
ذرا دیکھو کہ میرا دم نکلتا
نہ چھوٹے گا تمہاری آستیں سے
نکلتے ہیں یہ ہم دل جلوں کا
[illegible]

از آرا ماجرا حسن حسیں سے
کماں ابرو ہوا ہے یہ جبیں سے
نہ سنبھلی تیغ دست نازنیں سے
جگر شانے ہوے ہیں وہاں
نکل کر جا بجا شعلے زمیں سے
بنا وہ تیر ہے آواز دل کو

قیامت کرکے آیا ہے کہیں سے
کشیدہ ہیں وہ شاید مجھ حزیں سے
قیامت ہے ہمارے خون کا داغ
وہ آنسو پونچھتے ہیں آستیں سے
پھنسا جو زلف میں کیا ہو نکلے دل
ڈھلکے آنسو چشم سرمگیں سے

اہل بزم سنتے تھے اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ بالا کی بجائے تو وہ تعریف و ثنا کرنے لگے اس نازنین
خوش آواز کی بھی خوش آوازی و رقص کی تعریف کرنے لگے بعد رقص و نغمہ کرنے اس مطربہ کے
دیگر نازنینان خوش گو بھی یکے بعد دیگرے حاضر بزم ہو کر ناچنے اور گانے لگیں اہل بزم ان سے
رقص و نغمے سے خوش ہونے لگے جب زلف لیلی شب تا کمر پہونچی حکم امیر باتوقیر سے نازنین مطربہ
نے اپنا رقص و نغمہ موقوف کیا پھر مع اپنے سازندوں کے انعام کثیر لے کر اپنے خیمے میں گئی
اور صاحبقران اپنی بارگاہ میں اور جملہ سرداران لشکر اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں جا کر فرش خواب پر
آرام پذیر ہوے جب صبح ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و جملہ سرداران لشکر وغیرہ
اہل اسلام نے خواب سے بیدار ہو کے بعد وضو بحضور قلب نماز صبح پڑھی پھر اوراد و وظائف
سے فارغ ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کئے ہر ایک نے اپنے مقاصد دینی و دنیوی
کے واسطے دعا کی خصوصا ہر ایک نے واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ و فتح طلسم مذکور کے دعا کی

صاحبقران کشورستان نے بھی خود بنفس نفیس برجوع قلب حصول لوح طلسم زلزلہ و فتح طلسم زلزلہ
کے لیے خدا سے دعا کی بعد دعا مانگنے کے سب نے سجدۂ شکر کرکے ادائے فریضۂ سحری سے فراغت
کی اسوقت حسب الحکم صاحبقران ملازمان خدمت گذار و خیرخواہ نے دسترخوان وسیع بچھایا ظروف
مین انواع و اقسام کا طعام نکال کر رکھا صاحبقران و تمامی سرداران سپاہ نے ہمراہ امیر کشورگیر کے
طعام تناول کیا بعد اکل و شرب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جملہ سرداران سپاہ ہمراہی سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب ہم اس مقام سے آگے روانہ ہوتے ہین آپ صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اب
مناسب ہی کہ آپ سب صاحب یہان سے سوے لشکر جائین ہمارے واسطے دست بدعا رہین یہ سنکے
ہر ایک سردار جدائی صاحبقران موصوف سے محزون و آبدیدہ ہوا پھر حسب الحکم امیر باتوقیر سب نے
ملازمون کو حکم دیا کہ بارگاہ و خیام یہان سے اٹھا کر اتالیون پر لادو یہان سے سوے لشکر اہل اسلام
چلو ملازمان مذکور کاربند ہوے صاحبقران کشورستان سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار
ہوے جملہ سرداروں سے مکرر مل کر رخصت ہو کر صرف خواجہ طیفور کو ہمراہ لے کر بھروسہ
خداوند عالم کی اعانت و حاجت روائی پر کرکے آگے روانہ ہوے بعد جانے صاحبقران کے جملہ سرداران
لشکر محزون و مضطر و گریان اُس صحرا سے سبزہ زار سے اپنے لشکر مین آگئے سعید سوداگر باقی ماندہ مال و
اسباب اپنا لے کر خدمت سرداران لشکر اہل اسلام مین آیا حال اپنی تباہی و بربادی کا تمام و کمال رو کر
بیان کیا سرداران سپاہ نے اُس کے حال پر رحم کرکے تمام مال و اسباب اُس کا بے ضرورت خرید کرکے
قیمت مال و اسباب سے سوا زر کثیر اپنی طرف سے قرینہ الی الاشتراء اُس کو عطا کیا تاجر مذکور لاکھون روپیہ
لے کر عطا و جود صاحبقران و سرداران لشکر صاحبقران کی تعریف و ثنا کرتا ہوا لشکر اسلام سے
اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین جابجا یہ خیال کرتا تھا کہ جس قدر میرے اسباب و مال
کی آتش سحر ملکہ جادوی سے تباہی و بربادی ہوئی اُس مال و اسباب کی قیمت و نفع سے بھی زیادہ
صاحبقران اور اُن کے سرداران لشکر نے مجکو میرے حال پر رحم کرکے روپیہ دیدیا اب مجھے رنج و غم
تلف و ضائع و برباد ہونے اپنے مال و اسباب کا نہین رہا خداوند عالم ایسے صاحبان حق [illegible] غریب پرور
حق پرست دیندار کو سلامت رکھے مطالب دینی و دنیوی اُن کے برلائے الغرض تاجر مذکور ایسی خیالات و
فکر اپنے دل سے کرتا ہوا سوے [illegible] دم کوچ اور مقام کرتا ہوا جاتا ہے اس کو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی
اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا تحریر کیا جاتا ہے جب اُس صحرا سے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوا صحرا نوردی اختیار کی خواجہ طیفور کو دیا ہمراہ رکاب ہو کر دعاے حصول مطلب دل مین خدا
سے کرتے ہوے ساتھ ہوے اثناے راہ مین سیر و تماشا [illegible] برگ و بار عجائب پر نظر کرتے ہوے
چلے جاتے تھے یہان تک کہ سر شام زیر کوہ بلور جا پہنچے دیکھا کہ صحرا سے سبزہ زار مین ایک کوہ سربلند
واقع ہی مانند آئینے کے روشن و صفائی اُس کی اور ضیا اُس کی مثل دل مومن دیندار ہی زیر کوہ مذکور
جا بجا طویل و عریض وسیع ایسی کوہ بلورین [illegible] بڑی ہین اکثر اُن مین مربع ہین [illegible] چبوترے کے مین
جا بجا اسی صحرا مین فاصلے سے نہرین بھی جاری ہین [illegible] لب نہر [illegible] انبوہ ہو صحرا سبزہ زار
پر بہار ہی سبزہ اُس کا ایسا نرم و نازک و سبز و شاداب ہی کہ آنکھون کو اُس کی دید سے سیری نہین
ہوتی ہی دل کی خواہش ہی کہ اسی فرش سبزہ نرم پر [illegible] بستر از فرش مخمل سبز کاشانی [illegible] سوئیے کو یون
کہ وہ سبزہ شاداب ہی نظر آتا ہی گویا فرش مخمل سبز بچھا ہوا ہی قدرت خدا سے [illegible]

آشکار ہوتی ہو نہایت اس سبزے میں گلہاے رنگارنگ جو شگفتہ ہیں اُن کی سیر قابل دید ہو و عجب
بہار اپنی دکھا رہے ہیں زردی و سرخی اُن گلوں خودرو کی سبزۂ تازہ میں بہار تازہ دکھاتی ہی
نہایت رشک گلشن معلوم ہوتی ہی کہیں کو زیلے کے پھولوں کی بہار ہی بیلیں گلہاے سفید و خوشبو
کی اس سبزے پر کہیں پھیلی ہوئی ہیں گویا دامن صحرا پر چلن کر رہی ہوئی ہی کثرت گلہاے انواع و اقسام
سے اور اُن کی خوشبو سے تمام صحرا پر بہار و نضیرت گلزار ہی دماغ اُن گلوں کی خوشبو سے معطر ہوتا ہی
جب ہواے سرد آتی ہی بوے گلہاے رنگارنگ لاتی ہی بلکہ عطر مجموعہ میں بسی ہوئی آتی ہی عکس کوہ
بلوریں جو اس سبزے پر پڑتا ہی گویا برق کی سی چمک پیدا ہوتی ہی یا فرش نو … بنا بالاے فرش سبزہ
… دہ پایا جاتا ہی آفتاب کی شعاع جو اُس کوہ پر پڑتی ہی ایک چمک پیدا ہوتی ہی اس چمک سے تمام صحرا
روشن و منور ہو جاتا ہی برق طور کا گویا گمان ہوتا ہی وہ کوہ بلور ایسا صاف و روشن ہی کہ بصورت آئینہ
یا مثل آئینہ روشن ہی ظاہر ہے حال باطن اُس کوہ کا کثرت صفائی و ضیا سے روشن ہوتا ہی وہ کوہ
اس صحرا میں مثل عابد روشن ضمیر قیام پذیر ثابت ہوتا ہی گویا اہل دنیا سے کنارہ کیے ہوئے صحرا نشین
ہو رہا ہے یا دائمی ثابت قدم ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تھوڑی دیر تک اُس کوہ و بیابان
و صفاے صحراے سبزہ زار و گلہاے خودرو پر نظر کرکے گلہاے رنگارنگ کی سیر کرکے خوشبوے
گلہاے خوشبودار کی سونگھ کے حمد و ثناے خداے لایزال و ستائش قادر متعال کی اور بہت اعتبار
بار بار درود پڑھ کر قدرت پروردگار بحر و بر کو کوہ و صحرا کی دید سے مشاہدہ کرکے خواجہ طیفور کو دیا
بہت خوش ہوکر کہا کہ دیکھو اے برادر وفادار کیا اچھا صحراے سبزہ زار ہی کیا جوش پر اس جگہ
فصل بہار ہی سبزہ کیا تر و تازہ و شاداب ہی کہ دیکھنے سے آنکھوں میں ٹھنڈک اور دل کو فرحت ہوتی ہی
گلہاے رنگارنگ پر ذرا غور کرو کیا بے مثل و نظیر خوشبودار طرح طرح کے چھوٹے بڑے پھول ہیں یہ
صحراے سبزہ زار غیرت گلشن ہی یہ کوہ بھی عجب کوہ ہی کوہ صفا اگر اسے کہیے تو بجا ہی کیا صاف و
روشن ہی دنیا میں یہ طبقہ جنت کا معلوم ہوتا ہی گویا فردوس سے مشابہ ہی کیا اچھا پہاڑ ہی اور کیا خوب
یہ صحرا ہی اگر اس کی تعریف میں یہ شعر پڑھا جائے تو بجا ہی ؎ اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ۔ دنیا میں اس جگہ سے بہتر کوئی مقام شاید نہوگا یہ صحرا بھی نور ضیا میں
مانند وادی ایمن کے ہی قدرت و شان خدا اس کوہ و صحراے سبزہ زار سے ہویدا و آشکار ہی واسطے
عابدوں زاہدوں کے اس مقام سے بہتر کوئی دنیا میں مقام غالباً نہوگا عبادت خداے دوجہان
ذکر خالق کون و مکان اس جگہ اگر کوئی کرے تو مناسب ہی ہمیں یہ مقام بہت پسند آیا دل چاہتا ہی
کہ اسی جگہ قیام کریں دو چار روز تو کم از کم اسی صحرا میں بسر کریں عبادت خدا و ذکر خالق دوجہان
کریں اگر فکر طلسم کشائی نہوتی تو زیادہ زمانے تک اس مقام پر قیام کرکے عبادت معبود حقیقی کرتے
اگر وہ توفیق عبادت دیتا تو پھر ہم اپنی زندگی اسی جگہ بسر کرتے یہاں سے کہیں نجاتے یہیں شب و روز
یادِ خدا کرتے وہ رازق العباد ہمیں یہیں اپنی قدرت کاملہ سے رزق پہونچاتا جس طرح کہ اکثر دشت و
کوہ میں عابدوں کو رزاق مطلق رزق پہونچاتا ہی ملائکہ بصورت انسان ہوکر حکم خدا سے آب و
طعام دے جاتے ہیں سیر کتب سے پایا جاتا ہی کہ خاصان خدا نے بیشتر صحرا میں عبادت خدا کی ہی
اہل دنیا سے دور ہوکے یاد خدا میں مصروف ہوے ہیں قدرت خدا و شان الٰہی کا انھوں نے
زیادہ تر مشاہدہ صحرا نشینی سے کیا ہی جبھی تو اُن کے مراتب پیش خدا زیادہ ہیں وہی خاصان درگاہ

ہیں کثرتِ عبادت و ذکرِ الٰہی سے مراتب اُن کے بڑھے ہیں دنیا میں عبادت خدا سے بہتر کوئی کام
نہیں ہے اگر زمانہ انسان کو مہلت دے تو ذکرِ خدا ہی میں شب و روز مشغول رہے جن و انس
کو خدا نے اپنی قدرتِ کاملہ سے واسطے عبادت ہی کے پیدا کیا ہے جیسا کہ خود قولِ خدا سے ظاہر
ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ یہ آیہ قرآن شریف میں موجود ہے خواجہ طیفور گردیلے نے
عرض کیا کہ اس خیر خواہ نے اس کوہِ بلور کو اور اس صحرائے سبزہ زار کو بغور دیکھا بیشک یہ کوہ و صحرا
عجب کوہ و صحرا ہے کبھی ایسا صحرا نظر سے گذرا تھا نہ ایسے کوہِ بلند و صفا کو دیکھا تھا آج خوبی تقدیر سے
آپ کی ہمراہی میں اس جگہ گذر ہوا ہے واقعی یہ مقام لائق قیام ہے جائے عبادت الٰہی بھی ہے تفریح
طبع کے واسطے بھی یہ صحرا بہت اچھا ہے یہاں ہوا عیسیٰ نفس ہے اگر کوئی بیمار جاں بلب بھی ہو اور
یہاں کی ہوا کھائے تو جلد اچھا ہو جائے مرض دفع ہو صحت نصیب ہو بلکہ اگر مردہ صد سالہ بھی اس
صحرا کی ہوا کھائے تو کیا عجب ہے کہ خداوند عالم اپنی قدرتِ کاملہ سے اُسے زندہ کر دے کیونکہ
پروردگارِ عالم ہر شے پر قادر ہے اور ہر شے میں ایک یا زیادہ اثر و تاثیر عطا کر سکتا ہے اور کی ہیں جیسا کہ
ادویہ اور نباتات میں بہت سی تاثیریں عطا کی ہیں اگر یہاں کی ہوا میں بھی مثل آبِ بقا کے تاثیر
اُس نے دیدی ہو تو کیا عجب ہے جب ہوائے سرد یہاں کی فرحت بخش دل افسردہ ہے تو جاں بخش
ہونے میں بھی اس کے کیا کلام ہے بشرطیکہ حکم خدا بھی ہو ورنہ بے حکم خدا آبِ حیوۃ بھی نفع نہیں پہونچاتی
بلکہ کوئی کام نیک دنیا و مافیہا میں بے حکم خدا سرزد نہیں ہوتا ہے اور بقول آپ کے یہ مقام واسطے
عبادت خدا کے خوب ہے اگر آپ کا دل چاہتا ہے تو اسی صحرا میں قیام فرمایئے دو چار روز یہاں کی
ہوا کھایئے عبادتِ خدا کیجئے خدا سے دعا برائے حصول لوحِ طلسمی کیجئے کہ فتح طلسم زلزل کی التجا
کیجئے غالباً دعا آپ کی قبول ہوگی کہ آپ بھی بندگانِ نیک سے ہیں ظاہرا دیکھئے یہ جگہ بھی واسطے دعائے
مطالب کے اچھی ہے بیشتر ایسے ہی مقامات پر رجوع قلب ہوتا ہے دعا میں رجوع قلب کی جاتی ہے کیونکہ
دامن دشت و کوہ میں قدرتِ خدا اہلِ نظر کو نظر آتی ہے سنا ہے کہ وہی دعا جلد تر قبول ہوتی ہے جو برجوع
قلب کی جائے پس آپ بھی چند روز یہاں عبادتِ خدا زیادہ کیجئے ذکرِ خدا سے زبان کو یہاں بھی آشنا کیجئے
برجوع قلب خدا سے دعا کیجئے قاضی الحاجات مجیب الدعوات آپ کی بھی دعا کو قبول کرے گا اپنی
درگاہ سے محروم مراجعت نہ کرے گا وہ سیر چشمی سے آپ ایسا سائل کہ سوال نیک کرنا چاہتا ہے ضرور ہے
کہ محروم نہ پھیرے وہ تو ایسا حاجت روا ہے کہ اپنی تمام مخلوقات کی حاجت روا ہی کرتا ہے صاحبقران
موصوف نے تقریر خواجہ کی سنکے خوش ہوکے زیر کوہِ بلور ایک خیابان وسیع و مرتفع چبوترہ کو برائے
عبادت و قیام پسند کرکے مرکب سے اُترکر بسم اللہ کہکر اس چبوترہ سنگ بلور پر قدم رکھا چونکہ
نماز ظہر و عصر راہ میں پڑھ چکے تھے اور وقت مغرب قریب آگیا تھا اسوجہ سے امیر با توقیر نے خواجہ
موصوف سے فرمایا کہ اے خواجہ جلدی چلو نہر سے پانی لا دو تاکہ ہم وضو کرکے اول وقت نماز مغرب
پڑھ لیں حکم خدا بجا لائیں بعد پانی کے لانے کے پھر فکر تیاری طعام کرنا خواجہ نے عرض کیا کہ نہر یہاں سے
قریب تر ہے پانی لیے آتا ہوں مگر تنہا آپ کو چھوڑ کر سوئے نہر جانا اچھا نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہ صحرا ہے
اگرچہ صحرائے سبزہ زار و پُر بہار ہے مگر پھر صحرا ہی درندوں کا مسکن ہے سوا اس کے شاہ طلسم
زلزلہ و حکیم جالوس وغیرہ جملہ ساحرانِ طلسم زلزلہ آپ کے دشمن ہیں شاید آگاہ ہو چکے ہیں کتاب جو
طلسم کشائے طلسم زلزلہ میں مبادا میں واسطے لانے پانی کے جاؤں اور کسی دشمن سے آپ کے

دشمنوں کو ضرر پہونچے لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ منڈھی میں حضرت دانیال کی تشریف
رکھیں شب کو بھی اندر منڈھی کے استراحت کریں تاکہ ہر ایک دشمن کے ضرر پہونچانے سے محفوظ رہیں
یہ عرض کرکے فی الفور زنبیل میں ہاتھ ڈال کر منڈھی مذکور نکال کر اس چوبی تیپ پر استادہ کرکے کہا
کہ اے منڈھی اسقدر طویل و عریض و وسیع ہو جا کہ تیس آدمی بخوبی لیٹ بیٹھ سکیں پھر وہ اس کہنے کے
منڈھی تیس آدمیوں کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے قابل وسیع ہو گئی خواجہ نے عرض کیا کہ اب آپ
منڈھی کے اندر بیٹھیے میں پانی لینے جاتا ہوں حالانکہ زنبیل سے بھی نکال سکتا ہوں مگر ایسی حالت میں
کہ پانی سامنے موجود ہے تو زنبیل سے نکالنا صرف بیجا جانتا ہوں صاحبقران یہ کلام خواجہ کا سنکے کمال
خیالات و عادات خواجہ عمر و اولی جو بزرگوں سے سنے تھے یاد آگئے بعد مسکرانے کے اندر اس منڈھی
کے بیٹھے خواجہ پانی لانے کے واسطے گئے بعد ایک لمحہ کے ایک سبو میں پانی لائے پھر ایک ظروف
مسی بصورت ابریق نکال کر اس میں پانی بھر کر صاحبقران کو دیا امیر کشور گیر نے جلد وضو کرکے
رو بقبلہ مستعد برائے ادائے نماز مغرب ہو کے نیت ادائے فریضۂ مغرب کی بعدہٗ تلاوت کرو
سورۂ دیگر میں مصروف ہوئے خواجہ نے بھی وضو کرکے نماز مغرب پڑھنی شروع کی جب صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور کردیا دونوں نماز مغرب پڑھ چکے اسوقت خواجہ نے زنبیل سے
کنول اور فانوس اور اسکے مع شمعے مومی کافوری نکالیں بعدہٗ منڈھی میں جاکر بضرورت
روشنی کی پھر چند خدمتگذار اور ایک باورچی جن کو مدت سے زنبیل میں ڈال رکھا تھا نکال کر اُن سے
کہا کہ اگر تم زنبیل سے اپنی رہائی چاہتے ہو تو جو کچھ ہم کہیں وہ کام کرو بعد چند روز کے تمکو چھوڑ دینگے
جہاں تمہارا دل چاہے چلے جانا مگر شرط یہ ہے کہ کام ہمارے حسب دلخواہ کرنا ورنہ پھر ہم تمکو زندان زنبیل
میں بند کریں گے چونکہ وہ سب نحیف و لاغر و پریشان خاطر تھے کم غذا ملنے اور تنگی و دوری زنبیل میں
رہنے سے قریب بہ ہلاکت ہو گئے تھے کپڑے اُن کے بوسیدہ و شکستہ و کثیف ہو گئے تھے ذکر رہائی
زنبیل سنکے خوش ہوئے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ جو کچھ حکم ہو بجا لائیں خواجہ نے خدمتگاروں سے
کہا کہ تم خدمتگذاری صاحبقران میں جاکر مصروف ہو باورچی سے کہا کہ تجھے ہمیں سے تھوڑا کھانا
پکوانا منظور ہے اُس نے عرض کیا کہ فدوی موجود ہے جو حکم ہو وہی طعام تیار کروں خواجہ نے آرد گندم
و برنج و گوشت وغیرہ جملہ اشیاء جو درکار تھیں زنبیل سے نکال کر اُسے دیں وہ درستی طعام میں
مصروف ہوا خدمتگاران مذکور خدمتگذاری صاحبقران و دیگر امور میں مصروف ہوئے جب
طعام نمکین و شیرین انواع و اقسام کا تیار ہو چکا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور کردیا نے
تناول کیا باقی خدمتگاروں کو دیدیا باورچی نے بھی بعد مدت طعام لذیذ کھایا خدمتگاروں نے
بھی ایک زمانہ دراز کے بعد ہوائے دنیا و غذائے لذیذ کھائی دو پہر رات تک صاحبقران بعد
اکل و شرب عبادت خدا و ذکر الٰہی و دعا میں مصروف رہے جب غلبہ خواب ہوا زیر سایہ خیمہ یعنی اندر
منڈھی کے آرام پذیر ہوئے خدمتگذار وغیرہ بھی سو رہے خواجہ بھی آرام پذیر ہوئے جب وہ شب
گذر کر سحر ہوئی صاحبقران و خواجہ موصوف نے نماز سحر بیدار ہو کر پڑھی بعد نماز پھر حسب قلب برلب
لگا ہی مقام لوح طلسمی وحصول لوح مذکور دعا کی بعد ازاں صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ
زیادہ زمانہ ہوا جو کہتے ہمارے روبرو نہیں آیا ہے آج خود بخود دل گھبراتا ہے کسی رفیق کو ذرا
بلانا چاہتا خواجہ نے عرض کیا کہ انشاءاللہ آخر روز ذی یاروں کو آپ کے روبرو لاؤں گا یہ سنکے خوش

اسیر یا توقیر خاموش رہے خواجہ نے بدستور مرقوم اشیاے مطلوب دے کر یا ورچی کو حکم تیاری
طعام دیا وہ درستی طعام مین معروف ہوا صاحبقران ذکر خدا مین مصروف ہوئے یہان تو ابھی توقیر
منڈی مین بیٹھے ہوے ذکر خدا کر رہے ہین ان کو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی مگر اب حال حکیم جالوس
اور اس کے اہل دربار کا بیان کیا جاتا ہی کہ بعد حاکم و نائب ہونے کے حکیم جالوس ہمرد و نیز جانے
ہود سرمست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ تخت حکومت پر بیٹھکر امور سلطنت مین معروف ہوا تھا
اہل دربار و دیگر ساحران طلسم زلزلہ کو احکام حسب دلخواہ دیتا تھا انتظام طلسم و بند و بست مین ہمیشہ
فکر کرتا تھا جس روز صاحبقران کشورستان زیر کوہ بطور شب بسر کرکے عبادت خدا مین معروف ہوے
تھے اسی روز حکیم جالوس نے سر دربار تمام اہل دربار پر نظر کی دیکھا کہ صدہا ساحران نامی و نامور حاضر دربار
ہین ساحرہ بھی بہت سی حاضر دربار ہین سب زن و مرد علی قدر مراتب بیٹھے ہوے ہین انہین سے
آفات جادو و کلنگ جادو و اژدر جادو و مہیب جادو و آتشباز جادو و نیرنگ جادو و کینہ
جادو و خونخوار جادو و سرہنگ جادو و معین جادو و عقرب جادو و ملکہ شہناز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو و مجمر جادو بھی دربار مین موجود ہین ملکہ شہناز جادو ساحرہ معزز و عزیزداران شاہ
طلسم زلزلہ سے ہی قرابت بعیدہ رکھتی ہی نہایت سن رسیدہ ہی ہمسائے مین عقرب جادو کے باہر طلسم
زلزلہ رہتی ہی سحر و ساحری مین شہرہ آفاق ہی عاقلہ و طبعیہ و رہی باوجود کبیر السن ہونے کے مغرور المزاج
ہی کیونکہ ذی عزت و عالی وقار ہی شاہ طلسم زلزلہ بھی اس کو اہل عزت سے جانتا ہی اپنے بزرگون مین
شمار کرتا ہی ملکہ بہار گل پوش اس کی نواسی ہی نہایت حسینہ و جمیلہ ہی حسن و جمال اس کا طلسم زلزلے
مین مشہور ہی کیونکہ کم سن ہی چودہ پندرہ سال سے زیادہ عمر نہین ہی مگر سحر و ساحری مین طاق و مشتاق ہی
بڑے بڑے سخت سحر اس کو یاد ہین سحر اس کا ہر ایک ساحر دفع نہین کر سکتا ہی مادر اس کی ہمراہ گلشن جادو
انتقال کر چکی ہی شہناز جادو نے کہ اس کی نانی ہی بڑے ناز و نعمت سے پرورش کیا ہی اپنی جان اور
روح سے زیادہ اسے عزیز رکھتی ہی ازحد اس سے محبت رکھتی ہی اس کے شمع حسن کا پروانہ ہر وقت
اس کو دیکھا ہی کرتی ہی بیشتر اس کو سحر سکھاتے تھے ہمیشہ اس کے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی ہی تاکہ
حسن و جمال بخوبی دیکھکر کسی کی نظر نہ لگے ملکہ مجمر جادو ملکہ شہناز جادو کی بھانجی ہی ملکہ بہار
گل پوش سے سن و سال مین زیادہ ہی پچیس برس کا سن رکھتی ہی یہ بھی خوش جمال ہی مگر بہ نیرنگ
سحر و ساحری مین یہ بھی کچھ کم نہین ہی ساحران نامی سے سحر و ساحری مین چندان پایہ کی کاملہ
رکھتی ہی اس کی مادر ملکہ اخگر جادو مر چکی ہی ملکہ شہناز جادو اس کی خالہ نے اس کو بھی پالا ہی الفت و
محبت اس سے بھی کرتی ہی مگر ملکہ بہار سے زیادہ محبت رکھتی ہی گاہ گاہ دربار مین آتی ہی بعد چند ماہ
کے دربار مین آئی ہی ساتھ اپنے اپنی نواسی اور بھانجی مذکورہ کو بھی لائی ہی الحاصل حکیم جالوس
حاکم و نائب شاہ طلسم زلزلے نے جملہ اہل دربار پر نظر کر کے سب سے مخاطب ہوے باواز بلند کہا کہ اے
ساحران نامی و نامور و اے اہل دربار تم سب مین کون ساحر وہ ساحر ایسا ساحر زبردست و صاحب
ہمت ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو بعد جستجو اسیر کرکے ہمارے
رو برو لاے مستحق خلعت و انعام شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ
کا ہو اس کارنمایان کرنے سے خوش کرے ہم بھی شاد ہوں اور ملکہ شہنشاہ کی جان بچ جائے
ساکنان طلسم زلزلہ کو شر طلسم کشاے محفوظ کرے طلسم زلزلہ کو فتح ہونے سے بچائے بد سالکان

طلسم زلزلہ پر احسان کرے ہنوز تمامی ساحران اہل دربار سے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک ملکہ
بہار گل پوش جادو نے اٹھکر جواب دیا کہ وہ ہر نمایان مین کر سکتی ہون صرف صاحبقران طلسم کشا
کو تلاش کرنا ہے اسیر یا قتل کرنا اس کا ہمارے نزدیک آسان ہے ایک شخص غیر ساحر کو اسیر کرنا یا سر اوسکا
کاٹ لانا مشکل ہی کیا ہے اگر صاحبقران کے اسیر کرنے سے جان شہنشاہ کی بچ جائے گی و نیز یہ طلسم فتح
ہونے سے محفوظ رہے گا تو اس کام کو مین کرون گی طلسم جالوس نے اوس کے حسن و جمال بے مثال پر نظر
کرکے اور اوس کی شیرین سخنی پر غور کرکے متحیر ہوکے کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اگر تمہارے
نزدیک اسیر کرنا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کا کچھ دشوار نہین ہے تو اس کام کو انجام دو بلکہ ساحران طلسم زلزلہ
پر احسان کرو اس طلسم کو لوٹنے سے بچاؤ شہنشاہ ساحران کی جان بچاؤ شہرۂ آفاق حسن و جمال ہین تو ہو
طلسم کشا کو اسیر یا قتل کرکے خیر خواہی شہنشاہ مین بھی نامور ہو جاؤ شہنشاہ ساحران تمہارے اس
کار نمایان سے دو رتبہ و مرتبہ تمہارا بڑھا دین گے کہ تمامی ساحران طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا ملکہ بہار
گل پوش جادو نے کہا کہ آج ہی طلسم کشا کو اسیر کر لاؤن گی یا سر اوس کا کاٹ کر لے آؤن گی ملکہ شہناز
جادو اوس کی نانی نے بعد الفت کہا کہ اے نور چشمی اس کار کے انصرام کا اقرار نہ کر طلسم کشا کے قید
کر لانے یا اوس کا سر لانے کا دعوی نکر تجھسے یہ کام نہوسکے گا تلاش طلسم کشا مین کہان جائے گی اوسکو
کہان پائے گی کیونکر اوس کو اسیر یا قتل کرے گی نادانی و بیوقوفی نکر اس کام پر کمر نہ باندھ اسیری طلسم کشا
سے باز آ کیا تو نے نہین سنا ہے کہ اوس نے ابر باران جادو ویسے زبردست ساحر کو مار ڈالا ہے تو ابھی
ناکردہ کار ہے تیرا کوراینده ہے کبھی کسی کو تو نے اسیر و قتل نہین کیا ہے بجز اپنے مکان یا اس دربار کے
کہین نہین گئی ہے طلسم زلزلہ سے کبھی تو نے قدم نہین نکالا ہے مین نے تجھکو ناز و نعمت سے پالا ہے اپنی جان
سے زیادہ تجھکو عزیز رکھتی ہون اپنی نظر سے ایک پل بھی تیرا اوجھل ہونا گوارا نہین کرتی ہون مجھے منظور
نہین کہ تو اس کام کے واسطے طلسم زلزلہ سے شہر شہر دشت دشت کوہ کوہ پھرے طلسم کشا کی
تلاش کرے بعدہ اوس کو اسیر یا قتل کرے تیرے نزدیک اسیر کرنا یا قتل کرنا اوس کا مشکل نہین ہے اور میرے
نزدیک نہایت دشوار ہے بس ایسی باتین بیہودہ نادانی کی نکر دیوانی نہو بغیر مجھے اقرار کار مذکور
کے انصرام کا نکر اب بھی حکیم جالوس سے کہدے کہ طلسم کشا کے طلسم زلزلہ مجھسے اسیر نہوگا جب
ملکہ شہناز جادو آہستہ آہستہ ملکہ بہار گل پوش جادو سے تقریر کرکے خاموش ہوئی ملکہ بہار
جادو نے بھی چپکے چپکے اپنی نانی کو جواب دیا کہ اب تو جو کچھ ہو مین اس کام کو کرون گی سر دربار اقرار
کر چکی ہون اپنے قول سے نہ پھرون گی آپ کی محبت و الفت ظاہر ہے آپ نے مجھکو پرورش کیا ہے بہ
رنگ مادر کے آپ ہی نے مجھے پالا ہے مادر سے زیادہ آپ مجھسے محبت کرتی ہین کوئی گھڑی مجھکو
اپنی آنکھ سے اوجھل نہین کرتی ہین از حد الفت و محبت سے پیش آتی ہین میری بہبودی کی خواہان
رہتی ہین گو کہ آپ کے نزدیک مین نادان و بیوقوف ہون لیکن عاقلہ و ہوشیار ہون آپ نے بہت سے
سحر مجھے سکھائے ہین دیگر ساحرون سے بھی صدہا سحر مین نے سیکھے ہین بڑے بڑے ساحرون کی
میرے آگے کیا اصل و حقیقت ہے میرے سحر سے دشمن کا جانبر ہونا ممکن نہین میرے نزدیک
طلسم کشا غیر ساحر کا اسیر کرنا یا اوس کا سر لانا اے نانی جان کیا دشوار ہے آپ مجھے اس امر مین مانع
نہوجیے دیکھیے تو کہ اس کام کو کتنا جلد کرتی ہون اس کام کے کرنے سے باعث شہرت و ناموری ہوگا
شہنشاہ پر احسان ہوگا وہ ہم سے اور آپ سے خوش ہوگا جان اوس کی دست طلسم کشا سے بچ جاوے گی

یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ رہے گا آپ کا بڑا نام ہوگا کہ نواسی نے ملکہ شہناز کی کیا کار نمایاں کیا ہے
آپ نے جو برسوں بڑے بڑے سخت سحر مجھے سکھائے ہیں آخر وہ کس دن کے واسطے سکھائے ہیں
ذرا اپنی تعلیم و تربیت کا امتحان تو لیجیے مجھے اس کام کے انصرام کے واسطے جانے تو دیجیے طلسم کشا
کے اسیر کرلانے کی اجازت تو دیجیے دیکھیے تو کہ کیا کار نمایاں کرتی ہوں شہناز جادو نے بھی چپکے سے
جواب دیا کہ اسے چھوکری باوجود عاقل ہونے کے نادانی مگر طلسم کشا کی اسیری پر مند مگر نہیں معلوم
انجام اس کام کا کیا ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے نانی صاحبہ اب آپ اس باب میں کچھ
نفرمایئے میں سر دربار اسیر کرنے طلسم کشا کا اقرار کرچکی ہوں اگر اب انکار کروں گی تو اہل دربار خیال کرینگے
کہ ملکہ بہار گل پوش جادو طلسم کشا سے ڈر گئی علاوہ اس کے مختلف خیالات کرکے ہنسینگے مجکو
سر دربار ذلت ہوگی نہایت محجوب و شرمندہ ہونگی ملکہ شہناز جادو نے ہرچند سمجھایا منع کیا لیکن ملکہ
بہار گل پوش جادو نے نمانا آخرکار ملکہ شہناز جادو مجبور ہوکے خاموش ہوئی ملکہ بہار گل پوش
جادو ملکہ جالوس سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا طلسم زلزلہ کے اسیر کرلانیکا
اقرار و عہد کرکے اپنے حجرے جلسے قیام طلسم کشا دریافت کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوکر اسباب سحر
کی جھولی احتیاطاً ساتھ لےکر سوے کوہ بلور روانہ ہوئی اثناے راہ میں جستجوے طلسم کشا کرتی ہوئی
بلندی سے جانب زمین دیکھتی ہوئی دشت و کوہ و دریا طے کرتی ہوئی صاحبقران کی تلاش میں
کرتی ہوئی قریب وقت شام آخر روز پریشان و سرگردان ہوکر کوہ بلور تک پہونچی بلندی سے دیکھا کہ
زیر کوہ ایک مختصر سا خیمہ ایستادہ ہے پیچھے اُس کے ایک مرد نوجوان خوش رو بیٹھا ہوا ہے جسکے چہرے سے
اُس کے آثار شجاعت آشکار ہیں روبرو اُس کے ایک شخص نوجوان خوب رو و شوخ چشم و چالاک
بیٹھا ہوا لے بجا رہا ہے نے میں بالحان داؤدی یہ غزل گا رہا ہے غزل

ہوئی شب خلق زلف نازنین سے
یہ ناوک کمانے جائیں گے کہیں سے
عبث دھوتے ہیں اشکوں سے لہو آپ
خجل اڑا دو ستاروں کو جبیں سے
جہاں تیرے شہیدوں کا ہے مدفن
نشیں ہے ہر گلہ شکوہ تحسین سے
نظارے کے لیے جاتی ہیں حسرت
کہ جیسے اژدہے نکلے آستیں سے
وہیں ملجا و ماوا ہے ہمارا
نکالو ہاتھ تم بھی آستیں سے

سحر پیدا ہوئی اُس کی جبیں سے
کیا ہے قتل ناحق سب کو لیکن
نہ چھوٹے گا مرا خون آستیں سے
ہمیں ہے عشق اُس بانکے حسین کا
بگولے سرخ اٹھتے ہیں زمیں سے
سُنا یا حال دل تو ہنس کے بولے
یہ ظاہر ہے نگاہ واپسیں سے
کہو سچ سچ ہمارا یہ دل زار
فلک کو رشک ہے جس سرزمیں سے
یہی ہے کیا مکان یار واقف

ادھر دیکھو نگاہ خشمگیں سے
نہ ہے خوش ہیں صدمے کا ذہیں ہے
اگر ہوا حور کا جامہ ہے ہو
شکن ملتی نہیں جس کی جبیں سے
ہمیں غیروں کی غمازی سے کیا کام
کہانی کا سرا آیا تھا یہیں سے
بچی کاٹی سے یوں شمشیر قاتل
چرالائے کہ پایا ہے کہیں سے
دکھاتے ہیں یہ بیتی کو موسی
قدم اٹھتا نہیں کچھ اپنی زمیں سے

وہ جوان خوش رو بیٹھا ہوا سُن رہا ہے چند خدمتگار وغیرہ کاروبار میں مصروف ہیں یہ حال دیکھکر
اور نے کی سُریلی و دلکش آواز سے مست ہوکر سب بھولی بے اختیار کوہ بلور پر ٹھہرکر بگوش دل
اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ سننے لگی چونکہ ملکہ بہار گل پوش جادو رشک مہپاران جہان ہے ہر
شباب کا عالم ہے جوانی کی امنگ ہے بادۂ شباب سے مست و مدہوش ہے علاوہ حسن و جمال بیمثال
کے خوش آواز بھی بہت ہے شوق گانے اور گانا سننے کا بھی زیادہ تر ہے ماہر علم موسیقی ہے اسوجہ سے

لطف اس کو زیادہ حاصل ہونے لگا بے اختیار اشعار سنکے مانند مست میخوار کے جھومنے لگی یہانتک حالت وجد مین سر اپنا کوہ سے ٹکرانے لگی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی جب خواجہ طیفور گردیانے اشعار غزل تمام وکمال گاکر غزل کو تمام کیا نے کو ہاتھ سے رکھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بس یا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤن نے بجاؤن صاحبقران نے بہت تعریف کرکے ارشاد کیا کہ اے خواجہ ابھی تو گانا سننے سے سیری نہین ہوئی ہے تم ایسی نے بجاتے اور گاتے ہو کہ دل یہی چاہتا ہے گائے جاؤ گانا سوقوت نکرو گوش مشتاق صدا ہے نے ہین خواجہ نے ارشاد صاحبقران سے نے اٹھائی دہن سے لگا کر یہ غزل گانا شروع کی غزل

نکلتی کس طرح ہو جان مضطر دیکھتے جاؤ — تمہارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ
نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن مین — تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ
جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے — مسیحا ہو تو بیمار دن کو دم بھر دیکھتے جاؤ
قدم اندازنے باہر ہوئے جلتے ہین عاشق جب — ستم رفتار مین کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ
ملین جو راہ مین لپٹے تو کہدون گا مین چپکے ہو — دکھاؤ دو گھڑی مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ
خرام ناز مین عاشق سے ہو اس کا اشارہ بھی — کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ دھرتے ہین — خدا کے واسطے یہ بھی سراسر دیکھتے جاؤ
کوئی ان سے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہین — تڑپنا ہے مرا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ
نقاب اک دن الٹ کر تم نے منہ سے فرمایا — جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ
نہ پھیرو اس سے لے آتش جو تجھ دریش آتا ہے — دکھاتا ہے جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

صاحبقران تو زیر کوہ غزل مندرجہ اشعار عاشقانہ سننے لگے اور بالائے کوہ سے ملکہ بہار گل پوش جادو بر فت تمام بگوش دل سننے لگی ہر ایک عاشقانہ شعر کو پسند کرکے تعریف کرنے لگی صدائے نے سے مست و مدہوش ہونے لگی کبھی بے اختیار زبان سے واہ کہے آہ کرنے لگی بعض بعض شعر عاشقانہ غزل مندرجہ بالا کو تو سنکے یہ حال ہو گیا کہ اپنے قلب و جگر کو دونون ہاتھون سے تھام کر بار بار آہ آہ کرکے کہنے لگی کہ او ظالم تو نے بغیر تیغ و خنجر و تیر مجھے قتل کر ڈالا کیا اچھی تیری آواز ہے کیا حسن و خوبی سے نے بجاتا ہے علم موسیقی سے بھی کس قدر ماہر ہے کہ تیری تعریف نہین ہو سکتی او بیدرد کہا تو نے مجھے اس کوہ طور پر آکے دیکھ لیا ہے کیا مجھپر مائل ہو گیا ہے کیا میرا حسن و جمال تجھے بھا گیا ہے تو نے دوسری غزل ایسی گانا شروع کی ہے کہ جس کا ہر ایک شعر مجھے مخاطب ہے میری الفت مین میرے عشق مین جان مضطر تیری کیون نکل جاتی ہے مین بار بار تجھے دیکھ رہی ہون ہان نسیم بہاری کی طرح اس صحرائے سبزہ زار مین آئی ہون نام بھی میرا ملکہ بہار گل پوش ہے تماشائے گل و سرو و صنوبر عارض کے رنگ کو دیکھ رہی ہون بیشک وبے شبہ تیرا قول سچ ہے مین جس طرف جاتی ہون جو کوئی مجھے دیکھتا ہے مرض عشق مین مبتلا ہو کر یہی کہتا ہے کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اپنے بیمار الفت کو دیکھتی جاؤ مین کسی پر توجہ نہین کرتی ہان اے نوجوان رفتار میری ایسی ہی ہے کہ ہر قدم پر دل مشتاق مانند سبزہ پامال ہوتے ہین مگر تو نے میرے دل کو پامال کیا ہے تقدیر تیری اچھی ہے ہم راہ مین سے تجھے ملنے کے ارمان تیرا دیکھ لیا ہے اپنا بھی سکن تجھے بتا دینگے کیون بیقرار ہے ہم بہنگام رفتار کسی عشاق سے اشارہ نہین کرتے ہین خود اپنی تیغ ابرو کے جوہر دیکھ لیتے ہین اگر تیری آرزو ہے تو اچھا تجھے اپنی

تیغ ابرو کے جوہر دکھائیں گے خود تیرے قریب آئیں گے مگر تجھ ایسے خوش رو جوان خوش گلو ماہر موسیقی
کو کیا قتل کروں خود تیری زخمی تیر الفت ہو گئی ہوں میں نے تو تجھے قتل نہیں کیا ہے جھوٹ نہ بول نہ میرا
شعار قتل کرنے کا ہے نہ میں نے تجھ سے منھ پھیرا ہے تجھکو دیکھ رہی ہوں نقاب میرے چہرے پر پڑی ہے اب
تو نے خواہش دید رخ کی تھی اب نظارہ میرے حسن و جمال کا کر ان لازم و مناسب یہی ہے کہ جو خوشی و
رنج پیش آئے اس سے انسان منھ نہ موڑے عشق والفت میں جو کچھ ہو قدم میدان محبت سے نہ ہٹائے
تقریر یہ خلاصہ مضامین اشعار غزل مندرجہ کو اپنی طرف منسوب کر کے تا دیر کہا کی اور بالائے کوہ سے
دیکھا کی کہ چرند و پرند گرد اس مرد نوجوان نے نوازندہ کے مست و مدہوش بیٹھے ہوئے ہیں کچھ ان میں
حس و حرکت بھی نہیں کرتے یہ دیکھکر دل میں خیال کرنے لگی کہ کیا اثر اس شخص کے گانا ہے کیا سمان
بندھا ہوا ہے کیا خوش آواز ہے کہ علاوہ بشر کے حیوان بھی اس کے گانے کو پسند کرتے ہیں
ابھی یہ باتیں بجائے خود کر رہی تھی کہ خواجہ نے غزل تمام کر کے نے کو ہاتھ سے رکھکر باواز بلند کہا کہ اے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آج تو آپ کے حکم سے میں نے بجائی اور دو غزلیں پریشان
خاطری میں گائی ہیں لیکن اقرار کرتا ہوں کہ جب آپ کو لوح طلسم زلزلہ کا کچھ حال کسی سے معلوم ہو
اور لوح طلسمی آپ کے ہاتھ آئے گی اس روز دستیابی لوح کی خوشی میں اچھی طرح سے گاؤنگا
یہ تقریر ملکہ بہار گل پوش جادو نے سنکے دل میں کہا کہ اے ملکہ بہار زہے مقدر کہ ابھی تجھکو آئی
تجھکو تلاش طلسم کشا کی تھی ہر طرف نگران تھی یہ بجا تاکہ زیر کوہ طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے تو بھی عجب نادان ہے بقولے
ع یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ۔ اسے تو نے صبح سے اسوقت تک تلاش صاحبقران میں
اپنے تئیں پریشان کیا اور یہ نہ معلوم کیا کہ زیر کوہ صاحبقران موجود ہیں خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا
اب اس کوہ پر سے زیر کوہ چل اپنے دلدادہ کو بھی دیکھ اور صاحبقران کو بھی اسیر کر یہ تجویز کر کے
بالائے کوہ سے زیر کوہ آئی خواجہ طیفور کر دیا اس کے حسن و جمال پر نظر کر کے اس پر مائل ہو کے
بے اختیار یہ کہا اشعار ۔ رواق منظر چشم من آشیانہ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست
حالانکہ ہم صحرا نشین ہیں وطن آوارہ ہیں گھر اپنا بیابان کہاں ہے صحرا نورد ہیں مبتلائے دام فکر و تشویش
ہیں مگر ہم اسی صحرائے لق و دق کو اپنا گھر تصور کرتے ہیں تم نے اس صحرا میں آکر اپنا حسن و جمال بغریب
دکھاکر عاشق نوازی و مہربانی کی اس عنایت و سرفرازی عاشق زار کا کیا شکر کیا جائے خوشا قسمت
کہ تم ایسا معشوق خوبرو مجھ ایسے مائل کو یوں سرفراز کرے جسقدر فخر و افتخار کیا جائے کم ہے لہذا
آغوش تمنا وا کر کے اس کی جانب بڑھے ملکہ بہار گل پوش نے ناز معشوقانہ چیں بجبیں ہو کر پیچھے
قدم ہٹا کر کہا کہ ذرا اپنے حواس میں رہو بیجا قدم نہ بڑھاؤ بیہودہ تقریر نکرو مجھے ایسی باتیں اچھی نہیں
معلوم ہوتیں بلکہ ایسی باتوں سے نفرت ہے دور سے گفتگو خوب ہے گفتگو بھی وہ گفتگو جو شائستہ تہذیب
کے ہو بد تہذیبی مجھے ناپسند ہے یہاں آنا میرا اس وجہ سے ہوا ہے کہ کچھ حالات دریافت کرنا منظور ہیں وہ
یہ ہیں کہ اول تو یہ بیان کرو کہ تمہارا کیا نام ہے کیا تمہیں نے بجا رہے تھے اشعار غزل سے میں
گا رہے تھے پھر تجاہل عارفانہ پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں جو بیچ اس مسند ہی خیمہ کے بیٹھے ہیں
خواجہ نے جواب دیا کہ اے سرتاج محبوبان جہان و اے سر دفتر خوبرویان و بتان صاف صاف
پوچھ یہ ہے کہ نام میرا خواجہ طیفور رکھ دیا ہے میں ہی نے بجا رہا تھا اشعار غزل تمہاری یاد میں گا رہا
تھا جب سے تجھکو دیکھا تھا مضطر و بیقرار تھا دل بیتاب کو پہلو میں قرار نہ تھا تمہارے پاس بیہوش

دشوار تھا آج جذب الفت نے اپنا اثر دکھایا تو دیدار تمہارا نصیب ہوا تمہارے دیکھنے سے غنچہ دل افسردہ
شگفتہ ہوگیا مراد دلی برآئی صورت زیبا تمہاری نظر آئی اگرچہ چہرہ روشن تمہارا زیر نقاب پنہان ہی
مگر رخ آفتاب کی ضیا اس ابر نقاب سے کب پنہان ہوسکتی ہی روشنی مہر رخ انور لامع ہی نور حسن رخ
سے صحرا روشن ہوگیا ہی تم یہان اس صحرا مین کیا آئین گویا گلشن مین بہار آئی اب یہ صحرا میری نظر مین
رشک گلشن ہی تمہارے فیض قدم ناز کے سے ہر ایک کانٹا صحرا کا غیرت گل تازہ ہوگیا ہی اور یہ جو تم پیچھے
مسندی کے بیٹھے ہین ہمارے مالک و آقا ہین یہ از راہ عزت افزائی ہین اپنا برادر کہتے ہین جانتا ہون
کہ اگر سرافراز کیا ہی تو آئیے بیٹھیے نا آرزوے دل حاصل برآئے ملکہ بہار گل پوش خواجہ کی تقریر سحر آمیز
سے ونیز مائل ہونے سے زیر مسندی جاکر علحدہ صاحبقران سے بیٹھی بعدہ پوچھا کہ نام تمہارے
آقا کا ہمین بتایا خواجہ نے کہا کہ اسم گرامی ہمارے آقا کا سلطان کیوان شکوہ ہی خاص و عام
بزمانہ انہین کو صاحبقران کہتے ہین ملکہ نے پوچھا کہ سبب ان کے یہان آنے کا کیا ہی خواجہ نے
جواب دیا کہ اے مہ جبین سچ تو یہ ہی کہ ہمارے آقا جستجوے لوح طلسم زلزلہ مین اپنے لشکر سے
یہان تک آئے ہین مین بھی ان کے ساتھ یہان آیا ہون اب یہان سے تلاش لوح مین آگے روانہ
ہونگے اب تم اپنے نام نامی سے آگاہ کرو یہ ظاہر کرو کہ گل تازہ تر کس باغ کی ہو اور سرو رعنا
کس بوستان کی ہو کہان سے اسوقت اس صحرا مین تمہارا آنا ہوا ہی اور کس غرض سے تنہا اس
صحرا مین آنے کا اتفاق ہوا ہی محض مجھ عاشق کو سرافراز کرنا منظور تھا یا اور کوئی کام تھا جو اس صحرا مین
تن تنہا قدم رکھا ہی ملکہ بہار گل پوش نے جواب دیا آگاہ ہو کہ نام میرا ملکہ بہار گل پوش ہی ملکہ
شہناز جادو میری نانی ہین جو سحر و ساحری مین یگانہ روزگار ہین ساحرہ معزز ہین قرابت دار
شاہ جادو طلسم زلزلہ ہین آج مجھکو میری نانی اپنے ہمراہ دربار حکیم جالوس مین لے گئی تھین
ہنوز جاکر دربار مین بیٹھی ہی تھین کہ حکیم جالوس نے جملہ ساحران دربار سے مخاطب ہوکر کہا تھا
کہ تم سب مین کون ایسا زبردست ساحر و خیرخواہ شاہ طلسم زلزلہ ہی کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو
تلاش کرکے اسیر کر لائے خلعت و انعام پائے مین نے سکا اقرار کرکے دربار سے روانہ ہوکر جستجو مین
ہون یہ کیا تھا اسوقت سرگردان ہوکر اس کوہ بلو پر توقف کیا تھا ناگاہ مین نے تمہارے
گانے کی آواز سنی براے دریافت نام بالاے کوہ سے زیر کوہ آئی یہان استفسار سے ثابت
ہوگیا کہ یہی تمہارا آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہی اس حال کے
دریافت ہونے سے کمال خوشی حاصل ہوئی ہی کیونکہ جس کے واسطے مین ادھر آئی تھی اور
سرگردان ہوئی تھی اُسے مین نے پایا کوشش و جستجو میری بیکار نہ ہوئی خواجہ طیفور گردیلے نے
پوچھا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہی ملکہ نے جواب دیا کہ تمہارے آقا کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے اسیر کرکے
روبروے حکیم جالوس حسب وعدہ لے جاؤنگی خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارے آقا کو اسیر
کرکے لے جانا تجھے آسان نہین ہی اگر تم ساحرہ ہو تو ذرا اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہمارے مالک و آقا کو لے تو جاؤ
دیکھین کیونکر لیے جاتی ہو ذرا سحر کے الفاظ ہی اپنی زبان پر جاری تو کرو وہ بھی نہین ملکہ بہار جادو
نے ہر چند سحر جو سیکھے تھے اور زبانی خوب یاد تھے یاد کیے مگر کوئی سحر یاد نہ آیا متعجب و متحیر ہوکر کہا
عجب ہی کہ اسوقت مجھے کوئی سحر نہین یاد آتا ہی بلکہ کوئی لفظ بھی کسی سحر کا یاد نہین ہی نہین معلوم
کیا سبب ہی خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو نہین اپنے سحر و ساحری پہ

بہت بھروسہ تھا صاحبقران کشورستان کو اسیر کرنے آئی تھیں اب سحر کرکے کیوں نہیں اسیر کرتیں
صاحبقران طلسم کشائے طلسم زلزلہ تو تمہارے پاس بیٹھے ہیں انہیں اسیر کرکے ملکہ جالوس
نابکار کے سامنے لے جاؤ ملکہ مذکورہ نے سر جھکا کر غرق دریائے حیرت ہوکر جواب دیا کہ
سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھکو صدہا سحر یاد تھے اسوقت ایک سحر بھی یاد کرنے سے یاد نہیں آتا شاید تم کچھ
ساحر زبردست ہو تم نے اپنے سحر میں مجھے ایسا مبتلا کیا ہے کہ سب سحر مجھے فراموش ہوگئے ہیں۔
خواجہ نے ہنسکر کہا کہ کہو اے ملکہ اسوقت تمکو تو کوئی سحر یاد نہیں آتا ہے کہ بزور سحر صاحبقران کو
اسیر کر سکو مجبور ہو اگر اسوقت کوئی تمکو اسیر کرے تو ممکن ہے یا نہیں ملکہ نے نادم ہوکر جواب دیا کہ ہاں
ایسے وقت میں خود میرا اسیر ہو جانا ممکن ہے اگر ارادہ اسیری ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں خواجہ نے جواب دیا
کہ اے ملکہ میری کیا مجال کہ میں تمہارے قید کرنے کا ارادہ کروں خود تمہارے حلقۂ گیسو اور زنجیر
زلف معنبر کا اسیر ہوں تہہ مائل وشیفتہ ہوں ملکہ نے کہا کہ اگر مجھکو سحر یاد بھی آتا تو بھی تمہاری وجہ سے
صاحبقران کو اسیر نکرتی کیونکہ تمہاری نے نوازی مجھے پسند آگئی ہے گانا تمہارا ایسا مرغوب ہے تمہاری
صدائے نے نے مجھکو رہروی سے باز رکھا کہ وہ پہر میں نے جاتے جاتے توقف کیا بگوش دل تمہارا گانا
سنا واقعی تمہاری نے نوازی اور گانے کی تعریف نہیں ہو سکتی تمکو کمال حاصل ہے مجھکو بھی شوق گانے
اور گانا سننے کا ہے اسی سبب سے اس کوہ پر ٹھہر کر میں نے تمہارا گانا سنا حال صاحبقران سے بھی
آگاہ ہوئی اگر چاہتی تو بالائے کوہ سے تمکو اور صاحبقران کو مبتلائے سحر کرکے اسیر کرلیتی چونکہ مجھکو
بعد تمہارا گانا سننے کے اسیر کرنا تمہارا اور صاحبقران کا مقصود نہ تھا اسیوجہ سے بالائے کوہ سے
زیر کوہ آئی پڑا ہوا اس گانے اور گانا سننے کے شوق پر کر اُس نے مجھکو تمہارے اور صاحبقران کے
اسیر کرنے سے باز رکھا خواجہ ملکہ بہار کی گفتگو سے سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ خوب رو تمہاری نے نوازی
کی وجہ سے تہہ مائل ہوئی ہے ورنہ دشمن کب اپنے دشمن سے باز رہتا ہے اور دوستی کرتا ہے یہ خیال
کرکے خاموش رہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ خاطر مہمان منظور ہے
چونکہ ملکہ بہار گل پوش جادو راہ دور و دراز سے یہاں آئی ہیں تمہاری نے نوازی کی تعریف کرتی ہیں
تماشائی ان کو شوق سیکھنے کا بھی ہوگا خواجہ موصوف نے تقریر امیر باتوقیر کو سنکے شیشہ و ساغر ذیل سے
نکال کر کشتی شراب میں رکھکر وہ کشتی بدست خدمتگار روبرو رکھے ملکہ مذکورہ پیش کش کی بعد انکسار
اے ملکہ اگر دل چاہے تو اپنے ہاتھ سے شغل میخواری کرو ورنہ ہم تمہیں بادۂ تند جام بلوریں میں دیں
ہمکو ساقی گری میں بھی کمال حاصل ہے اُس نے کہا کہ مجھے میخواری کی عادت نہیں ہے ہاں شوق گانا سننے کا
ہے خواجہ نے پیپے اٹھاکر اپنے دہن سے لگا کے نے نوازی شروع کی اور یہ غزل گانے لگے۔ غزل

کیوں نہ ہوں حسرت تو اے شمع ہمتن جان ہوکر ۔۔۔ آئی ہے میری اجل گھر سے مہمان ہوکر
عاشق ہی ہوں مگر زنت م رہتی ہے لگاؤ ۔۔۔ آنکھیں ہندو سے لڑا ہوں مسلمان ہوکر
لٹے پاؤں وہ پھر سے اس کے گھر سے ۔۔۔ وقت آخر ہوئی مشکل مری آسان ہوکر
چین سے سوتا ہوں میں زلف سے [illegible] ۔۔۔ نیند بھی آئی ہے تو خواب پریشان ہوکر
کرلی ضبط فغان سے بھی سوائی دل ۔۔۔ کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر
اتنو واجب ہے وضو بھی کی انکا سنکے لیے ۔۔۔ آیا ہے سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر
نقش حق شامل گردش مری تقدیر کے ہے ۔۔۔ کوئی مشکل بھی ہو آئی ہے تو آسان ہوکر

چین محشر میں بھی پایا نہ سیہ بختی سے | بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہو کر
ایک آسان ہوئی سو مشکلیں آ پہنچیں اور | سخت مشکل میں ہے مشکل مری آسان ہو کر
زخم میں اس تیغ تبسم کے جو روتا ہوں کبھی | دہن زخم ہنسا دیتے ہیں خندان ہو کر
اس پہ بیداد سے پہلو مرا خالی جو ہوا | گھر نے دیوانہ بنایا مجھے ویران ہو کر
لے کے بھی دشت نوردی کا ہے شوق اے خواجہ | خاک اڑاتی ہے مری گرد بیابان ہو کر

ملکہ بہار گل پوش جادو بصد خوشی و رغبت سننے لگی اگر شعر خواجہ نے حسب حال و مناسب وقت ملکہ بہار سے مخاطب ہو کر با لحان داؤدی بتا بتا کے پڑھنے میں لگے تو ملکہ مذکورہ کے دل پر ایسا اثر ہونے لگا کہ وہ عالم وجد میں جھومنے لگی بجائے خود تعریف کرنے لگی جب خواجہ نے تمام اشعار غزل مرقوم الصدر گا کے نوازی میں گا کر غزل تمام کی صاحبقران نے بہت تعریف کی ملکہ مذکورہ بھی خواجہ کی نے نوازی سے از حد خوش ہوئی جب زمانہ غروب آفتاب کا قریب آیا ملکہ بہار گل پوش جادو نے خواجہ و صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب میں جاتی ہوں نانی میری ملکہ شہناز جادو میری منتظر ہونگی بلکہ متردد ہونگی کہتی ہونگی کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش جادو نہیں آئی کیا سبب ہے وہ مجھے زیادہ الفت کرتی ہیں عجب نہیں کہ بیتاب و بیقرار ہو کے وہ میری تلاش میں گھر سے نکلی ہوں یا مجمر جادو کو میری جستجو کے واسطے روانہ کیا ہو زیادہ میرا یہاں بیٹھنا خوب نہیں ہے مبادا نانی صاحبہ یا مجمر جادو یا کوئی ساحر مجھے یہاں بیٹھا ہوا دیکھ لے تو غضب ہو جائے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ تمہارا جانا گوارا نہیں ہے مگر تمہارا عذر قوی ہے جاؤ مگر اقرار کئے جاؤ کہ پھر آؤ اور اگر کچھ حال لوح طلسم زلزلے کا معلوم ہو تو بتاتی جاؤ اوس نے کہا کہ مجھکو تو کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم نہیں ہے الا جاری نانی صاحبہ ملکہ شہناز جادو کہ نہایت کبیر السن ہیں اور ساحرہ معزز و ذات وارث طلسم میں اُن کو معلوم ہوگا میں اُن سے دریافت کر کے کسی حیلے و بہانے سے ادھر آ کے کہدونگی تمکو حال لوح طلسمی سے آگاہ کر دونگی یہ کہکر مسندھی سے نکل کر صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہو کر طاؤس سحر پر سوار ہو کر جلد تر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوئی اثنائے راہ میں خیال کرنے لگی کہ اسوقت دربار سحر طاؤس میں جانا کچھ ضرور نہیں ہے نانی صاحبہ ہماری دربار سے ابھی مکان میں آئی ہونگی میری منتظر ہونگی لہذا اپنی نانی ہی کے پاس چل جسوقت وہ پوچھینگی کہ صاحبقران طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے کیوں نہ لائی خالی ہاتھ آئی کہدونگی کہ ان کی بہت تلاش کی وہ نہیں ملے پھر اُن کی جستجو کرونگی اس حیلے سے اکثر ادھر آیا کرونگی اور نے نوازی خواجہ کی سنا کرونگی اپنے دل کو خوش کرونگی صورت خواجہ طیفور کر دیا پر بھی نظر کرونگی یہ خیالات کرتی ہوئی داخل طلسم ہو کر اپنی دولتسرا میں داخل ہوئی دیکھا کہ ملکہ شہناز جادو متردد اور پریشان خاطر و بدحواس بیٹھی ہے مجمر جادو سے کہہ رہی ہے کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش نہیں آئی مجھکو ہر طرح کا تردد ہے حسینہ و جمیلہ و نادان ہے مبادا اُس کی عزت و عصمت میں کہیں خرابی ہو تو باعث بدنامی ہو صاحب حسن و جمال ہے سب خواہاں ہوتے ہیں خود غرض دام فریب میں مبتلا کرتے ہیں کبھی وہ چھوکری تنہا بیرون طلسم نہیں گئی تھی آج پہلے پہل اپنی منہ سے گئی ہے میں نے لاکھ منع کیا تھا مگر چھوکری نے نہ مانا آخر اپنا ہی کہنا کیا تلاش طلسم کشا میں گئی کنیزوں میں سے بھی کسی کو ساتھ نہ لے گئی تنہا ہی گئی مجمر جادو عرض کر رہی ہے کہ خالہ جان اگر برا نہ مانیے تو میں کہوں آپ ملکہ بہار گل پوش کو زیادہ چاہتی ہیں الفت و محبت اُن سے زیادہ رکھتی ہیں اسی وجہ سے وہ ناز و ضد کرتی ہے آپ ناز بردار ہیں

خود ہی آپ نے اُن کی نازبرداری سے اُن کو دلیر کیا ہو گھبرائیے نہیں وہ اب آتی ہونگی غالب
طلسم کشا کو اسیر کرنے لائق ہونگی راہ دور و دراز تک جستجوئے طلسم کشا مین گئی ہونگی گو کہ سن اُن کا
میری عمر سے کم ہو لیکن عاقلہ و ہوشیار ہین سحر و ساحری مین آپ نے اُن کو طاق و مشاق شہرۂ آفاق
اپنی تعلیم و تربیت سے کر دیا ہو بھلا کون بدبین و خود غرض اُن کو اپنے دام فریب مین کیا لا سکتا ہو اگر
حکم ہو تو مین اُن کی جستجو مین جاؤن ہنوز مجمر جادو یہ تقریر کر رہی تھی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو
اپنی نانی کے روبرو آئی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر اُس کے چہرے پر نظر کی دیکھا کہ چہرہ اترا ہوا ہی
رخ پر زردی لبون پر خشکی نمایان ہو آنکھین بالفت مین مست ہین یہ دیکھتے ہی تردد پیدا ہوا دل مین
کہنے لگی کہ آج اس چھوکری سے جیسے آثار عشق ظاہر ہوتے ہین بعد اس خیال کے پوچھا کہ اے
بہار کہ تلاش طلسم کشا مین گئی تھی کہین اُس کو پایا اسکو اسیر کرکے حوالے نائب خداوند حکیم جالوس
کے کر دیا یا نہین ملکہ بہار گل پوش نے آغوش ملکہ شہناز مین بیٹھکر عرض کیا کہ نانی جان جب سے
مین دربار نائب خداوندی سے برائے تلاش طلسم کشا گئی سرگردان و پریشان صحرا صحرا دشت دشت
کوہ کوہ دیکھتی پھرا کی کہین طلسم کشا کو نہین پایا بہت خستہ و ماندہ ہوئی آہ درفتن سے از حد
تھک گئی تمازت آفتاب و صعوبت راہ سے میرا عجب حال ہو گیا ہو کچھ درد سر مین پیدا ہو گیا ہی
گرد و غبار راہ سے سراپا خاک مین آلودہ ہون دیکھیے کسقدر چہرے پر اور سر کے بالون پر گرد و غبار
ہو اگرچہ جانتی کہ طلسم کشا تلاش سے ہاتھ نہ آئے گا تو ہرگز نہ جاتی اسقدر تکلیف و زحمت گوارا نکرتی مین نے
برا کیا کہ آپکے کہنے پر عمل نہ کیا جاکر بجستجوئے طلسم کشائی خالی ہاتھ سرگردان ہو کر یہان آئی آپ سے شرمندہ
ہوئی نائب خداوند حکیم جالوس سے بھی شرمندہ ہونگی اہل دربار نائب خداوندی سے بھی محجوب ہونگی اور
ساحران دربار نائب خداوندی ضرور کہین گے کہ ملکہ بہار اسیری طلسم کشا کا دعوی کرنے گئی تھی
لیکن طلسم کشا کو اسیر کرکے نہ لائی جو کہتا تھا وہ نہ کیا اسی طرح حکیم جالوس بھی ناخوش مجھسے کہے گا اسکے
جواب مین کہونگی کہ پھر تلاش طلسم کشا کرونگی اگر آج طلسم کشا نہین ملا کسی روز تو کہین ملجائے گا
اُسے گرفتار کرکے آپکے حوالے کر دونگی یہ کہکے درد سر کی زیادہ شکایت کرنے لگی ملکہ شہناز
جادو کہ اسکو از حد چاہتی ہو اپنی جان سے بھی زیادہ اُس کو عزیز رکھتی ہو تمام تقریر اُس کی سنکے
فرط محبت سے خیال بد دل سے دور کرکے سمجھی کہ یہ لڑکی جو کچھ کہتی ہو سچ کہتی ہو اس نے جستجو طلسم کشا
کی بہت کی ہوگی طلسم کشا اس کو کہین نہ ملا ہو گا آخر دشت و کوہ مین سرگردان ہو کر بے نیل مراد چلی
آئی ہو اسی سرگردانی و زحمت و صعوبت رہروی راہ دور و دراز سے رنگ رخ اس کا متغیر ہو لب
خشک ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین چہرہ مثل زعفران زرد ہو گیا ہو سر مین درد شاید
اسی سبب سے پیدا ہوا ہو سراپا گرد و غبار راہ سے آلودہ ہو ابھی بیوقوف و نادان ہو گو جوان ہو مگر عشق
عاشقی سے آگاہ نہین ہو تو نے جو خیال قبل اس کے کیا تھا وہ غلط تھا یہ نادان چھوکری ہو کوچۂ
عشق و الفت سے ناواقف ہو شیشۂ ناموس اس کا سنگ ہنائی سے محفوظ ہو یہ سمجھکر کثرت الفت
و محبت سے سراپا کی بلائین لے کر اپنے سینے سے لگا کر پیشانی کا بوسہ لے کر بہ شفقت بزرگانہ کہا کہ کیون
اے بہار آخر تو نے اپنی ضد کی ہار اکثر تماشا دیکھا تو نے کہ انجام کیا ہوا نصیب دشمنان رہروی
راہ دشت و بیابان و تمازت آفتاب تابان سے درد سر پیدا ہو گیا اس تکلیف و زحمت پر بھی درمراد
پھرے ہاتھ نہ آیا آخر شرمندہ ہوئی اب دربار مین بھی جاکر شرمندہ ہوگی جو اپنے بزرگون کا کہنا

نہیں مانتا اُس کا یہی حال ہوتا ہے انجام نافرمانی بزرگان یہی ہوتا ہے خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب کبھی تلاش
طلسم کشا کے واسطے نکلا تھا نائب خداوند حکیم جالوس سے کہہ دیا کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ مجھ سے
گرفتار نہو سکے گا اُس کا کہیں نشان نہیں ملتا اُس کی تلاش بہت کی وہ کہیں نہیں ملا شاید خوف
خداوند یا نائب خداوند سے اپنے وطن کی طرف چلا گیا یا حکیم جالوس کی خبر قتل سنکے دستیابی
لوح طلسمی سے ناامید ہو کر طلسم کشائی سے دست بردار ہو کر کسی جانب چلا گیا ہے اب اُس کا ہاتھ
آنا دشوار ہے ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی سے لپٹ کر اٹھلا کر پوچھا کہ اے نانی جان
یہ تو بتلایئے کہ لوح کس کو کہتے ہیں وہ کیسی ہوتی ہے جواہرات سے کسی جواہر کی ہوتی ہے یا سونے
چاندی تانبے پیتل لوہے مٹی کی ہوتی ہے چھوٹی ہوتی ہے یا بڑی ہوتی ہے اُس پر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے یا
صاف ہوتی ہے اُس سے کوئی کام نکلتا ہے یا بے کام ہوتی ہے اُس کو کون بناتا ہے کیونکر بنائی جاتی ہے اُس کے
بنانے سے کیا فائدہ مقصود ہوتا ہے اُسکو کہاں رکھتے ہیں اس طلسم کی لوح جو بنائی گئی ہے وہ کہاں
رکھی گئی ہے کس کے قبضے میں ہے اگر ممکن ہوتا تو میں بھی اُسے دیکھتی معلوم کرتی کہ لوح طلسمی ایسی ہوتی ہے
میں نے اپنی زندگی میں کبھی لوح طلسمی نہیں دیکھی ہے اُس کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے اگر وہ لوح طلسم
کو مل جائے تو وہ اُس لوح سے کیا کسی کو قتل کر سکتا ہے لوح میں مانند تلوار کے کیا دھار اور آبداری ہوتی ہے
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طلسم کشا کو کس وجہ سے جستجوئے لوح ہے بھلا طلسم کشا کو لوح طلسمی مل سکتی ہے
یا نہیں اور اگر مل سکتی ہے تو کیونکر ملے گی اور جب اُسکو دستیاب ہو جائے گی تو وہ اُس لوح طلسمی سے
کیا کام لے گا اور اگر اُس کو نہ ملے گی تو بقول آپ کے وہ مجبور و لاچار ہے بس میرے نزدیک ایسی
صورت میں کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب نہیں ہوئی ہے اُس کو گرفتار کر کے قتل کرنا یا قید خانے میں
بند کرنا بیکار و فضول ہے ناحق کسی کو ستانا در پے ایذا رسانی ہونا اچھا نہیں ہے سراسر ظلم ہے عبث تلاش
طلسم کشا نائب خداوند حکیم جالوس کو ہے جبکہ اُس کے پاس لوح طلسمی نہیں ہے تو اُس سے کیا اندیشہ ہے
ایسا اندیشہ کرنا خلاف مردانگی ہے خوف کرنا ایک تن تنہا سے خلاف حکومت شان اولوالعزم ہے اور خداوند
ہود سرمست جادو اور نائب خداوند حکیم جالوس کو تو بہت نازیبا ہے کہ وہ خداوند و نائب خداوند ہیں
صاحب حکومت و اختیار ہیں اُن کو تو کسی سے نہ ڈرنا چاہیے نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ خداوند طلسم باطن
میں جا کر پوشیدہ ہوئے ہیں نائب خداوند کو خوف سے طلسم کشا کی تلاش ہے اگر آپ کو ان سب حالات سے
آگاہی ہے خصوصاً جہاں لوح طلسمی رکھی گئی ہے اُس جگہ سے اطلاع ہے تو بیان کیجیے تاکہ مجھ کو بھی معلوم
ہو جائے ملکہ شہناز جادو نے جو نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو کی سنی کہا سنکر خود خیال کرنے لگی کہ اس
چھوکری نے کبھی مجھ سے ایسی باتیں نہیں پوچھی تھیں خصوصاً حال لوح طلسمی کا کبھی اس نے مجھ سے
دریافت نہیں کیا تھا آج یہ کیا سبب ہے کہ یہ لڑکی مجھ سے پوچھ رہی ہے ضرور سمجھو کہ اس کے دریافت
کرنے سے اس کا کچھ مطلب ہے بے وجہ اور بے سبب یہ دریافت نہیں کرتی ہے اگر یہ سمجھا جائے کہ
نادانی و بیوقوفی سے پوچھتی ہے تو ایسی نادان بھی نہیں ہے چودہ پندرہ برس کا سن ہے سمجھ دار ہے
عاقلہ و بالغہ ہے دنیا کی باتوں سے آگاہ ہے اگرچہ ناکتخدا ہے مگر اپنی ہم جولیوں میں بیٹھ کر ان کی صحبت میں
رہ کر سب باتوں سے ماہر ہو گئی ہے بس ضرور ہے کہ دریافت حال لوح طلسمی سے اس کا کوئی مدعا ہے
عجب نہیں کہ یہ چھوکری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کے ڈھونڈھنے
اور ان کے اسیر کرنے کو گئی تھی ان کو دیکھ کر ان پر عاشق و فریفتہ ہوئی ہو اور ان کے کہنے سے

اس نے مجھ سے حال لوح طلسمی دریافت کیا ہو کبھی اس نے مجھ سے ایسی تقریر نہین کی تھی آج اس کی
اس گفتگو سے ضرور خیال ہوتا ہی کہ یہ طلسم کشا پر مائل ہو گئی ہی اُس کی بہبودی کے واسطے حال لوح
طلسمی مجھسے دریافت کرتی ہی تاکہ جو کچھ مجھسے سنے وہ اُس سے جاکر بیان کرے اور وہ فکر حصول
لوح طلسمی کرے لیے ملکہ شہناز جادو دو جہان دیدہ ہی نہایت سن رسیدہ اوز بہت سے امور
ولتنے تو نے اپنی زندگی مین دیکھے ہین صاحب عقل و فہم ہی یہ لڑکی مجھکو اپنے دام فریب مین شاید گرفتار کرنا
چاہتی ہی نادانی کے حیلے سے حال لوح طلسمی مجھسے دریافت کرنا چاہتی ہی مجھکو لازم ہی کہ فریب مین اس
چھوکری خود غرض کے نہ آؤ اسکو نادان نہ سمجھے یہ مجھ سے چال کرتی ہی یہ خیال کرکے برہم ہو کر اپنی آغوش
سے اُسے دور کرکے چین بجبین ہو کر قہر و غضب سے تیوری چڑھا کر او گیسو بریدہ سچ کہ کس غرض سے
حال لوح طلسمی کا مجھسے پوچھتی ہی دریافت حال لوح طلسمی سے کیا مطلب ہی تجھکو لوح طلسم نزالے
حال سے کیا کام ہی مجھکو تیری اس تقریر سے اندیشہ ہی کیا کہون کیا کیا خیالات میرے دل مین آئے ہین
مین زبان پر ابھی ان کا لانا مناسب نہین جانتی ہون مگر یقین کرتی ہون کہ تو نے دربار ناسب خداوند
ست حاکم صحرا مین کوئی گل کھلایا ہی جب تو گھر مین آئی تھی اُسیوقت تیرے چہرے پر نظر کرنے سے تیرے
دل مین کچھ خیالات ملند سے تھے مگر مین نے اُن خیالات کو تیری باتون سے سچ گمان کرکے پیار کیا تھا
اب تیری گفتگو سے صاف ظاہر ہو گیا ہی کہ تو نے ہمارے خاندانی طریقے کے خلاف کوئی فعل کیا ہی تیرے
چہرے سے ظاہر ہو رہا ہی یہ زردی رخ یہ خشکی لبون کی یہ حلقے نرگسی آنکھون کے سب شہادت تیری
بدچلنی کی دے رہے ہین پس تجھکو لازم و مناسب ہی کہ اسوقت مجھسے صاف صاف کہدے کوئی
بات پوشیدہ نکر ورنہ مجھسے برا اور دشمن اپنا کسی کو نجاننا میری الفت و محبت کرنے پر نازان نہونا مین
بدچلن کی ہرگز دوست نہین ملکہ بہار گل پوش جادو نے عتاب و غصہ مادر مادر سے خائف و
ترسان و لرزان ہو کر دست نازک خالی جوڑ کر آبدیدہ ہو کر کہا کہ اے نانی جان مین نے یونہی
آپ سے حال لوح طلسمی پوچھا ہی آپ اور کچھ خیال نہ کیجیے تہمت بدچلنی کی مجھے نہ لگیے میری زردی
رخ اور لبون کی خشکی پر نظر کرکے خیال بد نہ کیجیے رہروی و تمازت آفتاب عالمتاب سے میرے
چہرے کی یہ حالت ہو گئی ہی واسطے اطمینان خاطر کے مجھسے قسم لیجیے کہ مین نے کوئی فعل خلاف
آپ کے خاندان کے نہین کیا ہی مین تو تھوڑی تلاش طلسم کشا مین گئی تھی جب وہ کہین نہ ملا تو
چلی آئی جب سے میری مادر و پدر نے انتقال کیا آپ ہی نے میری پرورش کی اتنا بڑا کیا شب و روز
تعلیم و تربیت مین میری آپ نے سر کھپایا بھلا مین کوئی کام خلاف عزت و حرمت و عصمت کر سکتی
ہون کیا مجھکو آپ کا خوف نہ تھا جو ایسے کام پر کمر باندھتی ملکہ شہناز جادو نے گھور کر طلب کرکے نہایت
غصے سے کہا کہ او ننگ خاندان تو مجھسے چھپاتی ہی صاف صاف نہین کہتی ہی اگر اذیت زر سے بچے
محفوظ رہنا چاہتی ہی تو صاف صاف بیان کردے ورنہ مارے کوڑون کے پشت تیری فگار کرونگی
بلکہ تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی تیرا زندہ رہنا گوارا نکرونگی افسوس تو نے غضب کیا کیا کہون کیا کیا ہی
مجھ ضعیفہ کی عزت کو تو نے خاک مین ملا دیا ہی اگرچہ تو اپنی زبان سے اقرار نکرے مگر تیرے چہرے
سے ظاہر ہو رہا ہی ملکہ بہار گل پوش جادو نے پھر وہی کہا جو کہا تھا جب ملکہ شہناز جادو نے
دیکھا کہ کسی طرح ڈرانے غصہ کرنے سے یہ دختر صاف صاف اظہار نہین کرتی ہی کوڑے مارنا
مناسب گمان کر زیادہ برہم ہو کر کہا کہ او گیسو بریدہ اگر تو سچ سچ بیان نہین کرتی ہی اور مجھے

چھپاتی ہے تو تیرے اس پوشیدہ کرنے سے کیا ہوگا کیا میں تیرے تمام حال سے آگاہ نہیں ہو سکتی
ہو یہ کہکے وہ گڑیان جو ملکہ بہار گل پوش کے کھیلنے کی تھیں ان میں سے ایک گڑیا کو اٹھا کر دست وپا
اُس کے پہلے مروڑ کر بنظر سحر آگین پھر اس کو دیکھکر کارد سے پیشانی کو اپنی زخمی کر کے خون پیشانی
چلو میں لے کر الفاظ و اسماے سحر آہستہ پڑھ کر خون مذکور پر دم کر گئے وہ خون اُس گڑیا پر ڈال کر
زمین پر اُس کو رکھکر کہا کہ اے پتلی سحر سازی تمام حال مفصل ملکہ بہار گل پوش کا بیان کر جس وقت
سے یہ دربار نائب خداوند سے گئی تھی کس کس جگہ اس کا گذر ہوا تھا اس نے کس سے کلام کیا تھا
اس سے کس نے گفتگو کی تھی اور کیا تقریر کی تھی جو جو افعال نیک و بد اس سے وقوع میں آئے ہوں
بیان کر بمجرد اس کہنے کے وہ گڑیا کھڑی ہو کر بزبان فصیح اس طرح گویا ہوئی کہ اے ملکہ شہناز جادو آگاہ
ہو کہ جب ملکہ بہار گل پوش جادو تمہاری نواسی دربار نائب خداوند حکیم جالوس سے روانہ ہوئی
تماشاے طلسم کشاے طلسم زلزلہ میں دشت و کوہ کے طے کرتی ہوئی ہر طرف دیکھتی ہوئی کوہ بلور تک پہونچی
تھی زیر کوہ بلور خواجہ طیفور کردیا عیار روبروے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کے نے بجا رہا تھا اشعار غزل نے میں گا رہا تھا تمہاری نواسی صحرا میں زیر کوہ چند آدمیوں کو
دیکھکر براے دریافت حال کوہ بلور پر جا کر ٹھہری تھی عیار مذکور جو نے نوازی کر رہا تھا اشعار گا رہا
تھا یہ نواسی تمہاری بگوش دل اُس کا گانا سننے لگی اُس کی آواز اس کو ایسی پسند آئی اور اس کا گانا
اس کو ایسا مرغوب ہوا کہ یہ گویا مست و مدہوش ہو کر جھومنے لگی بجائے خود اُس کے گانے کی تعریف
کرنے لگی جب عیار مذکور نے غزل تمام و کمال گا کے نے نوازی موقوف کی صاحبقران مذکور نے کہا
کہ اور کوئی غزل کے اشعار عاشقانہ نے بجا کر گاؤ جیا۔ مذکور حسب الحکم اپنے آقا کے دوسری غزل کے
اشعار نے بجا کر گانے لگا ملکہ بہار گل پوش جادو بہ رغبت تمام اُس کا گانا سننے لگی اور جب
جھک کر بالاے کوہ سے زیر کوہ اُس عیار نے نواز کو دیکھنے لگی آخر کار اُس کی صورت پر نظر کر کے اُسکی
نے نوازی اور گانے پر یہ عاشق ہوئی جب عیار مذکور نے وہ دوسری غزل بھی گا کر تمام کی تو تمہاری
نواسی نے بے اختیار کوہ بلور سے اُتر کر اس عیار مکار کے روبرو جا کر پوچھا کہ تو کون ہے نام تیرا کیا ہے
اور یہ جو سامنے بیٹھے ہیں ان کا نام کیا ہے اس صحرا میں تیرے آنے کا اور یہاں قیام کرنے کا
کیا سبب ہے اُس نے اپنا نام سچ بتا کر حسن و جمال پر تمہاری نواسی کے نظر کر کے مائل ہو کے عشق
اپنا ظاہر کر کے ملکہ بہار گل پوش کو بٹھایا تھا پھر نام صاحبقران کا ظاہر کر کے کہا تھا کہ یہی طلسم کشاے
طلسم زلزلہ ہیں واسطے تلاش لوح طلسمی کے یہاں تک آئے ہیں سوا اس کے اور بھی [illegible] اُس نے
تقریر کی تھی پھر اُس نے پوچھا تھا کہ تمہارا کیا نام ہے یہاں آنا تمہارا کیونکر ہوا اس صحرا میں کس کام
کے واسطے آئی ہو تمہاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ سچ تو یہ ہے کہ میں واسطے اسیری صاحبقران
طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے دربار نائب خداوند سے یہاں تک آئی ہوں یہاں آکر طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کو میں نے دیکھا ہے عیار مذکور نے کہا تھا کہ اے ملکہ بہار کیا اب ہمارے آقا کو گرفتار
کر کے لے جاؤ گی اگر ان کا اسیر کرنا تمہارے امکان میں ہو تو ان کو قید کر کے لے جاؤ اُس وقت
تمہاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ آئی تو میں اسی واسطے تھی مگر تیری نے نوازی اور گانے سے
خوش ہو کر دل اپنا تجھکو دے کر بیٹھی ہوں اب تیرے آقا کو گرفتار نہ کروں گی یہ سنکے وہ عیار اور صاحبقران دونوں
خوش ہوئے پھر عیار مذکور نے تمہاری نواسی کے روبرو ایک اور غزل نے بجا کر گائی تھی

دل اس کا بہت خوش کیا تھا بعدہٗ عیار مذکور نے حال لوح طلسمی کا دریافت کیا تھا اس سحر نے یہ
بیان کیا تھا کہ مجھکو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہین ہے لیکن مین اپنی نانی سے دریافت کرکے
یہان آکر تجھسے کہدونگی تم کو نشان لوح طلسم زلزلہ سے آگاہ کردونگی تم جاکر لوح مذکور کو لے آنا
یہ کہکر وہان سے تمہارے پاس آئی تھی یہ کہکر وہ پتلی سحر خاموش ہوکر خاک پر گر پڑی گرتے ہی
اس کے دہن سے ایک شعلہ نکلا اس شعلے سے وہ پتلی جل کر خاک ہوگئی ملکہ شہناز جادو نے
تمام تقریر پتلی سحر ساحری کی سنکے بعد قہر و غضب ملکہ بہار گل پوش سے کہا کہ کیون ری گیسو بریدہ
تو نے جاکر یہ گل کھلایا ہے۔ طلسم کشا کی سینہ نوازی پر عاشق ہوکے طلسم کشا کو اسیر نکیا
وہان سے یہان آکر حال اپنے جانے کا اور طلسم کشا کے اسیر نکرنے کا صاف صاف مجھسے بیان نکیا
مجھسے چھپایا اپنے عاشق ہونے کا بھی کچھ حال نکہا اس کو بھی مجھسے پوشیدہ کیا اور بموافق وعدہ کرنے کے
مجھسے حال لوح طلسم زلزلہ دریافت کرنا چاہا تھا مین جہاندیدہ تھی پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ بے سبب
تو حال لوح طلسمی دریافت نہین کرتی ہے اب کہ تیرا تمام حال ظاہر ہوگیا تیری دروغگوئی و عشق و
عاشقی کی تجھکو کیا سزا دون مارے کوڑون کے تیری پشت کو فگار کردون یا تجھکو اسیر کردون یا تجھکو
تنگ زندان کو مار ڈالون یا تیرا تمام و کمال حال نائب خداوند سے جاکر کہدون یہ کہکر کوڑے مارنے کا
ارادہ کیا اُسوقت مجمر جادو نے درمیان مین آکر اپنی خالہ کے قدمون پر گرکر آبدیدہ ہوکر کہا کہ خالہ جان
مین قسم دیتی ہون آپ کو خداوند ہو دمرست جادو کی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو میری بہن کو
کوڑے نہ ماریے گا یہ نازنین و گلبدن ہے برداشت کوڑیکی اذیت کی نہوگی یقین ہے کہ مرجائیگی طائر روح
اس کا ابھی اس کے قفس تن سے نکلجائیگا مین بھی اس کے غم مین مرجاؤنگی اس کی عوض جو
چاہیے مجھے سزا دیجیے اور اس کی خطا کو معاف کیجیے یہ ابھی نادان ہے ناسمجھ ہے یہ قصور اس سے ہوا ہے
میری اچھی خالہ اب غصہ نکیجیے کو ذرا اپنے سے رکھدیجیے جو کچھ ہوا اس سے درگذر کیجیے کچھ ایسی بے عزتی
نہین ہوئی ہے عزت و آبرو اس کی نہین گئی ہے صرف عاشق ہوئی ہے آپ کی اس چشم نمائی سے خائف
ہوکر عشق و عاشقی سے باز آئے گی اب کبھی حال لوح طلسمی آپ سے دریافت نکرے گی دیکھیے یہ خود
اپنی خطا پر نادم ہے سر جھکائے ہے زار زار روتی ہے آنسو جاری ہین ہچکی لگی ہے روتے روتے آنکھین
سوج گئی ہین آپ کے خوف سے مانند بید تھرا رہی ہے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے چہرہ اس کا کسقدر متغیر ہوگیا
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی برسون کا بیمار ہو اتنی دیر مین خوف سے لہو اس کا خشک ہوگیا ہے مجھے
خوف یہ ہے کہ اس کی روح آپ کے ڈر سے کہین نکل نہ جائے بس وہ اپنی سزا کو پہنچ چکی مجھے امید ہے
اب کبھی ایسی حرکت اس سے وقوع مین نہ آئے گی اگر بار دیگر ایسی ہی حرکت اس سے سرزد ہو تو
اسے جو چاہیے گا سزا دیجیے گا پھر مین آپ سے اس کے بارے مین کچھ نہ کہونگی دیکھیے خالہ جان
مجھ کو اپنے رحم کیجیے تقصیر اس کی عفو کر دیجیے ورنہ یہ نازک بدن تاب تازیانے کی نہ لاکر ابھی تڑپ کر
مرجائیگی اس کے مرنے سے مین بھی زندہ نرہونگی اپنی جان دیدونگی مجھے یقین کامل ہے کہ بعد
ہم دونون بہنون کے مرنے کے آپ بھی ہم دونون کے صدمہ و غم مین زندہ نرہیے گا ضرور ہلاک ہوجایے گا
خانہ بربادی ہوجائے گی گھر تباہ و برباد ہوجائے گا کسی کا اس مکان مین نام و نشان باقی نرہیگا
دوستون کو رنج ہوگا دشمن خوش ہونگے ابھی تک خبر جگ ہنسائی عالمگیر نہین ہوئی ہے خبر نہیے کسی نے
حال عشق و عاشقی ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہین سنا ہے اگر آپ کے ڈر و تلک نے سزائے سخت

دینے سے میری ہمشیرہ مر جائیگی تو اس کا چرچا تمام ساحران طلسم میں ہوگا یہ راز افشا ہو جائیگا
بڑی ذلت و رسوائی آپ کی ہوگی آپ اہل عزت، خاندان شاہی سے ہیں خداوند سے قرابت رکھتی ہیں
ذرا انجام پر نظر کیجیے اس آغاز سزا دہی کا انجام یہ ہوگا ذلت و رسوائی بہت ہوگی یہ خبر پوشیدہ نہ رہیگی
خداوند و نائب خداوند تک بھی خبر ضرور پہونچے گی سراسر آپ کی ذلت ہوگی جب تک زندہ رہیے گا انگشت نما
رہیے گا ساکنان طلسم زلزلہ نظر حقارت سے آپ کو دیکھیں گے یہ عزت و آبرو آپ کی پھر نہ رہے گی
بہتر یہی ہے کہ اس عیب کو چھپائیے اسکی خطا پر خاک ڈالیے غیروں پر ظاہر نہ کیجیے آپ نے اس غریب دو
کو ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے بچوں سے خطا و تقصیر اکثر ہوتی جاتی ہے بزرگ بہ شفقت بزرگانہ معاف
کر دیتے ہیں آپ بھی ان کی بزرگ ہیں یہ بے ماں باپ کی بچی ہے اس کے حال پر رحم کیجیے سوا آپ کے
بزرگ و سرپرست اس کا کوئی نہیں ہے مثل اس کے مجھ کو بھی آپنے پالا ہے میرے بھی والدین زندہ
نہیں ہیں بزرگوں میں بجز آپ کے دم کے کوئی نہیں ہے آپ کے اشفاق بزرگانہ کا ہم دونوں شکریہ
ادا نہیں کرسکتے ہیں بڑے ناز و نعمت سے آپنے ہم دونوں کو پرورش کیا ہے بیشتر نازبرداری کی ہے
پال پوس کر اتنا بڑا کیا ہے بڑا حق ہے آپ کا ہر چند کہ یہ غصہ آپ کا بیجا نہیں ہے لیکن زیادہ غصہ بھی اچھا
نہیں ہے یہ کہکے بے اختیار با آواز بلند رونے لگی جان اپنی کھونے لگی ملکہ شہناز جادو نے بحر جادو کے
قسم دینے سے و نیز اس کی تمام تقریر کے انجام پر بیشتر غصہ کے غور کیا اور بحر جادو کی رائے کو
پسند کر کے بجائے خود اسی عالم غصہ میں یہ خیال کیا کہ بھانجی میری جو مجھ کو کہتی ہے سچ کہتی ہے گو لڑکی
ہے مگر عقل بزرگانہ رکھتی ہے یہ سوچکر لٹنے کو نہ بٹا کے کوڑا ہاتھ سے زمین پر ڈالکر بحر جادو کے سر کو اپنے
قدم سے اٹھا کے کہا کہ او چھوکری تو نے مجھ کو خداوند کی قسم دی ہے اور قدم پر میرے سر رکھکر ہاتھ
جوڑ کر اس گیسو بریدہ کے بارے میں کوڑے مارنے کو کہا ہے خیر تیرے کہنے سے اب اس کو کوڑے
نہ ماروں گی الا نظربند کروں گی گھر میں اپنے اس کو قید کروں گی تا کہ پھر یہ سحر صاحبقران
طلسم کشائے طلسم زلزلہ اور وہ پرورش خواجہ طیفور گردیا سب پر مائل ہوئی ہے نہ جاسکے یہ کہکر ہاتھ ملکہ
بہار کا پکڑ کر آہستہ آہستہ کے عارض پر طمانچے لگا کر پیشتر بحر جادو نے میں بند کیا بعد از ان کہا کہ او ننگ خاندان
واہ واہ طلسم کشا کو تو نے خوب اسیر کیا خود جا کر زنجیر عشق میں اسیر ہوئی اب نائب خداوند گر پوچھے گا
تو اس سے کیا کہوں گی بحر جادو نے عرض کیا کہ اے خالہ جان اسی وقت شب ہے کل ہنگام صبح میں
جا کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ و خواجہ طیفور گردیا کو اسیر و گرفتار
کر کے آپ کی خدمت عالی میں لے آؤنگی آپ دونوں اسیروں کو اپنے ہمراہ نائب خداوند کے
پاس لے جایئے گا اس سے کہیے گا کہ میری نواسی ملکہ بہار گلپوش جادو نے بشکل ان کو گرفتار
کیا ہے میں ان اسیروں کو لے کر آئی ہوں یہ سنکے وہ بہت خوش ہوگا آپ کا تمام طلسم میں شہرہ ہوگا
خداوند بھی آپ سے بہت خوش ہونگے عزت و توقیر آپ کی زیادہ کریں گے عجب نہیں کہ علاوہ خلعت
کے مال و حکومت مرحلات طلسم زلزلہ آپ کو دیں اور بجد ممنون منت ہوں ملکہ شہناز جادو نے
جواب دیا کہ او چھوکری کیا اب تو بھی وہاں جا کر کسی پر عاشق و فریفتہ ہوگی تیری بہن تو مبتلائے عشق
عیار سکار طلسم کشا ہو چکی ہے اس نے عرض کیا کہ مجھ کو شوق کا ناسخن کا نہیں ذرہ مثل اپنی خواہر کے
نافہم ہوں عشق و عاشقی سے مجھ کو نفرت ہے اگر میں بھی ایسا ہی ہوں مثل ملکہ بہار کے صاحبقران
یا ان کے عیار یا اور کسی سے آشنائی کروں تو مجھ کو جو چاہیے گا سزا دیجیے گا ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ تو کیونکر

طلسم کشا کو اسیر کر لائے گی اُس کے ساتھ عیار زود و بلاے روزگار ہی مجمر جادو نے کہا کہ اگر ہمراہ
طلسم کشا عیار ہی تو کیا اندیشہ ہی اگر عیار ہی پر عیاری کی ہو تو کچھ کام ہی نہیں آپ کی تعلیم سے
صرف سحر و ساحری ہی مین طاق و مشاق نہیں ہون بلکہ اپنی طبیعت سے عیارہ و مکارہ بھی ہون
میرے دام فریب مین پھنسکر نکلنا ممکن نہیں اگر آپ مجکو جانے کی اجازت دین گی تو یہان سے جاکر
وہ عیاری کرون گی کہ عیار اور طلسم کشا دونون کو دام فریب مین مبتلا کرکے فی الفور اسیر کر لاؤنگی
اُن کے گرفتار کر لانے کی تدبیر میرے ذہن مین آ گئی ہی ملکہ شہناز جادو اُس کی گفتگو سنکے خاموش
رہی جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی مجمر جادو نے پھر کہا کہ خالہ جان اگر مجکو اجازت دیجیے تو ابھی
جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لے آؤن اُس نے اُس کے مکرر کہنے سے جواب دیا کہ تنہا جا طلسم کشا کے
طلسم زلزلہ کو مع اُس کے عیار مکار کے اسیر کر لا خبردار تو مانند اُس گیسو بریدہ کے کسی پر
مائل ہونا اُس نے کہا کہ خالہ جان آپ اطمینان رکھین میری طبیعت ملکہ بہار کی طبیعت سے جدا ہی
یہ کہکے جو کچھ تدبیر اس کو کرنا منظور تھی وہ تدبیر کرکے تخت تحریر پر سوار ہوکر سمت کوہ بلور روانہ ہوئی
بعد قطع راہ دور و دراز کے قریب کوہ بلور پہونچی بلندی سے دیکھا کہ ایک منڈھی کی مانند ہوتا سا
خیمہ زیر کوہ استادہ ہی اندر اُس خیمے کے ایک نوجوان خوش رو جس کے رخ سے آثار شجاعت و
جرات آشکار ہین دلیرانہ بیٹھا ہوا سیر صحرائے سبزہ زار کر رہا ہی تسبیح ہاتھ مین ہی کچھ پڑھ رہا ہی عیار
اُس کا اُس کے سامنے موجود ہی چند خدمتگار وغیرہ کاروبار مین مصروف ہین سب کو دیکھتی ہوئی
آگے بڑھ کر بلندی سے بالائے زمین مسکراتی ہوئی آئی تخت سے اُتری خواجہ طیفور کر دیکھا
دیکھتے ہی لپکتے ہوئے اُس کی طرف دوڑے کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان
کیا مجکو اپنے یہان آنے سے شاد کیا ہی کہ بے حد خوشی و خرمی حاصل ہوئی ہی جب سے تم
یہان سے سوئے طلسم زلزلہ گئی ہو نہیں کیا کہون کہ تمھاری جدائی مین کیسا بیتاب و بیقرار تھا
مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپتا تھا بیکلی و بیقراری و درد جدائی سے نالہ و فریاد کرتا تھا میری
گریہ و زاری پر اس صحرا کے چرند و پرند رحم کرکے قریب میرے آکے میرے حال پر وہ بھی نالان و
گریان تھے عجیب بے چینی سے گریہ و زاری مین شب فرقت مین نے تمھاری یاد مین بسر کی ہزار شکر ہی
خدا کا کہ تم میرے پاس آ گئین مین نے تمہین دیکھا دل بیتاب کو قرار ہوا صدمۂ جدائی دور ہوا آؤ آؤ
سینے سے لپٹ جاؤ میری آغوش مین آؤ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے دیکھا کہ ملکہ بہار
گل پوش جادو اُسی صورت سے اپنے رخ پر نقاب ڈالے وہی زیور و لباس رنگین پہنے ہوئے آئی ہی
خواجہ اپنی معشوقہ کے روبرو فرط سے یہ حال بیتابی و بیقراری دل ظاہر کر رہے ہین وہ سر جھکائے
ہوئے مسکرا رہی ہی ابھی صاحبقران کشورستان جانب ساحرہ مذکورہ و خواجہ طیفور کر دیکھ ہی رہے
تھے اور دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ ساحرہ صادق القول ہی اُس نے وعدہ آنے کا کیا تھا حسب اقرار آئی
ہی نہیں معلوم حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی اپنی نانی سے دریافت کرکے آئی ہی یا نہیں نزدیک آ گئے
تو اس سے دریافت کیا جائے خدا کرے کہ اسی کے ذریعے سے لوح کا پتا لگا ہی کہ خواجہ طیفور
ہاتھ اُس نازنین کا اپنے ہاتھ مین گرمجوشی سے پکڑے ہوئے عشق اپنا ظاہر کرتے ہوئے قریب
گئے اور نازنین مذکور کو اندر اُس منڈھی کے بالائے فرش نفیس بٹھایا اُس ساحرہ نے کہا کہ اے
خواجہ کل تم نے مجھے بابت لوح طلسمی طلسم زلزلہ کے کہا تھا مین نے یہان سے جاکر اپنی نانی ماجہ

لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کیا تھا تب اسوقت نے بشکل بیان کیا کہ لوح طلسم زلزلہ میرے پاس ہی
خداوند ہوش مست جادو نے مجھے امین و خیرخواہ جانکر لوح طلسمی سپرد کی ہی میں نے کہا کہ
میں بھی دیکھوں وہ لوح کیسی ہی انھوں نے میرے ضد کرنے سے مجبور ہوکر لوح طلسمی مجھے دکھائی
پھر صندوقچے میں بند کرکے رکھدی جب وہ نائب خداوند کے دربار میں گئیں میں صندوقچہ کھول
لوح طلسم زلزلہ لیکر یہاں چلی آئی لو یہ لوح طلسمی موجود ہی تمھاری محبت میں میں نے بربادی
طلسم زلزلہ گوارا کی ہی یہ کہکر رومال سے لپٹی ہوئی ایک لوح خواجہ کے حوالے کی بعد ازان کہا کہ
ذرا میرے اس احسان کا خیال رکھنا لوح کی حفاظت کرنا میری الفت سے دست بردار نہونا
میں نے اپنی جان اور اپنے دین کا بھی کچھ خیال تمھاری الفت میں نہ کیا خداوند و نائب خداوند
بلکہ تمامی ساحران طلسم کی دشمن جان ہوئی بربادی طلسم کی خواہان ہوئی اپنی رسوائی کا بھی
کچھ اندیشہ نہ کیا تمکو بھی لازم و مناسب ہی کہ مجھ سے ترک محبت نکرنا اس لوح طلسمی کے لے آنے
سے اور تمھیں دینے سے جو کچھ قہر و عتاب و اسیری کی میرے مقدر میں ہی وہ ہوگی میں خداوند و نائب
خداوند و نیز اپنی نانی صاحبہ کے قہر و غضب میں مبتلا ہوکر قید ہونا گوارا کروں گی لیکن تمھاری محبت
سے ہاتھ نہ اٹھاؤں گی اگر اسیر نہوئی تو پھر تمھارے پاس آؤں گی ورنہ اب میرا یہاں آنا نہوگا
قید خانے میں جانا نصیب ہوگا زندان میں تمھاری تصویر خیالی سے باتیں کیا کروں گی جبتک تم
ہمراہ صاحبقران کے داخل طلسم ہوکر مجھے زندان سے رہا نکروگے رہا نہوں گی خواجہ طیفور کردپا
نے وہ رومال دست ساحرہ سے لیکر رومال پیچیدہ سے لوح کو نکالکر جو دیکھا تو وہ عجیب لوح
پُر دنبال نظر آئی ایسی چمک اُسمیں تھی کہ نظر اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی مانند آفتاب کے چمک
رکھتی ہی کچھ نقوش و طلسم اُس پر کندہ بھی بشکل تمام نظر آتے تھے خواجہ لوح مذکور کو دیکھکر خوش
ہوئے بعد ازان وہ لوح صاحبقران کو دے کر کہا کہ لیجیے دعا آپ کی قبول ہوئی لوح طلسمی
دستیاب ہوئی امیر با توقیر نے دست خواجہ سے لوح مذکور لے کر اُس پر نظر کی خوش ہوکر شکر خدا
کیا اس اثنائے میں ساحرہ مذکورہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے اس عیار سے کیا خوب عیاری
کی ایسا عیار بھلے رونگا میرے دام فریب میں گرفتار ہوگیا اب تاخیر کرنا کیا ضرور ہی بلدان
دونوں کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے تخت سحر پران کو ڈال کر سوے طلسم زلزلہ چل اپنی خالا و نائب
خداوند سے سرخرو ہو طلسم زلزلہ میں نامور ہو خداوند کی جان نثار و خیرخواہ مشہور عالم ہو یہ
باتیں اپنے دل میں کرکے الفاظ سحر اپنی زبان پر جاری کرنا چاہتی ہر چند جو سحر یاد تھے خوب ان کو یاد
کیا مگر کوئی سحر یاد نہ آیا بلکہ سحر فراموش ہوگیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے گھبرا کر سخت متردد ہوکر
سر اپنا اٹھایا آنچل دوپٹے کا جو اپنے سر و رو پر ڈالکر زیر سایہ مسند میں بیٹھی تھی سرکایا تردد و فکر سے
جو پسینہ آگیا تھا اپنے رومال سے اُس پسینے کو زیر نقاب چہرہ سے پونچھا ناگاہ صاحبقران گیتی ستان
و خواجہ طیفور کردپا نے اُس کے چہرے پر نظر کی متردد ہوکر دل میں خیال کیا کہ یہ ساحرہ پہلے
تو بصورت ملکہ بہار گل پوش جادو یہان آئی تھی اب اس کی صورت کچھ اور ہی ہوگئی ہی نہ
اُس کا سا اس کا چہرہ ہی نہ رنگ ہی ایک ساحرہ جوان سبزہ رنگ ہی بعد فکر بسیار عقل سے یہ دریافت
ہوا کہ یہ ساحرہ کوئی اور ساحرہ ہی بزور سحر ملکہ بہار گل پوش کی صورت بنکر واسطے گرفتاری اور
عیاری کے یہان آئی تھی مسند میں حضرت دانیال کے سایے میں بیٹھی تھی سحر اس کا دفع ہوگیا

صورت اصلی پر آگئی اور سحر بھی بھول گئی کیونکہ یہ خاصہ سندی مذکور کا ہی کہ شرکات ہیغمبر سے ہی بعد
معلوم ہونے حال ساحرہ مذکورہ کے خواجہ نے پوچھا کہ اے ملکہ نام نامی تمہارا کیا ہی اُس نے جواب دیا
کہ اے خواجہ جائے حیرت و مقام عجب ہی کہ تم مجھکو نہیں پہچانتے ہو میرا نام نہیں جانتے ہو ایسا جلد
مجھکو بھول گئے کل میں تمہارے پاس آئی تھی تم نے بجا کر غزلیں گائی تھیں عشق اپنا ظاہر کیا تھا
واسطے لوح طلسم کے مجھسے کہا تھا آج جو لوح طلسمی ہے لیکر تمہارے پاس آئی ہون لوح حوالے کرچکی
ہون تو مجھکو تم پہچانتے بھی نہیں یہ خوبی زمانہ ہو اور اپنی بدقسمتی ہی افسوس ہزار افسوس میں نے
تم ایسے خودغرض وبے وفا سے الفت کرکے لوح طلسمی لاکر تمہارے حوالے کردی میں کیا جانتی تھی
کہ تم ایسے خودغرض وبے وفا صورت ناآشنا ہو کہا میں نے نادانی و بیوقوفی کی بے سمجھے الفت
کربیٹھی تمہاری الفت و محبت پر نظر کرکے تمہارا اعتبار کیا اپنا عاشق صادق تصور کیا حالانکہ مجکو ایسا
نکرنا چاہیے تھا بقول شاعر ؎ وفا لاکہ کسی سے کیے قرار کوئی * کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی
میں نے تمہاری محبت کی جو اعتبار کیا تو سزا ایسے سخت کی آج ہی پائی کہ اب تمام زندگی کسی سے محبت نکرونگی
نہ کسی کی الفت کا اعتبار کرونگی سبب یہ ہے تم ایک ہی روز میں مجھے بھول گئے مطلب جو نکل گیا آنکھ سے
بے آشنا ہو گئے ہان صاحب کیون نہیں اب تو لوح طلسمی جس کے دستیاب ہونے کی آرزو تھی تجھ
نادان و بیوقوف کے ہاتھ سے پا گئے اب کیا ہی بے خوف و خطر معروف طلسم کشائی ہو طلسم زلزلہ کو
تباہ و برباد کرو دربندون کو فتح کرو مرطات طلسمی کو مسخر کرو ساحران طلسم زلزلہ کو حسب ہدایت
لوح طلسمی قتل کرو ابتدا مجھ سے کرو کہ تمنے اپنی نادانی کے سند مجھے ہے جو اگر لوح لاکر تمکو دیدی کی
بڑا قصور کیا ہے ایسی کوئی خطا کرتا ہی قابل سزا ایسے سخت ہون واجب القتل ہون کیون دیر لگاتی ہے
قتل کرو میری خونریزی مباح و جائز ہا تو یہ کہکر آبدیدہ ہوئی صاحبقران اُس کی تقریر کرکے مسکرائے خواجہ
بے اختیار ہنسے ساحرہ مذکورہ ان کے مسکرانے ہنسنے سے زیادہ برافروختہ ہوئی اُس وقت خواجہ
طیفور گرو ہانے مسکرا کر اپنی زنبیل سے ایک آئینہ نکال کر ساحرہ مذکورہ کو دے کر کہا کہ اے ملکہ
خدا اس آئینے میں اپنے چہرے کا معائنہ کرو اپنے تئین پہچانو ہم تمکو پہچان چکے ہیں تم بھی اس آئینے
میں اپنی صورت کو دیکھو تمہیں ملکہ بہار گل پوش جادو ہو یا کوئی اور ساحرہ مذکورہ نے بعد حجت
بسیار آئینے سے کر اپنے منہ کو آئینے میں دیکھا دیکھتے ہی حیرت ہو گئی کیونکہ اپنی اصلی صورت آئینے مین
نظر آئی دل میں کہا کہ اے مجمر جادو یہ کیا واقعہ عجیب پیش آیا سحر میرا کس طرح دفع ہو گیا کس نے
دفع کیا یہاں ایسا کون ساحر زبردست تھا جس نے مجھ ایسی ساحرہ کے سحر کو اس طرح دفع کیا
کہ مجھے خبر نہوئی اور راز میرا فاش ہو گیا عیاری تو کی تھی مگر بن نہ پڑی حال میرا کھل گیا علاوہ اس کے
حیرت یہ ہو کہ سحر بھول گئی شاید صاحبقران یا خواجہ ساحران زبردست ہے ہیں کہ انہوں نے اپنے
سحر سے میرے سحر کو دفع بھی کر دیا اور میرا سحر بھی مجھے بھلا دیا ہنوز تو یہی سنا ہی کہ اہل اسلام ساحر
نہیں ہوتے ہیں وہ مسلمان ایسے ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے سے باتیں کرنے سے سحر دفع ہو جاتا ہی اور
جو سحر یاد ہوتا ہی وہ بالکل بھول جاتا ہی یہی وجہ تھی کہ خواجہ نے مجھ سے تیرا نام پوچھا تھا صاحبقران
اور یہ عیار دونوں مجکو دیکھکر ہنستے تھے تو بے خبر تھی آئینہ دیکھنے سے مجھے اپنی صورت کا معائنہ ہوا
خیر راز تو افشا ہو گیا جو تدبیر کی تھی وہ بن نہ پڑی اب اپنی جان بچا لشکر گریزان ہو ورنہ گرفتار
ہو جائے گی ان کو گرفتار کرنے آئی تھی خود ہی اسیر ہو جائے گی بلکہ عجب نہیں کہ تاخیر کرنے سے

یہ عیار تجکو گرفتار کرکے قتل کرے تیرے خون گلو سے اپنی شمشیر آبدار و زمین صحرا کو رنگین کرے یہ باتیں
بعجلت تمام دل میں کرکے جلد اُٹھکر منڈھی سے نکلنے کا ارادہ کیا اُسوقت خواجہ نے کہا کہ اے منڈھی
حضرت وانیال پیغمبر کی یہ ساحرہ جانے نہ پائے اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا جو برائے دشمنی و اسیری
صاحبقران یہ آئی تھی اب عاجز ہوکر بھاگتی ہے اسکو اسیر کرلے بمجرد اسکے کہنے کے اُن خدمتگاروں نے
دیکھا کہ یکایک وہ ساحرہ منڈھی میں اس طرح تنگ ہوگئی کہ سر اُسکا نیچے پاؤں اُسکے اوپر ہوکر رہگیا
حکم میں جو منڈھی میں تھیں بند ہوگئی اُسوقت ساحرہ مذکورہ فریاد و عاجزی کرنے لگی خواجہ نے کہا کہ
اے ساحرہ عیارہ اب کہ تجکو تیغ سے یا خنجر براں سے قتل کروں یا تجکو نشانہ تیر کروں اگر اپنی زندگی
چاہتی ہے تو ہماری اور صاحبقران کشورستان کی اطاعت اختیار کر کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہو اور اپنے نام سے آگاہ کر صاف صاف حال اپنا بیان کر تونے کس لیے عیا سے عیاری
کرنا چاہی تھی واسطے اسیر کرنے صاحبقران کشورستان میرے مالک و آقا کے آئی تھی یہ کہکر گوزا
زنبیل سے نکال کر ارادہ مارنے کا کیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے بصد عاجزی کہا کہ اے خواجہ
میں سچ سچ تمام حال اظہار کرتی ہوں اطاعت تمہاری اور صاحبقران کی اختیار کرتی ہوں مطیع
دین اسلام ہوتی ہوں گوزے سے مجکو اذیت نہ دیں تاب تازیانہ نہ لاسکوں گی ہلاک ہو جاؤنگی خواجہ
نے ہاتھ اپنا روکا اُس نے بیان کیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام میرا مجمر جادو ہے ساقی ملکہ شہناز
جادو کی ہوں جب ملکہ بہار یہاں سے اپنے گھر گئی میری خالہ نے اُس سے پوچھا کہ تونے طلسم کشا
کو اسیر کیوں نہ کیا اُس نے جواب دیا کہ باوجود تلاش بسیار صاحبقران طلسم کشائے طلسم زلزلہ
مجھے نہیں ملے اسوجہ سے میں خالی ہاتھ آئی ورنہ طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آتی یہ کہکر اُس نے
حال لوح طلسمی کا اپنی نانی سے دریافت کیا تھا ہماری خالہ نے متردد ہوکر بزور سحر تمام حال اُسکے
یہاں آنے کا اور عاشق ہونے کا دریافت کرکے ارادہ سزائے سخت دینے کا کیا تھا میں نے
سزائے سخت سے اُسکو بچاکر اقرار کیا تھا کہ طلسم کشا کو اسیر کرکے میں لے آؤنگی حسب وعدہ
واسطے گرفتار کرنے کے یہاں آئی تھی نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ سحر میرا دفع ہوگیا بصورت ملکہ
بہار سحر سے بنکر یہاں آئی تھی پہنچتے ہی بصورت اصلی ہوگئی سحر بھی بھول گئی آئینہ دیکھکر مجکو اپنی
اصلی صورت ہوجانے سے آگاہی ہوئی پھر میں نے یہاں سے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ
میں اس منڈھی میں تنگ ہوگئی دور یہاں میں میرے پاؤں خود بخود بند ہوگئے چاہتی ہوں کہ
مجھے چھوڑ دو اب دشمنی پیش نہ آؤنگی خواجہ نے اُسکے چہرے پر نظر کرکے صادق القول
جان کے اُسکو چھوڑ دیا وہ ساحرہ خواجہ سے رخصت ہوکر سوے طلسم زلزلہ تخت سحر پر
سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد قطع راہ اپنے گھر میں پہونچی ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ اے
مجمر جادو تو بھی خالی ہاتھ آئی طلسم کشا کو اسیر کرکے کیوں نہ لائی اُس نے کہا خالہ جان ہر چند
میں نے چاہا کہ طلسم کشا کو اسیر کروں لیکن اُسکو اسیر نہ کرسکی مجبور ہوکے چلی آئی ملکہ شہناز
جادو مجمر جادو پر بھی بہت غضبناک ہوئی بعدہٗ کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مانند ملکہ بہار
گلگوں پوش جادو کے صاحبقران یا اُسکے عیار پر عاشق ہوئی جس طرح وہ طلسم کشا کو
اسیر کرکے نہ لائی اُسی طرح تو بھی خالی ہاتھ آئی یہ کہکے عالم غصہ و غضب میں اُسکو بھی سزا دی
ایک ساحر حرب جادو جو ہسلے میں ملکہ شہناز جادو کے رہتا تھا وہ عادت قلبی ملکہ شہناز جادو

سے رکھتا ہے تمام حالات ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کے گوش زد ہونے کے فی الفور دربار
نائب خداوند حکیم جالوس میں جا کر بعد سلام دست بستہ جملہ حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے
جلنے کے اور خالی ہاتھ واپس آنے کے بیان کر کے اپنی طرف سے عرض کیا کہ اے نائب خداوند
ملکہ شہناز جادو بھی طلسم کشا سے مل گئی ہے مطیع دین اسلام ہو گئی ہے بذریعہ ملکہ بہار جادو و ملکہ
مجمر جادو کے اُس نے طلسم کشا سے ساز کیا ہے اقرار بتانے کا طلسم زلزلہ کا کیا ہے اسیواسطے وہ
آپ کے دربار میں نہیں آئی نہ کچھ حال ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے جلنے کا اُس نے آکر بیان
کیا اُس نمک خوار قدیم نے از راہ خیر خواہی جو کچھ اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا ہے
اُس کو عرض کیا ہے اطلاع اُس کی سرکشی اور ارادہ دشمنی سے حضور کو دیدی ہے آئندہ حضور کو اختیار
ہے یہ کہکے خاموش ہو کر اجازت حاصل کر کے اپنی جگہ پر دربار میں بدستور جا بیٹھا حکیم جالوس نے
عقرب جادو سے تمام حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو و ملکہ شہناز جادو کے گوش دل کرنے کے
از حد غضبناک ہو کے بغیر دریافت کیے عقرب جادو کے کہنے کا یقین کر کے آفات احول چشم
جادو سے کہا کہ جلد جا کر ملکہ شہناز جادو کو یہاں اپنے ہمراہ لے آ اگر وہ یہاں آنے میں کچھ حیلہ
حوالہ کرے اور ہمارے حکم سے سرکشی کرے تو اُس کو بذلت کشان کشان ہمارے روبرو لانا
کچھ پاس و لحاظ اُس کا نہ کرنا ہمارے حکم پر عمل کرنا ہرگز اُس سے نہ ڈرنا اگر وہ ساحرہ زبردست ہو
تو بھی تو ساحر نامی و نامور ہے سحر و ساحری میں کچھ اُس سے کم نہیں ہے مقابلہ و مجادلہ کرنا غرض جس طرح
ممکن ہو اُس کو ضرور میرے سامنے لے آنا اگر وہ سوئے طلسم کشا جانے کا ارادہ کرے تو اُسے
جانے نہ دینا سد راہ ہونا اُس بد دولت کو اطلاع دینا آفات جادو حسب الحکم نائب خداوند اسیوقت
کئی ہزار ساحروں کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر سوار ہو کر سوئے مکان ساحرہ مذکورہ روانہ ہوا بعد
قطع راہ مکان ملکہ شہناز جادو پر پہونچا ملکہ شہناز جادو کو جو اُس کے آنے کی خبر ہوئی فی الفور اپنے
محل سے باہر برآمد ہو کر پوچھا کہ اے آفات احول چشم جادو خیر تو ہے اسوقت کیوں آئے ہو اُس نے
کہا کہ آپ کو نائب خداوند نے یاد کیا ہے واسطے بلانے کے تمہارے آپ کے پاس بھیجا ہے لہذا مناسب ہے کہ جلد
دربار میں چلیے نائب خداوند آپ کے منتظر ہیں ملکہ مذکورہ نے یہ سنکر کہا کہ تمکو کچھ معلوم ہے کہ مجھے کیوں
بلایا ہے اُس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ کس واسطے طلب کیا ہے غالباً کوئی کام ضروری ہوگا ملکہ شہناز
جادو ہمراہ آفات احول چشم جادو بعد تردد سوئے دربار حکیم جالوس نائب خداوند گئی جب سامنے
اُس کے گئی سلام کر کے پوچھا کہ اے نائب خداوند اسوقت مجھکو کیوں طلب کیا ہے اُس نے غضبناک
ہو کے کہا کہ تونے مجھ سے کچھ حال ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہ آکر بیان کیا اُس نے سر دربار طلسم کشا
کے اسیر کر لانے کا اقرار کیا تھا ملکہ بجائے گرفتاری طلسم کشا کے طلسم زلزلہ روانہ ہوئی تھی اُس کو اسیر کر لائی
یا نہیں ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے نائب خداوند میری نواسی برائے تلاش و اسیری صاحبقران
طلسم کشا سے طلسم زلزلہ جو گئی تھی بعد تلاش بسیار و سرگردانی و رہروی افزون بے نیل مرام آئی طلسم کشا
اُس کو کہیں نہیں ملا اگر وہ طلسم کشا کو گرفتار کر لاتی تو وہ خود یا میں مع قیدی دربار میں آتی حکیم جالوس
نے بقہر و غضب کو ترا طلب کر کے کہا کہ او ضعیفہ مکارہ معلوم ہوا کہ تو بھی نواسی سے تجھ سے کمتی ہے آگ کا
حال چھپاتی ہے ہمکو سب حالات سے آگاہی ہو گئی ہے ہم نائب خداوند ہیں جانب خداوند سے ملک کے
حاکم و منتظم طلسم زلزلہ ہیں امور ملکی و واقعات سے سب خبر رکھتے ہیں غافل نہیں ہیں تو جھوٹی ہے اُس

پیرانہ سالی مین دروغ گو ہو ہے تمام حالات چھپاتی ہو سر دربار جھوٹ بولتی ہو ہمین معلوم ہوچکا ہو کہ بھانجی
اور نواسی تیری طلسم کشا سے مل گئی ہو تونے بھی طلسم کشا سے سازش کی ہو اُس کی شریک مخفی طور
سے ہوگئی ہو بدخواہی خداوند پر تونے کمر باندھی ہو بربادی و تباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہو یہ کہکے عالم غصہ
مین کچھ اُس کی عزت و لیاقت و عالی مرتبہ ہونے کا خیال نکرکے انجام پر نظر نکرکے حکم دیا کہ اس مکارہ
و بدخواہ خداوند پر کوڑے لگاؤ دروغگوئی و بدخواہی خداوندی ہمارے حکم سے اِس کو سزا دو
بمجرد اس کہنے کے عقرب جادو وغیرہ ساحران نابکار واسطے کوڑے مارنے کے اٹھے نائب خداوند
نے پہلے اپنے ہاتھ سے ایک کوڑا اُس پر لگایا پھر عقرب جادو کے کوڑا حوالے کرکے کہا کہ مارے
کوڑون کے پشت اس بداندیش شہنشاہ کی فگار کر سر دربار سزائے سخت دے تاکہ پھر کوئی ساحران
طلسم زلزلہ سے شریک طلسم کشا ہوکر بدخواہ خداوند نہو عقرب جادو کہ دشمن ملکہ شہناز جادو
تھا حسب الحکم نائب خداوند کوڑے مارنے لگا ملکہ شہناز جادو نالہ و فغان کرنے لگی زمین پر تڑپنے
لگی ہنوز چند کوڑے مارے تھے کہ حکیم جالوس نے اشارے سے منع کیا عقرب جادو نے ہاتھ
روکا نائب خداوند مذکور نے برہم ہوکر حکم دیا کہ اس دروغگو مکارہ ضعیفہ کو ہمارے دربار سے نکال دو
اگر بار دیگر کوئی خبر اس کی بداندیشی و بدخواہی کی ہمکو پہونچے گی تو ایسی سزا دی جائے گی کہ یہ بھی
یاد کرے گی حسب الحکم بعض ساحران دربار نے اُس کو دربار سے نکال دیا اکثر ساحران دربار
نامی و نامور ملکہ شہناز جادو کے حال پر متاسف ہوے اور دلمین کہنے لگے کہ نائب خداوند نے
اچھا نکیا ایسی ساحرہ معزز و قرابت دار خداوند کو سر دربار کوڑا مارا اور عقرب جادو کو بھی
حکم کوڑے لگانے کا دیا سر دربار اُسکو ذلیل کیا بغیر دریافت حال ایسی سزائے سخت دی خلاف
عدالت یہ فعل کیا اپنے خیرخواہ کو اپنا دشمن کیا ضرور ہے کہ انجام اس کا بد ہوگا یہ باتین اپنے دلمین کرکے
خاموش رہے خوف قہر و غضب نائب خداوند مذکور سے کچھ زبان پر نہ لاسکے ملکہ شہناز جادو اپنی
ذلت اور کوڑون کی اذیت سے روتی ہوئی اپنے گھر گئی ملکہ بہار جادو و مخمور جادو کو جب تمام حال
سے آگاہی ہوئی دونون رونے لگین نائب خداوند کو کلمات سخت کہنے لگین ملکہ شہناز جادو نے کہا
کہ اے فرزندو تمہاری ہی وجہ سے یہ ذلت میرے واسطے سر دربار ہوئی اگر تم دونون واسطے میری
طلسم کشا کے نجاتین تو یہ ذلت میرے واسطے نہوتی سر دربار کوڑے نکھاتی نائب خداوند حکیم جالوس
بھی غضبناک نہوتا کلمات سخت و ناگفتہ بہ مجھکو نکہتا افسوس عزت و آبرو میری باقی نرہی سرگنان طلسم
زلزلہ کو صورت دکھانے کے قابل نرہی بڑی میری بے عزتی ہوئی اب اس طلسم مین نرہونگی جی چاہتا
جنگل مین جاکر چند روزہ حیات بسر کرون کہ نائب خداوند نے میری عزت و لیاقت کا کچھ خیال نکیا
مطلق پاس و لحاظ میرا نکیا مین وہ ہون کہ خود خداوند ہود سرمست جادو اپنا بزرگ جان کر میرا
پاس و لحاظ کرتا ہو تعظیم و تکریم میری کیا کرتا ہو اس نالائق و بیہودہ و ظالم نائب خداوند نے ذرا بھی
میری قدر و منزلت نکی ایسا مجھکو ذلیل و حقیر جان کر کوڑے لگائے کہ کسی ادنی کو بھی اس طرح
تعزیر نہین دیتے ہین مین نے اُس کے ظلم پر صبر کیا سر دربار آمادۂ جنگ نہوئی نتیجے سحر کے اپنی جوہر
نہ دکھائے خیر دیکھا جائے گا یہ نابکار اسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ظلم کرتا ہو کبھی تو کسی کے ہاتھ
سے یہ بھی ذلیل ہوگا ایسی تقریر تا دیر کرکے واسطے دریافت حالات طلسم زلزلہ کتاب سامری کھولی اور
اُسمین یہ تھوڑی مدت بقائے طلسم مذکور کی لکھی دیکھی اور سوا اس کے کچھ حالات نسبت طلسم کشا کی

شراکت کے دریافت کرکے تمام مال و اسباب اپنا لے کر مکان کو اپنے اپنے سحر سے برباد و تباہ و منہدم
کرکے چند کنیزوں اور ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر سوار ہوکر ابر سرخ
رنگ اپنے سحر سے پیدا کرکے اُس ابر میں غائب ہوکے سوئے کوہ بلور چلی اُسوقت دیکھنے والوں نے
دیکھا کہ اُس ابر سرخ رنگ سے دمبدم برق ظاہر ہوتی تھی صدائے رعد آتی تھی بجائے بارش آب بارش
خون تازہ ہوتی تھی یہ دیکھکر اکثر ساحران طلسم زلزلہ باہم کہنے لگے کہ یہ ابر سحر سرخ رنگ اور یہ بارش خون
تازہ علامت قہر و غضب ملکہ شہناز جادو کی ہے نائب خداوند سے ناراض و آزردہ خاطر ہوکر کہیں جاتی ہے
عجب نہیں کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کی طرف جاتی ہو اُس کی شریک ہوکر بربادی طلسم کی درپے ہو
اگر کہیں ملکہ شہناز جادو کہ رازداران طلسم سے ہے شریک طلسم کشا ہوگئی تو غضب ہوا کیونکہ ساحرہ
زبردست ہے نامی و نامور ہے قرابتداران خداوند سے ہے اس کے سحر کی پناہ نہیں اس سے ساحران
نامی بھی سحر و ساحری میں عاجز ہونگے نائب خداوند نے عالم غیظ و قہر و غضب میں بیسمجھے بوجھے ایسی
معزز ساحرہ کو کوٹنے مارے سر دربار ذلیل کیا اچھا نہ کیا دیکھنا حکیم جالوس پچھتائے گا انجام اس
ظلم کرنے کا بُرا ہوگا بعض ساحروں نے جواب دیا کہ قول تمہارا سچ ہے لیکن ملکہ شہناز جادو کے
جانے کی خبر نائب خداوند سے کر دینا چاہیے مبادا وہ ہم پر بھی عتاب کرکے کہے کہ تم سب نے انکو جاتے
ہوئے دیکھکر ہمکو اطلاع کیوں نہ کی تو اُس کا جواب کیا دینگے یہ کہکر فی الفور روانہ ہوکر خدمت نائب خداوند
میں سر دربار جاکر بعد ادائے مراسم سلام دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند آگاہ ہو جیے کہ ملکہ
شہناز جادو حضور کے دربار سے کوٹنے کھاکر جو اپنے گھر میں نالاں و گریاں گئی تھی دیر رویا کی
بعد ازاں اپنے مکان کو عالم رنج و صدمے سے غرق آب یعنی بالکل منہدم و برباد کرکے ملکہ بہار
گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و چند کنیزوں کو اپنے ہمراہ لے کر مع اپنے مال و اسباب کے حضور
سے ناخوش و ناراض ہوکر ابھی سوئے کوہ بلور روانہ ہوئی ہے غالبا پاس طلسم کشائے طلسم زلزلہ کے
جائے گی اس کی شریک و معین و مددگار ہوکر بربادی طلسم زلزلہ میں سعی و کوشش کرے گی بدخواہی
و دشمنی پر کمر باندھے گی ساحرہ معزز و رازداران طلسم زلزلہ سے ہے لشان لوح طلسمی سے طلسم کشا کو
آگاہ کر دے گی اُس کی جانب سے سرکاران حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے گی غالبا فتنہ و فساد برپا
کرے گی کیونکہ نہایت آزردہ ہوکر گئی ہے ابھی اثنائے راہ میں ہوگی کوہ بلور تک نہ پہنچی ہوگی ہم ملکہ
شہناز جادو کو روک نہ سکے اُس کے مقابلہ کرنے کے لائق نہ تھے وہ جاتے روکنے سے بھلا
کیا رک سکتی سوا اس کے ہمکو حکم اُس کے روکنے کا بھی نہ تھا اس سبب سے اُس کے سدراہ نہوکر
اُس کے جانے کی خبر خدمت حضور میں حاضر ہوکر عرض کی ہے ایسی حالت میں جو مناسب ہو حضور حکم
کریں حکیم جالوس نائب خداوند ہوش و سرمست جادو یہ خبر وحشت اثر سنکے بہت گھبرایا ملکہ شہناز جادو
کو کوٹنے لگا کر سر دربار اُس کو ذلیل کرکے دل میں بہت پچھتایا بعد ازاں اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و اے مطیعان خداوند ذولوقار تم سب میں کوئی ایسا ساحر زبردست
و خیرخواہ خداوند سے ہے کہ جو جاکر ملکہ شہناز جادو کا سدراہ ہوکر اُس کو مع اُس کی بھانجی اور نواسی
ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کے ہمارے روبرو لے آئے اگر وہ بخوشی نہ آئے تو اُس کو
قتل کرکے زمین کو اُس کے خون سے رنگین کرے کیونکہ وہ بارادہ بدخواہی خداوند یہاں سے
گئی ہے ہم اس کارنمایاں کے عوض میں خلعت و انعام کثیر دینگے مرتبہ بھی زیادہ کرینگے خداوند بھی

بہت خوش ہونگے خلعت ومنصب وجاگیر دینگے اُسوقت سب کے پہلے اہل دربار سے رعد دیو سر
جادو نے اپنی جگہ سے اُٹھکر بادب عرض کیا کہ اے نائب خداوند سکندر حسب الحکم جائے گا اور
ملکہ شہناز جادو کو سمجھا کر روبرو حضور کے لے آئے گا اگر وہ نہ آئیگی تو اُس کو قتل کرونگا ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی ہلاک کرونگا اطاعت و فرمانبرداری حضور کرونگا
ہر چند کہ ملکہ شہناز جادو عزیز داران خداوند سے ہے اور ساحرہ معززہ ہے سحر و ساحری میں یگانہ روزگار
ہے مگر فدوی اپنے سحر خاص سے اُسے ہلاک کرے گا جسوقت اُس کے روبرو پہنچے گا اور آواز اپنی بلند
کرے گا ضرور وہ بیہوش ہوکر گر پڑے گی ایسی حالت میں اُس کو قتل کر لینا مشکل نہیں اگر حکم ہو تو
سر بھی اُس کا کاٹ کر لیتا آؤں حالانکہ سر عورت کا کاٹنا اچھا نہیں ہے نائب خداوند مذکور نے خوش
ہوکر اُس کو خلعت دے کر کہا کہ تجھکو ملکہ شہناز جادو کے بارے میں اختیار ہے چاہے بحفظ اُسکو
مع ملکہ بہار جادو و ملکہ مجمر جادو کے قتل کرنا چاہیے بعد قتل کرنے کے سر بھی نامبردگان
کے کاٹ کر لیتے آنا مگر جہانتک ممکن ہو اُس کو زندہ اسیر کرکے یا سمجھا کر میرے روبرو لانا قتل
نکرنا کیونکہ وہ عزیز داران و بزرگان خداوند سے ہے اُس کے قتل ہو جانے کا خداوند کو رنج ہوگا
رعد دیو سر جادو رخصت ہوکے دربار سے باہر جاکر پندرہ ہزار ساحروں کو اپنے ہمراہ لے کر ابر سیاہ سحر
اور بقولے تخت سحر پر سوار ہوکر ساحران ہمراہی مذکور کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بزور سحر
بلند ہوکر ابر سحر میں غائب ہوکر مع سامان جنگ سمت کوہ بلور روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
آئندہ لکھا جائے گا بالفعل ساحر مذکور کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کر دیا و ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملکہ مجمر جادو مطیع دین اسلام ہوکر اطاعت و فرمانبرداری صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا اقرار کرکے زیر کوہ بلور سے اپنے گھر کی طرف گئی تو صاحبقران
کشورستان نے خواجہ طیفور کر دیا سے کہا کہ اے خواجہ دشمنوں کے خوف سے مندھی میں بیٹھے
رہنا خلاف ہماری شجاعت و جرأت و ہمت کے ہے اگر کوئی دیکھے تو یہی کہے کہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بڑے بودے بزدل ہیں ساحروں و دیگر دشمنان نابکار کے خوف سے
مندھی کے اندر چھپ کے بیٹھے ہیں باہر مندھی کے نہیں نکلتے ہیں یہ شجاع و بہادر نہیں ہیں بس
اب ہم مندھی کے اندر نہ بیٹھیں گے تمہارے کہنے سے دو تین روز تک اس مندھی میں بیٹھے
شب بسر کی اب مندھی سے باہر نکل کر سیر و شکار کریں گے چند روز یہاں بسر کرکے اب آگے
روانہ ہونگے خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے میں نے تو مندھی محض اسی خیال سے استادہ
کی تھی اور آپ سے عرض کیا تھا کہ اس مندھی کے اندر بیٹھ کے شب کو آرام بھی کیجیے تاکہ دشمنوں
آپ کو کچھ ضرر نہ پہونچے بس جو میں نے خیال کیا تھا وہی ہوا ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو
کے شر و فساد سے آپ محفوظ رہے اب اگر مندھی کے اندر بیٹھنا آپ کو منظور نہیں ہے تو نہ بیٹھیے لیکن
یہ خیال کر لیجیے کہ پے در پے دشمنوں سے سامنا ہوگا حکم نائب خداوند حکیم جالوس سے ساحران
نابکار ادھر آئیں گے دشمنان حضور کو اسیر کرنا چاہیں گے صاحبقران موصوف نے بجوش شجاعت
میں فرمایا کہ ہمکو ساحروں کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ نہیں ہے خداوند عالم اپنا حافظ و نگہبان ہے
اسی کی حفاظت ہمیں کافی و وافی ہے مندھی کے اندر بیٹھا رہنا منظور نہیں ہے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ

ہم شیر بیشہ شجاعت ہین اپنے کسی دشمن سے نہین ڈرتے ہین اعانت خدا پر تکیہ رکھتے ہین یہ فرما کر مسند
سے باہر آئے خواجہ طیفور کردیا نے پہلے منڈھی کو زنبیل مین داخل کیا بعدہ کچھ مٹھائی زنبیل سے نکالکر
اُن خدمتگارون وغیرہ کو دے کر کہا کہ اس شیرینی کو کھاؤ دیکھو کیا خوش ذائقہ یہ مٹھائی ہے انھون نے
خوش ہو ہو کر ذری ذری سی وہ مٹھائی کھائی چونکہ وہ شیرینی سفوف بیہوشی آمیز تھی کھاتے ہی
اُن کو گرمی معلوم ہوئی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ کیسی مٹھائی تھی کہ کھاتے ہی اس نے سینے مین آگ لگا دی
ہے خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ مٹھائی نہایت عمدہ ہے اگر گرمی معلوم ہوتی ہے تو آہستہ کر ٹہلو وہ سب ٹہلنے چلنے لگے
کہ اسنکر ٹہلین کہ یکایک سرون کو گردش اور پاؤن کو لغزش ہوئی چکرا کر زمین پر گر کے بیہوش ہو گئے
خواجہ نے اُن کو مع اشیاے دیگر کے جو بضرورت زنبیل سے نکالی تھین داخل زنبیل کیا ادھر صاحبقران
کشورستان نے بقصد شکار آہو مرکب طلب کیا خواجہ نے گھوڑے کو زین و لجام سے آراستہ کر کے
حاضر کیا امیر باتوقیر مرکب پر سوار ہوئے خواجہ طیفور گردیا ہمراہ رکاب ہوئے بعد تھوڑی سی دور
جانے کے صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ ہم یہان کھڑے ہین تم جاؤ آہوؤن کو گھیر کر ادھر لاؤ تاکہ
ہم اُن کو صید کرین خواجہ حسب الحکم براے تلاش آہوان شوخ چشم بسرعت تمام سوے سبزہ زار مین
بہت دور تک چلے گئے یہان صاحبقران کھڑے تھے ناگاہ چند آہو ایک طرف نظر آئے
صاحبقران نے ان کی طرف گھوڑا اٹھایا جب قریب ان کے پہونچے آہوؤن نے دیکھا صداے
سم مرکب پا کر ارادہ بھاگنے کا کیا ادھر امیر باتوقیر نے دوش سے کمان کیانی اور ترکش سے تیر لیکر
ایک آہوے شوخ چشم کو تاک کر چلۂ کمان مین تیر کو جوڑ کر کمان کو کھینچکر تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کی
ران پر پڑ کر ترازو ہوا غزال مذکور زخمی ہو کر ایک سمت لنگڑاتا ہوا حتی الامکان جست و خیز کرتا ہوا چلا
صاحبقران نے اُس کے تعاقب مین گھوڑے کو ڈالا وہ آہو بھاگتا ہوا دور تک چلا گیا یہان تک کہ
اُس صحراے سبزہ زار سے ایک ایسے دشت پرخار مین پہونچا کہ نہایت وحشتناک تھا کوسون تک
سبزہ و نخل کا نام و نشان بھی نہ تھا سایہ بجز سایۂ آفتاب زمین پر نہ تھا وقت جو نصف النہار کا تھا
تمازت آفتاب سے دو قدم بھی چلنا دشوار تھا تشنگی سے دہن مین زبان خشک ہوئی جاتی تھی
حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے لب خشک تھے خاک اُڑ رہی تھی ہواے سم آلود چل رہی تھی گرمی کی فصل تھی
زمین حرارت مہر سے مانند توا آہنی گرم تھی ہر ذرہ ریگ صحرا ایک شعلۂ آتش تھا ایسی گرمی مین خواہش
آب تھی پانی کوسون نظر نہ آتا تھا کوئی چشمہ تالاب چاہ دکھائی نہ دیتا تھا اگر تعاقب آہو مین کسی جگہ
کوئی تالاب نظر بھی آتا تھا تو وہ خشک نظر آتا تھا عجب دشت تھا کہ پانی اُس بیابان مین مانند گوہر
نایاب تھا گرد باد بار بار جابجا اٹھکر بلند ہوتے تھے گویا زمین اسی صورت سے تاب تیزی
آفتاب نہ لا کر سوے فلک براے پناہ جاتی تھی یا وہ گرد باد زمین سے بلند ہو کر اُس دشت جانستان مین
آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار اس دشت پرخار سے خطر مین آنے کا ارادہ نہ کرنا اگر ادھر آؤ گے
ہلاک ہو جاؤ گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ باوجود تشنگی و حرارت آفتاب کے اُس دشت
پرخار و خطرناک مین عقب آہو مرکب کو جولان کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک وہ آہوے
اجل رسیدہ نزدیک ایک جھاڑی کے پہونچا اُس جھاڑی مین بسبب تمازت آفتاب کے شیر نر بیٹھا ہوا
ہانپ رہا تھا گرمی سے بیتاب تھا آہوے مذکور کو اپنی جانب آتے دیکھکر شکر روزی رسان خالق
کون و مکان کا کر کے نعرہ کر کے جھاڑی کے اندر سے نکلا اور اُس آہوے تیر خوردہ و خستہ و ماندہ کو

جھپٹ کر طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر لوٹنے لگا بعدہ شیر اُس کے گلو پر منھ مار کر گوشت اُس کا کھانے لگا
ہنوز ضیغم مذکور گوشت آہو بیٹھا ہوا کھا رہا تھا کہ صاحبقران سامنے اُس شیر کے پہونچے دیکھا کہ اُسی
ہوے تیر خوردہ کو شیر نے شکار کیا ہی گوشت اُس کا کھا رہا ہی یہ دیکھتے ہی صاحبقران نہایت برہم ہو کر مرکب سے
اتر کر چند قدم آگے بڑھ کر نعرہ کوہ شگاف کیا اور آواز بلند کہا کہ او سگ صحرائی غضب کیا کہ
ہم ایسے شیر بیشۂ شجاعت کے صید کو تو نے شکار کیا ہم سے خائف و ترسان نہوا یہ دلیری تیری
باعث تیرے اجل کی ہوگی جس طرح تو نے ہمارے آہوے تیر خوردہ کو شکار کیا ہی اُسی طرح ہم بھی تیرا
شکار کریں گے اگر تجھکو دعوی دلیری ہی تو آ مقابل ہو ورنہ ہم خود آتے ہیں شیر مذکور بطرف جانب
صاحبقران کے ہوے حالت گرسنگی میں سر جھکائے ہوے گوشت آہوے مذکور کھا رہا تھا نعرہ
صاحبقران سے سر اٹھا کر امیر با توقیر کے تو کہنے اور للکارنے سے از حد برہم ہو کر اپنے شکار کو چھوڑ کر
صاحبقران پر جھپٹا اور ارادہ کیا کہ ایک طمانچہ مار کر اُس شیر بیشۂ جرأت کو ہلاک کرے ادھر
صاحبقران نے خائف و ترسان نہو کر جلد تر لپک کر دونوں ہاتھوں سے کلائیاں شیر کی محکم پکڑ کر
جھٹکا دے کے اس طرح خاک پر اُس کو پٹکا کہ اُس کی ٹوٹ گئیں اور دیگر اعضا کو بھی صدمہ سخت پہونچا
تاب درد اعضاے شکستہ کی نہ لا کر تڑپ کر مر گیا بعد ہلاک کرنے شیر نر کے صاحبقران جانب اسپ
متوجہ ہوے دیکھا کہ گھوڑا نظر نہیں آتا سخت حیرت ہوئی ہر چند صحرا میں ڈھونڈھا مگر مرکب کو نپایا
خیال کیا کہ غالباً براے جستجوے آب و دانہ و گیاہ دور چلا گیا ہی اُس کی تلاش کرنا باعث اپنی
ہلاکت کا ہی ایسے دشت پُر خار و جان ستان میں بحالت تشنگی و حرارت آفتاب تلاش اسپ بیکار سے
ہاتھ دست بردار ہو کے براے جستجوے آب ایک جانب پاپیادہ روانہ ہوے بعد قطع راہ دراز
و صعوبت راہ و خلش خار صحرا و تکلیف آب و ہوائی قریب ایک بلندی کے پہونچے دیکھا کہ بالاے
بلندی تین گنبد گل بد قطع سے بنے ہیں ایک گنبد میں ایک فقیر زار و ناتوان ہمہ تن پوست و استخوان
بیٹھا ہوا ہی زیر بار اُس کے فرش حصیر کہنہ ہی سر اُس کا جھکا ہوا ہی آہستہ کچھ پڑھ رہا ہی ایسا معلوم ہوتا
ہی کہ ذکر خدا کرتا ہی اُسکو مطلق کسی کے آنے کی خبر نہیں ہی بلکہ دنیا سے بیخبر ہی گویا ذکر الہی ہی کسی طرف
اُس کو توجہ نہیں ہی کسی جانب نظر اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں ہی بجز ایک تہمد کے کوئی لباس اُس کے
تن پر نہیں ہی سوے سر اُس کے بال بہت ہیں گرد و غبار میں آلودہ ہیں گویا قبل مرگ خاک میں ملا ہوا ہی
مال و اسباب دنیا سے اُس کے گنبد میں کچھ نہیں ہی صرف وہی حصیر کہنہ و بوسیدہ ہی جس پر بیٹھا ہوا
ہی یا مال دنیا سے اُس کے پاس وہی تہمد ہی جو باندھے ہوے ہی صاحبقران درویش مذکور کو
دیکھکر خوش ہوے دل میں کہا الحمد للہ کہ اس صحراے پُر خار و وحشت آثار میں صورت بنی آدم نظر
آئی اس درویش کے پاس چلنا چاہیے شاید اس کے پاس پانی ہو یا یہ درویش کہیں سے کچھ پانی
کی سبیل کرے یہ تجویز کرکے قریب اُس کے جا کر سلام کیا اُس نے سر اٹھا کر دیکھا منھ سے تو نہ بولا
مگر ہاتھ سے اُس نے بھی سلام کیا گویا جواب سلام دیا بعدہ پھر سر جھکا کر بدستور آہستہ کچھ پڑھنے
میں مصروف ہوا صاحبقران کشورستان نے کہا کہ اے درویش باخدا میں اسوقت بہت پیاسا
ہوں فرط تشنگی سے دل و جگر میرے جلے جاتے ہیں اگر تھوڑا سا پانی کہیں ہو تو ہمیں پلاؤ اُس نے
دوسرے گنبد کی طرف اشارہ کیا یعنی باشارہ کہا کہ اُس گنبد میں جا کر پانی پی لو یہاں پانی نہیں ہی
صاحبقران اُس کے اشارہ کرنے سے سمجھ گئے دوسرے گنبد کی طرف گئے جب گنبد دیگر میں

قدم رکھا دیکھا کہ ایک سبوے گلی بنا آب سرد سے بھرا ہوا رکھا ہی بالاے سبوے گلی ایک ساغر
گلی بھی رکھا ہوا ہی اُس کوزے کو دیکھکر گویا تن بے جان مین جان آگئی دل کو بدرجہ کمال دستیابی
آب سے خوشی حاصل ہوئی جلد تر سبوے مذکور سے ساغر مین پانی لے کر پیا تسکین قلب و جگر
ہوئی تشنگی دفع ہوئی حواس درست ہوے وہ پانی کیا تھا گویا آب حیات تھا از سر نو زندگی
ہوئی شکر خدا کیا پھر اُس گنبد سے نکل کر اُس درویش کے پاس آئے اُس نے اشارے سے
کہا کہ بیٹھ جاؤ امیر با توقیر اُس کے برابر بیٹھ گئے تا دیر اُس کے ہمنشین رہے وہ مرد تارک دنیا
ہم سخن نہوا یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو پانی تو پی چکے ہو اب نہ چلنے کا سبب ہی
کیون یہان بیٹھے ہو کیا مطلب ہی جب وہ فقیر نہ بولا اور صاحبقران موصوف کو خواہش طعام
ہوئی اُس مرد با خدا سے کہا کہ مجھکو اشتہاے طعام ہی یہان کہین کچھ غذا دستیاب ہو سکتی ہی یا نہین
اُس عابد نے ہاتھ سے اشارہ تیسرے گنبد کی طرف کیا یعنی باشارہ کہا کہ جاؤ تیسرے گنبد مین
وہان تمکو آب و طعام ملے گا امیر کشورگیر اُس کے پاس سے اٹھکر تیسرے گنبد کی جانب گئے جب
اُس گنبد مین داخل ہوے دیکھا کہ دستر خوان مستقل بچھا ہی بالاے دستر خوان ظروف چینی مین
طعامہاے رنگا رنگ گرم رکھا ہوا ہی صراحیان مع ساغر آب سرد سے بھری ہوئی رکھی ہین یہ معلوم
ہوتا ہی کہ ابھی کوئی دستر خوان پر ظروف مملو از طعام لطیف و شیرین رکھکر چلا گیا ہی گنبد خالی ہی کوئی
نہین ہی صاحبقران نے بالاے فرش نفیس قدم رکھکر ہاتھ دھوکر دستر خوان مذکور پر بیٹھکر اور
بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ و خوشبو و چرب و مرغن کھانا شروع کیا خوب سیر ہوکر کھایا
پھر آب سرد پیا بعد اکل و شرب اٹھکر ہاتھ دھوکر شکر رزاق مطلق و روزی رسان ادا کیا اُس گنبد مذکور سے
باہر آکر قطع راہ کر کے پھر اسی درویش کے پاس آکر کہا کہ اے درویش مہمان نواز تیرے لطف و
عنایت سے ہم یہان آکر بخوبی سیر و سیراب ہوے بہت ممنون منت ہوے اب زمانہ شب آگیا ہی
اس دشت پر خوف و خطر و پر خار سے جانا مناسب نہین جانتے ہین اگر تیری اجازت ہو تو شب
اسی گنبد مین بسر کرین ہم بھی ذکر خدا کرین نماز مغرب پڑھین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرین واجب
کو ادا کرین حکم خدا کو بجا لائین اُس نے اشارے سے کہا کہ اچھا عبادت خدا بھی کرو اور شب بھی اسی
گنبد مین پاس اُس کے ہونے کے بسر کرو صاحبقران نے بعد وضو اسی گنبد مین نماز مغرب پڑھی بعد
فراغت و اوراد جب وقت خواب آیا اسی گنبد مین استراحت کا ارادہ کیا ناگاہ ایک مرد جوان
خوش رو لباس پاکیزہ پہنے ہوے ایک ٹوکری مٹھائی سے بھری ہوئی لایا روبروے اُس درویش
کے رکھکر چلا گیا صاحبقران نے اُس سے کہا کہ اے جوان خوش رو یہ درویش بالکل منھ سے
کیون نہین بولتے ہین خاموشی انھون نے کیون اختیار کی ہی اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کون ہو نام تمہارا
کیا ہی کہان رہتے ہو مکان مسکونہ تمہارا یہان سے قریب ہی یا دور ہی اُس نے سنکر یہ جواب دیا
کہ تمکو ہمارا حال دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہم کوئی ہین کہین رہتے ہین اتنا سمجھتے ہین کہ بندگان
خدا سے ہین یہ درویش خاموش بیشتر رہتے ہین اگر تم چندے یہان رہوگے تو کسی روز یہ تم سے
فرصت کے وقت کچھ کلام کرینگے ورنہ ہم سخن نہونگے یہ اپنا وقت دنیا کی باتون مین ضائع نہین
کرتے ہین ذکر خدا سے ان کو سروکار ہی اگر شیر بھیڑیے و دیگر چوپائے وغیرہ درندے گزندے
اس گنبد کے گرد آکر جمع ہون تو اُن سے ہرگز نہ ڈرنا وہ تمکو ضرر نہ پہونچائینگے شب بھر گرد گنبد

بیٹھے رہیں گے ہنگام سحر سب چلے جائیں گے ان درندوں گزندوں کا ایک مدت سے یہی قاعدہ
ہے شب کو جمع ہوتے ہیں دن کو چلے جاتے ہیں کسی کو ضرر نہیں پہونچاتے ہیں تم کو بھی لازم ہے کہ کسی درندے
گزندے کو نہ مارنا کسی کو ستانا گنبد میں ان کے پاس شب بسر کرنا صبح کو یہان سے چلے جانا صاحبقران
کشورستان نے جواب دیا کہ ہم عنایت خدا سے شیر بیشۂ شجاعت ہیں درندوں سے کیا ڈرینگے وہ جوان
خوش رو یہ گفتگو سنکے چلا گیا امیر کشور گیر نے وہ شب گنبد میں بسر کی صبح کو بیدار ہوکے نماز پڑھ کے
بیٹھے تھے کہ اس درویش نے کچھ ستالی پیش کی انھون نے برغبت کھائی اس اثنا میں آفتاب جانب
مشرق سے عیان ہوا درندے گزندے جو گرد گنبد درویش مذکور بیٹھے ہوے تھے سب چلے گئے صاحبقران
تو گنبد میں بیٹھے ہیں درویش خاموش بیٹھا ہوا ہے آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے مگر اب حال خواجہ طیفور گردیا
کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب یہ حسب ارشاد امیر باتوقیر واسطے گھیر کر لانے آہوان دشت کے روانہ ہوے
دور جنگل میں چلے گئے کہیں کوئی آہو حسب اتفاق نہ ملا جب ادھر سے پھرے جہان صاحبقران کو چھوڑا
تھا نہ پایا بعد فکر و تردد نشان سم اسپ دیکھتے ہوے جو اگلے کرتے ہوے اس جگہ پہونچے جس جگہ
شیر زخم کھایا ہوا پڑا تھا اور غزال تیر خوردہ بھی شکار کیا ہوا شیر کا پاس اس کے پالے خاک پر افتادہ
خواجہ شیر و آہو کو خاک پر افتادہ دیکھکے سمجھے کہ یہان تک تو صاحبقران کے آنے کا پتہ ملتا ہے
جب اس جگہ سے آگے بڑھے مرکب صاحبقران کا دکھائی دیا خواجہ نے اسکو اپنے ساتھ لیا آخر
ایک جگہ پر شام ہو گئی اسی جگہ شب بسر کرکے صبح کو وہان سے آگے روانہ ہوے نشان پاے
صاحبقران دیکھتے ہوے تا گنبد درویش پہونچے وہان دیکھا کہ صاحبقران بیٹھے ہیں دیکھتے ہی
خوش ہوے قریب تر جاکے سلام کیا بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آپ یہان تک کیونکر تشریف لائے ہیں
آپ کو صحراے سبزہ زار میں ڈھونڈا کیا آخر تلاش کرتا ہوا یہان آیا صاحبقران نے تمام حال جو گذرا
تھا بیان کیا پھر اس درویش سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں جاتے ہیں کچھ
ایک تعویذ دیجیے اور اقرار بھی اپنے ملنے کا کیجیے کہ ہم بوقت ضرورت طلسم کشائی طلسم زلزلہ میں
آپ سے مدد امور جو نہ مشکل و حل طلسمات میں کچھ مشورہ دستورہ کریں درویش مذکور نے ایک تعویذ
دے کر ارشاد کیا کہ اس کو اپنے بازو پر باندھ لو اس تعویذ کے باندھنے سے تم کو بہت سے
نفع ہونگے علاوہ اس کے دشمنوں سے تمہاری حفاظت بھی ہوگی اور جس وقت اس تعویذ کو
آگ پر رکھو گے ہم سے ملوگے یا ہم تم سے ملیں گے صاحبقران بقرینہ درویش مذکور سمجھکر اس سے
رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر ایک سمت روانہ ہوے خواجہ طیفور گردیا ہمراہ رکاب ہوے
ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
عجب جادو کا لکھا جاتا ہے کہ یہ سب جو اپنے مکان سے نائب خداوند کے ظلم سے اذیت رسان ہوکر
بہت ناراض و ناخوش ہوکر روانہ ہوئی تھین بعد قطع راہ سرحد طلسم زلزلہ سے نکل کر ایک صحراے
سبزہ زار میں پہونچین ملکہ شہناز جادو نے بلندی سے اترکے زمین پر آکر عجب جادو و بہار گل پوش
جادو سے کہا کہ اب اسی [illegible] میں ہم اپنی بود و باش کرینگے انھون نے کہا ہمارے نزدیک مناسب
یہ ہے کہ جانب کوہ بلور چلیے زیر کوہ بلور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ
فروکش ہیں ان سے چل کے ملیے ان کی شرکت سے ان کو خوشی ہوگی وہ آپ کی قدر و منزلت
زیادہ کرینگے آپ کی شرکت سے ان کو ایک قوت حاصل ہوجائے گی آپ طلسم کشائی میں ان کی

اعانت کیجیے گا تو وہ نہایت مرد نیک و معقول ہیں آپ سے بھی بہ نیکی و احسان پیش آئیں گے
ملکہ شہناز جادو نے جواب دیا کہ تمہاری رائے اچھی ہے مگر باعث میری بے قدری و بے وقاری کا
ہے حالانکہ میں تخت نشین و فرمانروا نہیں ہوں مگر اہل عزت و قرابت داران خداوند ہود سرمست
جادو سے ہوں عالی خاندان و والا دودمان ہوں خود جا کر شریک طلسم کشا ہونا مجھے منظور نہیں ہے
میری قدر و منزلت و توقیر کے خلاف ہے کہ خود طلسم کشا کے پاس جاؤں اپنے حالات سے آگاہ
کر کے اپنے شریک ہونے کی خواہش اُس پر ظاہر کروں ہاں اگر طلسم کشا خود آ کر مجھ سے خواہش میری
شرکت کی ظاہر کرے اور بعزت و حرمت مجھ کو اپنی فرودگاہ میں لے جائے تو البتہ مجھے جانے میں عذر
نہ ہوگا بغیر اس کے ہرگز نہ جاؤں گی کیونکہ میری یہ بے عزتی کا باعث ہے ملکہ بہار گل پوش جادو
و مجمر جادو نے عرض کیا کہ اگر آپ کو خود طلسم کشا پاس جانا بوجوہ مذکورہ منظور نہیں ہے تو اس صحرا
میں دشمنوں سے بے خوف و خطر ہو کر قیام فرمانا نہ چاہیے کیا آپ کے ادھر آنے کی خبر حکیم جالوس کو
نہ ہوگی وہ نابکار کیا آپ کے اس طرف آنے سے خوش ہوا ہوگا یقین کامل ہے کہ ناخوش و برہم ہو کر
ساحران نابکار کو ہم سب کی اسیری و گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہوگا وہ آتے ہوں گے لہذا اپنی
حفاظت اُن سے ضرور ہے مقتضائے عقل یہی ہے کہ دشمن سے غافل نہ ہونا چاہیے اُس سے اندیشہ
دشمنی رکھنا چاہیے سامان جنگ مہیا کر لینا چاہیے تاکہ بروقت ضرورت دشمن سے مغلوب نہ ہوں
حتی الامکان اُس پر غالب ہی ہوں ملکہ شہناز جادو نے تا دیر فکر کر کے کہا کہ اے لڑکیو اگرچہ تم
کم عمر ہو مگر بات دور اندیشی کی کرتی ہو میں تمہاری پسند کرتی ہوں واقعی دشمن سے اپنے
جان و مال کی حفاظت ضرور ہے دشمن کی دشمنی سے اندیشہ رکھنا اور دشمن کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے
بقول سعدی شیرازی رح ۔ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔ اور ہمارا دشمن تو نائب خداوند
حکیم جالوس قوی ہے اُس سے تو ضروری اندیشہ دشمنی ہے مگر میں بھی ملکہ شہناز جادو ہوں آج تک
دربار میں میں نے صبر کیا اور جوہر اپنی تیغ سحر کے نہ دکھائے تو کیا اب بھی سحر خوانی میں لب نہ ہلاؤں گی
دیکھنا قیامت تو برپا کر دوں گی حکیم جالوس کو مشکل پڑے گی ایسے ایسے سحر کروں گی کہ وہ گھبرا
جائے گا مجھ سے باز رہ کر چلا جائے گا اُس وقت مصلحت یہی تھی جو میں نے صبر کیا تھا سحر اپنی زبان پر جاری
نہ کیا تھا اب تو اُس سے عداوت ہو گئی ہے کوئی دقیقہ دشمنی کا فروگزاشت نہ کروں گی یہ کہہ کر چند ناریل
اور ترنج اسباب سحر سے لے کر الفاظ و اسمائے سحر زبان پر جاری کر کے اُن ناریل ہوائی داروترنج
دم کر کے چاروں طرف زمین پر مارے وہ ناریل زمین پر لگ کے پھٹے دھواں اور شعلے پیدا ہوئے وہ
صحرائے سبزہ زار کثرت دخان سے تاریک ہو گیا بار بار دھوئیں میں شعلے ظاہر ہونے لگے تھوڑی
دیر کے بعد وہ دھواں ہوائے تند سے دور ہوا شعلے دفع ہوئے سب نے دیکھا کہ ایک قلعہ
سر بفلک کشیدہ مع برج و بارہ و کنگورے فصیل نہایت مستحکم و مضبوط و وسیع ایسا تیار ہو گیا ہے
کہ چار دیواری اُس کی سنگین ہے اور چار دروازے اُس کے بہت بڑے بڑے آہنی ہیں
بروج و بارہ و کنگورے فصیل خوشنما ہیں ہر دروازے پر ایک ایک پتلہ ایستادہ ہے کسی کے ہاتھ میں
تیر و کمان ہے کوئی تیغ بقبضہ ہے مفصل حالات اس قلعہ سحر کے ہنگام مناسب بیان کیے جائیں گے
مجملاً یہ کہ قلعہ مذکور سحر و سامان جدال سے بخوبی آراستہ نظر آیا خندق کمیں گاہ وغیرہ سب نے
مشاہدہ کیا ہمراہیوں نے متحیر ہو کر از حد تعریف و ثنا کی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر مسکرا کر

جواب دیا کہ تمنے ابھی کیا دیکھا ہے یہ قلعہ کیا ہے میرے سحر کا ایک ادنیٰ سا گھروندا ہے تم اسی کو دیکھکر
متحیر ہوکر تعریف کرتے ہو آئندہ میرے سحر دیکھنا وقت ضرورت جو بڑے بڑے سخت سحر کرونگی
یہ کہکر اس قلعہ سحر سے جانب طلسم زاز کے بڑھکر دور جاکر چار ترنج لے کر ہر ایک ترنج پر سحر دم
کرکے چار طرف ایک ایک ترنج زمین پر مارا ہر ایک ترنج پھٹا دھوان زمین سے پیدا ہوکر اٹھا
ہوکر بلند ہوکر سر بفلک کشیدہ ہوا گویا ایک قلعہ دخان ہو گیا شعلے بکثرت پیدا ہونے لگے اس جگہ
اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہمراہی کنیزون نے دیکھا کہ وہ دھوان و شعلے دفع ہوگئے تاریکی
دور ہوئی ایک چار دیواری پختہ و منقش باغ کی نظر آئی دروازہ باغ کا مانند آغوش عاشق کے
کھلا ہوا دیکھا اس دروازے سے باغ کے اندر جو نظر کی دیکھا کہ باغ نہایت پربہار ہے چمن گلہائے
رنگا رنگ سے ہیں کوئی چمن لالۂ نعمان کا ہے کوئی نافرمان کا ہے کوئی داؤدی کوئی چمپا کوئی نسترن کی
نسرین کوئی سیوتی کا کوئی گل فرنگ کا کوئی گل اشرفی کا کوئی گل آفتاب کا کوئی کیتکی کوئی جعفری
کوئی گل عباسی کوئی گل سرخ دہنہ و وغیرہ کا ہے ہر ایک چمن وسیع و خوشنما ہے نہایت سرسبز و شاداب ہیں
گملے رنگارنگ شگفتہ ہورہے ہیں نمودار ہیں اکثر تختے چمک رہے ہیں بلبلون و دیگر مرغان خوش الحان
کا باغ میں ہجوم ہے طائران خوش الحان چہک رہے ہیں کلکلیں نغمہ سرا ہیں ہر شجر پر فصل بہار سے
آتش گل شعلہ ور ہے نہرین جاری ہیں لب جو سرو کے اشجار خوشنما ہیں قمریان اس پر بیٹھی ہیں
عشق کا دم بھرتی ہیں ہر سرو مانند قد محبوب ہے اکثر جھنڈے طولانی اشجار میوہ دار مانند سیب
ناشپاتی و انار و نارنگی و شریفہ و امرود و وغیرہ کے ہیں تھالے ان کے درست ہیں باغبان وغیرہ
باغ میں موجود ہیں درستی اشجار وغیرہ میں مصروف ہیں باغبانان خوش رو خوش لباس بھی
نظر آتی ہیں خس و خار باغ سے دور ہے درمیان صحن گلشن ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اس پر
تکیہ و قالی کا استادہ ہے زیر تکیہ فرش نفیس و نادر شاہانہ بچھا ہے اولے فرش مذکور مسندین
ہیں کرسیان نقرئی و طلائی کار ہائے جواہر نگار ہیں بجا قرینے سے رکھی ہیں ایک سمت بارہ دری بنی ہوئی
نہایت نفیس و نادر و منقش ہے قصر فریدون سے بدرجہا بہتر ہے بارہ دری کے اندر سامان
قابل دید اسباب ضروری سے آراستہ ہے شیشہ آلات چھت پر سے نہایت قیمتی نفیس و نادر
ایسے ہیں کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہیں دیکھے ہیں دروازے بارہ دری کے کھلے ہوئے ہیں
ان دروازون سے بارہ دری کے اندر کا حال روشن و آشکار ہو رہا ہے جھاڑ ہر ایک جواہر کا ہے
کنولون میں ان کے شمعے مومی و کافوری چڑھی ہوئی ہیں جھاڑ بیشک کے بھی نایاب جواہر
رنگا رنگ کے ہیں تصویریں قرینے سے لگی ہیں آئینے حلبی قد آدم نہایت خوبی سے اس میں
دکھائی دیتے ہیں وہ کچھ ایسے ہیں کہ اگر سکندر بھی ان کو دیکھتا تو اس کو بھی حیرت ہوجاتی مسہری
پلنگ کرسیان میز وغیرہ وغیرہ اسباب راحت و زینت سے بخوبی آراستہ ہے قصرہائے سلاطین سے
آراستگی میں بہتر و برتر ہے باغ میں ہوا سے سرد چل رہی ہے نسیم سحر ہواداری کو موجود ہے اترائی ہوئی
پھر رہی ہے گلون سے بس کر جو آتی ہے دماغ کو بساتی ہے اس باغ پر بہار پر دھوکا گلشن ارم کا ہوتا ہے
غرضکہ کنیزون نے بیرون باغ سے سیر باغ و بارہ دری کی کرکے خوبی و آراستگی پر اس کے بغور
نظر کرکے ملکہ شہناز جادو کے سحر کی بہت تعریف کی اس نے نجم جادو کو اپنے قریب بلاکر سرگوشی میں
تا دیر کچھ کہا اس نے عرض کیا کہ بہت خوب میں ایسا ہی کرونگی جو کچھ آپنے فرمایا ہے اسی پر عمل

گرون کی ذرا کوئی ساحر نابکار رفتار و کنائب خداوند حکیم جالوس ادھر آئے تو دیکھ لینا کہ اس کو
کیسا اپنے دام فریب مین پھنساتی ہون اس جگہ دوسرے راوی نے یون بیان کیا ہے کہ قلعہ تو جیسا
قبل اس کے ذکر کیا گیا ہے ملکہ شہناز جادو نے اپنے سحر سے تیار کیا تھا اور باغ مذکور ملکہ بہار گلپوش
جادو نے اپنے سحر سے نمودار کیا تھا اور یہ قول و بیان راوی دیگر اصح ہے الحاصل جب باغ مذکور نمودار
ہوا بقول راوی دیگر ملکہ شہناز جادو محجر جادو کو اپنے ہمراہ لے کر ملکہ بہار گلپوش جادو
سے اور اس کی کنیزون سے رخصت ہوکر قلعہ سحر مذکور کی طرف جاکر داخل قلعہ مندرجہ ہوئی ملکہ بہار گلپوش
جادو باغ مین داخل ہوئی کچھ کنیزین خدمت ملکہ مین حاضر رہین کچھ کنیزین در باغ پر بضرورت
سحر ملکہ بہار جادو نے داخل باغ ہوکر سحر سے اپنی صورت و شکل تبدیل کی ہنوز درستی قلعہ و باغ
ہو چکی تھی کہ رعد دیو سر جادو جس کا سر مانند سر دیو کے کلان تھا اور برائے اسیری شہناز جادو
دربار نائب خداوند سے پندرہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لے کر مع سامان جنگ و جدال روانہ ہوا تھا
اثنائے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا اسی صحرائے سبزہ زار پر بہار مین آیا بلندی سے جو اس نے
سوئے پستی نظر کی دیکھا کہ درمیان صحرا کے ایک باغ پر بہار عجب شگفتہ و شاداب ہے کہ زیر فلک
مثل اس باغ کے دوسرا باغ نہین ہے اور ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے یہ دیکھ کر متحیر ہو کر دل مین
کہنے لگا کہ اس صحرا مین کس شاہ و شہریار نے یہ قلعہ محکم اور یہ باغ پر بہار بنایا ہے ذرا ٹھہر کر دریافت
کرنا چاہیے قبل اس کے تو اس صحرا مین نہ کوئی قلعہ تھا نہ باغ تھا سوائے سبزہ شاداب کے
کوئی گل بوٹا اور کوئی مکان نہ تھا یہ خیال کرکے بلندی سے مع اپنے ہمراہی ساحرون کے سوئے
زمین آیا دیکھا کہ دو تین کنیزین قریب در باغ آبدیدہ بیٹھی درستی ادویہ مین مصروف ہین کوئی چوب
صندل سنگ صاف پر گھس رہی ہے کوئی ہاون دستے مین ادویہ کوٹ رہی ہے کوئی پتھر پر گلے سبزی کا
عرق کوٹ کر نکال رہی ہے تھوڑا کنیزین قریب بیٹھی ہوئی آبدیدہ ہو کر باہم یہ کہہ رہی ہین کہ جاری
ملکہ عالم کے سر مین ایسا درد شدید پیدا ہے کہ حالت ان کی متغیر ہو گئی ہے چہرہ اتر گیا ہے غذا کل سے
اسوقت تک کچھ نہین ہوئی ہے بہت سی تدبیرین کی گئی ہین کسی دوا و تدبیر سے درد سر رفع نہین
ہوتا جو نہین معلوم کیسا درد ہے کہ ایک حالت پر ہے کچھ کمی نہین ہوئی ہے اب یہ دوا تیار ہو رہی ہے دیکھیے
کچھ نافع ہوتی ہے یا نہین دعا کرنا چاہیے کہ ملکہ عالم اچھی ہو جائین اس دوا سے صحت پائین درد سر
دور ہو جائے ملکہ عالم تندرست ہو جائین روگ دھوک ان کا ان کی جان کی سلامتی مین دور
ہو جائے غسل صحت کرین ہم سب کو انعام دین غالباً بعد اپنی صحت کے اپنے صحیح ہونے کا جشن کرینگی
بڑا سامان کرین گی بزم عشرت خوب آراستہ ہوگی کوئی ان مین سے کہتی ہے کہ کہین وہ نیک گھڑی
تو آئے صحت تو ہو اس صحرا میں بلکہ دور دور یہان سے کوئی حکیم و طبیب بھی ایسا نہین ہے کہ جسکو
بلا کر ان کا علاج کیا جائے رعد دیو سر جادو نے در باغ پر آکر گفتگو ان کنیزون کی سنی کہا کہ ہمکو
حکمت مین دخل ہے اپنی ملکہ سے ہمارے آنے کی خبر کرو ہم ان کا علاج ایسا کرین گے کہ وہ ابھی
اچھی ہو جائین گی اور یہ تو بتاؤ کہ تمہاری ملکہ کا کیا نام ہے انھون نے کھڑے ہو کر با ادب کہا کہ آپ
یہان توقف فرمائین ہم اپنی ملکہ سے آپ کی خبر تشریف آوری بیان کرین اپنے اسم مبارک سے
مطلع کیجیے آپ اسوقت خوب آئے امید قوی ہے کہ آپ کے علاج سے ملکہ اچھی ہو جائین گی نام
ہماری ملکہ کا خود ملکہ عالم سے دریافت کر لیجیے گا ہم ادباً ان کا نام اپنی زبان پر جاری نہین کر سکتین

فقط ملکۂ عالم کہتے ہیں ساحر مذکور نے کہا کہ نام ہمارا مشہور جہان ہے سب ہمکو رعد دیو سر جادو
کہتے ہیں ہم مقرب بارگاہ ورفقاے خداوند ہو وسر دستہ جادوگرون ہیں حکمت وطبابت میں
بھی مہارت ستشری ہے سحر میں بھی لاجواب ہیں ہمارا سحر کوئی دفع کرہی نہیں سکتا ہے ہماری آواز بلند
ہونے سے کوئی ہوشیار نہیں رہ سکتا ہے ضرور بیہوش ہوکر گر پڑتا ہے ہم برائے اسیری وگرفتاری ملکہ
مہ‌ناز جادو وغیرہ حسب الحکم نائب خداوند حکیم جالوس جانے گئے تھے اس صحرا میں یہ باغ پربہار
دیکھکر برائے دریافت حال زمین پر آگئے ہیں یہ کہکر دربان سے اندر باغ کے تفرج کی ہوا جو پھولون
سے بسکر آئی دماغ ساحر مذکور بھی خوشبو سے بس گیا جھوم کر کہنے لگا کہ واہ وا کیا بوئے خوش
آئی ہے کہ دماغ معطر ہوگیا ہے کنیزیں اُس کی تقریر سنکے اندر باغ کے گئیں ملکہ سے تمام حال بیان کیا
اُس نے حکم دیا کہ جو کوئی آیا ہے اُسے بلاؤ کنیزیں پھر در باغ پر آگئیں دست بستہ کہنے لگیں کہ چلیے
حضور ہماری ملکہ نے آپکو طلب کیا ہے رعد دیو سر جادو نے لشکر کے تمام ساحرون کو باہر ہی
چھوڑکر تنہا اندر باغ کے گیا دیکھا کہ باغ مثل گلشن ارم ہے جہانتک اُس کی تعریف کیجیے کم ہے
ہر طرف دیکھتا ہوا چمنہاے رنگارنگ کی سیر کرتا ہوا ہمراہ اُن کنیزون کے بارہ دری میں گیا دیکھا
کہ ایک نازنین مہ‌جبین گلبدن سیمتن خوش رو عنبرین گیسو نہایت خوبصورت وخوش جمال
عدیم المثال مسہری پہ لیٹی ہے دوشالہ از گلو تا پا اوڑھے ہوے ہے سر پر ایک رومال بندھا ہے
آہ آہ کررہی ہے چند کنیزیں حاضر ہیں کوئی سر دبا رہی ہے کوئی عطر خس سنگھا رہی ہے کوئی لخلخہ
عطر مجموعہ قریب لائی ہے عرض کرتی ہے کہ اے ملکہ اب اس لخلخے کو سونگھیے شاید اس کے سونگھنے
سے دردسر دفع ہوجائے رعد دیو سر جادو اُس نازنین مبتلاے دردسر کو دیکھکر جان ودل سے مبتلا
دام عشق ہوا بے اختیار آہ سرد کی شوق وصل دل میں پیدا ہوا ایک کنیز نے کرسی زرین و
جواہر نگار قریب مسہری ملکہ مذکور لاکر بچھا دی بعدہٗ عرض کیا کہ حضور اس کرسی پر بیٹھیں
رعد دیو سر جادو نے اُس کرسی پر بیٹھکر فرط الفت سے بے اختیار پوچھا کہ اے ملکۂ عالم مزاج
کیسا ہے نصیب دشمنان کیا شکایت ہے ہرچند کہ کنیزون سے مجھے حال ناسازی مزاج معلوم ہوا ہے
مگر تم اپنی زبان سے اظہار کرو ملکہ نے زبان سے تو کچھ نہ کہا لیکن دست نازک وحنائی سے
جانب سر وپیشانی اشارہ کیا ساحر مذکور سمجھ گیا کہ یہ پریرو شاکی دردسر ہے اس اثنا میں ایک
کنیز نے واسطے صندل وغیرہ لگانے کے رومال جو بندھا ہوا تھا سر سے دور کیا اور پیشانی پر
صندل لگانے کا کیا بعدہٗ دیو سر جادو نے کنیزون سے کہا کہ مجھکو ایک طریقہ دفع دردسر کا بھی معلوم
ہے جبتک کوئی دوا تجویز کی جائے اور وہ تیار ہو اُس طریقے سے دفع دردسر کی کوشش کرتا ہون
یہ کہکے پیشانی ملکہ پر اپنا ہاتھ رکھکر آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا چونکہ پیشانی ملکہ پر عرق آگیا تھا وہ عرق
عرق گل سے خوشبو میں بہتر تھا بلکہ رشک عطر گل تھا صفائی ولطافت میں وہ قطرۂ عرق پیشانی
غیرت دُر آبدار تھے دست ساحر مذکور تر ہوگیا چونکہ ہاتھ اُس کا ایسے معشوق حسین ومہ‌جبین
گلرخسار کی پیشانی نورانی تک خوبی تقدیر سے پہونچا تھا عمداً تادیر ہاتھ رکھے رہا پھر پڑھ پڑھکر پھونکا
کیا ہاتھ اپنا لوح پیشانی محبوب سے خوب بدو سے نہ اٹھایا بعد ازان پوچھا کہ اے ملکہ اب دردسر کیسا ہے
اُس نے کہا کہ تمہارے ہاتھ رکھکر پڑھ پڑھکر دم کرنے سے دردسر میں بہت کمی ہے کونسی دعا یا کونسا
منتر تھے ہمارے ماتھے پر ہاتھ رکھکر پڑھا کہ جس کے پڑھنے اور پھونکنے سے گویا دردسر دفع ہوگیا

نازنین مبتلائے دردِ سر نے جو مسکرا کر یہ تقریر کی ساحر مذکور نے بے اختیار کہا کہ اے ملکہ کچھ الفاظ
دعائیہ میں نے پڑھ کر تمہارے سر و پیشانی پر دم کیے ہیں یہ طریقہ و عمل برائے دفع دردِ سر مجرب ہی
جانے شکر ہو کہ دردِ سر تمہارا بہت کم ہو گیا باقی ماندہ بھی رفع ہو جائیگا اس علاج کا مجکو انعام
کیا ملیگا زر و جواہر کی تو خواہش نہیں ہے ملکہ مذکورہ نے اُس کی تقریر سنکے اور مجھسے خرما مسکرا کر
ہار پھولوں کا اپنی گردن سے اتار کر اور چند پھول اپنی بدھی سے اُس کو دے کر کہا کہ لو یہ انعام
بہتر از خلعت و زر و جواہر جو اس ہار کو اپنے گلے میں ڈالو پھولوں کو سونگھو علاوہ اس کے ہمارے
پسینے کی خوشبو سونگھو وہ پسینہ پیشانی کا جس سے تمہارے ہاتھ تر ہوے ہیں اطلاع ہے سردست
عوض علاج یہ انعام دیا گیا ہے آئندہ دیکھا جائے گا ساحر مذکور نے خوش ہو کر وہ ہار اپنے
گلے میں ڈالا شادی و خوشی سے پھولوں کو سونگھا اُن پھولوں کو اور دست آلودہ عرق پیشانی ملکہ
کو بھی جو عطر سے بہتر تھا سونگھا سونگھتے ہی دیوانہ ہو گیا آثار عشق ظاہر کرنے لگا کہ اے ملکہ اشعار

چاک دامن کیے جاتے ہے دیوانوں نے	قید خانے کیے آباد پریشانوں نے
گلشن دہر میں جو فصل بہار آئی ہے	شور عالم میں کیا جوش سے دیوانوں نے
دیکھکر کاکل مشکین تری تیرہ شب میں	دل ہے یہ کس پریشان کے پریشانوں نے

یہ اشعار پڑھکر جوش دیوانگی و عشق میں از خود رفتہ ہو کر جیب و دامن و گریبان چاک کر کے
کہنے لگا کہ ہم تو مدت سے تم پر فریفتہ ہیں تمہارے وصل کے خواہاں ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ ہم کو
کیونکر یقین ہو کہ تم ہمارے عاشق شیدا ہو دعویٰ بغیر دلیل کے ہو نہیں سکتا پہلے اپنا عاشق و فرمانبردار
ہونا ہم پر ثابت کرو پھر طالب وصل ہو اُس نے پوچھا کہ کونسی خدمت و فرمانبرداری کروں جسکے
کرنے سے عاشق صادق ہونا میرا تم پر ثابت ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے رعد دیو سر
جادو آگاہ ہو کہ ہمارا دشمن نائب خداوند ملیح جالوس ہے ہمارے قتل و بے آبروئی کا درپے ہے
اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو اُس کا سر کاٹ کر ہمارے روبرو لے آؤ اپنے رقیب اور ہمارے
دشمن کو زندہ نہ رکھو اگر اس کام کا سرانجام کر دو گے تو البتہ ہمارے عاشق سچے جانو گے اور در مراد
بھی پاؤ گے رعد دیو سر جادو نے ملکہ کی یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم نائب خداوند کی تو
کیا حقیقت ہے اگر کہو تو خداوند ہوش ربا سرمست جادو مالک طلسم زلزلہ کا سر لاؤں تمہارے حکم کو
بجا لاؤں تمہاری زبانی اب یہ سنا کہ ملیح جالوس میرا رقیب ہے وہ ناکارہ بھی تمہارا خواہاں ہے وصل سے
ناامید ہو کر تمہارا دشمن جان ہوا ہے ایسے ناکارہ کو کہ میرا اور تمہارا دشمن ہے ضرور ہلاک کرونگا ابھی
اُس کا سر کاٹ کرے لے آؤں گا ابھی جاتا ہوں سر اُس کا کاٹ کر لیے آتا ہوں اول تو میں ہی اس کے قتل
کرنے کے واسطے کافی ہوں دوسرے میرے ہمراہ پندرہ ہزار ساحر ہیں جو میرے مطیع و فرمانبردار
ہیں تمہارے دربار غیر سے ہوے ہیں ان کو ہمراہ لیکر جاتا ہوں ملکہ نے کہا کہ اچھا تمکو اختیار ہے
جو مناسب ہو وہ کرو خواہ تنہا جاؤ خواہ اپنے لشکر کے ہمراہ جاؤ یہ کہکر کچھ سوچ کر کنیزوں سے کہا کہ
جو ان کے ہمراہی ہو ساحر ہیں ہمارے دربار میں آگئے ہیں وہ بھی ہمارے لطف و مہربانی سے محروم
نہ رہیں اُن کو طرے اور پھول جو رکھے ہوے ہیں بکھر دو اور کہدو کہ داری ملکہ نے خاطر
رعد دیو سر جادو کی تم کو بھی یہ طرے اور پھول بخشے ہیں ان کو سونگھو علیہ ملکہ والا کے شکر گذار ہو
کنیزوں نے حکم ملکہ کی تعمیل کی ہر ایک ساحر نے ایک طرہ یا پھول لے کر خوش ہوکر سونگھ کر

مبتلائے سحر ہو کر کہا کہ ملکہ عالم نے کیا ہمین سرفراز کیا ہے اب ہم فرمانبردار و تابع حکم ہین جان تک بھی
موجود ہین اُن کے دشمن کے دشمن ہین کنیزون نے کہا کہ دشمن اُن کا نائب خداوند ہے اپنے
سردار رعد دیو سر جادو کے ساتھ جاکر سر حکیم جالوس کا کاٹ کر لاؤ انہون نے کہا کہ ہمین
کیا عذر ہے سر اُس کا جاکر کاٹ لائین گے دشمن ملکہ عالم کو زندہ نہ رکھین گے یہ کہکر حالت دیوانگی مین
وہ بھی اشعار عاشقانہ مسحور بہ سحر ہو کر پڑھنے لگے اس اثنا مین رعد دیو سر جادو باغ سے
باہر آیا جملہ ساحران ہمراہی سے کہا کہ جلد چلو نائب خداوند حکیم جالوس دشمن ملکہ عالم کا سر کاٹ کر
لے آئین حکم ملکہ بجا لائین سب نے عرض کیا کہ چلیے اُس نابکار کو قتل کرین سر دربار گھس کر اُسکو
مع اُس کے اہل دربار کے قتل کرین یہ سنکے رعد دیو سر جادو اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا
جملہ ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہوئے پھر رعد دیو سر جادو
بصد قہر و غضب اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ سرحد طلسم مذکور
مین پہونچا ساحرون نے جلد تر جاکر حکیم جالوس سے عرض کیا کہ رعد دیو سر جادو جو براے
اسیری ملکہ شہناز جادو وغیرہ گیا تھا اس طرح آتا ہے کہ بصد خوشی و خرمی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے
حکیم جالوس یہ خبر سنکے سمجھا کہ ملکہ شہناز جادو کو اور ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ محجر جادو
کو قتل یا اسیر کرکے بصد خوشی آتا ہے یہ سمجھکر اہل دربار سے مخاطب ہو کہنے لگا کہ سنتے ہو رعد دیو سر
جادو آتا ہے یقین ہے کہ اُس نے جاتے ہی ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر یا قتل کیا ہوگا بصد خوشی
آتا ہے ہم اُس کو ایسا انعام دینگے کہ وہ بھی خوش ہو جائیگا اہل دربار نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند رعد دیو سر جادو ساحر زبردست ہے نامی و نامور ہے اُس کے پہنچنے سے ممکن نہین
کہ دشمن بیہوش نہو جائے یہ سحر خاص اُس کا ایسا ہے کہ دفعیہ اس کا امکان سے باہر ہے ابھی ساحران
اہل دربار یہ عرض کر رہے تھے نائب خداوند حکیم جالوس تخت پر بصد خوشی بیٹھا تھا کہ رعد دیو سر
جادو مع اپنے لشکر کے آیا سب نے دیکھا کہ ایک ہار پھولون کا گلے مین ڈالے ہوئے ہے کچھ پھول
ہاتھ مین لیے ہے بار بار ان پھولون کو سونگھتا ہے لباس اُس کا جابجا سے پھٹا ہوا ہے چہرے سے آثار وحشت
و قہر و غضب ظاہر ہین ابھی تیس چالیس اہل دربار جو بیٹھے ہوے تھے وہ سب ساحر مذکور کو دیکھکر
حیران سے دل مین متردد تھے کہ رعد دیو سر جادو دربار مین آیا از راہ غضب سے سلام نہ کیا
نائب خداوند حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے رعد دیو سر جادو تو نے ہمین سلام نہ کیا اس کی
کیا وجہ ہے اور اس وقت تجکو کیا ہوا ہے برہم کیون ہے ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
محجر جادو کو اسیر کرکے لایا یا اُن کو قتل کیا یہ سنکر ساحر مذکور نے بصد غضب جواب دیا کہ او نابکار
کیا بکتا ہے تو لائق سلام نہین ہے ملکہ نازنین ہماری محبوبہ کا تو دشمن ہے تیرا سر کاٹنے آیا ہون یہ کلمہ
کانون پہ ہاتھ رکھکر ارادہ چیخنے کا کیا ہنوز صدا اُس کے دہن سے نہ نکلی تھی کہ حکیم جالوس یہ حال
بزور عمل جلد تر تخت سے اپنے تئین گرا کر پاؤن اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہوا اور جانب طلسم بلین
پاس خداوند ہوذ سرمست جادو کے چلا یہان رعد دیو سر جادو چیخا اس کی صدا سے جملہ
اہل دربار جو اسوقت حاضر دربار تھے بیہوش ہو گئے ہر چند ساحران اہل دربار بھی مانند حکیم
جالوس کے ارادہ بھاگنے اور غرق زمین ہونے کا کیا مگر رعد دیو سر جادو نے اتنی مہلت
ان کو نہ دی کہ وہ اسماے سحر اپنی زبان پہ جاری کرین اور غرق زمین ہو کر بیہوش ہونے سے

محفوظ رہیں غرضکہ جب ساحران دربار بیہوش ہوگئے رعد دیو سر جادو و جملہ ساحران ہمراہی
اُس کے ساحران بیہوش شدہ کو قتل کرنے لگے شور و غل ہونے لگا ساکنان طلسم زلزلہ جو
اس واقعے سے باخبر ہوئے وہ حیران ہوئے دربار میں تو ایک ہنگامہ برپا ہے اہل دربار
قتل ہو رہے ہیں مگر حکیم جالوس جو سوئے شاہ طلسم زلزلہ گیا تھا بعد ادائے خدمت خداوند
ہو دسر مست جادو میں بد حواس و پریشان خاطر پہونچا باادب سلام کیا خداوند مذکور نے
متردد ہوکر پوچھا کہ اے نائب من خیر تو ہے کیوں گھبرایا ہوا آیا ہے اُس نے عرض کیا کہ خداوند
کیا عرض کروں غضب ہوا شاہ نے کہا بیان تو کر آخر کیا ہوا اسقدر کیوں گھبرایا ہوا ہے بیان
احوال پریشان کیوں آیا ہے اُس نے تمام حال ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ تحیر جادو و ملکہ
شہناز جادو و رعد دیو سر جادو کا مفصل بیان کیا شاہ طلسم زلزلے نے کہا کہ اے حکیم جالوس
تونے برا کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو با دولت کی قرابت دار و بزرگ خاندان کو
سر دربار کوسنے لگے ذلیل کیا دوست کو دشمن کیا اب رعد دیو سر جادو جو مبتلائے سحر
ملکہ بہار گل پوش جادو ہو کر آیا ہے اہل دربار کو قتل کر رہا ہے کشت و خون ہو رہی ہے جلد اسکے
دفع کی تدبیر کر حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے خداوند کیا تدبیر کروں کیونکر سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو و رعد دیو سر جادو دفع کروں شاہ طلسم زلزلے نے جواب دیا کہ سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو سکھایا ہوا دبدبہ سحر ساز جادو کا ہے جو ہرا سکے نہ اُترے گا حکیم جالوس نے پوچھا
کہ اے خداوند پھر کیا کیا جائے شاہ طلسم مذکور نے جواب دیا کہ یہ شیشہ جو طاق پر رکھا ہوا ہے اسکو
اُٹھاکر جلدی لے جا جو کچھ اس میں بھرا ہوا ہے ایک ایک قطرہ رعد دیو سر جادو اور اُس کے
لشکر کے ساحروں پر ڈال دے تاکہ سب جل جائیں قصہ پاک ہو یہ ہنگامہ موقوف ہو لیکن
خبردار اب ایسی حرکت سے بچے نہ کرنا حکیم جالوس وہ شیشہ اُٹھاکر جلد تر راہ طے کرکے
اپنے دربار میں آیا دیکھا کہ گویا ایک قیامت برپا ہے رعد دیو سر جادو و ساحران ہمراہی اسکے
اہل دربار بیہوش شدہ کو قتل کر رہے ہیں علامت اُن کے مرنے کی ظاہر ہو رہی ہے آندھیاں
جھلک رنگ کی زور و شور سے آرہی ہیں ہوائے تند چل رہی ہے تاریکی محیط عالم ہے ساحران
مقتول کے سحروں کے جو پریں وہ اُن ہی کے نام سے آوازیں دے رہے ہیں طلسم زلزلہ میں
زمین کو زلزلہ ہے سنگ باری و برف باری و آتش باری ہو رہی ہے شور و غل ہو رہا ہے ساکنان
طلسم اس واقعے سے متحیر و پریشان ہیں طلسم میں ایک تہلکہ پڑا ہے یہ حال دیکھکر جلدی
اسی شیشے سے چند قطرے آب رعد دیو سر جادو پر اس تاریکی میں ڈالے ان قطروں کے پڑتے ہی
رعد دیو سر جادو نے آہ کی پھر مثل شمع کافوری جلنے لگا اور کہنے لگا کہ او نابکار حکیم جالوس
تونے غضب کیا تاریکی میں پوشیدہ طور سے میرا کام تمام کیا او نابکار دلیرانہ سامنے آکر مجھ سے
مقابلہ نہ کیا تاکہ ہنگام مقابلہ سر تیرا کاٹ کر اپنی محبوبہ ملکہ عالم کے پاس لے جاتا اُس کے حکم کو بجالاتا
پھر اُس کے وصل سے شاد کام ہوتا افسوس آرزوئے دلی بر نہ آئی او بزدل اپنا وار کرکے
غائب ہوگیا دلیرانہ سامنے نہ ٹھیرا ورنہ میں بھی حوصلہ اپنے دل کا نکالتا ایسی ہی تقریر کرتے
کرتے جلتے جلتے آخر کار خاک ہوگیا اس کے بھی مرنے کی علامت ظاہر ہوئی حکیم جالوس نے
رعد دیو سر جادو کے ہر ایک ساحر ہمراہی پر بھی وہ آب شیشہ چھڑکا وہ سب بھی جلنے لگے

اُن کے تنون سے شعلے نکل نکل کر دوسرے ساحروں پر جو گرے وہ بھی با تندان کے جلنے لگے
دربار مین اور قریب دربار عجب آفت تھی ایک آگ سی لگی ہوئی تھی ہر ایک ساحر مذکور جلتا ہوا
کہتا تھا حکیم جالوس بد نام عنصر مین کہ کہتا تھا کہ اے نابکار و ستمگار یہی سزا ہے جیسا تونے کیا ویسا پایا ایسی
نادانی دیوقوفی کی کہ سحر ملکہ بہار گل پوش جادو مین مبتلا ہوگئے اور ہمارے اور ہمارے اہل دربار
کے قتل کرنے کو آئے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و معروف ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر کرکے نہ لائے
خود اُس کے سحر مین مبتلا ہوکے اسیر دام الفت ہوگئے ہنوز نائب خداوند مذکور یہ گفتگو کر رہا تھا
و دیگر ساحر بھی جل کر فریاد و آہ کرکے خاک ہوگئے جب سب ساحر مذکور جل گئے اور تاریکی و دود
تند و تیز دفع ہوئی مطلع صاف ہوا حکیم جالوس نے لاشے ساحران اہل دربار کے بصد رنج اُٹھوا کے
پھنکوا دئیے لاشوں کے اور درستی دربار کے نائب خداوند مطمئن ہو کر بالائے تخت حکومت بیٹھا
جملہ اہل دربار وغیرہ جو اس ہنگامہ کی خبر سنکے جمع ہوکے دربار مین آگئے تھے علی قدر مراتب بیٹھے جو
قابل دربار نہ تھے وہ چلے گئے حکیم جالوس نے تخت حکومت پر جلوس کرکے اہل دربار سے مخاطب
ہو کر کہا کہ اے ساحران نامی و نامدار و اے نمکخواران خداوند عالی وقار دبدبہ سحر ساز عرف
ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے خداوند سے منحرف و سرکشی کرکے
سکونت طلسم زلزلے مین اختیار کی بیرون طلسم زلزلہ جاکر ہمدی ایسی دشمن جان ہوئین کہ رعد
دیو سر جادو کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہمارے قتل کرنے کے واسطے بھیجا اُس نے یہان آکر اپنے
سحر خاص سے ہمارے بیہوش کرنے کا ارادہ کیا تھا اگر ہم بحالت غرق زمین نہ ہو جاتے تو ضرور
اُس کے چیخنے کی آواز اُس کی سنکر ہم بھی بیہوش ہو جاتے ایسی صورت مین وہ ہمین قتل کرتا
سر ہمارا کاٹ کر حسب المطلب و بموافق حکم پاس دبدبہ سحر ساز و ملکہ بہار گل پوش جادو کے
لیجاتا اگر ہم حسب فرمان خداوند شیشہ آب یا شیشہ روغن سوزان نہ لاتے ہم رعد دیو سر جادو وغیرہ
پر وہ آب یا روغن نہ چھڑکتے اور ان سب کو نہ جلا دیتے تو بڑا غضب ہوتا رعد دیو سر جادو طلسم
مین آفت برپا کرتا اب ہمکو باغیان مذکورہ کی طرف سے سخت اندیشہ ہے علی الخصوص دبدبہ سحر ساز
کی جانب سے اندیشہ قوی ہے وہ ساحرہ زبردست ہے رازداران طلسم سے ہے بالفعل تو ہماری ہی
دشمن جادو ہوا لیکن اگر کہیں طلسم کشا ہو گئی تو آفت برپا کرے گی طلسم زلزلہ مین تہلکہ ڈال دے گی اُستادان
لوح طلسمی سے طلسم کشا کو آگاہ کرے گی سو اس کے نصرت ہماری طلسم کشا کرے گی مرحلات طلسمی
کے راز و کیفیت سے خبردار ہے کی طلسم کشائی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرے گی اُس کا زندہ رہنا
اور شریک طلسم کشا ہونا اچھا نہین ہے تا وقتیکہ وہ قتل و گرفتار نہوگی ہمین اطمینان حاصل نہوگا بعض
اہل دربار نے عرض کیا کہ بیشک حضور وہ بلائے بے درمان ہے سحر و ساحری مین زبردست ہے اُس کی
ذات سے فتنہ پیدا ہونگے کیونکہ وہ رازداران طلسم زلزلہ سے ہے نواسی اُس کی ملکہ بہار گلپوش
جادو بھی پرکالہ آفت ہے اس سن و سال مین علاوہ حسن و جمال کے سحر و ساحری مین ساحران نامی
سے کچھ کم نہین ہے ملکہ مجمر جادو بھی کچھ ایسی ویسی ساحرہ نہین وہ بھی سحر دانسون مین طاق و
مشاق ہے دبدبہ سحر ساز جادو نے اپنی نواسی اور بھانجی کو خوب سکھائے ہین ان سبکا مارا جانا
یا اچھا ہو ان کے بارے مین غفلت خوب نہین ہے ان کی گرفتاری یا قتل واجب و لازم ہے
اگرچہ رعد دیو سر جادو وغیرہ مبتلائے سحر ہوکر سزا یاب ہوے جلا کر خاک کر دئیے گئے مگر ہم سب

جان نثار و نمکخوار ہو تو وہی جس کو نمک حلالی کا پاس ہو جاوے ملکہ دبدبہ سحر ساز وغیرہ کو اسیر کر لاوے یا خود قتل
و ہلاک ہو کر حق نمکخواری کا ادا ہو جاوے آج حضور نے واقعی کار نمایان کیا ہے اگر تدبیر ہلاکت
رعد و پوسر جادو وغیرہ نکی جاتی تو بڑا غضب ہوتا ساحران مسطور بہم مذکور زیادہ تر آفتین
برپا کرتے کشت و خون زیادہ ہوتا بڑی آفت و بلاے ناگہانی سے نجات حاصل ہوئی یقین ہے کہ
رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت. حکیم جالوس نے اپنے حسن تدبیر کی تعریف سے خوش ہو کر کہا
کہ اب کوئی تدبیر بحکم اسیری و گرفتاری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی کی جاوے گی اُس کی جانب سے
نقصان تا ہنوز نہ کی جاوے گی کیونکہ وہ دشمن سخت ہے اُس کی طرف سے ہر طرح کا اندیشہ دشمنی ہے تم
سب خیر خواہوں نمکخواروں سے امید قوی جان نثاری و خیر خواہی کی ہر وقت ضرورت سے
حکم کیا جاوے گا حکیم جالوس تو تدبیر گرفتاری و قتل ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ میں فکر و
غور کرتا ہے دیکھیے کیا تدبیر کرتا ہے سترود زیادہ تر بجاے خود اپنی نادانی کا معترف ہے دل میں کہتا ہے
کہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو کو سر دربار کوڑے مارنا مناسب نہ تھا قصہ میں انجام کا
کچھ خیال نہ کیا غضب کیا ایسا فعل کوئی نادان و نا فہم بھی نہ کرتا جو تونے کیا دوست کو بنا دشمن جان
کیا خود برباد تھی طلسم زلزلہ کا باعث ہوا خداوند کو بھی اس حرکت سے ناخوش کیا لیکن اب عنان قلم
جانب سیاحان بیان حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ خواجہ
طیفور گرد پا منعطف کی جاتی ہے قبل اس کے تحریر کیا گیا ہے کہ صاحبقران موصوف درویش
گنبد نشین سے رخصت ہو کر تعویذ اُس سے لے کر اپنے بازو پر باندھ کر ہمراہ خواجہ طیفور گرد پا
کے موافق بتانے اُس درویش کے ایک جانب روانہ ہوئے اثناے راہ میں جا بجا سیر کرتے
ہوئے سیر دشت و کوہ کرتے ہوئے اُس صحراے سبزہ زار میں آئے جس صحرا میں ملکہ دبدبہ سحر ساز
نے باغ سحر تیار کیا تھا دیکھا کہ ایک باغ وسیع و پختہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے خوشبو گلہاے
رنگا رنگ کی جانب باغ سے ایسی آتی ہے کہ دماغ معطر ہوتا ہے صداے مرغان خوش الحان اندرون
باغ سے چلی آتی ہے آوازیں مرغ بند اور نغمہ بلبل سے باغ میں ایک شور ہے دو کمسن کنیزیں
جوان جوان گوری سانولی در باغ پر کھڑی ہیں باہم چہلیں کر رہی ہیں صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ نے خواجہ طیفور گرد پا سے کہا کہ اے خواجہ اس صحراے سبزہ زار میں یہ باغ پر بہار کس کا ہے
ذرا جا کر دریافت تو کرو کنیزیں دروازۂ باغ پر کھڑی ہیں اُن سے پوچھو کہ یہ باغ کس کا ہے مالک
باغ کا کیا نام ہے اگر صاحب باغ اجازت دے گا تو اس باغ کی سیر کرینگے تمازت آفتاب سے
تکلیف ہے تھوڑی دیر سایہ میں بیٹھکر سیر باغ کر کے اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کرینگے خواجہ نے
حسب الحکم آگے بڑھکر در باغ پر جا کر اُن کنیزوں سے پوچھا کہ اے جنگل والیو بتاؤ یہ باغ کس کا ہے
صاحب باغ کو کیا نام ہے اگر اُس کی اجازت ہو تو ہم اور ہمارے آقا اس باغ کی سیر کریں تم اسوقت
کس فکر میں اور کس کی تاک میں کھڑی ہو انھوں نے ہنس ہنس کر جواب دیا کہ او بدزبان تو بد نظر
ہم کو جنگل والیاں کہتا ہے ذرا اپنی صورت تو آئینے میں دیکھ صحرائی آسیب کی شکل ہے رات کو اگر
کوئی دیکھے تو ڈر جاوے تیرا اس صحرا میں اسوقت آنا دلیل ہے کہ تو کوئی بھوت پریت وغیرہ سے ہے
نام مالک باغ کا کیوں دریافت کرتا ہے دور ہو سامنے سے دفان ہو جا جنگل کی سیر کر ہمیں تجھ سے اندیشہ
ہے یہ باغ لائق تیری سیر کے نہیں ہے باغ میں تیرا کیا کام ہے دشت میں جا فوج تیرا باغ میں گذر ہو

اس باغ میں ہماری ملکہ عالم تشریف رکھتی ہیں تیری صورت ولباس وکلاہ پر نظر کرکے ہماری ملکہ
دربانوں کی فوراً خدمت میں آجائے کہ تیرے مالک و آقا کہاں ہیں ان کا کیا نام ہے کہاں سے آئے ہیں
خواجہ نے ہنسکر کہا مشہور ہے کہ جو جیسا ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی ویسا ہی تصور کرتا ہے تمہارے
قول سے ثابت ہوا کہ کوئی قسم بھوت پریت سے ہو جب ہی آگئے ورنہ کسی ایذا رسانی کے واسطے
ٹھہری ہو میری تو صورت ایسی اچھی ہے کہ شاہزادیاں مجھپہ مرتی ہیں جاہتی ہیں میں تم ایسیوں
پر توجہ نہیں کرتا لاکھ تم اپنی ناز وادا و گفتار سے مجھے اپنے اوپر مائل کرو میں بھائی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا ہون نامی و نامور ہون خاص و عام مجھکو
خواجہ طیفور کہا کرتے ہیں جمیع الکمالات ہون دیکھو وہ آقا و برادر ہمارے سامنے مرکب پر سوار
ایستادہ ہیں یہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں یہی صاحبقران کشورستان ہیں وہ کنیزیں یہ کلمے
خواجہ کے سنکے قہقہہ مارکر ہنسیں پھر باہم مسکراتی ہوئی چہلیں کرتی ہوئی باغ کے اندر گئیں خدمت
ملکہ بہار گل پوش جادو میں جاکر دست بستہ عرض کرنے لگیں کہ اے ملکہ عالم اسوقت ایک شخص
عجیب و غریب در باغ پر آیا ہے طویل القامت ہے آنکھیں اُس کی نیرہ سی ہیں کان بڑے ہیں پیچھے
اور پیچھے دم میں کمی و زیادتی ہے نہایت چست و چالاک ہے لمبی ٹوپی سر پر رکھے ہے زبان آور
اور دل لگی باز ہے اپنے آقا و برادر کے ساتھ ہے نام اپنا خواجہ طیفور کر دیا ہے اور اپنے آقا
و برادر کا نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ظاہر کرتا ہے کہتا ہے کہ میں جمیع الکمالات ہون
نامی و نامور ہون اور یہ پوچھتا ہے کہ صاحب باغ کا کیا نام اگر مالک باغ کی اجازت ہو تو ہمارے
آقا اور ہم باغ کی سیر کریں اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے برادر و آقا طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں یہ
جو ملکہ بہار اس سے جاکر کہدیں وہ در باغ پر ایستادہ ہے اور اُسکے برادر و آقا مرکب پر سوار
در باغ سے کچھ دور کھڑے ہیں ملکہ بہار گل پوش جادو کنیزوں کی گفتگو سنکے سمجھ گئی کہ خواجہ
اور صاحبقران کشورستان کوہ بلور سے ادھر آگئے ہیں یہ سمجھکر فی الفور مسند زرین سے اٹھکر چار
کنیزوں کو لیکر باہر پیشوائی صاحبقران عالیشان در باغ تک گئی دیکھا کہ واقعی خواجہ در باغ
پر ایستادہ ہیں اور صاحبقران در باغ سے کچھ فاصلے پر بالائے مرکب سوار کھڑے ہیں یہ دیکھتے ہی
آگے بڑھکر صاحبقران کو سلام کرکے عرض کیا کہ خوشا قسمت کہ آپ کا ادھر آنا ہوا میری سرفرازی کا
باعث ہوا یہ باغ میرا آپکے قدم رنجہ فرمائیے صاحبقران کشورستان اُس کو دیکھتے ہی پہچان گئے
کہ یہ ملکہ بہار گل پوش جادو ہے اور خواجہ تو اُسکے دیکھتے ہی بہت خوش ہوئے غنچہ دل شگفتہ
ہو گیا گویا باغ زندگی میں بہار آئی شادی و خرمی سے نہال ہو گئے چہرے پر آثار خوشی ہویدا
ہوئے اور یہ اشعار بے اختیار اپنی زبان پر جاری کیے۔ اشعار

نزدیک آج کی ہے سواری بہار کی	برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون
ممکن نہیں نجات اسیران عشق کو	یہ قید وہ نہیں کہ جو زندان سے دور ہون
مدت کے بعد آئے ہیں صحرا میں مجنون	دو گام بھی تو خار بیابان سے دور ہون

ملکہ بہار گل پوش جادو بھی سمجھ گئی کہ مائل ہمی خواجہ کو دیکھ کے اشعار خواجہ کی زبان سے سنکے
خوش ہو کر اپنے حال سے اس طرح خواجہ کو آگاہ کیا اور یہ اشعار بحال صاحبقران آہستہ آہستہ
اپنی زبان پر جاری کیے۔ اشعار

کبر و نخوت و غرور و خود بینی سے ہمیں نفرت ہے علی الخصوص اپنے دوستوں سے تواضع ملتے ہیں
ملکہ بہار گل پوش جادو تقریر صاحبقران سنکے خوش ہوئی صاحبقران نے ملکہ زلزلہ ود
خواجہ خیفور کر دیا و جملہ کنیزیں ہمراہ ہوئیں باغ سے قدم نکال کر سوے قلعہ سحر ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف
ملکہ شہناز جادو چلے بعد قطع راہ قریب در قلعہ پہونچے دیکھا کہ در قلعہ کھلا ایک ضعیفہ ذی وقار لباس نفیس
در بر ہمراہ مجمر جادو و چند کنیزوں کے پاپیادہ آئی ہے ہنوز اس ضعیفہ نے چند ہی قدم در قلعہ
سے راہ طے کی تھی کہ امیر با توقیر قریب تر اس کے پہونچے اس نے باادب سلام کیا مجمر جادو نے بھی
جھک کر سلام کیا بعدہ عرض کیا کہ ہماری خالہ جان جناب کی تشریف آوری کی بہت مشتاق تھیں اور
میں بھی مشتاق قدمبوسی جناب تھی شکر ہے کہ آپ تشریف لائے آرزوے دلی بر آئی آپ کے تشریف
لانے سے ہمکو سرفرازی حاصل ہوئی تشریف لانا آپ کا باعث فخر و افتخار ہوا اسی طرح بعد مزاج پرسی
ملکہ دبدبہ سحر ساز نے بھی گفتگو کی بعد ازاں استقبال صاحبقران کرکے بعد عزت و تعظیم و تکریم
اندر قلعے کے لے گئی اور جاے صدر پر بعزت بٹھایا خود بھی مع ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو روبرو باادب بیٹھی کنیزیں دست بستہ کھڑی رہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے قلعہ و آراستگی قلعہ پر نظر کرکے فرمایا کہ کیا اچھا قلعہ ہے نہایت مستحکم و مضبوط ہے آراستہ بھی خوب
ہے ایسا قلعہ ہے کہ حریف اس کو فتح نہیں کرسکتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز نے عرض کیا کہ یہ حصن حصین
اس عاجزہ کے سحر کا ایک نمونہ ہے براے ضرورت و سکونت تیار کیا ہے ہاں اگر کوئی دشمن نابکار
اس قلعے پر چڑھ کے آئے تو کیا کہیں یہ قلعہ فتح نہو کشت و خون زیادہ ہوگا حالانکہ میں تنہا ہوں
فوج و لشکر میرے پاس نہیں ہے نہ کوئی سامان جنگ ہے آپنے ملکہ بہار گل پوش جادو سے
تو جملہ حالات میرے یہاں آنے کے سنے ہی ہوں گے عجلت میں ادھر آئی ہوں کوئی سامان و اسباب
لائق اپنے ہمراہ نہیں لائی ہوں ان دونوں لڑکیوں سے میں نے آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق
پسندیدہ سنے تھے آپکے دیکھنے کا بدرجہ کمال اشتیاق تھا اسوقت آپ تشریف یہاں
لانے سبب میری عزت افزائی و فخر و افتخار کا ہوا یہ لڑکیاں تو قبل ہی سے آپ کی مطیع و فرمانبردار
ہو چکی ہیں اب میں بھی آپ کی مطیع و فرمانبردار ہوتی ہوں حتی الامکان بقدمہ طلسم کشائی سعی
و کوشش کروں گی آپ کے دشمنوں سے مقابلہ کروں گی واسطے حصول لوح طلسمی کے بھی
تدبیر کروں گی جب تک زندہ ہوں بہبودی و خیر خواہی میں آپ کی سعی کروں گی اب آپ مجھے
اطمینان رکھیں جو کچھ میں نے کہا ہے وہی کروں گی خداوند ہود سرمست جادو و مالک طلسم زلزلہ
و حکیم جالوس نابکار کی دشمن جان و مال طلسم ہو کر آپ کی دوستی کے جادے پر قدم رکھونگی
صاحبقران نے جواب دیا کہ جیسے بھی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو سے تمہارے
اوصاف و اخلاق سنے تھے آج یہاں آکے اوصاف و اخلاق تمہارے ہمپر ظاہر ہوگئے تمہاری
شرکت سے ہمکو ایک قوت حاصل ہوگئی فی الحال لوح طلسم زلزلہ کا سراغ لگانا چاہیے کہ وہ کس جگہ
ہے کس کے پاس ہے تاکہ تدبیر حصول لوح طلسمی کی جاے کیونکہ بغیر لوح مذکور کے طلسم زلزلہ فتح نہوگا
ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو نے عرض کیا کہ ابھی تو آپ اس قلعے میں تشریف
لائے ہیں چندے قیام فرمائیں راحت و آرام سے بسر کریں بعدہ فکر حصول لوح طلسمی کیجاے گی
جو کچھ مجھکو معلوم ہے بیان کروں گی مجھکو آپکے دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہے ورنہ فی الحال ع

دین اسلام اختیار کرتی بالفعل مطیع دین اسلام ہوتی ہون جس طرح کہ یہ دونون لڑکیان مطیع دین اسلام
ہوگئی ہین واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہین ہی صاحبقران نے تو تقریر ملکہ مذکور سن کے
خوش ہوکے سکوت اختیار کیا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز نے حکم دعوت وضیافت اپنے ملازمون کو دیا ہی
سامان دعوت وضیافت ہوتا ہی بعیش وراحت وآرام صاحبقران عالی مقام قلعے مین قیام پذیر
ہین لیکن اب حال نائب خداوند حکیم جالوس وغیرہ کا بیان کیا جاتا ہی کہ بعد ہلاک کرنے اور جلا کر
خاک کرنے رعد دیو سر جادو وغیرہ کے ایک روز حکیم جالوس دربار مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا
جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے کہ یکایک چند ساحران نابکار مضطر وبیقرار وپریشان خاطر دربار مین
آگئے بعد سلام کے دست بستہ انھون نے عرض کیا کہ اے نائب خداوند آپ کو معلوم ہوگا کہ آج ہم
سب برائے تفریح طبع وسیر بیرون طلسم زلزلہ گئے تھے جب صحرائے سبزہ زار مین سیر کنان پہونچے
تو دیکھا کہ ایک باغ پر بہار درمیان صحرا واقع ہی آگے اُس باغ کے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ سامان
جنگ وجدال سے نہایت آراستہ ہی اور اُس قلعے پر محیط وقائم ہی حیران ہوکے ہمنے باہم کہا کہ
دریافت کرنا چاہیے یہ باغ وقلعہ محکم اس صحرا مین کس کا ہی کس نے بنایا ہی پہلے تو اس جا پر یہ
باغ تھا نہ قلعہ شاید فی الحال کسی نے بنایا ہی بعدہ دریافت کرنے سے یہ ثابت ہوا کہ دبدبہ سحر ساز
عرف ملکہ شہناز جادو جو مع اپنی نواسی اور بھانجی کے حضور سے ناراض ہوکر طلسم زلزلہ سے
چلی گئی تھی اُسی نے وہ قلعہ سحر وباغ سحر تیار کیا ہی الگ باغ ملکہ بہار گل پوش جادو ہی رعد دیو سر
جادو وغیرہ اُسی کے ہوئے مبتلا ہوکر یہان برسر جنگ ودشمنی حضور تھے جن کو حضور نے اپنی
حکمت وتدبیر سے جلا کر خاک کر دیا اور حاکم قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز ہی اُس نے حضور وشہنشاہ خداوند
سے باغی ہوکر لڑنے کا ارادہ کیا ہی بخوبی سامان جنگ مہیا کیا ہی اطلاعاً ہمنے عرض کیا ہی یہ کہکے وہ
ساحر تو دربار سے چلے گئے نائب خداوند حکیم جالوس نے از حد غضبناک ہوکے اپنے دل مین کہا
کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ہمسے لڑنے کا سامان کیا ہی ایسی سرکشی وبدخواہی پر اُس نے
کمر باندھی ہی اپنے دل مین وہ اپنے تئین کیا سمجھتی ہی اُس باغیہ کی کیا یہ حقیقت ہی کہ ہمسے سرکشی
کرکے لڑسکے اور طلسم زلزلہ مین شرکت طلسم کشائے فتنہ وفساد برپا کرے یہ باتین اپنے دل مین
کرکے عالم غصہ مین اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے لشکریان نامبرداران خداوند تمنے سنا ابھی
ساحرون نے ہماری خدمت مین حاضر ہوکر بابت سرکشی وفتنہ انگیزی ملکہ دبدبہ سحر ساز کے اظہار
کیا ہی خداوند سے اور ہمسے ناراض ہوکر ایسی سرکشی پر کمر باندھی ہی کہ قلعہ برائے جنگ تیار کیا ہے
دشمنی پر آمادہ ہوئی ہی چاہتی ہی کہ طلسم زلزلہ تباہ وبرباد ہو جائے عجب نہین کہ شریک طلسم کشا
ہوکر اُس نے قلعہ بنایا ہو ایسی باغیہ ودشمن خداوند وطلسم زلزلہ کا زندہ رہنا ناگوار ہی پس تم مین سے
کون ایسا ہی کہ یہان سے جاکر قلعہ دبدبہ سحر ساز جادو کو مٹا دے اور اُس کو مع اُس کی بھانجی
اور نواسی کے اسیر کرکے ہمارے روبرو لے آئے خلعت وانعام کثیر ہمسے پائے اُس وقت
طوفان آتشبار جادو کہ ساحر زبردست معزز تھا اپنی جگہ سے اٹھکر باادب ملتمس ہوا کہ اے
نائب خداوند یہ کمترین ارشاد حکم سرکار بجا لائے گا قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو جلا کر نیست ونابود کر دیگا
اور باغ ملکہ بہار کو اپنی آتش سحر سے جلا دے گا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو
وملکہ قمر جادو کو اسیر کرکے لے آئے گا جانفشانی دستی ہو کوشش بخوبی کرے گا مگر چاہتا ہی کہ حضور کی

دور سے میری جانفشانی کو ملاحظہ کریں حکیم جالوس نے اُس کی عرض کو پذیرا کرکے کہا کہ اے
طوفان آتشبار جادو پہلے تو سب سے قلعہ و باغ باغیان خداوند روانہ ہو بعد تیرے جلنے کے
ہم بھی آئیں گے تا وقتیکہ ہم وہان آئیں قلعے پر حملہ اور ہونا کیونکہ موافق تیری تمنا کے ہمیں تیری
لڑائی دیکھنا منظور ہے طوفان آتشبار جادو کہ اہل دربار سے ہے اور ساحر زبردست و معروف ہے سحر
اس کا مشہور ہے کہ جب ہر ناریل جو ہاتھ میں ہے اُس پر الفاظ سحر دم کرکے مارتا ہے اُسے جلا دیتا ہے آتش سحر اس کی
جلا کر خاک کر دیتی ہے اس لئے اس سحر سے حریف جانبر نہیں ہو سکتا ہے الا وہ حریف کہ جو اس سے
زبردست ہو وہ اس کے سحر کو بھی رد کر سکتا ہے الحاصل ساحر مذکور حسب الحکم نائب خداوند دربار
سے اٹھ کر بیرون دربار جا کر بارہ ہزار اپنے لشکر کے ساحروں کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھ کر
زمین سے سوئے فلک بلند ہو کر بقہر و غضب روانہ ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحر کی
سواریوں پر سوار ہو کے جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر بلکہ ترسول پنسول
ہاتھوں میں لے کر خداوند ہو دسرست جادو و سامری و جمشید کو باواز بلند پکارتے ہوئے
ہمراہ طوفان آتشبار جادو اپنے سردار کے روانہ ہوئے پارہ ہائے ابر سیاہ سحر میں نہاں
ہو کر سوئے قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو چلے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ طوفان آتشبار جادو
بڑے زور شور سے روانہ ہوا ہے پارہ ہائے ابر جو اس کے دمبدم برق چمک چمک کر سوئے
زمین آ کر پھر ابر میں نہاں ہوتی ہے اور صدائے رعد ایسے زور سے اُن پارہ ہائے ابر سحر سے
پیدا ہوتی ہے کہ جس کے سننے سے دلہائے جوانان بہادر و قوی ہیکل دہل جاتے ہیں جگر
بزدلوں کے شق ہو جاتے ہیں قہر و غضب ساحر مذکور سے برق و رعد کی آواز ہویدا و آشکار ہے غرض
جب وہ پارہ ہائے ابر سحر نظر سے نہاں ہوئے نائب خداوند یعنی حکیم جالوس نابکار قاتل
برادر حقیقی خود مع فوج دربار سے اسباب ضروری جنگ ہمراہ لے کر ساٹھ ہزار ساحروں کی
جمعیت سے تخت پر بیٹھ کر جانب قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بکر و فر و بشان و شوکت روانہ ہوا
طوفان آتشبار جادو جو حسب الحکم نائب خداوند نابکار مذکور کے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ
اُس صحرائے سبزہ زار میں پہونچا جس صحرا میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو کے باغ و قلعہ سحر تماشا دیکھتے ہی اُس باغ و قلعہ کو بلندی سے بروئے زمین آ کر حکم دیا
کہ بارگاہ و خیام ایستادہ کئے جائیں تا کہ حرارت آفتاب سے بچو اور ہمارے اہل لشکر کو تکلیف
نہ ہو حالانکہ یہاں دو چار روز کے قیام کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے صرف دو چار ساعت کے واسطے
یہ سامان و اسباب راحت کی احتیاج ہے نائب خداوند یہاں تشریف لائنگے اور پہنچے آگے بڑھ کر باغ
و قلعہ سحر کو اپنی آتش سحر سے جلا کر نیست و نابود کر دیا اور سب باغیوں کو اسیر و گرفتار کر کے حوالے
حکیم جالوس کے کر دیا ہمارے نزدیک یہ کام کچھ دشوار نہیں ہے نہ اس کام کے انصرام میں
تاخیر ہوگی ساحران ہمراہی نے عرض کیا کہ واقعی آپ کا سحر و ساحری میں عدیل و نظیر نہیں
ہے جو کچھ آپ نے ارشاد کیا درست و بجا ہے زیادہ توقف کرنے کی یہاں آپ کو کیا ضرورت ہے
طوفان آتشبار جادو نے خوش ہو کر کہا کہ تم سچ کہتے ہو تم میرے سحر بے پناہ سے آگاہ ہو
میرے مراتب عالی سے باخبر ہو بیشتر میری ہاتھی میں میری جنگ و جدال او میرے سحر خاص
سے آگاہ ہو چکے ہو میں تمکو محض برائے اظہار شان و شوکت اپنے ہمراہ لایا ہوں تم دور سے

گھوڑے ہو کر میری سحر و ساحری و جنگ دیکھنا قریب بھی میرے نہ آنا جنگ میں شرکت بھی نہ کرنا تھوڑی
ہی دیر میں یہ باغ و قلعہ جلا کر خاک میں ملا دوں گا نام و نشان بھی باقی نہ رکھوں گا ایک دم میں دشمنان
خداوند و بدخواہان نائب خداوند کو گرفتار کروں گا میرے ہاتھ سے وہ بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں
اور مجھ ایسے ساحر زبردست سے کیا مقابلہ و مجادلہ کر سکتے ہیں میں رعد دیو سر جادو نہیں ہوں
کہ جس کو ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو یا ملکہ مجمر جادو کے جلا ہو کے عاشق و
دیوانہ ہو کر اپنے خداوند یا نائب خداوند کا بدخواہ ہوں سرکشی کے واسطے جاؤں وہ نادان بیوقوف
تھا سحر و ساحری میں اس کو چندان تمیز و لیاقت نہ تھی اسی وجہ سے وہ دام سحر باغیان مذکور میں
پھنس گیا تھا انجام اس کا دیکھا تم سب نے کہ کیا ہوا اپنی نافہمی کی اس نے سزا پائی اگر خردمند ہوتا
تو کبھی قبیلے سحر نہ ہوتا سب نے عرض کیا کہ آپ نے درست و بجا ارشاد کیا بیشک آپ نہایت عاقل
زبردست ساحر ہیں آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے کس کی مجال ہے کہ آپ سے جنگ آزما ہو ہم تو
سمجھے ہوئے ہیں کہ آپ ہی کے ہاتھ سے یہ قلعہ سر ہوگا اور اس باغ پر بہار سحر پر خزان کرے گی نہیں معلوم
آپ کے یہاں آنے کی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو خبر ہوئی یا نہیں
بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ جبرا آگاہی نہیں ہوئی ورنہ وہ سب آپ کے خوف سے بھاگ جاتے یا برائے
عذرخواہی بعد عاجزی آپ کے روبرو فی الفور آکے طالب پناہ ہوتے اور یہ عرض کرتے کہ اے
طوفان آتشبار جادو جو کچھ ہم سے خطا سرزد ہوئی ہے خداوند و نائب خداوند سے سعی و سفارش
کر کے معاف کرا دو ہم پر احسان کرو ایسی حالت میں عجب نہیں کہ آپ کو ان کے حال پر رحم آ جاتا
ان کو اسیر و گرفتار نہ کرتے ان کی سفارش خداوند و نائب خداوند سے کر کے ان کی تقصیر معاف
کرا دیتے اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم آگے بڑھ کر درباغ تک جائیں ملکہ بہار گل پوش جادو کو
سمجھائیں برو ملل ہے ہاتھ بند ہوا کر اس کو آپ کے روبرو لے آئیں اسی طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کو بھی آپ کے آنے کی خبر کر دیں عجب نہیں وہ شنیدہ بھی انجام پر نظر کر کے آپ سے مقابلہ کرنا
مناسب نہ جان کر پھر اگر برائے عذرخواہی یہاں چلی آئے طوفان آتشبار جادو نے جواب دیا کہ
دشمن پر رحم کرنا اور اس کو ہوشیار و خبردار کر دینا خلاف عقل ہے خبردار یہاں سے آگے قدم نہ بڑھاؤ
درباغ پر جا کر بہر جنگ جانے آنے کی انھیں خبر نہ دو دشمن غافل کو ہوشیار نہ کرو مبادا ہمارے
آنے کی خبر پا کر ہوشیار ہو کر سامان جنگ و جدال کریں یا خوف سے بھاگ جائیں تو ان کا ہاتھ آنا
دشوار ہوگا یہ برائے تمہاری ہمیں پسند نہیں کیونکہ ہمیں تو یہ منظور ہے کہ ان سب دشمنان خداوند کو
حتی الامکان آتش سحر سے جلا دیں حالت غفلت میں ان کو ہلاک کریں کہیں بھاگ کر ان کو جانے نہ دیں
اور یہ خیال تمہارا خام ہے ملکہ بہار گل پوش جادو خبر ہمارے بقصد جنگ آنے کی سن کے برائے
عذرخواہی رومال سے ہاتھ بندھ کے کبھی نہ آئے گی کیونکہ وہ قرابت دار خداوند ہے یہ ذلت و
توہین ساحرہ معزز ہو کر گوارا نہ کر سکے گی سر کٹا کر جان دے دے گی لیکن خلاف اپنی شان و مرتبے
کے دست بستہ برائے عذرخواہی کو نہ آسکے گی اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تو اپنے تئیں [illegible]
سے زیادہ مستحق جانتی ہے سحر والی کے لئے کو اپنے سحر پر بھی ناز ہے اس کی طرف ایسا گمان بھی
نہ کرنا چاہیے کہ وہ پھر اگر طالب پناہ ہو کر یہاں آنے کی خواستگار سفارش کی ہوگی لہذا تم سب اپنے
ارادہ سے باز رہو ان باغیوں کو ہمارے آنے سے آگاہ نہ کرو ورنہ ہوشیار ہو کر وہ بھی کوئی

مکر و تدبیر کریں گے ذرا نائب خداوند کو لشکر رواں کے بیان آتے ہی تماشہ ہمارے سحر کا دیکھنا
ہے تو یہی جو سب کو جلا کر خاک نہ کر دیا ہو غالباً ملکہ بہار گل پوش جادو جاہی باغ سحر میں ہو گی اس
باغ سے کہیں گئی نہ ہو گی حالت غفلت میں اُس کے جا کر اپنے سحر سے اس باغ کو مع اُس کے
جادوؤں کا بعد کو قلعے کو بھی ایک ہی ناریل سحر دم کر کے اس طرح سے اڑوں گا کہ قلعے کا نام و نشان
بھی نہ رہے گا بانیوں کو اپنی غفلت پر بہت افسوس ہوا سب نے عرض کیا کہ رائے آپ کی خوب
ہے واقعی بافسر کی عقل لشکریوں سے زیادہ ہوتی ہے یہ عرض کر کے سب خاموش ہوئے تاکہ فوج
سے ملکہ بہار و غیرہ بانیوں کو ورود لشکر سے آگاہی نہ ہو جائے ساحران لشکر شقاوت اثر نے تو
خاموشی اختیار کی لیکن ملازمان دختا ہے طوفان آتشبار جادو کے حکم سے بارگاہ و خیام برپا
وایستادہ کیے طوفان آتشبار جادو داخل بارگاہ ہوا براحت و آرام تمام فرش پر بیٹھا انتظار
نائب خداوند کا پکارا کرنے لگا ساحران تشنہ طوفان جادو بھی اپنے اپنے خیاموں میں آرام کش ہوئے
وقت ورود لشکر مذکور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع خواجہ عیون گر و باغبہ ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو میں آرام تمام بیٹھے ہوئے تھے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ بحر جادو روبروئے
صاحبقران حاضر تھیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی بیٹھی تھی باہم صحبت طلسمی ادھر ادھر کی باتیں
ہو رہی تھیں کہ یکایک قلعے کے باہر سے ایک کنیز شوخ دیدہ نے آکر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
آپ کیا غافل بیٹھی ہیں طوفان آتشبار جادو جس کو میں خوب جانتی ہوں بجمعیت ساحران لشکر
دبل باغ سے دور دشت کے خیام و بارگاہ وایستادہ کرا کے فروکش ہوا ہے غالباً ارادہ جنگ ادھر آیا ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ وہ نابکار بارادہ جنگ آیا ہو تو کیا اندیشہ ہے جس ارادے
سے آیا ہے وہ ارادہ اس کا اُس کے دل ہی میں رہے گا حسرت اُس کی بر نہ آئے گی ہمارے
ملکہ سحر کو مثل ہم سب کو اسیر کرے کیا مجال اُس کی جس طرح رعد دیو سر جادو دیوانہ ہو کر
ہم سب کا فرمانبردار ہو کر بدلے قتل حکیم جالوس جادو کا اسی صورت سے یہ بھی سحر میں مبتلا ہو کے
چلا جائے گا جب کے حکم سے ادھر آیا ہے اسی کو اپنا دشمن تصور کر کے قتل کرتا جائے گا ہم اس کے
کرنے سے نہیں ڈرتے ہیں یہ سنکے صاحبقران نے عرض کیا کہ آپ تو شمشیر و تیرہ و گرز و تیر و
خنجر و چرب زبانی سے کام دشمن کا تمام کرتے رہیں لشکر کو ہمارے عوض ہم کرتے ہیں ہم ساحر ہیں سحر
سے دشمن کو ہلاک کرتے ہیں کل ہماری لڑائی ملاحظہ کیجئے گا قلعے میں بیٹھے بیٹھے قلعے سے
باہر نہ جانا ہے گا صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ ہم شیر بیشہ شجاعت
ہیں کبھی قلعہ بند ہو کر دشمن سے نہیں لڑتے ہیں جب لڑتے ہیں سر میدان لڑتے ہیں ہماری بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھیں ہرگز ایسے وقت میں قلعے میں نہ رہیں گے اگر طوفان
آتشبار جادو آیا ہے تو اس کی آتش سحر کو ہم اپنی آب شمشیر سے یوں بجھا دیں گے کہ پھر جہان میں
نام و نشان طوفان بھی نہ رہے گا وہ نابکار در قلعہ تک کیوں کر آنے کا ارادہ کرے گا ہمارا قلعہ گھیرنے کے
ہم ابھی یلغار تنہا اُس کے روبرو جاتے ہیں جوہر شمشیر آبدار اُسے دکھاتے ہیں اگر وہ ساحر زبردست
ہے تو ہم بھی صاحب اسم اعظم الٰہی ہیں اُس کا سحر وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے ہم بیکار کر دیں گا
ہم مرکب کو جولان کر کے ایک ضرب تیغ سے اُس کے دو ٹکڑے کر دیں گے جب افسر مارا جائے گا
اُس کے لشکری خوف سے سب بھاگ جائیں گے ہم برکت اسم اعظم الٰہی ساحر مذکور پر غالب آئیں گے

گھوڑے ہو کر میری سحر و ساحری و جنگ دیکھنا زیب بھی دیتا ہے تاکہ جنگ میں شرکت بھی کرتا تھوڑی
ہی دیر میں یہ باغ و قلعہ جلا کر خاک میں ملا دوں کہ نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا اور دم میں دشمنان
خداوند و بدخواہان نائب خداوند کو گرفتار کروں گا میرے ہاتھ سے وہ بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں
اور مجھ ایسے ساحر زبردست سے کیا مقابلہ و مجادلہ کر سکتے ہیں میں رعد دیو سر جادو نہیں ہوں
کہ حرم ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو یا ملکہ مجمر جادو کے مبتلا ہو کے عاشق و
دیوانہ ہو کر اپنے خداوند یا نائب خداوند کا بدخواہ ہوں سرکشی کے واسطے جاؤں وہ نادان بیوقوف
تھا سحر و ساحری میں اُسکو چنداں تمیز و لیاقت نہ تھی اسی وجہ سے وہ دام سحر بافیان مذکور میں
پھنس گیا تھا انجام اُس کا دیکھا تم سب نے کہ کیا ہوا اپنی نافہمی کی اُس نے سزا پائی اگر خردمند ہوتا
تو کبھی مبتلائے سحر نہ ہوتا سب نے عرض کیا کہ آپ نے درست و بجا ارشاد کیا بیشک آپ نہایت عاقل
زبردست ساحر ہیں آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے کس کی مجال ہے کہ آپ سے جنگ آزما ہو ہم تو
سمجھے ہیں کہ آپ ہی کے ہاتھ سے یہ قلعہ سر ہوگا اور اس باغ پُر بہار سحر پر خزاں آئے گی نہیں معلوم
آپ کے یہاں آنے کی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو خبر ہوئی یا نہیں
بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ خبر و آگاہی نہیں ہوئی ورنہ وہ سب آپ کے خوف سے بھاگ جاتیں یا بغرض
عذر خواہی بصد عاجزی آپ کے روبرو فی الفور آتے طالب پناہ ہوتے اور یہ عرض کرتے کہ اے
طوفان آتشبار جادو جو کچھ ہم سے خطا سرزد ہوئی ہے خداوند و نائب خداوند سے سعی و سفارش
کر کے معاف کرا دو پھر احسان کرو ایسی حالت میں عجب نہیں کہ آپ کو اُن کے حال پر رحم آ جاتا
اُنکو اسیر و گرفتار نہ کرتے اُن کی سفارش خداوند و نائب خداوند سے کر کے اُنکی تقصیر معاف
کرا دیتے اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم آگے بڑھ کر دروازہ تک جائیں ملکہ بہار گل پوش جادو کو
سمجھائیں یہ رومال بے اشتہ بند ہوا کر اُس کو آپ کے روبرو لے آئیں ابھی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کو بھی آپ کے آنیکی خبر کر دیں عجب نہیں دو شیدہ بھی انجام پر نظر کر کے آپ سے مقابلہ کرنا
مناسب نہ جان کر گھبرا کر برائے عذر خواہی یہاں چلی آئے طوفان آتشبار جادو نے جواب دیا کہ
دشمن پر رحم کرنا اور اُس کو ہوشیار و خبردار کر دینا خلاف عقل ہے خبردار یہاں سے آگے قدم نہ بڑھاؤ
دروازہ باغ پر جاؤ نہ پھر جنگ جانے آنے کی اُنھیں خبر نہ دو دشمن غافل کو ہوشیار نہ کرو مبادا ہمارے
آنے کی خبر پا کر ہوشیار ہو کر سامان جنگ و جدال کریں یا خوف سے بھاگ جائیں تو اُن کا پتہ لگانا
دشوار ہوگا یہ رائے تمہاری ہمیں پسند نہیں کیونکہ ہمیں تو یہ منظور ہے کہ ان سب دشمنان خداوند کو
حتی الامکان آتش سحر سے جلا دیں حالت غفلت میں ان کو ہلاک کریں کہیں بھاگ کر انکو جانے نہ دیں
اور یہ خیال تمہارا خام ہے ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ ہمارے بقصد جنگ آنے کی سنکے برائے
عذر خواہی روبرو آتیں اور ہرگز کبھی نہ آئینگی کیونکہ وہ قرابت دار خداوند ہیں یہ ذلت و
توہین ساحرہ معزز ہو کر گوارا نہ کر سکیں گی جان دیدیں گی لیکن خلاف اپنی شان و مرتبے
کے دست بستہ برائے عذر خواہی کب آئینگی اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تو اپنے تئیں مختار ہے
سے زیادہ مرتبے میں جانتی ہے … والی کے لئے کو اپنے سحر پر بھی ناز ہے اس کی طرف ایسا گمان بھی
نہ کرنا چاہیے کہ وہ گھبرا کر طالب پناہ ہوگی یہاں آنے کی خواستگار سفارش کی ہوگی لہذا تم سب اپنے
ارادہ سے باز رہو ان باتوں کو ہمارے آنے سے آگاہ نہ کرو ورنہ ہوشیار ہو کر وہ بھی کوئی

مکر و تدبیر کرینگے ورنہ اتالیق خداوند کو آپ نے دوران کے بیان آتے ہی شاخسانہ ہمارے سحر کا دیکھنا
لے فوسی جو سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہوتا تا ملکہ بہار گل پوش جادو وہی باغ سحر میں ہوگی اُس
باغ سے کہیں گئی نہوگی حالت غفلت میں اُس کے جا کر اپنے سحر سے اس باغ کو مع اُس کے
جلا دونگا بعد قلعے کو بھی ایک ہی ناریل سحر دم کر کے اس طرح سے اڑا دونگا کہ قلعے کا نام و نشان
بھی نہ رہیگا باغیوں کو اپنی غفلت پر بہت افسوس ہوگا سب نے عرض کیا کہ رائے آپ کی خوب
ہے واقعی افسر کی عقل لشکریوں سے زیادہ ہوتی ہے یہ عرض کر کے سب خاموش ہوئے تاکہ خوش دل
سے ملکہ بہار وغیرہ باغیوں کو ورود لشکر سے آگاہی نہو جائے ساحران لشکر سعادت اثر نے تو
خاموشی اختیار کی لیکن ملازمان و خدام نے طوفان آتشبار جادو کے حکم سے بارگاہ و خیام برپا
و ایستادہ کیے طوفان آتشبار جادو داخل بارگاہ ہوا باحت و آرام تمام فرش سحر پر بیٹھا انتظار
نائب خداوند بننا یاد کرنے لگا ساحران لشکر طوفان جادو بھی اپنے اپنے خیام میں فروکش ہوئے
وقت ورود لشکر مذکور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع خاصہ طیفور گزر دیا تھا ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو میں بآرام تمام بیٹھے ہوئے تھے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مہر جلوہ وغیرہ
صاحبقران حاضر تھیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی بیٹھی تھی بابت حصول لوح طلسمی باہم باتیں
ہو رہی تھیں کہ یکایک قلعے کے اوپر سے ایک کنیز شوخ و چالاک نے آ کر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
آپ کیا غافل بیٹھی ہیں طوفان آتشبار جادو جس کو میں خوب جانتی ہوں بجمعیت ساحران لشکر
دس باغ سے دور دشت کے خیام و بارگاہ ایستادہ کرا کے فروکش ہوا ہے غالباً بارادۂ جنگ ادھر آیا ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ وہ نابکار بار ادھر کیا آیا ہے تو کیا اندیشہ ہے جس ارادے
سے آیا ہے وہ ارادہ اُس کا اُس کے دل ہی میں رہیگا حسرت اُس کی بر نہ آئیگی کیا سبب
ملکہ سحر کو شکست ہم سب کو اسیر کرے کیا مجال اُس کی جس طرح رعد دیو سر جادو دیوانہ ہو کر
ہم سب کا فرمانبردار ہو کر پہلے قتل حکیم جالوس جلالی کا اسی صورت سے یہی سحر میں مبتلا ہو کے
چلا جائیگا جب یہ کہ ادھر آیا ہے اُس کو اپنا دشمن تصور کر کے قتل کرتا جائیگا ہم اُس کے
لڑنے سے نہیں ڈرتے ہیں ملکہ صاحبقران نے عرض کیا کہ آپ تو شمشیر و نیزہ و گرز و تیر و تبر
خنجر و حربوں سے کام دشمن کا تمام کرتے رہیں لشکر کو ہمراہ لیکر کرتی ہیں ہم ساحرہ ہیں سحر
سے دشمن کو ہلاک کرتے ہیں کیونکہ ہماری لڑائی ملاحظہ کیجئے کہ قلعے میں بیٹھے بیٹھے سب کا خاتمہ
بائیں دیتے ہیں گا صاحبقران کشور ستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ ہم شیر بیشۂ شجاعت
ہیں کبھی قلعہ بند ہو کر دشمن سے نہیں لڑتے ہیں جب لڑتے ہیں سر میدان لڑتے ہیں کوتاہی بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھیں ہرگز ایسے وقت میں قلعے میں نہ رہینگے اگر طوفان
آتشبار جادو آیا ہے تو اُس کی آتش سحر کو ہم اپنی آب شمشیر سے یوں بجھا دینگے کہ بحر جہان میں
نام و نشان طوفان بھی نہ رہیگا وہ نابکار در قلعہ تک کیونکر نہ آئیگا را وہ کو امرہ قلعہ لاکھوں کے
ہیں ابھی یکہ و تنہا اُس کے روبرو جاتے ہیں اور شمشیر آبدار اپنی دکھاتے ہیں اگر وہ ساحر زبردست
ہے تو ہم کیں صاحب اسم اعظم الٰہی ہیں اُس کا سحر وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے ہم بیکار کر دینگے
ہم مرکب کو جولان کر کے ایک ضرب شمشیر سے اُس کے دو ٹکڑے کر دینگے جب افسر مارا جائیگا
اُس کے لشکری خوف سے سب بھاگ جائینگے ببرکت اسم اعظم الٰہی ساحر مذکور پر غالب آئینگے

یہ فرما کر راہ روانہ ہوئے تو کہا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجر جادو نے بعد
عجز و انکسار کہا کہ ہم قسم دیتے ہیں آپ کو اُس خدا کی جس کی آپ پرستش کرتے ہیں اور جس کو آپ
خالق کون و مکان جان کر سجدہ کرتے ہیں ہماری موجودگی میں آپ طوفان آتشبار جادو سے یا
اُس کے ہمراہیوں وغیرہ سے مقابلہ نہ کیجیے ہمیں کو لڑنے دیجیے ہاں یہ لڑائی کا تماشہ دیکھیے ہاں ایسی
حالت میں کہ ہم سب مغلوب ہو کر اسیر ہو جائیں ہماری مدد و اعانت کیجیے گا دست دشمنان سے
چھڑا لیجیے گا صاحبقران نے سب کے قسم دینے سے مجبور ہو کر فرمایا کہ اچھا ہم اس تمہاری
عجز و انکساری کرنے سے اور قسم خداوند عالم دینے سے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے بالفعل
مقابلہ نہ کریں گے تمہارے کہنے پر عمل کریں گے مگر اس قلعے میں نہ رہیں گے خورشید ان نبرد اور
صاحبقران کشورستان مشہور ہو کر قلعہ بند نہوں گے یہاں سے دور جا کر تمہاری لڑائی دیکھیں گے
اگر تم سب طوفان وغیرہ پر غالب ہوئے تو فبہا المراد ورنہ ہم تمہاری اعانت کے واسطے ضرور
آئیں گے حتی الامکان اپنے تئیں تم سب کے پاس پہونچائیں گے خواجہ طیفور گردیل نے عرض کیا
کہ اے امیر یا تو پھر آپ کی رائے میں پسند کرتا ہوں ہرگز قلعہ بند ہو کر یہاں قیام نہ کیجیے پھر
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب اس باب
میں صاحبقران ذی وقار سے کچھ نہ کہنا ہرگز صاحبقران پسند نہ کریں گے بہتر یہی ہے کہ ان کی خوشی
پر عمل کرو سب نے کہا کہ اے خواجہ بمجبوری ارشاد صاحبقران ہم منظور کرتے ہیں ورنہ ہمارا
دل نہیں چاہتا کہ ایسے وقت میں اس قلعے سے صاحبقران کشورستان کو کہیں جانے دیں
کیونکہ دشمنوں کا ہجوم ہے لشکر ساحران فروکش ہے طوفان آتشبار جادو آگیا ہے صاحبقران
کشورستان اُسی وقت قلعے سے باہر آ کر مرکب پر سوار ہو کر خواجہ کو ہمراہ لے کر ایک کوہ کی جانب
کہ وہاں سے قریب تھا روانہ ہوئے بعد قطع راہ درّہ کوہ میں جا کر ٹھہرے اُسوقت خواجہ طیفور گردیل
نے کچھ سوچ کر عرض کیا کہ اگر مجھکو اجازت دیجیے تو میں بھی کچھ فکر و تدبیر کے واسطے جاؤں صاحبقران
نے اجازت دی خواجہ موصوف ایک جانب روانہ ہوئے حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا
جائے گا اب ذکر نائب خداوند نابکار کیا جاتا ہے کہ یہ نابکار جو ساٹھ ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ
لے کر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ اُسی صحرا میں آیا جس صحرا میں طوفان آتشبار جادو مقیم تھا اسکو
مع اُس کی سپاہ کے فروکش دیکھ کر قریب ہی اُس کے بارگاہ و خیام ایستادہ کرائے ہنوز حکیم جالوس
اپنی بارگاہ میں داخل نہوا تھا کہ قلعے میں ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے باغ میں جاؤں طوفان آتشبار جادو کو دیکھوں
اُس نے کچھ خیال کر کے کہا کہ اے دختر نیک اختر اسوقت تیرا سوئے باغ جانا اچھا نہیں ہرگز
تنہا جانے دوں گی اپنے پاس سے جدا کروں گی ملکہ بہار اپنی نانی کے کہنے سے مجبور ہو کر
جانب باغ مذکور نہ گئی وہاں حکیم جالوس نابکار نے طوفان آتشبار جادو کو یہ حکم دیا کہ اب
تاخیر نہ کر جلد سوئے باغ قلعہ جا اور راستے ہی آتش سحر سے جلا دے یا اُن کو قتل و اسیر کر کے سب عدو
جانفشانی و جنگ اپنی ہمیں دکھا اُس نے عرض کیا کہ یہ خیر خواہ حضور کے آنے کا منتظر تھا اب حضور
یہاں تشریف لائے اور حکم دیا یہ فرمانبردار جانثار کار نمایاں کر کے آتا ہے یہ کہکے سوئے باغ روانہ
ہوا جب قریب تر باغ کے پہونچا کئی تار بال ہوائی دار جھولے سے نکال کر الفاظ واسطے سحر کے پڑھ

دم کرکے متواتر کئی بار دیگرے وہ کئی ناریل جانب باغ پُربہار ملکہ بہار گل پوش جادو پر
مارے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ ناریل مثل ہوائی کے پھٹے بکثرت پیدا ہوئے وہ باغ پُربہار
ملکہ بہار جو آتش گل سے دہک رہا تھا یکایک انھیں شعلوں سے اس طرح جلنے لگا کہ ہر ایک سرو
لب جو مانند سرو چراغاں کے ہوگیا ہر گل تر بشکل گل چراغ ہونے لگا ہر ایک درخت صورت ہیزم
خشک جلنے لگا یا مانند شمع کافوری روشن ہوگیا برگ درختان سبز و شاداب حرارت آتش سحر
طوفان آتشبار جادو سے زرد خزاں دیدہ و پژمردہ ہوا کف افسوس ملنے لگے کہ ہائے دفعتاً
خزاں آگئی بلبلیں بعوض نغمہ سرائی نالہ و فریاد کرنے لگیں قمریاں سرو پر جل جل کر کباب ہونے لگیں
غنچے باغ جہاں کی شگفتگی لے گئے مرغان خوش الحان نالہ کناں ہوکر مثل کباب آتش سحر سے بریان
ہونے لگے دھواں بلند ہوا گویا دود آہ عنادل عیاں ہوا اکثر طائران خوش آواز بعید ازیں
درد ناک پکارنے لگے کل من علیہا فان غرضکہ تھوڑی دیر میں وہ باغ پر بہار تمام و کمال جلکر
بے نام و نشان ہوگیا صرف دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جابجا کچھ جلا ہوا آتا جاتا تیلی تیلی لکڑیوں اور ہیزم
ستونوں میں اٹا ہوا ہے جب باغ مذکور جل کر نیست و نابود ہوگیا طوفان آتشبار جادو نے خوش
ہوکر نعرہ ایسا کہا کہ طوفان آتشبار جادو سے ملکہ بہار گل پوش جادو کو تیرا اور تمہارے باغ سحر
رنگین خزاں آگئی میں نے اپنی آتش سحر سے کیسا جلایا کوئی استخواں بھی تمہارا باقی رہا نہیں
افسوس خوبی و خردمندی سے میں نے تمکو مع تمہارے باغ کے جلا دیا تمہیں میرے آنے کی خبر بھی
نہ ہوئی آرزو سے دل و حسرت جنگ لے کر اس گلشن دنیا سے گئیں کیسا پھل بغاوت کا تمہارے سامنے
آیا تمہارے پھول بھی نہ کھلے تا تحفہ جہاں سے سدھاریں تازہ تازہ نہال قامت تمہارا
ثمر لایا تھا نہ شباب تھا عارض تمہارے رشک گل تر تھے قامت تمہارا غیرت سرو چمن تھا نانی
تمہاری قلعے میں محصور ہے اُس کو تمہارے حال سے ابھی خبر نہیں ہے جسوقت وہ سنے گی بے قتل
کیے مر جائے گی سنتے ہی وہ بددیو سر جادو کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے ایسا دیوانہ کر دیا تھا کہ ہوا کے
اوپر سے اترنے کا بیان کہ کہ اُس کو جلا دیا جیسے کوئی سحر نہ کیا جس طرح وہ جلا دیا گیا تھا اسیطرح
میں نے بھی تمہیں جلا دیا اب تمہاری نانی اور تمہاری خالہ زاد بہن کی فکر ہلاکت مد نظر ہے اسیطرح
تھوڑی دیر تک ساحر مذکور بکا کیا حکیم جالوس نے آواز بلند اُس کی تعریف کی اُس نے جھک کر
سلام لیکے پوچھا کہ کیوں نائب خداوند ملاحظہ کیا حضور نے کہ کیونکر میں نے ملکہ بہار گل پوش جادو
کو مع اُس کے باغ سحر کے نیست و نابود کر دیا حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار
جادو واقعی تم نے کار نمایاں کیا ہمکو بہت خوش کیا اب اسی طرح قلعہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کو بھی اپنے
سحر سے جلا کر معدوم کر دو پھر آکر خلعت و انعام کثیر لو دیکھو یہ کیسی خلعت پر زر تمہارے ہی واسطے رکھی ہے
اب خیر خواہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کو بھی قلعے سے نکل کر جانے نہ دینا مثل بہار گل پوش جادو
اُس کو بھی مع مجمر جادو اپنی آتش سحر سے جلا کر خاک کر دینا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ
حضور کے اقبال سے قلعے کا بھی محاصرہ کرتا ہوں ملکہ شہنشاہ جادو کو ہرگز نکل کر بھاگنے دوں گا یہ
کہکر بارہ ہزار ساحروں کو اپنے ہمراہ لیکر سوئے قلعہ جا کر قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور خود در قلعہ پر
جا کر پکار کر کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحرساز میں طوفان آتشبار جادو ہوں ہوشیار ہو کہ میں باغ ملکہ بہار گل پوش
جادو کو مع اُس کے جلا کر تمہارے قلعے کی بربادی کے واسطے آیا ہوں غضب کہنے کر بغاوت

تاب خداوند پر گز باذ می بس سے کے گذارم کہ از دست او زندہ و سلامت بدر روی ملکہ مذکورہ نے
بالاے قلعہ سحر کو جواب دیا کہ او نابکار تیری کیا یہ لیاقت ہے کہ میرے قلعہ سحر کو برباد کرے اگر کیا ہے تو جلد
اپنے دل کا ارمان نکال لے دیکھون کیونکر میرے اس قلعۂ سحر کو برباد کرتا ہے ہان تو نے علم موجودگی بہارین دیکھا
جلا دیا ہے دیکھ یہ نور نظر تو اسی میں ملکہ بہار گل ہوش جادو زندہ موجود ہے او کاذب و بیہودہ گفتار
ناک نہ نے منہ میں میرے سامنے میری پارہ جگر کے بارے میں ایسی تقریر کرتا ہے جا دور ہو ورنہ کیا ہے
ساحر مذکور نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بالاے کرسی زرین بیٹھا ہوا دیکھا اور ملکہ
بہار گل ہوش جادو و ملکہ گوہر جادو کو بھی ویسا ہی اُس کے کریو پر بیٹھے ہوے دیکھا بر سحر کو بالاے
قلعہ محیط پایا اُس میں برق کی چمک رہی کی ایسی صدا پاکر اپنے دل میں خفیف و شرمندہ ہو کر تابل ہوئی بلند
پر سحر دو کے سوے ابر و در قلعہ پر برابر مارنا شروع کیے وہ ناریل بجے بجاے شعلے آتش
گلہاے شگفتہ و تر برسنا شروع ہوے ساحر مذکور نے وہ گلہاے خوشبو اٹھا کر جو سونگھے فی الفور
مبتلاے سحر ہو گیا پکار اٹھا کہ قربانت شوم اے ملکہ عالم میں تو فرمانبردار اور جان نثار رہا ہوں مدت سے
تابع حکم ہون جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے جواب دیا کہ اگر تو ہمارا فرمانبردار ہے تو ابھی جا کر نائب خداوند
حکیم جالوس نابکار روباہ شعار کا سر لا وہ ہمارا دشمن جان ہے طوفان آتشبار جادو نے دست بستہ
عرض کیا کہ حکیم جالوس بدکردار کی تو کیا اصل و حقیقت ہے اگر حکم ہو تو خداوند ہوش مست جادو کا
سر کاٹ کر پیش حضور لاؤن یہ کہکر اپنے لشکر کے تمامی ساحرون کو ہمراہ لیکر کہا کہ چلو حکم ملکہ عالم
بجا لائیں حکیم جالوس دشمن جان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا سر لائیں سب نے عرض کیا کہ چلیے
حضور بیشک وہ نابکار و بدکردار ہماری ملکۂ عالم کا بدخواہ ہے گھیر کر اُس کو قتل کریں وہ لائق قتل
ہے اس وقت کیا ہواے سرد چل رہی ہے پھول برس رہے ہیں خوشبوے گلون کی ہوا مہک رہی ہے
جنگل میں بہار آئی ہے دل چاہتا ہے کہ گریبان و جیب و دامن اپنے اس جوش بہار میں چاک کریے
و مصرع کسی شاعر کا اپنی زبان پر جاری کریں ع بہار آئی ہے دیوانون کے دامن چاک ہوتے ہیں
اُس نے جواب دیا کہ تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی شغل یہی سوجھا ہے دل چاہتا ہے کہ اپنا گریبان چاک کریں
اشعار عاشقانہ پڑھیں شعر فصل بہار آگئی ہے انھون نے کہا کہ پھر آپ کو کون مانع ہے طوفان آتشبار جادو
نے جوش دیوانگی میں گریبان و جیب و دامن چاک کیے اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کیے اسکی
فوج کے ساحرون نے بھی مانند اپنے سردار کے اپنے لباس کو چاک چاک کیا پھر اشعار عاشقانہ
پڑھتے ہوے پھول سونگھتے ہوے ہمراہ طوفان آتشبار جادو کے جھومتے ہوے سوے حکیم
جالوس چلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بالاے قلعہ سے اُن سب دیوانون کو دیکھکر ہنس دی ملکہ
بہار گل ہوش جادو و ملکہ گوہر جادو بھی ہنسیں صاحبقران کفرستان نے دور سے دیوانون پر
نظر کرکے خوش ہو کر دل میں کہا کہ یہ سب چلے تو بارادۂ دشمنی کے کتاب چلاے عمر عیار اور دیوانے
ہو کر جانب حکیم جالوس جاتے ہیں ابھی صاحبقران اُن دیوانون کی سمت دیکھ رہے دیکھیے سب
نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے شعبدہ و سحر سمجھ گئے کہ وہ سب دیوانے گریبان چاک قریب
حکیم جالوس پہنچے اسنے جو سنا کہ طوفان آتشبار جادو پریشان مو یہ کہتا ہوا آتا ہے شعر

گریبان ہمیشہ سے ہے تشنۂ جیب و دامانم	بہار آئی ہے دیوانون کے دامن چاک ہوتے ہیں

کہا کہ مبتلاے سحر ملکہ بہار گل ہوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہو گیا ہے اور خود

آتا ہو اُس کے لشکر کے ہمراہی سب ساحر بھی اسیرِ دامِ سحر ہیں جب ہی تو اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں
کبھی ہنستے کبھی خود بخود روتے ہوئے مانند دیوانون کے گشتے ہیں یہ دیکھکر پریشان خاطر و متردد
ہوکر پیچھے ہٹا یکایک طوفان آتشبار جادو نے برہم ہوکر پکار کر کہا کہ او نابکار نائب خداوند سکار
تو نے غضب کیا تھا کہ مجکو برائے اسیری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ بھیجا تھا اور کہا تھا کہ میرے ہاتھ
سے ان کو قتل کرائے بھلا کسی عاشق نے اپنے معشوق کو قتل کیا ہے جو میں اس کو قتل کرتا اب
اُس کے حکم سے تجھے قتل کرنے کا ہوں تجھے کیوں مشتاق ہو گیا جانے کا ارادہ رکھتا ہے او ملعون میرے
ہاتھ سے بھاگ کر کہاں جائے گا بغیر تیرا سر کاٹے ہوئے مجکو قرار نہ آئیگا یہ کہکر اپنے لشکر کے ساحروں سے
کہا کہ اے جوانو خبردار و ہوشیار یہ نابکار بھاگنے نہ پائے چارون طرف سے اس کو گھیر لو جانے نہ پائے
ورنہ معشوقہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے شرمندہ ہونا پڑے گا اُس نے اس نابکار کے سر کی
کی فرمائش کی ہے یہ مذکور اس کے واسطے لیجانا ضرور ہے سب نے عرض کیا کہ ہاں اے سردار ہم
ہمکو بھی بخوشی خاطر ملکہ کا خیال ہے ابھی اس نابکار کو گھیر کر قتل کرتے ہیں ملکہ بالائے قلعہ کرسی پر بیٹھی
ہوئی ہیں اس کے سر کی طالب ہیں آپ آگے بڑھیں تاکہ بجلی دار تحریر کر اس پر لگائیں ہم بھی
آتے ہیں طوفان آتشبار جادو اپنی بھول سے نار بے کرانا لے واسطے تحریر پڑھنے میں مصروف
ہوا لشکری ساحر اس کے تب حکیم جالوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا یہ دیوانے مدہوش و غافل
ہیں اپنے بیگانے کو مبتلائے سحر ہو کر نہیں پہچانتے ہیں میرے قتل کرنے پر آمادہ ہیں جلد کوئی تدبیر
ایسی کرنا چاہیے کہ سحر ان پر سے دفع ہو جائے اور باعث اپنی ناموری کا ہو لہذا ابر سحر دشمن
سے اپنا کام حسب دلخواہ لے اپنا کمال و اختیار دیکھنے والوں پر ظاہر کر اپنے کمال و سحر سے تو سب
عامل و ساحر کام لیتے ہیں دشمن کے ابر سحر سے کام لینا دشوار ہوتا ہے یہ خیال کرکے نظر بسوئے
ابر سحر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دیکھکر دستک دی ابر سحر جو بالائے قلعہ بیٹھا و قائم تھا متحرک ہوکر
سوئے حکیم جالوس چلا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے روکنے سے نہ رکا جب ان سب دیوانون کے
سرون پر پہونچا نائب خداوند نے انگشت سے اشارہ کیا وہ ابر قائم ہوکر برسنے لگا جس دیوانے
کے اوپر ایک قطرہ آب بھی پڑا سحر اس کے اوپر سے دفع ہو گیا ہوش میں آیا اپنے لباس پر نظر
کرکے پانی پانی ہوکر حیران ہوا از انجملہ طوفان آتشبار جادو بھی ہوشیار ہوا اپنے ہاتھ میں بجلی
بجلی دار اور اپنے لباس تن کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھکر متحیر ہوا حکیم جالوس نے سب دیوانون کو
بارش ابر مذکور سے ہوشیار کرکے وہاں ابر کو باشارہ دفع کرکے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے
مخاطب ہوکر کہا کہ واہ وا تم سب خوب برائے قتل و اسیری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے تھے خود ہی
اُس کے سحر میں مبتلا ہوکے اس طرف ہمارے قتل کرنے کے واسطے آئے تھے اگر ہم اس وقت
تم پر دفع سحر نہ کرتے تو ضرور تم سب ہمسے تھے ہمارے قتل کرنے کے درپے ہوئے بلکہ قتل و
اسیر کرنے میں کوئی دقیقہ دشمنی فروگذاشت نہ کرتے سب اپنے حال سے آگاہ ہوکے غیرت سے
سر جھکالیے خصوصاً طوفان آتشبار جادو نے بہت نادم و شرمندہ ہوکر عرض کیا کہ اے نائب خداوند
معاف فرمائیے کہ میں اپنے حواس و ہوش میں نہ تھا مبتلائے سحر ہو گیا تھا اب جاتا ہوں ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو کو ضرور ہلاک کروں گا حکیم جالوس نے کہا کہ میرے ہاتھ سے وہ قتل و اسیر نہ ہوگی
ہرگز نہ جاؤ ورنہ پھر مبتلائے سحر ہو جاؤگے اُس نے یہ سنکر کہا کہ اب آپ بذات خاص متوجہ ہو جاکر

اُس سے مقابلہ کیجیے گا حکیم نے کہا کہ ہم نائب خداوند ہیں ہماری شان وعزت کے خلاف ہے کہ دو تین
باطلیون کی اسیری کے واسطے ہم در قلعہ پر جا کر مجادلہ و مقابلہ کریں آگاہ ہو کہ ہم عامل کامل بھی ہیں
اپنے عمل سے موکلون کو روانہ کر کے اُن کو ابھی اسیر کیے لیتے ہیں یہان ہم کو تجھ سے آگے ہیں
ہم جا کر ساحران نے نہیں ہیں جنھون نے کبھی حکومت دیکھی ہیں ہمارے قبضے میں اکثر جن [illegible] تابع حکم
ہیں ہم جس کام کے واسطے بھیجتے ہیں وہ فی الفور کرتے ہیں اگر تجھکو ہماری حکومت جنون [illegible] دیکھنا مطلوب
ہے تو دیکھ لے ہم ایسا بھی کوئی جاہل زبردست تو نے نہ دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا ساحر مذکور نے عرض کیا
کہ یہ غمخوار مشتاق دید ہے جنون کو دکھلایے دیکھیں وہ کس طرح ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو وغیرہ کو اسیر
کر لیتے ہیں حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اچھا ٹھہر جاؤ ابھی ہم موکلون کو طلب کرتے ہیں یہ کہکے
خیمۂ مختصر میں بیٹھکر اشیاے بخور مانند مشک و عنبر و گل و کافور و لوبان وغیرہ آگ پر ڈال کر کچھ
پڑھنے لگا بعد دو ساعت اُسکے سمت صحرا سے غبار بلند ہوا ہواے تند چلی جب وہ غبار دور ہوا
دیکھا کہ چار جن بصورت مہیب پیدا ہو کر روبرو آ کر کہنے لگے کہ اے حکیم جالوس کیون تو نے اسوقت
ہمکو طلب کیا ہے کیا کار دشوار درپیش ہے حکیم مذکور نے جواب دیا کہ اے موکلان عمل تسخیر اسوقت
تمسے یہ کام لینا منظور ہے کہ جو سامنے قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آتا ہے اُس قلعے میں ملکہ دبدبۂ سحرساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو ہماری دشمن جان و بدخواہ خداوند موجود ہیں
اُن کو جا کر اسیر کر لاؤ اور یہ چار تختیان ہیں ایک ایک تختی اُنکے گلے میں ڈال دو [illegible]
پہلے جادوگنی کا سحر تیرا اثر نہ کریگا خبر کوئی حربہ کسی طرح کا تیر کارگر ہوگا جب اُن کو اسیر کر لینا تو
اس کمند کے حلقون میں اُن کو گرفتار کرکے ہر ایک کی زبان میں سوزن دے کر ہمارے روبرو
لے آنا طوفان آتشبار جادو وغیرہ نے دیکھا کہ وہ چارون جن مانند باد تند و تیز مثل برق
بسرعت تمام سوے قلعہ مذکور چلے ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو مع اپنی ہمراہی و نواسی کے بعد خوشی
بیٹھی تھی کہو رہی تھی کہ طوفان آتشبار جادو وغیرہ مبتلاے سحر ہوگئے ہیں یقین ہے کہ حکیم
جالوس نے کوئی تدبیر اُن کے دفع سحر کی ہوگی یا کوئی فکر کر رہا ہوگا اب طوفان آتشبار جادو
تو غالباً بعد دفع سحر بھی ادھر نہ آئے گا ہان حکیم جالوس نابکار اگر خود گئے یا کسی کو اس طرف
روانہ کرے تو عجب نہیں کیونکہ مجھکو دریافت ہوا ہے کہ حکیم جالوس بھی اس صحرا میں وارد ہوا ہے
براے اعانت طوفان آتشبار جادو آیا ہے اگر وہ نابکار بھی اس طرف بارادہ جنگ و مقابلہ آئے گا
تو دیکھا جائے گا میں بھی دبدبۂ سحرساز جادو ہون اسطرح اُس سے وغا کرون گی کہ وہ بھی عاجز
آ جائے گا گھبرا جائے گا مگر ابر سحر کا قائم کرنا برلے قلعہ ضرور ہے یہ کہکے بار دگر ابر سحر بالاے قلعہ
قائم کرنے کی فکر میں مصروف ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے چار شخص بصورت مہیب و بقامت
طویل نظر آئے ملکہ مذکورہ اُن کی شکل خوفناک دیکھکر متردد ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اے لڑکیو ہوشیار ہو جاؤ اسباب سحر ہاتھون میں اٹھا لو یہ چار شخص بصورت
مہیب اسی طرف آتے ہیں شاید یہ بھیجے ہوئے ہیں یا اور کوئی ہیں حکیم جالوس نے تماشا ان کو روانہ
کیا ہے روکنا ان کا ضرور ہے یہ کہکے خاموش ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے نارنج
ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر سے کچھ اٹھا لیا اور بہت سا اسباب سحر سے اپنے قریب رکھا
ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو نے اُس قلعے کے چارون سمت جو چار پتلے تھے اُن کی طرف مخاطب

اسیر و گرفتار کرنے کا کیا ہر چند ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے اور ملکہ بہار رنگ پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو نے اپنی حفاظت کی فکر و تدبیر کی اور چاہا کہ اسیری سے بچیں مگر ایک جن نے ملکہ دبدبۂ
سحر ساز جادو کو جھپٹ کر پکڑ لیا دوسرے جن نے ملکہ بہار رنگ پوش جادو کو آگے بڑھ کر پکڑا
تیسرے جن نے ملکہ مجمر جادو کو دوڑ کر پکڑ لیا جونہی جن سے تینوں ساحر کی زبانوں میں سوزن
و یا اور ایسی کمند کے حلقوں میں سب کو اسیر کرکے کنیزوں سے متعرض ہوئے ان کو قلعے میں رہنا
چھوڑ کے اسیروں کو ایک تخت ہوائی پر ڈال کر تخت کو اٹھا کر قلعہ سحر سے باہر نکل کر حسب نائب خداوند
حکیم جالوس روانہ ہوئے ماجھران سلطان کیوان شکوہ نے دور سے یہ حال دیکھ کر
صدمہ و افسوس کرکے ارادہ کیا کہ ان جنوں سو کو مسکل تھے اسیران مذکور کو اگرچہ مگر بوجہ
خیال ناراضی ملکہ و نیز اس خیال سے کہ دیکھنا چاہیے کہ انجام ان اسیروں کا کیا ہوتا ہے تامل کیا اسیران
ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو وغیرہ دشمنے نگر زبان ان سے خر زدہ حکیم جالوس چلیں ہولان
قلعہ سحر مذکور اسیروں کو تخت پر گرائے ہوئے روبروئے نائب خداوند لا بار لائے اور کہا کہ
آپ کے حکم سے ہم ان کو اسیر کرکے لے آئے ہیں اب جو کچھ حکم ہوا ہو حکیم جالوس نے خوش ہو کر
ان سے کہا کہ اب تم جاؤ ان اسیروں کے تخت کو یہاں رکھ دو وہ حسب الحکم تخت اسیران کو
مع بروائی کے رکھ کر سے ہوا جا کر غائب ہو گئے طوفان آتشبار جادو نے عرض کی کہ اے
نائب خداوند میں نے حضور کے اختیار و کمالات کو دیکھا آپ کی تعریف میں زبان لا امر ہو حکیم
جالوس نے خوش ہو کر اپنے کمال پر نازاں ہو کر جلاد کو طلب کیا جلاد نے سب اسکا حاضر ہو کر
دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے مجھے کیوں طلب کیا ہے لائق گردن زدنی کون ہے کیا کسی کا قتل کرانا
منظور ہے بندہ از بس قوت رکھتا ہوں تیغ آبدار اپنے قبضے میں رکھتا ہوں نہایت سنگدل ہوں
ذرا بھی رحم میرے دل میں نہیں ہے حکیم جالوس نے اسیران مذکور کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ تجھے
میں اسواسطے طلب کیا ہے کہ ان باغیوں کو میرے ہاتھ سے قتل کرائیں پس تاخیر نہ کر جلد ان گرفتاروں کو
قتل کر جلاد حسب الحکم آمادۂ قتل ہوا طوفان آتشبار جادو نے باوجود دشمن ملکہ دبدبۂ سحر ساز
جادو ہونے کے دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند یہ عورتیں ہیں حالانکہ دشمن حضور و
خداوند ہوں سرمست جادو ہیں تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پر انہوں نے کمر باندھی ہے لیکن
عورتوں سے جنگ کرانا اچھا نہیں ہے اگر مناسب ہو تو ان کو قتل سے امان دے کر بقید شدید محکم
بند کر اپنے چند روز میں خود ہی طلسم سب ہلاک ہو جائیں گی بغاوت کی سزا پائیں گی حضور بھی
ان کے خون میں گرفتار نہ ہوں گے ان کے قتل کرنے کی بنا یہی ہے یہ سن کے حکیم جالوس نے
چیں بجبیں ہو کر جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو اپنے دشمنوں کو زندہ رکھنا چاہیے انہیں
قتل سے امان نہ دینا چاہیے اس میں خواہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں بدی کا خیال ہی نہ کرنا چاہیے
ان کی خونریزی سے باز نہ آنا چاہیے جس نے اپنے دشمن پر رحم کیا تو اس کا انجام ضرور خراب دیکھا
خود اس کے ہاتھ سے کسی وقت و زمانے میں قتل ہوا تو تم یہ کہو کہ ہم حکیم ہیں عاقل و دانشمند ہیں
کہ وہ تدبیر کرتے ہیں کہ آئندہ ان سے اندیشہ نہ رہے جان بکی کے [illegible] زندہ رہیں مگر ان کی ذات
سے کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو سو اس کے رعب اپنا جما ہوا کہ ان کو [illegible] زندہ [illegible] جلیے پھر کوئی
ساحر یا ساحرہ بھی یا خداوند سے بغاوت کرے سب ڈر جائیں یہ خیال دشمنی ہمارا اور خداوند کا

اپنے دل میں نہ لائیں ہر وقت تابع حکم و فرمان رہیں ہمارے قہر و غضب و عتاب سے خائف و ترساں رہیں ذرا بھی تو سہی ان کے قتل کرنے سے مقصود اپنا یہی ہے کہ یہ خبر طلسم میں مشہور ہو کر نائب خداوند نے بوجہ بغاوت کے اوروں کو بھی قتل کرایا جلاد سے ان کے سر کٹوائے ذرا ان کے اوپر رحم نہ کیا قید کرنا ان کا کافی نہ جانا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اب میری مجال زیادہ نہیں کہ اس مقدمے میں کچھ عرض کروں جو حضور مناسب سمجھیں وہ کریں کیونکہ آپ نائب خداوند ہیں حاکم و فرمانروا ہیں ہم آپ کے محکوم ہیں اطاعت کرنا ہم کو آپ کی ضرور ہے حکیم جالوس نے بنرمی جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو مصلحت وقت بھی ہے کہ ان کو قتل ہی کراؤں اُس نے جسارت و خیرخواہی کر کے پھر کہا کہ حضور ان کو قتل کرائیں مگر یہ خیال فرمائیں کہ یہ سب قرابت داران خداوند سے ہیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو سر دربار حضور نے ایک دو کوڑے لگائے تھے یہ خبر سنکے تو خداوند کو ناگوار ہوا تھا اور یہ کہا تھا کہ برا کیا کوڑے لگانا نہ چاہیے تھا اب ان کے قتل ہونے کی خبر جب خداوند کو پہونچے گی تو ان کو کیسا ملال ہوگا اور کیسی شکایت حضور سے کریں گے عجب نہیں کہ عتاب کریں حکیم جالوس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تجھے امور سلاطین میں کیا دخل ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں سمجھ بوجھ کر کرتے ہیں اگر ان کے قتل ہونے کی خبر خداوند تک پہونچے گی تو کیا ہوگا مجھکو خداوند کی طرف سے اندیشۂ عتاب نہیں ہے وقت شکایت کہدوں گا کہ اے خداوند ان کو قتل کرانا ہی میرے نزدیک بہتر و مناسب تھا باعث بہبودی حضور و طلسم حضور سنکے یہ جواب سمجھ جائیں گے وہ انجام کار مجھپر عتاب نہ کریں گے بلکہ خوش ہو کر میری فہم و عقل و فراست و انتظام کارگزاری کی بہت تعریف کریں گے خلعت و انعام و ملک و مال دیں گے طوفان آتشبار جادو نے کہا کہ اگر آپ کو اس کا یقین ہے تو پھر ضرور قتل کرائیے یہ کہکر خاموش ہوا حکیم جالوس نے جلاد کو حکم ثانی اسیروں کے قتل کرنے کا دیا جلاد نے یہ سنکر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو سے کہا کہ اب تمہارے قتل ہونے کا وقت قریب ہے تھوڑی دیر میں تمہارے سر و تن سے جدائی ہو جائے گی زمین صحرا تمہارے خون سے رنگین ہو جائے گی لہذا جو حسرت و تمنا کہ رہائی دل میں ہو اُسے اشاروں سے ظاہر کر دو پیاسی ہو تو پانی پی لو گرسنہ ہو تو کھانا کھا لو مگر تم سب طعام کیونکر کھاؤ گے زبانوں میں تو سوزن ہے اگر اس آخر وقت میں کسی کا دیکھنا منظور ہو تو اسے دیکھ لو یہ وقت غنیمت جانو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا کوئی دم میں رشتۂ حیات ٹوٹ جائے گا سر و تن میں جدائی ہوگی حسرت تمنا دل کی دل ہی میں رہ جائے گی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو نے اس حالت اسیری و گرفتاری میں آبدیدہ ہو کر باشارہ جلاد دیدۂ غمگین کو جواب دیا کہ ہمکو آب و طعام کی خواہش نہیں ہے نہ کسی کا دیکھنا ہمیں منظور ہے زبان تمنائے رہائی ہے کہ اگر رہا ہو جاتے تو پھر بادی طلسم زار لامین سعی و کوشش کرتے جلاد مذکور ابھی یہ تقریر اسیروں کی سمجھا تھا اسقدر سمجھا کہ آب و طعام کی خواہش نہیں ہے یہ سمجھکر چبوترہ تک کا ہلنے لگا تو یہ ہلاکت ہونے سے بچانے لگا اسیروں کو تخت چوبی سے کھینچکر بوسیدہ ڈالنے لگا ماجرا ان سلطان کیوان شکوہ نے جب درۂ کوہ سے یہ دیکھا کہ حکیم جالوس نے جلاد نابکار ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو کو قتل کیا چاہتا ہے سب کو زیر تیغ بٹھایا ہے دل میں کہا کہ ایسا اسیر ایسے وقت میں درۂ کوہ میں کھڑے رہنا سیران

دوستون کے قتل ہونے کی دیکھنا اُن کی اعانت ایسے حال مین کرنا تمھاری بہادری و شجاعت سے
بعید ہے یہ خبر پوشیدہ نہ رہے گی ضرور مشہور ہوگی اہل دنیا بزم جمع مین تا ہم کہین گے کہ سلطان کیوان
شکوہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہو کے درہ کوہ مین کھڑے ہوئے دیکھا کیے جلاد اُن کے
دوستون کو قتل کیا کیا اُنھون نے اُن کی اعانت نہ کی بچہ جلاد سے اُن کو رہائی نہ دی شاید حکیم
جالوس اور اُس کے لشکر کے ساحرون سے ڈر گئے درہ کوہ مین چھپے ہوئے کھڑے رہے قدم
آگے نہ بڑھایا سعی و کوشش اپنے دوستون کی جانبری مین نہ کی ایسے شجاع و بہادر تھے کہ شجاعت و جوانمردی
اس صورت مین نہ دکھائی دوست اُن کے دست جلاد سے قتل ہو گئے اور وہ دیکھا کیے ان کی
دوستی سے دست بردار ہونا چاہیے ایسے شخص سے دوستی نہ کرنا چاہیے جو وقت بد کا شریک نہووے
خیالات کر کے بے اختیار درہ کوہ سے بہ اعانت اسیران مذکور چلے ادھر حکیم جالوس نابکار نے
تیسرا حکم اسیران مذکور کے قتل کا دیا جلاد نے تیسرا حکم سنکے تیغہ اُٹھایا چاہا کہ اسیرون کو قتل کرے
ناگاہ ایک جانب سے ایک پارہ ابر سیاہ بسرعت و بجلدی تمام آیا اُس پارہ ابر سے ایک برق بشدت
تمام کڑک کر اس طرح جلاد پر گری کہ وہ نابکار جل کر خاک ہو گیا پھر اُس برق نے مجسم ہو کے سوزن
زبان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو سے نکال کر نعرہ کیا کہ منم
بحرین جادو مطیع و خیر خواہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خیر خواہ دوستان
صاحبقران موصوف اے حکیم جالوس نابکار غضب کیا تھا تو نے کہ ان دوستان و خیر خواہان
صاحبقران کشورستان کو قتل کراتا تھا یہ نعرہ کر کے زمین سے بلند ہو کر پکار کر کہا کہ اے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو والے ملکہ بہار گل پوش جادو والے ملکہ مجمر جادو اب اُٹھو اپنے دشمنون سے
سمجھ لو مین بھی تمھارے دشمنون کو قتل و ہلاک کرون گا جنگ مین تمھاری شرکت کرون گا ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کی زبانون سے جب سوزن نکل گئی اور بحرین جادو کی انھون نے
تقریر سنی فی الفور سبھون نے دہن مین زبان کو جنبش کر اسمے سحر پڑھکر زمین سے بلند ہو کر برق بنکر
لشکر حکیم جالوس و طوفان آتشبار جادو کی سپاہ پر گرنا شروع کیا ساحرون کو جلا کر ہلاک کرنا شروع
کیا حکیم جالوس یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا کہ بحرین جادو نے آکر غضب کیا اسیرونکو
رہا کیا سوزن ان کی زبانون سے نکال لیا کیا معلوم تھا کہ ایسے وقت مین دوستداران باغیون کا
بحرین جادو آجائے گا برق بن کر گرے گا جلاد کو ہلاک کرے گا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ان باغیون
بدخواہون سے لڑنا چاہیے انھون نے تو میرے لشکر کو جلا کر ہلاک کرنا شروع کیا ہائے افسوس یہ بدخواہ
رہا ہو گئے آرزوے دل نہ بر آئی قتل نہوے جانبر ہوئے یہ باتین بکتے خود لپکے آمادہ جنگ ہوا
اس اثنا مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بصورت برق حکیم جالوس پر بصد غضب گری تاب خداوند
نابکار نے کچھ پڑھکر اُس پر پھونکا وہ بصورت اصلی ہو کر زمین پر گری حکیم جالوس نے ارادہ
اُس کے ہلاک کرنے کا کیا ملکہ بزور سحر غرق زمین ہوئی اس اثنا مین ملکہ بہار گل پوش جادو
بھی برق بنکر گری حکیم مذکور کچھ پڑھکر غرق زمین ہو کر دور جا کر زمین سے نکلا ملکہ بہار نے ایک گلدستہ
اپنے گلے کے ہارون کا جلد تیار کر کے ساحران طوفان آتشبار جادو کی فوج پر مارا
وہ گلدستہ پھٹا ہر ایک غنچہ و گل جدا جدا ان پر گرا فی الفور ہوا سے چلی خوشبو ان گلون کی پھیلی ساحرون
نے وہ پھول اُٹھا اُٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی مبتلائے سحر ہو کر دیوانہ وار از خود رفتہ ہو کر اشعار

عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے ملکہ مذکورہ کے آکر عاشق ہونا ظاہر کرنے لگے ملکہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے
محبت رکھتے ہو تو ہمارے دشمنون کو قتل کرو حکیم جالوس اور اس کی فوج کو قتل کرو اپنا عاشق و فا
ہم پر ثابت کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم تو جان نثار و فرمانبردار ہین کب ہمکو آپنے دشمنون کے
قتل کرنے کا حکم دیا تھا اب حکم ہوا ہی قتل کرتے ہین اپنا عاشق ہونا تم پر ثابت کرتے ہین یہ کہکر
حالت دیوانگی مین پکارے کہ یارو فصل بہار آئی ہی جوش جنون ہوا ہی دست وحشت جیب و
دامن و گریبان تک پہونچا ہی عریان تنی مرغوب ہی صحرا جوش بہار سے لالہ زار معلوم ہوتا ہی
واہ واہ کیا گل کھلے ہین کیا ہوا سے سبزہ چل رہی ہی سیر گلشن پیش نظر ہی ایسے موسم بہار مین حکم
ملکہ بہار گل پوش جادو بجا لانا ضرور ہی معشوق کی فرمائش ہی کہ حکیم جالوس نابکار اور اسکے
لشکر کے ساحران ناہنجار کو قتل کرو عاشق و فرمانبردار ہونا ثابت کرو دعوی بغیر دلیل کے عبث ہی اور
یہ سچ ہی ہم تو اپنا عشق ملکۂ عالم پر ثابت کرکے طالب وصل ہونگے استحقاق بوس و کنار کا پیدا کرینگے
سرفروشی و جانبازی ظاہر کرینگے دیکھو ملکۂ عالم وہ سامنے زیر شجر کھڑی دیکھ رہی ہین اپنے عاشقون کو
ملاحظہ کر رہی ہین امتحان عاشقان خود مد نظر ہی ہم تو ان کے دشمنون کو قتل کرنے جاتے ہین بھلا
حکیم جالوس نابکار اس وقت کہان چلا گیا ہی یہان دکھائی نہین دیتا ہی ورنہ پہلے اسی ناہنجار کا سر
کاٹ کر ملکۂ عالم کے روبرو لے جاتے ان کے دل کو خوش کرتے خیر اگر وہ بد اندیش بھاگ گیا تو
اس کے ساحران سپاہ تو ہین یہ کہکر وہ کئی ہزار ساحران سحر پرور جو ملکہ بہار گل پوش جادو جنکے
سرون پر پھول گلدستہ سحر کے گرے تھے اور انھون نے اٹھا اٹھا کے سونگھے تھے نارنج ترنج
گولے فولادی ناریل چھوئی دار سرسون ماش کاردہ جو بنولے روئی کے گچھے پیکان کے و دیگر
اسباب سحر جھولیون سے ہاتھون مین لے کر اسمائے سحر پڑھتے ہوے آگے بڑھے اور وہ سب
ساحران فوج نائب خداوند پر مارے ترنج و نارنج وغیرہ شق ہوے دہوان شعلے پیدا ہوے جسکے
سر پر کوئی شعلہ شعلہائے اسباب سحر سے گرا وہ جلنے لگا نالہ و فریاد کرنے لگا شور و غل بلند ہوا جس کے سینہ
پر کینہ پر کاردہ جو پہنچی سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گئی جس بد سرشت پر دانہ ماش کا پڑا وہ آتش سحر سے جلنے لگا
مانند دانۂ بریان اچھلنے لگا جسکے پہلو و سینے پر گولہ فولادی پڑا سینے کو توڑ کر نکل گیا اودہر ملکہ بہار اپنے
سحر کو زور دینے لگی اور گلدستہ اپنی ہی سے پھولون کا بنا کر اسما و الفاظ سحر اس پر دم کرکے
باقی ماندہ ساحران لشکر طوفان آتشبار جادو پر لگانے لگی وہ بھی جل بجھے مذکور پھول جونکہ گرد پلے نہ
ہو کر حکم ملکہ بہار گل پوش جادو تھے ساحران حکیم جالوس سحر ڈسنے لگے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
زمین سے نکلی تھی کہ طوفان آتشبار جادو نے ناریل چھوئی دار پڑھکر دم کرکے مارا جب وہ ناریل قریب آیا ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو نے سحر پڑھکر اس کے پھٹ جانے کا اشارہ کیا اور وہ ناریل طوفان آتشبار جادو
کی طرف پلٹا ہر چند ساحر مذکور نے اپنے ہی ناریل سحر سے بچنا چاہا مگر ممکن نہوا سر پر آکر پھٹا شعلے پیدا
ہوے ان شعلون نے جلا کر اسے خاک کر دیا علامت اس کے مرنے کی ظاہر ہوئی آندھی سیاہ آئی
ہولے تند چلنے لگی ابر نمودار ہوا سنگ باری ہونے لگی تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی و سنگباری
دفع ہوئی اس کے سحر کے پیرون نے اس کے نام سے پکار کر کہا کہ کشتی مرا کہ نام من طوفان آتشبار
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حکیم جالوس نے طوفان آتشبار جادو
کے ہلاک ہونے کا صدمہ کیا بعد دیکھا کہ با و طوفان آتشبار جادو مبتلائے سحر ملکہ بہار ہو کر بھلا

فوج کے ساحرون کو قتل کر رہی ہے جنگ عظیم ہو رہی ہے جانبین سے جنگ مین سعی و کوشش ہو رہی ہے
لاش پر لاش گر رہی ہے ساحران مبتلاے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو دلیرانہ بڑھتے ہی چلے آتے ہین
یہ رنگ جنگ دیکھکر ارادہ کیا کہ سحر ملکہ بہار گون ساحرون پر سے دفع کیجیے ہنوز دفع سحر کا ارادہ کیا تھا
کہ ملکہ مجمر جادو اسباب سحر مہیا کرکے بزور سحر برق بن کر گری حکیم جالوس نے اُسے آتے دیکھکر
کچھ پڑھکر پھونکا ملکہ مجمر جادو بصورت اصلی ہو کر زمین پر گری حکیم جالوس نے اُس کے ہلاک
کرنے کا ارادہ کیا اس اثناے مین بحرین جادو مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے
حکیم جالوس وغیرہ پر گرا نارنج و ترنج کوے فولادی ناریل بجلی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے
یکبارگی سب نے لگائے حکیم جالوس پر گویا آتش سحر برسا دی اُسنے گھبرا کر ان ساحرون کے سحرون کو
دفع کرنے کا ارادہ کیا کہ زندہ دشمنان سے نکل جاے جان اپنی بدخواہون سے بچاے کس کس سے
لڑے کس کس کا سحر دفع کرے لیکن ممکن نہوا غرق زمین بھی نہو سکا کیونکہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
نے زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ کر دیا تھا آخرکار مجبور ہو کر گھر گیا چارطرف سے ساحرون نے گھیر لیا
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے چارطرف
سے گھیر کر ایسی بارش حملے سحر سے اُس کو تنگ کیا کہ وہ پریشان ہو گیا دشمنون کے دفع سحر
کرنے مین اور اپنی حفاظت جان مین مصروف ہوا کبھی برق بن کر چمک کر بلند ہو گیا کبھی بجلی کی طرح
بدخواہون پر گرا ادنی ساحرون کو ہلاک کیا نامی ساحرون نے اپنے تئین بچایا پھر چارطرف سے
پے در پے سحر کرکے ارادہ اُس کے قتل کا کیا اُس نے ہر ایک سحر بابا و اشارہ وغیرہ دفع کیا غرضکہ
حکیم جالوس گھبرا گھبرا کر جان اپنی دشمنون سے بچانے لگا گاہ عاجز و پریشان ہو کر بے اختیار
اپنی زبان پر یہ لانے لگا کہ آہ کیا کرون ان دشمنون سے جان کیونکر بچاؤن انھون نے چارطرف سے
گھیرا ہے نکل کر جانے بھی نہین دیتے ہین ایسے وقت مین ان پر کیا سحر کرون اتنی مہلت کہان ہے کہ
عمل پڑھون پھر موکلون کو طلب کرون جان اپنی بچانے مین مصروف ہون دیکھیے جان بچتی بھی ہے
یا نہین بے طرح دشمنون مین گھر گیا ہون ادھر تو حکیم جالوس کا یہ حال ہے جو لکھا گیا ادھر صاحبقران یا
سلطان کیوان شکوہ جو بہ اعانت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ درہ کوہ سے چلے تھے
اثناے راہ مین رہائی ملکہ مذکورہ وغیرہ پر نظر کرکے بحرین جادو کے وقت پر آنے سے خوش ہو کر
اپنے ارادے سے باز رہکر دور سے لڑائی دیکھنے لگے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و بحرین جادو و ملکہ مجمر جادو کی جانفشانی و ہمت و سحر و ساحری کی ثنا کرنے لگے کہ حکیم
جالوس ایسے نامی و ساحر زبردست کو عجب طرح سے گھیرا ہے کہ اُس کو عاجز کر دیا ہے کبھی صاحبقران
ثناے ہمت و جرات بحرین جادو وغیرہ کر رہے تھے ناگاہ ہواے تند و تیز چلی غبار صحرا کی طرف سے
بلند ہوا بعد ازان ایک پارۂ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر مین بکثرت بارش ہوتی تھی دمبدم برق ظاہر
ہوتی تھی صداے رعد آتی تھی صاحبقران اُس پارۂ ابر کی طرف متوجہ ہو کر دل مین کہنے لگے خدا
خیر کرے یہ ابر کیونکر کیسا آیا ہے ابھی امیر یا تو وغیرہ کہہ رہے تھے کہ بسرعت تمام وہ پارۂ ابر سحر آے
سبزہ زار مین بمقام جنگ منلوبہ پہونچکر ہوا پر قائم ہوا پھر یکایک شق ہوا صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ وغیرہ نے دیکھا کہ ایک تخت سحر بصورت بساط ہے چار طاؤس چارون طرف سے اُسے اٹھائے
ہوئے ہین اُس تخت بساط نما پر ایک ضعیفہ نہایت کبیر السن خمیدہ کمر سیاہ رو سفید مو خشمناک و

میں بحیثیت مثلثی ہوئی ہو دیکھنے سے اُس کے ثابت ہوتا ہو کہ ایک طلسم بے دربان ہو بالائے سر
ساحرہ مذکورہ ایک سندھی سی ایستادہ ہو وہ سندھی بصورت گنبد پائی جاتی ہو سندھی کے اوپر
ایک پارۂ ابر مائل بسرخی سایہ فگن ہو دمبدم اُس سے برق جہاں ہوتی ہو اور صدائے رعد پیدا ہوتی
ہو ہنوز دیکھنے والے اُس ساحرہ پر کالۂ آفت کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اُس ساحرہ نے سر
اٹھا کر غضبناک ہو کر پکار کر کہا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان دبدبۂ سحر ساز جادو ہوشیار ہو جا کہ
میں آ پہونچی تیرے تمام حالات سے مجھے آگاہی ہوئی اے غضب کیا تو نے کہ نائب خداوند سے
سرکشی کی اُس کی دشمن جان ہوئی طلسم زلزلہ سے بارادۂ جنگ ادہر آئی شریک طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ہوئی کچھ پاس و لحاظ اپنے دین آبائی اور اپنے خاندان کا نہ کیا کچھ خداوند ہودسرست
جادو کے قہر و غضب سے بھی نہ ڈری دشمنی و بربادی طلسم زلزلہ پر کمر باندھی اب حکیم جالوس نائب
خداوند کو تو نے اور تیری صاحبی و لواسی وغیرہ نے گھیرا ہو اُس کو عاجز کیا ہو ارادہ اُس کے قتل کا کیا ہو
سنو بساط جادو کے گذارم کہ از دست ما زندہ و سلامت بدر روی یہ تقریر باواز کر کے اُس پارۂ ابر
مائل بسرخی کی طرف انگشت سے اشارہ کیا وہ ٹکڑا ابر کا ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو و ملکہ بحر جادو و بحرین جادو وغیرہ دشمنان حکیم جالوس پر پھیلا ہوکے برسنے لگا برق چمکنے لگی
صدائے رعد پیدا ہونے لگی جس بدخواہ حکیم جالوس پر ایک قطرۂ آب بھی اُس ابر سے گرا وہ مبتلائے سحر
ہو کر بسر اُلٹا از خود رفتہ ہو گیا اور جس خیرخواہ حکیم جالوس و نیز حکیم جالوس پر اُس ابر کا پانی برسا
بدستور رہا مبتلائے سحر نہوا تھوڑی دیر میں ملکہ بہار گل پوش جادو و بحر جادو و بحرین جادو
و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو وغیرہ بارش ابر سحر سے سحر میں بھیگے اور از خود رفتہ ہو کر بیہوش ہو گئے
ملکہ بساط جادو نے اپنے تخت بساط نما سے اُتر کر تخت بساط نما کو ہوا پر قائم کیا اور خود واسطے بد
روبروے نائب خداوند آکر بادب سلام کر کے پوچھا کہ حضور نے مجھے پہچانا حکیم جالوس نے
جواب دیا کہاں صورت آشنا تو ہوں مگر اس وقت حواس میرے درست نہیں ہیں تمہارا نام یاد نہیں آتا
اُس نے عرض کیا کہ میرا نام بساط جادو ہو ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو کی خالہ ہوں خیرخواہ ہوں
دشمن دشمنان حضور کی ہوں ہر چند کہ حضور نے مجھکو طلب نہیں کیا تھا لیکن اس جنگ کی خبر سنکے حضور
کے اوپر رفقائے اعلے کے حال سے آگاہ ہو کے بعجلت تمام ادہر آئی ہوں یہاں عین وقت پر پہونچی
ہوں داخل زمرۂ خیرخواہان ہوئی حکیم جالوس نے خوش ہو کر جواب دیا کہ اے ملکہ بساط جادو اب
میں نے تمکو بخوبی پہچانا تمنے یہاں آکر ان بدخواہوں کو اپنے اس ابر سحر سے بیہوش کیا ہماری خوشی کا
باعث ہوا بیشک تمنے خیرخواہی کی اگر تم نہ آتیں تو بھی ہم ان سب کو اسیر کر لیتے یہ کوئی وقت سخت ہمپر
نہ تھا بھلا یہ بد اندیش ہم سے کیا لڑ سکتے کب تک مقابلہ کرتے آخر کار ہم بدولت ان کو اسیر ہی کر لیتے
ایک مرتبہ قبل دو ساعت ان کو اسیر کر چکے تھے یہ بحرین جادو ایک بچہ عین وقت پر
ان کی مدد کو آگیا اس کے آنے کی خبر و آگاہی نہ تھی ہم غافل تھے جلاد کو حکم قتل دے چکے تھے کہ
یکایک بحرین جادو نے ان بدخواہوں کی پیرہانوں سے بیوزن کو آکر دور کر دیا یہ بدخواہ رہا ہوے
تھے جیسے کہ سب ہیں تھے اس اثنا میں تم آگئیں تمنے ان کو اپنے ابر سحر کی بارش سے بیہوش کیا
اس خیرخواہی کا انعام تمکو خداوند لقا دینگے اور ہم بھی دینگے یہ کہکر جلاد کو طلب کر کے حکم دیا کہ
ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ بحر جادو و بحرین جادو کو پہلے قتل کر

بعد ازان اور ساحر جسقدر ہمارے دشمنون سے بیہوش پڑے ہین اُن کو قتل کرنا جلاد حسب الحکم
برائے قتل بڑھا ملکہ بساط جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ میری خیر خواہی تو حضور پر ظاہر ہوگئی ہوگی
کہ مین نے مطلق اپنی بھانجی حقیقی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور اُس کی بھانجی اور نواسی کا بھی
پاس و لحاظ نہ کیا نہ قرابت قریبہ کا خیال کیا حضور کا دشمن جان کر ان کو بیہوش کیا لیکن مجھسے ان کی
خونریزی نہ دیکھی جائیگی ستم ہی کہ میرے سامنے قتل کیجائین اور مین دیکھون لہذا اگر مناسب ہو تو
ان کو بالفعل قتل نہ کیجیے زندان مین قید کرا دیجیے اگر یہ اطاعت حضور کی اختیار کرین تو فہو المراد
ورنہ ان کو قتل کرا دیجیے گا الا میرے روبرو قتل نہ کرائیے گا مجھسے ان کا قتل ہونا نہ دیکھا جائیگا
اور دیگر ساحران بد اندیش جو بیہوش پڑے ہین اُن کو بھی قتل نہ کرائیے خود ہی بعد چار پہر کے
ہلاک ہو جائینگے یہ سحر میرا اُن پر سے میری زندگی مین دفع نہین ہو سکتا اور خاصیت
میرے اس سحر کی یہی ہی کہ دشمن بعد چار پہر کے ہلاک ہو جاتا ہی پس احتیاج قتل کرنے کی نہین
آخر حکیم جالوس نے کچھ سوچ کر جلاد کو قتل کرنے سے باز رکھکر ملکہ بساط جادو سے کہا کہ اب
ان چارون بدخواہون کا کیا منشا ہی جس طرح چاہو ان کو سوے طلسم زلزلے چلو اُس نے
عرض کیا کہ مین ان کو بحفاظت لے چلونگی کیا مجال کسی ساحر دشمن کی جو ان کو رہا کرسکے یہ کہکر
اپنی بساط سحر کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ بلندی سے سوے بستی آئی بساط جادو وغیرہ
اکثر ساحرون نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و مجرین
جادو کو زمین سے اُٹھا اُٹھا کر اُس بساط پر ڈالا بعد ازان ملکہ بساط جادو نے بچشم ہنسکر اشارہ کیا
پھر وہ بساط زمین سے بلند ہو کر ہوا پر قائم ہوئی اور وہ ابر سحر مائل بسرخی جو برسا تھا سمٹ کر
مختصر ہو کر بدستور مرقوم اُسی مسند کی گنبد نما پر سایہ فگن ہوا حکیم جالوس نے کہا کہ اے ملکہ
تمہارے تخت سحر بساط صورت مین تو اب جگہ تمہارے آرام بیٹھنے کی نہین ہی ہم چاہتے ہین
کہ ہمارے تخت سحر پر ہمارے ساتھ سوار ہو کر باتین کرتی ہوئی چلو ہمارے برابر پہلو نشین ہو کر
چلو تمنے خیر خواہی کی ہی ہم بھی تمہارا مرتبہ بڑھاتے ہین اُس نے عرض کیا کہ میری تو یہ توقیر نہین ہی کہ
آپ کے برابر بیٹھون مگر حضور میرا مرتبہ بڑھاتے اور سرفراز کرتے ہین میرے فخر کا باعث ہی آپ
بمنزلہ آفتاب ہین برتبہ ذرہ حقیر ایک بیچ ہی ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ حکیم جالوس نے خوش
ہو کر جواب دیا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مگر تمہاری خیر خواہی کا بالفعل یہ صلہ و انعام ہی آئندہ
طلسم زلزلے مین چل کر ایسا انعام ہم تمکو دینگے کہ کسی بادشاہ نے اپنے کسی نمکخوار کو نہ دیا ہوگا
ملکہ بساط جادو نے خوش ہو کر پھر عرض کیا کہ میری تو یہ بساط و حقیقت نہین ہی کہ آپ کے برابر بیٹھون
مگر تعمیل حکم مین مجکو کیا عذر ہی یہ کہکر حکیم جالوس تخت سحر پہ بیٹھا ملکہ بساط جادو کو اپنے پاس
بٹھایا ساحران باقی ماندہ کو حکم دیا کہ ہمراہ ہماری سواری کے آہستہ چلو اسوقت ہمکو حصول مسرت
کہ زمین سے تھوڑی ہی بلندی پر تخت سحر ہمارا آہستہ آہستہ چلے گا زیادہ بلند ہو کر بسرعت تمام
روان نہوگا کیونکہ ہمکو سیر اس صحراے سبزہ زار کی اور اس دامن کوہ کی منظور ہی سب نے عرض کیا
کہ ہم سب نمکخوار حکم حضور کی تعمیل کرینگے غرضکہ موافق مندرجہ بالا سواری حکیم جالوس چلی
ساحران ہمراہی بھی حسب الحکم پیچھے پیچھے چلے راہ مین نائب خداوند مردود دونا پکار سیر صحراے
سبزہ زار دیکھتا ہوا ملکہ بساط جادو سے باتین کرتا ہوا جاتا تھا وہ بساط کی ساختہ بساط جادو

کے بالاے ہوا چلی آتی تھی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ حال دیکھکر برہم ہوکر بخیال
اعانت اسیران مذکور پھر چلے جب سواری حکیم جالوس قریب دامن کوہ کے پہونچی دیکھا کہ
ایک چھوٹا سا گانوں ہی چھوٹے چھوٹے مکانات خام زمینداروں اور کسانوں کے ہین چنے کے
کھیت سرسبز و شاداب ہین ہین و بسیار کھیت ہین درمیان ان کے راہ ہی کچھ کوہی کسان کھیتوں کی
مینڈون پر بیٹھے ہوے ہین حقہ ان کے آگے رکھا ہی کنڈون مین آگ لگائی ہی وہ جل رہے ہین
دھوان ہو رہا ہی بیچ مین ان کے ایک شخص دہقانیون کا سا لباس پہنے ہوے بیٹھا ہوا ہی دستار
بڑی اس کے سر پر ہی کچھ باتین ہدایت آمیز کر رہا ہی سب کوہی کسان بگوش ہوش سن رہے ہین حکیم
مذکور ان کوہیون کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان کوہیون نے جانب سواری حکیم جالوس نظر کی باہم
کہا کہ یہ آفت و بلا ادھر کیسی آتی ہی بالاے ہوا چارپایون درندون اور پرندون پر یہ سب سوار ہین
نہین معلوم یہ کون ہین ادھر کیون آتے ہین اس مرد کوہی نے جو بڑی پگڑی باندھے تھا کل زبان مین ان سے
کہا کہ یہ ایک بلاے عظیم آتی ہی اس بلا سے بچو جہانتک بھاگا جائے بھاگو ورنہ یہ بلا تمکو ضرر پہونچائیگی
یہ لشکر بلا تم پر گرے گا سب کو کھا جائے گا تم مین سے کوئی زندہ نہ بچے گا یہ سنکے وہ سب کوہی بے اختیار
اپنے گانون کی طرف بھاگے جب وہ خوف سے دور بھاگ گئے اور سواری حکیم مذکور قریب تران
چنون کے کھیتون کے پہونچی وہ مرد کوہی جو اپنے سر پر دستار رکھے ہوے تھا دوڑتا ہوا آیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ اے نائب خداوند مجھ اس فدوی کو عرض کرنا ہی حکیم جالوس نے سواری روک کر پوچھا
کہ کیا کہتا ہی اس نے عرض کیا کہ حضور مین نے عہد کیا تھا کہ جب حضور اپنے دشمنون پر فتحیاب ہونگے
اور ان کو اسیر کرکے اس طرف سے گذرینگے تو مین ان کھیتون کو ملازمان حضور کی نذر کرونگا اور
کہونگا کہ جس قدر دل چاہے بوٹ اکھیڑ کر کھائین لہذا مجھ ادنی زمیندار کا یہ ہدیہ قبول ہو اس لائق
تو نہین کہ زر و جواہر حضور کو نذر کرون الا یہ چند کھیت جو میرے ہین نذر ملازمان سرکار کرتا ہون اگر
میری تمنا بر آئیگی عزت و آبرو میری میرے ہمچشمون مین بڑھ جائیگی آپ نائب خداوند دست
جادو ہین آپ کے لشکریون کے کھانے سے زراعت میری زیادہ ہو جائیگی پیداوار زیادہ تر
ہوگی حکیم جالوس نے اس کی تقریر سنکے ملکہ بساط جادو کی طرف دیکھا اس نے عرض کیا کہ حضور
یہ مرد کوہی نہایت عجز و انکسار سے عرض کرتا ہی اپنی عزت افزائی چاہتا ہی مناسب ہی کہ اس کی التماس کو
قبول فرمایئے اپنے ساحران لشکری کو حکم دیجیے کہ سحر کی سواریون سے اتر کر ان دونون کھیتون مین
جا کر چنے کے درخت زمین سے اکھیڑ کر کھائین ایک لمحہ حضور یہان توقف فرمائین یہ سیر بھی قابل دید
ہی چنے کے کھیت ہرے بھرے اچھے معلوم ہوتے ہین حکیم جالوس نے ملکہ بساط جادو کے کہنے
سے اور مرد کوہی کے عاجزی کرنے سے اپنے لشکر کے ساحرون کو حکم دیا کہ سواریون سے اتر کر
ان کھیتون مین جا کر اپنے ہاتھ سے بوٹ زمین سے اکھیڑ اکھیڑ کر کھاؤ ہمین اس مرد کوہی کی خاطر منظور
ہی ساحران لشکر حسب الحکم فی الفور سحر کی سواریون سے بصد خوشی و خرمی اتر کر کھیتون کے اندر گئے
اور درختان نخود اکھیڑ اکھیڑ کر کھانے لگے فوجی ساحرون نے گویا لوٹنا شروع کیا کھیتون کو غارت کیا
گرد و غبار درختان نخود کے اکھیڑنے سے بلند ہوا وہ غبار جس جس ساحر کے دماغ تک پہونچا اس کو
بے اختیار چھینک آئی پھر تیورا کر کھیت مین گر کر بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر مین حکیم جالوس و ملکہ
بساط جادو و تمامی ساحران سپاہ بیہوش ہو گئے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو بیہوش ہو گئے

تخت جوہر بالائے خاک گرے اُسوقت اُس مرد کوہی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گرد پا او نابکار
حکیم جالوس واے بساط جادو میری موجودگی مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ مجمر جادو کو تم اسیر کرنے چلے تھے یہ نہین جانتے تھے کہ مین
تمہاری فکر مین یہان در پے بیٹھا ہوا ہون خواجہ نعرہ کرکے چلے گئے کہ صاحبقران کشورستان
پہونچے دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین اور ایک مرد کوہی دستار بسر کھڑا ہی صاحبقران نے
دور سے پوچھا کہ او کوہی نام تیرا کیا ہی ان سب کو کس نے بیہوش کیا ہی اُس نے جواب دیا کہ آپ نے
مجھے نہ پہچانا یہ خادم آپ کا طیفور گرد پا ہی ذرا اپنے دماغ کے اندر اس گرد و غبار کو جانے نہ دیجیے گا ورنہ
بیہوش ہوجایئے گا یہ گرد و غبار نہین ہی سفوف بیہوشی ہی ہزار ہا روپے کے صرف کرنے سے اسقدر
سفوف بیہوشی تیار کرکے مین نے اپنی زنبیل مین رکھا تھا وہ سب سفوف بیہوشی اس وقت اس
عیاری مین صرف ہوگیا اب ذرا بھی سفوف بیہوشی میری زنبیل مین نہین رہا صاحبقران کشورستان
نے سوراخ ہائے بینی اپنی کو تو بند کیا بعدہٗ خواجہ کی اس عیاری کی بہت تعریف کرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہم اسوقت تم سے اقرار کرتے ہین کہ بعد فتح طلسم زلزلہ جو مال و زر طلسم زلزلے کا ہمارے ہاتھ آئے گا
اُس کا نصف تمکو دیدین گے اور اگر مانند اسپ طلسم و دیگر اشیاے طلسمی تمکو نہ دیے گئے تو قیمت
اُس کی تمکو نقد دین گے تمنے عجب کار نمایان کیا ہی کیا خوب عیاری کی ہی خواجہ یہ سنکے خوش ہوے
بعدہٗ ارادہ کیا کہ حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو کو جیتے جی قتل کیجیے اُسوقت امیر باتوقیر نے
ارشاد کیا کہ ان کو ایسی مدہوشی سے ہوشیار کرو کہ یہ بھاگنے نہ پائین تاکہ ہم ان کو ہدایت کرین شاید یہ
دونون بیدین دین اسلام اختیار کرین خواجہ نے عرض کیا کہ مجھے تعمیل حکم مین تو کچھ عذر نہین ہی
مگر ان کا ہوشیار کرنا اور ان کا ہدایت سے راہ راست پر آجانے سے دو دشوار ہی ہرگز یہ مسلمان
نہون گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہمکو انہین ہدایت کرنا منظور ہی شاید
یہ بیدین دین حق اختیار کرین خواجہ نے حسب الحکم امیر باتوقیر مندی حضرت دانیال کی زنبیل سے
نکال کر اُس کو ایک جگہ اُن کھیتون سے علحدہ ایستادہ کرکے اندر مندی مذکور کے حکیم جالوس
و ملکہ بساط جادو کو لیجا کر ستون ہاے مندی سے اُسکو محکم باندھکر فتیلہ رفع بیہوشی اُن کو سنگھا کر
ہوشیار کیا دونون بیدینون نے ہوشیار ہوکر آنکھین کھول کر اپنے تئین مندی کے ستونون مین
بندھا ہوا پایا اور سامنے اپنے صاحبقران کشورستان و خواجہ کو دیکھا دیکھتے ہی آنکھین بند
کرلین امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ اے حکیم جالوس نابکار واے ملکہ بساط جادو تم دونون
آنکھین کھولو اپنے حال پہ نظر کرو خواب کا خیال نہ کرو دیکھا اپنے تئین مندی کے ستونون مین بندھا
ہوا جانو اگر ممکن ہو تو بزور سحر اس مندی کے اندر سے بیباک جادو سوزن بھی تمہاری زبان مین
نہین ہی یہ سنکے انہین یقین ہوا کہ ہم اسیر ہوئے آنکھین کھول کر دیکھا سحر ہر چند یاد کیا مگر یاد
نہ آیا مجبور رہے مندی کے بند سے نکل نہ سکے اُسوقت امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے حکیم
جالوس واے بساط جادو اگر تم ہمسے آگاہ ہو تو خیر اور اگر ناواقف ہو تو خبردار ہو کہ ہم
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین دیکھو ہمارے عیار وفادار
خواجہ طیفور گرد پا نے تمہارے ساحران زبردست کو عیاری کرکے کس طرح اسیر کر لیا تمام لشکر
کو مع تمہارے بیہوش کیا جس طرح ہم تم پر فضل خدا سے غالب ہوئے ہین اسی طرح جملہ ساحران

طلسم پر غالب ہونگے طلسم زلزلہ کو مدد و اعانت خدا سے فتح کرینگے لہذا تمکو لازم ہے کہ ہماری اطاعت
اختیار کرو اور دین باطل کو اپنے ترک کرکے دین حق کہ دین اسلام ہے اُسے اختیار کرو جس کو تم
اپنا خداوند جانتے ہو وہ مثل تمہارے ہے کچھ قدرت و اختیار نہیں رکھتا ہے جو کچھ کام کرتا ہے بزور سحر
کرتا ہے اور ڈرتا ایسا ہے کہ ہمارے خوف سے طلسم باطن میں جا کر چھپا ہے عجب تمہارا خداوند ہے
کہ ڈرتا ہے اور چھپتا ہے ذرا تو فکر و غور کرو ہبود سرمست جادو کو اپنا خداوند جان کر سجدہ نکرو وہ نابکار
مردود گمراہ کنندہ ہرگز قابل سجدہ نہیں ہے اور ان لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہے جس نے
اپنی قدرت کاملہ سے اٹھارہ ہزار عالم کو خلق کیا ہے زمین و آسمان مہر و ماہ شجر و حجر برگ و ثمر کوہ و دریا
ستارے اور سیارے وغیرہ اور تمام جن و انس و وحش و طیور سب اُسی کی مخلوقات سے ہیں
وہی سب کا خالق ہے جس نے سب کو پیدا کیا ہے وہی قابل سجدہ ہے سوا اُس کے کوئی خدا نہیں ہے
وہ وحدہٗ لاشریک ہے تمکو لازم و مناسب ہے کہ اپنے معبود حقیقی کو جانو پہچانو اُس کو اپنا معبود حقیقی
حقیقی جانو دین اسلام اختیار کرو انہوں نے جواب دیا کہ اتنی زندگی تو ہماری ہبود سرمست جادو
کی پرستش میں گذری ہے ہم تمہارے خدا کو سجدہ نکرینگے دین اسلام اختیار نکرینگے یہ سنکر
صاحبقران کو بدرجہ کمال غصہ آیا خواجہ نے بڑھکر حکم امیر بابو تیغ سے حکیم جالوس و ملکہ
بساط جادو کو قتل کیا سر اُن کے تنوں سے جدا ہو کے لاشے اُن کے خاک پر غلطان ہوے
بعد ازاں تڑپ کر ہلاک ہوے اُن کے مرتے ہی وہ بساط جو ہوا پر قائم تھی زمین پر گری
گرتے ہی وہ بھی غائب ہو گئی صرف ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو وغیرہ جملہ اعلیٰ ادنیٰ ساحر جو بیہوش
تھے بساط جادو کے مرتے ہی سب ہوشیار ہوے علاوہ اس کے حکیم جالوس اور ملکہ
بساط جادو کے مرنے سے نہایت آندھیاں زور شور سے آئیں ہوائے تند و تیز چلی گرد و غبار
بلند ہوا ابر کے ٹکڑے فلک پر نمایاں ہوے برقیں چمکیں سنگباری و برف باری ہوئی تاریکی
محیط ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہٗ مطلع صاف ہوا حسب دستور مرقوم ہیروں نے سحر کے ملکہ
بساط جادو کے نام سے و حکیم جالوس کے نام سے اس طرح آوازیں بلند کیں افسوس مردیم و
قتل شدیم کرنامے ما حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو بود یہ آوازیں دے کر نالان و گریان
سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوے صاحبقران اُن کے قتل ہونے سے خوش ہوے ملکہ دبدبۂ
سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ پری وش جادو و ملکہ شجر جادو و بحرین جادو وغیرہ ساحروں کو جو
مبتلاے سحر ملکہ بساط جادو ہو کر بیہوش ہو گئے تھے اُن کو ہوش آیا اُس کے قتل ہونے سے
سحر اُن پر سے دفع ہو گیا پھر ایک خدمت صاحبقران میں آیا خصوصاً بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار رنگ پری وش جادو و شجر جادو و لشکریان بحرین جادو کے وغیرہ نے صاحبقران
کو سلام کیا خواجہ کی عیاری کے حال سے باخبر ہوے ہر ایک نے خواجہ کی تعریف کی اُس وقت
ساحران لشکر حکیم جالوس ہزار ہا کھیتوں میں درختان تمر کے سفوف بیہوشی سے بیہوش
ہوئے تھے اور جو ساحر بیہوش نہیں ہوے تھے وہ ہنگام قتل و بیہوش ہونے ملکہ بساط جادو
و حکیم جالوس کے ہوے طلسم زلزلہ بھاگ گئے تھے صاحبقران نے حکیم جالوس کے لاشے پر
نظر کر کے ارشاد کیا کہ یہ وہ نابکار ہے کہ اس نے سنجر یادر و دیدار حکیم سالکوس کو بے خطا و قصور
قتل کیا تھا اور اُس کے رفقا کو تہ تیغ کیا تھا فرمایا کہ اپنا لشکر لُٹا اُس کے اور ملکہ بساط جادو کے

لاشے پر دوڑا پایا مال سیم اسپان کیا عوض وقصاص دونون نامبردو سے لیا بعدہٗ خواجہ سے کہا کہ
ان ساحران بیہوش شدہ کو بھی قتل کرو یہ بھی ہمارے اور ہمارے دوستون کے دشمن ہین
خواجہ نے عرض کیا کہ ان کو کہان تک قتل کرون گا ہزارہا ہین ان کو یون ہی پڑا رہنے دیجیے
یہ خود بخود مر جائینگے لاکھون من سفوف بیہوشی ان کھیتون مین زنبیل سے نکال کر ڈالا ہے مینے
ان کھیتون مین اثر سفوف بیہوشی رہیگا یہ ہوشیار نہونگے آخر کار دو چار روز مین خود ہی
مرجائینگے پس قتل کرنا ان کا عبث ہے امیر با توقیر نے خواجہ کی رائے کو پسند کیا پھر وہان سے
سب کو لیکر قلعہ ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو مین گئے بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ خداوند عالم
نے حکیم جالوس وغیرہ پر آپ کو فتحیاب کیا ہے اس خوشی کا جشن کیجیے صاحبقران عالم نے انکی
عرض کو پذیرا کرکے ارشاد کیا کہ اچھا بزم عشرت آراستہ کی جائے ارباب نشاط طلب کیے جائین
خوشی قتل حکیم جالوس وملکہ بساط جادو کا جشن کیا جائے حسب الارشاد بحرین جادو وغیرہ نے
سامان جشن کیا ارباب نشاط دور دور سے طلب کیے گئے بزم عشرت بمقام مناسب بصد خوبی آراستہ کی گئی
صاحبقران کشورستان وملکہ دبدبۂ سحرساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ محمر جادو اور
بحرین جادو وغیرہ بزم عیش وعشرت مین علی قدر مراتب بیٹھے ارباب نشاط حسب الطلب مع
سازندون کے حاضر ہوکر ناچنے گانے لگے اہل بزم عشرت بصد خوشی ان کا ناچ گانا دیکھنے سننے لگے ازانجملہ
ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش رو خوب رو نے سر بزم عشرت یہ غزل حسب فرمائش ملکہ بہار
گل پوش جادو شروع کی

غزل

کیون سون صرف تواضع ہمہ تن جان ہوکر
آئی ہے میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر

عاشق زلف ہون ان چہرے پہ رہتی ہے نگاہ
آنکھیں ہندو سے لڑاتا ہون مسلمان ہوکر

اٹھے پاؤن وہ جبے پاس تک آکر میرے
داغ ہجران رہے مشکل ہے آسان ہوکر

چین سے سوتا ہون مین زلف کے سودے میں کہان
نیند بھی آئی ہے تو خواب پریشان ہوکر

گرمی ضبط فغان سے ہوئی رسوائی دل
کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر

اٹھو واجب ہے وضو شوخ کی زیارت کے لیے
آیا ہے سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر

فضل حق شامل گردش مری تقدیر سے ہو
کوئی مشکل بھی جو آتی ہے تو آسان ہوکر

چین محشر مین بھی پایا نہ سیہ بختی سے
پڑ گیا روز قیامت شب ہجران ہوکر

لیک ارمان ہوئی سو مشکلین آ ہو چین اور
سخت مشکل ہوئی مشکل مری آسان ہوکر

آستین پکڑی تھی کب پاؤن جو چھپے صاحب
کیجیے انصاف ذرا سر بگریبان ہوکر

غم مین پاس تیغ تبسم کے جو روتا ہون مین
دہن زخم ہنسا ہے مین خندان ہوکر

اس پہ پڑا دے پہلو مرا اف لی جو ہوا
گھر نے دیوانہ بنایا ہے مجھے ویران ہوکر

مرکے بھی دشت نوردی کا ہو شوق نے داغ
خاک اڑتی ہے مری گرد بیابان ہوکر

اہل بزم عشرت بخوشی اشعار مندرجہ غزل سننے لگے ملکہ بہار گل پوش جادو بعض بعض اشعار
کی تعریف کرنے لگی دیگر اہل بزم بھی بجلسے خوشنا کرنے لگے تین روز تک اسی طور سے بزم عشرت
آراستہ رہی نازنینان خوش گلو رقص ونغمہ کیا کین تیسرے روز قریب ہنگام شام ملکہ بہار گل پوش
جادو نے کہ عاشق زر نوازی خواجہ طیفور ہوگئی تھی خواجہ سے کہا دل چاہتا ہے کسی وقت ذرا

کوئی غزل گاؤ یہ جلسۂ عشرت اپنی نے نوازی پر ختم و تمام کرو خواجہ نے اُس کے کہنے سے بابلے صاحبقران زنبیل سے نکال کر دہن سے لگا کر بجانا شروع کی اور یہ غزل لے میں گانے لگے اور مخاطب ملکہ بہار گل پوش جادو سے ہوئے

غزل

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
حسن کی تیغ بے پناہ ہو تم
حسن میں آپ سے ہی شان خدا
ہامہ زیبوں کی بادشاہ ہو تم
کیوں محبت بڑھائی تھی تم نے
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
کیونکر آنکھیں نہ ہمکو دکھلاؤ
عشق بازوں کی سجدہ گاہ ہو تم
فوق ہو سارے خوش جمالوں پر
ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
ہر کسے را خیال پیش نظر

جس نے دیکھا حسین وہ مر گیا
کیسی خوش چشم و خوش نگاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
گل حسینوں کی بادشاہ ہو تم
ہو کہ حق وفا بجا لائے
جس طرف جائیں سد راہ ہو تم

دونوں منہ سے کہے ہیں آتش — گواہ ہم ہوں [illegible] گواہ ہو تم

ملکہ بہار گل پوش جادو اشعار غزل سن کے از حد خوش ہوئی اور شرم سے منہ بھی چھپانے لگی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ تجر جادو و بحرین جادو نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ علم موسیقی میں بھی تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے تمہاری نے نوازی کی تعریف ہو نہیں سکتی صاحبقران کشورستان نے بھی تعریف کی جب خواجہ نے بخوش آوازی غزل مندرجہ گا کر تمام کی بزم عشرت موقوف ہوئی ارباب نشاط کو زر کثیر انعام میں دے کر رخصت کیا صاحبقران کشورستان تو داخل قلعہ میں جشن ہو چکا ہے لیکن اب حال اُن ساحروں اور حبشے پیروں کا لکھا جاتا ہے جو میدان قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو سے نالاں و گریاں مضطر و پریشان سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوئے تھے وہ بعد قطع راہ داخل طلسم زلزلہ ہوئے خبر قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو و طوفان آتشبار جادو انہوں نے پہونچائی جملہ ساکنان طلسم زلزلہ و نیز ہود سرمست جادو کو اطلاع ہوئی سب کو صدمہ و رنج ہوا خاص کر خداوند لگار ہود سرمست جادو کو بہت ملال ہوا کہنے لگا کہ یہ آثار بربادی و تباہی طلسم زلزلہ کے ہیں تاہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا بقول کاہنوں اور نجومیوں کے قریب معلوم ہوتا ہے میری زندگی بھی اب تھوڑی ہے طلسم باطن میں ہر چند آ کر بیٹھا ہوں مگر یہاں بھی حفاظت جان نہ ہوگی طلسم کشائے طلسم زلزلہ مانند ملک الموت کے یہاں اگر میری قبض روح کریگا افسوس میں نہ رہوں گا نہ یہ طلسم رہے گا خیر خواہ و دوست مجھ سے چھوٹے جاتے ہیں قتل ہوئے جاتے ہیں مگر حتی الامکان تدابیر حفاظت جان و طلسم سے غافل نہ رہنا چاہیے جب تک زندگی ہے فکر و تدبیر سے دست بردار نہ ہونا چاہیے حکیم جالوس ایسا خیر خواہ تو قتل ہو گیا اب اُس کی جگہ کسی وزیر کو قائم مقام برائے حکومت و انتظام کرنا چاہیے تاکہ وہ بندوبست کرے یہ باتیں کہا کے طلب کرکے اشفاق جادو کو دوسرا وزیر تھا اُسکو اپنے پاس طلب کرکے خلعت نیابت اُس کو دے کر ایک فرمان بھی بایں مضمون اُس کو دیا کہ اے ساحران ساکنان طلسم زلزلہ و اے بندگان ماہدولت آگاہ ہو کہ حکیم جالوس وزیر اعظم کو ہم نے پہلے اپنا نائب کرکے تم سب کو اُس کی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا وہ تو قتل ہو گیا اب ہم نے اشفاق جادو اپنے وزیر دوم کو اپنا نائب مقرر کیا ہے لہٰذا تم سب کو لازم ہے کہ اس نائب جدید کو بھی مثل حکیم جالوس کے ہمذرین دے کر اپنا حاکم جانو اور جو کچھ یہ حکم دے اُس کو بجا لاؤ اُس کی فرمانبرداری گویا ہماری اطاعت ہے تاکید جانو اگر اس نائب جدید کی فرمانبرداری نہ کروگے اور سرکشی کروگے تو قہر و غضب

ین ہمارے گرفتار ہوگئے بعد دینے فرمان نیابت کے کہا کہ اے استفاق جادو ہمارے جلسے دربار
میں جاکر جملہ ساحران نامی ونامور وغیرہ کو جمع کرکے یہ فرمان ہمارا سب کو دکھا اور ہمارے تخت حکومت پر
بہ نیابت ہماری جلوس کر اور ایسا انتظام وبندوبست کر کہ طلسم کشا قتل ہو جائے یا اسیر ہو جائے اور
طلسم زلزلہ اُس کے شر وفساد سے محفوظ رہے اور فتح ہونے سے بچ جائے اگر ہمارے حکم کے موافق تو عمل
کرے گا تو ہم تجھ سے بہت خوش ہو کر ایسا انعام دیں گے کہ تو بھی بہت خوش ہوگا اُس نے دست بستہ
عرض کیا کہ فدوی شہنشاہ کے حکم کی تعمیل کرے گا حتی الامکان ایسا انتظام کرے گا کہ طلسم کشا کو قتل
کرے گا یا اسیر کرکے داخل زندان کرے گا پروانجات حاکمان دربند کو روانہ کرکے اُن سب کو طلب
کرے گا بابت حفاظت ونگہبانی مرحلات ودربند تاکید اکید کرے گا خود بھی مصروف بندوبست ہوگا
حضور نے میرا رتبہ بڑھایا ہے تو میں بھی وہ کارگذاری کروں گا کہ شہنشاہ خوش ہونگے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کا قتل واسیر کرنا میرے نزدیک چنداں مشکل نہیں ہے کیونکہ ابھی وہ بے دست وپا ہے جب تک لوح طلسمی
سے آگاہ نہیں ہے نہ وہاں تک جا سکتا ہے نہ لوح اُس کے ہاتھ آسکتی ہے نہ اُس کا کوئی یار ومددگار ساحران
طلسم زلزلہ سے ایسا ہے کہ اُس کی وجہ سے وہ لوح طلسمی حاصل کر سکے اگر ملکہ وہدبہ سحر ساز جادو اور اُس کی
بھانجی اور نواسی نے بغاوت پر کمر باندھی ہے تو اُن سے چنداں اندیشہ نہیں ہے یہ عرض کرکے رخصت ہوکر
بمقام دربار آیا اور پروانجات اور حکمنامے لکھ کر بنام فرمانروایان وحاکمان دربند ومالکان مرحلات وجملہ
ساحران نامی ونامور کو بدست ساحران روانہ کیے اُنھوں نے جلد جلد جاکر نام بنام ساحران معزز کو
حکمنامے اور پروانے دیے وہ سب حسب الطلب حاضر ہوئے اگر اُن کے آنے کا جلوس وسامان
فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ کہ سب ساحران نامی ونامور بہ ہزار شان وشوکت
وجاہ وتجمل سے حاضر ہوئے استفاق جادو کو سلام کیا اُس نے علیٰ قدر مراتب بیٹھنے کا اشارہ کیا
جب سب دربار میں بیٹھ چکے استفاق جادو وزیر دوم حاکم طلسم زلزلہ نے وہ فرمان نیابت جو شہنشاہ
طلسم زلزلہ نے دیا تھا میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس فرمان شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو
کو آواز بلند پڑھ تاکہ جملہ اہل دربار سنیں اور موافق حکم خداوند عمل کریں میر منشی مذکور نے فرمان مذکور
با آواز بلند تمام وکمال لفظ بلفظ وحرف بحرف پڑھا تمامی ساحران نامی ونامور موجودہ دربار نے عبارت
فرمان بخوبی سنی بعد ازاں استفاق جادو نے خود آواز بلند سب سے کہا کہ اگر تم سب میں سے کسی کو
بابت اس فرمان کے کچھ خیال جعل ہونے کا ہو یا اور کسی طرح کا تردد ہو تو وہ شخص اس فرمان پر مہر
خداوند کو ثبت دیکھے یا بذریعہ عریضہ شہنشاہ ساحران سے دریافت کرے کہ آیا میرے لیے
شہنشاہ ساحران عالم نے یہ فرمان نیابت اپنی مہر ودستخط سے لکھا ہے یا نہیں یہ کہہ کر وہ فرمان بھی فرداً
فرداً سب کو دکھایا ہر ایک ساحر وساحرہ نامی نے بنظر غور دیکھ کر متفق اللفظ عرض کیا کہ اے نائب
خداوند ہم کو بابت اس فرمان خداوند کے کسی طرح کا شک وشبہہ نہیں ہے ہم تہنیت ومبارکبادی نیابت
بصد خوشی وخرمی دیتے ہیں کہ آپ جانب خداوند سے آج ہمارے حاکم وفرمانروا ہوئے ہم کو آپ کی
اطاعت وفرمانبرداری میں [illegible] عذر وانکار حسب الحکم خداوند ہود سرمست جادو نہیں ہے کیونکہ
سے ہم سب مثل حکیم جالوس کے نائب خداوند آپ کو سمجھنے لگے اور آپ کا حکم حکم خداوند
خیال کریں گے جو حکم آپ ہم سب کو دیں گے اسی پر عمل کریں گے خلاف اُس کے عمل میں نہ لائیں گے
خیر خواہی وسرفروشی وجان نثاری سے کبھی قدم باہر نہ رکھیں گے اس تحریر فرمان خداوند پر

ضرور عمل کرین گے حضور تخت حکومت پر جلوس فرمائیں تاکہ ہم بھی تہنیت و مبارکبادی فرمانبرداری
غائبانہ و ملازمانہ ادا کرین آپ ہم نمکخوارون سے اطمینان تمام خیرخواہی رکھیں اور امید سرفروشی و بہبودی
کی رکھیں ہم سب کو دشمن جان طلسم کشائے طلسم زلزلہ یقیناً جانیں بدخواہ و بداندیش اپنا و نیز خداوند
نہ تصور کرین بدی و دشمنی کا خیال بھی ہم سب کی جانب نہ کرین ہم سب مین سے کوئی بھی نمک حرام و
بدخواہ حضور کا نہوگا جب تک زندہ ہین بلکہ اطاعت حضور ہمارے گوش زد ہین سب سے آگاہ ہر گز خیال سرکشی
و نافرمانی کبھی ہمارے دلون مین نہ آئیگا اشتغاق جادو نے جملہ حاضرین دربار سے تقریر مندرجہ
سنکے شادمان ہوکے تخت حکومت پر جلوس کیا سب نے علی قدر مراتب بصد ادب نذرین دین اشتغاق
جادو نے سب کی نذرین قبول کرکے حسب لیاقت و مرتبہ ہر ایک کو خلعت سرافرازی دیا بعد ازان
سب سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و ذیجاہ و اے نمکخواران شہنشاہ ہم تمسے تاکید
اکید کہتے ہین کہ اپنے اپنے دربند اور مرحلے سے بہت ہوشیار و خبردار رہنا حفاظت لوح و خنجر از حد کرنا
بند و بست طلسم خوب کرنا حفاظت و نگہبانی سے غافل نہ رہنا جادۂ خیرخواہی خداوند پر قدم رکھے رہنا
دیکھو سرکشی و نافرمانی نکرنا زمانہ پر آشوب ہے چند بانی و بدخواہ شریک طلسم کشا ہوگئے ہین فی الحال
انہون نے دشمنی پر کمر باندھی ہے ساحران طلسم سے پے درپے یہ خبر سنی ہے کہ حکیم جالوس وزیر اعظم
جسکو خداوند نے قبل اسکے اپنا نائب کرکے برائے انتظام و بند و بست بمصلحت مثل
ہمارے تخت حکومت پر بٹھایا تھا تمکو معلوم ہوا کہ وہ اغیون مین مگر دست عیار طلسم کشائے قتل
ہوا ہے ملکہ بساط جادو بھی کہ ساحرہ زبردست و خیرخواہ خداوند تھی ساتھ ہی حکیم جالوس کے ساتھ قتل
ہوگئی ہے سب نے عرض کیا کہ جو حضور نے حکم دیا ہے وہی کرین گے ہرگز بدخواہی و سرکشی نکرین گے اطمینان
تمام ہم نمکخوارون سے حضور رکھیں ہم ہرگز فرمانبرداری و اطاعت سے منہ نہ موڑین گے حتی الامکان طلسم کشائے
طلسم زلزلہ کو قتل و اسیر کر بھیجے ذرا وہ سرحد طلسم مین قدم تو رکھے یہ عرض کرکے نیابت اشتغاق جادو
سے آگاہ ہوکے نذرین گذرانین اقرار فرمانبرداری و اطاعت و خیرخواہی کا کرکے مالکان مرحلات و دربند
وغیرہ خلعت و انعام سرافرازی و خیرخواہی سے کر حسب الحکم نائب خداوند جدید اشتغاق جادو اپنے
مساکن و اماکن کی طرف خوشی خوشی روانہ ہوئے صرف کل دربار دربار مین رہگئے اشتغاق جادو کہ
نہایت مدبر الامور ہے انتظام و بند و بست طلسم مین خود بھی مصروف ہوا شب و روز فکر و تدبیر قتل و گرفتاری
طلسم کشائے طلسم زلزلہ مین بسر کرنے لگا حال اسکا آئندہ لکھا جائے گا

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا ہمراہ ملکہ دبیہ سحر ساز جادو وغیرہ کے برائے حصول خنجر و لوح طلسم زلزلہ و عیاری خواجہ طیفور کا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین مخمس

گھر مین مہمان ایک ہو تو کہون ‍ ‍ پھر اپیمان ایک ہو تو کہون
عشق مین ہمجان ایک ہو تو کہون ‍ ‍ دل ہی اپمان ایک ہو تو کہون
اے مری جان ایک ہو تو کہون
مبتلا ہے رنج و غم کی گنتی کیا ‍ ‍ تیرے درد و الم کی گنتی کیا

نجد ہوسکے تو کرو کیونکہ کنارہ صحرا نوردور اور یون سرحد طلسم سے باہر ہوے پڑے رہین گے بغیر لوح طلسمی داخل طلسم ہونا محال ہی ہمکو اپنے لشکر سے ادہر گئے ہوے ایک زمانہ گذرا ہی تمہارے اہل لشکر کو یہ خیال ہوگا کہ صاحبقران کو لوح طلسمی ملگئی ہوگی طلسم زلزلہ مین داخل ہوے ہونگے در بند و مرحلات طلسمی فتح کرتے ہون گے یا فتح کرچکے ہونگے طلسم زلزلہ کو تباہ و برباد کرچکے ہونگے شاہ طلسم کو قتل کرچکے ہونگے مال و زر و جواہرات طلسمی اپنے ہمراہ لیے ہوے بکر و فر آتے ہونگے یہان ابھی ہم بے نیل مرام اس صحراے سبزہ زار مین فروکش ہین لوح طلسمی کا ملنا طلسم زلزلے کا فتح ہونا شاہ طلسم کا قتل کرنا مال و اسباب طلسمی کا ہاتھ آنا ساریق بن رقا و ننحقان کا تہ تیغ کرنا تو کجا حال لوح طلسمی سے بھی کچھ آگاہی نہین ہوئی ہی ہم تمہارے جان سے ہین اگر یہ طلسم ہمسے فتح نہوا اور ہم بغیر فتح کیے طلسم کے اپنے لشکر مین گئے تو ہماری ذلت و رسوائی کا باعث ہوگا لہذا بجاے خود ہمکو شجاع و بہادر نہ کہین گے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے عرض کیا کہ مجکو جس جگہ لوح طلسم زلزلہ آگاہی ہی اور جس آلہ حرب و ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ ہو دست جادو قتل ہوگا اُس سے بھی بخوبی اطلاع ہی کیونکہ مین رازداران طلسم سے ہون مگر جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہی اور جس جس پاس ہی وہان تک پہونچنا نہایت دشوار ہی بلکہ کہ سکتی ہون کہ ناممکن ہی کیونکہ اول تو پہلے ہی سے جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہی بندوبست و انتظام ایسا تہا کہ وہان تک گذر کسی جن و انس و وحش و طیور کا ناممکن تہا محافظان لوح و خنجر مذکورہ ساحران نامی و نامور تہے جو اپنے سوا کسی کو غیر منصب سے اور غیر ساحر و بداندیش سے اپنے پاس نہ آنے دیتے تہے ہوا کا بھی گذر نہ وہان دشوار تہا اب تو ادہر حضور کے آنے کی خبر تمام طلسم مین مشہور ہوگئی ہی علاوہ اس کے نجومیون اور کاہنون نے شاہ طلسم کو اپنے علوم سے دریافت کرکے اطلاع دی ہی کہ زمانہ فتح طلسم زلزلے کا قریب ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طلسم کو فتح کرینگے یہ طلسم ٹوٹیگا ضرور تباہ و برباد ہوجائیگا حضور کی جان کا بھی خطرہ ہی اس وجہ سے اب نیا دوسرا بندوبست و انتظام ہوگا پروانے حکمنامے محافظان لوح و خنجر مذکور و مالکان دربند و مرحلات وغیرہ کو در باب انتظام و بندوبست جانب شاہ طلسم سے پہونچے ہونگے فی الحال خواجہ عیاری کے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو کو قتل کیا و طوفان آتشبار جادو وغیرہ لڑائی مین مارے گئے ہین کشت و خون بسیار ہوا ہی اسکی خبر بھی ضرور شاہ طلسم وغیرہ کو ہوگی اہل طلسم زلزلے مین تہلکہ پڑا ہوگا شاہ طلسم طلسم باطن مین چہپا ہوا بیٹہا ہوگا فکر اسیری دشمنان حضور و تدبیر سب کی ہو رہی ہوگی ایسی حالت مین فکر حصول لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم کیا ہوسکتی ہی اور اگر کوئی فکر و تدبیر حصول لوح و خنجر مذکور کی بھی جائے تو بکار آمد نہوگی کیونکہ سب ساحران نابکار طلسم زلزلہ خبردار و ہوشیار ہونگے صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ جو کچھ تمنے بیان کیا سچ ہی لیکن انسان جہاں کار کو لازم ہی کہ اپنی فکر و تدبیر سے غافل نرہے حتی الامکان اپنے اجراے کار مین کوشش کرے حق تعالی حامی و مددگار ہی اگرچہ بقول تمہارے بحکم شاہ طلسم سے بندوبست و انتظام بخوبی ہوگا ساحران بیدین ہوشیار و خبردار ہونگے کسی کو اس جگہ جہان لوح و خنجر رکہا ہی جانے نہ دین گے بلکہ اس سمت ہوا کی بھی قدم نرکہنے دین مگر فکر حصول لوح و خنجر ضرور کرنا چاہیے دستیاب ہو یا نہو تم ہمکو اس جگہ لے چلو جہان لوح طلسمی اور خنجر ہی اگر وہان پہونچنا ممکن نہو تو اُس کے حوالی ہی مین لے چلو خدا مسبب الاسباب ہی کوئی سبب

حصول لوح و خنجر اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرے گا اور تم بھی ضرور کوئی فکر و تدبیر کرو جو کچھ تمہارے
امکان میں ہو اور یہ بتاؤ کہ لوح طلسمی سرحد طلسم زلزلہ میں ہے یا حد طلسم سے باہر ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم
کس کے قبضے میں ہے نام اُس کا کیا ہے اور وہ کہاں رہتا ہے اور جس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ کہاں رہتا ہے
اور اُس کا نام کیا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران کشورستان آگاہ ہوجیئے
کہ لوح طلسم زلزلہ گوہر جادو کے پاس ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم میری ہمشیرہ مسماۃ ملکہ آفاق جادو کے
قبضے میں ہے یہ دونوں ساحر و ساحرہ حد طلسم کے باہر ایسے کوہستان و صحرائے ہولناک و وحشت خیز
میں رہتے ہیں کہ جہاں انسان ضعیف البنیان کا تو کیا ذکر ہے دیو و جن بھی خوف سے نہیں جا سکتے اگر
شیر صحرائی بھولے سے وہاں چلا جائے تو خوف سے زہرہ اُس کا آب ہو جائے گوہر جادو کے رہنے
منزلوں تک ایسی تاریکی ہے کہ ظلمت چشمۂ آب بقا بھی اُس سے شرمندہ ہے بلکہ اُس عرصے کی سیاہی کے
آگے تاریکی چشمۂ حیوان گویا روشنی ہے اُس سیاہی و تاریکی سحر گوہر جادو میں کوئی دو قدم بھی راہ
طے نہیں کر سکتا ہے بلکہ درمیان تاریکی مذکور جا نہیں سکتا اگر کوئی ساحر و غیر ساحر بغیر اطلاع و اجازت
گوہر جادو اُس تاریکی سحر میں قدم رکھے تو فوراً گوہر جادو کو اطلاع ہو جائے اور اسیر ہو جائے
پس جب ایک دو قدم بھی کوئی اُس تاریکی میں بغیر اجازت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ راہ طے
نہیں کر سکتا اور اسیر ہونے سے بچ نہیں سکتا تو منزلوں تک راہ طے کر کے گوہر جادو اور میری
ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو تک کیونکر پہونچ سکتا ہے اور بالفرض و محال اگر کوئی کسی تدبیر و فکر سے اس
منزلوں کی تاریکی کو طے بھی کرے میری ہمشیرہ مذکورہ کے مکان مسکونہ تک بھی پہونچے تو وہاں
دیگر علامتیں ایسی ایسی ہیں کہ ان علامتوں کی وجہ سے ہمشیرہ مذکورہ ساحرہ زبردست کو ثابت ہو جاتا
کہ کوئی ساحر و غیر ساحر یہاں آیا ہے وہ فوراً اُس کو گرفتار کرنے کی صدف جادو فرزند ہمشیرہ بھانجا
میرا نہایت ساحر زبردست گویا سامری وقت ہے وہ ہر وقت علاوہ اپنی مادر کے نگہداشت کرتا ہے
کسی کی کیا مجال کہ بغیر اُس کی اجازت کے کوئی اُس کی سرحد میں قدم بھی رکھ سکے صدہا ساحر اُس کے
اور اُس کی مادر کے تابع فرمان ہیں ہر وقت دست بستہ موجود رہتے ہیں اسباب سحر اپنے پاس رکھتے
ہیں ان میں ہر ایک ساحر طلسم روزگار ہے اسی طرح گوہر جادو کے مطیع ہزاروں ساحر ہیں اور گرد
مکان مسکونہ گوہر جادو ساحران مذکور گردش میں ہیں کسی پرندے کو بھی جانب مکان گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی جانے نہیں دیتے ہیں ہر وقت نگران رہتے ہیں اسباب مانند نارنج ترنج کے
لاجوردی ناریل چوبی دار کارد وغیرہ وغیرہ ان سب کے ہاتھوں میں رہتی ہیں ہوا کا بھی وہاں گذرنا مشکل
ہے چہ جائے انسان اور انسان بھی وہ کہ جو دشمن گوہر جادو اور بدخواہان لوح طلسمی ہو اگر کوئی
شخص تاریکی سحر اور جائے مسکونہ ہمشیرہ مذکورہ و صدف جادو سے بھی کسی طرح گذر کے
راہ دور و دراز طے کر کے اُن ہزارہا ساحران نگہبان کی نظر سے بھی پوشیدہ ہو کے اندر مکان
گوہر جادو کے جائے تو گوہر جادو جان اور جان جائے کہ میرے مکان میں کوئی دشمن آیا ہے
اس شناخت کرنے کی بھی اُس نے تدبیر کی ہے فی الفور اس علامت شناخت وارد دشمن سے آگاہ ہو کر
اُس کو اسیر کرے گا اور جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہے وہاں تک جانے نہ دے گا اور یہ سب باتیں جو میں نے
کہی ہیں امر محال و دشوار و نا ممکن ہیں میں بھلا مکان مسکونہ ہمشیرہ و صدف جادو تک کون جا سکتا
ہے اور خنجر قتل یعنی جس خنجر سے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہوگا اُس کو میری ہمشیرہ مت لگنے اور اکے

فرزندی زندگی مین لے سکتا ہی پھر وہان سے کوسون راہ تاریک طے کرکے کیونکر گوہر جادو تک
پہونچ سکتا ہو اور لوح طلسمی حیات گوہر جادو جو مین ہزار ہا بلاؤن سے بچکر حاصل کر سکتا ہو ہان اگر میری
ہمشیرہ باصدف جادو کسی کو لینے بھیجے یا خوشی بلایا چاہے تو گوہر جادو سے اجازت لے کر
بلا سکتا ہی بغیر اُس کی اجازت کے ہرگز ہرگز باوجود خود حاکم و مالک ہونے اپنی سرحد سے کسی ساحر
ساحر زبردست ساحری وقت ہونے کے نہین بلا سکتا ہی ایسے بندوبست و انتظام مین مین کیونکر
آپ کو وہان تک پہونچا سکتی ہون بلکہ خود بھی نہین جا سکتی ہون صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ نے تمام تقریر اُس کی سنکے بندوبست و انتظام نگہبانی و حفاظت خنجر و لوح طلسمی پر غور
کرکے متحیر ہوکے کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تم ہمکو اُسی مقام تک لے چلو جہان سے وہ تاریکی
شروع ہوئی ہی ملکہ نے عرض کیا کہ اگر مین آپ کو شروع تاریکی سحر ساحر مذکور تک لے بھی جاؤن تو کیا
فائدہ ہوگا اس طرف تاریکی کے آپ قیام کرکے کیا نفع اُٹھائین گے برسون بے نیل مراد قیام پذیر رہینگے
بلکہ قریب تاریکی سحر ساحر مذکور چندے بھی قیام نکر سکین گے ساحران نگہبان آپ کے حال سے
گوہر جادو و صدف جادو اور میری ہمشیرہ حقیقی کو آگاہ کر دینگے صاحبقران یہ سنکے خاموش
رہے خواجہ طیفور نے کر دیا کہا کہ اے ملکہ تم وہان تک لے تو چلو دیکھا جائیگا ہم عیار ہمیشہ
روزگار ہین کوئی فکر و تدبیر کرین گے اپنے آفتاب عقل کی روشنی سے اُس تاریکی سحر کو بعنایت الٰہی
دفع کرین گے اسی طرح صاحبقران کشورستان نے بھی کہا آخر ملکہ مذکورہ نے بعد فکر و غور بسیار عرض کیا
کہ اچھا مین آپ کو لے چلون گی اور ایک تدبیر بھی بیان کرون گی بشرطیکہ وہ تدبیر پسند کرے صاحبقران
موصوف و خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ وہ تدبیر کیا ہی اُس نے کہا کہ اسوقت مجھے یاد آیا کہ چار برس قبل
اس کے میری ہمشیرہ نے میرے پاس اگر برغبت خواستگاری ملکہ مجمر جادو میری بھانجی کی مجھسے
کی تھی مین نے بوجوہ چند انکار کیا تھا ہر چند ہمشیرہ مذکورہ نے بعجز مجھسے کہا تھا کہ اے بہن تمہارا
بھانجا صدف جادو نہایت لائق ہی ذی عزت و نامی و نامور ہی اُس کو اپنی فرزندی مین لے لو
اور مجمر جادو کو کہ بعد مرنے اُس کی ماں کے تمنے مانند مادر مہربان کے پالا ہی مجھے دیدو لیکن
مین نے اُس کا کہنا نمانا عذر و حیلہ کرکے نسبت مذکور کو منظور نکیا تھا وہ کسیقدر ناخوش ہوکر مجھسے
رخصت ہوکر چلی گئی تھی اُس زمانے سے اب تک پھر اُس نے بابت نسبت و شادی مذکور
کے مجھسے نہین کہا ہی بلکہ بوجہ ناراضی کے ملنا بھی چھوڑ دیا ہی اب میرا ارادہ ہی کہ بابت نسبت مذکور
خود اُس سے تحریک کرون اور اس مکر و حیلے سے اُسے بلاکر قتل یا اسیر کرون خواجہ نے خوشی ہوکر
جواب دیا کہ اے ملکہ رائے تمہاری خوب ہی تم یہی تدبیر کرو مین بھی تمہاری اس تدبیر مین شرکت
اپنی رائے کی کرون گا میری رائے پر عمل کرنا اُس نے منظور کیا بعد ازان خواجہ موصوف و ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو سے اس بارے مین تا دیر صلاح و مشورہ ہوا بعد مشورہ وہ روز و شب بسر کرکے
ہنگام صبح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سامان ضروری کرکے صاحبقران کشورستان و خواجہ
طیفور کو و ملکہ بہار رنگ پوش جادو و مجمر جادو و بحرین جادو و جملہ ساحران لشکر بحرین
جادو و کنیزون اپنی کے لیکے شہر سے ایک جانب روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ دور و دراز
ایک روز کوہستان و خارستان مین پہونچے دور سے تاریکی کو دیکھ کر صاحبقران وغیرہ سے
کہا کہ دیکھیے وہ تاریکی و سیاہی جو نظر آتی ہی تاریکی سحر گوہر جادو کی ہی مین نے اسی تاریکی کا ذکر

کیا تھا یہ تاریکی یہان سے بہت دور ہی اور اب میری راے یہ ہی کہ یہان سے آگے بڑھنا چاہیے اسی جگہ
قیام کرنا چاہیے تاکہ شر دشمنان سے محفوظ رہیے اور گوہر جادو وغیرہ کو خبر نہو جائے سب نے
اُس کی راے کو پسند کیا پھر ملکہ نے اسی جگہ ایک درۂ کوہ مین صاحبقران کشورستان بحرین جادو
و ملکہ بہار پوش جادو وغیرہ کو چھوڑ کر کہا کہ تم سب اسی جاے محفوظ مین پوشیدہ رہنا تاوقتیکہ مین
نہ آؤن درۂ کوہ سے باہر نہ آنا بحرین جادو وغیرہ نے قبول کیا ملکہ مذکورہ نجمہ جادو اور خواجہ کو
بصورت کنیز ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوئی قریب اُس تاریکی سحر کے جاکر بالاے کوہ دو خیمۂ مختصر
کو یک ایستادہ کرکے فروکش ہوئی ایک خیمے مین خود بیٹھی دوسرے خیمے مین ملکہ نجمہ جادو کو مع
اُس کنیز نقلی کے بٹھایا نجمہ جادو کو زیور لباس و زینت سے خوب آراستہ کیا بعدہ اپنے خیمے مین تنہا
بیٹھکر آرد ماش نکال کر شیشۂ آب چاہ جمشیدی نکال کر پانی اُس مین سے لے کر آرد مذکور کو گوندھا اور
ایک پتلہ کلان بنایا پھر اشیاے بخارات مانند گوگل و لونگ و کافور وغیرہ آگ پر ڈال کر سحر خوانی مین
مصروف ہوئی تا دیر سحر پڑھنے مین مصروف رہی اور اُس پتلے پر دم کرتی رہی یہان تک کہ وہ پتلہ
ماش کا حلول کرنے سے پیرکے ایستادہ ہوکے بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
آج تمنے بعد عرصہ دراز کیون مجھے یاد کیا ہی کہا کار سخت و دشوار تجکو درپیش ہی ملکہ نے اُس کی پیشانی
پر ایک گوہر شب چراغ سحر نصب کرکے کہا کہ اے پتلۂ سحر سامری تجکو مجھسے اسوقت یہ کام لینا منظور ہی کہ
ایک رقعہ ہمارا ہماری بہن ملکہ آفاق جادو کو جاکر دے آ اور جواب اُس کا لے آ اُس نے کہا کہ اچھا اس
کار سخت کو انجام دونگا راہ تاریک کو طے کرکے تمہاری بہن تک جاؤن گا رقعہ تمہارا دے کر جواب تو
لا دون گا مگر میری خوراک لاؤ ملکہ نے فی الفور کارد سے اپنی پیشانی زخمی کرکے خون پیشانی چلو مین
لے کر کہا کہ لے اُس نے منہ کھولا ملکہ نے وہ خون اُس کے منہ مین ٹپکایا بعد پانے اپنی خوراک مذکور
کے پتلے نے خوش ہو کر کہا کہ اے ملکہ وہ رقعہ کہان ہی لاؤ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے رقعہ مذکور اُس کو
دیا وہ رقعہ لے کر اُس گوہر شب چراغ مذکور کی روشنی کو غنیمت جان کر اندر اُس تاریکی سحر کے جاکر مثل
برق چمکتا ہوا بسرعت تمام راہ طے کرتا ہوا روانہ ہوا ہر چند کہ وہ تاریکی ایسی تھی کہ رشک ظلمت و آب بقا یا
سیاہی شب ہجران یا تاریکی پردۂ ظلمات یا سیاہی دل کافر یا تاریکی قبر بے دین و ایمان تھی مگر پتلہ مذکور بوجہ
روشنی اُس گوہر شب چراغ سحر کے راہ تاریک طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا وہ ضیاے گوہر اُس اندھیرے مین
اُس کے واسطے روشنی مشعل سے زیادہ تھی ملکہ ہنسے طریق تاریک تھی غرضکہ بعد قطع راہ دور و
دراز وہ پتلۂ سحر پاس ملکہ آفاق جادو اور صدف جادو کے پہونچا بعد سلام رقعہ مذکور اُس کو دیکر
طالب جواب ہوا پہلے تو ہمشیرہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے اُس پتلے پر نظر کرکے بعد تعجب دیکھ کر بولے
حیرت مین غوطہ زن ہوکے اپنے دل مین کہا کہ یہ پتلہ سحر کس ساحر زبردست کا ہی کہ ایسی تاریکی سحر کو طے
کرکے یہان تک آیا ہی نہین معلوم کس کا فرستادہ ہی شاید فرستادہ خداوند ہو مہر پرست جادو ہی یا
نائب خداوند نے کسی ضرورت شدید سے اس کو بھیجا ہی یا اور کسی ساحر زبردست نے اس کو رقعہ
دے کر ادھر روانہ کیا ہی مگر بعدہ رقعے کے اوپر نظر کرکے پہچانا اور جانا کہ یہ پتلہ سحر فرستادہ ہمشیرہ
ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو ہی کیونکہ رقعہ مذکور مین بعد القاب و آداب مناسب کے یہ لکھا تھا کہ اے
ہمشیرہ عالی مرتبہ واضح ہو کہ ایک تو زمانہ دراز سے تجسے ملنے کا اشتیاق تھا دوسرے یہ کہ
نائب خداوند نے بے وجہ و بے خطا مجپر عتاب کیا ہی اور یہ بھی مجھے دریافت ہوا ہی کہ اب مدت

طلسم زلزلہ ختم ہو چکی ہی زمانہ تباہی وبربادی وشکست طلسم زلزلے کا قریب آیا ہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ
پیدا ہوا ہی ضرور طلسم فتح ہو جائے گا بعد آگاہی تباہی طلسم مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ
نہین معلوم ایسے زمانہ شور و شر مین دست طلسم کشائے زندہ بھی ہون یا نہون کیا جانیے کیا پیش آئے بس
ایک وہ زمانہ تھا کہ تیرے ملکہ مجمر جادو کی خواستگار بنی کی تھی فی الحال مین لڑکی والی ہو کر چاہتی ہون کہ
ملکہ مجمر جادو کو تمہارے حوالے کرون اپنی زندگی و آخر زمانہ طلسم زلزلہ مین اس کی شادی کر دون
سہرا اس کا دیکھ لون دل اپنا اس کے بیاہ سے خوش کر لون میرے حال حسرت و ناداری سے [illegible]
مال دنیا سے کچھ نہین رکھتی ہون صرف خالی دختر مذکور رکھتی ہون اس کو اپنے ہمراہ لے کر آئی ہون
تم تک خود اس کو لے کر آنا مشکل تھا اسوجہ سے مین نے بذریعہ تیلہ سحر رقعہ روانہ کیا ہی اس کا جواب
تحریر کرنا اور اگر ہو سکے تو جھٹک آؤ اور مجھے اپنی صورت دکھاؤ کہ تمہارے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہی
اور برخوردار صدف جادو کے بھی دیکھنے کا اشتیاق ہی مدت سے اُسے نہین دیکھا ہی ہماری جانب
سے بہت بہت دعا و پیار کے بعد اُس سے کہنا کہ اے فرزند ہمشیرہ تمہاری امانت لے کر
آئی ہون مناسب ہی کہ اپنی امانت مجھسے لے لو کیونکہ تمہارے نامزد کر چکی ہون ہر چند کہ لڑکی والی ہو کر
مجکو ایسی باتین لکھنا مناسب نہین باعث بے شرمی و غیرت ہی مگر بسبب مجبوری مصلحت مذکور [illegible]
ہون میری زندگی تو بعزت و حرمت بسر ہو گئی ہی اب چراغ سحری ہون لیکن دختر مذکورہ جوان ہی
اس کی بے عزتی و بے حرمتی کا ایسے زمانے مین اندیشہ ہی طلسم کشا تمہا طلسم مین نہ آئے گا عقب مین
اُس کے اُس کا لشکر بھی ضرور آئے گا لشکری اکثر جاہل و بدنظر ہوتے ہین مبادا دختر خورد سے
مذکور پر ان کی نظر پڑ جائے تو باعث بے عزتی کا ہو لے بس اسوقت مین اس لڑکی کے انجام پر نظر
کر کے آبروریزی کے خیال سے متردد ہو کے بے شرم و بے غیرت ہو کر یہان تک آئی ہون بالائے
کوہ قیام پذیر ہون زیادہ کیا لکھون مادر صدف جادو عبارت رقعہ پڑھ کر رو دی بعد وہ رقعہ
اپنے فرزند کو دکھا کر کہا کہ یہ عبارت تمہاری خالہ ملکہ دہر سحر ساز جادو نے لکھی ہی ان کو بہت
اور تمسے ملنے کا اشتیاق ہی ملکہ مجمر جادو اپنی بھانجی کو جس کی مین نے خواہش تمہارے واسطے
کی تھی لائی ہی اُس زمانے مین اُس نے تامل کیا تھا فی زمانہ وہ خود اس کا بیاہ تمہارے ساتھ
کر دینا چاہتی ہی ہماری خوشی و مسرت کہ گھر بیٹھے مراد آئی ہی مبارک ہو کہ جو حسرت تمہارے دل مین
تھی وہ اب بر آیا چاہتی ہی صدف جادو نے عبارت رقعہ پڑھ کر تقریر اپنی مادر کی سنکے از حد خوش
ہو کے اپنی مادر سے کہا کہ آپ ہماری خالہ صاحبہ کو یہان طلب فرمائیے وہ بالائے کوہ قیام پذیر
ہین ان کا وہان قیام اچھا نہین ہی وہ ہماری بزرگ ہین ان کی عزت و حرمت کرنا چاہیے دعوت و
ضیافت ان کی لازم ہی اگر ان کو یہان بلایا نہ جائے گا تو غالبًا ان کو صدمہ ہو گا اور یہ شکایت کریگی
کہ ہمین نادار و محتاج جان کر قدر و منزلت نہ کی اپنے گھر بلایا بھی نہین ذلیل و حقیر سمجھا مادر
صدف جادو نے جواب دیا کہ بیٹے تو نظرون مین تمہاری خالہ کو بغیر اجازت گوہر جادو کے
یہان بلا نہین سکتی تمکو لازم ہی کہ ابھی گوہر جادو کے پاس جاؤ یہ رقعہ اُسے دکھا کر اجازت ان کے
بلانے کی حاصل کر کے جلد یہان آؤ پھر ہمارے ساتھ چلو تمہاری خالہ صاحبہ اور تمہاری نامزد
ملکہ مجمر جادو کو وہان سے یہان لے آئین اور ابھی بطور رسم شادی کل مین لائین تمہاری خانہ آبادی
ہو جائے صدف جادو اپنی مادر کی گفتگو سنکے بعد شادی و خوشی وہ رقعہ لے کر تخت طاوسی پر

سوار ہوکر بہت سے ساحرون کو ہمراہ لیکر بعزم و حشم جلد تر سوے گوہر جادو روانہ ہوا بعد قطع
راہ دور و دراز اُس کے مکان پر پہونچا اُس کو اطلاع ہوئی فوراً اُس نے اپنے پاس طلب کیا
صدف جادو نے اُس کے سامنے جاکر باادب سلام کیا اُس نے اُس کو دیکھکر خوش ہوکے اپنے قریب
بٹھاکر پوچھا کہ اے صدف جادو خیر تو ہے اسوقت خلاف عادت یہان کیون آئے ہو تمھاری والدہ
تو خیریت سے ہین کوئی فتنہ و فساد تو درپیش نہین آیا خنجر قتل خداوند ہوش ربا سست جادو تو ابھی تک
اُن کے قبضے مین ہے ہمکو تو کچھ فتنہ و فساد کی اطلاع نہین ہوئی ہے ہمارے سحر کی تاریکی مین ابھی تک
کسی دشمن نے قدم نہین رکھا ہے نہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہماری سرحد سحر مین پاؤن رکھا ہے
اگر کوئی واقعہ ہوتا تو ہمکو ضرور خبر ہو جاتی صدف جادو نے مسکراکر باادب کہا کہ ہماری والدہ صاحبہ
نے آپ کو سلام کہا ہے وہ اب تک صحیح و سلامت ہین کوئی فتنہ و واقعہ و فساد نہین اُٹھا ہے بدستور خیریت
ہے کسی کی مجال ہی نہین کہ آپ کے سحر کی تاریکی مین قدم رکھ سکے اور میری حفاظت و نگہبانی مین کوئی
بداندیش ادھر آسکے میرے یہان آنے کی وجہ خلاف قاعدہ و عادت یہ ہے کہ ہماری خالہ صاحبہ ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو جن سے آپ بخوبی واقف ہین مع اپنی بھانجی ملکہ مجمر جادو کے بضرورت عقد دختر
نامبردہ و نیز ملاقات کے لیے راہ دور و دراز سے آئی ہین کوہ دیر قیام پذیر ہین یہ رقعہ دستخطی انھون نے
بدست پتلہ سحر ہماری والدہ کو بھیجا ہے والدہ چاہتی ہین کہ اپنی بہن بھانجی کو اپنے پاس بلائین [illegible]
مجکو انھون نے محض اسی واسطے آپکے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے اجازت ان کے بلانے کی لیجاے
یہ کہکر رقعہ مذکور پیش کیا گوہر جادو نے عبارت رقعے کی ابتداے انتہا تک دیکھکر مہر و دستخط
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر نظر کرکے کہا کہ ہان رقعہ دستخطی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا ہے اس مین شک
نہین کہ وہ ساحرہ معززہ ہے اور برلے عقد مجمر جادو یہان آئی ہے مگر ایسے زمانہ شور و شر مین اُس کا
یہان بلانا خلاف عقل اور انتظام بند و بست ہے کیا تمنے نہین سنا ہے کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہمراہ
بحرین جادو حاکم بحرینہ کے بحر لے پرجول مین جاکر ابر باران جادو محافظ زندان حکیم سالوس
کو عیاری لے عیار خواجہ طیفور کردیا قتل کیا حکیم سالوس اور اُس کے رفقا کو زندان سے رہا کیا
جسکو حکیم جالوس نے جالوسیہ مین جاکر تیغ کیا تمنے سنا ہوگا کہ طوفان آتش بار جادو
و حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو دست بداندیشان سے قتل ہوے ہین خداوندگار ہمون اور
بڑے میون کے کہنے کے موافق برلے حفاظت جان طلسم باطن کے اندر بیٹھے ہین طلسم زلزلہ مین
طلسم کشاے تسلط کر بیٹھا ہوا ہے فرمان منجانب خداوند و نایب خداوند جملہ مالکان دربند و محلات
طلسم وغیرہ ساحران معزز کو بتاکید بندوبست و انتظام کیجیے ہین تمھاری والدہ کے پاس بھی فرمان
خداوندگار نایب خداوند ضرور آیا ہوگا تمھاری نظر سے بھی ضرور گذرا ہوگا تم عاقل و فہیم و ہوشیار ہو
بتاؤ ایسی حالت مین ہو سکتا ہے کہ ہم تمکو اجازت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے بلانے کی دیدین اگر
اُن کے ساتھ طلسم کشاے طلسم زلزلہ یا عیار طلسم کشا کسی لوے سے چلا آئے تو غضب ہو جاے
تمھاری والدہ سے خنجر قتل خداوندگار بحصول طلسمی مکر و فریب اُن کو اور ہمکو قتل کرکے لے جاے
تو کیا ہو جائین بھی ہماری بدنامی ہی ہوگی بس ہم اُن کے بلانے کی اجازت نہین دینگے ہمکو اندیشہ ہوتی
ہے حالانکہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے یہان طلب کرنے سے ہمارا بھی ایک مطلب خاص ہے اور وہ
یہ ہے کہ اُن کی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو حسن و جمال مین شہرۂ آفاق ہے طلسم زلزلہ مین بلکہ

اکثر مقاموں اور شہروں میں مثل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کوئی خوبصورت عورت نہیں ہے اپنی
طبیعت اُس کے اوپر کئی سال سے مائل ہے شب و روز تصویر خیالی ملکہ بہار ہمارے پیش نظر رہتی ہے
رات دن ہم کو اسی کا خیال رہتا ہے اس کا فراق باعث تلخی حیات ہے ہر دم اُس کی مفارقت میں مانند
مرغ بسمل تڑپتے ہیں جب سے ہم نے اُس کو دیکھا ہے تب سے کیا کہیں کہ اُس کے دام عشق میں کیسے گرفتار
ہوگئے ہیں با وجود اپنی ایسی حالت کے اُس کو یہاں بلا نہیں سکتے ہیں مبادا اُس کے ہمراہ طلسم کشا
یا اُس کا عیار کسی صورت سے یہاں چلا آئے تو قیامت برپا ہو جائے پس ہم بھی اپنی مدعا براری میں
صبر کریں اور تم بھی تحمل کرو بالفعل اُن کو یہاں طلب نہ کرو شادی بیاہ موقوف رکھو ہم بھی ابھی ملکہ دیدبہ
سحر ساز جادو سے بابت شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کی خواہش نہ کریں جب طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ کو قتل یا اسیر کر لیں گے اور اُس کے عیار مکار کو گرفتار کر لیں گے اُس وقت بے خوف و خطر
ہو کر تم ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کو بلانا ملکہ مجمر جادو کے ساتھ شادی کرنا ہم بھی ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
سے درخواست شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کی کریں گے جلدی اس بارے میں خوب نہیں ہے مشہور
ہے کہ دیر آید درست آید سوچ سمجھ کر کام کرنا صبر و تحمل کرنا جلدی نہ کرنا اچھا ہوتا ہے انجام اُس کا بہت خوب
ہوتا ہے بقول شخصے کہ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد صدف جادو نے اپنی شادی کے
نہ ہونے سے اور مراد دلی بر نہ آنے سے آبدیدہ و محزون ہو کے کہا کہ اگر آپ اُن کے بلانے کی اجازت
نہیں دیتے ہیں تو ہماری والدہ اور ہم کو وہاں جانے کی اجازت دیجیے تاکہ خالہ صاحبہ ہی کے پاس
جا کر رسم شادی ادا کر لی جائے آپ سے صبر و تحمل ہو سکتا ہے مجھے اس بارے میں صبر نہیں ہو سکتا ہے
گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ نے صدف جادو کی آنکھوں سے گوہر اشک نکلتے ہوئے دیکھ کر
اور خیال اُس کے رنج و ملال کا کر کے مجبور ہو کے کہا کہ اچھا تم کو اور تمہاری والدہ کو اجازت دی جاتی ہے
کہ پاس ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے بالا سکوت اور وہ دونوں جائیں ملکہ مجمر جادو کو بلا تاخیر بیاہ لائیں
اور جس وقت ہم ملکہ مجمر جادو کو طلب کریں تو تمہاری والدہ اُس کو لے کر ہمارے پاس آئیں تاکہ ہم
بھی اُس کو دیکھ کر خوش ہوں اور شک و شبہ اُس کے دیکھ لینے سے دور ہو جائے صدف جادو
نے کہا اقرار کرتا ہوں کہ ملکہ مجمر جادو کو دوسرے ہی روز ہمراہ اپنی والدہ کے آپ کے پاس واسطے
سلام کے بھیج دوں گا اور بعد رسم شادی خالہ کے یہاں چلا آؤں گا بالائے کوہ زیادہ توقف نہ کروں گا
آپ اطمینان رکھیں کیا مجال طلسم کشا اور اُس کے عیار کی جو ہمارے ساتھ اس طرف آسکے ہماری
ہوشیاری و خبرداری و بندوبست و انتظام سے آپ خوب آگاہ ہیں مخربن جادو جو معہ طلسم کشا ہے
وہ ہمارے آگے کیا حقیقت رکھتا ہے اگر وہ بھی بالائے کوہ آجائے گا تو سزا پائے گا فوراً گرفتار
کر لیا جائے گا ہم کو امید نہیں کہ ہماری خالہ کے ساتھ کوئی آیا ہو ہرگز وہ طلسم کشا اور اسکے عیار کو اپنے
ساتھ نہ لائی ہوں گی وہ ہماری اور آپ کی خیر خواہ ہیں بدخواہ نہیں ہیں ہم احتیاطاً ہمراہیان خالہ صاحبہ
پر نظر سحر ڈال کر دیکھ لیں گے گوہر جادو نے کہا کہ ہاں خوب ہوشیاری سے وہاں رسم شادی ادا
کرنا اور اِدھر آنے کے وقت ملکہ مجمر جادو پر بھی نظر سحر ڈال کر اصلی نقلی پہچان لینا خبردار اس سے
غفلت نہ کرنا ہم نے محض تمہاری خوشی کی وجہ سے تم کو جانے کی اجازت دی ہے ورنہ یہ وہ زمانہ شور و شر
کا ہے کہ نہ کہیں جانا چاہیے نہ کسی کو اپنے گھر میں بلانا چاہیے دشمنوں سے خوف و بیم ہے صدف جادو
یہ سنکے گوہر جادو سے رخصت ہو کے بعد خوشی راہ قطع کر کے اپنی مادر کے پاس آیا اُس نے

پوچھا کہ کیوں اے فرزند گوہر جادو نے اجازت دی یا نہیں صدف جادو نے تمام تقریر جو وہاں
ہوئی تھی بیان کر کے کہا کہ گوہر جادو نے میری خاطر سے اور میرے پاس و لحاظ سے فقط اس قدر
اجازت دی ہے کہ تم مع اپنی والدہ کے پاس ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کے جا کر بعد رسم شادی ادا کر کے
چلے آنا دیر نہ لگانا اور اپنی زوجہ عجم جادو کو ہمیں ضرور دکھانا اپنی والدہ کے ساتھ اُسے ہمارے پاس
بھیج دینا میں نے اسی اجازت کو غنیمت جان کر دوسرے روز بلکہ عجم جادو کے بھیجنے کا اقرار کیا ہے
مادر صدف جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند تیری خوبی قسمت ہے گوہر جادو نے تجھے
اتنی بھی اجازت دی ورنہ مجھ کو تو یقین تھا کہ بوجہ دور اندیشی کے ہوئی زمانہ نہ کہیں جانے کی اجازت دے گا
نہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کے بیاہ جانے کی اجازت دے گا کیونکہ زمانہ پر آشوب ہے طلسم کشا نے
ظہور کیا ہے چند ساحران نامی و نامور قتل ہو چکے ہیں طلسم زلزلے میں زمین گویا زلزلے میں تلکہ پڑا ہوا
ہے بڑا بند و بست کیا گیا ہے حکیم جالوس وزیر اعظم نائب خداوند مارا گیا ہے طوفان آتشبار جادو
و ملکہ بساط جادو کے قتل ہونے کی خبر پہونچ چکی ہے اور یہ خبر بھی سنی ہے کہ کچھ ساحر اس کے شریک
ہو گئے ہیں نہیں معلوم وہ کون ساحر ہیں ساکنان طلسم زلزلہ سے ہیں یا اور کہیں کے رہنے والے ہیں
صدف جادو نے کہا میں نے سنا ہے کہ بحرین جادو مالک جزیرہ [illegible] دو ہزار ساحروں کی جمعیت
سے شریک طلسم کشا ہوا ہے غالباً اسی کی شرکت سے طلسم کشا نے نائب خداوند وغیرہ کو قتل کیا ہے غرض
اس تقریر سے یہ ہے کہ صدف جادو اور اس کی مادر کو اور گوہر جادو کو شریک ہونا ملکہ دبدبہ سحرساز
جادو وغیرہ کا معلوم نہیں ہے الحاصل جب صدف جادو گوہر جادو سے اجازت جانے کی لے آیا
اُس کی مادر آفاق جادو نے سامان ضروری عقد و شادی مہیا و فراہم کر کے اُس پتلہ سحر سے کہا
کہ تو جا ہماری جانب سے ہماری ہمشیرہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو سے کہہ دینا کہ آفاق جادو مع اپنے
فرزند صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتی ہیں اطلاعاً کہا ہے پتلہ یہ سنتے ہی بانواع سرعت تمام
وہاں سے روانہ ہو کر اسی تاریکی راستے سے روبروے ملکہ مذکورہ آیا اور بزبان فصیح کہنے لگا کہ اے
ملکہ [illegible] ہو کر میں نے حسب الحکم تمہاری بہن کو رقعہ تمہارا دیا انہوں نے کہا ہے کہ ہم مع اپنے
پسر مسمیٰ صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتے ہیں ملکہ مذکورہ یہ خبر سنتے خوش ہوئی
پھر اس پتلہ سحر پر چند دانے ماش کے دم کر کے مارے فی الفور وہ وہیں پر گر کے بصورت اصلی
اپنی وہی [illegible] ماش کا پتلہ ہو گیا بعد اس کے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے کنیز لقمی یعنی طیفور کو دیا
سے کہا کہ سنا ہے تمہاری ہمشیرہ صاحبہ مع اپنے فرزند کے واسطے شادی کرنے اپنے فرزند کے
یہاں آتی ہیں کنیز مذکور نے ہنس کر جواب دیا مبارک ہو کہ مراد دلی بر آئی ہنوز اس طور کی گفتگو ہو رہی
تھی کہ آفاق جادو شاہانہ سامان و جلوس سے مع اپنے فرزند صدف جادو کے پہونچی جو ساحر
کہ بصورت طائر رہے خبر رسانی ملکہ بحرین جادو کے دور دور درختوں پر بیٹھے تھے انہوں نے
ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو بجلوس شادی آتے دیکھ جلد اُسکی خدمت بحرین جادو
و صاحبقران گیتی ستان میں درمیان [illegible] کوہ کے جا کر اور بصورت اصلی ہو کر آمد ملکہ آفاق جادو
و صدف جادو کا بہ ارادہ عقد و شادی بیان کیا سب کو اطلاع ہوئی ادھر ملکہ دبدبہ سحرساز جادو
اپنی ہمشیرہ کو دیکھتے ہی اُٹھی چند قدم آگے بڑھی اس طرف سے آفاق جادو اپنی خواہر کی طرف
ملنے کے بعد جوش الفت و محبت دوڑی آخر دونوں بہنیں گلے مل کر تھوڑی دیر تک روتی رہیں بعد ازاں

دونون بالاے فرش ومسند زرین بیٹھکر باہم شکوہ وشکایت کرنے لگین اس اثنا سے مین
صدف جادو نے آکر سلام کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس کی بلائین لیکر خوش ہوکر
دعاے طول عمر دی پھر مسند زرین پر اُس کو بٹھلایا مزاج پوچھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کی دعا کی
برکت سے اچھا ہون ایک زمانے سے آپ کے دیکھنے کا اشتیاق تھا آج آپ کو دیکھکر بدرجہ کمال
خوشی ہوئی آپ نے یہان آکر مجکو سرفراز کیا مین مثل اپنی والدہ کے آپ کو جانتا ہون آپ سے بھی
بوے شفقت مادری آتی ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر پارۂ جگر مین
تمکو دیکھکر شادمان ہوئی تمھاری سعادتمندی ہے کہ تم مجکو مثل اپنی مادر کے جانتے ہو مین بھی اپنی
روح وجان کہ جسکو مین نے پالا پرورش کیا ہے تمھارے حوالے کرنے کو بے خطر تمھارے گھر آئی ہون
صدف جادو نے موافق کہنے گوہر جادو کے اپنی خالہ مذکور پر نظر سحر ڈالی ظاہر ہوا کہ ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو اصلی ہے بعد نظر سحر ڈالنے اور دریافت کرنے کے صدف جادو کو اطمینان
ہوا بے خوف وخطر خوش وخرم بیٹھا کنیز نکلی اُسوقت وہان سے بچلہ وہ لے چلی کہ ملکہ آفاق جادو
نے بعد بہت باتین کرنے کے کہا کہ اے ہمشیر وعزیزہ برادرانتا مجھے اس کا شکوہ نکرنا کہ ہمین اپنے
گھر مین نبلایا خود ہی ہمارے پاس آئین کیا کرون مجبور ہون گوہر جادو محافظ لوح طلسمی نے اس
زمانہ شور وشر مین بڑا بند وبست وانتظام کیا ہے کوئی بغیر اُس کے حکم کے نہ تو اُس طرف سے ادھر
آسکتا ہے نہ اس جانب سے کوئی اُدھر جاسکتا ہے اسی سبب سے مین تمکو اپنے گھر مین بلا نسکی خود ہی
یہان آئی تمسے ملی دل خوش ہوا تمھارا رقعہ مین نے پڑھا تمھاری دوراندیشی وعقل وفہم کی
مین نے بجاے خود بہت تعریف کی تمھاری راے مین نے پسند کی اولاد کی شادی جلدی سے
کر دینا اچھا ہے خصوصاً شادی دختر جلد تر کر دینا خوب ہے صاحبان عزت اہل حیا وغیرت عقد دختر مین
تعجیل کرتے ہین تمنے بھی اپنی زندگی مین اس کا جلد عقد کرنے کا جو خیال کیا تو بہت اچھا کیا یہان
خود آنا تمھارا کوئی بے عزتی کی بات نہین ہے یہ بھی تمھارا گھر ہے حالانکہ اپنے گھر مین تمکو بلا نسکی تمسے
شرمندہ ہوئی خود ہی یہان آئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے بہن تمنے خوب کیا
کہ ایسے زمانہ شور وشر مین مجھکو اپنے گھر مین نبلایا اگر کوئی کسی طرح کا فتنہ وفساد وواقعہ ہوتا تو
میرا اور تمھارا ہی تو نام بدنام ہوتا اب کچھ اندیشہ وفکر نہین ہے نہ الزام کا خیال ہے مجکو تمھارے یہان
آنے کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے گھر مین نبلانے کا رنج وملال نہین ہوا ملکہ آفاق جادو
نے بھی براے اطمینان خاطر خود ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر نظر سحر ڈالکر دریافت کرلیا کہ دراصل ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو ہے کوئی دشمنون سے نہین ہے بعد مطمئن خاطر ہونے کے پوچھا کہ اے خواہر
ملکہ مجمر جادو کہان ہے اُس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواہر
دیکھو اس خیمے مین وہ پس پردہ شرمائی ہوئی سر جھکائے بیٹھی ہے مجھسے جدا ہونے کا اُسکو
رنج وملال ہے جبسے یہان آئی ہے اپنی شادی کی خبر سنکے رو رہی ہے جاؤ دیکھو آفاق جادو
اٹھکر خیمہ دیگر مین پردہ اٹھا کر گئی دیکھا کہ ملکہ مجمر جادو مثل حور جس کے زیور ولباس وزیب
وزینت سے آراستہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہے جیسے ہی ملکہ آفاق جادو خیمے مین داخل ہوئی ملکہ
مجمر جادو نے اٹھکر باادب سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے براے اطمینان خاطر خود اُس پر بھی
نظر سحر ڈالی معلوم ہوا کہ دراصل ملکہ مجمر جادو ہے بعد اطمینان دل بصد الفت ومحبت اُسکو اپنے

گلے سے لگا کر پیار کیا اور کہا کہ اے نوربخشی کیوں آبدیدہ ہو گیا تم اپنے پالنے پرورش کرنیوالی
سے ہمیشہ کے لیے چھٹ جاؤ گی جب تمھارا دل چاہے گا ہماری ہمشیرہ کو بلا لینا یا خود تم اُس کے پاس چلی جانا
یہ کہکے اس کے پاس سے اٹھ گئی آنسو اُس نے عارض گلرنگ اور دیدۂ فتان سے پونچھے بعدہٗ کہا کہ یہ
رونا موقوف کرو رو رو کر اپنے تئین ہلاک نکرو شادی میں رونا ہمارے نزدیک ایک بدشگونی ہے غرضکہ
تا دیر اُس کے پاس بیٹھکر خوب دیکھ بھال کر پیار کرکے خیمے سے باہر آ گئے پھر اپنی خواہر مذکورہ کے
پاس آ بیٹھی بعد بیٹھنے کے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو سے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ واضح ہو کہ کوہر جادو محافظ
لوح طلسمی نے کہا ہے کہ آج ہی پیرون مدنحہ سے بعد فراغ رسم شادی چلی آنا لہذا مناسب ہے کہ
رسم شادی ہوجائے تاکہ ہم مع دولہا دلہن آج ہی اپنے گھر بخیر و عافیت چلے جائیں کسی آفت و
بلا میں مبتلا نہو جائیں اُس نے جواب دیا کہ اے خواہر مجکو تمھاری خوشی منظور ہے رسم شادی کی جو
ہمارے دین میں ہے اُس رسم کے کرنے میں تمھیں اختیار ہے خواہ اسی وقت وہ رسم عقد و نکاح
کی جائے یا بعد مجکو کچھ عذر و انکار نہیں ہے کیونکہ نادار و محتاج ہوں کچھ دینے کو میرے پاس نہیں ہے
مبتلائے عسرت ہوں جہیز کی قسم سے اس بے سروسامانی میں کچھ فکر نہیں کی ہے الا جو اُس کی قسمت
میں ہے نقد زر و جواہر وغیرہ دیدون کی ملکہ آفاق جادو یہ سنکے خوش ہوئی اُسی وقت ایک گنبد
مانند ترنج خوشبو نکال کر اپنے فرزند صدف جادو کو دے کر کہا کہ اے فرزند چلو رسم شادی ادا کرو
یہ وقت ساعت سعید ہے صدف جادو وہ ترنج خوشبو اپنی مادر سے لیکر بعد خوشی مسند سے
سے اٹھا ساتھ ہی اُس کے اٹھنے کے اُس کی مادر اور خالہ اُس کی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو بھی
اٹھیں سب جانب خیمۂ عروس چلے اُسوقت حکم ملکہ آفاق جادو سے باجے بجانیوالوں سے
کہا گیا کہ ہوشیار ہو جاؤ رسم عقد و شادی کی جاتی ہے بعد رسم عقد مبارکباد و شہنا وغیرہ میں گانا باجے
بجانا باجے بجانے والے گروہ گروہ غول غول جا بجا باجے انواع و اقسام کے لیکر ایستادہ
ہوے اتنی دیر میں صدف جادو ترنج خوشبو بکف ملکہ مجمر جادو کے خیمے تک مع اپنی خالہ اور
مادر کے پہونچا پردہ خیمے کا اُٹھا کر عروس مذکورہ کو بنظر محبت دیکھکر جونہی اُس پر نظر سحر بار ڈالکر
ملکہ مجمر جادو کے ہونے سے خوش اور مطمئن ہوکر وہ ترنج خوشبو تاک کر اُس کے سینے پر مارا وہ سینے پر
پڑتے ہی شق ہوا رنگ و خوشبو سے لباس عروس رنگین و معطر ہو گیا اور صدف جادو اُسوقت
از حد خوش ہوئی بجائے خود کہنے لگی کہ میری زندگی میں مراد دلی میری بر آئی میرے فرزند کی شادی
ہوئی خانہ آبادی ہوئی بہو مجکو گویا چاند کا ٹکڑا ملی جس کی میں نے خواہش کی تھی وہی بہو گھر بیٹھے ملی
ابھی آفاق جادو خوشی سے باغ باغ ہو رہی ہے صدف جادو بھی کثرت خوشی عقد و شادی سے
بار بار مسکراتا تھا اپنے جامے میں نہ سماتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے ترنج خوشبو ایک کنیز سے
طلب کرکے ملکہ مجمر جادو کو بعد مشکل و دشواری و بمنت و خوشامد شفقت دے کر کہا کہ اے نوربخشی
تم بھی اپنے شوہر صدف جادو کے سینے پر یہ ترنج مارو تاکہ رسم شادی کامل طور سے ادا ہو جائے
چندان شرم و غیرت نکرو جھجکی نکاو ترنج خوشبو اپنے ہاتھ سے بالائے مسند رکھکر مارنا ہمارا مانو ہر چند
ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و کنیزون نے کہا مگر ملکہ مجمر جادو نے ترنج خوشبو بسینۂ صدف جادو بسبب
کثرت شرم و حیا کے نمارا آخرکار بعد خیر بسیار کے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے اپنے سر کی قسم دیکر
کہا کہ اے نوربخشی بس بس زیادہ شرم و حیا و غیرت نکرو رسم عقد و شادی کی تکمیل کر اسمین دیر نہیں

سبھی لڑکیاں یہ رسم عقد و شادی کرتی ہیں ایک تم ہی ہو کہ یہ رسم ادا نہیں کرائی باقی ہو جبھی کہ تم نہیں ہم نے بھی وقت عقد یہی رسم ادا کی تھی ملکہ تحیر جادو نے قسم دینے سے مجبور ہو کے اپنے دست نازک حنائی سے بنا زوا دا شرنج خوشبو سینۂ صدف جادو پر مارا اس وقت کی خوشی و مسرت کیا بیان کی جائے وہ ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کا صورت گل شگفتہ ہونا بار بار ہنسنا مسکرانا بجانے والا باجوں میں مبارکباد و عقد شادی کا گانا انواع و اقسام کے باجوں کا شور مچانا بجنے والوں کا انعام کثیر طلب کرنا تھوڑا انعام نہ لینا حجت کرنا شور باجوں کا تا گنبد فلک اول پہونچنا نازنینان خوب رو کا سرِ بزم عشرت مع اپنے سازندوں کے حاضر ہو کر مبارکباد عقد و شادی بخوش آوازی گانا ملکہ آفاق جادو کا انعام دینا ارباب نشاط کا صدف جادو کے دامن کو تھام کر بیٹھ کر رقص منظور کرکے طالب زر و جواہر کثیر ہونا اُس کا انعام دینا روپے ملکہ تحیر جادو کے بھی نازنینوں کا گانا تا جبکہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا سبب انعام دینا خوب بجے والوں کا انعام کثیر لیکر شور باجوں کا موقوف کرنا ارباب نشاط کا دامن ہوس پھیلانا با وجود انعام کثیر پانے کے زیادہ طمع زر و جواہر کرنا غزلیں بھی عاشقانہ گانا اہل بزم اہل عشرت کا سننا خوش ہونا نازنینان خوش جمال و خوش آواز کا کمال علم موسیقی دکھانا تحیر جادو و صاحبقران کشورستان وغیرہ کا اندر دروازہ کو ہو کے صدائے نغمہ نازنینان سننا انا نجمہ ایک مطربۂ خوب رو کا یہ غزل عاشقانہ بنا نواز گانا

غزل

یہاں لب پہ آئی یہاں تک نے آئے — کہاں رہ گئے وہ یہاں آتے آتے

تماشا نظر منتظری تو یانیوں کا — کفن ہو گیا دیکھ یہاں آتے آتے

مجھے قبول کر یاد کرتے ہیں وہ — کہ مر جائے گا زیر کمان آتے آتے

لگا ہوں میں تیری وہ سفاکیاں ہیں — گر کٹ گئیں شوخیاں آتے آتے

دل بھی تمہی کرنے کو قاصد بھی لیکن — گئے دونوں مل کر کہاں آتے آتے

کوئی ان کو سمجھانے والا تو ہوتا — وہ آتے وہ آئے یہاں آتے آتے

قسم بھی تیری کھوئی ہوتی جدائی — رقیبوں کے منہ میں زبان آتے آتے

سنے ہوں سے زخم جگر بھرے ہیں — تنے گل کھلیں گے خزاں آتے آتے

کوئی دن میں دنیا سے جاتا ہے گا — تڑپ دے اِک ناتوان آتے آتے

وہ پھر آگئے ہیں آدھے رستے سے — سرِ تربت عاشقان آتے آتے

وہ اہل بزم کا خوش ہو کر سننا و اشعار مذکورہ غزل کو پسند کرکے بجا تھا تعریف کرنا نازنین مذکورہ کو انعام میں زر و جواہر دینا الحاصل صبح سے تا وقت عصر بزم عشرت آراستہ رہی بعد ازاں موقوف ہوئی ملکہ آفاق جادو نے آمادہ جانے کا کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بطور جہیز مال و زر و جواہرات ساتھ کیا صدف جادو عروس کو محافے میں سوار کرنے چلا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کنیز تعلی کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا وہ کنیز اندر خیمۂ عروس کے گئی دیکھا کہ تنہا بیٹھی ہے کنیز مذکورہ نے اس کو فقط بیہوشی سنگھا کے بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا اور بسرعت تمام صورت اپنی بشکل ملکہ تحیر جادو بنا کر ویسا ہی لباس و زیور نقرہ و طلا و زیور گل پہن کر ویسا ہی بناؤ سنگار کرکے بجائے ملکہ تحیر جادو عروس نو بنکر بیٹھی اتنی دیر میں صدف جادو دیگر امور کا بندوبست و انتظام کرکے ہمراہی با عمد خالہ کے عروس کے خیمے میں آیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہنگام رخصت عروس مذکورہ سے لپٹ کر

رونے لگی عروس نے سر اپنا دوش بہ ملکہ مذکورہ کے رکھکر نالہ وگریہ آغاز کیا اور اسی عالم گریہ میں آہستہ آہستہ
گوش ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میں یہ کہا کہ میں نے ملکہ مجمر جادو کو اپنی زنبیل میں رکھ لیا اور خود مجمر جادو
کی صورت بن کر جاتا ہوں اطلاعاً تمسے کہے جاتا ہوں ملکہ مذکورہ حالت گریہ وزاری میں یہ سنکر اپنے
دل میں خوش ہوئی خواجہ طیفور کردبا کی جسارت وعیاری دیکھا کیے بہت بہت حیران ہوئی بجائے خود
ثنا کرنے لگی اور بظاہر لپٹ کر عروس مذکورہ سے رونے لگی آخر بہت گریہ وزاری کے عروس
سے جدا ہوئی صدف جادو نے بعد خوشی آغوش تمنا وا کرکے عروس مذکورہ کو اپنی گود میں
اٹھا کر حسب دستور محافہ زرین میں سوار کیا بعدہ خود بھی تخت طاؤسی پر سوار ہوا ملکہ آفاق جادو بھی
طاؤس زرین بال سحر پر سوار ہوئی باجے والوں نے باجے بجائے جلوس آگے بڑھے نوبت و
نقارے بجے برات نہایت کثرت جلوس وغیرہ سے بزرگ ہیبت نشان صدف جادو روانہ ہوئی
اندر اس تاریکی کے جاکر پہلے تو مجمر نظر آئی بعدہ غائب ہوئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بعد جانے
برات کے گھر وہ سے اترکر درہ کوہ میں گئی تمام حال صاحبقران سے بیان کیا صاحبقران
نے خوش ہوکر کہا کہ خواجہ نے بڑی دلیری کی ہے ملکہ مجمر جادو عروس کی صورت بنکر ساتھ صدف
جادو وآفاق جادو کے گئے ہیں خداوند عالم وعالمیان ان کو شر ساحران نابکار سے محفوظ
رکھے کوئی ساحر نابکار ان کو پہچان نہ لے تو غضب ہو بحرین جادو نے عرض کیا کہ آپ مطلق نہیں
کچھ فکر واندیشہ نہ کریں خواجہ نہایت ہوشیار وچالاک ہیں صدف جادو وآفاق جادو وگوہر جادو
وغیرہ ساحران نابکار کی شر سے بچیں گے فکر حصول لوح طلسمی وخنجر قتل شاہ طلسم زلزال الغضور کریں گے
کیونکہ وہ محض اسی واسطے وہاں بھیجے گئے ہیں ان کو کوئی کیا پہچانے گا صاحبقران کشورستان تو
بحرین جادو کی تقریر سنکے خاموش بیٹھے ہیں اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی نواسی کو اپنے ہمراہ
لے کر بالائے کوہ جاتی ہے سیر کرتی ہے بحرین جادو وصاحبقران درہ کوہ سے نکل کر سیر صحرا
کرتے ہیں دل بہلاتے ہیں لیکن اب حال برات مذکور کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب برات رخصت ہوکر
چلی اور بعد قطع راہ صدف جادو عروس مذکورہ کو بڑی دھوم سے لے کر اپنے گھر پہونچا تو ملکہ مجمر
جادو کو محافے سے اتار کر اپنے مکان میں لاکر بالائے مسند زرین بٹھایا براتی رخصت ہونے لگے
ملکہ آفاق جادو بھی خوش ہوکر اپنے دل میں کہنے لگی عجب آج روز خوشی کا ہے کہ بہو گھر میں بیاہ کر
آگئی میرے فرزند کے سر اند معا دولہ بنا آرزو سے دلی بر آئی خانہ آبادی ہوئی گوہر جادو نے تو
ایسا کچھ کہا تھا کہ جس سے مجھ کو اندیشہ فتنہ وفساد وخوف جان ہوا تھا لیکن اس کو فقط خیال ہی تھا
مجھے بھی وہاں جانے سے ضرر نہ پہونچا کوئی بھی دشمن نظر نہ آیا ہنسی خوشی میں یہاں سے بیاہ کے
لی وہاں سے مع الخیر مع اپنے فرزند اور بہو کے اپنے گھر میں آئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور ملکہ
مجمر جادو پر نظر ہو ڈال کر خوب دیکھ بھال لیا کسی طرح کا اندیشہ باقی نہ رہا اب کل ہنگام صبح ہی بہو کو
گوہر جادو کے پاس لے جاؤں گی کہوں گی کہ دیکھیے یہی میری بہو ہے آپ کو میں جاکر بیاہ لائی
نہ کوئی عیار طرار مکار طلسم کشا سے سامنا ہوا کوئی بھی فتنہ وفساد برپا نہ ہوا آپ کو اسقدر طلسم کشا
اور اس کے عیار وغیرہ کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر کو یہاں
آنے کو منع کیا تھا اور مجھ کو وہاں آمد ورفت کی تاکید کی تھی قبل سے اس شادی کے ہر بند وبست
بیکار آپ نے کیا تھا کہ اپنے حرم سرا آمدورفت بند کر دی تھی اب مجمر اپنا دفع کر دیجیے کچھ اندیشہ

نہیں جانتے طلسم کشا و عیار طلسم کشا و بحرین جادو کو بیان کے حالات سے یہ آگاہی نہیں ہے کہ لوح طلسمی اور
خنجر قتل خداوند ہود سر مست جادو و ملکہ آفاق جادو و گوہر جادو کے پاس ہے یہی دونوں محافظ
ہیں اور اگر بالفرض و محال کسی طور سے اُن کو معلوم بھی ہو جائے گا تو کیا خوف ہے طلسم کشا و عیار
طلسم کشا غیر ساحر ہیں ایک ادنی ساحر اُن کو اپنے سحر میں مبتلا کر سکتا ہے اب رہ گیا بحرین جادو کو ساحر
کسی قدر زبردست ہے وہ بھی ہے اور صدف جادو اور آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے اُس کی کیا
اصل و حقیقت ہے آپ کے روبرو اور سب سے آگے ایک ادنی سے سحر میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر
گوہر جادو در جواب میری اس تقریر کے کہے گا کہ میں اپنا سحر کیوں دفع کر دوں کیوں راستہ
صاف کر دوں راہ کیوں کھول دوں بند و بست برائے حفاظت لوح طلسمی و خنجر مذکور و نگہبانی جان
بد اندیشوں سے کیوں نہ کروں تم اس بارے میں کیا سمجھ کر کس وجہ سے ایسی تقریر کرتی ہو تو جواب
اس کا یہ دوں گی کہ اول تو آپ کے سحر دفع ہو جانے سے آمد و رفت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر
کی ہوا کرے گی وہ اپنی بھانجی کے دیکھنے کو مجھ سے ملنے کو آیا کرے گی دوسرے یہ کہ آپ نے اپنے
سحر سے راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اس سے ایک طرح کا خائف و ترساں ہونا آپ کا سمجھا جاتا ہے دیکھنے
والے اور سننے والے بجائے خود کہہ سکتے ہیں کہ گوہر جادو نے باوجود ساحر زبردست ہونے کے
طلسم کشا وغیرہ کے خوف سے راستہ بند کر دیا ہے پس میں چاہتی ہوں کہ اس الزام سے آپ محفوظ رہیں
یہ باتیں بجائے خود کہے کاروبار شادی و مراسم بعد شادی میں مصروف ہوئی جب وہ روز گذر کر
زمانہ غروب آفتاب کا آیا ملکہ آفاق جادو نے واسطے دولہا دلہن کے اپنے مکان کے ایک درجے میں
مسہری بچھوا دی اور دیگر اسباب ضروری بھی وہاں رکھوا دیا اور آپ اس درجے سے علیحدہ ایک حجرہ
مکان مذکور میں جا بیٹھی ہنگام شب بعد اکل و شرب صدف جادو ملکہ مجمر جادو نقلی کے پاس اُسی مسہری
پر برائے زفاف گیا پردے چھوڑ دیے گئے عورتیں جو عزیز و احباب کی بغرض شرکت شادی آئی تھیں
وہ بھی اُس درجے سے علیحدہ دور راحت پذیر و قیام پذیر ہوئیں صدف جادو نے تخلیے میں جانب
ملکہ مجمر جادو نقلی دست ہوس دراز کیا اپنی آغوش کی طرف کھینچنا چاہا مدعائے دلی یعنی وصل حاصل
کرنا چاہا ملکہ مذکورہ اپنے تئیں بچانے لگی استادگی کی نوبت پہونچی ناز و نیاز کی بھی صورت ظہور میں
آئی اُسی عالم میں ملکہ مذکورہ نے کہ بتیاں روئی کی اپنے سوراخ بینی میں قبل سے رکھ چکی تھی عطر
بیہوشی اپنے لباس میں بھی مل لی تھی کچھ عطر مذکور ہاتھوں کی انگلیوں میں بھرا تھا وہ ہاتھ
اُن کے سر تک پہونچا تو خوشبوئے عطر مذکور سے جو دماغ صدف جادو اُس بند درجہ مکان میں
معطر ہوا فوراً چھینک آئی چھینک کے آتے ہی بیہوش ہو گیا عروس مذکور نقلی یعنی خواجہ
طیفور گرو ولے نے اُس کا لباس اتار کر اُسی وقت اُس کو داخل زنبیل کیا اور جلد تر روغن عیاری
زنبیل سے نکال کر روشنی میں آئینہ روبرو رکھ کر صدف جادو کی صورت بن کر اُسی کا لباس
پہن کر با رام و راحت مطمئن ہو کر مسہری پر بیٹھے پھر ملکہ مجمر جادو اصلی کو زنبیل سے نکال کر عالم
عیاری کا سرگوشی میں اُس سے کہنے لگا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آج کی شب تم ہمارے ساتھ اس
مسہری پر سو رہو کچھ اندیشہ نہ کرو ہم اہل اسلام ہیں فعل حرام نہیں کرتے ہیں تاوقتیکہ عقد صورت
کے ساتھ نہ کریں بستر بھائی بہن ایک پلنگ پر سوتے ہیں تم ہم کو اپنا بھائی سمجھ کر اس پلنگ یعنی اس
مسہری پر سو رہو ہم اپنی کروٹ لیٹ رہیں تم دوسری کروٹ لیٹ رہو ادھر صدف جادو کو

داخل زنبیل کر لیا ہے اُس کی صورت بن کر تیار ہوے ہیں تاکہ ملکہ آفاق جادو ہم کو صدف جادو
جانے اور جس جگہ خنجر قتل شاہ طلسم رکھا ہے بعد دریافت وہاں تک اپنا گذر ہو اور وہ اس تدبیر و
عیاری سے دستیاب ہو جائے لے کے ملکہ مجمر جادو ۔ ہوا حسب وعدہ ملکہ آفاق جادو ہمراہ خواجہ
نکو بیان سے اپنے ساتھ گوہر جادو کے پاس لے جائے گی وہاں جا کر تم اُس کو سلام کرنا اور جو کچھ
وہ تجھ سے پوچھے سمجھ کر جواب دینا سیدھے حال سے اپنے آگاہ کرنا کوئی بات ایسی نہ کرنا کہ جس سے
گوہر جادو کو اندیشہ و تردد ہو غرضکہ خواجہ موصوف نے بخوبی تمام اُس کو سمجھایا اُس نے کہا کہ میں
تمہارے کہنے پر عمل کروں گی یہ کہکر خاموش ہوئی پھر ملکہ مذکورہ اور خواجہ دونوں ایک مسہری پر
لیٹے وہ تو سو رہی لیکن خواجہ اس خیال سے جاگتے رہے کہ مبادا میرے حال سے آفاق جادو
بزور اپنے سحر کے آگاہ ہو جائے اور مجھے حالت غفلت میں اسیر کرے یا گوہر جادو اپنے سحر کے
ذریعے سے آگاہ ہو کر ملکہ آفاق جادو کو میری عیاری سے اطلاع دے اسی اندیشے سے
تمام رات ہوشیار و بیدار رہے جب صبح ہوئی مسہری سے اٹھکر اُس دریچے سے ادھر آئے کہ ملکہ
آفاق جادو کو سلام کیا اُس نے خوش ہو کر دعائے جان درازی دی پھر اُس دریچے میں بھی
دیکھا کہ ملکہ مجمر جادو خواب سے بیدار ہو کر بیٹھی ہے دیکھتے ہی اُس کے پاس چلی گئی اُس نے
سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے اُسے اپنے سینے سے لگا کر پیار کیا بعد ازاں اکل و شرب سے
فراغت حاصل کر کے دولہا دلہن کو کھانا کھلا کے سامان گوہر جادو کے یہاں جانے کا کیا اور
صدف جادو نقلی سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے فرزند تم یہاں ٹھہرے رہو ہوشیار رہنا میں تمہاری
زوجہ کو اپنے ہمراہ لے کر حسب اقرار گوہر جادو کے پاس جاتی ہوں صدف جادو نقلی نے کہا
کہ اچھا آپ جائیے مگر وہ خنجر جس کی آپ محافظ ہیں میرے حوالے کر جائیے تاکہ میں اُسکی حفاظت
کروں آج مہمان بہت ہیں شادی کا گھر ہے کسی کا اعتبار نہیں ہے دوست بیشتر دشمن بھی ہو جاتے
ہیں پھر وہ دوستی میں دشمنی کرتے ہیں پس مقتضائے عقل و ہوشیاری یہ ہے کہ غافل نہ رہنا چاہیے
ملکہ آفاق جادو نے اُس کی تقریر سُنکے بے اندیشہ و خیال خنجر مذکور کے حوالے کرنے میں تکرار
کہا کہ اے فرزند کیا تجھکو معلوم نہیں ہے جہاں خنجر رکھا ہے صدف جادو نے جواب دیا کہ اے
مادر مہربان پہلے تو معلوم تھا اب اس ہنگامہ شادی میں نہیں معلوم آپ نے کہاں رکھا ہے آیا وہیں
رکھا ہے جہاں رکھا رہتا تھا یا اور کہیں رکھدیا ہے اسی وجہ سے آپ سے پوچھا گیا ملکہ نے کہا کہ اے
نور نظر دیکھ وہ صندوق رکھا ہے جس میں قفل لگا ہے اسی میں خنجر ہے اُس قفل کی مہر سے پاس ہے یہ کہکر سامان
جلوس امیرانہ ملکہ مجمر جادو کو سوار کر کے خود بھی تخت سحر پر سوار ہو کر سوے گوہر جادو روانہ
ہوئی بعد قطع راہ مکان گوہر جادو پر پہونچی اُس کو ملکہ آفاق جادو و مجمر جادو کے آنے کی
اطلاع ہوئی فوراً اپنے پاس بلا لیا ملکہ مجمر جادو نے داخل مکان ہو کر دیکھا کہ خانہ باغ بہ تکلف
شاہانہ ہے جیسے پردے فرش نفیس و شیشہ آلات وغیرہ انواع و اقسام کی زینتوں سے
آراستہ ہے تمام اسباب عیش و راحت شاہانہ ہے اس خانہ باغ میں درمیان چمن کھمبے رنگارنگ
ایک ساحر جوان خوش لباس گندم رنگ کلاہ زرین جواہر دوز سر پر رکھے ہوئے بالاے
کرسی زرین بیٹھا ہے بالاے سر گیرہ طلائی نہایت تحفہ و نفیس خوش قطع ایستادہ ہے بالاے
گیرہ مذکور ابر چھایا ہوا ہے روبرو اُس کے زیر گیرہ ایک تخت زرین اوسط مرا حبوا بچھا ہے

کھچا ہوا ہے اُس کے چاروں گوشوں پر چار گلدستے کہ جن کے پھول تازہ تر و خوشبو دار ہیں
طلائی و نقرئی و جواہر کا ظروف میں سجے ہیں وہ ظروف بصورت و شکل گلدانوں کے ہیں
غور سے جو دیکھا تو درمیان اُن گلدستوں کے ہر ایک گلدستے کے نیچے ایک ایک لوح ہے اور
ہر ایک لوح جتنی گون سے چاہر ہر مانند ہلال ضو دے رہی ہے چاروں لوحیں ایک صورت کی ہیں
ضیا و ضو میں بھی برابر ہیں کچھ کمی و زیادتی نہیں ہے ملکہ مجمر جادو نے اپنی عقل سے یہ سمجھا کہ کسی
طلسم کی چار لوحیں نہیں ہوتی ہیں ایک لوح بانیان طلسم بیشتر بناتے ہیں وہی لوح طلسم کشا کو ہنگام
طلسم کشائی ہدایت کرتی ہے اُسی کی ہدایت سے قفل طلسم در بند و مرحلات طلسم و قلعہ طلسم کو فتح
کرتا ہے یہاں چار لوحیں نظر آتی ہیں یقین ہے کہ ان چاروں میں ایک لوح طلسمی طلسم اصلی ہے اور تین
لوحیں طلسمی نہیں ہیں یہ تین لوحیں وہمی شاید بلکہ یقیناً اس واسطے رکھی ہیں کہ اگر کسی طور سے
بعد کوشش و فکر و جستجو طلسم کشا یہاں تک آ بھی جائے اور ساحران حافظ و نگہبانان لوح طلسمی
سے خصوصاً گوہر جادو محافظ لوح طلسمی کے ہاتھ سے طلسم کشا جانبر بھی ہو تو ان چاروں لوحوں
میں سے لوح طلسمی اصلی کی تمیز نہ کر سکے اگر خوبی مقدر سے لوح طلسمی اصلی اٹھا لے تو مجبوری ہے
اور اگر کوئی لوح وہمی دھوکا کھا کر اٹھا لے تو فوراً اسیر و گرفتار ہو جائے لوح اصلی کے دستیاب
ہونے کی اُس کو حسرت رہ جائے بانیان طلسم کی اس دھوکا دینے اور تدبیر کرنے سے تمنائے
دلی بر آئے اور واقعی اسی غرض سے بانیان طلسم نے واسطے دھوکا دینے اور تحیر کرنے طلسم کشا
کے چار لوحیں ایک صورت و شکل و طول و عرض چمک اور روشنی میں برابر تیار کر کے رکھی ہیں کہ
طلسم کشا لوح کے اٹھانے میں دھوکا کھائے غرضکہ ملکہ مجمر جادو دزدیدہ نظروں سے ہر طرف دیکھتی
ہوئی ہمراہ آفاق جادو مادر صدف جادو کے جاتی ہے جب ملکہ آفاق جادو نزدیک و روبرو
گوہر جادو کے زیر ابر مذکور مع مجمر جادو کے پہنچی گوہر جادو نے سر اٹھا کر دیکھا آفاق جادو
نے باادب سلام کیا اور اپنی بہو یعنی ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اے دختر نیک اختر تو بھی جھک کر باادب
سلام کر یہی گوہر جادو محافظ لوح طلسمی ہیں بڑے ذی عزت و حرمت ہیں ساحران زیر دست
سے ہیں تمامی ساحران طلسم زلزلہ ان کو ذی وقار و ذیجاہ و نامی و نامور جانتے ہیں ان کی عزت و
توقیر کرتے ہیں نہایت معتبر و امین و خیر خواہ خداوند ہو و سرمست جادوان کو جانتے ہیں اور
ساحل بھی یہ عالی مرتبہ ہیں اور نہایت معتمد و امین و خیر خواہ شاہ طلسم ہیں اگر یہ معتبر و معتمد خیر خواہ
اور ساحر زیر دست نہ ہوتے تو بانیان طلسم اور خداوند مذکور ان کے حوالے لوح طلسمی
نہ کرتے اور لوح طلسمی وہ شئے ہے کہ جس کی ہدایت سے طلسم کشا طلسم کو فتح کر سکتا ہے بغیر دستیابی
لوح طلسمی اور بغیر ہدایت لوح طلسمی طلسم کشا ہرگز ہرگز طلسم کو فتح نہیں کر سکتا ہے پس ہماری
اس تقریر کرنے سے ان کا مرتبہ ظاہر کرنا منظور تھا اور اے دختر ناواقف تجھ کو آگاہ کرنا تھا ملکہ
مجمر جادو نے گفتگو ملکہ آفاق جادو کی سنکے گوہر جادو کو باادب سلام کیا اُس نے سلام لیکر
نظر جانب ابر مذکور کی طرف دیکھا کہ ابر بدستور محیط و قائم ہے ابر سحر میں کچھ علامت و شناخت طلسم کشا
و دیگر دشمن و بد خواہ شاہ طلسم کے پیدا نہیں ہوئی پس سمت ابر سحر مذکور دیکھکر دل میں خیال
کرنے لگا کہ ان دونوں عورتوں میں کوئی طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنان شاہ طلسم سے
نہیں ہے اگر طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنوں سے ہوتا تو اس ابر سحر سے ایسی علامتیں ظاہر

ہوتی ہیں کہ جن سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ کوئی دشمن آگیا ہے
غرضکہ بعد دیکھنے جانب ابر سحر مذکور کے اور مطمئن ہونے کے گوہر جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے
آفاق جادو آؤ ہمارے پاس یہیں بیٹھو کہکر قریب اپنے کرسی پر ملکہ آفاق جادو کو بٹھایا اور
دوسری کرسی پر پہلو سے آفاق جادو میں ملکہ مجمر جادو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا عروس مذکورہ بھی
سلام کر کے کرسی پر بیٹھی گوہر جادو نے کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یہی تمہاری بہو ہے کیا اسی کو
بیاہ کر لائی ہو اسی کا نام مجمر جادو ہے اُس نے کہا کہ ہاں یہی بہو میری ہے اسی کا نام مجمر جادو ہے کل
اس کو بیاہ لائی ہوں آج یہ واسطے سلام کرنے کے آپ کے روبرو آئی ہے آپ کے حکم سے میں صرف
اسی کو بیرون سرحد سحر حفظ سے لائی ہوں اس کی خالہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی ہمشیرہ کو
اپنے ساتھ نہیں لائی بعد اس کے آفاق جادو نے کہا کہ آپ کو جانب طلسم کشا اور اس کے عیار
مکار وغیرہ سے ایسا اندیشہ تھا کہ وہاں توقف کرنے کی بھی آپ نے اجازت نہ دی اور ہمشیرہ کے
بیان طلب کرنے کو منع کیا تھا میں نے تو موافق ارشاد عمل کیا مگر جو خیال آپ کا تھا اس کا کچھ ظہور
نہ ہوا طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو وہاں جا کر نہ دیکھا سوائے ہمشیرہ و عزیزہ وغیرہ کسی دشمن کو وہاں
نہیں دیکھا وہاں سے مع الخیر چلی آئی آپ نے اپنے سحر سے جو تاریکی کر دی ہے اور راہ آمد و رفت
بند کر دی ہے مقتضائے عقل و حفاظت تو یہی ہے لیکن اس بندوبست کرنے سے طلسم کشا سے آپ کا
خائف ہونا ثابت ہوتا ہے اگر مناسب ہو تو سحر اپنا دفع کر دیجیے تاکہ راستہ کھل جائے طلسم کشا و عیار
طلسم کشا یہاں تک آ نہیں سکتے اگر راستہ بند کرنا ہی منظور ہے تو اپنا سحر دفع کر کے اور کسی ساحر
کے سحر سے راہ بند کرا دیجیے گوہر جادو نے جواب دیا کہ اس باب میں بعد فکر و غور جو مناسب ہوگا
کیا جائے گا یہ کہہ کے گوہر جادو نے ملکہ مجمر جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تمہاری
خالہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی ہمراہ لائی ہے یا نہیں اس نے ادب سے عرض کیا کہ ہاں
ہماری خالہ صاحبہ ملکہ بہار کو بھی ہمراہ لائی ہیں بالائے کوہ بیرون تاریکی سحر مقیم ہیں جب میں ادھر کو چلی
تھی میری خالہ صاحبہ اور ملکہ بہار گل پوش جادو نے بھی میرے ساتھ آنے کا ارادہ کیا تھا مگر دو سبب
سے ان کا آنا اس طرف نہ ہوا اول تو یہ کہ ہماری خوشدامن و خالہ صاحبہ جو آپ کے روبرو بیٹھی ہیں
آپ کے حکم سے ان کو نہیں لائیں دوسرے یہ کہ بخوف ہلاکت جان اس طرف نہ آئیں خصوصاً ملکہ
بہار گل پوش جادو کو تو یقیناً اپنے جان کے جانے کا خیال ہوا تھا گوہر جادو نے پوچھا کہ خوف
جان اس کو کس وجہ سے ہوا تھا مجمر جادو نے جواب دیا کہ آپ کے سحر کی تاریکی وہ غضب کی تاریکی
ہے کہ اس کو دیکھ کر وہ ڈر گئی اور کہنے لگی کہ اگر اس تاریکی میں قدم رکھوں گی تو اندھیرے میں گھبرا کر
دم نکل جائے گا گھٹ کر مر جاؤں گی اگر سحر آپ کا نہ ہوتا اور تاریکی سحر نہ ہوتی تو وہ ضرور آتی کیونکہ اس نے
مجھ سے وقت رخصت یہ مجھ سے کہا تھا کہ میرا دل بھی چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ چلوں گوہر جادو
کو دیکھوں ان کے دیکھنے کا اشتیاق ہے میں نے پوچھا کہ ان کے دیکھنے کا کیوں اشتیاق ہے اس کا جواب
اس نے کچھ نہیں دیا شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے یہ تقریر مجمر جادو کی سنکے بے اختیار آہ سرد
کی دریائے عشق جوش زن ہوا دل میں خیال کرنے لگا کہ اے گوہر جادو تو ہی اس پر عاشق و
شیدا نہیں ہے وہ بھی تجھ پر فریفتہ ہے تیری تاریکی سحر سے وہ ڈر گئی ورنہ وہ میرے پاس ضرور آتی
افسوس تاریکی نے معشوق مجھے نظر آتی وصل بھی اس کا نصیب ہوتا دل مضطر کو میرے قرار آتا

بی دل دور ہوتی ہائے کیا جانتا تھا کہ فی زمانہ وہ میری دید کی مشتاق ہوکر ادھر آئے گی میری
کی تاریکی سے ڈر جائے گی یہاں تک بوجہ خوف جان کے نہ آنے کی خبر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب
لازم و مناسب ہے کہ بخیال ہلاک شو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کے اپنی سحر کی تاریکی کو
[illegible] کرکے اُس کو اپنے پاس بلاؤں مدعائے دلی حاصل کروں چند سال سے اُس کے فراق میں
مبتلا ہوں وصل سے کامیاب ہوں یہ خیال کرکے وہ ہار موتیوں کا جو اپنے گلے میں پہنے تھا ملکہ
[illegible] جادو کے گلے میں ڈال کر کہا کہ اے ملکہ اول تو بطور رسم دکھائی ہمیں تم کو کچھ دینا ضرور تھا
دوسرے تم نے ایسی خبر خوش سنائی کہ منہ تمہارا موتیوں سے بھر دینا لازم ہوا بالفعل تو یہ تحفہ
[illegible] موتیوں کا دیا ہے آئندہ ماتحت زمانے میں جبکہ در مراد ہمارے ہاتھ آئے گا تو زیور جواہر کار و دیگر اشیاء
نفیس و نادر دیں گے یہ کہکر خاموش ہوا ملکہ آفاق جادو نے تھوڑی دیر بیٹھ کر کہا کہ اب میں جاتی ہوں
گوہر جادو نے کہا کہ جاؤ ملکہ مذکورہ نجم جادو کو ہمراہ لیکر اسی جلوس سے بسواری تخت طاؤسی کے
اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی ملکہ آفاق جادو و نجم جادو کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال
صدف جادو نقلی کا تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد جانے آفاق جادو کے حال خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ و
[illegible] ولتی تیغہ فنا کا ملکہ آفاق جادو سے دریافت ہو کر جیسا قفل کو توڑ کر تیغہ فنا کو صندوق سے
نکال کر زنبیل میں داخل کیا بعدہ ویسا ہی قفل زنبیل سے نکال کر اُس صندوق میں لگا دیا تھا تو بھی
[illegible] سے کسی کو اس حال سے آگاہی بھی نہوئی ہنوز صدف جادو نقلی صندوق مذکور سے خنجر قتل
شاہ طلسم زلزلہ یا تیغہ فنا نکال کر داخل زنبیل کر چکا تھا کہ ملکہ آفاق جادو مع نجم جادو کے آئی
صدف جادو نے پوچھا کہ اے مادر مہربان آپ گوہر جادو کے پاس گئی تھیں اپنی بہو کو دیکھی
تھیں کیا باتیں ہوئیں اُس نے تمام باتیں جو فی الحال ہوئی تھیں بیان کرکے کہا کہ دیکھو ہماری بہو
کو گوہر جادو نے یہ ہار موتیوں کا نہایت بیش بہا دیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ بعد دستیاب ہونے
[illegible] کے اور بھی اسباب و زیور دیں گے صدف جادو نقلی یہ سنکر مسکرایا اس [illegible]
ملکہ آفاق جادو سے سب مہمان عورتیں رخصت ہوکر اپنے گھر گئیں فقط ملکہ آفاق جادو اور
نجم جادو یہ دونوں عورتیں مکان میں رہ گئیں صدف جادو نے ملکہ آفاق جادو سے کہا کہ
مجھ کو آپ سے تخلیے میں کہنا ہے یہاں تب آفاق جادو اُس کے قریب گئی پوچھا کہ اے
فرزند کہہ کیا کہتا ہے وہ کونسی ایسی بات ہے جسے تخلیے میں کہنا مقصود ہے صدف جادو نقلی نے [illegible]
اپنا اُس کے منہ کی طرف بڑھا کر حباب بیہوشی جو کلیوں میں دبی ہوئی تھی ناک پر اُس کے
سوراخ ناک میں ماری اثر حباب بیہوشی دماغ تک ایسا جلد پہنچا کہ ایک دم کی بھی مہلت
قیام نہ ہوئی فوراً چھینک آئی چھینکتے ہی تیورا کر زمین پر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی
صدف جادو نقلی نے جلد تر اُسے داخل زنبیل کرکے رنگ و روغن عیاری سے آفاق جادو
کی صورت بن گئے مثل اُسی کے لباس پہنکر مسکراتے ہوئے قدم آگے بڑھا جب پاس نجم جادو
کے آفاق جادو نقلی آئی اور صدف جادو دیر تک نظر نہ آیا تو نجم نے متردد ہوکر پوچھا کہ اے
مادر مہربان فرزند آپ کا کہاں ہے اُس نے مسکراکر جواب دیا کہ اے نجم جادو صدف جادو
نقلی میں ہی ہوں تم نے مجھے نہ پہچانا ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ ملکہ آفاق جادو اصلی کہاں ہے خواجہ
نے جواب دیا کہ جہاں صدف جادو ہے وہیں آفاق جادو بھی اپنے فرزند کے دیکھنے کو

گئی ہی ملکہ محجر جادو نے سحر کی بخوبی آگاہ ہوکر کہا کہ کیا جلد اُس کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا ہی
سُکے مجھے حیرت ہی خواجہ سے کہا کہ اے ملکہ میں نے جاب بیہوشی دار کر اُسے بیہوش کرکے زنبیل میں
داخل کیا ہم عیاروں کو بیہوش کرنے میں کچھ دیر نہیں لگتی ہی ملکہ مذکور نے سحر خواجہ کی بہت تعریف
کی خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ اب بے خوف وخطر اس مکان میں رہو تا وقتیکہ گوہر جادو سے
لوح طلسمی دستیاب نہو صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو ہم داخل زنبیل کر چکے ہیں مجھ کو قبل
شاہ طلسم زلزلہ و بقوے تیغ تنہا بھی ملکہ آفاق جادو سے دریافت کرکے داخل زنبیل کر چکے
ہیں صرف لوح طلسمی لینا منظور ہی اُس کے بارے میں بھی کوئی فکر کی جائے گی محجر جادو و شگفتہ
خواجہ سنکر خوش ہوکے بے خوف وخطر اسی مکان میں مع خواجہ ممدوح قیام پذیر ہی حال ان کا
آئندہ بیان کیا جائے گا لیکن اب حال گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلے کا رقم کیا جاتا ہی کہ بعد
رخصت ہوکر روانہ ہونے ملکہ آفاق جادو و ملکہ محجر جادو کے وہ تمام روز و شب خیال ملکہ
بہار گل بہوش جادو میں گذارا تصویر تمثالی اُس کی پیش نظر رہی فراق میں اُس کے مانند مرغ
بسمل فرش خواب پر غلطان رہا نالہ و فریاد و آہ کیا کیا جب صبح ہوئی خیال کیا کہ فکر حصول مدعا
اس طرح کرنا چاہیے کہ انتظام و بند و بست بھی رہے اور معشوقہ خوب رو بھی پاس آ جائے یہ
خیال کرکے اپنے لشکر کے سردار و سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو اپنے روبرو طلب کیا
جب وہ آیا اُس نے نیاز مندانہ سلام کیا گوہر جادو نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اجازت بیٹھنے کی
پاکر سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا بعد ازاں اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت
حضور نے مجھکو کیوں طلب کیا ہی گوہر جادو نے کہا کہ اے تاریک سیاہ رو جادو آگاہ ہو کہ ہم
چند سال سے ملکہ بہار گل بہوش جادو نواسی ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو پر مائل ہیں فی زمانہ ملکہ
بہار گل بہوش جادو ساتھ اپنی نانی ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے کوہستان میں بالائے کوہ
فروکش ہی ملکہ محجر جادو سے سنا ہی کہ ابھی تک کوہستان سے اپنے مکان کی طرف نہیں گئی ہیں
بالائے کوہ مقیم ہی چونکہ ملکہ بہار ہماری معشوقہ ایک نازنین مہ جبین نازک بدن گل پیرہن ہم
ہمارے سحر کی تاریکی سے ڈرتی ہی اپنی ہلاکت کا خوف رکھتی ہی اور ہمیں اُس کو اپنے پاس بلانا منظور
ہی اور اُس کا ہلاک ہونا مطلوب نہیں ہی لہذا ہم اپنے سحر سخت کو واسطے بلانے اپنی معشوقہ کے
دکھا دینے میں مجھکو لازم ہی کہ اپنے سحر سے راہ کو تاریک و بند کر دے تیرے سحر کی ایسی تاریکی
ہو کہ ہماری معشوقہ مذکورہ اُس تاریکی میں داخل ہوکر یہاں تک آنے میں ہلاک ہو جائے
اے تاریک سیاہ رو مجھکو لازم ہی کہ بعد ہمارے حکم کی تعمیل کرنے کے یعنی بعد رفع ہونے ہمارے
سحر کے اور اپنے سحر کے راہ بند کرنے کے پاس ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے کہ بالائے کوہ مقیم ہی جانا
اور ہماری جانب سے اُس سے کہنا کہ ملکہ بہار گل بہوش جادو کو طلب کیا ہی بعد گوہر نے ان ایام
محنت کے کہ خداوند ہو و سرمست جادو و پیر گراں زمین مطمئن ہوکر رسم عقد کی جائے گی اگر وہ بہ
عذر و انکار معشوقہ مذکورہ کو یہاں بھیجنے میں کرے تو اُس سے کہنا کہ جس طرح تیرے ملکہ محجر جادو
کو اس طرف بھیجا ہی اُسی طرح ملکہ بہار گل بہوش جادو کو بھی بھیجو وقت ہی کہ اس کی رسم عقد ادا
ہو جائے ہو اسی کا رسم عقد بعد چند روز کے کی جائے گی منظور ہو کہ اس تقریر کو سنکے وہ ملکہ بہار گل بہوش
جادو کو بھیجے ہو اگر وہ نہ بھیجے تجھے ایسی حالت میں مناسب ہی کہ ہماری معشوقہ مذکورہ کو بزور دست

آرام روشنی مشعل طلب سحر مین یہان لاتا تاکہ دل اُس کا نہ گھبرائے وہ اُس کا نہ گھٹے ذرا بھی اُس کے
دلِ نازک کو صدمہ نہ پہونچے اور اگر شاید ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
ہماری معشوقہ کو تیرے ہمراہ آدمی نہ بھیجے تو زبردستی اُس کو لے آتا اگر آمادہ جنگ ہو تو اُس سے
مقابلہ کرکے ہماری نافرمانی کی اُس کو سزا دینا ہرگز اُس سے خائف نہ ہونا اور اُس کے ہمراہیون سے
جو کوئی اُس کی حمایت کرے اُس کو بھی سزا دینا ہمارے اس حکم کو ضرور بجا لاتا وہان سے خالی ہاتھ
نہ آنا ہماری معشوقہ کو لے کر آنا یہان آکر ہم سے خلعت و انعام کثیر لینا تاریک سیاہ رو جادو نے
عرض کیا کہ یہ کمترین ارشاد حضور بجا لائے گا گوہر جادو نے اُس کی تقریر سنکے خوش ہوکے تاریکی راہ یعنی
اپنے سحر کو دفع کیا اُسی وقت حسب الحکم گوہر جادو تاریک سیاہ رو جادو نے جاکر سلسلہ تاریکی سے
راہ کو بند و تاریک کیا بعدہ اسباب سحر سے جھولی بھر کے تخت سحر پر سوار ہوکے سوے ملکہ دیدبہ سحر ساز
جادو بعجلت روانہ ہوا اب حال یہان کا لکھا جاتا ہی کہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و بالاے کوہ
مین بیٹھی تھی اُس کے پاس ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو دونون موجود تھے باہم سب
یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ نے وہان جاکر اب تک ضرور کوئی جلدی کی ہوگی خبر قتل شاہ طلسم زلزلہ کی یعنی
تیغہ فنا اپنے قبضے مین کیا ہوگا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو اسیر کیا ہوگا فکر حصول لوح طلسم کی
کر رہے ہونگے بیکار و فضول وہان نہ بیٹھے ہونگے تدبیر حصول مطلب سے غافل نہ ہونگے
کہ ناگاہ درمیان تاریکی سحر ایک برق سی چمکی بحرین جادو نے کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو شاید خواجہ
طلسم فتح کر دیا کامیاب ہوکر آگئے ہین تیغہ فنا و لوح طلسم کشا بھی لاتے ہین ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو نے جو تاریکی دیکھا کہ یکایک اُس تاریکی سے ایک ساحر بد نام نہایت
کریہ منظر تخت سحر پر سوار جھولی اسباب سحر سے بھری دو تھیلے پر رکھی ہوئی تا بجا چوبدار ہاتھ مین لیے
ہوئے باہر بلا اُس کو اچھا نہ ہوا اظاہر بعلان دیکھتے ہی سب متحیر ہوے کہ یہ ساحر کیون آتا ہی بعد حیرت و
تردد ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے خیال کیا کہ شاید یہ ساحر فرستادہ ملکہ مجمر جادو ہو ابھی سب
اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحر کلاہ سر پر رکھے ہوے بصد نخوت و غرور روبروے
ملکہ بہار گل پوش جادو و دیدبہ آکر پکارا کہ اے دیدبہ سحر ساز جادو آگاہ ہو کہ مین فرستادہ خداوند
نعمت ساحر نامی و ذی عزت و حرمت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ کا ہون مجھے اُس نے کہلا بھیجا
ہی کہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو ہماری معشوقہ و محبوبہ کو ہمارے پاس بھیجدو لہذا تمکو لازم
ہی کہ حسب الحکم گوہر جادو ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے ہمراہ روانہ کردو یہ تقریر اُس ساحر
ناہنجار کی سنتے ہی ملکہ مذکورہ یعنی ملکہ بہار گل پوش جادو تو آبدیدہ ہوکر اپنی نانی سے لپٹ گئی اور
کہنے لگی کہ اے نانی جان مین تو ہرگز نجاؤنگی مجھے اس ساحر ناہنجار کے ساتھ نکر بھیجے اُس گوہر
جادو حرامزادہ نے کیون مجھے طلب کیا ہی شاید میری بے عزتی و بے حرمتی کا درپے ہوا ہی لیکن
ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے برہم ہوکر جواب دیا کہ او بدزبان و ناہنجار اول تو یہان آکر تونے ہمین
سلام نکیا جاہ و مرتبہ نہ سمجھا دوسرے بیہودہ تقریر کی دور ہو یہان سے ہم ملکہ بہار گل پوش
جادو کو تیرے ہمراہ روانہ نکرینگے اور وہ گوہر جادو کیا ہی جو ہم اپنی نواسی کو اُس کے کہنے سے
اُس کے پاس بھیجدین اُس کی حقیقت ہی کیا ہی ایک ملازم شاہ طلسم زلزلہ ہی ہم شاہ طلسم زلزلہ کے
مولف ہین جیسا شاہ طلسم زلزلہ کا ملازم ویسا ہمارا ملازم اُس کی بھی یہ لیاقت و حقیقت ہی کہ ہماری

تو اسی کو اپنی معشوقہ کے اور طلب کرے اگر وہ اس بات پر ناز کرے کہ میں محافظ لوح طلسم زلزلہ
ہوں تو بھی کوئی اس سے فخر و افتخار اُس کو نہ کرنا چاہیے اور یہ دعوی اسیری و برتری کا رکھنا چاہیے
کیونکہ ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو کے قبضے میں تیغۂ فنا ہے اور تیغۂ فنا یا خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ
وہ آلۂ ضرب ہے کہ اسی کی ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ کی قضا ہے پس ہم عزیزوں کو اُس نے اپنا ایسا
معتبر و حافظ جان اپنا سمجھا جب تو تیغۂ فنا برائے حفاظت حوالے کر دیا ہے اور مدام وہ ہم سب کی تعظیم
و تکریم کرتا ہے ساحر مذکور نے جواب دیا کہ مجھے اس سے بحث نہیں کہ تم عزیز داران خداوند ہو و
سرمست جادو سے ہو ذی عزت ہو یا نہیں ہو میں تو فرستادہ اپنے آقا و مالک کا ہوں ملکہ
بہار گل پوش جادو کو لینے آیا ہوں دیکھو نافرمانی و سرکشی نکرو حسب الحکم گوہر جادو ملکہ
بہار گل پوش جادو کو میرے ساتھ کر دو میں ابھی لے جاؤں وہ بیٹھے ہوئے میرا انتظار
کر رہے ہوں گے جس طرح تھے ملکہ مجمر جادو کو صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کے ساتھ
کر دیا ہے اور وہ یہاں سے لے گئی ہیں اسی طرح ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی تم میرے ساتھ
کر دو میں روبرو گوہر جادو لیے جاؤں انہوں نے کہا ہے کہ بعد گذرنے ان ایام سخت کے جو شاہ
طلسم پیچ و گرداں ہیں ہم بہار گل پوش جادو سے رسم عقد کریں گے بالفعل برائے تسکین
قلب اپنے پاس رکھیں گے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کر جواب دیا کہ او نابکار آگاہ ہو
کہ میں نے اپنی بھانجی ملکہ مجمر جادو کو موافق رسم و قاعدہ دنیا کے بعد رسم عقد صدف جادو شہزادہ
کے حوالے کر دیا ہے اور وہ بعزت لے گیا ہے اور تو ملکہ بہار گل پوش جادو کو گوہر جادو کے
حکم سے ساتھ بے عزتی و رسوائی کے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے کیا دیوانہ ہے او تیرا مالک و آقا
بھی کیا ہم کو ذلیل و حقیر تصور کرتا ہے جو ہماری نسبت ایسے خیال بد کرتا ہے بس یہاں سے چلا جا کہہ دینا
کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کو نہیں بھیجا اور کہا ہے کہ او گوہر جادو
اپنے ہوش و حواس میں آ حصول منصب حفاظت لوح طلسمی پر نازاں ہو غرور و نخوت نکر اپنی اصل و
حقیقت پر نظر کر کہ تو ایک ہمارا ملازم ہے اور نمک خوار قدیم ہے خیال نمک حرامی و آبرو ریزی
شاہزادیوں سے باز آ توبہ کر عذر و معذرت کر ورنہ تیری شکایت شاہ طلسم زلزلہ سے کی جائے گی
وہ غضبناک ہو کر سزائے سخت دے گا عجب نہیں کہ برہم ہو کر قتل کر لے ساحر مذکورہ نے
کہا کہ اے دبدبہ میں تمہارے رعب سے ڈرتا نہیں ہوں جب میرے روبرو ایسی
تقریر کر رہی ہو بہتر یہی ہے کہ ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے حوالے کر دو تاکہ میں اُس کو روبرو
گوہر جادو کے لے جاؤں اگر کچھ عذر کروگی تو اچھا نہ ہوگا میں ضرور لے جاؤں گا خالی یہاں سے
نہ جاؤں گا یہ گفتگو سنکر کہ تنہا آنا ملکہ بہار کو منظور نہ تھا ملکہ بہار بیچاری سنکر گھبرا گئی بیساختہ رونے لگی اور ملکہ
دبدبہ سحر ساز کے چیخنے سے چمٹ گئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار کو لپٹنے سے لگا کر پیار کر کے کہا
کہ اے لڑکی تو کیوں ڈرتی ہے کیا مجال اس ساحر نابکار کی ہے جو تجھ کو یہاں سے لیجائے پھر اُس ساحر سیہ فام سے مخاطب ہو کر
از حد غضبناک ہو کر کہا کہ اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو یہاں سے دور ہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل
ہوگا تیری کیا یہ مجال ہے کہ تو ہماری نواسی کو زبردستی لے جائے یہ تقریر ملکہ مذکورہ کی سنکے ساحر
مذکور نے غضبناک ہوئے بہت کچھ وہی ناریل چوبی دام جو ہاتھ میں تھا سحر دم کر کے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ پر مارا ناریل شق ہوا دو دھنیں سحر اور شعلے پیدا ہو کے بلند ہوئے

سیراُس دھوئیں اور شعلوں نے بلندی سے بصورت گنبد ہوکے بجلدی تمام مانند سرپوش کے
ملکہ فریدیہ سحر ساز جادو وغیرہ کو ڈھانک لیا چارطرف سے بند کر لیا اسوقت ساحر مذکور نے
نعرہ کیا کہ میں تاریک سیاہ رو جادو دیکھتے کہ میں نے تمکو تمہاری نافرمانی و سرکشی کی کیسی
سزا دی ہے تو ارادہ میرے قتل کرنے کا ظاہر کیا تھا میں نے تمکو اپنے ایسے سحر میں مبتلا کر لیا ہے کہ
تھوڑی دیر میں اس دود غلیظ سحر سے مع اپنے ہمنشینوں کے گھٹ گھٹ کر سوئے ملک عدم
جاؤگی ہرچند میں نے کہا تھا میرے کہنے پر عمل نہ کیا تھا ایسے مغرور المزاج تھے گفتگوے سخت کی
خلاف میرے منشا کے کلام کیا میرے آقا و مالک کے حکم سے سرکشی کی میں نے بھی تمکو سزا سخت
دی اس سحر سے میرے تمہارا جانبر ہونا ممکن ہی نہیں ہرچند رد سحر کرنا چاہو گی لیکن ممکن نہوگا اس
دود غلیظ سحر سے ایسا ناک میں دم ہوگا اور دل گھبرائےگا دم گھٹنے لگے گا کہ ایک لفظ بھی رد سحر کا تمہاری
زبان پر جاری نہوگا رد سحر کرنے کی حسرت ہی رہ جائے گی یہاں تک کہ تھوڑی ہی دیر میں تم سب
ان شعلہاے آتش سحر سے جلتے ہوئے دنیا سے عدم جاؤگے نہ تم رہوگے نہ شاہ طلسم زلزلے میری
اور میرے آقا و مالک کی شکایت کروگے تمکو اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو بہت ہی عزیز تھی
اُس کے گل نسیان پر بلبل وار عاشق تھیں تمہاری سرکشی و نافرمانی کی وجہ سے اُس کے بھی باغ حسن و
جوانی پر خزاں آگئی تو ہوس اس کے پھول کھلنے کی رہ گئی تمہارے ساتھ ہی یہ بھی راہی ملک عدم
ہوئی راہ میں نہ گھبراؤگی نواسی تمہاری تمہارے ساتھ ہوگی راستہ عدم کا تمہیں بتاتی ہوئی تمہارا ہاتھ
پکڑے ہوئے تمکو سوے عدم لے جائے گی راہ عدم نواسی کی ہمراہی میں با آرام و راحت طے ہو جائے گی
تمکو اپنے سحر پر اور اپنے شاہزادی ہونے پر بہت ناز تھا سارا غرور تمہارا خاک میں مل گیا میں نے تمکو
اتنی مہلت بھی نہ دی کہ تم تکبیر سحر کرسکو پہلے ہی میں نے بعجلت تمکو اپنے سحر میں مبتلا کر لیا اب تمہارا کوئی حامی و
مددگار بھی یہاں نہیں ہے کہ تمہاری مدد کرکے میرے سحر سے تمہیں رہا کرے اسوقت میں تمہاری شرکت
کرے اور دلیرانہ اگر تمہاری نصرت و مدد کرے بھی ایسے ساحر زبردست سپہ سالار گوہر جادو سے مقابلہ
کرے میرے اس سحر سخت کو دفع کرے اور اپنے سحر میں جادو تم بھی وقت تقریر میری طرف بہ نظر تند
و تیز دیکھ رہے تھے اسوقت اپنے سحر کا دریا روان کرو اگر سحر میں جادو تمہارا نام ہے تو کوئی طوفان دم
اٹھاؤ مانند موج دریا میرے سحر سخت کی ایذا و تکلیف سے بیقرار ہو واہی سے آپکی طرح تڑپ تڑپ کر
جان دو تم چند مر اگر نہ سکتے ہو اور دعر بہا کہ ہمدمی کی سحر کیوں ہیں زبردست ساحر ہتا تاریک سیاہ رو
جادو نے سحر میں ملکہ فریدیہ سحر ساز جادو وغیرہ کو مبتلا کرکے نعرہ کے بعد نخوت و غرور سے تقریر کر رہا
تھا مانند سرو سرکش اکڑ رہا تھا کلمات طعن و تشنیع زبان پر جاری کر رہا تھا مقبلہ سحر مذکور درمیان
اُس غلیظ و بدبوے سحر و شعلہاے آتش کے بیچ ہوے تھے میں ہمیشہ تھے دم گھٹا جاتا تھا بدبو سے
دود غلیظ سے دل بیٹھا جاتا تھا شعلہاے آتش سحر اوپر جلاے دیتے تھے روحیں پرندہ تھا
رد سحر کرنا چاہتے تھے مگر دود غلیظ و بدبو سے منہ کھولا جاتا تھا سحر پڑھا نہ جاتا تھا اس سبب سے نہایت
گھبرا گئے ہوئے تھے بہ رجوع قلب اپنی غلطی و عاجزی کی خداوند عالم و عالمیان سے دل میں دعا
کرتے تھے کیونکہ مطیع دین اسلام ہو چکے تھے ظاہر ہے کہ جب کوئی بہ رجوع قلب وقت بلا و مصیبت
خداوند عالم سے طالب امداد ہوتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے ان اسیران گرفتار
سحر کی بھی ایسی حالت مجبوری و لاچاری میں دعا قبول ہوئی تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا سید یا الٰہی

جو جانبری اس عنوان سے پیدا ہوا کہ چند ساحر لشکر بحرین جادو کے اُسوقت درۂ کوہ سے نکل کر
بضرورت باہر آئے تھے اُنھون نے جو ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین
جادو کو مبتلاے سحر دیکھا بے تاب و بے قرار ہوگئے تاب ضبط نہ لاکے جلد تر درۂ کوہ مین واسطے
خبر رسانی کے گئے جاتے ہی تمام حال جو دیکھا تھا صاحبقران سے بیان کیا اُسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جوش شجاعت مین آکے تاب ضبط نہ لاسکے مرکب پر سوار ہوکر اسم اعظم
الٰہی پڑھتے ہوئے درۂ کوہ سے باہر آکر سوے تاریک سیاہ رو جادو روانہ ہوئے جب نزدیک
اُس کے پہونچے نعرہ کیا کہ منم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ او
ساحر نابکار خبردار و ہوشیار کہ ہم آپہونچے غضب کیا تو نے کہ ہماری لاعلمی مین تو نے بیان کر ہمارے
دوستون کو مبتلاے سحر کیا اب ہمارے ہاتھ سے تیرا بچنا دشوار ہے آمادۂ مرگ ہو مہیاے قتل ہو جا
یہ نعرہ کرکے پھر اسم اعظم الٰہی متواتر پے درپے پڑھنے لگے اور اپنے اوپر دم کرنے لگے تاریک
سیاہ رو جادو نے تقریر صاحبقران و نعرۂ طلسم کشاے طلسم زلزلہ سنکے مسکرا کر کہا کہ آئیے
آئیے آپ خوب آئے گویا مراد دلی بر آئی ساحران طلسم زلزلہ کو تو آپ کی جستجو تھی کسی ساحر کو آپ
نہ ملے میرا مقدر اچھا تھا کہ میرے روبرو بے جستجو آپ خود ہی آگئے مجھکو تو کیا قتل کیجیے گا خود ہی
اسیر سحر ہوکر یہان سے سوے طلسم زلزلہ روانہ کیے جایئے گا وہان آپکے حق مین تجویز معقول
کی جائے گی مجھکو وہ دولت و انعام ملے گا کہ دیکھنے سننے والون کو رشک و حسد ہوگا کیا اچھی ساعت
سے مین ادھر آیا تھا یہ کہکر اپنی جھولی سے ناریل چوبی دار نکال کر سحر پڑھنے لگا اس اثناے مین
صاحبقران کشورستان نے عالم غصہ مین تیز مرکب کو جولان کرکے مہلت تمام و کمال سحر پڑھنے
اور ناریل پر دم کرنے کی نہ دی کر تلوار نیام سے کھینچکر اسم اعظم الٰہی اوپر شمشیر آبدار کے دم کرکے
دوبارہ نعرہ کرکے اس طرح اُس کے اوپر تلوار لگائی کہ وہ نابکار مانند خیار دو ٹکڑے ہوکر بالاے
خاک گرا زمین پر گرتے ہی اس کی لاش کے تڑپنے لگے تھوڑی دیر مین تاریک سیاہ رو جادو تڑپ کر
مر گیا دنیا سے سوے جہنم گیا اُس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی یعنی ہواے تند و تیز
چلی ابر سیاہ سوے فلک آیا آندھی بھی آئی ابر مذکور سے برق و رعد کی آواز پیدا ہوئی اور سنگ
باری و برف باری ہوئی بعد ازان وہ آندھی سیاہ اور وہ ابر و بارش سنگ و برف دفع
ہوئی پیرون نے حرکے اسی کے نزع سے آواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم یعنی قتل کیا مجھکو طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے افسوس مطلب دل اپنا نہ بر آیا یہ
آوازین دے کر وہ سب پیر حرکے نالہ کنان ایک سمت روانہ ہوئے تاریک سیاہ رو جادو
کے مرنے سے سحر اُس کا دفع ہوا ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو اور
بحرین جادو جو اُس کے سحر مین مبتلا تھے ہوشیار ہوئے سحر ساحر مقتول سے رہائی پائی سب نے
آنکر خدمت صاحبقران مین آکر بہت تعریف شجاعت و بہادری کی کے پوچھا کہ آپ نے اس
ساحر نابکار کو کیونکر قتل کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جب ہم نے سنا کہ تم سب اُس کے سحر مین
مبتلا ہوگئے تاب ضبط نہ لاکر مرکب پر سوار ہوکے درۂ کوہ سے نکل کر ادھر آکر نعرہ کیا ساحر نابکار
مقتول ہمکو دیکھتے ہی بعد تقریر بارہ و حرز بر کوہ آکر ناریل چوبی دار اپنی جھولی سے
نکال کر اسماے سحر پڑھنے لگا تھے اسکو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمام و کمال پڑھنے سحر پر مسکر ناریل

دم کرکے وہ ناریل چلانے لگا گھوڑے کو دوڑا کر اسم اعظم الٰہی پڑھ کر اپنی شمشیر آبدار پیچ دم
کرکے اس پر تلوار لگائی کہ وہ نابکار بھاگ نہ سکا آخر تلوار سے دو ٹکڑے ہوا سب نے عرض کیا
کہ آپ نے بڑی جسارت کی ایسے ساحر نابکار کے آگے چلے آئے لیکن ظاہر کر دیا عجب شجاعت و
بہادری آپ سے ظہور میں آئی آپ کے سبب سے ہماری رہائی و جانبری ہوئی یہی بحرین جادو
وغیرہ باتیں کر رہے تھے تعریف شجاعت صاحبقران کر رہے تھے کہ جملہ ساحران لشکر
بحرین جادو بھی درہ کوہ سے نکل کر جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھے ہوئے
ترسول نیسول ہاتھوں میں لیے ہوئے سامان جنگ کیے ہوئے حاضر ہوئے یہاں آکر دیکھا کہ وہ
ساحر نابکار قتل کیا ہوا پڑا ہے قبلائے عالم قید سحر سے رہا ہوگئے ہیں بحرین جادو نے ان سب سے
کہا کہ اب تم یہاں آئے ہو جب دشمن ہمارا دست صاحبقران کشورستان سے قتل ہوگیا ہے پہلے
سے کیوں نہ آئے انہوں نے عرض کیا کہ حضور واقعی ہم کو یہاں آنے میں دیر ہوئی وجہ دیر کی
یہ ہوئی کہ ہم سامان جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف تھے جب سب آراستہ ہوچکے اور سامان جنگ
مہیا کر چکے اسوقت یہاں آئے بحرین جادو نے بیچین ہو کے اُن سے کہا کہ خبردار اب ایسی
تاخیر ہنگام مقابلہ دشمن نہ کرنا ورنہ تم کو سزا دی جائے گی سب نے عرض کیا کہ آئندہ ہم سے ایسی تقصیر
نہ ہوگی ابھی وہ سب ساحر عرض کر رہے تھے ناگاہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اس طرف دیکھا کہ
جس جانب تاریکی سحر تھی دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا کہ اے صاحبقران کشورستان دیکھیے وہ تاریکی
سحر جو قبل قتل کرنے اس ساحر مقتول کے تھی اب مطلق نہیں ہے شاید اسی ساحر کے سحر کی تاریکی تھی
اس کے قتل ہوتے ہی ہم سب پر سے بھی سحر اس کا دفع ہوگیا اور وہ تاریکی بھی اس کے سحر کی دفع
ہوگئی جو راستہ بند تھا وہ کھل گیا اب اس راہ سے گذرنا بہت سہل ہے خواجہ طیفور نے دیا بھی غالباً
وہاں عیاری کر کے صدف جادو وغیرہ کو بیہوش کر کے داخل زنبیل کر چکے ہونگے یا ان کی
اسیری کی فکر میں ہونگے ایسی حالت میں جو مناسب ہو وہ کیجیے کیونکہ راستہ صاف ہوگیا ہے جو یہ
تاریکی دفع ہوگئی ہے صاحبقران نے جوش شجاعت میں فرمایا کہ اے ملکہ اگر تاریکی سحر دفع ہوگئی
ہے اور راہ جو سحر سے بند تھی کھل گئی ہے تو اب ہم بھی یہاں سے بڑھ کے قتل کو ہر جادو وغیرہ
چلتے ہیں خداوند عالم معین و مددگار ہے اس کی ذات سے امید قوی ہے کہ ہماری مدد و نصرت
کرے گا دشمنوں پر ہمیں فتحیاب کرے گا وہ ہر شے پر قادر ہے اسی قادر قیوم کی نصرت و مدد پر
ہمیں تکیہ ہے اسی کا ہم کو بھروسہ ہے وہ اگر چاہے گا تو ہم کو ہمارے دشمنوں پر غالب کرے گا تیغہ فنا
و لوح طلسم زلزلہ بھی دونوں اسکے لیے دستیاب ہونگی یہ کہکر سوئے گوہر جادو و مکان صدف جادو
و آفاق جادو و بسم اللہ کہکر مرکب اپنا بڑھایا بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلیں ہم بھی عین وقت پر حاضر خدمت ہونگے یہ عرض
کر کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو تو بزور سحر بر تخت نشین ہو کر سوئے فلک
گئیں بحرین جادو وغیرہ سحر غرق زمین ہوا ساحران لشکر بحرین جادو بقوت سحر کی سواریوں پر سوار
ہو کے سوئے فلک بلند ہو کر ابر سیاہ سحر میں غائب ہوئے سوئے مکان صدف جادو و گوہر جادو
بسرعت تمام روانہ ہوئے ان سب کا حال آئندہ ان شاء اللہ بمقام مناسب بیان کیا جائے گا حال
ذکر صاحبقران کشورستان وغیرہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو

و ملکہ بہار گل پوش جادو سے جدا ہو کر مرکب کو جولان کر کے بنظر اعانت خالق کون و مکان
کر کے تنہا روانہ ہوئے اگلے راہ میں دشت پر خار و کوہسار کو دیکھتے ہوئے قدرت خالق کون و
مکان کا مشاہدہ کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اسم اعظم الٰہی بھی ورد زبان کرتے تھے مدارج پست و
بلند کو طے کرتے ہوئے جاتے تھے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال گوہر جادو وغیرہ کا
لکھا جاتا ہے کہ بعد روانہ کرنے تاریک سیاہ رو جادو اپنے سپہ سالار کے گوہر جادو چشم براہ بیٹھا
تھا منتظر آنے اپنے سپہ سالار مذکور کا تھا جب دیر ہو گئی تو دل میں کہتا تھا کہ تاریک سیاہ رو جادو ابھی تک
نہیں آیا کیا سبب ہوا شاید ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کے دینے میں
سمجھنے میں انکار کیا ہوگا تاریک سیاہ رو جادو چاہتا ہوگا کہ ملکہ بہار کو ساتھ اپنے یہاں لائے
کبھی کہتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے خائف و ترسان ہو کے میرے حکم سے نافرمانی و سرکشی
نہ کر کے ملکہ بہار کو میرے سپہ سالار کے حوالے کر دیا ہوگا وہ اس کی سواری کے ساتھ ساتھ
آتا ہوگا راہ میں ہوگا کبھی دل میں کہتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو عزیزان شاہ طلسم نزولہ
سے ہے نخوت و غرور اس کو زیادہ ہے کبھی وہ میری معشوقہ کو ہمراہ میرے سپہ سالار کے نہ بھیجے گی اگر
تاریک سیاہ رو جادو تنہا آیا تو میں خود ہی جاؤں گا اپنے ساتھ اپنی محبوبہ کو لاؤں گا غرضکہ مختلف
خیال دل میں ہوا کر رہا تھا آنکھیں سوئے راہ لگی تھیں دمبدم خیال ملکہ بہار گل پوش جادو میں
آہ سرد کرتا تھا تصویر خیالی سے اس کی باتیں کرتا تھا کہ اے محبوبہ من تیرے فراق میں کیا کیا
جو صدمات اپنے دل پر اٹھائے ہیں شب و روز آہ و زاری میں بسر کیے ہیں فرش خواب پر مانند
مرغ بسمل تڑپا ہوں گویا بیمار ہو گیا ہوں چہرہ زرد ہو گیا ہے تن سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہوں قابل رحم ہوں
وصل سے شاد کام کرو ورنہ یہ تیرا عاشق زار ہلاک ہو جائے گا تیرے وصل کی تمنا دل میں لیکر سوئے
عدم جائے گا ہنوز گوہر جادو اپنے دل میں خیالات منتشر کر رہا تھا اور تصویر خیالی محبوبہ مذکورہ
سے ہم سخن تھا کہ یکایک طائران سحر و ساحران محافظ راہ گھبرائے ہوئے آئے انہوں نے خبر دی
کہ اے گوہر جادو آگاہ ہو کہ تاریک سیاہ رو جادو مارا گیا ہے اس کا برطرف ہو گیا راستہ کھل گیا
ہوشیار ہو جانے اطلاعاً عرض کیا ہے گوہر جادو یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت متردد ہوا طائر ہوش
اس کے اڑ گئے خیال کیا کہ یقیناً ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کے اس کو ہلاک کیا ہوگا
سوا اس کے میرے سپہ سالار کو کون ہلاک کر سکتا ہے یہ خیال کر کے دل میں کہا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کی اجل آئی ہے ضرور اس کو مار ڈالوں گا اس نے میرے سپہ سالار کو اگر قتل کیا ہے تو میں بھی اسے کب زندہ
چھوڑوں گا گوہر جادو خبر مجمل قتل تاریک سیاہ رو جادو سنکے عالم غصہ میں آمادہ قتل ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو ہوا ہے اپنے سپہ سالار کے قتل کا صدمہ ہوا ہے پریشان خاطر ہے اس کو اسی حال میں
چھوڑا جاتا ہے اور حال صاحبقران گیتی ستان کا تحریر کیا جاتا ہے کہ یہ قطع راہ کرتے ہوئے حسب [illegible]
[illegible] صدف جادو پہنچے ساحران سپاہ ملکہ آفاق جادو سے چند ساحر صاحبقران کو دیکھ
پریشان خاطر ہو کر چلے تو آمادہ سد راہ ہوئے بعدہٗ دل میں کہا کہ نہیں معلوم یہ سوار کون ہے کہاں سے
آیا ہے کس غرض سے ادھر آیا ہے اس کا سد راہ ہونا بے سمجھے اس کو روکنا خوب نہیں ہے مناسب یہ ہے
کہ پہلے اس سواری کی خبر ملکہ آفاق جادو کو دینا چاہیے وہ جو حکم دیں اس پر عمل کرنا چاہیے یہ خیال
کر کے بعجلت تمام دردولت ملکہ آفاق جادو پر آئے نگہبانان در سے کہا جلد خبر کرو کہ چند ملازم حضور

آئے ہیں کچھ عرض کرنا چاہتے ہین دربانون نے ملکہ آفاق جادو کو ساحران مذکور کے آنے کی
اطلاع دی ملکہ آفاق جادو نقلی و مجمر جادو اصلی دونون متردد ہوکر دروازے پر آئے پوچھا
کہ کیا ہے کیون گھبرائے ہوئے آئے ہو خیر تو ہے ان سب ساحرون نے عرض کیا کہ اسے ملکہ عالم
اسوقت ایک نوجوان سوار ایسا صورت و شکل کا بعجلت ادھر آیا ہے ملازمان حضور آمادہ جنگ و
سدراہ ہین بوجہ نہ حاصل کرنے حکم کے جنگ سے ہاتھ روکے ہوئے ہین تاریک سیاہ درو
جادو مارڈالا گیا ہے سحر اس کا برطرف ہوگیا ہے راستہ کھل گیا ہے ہم نمکخوارون نے اطلاع دیدی ہے
اب جو حکم ہو بجا لائیں اگر حکم ہو تو اس سوار کو ہم سب جان نثار روکین ادھر آنے دین ملکہ آفاق
جادو نقلی سمجھ گئی کہ صاحبقران کشورستان تشریف لائے ہین ساحرون سے کہا کہ خبردار اس سوار
کو دم ہرگز روکنا اور کوئی اسے روکے جلد جاؤ ہمارے لشکر کے ساحرون سے کہدو کہ ہرگز ہرگز اس
سوار سے آمادہ جنگ نہونا وہ کوئی ہمارے دشمنون سے نہین ہے آتے ہمارے پاس آنے دو کیونکہ
وہ ہمارا دوست ہے ہم سے ملنے کو آتا ہے ساحران مذکور نے اسیوقت جاکر ساحران لشکر کو حکم ملکہ
آفاق جادو سے آگاہ کیا انھون نے کہا کہ اگر یہ سوار ہماری ملکہ کا دوست ہے اور حکم اس کے روکنے
کا حکم نہین ہے تو خیر ورنہ ہم سب آمادہ جنگ ہین جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہین یہ لشکر سوار
سے موصوف سے آمادہ شر و فساد نہوے ادھر صاحبقران مرکب کو جولان کرتے ہوئے تا در ملکہ
آفاق جادو گئے دیکھا کہ مجمر جادو مع ایک ساحرہ کے کھڑی ہے صاحبقران کشورستان نے
پوچھا کہ اے ملکہ مجمر جادو یہ ساحرہ کون ہے اس نے بعد سلام آہستہ عرض کیا کہ یہ خواجہ ہین ہماری
جان ملکہ آفاق جادو کی صورت بن کر یہان کھڑے ہین صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو خواجہ
نے بعیاری بیہوش کرکے داخل زنبیل کر لیا ہے خبر قتل شاہ طاسم زلزلہ یعنی تیغ فنا دستیاب ہوگیا
ہے آپ طلسم کشائی کیجئے اور اب یہان سے سوے گوہر جادو تشریف لیکے چلئے اس نابکار کو بھی قتل و
اسیر کیجئے صاحبقران کفرستان یہ خبر خوش سنکے شادمان ہوئے ملکہ آفاق جادو نقلی کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ واہ واہ کیا کارنمایان کیا ہے کیا دل خوش ہوا ہے ملکہ آفاق جادو نقلی نے مسکرا کر
سلام کیا بصورت اصلی ہوکر عرض کیا کہ آپ یہان توقف فرمائیے سوے گوہر جادو چلیے مگر
حصول لوح طلسمی کیجئے مین نے ملازمان آفاق جادو کو لڑنے سے منع کردیا ہے کوئی ساحر ملازمان
ملکہ آفاق جادو سے آپ کا سدراہ نہوگا صاحبقران یہ سنکے بصد خوشی آگے روانہ ہوئے
خواجہ طیفور گردبالیہ دوش ہمراہ رکاب ہوئے ادھر ساحران لشکر گوہر جادو نے جاکر گوہر جادو
سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اسوقت ایک سوار نوجوان مرکب کو جولان کرتا ہوا اسی طرف
آتا ہے ہمراہ اس کے ایک شخص اور بھی ہے اگر حکم ہو تو اس کو روکین اس نے متردد ہوکر حکم دیا
کہ ہان اس کو روکو ادھر نہ آنے دو ہمارے جملہ ساحران لشکر سے کہو کہ جلد آمادہ جنگ ہوکر یہان
آئین وہ ساحر فورا روانہ ہوئے لشکر مین جاکر جملہ ساحران لشکر کو حکم گوہر جادو سے آگاہ کیا
فی الفور بارہ ہزار ساحران بدکردار جھولیان اسباب سحری کی سر کے گلے سحری سواریون پر سوار
ہوکے زمین سے بلند ہوکے ابر سحر مین نہان ہوکے خدمت گوہر جادو مین پہنچے وہ اپنے
لشکر کو ہمراہ لیکر نکلا اور آراستہ دیکھا کہ میدان مین صف آرا ہوکر بایک سلسلہ سے صاحبقران
کا یان صف گوہر جادو نے دیکھا کہ ایک سوار ادھر آتا ہے یہ دیکھتے ہی اپنے لشکر کے ساحرون سے

کہا کہ اے ساحران وفا شعار اب معلوم ہوا کہ یہی طلسم کشا ہے اس کو روکو ادھر ان سے دو ساحران نگوں
نارنج ترنج گولے فولادی کارد حربہ ناریل چوبی دار وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اور اُسے
سحر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے ادھر صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کیے آواز بلند کہا کہ سنو
صاحبقران کشورستان طلسم کشائے طلسم زلزلہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار کہ ہم آ پہونچے
اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اسی کو سجدہ
کر ہود سرمست جادو کو اپنا خداوند و خدا نہ سمجھ ہود سرمست جادو مثل تیرے ایک ساحر ہے اور
بندہ نافرمانبردار خدا ہے گمراہ کنندہ مردمان ہے اگر خداوند ہوتا تو ہمارے خوف سے لرزان و ترسان
ہو کر بجزیرہ میون اوڑکا ہوا - کے موافق حکم طلسم باطن میں چھپ کر نہ بیٹھتا زمانہ فتح طلسم زلزلہ کا نزدیک
آگیا ہے تجھپر ظاہر ہے کہ ہم بیشک طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں خدا نے چاہا تو جلد طلسم مذکور کو باعانت الٰہی
و بہدایت لوح طلسمی فتح کر لینگے جو ساحر ہماری اطاعت و فرمانبرداری کرے گا وہ جانبر ہوگا اور
جو کوئی ہمارے فرمان سے سرکشی کرے گا انجام اُس کا بد ہوگا تہ تیغ ہو کر سوئے جہنم جائے گا
گوہر جادو محافظ لوح طلسمی نعرہ و گفتگوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سنکر غضبناک
ہو کے پکارا کہ اے صاحبقران تمہاری قضا تمکو گلستان کشان یہاں لائی ہے طلسم زلزلہ کا فتح
کرنا تمکو نصیب نہوگا مجھے لوح طلسمی دستیاب ہے نہوگی ہمکو تمہاری اطاعت کرنا منظور نہیں ہم ملازمان
شاہ طلسم زلزلہ ہے ذی وقار دو نمک حلال ہیں ہرگز نمک حرامی نکرینگے خداوند سے منحرف ہو کر دین اسلام
سے مشرف نہونگے نہ تمہاری اطاعت کر کے تمکو لوح طلسمی دینگے تم دشمن خداوند طلسم خداوند
ہو تمکو قتل کرینگے یا اسیر کر کے خدمت خداوند میں روانہ کر دینگے ہم وہ ساحر ہیں کہ ہمارے سحر
سے کیسا ہی ساحر زبردست ہو بیہوش ہو جاتا ہے تمہاری کیا حقیقت ہے کہ غیر ساحر ہو تمہارا قتل کرنا یا
اسیر کرنا کیا مشکل ہے یہ کہکر اپنے ساحران لشکر سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد طلسم کشا کو مبتلائے سحر کر کے
اسیر کر لو ساحران نابکار بارہ پندرہ ہزار نارنج و ترنج گولے فولادی ناریل چوبی دار و فلفل آتش
ہمرسون کارد حربہ وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اور سحر پڑھ پڑھ کے ان پر دم
کرتے ہوئے جانب صاحبقران کشورستان بڑھے ادھر صاحبقران موصوف نے جنگ کر
مرکب سے سنگریزے مٹھی میں بھر لیے لیکر اسم اعظم الٰہی ان پر پڑھ کر دم کیے ارادہ ان پر
مارنے کا کیا تھا کہ دفعتاً بالائے فلک ایک پارہ ابر سیاہ نمودار ہوا اُس ابر کے ٹکڑے میں برق کی
چمک اور رعد کی سی آواز تھی یکایک وہی پارہ ابر شق ہوا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ڈیڑھ ہزار
ساحران آزمودہ کار بخلعت سحری سواریوں پر سوار بعجلت تمام بہکتے ہوئے سوئے زمین آگے
زمین کہا اے ساحران ملازم گوہر جادو خبردار صاحبقران نامدار پر سحر نکرنا وہ غیر ساحر ہیں
ہم آتے ہیں ہم سے مقابلہ و محاربہ کرو ہمارے سحر کو دیکھیں کہ تم کیسے ساحر ہو یہ تقریر با آواز بلند کرتے
ہوئے فی الفور سوئے زمین آگے ساحران لشکر گوہر جادو نے غضبناک ہو کر پہلے انہیں پر وہ
نارنج و ترنج وغیرہ مارے انھوں نے بھی آتے ہی گولے فولادی کارد حربہ ناریل چوبی دار آتش
نارنج و ترنج سحر پڑھ کر ان پر دم کر کے مارنے شروع کیے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ساحران
لشکرہائے جانبین کام آنے لگے جا بجا قتل و ہلاک ہو کر گرنے لگے ان کے مرنے کی علامتیں
ظاہر ہونے لگیں ہوائیں تند چلنے لگیں تاریکیاں دمبدم ہونے لگیں پھر ان کے سحر کے انہیں سے

تمام سے شور و غل حسب دستور کرنے لگے چونکہ سپاہ گوہر جادو زیادہ تر تھی ساحران لشکر بحرین
جادو چہار طرف سے دشمنوں میں گرنے لگے اور بیپا ہونے لگے اکثر ساحر صاحبقران
ذیشان سے طالب امانت ہوے اسوقت صاحبقران نے وہی سنگریزے جو مٹھی میں سے تھے
اور اسم اعظم الٰہی ان پر دم کر چکے تھے بہ نیت دفع ہونے اور پسپا ہونے ساحران لشکر گوہر جادو
کے کھینچ کر انکی طرف مارے وہ سنگریزے ان ساحروں پر پڑے برکت اسم اعظم الٰہی ساحران لشکر
گوہر جادو اکثر سنگریزوں سے ہلاک ہوے بعدہٗ پسپا ہونے لگے یہ حال جنگ دیکھکر گوہر جادو
نہایت غضبناک ہوکر جو کنٹھا سات دانہاے عقیق سرخ کا اپنے گلے میں پہنے تھا اُس کنٹھے میں سے
ایک دانہ لیکر اُس پر سحر دم کرکے سوے صاحبقران چلایا ادھر صاحبقران نے شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر ساحروں پر حملہ کیا یکایک خیال خواجہ کا آیا دیکھا تو ان کو نہ پایا متردد ہوکر اسم اعظم
الٰہی پڑھنا موقوف کرکے ہر طرف خواجہ طیفور گردپا کو دیکھنے لگے دل میں کہنے لگے کہ نہیں معلوم ہمارے
یار وفادار پہ کیا گذری زندہ ہے یا اس لڑائی میں کسی ساحر کے ہاتھ سے مارا گیا یا طلسم ادھر تو خطر ساحران
سے خفی ہوگیا ہنوز دونوں لشکروں میں جنگ مغلوبہ خوب ہو رہی تھی لڑائی سحر کی گھمسان کی ہو رہی تھی
لاش پر لاش گر رہی تھی صداے گیر و دار بلند تھی شور و غل ہو رہا تھا ساحروں کے مرنے سے
ہولے تند چل رہی تھی آندھیاں آرہی تھیں گرد و غبار بلند تھا تاریکی بھی ہو رہی تھی صاحبقران
اسم اعظم پڑھنا موقوف کرکے جستجوے خواجہ طیفور گردپا میں معروف تھے کہ ناگاہ گوہر جادو نے
وہی دانہ یاقوت احمر صاحبقران نامور پر مارا جب وہ بالاے سر آیا درمیان سے شق ہوا دود
غلیظ متعفن و بدبو بکثرت پیدا ہوا اور شعلے ہویدا ہوکر سوے فلک بلند ہوے پھر مجتمع ہوکر بصورت
گنبد ہوکر بلندی سے سوے زمین آکر محیط صاحبقران موصوف ہوا اسیر با توفیق تاثیر سحر و نیز بدبوے
دود غلیظ سے بیہوش ہوکر مرکب سے بالاے خاک گرے دود غلیظ مذکور دفع ہوگیا گوہر جادو
محافظ لوح طلسم زلزلہ بعد خوشی خنجر بکف براے قتل صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ خراماں
خراماں ہنستا ہوا چلا ہنوز صاحبقران تک نہ پہونچا تھا کہ سوے فلک برق بجلی گوہر جادو نے
سوے فلک دیکھکر جلد ایک دانہ یاقوت احمر اپنے کنٹھے سے توڑکر ہوا اُسکے اوپر دم کیا ہنوز دانہ
مذکور پر سحر دم کرچکا تھا کہ وہ برق کڑکڑ کر آکر بالاے سر گوہر جادو گری ساحر مذکور جلد سحر پڑھکر زمین میں
ہوا بعد تھوڑی دیر کے زمین سے نکلا دیکھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو جو برق بن کر گری تھی بصورت
اصلی ہوکر بالین صاحبقران کشورستان افسوس کنان کھڑی ہے دفع سحر کی فکر میں ہے یہ دیکھتے ہی
غضبناک ہوکر پکارا کہ اے دبدبہ سحر ساز جادو اب معلوم ہوا کہ تمہاری ہی یہ کارروائی ہے تمہیں
رازدار طلسم زلزلہ سے تمہیں جمین بتحریک طلسم کشا ہوکر طلسم کشا کو ادھر لائی ہو واسطے حصول تیغہ فنا و
لوح طلسم زلزلہ کوشش کر رہی ہو تمہاری ہی ذات سے یہ فساد برپا ہوا ہے تمہیں فتنہ انگیز ہو خبردار
خداوند ہو کے بدخواہی خداوند پر تمنے کمر باندھی ہے بربادی وتباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہو اپنے
خداوند سے منحرف ہوگئی ہو دوستی طلسم کشا اختیار کی ہے شاید تمہیں نے میرے سپہ سالار نار یک
سیہ رو جادو کو قتل کیا ہے جب اُس کا سحر دفع ہوا ہے تو برلب ہے حصول لوح طلسم کشا کو اس طرف
لائی ہو خالا کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بروی یہ کہکر غضبناک ہوکر وہی دانہ یاقوت
کھینچکر ملکہ مذکورہ پر مارا ہر چند ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے چاہا کہ پڑھ ور سحر زمین میں غرق ہو یا برق بنکر

سوے فلک جاے اپنے تئین سحر سخت گوہر جادو سے بچاے مگر ممکن نہوا وہ دانہ یاقوت بدستور
مرقومہ بالا شق ہوا دود غلیظ و بدبو پیدا ہوا شعلے نمایان ہوے پھر وہ دھوان جمع و پیچیدہ ہوکر
کچھ سوے فلک بلند ہوکر بصورت گنبد درخشان ہوکر گرد ملکہ مذکورہ ہوگیا ملکہ مذکورہ مبتلاے سحر ہوگئی
ہرچند مبتلاے سحر ہوکر بھی رد سحر کی فکر کی لیکن رد سحر ممکن نہوا مجبور ہوے دود غلیظ سحر سخت گوہر جادو
سے بیہوش ہوگئی بعد بیہوش ہوجانے کے وہ دھوان دفع ہوگیا گوہر جادو خرم و خندان
اپنی تعریف و ثنا آپ ہی کرتا ہوا اپنی سحر و ساحری پر ناز کرتا ہوا اپنے خیال آگے بڑھا کہ پہلے ملکہ دبدبہ کو
قتل و ہلاک کرنا چاہیے کیونکہ یہی بانی فساد ہے اور ساحرہ زبردست ہے بعد اس کے قتل کرنے کے
طلسم کشا کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ وہ غیر ساحر ہے اور بیہوش پڑا ہوا ہے اس کا کوئی حامی و مددگار بھی نہین
ہے ایک ملکہ دبدبہ سحرساز جادو ہی معین تھی وہ مبتلاے سحر ہوکر بیہوش ہوگئی ہے غرضکہ خیال مذکور
کرتا ہوا جاتا تھا کہ یکایک پھر ایک ٹکڑا ابر آیا بتقدیر گوہر جادو نے جانب ابر دیکھا متحیر ہوکر
پھر ایک دانہ یاقوت سحر اپنے گنٹھے سے لیکر سحر پڑھ کر دم کیا یکایک اُس پارہ ابر سے برق گرجکر
بالاے سر ساحر مذکور گری گوہر جادو نے پھر غرق زمین ہوکر برق جہندہ مذکور سے اپنے تئین بچالیا
بعد تھوڑی دیر کے دور جاکر زمین سے نکلا وہان سے دیکھا کہ ملکہ مجمر جادو سرہانے اپنی خالہ ملکہ
دبدبہ سحرساز جادو کے کھڑی ہوئی رورہی ہے کبھی سوے صاحبقران دیکھتی ہے اور کہتی ہے
کہ غضب ہوا صاحبقران کشورستان بھی بیہوش ہوگئے مبتلاے سحر گوہر جادو ہوگئے ہاے
کیا تدبیر کرون کس طرح یہ سحر دفع کرون افسوس فکر و تدبیر کچھ کی گئی تھی یہان اور ہی کچھ ظہور مین
آیا اب دیکھیے ان بیہوشون کے حق مین کیا ہوتا ہے جانبر ہوتے ہین یا قتل ہوتے ہین ابھی ملکہ
مجمر جادو تقریر مندرجہ کررہی تھی آنسو آنکھون سے جاری تھے عالم یاس و مجبوری مین رورہی
تھی دونون لشکرون مین ایک طرف جنگ مغلوبہ ہورہی تھی کہ ناگاہ لوح طلسمی یعنی گوہر جادو
نے اُس کو دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ او مجمر جادو او گیسو بریدہ واے تو بھی شریک طلسم کشا ہوگئی ہے
اُس کی اور اپنی خالہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کی اعانت و مدد کو آئی ہے او بے حیا تیرے نمک کھائے
ہوے ہی برباد کی طلسم زلزلہ چاہتی ہے ملکہ آفاق جادو و صدرت جادو کو کیا تیری ان بہن کی
بدخواہی خداوند سے آگاہی نہین ہے انھون نے بھی تجھکو منع نہ کیا ادھر کہ دیا دیکھ تو سہی
کہ تجھ سے کس طرح پیش آتا ہون بیہوش کرکے تیرا سر بھی کاٹتا ہون یہ کہکر قریب آکر ایک اور دانہ
یاقوت مارا بدستور مرقوم الصدر وہ شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوے پھر جس طرح
صاحبقران کشورستان اور ملکہ دبدبہ سحرساز جادو دود سحر بو مین سنان ہوکے بیہوش
ہوگئے اسی طرح یہ بھی بیہوش ہوگئی وہ دھوان اور شعلے معدوم ہوے گوہر جادو نے
اپنے دل مین کہا کہ اے گوہر جادو قتل ملکہ دبدبہ و طلسم کشا مین تعجیل کرنا خیر کرنا ہے کیا نہین
ہے کیونکہ طلسم کشا کے مددگارون کے آنے کا سلسلہ قطع نہین ہوتا ہے بعد دیگرے چلے ہی
آرہے ہین یہ باتین بچانے خود کرکے پھر سوے ملکہ دبدبہ و طلسم کشا برائے قتل بڑھا یکایک پھر برق
کڑک کر جانب فلک سے سوے زمین گرنے لگی گوہر جادو نے ایک مرتبہ غرق زمین ہونا مناسب
نجان کر جلد اسماے سحر زبان پر جاری کرکے توقف کیا جب وہ برق قریب سر پہونچی امید ہوکا
ملکہ بہار گل پاش جادو کہ برق بنکر گری تھی بصورت اصلی ہوکر بالاے زمین گری گوہر جادو

نے اُس کو دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تم یہاں
اسوقت کیوں آئی ہو یقیناً میرے قتل کرنے کے واسطے اور اپنی نانی ملکہ دبدبہ اور ملکہ مجمر جادو
و طلسم کشائی مدد کو آئی ہو گی معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی شریک طلسم کشا ہو گئی ہو خداوند سے پھر گئی
ہو تباہی و بربادی طلسم زلزلہ چاہتی ہو تم کو خداوند سے منحرف نہ ہونا چاہیے تھا اور مجھ ایسے بے
عاشق صادق سے دشمنی کرنا مناسب نہ تھا خیر زیادہ اسوقت تم سے کیا شکایت کروں کہ ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو تیغ کرنا ہے پھر ان کے تنوں سے جدا
کرنا ہے بعد قتل کرنے نامبردہ گان کے تم سے شکایت کی جائے گی ملکہ بہار گل پوش جادو نے بکاری
و سخن سازی کہا کہ واہ واہ اے کوہر جادو تم نے ہماری نسبت عجب عجب خیال کیے ناحق ہم تمہارے
پاس آئے اگر تمکو ایسا بد باطن جانتے تو ہرگز نہ آتے اسی بد باطنی و نافہمی پر دعوی عشق کرتے ہو
سخت بوالہوس عاشق صادق ہیں ہمارے روبرو ہماری نانی کو اور ہماری خالہ زاد بہن کو قتل کرنے
جاتے ہو مرا ان کے ہمارے ملنے جدا کرنے کا ارادہ کرتے ہو تمکو ذرا بھی شرم و غیرت نہیں
آتی ہے دل آزاری محبوب و معشوق تمہارا یہی کام ہے جو بقول کہ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔
مثل تمہارے کوئی عاشق کسی حسین سر جبین کا نہوا ہے نہ ہوگا مشہور جہان ہے کہ صفتہاے عاشق
وفاداری و نازبرداری معشوق و خاطرداری محبوب و خوشی مطلوب وغیرہ و جان نثاری وغیرہ
ہیں مگر تم دنیا سے انوکھے ہمارے عاشق ہو برعکس طرق و خصائل عاشقان طریقہ عاشقی تمہارا ہے
ہمیں سحر کرتے ہو ہمارے بھی قتل کا ارادہ رکھتے ہو خونریزی ہمارے عزیزوں کی ہمارے سامنے
جائز رکھتے ہو ہاں صاحب جو معشوق اپنے عاشق کے پاس آتا ہے اُس کی ایسی ہی قدر و منزلت
ہوتی ہے ایسے ہی سامان اُس کے واسطے کیے جاتے ہیں اُس کی اور اُس کے عزیزوں کے قتل
کی فکر کی جاتی ہے معشوق کی یہی توقیر کی جاتی ہے یہ خوبی زمانہ ہے جس کو دوست خیال کیجیے اُس سے
ہی امور دشمنی ظہور میں آتے ہیں جس عاشق کو وفادار و نازبردار تصور کیا جائے وہی غرض و فا
بد نما کرتا ہے اور عوض جان نثاری خواہان قتل محبوب ہوتا ہے کیوں نہ الٰہی یہی واسطے انسان کے
خصوصاً واسطے مردوں عاشق طبع کے نہایت بد ہے کچھ زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے دو چار دن بھی نہیں
گذرے ہیں کہ تمنے تاریک سیاہ رو جادو کو بھیجا تھا وہ ہمارے لینے کو آیا تھا بیقراری و بیتابی
و اضطراب تمہارا ہمارے عشق میں ظاہر کرتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ اے ملکہ بہار تمہارے
عشق میں کوہر جادو کا غیر حال ہے قریب المرگ ہے جدائی تمہاری اُس کی ہلاکت کی باعث ہے چلو
تمکو بلایا ہے میں تمہارے لینے کو آیا ہوں میں نے تو اُس کو روبرو اپنی نانی کے بمصلحت کچھ جواب
نہ دیا تھا الا ہماری نانی صاحبہ نے مجھکو تمہارے پاس نہ آنے دیا تھا اُس سیاہ رو نے زبردستی مجھکو
میرے لے جانے کا ارادہ کیا تھا اور کھینچ تان کی تھی اُسوقت ہماری جادو کو ناگوار ہوا تھا
اُس نے تاریک سیاہ رو جادو کو بعد جنگ بسیار قتل کیا تھا یہ امر ہمکو ناگوار ہوا تھا ہم ارادہ
کیا تھا کہ پوشیدہ طور سے کسی وقت ہم خود چلے آوینگے اسوقت ہم یہاں جو بصورت برق آئے
ہمکو دشمن جان کر تم نے سحر کیا ہمارے قتل کرنے کا ارادہ کیا عوض شکرگذاری و احسان
ماننے کے یہ سلوک کیا شاید یہی الفت ہوگی دیکھیے آئندہ قتل ہوتے ہیں یا اسیر کیے
جاتے ہیں بالفعل تو ہمارے زرگ [illegible] ورنہ قتل ہونگے کوہر جادو نے کہا کہ

اے ملکہ مین نے احتمالاً اور صرف تمہارے چھوڑنے کے واسطے یہ کہا تھا بھلا مین تمکو اپنے
ہاتھ سے کیا قتل کرونگا ہرگز ہاتھ میرا اسے قتل تم پر نہ اٹھیگا کسی عاشق نے بھی اپنی معشوقہ کو
قتل کیا ہے کہ مین تمکو قتل کرونگا پھوٹین وہ آنکھیں جو تمہین بتلا قتل و تیغ و صدمہ دیتی ہیں
اور ہون مین وہ ہاتھ جو تمہارے قتل کے واسطے اٹھین مین تو خود تمہارا کشتۂ تیغ فراق ہون حالانکہ
تمہاری نانی اور تمہاری خالہ زاد بہن نے شرکت طلسم کشا کی ہے طلسم کشا کو واسطے حصول تیغۂ فنا
و لوح طلسم زلزلہ کے ادھر لائی ہے تجھے واسطے میرے ہلاک کرنے کے برق بار کر رہی ہین تباہی
و بربادی طلسم زلزلہ پر انہون نے کمر باندھی ہے اور مین نے انکو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہے
لیکن تمہاری خاطر سے انکو قتل نکرونگا الا ان کو اسیر کرکے انکی بغاوت کی اطلاع خداوند
و نائب خداوند کو ضرور دونگا اور طلسم کشا کو ابھی تمہارے سامنے قتل کرونگا تمنے عاشق نوازی
کی کہ یہان آگئین تمہارے یہان آنے سے اسوقت کیا کہون جو مسرت حاصل ہے عالم غصہ و قہر و
غضب میرا دفع ہوگیا ہے تمہاری صورت زیبا دیکھکر ازخودرفتہ ہوگیا ہون جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے
ہزارون ساحر قتل و ہلاک ہو رہے ہین مگر مین تمہین کو دیکھ رہا ہون اس کشت و خون کی طرف
توجہ بھی نہین کرتا ہون خوشا مقدر میرا کہ تم میرے پاس آگئین مین تو مشتاق جمال تھا ملکہ بہار
گل پوش جادو نے جواب دیا کہ بس بہت زیادہ دروغ گوئی اچھی نہین ہرگز ہمین یقین نہین کہ
تم ہمارے عاشق صادق ہو زبانی اقرار عاشقی کرتے ہو مگر دل مین تمہارے کینہ ہے کوہر جادو نے
کہا کہ اے ملکہ قسم ہے خداوند ہو و سرمست جادو کی مین تمہارا دشمن نہین ہون دل سے
دوست و عاشق ہون غرضکہ تا دیر اسی طرح کوہر جادو عذر و اظہار عاشقی کرتا رہا اور ملکہ بہار
نے اسکو باتون مین متوجہ کیا اور دل کو اسکے اپنی زلف تقریر مین الجھایا یہان تک کہ بحرین جادو
بزور سحر زیر زمین قطع راہ کرکے بہزار دشواری و مشکل اندرون مکان کوہر جادو و خاص باغ
چمنستان مین زیر نگیرہ پہونچا جہان چارون گلدستون مین رکھی ہوئی تھین اور نگہبان کوئی
نہ تھا کوہر جادو بھی اپنے مکان مین نہ تھا میدان مین براے جنگ گیا تھا ملکہ بہار سے وہان
باتون مین مصروف تھا اُسکا محو دیدار تھا بحرین جادو وہان آیا جو بالاے نگیرہ قائم و چھپا تھا
بجگر برجوع قلب خداوند عالم و عالمیان سے یون دعا کرنے لگا کہ اے معبود حقیقی و اے کارساز و
بندہ نواز و اے مسبب الاسباب تجھپر ظاہر ہے کہ مین مطیع دین اسلام ہون ہرچند کہ کلمہ طیبہ مین نے
اپنی زبان پر جاری نہین کیا ہے مگر تجھکو وحدہٗ لاشریک و خداے زمین و آسمان جانتا ہون عہد کیا
ہون کہ بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ شہادت مین اپنی زبان پر جاری کرونگا بغرض نصرت دین اسلام مین نے
شرکت طلسم کشا اختیار کی ہے اور براے حصول لوح طلسمی بہزار دشواری ہزارہا بلاؤن اور آفتون سے
بچکر یہان تک آیا ہون چاہتا ہون کہ در مراد میرے ہاتھ لگے یہان چار گلدستون مین چار لوحین
رکھی ہین یہ جانتا ہون کہ ان چارون مین ایک لوح طلسم زلزلہ اصلی ہے اور تین نقلی ہین مگر یہ نہین معلوم
کہ اصلی لوح طلسمی کون ہے اگر ہرسہ لوحہاے مصنوعی و نقلی سے کوئی لوح اٹھالونگا تو یقیناً ابھی
اسیر ہو جاؤنگا چاہتا ہون کہ تو اپنی قدرت کاملہ سے اسوقت میرے دل مین شناخت لوح اصلی
کی پیدا کردے یا میرے ہاتھ کو جانب لوح اصلی دراز کرادے تاکہ جبتک کوہر جادو یہان
آئے مجھکو در مراد حاصل ہو و مستجاب ہو جاے یہ دعا جو برجوع قلب کی بوجہ نیت بخیر ہونے کے

درگاہ خدا میں مستجاب ہوئی ہاتھ جو واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ کے بڑھایا قدرت خدا سے
اسی لوح پر ہاتھ پڑا جو لوح طلسم زلزلہ اصلی تھی بمجرد اٹھا لینے لوح طلسمی اصلی کے اس ابر قائم و
محیط میں سے برق ظاہر ہوئی صدائے رعد بزور و شور آئی بحرین جادو فی الفور غرق زمین ہوا
وہ برق اس نگینے وغیرہ پر گری سب گلدستوں وغیرہ کو اس نے جلا دیا بعد کو سوے ابر سے
صدائے افسوس آئی چمن رنگا رنگ بھی جل گئے ایک لوح طلسمی کے نہونے سے
رنگ دگرگون ہوگیا ابر متفرق ہوگیا مگر دفعتہً بحرین جادو لوح طلسمی کو ایک رومال میں لپیٹے
ہوئے براہ نقب ہوے باہر نکل کر سوے صاحبقران کشورستان چلا جب قریب امیر با توقیر پہنچا
ملکہ بہار گل پوش جادو نے گوہر جادو سے کہا کہ غضب ہوا تم جیسے باتوں میں مصروف
ہوئے میرے کو دیدہ ہوئے بحرین جادو لوح طلسمی لے آیا دیکھو وہ لوح طلسم زلزلہ رومال میں
لپیٹے ہوئے لیے جاتا ہے افسوس مفت لوح طلسمی ہمارے قبضہ سے نکل گئی کاش اس وقت تم
مجھسے ہمسخن نہوتے حفاظت لوح طلسمی کرتے مجکو بیان آنے کی خوشی میں ملال ہوا جاؤ اگر ممکن
ہوسکے تو بحرین جادو سے لوح طلسمی چھین کر پھر اپنے قبضے میں کرو گوہر جادو نے یہ تقریر
ملکہ بہار گل پوش جادو کے سنی ہاں عالم حیرت سے ہوش و حواس میں آگئے یا مانند خفتہ غافل
کے بیدار و ہوشیار ہوگئے سوے بحرین جادو نظر کی اور مانند سیماب کے بیتاب و بیقرار اور از حد
غضبناک ہوکر جانب بحرین جادو بصد سرعت یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او بحرین جادو اے غضب کیا
تیری عدم موجودگی میں لوح طلسم زلزلہ تو نے لی بڑی دلیری و جسارت کی ہے ابر سحر
وغیرہ بلاؤن سے بھی نہ ڈرا اسطرح جانا دیکھو کر لوح طلسمی تیرے ہاتھ آئی ٹھہر او ظالم کہ مین آپہونچا
مجھسے بھاگ کر کہان جائے گا یہ کہکر اسی عالم اضطراب و بیتابی مین تین چار دانے جو یاقوت احمر
کے کنٹھے مین ہاتھ تھے ان کو اپنی گردن سے جلد نکال کر ہر ایک پڑھا سحر دم کرکے پہلے
ایک دانہ کو گوہر جادو نے بحرین جادو پر مارا چونکہ اس کے پاس لوح طلسمی تھی جسکے نہونے تاثیر
نکی گوہر جادو نے جھلا کر دوسرا دانہ یاقوت احمر بھی بدستور مرقوم اس پر مارا اس دانہ یاقوت
نے بھی کچھ اپنا اثر نہ دکھایا اس اثنا مین بحرین جادو نے بعجلت تمام جاکے لوح طلسمی
مذکور گردن مین صاحبقران کشورستان کے ڈالدی پھر لوح کو تن صاحبقران سے مس کیا
اور عکس بھی ان کے اعضا پر ڈالا برکت اسماے لوح طلسمی کہ اسماے خداوند عالم جابجا
اس پر کندہ تھے صاحبقران پر سے سحر دفع ہوا ہوش بحال ہوئے نگین بالاے زمین پڑا ہوا
دیکھا بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مبارک ہو کہ لوح طلسمی بصد کوشش و ہزار
دشواری و مشکل بہت اس غلام نے لاکر آپ کے گلے میں ڈالدی ہے اب آپ گوہر جادو دم آتا ہے
اس پر عکس لوح ڈالیے علاوہ اس کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو پر عکس لوح طلسمی
بعجلت ڈال کر ان کے تنون سے لوح کو مس کرتے جیے تاکہ ان کو ہوش آجائے صاحبقران
موصوف نے موافق کہنے بحرین جادو کے فی الفور زمین سے اٹھکر عمل کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ مجمر جادو کو ہوش آیا سحر برطرف ہوا دونوں ہوشیار ہوکر اٹھیں اسی عرصہ مین گوہر جادو
بھی قریب آگیا بحرین جادو نے للکار کر اس پر گولہ فولادی سحر دم کرکے مارا ملکہ بہار گل پوش
جادو نے گلدستہ سحر مارا مجمر جادو نے نارنج سحر مارا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کا رعد لگائی

چاروں ساحروں ساحرہ نے یکبارگی اُس پر سحر کیے گوہر جادو برق بنکر سوئے فلک گیا وہاں سے
پھر برق بنکر اپنے دشمنوں پر گرا ادھر ایک غرق زمین ہوا بعد ازاں بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
وغیرہ زمین سے باہر آئے گوہر جادو نے غضبناک ہوکر وہ دو دلّے بھی بار بار سحر دم کرنے
بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر بارسے پراگندہ قبل شق ہونے دانہ ہائے یاقوت
مذکور سے غرق زمین ہو گیا جان بچاکر میدان جنگ سے نکل گیا صاحبقران کشور ستان نے مرکب
پر سوار ہوکر گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار ہو جا کہ ہم آپہنچے ہیں دیکھا
تو نے کہ عنایت الٰہی سے کیونکر لوح طلسمی ہمکو دستیاب ہوئی اب تو ہمارا کیا کر سکتا ہے دیکھ یہ لوح
طلسمی ہمارے گلے میں ہے او مغرور تجکو بہت غرور تھا کہ مجھ سے کوئی لوح طلسمی لے نہیں سکتا دیکھا
تو نے کہ کیونکر لوح طلسمی ہم تک پہونچ گئی اب خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اجل تیرے قریب آگئی یہ جو
کرکے آگے گوہر جادو گھبرایا چاہا کہ جان بچا کر نکل جائے لیکن ممکن نہوا کیونکہ ایک جانب سے
بحرین جادو و دوسری سمت سے ملکہ بہار گل پوش جادو تیسری جانب ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
چوتھی طرف سے طلسم کشا نے گھیر لیا چاہا کہ غرق زمین ہوکر بھاگ جائے ملکہ مہر جادو نے ناریل پیچدار
سحر دم کرکے جلد زمین پر مارا زمین مثل سنگلاخ ہوگئی غرق زمین نہو سکا مجبور رہا اسی اثنا میں
چاروں ساحران مذکور نے پے در پے اسباب سحر سحر دم کرکے گوہر جادو پر ناریل و ترنج و
گولہ فولادی وغیرہ لگائے صاحبقران نے پڑھکر اس پر لوح کا عکس ڈالا سحر بھولا ساحروں کے
سحروں میں مبتلا ہو گیا خواجہ طیفور رنگریز نے گلیم سے رخ اپنا ظاہر کیا پھر گلیم اتار کر کمند زنبیل سے
نکال کر حلقہ ہائے کمند میں سوزن اس کی زبان میں سیکر اسیر کیا گوہر جادو نے ہزار ہوا سے نکلنا
چاہا نہو سکا عکس لوح طلسمی سے زیادہ تر مجبور ہو گیا آخر لاچار ہوکر اسیر ہو گیا بعد اسیر کرنے ساحر
مذکور کے خواجہ نے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تامل کرو
ہم پھر اس کو ہدایت کرتے ہیں شاید یہ ساحر زبردست اب بھی راہ راست پر آئے خواجہ طیفور رنگریز
نے فی الفور سنڈھی حضرت دانیال کی زنبیل سے نکال کر وہیں استادہ کرکے اندر سنڈھی کے
اُس کو ڈال کر جو ہائے سنڈھی اور رسن ہائے سنڈھی سے بھی دست و پا اُس کے محکم باندھکر
عرض کیا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے صاحبقران خاموش تھے ادھر بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
بلکہ مہر جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے دو چار سحر جو ساحران لشکر گوہر جادو پر کیے وہ تاب و
تحمل اُن کے سحروں کی نہ لا کر ہلاک ہونے لگے آخر کار گوہر جادو کو اسیر دیکھکر اور بحرین جادو وغیرہ
سے مجادلہ و مقابلہ کی قوت و طاقت اپنے میں نہ پاکر امان طلب ہوئے صاحبقران ہمدرد جہان نے
فرمایا کہ امان تم سب کو بشرط قبول دین اسلام یا بشرط مطیع دین اسلام ہونے کے دی جائے گی سب نے
عرض کیا کہ جو آپ کا حکم ہوگا ہم بجا لائیں گے اسوقت صاحبقران کے حکم سے ساحران لشکر
گوہر جادو کو امان دی گئی بارہ ہزار ساحر امان پاکر حاضر خدمت صاحبقران ہوئے
سب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوں کیونکہ واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی
دین اچھا نہیں ہے ورنہ ابھی ہم مطیع دین اسلام رہیں آپکے دشمنوں سے لڑائی میں طلسم زلزلہ
کے ساحروں سے مقابلہ کرنا ہو بعد فتح طلسم زلزلہ کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جائیں گے اسوقت
کلمہ اپنی زبانوں پر جاری کریں گے تو سحر بھول جائیں گے صاحبقران یہ سنکر بحرین جادو

وغیرہ کی رائے سے فرمایا کہ اچھا بالفعل مطیع دین اسلام ہو آئندہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا سب نے
منظور کیا امیر با توقیر نے بعد الطاف و عنایت ان سے کہا کہ لاشے اپنی میدان جنگ سے اٹھاؤ
اور شمار کرو کہ جانبین کے کتنے کتنے ساحر جنگ میں کام آئے ہیں حسب الحکم انہوں نے میدان جنگ
سے لاشوں کو دور کرکے جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار ساحران نابکار سپاہ گوہر جادو کے اور
پانچسو ساحر لشکر بحرین جادو کے کام آئے جب میدان معرکہ لاشوں سے صاف ہو چکا
صاحبقران موصوف و ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
و بحرین جادو کو ہمراہ لیکر قریب منڈھی کے اسباب سحر احتیاطاً ہاتھوں میں لیے ہوئے صاحبقران
موصوف نے لوح طلسمی اپنے دست حق پرست میں لے کے خواجہ سے کہا کہ زبان گوہر جادو
سے سوزن کو نکالو خواجہ نے حکم کی تعمیل کی صاحبقران کشورستان نے گوہر جادو سے کہا کہ لے
گوہر جادو دیکھا تو نے قدرت داور و امانت پروردگار عالم و عالمیان کو کہ ہم کو کیونکر فتحیاب
کیا لوح طلسمی کیونکر ہمکو دستیاب ہو گئی اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام قبول کرو گے یا نہیں یا ابھی تک
دین اسلام سے پھرو گے یا اب بھی انکار کرو گے اگر تم نے مطیع دین اسلام ہونے سے اور ہماری
اطاعت کرنے سے سرکشی کی تو ہم تمکو ابھی قتل کریں گے اور اگر دین اسلام اختیار کرو گے تو ہم
تمکو رہا کرکے تمہاری عزت و توقیر زیادہ کریں گے تم سے بہت خوش ہوں گے اس نے چین بجبین
ہوکر نظر تند و تیز دیکھکر برہم ہوکر جواب دیا کہ اے طلسم کشائے طلسم زلزلہ آگاہ ہوکہ مجھکو دین اسلام
قبول کرنے اور تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے اپنا قتل ہونا قبول ہے میں نمک حلال
بندگان خداوند سے ہوں نمک حرام نہیں ہوں کہ تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کرکے مانند ملکہ
دبدبۂ سحرساز جادو و ملکہ مجمر جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو خداوند و بندگان خداوند سے مجادلہ
و مقابلہ کروں اور اپنے خداوندگی پرستش کو چھوڑ کر تمہارے خدا کی پرستش اختیار کروں میرے
آبا و اجداد نے انہیں خداوندگی پرستش کی تھی میں بھی انہیں کی پرستش کرتا ہوں ہرگز دین
آبائی کو ترک نہ کروں گا ایمان کے آگے جان کی کیا حقیقت ہے ایمان و اعتقاد آبائی سے اگرچہ
جان جائے مجھے اندیشہ نہیں اس میں بھی میری ناموری کا باعث ہوگا تمام طلسم زلزلہ میں یہ خبر
مشہور ہوگی کہ گوہر جادو نے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر اطاعت طلسم کشا اور ملت دین اسلام
اختیار نہ کی یہ کہکر چاہا کہ سحر سے قید کو دفع کرکے منڈھی سے نکل جائے بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ
سحرساز جادو وغیرہ سے مقابلہ کرکے ان کو قتل و اسیر یا زخمی کرکے عوض دشمنی کا ان سے لے مگر سحر
یاد نہ آیا دست و پا ہلا کے رہ گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اس کی تقریر سن کے
غضبناک ہوکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اس نابکار و بیدین پر ایسی لگائی کہ وہ دو ٹکڑے
ہو کر مثل اس کی لاشے کے خاک پر تڑپنے لگے خواجہ نے منڈھی اور کرسیاں داخل زنبیل کیں
بعد تھوڑی دیر کے گوہر جادو تڑپ تڑپ کر مر گیا اس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر زبردست
ظاہر ہوئی یعنی ہوائے تند و تیز چلی آندھی سیاہ زور و شور سے آئی گرد و غبار بلند ہوا تاریکی محیط
ہوئی پتھر برسے درخت صحرا جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے ابر سیاہ بھی سوئے فلک پیدا ہوا
بجلی بکثرت چمکنے لگی رعد کے کڑکے آئے پھر سنگ باری و برف باری ہوئی تادیر یہی ہنگامہ
آفت بپا رہا بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا گوہر جادو کے سحر کے پتلوں نے گوہر جادو کے ہی نام سے

باواز بلند و درد ناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجھکو کہ نام میرا گوہر جادو
تھا اور مین محافظ لوح طلسم زلزلہ تھا لوح طلسمی مذکور قبضہ طلسم کشا مین ہوگئی اب یہ طلسم زلزلہ
ضرور فتح ہوجائے گا ہر چند مین نے طلسم کشا کو قتل و اسیر کرنا چاہا مگر ممکن نہوا مراد دل نہ برآئی کہ میری
جان گئی یہ کہکر وہ مرگیا سحر کے نالہ و فریاد کرتے ہوے سب دربار استغراق جادو نائب خداوند دود
سرمست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوے حال ان کا آئندہ لکھا جائیگا بالفعل حال
صاحبقران کشورستان وغیرہ لکھا جاتا ہو کہ بعد مرنے گوہر جادو کے جو مکان و عمارت باغ و نہر وغیرہ
اُس سحر کے زور سے پیدا و ظاہر تھے وہ نیست و نابود ہوگئے صرف اصلی مکان و اشیاے اصلی باقی رہگئین
خواجہ طیفور گرد پا نے مکان گوہر جادو مین جاکر جو کچھ زر و جواہر و ظروف وغیرہ سے وہان پایا سب
داخل زنبیل کیا اور کہا کہ یہ ساحر نابکار ہر چند کہ نامی و نامدار و ذی وقار و زبردست تھا مگر تہیدست و
محتاج تھا مال دنیا سے کچھ زیادہ اپنے پاس نرکھتا تھا یہ کہکر مکان گوہر جادو کو لوٹ کر نقش بوریہ بہی
زمین پر باقی نرکھکر منہ پہلائے ہوے مین بیٹھیں روبروے صاحبقران ذیشان آئے بحرین جادو
نے مسکرا کر کہا کہ خواجہ اسوقت تو مال و اسباب گوہر جادو سے زنبیل آپ کی بہر گئی ہوگی کیونکہ گھر اس کا
آپنے لوٹ لیا ہے ویسے حال ایسا ہی آپنے مارے مین خواجہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو
آگاہ ہو کہ یہ ساحر نابکار نہایت غریب و محتاج تھا کچھ اس کے گھر مین نہ تھا حیف ہم اس کے گھر مین گئے
کوئی شے مال دنیا سے ہاتھ نہ آئی بلکہ پچھتانا ہی نقصان ہوا کچھ اشیاے قیمتی قسم جواہرات سے زنبیل
سے گر گئین یعنی اُن کے ضائع و تلف ہونے کا صدمہ ہے صاحبقران موصوف و بحرین جادو وغیرہ
خواجہ کی گفتگو سے مسکرائے بعدہ تھوڑی دیر تک باتین ہنسنے ہنسانے کے لیے باہم ہوئین پہر ملکہ
دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و نجم جادو نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر اب
یہان سے مکان آفاق جادو و صدف جادو پر چلیے وہان توقف کیجیے امیر با توقیر کو اُن کی صلاح
پسند آئی اُسیوقت وہان سے مع سپاہ ساحران و نیز اپنے ہمراہیون کے سوے مکان آفاق جادو
مرکب پر سوار ہوکر بعد خوشی و فتحیابی روانہ ہوے بعد قطع راہ ملکہ آفاق جادو کے مکان پر پہنچے
ملکہ نجم جادو مکان مین لے گئی پہر صاحبقران موصوف و بحرین جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گل پوش جادو و صدر مکان مین علیٰ قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے خواجہ طیفور گرد پا بہی ایک
کرسی بچھا کر روبروے صاحبقران با دب بیٹھے اُسوقت ملکہ نجم جادو نے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو اب
صدف جادو و ملکہ آفاق جادو ہمارے خالہ زاد بہائی اور خالہ کو زنبیل سے نکلوا کر اُن کو ہدایت
دین اسلام کیجیے عجب نہین کہ وہ مانند ہم سب کے مطیع دین اسلام ہوکر آپ کے شریک ہون صاحبقران
کشورستان نے عرض اُس کی پذیرا کرکے خواجہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ صدف جادو و آفاق جادو
کو زنبیل سے نکالو تاکہ اُن کو ہدایت دین اسلام کرین حسب الحکم خواجہ نے ان کو زنبیل سے نکالا تو
اُنھون نے متحیر ہوکر جانب صاحبقران و خواجہ طیفور گرد پا وغیرہ دیکہا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے
کہا کہ اے ہمشیرہ آگاہ ہو کہ یہ صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین اور یہ خواجہ طیفور گرد پا ہین
عیار نامدار و ذیوقار ہین انھون نے ملکہ نجم جادو کی صورت بنکر یہان تمھارے فرزند صدف جادو
کے ساتھ آکر تمھارے فرزند کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا پہر صدف جادو کی صورت بنکر تمکو
بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور تختہ فنا جو تمھارے قبضے مین تھا اُس کو اپنے قبضے مین کیا بعد ازان

نوجوانان سے ہمراہ صاحبقران ہم سب نے جاکر گوہر جادو کو بعد جنگ بسیار اسیر کیا لوح طلسمی دستیاب
ہوئی گوہر جادو نے اطاعت اختیار نہ کی اس وجہ سے وہ قتل کیا گیا تمام لشکر اُس کا جو قتل ہونے سے بچا تھا وہ
امان طلب ہو کر فرمانبردار ہوا اب جناب بیگم صاحبقران مجھکو اور صدف جادو کو زنبیل سے نکالا ہی لازم ہے کہ اطاعت
صاحبقران اختیار کرو میری طرح مطیع دین اسلام ہو یہ کہکر خاموش ہوئی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے لوح طلسم زلزلہ و تیغ فنا اُس کو دکھا کر کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یقین جانو کہ
عنقریب طلسم زلزلہ فتح ہو جائے گا زمانہ اس کے فتح ہونے کا قریب آگیا ہے یہ لوح طلسمی اور تیغ فنا ہمکو
مل گیا ہے تمکو اور تمہارے فرزند صدف جادو کو لازم و مناسب ہے کہ اپنے دین آبائی باطل کو ترک کرو
دین اسلام کہ دین حق ہے اختیار کرو اپنے خالق و پروردگار عالم کو پہچانو اُسی کو سجدہ کرو کہ قابل سجدہ
وہی ہے بجز اُس کے کوئی خدا نہیں ہے اُسی طرح تاثیر ہدایت و دین اسلام کی ملکہ آفاق جادو اور
صدف جادو دونوں سنکے آخر نتیجہ ہدایت و رہنمائی یہ ہوا کہ زنگ کفر دونوں نا مہر دوبالا کے
شیشہ ہائے دل سے دور ہوا نور ایمان کی طرف دل حق بین مائل ہوا ملکہ آفاق جادو نے جواب دیا
کہ اے صاحبقران خوش اقبال آپ کو تیغ فنا اور لوح طلسمی دونوں اسلیے لاجواب
دستیاب ہوگئیں ہماری ہمشیرہ صاحبہ نے ہمسے عیاری کی یعنی ملکہ مجمر جادو کے خواہر طیفور گردیا کو
بصورت مجمر جادو یہاں بھیجا خواہ نے عیاری سے ہم دونوں ماں بیٹوں کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا جو کچھ
ہونا تھا وہ ہوا اب ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہلاک ہو گئے اب ہمنے کسی عزیزداری و یگانگت میں تمنے
ہمسے دشمنی کی اچھا جو کچھ کیا وہ بہتر کیا اب یا صاحبقران مجھسے یہ امید نہ رکھیے نہ میرے فرزند
صدف جادو سے کہ آپ کے شریک ہو کر تباہ طلسم زلزلہ ہو درست جادو سے ہم دونوں لڑیں
مقابلہ و مجادلہ اُس سے کریں کیونکہ ہم عزیز قریب اُس کے ہیں ہمیں شرم و حیا آتی ہے کہ مقابلہ و مجادلہ
اُس سے کیا جائے گا نہ اُس کے ملازموں سے ایسا کرنے کا شرم دامنگیر ہوگی جملہ ساحر انگشت بدنداں
ہوں گے باہم کہیں گے کہ ان عزیزان شاہ طلسم نے طلسم کشاؤں کے شریک ہو کر طلسم زلزلہ کو تباہ و
برباد کر دیا ایسے وقت میں بہت غیرت و حیا آتی ہے کلمات طعن و تشنیع ساحران طلسم زلزلہ نہ سنے
جائیں گے لہذا ہمکو شرکت سے معذور رکھیے میں نے کچھ سوچ کر جس طرح غیر مذہب کو مسلمان کرتے ہوں
ہمکو اور ہمارے فرزند صدف جادو کو اور ملکہ مجمر جادو کو کہ ہماری بہو ہے مسلمان کیجیے عقائد دین اسلام
سے آگاہ کیجیے اتنی زندگی ناخداشناسی میں بسر کی ہے باقی ماندہ حیات خداشناسی اور یاد و پرستش
الٰہی میں بسر کروں اسی اپنے مکان میں بیٹھکر ذکر خدا کروں تاکہ انجام میرا بخیر ہو صاحبقران اسکی
تقریر سنکے بہت خوش ہوئے بعدہ اُس کو اور اُس کے فرزند صدف جادو کو کلمہ طیبہ پڑھا کر
مسلمان کیا اور عقائد دین ضروری سے آگاہ کیا مادر و پسر دونوں کلمہ شہادتین اپنی زبانوں پر
جاری کرے بصدق دل مسلمان ہوئے کلمہ طیبہ پڑھتے ہی خوب بول گئے بعد مسلمان ہونے کے
ملکہ آفاق جادو نے بعجز و انکساری دوبارہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکہ مجمر جادو کو بھی مسلمان
کرکے میرے حوالے کیجیے اس دختر کو میں آپ سے طلب کرتی ہوں جیسا آپنے مجھکو دولت دین
اسلام عنایت کی ہے ویسا ہی یہ دختر بھی مجھے دیجیے کیونکہ آپ پر ظاہر ہے کہ میری بہو ہے قبل مسلمان
ہونے کے موافق اپنے دین آبائی کے عقد اسکا فرزند کا اس سے ہو چکا ہے اب اعتبار طریق
دین اسلام عقد اپنے فرزند کا اسی وقت سے کروں گی صاحبقران نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو

دیکھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے جو مناسب ہو وہ کیجیے ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو نے تازہ
پیچ گلشن دین اسلام کی ہے اگر مناسب ہو تو انھین کی خوشی کیجیے صاحبقران عالیشان یہ خوش ہوئے
باپاس ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بحر جادو کو بھی کلمہ شہادت تلقین کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکے
بصدق دل مسلمان ہوئی بعدہٗ آفاق جادو نے صاحبقران نامدار و بحرین جادو و خواجہ طیفور گر دیا و ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کی دعوت و ضیافت بعنوان شایستہ کی تھی روز
تک مہمان رکھا شاہانہ سامان و عنوان سے کئی روز تک دعوت و ضیافت کرکے عرض کیا کہ اے
صاحبقران ذیشان میرے ماتحت بارہ ہزار ساحر ہین عوض لینے اور اپنے فرزند کی شرکت کی عوض مین
دس ہزار ساحرون کو مطیع دین اسلام کرکے آپ کی نصرت کے واسطے آپ کے ہمراہ کرتی ہون یہ دس ہزار
ساحر مقابل مین سو ہزار ساحرون کے ہین ہر ایک ساحران مین آزمودہ کار و کامل ہے یہ عرض کرکے
ساحران مذکور کو طلب کرکے اُن کو مطیع دین اسلام کرکے حکم دیا کہ اب تم ہمراہ رکاب صاحبقران
ذیشان بہ راہ طلسم زلزلہ مین جہان کہین ساحرون سے جنگ درپیش ہو لڑنا جان نثاری و سرفروشی
کرنا سبھون نے بخوشی منظور کیا بعد چند روز کے صاحبقران ملکہ آفاق جادو سے رخصت ہوکر مع
خواجہ طیفور گر دیا و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو اور
بائیس ہزار ساحران تہور شعار جانب کوہ بلور روانہ ہوئے ملکہ آفاق جادو تو اپنی بستی آفاقیہ مین
کہ بشہر لرزاک شہر کم آباد کے ہے حکومت کرتی ہے اور یاد خدا مین شب و روز بسر کرتی ہے اپنے فرزند دلبند
فرزند کو دیکھکر اپنا دل خوش کرتی ہے مگر اب حال صاحبقران طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد
قطع راہ درہ کوہ بلور تک پہنچے پھر وہان مقیم ہوئے خیام و بارگاہ ایستادہ ہوئین لشکر ساحران
فروکش ہوا

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا بہدایت لوح طلسمی جانب کوہ سنگ مرمر و مرحلہ اول طلسم زلزلہ کے مع اکثر حالات متعلق داستان ہذا کے بیان کیے جاتے ہین

دکھلانے لگے طرفہ ادا دیکھ کے مجکو | کیا خوب نکالی یہ جفا دیکھ کے مجکو
اور اس کے سوا کچھ نہ کیا دیکھکے مجکو | بہتر کرنے لگے ذکر وفا دیکھ کے مجکو

ہونے لگا بیزار گلا دیکھ کے مجکو

کیون آ گئے غصہ بجا دیکھکے مجکو | دکھلائیے یون ہی وفا دیکھکے مجکو
کرتے نہین کچھ شرم و حیا دیکھکے مجکو | اغیار سے یہ ناز و ادا دیکھ کے مجکو

اترائیے ہان اور ذرا دیکھ کے مجکو

کرتا ہے ہر اک ان کی ثنا دیکھ کے مجکو | دیتا ہے ہر اک ان کو دعا دیکھ کے مجکو
ہنستے ہین سبھی اہل وفا دیکھکے مجکو | دشمن کے بھی دم اُن کا بھرا دیکھکے مجکو

یاد آ گئی کیا ان کی ادا دیکھکے مجکو

ہنس جاتا ہے کچھ کہے گا کیا دیکھ کے مجکو | اترانا ہے حد کا بجا دیکھ کے مجکو

کمبخت نے بوسہ بھی لیا دیکھ کے مجکو
کی غیر نے دانستہ خطا دیکھ کے مجکو
اب دیجئے گا آپ سزا دیکھ کے مجکو

بیکار مجھے خوش کیا بیکار رلایا
الطاف و کرم کرکے ستم اور بھی ڈھایا
تسکین مجھے دے کے تو کچھ اور رلایا
جب وصل میں اس گل کی طرف ہاتھ بڑھایا
چلایا نزاکت سے ذرا دیکھئے مجکو

دانتوں کی چمک رخ کی ضیا دیکھ رہے تھے
کس حسن سے وہ شان خدا دیکھ رہے تھے
آئینہ عارض کی صفا دیکھ رہے تھے
کن نخروں سے اپنی ادا دیکھ رہے تھے
آئینہ وہیں پھینکدیا دیکھ کے مجکو

ہر بار نہ ہونے دے مجھے روز رہے پاس
دکھ درد نہ ہونے دے مجھے روز رہے پاس
جان اپنی نہ کھو رہنے دے مجھے دور رہے پاس
دشمن سے کہو رہنے دے مجھے دور رہے پاس
آجائے گی ان کو بھی وفا دیکھ کے مجکو

اس سمت سے گالی ہے دعا میری طرف سے
شک پھر بھی ہے ان کو دغا میری طرف سے
ظلم ان کی طرف سے ہے تو وفا میری طرف سے
گھبرا کے انہیں خوف ہوا میری طرف سے
ہاتھوں کی چھپا ڈالی حنا دیکھ کے مجکو

پوشیدہ کسی سے بھی نہیں دل کی مسرت
دل میں نہیں ہوتی ہے کہیں دل کی مسرت
آئینہ ہوئے ماہ جبین دل کی مسرت
چھپتی ہے چھپائے سے کہیں دل کی مسرت
وہ ٹوٹ گئے بند قبا دیکھ کے مجکو

ہجراں میں نہ اب حال ہے بیتاب بھی ہے
رونے میں بہے دیدۂ پرآب بھی ہے
نزدیک پہنچتا نہیں اب خواب بھی ہے
اس حال سے ڈرتا ہوں کہ احباب بھی ہے
اب دیتے ہیں مشکل سے دعا دیکھ کے مجکو

دکھلا کے ادا شرم کو شوخی نے تمہاری
رکھا نہ روا شرم کو شوخی نے تمہاری
مارا بخدا شرم کو شوخی نے تمہاری
عجب کیا شرم کو شوخی نے تمہاری
سمجھاتے ہیں نقش کف پا دیکھ کے مجکو

مانند کلیم آج بھی آنکھیں مری نم ہیں
جنت میں اک اور مجھے الم ہیں
صدمے مجھے صد سے ہیں ہزاروں ہی غم ہیں
ہر آن تغافل بجہت جور و ستم ہیں
وان دل سے اوچھی ہے جفا دیکھ کے مجکو

رہروان منازل خوش تقریر و ناقلان داستان بے نظیر اس داستان بے عدیل کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد حصول تیغ قضا و لوح طلسم زلزلہ زیر کوہ بلور بارگاہ فلک فرسا میں مقیم ہوئے ایک شب علحدہ اپنے لشکر سے ایک خیمہ ایستادہ کرا کے درمیان خیمہ بیٹھکر لباس اپنا معطر گلاب وغیرہ عطروں سے معطر کرکے اشیائے خوشبو مانند مشک وغیرہ و قرنفل وغیرہ کے آتشدان چینی مجمر میں جلائے آتش ڈال کے خوشبوئی اشیائے بخارات سے دماغ اپنا معطر کرکے بیٹھے ہیں بر رجوع قلب ذکر خدا و عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے تمام شب ذکر خدا میں بیدار رہے اور دعائے فتحیابی طلسم زلزلہ کرتے رہے ہنگام سحر بعد ادائے نماز سحر درود پڑھ کر

لوح طلسم زلزلہ کو اٹھا کر بایں نیت نظر بالائے لوح مذکور کی کہ اس جگہ سے کس جانب برائے فتح
دربند اول طلسم زلزلہ جاؤں لوح مذکور نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشائے طلسم زلزلہ اگر تجھکو مدد
و تائیدات خدا سے لوح طلسمی دستیاب ہوئی ہے تو لازم ہے کہ اس جگہ سے جانب شمال روانہ ہو مگر تنہا
ہی جانا کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جانا اثنائے راہ میں کوئی کام بغیر دیکھے لوح طلسمی کے نکرنا اپنے لشکر کو
یہیں چھوڑ جانا احباب سے بھی کسی کو ساتھ نہ لینا اگر عیار طیفور گر دیا ہمراہ چلنے کا ارادہ کرے
تو اُس کو بھی ساتھ نہ لینا اگر وہ پیچھے پیچھے تمہارے دور دور رہے تو چنداں مضائقہ نہیں ہے
سوا اُس کے اور کسی کو اتنی بھی اجازت نہ دینا کہ وہ تمہاری ہمراہی میں سے دور دور رہے کیونکہ
مقدمہ طلسم ہے طلسم کشا کو لازم و مناسب ہے کہ تنہا سوئے دربند طلسم یا ارض طلسم جائے خبردار و
ہوشیار رہے دشمنوں کے دام فریب میں گرفتار نہو جس جگہ ضرورت ہو لوح کو دیکھے موافق ہدایت
لوح کے رہنمائے راہ طلسم ہے عمل کرے لوح کے دیکھنے سے غافل نہو ورنہ باعث خرابی و اسیری کا
ہوگا صاحبقران ذی وقار تسلیم لوح طلسمی سے آگاہ ہو کے لوح کو زیر قبا اپنے سینے پر
لٹکے رشتہ لوح گردن میں ڈال کے اُس خیمے سے باہر آئے اور بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور گر دیا سے حکم لوح بیان کرکے فرمایا کہ ہم تو یہاں سے
حسب ہدایت لوح طلسمی جانب شمال برائے فتح دربند اول طلسم زلزلہ جاتے ہیں تم سب اسی جگہ
قیام پذیر رہنا الا اگر راہ صاف پانا تو یہاں سے آگے جانا بغیر راستہ صاف و پاک ہونے دشمنوں کے
اس مقام سے کہیں نہ جانا اور ہمارے واسطے دعائے فتح و ظفر کرنا کیونکہ مقدمہ فتح طلسم نہایت
سخت و دشوار ہے سب نے عرض کیا ہمیں یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ کو تنہا جانے دیں اور ہم سب اسی جگہ
رہیں صاحبقران ذیشان نے جواب دیا کہ ہمکو لوح طلسمی سے یہی ہدایت ملی ہے کہ اکیلے سوئے
شمال جاؤ کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جاؤ پس ہم خلاف حکم لوح طلسمی تم سب کو اپنے ہمراہ کیونکر
لے جا سکتے ہیں بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے عرض کیا
کہ اچھا آپ حسب ہدایت لوح طلسمی عمل کیجیے تنہا یہاں سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ جائیے
ہم اسی جا قیام پذیر رہیں بذریعہ طائران سحر آپ کے حالات سے ہمیں اطلاع ہوتی رہے گی کیفیت
راہ سے بھی آگاہی ہوتی رہے گی وقت ضرورت راستہ صاف پا کر ہم سب آپ کی خدمت میں
پہونچا کرینگے مگر خواجہ طیفور گر دیا نے عرض کیا کہ اے آقائے نامدار یہ جان نثار و وفادار
آپ کے ہمراہ ضرور چلے گا ہرگز آپ کو تنہا دشمنان جان میں جانے نہ دے گا ہمراہی اس خادم کی
بکار آمد حضور ہوگی راہ طلسم میں جابجا مکر و فریب ساحران نابکار و دشمنان خونخوار سے حتی الامکان
بچائے گا عیاری ■ مکاری کرے گا صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے برادر وفادار حکم
لوح طلسمی سے ہم لاچار ہیں ورنہ ہم تمکو اپنے ہمراہ ضرور لے جاتے تنہا برائے فتح طلسم زلزلہ جانے
واقعی اگر تم ہمارے ساتھ چلتے تو ہر جگہ ہمکو دشمنوں کے شر و فساد سے بچاتے سوا اس کے
تمہارے ہمراہ ہونے سے ہمکو ہر طرح کی راحت ہوتی مطلق تکلیف نہوتی تمہاری رائے
جا بجا راہ طلسم میں کام کرتی مگر لاچار ہیں کہ حکم لوح طلسمی یہی ہے کہ اکیلے جاؤ کسی کو اپنے ساتھ
لے کر نہ جاؤ خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کا فرمانا بجا و درست ہے لیکن میں ضرور چلوں گا دل سے
اس خادم و جاں نثار سے گوارا کہ اپنے مالک و آقا کو اکیلا دشمنوں میں جانے دے اور خود سا [illegible]

اگر آپ مجکو ساتھ نہین لے جاتے ہین تو اتنی ہی اجازت دیجیے کہ عقب سواری حضور بہت دور
دور رہون آپ کے حال سے آگاہ رہون صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ ہم اس کی بھی
تمکو اجازت نہین دیتے ہین الا تمکو اس بارے مین اختیار ہے خواجہ یہ سنکے خوش ہوے دل مین
خیال کیا کہ اگر زبان سے نہ کہا اور اس بارے مین اختیار دیا تو گویا میری مراد دلی بر آئی یہ خیال کرکے
خاموش ہوے صاحبقران سب سے رخصت ہوکر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوکر موافق ہدایت
لوح طلسمی جانب شمال یکہ و تنہا روانہ ہوے ہر ایک نے دعاے فتح و ظفر کی جب صاحبقران
دور تر چلے گئے خواجہ طیفور گردپا بھی بصورت مبدل بانے تمام عیاری کے اپنے تن پر آراستہ
کرکے عقب صاحبقران سب سے رخصت ہوکر روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب
لکھا جائے گا اس جگہ اول حال صاحبقران بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حسب ہدایت لوح طلسمی
سمت شمال روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر کوہ و صحرا کرتے ہوے جا بجا مشاہدہ قدرت خدا
و شان خدا کا کرتے ہوے گھوڑے کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے دو پہر روز تک برابر
رہ روی کرکے ایک صحراے سبزہ زار فرحت آثار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار ہے
کہ رشک باغ پر بہار ہے دامن صحرا مین ایک کوہ سنگ مرمر کا ہے اُس پر جو آفتاب کی ضیا پڑتی
ہے ایسی چمک ہوتی ہے کہ گویا برق چمک جاتی ہے صحراے سبزہ زار اُس روشنی و چمک سے پر نور و
روشن ہوتا ہے درہ کوہ سنگ مرمر قابل دید ہے دور سے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے کوہ مذکور
مانند دل مومن و عارف کے صورت آئینہ صاف و پر نور ہے اُس کی طرف دیکھنے سے نظر خیرہ
ہوتی ہے سبزہ صحرا نہایت تازہ و شاداب ہے نرم و نازک ایسا ہے کہ فرش مخمل سبز اُس کی نرمی و سبزی
سے شرمندہ و خجل ہے باوجود وقت نصف النہار ہونے کے اُس صحرا مین ہواے سرد چل رہی
ہے جا بجا گلہاے خود رو طرح طرح کے شگفتہ ہین بہار اپنی دکھا رہے ہین ہر ایک گل سے رنگ قدرت
خدا و صنعت صانع لم یزل ہویدا و آشکار ہے طائران صحراے سبزہ زار اپنی اپنی زبان مین حمد و ثناے
پروردگار خالق لیل و نہار کر رہے ہین ہر ایک طائر خوش الحان ہے مختلف رنگ و آواز رکھتا ہے
صاحبقران طالع وقار اُس صحراے سبزہ زار کی سیر کرکے بہت خوش ہوے اور اُس کو ملاحظہ
کرکے مشغول حمد و ثناے الٰہی اپنی زبان پر جاری کرنے لگے چونکہ دو پہر تک برابر قطع راہ
کی تھی تشنگی و گرسنگی سے عجب حال تھا خصوصاً خواہش طعام زیادہ تر تھی اُس صحرا مین کوئی شے
ایسی نہ تھی کہ جس کو کھا کر سیر ہوتے لاچار ارادہ کیا کہ چرند و پرند سے کسی چوپائے حلال کا شکار
کیجیے یا کسی طائر حلال گوشت کا صید کیجیے اوس کے کباب لگا کے ہاتھ سے مجبوری تیار کرکے کھائیے
بعد ازان اس صحراے سے آگے روانہ ہوجیے ابھی صاحبقران فکر صید و شکار مین تھے کہ ناگاہ
ایک آہوے سیاہ نہایت شوخ و چالاک درہ کوہ سے نکل کر صحراے سبزہ زار کے اس طرف
خرامان خرامان نہایت شوخی سے چلا چند قدم اُس نے راہ طے کی تھی کہ صداے سم مرکب
صاحبقران اُس وحشی کے کان مین گئی چونکنا ہوکر صاحبقران کو دیکھکر جست و خیز کرتا
ہوا روانہ ہوا صاحبقران نے بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوکر کمان دوش سے ترکش سے
تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑ کر مرکب کو جولان کرکے تاک کر اُس کے سینے پر تیر مارا وہ تیر اڑکر ہوا
سینہ آہو پر پڑا اور پیوست ہوا آہو تیر کھا کر زیادہ بھاگا مگر بوجہ زخم کاری کے زیادہ بھاگ نہ

مجبور ہوکر بالائے سبزہ شاداب گرکر بانداز مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بصد خوشی مرکب سے اتر کر خنجر بکف واسطے ذبح کرنے اُس آہوے تیر خوردہ و
بسمل کے آگے بڑھے جب اُس کے نزدیک پہونچے دیکھا کہ ایک ساحر تیر خوردہ مردہ پڑا ہی
سینے سے اُس کے لہو جاری ہی یہ واقعۂ حیرت افزا دیکھکر نہایت تعجب ہوا وہ تشنگی و گرسنگی
اُس عالم حیرت مین گویا دفع ہوگئی تھوڑی دیر تک اُس ساحر جوان و کریہ منظر کو نزدیک سے
دیکھا کیے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرکے دل مین خیال کیا کہ
اے سلطان کیوان شکوہ اس صحرانوردی مین بحالت فاقہ و گرسنگی چاہتا تھا کہ شکار آہو کرکے
اُس کے کباب تیار کرکے کھائیے سیر ہوکر آگے روانہ ہوجیے بعد جستجو و محنت و کوشش ایک
آہوے سیاہ کو صید بھی کیا تو وہ آہو نہ تھا دراصل ساحر تھا مقدر مین بھوکا پیاسا ہی رہنا تھا
دیکھیے اب اس صحرا مین آب و طعام کب میسر ہوتا ہی یہ پہلی ہی منزل ہی صرف اپنے لشکر جرار
سے جدا ہوے دو ڈھائی پہر کا زمانہ گذرا ہی راہ طلسم زلزلہ تمام و کمال طے کرنے مین کیا تکلیف اور
صعوبت ہوگی تنہائی برائے صحرانوردی و مسافرت اچھی نہین ہوتی لیکن یہ مقدمہ طلسم کشائی ہی یہان
تنہائی ہی موافق حکم لوح طلسمی ضرور ہی دیکھین تا انتہائی طلسم زلزلہ کیا کیا مصائب درپیش آتے ہین
خداوند عالم ہی اعانت و مدد کرے گا تو سب مشکلین آسان ہونگی ہنوز صاحبقران ذیشان تقریر
مرقوم اپنے دل مین کررہے تھے کہ یکایک درہ کوہ سے نکل کر دو عورتین ساحرہ ایک ضعیفہ
مسماۃ ملکسحر جادو دوسری نوجوان نہایت خوش جمال تازہ عروس مہندی سے ہاتھ پاؤن
رنگین ملبوس عروسانہ پہنے ہوے سر برہنہ نالان و گریان سینہ و سر پیٹتی اور نالہ و فغان
کرتی ہوئین باہر آئین صاحبقران موصوف اُن عورتون کو دیکھکر متحیر ہوے خیال کرنے لگے
کہ نہین معلوم یہ دونون عورتین کون ہین کیون اسقدر بیتابی و بیقراری سے نالہ و فغان برلب با حال
پریشان چلی آتی ہین کسی صدمہ و رنج سخت مین مبتلا ہین کہ ایسی مضطر و نالان ہین ابھی اُن
عورتون کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ نالہ کنان قریب تر آکر اُس ساحر مردہ پر بیتابی و بیقراری
سے گرکے بین کرنے لگین خصوصًا وہ ساحرہ ضعیفہ اُس پر نہایت بیقراری سے سر و سینہ پیٹکر
نالہ و فغان کرکے بین جگر خراش کرنے لگی کہ اے نور نظر پارۂ جگر اے فرزند دلبند اے
آہوے جادو افسوس ہزار افسوس کہ اس نوجوانی مین تیر کھاکر تونے رحلت کی مجھ ناتوان دکھیا کو
واسطے رونے پیٹنے کے چھوڑا اپنے ساتھ مجھے نہ لیا تو ہی میری ضعیفی کا عصا تھا تو ہی میرا نور نظر تھا تیرے
مرنے سے جان میری نظرون مین تیرہ و تاریک ہی کچھ دکھائی نہین دیتا ہی آنکھون کی بینائی تیری رحلت
سے جاتی رہی ہی درد کے سے قوت نشست و برخاست باقی نہین ہی ہاے اے تازہ دولہا ہاے میرے
بچے اکلوتے کس بیدرد و ظالم نے تجھ ایسے نوجوان نئے دولہ کو بے جرم و خطا تیر لگا کر مار ڈالا میری
اس بہو نیسان جادو کو کہ چار دن کی بیاہی ہوئی ہی رانڈ کر دیا جس نے تجھکو ہلاک کیا ہی وہ بھی جلد
کسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوجائے پردۂ دنیا سے اٹھ جائے نام و نشان اُس کا صفحۂ دنیا پر باقی
نہ رہے جوانی اُس کی بھی خاک مین ملجائے اُس کی مادر و زوجہ بھی مثل ہم دونون کے نالہ و فریاد
اُس کے غم و الم مین کرین اے میرے کڑیل جوان لے میرے فرزند تیری زوجہ نوعروس تیرے
لاشے پر سر کھولے نالان و گریان آئی ہی ذرا آنکھین کھول کر دیکھ تو سہی تیرے غم مین تیری عروس

تھی عروس کی کیا حالت ہوگئی سر کھولے مو پریشان نالان وگریان سینہ و سر پیٹ رہی تھی گو ہر اس کو تسکین
دیتے تھے غم نہیں ہے تو عروس بھی زندہ نہ رہیگی غالباً مر جائیگی اس بیچاری کی زندگی کیونکر بسر
ہوگی کیا بدقسمت تھی کہ چار ہی دن میں عروس بنکر رانڈ ہوگئی ابھی تو رنگ حنا بھی دست و پا
سے اس کے دور نہیں ہوا ہے شرم و حیا بھی نہیں گئی ہے گھونگٹ بھی اس نے نہیں اٹھایا ہے
لباس عروسی بھی نہیں بدلا ہے حسن و جمال میں لاثانی ہے مجھکو اس کا حسن و جمال بہت پسند تھا اسکی
صورت کو دیکھکر خوش ہوتا تھا بے اختیار یہی کہتا تھا کہ میری زوجہ کیا حسین و خوش جمال ہے
کہ رشک پری ہے میری خوبی مقدر سے مجھے ملی ہے اسوقت وہی زوجہ خوب رو تیری تیرے
لاشہ خون آلود پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے جان اپنی کھو رہی ہے اسے یہ شادی راس نہ آئی خانہ بربادی
ہوئی تیرے باغ جوانی و زندگی پر دفعۃً خزان آئی اے میرے پیارے بچے کس ساعت بد سے
تو گھر سے بصورت آہو بنکر واسطے ہوا خوری کے اس صحرا میں درہ کوہ سے نکل کر آیا تھا کہ پھر گھر میں
جانا نصیب نہوا گھر بار کو چھوڑا جنگل کو بسایا دنیا سے سفر کیا تجھ مادر کی ضعیفی پر کچھ رحم نہ کیا اپنی عروس
نو کا بھی کچھ خیال نہ کیا ہم دونوں کی طرف سے منہ کو موڑا ساتھ چھوڑا تونے تو تیر کسی ظالم کا سینہ
نازک پر کھا کر اس عالم عنفوان شباب میں جان دی قلب و جگر ہم دونوں کے سہام غم و الم سے
ایسے زخم رسیدہ ہوئے ہیں کہ اندمال ان کا کسی مرہم تدبیر سے نہیں ہو سکتا ہے تیرے مرنے کا
وہ داغ جگر میں پڑا ہے کہ اس کا علاج ہو ہی نہیں سکتا ہے کسی طرح سے دفع نہیں ہو سکتا کوئی
حکیم و طبیب تیرے داغ مرگ کا علاج نہیں کر سکتا ہے یہ داغ بعد مرنے کے بھی جگر سے نہ جائیگا
یہ غم تیرا جلد مجھکو ہلاک کرے گا اچھا ہے کہ بعد تجھ ایسے نوجوان پسر کے زندہ نہ ہوں کیا خوشی ہو
اگر ابھی روتے روتے مر جاؤں بعد مرگ تجھسے ملوں کیونکہ بعد تیرے خاک ہے زندگانی دنیا پر
لطف حیات اپنا تجھی تک تھا بعد تیرے لطف حیات باقی نہیں رہا ہے دنیا آنکھوں میں اندھیر ہے کچھ
سوجھتا ہی نہیں ہے ہزار حیف تیرے گلشن شباب پر کیسی خزان آئی کس کی نظر تجھے کھا گئی کچھ بھی
لطف جوانی نہ دیکھا گیا جلد باغ عالم سے سواری تیری سوے عدم گئی کوئی نشانی عیال سے بھی
سوائے اہل نہ چھوڑی اسی طرح تا دیر بین جگر خراش اس نے ایسے کیے کہ صاحبقران موصوف بھی
اس کے بین سنکے اور اسکی بیتابی و بیقراری و گریہ و زاری پر نظر کرکے بے اختیار رونے لگے
بھوک پیاس اپنی بھول گئے بعد ایک مدت کے اس ضعیفہ سے کہا کہ اے مسکین بس اب زیادہ
نالہ و بیقراری و گریہ و زاری نکر صبر کر جو کچھ تیری تقدیر میں تھا اس کا ظہور ہوا ہمنے تیرے
فرزند کو تیر مار کر نادانستہ ہلاک کیا ہے یہ خطا ہم سے ہوئی ہے ہمیں نہ معلوم تھا کہ لباس آہو میں
تیرا فرزند ہے ہمنے ظاہر آہو کو تیر مارا تھا باطن کے حال سے ہمیں آگاہی نہ تھی کیونکر سمجھتے ہو
بزور سحر بنا اور صحرا میں آیا کہ ہمارے تیر سے راہی ملک عدم ہوا خیر اب ہم عذر اپنی نادانستگی کا تجھ سے
کرتے ہیں ہماری خطا معاف کر دے اور اب لاشہ اس کا اٹھا موافق اپنے مذہب کے اس کی
میت کے جا کر آگ میں جلا یا زیر خاک نہان کر رونے پیٹنے سے اب کچھ فائدہ نہوگا لڑکا تیرا زندہ
نہو جائے گا جو کوئی سوے عدم گیا اس کا پھر دنیا میں آنا مشکل ہے ہاں اگر خدا چاہے تو اپنی قوت
کاملہ سے ابھی زندہ کر دے اس کے نزدیک آسان ہے ضعیفہ مذکور نے سر اٹھا کر صاحبقران
پر نظر کرکے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے نام تیرا کیا ہے واسطے عذر تیرا درست و بجا ہے تو بے خطا ہے

مدا تو نے میرے فرزند دلبند کو قتل نہین کیا ہی پر وہ آہو مین تو نے اس پر تیر لگایا ہی مگر قاتل میرے
فرزند کا تو ہی ہی ہم دونون عورتین ہین اس نوجوان نوی ہیکل کی میت کو کیونکر اٹھا کر ہم
بیابان سے کیونکر لیے جائین آگ مین تو اپنے گلبدن وگل اندام کو نہ جلاؤن گی لیکن زیر خاک
نہان کرون گی تا زندگی اس کی قبر پر جاکر رویا کرون گی اس اپنے فرزند بلند نشان کے نشان
تربت ہی کو دیکھا کرون گی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ آگاہ ہو کہ ہم مسلمان ہین
سب ہمکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین ہم ہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہین تو
پریشان خاطر نہو ہم بھی تیرے فرزند مردہ کی درستی سامان تجہیز مین کچھ شرکت کرین گے
کیونکہ ہمارے ہی ہاتھ سے مارا گیا ہی یہ کہکر شمشیر آبدار سے چند شاخین وٹہنیان ایک درخت
کی کاٹ دین اور کچھ چھال نرم مانند ستلی بالفعل کے نرم و مضبوط اُتنی تنہ درخت و شاخہاے
درختان سے مانند ریشہ برگد کے لاکر موجود کر دی اس اثناے مین دو چار ساحر کے انھون نے
بطور ڈنگلی کے اس ہیزم درختان و پوست نرم درختان و ریشہ برگد وغیرہ سے بلند مرکب
مردہ برداری ایک تختے درست کی پھر آہوے جادو کو کفن مین نہان کرکے اُس تختی کے
پر اُس کو ڈال کر دوش پر اپنے رکھکر ذکر عقائد دین کا بلند آواز سے کرتے ہوے سوے قبرستان
چلے مسخر جادو مادر آہوے جادو ونسیان جادو زوجۂ نو عروس آہوے جادو نالہ کنان
کرتی ہوئین عقب میت مذکور چلین چونکہ صاحبقران کشورستان نے آہوے جادو کو غزال
صحرائی سمجھ کر تیر مارا تھا اُس کی شرمندگی و انفعال سے اُنھون نے بھی مشایعت جنازہ مذکور کی
اور ایسا نسیان ہوا کہ لوح کو نہ دیکھا لوح طلسمی بالاے سینہ زیر قبا نہان رہی بوجہ نسیان کے
یا بجہت سحر ہر دو ساحرہ مذکورہ مبتلاے سحر ہو کر لوح کو نہ دیکھا محض لوح کو بھول ہی گئے مطلق
خیال لوح کے دیکھنے کا دل مین نہ آیا الحاصل بعد قطع راہ قبرستان مین پہونچے قبر کھودی گئی
میت مذکور درون قبر رکھکر بدستور روتا ہو رو جانکے بعد قبر بنائی گئی مسخر جادو ونسیان
جادو دونون قبر سے لپٹ کر رونے لگین نسیان جادو نے اس حالت گریہ وزاری
مین گھونگٹ اپنا اٹھایا کچھ خیال شرم وحیا کا مدنظر مین نہ کیا علاوہ اسکے رخ زیبا اپنا
صاحبقران کشورستان کو دکھانا بھی منظور تھا اور اپنے حسن پر مائل کرنا بھی مقصود خاطر تھا
اسی سبب سے اُس نے خیال پردہ وشرم نہ کیا صاحبقران نے جو اُس کے چہرۂ زیبا پر نظر کی
رنگ پری اور غیرت شان جان اُس کو پاکر دل اُس کو دیدیا عاشق ومائل اُس ساحرہ حسینہ
کے ہوے اب اُس کے عشق مین صورت اُس کی دیکھ لیے محو دیدار رہے کہ ذرا بھی خیال
لوح طلسمی کے دیکھنے کا نہ کیا دھیان طلسم کشائی دل سے دور ہو گیا اُس کے عشق مین مبہوت
ہو گئے غرض جب وہ دونون عورتین خوب رو پیٹ چکین قبر سے الگ ہو کر فوراً دونون گریہ کرتی ہوئین
اپنے گھر کی طرف چلین صاحبقران بھی اُن کے ساتھ ساتھ چلے یہان تک کہ وہ داخل کوچہ
سنگ مرمر ہو کر اپنے مکان کے دروازے پر پہونچین وہ چند ساحران سے رخصت ہو کر چلے گئے
جب ہر دو ساحرہ مذکورہ نالہ کنان اپنے گھر مین داخل ہوئین صاحبقران بھی اُن کے ہمراہ داخل
مکان ہوے دیکھا کہ ایک پختہ مکان ہی نہ بہت وسیع ہی نہ چھوٹا ہی اسباب ضروری سے آراستہ
ہی قریب صحن ایک چٹان پتھر کی پڑی ہی برابر اُس کے مثل حوض کے ایک غار کم از قد آدمی

پانی اُس مین بھرا ہوا تو کچھ ظروف پیتل کے اُس کے پاس رکھے ہین ابھی صاحبقران سوے
مکان و صحن مکان دیکھ رہے تھے کہ وہ دونون عورتین اسی پتھر کی چٹان پر بیٹھکر پانی اُس
حوض سے لے کر نہائین بعدہٗ دوسرے لباس انھون نے پہنے بعد پہننے پوشاک کے
صاحبقران سے مخاطب ہوکر مسخر جادو نے کہا کہ اے جوان رحمدل ہم تو اپنے فرزند
کے مرنے سے گویا مر گئے کیونکہ اب زندگی کیونکر بسر ہوگی اس گھر مین وہی ایک مرد تھا کسی نہ کسی طور
سے محنت ملازمت کر کے اسقدر روپیہ لاتا تھا کہ ہم عورتون کی اوقات بسر ہوتی تھی اب سوچے
رو کر ایک روز مر جائینگے ہاے مین تو دشمنون کے خیال سے اس درۂ کوہ و صحرا مین بکونت پذیر
ہوئی تھی یہان بھی راحت و آرام سے زندگی بسر نہوئی فرزند نوجوان مارا گیا کوکھ اجڑ گئی
مین ضعیف ہون خاوند بھی میرا مر گیا دوسرا لڑکا پیدا ہو سکنے کی بھی امید نہین ہے یہ بہو میری
جلد رنڈی بیاہتی ہوئی رانڈ ہوگئی ہے صاحب حسن و جمال ہے اسکی زندگی عزت و آبرو سے کیونکر بسر
ہوگی ضرور ہے کہ بے عزتی ہوگی صورت بدنامی پیش آئیگی یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران
نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ مت فکر کر محتاجی کا اندیشہ نکر ہم تجکو واسطے صرف روزمرہ کے اسقدر روپیہ
دینگے کہ آرام سے تم دونون کی زندگی بسر ہوگی اُس نے کہا کہ اب مشکل یہ بھی ہے کہ مردون مین
کوئی نہین ہے کہ جو ہمارے دین کے موافق کریا کرم کرے تجکو لازم ہے کہ مثل ہمارے تم بھی سب
کپڑے اتار کر رکھدو لنگی باندھ کر نہاؤ کیونکہ رسم ہمارے دین مین یہی ہے کہ بعد دفن کرنے میت
کے نہاتے ہین علاوہ عزیزداران میت کے اغیار بھی جو شرکت و مشایعت جنازہ کرتے ہین وہ
بھی بعد دفن کرنے میت کے نہاتے ہین اگر تمنے مشایعت جنازہ کی ہے تو اب نہاؤ بھی اور اب
اس گھر مین رہو اس گھر کو اپنا گھر جانو میری بہو تمھاری خدمت کریگی مین بھی تمھارے حق مین
دعا کیا کرونگی کہ ایسے وقت مین تمنے میری شرکت و اعانت کی صاحبقران نے اُس کی
تقریر سنکے کریا کرم کرنے کا تو اقرار نہ کیا لیکن نہانے کے واسطے موجود ہوے کپڑے اپنے اتار
اتار کر رکھنے لگے لوح طلسمی کے بھی اتار کر رکھنے کا ارادہ کیا یہان تو صاحبقران کپڑے
اتار رہے ہین لوح طلسمی گلے مین سے اتار کر رکھنے کی فکر مین ہین نہانے کا ارادہ ہے ان کو تو اسی
حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال خواجہ طیفور کرد کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو عقب مین
صاحبقران کشورستان کے چلے جاتے تھے دور دور صاحبقران سے راہ طے کرتے
ہوے صحرا نورد تھے جب صاحبقران صحراے سبزہ زار مین پہونچے تھے اور آہو کو تیر مارا تھا اور
مشایعت جنازہ صاحبقران نے کی تھی بعدہٗ داخل درۂ کوہ ہوے تھے یہ سب حالات خواجہ
نے دور سے دیکھے تھے دل مین خیال کیا کہ کیا بات ہے یہ امر خلاف شرع اور خلاف شان
صاحبقرانی و مسلمانی ان سے ظہور مین آیا ہوا اور درۂ کوہ مین ہمراہ عورتون کے کیون گئے ہین
ذرا چلکر دیکھنا چاہیے مبادا کسی آفت و بلا مین مبتلا ہو جائین یہ خیال کرکے ایک درخت کے
نیچے بیٹھکر رنگ و روغن زنبیل سے نکال کر آئینہ روبرو رکھکر صورت اپنی ایک جوان خوش و
ساحر کی بنائی پوشاک بھی مانند لباس ساحرون کے زیب تن کیا پھر جھولی اسباب سحر سے بھری کاندھے
دوش پر رکھکر فصول ہاتھ مین لیکر سمت درۂ کوہ و مرو بتعجیل تمام روانہ ہوے بعد قطع راہ
درۂ کوہ و دروازہ مکان مسخر جادو پر مرکب امیر با توقیر کو دیکھکر دروازہ کھلا ہوا پاکر اندر گھسے

داخل ہوئے اور صاحبقران کو کپڑے اور لوح طلسمی اتارتے دیکھکر نہانے پر آمادہ پاکر غضبناک
ہوکے کہا کہ اے جوان نا آشنا تو کون ہے اس گھر میں کیوں آیا ہے کیا ارادہ ہے نہانے کا ارادہ
کیوں کیا ہے کیا کر رہا ہے گا صاحبقران نے نہ پہچان کر برہم ہوکے جواب دیا کہ او ساحر تند خو آگاہ ہو
کہ نام ہمارا سلطان کیوان شکوہ ہے خاص و عام ہمکو صاحبقران کہتے ہیں ہم ہیں طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ہیں اس مکان میں صاحب خانہ کی اجازت سے آئے ہیں بلکہ صاحب مکان کے ہمراہ
آئے ہیں اب یہ مکان گویا ہمارا ہے ارادہ نہانے کا کیا ہے کپڑے اتارے ہیں تو کون ہے کہ بے اجازت
صاحب خانہ گھر میں چلا آیا ہے یہاں تیرا کیا کام ہے دور ہو یہاں سے عورتیں بھی اس مکان میں ہیں
تجھکو کسی کے ناموس کی بے پردگی و بے عزتی کا بھی خیال نہوا دلیرانہ مکان میں گھس آیا ساحر مذکور
نے چین بجبین ہوکر آواز سخت و درشت جواب دیا کہ میں صاحب مکان فوت شدہ کا دوست و برادر
ہوں اس کے مرنے کی خبر سنکے راہ دور دراز سے آیا ہوں برادر فوت شدہ کا وارث میں ہوں
میں ہی کرایہ لگا ہٹ جا کہ میں نہاؤں بلکہ اس مکان سے نکل جا تجھکو میں نہیں پہچانتا کبھی میں نے
تجھے یہاں آتے نہیں دیکھا ہے اگر میرے کہنے پر عمل نکرے گا اور کپڑے پہن کر یہاں سے
نکل نجائے گا تو ابھی ایک ترنج سحر مار کر کام تمام کروں گا یہ کہکر اپنی جھولی سے ایک ترنج نکالا
صاحبقران نے اس کی سخت کلامی سے نہایت برہم ہوکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تلوار کو علم کرکے
اٹھنے کا ارادہ کیا اسوقت اس ساحر نے کہا کہ واہ واہ اے صاحبقران اسی منہ پر طلسم کشائی پر
کمر باندھی ہے دعوی طلسم کشائی کرتے ہو حسین عورت کو خوبصورت دیکھتے ہو اس کے عشق میں مبہوت
ہو جاتے ہو کیا اسیر ہو جانے کا حوصلہ ہے یا لوح طلسمی چھن جانے کی آرزو ہے ذرا شرم و حیا کرو
لوح طلسمی دیکھو اپنے ہوش و حواس میں آؤ دام فریب ساحران میں گرفتار نہو میں خواجہ طیفور گردباد
آپ کی بہبودی کے واسطے یہاں آیا ہوں ہوشیار و خبردار کرتا ہوں کہ ان دونوں ساحراؤں
کے دام مکر میں نہ آیئے گا صاحبقران یہ تقریر سنکے نادم و منفعل ہوکر ہوش میں آئے
لوح طلسمی کو جو بایں نیت دیکھا کہ یہ دونوں ساحرہ ہماری دوست ہیں یا دشمن ہیں لوح نے
ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تونے کہ بغیر دیکھے لوح کے ان ساحراؤں کے دام فریب
میں گرفتار ہوکے اس مکان میں آکر کپڑے اتار کر نہانے کا ارادہ کیا تھا خیر ہوئی کہ تجھکو تیرے
مربیانے آگاہ کیا اگر لوح بھی اتار کر رکھدیتا اور نہانے میں مصروف ہوتا تو ان دونوں میں سے
ایک ساحرہ لوح طلسمی لے کر سحر میں اپنے تجھکو مبتلا کرکے اسیر کرلیتی یہ دونوں ساحرہ تیری
دشمن جان ہیں دوست نہیں ہیں اگر ممکن ہو تو ان کو بضرب تیغ آبدار قتل کر صاحبقران موصوف
حکم لوح سے آگاہ ہوکے سوئے سمن جادو و نسیان جادو چلے انہوں نے خواجہ کو سخت و بیہودہ
کہکر ارادہ کیا کہ سحر سے ہلاک کریں کہ ایک خواجہ طلسم اڑ کر غائب ہوگئے سمن جادو و نسیان
جادو نے طلسم کشائے موصوف کو جو تیغ بکف و لوح طلسمی در گلو اپنی طرف آتے دیکھا چند ترنج
و تیغ تاریک و گرز فولادی مار کر اس مکان سے گریزان ہوکر جانب مرحلہ اول روانہ ہوئیں
یہاں صاحبقران کشورستان سمجھے کہ میں لوح نہ لیتا کسی سحر نے ان کے تاثیر کی بعد ساعت جلد
نسیان جادو و سمن جادو کے خواجہ طیفور گردباد نے جسم اتار کر اپنے تئیں ظاہر کیا صاحبقران
نے بہت محجوب و نادم ہوکر کہا کہ اے خواجہ تمکا کار نمایاں کیا ہوشیاری نمایاں و وفاداری کی

تعریف نہین ہوسکتی ہے اگر تم تھوڑی دیر اور یہان نہ آتے تو ہم لوح طلسمی بھی اتار کر نہاتے نسیان
جادو یا مسخر جادو کوئی یہ لوح طلسمی ضرور اپنے قبضے مین کرکے ہمکو بذریعہ سحر اسیر کرلیتی تمھارا
اسوقت یہان آنا ہمارے حق مین بہت اچھا ہوا لوح طلسمی بھی نہ چھنی اور ہم بھی مبتلاے سحر
ہوکر اسیر نہوے واقعی ہم نسیان جادو کے عشق مین ایسے مبہوت و بے خبر تھے کہ مطلق
طلسم کشائی و لوح طلسمی کے دیکھنے کا خیال نہ تھا خواجہ نے عرض کیا امیدوار ہون کہ جو کچھ
مین نے بمصلحت آپسے سخت کلامی وغیرہ ہنگام عیاری کی ہے آپ اسے معاف فرمایئے آئندہ خیال
رکھیے گا کبھی کسی ساحر یا ساحرہ کے دام فریب مین گرفتار نہو جیے گا کسی کے حسن پر زمانہ طلسم کشائی
مین مائل نہ ہو جیے گا اگر مائل ہو جیے گا تو لوح طلسمی کو پہلے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا
کہ اب ایسا ہی ہوگا حتی الامکان مکر و فریب ساحران سے بچین گے یہ کہکر کپڑے پہنے خواجہ موصوف
نے جال الیاسی نکال کر جملہ اشیاے مکان مسخر جادو پر ڈالکر تمام مال و اسباب نذر زنبیل کیا
زمین پر نقش بوریہ بھی نہ چھوڑا بعد غارت مال و اسباب ہمراہ صاحبقران ممدوح کے اوس مکان
سے نکلے امیر با توقیر اپنے سمند تیز رو پر سوار ہوے خواجہ ہمراہ رکاب ہوے جب درہ کوہ سے
نکلے حسب الحکم لوح طلسمی بعد اکل و شرب صاحبقران ایک سمت روانہ ہوے خواجہ درہ کوہ
پر ٹھہر گئے جب امیر با توقیر دور تر مرکب کو جولان کرکے چلے گئے خواجہ بھی اسی طرف بصورت مبدل
چلے فی الحال صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور کرفرپا کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال
مسخر جادو و نسیان جادو کا رقم کیا جاتا ہے کہ ہر دو ساحرہ مذکورہ بخوف طلسم کشا بھاگ کر در بند
اول مین گئی تھین بعد قطع راہ مضطر و حیران با خاطر پریشان در بند اول پر پہونچین دیکھا کہ مالک و
حاکم در بند اول حنظل جادو اپنے قصر مین بفرحت و سرور ہے گرد اوس کے ساحران نامی بیٹھے ہین
گویا دربار درباریون سے اوس کا آراستہ ہے بعد دیکھنے جانب اہل دربار و حنظل جادو کے مسخر جادو
و نسیان جادو نے سلام کیا حنظل جادو نے متردد ہوکر پوچھا کہ خیر تو ہے اسوقت گھبرائی ہوئی
یہان کیون آئی ہو مسخر جادو و نسیان جادو نے تمام حال طلسم کشا کے آنے کا عرض کرکے
ظاہر کیا کہ میرے فرزند آہو جادو نے جان اپنی خیر خواہی خداوند ہو دمر مست جادو و نیز
خیر خواہی حضور مین دے کر چاہا تھا کہ لوح طلسمی طلسم کشا سے دستیاب ہو جائے پھر وہ گرفتار
ہو جائے چنانچہ حصول لوح طلسمی مین اور گرفتاری طلسم کشا مین کچھ ایسی دیر نہ تھی کپڑے وہ
اتار چکا تھا لوح طلسمی لینے کو تھے اتار رہا تھا نہانے کا ارادہ کیا تھا ہم دونون اسی فکر مین تھے
کہ یہ لوح طلسمی گلے سے اتار کر رکھے اور نہانے مین مصروف ہو تو ہم لوح طلسمی اپنے قبضے مین
کرکے طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے اسیر کرلین پھر حضور کی خدمت مین اوس کو لائین لیکن اوس کا
عیار بصورت ساحر آیا اوس نے اوس کو ہوشیار کیا کہا کہ لوح کو دیکھو غافل نہو نہانے سے باز رہو
طلسم کشا نے اوس کے ہوشیار کرنے سے لوح کو دیکھا لوح نے اوس کو ہدایت کی وہ شمشیر علم کرکے
ہمارے قتل کے واسطے اٹھا ایسی حالت مین ہم لوح طلسمی سے مجبور ہوکر اوس کو گرفتار نہ کرسکے وہان سے
حضور کی خدمت مین آئے ہین طلسم کشا ابھی ہمارے گھر مین ہوگا یہ واقعہ لائق اظہار تھا اسوجہ
سے حضور سے عرض کیا حنظل جادو نے تمام تقریر مسخر جادو کی سنکے بحر تردد مین غرق ہوکے کہا
کہ افسوس زمانہ ہلاکت طلسم زدہ آخر ہوا طلسم کشا پیدا ہوگیا ظاہر اب یہ طلسم فتح ہو جائے گا

لیکن فکر و کوشش برائے اسیری طلسم کشا ضرور ہی جہان تک ممکن ہوگا خیر خواہی خداوند کرین گے
طلسم کو فتح ہونے دین گے طلسم کشا کو اسیر کرین گے ۔ مسخر جادو و نسیان جادو ہم تمہاری
تعریف کرتے خیر خواہ کامل اپنا تصور کرتے ہین واقعی جب کام کیا تھا مگر عیار مکار نے بنا ہوا
کام آکر بگاڑ دیا خیر اب ہم ساحرون کو برائے اسیری طلسم کشا روانہ کرتے ہین تم یہان رہو
مسخر جادو و نسیان جادو نے عرض کیا کہ چونکہ حضور نے ازراہ قدردانی ہماری فکر و تدبیر و کوشش
کی تعریف کی ہے اور عزت افزائی مجمع ساحران نامی دین کی ہے تو اب ہم تدبیر گرفتاری طلسم کشا
کرنے کے لیے جاتے ہین ابھی حضور اپنے مصاحبین و رفقا سے کسی کو ہرگز گرفتاری طلسم کشا کے
لیے نہ بھیجے پہلے دوبارہ ہماری کوشش کا نتیجہ دیکھ لیجیے خنقل جادو نے یہ تقریر ان دونون ساحرون
کی سنکے خوش ہوکے ان کو انعام کثیر دیا انھون نے عرض کیا کہ چند ساحرہ اور چند ساحر بضرورت
کاروبار و نیز تدبیر اسیری طلسم کشا ہمارے ہمراہ کیجیے خنقل جادو نے موافق ان کی عرض
کے عمل کیا مسخر جادو و نسیان جادو ان ساحرون کو لے کر سوے درہ کوہ مرمر روانہ ہوئے ان کا
حال بمقام مناسب لکھا جائے گا فی الحال ذکر ان ساحرون اور سحر کے پیرون کا کیا جاتا ہے جو وقت
قتل گوہر جادو میدان جنگ سے بھاگ کر سوے دربار نائب خداوند روانہ ہوے اور حال ان
سحر کے پیرون کا جو بعد مرنے گوہر جادو کے نالہ کنان سوے طلسم زلزلہ گئے تھے اشتقاق جادو
وزیر دوم و نائب خداوند ہود سرمست جادو کہ جس کی دختر کا نام زہرا ہے سیمتن رشک مہوشان
جہان ہے حسب دستور ایک روز بالائے تخت حکومت بیٹھا تھا جملہ ساحران اہل دربار دربار مین
موجود تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے اور ساریق بن قباد و سخنگان یہ دونون بھی دربار
مین بیٹھے تھے اشتقاق جادو نائب خداوند ہود سرمست جادو اپنے رفقا و اہل دربار سے مخاطب
ہو کر کہہ رہا تھا کہ فی الحال کچھ حال طلسم کشائے طلسم زلزلہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا
معلوم نہین ہوا ساحران اہل دربار عرض کر رہے تھے کہ واقعی فی زمانہ کچھ حال طلسم کشا کا دریافت
نہین ہوا فرمانا حضور کا درست و بجا ہے بظاہر وہ مگر حصول لوح طلسمی ممکن ہوگا لیکن اسکو دستیاب
ہونا لوح طلسمی کا ممکن نہین ہے ہرچند کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو رازدار طلسم اس کی شریک
ہوگئی ہے مگر اس کی فطرت سے بھی لوح طلسمی کا دستیاب ہونا دشوار ہے ابھی ساحران دربار یہ عرض
کر رہے تھے سخنگان بیٹھا ہوا سن رہا تھا اور کچھ سوچ کر مسکرا رہا تھا کہ یکایک سوے فلک سے
صداے نالہ و فریاد آئی اشتقاق جادو وغیرہ سب متردد ہوکر جانب فلک دیکھنے لگے ناگاہ ان سحر
کے پیرون نے باواز دردناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس گوہر جادو محافظ لوح طلسمی
دست طلسم کشا سے مارا گیا ہم سب اس کے سحر کے پیر ہین بعد اس کے مرنے کے بطلب خبر رسانی
نالہ کنان یہان تک آئے ہین یہ کہکر وہ پیر سحر کے ایک جانب چلے گئے اشتقاق جادو وغیرہ کو اس
خبر کے سننے سے حیرت ہوگئی ہر ایک دنگ ہوا چہرہ ہر ایک کا فق ہوگیا رنگ رخ اڑ گیا دربار مین وہ
سناٹا ہوا گویا کوئی اہل دربار سے زندہ نہ رہا خصوصا اشتقاق جادو کا تو یہ حال ہوا کہ چہرہ اس کا متغیر
ہوگیا آثار صدمہ و ملال و فکر و تردد چہرے سے ہویدا ہوے تا دیر دریاے حیرت مین غرق رہا
بعد ازان اہل دربار سے مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے گوہر جادو محافظ
لوح طلسمی کو قتل کیا غالبا لوح طلسمی بھی حاصل کی ہوگی اب طلسم زلزلہ کا باقی رہنا مشکل ہے

نہیں معلوم طلسم کشا کو ہر جادو تک کیونکر پہونچا اُس کے مکان مسکونہ تک کون طلسم کشا کو لے گیا
یہ حال مفصل معلوم ہوا ہنوز اہل دربار نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک چند ساحران نابکار نالان
و بیقرار مضطر و بیتاب با حال پریشان و خراب دربار میں آگئے پہلے تو اشتفاق جادو کو باادب
سلام کیا بعد ازاں زار زار مانند ابر بہار اشکبار ہوئے فریاد و نالہ و فغان کرنے لگے اشتفاق
جادو نے پوچھا کہ خیر تو ہے تم سب کیوں اسقدر فریاد و نالہ کنان ہو کیا مصیبت تم پر پڑی ہے
بیان کرو سب نے دست بستہ تمام حال ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو کے آنے کا اور کوہ بلورین پر مقیم ہونے کا اور رقعہ بدست تیلہ سحر ملکہ
آفاق جادو کو برائے پیام شادی ملکہ مجمر جادو کے بھیجنے کا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو
کے جلنے کا مجمر جادو کو بیاہ کر لانے کا پھر ملکہ مجمر جادو کو گوہر جادو کے پاس لیجانے کا تاریک سیاہ رو
جادو کے قتل ہونے کا اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کے آنے کا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ
کو اپنے ساتھ لانے کا اور گوہر جادو کا بعد جنگ عظیم گرفتار ہو کر قتل ہونے کا مفصل بیان کیا
اشتفاق جادو وغیرہ کو تو پہلے ہی خبر معلوم تھی ان ساحروں سے مفصل حال دریافت ہوا اشتفاق
جادو نے ان ساحروں کو حکم دیا کہ تم جا کر داخل لشکر ساحران ہو جاوے لشکر میں جا کر شامل ہو کر
پریشان خاطر ہو کر بے اختیار اکثر عالم حیرت و ملال میں کہنے لگا کہ اب کیا تدبیر کی جائے کیونکر
طلسم کشا سے جان بچائی جائے یا ایسی فکر و کوشش کی جائے کہ جس سے طلسم زلزلہ لٹنے سے محفوظ
رہے کہ اے اہل دربار اس باب میں تمہاری کیا رائے ہے کہ اب کیا تدبیر کی جائے اکثر ساحران نابکار نے
عرض کیا کہ حضور نائب خداوندی کوئی تدبیر معقول و مفید مطلب کریں یا ہم میں سے کسی کو مع کے
طلسم کشا روانہ کریں تاکہ وہ اُس کو جانب دروازہ طلسم زلزلہ جانے سے اثنائے راہ میں روکے مکر و حیلہ و
فریب لوح طلسمی اُس سے لے کر اسکو گرفتار کرے علاوہ اس کے مالکان دربند کو فرمان روانہ کیجیے
چاہیں کہ وہ ہوشیار و خبردار ہو جائیں اشتفاق جادو نے جواب دیا کہ سوا ان تدبیروں کے اور بھی
کوئی ایسی فکر و تدبیر ہو کہ جس سے یہ بلائے ناگہانی دفع ہو سب نے عرض کیا کہ ہمنے موافق اپنی
فہم کے جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کیا سحر کشان نے کہا کہ اے نائب خداوند رہے دنیا امر دشوار ہے
ہر ایک کا کام نہیں کہ جو امور سلطنت و دیگر کارہائے مروجہ میں بجلد سالہا غور و فکر کرکے رائے اپنی
ظاہر کرے یہ بجنہا ہے ساحر اہل دربار ہو و ساحری سے خبردار ہیں ان کو ایسے معاملات میں
کیا دخل ہے افسوس ہزار افسوس ہمارے خداوند سامری نے تھا اس طلسم زلزلہ کو جائے امن و
امان تصور کرکے یہاں آئے تھے میں بھی ان کے ساتھ ساتھ گلستان باختر سے یہاں تک آیا تھا
خیال تھا کہ یہاں بے خوف و خطر دشمنوں سے زندگی بسر ہوگی راحت و آرام سے رہیں گے آج
اخبار کے سننے سے ثابت ہو گیا کہ یہاں سے بھی خداوند سامری کو بھاگنا ہوگا صاحبقران کے
ہاتھ سے یہاں بھی آرام بیٹھنا نصیب نہ ہوگا اے اشتفاق جادو آگاہ ہو کہ اب یہ طلسم باقی نہ رہیگا
ضرور فتح ہو جائے گا قدم صاحبقران جلد تر یہاں آ پہنچیں گے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائے گا کوئی
ساحر زندہ نہ رہے گا سب کو صاحبقران تہ تیغ کریں گے لوح طلسمی ان کو دستیاب ہو چکی ہے بھلا
اب یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے پہلے حفاظت لوح طلسمی بخوبی نہ کی بیرون طلسم
لوح طلسمی کو رکھا جانب حفاظت لوح و اسیری صاحبقران سے غفلت کی اسی خیال میں رہے کہ

طلسم کشا بے دست و پا ہے کوئی اُس کا معین و مددگار نہیں ہے کیونکر لوح طلسمی اُس کو دستیاب ہوگی
یہ طلسم کیونکر فتح کرے گا اس بات سے بے خبر ہے کہ اہل اسلام کی مدد اُن کے خدا کی طرف سے
ہوتی ہے زمین و آسمان سے اُن کے معین و مددگار پیدا ہو جاتے ہیں مشکلیں اُن کی آسان ہو جاتی ہیں
جہاں وہم و گمان بھی نہ پہونچے کا سو یہ لوگ وہاں پہونچ جاتے ہیں دشمن ان کے دوست ہو جاتے
ہیں بیشتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھر ہی سے آگ لگ جاتی ہے جیسا کہ بیان ہوا دیکھو دبدبۂ سحر ساز جادو
اور اُس کی نواسی اور بھانجی یہ سب دشمن اُس کے اور عزیز دار شہنشاہ ساحران ہود سرمست
جادو کے تھے مگر صاحبقران کی خوش اقبالی سے اُن کے شریک ہو گئے عجب نہیں کہ ان تینوں
ساحراؤں سے کوئی ساحرہ اُن پر عاشق بھی ہوئی ہو اُسی عاشقی میں صاحبقران کو گوہر جادو
کا قطع لوح طلسمی کے مکان تک لے گئی ہو جیسا کہ ابھی چند ساحروں کی زبانی مفصل حال آپ نے
سنا ہے اب متردد ہونا بے سود ہے جو ہونا تھا وہ ہو گیا زمانہ بربادی طلسم زلزلہ قریب آگیا پہلے اگر
میری رائے لی جاتی تو یہ انجام نہ ہوتا لوح طلسمی ہاتھ سے نہ جاتی گوہر جادو و آتشبار جادو و حکیم
جالوس نائب خداوند اور ایباران جادو قتل نہ ہوتے یہ ہنگامہ برپا نہ ہوتا اشفاق جادو نے کہا کہ
اے ملک جی اب کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ جس سے یہ طلسم باقی رہے تباہ و برباد نہ ہو فتح ہونے سے
باز رہے سحنگان نے جواب دیا کہ اگر پہلے میری رائے پر عمل کیا جاتا تو بہت ہی بہتر ہوتا اور
اب اگر میری رائے پر عمل کیا جائے گا تو مثل وقت گذشتہ بخوبی بہبودی بظاہر نہ ہوگی میں رائے اپنی
ہرگز بالظاہر نہ کروں گا مجکو اپنے خداوند ہود سرمست جادو کی خدمت میں لے چلو وہاں جا کر
کچھ اُن سے عرض کروں گا اور اپنی رائے بھی ظاہر کروں گا سوا اس کے خبر قتل گوہر جادو بھی
خداوند کو پہونچانا ضرور ہے اُن کو خبر سے اطلاع دینا بھی ضرور ہے اشفاق جادو اُسی وقت اُس کو
اپنے ہمراہ لے کر سوے شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوا دربار برخاست ہوا
بعد قطع راہ اشفاق جادو مع سحنگان روبروے شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن میں پہونچا شاہ
طلسم کو با ادب سلام کیا سحنگان نے بھی موافق قاعدہ سلام کیا ہود سرمست جادو نے اشفاق
جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اسوقت تیرے یہاں آنے کا کیا باعث ہوا اور سحنگان کو یہاں اپنے
ساتھ کیوں لایا اُس نے عرض کیا کہ اس نمک خوار قدیم کو کچھ عرض کرنا منظور تھا اور سحنگان کو بھی حضور
سے کچھ التماس کرنا ہے شاہ طلسم نے کہا کہ بیان کر کیا عرض کرنا ہے اشفاق جادو نے تمام حال گوہر
جادو کے قتل ہونے کا طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہونے کا ملکہ آفاق جادو کے مسلمان
ہونے کا تیغۂ فنا اُس کے قبضے سے نکل کر قبضۂ طلسم کشا میں آجانے کا جو کچھ سنا تھا مفصل ذیر
بیان کیا اُسوقت ہود سرمست جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا تصویر
تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پیش نظر ہو گئی زندگی سے اپنی ناامیدی ہوئی تادیر سر جھکا کے بعد
افسوس کے گوہر جادو نمک حلال و نمک خوار قدیم ہمارا مارا گیا لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو گئی
تیغۂ فنا جس سے ہماری قضا بانیان طلسم نے مقرر کی تھی وہ بھی قبضۂ طلسم کشا میں پہونچ گیا
یہ سب امور ہو گئے اے اشفاق جادو باوجود اس کے کہ ہم نے تجکو اپنا نائب کیا تھا اور تمام
بندوبست تیرے حوالے کیا تھا تو نے کچھ فکر اسیری طلسم کشا نہ کی گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو
کی اعانت و مدد نہ کی اُس طرف کا بندوبست نہ کیا تو نے بڑی غفلت کی اشفاق جادو نے عرض کیا کہ

اے شہنشاہ ساحران فرمان پہلے سے ہی حسب الحکم حضور ماکان و بندشل گوہر جادو و ملکہ آفاق
جادو وغیرہ ساحران نامی کو روانہ کیے گئے تھے تاکیداً تحریر کر دیا گیا تھا کہ خوب بندوبست کرنا
راہ بند کر دینا کہ طلسم کشا وغیرہ کو اپنی اپنی سرحد میں گھسنے نہ دینا اور اگر کہیں طلسم کشا کسی کو نظر آئے
تو اُس کو اسیر کر لینا چنانچہ موافق تحریر حکمنامجات جملہ ساحران نامی نے اپنی اپنی سرحد کا بندوبست
و انتظام کر لیا تھا از انجملہ گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو نے بھی بندوبست و انتظام بخوبی کیا تھا
سحر سے راہ بند کر دی تھی مگر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو وہ بلور پہونچی اُس نے اپنی بہن کو ایک رقعہ
اشتیاقیہ و نیز بابت سیر دیکھنے ملکہ مجمر جادو کے تحریر کرکے بدست تلمیذ سحر روانہ کیا وہ رقعہ ملکہ
آفاق جادو کو پہونچا وہ گوہر جادو سے اجازت حاصل کرکے اپنی بہن ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کے پاس گئی وہاں عقد اپنے فرزند صدف جادو کا ساتھ مجمر جادو کے کیا سنا ہے کہ بجائے
مجمر جادو بصورت مجمر جادو عیار طلسم کشا کا ساتھ صدف جادو کے ملکہ آفاق جادو
کے گھر میں گیا وہاں اُس نے عیاری کرکے صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو گرفتار کر لیا
شیشہ قلعے لیا پھر گوہر جادو نے اپنے سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو برائے طلب ملکہ بہار
گل پوش جادو کہ اُس پر مدت سے عاشق تھا روانہ کیا جب وہ کوہ بلور پر پہونچا وہاں طلسم کشا کے
ہاتھ سے مارا گیا اُس کے مرنے سے راستہ کھل گیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار و مجرین جادو
و طلسم کشا یہ سب پہلے ملکہ آفاق جادو کے مکان پر گئے وہاں سے اپنے عیار اور ملکہ مجمر جادو کو
ساتھ لیکر ان سب نے کر جانب مکان گوہر جادو گئے وہاں جنگ عظیم ہوئی آخرکار مجرین جادو
نے لوح طلسمی مکان گوہر جادو سے لاکر طلسم کشا کو دیدی اُس نے لوح پاکر گوہر جادو کو قتل کیا
ان سب حالات سے اب اطلاع ہوئی قبل اس کے اگر آگاہی ہوتی تو فدوی بہم مدد جاتا اس خونخوار
کو تو اطمینان تھا کہ راستہ بند ہے طلسم کشا وہاں نہیں جا سکتا ہے اسوجہ سے اُس طرف کا کچھ خیال نہیں
کیا گیا تھا اب یکایک خبر مذکور سننے میں آئی ہے میں نے اہل دربار سے کہا تھا کہ اب تمہاری رائے
کیا ہے کیا تدبیر کرنا چاہیے ہر ایک نے جدا جدا اپنی رائے ظاہر کی ملک جی نے کہا کہ مجھکو روبروئے
خداوند لے چلو میں وہاں جاکر یہ عرض کرونگا اور اپنی رائے بھی بمقدمہ بندوبست و انتظام
طلسم ظاہر کرونگا یہ فدوی اُنہی وجہ سے ملک جی کو آپ کے روبرو لایا ہے شہنشاہ ساحران نے
ملک جی یعنی شعلان سے پوچھا کہ تجھے کیا عرض کرنا ہے اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران
جہان جائے حیرت و مقام تعجب ہے کہ آپ ایسا شہنشاہ صاحب اختیار و حکومت ہوکے اور دعوی
خدائی کرکے کاہنوں اور نجومیوں کے حکم لگانے سے بخوف طلسم کشا طلسم باطن میں چھپکے
بیٹھے اور امور سلطنت و حکومت اپنے نائب کے سپرد کیے یہ خوف و ہراس خلاف خداوندی
اور بعید شاہنشاہی سے ہے سلطان شہنشاہ وغیرہ اُس خوف و ہراس حضور پر بجائے خود کیا کہتے
ہونگے غائبانہ اعتقاد ہونے ہونگے علاوہ اسکے اپنے امور سلطنت و حکومت جس طرح شاہ و
شہریار سوچ سمجھ کر فکر و غور کرکے کرتے ہیں دیگر ملازم اُس طور سے امور سلطنت کا انصرام و انتظام
نہیں کرتے ہیں اگرچہ وہ کیسے ہی عہدہ ہائے جلیل پر ممتاز ہوں بس اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب
ہوتا ہے نہ کہ دوسرے کے ہاتھ سے جیسا کہا ہے مصرع کار خود را خود کنم تا خوب آید در گشت من ہم
کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من اے شہنشاہ ساحران خطا معاف آپ کے خائف و

ترساں ہو کر طلسم باطن میں بیٹھنے سے اور امور بندوبست و انتظام طلسم زلزلہ اپنے نائب کے
سپرد کرنے سے یہ نوبت تو پہونچی ہی کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی و تیغ فنا دستیاب ہو گیا ہی اگر چند
یوں ہی یہاں حضور گوشہ نشین اور امور طلسم سے غافل رہیں گے تو یہ طلسم فتح ہو جائے گا اور اگر
شہنشاہ لاجواب یہ فرمائیں کہ طلسم باطن میں بیٹھنا برائے حفاظت جان ہی تو اس کا جواب یہ خیرخواہ
یہ دے گا کہ اول تو خداوند ہو کے ڈرنا کسی سے نہ چاہیے دوسرے یہ کہ اجل سے بھاگنا اور
جان بچانا خلاف عقل ہی موت کسی کو نہیں چھوڑنے کی جس وقت زمانہ حیات ختم ہوگا اگرچہ کوئی
قلعۂ مستحکم میں بھی ہوگا وہاں بھی موت اُسے نہ چھوڑے گی لہذا عاقل و صاحب فہم کو لازم ہی کہ
دلیرانہ دشمن سے مقابلہ کرے اگر زندگی ہی تو دشمن اس کا اُس کو ہرگز قتل نہ کر سکے گا اور اگر
اجل ہی اُس کی آئی ہی تو مردانہ و دلیرانہ جان دیدینا دنیا میں شجاع و بہادر مشہور ہوگا کام ایسا
کرے کہ اہل جہان اُس کو نامرد و بزدل نہ کہیں خصوصاً شاہوں کو مناسب ہی کہ اپنے دشمن سے
خائف و ترساں بظاہر نہوں دشمن کو خائف ہو کر بیٹھنے اور دلیر نہ کریں خود بنفس نفیس دفع دشمن
کی کوشش کریں ایسی تدبیریں اور فکریں کریں جن سے بدخواہ مغلوب و قتل و اسیر ہو جائے
آپ تو خداوند ہیں دعوائے خداوندی کرتے ہیں آپ کو تو مطلق ڈرنا نچاہیے ڈرنا کسی سے
خداوندی سے بعید ہی پس اب میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہوں کہ حضور اب اس طلسم باطن سے
برآمد ہو کر طلسم ظاہر میں تشریف لے جا کر اپنے تخت حکومت پر جلوس فرمائیں امور مہم کا بندوبست
و انتظام کریں بندگان خاص و خیرخواہ جو ہیں انصرام کار پر مامور کریں جو کوئی بندگان شہنشاہ
سے کوئی کار نمایاں کرے اُس کو شہنشاہ خلعت و انعام کثیر دیں تاکہ بندگان دیگر کو بھی حوصلہ
و خیال خیرخواہی و کار نمایاں کرنے کا ہو آیندہ شہنشاہ کو اختیار ہی ہر چند کہ یہ تقریر میری
اشتقاق جادو نائب حضور کو ناگوار ہوئی ہوگی مگر میں نے ازراہ خیرخواہی کی ہی اور رائے اپنی
ظاہر کر دی ہی شہنشاہ ساحران یعنی ہوش مست جادو گفتگوئے سخنگان سنکے سرنگوں ہوا
پیشانی پر عرق انفعال آ گیا تا دیر دریائے فکر میں غرق رہا بعدہٗ بجائے خود سمجھا کہ سخنگان
سچ کہتا ہی طلسم باطن میں بیٹھنا خوف طلسم کشا سے خلاف خداوندی و شہنشاہی ہی اور باعث بدنامی
و رسوائی ہی جو کچھ اپنی غفلت و گوشہ نشینی سے ہوا وہ تو ہو چکا اب خود تخت حکومت پر جلوس
کر کے حسب دلخواہ بندوبست و انتظام مہمات طلسم و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے
نجومیوں اور کاہنوں کے حکم پر خداوند ہو کے عمل کرنا نہ چاہیے یہ سوچ کر اشتقاق جادو سے
مخاطب ہو کر کہا کہ اے نائب با دولت جلد جا کر ہمارے برآمد ہونے اور بر تخت حکومت جلوس
کرنے کی اہل دربار وغیرہ کو اطلاع دے اور انواع و اقسام کی زینتوں سے دربار کو رونق
دے ہم یہاں سے برآمد ہو کر دربار میں آتے ہیں اشتقاق جادو حسب الحکم سخنگان کو ہمراہ
لے کر دربار میں آیا جملہ اہل دربار و تمامی ساحران ذی عزت کو برآمد ہونے بادشاہ و حاضری دربار
کی خبر دے آگاہ کیا فرمان جلد جلد ساحران نامی کو بذریعہ ساحران روانہ کیے ملازموں نے
دربار کو انواع و اقسام کی زینتوں سے آراستہ کرایا جملہ ساحران اہل دربار و تمامی ساحران
نامی و نامدار بعبارت فرمان مذکور پر نظر کر کے جلد حاضر دربار ہو کر علی قدر مراتب بیٹھے تمام
دربار ساحران نامی سے بھر گیا ہر ایک انتظار تشریف آوری شہنشاہ ساحران کرنے لگا

ناگاہ شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بصد شان وشکوہ وجاہ وحشم نمایان ہوا تمام ساحران
دربار برائے تعظیم وتسلیم اٹھے جب شہنشاہ مذکور قریب آیا سب برائے استقبال بڑھے پھر ہرایک
نے باادب خوش ہوکر سلام کیا ہود سرمست جادو بایماء واشارہ ہرایک ساحر نامی کا سلام لیتا ہوا
ہرایک پر نظر کرتا ہوا تخت حکومت پر تاج شاہی سرپر رکھکر بدستور سابق بیٹھا ہرایک ساحر نے
علی قدر مراتب نذر دی شاہ طلسم زلزلہ نے نذر قبول کرکے اعتراضاً زر وغیرہ نذر پیش کردہ پر رکھکے
پھر سب کو اشارہ بیٹھنے کا کیا ہرایک ساحر علی قدر مراتب بیٹھا شاہ طلسم نے حسب حیثیت ورتبہ
کشتیان خلعت زرتار وفاخرہ کی طلب کرکے اہل دربار وجملہ حاضرین دربار کو دین ہرایک ساحر
کشتی خلعت وانعام کیئے کر خوش ہوا شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو نے بعد خلعت وانعام
دینے کے سب ساحرون سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے بندگان بادولت آگاہ ہو کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی
دستیاب ہوگئی ہے اب وہ سوئے درہ ظلمات ودربند طلسم زلزلہ آوے گا لہذا تم سب کو لازم ہے کہ کوئی ایسی
طلسم کشا کرو مکر وفریب وحیلے سے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لو تم سب مین جو کوئی ابدولت سے مکر پر
عمل کریگا اور لوح طلسمی طلسم کشا سے چھین کر کسی تدبیر سے ہمارے پاس لائے گا اس کو خلعت وانعام
ایسا دیا جائے گا کہ وہ خوش ہوجائے گا یا جو کوئی ساحر طلسم کشا کو قتل کرکے سر اس کا لائے گا یا اسکو
اسیر کرکے ہمارے سامنے لائے گا وہ بھی خلعت وانعام کثیر پائے گا چاہیے کہ ہرایک مالک درہ وحدود
دربندہائے اپنی سرحد کا بخوبی بندوبست کرے انتظام اچھی طرح کرے غفلت نہ کرے جس شے کی
ضرورت ہو بادولت سے طلب کرے فوج وخزانے مین کمی نہین ہے اب طلسم کشا جانب دربندہائے
طلسم آوے گا مالکان دربند کو لازم ہے کہ تدبیر اسیری طلسم کشا سے غافل نہون خیرخواہی بادولت
بہ کمال دکھلاوین سب نے عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب خیرخواہ وجان نثار ہین حسب الحکم
حضور عمل کرینگے حتی الامکان طلسم کشا کو قتل واسیر کرینگے لوح طلسمی اس سے بمکر وفریب
چھین لینگے ذرا وہ سوئے دربند آئے تو سہی شاہ طلسم تقریر ان کی سنکے خوش ہوا کئی ساعت
تک دربار مین بیٹھا رہا ہرایک ساحر سے تاکید گرفتاری طلسم کشا کرتا رہا بعدہ دربار برخاست کیا
ہرایک ساحر اپنے اپنے مکان مسکونہ کی طرف بصد خوشی روانہ ہوا ازانجملہ حنظل جادو مالک
دربند اول بھی خلعت سے ملبس ہوکر سوئے دربند اول طلسم زلزلہ گیا یہان تو شاہ طلسم نے
دربار برخاست کیا ہے وداخل محلسرا ہوا ہے لیکن اب پھر حال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہے کہ قبل اس کے
بیان کیا گیا ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب دربند اول روانہ ہوئے تھے اثنائے
راہ مین سیر عجائب وغرائب دیکھتے ہوئے سوئے کوہ ودشت نظر کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے کسی جگہ نہ ٹھہرتے تھے بعد قطع راہ دور ودراز درمیان راہ دربند اول کے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا
پہاڑ نہایت صاف وخوشنما ہے بالائے کوہ مذکور آواز لیے گانے کی گوش زد ہوئی بے اختیار
اس پہاڑی کی طرف نظر کی بعدہ مرکب کو روک کر دل مین کہا کہ اس پہاڑی پر جاکر دیکھنا چاہیے
کہ یہ کون گا رہا ہے عجب آواز دلکش ہے جس کی ایسی آواز ہے صورت اس کی کیسی ہوگی غائبانہ قابل دید
ہوگی یہ باتین دل مین کرکے اس کوہ کوچک پر باسانی جاکر دیکھا کہ ایک خانہ باغ ہے دروازہ کھلا ہوا
ہے بوئے گلہائے رنگارنگ ایسی آتی ہے کہ دماغ اسکی خوشبو سے معطر ہوتا ہے اور وہ خانہ باغ وسیع
ومختصر ہے باغ کے باہر سے اکثر درخت میوہ ہائے ترش وشیرین نظر آتے ہین اور باغ سے

چمنون مین غنچہ و گل دکھائی دیتے ہین صاحبقران عالیشان در باغ پر بہزار اشتیاق پہونچے
لیکن دروازے پر ٹھہر کر دل مین خیال کیا کہ اے سلطان کیوان شکوہ بے اجازت اندر باغ
کے جانا اچھا نہین ہے باغ نہین معلوم کس کا ہے ایسا نہو کہ ہم اس باغ مین جائین اور مبتلائے سحر
ساحران ہو جائین یا اور کسی بلا مین مبتلا ہو جائین ذرا لوح کو تو دیکھین کہ یہان سحر ہے یا نہین یہ سوچ کے
آگے روانہ ہون یہ خیال کر کے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجھکو اس کو
پہنچنا تھا خیر اب اگر آیا ہے تو یہان کا رنگ دیکھ اور جو کوئی کام کرنا بغیر حکم لوح نکرنا ورنہ باعث اسیری
ہوگا صاحبقران حکم لوح سے آگاہ ہو کر لوح کو زیر قبا نہان کر کے در باغ پر ٹھہرے ہوئے اندر باغ
کے گانا ہو رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین کہ سن چودہ پندرہ برس کا سن و سال از حد
خوب رو لباس رنگین و شاہانہ پہنے ہوئے زیور جواہر کار از سرتا پا پہنے ہوئے دریائے جواہر مین
گویا غوطہ مارے ہوئے چند کنیزون اور ہمجولیون کے حلقے مین خرامان خرامان سیر چمن سے
رنگا رنگ کر رہی ہے حسن اس کا زاہد کش عابد فریب ہے جس وقت کسی بات پر ہنستی ہے خندہ دندان نما
سے اس کے ایک برق چمک جاتی ہے عارض ایسے کہ رشک گل تر ہین گیسو غیرت گیسوئے پری
ہین آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار ہے آنکھین وہ نرگسی ہین کہ اگر ان کو غزال شوخ چشم بھی دیکھے
تو اپنی آنکھون کو ان آنکھون پر قربان کرے وہ آنکھین سرگین اس کی قابل دیدنی ہین جس کی نظر
ان آنکھون پر پڑے خوبی دیدہ نرگس اس کی نظرون سے گر جائے ابروان کی ایسی خمدار کہ رشک خنجر بران
یا غیرت وہ ہلال ماہ عید پیشانی نورانی رشک بدر قد مانند سرو دلجو حسن و جمال عدیم المثال نشیان
جادو و مذکور وے ہے جو خوبصورتی مین زیادہ ہے صاحبقران ذی وقار اس نگار کو دیکھتے ہی
مائل ہوے بے اختیار آہ کر کے قلب و جگر کو دونون ہاتھون سے پکڑ لیا غش آنے لگا اس اثنا مین
ایک کنیز شوخ و چالاک نے سوے در باغ نظر کر کے مسکرا کر دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
ذرا سوے بیرون در باغ ملاحظہ کیجے کوئی غریب مسافر وطن آوارہ وار در باغ حضور ہوا ہے
کس نظر حسرت سے نگران ہے حضور مدنظرون سے دیکھ رہا ہے در باغ سے اٹھتا ہی نہین کوئی سائل
ٹھہرا ہی محو دیدار ہے مگر قابل رحم ہے ملکہ مذکور نے جانب بیرون در باغ نظر کی تو صاحبقران کو دیکھے
کثرت شرم و حیا سے منہ کو پھیر کے جانب بارہ دری کے گئی ہوئی چلی کہ آج جانے در باغ پر کون
آیا ہے ظاہرا مرد محتاج دور از وطن آوارہ ہے شاید کچھ حاجت مال و زر رکھتا ہے یا راہ کا تھکا ماندہ بہر
طلب راحت و آرام مشتاق سیر باغ و ہوائے سرد ہے کہو اس کے حال پریشان پر رحم آیا ہے کوئی
جا کر اس غریب دور افتادہ وطن کو باغ مین بلا ہے تاکہ سیر ہمارے باغ پر بہار کی کرنے دید گلہاے
رنگ برنگ سے اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کرے زیر سایہ اشجار میوہ دار بیٹھکر میوے کھاے اگر
بھوکا پیاسا ہو تو ہمارے خوان نعمت سے اس کو سیر کر دیا جاے اگر گانا سننے کا مشتاق ہو تو
ہماری بزم مین آئے ہم مسافر نواز ہین یہ کہتے ہوئے جب بارہ دری زمرد رنگ مین پہونچی
بالاے مسند زرین بیٹھی عشاق اس کے قریب اس کے آگے ہمجولیان اس کی با ادب نزدیک
اس کے بیٹھین کنیزین دست بستہ عہدے ہاتھون مین لیے ہوئے روبرو ایستادہ ہوئین
ان مین سے وہی کنیز شوخ و نوجوان و چست و چالاک مسکراتی ہوئی خود بخود ہنستی ہوئی
در باغ پر آئی پوچھا کہ اے مرد غریب یہان کیون ٹھہرا ہے کیا آرزو رکھتا ہے کس غرض سے

دیباغ پر ایستادہ ہے اگر سیرِ باغ مطلوب ہی تو ہماری ملکہ عالم کو دعائین دے کر سیرِ باغ کی کرے اگر مشتاق رقص و نغمے کے دیکھنے سننے کا ہی تو بھی ممکن ہی ہماری ملکہ بہت رحمدل اور غریب پرور مسافر نواز ہین انہون نے تیرے حال پریشان سے باخبر ہوکے طلب کیا ہی خوشا قسمت تیری کہ ہماری ملکہ عالم نے تجکو اندر باغ کے طلب کیا ہی صاحبقران کشورستان حسب الطلب صاحبۂ باغ بعد گزر دو داخل باغ ہوے مرکب کو دروازۂ باغ پر چھوڑا اندر باغ کے داخل ہوکر دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہی کہ سیر کے قابل ہی کئی چمن خوش قطع طرح طرح کے گلون کے ہین سینچے جا رہے ہین گلہاے رنگارنگ کھلے ہین بلبلین چہک رہی ہین دیگر طائران خوش الحان بھی چہک رہے ہین اشجار میوہ دار بھی کثرت بار سے جھکے ہین لب جو سرو پر قمریون کا ہجوم ہی نہرین پانی صاف و شیرین ہی آگے بارہ دری زمرد رنگ ہی عمارت شاہانہ معلوم ہوتی ہی اسی بارہ دری سے آواز ایک مطرب خوش آواز کے گانے کی آتی ہی صاحبقران سیر چمنہاے رنگارنگ کرتے ہوے ہمراہ اس کنیز چست و چالاک و شوخ و شریر کے داخل بارہ دری مذکور ہوے دیکھا کہ

نظم۔ دیکھی بارہ دری زرنگار ۔ سارے مینائی تھے در و دیوار
سبز ہی فرش سبزہ کا کیا رنگ ۔ رنگ ہو جس سے چرخ مینا رنگ

چھت پردے شیشہ آلات و تصاویر وغیرہ زینتون سے آراستہ پایا درمیان بارہ دری کے ایک مسند زرین پر اسی نازنین سرجبین پری رو کو جس کو پہلے دن دریچے سے دیکھا تھا بیٹھے دیکھا پہلو مین اس کے ایک غلام حبشی نہایت بدصورت کو بیٹھے پایا اسوقت صاحبقران نے اپنے دل مین یہ کہا کہ۔ نظم۔

دیکھی اس حسن کی جو شکل سیاہ ۔ کہا یہ سعد بخت ہے واللہ
یہ پریزاد اور یہ شکل قیر ۔ فی الحقیقت ہی عشق کی تقصیر

پشت نازنین کی جانب ایک جوان خوبرو گلرو مہ جبان اور مصروف خدمت بدل مشاہدہ کرکے بجائے خود کہا کہ واہ ایسا جوان خوبصورت جو لاکھون خوبان و مردون مین چیدہ ہو وہ تو اس پری چہرہ کا مروحہ جنبان ہو خادمانہ خدمت مین مصروف ہو پس پشت نازنین ایستادہ رہے اور یہ حبشی سیاہ رو بدہیئت بدصورت کہ جس کی صورت کو دیکھکر بلائین تمام دنیا کی اور جملہ بھوت پریت جنات خوف سے بھاگ جائین پہلو نشین پری رو ہو جائے حیرت ہی اور تمام عجب ہی ہنوز صاحبقران یہ خیالات اپنے دل مین کرتے ہوے ہمراہ کنیز مذکورہ سوے نازنین مسطورہ چلے جاتے تھے کہ اس نازنین نے صاحبقران موصوف کو آتے جو دیکھا تو شرما کر پہلوے زنگی سے اٹھکر علحدہ بیٹھی اس زنگی نے اٹھکر صاحبقران کی تعظیم کرکے قریب تر اپنے بٹھایا بعدہ پوچھا کہ آپ کا ادھر آنا کس وجہ سے ہوا راہ بھول کے آگئے یا کسی مطلب سے اس طرف گذر ہوا ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمکو شوق سیر لالہ و گلہاے رنگارنگ اس باغ پر بہار مین لایا ہی پہلے ہم بالاے کوہ آئے وہان کی طرفہ بہار دیکھی پھر دربان باغ پر آئے حسب الطلب حصول سیر باغ اندر باغ کے آگئے حبشی نے یہ کہا کہ

بولا زنگی مرے سے کیا طالع ۔ آپ آئے یہان خوشا طالع
کیجیے بود و باش آپ چندے ۔ آپ کے ایک ہم تو ہین بندے
ہم غریبون پہ ہے بڑا احسان ۔ ہوا روشن یہ کلبۂ احزان

صاحبقران کشورستان نے اس جوان خوبصورت پر نظر کی بصد حیرت و تعجب سے حبشی مذکور سے مخاطب ہوکے حال اس جوان خوبصورت کا جو پوچھا تو اس نے یون ظاہر کیا کہ۔ نظم۔

طور یہ عشق سحر سری کے ہین
اور ان سے یہ کام لیتی ہے
جس پہ دل آئے کس کا چارا ہے
یہ بھی نام اپنی پہ تو غش ہے
سن کے صاحبقران کو حیرت تھی
لوح کے اوپر آیا کچھ نہ خیال
اٹھ گیا جب محل صحبت وہ
پاس جا بیٹھے اس پریرو کے
شوخیون سے یہ طعنے دینے لگی
خوب رہتا ہے بیزاری
کونسا وصف اس مین ہے ایسا
دل مجھ اس بات سے بھی بار ہو

یہ بھی عاشق اسی پری کے ہین
نہین ان کو جو اس کی تاب فراق
عشق و الفت مین کیا اجارا ہے
ان سے ہم خفا یہ ہوتی ہے
وہ پریزاد غرق غیرت تھی
حبشی بنکے یہ انگشت اس آن
اور لیے گیا اک آفت وہ
پھر بلا کر جوان کو اس جا
چٹکیان اس پری کے لینے لگے
کیا سبب اس کا ہے بیان تو کرو
اس مین حیرت ہے عجب کیا پایا

میرے اوپر تو جان دیتی ہے
روز و شب دیکھنے کی مشتاق ہے
لاکھ ہوتا ہون مین کنارہ کش
مجھ پہ ہر دم فدا یہ ہوتی ہے
سمجھو لے یہ دیکھکر سب ان کا حال
ان کی دعوت کا کچھ کرون سامان
لیک یہ فعل سے نہ پھر چوکے
پہلو مین اس پری کے بٹھلایا
حبشی کی پسند ہے یاری
مجھ پہ ظاہر یہ داستان تو کرو
مدعا اس کا مجھ پہ ظاہر ہو

جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اس نازنین خوش جمال سے یہ تقریر سنی مسکرا کر یون گویا ہوئی کہ نظم

سخت یہ شخص ہے بے سلیقہ ہے
اس بغیر ایک دم نہ تب آرام
کبھی اس سے خفا نہ ہوتی تھی
یہی میرا انیس و ہمدم تھا
اسی سے مجھکو پیار رہتا تھا
اک سیہ رو جو عورت آئی تھی
میری لونڈی بھی اس سے اچھی تھی
مین نے ہر چند اس کو سمجھایا
اسی کا لب پہ نام رہتا تھا
تلخ کی اس نے زندگی میری
مین نے اپنا بھی پھر کیا یہ شعار

اس کو جسدن سے مجھسے عشق ہوا
رکھتی تھی روز و شب اسی سے کام
روز و شب اس کے صدقے جاتی تھی
اسی سے چین مجھکو ہر دم تھا
میرا یہ مبتلائے الفت تھا
اس کی تصویر اس کو بھاتی تھی
اس کو اس سے بہت محبت تھی
کچھ نہ اس کے خیال مین آیا
کیا کہون اس سے کیا کیا غلطہ
اپنی کی ایک بھی نہ کی میری

بے تکلف تو یہ لطیفہ ہے
مجھکو الفت تھی یہ مرا شیدا
دم بھر اس سے جدا نہ ہوتی تھی
اسی پہ جان و دل گنواتی تھی
ہر گھڑی ہمکنار رہتا تھا
مالک گنج حسن و صورت تھا
کیا کہون شکل مین وہ کیسی تھی
میری صورت سے اس کو نفرت تھی
اس سے یہ ہمکلام رہتا تھا
میری منت سے ہو گیا غلطہ
تب تو لاچار ہو کے آخر کار

یعنی اس کے دل کے جلانے کو حبشی کریہ منظر سے آشنائی کی ہے اس کو پیار کرتی ہون اس کے سامنے حبشی کو چاہتی ہون ان کے دل کو جلاتی ہون بعد تھوڑے دنون کے وہ زن سیاہ ور وان سے جدا ہو گئی ہے اب یہ پھر میری طرف متوجہ ہوئے ہین مجھے ان کی وہ باتین یاد ہین اور تا زندگی یاد رہین گی انھون نے میرے دل کو دکھایا ہے میرے سامنے اسی زن سیاہ سے ہنسے بولے ہین صاحبقران نے تمام حال اس سے سنکے کہا کہ اگر اس جوان خوب رو نے تمھارے ساتھ ایسی بے اعتنائی کی تو تمنے بھی اچھا کیا کہ حبشی سے آشنائی کی ہنوز اسیر ہا تو پھر اس ماہرو سے ہمسخن ہونگے کہ ناگاہ وہی غلام حبشی اپنے ساتھ ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن سیمبرین خوب رو خوش گیسو کو لایا عجب وہ مہ طلعت یہ خوش جمال تھی کہ بمصداق مضامین ان اشعار جس کی صورت کا خلق شیدا ہو

الفت اس کی دلون مین پیدا ہو
دم فنا ہو جو دیکھے حسن و جمال

شکل و صورت مین فتنہ دوران
چال ایسی کہ دل کرے پامال

چال ہر ڈھال مین وہ آفت جان
صاحبقران کشورستان نے

جو اُس پری پیکر کو دیکھا حسن نازنین معشوقہ حبشی نظر سے گر گیا سمجھا پنا اُس کی الفت سے پیدا اُس نازنین خوش جمال پر عاشق و شیدا ہوئے دل میں شوقِ وصل پیدا ہوا چاہا کہ سرِ بزم اُس کو پیار کیجیے لیکن خلاف تہذیب جان کر صبر و ضبط کیا دستِ ہوس کو بڑھنے نہ دیا جب وہ نازنین تازہ وارد بعد ناز و ادا بیٹھی سازندے بھی حاضر ہوئے ہر ایک نے حسبِ دلخواہ ساز کو درست کیا محفل ساز و طرب آغاز ہوئی سازندوں نے ساز بجائے وہ نازنین بناز و ادا اُس سنگت ناچنے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ محو نظارۂ حسن و جمال مطربہ عدیم المثال ہوئے اس طرح اُس نے بناز و ادا رقص کیا کہ دل صاحبقران اُس کی ٹھوکروں سے پامال ہو گیا اہل بزم بھی ثنا خوان ہوئے اُسی جلسۂ رقص میں ایک ساقی خوب رو گلشنی شراب ناب لایا ایما سے غلام حبشی سے اہل بزم کو ساغر بلوریں بھر بھر کے دینے لگا مگر صاحبقران نے بیخواری سے انکار کیا جب اہل بزم کو شراب ناب پلا چکا گلشنی مرا تجا کرکے گیا بعدہ اُس مطربہ حسینہ و جمیلہ نے یہ غزل شروع کی ؎ غزل

وہ نورِ حسن شمع جو پرتو فگن ہوا
اثبات ہی کی لاگ میں میں کم سخن ہوا
ہر دم کو تیری چشم سے ہے بینہ خودی
نشہ میں جس مقام پہ پہنچا وہ وطن ہوا
سننے کو جمع ہو گئے بلبل ہزارہا
ہشیاری سے فزون مرا دیوانہ پن ہوا
دورِ شراب لب سے چلے ساقیا شتاب
زیبِ سنان ہوا بھی زیبِ لگن ہوا
صیاد تیرے ظلم سے بلبل چلی گئی

پروانہ جمال دل انجمن ہوا
زلفِ رسا کی بوجھ سنگھائی نسیم نے
آنکھیں ملا کے مست غزال ختن ہوا
آئے وہ فاتحہ کو جو میرے مزار پر
تیرا جو ذکر باغ میں اے گلبدن ہوا
شیرین بھی اپنا حال سناتی اسے ضرور
وہ گلشادہ حسن زیب دہ انجمن ہوا
لاش اس نے لیلیٰ کو ہے سنگلاخ کوہکن
آیا وہ دشت ہنگیا ویران چمن ہوا
اے نور میری روح کو زندان بدن ہوا

اب کم نہ مجھکو یار کا تا بت دہن ہوا
وحشت بڑھی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
کیا پوچھتے ہو خانۂ بدوش کا تم وطن
شوقِ بقا میں دامن اپنا کفن ہوا
مجذوب جان کر مجھے گھر میں بلا لیا
زندہ نہ بیف آج کے دن کوہکن ہوا
اُس کی خوشی کے واسطے صحرا بعد قتل
کا نور خاک دامن صحرا کفن ہوا
کیا کیا تڑپ رہی ہو نکلتی نہیں مگر

اہل بزم سننے لگے خصوصاً صاحبقران بر محبت ناچ گانا اُس کا دیکھنے سننے لگے کیونکہ وہ مطربہ ایسی ناچی اور گائی تھی کہ بمقتضائے این ابیات ؎ گائی اس شان سے وہ پری تمثال

راگ کو سنکر ہوئی آگیا حال
بزم سب گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پر زہرا
کیا ہی اُس کا گلا تھا جوبن کا
ساز در پردہ اُس سے کرتا تھا ساز
تان کیا تھی چمک گئی بجلی
نقش جب سان ہوا برک نشتر

سُر بھی مانند طائر بند بوج
اپنا باندھا تھا اُس نے سُر اونچا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
کس غضب کی سریلی تھی آواز
سحر دادوداں اُس کا تھا دمساز
لکھ گئی لوحِ دل پہ وہ تحریر

گیسو رقص میں تان سین کی روح
راگنی بھی سر اپنا دھننے لگی
برق ساں ہر ادا کا تھا انداز
صاف سنتے ہو تم ہیں تار ارگن کا
ہم نے سمجھا اُس کو گر نہیں اعجاز
نور کی اک ہوائی تھی کہ چھٹی

صاحبقران ذیشان گانا اس کا سنکے گویا مسحور ہوئے ایسی حالت میں اُس نازنین سے بیقرار ہو کر صاحبقران کے دل لینے کو اپنا ہاتھ بڑھایا اور ارادہ کیا کہ لوحِ طلسمی گلے سے اتار لیجیے یہاں تو صاحبقران مبہوت بیٹھے اُن مطربہ مذکورہ نے ہاتھ واسطے لینے لوحِ طلسمی کے بڑھایا ؏ مگر اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ خواجہ طیفور کر دیا جو عقب صاحبقران چلتے تھے نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے اُس پہاڑی تک آئے پہاڑی کے آگے نشان سم مرکب نہ دیکھکر متردد ہو کر

یکایک آواز نغمہ مطربہ مذکورہ کان مین آئی خواجہ نے دل مین خیال کیا عجب نہین کہ صاحبقران
ابھی بزم راگ رنگ مین ہون یہ خیال کرکے اپنی صورت ایک مطربہ نازنین کی بنا کر اُس پہاڑی پر
چڑھکر در باغ پر جاکر دروازہ باغ کھلا ہوا دیکھکر اندر باغ کے داخل ہوے اہل بزم نے دیکھکر
متحیر ہوکر بغور نظر کی پھر ان مین سے اُس حبشی نے پوچھا کہ تو کون ہے کہان سے آئی ہے مطربہ نقلی
نے عرض کیا کہ مین بھی علم موسیقی مین کمال رکھتی ہون اس طرف سے میرا گذر ہوا تھا گانے کی
صدا سنکے بیچین ہوکے چلی آئی ہون تاکہ دیکھون کون گاتا ہے اور نیز بخیال اسکے بھی یہان آئی
ہون کہ اگر کوئی قدردان میرا گانا سنے گا اور اُس کو پسند آئے گا تو انعام کثیر مجھے ملے گا یہ کہکر
قریب صاحبقران بیٹھ گئی وہ مطربہ جس نے واسطے لینے لوح کے ہاتھ بڑھایا تھا اس مطربہ کو
دیکھکر لوح لینے سے باز رہی صاحبقران نے بھی اس مطربہ کی طرف نظر کی بعدہٗ پوچھا کہ اے نازنین تیرا
کیا نام ہے اُس نے جواب دیا کہ سب مجکو دل آرا کہتے ہین صاحبقران نے ارادہ کیا تھا کہ اس سے
فرمائش سرود گانے کی کرین ناگاہ اُس حبشی اور اُس زن پہلو نشین غلام حبشی نے نظر جوڑ ڈال کر پھر جھککر
باہم چپکے چپکے باتین کین خواجہ نے ان کی سرگوشی دیکھکر جانا کہ اس حبشی وغیرہ نے مجھے پہچان لیا
ہے اب ارادہ میری گرفتاری کا کیا ہے اُسوقت بزبان حق صاحبقران نامدار سے کہا کہ اے
امیر با توقیر افسوس ہے یہان بھی آکر آپ اس خوب رو پر مائل ہوے اگر اسی طرح عاشق و مائل ہوجیے گا
تو فتح طلسم کیونکر کیجیے گا ذرا لوح کو دیکھیے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ساحر ہین تدبیر لوح
لینے کی اور آپ کے اسیر کرنے کی کر رہے ہین صاحبقران تقریر خواجہ سنکر ہوشیار و خبردار ہوے
لوح کو آنکھ بچاکر دیکھا مطلب و حکم لوح سے آگاہ ہوے یعنی لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا
آگاہ ہو کہ یہ غلام حبشی جو تیرے روبرو بیٹھا ہوا ہے یہ وہی مسخر جادو ہے کہ جس کے فرزند ہوے
جادو کو تو نے تیرے مارا ہے اور جو زن خوب رو پہلوے حبشی مین بیٹھی ہے یہ نسیان جادو ہے اور
یہ مرد خوب رو شمشاد جادو ہے اور یہ مطربہ خوب رو جس کا تو گانا سن رہا تھا نوبہار جادو ہے انھون نے
تیرے گلے سے لوح طلسمی اتارنے کا ارادہ کیا تھا اگر تیرا ہمدرد یہان نہ آجاتا اور یہ نازنین اسکی طرف
متوجہ ہوکر ہاتھ اپنا روک لیتی تو ضرور لوح تیرے گلے سے نکالکر لے لیتی تو نے بڑی غفلت کی
لوح طلسمی پر نظر نہ کی خیر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ اب ان ساحرون کو یہ اسم اعظم الٰہی
تلوار پر دم کرکے یا خنجر پر دم کرکے قتل کرو دیر نکرو ورنہ یہ ساحر بھاگ جائین گے پھر ہاتھ نہین
آئین گے صاحبقران نے اُسی اسم اعظم الٰہی کو وردِ زبان کرکے پوشیدہ طور سے خنجر نکال کر اسپر
دم کیا خواجہ بھی اُسے پڑھکر بخیال گرفتاری غائب ہوے وہ مطربہ خوش گلو صاحبقران سے بہ منور
دیکھکر چپکے ہی چپکے حبشی وغیرہ نے بھی قصد گریز کیا مگر صاحبقران نے موافق حکم لوح کے یون

نظم
چپکے ہی کرتے تجسس کو
خنجر ایک کھینچنے مین پھر کیا نہ دریغ
اُس جوان خوب رو کو بے تامل
ہو گیا اُس مقام مین کہرام
آگ کے برسے پہلے انگارے
وقتا وقتا عذاب النار

مارا اُس مطربہ ستمگر کو
پھر تپنچے سے اُس تنگ دل کے اگر
کر دیا دو بضرب شمشیر
ہو گیا شور دار و گیر وہان
پھر پکارے یہ جادوگر سارے
[illegible]

حبشی بھی بھاگا پھر طلسم کی طرف
ماری اک تیغ اڑ گیا بس سر
ہوا جادوون کا جب کہ کام تمام
ہر طرف تھی صدائے آہ و فغان
ہوئی نسیان جادو آخر کار
[illegible]

کوئی کہتا تھا کیا خزاں آئی	مر گئی نوبہار جادو بھی	کوئی کہتا تھا اس طرح رو کر
ہوا شمشاد جادو بھی بے سر	بن پہر پہر وہاں یہ شور رہا	بعد اس کے یہ پھر نظر آیا
خاک کا ڈھیر ہوا اور پھر ہوا	نہ تو وہ کوہ ہے نہ وہ گھر ہے	صاحبقران سلطان کیوان

شکوہ یہ کارخانہ سحر دیکھ کر حیران ہوے نہ باغ پر بہار رہا نہ بارہ دری رہی نہ وہ کوہ رہا اپنے تئیں
ایک صحرائے پرخار میں بالائے خاک و سنگریزہ ایستادہ پایا اسی اثنا میں خواجہ نے گلیم اتار کر
عرض کیا کہ دیکھا آپ نے وہ باغ و بارہ دری زمرد رنگ کہاں گئی وہ مرد و زن کیا ہوے امیر
با توقیر نے خواجہ کی تعریف کر کے کہا کہ اے خواجہ تم نے یہاں آ کے ہم کو ہوشیار کیا ہم نے لوح کو دیکھا
اگر تم نہ آتے ہم ہرگز لوح کو نہ دیکھتے غالب نوبہار جادو چارے گئے ہیں لوح طلسمی اتار لیتی ابھی
یہ باتیں خواجہ سے کر رہے تھے کہ جو ساحر باقی ماندہ تھے وہ در بند اول کی طرف گریزاں ہوے
اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو یہ سب مع لشکر ساحران
وہاں گئے صاحبقران سے حال پوچھا امیر نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو نے خوش ہو کر کہا مبارک ہو کہ دشمنوں پر آپ فتحیاب ہوے مگر یہ کوئی در بند اصلی لشکر [illegible]
نہ تھا اثنائے راہ در بند اول میں مسخر جادو و نسیان جادو نے اپنے سحر کے زور سے بطور در بند
کے بنایا تھا ارادہ آپ کے روکنے اور اسیر کرنے کا کیا تھا خواجہ نے آ کے آپ کو ہوشیار کیا
آپ نے بحکم لوح طلسمی ان کو قتل کیا ابھی یہاں سے در بند اول دور ہے مالک در بند اول
خشطل جادو ہے بہتر ہو کہ آج اسی جگہ قیام فرمائیے شب بسر کیجیے صبح کو یہاں سے آگے جائیے گا
صاحبقران نے منظور کیا اسی جگہ قیام کیا خیام و بارگاہیں ایستادہ و برپا ہوئیں ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو مع بائیس ہزار ساحران جان نثار کے گرد بارگاہ
صاحبقران موصوف فروکش ہوے ہنگام شب بارگاہ صاحبقران میں بحرین جادو و
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور گردیا داخل ہوے علی قدر
مراتب با ادب بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب
ہو کر پوچھا کہ یہاں سے در بند اول طلسم زلزلہ کس قدر دور ہے اور مالک در بند اول خشطل جادو
ساحران زبردست سے ہے یا ساحر زبردست نہیں ہے اس نے عرض کیا کہ یہاں سے در بند اول
چند کوس کے فاصلے پر ہے خشطل جادو مالک در بند اول نہایت زبردست ساحر ہے ماتحت
اس کے ساٹھ ہزار ساحر ہیں اکثر ساحران میں بھی نامی و نامور ہیں مانند خشطل جادو کے سحر و
ساحری میں مشہور ہیں وہی سب ساحر اس کے رفقا ہیں صاحبقران نے ارشاد کیا کہ حق تعالی
معین و مددگار ہے اگر خشطل جادو اور اس کے رفقا ساحران زبردست ہیں تو ہمارا حافظ و نگہبان
خالق دو جہان سب سے زیادہ قوی و زبردست ہے اگر پروردگار عالم چاہے گا تو جس طرح
نسیان جادو و مسخر جادو و شمشاد جادو و نوبہار جادو کو قتل کیا اسی طرح صاحبقران ہمارا اور
اس کے رفقا وغیرہ کو قتل کریں گے اور جس طرح سے اس پہاڑی اور باغ کو ساحروں کے
قتل کرنے سے نیست و نابود کیا ہے اسی عنوان سے در بند اول کو بھی فتح کریں گے نام و نشان
بھی در بند اول کا نہ رکھیں گے یہاں تو صاحبقران یہی بارگاہ میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
سے سرگرم سخن تھے لیکن اب حال ان ساحروں کا درج کیا جاتا ہے جو ہنگام قتل نسیان جادو و مسخر جادو

وغیرہ بھاگ کر سوے دربند اول گئے تھے بعد قطع راہ نالان و گریان با حال پریشان بنہایت مضطر
وبیقرار روبروے حنظل جادو اسوقت پہونچے کہ وہ نابکار اپنے دربار مین بالاے کرسی زرین
بیٹھا تھا گرد اُس کے سو ڈیڑھ سو رفیق اُس کے بیٹھے ہوے تھے حنظل جادو اپنے رفقا
سے کہہ رہا تھا کہ نسیان جادو و مسحر جادو واسطے اسیری طلسم کشا کے دعوے کرکے یہین سے
اکثر ساحرون کو اپنے ہمراہ یہان سے لے گئے ہین دیکھیے طلسم کشا کو اسیر کرکے لاتے ہین یا نہین
رفقا اُس کے عرض کر رہے تھے کہ نسیان جادو و مسحر جادو سحر و ساحری کے علاوہ مکر و
فریب مین کامل و اکمل ہین ہم ساحر و ہم عیار ہین عجب نہین کہ طلسم کشا کو اپنے دام فریب مین
مبتلا کرکے لوح طلسمی اُس سے لیکے اُسے گرفتار کرکے حضور کے دربار مین لائین انعام کثیر
حضور سے لین ہنوز رفقاے مذکور حنظل جادو سے عرض کر رہے تھے وہ در جواب اُن سے
کہہ رہا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے عیار اُس کا بلاے روزگار اُس کے ساتھ ہے بظاہر طلسم کشا کو
اسیر کر لانا مشکل و دشوار ہے ہمین یقین نہین کہ نسیان جادو وغیرہ اُس کو اسیر کر سکین ہان اگر
طلسم کشا ہمارے دربند پر آئے گا تو البتہ اُس کی فکر اسیری بخوبی کی جائے گی یہ باتین ہی
ہو رہی تھین کہ ساحران مذکور پر نظر پڑی پوچھا کہ خیر تو ہے کیون غم لئے ہوے آئے ہو تم نے
تمام حال عرض کیا ابتدا سے تا انتہا جو کچھ گذرا تھا کہہ سنایا حنظل جادو نے افسوس کرکے اپنے
رفقا سے کہا کہ دیکھا تھے جو کچھ ہمنے ابھی تم سے کہا تھا وہی ہوا عیار نے سارا بنا ہوا کھیل بگاڑ دیا
طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح پر نظر کرکے ہدایت لوح پر عمل کیا نسیان جادو و
مسحر جادو وغیرہ کو قتل کیا یہ کہکے اُن ساحرون کو سخت و درشت کلمات کہکر کہا کہ جادو دور ہو بھاگ کر
چلے آئے خبر قتل مسحر جادو وغیرہ یہان لائے گر بہ گروہان قتل ہو گئے حق نمکخواری ادا کیا
جان بچا کر بھاگ آئے راہ گمراہی اختیار کی وہ ساحر تو ترسان و لرزان اُس کے روبرو سے
چلے گئے حنظل جادو نے تمام اپنے ماتحت ساحرون کو طلب کرکے حال قتل نسیان جادو وغیرہ
بیان کرکے حکم دیا کہ ہوشیار و خبردار رہو بہ نسبت قبل زیادہ بند و بست و استحکام کرو آج یا کل تک
اسطرف بھی طلسم کشا آئے گا درستی سامان جنگ ابھی سے کر لو وہ بھی فکر و تدبیر کرتے ہین
سب نے عرض کیا کہ حکم حضور بجا لائین گے یہ کہکر وہ سب ساحر گئے حکم حنظل جادو کی تعمیل
کی یہان صاحبقران کشورستان بعد نصف شب کے اپنی بارگاہ مین راحت پذیر ہوے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو وغیرہ بارگاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین جاکر آرام پذیر
ہوے خواجہ طیفور گردیا و دیگر ساحران آزمودہ کار گرد بارگاہ صاحبقران و بارگاہ
بحرین جادو وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے براے حفاظت و نگہبانی پھرا کیے اور اکثر
بیٹھے رہے روشنی مشعلہاے سحر مین ہر چہار طرف نظر کیا کیے یہان تک کہ زمانہ شب گذر گیا وہ
وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر ہویدا ہوے سپیدہ سحری گردون پر ظاہر ہوا صاحبقران براے
طاعت خالق انس و جان بیدار ہوے بعد وضو نماز سحر بہ جمع قلب پڑھکر دست دعا بدرگاہ
خدا بلند کرکے اس طرح دعا کی کہ اے خالق دو جہان معین و مددگار عاجزان جان میری ساحران
دربند سے بچانا اپنی حفظ و امان مین رکھنا تو عالم و دانا ہے کہ مین نے کمر ہمت براے فتح
طلسم زلزلہ بوجہ ترقی دین اسلام و دفع کفر کافران بد انجام و ہدایت دین حق کے باندھی ہے

سایرق بن اقا و تخشگان طلسم زلزلہ مین جاکر جا بے امن و پناہ جبکہ سکونت پذیر ہوے ہین
ان کو راہ راست پر لانا مجھے مدنظر ہی اگر نامبردگان گمراہ کنندہ بندگان نے میری ہدایت سے
جادۂ راہ دین حق پر قدم رکھا تو فہو المراد ورنہ اُن کافرون کو قتل کرنا منظور ہی اور بغیر فتحیابی
طلسم زلزلہ ان بدبینون کا ہاتھ آنا ممکن نہین ہی پس پروردگارا مین تجھسے طالب اعانت و مدد
ہون بجز تیرے کوئی میرا معین و مددگار نہین ہی اگر تو چاہے گا تو صورت فتحیابی طلسم زلزلہ ظہور
مین آئیگی یہ دعا کرکے سجدۂ شکر کرکے مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا خدام نے زین و لجام سے
آراستہ کرکے دربارگاہ پر حاضر کیا صاحبقران کشورستان نے سب سے رخصت ہوکر ارادہ
سوے دربند اول جانے کا کیا اُسوقت ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہی ہم سب کو بھی مع لشکر ساحران کے
ہمراہ لیجیے قبل اس کے آپ نے تنہا صحرانوردی کی چندان اندیشہ نہ تھا اب آپ سوے دربند
اول طلسم زلزلہ جاتے ہین مالک دربند اول حنظل جادو ہی وہ کافر نابکار ساحر زبردست ہی
اور یہان سے دربان ہی اس کے حالات سے ہمکو آگاہی ہی مکار بھی ہی مبادا اس کے ہاتھ سے
حضور کے دشمنون کو کچھ ضرر پہونچے صاحبقران ذی وقار نے جواب دیا کہ اللہ ہمارا
معین و مددگار ہی اگر حنظل جادو ساحر زبردست و مکار ہی تو اُس کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ
نہین ہی وہ کافر ہمارا کیا کر سکتا ہی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا
درست و بجا ہی مگر تنہا بمقابلہ ہزارہا دشمنان جانا آپ کا خوب نہین ہی ہم سب کو بھی ضرور ہمراہ
لیجیے طلسم کشا نے ممدوحہ نے جواب دیا کہ خلاف حکم لوح طلسمی کیونکر ہم تم سب کو اپنے ساتھ
ہمراہ طلسم کشائی کے لیے جا سکتے ہین جب سب نے اسی بارے مین بہت اصرار کیا تو صاحبقران
نے لوح کو دیکھکر موافق حکم لوح کے فرمایا کہ اچھا تم یہان سے اکیلا آگے جانے دو بعد جانے
جانے کے تم سب بھی آ جانا یہ کہکے مرکب پر سوار ہوکر سوے شمال روانہ ہوے خواجہ طیفور کردیا
ہمراہ رکاب ہوے امیر باتوقیر نے اُنکو بھی اپنے ہمراہ نہ لے کر فرمایا کہ اے برادر وفادار
تم بھی جاؤ سے عقب مین آنا خواجہ ٹھہر گئے بعد جانے صاحبقران کے خواجہ طیفور کردیا
روانہ ہوے پھر ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو بھی
بجمعیت بائیس ہزار ساحرون کے مع خیمہ و خرگاہ و سامان جنگ روانہ ہوے یہ خبر طائران سحر
نے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو دی اُس نے اُسی وقت ایک عرضی بعد
القاب و آداب کے اس مضمون کی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو کو لکھی کہ اے
خداوند مجکو طائران سحر سے یہ اطلاع ہوئی ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا
طلسم زلزلہ مع اپنے عیار طیفور کردیا و ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
و بحرین جادو و بائیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے میرے دربند کی طرف آتے ہین کیبان
جادو و مسخر جادو و آہو جادو و آتشبار جادو و ملکہ نوبہار جادو وغیرہ جو کہ
بیرون دربند اول صحرا مین سکونت پذیر ہوے تھے اور انھون نے طلسم کشا کو گرفتار اور
اسیر کرنا چاہا تھا وہ سب دست طلسم کشا سے مذکور سے قتل ہو چکے ہین یہ بندۂ ناچیز و نمکخوار
قدیم بخوبی بندوبست و انتظام و سامان جنگ و جدال کرچکا ہی حتی الامکان طلسم کشا کو بمکر و فریب

اسیر کرکے خدمت عالی مین روانہ کریگا اور اگر طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی میرے مکرو
فریب مین نہ آیا تو یہ نمکخوار قدیم دلیرانہ اگر اپنی جان دیگا حق نمکخواری ادا کریگا اطلاعاً
عرض کیا جب عرضی مذکور لکھ چکا لفافے مین ملفوف کرکے عرضی کے سرنامے پر نام اپنا باادب تحریر
کرکے ساحرون کے ہاتھ بھیجنا مناسب وقت نجان کر ایک طائر سحر کی منقار مین عرضی مذکور دیکر
کہا کہ جلد جاکر یہ عرضی شہنشاہ طلسم زلزلہ کو پہونچا اور جواب اس کا اگر کچھ شہنشاہ دین تو جلد تر لانا
تاخیر نکرنا طائر مذکور عرضی مسطورہ لیکر سوے شہنشاہ ساحران ہودسرمست جادو
روانہ ہوا بعد جلد تر قطع کرنے راہ دور و دراز کے اسوقت روبروے ہودسرمست جادو
پہونچا کہ وہ نابکار بے دین و بے ایمان گمراہ کنندہ مردمان دربار مین بالاے تخت حکومت
تاج شاہی سر پر رکھے ہوے بصد کبر و نخوت بیٹھا ہوا تھا صدہا ساحران عالی و ناموران دربار
سے عالی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے ازانجملہ استغاق جادو وزیر دوم و ساریق بن بغا و
سخنگان بھی دربار مین موجود تھے ہودسرمست جادو اپنے وزیر استغاق جادو سے کہہ رہا تھا
کہ کیحال طلسم کشا کا معلوم نہین ہوا کہ اب وہ کس جگہ ہے کس ملک مین ہے وہ دست بستہ التماس
کر رہا تھا کہ اس نمکخوار کو بھی کچھ کیفیت طلسم کشا سے آگاہی نہین ہے کہ یکایک طائر سحر مذکور نے
وہ عرضی اپنی منقار سے آغوش شہنشاہ ساحران ہودسرمست جادو مین ڈالدی مالک طلسم زلزلہ
نے عرضی مذکور الصدر اٹھا کر حوالے میر منشی کے کی اور حکم دیا کہ اس کو باواز بلند پڑھ اس نے
لفافے کو چاک کرکے عبارت عرضی مسطور اول سے تا آخر پڑھی شہنشاہ ساحران نے مضمون
عرضی سے باخبر ہوکے میر منشی سے مخاطب ہوکے کہا کہ ہماری جانب سے جواب اس عرضی کے
حنظل جادو کو یہ مضمون مختصر لکھدے کہ اے حنظل جادو اگر طلسم کشا دربند اول طلسم زلزلہ
پر آجاے تو لازم ہے کہ بیرون دربند اول صحرا مین آکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش ہونا صف آرا
ہونا مگر جنگ و جدال مین تاخیر کرنا ہم اپنی دادی صاحبہ ملکہ زنبق سحر ساز مردارخوار جادو
کو ظہور طلسم کشا سے آگاہ کرکے یہان طلب کرتے ہین ہرچند کہ ایک مدت دراز و عرصہ بعید بلکہ
عہد غلبا ہے اب تک صدہا برس ہوے ہین کہ وہ گنبد سامری مین وحشی ہین پوجا پاٹ اور
پرستش کرتی ہین سحر و ساحری مین مثل سامری ہین اس زمانے سے اب تک گنبد سامری
سے نہین نکلی ہین میری الفت و محبت مین عجب نہین کہ وہ میری مدد کو دربند پر آئین اور
ایک آن مین طلسم کشا و جملہ ہمراہیان طلسم کشا کو اسیر و قتل و ہلاک کردین لہذا تجکو لازم و مناسب
ہے کہ جب طلسم کشا عنقریب تیرے دربند کے آئے تو جمعیت اپنے ماتحت ساحرون کے دربند
اول طلسم زلزلہ سے باہر صحرا مین آکر فروکش اور صف آرا ہونا جنگ آغاز نکرنا ہماری دادی
صاحبہ کے آنے کا انتظار کرنا اگر وہ نہ آئین تو پھر لڑائی شروع کرنا اور جہان تک ممکن ہو بمکر و
فریب و حیلہ لوح طلسمی طلسم کشا سے لیکر اسکو اسیر کرلینا اور ہمراہیان طلسم کشا کو بھی قتل و
اسیر کرنا کسی کو نہ چھوڑنا اگر تجھسے اس کام کا انصرام ہوگا تو ہم تجھے ازحد خوش ہوکر ایسا خلعت و
انعام دینگے کہ دیکھنے والون کو عجب ہوگا اور تیری حرص و ہوس سے زیادہ ہوگا سوا اسکے
رتبہ تیرا بڑھائینگے کہ جملہ ساکنان طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا یہ عبارت پشت عرضی مذکور
پر لکھوا کر بدستور سابق اسکو پیچیدہ و ملفوف کرکے اسی طائر سحر کو دی کہ وہ عرضی مع جواب

حکم شہنشاہ ساحران بے کر قطع راہ کر کے روبروے حنظل جادو آیا اور سامنے حنظل جادو کے
وہ عرضی ڈال کر گویا ہوا کہ اب مجکو کیا حکم ہوتا ہے حنظل جادو نے اُس کی طرف بنظر تند و تیز دیکھا سطے
سحر پڑھکر دیکھا فوراً وہ طائر مانند شمع کافوری جل کر خاک ہوگیا بعدہٗ عرضی مذکور کی پشت پر جو حکم شاہ
طلسم نے تحریر کیا تھا اُس سے باخبر ہوکے از حد خوش ہوکے بے اختیار ہنسا مصاحب و رفقا نے
پوچھا کہ پشت عرضی پر کیا عبارت لکھی ہوئی حضور نے پڑھی کہ جس کے پڑھنے سے آپ خوش ہوکر
بے اختیار ہنسے حنظل جادو نے تمام حال عرضی روانہٗ خدمت شہنشاہ ساحران کرنے کا اور پشت
عرضی پر جو عبارت لکھی ہوئی تھی مضمون خلاصہ اُس کا بیان کیا انھون نے عرض کیا کہ اگر ملکہ زمرد
سحر ساز مردار خوار جادو یہاں آئین اور انھون نے مقابلہ طلسم کشا وغیرہ سے کیا تو ضرور
طلسم کشا کو وہ اسیر و ہلاک کرین گی کیونکہ وہ ساری وقت مین مثل و نظیر اُن کا سحر و ساحری مین
نہین ہی ہم تو خواہان ہین کہ وہ یہان نہ آئین حضور ہی طلسم کشا کو اسیر کرین تاکہ مرتبہ و جاہ آپ کا بڑھے
حنظل جادو نے سنکر اکر جواب دیا کہ دیکھیے ملکہ مذکورہ یہان آتی ہین یا نہین اُن کے آنے مین
تردد ہی مگر شہنشاہ کے لکھنے سے اور طلب کرنے سے عجب بھی نہین کہ وہ فرط الفت سے یہان
چلی آئین یہان تو حنظل جادو اپنے دربند مین مجمع رفقا مین بیٹھا ہوا ہر رفقا سے ہمسخن ہی لیکن
حال شہنشاہ ساحران ہو دسر مست جادو بیان کیا جاتا ہی کہ بعد ارسال کرنے جواب عرضی حنظل
جادو کے ایک رقعہ نہایت آداب و القاب بزرگانہ سے اس مضمون کا اپنی جدہ ملکہ زمرد سحر ساز
مردار خوار جادو کو لکھا کہ اے دادی صاحبہ آپ کو معلوم ہو کہ فی زمانہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ
نے ظاہر ہو کر باعانت چند باغیون کے آفاقیہ و گو ہریہ مین جاکر بعیاری و دلیری تیغہ فنا کہ جس کو
بانیان طلسم زلزلہ نے میرے قتل کے واسطے بنایا تھا اور بجز اُس تیغے کے اور کسی حربے سے
میری قضا نہین ہی ملکہ آفاق جادو کو بمکر و عیاری اسیر کرکے اُس کے گھر مین جاکر تیغہ مذکور اپنے
قبضے مین کیا ہی اور لوح طلسم زلزلہ بھی کو ہریہ مین جاکر بعد جنگ و جدال کے حاصل کرکے گوہر
جادو محافظ لوح طلسمی کو مار اہی قبل حصول تیغہٗ فنا و لوح طلسمی اکثر ساحران نامی بھی کام آئے
ہین ازانجملہ ابر باران جادو محافظ زندان حکیم سالوس دانشمار جادو و حکیم جالوس وزیر اعظم دارا
و رعد دیو سر جادو وغیرہ قتل ہوچکے ہین اب طلسم کشاے طلسم زلزلہ دربند اول طلسم زلزلہ کی طرف
روانہ ہوا ہی تا قیاس آج کل تک وہ دربند اول تک مع اپنے لشکر کے پہونچ جائے گا اور بہدایت
لوح طلسمی دربند اول وغیرہ کو فتح کرکے ہم تک پہونچکر تیغہٗ فنا سے ہمین بھی قتل کرے گا نہ یہ
طلسم رہے گا نہ اب ہم زندہ رہین گے چونکہ آپ نے ہمکو پالا ہی اور پرورش کیا ہی اور مہربان شفیق
زیادہ تر آپ نے ہمارے اوپر شفقت و الطاف بے حد کیے ہین اسوجہ سے آپ کی ذات سے
ہمین امید ہی کہ آپ ہم پر سے اس بلا کو دفع کر دیجیے گا طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر کرکے
ہمارے طلسم کو اور ہمکو شر دشمنان سے بچایئے گا اور اگر آپ تشریف آوری مین تامل کیجیے گا تو
پھر ہمکو زندہ نہ پایئے گا فی زمانہ اسقدر بندوبست و انتظام امور طلسم زلزلہ مین مصروف ہون
کہ آپ کے پاس حاضر نہین ہوسکتا شب و روز تردد و اندیشہ مین گذرتے ہین خیال بربادی و
تباہی طلسم سے و نیز اپنے قتل کے خوف سے خواب و خور مین ہمارے فرق آگیا ہی گویا ہم نیم جان
ہوگئے ہین بغیر آپ کی اعانت و مدد کے ہمکو امید جانبری کی نہین ہی زیادہ کیا تحریر کیا جائے یہ رقعہ

بعبارت مندرجہ ایک ساحر مسمی عقاب جادو کو دے کر کہا کہ بعجلت تمام گنبد سامری میں جا کر
ہماری جدہ کو ہماری جانب سے تسلیم کہکے رقعہ ہمارا دینا اور جو تجھسے وہ کہیں ہمسے آکر جلد کہنا
مگر باادب تمام اُن کے روبرو جانا شرائط فدویت بجا لانا غلامانہ اُن کے روبرو ایستادہ رہنا
خلاف ادب کوئی فعل نکرنا کیونکہ جدہ ہماری نہایت غصہ ور ہیں اور جو دیرینہ سپاہی کے بہت
محروم الزبان ہیں ہم خود اُن کی درشتی مزاج سے خائف رہتے ہیں تاوقتیکہ نظر اٹھا کر تجھسے سبب
آنیکا دریافت نکریں غلامانہ باادب ایستادہ رہنا اور اگر اس کے خلاف کریگا تو ضرور اُن کے
عتاب میں مبتلا ہوگا ساحر مذکور رقعہ مسطور لیکے تقریر شاہ طلسم بگوش ہوش سنکے سوے گنبد
سامری روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز نزدیک گنبد سامری پہونچا بلندی سے دیکھا کہ
ملکہ زنبق سحرساز مردار خوار جادو درمیان گنبد کے بیٹھی ہوئی ہے چہرہ پر نہی ہے انگیٹھی روبرو
رکھی ہے آگ پر اشیاے خوشبو ڈالتی جاتی ہے دھواں اٹھ رہا ہے چند ہمجلیس عورتیں ہنگام ضرورت
اسکے اشارے سے اس کی خدمت کرتی ہیں گنبد مذکور درمیان ایک باغچے کے ہے اس
باغچے میں گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہیں چہار دیواری باغچہ مذکور کی پختہ ہے صدہا پرستش کنان
سامری درباغچہ و گرد باغچہ پرستش میں مصروف ہیں ساحروں کا ہجوم ہے اکثر لوگ دف دائرہ
بجا بجا کر بھجن سامری کے گاتے ہیں گنبد میں ہیولیٰ تصویر سامری پر چڑھاتے ہیں اکثر پرستش
کرنے والے سراپا آلودہ خاک ایک پاؤں سے کھڑے ہیں بہت لوگ ایک ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں
بعضے دوزانو بیٹھے ہیں اکثر بے دین سجدے میں سر جھکائے ہیں دروازہ باغچے کی چوکھٹ پر
پیشانی رکھے ہیں جابجا انگیٹھیوں میں کافور لوبان گوگل مرچیں سلگ رہی ہیں دھواں ہو رہا
ہے یا سامری یا سامری اکثر کا ورد ہے غرض عقاب جادو زمین پر آکر ہر ایک پر نظر کرتا ہوا دربانوں
سے اجازت لے کر باغچے کی سیر کرتا ہوا قریب گنبد سامری جہاں جدہ شاہ طلسم بیٹھی تھی ڈرتا ہوا
گیا بعد سر جھکانے و شرائط پرستش کے دست بستہ باادب کھڑا ہوا تا دیر ایستادہ رہا آخر ایک
ہمجلیس و خادمہ ملکہ زنبق سحرساز مردار خوار جادو نے اُس سے باشارہ پوچھا کہ یہاں کیوں
آیا ہے کس واسطے کھڑا ہے عقاب جادو نے وہ رقعہ دکھا کر اشارے سے کہا کہ یہ رقعہ شہنشاہ
ساحران ہود سرمست جادو کا لے کر آیا ہوں تمہاری ملکہ کو دینا منظور ہے اُس نے رقعہ
مذکور لے کر ڈرتے ڈرتے روبرو اُس کے جا کر سلام کیا اُس نے اشارے سے پوچھا کہ کیا ہے
کیوں بے طلب یہاں آئی ہے اُس نے سوے عقاب جادو اشارہ کر کے رقعہ پیش کر کے عرض کیا
کہ یہ ساحر یہ رقعہ شہنشاہ ساحران یعنی شاہ طلسم زلزلہ کا لے کر آیا ہے بڑی دیر سے حاضر ہے ملکہ مذکورہ
نے اُس کی جانب نظر کی عقاب جادو نے باادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے اس رقعہ کی عبارت
پر نظر کر کے بحزن و ملال پڑھ کر آہ سرد کر کے بے اختیار اپنے سینے پر عالم صدمہ و رنج میں ہاتھ
مارا آبدیدہ ہو کر اشارے سے کہا کہ تو جا ہم آتے ہیں عقاب جادو سلام کر کے باغچے سے
نکل کر اپنے تخت سحر پر بیٹھ کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ روبروے شاہ طلسم
جا کر تمام حال عرض کیا ہود سرمست جادو نے خوش ہو کر اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر
کہا کہ اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا قتل و اسیر و ہلاک ہو جائیں گے
کوئی زندہ و سلامت نہ رہے گا ہماری جدہ نے اقرار تشریف لانے کا کیا ہے تم سب آگاہ ہو

کہ وہ کیسی ساحرہ زبردست ہین مثل و نظیر اپنا سحر و ساحری مین نہین رکھتی ہین درحقیقت
ساحری وقت ہین اُن کے آگے طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا کی کیا حقیقت ہو حالانکہ بدولت
کے آگے بھی طلسم کشا وغیرہ کی کچھ حقیقت نہین ہو مگر چونکہ اُن کے پاس لوح طلسمی ہو اور بخنجر
ہین تیغ فنا ہی اور کاہنون نجومیون نے واسطے مقابلہ کرنے کے منع کیا ہو و نیز ہماری شان
کے بھی فی زمانہ خلاف ہو کہ خود اُس کے مقابلہ کے واسطے جائین خداوند ہوکے طلسم کشا وغیرہ
سے مجادلہ و مقابلہ کرین اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ شہنشاہ بجا فرماتے ہین آپ کی
دلاوری ساحرہ فی زمانہ سحر و ساحری مین عدیل و نظیر اپنا نہین رکھتی ہین ہم نمک خوار ون کو بھی
اُن کی تشریف آوری سے نہایت خوشی حاصل ہوئی امید قوی ہوئی کہ اب طلسم زلزلہ بدست
طلسم کشا سے تباہ و برباد ہوگا ملکہ عالم طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر ضرور کرین گی
اور حضور کے نزدیک بھی طلسم کشا وغیرہ کا غارت کر دینا کچھ مشکل نہین ہو لیکن مصلحت
شہنشاہ طلسم کشا وغیرہ سے مقابلہ و مجادلہ نہین کرتے ہین کیونکہ خلاف شان حضور ہو اور
یہ دن بھی حضور پر گران ہین شاہ طلسم نابکار و مردود گفتگوے اہل دربار سے خوش ہوا
یہ مردود و نابکار تو بصد خوشی و امید کوی قتل طلسم کشا وغیرہ مین بیٹھا ہوا ہو لیکن اب حال
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا رقم کیا جاتا ہو کہ یہ جو روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ
دراز آخر روز قریب دربند حنظلیہ کے پہونچے طائران سحر و ساحران خبر رسان نے جلد تر
جاکر روبروے حنظل جادو با دب ایستادہ ہوکے عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا قریب
دربند حضور آگیا ہو صحرا مین ہم اُس کو دیکھتے ہوے آئے ہین یہ خبر سنکے رنگ رخ حنظل جادو
صورت طائر اڑ گیا نہایت متردد و متفکر ہوکر حکم دیا کہ ہمارا تمام لشکر تیار ہو بمجرد حکم کمر بندی
ہونے لگی ساحران نابکار تیاری جنگ و کمر بندی مین مصروف ہوے حنظل جادو اور تمام
اُس کے اہل دربار و رفقا بھی بمقابلہ طلسم کشا چلنے پر آمادہ ہوے درستی و سامان جنگ مین
ہر ایک مصروف ہوا ساحران دربند اول حنظلیہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا زندگی سے ہر ایک کو یاس و
ناامیدی ہوئی چہرہ ہر ایک کا متغیر ہوگیا صدمہ و خوف مرگ سے اجسام مین لہو خشک ہونے لگا
حالت حیات مین صورت مردنی رخون سے ہویدا ہوئی مگر بمجبوری و حکم حاکم اہل لشکر مصروف
کمر بندی ہوے دربند اول مین تو ایک تہلکہ پڑا ہو کمر بندی فوج مین ہو رہی ہو خیام و بارگاہین
نکالی جاتی ہین ارادہ کیا ہو کہ طلسم کشا کو دربند تک آنے ندین خود ہی صحرا مین جاکر مع لشکر
فروکش ہوکر اُس کو روکین اور مقابلہ و مجادلہ کرین لیکن اب خواجہ طیفور گردباد تھا صاحبقران
موصوف کا لکھا جاتا ہو کہ بعد قریب آنے دربند اول کے صاحبقران کشورستان نے ارادہ
آگے بڑھنے کا کیا تھا کہ ناگاہ خواجہ طیفور گردباد بصورت مبدل قریب تر صاحبقران ذیشان
کے آئے ہمراہ ملکہ دہدبہ سحر ساز جادو و مجیرن جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو مع
بائیس ہزار لشکر ساحران کے یہ سب بھی آئے ملکہ نے عرض کیا کہ صاحبقران میری راے
یہ ہو کہ آج اسی صحراے سبزہ زار مین فروکش ہوجیے آگے نہ جائیے کیونکہ تھوڑی دور یہان سے
دربند اول طلسم زلزلہ ہو جس کو دربند حنظلیہ بھی کہتے ہین مالک دربند حنظل جادو ہو سوا اسکے
زمانہ غروب آفتاب قریب ہو شب یہان بسر کرکے صبح کو سوے دربند مذکور تشریف لیجائیے گا

صاحبقران ذیشان نے رائے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی پسند کرکے حکم دیا کہ اسی جگہ خیام و
بارگاہیں ایستادہ و برپا کی جائیں حسب الحکم ملازم کاربند ہوئے جلد تر خیام و بارگاہیں برپا کیں
جملہ اعلیٰ ادنیٰ فروکش ہوئے ہنوز صاحبقران کشورستان بارگاہ میں داخل ہوئے تھے کہ لشکر
فروکش ہوا تھا کہ سامنے سے حنظل جادو ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے بصد کروفر
سامان جنگ و جدال آکے بمقابلہ لشکر طلسم کشا سے موصوف خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا
کرا کے فروکش ہوا اس عرصے میں آفتاب نہاں ہوا تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی دونوں
لشکروں میں سامان روشنی ہونے لگا مشعلہائے سحر وغیرہ کی روشنی ہوئی حنظل جادو نے بخیال
انتظار ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے اپنے لشکر میں نفیر سحر بجائی نقارہ حربی و
کوس جنگی نہ بجوائے لیکن حکم دیا کہ دو ہزار ساحر تمام شب لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں گرد
لشکر طلایہ پھریں نہایت ہوشیار و خبردار رہیں اسی طرح پایائے صاحبقران ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو نے بھی دو ہزار ساحر واسطے نگہبانی لشکر کے مقرر و معین کیے روشنی سحر دونوں
لشکروں میں بکثرت ہوئی تمام شب دونوں لشکروں میں ہوشیاری و خبرداری بخوبی رہی
ساحران طلایہ دونوں لشکروں کی حفاظت میں مصروف و مشغول رہے اکثر ساحران لشکر
جانبین تیاری سحر میں سرگرم ہوئے جب وہ شب بسر ہوکے صبح ہوئی دونوں لشکر میدان
جنگ میں صف آرا ہوئے ہنوز لڑائی شروع نہوئی تھی کہ سوئے فلک ایک پارۂ ابر سرخ رنگ
نمودار ہوا بحرین جادو نے دیکھا اُس ابر کے ٹکڑے میں وہ برق کی چمک اور وہ صدائے رعد کہ پناہ بخدا
بحرین جادو نے متردد ہوکر کہا کہ یہ ابر جو اس طرف آتا ہے اس ابر سے اندیشہ ہے کہ غالباً کوئی
ساحر زبردست آتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے سوئے ابر مذکور دیکھکر متفکر ہوکر کہا کہ مجھکو
معلوم ہوگیا کہ جو ساحرہ بصد غضب ادھر آتی ہے اے بحرین جادو ہوشیار ہو جاؤ آمادۂ مرگ
ہو جاؤ زندگی سے مایوس ہو اب اپنے تئیں مردوں میں شمار کرو اس صحرا کو اپنا مدفن و جائے قتل
یقیناً تصور کرلو ہم بھی یہ سمجھ چکے ہیں کہ ہماری قضا ہمکو اس سرزمین پر لائی ہے اب یہاں سے
پھر کہیں نجات نہیں ہے خاک ہماری اسی صحرا کی خاک میں شامل ہوجائے گی افسوس ہزار افسوس
جو تمنائے دلی تھی وہ نہ برآئی طلسم زلزلہ فتح ہوا کوئی دربند بھی فتح و فیروزی سے نہیں کیا کوئی
مرحلہ بھی سر نہ کیا حسرت تباہی و بربادی طلسم زلزلہ دل میں رہ گئی ان آنکھوں سے بربادی
طلسم زلزلہ نہ دیکھی بحرین جادو نے پوچھا کہ اے ملکہ تم جو ایسے کلمات اپنی زبان پر جاری کرتی ہو
بتاؤ تو کہ یہ کون ساحرہ زبردست آتی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ یہ پارۂ ابر خونبار ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا ہے یہ آثار قہر و غضب جو نظر آرہے ہیں یہ اُس کی آمد کے
آثار ہیں یہ دادی ہوو سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ کی ہے ایک مدت دراز و عرصہ بعید سے
گنبد سامری میں بیٹھی ہوئی تھی آج شاید حسب الطلب شاہ طلسم واسطے ہم سب کے ہلاک کرنیکو
آتی ہے سحر و ساحری میں یہ اس کا مثل و نظیر نہیں ہے اگر اس کو سامری وقت اور جمشید روزگار
کہا جائے تو بجا ہے ساحر سمش و دیگر ساحران نامور کی سامنے اس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں
ہے بھلا ہماری اور تمہاری اس کے روبرو کیا حقیقت ہے اور یہ لشکر ساحران جو ہمارے
ساتھ ہے اس کی کیا اصل ہے ایک دم بھی اس کے سحر کی کوئی تاب نہیں لا سکتا ہے فوج طلسمی

بانیان طلسم نے ایک نسخہ نایاب و تحفہ باطل سحر تیار کی ہے لیکن اس کے آگے اس کی بھی حقیقت
نہیں ہے اگر چاہے تو لوح طلسمی کو بھی سیاہ و بیکار کردے میں نے اپنی مادر سے و دیگر
بزرگوں سے اس کے حالات سحر و ساحری بہت سنے ہیں کہاں تک بیان کروں یہ ایک
بلائے عظیم ہے اسوقت اس کا آنا اچھا نہیں ہے مگر لشکریوں کو اس کے حالات مذکور سے
آگاہ نکرنا ورنہ بیدل و خائف ہوکے ابھی سب بھاگ جائیں گے کوئی ساحر میدان جنگ میں
ہمارے اور تمہارے لشکر سے نہ ٹھہرے گا لشکر میں تلکہ پڑ جائیگا بحرین جادو نے کہا کہ
اے ملکہ تم سچ کہتی ہو میں نے بھی اس کی سحر و ساحری کے حالات اپنے بزرگوں سے سنے ہیں
واقعی اس کے سحر کی پناہ نہیں کوئی ساحر تاب سحر نہیں لا سکتا اس کے سحر سے بچ نہیں سکتا ہے
مگر اے ملکہ ہم مرد میدان نبرد ہیں ایسے وقت میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے
جدا ہونگے خوف جان سے گریزاں ہونگے رفاقت صاحبقران سے ہاتھ نہ اٹھائیں گے اگرچہ
قتل و ہلاک ہو جائیں شرط رفاقت و وفاداری سے بعید ہے کہ اپنی جان کا خیال کرکے صاحبقران
کشورستان سے علحدگی اختیار کریں ہم اور تم مطیع دین اسلام ہوچکے ہیں خالق زمین و آسمان
سے دعا کرو کہ وہی اس بلا سے ہم سب کو بچائے طلسم کشا بھی اس کی شر سے محفوظ رہے اور اپنی
قدرت کاملہ سے ایسا کوئی سبب پیدا کرے کہ جس سے ہم مراد حاصل ہو یہ ساحرہ ہلاک ہو خواجہ
طیفور کر دیا نے تقریر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو کی سنکے جواب دیا کہ اگر
درحقیقت یہ کوئی ساحرہ زبردست اس طرف برائے مقابلہ آئی ہے تو کیا اندیشہ ہے ہراساں ہو
خداوند عالم مالک و قادر و حافظ و نگہبان ہے اس ساحرہ کی کیا حقیقت ہے بڑے بڑے
ساحروں کو ہمارے جد و آبا نے بعیاری قتل کیا ہے ہم بھی عیار ہیں اس کی ہلاکت کی کوئی فکر
و تدبیر کرینگے تم نہ گھبراؤ اس نابکار کو آنے تو دو دیکھا جائیگا ابھی خواجہ طیفور کردیا بحرین
جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے لشکر جانبین صف آرا تھا ایک جانب
صاحبقران کشورستان مرکب پر سوار لوح طلسمی گلے میں ڈالے ہوئے بعدہ سپہ سالار سی
چالیس قدم لشکر کے آگے مسلح کھڑے تھے اور بیرولے قلب لشکر میں تھے دوسری سمت
حنظل جادو مع اپنے لشکر کے صف آرا تھا تخت طاؤسی سحر پر سوار تھا تمام ساحران لشکر
بھی اس کے مختلف سحر کی سواریوں پر سوار تھے جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی دو شاخ
تیغ ترسول پنسول ہاتھوں میں لئے تھے صاحبقران کشورستان و جملہ ساحران ہر دو
لشکر جانب ابر سحر سرخ رنگ بنظر حیرت و عجب دیکھ رہے تھے حنظل جادو مالک دربند
اول طلسم زلزلہ بعد خوشی و خرمی جانب ابر سحر مذکور دیکھکر کہہ رہا تھا کہ وہ ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو بقہر و غضب آئی ہیں بعد مدت مدید و عرصہ بعید آج گنبد سامری کے
اندر سے نکلی ہیں اب طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کی خیریت نہیں ہے ایک دم میں سب کا
خاتمہ کر دینگی یہ کہکر جلد اپنے رفقا و تمامی ساحران سپاہ کو ہمراہ لیکر بزور سحر زمین سے
بلند ہوکر برائے استقبال جانے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ پارہ ابر سحر سرخ رنگ قریب آکر
اس طرح شق ہوا کہ پہلے برق چمکی بعدہ کڑک اس زور سے ہوئی کہ پردہ ہائے گوش سامعین
کو صدمہ پہونچا پھر صدائے رعد آئی بعد اس کے سب نے دیکھا کہ تخت طلائی زرین پر ملکہ

زنبق سحر ساز مردار خوار جادو باین صورت و ہیئت و سامان بیٹھی ہوئی ہی کہ بالاے
تخت سحر مذکور ابر سحر سایہ فگن ہی اُس ابر سے برق و صداے رعد کا دمبدم ظہور ہوتا ہی پس پشت
یمین و یسار ملکہ مذکور چند جلیس و خادمہ بیٹھی ہین کوئی جلیس اُسکو طائر مردہ دیتی ہی اُس طائر
کو وہ نوچ نوچ کر کھاتی ہی کوئی جام آب دیتی ہی کوئی خادمہ مروحہ جنبان ہی کوئی جلیس
حسب الطلب ساغر ہی اُس کو دیتی ہی کوئی کباب براے گزک دیتی ہی گاہ کوئی خادمہ بایما و
اشارہ اُس کے طائر مردہ دیتی ہی ملکہ مذکورہ طائر مردہ کو برغبت تمام نوچ نوچ کر بصد خوشی
ہنس ہنسکر کھاتی ہی بہنگام خوردن طائر مردہ رال اُس کے دہن گندہ و متعفن سے ٹپکتی ہی
پیرانہ سالی سے کوزہ پشت ہی موے سر مانند ضعیفون کے نہایت سفید ہین جوڑا بالون کا
بندھا ہوا ہی جھریان دست و پا پر پڑی ہین کرتہ چمڑے کا بودار پہنے ہی لہنگا بھی پارچہ سفت کا
ہی ایسا کثیف و دبیز ہی کہ چمڑے کا معلوم ہوتا ہی بالون مین تیل ناریل کا ہی چہرہ ایسا مہیب ہی کہ
دیکھنے سے خون معلوم ہوتا ہی آگے اُس کے سیاہی رخ کی سیاہی چہرہ زنگی گویا ایک روشنی ہی
اور سیاہی شب فرقت سامنے اُس کی سیاہی رخ کے کچھ بھی حقیقت نہین رکھتی ہی اُس کا چہرہ
دل کافر سے زیادہ سیاہ ہی اور ظلمت قبر کافر سے زیادہ تاریک ہی قیر جو ایک رنگ سیاہ ہی آگے
اُس کے شرماتا ہی دو دانت مثل چھتیلے دہن سے باہر ہین آنکھین چھوٹی چھوٹی نہایت زرد
ہین دیکھنے والون کو دھوکا ہوتا ہی کہ مریض یرقان ہی غرض ایسی سیاہ رو و بدہیئت ہی کہ اگر دن کو
بلاے تمامی عالم و جملہ خبیثات و شیاطین اُس کو دیکھ لین تو عجب نہین کہ خوف سے ڈر کر ہلاک
ہو جائین اور اگر رات کو اُس کی صورت بد خبیثات کو نظر آ جائے تو خوف سے جگر اُن کے شق
ہو جائین کہان تک حال صورت و لباس و ہیئت ملکہ مذکورہ لکھا جائے کہ لکھنے سے قلم و رقم
عاجز ہی سینہ قلم بھی خوف تصور حلیہ و سراپاے ملکہ مذکورہ سے شق ہو گیا ہی بالاے تخت سحر
پر اسباب سحر رکھا ہی ایک پٹنکی مین کچھ جانور چھوٹے چھوٹے زندہ بھرے ہوے ہین سامنے ملکہ
مذکورہ کے ایک انگیٹھی آگ سے بھری ہوئی رکھی ہی گوگل لوبان کافور لونگ وغیرہ ایک
خادمہ اُس آگ پر قدرے قدرے برابر ڈالتی جاتی ہی دھوان ہوتا ہی خوشبو اور بدبو
سے دماغ ملکہ وغیرہ بسا ہوا ہی دھوان انگیٹھی سے اٹھ رہا ہی ہوا سے منتشر ہو رہا ہی حنظل جادو
ملکہ مذکورہ کو دیکھتے ہی آمادہ برکے استقبال جانے پر تو تھا ہی اب فی الفور سب کو ہمراہ
لے کر براے استقبال زیادہ و بلند ہو کر روانہ ہوا رو برو جا کر صف باندھ کر بروے ہوا ادب
سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے سے یقین کامل ہوا کہ اب طلسم کشا
و لشکر طلسم کشا کا نام و نشان بھی نہ رہے گا طلسم زلزلہ فتح ہونے سے محفوظ رہے گا آپ کا
مثل و نظیر سحر و ساحری مین روے زمین پر نہین ہی سامری و جمشید و ساحر شمش وغیرہ جتنے
ساحر و خداوند گذرے ہین ان سے رتبے مین آپ کچھ کم نہین ہین فی زمانہ آپ سامری و جمشید
کی طرح سحر و ساحری مین ہین اگرچہ دعوی خداوندی نہین کرتی ہین لیکن سحر و ساحری مین
عدیل و نظیر سامری و جمشید ہین آپ یہان کیا آئین گویا آثار ظہور فتح جنگ ہویدا ہوے
طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا کے واسطے گویا آپ رہزن راہ عدم ہین تنہا چند خادمہ
عورتون کے ساتھ حضور تشریف لائی ہین اس کا تعجب ہی نہ ہمراہ لشکر کثیر ہی نہ خیمہ و خرگاہ ہی

نہ خدم و حشم ہے نہ جلوس سواری شاہانہ ہے شاید عقب حضور لشکر ساحران و خیمہ و خرگاہ ہوگا ملکہ مذکورہ نے
اُس کی تعریف کرنے سے خوش ہو کر اسی طرح عظیم ہنسکر جواب دیا کہ او خنقل جادو او صورت کے
نادان و نافہم مجکو ضرورت لشکر ساحران کی کیا ہے ایک چشم زدن میں طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک
کرکے چلی جاؤں گی مجکو یہاں ایک دو روز قیام کرنا منظور نہیں ہے ہود شہرست جادو نے
میرے تئین بذریعہ نامہ اپنے تردد و ظہور طلسم کشا سے آگاہ کرکے چاہا تھا کہ طلسم کشا وغیرہ کو
نیست و نابود ہو جائیں پس میں اسکے جو کرنے کی التجا و فرط الفت سے مجبور ہو کر گنبد سامری سے
لشکر ادھر آئی ہوں اُس کی خاطر و خوشی مد نظر ہے ابھی طلسم کشا وغیرہ کو تیرے سامنے نیست و نابود
کیے دیتی ہوں یہ کہکر خاموش ہوئی خنقل جادو شاد ہوا مع اپنے لشکر کے ہمراہ آپکے اُس کا
استقبال کرکے میدان جنگ میں آیا اب نزدیک سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور گرد باد و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو
کو دیکھا اکثر ساحر صورت اُس کی دیکھکر ڈر گئے صاحبقران اُس کے چہرے پر نظر کرکے لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرنے لگے بعدہٗ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگے
کہ یہ ساحرہ کریہ منظر خبیث صورت کون ہے کیا بد صورت جوگٹ ساحرہ ہے کہ کبھی ایسی کوئی ساحرہ دیکھنے میں
نہیں آئی ہے اُس نے کہا کہ اے صاحبقران یہی ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو جدہ شاہ طلسم
زلزلہ ہے یہ اپنے زمانے کی سامری و جمشید ہے اس کا یہاں آنا اچھا نہیں ہوا بلاے روزگار و آفت ہے
ہم خدا اسکی شر سے آپ کو اور آپ کے تمامی لشکر کو بچائے مجکو سخت تردد ہے صاحبقران ذی وقار
نے جواب دیا کہ اے ملکہ کچھ فکر و تردد نکرو اگر ساحرہ بلاے بد ہے تو کیا غم ہے حافظ حقیقی نگہبان
ہر ساعت و ہر دم ہے ابھی صاحبقران کشورستان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے یہ سخن کہتے تھے کہ ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بلندی سے اپنے تخت سحر کو زمین سے بقدر دو آدم ہوا پر قائم
کرکے بستاخی و تامل سے لشکر طلسم کشا پر غور نظر کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو پہچان کے پکار کر
کہا کہ او چھوکری او بد خواہ شاہ طلسم زلزلہ او گیسو بریدہ تو بھی شریک طلسم کشا ہو کر بربادی و تباہی
طلسم زلزلہ پر آمادہ ہوئی ہے مجکو کیسے یہ لیاقت و جسارت ہوئی کہ ہمراہ طلسم کشا در پیچ خنقلیہ پر آئی ہے جا
میرے سامنے سے دور ہو کہ تیرے حال پر بہت خیال رحم آتا ہے کیونکہ تیری ماں شگوفہ سحر ساز جادو
نے میری بہت خدمت کی ہے برسوں تک اُس نے سحر یاد کیے تھے میری شاگردی کا فخر کرتی تھی
اسوقت لشکر طلسم کشا سے نکل جا یا دست بستہ مجسے طالب پناہ ہو کر عفو تقصیر چاہ ورنہ تو بھی ان
سب بد خواہوں کے ساتھ ہلاک ہو جائیگی دنیا سے معدوم ہو جائیگی میرے سحر ادائی سے
کبھی جانبر نہوگی ایک دم میں سب بد خواہوں کو قتل و ہلاک کر دونگی کیا تونے اپنی ماں سے میرے
سحر ہاے بے پناہ کی کیفیت و حقیقت نہیں سنی ہے کیا تو میرے قہر و غضب مفصلہ سے ناواقف ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بے خوف و خطر بڑھ کر جواب دیا کہ اے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو میں خوبی تمہارے حالات سے آگاہ ہوں در اصل سحر و ساحری میں کوئی ساحر و ساحرہ
تمہارے برابر نہیں ہے بیشک میری ماں درکھتے تھے اکثر سحر تعلیم کیے تھے وہ تمہاری شاگرد تھیں
میں بھی شاہ طلسم زلزلہ کی خیر خواہ تھی مگر اب بد خواہ ہوں تمنے یہ سنا ہوگا کہ سردربار حکیم جالوس
نائب شاہ طلسم زلزلہ نے مجکو ذلیل و ناخوش کیا تھا میرے شان و مرتبے کے خلاف اُس نے

مجھسے گفتگو کی تھی میری توہین سر دربار اُس نابکار روبد انجام نے کی تھی آمادہ قتل بھی ہوا تھا اسیوجہ
سے مین نے اُسکو جو خیر خواہی سے قدم نکال کر راہ بدخواہی اختیار کی ہے اطاعت و فرمانبرداری طلسم کشا
قبول کی ہے شکر کرتی ہون کہ فرمانبرداری طلسم کشاسے دولت دین اسلام پاچکی ہون پہلے گمراہ تھی
اب راہ راست پر آچکی ہون کلمہ شہادتین تو ابھی زبان پر جاری نہین کیا ہے لیکن مطیع دین اسلام
ہوچکی ہون یقیناً دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہین ہے اور قابل سجدہ و پرستش بجز خالق کون و مکان
کے کوئی خداوند نابکار و ناہنجار نہین ہے جسقدر خداوند گذرے ہین اور جواب دعوی خداوندی
کرتے ہین وہ سب گمراہ کنندہ مثل ابلیس کے ہین خدا وہی ہے کہ جو ہر شے پر قادر ہو وہ خداوند قابل سجدہ
نہین ہے جو قدرت نرکھتا ہو عاجز و محتاج نصرت و مدد ہو جیسا کہ شاہ طلسم زلزلہ باوجود دعوی خداوندی
کرنے کے ایک طلسم کشاسے عاجز ہوگیا ہے تمکو اُس نے واسطے مدد کے طلب کیا ہے اتنی بھی قدرت
نہین رکھتا ہے کہ اپنے امور کا حسب دلخواہ انصرام کرسکے اپنے دشمنون کو دفع کرسکے پس اے ملکہ
مجھسے یہ امید نرکھو کہ بدخواہی سے باز آؤن گی خیر خواہی شاہ طلسم اور اطاعت تمہاری اختیار
کرون گی مرجانا سوے عدم جانا مجھے بدل منظور ہے لیکن اس لشکر سے تمہارے خوف سے نکلنا
اور تمسے عفو تقصیر کرانا قبول نہین ہے جو کچھ تمسے ممکن ہو میرے قتل و ہلاک کرنے مین کوشش و
فکر کرو میرے حال پر رحم نکرو ہان اگر اپنا انجام بخیر چاہتی ہو تو فرمانبردار طلسم کشا ہوکر سیر گلشن
دین اسلام کرو ایک زمانہ دراز تک ہرزہ گرد صحرائے کفر رہی ہو اب طریق خداپرستی اختیار کرو
راہ راست پر آؤ مدت بقائے طلسم زلزلہ آخر ہوگئی ہے اب ضرور دست طلسم کشاسے فتح
ہوجائے گا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے تقریر ملکہ مذکور سنکر ازحد غضبناک ہوکے
غصّے سے تھراکے کہا کہ او اجل رسیدہ اگر تو نے حکم پر عمل نہین کری تو پڑھ کر تجھسے مقابلہ کر ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو نے بھی برہم ہوکر صف لشکر سے نکل کر ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا تھا کہ ایک ساحر
مسمی سرہنگ جادو نمکخوار قدیم ملکہ آفاق جادو محافظ تیغہ فتنے صف لشکر سے نکل کر ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو سے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم آپ توقف کرین مجکو اس ساحرہ سے
لڑنے کے واسطے جانے دین میری لڑائی کا تماشہ دیکھین مین نے بھی ایک مدت تک گنبد
سامری مین بیٹھکر پرستش کی ہے اکثر سحر تیار کیے ہین اسوقت سے بہتر کونسا وقت ہوگا کہ اپنے
حریف زبردست سے سحر و ساحری لڑونگا ملکہ مذکورہ نے اُس کے روکنے اور کہنے سے
مجبور ہوکر کہا کہ اے سرہنگ جادو اگر تمکو شوق جنگ زیادہ ہے تو اچھا تمہین اس ساحرہ کو
جوہر اپنی تیغ سحر کے دکھاؤ مقابلے کے واسطے جاؤ یہ سنکے ساحر مذکور نے خوش ہوکر صاحبقران
سے اجازت جنگ حاصل کرکے سامنے جدہ شاہ طلسم زلزلہ کے جاکے کہا کہ اے ملکہ مجھسے
مقابلہ کرو کوئی سحر چھیڑ کر واس نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے بڑی دلیری تو نے کی ہے کہ مجھ ایسی ساحرہ
سے سحر و ساحری کے واسطے لڑنے کے آیا ہے مگر دیوانہ ہے اگر اپنی زندگی سے عاجز ہے تو مجھ پر سحر کر
اُس نے جواب دیا کہ مین مطیع دین اسلام اور داخل لشکر طلسم کشاسے خوش انجام ہوچکا ہون
خلاف قاعدہ اہل اسلام پہلے حریف پر سحر نکرون گا جب تیرے سحر سے جانبر ہونگا اسوقت سحر
کرون گا ملکہ زنبق سحر ساز مردارخوار جادو نے اپنی ایک خادمہ سے کارد و طار طلب
کیا اُس نے پیشکی سے ہدہد نکال کر اور کارد اُس کو دیا اُس نے غضبناک ہوکر سحر پڑھکر

حلق طائر مذکور زیر چھری رنگی تا سینہ و جگر چاک کیا ادھر سرہنگ جادو کا یہ حال ہوا کہ حلق سے
تا سینہ و جگر چاک ہو گیا قلب و جگر سینے سے نکل آیا ملکہ مذکورہ نے اُس کے قلب و جگر کی طرف دیکھ کر
ایسا اشارہ کیا کہ فی الفور قلب و جگر سرہنگ جادو کے سینے سے جدا ہو کر اُس کے ہاتھ میں پہونچے
اُس نے بصد رغبت و غضب قلب و جگر کو چبایا ادھر سرہنگ جادو کہ اژدر سحر پر سوار ہو رہا تھا
خاک پر گرکے تڑپ کے مر گیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی تاریکی ہوئی صاحبقران وغیرہ کو اُسکے
ہلاک ہوجانے کا رنج ہوا ننگ جادو نے جو دیکھا کہ میرا برادر کام آیا تاب تحمل نہ لا کر صف لشکر سے
نکل کر صاحبقران سے اذن جنگ لے کر عقاب سحر پر سوار ہو کر کارزار سحر انشون میں لے کر رو برو
ملکہ زنبق مردار خوار سحر ساز جادو کے جا کر پکارا کہ او ظالمہ تو نے غضب کیا کہ میرے برادر
خورد کو قتل کیا قلب و جگر کو اُس کے چبا کر کھا لیا اُس کے غم میں دنیا میری نظر میں تیرہ و تار ہے
از بسکہ بے سحر کر برادر سے مجکو ملحق کر دے ملکہ نے پوچھا کہ او اجل رسیدہ نام تیرا کیا ہے اُس نے کہا
کہ میرا نام ننگ جادو ہے ملکہ نے اُس کا نام سنکے غضبناک ہو کے کہا کہ او نمکحرام میں نے جلو ہی
پہچانا ملکہ آفاق جادو حافظ نقیۃ فنا کا افسر ہے وہ تیرا بھائی بھی سردار سپاہ وستا جس کو ابھی میں نے
قتل کیا ہے لیکر ایک خادمہ سے طلب کیا اُس نے عصفور نر اُس کے حوالے کیا ملکہ نے سحر پڑھ کر
کارد اُس کے حلق پر رکھکر ایک خط تا سینہ و شکم کھینچا یعنی حلق سے تا سینہ و شکم چاک کیا ادھر ننگ
جادو کا گلو سے تا شکم چاک ہو گیا تہوڑا کر عقاب سحر سے نیچے آ گرا خاک پر ملکہ نے اُس کے قلب و جگر
کی طرف دیکھ کر سحر پڑھ کر اشارہ کیا فی الفور قلب و جگر ننگ جادو کا سینے سے نکل کر اُس کے
رو برو گیا اُس نے اُن کو چبا کر جس میں پھینک دیا اسی طرح گلزار جادو و نرگس جادو و نصو جادو
و معصور جادو و نیرنگ جادو و کبود چشم کہ سرداران لشکر ملکہ آفاق جادو و بحرین جادو سے
تھے یکے بعد دیگرے بہر مقابلہ لشکر سے نکل کر سامنے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو کے گئے اُن کے سحر نے اُس پر تاثیر نہ کی آخر کار مانند سرہنگ جادو و ننگ جادو
کے پانچوں ساحران نامبردہ بھی کام آئے قلب و جگر ان سب کے بھی ساحرہ مذکورہ نے
بدستور مرقوم بالا کھا لیے بعدہ با آواز بلند پکار کر کہا کہ او چھوکری دبدبہ سحر ساز کیا مکڑی کا تماشہ
دیکھ رہی ہے ادنی ساحروں کو لشکر سے میرے رو برو بھیج رہی ہے تو خود آ کر مجھ سے مقابلہ کر تو عمل
بغاوت و بدخواہی کا مزا چکھ یا کسی ساحر زبردست و بیزار زندگی کو میرے رو برو برائے
مقابلہ بھیج یا طلسم کشا کو جس کے پاس لوح طلسمی ہے اُسی کو برائے مقابلہ روانہ کر دیکھوں تو سہی کہ
طلسم کشائے طلسم زلزلہ صاحب لوح طلسمی ہو کر مجھ سے کیونکر مجادلہ و مقابلہ کرتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو نے کلمات طعن آمیز اُس کے سنکے لشکر سے نکل کر ارادہ اُس سے مقابلہ کرنے کا کیا تھا چاہتا تھا
کہ طاؤس سحر اپنا بڑھائے کہ یکایک صاحبقران کشورستان نے اپنے مرکب اصلی سے اتر کر مرکب
دیگر پر سوار ہو کر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو روک کر کہا کہ اے ملکہ تم اس ساحرہ بلائے بے درمان
سے مقابلہ نکرو وجہ اس کے مقابلے کے واسطے جاتے ہیں سات بندگان خدا قتل ہوچکے ہیں
لاشے اُن کے سامنے پڑے ہوئے ہیں ہمیں منظور نہیں کہ تم کو بھی مانند ان مقتولوں کے
زمین پر افتادہ دیکھیں اور اس ساحرہ کے کلمات طعن و تشنیع آمیز سنیں یہ فرما کر بعجلت تمام شمشیر لاجواب
نیام سے کھینچ کر سمند کو مہمیز کیا مرکب مانند باد تند و تیز سامنے اُس ساحرہ بد بلا کے پہونچے

صاحبقران کشورستان نے نعرہ کوہ شگاف کرکے وار شمشیر آبدار کا ہاتھ بلند کرکے قصد میں
کیا ساحرہ مذکورہ نعرہ صاحبقران سے متاثر سحر نہ پڑھ سکی نہ کسی طائر کے حلق پر کارورکم کر
ایسی حالت میں سینہ و شکم طائر چاک کر سکی ہلاکت صاحبقران سے باز رہکر حفاظت جان میں
مصروف ہوئی یعنی جب برق شمشیر صاحبقران ذی وقار سر پر اُس کے چمکی فی الفور اپنے سحر
پڑھ کر سوے چہرہ و سینہ امیر کشورگیر اس طرح پھونکا کہ اُس کے دہن سے بدبو دود غلیظ بکثرت
نکلکر چہرہ و سینہ صاحبقران تک وہ دود وہ دھواں متعفن کہ بدتر از بوے مردہ چوپایہ آفتاب رسیدہ
تھا پہونچا اُس کی بدبو سے دماغ صاحبقران ایسا متعفن ہوا اور ایسا دم گھبرایا اور دم بدم چکر
آیا کہ ہاتھ تلوار کا اُس کے سر پر نہ پڑ سکا شمشیر اس کے سر سے اوپر ہی رہی شمشیر آبدار آشنائے سحر
نہ ہوئی اور اسی دود غلیظ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہو گئی مشہور ہے کہ بوے بد خوشبو پر اکثر
غالب آجاتی ہے اور بخباثت اکثر مولان پاک و نیک علیحدگی اختیار کرتے ہیں ابر سیاہ و کثیف
بیشتر آفتاب تابان پر آجاتا ہے روشنی مرجاتی رہتی ہے ظلمت ابر سیاہ نور آفتاب پر غالب آجاتی ہے
مہر تابان کو چھپا دیتی ہے اگر دود سیاہ غلیظ و سیاہ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہو گئی یا مائل بتیرگی
ہو گئی تو جائے اعتراض نہیں ہے غرضکہ جب حالت صاحبقران کی اُس تاریکی و دود غلیظ مرقوم سے
متغیر ہو کر نوبت بغشی ہوئی اور مرکب صاحبقران نابینا ہو کر اُس دھوئیں میں گھٹ کر ہلاک ہو کر
زمین پہ گرنے لگا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہو کر مضطربانہ و بیتابانہ
کہا کہ جلد صاحبقران کشورستان کی خبر لو دیکھو مع مرکب زمین پر گرتے ہیں کہیں ملکہ زنبق
سحر ساز مردار خوار جادو مثل ساحران مقتول کے کام ان کا بھی تمام نکر دے یا لوح طلسمی
گلے سے اتار کر بہ قبضہ کر لیا دیگر طور سے صاحبقران کو قتل و ہلاک نکرے جلد جاکر اسی حالت میں
امیر با توقیر کو اس تاریکی دود غلیظ و بدبو سے لے کر کسی طرف چلے جاؤ تاخیر نکرو ورنہ غضب
ہو جائیگا صاحبقران قتل و ہلاک ہو جائینگے شرط رفاقت و وفاداری یہی ہے کہ ایسے وقت
میں کام آؤ اپنے جان کے جلنے کا اندیشہ نکرو جان نثاری و سرفروشی کا یہ وقت ہے خواجہ
طیفور کو پا اگرچہ موجود ہیں مگر ان کے اوپر بھروسہ نکرو وہ اگر دلیرانہ اس تاریکی دود غلیظ و
بدبو میں پہلے گھیری صاحبقران جائینگے بیچ کیا کرینگے ہرگز امیر با توقیر کو نہ بچا سکیں گے
خود بھی مثل صاحبقران بیہوش ہو جائینگے اس تاریکی دود غلیظ کو اور اس وقت کو غنیمت
جان کر بحرین تو رحمت ہے کہ امیر کشورگیر کو جلد یہاں سے کسی طرف لے جاؤ اس ساحرہ بدبلا کو تاریکی میں
معلوم نہوگا کہ صاحبقران کو کون لے گیا کیا واقعہ اُن پہ گذرا بحرین جادو نے موافق کہنے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو کے عمل کیا یعنی بزور سحر پنجہ بن کر اس تاریکی دود غلیظ و بدبو میں سے
صاحبقران کو اٹھا کر سوے فلک بلند ہو کر ایک سمت کی راہ لی بعدہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
نے اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو سے کہا کہ اسے دختر نیک اختر تمکو لازم ہے کہ خواجہ طیفور کو لیکر
جلد تم لے جاؤ ان کا بھی یہاں رہنا مناسب نہیں ہے میں بھی بعد تیرے چلنے کے اگر ممکن ہوگا تو
آؤنگی ملکہ بہار مذکور بھی پنجہ بنکر خواجہ موصوف کی کمر میں لپٹ کر زمین سے اٹھا کر
سوے فلک بلند ہو کر جس طرف بحرین جادو صاحبقران کو لے گیا تھا روانہ ہوئی ادھر ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بخیال ہلاکت و نیست و نابود کرنے طلسم کشا و تمامی مردان

۴۲

سیاہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے اسماے سحر زبان پر جاری کرکے سحر دیگر یہ کیا کہ اپنے بالون کے
جوڑے کو کھول کر موے سر کو پریشان کیا سر کے بالون کا پریشان کرنا تھا کہ دود سحر بکثرت و بے حد
موے سر سے پیدا ہو کر سوے فلک جا کر منجمد ہو کر بصورت ابر ہو کر لشکر طلسم کشا پر محیط ہونے لگا زمین
سے تا بلندی مانند کوہ وہ دود سحر برابر جانے لگا اور سحاب بنکر پھیلنے لگا اسی حالت مین ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو کہ واقف تاثیر سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تھی اپنے تمامی ساحران لشکر
سے گویا ہوئی کہ جلد یہان سے بھاگو فکر جانبری کرو ورنہ تم سب نیست و نابود ہو جاؤ گے اس دود سحر
مین گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گے ایک آن مین یہ دود سحر تم سب پر محیط ہو کر چارون طرف سے گھیر لیگا باہر نکل
نہ سکوگے مین بھی فکر جانبری کرتی ہون اس دھوئین سے حتی الامکان نکلتی ہون تم سب بھی میرے
ساتھ چلو دیر نہ کرو ابھی ملکہ مذکورہ یہ کہہ رہی تھی کہ اس دود سحر غلیظ و سیاہ و بدبو نے محیط ہو کر سب کو
گھیر لیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بزور سحر برق شرار بجنگ کر زمین سے بلند ہوئی چند ساحر بھی بعنوان مختلف
یعنی اکثر بصورت طائران رنگارنگ بنکر اڑے مگر کوئی اس دھوئین سے نکل نہ سکا ایسا دم گھٹا
کہ ہلاک ہونے لگے زمین پر گر کے تڑپ تڑپ کے مرنے لگے علامت ان کے مرنے کی ظاہر ہونے لگی
تاریکی و ظلمت ہویدا ہونے لگی ہواے تند چلنے لگی ابر بہ نسبت قبل زیادہ تیرگی و تاریکی ہونے لگی
سحر کے پیر ان ساحران مقتول و مردہ کے شور و نالہ کرنے لگے اندھیرا دمبدم زیادہ ہونے لگا ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو نے ہرچند چاہا کہ اس ابر دود سحر کو توڑ کر نکل جاے مگر ممکن نہوا ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو نے دیکھ لیا پکار کر کہا کہ او باغیہ او چھوکری کہان جاتی ہے تیری بھی یہ مجال و طاقت
ہے کہ میرے دود سحر سے نکل جائیگی جان بچا کر ٹل جائیگی یہ کہکر پھر چند اسماے سحر زبان پر جاری کرکے
اپنے بالون کی لٹون کو حرکت دی اور بجا اشارہ انگشت سے سوے فلک کیا دھوان سفید بالون کی
لٹون سے بہ نسبت قبل زیادہ نکلنے لگا ابر بد زیادہ پھیلنے لگی تاریکی و تیرگی زیادہ تر ہونے لگی
ایسی صورت مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تاب بدبوے دود غلیظ سحر نہ لا کر اس دھوئین مین گھبرا کر
مجبور و لاچار ہو کر مثل بیہوشون کے جانب فلک سے گرنے لگی یہان تک کہ رفتہ رفتہ قریب تخت
ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے بیہوش و بدحواس ہو کر گری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو نے اس کو بیہوش دیکھ کر ہلاک کرنا مناسب نہ جان کر زمین سے اٹھوا کر اس کو اپنے تخت سحر پر
ڈالدیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے سحر کو خود دفع کرکے جو دیکھا تو بائیس ہزار ساحر صحرا مین مردہ
پڑے ہوے ہین سب دود سحر بدبو و غلیظ سے گھٹ گھٹ کر مر گئے ہین صحرا تمام مردون مذکور
سے دور تک بھرا ہوا ہے بجز ان مردہ ساحرون کے روے زمین صحرا اس میدان جنگ مین نظر
نہین آتی ہے یہ رنگ میدان جنگ دیکھ کر سمجھی کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا بھی انہین
مردون مین مردہ پڑے رہینگے اس کا تلاش کرنا عبث ہوا اور لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے سے
اتار کر اپنے تخت و قبضے مین کرنا بھی بے سود ہو کیونکہ میرے دود بدبو دار دہن سے لوح طلسمی
سیاہ و بیکار ہو گئی ہوگی یہ خیالات کرکے کچھ فکر و تلاش طلسم کشا و عیار طلسم کشا و حصول لوح طلسمی
کرکے حنظل جادو سے مخاطب ہو کے کہا کہ دیکھا تو نے لشکر طلسم کشا و طلسم کشا کو مین نے کس طرح
تھوڑی ہی دیر مین نیست و نابود کر دیا اب کوئی بھی دشمنون سے زندہ نہ ہوگا سرمست جادو
چوکے کی القصہ مین یہان تک میرا آنا ہوا گنبد سامری سے بعد زمانہ بعد میرا اٹھنا ہوا خیر اس

چھوکرے کی خوشی مجھے مطلوب تھی لے اب میں تو سوے گنبد سامری جاتی ہوں اس فتحیابی کی خبر
اپنے حاکم و مالک کو کر دینا تمام حال میرے آنے کا اور جو کچھ یہاں گذرا ہے اُس سے اپنے شاہ کو آگاہ
کر دینا میں ابھی یہاں سے جا کر ایک نامہ ہود سرمست جادو کو لکھوں گی مدعا کی کرونگی کہا ہو بخوف و خطر
با آرام و راحت شب و روز بسر کریں میں نے تیری خاطر و خوشی کے خیال سے تیرے سب دشمنوں کو نیست
نابود کر دیا لوح طلسمی کو بھی بیکار کر دیا اب طلسم زلزلہ کبھی کسی سے فتح نہوگا کیونکہ نہ طلسم کشا رہا اور
نہ لوح طلسمی بکار آمد رہی حنظل جادو نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ یہ حضور ہی کے سبب سے
فتحیابی ہوئی ورنہ طلسم کشا سے کوئی ساحر لڑ سکتا تھا اور اُس کو ہلاک کر سکتا تھا واقعی حضور کا سحر و
ساحری میں مثل و نظیر یہ دو دنیا پر نہیں ہے عجب کارنمایاں کیا ہے عقل حیران ہے جہاں تک حضور کی
تعریف کی جائے کم ہے اگر آپ تشریف نہ لاتیں ہرگز یہ طلسم ٹوٹنے سے نہ بچتا طلسم کشا بہدایت لوح
طلسمی ضرور فتح کرتا ساحران طلسم سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا جو اُس کا شریک ہوتا وہ اُس کو تہ تیغ کرتا
اب یہ طلسم برقرار رہے گا بیشک کسی سے فتح نہو سکے گا آپ نے جملہ ساکنان طلسم کی جانیں بچالیں
طلسم زلزلہ کو تباہی و بربادی سے بچا لیا شہنشاہ و ساحران بھی شر طلسم کشا سے محفوظ رہے جان
اُن کی بچ گئی سب تردد و انتشار دل سے دور ہو گیا آپ کے برکت قدم سے یہ مرحلہ تردد سر ہوگیا
حسب الحکم حضور یہ فدوی عرضی مشعر تمام حالات جنگ و فتحیابی خدمت شہنشاہ میں جلد ارسال
کرے گا حضور بھی اس کارنمایاں کو بھی مفصل تحریر کریں گا شہنشاہ فلک بارگاہ اس خبر سے
از حد شادمان ہونگے آپ کی بے حد تعریف کریں گے اس فتحیابی کا ضرور جشن عظیم کریں گے
شاہان طلسم کو نامے روانہ کر کے طلب کریں گے شہرہ آپ کے اس کارنمایاں کا تمام عالم میں ہو جائیگا
حضور تشریف لے جانے پر آمادہ ہیں اگر چندے در شہر اول طلسم میں آپ قیام پذیر ہوتیں تو
باعث فخر و افتخار و سرفرازی اس کمترین خانہ زاد قدیم کا ہوتا ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ مجھکو بضرورت
جانا منظور ہے یہاں توقف نہیں کر سکتی یہ کہکے تخت سحر اپنا بلند کر کے ذراسی دیر ہوا مائل بسرعتی میں
سنسان کر کے اُسی کروفر سے سوے گنبد سامری روانہ ہوئی ادھر حنظل جادو نے بعد اپنے لشکر
کے بعد خوشی و خرمی اپنے در شہر میں داخل ہوا اپنے قصر میں جا کر ایک عرضی متضمن تمام حالات
جنگ و فتحیابی و تشریف آوری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تحریر کر کے ایک طائر سحر
کے حوالے کر کے حکم دیا کہ جلد جا کر یہ عرضی شہنشاہ ساحران کو پہونچا طائر مذکور عرضی لیکر روانہ
ہوا بعد قطع راہ بعید اُسوقت پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو سر دربار اپنے
تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے یکایک طائر سحر مذکور نے عرضی مذکور
روبروے شہنشاہ طلسم زلزلہ ڈالدی ہود سرمست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ نے وہ عرضی
اُٹھا کر میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس عرضی کو بآواز بلند پڑھو تاکہ سب اہل دربار سنیں اُس نے
حکم کی تعمیل کی شاہ طلسم عرضی سطر بسطر از ابتدا تا انتہا لفظ بلفظ و حرف بحرف سنکے کثرت خوشی سے
مثل گل کے شگفتہ ہوا نہایت خوش ہوا اہل دربار بھی از حد خوش ہوئے مفصل حال شاہ طلسم
کی خوشی کا آئندہ تحریر ہوگا فی الحال ذکر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا رقم کیا جاتا ہے
کہ جب ساحرہ مذکورہ بعد خوشی قطع راہ کر کے قریب گنبد سامری اپنے در قصر عالیشان
و شاہانہ پر پہونچی جملہ ملازم مانند دربان چوبدار وغیرہ کے جو وہاں موجود تھے دیکھتے ہی

بعدہٗ شاہ طلسم زلزلہ کو باادب کھڑے ہوگئے سب نے سلام کیا اہل لشکر کو بھی یہ خبر ہوئی کہ ملکہ عالم
نے تنہا جاکر لڑائی کو فتح کیا سرداران سپاہ ملکہ مذکور وغیرہ کو بھی خوشی ہوئی ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خونخوار جادو تخت سحر سے اتر کر اپنے قصر میں داخل ہوئی عورتیں ملازم یہ کہتی ہوئی گروہ گروہ
دوڑیں کہ ملکہ عالم تشریف لائیں سنا ہے کہ لڑائی فتح کر آئیں طلسم کشا وغیرہ کو نیست و نابود کر آئیں
قابل تعریف کارنمایاں کر آئیں جب روبرو ملکہ کے آئیں سب نے باادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے
داخل قصر ہوکر تھوڑی دیر راحت پذیر ہوکر ایک نامہ بعد القاب و آداب اس مضمون کا بحضرت
جادو شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا کہ اے نور نظر پارۂ جگر اے ناز پروردہ من آگاہ ہو کہ میں نے
تیری خواہش و تحریر کے موافق دربند اول طلسم زلزلہ پر جاکر ایک دم میں طلسم کشا و لشکر طلسم کشا
کو ہلاک و قتل کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو باغیہ کو اسیر کر لیا اطلاعاً تجھ کو لکھا گیا غالباً عرضی حنظل جادو
مالک دربند اول سے بھی تمام حال جنگ و فتحیابی تجھ کو معلوم ہوا ہوگا اب آرام و راحت بے خوف و
خطر عیش و عشرت دنیا میں بسر کر ہمیشہ حکمران رہ فرمانروائی طلسم زلزلہ مدام تجھ کو نصیب ہو
زیادہ کیا لکھا جائے جب ایں مضمون نامہ لکھ چکی سرنامہ درست کر کے اپنی مہر سے مزین کر کے
ازلال جادو اپنے سپہ سالار کو طلب کر کے پہلے نامہ مذکور اس کو دیا بعدہٗ ایک تختی منقش
تحفہ جات طلسمی سے نکال کر اس کو دے کر کہا کہ اے ازلال جادو یہ نامہ میرا جلد جاکر بدست
جادو حاکم طلسم زلزلہ کو دینا اور جب وہاں سے اس طرف آنا تو اس تختی کو جا سے ابر سحر کو جو کہ
چھا رہے قصر پر کھینچا ہو دکھانا ایک در پیدا ہوگا اسی دروازے سے ہم تک آنا حالات دربار
شاہ طلسم بیان کرنا اور اگر برعکس اس تدبیر کے ہم تک آنا چاہے گا تو ہرگز نہ آسکے گا بلکہ تجھ کو ضرر
پہنچے گا سوا اس کے اس تختی کی یہ بھی تاثیر ہے کہ اگر صاحب اس تختی کا تخت چوبی یا زرین پر بیٹھ کر
بشرط پڑھنے سحر کے سوئے فلک بلند ہونا چاہے تو اس تختی کو اپنے کف دست راست پر رکھ کر
اور تختی کو سوئے فلک اونچا کرے فوراً تخت زمین سے بلند ہوکر بروئے ہوا مانند ابر رواں ہوگا
اور اگر کہیں بلندی سے بلائے زمین اترنا چاہے تو کف دست چپ پر رکھ کے نیچے کرے آہستگی سے اترے گا علاوہ اور بھی بہت سی باتیں
ہیں کہ ان کا بیان کرنا تجھ سے کچھ ضرور نہیں ہے اس کو بحفاظت اپنے پاس رکھنا کیونکہ تحفہ جات
طلسمی سے ہے دست بدست بزرگوں سے مجھ تک یہ تحفہ پہونچا ہے اور یہ تختی تجھ کو اس غرض سے
احتیاطاً دی گئی ہے کہ میری نشانی تیرے پاس رہے کوئی غیر مجھ تک نہ آنے پائے اور یہ ابر سحر
میں نے اپنے قصر پر بخیال خوف عیار طلسم کشا کیا تھا اور حنظل جادو کو مع اس کی اور نگہبان
جادو کے یہاں سے ایک منزل آگے درۂ کوہ و دامن دشت میں برائے اسیری عیار طلسم کشا
مقرر کیا تھا چنانچہ اب تک وہ دونوں اسی جگہ ہیں اب میں سب دشمنوں کو بلا ہلاک و
قتل کر کے آئی ہوں مجھ کو خوف باقی نہیں رہا ہے ان ساحروں کو وہاں سے بلالوں گی اور اس
تختی کے حالات کسی غیر سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ ایسی نایاب شے کو تجھ سے لے لے گا ازلال
جادو تمام تقریر اپنی مالکہ کی سن کے نامہ لے کر پوشاک نفیس درباری پہن کر نامہ کو اپنی دستار میں
رکھا اور تخت سحر پر بیٹھ کر سوئے دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا یہاں ملکہ زنبق سحر ساز مردار خونخوار
جادو نے بعد روانہ کرنے ازلال جادو کے بجائے خود خیال کیا کہ اے ملکہ ذرا اسے علم
کھانے پینے و بزم و عیش سے فراغت تو کر کہ دربند اول طلسم زلزلہ پر جنگ و جدال کے وقت طلسم کشا

اور عیار طلسم کشا بھی ہلاک ہوئے یا زندہ ہیں بظاہر تو کسی کو تو نے زندہ نہیں رکھا ہو سب کو اپنے
سحر سے قتل و ہلاک و اسیر کیا ہو یہ خیال کرکے تخلیے میں بعلم کہانت و بزور سحر پتلہ سحر سے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا دونوں ابھی تک زندہ ہیں جنگاہ سے دونوں کو ہنگام جنگ
ملکہ بہار گل پوش جادو و عجرین جادو لے گئے ہیں عیار طلسم کشا برائے عیاری یہاں آئے گا
وہی تیرا قاتل ہو جب یہ حال بعلم کہانت اور پتلہ سحر سے معلوم و ثابت ہوا ملکہ زربیق سحر ساز
مردار خوار جادو کو تردد ہوا طائر رنگ رخ اڑ گیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس
ابھی تک دشمنان قوی زندہ ہیں میں نے سخت دھوکا کھایا نامہ بھی بدست ازلال جادو روانہ
کر دیا کیا معلوم تھا کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا دونوں زندہ ہیں قتل و ہلاک نہیں ہوئے ہیں
ورنہ نامے میں حال قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا تحریر نکرتی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب حفاظت
اپنی جان کی کرنا ضروری ہے خوب ہوا کہ میں نے بقاعدہ کہانت اور پتلہ سحر جاری سے حال طلسم کشا
و عیار طلسم کشا دریافت کیا اور ابر سحر کو اپنے قصر پر سے دفع نہیں کیا اور طفیل جادو و
نگہبان جادو کو صحرا سے طلب نہیں کیا یہ تقریر بجائے خود کرکے بند و بست و انتظام اسیری
عیار طلسم کشا حسب دلخواہ کرکے یہ عہد کرکے اپنے قصر میں بیٹھی کہ تاوقتیکہ عیار طلسم کشا اپنے
قاتل کو اسیر و قتل نکر لوں گی اپنے اس قصر سے کہ زیر ابر سحر ہے اور جائے پناہ و امن ہے دشمن سے
ہرگز ہرگز کہیں نجاؤں گی کیونکہ چند روز گران میں خوف ہلاکت جان ہو یہاں تو ملکہ زربیق سحر ساز
مردار خوار جادو بخوف ہلاکت خود اپنے قصر میں کہ بالائے قصر ابر سحر ہے اور وہ ابر ایسا ہے کہ
کہ اس کے نیچے عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آجائے تو اس ابر کو چاک کی مانند گردش ہو دریافت
ہو جائے کہ عیار طلسم کشا آگیا ہے مگر اب حال ازلال جادو کا لکھا جاتا ہے کہ ساحر مذکور نامے لیے ہوئے
سیر دشت و کوہ کرتا ہوا بعد خوشی و خرمی راہ طے کرتا ہوا ایسے وقت میں روبروے شاہ طلسم زلزلہ
پہونچا کہ وہ مردہ دونا بکار بہزار خوشی و شادی تخت حکومت پہ بیٹھا ہوا تھا کوئی فکر و تردد رنج و
صدمہ اس کو نہ تھا عرضی حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ مشتمل فتحیابی و مشعر قتل و ہلاکت
طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ آچکی تھی بعد حیرت اطمینان ہو چکا تھا اس فتحیابی کے جشن کا ارادہ
تھا اہل دربار بھی بعد خوشی دربار میں بیٹھے ہوئے تھے سارق بن بقا و حنکان بھی دربار
میں موجود تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران ہوز سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ نے اپنا سر
اٹھا کر دیکھا ازلال جادو نے حسب قاعدہ سلام کیا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے
کہاں سے آیا ہے اس نے عرض کیا کہ اسم اس فدوی کا ازلال جادو ہے مقام گنبد سامری سے
آیا ہوں نامہ ملکہ زربیق سحر ساز مردار خوار جادو کا لایا ہوں انہیں کے لشکر کا سپہ سالار ہوں
شاہ طلسم نے اس کی یہ گفتگو سنکے نامہ طلب کیا اس نے نامہ دیا شاہ نے نامہ میر منشی کو دیکر
حکم دیا کہ آواز بلند پڑھ اور ازلال جادو کو باشارہ بیٹھنے کو کہا وہ موافق اپنے مرتبے کے دوبارہ
سلام کرکے بیٹھا میر منشی نے حسب الحکم باواز بلند نامہ مذکور اول سے آخر تک پڑھا شاہ طلسم
زلزلہ تمام و کمال عبارت نامہ سنکے بے حد اپنی دلدہی کی تعریف و ثنا کرکے خوش و خرم ہوا یقین
کامل ہو گیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و مردمان لشکر طلسم کشا قتل و ہلاک ہو گئے کوئی زندہ
نرہا عرضی حنظل جادو کے آنے سے ہی یقین ہوا تھا اب یقین کامل ہو گیا کہ طلسم کشا وغیرہ

سب قتل ہو گئے کوئی باقی نہیں رہا صرف ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو زندہ رہی اُس کو اسیر
کر لیا بعد یقین کامل ہونے کے از حد خوش ہو کر تاج شاہی کو اپنے سر پہ کج کر کے اہل دربار سے
مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے اہل دربار با دولت والے بندگان نیک سیرت آگاہ ہو کہ اب
ہمکو اطمینان تمام حاصل ہوا تردد دفع ہو گیا طلسم ہمارا اب طلسم کشا سے محفوظ رہا طلسم کشا کو مع
اُس کے لشکر کے ہماری جدہ نے ایک دم میں قتل کیا لوح طلسمی کو بیکار کر دیا جیسا کہ تم سب نے
ایسی عبارت نامہ سے تمام حال جنگ سنا اب ہمکو مناسب ہے کہ اس خوشی کا جشن عظیم کریں یہ کہکر
اشتقاق جادو اپنے وزیر دوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جلد سامان جشن عظیم کر
اور انجات نام بنام ساحران معزز طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کر سب کو اس جشن کی شرکت میں
طلب کر از انجملہ تمامی مالکان دربند خصوصاً حنظل جادو کو بھی طلب کر گنتی ہزاران خلعت کی ہزار ہا
فراہم و مہیا کر ارباب نشاط کو طلب کر بزم عشرت ایسی آراستہ کی جائے کہ کبھی کسی نے ایسی
نہ دیکھی نہ سنی ہو بالفعل گنتی خلعت کی واسطے ازلال جادو نامہ والے کے طلب کر وزیر مذکور نے
حسب الحکم گنتی خلعت طلب کر کے حکم شاہ طلسم سے ازلال جادو کو خلعت دیا وہ خلعت سے
مخلع ہو کر خوش ہو کر تسلیم بجا لایا شاہ طلسم زلزلہ نے ایک نامہ اپنی جدہ ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کو متضمن شکریہ و احسان عظیم لکھوا کر سرنامے کو اپنی مہر سے مزین کر کے
حوالے ازلال جادو کر کے اُسے رخصت کیا وہ نامہ شاہ طلسم سے لیکر خلعت فاخرہ پہن کر
تسلیم بجا لا کے پشت بحر پر سوار ہو کر سوے گنبد سامری روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
لکھا جائے گا بیان اشتقاق جادو نے شاہ طلسم سے عرض کیا کہ فدوی حسب الحکم سامان
جشن کرے گا چند روز کے بعد بزم عشرت آراستہ کی جائے گی فی الحال پروانے اور رقعے
مالکان دربند و حاکمان قلعہ و دریا و صحراے طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کیے جاتے ہیں سوا ان کے
جسقدر معزز ساحران طلسم ہیں اُن کو بھی پروانے ارسال کیے جائینگے ایک نامہ حضور کی
طرف سے ملکہ عالم جدہ حضور کو بھی متضمن شرکت جشن فتح جنگ و خوشی قتل طلسم کشا وغیرہ
ارسال کیا جائے گا اُن کا تشریف لانا اور شریک جشن ہونا ضرور ہے شاہ طلسم نے کہا کہ
بیشک جدہ کا آنا اس جشن میں ضروری ہے یہ جشن عظیم تیری راے اور تیرے حسن انتظام پر
موقوف ہے بعد دو چار روز کے بزم عشرت آراستہ کی جائے اس دو چار روز کی مدت میں
انتظام و اہتمام و سامان ضروری کر وزیر نے عرض کیا کہ یہ خانہ زاد ایسا ہی کرے گا اشتقاق جادو
حسب الحکم شاہ طلسم زلزلہ کار بند ہوے پر کمر باندھے ہوے مگر اب حال ساریق بن بقا و چنگان
سنو لکھا جاتا ہے کہ جب زبانی شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ عرضی حنظل جادو و عبارت نامہ جدہ شاہ طلسم سے
معلوم ہوا کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ مع اپنے لشکر ساحران کے میدان جنگ میں قتل ہو گیا تو
ساریق بن بقا و چنگان کو بعد بے حد خوشی کے نہایت حیرت ہوئی علی الخصوص چنگان
کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی آخر تاب ضبط نہ لا کر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ
ساحران جہان با وجود اس کے کہ عرضی حنظل جادو کی اور نامہ آپکی جدہ کا آیا اور دونوں کی
عبارت سے یہ ظاہر ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و لشکر طلسم کشا ہنگام جنگ قتل ہو گیا مگر
مجکو یقین نہیں ہے کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا یہ دونوں قتل ہوے ہوں کیونکہ یہ اہل اسلام

بیشتر واکثر تو نا جانتے ہی نہیں ہیں نہایت سخت جان ہوتے ہیں کسی طرح دشمن کے ہاتھ سے قتل
ہی نہیں ہوتے ہیں ہان زخمی ہوتے دھوکے سے اسیر ہو جاتے ہیں ان کا لشکر مبتلائے بلا
ہو جاتا ہی مگر صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور کر دیا اُن کا جیا ہمکار کہ نسل خواجہ عمرو
کا مدار ہے یہ دونون ہرگز ہرگز قتل نہ ہوئے ہونگے ان کو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا یہی اپنے ہزارون
دشمنون کو قتل کرکے ہین میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طلسم کشا صاحب لوح طلسمی پر سحر نے کیونکر
تاثیر کی اگر کوئی یہ جواب دے کہ لوح طلسمی تو ساکنان طلسم پر غالب ہی ساحران غیر مقام پر غالب
نہیں ہی اور نہ اُن کے باب میں کچھ ہدایت کر سکتی ہی تو اس قول کو ہم تسلیم کرکے یہ جواب معقول
دے سکتے ہین کہ سحر کسی ساحر کا ہو لوح طلسمی پر کارگر غالب آ نہیں سکتا ہی لوح طلسمی کو بیکار
نہیں کر سکتا ہی نہ طلسم کشا کو بحالت موجودگی لوح طلسمی ہلاک کر سکتا ہی اگرچہ کیسا ہی ساحر
زبردست ہو بس اے شہنشاہ اس خبر کو اور تحریر عبارت عرضی و نامہ کو صحیح نہ جاننا چاہیے اور
خوشی قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا کا جشن نہ کرنا چاہیے پہلے بخوبی دریافت کر لینا لازم ہی شاہ طلسم
نے جواب دیا کہ اے ملک جی کیا تقریر غلط نہ کرتے ہو مجکو یہ یقین نہیں آتا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا
دونون معہ لشکر کے قتل ہو گئے کیا حنظل جادو اور ہماری جدہ نے جھوٹ لکھا ہی سحر نگان
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کبھی طلسم کشا بحالت موجودگی لوح طلسمی کسی ساحر کے سحر سے
قتل و ہلاک و مردہ ہو نہیں سکتا لوح طلسمی پر کبھی سحر بخوبی غالب نہیں آ سکتا حنظل جادو اور
حضور کی والدہ نے جو لکھا ہی وہ بظاہر لکھا ہی دراصل و درحقیقت طلسم کشا و عیار طلسم کشا قتل
نہوے ہونگے انھون نے حضور کو دھوکے سے لکھا ہی ضرور ان کو کوئی ان کا دوست میدان
جنگ سے لے گیا ہوگا بیشتر وقت بد میں اہل اسلام کے دوست زمین و آسمان سے پیدا
ہو جاتے ہیں کسی نہ کسی طرح ان کی جان بچاتے ہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور کر دیا کو بھی کوئی ان کا دوست جنگاہ سے اٹھا لے گیا ہوگا ضرور ایسا ہوا ہی میں نے خود
دیکھا ہی شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ ملک جی ہمکو تو یقین کامل ہو گیا ہی کہ طلسم کشا وغیرہ سب
قتل ہو گئے ہیں مگر اگر اس کا یقین نہیں ہی تو سنو یہ تمھاری عقل کا قصور ہی سحر نگان نے عرض کی
کہ اے شہنشاہ دیکھیے گا یا سن لیجیے گا کہ بعد چند روز کے طلسم کشا و عیار طلسم کشا کی زندگی
کی خبر آئیگی اسوقت یہ خوشی حضور کی مبدل بہ غم ہو جائیگی بجائے خود کہیے گا کہ سحر نگان
سچ کہتا تھا اور اگر میں ایسے وقت میں دربار میں بیٹھا ہونگا تو حضور کو سلام کرونگا شاہ طلسم
نے یہ تقریر سنکے اس کی طرف سے منھ پھیر لیا یہان تو شاہ طلسم نے حکم آراستگی بزم عشرت
وزیر کو دیا ہی وہ سامان جشن خوشی قتل طلسم کشا وغیرہ کر رہا ہی اس کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہی
اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کر دیا یار نامدار طلسم کشا کے
طلسم زلزلہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور کر دیا کو جنگاہ سے لیکر روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور ایک درہ
کوہ میں یا دامن صحرا لا کے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ موصوف نے متفق
ہو کر جب بہت کچھ فکرین اور تدبیرین کین تو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہوش آیا
آنکھیں کھولین خواجہ نے پوچھا مزاج کیسا ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے برادر کیا کہون

اب تک قلب وجگر سینے مین تپان وسوزان ہی ایک آگ سی لگی ہی اسی وجہ سے بات کرنا دشوار
ہی روح کو راحت نہین ہی ضعف بھی زیادہ ہی اسلئے تقریر مین نظر لوح طلسمی پر پڑی دیکھا کہ وہ
مائل بسیاہی ہی اسما و نقوش اُس کے نظر نہین آتے ہین اسوقت صاحبقران کشورستان نے
خواجہ طیفور گردیا و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے پوچھا کہ اس لوح طلسمی کی
درستی کیونکر کی جائے کیا فکر وتدبیر کی جائے جس سے بدستور قبل یہ روشن ہو سب نے بعد فکر و
غور عرض کیا کہ آپ نے ایک روز فرمایا تھا کہ صحرا مین ایک درویش نے ایک تعویذ دے کر کہا تھا
کہ اس کو اپنے بازو پر باندھو اگر کوئی کار ضروری ہو اور چارہ طلب کرنا مقصود ہو تو اس تعویذ کو
زیر سنگ دبانا یا گرمی آتش یا گرمی دہن پہونچانا ہم فی الفور تمہارے پاس آئین گے پس اسی تعویذ کو
اسوقت اپنے بازو سے کھول کر کسی طور سے اُس کو گرمی پہونچایئے تلکہ وہ درویش ذی کمال
یہان آئے اُن سے اس لوح طلسمی کی بابت پوچھیے جو کچھ وہ کہے اُس پر عمل کیجیے صاحبقران
نے رائے بحرین جادو و خواجہ و ملکہ بہار گل پوش جادو کی پسند کرکے اس تعویذ کو اپنے بازو
سے کھول کر آتش بہم پہونچا کر حرارت آتش اُس کو پہونچائی فی الفور دیکھا کہ وہ درویش اپنے اسی
بوریے پر جس پر بیٹھا ہوا عبادت خدا کرتا تھا بیٹھا ہی بوریہ ہوا پر معلق و قائم ہی راہ دور و دراز
طی کرکے بکرامت آیا ہی صاحبقران نے بعد سلام کہا کہ مین نے آپ کے یہان تشریف لانے سے
دولت سرفرازی حاصل کی باعث تکلیف دینے کا اور طلب کرنے کا یہ ہی کہ یہ لوح طلسمی مائل
بسیاہی ہو گئی ہی درویش مذکور نے پوچھا کہ باعث اس کی سیاہی کا کیا ہوا ہی صاحبقران نے
تمام حال ملکہ زمبیق سحر ساز مردار خوار جادو کے آنے کا اور لڑنے کا اور اُس کے پھونکنے دو
دھوان دہن سے بدبو و غلیظ پیدا ہونے دماغ پریشان ہو کر بیہوش ہونے کا اور لوح کے
سیاہ ہونے کا بیان کیا درویش موصوف نے ایک اسم اعظم الٰہی تعلیم کرکے کہا کہ اس اسم کو
ایک چلہ باکم با وضو پڑھو اسوقت تک کہ لوح طلسمی روشن ہو اور بیتابی و سوزش تمہارے
قلب وجگر کی دفع ہو اور اس اسم اعظم الٰہی کو ہر روز ہزار مرتبہ پڑھ کر سوے سینہ و لوح پھونکو
ببرکت اسم اعظم الٰہی قلب وجگر سے تمہارے التہاب و سوزش اور لوح طلسمی سے سیاہی دفع
ہو جائے گی بدستور اول روشن ہو جائے گی یہ کہکر رخصت ہو کر اپنے مسکن عبادت کی طرف
روانہ ہوا سب نے دیکھا کہ بوریہ اُس درویش کا مانند بساط حضرت سلیمان کے ہوا پر سرعت
تمام جاتا ہی درویش کچھ پڑھ رہا ہی تھوڑی دیر تک سب درہ کوہ سے نکل کر درویش کو دیکھتے
رہے بعدہ بوریہ مع درویش نظر سے نہان ہوا بحرین جادو نے کہا کہ یہ فقیر کیا خوب
صاحب کمال ہی کہ اپنے بوریے پر مانند تخت سحر کے بیٹھا ہوا ہی بوریہ راہ طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ تخت کی بوریہ درویش مذکور کے آگے کیا حقیقت ہی
یہ فرما کر درہ کوہ کے اندر آئے بعد وضو کرنے کے اُسیوقت سے وہی اسم اعظم الٰہی پڑھنا اور
اپنے سینہ و لوح پر پھونکنا شروع کیا مصروف عمل خوانی ہوئے خواجہ طیفور گردیا نے خدا کی
قسم کھا کے کہا کہ تا وقتیکہ ملکہ زمبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل و ہلاک نکر دون گا مجھے چین
نہ آئے گا مین نسل خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری سے ہون انہون نے بڑے بڑے ساحرون کو
مارا ہی مین بھی ساحرہ مذکورہ کو بغیر ہلاک کیے نہ رہون گا یہ کہکر بحرین جادو و ملکہ بہار گلپوش جادو

ت کہا کہ تم تو خدمت صاحبقران میں رہو میں جاتا ہوں ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کو اگر
جا کر بیاری نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا اس نے تمام لشکر ساحران کو قتل و ہلاک کیا ہے ملکہ وبدیہ سحر ساز
جادو گر کو نہیں معلوم قتل کیا ہے یا اسیر کر کے لے گئی ہے لوٹ لاشی کو بخت ساحرہ مذکورہ نے اپنے
دود دہن سے سیاہ کر دیا ہے اگر تم دونوں مجھکو اور صاحبقران کو جگا کے یہاں نہ لاتے تو
نہیں معلوم کیا انجام ہوتا یہ کہکر صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہو کر بصورت ساحر رنگ وروغن
سے بنکر اعانت خدائے بحر و سالار کے درہ کوہ سے نکل کر ایک سمت روانہ ہوا اور بسرعت تمام
ایسے شاطری مارتا ہر طرف دیکھتا سیر کرتا راہ دشت و بیابان طے کرتا ہوا ایک صحرا میں پہنچا
دیکھا کہ درہ کوہ میں ایک عابد درویش صورت بیٹھا ہوا عبادت خدا میں مصروف ہے چہرہ اس کا
نورانی ہے پیشانی پر نشان سجدہ ہے وہ نشان سجدہ مانند ستارے کے نمودار رہا ہے چند درندے
گرد و پیش بیٹھے ہیں خواجہ نے اس عابد کے پاس جانے کا ارادہ کیا ان درندوں نے قصد حملہ
کرنے اور ایذا رسانی کا کیا اس وقت اس عابد سحر انگیز نے ان درندوں کو آواز بلند یوں
ایذا رسانی سے منع کیا کہ اے شیر و گرگ و خرس وغیرہ یہ شخص ہمارا دشمن نہیں ہے اہل حاجت سے
ہے اس کو ہمارے پاس آنے دو ایذا رسان ہو خبردار اپنے ارادے سے باز رہو راہ دو کہ یہ
بندہ خدا ہمارے پاس آئے بمجرد اس کہنے کے وہ درندے ڈر کے دور ہٹ گئے عابد نے
باواز بلند کہا کہ اے خواجہ طیفور بے کھٹکے چلا آ اگر ہمارے پاس آنا چاہتے ہو تو آؤ اب یہ درندے تمہے
ضرر نہ پہنچائیں گے خواجہ عمدہ لے عابد کے آگے آپ کے روبرو گئے باادب سلام کیا اس نے بالائے
فرش سنگ کہ جس پر خود بیٹھا ہوا تھا بیٹھنے کو کہا خواجہ بیٹھے بعدہ کہا کہ آپ بھی اولیائے خدا
سے ہیں یہ میرے نام سے آگاہ ہوگئے حالانکہ میں بصورت ساحر ہوں لیکن آپ نے مجھے پہچان لیا
یقین ہے کہ آپ میرے مطلب سے بھی آگاہ ہوگئے ہونگے راہ دور و دراز سے یہاں تک آیا ہوں
ایک حاجت رکھتا ہوں یہ تو فرمایئے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے کب سے آپ یہاں برائے عبادت
الٰہی بیٹھے ہیں کیونکر یہاں صورت بسر اوقات ہوتی ہے اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہے عابد موصوف
نے جواب دیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام ہمارا منصور روشن ضمیر ہے چالیس سال سے ترک آبادی
وامور دنیا کر کے یہاں آ کر بیٹھے ہیں یہ درندے حکم خدا سے ہماری حفاظت کرتے ہیں آب و طعام
من جانب اللہ شب و روز پہونچتا ہے خداوند عالم روزی رسان ہے وہ یہیں اسی صحرا میں آب و
طعام پہونچتا ہے شکر ہے خدا کا کہ نہایت راحت و آرام سے زندگی بسر ہوتی ہے اے خواجہ اولیائے خدا
سے ہونا بہت مشکل ہے خداوند عالم اپنی عنایت سے ہمکو شاید اپنے دوستوں میں شمار کر لے ہماری تو
یہ لیاقت نہیں کہ دوست خدا ہوں ہاں ذکر خدا کیا کرتے ہیں اس قدر صفائی قلب حاصل ہوگئی ہے
کہ ہم تمہارے نام سے اور ارادے سے آگاہ ہوگئے تم ایک ساحرہ مسماۃ ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کے قتل کرنے کو جاتے ہو مرتبہ تمہارا ابھی بڑا ہے ترقی دین اسلام میں کوشش
کرتے ہو یہاں واسطے اعانت کار مذکور کے آئے ہو ہم تمہاری حاجت کے بارے میں
کچھ اعانت نہیں کر سکتے الا ہدایت کرتے ہیں کہ یہاں سے دور تمکو ایک درویش صاحب کمال
ملے گا اس سے تمہارا مطلب حسب دلخواہ بر آئے گا بس اب جاؤ ہمیں ذکر خدا میں مصروف
ہونے دو خواجہ منصور روشن ضمیر عابد سے رخصت ہو کر درہ کوہ سے نکل کر جس طرف اس نے

تنہا یا تنہا وہ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں مخلوقات خدا پر نظر کرتے ہوئے قدرت و شان الٰہی کا مشاہدہ
کرتے ہوئے حمد و ثنائے الٰہی زبان پر جاری کرتے ہوئے ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ دامن کوہ
میں سامنے درہ کوہ کے ایک طفل نو دس برس کا بیٹھا ہوا کھیل رہا ہے گھروندا بنا رہا ہے اور
بگاڑ رہا ہے خود ہی یہ باتیں کر رہا ہے کہ یہ گھروندہ ہمارا خوب نہیں بنا ہے یہ بنانا چاہیے ایسا اچھا
گھروندا بناؤں کہ بگاڑنا نہ پڑے خواجہ اُس طفل حسین کو دور سے دیکھا باتیں پیاری پیاری اسکی
سنکے بھولی بھولی صورت اُس کی دیکھکر رحم کھا کر دل میں خیال کرنے لگے کہ نہیں معلوم یہ طفل حسین
کس کا فرزند ہے اس صحرائے ناپیدا کنار میں کیونکر آگیا ہے اس کے مادر و پدر کس قدر اس لڑکے سے
غافل ہوئے کہ یہ کھیلتا ہوا اس صحرا میں چلا آیا شاید آبادی یہاں سے قریب ہے اگر دریافت
کرنے سے نام اسکے مادر و پدر کے معلوم ہو جائیں اور مقام رہنے کا دریافت ہو جائے
تو اس لڑکے کو اس کے والدین کے پاس پہونچا دینا چاہیے خالی از ثواب و خوشنودی خدا نہ
ہوگا ورنہ اس لڑکے کو کوئی درندہ یا گزندہ صحرا ضرر پہونچائے گا بیچارہ مر جائیگا والدین کو
اس کی جدائی کا بیحد صدمہ ہوگا یہ خیال کرتے ہوئے قریب اس کے آئے دیکھا کہ وہ طفل
لباس پاکیزہ و سفید پہنے ہے کلاہ زرین اُس کے سر پر ہے پہنے طلائی دونوں کانوں میں ہیں
ناک میں بلاق زر ہے یہ ریگ صحرا جمع کرکے گھروندا بنا رہا ہے ادھر ادھر دیکھتا بھی جاتا ہے کبھی کبھی
گاہ با آواز بلند باتیں بھی کرتا ہے خواجہ نے اس کے نزدیک تر جاکے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا کیا نام
ہے مکان تیرے ماں باپ کا کہاں ہے یہاں صحرا میں تیرا آنا کیونکر ہوا والدین نے تیرے تیری طرف
سے بڑی غفلت کی کہ تو بہکتا ہوا اس صحرا میں چلا آیا اُس طفل حسین نے گفتگوئے خواجہ
سنکے زمین سے اٹھکر بغور خواجہ کو دیکھکر کہا کہ اے شخص تو کون ہے کیوں نام میرا اور میرے
والدین کا پوچھتا ہے کیا میرا اسباب و زیور لوٹے گا تیری صورت و تقریر سے ایسا ثابت
ہوتا ہے کہ تو کوئی مکار و راہزن ہے عجب نہیں کہ تو عیار ہو رنگ و روغن سے صورت ساحر بنا ہو
اگر درحقیقت عیار ہے تو نام تیرا طیفور گرد یا ہوگا ہے کہ تیرا نام طیفور گرد یا ہے خواجہ یہ تقریر
اس کی سنکے سمجھ گئے کہ دراصل یہ لڑکا نہیں ہے کوئی ساحرہ ہے تیری گرفتاری کے واسطے یہاں
بیٹھا ہے تیرا نام مجھ سے دریافت کرتا ہے لہذا اس کے شر سے بچنا چاہیے اور کسی حکمت سے اس کو
اسیر کرنا چاہیے یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ درہ کوہ سے ایک عورت ادھیڑ لباس کثیف پہنے
ہوئے مو پریشان نکل آئی اور اس لڑکے سے آواز بلند پوچھا کہ کیوں اے فرزند کیا ہے کس سے باتیں
کرتا ہے کیا وہی عیار ہے جس کے گرفتار کرنے کا حکم ملکہ [illegible] جادو نے دیا ہے طفل نے
جواب دیا کہ اے مادر مہربان بظاہر تو یہ شخص ساحر ہے لیکن اس کی تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ وہی عیار مکار ہے کہ جس کے گرفتار کرنے کو ہم اور آپ کو ملکہ عالم نے مقرر کیا ہے اس ساحرہ
نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کرکے خبردار جانے نہ دے میں بھی آتی ہوں اپنے
سحر میں ہی اسیر کرتی ہوں یہ کہکر اسمائے سحر زبان پر جاری کرتی ہوئی چلی لڑکا بھی اپنی
مادر سے سنکے سحر خوانی میں مصروف ہوا خواجہ نے یہ رنگ دیکھکر جلد تر گلیم زنبیل سے
نکال کر اوڑھ لی اس اثنائے میں وہ ساحرہ قریب اس طفل کے آئی پوچھا کہ وہ شخص کہاں
گیا اُس نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان عجب ہے کہ میں تمہارے سنکے سحر پڑھنے میں

مصروف ہوا تھا چاہا تھا کہ اُس کو گرفتار سحر کرلوں یکایک وہ نظر سے غائب ہو گیا نہیں معلوم
کہاں چلا گیا غرق زمین ہو گیا یا سوے فلک سحر مخفی کرکے چلا گیا ساحر صورت تو تھا ہی مجھ سے اور
آپ سے ڈر کر بھاگ گیا ساحرہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے فرزند تو نے اُس کے گرفتار
کرنے میں تاخیر کی غضب کیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر یہ معلوم نہوا کہ وہ کون تھا در اصل وہی
عیار مکار تھا یا کوئی ساحر تھا اب تجھکو لازم ہے کہ جو کوئی مردوں سے تیرے سامنے آئے اُسے
بے تامل اسیر سحر کر لینا طفل نے کہا کہ اب ایسا ہی کروں گا واقعی میں نے اُس کے اسیر کرنے میں
اتنی دیر کی کہ وہ غائب ہو گیا نہیں معلوم کہاں گیا چلیے اس صحرا میں تلاش کریں شاید کہیں مل جائے
تو اُس کو گرفتار کر لیں اور ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے پاس لے جائیں خلعت و انعام
پائیں یہ سُنکے اُس کی والدہ مع اپنے فرزند کے واسطے تلاش کے چلی دونوں ہر طرف صحرا میں ڈھونڈھنے
لگے خواجہ طیفور گرد پا نے اُن مادر و پسر کی گفتگو سُنکے دل میں کہا کہ خیر اے نابکار و دیکھا
جائے گا یہ باتیں اپنے دل میں کرکے ایک جانب واسطے انصرام ایک تدبیر کے گئے ہنوز وہ طفل
مع اپنی مادر کے تلاش ساحر مذکور میں چار طرف درمیان صحرا پھر رہا تھا کہ ناگاہ سامنے سے ایک
ضعیفہ نہایت سن رسیدہ کوزہ پشت سفید مو عصا در دست دوسرے ہاتھ میں ایک دونا لیے
ہوئے اُس پر ایک پتہ ڈھاک کا ڈھکا ہوا ہلتی ہوئی جا بجا ٹھہرتی ہوئی دم لیتی ہوئی خود بخود
یہ کہتی ہوئی کہ شکر ہے میری مراد بر آئی دل ٹھنڈا ہوا صدمہ و رنج دفع ہوا قریب اُس لڑکے کے
آئی کہا کہ اے لڑکے یہ شیرینی لے تو بھی طفل نابالغ ہے کئی بچوں کو میں نے مٹھائی دی ہے تو بھی
تھوڑی سی کھا لے مادر طفل مذکورہ نے پوچھا کہ اے بڑی بی یہ مٹھائی کیسی ہے کیوں میرے
فرزند کو دیتی ہو تمھارا نام کیا ہے اس صحرا میں تمھارا آنا کیونکر ہوا ضعیفہ نے جواب دیا کہ میرا نام
مخشا ہے یہی لڑکا میرا سوے گنبد سامری گیا تھا ایک مدت سے مجھ سے جدا ہو گیا تھا آج وہ
آکر مجھ سے ملا ہے میں نے عہد کیا تھا کہ جب میرا فرزند مجھ سے ملے گا بنذر خداوند شیرینی لڑکوں
وغیرہ کو کھلاؤں گی کئی بچوں کو تھوڑی تھوڑی مٹھائی دے آئی تھوڑی سی مٹھائی تمھارے
لڑکے کے واسطے لے کر آئی ہوں یہاں سے تھوڑی دور آگے کچھ آبادی ہے چھوٹا سا پرگنہ ہے
اُسی پرگنے میں رہتی ہوں تم بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہے اس صحرا میں مع اپنے فرزند کے کیوں
ادھر اُدھر پھر رہی ہو اس قدر کیوں گھبرائی ہوئی ہو خیر تو ہے مادر طفل نے کہا کہ اے ضعیفہ نام
میرا املباسے جادو ہے اور میرے اس فرزند کا اسم آفت جادو ہے ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کے ہم دونوں ملازم ہیں اُس نے ہمکو اس درہ کوہ میں بغرض گرفتاری
عیار طلسم کشاے طلسم زادہ مسمی خواجہ طیفور گرد پا کے مقرر و معین کیا ہے قبل دو ساعت
ایک شخص ساحر صورت اس طرف آیا تھا میرے اس فرزند سے پوچھتا تھا کہ تیرا نام کیا ہے اور
والدین تیرے کہاں رہتے ہیں اس صحرا میں کیوں بیٹھا ہوا ہے اس طفل نے اُس سے کہا کہ
تم کون ہو نام میرا اور میرے والدین کا کیوں پوچھتے ہو کیا میرا زیور لینے آتا ہے یہ کہکر اس
لڑکے نے مجھکو پکارا میں نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کر لے شاید یہ وہی عیار مکار
ہے جس کی گرفتاری کے واسطے ملکہ عالم نے ہمکو یہاں مقرر کیا ہے ہنوز یہ فرزند دلبند میرا مصروف
سحر خوانی تھا کہ وہ شخص نظر سے غائب ہو گیا زیادہ دو ساعت کا گذرا ہے کہ ہم پسر و مادر دونوں

اسی کو صحرا میں ڈھونڈھ رہے ہیں کہیں اُس کا پتہ نہیں ملتا ہو نہیں معلوم وہ کہاں چلا گیا یقیناً وہ عیار
مکار تھا ضعیفہ نے جواب دیا کہ اے بلا ب جادو شکر کرو کہ جو بلا آئی تھی وہ ٹل گئی تمھارا ان کا
آفت سے محفوظ رہا خوب ہوا کہ وہ شخص چلا گیا ورنہ تمھارے فرزند کو مار ڈالتا ریو ہاتھ لگا لیتا تقدیر
تمھاری اچھی تھی کیونکہ بقول شیخ ع - بر سید رہ و بد بلا ہے ولے بخیر گذشت - اب اس صحرا میں ان کی جستجو مکرو
جاؤ بیٹھو یہ کہکر دو ڈلیاں برفی کی دونے سے نکال کر اس طفل یعنی آفت جادو کو دیں اور یہ بھی
بلا ب جادو سے کہا کہ تم بھی ذرا سی مٹھائی کھاؤ یہ کہکر دو ڈلیاں شیرینی فرزند کو بھی اس کو بھی
دیں فرزند و مادر نے وہ مٹھائی اسی جگہ کھائی خوش ذائقہ جو معلوم ہوئی آفت جادو نے
کہا کہ اے بڑھیا اور مٹھائی کھلا کیا اچھی مزے کی مٹھائی ہے ضعیفہ نے کہا کہ لے لڑکے اب دو
ڈلیاں اس دونے میں اور رہ گئی ہیں یہ واسطے بہنے اور اپنے فرزند کے رکھی ہیں خیر تمہیں
کھا لو یہ کہکے وہ دو ڈلیاں بھی دیدیں ایک ڈلی آفت جادو نے کھائی اور دوسری
بلا ب جادو نے نوش کی بعد ایک لمحے کے آفت جادو نے کہا کہ یہ مٹھائی کیسی تھی کھاتے ہی
سینے میں آگ لگا دی سر میں درد ہونے لگا بلا ب جادو نے بھی یہی کہا ضعیفہ نے ہنسکر کہا کہ یہ
مٹھائی نہایت نفیس و عمدہ تھی اُس نے گرمی کی ہو ذرا تم دونوں ٹہلو ہوا سے سر درد کم ہو گا اور
سوزش سینہ دفع ہو جائے گی بلا ب جادو و آفت جادو دونوں نے ارادہ ٹہلنے کا کیا
جیسے ہی قدم اُٹھایا سر کو گردش سی ہوئی آنکھوں میں اندھیرا آیا چکرا کر دونوں زمین پر گرے
بیہوش ہو گئے ضعیفہ نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گرد باد اور آفت جادو و بلا ب جادو تم
دونوں نے غضب ہی کیا تھا مجھکو گرفتار کرنا چاہا تھا اگر میں نجات نہ پاتا اور گرہ ہوتا تو یقیناً اسیر
ہو جاتا تم دونوں مجھکو گرفتار کرکے پاس ملکہ زنبیق سحر ساز مرد افگن جادو کے لے جاتے
خلعت و انعام پاتے وہ ظالمہ مجھکو قتل کر ڈالتی تھے تو میرے گرفتار کرنے کی فکر کی تھی میں نے
تمھارے قتل و اسیر کرنے کی کیسی تدبیر کی خوب تھے مفت کی مٹھائی کھائی بڑی مزے کی
معلوم ہوئی دوبارہ مانگ کر دو ڈلیاں برفی کی زہر مار کیں میرا نقصان کیا اب نقصان شیرینی
کی عوض میں تمھاری جان کا نقصان کیا جائے گا یا سزا لے اسیری دی جائے گی یہ نعرہ کرکے
خنجر کمر سے کھینچکر ارادہ قتل کرنے کا کیا دفعتاً خیال کیا کہ اگر ان ساحروں کو قتل کر ڈالا تو خبر
ان کے مرنے کی ملکہ زنبیق سحر ساز مرد افگن جادو کو پہنچے گی لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ
ان کو داخل زنبیل کر لینا چاہیے یہ خیال کرکے ان دونوں کو اُٹھا کر داخل زنبیل کیا بعد اس کے وہاں سے
بصورت مبدل آگے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب کم آبادی ایک
درویش قوی الجثہ خاکستری لباس کو پوست آہو پر ویرانے میں بیٹھے ہوئے دیکھا گرد اُسکے
چند اشخاص بہ ادب بیٹھے تھے ہر ایک اپنی اپنی حاجت اُس سے بیان کر رہا تھا درویش مذکور
سرخ تہبند باندھے ہوئے پوست آہو پر تو وہ خاک پر بیٹھا ہوا ہر ایک کی تقریر سن رہا تھا
خواجہ موصوف نے بصورت مبدل نزدیک اُس درویش کے جا کر با ادب سلام کیا اُس نے
جواب سلام دے کر کہا کہ بابا بیٹھ جا آرام پذیر ہو راہ دور و دراز سے آیا ہے خستہ و ماندہ ہو گیا
ہو راحت سے تھوڑی دیر بیٹھ خواجہ روبرو اُس کے بیٹھ گئے بعد بیٹھنے کے دیکھا کہ درویش
مذکور مال و پیسے اکثر اشیاء رکھتا ہے کرسی زنجیر نقرئی وغیرہ بیٹھے ہیں چوپاؤں کی قسم سے

گاے بکری گھوڑے بھی بندھے ہیں چند مرید اُس کے اُس سے علیحدہ بیٹھے ہیں کاروبار میں
مصروف ہیں غرض خواجہ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر مالدار ہے مال و اسباب اس کا لے لینا
چاہیے یہ خیال کرکے شیشہ و ساغر قریب اُس کے رکھا ہوا دیکھ کر عقل سے دریافت کیا کہ یہ
درویش شاید مے خوار ہے اس کو شراب پلانا چاہیے یہ تجویز کرکے ایک شیشہ پر از شراب گلرنگ
مع ساغر کمال گرمجوشی سے پیش کیا درویش نے پوچھا کہ یہ کیا ہے خواجہ نے کہا کہ یہ شراب تند و تیز ہے
بطریق نذر و تحفہ آپ کے واسطے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ مے گلرنگ آپ بھی نوش کیجیے اور
ان سب کو بھی پلایے ہدیہ میرا قبول فرمایے وہ مرد درویش تقریر خواجہ ممدوح کی سنکے مسکرا کر
گویا ہوا کہ کیوں اے خواجہ طیفور کر دیا تم نے شراب بیہوشی آمیز پلا کے بیہوش کرکے مال و اسباب
ہمارا لوٹنا چاہتے ہو بصورت مبدل یہاں تم آئے ہو نہیں جانتے ہو کہ یہ فقیر روشن ضمیر ہے خواجہ
نے نادم و منفعل ہوکے سر جھکایا بعد ازان کہا کہ میں آپ کو آزماتا تھا آپ کی کرامت و کمال کی
آزمائش کرتا تھا بھلا میں آپ کے مال و اسباب کو کیا لیتا اس آزمائش سے دریافت ہوگیا کہ
بیشک آپ صاحب کمال ہیں درویش سورت منصور روشن ضمیر عابد صحرا نشین نے مجھے خبر
دی تھی کہ یہاں سے آگے ایک درویش صاحب کمال و کرامت سے ملاقات ہوگی حاجت تیری
اُسی درویش سے بحکم خدا بر آئے گی پس میں نے یہاں آکر آپ کے کمال کی آزمائش کرنی چاہی
تھی درحقیقت آپ کے صاحب کمال و کرامت ہونے میں شک نہیں ہے مجھے امید قوی ہے کہ میرا
مدعاے دلی آپ کی توجہ سے بر آئیگا جب آپ ایسے روشن ضمیر ہیں کہ مجھے آگاہ ہوگئے تو میرے
مطلب دلی سے بھی آپ ماہر ہوگئے ہونگے درویش نے ایک لمحہ سر جھکا کر جواب دیا کہ ہاں
تیرے مدعاے دلی سے بعنایت و فضل خدا یہ بینوا آگاہ ہوگیا ہے مطلب دلی تیرا سمجھ گیا ہے
تونے بڑے سخت کام پر کمر باندھی ہے نہایت مشکل و دشوار کار کا ارادہ کیا ہے اب صاف صاف
بات کہتا ہوں کہ تو نے ملکہ زمرد بمبق سحر ساز مردار خوار جادو جدہ شاہ طلسم زرنگار کے قتل
کرنے کا قصد کیا ہے اُس کا قتل کرنا نہایت مشکل و دشوار ہے وہ ساحرہ نہایت زبردست و
طلسم بے درمان ہے اپنے زمانے کی رشک سامری و جمشید ہے حفاظت اُس نے اپنی بخوبی
کرلی ہے بلکہ تدبیر تیری گرفتاری کی بھی کی ہے پس اُس کا قتل کرنا دشوار تر ہے تمکو اپنی بھی جان کو
بچانا چاہیے فکر اُس کے قتل کی عبث ہے خواجہ نے کہا کہ میں نے قسم خالق کون و مکان کھائی ہے
اُس ساحرہ تک میں اپنے تئیں ضرور پہونچاؤں گا مگر اُس کے قتل کرنے کی ضرور کروں گا یا
اُس کو قتل کروں گا یا خود اسیر و قتل ہوجاؤں گا آپ کے پاس یا میں امانت آیا تھا منصور
روشن ضمیر عابد صحرا نشین نے مجھے بھیجا تھا جائے افسوس و تعجب ہے کہ آپ نے کچھ میری
اعانت نہ کی شہرت اہل اسلام کا ذخیرہ میں نہ کی ایک کافر کے قتل کی تدبیر نہ بتائی نہ کچھ فکر قتل
ساحرہ مذکورہ کی صاحب کمال و کرامت ہوکے خاص اس باب میں کچھ کمال و کرامت
اپنی نہ دکھائی گویا جواب صاف مجھے دیدیا تمکو آپ کی ذات فیض آیات سے یہ امید نہ تھی ناحق ہی
آپ کا شہرہ آفاق ہے اور میری اعانت آپ کو کسی وجہ سے تامل ہے اگر آپ چاہیں تو کوئی فکر
معقول اُس کے قتل ہونے کی کر سکتے ہیں یا تجھکو بتا سکتے ہیں یہ کہکر خواجہ موصوف دل تنگ و
ملول ہوکر طالب رخصت ہوئے درویش مذکور نے رنجیدگی خواجہ پر نظر کرکے رخصت نکر کے

کہا کہ اے خواجہ دربارۂ قتل ملکہ زنبیق سحرساز مردارخوار جادو ہم تمہاری اعانت کیا کر سکتے
ہیں ہاں تمہاری ناراضی کے خیال سے ایک صورت ذہن میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ ہمنے بزور عمل خوانی
بڑی محنت و مشقت سے چلہ کشی کر کے ایک خبیث شیطان سخت مردم آزار و مردم خوار کو اسیر
کیا ہے اگر وہ تمہارے ساتھ جانے پر راضی ہو تو اُس کو اپنے ساتھ لے جاؤ ... ایک ہی لقمہ ملکہ
زنبیق سحرساز مردارخوار جادو کا کرے گا مدعائے دلی تمہارا حاصل ہو جائے گا مگر شیطان
مذکور کہ نام اُس کا جانیس ہے اور نسل عزازیل ابلیس سے ہے تمہاری اطاعت کاہے کو کرے گا
مطیع و فرمانبردار تمہارا کیوں ہوگا تمہارے ساتھ برائے خوردن ملکہ مذکورہ کیوں جائے گا
ہم ہی ایسے کامل زبردست تھے کہ ہمنے اُس کو اسیر کیا ہے باوجود اسیر کرنے کے ہمارا ابھی مطیع و
فرمانبردار نہیں ہے خواجہ نے جواب دیا کہ وہ شیطان و خبیث تو کیا ہے میں اُس کے باپ کو بھی فرمانبردار
کر لوں گا ایسی تدبیر و حکمت کروں گا کہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا ذرا اُسکو بلائیے مجھے تو
دکھلائیے وہ کہاں اسیر ہے درویش موصوف الصدر نے خواجہ کی باتوں پر بے اختیار ہنس کے
کہا کہ اے خواجہ ہمارے مریدوں کے ساتھ جاؤ یہ تمکو مقام اسیری خبیث مذکور دکھا دیں گے
پھر اپنے مریدوں سے کہا کہ چند گوسفند اُس خبیث کی خوراک کے واسطے اپنے ہمراہ لیتے جاؤ
اور خواجہ کو بھی ساتھ لے جاؤ اُس خبیث سے ہماری جانب سے کہنا کہ چل تجکو منیر ریاضت کش
نے بلایا ہے اور یہ چند گوسفند تیری خوراک کے واسطے ارسال کیے ہیں جب وہ حصار سے باہر
آئے تو اسما جو ہم تمکو تعلیم کرتے ہیں فی الفور پڑھ کر گرد اُس کے حصار کر دیں تاکہ وہ اُس
حصار سے نکل کر بھاگ کر جانے نہ پائے یہاں سے ہم اپنا حصار دفع کیے دیتے ہیں اور نگہداشت
بھی اُس کی کرتے ہیں یہ کہکے ایک مرید کو اپنے قریب بلا کے کچھ اسما و آیات سرگوشی میں
اُس کو تعلیم کیے وہ مرید منیر ریاضت کش درویش مع دیگر مریدوں اور خواجہ کے چند
گوسفند اپنے ہمراہ لے کر وہاں سے چلا بعد تھوڑی دور کے دیکھا کہ ایک احاطہ خام ہے گرد اُسکے
غبار ہے وہی غبار اُس خبیث و ناری کے لیے حصار ہے اندر اُس احاطۂ خام کے وہ خبیث شیطان
مردم آزار و مردم خوار بند ہے مریدوں نے خواجہ کو جانب احاطہ مذکور اشارہ کر کے کہا کہ دیکھیے
اسی احاطے میں وہ خبیث بند ہے اور یہ غبار حصار ہے خواجہ نے کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے اب
اُس شیطان کو احاطے سے باہر نکالو بطور [illegible] یہ چند گوسفند اُس کے پیش کرو خواجہ ابھی
یہ کہہ رہے تھے کہ وہ غبار جو گرد احاطہ محیط تھا دفع ہونے لگا اُسوقت ایک مرید نے بڑھ کر اور
پکار کر کہا کہ اے جانیس خبیث چل تجکو ہمارے مرشد نے طلب کیا ہے جلد احاطے سے نکل کر
یہ گوسفند نوش کر [illegible] پہنچنے کے احاطے میں ایک برق سی چمکی اور آواز گڑگڑاہٹ کی سی
ایسی آئی کہ سب مرید ڈر گئے بعد گڑگڑاہٹ کے وہ خبیث احاطے سے باہر آ کر اُن گوسفندوں
کے کھانے میں متوجہ ہوا ادھر اُس مرید تعلیم اسمائے حصار و آیات حصار نے انہیں آیات و
اسمائے کو جلد پڑھ کر گرد اُس کے حصار کیا پھر وہ سب مرید اور خواجہ اُس خبیث اسیر کردہ کو
روبروئے منیر ریاضت کش درویش کے لے گئے فقیر موصوف نے خبیث مذکور سے
مخاطب ہو کر کہا کہ اے جانیس سنو اسوقت تجکو محض اس واسطے بلایا ہے کہ خواجہ طیفور کر دیا
جائے [illegible] برادر [illegible] جانب [illegible] آگے ہیں اگر اُن اطاعت و فرمانبرداری

اختیار کرکے اُن کے حکم کو بجالائے تو تیرے حق مین اچھا ہوگا خبیث مذکور نے برہم ہوکر جواب دیا
کہ اے منیر ریاضت کش اگرچہ تجھے اپنے عمل کے زور سے مجھے اسیر کیا ہے لیکن مین تمھاری
اطاعت نہین کرتا نہ تمھارے کسی دوست کا تابع حکم ہونگا درویش نے سوئے خواجہ موصوف
دیکھکر کہا کہ یہ خبیث سرکش باوجود اسیر ہونے کے سرکشی سے باز نہین آتا ہے اطاعت اختیار نہین
کرتا ہے خواجہ نے سرمۂ سلیمانی اپنی آنکھون مین لگاکر کہا کہ اگر مین اس حصار مین داخل ہوکر نزدیک تر
اس خبیث کے جاؤن تو اس کی سرکشی کی اس کو ایسی سزا دون کہ یہ اطاعت اختیار کرے اور
فرمانبرداری قبول کرے چاہتا ہون کہ اندر حصار کے جاؤن درویش نے کچھ پڑھ کر اشارہ جانب
حصار کیا پھر خواجہ سے کہا کہ جلد در حصار سے داخل حصار ہو خواجہ در حصار سے داخل حصار
ہوئے پھر درویش نے کچھ پڑھ کر وہ حصار بند کر دیا تاکہ خبیث مذکور راہ پاکر گریزان نہو خواجہ
نے داخل حصار ہوکے جلد تر گلیم نکال کر اوڑھ لی صرف آنکھین کھلی رکھین تاکہ اُس خبیث کو
دیکھتے رہین بعد اوڑھنے گلیم کے خواجہ نے دیکھا کہ خبیث مسطور نہایت مہیب صورت و بلند قامت
ہے قوی بازو و قوی ہیکل ہے یہ دیکھکر کوڑا نکال کر پس پشت اُس کے جاکر زور سے کوڑا اس کی
پشت پر مارا خبیث مذکور نے پیچھے مڑ کر دیکھا کسی کو نہ پایا حیران ہوا پھر خواجہ نے اُس کے
پس پشت جاکر کوڑا مارا خبیث متاذی ہوکر چلایا اور کہنے لگا یہ کون ہے کہ مجھے مارتا ہے اور
دکھائی نہین دیتا ہے درویش موصوف اور سب مرید وغیرہ جو وہان موجود تھے خواجہ کے
کوڑے اور گھونسے طمانچے وغیرہ مارنے پر اور اُس کے چلانے پر بے اختیار اس قدر
ہنسے کہ بعض اشخاص کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے مرید ہنستے ہنستے زمین پر لوٹنے لگے
منیر ریاضت بھی بے اختیار ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ خواجہ خبیث پر بھی غالب آئے ابھی
درویش موصوف ہنس رہا تھا مرید وغیرہ بکثرت خندہ سے زمین پر لوٹ رہے تھے کہ
اُس خبیث نے بیتاب و بیقرار و متاذی بدرجۂ کمال ہوکے کہا کہ اے منیر ریاضت کش
منع کرو کہ یہ کون بار بار مجھکو مارتا ہے اور دکھائی نہین دیتا ہے جب مجھکو کوڑے وغیرہ مارتا ہے
پس پشت ہی سے آکر لگاتا ہے کبھی طمانچے مارتا ہے کبھی نعلین لگاتا ہے روبرو نہین آتا ہے دکھائی
نہین دیتا ہے آخر مجھکو کیون ایذا دیتا ہے مین نے کیا خطا کی ہے منیر ریاضت کش نے ہنسی کو
ضبط کرکے کہا کہ اے جانیس آگاہ ہو کہ جب تک تو اطاعت و فرمانبرداری خواجہ طیفور کی
بصدق دل اقرار نکرے گا اُس وقت تک اسی طرح سے سزا سرکشی تجھکو ملے گی خبیث
نے لاچار و مجبور ہوکے پشت پر تاب کوڑے اور گھونسے اور نعلین سر پر کھانے کی
نہ لاکر اقرار کیا کہ جو آپ حکم کرینگے بجالاؤن گا اطاعت آپ کے دوست و برادر دینی خواجہ
طیفور کی دل سے کرون گا درویش نے کہا کہ قسم کھا اُس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی
قسم کھائی درویش نے خواجہ سے کہا کہ اب اس کی ایذا رسانی سے باز رہو خواجہ نے ہاتھ
روکا گلیم اپنے منہ پر سے ہٹائی خبیث نے دیکھا کہ ایک چہرہ نظر آتا ہے اور دست و پا و
سر نظر نہین آتا ہے حیران ہوکے پوچھا کہ اے چہرۂ آدم زاد تو کون ہے کہ تن تیرا دکھائی نہین
دیتا ہے کیا تو بھی کوئی خبیث یا آسیب ہے کیون مجھکو ایذا رسان ہے مین نے تیری کیا خطا کی ہے خواجہ
نے جواب دیا کہ او خبیث سرکش جب تک تو میری اطاعت نکرے گا قسم کھاکر میری فرمانبرداری

اختیار رکھے گا اسی طرح تجکو ماروں گا اُس نے عاجز و لاچار ہو کر قسم کھا کر اقرار اطاعت و فرمانبرداری کا کیا خواجہ نے کہا کہ مجکو تجھسے بالفعل ایک کام ہے اگر تو وہ کر دے گا لقمہ بلند پیچ سے کھانے میں آئے گا اُس نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے خواجہ نے کہا کہ ایک عورت ہماری دشمن جان ہے اُس کو کھا لے خبیث نے اقرار کیا اور کہا کہ مجکو رہا کرا دو میں تمکو اپنا ایک موے سر دیتا ہوں اپنے بازو پر رکھو جس وقت اُس موے سر کو گرمی پہونچاؤ گے فی الفور حاضر ہونگا جو حکم کرو گے وہی کروں گا اب تجھے اطمینان رکھو قسم کھا چکا ہوں خلاف قسم نکروں گا نہ تجھے ایذا دے لی ہے میں ایذا رسان ہونگا خواجہ نے اُس کے قول کا اعتبار کر کے منیر ریاضت کش سے کہا کہ اب حصار دفع کر دیجیے اُس نے حصار کو دفع کیا خبیث مذکور نے خواجہ کو موے سر اپنا دیا خواجہ نے تعویذ آثار کر وہ موے سر اپنے بازو پر باندھا خبیث نے خواجہ کے سراپا پر نظر کر کے اپنے دل میں کہا کہ اس ذلیل بچے کی آدمیزاد نے کس قدر ایذا پہونچائی اگر پہلے سے اسکی کم قوتی ظاہر ہو جاتی تو کبھی قسم کھا کر اس کی اطاعت نکی جاتی خیر اب تو قسم کھا لی ہے مجبوری لاچاری ہے اس کی اطاعت کرنی ضرور ہے یہ خیال کر کے منیر ریاضت کش اور خواجہ سے یہ کہکر نظر سے غائب ہو گیا کہ میں جاتا ہوں جب مجکو یاد کرو گے میرے موے سر کو گرمی پہونچاؤ گے فوراً حاضر ہونگا جو کہو گے عمل میں لاؤں گا خواجہ موصوف نے بعد غائب ہونے خبیث مذکور کے منیر ریاضت کش عامل زبردست و درویش کامل سے رخصت چاہی اُس نے اور سب نے پہلے خواجہ کی حکمت و تدبیر کی بہت تعریف کی بعدہ درویش نے خواجہ کو رخصت کیا اور کہا کہ گنبد سامری ابھی یہاں سے دور ہے اگر اس جانب سے قطع راہ کرو گے تو جلد پہونچ جاؤ گے خواجہ موافق بتلانے درویش مذکور کے اُسی راستے سے سوے گنبد سامری روانہ ہوئے اثناے راہ میں رنگ و روغن سے صورت اپنی ایک ساحر زبردست کی بنائی کالے کوزیلے موہ کے بنا کر اپنے گلے میں ڈالے جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی اپنے دوش پر رکھی پوشاک مانند لباس ساحروں کے پہنے ہاتھ میں ترسول لیا بایں صورت و ہیئت رہ نورد ہوئے بعد قطع راہ دراز خواجہ کو اشتہاے طعام ہوئی صحرا میں زیر درخت قیام کیا زنبیل سے جو چیز غذا کھانا منظور تھی نکال کر اپنے روبرو رکھی پانی بھی ایک ظرف میں زنبیل سے نکال کر اپنے آگے رکھا ابھی ارادہ کھانا کھانے کا کیا تھا کہ دیکھا پس پشت سے ایک ساحر خلعت زریں پہنے ہوے فرط خوشی سے ہنستا ہوا کلاہ زریں کو کج کرتا ہوا تخت سحر کو اپنے سوے زمین اتارتا ہوا آتا ہے خواجہ نے بغور اُس ساحر پر نظر کر کے اپنے دل میں کہا کہ اس ساحر نابکار کو ہلاک کر خلعت و کلاہ زریں وغیرہ اس سے لے لینا چاہیے اس نابکار کو دام فریب میں لا کر بیہوش کرنا چاہیے واسطے زاد راہ کے یہی تدبیر کرنا چاہیے سوا اس کے شاید اس ساحر کے بیہوش کرنے سے اور بھی کوئی کار برآری ہو چند منٹ یہ خیال کر کے پکار کر کہا کہ اے برادر آؤ آؤ خوب آئے اچھے وقت پر آئے میں نے ارادہ تناول طعام کیا تھا اب ہم تم دونوں کھائیں اور یہاں سے سوے گنبد سامری چلیں راہ میں ہمارا تمہارا ساتھ ہوگا باتیں کرتے ہوے چلینگے بعد مدت کے آج تمکو دیکھا ہے غالباً تم ہمکو بھول گئے ہو گے ہمنے تمہیں پہچان لیا کہیں تمکو ضرور دیکھا ہے ساحر مذکور براے ضرورت بول و براز بلندی سے سوے زمین آتا تھا نظر

محبت آمیز اس ساحر نقلی کی جو کشتی تخت سحر کو روے زمین لاکر بعد دفع ہول و ہراس کے قریب آکر
پوچھا کہ اے برادر نام تمہارا کیا ہے ہم نے در حقیقت تمکو نہیں پہچانا یہاں تمہارا آنا کس طرح
ہوا ہے کہاں رہتے ہوتے ہیں کہاں دیکھا ہے ساحر نقلی نے جواب دیا کہ نام ہمارا دلیر جادو
ہے کوہ و صحرا میں جانب شمال رہتے ہیں یہاں گنبد سامری کی دید کے مشتاق ہو کر آئے ہیں ایسا
خیال ہے کہ کسی میلے میں ہمنے تمکو دیکھا ہے نام تمہارا یاد نہیں رہا لیکن صورت آشنا ہیں آؤ بیٹھو یہ
آب و طعام موجود ہے کھاؤ اور یہ بتاؤ کہ اسوقت کہاں سے آتے ہو کس کام کو گئے تھے اب کہاں
جاؤ گے اس خلعت اور اس کشتی کی مفصل کیفیت بیان کرو اپنا نام بھی بتاؤ ساحر تخت سحر نشین نے
جواب دیا کہ نام ہمارا ازلال جادو ہے ہم سپہ سالار ملکہ زمیق سحر ساز مردار خار جادو کے ہیں
نامہ فتحیابی جس میں احوال قتل و ہلاک ہونے طلسم کشا کے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا و لشکر
طلسم کشا کا درج تھا ملکہ موصوفہ کے حکم سے شاہ طلسم زلزلہ کے پاس لے گئے تھے انہوں نے
خوش ہو کر ہمکو یہ خلعت زرین دیا ہے اور یہ کلاہ زرین عطا کی ہے شاہ طلسم سے رخصت ہو کر یہاں تک
آیا ہوں اب سیدھے گنبد سامری اپنی ملکہ مذکورہ کی خدمت میں جاؤنگا جو کچھ پیام شاہ طلسم ہے
اس کو پہونچاؤنگا اور یہ کشتی جو تم جاستے گے میں دیکھتے ہو تحفجات طلسمی سے ہے ایک سے
نایاب زمانہ ہے اوصاف اس کے بے حد ہیں از انجملہ یہ صفت ہیں کہ جب سیدھا اس کشتی کو دہنے
ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھو جس سواری پر سوار ہو وہ اس کشتی کی تاثیر سے خود بخود بلند ہو کر پروے
ہوا مثل بساط سلیمان پرواز کرے گی اور جس سمت کو جا ہوگے جائے گی کچھ حاجت سحر پڑھنے
کی نہیں ہے اور اگر اسی کشتی کو الٹا بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پہ رکھو اور ہاتھ کو نیچا کرو تخت یا مرکب یا کوئی
سواری ہو زمین پہ خود بخود اتر آئے گی اور اگر کسی حصار سحر کے اندر جانا منظور ہو تو اس کشتی کو
مانند آئینے کے اس حصار سحر کو دکھاؤ فی الفور در و دروازہ پیدا ہو جائے گا اس دروازے سے
گذر جاؤ گے داخل حصار ہو جاؤ گے ہمکو یہ کشتی ملکہ ہر گز نہ دیتیں مگر واسطے پہنچنے کے دور دراز
نشانی کے دی ہے عجب سحر و نادر سے تحفہ ہے ساحر نقلی نے کہا کہ واقعی یہ خوب تحفے ہے آؤ کھانا کھالو
تو پھر ہم بھی تمکو ایسی تحفے دکھائیں کہ تم بھی حیران ہو جاؤ اور بے اختیار کہو کہ اس کشتی کی روبرو
اس تحفے کی کچھ حقیقت نہیں ہے یہ سنکر اس کو شریک طعام کیا کھانا بیہوشی آمیز اس کو کھلایا جب
وہ کچھ کھا چکا اور خود بھی طعام غیر بیہوشی آمیز کا کھا چکا ازلال جادو کو گونہ گرانی معلوم
ہونے لگی دل گھبرانے لگا ایسی حالت میں ساحر نقلی نے گنڈیاں زنبیل کی کھول کر ازلال جادو
سے کہا کہ کشتی کو رکھے ہاتھ کے رکھدو اور جھک کر اس جھوے میں دیکھو عجب سیر کروگے
کبھی نہ تھے ایسی سیر روے زمین پہ کسی نے نہ دیکھی ہوگی ازلال جادو کو کچھ تو غش بیہوشی
طعام کا ہو چکا تھا اور دل گھبرا رہا تھا کہ اسوقت دل بھی ہارا گھبرا رہا ہے گرانی بھی معلوم
ہوتی ہے اچھا سیر کریں تاکہ یہ گھبراہٹ عالم سیر میں دفع ہو جائے یہ کہکر جھوے میں یعنی زنبیل میں
جھک کر دیکھنے لگا اور خوش ہو کر کہنے لگا کہ واہ واہ یہ جھوا تو نایاب روزگار ہے اس میں چند
شہر آباد نظر آتے ہیں دریا نور سے رواں ہیں ایک پشتہ بن رہا ہے ہزارہا مزدور و کاریگر یہاں
مٹی سے بھری ہوئی پشتہ پر ڈال رہے ہیں صدہا جلدار ہیں اور درست کر رہے ہیں ایک
سیٹھ بیٹھا ہوا ہے ہر ایک مزدور کو ٹوکری ایک گرنی نشنی سی ڈلی دے رہا ہے ہر ایک مزدور

کو

بکثرت گرسنگی سے مکانہاے جملہ مزدور رعیت وزار ولاغر ہیں بجز لنگوٹی کسی کے تن پر لباس نہیں ہے سوا
اس کے اور بہت سی اشیاے و مکانات وغیرہ نظر آرہے ہیں مردان شہر جوق جوق گروہ گروہ
بازارون مین چل پھر رہے ہین دوکاندار ہر قسم کی اشیاے و اجناس خریدارون کے ہاتھ فروخت
کر رہے ہین ساحر نقلی نے کہا کہ ذرا ادھر جھک کر دیکھو جو مجھے تمنے بیچ کی اُس سے زیادہ اشیاے
عجائب و غرائب کی سیر کروگے ازلال جادو نے یہ سنکے بصد رغبت و خواہش تا سینہ و کمر جھک کر
سیر کرنی شروع کی ساحر نقلی نے سر جی پر اُس کے ہاتھ رکھکر زور سے ایک ایسا دھکا دیا کہ وہ نابکار داخل
زنبیل ہوگیا اُسوقت ساحر نقلی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردیا او نابکار اپنی خوبی تقدیر
سے تیرا ادھر آنا ہوا خوب میرے دام مکر مین گرفتار ہوا آب و طعام مال مفت جان کر خوب
تونے کھایا مجھے بھی چاہیے نقصان مال کا خیال نہ کیا اس کا عوض مجھسے لیا جائے ۲ مدت العمر تک
تجھسے مزدوری کرائی جائے گی ایک کوڑی بھی مزدوری مین نہ دی جائے گی یہ کہکر کہا کہ داداجان
ازلال جادو آیا ہے فدا اس کے کپڑے اور خلعت و کلاہ و زرین اتروا کر اچھی طرح رکھیے گا کام تخت
اس نابکار سے لیجیے گا اس نے میرے مال کا نقصان کیا ہے آب و طعام نالائق نے کیا لیا ہے یہ
کہکر کشتیان زنبیل کی نکالکر رنگ و روغن سے ازلال جادو کی صورت بنکر وہی تختی لیے
گلے مین ڈال کر اسی کے تخت سحر پر بیٹھکر تختی کو اپنے دستے اس کی ہتھیلی پر سید ہار کھکر کہا کہ اے
تخت سحر سوے گنبد سامری ہمین لے چل بلکہ اندر حصار ملکہ زمبق سحر ساز مردار خوار جادو
کے ہمین جانا ہے فی الفور تخت بلند ہو کر مانند باد تند و تیز کے سوے گنبد سامری چلا خواجہ اسی کا
لباس پہنے ہوئے تختی مذکور گلے مین ڈالے ہوے ازلال جادو کی صورت بنے ہوے شاہانہ
تخت سحر پر بیٹھے ہوے سیر دشت و کوہ کرتے ہوے یمین و یسار و روبرو دیکھتے ہوے جلد
سامنے گنبد سامری کے پہونچے دیکھا کہ صدہا ساحر اندر اور باہر گنبد مذکور کے پوجا پاٹ مین
سرگرم ہین بیچ گنبد مین ایک قصر بلند و مرتفع ہے بالاے قصر ابر طاری ہے گرد اُس قصر کے ایک
تاریکی ہے اور کچھ غبار چھایا ہے خواجہ نے اُس قصر و ابر و تاریکی و غبار کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ یہی
قصر ملکہ زمبق سحر ساز مردار خوار جادو کا ہے اسی قصر مین وہ ساحرہ بحفاظت بیٹھی ہے یہ بات
اپنے دل مین کہکے بہ نظر اُس تاریکی و غبار حصار سحر کے پہونچکر اس تختی کو مانند آئینے کے اُس حصار
کو دکھایا فی الفور اُس تاریکی و غبار مین ایک دروازہ پیدا ہوا خواجہ مع تخت سحر اندر اُس حصار سحر
کے داخل ہوے فی الفور ابر سحر کو جو بالاے قصر مذکور چھایا تھا بادل کی مانند گردش ہوئی بجلی ابر مین
چمکنے لگی صداے رعد ابر سے آنے لگی ملکہ زمبق سحر ساز مردار خوار جادو مع اپنی اکثر کنیزون
اور صدہا خدمتگارون وغیرہ و ملازمون کے اندر قصر کے بیٹھی ہوئی تھی ازلال جادو کا ابر حصار
نظر کرکے سمجھ گئی کہ عیار طلسم کشا بصورت ازلال جادو میرے حصار سحر مین داخل ہوکر میرے
قصر مین آگیا غضب ہوا نہین معلوم ازلال جادو کو اس عیار مکار نے کہان پایا کہ اس پر عیاری
کرکے اس کی صورت بنکر تختی اس سے لیکر یہان آیا ہے جلد اس کو ہلاک کرنا چاہیے مگر پہلے
ذرا مجھ کو بھی لینا چاہیے یہ سمجھکر اور اپنے دل مین یقین کرکے نقلی ازلال جادو سے مخاطب ہوئی اور
اپنی مسند زرین سے اٹھکر پوچھا کہ کہو اے ازلال جادو تمنے مجکو کس کام کے واسطے بھیجا تھا
تونے یہان سے جاکر کیا کام کیا ازلال جادو نقلی نے بعد سلام کرنے کے تخت سحر سے اترکر عرض کیا

کہ یہ مکتوب حسب الحکم حضور نامہ برے کر شاہ طلسم کی خدمت مین گیا تھا اُسوقت پہونچا تھا کہ دربار
آراستہ تھا شہنشاہ ساحران بالاے تخت حکومت بیٹھے تھے امرا و وزرا و اہل دربار دربار مین
حاضر تھے پہلے شہنشاہ کو باادب سلام کیا پھر حسب الطلب نامہ دیا شہنشاہ نامہ حضور کو پڑھوا کے
عبارت نامہ بگوش دل سنکے از حد شادمان ہوے بہت تعریف آپکی زبان پر لائے اہل دربار
بھی سب خوش ہوے پھر مجھکو بیٹھنے کا اشارہ کیا مین سلام کرکے ایک کرسی پر بیٹھا شاہ نے
کشتی خلعت طلب کی ملازمون نے حاضر کی پھر وہ خلعت زرین ملازمون نے حکم شاہ طلسم سے
مجھکو دی مین نے سلام کرکے بعد خوشی خلعت پہنا بعدہٗ سلام کیا وقت رخصت کرنے کے شاہ طلسم
نے یہ نامہ لکھوا کر مجھکو دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارا نامہ ہماری جدہ ماجدہ کو دیدینا اور ہماری جانب سے
بعد تسلیم شکر گذاری حسب تعریف کار نمایان کرنے کی بہت کرنا یہ عرض کرکے وہ نامہ پیش کیا ملکہ مذکورہ
نے لفافے پر نظر کرکے مہر شاہ طلسم زلزلہ اُس پر دیکھکر حیران ہوکر لفافے کو چاک کیا اور نامہ
لفافے سے نکال کر اول سے آخر تک پڑھا بعد پڑھنے کے اپنے دل مین خیال کیا کہ جو کچھ
مین نے سوال کیا تھا اُس نے جواب معقول دیا ہے نامہ شاہ طلسم بھی مزین بمہر شاہی لاکر دیا ہے
بظاہر یہ ازلال جادو معلوم ہوتا ہے مگر ابر سحر کی گردش سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ ازلال
جادو نہین ہے کوئی غیر شخص ہے لہذا کوئی حیلہ ہو اس کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ مین نے ابر سحر اپنے
سر پر قائم کرکے یہی شناخت رکھی تھی کہ جب کوئی شخص میرے زیر ابر سحر آئیگا ابر سحر کو گردش
ہوگی مجھے معلوم ہو جائے گا کہ غیر شخص کا ضرور گذر ہوا یہ خیالات کرکے کار دانشتا کا سحر
پڑھنے مین مصروف ہوئی خواجہ سمجھے کہ اس نے مجھکو پہچان لیا ہے کار دانشتائی کا سحر پڑھ رہی
ہے اب اسی کار دھوکے سے مجھکو ہلاک کرے گی بہتر و مناسب یہ ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کرے چونکہ
کیے تھے الغرض بعد صورت اپنی ملکہ کے ایک خدمتگار کی بنکر خدمتگارون مین شامل ہوگئے
تھوڑے مین ملکہ مذکورہ سحر پڑھ چکی کار دیر دم کر چکی دیکھا تو ازلال بدستور جادو کو بنا یا سخت
حیران ہوئی تا دیر دریاے حیرت مین غوطہ زن رہی بعدہٗ دل مین کہنے لگی کہ شاید میرے
خدمتگارون مین عیار طلسم کشا آکے بچکر شامل ہوگیا ہے اب لے سب خدمتگارون مین سے
اُس کو تلاش کرکے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جملہ خدمتگارون کو اپنے روبرو طلب کرکے
حکم دیا کہ صف آرا ہو خدمتگار تین صفین آراستہ کرکے ایستادہ ہوے خواجہ بھی صف اول
مین کھڑے ہوے ملکہ نے ہر ایک صف پر نظر کی صورت غیر شخص نظر نہ آئی حیران ہوکر ارادہ
کیا کہ پہلے صف اول کے جملہ خدمتگارون کو قتل کرنا چاہیے یہ ارادہ کرکے وہی کار دو سحر
آزمانے لگی اتنی دیر مین خواجہ صف اول سے نکل کر صف دیگر خدمتگاران مین شامل ہوگئے
ملکہ نے اُس کار دھوکے سے اشارہ کیا صف اول کے تمام خدمتگار دو نیم ہوکر بالاے زمین گرے
ملکہ نے صف اول کے خدمتگارون کو قتل کرکے ابر سحر پر نظر کی دیکھا کہ اُسی طرح ابر سحر کو
گردش ہے ابر مذکور کو گردش مین دیکھکر سمجھی کہ ابھی وہ عیار مکار قتل نہین ہوا یہ سمجھکر صف دوم
کی طرف نظر کی خواجہ صف دوم سے نکلکر صف سوم مین چلے گئے ملکہ نے نہ دیکھا اور
دوسری صف کو بھی مثل صف اول کے قتل کیا بعد قتل کرنے کے پھر سے ابر سحر کو
دیکھا کہ بدستور ابر سحر گردش مین ہے سمجھی کہ ابھی تک وہ عیار زندہ ہے قتل نہین ہوا ہے یہ سمجھکے

تیسری صف خدمتگاران پر نظر کر کے ارادہ کیا کہ اُس صف کو بھی مانند صف اول و دوم
کے کاٹ دھرے دو ٹکڑے کیجیے کہ یکایک خواجہ جلالی سے صف خدمتگاران سے نکل کر سب کے
مجمع کنیزان وغیرہ جلیس ملکہ زنبق سحرساز مردارخوار جادو نے ایکی مرتبہ دیکھ لیا فی الفور
بے اختیار زبان سے اُس کی لفظ گیر نکلا یعنی لے زمین اس شخص کے پاؤن پکڑ لے تا کہ یہ بھاگنے
نپاوے بڑی جسارت و دلیری اس نے کی ہے کہ یہان تک آیا ہے اب میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر کہان
جا سکتا ہے مین نے پہلے ہی تدبیر اپنی حفاظت و اسکی گرفتاری کی کی تھی یہ کہکر سوے خواجہ بڑھی
اسوقت خواجہ بہت گھبرائے سمجھے کہ اب جان بچنا محال ہے ضرور یہ ساحرہ مجکو قتل کرے گی
افسوس ہزار افسوس میری اجل مجکو کشان کشان کہان لائی کیا کرون کیونکر جان اپنی بچاؤن
زنبیل تک ہاتھ بھی نہین پہونچ سکتا ہے کہ گلیم نکال کر اوڑھلون یہان کون دوست ہے کس کو اپنی
مدد کے واسطے پکارون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہان سے منزلون دور ہین
بحرین جادو و ملکہ بہار رنگین پوش جادو بھی دور تر ہین کوئی بھی معین و مددگار اپنا موجود
نہین ہے بجز خداوند عالم کے اسوقت کوئی میری مدد نہین کر سکتا وہی اپنی قدرت کاملہ سے مجکو
بچاویگا تو بچون گا ورنہ جانبر نہین ہو سکتا یہ خیالات کر کے آبدیدہ ہوگئے سوے فلک ہاتھ
اٹھا کر درگاہ خدا مین واسطے اپنی جانبری کے دعا کرنے لگے یکایک دعا مستجاب ہوئی گویا کہ
کسی نے کان مین کہا کہ اے خواجہ کیون گھبراتے ہو خوف ہلاکت جان سے ڈرتے ہو جا جزدانہ
حیث ہو موے سر خبیث تمھارے بازو پر بندھا ہے اُسے گرمی پہونچاؤ اگر آگ اسوقت ممکن نہین
ہے گرمی دہن ہی پہونچاؤ وہ خبیث حسب وعدہ و اقرار موجود حاضر ہوگا جو حکم کروگے وہ عمل مین لائیگا
خواجہ اس القا مین جانب اللہ سے خوش ہوئے سمجھے کہ ضرور یہ تائید خدا ہے کہ ایسے وقت مین
کسی نے میرے کان مین یہ تدبیر جانبری بیان کی اور میرے دل مین یہ حکمت جان دشمن سے
بچانے کی آئی فوراً اپنے بازو کو متصل دہن لا کر گرمی دہن موے سر خبیث مذکور کو پہونچائی
اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دفعتہً ایک برق سی چمکی وہ خبیث دروازہ حصار مذکور
کی جانب سے بسرعت تمام مانند برق کے چمکتا ہوا روبرو خواجہ کے آیا پوچھا کہ اے خواجہ بتاؤ
تمنے مجکو کیون یاد کیا ہے کیا کام ہے جو مجھ کو ابھی بجا لاؤن مین تجھسے ڈرتا ہون اور وعدہ بھی
کر چکا ہون خواجہ نے سوے ملکہ زنبق سحرساز مردارخوار جادو اشارہ کر کے کہا کہ یہ ساحرہ
جادوی دشمن جان ہے ہمارے قتل کے واسطے آئی ہے نزدیک آ پہونچی ہے جلد اس کو کھالے خبردار
دیر نہ کر مجھتک اس کو نہ آنے دے خبیث مذکور نے جانب ملکہ مذکورہ دیکھکر کہا کہ گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی او ظالمہ ساحرہ تو خواجہ طیفور گرد پائی کی دشمن جان ہے
برائے قتل کارد بدست آئی ہے او مردار خوار کیا تونے یہ قصد کیا ہے کہ قلب و جگر خواجہ کو
کھاوے ہرگز تیرا یہ منصوبہ نہ بر آئے گی مین تجھی کو کھائے لیتا ہون اسوقت بھوکا بھی ہون
یہ کہکر مانند برق چمک کر چلا صورت اصلی اپنی دکھائی ملکہ مذکورہ صورت خبیث مذکور کو دیکھکر کہ خود
بھی ایک خبیثہ تھی مگر ایسی ڈری کہ وہ کارد جو لیے تھی دست و پا کے ہاتھ سے گر پڑا
چلائی کہ یہ کون بلاے جان ستان ہے یہ کہتی ہوئی بھاگی ہتی گھبراہٹ مین تھوڑی دور بھی نہ گئی تھی
کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑی یکایک خبیث مذکور نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھکر توڑ مروڑ کر اپنے

دہن میں رکھ لیا ساحرہ مذکورہ ایک لقمہ خبیث ہوگئی قبل کھانے کے روح اُس کی قفس تن سے
اُس کے نکل کر سوے جہنم روانہ ہوئی اُوس خواجہ کے زمین نے جوش سے سحر اُس کا برطرف
ہوگیا ابر سحر و تاریکی سحر و غبار سحر دفع ہوگیا آندھی سیاہ زور و شور سے آئی تاریکی محیط ہوئی
علامت مرگ ساحرہ مذکورہ ظاہر ہوئی ابر سیاہ فلک پر ہویدا ہوا برق چمکنے اور کڑکنے لگی
صداے رعد ابر مذکور سے آنے لگی برف باری و سنگ باری ہونے لگی عالم تیرہ و تاریک دنیا
ہوا سے تند سے بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کر مانند خس و خاشاک دور جا جا کر گرنے
لگے ایسے آثار قیامت نمایاں کنیزیں ملکہ مذکورہ کی اور باقی ماندہ خدمتگار و ساحران لشکر ملکہ
مذکورہ حیران و پریشان خاطر ہوکر بے اختیار بھاگے اور جسقدر ساحر گنبد سامری کے اندر اور
باہر تھے وہ سب بھی از حد حیران ہوکر بوکھلا گئے اور سحر خوانی سے دست بردار ہوکر اکثر تو
بھاگے بعضے گھبرا کے یہ کہنے لگے کہ یہ آفت تازہ اور بلاے نو کیسی آئی ہے یہ تاریکی اور سیاہ
آندھی زور شور سے صاف اسکی دلیل ہے کہ کوئی ساحر زبردست مار ڈالا گیا ہے یہ علامت مرگ کسی ساحر
کی ہے کیا غضب ہوا اے یارو کون ساحر مار ڈالا گیا کس نے مارا ذرا خبر تو لو قاتل کو ساحر مقتول
کے گرفتار کرو خبردار بھاگ کر جانے نپائے ہیں تو تاریکی میں کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے کہاں جائیں
کس سے دریافت کریں یہ کیا واقعہ ہوا ایسے مقام پر تحیر میں عجب ہے کہ کسی نے کسی ساحر کو مار ڈالا
ہے کچھ حال مفصل دریافت نہیں ہوتا ہے تا دیر یہی غور و شر رہا آخرکار ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے سحر کے بیرون نے اُسی کے نام سے باواز بلند و دردناک کہا کا فریں
قتل کیا اور مارا ہمکو کہ نام ہمارا ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو تھا جب آواز سحر بیرونکی
سب نے سُنی معلوم ہوا کہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو کسی نے قتل کیا بعد آواز
دینے سحر کے بیرون کے وہ تاریکی اور وہ آندھی سیاہ اور برف باری و سنگ باری دفع ہوئی
مطلع صاف ہوا خواجہ نے گلیم اژدری خبیثہ مذکور بعد کھا جانے ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار
جادو کے چلا گیا نظر سے غائب ہوگیا جو جو ایسے مکان و قصر وغیرہ و طلسم مذکورہ ملکہ کے تہے
نمایاں و ہویدا تھے اُس کے مرتے ہی معدوم ہوگئے سحر اُس کا برطرف ہوگیا اکثر ساحران نابکار
و پیر سحر کے نالان و گریان سوے شاہ طلسم زلزلہ برائے خبر رسانی قتل ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے روانہ ہوے خواجہ نے جو تمامی اثاث البیت ملکہ مذکورہ کا تھا بعد اُس کے
مرنے کے لوٹ کر نذر زنبیل کیا ساحران ساکنان گنبد سامری وغیرہ کو خصوصًا ساحران لشکر
ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی کہ یہ کیا غضب ہوگیا کس نے
اگر ملکہ کو مار ڈالا ہمکو اطلاع بھی نہوئی ہر ایک نابکار ساحر ناہنجار کو صدمہ عظیم ہوا گنبد سامری میں
تہلکہ پڑ گیا ساحر نابکار ہر طرف برائے خبر رسانی و نیز خائف و ترسان ہوکر بھاگے کہ مبادا
ہم بھی قتل ہو جائیں بعض ساحر جانب دربند اول طلسم زلزلہ بھاگ کر گئے انھوں نے
خنجل جادو کو خبر قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو سنائی وہ خبر ملال اثر سنکے
مغموم و متردد و متحیر ہوا ساحران دربند اول بھی خبر ملکہ کو سنکے تڑپنے لگے اور باہم کہنے لگے
نہایت عجب ہے کہ ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو رشک سامری و جمشید تھیں کس نے
اُن کو مار ڈالا کون اُن کا ایسا دشمن جان تھا انھوں نے تو یہاں آکر طلسم کشا وغیرہ کو الم میں

اپنے سحر سے قتل وہلاک کر دیا تھا میدان جنگ دشمنون سے پاٹ دیا تھا سب دشمنون کو نیست و نابود کر دیا
تھا اسی طرح حنظل جادو بھی اپنے رفقا سے کہنے لگا جائے حیرت ہی کہ ملکہ ایسی ساحرہ کو کس نے
مار ڈالا کون دشمن ان کا ان تک پہونچ گیا بڑا غضب ہوگیا بظاہر تو ملکہ مذکورہ نے کسی کو اپنے
عدو او رشاہ طلسم کے معاونون سے زندہ نہ چھوڑا تھا سب کو میدان جنگ مین بزور سحر قتل وہلاک
کر کے چلی گئی تھین اب کون دشمن تازہ پیدا ہوگیا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ واقعہ کیا ہوا کیونکر ہوا
تا وقتیکہ کتاب سامری یا تپلہ سحر سے دریافت نہ کیا جائے گا مفصل حال معلوم نہوگا اگر طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ اور اُس کا عیار دونون زندہ ہین قتل نہین ہوے ہین تو یہ طلسم زلزلہ تباہ و برباد
ہو جائے گا اب مثل ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کے کوئی ساحرہ زبردست نہین ہی
ہمکو بہت خوشی حاصل ہوئی تھی کہ طلسم کشا وغیرہ قتل ہوگئے اب کوئی دشمن باقی نہین سب کو
اطمینان ہوگیا تھا مگر اسوقت سے بیحد تردد ہوا یہ کہکر کتاب سامری و تپلہ سحر سے جو دریافت حال کیا
تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا زندہ ہی عیار بھی اُس کا زندہ ہی اُسی نے اپنی مکر و تدبیر و حکمت و عیاری
سے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل کیا ہی حنظل جادو کو جب یہ حال معلوم ہوا
کانپ گیا خوف سے تھرانے لگا رفقا سے اپنے کہنے لگا کہ عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ عجب عیار
مکار ہی اُس کی شر سے جو محفوظ ہے وہ ساحر خوش نصیب ہی دیکھو کہان جا کر ملکہ عالم کو مارا ہی
کیا جسارت کی ہی خیال کرنے سے طائر ہوش و حواس اُڑ جاتے ہین یہ کہکے اپنے رفقا و تمامی
ماتحت ساحرون کو حکم دیا کہ خبردار و ہوشیار رہو سامان جنگ و جدال کرو اسباب جنگ فراہم
و موجود کرو خوشی قتل طلسم کشا دور کرو وہ جو خیال قتل طلسم کشا کا تھا محض غلط تھا وہ ابتک
زندہ ہی امروز و فردا مین ادھر آئے گا اور فتح و ربند حنظلیہ کرے گا صاحب لوح طلسمی ہی اُس پر سحر تو
اثر نکرے گا الا کیا رکی عمل ورہو کر اُس کو گرفتار کر لینا یا دام مکر و فریب مین اسیر کرنا جو اسوقت
مناسب ہو عمل مین لانا مگر ابھی سے سامان جنگ کر لینا آمادۂ جنگ ہو جانا اچھا ہی سب نے عرض کیا
ہم سب حضور کے حکم کی تعمیل کرین گے یہان تو خبر قتل ملکہ مذکورہ پہونچ چکی ہی سامان جنگ
ہو رہا ہی ساحران بیدین اپنے اپنے سحر کی تیاری اور فکر مکاری کر رہے ہین کچھ ساحر حسب حکم
حنظل جادو سے بیرون دربند برائے اظہار خبر طلسم کشا گئے ہوے ہین لیکن اب حال دربار
شاہ طلسم ہود سرمست جادو کا لکھا جاتا ہی کہ شاہ مذکور بصد غرور جلسہ عیش و عشرت مین مع
اپنے اہل دربار کے بیٹھا ہوا تھا جشن عظیم تھا اکثر بلکہ صدہا ساحران نامی و نامور جلسہ جشن مین
بیٹھے تھے سارق بن بقب و سحرگان یہ دونون بیدین بھی شریک بزم عشرت
مذکور تھے جشن قتل طلسم کشا و لشکر طلسم کشا کا ہو رہا تھا ہر ایک اہل بزم عشرت خرم و شادان تھا
خصوصا ہود سرمست جادو تو خوشی سے جامے مین نہ سماتا تھا ارباب نشاط جو ورود سے طلب
کیے گئے تھے ان مین سے ایک مطربہ خوش گلو و خوب رو یہ غزل گا رہی تھی شاہ و وزیر و
اہل دربار وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے ہوے بصد خوشی سن رہے تھے * غزل

نہ چھیڑ صیاد میرے آشیان سے
وہ آئی ہے بلا کیون آسمان سے
ملایا خاک مین چمن سے مجھکو

گرے شاید یہ بجلی آسمان سے
ملا ہے وہ تو میرے رازدان سے
نہین کچھ کہہ سکتا زبان سے

سنا دو جلد مجکو اب جہان سے
بہت عاجز ہون مین اپنی زبان سے
جنون مین چاک ہو کیونکر گریبان

مجھے آتا ہی جو اس بدگمان سے	کیا جوش جنون میرے رونے نے ایسا	اگر ے تو سر دو برق آشیان سے
محبت کی نظر چھپتی نہین ہے	لہو کی چار آنکھین پاسبان سے	تمنا ہے مجھے ذلت کی ہر دم
سنون گا لی مگر اُس کی زبان سے	وہ صیاد آگیا بجلی نے کہا جو	کہ اب تو جائے ہٹیا ر آشیان سے
کیا اسواسطے ظالم نے بیدل	بہت نالان تھا وہ میری فغان سے	میرے سینے مین دل ہے دل مین وہ مین
بیان غیر اُس کو دیکھے گا کہان سے	اُڑا دی شام مجھ اس قدر ہے	کہ ترت بات ہے میرے مکان سے
مجھے صیاد ہی نے کر لیا قید	غرض اب برق کو کیا آشیان سے	سما جاؤن گا مین اُن کی نظر مین
چلے گا زور کیا مجھ ناتوان سے	فلک کو پھونکتی میری تپ بجلی	مشابہ ہے جو میرے آشیان سے

کلیم ایسا ہون یاد دوستان مین ہیچ — مکان کو بھی ہے نسبت لامکان سے

اہل بزم بجائے خود تعریف اُس مطربہ خوش گلو کی ناز و ادا گانے اور ناچنے کی کر رہے تھے جو سخن فہم تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجہ کو سنکے مضامین پسند کرکے تمنا کر رہے تھے سنگان بھی اشعار غزل مطربہ سنکے اور سب کو خوش و خرم دیکھکر اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ یہ سب دیوانے اور پاگل ہین عبث اسقدر شادمان ہین بیکار بخفت ہنس رہے ہین جسقدر رنجیدہ ہین اتنا ہی ہو وینگے خصوصاً شاہ طلسم نرا احمق و بے شعور ہے قتل طلسم کشا وغیرہ کا جشن کیا جو کیا تا بکار ہنس رہا ہے یقین ہو گیا ہے کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دست ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو سے قتل ہو گئے حالانکہ غلط فہمی اُس کی آشکار ہے کبھی طلسم کشا صاحب لوح طلسمی در حالت موجودگی لوح طلسمی یا تھے سے کسی ساحر سے قتل نہین ہو سکتا ہے اور سحر کسی ساحر کا اُسپر اثر نہین کر سکتا ہے خصوصاً خواجہ عمر و عیار جیسے عیار چالاک و ہوشیار کو کوئی ساحر و غیر ساحر قتل کرے یہ کب ممکن ہے ان میں ہو جانا اُن کا ممکن ہے قتل ہو جانا تا مردگان کا تو کسی طرح دل عاقل قبول کر ہی نہین سکتا ہے یکایک سوے فلک سے صداے نالہ و فریاد آئی سب اہل بزم متردد و حیران ہو کر سوے فلک دیکھنے لگے خصوصاً شاہ طلسم پریشان خاطر ہو کر جانب آسمان دیکھنے لگا سنگان نے اپنے دل مین کہا کہ ضرور کوئی واقعہ غم افزا ہوا ہے خبر اُس واقعہ کی ساحر وغیرہ لایا چاہتے ہین بلندی سے سوے پستی نالہ کنان آیا چاہتے ہین ہنوز سنگان اپنے دل مین خیالات مندرجہ کر رہا تھا کہ ناگاہ کچھ ساحر پریشان خاطر نالان گریان بلندی سے سوے پستی آکر روبرو شاہ طلسم دست بستہ کھڑے ہوے اور بے اختیار نالہ و فریاد و فغان کرنے لگے بزم عیش و عشرت مین شور فریاد و فغان ہونے لگا شاہ طلسم نے گھبرا کر از حد متردد ہو کر پوچھا کہ اے نالائقو بزم عیش و عشرت مین آکر کیون رو رہے ہو بزم عشرت کو غم کدہ بنا رہے ہو بدتمیزی اپنی ظاہر کر رہے ہو کچھ سبب گریہ و نالہ بیان تو کرو انہون نے تمام حال بے جان ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مفصل بیان کیا ہنوز ساحران مذکور خبر قتل ساحرہ مذکورہ بیان کر رہے تھے کہ یکایک پھر سوے فلک صداے نالہ و فریاد آئی اب جو دیکھا تو کچھ نظر تو نہ آیا مگر ہاتف سحر نے باآواز بلند و حزین خبر قتل و ہلاک ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کی سنائی اور نالہ و فغان کرتے ہوے ایک جانب روانہ ہوا شاہ طلسم خبر قتل ملکہ مذکورہ سنکے دنگ ہو گیا صدمے سے رنگ چہرہ متغیر ہو گیا خوشی و خرمی مبدل برنج و غم ہوئی اشک آنکھون مین بھر آئے دست افسوس ملنا اور زار زار رونے لگا مطربہ روبرو رقص کر رہی تھی اور گا رہی تھی یہ رنگ بزم دیکھکر ساکت ہوگئی بعض اہل بزم نے

اشارے سے کہا کہ او مطربہ جلد بزم سے دور ہو خوشی میں رنج کا ظہور ہو گیا ہے خبر قتل ملکہ عالم
آئی ہے مطربہ مع اپنے سازندوں کے بزم عیش سے چلی گئی صحبت عیش درہم و برہم ہوئی جملہ
اہل بزم بھی سوائے ساریق بن بقا و سحنگان کے مغموم و حزین ہوئے سب کو حیرت ہوئی
خوشی دلوں سے دور ہوئی رخوں سے آثار حزن و ملال آشکار ہوئے شاہ و طائب نے بعد
اشکبار ہونے کھینچ آہ سرد دل پر درد سے کرکے کہا کہ ہمکو جدہ کی جانب سے بڑی قوت تھی
امید قوی تھی کہ ان کی زندگی میں یہ طلسم دست صاحبقران سے فتح نہوگا مگر اب سخت تردد ہے کیونکہ
ان کا سایہ جدا سے سے عجب طور سے اٹھ گیا کہ لاشہ بھی ان کا کسی کو دستیاب نہوا خدا سے
دشمن جان ہو گئی لیکن سحنگان نے عرض کیا کہ کیوں اے شہنشاہ میں نے قبل اس کے کہا عرض
کیا تھا یاد تو ہوگا جو کچھ عرض کیا تھا اسی کا ظہور ہوا طلسم کشا اور اس کا عیار دونوں زندہ
ہیں شہنشاہ کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ قتل ہو گئے مگر میں نے یہی عرض کیا تھا کہ ان کو کوئی قتل
نہیں کر سکتا ہے ہرگز وہ قتل نہوے ہونگے احباب ان کے ان کو جدا [illegible] ہونگے
و وقت ان کے زمین و آسمان سے وقت بھر میں پیدا ہو کر ان کی مدد کو موجود جلسہ میں [illegible] ہوا جو
کہا تھا اب سر پیٹے جو ہونا تھا وہ ہوا شہنشاہ ساحران نے کہا کہ اے ملک جی صدمہ ہلاکت
جدہ میں زندگانی تلخ ہے ابھی جا کر طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو ہلاک کرتا ہوں میں شہنشاہ ہوں
صاحب اختیار ہوں اگر لوح طلسمی قبضہ طلسم کشا میں کبھی نہ ہو تو دیکھا جائے گا یہ کہکر بزم عیش و
عشرت سے اٹھکر ارادہ کیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو بزور سحر دریافت کرکے جائے قیام
سے ان کے آگاہ ہوکے ان کی ہلاکت و قتل میں کوشاں ہو اس ارادے سے تمام ارکین جلیل
اشفاق جادو وزیر و تمامی مشیر و اہل دربار و جملہ ساحران نامی و نمک دار باخبر ہو کر اس کے
قدم سے لپٹ گئے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب کی موجودگی میں آپ
طلسم کشا کے سامنے جائیں وہ صاحب لوح ہے یہ دن شہنشاہ پر گراں ہیں خوف و خطر جان
ہے ہم میں سے کسی نمکخوار کو برائے اسیری طلسم کشا و عیار طلسم کشا روانہ فرمائیں یا طلسم کشا
کو سوے دربند اول چلنے دیں حنظل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہے
وہ مکر و فریب اس کو اسیر کرکے خدمت حضور میں بھیجے گا عیار کو بھی اس کے گرفتار
کرلے گا علاوہ حنظل جادو کے مالکان دربند میں اور ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی ان کو
کسی مکر و تدبیر سے قتل و اسیر کرلے گا ابھی تمام طلسم زلزلہ بدستور ہے سب ساکنان طلسم
زندہ ہیں سرفروشی و جان نثاری کو موجود ہیں حضور کے خلاف شان و مرتبہ ہے کہ خود تن تنہا
برائے مقابلہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا جائیں ان ایام حنت و گران میں قدم اپنا طلسم سے
نکالیں ہم خیر خواہ ہیں ہرگز نہ جانے دیں گے شہنشاہ ساحران نے تمامی اہل دربار کی تقریر
سنکے خیر خواہ اپنا ان کو جانکے ارادہ مرقوم سے باز رہا پھر بزم عشرت سے ہمراہی جملہ
اہل بزم عشرت تا در دولت گیا بعدہ دولتسرا میں داخل ہوا سب ساحر بھی اپنے اپنے
مکان مسکونہ کی طرف روانہ ہوئے ساریق بن بقا مع سحنگان اپنے مکان و قیامگاہ
کی طرف جا کر داخل مکان ہو کر سحنگان سے مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے وزیر من فہمیدہ کہ
حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام سحنگان نے جھلا کر جواب دیا کہ آپ کی تقدیر [illegible]

تازہ مفید مطلب کیا تجھے گا اتنی آپ مین قدرت کہان ہی کہ کچھ تقدیر کیجیے گا اور جو تقدیر بقول آپ کے
آپ نے فی الحال کی ہی میرے نزدیک بہت بری کی ہی آثار بد کا ظہور ہوا ہی جدہ شاہ طلسم کا ہلاک
ہونا اچھا نہین ہوا ہی یہ ایک ایسی زبردست ساحرہ قتل وہلاک ہوئی ہی کہ جس کے مرنے سے
شاہ طلسم کی قوت مین فرق آگیا ہی جس ساحرہ پر بہت بھروسہ تھا وہی ہلاک ہو گئی ہی مجھے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد چندے صاحبقران بہدایت لوح طلسمی دربندون کو فتح کرتے ہوے
دلیرانہ یہان تک آجائین گے اور آپکو یہان سے بھی بھاگنا پڑے گا ساریق نے جواب دیا کہ ابھی
تو آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہی جب طلسم کشا یہان تک آئے گا دیکھا جائے گا یہان سے
اور کسی طرف روانہ ہونگے بھاگ کر اور کسی شاہ وشہریار کے ملک مین جائین گے فی الحال ماراجہ غم
اگرچہ جدہ شاہ طلسم قتل وہلاک ہو گئی تو ہو گئی ہمنے یہی تقدیر کی تھی سختگان نے تقریر
ساریق سنکے کچھ جواب نہ دیا سمجھا کہ یہ مہمل ہی یہان تو شاہ طلسم کو اپنی دادی کے مرنے کی خبر
ہوئی ہی اُسکے صدمہ مرگ مین آبدیدہ ہو کر بزم عشرت سے اٹھکر داخل دولتسرا ہوا ہی مگر اب
حال خواجہ طیفور کا دیا کہ لکھا جاتا ہی کہ جب جانمیس خبیث وشیطان نے حسب الطلب آکر ملکہ
زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو کھا لیا اُس کے مرنے کی علامت رفع ہو چکی مقام گنبد
سامری مذہبین چمک اور شلک پڑ گیا ساحر بھاگے خواجہ نے مال واسباب ملکہ مذکورہ لوٹ کر خبیث
مذکور کو رخصت کرکے دیکھا کہ اصلی مکان ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مین ایک قفس
آہنی کلان لٹکا ہوا ہی اُس مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اسیر ہی زبان مین اُس کی سوزن
ہی گو کہ مرگ ملکہ مذکورہ سے سحر اُس پر سے دفع ہو گیا ہی مگر ابھی تک بے حس وحرکت ہی کیونکہ دست وپا
رسن وغیرہ سے بندھے ہوے ہین اندرون قفس سے دیکھ رہی ہی گو کہ اسیر ہی مگر چہرے پر
آثار مسرت ہین خواجہ نے اُس کے قفس کے پاس جا کر در قفس کھول کر دست وپا بھی اُس کے
وا کرکے قفس سے اُس کو نکالا اُس نے قفس سے باہر آکر سوزن اپنی زبان سے نکال کر زبان کو
چوس کر قابو مین لا کر کہا کہ اے خواجہ ماشاء اللہ کیا کارنمایان کیا ہی عجب طور سے جدہ شاہ طلسم
کو ہلاک کیا ہی مین قفس کے اندر سے دیکھ رہی تھی مگر چونکہ تم بصورت مبدل تھے تمھارے
آنے کا خیال بھی نہ تھا بعد ہلاک ہونے جدہ شاہ طلسم کے ثابت ہوا کہ تمنے عیاری کرکے
اُسے ہلاک کیا واقعی تمھارا مثل ونظیر عیاری مین نہین ہی اب یہ جگہ توقف کرنے کی نہین ہی
جلد یہان سے چلو صاحبقران کشورستان کہان ہین کچھ اُن کا حال بیان کرو خواجہ نے
کہا کہ امیر با توقیر درہ کوہ مین ہین ملکہ نسرین جادو وملکہ بہار گل پوش جادو اُن کے پاس
ہین مین اُن کو درہ کوہ مین چھوڑ کر اس طرف آیا تھا وہ رب دفع تاریکی لوح طلسمی اسلئے انکی
سے ایک اسم اور دعاے تعلیم کردہ درویش پڑھنے کو بیٹھے تھے چلہ کشی کا ارادہ کیا تھا
ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ جدہ شاہ طلسم ہلاک ہو گئی ہی سحر اُسکا دفع ہو گیا ہی تاریکی لوح
بھی دفع ہو گئی ہوگی اب خدمت صاحبقران مین چلو یہان توقف نکرو خواجہ نے کہا کہ
ہان چلو تو سہی مگر جس طرح مین کہون اُس طور سے چلو بزور سحر اپنی صورت ایک ساحر کی بناؤ اور
گیرو نیا یا شلک زیب تن کرو ملکہ نے خواجہ کے کہنے پر عمل کیا پھر خواجہ بصورت برہمن کنپھٹین
بنے مانند بیراگیون فقیرون کے لباس گیروی پہنا بڑے بڑے بالون کا ایکا نبار مانند

دستار کے اپنے سر پر رکھا غرضکہ منت وضع ہو کر کہا کہ اے ملکہ اب اپنے سحر سے ایک تخت سحر
ایسا بناؤ کہ چار اژدر آتش فشاں چار طرف سے اُس کو اٹھا کر لے چلیں اور بالائے تخت سحر
مذکور ایک ایسا ابر سحر ہو کہ جس سے بارش مروارید پے در پے ہوا کرے ملکہ نے موافق کہنے
خواجہ کے تخت سحر تیار کیا ابر سحر بھی بالائے تخت سحر سایہ فگن کیا جب یہ سامان حسب دلخواہ ہو چکا
خواجہ بصورت مذکور بالائے تخت مذکور بیٹھے اپنے پس پشت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو
لئے ایک بلکے کی فرضی صورت پر بٹھایا پھر ایک پُر آراستہ گنجہ زنبیل سے نکال کر اپنے روبرو رکھا
اور ملکہ سے کہا کہ آپ اس تخت سحر کو بزور سحر بلند کر کے سوئے دربند اول طلسم زلزلہ چلو ملکہ مذکورہ
موافق کہنے خواجہ کے تخت سحر کو بلند کر کے جانب دربند اول طلسم زلزلہ ہمراہ خواجہ کے چلی خواجہ
تو بصورت جوگی بیراگی جوڑا بالوں کا مانند دستار کلاں کے باندھے ہوئے ڈھیر بالوں کا اپنے
سر پر رکھے ہوئے بصورت گنبد نشین بنے ہوئے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو اپنا بالکا بنائے ہوئے
تخت سحر پر سوار اژدرہائے سحر چار طرف سے تخت اٹھائے ہوئے شعلہائے آتش دمبدم
دہن سے نکالتے ہوئے ابر سحر سے بارش مروارید آبدار ہوتی ہوئی اوپر سے بجلی برق کی چمکتی ہوئی
صدائے رعد ابر سحر سے آتی ہوئی بایں کروفر وبایں شان وشوکت سوئے دربند اول چلے یہ
حال ان کا بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا مدلل الحال احوال صاحبقران کشورستان
طلسم کشائے طلسم زلزلہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب صاحبقران موصوف نے تعلیم وارشاد
درویش مذکور الصدر کے جس نے صحرا میں تعویذ دیا تھا اسم اعظم الٰہی و دعائے دافع سیاہی
لوح طلسمی بطور عمل خوانی پڑھا برکت اسم اعظم الٰہی و دعائے متبرکہ دفع طلسم ہوئے ملکہ زمرّق
سحر ساز مردار خوار جادو کے لوح طلسمی روشن ہو کر مانند آفتاب کے چمکنے لگی سیاہی دور
ہوئی صاحبقران نے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے خوش ہو کر فرمایا کہ
شکر ہے خداوند عالم کا کہ ہماری عمل خوانی اور فضل والطاف ربانی سے لوح روشن ہو گئی سیاہی
لوح طلسمی دفع ہو گئی اب رائے تمہاری کیا ہے انتظار خواجہ طیفور کر دیا کے آنے کا کریں یا اس جگہ
سے سوئے دربند اول ہمارے فتح دربند اول طلسم زلزلہ بے تامل چلیں انھوں نے عرض کیا کہ
ہماری رائے یہ ہے کہ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائیے جو حکم لوح طلسمی ہو موافق اس کے عمل کیجے امیر با توقیر
نے رائے اُن کی پسند کر کے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجھکو لازم و
مناسب ہے کہ جلد یہاں سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ روانہ ہو تاخیر و انتظار کسی کا نہ کر
صاحبقران ذیشان نے حکم لوح سے آگاہ ہو کے بحرین جادو وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسمی کو
یہ ہدایت کرتی ہے کہ بے تاخیر و تامل یہاں سے جانب دربند اول جاؤ بحرین جادو نے عرض کیا
اگر حکم لوح یہ ہے کہ یہاں سے سوئے دربند اول روانہ ہوں تو موافق ہدایت لوح عمل کیجئے
صاحبقران کشورستان اپنے مرکب پر سوار ہوئے بہدایت لوح طلسمی جانب دربند اول
اعانت خدا پر نظر کر کے تنہا چلے بعد جانے صاحبقران کے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو اُس درہ کوہ سے اُن چند تختی دس بارہ خدمتگاروں کو جن کو خواجہ طیفور نے دئیے تھے
واسطے کاروبار و خدمت کرنے کے زنبیل سے نکالا تھا ساتھ لے کر عقب صاحبقران
سحر کی سواریوں پر سوار ہو کر اسباب سحر سے جھولیاں بھر کر روانہ ہوئے پہلے صاحبقران

سامنے دربند اول کے پہونچے بعد ازان بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع اُن چند
خدمتگارون کے پہونچے جو ایک خیمہ ہمراہ تھا اُس کو صحرا مین ایستادہ کرایا ہنوز صاحبقران
مرکبون سے اُترکر داخل خیمہ نہوے تھے کہ وہ ساحر جو صحرا مین براے خبر رسانی معین و مقرر
کیے گئے تھے اُنھون نے طلسم کشا وغیرہ کو دیکھکر جلد تر صحرا سے روانہ ہوکر روبروے
حنظل جادو جاکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کیا غافل بیٹھے ہین طلسم کشا مع معدودے چند
تخمیناً دس پندرہ آدمیون کی جمعیت سے صحرا مین قریب دربند حضور کے آگیا ہے خیمہ ایستادہ
کرایا ہے ہمنے جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہے باقی سب اشخاص
غیر ساحر ہین اور عیار طلسم کشا ساتھ طلسم کشا کے نہین ہے حنظل جادو یہ خبر سنکے خوش ہوکر
کہنے لگا کہ اگر طلسم کشا ہمراہ دو ساحرون کے آیا ہے تو اُس کا قتل و اسیر کرلینا کیا مشکل ہے مجھ کو
خیال تھا کہ سپاہ کثیر لیکر آئے گا لیکن وہ دو ہی ساحرون کے ساتھ آیا ہے یہ اپنی خوش اقبالی
و خوبی بخت ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ابھی تمام لشکر ہمارا تیار ہو اسباب جنگ و جدال فراہم و مہیا ہو
مقتضاے دلیری و خیرخواہی شاہ طلسم یہ ہے کہ طلسم کشا کو سرحد دربند مین ہم قدم نرکھنے دین
بیرون دربند جاکر اُس سے مقابلہ کرین جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو قتل و اسیر کرلین اُس کے
ساتھیون کو بھی قتل و ہلاک کرین حق نمکخواری شاہ طلسم ادا کرین مستحق انعام کثیر کے ہون
بمجرد حکم کرنے حنظل جادو کے نفیر سحر کو بعض بعض سرداران سپاہ نے بجایا چونکہ ساحر
آمادہ ہوگئے کمربندی ہونے لگی قلعے سے خیمہ و خرگاہ اکثر ساحر نکالنے لگے جھولیان اسباب سحر
سے بھرکے دوش پر رکھین مختلف سواریان سحری براے سواری مہیا کین اتنی دیر مین
حنظل جادو بھی لباس سے آراستہ ہوکر تخت طاؤسی جڑاؤ پر بیٹھکر چالیس رفقا کو اپنے ساتھ
لیکر قلعے سے برآمد ہوا دیکھا کہ لشکر تیار ہے ہر ایک ساحر لڑنے اور جان نثاری کو موجود ہے
دیکھتے ہی خوش ہوا بعدہ تخت سحر اپنا بڑھایا رفقا بھی اُس کے تخت سحری سواریون پر سوار
یمین و یسار اُس کے چلے ساٹھ ہزار ساحرون کا لشکر ہمراہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر پر
سوار ترسول نیسول ہاتھ مین لیے زمین سے بزور سحر بلند ہوکر چلا صاحبقران کشورستان
مرکب پر سوار تھے جیسا ایستادہ ہوچکا تھا ارادہ مرکب سے اُترنے کا کیا تھا صبح کا وقت تھا
کہ ناگاہ سامنے سے لکہ ہاے ابر سیاہ پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک بھی ہی
آواز ظاہر ہوتی تھی کسی ابر سے بارش آب ہوتی تھی کسی ابر کے ٹکڑے سے بجاے آب آگ
کے انگارے برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے بارش گلہاے خوشبو ہوتی تھی غرض عجائب و
غرائب و آثار اُن لکہ ہاے ابر سے ہویدا و آشکار ہوتے تھے صاحبقران عالی ذیشان ہمت
لکہ ہاے ابر سحر دیکھکر گویا ہوے کہ یہ لکہ ہاے ابر عجیب و غریب نظر آتے ہین کیسے یہ ابر کے
ٹکڑے ہین جن سے بارش آتش و گلہاے تر وغیرہ ہوتی ہے اور از حد برق چمکتی ہے صداے
رعد بھی ایسی آرہی ہے کہ ایسی مہیب آواز رعد زور و شور سے کبھی سننے مین نہین آئی غرض
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے عرض کیا کہ یہ لکہ ہاے ابر سحاب سحر ہین شاید
مالک دربند اول طلسم زلزلہ حنظل جادو مع اپنے لشکر کے براے جنگ و پیکار سامنے آیا ہو
افسوس کہ آپ مع چند نفر ہین لشکر کثیر آپ کے ہمراہ نہین ہے اگر حکم ہو تو ہم آپ کے لشکریون کو

ایسے وقت مین جا کرے آئین فرودگاہ لشکر سے اگر آگاہ ہو جائین تو ابھی ہمکو یہان بلا لائین
حالانکہ وہ سب غیر ساحر ہین ساحرون سے کیا آ سکین گے مگر شان و شوکت حضور کی لشکر
اہل اسلام کے یہان آنے سے زیادہ ہو جائے گی صاحبقران کشورستان نے جواب دیا
کہ ہمین اپنے لشکر کے یہان طلب کرنے کی ضرورت نہین ہی اہل لشکر یہان آ کر کیا کرین گے
جنگ یہان فقط ساحرون سے ہی غیر ساحرون سے نہین ہی سوا اس کے مقتضاے شجاعت و بہادری
سے یہ بعید ہی کہ ہم واسطے اپنی اعانت و مدد کے اپنے لشکر کو یہان طلب کرین خداوند عالم
حامی و مددگار ہی اگر وہ چاہے تو ایک پشے کو فیل مست پر غالب کرے وہ قادر و توانا ہی اُس کے
اختیار مین ہر شے ہی گو ادہر از حد قلت سپاہ ہی بجز معدودے چند کے جمعیت کثیر نہین ہی اور حنظل جادو
بقول تمہارے ہمراہی لشکر گران ادہر آتا ہی مگر کچھ اندیشہ نہین ہی ہمکو اُس کی اعانت و نصرت کا
بھروسہ ہی وہ مسبب الاسباب ہی کچھ نہ کچھ اسباب فتح و ظفر اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دے گا ابھی
صاحبقران کشورستان یہ ارشاد کر رہے تھے کہ وہ ٹکڑے ابر سیاہ قریب آ کر شق ہوے
بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اُن ابر کے ٹکڑون سے ساٹھ ہزار ساحر مختلف سحر کی سواریون پر
سوار ہاتھون مین ترسول و بسول لیے ہوے گلون مین زنار ڈالے ہوے پیشانیون اور بانہون پر
تلک اور کنور چندن کے نشان مرزائیان برمین دھوتیان باندھے دوش پر جھولیان اسباب سحر
سے بھری ہوئی پیدا ہوے حنظل جادو تخت طاؤسی پر سوار کلاہ زرین سر پر رکھے ہوے
درمیان اپنے رفقا کے ظاہر ہوا بنظر تند و تیز و حقارت سوے طلسم کشا و ہمراہیان چند طلسم کشا
پر نظر کر کے اپنے رفقاے نامور سے مسکرا کر کہنے لگا کہ دیکھو انھی چند ساحر و غیر ساحر کو اپنے
ساتھ لے کر طلسم کشا براے فتح در بند اول طلسم زرلہ آیا ہی بظاہر دیوانہ ہی یا اجل اس کی کشان
کشان اس کو ادہر لائی ہی بھلا ان دس پندرہ آدمیون کی جمعیت سے طلسم کشا کیا جیتے گا
ان دس پندرہ آدمیون مین بھی فقط ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہی باقی غیر ساحر ہین تم دیکھنا
کہ ہم ایک چشم زدن مین طلسم کشا کو اسیر کر لین گے ہمارے لشکری ہجوم کر کے اس کو گرفتار
کر لین گے رفقا نے عرض کیا کہ حضور کیا فرماتے ہین آپ کے نزدیک ان چند کس کا قتل و اسیر
کر لینا کیا مشکل ہی بلکہ آپ کے ملازمون کے نزدیک کچھ دشوار نہین ہی طلسم کشا اگرچہ صاحب لوح
طلسمی ہی اور سنا ہی کہ شجاع و بہادر ہی مگر کہان تک بقوت بازو تنہا حضور کے ساحرون کو تیغ
کرے گا آخرکار دست و بازو تھک جائین گے خستہ و ماندہ ہو کر خود ہی مرکب سے گر پڑے گا
ایسی حالت مین لوح طلسمی اس کے گلے سے لے کر ہجوم کر کے اس کو گرفتار کر لیا جائے گا
حنظل جادو اپنے رفقا کی تقریر سنتا ہوا بلندی سے سوے پستی ہوا اپنے تمامی ساحران لشکر
کے آیا فی الفور اُس کے حکم سے چند ساحرون نے بزور سحر میدان جنگ کی درستی کی کسی ساحر
نے ایک ناریل چوکی دار سحر دم کر کے اسپا مارا کہ وہ دور جا کر شق ہوا شعلے آتش سحر
نے تمام اشجار و خار و خس جھاڑ کی جھنڈی کو جلا کر ایک دم مین خاک کر دیا کسی ساحر نے
اس طرح کا سحر کیا کہ ابر سحر برسا اور اُس ابر سے بیلچہ سحر پیدا ہوے ہاتھون مین اُن کے بیلچے
کودالین وغیرہ آلات چھوٹے چھوٹے زمین پست و بلند کرنے کے تھے انھون نے ہموار
پستی کر کے بعجلت دور تک میدان جنگ ہموار کیا کسی ساحر نے ابر سحر پیدا کر کے بارش کی بھیجے

گرد و غبار کو دفع کیا پھر ملازموں نے بعجلت تمام خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا کیں فراشوں نے
درستی فرش کی حنظل جادو نے ارادہ داخل بارگاہ ہونے کا کیا تھا کہ ناگاہ اُس کے دل میں
خیال آیا کہ ان چند ناشناس و طلسم کشا کے مقابلے کے واسطے چند روز یا زیادہ قیام پذیر ہونا
عبث ہے آج حسب دستور و قاعدہ طبل جنگ و نفیر سحر اپنے لشکر میں بجوانا چاہیے کل صبح کو میدان جنگ
میں ان سب کا کام تمام کر دینا چاہیے طلسم کشا کو قتل و اسیر کر لینا چاہیے یہ خیال کر کے داخل بارگاہ
ہو کے بعد فروکش ہونے ساحران لشکر کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں موافق قاعدہ قدیم طبل جنگ
و نفیر سحر بجائی جائے ہنوز طبل جنگ و نفیر سحر کی صدا اُس کے لشکر سے بلند ہوئی تھی کہ صاحبقران
کشورستان نے ایک نامے میں حسب دلخواہ عبارت لکھوا کر بحرین جادو کو دے کر کہا کہ یہ نامہ
ہمارا حنظل جادو کو دے کر اس کا جواب اُس سے لاؤ بحرین جادو نامہ لے کر مع چند
خدمتگاروں کے روانہ ہوا بعد روانہ ہونے بحرین جادو کے صاحبقران عالیشان مرکب سے
اتر کر داخل خیمہ ہوئے ملکہ بہار گل پوش جادو بھی طاؤس سحر سے اتر کر روبروے امیر باتوقیر
بیٹھی دو تین خدمتگار دست بستہ روبروے صاحبقران عدے ہاتھوں میں لیے ہوئے
کھڑے ہوئے صاحبقران کشورستان گاہ اپنی تنہائی پر نظر کرتے تھے کبھی سوے لشکر
حنظل جادو دیکھتے تھے گاہ سوے فلک دیکھ کر امیدوار اعانت و مددگاری ہوتے تھے
ادھر تو صاحبقران اپنے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے اُدھر حنظل جادو کو بذریعہ ساحران
خبر ہوئی کہ بحرین جادو مع چند خادموں کے نامہ طلسم کشا لیے ہوئے آتا ہے یہ خبر سنکے باوجود
دشمنی اکثر ساحران نامی کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحران نامی نے حسب الحکم حنظل جادو
کے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر بحرین جادو کا استقبال کیا پھر اُس کو بحرمت بارگاہ میں لیگئے
بحرین جادو نے داخل بارگاہ ہو کر حنظل جادو کو سلام کیا اُس نے ساحر معزز جان کر اپنے
قریب بالاے کرسی زرین بٹھایا پھر ساقی کو مع کشتی شراب طلب کیا ساقی حسب الطلب کشتی
بادہ گلنار لے کر حاضر ہوا پھر اشارہ حنظل جادو سے جام بلوریں شیشے سے بادۂ گلرنگ
انڈیل کر جام لبالب بھر کر بحرین جادو کو دیا نامبردار نے کو ہنسے جام کو دست ساقی سے لیکر
شراب پی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ میں نامہ دار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
حنظل جادو نے نامہ طلب کیا بحرین جادو نے موافق شرائط و آداب نامہ رسانی نامہ والا
نامے کو لے کر پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ آگاہ ہو
کہ لائق ستائش و پرستش و سجدہ بجز خالق کون و مکان کے کوئی نہیں ہے اور دین اسلام
سے کوئی دین بہتر نہیں ہے دین حق دین اسلام ہے شاہ طلسم زلزلہ بھی ایک بندۂ خدا ہے لیکن
گمراہ کنندہ ہے قابل خداوندی و لائق سجدہ نہیں ہے اسی طرح جس قدر ساحران ہیں سب باطل ہیں
اگر ہود سرمست جادو خداوند ہوتا تو تجھے خائف و ترساں نہ ہوتا کچھ قدرت اپنی دکھاتا
ہمارے خوف سے طلسم باطن میں چھپ کر نہ بیٹھتا سوا اس کے شاہ طلسم زلزلہ سے سابق
میں لقا و زمرد شاہ باختری و سامری و جمشید و فرعون وغیرہ جنھوں نے دعویٰ
خدائی و خداوندی کیا ہے وہ سب گمراہ کنندہ لائق پرستش نہیں ہیں سب پرستش کے قابل
وہی ہے خدا + ہویدا ہے اک سے کو جس نے کیا + رہیں دربلک کو کب و مہر و ماہ

یہ مصنوع ہیں اور صانع آلہ ہے لہذا بذریعہ نامہ تجکو ہدایت کی جاتی ہے لازم ہے کہ راہ راست پر
آکر دین اسلام اختیار کر کفر و کافری سے اجتناب کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اور ہماری اطاعت
اختیار کر ہم عنایت خدا سے صاحب لوح طلسمی ہیں حسب ہدایت لوح مذکور طلسم زلزلہ کو انشاء اللہ
تعالیٰ بہت جلد فتح کریں گے جو کوئی ساکنان طلسم زلزلہ سے ہماری اطاعت اختیار کر کے دین اسلام
قبول کرے گا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ جملہ ساکنان طلسم مذکور کو ہم تہ تیغ کریں گے اپنے کسی دشمن
کو زندہ نچھوڑیں گے زمانہ فتح طلسم زلزلہ قریب تر آگیا ہے ضرور یہ طلسم فتح ہو جائے گا تم سے
قصد جنگ و جدال نکر ہماری دشمنی و بددینی سے دست بردار ہو جواب اس کا جلد ارسال کر
بعد پڑھنے نامہ مذکور کے اور آگاہ ہونے مضمون نامہ سے حنظل جادو نے برہم ہو کر
پشت نامہ مذکور پر یہ عبارت بجواب نامہ تحریر کرائی کہ اے طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہم خیرخواہ
و نمکخوار قدیم شاہ طلسم زلزلہ ہیں ہرگز نمکحرامی و بیوفائی اپنے شہنشاہ خداوند کے نکریں گے
تمہاری اطاعت کبھی اختیار نکریں گے اپنے دین آبائی کو نچھوڑیں گے دیوانہ تمسے ڈریں گے
دین اسلام کبھی قبول نکریں گے بعد ازاں نامہ مذکور نامہ بر کو دیا بحرین جادو حنظل جادو
سے رخصت ہو کر بارگاہ سے باہر آ کر بعد قطع راہ خدمت صاحبقران ذیشان میں آیا نامہ
دے کر تمام حال جو دیکھا تھا اور کہا تھا عرض کیا امیر با توقیر نے عبارت جواب نامہ کو پڑھ کر فرمایا
کہ آمادہ جنگ ہے راہ راست پر نہیں آتا ہے خیر اللہ ہمارا مددگار ہے جو اس کو منظور ہے مناسب
ہوگا اس کا ظہور ہوگا ابھی صاحبقران کشورستان بحرین جادو سے ہمسخن تھے کہ ایکایک
لشکر حنظل جادو سے صدائے طبل رزمی و نفیر سحر بلند ہوئی ہمراہ صاحبقران کے طبل و
نقارے کہاں تھے جو اس طرف بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاتی جب اس طرف طبل جنگی
و نقارہ حربی پر چوب نہ لگائی گئی حنظل جادو سمجھا کہ طلسم کشا بے سامان و بے لشکر آیا ہے
لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ دو چار نقارے اپنے لشکر سے طلسم کشا کے پاس بھیجدینے
چاہیے دشمن سے بھی ایسی نیکی کرنا چاہیے تاکہ جو تمنا طبل جنگ بجانے کا دل طلسم کشا میں
نہ رہے سوا اس کے اسوقت چند نقارے بھجوا دینا طلسم کشا کو شرمندہ و ذلیل کرنا بھی ہے
کیونکہ ایسی بے سروسامانی سے کوئی طلسم کشا کبھی کسی طلسم کے فتح کرنیکو نہ گیا ہوگا
جس طرح صاحبقران ہمارے در بندے کے فتح کرنے کو اور ہم سے مقابلہ کرنے کو آئے ہیں یہ
بات بھی دنیا میں اہل دنیا کو یاد رہے گی یہ سمجھکر چند نقارے بڑے چھوٹے بدست ساحران
سپاہ اہل صاحبقران میں بھیجدیے ہر چند صاحبقران نے ارشاد کیا کہ ہمکو ان نقاروں کی
کچھ ضرورت نہیں ہے بجائے طبل و نقارہ نفیر سحر بحرین جادو بجا دے گا لیکن ان ساحروں
نے گفتگوے امیر با توقیر کچھ نہ سنی نقارے سامنے لشکر کے رکھکر چلے گئے کہ ہمارے مالک
نے یہ نقارے آپکے پاس محض اسواسطے ارسال کیے ہیں کہ آپ بھی اپنے لشکر میں
اگر چند آدمیوں کا ہو یہ نقارے بجوا لیجیے ان کے سننے سے انکار نکیجیے بحرین جادو
و ملکہ بہار و گل بدن جادو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران ان نقاروں کے آنے سے
کچھ رنج اپنے بے لشکر و بے سامان ہونے کا نہ کیجیے بلکہ خوش ہو جیے کہ یہ فال مبارک ہے
انشاء اللہ تعالیٰ آپ اپنے اعدا پر فتحیاب ہو جیے گا طبل و علم دشمن کا آپ کے ہاتھ

آئین گے صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو و ملکہ مذکورہ کے کہنے سے خوش ہو کر خدمتگاروں کو
حکم دیا کہ ان نقاروں کو بجاؤ انھوں نے سحر سے چند لکڑیاں لا کر وہ نقارے انھیں لکڑیوں سے
بجائے اب دونوں جانب طبل و نقارہ جنگی و نفیر سحر بجنے لگی تیاری جنگ لشکر حنظل جادو
میں ہونے لگی اگیاری ہونے لگی سحر کے پیر کرنے لگے بھجوک بھینٹ دیے جانے لگے تمام
شب تیاری سحر میں ان ساحروں نے بسر کی ہنگام سحر حنظل جادو بغرور و نخوت ساٹھ ہزار
ساحروں کی جمعیت سے میدان جنگ میں آ کر صف آرا ہوا اس طرف صاحبقران بھی مع
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و دس بارہ خدمتگاروں کے بمقابلہ سپاہ
حنظل جادو جا کر کھڑے ہوئے اول ہلال احول چشم جادو حنظل جادو سے اجازت
حاصل کر کے لشکر سے نکل کر میدان جنگ میں بالائے اژدر سحر سوار ہو کر آیا اژدر کو روک کر
پکارا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ شہنشاہ ساحران خداوند ہودہ سرمست جادو حاکم طلسم زلزل
سے مقابلہ و مجادلہ کرنا اس بے سروسامانی میں و بے جمعیت سپاہ کے دشوار تر ہے اور فتحیاب ہونا
غیر ممکن ہے اگر لوح طلسمی و تیغہ فنا قبضے میں آ گیا ہے تو ان دو اشیاء سے کیا ہو سکتا ہے بس مناسب
یہ ہے کہ طلسم کشائی سے باز آ کر لوح طلسمی و تیغہ فنا حوالہ مالک و دربند اول حنظل جادو کے کر کے
بخیر و عافیت سوئے انجم حصار اپنے لشکر میں چلے جاؤ جنگ سے اجتناب کرو ذرا اپنی تنہائی و
بے سروسامانی پر نظر کرو شہنشاہ ساحران سے اس بے سروسامانی کیا لڑ سکتے ہو اگر مال دنیا
و خواہش اسباب بے بہائے طلسمی کی ہے تو مال دنیا سے بھی تمکو اس قدر دلوا دیا جائے گا کہ دامن
حرص تمہارا بھر جائے گا اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو پچھتاؤ گے آج اس میدان جنگ
سے اپنے خیمے میں زندہ نہ جاؤ گے یا قتل ہو گے یا اسیر ہو گے میں رفیق حنظل جادو سے ہوں
نام میرا ہلال احول چشم جادو ہے میرے کہنے کے بطریق مذکور صلح کر لو تو خوب ہے ورنہ
بحرین جادو کو یا ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج دیکھو صاحبقران
گفتگوئے ہلال احول چشم جادو سن رہے تھے جواب اس کو نہ دیا تھا نہ کوئی اس طرف سے
اس کے مقابلے کے واسطے نکلا تھا کہ یکایک سوئے آسمان ایک ٹکڑا ابر ظاہر ہو کر ہوا پر قائم
ہو کر محیط ہونے لگا پھر اس ابر سے بارش مروارید بکثرت ہوئی برق چمکی نہایت زور و شور سے
صدائے رعد پیدا ہوئی حنظل جادو وغیرہ ساحر و غیر ساحر دونوں لشکروں کے جانب ابر مذکور
بنظر حیرت و تردد دیکھنے لگے یکایک از حد زور و شور سے برق کڑکی صدائے مہیب رعد ہویدا
ہوئی اکثروں کے دل دہل گئے برق کی چمک سے خیرگی چشم ظہور میں آئی بعدہ دیکھنے والوں نے
دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک تخت سحر کہ جس کو چار طرف سے اژدر سحر اٹھائے
ہوئے تھے اور شعلے آتشی ان کے دہنوں سے دمبدم بکثرت نکل رہے تھے پیدا ہوا
اس تخت سحر پر ایک پارۂ ابر سایہ فگن تھا اس سے بارش مروارید ہو رہی تھی یہ دیکھ کر سب کو
حیرت ہوئی خصوصاً حنظل جادو کو بدرجۂ کمال حیرت ہوئی ہلال احول چشم جادو بھی ہوش
تلک جانب تخت سحر مذکور دیکھنے لگا یکایک صاحب تخت نے غضبناک ہو کر آواز بلند کہا کہ
آگاہ باشید اے ساحران ظالم و مغرور کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر تخت اپنا بلندی سے قریب
پستی لایا حنظل جادو نے دیکھا کہ ایک جوگی ہمراہ اپنے ایک بالکے کے تخت سحر پر [illegible]

بالائے سر اُس کے ایک لکہ ابر ہو اُس سے بارش مروارید آبدار ہو رہی ہے جوگی کی بڑی بڑی
آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی ہیں آثار قہر و غضب چہرے سے ہویدا ہیں ایک انبار بالوں کا مثل
دستار کے سر پر ہے گھبرا کر پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہے کہاں سے تشریف لائے ہیں سبب غضب
کیا ہے آپ ہمارے ہم مذہب معلوم ہوتے ہیں تشریف لائیے آپ کی خدمت گذاری کے لیے
ہمارے صدہا ملازم موجود ہیں جوگی مذکور نے برہم ہو کر جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ خاص و عام مجھکو
بہمن گنبد نشین کہتے ہیں کون ایسا ساحر ہے کہ مجھکو نہیں جانتا ہے ہم شہرہ آفاق ہیں سیر کنان
اپنے مسکن سے ادھر آئے ہیں ہمارے غصہ و غضب کا باعث یہ ہے کہ تو اسقدر فوج کثیر کی
جمعیت سے مت آ رہا ہے اور مقابل تیرے چند کس ہیں ان غریبوں پر کیوں فوج کشی جائز رکھی ہے
ان لوگوں نے کیا خطا کی ہے بظاہر یہ لوگ مظلوم معلوم ہوتے ہیں اور تو نہایت ظالم
قسی القلب ثابت ہوتا ہے کیونکہ ان چند شخصوں کے مقابلے کے واسطے فوج کثیر ہمراہ لیکر
آیا ہے ان بے گناہوں کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے آخر بتا تو سہی کہ یہ لوگ کون ہیں کیا قصور
انہوں نے کیا ہے ہم منصف طبع ہیں ظالم کے شریک نہیں ہوتے ہیں مظلوم کے شریک ہو کر
اُس کی مدد کرتے ہیں حنظل جادو نے ڈر ڈر کر کہا کہ یہ لوگ اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے
یہ طلسم کشا ہے دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہے واسطے فتح دربند اول طلسم زلزلہ کے مع ان چند کس
کے آیا ہے مالک دربند اول میں ہوں نام میرا حنظل جادو ہے واسطے اس کے قتل و اسیر
کرنے کے مع اپنی فوج کے آیا ہوں اب اس دشمن شاہ طلسم و عدوے ساحران ساکنان
طلسم زلزلہ کو حتی الامکان قتل و اسیر کروں گا شاہ طلسم سے خلعت و انعام پاؤں گا یہ غریب
نہیں ہے نہ مسکین ہے اس پر رحم کرنا اچھا نہیں ہے جوگی نے غضبناک ہو کر جواب دیا کہ ہمکو اس سے
غرض و مطلب نہیں کہ یہ طلسم کشا ہے اور دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہے ہم تو بظاہر دیکھتے ہیں کہ
اسوقت یہ شخص بعدہ و چند تیرے لشکر کثیر کے آگے ایستادہ ہے یقیناً مظلوم معلوم ہوتا ہے بس
اب ہم اس کی طرف داری سے باز نہ آئیں گے اس کی جانب سے تجھ سے مقابلہ و مجادلہ
کریں گے تو مغرور ہے تیرے غرور و نخوت کی سزا تجھکو دیں گے یہ کہکر دہن اپنا اپنے بازو کی طرف
لے جا کر سوئے سر خبث و نسل شیطان کو گرمی ہوا سے دہن پھونکا فوراً سامنے سے
ایک بجلی چمکتی ہوئی نظر آئی خبث مذکور حاضر ہوا حنظل جادو وغیرہ اس کی ہیبتناک صورت
دیکھکر خائف ہوئے کیونکہ وہ صورت عجیب سے اگر کبھی قد و قامت اپنا حد سے زیادہ دراز کرنے لگا
گاہ قد اپنا نہایت مختصر کرنے لگا اور جوگی سے مطیعانہ پوچھنے لگا کہ کیا حکم ہے کیوں اسوقت
مجھکو طلب کیا ہے جوگی نے جواب دیا کہ ہمکو اپنے دشمنوں سے تجھے لڑوانا منظور ہے اور تیری
دعوت و ضیافت انہیں دشمنوں کے گوشت و خون قلب و جگر وغیرہ کی قرار دی ہے لہذا جا
وہ ساحر جو لشکر کے آگے بڑھا ہوا ہے اعدائے کو جا کر ہلاک کر خون اُس کا پی لے اگر دل چاہے
اور بھوک ہو تو گوشت بھی اُس کا کھا لے یہ سنتے ہی خبث مذکور اُسی ساحر کی طرف بصورت خبث
واصل مجسم ہو کر چلا ادھر حنظل جادو اپنے دل میں گھبرا کر کہنے لگا کہ شاید یہ بہمن گنبد نشین کا
یہ تسخیر ہے یا ہمکو بلائے سخت و جان ستان ہے ادھر صاحبقران جوگی پر نظر کرکے اُس کی
تقریر سنکے حیران ہوئے بجائے خود شکر خدا بجا لاکر سحرین جادو وغیرہ مستعد ہونے لگے دیکھو ہا ہی

مدد کے واسطے مسبب الاسباب نے عجب سبب پیدا کیا اس جوگی کو ادھر بھیجا یا بحرین جادو
وغیرہ نے حیران ہوکر عرض کیا کہ واقعی آپ کا ارشاد بجا ہے خدا جانے یہ جوگی کون ہے کوئی ساحر زبردست
معلوم ہوتا ہے نام اپنا بہمن گنبد نشین ظاہر کرتا ہے مرد معقول معلوم ہوتا ہے کہ ہم بے سبب بے سروسامان
و بے سپاہ کی اس نے شرکت کی ہے ابھی بحرین جادو و ملکہ بہار رنگین پوش جادو دونوں
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک خبیث مذکور کہ خلقت اس کی نار سے ہوئی تھی سامنے
بلال احول چشم جادو کے پہونچا اس نے بعجلت تمام ناریل جوگی وار سحر دم کر کے اس پر مارا
ناریل مذکور شق ہوا شعلہ ہائے آتش پیدا ہوکر سوئے خبیث مذکور چلے خبیث مسطور ان شعلوں کو
اپنی جانب آتے دیکھکر غضبناک ہوکر گویا ہوا کہ او نابکار ساحر تو سمجھے اس شرارۂ آتش سے ڈراتا
ہے یہ نہیں جانتا کہ میں خود ہی خلقت نار سے ہوں اس آگ سے کب ڈرتا ہوں یہ کہکر منہ اپنا
مانند دہن بلائے جان ستاں کھول کر ان شعلوں اور شرارۂ آتش کو دہن میں لے کر مانند برق
جھپٹ کر بلال احول چشم جادو کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر گلا دبا کر ہوائیں کلابی کر کے توڑ مروڑ کر زمین پر
پھینک دیا یہ حال دیکھکر صاحبقران وغیرہ خوش ہوئے ساحر مذکور کے مرنے کی علامت ظاہر
ہوئی تاریکی ہوئی ہوا سے تند چلی حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اور رنج مرگ بلال احول چشم
جادو بھی ہوا لیکن غضبناک ہوکر فی الفور اپنے رفقا کی طرف دیکھا اسی وقت مجمع رفقا سے ایک
رفیق مسمی اختر جادو نکل کر اژدر تیغ پر سوار ہوکر آگے بڑھا میدان جنگ میں آکر اژدر کو روک کر
بہمن گنبد نشین سے مخاطب ہوکر پکارا کہ او جوگی بیراگی سامنے آ تجھ سے مقابلہ کر دیکھوں تو کہ تو
کیسا زبردست ساحر ہے جوگی نے مسکرا کر کہا کہ اجل تیری کشاں کشاں تجھکو بھی میدان جنگ میں
لائی ہے گھبرا کیوں ہے بلال کے پاس تجھ بداختر کو بھی پہونچائے دیتا ہوں میری کیا بھلا
شامت ہے کہ تجھ ایسے ذلیل و حقیر ساحر سے خود مقابلہ کروں ہاں میرا ایک سحر تجھ سے بھی مقابلہ
کرے گا وہ لاکھ تجھکو کیا تیرے تمامی لشکر کو کافی ہے تو ابتدائے جنگ کر کوئی سحر سخت ہو جلد اپنے
دل کا نکال لے اختر جادو نے یہ بات سنکر برہم ہوکے نارنج اپنی جھولی سے نکال کر اور
اسمائے سحر اس پر دم کر کے سوئے بہمن گنبد نشین مارا اور جوگی کے بالکے نے کار سحر
لگائی ہنوز نارنج شق نہوا تھا کہ وہ کار دھرے درمیان سے کٹ کر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
جوگی نے آواز بلند کہا کہ او جانمیس کہاں ہے جلد آ لے اس نابکار جادوے دشمن کو خبردار یہ
نابکار بھاگنے نہ پائے غرق زمین نہونے پائے نہ سوے فلک جانے پائے اس کو بھی مانند
بلال کے ہلاک کر راوی ناقل ہے کہ بمجرد آواز دینے کے وہ خبیث ظاہر ہوکر جانب اختر
مانند برق کے جھپٹ کر چلا ہر چند اختر جادو نے سحر پڑھکر دستک دینے کا قصد کیا تا تیلۂ سحر کو
طلب کرنا چاہتا تھا مگر اتنی مہلت نملی کہ دستک دے اور تیلۂ سحر کو بلائے خبیث مذکور نے جلد تیغ
اس کی گردن مروڑ کے سر اس کا دھڑ سے کھینچ لیا لہو اس کا گرم گرم برغبت تمام پی لیا سر و
تن کو خاک پر ڈال دیا لاشہ اس کا تڑپ کر سرد ہو گیا اس کے مرنے کی بھی بدستور علامت
پیدا ہوئی صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی حنظل جادو کو صدمہ سخت ہوا خبیث مذکور پھر
سب کی نظر سے غائب ہو گیا حنظل جادو نے پھر اپنے ہمنشینوں رفقا کی طرف نظر کر کے کہا
کہ تم میں کون ایسا ساحر ہے کہ جو جاکر اس جوگی کو قتل کرے اس نے یہاں آکر غضب کیا ہے

شریک طلسم کشا ہوکر دو رفیقون کو ہمارے قتل کیا ہی عجب طرح کا اس کا سحر ہی کچھ سمجھ مین نہین
آتا ہی مجرد اس کہنے کے ایک رفیق مسمی بہبند جادو مجمع رفقا سے نکل کر گویا ہوا کہ مجکو اجازت
جنگ دی جائے مین اس جوگی کو جاتے ہی قتل کرکے سر اس کا کاٹ کر واسطے نذر حضور کے
لے آؤن گا اس کے تیلہ سحر کو آنے ہی نہ دون گا خنظل جادو نے خوش ہوکر اُس کو اجازت حرب
دی بدر جادو عقاب سحر پر سوار ہوکے گولہ فولادی ہاتھ مین لیے ہوے بار بار اسکو اچھالتا ہوا
اور مانند گیند کے روکتا ہوا اسلے سحر زبان پر اپنی جاری کرتا ہوا لشکر سے نکل کر عرصہ کارزار مین
آیا ادھر جوگی نے اپنے بالکے سے چپکے سے کہا کہ خبردار نہایت ہوشیار رہو یہ بیلی سحر پڑھتا ہوا
فولادی گولے پر دم کرتا ہوا میدان مین آیا ہی جلد اس کی فکر ہلاکت کرنا چاہیے بالکے نے جواب دیا
کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے دیکھا جائے گا ابھی جوگی اور بالکے مین آہستہ آہستہ گفتگو ہو رہی تھی اور
مردان ہر دو لشکر دیکھ رہے تھے کہ بدر جادو نے کارد نکال کر پیشانی اپنی شگاف کرکے
خون پیشانی کا اُس گولہ فولادی پر چلو سے چھڑک کے سامری کو پکار کے وہ گولہ سوے بہمن
گنبد نشین بقہر و غضب مارا ادھر بالکے نے اُس گولے پر نظر کرکے کچھ پڑھ کر اپنی انگشت سے
اشارہ کیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ گولا مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوکر خاک پر گرا فی الفور جوگی
نے پکار کر کہا کہان ہی جلد آ بمجرد پکارنے اور بلانے کے خبیث مذکور بدستور ظاہر ہوکر گویا ہوا
کہ حاضر ہون کیا حکم ہوتا ہی مین کہین گیا نہین تھا موجود تھا جب تک آپ حکم نہ دین گے بجا لاؤن گا
جوگی نے کہا کہ جلد جا اس نابکار ہمارے بدخواہ کا کام تمام کر خبیث مذکور نے بسرعت تمام جا کر
بدر جادو کو پکڑ کر توڑ مروڑ کر اعضا اُس کے جدا جدا کرکے کچھ لہو پی کر گوشت فربہ اُس کا کھایا اور
باقی ماندہ کو زمین پر ڈال کر نظر سے غائب ہوگیا اسی طرح چند ساحران نامی و نامور لشکر خنظل جادو
سے نکل نکل کر یکے بعد دیگرے میدان جنگ مین گئے اور کام آئے جوگی کے حکم سے خبیث مذکور
نے اُن کو ہلاک کیا آخر کار خوف جان سے کوئی ساحر لشکر خنظل جادو سے برائے مقابلہ
بہمن گنبد نشین نہ نکلا اُسوقت خنظل جادو نے برہم ہوکر اور کشتے لاشے ساحران نامی
کے بالائے خاک دیکھ کر بہت افسوس کرکے جملہ ساحران لشکر سے مخاطب ہوکر آواز بلند کہا کہ
اے ساحران وفادار و جان نثار و اے نمکخواران شاہ طلسم ذی وقار کیا دیکھ رہے ہو
تم سب ساٹھ ہزار ہو دلیرانہ بڑھ کر اس جوگی کو اور طلسم کشا وغیرہ کو چار جانب سے گھیر کر آتش سحر
برسا کر خرمن حیات دشمنون کا جلا کر خاک کر دو پھر مجھ سے خلعت و انعام لو مین بھی تمہارے ساتھ
ان دشمنون سے لڑون گا دیکھو یہ وقت حق نمک ادا کرنے کا ہی بہادری و دلاوری و کمال و ہنر
ظاہر کرنے کا ہی لازم ہی کہ یکبارگی ہمراہ میرے بڑھو ان چند اشخاص کو قتل کرو اور میدان جنگ
نام پیدا کرو یہ کہکر لشکر لیے تخت سحر کو آگے بڑھایا ساٹھ ہزار ساحر بھی یکبارگی اُس کے ہمراہ نارنج
ترنج گولے فولادی ناریل جوفدار کارد و خنجر وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لے کر اسلے سحر
پڑھتے ہوے اسباب سحر پر دم کرتے ہوے یون بڑھے جیسے دریا بڑھتا ہی یا زور شور سے
سیل آتی ہی یا طوفان عظیم آتا ہی ادھر جوگی نے پکار کر کہا کہ اے جانیش جلد آ یہ سب دشمن
ادھر آتے ہین حتی الامکان ان کو روک اور ہلاک کر اور جہان تک ممکن ہو خون ان کا پی لے
گوشت ان کا سیر ہوکر کھالے خبیث مذکور یہ خردہ سنکے یون چلا جیسے شیر گلہ گوسفندان پر جاتا ہی

پھر جوگی نے اپنے بلکھے سے کہا کہ ہوشیار ہو جانا چاہیے سپاہِ دشمن آتی ہے جنگ مغلوبہ غضب کی
ہو گی سحر و ساحری از حد ہو گی میرا بھی خیال رہے بلکھے نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر کچھ خیال
ہو تو پنہان ہو جائیے جوگی نے کہا کہ ہاں یہ رائے خوب ہے مگر وقت ضرورت پنہان ہو جاؤں گا
بالفعل تو بیٹھا ہوں یہ کہہ کر کچھ گولے منتر پڑھے سے نکال کر روبرو رکھے اُن میں سے ایک گولہ
اٹھا لیا اتنی دیر میں حنظل جادو نے بڑھ کر پھینک دیا نارنج ترنج گولے فولادی کار و سحر آتش
سرسوں بنولے روئی کے سحر دم کر کے مارنے لگے شعلے اور دھواں پیدا ہونے لگا ہر طرف
ابر سحر سے آتش برسنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی حنظل جادو بھی سحر کرنے لگا ادھر جوگی کا بالک
بھی جوگی کی حفاظت کر کے لڑنے لگا ساحروں کا سحر دفع کر کے اُن کو قتل کرنے لگا ملکہ بہار
گل پوش جادو بھی یہ رنگ جنگ دیکھ کر گلدستہ ہاتھ میں لے کر آگے بڑھی اسمائے سحر
دم کر کے فوج دشمن پر گلدستہ مذکور مارا وہ شق ہوا پھول اور کلیاں اُس کی جدا ہو کر
جس جس ساحر پر اُس گلدستۂ سحر کے پھول اور کلیاں پڑیں اور خوشبو اُن گلوں کی جس کے دماغ
میں پہنچی فی الفور پھول اٹھا کر سونگھ کر دیوانہ ہو کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عاشق ملکہ بہار
کی ظاہر کرنے لگا جنگ و جدال سے باز رہا اسی طرح جس جس ساحر نے ایک پھول یا ایک کلی بھی
اٹھا کر سونگھ لی اُس کا یہی حال ہوا آخر دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے سوئے ملکہ بہار
گل پوش جادو چلے قریب تر آ کے پکارے کہ اے ملکۂ عالم ہم تو مدت سے آپ کے حسن و
جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہیں ایک زمانے سے مشتاق وصل ہیں امیدوار نظر توجہ ہیں ملکہ مذکور
نے جواب دیا کہ اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو جا کر سر حنظل جادو لاؤ اور اُس کے ساحران
لشکر کو قتل کر دو تب وہ سب ساحر بعد خوشی یہ کہتے ہوئے سوئے حنظل جادو چلے کہ ہماری
ملکہ کا جو حکم ہے اُسے بجا لانا ضرور ہے حنظل جادو اور اُس کے لشکر کے ساحروں کی تو کیا حقیقت
ہے اگر حکم ملکہ بہار کا ہوتا تو ابھی جا کر شاہ طلسم زلزلہ کو قتل کرتے سر اُس نابکار کا کاٹ کر
برائے خوشی خاطر ملکہ بہار گل پوش جادو لے آتے اپنی معشوقہ گلبیرہن کے حکم کو بجا لاتے
یہ کہتے ہوئے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل جوئی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کر کے
حنظل جادو و ساحران لشکر حنظل جادو پر بار بار برسانے لگے ساحر قتل و ہلاک ہونے لگے
اپنے ہی لشکر کے ساحروں کو وہ دیوانے مبتلائے سحر ملکہ بہار ہو کر قتل کرنے لگے ملکہ
بہار مذکور دمبدم گلدستے مارنے لگی بدستور مرقوم ساحران لشکر حنظل جادو کو مبتلائے سحر
کر کے حالت دیوانگی میں اُن کو لڑوانے لگی لشکر حنظل جادو میں دیوانوں نے آفت برپا
کر دی سپاہ و ساحران میں تہلکہ پڑ گیا حنظل جادو یہ رنگ دیکھ کر گھبرایا دل میں کہنے لگا کہ واہ وا
این گل دیگر شگفت میرے لشکر کے ساحر میرے ہی لشکر کے ساحروں کو دلیرانہ بڑھ بڑھ کر قتل
کر رہے ہیں یہ کیا آفت تازہ برپا ہوئی آخر بعد فکر معلوم ہوا کہ یہ سب دیوانے مبتلائے سحر
ملکہ بہار گل پوش جادو ہو کر میرے فوج کے ساحروں کی کشت حیات کو برباد کر رہے ہیں
یہ حال معلوم کر کے دفع سحر ملکہ مذکور کر کے اُن دیوانوں کو اپنے ہی سحر سے ہلاک کرنا شروع
کیا اکثر کو قتل کیا بعدہٗ سحر کرتا ہوا سوئے بہمن گنبد نشین و طلسم کشائے طلسم زلزلہ چلا
بحر بن جادو نے اپنے سحر سے دریائے مواج و قہار سحر پیدا کر کے ساحران سپاہ حنظل جادو

کو اُسی بحر سحر مین غرق کرنا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے ایک ہاتھ مین لوح طلسمی لے کر
دوسرے ہاتھ سے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر عکس لوح کا ساحرون پر ڈال کر تلوار سے قتل
کرنا شروع کیا نعرے کو ہ شگاف و سیدم کرنے لگے جس طرف مرکب کو بڑھا کر گئے سیکڑون
ساحرون کو تہ تیغ کیا لاشون کے ڈھیر کشتون کے انبار لگا دیے جوگی کے بلکے نے بھی ایسے
ایسے سحر کیے کہ دیکھنے والون کو عجب ہوا سیکڑون ساحرون کو ابر سحر پیدا کر کے آتش سحر برسا کر
جلا کر خاک کر دیا جوگی نے بار بار جو گولے لشکر حنظل جادو پر مارنا شروع کیے وہ گولے عجب
گولے تھے کہ جس غول اور جس گروہ پر گرتے تھے شق ہو کر شعلے پیدا کر کے جلا دیتے تھے
دھوان بھی ان گولون سے پیدا ہوتا تھا اگر کوئی ساحر بزور سحر جوگی کے گولے کو روکنا چاہتا
تھا تو وہ نکلتے تھے شورہ اور بارود کی بو گولون کے شق ہونے سے پیدا ہوتی
تھی کبھی جوگی صاحب ظاہر ہو کر گولے مارتے تھے کبھی کسی ساحر کو نزدیک لینے پا کر چھو
او ڈھ کر غائب ہو جاتے تھے جیت مذکور بھی جس طرف جاتا تھا ساحرون کا کام تمام کرتا تھا غرضکہ
چند شخصون نے وہ کارزار بر شمشیر آبدار و با سباب سحری کہ صدہا ساحران لشکر حنظل جادو
قتل و ہلاک ہوئے مگر ساٹھ ہزار ساحر تھے بسبب ہجوم آن کا چندان کم نہوا حنظل جادو سحر
بحرین جادو کو ستاتا ہوا ساحران قبلائے سحر ملکہ بہار کو اپنے سحر سے قتل و ہلاک کرتا ہوا
جوگی کے بلکے کے سحر سے گاہ بچتا ہوا کبھی دفع کرتا ہوا جیت مذکور سے جان اپنی بچاتا
ہوا اُن سے ڈرتا ہوا سحر کرتا ہوا اڑتا بڑھتا ہوا قریب طلسم کشا آیا اُسوقت جوگی یعنی بہمن
گنبد نشین نے آواز بلند کہا کہ اے طلسم کشا ہوشیار ہو جائیے کہ حنظل جادو نزدیک آگیا ہے
یہ ساحر بلائے روزگار ہے مالک و حاکم دربند اول یہی ہے عجب نہین کہ طلسم بند ہو اس نے
ضرر و فساد دے مجھے اگر کہیے تو اپنے بلائے سحر کو حکم کرون کہ اس کو کھا جائے نام و نشان اس کا
باقی نہ رکھے صاحبقران کشورستان نے عین جنگ مغلوبہ مین آواز بلند جواب دیا کہ اے
بہمن گنبد نشین تم اپنے تیز سحر کو حنظل جادو کے ہلاک کرنے کے واسطے حکم نہ دو اگر یہ
قریب ہمارے آیا ہے تو کیا اندیشہ ہے بلکہ باعث خوشی کا ہے ہم تو اس کی فکر میں تھے یہ اپنے پاؤن
سے سوئے اجل آیا ہے شمشیر آبدار ہماری کوئی دم مین اس کو راہ عدم بتا دے گی اگر اس نے
ہماری اطاعت اختیار کر لی تو البتہ جانبر ہوگا یہ کہکر سوئے حنظل جادو مرکب کو موڑا جو ساحر
درمیان میں تھے اُن کو قتل کر کے قریب تر اُس کے جا کر نعرہ کیا اور شمشیر آبدار علم کر کے عکس
لوح طلسمی کا اس پر ڈالا حنظل جادو سحر بھول گیا گھبرا کر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگا صاحبقران
کشورستان نے ایسی حالت مین مرکب کو اپنے اڑا کر تخت سحر پر اُس کے پہونچکر پہلے ارادہ
تلوار لگانے کا کیا پھر کچھ سوچ کر اُس کی کمر مین ہاتھ ڈال کر تخت سے اُس کو اُٹھا کر نعرہ کر کے
اپنے سر سے بلند کر کے گردش دے کر فرمایا کہ اے حنظل جادو جلالا دہشت خلق خالق
کون و مکان و معبود انس و جان پر بیگوئی سے کے حنظل جادو خاموش ہوا اُس وقت
بحرین جادو نے پکار کر کہا کہ اے حنظل جادو کیون اپنی جان شیرین کو ضائع و تلف
کیا چاہتا ہے خاموش کیون ہے اطاعت طلسم کشا کیون اختیار نہین کرتا یہ طلسم زیر و زبر فتح
ہو جائے گا جو ساحر اطاعت صاحبقران نکرے گا مزرعہ قتل ہو جائے گا لہذا تجھکو لازم

ومناسب یہ ہی کہ طالب امان ہو کر اطاعت بصدق دل اختیار کر مثل ہمارے مطیع دین اسلام ہو
انجام تیرا بخیر ہوگا دنیا میں بھی بعیش وراحت زندگی تیری بسر ہوگی ذرا غور تو کر کہ چند مخصوصوں کو
خداوند عالم نے تجھ پر اور تیری سپاہ کثیر پر کیسا غالب کیا ہی جو خدا ایسا قادر و توانا ہو وہی قابل
سجدہ ہی یہ کلمات نصیحت و ہدایت آمیز سنکے حنظل جادو نے بجائے خود خیال کیا کہ واقعی دین اسلام
دین حق ہی اور اہل اسلام کا خدا قادر و توانا ہی بیشک قابل سجدہ ہی یہ خیالات کر کے طالب امان
ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ امان بشرط قبول ایمان دی جائے گی حنظل جادو نے کہا کہ
بالفعل مطیع دین اسلام مانند بحرین جادو کے ہوتا ہوں بعد فتح طلسم زلزلہ مسلمان ہوں گا
صاحبقران نے اس کی تقریر سنکے اس کو صادق القول جان کر قریب تخت زرین اس کو بٹھا دیا
اسوقت حنظل جادو نے باواز بلند اپنے لشکر کے ساحروں سے کہا آگاہ ہو کہ میں نے
اطاعت طلسم کشا اختیار کی اور مطیع دین اسلام ہو گیا تمکو بھی لازم ہی کہ مثل میرے مطیع دین اسلام
ہو کر فرمانبرداری طلسم کشا اختیار کرو یہ سنتے ہی ہزاروں ساحروں نے جنگ سے ہاتھ روک کر
عرض کیا کہ اے مالک و آقا ہمارے اگر آپ کی رائے یہی ہی تو ہمیں کیا عذر ہی مگر کچھ ساحران
سیہ قلب نے تقریر حنظل جادو کی سنکے بجائے خود کہا کہ ہم تو اپنا دین آبائی ترک کر کے اطاعت
طلسم کشا اختیار نکریں گے یہ باتیں اپنے دل میں کر کے لشکر سے نکل کر بعض سمت دربند دوم
و بعض جانب شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوئے لڑائی موقوف ہوئی حنظل جادو نے مطیع دین اسلام
ہو کر صاحبقران سے عرض کیا کہ اب میرے دربند میں اندر قلعے کے تشریف لے چلیے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ دربند اول کو بطریق مرقوم الصدر فتح کر کے بعد خوشی و خرمی ہمراہی
حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل بہ جنبش لشکر جادو مع پنتالیس ہزار سپاہ ساحروں کے
چلے اسوقت صاحبقران کشورستان نے بہمن گنبد نشین سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ
دربند اول طلسم زلزلہ میں چلو ہمارے سبب سے یہاں آکر بڑی تکلیف اٹھائی ہی چند ساعت
دربند میں چل کر راحت پذیر ہوتے ہمارے ساتھ تمنے لڑائی جنگ میں شرکت کی ہی ہمکو ممنون منت
کیا ہی ہم بھی تمہارے ساتھ بہ نیکی پیش آئیں گے بہمن گنبد نشین نے کہا کہ آپکی شرکت و
جنگ میں ہمارا نقصان کثیر ہوا ہی بہت روپیہ صرف ہوا ہی اسوقت ہمکو اپنے زر کثیر کے خرچ
ہو جانے کا خیال ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ جو کچھ تمہارا روپیہ اس لڑائی میں خرچ ہوا ہی
تمکو دلوا دیا جائے گا بہمن گنبد نشین یہ سنکے خاموش رہا حنظل جادو نے کہا کہ اے
بہمن گنبد نشین اب میں تمہارا بھی دوست ہوں کچھ تردد و فکر و خوف و خطر ہمراہ صاحبقران
تم بھی میرے دربند میں چلو اور سیر دربند کرو مگر اپنے تیلہ سحر کو رخصت کر دو اپنے ساتھ نہ لے چلو
اس کی صورت مہیب و بدشکل سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہی عجب تیلہ تمہارے سحر کا ہی ایسا
کوئی تیلہ سحر کا میں نے نہیں دیکھا ہی بہمن گنبد نشین یہ تقریر اس کی سنکے مسکرایا پھر عفریت
مذکور کو رخصت کر کے اپنا تخت بھی سوے دربند اول طلسم زلزلہ کے بڑھایا ہمراہ صاحبقران
وغیرہ کے سوے دربند مذکور چلا بعد قطع راہ صاحبقران کشورستان داخل دربند مرقوم الصدر
ہوئے دیکھا کہ دربند مذکور نہایت آباد ہی مکان پختہ و خام بے شمار ہیں دربند مرقوم الصدر
نہایت وسیع ہی حنظل جادو و صاحبقران کو قلعے کے اندر لے گیا جاے صدر پر بٹھایا

بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بہمن گنبد نشین اور اُس کا لشکر بھی سب علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے عمرو عیاران کے نامبردگان کرسیون پر بیٹھے تھے ہر ایک قلعے کو دیکھ رہا تھا علی الخصوص صاحبقران ذی وقار کسکی استواری کو دیکھکر اُس کی تعریف کرنے لگے لوح کو زیر لباس نہان کر لیا تھا تاکہ عکس اُس کا کسی شیشے پر نہ پڑے ابھی صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے لشکر ساحران بمقام فرودگاہ فروکش ہوا تھا کہ حنظل جادو نے ساقیان گلرخ کو طلب کیا فوراً ساقیان گلعذار کشتیان بادہ گلنار کی مع شیشہ و ساغر لے کر حاضر ہوئے باادب سلام امیر عالی مقام کو کیا پھر بایمائے حنظل جادو وہ ساقیان خوش رو شیشون سے ساغر ہائے بلورین مے گلرنگ یعنی وہ شراب جو اہل اسلام علی الخصوص صاحبقران عالی مقام پیتے ہیں جس کو عرق مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ بھی کہتے ہیں بھر بھر کر صاحبقران و بحرین جادو و بہمن گنبد نشین وغیرہ کو بناز و ادا دینے لگے ہر ایک بعد رغبت و خوشی شراب مذکور پینے لگا جب سب صہبائے مذکور کے دو دو تین تین جام پی چکے ساقیان مہ جبین وہ کشتیان شراب کی اُٹھا کر لے گئیں اُسوقت حکم حنظل جادو سے چند نازنینان خوب رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئیں اُن میں سے ایک مطربہ خوش رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے روبروئے امیر عالی مقام حاضر ہو کر بعد سلام و درستی ہر ایک سامنے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی اہل بزم ناچ اُس کا دیکھنے لگے اُس کے رقص کی تعریف بجائے خود کرنے لگے جب وہ نازنین گت ناچ چکی دلہائے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کر چکی تو یہ غزل شروع کی

غزل

نہ تو دل اپنا ملا ہمکو نہ دلبر اپنا
ایسے قابو ہو نہ دلبر نہ دل پر اپنا

چشم عالم کو دکھائی نہیں دیتا اصلا
کر دیا کس صورت تن لاغر نے اپنا

دل بیتاب کے مضمون کا ہے کرنا
اُڑ گیا صورت سیماب کبوتر اپنا

امتحان میں نہیں ٹھہرے گا دم قتل رقیب
معرکے میں تری تلوار ہو اور سر اپنا

مردے کی طرح پڑے رہتے ہیں ہم قبروں میں
جیتے جی گھر سے بدتر ہو ہمیں گھر اپنا

آج کل عجب وہ الطاف و کرم کرتے ہیں
ہے مقدر صفت بخت سکندر اپنا

شوخ اس عارض گلرنگ پہ ہم مرتے ہیں
ہو کفن بعد فنا پھولوں کی چادر اپنا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے بجائے خود تعریف اس مطربہ کے رقص و نغمے کی کرنے لگے جب وہ نازنین اشعار غزل مندرجہ بالا گا چکی انعام کثیر لے کر بزم عشرت سے ہمراہ اپنے سازندون کے چلی گئی پھر دوسری مطربہ مانند مطربہ اول کے بزم میں داخل ہو کر ناچنے گانے لگی دو پہر تک بزم عشرت آراستہ رہی بعد ازان صحبت رقص موقوف ہوئی حنظل جادو نے سامان دعوت و ضیافت کیا صاحبقران نے بہمن گنبد نشین کی تعریف و ثنا کر کے اُس سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ رہو یہاں تک کہ ہم تمام طلسم زلزلہ فتح کر لیں تو مال و اسباب طلسم سے نصف تمکو بھی دین گے تمہارا سحر عجیب و غریب ہے اُس نے کہا کہ اے صاحبقران گو آپ نے حسب وعدہ آج کا زر نقصان ہمیں دیا ایفائے وعدہ کیا لیکن آپ ہمیں نصف مال و زر دیجواہر طلسمی دیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ فی الحال یہ وعدہ تو ہمارے پاس نہیں ہے جسقدر زر جو

تمھارا آج کی جنگ میں صرف ہوا ہو اُتنے روپے کا ہمسے رقعہ لکھوا لو یا خنقل جادو سے
ہم روپیہ لیکر اسی وقت تمکو دیدیں جو منظور ہو بیان کرو اُس نے کہا کہ یہ زبانی خرچ مجھے پسند نہیں
ہر دس ہزار روپیے کا آج نقصان ہوا ہو اور نقصان سے مراد یہ ہو کہ اسی جنگ میں صرف ہوا ہو
گولے جو مارے گئے ہیں اور جو سواروں واقسام کے بیں نے اور میرے بلکے نے کیے ہیں آخر
اُس میں زر کثیر صرف ہوا ہو یا نہیں روپیہ سامنے آئے اور اپنے قبضے میں آئے تو آئندہ بھی
آپ سے روپیہ ملنے کی امید ہو بلکہ خنقل جادو سے صاحبقران نے کہا کہ بطور قرض ہم
دس ہزار روپیہ لا دو ہم تمکو دیدیں گے اُس نے عرض کیا کہ ابھی جا کر لاتا ہوں حاضر خدمت عالی
کرتا ہوں یہ کہکر خنقل جادو اتنا روپیہ لینے کو چلا بہمن گنبد نشین دس ہزار روپے کا
خیال کرکے ہنسا صاحبقران کشورستان اُس کے ہنسنے سے سمجھ گئے کہ یہ بہمن گنبد نشین
بنے ہوے خواجہ ہیں اور اس بلکے میں کسی قدر دورہ سمجھکر امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ہم تمھارے
ہنسنے سے تیرے حال سے آگاہ ہوگئے بہمن گنبد نشین نے پوچھا کہ آپ میرے حال سے
کیا باخبر ہوے یہ بیان تو کیجیے صاحبقران کشورستان نے فرمایا کہ ہمیں ایسا ثابت ہوتا ہو کہ تم
خواجہ طیفور کو دیا ہو بصورت بہمن گنبد نشین کیے عیاری سے ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کو قتل کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو قید سے رہا کرکے اس طرف آگئے ہو
یہ تمھارا بالکل یقین ہو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہیں بہمن گنبد نشین نے مسکرا کر پوچھا کہ آپ نے
کیونکر سمجھا کہ ہم ہی خواجہ ہیں اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہیں صاحبقران کشورستان نے
جواب دیا کہ اسے خواجہ طیفور کر دیا ایک زمانۂ دراز بلکہ عہد طفلی سے ہمارا تمھارا ساتھ ہی
تمھارے خصائل وعادات سے ہم آگاہ ہوگئے ہیں بہمن گنبد نشین نے عرض کیا کہ آپ نے
خوب پہچانا بیشک میں طیفور گردیا ہوں اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہیں یہ کہکر رنگ وروغن
عیاری کو دور کیا بصورت اصلی ہوکر کہا کہ اے ملکہ حال کھل گیا اب تم بھی صورت اصلی پر آؤ اور
رنگ وروغن چہرے سے دور کرو اُس نے بھی خواجہ کے کہنے پر عمل کیا صاحبقران نے خوش
ہوکر حال گنبد ساری پوچھا خواجہ نے تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے خواجہ کی از حد تعریف عیاری کی پھر حال قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار
جادو دریافت کیا خواجہ نے تمام حال اپنی عیاری اور اُس کے ہلاک کرنے کا مفصل بیان کیا
چونکہ صاحبقران نے وعدہ دس ہزار روپیہ دینے کا کیا تھا ایک رقعہ دس ہزار روپے کا لکھکر
خواجہ کو دیا اور بقول راوی دیگر اُسی وقت دس ہزار روپیہ خنقل جادو سے لیکر خواجہ کو
دیا خواجہ نے خوش ہوکر نذر زنبیل کیا خنقل جادو نے چند روز تک صاحبقران کشورستان
وغیرہ کی دعوت وضیافت بعنوان شائستہ کی بعدہ عاول نے اکثر مقامات لائق دید کی سیر کرائی۔

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جانب دربند دوم طلسم زلزلہ کے مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہیں مخمس

تجکو دیکھا کریں ایسی کوئی تدبیر نہیں
بے اثر نالے ہیں اور آہ میں تاثیر نہیں
صاف روشن ہی درخشانی تقدیر نہیں
سامنے جب سے تری چاند سی تصویر نہیں
لٹنے کا یونہیں چارہ دل دلگیر نہیں

خیر سے ہمنے بھی کمبخت عجب پائے نصیب
کم ذرا بھی نہیں تجکو یہی پروائے نصیب
ہتو ہر بات میں ناکام ہے اپنے نصیب
قتل کی اپنے تمنا بھی مگر وائے نصیب
ہاتھ میں اس ستمگر کے تری شمشیر نہیں

مین نہیں سو خواب میں دیکھوں یہ سمت کب ہی
مین نہیں چاہوں مگر ان کو محبت کب ہی
مین بلاؤں بانہیں کس منہ سے یہ طاقت کب ہی
مین وہاں جاؤں تو جانے کی اجازت کب ہی
خود چلے آئیں وہ ایسی مری تقدیر نہیں

سخت جان میں نہیں پیار کا یہ قتل کیا ہے
قتل کر میں تجھے بولے کہ تغافل کیا ہی
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ تساہل کیا ہی
قتل میں دیر ہی کیوں ان کو تامل کیا ہی
آیا خنجر نہیں تلوار نہیں تیر نہیں

آہ و نالہ نہ مرا درد نہانی کہنا
حال دل کہنا نہ اشکوں کی روانی کہنا
اور قصہ نہ کوئی اور کہانی کہنا
قاصدا ان سے تو اتنا ہی زبانی کہنا
حال دل وہ ہی کہ جو لائق تحریر نہیں

چار آنکھیں تو کرو دل میں ہو یہ تو مرغوب
اس سے نفرت ہو جو ہر دم ہو تمہارا مطلوب
ہان جی ہاں سچ ہے حسین تو ہوا کرتے محبوب
جرم الفت پہ سزا ہجر کی دینا کیا خوب
ظلم ہی جان جہان یہ کوئی تعزیر نہیں

زندگی ایسی تو ہی موت سے بھی بدتر
درد دل گھٹتا ہی کبھی درد جگر
فائدہ کچھ نہیں ہر وقت سسکنے سے مگر
تجکو آنا ہی تو آ بہر خدا دیر نہ کر
جان جانی ہی یہاں اب کوئی تاخیر نہیں

تجھسے للہ نہیں عذر مجکو تردد کیا ہی
تیرا کیا اس میں ضرر تجکو تردد کیا ہی
اے کلیم اپنی خبر تجکو تردد کیا ہی
اپنی بخشش میں مگر تجکو تردد کیا ہی
کیا شفاعت کو تری حضرت شبیر نہیں

راویان اخبار عجیب و ناقلان حکایت غریب اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبقران کشورستان طلسم کشا نے ہنگام جنگ حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو مطیع دین اسلام و فرمانبردار اپنا کرکے اس طور دربند مذکور کو فتح کیا تو جو ساحران نابکار میدان کارزار سے بھاگ کر سوے دربند دوم و جانب شاہ طلسم زلزلہ گئے تھے انہوں نے زلزلہ جادو مالک دربند دوم و شاہ طلسم زلزلہ کو تمام و کمال احوال دربند اول سے اطلاع دی مالک و حاکم دربند دوم کو نہایت تردد و صدمہ ہوا انتظام اپنے دربند کا از سر نو حسب دلخواہ کیا اور خود بجاے حفاظت و نگہبانی در قلعہ پر بصورت طائر بیشمار فوج ساحران کو پوشیدہ طور سے جابجا مقرر و معین کیا شاہ طلسم زلزلہ یعنی نمرود سرمست جادو خبر دربند اول سن کر دربار سے دنگ ہو گیا رنگ رخ مانند طائر تیز پرواز اڑ گیا جوق

ہوگیا دریاے حیرت مین غرق ہوگیا سناٹا ہوگیا دربار مین اگرچہ صدہا ساحران نامی بیٹھے تھے
مگر خبر مذکور کے سننے سے جملہ ساحران اہل دربار کو ایسی حیرت ہوگئی کہ گویا تصویر گلی ہوگئے
اپنی شکل اجل و بربادی و تباہی طلسم زلزلہ گویا آنکھون کے سامنے پھر گئی زندگی سے یاس
ہوئی بعضے کانپنے لگے اکثر ساحرون کے دل دہل گئے آثار تردد و انتشار چہرون سے آشکار
ہوے سارق و سخنگان نے بھی خبر مذکور العدر سنکے متردد ہوے سارق بن بقا نے
سخنگان سے سرگوشی مین کہا کہ میدانی حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام اُس نے بھی سرگوشی مین جواب دیا
کہ جو عاجز و بد مقدر ہی وہ تقدیر کیا کر سکتا ہی انجام بخوبی معلوم ہوتا ہی یہان سے قریب تر بھاگنا
ہوگا اسی کو تقدیر تازہ سمجھ لینا چاہیے صاحبقران دشمن دین و ایمان و جان جاسے اور آپ کے
تعاقب مین فتح طلسم زلزلہ کرتے ہوے آتے ہین در بند اول فتح کر چکے ہین ابھی خبر فتح در بند مذکور
آپ سن چکے ہین ارادہ گریز مصمم کر لیجیے کمر بھاگنے کے واسطے ابھی سے باندھ لیجیے تقدیر گریز
کیجیے سارق بن بقا تقریر سخنگان سنکے گویا ہوا کہ یہی تقدیر سنے کی ہی ہود سرمست جادو
شاہ طلسم زلزلہ ہماری خداوندی سے منحرف ہی ہم بھی چپکے چپکے تقدیرین نئی نئی کرکے دست
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے اس کو قتل کرا دینگے طلسم اس کا نیست و نابود کرا دینگے
ہم یہان سے اور کسی طرف روانہ ہونگے یہ بندہ سرکش و نافرمان بردار ہی اس کو سزا دینگے یہ کہکر
خاموش ہوا ہود سرمست جادو نے بعد حیرت و تردد بسیار باتفاق راے وزیر اشتقاق
جادو و جملہ ساحران اہل دربار کئی ہزار ساحرون کو ہمراہ عقرب جادو اپنے رفیق خاص
کے کرکے واسطے اعانت زلزلہ جادو مالک در بند دوم طلسم زلزلہ کے مع ایک فرمان کے
اُسی وقت روانہ کیا ساحر مذکور بجمعیت چند ہزار ساحرون کے قطع راہ کرکے در بند دوم مین پہونچا
مالک در بند دوم زلزلہ جادو سے ملا فرمان شاہ طلسم اُس کو دیا اُس نے فرمان مذکور کو پڑھا
خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ اے زلزلہ جادو ہمین یہ خبر پہونچی ہی کہ طلسم کشا داخل در بند اول
بعد جنگ ہوگیا حنظل جادو نمک حرام مالک در بند اول نے اطاعت طلسم کشا اختیار کر لی ہی
غالبا طلسم کشا امروز و فردا مین تیرے در بند کی طرف حسب ہدایت لوح طلسمی آئیگا پس تجکو لازم ہی
کہ بندوبست و انتظام مین کمی نکرنا جہان تک ممکن ہو طلسم کشا کو کسی طور سے اسیر کرکے ہمارے
پاس روانہ کر دینا دلیرانہ ہنگام جنگ طلسم کشا سے بضرورت مقابلہ بھی کرنا سرفروشی و جان نثاری
کی ہدایت سے روگردان نہونا مثل حنظل جادو نمک حرامی نکرنا اگر تو بمکر و تدبیر و کوشش طلسم کشا
کو اسیر کرکے پاس ہمارے بھیجیگا تو وہ رتبہ تیرا بڑھایا جائیگا اور وہ خلعت و انعام تجکو
دیا جائیگا کہ دیکھنے والون کو عجب ہوگا بالفعل ہمنے تیری اعانت کے واسطے چھ ہزار ساحرون کو
ماتحت عقرب جادو کے روانہ کیا ہی فردا ہمنے کیاد تیز رو عیار بے نظیر وزیر اشتقاق
جادو کو کہ ہم عیار و ساحر ہی تیرے پاس روانہ کرینگے اُس نے دعوی اسیری طلسم کشا
کیا ہی وقت ضرورت عیار مذکور سے مددگاری کرے زلزلہ جادو فرمان شاہ طلسم پڑھکر اور
خوش ہوکر عقرب جادو سے کہنے لگا کہ شہنشاہ جہان نے تمکو واسطے ہماری
اعانت کے روانہ کیا ہی اور عیار سنی کیاد تیز رو کو ہمراہ اسیری طلسم کشا بھیجنے کو تحریر
کیا ہی یہ مصلحت شہنشاہ کی ہی ورنہ مجکو احتیاج عیار وغیرہ کی نہین ہی ہمارا در بند دوم بند ہی

سر حد در بند مین کوئی قدم رکھ ہی نہین سکتا ہان وہی قدم رکھ سکتا ہی جو اپنی زندگی سے
بیزار ہو اور سوے عدم جانا منظور ہو تم ہمارے سحر سے آگاہ ہو اگر طلسم کشا ذرا بھی لوح طلسمی
کے خلاف حکم عمل کرے گا تو اسیر ہو جائے گا یا بغیر دیکھے لوح طلسمی کے سر حد در بند مین
قدم رکھے گا تو بھی اُس کے واسطے باعث خرابی ہو گا ذرا ادھر طلسم کشا آئے تو سہی ہمنے بخوبی
انتظام و بند و بست کر لیا ہی عقرب جادو نے جواب دیا کہ ہمارا در بند بہ نسبت در بند
اول کے نہایت دشوار گذار ہی اور ہمارا سحر بھی مشہور روزگار ہی مگر احتیاطاً شہنشاہ ساحران
نے مجکو بھی روانہ کیا ہی اور عیار کے روانہ کرنے کو تحریر کیا ہی زلزلہ جادو و بقول بعض
داستان گویان نام مالک در بند دوم کا طاؤس جادو ہی کیونکہ بصورت طاؤس در قلعہ پر
بیٹھا رہتا ہی حفاظت قلعہ و در بند کرتا ہی اسی کے سحر سے قلعہ و حوالی زمین قلعہ کو گردش رہتی ہی
جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا غرضکہ بہرطور زلزلہ جادو یا طاؤس جادو مالک در بند دوم
طلسم زلزلہ گفتگوے عقرب جادو سنکے خاموش رہا دوسرے روز شہنشاہ ساحران جہان نے
مہتر کیا د تیز رو کو سوے در بند دوم روانہ کیا یہ عیار مکار نہایت ہوشیار ہی شگفتہ دختر وزیر دوم
یعنی اشتقاق جادو کا ہی ایک مدت سے اکل ہی و بقول بعض راوی نام عیار مذکور کا مہتر شمس
ہی زہر لبے سیمتن دختر اشتقاق جادو پر عاشق ہی زہر لبے سیمتن کو بھی اُس کی پاسخی سے
آگاہی ہی مگر اُس پر توجہ نہین کرتی ہی ایک ملازم اپنے باپ کا جان کر اور ادنیٰ مرتبے کا شخص خیال
کر کے کبھی اُس کی مراد دلی نہین بر لاتی ہی مہتر شمس تیز رو مشتاق وصل رہتا ہی حال اس کا بمقام
مناسب لکھا جائے گا بالفعل اس کو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ وغیرہ کا رقم کیا جاتا ہی کہ جب کئی روز صاحبقران در بند اول مین
قیام پذیر ہو کر دعوت و ضیافت حنظل جادو قبول کر چکے اور سیر در بند اول مین عجائب و غرائب
تماشے کی کر چکے حنظل جادو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب ارادہ ہمارا یہ ہی کہ سوے در بند
دوم جائین اور حسب ہدایت لوح طلسمی و بعون الٰہی اُس کو فتح کرینگے لہذا سامان اُس طرف
جانے کا کرو اور حالات اُس در بند کے بیان کرو اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان
بندہ حالات در بند دوم کے تو کیا بیان کر سکتا ہون کہ بے حد ہین الا اسقدر عرض کرتا ہون کہ
در بند دوم بہ نسبت اس در بند کے نہایت سخت ہی جب عنقریب سر حد در بند دوم تشریف
لے چلیے گا تو خود ہی اُس کے حالات ملاحظہ فرمائیے گا طاؤس جادو معروف زلزلہ جادو
نہایت زبردست ساحر ہی سحر اُس کا عجب سخت سحر ہی کوئی بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی
سر حد مین قدم رکھ نہین سکتا ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی سر حد
مین قدم رکھے تو فی الفور فنا ہو جائے زمین سر حد در بند دوم جلنے آسمان سے زیادہ ہی طلسم
کے ایک دم مین نیست و نابود کر دے اگر لاکھون بلکہ کروڑ لشکری بھی کوئی شاہ وغیرہ اپنے
ہمراہ لے جائے تو بھی جانبری سے امان نپائے مع اپنے لشکر کے ایک دم مین معدوم
ہو جائے کچھ بھی نام و نشان اُس کا نرہے یا اسیر ہو جائے مگر آپ صاحب لوح طلسمی ہین لوح
آپ کو ہدایت کرے گی طریقہ فتح در بند تعلیم کرے گی آپ حسب ہدایت لوح عمل کیجیے گا تو
فتحیاب ہو جیے گا ورنہ باعث خرابی و اسیری کا ہو گا اور یہ خادم آپ کا مع اپنے لشکر کے آپ کے

ہمراہ رکاب چلے گا دربابِ فتح دربند مذکور حتی الامکان کوشش کرے گا ساحران دربند سے
مقابلہ و مجادلہ کرے گا وہاں کے حالات سے بھی آگاہ کرتا رہے گا حسب الحکم حضور تیاری
لشکر و درستی اسباب جنگ جلد کرے گا یہ عرض کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان حرب و
ضرب و جنگ و جدال اسی وقت سے کرو کل ہنگام سحر یہان سے سوے دربند دوم روانہ
ہونگے ملازم اسی وقت سے حسب الحکم کاربند ہوے درستی سامان جنگ مین سے معروف
ہوے جب وہ روز گذر کر شب آئی اور وہ رات بھی بسر ہوکر سحر ہوئی صاحبقران کشورستان
اداے فریضۂ سحری سے شرف یاب ہوکر دعاے فتح و ظفر درگاہ خدا مین کرکے طالب نصرت
خداوند عالم سے ہوکر مرکب پر سوار ہوکر لوح طلسمی گلے مین ڈال کر حسب ہدایت لوح طلسمی
تنہا ایک سمت روانہ ہوے عقب صاحبقران خواجہ طیفور گردباہی بصورت مبدل چلے عقب
خواجہ موصوف حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دیدہ بہ
سحر سہاز جادو بجمعیت تخمیناً پچپن چھپن ہزار ساحرون کے بسامان جنگ و جدال سحر کی
سواریون پہ سوار ہوکر زمین سے سوے فلک بلند ہوکر لکہ ہاے ابر سحر مین غائب و نہان ہوکر
عجائب و غرائب سحر دیکھتے ہوے جابجا ٹھہرتے ہوے سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ان سب کا
حال بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا اولاً حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہے
کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دربند اول سے سب سے رخصت ہوکر لوح کو دیکھکر
حسب ہدایت لوح طلسمی جانب دربند دوم روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر دشت و کوہ کرتے
ہوے عجائب و غرائب وحش و طیور و سبزہ دیکھتے ہوے نہایت حیران و پریشان لوح طلسمی کو بار بار
دیکھتے ہوے مرکب کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے ہر مرتبہ کے دیکھنے مین لوح یہی ہدایت
کرتی تھی کہ اے طلسم کشا اس راہ مین جو کچھ نظر آئے دیکھ کسی سے ہمسخن نہ ہو نہ کسی کو چرند و پرند
سے شکار کر نہ کسی سے ملتفت ہو یہ مقدمہ طلسم ہے ورنہ منزل مقصد تک نہ پہونچے گا اثناے
راہ مین مبتلاے آفات و بلا ہو جائے گا جو سب طائر و وحوش عجائب و غرائب بکثرت تجھکو نظر آتے
ہین اور بزبان فصیح کلام کرتے ہین دراصل ساحر ہین اپنی جانب تجھکو متوجہ کرتے ہین روکنا
چاہتے ہین فکر حصول لوح و تدبیر گرفتاری پہ تیری آمادہ ہین خبردار و ہوشیار ان کی باتون پہ متوجہ نہ ہو
نہ ان سے ہمکلام ہو ورنہ بھٹکے گا صاحبقران حسب ہدایت لوح طلسمی خاموش چلے جاتے تھے
درندے اور پرندے عجیب و غریب جابجا سد راہ ہوکر بزبان فصیح باہم کہتے تھے کہ دیکھو یہی
طلسم کشا ہے براے فتح دربند دوم جاتا ہے نہایت ہوشیار و چالاک ہے شاید لوح طلسمی دیکھ چکا ہے
نہ ہمسے خائف و ترسان ہوتا ہے نہ ہمکلام ہوتا ہے نہ ہم مین سے کسی کو ضرر پہونچاتا ہے نہ کہین ٹھہرتا ہے
نہ ہمارے دام فریب مین آتا ہے کیا کرین اس کے پاس لوح طلسمی ہے اس کے عکس سے قریب تر
اس کے نہین جا سکتے ہین مجبور ہین صاحبقران ان کی گفتگو سنتے ہوے بنظر حیرت ان سب کو
دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک خوش قطع میدان مین پہونچے دیکھا کہ درمیان
سبزہ زار قریب قریب اکثر درخت لمبے بلند و خوشنما و سرسبز ہین کہ اشجار ان کے طویل ہین نصف
تحت زیرین بصورت ماہی ہے اور نصف تحت بالا بشکل چہرہ حور ہے اور وہ اشجار عجائب روزگار
بزبان فصیح کلام کرتے ہین صاحبقران کشورستان اشجار مذکور دیکھکر بدرجہ کمال

غرق دریائے حیرت و عجب ہو کر جو قریب تر اُن کے گئے یکایک وہ اثمار بے اختیار قہقہا کر
ہنسنے باہم گویا ہوئے طلسم کشائے طلسم زلزلہ آگیں غنچۂ دل مانند شگفتہ ہوا اسی کی آرزو سے دید
تھی اب نہال تمنا ہمارا ابھر آئیگا دیکھیں ہم میں سے کس کی طرف طلسم کشا دست ہوس بڑھاتا ہے ہم
وہ میوۂ مرغوب دل ہیں کہ کسی کا ہاتھ ہم تک نہیں پہونچا ہے مدت مدید سے جب سے کہ
پیدا ہوئے ہیں خزاں ہمارے گلشن حسن پر نہیں آئی ہے چمن کمال ہمارا سدا بہار ہے صاحبقران
نے ان اثمار حور اصورت و چہرہ کو قریب سے دیکھ کر گیسوئے عنبرین و چشم فتان و ابروئے پیشانی
و عارض و لب و دندان پر اُن کے نظر کر کے بے اختیار اُن کی طرف مائل ہو کر گفتگو اُن کی سنکے
طلسم کشائی کی فکر دل سے دور کر کے محو جمال ہو کر مرکب کو روک کر ہاتھ اپنا اُن کی طرف
بڑھانے کے ارادہ کیا کہ ایک ثمر حور اصورت کو درخت سے توڑ کر اپنے سینہ و قلب و بیقرار سے
مس کر کے بوسہ دہن نازک کا لیجیے ناگاہ ہوائے سرد چلی اور اوراق اشجار مذکور متحرک ہوئے وہ ہوائے
سرد و فرحت فزا ایسی خوشگوار تھی کہ بے اختیار صاحبقران نے مرکب سے اترنے کا قصد کیا
عالم محویت میں ہاتھ تو جانب ثمر بڑھا ہوا تھا اور پاؤں رکاب سے باہر نکالا ارادہ کیا کہ مرکب سے اتر کر زیر سایہ
اشجار مذکور بیٹھے اور اثمار اشجار سے ایک ثمر کو توڑ کر چہرہ حور اصورت ثمر کے بوسے لیجیے بار بار
پیار کیجیے یکایک پس پشت سے یہ کلمات گوش صاحبقران میں گئے کہ اے امیر ہاتھ تو تیار ارادہ
مرکب سے اترنے اور ان درختوں کے کسی پھل کے توڑنے کا ہاتھ نہ کیجیے پہلے لوح کو دیکھیے
اگر لوح طلسمی حکم دے تو البتہ مرکب سے اتر کر ان درختوں کے پھلوں کو ہاتھ لگائیے یہ مقدمہ
طریق طلسمی ہے اس راہ میں ہر قدم پر ذرہ ذرہ زمین و گل و غنچہ و گلزار و باغ و برگ و بار و سبزہ زار
و نباتات و چرند و پرند وغیرہ سب آپ کے دشمن ہیں اور یہ اثمار و اشجار مع نباتات طلسم سے ہیں ان کو
سلام کرنے سے اور ان کی صورت زیبا دیکھنے سے محو دید و مائل ہو جائیے مبادا کسی بلا و آفت
میں اسیر ہو جائیے کلمات مذکور بعد سننے کے صاحبقران محویت سے باز آکر گویا خواب سے بیدار ہو کر
ہوشیار ہو کر لوح طلسمی کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے
کہ بغیر دیکھے لوح کے ان اشجار کے اثمار کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اگر کسی ثمر کو درخت سے توڑ لیتا
اور مرکب سے اتر کر زیر اشجار بیٹھ جاتا تو لوح چھن جاتی تو بھی اسیر ہو جاتا خیر ہوئی کہ تیرے
حامی نے تجھکو ہوشیار کیا اور اس کے ہوشیار کرنے سے تو نے لوح کو دیکھا اب تجھکو لازم ہے کہ
یہ اسم جو گوشۂ لوح پر کندہ ہے چالیس مرتبہ پڑھ کر ان اشجار و اثمار کی طرف پھونک اور عکس لوح
کا ان پر ڈال پس قدرت باغبان گلشن عالم دیکھ صاحبقران نے حسب ہدایت لوح طلسمی
وہی اسم اعظم الٰہی چالیس مرتبہ پڑھ کر ان اشجار و اثمار پر پھونکا اور لوح کا عکس بھی ڈالا بمجرد اس
عمل کرنے کے ان اشجار میں آگ لگ گئی تھا غلغلہ اشجار مذکور مانند شمعہائے موی و کافوری
کے جلنے لگے و دھواں نکلنے لگا اثمار ان کے بزبان فصیح گویا ہوئے افسوس ہزار افسوس تختۂ دل
نہ بر آئی کلی ہم پر خزاں آئی تدبیریں کر بگڑ گئی ہمارا طلسم کشا نے غضب کیا طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا
ورنہ طلسم کشا ہمارے دام فریب میں آچکا تھا لوح طلسمی چھین کر اس کو اسیر کر لیتے یہ کہہ کے
کہ وہ بھی جلنے لگے وہ اثمار کہ جن کے چہرے بصورت خوبان خوب رو تھے شعلوں سے جلنے لگے
اور خاک ہونے لگے یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں وہ سب اشجار مع اثمار جل کر خاک ہوئے

دھواں دفع ہوا اب جو صاحبقران نے دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر بمقام اشجار و اثمار
جلی ہوئی پڑی ہی نہ وہاں کوئی درخت ہی نہ ثمر ہی نہ سبزہ ہی نہ ہوائے سرد و فرحت افزا ہی خاک
اڑ رہی ہی میدان پر خار و حش ہوا ابھی صاحبقران بنظر حیرت دیکھ رہے تھے کہ اُس ساحرہ
کے مرنے کی علامات پیدا ہوئے ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ نمودار ہوا تاریکی بھی کچھ ہوئی ابر
مین برق چمکنے لگی آواز رعد اُس سے پیدا ہونے لگی برف باری و سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی
دیر کے وہ آندھی اور وہ تاریکی و سنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اُس ساحرہ سینے
سحر کے پیروں نے اُسی ساحرہ کے نام سے یوں پکار کر بصدائے دردناک کہا کہ افسوس قتل کیا
اور مارا مجھ کو طلسم کشا نے بہدایت لوح طلسمی و ہوشیار کرنے عیار مکار کے نام میرا شنال حیرت
جادو تھا اور واسطے اسیری و گرفتاری طلسم کشا کے زلزلہ جادو عرف طاؤس جادو
مالک دربند دوم نے مجھ کو اس صحرا میں مقرر کیا تھا صد حیف کہ میرے گلشن زندگی پر خزان
آئی اور ثمر مراد ہاتھ نہ آیا یہ صدا دے کر پیر سحر کے ایک طرف نالان و گریان چلے گئے وہ
صدہا ساحر جو بصورت طائران رنگا رنگ ہوائی اشجار ثمردار مذکور مین درختوں پہ بیٹھے تھے حال
دیکھ کر تاب جنگ نہ لا کر بے اختیار درختوں پر سے یکبارگی اڑ کر سوے دربند دوم بھاگے
طاقت و قوت مقابلہ و مجادلہ کی نہ لاسکے شنال حیرت جادو ساحرہ کامل و منتخب و نامی و نامور
کو دست طلسم کشا سے ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر یارائے جنگ و اقامت نہ لاکر باہم یہ کہتے ہو
گریزان ہوئے کہ جب طلسم کشا نے شنال حیرت جادو ایسی ساحرہ نامی کو بہدایت لوح طلسمی
ہلاک کیا اور اُس کے سحر کو دفع کیا تو ہم سب کی رو بروے اُس کے کیا حقیقت ہی دیدہ و دانستہ
اپنی جان دینا خلاف عقل و فہم ہی اگر بجائے طلسم کشا دو چار ہزار ساحر ہوتے تو اُن سے
لڑ سکتے تھے طلسم کشا تو صاحب لوح طلسمی ہی سحر اُس پر کارگر نہوتا وہ بہدایت لوح طلسمی ہنگام
جنگ ضرور قتل کرتا ہم مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا پس ہم کیا بیوقوف تھے جو اُس سے
مقابلہ کرتے عوض مین لڑنے کے مالک دربند دوم کے پاس جا کر تمام حال جو دیکھا ہی عرض
کرینگے یہ کہتے ہوئے بصورت طائران رنگا رنگ بسرعت تمام راہ طے کر کے اُس وقت پہنچے
کہ زلزلہ جادو و بقول راوی دیگر طاؤس جادو سر دربار بیٹھا ہوا تھا گرد اُس کے رفقا اُس کے
جو ساحران نامی و نامور مانند ابرباران جادو و آتشبار جادو مقتولان مذکور کے
تھے باادب بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا طاؤس جادو خبر آمد طلسم کشا سے متردد و متفکر تھا
اُس کے اُس سے عرض کر رہے تھے کہ حضور اس قدر کیوں متردد ہیں دربند آپ کا مثل دربند
جنگل جادو کے نہیں ہی یہ وہ دربند سخت و صعب ہی کہ حد دربند مین قدم رکھنا دشوار ہی
فتح کرنا تو اس کا کیسا مرحلہ ہی سحر آپ کا وہ سحر سخت ہی کہ ایسا سخت سحر کسی ساحر کا نہوگا علاوہ
اس کے یہاں تک آنا طلسم کشا کا ممکن ہی نہیں ہی آنے کے راہ مین بہت سے ایسے مقامات ہیں
کہ طلسم کشا دھوکا کھا کر مبتلائے بلا ہو جائے گا اسیر ہو کر حضور کے رو برو آئے گا خصوصاً
صحرائے سبزہ زار حیرت سے گذر کرنا اُس کا بہت مشکل ہی کیونکہ آپ کے بزرگوں سے
شنال حیرت جادو اُس صحرا کی محافظ ہی وہ سد راہ ہوگی اپنی سرحد سے ادھر آنے
نہ دیگی صحرائے سبزہ زار حیرت بھی گویا ایک دربند سخت و دشوار گذار ہی کیا مجال کہ

ناظر اُس کے اشجار و اثمار سحر کا ہو کر کوئی زنگی و اسیری سے محفوظ رہ سکتا ہے طاؤس جادو جو ایسا یہاں
اُن کی کہہ رہا تھا کہ تقریر تمہاری درست ہے مگر طلسم کشا صاحب لوح طلسمی ہے اگر اُس نے کہیں غافل
ہو کر لوح طلسمی کو نہ دیکھا اور دھوکا کھایا تو حسب المراد بقول تمہارے اس دربند تک آنا نصیب ہوگا
اور اگر آئے گا بھی تو اسیر ہو کر آئے گا اور اگر ہر جگہ اُس نے لوح کو دیکھا اور بہدایت لوح عمل کیا تو
ضرور مقام اندیشہ ہے ابھی طاؤس جادو یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے بہت سے ساحر افتان و خیزان
گھبرائے ہوئے آئے مالک دربند دوم نے پوچھا کہ خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوئے بھاگتے ہوئے
کیوں آئے ہو اُنھوں نے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا مقامات
دشوار گذار کو طے کرتا ہوا صحرا سے حیرت میں آیا تھا وہاں اشجار عجائب و اثمار غرائب پر نظر کر کے
اُس نے ارادہ ثمر توڑنے کا اور مرکب سے اترنے کا کیا تھا کہ یکایک اُس کے عیار مکار نے
اُس کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح کو دیکھا پھر کچھ حسب ہدایت لوح طلسمی پڑھ کر سوئے اشجار
و اثمار پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا نہال حیرت جادو بزرگ آپ کی عکس لوح سے مجبور
ہوگئیں اور جو اسم کہ بہدایت لوح پڑھ کر پھونکا تھا اُس کی تاثیر سے اشجار میں آگ لگ گئی
نہال حیرت جادو بوجہ عکس لوح کے سحر بھول کر بھاگ نہ سکیں آخرکار ہمراہ درختوں کے
وہ بھی جل گئیں پھر بھی آگ کا ہر طرف [illegible] گیا ہے طلسم کشا سے بغیر حکم حضور کے لڑنا مناسب
نہ جانا اس وجہ سے فقط واسطے خبر رسانی کے حاضر ہوئے ہیں طاؤس جادو یہ خبر غم سنکے غمگین
ہوا بے اختیار اپنی نانی نہال حیرت جادو کے الم میں اشکبار ہوا اہل دربار یعنی رفقا وغیرہ
بھی یہ خبر ملال اثر سنکے دنگ ہوگئے چہرہ ہر ایک ساحر کا متغیر ہوگیا طاؤس جادو نے بعد
اشکباری و گریہ وزاری اُن ساحران خبر رسان سے مخاطب ہوکر بنہایت برہم ہو کر کہا کہ اے
نمک حرامو تم سب مطیعان نانی صاحبہ تھے اُن کو جلتے ہوئے اور اُن کے سحر کو دفع ہوتے ہوئے
دیکھ کے طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر نہ گئے خوف جان سے بھاگ کر خبر مرگ نانی صاحبہ سنانے یہاں
آئے جاؤ دور ہو اسوقت تو ہم متردد و غمگین ہیں طلسم کشا اسطرف چلا آتا ہے اُس کو روکنا اور
اُس سے انتقام نظر آئندہ وقت سے سمجھا جائے گا یہ کہکر رفقا و جملہ ساحران لشکر کو جمع کر کے کہا
کہ ہم جاتے ہیں در قلعہ پر قیام پذیر ہو کر تدبیر اسیری طلسم کشا کرتے ہیں تم سب بھی وقت کے
منتظر رہنا قلعے کے ہر طرف پوشیدہ رہنا وقت ضرورت ظاہر ہو کر مقابلہ و مجادلہ کرنا اور
طلسم کشا کو ہماری ہمراہی میں اسیر کر لینا سب نے عرض کیا کہ ہم حکم حضور کی تعمیل کریں گے
یہ لشکر ستر اسی ہزار ساحر اسباب سحر سے جھولیاں بھر کر آمادہ جنگ ہو کر حسب الحکم طاؤس جادو
روانہ ہو کر گرد و پیش قلعہ پوشیدہ ہوئے طاؤس جادو بھی اسی عالم صدمہ و غم میں پردہ سحر
صورت طاؤس بنکر سوئے قلعہ پرواز کر کے بالائے قلعہ جا کر بیٹھا ادھر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مینو نے حسب ہدایت لوح طلسمی اُن اشجار عجائب اثمار کو جلا کر جو دیکھا
تو ایک ساحرہ کریہہ منظر کو اسی جگہ جلا ہوا دیکھا یہ دیکھکر اپنے دل میں کہا کہ اسی ساحرہ
کے سحر سے شاید اشجار و اثمار عجائب کی نمود تھی مجھے سخت دھوکا دیا تھا کہ اُن اثمار پہ ہاتھ
ڈالا تھا اور مرکب سے اترنے کا ارادہ کیا تھا ابھی صاحبقران اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ
طیفور گرد با صاحبقران کے روبرو آئے اور عرض کیا کہ اے صاحبقران آپ نے غضب کیا تھا

کہ بغیر دیکھے لوح کے سوے خزانہ پڑھا یا تھا اقرار رویا صورت کو دیکھکر مائل ہوے تھے امیر
باتوقیر نے منفعل ہوکر کہا کہ ہان اے خواجہ ہمنے بغیر دیکھے لوح طلسمی کے اقرار رویا صورت پر
مائل ہوکر ارادہ توڑنے کا کیا تھا اگر تم ہمکو منع نکرتے تو بیشک ہم کسی بلا مین ضرور مبتلا ہو جاتے
خواجہ نے عرض کیا کہ خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا آئندہ بغیر دیکھے لوح کے اس راہ مین کوئی کام
نہ کیجیے گا اب یہان سے آگے روانہ ہوجیے میرے نزدیک توقف آپ کا اچھا نہین ہی یہ عرض کرکے
کچھ خیال کرکے خواجہ گلیم اوڑھ کر غائب ہوگئے صاحبقران موافق ہدایت لوح طلسمی آگے روانہ
ہوے اثناے راہ مین اکثر اشیاے عجائب وغرائب سحر دیکھتے ہوے مکر وفریب وہی ساحران
مکار سے حسب ہدایت لوح طلسمی بچتے ہوے چلے جاتے تھے اگر مفصل حالات راہ تحریر کیے جائین
تو بہت اوراق جلد ہذا سیاہ ہوجائینگے پس بوجہ خیال طول تحریر اُن کو مفصل رقم نہ کرکے حال طاؤس جادو
وجنگ ساحران رقم کرنا منظور ہی الحاصل امیر باتوقیر بعد قطع راہ دور و دراز و دید سیر عجائب
اور محفوظ رہنے مکر وفریب ساحران راہ دربند دوم سے ایک ایسے میدان وسیع مین پہونچے
کہ یک نظر بھی اُس عرصہ وسیع کو بصد کوشش طی نکر سکتا تھا چند ساعت اُس میدان مین بھی قدم فرسا
ہوکر سامنے ایک ایسے قلعے کے پہونچے کہ جو مانند کوزہ گر کے چاک کے گردش مین تھا باوجود
اس کے کہ قلعہ پختہ و بلند محکم و وسیع تھا مگر اس طرح گھومتا تھا جسطرح کوئی سبک سے گردش
کرتی ہی وہ گردش قلعہ مثل برق کی گردش کے تھی نظر بھی اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی
دروازہ قلعہ نہایت کلان و محکم و آہنی تھا گرد قلعہ خندق تھی پل تختہ اُس کا نہ تھا خندق عمیق
معلوم ہوتی تھی پانی اُس مین بھرا تھا وہ آب طوفان خیز تھا ساتھ ہی اُس قلعے کے خندق و زمین
گرداگرد خندق کو بھی گردش تھی اور زلزلہ تھا قلعے سے ایک تیر کے فاصلے تک زمین کو گردش و
زلزلہ تھا جسطرح وہ قلعہ گھومتا تھا اُسی طور سے ہمراہ قلعہ مذکور زمین گرداگرد قلعہ بھی گھومتی
تھی ایک چشم زدن بھی قلعہ و زمین مذکور ساکن نہوتے تھے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ در قلعہ
پر ایک طاؤس بیٹھا ہی ساتھ ہی قلعے کے وہ بھی گردش کرتا ہی اُس گردش مین چہار طرف دیکھتا جاتا
ہی دہن اُس کا کھلا ہوا اور ایسا ثابت ہوتا ہی کہ آمادہ آواز دہن سے بلند کرنے پر ہی درون قلعہ و
بالاے قلعہ بجز اُس طاؤس کے کوئی معلوم نہین ہوتا ہی نہ اُس میدان مین کوئی ساحر اور چرند
پرند نظر آتا ہی ایک سناٹا ہی نہ قلعے کو قیام نہ زمین گرداگرد قلعہ کو سکون ہی ہان بالاے قلعہ
ایک ابر سیاہ محیط ہی اُس ابر کو بھی گردش ہی ابر مین برق و مینہ بزور و شور سے ظاہر ہوتی تھی
اور صداے رعد بھی پیدا ہوتی تھی اور ایسی آواز مہیب آتی تھی کہ اگر رستم پیلتن وغیرہ پہلوانان
سیستان و ایران بھی وہ آواز مہیب سنتے تو دہرے اُن کے خوف سے آب ہوجاتے جگر شق ہوجاتے
صاحبقران شجاعت شعار اُس قلعے کو دیکھکر حیران و متردد ہوے آخرکار لوح کو بایں نیت
دیکھا کہ اس قلعے تک کیونکر رسائی کی جائے اور حصار محکم و گردان کو کیونکر فتح کیا جائے گرداگرد
زمین قلعہ کو سکون و قیام کیونکر ہو کیا فکر و تدبیر کی جائے جس سے قلعہ و زمین قائم ہون اور گوہر
آبدار فتح دستیاب ہو لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ اس قلعہ و زمین کو
جو گردش اور زلزلہ ہی یہ طاؤس جادو کے سحر سے ہی یہ ساحر نہایت زبردست ہی اپنے وقت کا
سامری ہی خاص سحر اس کا یہ ہی کہ جس کو دیکھکر تین مرتبہ ہیہات ہیہات ہیہات بآواز بلند کہتا ہی وہ

مبتلاے بلا ہوجاتا ہی اگرچہ تیرے پاس لوح طلسمی ہی مگر پھر بھی اندیشہ گرفتاری و اسیری ہی اس کی آواز سے ہزارہا ساحر پیدا ہو جائیں گے ابھی تجھکو گھیر لینگے لوح بھی لے لینگے تجھکو اسیر کرلینگے لازم ہی کہ قبل اُس کے آواز بلند کرنے کے در قلعہ پر اسم اعظم الٰہی کو پڑھ کر دیکھ ایک طاؤس بیٹھا ہوا بخوبی نظر آئے گا سینے پر اُس کے ایک سفید نشان ہوگا اگر اسم اعظم الٰہی کو سات مرتبہ پڑھکر پیکان تیر پر دم کرکے چلہ کمان میں جوڑ کر اسی سفید نشان پر تیر لگائیگا اور تیر نشانے پر پڑیگا تو ساحر مسمی طاؤس جادو مالک دربند دوم قتل و ہلاک ہو جائیگا قلعہ ساکن ہو جائیگا گردش زمین بھی موقوف ہو جائیگی ابر سحر بھی بالائے قلعہ سے دفع ہو جائیگا پھر اگر فوج ساحران آئیگی بھی تو کچھ ایسا اندیشہ نہیں ہوگا اور اگر تیر نشانے پر نہ پڑا اور طاؤس جادو نے تین دفع لفظ ہیہات آواز بلند کہا اور اُڑ گیا تو باعث تیری خرابی و اسیری کا ہوگا پس مناسب ہی کہ تاخیر نکر جو کچھ ہدایت کی گئی ہی جلد اُس پر عمل کر ورنہ پچھتائیگا یہ وقت غنیمت تیرے ہاتھ سے نکلجائیگا صاحبقران کشورستان نے حسب ہدایت مضمون لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر جلد ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی سات مرتبہ پڑھ کر دم کرکے چلہ کمان میں جوڑا اور دوسرا اسم اعظم الٰہی پڑھکر سوے قلعہ جو دیکھا تو نظر خیرہ ہوتی تھی یا بخوبی تمام قلعہ و در قلعہ و طاؤس مذکور گردش کنان نظر آنے لگا ادھر صاحبقران نے اُس کے سینۂ پرکینہ پر داغ سفید کو دیکھا اور تاکنا چاہا اُدھر اُس ابر سحر میں زیادہ تر برق چمکنے لگی اور بشدت صداے رعد پیدا ہونے لگی طاؤس جادو نے سوے طلسم کشا دیکھکر گھبرا کر سخت پریشان خاطر ہوکے بے تامل با آواز بلند ہیہات کہا اُس کی صدائے مہیب دور تک پہونچی ساحران دربند دوم آگاہ ہوے ارادہ چلنے کا کیا تہلکہ پڑ گیا سامان جنگ کی درستی میں مصروف ہوے طاؤس جادو نے دوبارہ آواز بلند پھر وہی لفظ ہیہات کہا جملہ ساحران دربند دوم سوار ہوکر ہر طرف سے چلے ادھر تیسری مرتبہ طاؤس جادو نے پھر بطریق مذکور صدا دینا چاہا منقار کو وا کیا ہنوز آواز اُس نے نہ دی تھی کہ صاحبقران کشورستان نے بسم اللہ تمام و کمال اپنی زبان پر جاری کرکے اُسی نشان سفید پر تیر مارا بقدرت خدا حالت گردش قلعہ میں تیر مذکور سینۂ طاؤس پر بمقام داغ سفید پڑا سینے کو توڑ کر گذر گیا طاؤس مذکور تیر کھاکر زخمی ہوکر بالاے قلعہ سے زیر قلعہ گرا مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا بعد ایک لمحے کے بوجہ زخم کاری تڑپ تڑپ کر مر گیا اُس کے مرنے سے وہ قلعہ ساکن ہوگیا ابر سحر جو بالاے قلعہ تھا دفع ہوگیا زمین بھی ساکن ہوئی مگر علامت اُس کے مرنے کی ظاہر ہوئی نہایت زور و شور سے آندھی سیاہ آئی از حد ہواے تند و تیز چلی جہان تیرہ و تاریک ہوگیا ابر سیاہ بکثرت سوے فلک ظاہر ہوا برق چمکنے کڑکنے لگی آواز رعد کی ہی ابر سے ظاہر ہونے لگی سنگباری و برف باری زیادہ تر ہونے لگی گرد و غبار بلند ہوا ہوا کی تندی سے بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک اُڑ اُڑ کر دور دور جا گرنے لگے دربند دوم میں تہلکہ پڑ گیا جس قدر اشیاے سحر طاؤس جادو سے نمایاں تھیں اُس کے مرنے سے وہ سب چیزیں معدوم ہوگئیں قلعہ مذکور وغیرہ جو چیزیں اصلی تھیں باقی رہیں دو ساعت تک تاریکی رہی ہواے تند چلی سنگ باری و برف باری ہوئی بعدہٗ مطلع صاف ہوا حالت سنگباری و برف باری میں

صاحبقران نے حسب ہدایت لوح لوح کو بالاے سر رکھا آفات مذکور البعد رہے محفوظ رہے
ہنوز مطلع صاف ہوا تھا کہ ساحر مذکور کے سحر کے بیرون نے اُسی کے نام سے پکار کر بصدائے
حزین اس طرح کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا زلزلہ جادو یا طاؤس جادو تھا
تمناے دل بر نہ آئی تدبیر کچھ بن نہ پڑی دست طلسم کشا سے قضا آئی دربند دوم طلسم زلزلہ فتح
ہوگیا طلسم کشا اسیر نہو سکا درمراد ہاتھ نہ آیا گوہر حیات اپنا ضائع و برباد ہوا ساحران دربند دوم
نے آنے میں تاخیر کی یہان تک کہ اپنا کام دست طلسم کشا سے تمام ہوگیا یہ کلمات کہکر ایک طرف
نالان و گریان روانہ ہوے صاحبقران کشورستان نے لوح طلسمی کو بالاے سر سے اُٹھاکر
اپنے گلے میں ڈال کر ساحر مذکور کے مرنے سے شکر خدا کیا تھا اور سوے قلعہ و زمین دیکھکر
اور اُسکو قائم و ساکن پاکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ تمام ساحران دربند دوم اعلیٰ و ادنیٰ
مثل مور و ملخ کے ستر اسی ہزار ہر طرف سے نمایان و آشکار ہوے پھر لاشہ طاؤس جادو
دیکھکر غمگین و غضبناک ہوکر یہ شور و غل کیا کہ طلسم کشا و قاتل طاؤس جادو کو چارطرف سے
گھیر کر پکڑ لو لوح کو گلے سے اُتار کر اسیر کر لو یہ اکیلا ہے ہم سب ستر اسی ہزار ہیں یہ کہان تک ہمسے
لڑے گا تیغ آبدار سے کہان تک قتل کرے گا آخر تھک جائیگا دست و بازو سے اس کے
لپٹ جاؤ سحر کرو ترسول پنسول چارطرف سے مارو زخمی کرکے گھوڑے سے گرادو پھر اسیر کرلو
یہ شور و غل کرتے ہوے قریب آکر چارطرف سے حملہ ور ہوے صاحبقران نے فوج کو دیکھکر
حسب ہدایت لوح طلسمی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر نعرہ کرکے اُن ساحرون پر حملہ کیا جو کوئی ساحر
قریب آیا بضرب تیغ آبدار اُس کو دو کیا چونکہ گوشے سے کو کاوے پر ڈالا تھا جو کوئی ساحر سحر
کرتا تھا سحر اُسکا بوجہ لوح کے تاثیر نکرتا تھا اور جو کوئی پشت و روبرو و راست و چپ کی طرف سے
آتا تھا وہ بھی شمشیر آبدار سے دو نیم ہوتا تھا قریب تر کوئی آنہ سکتا تھا ہر چند ساحران نابکار
ہجوم کیے ہوے تھے مگر اسیر نکر سکتے تھے اور جو کہ قریب آنے میں ساحر قتل ہوے جاتے تھے
لیکن ہجوم کم نہوتا تھا ساحران مقتول کا ہر طرف انبار تھا شور و غل ہو رہا تھا رفقاے
طاؤس جادو و دیگر ساحران نامی کد و کوشش و ترغیب گرفتاری طلسم کشا کرتے
تھے ادنیٰ ساحران فوجی اُن کی ترغیب و تحریص سے آگے بڑھ بڑھ کر چاہتے تھے کہ لوح طلسمی
گلے سے اُتار کر یا ترسول اور پنسول سے زخمی کرکے گھوڑے سے گرا کر اسیر کرلیجیے یکایک ہوے
فلک تک ہاے ابر سیاہ ہویدا ہوے پھر اُن میں برق کی چمک اور کڑک ہوکے پارہ پارہ ہوے
اُن میں سے حنظل جادو و نجرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار عشق
جادو بجمعیت پچپن پچپن ہزار ساحرون کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار آکاہ دو کارزار پیدا
ہوے بلندی سے سوے پستی نظر کرکے پکارے کہ اے ساحران دربند دوم خبردار و
ہوشیار کہ ہم آپہونچے یہ کہکر بعجلت تمام ساحران نامی مذکورہ بالا مع فوج ساحران سوے
پستی آکر اُن ساحرون پر گرپے نارنج اور ترنج گولے فولادی ہار فلفل سرسون ماش جوے
روئی کے گالے سحر ناریل چوبی دار وغیرہ اسباب سحر پڑھ پڑھ دم کرکے ساحران دربند دوم پر
جو طلسم کشا کو گھیرے ہوے تھے برابر مارنے لگے وہ بھی ستر اسی ہزار اسکے قریب تھے
سنبھل کر لڑنے لگے ۔ دونون جانب سے سحر و ساحری ہونے لگی لشکر جانبین کے ساحر قتل

ہونے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی سحر ہائے ساحران نامی و نامور سے لشکر جانبین کے
ادنیٰ ساحر زخمی و ہلاک و قتل ہونے لگے اُن کے مرنے سے تاریکی ہونے لگی میدان جنگ میں
کشتوں کے ڈھیر اور لاشوں کے انبار جابجا ہونے لگے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دمبدم سحر
دم کرکے گولے مارنے لگی ملکہ بہار گل پوش جادو گلدستہ بار بار سحر پڑھ کر اعدا پر لگانے لگی
اس کا سحر تو ظاہر ہے قبل اس کے بیان کیا گیا ہے کہ جب گلدستہ سحر شق ہو کر گل و شگوفے جدا ہو کر
جس گروہ دشمن پر گرے ہیں اور اُس گروہ کے ساحر وہ گلستان اور پھول اُٹھا کر سونگھتے ہیں
فی الفور مسخر و مجنون ہو جاتے ہیں اشعار عاشقانہ پڑھ کر دعویٰ عاشقی ملکہ بہار کرتے ہیں
ملکہ مذکورہ اُن کو جس ایک ساحر یا جس گروہ ساحران سے حکم لڑنے کا دیتی ہے وہ ساحر مسحور
بہ سحر تعمیل حکم ملکہ مذکورہ کرتے ہیں اور لڑ بھڑ کر قتل ہو جاتے ہیں ہزاروں کو قتل کرکے خود بھی
قتل ہو جاتے ہیں غرضکہ سحر اس کا مشہور ہے دفعیہ سحر کوئی ساحر ادنیٰ یا اوسط درجہ وغیرہ کا
نہیں کرسکتا ہے حنظل جادو مالک دربند اول کہ ساحر بہت زبردست ہے اس کا ناریل جنگی اُڑا
غول ساحران بدخواہ کے درہم و برہم کرنے لگا جس گروہ ساحران پر اُس نے ناریل سحر دم
کرکے مارا اُس غول یا گروہ کو آتش سحر سے جلا کر خاک کر دیا بحرین جادو اپنے سحر خاص
سے ساحران بدخواہ کو غرق دریائے سحر کرکے ہلاک کرنے لگا خواجہ قلیفور گردیانبی داخل
معرکۂ جنگ ہو کر گلیم اوڑھے ہوئے گولے آتشبازی کے ذرا سا منہ کھول کر دشمنوں پر مارنے
لگے ساحران گولوں کو سحر کے گولے سمجھ کر ردِ سحر کرنے لگے لیکن وہ کب رد ہو سکتے تھے جس
غول پر گرتے تھے اُسے آتش اصلی سے جلاتے تھے ایک طرف صاحبقران مصروف
شمشیر زنی تھے ساحروں کو بڑھ بڑھ کر دمبدم نعرے کرکے قتل کر رہے تھے اور دشمنوں کو
پسپا کر رہے تھے جس طرف صاحبقران یا حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و
ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو جاتے تھے اور لڑتے تھے اُس طرف سے ساحر
قتل و ہلاک ہو کر پسپا ہوتے تھے یہ جنگ عظیم و مغلوبہ کہاں تک مفصل تحریر کی جائے خلاصہ
یہ کہ تین ساعت تک خوب لڑائی ہوئی ہزارہا ساحر لشکر جانبین کے کام آگئے آخرکار ساحران دربند
دوم بوجہ قتل ہو جانے اپنے سردار و مالک طاؤس جادو مالک دربند دوم کے بیدل
ہو کر اور حنظل جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے تاب زیادہ مقابلے و مجادلے کی نہ لا کر
مجبور و لاچار ہو کر میدان جنگ سے بھاگنے لگے کچھ نابکار تو بھاگ کر سوئے شاہ طلسم روانہ
ہوئے کچھ سمت کوہ و صحرا گریزاں ہوئے ساٹھ ہزار ساحر طالب امان ہوئے صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے یا مطیع دین اسلام ہونا منظور کرو گے تو البتہ تم کو امان
دی جائے گی ورنہ تم سب کو قتل کریں گے یہ سنکے اُن میں سے جو ساحران نامی مانند بحرین جادو
وغیرہ کے تھے اُنہوں نے بڑھ کر آواز بلند عرض کیا کہ یا صاحبقران امان دیجیے ہم سب
مطیع دین اسلام ہو گئے یہ سُنکے صاحبقران نے جنگ سے باز رہنے کا لوگوں کو حکم کیا صاحبقران کا
ہاتھ روکنا تھا کہ سب نے جنگ سے ہاتھ روکا اُسوقت اخضر جادو و اورنگ جادو
و نیرنگ جادو و خونریز جادو و تیرہ فام جادو کہ ساحران زبردست و رفقائے

طاؤس جادو مالک دربند دوم سے تھے قریب ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے
شادمانہ خدمت صاحبقران کشورستان میں دست بستہ حاضر ہوکر ملتمس ہوئے کہ ہم سب
اطاعت و فرمانبرداری آپ کی اختیار کرتے ہیں اور مطیع دین اسلام بھی ہوتے ہیں کیونکہ ہم نے
غور کرکے جو دیکھا اور خیال کیا تو ثابت ہوا کہ دین اسلام حق ہے اس دین سے بہتر کوئی دین نہیں ہے آپ
تنہا اس طرف آئے تھے کوئی آپ کے ہمراہ نہ تھا یکہ و تنہا آپ نے طاؤس جادو ایسے زبردست
ساحر کو کہ جسکا مثل و نظیر سحر و ساحری میں کوئی ساحر اس کے ہمچشموں میں نہ تھا قتل کیا آپ کے
خدا نے آپ کی مدد کی تیر جو آپ نے مارا وہ آپ کے خدا کی مدد سے اس کے سینے پر پڑا ورنہ حالت
گردش قلعہ میں تیر کا نشانے پر پڑنا ممکن نہ تھا بعد ازان ستر اسی ہزار ساحرون نے آپ پر ہجوم کیا
کسی نے آپ کو گرفتار نہ کیا ہزارون ہی ساحر تھے کوئی ساحر آپ کو اسیر نہ کرسکا یہان تک کہ لشکر
آپ کا آگیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی بس ثابت ہوگیا کہ دین آپ کا اچھا ہے اور خدا آپ کا یقیناً برحق ہے
کہ اس نے آپ کی ایسی جائے خوف و تنہائی میں اعانت کی ہے واقعی وہی خدا قابل سجدہ ہے ہم سب
بخوبی مسلمان ہوجاتے مگر باین سبب کہ ابھی آپ کے ہمراہ شاہ طلسم وغیرہ ساحرون سے [illegible]
مطیع دین اسلام ہوتے ہیں بعد فتح طلسم زرزر کی حقہ مسلمان ہو جائیں گے امیدوار ہیں کہ ہماری
عرض کو قبول کرکے ہماری اس خطا کو کہ آپ سے سر میدان جنگ مقابلہ و مجادلہ کیا ہے عفو فرمایئے
صاحبقران ذی وقار نے ان کی عرض قبول کرکے خطا سے درگذر کرکے خلعت سرافرازی
ان کو عطا کیے پھر زیر قلعہ تشریف لاکر حکم دیا کہ اسی میدان فرحت افزا میں خیام و بارگاہ ایستادہ
و برپا ہوں لاشے میدان جنگ سے اٹھوائے جائیں دونوں لشکرون کے کشتون کا شمار بھی کیا جائے
حسب الحکم خدام و فرمانبردار کاربند ہوئے خیام و بارگاہ ایستادہ ہونے لگے لاشے میدان معرکہ
سے اٹھنے لگے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ پانچ ہزار ساحر لشکر حنظل جادو کے کام آئے اور
پندرہ ہزار سے زیادہ ساحر لشکر طاؤس جادو مالک دربند دوم کے قتل ہوئے جب میدان رزم
کشتون سے صاف ہوگیا اور خیام و بارگاہ زیر قلعہ ایستادہ ہوچکے لشکر فروکش ہوا جو ساحر زخمی
تھے ان کا علاج ہونے لگا صاحبقران مرکب سے اتر کر داخل بارگاہ ہوئے جملہ ساحران نامی
بھی سحر کی سواریوں سے اتر کر خدمت صاحبقران میں جاکر علی قدر مراتب باادب بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے حنظل جادو و بحرین جادو نے عرض کیا کہ آج حضور کو فتح عظیم حاصل ہوئی ہے
دربند دوم کہ دربند اول سے سخت تر تھا فتح ہوا ہے بعد اکیس اکیس ہزار ساحرون کے
کشت و خون کے یہ لڑائی فتح ہوئی ہے طاؤس جادو ایسا ساحر زبردست کہ جو اس زمانے کا
سامری تھا قتل ہوا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس فتح عظیم کا جشن کیا جائے تاکہ دلہائے احباب
شاد ہوں اور قلوب اعدا کو صدمہ پہنچے صاحبقران عالی مرتبہ نے ان کی استدعا سے حکم دیا
کہ بزم عشرت ایک خیمہ وسیع میں یا بارگاہ میں جہان مناسب ہو بعنوان شائستہ آراستہ کیجائے
شب بھر یا نصف شب تک جلسہ عیش و طرب میں ارباب نشاط رقص و نغمہ کریں اگر ارباب نشاط
موجود نہوں تو راہ دور و دراز سے طلب کیے جائیں چند ساحر جاکر لے آئیں اخضر جادو و
نیرنگ جادو و اورنگ جادو نے عرض کیا کہ اسی دربند میں اکثر ارباب نشاط ہیں دور و
دراز سے طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے میر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اچھا ان کو طلب کرو حسب الحکم

چند ساحر گئے ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ مع اُن کے سازندوں کے لے کر آئے صاحبقران نے آخر روز نماز ظہرین کو ادا کیا اتنی دیر میں بزم عشرت بھی بصد زینت آراستہ ہوئی اور زمانہ شب کا آیا تیاری روشنی کی حسب دلخواہ ہونے لگی امیر با توقیر نے ادائے نماز مغربین سے فارغ ہوکر بزم عشرت میں بمقام صدر جلوس کیا حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گلپوش جادو و رفقائے طاؤس جادو مسمی اخضر جادو و نیرنگ جادو و اورنگ جادو و خونریز جادو وغیرہ خواجہ طیفور گردباطلی قدر مراتب بیٹھے بعد میکشی یعنی عرق مقوی دماغ و قلب پینے لگے ارباب نشاط سے ایک نازنین خوب رو و خوش گلو کو طلب کیا مطربہ حسب الحکم فوراً ہمراہ اپنے سازندوں کے حاضر بزم عشرت ہوئی صاحبقران کشورستان کو باادب سلام کرکے بعد درست ہونے سازوں کے ایستادہ ہوکر روبروے اہل بزم بناز وادا گت ناچنے لگی تا دیر اپنے رقص سے قلوب اہل جلسہ کو خوش کرتی رہی بلکہ صورت سے قلوب اہل بزم عشرت پامال کیا کی بعد ازاں رنگ بزم عیش و عشرت دیکھکر یہ غزل گانے لگی غزل

دل مرا بہنے لگا آنکھ سے آنسو کی طرح
دیدۂ یار میں تاثیر ہے جادو کی طرح

یہی حسرت ہے مری شاد کسی وقت نہو
غنچۂ دل میں مرے بستے ہیں وہ بو کی طرح

سر کو پتھر سے جو ملتی ہے جنوں میں رات
ورد کرلیتا ہوں لے بت ترے نام کو کی طرح

خاک اڑاؤں گا ترے در پہ جو شب کو چمکر
چمک جائے گی ہر ذرے میں جگنو کی طرح

استخوان میرے سب اب خاک میں ملجائیں گے
تجھسے وحشت ہے سگ یار کو آہو کی طرح

انکے ہجر میں اب تو یہ دعا ہے میری
اُس کا پہلو ہے خالی مرے پہلو کی طرح

آپ کے دست تسلی سے نہ تسلی پائی
دل بیتاب بہا آنکھ سے آنسو کی طرح

دم نظارہ بھی ہو جائے گی دنیا اندھیر
قد موزوں میں درازی نہیں گیسو کی طرح

ایک بگڑی ہوئی تصویر فلک پر بھی ہے
تیرے ناخن کی طرح اور ترے ابرو کی طرح

میری وحشت سے مگر کرتے ہیں وحشی بھی
گو جہاں میں کوئی وحشی نہیں آہو کی طرح

یاد میں اُسکی جو احباب نہ روتے دیکھے
پتلیاں آنکھ کی بہ جائینگی آنسو کی طرح

آرزو ہے کہ ہے دلکی یہی حسرت نکلے
میری قسمت بھی رسا ہو ترے گیسو کی طرح

آتش عشق جو ہے دل میں نشان رہتی ہے
کبھی دیکھا نہیں پروانے کو جگنو کی طرح

دیکھ سکتا تھا نہ انکو دم نظارہ کلیم
ہر گھڑی آنکھ سے آنسو میں رواں جو کی طرح

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سننے لگے بجائے خود تعریف کرنے لگے جب مطربہ نا کو رہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ گاکر غزل کو تمام کیا ایماے صاحبقران سے بحرین جادو و حنظل جادو نے زر کثیر انعام میں مرحمت کرکے رخصت کیا بعد جانے اُس مطربہ کے ملکہ بہار گلپوش جادو نے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو اپنی نانی سے آہستہ کہا کہ آپ خواجہ سے کہیے کہ اسوقت نے بجائیں کوئی غزل عاشقانہ گائیں ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواجہ اسوقت یہ لڑکی کہتی ہے کہ خواجہ نے بجاکر کوئی غزل عاشقانہ گائیں تاکہ اہل بزم خوش ہوں خواجہ نے بخاطر ملکہ بہار گلپوش جادو زنبیل سے نے نکال کر اپنے دہن سے ملاکر نے نوازی شروع کی اور یہ غزل باالحان داؤدی گانے لگے غزل

تیرے وحشی سے جو خالی ترا زندان ہو جائے
ساری آبادی عالم ابھی ویران ہو جائے

تجھسے آباد اگر خانۂ زندان ہو جائے
جسقدر تنگ ہو اور اتنا پریشان ہو جائے

چارہ گر سینۂ زخمی کو مرے گر ٹانکے
دست وحشت کے لیے وہ بھی زندان ہو جائے

کوے جانان میں گذر ہو جو کہیں بلبل کا
ہر چمن اس کی نگاہوں میں بیابان ہو جائے

آنکھ سے اشک وصل آیا جو رہے اے ضعف مگر
تر بھی چشم کہیں دیدۂ حیران ہو جائے

آمد و رفت رہے گی یہی اگر عمر ورق کی
تمام کو جون کی طرح کوچۂ جانان ہو جائے

یہ اثر ہو مری وحشت کا جو دیکھے کوئی
رشتۂ تار نظر تار گریبان ہو جائے

اثر آہوں کا ہماری جو رقیبوں پہ پڑے
دل میں وہ اپنے ستم کر کے پشیمان ہو جائے

اسلیے چاک گریبان کفن کرتا ہوں
حشر میں یہ نہ کہیں دامن عصیان ہو جائے

اہل جلسہ عشرت بصد رغبت اشعار سننے لگے اور نے نوازی خواجہ کی تا کرنے لگے بعضے عالم وجد
میں جھومنے لگے سمان بندھ گیا بعضے سر اپنا چوب خیمہ سے ٹکرانے لگے جب خواجہ نے غزل کو
تمام کیا ہر ایک نے از حد ستایش خواجہ موصوف کی بعد غزل مذکور و مرقوم تمام کرنے کے خواجہ
نے چاہا تھا کہ نے کو زنبیل میں رکھیں ملکہ بہار گل پوش جادو نے بے اختیار کہا کہ اے خواجہ
دل چاہتا ہے کہ ابھی کچھ اور اشعار کسی غزل کے سنو خواجہ پھر نے بجا کر اشعار ایک غزل کے
گانے لگے یہاں تو خواجہ بے تردد و اندیشہ بزم عشرت میں بیٹھے ہوئے گا رہے تھے کہ ناگاہ
مہتر شمس عیار اشتفاق جادو چہرہ روانہ ہوا تھا اپنے راہ میں سیر کرتا ہوا جا بجا ٹھہرتا
ہوا اسوقت زیر قلعہ آیا کہ خواجہ طیفور گردیا سب تھے اہل بزم سن رہے تھے بے اختیار
تعریف کر رہے تھے لشکر ساحران زیر قلعہ میدان میں فروکش تھا صاحبقران کشورستان
بھی وہ یہ میان بزم عشرت لوح طلسمی گلے میں ڈالے بیٹھے تھے نے نوازی خواجہ سن رہے تھے
مہتر شمس یہ رنگ دیکھکر نہایت حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ اے مہتر شمس یہ کیا غضب
ہوا طلسم کشا یہانتک آگیا یہ دربند بھی فتح کر لیا طاوس جادو کو مار ڈالا کتنا اپنی کا جشن کیا ہے
افسوس تونے اس طرف آنے میں بہت دیر کی اپنے راہ میں برائے سیر جا بجا توقف کیا اگر
راہ میں کہیں نہ ٹھہرتا اور یہاں آجاتا تو عیاری کر کے طلسم کشا کو اسیر کر لیتا یہ دربند فتح نہوتا
طاوس جادو مالک دربند دوم قتل نہوتا کشت و خون بسیار بھی نہوتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا
اب کوئی فکر و تدبیر اسیری طلسم کشا کی کرنا چاہیے تو ہم عیار وہم تھا مرحلہ ہے نزدیک اسیر کر لینا
طلسم کشا کا کچھ دشوار نہیں ہے یہ باتیں دل میں کہکے بزور سحر صورت اپنی تبدیل کر کے ایسی
حالت میں کہ خواجہ طیفور گردیا مصروف نے نوازی تھے اہل بزم و صاحبقران عالی مرتبہ
بیٹھے ہوئے سن رہے تھے سب عالم محویت میں تھے کسی کو کچھ فکر و تردد و خوف کسی دشمن سے
نہ تھا داخل بزم عشرت ہوا کسی کو معلوم نہوا کہ اس بزم میں کون آیا مہتر شمس نے داخل
محفل عیش ہو کر نے نوازی خواجہ طیفور گردیا کی سنکے بجائے خود ستائی اور کہا سنا تھا کہ عیار طلسم کشا
علم موسیقی میں بھی کامل ہے اسوقت ثابت ہو گیا واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا نے نوازی
اس پر ختم ہے کس خوبی سے نے بجا کر گا رہا ہے مہتر شمس عیار بصورت طائر بزم عشرت
میں داخل رہا یہانتک کہ زمانہ نصف شب کا آیا خواجہ نے نے نوازی موقوف کی جلسہ بھی برخاست ہوا

ہر ایک ساحر نامی بعد تعریف کرنے خواجہ کے بزم عشرت سے اپنے اپنے خیمے مین گیا اور خستگی
راہ وجنگ وجدال سے فرش خواب پر جاتے ہی غافل ہوکر سو رہا صاحبقران بھی اپنی اسی
بارگاہ مین جس مین جلسہ جشن ہوا تھا فرش خواب پر آرام پذیر ہوے خواجہ در بارگاہ و
برائے حفاظت بیٹھے اور زنگ جادو موافق کہنے خواجہ طیفور گرد ہا کے پانچسو ساحرون کی
جمعیت سے برائے حفاظت ونگہبانی گرد بارگاہ صاحبقران ولشکر ساحران مشعلہاے سحر روشن
کرکے پھرنے لگا صدائے ہوشیار باش بلند کرنے لگا اور اپنے ہمراہی ساحرون سے تاکید کرنے لگا
اسوقت کہ ہنگام حفاظت لشکر ونگہبانی طلسم کشا ہی اسباب سحر سے مانند کارد سحر وناریخ ترنج
نارجل جوئی دارا سحرے مجرد کرکے اپنے ہاتھون مین رکھو مبادا کوئی دشمن آجائے تو فی الفور
اُس کو ہلاک کرو ساحرون نے اُس کے حکم پر عمل کیا آخر شب تک نگہبانی کا ارادہ کیا مگر خستگی
جنگ وجدال سے اور زنگ جادو اور اُس کے ہمراہی دو تین ساعت تک گرد لشکر پھر کے
ایک جگہ بیٹھے کثرت خواب سے آنکھین بند کرنے لگے مہتر شمس کہ داخل بارگاہ و تماشا پا کر
بصورت اصلی ہوکر پاس صاحبقران کے آیا پہلے مقراض سے رشتہ لوح کاٹ کر لوح کو ایک رومال
مین لپیٹ کر بقول راوی اول بلکہ سحر کیا اور بقول راوی دیگر سفوف بیہوشی ناک سے دماغ
مین پہونچا کر صاحبقران کو بیہوش کیا اور روشنی کو گل کرکے چادر عیاری مین پشتارہ صاحبقران
کا باندھ کر رسمانی کمر عیاری کی لگا کر پشتارہ دوش پر رکھکر پشت بارگاہ کی طرف جا کر خنجر
سے قنات چاک کرکے بارگاہ کے باہر آکر جو ساحر بیدار تھے اُن پر سحر کرکے اُن کو غافل کرکے
تخت سحر پر پشتارہ صاحبقران کا رکھکر تخت سحر کو بلند کرکے سوے اشتیاق جادو وزیر دوم
شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا اثنائے راہ مین خیال کیا کہ اے مہتر شمس تونے اسوقت وہ کار نمایان
کیا ہے کہ کوئی عیار مکار ایسا کار نمایان نہین کرسکتا ہے مناسب یہ ہے کہ اسوقت جانب باغ سکونت
زہرائے سیمتن دختر اشتیاق جادو اپنی محبوبہ کے چل زمانہ صبح قریب ہے نظارہ اپنی
معشوقہ کا بھی کیجئے اور اس کارنمایان سے بھی اُسے آگاہ کیجئے یہ خیال کرکے جانب باغ وسیرگاہ
وجاے سکونت زہرائے سیمتن بصد خوشی چلا بعد قطع راہ دور و دراز اسوقت باغ زہرائے
سیمتن مین پہونچا کہ صبح صادق کا زمانہ تھا دختر اشتیاق جادو بیدار ہوکر کنارہ نہر بیٹھی تھی کنیزین
چند در چند صف بستہ مین پس پشت کھڑی تھین وزیرزادی مذکور نے ارادہ آب نہر سے
منہ دھونے کا کیا تھا کہ ناگاہ مہتر شمس اُس کے روبرو گیا اپنی معشوقہ خوب رو کو دیکھتے ہی
کثرت خوشی سے نہال ہوگیا اور حصول دولت دیدار یار سے مالا مال ہوگیا چونکہ یہ وزیرزادی مذکور
عیار وطالب تھا زہرائے سیمتن کو سلام کیا اُس نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اے مہتر شمس اسوقت
یہان خلاف قاعدہ کیون آئے ہو یہ پشتارہ کیسا لائے ہو آج تو بہ نسبت قبل زیادہ تر شادان و
خندان نظر آتے ہو مجھکو تو کہو کہ آج سبب زیادتی خوشی کا کیا ہے اور یہ پشتارہ کیسا ہے کہان سے
آتے ہو کہان گئے تھے عیار مذکور نے عرض کیا کہ اول تو اس مبتلائے دام عشق حضور نے روے
زیبائے حضور کا نظارہ کیا ہے یہ باعث خوشی کا ہوا ہے دوسرے آپکے والد نے مجکو بحکم شاہ
طلسم زلزلہ برائے عیاری وگرفتاری طلسم کشا روانہ کیا تھا یہ دلدادہ حضور اُسوقت پہونچا کہ
طلسم کشا طاؤس جادو مالک و جدوہ طلسم زلزلہ کو قتل کرچکا تھا جنگ عظیم ہوچکی تھی اور

در بند دوم فتح ہو چکا تھا جشن فتح در بند مذکور ہو رہا تھا بزم عشرت میں عیار طلسم کشا زنجی بجاکر
گا رہا تھا اہل بزم پیتے ہوئے بعیش خوشی و خرمی گانا اس کا سن رہے تھے جہاں بند عیاں ہوا شب
طلسم کشا بھی درمیان بزم عیش میں بیٹھا ہوا تھا اسی حالت میں دلبرانہ یہ دیوانہ حضور داخل بزم عیش
مشغول رہا کسی کو خبر نہ ہوئی عیار طلسم کشا کہ جس کو اپنی عیاری کا بڑا دعوی ہے وہ بھی باخبر نہوا تمام
شب بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ جلسہ عشرت برخاست ہوا اہل بزم تو جلسہ عیش سے اٹھکر
اپنے اپنے خیمے میں برائے استراحت گئے طلسم کشائے طلسم زلزلہ بھی اپنی بارگاہ میں بالائے فرش
راحت و آرام پذیر ہوا اسوقت اس عاشق زار حضور نے روشنی کو گل کرکے لوح طلسمی طلسم کشا
کے گلے سے لے کر اس کو بیہوش کیا اور چادر عیاری میں باندھکر پشتارہ دوش پر رکھکر پس پشت
بارگاہ سے نکل کر بزور سحر ساحران محافظ کو جو بیدار تھے بیہوش و غافل کرکے تخت پر پشتارہ
رکھکر بے خوف و خطر اسطرف آیا ہے جہاں عدیم المثال حضور کو دیکھا ہو اب یہاں سے آپ کے
والد کی خدمت میں جاؤں گا لوح طلسمی مع طلسم کشا کے ان کے حوالے کروں گا غالبا خلعت و
انعام کثیر پاؤں گا شاہ طلسم زلزلہ بھی یقینا ایسا انعام کثیر دے گا کہ کبھی کسی کارگذار کو شہنشاہ
ساحران نے نہ دیا ہوگا نہ کسی ملازم نے پایا ہوگا اے محبوبہ من اگر غور کرو تو میں نے وہ کارنمایاں
کیا ہے کہ آج تک کسی ساحر زبردست سے بھی نہوا تھا کسی ساحر نامی و نامور نے طلسم کشا کو اسیر
نہ کیا تھا بڑے بڑے ساحر اسی آرزو میں دنیا سے گئے دعوی گرفتاری طلسم کشا کرکے گئے تھے
آخر خود ہی قتیل ہوئے طلسم کشا کو اسیر نہ کر سکے زہرہ سیمتن نے سنکر اگر متحیر ہو کر کہا کہ
اے مہتر شمس واقعی تو نے کارنمایاں کیا ہے ہم نے لوح طلسمی کے اوصاف بیشتر سنے ہیں
مگر کبھی لوح طلسمی کو دیکھا نہیں ہے پس ہم چاہتے ہیں کہ لوح کو دیکھیں اور طلسم کشا کو بھی دیکھیں
سنا ہے کہ بڑا شجاع و بہادر ہے مہتر شمس نے لوح طلسمی و طلسم کشا کے دکھانے میں تامل کیا اور
حیلہ و حوالہ کیا آخر معشوقہ کی ضد سے مجبور ہو کر عرض کیا کہ حضور یہاں سے بارہ دری میں تشریف
لے چلیے یہ محل لوح طلسمی و طلسم کشا کے دیکھنے کا نہیں ہے زہرہ سیمتن جلد مستعد ہو کر
کنارہ نہر سے اٹھ کر بارہ دری میں جا کر بالائے مسند زریں بیٹھی مہتر شمس کو اپنے روبرو
بٹھایا پھر کنیزوں سے کشتی شراب طلب کی کنیزوں نے فی الفور کشتی شراب کی مع شیشہ و ساغر
بلوریں حاضر کی روبروے دختر اشتفاق جادو رکھدی اور ہم جلیسان زہرہ سیمتن بھی بہن و بسیار
اُس کے بیٹھیں جب کشتی مے سے زہرہ سیمتن کو ایک ہم جلیس اُس کی ساقی بن کر ساغر بھر کر
دینے چلی اور بعد دو گلنار پی چکی تو مہتر شمس سے دختر اشتفاق جادو نے کہا کہ اب وہ لوح طلسمی
ہمیں دکھاؤ اور اس پشتارے کو کھول کر طلسم کشا کو بھی دکھاؤ یہ دشمن ہمارے والد اور شہنشاہ
ساحران جہاں ہے درست جادو کا جو ہم بھی اس سے جلدی پیش آئیں گے کیونکہ یہ دشمن
جان و ایمان ہے بربادی و تباہی طلسم زلزلہ کر رہا ہے مہتر شمس نے پہلے لوح طلسمی اس کو دیکر
کہا کہ دیکھو اے جان جہاں یہی لوح طلسمی ہے بانیان طلسم نے اسکو برائے فتح طلسم بنایا ہے
زہرہ سیمتن نے لوح کو دیکھکر اپنے پاس رکھکر کہا کہ پشتارہ کھولو کہ اب طلسم کشا کو دیکھی
دکھا اُس نے پشتارے کو وا کرکے طلسم کشا کو دکھایا زہرہ سیمتن دیکھتے ہی طلسم کشا
پر مائل و عاشق ہو کر دل میں خیال کرنے لگی کہ اگر مہتر شمس طلسم کشا کو یہاں سے لیجائے گا

تو اب میرا طلسم کشا کو اسیر کرکے خدمت شاہ طلسم میں لے جائے گا وہ یقیناً طلسم کشا کو قتل
یا اسیر کرے گا مناسب وقت یہ ہو کہ ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ طلسم کشا کی جان بچے اگرچہ
طلسم زلزلہ تباہ و برباد و فتح ہو جائے اور دین و ایمان آبائی بھی اپنا مبدل بدین اسلام
ہو جائے جان اپنی بسہو یا جائے نیکی و عشق سے دست بردار ہونا اختیار نہ کیا جائے یہ خیال
کرکے بعد فکر و غور مہتر شمس کی ثنا کرکے کہا کہ تو نے عجب کار نمایاں کیا ہے دل ہمارا خوش
کیا ہے طلسم کشا کو اسیر کیا ہے لوح طلسمی لے کر آیا ہے ہم بھی اسوقت تجکو شادمان کرتے ہیں اپنے
ہاتھ سے تجکو جام شراب دیتے ہیں تو بھی کیا یاد کرے گا کہ ہمنے دست محبوب سے جام شراب
لے کر میخواری کی یہ رتبہ و مرتبہ پایا باعث فخر و افتخار ہوا عشاق میں سرافرازی حاصل ہوئی
ادنی کو رتبہ اعلی نصیب ہوا یہ کہکر شیشہ کشتی شراب سے اٹھا کر جام بلورین میں شراب بھر کر
سفوف بیہوشی کہ اپنے پاس رکھتی تھی اُس کی نظر بچا کر جام شراب مذکور میں خوب ملا کر اپنے
دست نازک و حنائی سے ساغر پر از بادہ بیہوشی آمیز مذکور عیار مسطور کو دیا اُس نے بصد
خوشی و رغبت لے کر اپنے مرتبے پر غور کرکے شراب ناب سفوف بیہوشی آمیز پی بعد تھوڑی دیر
عیار مذکور کو گرمی معلوم ہوئی دماغ بادہ تند سے گرم ہوا گھبرا کر کہا کہ اے جان من اسوقت
تجکو بہت گرمی معلوم ہوتی ہے سر کو گردش ہے نہیں معلوم کیا باعث ہے کہ اسقدر گرمی معلوم
ہوتی ہے اور سر کو گردش ہے زہرہ سیمتن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او بیوقوف سبب اس کا
یہ ہے کہ تو نے ہمارے ہاتھ سے جام شراب پی ہے اگر گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہے تو اٹھ کر
تھوڑی دیر ٹہل ہوا لے سر دباغ کی کہا آب نہر سے منہ ہاتھ دھو یہ شکایت دفع ہو جائیگی
طبیعت اصلاح پر آجائے گی مہتر شمس یہ سنکے اٹھا نہ تھے ہی ایسی سر کو گردش ہوئی کہ پھرا کر
گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا زہرہ سیمتن نے خوش ہو کر حکم دیا کہ اس نابکار کو قید کر دو یہ
ادنی ملازم و تنخواہ دار ہمارے والد نامدار کا ہو کر اپنے ادنی مرتبے پر نظر نہ کرکے ہمکو نظر بد سے
دیکھتا ہے عاشقی اپنی ظاہر کرتا ہے باعث ہماری ذلت و بدنامی کا ہوتا ہے ذرہ وصل آفتاب چاہتا ہے
سزائے سخت اس کو دینا ضرور ہے اگر اس نے عاشق ہونا اپنا مشہور کیا ہوگا جسطرح ابھی اس نے
ہمارے روبرو اور تم سب کے سامنے اظہار عشق کیا ہے تو رسوائی ہماری طلسم زلزلہ میں بہت
ہوگی کوئی یہ نہ سمجھیگا کہ مہتر شمس عیار دختر اشتفاق جادو وزیر شاہ طلسم زلزلہ پر فقط مائل ہے
وزیر زادی مذکور پاکیزہ دامن ہے اُس کو اس کی طرف توجہ نہیں ہے بلکہ ہر ایک یہی خیال کرے گا
کہ عیار مذکور و دختر اشتفاق جادو دونوں عاشق و معشوق ہیں باہم لطف بوس و کنار
لیل و نہار اڑاتے ہیں علاوہ بدنامی مذکور کے اس نے بخیال و بہ تمنائے حصول دولت دنیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو بے خطا و قصور بعیاری و
مکاری بیہوش کیا ہے پشتارہ اُن کا مع لوح طلسمی یہاں لایا ہے قبل اس کے اس نے ظاہر کیا ہے
کہ طلسم کشا کو حوالے شاہ طلسم زلزلہ کرکے خلعت و انعام لونگا نہیں ایسے ظالم کے ظلم کی سزا
یہی ہے کہ اسپر جفا کی جائے مجلسیان زہرہ سیمتن نے تقریر وزیر زادی مسطور کی
عالم غصہ میں سنکے با ادب عرض کیا کہ حضور کو اسوقت مہتر شمس پر عتاب ہے ہر چند کہ ارشاد
حضور کا درست و بجا ہے لیکن اس کا قید کرنا اور اس کو سزا دینا ہمارے نزدیک مناسب نہیں ہے

کیونکہ جب یہ خبر آپکے والد کو پہونچیگی تو وہ برہم ہونگے سبب قید کرنے کا دریافت کرینگے
اسوقت اگر حال اس کی اظہار عاشقی کو بیان کیا جائیگا تو بھی باعث ذلت حضور ہوگا لہذا اس کو
اسہو نکرکے تاکیدا فرما دیجیے کہ کبھی اظہار عاشقی نہ کرے زہرہ جبیں نے جواب دیا کہ تمہاری
گفتگو سے ہکو ایسا منظور ہے کہ اس کو زندہ ہی زمین زندہ درگور کرنے کا حکم دیں نہ زندہ رہیگا
نہ اظہار اپنے عشق و عاشقی کا کریگا نہ کسی ذی عزت و ذی وقار پر ظلم کریگا یہ کہکے کنیزوں سے
کہا کہ ابھی ساحران دربان در باغ کو طلب کرکے کہو کہ اس نابکار کو ہمارے باغ کے صحن میں ایک
گڑھا بصورت قبر کھود کر دفن کرو زندہ گڑھے میں ڈال کر زمین کو ہموار کردو اس نابکار کو خاک میں
ملا دو زندہ دفن کردو کنیزوں نے حسب الحکم ساحروں سے جاکر کہا انھوں نے حسب الحکم وزیرزادی
مذکورہ کے عمل کیا باغ میں زمین کھود کر مہتر شمس کو زندہ زمین میں گاڑ دیا بعدہ زمین کو برابر کر دیا
جب عیار مذکور زندہ دفن کر دیا گیا زہرہ جبیں نے کنیزوں وغیرہ سے کہا کہ طلسم کشا کو
ہوشیار کرو ہنوز کنیزوں نے ارادہ بتدابیر ہوشیار کرنے کا کیا تھا کہ یکایک بیہوشی ہوائے سرد
سے دفع ہوئی صاحبقران کو ہوش آیا فی الفور اٹھکر جو بغور دیکھا تو اپنے تئیں اپنی بارگاہ میں
نپایا حیران ہوکر دل میں کہا کہ جائے تعجب ہے کہ ہم اپنی بارگاہ میں درمیان لشکر ساحران کے آرام کرتے
ہوئے تھے اسوقت ہم اپنے تئیں درمیان بارہ دری باغ کے پاتے ہیں روبرو کچھ عورتیں
خوش رو دکھائی دیتی ہیں شاید ہم خواب دیکھ رہے ہیں ابھی صاحبقران بنظر حیرت بعد بیہوشی
دفع ہونے کے ہوشیار ہوکر دیکھ رہے تھے اور دل میں خیال خواب کا کر رہے تھے اور ہمجلیسان
زہرہ جبیں بجائے خود خیال کر رہی تھیں کہ ہماری وزیرزادی کو اسوقت غصہ بے وجہ
نہیں ہے غالبا صورت زیبائے طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو دیکھکر مائل ہوئی ہیں اسی وجہ سے طلسم کشا
کے دشمن کو زندہ زمین میں گڑوا دیا ہے کہ یکایک پاس سے وزیرزادی مذکورہ ایک
کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ یا صاحبقران کشورستان حیران و پریشان نہو جیے خواب کا خیال
نہ فرمائیے جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں حالت بیداری میں دیکھ رہے ہیں آپ کی بارگاہ سے آپ کو
مہتر شمس عیار مکار اشتاق جادو وزیر خوش تدبیر شاہ طلسم زلزلہ بیہوش کرکے ہماری
حضور وزیرزادی دختر نیک اختر اشتاق جادو کے پاس حسب اتفاق یہاں لایا تھا انھوں نے
آپکے حال پر رحم کرکے عیار مذکور پر غضبناک ہوکے ابھی اس کو اسی باغ میں زندہ دفن
کرا دیا ہے اگر آپ کو ہمارے قول کا اعتبار نہو تو ہماری مالکہ یہ وزیرزادی دختر اشتاق جادو
بالائے مسند زرین تشریف رکھتی ہیں ان سے دریافت کیجیے صاحبقران ذیشان نے
تقریر کنیز مذکور سنکے بنظر غور جانب وزیرزادی مذکورہ جو دیکھا تو اس کے حسن زاہد کش ہوش ربا
پر مائل و عاشق ہوئے کیونکہ وہ نازنین مہ جبین رشک پری حسن و جمال میں ایسی بے عدیل تھی
کہ بمصداق معنا ہیں این اشعار

سادی سادی وہ شکل وہ جوبن
شوخیاں اُسکے دم تئیں قیامت کی
زلفیں بکھری ہوئی تھیں یوں چہرہ
جسپہ قوس قزح بھی ہو قربان

حسن و خوبی میں لاجواب تھی وہ
بانکی ادا وہ سبہ لائیں
وصف کیا ہو رقم سراپا کا
ہوں ہم آغوش جیسے شام و سحر
زلف کچھ جھوں وہ یوں تو بیاں کی

فرد عالم میں انتخاب تھی وہ
قہر تھیں ادائیں آفت کی
آدمی تھی کہ نور کا پتلا
یوں ہمیشہ وہ ابر میں مہ تاباں
دل عاشق کو جس نکاری تھی

آنکھ پہ پہرے تھی یون وہ ماہ منیر
گل نرگس حیا سے آنکھ چرائے
غنچہ نا شگفتہ تھا وہ دہن
گل سوسن ہزار ہون تو نثار
اس کے دانتون کی تھی چمک ایسی
جس سے ظاہر تھی صاف پان کی پیک
گورے گورے وہ ساعد سیمین
جس طرح دو حباب ہون یکجا
رانین دونون بھری بھری اسکی
ہو تجمل چرخ پر جیسے تابان
اور ادا رومال وہ گلو مین بندھا
وہ جوانی کا جوش اور وہ امنگ
پائجامہ گھٹنے کا گلنار
کس بناوٹ کا کس سجاوٹ کا
وہ زمرد کی اس کی ناک مین کیل
جیسے پہ سدے ہو چاند کا ہالا
نو گجے بازوون پہ اور جوشن
طرفہ دکھلاتی تھین ادا بانکین
الغرض جب پڑی تھی سے نظر

ہوے برگشتہ جس طرح تقدیر
پھول سے وہ میرے عجب رخسار
چاہ غبغب تھا یا وہ چاہ ذقن
پہ ہویدا تھا غنچہ لب سے
دل عشاق پر گری بجلی
دست نازک حنا سے لالون لال
حسن و خوبی مین مثل جن کا نہین
پتلی پتلی وہ پیاری پیاری کمر
نرم چکنی سڈول آفت کی
جامہ زیبی مین بھی وہ ماہ منیر
گوری رنگت پہ خوب کھلتا تھا
خوش نما تیک وہ کسی انگیا
گل لالہ سے بڑھ کے جسکی بہار
بالیان کانون مین مرصع کار
خوشنمائی مین تھا نہ جس کا بدیل
پیاری پیاری گلے مین ہیکل تھی
دست نازک مین وہ کڑے کنگن
پانون مین جھانجھ چھاگل اور چھڑے
بل گئین پریمیان سے جسکے پہ

جلوہ چشم مست دیکھ جو پائے
جس پہ بلبل ہزار جان سے نثار
لب نازک پہ وہ مسی کی بہار
باتین کرنے مین پھول ہین جھڑتے
گوری گردن کی جلد وہ باریک
آدمی کیا ملک کی ٹپکے رال
سینے پہ وہ ابھار جوبن کا
تھا نزاکت کا خاتمہ اس پر
تخت طلا مین وہ نور جلوہ کنان
اپنا رکھتی نہ تھی جہان مین نظیر
زعفرانی دوپٹہ وہ خوش رنگ
جیسی جیتی پھنسی پھنسی انگیا
مانگ مین موتیون کا وہ چھپکا
ہیرے کے بالی پتون کی وہ بہار
طوق گردن مین اسکے سونے کا
اور جڑاؤ نسب کی وہ تختی
چوڑیون کی وہ خوش نما بانکین
وہ جس کی صدا سے جی اٹھے
قریب تھا کہ وقت نظارہ جمال

وزیرزادی مذکور صاحبقران کشورستان کو غش آجائے مگر بمشکل اپنے تئین سنبھالا بعدہ اس نازنین سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے دلربا جیدی چہرہ و تنے ہے شکی کی عیار تھا سے والد تمکو عیاری بیہوش کرکے یہان لایا تھے اسکے شرون سے ہمین بچایا قتل و اسیر ہونے سے ہمین محفوظ رکھا جان بخشی کی ہے عجب سلوک نیک کیا ہے کبھی تقدم دل تمکو دیا ہاتھ تو زہرہ سیمتن نے شرم سے سر جھکا کر نیچی نظر کرکے جواب دیا کہ ہان جو نیکی ہے ہو سکی ہے کی لیکن خوف یہ ہے کہ دیکھا چاہم اس نیکی کا کیا ہوتا ہے ہمارے والد اشفاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم ہزار [illegible] ہمسے کسی طرح پیش آتے ہین قتل کرتے ہین یا اسیر کرتے ہین یہ کہکر کنیزون سے کشتی شراب طلب کی انھون نے جلد لاکر پیش کی زہرہ سیمتن نے مسند زرنگار پر صاحبقران کو بٹھا کر خود مسند سے علحدہ وہ جگہ ہٹ کر بیٹھنا چاہا امیر ہاتھ پکڑ کے انکو اپنے برابر بٹھایا پھر ایک ہم جلیس زہرہ سیمتن نے اپنے وزیرزادی مذکور سے شیشہ اٹھاکے جام بلورین مین شراب بھر کر صاحبقران ذیشان کے روبرو آکر وہ جام پیش کیا اور کہا کہ آپ ہمارے مہمان ہین خاطر و ملک مہمان نوازی ہین لہذا اس جام سے لب نوش کیجیے اس ساغر کو جام محبت تصور کیجیے صاحبقران نے بادہ خواری سے انکار کیا سبب انکار بادہ کشی جو دریافت کیا گیا امیر باتدبیر نے جواب دیا کہ اول تو ہم اہل اسلام شراب نہین پیتے ہین عوض شراب عرق مقوی دماغ و قلب

پہنچتے ہیں دوسرے یہ کہ وزیرزادی وا لکہ تماری ہم مذہب نہیں ہی اگر ہماری خوشی مطلوب ہو
تو دین اسلام اختیار کرے عرق مفرح قلب واعضاے رئیسہ ہین اپنے ہاتھ سے جام بلورین مین
دین آبائی مذہب کو ترک کرین کہ مذہب باطل ہی یہ تقریر امیرہا توقیر کی سُنکے زہرہ سیمتن
نے مطیع دین اسلام ہوکے و بقول راوی دیگر مسلمان ہوگئے عرق مقوی دماغ و مفرح قلب
طلب کرکے جام بلورین مین بھر کے صاحبقران کو دیا امیر با توقیر نے بہت خوش ہوکے ساغر
مذکور اُس کے ہاتھ سے لے کر عرق مذکور الصدر بجاے شراب پیا پھر اپنے ہاتھ سے وہی عرق
ساغر مین شیشے سے بھر کر دختر اشفاق جادو کو دیا اُس نے بھی مثل شراب ناب وہی عرق
پیا اسی طرح دو دو جام طالب و مطلوب نے پیے بعد ازان لوح طلسمی رومال سے نکال کر
زہرہ سیمتن نے گلے مین صاحبقران کے ڈال کر کہا کہ میرا قصہ عجیب و غریب ہی
صاحبقران نے پوچھا کہ وہ قصہ عجیب و غریب کیا ہی بیان کرو اُس نے کہا کہ شب گذشتہ مین نے
عالم خواب مین ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس کو دیکھا تھا انھون نے مجھسے مخاطب
ہوکر ارشاد کیا تھا کہ اے زہرہ سیمتن ہنگام صبح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو تیرے والد کا عیار بیہوش کرکے تیرے پاس لائے گا تجھے لازم ہی
کہ اُن سے بہ نیکی پیش آنا اور اُن کی ہدایت و رہنمائی سے دین اسلام اختیار کرنا کیونکہ تو
اُن کے عقد مین آئیگی یہ خواب دیکھکر آنکھ میری کھل گئی مین بیدار ہوکے حیران تھی کہ
یہ خواب کیسا دیکھا ہی اسی فکر مین نیند نہ آئی یہان تک کہ صبح ہوئی مہتر شمس یکا یک بستہ
آپ کا لیے ہوے آیا بعد دریافت معلوم ہوا کہ آپ ہی کو بیہوش کرکے لایا ہی اُس وقت
مین نے اپنے دل مین کہا کہ خواب میرا صادق تھا بس موافق ارشاد اُن بزرگ کے عمل کیا
بہ نیکی پیش آئی دین آبائی ترک کرکے داخل دین اسلام ہوئی حصول دولت دین اسلام سے
مالامال ہوئی مگر اب یہ اندیشہ قوی ہی کہ والد مجھسے ناراض ہوکے درپے قتل و ایذا رسانی
ہونگے یہ خبر اُن کو ضرور پہونچے گی صاحبقران کشورستان نے مسکرا کر فرمایا کہ خواب
تمارا سچا تھا جو کچھ تمنے زبانی اُن بزرگ کی سنا تھا اُس کا ظہور ہوا انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح
طلسم زلزلہ صورت عقد بھی ظہور مین آئیگی یہ فرما کر خاموش ہوے ہمجلیسان دختر
اشفاق جادو وغیرہ کنیزون نے عرض کیا مبارک ہو کہ جو کچھ حضور نے عالم خواب مین
دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا وزیرزادی مذکور نے شرما کر جواب دیا کہ ہان خواب ہمارا عجب
خواب تھا کہ سچ ہوتے ہی جو کچھ عالم خواب مین دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا ہمنے دین اسلام
اختیار کیا تم سب بھی مانند ہمارے دین اسلام اختیار کرو سب نے اپنی مالکہ کے حکم پر
عمل کیا صاحبقران توبارہ دری باغ زہرہ سیمتن مین ہم پہلوے دختر اشفاق
جادو بیٹھے ہوے ہین زہرہ سیمتن نے ارباب نشاط کو طلب کیا ہی ایک نازنین
خوش گلو روبرو حاضر ہوکر رقص و نغمہ کر رہی ہی مبارکباد دیگا رہی ہی اور ایما سے
زہرہ سیمتن سے سامان دعوت و ضیافت صاحبقران ہو رہا ہی اہل بزم خوش و
خرم بیٹھے ہوے رقص و نغمہ مطربہ مذکورہ سے لطف زندگی اٹھا رہے ہین مگر اب حال
اُن ساحرون کا لکھا جاتا ہی کہ جو میدان جنگ سے بھاگ کر سمت شہر طلسم روانہ ہوے

جب وہ ساحران ناہنجار بعد قطع راہ دراز در دولت شاہ طلسم زلزلہ نالان و گریان پہونچے شاہ طلسم کو اُن کے آنے کی اطلاع ہوئی متردد ہو کر اپنے روبرو سر دربار اُن کو طلب کیا اور پوچھا کہ سبب تمہارے نالہ و فریاد کرنے کا کیا ہے اُن نسبدنے بعد سلام کرنے کے تمام حال فتح دربند دوم کا جو گذرا تھا عرض کیا شاہ طلسم کو صدمۂ عظیم ہوا جملہ اہل دربار کو ملال ہوا سبھی سب کو رنج و تردد تھا کہ پھر چند ساحروں نے روبرو شاہ طلسم آ کے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ و خداوندا اسوقت لشکر طلسم کشا میں ایک تہلکہ پڑا ہوا ہے ہر ایک لشکری آہ بدو ہزار جہد و ہر ایک کا متغیر ہے شور نالہ و فریاد ہو رہا ہے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو کوئی شخص بارگاہ سے عیاری بیہوش کر کے لے گیا ہے یہ خبر فرحت اثر سنکے شاہ طلسم خوش ہوا اشتفاق جادو وزیر دوم نے شادمان ہو کر شاہ طلسم سے عرض کیا کہ شہنشاہ کو مبارک ہو شاید طلسم کشا پر مہتر شمس عیار نے یہاں سے جا کر ایسی عیاری کی کہ اُس کو بیہوش کر کے اور وہاں سے لے کر روانہ ہوا مگر ابھی تک یہاں نہیں آیا شاہ طلسم نے از حد خوش ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جا کر مہتر شمس کو ہمارے روبرو لا خبر گیری اُس کی ضرور ہے مبادا ساحران لشکر طلسم کشا بکوشش و تلاش اُس کو گرفتار کر لیں لوح طلسمی و طلسم کشا کو اُس سے چھین لیں اشتفاق جادو حسب الحکم برائے جستجوئے عیار خود تخت طاؤسی سحر پر بیٹھکر سوئے دربند دوم روانہ ہوا اثنائے راہ میں ہر طرف دیکھتا جاتا تھا درمیان راہ کے اشتفاق جادو نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں نے اپنی دختر نیک اختر کو چند روز سے نہیں دیکھا ہے نہ مجھے اُس کی حالت سے اطلاع ہوئی ہے نہیں معلوم طبیعت اُس کی کیسی ہے ادھر آیا تو ہوں اُسی کو بھی دیکھتا ہوا برائے تلاش مہتر شمس جاؤں یہ تجویز کر کے اپنے تخت سحر کو سوئے باغ دختر مذکور بڑھا ہوا روان کیا بعد قطع راہ اندر باغ و بارہ دری کے آیا دیکھا کہ بزم عشرت آراستہ ہے پہلوئے دختر میں طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے ایک نازنین مہ جبین خوش گلو و خوش رو یہ غزل بناز و ادا گا رہی ہے سب زن و مرد سنتے ہوئے بیخودی کی سی حالت میں ہیں غزل

دل بیتاب بسر مرغ نحوانی ہے مستانہ　　کہ جا بجا ہے سیہ مستی میں ہو حق بے حیایانہ
سو و جون بہ خود دائم ساقی قدرت کا پیمانہ　　سماں ہے تم جو سے بہہ کر رباب جنم جہانہ
ہے سر ت اہتمام فتنہ گرکار ہمت ساقی　　زمین سینہ اون سے ہے جبکہ فرش کا شانہ
گدایان در دولت کی پڑی بھی لگا دیں ہیں　　لگا میں ٹھوکریں گردش ہو یا ہو تماشا شاہانہ
رسا تجویز پردہ و باب کبریائی کا　　کبھی خالی نہیں جاتا ہے غوطہ کے گدایانہ
تماشہ کرتے ہیں ہم شاہ قدرت کے جلوؤں کو　　تصور سے ہمارے ہو دل ہی پری خانہ
موسیٰ جدی باب الٰہی سے جبین رکھیو　　کہاں کا مطرب و ساقی کہاں کا جام و پیمانہ

یعنی طومہ میں تعریف قطعہ مذکورہ کر رہی ہے سماں بندھا ہوا ہے بخوف و خطر ہر ایک بیٹھا ہوا ہے یہ رنگ بزم دیکھکر اشتفاق جادو کو بدرجہ تمام و بے حد غصہ آیا کثرت قہر و غضب سے جہان آنکھوں میں تیرہ و تاریک ہو گیا اسی اثنا میں زہرہ سمتن نے اپنے باپ کو دیکھ لیا دیکھتے ہی خوف سے کانپنے لگی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا شادی و خوشی بدل بگریۂ درد

کمال ہوئی بیان تک کہ خوف و رعب پدر سے خون خشک ہو گیا سکتا سا ہو گیا صاحبقران نے اُس کا یہ حال دیکھکر پوچھا کہ اے نازنین خیر تو ہے مزاج کیسا ہے دفعتاً یہ حال کیوں ہوا اُس نے باشارہ کہا کہ یا صاحبقران غضب ہو گیا دیکھیے اپنی پس پشت ہمارے والد آ گئے غالباً عالم غصہ میں مجکو سزائے سخت دینگے عجب نہیں کہ مار ڈالیں کیونکہ صاحب غیرت و حیا ہیں ہم نے آپ کی محبت میں دین بھی دیا اب جان بھی جائیگی امیر با توقیر نے یہ تقریر اُس کی سنکے اپنی پس پشت دیکھا ہمجلیسان زہرہ سیمتن و کنیزان نے بھی وزیر مذکور کی طرف دیکھ دیکھتے ہی ہر ایک خوف سے تھرانے لگی چہرہ ہر ایک کا ڈر سے متغیر ہو گیا مطربہ مذکورہ خوف سے اُٹھکر بھاگنے لگی کنیزیں خوف و خطر سے چھپنے لگیں بزم عیش درہم و برہم ہوئی اشتقاق جادو نے اُسی عالم غصہ میں بصدائے سخت کہا کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان او زہرہ سیمتن غضب کیا تو نے کہ اپنے دامن عصمت میں دھبا بدنامی و آشنائی کا لگایا کچھ خیال اپنی عزت اور ہماری لیاقت و حرمت کا نہ کیا بیخوف و خطر کوچہ یاری و آشنائی میں قدم رکھا نام بزرگان ذی عزت کا خاک میں ملا دیا طلسم زلزلہ میں رسوا و بدنام کر دیا کاش کہ تو پیدا ہوتے ہی مر گئی ہوتی کہ یہ ذلت و بدنامی نہوتی ہم تجکو ایسا بے غیرت و بے حیا ہرگز نسمجھتے تھے بلکہ ہمیشہ تیری عصمت و عفت کی تعریف کرتے تھے افسوس ہزار افسوس کہ اب اس کے لائق نہ رہے کہ کسی کو طلسم زلزلہ میں اپنا منہ دکھائیں اور چار آنکھ کرکے بات کریں تو نے ہمارے اور بنائے طلسم کے دشمن جان و ایمان سے دوستی و یاری و آشنائی پیدا کی ہے اپنے پہلو میں ایسے دشمن قوی کو بٹھایا ہے بزم عشرت آراستہ کی ہے خیر دیکھ تو سہی کہ کس عذاب الیم سے تجکو ہلاک کرتا ہوں کہ اہلیان دریا و مرغان ہوا بھی تیرے حال پر افسوس کرینگے بعد تیرے قتل و ہلاک کرنے کے خود بھی خودکشی کروں گا زندہ نہ رہوں گا صاحب عزت و حیا ہوں بدنام ہوکر زندہ رہنا گوارہ نہ کروں گا یہ کہکر عالم قہر و غضب میں مانند شعلۂ جوالہ درپے قتل و ہلاکت دختر مذکور کے بڑھا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُٹھ کر کہا کہ اے اشتقاق جادو ذرا اپنے ہوش و حواس میں آؤ عالم غصہ میں آمادہ قتل دختر نیک ذات بیہودہ و نامناسب اس کی شان میں نہ کہو دختر تمہاری نہایت عفیفہ و سعیدہ ہے پاک دامن ہے صرف اس نے ہمارے ساتھ یہ نیکی کی ہے کہ مہتر شمس عیار کے شر و فساد سے ہمیں بچایا ہے ستارہ ہمارا اُس سے چھین کر ہمکو اپنے پاس بٹھایا ہے ہماری ہدایت و رہنمائی سے اس نے راہ حق کو دیکھا ہے دین اسلام اختیار کیا ہے یہ ننگ خاندان نہیں ہے فخر خاندان ہے تمکو بھی لازم ہے کہ اپنے دین باطل کو چھوڑ کر دین حق یعنی دین اسلام کو اختیار کرو ذرا غور تو کرو کہ جو سرمست جادو شاہ طلسم زلزلہ کو تم اپنا خداوند جانتے ہو خفا و فنا بیجا کی عاجز ہوتا ہے کہ ہم طلسم زلزلہ اُس کا فتح کر رہے ہیں اور وہ کچھ قدرت اپنی نہیں دکھاتا ہے ہمکو قتل و اسیر نہیں کر سکتا ہے ہم سے ایسا ڈرتا ہے کہ سامنے ہمارے نہیں آتا ہے کہیں چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہے بس ہرگز یہ شان خداوندی نہیں ہے وہ ایک بادشاہ بے دین ہے تمکو اور اہل طلسم زلزلہ کو گمراہ کرکے اپنے تئیں خداوند کہلواتا ہے اور سجدہ کراتا ہے آگاہ ہو کہ لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و ماہ و آفتاب و شجر و حجر و جن و انس و طیور و وحوش وغیرہ مخلوقات کو پیدا کیا ہے دریاؤں کو

جاری کیا ہے نباتات کو پیدا کیا ہے خیام افلاک کو بے ستون بلند کیا ہے ابر و برق و ملائکہ جنت
و دوزخ کو پیدا کیا ہے اگر کوئی نظر معرفت سے دیکھے تو ہر ایک برگ وہاں سے صنعت و قدرت
خداوند عالم ظاہر ہو جائے انسان کو پروردگار عالم نے آنکھیں واسطے دیکھنے کے اور کان
واسطے سننے کے عقل واسطے سمجھنے کے دست و پا واسطے کام کرنے اور چلنے کے عطا کیے ہیں
تم بھی صاحب عقل و فہم ہو فکر و غور کرو عقل و فہم سے اپنے معبود حقیقی کو جانو گمراہی سے
باز آؤ اور راہ راست اختیار کرو اپنی وزارت اور چند روزہ کی دولت و حشمت پر مغرور نہ ہو
یہ دنیا فانی ہے اور اہل دنیا بھی فانی ہیں جو پیدا ہوا ہے اسے ایک روز مرنا دنیا سے سوئے عدم
جانا بھی ضرور ہے خیال کرو کہ تمھارے آبا و اجداد اس وقت کہاں ہیں علاوہ ان کے بڑے
بڑے سلاطین روزگار جو قبل اس زمانے کے تھے وہ اب کہاں ہیں زیر خاک پنہاں ہو گئے
پیدا ہوئے تھے جب حکم قضا ہوا دنیا سے سوئے عدم چلے گئے ایک روز ایسا آنے والا ہے کہ ہم
اور تم اور جو فی زمانہ زندہ ہیں یہ بھی فنا ہو جائیں گے بجز ذات خدا کوئی باقی نہ رہے گا لہٰذا اپنے
اعمال کی درستی کرو اور راہ دین حق اختیار کرو سفر ملک عدم درپیش ہے زاد راہ مہیا کر لو اور اگر عالم
غصہ میں اپنی سحر و ساحری پر نازاں ہو کر ارادہ جنگ کرو گے تو شکست پاؤ گے ہمارے ہاتھ
سے قتل ہو گے دیکھو ہم صاحب لوح طلسمی ہیں ہمارے گلے میں یہ لوح طلسمی پڑی ہے یہی ہماری
رہنمائی کرتی ہے سحر ساحران کی باطل کنندہ ہے اسی لوح کی ہدایت سے ہم اس طلسم زلزلہ کو فتح
کریں گے اگر خدا نے چاہا تو شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ جملہ ساحروں کو تہ تیغ کریں گے کسی کو یہاں
زندہ نہ چھوڑیں گے ان وہی اشخاص جانبر ہونگے جو ہماری ہدایت سے دین اسلام اختیار
کریں گے زمانہ شکست طلسم زلزلہ قریب آ گیا ہے دو دربند فتح ہو چکے ہیں باقی ماندہ طلسم بھی
فتح ہو جائے گا تم ہم سے کیا لڑ سکو گے اور ہمارے سامنے اپنی دختر کو کہ اس نے ہم سے نیکی
کی ہے بدی پیش آ سکو گے اشتاق جادو نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آپ کے پاس
لوح طلسمی باطل السحر ہے اس وجہ سے جو چاہے کہئے اگر لوح طلسمی آپ کے گلے میں نہ ہوتی تو کچھ بھی
شجاعت و بہادری آپ کی آپ کے کام نہ آتی ایک ادنیٰ سحر میں ہم آپ کو اسیر کر لیتے روبرو
شاہ طلسم لے جاتے خلعت و انعام پاتے تمام طلسم زلزلہ میں زیادہ تر نامور ہوتے صاحبقران
نے اس کی تقریر سنکے جواب دیا کہ اے اشتاق جادو اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو بھی
ہمارا ہمراہ ہو جاؤ ورنہ ہم سے جدا کر لو یا ہم کو اسیر کر کے شاہ طلسم کے سامنے لے جاؤ خلعت و انعام
اس سے پاؤ ہوس حصول مال دنیا کی بیجا ہے تدبیر یہ ہے کہ ہمارے کہنے پر عمل کرو ہم شجاع و بہادر
ہیں کچھ ضرورت لوح طلسمی کی یاوری کی ہم کو نہیں ہے بات پر سر دیتے ہیں ترقی جاہ دین اسلام
میں جان کے جانے کا اندیشہ نہیں ہے اگر فکر ہے تو یہی ہے کہ بندگان خدا جو گمراہ ہیں وہ راہ راست
پر آ جائیں اگر ہماری گرفتاری سے اور ہمارے قتل ہو جانے سے تمھارا نفع ہوتا ہے تو لو
یہ لوح طلسمی اپنے قبضے میں کرو ہمیں اسیر کر کے شاہ طلسم کے پاس لے چلو یہ کہکر لوح طلسمی
گلے سے اتار کر سامنے اشتاق جادو کے ڈالدی بعدہ اپنا سر جھکا کر فرمایا کہ آہنی زنجیروں کو
طلب کرو کہ وہ آ کر طوق و زنجیر وغیرہ میں ہمیں اسیر کریں اشتاق جادو یہ تقریر و جرأت و
شجاعت صاحبقران کی دیکھکر دنگ ہو گیا دل میں کہنے لگا کہ مانند صاحبقران کے [illegible] زمانہ

شاید ہی کوئی شخص نیک و صاحب ہمت و شجاعت ہو بیشک دین ان کا اچھا ہی اور ان سے کے
ہدایت کرنے سے جو غور کیا تو ثابت ہوا کہ لائق سجدہ وہی ہی جو خالق زمین و آسمان و ما فیہا ہی
لہذا ان کی اطاعت کرنا چاہیے اور راہ راست پر آنا چاہیے کوچہ گمراہی سے روگردان ہونا چاہیے
واقعی دنیا چند روزہ ہی ہوس مال و متاع عبث ہی فقط خواہش دولت دین اسلام ضرور ہی
یہ قول طلسم کشا بھی درست و بجا ہی کہ طلسم زلزلہ باقی ماندہ بھی جلد فتح ہو جائیگا شاہ طلسم زلزلہ
مارا جائیگا جو دین اسلام قبول کرے گا اُس کا انجام بخیر ہوگا یہ خیالات کرکے غصے کو دور کرکے
لوح طلسمی کو اُٹھا کر آگے بڑھکر گلے میں صاحبقران کے ڈال کر دست بستہ خادمانہ سوے قدم
ابہر با تو زبر جنگ کر گویا ہوا کہ میری زبان درازی کی خطا کو معاف کرکے اپنی رضامندی ظاہر
فرمایئے بالفعل مطیع دین اسلام ہوتا ہوں بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤنگا کیونکہ
فی الحال آپ کی ہمراہی میں شاہ طلسم زلزلہ سے مقابلہ و مجادلہ کرنا ہی صاحبقران نے گفتگو
اُس کی سنکے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا مطیع دین اسلام ہونے سے اُس کے خوشی حاصل
ہوئی زہرہ وسیمتن وغیرہ جملہ عورتیں بھی شادمان ہوئیں خوف و خطر ہر ایک کے دل سے
دور ہوا اشتغاق جادو نے اپنی دختر کو بشفقت پدری سینے سے لگا کر کہا کہ اے نور نظر
پارۂ جگر خوشا بحد رہی کہ مشرف بدین اسلام ہوئی اور تیری ہی وجہ سے ہم بھی مطیع دین اسلام
ہوئے اگر تو بہتر شمس سے پشتارہ صاحبقران کشورستان کا چھین کر صاحبقران کے ساتھ
پہنچکی پیش نہ آتی لوح طلسمی حوالے کرکے دین اسلام قبول نکرتی تو ہم بھی دولت دین اسلام
سے محروم رہتے بلکہ بہ ہم صد صاحبقران کو شاد بامع دختر رہ برے صاحبقران متبسم
گویا ہوا کہ آپ کی برکت قدم سے اس باغ میں بہار تازہ آئی بہت سے گمراہ راہ پر آگئے ازانجملہ
ہم بھی مطیع دین اسلام ہوئے دین آبائی سے منحرف ہوئے ملازمت وزارت سے دست بردار
ہوئے اب خدمت شاہ طلسم زلزلہ میں جانا ہمیں منظور نہیں ہی جب تک مطیع دین اسلام نہ ہوئے
تھے اُس کے خیرخواہ تھے خداوند اپنا اُس کو جانتے تھے اب ہم اُس کے دشمن جانی ایمان
ہیں ہر چند کہ خبر ہمارے مطیع دین اسلام ہونے کی پوشیدہ نرہیگی اور وہ بہت غضبناک ہوکر
دشمن جان ہمارا ہو جائیگا مگر ہمکو اُس کے دشمن ہو جانے سے کچھ خوف نہیں ہی اگر زندگی
ہماری ہی تو وہ ہمیں قتل و ہلاک نہیں کر سکتا اگر ہماری عمر آخر ہوئی ہی اور اُس کے ہاتھ
سے ہماری قضا ہی تو بجز خداوند عالم کوئی ہمیں اُس کے ہاتھ سے بچا نہیں سکتا ہی یہ کہکے
خاموش ہوا صاحبقران کشورستان نے زہرہ وسیمتن و اشتغاق جادو سے مخاطب
ہوکر کہا کہ ہمکو رخصت کرو اہل لشکر ہماری جستجو میں پریشان خاطر ہونگے لشکر میں ایک تہلکہ
پڑا ہوگا ہر ایک کو تردد و اندیشہ ہوگا خصوصاً ہمارے برادر وفادار خواجہ علیفور گردیا کو
سخت تشویش ہوگی زیادہ تر اُن کو ہماری تلاش و جستجو ہوگی بحرین جادو و ملکہ دیدہ بچر شاہ
جادو و حنظل جادو وغیرہ ساحران نامی بھی بہت پریشان خاطر ہونگے خود بھی دور
دور تک ہماری تلاش میں گئے ہونگے ساحروں کو بھی برائے جستجو روانہ کیا ہوگا بالفعل
ہمارا لشکر میں جانا مناسب ہی انشاء اللہ تعالیٰ ہنگام اطمینان یہاں پھر آئینگے زہرہ
وسیمتن نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اشتغاق جادو نے عرض کیا کہ ایسی حالت میں آپکو روکنا

خلاف عقل و خیر خواہی ہے اچھا آپ اپنے لشکر کی طرف تشریف لے چلیں ہم بھی آپ کے ہمراہ آپ کے
لشکر میں چلتے ہیں جان نثاری و سر فروشی کو موجود ہیں تنہا آپ کو جانے نہ دیں گے آپ کے دشمن
ہزارہا ساحر ہیں خاص کر شاہ طلسم آپ کا عدوے جان ہو گئے اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد ایک
مرکب زین و لگام سے آراستہ کر کے لاؤ ساحران مطیع حسب الحکم گئے بعد تھوڑی دیر کے
گھوڑا عربی نہایت تیز رو لے کر حاضر ہوئے اشتاق جادو بہت سے ساحروں کو گرد باغ برائے
محافظت و نگہبانی اپنی دختر کے معین و مقرر کر کے دختر سے رخصت ہو کے صاحبقران کشورستان
سے ملتمس ہوا کہ مرکب برائے سواری جو آپ نے طلب کیا تھا ساحران مطیع و فرمانبردار لے آئے
ہیں در باغ پر وہ مرکب ایستادہ ہے اگر دل چاہے تو گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف
چلیے اور اگر منظور طبع عالی ہو تو تخت سحر پر بیٹھ کر تشریف لے چلیے صاحبقران ذیشان نے
جواب دیا کہ سواری مرکب خوب ہے فوراً کر مسند زریں سے اٹھ کر زہرہ سیمتن سے رخصت
ہو کر کلمات تسلی و تشفی آمیز زبان پر جاری کر کے وعدہ کیے کہ ایک بار دوری سے در باغ پر
آ کر مرکب مذکور پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف بصد خوشی چلے اشتاق جادو تخت سحر پر
سوار ہو کر چند ساحروں کے ہمراہ روانہ ہوا ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال اہل لشکر
کا رقم کیا جاتا ہے کہ جب شب گذر کر سحر ہوئی اور صاحبقران کشورستان حسب دستور برائے
ادائے نماز سحر بیدار ہو کر بیرون بارگاہ تشریف نہ لائے خواجہ طیفور گرد کو تردد ہوا بیتابانہ
بارگاہ میں جا کر جو دیکھا تو بالائے فرش خواب صاحبقران کشورستان کو نہ پایا زمین پر نشان
پائے عیار پا کر بیرون بارگاہ ملول و غمگین آ کر ساحران نامی سے کہا کہ غضب ہوا کوئی عیار نابکار
صاحبقران کو بارگاہ سے لے گیا افسوس کسی کو عیار مذکور کے آنے کی اور صاحبقران
کو لے جانے کی مطلق خبر نہ ہوئی ہم بھی بخوف و خطر در بارگاہ پر بیٹھے رہے اندر بارگاہ کے
نہیں گئے عیار نابکار قابو پا کر صاحبقران کشورستان کو لے گیا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ
برائے تلاش صاحبقران جاؤ ہم بھی جستجو سے امیر یا توقیر کریں شاید کچھ حال اُن کا دریافت
ہو جب یہ خبر ملال اثر خواجہ طیفور گرد کے ساحران مذکور نے سنی سب کو صدمہ و ملال ہوا
کوئی آبدیدہ ہوا کسی نے آہ سرد کی کسی ساحر خیر خواہ نے فریاد و فغاں کی غرضکہ اسی طرح
ہر ایک ساحر غمگین ہوا لشکر میں شلغلہ پڑ گیا ساحران نامی و نامور مختلف خیالات کرنے لگے کسی نے
کہا کہ عیار نابکار کا یہ کام نہیں کہ درمیان میں لشکر ساحران کے آ کر داخل بارگاہ ہو کر صاحبقران
کو بیہوش کر کے پشتارہ ان کا اپنے دوش پر رکھ کر لشکر کے درمیان سے نکل جائے اور
کوئی اُس کو نہ دیکھے خصوصاً وہ ساحر جو ہنگام شب گرد بارگاہ و لشکر پھر رہے تھے یقیناً کوئی
ساحر ان کو لے گیا ہے ہم سب دن کو میدان جنگ میں لڑے تھے شب کو بزم عشرت میں
بیٹھے رہے تھے چونکہ نہایت خستہ و ماندہ تھے فرش خواب پر جا کر ایسے غافل سوئے کہ کچھ بھی
خبر نہ رہی مطلق ہوش نہ رہا اگر غافل نہ سوئے ہوتے تو کیا مجال تھی کسی ادنیٰ ساحر کی کہ وہ
لشکر کے درمیان سے صاحبقران کو لے جاتا کوئی گمان کرتا تھا کہ یہ کام کسی ادنیٰ ساحر کا نہیں
ہے شہنشاہ طلسم آیا ہوگا بلندی سے اُس نے ایسا سحر کیا ہوگا کہ ہم سب بیہوش و غافل
ہو گئے ہونگے پھر وہ باطمینان تمام بارگاہ میں جا کر صاحبقران کو اٹھا کر لوح کو اپنے قبضے میں

کر کے لے گیا ہوگا کوئی ساحر نامی کہنے لگا کہ یہ خیال تمہارا خام ہے شاہ طلسم ہرگز نہ آیا ہوگا
ہاں اُس نے کسی عیار مکار یا کسی ساحر کو بھیجا ہوگا وہ صاحبقران کو لے گیا۔ بحرین جادو
کہتا تھا کہ یقیناً صاحبقران کو کوئی عیار بعیاری لے گیا ہے خواجہ طیفور گردیا سچ کہتے ہیں قول
خواجہ صحیح ہے ان کو نشان پائے عیار کی شناخت ہے کیونکہ یہ خود بھی عیار نامی و نامور بے مثل و
بے نظیر ہیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کہتی تھیں کہ اس تقریر
و خیالات مختلف سے کیا فائدہ ہے یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی صاحبقران کو ضرور لے گیا ہے اب
ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ جو صاحبقران کو لے گیا ہے حال اُس کا معلوم ہو جائے یا یہ ثابت
ہو جائے کہ کس جانب لے گیا ہے کہاں لے جا کر اُس نے اُن کو اسیر کیا ہے تاکہ وہاں جا کر بہ تدبیر
صاحبقران کو رہا کریں پھر فکر حصول لوح طلسمی کریں اب نہیں معلوم لوح طلسمی کس کے
قبضہ میں ہے دیکھیے لوح دوبارہ بھی دستیاب ہوتی ہے یا نہیں حتی الامکان لوح طلسمی کی بھی
تلاش کی جائے گی جہاں کہیں جس کے پاس ہوگی وہاں سے لانے کی فکر کی جائے سب نے
کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و اے ملکہ بہار گل پوش جادو یہیں تو رائے
آپ کی بہت پسند آئی ہے اب تاخیر و تامل نہ کرنا چاہیے برائے تلاش صاحبقران یہاں سے
ہر طرف ساحروں کو روانہ کرنا چاہیے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اگر تم سب کو
ہماری رائے سے اتفاق ہے تو بلا تامل برائے جستجوئے صاحبقران یہاں سے چلنا چاہیے
غرض ایک سمت مع ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تخت سحر پر سوار
ہو کر اکثر ساحروں کو بھی اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے ایک جانب بحرین جادو و فرنگ
جادو مع جمعیت ساحران برائے جستجوئے صاحبقران روانہ ہوئے ایک طرف جنگل جادو
و اورنگ جادو مع جماعت کثیر ساحران سحر کی سواریوں پر سوار ہو کر تلاش امیر با توقیر میں
گئے ایک طرف خواجہ طیفور گردیا بصورت مہمل بیابانہ بہر تلاش امیر کشور گیر روانہ ہوئے
ساحران لشکری کہ مطیع دین اسلام تھے دست دعا سوئے فلک بلند کرکے اس طرح دعا
بگریہ و زاری درگاہ جناب باری میں کرنے لگے کہ اے جامع المتفرقین و اے خالق آسمان و
زمین تو قادر و توانا ہے ہر کار دشوار و مشکل تیرے آگے سہل و آسان ہے جلد تر اپنی قدرت کاملہ
سے حاجت ہماری بر لا صاحبقران کشورستان سے ہیں تمام سب کے حال پر رحم کر ہماری
دعا قبول کر الٰہی ہم مطیع دین اسلام ہوئے ہیں ہماری حاجت مذکور کو بر لا کر ہمارے اعتقاد
کو قوی کر لشکر میں جو اکثر ساحر دست بدعا ہو بیٹھے آبدیدہ ہیں کچھ ساحر تنگ دل ہیں ارادہ
لشکر سے نکل جانے کا کر رہے ہیں کچھ ساحران کو روک کر کہہ رہے ہیں کہ کہاں جانے کا سامان
کر رہے ہو کیوں لشکر سے بھاگے جاتے ہو صاحبقران کے جدا ہو جانے سے کیوں بیدل ہو
خدا سے امیدوار حاجت روائی رہو اس سے ناامید نہ ہو اور سمجھو کہ یہ طلسم زلزلہ ضرور فتح ہوگا
امیر با توقیر ہی اس طلسم کو فتح کریں گے کوئی اُن کو فضل خدا سے فی الحال قتل نہیں کر سکتا
ہے ہاں اسیر کر سکتا ہے ابھی تمہارے سامنے ساحران نامی و نامور بہ جمعیت ساحران برائے
جستجوئے صاحبقران گئے ہیں خواجہ بھی ایک طرف روانہ ہوئے ہیں ضرور ہے کہ کسی کو کچھ
حال صاحبقران معلوم ہوگا خواجہ طیفور گردیا سے بیان کیا جائے گا وہ جس طرح ممکن ہوگا

بعیاری و مکاری و تدبیر صاحبقران کو قید سے رہا کریں گے چند ہی روز میں امیر با توقیر
داخل لشکر ہو جائیں گے وہ جواب دیتے تھے کہ اب صاحبقران کا لشکر میں آنا دشوار ہے
نہیں معلوم اُن کو کون لے گیا ہے کس جگہ قید کیا ہے وہاں تک ساحران نامی و نامور مذکور کا
پہونچنا امیر با توقیر کا رہا کر کے لشکر میں لانا بسا دشوار ہے پس جب آقا طلسم کشا کا مشکل ہے تو ہمارا
لشکر میں رہنا بھی بیکار و فضول ہے لشکر بے سردار کے حریف سے کیا لڑے گا خیر تمہارے
کہنے سے دو تین روز تک انتظار تشریف آوری طلسم کشا کریں گے بعدہ لشکر سے چلے جائیں گے
مگر خواجہ طیفور گردپا جو سپہ بلخ زہرہ وسیمتن قال مانند خواجہ عمرو اوّلی و بحکم
روانہ ہوئے تھے قطع راہ کرتے ہوئے پا بے شاطری مارتے ہوئے ہر طرف دیکھتے ہوئے
دعا پروردگار عالم سے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں دل میں اپنے یہی خیال کرتے جاتے تھے
کہ اے خواجہ اول تو خداوند کریم ایسا کرے کہ خود ہی صاحبقران کشورستان تشریف لا کر
لشکر میں داخل ہوں اور اگر وہ نہ آئیں تو اُن کا حال بھی معلوم ہو جائے اگر کسی دشمن نے
اُن کو دریا میں لے جا کر اسیر کیا ہے بشرطیکہ معلوم ہو جائے میں مگر سوانح میں گھس کر اُس کے
دشمن کو قتل کر کے قید سے اُن کو رہا کروں گا اور اگر کسی عدو نے زیر زمین اُن کو لے جا کر قید
کیا ہے تو وہاں بھی اپنے تئیں کسی تدبیر سے پہونچاؤں گا اگر قلعہ آتش میں اُن کو لے جا کر بند
کیا ہے تو وہاں بھی بعیاری و مکاری و بدولت دیاری اپنے تئیں پہونچا کر اُن کو قید سے
رہا کروں گا اگر کسی عدو نے ہمارے برادر و آقا کو مابین زمین و آسمان لے جا کر پردے ہوا
قید کیا ہے تو بھی کسی فکر و تدبیر سے وہاں تک پہونچوں گا اور اپنے آقائے نامور کو قید سے
رہا کر کے اُس نابکار کو اس طرح قتل کروں گا کہ مرغان ہوا اُس کے حال زار پر نالہ و فغان
کریں گے مگر مجھ کو ذرا بھی رحم نہ آئے گا خواجہ طیفور گردپا یہ باتیں اپنے دل میں کہتے ہوئے
بیتاب و بیقرار ہی ہیں و بیچارہ دیکھتے ہوئے جستجو کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ سامنے
سے صاحبقران کو گھوڑے پر بعد خوشی سوار آتے دیکھا دیکھتے ہی شادمان ہو کر دوڑ کر
قدم صاحبقران سے لپٹ گئے امیر با توقیر نے نہ پہچان کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے
کس درد میں مبتلا ہے کیوں آبدیدہ ہے کیا حاجت رکھتا ہے بیان کر خواجہ نے عرض کیا کہ آپ نے اس
اپنے خادم قدیم کو نہ پہچانا فدوی طیفور گردپا ہے آپ کی جدائی سے بیتاب و بیقرار تھا واسطے آپ کی
جستجو کے لشکر سے ادھر آیا تھا الحمد للہ کہ مراد ہاتھ آیا آپ کو صحیح و سلامت پایا یہ تو فرمائیے کہ
آپ کو کون شخص بارگاہ سے لے گیا تھا پھر آپ کا اس طرف تشریف لانا کس طرح ہوا آپ کے لشکر
میں نہ ہونے سے سپاہ ساحران میں ایک تہلکہ پڑا ہے اکثر ساحران نامی بھی مع جمعیت ساحران
واسطے آپ کی تلاش کے لشکر سے گئے ہیں صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ تم اس وقت اپنی
شکل ایسی تبدیل کیے ہوئے تھے کہ مجھ کو مطلق نہ پہچانا یہ کہکر تمام حال اپنا جو گذرا تھا بیان کیا
خواجہ تمام حال سنکے بہت خوش ہوئے اشفاق جادو جو بالائے تخت نشستہ بیٹھا ہوا ساتھ
ساتھ امیر با توقیر کے پرے ہوا آتا تھا خواجہ کو ہمراہ رکاب صاحبقران دیکھ کر متردد ہو کر
بلندی سے جانب پستی آ کر مستفسر ہوا کہ یہ شخص کون ہے آپ کا دوست ہے یا دشمن ہے صاحبقران
نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے اشفاق جادو آگاہ ہو کہ یہ ہمارے یار وفادار بے نظیر عیار

خواجہ طیفور گرد دل میں بصورت مبدل پریشان خاطر ہوکر واسطے ہماری تلاش کے اسطرف آئے تھے یہیں دیکھکر خوش ہوئے یہ حال دریافت کرکے تھا سے دیکھنے کے مشتاق تھے تمہارے مطیع دین اسلام و شریک ہونے سے خوش تھے ان سے ملو یہ سنکے بعد اشتیاق اشفاق جادو خواجہ سے ملا بعد ہ کہنے لگا کہ صورت اصلی دیکھنے کا اشتیاق جو تعریف سنی تھی دیکھا نہ تھا اسوقت دیکھا آرزو ہے دلی بر آئی خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی اشفاق جادو شکل اصلی دیکھکر شادمان ہوا اسیر ہمراہ صاحبقران و خواجہ روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز اسوقت لشکر میں داخل ہوئے کہ بحرین جادو و نیرنگ جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ تلاش صاحبقران میں دور دور جاکر کہیں سراغ نہ پاکر مجبور ہوکر لشکر میں آپہنچے تھے صاحبقران کے تشریف لانے سے جملہ ساحران امنی ادنی کو از حد خوشی ہوئی نقارہ ہائے خوشی و شادمانی لشکر میں بجائے گئے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی تمامی ساحران دین و یسار روبروئے اسیر باتوقیر بزم عیش و عشرت میں بیٹھے اور تشریف آوری صاحبقران کا جشن ہونے لگا ارباب نشاط مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوئے مبارکباد گانے لگے اہل بزم ناچ گانا ان کا دیکھنے سننے لگے رنج دور ہوا خوشی کا ظہور ہوا ایک ساحر نامی اشفاق جادو کے مطیع دین اسلام ہوکر شریک ہونے سے خوش ہوا تمام حال جو گذرا تھا صاحبقران سے سنکے مسرور ہوا میں جشن میں حسب الطلب ساقیان گلعذار دوہی گلابی شراب مع شیشہ و ساغر جو اہل اسلام خراب پیتے ہیں لے کر حاضر ہوئے دور جام کا گردش میں آیا بعد میکشی پھر سب متوجہ جانب ارباب نشاط ہوئے رقص و نغمہ ان کا دیکھنے سننے لگے از انجملہ ارباب نشاط سے ایک مطربہ خوش گلو خوش رو گل پیرہن نازک بدن نے یہ غزل آغاز کی غزل

اس غیرت قمر کو جو پہلو میں پائے دل، سینے میں پھر خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بندے پاس صنم کو جو آتا نہیں ہے رحم، کیا سنگ رکھدیا ہے خدا نے بجائے دل
نالہ بھی لب پہ آ نہیں سکتا ہے ضعف سے، فرقت میں ہائے ٹوٹ گیا کیا عصائے دل
کیا جانے کون لے گیا یارو کہاں گیا، کیا پوچھتے ہو جیسے بلا ماجرائے دل
رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا-- قابل یہی تھا اسی کے یہی ہے سزائے دل
یاروں کے طنز طعنۂ اغیار بھی سنے، کیا کیا مصیبتیں نہ اٹھائیں برائے دل
مرتا ہوں اب تو بوسۂ عناب سرخ لب، دیدیجیے کہ ہو کہیں حاصل شفائے دل
کچھ کر سکے نہ رعب سے اس شاہ حسن کے، دل ہی دل میں رہ گئے ہے سب مدعائے دل
خون جگر فراق میں کیونکر پئیں نہ ہم، کھانے کے بدلے ہی غم جانان غذائے دل
کس درجے جل رہا ہوں تپ ہجر یار سے، پہلو میں ہجر آگ لگی ہے بجائے دل

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا بصد خوشی سننے لگے تھا اس مطربہ کے گانے کی کرنے لگے دو روز و شب اسی طرح نازنینان خوب رو اپنے رقص و نغمے سے قلوب اہل بزم کو شادمان کرتی رہیں یہاں تو جشن ہوا کیا لیکن جب اشفاق جادو کے آنے میں آئندہ پھر کا زمانہ گذرا تھا و طلسم زلزلہ کو تردد ہوا اہل دربار سے کہا نہیں معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا وزیر خوش تدبیر جو برائے دریافت حال اپنے حبار مہتر سمس کے گیا تھا ابھی تک نہیں آیا!

اہل دربار سے بعض ساحرون نے دست بستہ عرض کیا کہ مہر شمس عیار جو واسطے
گرفتاری طلسم کشا کے گیا تھا شاید ابھی تک اُس نے عیاری نہ کی ہوگی صاحبقران پر
قابو نہ پایا ہوگا مگر عیاری و گرفتاری مین ہوگا اشتفاق جادو اُس کا معین و مددگار ہوکر
پوشیدہ طور سے ہمراہ اُس کے ہوگا اسی وجہ سے دستور دوم حضور کی خدمت مین نہین آئے
ہین سخنگان یہ تقریر ان ساحرون کی سنکے بے اختیار مسکرایا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا
کہ ملک جی اسوقت بے محل مسکرانے کا سبب کیا ہے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ خداوند سبب
میرے ہنسنے کا دریافت نکرین بشر ہون گفتگوے اہل دربار سنکے ہنستا ہون زندہ دل ہون
حتی الامکان اپنے دل کو خوش رکھتا ہون شاہ طلسم نے جواب دیا کہ اے سخنگان سبب
اپنے بے محل سر دربار ہنسنے کا جلد بیان کرو ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا تم جاسے دربار
مین بے ادبانہ ہنستے ہوا اپنی شوخی سے باز نہین آتے ہو اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ مین سمجھکر
ہنسا ہون اگر اُسے بیان کرونگا تو شہنشاہ کو یقین نہوگا بلکہ ملال ہوگا مجھپر عتاب ہوگا بہتر
یہی ہے کہ باعث مسکرانے کا مجھسے دریافت نکیا جائے جو سبب تاخیر اشتفاق جادو کے آنے کا
ہے وہ خود ہی حضور پر ظاہر ہوجائے گا مشہور ہے کوئی اچھی بری بات چھپی نہین رہتی ہے
ظاہر و آشکار ہو ہی جاتی ہے شاہ طلسم نے برہم ہوکر کہا کہ کیون ملک جی کیا سامنے ہمارے
بیان نہ کروگے سخنگان نے آثار غضب چہرے پر پاکر عرض کیا کہ اے خداوند مجکو عقل سے
ایسا دریافت ہوتا ہے کہ مہر شمس پر ضرور کوئی آفت آئی یا اسیر ہوا یا قتل ہوگیا اور
اشتفاق جادو کے بارے مین بھی طرح طرح کے خیال ہین وہ بھی کسی سبب سے اب تک
نہین آئے ہین دیکھیے آتے بھی ہین یا نہین شاہ طلسم نے کہا کہ ملک جی یہ کیا کہا کہ دیکھیے
آتے بھی ہین یا نہین سخنگان نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ اُن کے یہان آنے مین
مجھے تردد ہے وہ یہان سے جاکر کہین رہ گئے خواجہ طیفور گردیا لشکر مین موجود ہون گے
عجب نہین کہ خواجہ نے اشتفاق جادو کو موافق اپنے عادت کے شفقت و عنایت کی راہ
سے سرکاری کا ذائقہ انھین چکھایا ہو ابھی سخنگان یہ کہہ رہا تھا شاہ طلسم سُن رہا تھا کہ
یکایک کئی ساحر گھبرائے ہوئے نہایت پریشان خاطر افتان و خیزان سامنے شاہ طلسم
کے آکے شاہ طلسم کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ غضب ہوا جو نہ ہونا
مناسب تھا وہ ہوا ان نمک خوارون کو جو امید نہ تھی اُس کا ظہور ہوا شاہ مذکور نے پوچھا کہ
خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوے کیون آئے ہو چہرے تمھارے متغیر کیون ہین کون امر
تازہ خلاف تمھاری امید کے ہوا کیا واقعہ پیش آیا ہے صاف صاف بیان کرو انھون نے
عرض کیا کہ اے خداوند حسب الحکم حضور یا وزیر دوم حضور مہر شمس جاسوس یہان سے
جاکر بعیاری و ہوشیاری بارگاہ مین داخل ہوکر طلسم کشا کو بیہوش کرکے پشتارہ اُس کا
تخت پر رکھکر لشکر طلسم کشا سے نکل کر ارادہ اس طرف آنے کا کیا تھا مگر اثنائے راہ سے
بدی مقدر بخیال کرکے زہرہ سیمتن دختر اشتفاق جادو وزیر دوم حضور کے باغ
جاکر داخل باغ زہرہ سیمتن ہوا دختر وزیر موصوف نے حال پشتارہ دریافت کیا
اُس نے تمام حال گرفتار کرلانے طلسم کشا کا بیان کیا تھا زہرہ سیمتن نے شراب پلاکر

مہر شمس عیار کو بیہوش کر کے زندہ اپنے باغ کے صحن میں دفن کرا دیا پھر طلسم کشا کو دیکھ کر اُس سے
ہمسخن ہو کر اُس پر مائل ہو کر لوح طلسمی اُس کو دے کر بزم عیش آراستہ کر کے طلسم کشا کو اپنے پہلو میں
بٹھایا تھا اور دین اسلام اختیار کیا تھا ہنوز طلسم کشا پہلوے زہرہ سیمتن میں درمیان
بزم عشرت بیٹھا ہوا تھا کہ اشتقاق جادو براے تلاش مہر شمس اپنے عیار کے جو گئے تھے
حسب اتفاق اپنی دختر کے باغ میں بھی گئے وہاں سلوے دختر میں طلسم کشا کو دیکھ کر سخت برہم
ہو کر واسطے اُس کے قتل کرنے کے پاس درخت کے کھڑے تھے اس اثنا میں طلسم کشا نے
تا دیر کچھ ایسی تقریر ہدایت آمیز کی کہ اشتقاق جادو مطیع دین اسلام ہو کر شریک طلسم کشا ہو گیا بعدہٗ
ہمراہ طلسم کشا روانہ ہوا چونکہ ہم خیرخواہ خداوند ہیں اگرچہ در باغ زہرہ سیمتن کے نگہبان
وہ زبان میں اس حال سے باخبر ہو کے براے خبر رسانی روبروے حضور آئے ہیں شاہ مذکور
نے اُن کو بعوض خیرخواہی و خبر رسانی انعام دے کر کہا کہ جاؤ ساحران مذکور تو دربار سے
چلے گئے لیکن شاہ طلسم کو اس خبر کے سننے سے سخت رنج ہوا آخر آہ سرد دل پر درد سے کر کے
اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ شریک وقت بد کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے خصوصاً نمک حرام ملازم لئیم
مالک و آقا سے روگردان ہوتا ہے فی الحال جو دست طلسم کشا سے طلسم ہمارا تباہ و برباد و فتح
ہو رہا ہے تو جو نمک حرام ہیں وہ ہم سے منحرف ہو کر نمک حرامی و بدخواہی پر ہماری کمر باندھے دین شریک
طلسم کشا ہوتے ہیں اور جو نمک حلال و خیرخواہ ہیں وہ دست طلسم کشا سے قتل و ہلاک
ہوتے ہیں پہلے ملکہ دیدبۂ سحر ساز جادو و مجمر جادو و بہار گل پوش جادو ہم سے منحرف
ہو کے ہمارے بدخواہ ہو کر طلسم [illegible] شریک طلسم کشا ہوئیں پھر آفاق جادو و گوہر جادو
تک اُس کو اور اُس کے عیار کہہ گئیں یہاں تک کہ آفاق جادو نے بھی اطاعت طلسم کشا اختیار
کی گوہر جادو نمک حلال و خیرخواہ دست طلسم کشا سے مارا گیا تیغۂ فنا و لوح طلسمی طلسم کشا کو
دستیاب ہوئی مشعل جادو نابکار نے بھی اطاعت صاحبقران کی منظور کی طاؤس جادو مالک
دربند دوم کہ خیرخواہ قدیم تھا دست طلسم کشا سے قتل ہو گیا فی الحال زہرہ سیمتن اور
اشتقاق جادو نے بھی اطاعت و ملت طلسم کشا اختیار کی ہے افسوس کہ جن کو ہم اپنا بندہ و خیرخواہ
جانتے تھے اس ہمارے وقت بد میں ہمارا ساتھ چھوڑ کر ہم سے بغاوت اختیار کر رہے ہیں خیر یہ تو
ہم کو یقین ہے کہ دن ہمارے سخت ہیں اجل منتظر ہماری ہے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائے گا دست طلسم کشا
سے ٹوٹ جائے گا ہم بھی صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں گے مگر ہم اپنے ملازم بدخواہ کو
اُن کی بغاوت کی سزا اُن کو دے کر سر میدان جنگ اُن کو قتل کر کے اپنی جان دیں گے بعد
اپنے دنیا میں اُن کو بہ عیش و راحت چھوڑ کر نہ جائیں گے تمام اُن کو قتل کر کے ہم قتل ہوں گے
اور تو حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے کہ طلسم کشا کو بھی قتل کریں بعدہٗ جو ہونا
ہے اُس کا ظہور ہوگا طلسم کشا دو دربند و اکثر مرحلات ہمارے طلسم کے فتح کر چکا ہے خلاف اس کے خود
اس طرف بھی آئے گا ہمارے قتل کا درپے ہوگا ہم کو یہ منظور و مقبول نہیں ہے کہ مثل زنان ہو کر
قلعہ بند ہوں اُس سے ڈریں اور اُس کو ادھر نہ آنے دیں بلکہ خود دربند دوم کی طرف جا کر میدان جنگ میں
اُس سے مصروف لڑیں گے حالانکہ وہ صاحب لوح طلسمی ہے لیکن بزدلی و نامردی اختیار کر کے قلعہ بند
نہ ہوں گے اب دیکھیں ہمارے نمک خواروں سے کون کون سب سرکشی و بغاوت کرتا ہے کون کون

خیرخواہی و جان نثاری کرتا ہے یہ وقت امتحان ہے کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہو جائے گا نمک حرام و
نمک حلال کی تمیز کی جائے گی تم سب کی آزمائش ایسے وقت مین کی جائے گی یہ کہکر خاموش ہوا
آثار حزن و ملال و ناامیدی جانبری چہرے سے ہویدا و آشکار ہوئے ساحران نامی و نامدار
نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند ہم سب سے اطمینان رکھین بلکہ امتحان ہمارا کرلین ہمین ثابت قدم
خیرخواہی مین پائین گے ہم مانند حنظل جادو و اشتفاق جادو وغیرہ نمک حرام نہین ہین کہ
جو ایسے وقت بد مین خوف جان سے حضور سے کنارہ کش ہون گے جہان تک ممکن ہوگا دشمنان
خداوند سے لڑین گے جانین اپنی غمخواری و خیرخواہی مین دین گے ساتھ آپ کا نچھوڑین گے
خداوند ملول و حزین نہون اگر دو دربند فتح ہوگئے اور چند نمک حرام بخوف جان طلسم کشا
سے مل گئے تو کیا اندیشہ ہے ابھی صدہا خیرخواہ حضور زندہ موجود ہین سرفروشی و جان نثاری
کو مستعد و تیار ہم مین سے جس کو حکم ہو وہ مع جمعیت سپاہ کثیر واسطے روکنے طلسم کشا کے
یہان سے جاکے میدان رزم مین صف آرا ہو مقابلہ و مجادلہ کرے طلسم کشا کو ایک قدم
بھی ادھر نہ بڑھنے دے لڑ بھڑ کر قتل ہو جائے حق نمک خواری سے ادا ہو جائے خداوند
کیون تکلیف فرمائین کہ خود بنفس نفیس میدان جنگ مین جائین طلسم کشا وغیرہ اپنے دشمنون
سے مقابلہ و مجادلہ کرین بلکہ عیش و راحت سے محلسرا مین آرام پذیر رہین ابھی سرفروشی اور
جان نثاری و خیرخواہی ہم سب کی دیکھین جب ہم مین سے کوئی زندہ نرہے گا اسوقت
شہنشاہ کو اختیار ہے جو مناسب ہو عمل مین لائین حاکم طلسم زلزل نے جواب دیا کہ تم سب غمخوارون
سے یہی امید ہے کہ نمک حلالی و خیرخواہی کی وجہ سے قدم نہ سرکاؤ گے مگر کب تک ہم اپنے
عزیزون اور خیرخواہون کے اخبار قتل و ہلاکت سنکے صدمات دل پر اٹھائین اپنے کس کس
بندے کا رنج و غم قتل کرین دشمنون کو کب تک فتحیاب ہونے سے خندان دیکھین آخر یہ
صدمہ بھی ہے بہت سے عزیز و رفیق و خیرخواہ قتل ہوچکے ہین کب تک صدمۂ مفارقت و مرگ
ان کے اٹھائین کب تک نمک حرامون کی بغاوت پر نظر کرکے خود آمادہ جنگ و جدال نہون
دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ نکرین اپنی جان کا خوف کرین طلسم کشا سے سامنا نکرین کس کس پر
بھروسہ و اعتماد کرین وقت بد مین دوست و ملازم دشمن ہوہی جاتے ہین کیا اب یہ انتظار
کرین کہ طلسم کشا لڑتا ہوا فتح کرتا ہوا ہماری تخت گاہ تک آجائے اپنی حفاظت و تدبیر سے
کیون غافل رہین اپنا کام آپ ہی کیون نکرین مشہور ہے کہ اپنا کام جس طرح اپنے ہاتھ سے
حسب دلخواہ ہوتا ہے دوسرون سے اس طرح سے نہین ہوتا ہے چنانچہ بقول شاعر۔ شعر۔

کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من ۔ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من

جب سے ظہور طلسم کشا ہوا ہے کون کون رفیق و ملازم ہمارا برائے اسیری و گرفتاری نہین
گیا ہے کس کس عزیز و خیرخواہ نے اس باب مین کوشش نہین کی انجام کار یہ ہوا کہ اکثر قتل
ہوے بعض بعض ساحران نامی شریک طلسم کشا ہوگئے ازانجملہ حنظل جادو مالک دربند
اول و اشتفاق جادو وزیر دوم نے بدخواہی و نمک حرامی پر کمر باندہ کر شرکت طلسم کشا
اختیار کی حقوق نعمت و انعام اپنے خداوند کا خیال نہ کیا [illegible] ان نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ عالیجاہ اس جہاندیدہ و کار آزمودہ نے تھوڑی دیر قبل اس کے بذریعہ عقل و

فہم و فراست جو کچھ ارباب اشتقاق جادو مجمل طور سے عرض کیا تھا اُس کا ظہور ہو گیا ایسے
وزیر دوم بیان سے گزرے کہ اب امید اُن کے آنے کی نزدیک شریک طلسم کشائے سحربیان و سحر
تقریر ہو گئے مع اپنی دختر کے مطیع دین اسلام و فرمانبردار صاحبقران ہو گئے خیر جو کچھ ہونا
تھا وہ تو ہوا طلسم کشا اسیر و بیہوش ہو کے رہا ہو گیا لوح طلسمی مہتر شمس عیار کو دستیاب ہو کر
پیر طلسم کشا کو ملگی عیار مذکور نے صاحبقران کو بعیاری تمام بیہوش کیا تھا پشتارہ اُن کا لے کر اِدھر
آتا تھا قضا اُس کی اُس کو جانب باغ زہرلے بیمغن لے گئی وہاں یہو پکڑ زندہ درگور ہو گیا
یعنی زندہ زمین میں گڑوا دیا گیا بلائے صاحبقران لے کر خود ہی ہلاک ہو گیا جو دشمن طلسم کشا
کے تھے وہ اُن کے دوست ہو گئے دختر اشتقاق جادو دشمن تھی طلسم کشا کو دیکھتے ہی
عاشق ہو کر اُس کی دوست ہو گئی ایسے ہی سبب بیہودی برائے اہل اسلام اکثر ہوئے اپنی دوست
و احباب ان اہل اسلام کے گویا زمین و آسمان سے پیدا ہو جاتے ہیں دشمن جان ستان بھی
ان کے دوست ہو جاتے ہیں یہ لوگ قتل ہوا جاتے ہیں نہیں بیشتر بلاؤں میں مبتلا ہو کر جانبر
ہوئے ہیں اب جو شہنشاہ نے ارادہ خود طلسم کشا سے مقابلہ کرنے کا کیا ہے میری رائے ہے کہ
افسر اپنی سپاہ گران کا کسی ایسے کو کیجیے کہ جو مثل حضور کے ذی رتبہ ہو لڑائیاں دیکھے بھالے ہو
جنگ آزمودہ و ہوشیار ہو ماتحت اُس کے اکثر سرداران سپاہ ہوں وہ افسر تمامی سپاہ و لشکر
اپنے ماتحت سرداروں اور لشکریوں کو حکم دے اُسی طور سے میدان جنگ میں دشمنوں سے
مقابلہ کریں اور قبل اپنے جانے کے اُس افسر کلاں کو حضور مع سپاہ گران بمقابلہ طلسم کشا روانہ
کریں تاکہ وہ جا کر میدان جنگ میں گردکش ہو نقارہ جنگی بجوائے موافق اپنی حکمت و رائے
کے طلسم کشا و لشکر طلسم کشا سے لڑے وقت جنگ و جدال شہنشاہ بھی عرصہ مصاف میں آئیں
دشمنوں کو قتل و ہلاک کریں اس فکر و تدبیر سے عجب نہیں کہ حضور کو فتح حاصل ہو اگر پہلے سے
ایسی ہی فکر و تدبیر کی جاتی تو اسقدر کشت و خون ہوتا ساحران نامی کام آتے دو دربند
فتح ہو جاتے وادی آپ کی قتل ہو جاتیں ایسی بربادی طلسم و اہل طلسم ازلد ہوتی لوح طلسمی
اور تیغ فنا تمہ صاحبقران میں بجا مشہور ہے کہ جب سردار سپاہ شجاع و آزمودہ کار ہوتا ہے
تو بیشتر دشمن پر فتحیاب ہوتا ہے حضور کی غفلت و اعتماد بلا زمین سے یہ انجام ہوا ہے اے شہنشاہ وغا
معاف ہو سرداران سپاہ حضور سحر و ساحری جانتے ہیں طریقہ جنگ و عنوان صف آرائے رزم
سے ناواقف ہیں ان جو خیر ساحر ہیں وہ فنون جنگ و طریقہ مصاف سے خوب آگاہ ہیں شہنشاہ
ساحران نے جواب دیا کہ اے ملک جی فی زمانہ جاری بد اقبالی ہے اور دشمنوں کی خوش اقبالی ہے
علی الخصوص طلسم کشا کا اختر اقبال اوج برج پر چڑھا ہے کوئی ہم گے جیسا کہتے ہو کیا کرنے
غفلت کی جس طرح لڑنا چاہیے تھا اُس طور سے جنگ و جدال طلسم کشا سے نہیں کی گئی اسی وجہ سے
ہزاروں لاکھوں ساحر اور اکثر ساحران نامی قتل ہوئے دو دربند طلسم و دیگر مقامات و مضافات
فتح ہو گئے خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب ہم کو اگر افسری سپاہ کی دی جائے تو ذرا میں کو فتح
کر دوں طلسم کشا وغیرہ کو قتل و اسیر کر دوں گے کھنگال نے عرض کیا کہ ہم کو تو افسری لشکر سے
معذور رکھیے الا ہمارے خداوند کو عہدہ سپہ سالاری لشکر مرحمت فرمائیے یہ قابل و لائق افسری
ہیں ان کی موجودگی میں عہدۂ افسری مجھے منظور نہیں ہے لیکن اُن کی جانب سے انتظام کروں گا

شاہ طلسم زلزلہ نے راے اُس کی پسند کر کے عقرب جادو کو دس ہزار ساحرون کا افسر کیا
اور ساژدر جادو کو بیس ہزار ساحرون کا سردار کیا خونریز جادو اپنے رفیق غافل کو بیس ہزار
ساحرون کا افسر کیا ہژبر جادو کو دس ہزار ساحرون کا سردار مقرر کیا گلنار جادو کو یک چشم
جادو کو دس ہزار ساحرون کا فرمانروا کیا مقہور جادو کو بیس ہزار ساحرون کا افسر کیا نیر جادو
کو دس ہزار ساحرون پر افسر کیا بعدہ تمامی لشکر و سرداران سپاہ کو ماتحت ساریق بن بقا
کا کر کے سپہ سالار اپنی سپاہ کا مقرر کر کے حکم دیا کہ ہمارے قلعے سے خیمہ و خرگاہ وغیرہ اسباب
و سامان ضروری نکالا جائے اور لشکر ہمارا آج سے کل تک سوے دربند دوم طلسم زلزلہ روانہ
ہو کر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش و صف آرا ہو ہم بھی ہنگام جنگ میدان جنگ مین آئین گے اپنے
دشمنون سے لڑین گے بدخواہون کو قتل و نیست و نابود کرین گے باغیون کو سزاے بغاوت
دین گے اب ہمین یہ منظور نہین کہ طلسم کشا دربند دوم سے مرحلات و مقامات سخت کو طے کرتا ہوا
ساحران طلسم کو قتل کرتا ہوا طلسم فتح کرتا ہوا خاص ہمارے قلعے تک آئے قلعہ کا محاصرہ کرے ہزارون
بندون کا کشت و خون دربند دوم سے ہمارے قلعے تک ہو طلسم تباہ و برباد ہو ہم اپنی جگہ پر
بیٹھے رہین طلسم کشا کو روکین اُس کو دلیرانہ یہان تک آنے دین یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون
نے حسب الحکم شاہ طلسم کے بارگاہین و خیام و خرگاہ وغیرہ اسباب و سامان جنگ ضروری نکالا
پھر ایک لاکھ ساحران سپہ قلب اپنے افسرون کے حکم سے جلد جلد کمربندی مین مصروف
ہوے ساریق بن بقا نے عہدہ سپہ سالاری شاہ طلسم سے پاکر اپنے اُس سپاہ وغیرہ ساحر کو بھی حکم
کمربندی کا دیا جو گلستان باختر سے ہمراہ رکاب شکست کی کھا کر آئے تھے ستمگاران اپنے خداوند
ساریق بن بقا کی طرف سے منتظر ہوا بعد تیاری لشکر و درستی اسباب جنگ ساریق بن بقا
وغیرہ وغیرہ ساحر بھی تخت سحر وغیرہ سواری ہاے سحر پر سوار ہو کر ایک لاکھ لشکر ساحرون کا
اپنے ساتھ لے کر بعد کروفر جانب دربند دوم روانہ ہوے دربند دوم پر بزم عشرت آراستہ
تھی جشن صبح الخیر آنے صاحبقران کا ہو رہا تھا نازنینان خوبرو و خوش گلو رقص و نغمہ کر رہی
تھین جام زر گردش مین تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رونق افزاے بزم عیش و
سرور تھے جملہ ساحران نامی و نامور مع ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
علی قدر مراتب یمین و یسار امیر ذی وقار بیٹھے ہوے تھے بعد خوشی جام می پی رہے تھے ناچ
نازنینون کا دیکھ رہے تھے گانا اُن کا سن رہے تھے سواے خوشی و خرمی کسی طرح کا رنج و ملال
نہ تھا ساحران لشکری بھی شادمان تھے اور بقول راوی دیگر جشن ہو چکا تھا صاحبقران کا
ارادہ تھا کہ دربند دوم سے آگے روانہ ہون باین خیال بزم مشورت دبراے پرسش حالات طلسم
آراستہ کرائی تھی حنظل جادو و استغراق جادو و ملکہ دبدبہ سحرساز جادو وغیرہ ساحران
نامی کو جمع کر کے اُن سے دریافت کر رہے تھے کہ یہان سے آگے کونسا مرحلہ ملے گا یا کوئی دربند
ملے گا نام مالک دربند کا کیا ہے ہنوز ساحران نامبردہ نے کچھ ظاہر نہ کیا تھا کہ سوے فلک لکہ ہاے
ابر سیاہ و سفید مائل بہ تیرگی چند در چند پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک رعد کی آواز
تھی جب وہ لکہ ابر قریب تر آگئے یکایک شق ہوے صاحبقران و استغراق جادو و حنظل جادو
وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر عقاب سحر بط سحر اژدر سحر وغیرہ سحر کی سواری پر بہت ساحران

سپہ قلب سوار ہیں ہر ایک لشکر کا جدا جدا سردار ہے پس پشت اُس کے اُس کی سپاہ ہے اکثر ساحران
زشت خو سیہ رو تھے پیشانیوں پر اُن کے قشقے سیندور کے ہیں ہاتھوں پر نشان بیدین ہونے کے
گدے ہیں بر میں مرزائیاں سروں پر ٹوپیاں پارچہ ہاے سفید کی پہنے ہوے دھوتیاں باندھے
ہیں پشت و بالاے دوش جھولیاں اسباب سحر کی بھری ہوئی رکھی ہوئی ہاتھوں میں ترسول پنسول
لبوں پر ذکر و اسماے سامری و جمشید ہیں شور و غل کرتے ہوے آتے ہیں قلب سپاہ مذکور میں
ایک تخت سحر کلان پر ساریق بن بقا تاج شاہی سر پر رکھے ہوے قباے طلا پہنے ہوے
بیٹھا ہے اپنی شان و شوکت و سراپا پر نظر کرتا ہوا مسکراتا ہوا سیر کرتا ہوا روبرو و یمین و یسار
دیکھتا ہوا آتا ہے پس پشت اُس کے سختگان ہیں سختگان کے عقب میں لشکری غیر ساحر ہیں ہر ایک
مسلح و مکمل ہے اور بقول راوی دیگر ساریق بن بقا و سختگان مع اپنی سپاہ غیر ساحر کے تخت سحر پر
سوار ہو کے نہیں آیا غرضکہ بہر طور ساریق بن بقا سپہ سالار ہو کر ایک لاکھ ساحروں کی جمعیت
سے بکروفر و بشان و شوکت آکر بمقابلہ لشکر صاحبقران کشورستان بارگاہ و خیام برپا و ایستادہ
کرا کے فروکش ہوا لشکر اُس کا صحراے وسیع و سبزہ زار میں اترا صاحبقران گیتیستان ساریق
بن بقا کو مع سختگان دیکھ کر خواجہ طیفور کردبا وغیرہ سے فرمانے لگے کہ انہیں دونوں بیدین
ناپاکوں کے تعاقب میں ہمارا یہاں تک آنا ہوا ہے طلسم زلزلہ میں داخل ہو کر انہوں نے پناہ لی
تھی آج یہ دونوں نابکار نظر آئے ہیں ہمراہ لشکر ساحران سیہ رو سے لڑنے کو آئے ہیں عجب نہیں
کہ قضا ان کی ان کو کشاں کشاں یہاں لائی ہو اگر یہ دونوں نابکار داخل طلسم زلزلہ ہو کر پناہ گزین
نہوتے تو ہرگز ہم پر لیے طلسم کشائی طلسم زلزلہ کمر ہمت نہ باندھتے اور فتح کرتے ہوے اس
طلسم کو یہاں تک نہ آتے اگر خداوند عالم نے چاہا تو اب ان نابکاروں کو تہ تیغ کر کے باقیماندہ اس
طلسم کو فتح کر کے سوے خانہ کعبہ جائیں گے شریک جنگ ہوں گے کفار سے لڑیں گے اپنے پیغمبر وقت
جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کریں گے اگر منظور خدا ہوا تو زال کو فتح
کریں گے کفار قریش وغیرہ کو قتل و اسیر کر کے مال و متاع اُن کا غارت کریں گے یا دست کفار
سے قتل ہو کر داخل شہدا ہوں گے اشتفاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و خواجہ
طیفور کردبا نے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالی ان سب بیدینوں پر آپ ظفریاب ہوں گے آپ کی
آمد آمد سے یہ قتل ہوں گے ابھی ساحران ناری خدمت گرامی صاحبقران ذیشان میں عرض
کر رہے تھے کہ آفتاب عالمتاب جانب غرب جا کر نگاہ سے پنہان ہوا پھر تو دم بدم تاریکی شب
زیادہ ہونے لگی ہنگام شب ساریق بن بقا نے کہ بعہدہ سپہ سالاری کا تھا حکم دیا کہ ہمارے
لشکر میں طبل جنگی پر چوب لگائی جائے اور نفیر سحر بجائی جائے ہنگام سحر صاحبقران مع سپاہ
ایمان سے سر میدان مقابلہ کریں گے حتی الامکان قتل کریں گے ورنہ اسیر کریں گے ان کے
لشکر کو تباہ و برباد و قتل کریں گے شاہ طلسم زلزلہ کو ان کے شر و فساد سے محفوظ رکھیں گے
نقد سر تازہ کر کے طلسم کشا وغیرہ کو نیست و نابود کر دیں گے ملازمان غیر ساحر نے حسب الحکم
ساریق بن بقا نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے کوس حربی بلند ہوئی ساحروں نے
موافق حکم سپہ سالار مذکور نفیر سحر کو بجایا آواز نفیر مسلم ریمی بلند ہوئی ساحر و غیر ساحر
صداے نقارہ و نفیر سے آگاہ ہوے کہ طبل و نقارہ جنگی پر چوب پڑی ہے اطلاع دی گئی ہے

کہ اس شب کو اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی اور اپنے اپنے سحروں کی تیاری و سامان جنگ
مین مصروف ہون صبح کو میدان مصاف مین لشکر دشمن سے لڑائی ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا
یہ سمجھکر سب ساحر و غیر ساحر تیاری و درستی سحر و آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوے جب
صداے نفیر سحر و نقارہ جنگی کی سپاہ ساریق بن بقا مین بلند ہوئی خواجہ طیفور گردیا و دیگر ساحران
خبر رسان برے دریافت خبر لیلت گئے بعد دریافت خبر خواجہ وغیرہ نے خدمت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مین آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر با توقیر آگاہ ہو جیے کہ ساریق
بن بقا سپہ سالار ہوکر مع لشکر کثیر آیا ہوا اُس نے نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس نابکار کا بمقصود
ستمگان یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین آکر شعلۂ آتش کینہ دیرینہ کو اپنے کانون سینے سے
لگاوے اور ملازمان و مطیعان حضور سے جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے صاحبقران کشورستان
نے بھروسہ خداے دانی پر کرکے حکم دیا کہ دو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی کوس جنگی
بجایا جاوے اور موافق قاعدہ ساحران جو ساحر کہ ہماری سپاہ مین ہین وہ نفیر سحر بجا مین اہل لشکر
کو اطلاع دین کہ وقت صبح میدان رزم مین جنگ عظیم ہوگی لہذا سب اعلیٰ ادنیٰ ساحر باخبر ہوکر
سامان جنگ مین مصروف و مشغول ہون بمجرد حکم خواجہ طیفور گردیا نے جاکر نقارہ جنگی بجایا
ساحروں نے نفیر سحر کو دم دیا آواز کوس حربی و نفیر سحر بلند ہوئی ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ ساحر اس
خبر سے آگاہ ہوکر تیاری سحر مین مصروف ہوا آگیاری کرکے اشیلے بجز رات آگ پہ ڈالکر تیاری
سحر مین مشغول ہوا آندھیان دمبدم آنے لگین ہواے تند و تیز چلنے لگی پر سحر کے آنے لگے
پیہ خوک یا خون خوک سحر کے پیروں کی بیغت دینے لگے چشکی ہونے لگی ساحران نامی و نامور
بڑے بڑے سحر تیار کرنے لگے گوگل و لونگ کافور وغیرہ کی بو آنے لگی جا بجا آگیاری ہونے لگی
پیر سحر کے آنا شروع ہوے غرضکہ تمام شب دونوں لشکروں مین بجتے نقارہ جنگی و نفیر سحر
کے تیاری جنگ خوب ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سے خوف سے تاب تحمل قیام
نہ لاکر سوے غرب رخ کرکے مع اپنی سپاہ کے پوشیدہ ہوا اور سفیدۂ سحری آسمان پر جلوہ گر ہوا
تاریکی شب دمبدم دفع ہونے لگی روشنی صبح آناً فاناً بڑھنے لگی نسیم سحر چلنے لگی غنچے باغ جہان مین
شگفتہ ہونے لگے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکل کر حمد و ثنا سے باغبان
جہان و کدیور گلشن و چمن کون و مکان مین زمزمہ کرنے لگے بزبان بے زبانی ذکر خداوند عالم
کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین چہرۂ گلہاے گلشن پر ہزار جان فدا ہوئین اسلام آباد شہر یقین
موذن اذان سے بہرہ مند ہوے صداے اللہ اکبر بلند کی مندروں مین آواز ناقوس
اور گھنٹوں کی بلند ہوئی لشکر صاحبقران مین بھی خواجہ طیفور گردیا نے اذان کہی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ خواب نوشین سے بیدار ہوے آثار سحر ملک پر پاکر بستر خواب سے
اُٹھے بعد فراغ امور ضروری و وضو وظیفۂ سحری بخشوع و خضوع و رکوع قلب پڑھنے مین
مصروف ہوے خواجہ موصوف نے بھی نماز سحر پڑھی جب صاحبقران کشورستان بھی
نماز و وظیفہ سے فارغ ہوے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے لوح طلسمی لیکے پیش خان ہے
بارگاہ سے مانند آفتاب تابان برآمد ہوے اخناق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو
وغیرہ جملہ ساحران نامی و نامور نے با ادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر پوچھا

کہ اہل لشکر ہمارے تیار ہیں کمر بندی ہو چکی ہے یا ابھی نہیں اشتفاق جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ
ہم مطیعان حضور نے قبل طلوع صبح صادق سے لشکریوں ساحروں کو حکم کمر بندی کا دیا تھا اب
سب آمادہ جنگ و سحر و ساحری پر تیار ہیں صاحبقران کشورستان نے سرداران سپاہ کے
حسن انتظام کی ثنا کرکے مرکب اپنا طلب کیا خدام جلد تر مرکب کو زین ولجام سے آراستہ کرکے
لائے اسپر باتوقیر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے پھر اشتفاق جادو و بحرین جادو و حنظل
جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و نیرنگ جادو وغیرہ جملہ
ساحران نامی بقولے راوی اول سحر کی سواریوں پر سوار ہوئے ساحران لشکری بھی مختلف
سحر کی سواریوں پہ سوار ہوکر آمادہ ہوئے سب جب صاحبقران نے مرکب اپنا سوئے جنگاہ
بڑھایا جملہ اعلیٰ ادنیٰ ساحر کہ قریب ایک لاکھ کے تھے پس پشت بروے ہوا زمین سے بلند ہوکر
ابرہائے سحر میں غائب ہوکر عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوئے سمت عرصہ کارزار چلے اور بقول
راوی دیگر سب بالائے زمین ہمراہ رکاب صاحبقران سوئے رزمگاہ کہ نزدیک تھی پا پیادہ
چلے غرضکہ بہر طور صاحبقران کشورستان تھوڑی راہ طے کرکے میدان مصاف میں پہونچے
ہنوز حسب قاعدہ درستی میدان جنگ و صف آرائی سپاہ ظہور میں نہ آئی تھی کہ سامنے سے
چند در چند ٹکڑے ابر سیاہ و سفید بالکل بے ترکی وغیرہ پیدا ہوئے ان ابر کے ٹکڑوں میں سے
آناً فاناً برق زور و شور سے ظاہر ہوتی تھی کڑک دمبدم ہوتی تھی صدائے رعد ایسی مہیب
آتی تھی کہ پناہ بذات خدا کسی ابر کے پارے سے آگ کے انگارے کسی ٹکڑا ابر سے سنگباری
ہوتی تھی کسی پارہ ابر سے پھول رنگارنگ برستے تھے زمین پر گرتے ہی غائب و معدوم ہوجاتے
تھے الحاصل ساحران نامی بصد قہر و غضب غیظ و غضب اپنا ظاہر کرتے ہوئے عجائب و غرائب
دکھاتے ہوئے آتے تھے جب وہ پارہ ابرہائے مختلف رنگ نزدیک گئے یکایک شق ہوگئے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و اشتفاق جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر و اژدر سحر و عقاب سحر
وغیرہ مختلف سحر کی سواریوں پر ساحران نابکار سوار ہیں مرزائیاں ان کے گلوں میں ہیں
دھوتیاں باندھے ہوئے ہیں جھولیاں اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھے ہوئے ہیں ہاتھوں میں
ترسول پنسول ہیں مختلف کلمات اپنی زبانوں پر باواز بلند کہتے ہوئے بلندی سے سوئے
پستی آتے ہیں یہی ہو و سرمست جادو کو بجتا وندی پکارتے ہیں گاؤ نام سامری اور
جمشید اپنی زبانوں پر جاری کرتے ہیں ساریق بن بقا مع سنگتان ایک تخت سحر طاؤسی
پر بیٹھا ہوا ہے سر پر تاج شاہی جواہر نگار رکھے ہے بر میں قبائے شاہانہ پہنے ہے پس پشت اسکے
سنگتان بیٹھا ہوا ہے ساریق بن بقا کچھ پوچھ رہا ہے سنگتان جواب دے رہا ہے ساریق
مسکرا رہا ہے تاج کو اپنے سر پر سیدھا رکھتا ہے ابھی خواجہ طیفور کہ بلے و صاحبقران وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ساریق بن بقا و سنگتان نے سوئے پستی آکر تخت سے اتر کر قیام کیا
تمام ساحر بھی سوئے پستی آئے حکم ساریق بن بقا سے پہلے جنگاہ سے دور تر فاصلے سے
بارگاہ و خیام ایستادہ و برپا ہوئے بعوض واسطے درستی میدان کے ہزار کے چند ساحر لشکر
سے نکل کر صاحبقران کے حکم سے بھی کئی ساحر واسطے میدان رزم کے درستی کی لشکر سے

باہر نکلے کسی ساحر نے ایسا سحر کیا کہ صحرا سے تیلے بیلچے و وحش پر رکھے ہوئے پیدا ہوئے
انھون نے زمین عرصہ مصاف کی پستی و بلندی کو بیلچون سے ہموار کرنا شروع کیا کسی ساحر نے
اپنے سحر سے تیلے بیانے وکلنگ بر دوش صحرا کی سمت سے ظاہر کیے انھون نے بھی ہموار ی
عرصہ کارزار مین شرکت کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر صحرا سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا
پھر وہ سب تیلے میدان جنگ سے سرکے جن ساحرون نے بزور سحر ان کو جانب پھر لے طلب
کیا تھا انھون نے پھر ایسا سحر کیا کہ وہ تیلے شمع کی صورت روشن ہوکر معدوم ہوگئے پھر دو
جانب سے ساحرون نے ابر ایسے ایسے سحر کیے کہ ٹکڑے ابر سیاہ کے سوے فلک پیدا ہوکر
عرصہ کارزار پر محیط ہوکر برسنے لگے گرد وغبار کو دفع کرنے لگے زمین خشک کو بارش آب سے
سرد و تر کرنے لگے یہان تک کہ تمام میدان کارزار کثرت بارش ابر سحر سے بخوبی سرد و تر ہوگیا
گرد وغبار دفع ہوگیا زمین میدان رزم نہایت سرد و تر ہوگئی ہوا کے سرد جھونکے عرصہ مصاف
سے آنے لگے قلب کو برودت پہونچانے لگی جب اس طرح درستی میدان جنگ ہوچکی ان
ساحرون نے اپنے سحر کے ابرون کو دفع کر دیا پھر دونون جانب سے صف آرائی لشکر ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا ساحران
نامی و نامور و سرداران نامی میمنہ و میسرہ و جناح و ساقہ و کمین گاہ مین مقرر و معین کیے گئے
ادھر قلب لشکر مین ساریق بن بقا و ختگان مع چند ساحران نامی تھے ادھر صاحبقران
اپنے لشکر سے چند قدم و بقول بعضے چالیس قدم آگے کھڑے ہوئے خواجہ طیفور گرد پا گلیم بر دوش
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہمراہ صاحبقران ہو قلب لشکر مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو کر خاندان و عزیزداران شاہ طلسم سے تین حسب الطلب صاحبقران
قیام پذیر ہوئین جب طرفین سے صف آرائی سپاہ عظیم ہوچکی بقول راوی موافق قاعدہ چنگیز
لشکر صاحبقران سے اور کچھ لوگ لشکر مخالف مذکور سے نکل کر درمیان میدان کارزار
آئے انھون نے اپنی اپنی نقابت ونصیحت سے ساحران ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ وستیز کیا
وبقول راوی دیگر صاحبقران کشورستان نے مرکب کو اپنے جولان کر کے قریب صفوف لشکر
حریف جاکر مرکب کو روک کر برائے اتمام حجت وہدایت باواز بلند کہا کہ اے ساریق بن بقا
او مردود بارگاہ خدا کہان ہو سامنے آ جو کچھ ہم کہتے ہین بگوش ہوش سن اور عمل کر ورنہ تیرے حق مین
اچھا نہوگا ساریق بن بقا ہمراہ ختگان تخت پر سوار ڈرتا ہوا سامنے آیا اسیر با توقیر نے
اُس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ساریق بن بقا آگاہ ہو کہ تو گلستان باختر سے شکست کھاکر
اٹھتے راہ مین کفار سے پناہ لیتا ہوا یہان تک بھاگ کے آیا مگر ہمنے تیرے تعاقب سے
ہاتھ نہ اٹھایا تو ہی باعث اس طلسم کے فتح ہونے کا ہوا ہے اگر تو اس طلسم مین بھاگ کر نہ آتا
تو ہم ہرگز اس طلسم کے فتح کرنے پر آمادہ نہوتے تو نے تو اپنی دانست مین جائے پناہ اس
طلسم کی زمین کو تصور کیا ہوگا اور یہ خیال کیا ہوگا کہ یہان تک صاحبقران نہ آسکین گے
مگر امداد خدا سے بے لوح طلسمی اور بتیغہ قضا بدشواری حاصل کیے اکثر مقامات سخت گذار
اور دو دربند اس طلسم کے فتح کیے اکثر ساحران نامی ونامور کو قتل کیا ہزارہا ساحرون کو
قتل و مطیع دین اسلام کیا تھا مع خواجہ اپنے لشکر سے ادھر آئے تھے فضل وکرم خدا سے

اسقدر جمعیت سپاہ بہم پہونچائی ہر اور استغراق جادو وحنظل جادو ومجرین جادو وملکہ
بہار گل پوش جادو وملکہ ذہرہ سحر ساز جادو وغیرہ وغیرہ ساحران نامی ونامور کو اپنا
مطیع وفرمانبردار اور مطیع دین اسلام کیا ہر باقیماندہ یہ طلسم بھی انشاء اللہ تعالی بہدایت لوح طلسمی
فتح کرینگے جو کوئی مطیع دین اسلام یا مسلمان ہوگا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ ہم سب بیدینوں کو
تہ تیغ کرینگے کسی کافر کو زندہ نچھوڑینگے آج بعد مدت تو ہمراہ سپاہ آیا ہر ارادہ ہمسے مقابلے
ومجادلے کا رکھتا ہر میدان میں صف آرائے سپاہ عظیم ہوا ہر دانستہ کوچہ نادانی میں تونے قدم
رکھا ہر خیال کر کہ کبھی کسی لڑائی میں تونے ہنگام جنگ ہمکو شکست دی ہر جب ہمسے جنگ آزما ہوا ہر
خود ہی پسپا ہوا ہر یا بھاگا ہر اسوقت ہمسے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کرکے کیا فتحیاب ہوگا
ہرگز اپنی مراد دلی کو نہ پہونچیگا ہماری شجاعت تجھپر آشکارا وعیان ہر علاوہ شجاعت موروثی
کے ہم صاحب اسم اعظم وصاحب لوح طلسمی ہیں ہمپر سحر کارگر نہوگا اگر تیرے ہمراہ سپاہ کثیر
ساحران ہر تو ہمارے پاس بھی لشکر عظیم ہر ہنگام جنگ کشت وخون بسیار ہوگا ہزارہا ساحر
جانبین سے کام آئینگے تو بھی ہماری تیغ آبدار سے قتل ہوگا سختگان بھی جانبر نہوگا پس اگر
اپنی زندگی چاہتا ہر تو اب بھی نشۂ بادۂ گمراہی وضلالت وغرور وخودبینی دل سے زائل و
دفع کرکے ہوش میں آکے راہ راست پر آ دین اسلام کہ دین حق ہر بصدق دل اختیار کر ہم عہد
کرتے ہیں کہ تجسے بنیکی پیش آئینگے تجکو صاحب حکومت کرینگے اگر ہوا و سرمست جادو
باد شاہ طلسم زلزلہ بھی راہ راست پر آئیگا تو اُس سے بھی نہ لڑینگے بقیماندہ طلسم زلزلہ کے فتح
کرنے سے دست بردار ہونگے ہمکو مال دنیا کی احتیاج نہیں ہر صرف ترقی دین اسلام مطلوب ہر
یہ ہدایت کرکے صاحبقران خاموش ہوے ساریق بن بقانے سختگان سے مخاطب ہوکر
کہا کہ تونے سنا کہ جو کچھ صاحبقران نے کہا ان کی تقریر کا کیا جواب دیا جائے اُسنے عرض کیا
کہ جو آپکو مناسب ہو وہ جواب دیجیے اگر مسلمان ہونا منظور ہر تو اقرار اپنے مسلمان ہونیکا
کیجیے ورنہ دلیرانہ مقابلہ کیجیے شاہ طلسم نے بھی آنے کا وعدہ کیا ہر غالبا وہ بھی آتے ہونگے
شریک جنگ ہونگے ابھی اس طلسم کا فتح ہونا بہت مشکل ہر ساریق بن بقانے جواب دیا کہ میری
خداوندی سے بعید ہر کہ دین اسلام اختیار کرکے مطیع صاحبقران ہوں پس تو ہماری جانب سے
یہ جواب صاف دیدے کہ ہرگز خداوند مسلمان نہونگے سختگان نے موافق حکم ساریق بن بقا
کے پکار کہا کہ اے صاحبقران مجکو تو تعمیل حکم حضور میں کچھ عذر نہیں ہر اگر ہر تو بس اسی قدر
ہر کہ اگر خداوند ساریق بن بقا دائرہ دین اسلام میں آئینگے تو میں بھی ساتھ اُن کے سیر
گلشن دین اسلام کروں گا اور یہ خداوند ہیں مسلمان ہونا گوارا نہیں کرتے ہیں نہ اطاعت پسند
ان کو منظور ہر ان سے مقابلہ کرنا مد نظر ہر یہ کہکر ہمراہ ساریق داخل قلب سپاہ ہوا ادھر امیر با توقیر
ہدایت کرکے اپنی جائے قیام پر یہ فرماتے ہوے تشریف لائے کہ یہ دونوں بیدین ہرگز راہ راست
پر نہ آئینگے نہایت مغرور سیہ قلب ہیں شیطان ان پر مسلط ہوا ہر اگر خدانے چاہا تو ان کو
تہ تیغ آبدار کرینگے دنیا سے ان کافروں کو سوے عدم وجہنم روانہ کرکے اپنے دل کو شادان
کرینگے خواجہ نے عرض کیا کہ ان دونوں کو بارہا ہدایت دین اسلام کی گئی ہر لیکن یہ سیہ قلب
ہیں کہ تا ہنوز راہ راست پر نہ آئے اور نہ آئینگے یہانتک کہ اگر خدانے چاہا تو آپکے

ہاتھ سے قتل ہو گئے یہ ناری دنیا سے سوے دوزخ جائینگے ابھی خواجہ طیفور گردیا
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے اور لشکر شاہ طلسم زلزلہ سے کوئی ساحر براے جنگ و
سحر و ساحری نہ نکلا تھا لڑائی شروع ہوئی تھی صرف صف آرائی لشکر ہوئی تھی کہ ناگاہ ایک
جانب سے غبار خفیف بلند ہوا صاحبقران گشورستان و خواجہ طیفور گردیا و جملہ ساحران ہردو
سپاہ جانب غبار مذکور متوجہ ہو کر دیکھنے لگے بجائے خود کہنے لگے کہ اسوقت کون اس طرف
آتا ہو لشکر ہاے جانبین سے کس سپاہ و صاحب سپاہ کا معین و مددگار ہو ابھی سب یہ کہہ رہے
تھے کہ دست باد تند نے دامن غبار مذکور کو چاک کیا دیکھا کہ دو سوار مرکبوں پر بیٹھے ہوے
بسرعت تمام آتے ہیں ساریق بن بقا نے شخصگان سے مخاطب ہو کر کہا کہ فہمیدی حالا چہ
تقدیر تازہ کردہ ام آپ نے جواب دیا کہ جو کچھ تقدیر کی ہو وہ اچھی نہ کی ہوگی بعد ایک لمحے کے
حال معلوم ہی ہو جائے گا آپ کیا اچھی تقدیر کیجیے گا آپ کی تقدیر تو خود ہی بری ہو آپ تو
عاجز ہیں بیکس ہو رہے یہاں تک آئے ہیں تقدیر آپ کی خود ہی گردش میں ہو بد تقدیر تقدیر
کیا کرے گا اور عاجز قدرت کیا دکھائے گا ساریق بن بقا اُس کی باتوں سے چین بجبین ہوا
ادھر صاحبقران نے جو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ داماد بن داراب سیمین زرہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام ہمراہ ایک ہزار سوار کے تشریف لاتے ہیں یہ دیکھتے ہی از حد خوش
ہو کر نہایت شادمان ہو کر استفاق جلدو و حنظل جادو و بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحران
نامی و نامور او نوبت سے ساحروں کو ہمراہ لے کر برائے استقبال روانہ ہوے خواجہ بھی
ہمراہ رکاب ہوے بعد قطع راہ قریب جا کر با ادب تسلیم کرکے عرض کیا کہ آپ کے تشریف لانے سے
از حد خوشی و شادمانی حاصل ہوئی لشکر ہمارا بغیر بادشاہ تھا مثل جسد بے جان تھا آپ کیا
تشریف لائے گویا جسد لشکر میں روح آئی یا باغ خزان رسیدہ میں بہار تازہ آئی یا سوے
گلشن باد بہار آئی ہے مثل اسکے خواجہ زادوں سے دریافت کیا تھا انھوں نے اپنے
علم کے ذریعہ سے بیان کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام فضل خدا سے مع الخیر ہیں ایک روز
ایسا آئے گا کہ ان سے ملاقات ہوگی اور شاہ بجاہ پھر اپنے لشکر میں تشریف لائیں گے ان کے
اس حکم لگانے سے فی الجملہ ہمکو اطمینان اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو تسکین ہوئی تھی اور شبہ بھی آپکی
بعد فکر و تدبیر اصلی نہ پائی گئی تھی اسوجہ سے زیادہ تر اطمینان دل کو تھا ارادہ تھا کہ آپ کی
جستجو میں صحرا نوردی اختیار کی جائے لیکن فکر فتحیابی طلسم زلزلہ سے اسقدر فرصت و مہلت
نہ ملی کہ آپ کی خدمت عالی تک رسائی ہوتی الحمد للہ والمنہ کہ گوہر مراد بے جستجو کے دستیاب ہوا
اب یہ فرمائیے کہ واقعہ آپ پر کیا گذرا اتنے دنوں تک آپ کہاں رہے اور یہ مرد بزرگ کون ہیں
جو آپکے ہمراہ ہیں پھر ان کی اپنی زبان سے تعلق ہے بادشاہ لشکر موصوف نے مفصل حال اپنا
جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ یہ مرد بزرگ جو ہمارے بزرگ ہیں منجم و اختر شناس بے بدیل و بے نظیر
ہیں ہمارے جان بخش بھی ہیں انھوں نے فرزندی میں ہمیں قبول کیا ہو ان کی دختر ہمارے
عقد میں آئی ہو اتنے زمانے تک ہم ان کے مکان میں کہ بیرون طلسم ہو بعیش و راحت و
آرام رہے کسی طرح کی تکلیف نہیں اٹھائی فی زمانہ انھوں نے خبر دریافت کرکے ہمارا شاد
کیا تھا کہ صاحبقران لوح طلسمی حاصل کرکے فتح طلسم زلزلہ کر رہے ہیں علاوہ اسکے مرحمت

و مرحلات کے دو دور بندر بھی فتح کر چکے ہیں ہمکو اشتیاق دید جنگ و جدال ہوا اسوجہ سے
ان کے ہمراہ ہمارا یہاں تک آنا ہوا ہم بھی خدا کا شکر کرتے ہیں کہ آپ کو صحیح و سلامت دیکھا
دل کو خوشی حاصل ہوئی عجب وقت پر یہاں آئے کہ دو لشکر صف آرا ہیں لشکر ہیں کہ بحر مواج
ہیں جہاں تک ایک نظر جا سکتا ہے مردم سیاہ ہی نظر آتے ہیں یہ فرماکر خاموش ہوے صاحبقران
کشورستان بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بعد تعظیم و تکریم استقبال کرکے اپنے لشکر ساحران میں لائے
پھر حکم دیا کہ نقارہ ہائے خوشی پر چوبیں لگائی جائیں اور ہر ایک ساحر نامی نذر سے گذر کر مستحق
حاصل کرے اپنا بادشاہ لشکران کو حقیقتاً جانے حسب الحکم امیر باتوقیر نقارہ نوازوں
نے نقارہ ہائے خوشی پر چوبیں بعد خوشی لگائیں صدائیں نقاروں کی بلند ہوئیں ساحران
نامی نے بعد اولے خراج اظہار عبودیت علی قدر مراتب نذریں دیں بادشاہ اہل اسلام نے
نذریں ان کی قبول کیں بعدہ فرمایا کہ سب کو خلعت و انعام کثیر دیے جائیں گے اسوقت
لشکر میدان میں صف آرا ہیں جب لشکر میدان جنگ سے فتحیاب ہوکے فرودگاہ سپاہ پر جائیگا
اسوقت حالت اطمینان میں تم سب کو مخلع بخلعت کیا جائے گا انعام کثیر بھی پایا جائے گا یہ فرماکر
خاموش ہوے صاحبقران کشورستان نے تخت زرین و جواہر نگار حنظل جادو وغیرہ ساحران
نامی سے طلب کرکے جلدتر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بالائے تخت زرین بٹھایا چند ملازمون اہل
ملعون نے تخت مذکور کو قلب لشکر میں بالائے دوش رکھا ایسے صاحبقران سے اکثر
ساحران نامی و نامور برائے حفاظت و دفع شر دشمنان یمین و یسار تخت بادشاہ موصوف
ایستادہ ہوے جب نقارہ ہائے خوشی کی صدا بلند ہوئی اور ساریق بن بقا اور سنجگان
نے بچشم خود بادشاہ لشکر اہل اسلام کو داخل لشکر ہوتے دیکھا سخت صدمہ و ملال ہوا اور
سنجگان نے عرض کیا کہ کیا خوب آپ نے تقریر تازہ کی کہ جس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا
مجکو بھی رنج ہوا صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل لشکر ہوے
معین جادو تو ان کو لشکر اسلام سے بزور سحر چیدہ ان کی ہم شیشہ کا قتل کر کے لے گیا تھا
شاہ طلسم زلزلہ نے غضبناک ہوکے ان کو دوبرتر روانہ کرکے قتل کرایا تھا سنا گیا تھا کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام قتل ہوگئے آپ کو اور ہمکو خبر مذکور سے بہت خوشی حاصل ہوئی تھی مگر مجکو
ان کے قتل ہونے میں تردد تھا اسوقت یہ زندہ و سلامت لشکر میں داخل ہوے بخشے ہو
لیکر آخر وہی ہوا جو مجھے تردد تھا شاہ طلسم زلزلہ نے بجز ان کے قتل ہونے کے بارے میں
تحقیق کا حقہ نہ کی تھی میرا تردد و خیال بیجا نہ تھا دل میں کہتا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
قتل ہوگئے چلے عجب ہے اہل اسلام تو قتل ہونے اور مرنے کی لذت سے واقف ہی نہیں
ہیں ہاں اپنی موت سے مرتے ہیں کوئی دشمن بیشتر ان لوگوں کو قتل کر ہی نہیں سکتا ہو ان کے
معین و مددگار خدا کی قدرت سے زمین و آسمان سے گویا پیدا ہوتے ہیں دشمنان اہل اسلام
کے بیشتر ان کے دوست ہوجاتے ہیں بس وہی ہوا جو مجھے خیال تھا دیکھیے [illegible] اس کا ہوگا
ساریق بن بقا گفتگوئے سنجگان سنکے حالت صدمہ میں مشغول ہوا سر اپنا جھکا لیا بعد
تھوڑی دیر کے سر اٹھا کر بیجانے جواب دیا کہ اے شیطان درگاہ میں تو ہماری تقریر تازہ
سے آگاہ نہیں ہوا تو اسے سمجھے تقریر تازہ کی ہے کہ اس عرصہ جنگ میں بادشاہ لشکر اہل اسلام

کشان کشان مانند اجل رسیدہ کے طلب کرکے قتل کریں زمین عرصہ جنگ کو ان کے خون سے
رنگین کریں صاحبقران کو لاشہ ان کا آلودہ خاک و خون میں دکھا کر رلائیں سخنگان نے
جواب دیا کہ مجھے یہ یقین نہیں کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوں اور صاحبقران ان کے
لاشے پر آج اشکبار ہوں ابھی سخنگان ساریق بن بقا سے ہمسخن تھا اور دونوں لشکر
صف آرا تھے کوئی ساحر و غیر ساحر کسی لشکر سے نہ نکلا تھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی جھونکے
ہوائے سرد کے چلنے لگے گلہائے خوشبو دور سے آئی سوئے فلک ایک لکۂ ابر مائل بسرخی
نمایاں ہوا اس ابر سے دمبدم زور شور سے برق کی نمود ہوتی تھی صدائے رعد ایسی آتی تھی کہ
سننے والوں کے جگر ترلتے تھے ابر مذکور سے متواتر بارش مروارید آبدار و گلہائے خوشبودار
ہوتی تھی ہوا ان گلوں کی خوشبو کو دور تک لیجاتی تھی ساحران ہر دو سپاہ و صاحبقران عالیجاہ
اسی سوئے ابر مذکور دیکھ رہے تھے سخنگان و ساریق بن بقا یہ دونوں بھی جانب ابر
نگران تھے کہ اژدر جادو و مقہور جادو و نیر جادو و خونریز جادو و عقرب جادو و
گلنار یک چشم جادو افسران سپاہ ساحران نے باہم کہا کہ دیکھو خداوند ہود سرمست
جادو کس قہر و غضب و شان و شوکت سے ادھر آتے ہیں جلد برائے استقبال چلو یہ کہکر
ساحران نامبردہ برائے استقبال بجمعیت سپاہ کثیر روانہ ہوئے جب وہ ابر قریب آکر ہوا پر قائم
ہوا یکایک بجلی کڑکی اور ایسے زور سے کڑک ہوئی کہ بزدلوں کے جگر ترلگئے اکثر ساحر خوف سے
گر پڑے بعد کڑکنے برق کے ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک ایسا تخت طلائی جواہر نگار ظاہر
ہوا دیکھا کہ بالائے تخت مذکور شاہ طلسم زلزلہ تاج شاہی سر پر رکھے قبائے قلمکار و جواہر دوز پہنے ہوئے
نہایت غضبناک بیٹھا ہوا ہے بالائے فرق شاہ طلسم زلزلہ ایک آفتاب سحر جلوہ گر ہے جو ہوا پر قائم ہے
اژدر جادو و نیر جادو وغیرہ نے باادب سلام کیا بعدہ دیکھا کہ پس پشت شاہ مذکور جمیع ساحران
نامی کا ہے ان میں زلزلہ جادو بھی ہے جو اپنے وقت کا سامری ہے شاہ طلسم نے پہلے زلزلہ جادو و
اژدر جادو وغیرہ سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ تم سب جاکر شریک لشکر امداد دولت ہوکر ہمارے
دشمنوں سے لڑو ہم بھی اپنے بدخواہوں نمک حراموں کو قتل و ہلاک کریں گے جملہ ساحران مذکور
حسب الحکم شریک لشکر ہوئے ابھی صاحبقران کشورستان وغیرہ سوئے شاہ طلسم دیکھ رہے
تھے کہ ہود سرمست جادو نے سوئے لشکر طلسم کشا دیکھکر اشتقاق جادو اپنے وزیر دوم پر نظر
کرکے ازحد غضبناک ہوکے پکار کر کہا کہ او اشتقاق جادو نمک حرام تو نے بھی نمک حرامی پر کمر باندھکر
مجھ سے منحرف ہوکر شرکت طلسم کشا کی اختیار کی ہے مجھ سے کیا برائی کی تھی جس کے عوض میں تو نے
بغاوت اختیار کی وزیر موصوف نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ اس سے بڑھکر کوئی برائی کیا ہوگی
کہ برسوں آپ نے مجھ سے پرستش کرائی اپنے تئیں خداوند کہوایا گمراہ کیا اب خوبی قسمت سے
بہدایت طلسم کشا میں نے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا پیرو مطیع دین اسلام ہوکر شرکت طلسم کشا
اپنے محسن کی اختیار کی آپ کو لازم ہے کہ دعوی خداوندی سے باز آکر خداپرستی اختیار کیجئے اور
اطاعت طلسم کشا کی قبول کیجئے جنگ و جدال سے باز آ کشت و خون بندگان خدا سے دست بردار
ہوجئے اپنی جان و مال و طلسم کو بچائیے شاہ طلسم نے اس کی تقریر سنکے اژدر جادو کو حکم دیا کہ
اس نابکار بدگو کو لشکر سے نکالا قتل کرکے یا اسیر کیجئے وہ بروئے نمک دولت لاحسب الحکم اژدر جادو

کہ ساحر نامی و نامور تھا اور سرداران سپاہ سے تھا تخت سحر پر سوار ہو کر لشکر سے نکل کر پکارا کہ
او اشتقاق جادو نمک حرام جلد لشکر سے نکل کر مجھ سے مقابلہ کر اشتقاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم زلزلہ
صاحبقران سے اجازت لے کر تخت طاؤسی سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے نکل کر بروئے ہوا جاکر
حریف مذکور کے روبرو ٹھہرا اژدر دہنے برہم ہو کر گولہ فولادی سحر دم کر کے سینہ اشتقاق جادو
پر مارا ادھر وزیر مذکور نے فی الفور کارد سحر ایسی لگائی کہ اس گولے کے دو ٹکڑے ہوئے
اژدر جادو نے غضبناک ہو کر ترنج سحر دم کر کے مارا اشتقاق جادو نے اسلئے سحر پڑھ کر
انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ترنج درمیان سے مانند خار کٹ کر زمین پر گرا جب دو سحر اژدر جادو
کے کارگر نہوئے از حد برہم ہو کر بزور سحر اژدر آتش فشاں بنکر اپنے تخت سحر سے بروئے ہوا
شعلے دہن سے نکالتا ہوا دہن کھولے ہوئے جانب حریف بارادہ ہلاکت چلا اشتقاق جادو
جلد ترنج ور سحر برق بنکر سوئے فلک جا کر کڑک کر اسطرح اس پر گرا کہ خرمن حیات اس کا جل کر
خاک ہو گیا اژدر جادو دو ٹکڑے ہو کر خاک پر گر کے تڑپ کر مر گیا علامت اس کے مرگ کی
ظاہر ہوئی اشتقاق جادو بصورت اصلی ہو کر اپنے تخت سحر پر آیا صاحبقران و بادشاہ لشکر
اہل اسلام وغیرہ خوش ہوئے شاہ طلسم زلزلہ نے مقہور جادو کی طرف اشارہ کیا یہ ساحر نابکار
بھی لشکر سے نکل کر ہنگام جنگ دست اشتقاق جادو سے بضرب کارد سحر ہلاک ہوا اسی طرح
سات ساحران نامی کو قتل کیا اور خود بھی زخمی ہوا شاہ طلسم نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اس نمک حرام
و بدخواہ کو ہجوم کر کے گھیر کے گرفتار کر لو یا قتل کر ڈالو بموجب حکم زلزلہ جادو ایک ہزار ساحروں کو
اپنے ہمراہ لے کر عقاب سحر پر سوار ہو کر زمین سے بلند ہو کر سوئے اشتقاق جادو چلا ادھر بحکم
اسیر با توقیر سے بحرین جادو بھی ایک ہزار ساحروں کو ساتھ لے کر تخت سحر پر سوار ہو کر ہمراہ
مدد اشتقاق جادو بروئے ہوا گیا زلزلہ جادو یہ وہ ساحر ہے کہ طلسم بند ہے اس کے سحر سے
زمین طلسم و قلعہ طلسمی کو ہر وقت زلزلہ رہتا ہے اور قلعے کو گردش رہتی ہے اپنے وقت کا سامری
ہے رتبہ اس کا مثل وزیر کے ہے جب یہ ساحر سامنے اشتقاق جادو کے آیا پکارا کہ او اشتقاق جادو
نمک حرام غضب کیا تو نے کہ خداوند سے اپنے منحرف ہو کر شرکت طلسم کشا اختیار کی چند ساحران
نامی و نامور کو تو نے بمیدان قتل کیا اب میں تجھ کو قتل کروں گا یا اسیر کر کے خدمت شاہ
طلسم میں لے جاؤں گا اشتقاق جادو نے جواب دیا کہ او زلزلہ جادو کیا بکتا ہے گو کہ تو ساحر
زبردست ہے لیکن تو مجھے کیا قتل و اسیر کرے گا میں تجھ سے سحر و ساحری میں چنداں پایہ کمی کا نہیں
رکھتا ہوں یہ سنکے زلزلہ جادو کو غصہ آیا ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے
سینہ حریف پر لگایا اشتقاق جادو نے کارد خنجر ناریل پر لگائی ناریل کٹا سحر برطرف ہوا اشتقاق
جادو مسکرایا زلزلہ جادو کو زیادہ غصہ آیا کارد سحر لے کر مع ہزار ساحروں کے آگے بڑھا
پھر حکم دیا کہ اس نمک حرام کو گھیر کر ہر طرف سے سحر کر دیں یہ اس بدکار دہر کا ہونگا ساحران
مذکور بڑھے ادھر سے بحرین جادو ہزار ساحروں کی جمعیت سے بڑھا ہمراہیان زلزلہ جادو نے
اشتقاق جادو پر یکبارگی کثرت سحر کیے ادھر بحرین جادو و ہمراہیان بحرین جادو نے بھی
اپنے حریفوں پر سحر کیے لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ کی صورت پیدا ہوئی اشتقاق جادو بزور سحر
برق بن کر چمک چمک کر اپنے دشمنوں پر گرنے لگا ان کو قتل کرنے لگا زلزلہ جادو بھی لڑنے لگا

ناریل جوٹی دار ساحران لشکر طلسم کشا پر مار کر آتش سحر سے جلانے لگا جانبین سے ساحر قتل و
ہلاک ہونے لگے لاشیں بلندی سے پرے زمین گرنے لگیں یہان تک کہ ہنگام جنگ زلزلہ جادو
پر اشتفاق جادو برق بنکر گرا وہ بزور سحر غرق زمین ہوا اشتفاق جادو بصورت اصلی ہو کر جستجوے
زلزلہ جادو مین ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ زلزلہ جادو نے زمین سے نکل کر کارد سحر لگائی اشتفاق
جادو بھی بزور سحر غرق زمین ہونے لگا مگر کارد کو رشانے پر پڑی شانہ زخمی ہوا اشتفاق جادو
نے زخمی ہو کر اُس کے بھی کارد سحر لگائی ہر چند اُس نے اپنے تئین بچایا لیکن بازو پر اُس کے
زخم کاری آیا اشتفاق جادو نے چاہا کہ پڑھ کر سر اُس کا کارد سحر سے قلم کرکے خدمت صاحبقران
مین لیجائے لیکن شاہ طلسم نے اس حال کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ تمامی سپاہ حملہ ور ہو کر
اشتفاق جادو کو قتل کرے زلزلہ جادو کو بچائے بمجرد حکم ایک لاکھ ساحران سیہ قلب ہمراہ
اپنے سرداروں کے اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے سحر دم کرتے ہوے اسطرح بڑھے کہ
جیسے زور و شور سے سیل آتی ہے ادھر صاحبقران نے بھی اپنے تمامی لشکر کو بڑھنے اور لڑنے کا
حکم دیا اور خود بھی شمشیر آبدار علم کرکے ارادہ بڑھنے کا کیا جب دونون لشکر باہم ملگئے تو
مخاصمت سحر ہونے لگے لڑائی سحر کی ہونے لگی شور و غل ہونے لگا ساحران نابکار سامری و
جمشید کو کبھی سحر تک کو پکارنے لگے بالاے زمین و برے ہوا بھی لڑائی ہونے لگی بادشاہ
طلسم زلزلہ نے یہ جنگ عظیم دیکھکر اپنے لشکر کو زیادہ قتل ہوتے دیکھکر غضبناک ہو کر سوے
آفتاب سحر انگشت سے اشارہ کیا فی الفور ایک شعاع اُس مہر سحر سے موافق اشارہ شاہ
طلسم ایک گروہ ساحران لشکر طلسم کشا کے محیط ہوئی وہ مردان گروہ حلقہ شعلے مہر سحر مین
مبتلا ہوکے یون فریاد و نالہ کرنے لگے کہ حرارت شعلے مہر سحر مانند آتش کے ہمین جلاے دیتی ہے
اس حلقے سے نکل نہین سکتے ہین اے صاحبقران جلد آکر ہماری خبر لیجیے آپ صاحب لوح طلسمی
ہین عکس لوح کا اس حلقے پر ڈالیے اس سحر سے ہمین نجات دیجیے ہم ایسے زبردست ساحر نہین
ہین کہ اس حلقہ شعلے مہر سحر سے نکل سکین یا اس کو دفع کر سکین صاحبقران اُس گروہ
گرفتار کی طرف شمشیر آبدار سے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے ہنوز اُس گروہ تک نہ پہونچے
تھے کہ شاہ طلسم زلزلہ برق بنکر اُسی گروہ ساحران پر گرا سب کو مانند خس جلا کر خاک کر دیا جب
صاحبقران اُس گروہ خاک شدہ تک پہونچے شاہ طلسم زلزلہ طلسم کشا سے خائف ہو کر
عکس لوح طلسمی سے ڈر کر اپنے تخت سحر طلائی پر جو برسر ہوا قائم تھا جا کر بیٹھا امیر با توقیر
اُس گروہ کے ساحران مقتول و خاک شدہ پر افسوس کرکے اُس جانب لڑتے ہوے چلے
جس طرف دشمنون کا نرغہ زیادہ دیکھا شاہ طلسم زلزلہ نے پھر ایک غول کو تجویز کرکے اس آفتاب سحر
کی طرف کچھ پڑھ کر اشارہ کیا بدستور اول ایک چمک مانند برق کے اُس آفتاب سحر سے نکل کر اُس
غول ساحران کے محیط ہوئی وہ ساحران بھی فریاد کنان ہوے صاحبقران اُن کی اعانت
کے واسطے ادھر چلے شاہ طلسم نے برق بنکر اُس غول پر بھی گرکے سب کو جلا دیا جب صاحبقران
لوح طلسمی بدست عکس لوح ڈالتے ہوے قریب پہونچے شاہ طلسم اُسی طرح بلند ہو کر اپنے
تخت طلائی پر قائم ہو کر بلندی سے جنگ مغلوبہ دیکھنے لگا کیونکہ جنگ عظیم ہو رہی تھی
صاحبقران ایک طرف نعرہ کوہ شگاف کرکے شمشیر آبدار سے ساحران لشکر حریف کو

پے در پے قتل کر رہے تھے جو ساحر سامنے قریب آتا تھا اُس پر تلوار لگا کر دو نیم کرتے تھے جو
ساحر سامنے سے بھاگتا تھا اُس پر عکس لوح کا ڈالتے تھے ایک طرف بحالت زنجداری اشتفاق جادو
لڑ رہا تھا ساحران لشکر شاہ طلسم کو گولے فولادی مار کر ہلاک کر رہا تھا ایک سمت حنظل جادو مالک
دربند اول طلسم زلزلہ ناریل چوبی دار سحر دم کرکے بار بار لشکر حریف پر مار کر ہلاک کرتا تھا ایک سمت
بحرین جادو اپنے دریائے سحر میں دشمنوں کو ڈبو رہا تھا ایک غول میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
گولے ماتیمینی کے گولوں کے سحر دم کرکے لگا رہی تھی اُن گولوں سے حریفوں کو قتل و زخمی
کر رہی تھی کسی گروہ میں ملکہ بہار گل پوش جادو تھی وہ گلدستۂ سحر مار مار کر حریفوں کو اپنے
سحر میں مبتلا کرکے اُن کو دیوانہ کرکے اپنا عاشق بنا لیتی تھی اُنہیں سے ساحران لشکر شاہ طلسم کو
قتل کرا رہی تھی کسی جگہ نیرنگ جادو کسی سمت اورنگ جادو کسی جانب بادشاہ لشکر اہل اسلام
شمشیر آبدار سے ساحروں کو دلیرانہ قتل کر رہے تھے اکثر ساحر اُن کی نگہبانی کر رہے تھے ساحروں کی
شر سے اُن کو بچا رہے تھے اسی طرح شاہ طلسم کے ساحران نامی بھی لڑ رہے تھے منتر جادو
ایک سمت تاریخ سحر مار کر کام ساحران لشکر طلسم کشا کا بار بار تمام کرتا تھا کسی سمت غبار جادو
اپنے حریفوں کو ترنج سحر بار بار مار کر خاک میں ملا رہا تھا کسی سمت ہزبر جادو شیرانہ حملہ ور تھا
کاردۂ حربے اپنے دشمنوں کو خاک و خون میں بسر رہا تھا ساریق بن بقا تخت پر بیٹھا ہوا جنگ
مغلوبہ دیکھ رہا تھا اگر کوئی ساحر لشکر طلسم کشا اُس تک پہونچتا تھا وہ نابکار اپنے معین و مددگار کو
برلے اعانت بلاتا تھا وہ ساحر آکر اُس کو ذبح کرتا تھا خنجر ان بھی تماشائے جنگ دیکھ رہا تھا
بار بار مسکراتا تھا دل میں کہتا تھا کہ اگر ہمراہی ساریق بن بقا اختیار نہ کرتا تو یہ کیفیت بیان کی
دیکھنے میں نہ آتی کبھی ساریق بن بقا اپنے ماتحت ساحروں اور اپنے ہمراہی سواروں کو ترغیب جنگ
دیتا تھا صحرائے سبزہ زار میں جنگ مغلوبہ دو رنگ ہو رہی تھی دامن صحرا جانبین کے ساحروں کی
لاشوں سے بھرا ہوا تھا ہر جگہ کشتوں کے انبار لاشوں کے ڈھیر تھے صحرائے سبزہ زار خونریزی
ساحران سے لالہ زار ہو گیا تھا دریائے خون گویا رواں تھا ادنی ساحر بھی جانبین کے موافق اپنی
لیاقت کے ماش سرسوں رائی نیبولے وغیرہ پر سحر دم کرکے اپنے اپنے حریفوں پر مار رہے تھے
شور و غل عظیم بلند تھا دو لاکھ ساحروں میں لڑائی ہو رہی تھی لاشہ پر لاش گر رہی تھی گھبراہٹ
میں بھائی اپنے برادر پر عدو اپنا جان کر کاردۂ سحر مارتا تھا پدر پسر کو قتل کرتا تھا لڑکا اپنے
باپ کو ہلاک کرتا تھا غبار بلند تھا اچھی طرح دکھائی بھی نہ دیتا تھا بالائے زمین بھی اور پر سے
ہوا بھی ساحروں سے لڑائی ہو رہی تھی اسباب حرب ساحر سحر کرکے دمبدم مار رہے تھے ادھر
اپنے دشمنوں کو قتل کر رہے تھے آتش سحر میدان کارزار میں شعلہ ور تھی ابر سحر سے اکثر ساحروں کے
آگ برس رہی تھی سیاہ حریف کے ساحر اپھندا آ کا جل رہے تھے ساحروں کے مرنے سے
دمبدم تاریکی ہو رہی تھی آندھیاں آ رہی تھیں ابر کے ٹکڑے آناً فاناً صدہا جان ہو رہے تھے
بجلیاں چمک رہی تھیں آوازیں رعد کی ایسی آ رہی تھیں ہر سحر کے ہر ایک ساحر مقتول کے نام سے
اس طرح آواز بلند و دردناک کہہ رہے تھے کہ افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من
اثر در جادو یا نام من منتر جادو بود اسی طرح ہزارہا اعلیٰ ادنیٰ ساحروں کے نام لے کر
یہ سحر کی آوازیں دے رہے تھے گو کہ جنگ مغلوبہ بروز روشن ہو رہی تھی مگر چونکہ ایک ایک

لے مین صدہا ساحر اپنے دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوکر مر رہے تھے اُن کے مرگ کی علامتین
ظاہر ہو رہی تھین تاریکی ہر ایک ساحر کے مرنے سے کم و زیادہ ہو رہی تھی بار بار بلکہ آناً فاناً مین
سیکڑون آندھیان مختلف رنگ کی آ رہی تھین غبار اُڑ رہا تھا تاریکی بڑھتی ہی جاتی تھی کم ہوتی تھی
اُس تاریکی سے تاریکی شب گویا مشابہ تھی اکثر ساحرون نے برائے دفع تاریکی مشعلہاے سحر
روشن کی تھین بخشانی سحر کے بکثرت دونون سپاہون مین روشن ہو گئے تھے روشنی مذکور
مین تیغ دوست و دشمن کی ہوتی تھی یہ جنگ عظیم مشلوبہ مفصل کہان تک لکھی جائے کہ طول
ہے اور یہ جزو آخر جلد سوم گلستان باختر کا ہے ابھی مضامین دیگر بھی بطرز اختصار لکھنے منظور ہین
لہذا باین سبب بطور خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے کہ شاہ طلسم زلزل نے چند مرتبہ بدستور رقم الصدر
جانب آفتاب سحر کچھ اسماے سحر پڑھ پڑھ کر ارادہ جس غول یا جس گروہ کا کر کے اشارہ کیا
فوراً مثل برق جہندہ ایک ضو آفتاب مذکور سے نکل کر اُسی گروہ یا غول کے حلقہ زن ہوئی
اُس گروہ مین خواہ ساحران نامی ہون یا غیر نامی ہون حلقہ مذکور سے نکل نہ سکے اور حرارت و
تمازت نیلے آفتاب سحر سے کہ بصورت حلقہ محیط ہو جاتی تھی متاذی ہو کر فریاد کنان ہوے
صاحبقران کشورستان اُسی گروہ مبتلاے سحر کی طرف برائے دفع سحر لپکتے ہوے درمیان
ساحران بدخواہ کو قتل کرتے ہوے گئے جب تک اُس غول تک گئے شاہ طلسم نے برق بنکر
گروہ مذکور پر گر کر جلا دیا پھر خوف مکس لوح و خنجر قتل سے بلند ہو کر اپنے تخت طلائی سحر پر قدم
رکھا امیر با توقیر دیکھتے ہی رہ گئے مکس لوح نہ ڈال سکے نہ اُس کو قتل کر سکے اس حکمت و تدبیر سے
شاہ طلسم نے ساٹھ ستر ہزار ساحرون کو قتل کیا اشتقاق جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھکر شامت
افسوس کیا بعدہٗ پکار کر کہا کہ اے شاہ طلسم زلزل تو عجب طرح کی جنگ کرتا ہے کیسا مرد ہے کہ نامردون کی مانند
کام کرتا ہے طلسم کشا سے بھاگتا ہے دم بھر بھی روبروے طلسم کشا نہین ٹھہرتا ہے اسی بوتے پر
دعوی خداوندی کرتا ہے شاہ طلسم ہو کر ڈرتا ہے اگر مرد میدان ہے تو روبروے طلسم کشا آ
کچھ قدرت اپنی دکھا شاہ طلسم یہ تقریر اُس کی اُس شور و غل مین سنکے اُس کی طرف نظر کر کے
ایسا غضبناک ہوا کہ سوے آفتاب مذکور نظر کر کے اشارہ بجانب وزیر دوم کیا فی الفور بدستور
مذکور ایک برق کی مانند شعاع اُس آفتاب سے نکل کر اشتقاق جادو کے گرد حلقہ زن ہوئی ہر چند
کہ وزیر مذکور نے بزور سحر چاہا کہ برق بن کر اُس حلقے سے نکلے یا غرق زمین ہو کر جان بچائے مگر
ممکن نہ ہوا صاحبقران نے سمت وزیر مذکور مرکب بڑھایا تھا کہ شاہ طلسم برق بنکر اشتقاق جادو
پر بجلی گرا کر تے ہی اُس کو جلا کر معدوم کیا اُس کے مرتے ہی آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا برق بجلی
صداے رعد آئی سنگ باری و برف باری ہوئی پھر اُس کے سحر کے پیرون نے اُسی کے نام سے
پکار کر کہا کہ افسوس شاہ طلسم نے قتل کیا مجھکو کہ نام میرا اشتقاق جادو تھا صاحبقران دین
اشتقاق جادو کو قتل و ہلاک ہوتے ہوے دیکھکر محزون ہو کر مرکب کو جلد بڑھا کر پہونچا اُس
الحلقے مین شاہ طلسم اپنے تخت طلائی سحر پر چلا گیا امیر با توقیر نے نعرہ کر کے باواز بلند کہا کہ
او شاہ طلسم اگر مرد ہے تو سامنے ہمارے آ نامردون کی طرح ہمارے سامنے سے گریزان نہ ہو
شاہ طلسم نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ اے طلسم کشا ہر چند کہ مین نے ہزارہا ساحرون کو قتل کیا
لیکن دل کو خوشی ایسی حاصل نہوئی تھی جیسی خوشی اشتقاق جادو بد انجام کے قتل کرنے سے

حاصل ہوئی ہے ہم مرد میدان نبرد ہیں بزدل نہیں ہیں ہوشیار ہو جا کہ واسطے تیری ہلاکت کے
بجلی آئے ہیں یہ کہتے ہی وہ ساحر برق بنکر سوے فلک گیا تا دیر غائب رہا بعد ازان بصورت برق
کڑک کر صاحبقران پر گرا صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا شاہ طلسم زلزلہ بصورت اصلی
ہوکر روبرو زمین پر گرا صاحبقران کشورستان نعرہ کرکے تیغ فنا نیام سے کھینچکر اُس کی طرف
بڑھے شاہ طلسم نے عمداً بھاگنے اور جان اپنی بچانے میں تامل کیا یہان تک کہ صاحبقران نے
نزدیک تر جاکے نعرہ کرکے تلوار لگائی اُسوقت شاہ طلسم زلزلہ نے کچھ ارادہ بھاگنے کا کیا مگر تلوار
جو سر پر پڑی سر کو کاٹ کر گردن میں مثل قطرۂ آب کے اُتر کر سینۂ پر کینہ میں ہوکر شکم و کمر سے
گذر کر زمین پر پہونچی اس طرح سے دو نیم ہوکے بلند ہوئی لاشہ شاہ طلسم زلزلہ کا زمین پر تڑپ کر
سرد ہو گیا اُس کے مرتے ہی وہ تخت طلائی سحر اور وہ آفتاب سحر معدوم و غائب ہو گیا آثار مرگ
ساحر ظاہر ہوئے یعنی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ فلک پر نمود ہوا برق چمکی صداے رعد آئی اور
برف باری و سنگ باری بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی اور تاریکی دفع ہوئی آواز آئی
کہ افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا ہودسرمست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز
دے کر ہر طرف سے چلے گئے افسران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ نے جو دیکھا اور سنا کہ بادشاہ ہمارا
دست طلسم کشا سے قتل ہو گیا تو بجمعیت سپاہ دلیرانہ آگے بڑھے سحر و ساحری میں مصروف
تھے دشمنوں کو لپنے قتل و ہلاک کر رہے تھے یا بیدل ہوکے پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے
ساریق بن بقا بھی شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی سنگان سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے
شیطان درگاہ میں دیکھا تونے کہ شاہ طلسم زلزلہ مارا گیا اب کیا کرنا چاہیے اُس نے کہا کہ اب میری
رائے یہ ہے کہ تا بلے داری بگریز جان خود را نگاہدار یعنی ازین جا بسلامت جائے دیگر برو
ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ یہی تقدیر ہمنے قبل سے کی تھی یہ کہکر آمادہ بھاگنے پر ہوا
صاحبقران نے جو دیکھا کہ ساحران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ پسپا ہوکر بھاگنے پر آمادہ ہیں اور
شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی بیدل ہوگئے ہیں آواز بلند لیفہ افسران سپاہ کو حکم دیا کہ دلیرانہ
حملہ ور ہوکر اپنے دشمنوں کو قتل کرو چاروں طرف سے گھیر لو بھاگنے نہ دو جلد جلد پیسے ہوکر حریف
مقابلے جانبر نہون حسب الحکم افسران سپاہ خصوصاً حنظل جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گلپوش جادو و حجر بن جادو وغیرہ ساحران نامی نے بجمعیت سپاہ ساحران
بڑھ کر چاروں طرف سے اپنے دشمنوں کو گھیر کر اسباب سحر ہمراہ کرکے ان پر لگانے شروع کیے آتش سحر سے اُن کو
جلانا اور ہلاک کرنا اور دریاے سحر میں ڈبونا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے دلیرانہ
مرکب کو بڑھا کر تخت ساریق بن بقا کے قریب جاکر نعرہ کوہ شگاف کرکے ہاتھ بڑھا کر کمربند ساریق
بن بقا میں ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کرکے تخت سے اُٹھا کر اپنے سر سے بلند کرکے گردش دیکر
کہا کہ اے ساریق بن بقا اب شناخت وحدہ پروردگار عالم و قبول دین اسلام میں کیا کہتا
ہے اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران خداوند ہوکر ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا یہ سنکے
صاحبقران نے غضبناک ہوکر اسے زمین پر ایسا پٹکا کہ اعضا اُسکے سخت درد مند ہوئے ہر چند کہ بحالت
دردمندی اعضا ساریق بن بقا نے ارادہ جانبری قصد اُٹھنے کا کیا مگر صاحبقران نے
مہلت نہ دے کر بضرب شمشیر آبدار اُسکے دو ٹکڑے کیے اسی طرح خواجہ طیفور گردہا نے

سخنگان کو اُٹھا کر سر سے بلند کر کے چیخ دے کر پوچھا کہ اے نابکار شناخت پروردگار عالم مین
کیا کتا ہم اُس نے بھی دین اسلام قبول کرنے اور سجدہ خدا کو کرنے سے انکار کیا خواجہ نے
غضبناک ہو کر تیغ سے اُس کو قتل کیا صاحبقران کشورستان نے ساریق بن لقا کو قتل کر کے
شکر خدا کیا اور فرمایا کہ جو عہد کیا تھا آج مدد خدا سے اُسے ایفا کیا ساریق بن لقا کو تہ تیغ کیا ابھی
صاحبقران یہ کہہ رہے تھے کہ ساحران لشکر شاہ طلسم طالب امان ہوئے شور الامان کا ہر طرف
سے بلند ہوا امیر با توقیر نے آواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی سب نے منظور
کیا اُسوقت حکم صاحبقران سے نقارہ امان دہی پر چوب لگائی گئی ساحران لشکر طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ نے جنگ سے ہاتھ روکا جملہ ساحران نامی جو قتل ہونے سے بچے تھے وہ سب بحالت ادب
دست بستہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر قدم صاحبقران پر گرے صاحبقران نے ہر
ایک کا اُٹھا کر اپنے سینے سے لگایا لطف بے حد کیا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ ساحر مطیع دین اسلام ہوا
خصوصاً زلزلہ جادو جو اپنے وقت کا ساحر تھا اور طلسم بند تھا اور اسی کے سحر سے قلعہ و زمین
طلسم کو زلزلہ ہوتا تھا حاضر خدمت صاحبقران ہوا اور مطیع دین اسلام ہو کر کنجیان خزانہ مال اور
اسباب طلسم کی روبروے امیر با توقیر پیش کر کے عرض کیا مبارک ہو کہ آپ فتحیاب ہوئے
شاہ طلسم مارا گیا صاحبقران کشورستان نے خلعت سرافرازی سے اُس کو سرافراز کیا پھر
وہان سے سب کو ہمراہ لے کر بارگاہ خاص لشکر شاہ طلسم سے کر فرودگاہ سپاہ پر آئے داخل بارگاہ
ہو کر ساحران نامی کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جمع کر کے حسب ایماے بادشاہ لشکر
اہل اسلام حکم دیا کہ چند ساحر سوے انجم حصار جائین اور یہ فرمان ہمارا لیجا کر ہمارے
سرداران سپاہ کو دے کر زبانی بھی یہ کہدین کہ تم سب کو مع تمامی سپاہ صاحبقران و بادشاہ
لشکر اہل اسلام نے طلب کیا ہے طلسم زلزلہ فتح ہوگیا ہے ساحران مذکور حسب الحکم روانہ ہوئے
بعد قطع راہ لشکر مین پہونچے فرمان دیا اور زبانی بھی جو کچھ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا
جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نامہ پڑھ کر اور ساحرون کی زبانی سنکے بہت خوشی حاصل ہوئی
بعدہٗ جملہ سرداران لشکر بتمامی لشکر ہمراہ انھین ساحران کے چلے حال ان کا آئندہ لکھا جائیگا
بعد روانہ ہونے ساحران مذکور کے صاحبقران نے حکم جشن خوشی فتح طلسم زلزلہ کا دیا
اور فرمایا کہ میدان جنگ سے لاشین اٹھا کر دفن کی جائین اور شمار کیا جائے کہ ہمارے لشکر
کے اور شاہ طلسم زلزلہ کی سپاہ کے کس قدر ساحر کام آئے حسب الحکم اکثر ساحر اسباب و سامان
جشن کے فراہم کرنے مین مصروف ہوئے بہت سے ساحر واسطے دفن کرنے ساحران مقتول
کے سوے جنگاہ گئے جب انھون نے لاشون کو میدان جنگ سے اٹھا کر بڑے بڑے گڑھون مین
ڈال کر شمار کر کے دفن کیا تو معلوم ہوا کہ اسی ہزار ساحر لشکر شاہ طلسم زلزلہ کے قتل ہوئے
اور پچاس ہزار ساحر سپاہ صاحبقران کے جنگ مین کام آئے صاحبقران تعداد کشتگان
سنکے متاسف ہوئے فرمایا کہ بر گشت دوران ہوا بعد اس کے امیر با توقیر نے حکم دیا کہ نقارہ ہاے
خوشی فتح طلسم زلزلہ بجائے جائین خوشی ظاہر کی جائے بمجرد حکم نقارون پر نقارہ نوازون نے
چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی چونکہ یہ جنگ عظیم علی الصباح سے تا بہ غروب آفتاب ہوئی تھی
جملہ ساحران باقی ماندہ خستہ و زخمی تھے بزم عشرت ہنگام شب آراستہ کی گئی ہر ایک اعلیٰ ادنی

ساحر اپنے فرش خواب پر بیہوش و غافل ہوکر بے خوف و خطر ہوکر سویا واسطے نگہبانی لشکر
کے بھی کوئی سردار مع اکثر ساحرون کے بیدار نہ رہا کیونکہ کچھ اندیشہ نہ تھا شاہ طلسم قتل ہوچکا
تھا طلسم زلزلہ فتح ہوچکا تھا کوئی دشمن باقی نہ رہا تھا مگر صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام
و تمامی ساحران اعلیٰ ادنیٰ موجود وہ اس راز سے آگاہ نہ تھے کہ شاہ طلسم نے جنگ مغلوبہ
بے رنگ دیکھکر فتح سے ناامید ہوکے ہزارہا اپنے دشمنون کو قتل کرکے دھوکا دیا ہے شبیہ
اپنی قتل کرائی ہے دراصل خود قتل نہین ہوا ہے جنگاہ سے جس جگہ اُسے جانا منظور تھا تنہا چلا گیا
ہے ارادہ بدی کا رکھتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ بعد تنے میدان جنگ سے بحالت خستگی سب اعلیٰ ادنیٰ
ساحر وغیرہ ساحر سو رہے تھے کہ بعد نصف شب شاہ طلسم زلزلہ قریب فرودگاہ سپاہ طلسم کشا آیا
دیکھا کہ سب اہل لشکر غافل سو رہے ہین کوئی سپاہی وغیرہ ساحر بیدار نہین ہے یہ دیکھکر خوش ہوکر ایک
ترنج پر اسماے سحر دم کرکے سوے صحرا ترنج مذکور کو پھینکا وہ دور جاکر شق ہوا شعلے اور دھوان پیدا
ہوا بعد تھوڑی دیر کے اسی جانب سے ایک لاکھ پتلے سحر کے تلوارین ہاتھون مین لیے ہوے پیدا ہوے
ہمراہ اُن کے بہت سے پتلے مشعلہاے سحر و پنجشاخے ہاتھون مین لیے ہوے تھے وہ سب پتلے
روبروے شاہ طلسم زلزلہ آکر بزبان فصیح گویا ہوے کہ اے شہنشاہ اسوقت ہمین کیون یاد
کیا ہے کس دشمن قوی سے مقابلہ کرانا منظور ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ دیکھو وہ لشکر
ہمارے دشمن کا پڑا ہے ہر ایک لشکری سو رہا ہے یکبارگی ان پر حملہ ور ہوکے قتل کرو سب نے
عرض کیا کہ ہمین بجا آوری حکم مین کچھ عذر نہین ہے ابھی جاکر شہنشاہ کے دشمنون کو قتل کرتے ہین
یہ کہکر وہ ایک لاکھ سحر کے پتلے یکبارگی لشکر صاحبقران پر گرکے ساحران خفتہ کو تلوارون سے
قتل کرنے لگے جب اکثر ساحر قتل ہوچکے کچھ ساحر بیدار ہوے اُنھون نے یہ رنگ دیکھکر
اہل لشکر جو ہوشیار نہ تھے ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ بلاے ناگہانی کہان سے آئی ہے جانین اپنی بچاؤ
ان کو دفع کرو ساحر گھبرا گھبرا کر بسترون سے اُٹھنے لگے اسباب سحر کی تلاش کرنے لگے بہت سے
بزور سحر غرق زمین ہوگئے زلزلہ جادو و بجرین جادو و حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحرساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ ساحران نامی بیدار ہوکے گولے فولادی او
ترنج و نارنج ناریل چوبی دار گلدستہ سحر وغیرہ اسباب حربہ سحر دم کرکے ان پر مارنے لگے
شور و غل فریاد و نالہ زخمیون کا بلند ہوا صاحبقران بیدار ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام
سب جاگ گئے فی الفور بارگاہون سے باہر آکر دیکھا تو عجب جنگ عظیم ہوتی نظر آئی آخر باضطراب لگا
صاحبقران جلد اسی لباس شب خوابی سے مرکب پر سوار ہوکر لوح طلسمی گلے مین ڈال کر اور
شمشیر آبدار دست قوی مین علم کرکے نعرہ کوہ شگاف کرکے ان پتلون پر گرے جس پتلے پر
تلوار لگائی کارگر نہوئی آخر لوح طلسمی کو روشنی مین دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا یہ پتلے
سحر شاہ طلسم کے ہین شاہ طلسم ابھی زندہ ہے قتل نہین ہوا ہے اُس نے ہم شبیہ کو اپنے قتل
کرایا ہے ان پتلون پر عکس لوح ڈال پھر تلوار لگانا معدوم ہوجائینگے صاحبقران
نے ہدایت لوح پر عمل کیا بہت سے پتلے عکس لوح سے معدوم ہوگئے بادشاہ لشکر اہل اسلام و
جملہ ساحران اعلیٰ وغیرہ نے ہرچند کوشش اُن پتلون کے قتل کرنے کی کی مگر کوئی پتلا کسی سے
سحر یا تلوار سے قتل نہوا کیونکہ وہ سب پتلے شاہ طلسم کے بنائے ہوے تھے انہین کون ساحر قتل کرسکتا

سوا ہے طلسم کشا کے غرضکہ دو ساعت تک لڑائی ہوئی اُن پتلون نے ہزارہا ساحران لشکر طلسم کشا کو
قتل کر ڈالا قریب صبح شاہ طلسم نے خود اپنے سحر کو دفع کرکے اُن پتلون کو معدوم کرکے ایک سمت کا
راستہ لیا تخت سحر پر سوار ہو کے چلا گیا اس اثنا مین سحر دفع ہوا صاحبقران نے لاشون کو
دفن کرایا تعداد اُن کی جو دریافت کی تو معلوم ہوا کہ تیس ہزار ساحر قتل ہوے صاحبقران کو رنج
عظیم ہوا بعدہٗ بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام مین ساحران نامی کو جمع کرکے زلزلہ جادو وغیرہ
سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے ظاہر کیا تھا کہ شاہ طلسم قتل ہوا اور ہمکو بھی یقین تھا کہ ہمارے ہاتھ سے
ہنگام جنگ مارا گیا لیکن وہ ابھی تک زندہ ہے شب گذشتہ یہان آکر اپنے سحر کے پتلون سے تیس ہزار
ساحر ہمارے لشکر کے قتل کرا کے بعدہٗ کہین چلا گیا لہذا تم سب سے کہا جاتا ہے کہ شاہ طلسم کی تلاش
کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم تو حکم کی تعمیل کرینگے اُس کی تلاش کرینگے مگر آپ صاحب لوح طلسمی
ہین لوح مین دیکھیے صاحبقران نے لوح کو بہت دریافت جاے سکونت شاہ طلسم دیکھی
لوح نے کچھ ہدایت نہ کی کیونکہ لوح طلسمی تو سرحد زمین طلسم تک کی ہدایت کر سکتی ہے بیرون سرحد
طلسم سے اُس کو تعلق نہین ہے بیرون طلسم کی ہدایت کرتی ہے صاحبقران نے ساحران نامی
سے کہا کہ اس مقدمے مین لوح طلسمی کچھ ہدایت نہین کرتی ہے تم سب تلاش مسکن شاہ طلسم کرو
چنانچہ چند ساحر روانہ ہوے بعد فکر و جستجوے بسیار ہنگام قریب شام آکر عرض کیا کہ ہمنے بہت
ڈھونڈا مگر شاہ طلسم کو کہین نہ پایا امیر با توقیر نے کہا کہ آج وہ نابکار عجب نہین کہ پھر آئے لہذا لازم
ہو کہ اکثر ساحر ہمارے لشکر مین ہوشیار و خبردار رہین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ آج کی شب
مین حفاظت لشکر کرون گی جب زمانہ شب کا آیا ملکہ موصوفہ نے بدستور مرقوم پتلے سحر کے ہوا سے
طلب کیے ایک لاکھ پتلے سحر کے شعلہاے سحر لیے ہوے دوسرے ہاتھ مین تلوار علم کیے ہوے
پیدا ہوے قریب ملکہ آکر اُن پتلون نے پوچھا کہ اے ملکہ تمنے ہمین کیون طلب کیا ہے جواب دیا کہ
ہمارے اس لشکر کی آج کی شب حفاظت کرو اور جو دشمن ہمارا ادھر آئے اُسے قتل کرو سبہنے
منظور کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ اکثر ساحران نامی وغیرہ بیدار رہے پتلے ایستادہ
رہے جب نصف شب کا وقت آیا شاہ طلسم زلزلہ بدستور شب گذشتہ سامنے فرودگاہ سپاہ
صاحبقران کے آیا دیکھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحر خبردار و ہوشیار ہین لشکر کی
حفاظت و نگہبانی مین مصروف ہین پتلے سحر کے ایک لاکھ تلوارین علم کیے مشعلہاے سحر ہاتھون مین
لیے ایستادہ و آمادہ جنگ ہین یہ انتظام دیکھکر شاہ طلسم کو نہایت غصہ آیا عالم غیظ مین بدستور سحر
بطور شب گذشتہ پتلے ایک لاکھ سنہری روپہلی و شنگرفی سمت حوالات پیدا کیے پتلون کو حکم دیا
کہ جو لشکر سامنے پڑا ہے اسی لشکر پر حملہ کرکے اہل لشکر کو تہ تیغ کر دو وے پتلے حسب الحکم حملہ ور ہوے
ادھر سے ملکہ دبدبہ سحر ساز کے حکم سے سحر کے پتلے اُن کے مقابلے کو بڑھے جو ساحر بیدار تھے
وہ بھی اسباب حرب درست کرکے برائے جنگ آگے بڑھے جو ساحر وغیرہ ساحر سو رہے تھے وہ بھی
بیدار ہو کر واسطے لڑنے کے آگے بڑھے صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی جلد مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہو کر برائے جنگ و جدال ہمراہ ساحران سپاہ فرودگاہ لشکر سے
آگے روانہ ہوے ہنوز تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دونون جانب کے سحر کے پتلے باہم مل گئے تلوار
چلنے لگی پتلے شاہ طلسم کے سحر کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے سحر کے پتلون کو تلوارین لگنے لگے

یہ پتلے بھی ان پر وار کرنے لگے ساحران نامی وغیر نامی بھی اسباب سحر پر سحر دم کر کے شاہ طلسم
کے پتلون پر مارنے لگے لیکن وہ پتلے تاریخ ترنج کو نے فولادی تاریل سحر کے اپنے سینون پر
روکنے لگے صاحبقران عکس لوح طلسمی سے ان پتلون کو نیست و نابود کرنے لگے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی سخت لڑائی ہونے لگی ساحران نامی وغیر نامی ہاتھ سے پتلون کے قتل ہونے لگے اور
علامتین ان کے مرنے کی ظاہر ہونے لگین آندھیان کہنے لگین ابر کے ٹکڑے سمت فلک
و مبدم آنے لگے برق چمکنے لگی صداے رعد بار بار آنے لگی پیر سحر کے ساحران مقتول کے انھین
نام سے آوازین دینے لگے ایسی حالت جنگ مین شاہ طلسم غضبناک ہو کے برق بزور سحر بن کر
سوے فلک جا کر کڑک کر اس طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحرون پر گرا کہ مع ملکہ مذکورہ
بہت سے ساحرون کو جلا کر جلا کر ہلاک کر دیا جب صاحبقران اسکی جانب نعرہ کر کے عکس لوح کا
ڈالنے کے واسطے اور تیغ فنا سے قتل کرنے کے لیے گئے بڑھے شاہ طلسم کہ برق بنا ہوا تھا
زمین سے سوے فلک جا کر اپنے سحر کو دفع کر کے پتلون کو معدوم کر کے آخر شب کے وقت
میدان جنگ سے چلا گیا بعد جانے شاہ طلسم کے کوئی پتلا سحر کا نظر نہ آیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کے مرتے ہی وہ سب پتلے غائب ہو گئے آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا برق چمکی صداے رعد
آئی پھر مطلع صاف ہوا ملکہ کے سحر کے پیرون نے اسی کے نام سے یون پکار کر کہا کہ افسوس
مر دیم و قتل شدیم کہ نام من ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بود بعد آنے آواز مذکور کے روشنی مین
صاحبقران نے دیکھا کہ بہت سے ساحران نامی اور کئی ہزار ساحران غیر نامی قتل ہوے ہین
لاشے ان کے اکثر جلے ہوے پڑے ہین ساحران نامی سے زلزلہ جادو و حنظل جادو و بحر تن
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو زندہ ہین اور غیر ساحرون سے دو چار ہزار ساحر باقی ہین یہ حال
دیکھ کر صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سخت رنج ہوا خصوصًا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کا ملال مرگ ہوا ملکہ بہار گل پوش جادو اپنی نانی کے ہلاک ہونے سے بہت گریان ہوئی اس
اثناے مین صبح ہوئی خواجہ طیفور گر دیا و صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بعد وضو
نماز سحر پڑھی پھر حکم صاحبقران سے سب لاشے ساحران مقتول کے اٹھا لیے گئے صاحبقران
نے بارگاہ مین روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام ساحران نامی مذکور الصدر کو جمع کر کے پوچھا کہ
کیا تدبیر کی جائے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہو اور جاے قیام اس کا معلوم ہو سب نے عرض کیا
کہ اس مقدمے مین ہم کچھ عرض کر نہین سکتے ہین خواجہ طیفور گر دیا نے عرض کیا کہ آپ کے بازو پر
جس فقیر صاحب کمال کا تعویذ دیا ہوا بندھا ہے اسی درویش کو پھر طلب کر کے اس سے حال شاہ
طلسم دریافت فرمایے غالبًا اس درویش سے حال شاہ طلسم معلوم ہو جائے گا امیر با توقیر نے
راے خواجہ کی پسند کر کے تعویذ کو بازو سے کھول کر حرارت آتش اس تک پہونچائی فی الفور
وہ درویش صاحب کمال موجود ہوا صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا امیر با توقیر
نے بتعظیم و تکریم اس کو اپنے پاس بٹھایا اس نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیون طلب کیا ہے کیا
مطلب ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ شاہ طلسم زلزلہ اپنی حد طلسم سے بھاگ کر کہین چلا گیا ہے
ہم چاہتے ہین کہ اس کے مقام قیام سے آگاہ ہو کر وہان جا کر اس کو قتل کرین درویش موصوف
نے جواب دیا کہ مین تو حال جاے سکونت شاہ طلسم زلزلہ آپ کو بتا نہین سکتا لیکن اگر آپ یا خواجہ

ہمارے مرشد تک جائیں تو البتہ وہ بتا دیں گے مگر اُن کے پاس جانا دشوار ہے بلکہ کوئی بھی نہیں
جا سکتا کیونکہ وہ تارک دنیا ہو کر ایک صحرا میں زیر زمین تہ خانے میں رہتے ہیں اور بزور علم نورانی در تہ خانہ
نظر خلائق سے نہاں ہے ایسا حصار ہے کہ وہاں تک کوئی جا نہیں سکتا ہے اگرچہ کیسا ہی شجاع و بہادر
و عیار و مکار ہو صاحبقران کشورستان نے پوچھا کہ کوئی بھی ایسی تدبیر و حکمت ہے کہ آپ کے
مرشد تک رسائی ہو سکے درویش نے جواب دیا کہ ہاں ایک تدبیر ہے مگر ہمارے مرشد ہم سے ناراض و
ناخوش ہونگے اگر اُس تدبیر سے آپ کی یا اور کسی کی رسائی وہاں تک کی جائے صاحبقران
نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہیں اور آپ بھی مسلمان ہیں ایک کافر و مردود خدا کی تلاش
کے واسطے اور اُس کے حال کے دریافت کرنے کے لیے اگر مرشد آپ کے آپ سے کچھ ناخوش
بھی ہونگے تو ہوں آپ کو لازم ہے کہ ایسے حال میں ہماری مطلب برآری کے باب میں کوشش کیجیے
کیونکہ یہ کار خیر ہے دو راتیں گذری ہیں کہ شاہ طلسم نے راتوں کی تاریکی میں آکر ہزارہا بندگان خدا
کو سوتے میں قتل کیا ہے دیکھیے شب گذشتہ کے ساحران مقتول ابھی تک پڑے ہیں بہت سے
دفن کیے گئے ہیں ہزارہا جل کر خاک ہو گئے ہیں یہ تقریر صاحبقران کی سنکے درویش نے مجبور ہو کے
کہا کہ اچھا کوئی شخص ہمارے ساتھ چلے ہم مقام عبادت مرشد بتا دینگے شاید اور بجز ہمارے کوئی
حال عبادت گاہ مرشد سے آگاہ نہیں ہے کیونکہ ایک انگشتری عطیہ مرشد موصوف میرے پاس ہے
خاصیت اُس انگشتری کی یہ ہے کہ جس کے پاس ہو وہ اُس صحرا میں جا کر انگشتری مذکور کو زمین پر
ڈال دے فی الفور دروازہ راہ تہ خانہ کا نظر آئے گا پھر اُس انگوٹھی کو انگشت میں پہنکر اندر تہ خانے
کے جائے مرشد سے سامنا ہو جائے گا پھر جو کچھ کہنا ہو یا پوچھنا ہو اُن سے کہے یا دریافت کر لے
خواجہ طیفور گرد با نے کہا کہ آپ مجکو اپنے ہمراہ اُس صحرا تک لے چلیں میں اُن سے جا کر حال شاہ
طلسم دریافت کروں گا درویش مذکور نے منظور کیا پھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
سے رخصت ہو کر خواجہ کو اپنے ساتھ لیکر جانب عبادت گاہ مرشد مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ
اُس صحرا میں پہونچا انگشتری مذکور انگشت سے نکال کر زمین پر ڈالدی فوراً در حصار و تہ خانہ
نظر آیا درویش موصوف نے خواجہ سے کہا کہ اس انگشتری کو پہن کر اسی دروازے سے
تہ خانے میں جاؤ کچھ خوف نہ کرنا ہمارے مرشد سے ضرور ملو گے ہم اسی جگہ ٹھیرے ہیں جب تک تم
یہاں نہ آؤ گے ہم کہیں نہ جائیں گے خواجہ نے اُس درویش کے کہنے پر عمل کیا اندر تہ خانے کے
قدم رکھا انگشتری مذکور کے نگینے سے ایسی روشنی پیدا ہوئی کہ تاریکی تہ خانہ دور ہو گئی تھوڑی
راہ طے کر کے دور سے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس پہنے ہوئے سجادہ عبادت پر
بیٹھے ہیں تسبیح ہاتھ میں ہے ذکر خدا میں مشغول ہیں پیشانی پر اُن کی نشان سجدہ ہے تہ خانہ بہت وسیع
ہے سامنے اُن کے ایک شخص بیٹھا ہے غور کر کے جو دیکھا تو معلوم ہوا شاہ طلسم زرد لہو ہے دیکھ کے آگے بڑھکر قریب درویش کے جا کر بطریق
اہل اسلام سلام کیا مرد بزرگ موصوف نے جواب سلام دے کر از حد متحیر ہو کر پوچھا کہ اے
بندۂ خدا تو کون ہے صورت تیری عجب مہیب ہے لباس تیرا بھی عجیب و غریب ہے جائے حیرت ہے
کہ ہمارے عمل کے حصار میں تو چلا آیا سچ کہہ نام تیرا کیا ہے کس واسطے یہاں آیا ہے چونکہ خواجہ
طیفور گرد با نے اپنی صورت نہایت مہیب بنائی تھی اور ایسا لباس پہنا تھا کہ دم بدم متغیر
دیتا تھا اور رنگ بدلتا تھا اس سبب سے سوچ کر جواب دیا کہ اے درویش منیر القلب

آگاہ ہو کہ میں ملک الموت ہوں جہاں جانے کا ارادہ کرتا ہوں کوئی مجکو روک نہیں سکتا قلعہ یا
حصار ہو دریا ہو یا آتش ہو بر ہو یا بحر ہو ہر جگہ جا سکتا ہوں اور قبض روح کر کے سوے فلک
چلا جاتا ہوں کوئی میرا سدراہ ہو نہیں سکتا میں کسی سے نہیں ڈرتا بادشاہ ہو یا درویش ہو یا
پہلوان ہو دیو ہو یا جن ہو کسی سے مجکو خوف نہیں نہ کسی اجل رسیدہ پر مجھے رحم آتا ہی لڑکوں کو
یتیم کرتا ہوں عورتوں کو بیوہ کر دیتا ہوں والدین کو بے اولاد کرتا ہوں درویش منیر القلب
نے پوچھا کہ یہاں جو آپ آئے ہیں تو کس کی روح قبض کیجیے گا میری روح یا جسکو میں نے پناہ
دی ہی ملک الموت نقلی نے باشارہ انگشت کہا کہ یہ شخص جو آپ کے قریب بیٹھا ہی اس کی روح کے
قبض کرنے کو آیا ہوں زندگی اس کی آخر ہو چکی ہی یہ کہکے بنظر تند و تیز دیکھا شاہ طلسم زلزلہ کہ جو جگاہ
سے بھاگ کر طالب پناہ ہوا تھا درویش موصوف نے پناہ دی تھی یہ سخن ملک الموت نقلی کا
سنکے تھرانے لگا خوف سے بند بند لرزنے لگا چونکہ داخل حصار درویش منیر القلب تھا سوجھ
بوجھ بھی بھولا ہوا تھا لاکھ چاہا مگر بھاگ نہ سکا نہ جگہ سے ہلا ن ہو سکا مجبور ہو کے بصد عجز و
عاجزی دست بستہ گویا ہوا کہ اے ملک الموت میرے حال پر رحم کر و قبض روح میری نکرو خود ہی
صد مئہ و غم سے بیجان ہوں طلسم زلزلہ میرا تباہ و برباد ہو گیا ہی ہزارہا ساحر قتل ہو گئے ہیں طلسم کشا
کے خوف سے بھاگ کر یہاں آکر چھپ کر بیٹھا ہوں گو اسوقت تہی دست ہوں مگر شہنشاہ ہوں
زر و جواہر و خزانہ مدفون رکھتا ہوں بعوض نہ قبض کرنے روح کے زر و جواہر دیتا ہوں رقعہ دستخطی
لکھے دیتا ہوں آپ جا کر میرے خزانے سے جو زیر زمین ہی لے لیجیے ملک الموت مذکور نے کچھ
سوچ کر کہا کہ اچھا لکھدے کسقدر زر و جواہر دے گا اور نشان زر و جواہر بھی تحریر کر دے
صدقہ جان کا مال ہی خیر رد بلا ہو جائے گی قبض روح بالفعل تیری نکی جائے گی یہ سنکے شاہ طلسم
نے جلد قلم و کاغذ قلمدان سے لے کر لکھدیا چار صندوقچے پُر از جواہر جو ہمارے قصر زنگاری میں
قریب شہ نشین دفن ہیں بعوض نہ روح قبض کرنے کے بخوشی دیے ہیں ملک الموت جا کر
لے لیں اور اسی قصر میں درمیان صحن ایک چبوترہ ہی اُس کے نیچے تہخانہ ہی اُس میں خزانہ ہی وہ بھی
ہبہ دیا یہ عبارت لکھکر کاغذ ملک الموت کو دیا اور کہا کہ بڑا آپ نے احسان کیا کہ میرے حال پر
رحم کیا قبض روح نہ کی درویش منیر القلب نے جو یہ تقریر ملک الموت اور شاہ طلسم زلزلہ کی
سنی کہ بعوض زر و جواہر قبض روح موقوف رکھی گئی نہایت حیرت ہوئی دل میں خیال کیا کہ
یہ ملک الموت نہیں ہی اگر ملک الموت دراصل ہوتے تو رشوت نہ لیتے یہ باتیں دل میں کر کے
سر جھکا کر اپنی کرامت و کشف سے دریافت کیا کہ یہ خواجہ طیفور گردیا عیار نامدار صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ ہیں جو عیاری و مکاری اپنے تئیں ملک الموت ظاہر کرتے ہیں جب حال
بعد دریافت معلوم ہوا تو ہنسکر خواجہ سے کہا کہ خوب ملک الموت بنکر یہاں آئے اب تو آپ کے
نام سے بعد فکر آگاہی ہوئی بڑی جسارت کی کہ ہم تک پہونچے یقین ہی کہ درویش نحیف صحرا نشین
ہمارے مرید نے آپ کو یہاں تک پہونچایا ہی وہی ہمارے حال سے آگاہ ہی اکثر یہاں تمہارے پاس
اُس کے ہاتھ کی دی ہوئی ایک انگوشتری ہی خواجہ نے کہا کہ آپ نے مجھے پہچان لیا اب امیدوار ہوں
کہ شاہ طلسم کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ اس کو قتل کر دوں منیر القلب نے جواب دیا کہ اے
خواجہ یہ خلاف مروت ہی کہ جس کو ہم پناہ دیں اُسی کو اُس کے دشمن کے حوالے کر دیں ہم

شاہ طلسم زلزلہ کی زمین طلسم کے برابر مسکن گزین ہیں یہ جیسے آگاہ تھا بامید اعانت و پناہ بھاگ کر
ہمارے پاس آیا ہی اس کو تو کبھی ہم تمہارے حوالے نہ کرینگے خواجہ نے کہا کہ میں تو ضرور اس کو
پکڑ کر یہاں سے لے جاؤنگا رقعہ اور تیرہ روپیے کا جو لکھوا لیا ہی وہ بھی جا کر لونگا درویش مذکور
نے برہم ہو کر کہا کہ ابھی تک تو ہم تیری تقصیر کرتے تھے اب بہ درشتی کہتے ہیں کہ کیا مجال تمہاری
جو تم شاہ طلسم کو یہاں سے لے جاؤ خواجہ نے کہا کہ دیکھیے میں ابھی شاہ طلسم زلزلہ کا نام و نشان نہیں
رکھتا ہوں یہ کہکر وہ بال ارجانیس کا جو بازو پر بندھا تھا اُس کو گرمی اپنے دہن کی پہونچائی چونکہ عکس
لگا ہوا تھا ارجانیس خبیث فی الفور موجود ہو کر خواجہ سے گویا ہوا کہ تمنے مجھے کیوں بلایا ہی خواجہ
نے شاہ طلسم کو دکھا کر کہا کہ اس نابکار کو کھا لے اسی واسطے تجکو بلایا ہی خبیث مذکور جانب شاہ طلسم
بڑھا ہو دسر مست جادو چلایا کہ اے درویش منیر القلب مجکو بچائیے یہ بلا میری طرف آتی ہی
درویش مذکور نے غضبناک ہو کر چند سنگریزے زمین سے اٹھا کر کچھ آیات و اسماے الٰہی پڑھکر
ان پر دم کر کے وہی سنگریزے خبیث مذکور پر مارے خواجہ نے دیکھا کہ وہ خبیث جل کر ہمہ تن شعلہ
ہو کر نالہ و فریاد کر کے ایک دم میں نیست و نابود ہو گیا درویش مذکور الصد سے کہا کہ اے خواجہ
بس اسی شیطان خصال خبیث کے بھروسے پر تجکو غرور تھا دیکھا تمنے کہ ہمنے اُس کو کیونکر جلا دیا اب بھی
اگر کسی طرح ممکن ہو تو شاہ طلسم کو ہمارے روبرو مزہ پہونچاؤ یا اس کو لے جاؤ ورنہ یہاں سے
ابھی چلے جاؤ اگر ہمارے کہنے کے خلاف عمل کروگے تو پچھتاؤگے ایک دم میں تمکو بھی نیست نابود
کر دونگا کیا تم مجکو ایسا ویسا درویش جانتے ہو معبود حقیقی نے میری زبان میں اثر دیا ہے
میرے یہاں سے شاہ طلسم کو لے جانا غیر ممکن ہی ہاں ہمارے پاس سے جب یہ چلا جائے اُسوقت
تمکو اختیار ہی چاہو اس کو قتل کرو یا اسیر کرو خواجہ درویش مذکور کو غضبناک دیکھکر تقریر اُس کی
سنکے مصلحت وقت دیکھکر وہان سے بیرون تھانہ صحرا میں آئے پھر جال الیاسی زنبیل سے
نکال کر دروازہ تھانہ پر بچھا کر ایک گوشے میں بیٹھے درویش صحرا نشین سے تمام حال بیان کیا
اُس نے کہا کہ اے خواجہ خوب ہوا کہ آپ چلے آئے ورنہ ہمارے مرشد کو غصہ آگیا تھا وہ ضرور
بہ بدی آپ سے پیش آتے خواجہ مع اُس مرید کے بیٹھے رہے جب وقت نصف شب کا آیا شاہ طلسم
زلزلہ باین نیت کہ جا کر باقی ماندہ لشکر طلسم کشا کو قتل کروں اور ممکن ہو تو لوح طلسمی بھی حالت
خواب میں لے لوں طلسم کشا کے اور اُس کو اسیر کروں دروازہ تھانہ و در حصار سے نکلا چونکہ
جال الیاسی بچھا ہوا تھا جال میں اُلجھا خواجہ نے جال کو کھینچا شاہ طلسم زلزلہ جال میں مثل ماہی کے
پھنس گیا سحر ہر چند یاد کیا لیکن یاد نہ آیا مجبور ہو کر اسیر دام مذکور رہا خواجہ نے شاہ طلسم کو
مع جال الیاسی اٹھا کر اپنے دوش پر رکھا اور ہمراہ اُسی درویش کے وہاں سے طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوئے بعد قطع راہ ہنگام صبح خواجہ اپنے لشکر میں پہونچے درویش مذکور انگشتری اپنی
لیکر سوے صحرا گیا صاحبقران نے نماز صبح سے فراغت حاصل کی تھی کہ خواجہ نے شاہ طلسم زلزلہ
کو روبرو رکھا امیر با توقیر اُس کی اسیری سے بہت خوش ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ ساحر بھی
شادمان ہوئے سب نے خواجہ کی بہت ثنا کی پھر سوزن زبان میں دے کر شاہ طلسم کو جال الیاسی
سے نکال کر ستون بارگاہ میں باندھا صاحبقران نے ہدایت دین اسلام کی اُس نے مسلمان ہونے سے
انکار کیا صاحبقران نے غضبناک ہو کر تیغہ قضا سے اُسے قتل کیا جبکہ وہ مر گیا جسقدر اُسکے حربے

اشیلے ومکانات وغیرہ جتنے تھے سب معدوم ہوے ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن مثل شب تار ہوگیا ابر
فلک پر آیا ایسی بجلی چمکی اور کڑکی کہ پناہ بذات خدا تا دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہ مطلع صاف ہوا برف باری و
سنگباری موقوف ہوئی اُسکے سحر کے بیرون نے اُسکے نام سے یون پکار کر کہا کہ قتل کیا مجھکو طلسم کشا نے
کہ نام میرا ہوا سرمست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز دیگر بیر سحر کے نالان وگریان
ایک سمت چلے گئے زلزلہ جادو وحنظل جادو وغیرہ نے عرض کیا مبارک ہو کہ اب یقینا شاہ طلسم زلزلہ
قتل ہوا طلسم زلزلہ فتح تمام وکمال ہوا اب یہان سے سوے قلعہ تشریف لیے چلیے تمام مال واسباب
طلسمی اور زر وجواہر ممتاز اپنے قبضے مین کیجیے اور فتح طلسم کا جشن بھی ضرور کیجیے ابھی زلزلہ جادو
یہ کہہ رہا تھا کہ از پردہ بیابان گردے برخاست گردے تیرہ وتیرہ وسر گرد با سمان رسیدہ جملہ ساحر جانب گرد
غبار دیکھکر متردد ہوے یکایک دامن گرد ہولے سے پارہ پارہ ہوا اور ایک نشان لشکر صاحبقران نمود ہوا
بادشاہ لشکر اہل اسلام صاحبقران عالی مقام اپنے لشکر کو آتے ہوے دیکھکر خوش ہوے تھوڑی دیر مین
تمام اہل لشکر قریب آئے جملہ سرداران سپاہ نے صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بصد خوشی و
بادب سلام کیا صاحبقران ہر ایک سردار لشکر سے بہزار خوشی ملے بارگاہ مین گنجایش نہ دیکھکر بارگاہ
سلیمانی کے ایستادہ کرنے کا حکم دیا جب وہ بارگاہ ایستادہ و برپا ہوئی بادشاہ لشکر اسلام تخت پر
رونق افروز ہوے صاحبقران اپنے دنگل پر بیٹھے جملہ سرداران سپاہ بھی اپنے اپنے مرتبے کے موافق
دنگلون پر بیٹھے سرداران لشکر نے فتح طلسم کی حقیقت دریافت کی صاحبقران نے تمام حال اول سے
آخر تک بیان کیا سب کو خوشی ہوئی پھر ارباب نشاط طلب کیے بقولے بارگاہ سلیمانی مین جشن ہوا اور
بقولے بارگاہ دیگر مین سات روز تک بہار جشن ہوا ارباب نشاط نے رقص ونغمہ کیا مبارکباد
فتح طلسم کی بعض ارباب نشاط نے گائی بعد سات روز کے جشن موقوف ہوا صاحبقران کشورستان مع
بادشاہ لشکر اہل اسلام وتمامی سرداران لشکر وکلا اہل لشکر اُس جگہ سے ہمراہ زلزلہ جادو وغیرہ کے
جانب قلعہ زلزلہ روانہ ہوے جب وہان پہونچے تمام مال واسباب بیش بہا ونفیس نادر ونایاب زمانہ کہ جو تھا
قلعے سے اپنے تحت مین کیا حسب وعدہ خواجہ نیلوفر گر دیا کو نصف مال اور جو سوا اُسکے اقرار کیا تھا دیا اور
وہان کا بادشاہ زلزلہ جادو کو کیا اور وزیر اُسکا حنظل جادو کو مقرر کیا ملکہ بہار گلپوش جادو وبحرین جادو
وغیرہ کو بھی عہدے جلیل وخلعت وانعام کثیر علی قدر مرتبہ دیے ہر ایک کو مال دیکر مالا مال کر دیا خواجہ
نے نصف مال طلسم زلزلہ لیکر نذر زنبیل کرکے صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر مال طلسمی سے علاوہ کہین کچھ مال ہو
اور کسی نے مجھکو دیا ہو تو وہ مال میرا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہان ہمارے نزدیک اور ہماری دانست مین تو
اب کہین مال وزر نہین ہے اگر تمکو معلوم ہو تو وہ مال تمھارا ہے خواجہ نے وہ رقعہ شاہ طلسم کا دکھلا کر
قصر زنگاری مین جا کر تہخانے سے اور شاہ نشین کی جگہ سے وہ چارون صندوقچے پر از جواہر نکال کر نذر زنبیل
کیے صاحبقران نے مع لشکر چند روز وہان مقام کرکے ایک روز دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام
مین جملہ سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا ہم نے عہد کیا تھا کہ بعد فتح طلسم زلزلہ اور بعد قتل کرنے
سازیق بن لقا و خنجگان کے سوے خانہ کعبہ جا کر جنگ احد مین شریک ہونگے کفار سے لڑینگے یا تو کفار پر
فتحیاب ہونگے یا نصرت جناب رسول خدا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی مین قتل ہوکر درجہ شہادت پر فائز ہونگے
پس حسب عہد ہم سوے خانہ کعبہ جاوینگے صاحبقران اول وصاحبقران ثانی و جملہ سرداران نامور سے
اُن سے ملینگے اور سبکے ہمراہ جا کر شریک جنگ احد ہونگے زمانہ ہماری صاحبقرانی کا تمام ہوگیا اب

نام کتاب	قیمت
طلسم نوخیز جمشیدی جلد سوم	۱۲ر پ
طلسم خیال سکندری جلد اول	۱۲ر پ
ایضاً جلد دوم	۱۲ر پ
ایضاً جلد سوم	۱۲ر پ
طلسم زعفران زار جلد اول	۱۲ر
ایضاً جلد دوم	۱۲ر
سیرت محمدیہ - غ	۸ر پ
تاج کا سپاہی - غ	۷ر پ
اخوان الصفا - اُردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ غیر-	۱۴ر پ
ترجمہ اُردو رابنسن کروسو - چھاپہ ٹیپ - غ	۱ر پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ با تصویر ہر چہار دفتر	۴ر پ
ترجمہ بوستان خیال حسب ذیل-	
۱- جلد مہدی نامہ	للعہ ر پ
۲- جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معزالدین نامہ	للعہ ر پ
۳- جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ-	۸ر پ
۴- جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ-	عہ ر پ
۵- جلد مطلع الانوار-	۷ر پ
۶- جلد خزینۃ الاسرار-	عہ ر پ
۷- جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ-	عہ ر پ
۸- جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ-	عہ ر پ
۹- جلد تفریح الاسرار ترجمہ معزالدین نامہ-	۸ر پ
الف لیلہ با تصویر	۱۲ر پ
فسانۂ عجائب جلی قلم با تصویر - کاغذ سفید گندہ	۶ر پ
ایضاً کاغذ ملتانی گندہ	۸ر پ
الف لیلہ با تصویر کامل ہر چہار جلد یکجائی	
تقطیع خرد-	۱۳ر پ
قصہ سند باد جہازی کا مروپ کا جادو-	عہ ر پ
جادۂ تسخیر-	۱۴ر پ
فسانۂ عجائب متوسط قلم	۱۴ر
ایضاً بلا تصویر جلی قلم	۲ر
سروش سخن با تصویر بجواب فسانۂ عجائب-	۵ر ۲ پائی
ایضاً بلا تصویر حسب مراتب بالا-	۴ر ۹ پائی

نام کتاب	قیمت
طلسم حیرت-	۵ر
باغ و بہار با تصویر-	۳ر
ایضاً بلا تصویر-	۳ر ۶ پائی
لطائف الظرفا از منشی دیبی پرشاد-	۳ر پ
تفریح الطلبا-	۳ر پ
طلسم فصاحت-	۹ر
آرائش محفل - قصہ حاتم طائی با تصویر-	۶ر ۶ پائی
ایضاً بلا تصویر-	۵ر
نو طرز مرصع از محمد عوض-	۱ر ۶ پائی
بستان حکمت اُردو ترجمہ انوار سہیلی	عہ ر
سیراب باغ-	۳ر ۶ پائی
فسانۂ دلپذیر-	۸ر
فسانۂ جمیل-	۴ر
قصۂ سیاہ پوش-	۶ پائی
فسانۂ معقول-	۸ر ۳ پائی
فسانۂ دلفریب-	۵ر
قصۂ زاہد شمسی-	۱ر ۶ پائی
سنگھاسن بتیسی-	۱۲ر ۶ پائی
نانک نل دمینتی-	۲ر ۶ پائی
قصہ موتی بنول	۶ پائی
بیتال پچیسی با تصویر-	۳ر
گل بکاولی - مع فرہنگ	۸ر
طوطا کہانی با تصویر-	۲ر ۶ پائی
افسانۂ پر فضا-	۳ر
قصہ گل و صنوبر-	۱ر ۶ پائی
ایک روسی زمیندار کا قصہ-	عہ ر
نورتن	۵ر ۹ پائی
قصہ اگر گل	۳ر
سیر مقبول-	۲ر ۹ پائی
قصۂ گوپی چند بھرتری-	۱ر
لطائف ہندی-	۲ر
قصہ چہار گلزار	

نام کتاب	قیمت
رسالہ تحقیق نادر یعنی اُردو شرح سکندر نامہ بری قصہ دھرم سنگھ	[illegible]

قصہ جات نظم

نام کتاب	قیمت
الف لیلہ منظوم کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت ہوتی ہیں۔	
کامل مجلد	[illegible]
جلد اول از منشی طوطا رام شایاں۔	۱۲ر پ
ایضاً جلد دوم از منشی طوطا رام شایاں کاغذ سفید	۱ر پ
ایضاً۔ جلد سوم مترجمہ منشی طوطا رام شایاں۔	۱۲ر پ
ایضاً منظوم جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ حنائی و سفید۔	۱۳ر پ
مجموعۂ قصص باتصویر شامل پانچ قصہ	[illegible]
قصہ سوداگر بچہ۔	۹
بحر دانش۔ مطبوعہ غیر۔	۹
قصہ ماہی گیر۔	۶
ناٹک بہت عالی معروف بہ گل بکاؤلی۔	۲ر
قصۂ ماہ رمضان۔	۳
قصۂ قاضی جونپور۔	۹
قصۂ بیجہ۔	۶
قصۂ شاہ روم۔	۹
قصۂ شیخ منصور۔	۶
سنگھاسن بتیسی منظوم۔	۳ر
گلزار ابراہیم۔	۲ر
چشمۂ شیریں۔	ار
قصہ گلاب چنبیلی۔	[illegible]
ایجاد رنگین۔	ار
مجموعہ چوسر نامہ و لیلی نامہ و افیونی نامہ از منشی بینی رام۔	ار
پدماوت بھاکا اُردو از ملک محمد جائسی جدید الطبع۔	۱۲ر
پدماوت اُردو ترجمہ از فارسی شرح شعر ملک محمد جائسی	عہ
پدماوت اُردو از عبرت و عشرت۔	۳ر

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب منظوم۔	۱ر
گلدستۂ [illegible]	[illegible]
ہدایہ انتظار۔	[illegible]
قصۂ حاتم طائی منظوم۔	[illegible]
قصۂ عابد و شیطان۔	۳
شیریں خسرو باتصویر۔	۲ر
بنجارہ نامہ۔	۳
لیلی مجنوں۔	۲ر
بہار دانش۔	۳ر
مجموعہ قصہ سپاہی زادہ شامل بارہ قصہ۔	ار
شاہنامہ اُردو باتصویر۔	[illegible]
طلسم شایان۔	۳ر
بکٹ کہانی۔	۶
سراپائے تصور زخم۔	۶
قصۂ گلفام۔	۹
باغ عاشق۔	۲ر
گلدستۂ نجات ترجمہ سکندر نامہ بحری و بری	۱۲ر
سراپائے پری۔	[illegible]
قصہ شگفتہ۔ نظم معروف بہ رشک گلزار دہ موسوم باسم تاریخی نغمۂ نازہ عجیب و غریب قصہ ہے اور لائق دید ہے مترجمہ مولوی محمد تقی صاحب بزبان اُردو۔	[illegible]

نئے اور دلچسپ ناول اُردو

نام کتاب	قیمت
سندر شانتا کامل چار حصہ۔	[illegible]
کرشن کانتا حصہ اول	۱۲ر
ایضاً حصہ دوم	[illegible]
بزم اکبری حصہ اول	[illegible]
سکاری کا پتلہ	عہ
ناول ماما	عہ
الو کی دم فاختہ	[illegible]
[illegible] کی کھوٹی یا بانچۂ اطفال	[illegible]